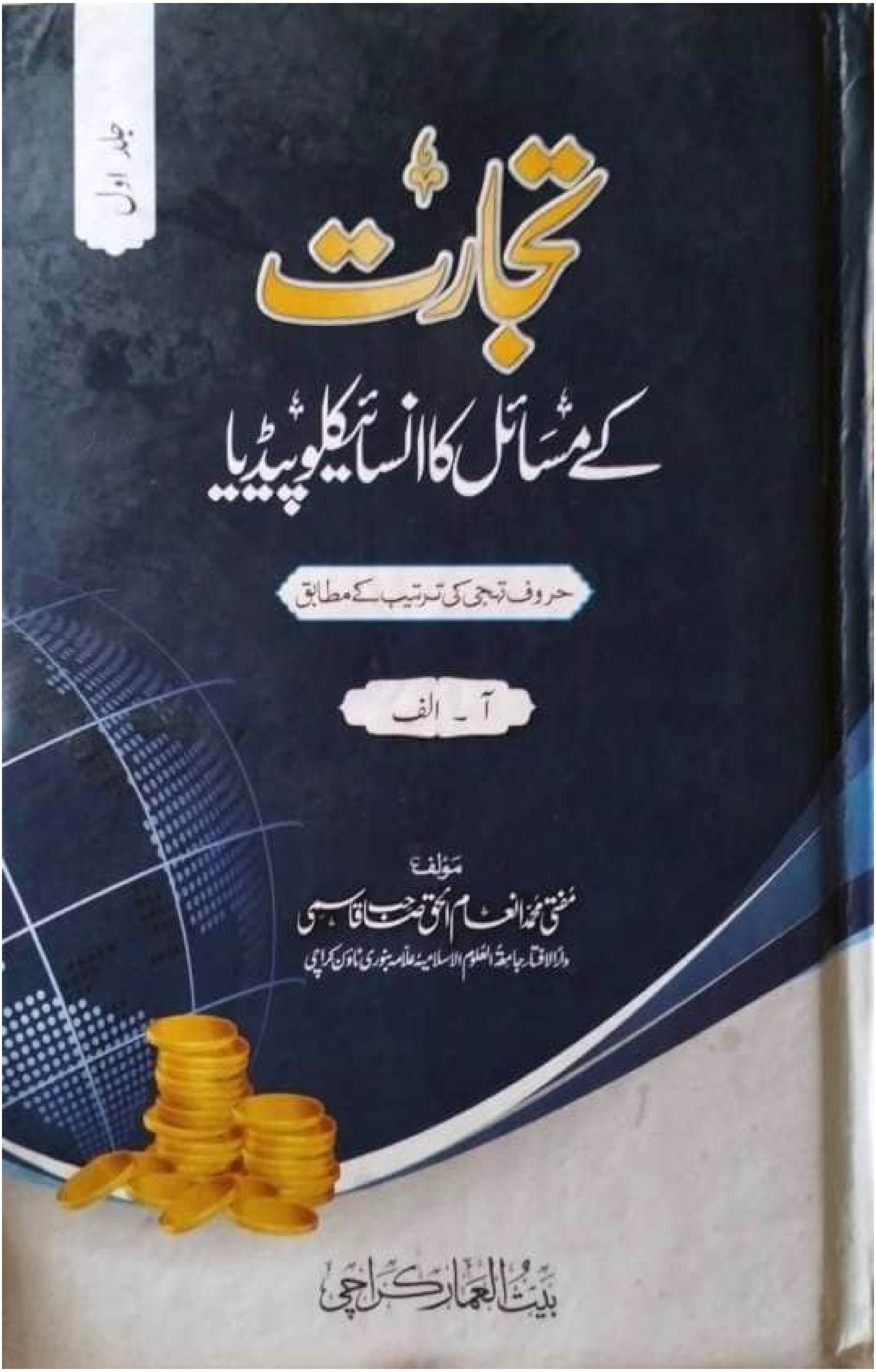

جلد اول
تجارت
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق
آ - الف
مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

1

بیت العمار کراچی

صفحہ نمبر	عنوان
۲۶۱	استصناع میں بنائی ہوئی چیز متعین ہوتی ہے یا نہیں؟..............
۲۶۱	استصناع میں تیار کیے ہوئے مال کا حکم.........................
۲۶۳	استصناع میں سامان نہ لینے کا اندیشہ ہو تو اجارہ کا عقد کرے........
۲۶۳	استصناع میں قیمت کی بروقت ادائیگی.........................
۲۶۴	استصناع میں قیمت مقرر کرنا ضروری ہے......................
۲۶۵	استصناع میں مال تیار ہونے کے بعد..........................
۲۶۶	استصناع میں مال تیار ہونے کے بعد نہ لینے کا اختیار ہوگا یا نہیں؟....
۲۶۶	استصناع میں مبیع حوالہ کرنے کی جگہ متعین کرنا..................
۲۶۷	استصناع میں مبیع مسترد کرنے کی صورت میں واپس کرنے کا خرچہ کس پر ہوگا؟
۲۶۷	استصناع میں مصنوعات کے اوصاف بیان کرنا.....................
۲۶۷	استصناع میں وقت پر مبیع اٹھانا.............................
۲۶۸	استعمال کی چیزوں کے چار درجے ہیں.........................
۲۶۹	اسٹاپ آرڈر (Stop order)............................
۲۶۹	اسٹال میں شراکت داری کرنا.................................
۲۷۰	اسٹامپ کی بیع..
۲۷۰	اسراف سے بچیں مارکیٹنگ میں................................
۲۷۱	اسرائیل کے معاون مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنا...............
۲۷۳	اسقاط خیار..

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل

صفحہ نمبر	عنوان



تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد عبدالسلام صاحب چاٹگامی مدظلہ العالی
مفتی واستاذ الحدیث جامعۃ اہلیہ دارالعلوم معین الاسلام ہاٹہزاری چاٹگام بنگلہ دیش
وسابق رئیس دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ، علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد

یہ کہ ''کتاب تجارت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا'' تالیف مولانا مفتی محمد انعام الحق صاحب کو بندہ نے سرسری نظر سے دیکھا ہے، اس موضوع پر اردو زبان میں دوسری کوئی کتاب اس سے قبل نظر سے نہیں گذری، ماشاءاللہ کتاب جیسی تاریخی ہے، فقہ اسلامی کا قدیم و جدید مسائل کا ایک انمول مجموعہ بھی ثابت ہوگا، نیز مدلل کتاب ہے اور انداز تحریر بھی شگفتہ اور دلکش ہے، اگر پوری کتاب مارکیٹ میں آجائے تو تجارت کے مسائل کا بڑا ذخیرہ سامنے آجائے گا، خاص کر مروجہ اسلامی بینکاری اور اس سے متعلق اجارہ کی بحث اور اسلامی بینک کا صحیح چہرہ سامنے آجاتا ہے اسی طرح ''آئی ایم ایف'' کی تفصیلات کو دیکھنے کے بعد اسلامی بینک کی حقیقت اور اس کی حقیقی روح واضح ہوجاتی ہے، اللہ تعالی تمام مسلمانانِ عالم خاص کر پاکستان اور بنگلہ دیش کے بعض خواص وعوام کو دینی بصیرت وفہم عطا فرمائے کہ وہ اسلامی بینک کے سودی کاروبار سے آگاہی حاصل کرکے اپنی اپنی غلطیوں سے واپس ہوکر صراط مستقیم پر گامزن ہوجائیں۔ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

اللہ تعالی جناب مفتی صاحب زید مجدہ کو مزید دینی خدمات کے لئے توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا رب العالمین، وصلی اللہ تعالی علی النبی الامی وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

راقم

بندہ محمد عبد السلام چاٹگامی عفا اللہ عنہ
استاذ دار العلوم معین الاسلام
ہاٹہزاری، چاٹگام

۴/رجب/۱۴۴۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ہمیں جس دین سے نوازا وہ ایک ابدی دین ہے اور انسانی زندگی کا پورا ضابطہ حیات (Complete Code of Life) ہے۔

جو دوسرے مذاہب کی طرح چند اخلاقی تعلیمات اور عبادات تک محدود نہیں بلکہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک بلکہ موت کے بعد جنت پہنچنے تک کے تمام معاشی، معاشرتی، سیاسی امور اور آخرت کی کامیابی کے تمام مسائل کے متعلق تفصیل سے رہنمائی کرتا ہے۔

اور اس بات میں رتی برابر شک نہیں کہ جب تک کسی معاشرہ کے معاشی اور مالی معاملات قرآن وسنت اجماع وقیاس کے مطابق نہ ہوں تب تک اس معاشرہ کی منصفانہ تشکیل ممکن نہیں، اس لیے قرآن وحدیث نے جہاں عبادات کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریم ﷺ کی سنت کی اتباع کو ضروری قرار دیا ہے وہاں اپنی تجارت اور کاروباری سرگرمیوں کو بھی اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی کریم ﷺ کے طریقے کے تابع رکھنے کی تلقین کی ہے اور اس بارے میں نہایت عمدہ اور جامع اصول وضوابط عطا کئے ہیں، جن کی روشنی میں ہم اپنی معیشت اور نظام اقتصاد کو صحیح بنیادوں پر قائم کر سکتے ہیں، لیکن موجودہ دور میں سرمایہ دارانہ نظام پوری دنیا پر چھایا ہوا ہے، اور امت مسلمہ مجموعی حیثیت سے اسلام کی معاشی، اقتصادی اور تجارتی تعلیمات سے بے خبر، جاہل اور غافل ہے جس کی وجہ سے ہم معاشی اور تجارتی میدان میں دین حق کے فیوض وبرکات سے محروم ہیں اور مختلف قسم کے مسائل میں گرفتار ہو چکے ہیں۔

اور سرمایہ دارانہ نظام میں سرمایہ داروں کے دلوں میں رحمت اور شفقت نام کی کوئی چیز ہے ہی نہیں، سرمایہ دار کی زندگی کا مقصد صرف اور صرف مال کمانا ہوتا ہے، خواہ وہ ہیروئن فروخت کر کے مال کمائے یا نائٹ کلب کھول کر روپیہ کمائے یا قتل وغارت کا بازار گرم کر کے اپنی حرص اور لالچ کے پیٹ کو بھرے، پھر مال وزر ہر وقت کسی نہ کسی خرابی کو ساتھ لاتا ہے، جو اس کی خصوصیت ہے۔

غرور، تکبر، شیخی اور گھمنڈ کے جذبات دماغ میں ہوتا ہے، اور حرص اور لالچ کے خون خوار جذبات کو جنم دیتا ہے تاکہ وہ غریب اور محتاج لوگوں کا خون چوس کر ان کو مزید غریب اور محتاج بنا دے۔

آج پوری دنیا سرمایہ دارانہ نظام کی شیدائی بنی ہوئی ہے اور جمہوریت بھی اسی سرمایہ دارانہ نظام کی ایک فرع ہے آج یہود ونصاری مسلم ممالک میں اس نظام کو رائج کرنے کے لئے مسلمانوں کو گاجر مولی کی طرح کاٹ رہے ہیں، اور اس نظام کی خاص خصوصیت یہ ہے کہ اس میں معاشرہ کی ساری دولت اور تمام مال وزر دولت مندوں اور اوپر کی سوسائٹی کے لوگوں کے ہاتھوں میں جمع ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے عام لوگ، کاشت کار، ہاری، مزدور، کاریگر روز بروز قلاش اور مفلس ہوتے چلے جاتے ہیں اور ان کی کمائی کی ساری دولت کھینچ کر دولت مندوں اور مالداروں کی تجوریوں میں چلی جاتی ہے، اور غریب مزدور امیروں کی عیش وعشرت اور فضول خرچی کے لئے جانوروں کی طرح سارا دن کام کرتا رہتا ہے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس کا چولہا پھر بھی صبح سے شام تک بجھا رہتا ہے، اور ملک کے کارخانے دن رات کپڑے بنتے ہیں لیکن کپڑا بننے والے غریب اور مزدور کی بیٹیاں تار تار کو ترستی رہتی ہیں، زمین غلہ اور پیداوار اگل رہی ہے لیکن غریب کسان کے بچے رات کو بھوکے پیٹ سوتے ہیں۔

اس نظام کے مقابلہ میں اسلام نے ایک نظام دیا ہے جو انتہائی حکیمانہ متوازن، معاشی خوشحالی، اور حقیقی ترقی کا ضامن ہے اور اس کی خلاف ورزی خطرناک رجحانات اور ایسی معاشی برائیوں کو جنم دیتی ہے جو آہستہ آہستہ پورے معاشرے کو غیر یقینی صورت حال سے دو چار کر دیتی ہیں اس لیے اسلامی حکومت میں ان لوگوں کو تجارت اور کاروبار کرنے کی بالکل اجازت نہیں جو خرید و فروخت کے متعلق اسلامی احکام سے واقف نہ ہوں۔

خلیفہ ثانی امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

لا یبع فی سوقنا إلا من تفقه فی الدین۔ (۱)

عن عمر قال: لا یبع فی سوقنا هذا إلا من تفقه فی الدین۔ (۲)

ہمارے بازاروں میں وہی آدمی خرید و فروخت کرے جسے دین کے تجارتی احکام کی سمجھ ہو۔

مالکی مذہب کے مشہور و معروف فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن العبدری الفاسی المالکی (ابن امیر الحاج) متوفی ۷۳۷ھ نے اپنی مشہور کتاب المدخل میں لکھا ہے کہ انہوں نے سید ابو محمد رحمہ اللہ کو ذکر کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے مراکش میں محتسب کو بازاروں میں گشت کرتے دیکھا ہے جو ہر دکان کے پاس جا کر ٹھہرتا اور دکان دار سے اس کے سامان سے متعلق لازمی احکام کے بارے میں پوچھتا اور یہ دریافت کرتا کہ ان میں سود کب شامل ہوتا ہے اور وہ اس سے کیسے محفوظ رہتا ہے اگر وہ صحیح جواب دیتا تو دکان اس کے پاس رہنے دیتا، اور اگر صحیح جواب نہ دے پاتا تو اسے دکان سے نکال دیتا اور کہتا تیرے لئے مسلمانوں کے بازار میں بیٹھنا ممکن نہیں

(۱) (جامع الترمذی (۱/۲۲۲) أبواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی، ط: مکتبه رحمانیه)

(۲) "ت" کنز العمال (۴/۱۲۵) کتاب البیوع، آداب متفرقة، رقم الحدیث: ۹۸۶۳، ط: مؤسسة الرسالة۔

ہے تو لوگوں کو سود اور حرام کھلائے گا۔

سمعت سيدي أبا محمد رحمه الله يذكر أنه أدرك بالمغرب المحتسب يمشي على الأسواق ويقف على كل دكان فيسأل صاحب الدكان عن الأحكام التي تلزمه في سلعه ومن أين يدخل عليه الربا فيها وكيف يتحرز عنها، فإن أجابه أبقاه في الدكان وإن جهل شيئا من ذلك أقامه من الدكان، ويقول: لا نمكنك أنك تقعد بسوق المسلمين تطعم الناس الربا أو مالا يجوز انتهى۔ (۱)

حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے بھی اس شخص کو بازار سے نکال دینے کا حکم فرمایا تھا جو شریعت کے احکام نہ جانتا ہوتا کہ مسائل نہ جاننے کی وجہ سے لوگوں کو سود نہ کھلا دے۔

وقد أمر مالك رحمه الله بإقامة من لا يعرف الأحكام من السوقة لئلا يطعم الناس الربا۔ (۲)

کنز العمال میں صحیح سند کے ساتھ نقل ہے کہ ہمارے بازاروں میں صرف وہی آدمی خرید وفروخت کیا کرے جو دینی مسائل جانتا ہو۔

عن عمر قال: لا يبع في سوقنا هذا إلا من تفقه في الدين۔ (۳)

فتاوی تاتارخانیہ میں فتاوی سراجیہ سے نقل کیا ہے کہ کسی شخص کا تجارت میں مشغول ہونا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ وہ خرید وفروخت کے احکام کو نہ جان لے کہ کیا جائز ہے اور کیا ناجائز ہے۔

السراجية: لا ينبغي للرجل أن يشتغل بالتجارة ما لم يعلم احكام البيع

(۱) (المدخل لابن الحاج، أبو عبدالله محمد بن محمد العبدري الفاسي المالكي الشهير بابن الحاج (المتوفى: ۷۳۷هـ) (۱/۱۵۷)، فصل في اللباس، ط: دار التراث)

(۲) (المدخل لابن الحاج، (۱/۱۵۷)، فصل في اللباس، ط: دار التراث)

(۳) "ت" "كنز العمال (۴/۱۲۵) كتاب البيوع، آداب متفرقة، رقم الحديث: ۹۸۶۳، ط: مؤسسة الرسالة۔

والشراء، مایجوز ومالایجوز۔ (۱)

حرام ذرائع سے مال حاصل کرنے سے انسان کی ساری محنت اور ریاضت برباد ہوجاتی ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو سب سے بڑا عبادت گزار قرار دیا جو حرام کمائی سے اپنا دامن محفوظ اور مامون رکھے۔

ترمذی شریف میں ہے:

اتق المحارم تكن أعبد الناس۔ (۲)

حرام کی ہوئی چیزوں سے بچوں سب لوگوں سے بڑے عبادت گزار بن جاؤگے۔

حلال رزق کھانے سے آدمی مستجاب الدعوات بنتا ہے، اور مستجاب الدعوات ایسے لوگوں کو کہتے ہیں جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

وروي عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: تليت هذه الآية عند رسول الله صلى الله عليه وسلم: يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا۔ (البقرة:١٦٨) فقام سعد ابن أبي وقّاص رضي الله عنه، فقال: يا رسول الله ادع الله أن يجعلني مستجاب الدعوة، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: يا سعد أطب مطعمك تكن مستجاب الدعوة، والذي نفس محمّد بيده: إنَّ العبد ليقذف اللقمة الحرام في جوفه مايتقبل منه عمل أربعين يوماً، وأيما عبد نبت لحمه من سحت فالنار أولى به۔ رواه الطبراني في الصغير۔ (۳)

---

(۱) (الفتاوى التاتارخانية(٢٣٥/١٨)، كتاب الكراهية، الفصل السابع والعشرون في البيع والاستيام على سوم الغير، ط:مكتبه زكريا، ديوبند، الهند)۔

(۲) سنن الترمذی(٥٠٥/٢)، أبواب الزهد، باب من اتقى المحارم فهو اعبد الناس، مكتبه رحمانيه۔

(۳) (الترغيب والترهيب للمنذری، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه۔۔۔الخ، (رقم الحديث:٢٥٩٦)، (١٩/٣)، ط:دار الحديث القاهرة، ١٤٣١هـ-٢٠١٠ء)۔

امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید امام محمد حسن بن الشیبانی رحمہ اللہ سے ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ زہد اور تقوی کے بارے میں کوئی کتاب کیوں نہیں لکھتے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے ''بیوع'' (خرید وفروخت) کے بارے میں ایک کتاب لکھ دی، اس کتاب کے مسائل کو ذہن میں رکھتے ہوئے جب کوئی شخص خرید وفروخت کرے گا اور ناجائز اور حرام سے بچے گا تو وہ زاہد اور متقی ہوگا، اس کی کمائی حلال ہوگی اور عمل اچھا ہوگا۔ (۱)

حضرت عطیہ سے منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایبلغ العبد أن یکون من المتقین حتی یدع ما لا بأس به حذرا لما به بأس۔ (۲)

بندہ اس وقت تک متقی نہیں بن سکتا جب تک حرج والی چیزوں کے خوف سے وہ چیزیں بھی نہ چھوڑ دے جن میں کوئی حرج نہ ہو۔

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے زہد کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

''زہد یہ ہے کہ جب حلال میسر آئے تو شکر میں کوتاہی نہ کرے اور حرام میں واقع ہونے سے پرہیز کرے۔ (۳)

حلال روزی طلب کرنا فرض ہے، زراعت، تجارت، ملازمت اور محنت مزدوری سے کمائی کی جاسکتی ہے لیکن ان تمام چیزوں میں تجارت سب سے افضل اور

---

(۱) قد صنفت کتاب البیوع، ومراده بینت فیه مایحل ویحرم، ولیس الزهد إلا الاجتناب عن الحرام والرغبة فی الحلال۔ (المبسوط للسرخسی، (۱۲/۱۱۰)، أنواع الربا، کتاب البیوع، ط: دار المعرفة، بیروت)۔

(۲) (سنن الترمذی، (۲/۵۲۳)، أبواب صفة القیامة، وفیه باب، ط: مکتبه رحمانیه)

(۳) موسوعة نضرة النعیم، (۶/۲۲۳۲)، بحواله المنهاج فی شعب الایمان للحلیمی۔

سب سے بہتر معاش کا ذریعہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

قال مالک:قال عمر بن الخطاب:علیکم بالتجارۃ، لاتفتننکم هذه الحمراء علی دنیاکم۔[1]

تم لوگوں پر تجارت کو اختیار کرنا لازم ہے، یہ گورے لوگ یعنی عجمی غلام تمہاری اس دنیا پر تمہارا امتحان نہ بن جائیں۔

نبی کریم ﷺ نے بعثت سے پہلے خود تجارت فرمائی، شراکت اور مضاربت پر کاروبار کیا، خلفاء راشدین کی اکثریت تجارت کرتی تھی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جاہلیت کے زمانہ میں ایک معروف ومشہور تاجر تھے، نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں بصری تجارت کے لئے تشریف لے گئے۔

ابن سعد نے ''طبقات ابن سعد'' میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو دوسرے روز خلافت کے امور نمٹانے کے لیے خلافت کے دربار میں نہیں گئے بلکہ آپ ہاتھ پر کپڑے کے تھان رکھ کر بازار کی طرف جانے کے لئے نکلے، اتفاقا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا، انہوں نے آپ کو روک کر عرض کیا کہ آپ کے کاندھوں پر کل خلافت کا بار ڈالا گیا ہے اور آپ تجارت کے لیے بازار جارہے ہیں، خلافت کا کام کون نمٹائے گا، اور آپ خلافت کی ذمہ داری کیسے ادا کریں گے؟ ان دونوں حضرات کا سوال بھی درست تھا، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی جس مقصد کے لئے کپڑے کے تھان ہاتھ پر رکھ کر بازار جارہے تھے وہ بھی صحیح تھا کیوں کہ ان

---

(۱) (البیان والتحصیل، (۲۱۸/۱۸) ماجاء عن عمر بن الخطاب فی التجارۃ، ط:دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان)

التراتیب الاداریۃ (۱۸/۲) القسم التاسع، باب تشدید عمر علی الصحابۃ فی ترکهم الاتجار الخ، ط:دار الارقم۔

کے اوپر پورے خاندان کی کفالت کی ذمہ داری تھی، اس سے بری الذمہ ہونا بھی ایک دینی فریضہ تھا، چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے سوال کا جواب یہ دیا کہ پھر اپنے اہل وعیال کو کہاں سے کھلاؤں گا اور ان کی زندگی کی ضروریات کو کیسے پورا کروں گا؟ ان دونوں حضرات نے یہ جواب دیا کہ آپ خلافت کے امور نمٹائیں اور ہم آپ کے اہل وعیال کے لیے وظیفہ مقرر کردیں گے۔

أخبرنا مسلم بن إبراهيم قال: أخبرنا هشام الدستوائي قال: أخبرنا عطاء بن السائب قال: لما استخلف أبو بكر أصبح غاديا إلى السوق وعلى رقبته أثواب يتجر بها فلقيه عمر بن الخطاب وأبو عبيدة بن الجراح فقالا له: أين تريد يا خليفة رسول الله؟ قال: السوق. قالا: تصنع ماذا وقد وليت أمر المسلمين؟ قال: فمن أين أطعم عيالي؟ قالا له: انطلق حتى نفرض لك شيئا. فانطلق معهما ففرضوا له كل يوم شطر شاة وما كسوه في الرأس والبطن. فقال عمر: إليَّ القضاء. وقال أبو عبيدة: وإلي الفيء. قال عمر: فلقد كان يأتي عليَّ الشهر ما يختصم إليَّ فيه اثنان.(۱)

دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ایک تاجر تھے اور آپ دیبا اور ریشم کی تجارت کرتے تھے، آپ کے ساتھ کعب بن عدی التنوخی تجارت میں شریک تھے، آپ نے نہایت غور وفکر کے بعد تجارت میں قدم رکھا تھا، اور ایک بہترین تاجر تھے اور تجارت کے موقع پر موت آنا جہاد کے علاوہ اور تمام مواقع پر بہتر سمجھتے تھے۔

قریش کے اکثر لوگ تجارت پیشہ تھے، مکہ میں مختلف لوگ مختلف چیزوں کی تجارت کرتے تھے، عرب میں کسی بھی کاروبار میں کوئی عار نہیں سمجھی جاتی تھی کوئی بھی

---

(۱) (الطبقات الكبرى لابن سعد، (۱۳۷/۳)، طبقات البدريين من المهاجرين، ذكر بيعة أبي بكر، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

کام ہوا سے عزت اور شرافت کا باعث سمجھا جاتا تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی ایک بہت بڑے تاجر تھے، اور ان کا تاجر ہونا تقریباً ہر شخص اچھی طرح جانتا تھا بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے میں تاجر تھے۔

عشرہ مبشرہ کی اکثریت تاجر تھی، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام تجارت کو پسند کرتے تھے، اور روزی کمانے کے لئے تجارت کو افضل اور بہتر سمجھتے تھے۔

تجارت کے افضل اور بہتر ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو جاننا بھی ضروری ہے تاکہ شریعت کے مطابق تجارت کرنا ممکن ہو مثلاً جھوٹ نہ بولے، سچی جھوٹی کسی قسم کی قسمیں نہ کھائے، خرید و فروخت میں کسی کو دھوکہ نہ دے، ناپ تول میں کمی نہ کرے، اگر تاجر ان ہدایات پر عمل کرے گا تو قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھے گا۔

عن أبي سعيد ،عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: التاجر الصدوق الأمين مع النبيين، و الصديقين، و الشهداء۔ (۱)

قیامت کی نشانی

قیامت کے قریب مال و دولت کی حرص کی وجہ سے لوگوں میں حرام وحلال کی تمیز ختم ہوجائے گی، اور ہر شخص کی زندگی کا مقصد صرف مال اکھٹا کرنا رہ جائے گا، خواہ حلال اور جائز طریقہ سے اکھٹا ہو یا حرام اور ناجائز طریقہ سے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی جب کہ اسلام نے حرام طریقہ سے مال کمانے اور خرچ کرنے دونوں پر پابندی لگائی ہے۔ (ترمذی)

(۱) (سنن الترمذي، (۱/ ۲۲۹)، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم اياهم، ط: قديمي)۔

ایک اور حدیث میں ہے:

لیأتین علی الناس زمان لا یبالی المرء بما أخذ المال أمن حلال أم من حرام۔ (۱)

لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ حلال طریقے سے مال کمارہا ہے یا حرام طریقے سے۔

قیامت کے دن

مال ودولت اللہ تعالی کا خاص فضل اور اس کی قابل قدر نعمت ہے،لیکن ہمارے دین نے مال ودولت حاصل کرنے کے لئے غلط اور ناجائز طریقے اختیار کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ ہر مسلمان کو حلال اور جائز ذرائع استعمال کرنے کا مکلف اور ذمہ دار ٹھہرایا اور یہ فکر دی اور عقیدہ دیا کہ قیامت کے دن ہر شخص کو یہ حساب دینا ہوگا کہ اس نے مال کن ذرائع سے حاصل کیا تھا،حلال اور جائز طریقے سے یا ناجائز اور حرام طریقے سے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا تزول قدما عبد یوم القیامة حتی یسأل عن عمره فیما أفناه، وعن علمه فیما فعل، وعن ماله من أین اكتسبه وفیما أنفقه، وعن جسمه فیما أبلاه۔ (۲)

قیامت کے دن انسان کے قدم اٹھ نہیں سکیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے کہ اس نے اپنی عمر کن کاموں میں لگائی،اور علم کے مطابق کتنا عمل کیا۔اور مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا،اور اپنے جسم کی توانائیاں کہاں کھپائیں۔

(۱) صحیح البخاری، (۲۷۶/۱)، کتاب البیوع، باب من لم یبال من حیث کسب المال، ط: قدیمی کتب خانہ۔

(۲) (سنن الترمذی، (۵۱۸/۲)، ابواب صفة القیامة، ط: مکتبہ رحمانیہ)۔

شریعت کی نظر میں حرام کمائی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی وجہ سے عبادت اور دعا بھی بے اثر رہتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے مٹی ملا ہوا پراگندہ بال ہوتا ہے، اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر اے رب، اے رب کہتا ہے، جب کہ اس کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، اور حرام سے ہی غذا دیا گیا، پھر اس کی دعائیں کیسے قبول ہوں۔ (۱)

تجارت صرف دنیاوی کام نہیں بلکہ یہ ایک بابرکت ذریعہ معاش اور بہترین پیشہ ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل ومہربانی کو تلاش کیا جاتا ہے، اور شریعت کے مطابق کاروبار کرکے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اسلامی احکام کے خلاف کاروبار کرکے شیطان کو راضی کرکے اللہ کو ناراض کیا جاتا ہے، اور ایسا تاجر اس دنیا میں شیطان کا نمائندہ ہوتا ہے، اور جو شخص شیطان کا نمائندہ ہوتا ہے اس کی دنیا اور آخرت دونوں تباہ وبرباد ہوجاتی ہیں اس لئے ہم نے تجارت کے مسائل کو حروف تہجی کی ترتیب سے اس کتاب میں مرتب کیا ہے تاکہ تجارت اور کاروبار کے مسائل کو سیکھ کر اس کے مطابق عمل کیا جاسکے اور دنیا اور آخرت دونوں جہان میں کامیابی حاصل کرنا آسان ہوسکے، اور بندہ کے لئے یہ کتاب صدقہ جاریہ بن جائے۔

اور آخر میں ان تمام حضرات کا شکر گزار ہوں جو اس کتاب کی تخریج، تصحیح کمپوزنگ، پروف ریڈنگ اور سیٹنگ میں شامل رہے، خاص طور پر مفتی شاہ نور الحسن، مفتی یوسف، مفتی ولی اللہ حسین اور حمزہ منصور تخریج میں شامل رہے، مفتی زبیر

(۱) ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیہ إلی السماء یارب یارب ومطعمه حرام ومشربه حرام وملبسه حرام وغذی بالحرام فأنی یستجاب لذلک۔ (مسلم، (۱/۲۰۳)، کتاب الزکوۃ، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب، ط: قدیمی)۔

شمس الضحیٰ اور مفتی ذوالقرنین کمپوزنگ میں شریک رہے اور عزیزم محمد مرزوق انوا
سلمہ سیٹنگ کے کام میں شامل رہے، اللہ تعالیٰ سب کی محنتوں کو قبول فرمائے اور سب
کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین بحرمة سید المرسلین صلی اللہ علیه وعلی آله وصحب
اجمعین۔

کتبہ
محمد انعام الحق قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
۲۳ شعبان ۱۴۳۹ھ
۸ مئی ۲۰۱۸ء

اسلام

اسلام ایک مستقل دین اور مکمل نظام حیات ہے، جو انسان کو ایک ایسی زندگی گزارنے کا ضابطہ عطاء کرتا ہے، جس کی روشنی میں ایک قوم یا ایک فرد روحانی اور مادی اعتبار سے ترقی کی منزلیں نہایت آسانی کے ساتھ طے کر سکتا ہے، دیگر مذاہب جمود کے قائل ہیں، لیکن اسلام جمود کا قائل نہیں، بلکہ اسلام ایک حرکت (Dynamic) والا دین ہے جو ہر قسم کے پیش آنے والے حالات، اور ہر قسم کے معاملات پر غور وفکر کر کے قرآن وسنت کے بنیادی اصولوں کی روشنی میں اجتہاد اور استنباط سے کام لینے کی ترغیب دیتا ہے، اس کے ذریعہ ہر زمانہ میں نئے پیش آنے والے مسائل حوادث اور واقعات کے بارے میں مسلمان اپنے لیے نظام، ضابطہ اور راہ عمل مرتب کر سکتے ہیں۔

اسلام کا مقصد انسان کی بھلائی ہے، اور یہ بھلائی صرف دنیا کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ اُخروی زندگی پر بھی محیط ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اصل زندگی اُخروی زندگی ہے دنیوی زندگی تو چند سال کے بعد ختم ہو جاتی ہے لیکن اخروی زندگی ہمیشہ کی زندگی ہے، اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، اور ایک مسلمان کے لیے دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں کا بہتر اور کامیاب ہونا ضروری ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایمانداروں کو یہ دعا سکھائی ہے:

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱)

(۱) (البقرة: ۲۰۱)

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں اچھائی عطا فرما، اور آخرت میں بھی اچھائی عطا فرما، اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

اور یہاں دنیا کی بھلائی سے مراد: عافیت، نیک بیوی، علم، عبادت پاکیزہ مال، نیک اولاد، صحت، دشمنوں پر فتح، نیک لوگوں کی رفاقت، اسلام پر ثابت قدمی، اور ایمان پر خاتمہ ہے۔

اور آخرت کی بھلائی سے مراد: جنت، برے حساب، اور میدان حشر کے خوف وڈر سے سلامتی، حور عین، اور اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت ہے۔[1]

دنیوی زندگی میں کامیابی حاصل کرنے کا مدار معاشی ترقی پر ہے اس لیے اسلام اپنے ماننے والوں کو معاشی جدوجہد میں حصہ لے کر غربت اور جہالت کو ختم کر کے معاشی طور پر ترقی کرنے کی ترغیب دیتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كاد الفقر أن يكون كفرا۔[2]

ترجمہ: فقر وغربت انسان کو کفر کے قریب پہنچا دیتی ہے۔

---

(۱) (ومنهم من يقول ربنا آتنا في الدنيا حسنة) يعني العافية والكفاف قاله قتادة أو المرأة الصالحة قاله علي كرم الله تعالى وجهه أو العلم والعبادة قاله الحسن أو المال الصالح قاله السدي أو الأولاد الأبرار أو ثناء الخلق قاله ابن عمر أو الصحة والكفاية والنصرة على الأعداء والفهم في كتاب الله تعالى أو صحبة الصالحين قاله جعفر۔ (وفي الآخرة حسنة) فقد قيل هي الجنة وقيل: السلامة من هول الموقف وسوء الحساب وقيل: الحور العين وهو مروى عن علي كرم الله وجهه وقيل: لذة الرؤية۔ (روح المعاني: (۲/ ۹۱)، البقرة: ۲۰۱، ط: دار احياء التراث العربي)

(ومنهم من يقول ربنا آتنا في الدنيا حسنة) الحسنة: مطلقة، والمعنى: أنهم سألوا الله في الدنيا الحالة الحسنة، وقد مثل المفسرون ذلك بأنها المرأة الصالحة، قاله علي. أو العافية في الصحة وكفاف المال، قاله قتادة. أو: العلم، أو العبادة، قاله الحسن. أو: المال، قاله السدي..... أو الرزق الواسع، قاله مقاتل. أو النعمة في الدنيا قاله ابن قتيبة أو القناعة بالرزق..... أو الأولاد الأبرار أو الثبات على الإيمان..... أو صحبة الصالحين۔ (تفسير البحر المحيط: (۲/ ۳۱۰)، البقرة، ۲۰۱، ط: دار الفكر بيروت)

(۲) (كنز العمال: (۶/ ۴۹۲)، رقم الحديث: ۱۶۶۸۲، حرف الزاء، كتاب الزكاة، الباب الثالث:

چنانچہ آج کل غربت کی وجہ سے بعض دفعہ لوگ عیسائی یا قادیانی ہوجاتے ہیں اور اپنی ایمانی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور آخرت کو تباہ و برباد کر کے جہنم کے گڑھے میں گرجاتے ہیں۔

عرب کی سرزمین

عرب کی سرزمین میں کوئی حکومت نہیں تھی، کوئی فوج اور پولیس نہیں تھی، ہر قبیلہ اپنی جگہ ایک آزاد مملکت کی حیثیت رکھتا تھا، اور وہ اپنی آزادی کا خود محافظ تھا، اس کا ہر فرد خود اعتمادی کا پیکر تھا، صرف مردوں میں نہیں بلکہ عورتوں میں بھی پوری پوری خود اعتمادی تھی، اس لیے ان میں کوئی معیشت کا نظام نہیں تھا، البتہ ان کی زندگی کا انحصار زیادہ تر تجارت پر تھا خاص طور پر مکہ میں رہنے والوں کا پیشہ تجارت تھا کیونکہ وہ علاقہ پانی اور سبزہ کے بغیر ایک وادی تھا، کھیتی باڑی کے لائق نہیں تھا، البتہ مدینہ کے رہنے والے لوگ کاشتکار تھے۔ (۱)

=في فضل الفقر والفقراء، الفصل الأول، ط: مؤسسة الرسالة)

حلية الأولياء: (۳/۵۳ و ۱۰۹) فمن الطبعة الأولى من التابعين، ۲۰۵- يزيد بن ابان الرقاشي و ۲۲۱- الحجاج بن الفرافصة، ط: دار الكتب العلمية۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۹)، كتاب الآداب، باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

(۱) عن الزهري قال أخبرني سعيد بن المسيب وأبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا هريرة رضي الله عنه قال إنكم تقولون إن أبا هريرة يكثر الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقولون ما بال المهاجرين والأنصار لا يحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثل حديث أبي هريرة وإن إخوتي من المهاجرين كان يشغلهم صفق بالأسواق وكنت ألزم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ملء بطني فأشهد إذا غابوا وأحفظ إذا نسوا وكان يشغل إخوتي من الأنصار عمل أموالهم وكنت امرأ مسكينا من مساكين الصفة أعي حين ينسون۔۔۔الحديث۔ (صحيح البخارى: (۱/۲۷۳)، كتاب البيوع، باب ماجاء في قول الله تبارك وتعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض۔۔۔إلخ، ط: قديمي)

قوله: وان إخوتي من الأنصار كان يشغلهم عمل أموالهم) فإن المراد بالعمل الشغل في الأراضي بالزراعة والغرس۔ (فتح البارى: (۵/۲۸)، كتاب الحرث والزراعة، باب ماجاء في الغرس، ط: دار المعرفة)=

جزیرہ نما عرب

جزیرہ نمائے عرب میں ساری کائنات میں افضل اور تمام انبیائے کرام کے سردار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے، لیکن اس علاقہ میں جہاں صرف جہالت بھری ہوئی تھی وہاں اس قوم میں ذہانت، فراست، شجاعت، بسالت، جود وسخاوت، حمیت وغیرت، فصاحت وبلاغت، اور وعدہ کرکے پورا کرنے کی عادت بھی خاص طور پر موجود تھی لیکن چونکہ ان کا رشتہ نبوت کے نور سے کٹا ہوا تھا اس لیے ان کی یہ ساری خوبیاں اور اچھی خصلتیں دوسرے ذلیل کاموں کے لیے وقف ہو کر رہ گئیں تھیں۔ (۱)

= وکان المهاجرون تجارا والأنصار أصحاب الزرع۔ (عمدة القاری: (۱۱/ ۲۳۱)، کتاب البيوع، باب قول الله تعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا فی الأرض ۔۔إلخ، ط: دار الکتب العلمية)

کان جل النشاط التجاری للعرب فی المدن، کانت لهم أسواق تجارية موسمية، تعرض فيها السلع المختلفة، وکان يحضر تلک الموسم من کان يريد التجارة والبيع والتجارة ۔۔۔۔ ولقد تميزت قريش بممارسة النشاط التجاری، حيث کانت التجارة هی النشاط الاقتصادی الرئيس لهم، والسبب فی ذلک هو أن مکة أرض صخرية لا ماء فيها ولا زرع۔ (الفقه الاقتصادی لأمير المؤمنين عمر بن الخطاب (ص: ۳۲)، المبحث الثانی: عصر عمر رضی الله عنه، ط: دار الاندلس الخضراء)

قال العارف القاسی فی تشنيف المسامع المعروف بالزراعة انما هم الانصار وأما قريش فانما لهم التجارة لا الفلاحة اذ ليست مکة بلاد زرع۔ (التراتيب الإدارية: (۲/ ۳۳)، القسم التاسع، الباب الأول فی ذکر من کان يتجر فی زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم،۔۔۔ الزراعة والغراسة، ط: دار الأرقم بيروت)

والحاصل أن المهاجرين کانوا أصحاب تجارات والأنصار أصحاب زراعات۔ (مرقاة المفاتيح (۱۰/ ۳۸) کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الفصل الأول، ط: رشيديه)

حاشية السندی على سنن النسائی: (۱/ ۳۳۸)، کتاب الزکاة، باب الحلی، ط: قديمی

(۱) تأصلت لدى العرب فی الجاهلية بعض الأخلاق الفاسدة، والأمور المنکرة الدنية ومن ذلک شرب الخمر والقمار ۔۔۔۔ ومع ذلک فقد کان فيهم من الأخلاق الفاضلة والصفات المحمودة ما يثير الإعجاب، ومن أهم تلک الصفات: الکرم، والوفاء بالعهد والشجاعة، والعزة، وإباء الضيم، والحلم والأناة، والنجدة، وغير ذلک ۔۔۔۔ ولما جاء الإسلام هذب أخلاق العرب وجعل الأخلاق الفاضلة من أفضل الأعمال وزجر عن الأخلاق الرذيلة۔ (الفقه الاقتصادی لأمير المؤمنين عمر بن الخطاب (ص: ۳۲، ۳۳)، المبحث الثانی: عصر عمر رضی الله عنه، ط: دار الاندلس الخضراء)=

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ اور مقدس زندگی ہر آدمی کے لیے ہر حالت میں کامل وکمل نمونہ ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت، اخلاق اور اعمال کی دنیا میں سب سے بڑی مارکیٹ **(Super Market)** ہے، اس ہر جنس کے خریدار اور ہر چیز کے طلب گار کے لیے بہترین سامان موجود ہے۔[۱]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی

نبوت کے اعلان سے پہلے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی نہایت پاکیزہ اور معاملات نہایت کھرے اور تعلقات نہایت مضبوط اور پائیدار تھے، آپ کی ان صفات کی شہرت مکہ اور مکہ سے باہر پھیل چکی تھی، ہر کوئی آدمی آپ کی خوبیوں سے اپنی اپنی استعداد کے مطابق باخبر ہوا، کیونکہ پھول کی خوشبو اور مہک صرف چمن کی حدود کے اندر محدود نہیں رہتی بلکہ چمن کی حدود سے باہر بھی نکلتی ہے، اور چمن سے باہر راستہ پر چلتے ہوئے لوگوں کو بھی اپنی موجودگی کا پتہ دیتی ہے۔[۲]

= الرحیق المختوم: (ص: ۳۷) دیانات العرب، الأخلاق، ط: دار الهلال۔

التاریخ الإسلامی للدکتور إبراهیم الشریقی: (ص: ۱۹، ۲۰) الفصل الأول، العرب قبل ظهور الاسلام، ط: المکتبة الفاروقیة)

(۱) قال تعالی: لقد کان لکم فی رسول الله أسوة حسنة (الأحزاب: ۲۱)

والأسوة: الاقتداء، فیلزم المسلم أن یجعل قدوته رسول الله صلی الله علیه وسلم وذلك باتباع سنته.

(أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن: (۳۰۱/۷)، سورة محمد: ۳۳، ط: دار الفکر)

وعن جابر رضی الله عنه أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: إن الله بعثنی لتمام مکارم الأخلاق و کمال محاسن الأفعال۔ رواه فی شرح السنة: مشکاة المصابیح (ص: ۵۱۴)، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین صلوات الله وسلامه علیه، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۲) کان محمد صلی الله علیه وسلم منذ نشأته مشهورا بالصدق والأمانة والوفاء لذلک أوکلت إلیه السیدة خدیجة بنت خویلد القیام بشئون تجارتها ــــــ کان صلی الله علیه وسلم منذ نعومة أظفاره بعیدا عن دنس الجاهلیة وفساد الذی غرق القوم فی جحیمها۔ وفی سیرته قبل البعثة الدلیل الذی =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا اثر

٥٠ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمام علوم کے جامع تھے، آپ نے دنیا کو جس طرح عبادات اور بندگی کی تعلیم دی اسی طرح دنیا میں رہنے کے طریقے بھی سکھائے، معاشرت، معاملات اور لین دین کے طریقے بھی بتائے، اس دنیا میں ہمیشہ سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ ہر فن کے لیے الگ الگ تعلیم گاہیں اور درس گاہیں ہوتی ہیں زراعت کے لیے الگ، میڈیکل، حکمت اور طب کے لیے الگ، انجینئرنگ کے لیے الگ، قانون اور وکالت کے لیے الگ، کامرس کے لیے الگ، غرض ہر فن اور ہر مادہ کے لیے الگ الگ درسگاہیں اور تعلیم گاہیں ہوتی ہیں اور جس فن کی کوئی تعلیم گاہ ہوتی ہے اس سے تعلیم حاصل کرکے اسی فن کے لوگ تیار ہوکر نکلتے ہیں، ڈاکٹری اور طب کے لیے الگ کالج ہوتا ہے، صنعت وحرفت کے لیے الگ درسگاہ اور زراعت و تجارت کے لیے الگ تعلیم گاہ ہوتی ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ہی درسگاہ اور ایک ہی تعلیم گاہ تھی اس میں مہاجرین اور انصار بلکہ پوری دنیا سے تعلق رکھنے والے صحابہ کرام طالب علم تھے کسی کا تعلق کسی ملک سے تھا، کسی کا تعلق کسی قبیلہ سے تھا، ایک ہی درسگاہ میں ایک ہی استاذ سے سب تعلیم حاصل کررہے تھے، اسی مدرسہ میں تعلیم حاصل کرکے حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی مرتضی

= لایقبل الجدل أنه خلق لیؤدی رسالة عظیمة، فمیزه الله بأخلاق وصفات لم یتحل بها غیره من عفة اللسان وطهارة الجنان وصدق الحدیث وقوة الأمانة، وکان لهذه الصفات الحمیدة الاحترام والإجلال من قومه علی اختلاف طبقاتهم حتی أنهم سموه بالأمین۔ لقد عرف قبل البعثة بعمق التفکیر ورجاحة العقل وسمو الخلق مالم یتوفر لغیره، فشاعت سجایاه بین قومه فی أوساط قریش الذین حکموه فی حل مشکلة الحجر الأسود۔ (التاریخ الاسلامی للدکتور ابراهیم الشریقی: (ص: ۲۷/ ۲۸)، الفصل الثانی: بزوغ فجر الإسلام، ط: المکتبة الفاروقیة)۔

البدایة والنهایة: (۸/ ۵۴۹، ۵۵۰)، کتاب دلائل النبوة، فصل: فی الدلائل المعنویة، ط: دار هجر۔

الرحیق المختوم: (ص: ۵۳)، السیرة الاجمالیة قبل النبوة، ط: دار الهلال۔

رضی اللہ عنہم اور معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ دنیا کی تاریخ میں بہترین حکمران بنے، جنہوں نے مشرق سے مغرب تک، افریقہ سے برصغیر پاک وہند تک فرمانروائی کی اور دنیا کے بڑے بڑے حکمرانوں کے عدل وانصاف اور دستور وقوانین کو بے اثر کر کے رکھ دیا، اور دنیا کا سیاسی نقشہ تبدیل کر کے رکھ دیا، خاص طور پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے اسلامی فلاحی مملکت قائم کی جس کی نظیر آج تک دنیا میں نہیں ملتی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقریبا ساڑھے دس سال حکومت کی اور اور اپنی حکومت کے زمانہ میں لاکھوں مربع میل علاقہ فتح کر کے اسلامی ریاست کے حدود وسرحد میں اضافہ کیا جو مشرق میں افغانستان اور چین، مغرب میں تیونس اور اس سے آگے بڑھ کر شمالی افریقہ تک پہنچ گیا تھا، اسی طرح شمال میں اناطولیہ اور قزوین اور جنوب میں ''نوبہ'' کے شہروں تک اسلامی مملکت میں اضافہ کیا اسلام سے پہلے عرب میں کسی قسم کی منظم حکومت نہیں تھی، ہر قبیلہ کا الگ الگ رئیس اور سردار ہوتا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک مرکزی قوت میں منظم کیا، اور ناقابل شکست بنا دیا۔ (۱)

دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی درسگاہ اور تعلیم گاہ سے

---

(۱) ولقد قضى عمر رضي الله عنه في الخلافة عشر سنوات وستة أشهر تقريبا, وقد حقق إيجازات عظيمة في تلك الفترة, ولايمكن الإحاطة بتلك الإنجازات في هذه العجالة لأن الحديث عن كل إنجاز يحتاج إلى بحث مستقل۔ وبصفة عامة, فإن عمر رضي الله عنه قد أظهر خلال فترة خلافته حسن السياسة والحزم والتدبير ووضع تنظيمات مالية وإدارية مهمة ورسم خطط الفتوحات, وسياسة البلاد المفتوحة۔۔۔۔۔ وقد غلب المسلمون في عهده دولتي فارس والروم, وفتحوا مصر, وأجزاء من أفريقيا, وغير ذلك, وأنشئت في عهده الكوفة والبصرة والفسطاط, وقسم الدولة إلى ولايات, وجعل لكل ولاية واليا۔ (الفقه الإقتصادي: (ص: ۲۷), الفصل التمهيدي, المبحث الأول: حياة عمر رضي الله عنه, خامسا: استخلافه, ط: دار الاندلس الخضراء)

التاريخ الإسلامي للدكتور إبراهيم الشريقي: (ص: ۶۲), الفصل الثالث: الفتوح في عهد الخلفاء الراشدين, شخصية عمر بن الخطاب, ط: المكتبة الفاروقية۔

حضرت خالد بن ولید، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن الجراح، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم وغیرہ جیسے سپہ سالار اور جرنیل پیدا ہوئے جنہوں نے چند ہی سالوں میں مشرق ومغرب کی دو ظالم، قاتل اور گنہگار سپر پاوروں کو الٹ پلٹ کر کے رکھ دیا، ان کی سنہری اور تاریخی بہادری اور کارناموں کی شہرت آج بھی لوگوں کو یاد ہے۔ (۱)

فارس کے فاتح حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عراق اور ایران کے بادشاہوں کا تاج اتار کر اسلام کے قدموں میں ڈال دیا حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرعون کی سرزمین مصر کو رومن حکومت سے چھین کر اسلامی مملکت میں شامل کر دیا۔ (۲)

---

(۱) كانت معركة اليرموك على أشدها عندما تولى الخلافة عمر بن الخطاب وبقيادة البطل خالد بن الوليد حققت الجيوش الإسلامية انتصارات رائعة أكسبت الدولة الإسلامية الفتية هيبة ومكانة. وكان خالد قائدا شجاعا حاذقا بفنون الحروب وأساليبها، خاض الكثير من المعارف فأكسبته خبرة واسعة، وخشية من افتتان المسلمين به أرسل الخليفة عمر كتابا إلى خالد يأمره بتسليم قيادة الجيوش إلى عبيدة ابن الجراح، ولما وصله خاف إظهاره حتى لاتهز عزائم الجنود، فأبقاه حتى تم النصر في معركة اليرموك الحاسمة. ثم سلم القيادة إلى أبي عبيدة وبقي معه يعمل جنديا في سبيل واجبه الديني والوطني۔

وبعد هزيمة جيوش الروم وإبادة القسم الأكبر من كتائبها على ضفاف اليرموك وفي المرتفعات الجبلية وقرب درعاز حفت القوات الإسلامية بقيادة أبي عبيدة إلى دمشق فاحتلتها ومنها تابعت الزحف إلى المدن الأخرى فسقطت، واستمرت في ملاحقة فلول جيوش هرقل امبراطور (الروم) حتى بلغت جبال طورس وبذلك انتهت سيطرتها على سوريا وفلسطين۔

وفي الوقت الذى كان الجيش الإسلامي بقيادة أبي عبيدة بن الجراح يطارد قوات الروم المدحورة كان عمرو بن العاص يواصل سيرة باتجاه بيت المقدس بعد أن انتصر على الروم في موقعة أجنادين، وعند مابلغت قواته المدينة المحصنة حاصرتها و طال حصارها عند ئذ طلب البطريرك صفرونيوس تسليمها على أن يحضر الخليفة عمر بنفسه فحضرت عمر من المدينة المنورة۔ (التاريخ الإسلامي للدكتور إبراهيم الشريفي: (ص: ۵۸۔۵۹)، الفصل الثالث: سير مراحل الفتوحات الإسلامية ط: المكتبة الفاروقية)۔

(۲) أعدا لخليفة عمر الجيوش لفتح فارس، وقد تولى سعد بن أبي وقاص قيادتها، فنزل بها في القادسية ـــ وبعد شهرين واصل الجيش سيرة إلى المدائن ودخل القائد المسلم سعد بن أبي وقاص قصر كسرى الابيض وهو يقرأ قوله تعالى: "كم تركوا من جنات وعيون وزروع ومقام كريم

تیسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی درسگاہ سے تاجروں کی ایک جماعت تیار ہوئی، جنہوں نے کاروباری دنیا میں اعلیٰ مقام حاصل کیا، بلکہ حقیقت میں عجیب بات یہ ہے کہ یہ تجارت اور کاروبار انہیں اللہ کے ذکر، شریعت کی پابندی اور آخرت کے حساب وکتاب سے غافل نہ کرسکی۔ (۱)

اسبابِ معیشت

معیشت کے اسباب میں سے سب سے افضل سبب تجارت ہے اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں اس کی بڑی تعریف کی، اور آپ نے خود بھی تجارت کی اور تجارت کو پسند فرمایا، اس وجہ سے تجارت اسلامی نظام معیشت کا سب سے بڑا جزء ہے۔ (۲)

= ونعمة كانوا فيها فاكهين ـــــ ثم تابعت الجيوش الإسلامية سيرها واستولت على بلاد فارس۔

في أواخر عام ٦٣٩ء توجه عمرو بن العاص إلى مصر لفتحها بعد أن استأذن الخليفة عمر بن الخطاب، وكان جيشه قوامه أربعة آلاف مقاتل سار بهم من فلسطين بمحاذاة الساحل، وتمكن من الاستيلاد على بلبيس ـــ إلخ۔ (التاريخ الإسلامي للدكتور إبراهيم الشريقي:(ص: ٥٩۔٦٠)، الفصل الثالث: سير مراحل الفتوحات الإسلامية، ط: المكتبة الفاروقية)۔

(۱) عن عمرو بن دينار، قال: كانت غلة طلحة بن عبيد الله كل يوم ألفا وافيا۔ (المعجم الكبير للطبراني: (١١٢/١)، رقم الحديث: ١٩٦، نسبة طلحة بن عبيد الله، من فضائله رضي الله عنه، ط: مكتبه ابن تيمية، القاهرة)

□ مجمع الزوائد: (١٣٨/٩)، رقم الحديث: ١٣٨٠٩، كتاب المناقب، باب مناقب طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه، ط: مكتبة القدس، القاهرة۔

□ حلية الأولياء: (٨٨/١)، المهاجرون من الصحابة، طلحة بن عبيد الله، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) ورد: "التاجر الصدوق لا يحجب من أبواب الجنة". وورد أيضا: "التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم القيامة". وبهذه الأحاديث يستدل على ما قاله جماعة من أصحاب الشافعي رضي الله تعالى عنه من أن التجارة أفضل من الزراعة وأفضل من الصنعة، ويدل له أيضا أنه صلى الله عليه وسلم اتجر مرات ولم يثبت عنه أنه زرع ولا أنه كانت له صنعة والله سبحانه وتعالى لا يختار لنبيه صلى الله عليه وسلم إلا الأفضل۔ (الفتاوى الحديثية: (ص: ٣٣)، مطلب في أن التجارة أفضل من الزراعة، ط: دار المعرفة)۔

تجارت

تجارت ہر قوم کی اقتصادی اور معاشی قوت اور طاقت ہے، اس کی کمزوری اور بربادی قوم کی کمزوری اور بربادی سمجھی جاتی ہے، اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو تجارت کرنے کی ترغیب دی، اور اپنی زندگی میں اگر ضرورت محسوس کی تو اسلام کے دشمنوں کی اقتصادی اور تجارتی ناکہ بندی کرنے سے گریز نہ کیا اگر چہ پھر ان کی اقتصادی اور تجارتی ناکہ بندی کو بالکل ختم کر دیا۔ (۱)

قوم کی ترقی

ہر قوم کی ترقی کے لیے تجارت ایک اہم اور نہایت ضروری چیز ہے، اگر یہ نہ ہو تو قوم بدحال اور خستہ حال ہو جاتی ہے، اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی تجارت کی، اور لوگوں کو بھی تجارت کرنے کی ترغیب دی کیونکہ معاشیات کی پختہ حالی قوم کی ترقی کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے، اور قوموں کی مضبوطی، فارغ البالی اور خوش حالی تجارت ہی سے ہوتی ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ

(۱) وكانت التجارة حياة الاقتصادى الهلنستي، فهي التي أوجدت الثروات الكبرى، وشادت المدن العظيمة، واستخدمت نسبة متزايدة من السكان الآخذين في الازدياد۔ (قصة الحضارة: (۸/ ۳۲)، ط: دار الجيل)

روي أن النبي صلى الله عليه وسلم منّ على ثمامة بن أثال الحنفي حين أسره المسلمون وربطوه بسارية من سواري المسجد. فخرج إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ما وراءك يا ثمامة؟ فقال: إن عاقبت عاقبت ذا ذنب، وإن مننت مننت على شاكر، وإن أردت المال فعندي من المال ما شئت. فمن عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم بشرط أن يقطع الميرة عن أهل مكة. ففعل ذلك حتى قحطوا۔ (شرح السير الكبير: (۳/ ۱۲۸۔۱۲۹)، باب قتل الأسارى والمن عليهم، ط: دار الكتب العلمية)۔

قال القاري تحت هذا الحديث: فانصرف إلى بلده ومنع الحمل إلى مكة حتى جهدت قريش فكتبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألونه بأرحامهم أن يكتب إلى ثمامة يحمل إليهم الطعام ففعل رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (مرقاة المفاتيح: (۷/ ۲۷۰)، شرح رقم الحديث: ۳۹۶۳، كتاب الجهاد، باب حكم الأسراء، الفصل الأول، ط: رشيديه)

علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ آنے کے بعد مکہ کے قریش کی اقتصادی ناکہ بندی کرنے کی کوشش کی، جو جنگ بدر کی سب سے بڑی وجہ تھی۔ (۱)

نفع کے لیے تجارت کرنا

دین اسلام میں ہر فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مال اور ملک کو کاروبار میں لگا کر نفع کمائے، اور اپنی ملکیت اور مال میں اضافہ کرے، اور ہر شخص اپنے مال سے خود بھی تجارت کر سکتا ہے اور دوسرے امانت دار، دیانت دار کاروباری شخص کے ذریعہ بھی اپنی منشا پوری کر سکتا ہے۔

اسلام نے اس کی ترغیب بھی دی ہے اور اس کے فضائل اور برکات بھی قرآن وحدیث میں ذکر کیے ہیں، قرآن مجید میں ہے:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ۔ (۲)

ترجمہ: پس جب تمہاری نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ، اور اللہ کے فضل (مال، تجارت اور رزق) کو تلاش کرو یعنی حاصل کرو۔

اس آیت میں تجارت اور رزق کے طلب کرنے کو اللہ کے فضل سے تعبیر کیا گیا ہے۔

---

(۱) وذكر بن سعد أن المطلوب في هذه الغزاة هي عير قريش التي صدرت من مكة إلى الشام بالتجارة ففاتهم وكانوا يترقبون رجوعها فخرج النبي صلى الله عليه وسلم يتلقاها ليغنمها فبسبب ذلك كانت وقعة بدر۔ (فتح الباري: (۲۸۱/۷)، كتاب المغازي، باب غزوة العشيرة أو العسيرة، ط: دار المعرفة)۔

وفي مكان يقال له بدر يقع على بعد ١٦٠ ميلا جنوب غرب المدينة المنورة كان بمثابة محطة رئيسة لقوافل قريش المتنقلة بين مكة والشام نشبت معركة بين المسلمين وقريش في السنة الثامنة من الهجرة وسببها أن المسلمين خرجوا للاستيلاء على قافلة تجارية لقريش التي استولت على أموالهم وصادرتها في مكة۔ (التاريخ الإسلامي للدكتور إبراهيم الشريقي: (ص: ۳۷)، الفصل الثاني: بزوغ فجر الإسلام، ط: المكتبة الفاروقية)۔

(۲) (جمعة: ۱۰)۔

تجارت کی اہمیت

معیشت کے اسباب اور وسائل میں سب سے افضل سبب اور وسیلہ تجارت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں تجارت کی بڑی تعریف کی، اور آپ نے خود بھی تجارت کی اور تجارت کو پسند فرمایا، اس وجہ سے تجارت اسلامی معیشت کا سب سے بڑا اور اہم جزء ہے، بلکہ احناف کے نزدیک جہاد کے بعد معیشت کا افضل طریقہ تجارت ہے۔ (١)

اور معیشت کے تین ذرائع ہیں: تجارت، زراعت اور اجارہ (ملازمت) اور ہر ایک کے فضائل میں بہت ساری احادیث وارد ہوئی ہیں، بعض حضرات نے اس میں صنعت وحرفت کو بھی شامل کیا ہے۔ (٢)

---

(١) ورد: "التاجر الصدوق لا يحجب من أبواب الجنة". وورد أيضا: "التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم القيامة". وبهذه الأحاديث يستدل على ما قاله جماعة من أصحاب الشافعي رضي الله تعالى عنه من أن التجارة أفضل من الزراعة وأفضل من الصنعة، ويدل له أيضا أنه صلى الله عليه وسلم اتجر مرات ولم يثبت عنه أنه زرع ولا أنه كانت له صنعة والله سبحانه وتعالى لا يختار لنبيه صلى الله عليه وسلم إلا الأفضل۔ (الفتاوى الحديثية:(ص:٣٣)، مطلب في أن التجارة أفضل من الزراعة، ط: دار المعرفة)۔

☜ وقد صح عند أصحاب السير أن النبي صلى الله عليه وسلم اتجر لخديجة رضي الله تعالى عنها لكن قبل البعثة ــــ ومن هنا قال أصحابنا: أفضل الكسب بعد الجهاد التجارة۔ (البحر الرائق: (٥/ ١٢٣)، كتاب البيع، ط: سعيد)

☜ (أفضله) أي الكسب (الجهاد) لأن فيه الجمع بين حصول الكسب وإعزاز الدين وقهر عدو الله (ثم التجارة) لأن النبي صلى الله عليه وسلم حث عليها، فقال: التاجر الصدوق الأمين مع الكرام البررة۔ (مجمع الأنهر: (٤/ ١٨٣)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية)۔

☜ الاختيار لتعليل المختار: (٤/ ١٧١)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

(٢) ثم المكاسب أربعة: الإجارة والتجارة والزراعة والصناعة، وكل ذلك في الإباحة سواء عند جمهور الفقهاء رحمهم الله۔ (المبسوط للسرخسي: (٣٠/ ٢٥٨ـ ٢٥٩)، كتاب الكسب، ط: دار المعرفة)۔

☜ تحفة الملوك: (ص: ٢٢٨)، كتاب الكسب والأدب، ط: دار البشائر الإسلامية۔

☜ الموسوعة الفقهية: (٣٤/ ٢٣٨)، حرف الكاف، المادة: كسب، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت۔

اسلامی حکومت کے فرائض میں یہ داخل ہے کہ وہ اپنے **ملک میں تجارت کی توسیع کے لیے** ہر ممکن کوشش کرے، بلکہ موجودہ دور میں تجارت کو ہر چیز پر فوقیت حاصل ہے اور دنیا میں تمام امیر ملک تجارت کی وجہ سے امیر ہوئے ہیں۔ (۱)

اس دنیا میں تجارت تمام معاشی اعمال میں سب سے بڑا وسیلہ معاش ہے، اور تمدن، تہذیب اور شہر میں زندگی گزارنے کے لیے سب سے بڑا ذریعہ ہے اسی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں تجارت کی بڑی ترغیب دی ہے کیونکہ اقتصادی اور معاشی نظام کی ترقی کا راز سب سے زیادہ تجارت ہی میں مضمر ہے، جو قوم یا ملک جس قدر تجارت میں دلچسپی لیتی ہے وہ قوم یا ملک اسی قدر معاشی اور اقتصادی طور پر ترقی کرتی ہے، اور جس ملک یا قوم کو تجارت میں دلچسپی نہیں ہوتی وہ اقتصادی میدان میں ہمیشہ دوسروں کے محتاج رہتے ہیں، اور اسی راستہ سے دوسری قومیں اور دوسرے ممالک والے ان کے تمدن، تہذیب، معیشت اور اقتصادیات اور سیاست بلکہ مذہب پر بھی قابض ہوجاتے ہیں اور ان کو غلام بنا کر خود مختار حکومت بنالیتے ہیں، جیسا کہ برصغیر پاک وہند میں انگریزوں نے قبضہ کیا اور ہندوستان میں تقریباً دوسو سال تک حکومت کی۔ (۲)

---

(۱) **يقول شيخ الإسلام** ابن تيمية: إن هذه الصناعات فرض على الكفاية، فإنه لاتتم مصلحة الناس إلا بها ـــــ **فإذا كان الناس** محتاجين إلى فلاحة قوم أو نساجيهم، أو بنائهم، صار هذا العمل واجبا يجبرهم ولي الأمر عليه ـ إذا امتنعوا ـ بعوض المثل۔ (الفقه الاقتصادی: (ص: ۳۹)، المبحث الثاني بأهمية الإنتاج وأهدافه، ط: دار الاندلس الخضراء)۔

☜ **الحسبة في الإسلام** أو وظيفة الحكومة الإسلامية لابن تيمية، (ص: ۳۳۔ ۳۶)، فصل مسؤلية المحتسب، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) **يعتبر الإنتاج أهم** وسائل تحقيق الاستقلال الاقتصادی: لأن الأمة المنتجة لاحتياجاتها تتحرر من ربقة التبعية الاقتصادية، بينما تظل الأمة المستهلكة حبيسة التبعية الاقتصادية، ضعيفة القدرة على التطور الذاتي المستقل عن الاعتماد على العالم الخارجي۔ إن الاستقلال السياسي والحضاری لايتم بدون الاستقلال الاقتصادی ولا يستطيع أمة من الأمم أن تقوم بدورها السياسي والحضاری =

انگریز ہندوستان میں تجارت ہی کی غرض سے آیا تھا، اور آج بھی امریکہ
یورپی ممالک تجارت کی راہ سے دنیا پر اپنی مطلق العنان حکومت مضبوط کر رہے ہیں
اس لئے جو ملک یا قوم تجارت نہیں کرے گی وہ آج نہیں تو کل ضرور غلام بن کر رہے
گی اور بہت ہی جلد انتہائی ذلت کے گڑھے میں گر کر تباہ و برباد ہو جائے گی۔

تجارت کو ضروری سمجھو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عجمی گورے غلام تجارت کرتے تھے
اور عرب تجارت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا
رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

علیکم بالتجارۃ لاتفتنکم ھذہ الحمراء علی دنیاکم۔ (۱)

ترجمہ: تجارت کو ضروری سمجھو، ایسا نہ ہو کہ یہ سرخ رنگ کے عجمی گورے غلام
تمہاری دنیا پر امتحان بن جائیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک مرتبہ بازار تشریف
لائے، بازار میں انہوں نے دیکھا کہ تجارت کرنے والے عام طور پر باہر کے لوگ
اور عام عوام ہیں، یہ دیکھ کر آپ غمگین اور پریشان ہوئے جب خاص خاص لوگ
اکھٹے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے یہ بات بیان کی، لوگوں ۔
امیر المؤمنین کی یہ بات سن کر عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے فتوحات اور مالِ غنیمت کی و
سے تجارت کرنے سے ہم کو مستغنی کر دیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر

=کما ینبغی مالم یتحقق استقلالھا الاقتصادی۔ (الفقہ الاقتصادی: (ص: ۵۸)، الباب الأول: أصو
الاقتصاد، المبحث الثانی، المطلب الثانی: أھداف الانتاج، ط: دار الأندلس)
أنظر أیضا الحاشیۃ السابقۃ.

(۱) (التراتیب الإداریۃ: (۱۸/۲)، القسم التاسع، باب تشدید عمر علی الصحابۃ فی ترکھم الاتجا
لغیرھم، ط: دار الأرقم.

تم لوگ ایسا کرو گے تو تمہارے مرد اُن کے مردوں کے، اور تمہاری عورتیں ان کی عورتوں کی محتاج ہو جائیں گی۔

علامہ عبدالحی کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فراست اس امت کے بارے میں بالکل درست ثابت ہوئی کیونکہ جب اس امت نے شریعت کے مطابق تجارت کرنا چھوڑ دی تو اس کو غیروں نے اختیار کرلیا اور امت مسلمہ غیر مسلموں کی محتاج ہو کر رہ گئی اور یہ چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑی سے بڑی چیز تک دوسروں کے محتاج ہو گئے۔ (۱)

ہجرت کے بعد سب سے پہلا کام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، تو سب سے پہلا کام مسجد بنانے کا فرمایا، پھر آپ نے پوچھا کہ بازار کہاں ہے؟ تو صحابہ کرام نے یہودیوں کے بازار کی طرف اشارہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

(۱) ورد أن عمر بن الخطاب دخل السوق في خلافته فلم ير فيه في الغالب الا النبط فاغتم لذلك فلما أن اجتمع الناس أخبرهم بذلك وعذلهم في ترك السوق فقالوا ان الله أغنانا عن السوق بما فتح به علينا فقال رضي الله عنه والله لئن فعلتم ليحتاج رجالكم الى رجالهم ونساؤكم الى نسائهم ـــ قلت صدقت فراسة عمر في هذه الامة فإنها لما تركت التجارة بطرقها المشروعة المرغوبة واساليبها الناجحة تلقفها الغير فأصبحت الامة عالة على غيرها رجالنا على رجالهم ونساؤنا على نسائهم في كل شيء من الابرة والمخيط الى ارفع شيء وأثمنه۔ (التراتيب الإدارية: (۱۸/۳ـ۱۹)، القسم التاسع، باب تشديد عمر على الصحابه فى تركهم الاتجار لغيرهم، ط: دار الأرقم)۔

وإذا كان تلك خشية عمر رضى الله عنه من التبعية الاقتصادية فيما بين المسلمين فمن باب أولى أن تكون الخشية من التبعية الاقتصادية لغير المسلمين أشد وأخطر ـــ ويؤكد واقع المسلمين اليوم ما حذر منه عمر رضى الله عنه حيث انصرف كثير من المسلمين ـ في هذا العصر ـ عن مزاولة النشاطات الإنتاجية، واعتمدوا على السلع المستوردة، فأصبحوا عالة على غيرهم فى أهم احتياجاتهم، بل كم من سلع مهمة يحتاجها المسلمون اليوم، فيمتنع منتجوها من تصديرها إلى ديار المسلمين۔ (الفقه الاقتصادى لعمر بن الخطاب: (ص: ۵۹)، الباب الأول: أصول الاقتصاد، سادسا: التحرز من التبعية الاقتصادية، ط: دار الأندلس)۔

مسلمانوں کے لیے ایک خاص جگہ پر بازار بنانے کا حکم دیا، پس مسجد اور بازار پہلی چیزیں ہیں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی دولت اسلامیہ میں تعمیر کروایا، پ اس میں مسلمانوں کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی کے مستقل ہونے کی طرف اشار ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے بازار ہیں پس ان میں کوئی چ کم نہ کی جائے اور نہ ان پر خراج (لگان وٹیکس) مقرر کیا جائے۔ (۱)

تجارت کے ذریعہ سے کمانا

قرآن وحدیث میں تجارت کے ذریعہ کمانے پر زور دیا گیا ہے، اور اس مقصد کے لیے مختلف ممالک اور علاقوں کے سفر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرنے سے تعبیر کیا گیا ہے، اور تجارت کی غرض سے سف کرنے والوں کو اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے مجاہدین کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (۲)

---

(۱) مسجد قباء في بني عمرو بن عوف كان مربدا لكلثوم بن الهدم، فأعطاه رسول الله صلى الله علي وسلم فبناه مسجدا وأسسه وصلى فيه قبل أن يدخل المدينة حين قدومه من مكة. (الم العميق: (۲۸۱۱/۵)، الباب العشرون: في تاريخ المدينة، الفصل السابع: المساجد التي صلى فيه النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مؤسسة الريان)۔

وأقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بقباء أربعة أيام ـــــ وأسس مسجد قباء وصلى فيه وهو أو مسجد أسس على التقوى بعد النبوة. (الرحيق المختوم: (ص: ۱۵٦)، هجرة النبي صلى الله عل وسلم، ط: دار الهلال)۔

عن أبي أسيد، أن أبا أسيد حدثه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ذهب إلى سوق النبيط، فنظر إل فقال: "ليس هذا لكم بسوق"، ثم ذهب إلى سوق فنظر إليه، فقال: "ليس هذا لكم بسوق"، ثم رجع إل هذا السوق فطاف فيه، ثم قال: "هذا سوقكم، فلا ينتقصن، ولا يضربن عليه خراج" (سنن ابن ماج (ص: ۱٦۱)، أبواب التجارات، باب الأسواق ودخولها، ط: قديمي)

(۲) (المزمل: ۲۰)

ترجمہ: کچھ لوگ اللہ کے فضل کی تلاش میں سفر کریں گے، اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں قتال کریں گے۔

٦١ بین الاقوامی تجارت کے حمل ونقل کے لیے سب سے بڑا ذریعہ بحری مواصلات ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ لوگوں کے لیے داخلی اور خارجی تجارت کی راہیں کھول دی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن مجید میں احسان کے طور پر ذکر فرمایا ہے:

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (١)

ترجمہ: اور تم دیکھتے ہو کہ اس میں کشتیاں پانی کا سینہ چیرتی ہوئی چلتی ہیں تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سمندر کی تسخیر اور جہازرانی کے احسان کا ذکر فرمایا اور بعض مقامات پر اس کے ساتھ ہوائیں چلانے کا بھی ذکر فرمایا ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَن يُرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُم مِّن رَّحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ۔ (٢)

ترجمہ: اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو خوشخبری دینے اور تمہیں اپنی رحمت سے آشنا کرنے کے لیے بھیجتا ہے اور تاکہ کشتیاں اس کے حکم سے چلیں اور تم اس کا فضل تلاش کرو اور اس کے شکر گزار بنو۔

اللہ تعالیٰ نے مکہ والوں پر احسان فرمایا، اور ان کے لیے ایسے اسباب مہیا کر دیئے کہ ان کا شہر جزیرۂ عرب میں ایک ممتاز تجارتی مرکز بن گیا، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کہ "ان کو پھلوں سے رزق دے" ان کے حق میں سو فیصد سچی

(١)(فاطر:١٢)
(٢)(الروم:٤٦)

ثابت ہوئی کہ آج بے آب وگیاہ صحرا اور سنگلاخ پہاڑوں کے درمیان مکہ مکرمہ کے شہر میں پوری دنیا کے ہر قسم کے پھل دستیاب ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قریش پر احسان فرما کر ان کے لیے سردی اور گرمی کے موسم میں تجارتی سفر کو آسان کر دیا، سورۂ قریش میں اس کی تفصیل موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بین الاقوامی سطح پر تجارتی لین دین کا موقع بھی عطا فرمایا چنانچہ ہر سال حج کے موسم میں یہ موقع فراہم ہوتا ہے، مسلمان حج کے موقع پر تجارت کرنے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں واضح الفاظ میں فرمایا:

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ۔ (۱)

ترجمہ: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اپنے رب کا فضل تلاش کرو۔

قرآن مجید نے مسجد سے گہری دلچسپی اور رغبت رکھنے والوں کی تعریف کی ہے جو صبح شام اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور تجارت بھی کرتے ہیں لیکن وہ تجارت انہیں اللہ کی یاد سے غافل نہیں کرتی۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ۔ (۲)

ترجمہ: ایسے لوگ جنہیں تجارت اور خرید وفروخت اللہ کی یاد، نماز قائم کرنے اور زکوۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمانداروں کے لیے رات دن ۲۴ گھنٹے مسجدوں میں بند ہو کر رہنا ضروری نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ کام کاج کرنے والے لوگ بھی ہیں، اور ان کی خصوصیت یہ ہے کہ انہیں دنیوی کام تجارت وغیرہ دینی

(۱) (البقرۃ:۱۹۸)
(۲) (النور:۳۷)

ذمہ داری نماز وغیرہ سے غافل نہیں کرتے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچے تاجر کو مجاہد اور شہید کے برابر قرار دیا ہے۔[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں سے وعدہ فرمایا کہ وہ اللہ کے ہاں بلند درجہ پر فائز ہوں گے اور بہت زیادہ ثواب سے نوازے جائیں گے، کیونکہ تجارت آدمی کے اندر لالچ، طمع اور کسی بھی طریقہ سے نفع کمانے کی خواہش پیدا کرتی ہے، مال سے مال پیدا ہوتا ہے، اور نفع مزید نفع حاصل کرنے پر آمادہ کرتا ہے، ایسی صورت میں جو شخص سچائی اور دیانتداری کی حدود پر ٹھہرا رہتا ہے، دھوکہ، فریب، جھوٹ اور ملمع سازی سے بچ کے رہتا ہے وہ واقعتاً مجاہد ہے، اس نے خواہشات کی جنگ جیت لی ہے، لہٰذا وہ مجاہد کے مقام پر فائز ہونے کے لائق ہے۔[2]

تجارت کا معاملہ عجیب ہے کہ تاجر اصل سرمایہ (Capital) اور نفع (Profit) کا حساب جوڑتا رہتا ہے اور اسی چکر میں پھنسا رہتا ہے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرمارہے ہوتے ہیں، ایک تجارتی قافلہ آتا ہے، لوگ قافلہ کی آواز

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التاجر الامین الصدوق المسلم مع الشهداء يوم القيامة۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵)، كتاب التجارات، باب الحث على المكاسب، ط: قديمى)

مستدرک حاکم: (۶/۲)، کتاب البیوع، ط: دار المعرفة۔

التاجر الصدوق الامين مع النبيين والصديقين والشهداء۔ (جامع الترمذى: (۲۲۹/۱)، ابواب البيوع، باب ماجاء فى التجار وتسمية النبى صلى الله عليه وسلم، ط: سعيد)

مستدرک حاکم: (۶/۲)، کتاب البیوع، ط: دار المعرفة۔

(۲) التاجر الأمين الصدوق المسلم مع الشهداء يوم القيامة)۔۔۔۔ لأنه جمع الصدق والشهادة بالحق والنصح للخلق وامتثال الأمر المتوجه إليه من قبل الرسول۔ (فيض القدير للمناوى: (۲۷۸/۳)، رقم الحديث: ۳۳۹۱، ط: المكتبة التجارية الكبرى)۔

سن لیتے ہیں، اور خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس پر عتاب اور ناراضگی کی صورت میں یہ آیت نازل فرماتا ہے:

وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انفَضُّوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔ (۱)

ترجمہ: وہ لوگ جب کسی تجارت یا مشغولی کی چیز کو دیکھتے ہیں تو وہ اس کی طرف دوڑنے کے لیے بکھر جاتے ہیں اور آپ کو کھڑا ہوا چھوڑ جاتے ہیں آپ فرمادیجیے کہ جو چیز (از قسم ثواب وقرب) خدا کے پاس ہے وہ ایسے مشغلہ اور تجارت سے بدر جہا بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا روزی پہنچانے والا ہے۔

تجارت زراعت سے افضل ہے

امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگردوں کی ایک جماعت کا قول ہے کہ تجارت، زراعت (کھیتی باڑی) اور صنعت وکاری گری سے بہتر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سے زائد مرتبہ تجارت کرنا ثابت ہے لیکن زراعت اور صنعت کا کام کرنا ثابت نہیں، اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے نبی کے لیے افضل اور بہتر کام کو پسند فرماتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) (الجمعة: ۱۱)

(۲) "التاجر الصدوق الأمين يحشر مع النبيين والصديقين، والشهداء والصالحين يوم القيامة" ور[د] "التاجر الصدوق لايحجب من أبواب الجنة" ورد أيضا: "التاجر الصدوق تحت ظل العرش يو[م] القيامة" (مطلب على أن التجارة أفضل من الزراعة)

وبهذه الأحاديث يستدل على ماقاله جماعة من أصحاب الشافعي رضي الله تعالى عنهم من أن التجار[ة] أفضل من الزراعة، وأفضل من الصنعة، ويدل له أيضا أنه صلى الله عليه وسلم اتجر مرات ولم يثبت عنه أن[ه] زرع ولا أنه كانت له صنعة. والله سبحانه وتعالى لايختار لنبيه صلى الله عليه وسلم إلا الأفضل، وقد اختا[ر] له من أصول المكاسب التي هي التجارة دون الزراعة والصنعة فدل على فضلها۔ (الفتاوى الحديثية: (ص: ۶۳)، مطلب على أن التجارة أفضل من الزراعة، ط: قديمي كتب خانه)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارت کی طرف شغف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تجارتی شغف اور رغبت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تجارت کی طرف رغبت اور شوق پیدا ہوا تھا، خاص طور پر مکہ کی تمام زمین پتھریلی اور زراعت کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے مکہ کے لوگ اکثر تجارتی ذہن کے تھے،(۱) اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد بھی تجارت ہی کرتے رہے۔

---

(۱) عن الزهري قال أخبرني سعيد بن المسيب وأبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا هريرة رضي الله عنه قال إنكم تقولون إن أبا هريرة يكثر الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقولون ما بال المهاجرين والأنصار لا يحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثل حديث أبي هريرة وإن إخوتي من المهاجرين كان يشغلهم صفق بالأسواق وكنت ألزم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ملء بطني فأشهد إذا غابوا وأحفظ إذا نسوا وكان يشغل إخوتي من الأنصار عمل أموالهم وكنت امرأ مسكينا من مساكين الصفة أعي حين ينسون ـــ الحديث. (صحيح البخاري: (۱/ ۲۷۴)، كتاب البيوع، باب ما جاء في قول الله تبارك وتعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض ـــ إلخ، ط: قديمي)

☜ قوله: (وإن إخوتي من الأنصار كان يشغلهم عمل أموالهم) فإن المراد بالعمل الشغل في الأراضي بالزراعة والغرس. (فتح الباري: (۵/ ۲۸)، كتاب الحرث والزراعة، باب ما جاء في الغرس، ط: دار المعرفة)

☜ وكان المهاجرون تجارا والأنصار أصحاب الزرع. (عمدة القاري: (۱۱/ ۲۳۱)، كتاب البيوع، باب قول الله تعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض ـــ إلخ، ط: دار الكتب العلمية)

☜ كان جل النشاط التجاري للعرب في المدن، كانت لهم أسواق تجارية موسمية، تعرض فيها السلع المختلفة، وكان يحضر تلك المواسم من كان يريد التجارة والبيع والتجارة ـــ ولقد تميزت قريش بممارسة النشاط التجاري، حيث كانت التجارة هي النشاط الاقتصادي الرئيس لهم، والسبب في ذلك هو أن مكة أرض صخرية لا ماء فيها ولا زرع. (الفقه الاقتصادي لأمير المؤمنين عمر بن الخطاب (ص: ۳۰)، المبحث الثاني: عصر عمر رضي الله عنه، ط: دار الأندلس الخضراء)

☜ قال العارف الفاسي في تشنيف المسامع: المعروف بالزراعة إنما هم الأنصار وأما قريش فإنما لهم التجارة لا الفلاحة إذ ليست مكة بلاد زرع. (التراتيب الإدارية: (۲/ ۳۳)، القسم التاسع، الباب الأول في ذكر من كان يتجر في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم ـــ الزراعة والغراسة، ط: دار الأرقم بيروت)

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں بیس پشت کے بعد ایک شخص ’’نضر‘‘ پیدا ہوا، ان کا اصل نام ’’قیس‘‘ تھا، وہ بڑے حسین وجمیل تھے اس لیے ان کو ’’نضر‘‘ کہتے تھے، ان کے والد کا نام کنانہ تھا، اور وہ بڑے عالم اور فاضل تھے، ان کے علم وفضل کی وجہ سے دور دراز کے لوگ ان کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے[1]

انہی کنانہ کے بارے میں ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کنانہ کو اور کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنو ہاشم کو اور بنو ہاشم میں سے مجھ کو برگزیدہ کیا۔[2]

نضر بن کنانہ کی آٹھویں پشت میں ایک شخص پیدا ہوا اس کا نام قصی تھا یہ قصی عربی نام تھا اصل نام اس کا زید تھا۔[3]

= والحاصل أن المهاجرين كانوا أصحاب تجارات والأنصار أصحاب زراعات۔ (مرقاة المفاتيح: (١٠/٣٨) كتاب الفضائل والشمائل، باب في المعجزات، الفصل الأول، ط: رشيديه)

حاشية السندي على سنن النسائي: (١/٣٣٨)، كتاب الزكاة، باب الحلي، ط: قديمي۔

(١) (ابن النضر ــــ واسمه قيس) ولقب بالنضر لنضارة وجهه وإشراقه وجماله ــــ وأم النضر برة بنت أد بن طابخة تزوجها كنانة ــــ ونقل عن أبي عامر العدواني، أنه قال: رأيت كنانة بن خزيمة شيخا مسنا عظيم القدر يحج إليه العرب لعلمه وفضله۔ (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: (١/١٣٥-١٣٦)، المقصد الأول: في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، ط: دار الكتب العلمية)

فيض القدير للمناوى: (٣/٣٦)، شرح رقم الحديث: ٢٦٨٢، ط: المكتبة التجارية الكبرى۔

(٢) عن واثلة بن الأسقع قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله [تعالى] اصطفى كنانة من ولد إسماعيل، واصطفى قريشا من كنانة، واصطفى هاشما من قريش واصطفاني من بني هاشم" (البداية والنهاية: (٣/٢٣٦)، باب ذكر بني إسماعيل، وما كان من أمور الجاهلية إلى زمان البعثة، خبر قصي بن كلاب، ط: دار هجر)

صحيح مسلم: (٢/٢٣٥)، كتاب الفضائل، باب فضل نسب النبي صلى الله عليه وسلم، ط: قديمي۔

جامع الترمذي: (٢/٢٠١)، أبواب المناقب، باب ما جاء في فضل النبي صلى الله عليه وسلم، ط: سعيد۔

(٣) وفي الخميس قصي هو الذى جمع الله به قريشا، وكان اسمه زيد۔ (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: (١/١٣٠)، المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، ط: دار الكتب العلمية)=

قصی نہایت زیرک اور عقلمند شخص تھا، اسی وجہ سے بنوخزاعہ کے ساتھ ہونے والی ایک جنگ میں قصی کو روم کے بادشاہ قیصر روم کی حمایت حاصل تھی۔ (١)

قصی نے بیرونی دنیا میں اپنے سیاسی روابط قائم کیے اور مکہ کے اندر بھی نہایت پلاننگ سے کام کیا اور نہایت اچھے طریقہ سے مکہ شہر کو آباد کیا، اور بیت اللہ جو پہلے شہر سے دور تھا شہر کے درمیان آ گیا۔

قصی نے کعبہ کے سامنے اپنا ایک مکان بنوایا جس کا صدر دروازہ کعبہ کی طرف رکھا، اور اس کو قومی کاموں کے لیے عام کردیا اور اس کا نام "دار الندوہ" رکھا۔ (٢)

اس میں ہر تقریب پر اہل مکہ کے نمائندے جمع ہوتے اور باہمی مشورہ سے مختلف مسائل کا حل تلاش کرتے اور پیش آمدہ معاشرتی یا معاشی، سیاسی اور عمرانی مسائل پر بحث کرتے، گویا کہ آج کل کی پارلیمنٹ تھی۔

قصی ایک تجارت پیشہ آدمی تھا تجارت کی وجہ سے اس نے بہت ساری

= تاریخ الخمیس: (١/١٥٣)، الطليعة الثانية من المقدمة، ذكر ملوك الفرس متفرقة ومشاهير الانبياء، قصة الأفعى الجرهمي، ط: دار صادر۔

المعارف لابن قتيبة: (ص: ٧٠)، ذكر من كان على دين قبل مبعث النبي صلى الله عليه وسلم، أنساب العرب، ط: دار المعارف۔

(١) ثم سار قصي إلى مكة، فحارب خزاعة لمن تبعه، وأعانه قيصر عليها، وصارت ولاية البيت له ولولده۔ (المعارف لابن قتيبة: (ص: ٦٣٠ـ٦٣١)، كتاب الملوك، ملوك الحبشة باليمن، ط: دار المعارف)۔

المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام: (٦/٧٩)، الفصل الأربعون: مملكة الغساسنة، ط: دار الساقي۔

(٢) وأنزل قصي قبائل قريش أباطح مكة، وأنزل طائفة منهم ظواهرها، فكان يقال: قريش البطاح، وقريش الظواهر ــــ وبنى داراً لإزاحة الظلمات وفصل الخصومات سماها دار الندوة۔ (البداية والنهاية (٣/٢٣٧)، باب ذكر بني اسماعيل، وما كان من أمور الجاهلية إلى زمان البعثة، خبر قصي بن كلاب، ط: دار هجر)۔

دولت کمائی، اور اپنی قوم کی فلاح و بہبود پر بھی خرچ کی۔ (١)

قصی کے چار لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں، لڑکوں کا نام یہ ہے: ❶ عبد الدا
❷ عبد مناف، ❸ عبد العزی، ❹ عبد القصی۔ (٢)

قصی کے چاروں لڑکے تجارت پیشہ تھے، قصی کا دوسرا لڑکا عبد مناف عق
وخرد اور صحیح رائے دینے میں خاص امتیاز رکھتا تھا لیکن مذہبی اور سیاسی اختیارات قص
کے بعد اس کے سب سے بڑے لڑکے عبد الدار اور اس کی اولاد کے ہاتھ میں تھے۔
البتہ قیادت عبد مناف کے پاس تھی قصی کے انتقال کے بعد مذہبی اختیارات بھی عب
الدار کی اولاد سے عبد مناف کی اولاد نے چھین لیے تھے۔

عبد مناف اپنی غیر معمولی سخاوت، ذہانت، سیاسی بصیرت اور معاملہ فہمی کے
باعث اپنے والد کے بعد اپنی قوم کے سردار مقرر ہوئے۔ (٣)

---

(١) وقصي أول من بنى الكعبة بعد بناء تبع...... وبنى دار الندوة، وهي الدار التي كانت قريش تجت
فيها عند النوائب في حرب أو غيرها۔ (كتاب الاشتقاق: (ص: ١٥٥)، قصي، ط: دار الجيل، بيروت)
(٢) عن ابن عباس قال: كان قصي يقول: ولد لي أربعة رجال. فسميت اثنين بإلهي. وواحدا بداري
وواحدا بنفسي. فكان يقال لعبد بن قصي عبد قصي. واللذين سماهما بإلهه عبد مناف وعبد العزى. وبدا
عبد الدار. (الطبقات الكبرى لابن سعد: (١/٥١)، ذكر قصي بن كلاب، ط: مكتبة الخانجي القاهرة)
🗀 المفصل في تاريخ العرب: (٧/٥٧)، الفصل الثاني والأربعون مكة المكرمة، ط: دار الساقي۔
🗀 الكامل في التاريخ: (١/٦٢٠)، نسب رسول الله صلى الله عليه وسلم وذكر بعض أخبار آب
وأجداده، ط: دار الكتاب العربي۔
(٣) أخبرنا هشام بن محمد بن السائب الكلبي عن أبيه قال: لما هلك قصي ابن كلاب. قام عبد مناف ب
قصي على أمر قصي بعده. وأمر قريش إليه. واختط بمكة رباعا بعد الذي كان قصي قط
لقومه. (الطبقات الكبرى: (١/٧٣) ذكر من انتمى إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، ذكر عبد مناف
بن قصي، ط: دار صادر)۔
🗀 فلما كبر قصي ورق، وكان عبد الدار أكبر ولده وبكره، وكان عبد مناف قد شرف في زمان أبي
وذهب شرفه كل مذهب، وعبد الدار، وعبد العزى، وعبد بن قصي بها، لم يبلغوا ولا أحد من قومهم م
قريش، ما بلغ عبد مناف من الذكر والشرف والعز، وكان قصي وحبي ابنة حليل يحبان عبد الدا
ويرأفان عليه، لما يريان عليه من شرف عبد مناف عليه، وهو أصغر منه، وقالت حبي: والله لا أرضى حت

عبد مناف کے چار بیٹے تھے، ان چاروں نے تجارت کو اپنا پیشہ بنایا، شام کے غسانی بادشاہ سے ہاشم نے، حبش کے بادشاہ سے عبد شمس نے، یمنی امراء یعنی حمیر کے بادشاہوں سے مطلب نے، اور عراق اور فارس کی حکومتوں سے نوفل نے تجارتی مراعات اور سفر میں حفاظت کے اجازت نامے حاصل کیے، اسی وجہ سے چاروں بھائی تجارت پیشہ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (۱)

ہاشم بن عبد مناف

ہاشم کی آمدنی کا ذریعہ تجارت تھا، بازنطینی حکومت کے بادشاہ ہرقل سے ان

: يخص عبد الدار بشيء يلحقه بأخيه. فقال قصي: لألحقنه به ولأحبونه بذروة الشرف... فأجمع قصي على أن يقسم أمور مكة الست التي فيها الذكر والشرف والعز بين بنيه، فأعطى عبد الدار: السدانة وهي الحجابة، ودار الندوة، واللواء، وأعطى عبد مناف: السقاية، والرفادة، والقيادة... وأما السقاية والرفادة القيادة: فلم تزل لعبد مناف بن قصي يقوم بها حتى توفي. (شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام: (۲/۱۰۳-۱۰) الباب الثالث والثلاثون: في ذكر شيء من خبر بني قصي بن كلاب، ط: دار الكتب العلمية)

ج ولما أسن قصي وكان بكره عبد الدار وكان ضعيفا، وكان أخوه عبد مناف شرف عليه في حياة أبيه، وصى قصي لعبد الدار بما كان له من الحجابة واللواء والندوة والرفادة والسقاية يجبر له بذلك ما نقصه شرف عبد مناف، وكان أمره في قومه كالدين المتبع لا يعدل عنه. ثم هلك وقام بأمره في قومه بنوه من ه. وأقاموا على ذلك مدة وسلطان مكة لهم وأمر قريش جميعا، ثم نفس بنو عبد مناف على بني عبد ار ما بأيديهم ونازعوهم، فافترق أمر قريش وصاروا في مظاهرة بني قصي بعضهم على بعض تين. (تاريخ ابن خلدون: (۲/۳۰۱)، القول في أجيال العرب وأوليتها واختلاف طبقاتهم، بقة الثالثة ــــ الخبر عن قريش من هذه الطبقة وملكهم لمكة، ط: دار الفكر، بيروت).

) وحدثت عن هشام بن محمد عن أبيه قال كان هاشم وعبد شمس وهو أكبر ولد عبد مناف والمطلب ان أصغرهم أمهم عاتكة بنت مرة السلمية ونوفل وأمه واقدة بني عبد مناف فسادوا بعد أبيهم جميعا ان يقال لهم المجبرون ــــ فكانوا أول من أخذ لقريش "العصم" فانتشروا من الحرم أخذ لهم هاشم من ملوك الشأم والروم وغسان وأخذ لهم عبد شمس حبلا من النجاشي الأكبر فاختلفوا بذلك ب إلى أرض الحبشة وأخذ لهم نوفل حبلا من الأكاسرة فاختلفوا بذلك السبب إلى العراق وأرض ن وأخذ لهم المطلب حبلا من ملوك حمير فاختلفوا بذلك السبب إلى اليمن فجبر الله بهم قريشا موا المجبرين. (تاريخ الطبري: (۲/۲۵۲)، ذكر نسب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ابن هاشم، ار التراث بيروت)=

کے تعلقات بہت اچھے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ ہرقل نے ہاشم کو خط لکھا کہ مجھ کو آپ
کے جود وسخا کی اطلاع ملی ہے، میں اپنی شہزادی کو جو حسن و جمال میں بے نظیر ہے
آپ کے عقدِ نکاح میں دینا چاہتا ہوں، آپ یہاں تشریف لائیں تا کہ میں آپ سے
شہزادی کا نکاح کر دوں، لیکن ہاشم نے ہرقل کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا۔ (۱)

ہاشم نے شام، روم اور غسان کے باشاہوں سے اپنی قوم کی تجارت اور
امن وامان کے حصول کے فرامین حاصل کیے۔ (۲)

ہاشم ہی نے سب سے پہلے قریش میں یہ دستور رائج کیا کہ سال میں

= ویذکر أهل الأخبار أنه کان المطلب وهاشم وعبد شمس، ولد عبد مناف من أمهم: "عاتكة بنت مرة الشليمة"، و"نوفل" من "واقدة"، قد سادوا بعد أبيهم عبد مناف جميعًا، وكان يقال لهم "المجبرون"، وصار لهم شأن وسلطان، فكانوا أول من أخذ لقريش "العصم"، أي "الحبال"، ويراد بها العهود. أخذ لهم هاشم حبلا من ملوك الروم وغسان، وأخذ لهم عبد شمس حبلا من النجاشي الأكبر فاختلفوا بذلك السبب إلى أرض الحبشة، وأخذ لهم نوفل حبلا من الأكاسرة، فاختلفوا بذلك السبب إلى أرض العراق وأرض فارس، وأخذ لهم المطلب حبلا من ملوك حمير، فاختلفوا بذلك السبب إلى اليمن، فجبرت بهم قريش، فسموا المجبرين، حتى ضرب بهم المثل، فقيل: أقرش من المجبرين والقرش: الجمع والتجارة، والتقرش: التجمع، والمجبرون هم الأربعة المذكورون۔(المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام: (۷/۲۰)، الفصل الثاني والأربعون، مكة المكرمة، ط: دار الساقي)۔

(۱) وفي المنتقى كان هاشم أفخر قومه وأعلاهم وكانت مائدته منصوبة لا ترفع لا في السراء ولا في الضراء، وكان يحمل ابن السبيل ويؤدي الحقائق، وكان نور رسول الله صلى الله عليه وسلم في وجهه يتوقد شعاعه ويتلألأ ضياؤه.......تغدو إليه قبائل العرب ووفود الأحبار، يحملون بناتهم يعرضون عليه أن يتزوج بهن، حتى بعث إليه هرقل ملك الروم، وقال: إن لي ابنة لم تلد النساء أجمل منها، ولا أبهى وجهًا، فأقدم علي حتى أزوجكها، فقد بلغني جودك وكرمك، وإنما أراد بذلك نور المصطفى الموصوف عندهم في الإنجيل، فأبى هاشم. (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: (۱/ ۱۴۳) المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، ط: دار المعرفة)

(۲) وأخذ لهم هاشم حبلًا من ملوک الروم و غسان۔ (المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام: (۷/ ۲۰) الفصل الثاني والأربعون، مكة المكرمة، ط: دار الساقي)

فأخذ هاشم هذا من ملك الشام وهو ملك الروم۔ (التحرير و التنوير (۳۰/ ۵۲۰) سورة قريش، دار سحنون تونس)

دومرتبہ تجارت کے لیے قافلے روانہ ہوا کریں، گرمی کے موسم میں شام کی طرف، اور سردی کے موسم میں یمن کی طرف، چنانچہ اسی دستور کے مطابق ہر موسم میں قافلہ روانہ ہوتا، خشک ریگستان اور لق ودق ویران بیابان اور خشکی اور تری کو قطع کرتا ہوا سردی کے موسم میں یمن اور حبشہ تک جاتا اور گرمی کے موسم میں شام، غزہ اور انقرہ (انگورہ جو اس وقت روم کے بادشاہ کا پایہ تخت تھا) تک پہنچتا، ان ملکوں کے بادشاہ ہاشم کا بہت احترام کرتے اور قریش کے ان قافلوں کا اعزاز کرتے جو تجارت کے لئے وہاں جاتے۔(۱)

تجارتی معاہدے

ہاشم بن عبد مناف قریش کے پہلے رئیس اور سردار ہیں جنہوں نے ہمسایہ قوموں اور ملکوں سے تجارتی معاہدے کیے، روم کے بادشاہ قیصر کے ہاں ان کا بڑا احترام کیا جاتا تھا، ہاشم نے شام کا سفر کیا اور قیصر روم کے ہاں مہمان ہوئے، انہوں نے قیصر روم سے بات چیت کی، قیصر ان کی گفتگو سے بہت متاثر ہوا، چنانچہ وہ کبھی کبھار ہاشم کو اپنے ہاں بلانے لگا، ایک دن ہاشم نے قیصر روم سے کہا:

اے بادشاہ! میری قوم کے لوگ تجارت پیشہ ہیں آپ انہیں ایک شاہی فرمان جاری کردیں، جو انہیں تجارتی امن عطا کردے تاکہ وہ حجاز کا کپڑا اور

---

(۱) عن ابن عباس قال: كان اسم هاشم عمرا و كان صاحب إيلاف قريش، وإيلاف قريش دأب قريش، وكان أول من سن الرحلتين لقريش ترحل إحداهما في الشتاء إلى اليمن وإلى الحبشة إلى النجاشي فيكرمه ويحبوه، ورحلة في الصيف إلى الشأم إلى غزة وربما بلغ أنقرة فيدخل على قيصر فيكرمه ويحبوه، فأصابت قريشا سنوات ذهبن بالأموال۔ (الطبقات الكبرى: (۱/۷۵)، ذكر من انتمى إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، ذكر هاشم بن عبد مناف، ط: دار صادر)۔

معجم قبائل العرب: (۳/۱۲۰۷)، باب الهاء، الهاشم، ط: مؤسسة الرسالة۔

المنتظم في تاريخ الملوك والأمم: (۲/۲۱۳)، باب ذكر نبينا محمد صلى الله عليه وسلم وكرمه، ذكر نسبه، ط: دار الكتب العلمية۔

چمڑا آپ کے ملک میں برآمد کر سکیں، ہاشم کی یہ درخواست قبول ہوگئی، ہاشم وہاں سے واپسی کے لیے روانہ ہوئے تو جس جس قوم یا قبیلہ کے پاس سے گزرتے گئے، ان کے سرداروں سے امن کا معاہدہ کرتے گئے۔(۱)

ہاشم کی وفات کے بعد ان کے تینوں بھائی عبدشمس، مطلب اور نوفل نے قیصر روم سے امن معاہدہ کی تجدید کرائی بلکہ دوسرے ہمسایہ بادشاہوں سے بھی امن کے معاہدات حاصل کیے، عبدشمس نے حبشہ کے بادشاہ نجاشی سے، مطلب نے یمنی سرداروں سے اور نوفل نے ایران کے بادشاہ کسریٰ سے امن معاہدات حاصل کئے۔(۲)

حضرت عبداللہ

خواجہ عبدالمطلب کے چھوٹے بیٹے عبداللہ کی عمر جب اٹھارہ بیس برس کی

(۱) وكان أول من سن الرحلتين: رحلة الشتاء إلى الشام ورحلة الصيف إلى الحبشة إلى النجاشي، وذلك أن تجارة قريش لا تعدو مكة، فكانوا في ضيق، حتى ركب هاشم إلى الشام، فنزل بقيصر، فكان يذبح في كل يوم شاة، ويضع جفنة بين يديه، ويدعو من حواليه. وكان من أحسن الناس وأجملهم، فذكر لقيصر، فأرسل إليه، فلما رآه، وسمع كلامه، أعجبه، وجعل يرسل إليه، فقال هاشم: أيها الملك إن لي قوماً، وهم تجار العرب، فتكتب لهم كتاباً يؤمنهم ويؤمن تجاراتهم، حتى يأتوا بما يستطرف من أدم الحجاز وثيابه، ففعل قيصر ذلك، وانصرف هاشم، فجعل كلما مر بحي من العرب أخذ من أشرافهم الإيلاف أن يأمنوا عندهم وفي أرضهم، فأخذوا الإيلاف من مكة إلى الشام. (تاريخ اليعقوبي: (۱/ ۲۴۲_۲۴۳)، ولد اسماعيل بن ابراهيم، ط: دار صادر)

سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: (۱/ ۲۶۸)، الباب الرابع في شرح أسماء آبائه صلى الله عليه وسلم، ط: دار الكتب العلمية۔

كتاب المنمق في أخبار قريش: (ص: ۳۲، مقدمة المؤلف في نسب قريش وآبائهم، حديث الإيلاف، ط: عالم الكتب

(۲) ولما هلك هاشم بن عبد مناف جزعت قريش، وخافت أن تغلبها العرب، فخرج عبد شمس إلى النجاشي ملك الحبشة فجدد بينه وبينه العهد، ثم انصرف، فلم يلبث أن مات بمكة، ودفن بالحجون، وخرج نوفل إلى العراق، وأخذ عهداً من كسرى، ثم أقبل، فمات بموضع يقال له سلمان، وقام بأمر مكة المطلب بن عبد مناف. (تاريخ اليعقوبي: (۱/ ۲۴۲)، ولد اسماعيل بن ابراهيم، ط: دار صادر)

ہوئی تو اٹھتی ہوئی جوانمردی، اس پر تقویٰ پرہیز گاری کے زیور کی بارش، اس پر حسن وجمال کی رعنائیاں، آپ جس گلی اور جس راستہ سے گزرتے سینکڑوں دوشیزاؤں کے دل سینوں میں مچلنے لگتے، اور سینکڑوں پردہ نشین خواتین رات کو چھپ چھپ کر آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے بے تاب ہوجاتیں۔ (۱)

مزید یہ الفاظ بھی ہیں:

حضرت عبداللہ پورے قریش کے قبیلہ میں ایک نور تابندہ تھے، خوبصورتی میں بے مثال بلکہ کوئی ان کا ثانی نہیں تھا، قریش کی عورتیں ان کے دام محبت میں پھنسی ہوئی تھیں، اور قریب تھا کہ وہ ان کی محبت میں اپنی عقل وخرد اور ہوش وحواس کو بیٹھتیں۔ (۲)

یمن کا ایک یہودی عالم

یمن کے سفر میں ایک یہودی عالم نے خواجہ عبدالمطلب کے نتھنوں کو دیکھ کر

(۱، ۲) وكان عبد الله كما تقدم أحسن فتى يرى في قريش وأجملهم، وكان نور النبي صلى الله عليه وسلم يرى في وجهه كالكوكب الدري: أي المضيء المنسوب إلى الدر، حتى شغفت به نساء قريش، ولقي منهن عناء، ولينظر ما هذا العناء الذي لقيه منهن. قيل إنه لما تزوج آمنة لم تبق امرأة من قريش من بني مخزوم وعبد شمس وعبد مناف إلا مرضت: أي أسفا على عدم تزوجها به، فخرج مع أبيه ليزوجه آمنة بنت وهب بن عبد مناف بن زهرة ــــــــــ وكان عمر عبد الله حينئذ نحو ثمان عشرة سنة۔ (السيرة الحلبية: (۵۸/۱)، باب تزويج عبد الله أبي النبي صلى الله عليه وسلم آمنة إلخ، ط: دار الكتب العلمية)۔
(السيرة النبوية لزيني دحلان، ۳۲/۱)

کہا تھا کہ مبارک ہو، ایک نتھنے میں نبوت اور دوسرے نتھنے میں حکومت ہے، اور
نبوت کو بنوزہرہ کے پیوند میں واضح دیکھ رہا ہوں آپ وطن جا کر بنوزہرہ سے مصاہر
کا تعلق پیدا کریں۔"(۱)

خواجہ عبدالمطلب نے یمن کے سفر سے واپسی پر بنوزہرہ کی خاتون آ
بنت وہب سے اپنے بیٹے عبداللہ کی شادی کردی، سیدہ آمنہ بنت وہب کی وال
"برہ" قریش کی ایک نہایت معزز خاتون تھیں، حضرت عبداللہ کی شادی کو ابھی چند
ہی ہوئے تھے اور سیدہ آمنہ کا جمال ابھی دل بھر کر دیکھا بھی نہیں تھا کہ آخرت کے
سفر کا وقت آ پہنچا، شادی کے چند مہینے بعد غالباً سب سے پہلا گرمی کے موسم کا تجار
قافلہ جو مکہ سے شام کو روانہ ہوا، اس میں آپ اپنے والد ماجد خواجہ عبدالمطلب کے
سے شامل ہوگئے، اس وقت ان کی اہلیہ امید سے تھیں، جب یہ تجارتی قافلہ شام سے
واپس آرہا تھا تو محترم عبداللہ راستہ ہی میں بیمار ہوگئے، جب یہ قافلہ مدینہ پہنچا تو محتر
عبداللہ کی صحت زیادہ کمزور ہوگئی، اور ان میں نقل وحرکت کی طاقت نہیں رہی، ا
لیے آپ اپنے والد عبدالمطلب کے ننھیال بنوعدی بن النجار میں ٹھہر گئے، اور ایک
بیمار رہ کر اس دار فانی سے دار باقی کو انتقال فرما گئے اور دار نابغہ میں مدفو

(۱) روى ابن سعد وابن البرقي والطبراني والحاكم عن ابن عباس عن أبيه: أن عبد المطلب لما سافر إلى
اليمن في رحلة الشتاء، نزل على حبر من اليهود يقرأ الزبور، فقال: يا عبد المطلب بن هشام ائذن لي أ
إلى بعضك، قلت: انظر ما لم تكن عورة، قال: ففتح إحدى منخريه فنظر فيه ثم نظر في الآخر، فقال: أشهد
أن في إحدى يديك ملكا وفي الأخرى نبوة، وإنا نجد ذلك في بني زهرة، قال: ألك زوجة؟ قلت: أما اليو
فلا، فقال: فإذا رجعت فتزوج منهم. (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: (۱/ ۱۹۳۔۱۹۴)
المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، ذكر تزوج عبد الله آمنة، ط: دار الكتب
العلمية)

البداية والنهاية: (۳/ ۳۵۲)، كتاب الجامع لأخبار الأنبياء المتقدمين، شيء من الحوادث في ز
الفترة، ذكر تزوج عبد المطلب ابنه عبد الله من آمنة، ط: دار هجر۔

السيرة النبوية لابن كثير: (۱/ ۱۷۹)، ذكر تزويج عبد المطلب ابنه عبد الله، ط: دار المعرفة.

ہوئے۔ (۱)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد کے اس مختصر تذکرہ سے معلوم ہوا کہ وہ سب تاجر تھے، اور ان کے گزر بسر کا ذریعہ تجارت تھی، صرف ان کا ذریعہ معاش تجارت نہیں تھا بلکہ مکہ میں رہنے والے تمام لوگوں کے معاش کا ذریعہ تجارت اور سوداگری تھی، کیونکہ مکہ کے وادی ''غیر ذی زرع'' ہونے کی وجہ سے اس میں زراعت نہیں ہو سکتی تھی، چنانچہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آنے والے تمام مہاجر تجارت پیشہ تھے، اور مدینہ منورہ کے اکثر انصار زراعت پیشہ تھے۔ (۲)

---

(۱) فلما رجع تزوج بهالة فولدت له حمزة وصفية، وزوج عبد الله بآمنة، أي: ابنة عمها، فولدت له رسول الله صلى الله عليه وسلم ـــــــ (ولما تم لها) لآمنة (من حملها شهران ـــ توفي عبدالله) بن عبد المطلب۔ (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: (۱/۱۹۳ـ۲۰۳)، المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، ذكر تزوج عبدالله آمنة، ط: دار الكتب العلمية)

خرج عبد الله بن عبد المطلب إلى الشام إلى غزة في عير من عيرات قريش يحملون تجارات. ففرغوا من تجاراتهم ثم انصرفوا. فمروا بالمدينة وعبد الله بن عبد المطلب يومئذ مريض. فقال: أنا أتخلف عند أخوالي بني عدي بن النجار. فأقام عندهم مريضا شهرا. ومضى أصحابه فقدموا مكة. فسألهم عبد المطلب عن عبد الله. فقالوا: خلفناه عند أخواله بني عدي بن النجار وهو مريض. فبعث إليه عبد المطلب أكبر ولده الحارث فوجده قد توفي ودفن في دار النابغة. (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۱/۹۹)، ذكر وفاة عبدالله بن عبدالمطلب، ط: دار صادر)۔

البداية والنهاية: (۳/۳۸۲)، كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار هجر۔

(۲) عن الزهري قال أخبرني سعيد بن المسيب وأبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا هريرة رضي الله عنه قال إنكم تقولون إن أبا هريرة يكثر الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقولون ما بال المهاجرين والأنصار لا يحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثل حديث أبي هريرة وإن إخوتي من المهاجرين كان يشغلهم صفق بالأسواق وكنت ألزم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ملء بطني فأشهد إذا غابوا وأحفظ إذا نسوا وكان يشغل إخوتي من الأنصار عمل أموالهم وكنت امرأ مسكينا من مساكين الصفة أعي حين ينسون ـــ الحديث۔ (صحيح البخاري: (۱/۲۷۳)، كتاب البيوع، باب ما جاء في قول الله تبارك وتعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض ـــ الخ، ط: قديمي)

قوله: وإن إخوتي من الأنصار كان يشغلهم عمل أموالهم) فإن المراد بالعمل الشغل في الأراضي =

عرب کا اہم تجارتی مرکز

قریش حجاج کرام کی خدمت بڑی سخاوت اور فیاضی سے کرتے تھے اس لیے تمام مسلمان ان کے احسان مند اور شکر گزار رہتے ،مختلف ممالک کے بادشاہوں اور امراء سے بھی قریش کے اچھے خاصے مراسم اور روابط قائم ہو گئے تھے، اس طرح قریش کی تجارت نے بڑی ترقی کی اور وہ اعلیٰ پیمانے پر پہنچ گئی شام کے غسانی بادشاہ سے ہاشم نے ،اور حبش کے بادشاہ سے عبد شمس نے ،یمنی امراء سے مطلب نے ،اور عراق و فارس کی حکومتوں سے نوفل نے تجارتی اجازت اور مراعات حاصل کر لیں ،اس طرح قریش کی سوجھ بوجھ اور زندگی کا معیار بھی اتنا بلند ہوتا چلا گیا کہ عرب کا کوئی دوسرا قبیلہ ان کی ٹکر کا نہیں رہا اور مال و دولت کے اعتبار سے بھی قریش عرب میں سب پر فائق ہو گئے اس طرح مکہ عرب کا اہم تجارتی مرکز بن گیا۔

=بالزراعة والغرس۔ (فتح الباری: (۲۸/۵)، کتاب الحرث والزراعة، باب ماجاء فی الغرس، ط: دار المعرفة)

وکان المهاجرون تجارا والأنصار أصحاب الزرع۔ (عمدة القاری: (۲۳۱/۱۱)، کتاب البیوع، باب قول الله تعالی: فإذا قضیت الصلاة فانتشروا فی الأرض۔۔۔إلخ، ط: دار الکتب العلمیة)

کان جل النشاط التجاری للعرب فی المدن، کانت لهم أسواق تجاریة موسمیة، تعرض فیها السلع المختلفة، وکان یحضر تلک المواسم من کان یرید التجارة والبیع والتجارة۔۔۔۔ولقد تمیزت قریش بممارسة النشاط التجاری، حیث کانت التجارة هی النشاط الاقتصادی الرئیس لهم، والسبب فی ذلک هو أن مکة أرض صخریة لا ماء فیها ولا زرع۔ (الفقه الاقتصادی لأمیر المؤمنین عمر بن الخطاب (ص: ۳۲)، المبحث الثانی: عصر عمر رضی الله عنه، ط: دار الاندلس الخضراء)

قال العارف الفاسی فی تشنیف المسامع: المعروف بالزراعة انما هم الانصار وأما قریش فانما لهم التجارة لا الفلاحة اذ لیست مکة بلاد زرع۔ (التراتیب الإداریة: (۳۳/۲)، القسم التاسع، الباب الأول فی ذکر من کان یتجر فی زمن رسول الله صلی الله علیه وسلم۔۔۔الزراعة والفراسة، ط: دار الأرقم بیروت)

والحاصل أن المهاجرین کانوا أصحاب تجارات والأنصار أصحاب زراعات۔ (مرقاة المفاتیح: (۳۸/۱۰) کتاب الفضائل والشمائل، باب فی المعجزات، الفصل الأول، ط: رشیدیه)

حاشیة السندی علی سنن النسائی: (۳۲۸/۱)، کتاب الزکاة، باب الحلی، ط: قدیمی۔

قریش، شام اور یمن سے غلہ خرید کر لاتے اور اپنی معیشت اور کھانے پینے کی چیزوں کا انتظام کرتے۔ (۱)

قرآن مجید میں قریش کے تجارتی قافلوں کا ذکر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قریش کے گرمی اور سردی کے موسم کے ان دو

---

(۱) ويذكر أهل الأخبار أنه كان المطلب وهاشم وعبد شمس، ولد عبد مناف من أمهم: "عاتكة بنت مرة السليمة"، و"نوفل" من "واقدة"، قد سادوا بعد أبيهم عبد مناف جميعاً، وكان يقال لهم: "المجبرون"، وصار لهم شأن وسلطان، فكانوا أول من أخذ لقريش "العصم"، أي "الحبال"، ويراد بها العهود. أخذ لهم هاشم حبلا من ملوك الروم وغسان، وأخذ لهم عبد شمس حبلا من النجاشي الأكبر۔۔۔ وأخذ لهم نوفل حبلا من الأكاسرة، فاختلفوا بذلك السبب إلى أرض العراق وأرض فارس، وأخذ لهم المطلب حبلا من ملوك حمير، فاختلفوا بذلك السبب إلى اليمن، فجبرت بهم قريش، فسموا المجبرين۔۔۔ يكون "آل عبد مناف" قد احتكروا التجارة وصاروا من أعظم تجار مكة. وقد وزعوا التجارة فيما بينهم، وخصوا كل بيت من بيوتهم الكبيرة بالاتجار مع مكان من أمكنة الاتجار المشهورة في ذلك العهد، وأنهم تمكنوا بهذه السياسة من عقد عقود تجارية ومواثيق مع السلطات الأجنبية التي تاجروا معها لنيل حظوة عندها، ولتسهيل معاملاتها التجارية، فجنوا من هذه التجارة أرباحا كبيرة. (المفصل في تاريخ العرب قبل الاسلام: (۷/۲۰۔۷۱)، الفصل الثاني والأربعون: مكة المكرمة، ط: دار الساقي)

والمعروف المشهور أن الذي سن الإيلاف هو هاشم، وهو المروي عن ابن عباس، وذكر ابن العربي عن الهروي: أن أصحاب الإيلاف هاشم، وإخوته الثلاثة الآخرون عبد شمس، والمطلب، ونوفل، وأن كان واحد منهم أخذ حبلا، أي عهدا من أحد الملوك الذين يمرون في تجارتهم على بلادهم وهم ملك الشام، وملك الحبشة، وملك اليمن، وملك فارس، فأخذ هاشم هذا من ملك الشام وهو ملك الروم، وأخذ عبد شمس من نجاشي الحبشة وأخذ المطلب من ملك اليمن وأخذ نوفل من كسرى ملك فارس۔۔۔ فاجتمع لهم بذلك أمن الطريق كله إلى اليمن وإلى الشام وكانوا يسمون المجبرين۔۔۔ فيسرت لهم الأسفار في بلاد العرب من جنوبها إلى شمالها، ولاذ بهم أصحاب الحاجات يسافرون معهم، وأصحاب التجارات يحملونهم سلعهم، وصارت مكة وسطا تجلب إليها السلع من جميع البلاد العربية لتوزع إلى طالبيها في بقية البلاد، فاستغنى أهل مكة بالتجارة إذ لم يكونوا أهل زرع ولا ضرع إذ كانوا بواد غير ذي زرع وكانوا يجلبون أقواتهم فيجلبون من بلاد اليمن الحبوب من بر وشعير وذرة وزبيب وأديم وثياب والسيوف اليمانية، ومن بلاد الشام الحبوب والتمر والزيت والزبيب والثياب والسيوف المشرفية۔ (التحرير والتنوير: (۳۰/۵٦۰)، سورة قريش، ط: دار سحنون تونس)

تجارتی قافلوں کا ذکر کیا ہے۔

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ۝ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۝ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۝ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝۔ (۱)

ترجمہ: قریش کو رغبت دلانے کے لیے انہیں سردی اور گرمی کے (تجارتی) سفر سے مانوس کیا، پس انہیں چاہیئے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں، جس نے انہیں بھوک میں کھانا کھلایا اور ان کو خوف سے امن میں رکھا۔

مکہ مکرمہ میں سبزی، اناج اور غلہ وغیرہ پیدا نہیں ہوتا تھا، اور باغات بھی نہیں تھے، وہاں کے لوگوں کو پھل کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا تھا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میں اپنی اولاد کو وادی غیر ذی زرع میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسا کر جا رہا ہوں، تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل فرما دے، اور ان کو پھلوں میں سے رزق عطا فرما"۔ (۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مکہ والے بڑے افلاس اور تکلیف میں رہے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہاشم نے قریش کو اس پر آمادہ کیا کہ دوسرے ملکوں میں جا کر تجارت کریں، گرمی کے موسم میں ملک شام اور سردی کے موسم میں ملک یمن میں تجارتی سفر کریں، کیونکہ بیت اللہ اور حجاج کرام کی خدمت کی وجہ سے تمام عرب میں یہ لوگ احترام اور تقدس کی نظر سے دیکھے جاتے تھے تمام راستے ان کے لیے خطرات سے محفوظ تھے، اس لیے قریش سال میں دو بڑے تجارتی سفر کرتے، سردیوں میں یمن جیسے گرم علاقہ کی

---

(۱)(سورۃ قریش)

(۲) رَبَّنَآ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُوْنَ۔ (سورۃ ابراهیم:۳۷)

طرف اور گرمیوں میں شام جیسے ٹھنڈے علاقہ کی طرف سفر کرتے جو سرسبز و شاداب تھا، دونوں ملکوں اور دوسرے علاقوں کی راہداری کے محصول ان سے وصول نہیں کیے جاتے تھے اور کہیں بھی ان کے مال وجان سے تعرض نہیں کیا جاتا تھا بلکہ دل وجان سے لوگ ان کی خدمت کرتے تھے۔ (١)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار میں تجارت کی

"سوق حباشہ" عرب کے مشہور اور قدیم بازاروں میں سے ایک ہے، اس میں حجاز اور یمن کے لوگ تجارت کرنے آتے، اس بازار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تجارت کی ہے، یہ "سوق الأزد" بھی کہلاتا تھا، اور یہ مکہ سے چھ روز کی مسافت پر تھا، یہ وہ بازار ہے جو جاہلی اسواق میں سب سے آخر میں بند ہوا، یہ لفظ حباشہ حاء کے ضمہ اور فتحہ دونوں کے ساتھ درست ہے۔ (٢)

---

١) وقال عطاء عن ابن عباس: إنهم كانوا في ضر ومجاعة حتى جمعهم هاشم على الرحلتين۔ (معالم التنزيل: (٥٣٨/٨)، سورة قريش، ط: دار طيبة)۔

٢ وقال الأكثرون كانت لهم رحلتان في كل عام للتجارة: رحلة في الشتاء إلى اليمن لأنها أدفأ، ورحلة في الصيف إلى الشام، وكان الحرم وادياً مجدباً لا زرع فيه، ولا ضرع، وكانت قريش تعيش بتجارتهم ورحلتهم، وكانوا لا يتعرض لهم أحد بسوء، وكانوا يقولون قريش سكان حرم الله وولاة بيته وكانت العرب تكرمهم وتعزهم، وتعظمهم لذلك.......وقال ابن عباس: كانوا في ضر ومجاعة حتى جمعهم هاشم على الرحلتين. (تفسير الخازن: (٤٧٦/٤) سورة قريش، ط: دار الكتب العلمية)۔

٣ اللباب في علوم الكتاب: (٥٠٩/٢٠)، سورة قريش، ط: دار الكتب العلمية۔

١) وحباشة سوق الأزد، وهي في ديار الأوصام من بارق من صدر قنونا وحلي من ناحية اليمن، وهي من مكة على ست ليال، وهي آخر سوق خربت من أسواق الجاهلية۔ (أخبار مكة للأزرقي: (١٧٩/١)، حج أهل الجاهلية وإنساء الشهور ومواسمهم وما في ذلك، ط: دار الأندلس بيروت)۔

٢ وأما سوق حباشة فمن أسواق العرب المشهورة القديمة في الجاهلية____وهي سوق بتهامة، يتجر فيها أهل الحجاز، وأهل اليمن. وكان في جملة من حضرها وتاجر فيها الرسول صلى الله عليه وسلم۔ (المفصل في تاريخ العرب قبل الإسلام: (٦٣/١٤)، الفصل الرابع بعد المئة: الأسواق، ط: الساقي)=

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارت فرمانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچپن میں تو سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اپنے رضاعی بہن بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرائیں، اسی طرح جوان ہونے کے بعد بھی آپ نے بکریاں چرائیں، بکریاں چرانے کا ذکر بخاری شریف میں بھی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا "حضور کیا آپ نے بھی؟ فرمایا: ہاں میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قراریط پر چرایا کرتا تھا۔ (۱)

اور قراریط بکریوں کے دودھ کا وہ حصہ ہے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

= حباشة بالضم والشين معجمة وأصل الحباشة الجماعة من الناس ليسوا من قبيلة واحدة. وحباشة: سوق من أسواق العرب في الجاهلية ذكره في حديث عبد الرزاق عن معمر عن الزهري قال: لما استوى رسول الله صلى الله عليه وسلم وبلغ أشده وليس له كثير مال استأجرته خديجة إلى سوق حباشة. (معجم البلدان: (۲۱۰/۲)، باب الحاء والباء وما يليهما، حباشة، ط: دار صادر)۔

خباشة اسم موضع جاء في الحديث النبوي، وهو سوق من أسواق العرب في الجاهلية. فقلت: أرى أنه خباشة بضم الحاء، قياساً على أصل هذه اللفظة في اللغة، لأن الخباشة: الجماعة من الناس من قبائل شتى، وحبشت له خباشة أي جمعت له شيئاً. فانبرى لي رجل من المحدثين، وقال: انما هو خباشة بالفتح. (معجم البلدان: (۱۰/۱)، المقدمة، ط: دار صادر)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ما بعث الله نبيا إلا رعى الغنم فقال أصحابه وأنت؟ فقال نعم كنت أرعاها على قراريط لأهل مكة۔ (الصحيح للبخارى: (۳۰۱/۱)، كتاب الإجارات، باب رعى الغنم على قراريط، ط: قديمی)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵)، أبواب التجارات، باب الصناعات، ط: قديمی۔

قال ابن إسحاق: وكان رسول الله - صلى الله عليه وسلم - يقول "ما من نبي إلا وقد رعى الغنم" قيل: وأنت يا رسول الله؟ قال "وأنا". وفى الروض الأنف: وإنما أراد ابن إسحاق بهذا الحديث رعايته الغنم في بني سعد مع أخيه من الرضاعة وقد ثبت في الصحيح أنه رعاها بمكة أيضا على قراريط لأهل مكة. ذكره البخاري۔ (الروض الأنف فى شرح السيرة النبوية لابن هشام: (۱۱۶/۲)، باب مولد النبى صلى الله عليه وسلم، شرح ما فى حديث الرضاع، ط: دار احياء التراث العربى)۔

اجرت کے طور پر لیا کرتے تھے اور وہ ابوطالب کے اہل وعیال کے لیے غذا کے طور پر استعمال فرمایا کرتے۔ (١)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

میں بھی اپنے گھر والوں کی بکریاں اجیاد کے مقام پر چرایا کرتا تھا۔ (٢)

اس سے معلوم ہوا کہ ابوطالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت نہیں کرتے تھے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب کے بچوں کی کفالت فرماتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ٢٥ سال عمر ہونے کے بعد جوانی میں گلہ بانی سے آگے بڑھ کر تجارت کے میدان میں قدم رکھا، اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء واجداد کا پیشہ تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارت کے میدان میں آنے کا مقصد مال ودولت جمع کرنا نہیں تھا جیسا کہ عام تاجروں کا ہوتا ہے، کیونکہ آپ تو قناعت کرنے والے تھے، جب تک زندہ تھے دوسروں کو بخشتے رہے لیکن اپنا چولہا مہینوں تک نہ جلتا۔

ہیں دوسروں کے واسطے نقل وزر دگر

اور اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بجھا ہوا

---

(١) سیرۃ خاتم النبیین ابو زہرہ: (١/١٢٧)۔

(٢) لقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعث موسی. وهو راعي غنم وبعث داود وهو راعي غنم. وبعثت وأنا أرعى غنم أهلي بجياد۔ (فتح الباری: ٤/٤٤١)، كتاب الإجارات، باب رعى الغنم على قراريط، ط: دار المعرفة)۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: بعث موسی علیہ السلام وهو راعی غنم، وبعث داود علیہ السلام وهو راعی غنم وبعثت وأنا أرعى غنم أهلي بأجياد۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد: (١/١٢٦)، ذكر رعية رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمكة، ط: دار صادر)۔

عیون الأثر لابن سید الناس: (١/٥٨)، ذكر رعيته صلی اللہ علیہ وسلم الغنم، ط: دار القلم، بیروت۔

السیرۃ الحلبیۃ: (١/١٨٣)، باب رعيته صلی اللہ علیہ وسلم الغنم، ط: دار الكتب العلمية۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں مال ودولت جمع کرنے کی بات ہی

نہیں تھی۔

۸۲ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

نحن قوم لا ناکل حتی نجوع وإذا أکلنا لا نشبع۔ (۱)

ترجمہ: ہمارا تعلق اس طبقہ سے ہے جو اشتہاء سے قبل کھانے پر ہاتھ نہیں

ڈالتا اور کبھی سیر شکم ہو کر نہیں کھاتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ساری زندگی سختیوں اور مصیبتوں میں

گزاری اور دوسروں کو بھی اس قسم کی زندگی بسر کرنے کی ترغیب دی۔ (۲)

باقی وہ لوگ جو نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے مال ودولت کے

پیچھے بھاگتے ہیں ان کی حالت اور ہے۔ (۳)

---

(۱) السيرة الحلبية: (۳۵۲/۳)، باب بيان كتبه صلى الله عليه وسلم التى أرسلها إلى الملوك يدعوهم إلى الإسلام، ذكر كتابة صلى الله عليه وسلم للمقوقس ملك القبط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲، ۳) وعن أنس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لقد أخفت في الله وما يخاف أحد ولقد أوذيت في الله وما يؤذى أحد، ولقد أتت علي ثلاثون من بين يوم وليلة وما لي ولبلال طعام يأكله ذو كبد إلا شيء يواريه إبط بلال۔ (جامع الترمذی: (۷۳/۲)، ابواب الزهد، باب بلا عنوان، ط: قديمی)

وعن عمر رضی الله عنه قال: دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا هو مضطجع على رمال حصير ليس بينه وبينه فراش قد أثر الرمال بجنبه متكئا على وسادة من أدم حشوها ليف. قلت: يا رسول الله: ادع الله فليوسع على أمتك فإن فارس والروم قد وسع عليهم وهم لا يعبدون الله. فقال: أو في هذا أنت يا ابن الخطاب؟ أولئك قوم عجلت لهم طيباتهم في الحياة الدنيا. وفي رواية: أما ترضى أن تكون لهم الدنيا ولنا الآخرة؟. متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۴۴۷)، كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبى صلى الله عليه وسلم، الفصل الأول، ط: قديمى)

وعن معاذ بن جبل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث به إلى اليمن قال: إياك والتنعم فإن عباد الله ليسوا بالمتنعمين. رواه أحمد۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۴۴۹)، كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبى صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث، ط: قديمى)

قال: (إياك والتنعم): وهو المبالغة في تحصيل قضاء الشهوة على وجه التكلف في البغية بتكثير النعمة، والحرص على النهمة، (فإن عباد الله) أي المخلصين (ليسوا بالمتنعمين). =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تجارت کے میدان میں قدم رکھنے کا مقصد مال و دولت جمع کرنا نہیں تھا بلکہ ایک تو مقصد یہ تھا کہ زیادہ بال بچے والے اور کم پیسے والے چچا ابوطالب کی اعانت وامداد ہو، اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ دنیا کے لوگوں کو تجارت وغیرہ میں دیانت ، امانت ، راست بازی ، سچائی اور صداقت کے اصول وضوابط سکھائے جائیں، تیسرا مقصد یہ تھا کہ چند سالوں کے بعد آپ کو ایک بہت بڑا مشکل کام سونپا جانا تھا لہٰذا آپ کے تعلقات میں وسعت پیدا ہو اور لوگوں کو آزمانے اور پرکھنے کا تجربہ حاصل ہو۔ (۱)

نبوت سے پہلے بھی آپ کی زندگی ایک نہایت پاکیزہ زندگی تھی آپ ہر قسم کے گناہوں اور برائیوں سے پاک صاف اور معصوم تھے، بداخلاقی بددیانتی کا کوئی معمولی سا دھبہ بھی آپ پر نہیں تھا، یہاں تک کہ قریش کے لوگوں کو اتنا گرویدہ بنا دیا تھا کہ وہ لوگ آپ کا ''الصادق'' اور ''الامین'' کے سواء کوئی اور نام لینا بے ادبی سمجھتے تھے۔

یہ دونوں الفاظ اس طرح معروف ومشہور ہو گئے تھے کہ انہوں نے ایک

=بل التنعم مختص بالكافرين والفاجرين والغافلين والجاهلين، كما قال تعالى: {ذرهم يأكلوا ويتمتعوا ويلههم الأمل فسوف يعلمون} ـ (مرقاة المفاتيح: (۹/۴۲۸)، كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبى صلى الله عليه وسلم، ط: رشيديه)

(۱) عن نفيسة بنت منية أخت يعلى بن منية قالت: لما بلغ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - خمسا وعشرين سنة قال له أبو طالب: أنا رجل لا مال لي وقد اشتد الزمان علينا. وهذه عير قومك وقد حضر خروجها إلى الشام وخديجة بنت خويلد تبعث رجالا من قومك في عيراتها. فلو جئتها فعرضت نفسك عليها لأسرعت إليك. وبلغ خديجة ما كان من محاورة عمه له. فأرسلت إليه في ذلك وقالت له: أنا أعطيك ضعف ما أعطي رجلا من قومك. (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۱/۱۲۹)، ذكر خروج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى الشام في المرة الثانية، ط: دار صادر)۔

فإن قلت: ما الحكمة فيه؟ قلت: التقدمة والتوطئة فى تعرفه سياسة العباد وحصول التمرن على ما سيكلف من القيام بأمر أمته۔ (عمدة القارى: (۱۲/۱۱۳)، كتاب الإجارة، باب رعى الغنم على قراريط، ط: دار الكتب العلمية)۔

قومی لقب کی حیثیت اختیار کرلی تھی۔

چنانچہ ابن سعد نے ''طبقات ابن سعد'' میں لکھا ہے:

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب عالم شباب میں قدم رکھا تو آپ انسانیت اور مروت کے اعتبار سے اپنی قوم میں سب سے زیادہ ممتاز، اخلاق میں سب سے اعلیٰ، میل جول میں سب سے زیادہ فرحت بخش، ہمسائیگی میں سب سے زیادہ کریم اور خوشگوار، حلم وتحمل کا پیکر، گفتگو میں صادق اور درست گو، فحش گوئی اور ایذاء رسانی سے کوسوں دور بھاگنے والے، بردباری میں بے مثال، تواضع اور منکسر المزاجی میں باکمال، ہرایک کے ہمدرد اور خیرخواہ، وعدہ کے پکے اور انتہائی درجہ کے امانت دار، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات اور صفات میں تمام نیک کام اور اچھے اخلاق جمع کر دیے تھے، اسی بنا پر قوم نے آپ کو''الامین'' کے معزز لقب اور خطاب سے نوازا تھا۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ''الامین''صرف امانت داری کی صفت نہیں ہوتی بلکہ اس میں مذکورہ تمام صفات موجود ہوتی ہیں۔

(۱) شب رسول الله صلى الله عليه وسلم مع أبي طالب يكلؤه الله ويحفظه ويحوطه من أمور الجاهلية ومعايبها. لما يريد به من كرامته. وهو على دين قومه. حتى بلغ أن كان رجلا أفضل قومه مروءة وأحسنهم خلقا. وأكرمهم مخالطة. وأحسنهم جوارا. وأعظمهم حلما وأمانة. وأصدقهم حديثا وأبعدهم من الفحش والأذى. وما رئي ملاحيا ولا مماريا أحدا. حتى سماه قومه الأمين. لما جمع الله من الأمور الصالحة فيه. فلقد كان الغالب عليه بمكة الأمين. (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۱/۱۲۱) ذكر أبي طالب وضمه رسول الله صلى الله عليه وسلم إليه، وخروجه إلى الشام في المرة الثانية، ط: دار صادر).

البداية والنهاية: (۲۰۲/۳)، كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم، فصل في خروجه عليه الصلاة والسلام مع عمه أبي طالب إلى الشام ...الخ، ط: دار هجر.

الخصائص الكبرى: (۱۵۳/۱)، ذكر المعجزات والخصائص في خلقه الشريف صلى الله عليه وسلم، ط: دار الكتب العلمية.

بے نظیر تاریخی واقعہ

عبداللہ بن ابی الحمساء ایک معمولی آدمی تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کوئی سودا ہورہا تھا، گفتگو کے دوران اسے کوئی کام یاد آگیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا کہ آپ ٹھہریئے میں ابھی آکر بات کرتا ہوں، آپ کی زبان مبارک سے ''اچھا'' نکل گیا۔

عبداللہ بن ابی الحمساء تو وہاں جاکر اپنے وعدہ کو بھول گیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے نکلے ہوئے لفظ ''اچھا'' کو نہ بھولے، آپ پورا دن اس کا اسی مقام پر انتظار کرتے رہے، پھر اگلا دن بھی گزر گیا، تیسرے روز کے بعد ابن ابی الحمساء کو یاد آیا کہ میں واپسی کا وعدہ کرکے آیا تھا، وہ فوراً آپ کے مکان پر پہنچا لیکن گھر والوں سے یہ خبر سن کر اس کو سخت حیرانگی ہوئی کہ آپ تین روز سے گھر پر ہی نہیں آئے، وہ فوراً وعدہ کی جگہ پر پہنچا، دیکھا کہ آپ وہاں اس کے انتظار میں کھڑے تھے، آپ اس کو دیکھ کر بالکل غصہ میں نہیں آئے، دھیمی آواز سے صرف اتنا کہا ''بھلے مانس! تو نے مجھے پریشان کردیا، میں برابر تین روز سے تمہارا یہاں انتظار کررہا ہوں۔ [1]

---

(۱) عبداللہ بن شقیق، عن أبیه، عن عبداللہ بن أبي الحمساء، قال: بایعت النبي صلی اللہ علیه وسلم ببیع قبل أن یبعث وبقیت له بقیة فوعدته أن آتیه بها في مکانه، فنسیت، ثم ذکرت بعد ثلاث، فجئت فإذا هو في مکانه، فقال: "یا فتی، لقد شققت عليّ، أنا ههنا منذ ثلاث أنتظرك". (سنن ابی داود: (۲/۳۳۰)، کتاب الأدب، باب في العدة، ط: رحمانیه)۔

السنن الکبری للبیهقي: (۱۰/۱۹۸)، کتاب الشهادات، باب من وعد غیره شیئا ومن نیته أن یفي به ـــ إلخ، ط: إدارة تالیفات اشرفیه۔

المسند الجامع: (۸/۲۴۷)، رقم الحدیث: ۵۷۸۰، حرف العین، عبداللہ بن أبي الحمساء، ط: دار الجیل۔

کاروباری شراکت داروں کے تاثرات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت ملنے سے پہلے لوگوں کے ساتھ شراکت داری میں بھی کام کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان شراکت داروں کے تاثرات یہ ہیں:

❶ عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے، فرماتے ہیں کہ میں جاہلیت کے زمانہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تجارت میں شریک تھا، میں جب مدینہ منورہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا! مجھے پہچانتے ہو؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں!

کنت شریکی فنعم الشریک لاتداری ولاتماری۔

تم تو میرے ساتھ تجارت میں شریک تھے، نہ کسی بات کو ٹالتے اور نہ کسی بات پر جھگڑا کرتے۔ (۱)

❷ قیس بن السائب المخزومی بیان کرتے ہیں کہ جاہلیت کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ساتھ تجارت میں شریک تھے، آپ تجارت میں بہترین شریک تھے، نہ کبھی جھگڑتے اور نہ کسی سے مناقشہ کرتے۔ (۲)

---

(۱) وأخرج ابو نعيم عن مجاهد قال حدثني مولاي عبد الله بن السائب قال كنت شريك النبي صلى الله عليه وسلم في الجاهلية فلما قدمت المدينة قال: تعرفني؟ قلت: نعم كنت شريكي فنعم الشريك لا تداري ولا تماري۔ (الخصائص الكبرى: (١/١٥٣)، ذكر المعجزات والخصائص في خلقه الشريف صلى الله عليه وسلم، ط: دار الكتب العلمية)۔

▭ اسد الغابہ: (٢/٣٢٢)، باب الزای والهاء والواو، زهير بن أبي أمية، ط: دار الكتب العلمية۔

▭ معرفة الصحابة لأبي نعيم: (٣/١٦٧٥)، باب السين، من باب العين، عبدالله بن السائب بن أبي السائب، ط: دار الوطن۔

(٢) قال قيس: وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم شريكي في الجاهلية، فكان خير شريك لايماری ولايشاری۔ (الإصابة فی تمييز الصحابة: (٥/٢٥٣)، حرف القاف، قيس بن السائب، ط: دار الكتب العلمية)

▭ مجمع الزوائد: (٣/١٦٢)، رقم الحديث: ٤٩٥٣، كتاب الصيام، باب السواک للصائم، ط: مكتبة القدس۔

کاروباری سلسلہ میں جھگڑا اور مناقشہ نہ کرنا آدمیت اور انسانیت کے احترام کی بہترین مثال ہے تاکہ کوئی شخص دنیا کے معمولی فائدے کے لیے انسانی اقدار کے احترام کو ختم نہ کردے۔

❸ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلان نبوت سے پہلے اپنے بچپن کے دوست، قریش کے بڑے تاجر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی کاروبار میں شریک رہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی کبھار تجارتی سفر میں آپ کے ساتھ ساتھ ہوتے، وہ شروع ہی سے آپ کی کاروباری صداقت اور امانت کے بڑے گرویدہ تھے۔ (۱)

❹ زبیر بن عبدالمطلب آپ کے سگے تایا تھے، یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تجارت میں شریک تھے، زبیر مکہ کے مشہور تاجروں میں سے تھے بعض حضرات کا کہنا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ نے آپ کے والد ماجد کے ترکہ کو زبیر کے کاروبار میں لگا دیا تھا جو کہ ایک کامیاب تاجر تھے کچھ اور تجارتی سفر بھی آپ نے اپنے تایا کے ساتھ کیے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن ابن عباس - أن أبا بكر الصديق صحب النبي صلى الله عليه وسلم وهو ابن ثمان عشرة سنة والنبي صلى الله عليه وسلم ابن عشرين، وهم يريدون الشام في تجارة. حتى إذا نزل منزلا فيه سدرة قعد في ظلها، ومضى أبو بكر إلى راهب يقال له بحيرا يسأله عن شيء، فقال له: من الرجل الذي في ظل الشجرة؟ فقال: محمد بن عبد الله بن عبد المطلب، فقال: هذا والله نبي، ما استظل تحتها بعد عيسى ابن مريم إلا محمد. ووقع في قلب أبي بكر التصديق، فلما بعث نبي الله صلى الله عليه وسلم اتبعه. (الإصابة في تمييز الصحابة: (۱/۱۸۳)، حرف الباء، باب ب ـ ح، بحيرا، ط: دار الكتب العلمية)

☜ معرفة الصحابة: (۱/۳۳۵)، رقم الحديث: ۱۲۸۳، حرف الباء، بحير الراهب، ط: دار الوطن۔

☜ الخصائص الكبرى: (۱/۱۳۵)، ذكر المعجزات والخصائص في خلقه الشريف صلى الله عليه وسلم، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) وفي السنة السابعة عشرة من مولده صلى الله عليه وسلم كان سفر عمه الزبير بن عبد المطلب والعباس ابني عبد المطلب لليمن للتجارة، وصحبها النبي صلى الله عليه وسلم۔ (السيرة الحلبية: (۳/۵۲۰)، باب بيان ما وقع من الحوادث من عام ولادته صلى الله عليه وسلم... إلخ، ط: دار الكتب العلمية)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تجارت کے معاملے میں بھی آئیڈیل ہے

تجارت کے معاملہ میں ہماری رہنمائی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ نمونہ کافی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں روحانی پہلو کا پوری اہمیت کے ساتھ خیال رکھا جیسے مدینہ منورہ میں تقویٰ کی بنیاد پر مسجد قائم کی تا کہ وہ عبادت علم، دعوت اور حکومت سب کا مرکز بنے، وہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقتصادی پہلو کا بھی پورا پورا خیال رکھا، چنانچہ خالص اسلامی بازار قائم کر کے یہودیوں کے تسلط کو ختم کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس بازار کا نظام مرتب کیا اور اس کی نگرانی فرماتے رہے، اور ساتھ ہی اس سے متعلق تعلیمات اور ہدایات جاری فرماتے رہے، اس بازار کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ فریب، ناپ تول میں کمی، ذخیرہ اندوزی اور دوسروں کو زک (نقصان) پہنچانے والی باتوں سے بالکل پاک تھا۔ (۱)

ان تمام باتوں کے ساتھ ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) مسجد قباء فی بنی عمرو بن عوف کان مربدا لکلثوم بن الهدم، فأعطاه رسول الله صلى الله عليه وسلم فبناه مسجدا وأسسه وصلى فيه قبل أن يدخل المدينة حين قدومه من مكة۔ (البحر العميق: (۵/ ۲۸۱۱)، الباب العشرون: في تاريخ المدينة، الفصل السابع: المساجد التي صلى فيها النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مؤسسة الريان)۔

وأقام رسول الله صلى الله عليه وسلم بقباء أربعة أيام ــــــ وأسس مسجد قباء وصلى فيه وهو أول مسجد أسس على التقوى بعد النبوة۔ (الرحيق المختوم: (ص: ۱۵٦)، هجرة النبي صلى الله عليه وسلم، ط: دار الهلال)۔

عن أبي أسيد، أن أبا أسيد حدثه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ذهب إلى سوق النبيط، فنظر إليه فقال: "ليس هذا لكم بسوق"، ثم ذهب إلى سوق فنظر إليه، فقال: "ليس هذا لكم بسوق"، ثم رجع إلى هذا السوق فطاف فيه، ثم قال: "هذا سوقكم، فلا ينتقصن، ولا يضربن عليه خراج" (سنن ابن ماجه (ص: ۱٦۱)، أبواب التجارات، باب الأسواق ودخولها، ط: قديمي)

کے صحابۂ کرام میں ہر قسم کے تاجر، کاریگر، کاشتکار اور ہر کام اور پیشہ کو اختیار کرنے والے لوگ موجود تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کے درمیان موجود تھے، آپ پر اللہ کی طرف سے آیتیں نازل ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے آسانی باتیں کرتے، حضرت جبرئیل علیہ السلام صبح شام وحی لے کر آتے، صحابہ کرام کا حال یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک منٹ کے لیے جدا ہونا پسند نہ کرتے کوئی صحابی تجارتی سفر کر رہا ہے تو کوئی اپنے نخلستان میں مصروف ہے اور کوئی اپنے پیشے اور کاریگری میں مشغول ہونے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو سننے کا موقع نہیں پاتا تو وہ اپنے بھائی سے معلوم کر لیتا ہے۔(۱)

انصار زیادہ تر زراعت پیشہ اور نخلستان کے مالک تھے اور مہاجرین زیادہ تر بازاروں میں کاروبار کرتے تھے۔(۲)

---

(۱) عن عبد الله بن عباس عن عمر قال كنت أنا وجار لي من الأنصار في بني أمية بن زيد وهي من عوالي المدينة وكنا نتناوب النزول على رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل يوما وأنزل يوما فإذا نزلت جئته بخبر ذلك اليوم من الوحي وغيره وإذا نزل فعل مثل ذلك ـــــــ إلخ (صحيح البخارى: (۱/۱۹)، كتاب العلم، باب التناوب في العلم، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۷/۳۷)، كتاب النكاح، باب ما وجب عليه من تخيير النساء، ط: إدارة تاليفات أشرفيه۔

مسند أحمد: (۱/۳۴۸)، مسند الخلفاء الراشدين، مسند عمر بن الخطاب رضى الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۲) عن الزهري قال أخبرني سعيد بن المسيب وأبو سلمة بن عبد الرحمن أن أبا هريرة رضي الله عنه قال إنكم تقولون إن أبا هريرة يكثر الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وتقولون ما بال المهاجرين والأنصار لا يحدثون عن رسول الله صلى الله عليه وسلم بمثل حديث أبي هريرة وإن إخوتي من المهاجرين كان يشغلهم صفق بالأسواق وكنت ألزم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ملء بطني فأشهد إذا غابوا وأحفظ إذا نسوا وكان يشغل إخوتي من الأنصار عمل أموالهم وكنت إمرأ مسكينا من مساكين الصفة أعي حين ينسون ـــــ إلخ (صحيح البخارى: (۱/۲۷۴)، كتاب البيوع، باب ما جاء في قول الله تبارك وتعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض ـــــ إلخ، ط: قديمي)=

تجارت کی ترغیب

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب کی وجہ سے اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تجارت کرتے تھے، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم وغیرہ تو پہلے ہی سے تاجر تھے، اور اسی تجارت سے کمایا ہوا مال ان کے اسلام لانے کے بعد اسلام کے کام آیا۔

"التراتیب الاداریہ" نامی کتاب میں تاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پوری فہرست موجود ہے۔

اسلام نے تجارت کی بہت زیادہ ترغیب دی ہے، ملک اور قومیں عبادت کے ساتھ ساتھ تجارت ہی سے ترقی یافتہ بنتی ہیں، اسی وجہ سے اسلام نے تجارت پر بہت زیادہ زور دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر طریقہ سے اس کی ترغیب دی، بیکار بیٹھ کر کھانے کو اسلام کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرتا، چنانچہ روزی کمانا بھی عبادت میں شامل ہے حدیث شریف میں ہے:

طلب الحلال فریضة بعد الفریضة۔ (۱)

ترجمہ: حلال رزق حاصل کرنا فرائض کے بعد ایک فریضہ ہے۔

= قوله: وإن اخوتي من الأنصار كان يشغلهم عمل أموالهم فإن المراد بالعمل الشغل في الأراضي بالزراعة والغرس۔ (فتح الباری: (۲۸/۵)، کتاب الحرث والزراعة، باب ماجاء في الغرس، ط: دار المعرفة)

وكان المهاجرون تجارا والأنصار أصحاب زرع۔ (عمدة القاری: (۲۳۱/۱۱)، باب قوله تعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) مجمع الزوائد: (۲۹۱/۱۰)، رقم الحديث: ۱۸۰۹۸، کتاب الزهد، باب طلب الحلال والبحث عنه، ط: مكتبة القدس۔

المعجم الكبير: (۷۳/۱۰)، رقم الحديث: ۹۹۹۳، باب العين، باب اسمه: عبدالله، ط: مكتبة ابن تيمية القاهرة۔

كنز العمال: (۵/۴)، رقم الحديث: ۹۲۰۳، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تاجر تھے

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ برابر تجارت میں لگے رہے اور دوڑ دھوپ کرتے رہے یہاں تک کہ جس دن خلیفہ بنائے گئے اس دن بھی بازار جانے کا ارادہ کیا۔ (۱)

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا قریش کی ایک نہایت معزز اور مالدار خاتون تھیں باپ کا نام ''خویلد'' تھا، شرم وحیاء کی پیکر تھیں، اسی وجہ سے صرف اسلام کے زمانہ میں نہیں بلکہ جاہلیت کے زمانہ میں بھی لوگ ''طاہرہ'' کے نام سے پکارتے تھے۔ (۲)

ہر مال دار اپنے مال میں اضافہ کرنے کا خواہش مند ہوتا ہے، اچھے اور

---

(۱) عطاء بن السائب قال: لما استخلف أبو بكر أصبح غاديا إلى السوق وعلى رقبته أثواب يتجر بها فلقيه عمر بن الخطاب وأبو عبيدة بن الجراح فقالا له: أين تريد يا خليفة رسول الله؟ قال: السوق. قالا: تصنع ماذا وقد وليت أمر المسلمين؟ قال: فمن أين أطعم عيالي؟ قالا له: انطلق حتى نفرض لك شيئا. فانطلق معهما ففرضوا له كل يوم شطر شاة۔ (الطبقات الكبرى: (۱۸۴/۳)، الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام۔۔۔ إلخ، ذكر بيعة أبي بكر، ط: دار صادر)

فتح الباری: (۳۰۵/۴)، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ط: دار المعرفة۔

عمدة القاری: (۲۶۳/۱۱)، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) قوله: خديجة) هي أول من تزوجها صلى الله عليه وسلم وهي بنت خويلد بن أسد بن عبد العزى بن قصي۔۔۔ قال الزبير: وكانت خديجة تدعى في الجاهلية الطاهرة۔ (فتح الباری: (۱۳۴/۷)، كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي صلى الله عليه وسلم خديجة وفضلها رضي الله عنها، ط: دار المعرفة)۔

وكانت تدعى في الجاهلية بالطاهرة لشدة عفافها وصيانتها۔ وفي الروض: كانت تسمى الطاهرة في الجاهلية والإسلام۔ (شرح الزرقاني على المواهب اللدنية: (۱۹۹/۱)، المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، تزوجه عليه السلام من خديجة، ط: دار المعرفة)۔

عمدة القاری: (۲۸۱/۱۶)، كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي صلى الله عليه وسلم خديجة وفضلها رضي الله عنها، ط: دار الكتب العلمية۔

بُرے تاجر میں فرق ہوتا ہے، بُرے تاجر مال میں اضافہ کرتے وقت حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے لیکن اچھے تاجر جائز طریقہ اور شریعت کی حدود میں رہ کر تجارت کرتے ہیں۔

جب کبھی مکہ کے قریش کے لوگ تجارت کے لیے قافلہ روانہ کرتے تھے، حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی چند آدمیوں کو اپنا مال مضاربت کے اصول پر دے کر روانہ کرتیں اور اس طریقہ سے اپنے مال میں اضافہ کرتیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چونکہ معاملات کی سچی اور تجارت کے اصول میں دیانت دار تھیں اس وجہ سے لوگ ان کا مال کاروبار کے لیے لے جانے کو ترجیح دیتے تھے۔

بعض روایات میں ہے کہ ایک دن ابوطالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اس وقت آپ کی قوم کا ایک تجارتی قافلہ شام جانے کو تیار ہے، اور خدیجہ قریش کے لوگوں کو رقم دے کر تجارت کے لیے بھیج رہی ہے، اور لوگ اس کے سرمایہ سے بہت منافع حاصل کر رہے ہیں، اگر آپ بھی خدیجہ سے ان کا مال تجارت کے لیے شام لے کر جانے کی خواہش کا اظہار کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی پاکیزہ ہستی، معاملات کی صداقت اور دیانت کی وجہ سے آپ کو دوسروں پر ترجیح دے گی، اگرچہ میں آپ کو شام بھیجنا پسند نہیں کرتا لیکن حالات کی وجہ سے مجبوری ہے کہ تجارت کے لیے وہاں جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں۔ (۱)

(۱) قالت: (نفيسة بنت منية): لما بلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم خمسا وعشرين سنة وليس له بمكة اسم إلا الأمين لما تكاملت فيه من خصال الخير، قال له أبو طالب: يا ابن أخي أنا رجل لا مال لي، وقد اشتد الزمان علينا، وألحت علينا سنون منكرة، وليس لنا مادة ولا تجارة، وهذه عير قومك قد حضر خروجها إلى الشام، وخديجة بنت خويلد تبعث رجالا من قومك في عيرانها، فيتجرون لها في مالها ويصيبون منافع، فلو جئتها فوضعت نفسك عليها لأسرعت إليك، وفضلتك على غيرك، لما يبلغها عنك من طهارتك، وإن كنت لأكره أن تأتي الشام، وأخاف عليك من يهود، ولكن لا نجد من ذلك بدا، وكانت خديجة بنت خويلد امرأة تاجرة ذات شرف ومال كثير وتجارة وتبعث بها إلى الشام فتكون عيرها

ابوطالب قریش کے سربراہ تھے لیکن لنگڑے ہونے کی وجہ سے معذوری کی بناپر دوردراز علاقوں میں تجارتی سفر کرنے سے معذور تھے، البتہ علاقے میں عطر فروشی اور بعض اوقات غلہ کی خرید وفروخت کا کام کر لیتے تھے، اس معمولی تجارت کی وجہ سے ان کی آمدنی کوئی زیادہ نہیں تھی، دوسری طرف اہل وعیال بال بچے زیادہ تھے ان کی اس معمولی آمدنی سے خاندان کا گزارا مشکل سے ہوتا تھا، چنانچہ حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں:

أبی ساد فقیرا، وماساد فقیر قبله۔

میرے والد ابوطالب جب سردار ہوئے تو مالی طور پر فقیر تھے اور ان سے قبل کوئی فقیر سردار نہیں ہوا۔ (1)

ان حالات کی وجہ سے ابوطالب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت کا مال لے جانے کی ترغیب دے رہے تھے تا کہ ان کے مالی حالات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سفر کے باعث اچھے ہوجائیں۔

= کعامة عیر قریش، وکانت تستأجر الرجال وتدفع إلیهم المال مضاربة۔ (عیون الأثر لابن سید الناس: (۱۱٦/۱)، ذکر سفره علیه السلام إلی الشام مرة ثانیة وتزویجه خدیجة علیها السلام بعد ذلک، ط: دار الجیل)۔

الطبقات الکبری لابن سعد: (۱۲۹/۱)، ذکر خروج رسول الله صلی الله علیه وسلم إلی الشام فی المرة الثانیة، ط: دار صادر۔

السیرة الحلبیة: (۱۹۳/۱)، باب سفره صلی الله علیه وسلم إلی الشام ثانیا، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) کان أبوطالب یبیع العطر، وربما باع البر۔ (المعارف لابن قتیبة: (ص:۵۷۵)، صناعات الأشراف، ط: دار المعارف)۔

وکان أبوطالب سیدا شریفا مطاعا مهیبا مع إملاقه۔ قال علی بن أبی طالب: أبی ساد فقیرا، وماساد فقیر قبله۔ (تاریخ الیعقوبی: (۱۴/۲)، مولد الرسول صلی الله علیه وسلم، ط: دار صادر)۔

السیرة الحلبیة: (۱۸۸/۱)، باب حضوره صلی الله علیه وسلم حرف الفجار، ط: دار الکتب العلمیة۔

بعض روایات میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نیک اوصاف، دیانت، امانت اور سچائی کی شہرت دور دور تک پہنچ گئی تھی، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان قریش کے کل سامان کے برابر ہوتا تھا، وہ مضاربت پر لوگوں کو تجارت کے لیے مکہ مکرمہ سے باہر شام بھیجتی تھیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر اس وقت ۲۵ سال تھی، اور آپ کو قوم کی جانب سے "الصادق" اور "الامین" کے القاب مل چکے تھے، اور یہی دو صفات ایسی ہیں کہ ایک تاجر کی تجارت کے فروغ کا سب سے بڑا سرمایہ ہوتی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان اوصاف کا گھر گھر چرچا ہو چکا تھا، اس بنا پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے خود آپ کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ میرا تجارت کا مال شام لے کر جائیں تو آپ کو دوسروں کی نسبت زیادہ حصہ دوں گی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اس پیغام کو قبول فرمالیا، اور حضرت خدیجہ کے غلام "میسرہ" کے ساتھ آپ شام کی جانب مال لے کر روانہ ہوئے، شام جانے سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے یہ کہا کہ میں آپ کی قوم کے دوسرے تاجروں کو جو نفع یا حصہ دیتی ہوں، آپ کو اس سے دگنا دوں گی، آپ نے اس کو منظور کرلیا اور گھر آ کر اپنے چچا ابوطالب سے بھی اس کا ذکر کیا، ابوطالب یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ (۱)

(۱) وبلغ خديجة ما كان من محاورة عمه له، وقبل ذلك ما بلغها من صدق حديثه، وعظم أمانته، وكرم أخلاقه، فقالت: ما علمت أنه يريد هذا، ثم أرسلت إليه فقالت: إنه دعاني إلى البعثة إليك ما بلغني من صدق حديثك، وعظم أمانتك، وكرم أخلاقك، وأنا أعطيك ضعف ما أعطي رجلا من قومك، ففعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولقي أبا طالب، فذكر له ذلك، فقال: إن هذا الرزق ساقه الله إليك، فخرج مع غلامها ميسرة حتى قدم الشام۔۔۔۔۔(عيون الأثر لابن سيد الناس: (۱/۱۱٦)، ذكر سفره عليه السلام إلى الشام مرة ثانية وتزويجه خديجة عليها السلام بعد ذلك، ط: دار الجيل)۔

☜ السيرة النبوية لابن اسحاق: (ص: ۸۸)، كتاب المغازي، حديث خديجة ابنة خويلد، ط: دار الفكر۔

☜ السيرة الحلبية: (۱/۱۹۳)، باب سفره صلى الله عليه وسلم إلى الشام ثانيا، ط: دار الكتب العلمية۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا مال لے کر ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ۱۶ ذی الحجہ کو شام کے وقت روانہ ہو گئے، راستہ میں آتے جاتے میسرہ برابر دیکھتا رہا کہ جب گرمی کی شدت ہوتی تھی تو فوراً دو فرشتے آکر آپ پر سایہ فگن ہوجاتے تھے، میسرہ یہ باتیں دیکھ دیکھ کر حیران ہوا، اور اس کے دل میں آپ کی محبت اور عقیدت جاگزیں ہوگئی۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شام کے سفر سے واپس آرہے تھے تو ظہر کے وقت مکہ مکرمہ پہنچ گئے، اس وقت حضرت خدیجہ چند خواتین کے ساتھ اپنے بالا خانہ میں بیٹھی ہوئی باہر کا نظارہ کر رہی تھیں، ان خواتین میں نفیسہ بنت منیہ بھی موجود تھیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دوسری خواتین نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ دو بڑے پرندے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر پر سایہ کر رہے ہیں، یہ نظارہ دیکھ کر وہ انگشت بدنداں رہ گئیں، ظاہر ہے کہ وہ فرشتے تھے جو پرندوں کی شکل میں نظر آرہے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنی تجارت میں دوسروں سے بہت زیادہ منافع کما کر مکہ مکرمہ واپس تشریف لائے تو سیدہ خدیجہ بہت خوش ہوئیں، لیکن سب سے زیادہ خوشی آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک سیرت، اچھی عادت اور نیک اوصاف کو سن کر ہوئی جو میسرہ نے سیدہ خدیجہ سے بیان کیے، آپ کی دیانت داری اور سچائی، راست گفتاری کی ایسی تعریف کی کہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا، اور جلد از جلد اس رشتہ کو قائم کرنے کے لیے کوشش کرنے لگیں، اور یہ سب کچھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیک نفسی، راست بازی، صداقت اور امانت داری اور صدق وصف کی وجہ سے ہوا جو تجارت کے اہم اجزاء ہیں، چنانچہ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح

شام کے سفر سے واپسی کے دو ماہ ۲۵ دن بعد ہو گیا۔(۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ ایک تاجر میں نہایت اعلیٰ اخلاقی صفات کا پایا جانا ضروری ہے۔

---

(۱) ثم خرج صلى الله عليه وسلم أيضا ومعه ميسرة غلام خديجة بنت خويلد بن أسد، في تجارة لها... وله إذ ذاك خمس وعشرون سنة، لأربع عشرة ليلة بقيت من ذي الحجة، فنزل تحت ظل شجرة... وكان ميسرة يرى في الهاجرة ملكين يظلانه في الشمس، ولما رجعوا إلى مكة في ساعة الظهيرة وخديجة في علية لها، رأت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو على بعيره وملكان يظلان عليه. رواه أبو نعيم. وتزوج صلى الله عليه وسلم خديجة بعد ذلك بشهرين وخمسة وعشرين يوما.

وفي شرح الزرقاني: ولما رجعوا إلى مكة في ساعة الظهيرة وخديجة في علية لها، فأرته نساءها فعجبن لذلك ودخل عليها صلى الله عليه وسلم فأخبرها بما ربحوا فسرت، فلما دخل عليها ميسرة أخبرته بما رأت، فقال: قد رأيت هذا منذ خرجنا من الشام ــــ وقدم صلى الله عليه وسلم بتجارتها فربحت ضعف ما كانت تربح وأضعفت له ما كانت سمته له، وتزوج صلى الله عليه وسلم خديجة بعد ذلك أي: قدومه من الشام، بشهرين وخمسة وعشرين يوما۔ (شرح الزرقاني مع المواهب اللدنية: (۱/ ۳۷۰ـ۳۷۱)، المقصد الأول في تشريف الله تعالى له عليه الصلاة والسلام، تزوجه عليه السلام خديجة، ط: دار الكتب العلمية)۔

وكان ميسرة يرى رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا كانت الهاجرة واشتد الحر، يري ملكين يظلانه من الشمس وهو على بعيره، قال: وكان الله عز وجل قد ألقى على رسول الله صلى الله عليه وسلم المحبة من ميسرة، فكان كأنه عبد لرسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما رجعوا وكانوا بمر الظهران تقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى دخل مكة في ساعة الظهيرة وخديجة في علية لها، معها نساء فيهن نفيسة بنت منية، فرأت رسول الله صلى الله عليه وسلم حين دخل وهو راكب على بعيره وملكان يظلان عليه، فأرته نساءها فعجبن لذلك، ودخل عليها رسول الله صلى الله عليه وسلم فخبرها بما ربحوا، فسرت بذلك، فلما دخل عليها ميسرة أخبرته بما رأت، فقال لها ميسرة: قد رأيت هذا منذ خرجنا من الشام ــــ قالوا: وقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم بتجارتها فربحت ضعف ما كانت تربح وأضعفت له ما سمت له، فلما استقر عندها هذا ــــ فعرضت عليه نفسها فقالت له فيما يزعمون: يا ابن عم، إني قد رغبت فيك لقرابتك، ووسطتك في قومك وأمانتك، وحسن خلقك وصدق حديثك، فلما قالت له ذلك ذكر ذلك لأعمامه، فخرج معه عمه حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنه حتى دخل على خويلد بن أسد، فخطبها إليه فتزوجها۔ (عيون الأثر لابن سيد الناس: (۱/ ۱۱۷)، ذكر سفره عليه السلام إلى الشام في المرة الثانية وتزويجه خديجة عليها السلام بعد ذلك، ط: دار الجيل)۔

فتح الباري: (۷/ ۱۳۳)، كتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النبي صلى الله عليه وسلم خديجة وفضلها رضي الله عنها، ط: دار المعرفة=

قریش کے سب سے بڑے مال دار

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ قریش کے سب سے زیادہ مال دار شخص تھے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ تجارت میں بڑے خوش قسمت انسان تھے، وفات کے وقت انہوں نے ایک ہزار اونٹ، تین ہزار بکریاں اور ایک سو گھوڑے ترکہ میں چھوڑے۔ (۱)

زندگی میں تیس ہزار غلام آزاد کیے۔ (۲)

ازواج مطہرات کی خدمت کو اپنی زندگی کا سرمایہ سمجھتے تھے، چنانچہ ازواج مطہرات کے لیے ایک باغ کی وصیت فرمائی جو چالیس ہزار دینار میں فروخت کیا گیا۔ (۳)

= الروض الأنف: (۱۵۳/۲)، حدیث تزویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ رضی اللہ عنہا، ط: دار احیاء التراث العربی۔

سیرۃ ابن ھشام: (۱۸۷/۱-۱۸۸)، حدیث تزویج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدیجۃ رضی اللہ عنہا، ط: مطبعۃ مصطفی البابی الحلبی۔

(۱) قال أبو عمر بن عبد البر: کان (عبدالرحمن بن عوف) مجدودا فی التجارۃ، خلف ألف بعیر، وثلاثۃ آلاف شاۃ، ومئۃ فرس۔ (سیر أعلام النبلاء: (۹۲/۱)، ترجمۃ عبد الرحمن بن عوف، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)۔

الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب: (۸۴۷/۲)، حرف العین، باب عبدالرحمن، ط: دار الجیل۔

المفصل فی تاریخ العرب قبل الإسلام: (۳۱۱/۱۳)، الفصل الواحد بعد المائۃ: تجارۃ مکۃ، ط: دار الساقی۔

(۲) وفی الحلیۃ لأبی نعیم: أنه أعتق ثلاثین ألف نسمۃ۔ (شرح الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ: (۲۲۳/۱)، المقصد الأول، ذکر تزویج عبداللہ آمنۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

عن جعفر بن برقان، قال: بلغنی أن عبد الرحمن بن عوف، أعتق ثلاثین ألف بیت۔ (حلیۃ الأولیاء لأبی نعیم: (۹۹/۱)، المھاجرون من الصحابۃ، عبدالرحمن بن عوف، دار الکتاب العربی)۔

سیر أعلام النبلاء: (۹۲/۱)، ترجمۃ: عبدالرحمن بن عوف، ط: مؤسسۃ الرسالۃ۔

(۳) عن أبی سلمۃ بن عبدالرحمن أن أباہ أوصی لامھات المؤمنین بحدیقۃ بیعت بعدہ بأربعین ألف دینار۔ (المستدرک للحاکم: (۳۱۲/۳)، کتاب معرفۃ الصحابۃ، مناقب عبد الرحمن بن عوف، ط: دار المعرفۃ)۔=

عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پچاس ہزار دینار اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی وصیت فرمائی اور ہر ایک آدمی کو ایک ایک ہزار دینار دیئے گئے۔

زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے جنگ بدر میں شریک ہونے والے صحابۂ کرام کے لیے وصیت فرمائی، اس وقت سو بدری صحابی مدینہ طیبہ میں موجود تھے جن میں سے ہر ایک کو چار چار سو دینار ملے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی ان میں سے ایک تھے۔ (۱)

زندگی میں اتنا کچھ اللہ کے راستے میں تقسیم کیا پھر بھی وافر مقدار میں مال ودولت چھوڑ کر گئے ان کی چار بیوائیں تھیں جن کو ترکہ میں صرف آٹھواں حصہ ملا تھا، چنانچہ ہر بیوہ نے اسی اسی ہزار دینار پائے بلکہ امام ذہبیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہر بیوہ نے ایک ایک لاکھ دینار پایا۔ (۲)

= جامع الترمذی: (۲۱۶/۲)، أبواب المناقب، مناقب عبدالرحمن بن عوف، ط: قدیمی۔
شرح السنة للبغوی: (۱۲۹/۱۴)، کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب سعيد بن زيد، ط: المكتب الإسلامي۔

(۱) عن عروة: أن عبد الرحمن بن عوف أوصى بخمسين ألف دينار في سبيل الله، فكان الرجل يعطى منها ألف دينار. وعن الزهري: أن عبد الرحمن أوصى للبدريين، فوجدوا مائة، فأعطى كل واحد منهم أربع مائة دينار، فكان منهم عثمان فأخذها. (سير أعلام النبلاء: (۹۰/۱)، ترجمة: عبد الرحمن بن عوف، ط: مؤسسة الرسالة)۔
أسد الغابة: (۳۸۰/۳)، حرف العين، باب العين والباء، ط: دار الكتب العلمية۔
تهذيب الأسماء واللغات: (۳۰۲/۱)، حرف العين المهملة، باب عبد الرحمن، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن ثابت، عن أنس، قال: رأيت عبد الرحمن بن عوف، قسم لكل امرأة من نسائه بعد موته مائة ألف. وروى: هشام، عن ابن سيرين، قال: اقتسمن ثمنهن ثلاث مائة ألف وعشرين ألفا. (سير أعلام النبلاء: (۹۰/۱ـ۹۱)، ترجمة: عبد الرحمن بن عوف، ط: مؤسسة الرسالة)۔
تاريخ دمشق: (۳۰۳/۳۵)، حرف العين، عبدالرحمن بن عوف، ط: دار الفكر۔

اسد الغابہ وغیرہ کتب میں ہے کہ سونے کی اینٹیں اتنی بڑی تھیں کہ کلہاڑی سے کاٹ کاٹ کر ترکہ میں تقسیم کی گئیں اور کاٹنے والوں کے ہاتھوں پر چھالے پڑ گئے اور غیر منقولہ جائیداد بھی بہت چھوڑی۔ (١)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، تو مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کو ان کا اسلامی بھائی بنایا، حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنا مال و دولت تقسیم کر کے دینا چاہا اور کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، آپ میرا آدھا مال لے لیں، حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھے بازار کا راستہ بتا دیں، چنانچہ انہوں نے بنو قینقاع بازار دکھا دیا حضرت عبدالرحمن روزانہ بازار جانے لگے، جہاں انہوں نے تجارت کر کے بہت سارا مال کمایا، مکہ مکرمہ میں بھی آپ تجارت کرتے تھے، لیکن ہجرت کے بعد اللہ تعالی نے ان کو تجارت میں بڑی برکت دی، خود فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں پتھر بھی اٹھاتا ہوں تو اس کے نیچے سے سونا نکل آتا ہے۔

تقریباً ہر دن ان کے تجارتی قافلے مدینہ طیبہ آتے جاتے جس کی وجہ سے ان کے پاس مال و دولت کے ڈھیر تھے۔

ایک مرتبہ ان کا تجارتی قافلہ مدینہ منورہ آیا، اس میں سات سو اونٹوں پر

(١) وخلف مالا عظيما، من ذلك ذهب قطع بالفئوس، حتى مجلت أيدي الرجال منه۔ (أسد الغابة: ٣٨٠/٣)، باب العين والباء، عبدالرحمن بن عوف، ط: دار الكتب العلمية)۔
(٢) الرياض النضرة في مناقب العشرة للطبري: (٣١٥/٣)، الباب السابع: في مناقب أبي محمد عبد الرحمن بن عوف، الفصل التاسع: في ذكر وفاته، وما يتعلق بها، ط: دار الكتب العلمية۔
(٣) الطبقات الكبرى: (١٣٦/٣)، ذكر وصية عبدالرحمن بن عوف وتركته، ط: دار صادر۔
(٤) البداية والنهاية: (٢٥٦/١٠)، كتاب سيرة رسول الله صلى الله عليه وسلم، ثم دخلت سنة اثنتين وثلاثين، ذكر من توفي من الأعيان، ط: دار هجر۔

صرف گیہوں، آٹا اور دوسری خوردنی اشیا ءلدی ہوئی تھیں، جب وہ عظیم الشان قافلہ مدینہ میں داخل ہوا تو پورے مدینہ میں اس کا شور مچ گیا، جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اس قافلہ کا علم ہوا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

عبد الرحمن لا يدخل الجنة إلا حبوا

عبدالرحمن جنت میں رینگتے ہوئے جائیں گے۔

جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اے اماں! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ پورا قافلہ اسباب وسامان کے ساتھ بلکہ اونٹ اور کجاوے تک اللہ کے راستہ میں وقف کیا۔ (١)

---

(١) عن أنس، أن عبد الرحمن بن عوف قدم المدينة، فآخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بينه وبين سعد بن الربيع الأنصاري، فقال له سعد: أي أخي، أنا أكثر أهل المدينة مالا، فانظر شطر مالي، فخذه... قال عبد الرحمن: بارك الله لك في أهلك ومالك، دلوني على السوق، فدلوه على السوق، فذهب فاشترى وباع وربح... قال عبد الرحمن: " فلقد رأيتني ولو رفعت حجرا لرجوت أن أصيب ذهبا أو فضة (مسند أحمد: (٣٣٦/٢١)، رقم الحديث: ١٣٨٦٣، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أنس بن مالك رضی اللہ عنہ، ط: مؤسسة الرسالة)۔

المسند الجامع: (١١/٢-١٢)، رقم الحديث: ٧٢٨، حرف الألف، أنس بن مالك الأنصاري، ط: دار الجيل۔

الطبقات الكبرى: (١٢٦/٣)، الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام ممن شهد بدرا، عبد الرحمن بن عوف، ط: دار صادر۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: لما هاجر عبد الرحمن بن عوف رحمه الله إلى المدينة آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بينه وبين سعد، وكان لسعد حائطان وامرأتان، فقال سعد لعبد الرحمن: اختر أي امرأتي شئت أتحول لك عنها، واختر أي حائطي شئت، فقال: لا حاجة لي في امرأتك، ولا حائطك، ما لهذا أسلمت، ولكن دلوني على السوق، فدله وليس له شيء، فكان يشتري السمن والأقط، والإهاب، والشيء، فيبيعه... فأصاب، وكثر ماله فبينما عائشة رضي الله عنها في بيتها سمعت صوتا رجت منه المدينة، فقالت: ما هذا؟ فقالوا: عير قدمت لعبد الرحمن بن عوف من الشام

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ قریش کے سب سے بڑے مالدار شخص تھے لیکن دل میں مال اور دنیا کی محبت نہیں تھی، مال کمانا برا نہیں مال کی محبت بری ہے۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اور سخاوت

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کا پیشہ تجارت تھا، حالت یہ تھی کہ جس کام کو ہاتھ لگاتے اس میں کبھی خسارہ نہیں ہوتا۔[1]

کچھ عرصہ تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فوج میں افسر بھی رہے، فاروقی دور کی فوج کے افسروں کی تنخواہیں سات ہزار سے دس ہزار درہم تک تھیں، اتنے بڑے مال دار ہونے کے باوجود سخاوت اور فیاضی میں ایک بہت بڑے مقام پر فائز تھے آپ کے پاس ایک ہزار غلام تھے جو روزانہ اجرت پر کام کر کے ایک بہت بڑی رقم لاتے تھے، لیکن اس مال میں سے کچھ بھی اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال پر خرچ نہیں کرتے تھے بلکہ جو کچھ مال آتا وہ اسی وقت اللہ کے راستے میں خرچ کر دیتے ایک مرتبہ ایک مکان چھ لاکھ میں فروخت کیا، کسی نے کہا کہ آپ نے زیادہ قیمت لی

= وكانت سبع مائة راحلة، فقالت عائشة: أما إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "رأيت عبد الرحمن بن عوف يدخل الجنة حبوا"، فبلغ ذلك عبد الرحمن رضي الله عنه، فأتاها فسألها عما بلغه من الحديث، فحدثته قال: "فإني أشهدك أنها بأحمالها، وأقتابها، وأحلاسها في سبيل الله عز وجل"۔ (المعجم الكبير: (۶/۲۷)، رقم الحديث: ۵۳۰۷، باب السين، سعد بن الربيع الأنصارى، ط: مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

أسد الغابة: (۳/۴۷۸)، حرف العين، باب العين والباء، عبدالرحمن بن عوف، ط: دار الكتب العلمية۔

حلية الأولياء: (۱/۹۸)، المهاجرون من الصحابة، عبدالرحمن بن عوف، ط: دار الكتاب العربى۔

(۱) قال أبو عمر: كان الزبير تاجرا مجدودا فى التجارة، وقيل له يوما: بم أدركت فى التجارة ما أدركت؟ فقال: إنى لم أشتر عيبا، ولم أرد ربحا، والله يبارك لمن يشاء۔ (الاستيعاب: (ص: ۲۶۳)، حرف الزاء، باب الزبير، الزبير بن العوام، ط: دار الأعلام)۔

ہے، فرمایا ہرگز نہیں، اور وہ ساری رقم اللہ کے راستے میں تقسیم فرمادی۔ (۱)

(۱۰۲) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کی تجارت اور زراعتی فارم

حضرت طلحہ بن عبید اللہ ایک بڑے تاجر تھے، آپ کو تجارتی سفر ہی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی بشارت ملی تھی، (۲) ان کے پاس تجارت کے ساتھ ساتھ وسیع پیمانے پر زراعت کا شغل بھی تھا، آپ کے عراق میں کئی زراعتی فارم تھے، ان میں ''قناۃ'' اور ''سراۃ'' نہایت مشہور تھے، صرف ''قناۃ'' کے کھیتوں میں بیل

---

(۱) حدثنا مغيث بن سمي قال: كان للزبير بن العوام ألف مملوك يؤدون إليه الخراج، فلا يدخل بيته من خراجهم شيئا. رواه: سعيد بن عبد العزيز نحوه، وزاد: بل يتصدق بها كلها ۔۔۔ قال جويرية بن أسماء: باع الزبير دارا له بست مائة ألف، فقيل له: يا أبا عبد الله! غبنت. قال: كلا، هي في سبيل الله. (سير أعلام النبلاء: (۱/۵۵ـ۵۷)، ترجمة: الزبير بن العوم، ط: مؤسسة الرسالة)۔

عمدة القارى: (۱۵/۷۰)، كتاب الخمس، باب بركة الغازى فى ماله ۔۔۔ إلخ، ط: دار الكتب العلمية۔

الرياض النضرة فى مناقب العشرة: (۳/۲۸۵)، الباب السادس فى مناقب الزبير بن العوام، الفصل الثامن فى ذكر نبذ من فضائله، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) سبب إسلام طلحة بن عبيد الله رضي الله تعالى عنه ما تقدم أنه قال: حضرت سوق بصرى فإذا راهب في صومعته يقول: سلوا أهل هذا الموسم هل ثم من أهل الحرم أحد؟ فقلت: نعم أنا، قال: هل ظهر أحمد بعد؟ قلت: ومن أحمد؟ قال: ابن عبد الله بن عبد المطلب، هذا شهره الذي يخرج فيه، وهو آخر الأنبياء، مخرجه من الحرم، ومهاجره إلى أرض ذات نخل وسباخ، فإياك أن تسبق إليه، قال طلحة: فوقع في قلبي ما قال، فخرجت سريعا حتى قدمت مكة، فقلت: هل كان من حدث؟ قالوا: نعم، محمد بن عبد الله الأمين يدعو إلى الله، وقد تبعه ابن أبي قحافة، فخرجت حتى دخلت على أبي بكر رضي الله تعالى عنه فأخبرته بما قال الراهب، فخرج أبو بكر حتى دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخبره بذلك، فسر بذلك وأسلم طلحة. (السيرة الحلبية: (۱/۳۹۵ـ۳۹۶)، باب ذكر أول الناس إيمانا به صلى الله عليه وسلم، ط: دار الكتب العلمية)۔

الرياض النضرة فى مناقب عشرة: (۳/۲۵۰)، الباب الخامس: فى مناقب أبى محمد طلحة بن عبيد الله، الفصل الرابع فى إسلامه، ط: دار الكتب العلمية۔

الطبقات الكبرى: (۳/۲۱۳)، الطبقة الأولى على السابقة فى الإسلام ممن شهد بدرا، طلحة بن عبيد الله، ط: دار صادر۔

اونٹ سیرابی کا کام کرتے تھے، ایسا ہی انتظام کچھ "سراۃ" میں بھی تھا، (۱) آپ کی تجارت بھی بہت بڑے پیمانے پر تھی۔ (۲)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تجارت اور زراعت کی آمدنی سے بنو تیم کے محتاجوں کی کفالت فرماتے، اور ان کی بیواؤں اور یتیموں کی اعانت فرماتے، اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو سالانہ دس ہزار درہم دیتے۔ (۳)

گھر میں مال و دولت کی فراوانی تھی، تجارت اور زراعت دونوں طریقوں سے مال و دولت گھر میں آتی تھی، اور جتنا مال آتا ان میں سے لاکھوں درہم اور دینار اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔

ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے بیٹے موسیٰ رضی اللہ عنہ

---

(۱) وكان ماله قد اغتيل. كان يغل كل سنة من العراق مائة ألف سوى غلاته من السراة وغيرهما. ولقد كان يدخل قوت أهله بالمدينة سنتهم من مزرعة بقناة كان يزرع على عشرين ناضحا.
الطبقات الكبرى: (۲۲۱/۳)، الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام ممن شهد بدرا، طلحة بن عبيدالله بن عثمان، ط: دار صادر۔
تاريخ دمشق: (۱۰۳/۲۵)، حرف الطاء، طلحة بن عبيدالله بن عثمان، ط: دار الفكر۔
(۲) عن عمرو بن دينار قال: كان غلة طلحة كل يوم ألفا وافيا۔ (حلية الأولياء: (۸۸/۱)، المهاجرون من الصحابة، طلحة بن عبيدالله، ط: دار الكتب العلمية)۔
مجمع الزوائد: (۱۴۸/۹) رقم الحديث: ۱۴۸۰۹، كتاب المناقب، باب مناقب طلحة بن عبيدالله رضي الله عنه، باب في كرمه وماسمي به رضي الله عنه، ط: مكتبة القدس القاهرة۔
المعجم الكبير للطبراني: (۱۱۲/۱)، رقم الحديث: ۱۹۶، العشرة، نسبة طلحة بن عبيدالله رضي الله عنه، من فضائله رضي الله عنه، ط: مكتبة ابن تيمية القاهرة۔
(۳) وكان لا يدع أحدا من بني تيم عائلا إلا كفاه مؤونته ومؤونة عياله وزوج أياماهم وأخدم عائلهم وقضى دين غارمهم. ولقد كان يرسل إلى عائشة إذا جاءت غلته كل سنة بعشرة آلاف.
الطبقات الكبرى: (۲۲۱/۳)، الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام ممن شهد بدرا، طلحة بن عبيدالله بن عثمان، ط: دار صادر۔
سير أعلام النبلاء: (۳۳/۱)، طلحة بن عبيدالله، ط: مؤسسة الرسالة۔
تاريخ دمشق: (۱۰۲/۲۵)، حرف الطاء، طلحة بن عبيدالله بن عثمان، ط: دار الفكر۔

سے پوچھا کہ آپ کے والد کس قدر دولت چھوڑ کر گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بائیس لاکھ درہم، دو لاکھ دینار، اور اس کے علاوہ زیادہ مقدار میں سونا اور چاندی، غیر منقولہ جائیداد اس کے علاوہ تھی، جس کی قیمت کا محتاط اندازہ تین کروڑ درہم تھا، یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

عاش حميدا سخيا شريفا وقتل فقيرا رحمه الله۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے طریقے بھی بتائے ہیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح عبادات کے طریقے بتائے ہیں، اسی طرح دنیا میں اچھے طریقے سے رہنے کے لیے تجارت کے طریقے بھی وضاحت کے ساتھ بتائے ہیں، بلکہ قیامت تک آنے والے تاجروں کو تجارت کے اصول بھی بتادیے ہیں، ان کی روشنی میں نہایت نفع بخش تجارت کی جاسکتی ہے۔

تجارت کے چند بنیادی اصول

تجارت اور کاروبار صحیح ہونے کا مدار چند اصولوں پر ہے، جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

① تجارت کا جواز باہمی تعاون پر ہے، لہٰذا تجارت کے تمام معاملات میں بائع اور مشتری کی جانب سے تعاون کا ہونا ضروری ہے یعنی ایسا نہیں ہونا چاہیے کہ

---

(۱) عن موسى بن طلحة أن معاوية سأله: كم ترك أبو محمد. يرحمه الله. من العين؟ قال: ترك ألفي ألف درهم ومائتي ألف درهم ومائتي ألف دينار. وكان ماله قد اغتيل. كان يغل كل سنة من العراق مائة ألف سوى غلاته من السراة وغيرهما. ولقد كان يدخل قوت أهله بالمدينة سنتيهم من مزرعة بقناة۔ فقال معاوية: عاش حميدا سخيا شريفا وقتل فقيرا. رحمه الله۔ (الطبقات الكبرى: (۳/۲۲۱)، الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام ممن شهد بدرا، طلحة بن عبيد الله بن عثمان، ط: دار صادر۔ سير أعلام النبلاء: (۱/۳۳)، طلحة بن عبيد الله، ط: مؤسسة الرسالة۔ تاريخ دمشق: (۲۵/۱۰۳)، حرف الطاء، طلحة بن عبد الله، ط: دار الفكر۔

ایک فریق کی طرف سے تعاون ہو اور دوسرے کی طرف سے تعاون نہ ہو، اس کا مطلب یہ ہے کہ فریقین میں سے ایک فریق کا زیادہ سے زیادہ نفع ہو، اور دوسرے فریق کا زیادہ سے زیادہ نقصان ہو۔ (۱)

۷ تجارت اور کاروبار میں دونوں فریق کی جانب سے حقیقی رضامندی کا پایا جانا ضروری ہے، جبری اور اضطراری رضامندی کافی نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں باہمی رضامندی کی شرط عائد کی ہے۔ (۲)

۸ تجارت اور کاروبار کا معاملہ کرنے والا عاقل بالغ یا ممیز اور آزاد ہوں مجبور مجنون، ناسمجھ اور مکرَہ نہ ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے قلم اٹھالیا گیا ہے۔ ① سوئے ہوئے آدمی سے جب تک وہ بیدار نہ ہو جائے۔ ② بچے سے جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے۔ ③ پاگل سے جب تک وہ صحیح عقل والا نہ ہو جائے۔ (۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زبردستی اور جبر کی بیع سے منع فرمایا۔ (۴)

---

(۱) وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (المائدة: ۲)

(۲) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ. (النساء: ۲۹)

(۳) رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ، وعن الصبي حتى يحتلم، وعن المجنون حتى يعقل. (مسند احمد: (۲۲۴/۳۱)، رقم الحديث: ۲۴۶۹۴، مسند النساء، مسند الصديقة عائشة بنت الصديق رضي الله عنها، ط: مؤسسة الرسالة)۔

نيل الأوطار: (۳۷۰/۱)، رقم الحديث: ۲۱۲، كتاب الصلاة، باب أمر الصبي بالصلاة تمرينا لا وجوبا، ط: دار الحديث۔

ويشترط في العاقدين: كونهما حرين، عاقلين، يعرفان النفع والضرر۔ (حجة الله البالغة: (۱۶۲/۲)، من أبواب ابتغاء الرزق، ط: دار الجيل)۔

(۴) نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع المضطر۔ (سنن أبي داود: (۱۲۳/۲)، كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: رحمانيه)=

⑭ تجارت کے معاملہ میں کسی قسم کے دھوکے، بددیانتی، خیانت، ضرر اور نقصان کا عمل دخل نہ ہو، اور جن چیزوں کے استعمال کو شریعت نے معصیت اور حرام قرار دیا ہے ان چیزوں کا کاروبار اور تجارت نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہترین کسب، بیع مبرور ہے اور آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرکے روزی کمانا۔ (۱)

اور بیع مبرور ایسی بیع وشراء کو کہتے ہیں کہ جس میں بائع اور مشتری ایک دوسرے سے تعاون اور بھلائی کا معاملہ کریں یعنی اس میں دھوکہ، خیانت اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو، اور اس سے معصیت اور نافرمانی بھی لازم نہ آتی ہو۔ (۲)

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

اسلام میں نہ نقصان اٹھانا ہے اور نہ نقصان پہنچانا ہے۔ (۳)

= مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

في النهاية: هذا يكون من وجهين أحدهما أن يضطر إلى العقد من طريق الإكراه عليه، وهذا بيع فاسد لا ينعقد۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۷۶/۶)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: رشیدیہ)۔

(۱) عن جميع بن عمير عن خاله، قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم: عن أفضل الكسب فقال: بيع مبرور وعمل الرجل بيده۔ (مسند أحمد: (۱۵۷/۲۵)، رقم الحديث: ۱۵۸۳۶، مسند المكيين، حديث أبي بردة بن نيار، ط: مؤسسة الرسالة

كنز العمال: (۳/۴)، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة۔

قوله عليه السلام: أفضل الكسب بيع مبرور وعمل الرجل بيده۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۵۳/۲)، كتاب البيوع، حكم البيع، ودليله، ط: دار احياء التراث العربي)۔

(۲) والبيع المبرور: هو الذي يبر فيه صاحبه فلم يغش ولم يخن ولم يعص الله فيه۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۵۳/۲)، كتاب البيع، حكم البيع ودليله، ط: دار احياء التراث العربي)۔

(۳) عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى أن لا ضرر ولا ضرار۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۹)، أبواب الأحكام، باب من بنى في حقه ما يضر بجاره، ط: قديمي)=

○ تجارت کرنے والے اور دکاندار کو خرید وفروخت کے وقت نرمی سے کام لینا چاہیئے، کیونکہ مزاج کی سختی خرید وفروخت میں ناکامی اور خریداروں کو بھگانے کا باعث بنتی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رحم کرے اس بندے پر جو نرم ہو جب فروخت کرے اور نرم ہو جب خریدے ،اور نرم ہو جب تقاضا کرے۔(۱)

○ تاجر کو مال فروخت کرتے وقت اپنے مال کا عیب اور نقص کبھی نہیں چھپانا چاہیئے،تاجر نے اگر چالاکی اور ہوشیاری سے وقتی طور پر مال کے عیب کو چھپا بھی لیا تب بھی خریدار کو چندروز کے بعد عیب کا علم ہوجائے گا اور وہ پھر کبھی بھی اس دکاندار سے خرید وفروخت کا معاملہ نہیں کرے گا۔

مزید یہ کہ گاہک سے عیب چھپانا گاہک کو دھوکہ دینا ہے، اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں سخت وعید بیان

= عن ابن عباس رضی اللہ عنہ ،قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :لا ضرر ولا ضرار۔(مسند أحمد:(۵/۵۵)،رقم الحدیث:۲۸۶۵،ومن مسند بنی ھاشم ،مسند عبداللہ بن العباس، ط:مؤسسة الرسالة)۔

السنن الکبری للبیھقی:(۶/۶۹)، کتاب الصلح، باب لا ضرر ولاضرار، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ۔

(۱) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنھما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: رحم اللہ عبدا سمحا إذا باع، سمحا إذا اشتری، سمحا إذا اقتضی۔(الترغیب والترھیب:(۲/۳۳۶)،رقم الحدیث:۲۷۱۳، کتاب البیوع، الترغیب فی السماحة فی البیع والشراء، ط:دار الکتب العلمیة)۔

صحیح البخاری:(۱/۲۷۸)، کتاب البیوع، باب السھولة والسماحة فی الشری والبیع، ط: قدیمی۔

وعن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا أخبرکم بمن یحرم علی النار وبمن تحرم النار علیہ؟ علی کل ھین لین قریب سھل۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۴۳۲)، کتاب الآداب ,باب الرفق والحیاء، الفصل الثانی، ط:قدیمی)۔

فرمائی ہے۔ (۱)

ایک حدیث میں ہے کہ جس نے کسی عیب والی چیز کو فروخت کیا اور گاہک سے اس کا عیب ظاہر نہیں کیا وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہے گا اور اللہ کے فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔ (۲)

⊙ تاجر پر ضروری ہے کہ ناپ تول میں کمی نہ کرے، یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے اس پر سخت وعید آئی ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس سے متعلق مستقل ایک پوری سورت نازل کی ہے، اسی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے ہلاک کردی گئی تھی، ساتھ ساتھ تجارتی نقطۂ نظر سے بھی یہ ایک نہایت ہی قبیح اور گری ہوئی حرکت ہے۔

---

(۱) عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟، قال: أصابته السماء يا رسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا.۔۔۔۔۔قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام. (جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۵)، أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)۔

🗀 سنن أبي داود: (۱/ ۱۳۳)، كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان۔

🗀 فيض القدير للمناوي: (۱۱/ ۵۹۲۳)، رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز، رياض۔

🗀 لا يحل كتمان عيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۴۷)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الصلح عن العيب، ط: سعيد)۔

(۲) عن واثلة بن الأسقع قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم من باع عيبا لم يبينه، لم يزل في مقت الله ولم تزل الملائكة تلعنه۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲)، أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمي)۔

🗀 المعجم الكبير للطبراني: (۲۲/ ۶۵)، رقم الحديث: ۱۵۷، باب الواو، من اسمه: واثلة بن الأسقع، ط: مكتبة ابن تيمية، القاهرة۔

🗀 مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے تو وہاں کے لوگ ناپنے تولنے میں بہت برے تھے، اس وقت یہ سورت نازل ہوئی "ویل للمطففین" یعنی کم ناپنے اور کم تولنے والے لوگوں کے لیے جہنم ہے۔" اس کے نزول کے بعد لوگوں نے صحیح اور درست ناپ تول شروع کر دیا۔ (۱)

۵ ہر تاجر کو خرید و فروخت کرتے وقت ہمیشہ سچ بولنا چاہئے، جھوٹ تجارت کے لیے نہایت ہی نقصان دہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق تجارت اور کاروبار میں جھوٹ بولنے والا فاجر ہے۔

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لے گئے جہاں بازار تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگ خرید و فروخت میں مصروف ہیں، آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: اے تاجروں کے گروہ! انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پکار کا جواب دیا اور گردنیں اور نظریں آپ کی طرف اٹھائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان التجار یبعثون یوم القیامۃ فجاراً إلا من اتقی وبر وصدق۔

ترجمہ: تاجر لوگ قیامت کے دن بہت گنہ گار (فاجر) اٹھائے جائیں گے، سوائے ان تاجروں کے جو پرہیز گار رہے اور انہوں نے نیکی اختیار کی اور سچ کو اپنایا۔ (۲)

---

(۱) عن عكرمة، عن ابن عباس قال: "لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة، كانوا من أخبث الناس كيلا فأنزل الله: (ويل للمطففين) فأحسنوا الكيل". (جامع البيان للطبرى: (۱۸۶/۲۳)، سورة المطففين، ط: دار هجر)۔

المستدرك للحاكم: (۳۳/۲)، كتاب البيوع، من طلب حقا فليطلب في عفاف، ط: دار المعرفة۔

المعجم الكبير للطبراني: (۳۷۱/۱۱)، رقم الحديث: ۱۲۰۳۱، باب العين، أحاديث عبد الله بن عباس، ط: مكتبة ابن تيمية، القاهرة۔

(۲) عن إسماعيل بن عبيد بن رفاعة، عن أبيه، عن جده أنه خرج مع النبي صلى الله عليه وسلم =

⑩ تاجروں کو خرید وفروخت کرتے وقت قسمیں اٹھانے سے بچنا ضروری ہے، حدیث شریف میں اس سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ اگر قسم جھوٹی ہوگی تو یہ حرام اور ناجائز ہے اور اللہ کے نام کی بے حرمتی ہے، اور اگر سچی قسم ہوگی تو تاجر کو قسم اٹھانے کی عادت پڑ جائے گی اور پھر جھوٹی قسم بھی اُٹھائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایاکم والحلف فی البیع، فإنه ینفق ثم یمحق۔

ترجمہ: مال کی خرید وفروخت میں قسم کھانے سے بچو، کیوں کہ قسم کھانے سے مال تو بک جائے گا لیکن برکت ختم ہوجائے گی۔ (۱)

ایک اور روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے ایک بوڑھا زانی، دوسرا متکبر فقیر، اور تیسرا وہ تاجر جو مال خریدتے وقت بھی قسمیں اٹھاتا ہے اور فروخت کرتے وقت بھی قسمیں اٹھاتا ہے۔ (۲)

=إلی المصلی، فرأی الناس یتبایعون، فقال: یا معشر التجار، فاستجابوا لرسول الله صلی الله علیه وسلم، ورفعوا أعناقهم وأبصارهم إلیه، فقال: إن التجار یبعثون یوم القیامة فجارا، إلا من اتقی الله، وبر، وصدق.

(جامع الترمذي: (۱/ ۲۳۰)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی صلی الله علیه وسلم إیاهم، ط: قدیمی)۔

▭ سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵)، أبواب التجارات، باب التوقی فی التجارة، ط: قدیمی)

▭ السنن الکبری للبیهقی: (۵/ ۲۶۶)، کتاب البیوع، باب کراهیة الیمین فی البیع، ط: إدارہ تالیفات أشرفیه۔

(۱) سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹)، أبواب التجارات، باب ماجاء فی کراهیة الأیمان فی الشراء والبیع، ط: قدیمی۔

(۲) عن سلمان رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ثلاثة لا ینظر الله إلیهم غدا: شیخ زان ورجل اتخذ الأیمان بضاعة في كل حق وباطل وفقير مختال مزهو ۔ (مجمع الزوائد: (۳/ ۷۸)، رقم الحدیث: ۶۳۳۶، کتاب البیوع، باب الحلف فی البیع، ط: مکتبة القدس، القاهرة۔

▭ المعجم الکبیر: (۶/ ۱۸۳)، رقم الحدیث: ۲۹۲، باب العین، ط: مکتبة ابن تیمیة القاهرة=

تجارت کی روح رضا مندی ہے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔ (۱)

ترجمہ: اپنے مالوں کو آپس میں باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، بلکہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کے راستے سے نفع حاصل کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے "بالباطل" کا لفظ بیان فرما کر تمام ناجائز طریقوں سے حاصل کیے ہوئے مال اور نفع کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے پھر ان ناجائز طریقوں کی تفصیلات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ فرمائیں، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے ناجائز معاملات کی تفصیل بیان فرمادی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ناجائز خرید وفروخت یا ناجائز اجارہ وغیرہ کے بارے میں جو تفصیلات موجود ہیں وہ حقیقت میں اس قرآنی حکم کی تشریح ہیں، اس لیے وہ سب احکام بھی ایک اعتبار سے قرآن ہی کے احکام ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں جتنے شرعی احکام مذکور ہیں سب کے سب کسی نہ کسی قرآن مجید کی آیت کی تشریح ہیں، خواہ ہمیں معلوم ہو یا نہ ہو کہ یہ کس آیت کی تشریح ہے۔

اور آگے دوسرے جملہ میں جائز طریقوں کو ناجائز طریقوں سے مستثنیٰ کرنے کے لیے فرمایا:

اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔

ء كنز العمال: (۳۵/۱۲)، رقم الحديث: ۳۳۸۲۲، حرف الميم، الكتاب المواعظ والحكم، الفصل الثالث: في الترهيب الثلاثي، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۱) النساء: ۲۹

ترجمہ: یعنی دوسروں کا وہ مال حرام نہیں جو تجارت کے ذریعہ باہمی رضامندی سے حاصل کیا گیا ہو۔

جائز اور حلال طور پر مال حاصل کرنے کے طریقے اگرچہ تجارت کے علاوہ اور بھی ہیں مثلاً عاریت، ہبہ، صدقہ اور میراث وغیرہ لیکن عام طور پر معروف ومشہور صورت تجارت ہی ہے۔

پھر تجارت کے معنی عام طور پر بیع وشراء (خرید وفروخت) کے لیے جاتے ہیں کیونکہ بیع میں مال کے بدلہ میں مال حاصل کیا جاتا ہے۔

کسب معاش کے ذرائع بہت ہیں مگر ان میں سے تجارت اور محنت کر کے کمانا سب سے افضل اور پاکیزہ ذریعہ معاش ہے اس لیے قرآن مجید میں صرف تجارت کا ذکر کیا گیا ہے۔[1]

صنعتی انقلاب

صنعتی انقلاب کے بعد دنیا میں ترقی اور خوشحالی کی منزل ان ممالک کو حاصل ہوئی جو صنعتی اور تجارتی تھے، ان کے مقابلے میں جو ممالک صرف زرعی تھے صنعتی نہیں تھے ان کو وہ ترقی اور خوشحالی حاصل نہیں ہوئی جو صنعتی اور تجارتی ممالک کو حاصل ہوئی، ساتھ ساتھ سب سے بڑے نقصان کی بات یہ ہے کہ مختلف ممالک ایک دوسرے کے لیے معاون اور مددگار نہیں ہیں بلکہ آپس میں مناقشت، منازعت، اختلاف اور جھگڑا فساد ہے، سرحدوں میں ہمیشہ چھیڑ چھاڑ، نوک جھونک اور لڑائی جاری رہتی ہے، اس طرح ترقی کی بجائے تنزلی کی طرف گامزن رہتے ہیں اور آخر میں ایسے ملکوں پر غیروں کا قبضہ ہوجاتا ہے۔

(١) خص التجارة بالذکر من الوجوه التي بها یحل أخذ المال من الغیر لانها اغلب وأطیب۔ عن رافع ابن خدیج قال قیل یا رسول الله ای الکسب أطیب قال عمل الرجل بیده و کل بیع مبرور۔ (التفسیر المظهری: (٨٧/٢)، سورة النساء: ٢٩، ط: رشیدیه)۔

زرعی اور صنعتی ممالک

موجودہ دور میں زرعی ممالک صنعتی ممالک کے مقابلے میں امیر نہیں ہو سکتے ہمیشہ صنعتی اور تجارتی ممالک زرعی ممالک پر غالب اور حاوی رہیں گے مثال کے طور پر پاکستان ایک زرعی ملک ہے، اگر پاکستان پورا سال چاول، گندم، کپاس، سبزی وغیرہ کاشت کرے، پھر ان تمام خام اجناس کو ایکسپورٹ اور برآمد کر دے، اور اس کے عوض میں پاکستان کو زرِمبادلہ حاصل ہو، پھر امریکہ یا دوسرے مغربی ممالک جو جنگی جہاز وغیرہ بناتے ہیں ان سے دس جہاز خرید لے تو پورے سال کا کمایا ہوا زرمبادلہ اس جہاز کی قیمت ادا کرنے کے لیے کافی نہیں ہوگا بلکہ الٹا ان ممالک کا مقروض بھی ہونا پڑے گا، پھر ان قرضوں پر ان کی مرضی کے مطابق سود بھی ادا کرنا پڑے گا، یوں سود پر سود بڑھ کر سو روپے ہزاروں اور لاکھوں میں بڑھ جائیں گے اور زرعی ممالک کو صنعتی اور تجارتی ممالک اپنا غلام بنا لیں گے، اور زرعی ممالک کی صنعت وتجارت کو مفلوج کر کے ان پر معاشی بالادستی حاصل کر لیں گے، اس لیے مسلم ممالک پر ضروری ہے کہ صنعت وتجارت کو خوب ترقی دیں تا کہ وہ کسی چیز میں بھی غیروں کے محتاج نہ رہیں بلکہ ہر چیز میں خود کفیل بن جائیں۔

ملکی ضرورت

ہر ملک کے رہنے والوں کو چاہیے کہ زراعت، تجارت اور صنعت پر یکساں توجہ دیں کیونکہ یہ تینوں وسائل ہی ملکی ترقی اور ضرورت کے لیے لازمی ہیں، ان میں سے جس میں بھی کمی ہوگی ملک کا نقصان ہوگا، ملک کی تمدنی حالت اسی صورت میں مضبوط ہو سکتی ہے جب زراعت، تجارت اور صنعت ضرورت کے بقدر ملک میں موجود ہوں ورنہ ملک کی بربادی یقینی ہے کیونکہ خام اجناس اور زرعی پیداوار کے

بغیر تجارت کو فروغ حاصل نہیں ہوسکتا اور صنعت وحرفت ترقی نہیں کرسکتی، زراعت کی کمی تمدنی زندگی کو تباہ وبرباد کردیتی ہے، جب کسی ملک کے رہنے والے لوگ معاشی وسائل کو چھوڑ کر عیش وعشرت کے وسائل اختیار کرنے میں مصروف ہوجاتے ہیں، اور دولت اور فضول خرچی میں آگے بڑھنے کے لیے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کرنے کو اپنی اپنی زندگی کا معیار بنالیتے ہیں جیسا کہ آج کل مسلم ممالک میں ہورہا ہے تو ایسے ملک والے کبھی بھی اپنی تمدنی زندگی میں ترقی نہیں کرسکتے، اور ان کی یہ عیش وعشرت اور فضول خرچی کی زندگی ان کو بہت ہی جلد لے ڈوبتی ہے پھر ایسے لوگ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتے ہیں، صرف ان کا نام قوم عاد اور قوم ثمود کی طرح تاریخ کے صفحات میں رہ جاتا ہے، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اس بارے میں لکھا ہے:

جب کسی قوم کی اکثریت اور جم غفیر اس قسم کے غیر طبعی اور غیر مفید کسب و اکتساب میں منہمک ہوجاتی ہے تو زراعت اور تجارت جیسے معیشت کے وسائل کو خیرباد کہہ دیتی ہے، اور جب شہر کے رئیس لوگ اور ملک کے حکمران اور امراء معیشت کے غلط وسائل پر مال خرچ کرتے ہیں تو ایسے لوگ تمدنی مصالح کو برباد اور تباہ کردیتے ہیں اور آہستہ آہستہ یہ غلط انہماک ان لوگوں کے لیے مصیبت کا باعث بن جاتا ہے جو اہم اور ضروری معاشی وسائل کی جانب مشغول ہیں، مثلاً کاشت کار، تاجر، اور صناع، نیز یہ فاسد انہماک ان پیشہ ور افراد پر بھاری ٹیکس عائد کرنے کا باعث بن جاتا ہے، اور یہ بات تمدنی زندگی کے لیے اس قدر نقصان دہ ہوجاتی ہے کہ جماعت کے اعضاء کے ایک عضو سے متعدی ہوکر دوسرے عضو تک پہنچتی ہے، اور آہستہ آہستہ قوم کے تمام افراد میں پچڑی لگنے کی طرح متعدی ہوجاتی ہے۔ (۱)

(۱) لأنّا أقبل جم غفير منهم إلى هذه الأكساب أهملوا مثلها من الزراعات والتجارات، وإذا أنفق =

اسلام کی تعلیم

اسلام نے جس طرح تاجروں کو خریداروں کے لیے اور سامان استعمال کرنے والوں کے لیے سامان مہیا کر کے ان کی خدمت کرنے کی تعلیم دی ہے، اسی طرح تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون، رواداری اور اچھا معاملہ اور نیک سلوک کر کے تعاون کرنے کی تعلیم دی ہے، ایک دوسرے کو نیچا دکھانا، ایک دوسرے کو کاٹنا، اور اس کا مقابلہ کرنا، دوسرے کے سامان بکنے میں رکاوٹ ڈال کر اس کو نقصان پہنچانا، مقابلہ میں آ کر قیمتیں گرا گرا کر نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا، دوسرے کے خریداروں کو چھیننا وغیرہ ان سب کاموں سے منع کیا ہے۔

دوسرے تاجر کو سامان فروخت کرنے میں اپنے سے آگے بڑھانا، اس کی مدد کرنا، اس کی حوصلہ افزائی کرنا سکھایا ہے۔ اور بڑے تاجر کو چھوٹے، کمزور، ضعیف تاجروں کی مدد اور ان کے ساتھ تعاون کرنے کی ترغیب دی ہے۔ (۱)

تاجر کو نرم مزاج ہونا چاہیے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا میں تمہیں جنتی آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ فرمایا ہر تواضع کرنے

=عظماء المدينة فيها الأموال أهملوا مثلها من مصالح المدنية، وجر ذلك إلى التضييق على القائمين بالاكساب الضرورية كالزراع والتجار والصناع وتضاعف الضرائب عليهم، وذلك ضرر بهذه المدنية يتعدى من عضو منها إلى عضو حتى يعم الكل، ويتجارى فيها كما يتجارى الكلب في بدن المكلوب۔ (حجة الله البالغة: (۲/۶۳)، من أبواب ابتغاء الرزق، ط: دار الجيل)۔

(۱) (وعنه) أي عن أبي هريرة (قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتحاسدوا ـــــ ولا تناجشوا، ولا تباغضوا، ولا تدابروا، ولا يبع بعضكم على بيع بعض، (وكونوا عبادا) أي يا عباد الله (إخواناً) اكتسبوا ما تصيرون به إخواناً مما سبق ذكره وغيره مما يدعو إلى الألفة ويمنع من النفرة: أي تعاونوا وتعاشروا معاملة الإخوة ومعاشرتهم في المودة والرفق والشفقة والملاطفة والتعاون في الخير مع صفاء القلب والنصيحة بكل حال۔ (دليل الفالحين لطريق رياض الصالحين: (۳/۲۳)، رقم الحديث: ۲۳۵۱۴، باب تعظيم حرمات المسلمين وبيان حقوقهم والشفقة عليهم ورحمتهم، ط: دار المعرفة)

والا نرم طبیعت والا اور ملنسار جنتی ہے۔ (۱)

مسلمانوں کی تجارت، دکانداری اکثر و بیشتر بدمزاجی، تیز اور گرم مزاجی کی وجہ سے ناکام ہوتی ہے، ایسے لوگوں کو اپنے مزاج میں نرمی پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے، نرمی میں بڑی کشش اور جاذبیت ہے، اس سے گاہک زیادہ آئیں گے اور تجارت کو دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوگی۔

محبوب بندے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کو محبوب رکھتے ہیں جو فروخت کرنے والا نرم ہو، خریدنے والا نرم ہو اور تقاضا کرنے والا نرم ہو۔ (۲)

نو وارد کے ساتھ خیر خواہی

جن دنوں بغداد مسلمانوں کا مرکز ہوا کرتا تھا اس وقت کافروں نے وہاں ایک بندے کو بھیجا اور کہا، جاؤ اور وہاں دیکھو کہ ان کے معاشرے میں کونسی ایسی بات ہے کہ یہ اس وقت دنیا کی سب سے بڑی طاقت بنے ہوئے ہیں اور جہاں جاتے

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ألا أخبركم على من تحرم النار غداً؟ على كل هين لين سهل قريب۔ (المعجم الأوسط: (۲۵٦/۱)، رقم الحديث: ۸۳۷، باب الألف، من اسمه: أحمد، ط: دار الحرمين)

مسند أبي يعلى: (۳۷۹/۳)، رقم الحديث: ۱۸۵۳، مسند جابر، ط: دار المأمون للتراث۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۲)، كتاب الآداب، باب الرفق والحياء، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

(۲) عن جابر بن عبد الله رضی اللہ عنهما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: رحم الله عبدا سمحا إذا باع، سمحا إذا اشترى، سمحا إذا اقتضى۔ (الترغيب والترهيب: (۳۳٦/۲)، رقم الحديث: ۲۷۱۳، كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية)۔

صحيح البخاري: (۲۷۸/۱)، كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشرى والبيع، ط: قديمي۔

وعن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا أخبركم بمن يحرم على النار وبمن تحرم النار عليه؟ على كل هين لين قريب سهل۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۲)، كتاب الآداب، باب الرفق والحياء، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

ہیں کامیابی ان کے قدم چومتی ہے، چنانچہ وہ بغداد آیا، اس کو بھوک لگی ہوئی تھی وہ ایک ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے کے لیے چلا گیا، اس کے قریب ایک اور آدمی بھی کھانا کھا رہا تھا، وہ اس نووارد کو وقفے وقفے سے دیکھ رہا تھا، اس نے یہ دیکھ کر سوچا کہ چونکہ میں نووارد ہوں اس لیے یہ میری طرف دیکھ رہا ہے جب وہ کھانا کھا کر فارغ ہوا تو وہ کاؤنٹر پر آ کر کیشئر سے کہنے لگا: بتائیں مجھے کتنا بل پے کرنا ہے؟ اس نے کہا، جناب! آپ کا بل تو پے ہو چکا ہے، پوچھا: کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا: جناب! جو بندہ آپ کے ساتھ بیٹھا کھانا کھا رہا تھا، وہ اپنا بل جب دینے کے لیے آیا تو کہنے لگا کہ یہ بندہ مجھے مسافر نظر آتا ہے، اور یہ مسافر آج میرا مہمان ہے، اس لیے اس کی پے منٹ میں کر دیتا ہوں، اس نے آپ کو اطلاع اس لیے نہیں دی کہ وہ آپ سے "تھینک یو" (شکریہ) کا لفظ بھی نہیں سننا چاہتا تھا اس کا اجر وہ اپنے اللہ سے چاہ رہا تھا، وہ بڑا حیران ہوا کہ یہ لوگ اتنے مہمان نواز ہوتے ہیں۔

دکانداروں سے خیر خواہی

اس کے بعد وہ آگے چلا تھوڑی دیر کے بعد اسے کوئی چیز خریدنے کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ وہ ایک دکان پر گیا، دکاندار سے پوچھا: کیا آپ فلاں چیز مجھے دے دیں گے؟ اس نے کہا: ہاں! اتنے درہم میں یہ چیز آپ کو ملے گی، اس نے کہا جی ایک پیس دے دیجیے، دکاندار کہنے لگا پلیز! آپ میری ایک بات مان لیں کہ یہی چیز اتنی ہی قیمت میں سامنے والی دکان سے مل جائے گی، آپ وہاں سے خرید لیں، وہ وہاں چلا گیا، وہی چیز اس کو اتنے ہی پیسوں میں وہاں سے مل گئی، اس آدمی کے ذہن میں خیال آیا کہ پہلی دکان والے نے یہ چیز مجھے کیوں نہیں دی؟

دکاندار تو کبھی کسٹمر کو خالی نہیں جانے دیتا، وہ تو سوچتا ہے کہ مجھے کسی نہ کسی طرح اسے قائل کرنا چاہیئے اور اس نے خود مجھے دوسری دکان پر بھیج دیا، آخر اس کی کیا

وجہ ہے؟ چنانچہ وہ پہلے دکاندار کے پاس آکر کہنے لگا، جی آپ کے پاس یہ چیز تھی نہیں، یا آپ مجھے دینا نہیں چاہتے تھے؟ اس نے کہا "یہ چیز تو میرے پاس بھی تھی مگر میں چاہتا تھا کہ آپ مجھ سے خریدنے کے بجائے اس سے خریدیں، وہ کہنے لگا: لیکن دکاندار تو کبھی ایسا نہیں کرتا، آپ نے کیوں ایسا کیا؟ اس نے جواب دیا:

اصل وجہ یہ ہے کہ آج میرے پاس اتنے گاہک آئے کہ مجھے اتنا نفع ہو چکا ہے کہ میری بیوی بچوں کا آج گزارہ ہو جائے گا، میں دیکھتا رہا کہ آج میرے اس دکاندار بھائی کے پاس کوئی کسٹمر نہیں آیا، میں نے کہا: آپ اس سے وہ چیز خریدیں گے تو اس کو نفع ہوگا اس طرح اس کے بیوی بچوں کے لیے بھی کھانے کا انتظام ہو جائے گا۔

اس زمانہ میں دکاندار ایک دوسرے کے اتنے خیر خواہ تھے، یہ خیر خواہی اسلام سکھاتا ہے۔[1]

کفار کے ہاں خیر خواہی کا انداز

یہ خیر خواہی کفر نہیں سکھاتا، کفر تو اگر کسی کے ساتھ بھلا کرتا ہے تو وہ بھی اپنے فائدے کی خاطر کرتا ہے، حتی کہ اگر غریب کے ہاتھ میں کشکول ہوتا ہے تو اس کو سود پر قرضہ دیا جاتا ہے اور اس کو بھی امداد کا نام دیا جاتا ہے۔۔۔سبحان اللہ۔۔۔!! ذرا غور کیجیے کہ سود در سود قرضہ دیا جا رہا ہے، اور اس کو نام بھی امداد کا دیا جا رہا ہے اور شرط لگائی جا رہی ہے کہ یہ کام ہمارے ہی ملک کی کمپنیوں سے کروانے ہیں تا کہ منافع بھی وہیں جائے، کفر اس طرح خیر خواہی کر رہا ہے۔

بائع کے ساتھ خیر خواہی

خریدار بھی بیچنے والے کا خیر خواہ ہوا کرتا تھا۔

(۱) (خطبات فقیر: (۱۵/ ۸۰)، ط: مکتبۃ الفقیر، فیصل آباد)
اہل دل کے تڑپا دینے والے واقعات: (۳/ ۲۸۳، ۲۸۵)، ط: مکتبۃ الفقیر۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ گھوڑا خریدتے ہیں، بطور مثال کے طور پر انہوں نے وہ گھوڑا ایک ہزار درہم میں خریدا، اسے لے کر گھر آئے، انہوں نے اسے باندھ دیا اگلے دن ان کے ایک دوست آئے، انہوں نے اپنے دوست سے کہا میں نے یہ گھوڑا خریدا ہے، دوست نے دیکھ کر کہا: جی یہ تو بہت اچھا گھوڑا ہے، لگتا ہے کہ یہ تو پندرہ سو درہم کا ہوگا، جب اس نے اپنی ویلیویشن دی کہ یہ پندرہ سو درہم کا ہوگا تو وہ اگلے دن پانچ سو درہم اور لے کر گھوڑا بیچنے والے کے پاس گئے اور کہا! جی آپ یہ پانچ سو درہم اور لے لیجیے، وہ آپ کی چیز تھی اور آپ کو اس کی ویلیو کا اندازہ نہیں تھا، ایک تھرڈ پرسن (تیسرے بندے نے اس کو Evaluate (پرکھا) کیا ہے کہ یہ پندرہ سو درہم کا ہے لہٰذا میں آپ کو پانچ سو درہم دینے کے لیے آیا ہوں، میں آپ کے ساتھ بدخواہی نہیں کر سکتا۔ (۱)

گاہکوں کے ساتھ خیر خواہی

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایک دن ظہر کے بعد دکان بند کر کے اپنے گھر کی طرف جا رہے تھے، آپ سے ایک آدمی ملے، انہوں نے پوچھا، نعمان! کیا آپ دکان بند کر کے گھر جا رہے ہیں؟ فرمایا: ہاں، میں نے دکان بند کر دی ہے، پوچھا کیوں بند کر دی ہے؟ فرمانے لگے: اس لیے بند کر دی کہ آج آسمان پر بادل آ گئے ہیں، روشنی

---

(۱) حدثنا علي بن عبد العزيز، ثنا مسلم بن إبراهيم، ثنا الأسود بن شيبان، ثنا زياد بن أبي سفيان، ثنا إبراهيم بن جرير البجلي، عن أبيه، قال: غدا أبو عبد الله إلى الكناسة ليبتاع منها دابة، وغدا مولى له فوقف في ناحية السوق، فجعلت الدواب تمر عليه، فمر به فرس فأعجبه، فقال: لمولاه انطلق فاشتر ذلك الفرس، فانطلق مولاه، فأعطى صاحبه به ثلاثمائة درهم، فأبى صاحبه أن يبيعه فماكسه، فأبى صاحبه أن يبيعه، فقال: هل لك أن تنطلق إلى صاحب لنا ناحية السوق؟ قال: لا أبالي فانطلقا إليه، فقال له مولاه: أني أعطيت هذا بفرسه ثلاثمائة درهم فأبى، وذكر أنه خير من ذلك، قال صاحب الفرس: صدق أصلحك الله فترى ذلك ثمنا، قال: لا فرسك خير من ذلك تبيعه بخمسمئة حتى بلغ سبعمائة درهم أو ثمانمائة، فلما أن ذهب الرجل أقبل على مولاه، فقال له: ويحك انطلقت لتبتاع لي دابة، فأعجبتني دابة رجل، فأرسلتك تشتريها، فجئت برجل من المسلمين يقوده وهو يقول: ما ترى ما ترى، وقد "بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على النصح لكل مسلم" (المعجم الكبير للطبراني، إبراهيم بن جرير عن أبيه (۲/۳۳۴) ط: مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

پوری نہیں ہے، جس کی وجہ سے کسٹمر کو کپڑے کی کوالٹی کی صحیح ججمنٹ نہیں ہوگی، میں نے دکان بند کردی ہے تاکہ کوئی کم قیمت والے کپڑے کو بیش قیمت سمجھ کر مجھ سے نہ خریدے اور اسے دھوکہ نہ لگ جائے، ایک دکاندار اپنے کسٹمر کا اتنا خیر خواہ تھا۔ (۱)

گاہک سے ملازم نے زائد رقم لی

علامہ موفق نے لکھا ہے:

سفیان بن زیاد بغدادی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تقوی اور پرہیز گاری انتہا درجہ کا تھا، وہ ریشمی کپڑے کے تاجر تھے، بڑی دقیق نظر سے خرید و فروخت کیا کرتے تھے، مدینہ منورہ کا ایک شخص کپڑا خریدنے کے واسطے آپ کی دکان پر پہنچا، دوکان پر آپ کا کارندہ موجود تھا، اس نے وہاں سے اپنی پسند کا کپڑا ایک ہزار درہم میں خریدا اور مدینہ منورہ واپس روانہ ہوگیا۔

چندروز کے بعد حضرت امام ابوحنیفہ کو اس کپڑے کی تلاش ہوئی، اور دکان کے کارندہ نے آپ سے اس کے فروخت کردینے کا ذکر کیا اور بتایا کہ ایک ہزار درہم میں فروخت کیا گیا، آپ نے اس کارندہ سے کہا، کیا میری دکان پر بیٹھ کر لوگوں کو لوٹتے ہو، اور آپ اس کو الگ کرکے روپیہ ساتھ لے کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، وہاں وہ کپڑا پہنے ہوئے ایک شخص کو دیکھا، آپ کی اس سے بات ہوئی اور آپ نے اس کو چھ سو درہم دیئے اور کوفہ روانہ ہوگئے۔ (۲)

قرض داروں کے ساتھ خیر خواہی

شقیق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ کسی

(۱) (خطبات فقیر: (۱۵/ ۷۸)، ط: مکتبۃ الفقیر)

(۲) كان حفص بن عبد الرحمن شريك أبي حنيفة، وكان أبو حنيفة يجهز عليه، فبعث إليه في رفقة بمتاع وأعلمه أن في ثوب كذا وكذا عيبا، فإذا بعته فبين، فباع حفص المتاع ونسي أن يبين ولم يعلم ممن باعه، فلما علم أبو حنيفة تصدق بثمن المتاع كله. (تاريخ بغداد، ما ذكر من عبادة أبي حنيفة وورعه، (۱۳/ ۳۵٦)

طرف جا رہا تھا، راستہ میں ایک شخص نے دیکھا، اور وہ دوسرے راستہ پر جانے کی کوشش کرنے لگا، آپ نے اس کو آواز دی، وہ آپ کے پاس آیا، آپ نے اس سے کہا، تم دوسرے راستہ کی طرف کیوں مڑ گئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں نے آپ سے دس ہزار درہم قرض لیے تھے اور بہت دن گزر گئے، چونکہ میں بہت تنگ دست ہو گیا ہوں رقم واپس نہیں کر سکا، لہٰذا مجھ کو آپ کے سامنے آنے میں شرم آئی، آپ نے کہا سبحان اللہ! تمہارے حالات اتنے بگڑ گئے ہیں، جاؤ میں نے وہ ساری رقم معاف کر دی، اور میں اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہوں، تم مجھ سے اپنے آپ کو نہ چھپایا کرو، اور تم نے جو راستہ مڑ کر جانے کی زحمت برداشت کی ہے اس سے مجھ کو معاف کر دو۔

یہ روایت بیان کر کے شقیق رحمہ اللہ کہتے ہیں: کہ مجھ کو یقین ہو گیا کہ امام ابوحنیفہ در حقیقت زاہد ہیں، رحمۃ اللہ علیہ۔[(۱)]

صبح سے اب تک کوئی گاہک نہیں آیا

”رزق کے فیصلے اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہیں، انسان اسباب کا مکلف ہے“ کے ضمن میں حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا:

جب میرا پہلی مرتبہ ۱۹۶۳ء میں حجاز مقدس جانا ہوا تو ایک صاحب نے

---

(۱) وروی ایضاً عن شقیق بن ابراھیم قال: کنت مع أبي حنیفة في طریق نعود مریضا فرآہ رجل من بعید، فاختبأ منه وأخذ في طریق آخر، فصاح به أبو حنیفة: أي فلان علیك بالطریق الذي أنت فیه لا تأخذ طریقا آخر، فلما علم الرجل أن أبا حنیفة بصر به خجل ووقف، فقال له أبو حنیفة: لم عدلت عن طریقك الذي کنت تسیر علیه؟ قال: لك علي عشرة آلاف درهم، وقد طال علي الوقت وامتد ولم أقدر أن أودي، فلما رأیتك استحییت منك، فقال أبو حنیفة: سبحان الله أبلغ بك الأمر إلی هذا حتی إذا رأیتني تواریت عني! قد وهبته منك کله، وأشهدت علي نفسي، فلا تتواري مني بعد هذا، واجعلني في حل مما دخل في قلبك مني حیث لقیتني، قال شقیق: فعلمت أنه زاهد حقیقي۔ (عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم: (ص: ۲۲۳، ۲۲۴) الباب الثالث عشر: فی کرمه وجوده وسخائه ومواساته، ط: جامعة الملک عبد العزیز)

☐ مناقب أبي حنیفة للإمام الموفق: (ص: ۲۳۹) الباب الرابع عشر: فی ذکر سماحته وبذله وسخائه ومروته، ط: دار الکتاب العربی، بیروت)

☐ الخیرات الحسان (ص: ۳۳) الفصل السابع عشر فی کرمه وسخائه، ط: مطبعة السعادة۔

وہاں پر اپنا ایک بڑا عجیب واقعہ سنایا کہ ایک مرتبہ میں بازار میں کپڑا خریدنے گیا ایک دکان پر جا کر کپڑا دیکھا، کپڑا پسند آیا تو میں نے اس سے بھاؤ تاؤ کیا اور سودا کرلیا میں نے اس سے کہا کہ اس میں سے اتنا کپڑا مجھے کاٹ دو، اس دکاندار نے کہا کہ آپ کو یہ کپڑا پسند ہے؟ میں نے کہا کہ پسند ہے، پھر اس نے کہا کہ دام مناسب ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں مناسب ہیں، وہ دکاندار کہنے لگا کہ آپ ایسا کریں کہ یہی کپڑا سامنے والی دکان پر اسی دام میں مل جائے گا، آپ وہاں جا کر لے لیں، میں بڑا حیران ہوا اور اس دکاندار سے کہا کہ میرا سودا آپ سے ہوا ہے، بات آپ سے ہوئی ہے، اب میں دوسری دکان سے کیوں لوں؟ دکاندار نے کہا کہ آپ کو تو کپڑے خریدنے سے مطلب، آپ اس بحث میں نہ پڑیں اور وہاں سے جا کر کپڑا خرید لیجیے۔

میں نے کہا کہ میں سودا وہاں سے نہیں لوں گا، میرا سودا تو آپ سے ہوا ہے، آپ سے ہی لوں گا، ورنہ آپ اس کی وجہ بتائیں کہ آپ سے کپڑا نہ لوں اور اس دکاندار سے جا کر لوں، اس دکاندار نے کہا کہ بات دراصل یہ ہے کہ میرے پاس صبح سے بہت سے گاہک آچکے ہیں اور صبح سے لے کر اب تک الحمدللہ میری آمدنی ہو چکی ہے لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے سامنے والا دکاندار صبح سے اپنی دکان پر بیٹھا ہے، مگر اس کے پاس صبح سے اب تک کوئی گاہک نہیں آیا، میرا دل چاہتا ہے کہ اس کے پاس بھی گاہک آئے اس لیے میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ تم یہ کپڑا وہاں سے خرید لو تا کہ اس کی بکری ہو جائے۔

یہ درحقیقت اس معاشرے کی چھوٹی سے جھلک تھی، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خطے میں پیدا فرمایا تھا کہ صرف اپنا پیٹ نہیں دیکھنا بلکہ اپنے مسلمان کے ساتھ بھی خیر خواہی کرنی ہے، بہرحال! جب میں نے اس کی یہ بات سنی تو میرے دل میں اس کی بڑی قدر ہوئی اور میں نے کہا کہ ٹھیک ہے میں یہ کپڑا وہاں سے خرید لوں گا۔(۱)

(۱) (اصلاحی خطبات: (۱۳/ ۱۸۷، ۱۸۹)، ط: میمن اسلامی پبلشرز)=

بڑے تاجروں کو ماہر اور ہنر مند کیوں بنایا

اللہ تعالیٰ نے بڑے تاجر کو تجارت میں مہارت اور ہنر مندی سے اس لیے نوازا ہے تاکہ وہ اس سے انسانیت کی خدمت کریں، چنانچہ اسلامی معاشرے کے مسلمان تاجروں کی اور تابعین وتبع تابعین کے دور کے تاجروں کی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ وہ بازار میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی بجائے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے تھے۔

مقابلہ بازی

اگر ایک بازار میں ایک قسم کے تاجر آپس میں مقابلہ کریں گے، اور قیمتیں گرا گرا کر نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے، اور ایک تاجر کے خریداروں کو دوسرے تاجر خراب کرنے کی کوشش کریں گے اور اس پر توانائیاں خرچ کردیں گے، تو رات دن اس غم اور حسد میں گزرنے کی وجہ سے اپنی تجارت کو ترقی دینے کے لیے کوئی وقت نہیں بچے گا، اور آخر میں نقصان کے علاوہ کوئی اور نتیجہ نہیں نکلے گا۔

افسوس کی بات اس وقت ہوگی جب مقابلہ بازی کی وجہ سے نقصان کرتے کرتے سب کچھ سے ہاتھ دھو کر روڈ پر آجائیں گے، کوئی کسی کی مدد اور تعاون کرنے والا نہیں ہوگا، اور اگر اسلامی تعلیمات کے مطابق تجارت ہوگی، تو اللہ کی رحمت بھی ہوگی، اور تمام تاجر ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے میں لگے ہوں گے، کسی سے حسد اور بغض نہیں ہوگا، پورے بازار کو راحت وسکون حاصل ہوگا، اور سب کو سہولت وعافیت اور ترقی حاصل ہوگی، اور تجارتی مقابلے کی پریشانیوں سے نجات ملے گی، اور توانائیاں ضائع نہیں ہوں گی اور ترقی وخوشحالی کا سبب بنے گا، یہی وجہ تھی کہ

(اصلاحی واقعات: (ص:۲۹۷)، میمن اسلامی پبلشرز)

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین کی صرف تجارت کو دیکھ کر ہی کافر مسلمان ہوجاتے تھے۔ (۱)

(۱) إذن فكل مسلم يمثل وحدة إيمانية مستقلة، وواجب كل مسلم أن يعرف أن الإسلام قد انتشر بالأسوة الحسنة، وأنه كمؤمن بالله وبدين الله، قد اصطفاه الله ليطبق السلوك الإيماني، فقد مكن لله للإسلام في الأرض بالسلوك والقدوة. إن كل مسلم عليه واجب ألا يترك في سلوكه ثغرة ينفذ منها خصوم الإسلام إلى الإسلام، ذلك أن اختلال توازن سلوك المسلم بالنسبة لمنهج الله هو ثغرة ينفذ منها خصوم الإسلام، ولذلك فالمفكرون في الأديان الأخرى حينما يذهبون إلى الإسلام، ويقتنعون به، إنما يقتنعون بالإسلام لأنه منهج حق. إنهم يمحصونه بالعقل، ويهتدون إليه بالفطرة الإيمانية. أما الذين يريدون الطعن في الإسلام، فهم ينظرون إلى سلوك بعض من المسلمين، فيجدون فيه من الثغرات ما يتهمون به الإسلام.

إن المفكرين المنصفين يفرقون دائما بين العقيدة، ومتبع العقيدة، ولذلك فأغلب المفكرين الذين يتبعون هذا الاتجاه، يلجأون إلى الإسلام ويؤمنون به. ولكن الذين يذهبون إلى الإسلام من جهة أتباعه فإن صادفوا تابعا للإسلام ملتزما دعاهم ذلك إلى أن يؤمنوا بالإسلام، ولذلك كانت الجمهرة الكثيرة الوفيرة في البلاد الإسلامية المعاصرة في بلاد لم يدخلها فتح إسلامي، وإنما دخلتها الأسوة الإسلامية في أفراد تابعين ملتزمين، فراق الناس ما عليه هؤلاء المسلمون من حياة وورعة، ومن تصرفات مستقيمة جميلة، ومن أسلوب تعامل سمح أمين، نزيه، نظيف، كل ذلك لفت جمهرة الناس إلى الإسلام، وجعلهم يتساءلون: ما الذي جعلكم على هذا السلوك الطيب؟ قالوا: لأننا مسلمون. وتساءل الناس في تلك المجتمعات: وما معنى الإسلام؟ وبدأ المسلمون يشرحون لهم الإسلام.

إذن، فالذي لفت إلى الإسلام هو السلوك المنهجي الملتزم، ولذلك فالحق سبحانه وتعالى حين يعرض منهج الدعوة الناجحة يقول: [وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّن دَعَا إِلَى اللهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ] [فصلت: ۳۳]. والدعوة إلى الله تكون باللسان والعمل الصالح، ليدل المؤمن على أن ما يدعو إليه غيره قد وجده مفيدا فالتزمه هو، فالعمل الصالح هو شهادة للدعوة باللسان، ولا يكتفي المؤمن بذلك، إنما يعلن ويقول: [إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ] يقول ذلك لمن؟ يقوله لمن يرونه على السلوك السمح الرضي الطيب. إنها لفتة من ذاته إلى دينه.

إن هذا يفسر لنا كيف انتشر الإسلام بوساطة جماعة من التجار الذين كانوا يذهبون إلى كثير من البلاد، وتعاملوا مع الناس بأدب الإسلام، وبوقار الإسلام، وبورع الإسلام، فصار سلوكهم الملتزم لافتا، وعندما يسألهم القوم عن السر في سلوكهم الملتزم، ويقول الإنسان منهم: أنا لم أجيء بذلك من عندي ولكن من اتباعي لدين الله الإسلام. (تفسير الشعراوي: (۱۴۹۷/۳-۱۴۹۸)، آل عمران: ۵۳، ط: مطابع أخبار اليوم)

دخل الإسلام معظم أنحاء آسيا وأفريقيا عن طريق التجار المسلمين العزل من أي سلاح سوى العقيدة الراسخة الذين جذبوا أنظار السكان الأصليين بالأمانة والصدق ومكارم الأخلاق، ونجحوا في دعوتهم إلى الإسلام بالقدوة الحسنة. (الحضارة الإسلامية بين أصالة الماضي وآمال المستقبل: (۱۳۵۹/۱۱)

کافر مسلمان ہوجاتے تھے

جب مسلمان قرآن وسنت کے مطابق تجارت کرتے تھے، مناسب نفع لے کر سامان فروخت کرتے تھے، فریب، دھوکہ اور ناپ تول میں کمی زیادتی سے پاک صاف ہوتے تھے، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون اور مدد کرتے تھے، تو مسلمانوں کی تجارت کو دیکھ کر کافر مسلمان ہوجاتے تھے۔ (۱)

فاجر تاجر

☆ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک تاجر لوگ فاجر ہیں، بے شک تاجر لوگ فاجر ہیں، ایک شخص نے پوچھا یارسول اللہ! کیا خرید وفروخت اللہ تعالیٰ نے حلال نہیں کی؟ آپ نے فرمایا ہاں خرید وفروخت تو بالکل حلال ہے لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور جب قسم اٹھاتے ہیں تو جھوٹی اٹھاتے ہیں۔ (۲)

☆ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو مخاطب کرکے فرمایا بے شک تاجر لوگ قیامت کے روز فسق وفجور میں اٹھیں گے مگر وہ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا ہوگا یعنی کسی سے دھوکہ نہ کیا ہوگا اور اچھے طریقے سے تجارت کی ہوگی

---

(۱) انظر الحاشية السابقة۔

(۲) وعن عبد الرحمن بن شبل الأنصاري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن التجار هم الفجار إن التجار هم الفجار قال رجل: يا رسول الله ألم يحل الله البيع؟ قال: "بلى". قال: "إنهم يقولون فيكذبون ويحلفون ويأثمون"۔ (مجمع الزوائد: (۷۳/۴)، رقم الحديث: ۶۳۰۲، كتاب البيوع، باب في التجار وما ينبغي لهم من الشروط في بيعهم، ط: مكتبة القدسي، القاهرة)۔

مسند أحمد: (۲۹۰/۲۴)، رقم الحديث: ۱۵۵۳۰، مسند المكيين، زيادة في حديث عبد الرحمن بن شبل رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

غاية المقصد في زوائد المسند: (۱۳۳/۲)، رقم الحديث: ۱۸۸۱، كتاب البيوع، باب كراهية الحلف في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

اور سودا بیچتے وقت صدق و دیانت سے کام لیا ہوگا۔ (۱)

ناکام تاجر

تجارت میں سچ، دیانت اور امانت کی بڑی اہمیت ہے، اگر کسی تاجر میں سچائی، دیانت اور امانت نہیں ہے تو وہ اپنے کاروبار میں کامیاب نہیں ہوسکتا چندروز اگر کامیاب نظر بھی آئے گا تو آخر میں ناکام ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ:

بہترین پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی ہے جو جب بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے، جب ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو وہ اس میں خیانت نہیں کرتے، جب وعدہ کرتے ہیں تو وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے، اور خریدتے وقت اس چیز کی مذمت نہیں کرتے (تاکہ فروخت کرنے والا اسے ناقص سمجھ کر قیمت کم کرکے دے دے) اور جب وہ خود کوئی چیز فروخت کرتے ہیں تو اس کی بہت زیادہ تعریف نہیں کرتے (تاکہ قیمت زیادہ ملے) اور اگر ان کے ذمہ کسی کا کچھ نکلتا ہو تو ٹال مٹول نہیں کرتے، اور اگر خود ان کا کسی کے ذمہ نکلتا ہو تو اس کو وصول کرنے میں تنگ

---

(۱) عن إسمعيل بن عبيد بن رفاعة عن أبيه عن جده رفاعة قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا الناس يتبايعون بكرة فناداهم يا معشر التجار فلما رفعوا أبصارهم ومدوا أعناقهم قال إن التجار يبعثون يوم القيامة فجارا إلا من اتقى الله وبر وصدق. (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵)، أبواب التجارات، باب التوقي في التجارة، ط: قديمي)۔

السنن الكبرى: (۲۶۶/۵)، كتاب البيوع، باب كراهية اليمين في البيع، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

صحيح ابن حبان: (۲۷۶/۱۱)، رقم الحديث: ۴۹۱۰، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة۔

المستدرك للحاكم: (۶/۲)، كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

المعجم الكبير: (۴۴/۵)، رقم الحديث: ۴۵۳۹، حرف الراء، رفاعة بن رافع، ط: مكتبة ابن تيمية۔

سنن دارمي: (۱۶۵۲/۳)، رقم الحديث: ۲۵۸۰، كتاب البيوع، باب في التجار، ط: دار المغني

مصنف لعبد الرزاق: (۳۵۸/۱۱)، رقم الحديث: ۲۰۹۹۹، كتاب البيوع، باب التجار، ومن أكل ولبس بأخيه، ط: المكتب الإسلامي

حلية الأولياء: (۱۱۳/۷)، فمن الطبقة الأولى من التابعين، سفيان الثوري، ط: دار الكتاب الإسلامي

نہیں کرتے یعنی اصرار نہیں کرتے کہ دینے والا تنگ آ جائے۔ (۱)

جھوٹ نہیں بولتا

جو تاجر سودا خریدنے اور سودا فروخت کرنے میں جھوٹ نہیں بولتا بلکہ سچائی اور صدق ودیانت سے کام لیتا ہے وہ قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (۲)

دوسری روایت میں ہے کہ سچ بولنے والا تاجر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا۔ (۳)

چار چیزیں تاجر میں آ جائیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جب کسی تاجر میں چار

---

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اطیب الکسب کسب التجار الذین إذا حدثوا لم یکذبوا وإذا ائتمنوا لم یخونوا، وإذا وعدوا لم یخلفوا، وإذا اشتروا لم یذموا، وإذا باعوا لم یمدحوا، وإذا کان علیهم لم یمطلوا وإذا کان لهم لم یعسروا۔ الترغیب والترهیب: (۳۵۴/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۱۷، کتاب البیوع، ترغیب التجار فی الصدق وترهیبهم من الکذب والحلف وإن کانوا صادقین، ط: دار الکتب العلمیة)۔

☐ شعب الإیمان: (۲۲۱/۴)، رقم الحدیث: ۴۸۵۴، الباب الرابع والثلاثون من شعب الإیمان: وهو باب فی حفظ اللسان، ط: دار الکتب العلمیة۔

☐ کنز العمال: (۳۰/۴)، رقم الحدیث: ۹۳۴۰، کتاب البیوع، الباب الأول فی الکسب، الفصل الثالث: فی أنواع الکسب، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۲) التاجر الصدوق الأمین مع النبیین والصدیقین والشهداء، رواه الترمذی الترغیب والترهیب: (۲/ ۳۵۴)، رقم الحدیث: ۲۷۷۱، کتاب البیوع، ترغیب التجار فی الصدق وترهیبهم من الکذب والحلف وإن کانوا صادقین، ط: دار الکتب العلمیة)۔

☐ جامع الترمذی: (۲۲۹/۱)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی صلی اللہ علیه وسلم إیاهم، ط: قدیمی۔

☐ المستدرک للحاکم: (۶/۲)، کتاب البیوع، ط: دار المعرفة۔

(۳) عن أنس رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "التاجر الصدوق تحت ظل العرش یوم القیامة"۔ (الترغیب والترهیب: (۳۵۳/۲) کتاب البیوع، الحدیث: ۲۷۶۹، ط: دار الکتب العلمیة)

☐ کنز العمال: (۷/۴) کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الأول فی الکسب، ط: مؤسسة الرسالة۔

☐ إتحاف الخیرة المهرة (۱۸۵/۸) کتاب الفتن، باب فی التلاعن وتحریم المسلم، ط: دار الوطن، الریاض۔

چیزیں آجائیں تو اس کی کمائی پاک اور طیب ہو جاتی ہے، پہلی یہ کہ جب وہ کوئی چیز خریدے تو اس چیز کی مذمت نہ کرے، دوسری جب وہ کوئی چیز فروخت کرے تو اپنی چیز کی بہت زیادہ تعریف نہ کرے، تیسری بیچنے میں کوئی گڑبڑ نہ کرے، چوتھی خرید و فروخت میں قسم نہ کھائے۔ (۱)

محتسب کا عہدہ

اسلام نے بازار کے محتسب کا عہدہ بھی قائم کیا تاکہ بازار کو خرابیوں سے بچانے کے لیے نگرانی کی جاسکے، خرید و فروخت میں دھوکہ دے کر بازار کی قدرتی قیمت کو متاثر نہ کیا جاسکے، مثلاً اس بات کی نگرانی کی جائے کہ سامان کو بازار میں پہنچنے سے قبل راستہ میں جا کر خرید کر بازار میں زیادہ قیمت پر فروخت تو نہیں کیا جارہا، اور خریدنے کے ارادہ کے بغیر دوسروں کو پھانسنے کے لیے قیمت کو بڑھایا تو نہیں جارہا ہے، اور خرید و فروخت میں ناجائز اور حرام طریقہ تو رائج نہیں کیا جارہا ہے، سود اور دھوکے کے معاملے تو نہیں کیے جارہے ہیں، ان خرابیوں سے بچانے کے لیے اسلام نے محتسب کا عہدہ مقرر کیا ہے۔ (۲)

---

(۱) ان التاجر إذا کان فیه أربع خصال طاب کسبه، إذا اشتری لم یذم، وإذا باع لم یمدح، ولم یدلس فی البیع ولم یحلف فیما بین ذلک۔ (الترغیب والترهیب: (۳۵۴/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۶۰، کتاب البیوع، ترغیب التجار فی الصدق وترهیبهم من الکذب والحلف وإن کانوا صادقین، ط: دار الکتب العلمیة)۔
مسند الفردوس: (۷۹/۲)، رقم الحدیث: ۲۳۴۹، باب التاء، ط: دار الکتب العلمیة۔
عمدة القاری: (۲۷۷/۱۲)، کتاب المساقاة، باب الخصومة فی البئر والقضاء فیها، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) وفی مجال مراقبة الأسواق فقد کان لعمر رضی الله عنه عنایة کبیرة بها، ومما یدل علی ذلک أنه رضی الله عنه کان یطوف الأسواق بنفسه۔ وهو خلیفة المسلمین۔ ویراقب التعامل فیها، وکان یحمل درته لتقویم الإعوجاج، ومعاقبة المخالفین، وعین رضی الله عنه عمالاً لمراقبة الأسواق کما کان للمرأة فی عهد عمر دور فی مراقبة الأسواق، حیث أنه رضی الله عنه ربما ولی الشفاء بنت عبدالله العدویة القرشیة شیئاً من أمر السوق۔=

نامناسب امور کی اصلاح

(۱۲۹) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بازار تشریف لے جاتے تھے اور نامناسب امور کی اصلاح فرماتے، حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں گیلی ہوگئیں، آپ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اناج بیچنے والے! یہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ اس اناج کو بارش کا پانی لگ گیا تھا (جس کی وجہ سے یہ گیلا ہوگیا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس گیلے اناج کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں رکھا تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے، فرمایا جو ملاوٹ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔ (۱)

=ولقد كان الهدف من الولاية على السوق في عهد عمر رضي الله عنه هو القيام بمراقبة السوق لضمان سلامة التعامل فيه من كل ما ينحرف به من مسارة الصحيح۔ (الفقه الإقتصادى لأمير المؤمنين عمر بن الخطاب: (ص: ۵۳۵، ۵۳۴)، الباب الثالث: مراقبة الدولة للإقتصاد، المبحث الثاني، المطلب الثاني: الحسبة على الأسواق، ط: دار الأندلس)

ومما يدل على قوم اهتمام الإسلام بمراقبة التعامل في الأسواق أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يخرج إلى السوق بنفسه، ويراقب التعامل فيها، وكان يرشد التجار إلى حسن التعامل، وينهاهم عن الكذب والغش والخيانة والإحتكار وغير ذلك، أنظر مجموعة من الأحاديث الدالة على ذلك لدى المنذرى: الترغيب والترهيب: (۵۴۸/۲۔۵۹۳)، ولا يخفى ما يترتب على إهمال مراقبة الأسواق من انحراف بالتعامل فيها عن مسارة الصحيح، فينتج عن ذلك أضرار متنوعة وكبيرة تصيب الأمة أفراد وجماعة۔ (حاشية الفقه الإقتصادى: (ص: ۵۳۴)، أيضا، ط: دار الأندلس)

(۱) عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟، قال: أصابته السماء يا رسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذى: (۲۴۵/۱)، أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمى)۔

سنن أبي داود: (۱۳۳/۱)، كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان۔

فيض القدير: (۵۹۲۳/۱۱)، رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز، رياض۔

موجودہ نظام کے اثرات

آج معاشرہ میں کمائی اور کسب معاش کے بہترین طریقوں کا فقدان ہے، ایک بہت بڑی جماعت چاپلوسی، خوشامد، چرب زبانی اور حکومت کی کاسہ لیسی کو معاش کا ذریعہ بنائی ہوئی ہے، اور یہ ایک فن بنالیا گیا ہے، جس نے بلند افکار ذہنی نشوونما کی تمام خوبیاں مٹا کر پستی اور ذلت والی زندگی گزارنے کا عادی کردیا ہے، اور یہ فاسد مواد اور موذی جراثیم وبا کی طرح پھیل رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں میں سرایت کرتے جارہے ہیں، اس طرح انسان کے نفوس میں خِسّت، دناءت اور کمینگی بھرتی جارہی ہے، اور طبیعتیں نیک اخلاق، نیک سیرت اور دینداری سے نفرت کرنے لگی ہیں، یہ سب موجودہ معاشی اور اقتصادی نظام کے اثرات ہیں۔ (۱)

رزق کی وسعت

رزق کی وسعت دنیا میں سرکشی اور فساد کا سبب ہے، اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے سب لوگوں کو مالدار بنادیں تو پھر اس دنیا کا نظام چلنا مشکل ہوجائے، اگر سب لوگ مل اور کارخانہ کے مالک بن جائیں تو ملوں اور کارخانوں میں کام کون کرے گا، سب آقا اور مالک بن جائیں تو غلام اور مزدور کون ہوگا، جب انسان مال

---

(۱) وربما كان إقليم واسع ليس فيهم أحد يهمه دينه، ولم يكن ليحصل أيضا إلا بقوم يتكسبون بتهيئة تلك المطاعم والملابس والابنية وغيرها، ويتركون أصول المكاسب التي عليها بناء نظام العالم، وصار عامة من يطوف عليهم يتكلفون محاكاة الصناديد في هذه الأشياء، وإلا لم يجدوا عندهم حظوة، ولا كانوا عندهم على بال، وصار جمهور الناس عيالا على الخليفة يتكففون منه........ وتتوقف مكاسبهم على صحبة الملوك والرفق بهم وحسن المحاورة معهم والتملق منهم، وكان ذلك هو الفن الذي تتعمق افكارهم فيه، وتضيع أوقاتهم معه، فلما كثرت هذه الأشغال تشبح في نفوس الناس هيآت خسيسة، وأعرضوا عن الأخلاق الصالحة۔ (حجة الله البالغة: (۱۸۸/۱)، القسم الأول في القواعد الكلية، المبحث السادس: مبحث السياسات الملية، باب إقامة الارتفاقات وإصلاح الرسوم، ط: دار الجيل)

دولت کی فراوانی کی وجہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں تو سرکش اور باغی بن جاتے ہیں (علق: ۶، ۷) چنانچہ عربوں کے بارے میں مشہور ہے کہ جس سال پیداوار کی کثرت ہوتی تو عرب ایک دوسرے کو قید اور قتل کرنا شروع کر دیتے اور جب قحط پڑ جاتا تو یہ سب کچھ چھوڑ دیتے۔ (۱)

قرآن مجید میں ہے:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ۝ (۲)

ترجمہ: اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لیے روزی فراخ کر دیتا تو وہ دنیا میں شرارت کرنے لگتے لیکن جتنا رزق چاہتا ہے انداز (مناسب) سے (ہر ایک کے لیے) اتارتا ہے۔ وہ اپنے بندوں (کے مصالح) کو جاننے والا (اور ان کا حال) دیکھنے والا ہے۔

مال و دولت کی کثرت

مال و دولت کی کثرت اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی محبوب چیز نہیں ہے بلکہ بڑے خسارے اور نقصان کی چیز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ سے غفلت کا سبب بنتی ہے، روز کا مشاہدہ ہے کہ تنگ دستی کے بغیر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع بہت کم ہوتا ہے، اور جو لوگ چاروں طرف اپنی جود و سخا اور صدقہ و خیرات کا ہاتھ پھیلاتے ہوں اور

---

(۱) وقیل نزلت فی العرب کانوا إذا أخصبوا تحاربوا وإذا اجدبوا ای أصابهم الجدب والقحط انتجعوا ای طلبوا الماء والکلاء وتضرعوا۔ وفی ذلك یقول الشاعر

قوم إذا نبت الربیع بأرضهم   نبتت عداوتهم مع البقل

(تفسیر روح البیان: (۳۱۹/۸)، سورۃ الشوریٰ: ۲۷، ط: دار الفکر بیروت)
(تفسیر النیسابوری: (۷۸/۶)، سورۃ الشوریٰ: ۲۷، ط: دار الکتب العلمیۃ)
(احکام القرآن للقرطبی: (۲۷/۱۶)، شوریٰ: ۲۷، ط: دار الکتب المصریۃ)

(۲) (سورۃ الشوریٰ: ۲۷)

نیک کاموں میں حصہ لیتے ہوں ان کے لیے مال نقصان دہ نہیں ہے، لیکن ایسے آدمی بہت کم ہیں، عام طور پر یہی دیکھا گیا ہے کہ جہاں مال ودولت کی کثرت ہوتی ہے، فسق و فجور، آوارگی، عیاشی اور طرح طرح کی برائیاں اپنے ساتھ لاتی ہے، بے محل خرچ کرنا، نام ونمود اور خرافات وغیرہ پر صرف کرنا تو مال ودولت کے معمولی کرشموں میں سے ہے، شادی بیاہ اور دوسری فضول رسموں میں مال ودولت کو پانی کی طرح بہاتے ہیں، جب ضرور تمندوں، بھوکوں اور حاجت مندوں پر کچھ رقم خرچ کرنے کے لیے کہا جائے تو زبانیں گنگ ہوجاتی ہیں، تجوریاں خالی ہوجاتی ہیں، غرباء اور مساکین پر خرچ کے لیے ان کے پاس کوئی مال نہیں ہوتا، اتنا بڑا مالدار فوراً فقیر بن جاتا ہے تو یہ مال ودولت کا کمال ہے کہ فقیر تو پہلے سے فقیر ہے، مالدار کو بھی فقیر بنا دیتا ہے۔

امام غزالیؒ نے حضرت یحیی علیہ السلام سے ایک روایت نقل کی ہے:

کہ ایک مرتبہ انہوں نے شیطان سے پوچھا کہ تجھے سب سے زیادہ کون شخص محبوب ہے اور سب سے زیادہ کس شخص سے نفرت ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے سب سے زیادہ محبت بخیل مومن سے ہے، اور سب سے زیادہ نفرت فاسق سخی سے ہے، انہوں نے فرمایا اس کی وجہ کیا ہے؟ شیطان نے کہا کہ بخیل تو اپنے بخل کی وجہ سے مجھے بے فکر رکھتا ہے یعنی اس کا بخل ہی اس کو جہنم میں لے جانے کے لیے کافی ہے لیکن فاسق سخی سے متعلق مجھے ہر وقت فکر سوار رہتی ہے کہ کہیں اللہ تعالی اس کی سخاوت کی وجہ سے اس سے درگزر نہ فرمادیں۔ (۱)

(۱) ولقي يحيى بن زكريا عليهما السلام إبليس في صورته، فقال: يا إبليس أخبرني بأحب الناس إليك وأبغض الناس إليك؟ قال: أحب الناس إلي المؤمن البخيل وأبغض الناس إلي الفاسق السخي، قال له: لم؟ قال: لأن البخيل قد كفاني بخله والفاسق السخي أتخوف أن يطلع الله عليه في سخائه فيقبله (إحياء علوم الدين: (۱۰/۱۷۹۵)، كتاب ذم البخل وذم حب المال، بيان ذم البخل، ط: دار الشعب).

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بیت اللہ کی دیوار کے سایہ میں تشریف فرما تھے، مجھے دیکھ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رب کعبہ کی قسم! وہ لوگ بڑے خسارے میں ہیں، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جن کے پاس مال زیادہ ہو سوائے ان لوگوں کے جو اس طرح اس طرح اس طرح خرچ کریں، اپنے دائیں سے، بائیں سے، آگے سے پیچھے سے لیکن ایسے آدمی بہت کم ہیں۔''[1]

مال دار ہونا

مالدار ہونا کوئی برائی کی بات نہیں ہے، اور اسلام یہ نہیں چاہتا کہ اس کے ماننے والے نادار اور قلاش ہوں، چنانچہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام کی ایک مجلس میں تشریف لائے، اس وقت آپ کے سر مبارک پر پانی کے اثرات تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اے اللہ کے رسول! ہم آپ کو خوش دیکھتے ہیں؟ فرمایا: ''ہاں'' پھر مال دار اور متمول لوگوں کا ذکر چل نکلا تو آپ نے فرمایا:

لا بأس بالغنى لمن اتقى الله عز وجل، والصحة لمن اتقى خير من الغنى

---

(۱) عن أبي ذر رضي الله تعالى عنه قال: انتهيت إلى النبي صلى الله عليه وسلم وهو جالس في ظل الكعبة، فلما رآني قال: "هم الأخسرون ورب الكعبة" قال: فجئت حتى جلست، فلم أتقار أن قمت، فقلت: يا رسول الله فداك أبي وأمي، من هم؟ قال: "هم الأكثرون أموالا، إلا من قال هكذا وهكذا وهكذا - من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله - وقليل ما هم" الحديث (صحيح مسلم: (۱/۳۲۰)، كتاب الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكوة، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۱/۱۳۳)، أبواب الزكاة، باب ما جاء في منع الزكاة من التشديد، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۱۶۳)، كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الأول، ط: قديمي۔

وطیب النفس من النعیم۔

ترجمہ: جو شخص اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے اس کے لیے مال داری میں کوئی حرج نہیں اور ایک متقی شخص کے لیے تندرستی مال داری سے بہتر ہے، اور دل کا خوش ہونا بھی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔ (۱)

مالدار کو اپنی ظاہری حالت اچھی رکھنی چاہیئے

عبدالحکیم فہدی نے لکھا ہے:

امام اعظم ابوحنیفہؒ نے ایک دن اپنے جلیسوں میں سے ایک شخص کو پرانے بوسیدہ لباس میں دیکھا، جب مجلس ختم ہوئی، اور صرف وہ شخص رہ گیا، تو آپ نے اس سے فرمایا، اس "جانماز" کو اٹھاؤ، اور اسکے نیچے جو ہے اس کو لے لو، اس شخص نے "جانماز" اٹھائی، اسکے نیچے سے ایک ہزار درہم نکلے، آپ نے فرمایا یہ درہم لے لو، اپنی ہیئت ٹھیک کرو، اس نے کہا مجھے ضرورت نہیں ہے، میں مالدار ہوں، آپ نے فرمایا کیا تم نے یہ حدیث شریف نہیں سنی ہے:

"ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ"

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھنے کو پسند کرتا ہے"

تم کو چاہیے کہ اپنی حالت اچھی رکھو تا کہ تمہارا دوست تم کو دیکھ کر پریشان نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) مسند أحمد: (۳۷۲/۵)، رقم الحدیث: ۲۳۲۰۶، أحادیث رجال من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ط: مؤسسة قرطبة۔

المستدرک للحاکم: (۳/۲)، کتاب البیوع، ط: دار المعرفة۔

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۵۵)، أبواب التجارات، باب الحث علی المکاسب، ط: قدیمی۔

(۲) لم أجده

مالدار اللہ کے سامنے

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے زمانہ کے کسی آدمی کا واقعہ بیان فرمایا اس کو حضرت حذیفہؓ نے روایت کیا ہے، فرمایا: اللہ کے دربار میں ایک بندے کو لایا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا، تونے دنیا میں کیا عمل کیا؟ راوی کا بیان ہے اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپا نہیں سکتے، اس نے عرض کیا "اے رب! تونے مجھے مال دیا تھا، میں لوگوں سے کاروبار کرتا تھا، اور درگزر کرنے کی میری عادت تھی، میں پیسوں والوں اور مالداروں کے ساتھ بھی آسانی کرتا تھا، اور غریبوں اور مفلسوں کو مہلت دیتا تھا کہ (جب چاہیں ادا کردیں)"، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "میں تجھ سے زیادہ درگزر کرنے کا حق رکھتا ہوں، میرے اس بندے سے درگزر کرو"، عقبہ بن عامر اور ابو مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ایسا ہی سنا۔ (۱)

☆ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "انسان کو (قیامت کے دن حساب کے لیے) لایا جائے گا اور اللہ کے

---

(۱) عن حذيفه رضي الله عنه قال اتى الله بعبد من عباده آتاه الله مالاً، فقال له: ماذا عملت في الدنيا؟ قال: ولا يكتمون الله حديثا (النساء ۴۲) قال يارب آتيتني مالا فكنت ابايع الناس وكان من خلقي الجواز، فكنت ايسر على الموسر وانظر المعسر فقال الله تعالى: انا احق بذلك منك، تجاوزوا عن عبدي هكذا اسمعنا من في رسول صلى الله عليه وسلم رواه مسلم، هكذا موقوفاً على حذيفه ومرفوعاً عن عقبة وابي مسعود۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۳۴۷)، رقم الحديث: ۲۷۳۳، كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية)۔

الصحيح لمسلم: (۲/۱۸)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل إنظار المعسر۔۔۔ إلخ، ط: قديمي۔

مسند أحمد: (۴/۱۱۸)، رقم الحديث: ۱۷۱۰۵، مسند الشاميين، بقية حديث أبي مسعود البدري الأنصاري، ط: مؤسسة قرطبة۔

سامنے کھڑا کردیا جائے گا، اللہ تعالیٰ کا سوال ہوگا میں نے تجھے مال دیا اور ایسی نعمتیں عطا کیں سوتو نے ان کے بارے میں کیا کیا؟ وہ عرض کرے گا کہ اے رب! میں نے اسے جمع کیا اور نفع کمایا اور اس سے بہت زیادہ چھوڑا جو میرے پاس تھا، آپ مجھے واپس بھیج دیجیے میں پورا لے کر حاضر ہوا جاتا ہوں، باری تعالیٰ کا ارشاد ہوگا (یہاں سے واپس جانے کا قانون نہیں ہے) تو نے جو یہاں آنے سے پہلے بھیجا ہے مجھے وہ دکھادے، نتیجہ یہ نکلے گا کہ اس شخص نے (وہاں کے لیے) کوئی بھی چیز آگے نہ بھیجی ہوگی، لہٰذا اس کے بارے میں دوزخ میں داخل کئے جانے کا فیصلہ کردیا جائے گا۔(۱)

بوڑھے آدمی کا دل

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''بوڑھے آدمی کا دل دو چیزوں کی محبت میں جوان ہوتا ہے، جینے اور مال کی زیادتی کی محبت میں۔(۲)

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یجاء بابن آدم کانہ بذج، فیوقف بین یدی اللہ جل جلالہ فیقول اللہ لہ: اعطیتک وخولتک وانعمت علیک فماذا صنعت؟ فیقول: یارب جمعتہ وثمرتہ فترکتہ اکثر ماکان فارجعنی آتک بہ، فیقول اللہ لہ: أرنی ماقدمت، فیقول: یارب جمعتہ وثمرتہ فترکتہ اکثر ماکان فارجعنی آتک بہ، فاذا عبد لم یقدم خیرا فیمضی بہ الی النار۔ (الترغیب والترهیب: (۳۳۱/۲)، رقم الحدیث: ۲۶۲۹، کتاب البیوع، الترغیب فی الاقتصاد فی طلب الرزق۔۔۔الخ، ط: دار الکتب العلمیة)۔

جامع الترمذی: (۶۸/۲)، أبواب الزهد، باب ماجاء فی العرض، ط: قدیمی۔

(۲) عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ ان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قال: قلب الشیخ شاب علی حب اثنین حب العیش او قال طول الحیاة و کثرة المال۔ (الترغیب والترهیب: (۳۳۰/۲)، رقم الحدیث: ۲۶۶۳، کتاب البیوع، الترغیب فی الاقتصاد فی طلب الرزق۔۔۔الخ، ط: دار الکتب العلمیة)۔

جامع الترمذی: (۵۹/۲)، أبواب الزهد، باب ماجاء فی قلب الشیخ شاب علی حب اثنین، ط: قدیمی۔

سنن ابن ماجه: (ص: ۳۱۲) کتاب الزهد، باب الأمل والأجل، ط: قدیمی۔

مال اور جاہ کی ہوس

آدمی کو جب مال یا مرتبہ وشہرت کی بڑھوتری کی ہوس لگ جاتی ہے، تو وہ ہر وقت اسی فکر میں پریشان رہتا ہے، اور کسی وقت بھی سکون سے نہیں رہتا، ہمیشہ ٹینشن میں رہتا ہے، اور ہائے مال ہائے مال کی فکر میں رہتا، اور اس کو حاصل کرنے کے لئے جو بھی کوشش کرنا ممکن ہو کر گزرتا ہے خواہ اللہ ورسول کی دی ہوئی شریعت کی حدود کو پامال کرنا پڑے اس سے بھی بچتا نہیں، ایسے مال وجاہ کے طالب سے اللہ کی مخلوق کو جتنا نقصان پہنچتا ہے، اتنا نقصان بھوکے بھیڑیے کو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑنے سے بھی نہیں پہنچتا، بھوکے بھیڑیے تو پیٹ بھرنے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں، مگر مال وجاہ کی ہوس کسی بھی منزل پر پہنچ کر انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی، ہاں اگر دل میں اللہ کا خوف ہو، اور آخرت کے حساب وکتاب کا ڈر ہو، اور اللہ کی طرف رجوع کرلے، اور صبر وقناعت پیدا کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمالیتا ہے اور سکون حاصل ہوجاتا ہے۔

حضرت کعب بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں اتنی تباہی نہیں مچاسکتے جتنی آدمی کے مال اور جاہ کی ہوس اس کے دین کے لئے تباہ کن ہوتی ہے۔ (۱)

(۱) عن كعب بن مالك رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ماذئبان جائعان أرسلا في غنم بأفسد لها من حرص المرء على المال والشرف لدينه۔ رواه الترمذي و ابن حبان في صحيحه۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۴۴۰)، رقم الحديث: ۲۶۶۲، كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه۔۔۔۔۔ إلخ، ط: دار الكتب العلمية)۔
جامع الترمذي: (۲/۶۲)، أبواب الزهد، باب ماجاء في أخذ المال، ط: قديمي۔
صحيح ابن حبان: (۸/۴۴)، رقم الحديث: ۳۲۲۸، كتاب الزكاة، باب ماجاء في الحرص وما يتعلق به، ط: قديمي

دولت کی ہوس

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ:

دولت کی ہوس سمندر کا پانی پینے کا مترادف ہے، سمندر کا پانی نمکین ہوتا ہے جتنا پیو اتنی زیادہ پیاس لگتی ہے، پیاس ختم نہیں ہوتی، اسی طرح جن کے دلوں میں حب دنیا کا جذبہ اٹھکھیلیاں لیتا ہے ان کے پاس جتنا بھی مال آجائے وہ کم ہوتا ہے، ان کی سیر نہیں ہوتی، وجہ یہی ہے کہ دلوں کی دنیا سنوری نہیں، وہ اپنے مالوں میں صرف اپنا حق سمجھتے ہیں، غرباء اور مساکین کا حق نہیں سمجھتے، حالانکہ قرآن کہتا ہے:

یہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے، اوقات سحر میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے تھے، جن کے مالوں میں سائل کا بھی حق ہوتا تھا اور اس کا بھی جو محروم ہے (مگر سوال نہیں کرتا)۔(۱)

دولت کی ہوس کو روکنا

دولت جمع کرنے کی ہوس کو صرف یہ نظریہ روک سکتا ہے کہ آدمی اس دنیا کے بعد آنے والی زندگی پہ یقین کرے، اور اس احساس کے ساتھ زندگی گذارے کہ یہ دنیا دولت اکٹھا کرنے کی جگہ نہیں ہے بلکہ آخرت کے لئے خرچ کرنے کی جگہ ہے اسلامی تاریخ اس قسم کے بے شمار واقعات اور مثالوں سے بھری ہوئی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جن ملکوں میں اسلامی نظام قائم ہوتا ہے وہاں غریبی کا نام و نشان مٹ جاتا ہے یا کم از کم غریبی کا احساس ختم ہوجاتا ہے۔

حلال مال اچھی جگہ پر خرچ ہوتا ہے

حلال مال اچھی جگہ پر خرچ ہوتا ہے، اور حرام مال اچھی جگہ پر خرچ نہیں

(۱) (الذاریات: ۱۷ـ۱۹)

ہوتا اس سلسلہ میں ایک سبق آموز حکایت:

شیخ علی متقی عارف باللہ فرماتے ہیں کہ ایک متقی پرہیزگار نیک اور صالح شخص کسب معاش کرتے تھے، اوران کا معمول یہ تھا کہ جو کچھ کماتے پہلے تو اس میں سے ایک تہائی اللہ کی راہ میں خرچ کردیتے، پھر ایک تہائی اپنی ضروریات پر صرف کرتے ،اورایک تہائی اپنی کسب معاش کے ذریعہ میں لگادیتے۔

ایک دن ان کے پاس ایک دنیادار شخص آیا اور کہنے لگا کہ شیخ! میں چاہتاہوں کہ کچھ مال اللہ کی راہ میں خرچ کروں، لہٰذا آپ مجھے کسی مستحق کا پتہ دیجئے، انہوں نے کہا کہ پہلے تو حلال مال حاصل کرو اور پھر اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو، وہ مستحق شخص ہی کے پاس پہنچے گا، دنیادار شخص نے اسے مبالغہ پر محمول کیا شیخ نے کہا اچھا تم جاؤ، تمہیں جو شخص بھی ایسا ملے جس کے لئے تمہارے دل میں شفقت و مہربانی کا جذبہ پیدا ہوا سے صدقہ کا مال دے دینا، چنانچہ وہ شخص جب شیخ کے پاس سے اٹھ کر آیا تو اس نے ایک بوڑھے اندھے کو دیکھا جس کے لئے اس کے دل میں رحم کا جذبہ پیدا ہوا، اور یہ سمجھ کر کہ صدقہ کے مال کا اس بے چارہ سے زیادہ کون مستحق ہوسکتا ہے؟ اپنے کمائے ہوئے مال میں سے اسے کچھ حصہ خیرات کردیا، جب دوسرے دن وہ ضعیف و نابینا شخص کے پاس سے گزرا تو اس نے سنا کہ وہ اپنے پاس کھڑے ہوئے ایک دوسرے شخص سے کل کا واقعہ بیان کررہا تھا کہ کل میرے پاس سے ایک مال دار شخص گزرا اس نے (مجھ پر ترس کھاکر) اتنا مال مجھے دیا جسے میں نے فلاں بدکار شخص کے ساتھ شراب نوشی میں لوٹادیا، وہ دنیادار یہ سنتے ہی شیخ کے پاس آیا اوران سے پورا ماجرا بیان کیا، شیخ نے واقعہ سن کر اپنی کمائی میں سے ایک درہم اسے دیا اور کہا کہ اسے رکھو، اور یہاں سے نکلتے ہی سب سے پہلے تمہاری نظر جس پر پڑے اسے یہ درہم خیرات کے طور پر دے دینا، چنانچہ وہ شیخ کا دیا ہوا درہم لے کر

گھر سے باہر نکلا تو اس کی نظر سب سے پہلے ایک اچھے خاصے شخص پر پڑی جو بظاہر کھاتا پیتا معلوم ہو رہا تھا، پہلے تو وہ دیتے ہوئے جھجکا مگر شیخ کا حکم تھا اس لئے اس نے مجبوراً وہ درہم اس شخص کو دے دیا۔

اس شخص نے وہ درہم لے لیا، اور اپنے پیچھے کی طرف مڑ کر چل دیا، اس کے ساتھ ساتھ وہ مالدار بھی چلا، اس نے دیکھا کہ وہ شخص ایک کھنڈر میں داخل ہوا اور وہاں سے دوسری طرف نکل کر شہر کی راہ پکڑی، مالدار بھی اس کے پیچھے کھنڈر میں داخل ہوا، وہاں اسے کوئی چیز نظر نہیں آئی البتہ اس نے ایک مرا ہوا کبوتر دیکھا وہ پھر اس شخص کے پیچھے پیچھے ہولیا، پھر اسے قسم دے کر پوچھا کہ بتاؤ تم کون ہو؟ اور کس حال میں ہو؟ اس نے کہا کہ میں ایک غریب انسان ہوں، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں وہ بہت بھوکے تھے، جب مجھ سے ان کی بھوک کی شدت دیکھی نہ گئی تو انتہائی اضطراب و پریشانی کے عالم میں ان کے لئے کچھ انتظام کرنے کی خاطر گھر سے نکل کھڑا ہوا، میں سرگرداں پھر رہا تھا کہ مرا ہوا کبوتر مجھے نظر آیا "مرتا کیا نہ کرتا"؟ میں نے یہ کبوتر اٹھالیا اور اسے لے کر اپنے گھر کے طرف چلا تا کہ اس کے ذریعہ بھوک سے بلکتے بچوں کو کچھ تسکین دلاؤں مگر جب اللہ نے تمہارے ذریعہ یہ درہم مجھے عنایت فرمادیا تو یہ کبوتر جہاں سے اٹھایا تھا وہیں پھینک دیا۔

اب اس مالدار کی آنکھ کھلی اور اسے معلوم ہوا کہ شیخ کا وہ قول مبالغہ پر محمول نہیں تھا، بلکہ حقیقت یہی ہے کہ حلال مال اچھی جگہ اور حرام بری جگہ خرچ ہوتا ہے۔(۱)

(۱) وكان شيخنا العارف بالله الولي الشيخ علي المتقي رحمه الله يحكي أن أحدا من الصالحين كان يكتسب ويتصدق بالثلث وينفق الثلث ويصرف الثلث في المكتسب، فجاءه أحد من أرباب الدنيا وقال: ياشيخ اريد أن أتصدق فدلني على المستحق، فقال: حصل المال من الحلال ثم أنفق فإنه يقع في يد المستحق، فألح عليه الغني فقال: اخرج فإذا لقيت أحدا حن عليه قلبك فأعطه، فخرج فرأى شيخا كبيرا أعمى فقيرا فأعطاه، ثم مر عليه يوما آخر فسمع أن الأعمى يحكي إلى من بجنبه أنه مر على شخص بالأمس فأعطاني كذا وكذا، فانبسطت وصرفت البارحة في الشرب مع فلانة المغنية

بندر کا واقعہ

(۱۴۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بیچنے کے دودھ میں پانی نہ ملاؤ، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ والے ان جانوروں کا ذکر کیا جن کو بیچنے والے دو ایک وقت کا دودھ روک کر بیچتے ہیں (تاکہ خریدار زیادہ دودھ دیکھ کر دھوکہ کھا جائے اور مہنگا خرید لے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز فرمایا) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص گزرا ہے، وہ کہیں دوسرے مقام پر شراب بیچنے کے لئے لے گیا، اور اس میں پانی ملا کر کئی گنا کرلیا (اس کے بیچنے کے بعد اس نے ایک بندر خریدا اور کشتی میں سوار ہو کر چل دیا جب سمندر کے بیچ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے بندر کے دل میں اس کے پیسوں کی تھیلی کے بارے میں یہ بات ڈالی کہ وہ اسے اٹھا کر کشتی کے بادبان کے بانس کے اوپر چڑھ جائے، چنانچہ بندر اپنے مالک کے پیسوں کی تھیلی لے کر کشتی کے بادبان کے بانس کے اوپر چڑھا اور وہ تھیلی کھولی، یہ شخص اسے (حسرت سے) دیکھ رہا تھا، بندر نے اس میں سے اشرفی نکالی اور سمندر میں پھینک دی اور ایک نکالی، کشتی میں ڈال

=فجاء إلى الشيخ وحكى له بالواقعة فأعطاه الشيخ من دراهم كسبه درهما وقال له: إذا خرجت من البيت فأول من يقع نظرك عليه فادفع الدرهم إليه، فخرج فرأى شخصا من ذوي الهيئات يظهر منه آثار الغنى لخاف منه أن يعطيه لكن لما كان بأمر الشيخ عرض عليه ودفع إليه، فلما أخذه رجع من طريقه وتبعه الغني إلى أن رآه دخل في خرابة وخرج من باب آخر ورجع إلى البلد فدخل وراءه في تلك الخرابة فلم ير فيها إلا حمامة ميتة فتبعه وأقسم عليه أن يخبره بما وقع له من الحال، فذكر أن معه أولادا صغارا وكانوا في غاية من المجاعة فحصل له اضطراب، فخرج دائرا فرأى الحمامة فأخذ بها لهم، فلما حصل له من الفرج رد الحمامة إلى مكانها فعرف تحقيق معنى كلام الشيخ، "فإن الله يقبله بيمينه" يدل على حسن القبول ووقوع الصدقة منه موقع الرضا على أكمل الحصول لأن الشيء المرضي يتلقى باليمين في العادة. (مرقاة المفاتيح: (۳۳۹/۴)، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الأول، ط: رشيديه)

مظاهر حق جديد: (۲۵۹/۲)، كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، الفصل الأول، ط: دار الإشاعت كراچی۔

دی، اس طرح اس نے پوری رقم آدھی آدھی کر دی (پانی کی کمائی پانی میں چلی گئی اور اس کی شراب کی قیمت اسے مل گئی)۔

واضح رہے کی پچھلی امتوں میں سے کسی امت میں شراب کی اجازت ہوگی جبکہ ہماری شریعت میں یہ حرام ہے، باقی اس واقعہ کا مقصد دھوکہ بازی کی بے برکتی اور اس کا انجام بیان کرنا ہے۔(۱)

تجارتی بائیکاٹ

ہر دور میں تجارت کی اہمیت بہت ہی زیادہ رہی ہے اور آئندہ بھی رہے گی اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب کسی قوم یا ملک کو نقصان پہنچانا مقصود ہو تو اس کا سوشل اور تجارتی بائیکاٹ کر دیا جاتا ہے جیسا کہ مکہ کے قریش نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا، اور وہ یہ کہ قریش نے متفقہ طور پر ایک تحریری معاہدہ تیار کیا کہ جب تک بنو ہاشم اور بنو مطلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کے لئے ان کے حوالے نہ کردیں گے اس وقت تک ان دونوں خاندانوں سے ہر قسم کے تعلقات منقطع کر دیے جائیں، کوئی شخص ان سے میل جول اور بات چیت نہیں کرے گا، ان سے

---

(۱) وفی روایة للبیهقی: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: "لا تشوبوا اللبن للبیع"، ثم ذکر حدیث المحفله، ثم قال موصولاً بالحدیث: ألا وإن رجلاً ممن قبلکم جلب خمرًا الی قریة فشابها بالماء، فاضعف اضعافاً، فاشتری قردًا فرکب البحر، حتی اذا الجج فیه ألهم اللہ القرد صرة الدنانیر، فاخذها، فصعد الدقل، ففتح الصرة، وصاحبها ینظر الیه، فاخذ دینارًا فرمی به فی البحر، ودینارا فی السفینة حتی قسمها نصفین۔ (الترغیب والترهیب: (۳۵۱/۲)، کتاب البیوع، الترهیب من الغش والترغیب فی النصیحة فی البیع وغیره، ط: دار الکتب العلمیة)۔

شعب الإیمان: (۳۳۳/۴) رقم الحدیث: ۵۳۰۸، الباب الخامس والثلاثون من شعب الإیمان: وهو باب فی الأمانات وما یجب من أدائها إلی أهلها، ط: دار الکتب العلمیة۔

کنز العمال: (۲۲/۴)، رقم الحدیث: ۹۵۲۳، کتاب البیوع الباب الثانی: فی البیع، الفصل الثانی، الفرع الثالث فی الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔

تجارت نہیں کرے گا، اوران کو کھانے پینے کا کوئی سامان مہیا نہیں کیا جائے گا خواہ وہ سامان خرید نا ہی کیوں نہ چاہیں، کوئی شخص ان سے کسی قسم کی رواداری نہیں برتے گا اوران سے رشتہ اور نکاح بھی نہیں کرے گا

بعض سیرت نگاروں کے نزدیک یہ معاہدہ نضر بن حارث نے تحریر کیا تھا اور بعض روایات میں ہے کہ عامر بن ہاشم نے یہ معاہدہ لکھا تھا، بہر حال جس نے بھی یہ معاہدہ لکھا نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں بددعا کی، اوراس کا وہ ہاتھ شل ہوگیا جس سے اس نے وہ معاہدہ لکھا تھا۔

اس معاہدہ پر قریش کے قبائل کے تمام سربراہوں نے دستخط کئے اور جب یہ معاہدہ مرتب ہوگیا تو اس کو کعبۃ اللہ کی چھت سے آویزاں کردیا گیا، اس معاہدہ کے بعد بنو ہاشم اور بنو مطلب کا مکمل تجارتی اور سوشل بائیکاٹ شروع کردیا گیا، اور ابولہب کے سوا بنو ہاشم اور بنو مطلب کے سارے افراد خواہ وہ مسلمان تھے یا کافر، سمٹ کر ''شعب بنی ہاشم'' میں محبوس ہوگئے۔

یہ دونوں خاندان اس درہ میں مسلسل تین سال محبوس رہے، یہ تین سال نہایت ہی المناک، دل خراش اور سنگین تھے، اسلام کے دشمنوں نے ہاشم اور مطلب کی اولاد سے میل جول، ملاقات، سلام کلام، رشتہ پیام، تجارت اور لین دین سب کچھ بہ یک قلم موقوف کردیا، دکانداروں نے ان کے ہاتھ سودا سلف فروخت نہ کرنے کی قسم کھالی، ہر قسم کا تعاون ختم کردیا، ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں اگر معمولی یہ احتمال ہوتا تھا کہ وہ ہاشمیوں یا مطلبیوں کے ہاتھ پڑ جائیں گی، تو قریش ہر قیمت پر فوری خرید لیتے اور ہاشمیوں کو خریدنے نہیں دیتے، جب ان کے کانوں میں اڑتی ہوئی یہ خبر آجاتی کہ کہیں سے سوداگر غلہ لارہے ہیں تو شہر سے دور نکل کر راستہ میں انہیں جالیتے، اور تمام اناج جس قیمت پر بھی انہیں مل سکتا خرید

لیتے، بنو ہاشم اور بنو مطلب کے سب لوگ جب اس گھاٹی اور درہ میں چلے گئے تو سکونتی مکانات مقفل ہوگئے، درہ میں بھی کوئی چیز نہیں ملتی تھی کیونکہ قریش نے درہ کو ہر طرف سے محصور کرلیا تھا، اور کھانے پینے کی کوئی چیز ان تک پہنچنے نہیں دیتے تھے، جب ہاشمیوں کے ننھے منھے بچے بھوک سے بلبلاتے، تڑپتے، بے قرار ہوتے، اور ان کے رونے کی آواز باہر دور دور تک سنائی دینے لگتی تو سیاہ دل، ظالم قریش خوش ہوتے لیکن جوان میں رحم دل تھے ان کو ناگوار گزرتا اور وہ صاف کہتے کہ تم کو نظر نہیں آتا کہ اس معاہدہ کے لکھنے والے پر کیا آفت نازل ہوئی ہے۔ (۱)

---

(۱) فلما رأت قريش أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلو والأمور تتزايد، أجمعوا على أن يتعاقدوا على بني هاشم وبني المطلب وبني عبد مناف، أن لا يبايعوهم، ولا يناكحوهم، ولا يكلموهم، ولا يجالسوهم، حتى يسلموا إليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكتبوا بذلك صحيفة وعلقوها في سقف الكعبة يقال: كتبها: منصور بن عكرمة بن عامر بن هاشم، ويقال: النضر بن الحارث، والصحيح: أنه بغيض بن عامر بن هاشم، فدعا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فشلت يده، فانحاز بنو هاشم وبنو المطلب مؤمنهم وكافرهم إلا أبا لهب، فإنه ظاهر قريشا على رسول الله صلى الله عليه وسلم وبني هاشم وبني المطلب، وحبس رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن معه في الشعب شعب أبي طالب ليلة هلال المحرم سنة سبع من البعثة، وعلقت الصحيفة في جوف الكعبة، وبقوا محبوسين ومحصورين مضيقا عليهم جدا مقطوعا عنهم الميرة والمادة نحو ثلاث سنين، حتى بلغهم الجهد وسمع أصوات صبيانهم بالبكاء من وراء الشعب ـــــ وكانت قريش في ذلك بين راض وكاره۔ (زاد المعاد: (۲۷/۳)، فصل مقاطعة قريش لبني هاشم وبني المطلب، ط: مؤسسة الرسالة)

🗁 قالوا: لما بلغ قريشا فعل النجاشي لجعفر وأصحابه وإكرامه إياهم كبر ذلك عليهم وغضبوا على رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وأصحابه. وأجمعوا على قتل رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وكتبوا كتابا على بني هاشم ألا يناكحوهم. ولا يبايعوهم. ولا يخالطوهم. وكان الذي كتب الصحيفة منصور بن عكرمة فشلت يده ـــــ وحصروا بني هاشم في شعب أبي طالب ليلة هلال المحرم سنة سبع من حين تنبي رسول الله - صلى الله عليه وسلم - وانحاز بنو المطلب بن عبد مناف إلى أبي طالب في شعبه مع بني هاشم. وخرج أبو لهب إلى قريش فظاهرهم على بني هاشم وبني المطلب، وقطعوا عنهم الميرة والمادة. فكانوا لا يخرجون إلا من موسم إلى موسم حتى بلغهم الجهد وسمع أصوات صبيانهم من وراء الشعب. فمن قريش من سره ذلك ومنهم من ساءه وقال: انظروا ما أصاب منصور بن عكرمة. فأقاموا في الشعب ثلاث سنين. (الطبقات الكبرى: (۲۰۸/۱-۲۰۹)، ذكر حصر قريش رسول الله صلى الله عليه وسلم وبني هاشم في الشعب، ط: دار صادر)=

اقتصادی ناکہ بندی

موجودہ متمدن اور مہذب دنیا کے اندر بھی کسی مطالبہ کو تسلیم کرانے کا پرامن
طریقہ اقتصادی ناکہ بندی ہے۔

بخل اور سخاوت

بخل اور سخاوت انسانی فطرت کی دو خصلتیں ہیں، ان کی کچھ خصوصیات اور کچھ لوازمات ہیں، بخل کے لئے حرص، طمع، تنگ نظری، خود غرضی، بزدلی، بے رحمی اور سنگ دلی لازمی صفات ہیں، جن کے نتیجہ میں ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، رشوت، خیانت اور سود و قمار جیسے زہریلے اور انسانیت کو ختم کرنے والے جراثیم پیدا ہوتے ہیں جو عوام کی خوش حالی اور انسانیت کو ڈستے ہیں اور ان میں بے اطمینانی اور پریشان حالی کا زہر پھیلا دیتے ہیں۔

بخل کے مقابلہ میں سخاوت اور فیاضی ہے جو دل کی بہادری اور حوصلہ کی بلندی چاہتی ہے، طبیعت میں بے نیازی پیدا کر دیتی ہے، دوسروں کی ضرورتوں کا

= والذي كتب الصحيفة: قال ابن إسحاق: منصور بن عكرمة. قال ابن هشام: ويقال النضر بن الحارث. فدعا عليه رسول الله صلى الله عليه وسلّم فشلّت بعض أصابعه. وقال غيره: بغيض بن عامر. فشلّت يده. وقال غيره: هشام بن عمرو بن الحارث العامري وأسلم بعد ذلك._____ثم علّقوا الصحيفة في جوف الكعبة توكيدا على أنفسهم وقطعوا عنهم الأسواق ولم يتركوا طعاما ولا إداما ولا بيعا إلا بادروا إليه واشتروه دونهم_____قال ابن إسحاق وغيره: فأقاموا على ذلك ثلاث سنين حتى جهدوا، ولا يصل إليهم شيء إلا سرّا مستخفيا به من أراد صلتهم من قريش۔ (سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: (۳۷۷/۲)، جماع أبواب بعض الأمور الكائنة بعد بعثه صلى الله عليه وسلم، الباب الثامن عشر في دخول بني هاشم وبني المطلب____إلخ، ط: دار الكتب العلمية)۔

فتح الباري: (۱۹۲/۷)، كتاب مناقب الأنصار، باب تقاسم المشركين على النبي صلى الله عليه وسلم، ط: دار المعرفة۔

تاريخ اليعقوبي: (۳۱/۲)، حصار قريش لرسول الله صلى الله عليه وسلم وخبر الصحيفة، ط: دار صادر۔

احساس، ان کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھنا، سخاوت اور جود و کرم کی اصل روح ہے، یہ روح جب کارفرما ہوتی ہے تو ہمدردی، غم خواری، رحم اور خدمت خلق کے جوہر جلوہ گر ہوتے ہیں یعنی انسانیت کا جوبن نکھرتا ہے، شرافت کا جھنڈا بلند ہوتا ہے، میل ملاپ اور محبت کی فضا ہموار ہوتی ہے، سخاوت اگر کارفرما ہو تو طبقاتی جنگ کی نوبت ہی نہیں آتی، کیونکہ دولت مند طبقہ غرباء اور مساکین کا ہمدرد و غم گسار ہوتا ہے اور غریب و نادار اس کے وفادار اور جاں نثار ہوتے ہیں اس طرح ایک ایسا نظم وضبط قائم ہوجاتا ہے، جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہوتا ہے جو معاشرہ اور سماج کو اطمینان کی دولت بخشتا ہے جس سے ایک دوسرے سے نفرت اور بغض نہیں بلکہ محبت اور باہمی اعتماد کی نعمت میسر آتی ہے، اور جب محبت اور اعتماد کے تعاون کی کلیاں چٹکتی ہیں تو معاشرہ اور سماج رواداری اور شریفانہ اخلاق کا گلدستہ بن جاتا ہے۔ (۱)

دنیاداروں کی خواہش

آج کل دنیاداروں کی خواہش یہ ہے کہ عالی شان، سربفلک محل ہوں، اعلیٰ درجہ کے آبزن، عمدہ سے عمدہ اور نفیس حمام ہوں، بہترین خوشنما باغ اور سواری کے لئے نمائشی مہنگی گاڑیاں ہوں، خدمت کے لئے خوبصورت ملازم اور حسین ملازمہ، عیش ونشاط کی محفلیں ہوں، شراب نوشی کی مجالس ہوں، عیش وعشرت کا ساز وسامان ہو، طرح طرح کے کھانے، وسیع دسترخوان ہو قابل فخر لباس ہو، بینک میں اچھی خاصی رقم ہو، پوری دنیا میں جائیداد اور کاروبار ہوں، حکومت میں بڑا منصب ہو، اور ہر جگہ ہر مقام پر آؤ بھگت ہو، ان چیزوں کو زندگی کا مقصد سمجھتے ہیں، آخرت کو بھول جاتے ہیں، عبادت کا خیال نہیں رکھتے، شریعت کی پابندی اور دین کے کام میں حصہ نہیں لیتے، اسراف فضول خرچی اور عیاشی میں قیمتی اوقات بے بہا جوانی اور مال کثیر

(۱) پیغمبر اسلام اور تجارت ص ۱۱۷۔۱۱۸، ط: بیت العلوم۔

خرچ کر دیتے ہیں، صدقہ خیرات ہمدردی اور غمگساری کی فکر نہیں ہوتی۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسے لوگ اور ایسے ملک چند ہی سالوں میں جنسی انارکی اور شہوانی بحران میں ڈوب جاتے ہیں جیسا کہ آج کل یورپ اور امریکہ وغیرہ اس کی واضح مثال ہیں۔

اسلام نے بیوع کی شکلیں متعارف کروائی ہیں

چونکہ بازار میں کمزور ایمان والے افراد بازار کی آزاد صورت حال سے فائدہ اٹھا کر ذاتی اغراض کی خاطر دھوکہ دہی، ذخیرہ اندوزی وغیرہ جیسے ہتھکنڈوں سے بازار کی آزادی کو متاثر کر سکتے ہیں، اس کے سد باب کے لیے اسلام نے بیوع کی شکلیں متعارف کروائی ہیں، جن میں خرید و فروخت کے پاکیزہ طریقے وضع کیے ہیں، تاکہ بازار کی سلامتی کے ساتھ اس کی آزادی بھی قائم ہو سکے اور بازار اقتصادی بحرانوں میں مبتلا ہونے سے بچ کر عمومی طور پر معاشرے کے لیے نفع مند ہو سکے۔

ابو حنیفہؒ کی نماز کی خوبی

ابو نعیمؒ فرماتے ہیں: میں علماء کرام سے بکثرت ملا ہوں، جیسے اعمش، مسعر، حمزہ الزیات، مالک بن مغول، اسرائیل، عمرو بن ثابت اور دوسرے اکابر جن کو میں شمار نہیں کر سکتا اور میں نے ان حضرات کے ساتھ نماز پڑھی ہے، لیکن میں نے کسی کو بھی ابو حنیفہ کی نماز سے اچھی نماز پڑھنے والا نہیں پایا، نماز پڑھنے سے پہلے آپ دعا کرتے تھے، اور اللہ سے سوال کرتے تھے اور روتے تھے آپ کی حالت کو دیکھ کر کہنے والے کہا کرتے تھے، قسم ہے اللہ کی، یہ شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔(۱)

(۱) أخبرنا عبد الله بن محمد بن إبراهيم الحلواني قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد قال سمعت أبا نعيم يقول لقيت الأعمش ومسعرا وحمزة الزيات ومالك بن مغول وإسرائيل وعمرو بن ثابت وشريكا وجماعة من العلماء لا أحصيهم فصليت معهم فما رأيت رجلا احسن صلاة من أبي حنيفة ولقد كان =

بہترین بیوی

۱۴۸ بہترین چیز جس کو آدمی خزانہ کی طرح محفوظ رکھے وہ نیک بیوی ہے جس کو دیکھ کر دل خوش ہوجائے، جب اس کو حکم دیا جائے تو فوراً اطاعت کرے، اور جب شوہر غائب ہو (یعنی سفر وغیرہ میں ہو) تو وہ اپنی اور اس کے مال کی حفاظت کرے۔ (۱)

= ولقد كان قبل الدخول في الصلاة يدعو ويسأل ويبكي فيقول القائل هذا والله يخشى الله. (أخبار أبي حنيفة وأصحابه: (ص: ۳۵)، نسب الإمام الأعظم أبي حنيفة رضي الله عنه، ذكر ماروى في تهجده بالليل وقيامه وقراءته وتضرعه، ط: دار الكتب العلمية)۔

(۱) عن ابن عباس، قال: لما نزلت هذه الآية {والذين يكنزون الذهب والفضة}، قال: كبر ذلك على المسلمين، فقال عمر: أنا أفرج عنكم، فانطلق، فقال: يا نبي الله، إنه كبر على أصحابك هذه الآية فقال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "إن الله لم يفرض الزكاة إلا ليطيب ما بقي من أموالكم، وإنما فرض المواريث لتكون لمن بعدكم" قال: فكبر عمر ثم قال له: "ألا أخبرك بخير ما يكنز المرء؟ المرأة الصالحة: إذا نظر إليها سرته، وإذا أمرها أطاعته، وإذا غاب عنها حفظته"۔ (سنن أبي داود: (۲۳۶/۱)، كتاب الزكاة، باب في حقوق المال، ط: رحمانيه)

مشكاة المصابيح: (ص: ۱۵۶)، كتاب الزكاة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

السنن الكبرى للبيهقي: (۸۳/۴)، كتاب الزكاة، باب تفسير الكنز، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آ

آپریٹنگ لیز (Operating Lease)

☆...... عام طور پر جو اجارہ معروف ومشہور ہے اس کو "آپریٹنگ لیز" کہتے ہیں۔

☆...... یہ وہ اجارہ ہے جو عام طور پر معروف ہے، اس میں واقعۃً فریقین میں مُوجر (اجارہ پر دینے والے) اور مُستاجر (اجارے پر لینے والے) کا تعلق ہوتا ہے۔[1]

☆......آپریٹنگ لیز یعنی استعمالی اجارہ (کرایہ داری)، وہ اجارہ ہے جس کا تصور شریعت نے دیا ہے، اس میں فریقین کے درمیان واقعۃً اجارہ پر دینے والے اور اجارہ پر لینے والے کا رشتہ اور تعلق قائم ہوتا ہے،[2] یہ قسم سرمایہ پورا کرنے کا ذریعہ نہیں ہے۔

---

(۱)(هي) لغة اسم للأجرة... وشرعا (تمليك نفع) مقصود من العين (بعوض)...۔ (الدر مع الرد: ۲/۶) ط: كتاب الإجارة، ط: سعيد كراچي)

☜ ولنا أنها تمليك المنفعة بعوض فأشبهت البيع... ولأنها معاوضة عقدت مطلقة فلا ينفرد أحد العاقدين فيها بالفسخ إلا عند العجز...۔ (بدائع الصنائع، (۲۰۱/۳) كتاب الإجارة، فصل: وأما صفة الإجارة، ط: سعيد كراچي)

(۲) حكم الإجارة الصحيحة: هو ثبوت الملك في المنفعة للمستأجر، وثبوت الملك في الأجرة المسماة للمؤجر۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۸۳۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الثالث: عقد الإيجار، المبحث الثالث: صفة الإجارة، ط: رشيديه)

☜ بدائع الصنائع: (۲۰۱/۳) كتاب الإجارة، فصل: وأما حكم الإجارة، ط: سعيد۔=

آتش بازی کی تجارت

150 ☆......آتش بازی کی چیزیں بنانا گناہ ہے، اور ان کی تجارت مکروہ ہے اور آمدنی بھی حلال طیب نہیں ہے۔ (۱)

☆...... مال فضول اور بے محل ضائع ہونے کی وجہ سے آتش بازی کرنا ناجائز ہے۔ (۲)

☆...... یہ گناہ کے کام میں مدد کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں گناہ کے کام میں مدد کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (۳)

= الهندية، (۳/۳۰۹) كتاب الإجارة، الباب الأول: في تفسير الإجارة، ط: رشيديه۔

(۱) قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ۲)

والثالث: بيع اشياء ليس لها مصرف الا في المعصية، فيتمحض بيعها واجارتها، وإن لم يصرح بها، ففي جميع هذه الصورة قامت المعصية بعين هذا العقد، والعاقدان كلاهما آثمان بنفس العقد، سواء استعمل بعد ذلك أم لا۔ (جواهر الفقه، تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام: (۲/۴۴۸) ط: دار العلوم كراچی)

لكن الإعانة في ما قامت المعصية بعين فعل المعين، ولا يتحقق الا بنية الاعانة أو التصريح بها، أو تعينها في استعمال هذا الشيء بحيث لا يحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه، تفصيل الكلام في مسئلة الاعانة على الحرام، اقسام السبب واحكامه، القسم الثاني: (۲/۴۵۲) ط: دار العلوم كراچی)

وما كان سببا لمحظور، فهو محظور۔ (شامی: (۶/۳۵۰) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها۔ (شامی (۶/۳۹۱) ط: سعيد)

قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها وبتحريم الاعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۶/۵۱) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، رقم الحديث: (۲۸۰۷) ط: رشيديه)

عن انس رضي الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله ﷺ في الخمر عشرة: عاصرها، ومعتصرها، وشاربها، وحاملها، والمحمولة إليه، وساقيها، وبائعها، وآكل ثمنها، والمشتري لها، والمشتراة له۔ (مشكوة: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمی)

(۲) {إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ} [الاسراء: ۲۷]

(۳) {وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة: ۲]

آٹا پیسنے کے عوض اناج جمع کرنا

آٹا پیسنے کے عوض مکئی یا کوئی اور اناج وغیرہ لینا جائز ہے، اس طرح مکئی اور اناج وغیرہ جمع کر کے استعمال میں لانا یا فروخت کرنا سب جائز ہے، البتہ پسے ہوئے آٹے سے خاص طور پر مزدوری مقرر کر کے لینا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ "قفیز الطحان" کے حکم میں ہو کر فاسد اجارہ ہوگا۔(۱)

آٹا چھنا ہوا اور بے چھنا ہوا

"چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۸/۳)

آج نہیں کل آنا

"ٹالنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۳/۳)

آخرت خراب ہو جاتی ہے مال کی محبت سے

"مال کی محبت سے آخرت خراب ہو جاتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

آخرت کے تصور پر تجارت ہو

"تجارت کی بنیاد آخرت کے تصور پر ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۱/۲)

---

(۱) استاجر بغلاً ليحمل طعاماً ببعضه أو ثوراً ليطحن بره ببعض دقيقه فسدت ... والحيلة: أن يفرز الأجر أولاً، أو يسمي قفيزاً بلا تعيين ثم يعطيه قفيزاً منه فيجوز۔

قال الرملي: وبه علم بالأولى جواز ما يفعل في ديارنا من أخذ الأجرة من الحنطة والدراهم معاً ولا شك في جوازه۔ (الدر مع الرد: (۵۷/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

☜ والحيلة في ذلك لمن أراد الجواز: أن يشترط صاحب الحنطة قفيزاً من الدقيق الجيد ولم يقل من هذه الحنطة۔ (الفتاوى الهندية: (۴۴۴/۴) كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر: في بيان ما يجوز من الإجارة وما لا يجوز، الفصل الثالث في قفيز الطحان وما هو في معناه، ط: رشيديه)

☜ شرح المجلة لسليم رستم باز: (۳۰۶/۱) تحت المادة: ۴۶۰، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الثاني في المسائل المتعلقة بالأجرة، الفصل الرابع: في فساد الإجارة وبطلانها، ط: فاروقيه كوئٹه۔

آخری زمانہ میں مال کی ضرورت ہوگی

''مال کی ضرورت آخری زمانہ میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶/۲)

آدمی

آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے اور ان چیزوں کا اپنے کام میں لانا بھی درست نہیں ہے، انسانی بالوں پر مشتمل وگ یا انسانی بالوں کو گنجے سر پر استعمال کے لیے یا کسی اور صورت میں ان کو خریدنا اور استعمال کرنا حرام ہے۔ (۱)

آرائش وتزیین مصنوعہ شے میں

''آرڈر کی چیز کی آرائش وتزیین'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۷/۱)

آرڈر پر پروڈکٹ کی تیاری میں بائع اور مشتری کی ذمہ داریاں

☆......ایک پروڈکٹ کی تیاری میں آرڈر دینے والے کی بہت ساری ذمہ داریاں اور فرائض ہیں، جن میں سے چند اہم ذمہ داریاں یہ ہیں:

❶ آرڈر دینے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ صانع (کاری گر/بائع) کے

---

(۱) وبطل بيع قن ضم إلى حر... (وشعر الإنسان) لكرامة الآدمي ولو كافرًا، ذكره المصنف في بحث شعر الخنزير۔ (قوله: وشعر الإنسان) ولا يجوز الانتفاع به لحديث "لعن الله الواصلة والمستوصلة"... (قوله: ذكره المصنف) حيث قال: والآدمي مكرم شرعًا وإن كان كافرًا فإيراد العقد عليه وابتذاله وإلحاقه بالجمادات إذلال له، أي وهو غير جائز... وصرح في فتح القدير ببطلانه۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۸) ط: كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعًا ولو كافرًا، ط: سعيد)

🗀 وفي التجنيس: لا بأس ببيع عظام الموتى؛ لأنه لا يحل العظام الموت وليس في العظام دم فلا تتنجس فيجوز بيعها إلا بيع عظام الآدمي والخنزير... وكذا شعر الآدمي على هذا التفصيل۔ (البحر الرائق: (۱/ ۱۰۷) كتاب الطهارة، تحت قوله: وشعر الإنسان الميتة...، ط: سعيد)

🗀 الهندية: (۳/ ۱۱۵، ۱۱۶) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس: في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه)

سامنے اپنی مطلوبہ چیز کے اوصاف کو بیان کرے۔

⑪ اگر پروڈکٹ ایسی چیز ہے جس کے نقل وحمل پر مشقت اٹھانی پڑتی ہے تو ایسی صورت میں یہ آرڈر دینے والے کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ صانع کے سامنے اس کے حوالہ کرنے کے مقام کی تعیین کرے، تاکہ صانع اس مقام کو سامنے رکھ کر اس کی قیمت متعین کرے۔

⑫ اگر صانع کی بنائی ہوئی چیز آرڈر دینے والے کے بیان کیے ہوئے اوصاف وشرائط کے مطابق ہے تو اس صورت میں آرڈر دینے والے کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس چیز کو قبول کرے اور اگر وہ اس کو قبول نہ کرے تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ یہ چیز لے کر صانع کو اس کی قیمت ادا کرے تاکہ صانع کو کوئی نقصان نہ ہو، ہاں اگر بائع (صانع/کاریگر) مال تیار کرنے میں یا اسے آرڈر دینے والے کے حوالے کرنے میں طے شدہ مدت سے تاخیر کرے تو آرڈر دینے والا، مال خریدنے کا پابند نہیں ہوگا۔ (۱)

⑬ جب صانع (کاریگر) آرڈر دینے والے کی مطلوبہ چیز تیار کرے اور وہ آرڈر دینے والے کو اس کی اطلاع بھی دے تو اگر آرڈر دینے والے کو کوئی معقول ذر پیش نہ ہو تو اس پر اس چیز کو اٹھا کر اپنے پاس رکھ لینا لازم ہے، اس کی وجہ یہ ہے لہ جب صانع اس چیز کے بنانے سے فارغ ہو گیا اور اس نے آرڈر دینے والے کو لاع بھی دے دی تو اس کے بعد آرڈر دینے والے کی طرف سے اس کو قبضے میں نہ ا صانع کو مشقت میں ڈالنے کے مترادف ہے، اس لیے کہ چیز تیار کرنے کے بعد ڈر دینے والے کے قبضے میں جانے تک صانع پر اس چیز کی حفاظت اور چوکیدار کا انی بوجھ آتا ہے، کیونکہ یہ چیز بنانے والے کے پاس امانت کے طور پر نہیں رہتی ال کے ضمان اور ذمہ داری میں رہتی ہے۔ (۲)

(۲) ان الصانع اذا أكمل المصنوع على المواصفات المطلوبة فانه يلزم المستصنع أن يأخذه ويدفع المتفق عليه۔ وأما إذا كان فيه خلل أو عيب فإن المستصنع بالخيار۔ (بحوث في فقه المعاملات =

❺ جو چیز بنانے کے لیے آرڈر دیا گیا ہے جب تک اس پر آرڈر دینے والے کا قبضہ نہیں ہوگا اس چیز کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

❻ جب ایک مرتبہ آرڈر دینے والا تیار شدہ چیز پر قبضہ کر لے، چاہے قبضہ حقیقی ہو یا حکمی (قبضہ حکمی یہ ہے کہ بائع (بیچنے والا) مشتری (خریدار) اور مبیع (بیچی

= المالية المعاصرة، للدكتور علي محي الدين القرة داغي، ص:١٥٨) عقد الاستصناع بين الاتباع والاستقلال وبين اللزوم والجواز، خلاصة البحث، ط: دار البشائر الإسلامية)

🗀 إذا قال شخص لأحد من أهل الصنائع: اصنع لي الشيء الفلاني بكذا قرشا وقبل الصانع ذلك انعقد البيع استحسانا... وفي البحر ما ملخصه: الاستصناع لغة طلب الصنعة، وشرعا أن يقول لصانع خف مثلا اصنع لي خفا طوله كذا، وسعته كذا، من أديم كذا، من عندك بكذا وكذا... فيقبل الآخر منه... وقد مشت المجلة في الفقرة الأولى من المادة "٣٩٢" الآتية على قول الإمام أبي يوسف رحمه الله تعالى بأن المستصنع إذا رأى المصنوع على الشروط التي بينها، لا خيار لأحد العاقدين بالرجوع، وهو الأرفق بالناس،... وأما عدمه للمستصنع فلأن في إثبات الخيار له إضرارا بالصانع؛ لأنه ربما لا يشتريه غيره بمثله... وشرط جوازه بيان جنس المصنوع، ونوعه وقدره وصفته؛ لأنه لا يصير معلوما بدونه،... كل شيء تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الاطلاق... وأما ما لم يتعامل باستصناعه... إذا بين فيه المدة... صار سلما وتعتبر فيه شرائط السلم،... وإذا لم يبين فيه المدة كان من قبيل الاستصناع أيضا... يلزم في الاستصناع وصف المصنوع وتعريفه على الوجه الموافق للمطلوب... إذا انعقد الاستصناع فليس لأحد العاقدين الرجوع، وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيرا....(شرح المجلة للأتاسي:(٣٠٠/٢، ٣٠١، ٣٠٢، ٣٠٣، ٣٠٤، ٣٠٥، ٣٠٦) رقم المادة: ٣٨٨، ٣٨٩، ٣٩٠، ٣٩٢) الكتاب الأول: البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: رشيديه)

🗀 الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٦٤٢/٥-٣٦٥٠) ط: القسم الثالث، العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث السادس: أنواع البيوع، ٢: عقد الاستصناع، ط: رشيديه۔

🗀 الدر مع الرد: (٢٢٣/٥، ٢٢٤) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

(١) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: أما الذي نهى عنه النبي صلى الله عليه وسلم فهو الطعام أن يباع حتى يقبض قال ابن عباس: ولا أحسب كل شيء إلا مثله، متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص:٢٤٧) باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي)

🗀 سنن أبي داود: (١٣٨/٢) كتاب الإجارات، باب في بيع الطعام قبل أن يستوفى، ط: رحمانيه۔

🗀 جامع الترمذي: (٢٣٢/١) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الطعام حتى يستوفيه، ط: قديمي۔

گئی چیز) کے درمیان تخلیہ کرے) اس کے بعد وہ بنائی ہوئی چیز آرڈر دینے والے کے ضمان میں داخل ہوجاتی ہے، چناں چہ قبضے کے بعد اس میں ہونے والے نقصان کی ذمہ داری آرڈر دینے والے پر عائد ہوگی اور صانع اس سے بری الذمہ ہوگا۔[1]

آرڈر پر چیز بنانا

"استصناع" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۲/۱)

آرڈر پر زیورات بنانا

آج کل زیورات آرڈر پر بنانے کا عرف عام ہے، چونکہ یہ استصناع کی ایک صورت ہے، اس لیے آرڈر پر زیورات تیار کرانا جائز ہے۔[2]

---

(۱) ثم التسليم يكون بالتخلية على وجه يتمكن من القبض بلامانع ولا حائل وشرط في الأجناس شرطًا ثالثًا وهو أن يقول: خليت بينك وبين المبيع فلو لم يقله أو كان بعيدًا لم يصر قابضًا والناس عنه غافلون۔ وقال المحقق الشامي تحت مطلب في شروط التخلية: وحاصله: أن التخلية قبض حكما لو مع القدرة عليه بلاكلفة لكن ذلک يختلف بحسب حال المبيع۔ (الدر مع الرد: (۵۶۲/۳، ۵۶۱) كتاب البيوع، مطلب: فيما يكون قبضًا للمبيع، ومطلب في شروط التخلية، ط: سعيد)

☜ المبيع إذا هلک في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيء على المشتري... إذا هلک المبيع بعد القبض هلک من مال المشتري ولا شيء على البائع۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۲۲۳، ۲۲۵) الكتاب الأول: البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلّم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاک المبيع، ط: رشيديه كوئٹه)

☜ الفقه الإسلامي وأدلّته: (۳۸۱/۳) القسم الثالث، العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الثالث: حكم البيع والكلام عن المبيع والثمن، المطلب الثاني: الثمن والمبيع، معنى التسليم أو القبض وكيفية تحققه، ط: دار الفكر۔

(۲) كل شيء تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الإطلاق... وجوازه استحسانًا في ما جرى العرف والعادة في التعامل به من أواني الحديد والرصاص والنحاس... والسكاكين والطشت والقمقمة ونحو ذلک۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/ ۴۰۳) المادة: ۳۸۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع، الفصل الرابع في بيان الاستصناع وأحكامه، ط: رشيديه)

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۷۵/۱) المادة: ۳۸۹، أيضًا، ط: فاروقيه۔=

آرڈر حاصل کرنا رشوت دے کر

"رشوت دے کر آرڈر حاصل کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۲/۴)

آرڈر دینے والا مبیع واپس کرے تو بائع تک پہنچانا

اگر کسی نے آرڈر دے کر کوئی چیز یا مال بنوایا اور قبضہ کرنے کے بعد دیکھا تو پتہ چلا کہ اس میں عیب ہے تو آرڈر پر بنوانے والا اس مال کو واپس کر سکتا ہے،[1] اگر وہ مال یا چیز ایسی ہو کہ اس کی نقل وحمل پر رقم خرچ کرنی پڑے تو ان اخراجات کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ اس میں تفصیل ہے:

اگر مال بنانے والے/مینوفیکچرر (صانع) نے مبیع کے عیب کو چھپایا ہے تو اس چیز کو منتقل کرنا بائع (مینوفیکچرر) کا کام ہوگا اور اس پر آنے والے اخراجات کی ذمہ داری بائع (مینوفیکچرر) پر ہوگی۔ اور اگر آرڈر دے کر چیز بنوانے والے کے پاس پائے جانے والے عیب کو آرڈر پر چیز بنانے والے نے نہیں چھپایا تو آرڈر دینے والے کو پسند نہ آنے کی صورت میں آرڈر دینے والا اس کو اس جگہ تک منتقل کرے گا جس جگہ اس کی خریداری ہوئی تھی اور اسی پر واپس کرنے کا خرچہ

= الفتاوى الهندية: (۲۰۷/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع عشر في القرض والاستقراض والاستصناع، ط: رشيديه۔

(۱) وإذا كان المصنوع غير موافق للأوصاف المطلوبة بأن كان النقص الموجود فيه من قبيل العيب فللمستصنع خيار العيب وإن كان من قبيل الوصف؛ فله خيار الوصف إن شاء قبله وإن شاء رده۔ (درر الحكام في شرح مجلة الاحكام (۴۲۵/۱) المادة (۳۹۲) كتاب البيوع، الاستصناع، ط: دار عالم الكتب)

المبسوط للسرخسي (۹۳/۱۵) كتاب الاجارات، باب كل الرجل يستصنع الشيء، ط: دار المعرفة۔

لازم ہوگا۔ (۱)

آرڈر کا مال مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو

''مصنوع کی تیاری مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

آرڈر کی چیز کی آرائش وتزیین

بعض اوقات آرڈر دینے والا، آرڈر لینے والے صانع کو چند اہم اور نمایاں صفات بیان کر کے اسی کے مطابق چیز بنانے کا آرڈر دیتا ہے اور چھوٹی چھوٹی صفات پر زیادہ دھیان نہیں دیا جاتا، اس صورت میں اگر آرڈر لینے والا صانع اپنی طرف سے ایسی چھوٹی اشیاء کا اضافہ کرے جو اس چیز کی زیادہ پائیداری کا باعث ہوں یا اس سے مصنوعہ چیز کی تزیین ہوتی ہو تو آرڈر لینے والے صانع کو اس کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ اس قسم کے اضافے سے جہاں مصنوعہ چیز کی خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے وہاں آرڈر لینے والے صانع کی تجارتی ساکھ بھی بہتر ہوتی ہے اور اس کی بنائی ہوئی اشیاء کی مانگ میں اضافہ ہوتا ہے، اس لیے وہ مصنوعہ چیز میں ایسی اشیاء کو شامل کرنے اور ان کو مصنوعہ چیز کا حصہ بنانے کا حق دار ہے۔ (۲)

آرڈر کی چیز میں درکار خام مال کی فراہمی

''مصنوع چیز میں درکار خام مال کی فراہمی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ان کان ربها قد دلّس فیها بالعیب الذي أصابه المشتری کان له أن یصرفها وان کان البائع لم یدلّس له بالعیب الذي أصابها للمشتری کان علی المبتاع صرفها الی الموضع الذي ابتاعها فیه ویکون مؤنتها وحملها علیه۔ (الأحکام قاضي أبو المطرف عبدالرحمٰن الشعبي، ص: ۲۷۱)

(۲) یستطیع أن یحصل علی السلع بالمواصفات التي یظن أنها تکون سببا في رواج سلعة، وذلک بإدخال مواصفات تحسینیة ترغب المشترین فیما یطلبه مما یحقق له ربحا أوفر مما لو اشتری بالمواصفات الموجودة والمقاییس المعروفة۔ (الإستصناع: (ص:۸۵) للدکتور سعود بن مسعد الثبیتي، المبحث السادس: أثر الاستصناع، ط: المکتبة المکیة مکة المکرمة)

آرڈر کینسل کرنے پر تاوان وصول کرنا

۱۵۸

بعض اوقات کوئی تاجر کسی کو مال کا آرڈر دے دیتا ہے، مگر بعد میں کسی وجہ سے مارکیٹ میں اس مال کا بھاؤ گر جاتا ہے، اور آرڈر دینے والا اس وجہ سے اپنا نقصان محسوس کرتا ہے اور بیچنے والے سے آرڈر منسوخ کرنے کی درخواست کرتا ہے، اور مال تیار کرنے والا آرڈر منسوخ کرنے پر آرڈر دینے والے سے تاوان اور ہرجانہ لیتا ہے، شریعت میں ایسی صورت میں تاوان اور ہرجانہ لینا ناجائز اور حرام ہے۔[1] البتہ مال تیار کرنے والے کا واقعۃً جو نقصان ہوا ہے وہ وصول کرنا درست ہے۔[2]

---

(۱) قال في الفتح: وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى: يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما وباقي الأئمة لايجوز، ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلک رواية عن أبي يوسف ـ قال في الشرنبلالية: ولايفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ المال للناس فيما يأكلون اهـ. ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان ـ وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به: إمساک شيء من ماله عنده لينزجر، ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم بنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة، إذ لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ اهـ. والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال ـ (شامي: (۶۲/۴، ۶۱) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

- حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۱۱/۲) كتاب الحدود، باب التعزير، ط: دار المعرفة۔
- البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

(۲) (المتسبب لايضمن إلا بالتعمد) المتسبب ما كان فعله مفضيا إلى الحكم، كالتلف مثلا من غير تأثير، وإنما المؤثر هو العلة المتوسطة، لكن تلک العلة قد لايصح إضافة الحكم إليها، فيضاف إلى السبب، فعند ذلک ينظر إن كان التلف حاصلا عن فعل المتسبب بغير حق كحفر البئر في الطريق العام أو في ملک الغير يضمن ما تلف فيه وإن لم يتعمد ؛ لأنه متعمد بنفس الفعل ـ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۵۶/۱) المادة: ۹۳، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: رشيديه)

- شرح المجلة لرستم باز: (۵۰/۱) المادة: ۹۳، أيضا، ط: فاروقيه۔
- درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۹۳/۱) المادة: ۹۳، أيضا، ط: دار الجيل۔

آرڈر لینے والے کا بذات خود مطلوبہ چیز بنانا

"صانع کا بذات خود مطلوبہ چیز بنانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۱/۴)

آرڈر لینے والے نے مال وقت پر حوالہ نہیں کیا

"وقت پر حوالہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۳۶/۶)

آرڈر موصول ہوتے وقت مال موجود ہے

جب تاجر لوگ کوئی سامان ایکسپورٹ کرتے ہیں تو پہلے تاجر کو بیرون ملک سے "امپورٹر" کی طرف سے اس کا آرڈر وصول ہوتا ہے، اگر آرڈر موصول ہونے کے وقت تاجر کے پاس وہ سامان پہلے سے تیار موجود ہے تو اس صورت میں تاجر کو "امپورٹر" کے ساتھ "ایگریمنٹ ٹوسیل" یعنی وعدۂ بیع کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ اسی وقت "سیل" کرسکتا ہے اور اس سے کہہ سکتا ہے کہ میں نے یہ سامان آپ کو فروخت کیا اور اس نے وہ سامان خرید لیا، اس صورت میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۱)

آرڈر موصول ہونے کے وقت مال موجود نہیں

اگر بیرون ملک وغیرہ سے آرڈر موصول ہونے کے وقت تاجر کے پاس وہ سامان پہلے سے تیار موجود نہیں، بلکہ وہ سامان یا تو خود تیار کرنا ہے یا دوسرے سے تیار کرانا ہے یا وہ سامان کسی اور سے خریدنا ہے تو ان تمام صورتوں میں تاجر اس آرڈر دینے والے کے ساتھ سیل (بیع) کا معاملہ نہیں کرسکتا، بلکہ "ایگریمنٹ ٹوسیل" (وعدۂ بیع) کا معاملہ کرے گا۔ (۲)

(۱، ۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: أما الذي نهى عنه النبي صلى اللہ علیہ وسلم فهو الطعام أن يباع حتى يقبض قال ابن عباس: ولا أحسب كل شيء إلا مثله، متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: =

موجودہ ملکی قانون کے لحاظ سے جو سامان ابھی تیار یا موجود نہیں اس سامان کو بیچنے میں کوئی قباحت نہیں، کیوں کہ موجودہ قانون کے اعتبار سے جس چیز کو تاجر فروخت کررہا ہے اس کا وجود میں ہونا یا تاجر کی ملکیت یا قبضے میں ہونا کوئی شرط نہیں، یہی وجہ ہے کہ قانونی اعتبار سے ''فارورڈ سیل'' میں کوئی قباحت نہیں، لیکن شرعی اعتبار سے یہ جائز نہیں ہے، شرعی اعتبار سے یہ ضروری ہے کہ جس چیز کو تاجر فروخت کررہا ہے وہ وجود میں آچکی ہو اور وہ چیز ''سیلر'' (بائع) کی ملکیت میں ہو اور اس کے قبضے میں بھی ہو، البتہ چاہے اس پر حقیقی قبضہ ہو یا حکمی و عرفی قبضہ ہو۔ (۱)

=(مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۷) باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (۱۳۸/۲) كتاب الإجارات، باب في بيع الطعام قبل أن يستوفي، ط: رحمانية.

جامع الترمذي: (۲۴۲/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الطعام حتى يستوفيه، ط: قديمي.

عن حكيم بن حزام قال: نهاني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أبيع ما ليس عندي، رواه الترمذي وفي رواية له ولأبي داود والنسائي، قال: قلت: يا رسول الله! يأتيني الرجل فيريد مني البيع وليس عندي فأبتاع له من السوق قال: لا تبع ما ليس عندك. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع ما ليس عنده، ط: قديمي.

سنن أبي داود: (۱۳۹/۲) كتاب الإجارة، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ط: رحمانيه.

(۱) ثم التسليم يكون بالتخلية على وجه يتمكن من القبض بلا مانع ولا حائل... وقال المحقق الشامي تحت مطلب في شروط التخلية: وحاصله: أن التخلية قبض حكما لو مع القدرة عليه بلا كلفة لكن ذلك يختلف بحسب حال المبيع. (الدر مع الرد: (۵۶۱/۴، ۵۶۲) كتاب البيوع، مطلب فيما يكون قبضا للمبيع، ومطلب في شروط التخلية، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۱۹۱/۲، ۱۹۲) الكتاب الأول: البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلّم، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلّم وكيفيتهما، ط: رشيديه.

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۸۱/۴) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الثالث: حكم البيع... المطلب الثاني: الثمن والمبيع، معنى التسليم أو القبض وكيفية تحققه، ط: دار الفكر.

انظر الحاشية السابقة رقم: ۱، ۲ على الصفحة السابقة.

ایگریمنٹ ٹوسیل (وعدۂ بیع) کے بعد جب تاجر نے آرڈر کا سامان بازار سے خرید لیا یا وہ سامان خود تیار کرلیا یا کسی اور سے تیار کرالیا اور اب وہ سامان تاجر کے قبضے میں آگیا اور اس مرحلے میں ہے کہ تاجر وہ سامان امپورٹر کو بھیج دے اور اس کو جہاز پر چڑھادے اس وقت وعدۂ بیع (ایگریمنٹ ٹوسیل) سے حقیقی بیع (سیل) کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

ایک صورت تو یہ ہے کہ: جس وقت وہ سامان تیار ہو کر تاجر کے قبضے میں آگیا اس وقت سامان بیچنے والا تاجر ایک جدید ایجاب (آفر) کرے، یہ ایجاب چاہے فون کے ذریعہ ہو یا فیکس کے ذریعہ یا ای میل یا نیٹ کے ذریعہ ہو یا کسی اور ذریعہ سے ہو، اور خریدار اس ایجاب (آفر) کو قبول کرے تو اس وقت حقیقی سیل منعقد ہو جائے گی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بعض اوقات ایجاب وقبول کے بغیر محض چیز لینے اور دینے سے بھی حقیقی بیع منعقد ہو جاتی ہے جس کو "بیع تعاطی" کہا جاتا ہے، چوں کہ پہلے سے خریدار کے ساتھ "وعدۂ بیع" کا معاملہ ہو چکا ہے اور جب وہ سامان تیار ہو کر تاجر کے قبضے میں آگیا اس وقت خریدار کو اطلاع کرنے کے بعد کہ وہ سامان فلاں شپنگ کمپنی کو سپرد کر رہا ہوں اور وہ اجازت دے دے کہ اس شپنگ کمپنی کو حوالہ کر دو تو جس وقت تاجر وہ سامان "شپنگ کمپنی" کو حوالہ کر دے گا اس وقت بیع منعقد ہو جائے گی اور ساتھ ساتھ خریدار کا قبضہ بھی ہو جائے گا، کیوں کہ "شپنگ کمپنی" خریدار کی وکیل ہونے کی حیثیت سے سامان پر قبضہ کرتی ہے، لہٰذا اس سامان کا ضمان بھی خریدار (امپورٹر) کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ (۱)

(۱) أما إذا سلم البائع المبيع إلى شخص أمر المشتري بتسليمه إليه فقد حصل القبض كما لو سلم البائع المبيع إلى المشتري نفسه. (درر الحكام في شرح مجلة الأحكام (۱/ ۲۳۹) شرح المادة: ۲۶۳، كتاب البيوع، حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب)=

آرڈر میں فرمائش کے خلاف مال نکلے

''نمونہ کے مطابق مال نہیں بنایا'' اور ''نمونہ سے گھٹیا نکلا'' عنوان کے تحت دیکھیں

آڑھت

''آڑھتی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۲/۱)

آڑھتی

آڑھتی اس دلال کو کہتے ہیں جو بائع یا مشتری کی جانب سے اجرت پر بیع کرتا ہے اور انگریزی میں اس کو ''کمیشن ایجنٹ'' (Commission Agent) کہتے ہیں اور یہ کام جائز ہے، البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ شہری لوگوں کے مفاد عامہ کا خیال رکھے اور صحیح داموں پر فروخت کرے۔(۱)

= إذا قال المشتري للبائع ابعث إلى ابني واستأجر البائع رجلا يحمله إلى ابنه فهذا ليس بقبض والأجر على البائع إلا أن يقول استأجر علي من يحمله فقبض الأجير يكون قبض المشترى إن صدقه أنه استأجر ودفع إليه. (الفتاوى الهندية (۱۹/۳) ط: كتاب البيوع، الباب الرابع، الفصل الثاني في تسليم المبيع وفيما يكون قبضا وفيما لا يكون قبضا، ط: رشيديه)

إذا تلف كل المبيع أو بعضه في يد المشتري أو وكيله بفعل نفسه أو تعدى المشتري أو غيره... وكذلك إذا اشترى شخص من آخر مالا فأرسل رسولا لقبضه من البائع فقبضه الرسول وتلف في يده فالخسارة على المشتري لأن الرسول قبض بأمره. (درر الحكام في شرح مجلة الاحكام (۲۲۸/۱) شرح المادة: ۲۹۳، كتاب البيوع، تلف كل المبيع قبل القبض يكون على ستة صور، ط: دار عالم الكتب)

(۱) وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشر دنانير كذا فذاك حرام عليهم. وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام. (شامي: (۶۳/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في أجرة الدلال، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۳۳۳/۱) رقم المادة: ۵۷۷، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، قبيل الباب السابع، ط: فاروقيه كوئته۔

شرح المجلة للأتاسي: (۶۷۵/۲) رقم المادة: ۵۷۷، أيضا، ط: رشيديه۔

آڑھتی اجرت کا مستحق کب بنتا ہے؟

"دلال اجرت کا مستحق کب ہوتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۱/۳)

آڑھتی سے قرض لینا

☆......آج کل یہ رواج پڑا ہوا ہے کہ اکثر بیوپاری اور ٹھیکیدار مال لینے کے لیے یا سبزی وغیرہ کاشت کرنے کے لیے کسی آڑھتی سے قرض لیتے ہیں، اس کے بعد بیوپاری سبزی وغیرہ تیار ہونے کے بعد اسی آڑھتی کے پاس لانے کا پابند ہوتا ہے جس سے قرض لیا ہے، چنانچہ پھر جب سبزی وغیرہ تیار ہوجاتی ہے تو بیوپاری وہ مال لے کر اس آڑھتی کے پاس آتا ہے جس سے اس نے قرض لیا تھا اور آڑھتی وہ مال فروخت کر کے کمیشن اور قرض کی رقم کاٹ کر باقی رقم بیوپاری کو دے دیتا ہے تو یہ طریقہ جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ:

اگر قرض دینے والا آڑھتی مال فروخت کر کے اتنا کمیشن لیتا ہے جتنا منڈی میں عام طور پر سب کے لیے رائج ہے تو اس صورت میں یہ طریقہ جائز ہے۔ اور اگر قرض دینے کی وجہ سے رائج کمیشن سے زیادہ لیتا ہے تو یہ ناجائز ہے، کیوں کہ یہ قرض کی وجہ سے نفع زیادہ لینا ہوگا اور یہ سود ہے اور سود دینا لینا اور سودی قرض دینا اور لینا ناجائز اور حرام ہے۔

مثلاً: منڈی میں آڑھتی کا کمیشن دس فی صد مقرر ہے اور قرض دینے والا آڑھتی مال فروخت کر کے دس فی صد کمیشن لیتا ہے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر کمیشن دس فی صد کی بجائے گیارہ یا بارہ فی صد لیتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام ہے۔[1]

---

(۱) كل قرض جر نفعا فهو ربا۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۸/۶) تحت رقم الحديث: ۲۸۳۱) باب الربا، الفصل الثالث، ط: رشيديه)
كل قرض جر نفعا حرام۔ (شرح الحموي على الأشباه والنظائر: (۲/۳۳۹) الفن الثاني: =

☆......بعض منڈیوں میں آڑھتیوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوتا ہے کہ
مقروض بیوپاری اپنا مال کسی اور آڑھتی کے پاس لے گیا تو اس آڑھتی پر لازم ہوگا
وہ حاصل شدہ آڑھت اور کمیشن قرض دینے والے آڑھتی کو ادا کرے، یہ معاہدہ جا
نہیں اور اس کے مطابق مال فروخت کرنے والے آڑھتی پر کمیشن کی رقم قرض دینے
والے آڑھتی کو ادا کرنا لازم نہیں، کیوں کہ کام اس نے کیا دوسرے نے نہیں کیا، لہٰذ
ایک تو وہ دوسرے کا حق مارتا ہے۔(۱)
اور دوسرا وہ یہ رقم اپنے قرض کی بنیاد پر لیتا ہے تو یہ کھلا سود ہے۔(۲)

=في الفوائد، كتاب المداينات، ط: مكتبه علمية كوئته)

🗀 عن علي رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن آكل الربا وموكله وكاتبه ومانع الصدقة وكان ينهى عن النوح ـ رواه النسائي ـ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

🗀 إن دور دلال مالا ولم يبعه وبعد ذلك باعه صاحب المال فليس للدلال أخذ الأجرة، وإن باعه دلال آخر فليس للأول شيئ وتمام الأجرة للثاني ـ (شرح المجلة للأتاسي: (۶۷۵/۲) رقم المادة: ۵۷۷، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: إجارة الآدمي...، ط: رشيديه)

(۱) عن سعيد بن زيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ شبرا من الأرض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين ـ متفق عليه ـ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۴) باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمي)

🗀 صحيح البخاري: (۴۵۳/۱) كتاب بدء الخلق، باب ماجاء في سبع أرضين، ط: قديمي۔

🗀 صحيح المسلم: (۳۲/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، ط: قديمي۔

(۲) كل قرض جر نفعا فهو ربا ـ (مرقاة المفاتيح: (۵۸/۶) تحت رقم الحديث: ۲۸۳۱) باب الربا، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

🗀 كل قرض جر نفعا حرام ـ (شرح الحموي على الأشباه والنظائر: (۲/۳۹۴) الفن الثاني: في الفوائد، كتاب المداينات، ط: مكتبه علمية كوئته)

🗀 عن علي رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن آكل الربا وموكله وكاتبه ومانع الصدقة وكان ينهى عن النوح ـ رواه النسائي ـ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

☆......بعض دفعہ آڑھتی بیوپاری کا لایا ہوا مال نسبتاً کم داموں پر خود خرید لیتے ہیں اور بیوپاری مقروض ہونے کی وجہ سے خاموش رہنے پر مجبور ہوتا ہے، یہ صورت بھی جائز نہیں ہے۔[۱]

☆......آڑھتی بیوپاری کو اپنا قرض وصول کرنے کے لیے مال اس کے پاس لانے کا پابند کرسکتا ہے،[۲] البتہ کمیشن بازار کے رواج کے مطابق لے اس سے زیادہ نہ لے ورنہ سود کی وجہ سے ناجائز ہوگا۔[۳]

---

(۱) كل قرض جر نفعا حرام۔ (شرح الحموي على الأشباه والنظائر: (۳۳۹/۲) الفن الثاني: في الفوائد، كتاب المداينات، ط: مكتبه علمية كوئته)

☐ عن علي رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن آكل الربا وموكله وكاتبه ومانع الصدقة وكان ينهى عن النوح۔ رواه النسائي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

☐ إن دور دلال مالا ولم يبعه وبعد ذلك باعه صاحب المال فليس للدلال أخذ الأجرة، وإن باعه دلال آخر فليس للأول شيئ وتمام الأجرة للثاني۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۶۷۵/۲) رقم المادة: ۵۷۷، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: إجارة الآدمي...، ط: رشيديه)

(۲، ۳) (ودينار بعشرة عليه، أو بعشرة مطلقة ودفع الدينار وتقاصا العشرة بالعشرة) أي يجوز ذلك ومعناه أن يكون لرجل على آخر عشرة دراهم دين فباعه الذي عليه العشرة دينارا بالعشرة التي عليه۔ (تبيين الحقائق (۱۳۹/۴، ۱۴۰) كتاب الصرف، ط: امداديه ملتان)

☐ كل قرض جر نفعا فهو ربا۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۸/۶) تحت رقم الحديث: ۲۸۳۱) باب الربا، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

☐ كل قرض جر نفعا حرام۔ (شرح الحموي على الأشباه والنظائر: (۳۳۹/۲) الفن الثاني: في الفوائد، كتاب المداينات، ط: مكتبه علمية كوئته)

☐ عن علي رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن آكل الربا وموكله وكاتبه ومانع الصدقة وكان ينهى عن النوح۔ رواه النسائي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

☐ إن دور دلال مالا ولم يبعه وبعد ذلك باعه صاحب المال فليس للدلال أخذ الأجرة، وإن باعه دلال آخر فليس للأول شيئ وتمام الأجرة للثاني۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۶۷۵/۲) رقم المادة: ۵۷۷، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: إجارة الآدمي...، ط: رشيديه)

آڑھتی کا جھوٹ بولنا

بعض دفعہ آڑھتی کسی مال کے بارے میں بیوپاری کو جھوٹ کہہ دیتے ہیں کہ وہ مثلاً تین سو روپے کی پیٹی کے حساب سے فروخت ہو گیا اور اسی حساب سے بیوپاری کو ادائیگی کرتے ہیں، لیکن واقع میں وہ اس مال کو بعد میں اسی منڈی میں یا کسی دوسری جگہ بھیج کر مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں اور زائد رقم خود رکھ لیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے، غلط بیانی بھی حرام ہے اور جو زائد رقم حاصل ہوئی ہے اس کا مالک بھی بیوپاری ہے آڑھتی نہیں ہے، لہٰذا اس کے لیے وہ رقم اپنے پاس رکھنا حرام ہے۔(١)

آڑھتی کا مال ادھار بیچ کر نقد ادائیگی کرنا

"کمیشن ایجنٹ کا مال ادھار فروخت کر کے نقد ادائیگی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٤٨/٥)

---

(١) ولو أعطى أحد للدلال وقال بعه بكذا درهم، فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفاضل أيضا لصاحب المال وليس للدلال سوى الأجرة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (٦٧٧/٢) رقم المادة: ٥٧٨، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب السادس: في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (٣٣٣/١) رقم المادة: ٥٧٨، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم، ثم اتفقا: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ١٧) باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (٣٢٥/٢) كتاب البر والصلة والأدب، باب تحريم الكذب وبيان ما يباح منه، ط: قديمي۔

آزاد عورت کی خرید وفروخت

آزاد عورت کی خرید وفروخت حرام ہے،[(۱)] اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے لوگوں سے اس طرح ناراض ہوں گے کہ بات بھی نہیں کریں گے[(۲)] اور جس سے اللہ ناراض ہوا اس کے لیے عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

آزاد عورت کی خرید وفروخت کرنا

آزاد عورت یا مرد کی خرید وفروخت کسی صورت میں بھی جائز نہیں ہے، کوئی آزاد شخص مرد ہو یا عورت اپنے آپ کو فروخت نہیں کرسکتا اور کوئی شخص آزاد مرد یا عورت کو خرید نہیں سکتا، کیوں کہ انسان اپنی ذات کا مالک نہیں ہے۔[(۳)]

---

(۱) بطل بیع مالیس بمال کالدم والمیتة والحر... الخ (الدرمع الرد: (۵/ ۵۰-۵۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

☐ ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر: (۳/ ۱۱۵) کتاب البیوع، ط: غفاریة کوئٹہ۔

☐ إعلاء السنن: (۳/ ۱۱۵) کتاب البیوع، باب النهي عن بیع الحر، ط: ادارة القرآن کراچی۔

☐ تبیین الحقائق، (۳/ ۳۶۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت لبنان۔

☐ البحر الرائق: (۶/ ۱۱۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ۔

(۲) عن سعید بن أبي سعید رضي الله تعالیٰ عنه عن أبي هریرة رضي الله عنه عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: قال الله تعالیٰ: ثلاثة أنا خصمهم یوم القیامة: رجل أعطی بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجیرا فاستوفی منه ولم یعط أجره. (صحیح البخاري: (۱/ ۲۹۷) کتاب البیوع، باب إثم من باع حرًا، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

(۳) عن سعید بن أبي سعید رضي الله تعالیٰ عنه عن أبي هریرة رضي الله عنه عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: قال الله تعالیٰ: ثلاثة أنا خصمهم یوم القیامة: رجل أعطی بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجیرا فاستوفی منه ولم یعط أجره. (صحیح البخاري: (۱/ ۲۹۷) کتاب البیوع، باب إثم من باع حرًا، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

☐ (ولم یجز بیع المیتة والدم والخنزیر والخمر والحر وأم الولد والمدبر والمکاتب) لعدم رکن البیع، وهو مبادلة المال بالمال، وبیع هذه الأشیاء باطل لما ذکرنا. (تبیین الحقائق: (۳/ ۳۶۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ)=

اگر کوئی شخص کسی آزاد عورت کو خریدے گا تو وہ لونڈی کے حکم میں نہیں ہوگی، کیوں کہ یہ بیع صحیح نہیں ہے، البتہ اگر وہ کسی کی منکوحہ بیوی یا معتدہ نہ ہو تو خریدنے والا شخص اس عورت سے نکاح کر سکے گا اور جو رقم ادا کی ہے اس کو مہر قرار دے سکے گا، اور اگر یہ عورت خریدار سے نکاح کرنے پر راضی نہیں ہے تو وہ آزاد عورت ہے، دوسرے آدمی سے نکاح کر سکتی ہے، اس صورت میں جو رقم قیمت کے طور پر دی ہے وہ واپس لے سکتا ہے۔ (۱)

= قوله: (والحر والمدبر وأم الولد والمكاتب) اى بيع هؤلاء غير جائز، أي غير منعقد أما في الحر فلعدم المالية۔ (البحر الرائق: (۱۱۷/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

(۱) وهو عند الفقهاء (عقد يفيد ملك المتعة) أي حل استمتاع الرجل من امرأة لم يمنع من نكاحها مانع شرعي۔ (الدر المختار)

(أي حل استمتاع الرجل) أي المراد أنه عقد يفيد حكمه بحسب الوضع الشرعي۔ وفي البدائع: ان من أحكامه: ملك المتعة وهو اختصاص الزوج بمنافع بضعها وسائر أعضائها استمتاعاً أو ملك الذات والنفس في حق التمتع۔ (الدر مع الرد: (۳/۳، ۴) كتاب النكاح، ط: سعيد)

قوله: (هو عقد يرد على ملك المتعة قصداً) أي النكاح عند الفقهاء، والمراد بالعقد مطلقاً نكاحاً كان أو غيره مجموع ايجاب أحد المتكلمين مع قبول الآخر۔ (البحر الرائق: (۳/ ۱۴۰، ۱۴۱) كتاب النكاح، ط: رشيديه)

لما فرغ من بيان ركن النكاح وشرطه شرع في بيان حكمه وهو المهر، فان مهر المثل يجب بالعقد فكان حكماً كذا في العناية۔ (شامي: (۱۰۰/۳) كتاب النكاح، باب المهر، ط: سعيد)

ثم المهر واجب شرعاً إبانة لشرف المحل، فلايحتاج الى ذكره لصحة النكاح۔ (البحر الرائق: (۲۴۹/۳) كتاب النكاح، باب المهر، ط: رشيديه)

(و) البيع الباطل (حكمه عدم ملك المشترى) إياه اذا قبضه (فلاضمان لو هلك)۔ (الدر مع الرد: (۵۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

قبض المشترى المبيع بيعاً باطلاً باذن مالكه لايملكه، وهو أمانة في يده عند البعض ومضمون عند البعض۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۹۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبه غفاريه كوئٹه)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۰۷/۱) [المادة: ۳۷۰] الكتاب الأول: في البيوع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

آزاد عورت کی خرید وفروخت کے مترادف ہے

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ بہن یا بیٹی کی شادی کے وقت والد یا سرپرست مہر کے نام سے بہت سی رقم وصول کر کے خود استعمال کرتے ہیں اور اس میں سے تھوڑا بہت جہیز میں بھی لگاتے ہیں، اگر چہ ظاہری طور پر اسے مہر کا نام دیا جاتا ہے لیکن درحقیقت یہ آزاد عورت کی خرید وفروخت کے مترادف ہے، اس لیے یہ ناجائز اور حرام ہے۔[1]

واضح رہے کہ مہر بہت زیادہ مقرر کرنا بہتر نہیں ہے، بلکہ متوسط درجے کا ہونا چاہیے۔[2] اور مہر جس لڑکی کے لیے مقرر کیا جاتا ہے اسی کا حق ہوتا ہے،[3] والد اور

---

(۱) وبطل بیع مالیس بمال كالدم والميتة والحر۔ (تنویر الأبصار مع الشامی: (۵/ ۵۲) باب البیع الفاسد، ط: سعید)

اذا كان أحد العوضين أو كلاهما محرماً فالبيع فاسد كالبيع بالميتة والخنزير والخمر، وكذا اذا كان غير مملوك كالحر۔ (فتح القدير مع الكفاية: (۳۶۸،۳۶۹/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه)

شرح المجلّة لرستم باز: (۱/ ۸۰) الكتاب الأوّل: في البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، رقم المادة: ۲۰۵، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالايجوز، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) عن أبي العجفاء قال: قال عمر بن الخطاب: ألا لاتغالوا صدقة النساء فإنها لو كانت مكرمة في الدنيا أو تقوى عند الله لكان أولاكم بها نبي الله صلى الله عليه وسلم، ما علمت رسول الله صلى الله عليه وسلم نكح شيئا من نسائه ولا أنكح شيئا من بناته على أكثر من ثنتي عشرة أوقية۔ هذا حديث حسن صحيح۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۲۱۱) أبواب النكاح، باب ماجاء في مهور النساء، ط: قديمى)

سنن أبي داود: (۱/ ۲۹۳) كتاب النكاح، باب الصداق، ط: امداديه ملتان۔

عن عائشة رضي الله عنها: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة۔ (إعلاء السنن: (۱۱/ ۸۸،۸۷) رقم الحديث: ۳۱۶۰، كتاب النكاح، باب استحباب تقليل المهر، ط: إدارة القرآن)

(۳) (وصح حطها) لكله أو بعضه (عنه) قبل أولا۔ وصح حطها)... وقيد بحطها؛ لأن حط أبيها غير صحيح لو صغيرة ولو كبيرة توقف على إجازتها ولا بد من رضاها۔ (الدر مع الرد: (۳/ ۱۱۳) كتاب النكاح، باب المهر، مطلب في حط المهر والإبراء منه، ط: سعيد)=

سرپرست وغیرہ کا حق نہیں ہوتا، اس لیے اس لڑکی کی اجازت کے بغیر کسی اور کو اس کے استعمال کا حق نہیں، اگر کسی نے استعمال کیا تو واپس کرنا لازم ہوگا۔(۱)

آزادی ختم ہوجاتی ہے قرض سے

''قرض نہ لینے کی کوشش کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۰/۵)

آلاتِ تصویر کی خرید وفروخت

آلاتِ تصویر سے جائز اور ناجائز دونوں طرح تصویریں بنائی جاتی ہیں، بے جان اشیاء کی تصاویر اتارنا جائز ہے، مثلاً گاڑی، جہاز، پہاڑ، سمندر، جنگل، درخت، زمین، آسمان، مکان، فضاء، اور خلاء، وغیرہ کی تصاویر اتارنا اور بنانا جائز ہے، اور جاندار کی تصاویر بنانا جائز نہیں ہے، اور اس پر سخت وعید آئی ہوئی ہے، اور برتھ سرٹیفکیٹ، شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور تعلیمی اسناد میں جو تصویر بنائی جاتی ہے اس کا گناہ قانون بنانے والے پر ہے۔

باقی چوری کے مال اور اسلحہ کی طرح آلاتِ تصویر کی خرید وفروخت بھی جائز ہے کیونکہ اس سے جائز اور ناجائز دونوں قسم کی تصاویر لی جاسکتی ہیں۔(۲) البتہ جاندار کی تصویر اتارنے والا گناہ گار ہوگا اور بے جان اشیاء کی تصاویر لینے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔(۳)

= (وصح حطها) أي حط المرأة من مهرها؛ لأن المهر في حالة البقاء حقها۔ (البحر الرائق: (۳/۱۵۰) كتاب النكاح، باب المهر، ط: سعيد)

طحطاوي على مراقي الفلاح: (۵۳/۲) كتاب النكاح، باب المهر، ط: رشيديه۔

(۱) لايجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته ...۔ (الدر مع الرد: (۲۰۰/۶) كتاب الغصب، مطلب: فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۱/۱) المادة: ۹۶، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲، ۳) وهذا يفيد أن آلة اللهو ليست محرمة لعينها، بل لقصد اللهو منها إما من سامعها أو من المشتغل بها... ألا ترى أن ضرب تلك الآلات بعينها حل تارة وحرم أخرى باختلاف النية بسماعها =

آلاتِ لہو کی بیع

لہولعب، باجے اور موسیقی کے آلات کی دکان کھولنا اور ان چیزوں کی خرید وفروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے، مسلمانوں پر ان چیزوں کی خرید وفروخت سے اجتناب کرنا لازم ہے۔ (۱)

=والأمور بمقاصدها۔ (شامی: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

▭ والقسم الثالث: ما وضع لأغراض عامة، ويمكن استعماله في حالتها الموجودة في مباح أو غيره... والظاهر من مذهب الحنفية أنهم يجيزون بيع هذا القسم، وإن كان معظم منافعه محرمًا... ولكن جواز البيع في هذه الأشياء بمعنى صحة العقد۔ أما الإثم، فيتأتي فيه ما ذكرناه في شروط العاقد من أنه إذا كان يقصد به معصية بائعًا أو مشتريًا، فالبيع يكره تحريمًا، وذلك إما بنية في القلب أو بالتصريح في العقد أن البيع يقصد به محظور، أما إذا خلا العقد من الأمرين، ولا يعلم البائع بيقين أن المشتري يستعمله في محظور، فلا إثم في بيعه، وإن علم البائع أنه يستعمله في محظور وكان سببًا قريبًا داعيًا إلى المعصية، فيكره له البيع تحريمًا، وإن كان سببًا بعيدًا لا يكره مثل بيع الحديد من أهل الحرب أو أهل البغي... وتبين بذلك حكم بيع المذياع (الراديو) والمسجل والحاكي، فإن جميع هذه الأشياء وضعت لأغراض عامة تحتمل الاستعمال في مباح وغيره... والظاهر أن هذا هو الحكم في بيع الكاميرا، فإنه وضع لأغراض عامة، ولا يتمحض لتصوير ما فيه روح، فيمكن استخدامه في تصوير ما لا روح فيه، وهو جائز بالإجماع۔ نعم! إذا علم البائع بيقين أن المشترى يقصده لمحظور لا غير، يكره بيعه تحريمًا۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۲۳/۱، ۳۲۵) المبحث الثالث، الباب الأول في البيع، ويشترط فيه لصحة البيع، الشرط الثاني: كون المبيع متقومًا، ط: معارف القرآن)

▭ وما كان سببًا لمحظور فهو محظور۔ (شامی: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد۔

▭ عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما: إذ أتاه رجل فقال يا ابن عباس إني إنسان إنما معيشتي من صنعة يدی، وإني أصنع هذه التصاوير، فقال ابن عباس: لا أحدثك إلا ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من صور صورة، فإن الله معذبه حتى ينفخ فيها الروح، وليس بنافخ فيها أبدًا، فربا الرجل ربوة شديدة، وأصفر وجهه، فقال: ويحك، إن أبيت إلا أن تصنع، فعليك بهذا الشجر، وكل شيئ ليس فيه روح۔ (صحيح البخاري: (۲۹۷/۱) كتاب البيوع، باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح وما يكره من ذلك، ط: قديمى)

▭ مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۶) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الثالث، ط: قديمی۔

(۱) ويكره تحريمًا بيع السلاح من أهل الفتنة ان علم؛ لأنه اعانة على المعصية، وبيع مايتخذ منه كالحديد ونحوه، (الدرالمختار) (قوله: لأنه اعانة على المعصية) ؛لأنه يقاتل بعينه، بخلاف =

آلات لہو ولعب کی خرید وفروخت

(۱۷۲) آلات لہو ولعب کی خرید وفروخت کے بارے میں اصولی حکم یہ ہے کہ ان میں سے جو چیزیں صرف گناہ اور معصیت میں استعمال ہوتی ہیں، گناہ کے کاموں کے علاوہ کسی اور جائز کام میں استعمال نہیں ہوتیں، ان چیزوں کی خرید وفروخت ناجائز اور حرام ہے۔

اور جو چیزیں گناہ کے کاموں کے علاوہ دوسرے جائز کاموں میں بھی استعمال ہوتی ہیں، ان کو جان بوجھ کر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا مکروہ ہے جو انہیں گناہ کے کاموں میں استعمال کرے گا اور ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے جو جائز طریقے سے استعمال کرے گا۔ (۱)

= مالایقاتل به الا بصنعة تحدث فيه كالحديد، ونظيره كراهة بيع المعازف؛ لأن المعصية تقام بعينها، ولايكره بيع الخشب المتخذة هي منه۔ (شامي مع الدر: (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط:سعيد)

وكره بيع السلاح من أهل الفتنة ... لأنه اعانة على المعصية ... وعرف بهذا انه لايكره بيع مالم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطوح والحمامة الطيارة والعصير والخشب الذي يتخذ منه المعازف۔ (النهر الفائق: (۲۶۸/۳) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط:رشيديه)

وكره بيع السلاح من أهل الفتنة، لأنه إعانة على المعصية، قيد بالسلاح لأن بيع مايتخذ منه السلاح كالحديد ونحوه لايكره، ولايكره بيع مايتخذ منه المزامير وهو القصب والخشب۔ (البحر الرائق: (۲۳۰/۵) باب البغاة، ط:رشيديه)

وكره بيع السلاح من أهل الفتنة، لأنه اعانة على المعصية، قال الله تعالى: [وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ] [المائدة: ۲] وإنما يكره بيع نفس السلاح دون مالايقاتل به إلا بصنعة كالحديد؛ لأن المعصية تقع بعين السلاح بخلاف الحديد، الا ترى أن العصير والخشب الذي يتخذ منه المعازف لايكره بيعه؛ لأنه لامعصية في عينها۔ (تبيين الحقائق: (۲۳۰/۵) كتاب السير، باب البغاة، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

(۱) وبيع الغلام الأمرد ممن يعلم انه ممن يعصي الله يكره؛ لأنه اعانة على المعصية۔ (خلاصة الفتاوى: (۱۰۰/۳) كتاب البيوع، الفصل السادس عشر: في الحظر والإباحة، الجنس الثالث: في المتفرقات، ط: رشيديه) =

آلات موسیقی کی خرید وفروخت

موسیقی اسلام میں ناجائز اور حرام ہے، اس لیے وہ آلات جو صرف موسیقی کے لیے استعمال ہوتے ہیں اور کسی قسم کے تغیر اور تبدیلی کے بغیر ان سے موسیقی کا کام لیا جاتا ہے تو گناہ کے آلات ہونے کی وجہ سے ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

☆......آلو، پیاز، لہسن، ادرک، اروی اور ہلدی وغیرہ زمین کے اندر رہتے ہوئے اندازہ کرکے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ (۲) کیوں کہ اس میں بسا اوقات

= الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون: في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۳۶۵/۸) كتاب الكراهية، فصل: في البيوع، ط: رشيديه۔

وجاز (بيع عصير) عنب (لمن) يعلم أنه (يتخذه خمرا)؛ لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغييره وقيل يكره؛ لإعانته على المعصية... زاد القهستاني معزيا للخانية: أنه يكره بالاتفاق... أن ما قامت المعصية به يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، و: (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

(۱) (ويكره) تحريماً (بيع السلاح من أهل الفتنة إن علم)؛ لأنه اعانة على المعصية... قلت: وأفاد كلامهم أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً والا فتنزيهاً۔ "نهر"۔ (قوله: ؛ لأنه إعانة على المعصية)... ونظيره كراهة بيع المعازف؛ لأن المعصية تقام بها عينها۔ (الدر مع الرد: ۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب: في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۳۰/۵) كتاب السير، باب البغاة، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما صفة البيع، ط: سعيد۔

(۲) (واللبن في الضرع) أي: لايجوز بيعه للغرر، فعساه انتفاخ؛ ولأنه ينازع في كيفية الحلب، وربما يزاد فيختلط المبيع بغيره ... (واللؤلؤ في الصدف) للغرر، وهو مجهول لايعلم وجوده ولاقدره۔ (البحر الرائق: (۲۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

ولايجوز بيع اللبن في الضرع، فانه فاسد للغرر، وهو مجهول لايعلم وجوده ولاقدره۔ (مجمع الأنهر: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئته)=

دھوکہ ہوتا ہے اور اس سے خریدار یا مالک کو نقصان ہوتا اور جھگڑا بھی ہوتا ہے۔ ہاں اگر دھوکہ نہ ہو تو درست ہے، مثلاً: خرید کر اسی وقت سامنے ہی اکھاڑ لیا جائے،(۱) یا اکھاڑنے کے بعد ہی خرید و فروخت کا معاملہ کیا جائے۔

☆......اگر زمین کے اندر آلو وغیرہ موجود ہونا یقینی بات ہو تب بھی بیع (خرید و فروخت) صحیح ہو جائے گی، البتہ خریدار کو نکال کر دیکھنے کے بعد لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ (۲)

= (المعدوم كبيع حق التعلي) .... ومنه بيع ما أصله غائب كجزر وفجل، أو بعضه معدوم كورد وياسمين وورق ... وجوزه مالك؛ لتعامل الناس وبه أفتى بعض مشائخنا عملاً بالإستحسان، هذا اذا نبت ولم يعلم وجوده، فاذا علم جاز، وله خيار الرؤية، وتكفي رؤية البعض عندهما، وعليه الفتوى۔ (الدر المختار) ... (قوله: اذا نبت) الإشارة ... ما أصله غائب، وكان الأولى أن يقول: هذا اذا لم ينبت أو نبت ولم يعلم وجوده، فانه لايجوز بيعه فيهما۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۱، ۲) بيع ما أصله غائب وعلم وجوده يجوز وله خيار الرؤية، ان شاء أخذه وتكفي رؤية البعض عندهما وعليه الفتوى۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱/ ۲۵۱) كتاب البيوع، ط: مكتبه ميمنية مصر)

وإن كان المبيع مغيباً تحت الأرض كالبصل والثوم بعد النبات إن عرف وجوده تحت الأرض جاز إلا فلا، فاذا باعه ثم قلع منه نموذجاً ورضي به فان كان مما يباع كيلاً كالبصل أو وزناً كالبقل بطل خياره عندهما، وعليه الفتوى۔ (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر: (۲/ ۵۵) كتاب البيوع، فصل من اشترى مالم يره، ط: غفاريه كوئٹه)

وان باع ماهو مغيب في الأرض كالجزر والبصل وأصول الزعفران والثوم والشلجم والفجل، ان باع بعد ماألقي في الأرض قبل النبات أو نبت الآن غير معلوم لايجوز البيع، فإن باع بعد مانبت نباتاً معلوماً يعلم وجوده تحت الأرض يجوز البيع ويكون مشترياً شيئاً لم يره عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى، ثم لايبطل خياره مالم ير الكل ويرضى به، وعلى قول صاحبيه لايتوقف خياره الرؤية على رؤية الكل، وعليه الفتوى۔ (البحر الرائق: (۵/ ۵۰۳) كتاب البيوع، فصل يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: رشيديه)

فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: (۲/ ۱۹۰) كتاب البيوع، فصل في خيار الرؤية، ط: رشيديه۔

آم بڑے ہونے یا پکنے سے پہلے فروخت کرنا

''پھل بڑے ہونے سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

آمدن فروخت

''فیوچر سیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۰/۵)

آمدنی فروخت کرنا

مثلاً دو آدمیوں نے مشترکہ طور پر ایک بس خریدی اب دونوں میں سے ایک نے کہا کہ بس کا تمام تر سالانہ منافع مجھے اتنی رقم میں فروخت کردو، یہ سودا شرعاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ خرید وفروخت صحیح ہونے کے لیے مبیع (بیچی گئی چیز) کا عقد کے وقت موجود ہونا ضروری ہے اور سالانہ منافع معدوم (فی الوقت موجود نہ ہونے) اور مجہول (نامعلوم) ہونے کی وجہ سے بیع معدوم (غیر موجود چیز کی خرید وفروخت) میں داخل ہے اور بیع معدوم جائز نہیں ہے؛ اس لیے متوقع آمدنی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

آمدورفت کا خرچہ اصل قیمت میں ملانا

بیع مرابحہ میں آمدورفت کے اخراجات کو اصل قیمت کے ساتھ ملا کر گاہک کو یہ کہنا کہ میں نے یہ چیز اتنی قیمت میں خریدی ہے اور آپ کو مزید اتنی رقم کا نفع لگا کر اتنے میں فروخت کر رہا ہوں، جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس میں خیانت اور جھوٹ ہے۔

---

(۱) منها أن يكون موجوداً، فلاينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم. (بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع الى المعقود، ط:سعيد)

وبيع ماليس في ملكه لبطلان المعدوم، اذمن شروط المعقود عليه أن يكون موجوداً مالاً متقوماً في نفسه. (شامی: (۵۸/۵) كتاب البيوع، مطلب: الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط:سعيد كراچی)

البحر الرائق: (۱۱۶/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:رشيديه.

ہاں یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے اور میں آپ کو اتنا نفع رکھ کر اتنی قیمت پر فروخت کر رہا ہوں، کیوں کہ اس صورت میں جھوٹ اور دھوکہ نہیں ہے، لہٰذا اس طرح کہنا درست ہے۔(۱)

آم کی بیع

☆...... درخت پر صرف آم کا پھول نکلنے کے بعد آم فروخت کرنا جائز نہیں، بلکہ یہ بیع باطل ہے،(۲) اس طرح (یعنی مذکورہ طریقے پر) خریدے ہوئے آم کو جان بوجھ کر خریدنا اور کھانا جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) (هي بيع بثمن سابق، والمرابحة به وبزيادة وشرطهما كون الثمن الأول مثليا، وله أن يضم إلى رأس المال أجر القصار والصبغ والطراز والفتل وحمل الطعام وسوق الغنم) ويقول قام علي بكذا (قوله: ويقول قام علي بكذا) ولا يقول اشتريته؛ لأنه كذب وهو حرام۔ (البحر الرائق: (۱۷۷/۶، ۱۸۲، ۱۸۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

🗁 الهندية: (۳۰۱/۳) كتاب البيوع، الباب الثامن: في المرابحة والتولية في المضاربة، الفصل الأول: في بيع المضاربة مرابحة وتولية على الرقم أو غيره، ط: رشيديه)

🗁 الدر مع الرد: (۱۳۶/۵) كتاب البيوع، باالمرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۲) بيع المعدوم باطل، فيبطل بيع ثمرة لم تبرز أصلا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۸۰/۱) الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالايجوز، [رقم المادة: ۲۰۵] فاروقيه كوئٹه)

🗁 لاخلاف في عدم جواز بيع الثمار قبل أن تظهر۔ (فتح القدير: (۲۸۷/۶) كتاب البيوع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر، و: (۲۶۳/۶) ط: رشيديه)

🗁 بيع الثمار على الشجر لايخلو: اما أن يكون قبل الظهور أو بعده، والأول يجوز۔ (العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير، كتاب البيوع، (۲۸۷/۶) ط: مصطفى البابي الحلبي مصر، و: (۲۶۵/۶) ط: رشيديه))

🗁 بيع الثمار قبل الظهور لايصح اتفاقاً۔ (الفتاوى الهندية: (۱۰۶/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع في مايجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الثاني في بيع الثمار، ط: رشيديه)

🗁 النهر الفائق: (۳۵۹/۳) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

(۳) والبيع الباطل حكمه: عدم ملک المشترى اياه اذا قبضه۔ (شامى: (۵۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)=

☆......ہاں اگر درخت پر آم آ چکے ہیں اور ان کی کچھ قیمت مل سکتی ہے تو ان کی خرید وفروخت درست ہے،[1] لیکن اسی وقت ان کا توڑنا لازم ہے، اگر بائع کی مرضی کے خلاف کر کے ان کو نہ توڑا تو آم کی بڑھوتری میں جتنا اضافہ ہوگا وہ خریدار کے لیے صدقہ کرنا لازم ہوگا۔[2]

☆......اگر آم درخت پر جتنا بڑا ہونا تھا اتنا بڑا ہوگیا اس کے بعد فروخت کیا اور سودا کرتے وقت مشتری (خریدار) نے بائع (بیچنے والے) سے فی الحال آم درخت پر رکھنے کی اجازت لے لی یا شرط رکھی تو یہ بھی ناجائز ہے اور یہ بیع (خرید و

= والبيع الباطل لايفيد الملک وان اتصل به القبض۔ (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: (۲/ ۱۳۳) كتاب البيوع، فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه)

الحرمة تتعدى في الأموال مع العلم بها۔ (الأشباه والنظائر مع الحموي: (۳/ ۵۰۴) كتاب الحظر والاباحة، ط: ادارة القرآن کراچی)

(۱) بيع الثمار قبل الظهور لايصح اتفاقاً، فإن باعها بعد أن تصير منتفعاً بها يصح، وإن باعها قبل أن تصير منتفعاً بها بأن لم تصلح لتناول بني آدم وعلف الدواب، فالصحيح أنه يصح۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۰۶) كتاب البيوع، الباب التاسع في مايجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الثاني في بيع الثمار، ط: رشيديه)

ومن باع ثمرة بدا صلاحها أو لم يبد صح؛ لأنه مال متقوم اما لكونه منتفعاً به في الحال أو في المآل (ويقطعها المشتري للحال)۔ (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر: (۳/ ۲۵) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئٹه)

(ومن باع ثمرة بدا صلاحها أولا، تصح)؛ لأنه مال منتفع به في الحال أو في المآل، ويقطعها المشتري۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۲۹۵) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

الدر مع الرد: (۴/ ۵۵۴، ۵۵۵) كتاب البيوع، فصل في مايدخل في المبيع تبعاً ومالايدخل، ط: سعيد۔

النهر الفائق: (۳/ ۳۵۹) كتاب البيوع، ط: امداديه، ملتان

(۲) وان تركها باذن البائع بلااشتراط، طاب له الزيادة، وان تركها بغير اذنه تصدق بمازاد في ذاتها۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۳/ ۲۷)، كتاب البيوع، ط: غفاريه كوئٹه)

لو تركها باذن البائع طاب له الفضل، وهو مازاد في ذات المبيع وإن بغير إذنهم، فان لم يتناه عظمها تصدق به۔ (النهر الفائق: (۳/ ۳۵۹) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان)

فروخت) فاسد ہو جائے گی اور اس کو فسخ (ختم) کرنا واجب ہوگا۔ تاہم اگر ایسے خریدار سے کسی اور آدمی نے آم خرید لیا تو وہ بیع صحیح ہو جائے گی، کیوں کہ بیع فاسد ہونے کی صورت میں خریدار خریدی ہوئی چیز پر قبضہ کرنے کے بعد مالک بن جاتا ہے، لیکن اس بیع کو توڑنا/فسخ کرنا لازم ہوتا ہے۔ (۱)

☆...... اور اگر اس صورت میں سودا ہو جانے کے بعد خریدار نے بیچنے والے سے اجازت لے لی کہ آم فی الحال نہیں توڑے گا یا زمین کرایہ پر لے لی یا کسی دوسرے طریقے سے معلوم ہو گیا کہ بیچنے والا راضی ہے تو خریدار کے لیے اسی وقت ان آموں کو توڑنا لازم نہیں۔ اس کے بعد جو خرید و فروخت ہوگی وہ کسی قسم کی کراہت کے بغیر صحیح ہوگی اور ایسا آم خریدنا سب کے لیے درست ہوگا۔ (۲)

(۱، ۲) ويقطعها المشتري تفريغًا لملك البائع... وإن شرط تركها على النخل فسد أي البيع لما قدمنا أنه محل النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها، ولأنه شرط لا يقتضيه العقد، وهو شغل ملك الغير، أو لأنه صفقة في صفقة؛ لأنه إجارة في بيع إن كان للمنفعة حصة من الثمن أو إعارة في بيع إن لم يكن لها حصة من الثمن... أطلقه فشمل ما إذا تناهى عظمها أو لا، وفي الأول خلاف محمد فإنه يقول: أن لا يفسد بشرط الترك للعادة بخلاف ما إذا لم يتناه؛ لأنه شرط فيه الجزء المعدوم وهو ما يزيد داد بمعنى نمي الأرض والشجر... وقيد باشتراط الترك؛ لأنه لو اشتراها مطلقًا وتركها فإن كان بإذن البائع طاب له الفضل، وإن كان تركها بغير إذنه تصدق بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة، وإن تركها بعد ما تناهى لم يتصدق بشيء؛ لأن هذا تغير حالة لا تتحقق زيادة، وإن اشتراها مطلقًا أو بشرط القطع وتركها على النخل وقد استأجر النخيل إلى وقت الإدراك طاب له الفضل؛ لأن الإجارة باطلة لعدم التعارف والحاجة، فبقي الإذن معتبرًا....۔ (البحر الرائق: (۵/۵۰۵، ۵۰۶) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: رشيديه)

▭ الدر مع الرد: (۴/۵۵۵، ۵۵۶) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في المبيع تبعًا وما لا يدخل، ط: سعيد۔

▭ الهندية: (۳/۱۰۶) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الثاني: في بيع الثمار، ط: رشيديه۔

▭ وأيضًا حكم الفاسد أنه يفيد الملك بالقبض۔ (شامي: (۵/۴۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، وأيضًا فيه: بخلاف البيع الفاسد فإنه لا يطيب له لفساد عقده ويطيب للمشتري منه لصحة عقده، (۵/۹۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب البيع الفاسد لا يطيب له ويطيب للمشتري منه، ط: سعيد)=

آنتوں کو بیچنا

مذبوحہ حلال جانوروں کی آنتوں کو نجاست سے پاک صاف کرنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے اور آمدنی حلال ہے۔ (۱) ۱۷۹

آئی ایم ایف (انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ)

آئی ایم ایف (انٹرنیشنل مانیٹری فنڈ) کا یہ ادارہ ۱۹۴۵ھ میں جنگ عظیم دوم کے ختم ہونے کے بعد وجود میں آیا، لیکن جلد ہی اس نے دنیا کے ۱۸۳ ملکوں کو اپنے آہنی پنجوں میں جکڑ لیا۔

آئی ایم ایف کے تین مقاصد ہیں:

① عالمی تجارت میں توازن پیدا کرنا۔

② مختلف ممالک کی کرنسیوں کی شرح تبادلہ طے کرنا۔

③ کرنسیوں کی قیمت گرنے پر نظر رکھنا۔

= البحر الرائق: (۱۵۷/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ۔

فتح القدیر: (۳۲۸/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ۔

(۱) ویباع عظمها وينتفع به وكذا عصبها وقرنها وشعرها ووبرها: وكذا عظم الفيل۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۸۶/۳) باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۳۷۷/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

قوله عليه السلام في شاة ميمونة: إنما حرم أكلها، وفي رواية: لحمها، فدلّ على أنّ ما عدا اللحم لا يحرم، فدخلت الأجزاء المذكورة۔ (رد المحتار: (۲۰۶/۱) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، ط: سعيد)

والصحيح أنه يجوز بيع كل شئ ينتفع به۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۴/۳) الباب التاسع من كتاب البيوع، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه)

كل ما ينتفع به فجائز بيعه والإجارة عليه۔ (القواعد الفقهية: (ص: ۱۲۸) ط: دار القلم دمشق)

الحاصل أنّ جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ان تین مقاصد کے باعث اس نے دنیا کی اقتصادیات پر مکمل اور پر قبضہ کرلیا ہے، کیوں کہ جب کوئی ملک آئی ایم ایف کا ممبر بنتا ہے تو دستخط کرنے کے بعد اس ملک کی تجارت، اس کی کرنسی کی شرح تبادلہ آئی ایم ایف کے ہاتھ میں چلی جاتی ہے، اب اس کا بجٹ، اس کی معاشی پالیسیاں، اس کی مصنوعات، اس کا ٹیکس سسٹم اور اس ملک کی سیاست پر آئی ایم ایف کا اثر انداز ہونا اس کا استحقاق ہوجاتا ہے، اب یہ مالیاتی ادارہ اس ملک کی دولت، اس کے مالیاتی ذخائر، قرضوں کی ترسیل، ایکسچینج ریٹ، صنعت وحرفت، بینکوں، معاشی قوانین اور ملکی پالیسیوں کی نگرانی کرتا ہے، کوئی رکن ملک اس کی اجازت کے بغیر کسی قسم کا معاشی ردو بدل نہیں کرسکتا، کیونکہ آئی ایم ایف کے ملازمین تمام ممبر ملکوں کی وزارت خزانہ میں بیٹھے ہوتے ہیں، تمام سرکاری کاغذات ان کے ہاتھوں سے نکل کر دائیں بائیں جاتے ہیں، اگر اس ملک کا کوئی فرد کوئی ایسی اصلاح کرتا ہے جس سے بین الاقوامی تجارت یا عالمی تجارت متاثر ہوتی ہے تو فوراً اس کی اطلاع واشنگٹن کو کردی جاتی ہے، اور پھر وہاں سے ایک ایسا ٹیلی فون آتا ہے جس سے وہ اصلاح واپس لے لی جاتی ہے، یا اس میں واشنگٹن کی مرضی کے مطابق ترمیم کردی جاتی ہے۔

آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی ساٹھ سالہ تاریخ میں ایک بھی ملک ایسا نہیں جس نے ایک بار ان سے سودی قرضہ لیا ہو اور اس کے بعد اس سے اس کی جان مکمل طور پر چھوٹ گئی ہو، یہ آکٹوپس (OCTUPUS) کی طرح اس ملک کو اپنی ٹانگوں میں اس طرح پھانستا ہے کہ وہ ملک لاکھ ہمت وطاقت کے باوجود اس کے آہنی پنجوں اور مضبوط گرفت سے نہیں نکل سکتا۔

پاکستان کے ذمہ صرف چار اداروں: بی آئی ایس، آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور ای سی ڈی کا ۲۲ ہزار تین سو ۹۲ ملین ڈالر قرضہ ہے، جو ۲۲ ارب تین سو

نوے بلین ڈالر بنتے ہیں، ان سوا بائیس ارب ڈالر میں تین بڑے بینکوں کے ۵ ہزار ۱۲ ملین ڈالر اور ۱۹ ملین ڈالر بیرون ملک سیکوریٹیز کی شکل میں ہیں، ۲ ہزار ۵ سو ملین ڈالر تجارتی قرضے ہیں، جب کہ ۱۵ ہزار ۲ ملین ڈالر کثیر الجہتی دعوے ہیں، ہم ہر سال ایک ہزار آٹھ سو ۳۳ ملین ڈالر کی قسط ادا کرتے ہیں، اس میں سے ہم بینکوں کو ایک ہزار چار سو ۱۲ ملین ڈالر دیتے ہیں، میمورینڈم آئیٹمز میں ۲۰ ہزار ۱۷۶ ملین ڈالر ہمارے ذمہ ہیں، جب کہ ہمارے مالیاتی ذخائر (مارچ ۲۰۰۲ء) تین ہزار ۹۶۵ ملین ڈالر ہیں، ہم اگر بیرونی میمورنڈم آئیٹمز کو جمع کریں تو ہمارا قرضہ ۴۰ بلین ۵۶۸ ملین ڈالر بنتا ہے، ان میں سے اگر ہم رعایتیں نکال دیں تو ۳۶ بلین اور سو ملین ڈالر بنتے ہیں، جو ظاہر ہے کہ ہمارے جیسے ملک کے لیے ادا کرنا ممکن نہیں، جتنا ہمارا قرضہ ہے، اس سے کئی گنا زیادہ ہم آج تک سود کی شکل میں ادا کر چکے ہیں، لیکن ہمارا قرضہ وہیں کا وہیں ہے، ہم جو کچھ ہر سال دیتے ہیں وہ سود میں کٹتا ہے۔

آج دنیا میں روپے کے دریا بہہ رہے ہیں، اتنی دولت اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی تھی، زمین نے اپنے خزانے باہر اگل دیے ہیں {وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا} لیکن اس کے باوجود ہر متنفس بے چین اور بے سکون ہے، حرص و ہوس دل میں گھر کیے ہوئے ہے، لوٹ مار، کا بازار گرم ہے، دنیا کے ۱۸۳ ملکوں کے عوام کی خون پسینے کی کمائی سود میں دی جا رہی ہے، اور قرضہ ہے کہ شیطان کی آنت کی طرح بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، یہ ساری بے چینی اس سود کی وجہ سے ہے جو ختم ہونے کا نام نہیں لیتا اور عوام کا خون چوس چوس کر بڑے بڑے سرمایہ داروں کی توندوں (بڑے پیٹوں) کو موٹا کر رہا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے اسی وجہ سے نہایت سختی کے ساتھ سود کو حرام قرار دیا، کیونکہ یہ جس فرد یا ملک کو چمٹ جائے اس کو پھر کسی صورت نہیں چھوڑتا اور وہ فرد یا

ملک قرض دینے والے کا بے دام غلام بن جاتا ہے، وہ قومیں کبھی بھی ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتیں، جن میں سود کا چلن ہو، کہا جاتا ہے اور بالکل درست کہا جاتا ہے کہ کاشت کار مقروض پیدا ہوتا ہے، مقروض زندہ رہتا ہے اور مقروض ہی مرتا ہے۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ مروجہ اسلامی بینک اسلامی نظام بنانے میں آزاد نہیں ہیں اگر بالفرض اسلامی نظام بنا بھی لیں تو آئی ایم ایف اس کو برقرار نہیں رکھے گا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سودی نظام سے ملک کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔

آئس کریم

آئس کریم کے بارے میں بین الاقوامی اصول یہ ہے کہ اگر یہ کسی وجہ سے پگھل جائے اور دوبارہ جم جائے تو یہ کھانے کے قابل نہیں رہتی، کیوں کہ اسے کھانے سے معدہ کی بیماری اور دوسری بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے، ایسی ''آئس کریم'' کو ''خراب آئس کریم'' کہتے ہیں، ایسی ''آئس کریم'' کی خرید و فروخت سے بچنا چاہیے تاکہ لوگوں کا نقصان نہ ہو۔(۲)

آئی، سی، پی

☆......آئی، سی، پی (انویسٹمنٹ کارپوریشن آف پاکستان) یہ ادارہ کئی کام کرتا ہے:

① ایک یہ کہ این، آئی، ٹی کی طرح ایک فنڈ جاری کرتا ہے جس کو ''آئی، سی،

(۱) (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت، ص:۲۸۵، ۲۸۶، ط: بیت العلوم لاہور)

(۲) [وأنفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين]۔ (البقرة: ۱۹۵)

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قضى أن لا ضرر ولا ضرار۔ (سنن ابن ماجة: (ص: ۱۶۹) كتاب الأحكام، باب من بنى في حقه ما يضر بجاره، ط: قديمي)

شرح المجلة للأتاسي: (۵۲/۱) المادة: ۱۹، القواعد الفقهية، ط: رشيديه۔

میوچل فنڈ'' کہتے ہیں، لوگ اس فنڈ میں رقم لگاتے ہیں، این، آئی، ٹی کی طرح اس
قم سے سرمایہ کاری کرکے نفع تقسیم کیا جاتا ہے۔ این، آئی، ٹی اور آئی، سی، پی کے
نڈ میں فرق یہ ہوتا ہے کہ ''این، آئی، ٹی'' کا یونٹ خرید کر جب چاہیں ''این، آئی، ٹی''
کو ہی دوبارہ بیچا جاسکتا ہے، مگر ''آئی، سی، پی'' کے شیئرز لے کر ''آئی، سی، پی'' کو دوبارہ
نہیں بیچے جاسکتے، البتہ کمپنی کے شیئرز کی طرح کسی اور کو فروخت کئے جاسکتے ہیں۔

❷ آئی، سی، پی کا دوسرا کام یہ ہے کہ جو لوگ بیرون ملک رہتے ہیں وہ آئی،
سی، پی میں اپنی رقم کا اکاؤنٹ کھولتے ہیں، ایک وہ اکاؤنٹ جس میں ''آئی، سی، پی''
کو اختیار ہوتا ہے کہ جو شیئرز چاہے خرید کر سرمایہ کاری کرے، دوسرا وہ اکاؤنٹ جس
میں ''آئی، سی، پی'' کو یہ اختیار نہیں ہوتا، بلکہ جس کا اکاؤنٹ ہے وہ خود بتاتا ہے کہ
فلاں کمپنی کے شیئرز لیے جائیں۔

❸ ''آئی، سی، پی'' کا تیسرا کام یہ ہے کہ کسی کو زیادہ قرضے کی ضرورت ہو تو
یہ ادارہ کئی بینکوں کو بلا کر مجموعی طور پر قرض کا انتظام کرتا ہے۔

الف

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیشہ

”حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پیشہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۲/۳)

ابھارنے کے لیے بیع کرنا

اگر کسی کا ارادہ سامان خریدنے کا نہیں، مگر وہ سامان کی قیمت زیادہ لگا کر اپنے آپ کو خریدار اور لینے والا ظاہر کرتا ہے تاکہ دوسرے لوگ دھوکہ میں آکر جلدی خرید لیں تو یہ شخص دوسرے کو خریدنے پر ابھار رہا ہے اور خود خریدنا نہیں چاہتا ہے۔ چونکہ یہ جھوٹ اور دھوکہ ہے اس لیے جائز نہیں ہے۔ (۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھارنے والی بیع سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتناجشوا۔ أخرجه الترمذي، وقال: حديث حسن صحيح۔

قوله: ”لاتناجشوا“، أقول: الحديث نص في الباب، ومعنى النجش أن يزيد في الثمن، ولا يريد الشراء أو يمدحه بما ليس فيه ليروّجه... فلأن فيه خداعا وإضرارا، أما الخداع فلأنه أظهر الشراء وهو لايريده، ولا خفاء في كونه خداعا، وأما الإضرار فلأن السلعة لما كانت محتملة الحصول للمشتري بأقل من القيمة على الوجه المشروع، ثم اشتراها بالقيمة بسبب نجشه فكان الناجش أخذ الزائد من المشتري، وأعطاه البائع من غير رضاه فيكون هذا إضرارا بالمشتري لا محالة۔ (إعلاء السنن: (۱۸۵/۱۴، ۱۸۶) كتاب البيوع، باب تحريم النجش، ط: إدارة القرآن)

الدر مع الرد: (۱۰۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب أحكام نقصان المبيع فاسدا، ط: سعيد۔

(۲) عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن النجش... عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاتناجشوا۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۷) أبواب التجارات، باب ماجاء في النهي عن النجش، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۴۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية النجش، ط: قديمي۔

إعلاء السنن: (۱۸۵/۱۴) كتاب البيوع، باب تحريم النجش، ط: إدارة القرآن۔

ابہام ہے مدتِ ادا میں

"قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۹/۵)

اُپلا

"اوپلے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۹/۱)

اُپلے کی خرید وفروخت کرنا

"گوبر کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۸/۵)

اپنا حصہ فروخت کرنا

مثلاً دو بھائیوں کا ایک مکان ہے اور یہ ابتدا سے شریک ہیں یا دونوں کو وراثت میں ملا ہے تو ہر وارث اور ہر شریک اپنا حصہ دوسرے وارث یا شریک کی اجازت کے بغیر فروخت کرسکتا ہے، لیکن اگر بیچنے میں دوسرے شریک یا وارث کو ضرر ہو تو دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر بیچنا جائز نہیں ہوگا، جیسے عمارت یا درخت یا فصل کو بیچنا، لہٰذا اس صورت میں دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) لأحد الشريكين إن شاء باع حصته إلى شريكه و إن شاء باعها لآخر بدون إذن شريكه... أما في صور خلط الأموال واختلاطها التي بينت في الفصل الأول لايسوغ لأحد الشريكين أن يبيع حصته في الأموال المشتركة المخلوطة أو المختلطة بدون إذن شريكه.

أما لو باعها بإذن شريكه أو باعها من شريكه جاز كما في الملتقى وغيره، والفرق: أن الشركة اذا كانت بينهما من الإبتداء بأن اشتريا حنطة أو ورثاها كانت كل حبة مشتركة بينهما، فبيع كل منهما نصيبه شائعاً جائز من الشريك والأجنبي، بخلاف ما اذا كان بالخلط أو الإختلاط، لأن كل حبة مملوكة لأحدهما بجميع أجزائها ليس للآخر فيها شركة، فإذا باع نصيبه من غير إذن الشريك لايقدر على تسليمه إلا مخلوطاً بنصيب الشريك فيتوقف على إذنه، بخلاف بيعه من الشريك للقدرة على التسليم. (مجمع الانهر) قلت: ومثل الخلط والإختلاط بيع ما فيه ضرر على الشريك أو البائع =

اپنا حصہ مشترکہ طور پر خریدی ہوئی چیز سے نکالنا

"مشترکہ طور پر خریدی ہوئی چیز سے ایک حصہ نکالنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۶)

= أو المشترى كبيع الحصة الشائعة من البناء أو الغراس أو الزرع بدون الأرض، وقد استوفينا الكلام على ذلك في شرح المادة: (۲۱۵) ومثله لو باع أحد الشريكين بيتاً معيناً باع من دار مشتركة أو باع نصيبه من بيت معين منها فالبيع لا يجوز۔ (رد المحتار)

وذلك لتضرر الشريك الآخر عند القسمة إذ لو صح البيع في نصيب البائع لتعين نصيبه فيه۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۳۸۳/۱) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأوّل: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئٹه)

فاذا وقعت القسمة للدار كان ذلك ضرراً على الشريك اذ لا سبيل الى جمع نصيب الشريك فيه والحال هذه؛ لأن نصفه للمشترى ولا جمع نصيب البائع فيه لفوات ذلك ببيعه النصف، واذا سلم الأمر من ذلك انتفى ذلك وسهل طريق القسمة۔ كذا في الخيرية من البيوع) (شامي (۳۰۳/۴) كتاب الشركة، مطلب مهم في بيع الحصة الشائعة من البناء أو الغراس، ط: سعيد)

ويصح بيع الحصة المعلومة الشائعة بدون إذن الشريك ... ثم إن هذه المادة ليست على إطلاقها، بل يستثنى منها فصلان: الأوّل: بيع أحد الشريكين حصته من مال مشترك بينهما بسبب الخلط، فإنّه من الأجنبي لا يجوز إلّا بإذن الشريك ... بخلاف بيعه من الشريك للقدرة على التسلّم والتسليم ... وبخلاف ما إذا كانت الشركة بينهما ابتداءً بأن اشتريا حنطة أو ورثاها فإنّ كل حبة تكون مشتركة بينهما، فبيع كل منهما نصيبه شائعاً جائز ولو من الأجنبي بلا إذن الشريك ... الفصل الثاني: بيع ما فيه ضرر على الشريك أو غيره ... دار بينهما فباع أحدهما نصف بيت معين منها شائعاً، لم يجز عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى لتضرر شريكه في تقطيعه عليه عند القسمة ... اعلم أنّ المناط في فساد البيع في هذه المسائل هو حصول الضرر للبائع أو المشتري أو الشريك، كما يظهر من عباراتهم صريحاً أو دلالة، وعليه فما أمن فيه الضرر جاز بيعه ومالا، فلا۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۱۰۸/۲) رقم المادة: ۲۱۵، الكتاب الأوّل: البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۳۰۰/۴، ۳۰۱) كتاب الشركة، ط: سعيد۔

شرح المجلّة لرستم باز: (۸۳/۱، ۸۴) رقم المادة: ۲۱۵، الكتاب الأوّل: في البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه۔

اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنا

بنی اسرائیل میں سے دو آدمیوں نے مل کر کھیتی باڑی شروع کی، ایک بوڑھا تھا دوسرا نوجوان، برابر کی شراکت تھی، جب فصل پک کر تیار ہو گئی تو دونوں نے مل کر غلے کے برابر حصے کر لیے، شام ہو گئی اور ہر ایک شریک کو اپنا اپنا حصہ سر پر اٹھا کر اپنے اپنے گھر لے جانا تھا، اس زمانہ میں غلہ وغیرہ منتقل کرنے کے لیے دوسرا ذریعہ میسر نہیں تھا، پہلے جوان آدمی نے اپنے حصے میں سے کچھ غلہ لیکر گٹھڑی باندھی اور اسے سر پر اٹھا کر اپنے گھر روانہ ہوا، غلہ کے پاس بوڑھا اکیلا بیٹھا تھا، اسے خیال آیا کہ میں تو زندگی کی بہاریں دیکھ چکا ہوں، مجھے آخر اتنے غلے کی ضرورت بھی کیا ہے؟ یہ جوان آدمی ہے اس کو بے شمار ضرورتیں اور حاجتیں پیش ہوں گی، یہ مجھ سے زیادہ حاجتمند اور ضرورت مند ہے، یہ خیال آتے ہی اس بوڑھے نے اپنے حصے میں سے کچھ غلہ اس نوجوان کے حصے کی طرف دھکیل دیا۔

نوجوان جو غلہ لے کر گیا تھا وہ گھر چھوڑ کر واپس آیا تو اب بوڑھے کی غلہ گھر لے جانے کی تیاری تھی، جب وہ بوڑھا غلہ کی گٹھڑی باندھ کر اپنے گھر روانہ ہوا تو اس جوان کو خیال آیا کہ میں تو ابھی نوجوان ہوں، اچھی طرح خوب محنت کر سکتا ہوں، ساری عمر کھاتا رہوں گا، اس بورھے نے کس مشقت سے میرے ساتھ کھیتی باڑی کا کام کیا ہے، میں تو جوان تھا لیکن اس بیچارے کو بہت زیادہ مشقت اٹھانی پڑی ہے، لہٰذا یہ مجھ سے زیادہ کا حقدار ہے، یہ سوچ کر اس نے بھی اپنے حصے کے غلہ میں سے کچھ غلہ دھکیل کر بوڑھے کے حصے کی طرف کر دیا۔

اس طرح وہ دونوں باری باری رات کے اندھیرے میں اپنا اپنا حصہ اپنے گھروں کو لے جاتے رہے اور ایک دوسرے کی حصے کی طرف غلہ منتقل کرنے کا سلسلہ بھی یوں ہی چلتا رہا، ایک گھر کی طرف جاتا تو دوسرا اپنے حصے کا کچھ غلہ

دوسرے کے حصے کی طرف دھکیل دیتا، بعد میں دوسرا بھی وہی کام کرتا، لیکن دونوں میں سے کسی کو بھی ان کی اس باہمی ہمدردی اور اخوت و ایثار کے کام کی خبر نہ ہوئی۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی اس باہمی ہمدردی کی وجہ سے ان پر مہربان ہو گئے وہ ساری رات غلہ اپنے گھروں کو لے جاتے رہے لیکن غلہ تھا کہ ختم ہونے کو نہ آتا تو وہ خود حیران تھے کہ ان کا غلہ زیادہ تو نہ تھا، جتنا وہ اپنے اپنے گھروں کے لے جا چکے ہیں بالآخر جب صبح کی روشنی ہوئی اور ہر چیز نمایاں طور پر نظر آنے لگی تب کہیں جا کر ان کے ڈھیر ختم ہونے کو آئے۔(۱)

اتحادِ مجلس

خرید و فروخت کے معاملے میں ایجاب و قبول کی مجلس ایک ہونے کا مطلب

(۱) (وقد رأيت) في بعض التواريخ أن أحد الملوك لما ملك بعض البلاد وجد في الخزانة حبة قمح جرمها زائد على المعروف من القمح بزيادة كثيرة فسأل عنها فلم يجد من يعرف لها خبرا إلا شيخا كبيرا قد عمر فقال أعرفها و ذلك أن شابا و شيخا اشتركا في زرع فلما درسا زرعهما قال أحدهما للآخر ننقل هذا الطعام إذا قسمناه بالنوبة تحمل أنت مرة و أحرس أنا نصيبي و نصيبك ثم احمل أنا مرة أخرى و تحرس أنت نوبتك فلما [illegible] سما جعل الشيخ يحمل مرة من نصيبه و كان [illegible] ال و يقعد الشاب يحرس فإذا غاب الشيخ يقول الشاب في نفسه هذا شيخ وله عائلة فأحتاج أن أعينه فيأخذ من نصيب نفسه ويزيد في نصيب شريكه فإذا نقل الشاب في نوبته و قعد الشيخ يحرس يقول الشيخ في [illegible] سه هذا شاب و الناس يقصدونه فأحتاج أن أعينه فيأخذ الشيخ من نصيب نفسه و يزيد في نصيب [illegible] ريكه فبقي ذلك دأبهما وهم ينقلان و الغلة تكثر و يكبر جرمها حتى عيا و فشلا من حمل القمح و رأياه قد كثر حتى خرج من الحد المعروف فسأل أحدهما الآخر و حلفه أن يصدقه ما يفعل بعده فأخبر كل واحد منهما صاحبه ما يفعل في غيبته فاشتهرت المسألة حتى بلغت أميرهم فوجه [illegible] ن يري من ذلك القمح [illegible] فلما رآه قال ينبغي أن يجعل من هذا شيء في الخزانة يبقى لمن بعد فيه موعظة و تذكار. (بهجة النفوس، و تحليها بمعر فة مالها و ما عليها، شرح مختصر صحيح البخاری، المسمى جمع النهاية فی بدء الخير و الغاية، للامام المحدث الورع ابی محمد عبد الله بن ابی جمرة الاندلسی، المتوفی سنة ۶۹۹ھ (۲/ ۸۱) الشركة المبارکۃ (۱۰) حديث اشراط الساعة، ط: دار الكتب العلمية بيروت لبنان)

النور الساری من فيض صحيح الامام البخاری (۳/ ۲۱۹-۲۲۰) لبحر الحديث الشيخ الامام حسن العدوی الحمزاوی، المتوفی: ۱۳۰۳ھ ط: دار الكتب العلمية۔

یہ ہے کہ ایجاب کے بعد دوسرے فریق کی طرف سے کوئی بھی ایسا کام یا چیز نہ پائی جائے جو ایجاب سے روگردانی اور اعراض (REFUSE) پر دلالت کرتا ہو۔

اگر دوسرے فریق کی طرف سے روگردانی اور اعراض کا عمل پایا گیا تو اس کے بعد قبول کرنے سے قبول کا اعتبار نہیں ہوگا، مثلاً دکان دار نے کہا کہ یہ موبائل میں نے دس ہزار کا فروخت کردیا، دوسرے فریق نے سننے کے باوجود اس پر توجہ نہیں دی اور کسی تیسرے شخص سے بات چیت شروع کردی تو پہلا ایجاب ختم ہو چکا، اب جب تک دوبارہ نیا ایجاب نہیں ہوگا قبول کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (۱)

اتلاف مبیع

مثلاً مبیع (بیچی گئی چیز) جانور تھا، مشتری (خریدار) نے اسے قبضہ کرنے کے بعد قتل کردیا یا کپڑا تھا اسے جلا دیا، یا پھاڑ دیا، یا سمندر میں پھینک دیا، پھر معلوم ہوا کہ اس میں عیب تھا تو مشتری کو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا، اور عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آتی ہے وہ واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) لو صدر من أحد العاقدين بعد الإيجاب و قبل القبول قول أو فعل يدل على الإعراض بطل الإيجاب، ولا عبرة بالقبول الواقع بعد ذلک۔ مثلاً: لو قال أحد المتبايعين بعت واشتريت واشتغل الآخر قبل القبول بأمر آخر أو بكلام أجنبي ولا تعلق له بعقد البيع بطل الإيجاب ولا عبرة بالقبول الواقع بعده ولو قبل انقضاض المجلس۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۶۹/۱) المادة: ۱۸۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: مكتبه فاروقيه)

فالمراد بالمجلس مالايوجد فيه ما يدلّ على الإعراض، وأن لايشتغل بمفوت له فيه وإن لم يكن للإعراض أفاده في النهر، فإن وجد بطل ولو اتحد المكان ط۔ (شامی: (۵۲۶/۴) كتاب البيوع، مطلب: مايوجب اتحاد الصفقة وتفريقها، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۱/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

(۲) رجل اشترى عبدًا وقبضه ولم يعلم بعيب حتى قتله هو وغيره ثم علم بعيب فإنه لايرجع على البائع بشيء... إذا اشترى طعامًا أو ثوبًا و خرق الثوب أو استهلک الطعام ثم اطلع على عيب كان به لايرجع بنقصان العيب فلا خلاف۔ (الفتاوى الهندية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، الباب الثامن في [illegible]ار العيب، الفصل الثالث فيما يمنع الرد بالعيب... الخ، ط: رشيديه)=

اثاثے

کمپنی کے املاک کو اردو میں ''اثاثے'' اور انگریزی میں (Assets) کہتے ہیں:

''اثاثوں'' سے مراد کمپنی کی املاک اور لازمی طور پر وصول ہونے والے (Receivable) اموال ہیں۔

اجارہ

اجارہ: شریعت کی اصطلاح ہے، قرآن[۱] وسنت[۲] سے ثابت ہے، اور فقہ میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔[۳] اور دینی مدارس کا ہر طالب علم اس سے واقف ہے، لیکن صرف اجارے کا لفظ دیکھ کر کسی معاملے کو اسلامی قرار نہیں دیا جاسکتا، جب تک وہ پوری طرح شریعت کے اصولوں کے مطابق نہ ہو۔[۴]

= المحيط البرهاني: (۱۰/۱۱۳) كتاب البيوع، الفصل الرابع عشر في العيوب، نوع آخر في بيان ما يمنع الرجوع بالأرش، ولا يمنع، ط: إدارة القرآن)

الفتاوى التاتارخانية: (۹/۱۵۹) كتاب البيوع، الفصل الخامس عشر في العيوب، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۱) {لو شئت لاتخذت عليه أجرا}۔ [الكهف: ۷۷]

{يا أبت استأجره إن خير من استأجرت القوي الأمين}۔ [القصص: ۲۶]

{فإن أرضعن لكم فآتوهن أجورهن}۔ [الطلاق: ۶]

(۲) أعط الأجير أجره قبل أن يجف عرقه۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۶) أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي)

استأجر النبي صلى الله عليه وسلم وأبو بكر رجلا من بني الديل ثم من بني عبد بن عدي هاديا خريتا۔ (صحيح البخاري: (۱/۳۰۱) كتاب الإجارة، باب: إذا استأجر أجيرا ليعمل له بعد ثلاثة أيام، ط: قديمي)

(۳) الإجارة بكتاب الله تعالى وبالأخبار الثابتة عن النبي صلى الله عليه وسلم واتفق على إجازتها كل من نحفظ قوله من علماء الأمة والحاجة داعية إليها؛ لأن أكثر المنافع بالصنائع۔ (شرح منتهى الإرادات: (۲/۲۴۰) كتاب الشركة، باب الإجارة، ط: عالم الكتب)

منار السبيل في شرح الدليل: (۱/۳۱۳) باب الإجارة، ط: المكتب الإسلامي۔

(۴) العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني... الخ) أي أن العقود مبنية على الأغراض =

اجارہ کا لغوی معنی ''معاوضہ'' ہے۔ اور شریعت کی زبان میں اجارہ کا معنی یہ ہے کہ ایک طرف کسی چیز کے استعمال کا حق یا کسی شخص کی محنت ہو، اور دوسری جانب اس کا معاوضہ ہو تو اس کو اجارہ کہتے ہیں۔ (۱)

شریعت میں اجارہ کی اصطلاح دو صورتوں کے لیے استعمال ہوتی ہے:

① متعین مدت کے لیے اپنے کسی اثاثے یا جائیداد کے استعمال کا حق دوسرے شخص کی طرف منتقل کرنا اور اس کے عوض میں کرایہ وصول کرنا اس کو اردو زبان میں ''پٹہ داری''، انگریزی میں (LEASE) اور عربی زبان میں ''إجارة الأعيان'' کہتے ہیں۔

''استعمال کے حق کا استعمال'' کے الفاظ میں اس بات کی اشارہ ہے کہ اجارہ میں صرف فائدہ حاصل کرنے کا حق فروخت کیا جاتا ہے، خود وہ چیز اجارہ پر دینے والے شخص کی ملکیت میں رہتی ہے۔

② اجرت پر کوئی کام کرنا یا کرانا، چاہے وہ جسمانی ہو یا ذہنی، چنانچہ کسی مزدور، ملازم، ڈاکٹر، انجینئر یا وکیل کی خدمت معاوضے پر حاصل کرنا سب اجارہ میں داخل ہے، اس کو انگریزی زبان میں (EMPLOYMENT) اور عربی زبان میں ''إجارة الأشخاص'' یا ''أجير الخاص'' کہتے ہیں۔

اجارہ کی یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (۲)

= والمقاصد لا على الألفاظ كالبيع والإجارة والحوالة تعتبر فيها المقاصد والمعاني ولا عبرة للألفاظ.
(شرح المجلة لرستم باز: (۱۵/۱) المادة: ۳، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)
☜ درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۱/۱) المادة: ۳، ط: دار الجيل۔

(۱) (الإجارة من الأجر وهو العوض... وهي لغة: المجازاة... وشرعا: عقد على منفعة مباحة معلومة من عين معينة أو موصوفة في الذمة) كسكنى هذه الدار سنة... (أو على عمل معلوم) كحمله إلى موضع كذا (بعوض معلوم)۔ (شرح منتهى الإرادات: (۲۴۰/۲) كتاب الشركة، باب الإجارة، ط: عالم الكتب)
☜ كشاف القناع: (۵۴۶/۳) باب الإجارة، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) وأما أقسامها، فإنها تنقسم إلى قسمين: قسم يرد على منافع الأعيان كاستئجار الأراضي والدور =

اجارہ اسلامی بینکوں کا

اسلامی بینکوں میں اجارہ کا جو طریقہ رائج ہے وہ یہ ہے:

☆ مثلاً کسی آدمی کے پاس گاڑی یا مشینری خریدنے کے لیے پیسے نہیں ہیں، تو وہ بینک میں آکر درخواست کرتا ہے کہ اسے اس رقم کی گاڑی یا مشینری خرید کر اجارہ پر دے دی جائے، تو بینک کا نمائندہ آکر اس کی مالی حالت کے بارے میں تحقیق کرتا ہے، اگر اس کی مالی حالت اطمینان بخش ہو کہ وہ اتنی رقم ادا کر سکے گا تو بینک اس کو مطلوبہ سہولت فراہم کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔

☆ سب سے پہلے دونوں فریقوں کے درمیان " ماسٹر فائنانسنگ ایگریمنٹ" (اصولی معاہدہ برائے فراہمی تمویل) کے عنوان سے ایک معاہدے پر دستخط ہوتے ہیں جس میں وہ تمام شرائط وضوابط درج ہوتی ہیں جن کے مطابق اجارے کا معاملہ وجود میں آنا ہوتا ہے۔

اس موقع پر بینک درخواست دینے والے سے یکطرفہ طور پر یہ وعدہ بھی لے لیتا ہے کہ جب بینک مارکیٹ سے اس کی مطلوبہ گاڑی یا مشینری خرید لے گا تو وہ ضرور اجارے پر لے گا، اور اگر بینک کی جانب سے گاڑی یا مشینری خریدنے کے بعد اس نے وہ چیز اجارہ پر نہیں لی، اور بینک کو اپنی لاگت سے کم قیمت میں دوسری جگہ بیچنی پڑی تو بینک کے اس نقصان کی تلافی وہ کرے گا۔

= والدواب والثياب وما أشبه ذلك، فإن عقد الإجارة لهذه الأشياء وارد على منفعتها إذ الغرض من تأجير الأراضي الانتفاع بزرعها ومن تأجير الدور الانتفاع بالسكنى فيها ... فالعقد متعلق بمنفعتها وقسم يرد على نفس العمل كاستئجار أرباب المهن على الأعمال التي يقومون بها من تجارة أو حدادة أو صياغة أو نحو ذلك؛ فإن العقد وارد على ما يقومون به من الأعمال۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۹۶، ۹۷) الإجارة، تعريفها، أركانها وأقسامها، ط: دار إحياء التراث العربي)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۸۸) المادة: ۴۲۱، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الثاني في الضوابط العمومية، ط: فاروقيه۔

العناية مع فتح القدير: (۹/۵۸) كتاب الإجارة، ط: رشيديه جديد۔

نیز بینک اسی موقع پر درخواست دینے والے سے سیکورٹی ڈپازٹ کے نام سے مطلوبہ چیز کی قیمت کا کچھ حصہ عام طور پر بیس فیصد نقد رقم کی صورت میں پیشگی وصول کر لیتا ہے، تاکہ اگر وہ بینک کی خریداری کے بعد اپنا وعدہ پورا نہ کرے، یا ادائیگی میں ناکام رہے، یا دیوالیہ ہو جائے، یا گاڑی واپس کرے، یا اس کی لاپروائی یا بدعہدی کے باعث کوئی نقصان ہوا ہو تو اس رقم سے وصولی کرنے میں سہولت رہے۔ البتہ مطلوبہ چیز کے حصول کے بعد اجارہ کے معاہدہ پر دستخط ہوتے ہیں، چونکہ اجارہ کی تمام شرائط وضوابط "ماسٹر فائنانسنگ ایگریمنٹ" کی صورت میں پہلے ہی طے پا چکی ہوتی ہیں، اور اس معاہدے میں بھی وضاحت ہوتی ہے کہ یہ اجارہ انہی شرائط وضوابط کے مطابق منعقد ہو رہا ہے، جو ماسٹر فائنانسنگ ایگریمنٹ میں مذکور ہیں، اس لیے اجارہ کے معاہدہ پر دستخط محض رسمی کارروائی ہوتی ہے۔

☆ اجارہ کے معاہدے پر دستخط کراتے وقت بینک کلائنٹ سے یہ وعدہ بھی لیتا ہے کہ اگر اجارہ کے دوران فلاں فلاں شق کی خلاف ورزی کی وجہ سے بینک نے اجارہ ختم کر دیا تو اجارہ شدہ اثاثہ کلائنٹ خریدنے کا پابند ہوگا اور مختلف مہینوں کے حساب سے قیمت بھی متعین کر دی جاتی ہے کہ پہلے مہینے میں خریدنے کی قیمت یہ، دوسرے اور تیسرے مہینے یہ رقم ہوگی۔

نیز اس موقع پر بینک بھی یہ وعدہ کرتا ہے کہ اگر کلائنٹ تمام اقساط باقاعدگی سے ادا کرتا رہا تو وہ اجارہ کے اختتام پر گاڑی یا مشینری اس کو فروخت کرنے کے بارے میں سوچے گا، بینک کی طرف سے کئے گئے وعدہ پر قبول کرنے والے کی حیثیت سے کلائنٹ کے بھی دستخط ہوتے ہیں۔

☆ بعض اوقات بینک خاص طور پر جب اجارہ شدہ اثاثہ پہلے سے استعمال شدہ یا درآمدی مشینری ہو تو کلائنٹ سے ہی کہہ دیتا ہے کہ وہ اس کے ایجنٹ کی

حیثیت سے اپنی مطلوبہ چیز خود ہی خرید لے، اور اگر مطلوبہ چیز دوسرے ملک سے در آمد کی جارہی ہے تو کلائنٹ کو اس پر قبضے کا وکیل بھی بنادیتا ہے۔

☆ کرائے کی قسطیں اس تناسب سے مقرر کی جاتی ہیں کہ اجارہ کے اختتام تک بینک کو گاڑی کی قیمت بھی وصول ہوجائے، اور اتنی مدت کے لئے اگر یہ رقم قرض پر دی جاتی تو جتنا سود ملنا تھا وہ بھی وصول ہوجائے، یعنی سودی بینکوں کی شرح سود ہی اسلامی بینکوں کے نفع کی شرح کا معیار ہوتی ہے۔ مروجہ اسلامی بینکوں میں منافع اور کرائے کے تعین کے لیے کراچی میں کائبور (کراچی انٹر بینک آفر ریٹ) (KIBOR) (Karachi Inter Bank Offer Rate) کو معیار بنایا جاتا ہے۔

☆ بینک شروع میں جو رقم سیکورٹی ڈپازٹ کی مد میں لیتا ہے وہ قیمت سے منہا کر کے بقیہ رقم کے حساب سے قسطیں مقرر کرتا ہے، کیونکہ بینک والوں کو اپنے سرمائے پر ہی منافع لینا ہے، اس وجہ سے اگر کوئی کلائنٹ بینک کی فرمائش سے زائد رقم سیکورٹی ڈپازٹ کے طور پر جمع کرادے تو اس کے کرائے کی قسط کم رکھی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر ایک شخص مروجہ اسلامی بینک سے دس لاکھ مالیت کی گاڑی تین سال کے لیے اجارہ پر لیتا ہے، اور سیکورٹی ڈپازٹ میں دو لاکھ جمع کراتا ہے، تو بینک قسطیں اس تناسب سے مقرر کرے گا کہ ان تین سالوں میں آٹھ لاکھ بھی واپس مل جائیں، اور اس دوران اس رقم پر جو سود ملنا تھا وہ بھی وصول ہوجائے، اور اگر کلائنٹ سیکورٹی ڈپازٹ کی مد میں تین لاکھ جمع کرائے گا تو بینک سات لاکھ کے سود کی نسبت سے قسطیں مقرر کرے گا جو پہلی صورت سے یقیناً کم ہوگی۔

☆ بینک قسطیں مقرر کرتے وقت گاڑی یا مشینری کی بکنگ کی تاریخ سے قبضہ (DELIVERY) تک کی درمیانی مدت (GRACE PERIOD) کے دوران بکنگ کی رقم پر حاصل ہونے والے متوقع سود کی بھی اپنی لاگت کا حصہ بنا

لیتا ہے، اور اسی کے مطابق قسطیں مقرر کی جاتی ہیں۔

☆ اگر کرایہ دار مقررہ تاریخ یا توسیع کی مدت تک رقم کی ادائیگی میں ناکام رہے تو اس سے جرمانہ لیا جاتا ہے، جو بینک کی زیر نگرانی قائم چیرٹی فنڈ میں جمع ہوتا ہے، اور بینک اس فنڈ کو اپنی مکمل صوابدید کے مطابق چیرٹی مقاصد کے لیے استعمال کرتا ہے، یا کسی چیرٹی ادارے میں جمع کرنے کا پابند بنایا جاتا ہے اور یہ جرمانہ شرح سود کے مطابق اور یومیہ بنیاد پر لیا جاتا ہے۔

☆ جب اجارے کی مدت مکمل ہو جاتی ہے اور کرائے کی شکل میں گاڑی کی قیمت شرح سود کے مطابق نفع کے ساتھ وصول ہو جاتی ہے، تو بینک گاڑی یا مشینری کلائنٹ کے نام منتقل کر دیتا ہے، اور سیکورٹی ڈپازٹ کے طور پر جمع کرائی گئی رقم اس کا معاوضہ قرار پاتی ہے۔

واضح رہے کہ دونوں فریق کو ابتدا ہی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجارہ کا یہ معاملہ اس طرح اختتام کو پہنچے گا، کیونکہ اجارہ کا معاہدہ، کلائنٹ کی طرف سے خریداری اور بینک کی جانب سے فروخت پر غور کا وعدہ سب مطبوعہ شکل میں اجارہ کے معاہدے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں، اور جب کوئی شخص اجارہ کے لیے بینک میں آتا ہے تو یہ سب چیزیں اس کو اکٹھے ہی فراہم کی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مروجہ اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ کی بنیاد اسلامی اور شرعی اجارہ کے اصولوں پر نہیں بلکہ سودی بینکوں میں رائج لیزنگ کے تصور پر قائم ہے جو سراسر ناجائز اور حرام ہے، بینک کا اجارہ وغیرہ کو جائز کہنے والے حضرات کی جتنی توجیہات اور تاویلات ہیں وہ حقیقت سے بہت دور اور شریعت کے خلاف ہیں۔

مزید ''وعدہ کی شرعی حیثیت'' ''سیکورٹی ڈپازٹ کا حکم'' ''کلائنٹ کو وکیل بنانا''

اور ''شرح سود کو معیار بنانا'' عنوانات کو بھی دیکھیں تا کہ یہ بات معلوم ہوجائے کہ مروجہ اسلامی بینکوں کا اجارہ اسلامی اصولوں کے مطابق ہے یا نہیں۔

اجارہ اور استصناع میں فرق

''استصناع اور اجارہ میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۴/۱)

اجارہ اور بیع کا معاملہ اکٹھے کرنا

''بیع اور اجارہ کا معاملہ اکٹھے کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۶/۲)

اجارہ اور بیع میں فرق

اجارہ (کرایہ داری) بیع (خرید وفروخت) کی ایک قسم ہے،(۱) تاہم اجارہ اور بیع میں بعض اعتبار سے فرق ہے، اور وہ یہ ہے:

① اجارہ میں صرف اثاثے اور جائیداد کو استعمال کرنے کا حق فروخت کیا جاتا ہے، ملکیتی حقوق بدستور مالک کے پاس ہی رہتے ہیں، اور بیع میں ملکیت کا حق بھی خریدار کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔(۲)

---

(۱) الإجارة نوع من البيع إذ هي بيع المنافع۔ (شامي: (۳۶،۴۷/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط:سعيد)

☜ الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۸۵۹/۵) القسم الثالث: العقود، الفصل الثالث: عقد الإجارة، المبحث السادس: اختلاف المتعاقدين في الإجارة، ط:رشيديه۔

(۲) فالتمليكات أربعة أنواع: فتمليك العين بالعوض بيع ... وتمليك المنفعة بعوض إجارة۔ (التعريفات للجرجاني: (ص:۱۳) باب العين، العارية، ط:مكتبه حقانيه)

☜ وأما حكم الإجارة ... إن كانت صحيحة ...: فهو ثبوت الملك في المنفعة للمستأجر وثبوت الملك في الأجرة المسماة للآجر۔ (بدائع الصنائع: (۲۰۱/۴) كتاب الإجارة، فصل: وأما حكم الإجارة، ط:سعيد)

☜ لأن العقد ورد على المنفعة لا على العين إذ الإجارة بيع المنفعة لا بيع العين۔ (بدائع الصنائع: (۱۹۶/۴) كتاب الإجارة، فصل: وأما شرائط الركن فأنواع، ط:سعيد)

☜ المأجور أمانة في يد المستأجر۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۳۵۳/۱) رقم المادة: ۶۰۰، كتاب الإجارة، الباب الثامن في الضمانات، الفصل الثاني في ضمان المستأجر، ط:مكتبه فاروقيه)

⑭ بیع منعقد ہوتے ہی خریدار کی طرف ملکیت منتقل ہوجاتی ہے، اور خریدار کے ذمہ میں قیمت ادا کرنا لازم ہوجاتا ہے، ہاں اگر بیچنے والے نے مہلت دی تو الگ بات ہے، لیکن اجارہ میں چیز کے استعمال کا حق فوراً منتقل ہونا ضروری نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص اجارہ کا معاملہ اس طرح کرے کہ یہ اجارہ تین دن یا ایک مہینہ یا ایک سال کے بعد شروع ہوگا تو یہ جائز ہے۔ اور جب وہ تاریخ آئے گی تو مقررہ شرائط کے مطابق اجارہ شروع ہوجائے گا۔ (١)

⑮ بیع دائمی ہوتی ہے اور اجارہ محدود مدت کے لیے ہوتا ہے۔ (٢)

اجارہ اور جُعالہ میں فرق

"جعالہ اور اجارہ میں فرق" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٠٥/٣)

اجارہ اور قرض میں فرق

بعض حضرات قرض کو اجارہ (کرایہ داری) پر قیاس کرتے ہیں، ان کا کہنا یہ ہے کہ جس طرح کرایہ کی آمدنی جائز ہے اسی طرح قرض سے حاصل ہونے والے فوائد بھی جائز ہیں، کیونکہ اجارہ اور قرض ایک حد تک باہم ملتے جلتے ہیں، اور دونوں میں کسی

---

(١) وأما حكمه (أي حكم البيع) فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا۔ (الفتاوى الهندية: (٣/٣) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع... الخ، ط: رشيديه)

حاشية الشلبي على التبيين: (٢/٤) كتاب البيوع، ط: إمداديه ملتان۔

(وتصح الإجارة... مضافا) إلى الزمان المستقبل كأجرتك... رأس الشهر (لا البيع)۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (٩٣/٦) كتاب الإجارة، مسائل شتى، ط: سعيد)

(٢) أن البائع يخرج المبيع من يده وملكه بالبيع۔ (فتح القدير: (٣٢٠/٩) كتاب الشفعة، فصل: باع دارًا إلا مقدار ذراع... الخ، ط: رشيديه)

عقد الإجارة كالبيع من العقود المسماة التي عنى التشريع الإسلامي في بيان أحكامها... وهي تختلف عن عقد البيع في أنها مؤقتة المدة، بينما عقد البيع لا يقبل التأقيت، وإنما هو مؤبد؛ لأنه يترتب عليه انتقال ملكية العين۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٨٠٠/٥) القسم الثالث العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الثالث: عقد الإيجار، ط: رشيديه)

قسم کی محنت اور مشقت کے بغیر مستقل آمدنی وصول کی جاتی ہے، مگر یہ قیاس بالکل درست نہیں، کیونکہ قرض اور اجارہ کے درمیان متعدد اعتبار سے فرق ہیں، اور وہ یہ ہیں:

① قرض کا مقصد قرض دار کے ساتھ نیکی اور احسان کرنا ہوتا ہے، فائدہ حاصل کرنا مقصد نہیں ہوتا، لہٰذا اس کا معاوضہ لینا جائز نہیں،[1] اور اجارہ کا مقصد نیکی اور احسان کرنا نہیں بلکہ اجارہ میں نفع کا حق استعمال کرنے کے عوض میں اجرت لینا مقصد ہوتا ہے۔[2]

② اجارہ صرف ان چیزوں میں جائز ہے، جو استعمال کے بعد باقی رہیں۔[3] اور قرض دینا اور لینا صرف ان چیزوں میں جائز ہے جو استعمال کرنے کے بعد باقی نہ رہیں بلکہ انہیں استعمال کرنے کے لئے بذاتِ خود خرچ کرنا پڑے،

---

(۱) ان عقد القرض يقصد به الرفق بالناس ومعاونتهم على شئون العيش وتيسير وسائل الحياة، وليس هو وسيلة من وسائل الكسب ولا أسلوبا من أساليب الاستغلال، ولهذا لايجوز أن يرد المقترض إلى المقرض إلأما اقترضه منه أو مثله۔ (فقه السنة: (۱۴۷/۳) القرض، ط: دار الكتب العربي)

والقرض تبرع ابتداء حتى لايملكه إلأمن يملك التبرع۔ (تبيين الحقائق: (۹۳/۵) كتاب الهبة، ط: امداديه ملتان)

يحرم القرض إن لم يكن القصد منه عمل المعروف كتحقيق منفعة للمقرض مثلاً۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۳۷۸۵/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الثاني: القرض، ط: رشيديه)

(۲) الإجارة: هي بيع منفعة معلومة بأجر معلوم۔ (تبيين الحقائق: (۱۰۵/۵) كتاب الإجارة، ط: امداديه ملتان)

عمدة القاري: (۱۱۰/۱۲) كتاب الإجارة، ط: إدارة الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۵۰۶/۷) كتاب الإجارة، ط: رشيديه۔

(۳) والمعقود عليه في الإجارة هو المنفعة لا العين لهذا كله فإن المقرر: أن كل ماتنتفع به مع بقاء عينه تجوز إجارته ومالا فلا۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۳۸۰۵/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الثالث: عقد الإيجار، ط: رشيديه)

وإنما يرد عقد الإجارة على ما ينتفع به مع بقاء عينه۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۹/۱۴) كتاب الصرف، باب الإجارة في الصياغة، ط: دار المعرفة)

المحيط البرهاني: (۳۲۱/۱۱) كتاب الإجارة، الفصل الثالث والعشرون: في استجار الحمام والرحى، ط: إدارة القرآن۔

اس کے بغیر ان کا استعمال ممکن نہ ہو، جیسے کرنسی، چاول، دال، چینی وغیرہ قرض لینے کے بعد جب تک ان کو خرچ نہ کیا جائے ان سے فائدہ اٹھانا ممکن نہیں ہوتا اگر قرض کی شکل میں کوئی ایسی چیز دی جائے جو استعمال کے بعد بھی باقی رہے تو اس کو "عاریت" کہتے ہیں۔[۱]

● کرایہ پر دی گئی چیز کی افادیت کو برقرار رکھنا مالک کی ذمہ داری ہے، جس کے لیے بعض اوقات اسے مزید اخراجات بھی کرنے پڑتے ہیں۔[۲] اور قرض کے مال کی افادیت کو برقرار رکھنا مالک کی ذمہ داری نہیں ہے، اس لیے قرض کے مال کو برقرار رکھنے کے لیے مالک کو مزید اخراجات کی ضرورت نہیں ہوتی۔

● اجارہ میں چیز بدستور مالک کی ملکیت میں رہتی ہے، اور مقررہ مدت گزرنے کے بعد بعینہ وہی چیز واپس کرنا ضروری ہوتا ہے، اور اگر اجارہ کی مدت کے دوران اجارہ پر دی گئی چیز کا خود بخو دنقصان ہو جائے تو اس کا ذمہ دار مالک خود ہی ہوگا۔[۳] اور قرض میں درمیانی مدت میں ملکیت بھی قرض دار کی طرف منتقل ہو جاتی

---

(۱) وعاریة ما جاز قرضه قرض وما لا یجوز قرضه عاریة۔ (البحر الرائق: (۲۰۳/۶) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، فصل: في بیان التصرف المبیع، ط: رشیدیه)

(وعاریة الثمنین والمکیل والمعدود قرض)؛ لأن الإعارة إذن في الانتفاع به ولا یتأتی الانتفاع بهذه الأشیاء إلا باستهلاک عینها ولا یملک الاستهلاک إلا إذا ملکها فاقتضت تملیک عینها ضرورة، وذلک بالهبة أو بالقرض والقرض أدناهما ضررا لکونه یوجب رد المثل۔ (تبیین الحقائق: (۸۵/۵) کتاب العاریة، ط: امدادیه ملتان)

(۲) (وعمارة الدار) المستأجرة (وتطیینها وإصلاح المیزاب وما کان من البناء علی رب الدار) وکذا کل ما یخل بالسکنی۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۷۹/۶) کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ط: سعید)

المبسوط للسرخسي: (۱۴۴/۱۵) کتاب الإجارات، باب إجارة الدور والبیوت، ط: دار المعرفة۔

مجمع الأنهر: (۵۵۵/۳) کتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۳) لا خلاف في أن المستأجر أمانة في ید المستاجر کالدار، وعبد الخدمة، ونحو ذلک حتی لو =

ہے، اس لئے وہ ہر حال میں اس کو واپس کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے، اور قرض دی گئی چیز بنفسہ لوٹانا لازم نہیں، بلکہ اس کی مثل واپس کرنا لازم ہوتا ہے۔ (1)

اجارہ بینک کا

☆...... بینک کے اجارہ کو اجارہ کہنا درست نہیں، کیوں کہ شریعت کی رو سے اجارہ میں متاجر (کرایہ پر لینے والا) صرف نفع کا مالک ہوتا ہے، عین چیز کا مالک نہیں ہوتا، عین چیز کا مالک بدستور کرایہ پر دینے والا مالک رہتا ہے، جیسا کہ زمین، دکان، مکان اور گاڑی اور مشینری وغیرہ میں، جب کہ بینک کے اجارہ میں ایسا نہیں ہوتا۔

☆...... بینک کے اجارہ میں اجارہ (کرایہ) پر دینے والے اور کرایہ پر لینے والے کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ کرایہ پر دینے والے کو کرایہ پر دینے کے فوائد حاصل ہوں اور کرایہ کے نام سے لی جانے والی چیز کو کرایہ پر لینے والا خرید لے اور ملکیت اس کی طرف منتقل ہو، تو یہ معاملہ اجارہ نہیں بلکہ بیع کا معاملہ ہے؛ اسی لیے بینک سے گاڑی، مکان، دکان یا زمین وغیرہ کرائے پر لینے والا یہی کہتا ہے کہ: ہم

=هلك في يده بغير صنعه لا ضمان عليه؛ لأنّ قبض الإجارة قبض مأذون فيه، فلا يكون مضمونًا كقبض الوديعة والعارية۔ (بدائع الصنائع: (۲۱۰/۳) كتاب الإجارة، فصل: وأما صفة الإجارة، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۵۳۳/۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۲۹۷/۳) كتاب النكاح، باب المهر، ط: رشيديه۔

(۱) القرض هو المال الّذي يعطيه المقرض للمقترض ليرد مثله إليه عند قدرته عليه۔ (فقه السنة: (۱۳۳/۳) القرض، ط: دار الكتاب العربي)

إنّ الديون تقضى بأمثالها على معنى أن المقبوض مضمون على القابض؛ لأنّ قبضه بنفسه على وجه التملك ولرب الدين على المدين مثله۔ (شامی: (۸۳۸/۳) كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب: الديون تقضى بأمثالها، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۶۲/۳) كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، ط: امداديه ملتان۔

نے لیز پر گاڑی اور مکان خریدا ہے، حالاں کہ اجارہ میں خریدنا نہیں ہوتا۔ (۱)

☆...... مذکورہ اجارہ میں مطلوبہ مال کی خریداری کو اجارہ پر موقوف رکھا گیا ہو تو یہ "بیع و شرط" ہے یا "صفقہ فی صفقہ" (ایک عقد پر دوسرا عقد) ہے اور یہ دونوں باتیں شریعت میں جائز نہیں ہیں، (۲) اس لیے بینک کے اجارہ کو شرعی اعتبار سے جائز اجارہ کہنا درست نہیں ہے۔

☆...... اگر کرایہ پر لینے والے کی جانب سے تعدّی اور زیادتی نہ ہو تو کرایہ کے علاوہ مزید اضافی ذمہ داری کرایہ دار پر عائد کرنا درست نہیں ہے، مثلاً معمول کے مطابق استعمال کیا، خرابی آگئی تو کرایہ پر لینے والے پر وہ بھرنا لازم نہیں، حالاں کہ بینک کے اجارہ میں یہ ذمہ داری کرایہ پر لینے والے پر ہے جو شریعت کے خلاف ہے، اس لیے بینک کے اجارہ کو شریعت کی رو سے جائز اجارہ کہنا درست نہیں ہے۔

---

(۱) (هي) بيع منفعة معلومة بأجر معلوم) ۔ يعني الإجارة شرعًا تمليك منفعة بعوض فخرج البيع والهبة والعارية والنكاح فإنه استباحة المنافع بعوض لا تمليكها ۔ وأشار المصنف رحمه الله تعالى إلى أن عقد الإجارة ينعقد بإقامة العين مقام المنفعة في حق الإنعقاد لا في حق الملك ۔ (البحر الرائق: (۷/ ۵۰۷،۵۰۶) كتاب الإجارة، ط: رشيديه)

▭ الدر مع الرد: (۶/ ۳) كتاب الإجارة، ط: سعيد ۔

▭ شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۷۱، ۳۷۲) رقم المادة: ۴۰۵، الكتاب الثاني: في الإجارات، المقدمة، ط: رشيديه ۔

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في صفقة واحدة، رواه في شرح السنة، وعنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يحلّ سلف وبيع ولا شرطان في بيع ولا ربح مالم يضمن ولا بيع ماليس عندك .... (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمى)

▭ نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة، ونهى عن بيع وشرط، وعن شرطين .... (الجوهرة النيرة: (۱/ ۲۳۰، ۲۳۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: قديمى)

▭ فتح القدير: (۶/ ۳۱۰، ۳۱۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه جديد ۔

اور اس طرح چیز لینا بھی درست نہیں ہے۔ (۱)

اجارۂ صکوک

اجارۂ صکوک: یہ صکوک کی اہم ترین قسم ہے، اس کا اطلاق ان تمسکات پر ہوتا ہے، جو کرایہ پر دیے گئے اثاثوں اور ان کی منفعت (USUFRUCT) میں متناسب حصہ کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں، اور ان اثاثوں سے جو کرایہ حاصل ہوتا ہے صکوک ہولڈرز اپنے حصص کے تناسب سے اس میں شریک ہوتے ہیں۔

مشارکۂ صکوک اور اجارۂ صکوک میں فرق یہ ہے کہ مشارکۂ صکوک میں شراکت سے حاصل ہونے والا منافع تقسیم ہوتا ہے، اور اجارۂ صکوک میں اثاثہ میں سے ملنے والا کرایہ تقسیم کیا جاتا ہے۔

کبھی تو اثاثہ یا منفعت کا مالک براہ راست خود اجارۂ صکوک جاری کرتا ہے، اور کبھی مالیاتی ایجنٹ کے ذریعے یہ کام کرتا ہے، اور یہ مالیاتی ایجنٹ ایک ادارہ ہوتا ہے جو خاص اسی مقصد کے لیے قائم کیا جاتا ہے، اس لیے اسے ''اسپیشل پریز و ہیکل'' (ایس پی وی S.P.V) کا نام دیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر حکومت کو سرمائے کی ضرورت ہے اور اس کے پاس ایک بلڈنگ ہے جس کی قیمت ایک سو ملین ہے، چنانچہ ''ایس پی وی'' حکومت کے ایجنٹ

---

(۱) المأجور أمانة في يد المستأجر إن كان عقد الإجارة صحيحا أو لم يكن... لا يلزم الضمان إذا أتلف المأجور في يد المستأجر مالم يكن بتقصيره أو تعديه أو مخالفته لمأذونيه، لما تقدم من أنه أمانة في يده، فلا يضمن وإن شرط عليه الضمان؛ لأن شرط الضمان في الأمانات باطل۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۷۰۳/۲) رقم المادة: ۶۰۰، ۶۰۱، الكتاب الثاني: في الإجارات، الباب الثامن: في الضمانات، الفصل الثاني: في ضمان المستأجر، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۳۵۳/۱) رقم المادة: ۶۰۱، ۶۰۰، الكتاب الثاني: في الإجارات، الثامن: في الضمانات، الفصل الثاني: في ضمان المستأجر، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۵۳/۸) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: رشيديه۔

کی حیثیت سے اس بلڈنگ کو پانچ سال کے لیے کرایہ پر دے کر اس کی کل قیمت سو ملین کے سو روپے کے ایک لاکھ اجارہ صکوک کے سرٹیفکیٹ بنا کر سرمایہ کاری کرنے والے لوگوں میں فروخت کر دیتی ہے۔ اس طرح حکومت کو پانچ سال کے لیے ایک سو ملین کی رقم حاصل ہو جاتی ہے، اور اس بلڈنگ سے حاصل ہونے والا کرایہ صکوک ہولڈرز کے حصص کے تناسب سے ان میں تقسیم کیا جاتا ہے، جب اجارہ کی پانچ سالہ مدت پوری ہو جائے گی تو حکومت ان صکوک کی قیمت ادا کر کے دوبارہ اس بلڈنگ کی مالک بن جائے گی۔

چونکہ یہ صکوک حصہ داری کے سرٹیفکیٹ ہوتے ہیں اور ان کی بیع بھی حقیقت میں اس حصے کی بیع ہوتی ہے، جس کی قیمت ان کی پشت پر لکھی ہوئی ہوتی ہے اس لیے اگر کوئی صکوک ہولڈر ان کو مقررہ مدت سے قبل کسی تیسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کرنا چاہے تو وہ فروخت بھی کر سکتا ہے۔ (۱)

اجارہ فاسدہ کا حکم

ہر وہ شرط جس سے بیع فاسد ہوتی ہے اس سے اجارہ بھی فاسد ہو جاتا ہے، اس لیے اجارہ (کرایہ داری) میں شرط فاسد سے بچنا لازم ہے۔ لیکن اگر کسی شرط فاسد کی وجہ سے اجارہ فاسد ہو گیا ہے تو فیصلہ اس طرح ہوگا کہ اگر ابھی تک اجارہ کے مطابق کام شروع نہیں ہوا تو اس عقد (معاملہ) کو ختم کر کے نئے سرے سے صحیح شرائط کے

(۱) ولو باع عشرة أسهم من مائة سهم جاز بالإجماع۔ (بدائع الصنائع: (۱۶۲/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید)
☐ تبیین الحقائق: (۷،۸/۴) کتاب البیوع، ط: امدادیہ ملتان۔
☐ جاز بیع المشاع وإیداعه۔ (تکملة رد المحتار: (۳۸۴/۸) کتاب العاریة، ط: سعید۔
☐ وبجواز بیع الأسهم أفتى كثير من علماء الهند، مثل الإمام الشيخ أشرف على التهانوي رحمه الله تعالى۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۸۱/۱) المبحث الثالث، الباب الأول، الشرط السادس: أن يكون المبيع معلوما، بيع أسهم الشركات، ط: معارف القرآن)

ساتھ عقد اجارہ کیا جائے، اور اگر کام شروع ہو چکا ہے اور کام بھی پورا ہو گیا ہے تو اجیر کو اجرت مثل (یعنی مارکیٹ میں اس معاملہ کی مزدوری رائج ہے وہ) ملے گی۔(۱)

اجارہ/لیز کی شرائط

اجارہ کی شرائط یہ ہیں:

❶ صرف وہی چیز اجارہ پر دینا جائز ہے، جو اجارہ پر دینے والے (LESSOR) کی ملکیت ہو، اور اس کے قبضہ میں آ چکی ہو، ملکیت اور قبضہ میں آنے سے پہلے کسی کے ساتھ اجارہ کا معاملہ کرنا جائز نہیں؛ کیونکہ جو چیز انسان کے قبضہ میں نہیں اس کی بیع جائز نہیں، اسی طرح اجارہ بھی کیونکہ اجارہ کسی چیز کے استعمال کے حق کو بیچنا ہے۔(۲)

---

(۱) وحكم الأوّل، وهو الفاسد وجوب أجر المثل بالإستعمال لو المسمّٰى معلومًا... تفسد الاجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد، وكل ما أفسد البيع كمامر (يفسدها) كجهالة مأجور أو أجرة أو مدة أو عمل وكشرط طعام عبد وعلف دابة ومرمة الدار أو مغارمها وعشر وخراج أو مؤنة رد. "اشباه"۔ (قوله: بالاستعمال) أي بحقيقة استيفاء المنفعة فلا يجب بالتمكّن منها۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۵، ۳۶) كتاب الاجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

🗀 البحر الرائق: (۸/۲۹) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه۔

🗀 شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۵۳۸، ۵۳۳)، رقم المادة: ۳۶۰، ۳۶۱، الكتاب الثاني: في الإجارات، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالأجيرة، الفصل الرابع: في فساد الإجارة، وبطلانها، ط: رشيديه۔

(۲) وإجارة العقار المشتراة قبل القبض لايجوز، إمّا على الخلاف الّذي في بيع العقار قبل القبض كما ذهب إليه بعض المشايخ، أو على الوفاق كما ذهب إليه بعض المشايخ۔ (المحيط البرهاني: (۱۷/۲۳۹) كتاب المحاضر والسجلات، ورد محضر فيه دعوى مدة الإجارة ودعوى استحداث الأجر هذه على المستأجر، ط: إدارة القرآن)

🗀 (قوله: وإجارة) أي إجارة العقار فإنها لاتصح اتفاقًا، وقيل: على الخلاف، والصحيح الأوّل: لأنّ المعقود عليه في الإجارة المنافع وهلاكها غير نادر، وهو الصحيح۔ (شامي: (۵/۱۴۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: في التصرف في المبيع والثمن... الخ، ط: سعيد)

🗀 حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/۱۰۰) ط: دار المعرفة۔=

البتہ کسی کلائنٹ کو اس کی ضرورت کا اثاثہ خرید کر اجارہ پر دینے کا وعدہ کیا جاسکتا ہے، پھر عذر کے بغیر وعدہ کے خلاف کرنا گناہ ہوگا۔ (۱) لیکن اس وعدہ کی پابندی دونوں یا کسی ایک فریق پر لازم نہیں ہوگی، کیونکہ لازم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اجارہ پر دینے والے نے اثاثہ خریدنے سے پہلے ہی اجارہ کا معاملہ کرلیا ہے اور وہ درست نہیں، اور خرید و فروخت کے معاملات میں ایسا وعدہ کرنا جس کی پابندی دونوں یا ایک فریق پر لازم ہو وہ حقیقت میں وعدہ نہیں بلکہ عقد ہے، اور خریدنے سے پہلے عقد کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

❼ اگر اجارہ/لیز پر دینے والے بینک یا مالیاتی ادارہ نے کسی اثاثے کو خریدنے سے پہلے ہی اجارہ/لیز پر دینے کا وعدہ کیا ہے تو اس چیز کی خریداری کے لیے اس آدمی کو اپنا ایجنٹ (وکیل) مقرر نہیں کرسکتا جو اثاثہ خود کرایہ پر لینا چاہتا ہے، تاکہ یہ معاملہ سودی قرض کے مشابہ نہ ہو۔ (۳)

= وشرط المعقود عليه ستة كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه... فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ما ليس مملوكا له وإن ملكه بعده إلا السلم۔ (شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

(۱) قوله: الخلف في الوعد حرام۔ قال السبكي: ظاهر الآيات والسنة تقتضي وجوب الوفاء۔ وقال صاحب العقد الفريد في التقليد: إنما يوصف بما ذكر أي بأن خلف الوعد نفاق إذا فارق الوعد العزم على الخلف... وأما من عزم على الوفاء ثم بدا له فلم يف بهذا لم يوجد منه صورة نفاق كما في الإحياء من حديث طويل عند أبي داود والترمذي مختصرا بلفظ "إذا وعد الرجل أخاه، ومن نيته أن يفي فلم يف فلا إثم عليه" انتهى۔ وقيل: عليه فيه بحث فإن أمر [أوفوا بالعقود] مطلق فيحمل عدم الإثم في الحديث على ما إذا منع مانع من الوفاء۔ (غمز عيون الأبصار: (۲۳۶/۳) كتاب الحظر والإباحة، ط: دار الكتب العلمية)

مرقاة المفاتيح: (۱۱۴/۹) كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثالث، ط: رشيديه۔

(۲) انظر رقم الحاشية: ۲ تحت عنوان "اجارة/لیز کی شرائط"۔

(۳) عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (إعلاء السنن: (۵۱۴/۱۴) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن) =

⓬ اجارہ کے معاملہ میں معقود علیہ (Subject Matter) متعین اور معلوم ہونا چاہیے تا کہ بعد میں فریقین کے درمیان کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو، یعنی اجارہ پر دیے ہوئے اثاثے اور جائیداد کا فائدہ اور استعمال کا حق متعین اور معلوم ہو، مبہم نہ ہو ورنہ یہ غرر (Uncertainty) میں داخل ہوگا، شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1]

☆ قرض دینے کی شرط پر اجارہ کا معاملہ کرنا، یا اجارہ کی شرط پر قرض دینا جائز نہیں ہے، یعنی اس طرح کہنا کہ میں آپ کو اس شرط پر قرض دوں گا کہ آپ میرے ساتھ اجارہ کا معاملہ کریں گے یا میں آپ کے ساتھ اس شرط پر اجارہ کا معاملہ کروں گا کہ آپ اس کے بدلے مجھے اتنا قرض دیں، یہ ناجائز ہے۔[2]

= 🗀 فلما حرمت الخمر حرم النبي صلى الله عليه وسلم استعمال هذه الظروف إما لأن في استعمالها تشبيها بشرب الخمر۔ (مرقاة المفاتيح: (١٦٣/١) كتاب الإيمان، تحت رقم الحديث: ١٧، الفصل الأول، ط: رشيديه)

🗀 والتشبه بالحرام حرام۔ (حاشية الطحطاوي على المرقي: (ص: ٦٧٨) كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ويوجب الكفارة، فصل: يجب الإمساک، ط: قديمی)

(١) شروط صحة الإجارة... ٣: أن يكون المعقود عليه وهو المنفعة معلوما علما يمنع من المنازعة، فإن كان مجهولا جهالة مفضية إلى المنازعة لا يصح العقد؛ لأن هذه الجهالة تمنع من التسليم والتسلم فلا يحصل المقصود من العقد، والعلم بالمعقود عليه يكون ببيان محل المنفعة وبيان المدة وبيان العمل في استئجار الصانع والعمال۔ أما بيان محل المنفعة فيحصل بمعرفة العين المستأجرة بعينها، فلو قال إنسان لآخر: أجرتک إحدى هاتين الدارين أو أحد هذين المركبين... لم يصح العقد لجهالة المعقود عليه جهالة فاحشة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٨٠٨/٥، ٣٨٠٩) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الثالث: عقد الإيجار، الفصل الثالث: عقد الإيجار، المبحث الثاني: شروط الإجارة، ط: رشيديه)

🗀 بدائع الصنائع: (١٨٠/٣) كتاب الإجارة، فصل: وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد)

🗀 الفتاوى الهندية: (٣١١/٣) كتاب الإجارة، الباب الأول، ط: رشيديه۔

(٢) قال عليه الصلاة والسلام: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير للمناوي: (٢٨٣/٦) رقم الحديث: ٦٣٣٦، حرف الكاف، ط: [illegible] القاهرة)

☆ اجارہ کا معاملہ کرتے وقت اس بات کا تعین کرنا بھی ضروری ہے کہ روزانہ، یا ماہانہ یا سالانہ کرایہ کیا ہوگا، اور اگر اجارہ لمبی مدت کے لیے ہو تو پھر یہ بھی طے کرنا ضروری ہے کہ آئندہ اس میں اضافہ کتنی مدت بعد ہوگا، اور کس تناسب سے ہوگا تاکہ بعد میں کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو۔ (۱)

☆ جب تک اجارہ پر دینے والا اجارہ پر دیا ہوا اثاثہ اجارہ پر لینے والے کے قبضہ میں نہیں دے دیتا، یا اجارہ کے معاہدہ میں کرایہ کی رقم پیشگی ادا کرنے کی شرط نہیں لگا لیتا وہ کرایہ کی وصولی کا حق دار نہیں بنتا، لہٰذا اجارہ کا معاہدہ سے پہلے کرایہ ادا کرنے کا مطالبہ کرنا درست نہیں۔ (۲)

= ☐ كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الكبرى للبيهقي: (۳۵۰/۵) كتاب البيوع، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

☐ كل قرض جر نفعا فهو حرام۔ (شامي: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)

☐ تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد، فكل ما أفسد البيع يفسدها۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۶/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

☐ (يفسد الإجارة الشرط)... وكل شرط لا يقتضيه العقد و فيه منفعة لأحد المتعاقدين يفضي إلى المنازعة فيفسد الإجارة۔ (البحر الرائق: (۸۹/۸) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه)

☐ فتح القدير: (۹۲/۹) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه۔

(۱) ومنها أن تكون الأجرة معلومة۔ (الفتاوى الهندية: (۴۱۱/۴) كتاب الإجارة، الباب الأول في تفسير الإجارة وركنها... الخ، ط: رشيديه)

☐ بدائع الصنائع: (۱۹۳/۴) كتاب الإجارة، فصل: وأما شرائط الركن فأنواع، ط: سعيد۔

☐ الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۸۲۲/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الثالث: عقد الإيجار، المبحث الثاني: شروط الإجارة، ط: رشيديه۔

(۲) (واعلم أن الأجر لا يلزم بالعقد، فلا يجب تسليمه) به (بل بتعجيله أو شرطه في الإجارة... أو الاستيفاء) للمنفعة (أو تمكنه منه)۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۰/۶) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

☐ درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲۲۶/۲) كتاب الإجارة، ط: مير محمد كتب خانه۔

☐ البحر الرائق: (۷/۸) كتاب الإجارة، ط: رشيديه۔

☆ کرایہ کی ادائیگی میں تاخیر کی بنا پر کرایہ دار سے اضافی رقم وصول کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ کرایہ ادا کرنا لازم ہونے کے بعد کرایہ کی رقم کرایہ دار کے ذمہ دین (DEBT) بن جاتا ہے، جس پر ملنے والا کوئی بھی اضافہ کسی بھی نام سے ہو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوتا ہے، خواہ اجارہ پر دینے والا بینک یا مالیاتی ادارہ یہ اضافی رقم نیکی اور بھلائی کے کاموں پر خرچ کرے یا کسی بھلائی کے کام میں خرچ کرنے کے لیے وصول کرلے بہرصورت یہ ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

☆ اجارہ پر چیز لینے والا شخص (Lessee) صرف چیز کے استعمال کا حق خریدتا ہے چیز نہیں خریدتا، اور اجارہ کے پورے عرصہ کے دوران اصل چیز اجارہ پر دینے والے کی ملکیت میں رہتی ہے، اس لیے اگر اجارہ کی مدت کے دوران اجارہ پر دی گئی چیز کا کوئی نقصان ہوجائے تو وہ اجارہ پر دینے والا برداشت کرے گا۔ (۲)

---

(۱) قال عليه الصلاة والسلام: كل قرض جر منفعة فهو حرام۔ (فيض القدير للمناوي: (۲۸۲/٦) رقم الحديث: ٦٣٣٦، حرف الكاف، ط: دار الحديث)

▭ عن علي أمير المؤمنين رضي الله تعالىٰ عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا . . . وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة، فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴، ۵۱۳) كتاب الحوالة، باب كل قرض منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

▭ كل قرض جر نفعا فهو حرام۔ (شامي: (۱٦٦/٦) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: في القرض، ط: سعيد)

▭ الأشباه والنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: قديمي۔

(۲) (وعمارة الدار) المستأجرة (وتطينها) وإصلاح الميزاب وما كان من البناء على رب الدار وكذا كل ما يخل بالسكنى۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۷۹/٦) كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ط: سعيد)

▭ أعمال الأشياء التي تخل بالمنفعة المقصودة عائدة على الآجر، مثلا: تطهير الرحى على صاحبها، وكذلك تعمير الدار وطرق الماء وإصلاح منافذه وإنشاء الأشياء التي تخل بالسكنى وسائر الأمور التي تتعلق بالبناء كلها لازمة على صاحب الدار۔ (شرح المجلة لسليم باز: (۲۲۸/۱) المادة: ۵۲۹، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الأول، ط: فاروقيه)

▭ درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۶۰۸/۱) رقم الحديث: ۵۳۹، أيضا، ط: دار الجيل۔

ہم اگر اجارہ پر لینے والے کی زیادتی بے اعتنائی، غلط استعمال اور غفلت سے نقصان ہوا ہے تو وہ اجارہ پر لینے والا ہی برداشت کرے گا۔ (۱)

۲۰۹

☆ اجارہ اور لیز کی پوری مدت کے دوران اجارہ اور لیز پر دی گئی چیز کو استعمال کے قابل حالت میں رکھنا اجارہ پر دینے والے کی ذمہ داری ہے، کیونکہ کرایہ دار سے لیا جانے والا کرایہ اصل میں اثاثے جائیداد وغیرہ سے فائدہ اٹھانے کا معاوضہ ہے، لہٰذا اجارہ پر دینے والے کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کو درست حالت میں رکھے، تاکہ کرایہ دار اس سے مکمل طور پر فائدہ اٹھا سکے۔ (۲) البتہ جن اخراجات کا تعلق کرایہ دار کے استعمال سے ہے جیسے بجلی اور گیس وغیرہ کا بل وہ کرایہ دار کی ذمہ داری ہے۔ (۳)

) ولا يضمن ما هلك في يده أو بعمله كتخريق الثوب من دقه إلا إذا تعمد الفساد فيضمن كالمودع۔
در المختار مع الرد: (۶/۷۰، ۷۱) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب: ليس للأجير اص أن يصلي النافلة، ط: سعيد)
البحر الرائق: (۸/۵۳، ۵۴) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: رشيديه۔
تبيين الحقائق: (۵/۱۳۸) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: إمداديه ملتان۔
(وعمارة الدار) المستأجرة (وتطيينها) وإصلاح الميزاب وما كان من البناء على رب الدار) ا كل ما يخل بالسكنى۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۶/۷۹) كتاب الإجارة، باب فسخ ارة، ط: سعيد)
عمال الأشياء التي تخل بالمنفعة المقصودة عائدة على الآجر، مثلاً: تطهير الرحى على صاحبها، ك تعمير الدار و طرق الماء وإصلاح منافذه وإنشاء الأشياء التي تخل بالسكنى وسائر الأمور علق بالبناء كلها لازمة على صاحب الدار۔ (شرح المجلة لسليم باز: (۱/۲۲۸) المادة: ۵۲۹، ب الثاني: في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الأول، ط: فاروقيه)
رر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۶۰۸) رقم الحديث: ۵۲۹، أيضا، ط: دار الجيل۔
وله: لأن أثر الثنية وكرى الأنهار... الخ) والأصل هنا أن ما كان ملائما للعقد لا يكون مفسدا له ثم ك نقول: إنما تستأجر الأراضي لمنفعة المستأجر خاصة، فكل فعل ينتفع به المستأجر خاصة اب والزراعة والسقي يكون ملائما للعقد۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۵/۱۳۱) كتاب ة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه ملتان)
ر المختار مع رد المحتار: (۶/۶۰) كتاب الإجارة، مطلب: يخص القياس والأثر بالعرف العام خاص، ط: سعيد۔

☆ اجارہ میں یہ شرط رکھنا جائز نہیں کہ اجارہ کی مدت ختم ہونے کے بعد اجارہ اور لیز پر دی ہوئی چیز کرایہ دار کو فروخت یا ہبہ کر دی جائے گی، کیونکہ اس طرح شرط رکھنے سے ایک عقد میں دو عقد جمع ہو جاتے ہیں، اور یہ دینِ اسلام میں جائز نہیں ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیع سے منع فرمایا۔ (۱)

☆ جب اجارہ پر دینے والا اصل مالک اجازت دے یا عرف عام میں ایسا کرنا جائز سمجھا جاتا ہو تو کرایہ دار وہی اثاثہ اور جائیداد کسی دوسرے شخص کو بھی کرایہ پر دے سکتا ہے، خواہ دوسرے شخص سے لیا جانے والا کرایہ اصلی مالک کو ادا کئے جانے والے کرائے کے مساوی ہو یا اس سے کم ہو یا زیادہ اس کو ضمنی اجارہ (Sub Lease) کہا جاتا ہے۔

اگر دوسرے آدمی سے لیا جانے والا کرایہ اصلی مالک کو ادا کیے جانے والے کرائے کی رقم سے زیادہ ہے، مثلاً دس ہزار ماہانہ کرایہ پر لیا اور آگے پندرہ ہزار کرائے پر دیدیا، تو زائد کرائے کی رقم حلال ہونے کے لیے پہلے کرایہ دار کو اس میں کچھ کام کرنا پڑے گا ورنہ زائد رقم حلال نہیں ہوگی، مثلاً پہلے کرائے دار نے مکان یا مکان میں اپنی طرف سے لائٹ پنکھا لگا دیا یا فرنیچر رکھ دیا، یا اس میں رنگ و روغن کیا تو ان صورتوں میں کرایہ کی زائد رقم بھی حلال ہوگی۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة۔ (جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: سعيد)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

وكذلك لو باع عبدا على أن يستخدمه البائع شهرا أو دارا على أن يسكنها أو على أن يقرضه المشتري درهما أو على أن يهدي له هدية)؛ لأنه شرط لا يقتضيه العقد... ولأنه لو كان الخدمة والسكنى يقابلها شيء من الثمن يكون إجارة في بيع ولو كان لا يقابلهما يكون إعارة في بيع وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة۔ (الهداية: (۶۲/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

کرایہ دار کے لئے آگے کرایہ پر دینا جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اجارہ کا عقد ہونے کے بعد اس چیز کی منفعت کا مالک کرایہ دار بن جاتا ہے، لہٰذا وہ منفعت کو جس طرح چاہے آگے کسی کو فروخت کرسکتا ہے۔ (۱)

☆ فریقین کی رضامندی کے بغیر طے شدہ مدت ختم ہونے سے پہلے اجارہ ختم نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ اجارہ بھی بیع کی طرح عقد لازم ہے، اس لیے کسی ایک فریق کو یکطرفہ ختم کرنے کا حق نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً اجارہ پر دیا ہوا اثاثہ استعمال کے قابل نہیں رہا، یا کرایہ دار طے شدہ شرائط کی پابندی نہیں کررہا تو ایسی

---

(۱) جمهور الفقهاء (الحنفية والمالكية والشافعية والأصح عند الحنابلة) على جواز إيجار المستأجر إلى غير المؤجر الشيء الذي استأجره وقبضه في مدة العقد، ما دامت العين لا تتأثر باختلاف المستعمل، ولذا أجازه كثير من فقهاء السلف، سواء أكان بمثل الأجرة أم بزيادة ۔ وذهب القاضي من الحنابلة إلى منع ذلك مطلقا... والأول أصح؛ لأن قبض العين قام مقام قبض المنافع... وذهب الحنفية إلى جواز الإجارة الثانية إن لم تكن الأجرة فيها من جنس الأجرة الأولى للمعنى السابق، أما إن اتحد جنس الأجرتين، فإن الزيادة لا تطيب للمستأجر ۔ وعليه أن يتصدق، وصح الإجارة الثانية؛ لأن الفضل فيه شبهة ۔ أما إن أحدث زيادة في العين المستأجرة فتطيب الزيادة؛ لأنها في مقابلة الزيادة المستحدثة ۔ (الموسوعة الفقهية: (۱/۲٦۷، ۲٦۸) حرف الألف: إجارة، الفصل الثالث: أحكام الإجارة الأصلية والتبعية، المطلب الأول، ط: وزارة الاوقاف الشئون الاسلامية)

(للمستأجر أن يؤجر المؤجر) بعد قبضه وقيل: وقبله (من غير مؤجره) ۔ (قوله: للمستأجر أن يؤجر المؤجر... الخ) أي ما استأجره بمثل الأجرة الأولى أو بأنقص، فلو بأكثر تصدق بالفضل إلا في مسألتين كما مر ۔ (الدر المختار مع رد الرد: (٦/۹۱) كتاب الإجارة، مسائل شتى، مطلب في إجارة المستأجر للمؤجر ولغيره، ط: سعيد)

ولو آجر بأكثر تصدق بالفضل إلا في مسألتين: إذا آجرها بخلاف الجنس أو أصلح فيها شيئا ۔ (قوله: أو أصلح فيها شيئا) بأن جصصها أو فعل فيها مسناة، وكذا كل عمل قائم؛ لأن الزيادة بمقابلة ما زاد من عنده حملا لأمره على الصلاح كما في المبسوط ۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (٦/۲۹) كتاب الإجارة، باب ما يجوز من الإجارة وما يكون خلافا فيها، ط: سعيد)

المبسوط للسرخسي: (۱۵/۱۳۰) كتاب الإجارات، باب إجارة الدور والبيوت، ط: دار المعرفة ۔

صورت میں دوسرے فریق کو یکطرفہ اجارہ فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ (۱)

اجارہ میں اجرت کی شرح بینک میں

اسلامی بینک کے عقد اجارہ میں باقاعدہ اجرت متعین نہیں ہوتی، بلکہ عقد اجارہ میں اجرت کی شرح کے تعین کے لیے بازار یا کسی خاص ملک کی شرح سود کو معیار بنایا جاتا ہے، تاکہ اسلامی بینک کو اجارہ کے ذریعہ اتنا ہی نفع ہو جتنا سودی بینک لیزنگ اور سودی قرضوں پر حاصل کرتے ہیں، حالانکہ اجارہ میں اجرت کا پیشگی تعین اور معلوم ہونا ضروری ہے، ورنہ معاملہ ناجائز ہوتا ہے۔ اور سودی مارکیٹ میں شرح سود ہمیشہ یکساں نہیں رہتی، بلکہ بدلتی رہتی ہے، کیوں کہ افراطِ زر کی شرح کے تناسب سے سود کی شرح میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے، اس طرح اجرت مجہول ہوجائے گی، اجارہ صحیح نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) فالإجارة لازم إذا وقعت صحيحة عرية عن خيار الشرط والعيب والرؤية عند عامة العلماء، فلا تفسخ من غير عذر۔ وقال شريح: أنها غير لازمة وتفسخ بلا عذر؛ لأنها إباحة المنفعة فأشبهت الإعارة۔ ولنا: أنها تمليك المنفعة بعوض فأشبهت البيع۔ وقال سبحانه وتعالى: {أوفوا بالعقود} والفسخ ليس من الإيفاء بالعقد... ولأنها معاوضة مطلقة، فلا ينفرد أحد العاقدين فيها بالفسخ إلا عند العذر عن المضي في موجب العقد من غير تحمل ضرر كالبيع۔ (بدائع الصنائع: (۲۰۱/۳) كتاب الإجارة، فصل: وأما صفة الإجارة، ط: سعيد)

الدر المختار مع الرد: (۸۰/۶، ۸۱) كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ط: سعيد۔

تفسخ الإجارة... بعيب) قديم أو حادث (فوت النفع) بالمستأجر (كخراب الدار وانقطاع ماء الأرض أو الرحى)۔ (الدر المنتقى: (۵۵۳/۳) كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) وحكم الأول، وهو الفاسد وجوب أجر المثل بالإستعمال لو المسمى معلوما... تفسد الاجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد، وكل ما أفسد البيع كمامر (يفسدها) كجهالة مأجور أو أجرة أو مدة أو عمل وكشرط طعام عبد وعلف دابة ومرمة الدار أو مغارمها وعشر وخراج أو مؤنة رد۔ "اشباه"۔ (قوله: بالاستعمال) أي بحقيقة استيفاء المنفعة فلا يجب بالتمكن منها۔ (الدر مع الرد: (۳۵/۶، ۳۶) كتاب الاجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۹/۸) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه۔=

اجارہ میں حکمت

اجارہ (کرایہ داری) انسانوں کی بنیادی ضروریات کی فراہمی آسان بنانے کا ایک اہم ذریعہ ہے، بسا اوقات انسان کو کسی چیز کی شدید ضرورت ہوتی ہے، لیکن وہ اس کو خریدنے پر قادر نہیں ہوتا، یا وہ خریدنے پر قادر ہوتا ہے مگر اس کی مالیت کے مقابلے میں فائدہ بہت کم ہوتا ہے، اس وجہ سے انسان خریداری کے بجائے کرایہ داری کے معاملے کو ترجیح دیتا ہے، یا بعض اوقات آدمی کے پاس کوئی جائیداد یا چیز ہوتی ہے، اور اس کو فوری ضرورت نہیں ہوتی، مستقبل میں پیش آنے کا امکان ہوتا ہے، تو اس صورت میں بھی وہ فروخت کی جگہ کرایہ پر دینے کو بہتر سمجھتا ہے، تاکہ جائیداد وغیرہ بھی ہاتھ سے نہ نکلے اور کرایہ کی صورت میں فائدہ بھی حاصل ہوتا رہے۔

نیز یہ کہ دنیا میں بیشتر افراد کا روزگار اجارہ پر ہے اگر اس پر پابندی ہوتی تو بے روزگاری میں انتہائی حد تک اضافہ ہوتا۔ (۱)

موجودہ دور کی معاشی سرگرمیوں میں اجارہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے بغیر دنیا کا نظام نہیں چل سکتا، لہٰذا اس کی اجازت اللہ تعالیٰ کا خاص کرم اور احسان ہے۔

= شرح المجلة للأتاسي: (۵۳۸/۲، ۵۴۳)، رقم المادة: ۴۶۰، ۴۶۱، الكتاب الثاني: في الإجارات، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالأجرة، الفصل الرابع: في فساد الإجارة، وبطلانها، ط: رشيدیہ۔

(۱) لأن الله تعالى إنما شرع العقود لحوائج العباد، وحاجتهم إلى الإجارة ماسة؛ لأن كل واحد لا يكون له دار مملوكة يسكنها أو أرض مملوكة يزرعها أو دابة مملوكة يركبها وقد لا يمكنه تملكها بالشراء لعدم الثمن، ولا بالهبة ولا بالعارية؛ لأن نفس كل واحد لا يسمح بذلك فيحتاج إلى الإجارة فجوزت بخلاف القياس لحاجة الناس كالسلم ونحوه... فلو لم يشرع الإجارة مع امتساس الحاجة إليها لم يجد العبد لدفع هذه الحاجة سبيلا وهذا خلاف موضوع الشرع۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۴/۴) كتاب الإجارة، فصل في ركن الإجارة ومعناها، ط: سعيد)=

اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی

جس چیز کا آدمی خود مالک نہیں ہے اور اس نے مالک کی اجازت کے بغیر وہ چیز اپنی طرف سے خود فروخت کردی ہے تو یہ بیع (بیچنا) مالک کی اجازت پر موقوف رہے گی، اگر مالک اجازت دے دے گا تو بیع صحیح ہوجائے گی اور اگر مالک اجازت نہیں دے گا تو بیع صحیح نہیں ہوگی، اور یہ غیر موجود چیز کے حکم میں ہوگا۔ (۱)

= (إلا أنا جوزناه) أي عقد الإجارة (لحاجة الناس إليه) قد يحتاج إلى منافع الأعيان لإقامة المصالح، ولا يجد الثمن يشتري العين، وصاحب الأعيان قد يحتاج إلى الدراهم ولا يتهيأ له البيع، والفقير يحتاج إلى المال والغني إلى الأعمال فلو لم تجز الإجارة تضاق الأمر على الناس، ولهذا يترك القياس كما جاز السلم لحاجة المفاليس۔ (البناية شرح الهداية: (۲۷۰/۹) كتاب الإجارات، ط: دار الفكر)

المبسوط للسرخسي: (۷۵/۱۵) كتاب الإجارات، ط: دار المعرفة۔

(۱) البيع نوعان: صحيح و فاسد ـ والصحيح نوعان: لازم و غير لازم ... ومنهم من جعله قسيما للصحيح وعليه مشي الشارح الزيلعي، فإنه قسمه إلى صحيح، وباطل، وفاسد وموقوف، فجعله من غير الجائز مريدا بالجائز النافذ... وقال قبله في جواب الشافعي في بيع الفضولي: إنه غير صحيح؛ لأنه لا يفيد حكمه و صحة التصرف عبارة عن اعتباره في حق الحكم۔ فقال: قلنا نعم، وعندنا هذا التصرف يفيد في الجملة، وهو ثبوت الملک موقوفا على الإجازة إما من كل وجه أو من وجه لكن لا يظهر شيئ من ذلک عند العقد، وإنما يظهر عند الإجازة۔ (البحر الرائق: (۱۱۳/۶، ۱۱۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد ط: رشيديه)

ومن باع ملک غيره فللمالک أن يفسخه أو يجيزه إن بقي العاقدان والمعقود عليه وله وبه) يعني أنه صحيح موقوف على الإجازة بالشرائط الأربعة... ولو قال: لا أجيز يكون ردا للبيع بخلاف الرضا۔ (البحر الرائق: (۲۳۵/۶، ۲۳۷) كتاب البيع، فصل: في بيع الفضولي، ط: رشيديه)

إذا كان البيع غير لازم كان حق الفسخ لمن له الخيار، البيع الموقوف يفيد الحكم عند الإجازة، وأما قبل الإجازة، فلا يفيده حتى أن المشتري من الفضولي لو باعه قبل إجازة المالک، البيع الأول وهو بيع الفضولي، يكون بيع من اشترى منه باطلا۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۷۳/۲، ۳۷۳) رقم المادة: ۳۷۶، ۳۷۷، الكتاب الأول: البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۸/۱) رقم المادة: ۳۷۶، ۳۷۷، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئته۔

اجازت کے بغیر کسی کی زمین فروخت کرنا

بعض علاقوں میں بہنوں اور بیٹیوں کو وراثت کا حصہ نہیں دیتے اور بھائی اور بیٹے میت کے تمام ترکہ اور جائیداد وغیرہ پر قبضہ کر لیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے ایسے لوگ جنت سے بھی محروم رہیں گے۔ (۱)

ایسے بھائی، بہنوں کے حصوں کو ناجائز طور پر قبضہ کرنے کی وجہ سے غاصب اور ظالم ہیں، اگر ایسے بھائی بہنوں کے حصے کی زمین کو ان کی اجازت کے بغیر فروخت کریں گے تو یہ بیع فضولی ہوگی اور بہنوں کی اجازت پر موقوف رہے گی، اگر وہ اجازت دیں گی تو بیع نافذ ہوگی، ورنہ بیع باطل ہو جائے گی۔ (۲)

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قطع ميراث وارثه قطع الله ميراثه من الجنة يوم القيامة، رواه ابن ماجة ورواه البيهقي في شعب الإيمان، عن أبي هريرة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٦٦) باب الوصايا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

◻ عن سعيد بن زيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ شبرا من الأرض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين۔ متفق عليه (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٣) باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمي)

◻ بدائع الصنائع: (١٤٨/٧) كتاب الغصب، فصل: وأما حكم الغصب، ط: سعيد۔

(٢) كل واحد من الشركاء في شركة الملك أجنبي في حصة الآخر ولا يعتبر أحد وكيلا عن الآخر، فلذلك لا يجوز تصرف أحدهما في حصة الآخر بدون إذنه۔ (شرح مجلة الأحكام لسليم رستم باز، (٤٧٧/١) [المادة: ١٠٧٥] الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئٹه)

◻ ولا يجوز لأحدهما أن يتصرف في نصيب الآخر إلا بأمره، وكل واحد منهما كالأجنبي في نصيب صاحبه۔ (الفتاوى الهندية: (٣٠١/٢) كتاب الشركات، الباب الأول: في بيان أنواع الشركة وأركانها...، الفصل الأول في بيان أنواع الشركة، ط: رشيديه)

◻ شرح المجلة للأتاسي: (١٥/٣) رقم المادة: ١٠٧٥، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئٹه۔

اجرت پیشگی دینا

اجارہ (کرایہ کے معاملہ) میں اصل قاعدہ تو یہی ہے کہ جب کام پورا ہوجائے یا اجیر ڈیوٹی پوری کردے اس وقت اجرت کا مستحق قرار پاتا ہے اور مالک کے ذمہ اجرت کی ادائیگی لازم ہوجاتی ہے، تاہم اگر کوئی ملازم پیشگی اجرت کی شرط رکھے یا دکان یا مکان کا مالک پیشگی کرایہ کا مطالبہ کرے اور کرایہ دار اس شرط کو تسلیم کرے یا ادارہ اور کمپنی خود ملازمین کو مہینے کے شروع میں پیشگی تنخواہ ادا کردے، یہ سب صورتیں آپس کی رضامندی سے شرعاً جائز ہیں۔(۱)

اجرت دلالوں کے آپس میں تقسیم کرنے کا طریقہ

''دلالوں کا آپس میں اجرت تقسیم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۰/۳)

اجرت ڈاڑھی مونڈنے کی

''ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۵/۳)

---

(۱) لاتلزم الأجرة بالعقد المطلق۔ یعنی لایلزم تسلیم بدل الإجارہ بمجرد انعقادها حالاً، سواء کان البدل عینًا أو دینًا ... تلزم الأجرة بالتعجیل یعنی لو سلم المستأجر الأجرة نقدًا ملکها الآجر ولیس للمستأجر استردادها، سواء کانت الإجارة منجزة أو مضافة ... تلزم الأجرة بشرط التعجیل یعنی لو شرط کون الأجرة معجلة یلزم المستأجر تسلیمها إن کان عقد الإجارة واردًا علی منافع الأعیان أو علی العمل ففي الصورة الأولی للآجر أن یمتنع عن تسلیم المأجور، وفي الصورة الثانیة للأجیر أن یمتنع عن العمل إلی أن یستوفیا الأجرة، وعلی کلتا الصورتین لهما المطالبة بالأجرة نقدًا فإن امتنع المستأجر عن الإیفاء فلهما فسخ الإجارة۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۰۸/۱)، رقم المادة: ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، الکتاب الثاني: في الإجارة، الباب الثالث: في المسائل التي تتعلق بالأجرة، الفصل الثاني؛ في المسائل المتعلقة بلزوم الأجرة وکیفیة استحقاقها للمؤجر، ط: فاروقیه کوئٹه)

الدر مع الرد: (۲۳/۶) کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، ط: سعید۔

شرح المجلة للأتاسي: (۵۳۹/۲، ۵۱۱) رقم المادة: ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، الکتاب الثاني في الإجارة، الباب الثالث، الفصل الثاني: في المسائل المتعلقة بسبب لزوم الأجرة وکیفیة استحقاق الأجر الأجرة، ط: رشیدیه۔

اجرت کی رسید کی کام مکمل کرنے سے پہلے خرید وفروخت کرنا

......اجرت کی رسید کی کام مکمل ہونے سے پہلے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور کام مکمل کرنے کے بعد اجرت کی رسید میں جتنی رقم لکھی ہوئی ہے اتنی رقم کے عوض میں فروخت کرنا یعنی حوالہ کرنا جائز ہے۔

مثلاً: زید ٹھیکیداری کا کام کرتا ہے، اس کے ہاں کاروبار کا یہ طریقہ ہے کہ وہ دوسرے اشخاص سے گاڑیاں کرایہ پر لے لیتا ہے اور اجرت کی رسید دے دیتا ہے، مگر اجرت کام ختم ہونے کے بعد دیتا ہے، اب اگر گاڑی کے مالک کو پیسوں کی ضرورت ہو اور وہ اسی رسید کو ٹھیکیدار یا کسی دوسرے پر فروخت کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کام مکمل ہونے سے پہلے فروخت کرنا (حوالہ کرنا) جائز نہیں ہوگا[1] اور کام مکمل ہونے کے بعد رسید میں لکھی ہوئی رقم کے برابر رقم سے تبادلہ کرنا جائز ہوگا۔[2]

---

(۱) وعن ابن عباس قال: أما الذي نهى عنه النبي صلى الله عليه وسلم فهو الطعام أن يباع حتى يقبض، قال ابن عباس: ولا أحسب كل شيئ إلا مثله۔ متفق عليه (مشكاة المصابيح: (ص:۲۴۷) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، وفيه أيضا: وعنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايحل سلف وبيع، ولا شرطان في بيع ولا ربح مالم يضمن، ولا بيع ماليس عندك۔ رواه الترمذي. . . ، (ص:۲۴۸) الفصل الثاني، ط: قديمي)

لايملك الأجرة الابواحد من هذه الأربعة، والمراد أنه لايستحقها المؤجر الابذلك . . . لكن ليس له بيعها قبل قبضها۔ (البحر الرائق: (۳۰۰/۷) كتاب الاجارة، ط: رشيديه كوئٹه)

(قوله: ومايستجره الانسان) ذكر في البحر: ان من شرائط المعقود عليه أن يكون موجوداً، فلم ينعقد بيع المعدوم۔ (شامي: (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، قبيل: مطلب في بيع الاستجرار، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع، . . .، ط: رشيديه)

(۲) هي نقل الدين من ذمة إلى ذمة وتصح في الدين لا في العين برضا المحتال والمحتال عليه۔ (البحر الرائق: (۳۱۰/۶) كتاب الحوالة، ط: رشيديه)

الهندية: (۲۹۵/۳) كتاب الحوالة، الباب الأول، ط: رشيديه۔

الدرمع الرد: (۳۴۰/۵) كتاب الحوالة، ط: سعيد۔

اجرت متعین کرنا قرض وصول کرنے کے لیے

"قرض وصول کر کے دینے کی اجرت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۱/۵)

اجرت متعین کرنے کا طریقہ

"دلال کی اجرت متعین ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۶/۳)

اجزائے ترکیبی کے بارے میں غلط بیانی کرنا

"اشیا کے اجزائے ترکیبی کے متعلق غلط بیانی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا

شدید مجبوری کے بغیر غیر محرم عورت کو ہاتھ لگانا شرعاً بڑا گناہ ہے؛ اس لیے اجنبی عورت سے ہرگز ہرگز مصافحہ نہ کرے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہاتھ کا زنا قرار دیا ہے، چناں چہ حدیث شریف میں ہے:

"والیدان تزنیان وزناھما البطش"۔ (۱)

یعنی ہاتھوں کا بھی زنا ہے، ہاتھوں کا زنا یہ ہے کہ (اجنبی مرد وعورت کا) ایک دوسرے کو پکڑنا۔

ایک روایت میں ہے کہ: "اپنے سر میں سوئی گھونپنا زیادہ بہتر ہے اس سے

(۱) عن أبي هريرة قال: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لكل ابن آدم حظه من الزنا بهذه القصة قال: واليدان تزنيان فزناهما البطش والرجلان تزنيان فزناهما المشي والفم يزني فزناه القبل۔ (أبو داود: (۳۱۰/۱) كتاب النكاح، باب مايؤمر به من غض البصر، رقم الحديث: ۲۱۵۳، ط: رحمانية كوئٹه)

سنن البيهقي الكبرى: (۸۹/۷) رقم الحديث: ۱۳۲۸۹، كتاب النكاح، باب تحريم النظر إلى الأجنبيات من غير سبب مبيح، ط: مكتبة دار باز مكة المكرمة)

مسند أحمد بن حنبل: (۳۴۳/۲) رقم الحديث: ۸۵۰۷، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة القرطبة القاهرة۔

کہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لیے حلال نہ ہو"۔ (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی عورتوں سے مصافحہ نہیں فرماتے تھے، بلکہ اگر کوئی عورت خود درخواست کرتی تب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم صاف انکار فرمادیتے تھے۔ (۲)

اس لیے دکانداروں کے لیے نامحرم عورتوں کو گھڑی، زیورات، کپڑے اور جوتے وغیرہ پہنانا اور ان سے مصافحہ کرنا ناجائز اور گناہ ہے، اسی طرح باہر ممالک سے آنے والی مختلف کمپنیوں کے نمائندہ عورتوں سے مصافحہ کرنا بھی حرام ہے۔

اجنبی کے فعل کی شرط لگانا بیع میں

"بیع میں اجنبی کے فعل کی شرط لگانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۲/۲)

---

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لأن يطعن في رأس أحدكم بمخيط من حديد خير له من أن يمس امرأة لا تحل له. (المعجم الكبير للطبراني: (۲۱۱/۲۰) رقم الحديث: ۴۸۶، باب الميم، معقل بن يسار يكنى أباعلي، ط: مكتبة العلوم والحكم)

☐ كنز العمال: (۳۲۸/۵) رقم الحديث: ۱۳۰۶۵، كتاب الحدود من قسم الأقوال، الباب الثاني في أنواع الحدود، الفصل الأول: في الزنا، الفرع الثاني في مقدمات الزنا و الخلوة بالأجنبية، ط: مؤسسة الرسالة)

☐ فيض القدير: (۳۲۹/۵) رقم الحديث: ۷۲۱۶، حرف اللام، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) أخبرنا مالك أخبرنا محمد بن المنكدر عن أميمة بن رقيقة أنها قالت: أتيت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم في نسوة تبايعه، فقلنا: يارسول الله نبايعك على أن لا نشرك بالله شيئاً، ولا نسرق ولا نزني ولا نقتل أولادنا ولا نأتي ببهتان نفتريه بين أيدينا وأرجلنا ولا نعصيك في معروف، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فيما استطعتنّ وأطقتنّ، قلنا: الله ورسوله أرحم منا بأنفسنا، هلمّ نبايعك يارسول الله! قال: إني لا أصافح النساء، وإنما قولي لمائة امرأة كقولي لامرأة واحدة أو مثل قولي لامرأة واحدة. (موطا امام محمد: (ص: ۳۹۳، ۳۹۴) كتاب السير، باب ما يكره من مصافحة النساء، ط: قديمی كتب خانه)

☐ موطا الإمام مالك: (ص: ۷۳۰) كتاب الجامع، ماجاء في البيعة، ط: قديمی)

☐ فيض القدير: (۲۲/۳) رقم الحديث: ۲۶۳۶، حرف الألف، ط: دار الكتب العلمية۔

اجیر خاص

☆......اگر دلال یا کسی آدمی کو کسی خاص آدمی یا ادارے نے وقت کی تعیین کے ساتھ کام کرنے کے لیے رکھا ہو تو وہ ''اجیر خاص'' ہے۔(۱)

☆......تاجر کا دلال کے ساتھ جو عقد ہوتا ہے وہ عقد اجارہ ہے، لہٰذا اگر اجارے کی شرائط کا لحاظ رکھا جائے گا تو دلالی کا کام جائز ہوگا ورنہ نہیں۔(۲)

(۱، ۲) الأجير على قسمين: القسم الأول هو الأجير الخاص الّذي استؤجر على أن يعمل للمستأجر فقط... كالخادم المؤظف، القسم الثاني هو الأجير المشترك الّذي ليس بمقيد بشرط الأيعمل لغير المستأجر، وبعبارة أخرى: الأجير المشترك من يعمل لا لواحد... أو يعمل له عملاً غير موقت أو مؤقتا بلا تخصيص... كالحمال والدلال والخياط والساعاتي والصائغ،...۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱۸۸/۱، ۱۸۹) رقم المادة: ۴۲۲، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب الأول: في الضوابط العمومية، ط: فاروقيه كوئته)

يشترط أن تكون الأجرة معلومة... يشترط في الإجارة أن تكون المنفعة معلومة بوجه يكون مانعا للمنازعة... المنفعة تكون معلومة ببيان مدة الإجارة... تكون المنفعة معلومة في استئجار أهل الصنعة ببيان العمل، يعني بتعين مايعمل الأجير أو تعيين كيفية عمله۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۲۰۳/۱) رقم المادة: ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۵) الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب الثاني: في المسائل المتعلقة بالأجرة، الفصل الثالث: في شروط صحة الإجارة، ط: فاروقيه كوئته)

تبطل الإجارة إن لم يوجد أحد شروطها۔ المراد بشروط الإجارة الشروط الراجعة إلى ركن العقد كشرط صدوره من أهله... تفسد الإجارة لو وجدت شروط انعقاد الإجارة ولم يوجد أحد شروط الصحة... لما كانت الإجارة نوعا من البيع فتفسد بكل ما يفسد البيع كجهالة مأجور أو أجرة أو عمل أو مدة۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۲۰۳/۱، ۲۰۵) رقم المادة: ۴۵۸، ۴۶۰، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الثاني: الفصل الرابع: في فساد الإجارة وبطلانها، ط: فاروقيه كوئته)

الدر مع الرد: (۵/۶)، و: (۶۳/۶، ۶۹) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مبحث الأجير المشترك، ومبحث الأجير الخاص، و: (۴۶/۶، ۴۷) باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

شرح المجلّة للأتاسي: (۳۸۱/۱) رقم المادة: ۴۲۲، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب الأول: في الضوابط العمومية، و: (۵۳۲/۱، ۵۳۳) رقم المادة: ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۵) الباب الثاني: في المسائل المتعلّقة بالأجره، الفصل الثالث: في شروط صحة الإجارة، و: (۵۳۶/۱، ۵۳۸) رقم المادة: ۴۵۸، ۴۶۰) الفصل الرابع: في فساد الإجارة وبطلانها، ط: رشيديه۔

☆.....دلالی جائز ہونے کی شرائط یہ ہیں:

① اگر دلال اجیر خاص ہے تو اس کے کام کی اجرت و معاوضہ کی مدت اور خود اجرت کا متعین ہونا ضروری ہے، مثلاً: ایک مہینہ کام کرنے کی ماہانہ اجرت ملا کرے گی یا سال بھر کام کرنے کے بعد سالانہ اجرت ملے گی، یا کم و بیش جو بھی مدت ہو، اور دلال کی اجرت بھی متعین ہو، مثلاً: روزانہ پانچ سو روپے یا ماہانہ بیس ہزار روپے وغیرہ۔[1]

② اور اگر دلال وکیل یا اجیر مشترک ہے تو اس سے جو کام مطلوب ہے وہ اور اجرت دونوں کا متعین ہونا ضروری ہے۔[2]

اجیر مشترک

جب دلال یا کوئی شخص ایک ہی وقت میں متعدد لوگوں کے کام کرنے کے لیے آزاد ہو تو وہ اجیر مشترک ہوگا۔[3]

مزید "اجیر خاص" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۰/۱)

اچھا اور خراب

"کچھ اچھا کچھ خراب" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۴/۵)

اچھے مقاصد کے لیے سودی قرضہ لینا

"سودی قرضہ لینا اچھے مقاصد کے لیے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۰/۴)

احتکار

"ذخیرہ اندوزی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۶/۳)

(۱، ۲، ۳) انظر إلى الحاشية السابقة، رقم ۱، ۲۔ على الصفحة السابقة تحت نفس العنوان۔

اخبارات

روزنامہ، ہفتہ وار، ماہنامہ وغیرہ میں پرچے اور صفحات کی تعداد متعین نہیں ہوتی اور یہ تفصیل بھی معلوم نہیں ہوتی کہ مضامین اور اخبار کے صفحات کتنے ہوں گے اور اشتہارات کتنے صفحات میں آئیں گے، خصوصی نمبرات کتنے ہوں گے اور تعطیلات کی بنا پر کتنے اخبارات یا نمبرات بند رہیں گے، لیکن اس کے باوجود اخبارات اور ماہناموں کی خریداری پہلے سے یا روزانہ کرنا جائز ہے، اس قسم کی جہالت سے بیع (خرید وفروخت) فاسد اور معاملہ ناجائز نہیں ہوتا؛ کیوں کہ اس قسم کی جہالت سے جھگڑا نہیں ہوتا، اور جس جہالت سے جھگڑا نہیں ہوتا اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی، اس لیے اس سے بھی بیع فاسد نہیں ہوگی۔ (۱)

اخبارات کی خرید وفروخت

اخبارات کی خرید وفروخت کا بنیادی مقصد ملکی اور غیر ملکی حالات اور واقعات سے باخبر رہنا ہے، باقی رہا جاندار کی تصاویر کا مسئلہ تو اس کا گناہ تصاویر بنانے والے پر ہے، اسی طرح جھوٹ اور بے بنیاد باتیں شائع کرنے والے خود گناہ گار ہیں، اخبار خریدنے والا گناہ گار نہیں ہوگا، البتہ اگر کسی اخبار یا میگزین وغیرہ کی اشاعت کا مقصد عقائد کو خراب کرنا، دین کا مذاق بنانا، فحاشی، عریانی اور لادینیت کو فروغ دینا ہو اور اس سے معاشرے کے افراد کی عادات، اخلاق اور عقائد متاثر ہوتے ہوں تو ایسے

---

(۱) وما كل جهالة تفسد البيع، فإن كثيراً من الأمور يترك مهملاً في البيع، واشتراط الاستقصاء حرج، ولكن المفسد هو المفضي إلى المنازعة۔ (حجة الله البالغة: (۱۰۹/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

وذلك لأن العقود على نحوين: نحو يكون معصية في نفسه وذا لا يجوز مطلقاً، ونحو آخر لا يكون معصية، وإنما يحكم عليه بعدم الجواز لإفضائه إلى المنازعة فإذا لم تقع فيه منازعة جاز۔ (فيض الباري للكشميري: (۲۸۹/۳) كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد، ط: اشرفيه كوئٹه)

الدر مع الرد: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

اخبارات کی خرید و فروخت سے بچنا ضروری ہے۔ (۱)

اختیارات کا مفہوم

سرمایہ دارانہ نظام معیشت میں رائج اختیارات اور شریعت میں جائز اختیارات الگ الگ ہیں دونوں کے درمیان کوئی مناسبت اور تعلق نہیں ہے۔

اختیار کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ بیع باقی رکھنے یا فسخ کرنے میں جو صورت بہتر معلوم ہو اس کا انتخاب کر لیا جائے، اس کی کوئی فیس مقرر نہیں ہوتی، اور یہ حق دوسرے کسی آدمی کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) [ولا تكسب كل نفس إلا عليها ولا تزر وازرة وزر أخرى] [الأنعام: ۱۶۴]

قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم ... وأما اتخاذ المصور بحيوان فإن كان معلقاً على حائط سواء كان له ظلّ أم لا أو ثوباً ملبوساً أو حمامةً أو نحو ذلك فهو حرام، وأما الوسادة ونحوها مما يمتهن فليس بحرام۔ (المرقاة شرح المشكاة: (۳۲۶/۸)، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: امدادیہ ملتان)

وإذا سأل الرجل غيره الأخبار المحدثة في البلد، قال بعضهم: يكره الإخبار والإستخبار، وقال بعضهم: لا يكره الإستخبار، ويكره الإخبار، والصحيح: أنه لا بأس بالاخبار أيضاً ليكون عالماً بالمصالح۔ (الفتاوى الخانية على هامش الفتاوى الهندية: (۳/۴۲۵)، كتاب الحظر والإباحة، فصل: في التسبيح والتسليم...، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير الحيوان وتحريم اتخاذ ما فيه صورة... ط: قدیمی۔

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۰۹/۲) البيوع المنهي عنها، ط: کتب خانہ رشیدیہ دھلی)

(۲) (الخيار كون أحد العاقدين مخيرًا ...) الخيار هو أن يكون الإنسان مخيرًا بين تنفيذ العقد وبين فسخه۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۱۰/۱) المادة: ۱۱۶، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الجيل)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۵/۱) المادة: ۱۱۶، ايضاً، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

وفي الأشباه: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۱۸) كتاب البيوع، ط: سعيد)

اور سرمایہ دارانہ نظامِ معیشت میں رائج اختیار سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کو خریدنے یا بیچنے کا محض ایک حق ہو اور یہ کوئی ایسا مالی حق بھی نہیں جس کا معاوضہ لینا جائز ہو، لہٰذا اختیارات کی خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

اس سے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ بھی حرام ہے۔(۲)

مزید یہ کہ اختیارات کی خرید و فروخت ایک ایسا عمل ہے، جو غرر اور سٹہ بازی جیسی قباحتوں سے خالی نہیں ہے۔(۳)

اختیار بیچنے والا

''اختیار کا خریدار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۲۲۸)

---

(۱) إنّ المقصود بعقود الإختيارات الاعتياض عن الالتزام ببيع شيئ محدد موصوف أو شرائه بسعر محدد خلال فترة زمنية أو في وقت معين إمّا مباشرة أو من خلال هيئة ضامنة لحقوق الطرفين۔ حكمه الشرعي: إنّ عقود الاختيارات: كماتجرى اليوم في الأسواق المالية العالمية؛ لاتنضوي تحت أي عقد من العقود الشرعية المسماة، فهي عقود مستحدثة۔ وبما أنّ المعقود عليه ليس مالاً ولا منفعة ولا حقًا ماليًا يجوز الاعتياض عنه، فإنّه غير جائز شرعًا وبما أنّ هذه العقود لاتجوز ابتداءً فلايجوز تداولها۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۱۹۵/۷) القسم الرابع: الملكية و توابعها، المبحث السابع: عائد الاستثمار، الأسواق المالية، ثانيًا: بيع الاختيارات، ط: رشيديه)

☜ فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲۸۸/۱) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن... الخ، الشرط الأوّل: مالية المبيع، بيع الاختيارات، ط: معارف القرآن۔

(۲) فإنّ هذا الالتزام ليس حقا يقبل الانتقال إلى المشتري، وإنّما هو وعد محض من قبل الملتزم ولايجوز أخذ العوض على مثل هذا الوعد۔ (فقه البيوع: (۲۸۸/۱) ط: معارف القرآن)

☜ عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إنّ الله تعالى: إذا حرم شيئًا حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطني: (۳۸۸/۳) رقم الحديث: ۲۸۱۵، مؤسسة الرسالة)

☜ إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة... الخ، ط: إدارة القرآن۔

(۳) والواقع أنّ هذه التعاملات داخلة في المضاربات الّتي هي أشبه بالمقامرة منها بالبيع والتجارة۔ وذلک أنّ بائع الاختيار لايملک ما يلتزم ببيعه وإنّما يدخل في هذا الالتزام على أساس التوقعات الّتي يخمّنها للمستقبل، وكذلک المشتري۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲۸۸/۱) المبحث الثالث، في أحكام المبيع والثمن... الخ، الشرط الأوّل مالية المبيع، بيع الاختيارات، ط: معارف القرآن)

اختیار (خیارِ شرط) ختم کرنا چاہے تو

اگر صاحبِ اختیار خیارِ شرط کی صورت میں سودا ختم کرنا چاہے تو اس کے لیے دوسرے فریق کو اس کی خبر دینا ضروری ہے، دوسرے فریق کو خبر دیے بغیر یک طرفہ طور پر سودا ختم نہیں کیا جا سکتا۔ (۱) ۲۲۵

اختیارِ خریدنے کا مقصد (Call Option)

سرمایہ دارانہ نظام میں اختیار خریدنے کا پہلا مقصد یہ ہے کہ خرید و فروخت کے ذریعہ قیمتوں کے اتار چڑھاؤ سے فائدہ اٹھایا جائے۔

مثال کے طور پر کسی کمپنی کے ایک سو شیئرز ہیں جن کی موجودہ قیمت ایک سو روپے فی شیئر ہے، زید کے خیال میں ایک مہینہ تک اس شیئر کی قیمت میں اضافہ ہونے کی توقع ہے، لہٰذا عمرو زید کو پانچ روپے فی شیئر فیس ادا کر کے ایک مہینہ تک سو شیئر سو روپے کے حساب سے خریدنے کا اختیار لے لیتا ہے، اس مثال میں عمرو اختیار خریدنے والا ہے، اور زید اختیار بیچنے والا ہے، اب یہاں تین حالتیں پیش آ سکتی ہیں۔

❶ مقررہ تاریخ تک شیئر کی قیمت پانچ روپے سے زائد ہو گئی، مثلاً ایک

---

(۱) كل من شرط له الخيار في البيع يصير مخيرا بفسخ البيع في المدة المعينة للخيار . . . ، فسخ البيع وإجازته في مدة الخيار كما يكون بالقول يكون بالفعل أيضا . . . أما الفسخ . . . وإن كان بالقول لا ينفسخ البيع إلا بعلم صاحبه في مدة الخيار، فلو لم يعلم حتى مضت المدة، لزم العقد۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲۳۶/۲، ۲۳۷) رقم المادة: ۳۰۱، ۳۰۲، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الأول: في بيان خيار الشرط، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵۸۰/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۶/۱) رقم المادة: ۳۰۱، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الأول: في بيان خيار الشرط، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شیئر کی قیمت ایک سو چھ روپے ہوگئی ہے، تو عمرو زید سے ایک سو روپے فی شیئر کے حساب سے وہ شیئرز خرید کر مارکیٹ میں ایک سو چھ روپے میں فروخت کر دے گا، اس طرح اسے پانچ سو روپے آپشن فیس ادا کرنے کے بعد سو روپے کا فائدہ ہو جائے گا جب کہ زید کو سو روپے کا نقصان ہوگا۔

۞ شیئر کی قیمت کم ہو کر نوے روپے رہ گئی ہے تو اس صورت میں عمرو زید سے شیئرز نہیں خریدے گا کیونکہ مارکیٹ میں اس کی قیمت گر چکی ہے، اگر اسے شیئرز خریدنے کی دلچسپی ہوئی بھی تو وہ زید سے ایک سو میں خریدنے کی بجائے مارکیٹ سے نوے روپے میں خریدنے کو ترجیح دے گا کیونکہ اس طرح اس کا نقصان آپشن فیس تک ہی محدود رہے گا، جو کہ پانچ سو روپے ہے اور یہی پانچ سو روپے زید کا منافع ہے۔

۞ شیئر کی قیمت میں اضافہ تو ہوا مگر "آپشن فیس" پانچ سو روپے سے کم ہوگئی مثال کے طور پر تین روپے کا اضافہ ہوا ہے، تب بھی "اختیار کا خریدار" عمرو زید سے وہ شیئرز خرید لے گا، حالانکہ اس صورت میں عمرو کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو رہا، تاہم اس کا خسارہ کم ہو جاتا ہے، کیونکہ نہ خریدنے کی صورت میں پوری آپشن فیس رائیگاں جاتی ہے، جبکہ خریداری کی صورت میں صرف تین روپے کا نقصان ہے۔

اختیار خریدنے کا دوسرا مقصد یہ ہے کہ قیمتوں میں ممکنہ اضافہ سے پیشگی تحفظ اور متوقع کمی سے فائدہ اٹھایا جائے یعنی احتیاطی تدبیر کے طور پر اختیار کو خرید لیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر عمرو کے ذمہ ایک ہزار امریکی ڈالر قرض ہے، جو اس نے تین ماہ کے بعد ادا کرنا ہے، ڈالر کی موجودہ قیمت ایک سو پندرہ روپے ہے، زید اس کشمکش میں ہے کہ وہ ابھی ڈالر خرید لے یا ادائیگی کے موقع پر خریدے، کیونکہ اگر وہ ابھی خرید لیتا ہے اور ادائیگی تک اس کی قیمت کم ہو جاتی ہے، تو اس کا نقصان ہے

کیونکہ اس نے ڈالر مہنگے داموں خریدا ہوا ہے، اور اگر اس وقت نہیں خریدتا تو ممکن ہے، ادائیگی تک اس کی قیمت بڑھ جائے، اور اسے مہنگے داموں خریدنا پڑے، یہ بھی نقصان کا سودا ہوگا، لہٰذا عمرو زید کو ایک روپیہ فی ڈالر فیس ادا کر کے تین مہینوں تک ایک سو پندرہ روپے فی ڈالر پر ایک ہزار ڈالر خریدنے کا اختیار لے لیتا ہے، اب اگر مقررہ تاریخ تک روپے کے مقابلہ میں ڈالر کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو عمرو زید سے ایک سو پندرہ روپے کے حساب سے ایک ہزار ڈالر خریدے گا، اور اگر کمی واقع ہوئی تو عمرو زید سے خریدنے کے بجائے مارکیٹ سے خریدے گا تاکہ اس کا نقصان کم سے کم ہو، اس صورت میں عمرو کو آپشن فیس کا نقصان برداشت کرنا پڑے گا تاہم مارکیٹ سے ڈالر سستا مل جائے گا۔

دینِ اسلام میں اس طرح فیس دے کر متعینہ مدت کے لیے خریدنے یا بیچنے کا اختیار خریدنا جائز نہیں ہے، اس طرح معاملات کر کے نفع کمانا اور نقصان بھرنا سب ناجائز اور حرام ہے، مسلمانوں کے لیے اس قسم کا معاملہ کرنا یا اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴/ ۵۱۸) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) الفن الثاني: الفوائد، کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

بیع الحقوق بانفرادها لایجوز۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۸۵) شرح المادة: ۲۱۶، البیوع، الباب الثاني، الفصل الثاني في ما یجوز بیعه وما لایجوز، ط: مکتبه فاروقیه)

بیع الاختیارات: صورة العقد: إن المعقود بعقود الاختیارات الاعتیاض عن الالتزام ببیع شيء محدد موصوف أو شرائه بسعر محدد خلال فترة زمنیة معینة أو في وقت معین إما مباشرة أو من خلال هیئة ضامنة لحقوق الطرفین۔ حکمه الشرعي: إن عقود الاختیارات کما تجری الیوم في الأسواق المالیة العالمیة، لا تنضوي تحت أي عقد من العقود الشرعیة المسماة فهي عقود مستحدثة۔ وبما أن المعقود علیه لیس مالاً ولا منفعة ولا حقاً مالیاً یجوز الاعتیاض عنه فإنه عقد غیر جائز۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۷/ ۵۱۹۵) القسم الرابع: الملکیة وتوابعها، الباب الثاني: المبحث السابع: عائد الاستثمار، ط: رشیدیه)

اختیار کا جدید مفہوم

سرمایہ دارانہ نظام کے جدید معاشی ماہرین کے نزدیک اختیار سے مراد ایسا عقد جو اختیار (Option) لینے والے کو ایک خاص مدت تک طے شدہ قیمت پر فنانشل پیپرز یا متعین اجناس خریدنے یا بیچنے کا حق دے۔[1]

اختیار دینے کی باقاعدہ فیس لی جاتی ہے اور موجودہ دور کی معیشت میں اس کو ایسا مستقل مال شمار کیا جاتا ہے جو کسی دوسرے کو فروخت بھی کیا جا سکتا ہے، اور یہ دین اسلام میں جائز نہیں ہے۔ شریعت میں اختیار مال نہیں اس کو فروخت کرنا یا اس کے عوض میں فیس لینا جائز نہیں ہے۔[2]

اختیار کا خریدار

جدید معاشی ماہرین کے نزدیک اختیار مال ہے، اور اس کو فروخت کرنا جائز ہے، اور عقد اختیار میں دو فریق ہوتے ہیں۔

اختیار کا خریدار: اس سے مراد وہ شخص ہے جو فیس دے کر خریدنے یا بیچنے کا اختیار حاصل کرتا ہے۔

اختیار کا بیچنے والا: اس سے مراد وہ شخص ہے جو فیس وصول کر کے بیچنے یا خریدنے کا اختیار دیتا ہے۔

اختیار کا خریدار اگر چیز خریدنا یا بیچنا چاہے تو اختیار دینے والا اس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کا پابند رہتا ہے، کیونکہ اس نے فیس وصول کی ہوتی ہے، البتہ

---

(۱) عقد يخول لحامله الحق ببيع أو شراء أوراق مالية أو سلع معينة بسعر معين طيلة فترة زمنية معينة۔ فقه البيع المنهي عنها مع تطبيقاتها الحديثة في المصارف الاسلامية للدكتور احمد ريان۔ (ص:۲۵) ط: مكتبة الملک فهد۔

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

اختیار خرید نے والا خرید نے یا بیچنے کا پابند نہیں ہوتا، اس کی اپنی مرضی ہے چاہے خریدے چاہے نہ خریدے، چاہے بیچے چاہے نہ بیچے وہ آزاد ہے۔

اختیار کی قسمیں

سرمایہ دارانہ معیشت کے نظام میں اختیار کی بنیادی قسمیں دو ہیں:

❶ اگر خرید نے کا اختیار لیا گیا ہے، تو اس کو (Call Option) کہتے ہیں۔

❷ اور اگر بیچنے کا اختیار لیا گیا ہے تو اس کو (Put Option) کہتے ہیں۔

اختیار ہے لینے یا نہ لینے کا

"لینے یا نہ لینے کا اختیار" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۰/۵)

اخراجات مضاربت میں

"مضارب کے اخراجات" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۹/۶)

اخروٹ خراب نکلے

"سبزی خراب نکلے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۵/۴)

ادارے کے لیے سامان خریدتے وقت رعایت ملے

"رعایت ملے سامان خریدتے وقت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۶/۴)

ادائیگی بروقت نہ ہو تو بیعانہ ضبط کرنے کی شرط

☆...... اگر عقد بیع (خرید و فروخت) کرتے ہوئے یہ شرط ہو کہ خریدار نے بروقت ادائیگی نہیں کی تو اس کا بیعانہ ضبط ہو جائے گا تو بیع فاسد ہو جائے گی؛ کیوں کہ اس شرط میں بائع کا فائدہ ہے۔ اور اگر عقد بیع کرتے ہوئے شرط کا ذکر نہیں ہوا، بلکہ

بیع ہو جانے کے بعد اس شرط کا ذکر کیا تو بیع صحیح ہو جائے گی اور شرط لغو ہو جائے گی۔

☆...... بیعانہ دیتے وقت جو یہ شرط لگاتے ہیں کہ اگر خریدار نے بروقت ادائیگی نہیں کی تو اس کا بیعانہ ضبط ہو جائے گا اور اگر بائع اپنے سودے سے پھر گیا تو وہ خریدار کو بیعانہ کی دگنی مقدار واپس کرے گا تو یہ شرط ناجائز ہے، نہ بائع بیعانہ ضبط کر سکتا ہے اور نہ ہی خریدار دوگنی مقدار لے سکتا ہے، خریدار اگر بیع کے فسخ (ختم) کرنے پر راضی ہے تو وہ صرف اپنا بیعانہ واپس لے سکتا ہے، اور اگر فسخ کرنے پر راضی نہیں تو عدالت کے ذریعے خریدی ہوئی چیز وصول کرنے کا حق دار ہے۔ (1)

ادائیگی کی مدت کے اعتبار سے قیمت میں کمی زیادتی کرنا

"ادھار کی قیمت مختلف بتانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۸/۱)

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع العربان۔ قال مالك: وذلك فيما نرى والله أعلم يشتري الرجل العبد أو الوليدة أو يتكاري الدابة، ثم يقول للذي اشترى منه أو تكارى منه: اعطيك دينارا أو درهما أو أكثر من ذلك أو أقل على أني أخذت السلعة أو ركبت ما تكاريت منك، فالذي أعطيك من ثمن السلعة أو كراء الدابة، وإن تركت ابتياع السلعة أو كراء الدابة، فما أعطيك لك باطل بغير شيئ۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۱۷۳-۱۷۶) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربان، ط: إدارة القرآن)

🗀 مؤطا الإمام مالك ﷺ: (ص: ۵۶۸) كتاب البيوع، ماجاء في بيع العربان م ط: قديمي۔

🗀 قوله: نهى عن بيع العربان، بضم المهملة وفيه لغتان: العربون بضم العين و فتحها أي عن بيع الذي فيه العربان، في النهاية هو أن يشتري السلعة ويدفع إلى صاحبها شيئا على أنه إن أمضى البيع حسب من الثمن والأكان لصاحب السلعة ولم يرجعه المشتري وهو بيع باطل عند الفقهاء لما فيه من الغرر وشرط عدم الرد والهبة إن لم يرض السلعة۔ (كشف المغطاء عن وجه الموطأ على مؤطا امام مالك: (ص: ۵۶۸) كتاب البيوع، ماجاء في العربان، ط: قديمي كتب خانه)

🗀 ونهى عن بيع العربان أن يقدم إليه شيئ من الثمن فإن اشترى حسب من الثمن وإلا فهو له مجانا وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة: (۲/۱۰۸) البيوع المنهي عنها، من البيوع مايجرى فيه معنى الميسر، ط: كتب خانه رشيديه دهلي)

🗀 (قوله: وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين لكل منهما في بدل، وهذا حكمه الأصلي، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن....۔ (شامي: (۴/۵۰۶) كتاب البيوع، ط: سعيد)

🗀 البحر الرائق: (۵/۲۶۱) كتاب البيع، ط: سعيد۔

ادائیگی کے دن بھاؤ میں کمی بیشی ہونا

(۲۳۱) اگر کسی نے سونا چاندی کے علاوہ کوئی اور چیز ڈالر سے ادھار میں خریدی، مثلاً ایک ہزار ڈالر میں کپڑا خریدا، اور ڈالر ایک مہینے بعد ادا کرے گا، اور جس دن سودا ہوا تھا اس دن ایک ڈالر کی قیمت سو روپے تھی، اور ایک مہینے کے بعد جب ادا کرنے کا وقت آیا تو ایک ڈالر ایک سو بیس روپے کا ہو گیا، تو ایک ہزار ڈالر میں پاکستانی روپے کے حساب سے بیس ہزار روپے کا نقصان ہوا کہ خریدار کو ایک لاکھ پاکستانی روپے کے بجائے ایک لاکھ بیس ہزار ادا کر کے ایک ہزار ڈالر خرید کر دینے پڑیں گے۔

اور اگر ادائیگی کے دن ڈالر کی قیمت سو روپے کی بجائے نوے روپے ہوگی تو خریدار کو دس ہزار پاکستانی روپے کا فائدہ ہوگا، اور وہ ایک لاکھ پاکستانی روپے دیکر ایک ہزار ڈالر خریدنے کی بجائے نوے ہزار پاکستانی دیکر ایک ہزار ڈالر خرید کر بائع (سیلر) کو دیدے گا، تو خریدار کا دس ہزار کا فائدہ ہے اور یہ سب کچھ ڈالر کے بھاؤ میں کمی بیشی کی وجہ سے ہوا ہے، تو اس بارے میں حکم یہ ہے کہ خریدار پر ہر حالت میں ایک ہزار ڈالر ادا کرنا لازم ہے، بھاؤ میں کمی بیشی کی وجہ سے ڈالر کی مقدار میں کمی بیشی کرنا جائز نہیں ہوگا، اس اعتبار سے ڈالر کی قیمت گرنے کی وجہ سے خریدار کا جو نفع ہوگا وہ خریدار کے لیے حلال ہے، اور ڈالر کی قیمت بڑھنے کی وجہ سے جو نقصان ہوا اور ڈالر پیسے زیادہ دیکر خریدنا پڑا اس کا نقصان بھی خریدار ہی برداشت کرے گا، غرض کہ جو کرنسی جتنی تعداد میں مقرر ہوئی ہے، وہی کرنسی اتنی ہی تعداد میں ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

---

(۱) في الفتاوى الانقروية: رجل اقرض من الناصري مبلغا قيمته سبعة مثاقيل نصف دينار بوري ومضت سنون، وتغير سعر الناصري حتى صارت قيمته ثمانية عشر بدينار نيسابوري فله أن يطالبه بالنقد الذي دفعه إليه. (الفتاوى الانقروية: (۱/۳۰۹) كتاب المداينات، ط: مكتبه سلطانيه)

☜ وكذلك لو قال: أقرضني عشرة دراهم غلة بدينار فأعطاه عشرة دراهم فعليه مثلها ولا ينظر إلى غلاء الدراهم ولا إلى رخصها. (الدر مع الرد: (۵/۱۶۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، =

ادائیگی مشتری کی صوابدید پر چھوڑ دینا

''بیع مطلق ہونے کے بعد ادائیگی کے لیے وقت متعین نہ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۳۳)

ادرک زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

''آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ادھار

☆...... ہر وہ عقد جس کے ایجاب وقبول میں ادھار کا ذکر آجائے۔

☆...... یالین دین کے طریقے سے ادھار ہونا معلوم ہوجائے۔(۱)

ادھار بیع

''بیع مؤجل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۳۸)

ادھار بیع حیوانات کی

''حیوانات کی ادھار بیع کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۲۳۱)

= فصل في القرض، ط: سعيد. القرض: هو عقد مخصوص يرد على دفع مال مثلي لآخر ليرد مثله.
(الدر مع الرد: (۵/۱۶۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)
▭ بدائع الصنائع: (۵/۲۲۲) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

(۱) الدين: القرض ذو الأجل وإلا فهو قرض، والقرض، وثمن المبيع وكل ماليس حاضرا، والموت، (ج) أدين وديون. (المعجم الوسيط: (۱/۳۰۷) باب الدال، الدين، ط: دار الدعوة)
▭ التأجيل تعليق الدين وتأخيره إلى وقت معين.... الدين ماثبت في الذمة. (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۲۳) رقم المادة: ۱۵۶، الكتاب الأول: في البيوع، المقدمة، ط: رشيديه)
▭ شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۰) رقم المادة: ۱۵۶، الكتاب الأول: في البيوع، المقدمة، ط: فاروقيه كوئٹه.
▭ التأجيل: ضرب الأجل للشيئ وجعله في المؤجل، وأيضا تعليق الدين وتأخيره إلى وقت معين. (المجموعة للقواعد الفقهية: (ص: ۲۳۷) التعريفات الفقهية، حرف التاء، التأجيل، ط: بشرى)

ادھار خریداری کی ادائیگی میں تاخیر ہو

ادھار خریداری میں ایک مرتبہ جو قیمت طے ہو جائے، ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اس میں اضافہ کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ تاخیر کے نتیجے میں جو بھی اضافہ ہوگا چاہے کسی بھی نام سے ہو وہ ناجائز ہوگا، کیونکہ وہ حقیقت میں قرض پر اضافہ ہوگا اور قرض پر اضافی رقم لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

ادھار خرید وفروخت صحیح ہونے کی شرط

"بیع نسیہ صحیح ہونے کی شرط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۴/۲)

ادھار خرید وفروخت کرنا

"بیع نسیہ" یعنی ادھار خرید وفروخت کرنے کا معنی یہ ہے کہ سامان تو خریدار خرید کر ابھی لے جائے اور قیمت کی ادائیگی کے لیے مستقبل کی کوئی تاریخ مقرر کر لی جائے۔ (۲)

---

(۱) قال عليه الصلاة والسلام: كل قرض جر منفعةً فهو ربا۔ (فيض القدير للمناوي: (۳۸۲/٦) رقم الحديث: ٦٣٣٦، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)

☐ عن أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعًا: كل قرض جر منفعةً فهو ربا۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

☐ كل قرض جر نفعًا فهو حرام۔ (شامي: (۱٦٦/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: في القرض، ط: سعيد)

☐ لا يجوز أن يرد المقترض إلى المقرض إلا ما اقترضه منه أو مثله، تبعًا للقاعدة الفقهية القائلة: كل قرض جر نفعًا فهو ربا۔ (فقه السنة: (۱۳۸/۳) القرض، ط: دار الكتاب العربي)

(۲) البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح ... يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل أي يلزم أن يكون الأجل معلوم الوقت عند كلا العاقدين؛ لأن جهالته تفضي إلى النزاع فيفسد البيع۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۰/۱) الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، رقم المادة: ۲۳۵، ۲۳٦) ط: فاروقيه كوئٹه)=

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے کھانے کی اشیاء ادھار پر خریدیں اور اپنی زرہ اس کے پاس گروی رکھی۔ (۱)

ادھار خریدی ہوئی چیز کو نفع پر بیچنا

اگر دکان دار نے کوئی چیز ادھار خریدی ہے تو مرابحہ اور تولیہ میں جب تک دوسرے خریدنے والے کو یہ نہ بتادے کہ ہم نے یہ چیز ادھار لی ہے تب تک اس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے دام پر بیچنا جائز نہیں ہے، بلکہ بتادے کہ یہ چیز میں نے ادھار خریدی تھی، پھر اس طرح نفع لے کر یا دام کے دام پر بیچنا درست ہے۔ البتہ اگر اپنی خرید کے داموں کا کچھ ذکر نہ کرے یعنی مرابحہ اور تولیہ قسم کی بیع نہ ہو، بلکہ عام بیع ہو تو پھر چاہے جتنے دام پر بیچ دے درست ہے اور ادھار خریدنے کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ (۲)

= شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۶/۲، ۱۶۷) رقم المادة: ۲۴۵، ۲۴۶، أيضا، ط: رشيديه۔

الدر مع الرد: (۵۳۱/۴) كتاب البيوع، مطلب: في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: رشيديه۔

(۱) عن عائشة قالت: اشترى رسول الله عليه وسلم طعاما من يهودي إلى أجل ورهنه درعا له من حديد۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۰) كتاب البيوع، باب السلم والرهن، الفصل الأول، ط: قديمى)

صحيح البخاري: (۲۷۷/۱) كتاب البيوع، باب شراء النبي صلى الله عليه وسلم بالنسيئة، ط: قديمى۔

الصحيح لمسلم: (۳۱/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الرهن وجوازه في الحضر كالسفر، ط: قديمى۔

(۲) لما بين الثمن شرع في المثمن ولم يذكر المساومة والوضيعة لظهورهما (المرابحة) مصدر رابح وشرعا (بيع ما ملكه)... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة۔ وقال المحقق الشامي تحت قوله: ولم يذكر المساومة) وهي البيع بأي ثمن كان من غير نظر إلى الثمن الأول، وهي المعتادة ... قوله: وشرعا بيع ما ملكه بما قام عليه وبفضل) عدل عن قول الكنز وهو بيع بثمن سابق لما أورد عليه من أنه غير مطرد، ولا منعكس أي غير مانع ولا جامع، أما الأول فلأن من شرى دنانير بالدراهم، لا يجوز له بيعها مرابحة، وكذا من اشترى شيئا بثمن نسيئة لا يجوز له أن يرابح عليه مع صدق التعريف عليهما ... وعن مسألة الأجل بأن الثمن مقابل بشيئين: أي بالمبيع وبالأجل، فلم يصدق في أحدهما أنه بثمن سابق۔ وقول البحر: إنه لا يرد لجوازها إذا بين أنه اشتراه نسيئة، رده في النهر بأن الجواز إذا بين لا يختص بذلك، بل هو كل ما لا تجوز فيه المرابحة كما لو اشترى من أصوله أو فروعه، جاز إذا بين۔ (الدر مع الرد: (۱۳۲/۴، ۱۳۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد) =

ادھار سونا خریدنا

"سونا قسطوں میں خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۴/۴)

اُدھار کا ذکر کیا

اگر بیع (خرید وفروخت) کرتے وقت ادھار کا ذکر کیا یا پہلے سے ادھار کا ذکر چل رہا تھا پھر اسی مجلس میں بیع کرلی اور قیمت ادا نہیں کی تو یہ بیع ادھار ہوجائے گی اور اس کے صحیح ہونے کے لیے قیمت کی ادائیگی کی تاریخ متعین کرکے بیان کرنا ضروری ہے، اگر تاریخ متعین نہیں کی یا ایسی تاریخ بیان کی جس کے ہونے کا علم نہیں ہوسکتا یا جس کے واقع ہونے میں احتمال ہے (کہ پتہ نہیں وہ کام ہوگا یا نہیں)، جیسے: جب بارش ہوگی یا جب چاہے دے دینا، یا جب نوکری لگ جائے گی یا مال مل جائے گا تب دوں گا، یا جلد دے دوں گا تو ان تمام صورتوں میں ادائیگی کی تاریخ متعین نہ ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

= البحر الرائق: (۱۷۸/۶، ۱۹۰) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه۔

فتح القدیر: (۳۵۶/۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه۔

ولو اشترى شيئا مالم يبعه مرابحة حتى يبين؛ لأن للأجل شبهة المبيع وإن لم يكن مبيعا حقيقة؛ لأنه مرغوب ألا ترى أن الثمن قد يزاد لمكان الأجل، فكان له شبهة أن يقابله شيئ من الثمن، فيصير كأنه اشترى شيئين ثم باع أحدهما مرابحة على ثمن الكل؛ لأن الشبهة ملحقة بالحقيقة في هذا الباب، فيجب التحرز عنها بالبيان۔ (بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان مايجب بيانه في المرابحة وما لايجب، ط: سعيد)

(۱) يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط؛ لأن جهالته تفضي إلى النزاع، فالبائع يطالب في مدة قريبة والمشتري يأباها، فيفسد البيع، إذا عقد البيع على تأجيل الثمن إلى كذا يوما أو شهرا أوسنة أو إلى وقت معلوم عند العاقدين كيوم قاسم أو النيروز صح البيع... تأجيل الثمن إلى مدة غير معينة كإمطار السماء يفسد البيع ومثله البيع إلى قدوم الحاج، والحصاد للزرع والدياس للجب والقطاف للعنب؛ لأنها تتقدم وتتأخر۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۷/۲، ۱۶۸) رقم المادة: ۲۴۷، ۲۴۸، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: =

ادھار کا معاملہ لکھا جائے

"معاملہ کا لکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۶)

ادھار کی بیع میں تین باتیں ضروری ہیں

ادھار پر خرید و فروخت کرتے وقت تین باتیں صاف طور پر کرنا ضروری ہیں:

❶ کل قیمت کیا ہے؟ ❷ مدت کتنی ہے؟ ❸ قسط کی مقدار اور مدت کتنی ہے؟

تاکہ بعد میں کسی بھی چیز کے بارے میں جھگڑا نہ ہو اور جو قیمت عقدِ بیع کے وقت مقرر ہوئی ہے اس میں اضافہ نہ ہو۔(۱)

ادھار کی بیع میں یہ شرائط ہیں

کسی چیز کو ادھار فروخت کرنے کی صورت میں کل قیمت، قسطوں کی مقدار

=في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (١/١٩٥، ١٩٦) رقم المادة: ٢٣٧، ٢٣٨، أيضا، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

شرح المجلة لرستم باز: (١/١٠٠، ١٠١) رقم المادة: ٢٣٦، ٢٣٧، ٢٣٨، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

(١) تسمية الثمن حين البيع لازمة... يلزم الثمن أن يكون معلوما فلو جهل الثمن فسد البيع۔ (شرح المجلة لرستم باز: (١/٩٨) رقم المادة: ٢٣٨، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول: في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئته)

شرح المجلة للأتاسي: (٢/١٥٨) أيضا، ط: رشيديه كوئته۔

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (١/١٨٥) رقم المادة: ٢٣٨، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔

اور مدت متعین کرنا ضروری ہے، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

اُدھار کی صورت میں رہن طلب کرنا

"ادھار کی صورت میں ضمانت طلب کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۱)

اُدھار کی صورت میں ضمانت طلب کرنا

ادھار فروخت کرنے کی صورت میں بائع یا دکان دار خریدار سے کوئی ضمانت اور رہن وغیرہ طلب کر سکتا ہے اور جو چیز خریدی ہے اس کے کاغذات بھی گروی رکھوائے جا سکتے ہیں۔

لیکن خریدی ہوئی چیز جب تک خریدار کے قبضے میں نہ آ جائے خریدار سے

---

(۱) يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط؛ لأن جهالته تفضي إلى النزاع، فالبائع يطالب في مدة قريبة والمشتري يأباها، فيفسد البيع، إذا عقد البيع على تأجيل الثمن إلى كذا يوما أو شهرا أو سنة أو إلى وقت معلوم عند العاقدين كيوم قاسم أو النيروز صح البيع... تأجيل الثمن إلى مدة غير معينة كإمطار السماء يفسد البيع ومثله البيع إلى قدوم الحاج، والحصاد للزرع والدياس للحب والقطاف للعنب؛ لأنها تتقدم وتتأخر۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۷/۲، ۱۶۸) رقم المادة: ۲۴۷، ۲۴۸، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۹۵/۱، ۱۹۶) رقم المادة: ۲۴۷، ۲۴۸، أيضا، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۰/۱، ۱۰۱) رقم المادة: ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

تسمية الثمن حين البيع لازمة... يلزم الثمن أن يكون معلوما فلو جهل الثمن فسد البيع۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۹۸/۱) رقم المادة: ۲۳۸، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول: في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للأتاسي: (۱۵۸/۲) أيضا، ط: رشيديه كوئٹه۔

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۸۵/۱) رقم المادة: ۲۳۸، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔

گروی نہیں رکھوا سکتا۔ (۱)

اُدھار کی قیمت مختلف بتانا

اگر اُدھار میں سودا ہورہا ہے تو مجلسِ عقد میں کُل قیمت اور قیمت ادا کرنے کی میعاد مقرر کرلینا ضروری ہے ورنہ بیع فاسد ہوجاتی ہے، مثلاً: بائع (بیچنے والے) نے خریدار سے کہا: ایک مہینے کے اُدھار پر سو روپے اور دو مہینے کے اُدھار پر ایک سو بیس روپے اور تین مہینے کے اُدھار پر ایک سو چالیس روپے ہوں گے اور مجلسِ عقد میں کوئی ایک قیمت طے نہیں ہوئی تو بیع فاسد ہوجائے گی؛ کیوں کہ قیمت معلوم نہیں بلکہ مجہول

---

(١) (هو) لغة: حبس الشيئ، وشرعا: (حبس شيئ مالي) ... (بحق يمكن استيفاؤه) أي أخذه (منه)... (كالدين)... وقال المحقق الشامي: هو مشروع لقوله تعالى: [فرهان مقبوضة] وبما روي أنه عليه الصلاة والسلام اشترى من يهودي طعاما ورهنه به درعه۔ وانعقد عليه الإجماع، ومن محاسنه النظر لجانب الدائن بأمن حقه عن التوى....۔ (الدر مع الرد: (٦/٤٧٧) كتاب الرهن، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٨/٤٢٧) كتاب الرهن، ط: رشيديه۔

فتح القدير مع الكفاية: (١٠/١٥٣) كتاب الرهن، ط: رشيديه۔

ولا (بعين مضمونة بغيرها) أي بغير مثل أو قيمة، مثل المبيع في يد البائع، فإنه مضمون بالثمن، فإذا هلك ذهب بالثمن... (وصح) الرهن (بعين مضمونة بنفسها) أي بالمثل أو بالقيمة... (و) صح بالدين ولو موعودا بأن رهن ليقرضه كذا) كألف مثلاً۔ (الدر مع الرد: (٦/٤٩٣، ٤٩٣) كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (١٠/١٤٦) كتاب الرهن باب ما يجوز ارتهانه والارتهان به وما لا يجوز، ط: رشيديه۔

البحر الرائق، (٨/٤٣٩) كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه والارتهان به وما لا يجوز، ط: رشيديه۔

وبما أن الثمن في البيع المؤجل يصير دينا على المشتري فور تمام العقد، فإنه يجوز للبائع أن يطالبه بتوثيق لهذا الدين أو بضمان للتسديد عند حلول الأجل أما ضمان التسديد، فيمكن طريق الرهن أو بكفالة من الطرف الثالث، وفي الصورة الأولى يرهن المشتري شيئا من ممتلكاته لدى البائع... وأما الطريق الثاني وهو أن يمسك البائع المبيع عنده بصفة كونه رهنا من المشتري بالثمن الواجب في ذمته فإنه يمكن بطريقتين أيضا، الأول: أن يرهنه المشتري قبل أن يقبضه من البائع فهذا لا يجوز أيضا؛ لأنه في معنى حبس المبيع عند البائع لاستيفاء الثمن وذلك لا يجوز في البيوع المؤجلة۔ (قضايا فقهية معاصرة: (١/١١) أحكام البيع بالتقسيط، توثيق الدين وأنواعه، ط: دار العلوم كراجى)

...قیمت مجہول ہونے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔(۱)

اُدھار کی وجہ سے مزید اتنی رقم زائد کہنا

(۲۳۹)

...سودا کرتے وقت بائع یا دکان دار کا یہ کہنا کہ: ''چیز کی قیمت ایک ہزار ...ہے اور ایک سو روپے مزید ادھار کی وجہ سے ہیں'' جائز نہیں ہے اور یہ سو ...سود کے حکم میں ہوں گے۔(۲)

اُدھار لینے کا بیان

''دام ابھی نہیں ہیں پھر دے دوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۸/۳)

ادھار معاملات لکھ لیا کریں

کاروباری طبقہ کو اکثر و بیشتر ادھار خرید و فروخت کی ضرورت پیش آتی رہتی ...ہے بعض اوقات فریقین میں اعتماد اور خوشگوار تعلقات کی بنا پر ابتداء میں کسی تحریر کی ...ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، مگر بعد میں بے اعتمادی اور غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں ...اور لڑائی جھگڑے اور مقدمہ بازی تک نوبت پہنچ جاتی ہے، یا لمبا عرصہ گزرنے کی ...وجہ سے خریدار کو یاد ہی نہیں رہتا کہ اس نے کوئی چیز خریدی تھی یا نہیں اور اگر خریدی ...تو کس قیمت پر خریدی تھی، وہ بھول جاتا ہے۔

---

(۱) ...کے لیے ''ادھار ہے یا نقد مجلس میں طے ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) ما یفعله بعض الناس من تحديد ثمن البضاعة على أساس سعر النقد، وذكر القدر الزائد على ...أنه جزء من فوائد التأخير في الأداء، فإنه ربا صراح۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ...أحكام البيع بالتقسيط، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)

...مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، ...فإذا حل الحق، قال أتقضي أم تربي، فإن قضى أخذ، وإلا زاده في حقه وأخر عنه في الأجل۔ (موطأ الإمام ...مالك: (ص: ۲۰۹) كتاب البيوع، ما جاء في الربا في الدين، ط: قديمی)

...التفسير الكبير للفخر الرازي: (۴/۶) سورة آل عمران، رقم الآية: ۱۳۰، ط: دار الكتب العلميه تهران۔

مزید یہ کہ خریدار کبھی کبھار اچانک فوت ہو جاتا ہے اور تحریری ثبوت نہ ہونے کی وجہ سے اس کے ورثاء ادائیگی سے انکار کر دیتے ہیں، اس موقع پر اگر تحریری ثبوت اور دستاویز موجود ہو تو یہ شہادت کا کام دے سکتی ہے۔

اس لیے قرآن مجید نے یہ تلقین کی ہے کہ ادھار خرید فروخت کی دستاویز لکھ لی جائے تاکہ بعد میں اختلافات اور جھگڑے وغیرہ نہ ہوں، اور اگر بالفرض ہوں بھی تو ان سے نمٹنا آسان ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ}۔ [البقرۃ:۲۸۲][۱]

اُدھار میں اتنی اور نقد میں اتنی قیمت ہے

''قیمت متعین ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۲/۵)

اُدھار میں بازاری قیمت مقرر کرنا

مثلاً ایک مہینے کے ادھار پر سامان فروخت کیا اور قیمت اس طرح مقرر کی کہ ایک مہینے کے بعد بازار میں اس سامان کی جو قیمت ہوگی وہ ادا کرنی پڑے گی، اس طرح قیمت مقرر کر کے بیع کرنے (بیچنے) سے بیع فاسد ہوگی۔[۲]

اُدھار میں قیمت زیادہ لوں گا

اگر بائع نے سامان فروخت کرتے وقت خریدار سے کہا: ''ادھار میں قیمت

(۱) (فاکتبوہ) لأنه أوثق أو أدفع للنزاع، والجمهور على أنه استحباب۔ (تفسير البيضاوي: (۱/ ۱۶۳) البقرة: ۲۸۲، ط: دار إحياء التراث العربي)

(۲) يلزم أن يكون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البيع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (۱/ ۹۸) [رقم المادة: ۲۳۸] الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول: في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئٹه)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۱۵۸)، أيضاً، ط: رشيديه كوئٹه۔

☐ درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۱۸۵)، أيضاً، ط: دار الكتب العلمية۔

زیادہ لوں گا" اور قیمت کی مقدار متعین نہیں کی تو بیع فاسد ہو جائے گی؛ کیوں کہ قیمت کی مقدار مجلس عقد میں مقرر نہیں ہوئی ہے۔(۱)

اُدھار میں قیمت زیادہ لینا

اُدھار کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا جائز ہے،(۲) لیکن اتنا زیادہ اضافہ کرنا جو عرف ورواج کے اعتبار سے برداشت کے قابل نہ ہو مروت کے

---

(۱) تخریج کے لیے "اُدھار ہے یا نقد مجلس میں طے ہونا ضروری ہے" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) ولو اشترى بألف نسيئةً وباع بربح مائةٍ ولم يبين خير المشتري؛ لأنه يزاد الثمن لأجل الأجل، فكان له شبهة بالمبيع، والشبهة في هذا الباب ملحقة بالحقيقة. (تبيين الحقائق: (٤/٢٢٣) كتاب البيوع، باب التولية، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

☐ شامي: (٥/١٣٢) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

☐ الفتاوى الهندية: (٣/١٣٦) كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسد البيع، ط: رشيديه كوئٹه

☐ البحر الرائق: (٦/١٩٠) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه كوئٹه۔

☐ من اشترى ثوباً بعشرة نسيئةً وباعه بربح واحد حالاً، ولم يبين ذلك فعلم المشتري خيانته يخير مخيراً إن شاء رده وإن شاء قبله، لأن للأجل شبهاً بالمبيع ألا ترى أنه يزاد في الثمن لأجل الأجل، والشبهة في هذا ملحقة بالحقيقة. (مجمع الأنهر: (٣/١١٢) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: غفاريه كوئٹه)

☐ فتح القدير: (٦/٢٦٢) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔

☐ الهداية: (٣/٦٧) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: مكتبه شركة علمية ملتان۔

☐ عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة۔ قال الترمذي: وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشر وبنسيئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعتين، فاذا فارقه على أحدهما فلابأس اذا كانت العقدة على واحد منهما. (جامع الترمذي: (١/٢٣٣) باب النهي عن بيعتين، أبواب البيوع عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: سعيد)

☐ وإذا عقد العقد على أنه الى أجل كذا بكذا وبالنقد بكذا أو قال: الى شهر بكذا والى شهرين بكذا فهو فاسد؛ لأنه لم يعاطه على ثمن معلوم؛ ولنهي النبي صلى الله عليه وسلم من شرطين في بيع ...... وهذا اذا افترقا على هذا، فان كان يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم وأتما العقد عليه فهو جائز. (المبسوط للسرخسي: (١٣/٩) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسدة، ط: غفاريه كوئٹه)

خلاف ہے، (۱) خاص طور پر اگر خریدار کے پاس نقد ادا کرنے کے لیے رقم نہیں ہے مجبوراً اُدھار لے رہا ہے تو وہ رحم اور شفقت کا مستحق ہے، حدیث شریف میں ہے: ''تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا''۔ (۲) اور ''جو شخص دوسروں پر رحم نہیں کرتا ہے اس پر رحم نہیں ہوتا ہے''۔ (۳)

ادھار ہونے کی شرط نہیں تھی

☆......اگر سودا کرتے وقت ادھار ہونے کی شرط نہیں لگائی گئی تھی، اس کے بعد خریدار نے کہا کہ: میں قیمت بعد میں دوں گا، بائع بھی اس پر راضی ہوگیا تو یہ جائز ہے خواہ ادائیگی کی تاریخ متعین نہ بھی کی جائے، لیکن اس صورت میں بائع

---

(۱) عن علي بن أبي طالب رضي الله تعالى عنه قال: سيأتي على الناس زمان عضوض يعض الموسر على مافي يده ولم يؤمر بذلك، قال الله تعالى: {وَلَا تَنسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ} ويباع المضطرون وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع المضطر ... قال الشامي: وهو أن يضطر الرجل الى طعام وشراب أو غيرهما ولايبيعه البائع الا بأكثر من ثمنها بكثير وكذلك في الشراء منه ... قال الخطابي: ان عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة أن لايباع على هذا الوجه وأن لايفتات عليه بماله ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلى الميسرة۔ (إعلاء السنن: (۲۰۵/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: ادارة القرآن كراچی)

🗁 والوجه الآخر أن يضطر الى البيع لدين يركبه أو مؤنة ترهقه، فيبيع مافي يده بالوكس من أجل الضرورة، فهذا سبيله في حق الدين، والمروءة أن لايباع على هذا الوجه وأن لايفتات عليه بماله ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له الى الميسرة۔ (بذل المجهود: (۲۵۲/۵) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: امدادیه)

🗁 شامي: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۲) عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الراحمون يرحمهم الرحمٰن ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۳) عن جرير بن عبدالله رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايرحم الله من لايرحم الناس۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۱) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

(بیچنے والے) کو جب بھی چاہے قیمت کی ادائیگی کا مطالبہ کرنے کا حق ہوگا۔ (۱)

☆......اور اگر ادھار ہونے کی شرط تھی تو اس صورت میں قیمت کی رقم ادا کرنے کی تاریخ متعین کرنا ضروری ہے، "میں قیمت بعد میں دوں گا" کہنے سے بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۲)

ادھار ہے یا نقد مجلس میں طے ہونا ضروری ہے

تاجروں میں یہ رواج ہے کہ نقد فروخت کرنے کی قیمت علیحدہ مقرر کرتے ہیں اور قسط وار قیمت ادا کرنے میں قیمت نقد سے زیادہ لیتے ہیں، اس طرح تجارت کے جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ مجلسِ عقد (جس مجلس میں سودا ہوا ہے) ہی میں نقد ہے یا ادھار معاملہ صاف کردے، اگر مجلس میں بات صاف نہیں ہوئی تو بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۳)

مثلاً: خریدار سے دریافت کرلیا جائے کہ آپ قیمت ابھی نقد ادا کریں گے یا بعد میں؟ اگر نقد کی بات کی ہے تو نقد کی قیمت بتادے اور اگر ادھار کہا ہے تو ادھار والی قیمت بتادے تو درست ہے۔

---

(۱) ثم اعلم أن هذه الآجال إنما تفسد البيع إذا ذكر في أصل العقد، أما لو باع بثمن حال ثم بعد تمام العقد أجله إلى هذه الأوقات صح البيع وصح التأجيل ؛ لأن هذا تأجيل الدين لا الثمن ، والدين كالكفالة يتحمل فيه جهالة الأجل إذا كانت يسيرة فإنه لو كفل إلى هذه الأوقات صح۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۱/۱) تحت المادة رقم: ۲۴۷، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئته)

☐ درر الحكام شرح المجلة الأحكام لعلي حيدر: (۱۹۶/۱) رقم المادة: ۲۴۸، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۸،۱۶۹/۲) رقم المادة: ۲۴۸، أيضا، ط: رشيديه كوئته۔

(۲) "ادھار ہے یا نقد مجلس میں طے ہونا ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۳) نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة۔ وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشر وبنسيئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه =

اذانِ جمعہ کے بعد تجارت کرنا

''جمعہ کی اذان کے بعد تجارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۵/۳)

ارکانِ مضاربت

''مضاربت کے ارکان'' عنوان کے تحت لکھیں۔ (۲۲۷/۶)

اَروِی زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

''آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اَسبابِ مِلک

''مِلک کے اسباب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۳/۶)

= على أحدهما فلابأس اذا كانت العقدة على واحد منهما۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۲۳۳) أبواب البيوع، باب النهي عن بيعتين، ط: سعيد)

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا وبالنقد بكذا، أو قال: إلى شهر بكذا وإلى شهرين بكذا، فهو فاسد؛ لأنه لم يعاطه على ثمن معلوم؛ ولنهي النبي صلى الله عليه وسلم من شرطين في بيع ...... وهذا إذا افترقا على هذا، فإن كانا يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم وأتما العقد عليه فهو جائز؛ لأنهما ما افترقا إلا بعد تمام شرط صحة العقد۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۳/ ۹) باب البيوع الفاسدة، ط: غفاريه كوئٹه)

البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح، يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط إذا عقد البيع على تأجيل الثمن إلى كذا يوماً أو شهراً أو سنة أو إلى وقت معلوم عند العاقدين كيوم قاسم أو النيروز صح البيع ... تأجيل الثمن إلى مدة غير معينة كإمطار السماء يفسد البيع، غير أنه إذا أبطل المشتري الأجل قبل الافتراق وقبل الفسخ صح البيع لارتفاع الفساد قبل تقرره۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۱۰، ۱۰۱) [المادة: ۲۳۶، ۲۳۵] الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۱٦۷، ۱٦۸) ط: أيضاً رشيديه)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۷) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التاجيل، ط: دار العلوم كراچي۔

اسپاٹ سیل (Spot Sale)

"حاضر سودا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۲)

اسپرٹ کی تجارت

اسپرٹ کی تجارت جائز ہے، البتہ جان بوجھ کر ایسے آدمی کو فروخت نہ کرے جو نشہ کرنے کے لیے خریدتا ہے، تاکہ بیچنے والا گناہ گار نہ ہو۔ (۱)

اسپرٹ کی تجارت کا حکم

واضح رہے کہ "الکحل" اور "اسپرٹ" شراب کے خالص جوہر کا نام ہے جو کیمیائی طریقے سے نکالا جاتا ہے۔ اسپرٹ کی مختلف اقسام ہیں اور ہر ایک کا حکم بھی

---

(۱) ان بیع العصیر ممن یتخذه خمرا أن قصد به التجارة فلا یحرم، وان قصد لأجل التخمیر حرم۔ (قوله: إن بیع العصیر ممن یتخذه خمرا ... الخ۔ فسر في مشکلات القدوري من یتخذه خمرا بالمجوسي لا المسلم، أما بیعه من المسلم فیکره؛ لأن المجوس یستحلون ذلک، ویجوز لنا أن ندعهم یتخذون الخمر ویشربونها، أما في حق المسلم فلیه إعانة علی الفسق والمعصیة فیکره۔ (شرح الأشباه والنظائر للحموي: (۱۹/۱، ۷۰) الفن الأول: القواعد الکلیة، القاعدة الثانیة: الأمور بمقاصدها، ط: علمیه کوئٹه)

☆ والضابط عندهم: أن کل ما فیه منفعة تحل شرعاً، فإن بیعه یجوز؛ لأن الأعیان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۳۳۱/۵) القسم الثالث: العقود والتصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول، المبحث الرابع: البیع الباطل والبیع الفاسد، ط: رشیدیه)

☆ الدر مع الرد: (۱۹/۵) کتاب البیوع، ط: سعید

☆ والذي یهت علی هذا لأن "الکوحل" المسکرة (Alcohals) الیوم صارت تستعمل في معظم الأدویة ولأغراض کیمیاویة أخری، ولا تستغني عنها کثیر من الصناعات الحدیثة وقد عمت بها البلوی شتدت إلیها الحاجة، والحکم فیها علی قول أبي حنیفة سهل ...... فالحاصل: أن هذه الکوحل لو لم تکن مصنوعة من العنب والتمر فبیعها للأغراض الکیمیاویة جائز باتفاق بین أبي حنیفة وصاحبیه، وإن کانت مصنوعة من التمر أو من المطبوخ من عصیر العنب فکذلک عند أبي حنیفة خلافاً لصاحبیه، وإن کانت مصنوعة من العنب النيء فبیعها حرام عندهم جمیعاً، والظاهر أن معظم الکوحل لا تصنع من العنب والتمر فینبغي أن یجوز بیعها لأغراض مشروعة في قول علماء الحنفیة جمیعاً۔ (تکملة فتح الملهم: (۵۵۱/۱) کتاب المساقات والمزارعة، باب تحریم بیع الخمر، ط: دار العلوم کراچی)

الگ الگ ہے، لہٰذا یہاں ہر ایک قسم کو الگ الگ لکھا جارہا ہے تاکہ حکم بھی الگ الگ واضح ہو:

❶ پہلی قسم اس اسپرٹ کی ہے جسے منقّی، انگور یا کھجور کی شراب سے بنایا گیا ہو۔ یہ بالاتفاق ناپاک ہے، جس دوا میں یہ ملائی گئی ہو وہ بھی ناپاک ہے، اس کا پینا حرام ہے۔(۱)

البتہ شدید اضطراری حالت میں ایسی دوا پینے کی رخصت ہے، اور شدید اضطراری حالت یہ ہے کہ ماہر معالج اور ڈاکٹر کا ظن غالب یہ ہو کہ اس مریض کو کسی اور دوا سے شفا نہیں ہوگی تو ایسی صورت میں اس قسم کی اسپرٹ ملی ہوئی دوا پینے کی بقدرِ ضرورت گنجائش ہے۔(۲)

---

(۱) (الشراب) لغة: كل مائع يشرب واصطلاحا (مايسكر والمحرم منها أربعة) ... (الخمر وهي النيئ) ... (من ماء العنب إذا غلى واشتد وقذف) أي رمى (بالزبد) أي الرغوة، ولم يشرط قذفه وبه قالت الثلاثة وبه أخذ أبو حفص الكبير، وهو الأظهر ... وحرم قليلها وكثيرها) بالإجماع (لعينها) أي لذاتها ... (وهي نجسة نجاسة مغلظة كالبول ويكفر مستحلها ... وحرم الانتفاع بها) ولسقي دواب أو لطين أو نظر للتلهي، أو في دواء، أو دهن أو طعام أو غير ذلك، إلا لتخليل أو لخوف عطش، بقدر الضرورة، فلو زاد فسكر حد ... والثاني۔ (الطلا بالكسر (وهو العصير يطبخ حتى يذهب أقل من ثلثيه) و يصير مسكرا ... (وقيل ما طبخ من ماء العنب حتى يذهب ثلثاه ويبقى ثلثه وصار مسكرا ... ونجاسته ... كالخمر) به يفتى (و) الثالث (السكر) (وهو النيئ من ماء الرطب ... والرابع (نقيع الزبيب وهو النيئ من ماء الزبيب) ... (والكل) الثلاثة المذكورة (حرام إذا غلى واشتد) وإلا لم يحرم اتفاقا، وإن قذف حرم اتفاقا، ... ولم يبين حكم نجاسة السكر والنقيع؛ ومفاد كلامه أنها خفيفة وهو مختار السرخسي واختار في الهداية، أنها غليظة۔ (الدر مع الرد: (۳۴۸/۶، ۳۴۹، ۳۵۱، ۳۵۲) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۹۹/۸ إلى ۴۰۲) كتاب الأشربة، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۱۱۲/۵، ۱۱۳) كتاب الأشربة، ط: سعيد۔

(۲) ففي النهاية عن الذخيرة: الاستشفاء بالحرام يجوز إذا علم أن فيه شفاء ولم يعلم دواء آخر۔ وفي فتاوى قاضيخان معزيًا إلى نصر بن سلام: معنى قوله عليه السلام "إن الله لم يجعل شفاء كم فيما حرم عليكم" إنما قال ذلك في الأشياء التي لا يكون فيها شفاء فأما إذا كان فيها شفاء فلا بأس به، ألا ترى أن العطشان يحل له شرب الخمر للضرورة۔ (البحر الرائق: (۲۰۳/۱) كتاب الطهارة، تحت قوله: وبول ما يؤكل نجس ... ولا يشرب أصلاً، ط: رشيديه)=

❷ دوسری قسم اس اسپرٹ کی ہے جو مذکورہ اشیاء کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً: جو، آلو، شہد وغیرہ کی شراب سے بنائی گئی ہو۔ اس کی طہارت اور حرمت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ پاک ہے اور اتنی مقدار پینا بھی حلال ہے کہ جس سے نشہ نہ ہو نیز لہو لعب کے مقصد سے پینا نہ ہو۔ جب کہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ نجاست خفیفہ ہے اور اس کی تھوڑی مقدار پینا بھی جائز نہیں، فتویٰ اگرچہ عام حالات میں امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر دیا گیا ہے، مگر اسپرٹ میں چوں کہ عموم بلویٰ ہے، لہٰذا جس دوا میں دوسری قسم کی اسپرٹ یا الکحل ملا ہوا ہو اس کے بارے میں گنجائش ہے کہ امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے قول پر عمل کر لیا جائے، اگرچہ تقویٰ اور احتیاط امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنے میں ہے۔[1]

❸ تیسری قسم اس اسپرٹ کی ہے جو کسی شراب سے نہ بنائی گئی ہو، بلکہ کسی اور پاک و حلال چیز مثلاً: درخت کے پتے، پھول، گھاس یا پودے وغیرہ سے بنائی گئی ہو، یہ بالاتفاق سب کے نزدیک پاک ہے اور جس دوا میں یہ ملائی گئی ہو وہ بھی

= بدائع الصنائع: (۱/ ۶۱، ۶۲) كتاب الطهارة، فصل: وأما الطهارة الحقيقية، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۵/ ۲۲۸) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب في التداوي بالمحرم، ط: سعيد۔

(۱) (وحرمها محمد) أي الأشربة المتخذة من العسل والتين ونحوهما قاله المصنف (مطلقًا) قليلها وكثيرها (وبه يفتى) ... وفي طلاق البزازية: وقال محمد: ما أسكر كثيره فقليله حرام وهو نجس أيضًا،... والخلاف إنما هو عند قصد التقوى أما عند قصد التلهي فهو حرام إجماعًا۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۴۵۴، ۴۵۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

وهذا الاختلاف فيما إذا قصد به التقوي دون التلهي، وإن قصد به التلهي فهو حرام بالإجماع۔ (قوله فيما إذا قصد به التقوي) على طاعة الله أو استمراء الطعام أو التداوي فأما السكر منه حرام بالإجماع. اهـ أتقاني۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي (۶/ ۴۷) ط: كتاب الأشربة، ط: امداديه ملتان)

البحر الرائق: (۸/ ۳۰۲، ۳۰۳) كتاب الأشربة، ط: سعيد۔=

پاک اور حلال ہے اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے، موجودہ دور میں عام طور پر تیسری قسم کی اسپرٹ استعمال ہوتی ہے، کیوں کہ وہ سستی ہے۔[۱]

مذکورہ بالا تفصیل اس وقت ہے جب کہ معلوم ہو کہ اسپرٹ کس قسم کی ہے، اور اگر معلوم نہ ہو کہ یہ کس قسم کی ہے تو چوں کہ ناپاک ہونے کا گمان غالب نہیں ہے، بلکہ محض شبہ ہے کہ قسم اول سے ہو، تو محض اس شبہ کی بنا پر اس کی نجاست یا حرمت کا حکم نہیں لگایا جائے گا، لہٰذا جس دوا میں ایسی اسپرٹ یا الکحل ہو جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ مذکورہ تین قسموں میں سے کس قسم سے ہے، ایسی دوا کھانے اور پینے کی گنجائش ہے اور جس کپڑے کو ایسی دوا یا اسپرٹ لگ جائے اسے ناپاک نہیں کہا جائے گا۔[۲]

اب اس تفصیل کے بعد الکحل کی خرید وفروخت کا حکم یہ ہے کہ جن صورتوں کو پاک لکھا گیا ہے اور استعمال کی گنجائش دی گئی ہے ان صورتوں میں خرید وفروخت بھی جائز ہوگی، اس کی تجارت بھی حلال ہوگی اور جن صورتوں کو ناپاک لکھا گیا ہے

= الهندية: (۵/ ۴۰۹، ۴۱۲) كتاب الأشربة، الباب الأول: في تفسير الأشربة، ط: رشيديه۔

والسادس: العسر وعموم البلوى، كالصلاة مع النجاسة المعفو عنها كما دون ربع الثوب من مخففة و قدر الدرهم من المغلظة . . . ـ (شرح الأشباه للحموي: (۱/ ۱۸۹) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسير، ط: علميه كوئٹه)

أما استعمال الكحول الخارجي بغير التداوي في مثل العطور و الحبر و الأصباغ، فيتوقف حكمه على كونه نجسا أو طاهرا، وقد ثبت من مذهب الحنفية المختار أن غير الأشربة الأربعة (المصنوعة من التمر أو من العنب) ليست نجسة، ولما أن الكحول المستخدمة للاستعمال ليست داخلة في الأشربة الأربعة، فإنها ليست نجسة في قول أبي حنيفة و أبي يوسف رحمهما الله تعالى، ولذلك يجوز على قولهما استعمال العطور و الحبر و الاصباغ و نحوها التي توجد فيها الكحول۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة (۱/ ۲۹۴) المبحث الثالث، الشرط الثاني، كون المبيع متقوما، الأدوية و الأغذية المشتملة على الكحول، ط: مكتبه معارف القرآن)

(۱) ايضا۔

(۲) اليقين لايزول بالشك، . . . وإذا صار مشكوكا في نجاسته جازت الصلاة معه، قلت: يندرج في هذه القاعدة قواعد: منها قولهم: الأصل بقاء ما كان على ما كان، وتتفرع عليها مسائل منها: من تيقن =

ان کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہوگی اور تجارت بھی حرام ہوگی۔ (۱)

اسپورٹس ڈریس

وہ کپڑے جن پر کافروں کے شعار ہوتے ہیں ان میں کچھ تفصیل ہے اور وہ

=الطهارة وشک في الحدث فهو متطهر۔ (شرح الحموي على الأشباه: (۱۴۸/۱ـ ۱۵۰) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الثالثة: اليقين لايزول بالشک، ط: مكتبه علمية كوئته)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۱۸/۱) رقم المادة: ۴، المقدمة، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: رشيديه كوئته،

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۶/۱) رقم المادة: ۴، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

(۱) وإنما نبهت علي هذا لأن "الكحول المسكرة" اليوم صارت تستعمل في معظم الأدوية، و لأغراض كيمياوية أخري، و لاتستغني عنها كثير من الصناعات الحديثة، و قد عمت بها البلوي، واشتدت اليها الحاجة، و الحكم فيها علي قول أبي حنيفة سهل، لأنها إن لم تكن مصنوعة من النيء من ماء العنب، فلايحرم بيعها عنده، والذي يظهر لي أن معظم هذه الكحول لا تصنع من العنب، بل تصنع من غيرها... فالحاصل أن هذه الكحول لو لم تكن مصنوعة من العنب والتمر، فبيعها للأغراض الكيمياوية جائز بين أبي حنيفة وصاحبيه، وإن كانت مصنوعة من التمر أو من المطبوخ من عصير العنب، فكذالك عند أبي حنيفة، خلافًا لصاحبيه، و لو كانت مصنوعة ـ العنب النيء فبيعها حرام عندهم جميعًا۔ (تكملة فتح الملهم (۵۵۱/۱) كتاب المساقاة و المزارعة، باب تحريم بيع الخمر، ط: مكتبه دار العلوم)

☐ وبهذا تبين حكم الكحول المسكرة التي عمت بها البلوي اليوم، فإنها تستعمل في كثير من الأدوية والعطور و المركبات الأخري، فإنها إن اتخذت من العنب أو التمر فلاسبيل إلي حلتها أو طهارتها، وإن اتخذت من غيرها فالأمر فيها سهل علي مذهب أبي حنيفة رحمه الله تعالي، ولايحرم استعماله مركبة مع المواد الأخري، ولايحكم بنجاستها أخذًا بقول أبي حنيفة رحمه الله، وإن معظم الكحول التي تستعمل اليوم في الأدوية و العطور وغيرها لا تتخذ من العنب أو التمر إنما تتخذ من الحبوب أو القشور أو البترول وغيره كما وحينئذ هناك فسحة في الأخذ بقول أبي حنيفة عند عموم البلوي، والله سبحانه أعلم۔ (تكملة فتح الملهم (۶۰۸/۳) كتاب الأشربة، باب تحريم بيع الخمر، ط: مكتبه دار العلوم)

☐ أما استعمال الكحول الخارجي بغير التداوي في مثل العطور و الحبر و الأصباغ، فيتوقف حكمه على كونه نجسًا أو طاهرًا، وقد ثبت من مذهب الحنفية المختار أن غير الأشربة الأربعة (المصنوعة من التمر أو من العنب) ليست نجسة، ولما أن الكحول المستخدمة للاستعمال ليست داخلة في الأشربة الأربعة، فإنها ليست نجسة في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالي، ولذلك يجوز علي قولهما استعمال العطور و الحبر و الاصباغ و نحوها التي توجد فيها الكحول۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة (۲۹۴/۱) المبحث الثالث، الشرط الثاني، كون المبيع متقوما، الأدوية و الأغذية المشتملة على الكحول، ط: مكتبه معارف القرآن)

یہ ہے:

❶ اگر یہ شعار کافروں کے دینی رموز اور علامتیں ہیں جیسے صلیب وغیرہ تو ایسی حالت میں ان کپڑوں کو درآمد کرنا اور ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❷ اگر یہ شعار اور علامت کسی کافر کی تعظیم اور احترام کی علامت ہو، مثلاً کپڑے پر تعظیم کے لئے کسی کافر کی تصویر چھپی ہو، یا اس کا نام لکھا ہو، یا اس طرح کی کوئی اور چیز ہو تو ایسے کپڑوں کو بھی درآمد کرنا اور ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❸ اور اگر کپڑوں پر جو علامتیں چھپی ہوئی ہیں وہ عبادت کی علامت نہیں یا کسی آدمی کی تعظیم کے لئے بھی نہیں صرف تجارتی نشانات ہیں جنہیں "ٹریڈ مارک" کہتے ہیں تو ان میں کوئی حرج نہیں۔ (۱)

---

(۱) (ولو وجدوا في الغنائم صليباً من ذهب أو فضة أو تماثيل أو دراهم، أو دنانير فيها التماثيل، فإنه ينبغي للإمام أن يكسر ذلك كله فيجعله تبراً): لأنه لو قسمه أو باعه كذلك، ربما يبيعه من يقع في سهمه من بعض المشركين بأن يزيدوا له في ثمنه رغبة منهم في لباسه، أو في أن يعبدوا فليتحرز عن ذلك بكسر الصليب والتماثيل.... (فأما الدراهم والدنانير فلا بأس بقسمتها وبيعها قبل أن تكسر) لأن هذا مما لا يلبس، ولكنه يبتذل في المعاملات، ألا ترى أن المسلمين يتبايعون بدراهم الأعاجم فيها التماثيل بالتيجان، ولا يمتنع أحد عن المعاملة بذلك، وإنما يكره هذا فيما يلبس أو يعبد من دون الله من الصليب ونحوها. (وحكم هذه الاشياء كحكم مالو أصابوا برابط وغيرها من المعازف، فهناك ينبغي له أن يكسرها ثم يبيعها أو يقسمها حطباً. (شرح السير الكبير: (۳/۱۴۲، ۱۴۳) مايحمل عليه الفئ ومايركبه الرجل من الدواب، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 ولهذه العناية الإلهية جاءت في شريعتنا السمحة البيضاء احكام لسد الذرائع فيما جرب عظم فساده في الأرض من المعاصي، كماترى أنه لما حرمت الخمر حرم بيعها وشرائها الذى هو ذريعة إلى هذه المعصية وكذلك لما كان الشرك ظلماً عظيما وإثما غير مغفور حرمت ماكان ذريعة إلى الشرك، منها التصوير صنعته واستعماله۔ (احكام القرآن للتهانوى: (۳/۲۷۸)، ط: إدارة القرآن)۔

🗁 ولايحل عمل شئ من هذه الصور، ولايجوز بيعها ولا التجارة لها والواجب أن يمنعوا من ذلك۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰)، بحوالہ تصویر کے شرعی احکام: (ص: ۸۹)، عنوان: "تصاویر کی تجارت" ط: ادارۃ المعارف کراچی)۔ =

استثنا

جس چیز کو اکیلے فروخت کرنا صحیح ہے فروخت کرتے وقت اس کا استثنا کرنا بھی جائز ہے۔ اور جس چیز کو اکیلے فروخت کرنا صحیح نہیں ہے فروخت کرتے وقت اس کا استثنا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔[۱]

اِستجرار

☆......دکان دار کو پیشگی رقم دینے کے بعد اس کی دکان سے مختلف چیزیں لاتے رہنا اور آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت کٹوا دینا جائز ہے، اس کو "استجرار" کہتے ہیں۔[۲]

☆......اسی طرح دکان دار سے پورے مہینے سامان اور راشن وغیرہ لینے کے بعد مہینے کے آخر میں حساب کر کے پیسہ ادا کر دینا بھی درست ہے۔[۳]

= ▢ إذا ثبت كراهية لبسها ثبت كراهية بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على مالا يجوز وكل ما أدى إلى مالا يجوز لا يجوز (الدر المختار مع الرد: (٦/ ٣٦٠)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

▢ ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا فتنزيها۔ (الدر مع الرد: (٦/ ٣٩١)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)۔

(۱) كلما جاز بيعه منفرداً جاز استثناءه من البيع... ولو استثنى منه ما لا يجوز أفراده بالعقد، لا يصح استثاءه، كما لو باع جارية إلا حملها... لم يجز۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (ص: ۱۲۳، ۱۲۴) رقم المادة: ۲۱۹، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني، الفصل الثالث: في بيان المسائل المتعلّقة بكيفية بيع المبيع، ط: رشيديه كوئٹه)

▢ شرح المجلّة لرستم باز: (۱/ ۸٦) رقم المادة: ۲۱۹، البيوع، الباب الثاني: الفصل الثالث في بيان المسائل المتعلّقة بكيفية بيع المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

▢ درر الحكام شرح مجلّة الأحكام: (۱/ ۱٦۸) رقم المادة: ۲۱۹، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲، ۳) قال في الولوالجية: دفع دراهم الى الخباز فقال: اشتريت منك مائة خبز وجعل يأخذ كل يوم خمسة أمناء فالبيع فاسد وما أكل فهو مكروه؛ لأنه اشترى خبزاً غير مشار اليه، فكان المبيع مجهولاً، ولو أعطاه دراهم وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الإبتداء: "اشتريت منك" يجوز، وهذا حلال وإن كانت نيته وقت الدفع الشراء؛ لأنه بمجرد النية لا ينعقد البيع وإنما ينعقد البيع الآن =

اُسترا

"بلیڈ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۲/۲)

اِستِصناع (Order)

کسی کاری گر یا کارخانے کو آرڈر دے کر مال بنوانا جائز ہے،(1) اس کو "استصناع" کہتے ہیں، اس میں مندرجہ ذیل امور کی رعایت کرنا ضروری ہے:

❶ کوئی مدت اس طرح مقرر نہ کی جائے کہ اس مدت سے پہلے لینا صحیح نہ ہو، اندازہ اور مہلت کے لیے مدت بیان کرسکتے ہیں۔

=بالتعاطي والآن المبيع معلوم فينعقد البيع صحيحاً۔ (شامي: (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ط: سعيد)

ولابأس بأن يضع الرجل عند الرجل درهماً ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسرٍ معلومٍ سلعةً معلومةً. (مؤطا الامام مالک: (ص: ۵۹۰) كتاب البيوع، باب جامع بيع الطعام، ط: مير محمد كتب خانه كراچي)

ويصح أيضاً ولو كان الإعطاء من أحد الجانبين فقط وبه يفتى، وصورته: أن يتفقا على الثمن ثم يأخذ المشتري المتاع ويذهب برضا صاحبه من غير أن يدفع الثمن أو أن يدفع المشتري الثمن للبائع ويذهب بدون قبض المبيع فان البيع لازم على الصحيح۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۵/۱) [رقم المادة: ۱۷۵] الكتاب الأول: في البيوع، الباب الأول: في المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئته)

شرح المجلة لخالد الاتاسي، (۳۶/۲) [رقم المادة: ۱۷۵]، ط: مكتبه حقانيه پشاور

بحوث في قضايا فقهية معاصرة، (ص: ۹۲) البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دالعلوم كراچي۔

مايستجره الانسان من البياع اذا حاسبه على أثمانها بعد استهلاكها جاز استحساناً۔ (الدر مع الرد: (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

ومما تسامحوا فيه وأخرجوه عن هذه القاعدة ما في القنية: الأشياء التي تؤخذ من البياع على وجه الخرج كما هو العادة من غير بيع كالعدس والملح والزيت ونحوها ثم اشتراها بعد ما انعدمت صح، فيجوز بيع المعدوم هنا۔ (البحر: (۴۳۳/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۸/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة بيروت۔

(۱) الاستصناع لغة: طلب الصنعة، وشرعاً أن يقول لصانع خف مثلاً اصنع لي خفاً طوله كذا وسعته كذا من أديم كذا من عندك بكذا وكذا، ويعطى الثمن المسمى أو لا يعطى شيئاً، فيقبل الآخر منه۔=

❷ چیز بنانے کا سارا مال کاری گر کا ہو، اگر کُل یا اکثر مال آرڈر دینے والے کا ہو تو یہ استصناع نہیں ہوگا، بلکہ یہ اجرت پر کام کروانا ہوگا اور اس پر اجارہ کے احکام جاری ہوں گے۔

❸ چیز بنانے کے بعد آرڈر دینے والے کو چیز دکھلانے سے پہلے کاری گر کو اختیار ہوگا کہ وہ چیز آرڈر دینے والے کو دے یا نہ دے، بلکہ دوسری چیز بنا کر دے دے۔اور آرڈر دینے والے کو دکھلانے کے بعد کاری گر کو وہ چیز اپنے لیے روک لینے کا اختیار نہیں ہوگا، نیز مال دیکھنے کے بعد آرڈر دینے والے کو بنی ہوئی چیز قبول نہ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

=(شرح المجلة للأتاسي: (۲۰۱/۱)، تحت المادة: ۳۸۸، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: رشيديه)

🗀 وصح السلم والاستصناع في نحو خف وطست ... الخ۔ (البحر الرائق: (۲۸۳/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: رشيديه)

🗀 الدر مع الرد: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

(۱) إذا قال شخص لأحد من أهل الصنائع اصنع لي الشيئ الفلاني بكذا قرشًا ... وبين الطول والحجم وسائر أوصافها اللازمة وقبل صاحب المعمل انعقد الاستصناع، بشرط أن يكون الحديد من الصانع إذ لو كان من المستصنع كان العقد إجارة لا استصناعًا انظر المادة: ۴۲۱ ... كل شيئ تعومل استصناع يصح فيه الاستصناع على الإطلاق أي سواء عينت المدة أم لا، كالخف والقلنسوة والأواني المتخذة من الصفر والنحاس، و كالطست والقمقمة، وأما لم يتعامل باستصناعه إذا بين فيه المدة صار سلمًا، وتعتبر فيه حينئذ شروط السلم وإذا لم يبين فيه المدة كان من قبيل الاستصناع أيضًا، إنما يكون سلمًا عند بيان المدة إذا بينت المدة على سبيل الاستمهال وحينئذ تعتبر فيه شروط السلم، أما لو ذكرت المدة على سبيل الاستعجال كعلى أن تفرغه غدًا كان استصناعًا لا سلمًا ... وإذا انعقد الاستصناع، فليس لأحد العاقدين الرجوع، وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيرًا، لفوات الوصف المرغوب فيه، أما الصانع فلاخيار له مطلقًا؛ لأنه باع ما لم يره، ولا خيار للبائع ...۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۷۵/۱، ۱۷۶) رقم المادة: ۳۸۸، إلى رقم المادة: ۳۹۲، البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: فاروقيه كوئته)

🗀 شرح المجلة للأتاسي: (۲۰۳/۲، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶) رقم المادة: ۳۸۸-۳۹۲، أيضًا، ط: رشيديه۔

🗀 (والاستصناع) هو طلب عمل الصنعة (بأجل) ذكر على سبيل الاستمهال لا الاستعجال فإنه=

استصناع اور اجارہ میں فرق

☆...... استصناع اور اجارہ میں فرق یہ ہے کہ استصناع میں مال تیار کرنے والا (مینوفیکچرر) خود اپنے خام مال سے چیز تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کرتا ہے، لہٰذا یہ معاہدہ اس بات کو بھی شامل ہوتا ہے کہ اگر خام مواد تیار کرنے والے کے پاس موجود نہیں ہے تو وہ اسے مہیا کرے اور اس بات کو بھی شامل ہوتا ہے کہ مطلوبہ چیز کی تیاری کے لیے کام کرے۔

☆...... اگر خام مواد گاہک کی طرف سے مہیا کیا گیا ہے اور تیار کرنے والے سے صرف اس کی محنت اور مہارت مطلوب ہے تو یہ معاہدہ استصناع کا نہیں ہوگا، اس صورت میں یہ اجارے کا عقد ہوگا جس کے ذریعے کسی شخص کی خدمات ایک متعین معاوضے کے بدلے میں حاصل کی جاتی ہیں۔ (۱)

استصناع اور سَلَم میں فرق

استصناع اور سلم کے درمیان چند فرق ہیں اور وہ مختصراً یہ ہیں:

❶ استصناع ہمیشہ ایسی چیز پر ہوتا ہے جسے تیار کرنے کی ضرورت ہو، جب

= لایصیر سلما (سلم) ... فیجبر الصانع علی عمله ولا یرجع الآمر عنه) .... (الدر مع الرد: (۲۲۳/۵۔۲۲۵) کتاب البیوع، باب السلم، مطلب: في الاستصناع، ط: سعید)

🗁 والاستصناع أن تکون العین والعمل من الصانع فأما إذا کانت العین من المستصنع لا من الصانع فإنه یکون إجارة ولا یکون استصناعا .... (الهندیة: (۵۱۷/۴) کتاب الإجارة، الباب الحادي والثلاثون: في الاستصناع والاستجار علی العمل، ط: رشیدیه)

🗁 في البائع، واما صفته فهي انه عقد غیر لازم قبل العمل من الجانبین بلاخلاف، حتی کان لکل واحد منهما خیار الامتناع من العمل، کالبیع بالخیار للمتبایعین، فان لکل منهما الفسخ اه واما بعد الفراغ من العمل قبل ان یراه المستصنع فکذلك حتی کان للصانع ان یبیعه ممن شاء، واذا أحضره الصانع علی الصفة المشروطة فلاخیار لهما عند الثاني، وعلیه هذه المادة۔ (شرح المجلة للاتاسی (۲/ ۳۱۰) شرح المادة: ۳۹۲، ط: رشیدیه)

(۱) والاستصناع أن تکون العین والعمل من الصانع، فأما إذا کان العین من المستصنع لا من الصانع =

کہ بیع سلم ہر چیز کی ہو سکتی ہے خواہ اسے تیار کرنے کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔

❷ سلم میں یہ ضروری ہے کہ قیمت مکمل طور پر پیشگی ادا کی جائے، جب کہ استصناع میں یہ ضروری نہیں ہے۔

❸ سلم کا عقد جب ایک مرتبہ ہو جائے تو اسے یک طرفہ طور پر منسوخ نہیں کیا جا سکتا، جب کہ عقد استصناع کو سامان کی تیاری شروع ہونے سے پہلے منسوخ کیا جا سکتا ہے۔

❹ سپردگی کا وقت مقرر کرنا سلم میں بیع کا ضروری حصہ ہے، جب کہ استصناع میں سپردگی کا وقت مقرر کرنا ضروری نہیں ہے۔ (۱)

=يكون إجارة، ولا يكون استصناعاً. (المحيط البرهاني (۱۲/۹۸) كتاب الإجارة، الفصل الثالث و الثلاثون في الإستصناع، ط: إدارة القرآن)

☐ الفتاوى الهندية (۴/۵۱۷) كتاب الإجارة، الباب الحادي والثلاثون في الإستصناع والاستجار على العمل، ط: رشيديه.

☐ مجمع الأنهر (۳/۱۳۹) ط: كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) يشترط لصحة السلم بيان جنس المبيع مثلاً أنه حنطة أو أرز... وصفته كالجيد والخسيس، وبيان مقدار الثمن والمبيع وزمان تسليمه ومكانه... وجملة الشروط كما في الدرر والبحر سبعة عشر شرطاً... ستة في رأس مال السلم، وهي بيان جنسه ونوعه وصفته وقدره ونقده وقبضه قبل الافتراق، وأحد عشر في المسلم فيه، وهي الأربعة الأولى، وبيان مكان إيفائه، وأجله وعدم انقطاعه،... وواحد يرجع إلى العقد وهو كونه باتاً ليس فيه خيار الشرط... بقي من شروط السلم نقد رأس مال السلم،... ومنها عدم خيار الشرط، لما تقرر من أن قبض رأس المال قبل تفرق شرط بقائه على الصحة، وخيار الشرط يمنع تمام القبض... ولا يثبت في المسلم فيه خيار الرؤية؛ لأنه دين في الذمة. (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸) رقم المادة: ۳۸۶، ۳۸۷، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الثالث في حق المسلم، ط: رشيديه)

☐ كل شيء تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الاطلاق... فعلى هذا لا يجوز استصناع حائك على أن ينسج له ثوبا، لعدم التعامل، ثم ما ورد التعامل في استصناعه سواء، كان مؤجلاً إلى شهر أو أزيد أو لم يكن مؤجلاً، فالتأجيل يحمل على الاستعجال ولا يخرجه عن كونه استصناعا... وعند الإمام الأعظم إذا ذكر الأجل يصير سلما فيشرط فيه ما يشترط للسلم... وأما ما لم يتعامل باستصناعه... إذا عين له المدة صار سلما وتعتبر فيه شرائط السلم... وإذا لم يبين فيه المدة كان من قبيل الاستصناع أيضا... لا يلزم في الاستصناع دفع الثمن حالاً أي وقت العقد... وإذا انعقد الاستصناع فليس =

استصناع بیع ہے وعدہ نہیں

استصناع خود بیع ہے، بیع کا وعدہ نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں اس بیع کا تعامل وتعارف ہے۔ چوں کہ یہ بیع ہے وعدہ نہیں ہے، اس لیے صانع (کاریگر) کو مطلوبہ آرڈر تیار کرنے پر مجبور کیا جائے گا، اور جب مطلوبہ مال تیار ہوجائے گا تو آرڈر دینے والا اسے لینے کا پابند ہوگا، البتہ عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

اور اگر کاریگر کو ثمن پہلے دے دیا گیا تو وہ اس کا مالک بن جائے گا۔ (۲)

=لأحد العاقدين الرجوع وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيرًا،... وأما إلزام الصانع على العمل وعدم رجوع الآمر عنه فهو وإن صرّح به في التنوير تبعًا للدرر والوقاية، إلا أنه مخالف لكثير من كتب المذهب، لقول البحر، وحكمه الجواز دون اللزوم، ولذا قلنا للصانع أن يبيع المصنوع قبل أن يراه المستصنع؛ لأن العقد غير لازم، ولما في البدائع: وأما صفته فهي أنه عقد غير لازم قبل العمل من الجانبين بلاخلاف۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۳۰۳-۳۰۶) رقم المادة: ۳۸۹-۳۹۲، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في بيان الاستصناع، ط: رشيديه)

شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۱۷۲-۱۷۳) رقم المادة: ۳۸۶، ۳۸۷) أيضًا، و: (۱/۱۷۵، ۱۷۶)، رقم المادة: ۳۸۹-۳۹۲، أيضًا، ط: فاروقيه كوئته۔

الدر مع الرد: (۵/۲۱۳، ۲۱۵، ۲۲۳، ۲۲۴) كتاب البيوع، باب السلم، ومطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

(۱) (وإذا انعقد الاستصناع، فليس لأحد العاقدين الرجوع۔ وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيرًا)۔

قال العلامة على حيدر الأفندي: الاستصناع بيع وليس وعدًا مجردًا، فإذا انعقد فليس لأحد العاقدين على رواية أبي يوسف الرجوع عنه بدون رضا الآخر، فيجبر الصانع على عمل الشيئ المطلوب وليس له الرجوع عنه؛ لأن الذي يبيع مالا لم يرد له خيار، وكذلك ليس للمستصنع أن يرجع عنه؛ لأنه لو جعل له الخيار للحق البائع إضرار؛ لأنه قد لا يرغب في المصنوع أحد غير المستصنع... وإذا كان المصنوع غير موافق للأوصاف المطلوبة فإن كان النقص الموجودة فيه من قبل العيب فللمستصنع خيار العيب۔ (شرح المجلّة لعلى حيدر: (۱/۴۲۲) المادة: ۳۹۲، الكتاب الأول: البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الرابع في بيان الاستصناع، ط: دار الجيل)

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۲/۳۰۶) المادة: ۳۹۲، ط: حقانيه۔

(۲) ولو قبض الثمن ملكه۔ (تبيين الحقائق: (۴/۱۲۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: امداديه ملتان)

استصناع صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری ہے

استصناع کے صحیح ہونے کے لیے یہ ضروری ہے کہ چیز کی قیمت فریقین کی رضامندی سے طے کر لی جائے اور مطلوبہ چیز (جس کی تیاری مقصود ہے) کے ضروری اوصاف بھی متعین کر لیے جائیں۔(۱)

استصناع کا معنی

☆...... ''استصناع'' بیع کی ایک قسم ہے جس میں چیز کے وجود میں آنے سے پہلے اس کی بیع (سودا) ہو جاتی ہے۔(۲)

☆...... استصناع کا معنی یہ ہے کہ: کوئی مال تیار کرنے والا (مینوفیکچرر) اپنے پاس سے خام مال لگا کر خریدار کے لیے چیز تیار کرنے کی ذمہ داری قبول کر لیتا ہے تو اس طرح کرنے سے استصناع کا عقد وجود میں آ جاتا ہے۔(۳)

استصناع کی شرائط

استصناع کے جائز ہونے کے لیے متعدد شرائط ہیں اور وہ یہ ہیں:(۴)

---

(۱) يلزم في الاستصناع وصف المصنوع وتعريفه على الوجه الموافق للمطلوب.... (شرح المجلة للأتاسي: (۳۰۵/۲) رقم المادة: ۳۹۰، البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: رشيديه)
☆ الثمن المسمى: هو الثمن الذي يسميه و يعينه العاقدان وقت البيع بالتراضي۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۰/۱) رقم المادة: ۱۵۳۔
☆ شرح المجلة لرستم باز: (۱۷۵/۱) رقم المادة: ۳۹۰، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔
☆ درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۶۰/۱)، رقم المادة: ۳۹۰، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔
☆ وللتعامل جوزنا الاستصناع مع أنه بيع المعدوم۔ (شامی (۸۸/۵) ط: سعيد۔
(۲، ۳) الاستصناع لغة: طلب الصنعة، وشرعا أن يقول لصانع خف مثلا اصنع لي خفا طوله كذا وسعته كذا من أديم كذا من عندك بكذا و كذا، ويعطى الثمن المسمى أولا يعطى شيئا، فيقبل الآخر منه۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۰۱/۱)، تحت المادة: ۳۸۸، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: رشيديه)
☆ البحر الرائق: (۲۸۳/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: رشيديه۔
☆ الدر مع الرد: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔
(۴) الشروط الحنفية لجواز الاستصناع شروطا ثلاثة... ۱۔ بيان جنس المصنوع و نوعه وقدره =

① جس چیز کو بنانے کا آرڈر دیا جارہا ہے، اس کی جنس، نوع، مقدار، اور صفت معلوم ہو، مثلاً برتن بنوانا ہے، یا گاڑی یا کپڑا وغیرہ، اگر برتن بنوانا ہے تو کس نوع اور کس ڈیزائن کا یعنی لوٹا بنوانا ہے یا پلیٹ بنوانی ہے، اگر لوٹا بنوانا ہے تو کس چیز کا، پیتل کا یا پلاسٹک کا یا سلور کا، پھر کتنے بنوانے ہیں، یہ تمام باتیں عقد استصناع کے وقت معلوم ہونا ضروری ہیں۔

② صرف ان ہی چیزوں کا آرڈر دیا جائے جن میں استصناع اور آرڈر دے کر بنوانے کا تعامل ہے، اور رواج ہے، جیسے جوتے، موزے، کپڑے، زیورات برتن، اور نقل وحمل کے وسائل مثلاً گاڑی وغیرہ۔ لہٰذا جن چیزوں میں آرڈر دے کر بنوانے کا رواج نہیں ہے، ان چیزوں میں استصناع صحیح نہیں ہے۔

نیز یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک زمانہ اور ایک علاقہ میں کسی چیز میں استصناع کا رواج ہو اور دوسرے زمانے اور دوسرے علاقے میں رواج نہ ہو۔

③ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ایک شرط یہ بھی ہے کہ حوالگی کی

= وصفه... وبناء عليه إذا استصنع شخص إناء أو سيارة، بين في الإناء نوع المعدن وجنسه ومقاسه وحجمه وأوصافه وعدد الآنية المطلوبة إذا كانت متعددة. ٢۔ أن يكون المصنوع مما يجري فيه تعامل الناس كالمصنوعات والأحذية والأواني وأمتعة الدواب ووسائل النقل الأخرى، فلايجوز الاستصناع في الثياب أو في سلعة لم يجر العرف باستصناعها كالدبس (مايخرج من العنب) لعدم تعامل الناس به... ويصح في عصرنا الحاضر الاستصناع في الثياب لجريان التعامل فيه، والتعامل يختلف بحسب الأزمنة والأمكنة. ٣۔ ألا يذكر فيه أجل محدد، فإذا ذكر المتعاقدان أجلاً معيناً لتسليم المصنوع فسد العقد وانقلب سلمًا عند أبي حنيفة، فتشرط فيه حينئذ شروط السلم... وقال الصاحبان: ليس هذا بشرط، والعقد استصناع على كل حال، حدد فيه أجل أو لم يحدد، لأن العادة جارية بتحديد الأجل في الاستصناع، فيكون شرطًا صحيحًا لذلك۔ وهذا القول هو المتفق مع ظروف الحياة العلمية وحاجات الناس، فيكون هو الأولى بالأخذ به۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٦٤٦/٥، ٣٦٤٨) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس: أنواع البيع، ٢۔ عقد الاستصناع، ط: رشيديه)

▭ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (٤٠٣/٢) المادة: ٣٨٩، الكتاب الأول، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الرابع في بيان الاستصناع، ط: رشيديه۔

[مدت] متعین نہ کی جائے ورنہ عقد استصناع فاسد ہوجائے گا اور بیع سلم بن جائے گی، [ب]شرطیکہ اس میں بیع سلم کی شرائط موجود ہوں، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ [اللہ] کے نزدیک حوالگی کی مدت متعین کرنے سے کچھ فرق نہیں پڑتا، مدت متعین کرنا اور [نہ] کرنا برابر ہے، اور فتوی اسی قول پر ہے اور لوگوں کا تعامل بھی اسی پر ہے۔ (۱)

آج کل بعض اوقات استصناع کے عقد میں یہ شرط بھی لگائی جاتی ہے کہ اگر [آ]رڈر پر مال تیار کرنے والے (Manufacturer) نے فلاں تاریخ تک مال تیار کر کے نہیں دیا تو ہر روز کے حساب سے اتنی متعین قیمت کم ادا کی جائے گی، ایسی [ش]رط لگانا جائز نہیں ہے۔ (۲)

۱۲ استصناع صرف ان چیزوں کا ہوسکتا ہے جن میں صنعت (مینوفیکچرنگ) [ہ]وتی ہے، جیسے: گارمنٹس کا ساز و سامان، فرنیچر وغیرہ، اگر کسی چیز کی صنعت ہی نہیں [ہ]وتی ہو تو اس میں استصناع صحیح نہیں ہے، جیسے: گندم، چاول، آم وغیرہ۔ (۳)

(۱، ۲) قال في الفتح: وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى: يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال وعندهما و [با]قي الأئمة لا يجوز، ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلك رواية عن أبي يوسف۔ قال في الشرنبلالية: [و]لا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ المال للناس فيما يأكلون اهـ۔ ومثله في شرح الوهبانية [عن] ابن وهبان۔ وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به: إمساك شيء من ماله عنده [مدة] لينزجر، ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم بنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة؛ إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ اهـ۔ والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (شامی: (۶۲/۴، ۶۱) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۱۱/۲) كتاب الحدود، باب التعزير، ط: دار المعرفة۔

البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

(۳) يجب لصحة الاستصناع أن تتوافر فيه شروط ــــ الشرط الأول: أن يكون المعقود عليه مما يحتاج إلى صنعة، فلا يمكن الاستصناع فيما لا صنعة، مثل الحنطة أو الشعير أو المنتجات الزراعية الأخرى۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۵۹۳/۱) المبحث الخامس، الباب الثاني في السلم والاستصناع، ط: معارف القرآن)

استصناع کے معاہدے کو منسوخ کرنا

''استصناع کے معاہدے کے بعد'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۰/۱)

استصناع کے معاہدے کے بعد

استصناع کے معاہدے کی وجہ سے مال تیار کرنے والے/ مینوفیکچرر پر یہ اخلاقی ذمہ داری عائد ہوجاتی ہے کہ وہ اس چیز کو تیار کرے، لیکن مال تیار کرنے والے (مینوفیکچرر) کے کام شروع کرنے سے پہلے فریقین میں سے کوئی بھی فریق دوسرے فریق کو نوٹس دے کر استصناع کا معاہدہ منسوخ کرسکتا ہے، البتہ مال تیار کرنے والے کے کام شروع کردینے کے بعد استصناع کے معاہدے کو یک طرفہ طور پر ختم نہیں کیا جاسکتا۔(۱)

---

(۱) إذا انعقد الاستصناع فليس لأحد العاقدين الرجوع وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيرا، ... وأما إلزام الصانع على العمل وعدم رجوع الآمر عنه فهو وإن صرح به في التنوير تبعا للدرر والوقاية، إلا أنه مخالف لكثير من كتب المذهب، لقول البحر، وحكمه الجواز دون اللزوم، ولذا قلنا للصانع أن يبيع المصنوع قبل أن يراه المستصنع؛ لأن العقد غير لازم، ولما في البدائع: وأما صفته فهي أنه عقد غير لازم قبل العمل من الجانبين بلا خلاف، حتى كان لكل واحد منهما خيار الامتناع من العمل، كالبيع بالخيار للمتبايعين، فإن لكل منهما الفسخ، وأما بعد الفراغ من العمل قبل أن يراه المستصنع، فكذلك حتى كان للصانع أن يبيعه ممن شاء۔ وإذا أحضره الصانع على الصفة المشروطة فلا خيار لهما عند الثاني، وعليه هذه المادة: وقال الشارح الأتاسي قبل هذا تحت المادة، رقم: ۳۸۸، وهذا، أي عدم اللزوم، قول الإمام الأعظم، ولو بعد رؤية المستصنع المصنوع، وقد مشت المجلة في الفقرة الأولى من المادة: ۳۹۲، الآتية على قول الإمام أبي يوسف رحمه الله تعالى بأن المستصنع إذا رأى المصنوع على الشروط التي بينها، لا خيار لأحد العاقدين بالرجوع وهو الأرفق بالناس۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۰۱/۲-۳۰۷) رقم المادة: ۳۹۲، البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع: في بيان الاستصناع، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲۸۵/۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۳/۵) كتاب الإجارة، فصل: وأما صفة الاستصناع، ط: سعيد۔

استصناع میں بنائی ہوئی چیز متعین ہوتی ہے یا نہیں؟

☆......بیع استصناع میں بنائی ہوئی چیز دونوں کی رضامندی کے بغیر آرڈر دینے والے کے لیے متعین نہیں ہوتی، کاری گر ایک آدمی کے آرڈر پر بنائی ہوئی چیز کسی اور آدمی کے ہاتھ فروخت کرکے اس کے لیے دوسری بنا سکتا ہے۔

☆......آرڈر دینے والے کو بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کے مطابق اختیار ہوتا ہے کہ وہ بنائی ہوئی چیز لے لے یا خیارِ رؤیت کی بنا پر نہ لے، لیکن فتوی اس پر نہیں ہے۔

☆......اگر کوئی ایسی چیز بنانے کا آرڈر دے جس کی عام طور سے طلب نہیں ہوتی اور خاص مطالبے پر ہی بنائی جاتی ہے اور اندیشہ ہے کہ خیارِ رویت کی بنا پر نہ لی تو کاری گر کا بڑا نقصان ہوگا تو کاری گر یہ صورت اختیار کرسکتا ہے کہ آرڈر دینے والے کے لیے اجرت پر کام کرے، خام مال آرڈر دینے والے کے لیے اس کی اجازت سے خریدے اور اس خام مال سے اپنی مرضی کی اجرت متعین کرکے سامان بنا کردے۔ (۱)

استصناع میں تیار کیے ہوئے مال کا حکم

❶ استصناع میں جب تک کاریگر تیار کی ہوئی چیز آرڈر دینے والے کو حوالہ

(۱) وجه رواية أبي حنيفة رحمه الله أن في تخيير كل واحد منهما دفع الضرر عنه وأنه واجب... وقول أبي يوسف أن الصانع يتضرر بإثبات الخيار للمستصنع مسلم ولكن ضرر المستصنع بإبطال الخيار فوق ضرر الصانع بإثبات الخيار للمستصنع؛ لأن المصنوع إذا لم يلائمه وطولب بثمنه لا يمكنه بيع المصنوع من غيره بقيمة مثله، ولا يتعذر ذلک على الصانع لكثرة ممارسته وانتصابه لذلک... فإن سلم إلى حداد حديدًا ليعمل له إناء معلومًا بأجر معلوم أو جلدًا إلى خفاف ليعمل له خفا معلومًا بأجر معلوم فذلک جائز ولا خيار فيه؛ لأن هذا ليس باستصناع بل هو استئجار فكان جائزًا ....۔ (بدائع الصنائع: (۳/۵) كتاب الإجارة، فصل: وأما صفة الاستصناع، ط: سعيد)
☜ انظر الحاشية السابقة تحت عنوان "استصناع کے معاہدے کے بعد"۔

نہیں کرے گا تب تک کاری گر اس چیز کا مالک ہے، لہذا کاری گر وہ چیز تیسرے آدمی کو فروخت کرسکتا ہے، اور یہ بیع نافذ ہوجائے گی، باقی وعدہ کی خلاف ورزی کی بات الگ ہے اور بنائی ہوئی چیز آرڈر دینے والے کو حوالہ کرنے سے پہلے اس کی ملکیت میں نہیں آتی، بلکہ اس کی ملکیت ایسی چیز پر آتی ہے جو کاری گر کے ذمہ میں ہوتی ہے۔

❷ تیار کرنے والا کاریگر جب بنائی ہوئی چیز آرڈر دینے والے خریدار کو حوالہ کردیتا ہے تو تیار کرنے والے کاریگر کا خیار ختم ہوجاتا ہے، اور اس بنائی ہوئی معین چیز میں خریدار کی ملکیت آجاتی ہے، لہذا اب آرڈر پر بنانے والا کاریگر اس میں کسی قسم کا تصرف نہیں کرسکتا۔

❸ آرڈر دینے والے خریدار نے چونکہ بنائی ہوئی چیز کو دیکھا نہیں اس لیے جب وہ اسے دیکھے گا تو اس کو خیار رؤیت حاصل ہوگا یا نہیں اس میں اختلاف ہے البتہ فتوی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے کہ اس کو خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا، کیونکہ بالفرض اگر اسے دیکھنے کے بعد چیز پسند نہ آئی تو وہ چیز واپس کردے گا جس سے کاریگر کا بڑا نقصان ہوگا، کیونکہ آرڈر دینے والے کے معیار اور شرائط کے مطابق جو مال تیار کیا گیا ہے وہ کسی اور کو پسند آنا ضروری نہیں ہے۔

❹ ہاں اگر کاریگر نے آرڈر پر جو مال تیار کیا ہے اس میں کوئی عیب ہے یا آرڈر دینے والے کے معیار اور شرائط کے مطابق نہیں بنایا تو آرڈر دینے والے کو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ (۱)

(۱) حکم الاستصناع بمعنى الأثر النوعي أو الجوهري المترتب عليه: هو ثبوت الملك للمستصنع في العين المصنوعة في الذمة، وثبوت الملك للصانع في البدل المتفق عليه.

۲۔ صفة هذا الحكم أو صفة عقد الاستصناع: أنه عقد غير لازم قبل الصنع، وبعد الفراغ من الصنع في حق الصانع والمستصنع معا، فيكون لكل من العاقدين الخيار في إمضاء العقد أو فسخه والعدول عنه قبل رؤية المستصنع الشيء المصنوع فلو باع الصانع الشيء المصنوع قبل أن يراه المستصنع، جاز؛ لأن العقد غير لازم والمعقود عليه ليس هو عين المصنوع وإنما مثله في الذمة۔=

استصناع میں سامان نہ لینے کا اندیشہ ہو تو اجارہ کا عقد کرے

"استصناع میں بنائی ہوئی چیز متعین ہوتی ہے یا نہیں؟" عنوان کے تحت

دیکھیں۔(۲۶۱/۱)

استصناع میں قیمت کی بروقت ادائیگی

آرڈر دینے والے پر قیمت کی بروقت ادائیگی لازم ہے چاہے اس کی ادائیگی ایڈوانس طے کی گئی ہو یا ادھار یا اقساط کے ذریعے، بہر حال جس طریقے سے بھی قیمت کی ادائیگی طے کی گئی ہو اس طریقے سے قیمت کی بروقت ادائیگی ضروری ہے۔(۱)

= إذا جاء الصانع بالشيء المصنوع إلى المستصنع سقط خياره ؛ لأنه رضي بكونه للمستصنع حيث جاء به إليه ، فيكون حكم الاستصناع في حق الصانع ثبوت الملك اللازم إذا رآه المستصنع ورضي به ولا خيار له وهذا في ظاهر الرواية۔ وأما المستصنع فحكم العقد بالنسبة إليه إذا أتى الصانع بالمصنوع على الصفة المشروطة: هو ثبوت الملك غير لازم في حقه، فإذا رآه فله الخيار إن شاء أخذه وإن شاء تركه، وفسخ العقد عند أبي حنيفة ومحمد . . . وقال أبو يوسف: العقد لازم إذا رأى المستصنع الشيء المصنوع ولا خيار له إذا جاء موافقًا للصفة أو الطلب والشرط ؛ لأنه مبيع بمنزلة المسلم فيه، فليس له خيار الرؤية، لدفع الضرر عن الصانع في إفساد المواد المصنوعة التي صنعها وفقًا لطلب المستصنع، وربما لا يرغب غيره في شرائه على تلك الصفة . . . لذا أخذت المجلة برأي أبي يوسف ، فقررت في المادة : (ص: ۳۹۲) : أن عقد الاستصناع ينعقد لازمًا ، فليس لأحد الطرفين الرجوع ولو قبل الصنع ، إلا أنه إذا جاء المصنوع مغايرًا للأوصاف المشروطة ، يتخير المستصنع بفوات الوصف۔ (الفقه الإسلامي وأدلته:(۳۶۴۹/۵، ۳۶۵۱) الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس: أنواع البيوع، ۲: عقد الاستصناع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لخالد الأتاسي : (۳۰۶/۲) رقم المادة : ۳۹۲، الكتاب الأول : البيوع ، الباب السابع: في أنواع البيع وأحكامه، الفصل الرابع في بيان الاستصناع، ط: حقانيه۔

(۱) لا يلزم في الاستصناع دفع الثمن حالاً أي وقت العقد ؛ لأن هذا بيع والمستصنع مشتر، والمشتري لا يلزمه دفع الثمن قبل إحضاره البائع المبيع . . . ثم وإن إلزامه بالثمن عند إحضار المصنوع إذا لم يشترط حين العقد تأجيله إلى أجل معلوم ، أو سكت عن ذلك . . . ثم رضي الصانع بتأجيله بعد إحضاره . . . (شرح المجلة للأتاسي : (۳۰۵/۲، ۳۰۶) رقم المادة: ۳۹۱، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع: في بيان الاستصناع، ط: رشيديه)=

استصناع میں قیمت مقرر کرنا ضروری ہے

☆......استصناع بیع ہے اجارہ نہیں ہے، اس لیے استصناع کا عقد کر
وقت آرڈر دی گئی چیز کی قیمت مقرر کرنا ضروری ہے۔

☆......استصناع میں عقد کرتے وقت اس طرح قیمت مقرر کرنا درس
نہیں کہ اگر دس دن میں بنادیا تو اتنی قیمت اور اگر بیس دن میں تیار کر دیا تو اتنی قیمت
غرض کہ فراہمی کے حساب سے قیمت مختلف مقرر کرنا جائز نہیں۔

☆......استصناع کو اجارہ پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں ہے؛ کیوں کہ بیع او
اجارہ میں بہت بڑا فرق ہے۔[1]

= درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (٣٠٦/١)، رقم المادة: ٣٩١، أيضًا، ط: دار الكتب العلمية.

الدر مع الرد: (٢٢٣/٥) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: في الاستصناع، ط: سعيد۔

(١) تسمية الثمن حين البيع لازمة فلو باع بدون تسمية ثمن كان البيع فاسدًا۔ (شرح المجلة للأتاسي: (١٥٨/٢)، رقم المادة: ٢٣٧، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول، ط: رشيديه)

يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط؛ لأنّ جهالته تفضي إلى النزاع، فالبائع يطالب في مدة قريبة، والمشتري يأباها، فيفسد البيع۔ (أيضًا: (١٦٧/٢) رقم المادة: ٢٤٦، البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

(صح) الاستصناع (بيعًا لا عدة) على الصحيح... (والمبيع هو العين لا عمله) وقال: الشامي: تحت قوله: والمبيع هو العين لا عمله) أي أنه بيع عين موصوفة في الذمة لا بيع عمل أي لا إجارة على العمل، لكن قدمنا أنه إجارة ابتداء بيع انتهاء، تأمل۔ (الدر مع الرد: (٢٢٣/٥، ٢٢٥) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: في الاستصناع، ط: سعيد كراچی)

شرح المجلة لرستم باز: (١٧٥/١)، رقم المادة: ٣٨٨، البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الاستصناع عقد مقاولة مع أهل الصنعة على أن يعملوا شيئًا فالعامل صانع والمشتري مستصنع والشيء مصنوع، وشرطه أن تكون العين والعمل من الصانع، فإن كانت العين من المستصنع كان العقد إجارة۔ (شرح المجلة لرستم باز: (٥٧/١) المادة: ١٢٤، الكتاب الأول في البيوع، ط: فاروقيه كوئٹه)

استصناع میں مال تیار ہونے کے بعد

جب استصناع کے عقد کے بعد مطلوبہ چیز بائع (مینوفیکچرر) تیار کرلے تو اسے خریدار کے سامنے پیش کرے، اب خریدار کو خیارِ رؤیت استعمال کر کے اس سودے کو منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں اختلاف ہے:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک خریدار وہ چیز دیکھنے پر اپنا خیارِ رؤیت استعمال کرسکتا ہے؛ اس لیے کہ بیع استصناع ایک قسم کی بیع ہے اور جب کوئی شخص کوئی ایسی چیز خریدتا ہے جو اس نے دیکھی نہیں ہے تو دیکھنے کے بعد اگر پسند نہ آئے تو اسے سودا منسوخ کرنے کا اختیار ہوتا ہے، استصناع پر بھی یہی اصول لاگو ہوگا۔

امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر بائع (کاری گر) نے فریقین کے درمیان عقد کے وقت طے شدہ اوصاف اور شرائط کے مطابق اس چیز کو بنایا ہے یا ان اوصاف وشرائط کے مطابق چیز کو لاکر پیش کیا ہے تو خریدار اسے قبول کرنے کا پابند ہوگا اور وہ خیارِ رؤیت استعمال نہیں کرسکے گا، خلافتِ عثمانیہ میں فقہاء کرام نے امام ابویوسف رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی تھی اور حنفی قانون اسی کے مطابق مدون کیا گیا تھا اور فتویٰ بھی اسی قول کے مطابق دینا چاہیے؛ کیوں کہ موجودہ دور کی صنعت وتجارت میں یہ بڑے نقصان کی بات ہوگی کہ مال تیار کرنے والا بائع اپنے تمام وسائل مطلوبہ چیز کی تیاری پر لگادے، اس کے بعد خریدار کوئی وجہ بتائے بغیر سودا منسوخ کردے، جب کہ فراہم کردہ چیز مطلوبہ اوصاف کے مکمل طور پر مطابق ہو۔(۱)

---

(۱) إذا انعقد الاستصناع فليس لأحد العاقدين الرجوع وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيّرا، ... وأمّا إلزام الصانع على العمل وعدم رجوع الآمر عنه فهو وإن صرّح به في التنوير تبعًا للدرر والوقاية، إلاّ أنه مخالف لكثير من كتب المذهب، لقول البحر، وحكمه الجواز دون اللزوم، ولذا قلنا للصانع أن يبيع المصنوع قبل أن يراه المستصنع؛ لأنّ العقد غير لازم، ولما في البدائع: وأمّا صفته فهي أنه عقد غير لازم قبل العمل من الجانبين بلا خلاف، حتى كان=

استصناع میں مال تیار ہونے کے بعد نہ لینے کا اختیار ہوگا یا نہیں؟

"استصناع میں مال تیار ہونے کے بعد" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۵/۱)

استصناع میں مبیع حوالہ کرنے کی جگہ متعین کرنا

اگر پروڈکٹ ایسی چیز ہے جس کی نقل وحمل پر مشقت اٹھانی پڑتی ہے تو ایسی صورت میں یہ مشتری (خریدار) کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ صانع (کاریگر/ مینوفیکچرر) کے سامنے اس کے حوالہ کرنے کے مقام کی تعیین کرے، تاکہ صانع اس مقام کو سامنے رکھ کر اس کی قیمت متعین کرے۔ (۱)

=لکل واحد منهما خيار الامتناع من العمل، كالبيع بالخيار للمتبايعين، فإن لكل منهما الفسخ، وأما بعد الفراغ من العمل قبل أن يراه المستصنع، فكذلك حتى كان للصانع أن يبيعه ممن شاء۔ وإذا أحضره الصانع على الصفة المشروطة فلا خيار لهما عند الثاني، وعليه هذه المادة: وقال الشارح الأتاسي قبل هذا تحت المادة، رقم: ۳۸۸، وهذا، أي عدم اللزوم، قول الإمام الأعظم، ولو بعد رؤية المستصنع المصنوع، وقد مشت المجلة في الفقرة الأولى من المادة: ۳۹۲، الآتية على قول الإمام أبي يوسف رحمه الله تعالى بأن المستصنع إذا رأى المصنوع على الشروط التي بينها، لا خيار لأحد العاقدين بالرجوع وهو الأرفق بالناس۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۰۱-۳۰۷) رقم المادة: ۳۹۲، البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع: في بيان الاستصناع، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵/ ۲۲۳) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶/ ۲۸۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۵/ ۳) كتاب الإجارة، فصل: وأما صفة الاستصناع، ط: سعيد۔

(۱) والسابع بيان (مكان الإيفاء) للمسلم فيه (فيما له حمل) أو مؤنه....۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۲۱۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

(والاستصناع) هو طلب عمل الصنعة (بأجل) ... (سلم) فتعتبر شرائطه .... (أيضا: (۵/ ۲۲۳) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: في الاستصناع، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۹۳)، رقم المادة: ۳۸۶، البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث: في حق السلم، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۷۳) رقم المادة: ۳۸۶، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

استصناع میں مبیع مسترد کرنے کی صورت میں واپس کرنے کا خرچہ کس پر ہوگا؟

"آرڈر دینے والا مبیع واپس کرے تو بائع تک پہنچانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۶/۱)

استصناع میں مصنوعات کے اوصاف بیان کرنا

استصناع میں مشتری کے لیے صانع کے سامنے اپنی مطلوبہ چیز کے وصف کو بیان کرنا ضروری ہے، تاکہ بعد میں جھگڑے اور اختلاف کی نوبت نہ آئے۔[1]

استصناع میں وقت پر مبیع اٹھانا

جب آرڈر لینے والا آرڈر دینے والے کی مطلوبہ چیز تیار کرے اور وہ آرڈر دینے والے کو اس کی اطلاع بھی دے تو اگر آرڈر دینے والے کو کوئی معقول عذر پیش نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس چیز کو اٹھا کر اپنے پاس رکھ لے، اس کی وجہ یہ ہے کہ جب صانع اس چیز کے بنانے سے فارغ ہو گیا اور اس نے آرڈر دینے والے کو اطلاع بھی دے دی تو اس کے بعد آرڈر دینے والے کی طرف سے اس کو قبضے میں نہ لینا آرڈر لینے والے کو مشقت میں ڈالنے کے مترادف ہے، اس لیے کہ چیز تیار کرنے کے بعد آرڈر دینے والے کے قبضے میں جانے تک آرڈر لینے والے پر اس

---

(۱) يلزم في الاستصناع وصف المصنوع۔ وتعريفه على الوجه الموافق للمطلوب، بنوع يرفع الجهالة التي تفضي إلى النزاع ....۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۷۵/۱) رقم المادة: ۳۹۰، البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: فاروقيه كوئته)

شرح المجلة للأتاسي: (۳۰۵/۲) رقم المادة: ۳۹۰، أيضا، ط: رشيديه۔

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳۶۰/۱) رقم المادة: ۳۹۰، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔

چیز کی حفاظت اور چوکیدار کا اضافی بوجھ آتا ہے۔(۱)

استعمال کی چیزوں کے چار درجے ہیں

استعمال کی چیزوں کے چار درجے ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ ضرورت۔

❷ راحت۔

---

(۱) ان الصانع اذا أكمل المصنوع على المواصفات المطلوبة فانه يلزم المستصنع أن يأخذه ويدفع ثمنه المتفق عليه۔ وأما إذا كان فيه خلل أو عيب فإن المستصنع بالخيار ۔ (بحوث في فقه المعاملات المالية المعاصرة، للدكتور علي محي الدين القرة داغي، ص:۱۵۸) عقد الاستصناع بين الاتباع والاستقلال وبين اللزوم والجواز، خلاصة البحث، ط:دار البشائر الإسلامية)

إذا قال شخص لأحد من أهل الصنائع: اصنع لي الشيء الفلاني بكذا قرشا وقبل الصانع ذلك انعقد البيع استحسانا ... وفي البحر ما ملخصه: الاستصناع لغة طلب الصنعة، وشرعا أن يقول لصانع خف مثلا اصنع لي خفا طوله كذا ، وسعته كذا ، من أديم كذا ، من عندك بكذا و كذا ... فيقبل الآخر منه.. وقد مشت المجلة في الفقرة الأولى من المادة "۳۹۲" الاتية على قول الإمام أبي يوسف رحمه الله تعالى بأن المستصنع إذا رأى المصنوع على الشروط التي بينها ، لا خيار لأحد العاقدين بالرجوع، وهو الأرفق بالناس ، ... وأما عدمه للمستصنع فلأن في إثبات الخيار له إضرارا بالصانع ؛ لأنه ربما لا يشتريه غيره بمثله ...۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۰۰/۲، ۳۰۱) رقم المادة: ۳۸۸) الكتاب الأول: البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: رشيديه)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۶۴۷/۵۔ ۳۶۵۰) ط: القسم الثالث، العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث السادس: أنواع البيوع، ۲: عقد الاستصناع، ط: رشيديه۔

الدر مع الرد: (۲۲۳/۵، ۲۲۴) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

⑮ زیب وزینت۔

⑯ نام ونمود۔

پہلے تین درجے جائز جب کہ نام ونمود حرام اور نا جائز ہے۔ (۱)

اسٹاپ آرڈر (Stop Order)

شیئرز میں ''اسٹاپ آرڈر'' سے مراد یہ ہے کہ شیئرز کا مالک اپنے شیئرز کی بیع کا مشروط آرڈر دیتا ہے کہ اگر اس کی قیمت بحال رہے یا بڑھتی رہے تو شیئرز نہ بیچنا اور اگر قیمت گرنے لگے تو بیچ دینا۔ (یہ صورت جائز ہے) (۲)

اسٹال میں شراکت داری کرنا

تجارتی میلوں میں نئے نمائش کرنے والوں کو اکثر سب سے گھٹیا جگہ ملتی ہے، اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ نئی نمائش کرنے والا کسی اچھی جگہ پر موجود اسٹال

---

(۱) في فتح القدير هاهنا خمسة مراتب: ضرورة وحاجة ومنفعة وزينة وفضول فالضرورة بلوغه حدًا إن لم يتناول الممنوع هلك إذا قاربه، وهذا يبيح تناول الحرام۔ والحاجة كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد ومشقة وهذا لايبيح الحرام، ويبيح الفطر في الصوم... والزينة كالمشتهي الحلوي والسكر۔ (غمز عيون الأبصار: (۱/۲۷۷) القاعدة الخامسة: الضرر يزال ويتعلق بها قواعد، الثانية ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية)

Ⓒ اعلم أن إخلاص العبادة لله تعالى واجب والرياء فيها، وهو أن يريد بها غير وجه الله تعالى حرام بالإجماع للنصوص القطعية، وقد سمى عليه الصلاة والسلام الرياء: الشرك الأصغر۔ (شامي: (۶/۴۲۵) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) الأصل أن المؤكل إذا قيد على وكيله، فإن كان مفيدًا اعتبر مطلقًا وإلا لا۔ قال الحموي رحمه الله تعالى: قوله: والأصل أن المؤكل إذا قيد... الخ۔ قال في المحيط: إن المؤكل متى شرط في البيع على الوكيل شرطًا ينظر، إن كان نافعًا مفيدًا من كل وجه يجب على الوكيل مراعاة شرطه إن أكده بالنفي أولا۔ (شرح الحموي مع الأشباه: (۳/۵) الفن الثاني: الفوائد، كتاب الوكالة، ط: دار الكتب العلمية)

Ⓒ (شامي: (۵/۵۲۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل لايعقد وكيل البيع والشراء، ط: سعيد)

میں شراکت داری کر لیں تو یہ شرعاً جائز بھی ہوگا، اور نمائش کرنے کا فائدہ بھی ہوگا۔(۱)

اسٹامپ کی بیع

موجودہ دور میں عدالتی کاروائی، بیع نامہ، ہبہ نامہ، کرایہ نامہ، رہن نامہ، ضمانت نامہ، طلاق نامہ، مختار نامہ وغیرہ کے لیے اسٹامپ استعمال ہوتا ہے، ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔(۲)

اسراف سے بچیں مارکیٹنگ میں

اپنا سامان فروخت کرنے کے لیے مارکیٹنگ مہم میں ایسے طریقے اختیار نہ کیے جائیں کہ اس پر بہت زیادہ خرچ آجائے اور اس پر بہت زیادہ سرمایہ لگ جائے، پھر اس کا بوجھ خریدار پر پڑے اور اس کو اس وجہ سے زیادہ قیمت سے خریدنا پڑے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسراف سے منع فرمایا ہے اور اسراف و تبذیر کرنے والوں کو شیطان کے بھائیوں سے تعبیر کیا ہے۔(۳)

---

(۱) الاكتساب في عرف اللسان تحصيل المال بما حل من الاسباب. (المبسوط للسرخسي: (۳۰/ ۲۴۴)، كتاب الكسب، ط: دار المعرفة

الشامية: (۵/ ۴۲۸)، كتاب القضاء، باب كتاب القاضي إلى القاضي، مطلب: اقتسموا دارا وأراد كل منهم فتح باب لهم، ط: سعيد

(۲) هو (أي البيع): مبادلة شيء مرغوب فيه بمثله على وجه مفيد مخصوص۔ (الدرمع الرد: (۴/ ۵۰۲) كتاب البيوع، ط: سعيد)

البيع: مبادلة مال بمال...... والمراد بالمال عين يجري فيه التنافس والابتذال......، وحيث فالمال يثبت بالتمول أي بادخار كل الناس أو بعضهم، فإن أبيح الإنتفاع به شرعاً فمتقوم. (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۳/ ۳) كتاب البيوع، ط: مكتبه غفاريه كوئٹه)

والمالية تثبت بتمول الناس كافة أو بعضهم۔ (الدرمع الرد: (۴/ ۵۰۱) كتاب البيوع، ط: سعيد، البيع

الفقه الاسلامي وأدلته: (۴/ ۳۴۵) القسم الثالث: العقود، الفصل الأول: عقد البيع، الأول، المطلب الأول: تعريف البيع ومشروعيته، ط: دار الفكر۔

امداد الفتاوی، کتاب البیوع، جائز و ناجائز یا مکروہ معاملات کی بیع، (۳/ ۱۱۲) ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۳) [إن المبذرين كانوا إخوان الشياطين وكان الشيطان لربه كفورا] [سورة الإسراء: ۲۷]

اسراف کی وجہ سے سامان کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور خریداروں کو زیادہ قیمت دے کر خریدنا پڑتا ہے اور یہ خریداروں پر زیادتی ہے، اس لیے مارکیٹنگ کے کسی بھی کام میں اسراف سے کام نہ لیا جائے، اس سے مارکیٹنگ کے شعبے کا بھی فائدہ ہوگا، اخراجات کی بچت ہوگی اور خریداروں کو بھی مناسب قیمت پر چیز مل جائے گی۔

اسرائیل کے معاون مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنا

عام حالات میں یہود و نصاریٰ اور دیگر غیر مسلموں کے ساتھ معاملات کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں مشغول نہ ہوں۔ (۱)

---

(۱) [لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ ....] [الممتحنة:۸]

☐ عن عائشة رضي الله تعالى عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم اشترى طعاما من رجل يهودي إلى أجل ورهنه درعا من حديد. (صحيح البخاري: (۲۷۷/۱) كتاب البيوع، باب شرى النبي صلى الله عليه وسلم بالنسيئة، ط: قديمي)

☐ قام عمر رضي الله عنه خطيباً فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان عامل يهود خيبر على أموالهم، وقال: نقركم ما أقركم الله. (صحيح البخاري: (۳۷۷/۱) كتاب الشروط، باب إذا اشترط في المزارعة إذا شئت أخرجتک، ط: قديمي)

☐ عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه قال: كان بالمدينة يهودي وكان يسلفني في تمري إلى الجذاذ. (صحيح البخاري: (۸۱۸/۲) كتاب الأطعمة، باب الرطب التمر، ط: قديمي)

☐ عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه أنه أخبره أن أباه توفي وترک عليه ثلاثين وسقا لرجل من اليهود. (صحيح البخاري: (۳۲۲/۱) كتاب في الاستقراض، باب إذا قاص أو جازفه في الدين فهو جائز، ط: قديمي)

☐ وكذا إسلام البائع ليس بشرط لانعقاد البيع ولا لنفاذه ولا لصحته بالاجماع فيجوز بيع الكافر وشرائه، ... ولنا عمومات البيع من غير فصل بين بيع العبد المسلم من المسلم وبين بيعه من الكافر فهو على العموم إلا حيث ما خص بدليل. (بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

☐ الهندية: (۳۴۸/۵) كتاب الكراهية، الباب الرابع في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ط: رشيدية.

اور اگر یہود ونصاریٰ، کفار ومشرکین مسلمانوں کے جانی دشمن بنے ہوئے ہوں اور برسرِ پیکار ہوں، مسلمانوں پر ظلم وستم کا کوئی موقع نہ چھوڑتے ہوں، رات دن، صبح وشام مسلمانوں کا خون بہانا ان کی طبیعت ثانیہ (عادت) بن چکی ہو، جیسا کہ اس زمانے میں اسرائیلی، روسی اور امریکی فوج کا کردار ہے، ایسے ظالموں کے ساتھ یا ان ظالموں کے معاون اداروں کے ساتھ تعاون کے معاملات کرنا قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کی عبارات کی روشنی میں جائز اور درست نہیں ہے؛ کیوں کہ مسلمانوں کے خلاف ظلم کرنے والے کے ساتھ کسی قسم کی معاونت کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور ایسے لوگوں کے ساتھ کاروبار کرنا گناہ ہوگا، اس سے اللہ اور رسول ناراض ہوں گے۔(۱)

---

(۱) [إِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَأَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظٰهَرُوْا عَلٰى إِخْرَاجِكُمْ...] [الممتحنة:۹]

[وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ] [المائدة:۲]

فيعم النهي كل ماهو من مقولة الظلم والمعاصي، ويندرج فيه النهي عن التعاون على الإعتداء والإنتقام۔ (روح المعاني للآلوسي: (۶/۵۷) سورة المائدة، رقم الآية: ۲، ط:...)

وأن يكون المسلمون متظاهرين كاليد الواحدة (المؤمنون تتكافأ دماؤهم ويسعى بذمتهم أدناهم وهم يد على من سواهم) ويجب الإعراض عن المتعدي وترك النصرة له ورده عما هو عليه، ثم نهى فقال: [وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ] وهو الحكم اللاحق عن الجرائم وعن العدوان وهو ظلم الناس۔ (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: (۶/۴۷) سورة المائده، رقم الآية: ۲، ط: دار عالم الكتب)

وأخرج ابن ماجة عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أعان على قتل مؤمن ولو بشطر كلمة لقي الله مكتوب بين عينيه: آيس من رحمة الله"۔

وأخرج الطبراني في الأوسط والحاكم عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من أعان ظالماً بباطل ليدحض به حقاً فقد برئ من ذمة الله ورسوله... وأخرج البخاري في تاريخه والطبراني والبيهقي في شعب الإيمان عن أوس بن شرحبيل رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مشى مع ظالم ليعينه وهو يعلم أنه ظالم فقد خرج من الإسلام... وأخرج الحاكم وصححه والبيهقي عن عبد الرحمن بن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أعان قوماً على ظلم فهو كالبعير المتردى فهو ينزع بذنبه۔ (الدر المنثور للسيوطي: (۳/۱۰۳) سورة المائدة، رقم الآية: ۲، ط: دار الفكر)

اسقاط خیار

خریدار مبیع کے عیب پر مطلع ہونے کے بعد صراحۃً یا دلالۃً خیار عیب کو ساقط کرسکتے ہیں، صراحۃً یہ ہے کہ مثلاً یہ کہا کہ میں نے خیار کو ساقط یا باطل کردیا ہے، اور دلالۃً یہ ہے کہ مثلاً یوں کہا کہ میں نے بیع کو لازم کردیا وغیرہ۔[1]

اسقاط کی صورتیں

اسقاط یعنی خیار شرط کو ساقط کرنے کی دو صورتیں ہیں:

❶ صریح اسقاط: یہ ہے کہ بائع (سیلر) یا مشتری (خریدار) میں سے جس کو خیار ہے وہ کہہ دے کہ میں نے خیار کو ختم کردیا، ساقط کردیا، یا میں نے بیع کی اجازت دے دی وغیرہ تو اس سے خیار شرط ختم ہوجائے گا۔

❷ اسقاط دلالۃً: یہ ہے کہ بائع یا مشتری میں سے جس کو خیار حاصل ہے وہ خریدی ہوئی چیز (مبیع) میں ایسا تصرف کرے، جس سے معلوم ہو کہ وہ خیار کو ختم کررہا ہے، مثلاً مشتری نے اپنے لئے خیار شرط رکھا تھا مگر اس نے مبیع کو آگے بیچنے کے لیے پیش کردیا، یا بائع کو خیار شرط تھا اس نے کسی تیسرے آدمی کو خریدنے کی

---

(۱) ومنها اسقاط الخيار صريحا أو ما هو في معنى الصريح نحو أن يقول المشتري: أسقطت الخيار أو أبطلته أو ألزمت البيع أو أوجبته و مايجرى هذا المجرى؛ لأن خيار العيب حقه، والإنسان بسبيل من التصرف في حقه استيفاء وإسقاطًا۔ (بدائع الصنائع: (۲۸۲/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

✍ يمتنع الرد بالعيب ويسقط الخيار بعد ثبوته ويلزم البيع بأسباب...:

١۔ الرضا بالعيب بعد العلم به، إما صريحا كأن يقول: رضيت بالعيب أو أجزت البيع أو دلالة كالتصرف في المبيع تصرفًا يدل على الرضا بالعيب كصبغ الثوب وقطعه۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۵۲۸) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس: الخيارات، المطلب الخامس: موانع الرد بالعيب وسقوط الخيار، ط: دار الفكر)

✍ تحفة الفقهاء: (۱۰۱/۲) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية۔

پیشکش کردی، یا خریدار نے مبیع کو رہن رکھ دیا یا گفٹ کر کے قبضہ دیدیا یا گھر کو کرایہ پر دے دیا یا اس کی مرمت شروع کر دی وغیرہ۔ (۱)

اسکیم کے تحت گاڑی خریدنا

موجودہ دور میں تقریباً پوری دنیا میں با قاعدہ اسکیم کے تحت تجارت کا ایک طریقہ چل رہا ہے، تقریباً مسلم ممالک بھی اس میں ملوث ہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی تاجر یا کوئی کمپنی یا کوئی پارٹی ممبر سازی کرتی ہے، مثلاً: موٹر سائیکل اسکیم کے تحت بیچنی ہے اور موٹر سائیکل کی قیمت چالیس ہزار ہے، تو طریقہ یہ اختیار کیا جاتا ہے کہ دو ہزار روپے ماہانہ قسط پر چالیس ممبر بنائے جاتے ہیں اور ہر ماہ ایک مرتبہ قرعہ اندازی کی جاتی ہے، اس قرعہ اندازی میں جس ممبر کا نام نکل آتا ہے اس کو صرف دو ہزار میں موٹر سائیکل مل جاتی ہے اور باقی قسطیں ادا کرنا لازم نہیں ہوتا، اس طرح

---

(۱) العقد الّذي فيه الخيار عقد غير لازم، ويصبح لازمًا إذا أسقط الخيار بعد ثبوته وطرق الإسقاط ثلاثة:

۱۔ الإسقاط الصريح: هو أن يقول صاحب الخيار: أسقطت الخيار أو أبطلته أو أجزت البيع أو رضيت به، ونحوها، فيبطل الخيار، سواء علم المشتري بالإجازة أو لم يعلم....

۲۔ الإسقاط دلالةً: وهو أن يوجد ممن له الخيار تصرف يدل على إجازة البيع وإثبات الملك، فالإقدام عليه يكون إجازة للبيع دلالة۔ وبناء على هذا: إذا كان الخيار للمشتري، والمبيع في يده، فعرضه على البيع يبطل خياره؛ لأنّ عرض المشتري المبيع على البيع معناه اختيار التملك وهو يكون بإبطال الخيار۔ وإذا كان الخيار للبائع فعرضه على البيع، فالأصح من الروايتين عن أبي حنيفة: أن يكون إسقاطًا للخيار؛ لأنّه دليل على اختيار إبقاء الملك في البيع۔ وكذلك يسقط خيار المشتري إذا باع الشيئ الّذي اشتراه أو رهنه أو وهبه سلم أو لم يسلم أو آجره... ومن مسقطات الخيار دلالة: أن يسكن المشتري الدار المبيعة رجلاً بأجر أو بغير أجر أو يرمم شيئًا منها بالتطيين أو التجصيص۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۵۳۸/۵، ۳۵۳۹) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس: الخيارات، المطلب الثالث: طرق إسقاط الخيار، ط: دار الفكر)

تحفة الفقهاء: (۶۶/۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۶/۱، ۱۲۷) رقم المادة: ۳۰۲، ۳۰۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الأول في بيان خيار الشرط، ط: مكتبه فاروقيه۔

البحر الرائق: (۱۸/۵) كتاب البيع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

ہر ماہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے والے کو موٹر سائیکل ملتی رہے گی، دوسرے مہینے میں قرعہ اندازی میں جس کا نام نکلے گا اس کو صرف چار ہزار میں موٹر سائیکل مل جائے گی، یہ صورت ہر مہینہ چلے گی اور بیسویں مہینے میں جتنے ممبران باقی رہیں گے سب کو موٹر سائیکل مل جائے گی۔

اس صورت میں اسکیم چلانے والے کا فائدہ یہ ہے کہ اس کو پہلے مہینے میں اسی ہزار روپے ملیں گے جس میں سے چالیس ہزار روپے کی گاڑی دے دے گا اور باقی رقم اپنی تجارت میں لگائے گا، اسی طرح نو ماہ تک کچھ نہ کچھ رقم بچتی رہے گی اور چالیس ہزار روپے کی گاڑی دینی ہوگی دسویں ماہ میں باقی تمام ممبروں کو موٹر سائیکل دے دی جاتی ہے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پہلی، دوسری، تیسری اور دیگر قرعہ اندازیوں کے اندر نکلنے والے ناموں کو یہ چیز کم قیمت میں ملتی ہے یہ معاملہ فریقین کی رضامندی سے طے ہوتا ہے۔

شریعت کی رو سے یہ اسکیم/ معاملہ درست نہیں ہے؛ کیوں کہ عقد کرتے وقت قیمت اور مبیع متعین ہونا ضروری ہے، اس اسکیم میں یہ دونوں چیزیں متعین نہیں ہوتیں بلکہ مجہول ہوتی ہیں، قیمت میں کمی زیادتی ظاہر ہے۔ اس کو جوا بھی کہا جاسکتا ہے؛ کیوں کہ ہر ممبر کا نام قرعہ اندازی میں نکلنے کا بھی احتمال ہے اور نہ نکلنے کا خطرہ بھی ہے۔ ایسی اسکیم میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) بشرط أن يكون المبيع معلوماً عند المشتري لأن بيع المجهول فاسد۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص:۹۷) [رقم المادة: ۲۰۰] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه، و: (۷۸/۱) رقم المادة: ۲۰۰، البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول: في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه كوئٹه)

☆ يلزم أن يكون الثمن معلوماً فلو جهل الثمن فسد البيع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص: ۱۲۲) [رقم المادة: ۲۳۸] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه، و: (۹۸/۱) رقم المادة: ۲۳۸، البيوع، الباب الثالث، الفصل الأول: في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئٹه)

☆ تبيين الحقائق: (۲۸۰/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔=

اسلامی بینک

قیامت کی نشانی ہے کہ اسلامی بینکاری کا بڑا زور ہے، پاکستان سمیت دنیا بھر میں اسلام کے نام پر بینک اور مالیاتی ادارے قائم کئے جارہے ہیں، اور انہیں انگریزی تعلیم یافتہ بڑے بڑے نامور علماء کرام کی سرپرستی اور ایڈوائزنگ حاصل ہے، یہ بینک اور مالیاتی ادارے جن شرعی اصطلاحات کے نام پر اپنی مصنوعات متعارف کرارہے ہیں ان میں اجارہ (Ijarah) بھی شامل ہے، بلکہ اسلامی بینکاری میں اجارہ کا تذکرہ کثرت کے ساتھ ہوتا رہتا ہے، جیسے: ''آٹو اجارہ'' پلانٹ اور مشینری اجارہ وغیرہ، اور سودی بینکوں میں بھی اجارہ کا استعمال بہت ہی زیادہ ہے بلکہ اسلامی بینکاری میں اس کا تعارف سودی بینکوں کے ذریعہ ہی ممکن ہوا ہے، نام نہاد اسلامی بینکوں نے یہ تمام تصور سودی بینکوں سے ہی لیا ہے۔

اسلامی بینک کا مختصر تعارف

موجودہ دور میں مغرب اور دنیا میں اکثر و بیشتر سرمایہ دارانہ نظام (Capitalism) رائج ہے، جو سود پر مبنی ہے، مغرب میں صنعتی انقلاب (Industrial Revolution) کے بعد جب تجارتی سرگرمیاں بڑھیں تو لوگوں کے پیسے کی حفاظت، اور ایک جگہ سے دوسری جگہ رقم کی منتقلی اور کاروبار، کارخانہ کے لیے قرض لینے دینے وغیرہ جیسے کاموں کے لیے بینک وجود میں آئے، عجیب بات یہ تھی کہ بینک کے بانی یہودی تھے جو سود پر رقم دینے کا کام ایک عرصے سے کرتے چلے آرہے تھے۔

= شامی: (٥٢٩/٣) کتاب البیوع، ط: سعید۔
البحر الرائق: (٢٥٦/٥) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔
وسمی القمار قمارا: لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه، ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامی (٤٠٣/٦) ط: سعید)

بیسوی صدی میں جب کچھ مسلمان ممالک مغربی استعمار سے آزاد ہوئے تو ان کو ملکی اور بین الاقوامی کاروبار کرتے ہوئے بینکوں سے عملی طور پر واسطہ پڑا، مگر جب انہوں نے دیکھا کہ بینکوں کا سارا مدار سودی نظام پر ہے اور قرآن و حدیث میں سود سے سختی سے منع کیا گیا ہے، تو علمائے کرام کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نظام میں شریعت کے مطابق تبدیلیاں کر کے بینک کو سود سے پاک کیا جائے اس طرح دیندار طبقے میں اسلامی بینکاری کی سوچ پیدا ہوئی، اور بعض مسلم رہنماؤں کی طرف سے اس بات کی تائید ہوئی کہ مروجہ سودی بینکاری نظام میں کچھ تبدیلیاں کر کے اسے اسلامی بینک بنایا جاسکتا ہے، تو عرب سرمایہ داروں نے عملی طور پر اسلامی بینک بنانے کا پختہ عزم کرلیا، اور مغرب نے بھی اس کی حمایت کی، وجہ یہ تھی کہ مغرب والے جانتے تھے کہ دیندار مسلمانوں کی جو دولت اور پیسے سودی نظام ہونے کی وجہ سے بینکوں میں جمع نہیں ہوئے، اسلامی بینک کے نام سے وہ بھی جمع ہوجائیں گے اور ان دیندار مسلمانوں کے پیسے بھی مغرب کے تصرف میں آجائیں گے، چنانچہ برسات کی گھاس کی طرح دھڑا دھڑ اسلامی بینک کھلنے شروع ہوگئے 1963 میں سب سے پہلے مصر میں اسلامی بینک بنایا گیا جس کا نام "مت غمر سوشل بینک" تھا، اس بینک میں زراعت کے لئے رقوم جمع کرنا اور قرضے فراہم کرنے کا کام جاری ہوا تھا۔

اسی سال ملائیشیا میں حج کے لیے ایک ادارہ قائم کیا گیا، جس کا نام "بتونگ حاجی" تھا، لوگ اس ادارے میں اپنی بچی ہوئی رقم جمع کرواتے، اور ضرورت کے مطابق قرض لیتے تھی، 1975ء میں "دوبئی اسلامی بینک" بنا، اور اسی سال "او آئی سی" کے تحت اسلامی ترقیاتی بینک کی بنیاد رکھی گئی، 1983ء میں "اسلامی بینک بنگلہ دیش" کا قیام عمل میں آیا، پھر اس کے بعد پوری دنیا میں اسلامی بینکوں کے قیام کا سیلاب آ گیا، 2003ء میں دنیا کے اکیاون مسلم اور غیر مسلم ممالک میں تقریباً دوسو ساٹھ (260) اسلامی بینکوں

کے نام سے ادارے قائم ہوئے، پاکستان میں 2001.9/11ء سے کچھ عرصہ پہلے سے میزان اسلامی بینک اور ''بینک الفلاح لمیٹڈ'' اور ''دبئی اسلامی بینک'' اور ''فیصل بینک لمیٹڈ'' وغیرہ اسلامی بینک کے نام سے وجود میں آنا شروع ہوئے۔

اسلامی بینکوں کا اجارہ

''اجارہ اسلامی بینکوں کا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۲/۱)

اسلامی ریاست کے لیے خطرہ والی چیز درآمد کرنا

اسلامی ریاست کے لیے خطرہ بننے والی چیزوں کو درآمد کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، مثلاً: حکومت کے علاوہ عام شہری کے لیے اسلحہ اور اسلحہ بنانے کا خام مواد، اسلحہ ٹیکنالوجی وغیرہ درآمد کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، تاکہ ملک میں اغوا، دہشت گردی، بھتہ خوری، چھینا جھپٹی، ڈاکہ زنی اور قتل وقتال کا بازار گرم نہ ہو۔[1]

اسلحہ ممنوعہ کی خرید وفروخت

''ممنوعہ اسلحہ کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۰/۶)

اسمگل کرنا (Smuggle)

''غیر قانونی طور پر مال لانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۹/۵)

(۱) (ویکرہ) تحریما (بیع السلاح من أهل الفتنة إن علم)؛ لأنه إعانة على المعصية، (وبيع ما يتخذ منه كالحديد) ونحوه يكره لأهل الحرب، (لا) لأهل البغي... قلت: وأفاد كلامهم أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها نهر، (قوله: نهر)... وعندي أن ما في الخانية محمول على الكراهة التنزيه والمنفي هو كراهة التحريم، وعلى هذا فيكره في الكل تنزيها، وهو الذي إليه تطمئن النفس، لأنه تسبب في الإعانة ولم أر من تعرض لهذا ، والله تعالى الموافق ـ (الدر مع الرد: (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب: في كراهة بيع ما تقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما صفة البيع، ط: سعيد۔

الهندية: (۲۸۵/۲) كتاب السير، الباب العاشر: في البغاة، ط: رشيديه۔

اسمگلر کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا

(۲۷۹) جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ سامان اسمگلنگ کرے گا تو اس کے ہاتھ سامان فروخت کرنا منع نہیں ہے، اور منافع بھی حلال ہیں۔[۱] البتہ احتیاط بہتر ہے۔[۲]

اسمگل شدہ مال خریدنا

اسمگلنگ شدہ مال اگر جائز اور حلال ہے تو اس کا خریدنا جائز ہے البتہ بیچنا

(۱) كل يتصرف في ملكه كيفما شاء... لا يمنع أحد من التصرف في ملكه مالم يكن فيه ضرر فاحش للغير۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۱۷، ۵۱۹) المادة: ۱۱۹۲، ۱۱۹۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الثالث: في المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، الفصل الأول في بعض قواعد أحكام الأملاک، ط: فاروقيه)

□ شرح المجلة للأتاسي: (۴/۱۳۲، ۱۳۰) المادة: ۱۱۹۲، ۱۱۹۷، ط: رشيديه۔

□ ولا ينبغي للسلطان أن يسعر على الناس لقوله عليه السلام: لا تسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق، ولأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره فلا ينبغي للإمام أن يتعرض لحقه إلا إذا تعلق به دفع ضرر العامة۔ (الهداية: (۴/۴۷۲) كتاب الكراهية، مسائل متفرقة، ط: رحمانية)

(۲) قال الله تعالى: وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ۔ (سورة البقرة: ۱۹۵)

□ عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه قالوا: وكيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق۔ (جامع الترمذي (۲/۵۱) ابواب الفتن، ط: قديمی)

□ سنن ابن ماجه (ص: ۲۹۰) ابواب الفتن، باب قوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ، ط: قديمی۔

□ قوله: (يتعرض من البلاء) إما بالدعاء على نفسه بها، أو بأن يأتي بأسبابها العادية۔ (حاشية السندي على سنن ابن ماجه (۲/۳۸۸) ابواب الفتن، باب قوله تعالى: باب قوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ، ط: دار الجيل)

□ وفي شرح الجواهر تجب إطاعته فيما أباحه الشرع وهو ما يعود نفعه على العامة وقد نصوا في الجهاد على امتثال أمره في غير معصية۔ (شامي: (۶/۴۶۰) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

□ المسلم يجب عليه أن يطيع أميره في الأمور المباحة فإن أمر الأمير بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نهى عن أمر مباح حرم ارتكابه ... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فإنها مشروطة أيضا بكون الأمر صادرا عن مصلحة لا عن هوى أو ظلم؛ لأن الحاكم لا يطاع لذاته وإنما يطاع=

بہتر ہے۔(۱)

اسمگلنگ (Smuggling)

☆......بعض لوگ کسٹم اور محصول چنگی سے بچنے کے لیے درآمدی اور برآمدی مال کو چوری چھپے ادھر ادھر کے راستوں سے پار کر جاتے ہیں اسی کا نام اسمگلنگ ہے۔(۲)

☆......"غیر قانونی طور پر مال لانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۵۹)

= من حيث أنّه متول لمصالح العامة۔ (تكملة فتح الملهم: (۳/۳۲۳، ۳۲۴) كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) كل يتصرف في ملكه كيفما شاء... لايمنع أحد من التصرف في ملكه مالم يكن فيه ضرر فاحش للغير۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۵۱۷، ۵۱۹) المادة: ۱۱۹۲، ۱۱۹۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الثالث: في المسائل المتعلّقة بالحيطان والجيران، الفصل الأوّل في بعض قواعد أحكام الأملاک، ط: فاروقيه)

شرح المجلّة للأتاسي: (۳/۱۳۲، ۱۳۰) المادة: ۱۱۹۲، ۱۱۹۷، ط: رشيديه۔

ولاينبغي للسلطان أن يسعر على الناس لقوله عليه السلام: لاتسعروا فإنّ الله هو المسعر القابض الباسط الرازق، ولأنّ الثمن حق العاقد فإليه تقديره فلاينبغي للإمام أن يتعرض لحقه إلاّ إذا تعلّق به دفع ضرر العامة۔ (الهداية: (۴/۴۷۲) كتاب الكراهية، مسائل متفرقة، ط: رحمانية)

وانظر الحاشية رقم: ۲، تحت عنوان "اسمگلر کے ہاتھ کوئی چیز بیچنا"۔

وفي شرح الجواهر تجب إطاعته فيما أباحه الشرع وهو مايعود نفعه على العامة وقد نصوا في الجهاد على امتثال أمره في غير معصية۔ (شامي: (۶/۴۶۰) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

المسلم يجب عليه أن يطيع أميره في الأمور المباحة فإن أمر الأمير بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نهى عن أمر مباح حرم ارتكابه... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية فإنها مشروطة أيضا بكون الأمر صادرًا عن مصلحة لا عن هوى أو ظلم؛ لأنّ الحاكم لايطاع لذاته وإنما يطاع من حيث أنّه متول لمصالح العامة۔ (تكملة فتح الملهم: (۳/۳۲۳، ۳۲۴) كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: دار العلوم كراچی)

(۲) فیروز اللغات: (ص: ۹۵) اس، ط: فیروز سنز۔

اسمگلنگ پر پابندی لگانا

مختلف ممالک اپنے ملک کے معاشی مصالح کے پیش نظر دوسرے ملکوں کی
برآمدات پر پابندی عائد کردیتے ہیں کہ ان کے آنے کی وجہ سے ملکی مصنوعات اور ان کی نکاسی کونقصان پہنچ سکتا ہے، اس کی خلاف ورزی کرنا اور اسمگلنگ کا کاروبار کرنا مکروہ ہے، اس لیے کہ ایک تو یہ اس معاہدہ کی خلاف ورزی ہے جو ملک کے شہری ہونے کے لحاظ سے اس کے قانون کے احترام کے سلسلے میں ضروری ہے، دوسرے اس طرح وہ پوری قوم اور ملک میں رہنے والوں کو اسمگلنگ کے ذریعے نقصان پہنچاتا ہے جو اسلام کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ غیر انسانی حرکت بھی ہے۔

معاشی استحکام کے لیے اس قسم کی پابندی لگانے کی گنجائش ہے۔ اس کی نظیر "تلقی جلب" اور "بیع الحاضر للبادیٔ" ہے جس کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ (۱)

اسمگلنگ کا حکم

☆...... ہر آدمی اپنے پیسے سے اپنی ضروریات یا پسند کا جو جائز سامان

---

(۱) (قوله: وكره (بيع الحاضر للبادي) لحديث الصحيحين عن ابن عباس رضي الله عنهما: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن يتلقى الركبان وأن يبيع حاضر لباد...۔ (شامی: (۱۰۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

الهندية: (۲۱۱/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون: في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه۔

[يأيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول وأولي الأمر منكم] الآية رقم: ۵۹، سورة النساء۔

اختلف في المراد بهم فقيل: أمراء المسلمين في عهد الرسول صلى الله عليه وسلم وبعده ويندرج فيهم الخلفاء والسلاطين والقضاة وغيرهم۔ (روح المعاني الآلوسي: (۶۵/۵) سورة النساء، تحت رقم الآية: ۵۹، ط: دار إحياء التراث العربي)

لأن طاعة الإمام في ما ليس بمعصية واجبة۔ (الدر مع الرد: (۱۷۲/۲) كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب: تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية، ط: سعيد)

جہاں سے چاہے خرید سکتا ہے اور اپنا مال جہاں چاہے فروخت بھی کر سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی پابندی نہیں ہے؛ لہٰذا بیرون ملک سے مال خریدنا یا وہاں پہنچا کر مال بیچنا شرعاً جائز اور مباح ہے۔

لیکن مختلف ممالک اپنے ملک کے معاشی مصالح کے پیش نظر دوسرے ملکوں کی برآمدات پر پابندی عائد کر دیتے ہیں تا کہ ان چیزوں کے آنے کی وجہ سے ملکی مصنوعات اور ان کی نکاسی کو نقصان نہ پہنچے، لہٰذا ایک صحیح اسلامی حکومت اگر عام مسلمانوں کے مفاد کی خاطر اور معاشی مصلحت کے پیش نظر کسی جائز چیز پر پابندی عائد کر دے تو اس قسم کی پابندی کی گنجائش ہے،[1] اور لوگوں پر اس کی پابندی کرنا بھی لازم ہے، اس کے خلاف کرنے کو اسمگلنگ کا کاروبار کہتے ہیں اور یہ مکروہ ہے۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ غیر ملکی مصنوعات کی آمد کی وجہ سے ملک کی صنعت اور معاشی توازن بگڑ جاتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ حکومت کے قانون کے خلاف کرنے کی وجہ سے بہت سے منکرات کا ارتکاب کرنا لازم آتا ہے، مثلاً: اکثر جھوٹ بولنا پڑتا ہے، رشوت دینی

---

(۱) كل يتصرف في ملكه كيف شاء۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱۳۲/۳) [رقم المادة: ۱۱۹۲] الكتاب العاشر: في أنواع الشركاة، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالحيطان۔۔۔، الفصل الأول: في بيان بعض القواعد في أحكام الأملاك، ط: رشيديه كوئٹه)

☐ لايمنع أحد من التصرف في ملكه أبداً الا اذا كان ضرره لغيره فاحشاً۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۱۳۰/۳) [رقم المادة: ۱۱۹۷] أيضا، ط: رشيديه كوئٹه)

☐ شامي: (۳۳۸/۵) كتاب القضاء، باب كتاب القاضي إلى القاضي وغيره، ط: سعيد۔

☐ ولاينبغي للسلطان أن يسعر على الناس لقوله عليه السلام: لاتسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق، ولأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره، فلاينبغي للإمام أن يتعرض لحقه إلا إذا تعلّق به دفع ضرر العامة۔ (هداية: (۳۷۲/۳) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رحمانيه)

☐ بدائع الصنائع: (۱۲۹/۵) كتاب الاستحسان، ط: سعيد۔

☐ الدر مع الرد: (۳۹۹/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☐ تصرف الإمام بالرعية منوط بالمصلحة۔ (الاشباه و النظائر مع شرحه للحموى (۳۶۹/۱) الفن الأول، القواعد الكلية، النوع الثاني من القواعد القاعدة الخامسة، ط: دار الكتب العلمية)

پڑتی ہے، جان و مال یا عزت وآبرو کو خطرے میں ڈالنا پڑتا ہے جس کی حفاظت کا شریعت میں بڑا خیال رکھا گیا ہے، بسا اوقات جسمانی تکلیف اور قید و بند کی صعوبت برداشت کرنی پڑتی ہے، اس لیے ایسے کاروبار سے بچنا چاہیے۔

تاہم اسمگل ہو کر آنے والی حلال اور جائز چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے، ان کو اپنے استعمال میں لانا درست ہے اور آمدنی بھی حلال ہے، اس سے نیک کاموں میں حصہ لینا بھی جائز ہے؛ کیوں کہ اصل کے اعتبار سے باہر ملک سے مال لے کر آنا یا اپنے ملک سے مال باہر لے جانا شرعی اعتبار سے جائز ہے۔ (۱)

اسمگلنگ کا ضبط شدہ مال خریدنا

جان بوجھ کر اسمگلنگ کا ضبط شدہ مال خریدنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ مالکوں

(۱) وهذا الحكم أي وجوب طاعة الأمير يختص بما إذا لم يخالف أمره الشرع, يدل عليه سياق الآية فإن الله تعالى أمر الناس بطاعة أولي الأمر بعد ما أمرهم بالعدل في الحكم تنبيهاً على أن طاعتهم واجبة ماداموا على العمل۔ (أحكام القرآن للمحدث العلامة ظفر احمد العثماني رحمه الله: (۲/ ۲۹۱، ۲۹۲) طاعة الأمير فيما لايخالف الشرع, الآية: ۵۹، ط: إدارة القرآن)

تفسير المظهري: (۲/ ۱۵۲، ۱۵۳) رقم الآية: ۵۹، ط: رشيديه۔

الجامع لاحكام القرآن للقرطبي: (۵/ ۲۵۹) سورة النساء, رقم الآية: ۵۹، ط: دار عالم الكتب۔

قال الله تعالى: وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ۔ (سورة البقرة: ۱۹۵)

لأن طاعة الامام في ما ليس بمعصية واجبة۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۱۷۲) كتاب الصلاة, باب العيدين, مطلب تجب طاعة الأمير فيما ليس بمعصية, ط: سعيد)

عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه قالوا: وكيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق۔ (جامع الترمذى (۲/ ۵۱) ابواب الفتن, ط: قديمى)

سنن ابن ماجه (ص: ۲۹۰) ابواب الفتن, باب قوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ, ط: قديمى۔

قوله: (يتعرض من البلاء) إما بالدعاء على نفسه بها, أو بأن يأتي بأسبابها العادية۔ (حاشية السندى على سنن ابن ماجه (۲/ ۳۸۸) ابواب الفتن, باب قوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ, ط: دار الجيل)

وفي شرح الجواهر: تجب إطاعته في ما أباحه الشرع وهو ما يعود نفعه على العامة وقد نصوا في الجهاد على امتثال امره في غير معصية۔ (شامي: (۶/ ۴۶۰) كتاب الأشربة, قبيل كتاب الصيد, ط: سعيد)

(قوله: يعزر) لأن طاعة أمر السلطان بمباح واجبة۔ (شامي: (۵/ ۱۶۷) كتاب البيوع, باب المرابحة والتولية, مطلب: كل قرض جر نفعا حرام, ط: سعيد)=

کی جانب سے حکومت کو ان کا مال بیچنے کی اجازت نہیں ہے اور اجازت کے بغیر کسی کا مال بیچنا جائز نہیں ہے۔

اور اگر حکومت کے اہل کاروں نے مختلف لوگوں کے ضبط شدہ مال آپس میں خلط ملط کر کے اس طرح ملا دیے کہ ایک کا مال دوسرے سے الگ اور ممتاز نہ رہا تو ایسی صورت میں اس مال کو حکومت سے خریدنا اور استعمال کرنا جائز ہے، البتہ حکومت پر ان چیزوں کی قیمت کا ضمان ادا کرنا لازم ہوگا، ورنہ آخرت کی پکڑ سے نہیں بچے گی۔(۱)

اسمگلنگ کا مال ضبط کر کے نیلام کرنا

☆......اگر حکومت کو موقع مل جاتا ہے تو اسمگلنگ کا مال ضبط کر لیتی ہے پھر

= لأن طاعة الامام في ماليس بمعصية فرض... الخ (الدر مع الرد: (۴/۲۶۳) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب: في وجوب طاعة الإمام، القاعدة الخامسة، علميه كوئٹه۔

تصرف الامام بالرعية منوط بالمصلحة. (الأشباه والنظائر مع شرحه للحموي: (۱/۳۶۹) الفن الأول: القواعد الكلية، النوع الثاني من القواعد، القاعدة الخامسة، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) لايجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته....۔ (الدر مع الرد: (۶/۲۰۰) كتاب الغصب، مطلب: فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد)

لايجوز لأحد أن يتصرف في مال الغير بلا إذنه... وعدم الجواز شامل لجميع أنواع التصرف من استعمال... ومن إعارة وإيداع وإجارة وصلح وهبة وبيع....۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱/۲۶۲) رقم المادة: ۹۶، ط: رشيديه)

(فإن غصب وغير) المغصوب (فزال اسمه وأعظم منافعه) أي أكثر مقاصده... (أو اختلط) المغصوب) بملك الغاصب بحيث يمتنع امتيازه كاختلاط بره ببره (أو يمكن بحرج) كبره بشعيره. وقال الشامي تحت قوله: بملك الغاصب:) وكذا بمغصوب آخر، لما في التاتارخانية عن الينابيع: غصب من كل واحد منهما ألفا فخلطهما لم يسعه أن يشتري بهما شيئا ماكولا فيأكله ولا يحل له أكل ما اشترى حتى يؤدى عوضه۔ (ضمنه وملكه بلا حل انتفاع قبل أداء ضمانه) أي رضا مالكه بأداء أو إبراء أو تضمين قاض۔ (الدر مع الرد: (۶/۱۹۱، ۱۹۰) كتاب الغصب، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۲۰۸) كتاب الغصب، ط: رشيديه۔

شرح المجلة للأتاسي: (۳/۳۲۶، ۳۲۷) رقم المادة: ۸۹۹، الكتاب الثامن في الغصب، الباب الأول، الفصل الأول: في بيان أحكام الغصب، ط: قديمى)

من أخذ شبرا من الأرض ظلما، فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۵۳) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمى)

اس کو نیلام کر دیتی ہے، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ حکومت کو جائز قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کو مناسب جسمانی سزا دینے کا اختیار ہے، لیکن ان کا مال اور سامان ضبط کرنا اور نیلام کرنا شرعاً جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ مال ان کی ملکیت ہے جب تک وہ اسے بیچنے کی اجازت نہ دیں حکومت یا کسی اور کے لیے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں اور لوگوں کے لیے جان بوجھ کر ایسا مال خریدنا اور اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

☆...... اگر ضبط شدہ سامان موجود ہے تو اس کو، اور اگر سامان نیلام کے ذریعے فروخت کر دیا ہے تو اس کی قیمت ان کے اصل مالکوں کو یا مالک زندہ نہ ہونے کی صورت میں ان کے وارثوں کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہے، اگر وہ یا ان کے وارث نہ ملیں یا ان کے ملنے کی امید نہ ہو تو اصل مالکوں کی طرف سے صدقے کی نیت کر کے فقرا اور مساکین کو مالک بنا کر دینا ضروری ہے، ورنہ ضبط کرنے والے لوگ آخرت کی پکڑ سے بری نہیں ہوں گے۔ (۲)

---

(۱) (لا بأخذ مال في المذهب) بحر۔ وفيه عن البزازية، وقيل: يجوز، ومعناه أن يمسكه مدة لينزجر ثم يعيده له، فإن أيس من توبته صرفه إلى مايرى، وفي المجتبى أنه كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ۔ (قوله: لا بأخذ مال في المذهب) قال في الفتح: وعن أبي يوسف يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال، وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز۔ ومثله في المعراج، وظاهره أن ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف، قال: في الشرنبلالية: ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه، ومثله في شرح الوهبانية عن ابن وهبان۔ (قوله: وفيه الخ) أي في البحر، حيث قال: وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيئ من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا بأخذ الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة، إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (الدر مع الرد: (۶۱، ۶۲/۴) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

☜ البحر الرائق: (۶۸/۵) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل: في التعزير، ط: رشيديه۔

☜ لا يجوز التصرف بمال الغير بلا إذنه ولا ولايته۔ (الدر مع الرد (۶/ ۲۰۰) كتاب الغصب، ط: سعيد۔

(۲) (عليه ديون ومظالم جهل أربابها وأيس) من عليه ذلك۔ (من معرفتهم فعليه التصدق بقدرها =

اسمگلنگ کا مال ضبط کرنا

''حکومت کا اسمگلنگ شدہ مال ضبط کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢١۴/٣)

اسمگلنگ کی تعریف

''کسٹم کی تعریف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٢٠/۵)

اشتہارات پر کلک کر کے پیسے کمانا

''ویب سائٹ پر اشتہارات دیکھ کر پیسے کمانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اشتہارات کو آگے پھیلا کر پیسے کمانا

''ویب سائٹ پر اشتہارات دیکھ کر پیسے کمانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اشتہارات میں حرام چیزوں سے بچنا

اشتہارات اور مارکیٹنگ وغیرہ میں حرام اور ناجائز ذرائع استعمال کرنا جائز نہیں، مثلاً: گانے یا موسیقی کا استعمال کرنا یا مردوں یا عورتوں کی تصاویر والی فلم وغیرہ استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس سے تجارت میں برکت نہیں رہے گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت بھی ختم ہوجائے گی، خریدار اور صارف کے دل میں اللہ ہی ڈالتا ہے کہ وہ فلاں دکان دار سے سامان خریدے، جب دکان دار حرام چیزوں کے

=من ماله وإن استغرقت جميع ماله) هذا مذهب أصحابنا لا نعلم بينهم خلافاً كمن في يده عروض لا يعلم مستحقيها اعتبارًا للديون بالأعيان (قوله: جهل أربابها) يشمل ورثتهم، فلو علمهم لزمه الدفع إليهم؛ لأنّ الدين صار حقهم... وإن لم يقض فهو مؤاخذ به في الآخرة، وإن لم يجد المديون ولا وارثه صاحب الدين ولا وارثه فتصدق المديون أو وارثه عن صاحب الدين برئ في الآخرة ـ (الدر مع الرد: (٢٨٣/۴) كتاب اللقطة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٢٠٣/٨) كتاب الغصب، ط: رشيديه۔

تبيين الحقائق: (٣٢١/٦، ٣٢٢) كتاب الغصب، ط: دار الكتب العلمية۔

ذریعے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرے گا تو وہ خریداروں کے دلوں کو ایسے دکان داروں کے سامان کی طرف سے پھیر دے گا اور ان کا دل ایسے دکان داروں کے سامان کو خریدنے کے لیے تیار ہی نہیں ہوگا۔

مزید یہ کہ ناجائز ذرائع کو اشتہاری یا مارکیٹنگ مہم میں استعمال کرنے کی صورت میں اداروں کو اس ناجائز ذریعے سے جو آمدنی حاصل ہوگی اس سے وہ ناجائز اور حرام کام کو ترویج دیں گے اور اس گناہ میں اشتہار دینے والے بھی شریک ہوں گے اور خواہ مخواہ گناہ کا ایک سلسلہ شروع ہوجائے گا۔ (۱)

اشتہار میں حرام چیزوں کا استعمال کرنا

"اعلان میں حرام چیزوں کا استعمال کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۰/۱)

اشتہارات میں دوسروں کے سامان کی برائی بتانا

شریعت نے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون، ایثار، ہمدردی اور آپس میں ربط و محبت کی ترغیب دی ہے اور دوسروں کے لیے خیر خواہی کی حوصلہ افزائی کی ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اس وقت تک تم میں سے کوئی کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ

---

(۱) وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى۔ (شامی: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، مطلب: مكروهات الصلاة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۸/۲) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: رشيديه۔

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان...، ط: قديمى)

وحراما... ومن هذا القسم علم الحرف وعلم الموسيقي...۔ (الدر مع الرد: (۴۵/۱، ۳۶) مقدمة، ط: سعيد)

[ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب]۔ (الآية: ۲، المائدة)=

اپنے بھائی اور ایک روایت میں اپنے پڑوسی کے لیے وہ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ شریعت ایک دوسرے سے مقابلہ بازی کرنے اور دوسرے کو نقصان پہنچانے سے منع کرتی ہے، بلکہ دوسروں سے محبت، ایثار، تعاون اور ہمدردی کی تعلیم دیتی ہے، تاجروں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

اشتہارات میں عورتوں کو استعمال کرنا

''عورتوں کے جسم کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اشتہار دینا حرام چیزوں کا

''حرام چیزوں کا اشتہار دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۳/۳)

اشتہاری مہم سود سے پاک ہو

☆.....اشتہاری مہم اور مارکیٹنگ کا معاملہ سود سے پاک ہونا چاہیے، مثلاً: اشتہاری مہم اور مارکیٹنگ کے اخراجات کے لیے سودی قرضہ لینا جائز نہیں ہے یا مارکیٹنگ کی مہم چلانے کے لیے سودی معاملہ یا لین دین کرنا یا خریداروں کو سودی اسکیموں کی طرف ترغیب دینا حرام ہے، ان چیزوں سے بچنا ضروری ہے۔

☆.....سود کا لینا اور دینا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کا اعلان ہے اور مذکورہ

= الإعانة في المعصية وترويجها, وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة (۱۶۹/۲) البيوع المنهي عنها, ط: دار الجيل)

(۱) عن أنس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يؤمن أحدكم حتى يحب لأخيه أو قال لجاره مايحب لنفسه۔ (صحيح مسلم: (۵۰/۱) كتاب الأعيان, باب الدليل على أن من خصال الإيمان أن يحب لأخيه المسلم مايحب لنفسه من الخيرة, ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۶/۱) كتاب الإيمان, باب من الإيمان أن يحب لأخيه مايحب لنفسه, ط: قديمي۔

ورتوں میں سے کسی بھی صورت کو اختیار کرنا اپنے کاروبار سے اللہ اور اس کے رسول لی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کی دعوت دینے کے مترادف ہے، جس کے کاروبار سے اللہ وراس کے رسول کے خلاف جنگ ہو وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا اور اس سے برکت الی روزی اور بیوی بچوں کے لیے خیر و برکت والا رزق حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ (۱)

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ لیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: سود خوری کے ستر حصے ہیں، ان میں سے ادنی اور معمولی رجا ایسا ہے جیسے کہ اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا۔ (۲)

اشتہاری مہم میں غلط بیانی کرنا

عام طور پر اشتہاری مہم میں غلط بیانی کے ذریعے خریداروں کو ورغلا کر اپنی مصنوعات فروخت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور اسے ایک ''فن'' کا نام دیا جاتا ہے، مثلاً: کسی دوا کے بارے میں یوں کہا جاتا ہے کہ ساٹھ فی صد ڈاکٹروں نے اس کے استعمال کی تاکید کی ہے، حالاں کہ حقیقتاً ایسا نہیں ہوتا، یا یوں کہہ دیا جاتا ہے کہ ''سٹاک'' محدود ہے، حالاں کہ سٹور بھرے پڑے ہوتے ہیں، یا مثلاً: فروخت کے بعد تین سال کی گارنٹی دی جاتی ہے جب کہ بعد میں حیلے بہانوں سے گارنٹی کے مطالبے کو تسلیم نہیں کیا جاتا، موجودہ دور میں اس طرح بے شمار طریقے اپنائے جاتے ہیں، غرض کہ اشتہاری مہم میں اس قسم کی غلط بیانی اور دھوکہ دہی سے بچنا ضروری ہے،

(۱، ۲) [یاأیها الذین آمنوا اتقوا اللہ و ذروا مابقی من الربا إن کنتم مؤمنین، فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسوله وإن تبتم فلکم رؤس أموالکم لاتظلمون ولاتظلمون]۔ (البقرة: رقم الآية: ۲۷۸، ۲۷۹)

عن جابر قال: لعن رسول اللہ اکل الربا و موکله و کاتبه و شاهدیه وقال هم سواء، رواہ مسلم... وعن ابی هریرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: الربوا سبعون جزءاً أیسرها أن ینکح الرجل وأمه۔ (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۴، ۲۴۶) باب الربوا، الفصل الأول، والفصل الثاني، ط: قدیمی)

صحیح البخاري: (۲۷۹/۱) کتاب البیوع، باب اکل الربوا و شاهده، ط: قدیمی۔

تاکہ خریدار دھوکہ کھا کر سامان خرید کر پریشان نہ ہو۔ (۱)

(Assets)

''اثاثے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۰/۱)

اشیاء کے اجزائے ترکیبی کے متعلق غلط بیانی کرنا

چیز کے اجزائے ترکیبی وہ نہیں جو خریدار کو مطلوب ہیں، اسے یہ باور کرانا کہ یہ چیز تمہارے مطلوبہ اجزائے ترکیبی کی حامل ہے اور ان ہی سے مرکب ہے، یہ صورت بھی دھوکہ میں داخل ہے۔ (۲)

اصل دام پر نفع لے کر بیچنا

☆......دکان دار یا کسی آدمی نے ایک چیز سو روپے کی خریدی تھی تو اب اپنی چیز میں اس کو اختیار ہے چاہے ایک سو روپے ہی میں بیچ دے اور چاہے پانچ سو یا ہزار روپے میں بیچے اس میں کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا کہ اس نے کہا: دس روپے نفع پر بیچا تو اب اس سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں، اس طرح کے سودے کو ''مرابحہ'' کہتے ہیں، یا یوں طے ہوا کہ جتنے میں خریدا ہے اس پر چار روپے نفع لے لو، اب بھی ٹھیک دام بتا دینا واجب ہے اور چار روپے سے زیادہ نفع

(۱، ۲) آية المنافق ثلاثة، زاد مسلم وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم ثم اتفقا إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۱۷) باب الكبائر و علامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۱۰/۱) كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، ط: قديمي۔

صحيح مسلم: (۶۵/۱) كتاب الإيمان، باب خصال المنافق، ط: قديمي۔

من غش فليس منا... قال أبو عيسى: والعمل على هذا عند أهل العلم، كرهوا الغش، وقالوا الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في الغش في البيوع، ط: قديمي)

مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، ط: قديمي۔

لینا درست نہیں۔

☆......اسی طرح اگر دکان دار وغیرہ نے کہا کہ: یہ چیز ہم آپ کو خرید کے دام پر دیں گے کچھ نفع نہ لیں گے، تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں ہے، خرید کے دام ٹھیک ٹھیک بتانا واجب ہے۔ اور اس طرح کے سودے کو "تولیہ" کہتے ہیں۔

☆......سودا کرتے وقت خریدار نے دکان دار سے کہا کہ: یہ چیز مجھے پانچ فی صد پر بیچ ڈالو، اس نے کہا کہ: اچھا میں نے اتنے ہی نفع پر بیچا، یا خریدار نے دکان دار سے کہا کہ: جتنے میں لیا ہے اتنے ہی دام پر بیچ دیں، اس نے کہا: اچھا اتنا ہی دے دیں نفع کچھ نہ دیں، لیکن اس نے ابھی یہ نہیں بتایا کہ یہ چیز کتنے کی خریدی ہے تو اگر اسی جگہ سے اٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام بتا دے تب تو یہ بیع صحیح ہو جائے گی اور اگر اس جگہ سے اٹھنے سے پہلے نہیں بتایا، بلکہ یوں کہا کہ آپ لے جائیں حساب دیکھ کر بتلایا جائے گا یا اور کچھ کہا تو وہ بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۱)

اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات ملانا

مرابحہ اور تولیہ میں اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات ملانے اور نہ ملانے کے بارے میں مختلف صورتیں ہیں:

☆......ایک کپڑا پانچ سو روپے کا خریدا پھر سو روپے دے کر اس کو رنگوایا یا

(۱) المرابحة... بيع ما ملكه... بما قام عليه وبفضل مؤنة وإن لم تكن من جنسه كأجر قصار ونحوه، لو باعه مرابحة على تلك القيمة جاز، مبسوط، والتولية... بيعه بثمنه الأول، ولو حكما يعني بقيمته... وشرط صحتهما كون العوض مثليا أو قيميا مملوكا للمشتري وكون الربح شيئا معلوما ولو قيميا مشارا إليه كهذا الثوب لانتفاء الجهالة حتى لو باعه بربح ده يازده أي العشرة بأحد عشر لم يجز إلا أن يعلم بالثمن في المجلس فيخير.... (الدر مع الرد: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۷۷/۶، ۱۸۰) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الركن، ط: سعيد۔

اس کو دھلوایا یا سلوایا یا کڑہائی کی تو اب ایسا سمجھیں گے کہ چھ سو روپے میں اس نے خریدا، لہٰذا چھ سو روپے اس کی اصل قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے، مگر یوں نہ کہے کہ چھ سو روپے میں میں نے خریدا ہے، بلکہ یوں کہے کہ چھ سو روپے میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے، تاکہ جھوٹ نہ ہو۔ (۱)

☆......ایک بکری دس ہزار روپے کی خریدی اور مہینہ بھر تک رہی اور ایک ہزار روپے اس کی خوراک میں لگ گئے، تو اب گیارہ ہزار روپے اس کی اصل قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے، البتہ اگر بکری دودھ دیتی ہے تو جتنا دودھ دیا ہے اس کے بقدر قیمت کو گھٹا کر آگے دینا پڑے گا، مثلاً: اگر مہینہ بھر میں پانچ سو روپے کا دودھ دیا ہے تو اصلی قیمت ایک ہزار پانچ سو روپے ظاہر کرے اور یوں کہے کہ ایک ہزار پانچ سو روپے میں مجھ کو پڑی ہے۔ (۲)

☆......اسی طرح اصل قیمت میں مزدوری اور بار برداری کی اجرت اور جو چونگی ٹیکس وغیرہ ادا کیا گیا ہے اس کو بھی شامل کیا جائے گا۔ (۳)

---

(۱) (ويضم) البائع (إلى رأس المال أجر القصار والصبغ والطراز والفتل... ويقول قام علي بكذا ولا يقول اشتريته) لأنه كذب۔ (الدر مع الرد (۱۳٦/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد)

البحر الرائق (۱۸۲/٦، ۱۸۳) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

البناية في شرح الهداية (۲۳۳/۸) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) (فإن رابح طرح ماربح) قبل ذلك (وإن استغرق) الربح (ثمنه لم يرابح)۔ (الدر مع الرد: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد)

البحر الرائق: (۱۸۳/٦) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

الهندية: (۱٦۳/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه۔

(۳) (ويضم) البائع (إلى رأس المال) (أجر القصار والصبغ والطراز والفتل وحمل الطعام... ولا يضم (أجر الطبيب... وما يؤخذ في الطريق من الظلم إلا إذا جرت العادة بضمه) هذا هو الأصل كما علمت فليكن المعول عليه كما يفيده كلام الكمال۔ ((الدر مع الرد (۱۳۵/۵، ۱۳۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد)

البحر الرائق (۱۸۲/٦، ۱۸۳) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

الهندية: (۱٦۱/۳، ۱٦۲) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه۔

اصل کے مقابلے میں قیمت ہوتی ہے وصف کے مقابلے میں نہیں

"قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے وصف کے مقابلے میں نہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۱/۵)

اصل کمپنی کے خالی ڈبوں میں نقلی چیزوں کو فروخت کرنا

اصلی کمپنی کے خالی ڈبوں میں اسی قسم کی چیز اپنی طرف سے ڈال کر اصلی کمپنی کی سیل لگا کر کم قیمت یا برابر قیمت میں فروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں دھوکہ اور جھوٹ ہے، اور اگر کسی دکان دار کے پاس اتفاق سے ایسی چیز آ گئی اور واپس کرنا مشکل ہے تو گاہکوں کو اصل حقیقت بتا کر فروخت کرنا جائز ہوگا۔

اگر بازار میں یہ چیز عام ہے کہ اصلی چیز مہنگی ہے اور دو نمبر چیز سستی ہے تو دکان میں اصلی اور دو نمبر دونوں چیزیں اپنے پاس رکھ سکتے ہیں، البتہ اس صورت میں گاہکوں کو دونوں دکھا کر دونوں کی حقیقت اور قیمتیں بتا کر بیچا تو جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ (۱)

---

(۱) بيع المسلم من المسلم لاداء ولا خبثة ولا غائلة... وقال عقبة من عامر: لايحل لامرئ أن يبيع سلعة يعلم أن بها داء إلا أخبره۔ عن حكيم بن حزام رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا أو قال: حتى يتفرقا، فان صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما، وان كذبا و كتما محقت بركة بيعهما۔ (البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ط: قديمی)

من باع عيباً لم ينبه لم يزل في مقت الله أو لم تزل الملائكة تلعنه۔ رواه ابن ماجة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمی)

كتمان عيب السلعة حرام۔ (البحر الرائق، (۵۸/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: رشيديه كوئٹه)

لايحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن لأن الغش حرام۔ (الدر مع الرد: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد)

اذا باع سلعة معيبة عليه البيان۔ (شامی: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد)

رجل أراد أن يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب أن يبينها، فلو لم يبين قال بعض مشائخنا: يصير فاسقاً مردود الشهادة، وقال الصدر الشهيد: لانأخذ به، كذا في الخلاصة۔ (الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة، والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه)=

اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا

تھیلے، کارٹن، پیکٹ اور بوتل وغیرہ میں چیزیں پیک کر کے بیچنا جائز ہے،(۱) البتہ اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا اور غلط بیانی سے کام لینا دھوکہ، فراڈ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، مثلاً: دال، چاول اور چینی وغیرہ کے پیکٹ پر لکھا ہوتا ہے "ایک کلو" لیکن درحقیقت وہ ۹۵۰ گرام ہوتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لیے اپنے بھائی کو عیب والی چیز فروخت کرنا جائز نہیں، مگر یہ کہ وہ اس عیب کو واضح کر دے۔"(۲)

ایسی حالت میں تین صورتوں میں سے کسی ایک صورت کو اختیار کر لینا چاہیے، وہ تین صورتیں یہ ہیں:

❶ تھیلے اور پیکٹ وغیرہ پر صحیح وزن لکھ دیا جائے۔

= 🗀 اذا باع سلعة معيبة عليه البيان۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۵۲۱/۴) كتاب البيوع، السادس عشر في الحظر والإباحة، النوع الثالث: في المتفرقات، ط: رشيديه) ۔

(۱) إذا باع شيئا مستورا، فإن كان مستورا بما هو خلقي فيه أولا والثاني شراء ما لم يره جائز عندنا۔ والأول لا يخلو إما أن يكون المبيع موجودا في العرف أو معدوما، فإن كان موجودا جاز كبيع حنطة في سنبلها... ولؤلؤة في بطن دجاجة۔ (البحر الرائق: (۳۰۶/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

🗀 الدر مع الرد: (۵۵۹/۴) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب الفساد المتضمن، ط: سعيد۔

(۲) عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم أخو المسلم، ولا يحل لمسلم باع من أخيه بيعا فيه عيب إلا بينه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب الإجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمي)

🗀 السنن الكبرى للبيهقي: (۵۲۳/۵) رقم الحديث: ۱۰۷۳۳، كتاب البيوع، جماع أبواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب وغير ذلك، باب ما جاء في التدليس وكتمان العيب بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀 كنز العمال: (۵۹/۴) رقم الحديث: ۹۵۰۲، حرف الباء، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثاني في محظورات البيع، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔

⑭ تھیلے وغیرہ پر کچھ بھی نہ لکھا جائے اور ہر گاہک کو وزن کر کے سودا دیا جائے۔

⑮ گاہک پر یہ بات واضح کر دے کہ یہ حقیقت میں ۹۵۰ گرام ہے، ایک کلو، دو کلو صرف بڑے چھوٹے تھیلے کی پہچان کے لئے ہے۔

حلال مال اگرچہ تھوڑا ہی ہو وہ بہت زیادہ حرام مال سے بہتر، بابرکت اور زیادہ نفع والا ہوتا ہے۔ (۱)

اور حرام مال کتنا ہی زیادہ ہو اس میں برکت نہیں ہوتی، بیماریاں، تنگی، بلائیں، مصیبتیں اور آفتیں بلکہ ڈاکہ چوری، قتل و قتال اور آپس کے اختلافات اور عبادت سے دوری، عیاشی، فضول خرچی، یہ تمام چیزیں اس میں چھپی ہوئی ہیں۔

تاجروں کو چاہیے اپنے ایمان کو مضبوط کریں، اللہ پر توکل کریں، اپنے آپ کو حرام کاروبار سے بچائیں، یاد رکھیں ایسا حرام نفع زیادہ دیر تک اپنے پاس باقی نہیں رہتا۔ (۲)

---

(۱)[قل لا يستوي الخبيث والطيب ولو أعجبك كثرة الخبيث][المائدة:۱۰۰]

يعني: ان القليل الحلال النافع خير من الكثير الحرام الضار۔ (تفسير ابن كثير (۵/ ۳۷۹) ط: مؤسسة الرسالة)

(۲)والتلبيس حرام فلا يجوز للبائع ولا للمشتري أن يلبس أحدهما على الآخر، لأنه من يفعل هذا يكون ظالماتاركا للنصح على المسلمين وقد روي أنه عليه الصلاة والسلام قال: البيعان إذا صدقا ونصحا بورك لهما في بيعهما وإذا كذبا وكتما نزعت بركة بيعهما، ومن لم يعرف الزيادة والنقصان إلا بالمكيال والميزان لا يصدق هذا الحديث ولا يعرف وإن الدرهم الواحد قد يبارك فيه، ويكون سببا لسعادته في الدين والدنيا بأن يصرفه فيما يجب عليه من أمر دينه أو دنياه وإن الآلاف المؤلفة قد ينزع منها البركة وتكون سببا لهلاكه في الدنيا والآخرة، أما في الدنيا فكما يشاهد في هذا الزمان من تسلط الظلمة عليه وأخذ ماله بأنواع العقوبات، وأما في الآخرة فبأن يصرفها في المحرمات والمنكرات لا سيما في الرشوة التي يكون بها كل واحد من الراشي والمرتشي والساعي بينهما ملعونا بلعن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ فمن أراد أن يتيسر عليه النصح للمسلمين فلا بد له من أمرين: أحدهما أن يعلم ويعتقد أن تلبيسه لا يزيد في رزقه بل يمحقه ويذهب بركته، فإن ما يجمعه من متفرقات التلبيسات قد يهلكه الله تعالى دفعة واحدة إما بالإغراق أو بالإحراق أو بأخذ اللصوص أو الظلمة والكفرة۔ والثاني: أن يعلم ويعتقد أن ربح الآخرة خير من ربح الدنيا، وأن فوائد أموال الدنيا تنقضي بانقضاء العمر وتبقى =

دکانداروں پر ضروری ہے کہ جن خریداروں کو مال کم دیا ہے، اگر ان بارے میں علم ہے تو ان کو ان کا حق واپس کر دیں، اور اگر ان کو نہیں جانتے تو ان حصے کے پیسے ان کی طرف سے فقراء کو صدقہ کر دیں۔ (۱) ورنہ آخرت میں دینا پڑ گا اور آخرت میں دینا مشکل ہوگا۔ (۲)

اصلی کہہ کر جعلی چیز دینا

اصلی کہہ کر جعلی اور نقلی چیز دینا ناجائز اور حرام ہے، ایسی صورت میں خرید جعلی اور نقلی چیز واپس کر کے اصلی چیز لینے کا حق ہوگا اور بائع (بیچنے والے) پر بھی اور جعلی چیز واپس لے کر اصلی چیز دینا لازم ہوگا، لیکن اگر نقلی اور جعلی چیز کو استعمال ک یا وہ ختم ہونے کے قریب ہوگئی تو پھر خریدار اصلی اور نقلی چیز کے درمیان قیمت اعتبار سے جو فرق ہے وہ بائع (بیچنے والے) سے وصول کر لے۔ (۳)

= مظالمها وأوزارها فكيف يرضى العاقل أن يستبدل الذي هو أدنى بالذي هو خير، والخير كله سلامة الدين۔ (المجالس الأبرار: (ص: ٥٦٢، ٥٦٣) المجلس السبعون في بيان حرمة الاحك وسائر مايتعلق من الأحكام الشرعية، ط: سهيل اكيڈمی لاهور)

إحياء علوم الدين: (٧٦/٢) كتاب آداب الكسب والمعاش، ط: دار المعرفة۔

(١) ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذ الرد على صاحبه۔ (شامي: (٣٨٥/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

وفيه أيضا: (٩٩/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالا حراما، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (٣٤٩/٥) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه۔

(٢) عن سالم عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئا بغير حقه خسف ب يوم القيامة إلى سبع أرضين۔ (صحيح البخاري: (٣٣٢/١) كتاب المظالم والقصاص، باب إثم من ظل شيئا من الأرض، ط: قديمي)

صحيح المسلم: (٣٢/٢) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم الظلم و غصب الأرض وغيرها، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٦) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

(٣) ومن له على آخر عشرة دراهم جياد فقضاه زيوفا وهو لايعلم فأنفقها أو هلكت فهو قضاء عند =

اضافی اخراجات ملانے کی صورت

بیرون ملک سے تجارت کا سامان منگوانے کی صورت میں مختلف قسم کی ڈیوٹی اور سرکاری ٹیکسوں کی ادائیگی اور دوسرے اخراجات سے قیمت کئی گنا بڑھ جاتی ہے، یہاں تک کہ ایک چیز کی قیمت بین الاقوامی منڈی میں ایک ہزار روپے ہو تو یہاں پہنچتے پہنچتے اس کے جملہ اخراجات دس ہزار روپے سے تجاوز کر جاتے ہیں، ان زائد اخراجات کو قیمت خرید میں ضم کر کے (ملا کر) مال پر تقسیم کر کے گاہکوں سے وصول کرنا جائز ہے۔ البتہ بیع مرابحہ کرتے وقت قیمت خرید بتاتے وقت یہ کہے کہ: یہ چیز اتنے میں پڑی ہے اور میں اس پر اتنا نفع ملا کر فروخت کر رہا ہوں، یہ نہ کہے کہ میں نے اتنے میں خریدی ہے، کیوں کہ یہ قیمت خرید نہیں ہے۔ (۱)

=أبي حنيفة ومحمد، وقال أبو يوسف: يرد مثل زيوفه ويرجع بدراهمه۔ (الهداية: (۲۵۰/۵) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: مكتبة البشرى)

وذكر فخر الاسلام وغيره أن قولهما قياس، وقول أبي يوسف هو الاستحسان۔ (فتح القدير: (۱۲۲/۷) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيديه)

ولو قبض زيفاً بدل جيد كان له على آخر جاهلاً به...... فلو قائماً رده اتفاقاً۔ (الدر مع الرد: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، باب الـ۔۔قات، ط: سعيد)

وإذا حدث عند المشتري عيب واطلع على عيب كان عند البائع فله أن يرجع بالنقصان ولا يرد المبيع؛ لأن في الرد اضراراً بالبائع؛ لأنه خرج عن ملكه سالماً ويعود معيباً فامتنع، ولابد من دفع الضرر عنه فتعين الرجوع بالنقصان۔ (الهداية، باب خيار العيب: (۶۸/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: مكتبة البشرى)

(۱) ويجوز أن يضيف الى رأس المال أجرة القصار والطراز والصبغ والفتل وأجرة حمل الطعام، ويقول: قام علي بكذا ولا يقول: اشتريته بكذا كي لا يكون كاذباً۔ (الهداية: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: مكتبة البشرى)

وله أن يضم الى رأس المال أجر القصار والصبغ والطراز والفتل وحمل الطعام وسوق الغنم ويقول: قام علي بكذا ولا يقول: اشتريته لانه كذب... والذى يؤخذ في الطريق من الظلم لا يضم الا في موضع جرت العادة فيه بينهم بالضم۔ (البحر الرائق: (۱۷۷/۶، ۱۸۲، ۱۸۳) باب التولية والمرابحة، ط: رشيديه كوئٹه)

شامی: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

اعدادی اَسناد

''ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۵/۳)

اعضائے انسان کی خرید وفروخت

انسان کے جسم یا اعضاء میں سے کسی بھی عضو کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مزید ''گردے کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۴/۵)

اعضاءِ انسانی کی خرید وفروخت

''انسانی اعضا کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۴/۱)

اعلانات اسلامی عقیدے کے خلاف نہ ہوں

ایسے اعلانات جو اسلامی عقیدے اور مسلمانوں کے ایمان کو خراب کرنے والے ہوں ان کا نشر کرنا اور ان کو اپنے تجارتی اعلانات کا ذریعہ بنانا ناجائز اور حرام ہے، جیسا کہ ایسی مجلس یا اجلاس کی مشہوری کرنا جس میں شریعت کے خلاف کام کرنے کی طرف دعوت ہو، یا مشرکانہ باتوں کا رواج ہو، یا ایسے مشاعرے جن میں ہمارے دین یا قرآن کریم یا اسلامی عقیدے کی مخالفت ہو، یا جادوگروں اور نجومیوں کا اشتہار ہو، ان سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

اعلانات بے حیائی والی باتوں سے پاک ہوں

اسلام نے ایسے تمام کاموں سے منع فرمایا ہے جن سے معاشرے میں سفلی

---

(۱) گردے کی خرید وفروخت عنوان کے تحت تخریج ملاحظہ ہو۔

(۲) [ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب]۔(المائدة: ۲)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية و فساد في الأرض ....۔(حجة الله البالغة: (۲۰۹/۲) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد)

جذبات بھڑکیں یا بے حیائی پھیلے اور مسلمانوں کے معاشرے میں بے چینی، بے راہ روی، بے حیائی اور انارکی پھیلے یا معاشرہ اس سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے۔ (۱)

موجودہ دور کے جدید میڈیا میں تجارتی اعلانات اور اشتہارات کی طرف دیکھا جائے تو چاہے وہ دیکھنے سے متعلق ہوں یا سننے یا پڑھنے سے متعلق ہوں وہ انحطاط، فسق وفجور اور گناہوں سے لبریز ہوتے ہیں، عورتوں کے جسموں کو اپنے تجارتی فروغ کے لیے استعمال کرتے ہیں، یہ بے حیائی اور عورت کے تقدس اور شرافت کی پامالی ہے اور تشہیر کے مقصد کے خلاف ہے، اور تجارت کے سامان سے توجہ ہٹا کر ان عورتوں کی طرف توجہ مرکوز کرنے کا سبب بنتا ہے۔ (۲)

اعلانات سفلی جذبات بھڑکانے والی باتوں سے پاک ہوں

"اعلانات بے حیائی والی باتوں سے پاک ہوں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) [إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لاتعلمون]۔ (النور: ۱۹)

قوله تعالى: [إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين امنوا] أبان الله بهذه الآية وجوب حسن الاعتقاد في المؤمنين ومحبة الخير والصلاح لهم، فأخبر فيها بوعيد من أحب إظهار الفاحشة والقذف والقول القبيح للمؤمنين وجعل ذلك من الكبائر التي يستحق عليها العقاب. (أحكام القرآن للجصاص: ۳/۴۵۰) سورة النور، الآية: ۱۹، قبيل: باب الاستئذان، ط: قديمي۔

أحكام القرآن للقرطبي: (۱۲/۱۸۳) سورة النور، الآية: ۱۹، ط: رشيديه

(۲) [إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لاتعلمون]۔ (النور: ۱۹)

قوله تعالى: [إن الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين امنوا] أبان الله بهذه الآية وجوب حسن الاعتقاد في المؤمنين ومحبة الخير والصلاح لهم، فأخبر فيها بوعيد من أحب إظهار الفاحشة والقذف والقول القبيح للمؤمنين وجعل ذلك من الكبائر التي يستحق عليها العقاب ۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۳/۴۵۰) سورة النور، الآية: ۱۹، قبيل: باب الاستئذان، ط: قديمي۔

أحكام القرآن للقرطبي: (۱۲/۱۸۳) سورة النور، الآية: ۱۹، ط: رشيديه۔

اعلان میں حرام چیزوں کا استعمال کرنا

تجارتی اعلانات میں بھی ناجائز اور حرام چیزیں استعمال کرنا اور ایسی چیزوں کے ذریعے اشتہاری مہم چلانا ناجائز اور حرام ہے، مثلاً: اشتہار میں موسیقی اور آلاتِ موسیقی کا استعمال کرنا حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے، اور جو اعلان ان جیسی چیزوں کے ذریعے سے کیا جائے گا وہ بھی حرام اور ناجائز ہوگا۔ (۱)

اغوا

☆......بعض لوگ یا بعض تنظیم والے بڑے لوگوں کو یا بچوں کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں اور فون وغیرہ سے رابطہ کر کے بھاری قیمت لے کر فروخت کرتے ہیں یا چھوڑتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے۔ اور اس سے جو پیسے حاصل کرتے ہیں وہ بھی حرام اور ناجائز ہیں۔ ایسے کام سے توبہ استغفار کرنا اور رقم واپس کرنا لازم ہے۔

☆......بعض لوگ عورتوں کو اغوا کر کے دوسرے لوگوں سے رقم لے کر انہیں فروخت کردیتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے، اس طرح فروخت کرنے والے کے لیے اس کی قیمت حرام ہے، اور خریدنے والے خریدے ہوئے بچے یا عورت کے

(۱) وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأنّ فيه مضاهاة لخلق الله تعالى۔ (شامی: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، مطلب: مكروهات الصلاة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۸/۲) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: رشيديه۔

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان...، ط: قديمی)

وحرانا... ومن هذا القسم علم الحرف وعلم الموسيقي...۔ (الدر مع الرد: (۳۵/۱، ۳۶) مقدمة، ط: سعيد)

[ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب]۔ (الآية: ۲، المائدة)

مالک نہیں ہوں گے۔ اور ایسے لوگوں کی سخت ترین سزا ہونی چاہیے۔ (۱)

اِفراطِ زر

جب ''زر'' کا پھیلاؤ زیادہ ہو جائے تو اشیاء کی طلب بڑھتی ہے اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے زر کی قدر میں کمی آجاتی ہے، اس صورت حال کو اردو میں ''افراطِ زر'' اور انگریزی میں (Inflation) کہتے ہیں۔ (۲)

موجودہ دور میں قیمتوں میں اضافے کو ''افراطِ زر'' کہتے ہیں۔ (۳)

افضل کمائی

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل کمائی کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا اپنے ہاتھ سے محنت کرنا، اور شریعت کے مطابق خرید وفروخت اور تجارت۔ (۴)

افیون

☆...... افیون کھانا حرام ہے اگرچہ اس کی حرمت شراب کی حرمت سے کم

(۱) تخریج کے لیے ''انسان کی خرید وفروخت'' عنوان دیکھیں۔

(۲،۳) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص:۱۰۸) ط: مکتبہ معارف القرآن۔

(۴) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم أي الكسب أفضل؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ رواه الطبراني في الكبير والأوسط۔ (الترغيب والترهيب: (۳۳۳/۲) رقم الحديث: ۲۶۲، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في الاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

مجمع الزوائد: (۶۰/۴، ۶۱) رقم الحديث: ۶۲۱۲، كتاب البيوع، باب أي الكسب أطيب، ط: مكتبة القدس، القاهرة۔

المعجم الأوسط: (۳۳۲/۲) رقم الحديث: ۲۱۴۰، باب الألف، من اسمه أحمد، ط: دار الحرمين، القاهرة۔=

درجے کی ہے، اس لیے اسلامی حکومت شراب پینے والے پر حد جاری کرے گی اور افیون پینے والے پر حد جاری نہیں کرے گی، البتہ تعزیری سزا ضرور دے گی۔ [۱]

☆......البتہ دوائیوں کی شکل میں علاج کی حد تک گنجائش ہے۔ موجودہ دور میں نزلہ، زکام، کھانسی، درد اور آپریشن کے لیے بے ہوشی کے انجکشن میں عام طور پر افیون ہی استعمال ہوتی ہے، اس لیے علاج کے لیے جائز ہے۔ [۲] اور علاج کے بغیر ویسے کھانا حرام ہے۔

☆......اگر افیون بیچنے والے کو معلوم ہے کہ خریدار افیون خریدنے کے بعد ناجائز طور پر استعمال کرے گا تو ایسے آدمی کو فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

اور اگر بیچنے والے کو معلوم ہے کہ خریدار ناجائز طور پر استعمال نہیں کرے گا، یا خریدار کے استعمال کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تو اس صورت میں فروخت کرنا مکروہ نہیں ہوگا۔ [۳]

= والبيع المبرور: هو الذي بر فيه صاحبه فلم يغش ولم يخن ولم يعص الله فيه۔ (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة (۲/ ۱۵۳) كتاب احكام البيع حكم البيع ودليله، ط: دار احياء التراث العربي)

(۱) يحرم أكل البنج والأفيون والحشيشة، لكن دون حرمة الخمر، فان أكل شيئاً من ذلك لاحد عليه وان سكر، بل يعزر بمادون الحد۔ (شامي: (۶/ ۴۵۷) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

يحد مسلم ناطق مكلف شرب الخمر ولو قطرة أسكر من نبيذ طوعاً۔ (الدر مع الرد: (۴/ ۳۷) كتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط: سعيد)

حرم أكل بنج وحشيشة وأفيون، لكن دون حرمة الخمر، ولو سكر بأكلها لايحد، بل يعزر۔ (شامي: (۴/ ۴۲) كتاب الحدود، باب حد الشرب، ط: سعيد)

ويحرم أكل البنج والحشيشة والأفيون لكن دون حرمة الخمر، فان أكل شيئاً من ذلك لاحد عليه بل يعزر بمادون الحد۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۳/ ۲۵۱) كتاب الأشربة، ط: مكتبه غفاريه كوئٹه)

(۲) وشرب البنج للتداوي لابأس به۔ (البزازية على هامش الفتاوى الهندية: (۶/ ۱۲۶) كتاب الاشربة، ط: رشيديه)

المبسوط للسرخسي: (۲۴/ ۹) كتاب الاشربة، ط: غفارية كوئٹه۔

شامي: (۴/ ۴۲) كتاب الحدود، باب حد الشرب، ط: سعيد۔

(۳) ثم السبب ... إن لم يكن محركاً وداعياً بل موصلاً محضاً، وهو مع ذلك سبب قريب بحيث =

☆......افیون کی آمدنی حرام نہیں ہے، اس کو استعمال کرنا اور اس سے کوئی چیز خریدنا اور اس سے کارِ خیر میں مدد کرنا جائز ہے۔ (۱)

افیون کی خرید وفروخت

افیون کی خرید وفروخت شرعاً جائز ہے، البتہ قانون میں یہ ہے کہ لائسنس لے کر فروخت کرے، مگر شریعت میں ایسی کوئی پابندی نہیں، اس کی قیمت کے پیسے

=لايحتاج في إقامة المعصية به إلى إحداث صنعة من الفاعل كبيع السلاح من أهل الفتنة وبيع العصير ممن يتخذه خمراً فكلّه مكروه تحريماً بشرط أن يعلم به البائع والآجر دون تصريح به باللسان، فإنه إن لم يعلم كان معذوراً۔ (جواهر الفقه: (۲/ ۴۵۲) تفصيل الكلام في مسئلة الاعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكامه، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)

▭ يجوز بيع العصير ممن يعلم أنه يتخذه خمراً ؛ لأنّ المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره۔ (الدرالمختار) (قوله: حتى يعلم) فيه إشارة إلى أنه لو لم يعلم لم يكره بلا خلاف۔ (شامی: (۶/ ۳۹۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

▭ (ويجوز بيع العصير ممن يتخذه خمراً) أي: من ذمي، فلو من مسلم كره بالإتفاق ؛ لأنه إعانة على المعصية، ومفاده أنه إن لم يعلم ذلك لم يكره بلا خلاف۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۴/ ۲۱۲) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: غفاريه كوئته)

▭ إن العصير ممن يتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلا تحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم۔ (شرح الأشباه والنظائر: (۱/ ۹۷) الفن الأول، مباحث النية، باب البيع الفاسد، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه كراچی)

(۱) وإنما طاب للبائع ماربح في الثمن ...... لايطيب للمشترى أي ماربح في بيع يتعين بالتعيين بأن باعه بأزيد۔ (الدر المختار) (قوله: بأن باعه بأزيد) تصوير لظهور الربح، فلايطيب له ذلك الزائد عما اشترى به، وأفاد أن ذلك في أول عقد، وأما إذا أخذ الثمن واتجر وربح بعده أيضاً يطيب له؛ لعدم التعين في العقد الثاني۔ (شامی: (۵/ ۹۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

▭ ومن اشترى جارية بيعاً فاسداً وتقابضا وباعها وربح فيها يتصدق بالربح، وإن اشترى البائع بالثمن شيئاً وربح فيه، طاب له الربح۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۲۱۱) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة، ط: رشيديه)

▭ ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۳/ ۹۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

▭ تبيين الحقائق: ش (۳/ ۳۰۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

▭ فالبيع ماشرع إلا لطلب الربح والفضل فالفضل الذي يقابله العوض حلال۔ (المبسوط للسرخسي (۱۲/ ۱۱۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة

جائز اور حلال ہیں، اس سے نیک کام کرنا اور صدقہ وخیرات کرنا جائز ہے۔[1]

مزید"افیون" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔(۳۰۱/۱)

افیون میں بیع سَلَم

بلا ضرورت افیون کی خرید وفروخت سے احتراز کرنا بہتر ہے، لیکن بہرحال یہ مال متقوم ہے، اس لیے بیع سلم کی شرائط کے مطابق افیون میں عقد سلم کرنا جائز ہے۔[2]

اقالہ (سودا ختم کرنا)

سودا مکمل ہونے کے بعد بائع (بیچنے والے) اور خریدار میں سے کوئی ایک فریق اپنی مرضی سے سودا ختم نہیں کرسکتا، بسا اوقات خریدار ایک چیز خریدنے کے

---

(۱) (وصح بيع غير الخمر) مما مر، مفاده صحة بيع الحشيشة والأفيون. قوله: (وصح بيع غير الخمر) أي: عنده خلافاً لهما في البيع والضمان، لكنّ الفتوى على قوله في البيع. (الدر مع الرد: (۶/ ۴۵۳) كتاب الاشربة، ط: سعيد)

ويجوز بيع الباذق والمنصف والسكر ونقيع الزبيب ويضمن متلفها في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، خلافاً لهما، والفتوىٰ على قوله في البيع. (الفتاوى الهندية: (۵/ ۴۱۲) كتاب الاشربة، الباب الاول في تفسير الاشربة، ط: رشيديه)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴/ ۲۲۵) كتاب الأشربة، ط: دار المعرفة بيروت لبنان۔

انظر الحاشية السابقة ايضاً۔

(۲) (السلم) هو... بيع أجل... بعاجل... وركنه ركن البيع... ويصح في ما أمكن ضبط صفته ومعرفة قدره كمكيل وموزون۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۲۰۹) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

أن يكون المسلم فيه موجوداً من حين العقد الى حين المحل......... أن يكون المسلم فيه مما يتعين بالتعين وهكذا شروط أخر۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۸۰) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الأول في تفسيره...، ط: رشيديه)

السلم كالبيع ينعقد بالإيجاب والقبول ... تشبيه السلم بالبيع يشير إلى أنه يشترط لانعقاده ما يشترط لانعقاد البيع، فإذا اختل شرط من شروط الانعقاد يكون السلم باطلاً...۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۸۵) رقم المادة: ۳۸۰، البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث: في حق السلم، ط: رشيديه)

يلزم أن يكون المبيع مالاً متقوماً۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۸۸) رقم المادة: ۱۹۹، البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في حق شروط المبيع وأوصافه، ط: رشيديه)

بعد کسی ضرورت کی وجہ سے یہ چاہتا ہے کہ وہ یہ سودا ختم کردے، اس صورت میں سودا ختم کرنے کے لیے بائع کی رضامندی ضروری ہے۔ باہمی رضامندی سے سودا ختم کرنے کو ''اقالہ'' کہتے ہیں۔ (۱)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس شخص نے کسی ایسے مسلمان سے اقالہ (یعنی سودا ختم) کیا جو خریدنے کی وجہ سے نادم وپریشان ہے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزش کو معاف کردیں گے۔ (۲)

اقالہ تعاطی سے

اقالہ زبانی ایجاب وقبول کے علاوہ عملی تعاطی سے (زبانی کچھ کہے بغیر) بھی صحیح ہوجاتا ہے۔ مثلاً: خریدار نے سامان بائع کو واپس کردیا اور بائع نے سامان لے کر خریدار کو پیسہ واپس کردیا اور زبانی کوئی بات چیت نہیں کی تب بھی اقالہ درست ہوجائے گا۔ (۳)

---

(۱) (هي) لغة: الرفع... وشرعا (رفع البيع) وعمم في الجوهرة فعبر بالعقد، (ويصح بلفظين ماضيين وماركبها... وتصح أيضا (بفاسختك وتركت وتاركتك ورفعت وبالتعاطي ولو من أحد الجانبين (كالبيع) هو الصحيح بزازية وفي السراجية لابدّ من التسليم والقبض من الجانبين، (وتتوقف على قبول الآخر) في المجلس ولو كان القبول (فعلا)... لأنّ من شرائطها اتحاد المجلس ورضا المتعاقدين....

(الدر مع الرد: (۱۱۹/۵، ۱۲۰، ۱۲۱) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۷/۶ـ۱۷۳) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيديه۔

الهندية: ۱۵۶/۳، ۱۵۷) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

(۲) من أقال نادما بيعته أقال الله عثرته يوم القيامة۔ (كنز العمال: (۹۰/۳) رقم الحديث: ۹۶۷۹، كتاب البيوع، من قسم الأقوال، الباب الثاني: في البيع، الفصل الثالث: في الأشياء لايجوز بيعها، الفرع الثاني: في غير النجاسات من الماء والنار وغيرهما، ط: مؤسسة الرسالة۔

البحر الرائق: (۱۶۸/۶) كتاب البيع، باب الإقامة، ط: رشيديه۔

سنن البيهقي الكبرى: (۲۷/۶) رقم الحديث: ۱۰۹۱۲، جماع أبواب السلم، باب من أقال المسلم إليه بعض السلم وقبض بعضا، ط: مكتبة دارباز مكة المكرمة۔

(۳) (الإقالة بالتعاطي القائم مقام الإيجاب و القبول صحيحة) و لو كان التعاطي من أحد الجانبين =

اقالہ جب بائع کا وکیل کرے

(۳۰۶) زید اور بکر کی مشترکہ زمین تھی، بکر کی اجازت سے زید نے اس کو فروخت کیا پھر بکر کی اجازت سے زید نے اس سودے کا اقالہ کیا، (یعنی پیسے واپس کرکے زمین لے لی) اس کے بعد زید نے بکر سے اجازت لیے بغیر اس زمین کو دوبارہ فروخت کیا تو یہ جائز ہے؛ کیوں کہ بائع (بیچنے والے) کا وکیل جب اقالہ کرتا ہے تو درحقیقت وہ اپنے لیے خریدتا ہے اور اپنے موکل کو پیسے ادا کرنا اس کے ذمہ لازم ہوتا ہے۔(۱)

اقالہ دوسروں کے حق میں جدید بیع کے حکم میں ہے

اگر سودا زمین کا ہوا اور پڑوسی نے حق شفعہ چھوڑ دیا، پھر اقالہ ہوا تو اب پڑوسی کو دوبارہ شفعہ کا حق حاصل ہوگا، کیوں کہ شفیع کے حق میں یہ جدید بیع ہے۔(۲)

= كالبيع هو الصحيح۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسي (۲/۷۵) المادة: ۱۹۲، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول: في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الخامس في إقالة البيع، ط: رشيديه جديد)

شرح المجلة لرستم باز (۱/۷۵) المادة: ۱۹۲، ايضا، ط: مكتبه فاروقيه۔

النهر الفائق (۳/۳۴۱) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) باعت ضيعة مشتركة بينها وبين ابنها البالغ، وأجاز الإبن البيع ثم أقالت وأجاز الإبن الإقالة ثم باعتها ثانيا بغير إجازته يجوز، ولا يتوقف على إجازته؛ لأن بالإقالة يعود المبيع إلى ملك العاقد لا إلى ملك المؤكل والمجيز، أي لأنها بإجازة ابنها البيع الأول صارت وكيلة عنه فيه، ثم صارت بالإقالة مشترية لنفسها فلذا نفذ بيعها الثاني بلا إجازة۔ (شامي: (۵/۱۲۳) كتاب البيوع، باب الإقالة، سعيد)

البحر الرائق: (۶/۱۷۰) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: رشيديه۔

الهندية: (۳/۱۵۹) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

(۲) هي فسخ في حق المتعاقدين بيع جديد في حق غيرهما ....۔ (الهندية: (۳/۱۵۶) كتاب البيوع، الباب الثالث: في الإقالة، ط: رشيديه)

هي فسخ في حق المتعاقدين بيع في حق ثالث ... تظهر فائدة كونها بيعا في حق غيرها في خمس أيضا: الأولى لو كان المبيع عقارا فسلم الشفيع الشفعة ثم تقايلا يقضى له بالشفعة لكونه بيعا جديدا في حقه كأنه اشتراه منه۔ (البحر الرائق: (۶/۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵/۱۲۳) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

اقالہ صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے

"اقالہ" صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایجاب وقبول کی مجلس ایک ہو اور مبیع (چیز) موجود ہو، اگر مبیع ضائع ہوگئی تو اقالہ نہیں ہوسکتا اور اگر مبیع کا کچھ حصہ ضائع ہوگیا اور کچھ حصہ باقی ہے تو اسی حصہ کے بقدر اقالہ ہوسکتا ہے، اگر ثمن ضائع ہوگیا تب بھی اقالہ ہوسکتا ہے؛ کیوں کہ اقالہ میں اصل مبیع ہے ثمن نہیں ہے۔[1]

اقالہ کا اقالہ

اقالہ کا اقالہ بھی ہوسکتا ہے، لہٰذا اگر بیع کرنے کے بعد اس کا اقالہ کیا پھر خود اس اقالہ کا اقالہ کیا تو پہلا اقالہ ختم ہوجائے گا اور بیع لوٹ آئے گی۔ البتہ بیع سلم میں "مسلم فیہ" یعنی سامان پر قبضے سے پہلے اقالہ کیا تو اس اقالہ کا اقالہ نہیں ہوسکتا، اگر بیع مقصود ہو تو نئے سرے سے بیع کرے، البتہ اگر "مسلم فیہ" پر قبضہ ہوچکا تھا تو اس وقت اقالہ کا اقالہ ہوسکتا ہے۔[2]

---

(۱) (وتتوقف على قبول الآخر) في المجلس ولو كان القبول (فعلاً) ... لأن من شرائطها اتحاد المجلس ورضا المتعاقدين ... وبقاء المحل۔ (قوله: وبقاء المحل) أي المبيع كلا أو بعضًا ... والإقالة (يمنع صحتها هلاك المبيع) ولو حكمًا كالآبق (لا الثمن) ولو في بدل الصرف (وهلاك بعضه يمنع) الإقالة (بقدره) اعتبارًا للجزء بالكل.... (الدر مع الرد: (۱۲۱/۵)، و: (۱۲۸/۵) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۷۳/٦، ۱۷۵) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: رشيديه۔

الهندية: (۱۵۷/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

(۲) (ويصح إقالة الإقالة فلو تقايلا البيع ثم تقايلاها) أي الإقالة (ارتفعت وعاد) البيع (إلا إقالة السلم) (قوله: إلا إقالة السلم) أي قبل قبض المسلم فيه فلو بعده صحت۔ (الدر مع الرد: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

الهندية: (۱٦۰/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۷۰/٦) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: رشيديه۔

اقالہ کا حکم

اقالہ بائع اور خریدار کے درمیان سودے کو ختم کرنے کے حکم میں ہے اور ان دونوں کے علاوہ تیسرے (شفیع) شخص کے حق میں جدید بیع کے حکم میں ہے؛ اس لیے شفیع کو اقالہ کے بعد دوبارہ شفعہ کا دعویٰ کرنے کا حق ہوگا۔ (۱)

اقالہ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ نقصان کا سودا ہے

"نقصان کا سودا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۲/۶)

اقالہ کرنے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے پشیمان آدمی کی بیع کا اقالہ کیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی لغزشوں اور گناہوں کو معاف کر دیں گے۔ (۲)

اقالہ کو مشروط کرنا

اقالہ کو کسی شرط کے ساتھ معلق کرنا صحیح نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) انظر الحاشية السابقة تحت عنوان "اقالہ دوسروں کے حق میں جدید بیع کے حکم میں ہے"

(۲) عن أبي صالح، عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أقال نادما بيعته أقال الله عثرته يوم القيمة۔ (صحيح ابن حبان: (۴۰۳/۱۱) رقم الحديث: ۵۹۲۰، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: مؤسسة الرسالة)

كنز العمال: (۹۰/۴) رقم الحديث: ۹۶۷۹، كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفصل الثالث: في أشياء لايجوز بيعها، الفرع الثاني: في غير النجاسات من الماء والنار وغيرهما، ط: مؤسسة الرسالة۔

الترغيب والترهيب: (۳۴۸/۲) رقم الحديث: ۲۷۳۳، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في إقالة النادم، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) ولايصح تعليق الإقالة بالشرط بأن باع ثورا من زيد، فقال اشتريته رخيصا، فقال زيد إن وجدت مشتريا بالزيادة فبعه منه، فوجد فباع بأزيد لاينعقد البيع الثاني؛ لأنه تعليق الإقالة، لا الوكالة =

اقالہ کیا خریدار نے خریدار سے

''خریدار نے اس کے خریدار سے اقالہ کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۴/۳)

اقالہ کی شرط پر بیع کرنا

''واپس بیچنے کی شرط پر سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۱/۶)

اقالہ کی صورت میں رقم میں زیادتی جائز نہیں

اقالہ کی صورت میں رقم میں زیادتی کی شرط لگائی تو بیع فسخ ہوجائے گی اور قیمت زیادہ کرنے کی شرط کالعدم ہوکر باطل ہوجائے گی، اور مشتری کے لیے بائع سے اصل رقم کے علاوہ زائد رقم لینا حلال نہیں ہوگا۔ (۱)

اقالہ کے الفاظ

بیع کی طرح اقالہ بھی ایجاب وقبول سے ہوتا ہے، مثلاً: ایک کہے کہ: ''میں نے بیع کا اقالہ کیا'' یا ''میں نے بیع کو فسخ کیا'' یا ''میں نے سودا واپس کیا'' یا ''سودا توڑ دیا'' اور دوسرا کہے کہ: ''میں نے قبول کیا'' یا ایک کہے کہ: ''مجھ سے بیع کا اقالہ

=بالشرط.... (شامي: (۱۲۰/۵) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

الهندية: (۱۵۹/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقامة، ط: رشيديه۔

شرح المجلّة للأتاسي: (۸۳/۲) تحت المادة رقم: ۱۹٦، البيوع، الباب الأوّل، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط: رشيديه۔

(۱) (قوله: وتصح بمثل الثمن الأوّل) حتى لو كان الثمن عشرة دنانير، فدفع اليه دراهم ثم تقايلا وقد رخصت الدنانير رجع بالدنانير لا بمادفع وكذا لورد بعيب ... الخ (شامي: (۱۲۵/۵) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد كراجي)

البحر الرائق: (۱۷۳/٦) كتاب البيع، باب الإقالة، (ط: رشيديه۔

الهندية: (۱۵٦/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر في الإقالة، ط: رشيديه۔

مزید تخریج کے لیے ''اقالہ میں قیمت کم کرنے کی شرط لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کرلیں'' یا ''میرے ساتھ کیا ہوا سودا توڑ دیں'' یا ''واپس لے لیں'' اور دوسرا کہے کہ: ''میں نے کیا''، تو اقالہ درست ہوگا اور بیع ٹوٹ جائے گی۔ (۱)

اقالہ کیا ہے ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کرنے کے بعد

''ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کی پھر اقالہ کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اقالہ کی گندم کو پانی لگ گیا

''اقالہ میں ناپ تول کرنے میں کمی بیشی ہوئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

اقالہ میں بائع اور مشتری کی رضامندی کا ہونا

بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کے درمیان باقاعدہ ایجاب وقبول ہونے کے بعد بیع لازم ہوجاتی ہے، پھر اس کے بعد کسی ایک فریق کو دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر یک طرفہ طور پر بیع کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، اس لیے اقالہ صحیح ہونے کے لیے بائع اور مشتری دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) (هي رفع البيع)... (ويصح بلفظين ماضيين)۔ وهذا ركنها، (أو أحدهما مستقبل) كأقلني فقال أقلتك... (و) تصح أيضا (بفاسختك وتركت وتاركت ورفعت وبالتعاطي ولو من أحد الجانبين (كالبيع) وهو الصحيح... وتتوقف على قبول الآخر في المجلس ولو كان القبول (فعلا)....۔ (الدر مع الرد: (۱۱۹/۵۔۱۲۱) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

الهندية: (۱۵۷/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۶۸/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيديه۔

(۲) وتتوقف على قبول الآخر) في المجلس... لأن من شرائطها: اتحاد المجلس ورضا المتعاقدين (قوله: ورضا المتعاقدين)؛ لأن الكلام في رفع عقد لازم، وأما رفع ما ليس بلازم فلمن له الخيار بعلم صاحبه لا برضاه۔ بحر۔ (شامي: (۱۲۱/۵) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد)

وشرط صحة الإقالة رضاء المتقائلين۔ (الفتاوى الهندية: (۱۵۷/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر في الاقالة، ط: رشيديه)

شرح مجلة الأحكام لسليم رستم باز: (۷۳/۱) [المادة: ۱۹۰] الكتاب الأول: في البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط: فاروقيه كوئته۔

اقالہ میں تری وخشکی کے سبب سے فرق ہوا

"اقالہ میں ناپ تول کرنے میں کمی بیشی ہوئی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

اقالہ میں ثمن فوراً واپس کرنا ضروری نہیں ہے

"ثمن خرچ ہوجانے سے اقالہ کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٨٧/٣)

اقالہ میں قیمت کم کرنے کی شرط لگانا

اگر بیع فسخ کرتے وقت بائع اور مشتری قیمت کم کرنے کی شرط لگاتے ہیں تو دونوں کی رضامندی سے بیع فسخ ہوجائے (یعنی سودا کینسل ہوجائے گا) اور قیمت کم کرنے کی شرط کالعدم ہوکر باطل ہوجائے گی اور بائع پر مشتری کو پوری رقم ادا کرنا لازم ہوگا۔ (١)

اقالہ میں مالی نقصان ہونے کی صورت میں مشتری سے عوض لینا

"نقصان کا عوض مشتری سے لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٨٢/٦)

اقالہ میں ناپ تول کرنے میں کمی بیشی ہوئی

مثلاً: ایک شخص نے دوسرے سے سو کلو گندم تول کر یا پیمانے سے ناپ کر خریدی، بائع (بیچنے والے) نے وزن یا پیمائش کرکے خریدار کے قبضے میں دے

(١) الإقالة جائزة في البيع بمثل الثمن الأول... فإن شرط أكثر منه أو أقل فالشرط باطل ويرد مثل الثمن الأول۔ (الهداية: (١٣٦/٥) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: مكتبة البشرى)

الثالث: أنها لا تفسده الشرط الفاسد، وإن لم تصح تعليقها به بل يكون الشرط لغوا، فلو تقايلا على أن يؤخر المشتري الثمن سنة أو على أن يحط منه خمسين صحت الإقالة لا التأخير والحط۔ (شرح مجلة الأحكام لسليم رستم باز: (٧٣/١) قبيل: [المادة: ١٩٠] الكتاب الأول: في البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس في الإقالة، ط: رشيديه)

الهندية، (١٥٦/٣) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر في الإقالة، ط: رشيديه۔

دی، پھر دونوں نے آپس میں بیع کا اقالہ کیا اور بائع نے واپس لیتے ہوئے دوبارہ اس کا ناپ تول کیا تو ایک کلو کم یا زائد پائی، دونوں کا اس پر اتفاق ہوا کہ ناپ تول کرنے میں کمی بیشی سے یہ فرق ہوا ہے ورنہ گندم اتنی ہی ہے تو بائع پوری گندم لے لے گا اور پوری قیمت کی واپسی کے ساتھ اقالہ جائز ہوگا۔

اسی طرح اگر گندم کو کچھ پانی لگ گیا اور ناپ تول میں زیادہ ہوگئی یا پہلے تر تھی پھر خشک ہوگئی اور ناپ تول کم ہوگیا اور دونوں اس پر متفق ہوئے کہ یہ کمی بیشی تری وخشکی کے سبب سے ہے تو اقالہ جائز ہے اور کل گندم بائع کو ملے گی اور خریدار کو کل قیمت واپس ملے گی اس میں سے کچھ کٹوتی نہیں ہوگی۔ البتہ اگر پانی لگنے سے گندم خراب ہوگئی ہو اور اس کا علم ہوئے بغیر بائع نے اقالہ کرلیا ہو تو بائع کو اختیار ہوگا چاہے گندم اپنے پاس رکھے اور خریدار کو کل قیمت واپس کرے اور چاہے تو اقالہ کو ختم کردے۔(1)

---

(۱) يلزم أن يكون المبيع قائما وموجودًا في يد المشتري وقت الإقالة فلو كان المبيع قد تلف لاتصح الإقالة... لو كان بعض المبيع قد تلف صحت الإقالة في الباقي... ولو اشترى صابونا فجف ثم تقايلا صحت الإقالة وليس للبائع أن ينقص شيئا من الثمن بمقابلة جفاف الصابون؛ لأنّ هذه المسألة ليست من صور هلاک بعض المبيع... يثبت في الإقالة خيار الشرط وخيار العيب فلو وجد البائع عيبا حدث عند المشتري ولم يعلم به وقت الإقالة كان له أن يرد المبيع على المشتري۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۷۶/۱، ۷۷) رقم المادة: ۱۹۳، ۱۹۵، البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس في الإقالة، ط: فاروقيه كوئته)

الدر مع الرد: (۱۲۹/۵، ۱۲۸) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۷۵/۶) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: رشيديه۔

رجل اشترى من آخر طعاما على أنه كر، وكاله البائع وقبضه المشترى، ثم تقايلا البيع، وكاله البائع فوجده ينقص قفيزا أو يزيد قفيزا وتصادقا أنه من نقصان الكيل أو من زيادته، فإن جميع الطعام مع الزيادة للبائع، والإقالة جائزة بجميع الثمن ولا يحط عنه شيئ بسبب النقصان من ذلک، فالإقالة جائزة والطعام كله للبائع بجميع الثمن ولا يحط عنه شيئ بسبب النقصان إلا أن الماء إن كان أفسد الطعام ولم يعلم به البائع حتى تقايلا، كان للبائع الخيار، إن شاء أخذه فأعطاه كل الثمن، وإن شاء رد الإقالة ولا شيئ عليه من الثمن۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۸۵/۲) تحت المادة رقم: ۱۹٦، البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط: رشيديه)

اقالہ میں واپسی کا خرچہ

اگر کوئی وزنی اور بوجھل چیز خریدی اور خریدار نے اس کو دوسری جگہ منتقل کرلیا پھر اقالہ کیا تو واپسی کی باربرداری کا خرچہ بائع کے ذمہ ہوگا۔(۱)

اقالہ ہوگیا

خریدار بائع کے پاس آیا اور کہا کہ: ''مجھے تو یہ سودا بہت مہنگا پڑا ہے'' بائع نے اس کی قیمت واپس کردی لیکن سودا واپس نہیں کیا تب بھی اقالہ ہوگیا۔(۲)

اقتصادی ترقی

اگر مسلمان اقتصادی ترقی کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ بازار میں اسلامی مزاج کے مطابق دین دار، ایمان دار، متقی، پرہیزگار آدمی کو نگران اور محتسب متعین کریں جو بازار کے احتساب کے کام کو شریعت کے قانون کے مطابق انجام دے، نیز حکومت کی جانب سے اس شعبے کی خاص طور پر نگرانی بھی کی جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عمال کی نگرانی اور جانچ پڑتال کیا کرتے

---

(۱) إن مؤونة رد المبيع إلى البائع بعد الإقالة هي على البائع في مطلق الأحوال۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۷۷/۱) تحت المادة رقم: ۱۹۶، البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس: في الإقالة، ط: فاروقيه كوئٹه)

الدر مع الرد: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

(۲) (هي رفع البيع) ... (ويصح بلفظين ماضيين)۔ وهذا ركنها، (أو أحدهما مستقبل) كأقلني فقال أقلتك ... (و) تصح أيضا (بفاسختك وتركت وتاركت ورفعت وبالتعاطي ولو من أحد الجانبين (كالبيع) وهو الصحيح ... وتتوقف على قبول الآخر في المجلس ولو كان القبول (فعلاً) ...۔ (الدر مع الرد: (۱۱۹/۵۔۱۲۱) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

الهندية: (۱۵۷/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۶۸/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيديه۔

تھے، چنانچہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازد قبیلے کے ایک صحابی حضرت ابن لُتبیہ رضی اللہ عنہ کو صدقہ کے مال کو اکٹھا کرنے کے لیے متعین فرمایا تو جب وہ واپس آئے انہوں نے کہا کہ: ''یہ مال تو آپ کا ہے اور یہ مجھے ہدیہ دیا گیا ہے'' تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ: ''یہ شخص کیوں نہ اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھ کر دیکھتا رہا کہ اسے ہدیے ملتے ہیں کہ نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اس مال میں سے کوئی چیز اگر کوئی لے گا تو قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ وہ چیز اس کے کاندھوں پر لدی ہوئی ہوگی چاہے وہ اونٹ ہو جو بول رہا ہو، یا گائے ہو جو چلا رہی ہو، یا بکری ہو جو ممنا رہی ہو، پھر آپ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اتنے بلند کیے حتی کہ ہم نے بغلوں کی سفیدی دیکھ لی اور تین دفعہ فرمایا: اے اللہ میں نے پہنچا دیا! اے اللہ میں نے پہنچا دیا!''۔ (۱)

اقرار

اگر مدعی کے دعویٰ کے بعد مدعیٰ علیہ یا مجرم دعوی کو تسلیم کر لے اور جرم کا اعتراف کر لے تو یہ اعتراف کرنے والے کے حق میں دعویٰ اور جرم کے ثبوت کے لیے ایک بڑی دلیل ہے، اب اعتراف کے بعد مزید کسی گواہ اور دستاویز وغیرہ کی

---

(۱) عن أبي حميد الساعدي قال: استعمل النبي صلى الله عليه وسلم رجلاً من الأزد يقال له ابن الأتبية (اللّتبية) على الصدقة، فلما قدم قال: هذا لكم، وهذا أهدي لي، قال: فهلا جلس في بيت أبيه أو بيت أمه فينظر أيهدي له أم لا، والذي نفسي بيده لا يأخذ أحد منه شيئاً إلا جاء به يوم القيامة يحمله على رقبته إن كان بعيرا له رغاء أو بقرة لها خوار أو شاة تيعر، ثم رفع بيديه حتى رأينا عفرة إبطيه، اللّٰهم هل بلغت، اللّٰهم هل بلغت، ثلثا۔ (صحيح البخاري: (۳۵۳/۱) كتاب الهبة وفضلها والتحريض عليها، باب من لم يقبل الهدية لعلة، ط: قديمي)

مشكوة المصابيح: (ص: ۱۵٦) كتاب الزكاة، الفصل الأول، ط: قديمي۔

الصحيح لمسلم: (۱۲۳/۲) كتاب الإمارة، باب تحريم هدايا العمال، ط: قديمي

ضرورت نہیں، اس کے اعتراف پر فیصلہ کیا جائے گا۔ (۱)

اقرار سے رجوع کرنا

اگر کوئی آدمی لوگوں کے حقوق کے بارے میں اقرار کرتا ہے، مثلاً: مال، قرض، وصیت یا وراثت وغیرہ تو اقرار کے بعد ان حقوق کی ادائیگی اس کے ذمہ لازم ہوجائے گی، رجوع کرنا صحیح نہیں ہوگا۔

اور اگر اللہ کے حقوق میں سے کسی حق کے بارے میں اقرار کیا مثلاً: زنا کا اقرار کیا یا شراب نوشی وغیرہ کا تو اس کے اقرار پر حد جاری کی جائے گی، لیکن اگر وہ حد جاری ہونے سے پہلے یا حد کے دوران اپنے اقرار سے رجوع کرے گا تو حد ساقط ہوجائے گی؛ کیوں کہ رجوع کی وجہ سے اس میں شبہ ہوگیا اور شبہ کی وجہ سے حدود ساقط ہوجاتی ہیں۔ (۲)

---

(۱) قال تعالی: {بَلِ الْإِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ} [القيامة:۱۴]

وقال تعالی: {كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ} [النساء:۱۳۵]

عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: واغد يا أنيس على امرأة هذا، فان اعترفت فارجمها۔ (صحيح البخاري: (۳۱۱/۱) كتاب الوكالة، باب الوكالة عن الحدود، ط: قديمی)

الصحيح لمسلم: (۲/۶۹) كتاب الحدود، باب حد الزنا، ط: قديمی۔

(۲) وعن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ادرؤا الحدود عن المسلمين ما استطعتم، فإن كان له مخرج فخلوا سبيله فان الامام إن يخطئ في العفو خير من أن يخطئ في العقوبة۔ (سنن الترمذي: (۲۶۳/۱) كتاب الحدود، باب ماجاء في درء الحدود، ط: قديمی)

عن ابن عباس قال: لما أتى ماعز بن مالك، النبي صلى الله عليه وسلم فقال له: لعلك قبلت أو غمزت أو نظرت؟ قال: لا يارسول الله، قال: أنكتها؟ لا يكني، قال نعم، فعند ذلك أمر برجمه۔ رواه البخاري۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۱۰) كتاب الحدود، الفصل الأول، ط: قديمی)

عن عمر قال: إن الله بعث محمدًا صلى الله عليه وسلم بالحق وأنزل عليه الكتاب، فكان مما أنزل الله تعالى آية الرجم، رجم رسول الله صلى الله عليه وسلم ورجمنا بعده، والرجم في كتاب الله حق على من زنى، اذا أحصن من الرجال والنساء إذا قامت البينة، أو كان الحبل أو الإعتراف۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۰۹) كتاب الحدود، الفصل الأول، ط: قديمی)=

اقرار صرف اقرار کرنے والے کے حق میں معتبر ہے

اقرار صرف اقرار کرنے والے کے حق میں معتبر ہے دوسرے کے حق میں نہیں، نیز اقرار معتبر ہونے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے اندر اقرار کی اہلیت موجود ہو یعنی وہ عاقل بالغ ہو اور اس کا ہوش وحواس درست ہو اور اس اقرار کے لیے اس پر کوئی جبر نہ ہو۔(۱)

= المرأ مؤاخذ بإقراره... وحيث كان المرأ مواخذ بإقراره، فلايقبل رجوعه؛ لأنه تناقض، فلو أقر زيد لعمرو بمبلغ معلوم من الدراهم دينا عليه، ثم ادعى الغلط و الخطأ لم يقبل .... (شرح المجلة للأتاسي: (۲۲۶/۱، ۲۲۷) رقم المادة: ۷۹، ط: رشيديه)

لايصح الرجوع عن الإقرار في حقوق العباد، وهو أنه إذا أقر أحد لآخر بقوله: لفلان على كذا دينا ثم رجع عن إقراره فلايعتبر رجوعه ويلزم بإقراره؛ لأنه يثبت الملك للمقر بالمقر به بمجرد الإقرار كما تقدم فلايملك إبطاله بالرجوع، وهذا لأن الإقرار حجة على المقر كما دل عليه الكتاب والسنة والإجماع و نوع من المعقول، ... وهذا بخلاف الإقرار بما يوجب عليه حدا من الحدود التي هي حقوق الله تعالى فإنه يصح؛ لأن الحدود تدرأ بالشبهات۔ (شرح المجلة للأتاسي؛ (۶۳۷/۴) رقم المادة: ۱۵۸۸، الكتاب الثالث عشر: في الإقرار، الباب الثالث: في بيان أحكام الإقرار، الفصل الأول: في بيان الأحكام العمومية، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۶۸۳/۲) رقم المادة: ۱۵۸۸، ط: فاروقيه كوئٹه۔

درر الحكام شرح مجلة الأحكام لعلي حيدر: (۱۰۲/۴) رقم المادة: ۱۵۸۸، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) البينة حجة متعدية، والإقرار حجة قاصرة، أي أن الإقرار حجة على المقر فقط فلايسرى إلى غيره....(شرح المجلة لرستم باز: (۳۳/۱) المادة: ۷۸، القواعد، ط: فاروقيه كوئٹه)

يشترط أن يكون المقر عاقلا بالغا، فلذلك لايصح إقرار الصغير والصغيرة والمجنون والمجنونة والمعتوه والمعتوهة، ولو أجازه الولي، لانعدام أهلية الالتزام... يشترط في الاقرار رضاء المقر، فلذلك لايصح الاقرار الواقع بالجبر والاكراه بل يكون باطلا؛ لأن الإكراه مطلقا بعدم الرضا والرضا شرط صحة العقد، فيفسد بفواته.... (شرح المجلة لرستم باز: (ص: ۱/ ۶۷۱، ۶۷۳) رقم المادة: ۱۵۷۳، ۱۵۷۵، الكتاب الثالث عشر: في الإقرار، الباب الأول: في بيان شروط الإقرار، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للأتاسي: (۶۰۱/۴) رقم المادة: ۱۵۷۳، ۱۵۷۵، أيضا، ط: رشيديه۔

اقرار کب معتبر ہوتا ہے؟

اگر اقرار کرنے والے کے اندر اقرار کی اہلیت موجود ہو تو اقرار معتبر ہوتا ہے (۳۱۷)
اور اہلیت سے مراد یہ ہے کہ اقرار کرنے والا عاقل و بالغ ہو اور اس کا ہوش و حواس درست ہو اور اس اقرار کے لیے اس پر کوئی جبر نہ ہو تب اقرار معتبر ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ آج کل پولیس والے کسی کو پکڑ کر مار پیٹ کر کے زبردستی جو اقرار کرواتے ہیں شریعت میں اس کا اعتبار نہیں، ہاں اس کے بغیر کوئی اقرار کرے تو معتبر ہے۔ (۱)

اکثر تاجر قیامت میں گنہگار اٹھیں گے

حضرت اسماعیل بن عبید کی روایت میں ہے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں عیدگاہ کی جانب نکلے، تو لوگوں کو خرید و فروخت کرتے ہوئے پایا، آپ نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت! تو وہ لوگ آپ کی جانب متوجہ ہو گئے، اور اپنی نگاہوں کو اور اپنی گردنوں کو آپ کی طرف اٹھالیا، تو آپ نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت (عموماً کثرت سے) تاجروں کی جماعت فاسق، فاجر گنہگار ہو کر قیامت کے دن اٹھے گی، ہاں مگر یہ کہ جس نے گناہوں سے حفاظت کی نیکی کی اور سچائی سے کام لیا۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة۔

(۲) عن اسماعیل بن عبید بن رفاعة بن رافع عن أبیه عن جده أنه خرج مع رسول الله صلى الله علیه وسلم إلى المصلى بالمدینة فوجد الناس یتبایعون فقال: یا معشر التجار: فاستجابوا له ورفعوا أبصارهم وأعناقهم إلى رسول الله صلى الله علیه وسلم فقال: إن التجار مبعوثون یوم القیامة فجارا إلا من اتقى وبر وصدق۔ (ترمذي: (۲۳۰/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء في التجار وتسمیة النبي صلى الله علیه وسلم إیاهم، ط: سعید)

السنن الكبرى للبیهقي: (۳۳۶/۵) رقم الحدیث: ۱۰۴۱۳، كتاب البیوع، باب كراهیة الیمین في البیع، ط: دار الكتب العلمیة۔

المعجم الكبیر للطبراني: (۴۴/۵) رقم الحدیث: ۴۵۴۲، باب الراء، رفاعة بن رافع الزرقي الأنصاري عقبي بدري، ط: مكتبه ابن تیمیة۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تاجروں کی اکثر جماعت قیامت کے دن فاسق، فاجر اور گنہگار ہوکر اٹھے گی، اور جب گناہ گار اٹھے گی تو اللہ کے غضب اور عذاب میں گرفتار ہوگی، تاجروں کے گناہوں کا تعلق عام طور پر حقوق العباد سے ہے، اس لئے معافی کا بھی سوال نہیں۔

اور فاسق، فاجر اور گنہگار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ تاجر لوگ مال کی آمد اور نفع میں شریعت کے احکام کی رعایت نہیں کرتے اور اخلاقی رعایت کی پرواہ نہیں کرتے، خراب اور عیب دار مال کو دھوکہ دے کر فروخت کردیتے ہیں، کم سمجھ یا سیدھے سادے ناتجربہ کار لوگوں کو ٹھگ لیتے ہیں، نقلی چیزوں کو اصلی بتا کر بیچتے ہیں، غیر مشہور کمپنی کے مال کو مشہور کمپنی کے ڈبہ اور پیکٹ میں ڈال کر فروخت کرتے ہیں، نسبت غلط بتاتے ہیں، پرانے مال کو نیا بتا کر نئی قیمت میں بیچ دیتے ہیں، **Exp Date** گزرنے کے بعد نئی تاریخ کا اسٹیکر لگا کر بیچتے ہیں، مہنگا بیچنے کے لئے مال کو روک کر رکھتے ہیں، اور لوگ مجبور ہوکر زیادہ دام دیکر خریدتے ہیں، نقلی لیبل بھی لگا دیتے ہیں، اسی طرح تجارت کے دوران نماز اور جماعت کی پرواہ نہیں کرتے، مال کی فراوانی کی وجہ سے گناہ اور اسراف کے کاموں میں مال خرچ کرتے ہیں، کبر اور فخر میں مبتلا ہوجاتے ہیں، اور نیکی کے بجائے فواحش اور گناہوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں، شادی بیاہ میں دیکھیں گے تو معلوم ہوجائے گا کہ کس طرح اسراف کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاجروں کو ہدایت دی کہ شریعت کے خلاف کام کرنے سے بچیں، اور معاملات کے گناہوں سے بچیں، نیکی اور بھلائی کے کام میں مال خرچ کریں، گناہ کے کام میں مال نہ بہائیں، سچائی، دیانت اور امانت داری سے تجارت کریں ورنہ پھر جہنم میں جانا پڑے گا۔ (۱)

(۱) قال القاضي رحمه الله لما كان من ديدن التجار التدليس في المعاملات والتهالك على ترويج السلع بما يتيسر لهم من الأيمان الكاذبة ونحوها حكم عليهم بالفجور واستثنى منهم من اتقى المحارم

اکراہ کی صورت میں دوسرے کا مال تلف کیا

"مال تلف کرنے پر اکراہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۶/۶)

الکحل کی تجارت کا حکم

موجودہ زمانہ میں الکحل کو عام طور پر "أشْرِبَۃٌ أرْبَعَہ" کے علاوہ دوسری چیزوں کی شراب سے بنایا جاتا ہے، مثلاً: اناج، جو، مکئی وغیرہ کی شراب یا پھول، پتے، گھاس اور پٹرول وغیرہ سے بنایا جاتا ہے اور بہت ساری ادویات، رنگ اور کیمیکلز وغیرہ میں مجبوراً اسے استعمال کیا جاتا ہے، تو عموم بلوی کی بنا پر اس کی خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے۔(۱)

مزید "اسپرٹ کی تجارت کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۵/۱)

الکوحل کی بیع

"اسپرٹ کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۵/۱)

=وبر في يمينه وصدق في حديثه وإلى هذا ذهب الشارحون وحملوا الفجور على اللغو والحلف۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۵/۶) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملات، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

☐ تحفة الأحوذي (۴۰۰/۳) أبواب البيوع، باب ماجاء في التجارة وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم اياهم، ط: دار الفكر۔

☐ تحفة الأبرار شرح مصابيح السنة: (۲۲۱/۲) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، ط: إدارة الثقافة الإسلامية۔

(۱) (الشراب) لغة كل مائع يشرب، واصطلاحا: (مايسكر، والمحرم منها: أربعة) .... وصح بيع غير الخمر۔ قال ابن عابدين: (قوله: صح بيع غير الخمر) أي: عنده خلافا لهما في البيع والضمان، لكن الفتوى على قوله في البيع۔ (الدر مع الرد: (۳۴۸/۶، ۳۵۳) كتاب الاشربة، ط: سعيد)

☐ الأشربة المحرمة أربعة ...... وقد بينا المعنى من قبل، إلا أن حرمة هذه الأشربة دون حرمة الخمر حتى لا يكفر مستحلها، ويكفر مستحل الخمر ...... ويجوز بيعها ويضمن متلفها عند أبي حنيفة خلافا لهما۔ (الهداية: (۲۸۵/۷، ۲۹۲) كتاب الاشربة، ط: مكتبة البشرى)

☐ فتح القدير: (۱۰۳/۱۰، ۱۱۳) كتاب الأشربة، ط: رشيديه۔

اللہ تعالیٰ کمانے والے کو پسند کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ کمانے والے کو پسند کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یقینی طور پر تجارت، کمائی کرنے والے، پیشہ اختیار کرنے والے ایماندار آدمی کو پسند کرتے ہیں۔ (۱)

اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر کام کا آغاز

جب کوئی جائز کاروبار کرنے کا پختہ ارادہ ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر شروع کردے۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نظرِ کرم نہیں فرمائیں گے

"قسم غلط کھا کر مال نکالنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۲/۵)

اللہ سے غصہ کی حالت میں ملاقات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله يحب المؤمن المحترف۔ رواه الطبراني۔ (الترغيب والترهيب: (۳۳۵/۲) رقم الحديث: ۲۶۲۳، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب والاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

المعجم الأوسط: (۳۸۰/۸) رقم الحديث: ۸۹۳۴، باب الميم، من اسمه مقداد، ط: دار الحرمين، القاهرة۔

مجمع الزوائد: (۱۹۳/۲) رقم الحديث: ۴۵۶۸، كتاب البيوع، الكسب والمعاش وما يتعلق بالتجارة، ط: مكتبة القدس، القاهرة۔

(۲) [فإذا عزمت فتوكل على الله إن الله يحب المتوكلين]۔ (آل عمران: ۱۵۹)

[ومن يتوكل على الله فهو حسبه]۔ (الطلاق: ۳)

عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لو أنكم تتوكلون على الله حق توكله لرزقكم الله كما يرزق الطير تغدو خماصا وتروح بطانا۔ رواه الترمذي وابن ماجه (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۵۲) باب التوكل والصبر، الفصل الثاني، ط: قديمي)

نے فرمایا کہ جو شخص دنیا کو حلال طریقہ سے حاصل کرے، بھیک مانگنے سے بچنے کے لیے، اہل وعیال کے لیے روزی کی کوشش کرنے کے لیے اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لیے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا، اور جو دنیا کو حلال طریقہ سے ہی طلب کرے مگر اس کا مقصد مال بڑھانا اور دوسروں پر فخر کرنا ہو تو اس کی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات ہوگی کہ اللہ عزّ وجلّ اس پر غصہ اور ناراض ہوں گے۔ (۱)

اللہ کا حکم ماننا لازم ہے

"شریعت کا حکم ماننا ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۵/۴)

اللہ کا ناپسند

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والے (ٹال مٹول کرنے والے) مالدار، جاہل، بوڑھے، اور تکبر کرنے والے فقیر کو پسند نہیں کرتے۔ (۲)

ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ظلم کرنے والے مالدار، جاہل بوڑھے اور تکبر کرنے والے فقیر سے بغض وعداوت ہے۔ (۳)

---

(۱) من طلب الدنيا حلالاً استعفافاً عن المسئلة وسعياً على أهله وتعطفاً على جاره بعثه الله يوم القيامة و وجهه كالقمر ليلة البدر، ومن طلبها حلالاً مكاثراً بها مفاخراً لقي الله عز وجلّ وهو عليه غضبان۔ الحليه لأبي نعيم عن أبي هريرة۔ (كنز العمال: (۱۲/۴) رقم الحديث: ۹۲۴۷، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأوّل في الكسب، الفصل الأوّل: في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة)

مصنف لابن أبي شيبة: (۳۶۷/۴) رقم الحديث: ۲۲۱۸۶، كتاب البيوع والأقضية في التجارة والرغبة فيها، ط: مكتبة الرشد۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۴۳) كتاب الرقاق، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

(۲، ۳) عن علي رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا يحب الله الغني الظلوم، ولا الشيخ الجهول، ولا الفقير المختال۔ رواه البزار والطبراني في الأوسط۔ =

اللہ کی شمولیت شرکت میں

''شرکت کے امور میں اللہ تعالیٰ کی شمولیت''عنوان کے تحت دیکھیں۔

اللہ کے راستے میں ہوتا ہے کمانے والا

''کمانے والا اللہ کے راستے میں ہوتا ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۴/۵)

الیکٹرونک فنگر پرنٹ

برقی انگلیوں کے نشان (الیکٹرونک فنگر پرنٹ) کے ذریعے نیٹ کے پیغام میں کسی خلل کے پیش آنے سے حفاظت ہوتی ہے اور اگر کوئی خرابی یا تبدیلی پیغام میں رونما ہوگئی تو پیغام اور پرنٹ میں باہمی مطابقت نہیں ہو سکے گی اور یہ جائز ہے۔

الیکٹرونک مارکیٹنگ

''برقی تجارت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۳/۲)

امام بارہ کی تعمیر کے لیے کچھ فروخت کرنا

جان بوجھ کر امام بارہ اور باطل مذاہب کے مراکز تعمیر کرنے والوں کے ہاتھ سامان فروخت کرنے سے احتراز کرنا ضروری ہے کیوں کہ یہ معصیت اور گناہ کے کام میں مدد اور اعانت ہے اور معصیت کے کام میں مدد اور تعاون کرنا منع ہے۔(۱)

=وفي رواية: إن الله يبغض الغني الظلوم، والشيخ الجهول، والعائل المختال۔ رواه البزار والطبراني في الأوسط۔ (الترغيب والترهيب: (۲۶۳/۲) رقم الحديث: ۲۸۲۳، كتاب البيوع وغيرها، الترهيب من مطل الغني والترغيب في إرضاء صاحب الدين، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الزوائد: (۱۳۱/۴) رقم الحديث: ۶۶۵۰، كتاب البيوع، باب مطل الغني، ط: مكتبة القدس، القاهرة۔

المعجم الأوسط: (۳۳۰/۵) رقم الحديث: ۵۴۵۸، من اسمه محمد، ط: دار الحرمين، القاهرة۔

(۱) [وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان]۔ [المائدة: ۲]=

امام غزالی اور مسائل تجارت

''مسائل تجارت کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۲/۶)

امام محمد رحمہ اللہ کا ارشاد گرامی

فقہ حنفی کے مشہور امام، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے عظیم شاگرد اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے جانشین امام محمد شیبانی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ جس طرح آپ نے فقہ کو مدون کیا اور اس پر کتابیں لکھیں تو زہد یعنی تصوف کے بارے میں کچھ تصنیف نہیں فرمائیں گے؟ تو ارشاد فرمایا کہ: ''میں نے اس موضوع پر ''کتاب البیوع'' لکھ دی''۔

اس جواب سے امام محمد رحمہ اللہ کا مقصد یہ تھا کہ انہوں نے بیوع کے بارے میں کتاب تالیف فرمائی، اس میں حلال وحرام کے احکام ہیں جن سے لوگوں سے معاملات کے وقت انسان کی دین داری اور تقوی، پرہیز گاری کا علم ہو جائے گا کہ حلال وحرام میں کس قدر تمیز کرتا ہے، جب پیسے سامنے ہوں اس وقت انسان کے زہد وتقویٰ اور بزرگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ (۱)

= ویکرہ تحریما بیع السلاح من أهل الفتنة إن علم؛ لأنه إعانة على المعصية. (الدر مع الرد: (۴/ ۲۶۸) كتاب الجهاد، باب البغاة، قبيل: كتاب اللقيط، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۵۱۸/۲) كتاب السير والجهاد، باب البغاة، ط: دار الكتب العلمية.

فتاوی رشیدیہ: (ص: ۴۹۱) کتاب البیوع، کتاب: خرید وفروخت کے مسائل، ط: عالمی مجلس تحفظ اسلام۔

(۱) اتق المحارم تكن أعبد الناس، وارض بما قسم الله لك تكن أغنى الناس. (سنن الترمذي: (۲/ ۵۶) أبواب الزهد، ط: قديمي)

والمقصود من كتاب البيوع بيان الحلال الذي هو بيع شرعا والحرام الذي هو ربا ولهذا قيل لمحمد: ألا تصنف في الزهد شيئا؟ قال: صنفت كتاب البيوع، وليس الزهد إلا اجتناب الحرام والرغبة في الحلال، كذا في المبسوط. (البحر الرائق: (۲۱۰/۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه كوئته)

المبسوط للإمام السرخسي، (۱۹۱/۱۲) كتاب البيوع، ط: دار الفكر.

امانت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے راستے کی شہادت امانت کے علاوہ تمام گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے، پھر (اس کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندہ کو (دربار الٰہی میں) لایا جائے گا، اگر چہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہو، اس کو کہا جائے گا ، امانت ادا کرو، وہ عرض کرے گا اے میرے رب! دنیا ختم ہوچکی ہے، اب کیسے امانت ادا کروں؟ کہا جائے گا، اس کو (جہنم کے ایک طبقہ) ''ہاویہ'' کی طرف لے جاؤ، چنانچہ اس کو ''ہاویہ'' لایا جائے گا، اور اس کے سامنے امانت کو اسی شکل میں پیش کیا جائے گا جس شکل میں جس دن اس کو دی گئی تھی وہ اس کو دیکھ کر پہچان لے گا، وہ اس کے پیچھے لینے کے لیے نیچے گرے گا، اس کو اپنے کندھوں پر لا رہا ہوگا، اور جب اس کا گمان ہوگا کہ وہ اس (گڑھے) سے نکلنے والا ہے تو اچانک وہ امانت پھسل کر نیچے گر جائے گی، پھر وہ اس کے پیچھے نیچے کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گرتا رہے گا، پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (امانت کی تشریح کرتے ہوئے) فرمایا: نماز امانت ہے، وضو امانت ہے، ناپ تول امانت ہے، اور کچھ چیزوں کو گنوایا، اور ان میں سب سے سخت وہ مال ہے جو ناپ تول کر امانت رکھوایا گیا ہو''۔

زاذان کہتے ہیں میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، میں نے عرض کیا'' دیکھو ابن مسعود کیا کہتے ہیں'' یہ کہتے ہیں (اوپر کی ساری بات بتائی) حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سچ کہتے ہیں، کیا تم نے اللہ کا یہ ارشاد نہیں سنا: {إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَن تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا} ۔ (بلا شبہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کو ان کی امانت دے دو)۔ (۱)

(۱) عن عبد اللہ بن مسعود رضي اللہ عنهما قال: القتل في سبيل اللہ يكفر الذنوب كلها إلا الأمانة، =

امانت پر اجرت لینا

امانت کی حفاظت کو امین (امانت رکھنے والے) پر لازم کر کے اجرت مقرر کرنا جائز ہے، البتہ اس صورت میں امانت، امین کے ہاتھ سے کسی ایسے عمل سے ضائع ہو جائے جس سے بچنا ممکن تھا تو امین ضامن ہوگا ورنہ نہیں۔ (۱) (۳۲۵)

امانت رکھوا کر واپس نہ آئے

اگر کوئی شخص امانت رکھوا کر واپس نہ آئے تو کچھ وقت انتظار کرنا ضروری ہے، اس مدت میں اس کو تلاش کیا جائے، اگر وہ مل جائے تو اس آدمی تک یا موت کی

=ثم قال: یوتی العبد یوم القیامة وإن قتل في سبیل الله، فیقال: أدّ أمانتک، فیقول: أي ربّ کیف وقد ذهبت الدنیا؟ قال: فیقال: انطلقوا به إلی الهاویة، فینطلق به إلی الهاویة، وتمثل له أمانته کهیئتها یوم دفعت إلیه، فیراها، فیعرفها فیهوي في أثرها حتی یدرکها، فیحملها علی منکبیه، حتی إذا ظن أنّه خارج زلت عن منکبیه، فهو یهوی في أثرها أبد الآبدین، ثم قال: الصلوٰة أمانة، والوضوء أمانة، والکیل أمانة، وأشیاء عدّدها وأشدّ ذلک الودائع، قال یعني زاذان فأتیت البراء بن عازب فقلت: ألا تری إلی ما قال ابن مسعود؟ قال کذا، قال: صدق أما سمعت الله یقول: {إنّ الله یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلی أهلها}۔ [النساء: ۵۸] رواه البیهقي موقوفًا و رواه بمعناه هو وغیره مرفوعًا والموقوف أشبه۔ (الترغیب والترهیب: (۴/۷۰۳) رقم الحدیث: ۴۵۹۹، کتاب الأدب، الترغیب في إنجاز الوعد والأمانة والترهیب من إخلافه ومن الخیانة والغدر، ط: دار الکتب العلمیة)

☜السنن الکبرٰی للبیهقي: (۶/۲۸۸) کتاب الودیعة، باب ماجاء في الترغیب في أداء الأمانات، ط: إدارة تالیفات اشرفیه۔

☜شعب الإیمان: (۴/۳۲۳) رقم الحدیث: ۵۲۶۶، الباب الخامس والثلاثون وهو باب في الأمانات ومایجب من أدائها من أهلها، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) الودیعة أمانة في ید الودیع، فاذا هلکت بلاتعدّ من المستودع وبدون صنعه وتقصیره في الحفظ لایلزم الضمان، فقط إذا کان الإیداع بأجرة فهلکت أو ضاعت بسبب یمکن التحرز عنه لزم المستودع ضمانها۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳/۲۳۲) الکتاب السادس: في الأمانات، الباب الثاني في الودیعة، الفصل الثاني في أحکام الودیعة وضمانها، [المادة: ۷۷۷] ط: رشیدیه)

☜شرح المجلة لرستم باز: (۱/۳۳۲) المادة: ۷۷۷، أیضا، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☜درر الأحکام لعلي حیدر: (۲/۲۳۱) المادة: ۷۷۷، أیضا، ط: دار الکتب العلمیة۔

صورت میں اس کے ورثا تک پہنچانا ضروری ہے، لیکن اگر بالکل پتا نہ چلے تو اس مال کو امانت رکھوانے والے کی طرف سے مستحق زکاۃ لوگوں کو صدقہ کردے، امین (امانت رکھنے والا) اگر فقیر ہو تو خود بھی کھا سکتا ہے، اور اگر صدقہ یا استعمال کے بعد مالک واپس آجائے تو مالک کو اختیار ہوگا کہ اس صدقہ پر راضی رہے یا یہ کہ امین سے اپنے مال کا مطالبہ کرے۔[1]

امانت سے سرمایہ کاری کرنا

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کے پاس رقم امانت رکھی ہے، تو اس کو حفاظت سے رکھنا ضروری ہے، اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرنا اور اس سے تجارت کرنا جائز نہیں ہے۔

اگر دوسرے آدمی نے پہلے آدمی کی اجازت کے بغیر امانت کی رقم سے سرمایہ کاری اور تجارت شروع کردی تو پہلے آدمی سے اجازت لے لے، اگر وہ اجازت دے دے تو بہتر، ورنہ اس کو اصل رقم کے ساتھ نفع بھی دیدے یا صدقہ کردے۔[2]

---

(۱) (فينتفع) الرافع بها لو فقيراً وإلاّ تصدق بها على فقير، لو على أصله وفرعه وعرسه... (فإن جاء مالكها) بعد التصدق (خير بين اجازة فعله ولو بعد هلاكها) وله ثوابها (أو تضمينه)۔ (الدر المختار مع ردالمحتار: (۲۷۹/۴، ۲۸۰) كتاب اللقطة، ط: سعيد كراچى)

البحر الرائق: (۲۶۳/۵) كتاب اللقطة، ط: رشيديه۔

فإن كانت أقل من عشرة دراهم عرّفها أياما وإن كانت عشرة فصاعداً عرّفها حولاً... وقيل الصحيح أن شيئا من هذا المقادير ليس بلازم ويفوض إلى رأي الملتقط يعرّفها إلى أن يغلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها بعد ذلك ثم يتصدق بها... إيصالاً للحق إلى المستحق وهو واجب بقدر الإمكان وذلك بإيصال عينها عند الظفر بصاحبها وإيصال العوض وهو الثواب على اعتبار إجازة التصدق بها، وإن شاء أمسكها رجاء الظفر بصاحبها، قال: فإن جاء صاحبها يعني بعد ما تصدق بها فهو بالخيار إن شاء أمضى الصدقة... وإن شاء ضمن الملتقط....۔ (فتح القدير: (۱۱۳/۶، ۱۱۶) كتاب اللقطة، ط: رشيديه)

(۲) وهي أمانة، هذا حكمها مع وجوب الحفظ والأداء عند الطلب واستحباب قبولها۔ (الدر مع الرد: (۶۶۳/۵) كتاب الإيداع، ط: سعيد) =

امانت سے قرض لینا

اگر کسی کے پاس امانت ہے تو اس کی حفاظت کرنا ضروری ہے، مالک کی (۳۲۷) اجازت کے بغیر اس میں تصرف کرنا اور اس امانت کی رقم کو بطورِ قرض لینا جائز نہیں ہے، ہاں اگر مالک قرض لینے یا تصرف کرنے کی اجازت دیدے تو قرض لینا اور تصرف کرنا جائز ہے۔ (۱)

امانت کی حفاظت

امانت قبول کرنے کے بعد اس کی حفاظت کرنا واجب ہے، خیانت کرنا قیامت کی نشانی اور منافق کی علامت ہے، جس طرح اپنے ذاتی مال کی حفاظت کرنا لازم ہے اسی طرح امانت کی چیز کی حفاظت کرنا بھی لازم ہے، چاہے خود حفاظت کرے یا بیوی بچے یا گھر کے کسی معتبر شخص کے ذریعے حفاظت کرے۔

حفاظت کرنے کی پوری کوشش کے باوجود اگر ناگہانی آفت سے ہلاک ہوجائے یا چوری ہوجائے یا ڈاکو لے جائے تو امین (امانت رکھنے والے) پر تاوان لازم نہیں ہوگا، اور اگر امین کی تعدی یا حفاظت میں کوتاہی اور غفلت کی وجہ سے ایسا ہوا تو تاوان لازم ہوگا۔ (۲)

= والوديعة لا تودع ولا تعار ولا تؤجر ولا ترهن، وإن فعل شيئا منها، ضمن۔ (الفتاوى الهندية: (۴/ ۳۳۸) كتاب الوديعة، الباب الأول، ط: رشيديه)

فالخبث لعدم الملك يعمل في النوعين حتى أن الغاصب أو المودع إذا تصرفا في المغصوب أو الوديعة وهما عرض أو نقد وأديا ضمانها وفضل ربح وجب التصدق به عند أبي حنيفة ومحمد۔ (فتح القدير: (۶/ ۴۳۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: رشيديه جديد)

فإذا لم يطب له يتصدق في رواية على الفقراء وفي رواية يرده على الأصيل؛ لأن الكراهية لحقه۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۱۶۲) كتاب الكفالة، فصل: ولو أعطى المطلوب الكفيل، ط: امداديه)

(۱) انظر الحاشية السابقة۔

(۲) الوديعة يحفظها المستودع بنفسه أو يستحفظها كمال نفسه فإذا أهلكت في يده أو عند أمينه =

امانت کی رقم کو تجارت میں لگانا

۳۲۸ امانت کی رقم کو اجازت کے بغیر تجارت میں لگا کر نفع کمانا اور اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے، ایسے نفع کو صدقہ کرنا لازم ہے۔ اور اگر اجازت لے کر تجارت میں لگا کر نفع کمایا ہے تو وہ نفع حلال ہے، صدقہ کرنا لازم نہیں ہے۔[1]

واضح رہے کہ امانت کی رقم کو اجازت کے بغیر تجارت میں لگانا خیانت ہے اور خیانت بڑا گناہ ہے۔

=بلا تعدو لاتقصير فلا ضمان عليه ولا على أمينه ....۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۳۳۳/۱) المادة: ۷۸۰، الكتاب السادس: في الأمانات، الباب الثاني: في الوديعة، الفصل الثاني في أحكام الوديعة وضمانها، ط: فاروقيه كوئته)

🗀 شرح المجلّة للأتاسي: (۳۳۴/۳، ۳۳۵) رقم المادة: ۷۸۰، أيضاً، ط: رشيديه۔

🗀 درر الحكام إلى مجلّة الأحكام: (۲۳۹/۲) رقم المادة: ۷۸۰، أيضاً، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀 انظر الحاشية السابقة تحت العنوان: امانت پر اجرت لینا، أيضاً۔

🗀 المبسوط للسرخسي: (۱۹۶/۱۱، ۱۹۷) كتاب الوديعة، ط: دار الفكر۔

🗀 هو عقد مشروع أمانة لاغرامة قال عليه السلام: ليس على المستودع غير المغل ضمان، ولا على المستعير غير المغل ضمان۔ ... فهي أمانة اذا هلكت من غير تعد لم يضمن؛ لأنه لو وجب الضمان لامتنع الناس عن قبولها وفيه من الفساد مالايخفى۔ (الاختيار لتعليل المختار للموصلي: (۴۷۲/۲، ۴۷۳) كتاب الوديعة، ط: الرسالة العالمية)

(۱) فان كانت الوديعة دراهم، فالدراهم يشتري بها ثم ينظر إن اشترى بها بعينها ونقدها لايطيب له الفضل، وإن اشترى بها ونقد غيرها أو اشترى بدراهم مطلقة ثم نقدها يطيب له الربح هنا؛ لأن الدراهم لاتتعين بنفس العقد مالم ينضم اليه التسليم، ولهذا لو أراد أن يسلم غيرها له ذلك، فأما بالقبض يتعين نوع تعين، ولهذا لايملك استرداد المقبوض من البائع ليعطيه مثلها، فلهذا قلنا: اذا استعان في العقد والنقد جميعاً بالدراهم الوديعة أو المغصوبة لايطيب له الفضل۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۰۱/۱۱، ۲۰۲) كتاب الوديعة، ط: دار الفكر)

🗀 لو تصرف في المغصوب والوديعة بأن باعه وربح فيه اذا كان ذلك متعيناً بالإشارة أو بالشراء بدراهم الوديعة أو الغصب ونقدها يتصدق بربح حصل فيها إذا كانا ممايتعين بالإشارة و إن كانا ممالايتعين فعلى أربعة أوجه، فان أشار اليها ونقدها فكذلك يتصدق وان أشار اليها ونقد غيرها =

امانت میں تصرف کرنا

امین کے ذمہ امانت کی حفاظت کرنا لازم ہے، لہٰذا حفاظت کی جو تدبیر اختیار کرنا پڑے وہ کرسکتا ہے، اس کے علاوہ کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں۔ (۱)

امپورٹ

"درآمد" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۹/۳)

امپورٹ فنانسنگ

درآمد کرنے والے کو مال درآمد کرنے کے لیے بینک جو قرض دیتا ہے اس کو "امپورٹ فنانسنگ" کہتے ہیں۔ اور یہ قرض سودی ہونے کی وجہ سے لینا دینا ناجائز ہے۔ (۲)

=أو أشار إلى غيرها ونقدها أو أطلق ولم يشر ونقدها لا يتصدق في الصور الثلاث عند الكرخي، قيل: وبه يفتى۔ (الدر مع الرد: (۱۸۹/۶) كتاب الغصب، ط: سعيد)

والمختار: أنه لا يحل مطلقاً كذا في الملتقى، ولو بعد الضمان هو الصحيح كما في فتاوى نوازل، واختار بعضهم الفتوى على قول الكرخي في زماننا لكثرة الحرام، وهذا كله على قولهما، وعند أبي يوسف لا يتصدق بشيء منه كما لو اختلف الجنس ذكره الزيلعي۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۰۵/۴) كتاب الغصب، ط: رشيديه)

الفتاوى السراجية: (ص: ۳۳۸) باب المتفرقات، ط: سعيد۔

(۱) وأما حكمها فوجوب الحفظ على المودع، وصيرورة المال أمانة في يده ووجوب أدائه عند طلب مالكه ... الوديعة لا تودع ولا تعار ولا تؤجر ولا ترهن وان فعل شيئاً منهن ضمن كذا في البحر الرائق۔ (الهندية: (۳۳۸/۴) كتاب الوديعة، الباب الأول: في تفسير الإيداع، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۶۶۳/۵، ۶۶۴) كتاب الإيداع، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسي: (۲۹۶/۱) كتاب الوديعة، ط: دار الفكر۔

(۲) كل قرض جر نفعاً فهو ربا۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۸/۶) رقم الحديث: ۲۸۳۱، باب الربا، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

(قوله: كل قرض جر نفعاً حرام) أي إذا كان مشروطاً ....۔ (شامی: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب كل قرض جر نفعاً حرام، ط: سعيد)=

املاک کی انشورنس کرنا

زندگی اور املاک کی انشورنس کرنا حرام اور ناجائز ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ اور سود ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام سودی اور دھوکہ دہی کے معاملات کو حرام قرار دیا ہے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے کی بیع سے منع کیا ہے۔ (۲)

امیدوار کا ووٹ خریدنا

"ووٹ خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۵۸/۶)

اناج جمع کرنا آٹا پیسنے کے عوض

"آٹا پیسنے کے عوض اناج جمع کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۱/۱)

اناج میں مٹی ہے

اگر اناج وغیرہ خریدا اور اس میں کچھ مٹی اور بے کار چیزیں ملی ہوئی ہیں تو اگر مٹی وغیرہ تھوڑی مقدار میں ہے تو خریدار کو اناج واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اور اگر مٹی وغیرہ زیادہ مقدار میں ہے کہ اسے عرف میں عیب سمجھا جاتا ہے تو خریدار کو مٹی

= شرح الأشباه للحموي: (۳۳۹/۲) الفن الثاني: في الفوائد، كتاب المداينات، ط: علميه كوئته۔

عن علي رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن آكل الربوا وموكله وكاتبه ومانع الصدقة وكان ينهى عن النوح، رواه النسائي۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمى)

(۱) [أحل الله البيع وحرم الربو]۔ [البقرة: ۲۷۵]

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة والبيع الذي فيه غرر، ط: قديمى)

سنن أبي داود: (۱۲۳/۲) كتاب البيوع، باب في بيع الغرر، ط: رحمانيه۔

قوله: بيع الغرر، أقول: هو كل بيع دخله الغرر بوجه من الوجوه، قال النووي: النهي عن بيع الغرر أصل من أصول الشرع، يدخل تحته مسائل كثيرة جدًا اهـ۔ (إعلاء السنن: (۱۲۲/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيوع الغرر، ط: إدارة القرآن۔

والا اناج واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

انبیاء کا پیشہ تجارت

''تجارت بعض انبیاء کا پیشہ تھا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۵/۲)

انبیاءِ کرام (علیہم السلام) اپنی کمائی سے کھاتے تھے

حلال رزق کی کمائی کے سلسلے میں انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام نے بھی محنت کی ہے، تمام انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اپنی کمائی میں سے کھاتے تھے، چنانچہ:

❶ حضرت آدم علیہ السلام زمین داری کرتے تھے، آپ نے گیہوں بوئے اور اس کو سیراب کیا اور کاٹا اور گاہا، پیسا اور گوندھا اور پکایا اور کھایا۔

❷ حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا پیشہ کیا کرتے تھے۔

❸ حضرت ابراہیم علیہ السلام کپڑے کا کام کیا کرتے تھے۔

❹ حضرت داؤد علیہ السلام زِرَہ سازی کا کام کیا کرتے تھے۔

❺ حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ ہوتے ہوئے خُرما کی زَنبیل (تھیلیاں) بنایا کرتے تھے۔

---

(۱) اشتری أقفزة حنطة أو سمسم فوجد فيه ترابا، إن كان يوجد مثله في ذلک عادة لا يرد، وإلا فإن أمكنه رد كل المبيع يرده، ولو أراد حبس الحنطة ورد التراب أو المعيب مميزا ليس له ذلک... وفي الخانية: لو لم يعد ذلک التراب عيبا فلا رد، وإلا فإن لم يفحش يرد، وإن فحش خير المشتري بين أخذ الحنطة بحصتها من الثمن أو ردها وأخذ كل الثمن۔ (شامی: (۲۶/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: وجد في الحنطة ترابا، ط: سعيد)

إذا وجد المشتري في الحنطة أو الشعير وأمثالهما من الحبوب المشتراة ترابا فإن كان ذلک التراب يعدّ قليلاً في العرف صح البيع، وإن كان كثيرا بحيث يعدّ عيبا عند الناس يكون المشتري مخيرا، فإن شاء أخذ الحنطة بكل الثمن، وإن شاء ردها....(شرح المجلّة لرستم باز: (۱۵۶/۱) رقم المادة: ۳۵۳، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلّة للأتاسي: (۳۳۰/۲) رقم المادة: ۳۵۳، أيضا، ط: رشيديه۔

● نبی الانبیاء، سید المرسلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اجرت پر بکریاں چرائی ہیں، اور تجارت بھی کی ہے۔[1]

انبیاء کرام بازاروں میں گشت کیا کرتے تھے

”خلفاء کرام بازاروں میں گشت کیا کرتے تھے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

انبیاء کرام کے ساتھ

”سچا امانت دار تاجر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۹/۴)

انتقال ہو جائے شریک کا

”شرکاء میں سے ایک شریک کا انتقال ہو جائے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

انٹرنیٹ

☆......”انٹرنیٹ“ سے مراد معلومات کا عالمی جال ہے۔

☆......انٹرنیٹ پر برقی تجارت (ای کامرس) زیادہ تر ویب سائٹس یا ای کامرس کے ذریعے انجام دی جاتی ہے، باقی جہاں تک چیٹنگ روم کا تعلق ہے تو اس کے ذریعے عقد کرنے میں دھوکہ دہی کا احتمال رہتا ہے، کیوں کہ اس میں عاقدین دوسرے کے بارے میں مختلف تعارف شامل نہیں کر سکتے، کیوں کہ عام طور پر اس طرح کے چیٹنگ روم میں فرضی ناموں سے گفتگو کی جاتی ہے۔

---

(۱) قال العلماء ؛ كان الأنبياء عليهم السلام يحترفون بالحرف ويكتسبون بالمكاسب فقد كان إدريس خياطًا، وقد كان أكثر عمل نبينا عليه السلام في بيته الخياطة... وكان نوح نجارًا، وإبراهيم بزازًا، ... و داود زرادًا، وآدم زراعًا وكان أول من حاك و نسج أبونا آدم ... وكان سليمان يعمل الزنبيل في سلطنه ويأكل من ثمنه ولا يأكل من بيت المال، وكان موسى وشعيب ومحمد رعاة، فإنه عليه السلام آجر نفسه قبل النبوة في رعي الغنم ....(تفسير روح البيان: (۳۸۹/۵) سورة الأنبياء، تحت رقم الآية: ۸۰، ط: دار إحياء التراث العربي)

▭ الجامع لأحكام القرآن: (۳۲۱/۱۱) سورة الأنبياء، رقم الآية: ۸۰، ط: دار عالم الكتب۔

انٹرنیٹ پر کرنسیوں کی خرید وفروخت

"فون پر کرنسیوں کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۲/۵)

انٹرنیٹ سروس مہیا کرنا

☆......انٹرنیٹ کو اصل میں معلومات حاصل کرنے میں سہولت پیدا کرنے کے لیے بنایا گیا ہے، تخریبی اور فحش مقاصد کے لیے نہیں، مگر اب لوگوں نے اس کو تخریبی، ناجائز کام اور فحش مقاصد کے لیے بھی استعمال کرنا شروع کر دیا ہے جب کہ انٹرنیٹ سروس فراہم کرنے والے ادارے (Service Provider) کی حیثیت اس سلسلے میں محض ذریعے کی ہے۔

باقی جائز ناجائز ہونے کا دارومدار استعمال کرنے والے پر ہے، اس لیے انٹرنیٹ سروس فراہم کرنے کا کاروبار اصل کے اعتبار سے جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حرام نہیں ہے، تاہم چوں کہ یہ سروس بعض صورتوں میں ناجائز کام کے لیے ذریعہ بنتی ہے، اس لیے اس کاروبار سے بچنا چاہیے۔

☆......اگر انٹرنیٹ سروس مکمل طور پر غیر اخلاقی مواد سے پاک اور صاف ہے یعنی حکومت کی طرف سے غیر اخلاقی مواد بند کر دیا گیا ہو تو اس قسم کی انٹرنیٹ سروس مہیا کرنا اور اس پر فیس وصول کرنا جائز ہے۔ اور اگر انٹرنیٹ سروس غیر اخلاقی مواد سے پاک صاف نہیں ہے تو جان بوجھ کر اس کی سروس مہیا کر کے فیس وصول کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) إن بيع العصير ممن يتخذه خمرا إن قصد به التجارة فلا تحرم وإن قصد لأجل التخمير حرم، قوله: لا بيع العصير ممن يتخذه خمرا الخ ۔ فسر في مشكلات القدوري ممن يتخذه خمرا بالمجوس لا المسلم، أما بيعه من المسلم فيكره، لأن المجوس يستحلون ذلك... وأما في حق المسلم ففيه إعانة على الفسق والمعصية، فيكره ۔ (شرح الأشباه والنظائر للحموي: (۱/ ۹۶، ۷۰) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها، ط: علمية كوئٹه)=

انٹرنیٹ سے سودا کرنا

”ٹیلی فون سے سودا کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۵/۳)

انٹرنیٹ کے ذریعے ایجاب ہوا

”ٹیلیفون کے ذریعے ایجاب ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۶/۳)

انٹرنیٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا

”برقی تجارت کے ذریعے بیع صرف کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۵/۲)

انٹرنیٹ کے ذریعے خریدنے کا طریقہ

انٹرنیٹ کے ذریعے خریداری کا طریقہ یہ ہے کہ خریدار کو کسی خاص ادارے کی تجارتی پیش کشوں (ٹریڈ پوسٹوں) پر انٹرنیٹ کے ذریعے رابطہ کر کے سامان منتخب کرنا اور مطلوبہ مقدار کی تعیین کرنا اور فہرست میں بیانات کا اندراج کرنا پڑتا ہے۔

☆...... اس کے بعد سامان کی ترسیل اور تحمیل کے لیے کسی ایک ذریعے کو منتخب کرنا اور اس کے لیے ضروری معلومات فراہم کرنا پڑتا ہے، مثلاً: خریدار کا نام، پتا

= الضابط عندهم: أن كل ما فيه منفعة تحل شرعا، فإن بيعه يجوز؛ لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۳۱/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه)

وجاز (بيع عصير) عنب (ممن) يعلم أنه (يتخذه خمرا)؛ لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره وقيل يكره لإعانته على المعصية ... قلت: وقدمنا ثمة معزيا للنهر أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها، فليحفظ توفيقا۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

اور جس جگہ مال منگوایا جارہا ہے اس کا پتا فراہم کرنا پڑتا ہے۔

☆...... خریدار طلب نامہ (آرڈر سمری) وصول کرے گا، تاکہ اس کے بیانات کی تصدیق ہوجائے۔

☆...... ان تمام چیزوں کے بعد قیمت کی ادائیگی کا مرحلہ آتا ہے، جب کارروائی کا اتنا حصہ سوفٹ ویئر کمپنی کی طرف سے عقد کی سلامتی اور پیش کردہ تفصیلات کو محفوظ کرنے کے بعد مکمل ہوجائے گا تو خریدار ''کریڈٹ کارڈ'' کے ذریعے ادائیگی کرے گا، اس کے لیے وہ ایک خاص بٹن (جس کے ذریعے سے کریڈٹ کارڈ کی رقم منتقل ہوتی ہے اس) سے کام لے گا، جس کے نتیجے میں تمام تفصیلات خاص کوڈ ورڈ انداز میں (Finacal Broker coded Images) کو منتقل ہوجائیں گی جو اس کریڈٹ کارڈ کے صحیح ہونے کی تصدیق کرے گا اور اس بات کی بھی تصدیق کرے گا کہ اس کے اکاؤنٹ میں اس سودے کے لیے رقم کافی ہے یا نہیں؟ نیز وہ بائع (بیچنے والے) کی شخصیت، اس کی فراہم کردہ معلومات اور ویب سائٹ کی سب کرپشن کی مدت کی بھی تصدیق کرے گا۔

☆......اس کے بعد خریدار اپنے آرڈر کا اپرووڈ حاصل کرے گا جس کا دورانیہ بیس سیکنڈ ہوتا ہے اور خریدی ہوئی چیز کے پہنچنے کا انتظار کرے گا، اگر وہ چیز پروگرام یا تصاویر وغیرہ ہوں تو وہ نیٹ کمپیوٹر کی سکرین پر براہِ راست پہنچ جائیں گی اور اگر وہ گڈز ہوں مثلاً: گاڑی وغیرہ تو ان کی سپردگی کی مدت جگہوں اور شپنگ کے لحاظ سے مختلف ہوسکتی ہے۔

☆...... واضح رہے کہ کریڈٹ کارڈ کا معاہدہ سودی نظام پر مبنی ہے، جس طرح سود دینا ناجائز اور حرام ہے اس کا معاہدہ کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے؛ اس لیے کریڈٹ کارڈ لینا اور اس سے خریداری کرنا سود دینے اور اس کا معاہدہ کرنے کی وجہ

سے ناجائز اور حرام ہے؛ اس لیے متبادل غیر سودی طریقہ استعمال کیا جائے۔(۱)

انٹرنیٹ کے ذریعے فروخت کرنے کا طریقہ

(۳۳۶)

نیٹ کے ذریعے کسی چیز کو فروخت کرنے کا طریقہ یہ ہے:

☆...... کمپنی کی طرف سے متعین کیے ہوئے ذمہ دار ادارے کی اتباع کرنا، تاکہ اس کے ذریعہ سائٹ کو قابل بنانے، آرڈر وصول کرنے، سودے کی قیمتوں کے بارے میں بات چیت، چیز کی سپردگی کی جگہ اور حوالگی کے طریقہ کار وغیرہ امور طے کرلیے جائیں تاکہ بیانات کی تصدیق ہوسکے۔

☆...... کریڈٹ کارڈ سے متعلقہ بروکر کے پیغام کا انتظار کرنا۔

☆...... بروکر کا کام یہ ہوتا ہے کہ تمام ڈیٹا بائع (بیچنے والے) کے بینک کو ارسال کرتا ہے تاکہ وہ اس بات کا اطمینان حاصل کرے کہ اس کا کارڈ صحیح ہے اور اس کی بقایا رقم مطلوبہ آرڈر کو پورا کرنے کے لیے کافی ہے یا نہیں؟

جب ان تمام باتوں کی تصدیق ہوجاتی ہے تو بینک بروکر کو اطلاع کردیتا ہے تاکہ وہ بائع کو یا ہر اس شخص کو جس کے ذمہ ادارے کو بیانات کے صحیح ہونے کی اطلاع کرنی ہے اطلاع کرسکے۔

☆...... کمپنی کے ساتھ متعلقہ اداروں کو عقد کی منظوری کا خط ارسال کرنا تاکہ حساب کتاب سے متعلقہ کارروائیاں مکمل ہوجائیں اور خریدار کے پاس ترسیل کے ذرائع سے آرڈر پورا کرنے کے لیے کارروائی مکمل کرلی جائے۔

---

(۱) [أحلّ الله البيع وحرّم الربوا]۔ (البقرة: ۲۷۵)

عن علی رضی اللہ عنہ: أنّہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعن اٰکل الربوا وموکلہ وکاتبہ ومانع الصدقۃ وکان ینہی عن النوح، رواہ النسائی۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۳۶) باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

صحیح البخاري: (۲۷۹/۱) کتاب البیوع، باب اٰکل الربوا وشاھدہ...، ط: قدیمی)

☆......واضح رہے کہ کریڈٹ کارڈ کا مدار سودی نظام اور سودی معاہدے پر ہے، اس لیے اس کو لینا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے، سود دینا اور سود دینے کا معاہدہ کرنا دونوں ناجائز اور حرام ہیں، اس لیے اس قسم کے کارڈ سے اجتناب کیا جائے۔ (۱)

انٹرنیٹ کے ذریعے مارکیٹنگ کرنا

موجودہ دور میں انٹرنیٹ (معلومات کا عالمی جال) مارکیٹنگ کا ایک بہت بڑا ذریعہ بن چکا ہے، دنیا کے اکثر خطوں میں اس کا استعمال ہو رہا ہے، تاجر حضرات بھی اس کو استعمال میں لاکر اپنی اشیاء اور مصنوعات کو عالمی منڈی اور خریداروں میں متعارف کرواتے ہیں، اگر مارکیٹنگ کے لیے اعلان و اشتہار شریعت کے قواعد و ضوابط کے مطابق ہے تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے، مثلاً: حرام اشیاء کا اعلان و اشتہار نہ ہو اور جان دار کی تصویر اور حرام چیزیں شامل نہ ہوں تو جائز، ورنہ ناجائز ہے۔ (۲)

انٹرنیٹ کیفے

موجودہ دور میں شہروں اور آباد مقامات پر انٹرنیٹ کیفے کھولے جاتے ہیں، جہاں لوگوں کو انٹرنیٹ استعمال کرنے کی سہولت دی جاتی ہے، عام و خاص لوگ وہاں

(۱) انظر الحاشية السابقة۔

(۲) وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال:: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام لكل حال؛ لأنّ فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ۔ (شامي: (۱/ ٦٤٧) كتاب الصلاة، مطلب: مكروهات الصلاة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲/ ۲۸) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، ومايكره فيها، ط: رشيديه۔

شرح المسلم للنووي: (۲/ ۱۹۹) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان...، ط: قديمي۔

[ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب]۔ (المائدة: ۲)

الإعانة في المعصية وترويجها، وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة (۲/ ۲۰۹) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد)

آ کر انٹرنیٹ استعمال کرتے ہیں، اور گھنٹہ اور منٹ کے حساب سے ادارہ کو فیس ادا کرتے ہیں، اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر انٹرنیٹ میں فحش مواد، جاندار کی تصاویر، رقص، گانے اور موسیقی کے پروگرام نہ ہوں تو انٹرنیٹ کیفے کھولنا اور لوگوں کو استعمال کے لیے کرایہ پر دینا اور اس کے عوض فیس لینا جائز ہے، مثلاً ٹیلفون تعلیمی ضرورت، تجارت و کاروبار اور ای میل وغیرہ کے لیے استعمال کرنا جائز ہے، اور اگر اس میں فحش مواد، جاندار کی تصاویر، رقص و سرود، گانے موسیقی وغیرہ گناہوں کے پروگرام ہوں تو انٹرنیٹ کیفے کھولنا، کرایہ پر دینا اور فیس وصول کرنا نا جائز اور حرام ہوگا اس سے بچنا لازم ہوگا۔ (۱)

---

(۱) وهذا يفيد أن آلة اللهو ليست محرمة لعينها، بل لقصد اللهو منها إما من سامعها أو من المشتغل بها... ألا ترى أن ضرب تلك الآلات بعينها حل تارة وحرم أخرى باختلاف النية بسماعها والأمور بمقاصدها۔ (شامي: (۶/۳۵۰) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

والقسم الثالث: ما وضع لأغراض عامة، ويمكن استعماله في حالتها الموجودة في مباح أو غيره... والظاهر من مذهب الحنفية أنهم يجيزون بيع هذا القسم، وإن كان معظم منافعه محرمًا... ولكن جواز البيع في هذه الأشياء بمعنى صحة العقد۔ أما الإثم، فيتأتى فيه ما ذكرناه في شروط العاقد من أنه إذا كان يقصد به معصية بائعًا أو مشتريًا، فالبيع يكره تحريمًا، وذلك إما بنية في القلب أو بالتصريح في العقد أن البيع يقصد به محظور، أما إذا خلا العقد من الأمرين، ولا يعلم البائع بيقين أن المشتري يستعمله في محظور، فلا إثم في بيعه، وإن علم البائع أنه يستعمله في محظور وكان سببًا قريبًا داعيًا إلى المعصية، فيكره له البيع تحريمًا، وإن كان سببًا بعيدًا لا يكره مثل بيع الحديد من أهل الحرب أو أهل البغي... وتبين بذلك حكم بيع المذياع (الراديو) والمسجل والحاكي، فإن جميع هذه الأشياء وضعت لأغراض عامة تحتمل الاستعمال في مباح وغيره... والظاهر أن هذا هو الحكم في بيع الكاميرا، فإنه وضع لأغراض عامة، ولا يتمحض لتصوير ما فيه روح، فيمكن استخدامه في تصوير ما لا روح فيه، وهو جائز بالإجماع۔ نعم! إذا علم البائع بيقين أن المشترى يقصده لمحظور لا غير، فيكره بيعه تحريمًا۔ (فقه البيع على المذاهب الأربعة: (۱/۳۲۳، ۳۲۵) المبحث الثالث، الباب الأول في البيع، ويشترط فيه لصحة البيع، الشرط الثاني: كون المبيع متقومًا، ط: معارف القرآن)

وما كان سببًا لمحظور فهو محظور۔ (شامي: (۶/۳۵۰) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد۔

انٹرنیٹ میں اعلانات

انٹرنیٹ میں حلال اور جائز کاموں کی ویب سائٹوں کے تشہیری اعلانات بنانا یا ان کے رکھنے کی جگہ دینا یا ان کی تشہیر کرنا جائز ہے، بشرطیکہ جان دار کی تصویر نہ ہو۔

اور اگر انٹرنیٹ میں حرام کاموں کی ویب سائٹس کے تشہیری اعلانات بنائے جائیں یا ان کے رکھنے کی جگہ دی جائے یا ان کی تشہیر کی جائے تو یہ ناجائز اور حرام ہوگا اور آمدنی بھی حرام ہوگی۔[1]

انٹرنیٹ میں ایجاب وقبول

''برقی تجارت میں ایجاب وقبول'' (۱۰۶/۲) اور ''برقی پیغام کے ذریعے ایجاب وقبول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۳/۲)

انٹرنیٹ میں سودا کرنے کا طریقہ

''برقی تجارت میں سودا کرنے کا طریقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۶/۲)

انجکشن کے ذریعے مادہ کو حاملہ بنانا

''تولیدی جوہر کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۲/۲)

اندازہ کر کے اشیا فروخت کرنا

''تول کر اشیا فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

اندرون ملک میں ہنڈی کا معاملہ

''ہنڈی کا معاملہ اندرون ملک میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۵/۶)

---

(۱) انظر للتخریج تحت عنوان ''انٹرنیٹ کے ذریعے مارکیٹنگ کرنا'' (وظاهر كلام النووي في شرح مسلم)

انڈے کے عوض انڈے کی بیع

۳۴۰ انڈے عددی اشیاء میں داخل ہیں، اس لیے ان میں کمی زیادتی کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز ہے، البتہ ادھار جائز ہے یا نہیں اس کا مدار جنس ایک ہونے یا نہ ہونے پر ہے۔

جن دو پرندوں یا جانوروں کے انڈوں میں تبادلہ ہو رہا ہے، اگر دونوں کی جنس ایک ہے تو دونوں جانب ہاتھ در ہاتھ نقد ہونا ضروری ہوگا، ادھار کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ اور اگر دونوں کی جنس الگ الگ ہیں تو ہاتھ در ہاتھ نقد معاملہ کرنا لازم نہیں ہوگا بلکہ ادھار کرنا بھی جائز ہوگا۔

اور جن دو پرندوں یا جانوروں کے انڈوں میں تبادلہ ہو رہا ہے ان دونوں کی جنس ایک ہے یا نہیں اس کا مدار عرف پر ہے، یعنی جن پرندوں کو عرف میں ایک جنس سمجھا جاتا ہے، مثلاً مرغی اور چھوٹی بطخ کے انڈے یہ ایک جنس کے ہیں، ان میں ادھار جائز نہیں ہے، اور جن انڈوں کو ایک سائز کا نہیں سمجھا جاتا، ان کی جنس الگ ہے، جیسے بڑی بطخ کے انڈے اور شتر مرغ کے انڈے یا چھوٹی مرغابی کے انڈے، لیکن یاد رہے، اس بارے میں کتابوں میں کسی قسم کی صراحت موجود نہیں ہے، اس لیے عرف پر مدار رکھا ہے۔

---

(۱) في حديث طويل اخرجه مسلم عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه: فإذا اختلف هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدا بيد ـ (صحيح مسلم: (۱۲۰۸/۳) باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا، (رقم: ۱۵۸۷) ط: دار إحياء التراث العربي بيروت، و: (۲۵/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمى)

وعن إبراهيم كان لا يرى بأسًا بالثوب بالثوبين نسيئةً إذا اختلفا ويكرهه من شيء واحد، قال الثوري عن مغيرة: لا بأس بالنسمة بالنسمتين إذا اختلفا ـ (المصنف لعبد الرزاق: (۳۵/۸) باب البز بالبز، (رقم: ۱۴۱۹۷) ط: إدارة القرآن)=

انڈے گندے

(۳۴۱) ☆......کسی نے دو روپے کے حساب سے کچھ انڈے خریدے، جب توڑے تو سب گندے نکلے تو ساری قیمت واپس لے سکتا ہے اور ایسا سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے بالکل خریدا ہی نہیں، اور اگر کچھ انڈے گندے نکلے اور کچھ اچھے تو گندے انڈوں کے دام واپس لے سکتا ہے۔

☆......اور اگر کسی نے پچاس روپے درجن کے حساب سے، مثلاً: دو سو انڈے خرید لیے اور ان میں کچھ خراب نکلے تو دیکھیں گے کتنے خراب نکلے، اگر سو میں پانچ خراب نکلے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو خراب انڈوں کی قیمت حساب کر کے واپس لے لے۔ البتہ اگر بیچنے والا سو میں چار پانچ یا ایک دو انڈے بھی خراب نکلیں تو واپس لے لیتا ہے تو اس صورت میں خریدنے والا واپس

= وعلى هذا يجوز بيع بيضة ببيضتين إذا كان يداً بيد؛ لأنه لا يتحقق فيه العلة ... ويحرم بيع البيض بالبيض نساء۔ (الموسوعة الفقهية: (۲۶۸/۸) حرف الباء، مادة: بيض، ط: وزارة الأوقاف والشؤن الاسلامية، كويت)

وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء مثل أن يسلم هرويا في هروي أو حنطة في شعير فحرمة ربا الفضل بالوصفين وحرمة النساء بأحدهما ... قال ويجوز بيع البيضة بالبيضتين، والتمرة بالتمرتين، والجوزة بالجوزتين لانعدام المعيار، وفي هامشه: (القدر) فلا يتحقق الربا۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

فليس الزرع والعد بربا (الدر المختار) أي لا يتحقق فيهما ربا، والمراد بالفضل لتحقق ربا النسيئة۔ للرباع ... بيضه ببيضتين جاز لو يدا بيد، لا لو نسيئة؛ لأن وجود الجنس فقط يحرم النساء لا الفضل كوجود القدر فقط۔ (شامي: (۱۷۰/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد)

والعرف في الشرع له اعتبار ... لذا عليه الحكم قد يدار ... واعلم أن اعتبار العادة والعرف رجع إليه في مسائل كثيرة حتى جعلوا ذلك أصلاً، فقالوا تترك الحقيقة بدلالة الاستعمال والعادة۔ (رسائل ابن عابدين: (۴۴/۱) الرسالة الثانية، ط: سهيل اكيڈمی لاهور)

کرسکتا ہے اور رقم حساب سے واپس لے سکتا ہے۔(۱)

انسان

انسان اشرف المخلوقات ہے مال نہیں ہے، بلکہ مال کو استعمال کرنے والا ہے؛ اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) ومن اشترى بيضًا أو بطيخًا أو قثاءً أو خيارًا أو جوزًا فكسره فوجده فاسدًا ، فإن لم ينتفع به رجع بالثمن كله؛ لأنه ليس بمال فكان البيع باطلاً... وإن كان ينتفع به مع فساده لم يرده؛ لأن الكسر عيب حادث ، ولكنه يرجع بنقصان العيب ، دفعًا للضرر بقدر الإمكان ،... ولو وجد البعض فاسدًا وهو قليل ، جاز البيع استحسانًا ؛ لأنه لا يخلو عن قليل فاسد ، والقليل ما لا يخلو عنه الجوز عادة كالواحد والاثنين في المائة ، وإن كان الفاسد كثيرًا لا يجوز ، ويرجع بكل الثمن ؛ لأنه جمع بين المال وغيره ، فصار كالجمع بين الحر والعبد۔ (الهداية: (۵/۴۳، ۴۳) كتاب البيوع ، باب خيار العيب ، ط: بشرى)

البيض والجوز وما شاكلهما إذا ظهر بعضها فاسدًا فما لا يستكثره في العادة والعرف كالاثنين والثلاثة في المائة يكون معفوًا وإن كان الفاسد كثيرًا كالعشرة في المائة كان للمشتري رد جميعه للبائع واسترداد ثمنه منه كاملاً... والكثير ما زاد أي ما زاد على الثلاثة ، وفي الفتح: وجعل الفقيه أبو الليث الخمسة والستة في المائة من الجوز عفوًا ، قال: لأن مثل ذلك قد يوجد في الجوز ، فصار كالمشاهد عند البيع ، فما فوق الستة في المائة من الجوز كثير۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۳۳۱، ۳۳۲) رقم المادة: ۳۵۴ ، البيوع ، الباب السادس: في بيان الخيارات ، الفصل السادس: في بيان خيار العيب ، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۵۷) رقم المادة: ۳۵۴ ، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة رجل أعطي بي ثم غدر ، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه ، ورجل استأجر أجيرًا فاستوفى منه ولم يعط أجره. (صحيح البخاري: (۱/۲۹۷) كتاب البيوع ، باب إثم من باع حرًا ، ط: قديمي)

وقال شيخنا: استدل بالحديث على أنه لا يجوز بيع ميتة الآدمي مطلقًا سواء فيه المسلم والكافر أما المسلم فلشرفه وفضله حتى أنه لا يجوز الانتفاع بشيء من شعره وجلده وجميع أجزائه وأما الكافر فلأن نوفل بن عبد الله بن المغيرة لما اقتحم الخندق وقتل وغلب المسلم على جسده فأراد المشركون أن يشتروه منهم فقال (صلى الله عليه وسلم): لا حاجة لنا بجسده ولا بثمنه فخلى بينهم وبينه ، ذكره ابن إسحاق وغيره من أهل السير ، قال ابن هشام: أعطوا رسول الله صلى الله عليه وسلم بجسده عشرة آلاف درهم فيما بلغني عن الزهري ، وروى الترمذي من حديث ابن عباس أن المشركين أرادوا أن يشتروا جسد رجل من المشركين فأبى النبي صلى الله عليه وسلم أن يبيعهم۔ (عمدة القاري: (۱۲/۷۸) كتاب البيوع ، باب بيع الميتة والأصنام ، ط: دار الكتب العلمية)=

انسان کی خرید وفروخت

آزاد انسان خواہ مسلمان ہو یا کافر، مرد ہو یا عورت، زندہ ہو یا مردہ اس کی خرید وفروخت حرام اور ناجائز ہے، حدیث شریف میں اس پر سخت وعید آئی ہے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود مدعی بن کر ایسے لوگوں کے خلاف فیصلہ کرے گا۔ (۱)

انسان کی لاش

☆......جس طرح زندہ انسانوں کی خرید وفروخت حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح مردہ انسان کی لاش کی خرید وفروخت بھی حرام ہے، خواہ مسلمان کی لاش ہو یا کافر کی، عورت کی ہو یا مرد کی، کسی کا وارث موجود ہو یا وہ لاوارث ہو، بہر صورت ناجائز اور حرام ہے، اور اس سے جو پیسے حاصل ہوتے ہیں وہ بھی حرام ہیں۔

☆......بعض گورکن قبروں سے لاشوں کو نکال کر فروخت کرتے ہیں، یہ حرام اور ناجائز ہے اور پیسے بھی حرام ہیں، اور بہت ہی بڑا جرم اور سنگین گناہ ہے، ایسے لوگوں پر آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

☆......بعض لوگ انسانی ہمدردی کے نام پر بعض ملکوں یا بعض علاقوں میں طبی ضرورت کے تحت لاشوں کی خرید وفروخت کرتے ہیں یہ ناجائز اور حرام کام کرتے ہیں، ایسا کاروبار اور دھندا کرنے والے قرآن وسنت کی رو سے سخت مجرم اور تعزیری سزا کے قابل ہیں۔

= اعلاء السنن: (۱۴/ ۱۱۸، ۱۱۹) أبواب البيع، أبواب البيوع الفاسدة، باب بيع جثة المشرك، ط: إدارة القرآن كراچی۔

قوله: (وشعر الإنسان والإنتفاع به) أي لم يجز بيعه والإنتفاع به؛ لأنّ الآدمي مكرم غير مبتذل فلايجوز أن يكون شيئ من أجزائه مهانًا مبتذلاً . . . بأن الآدمي مكرم وإن كان كافراً۔ (البحر الرائق: (۱۳۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة۔

☆...... جو لوگ انسان کی خدمت اور اس کے احترام کے نام پر ڈاکٹری تعلیم حاصل کرتے ہیں اور انسانی جسم اور اعضاء کو خرید کر اس کی بے حرمتی کرتے ہیں، انہیں قیامت کے دن جواب دہی کرنی ہوگی جب کہ احکم الحاکمین خود مدعی ہوگا اور مدعی بن کر فیصلہ کرے گا۔

☆...... بعض ڈاکٹر حضرات کہتے ہیں کہ: ہم طبی تعلیم کی غرض سے کفار کی لاشیں اور ان کے اعضاء منگواتے ہیں اور ان پر تجربے کرتے ہیں، ان کا یہ کہنا غلط ہے؛ کیوں کہ حدیث پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی رو سے کافر کی لاش بھی اس قابل نہیں کہ اس کی خرید وفروخت کی جائے یا اس پر تجربے کیے جائیں؛ کیوں کہ انسان بہر حال قابل احترام ہے، وہ دوسرے انسانوں کے ہاتھوں قطع و برید کر کے ذلیل ہونے کے لیے نہیں ہے۔ (۱)

انسانی اعضاء کی خرید وفروخت

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجموعی طور پر مکرم اور مشرف پیدا فرمایا ہے، اسی تکریم اور شرافت کی وجہ سے انسانی اعضاء کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس صورت میں انسانی اعضاء بازاری مال بن جائیں گے اور ان کی عظمت ختم ہوجائے گی اور ان کی اہانت وذلت لازم آئے گی، اس لیے کسی مریض کو آنکھ، گردہ اور دوسرے اعضاء دینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) تخریج کے لیے "انسان کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) والآدمي بجميع أجزائه محترم مكرم، وليس من الكرامة والإحترام ابتذاله بالبيع والشراء. (بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، فصل واما الذي يرجع إلى المقصود، ط: سعيد)

🗀 شامي: (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد)=

☆انسانی اعضاء کی خرید وفروخت جائز نہیں، حرام ہے اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے۔ واضح رہے کہ انسان اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے، ورنہ آخرت میں حساب وکتاب کا کوئی معنی نہیں ہوگا؛ کیوں کہ مالک اپنی مملوکہ چیز میں تصرف کرے تو اس میں حساب نہیں ہوتا۔

یہ اعضاء انسان کے پاس امانت ہیں، صرف شریعت کے مطابق استعمال کرنے کی اجازت ہے، شریعت کے خلاف استعمال کرنے کی بھی اجازت نہیں، ورنہ آخرت میں سزا ہوگی۔

نیز یہ کہ انسان مخدوم ہے خادم نہیں ہے؛ اس لیے بھی اس کی خرید وفروخت جائز نہیں، ورنہ خادم اور مخدوم دونوں برابر ہوجائیں گے، یہ درست نہیں۔

ہاں اگر کسی نے شریعت کے حکم سے ناواقفیت کی بنا پر کسی انسان کے اعضاء اپنے جسم میں لگا ہی لیے ہیں تو وہ استغفار کرتا رہے اور کچھ صدقہ خیرات بھی کردے۔(۱)

مزید ''اعضائے انسان کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۸/۱)

انسانی بول وبراز کھاد کے طور پر بیچنا

''انسانی فضلہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۵/۱)

انسانی فضلہ

اگر انسانی فضلہ میں مٹی وغیرہ ملا کر اسے کھاد بنادیا جائے تو اس کی خرید و

...والانتفاع به، لأن الآدمي مكرم غير مبتذل، فلايجوز أن يكون شيء من أجزائه مهاناً ومبتذلاً، وفي بيعه إهانة له وكذا في إمتهانه بالانتفاع۔ (فتح القدير: (۳۹۰/۶، ۳۹۱) باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

(۱) انظر الحاشية السابقة رقم: ۲۔

فروخت جائز ہے، خالص فضلے کی خرید وفروخت کرنا مکروہ ہے۔[1]

انسانی لاش

''انسان کی لاش'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۳/۱)

انشورنس

☆ ''بیمہ'' کو انگریزی زبان میں ''انشورنس'' (Insurance) اور عربی زبان میں ''التامین'' کہتے ہیں۔

بیمہ اور انشورنس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کو مستقبل میں جو خطرات درپیش ہوتے ہیں کوئی انسان یا ادارہ ضمانت لیتا ہے کہ فلاں قسم کے خطرات (Risks) کے نتیجے میں ہونے والے نقصان کی مالی تلافی میں کروں گا، اور بیمہ اور انشورنس پالیسی خریدنے والا آپس میں معاہدہ سے طے ہونے والی مخصوص رقم ادارہ کو ادا کرتا رہے گا۔

جو ادارہ مالی تلافی کی ضمانت لیتا ہے اسے انشورر (Insurer) اور جو شخص بیمہ اور انشورنس کراتا ہے اسے پالیسی ہولڈر (Policy Holder) اور جس سامان وغیرہ کی انشورنس ہوتی اسے انشورڈ (Insured) کہا جاتا ہے، اور انشورنس کرانے والا آدمی جو عوض ادا کرتا ہے اسے قسط اور پریمیم (Premium)

---

(۱) (كره بيع العذرة) رجيع الآدمي خالصة يكره بل يصح بيع السرقين أي الزبل خلافاً للشافعي وصح بيعها بتراب أو رماد غلب عليها في الصحيح۔ (الدر مع الرد: (۳۸۵/۲) كتاب الحظر و الإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

🗀 ويكره بيع العذرة خالصة وجاز لو مخلوطة برماد أو تراب۔ (مجمع الأنهر: (۲۱۱/۳) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: غفارية كوئته)

🗀 البحر: (۳۶۵/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه۔

🗀 تبيين الحقائق: (۵۷/۷) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

کہا جاتا ہے۔

☆انشورنس کی مختلف اقسام ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ جان، زندگی اور اعضاء کی انشورنس۔

❷ جائیداد اور چیزوں کی انشورنس۔

❸ ذمہ داری کا بیمہ (انشورنس)۔

انشورنس کی ان تمام اقسام میں انشورنس کرانے والا معاہدہ کے تحت ماہانہ کچھ رقم انشورنس کرنے والے ادارے کو دیتا ہے، اگر اتفاق سے اس کا نقصان ہوجائے تو انشورنس ادارہ یا کمپنی اس نقصان کی تلافی کرتا ہے، اور اس کی جمع کی ہوئی رقم سے زیادہ رقم دیتی ہے اور اگر مقررہ مدت میں نقصان نہیں ہوا یا اس آدمی کا انتقال نہیں ہوا تو بعض صورتوں میں اس کی جمع کی ہوئی رقم ہی اس کو واپس کردی جاتی ہے اور بعض صورتوں میں اضافی رقم ملا کر واپس کی جاتی ہے، اور بعض صورتوں میں جمع کی ہوئی رقم بھی واپس نہیں کی جاتی۔

انشورنس کی یہ تمام صورتیں جائز نہیں ہیں، اور ان میں بہت سارے مفاسد ہیں، اور وہ یہ ہیں:

❶ سود، کیونکہ حادثہ اور موت واقع ہونے کی صورت میں پریمیم کے طور پر جمع کی گئی رقم سے زیادہ رقم ملتی ہے، یہ سود ہے۔ (۱)

❷ جوا، کیونکہ یہاں رقم داؤ پر لگا دی جاتی ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ اس پر

(۱) قال اللہ تعالی: {وأحل اللہ البیع وحرم الربٰو}۔ [البقرة:۲۷۵]

عن جابر رضي اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٰکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال ھم سواء۔ (الصحیح لمسلم: (۲/۲۷) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی)

جامع الترمذي: (۱/۲۲۹) أبواب البیوع، باب ماجاء في أکل الربٰو، ط: سعید۔

اضافہ مل جائے اور یہ بھی خطرہ ہے کہ اصل رقم ہی ڈوب جائے۔[1]

⑫ دھوکہ، کیونکہ انشورنس کے عقد کا انجام غیر یقینی ہے، صورتِ حال واضح نہیں ہے۔[2]

انشورنس کرنا املاک کی

''املاک کی انشورنس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۰/۱)

انشورنس کرنا ایکسپورٹ میں

''ایکسپورٹ میں انشورنس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۳/۱)

انشورنس کرنا تجارتی کاموں کے لیے

''تجارتی انشورنس کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۳/۲)

انشورنس کرنا گاڑی کی

''گاڑی کی انشورنس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۱/۵)

انشورنس کرنا میڈیکل کے نام سے

''میڈیکل انشورنس کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۱/۶)

---

(۱) [يأيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون]۔[المائدة:۹۰]

وسمي القمار قمارًا؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔(شامي:(۴۰۳/۵) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر۔ (الصحيح لمسلم:(۲/۲) كتاب البيوع، ط: قديمي)

جامع الترمذي:(۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع الغرر، ط: قديمي۔

سنن النسائي:(۲۱۶/۲) كتاب البيوع، بيع الحصاة، ط: قديمي۔

انشورنس کمپنی میں ملازمت کرنا

کسی مسلمان کے لیے کسی انشورنس کمپنی میں حساب کتاب وغیرہ کام کے لیے ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں ملازمت کرنا گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون کرنا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (۱) ۳۴۹

انعامات کا اعلان

کسی کام کے انجام دینے والے کے لیے انعام مقرر کرنا جائز ہے، مثلاً: جو امتحان میں اول آئے گا، اس کے لیے اتنا انعام ہوگا، یا کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی اس کے لیے اعلان کرے جو تلاش کر کے لا کر دے گا اس کو اتنا انعام دیا جائے گا، یا گھوڑ دوڑ یا کشتی وغیرہ میں جو جیتے گا، اس کو اتنا انعام ملے گا یا حکومت وغیرہ یہ اعلان کرے کہ جو شخص فلاں ڈاکو کو پکڑوانے میں مدد کرے گا یا اس کا سراغ لگائے گا تو انعام دیا جائے گا، یہ سب جائز ہے۔ امتحان میں اول آنے کے بعد، گم شدہ چیز ڈھونڈ کر لانے کے بعد، مقابلے میں جیتنے کے بعد اور ڈاکو سے متعلق اطلاع دینے کے بعد وہ انعام کا مستحق ہوگا۔

البتہ اگر دونوں فریق میں سے ایک فریق دوسرے سے کہے کہ: ”جو فریق جیتے گا اس کو ہارنے والا فریق اتنا دے گا“، یہ جوا ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، عربی زبان میں اس کو ”جُعل“ یا ”جُعالہ“ کہتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) [ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب]۔ [المائدة: ۲]

إن الإعانة على المعصية حرام بنص القرآن۔ (جواهر الفقه: (۲/۴۵۲) تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچی)

(۲) (حل الجعل) وطاب... (إن شرط المال) في المسابقة (من جانب واحد، وحرم لو شرط فيها (من الجانبين) لأنه يصير قمارا، (إلا إذا أدخلا ثالثا) محللا (بينهما)... وكذا الحكم (في المتفقهة) فلو شرط لمن معه الصواب صح وإن شرطاه لكل على صاحبه لا، درر و مجتبى۔ =

انعام لینا کمپنی کی جانب سے

''کمپنی کی جانب سے انعام کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۹/۵)

انعامی بانڈز کی خرید وفروخت

آج کل ''انعامی بانڈز'' کے نام سے ایک کاروبار ہوتا ہے اور بانڈز مختلف مالیت کے ہوتے ہیں، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ماہانہ ایک دفعہ قرعہ اندازی کی جاتی ہے، قرعہ اندازی میں جن بانڈز کے نمبرات نکلتے ہیں ان بانڈز والوں کو انعام کے نام پر ایک مخصوص زائد رقم دے دی جاتی ہے اور باقی تمام خریدار انعام کے نام سے زائد رقم کے مستحق ہونے سے محروم ہوجاتے ہیں، البتہ بانڈز کی اصل قیمت پر بانڈز فروخت کر کے یا بینک کو بانڈز واپس دے کر پیسے لینے کے مجاز ہوتے ہیں، اس قسم کے انعامی بانڈز کی خرید وفروخت اور ان کے ذریعے حاصل ہونے والی رقم کو استعمال کرنے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ سود اور جوے کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے ان کی خرید وفروخت کرنا اور انعام کے نام سے سودی رقم لینا جائز نہیں ہے۔

ایک وجہ تو یہ ہے کہ حکومت انعامی بانڈز کے خریداروں سے حاصل ہونے والی رقم کو اندرون ملک اور بیرون ملک مختلف قسم کے سودی معاملات میں استعمال کرتی ہے، اس اعتبار سے یہ سودی معاملات میں تعاون ہے، اور مختلف خریداروں سے جمع ہونے والی رقم کا فائدہ صرف مخصوص افراد حاصل کرتے ہیں اور باقی ماندہ خریدار محروم ہوتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ تمام خریدار اپنے پرائز بانڈ کی رقم کے عوض میں زیادہ رقم ملنے کی امید

=(الدر مع الرد: (۶/ ۴۰۲، ۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعید)
تبيين الحقائق: (۷/ ۷۱) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔
بدائع الصنائع: (۶/ ۲۰۶) كتاب السباق، فصل في شروط جواز السباق، ط: سعيد۔

پر ہوتے ہیں، لیکن پہلے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ قرعہ اندازی میں انعام حاصل ہوگا یا نہیں، اس لیے ہر ایک کا انعام خطرے میں ہوتا ہے یہ قمار اور جوے کی صورت ہے۔

اور یہ دونوں چیزیں ناجائز اور حرام ہیں، لہٰذا یہ کاروبار اور اس سے ملنے والی رقم حرام ہے اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔(۱)

انعامی بانڈز کی خرید وفروخت کا حکم

موجودہ دور میں حکومت نے ''انعامی بانڈز'' کے نام سے ایک کاروبار

---

(۱) {وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة:۲]

{يٰأيها الّذين آمنوا إنّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ} [المائدة:۹۰]

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن النبي صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء۔ رواه مسلم (مشكاة: (۱/۲۴۴) كتاب الربوا، الفصل الأول، ط: قديمي)

وسمي القمار قمارًا؛ لأنّ كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامي: (۶/۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

القمار كله من الميسر، وهو السهام التي يجيلونها، فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم، فربما اخفق بعضهم، حتى لا يحظى بشيئ، وينجح البعض فيحظى بالسهم الوافر، وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۲/۲۵۳)، المائدة: ۹۰، باب تحريم الخمر، ط: قديمي)

إن السندات التي تمثل التزاماً بدفع مبلغها مع فائدة منسوبة إليه أو نفع مشروط محرمة شرعاً من حيث الإصدار أو الشراء والتداول، لأنها قروض ربوية سواء أكانت الجهة المصدرة لها خاصة أم عامة ترتبط بالدولة ولا أثر لتسميتها شهادات أو صكوكاً استثمارية أو ادخارية أو تسمية الفائدة الربوية الملتزم بها ربحاً أو ريعاً أو عمولة أو عائداً۔ (الفقه الاسلامي وادلته: (۷/۵۱۸۸، ۵۱۸۹) قرارات مجمع الفقه الاسلامي، القرارات والتوصيات الصادرة عن مجلس مجمع الفقه الإسلامي في دورة مؤتمره السادس، السندات، ط: رشيديه)

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله تعالى إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطني: (۳/۳۸۸) ط: كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن: (۱۴/۱۱۳) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: ادارة القرآن۔

شروع کیا ہوا ہے جو مختلف مالیت کا ہوتا ہے، اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ بانڈز حاصل کرنے کے بعد ہر ماہ قرعہ اندازی ہوتی ہے، قرعہ اندازی میں جو نمبر نکلتے ہیں ان کے حاملین کو زیادہ رقم دی جاتی ہے، باقی تمام ممبران کو صرف اپنی جمع شدہ رقم واپس لینے کا حق ہوتا ہے۔

شریعت کی رو سے یہ کاروبار دو وجہوں سے ناجائز ہے:

❶ جن لوگوں کو قرعہ اندازی کے بعد انعام کے نام سے رقم ملتی ہے وہ سود ہے اور سود حرام ہے۔

❷ ہر انعامی بانڈز خریدنے والے ممبر کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے ذریعے مجھے زیادہ رقم ملے اور حقیقت میں ہر ممبر کو نہیں ملتی، بلکہ صرف ان ممبران کو ملتی ہے جن کا نام قرعہ اندازی میں نکل آئے؛ لہٰذا یہ "جوے" میں داخل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ انعامی بانڈز سود اور جوے کا مجموعہ ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ناجائز اور حرام ہیں؛ اس لیے انعامی بانڈز کی خرید و فروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے اور اس کا نفع بھی حرام ہے۔ (۱)

☆......اگر کسی نے حلال رقم سے خریدلیا ہے یا کسی نے قرض میں ادا کیا ہے تو اس کو واپس کر کے اصل رقم واپس لینا جائز ہے۔ (۲)

☆......اگر قرعہ اندازی میں کسی کا نام نکل آیا اور اس کو اصل رقم سے زائد رقم انعام کے نام سے ملی تو اس زائد رقم کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ ثواب کی نیت

(۱) انظر الحاشية السابقة.

(۲) [وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ] [البقرة:۲۷۹]

☜ لو (وإن تبتم فلكم رؤوس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون) أي إن رجعتم عن الربا وتركتموه فلكم أصل المال الذي دفعتموه من غير زيادة ولا نقصان۔ (صفوة التفاسير: (۱/۱۵۸) سورة البقرة: ۲۷۹، ط: قديمي)

☜ تفسير ابن كثير: (۱/۶۵۳) سورة البقرة: ۲۷۹، ط: رشيديه۔

کے بغیر مستحق زکاۃ لوگوں پر صدقہ کردینا ضروری ہے۔(۱)

انعامی بانڈز کے نقصانات

"جوئے کے کاروبار کے نقصانات" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۷/۳)

انعامی بانڈز لینا دینا شیطانی عمل میں شریک ہونا ہے

"سودی کاروبار میں خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں" اور "جوئے کے کاروبار میں فائدے کے شیطانی اعلانات" عنوانات کے تحت دیکھیں۔

انعامی ٹکٹ خریدنا

لاٹری اور انعامی ٹکٹ "جوئے" میں شریک ہونے کی ایک سند ہے، اس کو خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) ويردونها على أربابها إن عرفوها، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامي: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۶۹/۸) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: رشيديه۔

الهندية: (۳۴۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه۔

ولا يقصد به أي بالتصدق من المال الخبيث تحصيل الثواب بل تفريغ الذمة۔ (مجموعة الفتاوى: (۲۲۷/۲) ط: سعيد)

(۲) القمار كله من الميسر... وهو السهام التي يجيلونها فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم... وحقيقته: تمليك المال على المخاطرة وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار۔ (احكام القرآن للجصاص: (۶۵۳/۲) [المائدة: ۹۰] باب تحريم الخمر، ط: قديمي كتب خانه كراچي)

وسمي القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامي: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

روح المعاني: (۱۱۳/۲) [البقرة: ۲۲۹] ط: دار احياء التراث العربي بيروت۔

انعامی کوپن پر چیزیں خریدنا

۳۵۴ بعض دکان دار لوگ اپنے سامان کو زیادہ سے زیادہ فروخت کرنے کے لیے لوگوں کو ترغیبات دیتے رہتے ہیں، اگر کوئی گاہک ان کی دکان سے ان کی مقرر کردہ مقدار تک سامان خریدتا ہے تو اسے ایک کوپن یا کارڈ دیا جاتا ہے، اس کوپن یا کارڈ میں قرعہ اندازی کے نمبر ہوتے ہیں اور خریدار کا نام نمبر کے ساتھ درج کیا جاتا ہے، پھر وہ خریدار اس کوپن یا کارڈ کو قرعہ اندازی کے دفتر میں جمع کروادیتا ہے اور نمبر نکلنے کی صورت میں انعام دیا جاتا ہے تو اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر دکان دار سامان کی وہی قیمت لیتا ہے جو عام طور پر بازار میں ہوتی ہے تو پھر انعام لینے کی نیت سے اس سے سامان خریدنا درست ہے اور انعامی کوپن یا کارڈ پر قرعہ اندازی کے ذریعے جو انعام ملتا ہے اس کا لینا جائز ہے، یہ انعام دکان دار کی طرف سے تبرع اور احسان ہے کسی چیز کا عوض نہیں ہے۔ (سود اور جوا بھی نہیں ہے)

اور اگر خریدی ہوئی اشیاء انعامی کوپن کی وجہ سے بازاری قیمت سے زیادہ پر فروخت کی جارہی ہوں جب کہ وہی چیز انعامی کوپن کے بغیر کم قیمت پر مل رہی ہو تو اس صورت میں متوقع انعامات حاصل کرنے کی جستجو کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس سے بچنا ضروری ہے؛ کیوں کہ ایسی صورت میں یہ جوے میں داخل ہوجائے گا جو شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) قوله: (والقرعة لتطييب القلوب و إزاحة تهمة الميل)، قال الشراح: هذا جواب الإستحسان، والقياس يأباها... لكنا تركنا القياس هاهنا بالسنة، والتعامل الظاهر من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى يومنا هذا من غير نكير منكر... ألا يرى أن يونس عليه السلام في مثل هذا استعمل القرعة مع أصحاب السفينة... وكذلك زكريا عليه السلام استعمل القرعة مع الأحبار في ضم مريم إلى نفسه... وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرع بين نسائه اذا أراد السفر تطييباً لقلوبهن۔ (تكملة فتح القدير: (۹/ ۴۳۰) كتاب القسمة، فصل في كيفية القسمة، ط: دار الفكر)

العناية على هامش فتح القدير: (۹/ ۴۳۰) كتاب القسمة، فصل: في كيفية القسمة، ط: دار الفكر۔

انعامی کوپن والی اشیا خریدنا

تاجر لوگ اپنی مصنوعات زیادہ سے زیادہ فروخت کرنے کے لیے کوپنوں کے نمبروں کی بنیاد پر چیزیں فروخت کرتے ہیں اور اس پر انعام تقسیم کرتے ہیں، اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر خریدار سے ان مصنوعات کی وہی بازاری قیمت لی جاتی ہے جو انعامی اسکیم کے بغیر بھی لی جاتی ہے تو ایسی صورت میں انعامی کوپن والی چیزوں کی خرید و فروخت جائز ہے اور انعام بھی جائز ہے اور یہ انعام جوئے میں داخل نہیں ہے۔ (٣٥٥)

= وأما القرعة: فللتطييب لا للإثبات، ولأنه كالقمار وكان في الجاهلية، وأما في الإسلام لم يبق له حكم في الحقوق۔ (تكملة عمدة الرعاية: (٣/ ٣٦١) ط: كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، ط: مكتبة البشرى)

الثالث: ماجري به عمل بعض التجار أنهم يعطون جوائز لعملائهم الذين اشتروا منهم كميّة مخصوصة، ولو في صفقات مختلفة، وقد تعطي هذه الجوائز بقدر الكميّة لكل أحد، وقد تعطي الجوائز بالقرعة، وليس هذا من قبيل الزيادة في المبيع، لأنها تعطي عادة بعد صفقات متعددة في أزمنة وأمكنة مختلفة، فلاسبيل إلي نسبتها ألي مبيع واحد، فهي هبة مبتدأة موعودة من البائع لتشجيع الناس علي أن يشتروا البضائع منه، وجواز أخذها مشروط بأن لايكون البائع زاد في ثمن البضاعة من أجل هذه الجوائز، وإلا صار نوعا من القمار؛ لأن ما زاد على الثمن المثل إنما طولب به علي سبيل الغرر، واحتمال أن يفوز المشتري بالجائزة۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٢/ ١١٠٨) المبحث الثامن: تقسيم البيع من حيث ترتب آثاره، الباب الأول في احكام البيع الصحيح بدون خيار، الجوائز علي المبيعات، ط: مكتبه معارف القرآن)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (٢/ ٢٣٨) احكام الجوائز، ط: مكتبه دار العلوم كراجي۔

القمار كله من الميسر، وهو السهام التي يجيلونها، فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم، ... وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (٢/ ٦٥٣)، المائدة: ٩٠، باب تحريم الخمر، ط: قديمي)

وسمّي القمار قمارا؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامي: (٦/ ٤٠٣) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

روح المعاني: (٢/ ١١٣) البقرة: ٢١٩، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت۔

اور اگر انعامی اسکیم کے تحت فروخت کی جانے والی اشیاء کی قیمت بازاری قیمت سے زائد مقرر کی گئی ہے تو یہ جوئے میں داخل ہے، ایسی صورت میں اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے اور انعام بھی حرام ہے۔(۱)

انگوٹھی

لوہے، تانبے اور پیتل کی انگوٹھی اور مردانہ وضع کی سونے کی انگوٹھی بنانا اور ان کی خرید وفروخت کرنا مکروہ اور نا جائز ہے؛ کیوں کہ جس چیز کا استعمال نا جائز ہے اس کی

---

(۱) ''یہ معاہدہ جائز ہے اور بائع کی طرف سے تبرع ہے اور تبرع کو کسی شرط سے مشروط کرنا جائز ہے۔'' (امداد الاحکام: (۳/۳۹۹،۴۰۰) کتاب البیوع، (المتفرقات)، عنوان: خریدار کو ایک خاص معاہدہ کے تحت کمیشن دینے کا حکم، ط: دار العلوم کراچی)

قوله: (والهبة والصدقة) كوهبتك هذه المائة، أوتصدقت عليك بها على أن تخدمني سنة... وفي جامع الفصولين: ويصح تعليق الهبة بشرط ملائم كوهبتك على أن تعوضني كذا۔ (شامي: (۵/ ۲۴۹) كتاب البيوع، مايبطل بالشرط الفاسد ولايصح تعليقه به، ط:سعيد)

قوله: (والقرعة لتطييب القلوب و إزاحة تهمة الميل)، قال الشراح: هذا جواب الإستحسان، والقياس يأباها... لكنا تركنا القياس هاهنا بالسنة، والتعامل الظاهر من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى يومنا هذا من غير نكير منكر... ألايرى أن يونس عليه السلام في مثل هذا استعمل القرعة مع أصحاب السفينة...... وكذلك زكريا عليه السلام استعمل القرعة مع الأحبار في ضم مريم إلى نفسه... وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرع بين نسائه اذا أراد السفر تطييباً لقلوبهن۔ (تكملة فتح القدير: (۹/ ۴۴۰) كتاب القسمة، فصل في كيفية القسمة، ط: دار الفكر)

العناية على هامش فتح القدير: (۹/ ۴۴۰) كتاب القسمة، فصل: في كيفية القسمة، ط: دار الفكر۔

انظر الى الحاشية رقم (۱) تحت عنوان السابق۔

القمار كله من الميسر، وهو السهام التي يجيلونها، فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم،... وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۲/ ۲۵۳)، المائدة: ۹۰، باب تحريم الخمر، ط: قديمی)

وسمّى القمار قمارًا؛ لأنّ كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامی: (۶/ ۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط:سعيد)

روح المعاني: (۲/ ۱۱۳) البقرة: ۲۱۹، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت۔

خرید وفروخت بھی ناجائز ہوتی ہے۔[1]

انوائس (Invoice) کی خرید وفروخت

موجودہ دور میں بڑی بڑی خریداری پر بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کو ثبوت کے لیے خریداری کا بل لکھ کر دیتا ہے، اس بل کو تاجروں کے عرف میں انوائس (Invoice) کہتے ہیں، اور مشتری کو اس کی ضرورت پیش آتی ہے، اس لیے مشتری کے مطالبہ پر بائع کے لیے مفت میں انوائس بنا کر دینا اخلاقی ذمہ داری ہے، اس کے عوض میں پیسہ لینا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ انوائس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے،[2] البتہ جہاں انوائس بنا کر دینا بائع کی قانونی ذمہ داری نہ ہو اور عام طور پر بنانے کا رواج بھی نہ ہو اور انوائس کو بنانے میں خرچہ برداشت کرنا پڑتا ہو تو اس خاص صورت میں بائع (سیلر) انوائس بنانے کی اجرت مشتری سے لے

---

(۱) (ولایتختم) إلا بالفضة ... فیحرم (بغیرها کحجر ... وذهب وحدید وصفر) ورصاص وزجاج وغیرها، لما مر، فإذا ثبت کراهة لبسها للتختم ثبت کراهة بیعها وصیغها لما فیه من الإعانة علی مالایجوز وکل ماأدی إلی مالایجوز لایجوز۔ (وقال المحقق الشامي:) والتختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروه للرجال والنساء، ... إنمایجوز التختم بالفضة لو علی هیئة خاتم الرجال، أما لو له فصان أو أکثر حرم۔ (الدر مع الرد: (۳۵۹/۶-۳۶۲) کتاب الحظر والإباحة، فصل: في اللبس، ط: سعید)

الدر المنتقی مع مجمع الانهر: (۱۹۷/۳، ۱۹۹) کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس، ط: دار الکتب العلمیة۔

البحر الرائق: (۳۵۰/۸) کتاب الکراهیة، فصل: في اللبس، ط: رشیدیه۔

الهدایة: (۱۹۲/۷) کتاب الکراهیة، فصل: في اللبس، ط: البشری۔

(۲) فالشرط الأول: أن یکون المبیع مالاً۔ وهذا شرط الانعقاد، فلاینعقد بیع مالیس بمال، بل هو بیع باطل۔ (فقه البیوع علی المذاهب الأربعة: (۲۶۲/۱) المبحث الثالث، الباب الأول في المبیع ومایشترط فیه لصحة البیع، الشرط الأول: مالیة المبیع، ط: معارف القرآن)

بطل بیع مالیس بمال۔ (تنویر الأبصار مع رد المحتار: (۵۰/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في تعریف المال، ط: سعید)

وفي الأشباه: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) کتاب البیوع، مطلب في الاعتیاض عن الوظائف والنزول عنها، ط: سعید)

سکتا ہے۔(۱)

☆ جس نے مال کی خریداری کی ہے، انوائس بل بھی اسی کو دینا ضروری ہے، کسی اور کو دینا یا فروخت کرنا درست نہیں، کیونکہ اس میں دھوکہ، جھوٹ، خیانت اور غلط بیانی ہے۔(۲)

☆ انوائس فروخت کرنا اور اس کے عوض میں کچھ لینا جائز نہیں ہے۔(۳)

☆ انوائس کی خرید و فروخت، اس کی دلالی، بروکری، اور اس میں سرمایہ کاری سب ناجائز ہیں، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے، کیونکہ انوائس مال بھی نہیں ہے اور مال کی رسید بھی نہیں ہے، بلکہ صرف مال کی خریداری کے ثبوت کے لیے تفصیلی بل ہے۔(۴)

---

(۱) (يستحق القاضي الأجر على كتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر ما يجوز لغيره كالمفتي) فإنه يستحق أجر المثل على كتابة الفتوى؛ لأن الواجب عليه الجواب باللسان دون الكتابة بالبنان۔ (الدر مع الرد: (۹۲/۶) كتاب الإجارة، مسائل شتى، مطلب في إجارة صك القاضي والمفتي، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴۹/۴) كتاب الإجارة، مسائل شتى في الإجارة، ط: دار المعرفة۔

الأشباه والنظائر: (ص: ۳۵۶) الفن الثالث، الجمع والفرق، القول في أجرة المثل، ط: قديمي۔

(۲) قال الله تعالى: [لعنة الله على الكاذبين] [العمران: ۶۱]

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ... قال: من غشنا فليس مني۔ (المستدرك للحاكم: (۱۱/۲) رقم الحديث: ۲۱۵۵، كتاب البيوع، وأما حديث إسماعيل بن جعفر بن أبي كثير، ط: دار الكتب العلمية)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلث زاد مسلم: "وإن صام وصلى، وزعم أنه مسلم" ثم اتفقا: إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۷) كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)

(۳، ۴) قلت: وعبارة الصيرفية هكذا سئل عن بيع الخط؟ قال: لا يجوز؛ لأنه لا يخلو إما إن باع ما فيه أو عين الخط لا وجه للأول؛ لأنه بيع ما ليس عنده ولا وجه للثاني؛ لأن هذا القدر من الكاغد ليس متقوما۔ (شامي: (۵۱۷/۴) ط: كتاب البيوع، قبيل مطلب في بيع الاستجرار، ط: سعيد)

انظر الحاشية السابقة۔

☆ اگر خریدار نے مال خریدتے وقت انوائس نہیں لیا تو بعد میں بھی انوائس لیا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ حقیقت ہے جھوٹ نہیں ہے۔ (۱)

اوپر کی منزل

اوپر کی منزل بننے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ قیمت مقرر کرکے فروخت کرنے کا وعدہ کرنا صحیح ہے اور بننے کے بعد فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے۔ (۲)

اُوپلے

گوبر کے اوپلے اور کنڈے بنا کر بیچنا جائز ہے، اور آمدنی حلال ہے۔ (۳)

"اپلا" ایندھن کے لیے گوبر کے سکھائے ہوئے لڑے۔

---

(۱) أن الحق لا یسقط بتقادم الزمان۔ (شامي: (۴۲۰/۵) کتاب القضاء، فصل في الحبس، مطلب: هل یبقی النهي بعد موت السلطان، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۹) کتاب القضاء والشهادات والدعاوي، ط: قدیمی)

(۲) (بطل بیع ما لیس بمال) ... (والمعدوم کبیع حق التعلي) أي علو سقط لأنه معدوم۔ (الدر مع الرد: (۵۰/۵، ۵۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في تعریف المال، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۳۳/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

الهدایة: (۱۰۷/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: البشری۔

والتواعد في بیع الذهب بالذهب أو بالفضة... جائز؛ لأن التواعد لیس بیعا۔ (المحلی بالآثار لابن حزم: (۵۱۳/۸) رقم المسئلة (۱۵۰۱) کتاب البیوع، ط: ادارة الطباعة المنیرة)

(۳) ویجوز بیع السرقین والبعر، والانتفاع بها... وهذا؛ لأن محلیة البیع بالمالیة، والمالیة بالانتفاع، والناس اعتادوا الانتفاع بالبعر والسرقین من حیث الالقاء في الأرض لکثرة الریع۔ (المحیط البرهاني: (۳۳۴/۹) کتاب البیوع، الفصل السادس: ما یجوز بیعه ولا یجوز، نوع آخر: بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

وجاز بیع السرقین مطلقًا في الصحیح عندنا لکونه مالا منتفعا به لتقویة الأرض في الإنبات۔ (مجمع الأنهر: (۲۱۱/۴) کتاب الکراهیة، فصل في البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

کره بیع العذرة لا السرقین؛ لأن المسلمین یتمولون السرقین وانتفعوا به في سائر البلاد والأمصار من غیر نکیر، فإنهم یلقونه في الأراضي لاستکثار الریع۔ (البحر الرائق: (۳۶۵/۸) کتاب الکراهیة، فصل في البیع، ط: سعید)

''کنڈا'' اُپلے کو کہتے ہیں۔ (۱)

اوپن مارکیٹ آپریشن

''اوپن مارکیٹ آپریشن'' کا مطلب یہ ہے کہ زر کے بہاؤ کو کنٹرول کرنے کے لیے مرکزی بینک تجارتی بینکوں پر کسی قسم کی پابندی لگانے کی بجائے خود ٹریژری بل کی خرید وفروخت کے لیے کھلے بازار میں آ کر زر کی رسد اور اس کے بہاؤ پر اثر انداز ہوتا ہے، وہ اس طرح کہ جب زر کا پھیلاؤ کم کرنا ہو تو مرکزی بینک ٹریژری بل کم قیمت پر فروخت کرنے کی آمادگی ظاہر کرتا ہے، جس کے نتیجے میں تجارتی بینک اپنا سرمایہ دے کر بل خریدنے لگتے ہیں اور بینکوں کا زر مرکزی بینک میں واپس ہونا شروع ہو جاتا ہے، بینکوں کے پاس سرمایہ کم ہو جاتا ہے اور قرضوں کی فراہمی کم ہو کر تخلیق زر کا عمل بھی کم ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس اگر زر کا پھیلاؤ بڑھانا ہو تو مرکزی بینک ٹریژری بل زیادہ قیمت پر خریدنے کے لیے کھلے بازار میں آ جاتا ہے، لوگ بل بیچ کر مرکزی بینک سے رقم لیتے ہیں تو زر پھیل جاتا ہے۔

اوجھڑی میں پانی ڈالنا

''گوشت کے اندر پانی ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۸۷۵)

اوقاف کو فروخت کرنا

عام حالات میں وقف کی چیز کو فروخت کرنا یا کسی اور کو ہبہ کرنا یا تبدیل کرنا یا وراثت میں تقسیم کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر موقوفہ زمین خراب ہو جائے، بنجر بن جائے اس سے فائدہ حاصل کرنا اور موقوف علیہ (جس کے لیے وقف کیا گیا ہے) کو

(۱) فیروز اللغات: (ص:۵۵) ط: فیروز سنز۔

فائدہ پہنچانا ممکن نہ رہے تو مجبوراً اس کو بیچ کر کسی نفع بخش زمین کو خریدنا جائز ہے۔ (۱)

اولاد کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرنا

باپ کے لیے اپنے مال میں سے کوئی چیز اپنی اولاد میں سے کسی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ جانبداری کا اظہار نہ ہو اور اس کے دیگر بھائیوں پر اس کو ترجیح دینے کا کوئی پہلو ظاہر نہ ہو۔ (۲)

اولیائے کرام کی تصاویر

بزرگان دین اور اولیاء کرام کی تصاویر بنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا

---

(۱) وفي الخلاصة: وفي فتاوى النسفي: بيع عقار المسجد لمصلحة المسجد لايجوز و إن كان بأمر القاضي وإن كان خراباً، فأما بيع النقض فيصح ونقل عن شمس الأئمة الحلواني: أنه يجوز للقاضي والمتولي أن يبيعه ويشتري مكانه آخر وإن لم ينقطع ولكن يؤخذ بثمنه ماهو خير منه للمسجد لايباع أي غلته۔

وقد روي عن محمد اذا ضعفت الأرض الموقوفة عن الاستغلال والقيم يجد بثمنها أخرى هي أكثر ريعاً كان له أن يبيعها ويشتري بثمنها ماهو أكثر ريعاً۔

وفي الفتاوى: قيم واقف خاف من السلطان أو من وارث أن يغلب على أرض وقف يبيعها ويتصدق بثمنها۔

قلت: أي اذا لم يكن للمسجد حاجة الى ثمنها۔ (امداد الاحکام، (۳/ ۱۷۷، ۱۷۸) کتاب الوقف، أحكام المساجد والمدارس، عنوان: ضرورت کے وقت وقف مسجد کی بیع کا حکم، ط: دارالعلوم کراچی)

البحر الرائق: (۵/ ۲۰۶) كتاب الوقف، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۴/ ۳۸۴، ۳۸۶) كتاب الوقف، مطلب: في استبدال الوقف وشروطه، ومطلب: في شروط الاستبدال، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۶/ ۲۱۲، ۲۱۳) كتاب الوقف، ط: رشيديه۔

(۲) س ۱: هل يجوز للرجل أن يبيع شيئا من ماله على بعض أولاده مع العلم أن بعضا منهم قادر على الشراء والبعض الآخر ليس عنده شيئ ولا يقدر على الشراء؟

ج ۱: يجوز للرجل أن يبيع من ماله على بعض من أولاده إذا كان قادرًا على الشراء، ويتعامل معه كما يتعامل مع شخص أجنبي، ولا يحابيه محاباة يكون فيها تفضيل له على بقية إخوانه۔ (فتاوى اللجنة الدائمة: (۱۳/ ۱۵) البيوع، بيع الرجل على ولده، رقم الفتوى: ۳۱۵۳، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)

جائز نہیں ہے۔(۱) کیونکہ جاندار کی تصاویر شرک کے آلات اور ذرائع ہیں جیسا کہ سورہ نوح میں اس کا ذکر ہے۔(۲)

اُون

☆......بکری بھیڑ اور دنبے کی اون کاٹنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ اون کاٹنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے۔

☆......اگر اون کاٹنے سے پہلے فی بھیڑ سو روپے کے حساب سے سودا کرتا ہے تو یہ جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما: إذ أتاه رجل فقال يا أبا عباس إني إنسان إنما معيشتي من صنعة يدي، وإني أصنع هذه التصاوير، فقال ابن عباس: لا أحدثك إلا ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من صور صورة، فإن الله معذبه حتى ينفخ فيها الروح، وليس بنافخ فيها أبدا، فربا الرجل ربوة شديدة، وأصفر وجهه، فقال: ويحك، إن أبيت إلا أن تصنع، فعليك بهذا الشجر، وكل شيئ ليس فيه روح۔ (صحيح البخاري: (۲۹۷/۱) كتاب البيوع، باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح وما يكره من ذلك، ط: قديمي)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام (الحديث)۔ (صحيح البخاري: (۲۹۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط. قديمي)

إعلاء السنن: (۱۰۹/۱۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن۔

فظاهر كلام النووي في شرح مسلم الإجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم أو إناء أو حائط وغيرها اهـ۔ (شامي: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: إذا تردد الحكم بين السنة والبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد)

(۲) [وقالوا لا تذرن آلهتكم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق ونسرا وقد أضلوا كثيرا ولا تزد الظالمين إلا ضلالا]۔ [النوح: ۲۳، ۲۴]

(۳) (قوله: والصوف على ظهر الغنم)؛ لأنه من أوصاف الحيوان ولأنه ينبت من أسفل فيختلط المبيع بغيره ... وقد صح أنه عليه السلام نهى عن بيع الصوف على ظهر الغنم .... ۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۲۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)=

ایثار

''اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۱۸۷)

اِیجاب

☆......ایجاب (Offer): کوئی بھی معاملہ کرتے وقت جو پیش کش کی جائے اس کو ایجاب کہتے ہیں۔

☆......ایجاب کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کو اپنی چیز فروخت کرنے یا اس سے کوئی چیز خریدنے کی پیش کش کرے، اور قبول یہ ہے کہ جس شخص کو ایجاب ہوا ہے وہی شخص اسی ایجاب پر اپنی رضا مندی کا اظہار کرے۔(۱)

اِیجاب کے بعد دوسرے کو اختیار ہوتا ہے

ایجاب کی مجلس میں ایجاب کے بعد مجلس ختم ہونے سے پہلے تک دوسرے شخص کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ اس ایجاب کو قبول کرے یا قبول نہ کرے۔(۲)

= الهداية: (۹۶/۵، ۹۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: البشرى.

فتح القدير: (۳۷۷/٦، ۳۷۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه.

(۱) (فالإيجاب) هو (ما يذكر أولا من كلام) أحد (المتعاقدين) والقبول ما يذكر ثانيا من الآخر سواء كان بعت أو اشتريت (الدال على التراضي)....(الدر مع الرد: (۵۰٦/۴، ۵۰۷) كتاب البيوع، ط: سعيد)

فتح القدير: (۲۳۰/٦) كتاب البيوع، ط: رشيديه،

البحر الرائق: (۴۳۰/۵) كتاب البيوع، ط: رشيديه.

(۲) المتبايعان بالخيار بعد الإيجاب إلى آخر المجلس... ولو صدر من أحد العاقدين بعد الإيجاب وقبل القبول قول أو فعل يدل على الإعراض... بطل الإيجاب ولا عبرة بالقبول الواقع بعد ذلك، مثلاً لو قال أحد المتبايعين بعت أو اشتريت واشتغل الآخر قبل القبول بأمر آخر أو بكلام أجنبي لا تعلق له بعقد البيع بطل الإيجاب، ولا عبرة بالقبول الواقع بعده ولو قبل انفضاض المجلس أي تفرق العاقدين عن مكانهما، لأن المجلس البيع بمجرد اشتغال الآخر بأمر آخر قد انفض وتفرق. (شرح المجلة للأتاسي: (۵۵/۲، ۵٦) رقم المادة: ۱۸۲، ۱۸۳، البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (٦۹/۱) رقم المادة: ۱۸۲، ۱۸۳، أيضا، ط: فاروقيه كوئته. =

ایجاب کے بعد قبول سے پہلے مجلس ختم ہوگئی

جس مجلس میں اِیجاب ہوا اگر وہ مجلس دوسرے کے قبول کرنے سے پہلے ختم ہوجائے تو ایجاب ختم ہوجائے گا، مثلاً: ایجاب کرنے والا اس مجلس سے اٹھ کر چلا گیا یا کسی اور کام میں مصروف ہوگیا یا کسی اور کسٹمر کی طرف متوجہ ہوکر بات شروع کردی یا قبول کرنے والا شخص قبول کرنے سے پہلے مجلس سے اٹھ گیا یا کسی اور کام میں مصروف ہوگیا تو ایجاب ختم ہوگیا۔ (۱)

ایجاب کے بعد قبول نہیں ہوا

صرف ایجاب کرنے سے سودا پورا نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے کی جانب سے قبول ہونے سے پہلے تک ایجاب کرنے والا ایجاب سے پھر سکتا ہے۔ البتہ قبول ہونے کے بعد دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر پھر نہیں سکتا۔ (۲)

ایجاب متعدد ہوئے

اگر قبول کرنے سے پہلے متعدد آدمیوں نے ایجاب کیا تو آخری ایجاب معتبر (Regarded) ہوگا اور اسی کو قبول کیا جائے گا۔ (۳)

= فتح القدير: (۲۳۳/٦، ۲۳۴) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم۔

(۲) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما۔ (فتح القدير: (۲۳۷/٦، ۲۳۸) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵۲۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد۔

الهداية: (۷۰٦/۵) كتاب البيوع، ط: البشرى۔

(۳) تكرار الإيجاب قبل القبول يبطل الأول ويعتبر فيه الإيجاب الثاني۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۵۹) رقم المادة: ۱۸۵، البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۷۰/۱) رقم المادة: ۱۸۵، أيضا، ط: فاروقية كوئته۔

الدر مع الرد: (۵۰۸/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

ایجاب مختلف ہوئے

اگر قبول کرنے سے پہلے مختلف ایجاب ہوئے ہوں تو آخری ایجاب معتبر ہوگا اور اسی کو قبول کیا جائے گا۔ (۱)

ایجاب وقبول برقی پیغام کے ذریعے

"برقی پیغام کے ذریعے ایجاب وقبول" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۳/۲)

ایجاب وقبول تحریری پیغام سے

"تحریری پیغام سے ایجاب وقبول" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۲)

ایجاب وقبول زبردستی کرایا

"زبردستی ایجاب وقبول کرایا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۳/۴)

ایجاب وقبول سے بیع ہو جاتی ہے

عقدِ بیع ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے اور اس کے فوراً بعد ہی خریدار مبیع (خریدی گئی چیز) کا مالک بن جاتا ہے، خواہ اس نے اس مبیع پر قبضہ نہ کیا ہو، لیکن قبضہ کرنے سے پہلے مبیع خریدار کے ضمان (Risk) میں داخل نہیں ہوتی، اسی وجہ سے خریدار کے لیے اس حالت میں اس مبیع کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوتا اور اگر فروخت کر دیا تو اس فروخت سے جو نفع حاصل ہوگا وہ اس کے لیے حلال نہیں ہوگا اور اگر خریدار کے قبضہ کرنے سے پہلے وہ مبیع، بائع کے پاس ضائع ہو جائے اور اس کے ضائع ہونے میں خریدار یا کسی اجنبی کا دخل نہ ہو تو پھر وہ بائع کا نقصان ہوگا، خریدار کا

(۱) انظر للتخریج تحت عنوان: "ایجاب متعدد ہوئے"

نقصان نہیں ہوگا اور مبیع ضائع ہونے سے سابقہ بیع ختم ہوجائے گی۔ (۱)

ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط

ایجاب وقبول صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں:

① جس چیز کا جتنی قیمت کے ساتھ ایجاب ہوا ہے اسی چیز کو ایجاب ختم ہونے سے پہلے اتنی ہی قیمت کے ساتھ قبول کرے۔

② جس مجلس یا جگہ میں ایجاب ہوا ہے اسی مجلس کے ختم ہونے سے پہلے پہلے اسی مجلس میں قبول کرلیا جائے۔ (۲)

---

(۱) البيع النافذ يفيد الحكم في الحال، أي ثبوت الملك في البدلين لكل منهما في بدل....۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۲۷۳) رقم المادة: ۳۷۳، البيوع الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيع، ط: رشيديه)

(لا) يصح اتفاقًا... (بيع منقول) قبل قبضه ولو من بائعه....۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۱۴۷) كتاب البيوع، فصل في التصرف في المبيع والثمن قبل القبض والزيادة والحط فيهما وتأجيل الديون، ط: سعيد)

لا يجوز بيع المنقول قبل القبض، لما روينا، ولقوله عليه السلام: إذا ابتعت طعامًا فلا تبعه حتى تستوفيه۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۳۳۷) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

الهندية: (۳/ ۱۳) كتاب البيوع، الباب الثاني، الفصل الثالث: في معرفة المبيع والثمن والتصرف فيهما قبل القبض، ط: رشيديه۔

ومن اشترى جارية بيعا فاسدًا وتقابضا، فباع وربح فيها، تصدق بالربح....۔ (فتح القدير: (۶/ ۴۳۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في أحكامه، ط: رشيديه)

فلو تصرف فيه البائع قبل قبضه... وأما تصرفه بلا أمر المشترى كما لو رهن المبيع قبل قبضه أو آجره أو أودعه فمات المبيع، انفسخ بيعه، ولا تضمين....۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۱۷۶) تحت المادة: ۲۵۳، البيوع، الباب الرابع، الفصل الأول: في بيان حق تصرف البائع بالثمن والمشترى بالمبيع بعد العقد وقبل القبض، ط: رشيديه)

(۲) إذا أوجب أحد العاقدين ببيع شيء يلزم لصحة العقد قبول العاقد الآخر أي في المجلس؛ لأن خيار القبول مقيد به... على الوجه المطابق للإيجاب بأن يقبل كل المبيع بكل الثمن....۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۳) رقم المادة: ۱۷۷، البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۲۶) رقم المادة: ۱۷۷، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۴/ ۵۲۵، ۵۲۶) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

ایجاب وقبول قاصد کے ذریعے

''تحریری پیغام سے ایجاب وقبول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۲) ۳٦٧

ایجاب وقبول کا طریقہ

☆...... بیع کی پہلی قسم جو معروف اور مشہور ہے وہ یہی ہے کہ بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) میں سے ایک کی طرف سے ایجاب ہو اور دوسرے کی طرف سے قبول ہو، اور الفاظ ایسے ہوں جو پختہ طور پر بیع پر دلالت کریں، مثلاً: بائع نے کہا: ''میں نے بیچ دیا'' اور مشتری نے کہا: ''میں نے خرید لیا'' یا بائع نے مشتری سے کہا: ''میں نے آپ کو اتنی قیمت پر اس چیز کا مالک بنادیا'' تو مشتری نے کہا: ''میں نے لے لیا''، یا ''قبول کرلیا'' وغیرہ، تو ان الفاظ سے ایجاب وقبول ہوجائے گا اور بیع منعقد ہوجائے گی۔

☆...... صرف وعدہ کے الفاظ سے بیع منعقد نہیں ہوتی، مثلاً: بائع مشتری سے یہ کہے کہ: ''میں فروخت کروں گا'' اور مشتری کہے: ''میں خریدوں گا'' وغیرہ، تو بیع منعقد نہیں ہوگی۔

☆...... اسی طرح صرف سوال وجواب سے بھی بیع منعقد نہیں ہوتی، مثلاً: مشتری بائع سے کہے: ''آپ یہ گاڑی فروخت کریں گے''؟ بائع جواب میں کہے: ''ہاں ارادہ ہے''، اس سے بھی بیع منعقد نہیں ہوگی۔ (۱)

---

(۱) (البيع ينعقد بالإيجاب والقبول إذا كان بلفظي الماضي) مثل أن يقول أحدهما بعت والآخر اشتريت، ... ولا ينعقد بلفظين أحدهما لفظ المستقبل والآخر لفظ الماضي ... وقوله رضيت بكذا أو أعطيتك بكذا أو خذه بكذا في معنى قوله بعت واشتريت؛ لأنه يؤدي معناه، والمعنى هو المعتبر في هذه العقود، ولهذا ينعقد بالتعاطي ... قوله: ولا ينعقد بلفظين أحدهما الماضي والآخر بلفظ المستقبل) وإنما لا ينعقد بذلك؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم استعمل فيه لفظ الماضي الذي يدل على تحقق وجوده لكان الانعقاد مقتصرا عليه، ولأن لفظ المستقبل إن كان من جانب البائع كان عدة لا بيعا =

ایجاب وقبول کی قسمیں

ایجاب وقبول کی دو قسمیں ہیں:

❶ بات چیت یا تحریر کے ذریعے ایجاب وقبول کرنا۔

❷ عمل یا اشارے سے ایجاب وقبول کرنا۔ (۱)

ایجاب وقبول کی مجلس ایک ہو

ایجاب وقبول کی مجلس کا ایک ہونا ضروری ہے، ورنہ عقد منعقد نہیں ہوگا، مثلاً: ایجاب ایک مجلس میں ہوا اور قبول دوسری مجلس میں، تو اس سے عقد بیع منعقد نہیں ہوگا، البتہ اس کے قبول کو نیا ایجاب سمجھا جائے گا، اگر دوسری طرف سے اسی مجلس میں قبول پایا جائے گا تو بیع منعقد ہوجائے گی۔ (۲)

=وإن كان من جانب المشتري كان مساومة۔ (عناية مع فتح القدير: (۲۳۰/٦، ۲۳۲) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۴۴۳/۵، ۴۴۲) كتاب البيع، ط: رشيديه۔

شرح المجلة للأتاسي: (۳۱/۲، ۳۰) رقم المادة: ۱٦۹، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه۔

(۱) كما يكون الإيجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضا... ينعقد البيع بالإشارة المعروفة للأخرس أي بحاجب ويد وغير ذلك... حيث أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين فينعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي.... (شرح المجلة للأتاسي: (۳۴/۲، ۳۵، ۳٦) المادة: ۱۷۳-۱۷۵) البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (٦۴/۱) المادة: ۱۷۳-۱۷۵) أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۵۱۰/۴-۵۱۳) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) (وإذا أوجب واحد قبل الآخر) بائعا كان أو مشتريا (في المجلس)؛ لأن خيار القبول مقيد به (كل المبيع بكل الثمن أو ترك) لئلا يلزم تفريق الصفقة (إلا إذا أعاد الإيجاب والقبول أو رضي الآخر... (قوله: إلا إذا أعاد الإيجاب والقبول كأن قال اشتريت نصف هذا المكيل وقبل الآخر فيكون بيعا مستأنفا لوجود ركنه وبطل الأول۔ (الدر مع الرد: (۵۲٦/۴، ۵۲۷) كتاب البيوع، ط: سعيد)=

ایجاب وقبول کے لیے حاضرین کی مجلس

''حاضرین کی مجلس عقد'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۳)

ایجاب وقبول کا مضمون

ایجاب وقبول میں سے ہر ایک عاقدین کی مراد پر واضح طور پر دلالت کرے، اگر جانبین میں رابطہ کا ذریعہ سماعی آلہ ہے، جیسے: ٹیلی فون وغیرہ تو سننے کے ذریعے حاصل ہوگا یا پیغام کا آلہ تحریری شکل میں ہے جیسے: برقی جال (انٹرنیٹ) وغیرہ تو ایجاب وقبول پڑھنے کے ذریعے حاصل ہوگا اور یہاں معنی پر دلالت کرنے کے لیے کوئی خاص متعین الفاظ ضروری نہیں ہیں، کیوں کہ معاملات میں معنی اور مقصود کا اعتبار ہوتا ہے الفاظ کا نہیں۔ (۱)

= وأما الذي يرجع إلى مكان العقد فواحد وهو اتحاد المجلس بأن كان الإيجاب والقبول في مجلس واحد، فإن اختلف المجلس لاينعقد حتى لو أوجب أحدهما البيع فقام الآخر عن المجلس قبل القبول أو اشتغل بعمل آخر يوجب اختلاف المجلس ثم قبل لاينعقد۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى مكان العقد، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۴۳/۲) المادة: ۱۷۷، البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، و: (۵۶/۲) المادة: ۱۸۳، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۲۹/۱) المادة: ۱۸۳، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۱) (البيع ينعقد بالإيجاب والقبول إذا كان بلفظي الماضي) مثل أن يقول أحدهما بعت والآخر اشتريت،... ولاينعقد بلفظين أحدهما لفظ المستقبل والآخر لفظ الماضي... وقوله رضيت بكذا أو أعطيتك بكذا أو خذه بكذا في معنى قوله بعت واشتريت، لأنه يؤدي معناه، والمعنى هو المعتبر في هذه العقود، ولهذا ينعقد بالتعاطي... (عناية مع فتح القدير: (۲۳۰/۶، ۲۳۲) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۲۳۳/۵، ۲۳۲) كتاب البيع، ط: رشيديه۔

(مجلس البيع هو الإجتماع الواقع لعقد البيع) وهذا الاجتماع لابد من وجوده حقيقة أو حكما حتى ينعقد البيع ولهذا قالوا: لايتوقف شطرا لعقد أي الإيجاب علي قبول غائب فلو قال: بعت فلانا الغائب فبلغه فقبل لم ينعقد البيع اتفاقا... ولكن يتوقف الإيجاب علي قبول الغائب إذا كان بكتابة أو رسالة ويعتبر مجلس بلوغها... فإذا قبل المشتري في مجلس وصول الكتابة أو الرسالة إليه تم البيع =

ایجاب وقبول مستقبل کے الفاظ میں نہ ہوں

(۳۷۰) ایجاب وقبول مستقبل کے الفاظ میں نہ ہوں، بلکہ ماضی یا حال کے الفاظ ہوں ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی، مثلاً: کسی نے کہا: ''یہ چیز ایک سو روپے میں دے دو''، دوسرے نے کہا کہ: ''میں نے دے دی'' اس سے بیع نہیں ہوگی، البتہ اس کے بعد اگر خریدنے والے نے پھر کہہ دیا کہ: ''میں نے لے لی'' تو سودا ہوگیا۔(۱)

= بينهما لوجود مجلس البيع حكمًا إذ تعتبر قراءة المشتري الرسالة أو استماعه كلام الرسول بمنزلة الإيجاب من الكاتب أو المرسل، فإذا قبل في ذلك المجلس فقد صدر الإيجاب والقبول في مجلس واحد۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۹) المادة: ۱۸۱، الكتاب الاول فى البيوع، الباب الاول، الفصل الثالث: فى حق مجلس البيع، ط: مكتبه فاروقيه)

▭ كما يكون الإيجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضًا... ينعقد البيع بالإشارة المعروفة للأخرس أي بحاجب ويد وغير ذلك... حيث أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين فينعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي.... (شرح المجلّة للأتاسي: (۲/ ۳۳، ۳۵، ۳۶) المادة: ۱۷۳ـ۱۷۵) البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

▭ شرح المجلّة لرستم باز: (۱/ ۶۴) المادة: ۱۷۳ـ۱۷۵) أيضًا، ط: فاروقيه كوئته۔

▭ الدر مع الرد: (۴/ ۵۱۰ـ۵۱۳) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۱) ولا ينعقد بلفظين أحدهما الماضي والآخر بلفظ المستقبل۔ (العناية مع الفتح: (۶/ ۲۳۲) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

▭ الإيجاب والقبول يكونان بصيغة الماضي كبعت واشتريت... ينعقد البيع بصيغة المضارع ايضا إذا أريد بها الحال... صيغة الاستقبال التي هي بمعني الوعد المجرد مثل سأبيع وأشتري لا ينعقد بها البيع۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۳) المادة: ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، الكتاب الاول فى البيوع، الباب الاول، الفصل الاول فيما يتعلق بركن البيع، ط: مكتبه فاروقيه)

▭ شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۲۹، ۳۰، ۳۱) المادة: ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ايضًا، ط: رشيديه۔

▭ ولا ينعقد بلفظين أحدهما أمر بل لابد فيه من ثلاثة الفاظ كما إذا قال المشتري للبائع: بع مني هذا بكذا، وقال البائع: بعت، فما لم يقل المشتري ثانيا اشتريت لا ينعقد البيع۔ (المجالس الابرار: (ص: ۵۷۲) المجلس الثانى والسبعون فى بيان تحريض التاجر على ملازمة الصدق والامانة فى جميع أقواله وأفعاله، ط: سهيل اكيڈمى)

ایجاب وقبول میں فاصلہ نہ ہو

(۳۷۱) ایجاب وقبول کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو، مثلاً: ایجاب کے بعد قبول کرنے سے پہلے ایسی کوئی غیر متعلق بات چیت یا طویل خاموشی نہ ہو جس سے قبول کرنے سے اعراض کرنا معلوم ہو، کیوں کہ درمیان میں اس قسم کا فاصلہ آنے سے واضح ہوتا ہے کہ دونوں کے ارادوں میں باہمی موافقت نہیں ہے، مثلاً: خریدار کا دوسرے سودے کے بارے میں بات چیت کرنا یا ایجاب سے اعراض کرنے کے مترادف ہے۔ (۱)

---

(۱) لو صدر من أحد العاقدين بعد الإيجاب و قبل القبول قول أو فعل يدل على إعراض بطل الإيجاب، ولا عبرة بالقبول الواقع بعد ذلك مثلًا: لو قال أحد المتبايعين: بعت و اشتريت واشتغل الآخر قبل القبول بأمر آخر أو بكلام أجنبي لاتعلق له بعقد البيع بطل الإيجاب و لا عبرة بالقبول الواقع بعده ولو قبل انفضاض المجلس۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۹) المادة: ۱۸۳، الكتاب الاول في البيوع، الباب الاول، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: مكتبه فاروقيه)

وأما شروط الصيغة فهي ثلاثة عشر... ألا يطول الفصل بين لفظي الإيجاب والقبول، ولو بكتابة أو إشارة أخرس بسكوت طويل، والفاصل الطويل هو ما أشعر بإعراضه عن القبول۔ أما الفصل اليسير بالسكوت فلا يضر، لعدم إشعاره بالإعراض عن القبول۔ (الفقه الاسلامي وادلته: (۵/ ۳۳۵۸، ۳۳۵۹) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الاول، عقد البيع، المبحث الثاني: شروط البيع، ط: رشيديه)

وأما الذي يرجع إلى مكان العقد فواحد وهو اتحاد المجلس بأن كان الإيجاب والقبول في مجلس واحد، فإن اختلف المجلس لاينعقد حتى لو أوجب أحدهما البيع فقام الآخر عن المجلس قبل القبول أو اشتغل بعمل آخر يوجب اختلاف المجلس ثم قبل لاينعقد ۔ (بدائع الصنائع : (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى مكان العقد، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۳۳/۲) المادة: ۱۷۷، البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، و: (۵۶/۲) المادة: ۱۸۳، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: رشيديه۔

ایجاب وقبول میں مطابقت ضروری ہے

''قبول، ایجاب کے مطابق ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایجاب وقبول میں موافقت ضروری ہے

ایجاب وقبول میں موافقت ضروری ہے کیوں کہ دو آدمیوں کے ارادوں کا ایک دوسرے کے ساتھ موافق ہونے کا نام عقد ہے، اس لیے عقد کرنے والوں میں سے ہر ایک کے ارادے کا دوسرے کے ارادے کے ساتھ موافق ہونا ضروری ہے تا کہ سودے اور اس کی قیمت میں مکمل مطابقت ہو جائے، لہٰذا اگر بائع دس ہزار روپے قیمت لینا چاہتا ہے اور خریدار نے اس سے کم قیمت پر عقد قبول کیا تو یہ عقد منعقد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ قبول ایجاب کے موافق نہیں۔ (۱)

ایجاب وقبول ویب سائٹوں کے ذریعے

''ویب سائٹوں کے ذریعے ایجاب وقبول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایجنٹ

موجودہ دور میں وکیل کو ''ایجنٹ'' کہتے ہیں۔

ایجنٹ کا سرٹیفکیٹ جاری کرنا

عام طور پر دوسرے ممالک میں جو خرید وفروخت ہوتی ہے اس کے ایجنٹ

---

(۱) إذا أوجب أحد العاقدين ببيع شيء يلزم لصحة العقد قبول العاقد الآخر أي في المجلس؛... على الوجه المطابق للإيجاب بأن يقبل كل المبيع بكل الثمن.... (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳/۲) رقم المادة: ۱۷۷، البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲٦) رقم المادة: ۱۷۷؛ أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

الدر مع الرد: (۵۲۵/۴، ۵۲٦) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

یہاں ہوتے ہیں، ان کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ مال کی نگرانی کرتے ہیں اور یہ دیکھتے ہیں کہ ''ایکسپورٹر'' کا مال تیاری کے کس مرحلے میں ہے اور جب مال تیار ہوجاتا ہے تو یہ ایجنٹ ایک آئی، سی (سرٹیفکیٹ) جاری کردیتے ہیں کہ اب یہ مال بالکل درست ہے۔ آپ اس کو ایکسپورٹ کردیں، چناں چہ ایکسپورٹر مال امپورٹر کو روانہ کردیتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا امپورٹر کے ایجنٹ کے سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے ''رسک'' (ضمان) امپورٹر کی طرف منتقل ہوجائے گا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس ایجنٹ کو ڈلیوری لینے کا بھی اختیار ہوتا ہے تب تو ''رسک'' منتقل ہوجائے گا، اور اگر وہ ایجنٹ صرف مال چیک کرتا ہے، مال پر نہ تو قبضہ کرتا ہے نہ مال خود روانہ کرتا ہے اور نہ اس کو ڈلیوری لینے کا اختیار ہے تو ان صورتوں میں صرف سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے رسک منتقل نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) (وكيل الخصومة والتقاضي) أي أخذ الدين (لايملك القبض) عند زفر وبه يفتى لفساد الزمان... (ولايملكهما) أي الخصومة والقبض (وكيل الملازمة كما لايملك الخصومة وكيل الصلح.... (الدر مع الرد: (۵/۵۲۹، ۵۳۰) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ط: سعيد)

أما إذا سلم البائع المبيع إلى شخص أمر المشتري بتسليمه إليه فقد حصل القبض كما لو سلم البائع المبيع إلى المشتري نفسه۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۲۳۹) شرح المادة: ۲۶۲، كتاب البيوع، حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب)

إذا قال المشتري للبائع ابعث إلى ابني واستأجر البائع رجلا يحمله إلى ابنه فهذا ليس بقبض والأجر على البائع إلا أن يقول استأجر علي من يحمله فقبض الأجير يكون قبض المشتري إن صدقه أنه استأجر ودفع إليه۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۹) كتاب البيوع، الباب الرابع، الفصل الثاني في تسليم المبيع وفيما يكون قبضا وفيما لا يكون قبضا، ط: رشيديه)

إذا تلف كل المبيع أو بعضه في يد المشتري أو وكيله بفعل نفسه أو تعدى المشتري أو غيره... وكذلك إذا اشترى شخص من آخر مالا فأرسل رسولا لقبضه من البائع فقبضه الرسول وتلف في يده فالخسارة على المشتري لأن الرسول قبض بأمره۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۲۷۸) شرح المادة: ۲۹۳، كتاب البيوع، تلف كل المبيع قبل القبض يكون على ستة صور، ط: دار عالم الكتب)

ایجنسی والوں کے لیے مقررہ نرخوں سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا

(۳۷۴)

''ڈیلر کے لیے مقررہ نرخوں سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۰۹/۳)

ایڈریس معلوم نہ ہو قرض دینے والوں کا

اگر اتفاق سے قرض لینے والے کو قرض دینے والوں کا ایڈریس معلوم نہ ہو، تو ان کے رقم کو ان کی طرف سے نیت کر کے فقراء میں صدقہ کر دیں، جب وہ آئیں یا ان کے پتے مل جائیں تو ان کو صدقہ کے بارے میں بتا دیں، اگر وہ صدقہ پر راضی ہیں، تو انہیں اس کا اجر مل جائے گا، اور قرضدار پر رقم دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، لیکن اگر وہ صدقہ کرنے پر راضی نہیں تو ان کی رقم ادا کر دیں، اس صورت میں قرضدار کو صدقہ کا اجر مل جائے گا۔[1]

ایڈوانس بکنگ

کسی چیز کی فیکٹری یا کارخانہ کو نمونہ دکھا کر کوئی چیز آرڈر پر بنوانا اور مکمل قیمت یا کچھ ایڈوانس کے طور پر پہلے ادا کر دینا جائز ہے کیوں کہ یہ بیع استصناع ہے

---

(۱) علیه دیون و مظالم جهل أربابها وأيس) من عليه ذلك (من معرفتهم فعليه التصدق بقدرها من ماله وإن استغرقت جميع ماله)۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۸۳/۴) كتاب اللقطة، ط: سعيد)

(فإن جاء مالكها) بعد التصدق (خير بين إجازة فعله ولو بعد هلاكها) وله ثوابها (أو تضمينه)۔ قال ابن عابدين: (قوله: أو تضمينه) فيملكها الملتقط من وقت الأخذ ويكون الثواب له، خانية۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۲۸۰/۴) كتاب اللقطة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۵۴/۵) كتاب اللقطة، ط: سعيد۔

اور بیع استصناع جائز ہے۔ (۱)

ایڈوانس رقم دے کر رعایت کے ساتھ اشیاء خریدنا

موجودہ دور میں مختلف دوا ساز کمپنیاں ہیں جو مختلف قسم کی ادویات کا کاروبار کرتی ہیں، ان کے کاروبار کا طریقہ یہ ہے کہ کمپنی خریدار سے رقم ایڈوانس لے لیتی ہے، پھر پانچ چھ ماہ بعد مقررہ مدت پر خریدار کو دوا دیتی ہے اور ایڈوانس رقم دے کر دوا خریدنے والے خریدار کو عام خریداروں کی بہ نسبت زیادہ رعایت دیتی ہے تو اس طرح ایڈوانس رقم دے کر رعایت کے ساتھ دوا وغیرہ خریدنا جائز ہے اور اس میں عام خریداروں کے مقابلے میں جو رعایت پہلے بکنگ کرانے والے کو ملتی ہے اس کی دو حیثیتیں ہیں:

❶ ایک حیثیت سے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ خریدار نے چوں کہ کمپنی کو رقم قرض دی ہے، اس لیے کمپنی قرض کے مقابلے میں رعایت دے رہی ہے، اس اعتبار سے رعایت شرعاً ناجائز ہونی چاہیے؛ کیوں کہ قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) كل شيئ تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الإطلاق ... يلزم في الاستصناع وصف المصنوع و تعريفه على الوجه الموافق المطلوب... لايلزم في الاستصناع دفع الثمن حالاً أي وقت العقد۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۷۵، ۱۷۶) المادة: ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، الكتاب الأول: البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: فاروقيه)

شرح المجلة للأتاسي: (۲/۴۰۳) المادة: ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۰۱، أيضا، ط: رشيديه۔

وعلى كل فكما يكون الاستصناع صحيحا بالتعجيل يكون صحيحا بتأجيل بعض الثمن أو كله۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۴۲۳) المادة: ۳۹۱، أيضا، ط: دار الجيل)

(۲) عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲) كتاب الحوالة، باب كل قرض جز منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

مرقاة المفاتيح: (۶/۵۸) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: رشيديه۔

وأما الذي يرجع إلى نفس القرض فهو أن لايكون فيه جر منفعة فإن كان لم يجز كأن ... =

لیکن دوسری حیثیت یہ ہے کہ یہ رعایت قرض کی وجہ سے نہیں، بلکہ خریدار کے مستقل گاہک ہونے کی وجہ سے رعایت ہے اور تاجروں کی یہ عادت ہے کہ اپنے مستقل گاہکوں کو رعایت دیا کرتے ہیں، اس لیے کمپنی یہ رعایت دے رہی ہے اور ایڈوانس رقم کا مطالبہ یہ اطمینان حاصل کرنے کے لیے ہے کہ یہ شخص واقعتاً مقررہ مدت پر دوائی ضرور خریدے گا، اس اعتبار سے یہ رعایت شرعاً جائز ہے، تاجروں کا عرف اور علماءِ عصر کا تعامل بھی اس کی تائید کرتا ہے۔[1]

واضح رہے کہ یہ حکم تمام کمپنیوں کے لیے عام ہے دواساز کمپنی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔

ایڈورٹائزنگ

☆......ایڈورٹائزنگ (تشہیر) سے مراد ہوتا ہے اپنی مصنوعات یا خدمات کو شہرت دینا، ان کی فروخت میں اضافہ کرنا، لوگوں کو اپنی مصنوعات کی طرف متوجہ

=... أقرضه وشرط شرطًا له فيه منفعة۔ (بدائع الصنائع: (۳۹۵/۷) كتاب القرض، فصل: وأما الشرائط فأنواع، ط: سعيد)

▭ وفي الأشباه كل قرض جر نفعًا فهو حرام۔ (الدر مع الرد: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب كل قرض جر نفعًا حرام، ط: سعيد۔

(۱) ولو أعطاه درهمًا وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الابتداء اشتريت منك يجوز وهذا حلال وإن كانت نيته وقت الدفع الشراء؛ لأنه بمجرد النية لا ينعقد البيع وإنما ينعقد البيع الآن بالتعاطي والآن المبيع معلوم فينعقد البيع صحيحًا قلت ووجهه أن ثمن الخبز معلوم فإذا انعقد بيعًا بالتعاطي وقت الأخذ مع دفع الثمن قبله۔ (شامي: (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ط: سعيد)

▭ الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما۔ (الفتاوى الهندية: (۱۷۱/۳) كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن، ط: رشيديه)

▭ ويجوز للبائع أن يزيد للمشتري في المبيع ويجوز أن يحط عن الثمن ويتعلق الاستحقاق بجميع ذلك۔ وفي حاشيته: لأن الزيادة لما التحقت بأصل العقد صارت كالموجود عند العقد۔ (الهداية: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رحمانية)

کرنا، ان کے ذہنوں میں اپنے مارکہ کے بارے میں مثبت رائے کو فروغ دینا، لوگوں کو اپنا مارکہ خریدنے پر آمادہ کرنا وغیرہ، اور یہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے کرنا جائز ہے۔

☆...... "ایڈورٹائزنگ" کے بنیادی طور پر دو طریقے ہیں:

❶ اعلانات۔ ❷ تجارتی ترغیبات۔

ائیر پورٹ پر رضامندی سے چھوڑا ہوا مال

"رضامندی سے پورٹ وغیرہ میں چھوڑا ہوا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔

الف، او، بی (F.O.B)

سامان کی "شپمنٹ" (سامان کو بحری جہاز کے ذریعے امپورٹر کی طرف منتقل کرنے) کا ایک طریقہ الف، او، بی (فریٹ اون بورڈ) ہے، یعنی مال بھیجنے والا ایکسپورٹر بحری جہاز پر مال رکھنے تک مال برداری اور نقل وحمل کے اخراجات برداشت کرے گا۔

اس صورت میں ایکسپورٹر کی صرف یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ سامان جہاز پر روانہ کردے، آگے اس کا کرایہ اور دوسرے مصارف خود امپورٹر ادا کرتا ہے، اس صورت میں شپنگ کمپنی امپورٹر کی ایجنٹ ہوتی ہے، لہٰذا جس وقت شپنگ کمپنی سامان پر قبضہ کرلے گی تو اس کا قبضہ امپورٹر کا قبضہ سمجھا جائے گا اور اس سامان کا رسک (ضمان) اسی وقت امپورٹر (خریدار) کی طرف منتقل ہوجائے گا۔[1]

(۱) إذا تلف كل المبيع أو بعضه في يد المشتري أو وكيله بفعل نفسه أو تعدى المشتري أو غيره... وكذلك إذا اشترى شخص من آخر مالا فأرسل رسولاً لقبضه من البائع فقبضه الرسول وتلف في يده فالخسارة على المشتري.... (درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۲۷۸/۱) المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاک المبيع، ط: دار عالم الكتب سلطانيه كوئٹه)=

ایک آدمی بائع اور مشتری دونوں کا وکیل نہیں بن سکتا

۳۷۸ ایک ہی آدمی ایک ہی وقت میں ایک ہی چیز کے بارے میں بائع (فروخت کنندہ) اور مشتری (خریدار) دونوں کا وکیل نہیں بن سکتا۔ (۱)

ایک بھائی کی زمین دوسرے نے اجازت کے بغیر فروخت کردی

اگر ایک بھائی نے دوسرے بھائی کی زمین اس کی اجازت کے بغیر فروخت کردی تو یہ بیع صحیح نہیں ہے، دوسرا بھائی جب بھی چاہے اپنی زمین کا مطالبہ کرسکتا ہے، اس کا دعوی صحیح ہوگا۔ (۲)

ایک بیع میں دو سودے

"دو سودے ایک بیع میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۱/۳)

= أما إذا سلم البائع المبيع إلى شخص أمر المشتري بتسليمه إليه فقد حصل القبض كما لو سلم البائع إلى المشتري نفسه .... (درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۲۴۹/۱) تحت المادة، ۲۶۲، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم، وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب سلطانيه كوئٹه)

الدر مع الرد: (۱۳/۶) كتاب الإجارة، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱۳۶/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) تخریج کے لیے "بائع کا وکیل اپنے لیے خرید نہیں سکتا" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) إذا كان البيع غير لازم كان حق الفسخ لمن له الخيار، البيع الموقوف يفيد الحكم عند الإجازة، وأما قبل الإجازة فلا يفيد ... بيع الفضولي إذا أجاز صاحب المال أو وكيله أو وصيه أو وليه نفذ البيع، وإلا انفسخ ....(شرح المجلة للأتاسي: (۳۷۳/۲، ۳۷۷) المادة: ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۸/۱، ۱۶۹) المادة: ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۱۰۶/۵، ۱۱۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في الفضولي، ومطلب: البيع الموقوف نيف وثلاثون، ط: سعيد۔

ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری میں تلافی کرنا

بعض وقت خریدار کو ایک سے زائد چیزیں خریدنی ہوتی ہیں، اور خریدار کبھی ایک چیز کی قیمت بہت ہی زیادہ کم دینا چاہتا ہے، مگر دکاندار اس خیال سے اس پر راضی ہو جاتا ہے کہ دوسری چیز کی قیمت بڑھا کر مذکورہ کی پوری کرلوں گا، شریعت کی رو سے اس طریقہ کار میں کوئی حرج نہیں ہے، بشرطیکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ نہ ہو۔ (۱)

ایک دام

"فکس پرائز شاپ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۵)

ایک دکاندار کی چیز دوسرے دکاندار کا فروخت کرنا

"دوسرے دکاندار سے کوئی چیز لا کر فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایکسائز

"محصول چنگی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۲/۶)

ایکسپورٹ (Export)

بیرون ممالک میں مال بھیجنے کو برآمد کرنا کہتے ہیں اور یہ دین اسلام میں جائز ہے اور یہ متعدد صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

---

(۱) لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره۔ (الهداية: (۳/۴۷۲) كتاب الكراهية، مسائل متفرقة، ط: رحمانية)

الجوهرة النيرة: (۲/۳۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه۔

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائما وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن آخر في حالة أخرى۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/۸، ۹) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچی)

❶ حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے، اپنا اور دوسروں کا مال بہت سے ممالک میں لے جایا کرتے تھے، بڑے دیندار، پرہیزگار اور مستجاب الدعوات تھے۔ (۱)

❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کاروبار حجاز سے نکل کر ایران تک پھیل گیا تھا۔ (۲)

❸ حضرت عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید رضی اللہ عنہما بڑے تاجر تھے ان کی رسائی حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور اس کے وزراء تک تھی۔

ایکسپورٹر اپنا وعدۂ بیع پورا نہ کرے تو؟

مثلاً: ایکسپورٹر نے پندرہ ہزار کاٹن سپلائی کرنے کا وعدہ کرلیا اور قیمت بھی طے ہوگئی، پھر اس نے وعدہ کے مطابق کاٹن سپلائی کرنا شروع کردی یہاں تک کہ دس ہزار بیلیں سپلائی کردیں، اس کے بعد کاٹن کی قیمت میں بہت زیادہ اضافہ ہوگیا، اب ایکسپورٹر نے سوچا کہ اگر میں نے پرانے ریٹ پر مال سپلائی کردیا تو قیمت بڑھنے کی وجہ سے جو منافع ملنا چاہیے وہ نہیں ملے گا، چناں چہ اس نے پانچ ہزار بیلیں روک لیں اور امپورٹر کو سپلائی نہیں کیں اور ایکسپورٹر نے یہ پانچ ہزار بیلیں عام بازار میں فروخت کرکے بہت بڑا نفع حاصل کرلیا، اگر وہ ایکسپورٹ کرتا تو اتنا منافع اس کو نہ ملتا تو اس

(۱) ومنهم أبو معلق الأنصاري كان تاجرا يتجر بمال له ولغيره ويضرب في الآفاق وكان ناسكا ورعا مجاب الدعوة۔ (التراتيب الإدارية: (۳۲/۲) القسم التاسع، الباب الأول في ذكر من كان يتجر في زمن الرسول صلى الله عليه وسلم، ط: دار القلم)

السيرة الحلبية: (۲۳۸/۳) باب سراياه صلى الله عليه وسلم، سرية الرجيع، ط: دار الكتب العلمية۔

الإصابة في تمييز الصحابة: (۱۷۸/۷) باب الكنى، حرم الميم، أبو معلق، ط: دار الكتب العلمية

(۲) (مسند احمد: ۶۲/۱)

صورت میں معاہدے کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے ایکسپورٹر گناہ گار ہوگا۔ (۱)

ایکسپورٹ فنانسنگ

برآمد کرنے والا برآمد کرنے کے لیے بینک سے قرض لیتا ہے، مثلاً: کسی تاجر کے پاس باہر کے کسی ملک سے اشیاء کی خریداری کا آرڈر ہوتا ہے، لیکن وہ اشیاء تیار یا مہیا کرنے کے لیے اسے رقم کی ضرورت ہوتی ہے جو وہ بینک سے قرض لیتا ہے اور قرض لے کر مطلوبہ اشیاء فراہم کر کے برآمد کرتا ہے، اس صورت میں بینک برآمد کرنے والے کو جو قرض دیتا ہے اس کو "ایکسپورٹ فنانسنگ" کہتے ہیں، اس قسم کا سودی قرضہ لینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم وإن صام وصلى، وزعم أنه مسلم، ثم اتفقا: إذا حدّث كذب وإذا وعد أخلف وإذا اؤتمن خان۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۱۷) باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)

الصحيح مسلم: (۳۲۵/۲) كتاب البر والصلة والأدب، باب تحريم الكذب وبيان ما يباح منه، ط: قديمي۔

صحيح البخاري: (۱۰/۱) كتاب الإيمان، باب علامة المنافق، ط: قديمي۔

(۲) (هو) لغة: مطلق الزيادة وشرعا (فضل) ... (خال عن عوض) ... بمعيار شرعي) هو الكيل والوزن... (مشروط) ذلك الفضل (لأحد المتعاقدين) ... (في المعاوضة) ... (وعلته) أي علة تحريم الزيادة (القدر) المعهود بكيل أو وزن (مع الجنس فإن وجدا حرم الفضل) أي الزيادة (والنساء) ....(الدر مع الرد: (۱۶۸/۵، ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

عن علي رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن آكل الربوا وموكله وكاتبه ومانع الصدقة وكان ينهى عن النوح، رواه النسائي۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب قول الله تعالى: {يأيها الذين أمنوا لاتأكلوا الربوا أضعافا مضاعفة} (الآية)، وباب آكل الربوا وشاهده وكاتبه...، ط: قديمي۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الربوا سبعون جزءا أيسرها أن ينكح الرجل أمه۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

ایکسپورٹ کرنے کے لیے سرمایہ کا حصول

''ایکسپورٹ'' کے معاملے میں ایک اہم حصہ ''ڈاکومنٹ کریڈٹ'' کا ہوتا ہے، عام قاعدہ اور ماہرین کا تجربہ یہ ہے کہ ''آدمی چادر دیکھ کر پاؤں پھیلائے'' اور شریعت نے بھی یہی اصول سکھایا ہے، لیکن آج کل عملی طور پر لوگوں نے اس اصول کے برخلاف یہ اصول اپنایا ہوا ہے کہ ''آدمی پاؤں پہلے پھیلائے اور چادر بعد میں تلاش کرے''، چناں چہ ایکسپورٹ کے اندر بھی یہ کیا جاتا ہے کہ آدمی مال بھیجنے کا آرڈر پہلے حاصل کرلیتا ہے جب کہ اس کے پاس نہ مال ہوتا ہے اور نہ ہی مال خریدنے کے لیے پیسے موجود ہوتے ہیں، یہ طریقہ شرعی اور اخلاقی اعتبار سے پسندیدہ نہیں ہے۔ (۱)

اب جب کہ ایکسپورٹر کوئی آرڈر حاصل کرلیتا ہے اور مال خریدنے کے لیے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ کسی بینک یا مالیاتی ادارے سے رجوع کرتا ہے تاکہ وہ سرمایہ کاری کرے اور پیسے فراہم کرے اور اس پیسے سے ایکسپورٹر مال تیار کرکے آرڈر سپلائی کرے، آج کل اس کو ایکسپورٹ فائنانسنگ کہا جاتا ہے۔

پوری دنیا میں اس وقت جو نظام رائج ہے اس کے مطابق ہر بینک اور ہر ادارہ اس کام کے لیے سرمایہ فراہم کردیتا ہے، لیکن اس کی بنیاد ''انٹرسٹ'' (سود) پر ہوتی ہے، اس لیے بینک وغیرہ سے اس طرح سودی قرضہ لینا یا سودی بنیاد پر سرمایہ

---

(۱) عن حكيم بن حزام قال: نهاني رسول الله صلى الله عليه وسلم: أن أبيع ماليس عندي، رواه الترمذي في رواية له، ولأبي داود والنسائي قال: قلت: يا رسول الله! يأتيني الرجل فيريد مني البيع وليس عندي فأبتاع له من السوق قال: لاتبع ماليس عندك. (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ط: قديمي.

سنن أبي داود: (۱۳۹/۲) كتاب الإجارة، باب في الرجل يبيع ماليس عنده، ط: رحمانية.

حاصل کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ سود دینا لینا سب ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

ایکسپورٹ میں انشورنس کرنا

☆......ایکسپورٹ کرتے ہوئے ایک مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ خریدار (امپورٹر) بائع (ایکسپورٹر) سے یہ کہتا ہے کہ آپ پہلے مال کا انشورنس کرانا پھر روانہ کرنا اور انشورنس کرنا شرعی اعتبار سے ناجائز ہے؛ کیوں کہ ہمارے ملک میں انشورنس کی جتنی اسکیمیں رائج ہیں ان سب میں جوا، سود اور قمار کا عنصر پایا جاتا ہے، اس لیے انشورنس کرنا اور کرانا شرعاً جائز نہیں ہے۔(۲)

☆......انشورنس کے بغیر بھی تجارت ہو سکتی ہے، اگر ایکسپورٹ کے معاملے

---

(۱) (هو) لغة: مطلق الزيادة وشرعا (فضل)... (خال عن عوض)... بمعيار شرعي) هو الكيل والوزن... (مشروط) ذلک الفضل (لأحد المتعاقدين)... (في المعاوضة)... (وعلته) أي علة تحريم الزيادة (القدر) المعهود بكيل أو وزن (مع الجنس فإن وجدا حرم الفضل) أي الزيادة (والنساء)...۔(الدر مع الرد: (۵/۱۶۸، ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

عن علي رضي الله عنه: أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن آكل الربوا و موكله و كاتبه ومانع الصدقة وكان ينهى عن النوح، رواه النسائي۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۱/۲۷۹) كتاب البيوع، باب قول الله تعالى: {يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربوا أضعافا مضاعفة} (الآية)، وباب آكل الربوا وشاهده وكاتبه...، ط: قديمي۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الربوا سبعون جزءا أيسرها أن ينكح الرجل أمه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۶) باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

(۲) وسمي القمار قمارا؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامي: (۶/۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

القمار كله من الميسر، وهو السهام التي يجيلونها، فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم، فربما أخفق بعضهم، حتى لا يحظى بشيئ، وينجح البعض فيحظى بالسهم الوافر، وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۲/۴۵۳)، المائدة: ۹۰، باب تحريم الخمر، ط: قديمي)

انظر إلى الحاشية السابقة أيضا۔

کا تعلق ایف ،او، بی یا سی اینڈ ایف کا ہے تو ان دونوں صورتوں میں انشورنس کرنا ایکسپورٹر کی ذمہ داری نہیں ہوتی ، بلکہ مال کو شپنگ کمپنی کے حوالے کرنے کے بعد اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور انشورنس کرنا امپورٹر کی ذمہ داری ہوتی ہے ،لیکن اگر سی ، آئی ، ایف کا معاملہ ہے جس میں انشورنس کرانا ایکسپورٹر کی ذمہ داری ہوتی ہے تو اس صورت میں ''ایکسپورٹر'' کو انشورنس بھی کرانا پڑتا ہے ،لہٰذا جو مسلمان تاجر ایکسپورٹ کریں ان کو چاہیے کہ وہ سی ،آئی ،ایف کا معاملہ نہ کریں ، بلکہ یا تو ایف، او، بی کا معاملہ کریں یا سی اینڈ ایف کا معاملہ کریں تاکہ انشورنس کرانے کی ذمہ داری ان کی نہ رہے۔

ایکسرے

ڈاکٹر مریض کو ایکسرے یا ٹیسٹ لکھ کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ : یہ فلاں لیبارٹری سے کرواؤ۔ واضح رہے کہ ڈاکٹر کا اس لیبارٹری سے معاہدہ ہوتا ہے کہ وہ ایکسرے یا ٹیسٹ کے لیے مریض بھیجنے پر اتنی دلالی لے گا، یہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ مریض کو ڈاکٹر کا بروکر کے طور پر کام کرنا معلوم نہیں۔

نیز یہ کہ ڈاکٹر صرف مشورہ یا مشورہ اور دوا دونوں کی فیس مریض سے وصول کرتا ہے، اس کی وجہ سے لیبارٹری سے متعلق مشورہ بھی اس کے فرائض میں داخل ہو جاتا ہے۔

مزید یہ کہ جب بیچ کے آدمی کا بروکر اور دلال ہونا معلوم نہ ہو تو آدمی اس سے ہمدردی کی بنیاد پر تعاون طلب کرتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کی بے لوث رہنمائی کرے گا جب کہ بروکر/دلال اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتا ہے اور اس کے کام میں بے لوث راہنمائی نہیں ہوتی، اس طرح سے راہنمائی لینے والے فریق کو دھوکہ

ہوتا ہے اور یہ درست نہیں ہے۔[۱]

ایک شخص بائع اور خریدار دونوں نہیں ہوسکتا

ایک ہی شخص بیک وقت ایک ہی چیز کا خریدار اور بائع نہیں ہوسکتا، اس لیے ایک ہی چیز کے بارے میں ایک ہی وقت میں بائع اور خریدار الگ الگ شخص ہونا ضروری ہے، ہاں اگر چیز الگ الگ ہے تو ایک ہی آدمی ایک ہی وقت میں ایک چیز کا بائع اور دوسری چیز کا خریدار ہوسکتا ہے۔[۲]

ایک شریک پیسہ ادا کرنے سے پہلے غائب ہوگیا

"دو آدمیوں نے ایک چیز ادھار خریدی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ایک شریک پر تاوان ڈالنے کا حکم

"نقصان کا تاوان تمام شرکاء پر ہوتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۱/۶)

---

(۱) [يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ...] (المائدة: ۱)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المستشار مؤتمن۔ (سنن أبي داود: (۳۵۸/۲) كتاب الأدب، باب في المشورة، ط: رحمانيه)

من غش فليس مني۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع م، باب المنهي عنها من البيوع، ط: قديمى)

حدثنا عفان... قال سمعت جرير بن عبد الله... وقال: أما بعد، فإني أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت: أبايعك على الإسلام، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم، واشترط علي: والنصح لكل مسلم "فبايعته على هذا...۔ (مسند أحمد: (۳۸۹/۳۱، ۳۹۰) رقم الحديث: ۱۹۱۵۲، من حديث جرير بن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مؤسسة الرسالة)

(۲) إذا اشترى الوكيل بالبيع مال موكله لنفسه، لا يصح وإن أطلق له الموكل بقوله: بع ممن شئت، لأنه يصير حينئذ متوليا طرفي العقد، وهو لا يجوز۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۹۳۰/۲، ۹۳۱) المادة: ۱۴۹۶، الكتاب الحادي عشر: في الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثالث: في الوكالة بالبيع، ط: فاروقيه كوئٹه)

الهندية: (۵۸۹/۳) كتاب الوكالة، الباب الثالث في الوكالة بالبيع، ط: رشيديه۔

الدر مع الرد: (۵۲۱/۵) كتاب الوكالة، فصل: لا يعقد وكيل البيع والشراء، ط: سعيد۔

ایک شریک کا دوسرے شریک کے حصہ کو فروخت کرنا

ہر شریک کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا حق ہوتا ہے، دوسرے شریک کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر فروخت کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ اگر کسی شریک نے دوسرے شریک کا حصہ اس کی اجازت کے بغیر فروخت کر دیا، تو یہ سودا شریک کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر وہ اجازت دے دے گا تو یہ سودا نافذ ہو جائے گا، ورنہ نافذ نہیں ہوگا اور سودا باطل ہو جائے گا۔[1]

ایک مشتری کو مبیع دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا

"مبیع ایک مشتری کو دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۰/۲)

ایک معاملہ پر دوسرا معاملہ کو جمع کرنا

"بیع پر بیع کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۳/۲)

---

(۱) كل من الشركاء في شركة الملك أجنبي في حصة الآخر ولا يعتبر أحدهم وكيلاً عن الآخر۔ فلذلك لايجوز تصرف أحدهما في حصة الآخر بدون إذنه ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۰۱/۱) رقم المادة: ۱۰۷۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

وكل منهما أجنبي في نصيب الآخر، حتى لايجوز له التصرف فيه إلا بإذن الآخر كغير الشريك، لعدم تضمنها الوكالة۔ (مجمع الأنهر: (۵۴۳/۲) كتاب الشركة، ط: مكتبة غفارية كوئٹه)

الفتاوى التاتارخانية: (۴۲۱/۵) كتاب الشركة، الفصل الأول، ط: إدارة القرآن۔

لو باع أحد صاحبي الدار المشتركة حصته وحصة شريكه بدون إذنه لآخر فيكون البيع المذكور فضولاً في حصة الشريك (البهجة) وللشريك المذكور إن شاء فسخ البيع في حصته وإن شاء أجاز البيع إذا وجدت شرائط الإجازة۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۴۹/۳) تحت رقم المادة: ۱۰۷۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: دار الجيل)

ایک نمبر کا مال چاہیے

٣٨٧ ایک گاہک دکان دار سے کہتا ہے کہ: ''مجھے فلاں ملک کا ایک نمبر مال چاہیے، اگر آپ کے پاس موجود ہے تو قیمت متعین کر کے دے دیں''، دکان دار کہتا ہے میرے پاس موجود ہے اس کی قیمت زیادہ ہے، مثلاً: ایک نمبر کا مال سو روپے ڈبہ ہے جب کہ دوسرے نمبر کا مال اسی روپے فی ڈبہ ہے، خریدار کہتا ہے: میں اس شرط پر خریدتا ہوں کہ مال فلاں ملک کا ہے اور ایک نمبر کا ہے۔

دکان دار نے اس کا اقرار کر کے مال فروخت کر دیا، لیکن اس میں غلط بیانی سے کام لیا، مال اصل میں گاہک کی شرط کے مطابق باہر ملک کا نہ تھا، بلکہ اپنے ملک کا تھا، اس نے ''مارکہ'' دوسرے ملک کا لگا دیا یا مال دوسرے ملک کا تھا، لیکن ایک نمبر نہ تھا بلکہ دو نمبر تھا تو اس غلط بیانی کی وجہ سے یہ خرید و فروخت ناجائز ہوگئی ہے؛ کیوں کہ اس نے ایک نمبر کا مال ظاہر کر کے دو نمبر مال فروخت کیا ہے جو کہ غلط تھا اور اس نے باہر ملک کا مال ظاہر کر کے اندرون ملک کا مال فروخت کیا ہے جو کہ جھوٹ تھا، لہٰذا ایک نمبر مال اور دو نمبر مال کی قیمت میں جو فرق تھا اس فرق کا لینا دکان دار کے لیے ناجائز اور حرام ہے۔ اس طرح اندرون ملک اور بیرون ملک کے مال کے درمیان جو فرق ہے اس میں غلط بیانی کر کے اس نے جو زیادہ پیسے وصول کیے ہیں تو یہ زیادہ پیسے اس کے لیے حلال نہیں ہیں۔ (۱)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: "يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: إمداديه ملتان۔

ایک نمبر کہہ کر دو نمبر چیز دینا

''اصلی کہہ کر جعلی چیز دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۶/۱)

ایک وارث نے دوسرے وارث کا حصہ فروخت کر دیا

ہر وارث کو اپنے اپنے حصے میں تصرف کرنے کا حق ہوتا ہے، دوسرے وارث کے حصے میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنے کا حق حاصل نہیں ہوتا۔

مثلاً: ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس نے ترکہ میں ایک مکان چھوڑا اور اس کے پانچ وارث: بیوہ، والدہ اور تین لڑکے ہیں، تو یہ پانچوں وارث اس مکان کے مالک ہیں، اب اگر ایک وارث نے دوسرے وارثوں کی اجازت کے بغیر پورا مکان فروخت کر دیا تو پورے مکان کی بیع صحیح نہیں ہوگی، جتنا حصہ فروخت کرنے والے وارث کا حصہ ہے اتنے حصے میں بیع صحیح ہوگی، باقی وارثوں کے حصوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر یہ لوگ اس بیع کی اجازت دیں گے تو بیع صحیح ہوگی ورنہ باقی وارثوں کے لیے اپنا اپنا حصہ مشتری سے واپس لینے کا حق ہوگا۔[1]

---

(۱) ومن باع ملک غيره بغير أمره، فالمالک بالخيار، إن شاء أجاز البيع وإن شاء فسخ۔ (الهداية: (۸۸/۳) كتاب البيوع، باب الإستحقاق، ط: شركة علمية ملتان)

بيع الفضولي إذا أجاز صاحب المال أو وكيله أو وصيه نفذ وإلا انفسخ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۱۲/۱) [المادة: ۳۷۸] البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: مكتبه حنفيه كوئٹه)

البحر الرائق: (۲۳۵/۶) كتاب البيع، باب الإستحقاق، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه۔

لايجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته۔ (شامي: (۲۰۰/۶) كتاب الغصب، ط: سعيد)

لأحد الشريكين إن شاء بيع حصته إلى شريكه إن شاء باعها لآخر بدون إذن شريكه۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۸۳/۱) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملک وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للأتاسي: (۲۸/۳) أيضا، ط: رشيديه۔

ایک ہی چیز دو آدمیوں کو بیچ دی

اگر ایک آدمی نے ایک ہی چیز دو آدمیوں کو بیچ دی تو پہلی بیع صحیح ہوگی اور (۳۸۹)
دوسری بیع صحیح نہیں ہوگی، لہٰذا وہ چیز پہلے آدمی کو ملے گی، دوسرے آدمی کو نہیں ملے گی، اور دوسرا آدمی بائع سے اپنی رقم واپس لے لے گا۔ (۱)

ایک ہی مال کو مختلف قیمتوں میں بیچنا

''مختلف قیمتوں میں ایک ہی مال کو بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۶/۶)

ایگریمنٹ

☆ ایگریمنٹ (معاہدہ) تحریری ہونا چاہیے، جس میں تمام حقوق، ذمہ داری اور شرائط وغیرہ کی مکمل وضاحت ہو، اور معاہدہ میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہ ہو تاکہ آگے چل کر جھگڑا اور فساد کی گنجائش نہ ہو۔

☆ معاہدہ معتبر گواہوں کی موجودگی میں ہو تو بہتر ہے۔ (۲)

---

(۱) عن سمرة بن جندب، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أيما امرأة زوجها وليان فهي للأول منهما، ومن باع بيعا من رجلين فهو للأول منهما۔ (الترمذی: (۲۱۱/۱) ابواب النكاح، باب ماجاء في الوليين يزوجان، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) ابواب التجارات اذا باع المجيزان فهو للاول، ط: قديمي۔

القاعدة الأصلية أن العقد إذا جدد وأعيد فالثاني باطل، فالبيع بعد البيع، والصلح بعد الصلح والنكاح بعد النكاح، والحوالة بعد الحوالة كل ذلك باطل۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۱۳۵) تحت المادة: ۱۷۶، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار عالم الكتب رياض)

(۲) ذهب بعض الناس إلى أن كتب الديون واجب على أربابها، فرض بهذه الآية بيعا كان أو قرضا، لئلا يقع فيه نسيان أو جحود، وهو اختيار الطبري... وقال الجمهور: الأمر بالكتب ندب إلى حفظ الأموال وإزالة الريب.... (أحكام القرآن للقرطبي: (۳۶۳/۳) سورة البقرة تحت رقم الآية: ۲۸۲، ط رشيديه)

أحكام القرآن للقرطبي: (۶۵۷/۱) سورة البقرة: تحت رقم الآية: ۲۸۲، باب عقود المداينات، ط: قديمي۔

ایگزیبیشن میں شرکت کرنا

تجارت کو فروغ دینے کے لیے تجارتی میلے (ایگزیبیشن) میں شرکت کرنا جائز ہے۔[1] اس سے سامان فروخت کرنے کا ایک منفرد موقع ملتا ہے جس سے نئے کاروباری مواقع پیدا ہوتے ہیں، مال مہیا کرنے والے لوگوں کو تلاش کیا جا سکتا ہے، کاروباری مقابلہ دیکھنے، تعلقات بڑھانے اور شہرت حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے، لیکن یہ ساری چیزیں اسی وقت حاصل ہوں گی جب ایک تاجر مناسب منصوبہ بندی سے کام کرے گا۔

واضح رہے کہ اس کو "عالمی منڈی" "مقامی منڈی" اور "تجارتی میلوں" سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

ایل سی (L/C "Letter of Credit")

☆...... جب کوئی شخص دوسرے ملک سے کوئی چیز درآمد کرنا چاہتا ہے تو دوسرے ملک کا تاجر اس بات کا اطمینان چاہتا ہے کہ جب میں مطلوبہ سامان خریدار کو بھیجوں گا تو وہ واقعتاً قیمت کی ادائیگی کر دے گا، لہٰذا درآمد کرنے والا برآمد کرنے والے کو اعتماد دلانے کے لیے بینک سے ایک ضمانت نامہ حاصل کرتا ہے جس میں بینک بیچنے والے کو اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ چیز فلاں شخص کو فروخت کر دی جائے تو قیمت کی ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں گا۔ اس کو "ایل سی" کہتے ہیں اور عربی

(۱) باب الأسواق التي كانت في الجاهلية فتبايع بها الناس في الإسلام أي هذا باب في بيان جواز التبايع في الأسواق التي كانت في الجاهلية قبل الإسلام، وقصده من وضع هذه الترجمة الإشارة إلى أن مواضع المعاصي وأفعال الجاهلية لا يمنع من فعل الطاعة فيها۔ (عمدة القاري: (۱۱/۹/۳۰۹) كتاب البيوع، باب الأسواق التي كانت في الجاهلية فتبايع بها الناس في الإسلام، ط: دار الكتب العلمية)

فتح الباري: (۴/۳۲۱) كتاب البيوع، باب الأسواق التي كانت في الجاهلية فتبايع بها الناس في الإسلام، ط: دار المعرفة۔

میں "خطاب الضمان" یا "خطاب الإعتماد" کہتے ہیں۔ اس قسم کے ضمانت نامہ حاصل کرنے کو اردو میں "ایل سی" کھلوانا اور عربی میں "فتح الإعتماد" کہتے ہیں۔

☆......کبھی ایل سی فل مارجن پر کھلوائی جاتی ہے اور کبھی زیرو مارجن پر ایل سی کھلوائی جاتی ہے۔

☆......کبھی ایل سی کھلواتے وقت تھوڑی رقم ادا کردی جاتی ہے، اس صورت میں کل رقم کا جتنا فی صد ادا کیا گیا اتنے ہی فی صد مارجن پر ایل سی کھولنا کہتے ہیں۔

☆......کبھی برآمد کنندہ کی جانب سے کاغذات آنے پر بینک اپنے پاس سے رقم ادا کردیتا ہے اور درآمد کنندہ ایک معین مدت کے بعد ادا کرتا ہے، اس صورت میں بینک کا قرض درآمد کنندہ کے ذمے ہوجاتا ہے اور اس پر بینک سود لیتا ہے۔[1]

مزید تفصیل کے لیے "درآمد، برآمد میں بینک کا کردار" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) الاعتماد المستندي: تعهد كتابي من المصرف لصالح مورد، يتعهد فيه المصرف بدفع ثمن السلع المصدرة لمستورد طالب فتح الاعتماد، متى قدم المورد مستندات السلع والشحن، على أن تكون هذه المستندات مطابقة لشروط الإعتماد ويستعمل في تمويل التجارة الخارجية، وحكمه حكم خطاب الضمان: إن كان مغطى غطاء كليا، كان المصرف وكيلا عن فاتح الإعتماد، وله أن يأخذ عمولة أو أجرا عن وكالته، وإن كان مغطى كليا أو جزئيا كان المصرف كفيلا، و فاتح الإعتماد مكفول عنه، فلايجوز للمصرف أخذ أجر مقابل الكفالة ذاتها، وإنما مقابل الإجراءات والمصارف الإدارية فقط، وإذا كان الغطاء جزئيا لاستيراد سلعة معينة، فإن البنك يصبح شريكا لفاتح الإعتماد في الكسب أو الخسارة بنسبة معينة هي ٪۲ مثلاً، وليس كفالة مجردة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۱۸۱/۶) الفصل العاشر: الكفالة، المبحث الخامس: رجوع الكفيل عن الأصيل، تطبيقات على الكفالات المعاصرة، ثانيا: الاعتمادات المستندية، ط: رشيديه، و: (۳۸/۶، ۳۷) ط: دار الفكر، بيروت)

وانظر الحواشي الآتية۔

☆...... ایل سی کھولتے وقت پوری رقم جمع کرادی جائے ورنہ سود شامل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔ (١)

ایل سی پر فیس

بینک کو ایل سی کھولنے میں جو خدمات ادا کرنی پڑتی ہیں ان پر بینک معاوضہ لیتا ہے۔

درآمد کرنے والے کے بینک کی تین خدمات ہوتی ہیں:

❶ وکالت (ایجنسی) یعنی بینک درآمد کرنے والے کا وکیل بن کر برآمد کرنے والے سے معاملات طے کرتا ہے، خریدار کے کاغذات برآمد کرنے والے کو بھیجتا ہے اور برآمد کرنے والے کے بھیجے ہوئے کاغذات وغیرہ درآمد کرنے والے کو سپرد کرتا ہے، ان خدمات پر بینک اجرت لیتا ہے۔ (٢)

---

(١) وأما الذي يرجع إلى نفس القرض فهو أن لايكون فيه جر منفعة، فإن كان لم يجز، نحو ما إذا أقرضه دراهم غلة على أن يرد صحاحا أو أقرضه وشرط شرطا له فيه منفعة؛ لما روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن قرض جر نفعا، ولأن الزيادة المشروطة تشبه الربا؛ لأنها فضل لايقابله عوض، والتحرز عن حقيقة الربا، وعن شبهة الربا واجب، هذا إذا كانت الزيادة مشروطة في القرض۔ (بدائع الصنائع: (٣٩٥/٧) كتاب القرض، فصل: وأما الشرائط فأنواع، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (١٦٦/٥) كتاب البيوع، فصل: في القرض، مطلب: كل قرض جر نفعا فهو حرام، ط: سعيد۔

[يأيها الذين امنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنين فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وإن تبتم فلكم رؤوس أموالكم لاتظلمون ولاتظلمون]۔ (سورة البقرة: ٢٧٨، ٢٧٩)

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٢٤٤) باب الربوا، الفصل الأول، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (٢٨/٢) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: رحمانيه۔

(٢) تصح الوكالة بأجر وبغير أجر؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات ويجعل لهم عمولة... ولأن الوكالة عقد جائز لايجب على الوكيل القيام بها فيجوز أخذ الأجرة فيها۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (٤٠٥٨/٥) الفصل التاسع: الوكالة، المبحث الأول: تعريف الوكالة =

⑦ ضمانت (گارنٹی) یعنی بینک اس بات کی ضمانت لیتا ہے کہ اگر خریدار نے رقم ادا نہیں کی تو وہ رقم ادا کرے گا، بینک اس پر بھی اجرت لیتا ہے۔ اور ضمانت پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔[1]

⑧ قرض (کریڈٹ) یعنی جب مال خریدنے والا تاجر قیمت کی ادائیگی فوراً نہ کرے اور بینک اس کی طرف سے ادا کردے تو یہ رقم درآمد کرنے والے کے ذمے قرض ہوجاتی ہے، جس پر بینک مال درآمد کرنے والے سے سود وصول کرتا ہے اور سود دینا اور لینا حرام ہے، اس لیے یہ صورت بھی جائز نہیں ہے۔[2]

ایل، سی پر فیس میں قرض کا حکم

☆...... اگر خریدار تاجر نے بینک سے ایل سی کھلواتے وقت رقم ادا نہیں کی اور بینک نے اس کی طرف سے ادا کردی تو یہ رقم درآمد کرنے والے کے ذمہ قرض ہوجاتی ہے جس پر بینک درآمد کرنے والے سے سود وصول کرتا ہے جو کہ

=ورکنها ومشروعيتها، الوكالة بأجر، ط: رشيديه، و: (٢٩١/٥) ط: دار الفكر بيروت)

▭ شرح المجلّة لرستم باز: (٦٣٣/١)، المادة: ١٥٠٣، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثالث: في الوكالة بالبيع، ط: فاروقيه كوئته۔

▭ شرح المجلّة للأتاسي: (٣٩٠/٣) المادة: ١٥٠٣، أيضا، ط: رشيديه۔

(١) أما في الإعتماد غير المغطي كليا أو جزئيا، فالمصرف كفيل، وفاتح الإعتماد غير المغطي مكفول عنه، فإذا أخذ المصرف عمولة مقابل المبلغ المكفول به، لا مقابل العمل الذي يقوم به فقد أخذ أجر مقابل الكفالة ذاتها وهو لا يجوز۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣١٢٨/٦، ٣١٢٩) الفصل العاشر: الكفالة، المبحث الخامس: رجوع الكفيل على الأصيل، ملحق: أخذ الأجر على الكفالة في الوقت الحاضر، ط: رشيديه، و: (٣٦/٦) ط: دار الفكر بيروت)

▭ الدر مع الرد: (٣٢٠/٥) كتاب الكفالة، ط: سعيد۔

▭ وإن ضمن المستأجر فالمستأجر يرجع بما ضمن على المرتهن؛ لأنه صار مغرورا من جهته فيرجع عليه بضمان الغرور وهما ضمان الكفالة، ولا أجرة عليه؛ لأن الأجرة والضمان لا يجتمعان۔ (بدائع الصنائع: (١٤٧/٦) كتاب الرهن، فصل: وأما حكم الرهن، ط: سعيد)

(٢) انظر الى الحاشية السابقة تحت عنوان: "ايل، سی"۔

حرام ہے۔(۱)

☆......قرض کی نوعیت دو قسم کی ہوتی ہے: کبھی تو باقاعدہ قرض لیا جاتا ہے جب کہ یہ معاہدہ ہو کہ بروقت رقم کی ادائیگی بینک کرے گا اور درآمد کرنے والا اس کے کچھ عرصے بعد بینک کو ادا کرے گا، یہ ایک الگ معاہدہ ہوتا ہے، ایل، سی کی فیس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، اس پر الگ سے باقاعدہ شرح سے سود لیا جاتا ہے۔

کبھی باقاعدہ تو قرض نہیں لیا جاتا، لیکن خود بخود معاملات کے درمیان بینک سے ایل، سی کھلوانے والے کے ذمے قرض ہو جاتا ہے، یہ اس طرح ہوتا ہے کہ کبھی ایل، سی کھلواتے وقت پوری رقم کی ادائیگی ہو جاتی ہے اس کو سو فی صد مارجن پر ایل، سی کھلوانا کہتے ہیں، کبھی کچھ رقم کی ادائیگی ہوتی ہے، مثلاً: پچیس فی صد کی ادائیگی پر ایل، سی کھولی جاتی ہے، اس کو پچیس فی صد مارجن پر ایل سی کھولنا کہتے ہیں۔

اب اس صورت میں جب کہ ادائیگی کے بغیر یا کچھ ادائیگی پر ایل، سی کھولی گئی ہو تو کاغذات آتے ہی بینک رقم ادا کر دیتا ہے، بشرطیکہ سامان کے کاغذات ایل، سی کی شرائط کے مطابق ہوں، مگر درآمد کرنے والوں کی طرف سے کسی وجہ سے ادائیگی میں چند دن تاخیر ہو جاتی ہے، مثلاً: اس لیے تاخیر ہو گئی کہ بینک کی طرف سے رابطہ کرنے میں تاخیر ہو گئی ایسی صورت میں اتنے دن کا قرض خود بخود ہو جاتا ہے، اس قرضے پر بھی سود لیا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے۔(۲)

ایل، سی کا متبادل

☆......ایل، سی کا متبادل یہ ہے کہ یہ معاملہ شرکت یا مضاربت کے طریقے پر کیا جائے، اگر ایل، سی زیرو مارجن پر ہو تو مضاربہ ہوگا اور بینک رب المال (سرمایہ

(۱، ۲) انظر الحاشیة السابقة

کامالک) اور امپورٹر مضارب ہوگا۔ اور اگر ایل، سی کھلوانے والا بھی کچھ رقم لگا رہا ہے تو شرکت ہوگی۔

☆......مشارکہ یا مضاربہ کی صورت یہ ہوگی کہ بینک امپورٹر سے کہے گا کہ: مال کی قیمت ہم ادا کردیتے ہیں اور مال کو بیچنے سے جو نفع آئے گا وہ طے شدہ تناسب سے تقسیم کرلیا جائے گا۔

☆......نیز اس میں یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ بینک ایک مخصوص مدت کے لیے مشارکہ کرے، اس وقت تک اگر سامان فروخت ہوکر نقد رقم مل گئی تو نفع طے شدہ تناسب سے تقسیم کرلیا جائے اور اگر سامان بازار میں فروخت نہیں ہوا تو امپورٹر بینک کا حصہ خرید کر اسے ادائیگی کردے۔[1]

ایل، سی کھولتے وقت پوری رقم جمع کرے

ایل، سی کھولتے وقت پوری رقم جمع کرانا ضروری ہے، ورنہ سود ادا کرنا

---

(۱) وشرعا (عبارة عن عقد بين المتشاركين في الأصل والربح .... (الدر مع الرد: (۲۹۹/۴) كتاب الشركة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱٦٦/۵) كتاب الشركة، ط: سعيد.

(هي) لغة مفاعلة من الضرب في الأرض وهو السير فيها، وشرعا (عقد شركة في الربح بمال من جانب) رب المال (وعمل من جانب) المضارب. (الدر مع الرد: (٦۴۵/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۳۲۵/۴) المادة: ۱۴۰۴، الباب السابع: في حق أحكام المضاربة، الفصل الأول: في بيان تعريف المضاربة وتقسيمها، ط: رشيديه.

لأحد الشريكين إن شاء بيع حصته إلى شريكه، إن شاء باعها لآخر بدون إذن شريكه .... (شرح المجلة لرستم باز: (۳۸۴/۱) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للأتاسي: (۲۸/۴) المادة: ۱۰۸۸، أيضا، ط: رشيديه.

پڑے گا اور سود ادا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

ایل سی میں گارنٹی کی فیس دینا

اگر ایل سی کھولتے وقت بینک میں پوری رقم جمع نہ کرائی جائے تو اس صورت میں بینک اپنی طرف سے رقم جمع کرادے گا یا گارنٹی دے گا، اگر بینک رقم جمع کرادے گا تو اس پر سود لے گا اور سود دینا اور لینا ناجائز اور حرام ہے۔ اور اگر بینک گارنٹی دے گا تو بینک گارنٹی دینے کی فیس لے گا اور گارنٹی دینے کی فیس لینا ناجائز اور حرام ہے۔ شریعت میں یہ دونوں صورتیں ناجائز ہیں اور ان طریقوں سے ایل، سی کھولنا بھی ناجائز ہے۔ ہاں اگر ایل، سی کھولتے وقت پوری رقم جمع کرادی جائے تو جائز ہے۔(۲)

اینٹ کے وزن کے برابر فروخت کرنا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۲/۶)

ای میل

ای میل کے ذریعے عقد کرنے کے لیے ایجاب (آفر) کرنے والے کی طرف سے فریق ثانی کے نام، وقت اور تاریخ کے ساتھ ایک پیغام بھیجا جاتا ہے، اس کے لیے ای میل، ویب سائٹس کو استعمال کرنا ہوتا ہے اور کمپیوٹر کے ''کی بورڈ'' پر بٹن دباتے ہی فریق ثانی کی طرف پیغام منتقل ہوجاتا ہے اور جب فریق ثانی اس کے لیے خاص کیا ہوا پیج کھولتا ہے تو وہاں پر اس کے لیے اس پیغام کو کھول کر پڑھنا، اس کا پرنٹ نکالنا ممکن ہوتا ہے اور اگر چاہے تو اسے فائل میں منتقل بھی کرسکتا ہے، اور

(۱) انظر الحاشیۃ تحت عنوان: ''ایل، سی پر فیس''۔

عقد کا یہ طریقہ بھی درست ہے۔ (١)

ای میل سے سودا کرنا

"ٹیلی فون سے سودا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦٥/٣)

ای میل کے ذریعے ایجاب ہوا

"ٹیلیفون کے ذریعے ایجاب ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦٦/٣)

ای میل کے ذریعے عقد کرنے کا حکم

"برقی تحریر کے ذریعے عقد کرنے کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٠٧/٢)

این، آئی، ٹی (N.I.T) (نیشنل انویسمنٹ ٹرسٹ)

متعدد ممالک میں "یونٹ ٹرسٹ" کا تصور موجود ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک

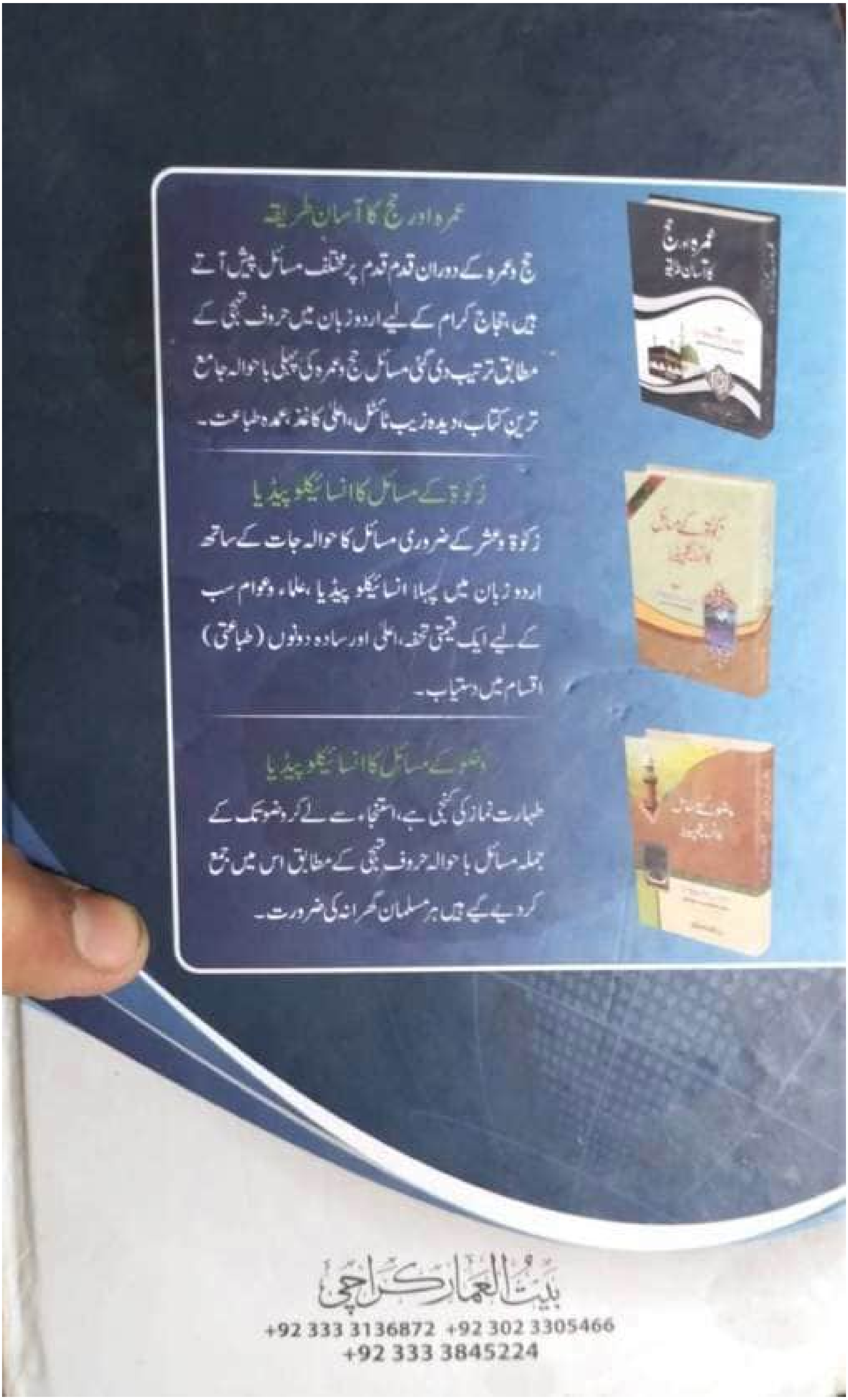
---

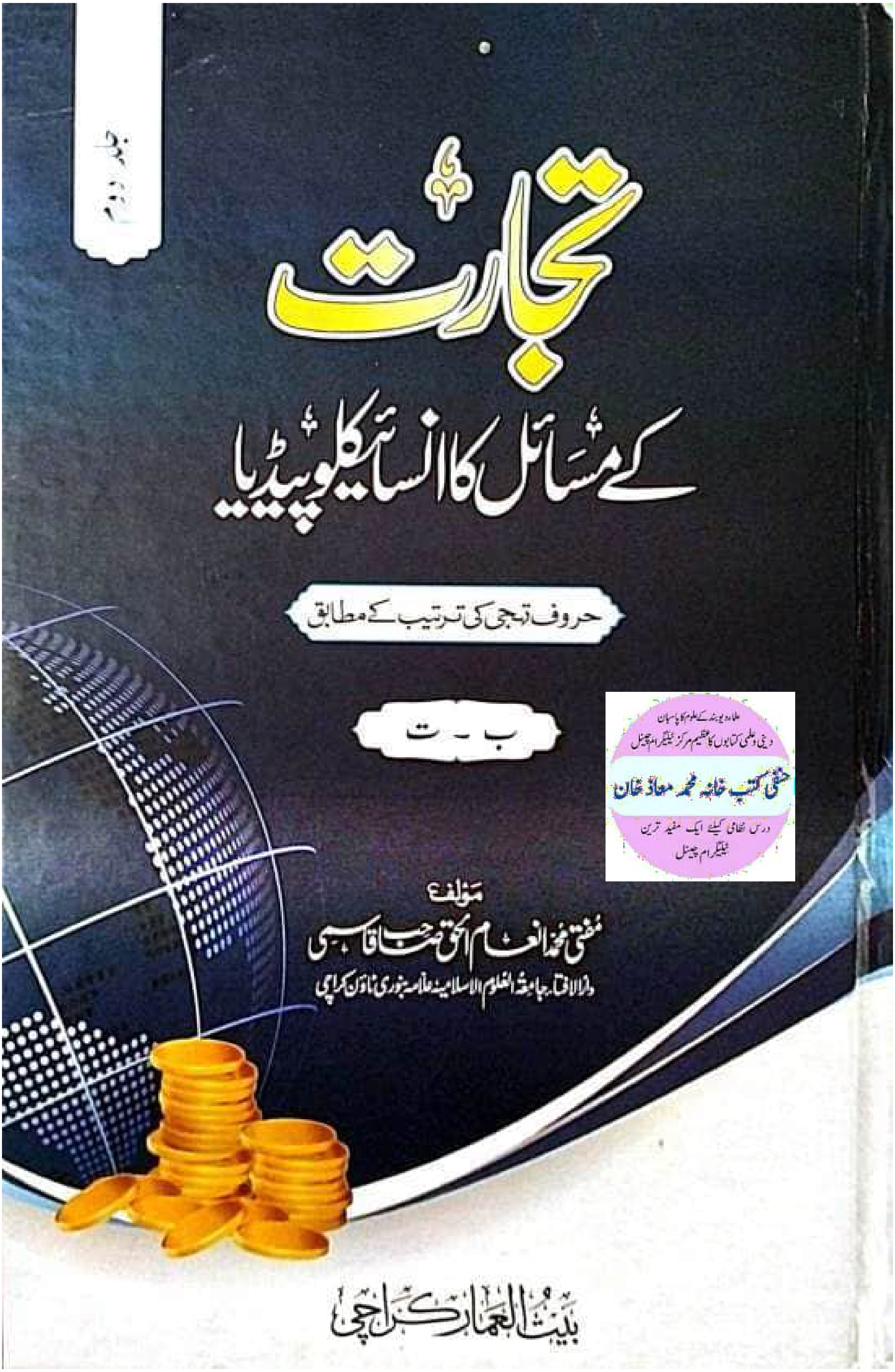
(١) كما يكون الإيجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضًا، ويكونان أيضًا بالرسالة، كما لو قال: بعث هذا من فلان بكذا فاذهب يا فلان وبلغه، فذهب الرسول وأخبر المشتري في مجلس وصول الرسالة إليه تم البيع.... (شرح المجلة لرستم باز: (٦٣/١)، المادة: ١٧٣، البيوع، الباب الأول: في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئٹه)

☜ شرح المجلة للأتاسي: (٣٣/٢) المادة: ١٧٣، أيضًا، ط: رشيديه۔

☜ وكذلك يجوز أن يعقد البيع بالكتابة والرسالة، قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: "صورة الكتابة أن يكتب: "أما بعد فقد بعت عبدي فلانًا منك بكذا" فلما بلغه الكتاب، قال في مجلس ذلك: اشتريت، تم البيع بينهما... ويقاس عليه التلكس والفاكس، حيث يجوز الإيجاب والقبول بهما بشرط أن يكونا آمنين من التزوير، وجاء في قرار (٦/٣/٥٤) لمجمع الفقه الإسلامي بجدة: "إذا تم التعاقد بين غائبين لا يجمعهما مكان واحد، ولا يرى أحدهما الآخر معاينة، ولا يسمع كلامه وكانت وسيلة الاتصال بينهما الكتابة أو الرسالة، أو السفارة (الرسول) وينطبق ذلك على البرق والتلكس والفاكس وشاشاب الحاسوب الآلي (الكمبيوتر) ففي هذه الحالة ينعقد العقد عند وصول الإيجاب إلى الموجه إليه وقبوله.... (فقه البيوع: (٣٩/١) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده... الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، البيع بالكتابة والآلات الحديثة، ط: مكتبة معارف القرآن)

فنڈ قائم کیا جاتا ہے، جس میں لوگوں سے سرمایہ حاصل کیا جاتا ہے اور پھر اس فنڈ کی رقم سے خود براہ راست کاروبار کرنے کی بجائے رقم مختلف نفع بخش کاموں میں لگائی جاتی ہے، ان سے مجموعی طور پر جو نفع ہو وہ لوگوں میں تقسیم کردیا جاتا ہے، ''این، آئی، ٹی'' بھی ایک ادارہ ہے جو اس قسم کے فنڈ کے انتظامی فرائض انجام دیتا ہے، فنڈ کے یونٹ بنا لیے جاتے ہیں یونٹ بیچ کر لوگوں سے رقم جمع کرکے اس سے سرمایہ کاری کی جاتی ہے، عموماً اس کی سرمایہ کاری شیئرز میں ہوتی ہے، مختلف کمپنیوں کے شیئرز لے کر نفع حاصل کیا جاتا ہے، کسی بھی کمپنی کے شیئرز جاری ہوں تو این، آئی، ٹی کو ترجیحی حق دیا گیا ہے کہ وہ بیس فی صد تک چاہے تو شیئرز لے سکتا ہے۔


عمرہ اور حج کا آسان طریقہ
حج وعمرہ کے دوران قدم قدم پر مختلف مسائل پیش آتے
ہیں، حجاج کرام کے لیے اردو زبان میں حروف تہجی کے
مطابق ترتیب دی گئی مسائل حج وعمرہ کی پہلی باحوالہ جامع
ترین کتاب، دیدہ زیب ٹائٹل، اعلی کاغذ، عمدہ طباعت۔
زکوۃ کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا
زکوۃ وعشر کے ضروری مسائل کا حوالہ جات کے ساتھ
اردو زبان میں پہلا انسائیکلو پیڈیا، علماء وعوام سب
کے لیے ایک قیمتی تحفہ، اعلی اور سادہ دونوں (طباعتی)
اقسام میں دستیاب۔
وضو کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا
طہارت نماز کی کنجی ہے، استنجاء سے لے کر وضو تک کے
جملہ مسائل باحوالہ حروف تہجی کے مطابق اس میں جمع
کر دیے گئے ہیں ہر مسلمان گھرانہ کی ضرورت۔
بیت العمار کراچی
+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224



علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۲

بیت العمار کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف : مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول : ۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب
خانوں میں دستیاب ہے

ناشر

بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰

0333-3136872, 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
۵۴	بازار سے فلاں سامان خرید کر لانا
۵۴	بازار کا چکر لگاتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
۵۴	بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا
۵۶	بازار کے کسی آدمی سے سودا بکوایا
۵۶	بازار کے محتسب و نگران
۵۷	بازار کے نگران کے اہم کام
۵۹	بازار میں آنے جانے والوں کی صفات
۶۰	بازار میں داخل ہو کر یہ دُعا پڑھے
۶۰	بازار میں داخل ہونے کی دُعا
۶۰	بازار میں کب جائے
۶۱	بازار میں کوئی چیز کم نہ ہو
۶۱	بازار والوں پر ٹیکس لگانا
۶۱	بازاروں میں جانا مُباح ہے
۶۱	بازاروں میں جانے کا حکم
۶۲	بازی لگانے پر انعام
۶۲	باطل مذاہب کے مراکز کی تعمیر کے لیے سامان فروخت کرنا
۶۲	باغ
۶۳	باغات کو بٹائی پر دینا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ب

باپ کو اختیار ہے تین دن تک

کسی نے کہا: ’’تین دن تک میرے والد کو اختیار ہے، اگر کہے گا، لے لوں گا، نہیں تو واپس کردوں گا‘‘ تو یہ بھی درست ہے، اب تین دن کے اندر وہ یا اس کا باپ واپس کرسکتا ہے، اور اگر خود وہ یا اس کا باپ کہہ دے کہ: ’’میں نے لے لی، اب واپس نہ کروں گا‘‘ تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

بات چیت سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط

بات چیت یا تحریر سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط یہ ہیں:

❶ ایجاب وقبول کے لیے ماضی یا حال کا صیغہ استعمال کیا جائے، جیسے: ’’میں نے فروخت کیا‘‘، ’’میں نے خریدلیا‘‘، ’’میں فروخت کرتا ہوں‘‘ وغیرہ الفاظ ہیں۔

☆...... مستقبل (Future) کا صیغہ استعمال کرنے سے سودا صحیح نہیں ہوگا، جیسے: ’’میں فروخت کروں گا‘‘، ’’میں خریدوں گا‘‘ وغیرہ۔

☆...... سوالیہ کلام سے ایجاب وقبول کرنا صحیح نہیں ہے۔

---

(۱) کما یصح شرط الخیار للعاقد أو لأحدهما یصح أیضًا لأجنبي، کما لو اشتری بشرط الخیار لفلان صح وثبت الخیار له ولفلان، فإن أجاز أحدهما أو نقض صح إن وافقه الآخر، وإن أجاز أحدهما ونقض الآخر فالأسبق أولی، ولو کانا معًا فالفسخ أحق علی الأصح۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۲۳۵/۲) تحت المادة رقم: ۳۰۰، البیوع، الباب السادس: في الخیارات، الفصل الأول في بیان خیار الشرط، ط: رشیدیه)

🗁 الدر مع الرد: (۵۶۷/۴) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: سعید۔

🗁 فتح القدیر مع الکفایة: (۲۹۶/۶) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رشیدیه۔

❷ ایجاب وقبول کے لیے ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جن سے خرید و فروخت کا معنی یا مالک بنانے یا مالک بننے کا معنی واضح ہوتا ہو، جیسے: ''میں نے فروخت کیا''، ''میں نے مالک بنایا''، ''میں نے یہ چیز دی''، ''میں نے خریدی''، ''میں نے لی''، ''میں مالک بن گیا''، ''میں اس پر راضی ہوگیا'' وغیرہ۔ (۱)

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل

بادام خراب نکلے

''سبزی خراب نکلے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۵/۴)

بار بار کاروبار تبدیل کرنا

''کاروبار تبدیل کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۹/۵)

باربرداری کی اجرت اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

باریک اور موٹے آٹے کا تبادلہ

''چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۳)

---

(۱) البیع ینعقد بإیجاب و قبول، فیه إشارة إلی أنه یشترط أن یکون العاقد متعددًا ... الإیجاب والقبول في البیع عبارة عن کل لفظین مستعملین لإنشاء البیع في عرف البلدة أي عبارة عن کل لفظین ینبئان عن معنی التملیک والتملک ... الإیجاب والقبول یکونان بصیغة الماضي کبعت واشتریت ... ینعقد البیع بصیغة المضارع أیضًا إذا أرید بها الحال کما في عرف بعض البلاد کأبیع وأشتري و إذا أرید بها الإستقبال لا ینعقد ... صیغة الاستقبال التي هي بمعنی الوعد المجرد مثل سأبیع وأشتري لا ینعقد بها البیع، وکذا لا ینعقد البیع بصیغة الاستفهام کما لو قال للبائع: أتبیعني مالک هذا بألف ... لا ینعقد البیع بصیغة الأمر أیضًا کبع واشتر۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۲۱/۱۔ ۲۳) رقم المادة: ۱۶۷۔ ۱۷۲، الکتاب الأول: البیوع، الباب الأول: في بیان المسائل المتعلقة بعقد البیع، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: فاروقیه کوئٹه)

◻ شرح المجلة للأتاسي: (۲۷/۲۔ ۳۳) رقم المادة: ۱۶۷۔ ۱۷۲، أیضًا، ط: رشیدیه۔

◻ الدر مع الرد: (۵۱۰/۴، ۵۱۱) کتاب البیوع، ط: سعید۔

باریک کپڑے کی تجارت

(۴۲) ایسا باریک کپڑا جسے ڈبل کر کے پہننے کے باوجود بدن نظر آتا ہو تو ایسا کپڑا بے حیائی اور عریانی کا پیش خیمہ بنتا ہے اور پردے کو متاثر کرتا ہے اور گناہوں کی دعوت دینے کے مترادف ہے، اس لیے ایسے باریک کپڑے کو فروخت کرنا گناہوں کے کام میں معاونت اور مدد کے مترادف ہے، اس لیے ایسے کپڑوں کی تجارت سے بچنا چاہیے، تاہم سودا کرنے سے سودا صحیح ہو جائے گا۔(۱)

باریک لباس

جو لباس اتنا باریک اور پتلا ہو کہ اس میں انسان کا بدن اور جسم نظر آتا ہو تو مرد اور عورتوں کے لیے ایسا لباس پہننا صحیح نہیں ہے۔(۲) اور ایسے لباس کی تجارت

---

(۱) أنّ ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلاّ فتنزيهاً ...، وقال الشامي: وبيع المكعب المفضّض للرجل أن ليلبسه يكره، لأنه إعانة على لبس الحرام. (شامي: (۳۹۱/۶، ۳۹۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۳۰/۵) كتاب السير، باب البغاة، قبيل: كتاب اللقيط، ط: رشيديه)

وبيع المكعب المفضّض للرجال إذا علم أنه يشتريه للبسه يكره. (البزازية على هامش الهندية: (۵۲۰/۳) الثالث في المتفرقات، ط: رشيديه)

(۲) عن أم سلمة رضي الله عنها قالت: استيقظ النبي صلى الله عليه وسلم ذات ليلة فقال... فرب كاسية في الدنيا عارية في الآخرة. (صحيح البخاري: (۲۲/۱) كتاب العلم، باب العلم والعظة بالليل، ط: قديمي)

وقوله: كاسية في الدنيا عارية في الآخرة) يريد كاسية بالثياب الواصفة لأجسامهن لغير أزواجهن، ومن يحرم عليه النظر إلى ذلك منهن، وهن عاريات في الحقيقة فربما عوقبت في الآخرة بالتعري الذي كانت إليه مائلة في الدنيا مباهية بحسنها ... وقد يحتمل أن يريد صلى الله عليه وسلم بقوله: "كاسية في الدنيا عارية في الآخرة" النهي عن لباس رقيق الثياب واصفًا كان أو غير واصفة خشية الفتنة. (شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۱۱۶/۳، ۱۱۷) كتاب الصلاة، باب تحريض النبي صلى الله عليه وسلم على قيام الليل والنوافل ... الخ، ط: مكتبة الرشد)

الأول: مفاده أن رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة ولو كثيفًا لاترى البشرة منه. (شامي: (۳۶۶/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ط: سعيد)

اور خرید وفروخت سے بچنا ضروری ہے، اور جو مرد وعورت ایسے لباس خریدنے کے بعد پہن کر لوگوں کے سامنے آئیں گے جان بوجھ کر ان کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔[1] البتہ گھر میں رہتے ہوئے صرف شوہر کے سامنے ایسا باریک لباس پہننے کی گنجائش ہے۔[2] اور شمیض وغیرہ کے ساتھ بھی اسے استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔[3] اس لیے ایسے لباس کی تجارت اگرچہ حرام نہیں لیکن بچنا بہتر ہے۔[4]

مزید "باریک کپڑے کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔

باڑہ مارکیٹ

حکومت کے قانون کے اعتبار سے ممنوع اشیاء کو خفیہ طور پر لاکر جس بازار میں فروخت کیا جاتا ہے، اس کو عام طور پر "باڑہ مارکیٹ" کہتے ہیں۔

بازار اللہ کے دستر خوان ہیں

اللہ تعالیٰ نے کسب وکمائی اور معاش کا مرکز بازار کو بنایا ہے، جو شخص بازار

(۱، ۴) أن ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها۔ وقال الشامي رحمه الله تعالى: وبيع المكعب المفضض للرجل إن ليلبسه يكره؛ لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/٦، ۳۹۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

وبيع المكعب المفضض من الرجل إذا علم أنه اشتراه للبس يكره۔ (الفتاوى الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح والفاسدة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۳۷۱/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه۔

(۲) انظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة السابقة۔ (عن أم سلمة رضي الله عنها)

(۳) عن دحية بن خليفة الكلبي أنه قال: أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم بقباطي فأعطاني منها قبطية فقال: اصدعها صدعين، فاقطع أحدهما قميصا وأعط الآخر امرأتك تختمر به، فلما أدبر قال: وأمر امرأتك أن تجعل تحته ثوبا لا يصفها۔ (سنن أبي داود: (۲۱۲/۲) كتاب اللباس، باب في لبس القباطي للنساء، ط: رحمانية)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۷٦) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: قديمی۔

نيل الأوطار: (۱۳۵/۲) كتاب للباس، باب نهي المرأة أن تلبس مايحكي بدنها أو تشبه بالرجال، ط: دار الحديث مصر۔

میں حلال کمائی طلب کرنے کے لیے جائے گا وہ پائے گا، اور جو بلا ضرورت گھر میں بیٹھا رہے گا وہ اللہ کے رزق سے محروم رہے گا۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ یہ بازار اللہ کے دسترخوان ہیں، جو یہاں لینے آئے گا وہ پائے گا۔[1]

بازار بدترین مقامات میں سے ہیں

بازار بدترین مقامات میں سے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، اس نے معلوم کیا بہترین اور بدترین مقام کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم نہیں! میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے معلوم کر کے بتاؤں گا، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین مقامات اللہ کے نزدیک مساجد اور بدترین مقامات اللہ کے نزدیک بازار ہیں۔[2]

---

(۱) عن الحسن البصري: الأسواق موائد الله، فمن أتاها أصاب منها۔ (شرح إحياء العلوم: (۵/۲۱۷) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الأول في فضل الكسب والحث عليه، ط: مؤسسة التاريخ العربي)

قوت القلوب: (۲/۳۵۱) الفصل السابع والأربعون، ذكر حكم المتسبب للمعاش، ذكر ما روينا من الآثار في البيوع والصنائع... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

عيون الأخبار: (۱/۳۵۸) كتاب السؤدد، التجارة والبيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن محمد بن جبير بن مطعم عن أبيه رضي الله عنه أن رجلا قال: يا رسول الله! أي البلدان أحب إلى الله؟ وأي البلدان أبغض إلى الله؟ قال: لا أدري حتى أسأل جبريل صلى الله عليه وسلم فأتاه جبريل فأخبره، أن أحب البقاع إلى الله المساجد، وأبغض البقاع إلى الله الأسواق۔ (مسند البزار: (۸/۳۵۲) رقم الحديث: ۳۴۳۰، حديث جبير بن مطعم عن النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة)

مجمع الزوائد: (۳/۷۶) رقم الحديث: ۶۳۲۶، كتاب البيوع، باب ما جاء في الأسواق، ط: مكتبة القدسي، القاهرة۔

مرقاة المفاتيح: (۲/۴۱۶) كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الثالث، ط: رشيديه جديد۔

بازار جانا

(۴۵) ضرورت کا سامان خرید کر لانے کے لیے بازار جانا عزت، احترام، وقار اور شرافت کے خلاف نہیں، بلکہ یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء کرام بازاروں میں آنا جانا رکھتے تھے۔ (۱)

علامہ عینی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ خادم وغیرہ ہونے کے باوجود بڑے اور اونچے مرتبے والوں کا خود سے سامان خریدنا تواضع، عاجزی اور انکساری کا اظہار ہے، حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور گزرے ہوئے زمانہ کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے۔ (۲)

بازار جانے کے آداب

بازار جانے کے آداب یہ ہیں:

❶ بازار میں داخل ہونے سے پہلے اور داخل ہونے کے بعد کی دعا پڑھے۔ (۳)

---

(۱) أخرج عبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم عن قتادة [وما أرسلنا قبلك من المرسلين إلا أنهم ليأكلون الطعام ويمشون في الأسواق] يقول: إن الرسل قبل محمد كانوا بهذه المرتبة [ليأكلون الطعام ويمشون في الأسواق]۔ (الدر المنثور: (۲۴۳/۶) سورة الفرقان، الآية: ۲۰، ط: دار الفكر بيروت)

🕮 تفسير ابن أبي الحاتم: (۲۶۷۵/۸) رقم الحديث: ۱۵۰۳۵، سورة الفرقان: ۲۰، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز۔

🕮 فتح القدير للشوكاني: (۸۲/۳) الفرقان: ۲۰، ط: دار ابن كثير۔

(۲) وفي هذا الحديث مايدل على أنه لا بأس للشريف أن يتصرف في السوق بالبيع والشراء، ويتعفف عما يبذله من المال وغيره۔ (عمدة القاري: (۲۳۳/۱۱) كتاب البيوع، باب ما جاء في قوله تعالى: [فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض]، ط: دار الكتب العلمية)

🕮 شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۱۹۰/۶) أيضا، ط: مكتبة الرشد۔

(۳) عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دخل السوق فقال: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير =

⑫ بازار میں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کو خوب پھیلائے۔ (۱)

⑬ کہیں لائن میں لگنا پڑے تو اس میں منظم طریقے کو اختیار کرے اور اپنی باری کا صبر وتحمل سے انتظار کرے۔ (۲)

= وهو على كل شيئ قدير، كتب الله له ألف ألف حسنة، ومحا عنه ألف ألف سيئة، ورفع له ألف ألف درجة... عن بريدة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل السوق قال: باسم الله اللّٰهم إني أسئلك خير هذه السوق وخير ما فيها، وأعوذ بك من شرها وشر ما فيها اللّٰهم إني أعوذ بك أن أصيب فيها يمينا فاجرة أو صفقة خاسرة، ولا حول ولا قوة إلا بالله۔ (الأذكار للنووي: (ص: ۴۲۹، ۴۳۰) كتاب الأذكار المتفرقة، باب مايقول إذا دخل السوق، ط: دار ابن كثير، بيروت)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۱۳، ۲۱۶) كتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثاني والثالث، ط: قديمي۔

الدعوات الكبير للبيهقي: (۲۰۶/۱) رقم الحديث: ۳۰۰، باب التهليل والذكر عند دخول الأسواق، ط: غراس للنشر والتوزيع، الكويت۔

(۱) عن أبي أمامة رضي الله عنه قال: أمرنا نبينا صلى الله عليه وسلم أن يفشي السلام... عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، أن الطفيل بن أبي بن كعب أخبره أنه كان يأتي عبد الله بن عمر رضي الله عنهما فيغدو معه إلى السوق، قال: فإذا غدونا إلى السوق لم يمر بنا عبد الله على سقاط، ولا صاحب بيعة ولا مسكين ولا أحد إلا سلم عليه۔ قال الطفيل: فجئت عبد الله بن عمر يوما، فاستتبعني إلى السوق، فقلت له: ما تصنع بالسوق وأنت لا تقف على البيع ولا تسأل عن السلع، ولا تسوم بها، ولا تجلس في مجالس السوق؟ قال: وأقول: اجلس بنا ههنا نتحدث، فقال لي ابن عمر: يا أبا بطن۔ وكان الطفيل ذا بطن۔ إنما نغدوا من أجل السلام، نسلم على من لقيناه۔ (الأذكار للنووي: (ص: ۵۹۰، ۵۹۱) كتاب السلام والاستئذان، باب فضل السلام والأمر بإفشائه، ط: دار ابن كثير، بيروت)

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۶۳) كتاب اللباس، باب إفشاء السلام، ط: قديمي۔

موطأ الإمام مالك: (ص: ۷۲۵) كتاب الجامع، باب جامع السلام، ط: قديمي۔

(۲) عن عمرو بن عبسة قال: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله من تبعك على هذا الأمر؟ قال: حر وعبد، قلت: ما الإسلام؟ قال طيب الكلام وإطعام الطعام، قلت: ما الإيمان؟ قال: الصبر والسماحة، قال: قلت: أي الإسلام أفضل؟ قال من سلم المسلمون من لسانه ويده... الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۶) كتاب الإيمان، الفصل الثالث، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۱۷۷/۳۲) رقم الحديث: ۱۹۴۳۵، حديث عمرو بن عبسة، ط: مؤسسة الرسالة۔

مجمع الزوائد: (۲۱۳/۱) رقم الحديث: ۱۶۷، كتاب الإيمان، باب في الإسلام والإيمان، ط: دار الفكر، بيروت۔

❸ بازار میں غل غپاڑے سے بچے، تا کہ کسی کو اس سے ایذا و تکلیف نہ پہنچے۔ (۱)

❹ خریدار اور فروخت کرنے والے دونوں نرمی اور درگزر کی صفات کے ساتھ معاملہ کریں۔ (۲)

❻ خریدار بازار میں اس وقت جائے جب اس کو واقعتاً کوئی چیز خریدنے کی ضرورت ہو، ضرورت کے بغیر وقت گزاری اور تفریح کی خاطر بازار جا کر بیچنے والے کا وقت ضائع نہ کرے۔ (۳)

❼ بازار جانے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود کو منظم کرے، اپنی ضروریات کی خریداری کی صحیح ترتیب بنا کر بازار جائے، تا کہ اس کا قیمتی وقت بازار میں گھومنے پھرنے سے ضائع نہ ہو۔

❽ سامان بیچنے والے کو نہ ہی جھوٹا قرار دے اور نہ اس کے سامان کو گھٹیا یا بُرا

---

(۱) عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده... (صحيح البخاري: (۶/۱) كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ط: قديمي)

☜ الصحيح لمسلم: (۴۸/۱) كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ط: قديمي۔

☜ مشكاة المصابيح: (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمي۔

(۲) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رحم الله رجلاً سمحاً إذا باع، وإذا اشترى، وإذا اقتضى۔ (صحيح البخاري: (۲۷۸/۱) كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشرى والبيع... الخ، ط: قديمي)

☜ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي۔

☜ شرح السنة: (۳۵/۸) كتاب البيوع، باب السهولة في البيع والشراء، ط: المكتب الإسلامي بيروت۔

(۳) وعن علي بن الحسين رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۱۳) كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، ط: قديمي)

☜ جامع الترمذي: (۵۸/۲) أبواب الزهد، قبيل باب ما جاء في قلة الكلام، ط: قديمي۔

☜ سنن ابن ماجه: (ص: ۲۷۵) أبواب الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ط: قديمي۔

کرے، اگر اچھا لگے تو خرید لے ورنہ چھوڑ دے۔[۱]

❾ تمام مہینے یا پورے موسم کی خریداری یک مشت اور اکٹھی کرنے کی کوشش کرے (اگر چیز خراب ہونے والی نہ ہو)، تاکہ سامان خریدنے کے لیے بار بار بازار نہ جانا پڑے، ورنہ اس میں وقت اور مال دونوں کا ضیاع ہے،[۲] بسا اوقات تھوڑی تھوڑی خریداری سے چیز مہنگی پڑتی ہے، جب کہ اِکٹھا خریدنے سے تھوک میں اَشیاء سستی مل جاتی ہیں۔

❿ دکانوں کے کھلنے کے اوقات میں بازار جانا چاہیے، بازار کے بند ہونے کے وقت جا کر دُکان دار سے سامان خریدنے کا اصرار کرنا دُکان دار کو تکلیف میں

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يخذله ولا يحقره۔ التقوى ههنا، ويشير إلى صدره ثلاث مرار۔ بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم كل المسلم على المسلم حرام دمه وماله وعرضه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

🗀 فعلى المسلم أن يحفظ لسانه وأن يخزنه، فلا ينطق إلاّ بالصدق والحق، وليكن لسان المسلم عفيفاً نظيفاً طيباً، يبتعد عن الغيبة، وعن النميمة ولا يكون المسلم ثرثاراً كثير الكلام كثير اللغو كثير الرفث فعليه أن يبعد لسانه عن إيذاء الناس، وذلك هو المسلم الكامل في الإسلام، قال صلى الله عليه وسلم المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔ (الحديث الموضوعي: (۳۳۱/۱) الدرس الثامن عشر أدب الحديث في الإسلام، ط: جامعة المدينة العالمية)

🗀 انظر الحاشية رقم: ۱، في الصفحة السابقة تحت رقم: ۳۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحب الله إضاعة المال وكثرة السوال، ولا قيل ولا قال۔ (مسند البزار: (۱۳۳/۱۵) رقم الحديث: ۸۴۶۳، مسند أبي حمزة أنس بن مالك، ط: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة)

🗀 ونهى عن إضاعة المال وهو ما في الصحيحين من أنه عليه الصلاة والسلام: كان ينهى عن إضاعة المال وكثرة السؤال۔ (مرقاة المفاتيح: (ص: ۲۴۹/۶) شرح رقم الحديث: ۳۳۵۶، كتاب النكاح باب النفقات وحق المملوك، الفصل الثاني، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 صحيح البخاري: (۳۲۴/۱) كتاب في الاستقراض وأداء الديون والحجر والتفليس، باب ما ينهى عن إضاعة المال، ط: قديمي۔

ڈالنے کا سبب ہے،[۱] اس سے احتراز کرے۔

⓫ بچوں کو بازار نہ لے جائے، کیوں کہ وہ وہاں غل غپاڑہ کرتے ہیں اور دُکان دار کی چیزوں کو نقصان پہنچاتے ہیں، اور دوسرے خریداروں کو پریشان کرتے ہیں، اور بازار میں موجود چیزوں کی خریداری پر اصرار کرتے ہیں، اور والدین ان کے مطالبوں سے مجبور ہو کر انہیں غیر ضروری اشیاء خرید کر دیتے ہیں، جس سے مالی اعتبار سے نقصان ہوتا ہے۔[۲]

⓬ اگر بازار میں کوئی سلام کرے تو اس کا جواب دے۔[۳] نظروں کی

---

(۱) عن عبد اللہ بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده۔۔۔۔ (صحيح البخاري: (۱/۶) كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۱/۳۸) كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمي۔

الفوائد: ... النهي عن إيذاء المسلمين بأي وجه من الوجوه من قول أو فعل أو إشارة۔ (الأحاديث الأربعين النووية: (۱/۶۸) الحديث الخامس والثلاثون، ط: الجامعة الإسلامية، المدينة المنورة)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحب الله إضاعة المال وكثرة السؤال، ولا قيل ولا قال۔ (مسند البزار: (۱۵/۱۳۳) رقم الحديث: ۸۳۶۳، مسند أبي حمزة أنس بن مالك، ط: مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة)

ونهى عن إضاعة المال وهو ما في الصحيحين من أنه عليه الصلاة والسلام: كان ينهى عن إضاعة المال وكثرة السؤال۔ (مرقاة المفاتيح: (ص: ۶/۲۷۹) شرح رقم الحديث: ۳۳۵۶، كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك، الفصل الثاني، ط: دار الكتب العلمية)

صحيح البخاري: (۱/۳۲۴) كتاب في الاستقراض وأداء الدين والحجر والتفليس، باب ما ينهى عن إضاعة المال، ط: قديمي۔

(۳) رد السلام واجب۔ (شامي: (۱/۶۱۸) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب: المواضع التي لا يجب فيها رد السلام، ط: سعيد)

(السلام تطوع والرد فريضة) أي الابتداء بالسلام تطوع غير واجب، ورد السلام على المسلم للمسلم فريضة واجبة۔ (فيض القدير للمناوي: (۳/۱۵۲) رقم الحديث: ۴۸۴۸، حرف السين، ط: المكتبة التجارية الكبرى، مصر)

شرح أبي داود للعيني: (۱/۷۲) كتاب الطهارة، باب الرجل يرد السلام وهو يبول، ط: مكتبة الرشد، الرياض۔

حفاظت کرے۔ (۱) تکلیف پہنچانے والی چیزوں کو راستے سے ہٹادے۔ (۲)

⓭ خریداری کے لیے ایسے اوقات میں جانے کی کوشش کرے جن میں رش نہ ہو، تاکہ خریدار اور بیچنے والے کے اوقات ضائع نہ ہوں۔ (۳)

⓮ قیمت بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر نہ کہے اور قیمت میں بہت زیادہ بحث ومباحثہ نہ کرے، آواز بلند نہ کرے۔ (۴)

---

(۱) عن الحسن مرسلاً قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه. رواه البيهقي في شعب الإيمان۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۷۰) كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

🗀 وفيما إذا كان الناظر إلى المرأة الأجنبية هو الرجل، قال: فليجتنب بجهده وهو دليل الحرمة۔ (الفتاوى الهندية: (۳۲۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحلّ للرجل النظر إليه، ط: رشيديه)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا إله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق والحياء شعبة من الإيمان۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمي)

🗀 الصحيح لمسلم: (۴۷/۱) كتاب الإيمان، باب بيان عدد شعب الإيمان... الخ، ط: قديمي۔

🗀 وقال همام: عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: يميط الأذى عن الطريق صدقة۔ (صحيح البخاري: (۳۳۳/۱) أبواب المظالم والقصاص، باب إماطة الأذى، ط: قديمي۔

(۳) وعن علي بن الحسين رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من حسن إسلام المرء تركه ما لا يعنيه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۱۳) كتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، ط: قديمي)

🗀 جامع الترمذي: (۵۸/۲) أبواب الزهد، قبيل باب ما جاء في قلة الكلام، ط: قديمي۔

🗀 سنن ابن ماجه: (ص: ۲۷۵) أبواب الفتن، باب كف اللسان في الفتنة، ط: قديمي۔

(۴) وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع المضطر الحديث... وقال الشامي: هو أن يضطر الرجل إلى طعام وشراب أو غيرها، ولا يبيعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه... وقال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة أن لا يباع على هذا الوجه وأن لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون۔ (إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

🗀 فينبغي أن لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته ينبغي للبائع أن يمتنع عن قبوله، لأن أخذ الزيادة إذا لم يكن فيه تلبيس وإن لم يكن ظلمًا =

بیچنے والے سے جھگڑا نہ کرے،[۱] یہ سب باتیں مکروہ ہیں، ان سے بچے۔

⑮ بلا ضرورت بار بار بازار جانے سے بچے، اللہ تعالیٰ نے بازار کو شر والی جگہ اور مساجد کو خیر والی جگہ بتایا ہے۔[۲]

⑯ خرید وفروخت کی وجہ سے نماز اور جماعت فوت نہ ہونے دے اور اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو۔[۳]

=لكنه ترك للإحسان، مع أن من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته، ويستفيد من تكررها ربحا كثيرا وبه يظهر البركة۔ (مجالس الأبرار: (ص: ٥٥٠) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال... الخ، ط: سهيل اكيڈمي لاهور)

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رحم الله رجلاً سمحا إذا باع، وإذا اشترى، وإذا اقتضى۔ (صحيح البخاري: (١/٢٧٨) كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشرى والبيع... الخ، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ٢٤٣) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي۔

شرح السنة: (٨/٣٥) كتاب البيوع، باب السهولة في البيع والشراء، ط: المكتب الإسلامي بيروت۔

(١) عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تمار أخاك، ولا تمازحه، ولا تعده موعدًا فتخلفه۔ (جامع الترمذي: (٢/٢٠) أبوب البر والصلة، باب ماجاء في المراء، ط: قديمي)

كنز العمال: (٣/٦٤٢) رقم الحديث: ٨٢٩٧، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثالث: في أخلاق وأفعال مذمومة، الاكمال: المراء والجدال، ط: موسسة الرسالة۔

شعب الإيمان: (١١/١٦) رقم الحديث: ٨٠٤٣، حسن الخلق، فصل في الحلم والتؤدة، والرفق في الأمور كلها، ط: مكتبة الرشد۔

(٢) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أحب البلاد إلى الله تعالى مساجدها وأبغض البلاد إلى الله أسواقها۔ (الصحيح لمسلم: (١/٢٣٥) كتاب المساجد، باب فضل الجلوس في مصلاه بعد الصبح وفضل المسجد، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ٦٨) كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، ط: قديمي۔

شرح السنة للبغوي: (٢/٣٤٦) رقم الحديث: ٤٦٠، كتاب الصلاة، باب فضل المساجد، ط: المكتب الإسلامي بيروت۔

(٣) [في بيوت أذن الله أن ترفع ويذكر فيها اسمه يسبح له فيها بالغدو والآصال رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله وإقام الصلاة وإيتاء الزكوة يخافون يوما تتقلب فيه القلوب]۔ (النور: ٣٦، ٣٧)

لا ينبغي للتاجر أن يشغله معاشه عن معاده، فيكون عمره ضائعا و صفقته خاسرة؛ لأنّ ما يفوته =

⑬ بازار میں بھی ضروری امور کا خیال رکھے، مثلاً: اگر عورت سڑک عبور کرے تو اس کے گزرنے کا انتظار کرے، یا بوڑھے بزرگ شخص اور بچوں کو مدد اور معاونت کی ضرورت ہو تو ان کی مدد اور معاونت کرے۔(۱)

⑭ بازار میں اپنی گاڑی یا سواری کو لوگوں کے گزرنے کی جگہ یا ممنوعہ علاقہ میں پارک (کھڑی) نہ کرے، تاکہ گزرنے والوں کو تکلیف نہ ہو۔(۲)

⑮ بازار میں کھلی جگہوں سے چیزیں لے کر کھانا بہتر نہیں ہے، اس سے

=من الربح في الآخرة لايفي به ماينالہ في الدنيا فيكون ممن اشترى الحياة الدنيا بالآخرة، بل ينبغي له أن يشفق على نفسه في تجارته ولاينسى نصيبه من الدنيا للآخرة... وإنما يتم شفقته على نفسه في تجارته بمراعاة عدة أمور... الثالث: أن لايمنعه سوق الدنيا من سوق الآخرة وهو المسجد فينبغي له أن يجعل النهار إلى وقت دخول السوق لآخرته، فيلازم المسجد في ذلك الوقت ويواظب على الأذكار والأوراد... ثم أنه مهما سمع الأذان للظهر والعصر ينبغي له أن يفرغ عن شغله وينزعج من مكانه ويدع كل ما كان فيه؛ لأن مايفوته من فضيلة التكبير مع الإمام في أول الوقت لايوازي بها الدنيا بما فيها. (مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۳، ۵۴۴) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سهيل اكيلمى لاهور)

(۱) عن البراء بن عازب رضي الله عنهما، قال: أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بسبع: بعيادة المريض، واتباع الجنائز، وتشميت العاطس، ونصر الضعيف وعون المظلوم وإفشاء السلام وإبرار المقسم۔ (صحيح البخاري: (۹۲۱/۲) كتاب الاستئذان، باب إفشاء السلام، ط: قديمى)

المسند الجامع: (۱۳۱/۳) رقم الحديث: ۱۷۴۸، البراء بن العازب الأنصاري، الأدب، ط: دار الجيل، بيروت۔

الأذكار للنووي: (ص: ۵۸۹) رقم الحديث: ۷۰۱، كتاب السلام والاستئذان وتشميت العاطس ومايتعلق بها، باب في فضل السلام والأمر بإفشائه، ط: دار ابن كثير بيروت۔

(۲) عن عبد الله بن عمرو عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده... ۔ (صحيح البخاري: (۶/۱) كتاب الإيمان، باب المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ط: قديمى)

الصحيح لمسلم: (۴۸/۱) كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأي أموره أفضل، ط: قديمى۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمى۔

ذہن/حافظہ بھی کمزور ہوجاتا ہے اور لوگوں کی نظر لگ جاتی ہے،[۱] اگر مجبوری کی وجہ سے کچھ کھانا پڑے تو باپردہ جگہ سے لے کر کھایا جائے۔

⓯ مسجد عبادت کی جگہ ہے، اس لیے اس میں لین دین اور خرید وفروخت کی بات کرنا منع ہے، اس لیے بازار کی مسجد ہو یا غیر بازار کی، مسجد میں لین دین اور خرید وفروخت کی بات نہ کرے، بلکہ مسجد سے باہر نکل کر کرے۔[۲]

⓰ سامان خریدتے وقت مسلمان ملکوں میں بنی ہوئی چیزیں خریدنے کو ترجیح دینا بہتر ہے، تاکہ اس خریداری سے مسلمانوں کو فائدہ ہو۔[۳]

⓱ اَشیاء کی ظاہری زیب وزینت اور ڈبوں پر بنے مناظر کی خوبصورتی اور تجارتی مارکوں کی چمک دمک کی وجہ سے زیادہ قیمت سے دھوکہ نہ کھائے،[۴] بلکہ یہ

---

(۱) وأمّا المندوب فمنها: التحرز عن أكل طعام السوق إن أمكن، لأنّ طعام السوق أقرب إلى النجاسة والخباثة، وأبعد عن ذكر الله، وأقرب إلى الغفلة، ولأنّ أبصار الفقر تقع عليه ولا يقدرون على الشراء فيتأذون بذلك فتنقص بركته۔ (تمهيد النمارق لمن طالع كنز الدقائق، (المقدّمة على كنز الدقائق): (ص:۷) فصل: في الواجبات في تحصيل الفقه، ط: مير محمد كراچي)

☜ تعليم المتعلم طريق التعليم: (ص: ٦٦، ٦٧) فصل في الورع في حالة التعلم، ط: قديمي۔

(۲) (قوله: بأن يجلس لأجله) فإنّه حينئذٍ لا يباح باتفاق، لأنّ المسجد ما بنى لأمور الدنيا۔ (شامي: (٦٦٢/١) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره، مطلب في الغرس في المسجد، ط: سعيد)

☜ قوله: عن أنس ... الخ وعن عبد الله ... الخ: قال المؤلف: دلالتهما على كراهة كلام الدنيا في المسجد ظاهرة، وفي البحر الرائق: وصرّح في الظهيرية بكراهة الحديث أي كلام الناس في المسجد لكن قيده بأن يجلس لأجله، وفي فتح القدير: الكلام المباح فيه مكروه ويأكل الحسنات۔ (قوله: قوله: يأكل الحسنات، جزء من الحديث الّذي لا أصل له وسنذكره عن قريب) وينبغي تقييده بما في الظهيرية: أمّا إن جلس للعبادة ثم بعدها تكلم فلا (٣٩:٢) قلت: ينبغي أن يتقى منه حق الاتقاء ثم بعد ذلك إن تكلّم فيه لا بأس به فإن الحذر كل الحذر منه حرج عظيم، {وما جعل الله في الدين من حرج}۔ (إعلاء السنن: (١٦٨/٥) كتاب الصلاة، باب كراهة حديث الدنيا في المسجد... الخ، ط: إدارة القرآن)

(۳) امداد الفتاویٰ: (۱۳۱/۳) کتاب البیوع، حوادث الفتاویٰ، عنوان: اہل ہنود سے سودا خریدنا، ط: دار العلوم کراچی۔

(۴) فإن من يشترى طعامًا أو متاعًا من فقير ويحتمل الغبن ويتساهل فيه فإنّه يكون به محسنًا داخلًا في قوله: عليه الصلاة والسلام: " رحم الله امرأ سهل البيع والشراء" وأمّا من يشتري من غني تاجر يطلب=

کوشش کی جائے کہ بہتر سے بہتر چیز خریدے، زیب وزینت اور خوبصورت پیکر
اور ڈبوں سے متاثر نہ ہو۔

بازار سے کب واپس آئے

"بازار میں کب جائے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۰/۲)

بازار سے پوچھ کر قیمت ادا کرنا

"قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۱/۵)

بازار سے خریدی ہوئی دَوا کو اپنی بتا کر نفع زیادہ لینا

"دَوا کو اپنا بتا کر نفع زیادہ لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۳۴/۳)

بازار سے فلاں سامان خرید کر لانا

"منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۹/۶)

بازار کا چکر لگاتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ

"عمر رضی اللہ عنہ بازار کا چکر لگاتے تھے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۹/۴)

بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا

☆ کسی تاجر کے لیے بازار کے عام نرخ سے بہت زیادہ کم قیمت پر چیز
فروخت کرنا بھی درست نہیں، اور اس کی چند وجوہات ہیں، اور وہ یہ ہیں:

=زيادة على الربح المعتاد فاحتمال الغبن منه ليس بمحمود بل هو تضييع المال من غير فائدة في الدنيا والأخرة، وقد ورد في الحديث: أنّ المغبوب لا محمود ولا مأجور، والكمال أن لايغبن ولا يغبن (مجالس الأبرار: (ص: ٥٥٠) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سهيل اكيڈمی لاهور)

إحياء علوم الدين: (٨٠/٢) كتاب أدب الكسب والمعاش، ط: دار المعرفة، بيروت۔

❶ اگر کوئی تاجر عام نرخ سے بہت کم قیمت لگا کر چیز فروخت کرتا ہے تو دوسرے تاجروں کے لیے جائز نفع کمانے کا راستہ بند کر دیتا ہے۔

❷ جب لوگوں کو چیز بہت زیادہ سستی ملے گی تو ضرورت سے زیادہ خریدیں گے اور اسراف کا دروازہ کھلے گا۔

❸ لوگ سستے داموں میں مال خرید کر ذخیرہ کرنا شروع کر دیں گے۔

❹ اس طرح عمل کرنے سے معاشی اور تجارتی سرگرمیوں میں یکسانیت باقی نہیں رہے گی۔

❺ اس سے دکاندار اور تاجروں کے آپس میں اختلافات، جھگڑے، حسد، بغض، دشمنی اور کینہ پیدا ہوتا ہے، اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ کوئی شخص بازاری نرخ سے بہت کم قیمت پر فروخت کرنے کی عادت بنالے، بعض اوقات کسی مصلحت یا ضرورت کی وجہ سے سامان کی قیمت کم لگا کر سامان جلدی فروخت کیا جاتا ہے، عادت کی بنا پر نہیں تو یہ جائز ہے۔

☆ اگر کوئی شخص بازار کے عام نرخ سے بہت کم قیمت پر سامان بیچ کر دوسرے تاجروں کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس کو نرمی کے ساتھ سمجھانے کی کوشش کریں، اگر وہ سمجھ جاتا ہے تو بہتر ورنہ تاجروں کی تنظیم یا حکومت وقت سے رجوع کر کے ایسے آدمی کو بازار سے اٹھایا جا سکتا ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کے پاس سے گزرے جو بازار میں اپنی کشمش (سستی) فروخت کر رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: یا تو قیمت میں اضافہ کرو یا ہمارے بازار سے چلے جاؤ۔ (۱)

---

(۱) عن سعيد بن المسيب قال: مر عمر بن الخطاب على حاطب بن أبي بلتعة وهو يبيع زبيبا له في السوق، =

☆ اگر دوسرے تاجر مناسب ریٹ کے مطابق اشیاء فروخت نہیں کرتے تو ایسی صورت میں کم قیمت پر اشیاء فروخت کرنا درست ہے، اور ثواب کا باعث ہے۔ (۱)

بازار کے کسی آدمی سے سودا بکوایا

٭ "سودا بکوایا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۴)

بازار کے محتسب ونگران

"مُحتسِب" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۶)

= فقال له عمر: إما أن تزيد في السعر وإما أن ترفع من سوقنا۔ (كنز العمال: (۱۸۳/۴) كتاب البيوع، قسم الأفعال، التسعير، رقم الحديث: ۱۰۰۷۵، رواه الإمام مالك في الموطا وعبد الرزاق والبيهقي، ط: مؤسسة الرسالة)

موطأ الإمام مالك: (ص: ۵۹۱) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربص، ط: قديمي۔

مصنف عبد الرزاق: (۲۰۶/۸) رقم الحديث: ۱۴۹۰۵، كتاب البيوع، باب: هل يسعر؟، ط: المجلس العلمي۔

فقال له عمر بن الخطاب: إما أن تزيد في السعر) بأن تبيع بمثل ما يبيع أهل السوق، وظاهر كلام الشراح أنه رضي الله عنه كان يبيع بأرخص من السوق، فأمره عمر رضي الله عنه بالغلاء لئلا يضر به أهل السوق ... قال الباجي: والتسعير على ضربين: أحدهما هذا الذي ذكرناه من أن من حط من سعر الناس، أمر أن يلحق بسعرهم، أو يقوم من السوق۔ (أوجز المسالك: (۱۴/۱۳، ۱۵) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربص، ط: دار القلم، دمشق)

المنتقى شرح الموطأ: (۱۷/۵) كتاب البيوع، الحكرة والتربص، وفيه أبواب، الباب الأول، ط: دار الكتاب الإسلامي۔

(۱) (وصح الحط منه) أي من الثمن۔ (الدر مع الرد: (۱۵۳/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، مطلب: في تعريف الكر، ط: سعيد)

لا يلام أحد على المسامحة في البيع، والحطيطة فيه، بل يشكر على ذلك إن فعله لوجوه الناس، ويؤجر فيه إذ فعله لوجه الله۔ (البيان والتحصيل لابن رشد: (۳۰۶/۹) كتاب السلطان، ط: دار الغرب الإسلامي)

أوجز المسالك: (۱۴/۱۳) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربص، ط: دار القلم، دمشق۔

بازار کے نگران کے اہم کام

(۵۷) حکومت کی جانب سے بازار اور مارکیٹ کی نگرانی کے لیے جو آدمی مقرر ہوتا ہے اس کے اہم کام یہ ہیں:

❶ بازاروں میں تاجر اپنی رضامندی اور آزادی سے خرید وفروخت کر سکیں اور اس میں کوئی کسی کو مجبور نہ کر سکے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق: ''بیچنے والا اور خریدنے والا خودمختار ہوتے ہیں جب تک کہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں، اگر تو وہ دونوں سچ بولیں اور صحیح بیان کریں تو ان کے سودے میں برکت ہوتی ہے اور اگر وہ دونوں عیب چھپائیں اور جھوٹ بولیں تو ان کے سودے کی برکت ختم ہوجاتی ہے''۔ (۱)

❷ خرید وفروخت میں صحیح بیان اور سچی وضاحت کے ساتھ کام لیا جارہا ہو، دھوکہ اور جھوٹ سے بچا جارہا ہو، جیسا کہ نمبر ایک کے تحت حدیث میں گزرا ہے۔

❸ جھوٹی اشتہار بازی سے سامان بیچا جارہا ہو، یا کاروبار میں جھوٹ بولا جارہا ہو تو اس سے روکنا۔

❹ ناپنے تولنے اور وزن اور پیمائش کرنے کے آلات کی نگرانی کرنا اور ان میں اُونچ نیچ اور کمی بیشی کرنے سے روکنا۔ (۲)

---

(۱) عن حكيم بن حزام عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، أو قال: حتى يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما، وإن كتما وكذبا محقت بركة بيعهما۔ (صحيح البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب مايمحق الكذب والكتمان في البيع، ط: قديمي)

مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب الخيار، الفصل الأول، ط: قديمي۔

الصحيح لمسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب خيار المجلس للمتبايعين، ط: قديمي۔

(۲) [فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا] [الأعراف: ۸۵]

[وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ] [الرحمن: ۷-۹]

❺ ثالثی اور دلّالی کے کاموں کو بازاروں میں منظم کرنا، تاکہ سامان بازار میں پہنچنے سے پہلے خرید کر جمع کرنے سے اور بازار میں جھوٹ رائج ہونے سے روکا جائے اور عیب کو چھپا کر سامان فروخت کرنے سے باز رکھا جائے اور اسلامی طریقے کے مطابق خرید و فروخت ہو رہی ہے یا نہیں، اس کی نگرانی کرنا۔ (۱)

❻ بازار میں آزادی سے ہر کسی کے داخل ہونے اور نکلنے کو یقینی بنانا، مثلاً: راستے سے تمام ضرر پہنچانے والی اشیاء اور رکاوٹوں کو دور کرنا، (۲) پیدل چلنے والوں کی جگہ پر گاڑیوں کو پارکنگ سے روکنا، تاکہ بازار میں آزادی اور آسانی کے ساتھ آنا جانا ممکن ہو اور لوگ رضامندی سے خرید و فروخت کر سکیں۔

❼ ذخیرہ اندوزی، (۳) خرید و فروخت کی ممنوع شکلوں اور قیمت کے ناجائز تعین سے روکنا۔ (۴)

---

(۱) نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتلقى الركبان وأن يبيع حاضر لباد قال فقلت لابن عباس: ماقوله حاضر لبادٍ قال: لايكن له سمسارًا۔ (الصحيح لمسلم: (۴/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الحاضر لبادٍ، ط: قديمى)

مشكوٰة المصباح: (ص: ۲۴۷) كتاب البيوع، باب المنهى عنهامن البيوع، الفصل الأول، ط: قديمى۔

صحيح البخاري: (۲۸۹/۱) كتاب البيوع، باب لايشترى حاضرٍ لبادبالسمسرة، ط: قديمى۔

انظر الحاشية السابقة، رقم: ۱، على الصفحة السابقة______؟

(۲) عن أبي هريرة رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الإيمان بضع وسبعون شعبة فأفضلها قول لا إله إلا الله وأدناها إماطة الأذى عن الطريق۔ (مشكوٰة المصابيح، (ص: ۱۲) كتاب الإيمان، الفصل الأول، ط: قديمى)

صحيح البخاري: (۶/۱) كتاب الإيمان، باب أمور الدين، ط: قديمى۔

صحيح مسلم: (۴۷/۱) كتاب الإيمان، باب عدد شعب الإيمان، ط: قديمى۔

(۳، ۴) عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايبيع حاضر لبادٍ، دعوا الناس يرزق الله بعضهم عن بعض۔ رواه مسلم۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۷) كتاب البيوع، باب المنهى عنهامن البيوع، الفصل الأول، ط: قديمى)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من احتكر فهو خاطئ ... ومعناه: أن من يجمع الطعام الذى يجلب إلى البلد ويحبسه ليبيعه وقت الغلاء فهو آثم ... فإذا رفع أمره إلى القاضي يأمره القاضي ببيع

بازار میں آنے جانے والوں کی صفات

(۵۹) بازار میں آنے جانے والے خریدار اور فروخت کرنے والوں کو کچھ صفات سے متصف ہونا ضروری ہے۔ وہ صفات یہ ہیں:

❶ سچائی۔ ❷ امانت داری۔ ❸ نہ دھوکہ دینا نہ خود دھوکہ کھانا۔ ❹ خیر خواہی۔ ❺ منافع میں اعتدال ومیانہ روی۔ ❻ عفوودرگزر۔ (۱)

= مایفضله من قوته وقوت عیاله .... (مجالس الأبرار: (ص: ۵۵۲) المجلس السبعون: في بیان حرمة الاحتکار ... ط: سهیل اکیڈمی لاهور)

ولهذا کان عمر رضی الله عنه یطوف السوق ویضرب التجار بالدرة ویقول: لایبیع في سوقنا من لم یفقه في الدین ....(مجالس الأبرار: (ص: ۵۸۳)، المجلس الثالث والسبعون: في بیان حقیقة الربا، وأحکام غوائله، ط: سهیل اکیڈمی لاهور)

عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: الجالب مرزوق والمحتکر ملعون۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵٦) أبواب التجارة، باب الحکرة والجلب، ط: قدیمي)

(۱) عن أبي سعید قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: التاجر الصدوق الأمین مع النبیین والصدیقین والشهداء ....(مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساهلة في المعاملة، ط: قدیمي)

(التاجر الصدوق الأمین) ... (المسلم مع الشهداء یوم القیامة) قال ابن العربي: هذا الحدیث: وإن لم یبلغ درجة المتفق علیه من الصحیح، فإنّ معناه صحیح، لأنّه جمع الصدق والشهادة بالحق والنصح للحق وامتثال الأمر المتوجه إلیه من قبل الرسول .... (فیض القدیر: (۳/۲٦٦) رقم الحدیث: ۳۳۹۱، حرف التاء، ط: دار الکتب العلمیة)

(الاقتصاد) أي التوسط في النفقة بین التبذیر والتقتیر (نصف العیش) أي المعیشة ....(فیض القدیر: (۳/۲۳۵) رقم الحدیث: ۳۰۷۰، حرف الألف، ط: دار الکتب العلمیة)

عن جابر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: رحم الله رجلاً سمحًا، إذا باع وإذا اشتری وإذا اقتضی، رواه البخاري۔ (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قدیمي)

لم ینبغي للمکتسب أن یراعی في معامله العدل ویجتنب الظلم ... أن لایثني علی السلعة فإنّه إن وصفها بما لیس فیها فإن لم یقبله عنه فهو کذب محض، وإن قبل منه فهو مع کونه کذبًا تلبیس وظلم ... أو لایکتم من عیوبها وخفایا صفاتها شیئًا أصلاً ... لأنّه إن أخفی شیئًا منها یکون ظالمًا غاشًا تارکًا للنصح والغش حرام والنصح واجب ... فقال والله: إنّا بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی النصح لکل =

بازار میں داخل ہو کر یہ دُعا پڑھے

''دُعا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۰/۳)

بازار میں داخل ہونے کی دُعا

''دُعا بازار میں داخل ہونے کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۱/۳)

بازار میں کب جائے

بازار میں سب سے پہلے جانا اور سب سے آخر میں آنا مناسب نہیں، حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان صبح کے وقت اپنا جھنڈا لیتا ہے اور سب سے پہلے داخل ہونے والے کے ساتھ بازار میں داخل ہوتا ہے اور سب سے آخر میں آنے والے کے ساتھ بازار سے نکلتا ہے۔ (۱)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو صبح کو نماز کے لیے جاتا ہے تو ایمان کے جھنڈے کے ساتھ جاتا ہے، اور جو صبح کو بازار جاتا ہے تو ابلیس کے جھنڈے کے ساتھ بازار جاتا ہے۔ (۲)

= مسلم ... أن يصدق في سعر الوقت إذ لايجوز لأحد أن يلبس على البائع أو المشتري سعر الوقت....(مجالس الأبرار: (ص: ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۹) المجلس التاسع والستون، في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سهيل اكيڈمی لاهور)

(۱) وعن أبي أمامة قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إن الشياطين تغدو برايتها إلى الأسواق فيدخلون مع أول داخل ويخرجون مع آخر خارج۔ (مجمع الزوائد: (۷۷/۴) رقم الحديث: ۶۳۳۰، كتاب البيوع، باب ماجاء في الأسواق، ط: مكتبة القدس، القاهرة)

المعجم الكبير للطبراني: (۱۳۶/۸) رقم الحديث: ۷۶۱۸، باب الصاد، ما أسند أبو أمامة، ط: مكتبه ابن تيمية۔

(۲) عن سلمان قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من غدا إلى صلاة الصبح غدا براية الإيمان، ومن غدا إلى السوق غدا براية إبليس۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۱) كتاب التجارات، =

بازار میں کوئی چیز کم نہ ہو

"مُحتسِب" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۰/۶)

بازار والوں پر ٹیکس لگانا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار والوں پر ٹیکس لگانے سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

بازاروں میں جانا مُباح ہے

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا ہے کہ: تجارت اور روزگار کی تلاش کے لیے بازار جانا مباح اور جائز ہے۔ (۲)

بازاروں میں جانے کا حکم

ضرورت کی بنا پر بازاروں میں جانا اور سامان وغیرہ خریدنا اور فروخت کرنا سنت اور تواضع ہے، لیکن اگر بازار میں منکرات، عریانیت ہو، نظر وغیرہ کی حفاظت کرنا مشکل ہو، یا عورتیں حد سے زیادہ بے حیائی کرتی پھرتی ہوں تو ایسی حالت میں بازار نہ جانا ہی بہتر ہے۔

=باب الأسواق ودخولها، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ٦٣) كتاب الصلاة، باب فضائل الصلاة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

كنز العمال: (٣٦٦/٧) رقم الحديث: ١٩٣٠٠، كتاب الصلاة، الباب الثالث في أحكام الصلاة ومفسداتها، الفصل الأول، ط: مؤسسة الريان۔

(١) عن أبي أسيد أن أبا أسيد حدثه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب إلى سوق النبيط فنظر إليه فقال ليس هذا لكم بسوق ثم نظر إلى سوق فقال ليس هذا لكم بسوق ثم رجع إلى هذا السوق فطاف فيه ثم قال: هذا سوقكم، فلا ينتقص ولا يضربن عليه خراج۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ١٦١) أبواب التجارة، باب الأسواق ودخولها، ط: قديمي)

(٢) دخول الأسواق مباح للتجارة وطلب المعاش، وكان عليه السلام يدخلها لحاجة، ولتذكرة الخلق بهم إلى الحق.... (أحكام القرآن للقرطبي: (١٣/٥) سورة الفرقان، رقم الآية: ٧، ط: دار عالم الكتب)

موجودہ دور میں بازار میں منکرات، فواحش، عورتوں کا فتنہ، بے حیائی اور عریانیت، اور جسمانی نمائش حد سے زیادہ ہوگئی ہیں، اس لیے شہروں کے بازاروں سے جہاں تک ممکن ہو احتیاط کرنا چاہیے، تاکہ نگاہوں کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ایمان کی بھی حفاظت ہو سکے۔[1]

بازی لگانے پر اِنعام

"مُسابقت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۷/۶)

باطل مذاہب کے مراکز کی تعمیر کے لیے سامان فروخت کرنا

"امام باڑہ کی تعمیر کے لیے کچھ فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

باغ

بعض لوگ باغ کے صرف کچھ پھل ظاہر ہونے پر خریدار کو فروخت کر دیتے ہیں، حالاں کہ یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پھل کی مقدار کیا ہوگی اور مستقبل میں اس کی کیفیت کیا ہوگی؟ اسی حالت میں اس باغ کے پھل کو فروخت کر دیتے ہیں، اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ جو پھل ظاہر ہو، خواہ انسان کے کھانے کے قابل ہو یا حیوانات کے، تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔

اور اگر باغ فروخت کرتے وقت درخت پر پھل ظاہر نہ ہوں تو اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

---

(۱) مهما كثر الباطل في الأسواق، وظهرت فيها المناكير كره دخولها لأرباب الفضل والمقتدى بهم في الدين۔ (الجامع لأحكام القرآن: (۱۶/۱۳) سورة الفرقان: الآية: ۲۰، ط: دار الكتب المصرية)

🗀 أحكام القرآن لابن العربي: (۳/۴۴۳) سورة الفرقان: الآية: ۲۰، مسألة دخول أرباب الفضل والمهتدى بهم في الدين الأسواق، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀 حتى ترى المرأة في القيساريات وغيرهن قاعدة متبرجة بزينتها وهذا من المنكر الفاشي في زماننا هذا۔ (الجامع لأحكام القرآن: (۱۷/۱۳) سورة الفرقان: الآية: ۲۰، ط: دار الكتب المصرية)

ایک صورت یہ ہے کہ: پھل ابھی بالکل ظاہر نہ ہو، تو یہ معدوم چیز کی بیع ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، دوسری صورت یہ ہے کہ: کچھ پھل ظاہر ہوں، لیکن روز بروز باغ میں مزید پھل ظاہر ہوتا رہتا ہو، تو ایسی صورت میں جو پھل موجود ہے اس کی خرید وفروخت تو جائز ہے اور جو پھل ابھی تک ظاہر نہیں ہوا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

اس صورت میں اس کو خریدنے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ جو پھل ابھی پیدا ہو رہا ہے اس کے لیے باغ کو اجارہ پر لے لے اور باغ کے اجارے کے عوض مشتری (خریدار) کے لیے بھاری حصہ مقرر کر کے (بائع کو مثلاً: ہزارواں حصہ دینے کے حیلے کا سہارا لے کر) معاملہ کرے تو مجبوری کی وجہ سے جائز ہونے کی صورت بن جائے گی۔ (۱)

---

(۱) وأما النهي عن بيع المعاومة وهو بيع السنين، فمعناه أن يبيع ثمر الشجرة عامين أو ثلاثة أو أكثر فيسمى بيع المعاومة وبيع السنين، وهو باطل بالإجماع، نقل الإجماع فيه ابن المنذر وغيره لهذه الأحاديث، ولأنه بيع غرر، لأنه بيع معدوم ومجهول وغير مقدور على تسليمه وغير مملوك للعاقد. والله أعلم. (شرح النووي على صحيح مسلم: (۱۰/۲) كتاب البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة وعن المخابرة وعن بيع الثمرة قبل بدو صلاحها وعن بيع المعاومة وهو بيع السنين، ط: قديمي)

☐ عون المعبود شرح سنن أبي داود: (۱۶۳/۹) كتاب البيوع، باب في بيع السنين، ط: دار الكتب العلمية.

☐ (ولو برز بعضها دون بعض، لا) يصح في ظاهر المذهب، وصححه السرخسي، وأفتى الحلواني بالجواز لو الخارج أكثر، زيلعي، (ويقطعها المشتري في الحال) جبرا عليه، (وإن شرط تركها على الأشجار فسد) (البيع ... والحيلة أن يأخذ الشجرة معاملة على أن له جزءا من ألف جزء وأن يشتري أصول الرطبة كالباذنجان وأشجار البطيخ والخيار ليكون الحادث للمشتري، وفي الزرع والحشيش يشتري الموجود ببعض الثمن ويستأجر الأرض مدة معلومة يعلم فيها الإدراك بباقي الثمن وفي الأشجار الموجود، ويحل له البائع ما يوجد، فإن خاف أن يرجع، يقول: على أني متى رجعت في الإذن تكون مأذونا في الترك "شمني" ملخصا. (الدر مع الرد: (۵۵۵/۴-۵۵۸) كتاب البيوع، فصل فيما يدخل في البيع تبعا وما لا يدخل، ط: سعيد)=

باغات کو بٹائی پر دینا

''مُساقاۃ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۸/۶)

باغ کے پھل خریدنے کی جائز صورت

اگر باغ کے پھل خریدنے کے بعد فوراً کاٹنے کا ارادہ نہیں ہے تاکہ پھل بڑے ہوکر پک جائیں تو اس کے جائز ہونے کی آسان صورت یہ ہے کہ اس معاملہ کو زمین کے اجارہ کے طور پر کیا جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ: مثلاً پھلوں کی قیمت ایک لاکھ روپے ہے تو اسی ہزار روپے باغ کے پھلوں کی قیمت قرار دیں اور بیس ہزار روپے میں باغ کی زمین کو اجارہ پر دے دیں اور اجارہ کی مدت وہ معین کی جائے جو پھلوں کے کاٹنے کی آخری مدت ہو تو اس صورت میں پھلوں کو مقرر کی گئی مدت تک درختوں پر رکھنا جائز ہوگا۔(۱)

= وفي ثمار الأشجار يشتري الموجود ويحل له البائع مايوجد، فان خاف أن يرجع يفعل في الإذن في ترك الثمر على الشجر، وهو أن يأذن المشتري على أنه متى رجع من الإذن كان مأذوناً في الترك بإذن جديد فيجعله على مثل هذا الشرط. (فتح القدير: (۲۹۲/۵) كتاب البيوع، فصل: ومن باع داراً دخل بناؤها، ط: رشيديه)

خلاصة الفتاوى: (۴۹/۳) كتاب البيوع، الفصل الثالث في مايجوز بيعه، ط: رشيديه۔

(۱) والحيلة أن يأخذ الشجرة معاملةً على أن له جزءاً من ألف جزء، وأن يشتري أصول الرطبة كالباذنجان وأشجار البطيخ والخيار ليكون الحادث للمشتري وفي الزرع والحشيش يشتري الموجود ببعض الثمن ويستأجر الأرض مدةً معلومةً يعلم فيها الإدراك بباقي الثمن وفي الأشجار الموجود ويحل له البائع مايوجد. (الدر مع الرد: (۵۵۷/۴، ۵۵۸) كتاب البيوع، فصل: فيمايدخل في البيع تبعاً ومالايدخل، ط: سعيد)

فتح القدير: (۲۹۱/۶) كتاب البيوع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر، و: (۲۶۵/۶) كتاب البيوع، فصل: ومن باع داراً يدخل بناءها في البيع وإن لم يسمه، ط: رشيديه۔

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۳/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة بيروت۔

باغ کے پھل کی بیع کی مختلف صورتیں

❶ جب تک پھول پھل کی صورت اختیار نہ کر لے اس کی بیع (خرید و فروخت) بالاتفاق جائز نہیں ہے۔ ٦٥

❷ پھل آنے کے بعد خواہ وہ انسان یا حیوان کے لیے قابل انتفاع ہو یا نہ ہو اس کی بیع جائز ہے۔

❸ کچھ پھل ظاہر ہو اور کچھ ظاہر نہ ہو تو اس میں اختلاف ہے، راجح قول کے مطابق اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔

❹ پورا پھل نکلنے کے بعد بیچنا بالاتفاق جائز ہے۔

❺ بیع صحیح ہونے کے بعد بائع نے خریدار کو پھل درخت پر چھوڑنے کی صراحتاً یا دلالۃً اجازت دے دی تو پھل حلال رہے گا۔(1)

باغوں کو کئی سال کے لیے خریدنا

پھل کے خریدار باغوں کو کئی سال کے لیے خریدتے ہیں، ۳، ۴ سال کی بیع

---

(1) ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها أو قد بدا جاز البيع؛ لأنه مال متقوم، إما لكونه منتفعا به في الحال أو في الثاني... وعلى المشتري قطعها في الحال، تفريغًا لملك البائع وهذا إذا اشتراها مطلقًا أو بشرط القطع وإن شرط تركها على النخيل فسد البيع؛ لأنه شرط لا يقتضيه العقد... ولو اشتراها مطلقًا وتركها بإذن البائع طاب له الفضل وإن تركها بغير إذنه تصدق بما زاد في ذاته لحصوله بجهة محظورة وإن تركها بعد ما تناهى عظمها لم يتصدق بشيء، لأن هذا تغير حالة لا تحقق زيادة وإن اشتراها مطلقًا وتركها على النخيل وقد استأجر النخيل إلى وقت الإدراك طاب له الفضل؛ لأن الإجارة باطلة لعدم التعارف والحاجة فبقي الإذن معتبرا.... (فتح القدير مع الكفاية: (٢٦٦/٦، ٢٦٧، ٢٦٨) كتاب البيوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناءها في البيع وإن لم يسمه، ط:: رشيديه)

☐ الدر مع الرد: (٥٥٦/٤، ٥٥٧) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعا وما لا يدخل، ط: سعيد۔

☐ طحطاوي على الدر: (٢٣/٣) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعا وما لا يدخل، ط: دار المعرفة.

☐ انظر الحاشية السابقة، رقم: ١، تحت عنوان: "باغ"

ایک ہی مرتبہ کر لیتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں غرر، دھوکہ اور جہالت بھی ہے، جب پھل درخت پر ظاہر ہوں، اور انسان یا جانوروں کے کھانے کے لیے قابل ہوں مثلاً ان سے چٹنی یا اچار بنایا جا سکتا ہوں، یا جانوروں کو چارہ کے طور پر کھلایا جا سکتا ہوں، تو ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اس سے پہلے جائز نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سالوں کا (پھل وغیرہ) فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

آج کل تاجر حضرات آم، امرود، بیر، کینو، موسمی وغیرہ پھلوں کی بیع میں اسی ناجائز طریقہ کو اختیار کیے ہوئے ہیں، مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ایسا معاملہ ہرگز نہ کریں، ورنہ شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے اور آخرت میں عذاب ہوگا، اور اس کو برداشت کرنا آسان نہیں ہوگا۔

---

(١) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع السنين و وضع الجوائح۔ (سنن أبي داود: (١٢٣/٢، ١٢٢) كتاب البيوع، باب في بيع السنين، ط: رحمانية)

عن جابر رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن بيع الثمر سنين۔ (سنن النسائي: (٢/ ٢١٨) كتاب البيوع، بيع الثمر سنين، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (١١/٢) كتاب البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة ... وعن بيع المعاومة وهو بيع السنين، ط: قديمي)

(نهى عن بيع السنين) ... وهي بيع المعاومة، والمراد بيع ما تحمله هذه الشجرة مثلاً سنة فأكثر، وهذا البيع باطل، لأنه بيع ما لم يخلق فهو بيع المعدوم۔ (بذل المجهود: (٣٣/١٥) كتاب البيوع، باب في بيع السنين، ط: دار الكتب العلمية)

وأما النهي عن بيع المعاومة وهو بيع السنين فمعناه أن يبيع ثمر الشجرة عامين أو ثلاثة أو أكثر، فيسمى بيع المعاومة و بيع السنين وهو باطل بالإجماع نقل الإجماع فيه ابن المنذر وغيره لهذه الأحاديث، ولأنه بيع غرر؛ لأنه بيع معدوم ومجهول وغير مقدور على تسليمه وغير مملوك للعاقد۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (١٠/٢) كتاب البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة ... وعن بيع المعاومة وهو بيع السنين، ط: قديمي)

(ومن باع ثمرة بارزة) أما قبل الظهور فلا يصح اتفاقاً۔ (ظهر صلاحها أو لا صح)۔ (قوله: ظهر صلاحها أو لا) ظهور الصلاح أن تصلح لتناول بني آدم وعلف الدواب وعدمه أن لا تصلح لذلك۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٢٣/٣) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في

باغی حاکم کی فوجی نوکری

ایسے باغی حاکم کی فوج میں نوکری کرنا ہمیشہ حرام ہے جو امام عادل سے مقابلہ کے لیے تیار ہو یا کفار کی مدد سے مسلمانوں کو دھمکی دیتا ہو، کیوں کہ امن کی حالت میں تو اس کی فوج اللہ والوں کو ڈراتی ہے اور ان کو ان کے مبارک خیالات وعقائد سے ہٹانے کی کوشش کرتی ہے اور جنگ کی حالت میں سرِ عام کلمہ کفر اور بغاوت کا جھنڈا بلند کرتی ہے اور یہ لوگ اسلام اور اللہ والوں کے ساتھ کھلم کھلا دشمنی پر اتر آتے ہیں (العیاذ باللہ)۔ (٦٧)

ایسی نوکری گناہ بھی ہے، اجرت بھی حلال نہیں، خاص اسی کام کی اجرت بھی حرام ہے، اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ایسی نوکری سے دور رہیں۔[1]

بال بنوانے کی اجرت

شریعت کے مطابق بال بنوانا اور ان کی اجرت لینا جائز ہے۔[2] اور

=البیع تبقا و مالا یدخل، ط: دار المعرفة)

الدر المختار مع رد المحتار: (٤/٥٥٣، ٥٥٥) كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: سعید۔

(١) البغي لغة: الطلب... وشرعا هم الخارجون عن الإمام الحق بغير حق... (قوله: على الإمام الحق) الظاهر: أن المراد به مايعم المتغلّب؛ لأنّه بعد استقرار سلطنته ونفوذ قهره لايجوز الخروج عليه كما صرحوا به... فعلى كل من يقوى على القتال أن ينصروا إمام المسلمين على هؤلاء الخارجين، لأنّهم ملعونون على لسان صاحب الشرع، قال عليه الصلاة والسلام: الفتنة نائمة لعن الله من أيقظها....

(الدر مع الرد: (٤/٢٦١) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید)

فتح القدير: (٦/٩٤، ٩٥) كتاب السير، باب البغاة، ط: رشیدیه۔

إلا أنّه ثبت كراهة لبسها للتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على مالا يجوز وكل ما أدّى إلى مالا يجوز، لايجوز۔ (الدر مع الرد: (٦/٣٦٠) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في اللبس، ط: سعید)

الموسوعة الفقهية (٨/١٣٤، ١٣٥) مادة: "بغاة"

تبيين الحقائق (٥/١٢٥) كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امدادیہ ملتان۔

(٢) لنا استئجار الحجام لغير الحجامة، كالفصد وحلق الرأس وتقصيره والختان وقطع شيئ =

شریعت کے خلاف بال بنوانا اور اس کی اجرت لینا اور اسے پیشہ بنالینا صحیح نہیں، اور اس کی اجرت بھی حرام ہے۔(۱)

بال کے بارے میں تین باتیں ہیں:

❶ پٹھے رکھنا۔

❷ حلق (پورے سر کے بال منڈوانا)۔

❸ پورے سر کے بالوں کو ہر طرف سے برابر کاٹنا۔

بڑوں کے لیے ان میں سے سب سے افضل پٹھے رکھنا ہے، پھر حلق ہے اور آخری صورت جائز ہے، ان تینوں قسموں کے بالوں کو بنانے کے بعد اجرت لینا جائز ہے، اس کے علاوہ بال رکھنے کے جتنے طریقے ہیں سب ناجائز اور شریعت کے خلاف ہیں، ان کی اجرت لینا جائز نہیں ہے۔(۲)

= من الجسد للحاجة إليه فجائز ... ولأن هذه الأمور تدعو الحاجة إليها ولا تحريم فيها فجازت الإجارة فيها وأخذ الأجرة عليها كسائر المنافع المباحة۔ (إعلاء السنن: (۱۶/۱۶۱، ۱۲۰) كتاب الإجارة، باب كسب الحجام، ط: إدارة القرآن)

(۱) ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي؛ لأن المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد فلايجب عليه الأجر ... وإن أعطاه الأجر وقبضه، لايحل له، ويجب على رده عليه صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۵/۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه ملتان)

🗀 البحر الرائق: (۸/۳۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

🗀 الدر مع الرد: (۶/۵۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في الاستجار على المعاصي، ط: سعيد۔

(۲) (عن أنس بن مالك رضي الله عنه تعالى عنه قال: كان شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم) أي واصلاً أو منتهيا (إلى نصف أذنيه) ... (وكان له) أي لرأسه الشريف (شعر) أي نازل (فوق الجمة) بضم الجيم وتشديد الميم ما سقط على المنكبين۔ (جمع الوسائل في شرح الشمائل: (۱/۹۰، ۹۲) باب شعر رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

🗀 عن علي رضي الله قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ترك موضع شعرة من جنابة لم يغسلها فعل بها كذا و كذا من النار، قال على فمن ثم عاديت رأسي ثم عاديت رأسي فمن ثم عاديت

بال جانور کے

بھیڑ، دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لے تب تک بالوں کی خرید و فروخت کرنا ناجائز اور باطل ہے، کیوں کہ کٹنے سے پہلے ان کی حیثیت جانور کے محض وصف اور تابع کی ہے، اس لیے وہ مستقل طور پر غیر متقوم ہیں، ہاں اگر انہیں کاٹ لیا جائے تو وہ مستقل طور پر الگ اور متقوم (قیمت والی) چیز ہیں اور متقوم چیز کی خرید و فروخت جائز ہے۔(۱)

بالغ بیٹے کی جائیداد اجازت کے بغیر فروخت کردی

اگر والد نے بالغ بیٹے کی جائیداد اس کی غیر موجودگی میں یا اجازت کے بغیر فروخت کردی تو یہ فروخت کرنا بیع فضولی کے زمرے میں آئے گا اور یہ فروخت کرنا بیٹے کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر معلوم ہونے کے بعد بیٹا اجازت دے گا تو بیع

=رأسي و كان يجز شعره رضي الله عنه۔ (سنن أبي داود: (۱/ ۳۵) كتاب الطهارة، باب في الغسل من الجنابة، ط: رحمانية)

(وكان) أي علي (يجز) أي يحلق (شعره رضي الله عنه) وبهذا الحديث، استدلّ الطّيبي على سنية حلق الرأس لتقريره صلى الله عليه وسلم ولأنّه من الخلفاء الراشدين الّذين أمرنا بمتابعة سنتهم ورد عليه القاري، وابن حجر فقالا: إن فعله رضي الله عنه إذا كان مخالفًا لسنته عليه الصلاة والسلام وبقية الخلفاء يكون رخصة لا سنة۔ (بذل المجهود: (۲/ ۲۵۳) كتاب الطهارة، ط: دار الكتب العلمية)

في الروضة للزندويستي أنّ السنة في شعر الرأس إمّا الفرق أو الحلق وذكره الطحاوي أنّ الحلق سنة ونسب ذلك إلى العلماء الثلاثة۔ (شامي: (۶/ ۴۰۷) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

يستحب حلق الرأس في كل جمعة كذا في الغرائب... يكره القزع وهو أن يحلق البعض ويترك البعض۔ (الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۵۷) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان والخصاء وقلم الأظفار... الخ، ط: رشيديه)

انظر الحاشيتين السابقة تحت نفس العنوان۔

(۱) قوله: والصوف على ظهر الغنم) لأنّه من أوصاف الحيوان ولأنّه ينبت من أسفل فيختلط المبيع بغيره... فيقع التنازع في موضع القطع وقد صحّ أنّه عليه السلام نهى عن بيع الصوف على ظهر =

نافذ ہوگی، ورنہ بیع باطل ہوجائے گی۔[1]

(۷۰) بال کو کھاد کے طور پر استعمال کرنا

"بال کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۰/۲)

بال کی تجارت

انسانی بال جو نائی کاٹ کر پھینک دیتا ہے، ان کو کھاد کے طور پر کھیتوں میں استعمال کرنا اوران کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے۔[2] بلکہ ان کو محفوظ جگہ پر دفن کر د

الغنم...۔(البحر الرائق:(۱۲۲/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

الهداية:(۹۶/۵، ۹۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى۔

فتح القدير:(۳۷۷/۶، ۳۷۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

ولا بأس ببيع عظام الميتة... وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذلك كله"؛ لأنها طاهرة لا يحله الموت لعدم الحياة۔(الهداية(۱۰۷/۵) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى)

(۱) ومن باع ملک غیره فللمالک أن یفسخه أو یجیزه إن بقي العاقدين والمعقود عليه وله وبه) يعن أنه صحيح موقوف على الإجازة بالشرائط الأربعة... ولو قال: لا أجيز يكون ردًّا للبيع بخلاف الرضا (البحر الرائق:(۲۴۵/۶، ۲۴۷) کتاب البیع، فصل: في بیع الفضولي، ط: رشیدیه)

شرح المجلة للأتاسي:(۳۷۳/۲، ۳۷۴) رقم المادة: ۳۷۶، ۳۷۷، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيع، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز:(۱۶۸/۱) مادة: ۳۷۶، ۳۷۷، أيضًا، ط: فاروقيه كوئته۔

(۲) ولا يجوز بيع شعر الآدمي ولا الإنتفاع به، ولا بشيء من أجزائه؛ لأنّ الآدمي مكرم غير مبتذل (مجمع الأنهر:(۸۵/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئته)

وشعر الإنسان يعني لا يجوز بيع شعر الإنسان والإنتفاع به؛ لأنّ الآدمي مكرّم، فلا يجوز أن يكون جزءه مهانًا۔(تبيين الحقائق:(۳۷۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

شامی:(۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد

الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر:(۲۱۱/۳) كتاب الكراهية، ط: غفاريه كوئته۔

البحر الرائق:(۱۳۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئته۔

چاہیے۔ (۱)

بالوں کی تجارت

انسان کے بالوں سے فائدہ حاصل کرنا ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے، تمام اجزاء کے ساتھ مکرم اور معزز ہے؛ اس لیے انسان کے بالوں کی تجارت ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

البتہ جانور کے بالوں کی خرید وفروخت جائز ہے، نیز پلاسٹک وغیرہ کے بالوں کی تجارت جائز ہے، ہاں مصنوعی بال جو غیر مسلم یا فاسق فاجر مرد یا عورتیں استعمال کرتی ہیں ان کی تجارت سے بچنا چاہیے۔

اسی طرح خنزیر کے بالوں کی خرید وفروخت ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ وہ نجس العین ہے، اس کا کھانا پینا چھونا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے؛ لہٰذا اہانت کی وجہ سے اس کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے۔ (۳)

(۱، ۲) فإذا قلم أظفاره أو جز شعره ينبغي أن يدفن ذلك الظفر والشعر المجزوز فإن رمى به فلا بأس وإن ألقاه في الكنيف أو في المغتسل يكره ذلك يورث داء كذا في فتاوى قاضيخان، يدفن أربعة: الظفر والشعر، وخرقة الحيض والدم۔ (الهندية: (۳۵۸/۵) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر: في الختان ولاخصاء وقلم الأظفار، ط: رشيديه)

الخانية على هامش الهندية: (۴۱۱/۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في الختان، ط: رشيديه۔

المحيط البرهاني: (۳۴۵/۵) كتاب الاستحسان، الفصل العشرون في الختان والخصاء، وقلم الأظافير، ط: دار إحياء التراث۔

(۳) قال: ولايجوز بيع شعر الخنزير؛ لأنه نجس العين، فلايجوز بيعه اهانةً له ... ولايجوز بيع شعور الإنسان ولا الانتفاع به؛ لأن الآدمي مكرم لامبتذل فلايجوز أن يكون شيء من أجزائه مهانًا مبتذلاً، وقد قال عليه السلام: لعن الله الواصلة والمستوصلة، الحديث، وإنما يرخص في مايتخذ من الوبر فيزيد في قرون النساء وذوائبهن۔ (الهداية: (۱۰۵/۵، ۱۰۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى)

البحر الرائق: (۱۳۲/٦، ۱۳۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه۔

تبيين الحقائق: (۵۱/۴) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

ولابأس باتخاذ القرامل وهي مايتخذ من الوبر ليزيد في قرون النساء أي في أصول =

بانڈ

اگر کمپنی یا حکومت کو عوام سے قرضہ لینے کی ضرورت ہو تو اس کے لیے کمپنی یا حکومت دستاویزات جاری کرتی ہے، جس کو لے کر لوگ قرضے دیتے ہیں، ان دستاویزات میں سے ایک دستاویز کو بانڈ (Bond) کہتے ہیں۔

اور بانڈ معینہ مدت کے لیے جاری ہوتا ہے، اس وقت تک اس پر سالانہ سود ملتا رہتا ہے، مدت کبھی زیادہ ہوتی ہے کبھی کم، ایسا بھی ہوا ہے کہ بانڈ ننانوے سال کے لیے جاری ہوئے، بانڈز لینے والا مدت پوری ہونے سے پہلے اس کو فروخت بھی کر سکتا ہے، اور بانڈز خریدنے والا کمپنی میں حصہ دار نہیں ہوتا، محض دائن ہوتا ہے، جس کو کمپنی کی طرف سے سالانہ سود دیا جاتا ہے اور مقررہ وقت پر رقم واپس کر دی جاتی ہے۔

اس لیے بانڈز کی خرید و فروخت کرنا، اور قرعہ اندازی کے بعد جو نفع آتا ہے

= شعرهن بالتكبير وفي ذوائبهن بالتطويل۔ (شرح العناية على هامش فتح القدير: (۳۹۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

فتح القدير: (۳۹۰/۶، ۳۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

ولايجوز بيع شعر الإنسان وفي الشرح: لأن الإنسان مكرم فلايجوز أن يكون منه شيء مبتذل وهو طاهر عندنا على الصحيح۔ (الجامع الصغير مع النافع الكبير: (۳۲۹/۱) كتاب البيوع، باب مايجوز بيعه ومالايجوز، ط: عالم الكتب، بيروت)

قال: والآدمي مكرم شرعا وإن كان كافرا فإيراد العقد عليه وابتذاله به وإلحاقه بالجمادات إذلال له وهو غير جائز۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: كوئٹه)

شامي: (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: إن الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد

ولا بأس ببيع عظام الميتة وعصبها وصوفها، وقرنها وشعرها، ووبرها، والانتفاع بذلك كله لأنها طاهرة لايحلها الموت؛ لعدم الحياة، وقررنا من قبل۔ (الهداية: (۱۰۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى)

فتح القدير: (۳۹۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۳۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

وہ لینا ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

بانڈز اور صکوک میں فرق

بانڈز اور صکوک میں فرق یہ ہے کہ بانڈز صرف قرضوں کی دستاویزات ہیں، جبکہ "صکوک" اثاثہ کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں، قرضوں کی دستاویز نہیں ہوتے، نیز صکوک والوں کے منافع کا انحصار ان اثاثہ جات سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہوتا ہے، جن کی صکوک نمائندگی کرتے ہیں، لیکن بانڈز میں منافع طے شدہ ہوتا ہے، خواہ جاری کرنے والے کو نفع ہو یا نقصان۔(۲)

بانڈز کی بیع

"ڈرافٹ کی رسید کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۷/۳)

(۱، ۲) السند (BONDS) في الإصطلاح المعاصر وثيقة يصدرها المديون لمقرضه اعترافاً منه بأنه استقرض من حاملها مبلغاً معلوماً يلتزم بأدائه في وقت معلوم ... وإن هذه السندات، سواء أصدرتها الشركات أو أصدرتها الحكومة إنما تلتزم بأداء فوائد ربوية إلى من يحملها، فالسند الذي قيمته الإسمية مائة ربية مثلاً تستحق أن يدفع لحاملها مائة وعشرة بعد سنة۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: ۱۱۱/۲) بيع الدين والأوراق المالية، ط: دار العلوم كراجي)

☜ أما السندات التي يصدرها الشركات التجارية للحصول على القروض من الجمهور للزيادة في طاقتها المالية، فإن بديل هذه السندات صكوك يمكن أن تصدرها الشركة على أساس المشاركة أو المضاربة بحيث يكون حملة الصكوك يشاركون الشركة في نشاطها التجاري وتوزع عليهم نسبة من الأرباح المكتسبة من خلال هذه النشاط۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۲۳) بيع الدين والأوراق المالية، ط: دار العلوم كراجي)

☜ والفارق الأساسي بين السهم والسند: أن السهم يمثل حصة في الشركة، بمعنى أن صاحبه شريك في حين أن السند يمثل ديناً على الشركة، أو يمثل جزءاً من قرض شركة أو دولة، بمعنى أن صاحبه مقرض أو دائن۔ وبناء عليه يحصل صاحب السهم على أرباح حين تحقق الشركة أرباحاً فقط، أما صاحب السند فيلتقي فائدة ثابتة سنوياً، سواء ربحت الشركة أم لا۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳/ ۱۸۳۹) القسم الأول: العبادات، الباب الرابع، الفصل الأول: الزكاة، المبحث الخامس، المطلب الأول: زكاة النقود، ط: رشيديه)

بائع

”بائع“ فروخت کرنے والا، بیچنے والا (Seler,Vendor)[1]

بائع اپنے سودے سے پھر گیا تو بیعانہ ڈبل واپس کرنا

” ادائیگی بروقت نہ ہوتو بیعانہ ضبط کرنے کی شرط“ عنوان کے تح[ت]
دیکھیں۔(۲۲۹/۱)

بائع اور خریدار کا الگ الگ ہونا ضروری ہے

”ایک شخص بائع اور خریدار دونوں نہیں ہوسکتا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

بائع اور مشتری الگ الگ ہونا

خرید وفروخت کا معاملہ صحیح ہونے کے لیے بیچنے والے اور خریدنے والے الگ الگ دو شخص ہونا ضروری ہے، ایک ہی شخص کا دونوں کی طرف سے وکیل بنا[نا]، ایک آدمی کا اپنی طرف سے اصل اور دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر خرید فروخت کا عقد کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

---

(۱) والبيع من الأضداد مثل الشراء ويطلق على كل واحد من المتعاقدين أنه بائع، لكن إذا أطلق الب[ائع] فالمتبادر إلى الذهن باذل السلعة۔ (شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)
فتح القدير مع الكفاية: (۲۲۹/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔
البحر الرائق: (۴۲۹/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه۔
(۲) والثاني العدد في العاقد، فلا يصلح الواحد عاقدًا من الجانبين في باب البيع۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۳۵) كتاب البيوع، ط: سعيد)
الفتاوى الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه وشرطه وحك[مه] وأنواعه، ط: رشيديه۔
شرح المجلة لرستم باز: (۶۱/۱) تحت رقم المادة: ۱۶۷، الكتاب الأول: البيوع، الباب الأ[ول] في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: مكتبه فاروقيه۔

بائع اور مشتری ایک آدمی نہیں بن سکتا

ایک آدمی بائع اور مشتری دونوں کا وکیل نہیں بن سکتا۔ (۱)

بائع اور مشتری کا ایک بار تولنے پر اکتفا کرنا

''تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۱/۲)

بائع اوّل کا مشتری ثانی سے واپس خریدنا

بائع اول کے لیے بیچی ہوئی چیز مشتری ثانی سے اس قیمت سے کم یا زیادہ پر خریدنا جائز ہے، جس قیمت پر اس نے مشتری اول کو فروخت کی تھی، اس میں سود کا تحقق نہیں ہوتا۔

مثال کے طور پر زید نے عمرو کو ایک گاڑی نقد رقم پر پانچ لاکھ میں فروخت کردی، پھر عمرو نے وہ گاڑی بکر کو (مثلاً: تین چار مہینے کے) ادھار پر سات لاکھ میں فروخت کردی، اس کے بعد بائع اوّل زید نے اس گاڑی کو بکر سے فروخت کردہ قیمت سے کچھ کم یا زیادہ پر (مثلاً چار لاکھ یا چھ لاکھ میں) خرید لیا تو یہ جائز ہے، اس میں سود کی کوئی صورت نہیں پائی جاتی۔ (۲)

بائع سے ساز باز کر کے بل کی رقم زیادہ لکھوانا

''بل کی رقم زیادہ لکھوانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۲/۲)

---

(۱) تخریج کے لیے ''بائع کا وکیل اپنے لیے خرید نہیں سکتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) ولو باع المشتري من رجل ثم إن البائع الأول اشتراه من المشتري الثاني بأقل مما باع جاز....
(الهندية: (۱۳۲/۳) کتاب البيوع، الباب التاسع، فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل العاشر في بيع شيئين أحدهما لايجوز البيع فيه...، ط: رشيديه)

المشتري اذا باع المبيع من آخر قبل نقد الثمن جاز للبائع شراؤه منه بالأقل۔ (الدر مع الرد: (۱۲۸/۳) کتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد

البحر الرائق: (۱۷۳/۶) کتاب البيع، باب الاقالة، ط: رشيديه۔

بائع سے کہا کہ آپ اس چیز کو خود اپنے لیے فروخت کرلیں

خریدار نے کوئی سامان خریدا اور ابھی قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع سے کہا کہ آپ اس کو خود اپنے لیے فروخت کرلیں، اگر بائع نے فروخت کردیا تو یہ بیع جائز ہوئی اور پچھلی بیع کا اقالہ ہوجائے گا اور وہ بیع فسخ (ختم) ہوجائے گی۔

اور اگر خریدار نے کہا کہ: ''میرے لیے فروخت کردیں''، یا یوں کہا کہ: ''جس کو چاہیں فروخت کردیں''، یا صرف یوں کہا کہ: ''اس کو فروخت کردیں'' اور مزید کچھ نہیں کہا تو ان تینوں صورتوں میں اقالہ نہیں ہوگا اور یہ بیع جائز نہیں ہوگی کیوں کہ قبضہ سے پہلے بائع ہی کو فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا جائز نہیں۔ (۱)

بائع عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرے

''عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۴)

بائع کا غلطی سے کم قیمت پر فروخت کرنا

اگر دکان دار کوئی چیز فروخت کردے اور خریدار چیز لے کر قیمت بھی ادا کردے، پھر بعد میں دکان دار کہے کہ لسٹ میں اس کی قیمت زیادہ تھی میں نے دیکھا نہیں تھا یا غلطی سے کم بتادیا تھا یا بھول گیا تھا تو ایسی صورت میں چوں کہ فروخت مکمل ہوچکی ہے؛ لہٰذا خریدار پر زائد پیسے دینا لازم نہیں ہے، ہاں اگر واقعۃً

---

(۱) اشتری عبدًا ولم یقبضه حتی قال للبائع بعه لنفسک فلو باع جاز، وانفسخ الأول، ولو قال بعه لی أو بعه ممن شئت أو بعه ولم یزد علیه لا یصح، وظاهره أنه فی الصورة الأولی ینفسخ ... بخلاف بقیة الصور فإنه توکیل لا إقالة۔ (شامی: (۱۲۰/۵) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: سعید)

▭ درر الحکام فی شرح مجلة الأحکام: (۱۶۲/۱) رقم المادة: ۱۹۱، البیوع، الباب الأول: فی بیان المسائل المتعلقة بعقد البیع، الفصل الرابع فی إقالة البیع، ط: دار الجیل۔

▭ البحر الرائق: (۱۰۵/۶) کتاب البیع، باب الإقالة، ط: سعید۔

دکان دار کو مغالطہ ہوا ہے اور اس چیز کی قیمت بازار میں زیادہ ہے تو اسے زائد پیسے دینا مستحب اور بہتر ہے۔ (۱)

بائع کا غیر قابض مشتری کی طرف سے بیع کرنا

مثلاً ایک آدمی کا آلو کولڈ اسٹور میں رکھا ہوا ہے، ایک صاحب نے اس سے آلو دیکھے بغیر خرید لیا اور پورا پیسہ دے دیا، پھر بائع سے کہہ دیا کہ آلو بیچ دیں اور بائع نے اس کو بیچ کر ان کا پیسہ دے دیا، پہلے خریدار نے مال لیتے وقت بھی نہیں دیکھا اور بیچتے وقت بھی نہیں دیکھا، اور ان کو جو نفع ملنا تھا مل گیا، تو یہ طریقہ درست نہیں، اور نفع بھی حلال نہیں۔

البتہ جائز صورت یہ ہے کہ بائع کولڈ اسٹور میں رکھے ہوئے آلو مشتری کے ہاتھ بیچ کر اس کے قبضہ میں دیدے، اور وہ قبضہ کرنے کے بعد بائع کے کولڈ اسٹور میں رکھ دے، پھر اس کے بعد مشتری بائع (سیلر) کو آلو بیچنے کے لیے وکیل بنا دے، تو یہ معاملہ درست ہوگا، اور نفع بھی حلال ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (و) اعلم أنه (لا رد بغبن فاحش) هو ما لا يدخل تحت تقويم المقومين (في ظاهر الرواية) ....۔ (الدر مع الرد: (۱۴۲/۵، ۱۴۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

□ شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۵/۲) رقم المادة: ۳۵۶، البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السابع: في الغبن والتغرير، ط: رشيديه۔

□ شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۸/۱) رقم المادة: ۳۵۶، ط: أيضا، ط: رشيديه۔

□ الفقه البيوع على المذاهب الاربعة (۸۹۲/۲، ۸۹۷) المبحث الثامن، الباب الثاني في الخيارات الخ۔ ط: مكتبة المعارف القرآن۔

□ تحفة الفقهاء (۱۰۸/۲) باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اشترى طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه ويقبضه۔ (صحيح مسلم: (۵/۲) كتاب البيوع، باب بطلان البيع قبل القبض، (رقم: ۳۷۷۲) ط: قديمي)

□ من حكم المبيع إذا كان منقولا لا يجوز بيعه قبل القبض... وإذا قال المشتري للبائع قبل القبض بعه لنفسك فقبل فهو نقض للبيع الأول، ولو قال بعه له لا يكون نقضا ولو باعه لم يجز بيعه۔ (الفتاوى الهندية:=

اور قبضہ کی صورت یہ بھی ہے کہ خریدار خود یا اس کا وکیل کولڈ اسٹور میں جا کر خریدا ہوا آلو دیکھ لے اور بائع اس کو اٹھا کر لے جانے کا مکمل اختیار دیدے اور خود اس آلو سے بالکل بے دخل ہو جائے تب بھی قبضہ ہو جائے گا۔ (۱)

بائع کا وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا

"وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بائع کا وکیل اپنے لیے خرید نہیں سکتا

بائع (بیچنے والے) کا وکیل بائع کا مال خود اپنے لیے خرید نہیں سکتا، ورنہ بیچنے والے کا خریدنے والا ہونا لازم آئے گا اور یہ جائز نہیں ہے۔ (۲)

=(۱۳/۳) کتاب البیوع، قبیل: الباب الثالث في الاختلاف الوقع بین الإیجاب والقبول، ط: رشیدیه)

☐ الوکیل بالبیع یجوز بیعه بالقلیل والکثیر والعرض عند أبي حنیفة رحمه الله تعالیٰ۔ (الفتاویٰ الهندیة، (۵۸۸/۳) کتاب الوکالة، الباب الثالث في الوکالة بالبیع، ط: رشیدیه)

☐ ومنها: القبض في بیع المشتري المنقول، فلایصح بیعه قبل القبض لما روي أن النبي صلی الله علیه وسلم نهی عن بیع مالم یقبض۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۰/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط صحة البیع، ط: سعید)

☐ البحر الرائق: (۱۱۶/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، فصل في بیان التصرف في المبیع، ط: سعید)

(۱) ثم التسلیم یکون بالتخلیة علی وجه یتمکن من القبض بلامانع ولا حائل، وشرط في الأجناس شرطا ثالثا وهو أن یقول: خلیت بینک وبین المبیع، فلو لم یقله أو کان بعیدا لم یصر قابضا۔ (قوله: أن یقول خلیت الخ) الظاهر أن المراد الإذن بالقبض لا خصوص لفظ التخلیة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۶۱/۴، ۵۶۲) کتاب البیوع، مطلب فیما یکون قبضا للبیع، ط: سعید)

☐ وتسلیم المبیع هو أن یخلی بین المبیع وبین المشتري علی وجه یتمکن المشتري من قبضه بغیر حائل... وأجمعوا علی أن التخلیة في البیع الجائز تکون قبضا۔ (الفتاویٰ الهندیة: (۱۶/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع في حبس المبیع بالثمن وقبضه، الفصل الثاني في تسلیم المبیع وفیما یکون قبضا، ط: رشیدیه)

☐ بدائع الصنائع: (۲۴۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما حکم البیع، ط: سعید۔

(۲) إذا اشتری الوکیل بالبیع مال موکله لنفسه، لایصح وإن أطلق له الموکل بقوله: بع ممن شئت؛ لأنه یصیر حینئذ متولیا طرفي العقد، وهو لایجوز۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، (ص: ۸۰۸) [رقم المادة: ۱۴۹۶] الکتاب الحادي عشر: في الوکالة، الباب الثالث: في بیان أحکام الوکالة، الفصل الثالث: في الوکالة بالبیع ط: مکتبه حنفیه کوئٹه، و: (۶۳۰/۲، ۶۳۱) ط: فاروقیه کوئٹه)=

بائع کا وکیل جب اقالہ کرے

"اقالہ جب بائع کا وکیل کرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۶/۱)

بائع کو خیارِ رؤیت حاصل نہیں ہے

"بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۶/۲)

بائع کو مبیع ایک سال تک واپس لینے کا اختیار دینا

بعض علاقوں میں اس طرح رواج ہے کہ: مال دار لوگ کسی ضرورت مند سے اس کا مکان بازاری قیمت سے کم قیمت پر خرید لیتے ہیں اور سودا مکمل ہونے کے بعد بائع (بیچنے والے) سے زبانی یا تحریری طور پر یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر مثلاً: آج سے ایک سال کے اندر اندر آپ یہ مکان واپس لیں گے تو بیع کی صورت میں اسی قیمت پر میں آپ کو واپس کر دوں گا جس پر میں نے آپ سے خریدا ہے، البتہ اتنی رقم زیادہ لوں گا جتنی رقم مکان کی مرمت وغیرہ میں خرچ ہوئی ہے اور ایک سال گزرنے کے بعد اس معاہدے کی پابندی کا ذمہ دار نہیں ہوں گا، فریقین کی یہ نیت ہوتی ہے کہ بائع کو رقم مل جائے اور مشتری کو رقم دینے کے عوض ایک سال تک نفع اٹھانا حلال ہو جائے، اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر فریقین کے درمیان پہلے سے یہ بات طے ہو جائے کہ بیع نامہ کے بعد واپسی کا ایک اقرار نامہ بھی لکھا جائے گا تو دیانۃً بیع فاسد ہوگی، اور آخرت میں دونوں کی پکڑ ہوگی اور اگر فریقین کے درمیان پہلے سے اس قسم =

الوکیل بالبیع لایملک شراء ہ لنفسہ ،لأن الواحد لایکون مشتریاً وبائعاً۔ (الفتاوی العالمکیریۃ:(۵۸۹/۳) کتاب الوکالۃ، الباب الثالث في الوکالۃ بالبیع، ط:رشیدیہ کوئٹہ)

الوکیل بالبیع لایملک شراء ہ لنفسہ، لأن الواحد لایکون مشتریاً وبائعاً فیبیعہ من غیرہ ثم یشتریہ منہ.(البحر الرائق:(۲۸۲/۷) کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ط:رشیدیہ کوئٹہ)

منحۃ الخالق بذیل البحر الرائق:(۲۸۲/۷) کتاب الوکالۃ، ط:رشیدیہ کوئٹہ۔

الشامی:(۵۲۱/۵) کتاب الوکالۃ، فصل لایعقد وکیل البیع والشراء، ط:سعید۔

کی بات طے نہیں ہوئی سودا ہونے کے بعد اتفاق سے ایسا اقرار نامہ بنایا گیا پھر بیع فاسد نہیں ہوگی۔ (۱)

(۸۰) بائع کی رضامندی کے بغیر مقررہ قیمت سے کم رقم دینا

''مقررہ قیمت سے کم رقم دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۹/۲)

بائع کی رضامندی کے بغیر واجبی دام سے کم ادا کرنا

''مشتری کے لیے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بائع کی طرف سے بھیجا ہوا مال

☆......سودا ہونے کے بعد بائع (بیچنے والے) کی جانب سے مشتری کی طرف مال روانہ کرنے سے خریدار کا قبضہ ثابت نہیں ہوتا، خواہ خریدار نے یہ کہا ہو کہ مال ''میری طرف روانہ کردیں میں اس کا ذمہ دار ہوں''، بلکہ جب تک مال خریدار

---

(۱) وفي الخيرية في مالو أطلق البيع ولم يذكر الوفاء إلا أنه عهد إلى البائع أنه إن أوفى مثل الثمن يفسخ البيع معه؟ أجاب: هذه المسألة اختلف فيه مشائخنا على أقوال: ونص في الحاوي الزاهدي أن الفتوى في ذلك أن البيع اذا أطلق ولم يذكر فيه الوفاء إلا أن المشتري عهد إلى البائع أنه إن أوفى مثل ثمنه فإنه يفسخ معه البيع يكون باتًا حيث كان الثمن ثمن المثل أو بغبن يسير۔ (شامي: (۵/۲۷۷) كتاب البيوع باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

◻ لو ذكرا البيع بلا شرط ثم ذكرا الشرط على وجه العدة جاز البيع ولزم الوفاء بالوعد؛ إذ المواعيد قد تكون لازمة فيجعل لازما لحاجة الناس۔ تبايعا بلا ذكر شرط الوفاء ثم شرطاه، يكون بيع الوفاء؛ إذ الشرط اللاحق يلتحق بأصل العقد عند أبي حنيفة۔ ثم رمز أنه يلتحق عنده لا عندهما، وأن الصحيح أنه لا يشترط؛ لالتحاقه مجلس العقد۔ وبه أفتى في "الخيرية" وقال: فقد صرح علماءنا بأنهما لو ذكرا البيع بلا شرط ثم ذكرا الشرط على وجه العدة جاز البيع، ولزم الوفاء بالوعد۔ (شامي: (۵/۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

◻ الفتاوى الكاملية: (ص: ۸۳) باب في الاقالة، مطلب في بيع الوفاء، ط: مكتبه حقانية پشاور۔

◻ الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى العالمكيرية: (۳/۲۰۶، ۲۰۷) كتاب البيوع، نوع ما يتصل بالبيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه)

کے پاس یا اس کے گودام یا دکان وغیرہ میں نہیں پہنچے گا، اس وقت تک خریدار کا قبضہ ثابت نہیں ہوگا؛ لہٰذا اگر مال راستے میں ضائع ہوگیا یا چوری ہوگیا اور خریدار تک نہیں پہنچا تو یہ بائع کا نقصان ہوگا۔

☆......اگر خریدار نے بائع سے کہا کہ: ''آپ اپنے آدمی کے ہم راہ یا میرے آدمی کے ہم راہ مال روانہ کردیں''، لیکن خریدار نے اپنے آدمی کو وکیل نہیں بنایا، پھر بائع اپنے آدمی یا خریدار کے آدمی کے ہم راہ مال روانہ کردے اور مال راستے میں یا خریدار تک پہنچنے سے پہلے ضائع ہوگیا تب بھی بائع کا مال ضائع ہوگا۔

ہاں اگر خریدار اپنے آدمی کو اپنا وکیل مقرر کردے اور بائع مال خریدار کے وکیل کے حوالے کردے تو خریدار کا قبضہ ثابت ہوکر مال خریدار کے ضمان (Risk) میں آجائے گا اور اس صورت میں اگر راستے میں مال ضائع ہوگا تو خریدار کا مال ضائع ہوگا اور اگر خریدار نے اس مال کی قیمت ادا نہیں کی تھی تو اس کی ادائیگی بھی اس کے ذمہ (Due) ہوگی۔ (۱)

---

(۱) وحاصله: أن التخلية قبض حكماً لو مع القدرة عليه بلا كلفة، لكن ذلك يختلف بحسب حال المبيع... قال: أجمعوا على أن التخلية في البيع الجائز تكون قبضاً... اشترى وعاء لبن خاثر في السوق فأمر البائع بنقله إلى منزله، فسقط في الطريق فعلى البائع إن لم يقبضه المشتري... إلا أن يقول (المشتري): ادفعه إلى الغلام؛ لأنه توكيل للغلام، والدفع اليه كالدفع إلى المشتري۔ (شامي: (۵۶۲/۴، ۵۶۳) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعا ولا يدخل، مطلب في شروط التخلية، ط: سعيد)

▭ الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۹۹/۴) كتاب البيوع، الفصل الثاني عشر: في قبض المبيع، ط: رشيديه۔

▭ الفتاوى الهندية: (۱۹/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع: في حبس المبيع بالثمن...، الفصل الثاني: في تسليم المبيع وفيما يكون قبضا وفيما لا يكون قبضا، ط: رشيديه)

▭ ولا يشترط القبض بالبراجم؛ لأن معنى القبض هو التمكين والتخلي وارتفاع الموانع عرفاً و عادةً حقيقةً۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۸/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد)

▭ وكذلك لو فعل البائع شيئاً من ذلك بأمر المشترى؛ لأن فعله بأمر المشتري بمنزلة فعل المشتري بنفسه۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)=

☆ ......''عطرِ ہدایہ'' میں ہے:

جو مال ریل یا ڈاک وغیرہ کے ذریعے بھیجا جائے تو وہ روانہ کرتے ہی مشتری (جس نے منگوایا ہے) کے قبضے میں سمجھا جائے گا، اگر خریدار نے لکھا ہے کہ: ''فلاں مال ریل یا ڈاک کے ذریعے پارسل کردو'' اور مالک نے اس کے مطابق روانہ کیا، اگر راستے میں ضائع ہوگیا تو بائع ذمہ دار نہیں؛ کیوں کہ بائع نے مشتری کے وکیل (یعنی ریل یا ڈاک) کے حوالہ کردیا، اور اگر مشتری نے نہیں منگوایا، بلکہ بائع نے خود بھیجا تو یہ پارسل کرنا مشتری کا قبضہ نہیں ہے، اب اگر مشتری تک پہنچنے سے پہلے ضائع ہوگیا تو مشتری اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ (1) ٨٢

= لأن القبض مطلق في الشرع فيجب الرجوع فيه الى العرف۔ (المغنى لابن قدامة الحنبلي: (٣/ ٢٣٥) كتاب البيوع، ضمان المبيع قبل القبض وقبض المبيع...، ط: دار الفكر بيروت)

شرح المجلة للأتاسي: (٢/ ٢٠٢-٢٠٣) رقم المادة: ٢٢٣، ٢٢٤، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلّقة بالتسليم والتسلم، الفصل الأوّل: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: رشيديه)

(١) أما إذا سلم البائع المبيع إلى شخص أمر المشتري بتسليمه إليه فقد حصل القبض كما لو سلم البائع المبيع إلى المشتري نفسه۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (١/ ٢٣٩) شرح المادة: ٢٦٢، كتاب البيوع، حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب)

إذا قال المشتري للبائع ابعث إلى ابني واستأجر البائع رجلا يحمله إلى ابنه فهذا ليس بقبض والأجر على البائع إلا أن يقول استأجر علي من يحمله فقبض الأجير يكون قبض المشترى إن صدقه أنه استأجر ودفع إليه۔ (الفتاوى الهندية: (٣/ ١٩) كتاب البيوع، الباب الرابع، الفصل الثاني في تسليم المبيع وفيما يكون قبضا وفيما لا يكون قبضا، ط: رشيديه)

إذا تلف كل المبيع أو بعضه في يد المشتري أو وكيله بفعل نفسه أو تعدى المشتري أو غيره...
وكذلك إذا اشترى شخص من آخر مالا فأرسل رسولا لقبضه من البائع فقبضه الرسول وتلف في يده فالخسارة على المشتري لأن الرسول قبض بأمره۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (١/ ٢٨٧) شرح المادة: ٢٩٣، كتاب البيوع، تلف كل المبيع قبل القبض يكون على ستة صور، ط: دار عالم الكتب)

بائع کے پاس خراب ہونے والی چیز چھوڑ کر چلا گیا

"خراب ہونے والی چیز خرید کر بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۴/۳) ۸۳

بائع کے حق کی وجہ سے واپس کرنا منع ہو

خریدار کو چیز خریدنے کے بعد عیب کا علم ہوا، ابھی اس نے مبیع (خریدی ہوئی چیز) بائع کو واپس نہیں کی تھی کہ خریدار کے پاس مبیع میں نیا عیب پیدا ہو گیا، تو مشتری (خریدار) مبیع واپس نہیں کر سکتا، البتہ بائع (سیلر) کے پاس جو عیب تھا اس کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئی ہے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مثلاً خریدار نے جانور خریدا، بعد میں معلوم ہوا کہ بائع کے پاس رہتے ہوئے اس میں عیب تھا، ابھی تک واپس نہیں کیا اس دوران مشتری کے پاس اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی، تو مشتری اسے واپس نہیں کر سکتا۔

البتہ بائع کے پاس کے عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئی ہے وہ مشتری بائع سے واپس لے سکتا ہے، اس کو "حق بائع کی وجہ سے مانع" کہتے ہیں۔(۱)

بائع کے ساتھ خیر خواہی

سابقہ زمانہ میں خریدار بھی بیچنے والے کا خیر خواہ ہوا کرتا تھا۔

---

(۱) (فلو حدث آخر عند المشتري رجع بنقصانه أو رد برضا بائعه) أي لو حدث عند المشتري عيب واطلع على عيب كان فيه عند البائع فله أن يرجع بالنقصان وليس له أن يرده إلا برضا البائع... بخلاف ما إذا خاط الثوب قميصا ثم اطلع على عيب حيث يرجع عليه بالنقصان وليس له أن يأخذ الثوب لأن امتناع الرد هناك لحق الشرع كي لا يلزم الربا فلا يقدر على إسقاطه وهنا امتنع لحق البائع فيسقط بإسقاطه۔
(تبيين الحقائق: (۳۴/۴) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: إمداديه ملتان)
الدر مع الرد: (۱۶/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔
الهداية: (۴۳/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے گھوڑا خریدا مثال کے طور پر انہوں نے وہ گھوڑا ایک ہزار درہم میں خریدا، اسے لے کر گھر آئے۔ انہوں نے اسے باندھ دیا، اگلے دن ان کے ایک دوست آئے۔ انہوں نے اپنے دوست سے کہا میں نے یہ گھوڑا خریدا ہے دوست نے دیکھ کر کہا: جی یہ تو بہت اچھا گھوڑا ہے، لگتا ہے کہ یہ تو پندرہ سو درہم کا ہوگا، جب اس نے ویلیوایشن دی کہ یہ پندرہ سو درہم کا ہوگا تو وہ اگلے دن پانچ سو درہم اور لے کر گھوڑا بیچنے والے کے پاس گئے۔ جی آپ یہ پانچ سو درہم اور لے لیجئے، وہ آپ کی چیز تھی اور آپ کو اس کی ویلیو کا اندازہ نہیں تھا ایک تھرڈ پرسن (تیسرے بندے) نے اس کے **Evaluate** (پرکھا) کیا ہے کہ یہ پندرہ سو درہم کا ہے، لہٰذا میں آپ کو پانچ سو درہم دینے کے لئے آیا ہوں، میں آپ کے ساتھ بدخواہی نہیں کرسکتا۔ (١)

---

(١) إبراهيم بن جرير البجلي، عن أبيه، قال: غدا أبو عبد الله إلى الكناسة ليبتاع منها دابة، وغدا مولى له فوقف في ناحية السوق، فجعلت الدواب تمر عليه، فمر به فرس فأعجبه، فقال: لمولاه انطلق فاشتر ذلك الفرس، فانطلق مولاه، فأعطى صاحبه به ثلاثمائة درهم، فأبى صاحبه أن يبيعه فماكسه، فأبى صاحبه أن يبيعه، فقال: هل لك أن تنطلق إلى صاحب لنا ناحية السوق؟ قال: لا أبالي فانطلقا إليه، فقال له مولاه: إني أعطيت هذا بفرسه ثلاثمائة درهم فأبى، وذكر أنه خير من ذلك، قال صاحب الفرس: صدق أصلحك الله فترى ذلك ثمنا، قال: لا فرسك خير من ذلك تبيعه بخمسمئة حتى بلغ سبعمائة درهم أو ثمانمئة، فلما أن ذهب الرجل أقبل على مولاه، فقال له: ويحك انطلقت لتبتاع لي دابة، فأعجبتني دابة رجل، فأرسلتك تشتريها، فجئت برجل من المسلمين يقوده وهو يقول: ما ترى ما ترى، وقد "بايعت رسول الله صلى الله عليه وسلم على النصح لكل مسلم"۔ (المعجم الكبير للطبراني، إبراهيم بن جرير عن أبيه، (٢/٣٣٣) رقم الحديث: (٢٣٩٥) ط: مكتبة ابن تيمية، القاهرة)

قال مليح بن وكيع: قال أبي: كنت عند أبي حنيفة فأتت امرأة بثوب خز فقالت له بعه لي فقال بكم قيل لك تبيعينه قالت بمائة قال هو خير من مائة حتى قال كم تقولين فزادت مائة حتى قالت أربعمائة قال هو خير قالت تهزأ بي قال هاتي رجلا فجاءت برجل فاشتراه بخمسمائة درهم۔ (أخبار أبي حنيفة وأصحابه: (١/٥٠) الناشر: عالم الكتب بيروت، الطبعة الثانية، ١٤٠٥هـ، ١٩٨٥م)

بائع کے فائدہ کی شرط لگانا

(۸۵) جس بیع میں بائع (بیچنے والے) کے فائدہ کے لیے شرط لگائی جائے گی وہ بیع فاسد ہوجائے گی، مثلاً: ایک شخص نے کسی پر ایک مکان رہن کے طور پر یہ شرط لگا کر فروخت کردیا کہ جب رقم واپس کی جائے گی تو مکان بھی واپس مل جائے گا، تو یہ بیع فاسد ہے، اس کو ختم کرنا ضروری ہے، ورنہ بائع اور مشتری دونوں گناہگار ہوں گے۔[1]

بائع کے لیے بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا

"بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۱/۲)

بائع کے لیے مبیع سے فائدہ اٹھانا

"ڈلیوری میں مؤخر کرنے کی شرط نہیں تھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۰/۴)

بائع نے ایک چیز خریدنے کے بعد اس پر رقم خرچ کی

"بائع نے چیز پر رقم خرچ کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۶/۲)

---

(۱) وكل شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين، أو للمعقود عليه وهو من أهل الاستحقاق يفسده۔ (الهداية: (۱۱۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: البشرى)

☐ خلاصة الفتاوى: (۵۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

☐ لكل من المتعاقدين فسخ البيع الفاسد۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۶/۱) المادة: ۳۷۲، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئٹه)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۳۶۳/۲) أيضا، ط: رشيديه۔

بائع نے چیز پر رقم خرچ کی

(۸۶) بائع نے ایک چیز خریدنے کے بعد اس پر رقم خرچ کی جس سے اس کی قدر، قیمت میں اضافہ ہوگیا تو بائع اس چیز کی قیمت خرید میں اس چیز پر مزید خرچ ہونے والی رقم بھی ملاسکتا ہے اور اب بائع اس طرح کہے کہ: یہ چیز مجھے اتنے میں پڑی ہے، یہ نہ کہے کہ: میں نے اتنے میں خریدی ہے۔(۱)

بائع نے قیمت واپس کردی سودا واپس نہیں کیا

"اقالہ ہوگیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۳/۱)

بائع نے مشتری کو دھوکہ دیا

اگر خرید و فروخت کے دوران بائع (بیچنے والے) نے مشتری (خریدار) کو دھوکہ دیا یا مشتری نے بائع کو دھوکہ دیا، بعد میں معلوم ہوا تو اگر دھوکہ کے بارے میں معلوم ہونے سے پہلے مشتری نے مبیع میں تصرف نہیں کیا یا بائع نے ثمن میں تصرف نہیں کیا تو فریقین کو اسے رد کرنے کا اختیار ہوگا۔

اور اگر بائع نے دھوکہ کے بارے میں معلوم ہونے سے پہلے ثمن میں تصرف کرلیا یا مشتری نے دھوکے کے بارے میں معلوم ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرلیا تو پھر رد کرنے کا اختیار نہیں ہوگا؛ کیوں کہ تصرف کرنے سے رضامندی

---

(۱) (ويضم) البائع (إلى رأس المال أجر القصار والصبغ) بأي لون كان (والطراز) بالكسر علم الثوب، (والفتل وحمل الطعام... وضابطه كل ما يزيد في المبيع أو في قيمته يضم... (ويقول: قام علي بكذا ولا يقول اشتريته)؛ لأنه كذب... . (الدر مع الرد: (۱۳۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۸۲/۶، ۱۸۳) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

فتح القدير: (۴۶۰/۶، ۴۶۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

معلوم ہوتی ہے اور رضامندی کے بعد واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ (۱)

بائی بیک (Buy Back)

☆...... پاکستانی بینکوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز پر "عقد مرابحہ" کیا جاتا ہے وہ چیز پہلے سے ہی اس شخص کے پاس موجود ہوتی ہے، جب بینک سے قرض لینے کے لیے آتا ہے، بینک اس سے اس چیز کو کم قیمت پر نقد خرید کر پھر نفع پر اسی کو دوبارہ ادھار بیچ دیتا ہے اس کو (Buy Back) بائی بیک کہتے ہیں۔

☆...... بائی بیک میں عام طور پر فرضی کارروائی ہوتی ہے، ایسا کوئی سامان سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا جس پر بائی بیک کیا جاتا ہو، یہاں تک کہ اداروں کی تنخواہوں اور بلوں کی ادائیگی وغیرہ کے لیے بھی بائی بیک کیا جاتا ہے۔

☆...... اگر بالفرض سامان ہو بھی تو قبضہ کرنے کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے، ہاں اگر بینک وہ چیز نقد خرید کر قبضہ کرلے پھر اس کے بعد نفع پر اسی کو دوبارہ ادھار بیچ دے تو حرام نہیں ہوگا، لیکن قرض دے کر نفع حاصل کرنے کا

---

(۱) قال (إن غزه) أي غز المشتري البائع أو بالعكس أو غزه الدلال فله الرد۔ (وإلا لا) وبه أفتى صدر الإسلام وغيره ثم قال: (وتصرفه في بعض المبيع) قبل علمه بالغبن (غير مانع منه) فيرد مثل ما أتلفه ويرجع لكل الثمن على الصواب ۔ (شامی: (۱۴۳/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

☐ اذا غز أحد المتبايعين الآخر وتحقق أن في البيع غبناً فاحشاً فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ... المشتري الذي حصل له تغرير إذا اطلع على الغبن الفاحش ثم تصرف في المبيع تصرف الملاك سقط حق فسخه۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۳۳۷/۲، ۳۴۰) المادة: ۳۵۷، ۳۵۹) البيوع، الباب السادس، الفصل السابع: في الغبن والتغرير، ط: رشيديه)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۸/۱، ۱۵۹) المادة: ۳۵۷، ۳۵۹، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

حیلہ کرنے کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ (۱)

۸۸ بائیکاٹ

اگر بازروں میں اشیاء کا نرخ بڑھ جائے تو قیمتیں کم کرنے کے لیے بائیکاٹ کرنا اور وہ چیزیں نہ خریدنا جائز ہے تاکہ قیمتیں اپنی اصل سطح پہ آجائیں، پھر اس کے بعد دوبارہ خریدنا شروع کریں۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں کشمش اور تیل کے نرخ بڑھ گئے تو عوام الناس نے مہنگائی کی شکایت کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کشمش نہ خریدنے کا مشورہ دیا تاکہ قیمتیں اپنی اصل سطح پر آجائیں، اور کشمش کی جگہ کھجور استعمال کرنے کی ہدایت دی۔ (۲)

حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ کے زمانہ میں گوشت کی قیمت بڑھ گئی

---

(۱) وفسد (شراء ما باع بنفسه أو بوكيله) من الذي اشتراه ولو حكمًا كوارثه (بالأقل) من قدر الثمن الأول (قبل نقد) كل الثمن الأول۔ قوله: وفسد شراء ما باع الخ) أي لو باع شيئًا وقبضه المشتري ولم يقبض البائع الثمن فاشتراه بأقل من الثمن الأول لا يجوز، زيلعي: أي سواء كان الثمن الأول حالًا أو مؤجلًا هداية، وقيد بقوله: وقبضه؛ لأن بيع المنقول قبل قبضه لا يجوز ولو من بائعه۔ (الدر مع الرد: (۵/۷۳، ۷۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۳۶/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

فتح القدير: (۲۹۷/۶، ۲۹۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲) حدثنا يحيى قال حدثنا القاسم بن مالك عن يوسف بن درفس قال حدثني مغيرة بن عطية عن رزين بن الاعرج مولى لآل العباس قال: غلا علينا الزبيب بمكة فكتبنا الى علي بن ابي طالب بالكوفة ان الزبيب قد غلا علينا، فكتب ان أرخصوه بالتمر (تاريخ يحيى بن معين التابعين ومن بعدهم من أهل مكة: (۳/ ۱۱۳) برقم: ۴۷۱) الناشر: مركز البحث العلمي واحياء التراث الاسلامي، مكة المكرمة، الطبعة الاولى ۱۹۷۹-۱۳۹۹)

غلا الزيت علينا بمكة فكتبنا إلى علي بالكوفة فكتب: ارخصوه بالثمن۔ قاله ابن معين سمع قاسم مالك عن يوسف بن درفس سمع مغيرة ابن عطية عن رزين۔ (التاريخ الكبير: (۳۲۶/۳) رزين الأعرج مولى ال العباس (رقم الترجمة: ۱۱۰۲) الطبعة دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد، الدكن)

لوگوں نے ان سے مہنگائی کی شکایت کی، تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ نے گوشت نہ خریدنے کا مشورہ دیا۔ (۱)

بائیکاٹ کا فتویٰ لگا ہے

اگر کسی دینی وجہ کی بنا پر کسی ملک یا کمپنی یا ادارے کی مصنوعات کے بارے میں علمائے کرام نے بائیکاٹ کا فتویٰ دیا ہے، تو اس سے بائیکاٹ کر لینا چاہیئے تاکہ دین اسلام کی سربلندی میں شریک ہو کر غیرت وحمیت کا مظاہرہ ہو، اور آخرت میں اجر ملے۔

تاہم بائیکاٹ کے فتوے سے وہ مصنوعات حرام نہیں ہوں گی، اور آمدنی بھی حرام نہیں ہوگی لیکن غیرت وحمیت کے خلاف ہوگا، اس لئے جب تک اور کوئی کاروبار نہ ہو مجبوراً ایسی مصنوعات کی خرید وفروخت کر لے پھر جب اللہ تعالیٰ اور کسی کاروبار کا انتظام کر دے تو فوراً ایسی مصنوعات کی خرید وفروخت کو چھوڑ دے، ورنہ قیامت کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منہ دکھانا مشکل ہوگا۔ (۲)

بائیکاٹ کرنا

''تجارتی بائیکاٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۲)

---

(۱) قال احمد بن ابی الحواری حدثنی بعض اصحابنا قال قیل لابراھیم بن ادھم ان اللحم غلا، قال فارخصوہ ای لا تشتروہ (حلیة الاولیاء ترجمة: ابراھیم بن ادھم: (۳۲/۸) الناشر: دار الکتب العربی بیروت، الطبعة الرابعة: ۱۴۰۵)

وقیل لابراھیم بن ادھم ان اللحم قد غلا، فقال: ارخصوہ ای لا تشتروہ (تاریخ، دمشق: (۲۸۲/۶) حرف الالف، ابراھیم بن ادھم بن منصور بن یزید بن جابر ابو اسحاق التمیمی الناشر: دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع عام النشر: ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵م)

(۲) کل ذلک یکرہ ولا یفسد به البیع: لأن الفساد فی معنی خارج زائد لا فی صلب العقد ولا فی شرائط الصحة (الهدایة: (۷۰/۳) کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ط: رحمانیه

البحر الرائق: (۹۹/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، فصل فی بیان أحکام البیع الفاسد، ط: سعید

بت

۹۰ بت چاہے سونے کا بنا ہوا ہو یا چاندی کا یا کسی اور دھات کا اس کی خرید و فروخت ناجائز ہے اور آمدنی حرام ہے،(۱) البتہ پگھلا کر سونے یا چاندی وغیرہ کے ٹکڑے بنالے، پھر فروخت کرنا جائز ہوگا۔(۲)

بت فروشی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بت فروشی سے منع فرمایا ہے؛(۳) اس لیے بتوں کی خرید و فروخت کرنا اور ان کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے اور آمدنی حرام ہے، ایک وجہ تو یہ ہے کہ: یہ گناہ کرنے کا آلہ ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ: یہ شرک و کفر اور بت پرستی میں اعانت اور مدد کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے گناہ کے کاموں میں معاونت کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۴)

(۱، ۲، ۳) عن جابر بن عبد الله أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح -وهو بمكة-: إن الله ورسوله حرّم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. (الصحيح للبخاري: (۱/۲۹۸) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والاصنام، ط: قديمى)

حرّم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام وإن كانت من ذهب أو فضة. (المرقاة: (۶/۲۹) باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه)

والإجماع قائم على أنه لايجوز بيع الميتة والأصنام؛ لأنه لايحلّ الانتفاع بها ووضع الثمن فيها إضاعة مال... على هذا التعليل إذا كسرت الأصنام وأمكن الانتفاع برضاضها جاز بيعها عند بعض الشافعية وبعض الحنفية. (عمدة القاري: (۱۲/۶۸) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: دار الكتب العلمية)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/۳۳) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: رحمانيه۔

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله تعالى إذا حرم شيئا حرم ثمنه. (سنن الدار قطني: (۳/۳۸۸) كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن (۱۴/۱۱۳) كتاب البيوع، ابواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والخنزير والاصنام، ط: ادارة القرآن۔

(۴) {وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ} [المائدة: ۲]

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة:

بٹائی پر جانور دینا

"جانور چرانے کی اجرت میں نصف جانور دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بٹائی پر دینا باغات کو

"مساقات" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٦٨/٦)

بٹائی پر دینا درختوں کو

"مُساقات" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٦٨/٦)

بٹائی پر زمین دینا

"مُزارعت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٦٣/٦)

بٹائی کے حق کا مطالبہ کرنا

مثلاً: زید نے عمرو کو کچھ زمین فروخت کی اور عمرو مشتری (خریدار) نے کچھ رقم ادا کردی اور باقی رقم بعد میں ادا کرنے پر اتفاق ہوا اور زید بائع (بیچنے والا) اس دوران زمین کی بٹائی کرتا رہا اور عمرو مشتری بھی رضامندی کے ساتھ بٹائی کا حصہ دیتا رہا، تو اس صورت میں بیع صحیح ہے۔[1] البتہ زید بائع کے لیے بٹائی کا حصہ لینا شرعاً جائز نہیں ہے، جو کچھ لیا ہے وہ واپس کرنا لازم ہے؛ کیوں کہ زمین فروخت کردینے

=(٢٠٩/٢) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد)

إن الإعانة على المعصية حرام مطلقًا بنص القرآن۔ (جواهر الفقه: (٣٥٢/٢) تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم)

(١) وأما حكمه: فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان باتًا۔ (الهندية: (٣/٣) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (٥٠٦/٤) كتاب البيوع، ط: سعيد كراچی۔

شرح المجلة للأتاسي: (٣٥٧/٢) المادة: ٣٦٩، البيوع، الباب السابع، الفصل الثا... لحكم أنواع البيوع، ط: رشيديه۔

کے بعد وہ زید (بائع) کی ملکیت سے نکل کر عمرو (مشتری) کی ملکیت میں داخل ہوگئی اور زید بائع صرف بقیہ رقم کا حق دار ہے، زمین میں اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ (۱)

بٹ کوئن (BITCOIN)

آج کل عالمی مارکیٹ میں ایک کوئن رائج ہے جسے "بٹ کوئن" یا ڈیجیٹل کرنسی" کہتے ہیں...... یہ ایک محض فرضی کرنسی ہے، اس میں حقیقی کرنسی کے بنیادی اوصاف اور شرائط بالکل موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا موجودہ زمانہ میں "کوئن" یا "ڈیجیٹل کرنسی" کی خرید وفروخت کے نام سے انٹرنیٹ پر اور الیکٹرونک مارکیٹ میں جو کاروبار چل رہا ہے وہ حلال اور جائز نہیں ہے، وہ محض دھوکہ ہے، اس میں حقیقت میں کوئی مبیع وغیرہ مادی چیز نہیں ہوتی، اور اس میں قبضہ بھی نہیں ہوتا صرف اکاؤنٹ میں کچھ عدد آجاتے ہیں، اور یہ فاریکس ٹریڈنگ کی طرح سود اور جوے کی ایک شکل ہے، اس لئے بٹ کوئن یا کسی بھی ڈیجیٹل کے نام نہاد کاروبار میں پیسے لگانا اور خرید وفروخت میں شامل ہونا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) (و) لا (بيع بشرط)... (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن يكون آدميا... (كشرط أن يقطعه) البائع... أو يستخدمه) مثال لما فيه نفع للبائع... (شهرا)۔ (الدر مع الرد: (۸۴/۵، ۸۵، ۸۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

▭ خلاصة الفتاوى: (۵۰/۳) كتاب البيوع، الفصل الخامس: في البيع إذا كان فيه شرط، ط: رشيديه۔

▭ البحر الرائق: (۱۳۹/۶، ۱۴۰) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲) قال الله تعالى: واحل الله البيع وحرم الربوا (سورة البقرة: ۲۷۵)

▭ يايها الذين امنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون (المائدة: ۹۰)

▭ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان الله حرم على امتى الخمر والميسر (المسند للامام احمد (۱۴۴/۲) رقم الحديث: ۶۵۶۴) مسند عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة۔ =

بٹہ لگانا

۹۳ "ہُنڈی" میں لکھا ہوا دین تو مدیون سے ادائیگی کی تاریخ آنے پر ہی لیا جاسکتا ہے، مگر دائن کو فوری طور پر رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو کسی تیسرے شخص کو وہ بل دے کر لکھی ہوئی رقم لے لیتا ہے اور بل کی پشت پر دستخط کر کے اس کے حقوق اس تیسرے شخص کی طرف منتقل کردیتا ہے، تیسرا شخص اس پر لکھی ہوئی رقم میں کٹوتی بھی کرتا ہے، مثلاً: ہنڈی پر ایک ہزار روپے لکھے ہوئے ہیں تو وہ نوسو پچاس روپے دیتا ہے، اس کو انگریزی میں Discounting of the Bill of Exchange اور اردو میں "بٹہ لگانا" کہتے ہیں، بل سے اس طرح کٹوتی کرنا جائز نہیں ہے؛ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ بل میں جتنی رقم لکھی ہوئی ہے اتنی رقم دے دے اور بل لے لے، پھر بل کی وصولی کے لیے آمد ورفت وغیرہ کا خرچہ الگ لے لے تو جائز ہوگا۔ (۱)

= (ولا تاكلوا اموالكم بينكم بالباطل) اى بالحرام يعنى بالربا والقمار والغصب والسرقة (معالم التنزيل: (۱۱۹/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: دار طيبة

لان القمار من القمر الذى يزداد تارة وينقص اخرى، وسمى القمار قمارا: لان كل واحد من المقامرين ممن يجوز ان يذهب ماله الى صاحبه ويجوز ان يستفيد مال صاحبه، وهو حرم بالنص، (رد المحتار: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر والاباحة، باب الاستبراء، فصل فى البيع، ط: سعيد)۔

وقال الله تعالى: ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (سورة المائده: ۲)

(۱) الإن باع فضة بفضة أو ذهبا بذهب: لايجوز إلا مثلاً بمثلٍ وإن اختلفت في الجودة والصياغة؛ لقوله عليه السلام: "الذهب بالذهب مثلاً بمثلٍ وزنًا بوزنٍ يدًا بيدٍ والفضل ربًا۔ (الهداية: (۲۵۳/۵، ۲۵۴) كتاب الصرف، ط: البشرى)

وكذلك لو باع سيفًا محلى بمائة درهم وحليته خمسون، فدفع من الثمن خمسين، جاز البيع، وكان المقبوض حصة الفضة وإن لم يبين ذلك۔ (الهداية: (۲۵۸/۵) كتاب الصرف، ط: البشرى)

الدر مع الرد: (۲۵۷/۵، ۲۵۸، ۲۵۹) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳۲۱/۶، ۳۲۲) كتاب الصرف، ط: رشيديه۔

بجلی کا بل زیادہ لے لیا

بعض دفعہ بجلی کے جتنے یونٹ استعمال ہوتے ہیں اس سے زیادہ بل دے دیتے ہیں، متعلقہ ادارے سے رجوع کرنے سے کم بھی نہیں کرتے اور ثبوت بھی نہیں دیتے، آخر صارف کو زیادہ بل بھرنا پڑتا ہے، تو ایسی صورت میں بجلی کے ادارے نے جتنی رقم ناحق وصول کی ہے صارف کے لیے اتنی مقدار رقم مذکورہ ادارے سے کسی بھی ممکن طریقے سے وصول کرنا جائز ہوگا، اگر کسی ملک میں بجلی کا ادارہ پرائیوٹ نہیں ہے بلکہ حکومت کا ہے تو حکومت کے کسی بھی ادارے سے اتنی مقدار رقم وصول کر سکتا ہے، اور اگر بجلی کا ادارہ پرائیوٹ ہے تو اس صورت میں زائد رقم حکومت کے کسی ادارے سے وصول کرنا جائز نہیں ہوگا، مثلاً: بجلی کا ادارہ حکومت کا ہے تو پرائز بونڈ خرید کر انعام میں نکلنے والی رقم سے اتنی رقم لینے کی اجازت ہوگی جتنی رقم بجلی کے ادارے نے ناحق لی ہے، واضح رہے کہ ظلماً ٹیکس لینے کا حکم بھی یہی ہے۔[1]

---

(۱) اذا ظفر بمال مدیونه له الأخذ دیانةً بل الأخذ من خلاف الجنس علی مانذکرہ۔ (شامی: ۹۵/۴) کتاب السرقة، مطلب: في أخذ الدائن من مال مدیونه من خلاف جنسه، ط: سعید)

الضرر یدفع بقدر الإمکان۔ (قواعد الفقه: (ص: ۸۸) القواعد الفقهیة، القاعدة رقم: ۱٦۸، ط: الصدف پبلشرز)

الضرر یزال۔ (الأشباہ والنظائر مع شرح الحموي: (۱/ ۲۰۹) الفن الأول: القواعد الکلیة، القاعدة الخامسة، ط: مکتبہ علمیہ کوئٹہ)

المظلوم له أن یدفع الظلم عن نفسه بما قدر علیه لکن لیس له أن یظلم غیرہ۔ (قواعد الفقه: (ص: ۱۲۴) القواعد الفقهیة، القاعدة رقم: ۳۳۲، ط: الصدف پبلشرز)

درر الحکام في شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۳۷) [المادة: ۳۱] المقالة الثانیة في بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

شرح القواعد الفقهیة، للشیخ أحمد الزرقاء: (ص: ۱۱۸) القاعدة المکملة ثلاثین [المادة: ۳۱] "الضرر یدفع بقدر الإمکان، ط: دار النشر / دار القلم۔

امداد المفتین: (۲/ ۷۰٦) کتاب الربا والقمار، ط: دار الاشاعت کراچی۔

بجلی کی خرید وفروخت

بجلی کو عرف میں قیمتی مال سمجھا جاتا ہے اور یونٹ کے حساب سے بیع ہوتی ہے؛ اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔(۱) (۹۵)

بچا کچھا

❶ بعض ''تیلی'' لوگوں سے بیج اور دانہ وغیرہ لے کر تیل نکال کر دیتے ہیں اور ہر آدمی کے تیل میں سے کچھ بچا کر رکھ لیتے ہیں اور آخر میں سب کو اکٹھا کر کے فروخت کر دیتے ہیں، یہ جائز نہیں ہے،(۲) اور جان بوجھ کر ایسا تیل خریدنا بھی جائز نہیں ہے۔(۳)

☆......بعض دفعہ ایسے تیل کے ساتھ اپنا ذاتی تیل بھی ملا کر فروخت

---

(۱) المالية تثبت بتمول الناس كافة أو بعضهم۔ (شامي: (۴/ ۵۰۱) كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك، ط: سعيد)

☐ المال هو كل عين ذات قيمة مادية بين الناس۔ (الفقه الاسلامي وأدلته: (۴/ ۳۴۵) القسم الثالث: العقود، الفصل الأول عقد البيع، ط: دار الفكر)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۱۷) المادة: ۱۲۶، البيوع، المقدمة: في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة في البيوع، ط: رشيديه۔

(۲،۳) ولا غرم على السارق بعد ما قطعت يمينه) ... وترد العين لو قائمة) وإن باعها أو وهبها لبقائها على ملك مالكها۔ (الدر مع الرد: (۴/ ۱۱۰) كتاب السرقة، باب كيفية القطع وإثباته، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۵/ ۱۰۹، ۱۱۰) كتاب السرقة، فصل: في كيفية القطع وإثباته، ط: رشيديه۔

☐ بدائع الصنائع: (۷/ ۸۵) كتاب السرقة، فصل: وأما حكم السرقة، ط: سعيد۔

☐ من أخذ شبرًا من الأرض ظلمًا فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين۔ متفق عليه (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۵۴) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمي)

☐ لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه وإن فعل كان ضامنًا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (ص: ۶۱) رقم المادة: ۹۶، ط: حنفيه كوئٹه)

☐ ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ مشكوة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)=

کر دیتے ہیں، تو اس کا حکم یہ ہے کہ ایسے تیل کے ساتھ اپنا ذاتی تیل ملانے کی وجہ سے "تیلی" مالک تو ہوجائے گا، لیکن جن لوگوں کا تیل اپنے ذاتی تیل کے ساتھ ملایا ہے جب تک ان کو قیمت کی رقم ضمان کے طور پر ادا نہیں کرے گا، تب تک اس مخلوط تیل کو بیچنا اور اس میں کسی قسم کا تصرف کرنا جائز نہیں ہوگا، تاہم اگر کوئی خریدے گا تو مالک ہوجائے گا۔ (۱)

= (ویجب رد عین المغصوب)... لقوله علیه الصلاة والسلام على اليد ما أخذت حتى ترد، ولقوله عليه الصلاة والسلام: لا يحلّ لأحدكم أن يأخذ مال أخيه لاعبا ولا جادًا، وإن أخذه فليرده عليه. (الدر مع الرد: (۱۸۲/٦) كتاب الغصب، مطلب في رد المغصوب وفيما لو أبى المالك قبوله، ط:سعيد)

الحرام ينتقل، فلو دخل بأمان وأخذ مال حربي بلا رضاه وأخرجه إلينا ملكه وصح بيعه، لكن لا يطيب له ولا للمشتري منه. (قوله: الحرام ينتقل) أي تنتقل حرمته وإن تداولته الأيدي وتبدلت الأملاك. قوله: ولا للمشتري منه) فيكون بشرائه منه مسيئًا؛ لأنّ ملكه بكسب خبيث، وفي شرائه تقرير للخبث. (الدر مع الرد: (۹۸/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الحرمة تتعدد، ط:سعيد)

(قوله: الحرمة تتعدد) نقل الحموي عن سيدي عبد الوهاب الشعراني: أنه قال: في كتاب المنن: وما نقل عن بعض الحنفية من أنّ الحرام لا يتعدى ذمتين، سألت عن الشهاب الشلبي، فقال: هو محمول على إذا لم يعلم بذلك، أما لو رأى المكاس مثلاً يأخذ من أحد شيئًا من المكس، ثم يعطيه آخر، ثم يأخذ ذلك الآخر آخر فهو حرام اهـ. (الدر مع الرد: (۹۸/٥) ط:سعيد)

مزید تخریج کے لیے "چوری کا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) لو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه... لأن الخلط استهلاك إذا لم يمكن تمييزه عند أبي حنيفة رحمه الله، وقوله أرفق إذ قلّما يخلو مال عن غصب. (الدر المختار) (قوله: لأن الخلط استهلاك) بمنزلة من حيث أنّ حق الغير يتعلق بالذمة لا بالأعيان... (قوله: كما في النهر)... لأنا نقول: إنه لما خلطها ملكها وصار مثلها دينًا في ذمته لا عينها." (شامي: (۲/ ۲۹۰، ۲۹۱) كتاب الزكاة، باب زكاة الغنم، ط:سعيد)

مات وكسبه حرام فالميراث حلال، ثم رمز وقال: لا نأخذ بهذه الرواية، وهو حرام مطلقًا على الورثة فتنبه اهـ ح. ومفاده الحرمة وإن لم يعلم أربابه وينبغي تقييده بما إذا كان عين الحرام، ليوافق ما نقلناه، إذ لو اختلط بحيث لا يتميز يملكه ملكًا خبيثًا، لكن لا يحل التصرف فيه ما لم يؤد بدله". (شامي: (٥/ ۹۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالا حرامًا، ط:سعيد)

وأما صفة الملك الثابت للغاصب في المغصوب فلا خلاف بين أصحابنا في أن الملك الثابت يظهر في حق نفاذ التصرفات، حتى لو باعه أو وهبه أو تصدق به قبل أداء الضمان ينفذ، كما تنفذ التصرفات في المشتري شراء فاسدًا. (بدائع الصنائع: (۱۰/ ۳٥) كتاب الغصب ط: دار الكتب العلمية بيروت، ر: (۱٥۳/۷) ط:سعيد)

❷ اسی طرح بعض "درزی" لوگوں کے کپڑوں کو شلوار قمیص کے لیے کاٹتے وقت کچھ بچا کر رکھ لیتے ہیں اور بعد میں وہ واپس نہیں کرتے یا تو خود بنا کر بچوں کو استعمال کے لیے دے دیتے ہیں یا فروخت کر دیتے ہیں، یہ درست نہیں ہے، یا تو مالک سے اجازت لے لے یا پیسے دے کر خرید لے، پھر اس کو بیچنا یا اس میں تصرف کرنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ (۱)

بچا ہوا مال واپس کرنا

بعض چھوٹے تاجر بڑے تاجروں سے سامان خرید کر آگے نفع پر فروخت کرتے ہیں بعض اوقات کچھ مال فروخت ہونے سے بچ جاتا ہے، اسے دکاندار کو واپس کر دیتے ہیں، شریعت کی رو سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ چھوٹا تاجر سامان خریدتے وقت اپنے لئے اس مال میں خیار کی شرط رکھ لے، پھر تین دن کے اندر اندر خیار شرط کی بنیاد پر واپس کر دے اور اگر چھوٹے تاجر نے خیار کی شرط نہیں رکھی تھی لیکن بڑے تاجر نے خوشی سے واپس لے لیا تو بھی کوئی حرج نہیں ہے تاہم اگر بڑا تاجر واپس نہ لے تو اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ (۲)

---

(۱) انظر الحاشية السابقة رقم: ١، على الصفحة السابقة۔

(۲) للعاقدين أن يتقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده۔۔۔ لو كان بعض المبيع قد تلف صحت الإقالة في الباقي۔ (شرح المجله لرستم باز: (١/ ٧٣، ٧٦) المادة ١٩٠، ١٩١، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الخامس في إقالة البيع، ط: فاروقيه)

☐ الدر مع الرد: (٥/ ١١٩) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

☐ خيار الشرط جائز في البيع للبائع والمشتري ولهما الخيار ثلاثة أيام فما دونه۔ (الهداية: (٣/ ٣٠) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رحمانيه)

☐ لأن من شرائطها (أي شرائط الإقالة) اتحاد المجلس ورضا المتعاقدين۔ قوله: رضا المتعاقدين) لأن الكلام في رفع عقد لازم، وأما رفع ما ليس بلازم فلمن له الخيار بعلم صاحبه لا برضاه بحر۔ وحاصله: أن رفع العقد غير اللازم وهو ما فيه خيار لا يسمى إقالة بل هو فسخ: لأنه لا يشترط فيه رضاهما فافهم۔ (الدر مع الرد: (٥/ ١٢١) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (٥/ ١٠١) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: سعيد)

بچوں کو بازار نہ لے جائے

98

"بازار جانے کے آداب" عنوان کے نمبر: 11 کے تحت دیکھیں۔ (٢/٤٥)

بچوں کی گڑیاں

"گڑیاں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٥/٤٠٨)

بچہ

بچہ اگر سمجھ دار ہے تو اس کا خرید وفروخت کرنا صحیح ہے۔ اور اگر سمجھ دار نہیں ہے تو اس کا خرید وفروخت کرنا صحیح نہیں ہے۔ (١)

بچوں کا باجا

بچوں کے باجے پیانو اور سیٹی کی خرید وفروخت کرنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے، اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے؛ اس لیے ان چیزوں کی خرید وفروخت سے احتیاط کرنا بہتر ہے۔ (٢)

---

(١) (قوله: وشرطه: أهلية المتعاقدين) أي بكونهما عاقلين، ولا يشترط البلوغ والحرية... فشرائط العاقد اثنان: العقل والعدد، فلا ينعقد بيع مجنون وصبي لا يعقل... ولا يشترط فيه البلوغ ولا الحرية فيصح بيع الصبي والعبد لنفسه موقوفًا ولغيره نافذًا۔ (شامی: (٤/٥٠٣، ٥٠٥) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٥/٤٣٢) كتاب البيع، ط: رشيديه۔

الهندية: (٣/٢) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع وركنه وشرطه وأنواعه، ط: رشيديه۔

(٢) ويجوز بيع البربط والطبل والمزمار والدف والنرد وأشباه ذلك في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، وعندهما لا يجوز بيع هذه الأشياء قبل الكسر، ذكر المسألة في إجارات الأصل من غير تفصيل وذكر في السير الكبير تفصيلا على قولهما، فقال: إن باعهما ممن لم يستعملها، ولا يبيع هذا المشتري ممن يستعملها فلا بأس ببيعها قبل الكسر فإن باعها ممن يستعملها أو يبيعها هذا المشتري ممن يستعملها، لا يجوز بيعها قبل الكسر۔ (الفتاوى الهندية: (٣/١١٦) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد، وبيع المحرمات، ط: رشيديه)=

بچوں کی گولیوں کی خرید وفروخت کرنا

اگر بچے گولیوں سے جُوا کھیلتے ہیں تو بچوں کو گولیاں خرید کر دینا جائز نہیں ۹۹
گا، اور اس سے جوا نہیں کھیلتے تو جائز ہوگا، لیکن عام طور پر بچے اس سے جوا کھیلتے
ں؛ اس لیے خرید وفروخت سے باز رہنا چاہیے۔ (۱)

بدعت وشرک پر مشتمل کتب

"شرک وبدعت پر مشتمل کتب" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۴)

بدل کر آیا ہوا سامان

اگر تجارت کا مال وسامان کسی کے مال وسامان سے غلطی سے بدل کر آیا ہے تو
ر مالک کا پتہ ہے تو اس کا مال واپس کر کے اپنا مال واپس لینا ضروری ہے لیکن اگر
لک کا پتہ نہ ہو، اور پتہ کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو، اور اس بات کا یقین یا غالب گمان
و کہ سامان واقعۃً بدل کر ہی آیا ہے تو اُس مال کو خود رکھنا جائز ہے البتہ اگر اس سامان کی
یمت اپنے سامان کی قیمت سے زیادہ ہو تو زائد رقم صدقہ کرنا ضروری ہے۔ (۲)

الدر مع الرد: (۲۱۲/۶) کتاب الغصب، ط: سعید
البحر الرائق: (۲۲۶/۸، ۲۲۷) کتاب الغصب، قبیل کتاب الشفعۃ، ط: رشیدیہ۔
(۱) ومایلعب به الصبیان من الجواز والبوتام (بٹن) والکرات الزجاجیة (گولیاں) وأمثالها، فانها
شتمل علی القمار، فالواجب علی أولیائهم أن یمنعوهم عنها۔ (أحکام القرآن للمفتي محمد شفیع
حمه الله تعالی: (۲۰۲/۳) الناهي عن الملاهي، ط: ادارة القرآن کراچی)
(۲) وکذلک الجواب في المکعب إذا سرق اهـ وقید بعضهم بأن یکون المکعب الثاني کالأول
أجود، فلو دونه له الانتفاع به بدون هذا التکلف لأن أخذ الأجود وترک الأدون دلیل الرضا بالانتفاع
قلت ماذکر من التفصیل بین الأدون وغیره إنما یظهر في المکعب المسروق۔۔۔ أما لو أخذ مکعب
غیره وترک مکعبه غلطا لظلمة أو نحوها أو یعلم ذلک بالقرائن فهو في حکم اللقطة لابد من السؤال عن
صاحبه بلا فرق بین أجود وأدون، وکذا لو اشتبه کونه غلطا أو عمداً لعدم دلیل الإعراض هذا مما =

برآمدات

(۱۰۰) ایک ملک سے دوسرے ملک سامان پہنچانے کو آج کل "برآمدات" کہا جاتا ہے۔

برآمدی سامان کی ترسیل

گزشتہ زمانے میں سامان قافلوں کی صورت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا تھا، تاجر حضرات اپنی تجارت کا سامان خود اپنے ساتھ لے کر دُور دَراز علاقوں میں تجارتی قافلوں کی صورت میں جایا کرتے تھے، موجودہ دَور میں صورت حال تبدیل ہوگئی ہے، تجارت وغیرہ کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ، ایک ملک سے دوسرے ملک لے جانے کے لیے بحری جہاز چلانے والے ادارے وجود میں آگئے ہیں جو پوری ذمہ داری سے سامان ایک ملک کی بندرگاہ سے دوسرے ملک کی بندرگاہ تک منتقل کردیتے ہیں اور برآمد کرنے والے کا سامان اپنے ملک میں بیٹھے بٹھائے ہی دوسرے ملک کے درآمد کرنے والے کے پاس پہنچ جاتا ہے، بعض برآمد کرنے والے تو ایسے بھی ہیں جن کا کبھی بیرون ملک جانے کا اتفاق بھی نہیں ہوا، اور پھر بھی وہ اپنا سامان دنیا کے ملکوں میں برآمد کرتے رہتے ہیں۔

=ظهر لي فتأمله۔ (شامی (۳/۲۸۶) كتاب اللقطة، مطلب سرق مكعبه ووجد مثله أو دونه، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۱۵۹) كتاب اللقطة، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۲/۲۹۵) كتاب اللقطة، ط: رشيديه۔

لرب المال مسك مال المديون رهناً بلا إذنه، وقيل إذا أيس فله أخذه مكان حقه قضاء عن دينه وأقره المصنف۔ قال ابن عابدين: قوله: وقيل إذا أيس الخ) كذا عبر في المنح وظاهره أنه من غير جنس وإلا فلو من جنسه فله أخذ قدر حقه منه بلا كلام ولا وجه لحكايته بقيل على أنا قدمنا في كتاب الحجر عن المقدسي عن بعضهم أن الفتوى اليوم على جواز الأخذ مطلقاً۔ (الدر مع الرد: (۶/۵۰۰، ۵۰۱) كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ط: سعيد)

اسی طرح اندرون ملک بھی برآمد کرنے والے کے لیے نقل وحمل اور جمرک (کسٹم) کی کلیئرنس کی کارروائی کروانے کی خدمات مہیا کرنے کے لیے ایسے ادارے بھی وجود میں آگئے ہیں جو معقول معاوضے کے عوض برآمد کرنے والے سے برآمد ہونے والا سامان وصول کر کے اس کی جمرک (کسٹم) سے جانچ پڑتال کروا کر اس سامان کو جہاز چلانے والے ادارے کے جہاز میں ڈلوا دیتے ہیں۔

برآمد ہونے والا سامان جہاز چلانے والی کمپنی درآمد کرنے والے کی بندرگاہ پر جمرکی ادارے کے حوالے کر دیتی ہے، جہاں سے درآمد کرنے والے کا نمائندہ ادارہ کسٹم کے واجبات ادا کر کے اس سامان کو درآمد کرنے والے کے اسٹوروں تک پہنچا دیتا ہے۔

وہاں سامان کی قیمت کو وصول کرنے کا کام بینکوں کے ذریعے سرانجام پاتا ہے، جس کی تفصیل اپنی اپنی جگہ پر آئے گی۔

برآنگیختہ کرنا خریدنے پر

''ابھارنے کے لئے بیع کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۴/۱)

براءت عیب کی شرط

''عیب سے براءت کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۷/۴)

بربادی ہے مال گناہ میں خرچ کرنا

''گناہ میں مال خرچ کرنا مال کی بربادی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

برش خنزیر کے بالوں کے

''خنزیر کے بالوں کے برش'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۴/۳)

برقی آلات میں تحریری ایجاب کا قبول

(۱۰۲) ایجاب (آفر) کے ساتھ قبول کا متصل ہونا اور ایک ہی مجلس میں پایا جانا ضروری ہے؛ لہٰذا برقی آلات کے ذریعے جس مجلس میں فریق ثانی کو پیغام موصول ہوگا وہی مجلس عقد کی مجلس ہوگی؛ اس لیے فریق ثانی پر لازم ہے کہ جس مجلس میں اس کو فریق اول کا پیغام موصول ہوا اُسی مجلس میں ہی ایجاب کا جواب دے، تاکہ عقد منعقد ہوجائے، ورنہ مجلس بدلنے کے بعد قبول کرنے سے عقد منعقد نہیں ہوگا؛ کیوں کہ مجلس بدلنے سے ایجاب ختم ہوجاتا ہے، ہاں اگر فریق اول دوبارہ فریق دوم کی بات کو قبول کرے گا تو دوبارہ ایجاب وقبول ہونے کی وجہ سے عقد منعقد ہوجائے گا۔[1]

برقی بازار

انٹرنیٹ کا جال برقی بازار ہے، جس کا ہدف تمام رُوئے زمین سے سامان یا

---

(۱) مجلس البيع هو الاجتماع الواقع لعقد البيع... لكن زاد لفظ الاجتماع ليفيد أنه لابد من اجتماع العاقدين حقيقة أو حكمًا... وأما اجتماعهما حكمًا، فكما إذا وقع الإيجاب بكتابة أو رسالة، وصورة الكتابة كما في رد المحتار: أن يكتب الموجب: أما بعد فقد بعت عبدي فلانًا منك بكذا فلما بلغه الكتاب قال في مجلسه ذلك، اشتريت، تم البيع بينهما... فإن قراءة الكتاب وإخبار الرسل بما قال المرسل بمنزلة الإيجاب من الكاتب أو المرسل، فإذا قبل المكتوب إليه أو المرسل إليه في مجلس القراءة أو الإخبار، فقد صدر الإيجاب والقبول في مجلس واحد... أنه إذا قرأ المكتوب إليه الكتاب أو سمع المرسل إليه الرسالة، فلم يقبل في مجلس قراءته وسماعه يبطل الإيجاب... حتى لو قرأ الكتاب مرة ثانية في مجلس آخر... لا ينعقد البيع... والكتاب كالخطاب، وكذا الإرسال، حتى اعتبر مجلس بلوغ الكتاب وأداء الرسالة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۵۳/۲، ۵۴) رقم المادة: ۱۸۱، البيوع الباب الأول، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: رشيديه)

🗀شرح المجلة لرستم باز: (۶۹/۱) المادة: ۱۸۱، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

🗀الدر مع الرد: (۵۱۲/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

خدمات کے متعلق معلومات اکٹھی کرنا ہے۔

برقی پیغام کے ذریعے ایجاب وقبول

انٹرنیٹ، برقی پیغام کے ذریعے جو مجلس وجود میں آتی ہے، یہ غائبین کی مجلس کے حکم میں ہے؛ اس لیے انٹرنیٹ وغیرہ میں برقی پیغام یا برقی ڈاک کو ایجاب (آفر) کرنے والے کے پیغام پہنچانے کا ایک آلہ شمار کیا جائے گا، صرف اتنا فرق ہے کہ پیغام رسانی کی یہ صورت دیگر مروجہ صورتوں سے بہت زیادہ تیز ہے اور بھیجتے ہی موصول ہوجاتا ہے۔

لہٰذا جس مجلس میں ایجاب کرنے والے کا پیغام پہنچے اور اس پیغام کا پڑھنا اور اس کی تفصیلات پر مطلع ہونا وغیرہ چیزیں پائی جائیں وہ مجلسِ عقد ہوگی، جب اس مجلس میں قبول پایا جائے گا تو عقد ہوجائے گا اور اگر اِعراض کی وجہ سے وہ مجلس ختم ہوگئی تو ایجاب باطل ہوجائے گا۔ (۱)

برقی تجارت

موجودہ زمانے میں دنیا کے اکثر ممالک میں برقی تجارت کا استعمال عام ہوچکا ہے اور یہ سلسلہ مسلسل قوت پکڑ رہا ہے، اور موجودہ دور کی تجارت میں تغیرات اور تبدیلیوں کے حوالے سے اسے ایک اہم مقام حاصل ہے اور اس کا استعمال تیزی سے پھیل رہا ہے؛ کیوں کہ ''برقی تجارت'' کے آلات واسباب میں نت نئی تبدیلیاں رُونما ہورہی ہیں اور ان آلات میں سب سے بڑا تجارتی ذریعہ ''برقی جال'' (انٹرنیٹ) ہے۔

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ۔

برقی تجارت کی تعریف

☆......"برقی تجارت" سے مراد تجارت کے جدید برقی آلات کے ذریعے شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے ایک مال کا دوسرے مال سے تبادلہ کرنا ہے۔

☆...... یہاں مالی معاملات سے مراد چاہے اموال کی خرید وفروخت کا معاملہ ہو یا خدمات کے حصول کا معاملہ ہو دونوں داخل ہیں، اور جدید آلات سے مراد ٹیلی فون، ٹیلی فیکس، انٹرنیٹ، برقی ڈاک (ای میل) اور موبائل فون وغیرہ کے ذریعے مختصر پیغام دینا ہے، لیکن اس وقت برقی تجارت میں زیادہ تر استعمال انٹرنیٹ کا ہی ہے۔(۱)

برقی تجارت کی خصوصیات

"برقی تجارت" تجارت کے میدانوں میں ایک نیا انقلاب ہے، چوں کہ اس میں کچھ اضافی فوائد ہیں؛ اسی لیے خریدار اور بیچنے والے برقی آلات کے ذریعے تجارت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وہ فوائد یہ ہیں:

❶ بیچنے والے اور خریدار کے درمیان براہِ راست رابطہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔

❷ ایک ہی وقت میں ایک سے زائد لوگوں کے ساتھ رابطہ ہوسکتا ہے۔

❸ فاصلہ اور دُوری کے حوالے سے روایتی پابندیوں سے آزادی حاصل ہوتی ہے، اور عالمی منڈیوں تک رسائی ہوجاتی ہے۔

❹ اخراجات میں بچت ہوجاتی ہے۔

❺ سودے کی جگہ کو دیکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

---

(۱) (التجارة الالکترونية في الفقه الاسلامي، سليمان عبدالرزاق)

⑤ معاملات کو تحریری مواد کے بغیر انجام دیا جاتا ہے۔

واضح رہے کہ برقی تجارت بھی دونوں فریق کی رضامندی سے منعقد ہوتی ہے۔(۱)

برقی تجارت کے ذریعے بیع صرف کرنا

برقی تجارت، انٹرنیٹ اور ویب سائٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ بیع صرف میں فریقین کی جانب سے اسی مجلس میں قبضہ کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اور دونوں طرف سے ادائیگی بھی شرط ہوتی ہے، برقی تجارت، انٹرنیٹ اور ویب سائٹ میں یہ چیزیں معدوم ہیں؛ اس لیے برقی تجارت، انٹرنیٹ اور ویب سائٹ کے ذریعے سونا چاندی اور کرنسی خریدنا درست نہیں ہے، البتہ کرنسی میں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ ہر فریق دوسرے کے اکاؤنٹ میں پیسے بھیج دے، دونوں کے اکاؤنٹ میں رقم جمع ہونے کے بعد تبادلہ کرلیں تو درست ہوگا۔(۲)

---

(۱) ويجب لجواز البيع تراضي المتعاقدين لقوله تعالى: { يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراضٍ منكم } وقد روى عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إنما البيع عن تراض۔ (فقه البيوع: (۱۹۵/۱) الباب الثاني: في رضا المتعاقدين وما يتعلق به، ط: معارف القرآن)

الدر مع الرد: (۵۰۷/۴) كتاب البيوع، مطلب في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲۵۶/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) وكذا يجوز أن يعقد البيع بالكتابة والرسالة، قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: صورة الكتابة أن يكتب أما بعد: فقد بعت عبدي فلانا منك بكذا، فلما بلغه الكتاب، قال في مجلس ذلك اشتريت تم البيع بينهما ... ويقاس عليه التلكس والفاكس حيث يجوز الإيجاب والقبول بهما بشرط أن يكونا مأمونين من التزوير ... وأما الهاتف (التليفون) والجهاز اللاسلكي فالانعقاد بهما كالتعاقد مشافهة، وإن كان أحدهما لا يرى الآخر؛ لأن ذلك ليس بشرط لصحة العقد ... إنما يصح فيما لا يشترط فيه القبض في مجلس العقد، أما العقود التي يشترط فيه التقابض من الجانبين كالصرف فإنها لا تتم بهذه الآلات إلا إذا كان لكل واحد منهما وكيل بالتسلّم عند الآخر، فيتسلّم وكيل كل واحد منهما ما وجب لموكله في مجلس إجراء الاتصال أو عن طريق بنك في بلد كل واحد منهما فيه رصيد لكليهما ... وإلا فيعتبر =

برقی تجارت میں ایجاب وقبول

برقی تجارت میں مندرجہ ذیل صورتیں ایجاب وقبول کے قائم مقام ہیں:

❶ مالک یا اس کے وکیل کا اپنی ویب سائٹ پر اپنے سامان کی قیمت، صفات، شرائط اور کیفیت بیان کرنا، یہ ایجاب کی دعوت ہے، جس طرح دُکان دار اپنی دُکان میں نرخ نامہ لٹکاتا ہے۔

❷ خریدار کا ویب سائٹ میں سامان کی تفصیلات پڑھ کر خریداری کی حامی بھر لینا اور آرڈر دے دینا ایجاب ہے۔ اور ویب سائٹ کے مالک کی طرف سے راضی ہوجانا قبول ہے، ایجاب وقبول سے بیع منعقد ہوجاتی ہے اور سودا مکمل ہوجاتا ہے۔(١)

برقی تجارت میں سودا کرنے کا طریقہ

برقی تجارت (انٹرنیٹ) پر معاملہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ: ایک فریق جو بائع ہے، اپنی متعین جگہ ویب سائٹ پر سامان کی تصاویر، اس کی صفات اور قیمت وغیرہ لکھ کر خریداروں کے لیے پیش کردیتا ہے۔

اور دوسرا فریق جو سامان خریدنا چاہتا ہے، وہ مختلف برقی مواقع (ویب سائٹس) پر جا کر اپنے لیے سامان پسند کرتا ہے، پھر فریقین ایک دوسرے سے رابطہ

=هذا الاتصال الآلي مساومة أو وعدًا بالعقد ويتم العقد في وقت لاحق يتحقق فيه القبض المشروط.
(فقه البيوع: (١/٣٩، ٤٠) المبحث الأول، الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، البيع بالكتابة والآلات الحديثة، ط: معارف القرآن)

شرح المجلة لرستم باز: (١/٩٣) المادة: ١٧٣، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئته.

شرح المجلة للأتاسي: (١/٣٣) أيضا، ط: رشيديه.

الدر مع الرد: (٥/٢٥٨) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد.

(١) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ٢، على الصفحة السابقة. (وكذا يجوز أن يعقد البيع)

کر کے سودا پختہ کر لیتے ہیں، یہ درست ہے۔(۱)

برقی تحریر کے ذریعے عقد کرنے کا حکم

☆......جدید ٹیکنالوجی مثلاً: فیکس، ای میل اور نیٹ وغیرہ کی مدد سے اب انسان اپنے تحریری پیغامات کو دنیا کے کسی بھی کونے میں چند سیکنڈ یا منٹوں میں پہنچا سکتا ہے۔

قدیم زمانے میں دو غائب آدمیوں کے درمیان عقد کرنے کے لیے تحریر کا سہارا لیا جاتا تھا، مثلاً: ایک شخص دوسرے آدمی کو خط لکھتا کہ: ”میں نے آپ کو اتنی قیمت میں اپنا گھر فروخت کیا“ اور اس تحریر کو قاصد یا ڈاک کے ذریعے بھیج دیتا تھا اور جب دوسرے شخص کو اس کا تحریری پیغام پہنچتا تو وہ اسی مجلس میں کہتا کہ: ”میں نے اس کو خرید لیا ہے“ یا ”میں نے اسے قبول کیا“ تو اس سے عقد منعقد ہو جاتا، اسی طرح برقی آلات کے ذریعے پیغام پہنچنے کے بعد دوسرا تحریری طور پر قبول کرلے تو سودا ہو جائے گا۔

☆......واضح رہے کہ غائب لوگوں کے درمیان خط و کتابت کی وہی حیثیت ہے جو حاضر لوگوں کے درمیان آمنے سامنے بات کرنے کی حیثیت ہے، گویا کہ ایک شخص خود حاضر ہو کر ایجاب کرتا ہے اور دوسرا شخص اسی مجلس میں اسے قبول کرتا ہے، فقہی قاعدہ بھی یہی ہے کہ خط و کتابت بات چیت کے حکم میں ہے۔(۲)

(۱،۲) مجلس البيع هو الاجتماع الواقع لعقد البيع ... لكن زاد لفظ الاجتماع ليفيد أنه لابد من اجتماع العاقدين حقيقة أو حكما ... وأن اجتماعهما حكما، فكما إذا وقع الإيجاب بكتابة أو رسالة، وصورة الكتابة كما في رد المحتار: أن يكتب الموجب: أما بعد فقد بعت عبدي فلانا منك بكذا فلما بلغه الكتاب قال في مجلسه ذلك، اشتريت، تم البيع بينهما ... لأن قراءة الكتاب وإخبار الرسل بما قال المرسل بمنزلة الإيجاب من الكاتب أو المرسل، فإذا قبل المكتوب إليه أو المرسل إليه في مجلس القراءة أو الإخبار، فقد صدر الإيجاب والقبول في مجلس واحد ... أنه إذا قرأ المكتوب إليه الكتاب أو سمع المرسل إليه الرسالة، فلم يقبل في مجلس قراءته وسماعه يبطل الإيجاب ... حتى لو قرأ الكتاب مرة ثانية في مجلس آخر ... لا ينعقد البيع ... والكتاب كالخطاب، وكذا الإرسال، حتى =

برکت تجارت میں

''کاروبار میں برکت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۱/۵)

برکت ختم کر دی جاتی ہے

''برکت ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۸/۲)

برکت صبح کے وقت ہے

''صبح نکلنا برکت کا باعث ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۲/۴)

برکت کاروبار میں

''کاروبار میں برکت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۱/۵)

برکت والی شرکت

''اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۷/۱)

برکت ہوتی ہے

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''خرید و فروخت کرنے والے کو سودا توڑنے کا حق ہے جب تک وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹے، اگر بیچنے والا اور خریدار سچ بولیں اور مال اور قیمت کے عیب اور کھرے کھوٹے کو بیان کر دیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے، اور اگر عیب کو چھپالیں اور جھوٹے اوصاف بتادیں تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ختم

=اعتبر مجلس بلوغ الكتاب وأداء الرسالة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۵۳/۲، ۵۴) رقم المادة: ۱۸۱، البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث: في حق مجلس البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۶۹/۱) المادة: ۱۸۱، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۵۱۲/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

کر دی جاتی ہے"۔(۱)

بروکر(Broker)

"بروکر" وہ دلال ہے جو اجیر بنے بغیر اجرت پر بائع اور مشتری کی ایک دوسرے کی طرف راہ نمائی کرتا ہے اور خود سودا نہیں کرتا، اس کو انگریزی زبان میں "بروکر"(Broker) کہتے ہیں اور یہ بھی دلال کی ایک قسم ہے، بلکہ موجودہ دور میں دلال کو "بروکر" کہتے ہیں۔(۲)

بروکر اجرت کا مستحق کب بنتا ہے؟

"دلّال اُجرت کا مستحق کب ہوتا ہے؟" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۱/۳)

بروکر اور تاجر میں فرق

بروکر اور تاجر میں فرق ہے:

بروکر صرف فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان واسطہ ہوتا ہے نفع نقصان کی ذمہ داری اس پر عائد نہیں ہوتی، اور وہ معاملہ یا سودا مکمل کرانے کے بعد اجرت کا مستحق ہوتا ہے اور تاجر نفع کا مالک ہوتا ہے اور نقصان کا ذمہ دار ہوتا ہے اس کو اجرت نہیں ملتی۔

---

(۱) عن حكيم بن حزام عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، أو قال: حتى يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما، وإن كتما وكذبا محقت بركة بيعهما۔ (صحيح البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب ما يمحق الكذب والكتمان في البيع، ط: قديمي)
☜ الصحيح لمسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب خيار المجلس للمتبايعان، ط: قديمي۔
☜ مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب الخيار، الفصل الأول، ط: قديمي)

(۲) (قوله: السمسار) ... وهو المتوسط بين البائع والمشتري ليبيع بأجر من غير أن يستأجر والدلال واسطة بين المتبايعين۔ اهـ، وفي ملامسكين: السمسار الدلال۔ (تكملة رد المحتار: (۲۱۰/۸) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باقاعدہ کاروبار کرنے والوں کو "تاجر" کے لقب سے نوازا ہے، بائع اور مشتری کے واسطہ بننے والے کو یہ لقب نہیں دیا۔ (۱)

بروکر بننا

جائز اور حلال کاروبار میں "بروکر" بننا اور اجرت حاصل کرنا جائز ہے، اور فقہاءِ کرام کی اصطلاح میں "بروکر" کو دلال کہتے ہیں۔ (۲)

بروکر (دلال) کی اجرت

☆...... اگر دلال (Broker) بائع اور مشتری کے درمیان سودا کرانے کی کوشش کرتا ہے اور مالک خود فروخت کرتا ہے تو جیسا رواج ہو اس کے مطابق دلال اپنی اُجرت بائع (مالک) سے یا خریدار سے یا دونوں سے وصول کر سکتا ہے۔ (۳)

---

(۱) عن قیس بن أبی غرزۃ قال: خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نسمی السماسرۃ فقال: یامعشر التجار إن الشیطان والاثم یحضران البیع فشوبوا بیعکم بالصدقۃ۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۲۹) أبواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم إیاھم، ط: قدیمی)۔

▭ سنن أبی داؤد: (۲/ ۱۱۷) کتاب البیوع، باب فی التجارۃ یخالطھا الحلف اللغو، ط: رحمانیہ۔

▭ قولہ: والسمسار) ھو المتوسط بین البائع والمشتری، بأجر من غیر أن یستأجر۔ شامی: (۵/ ۲۵۶) کتاب المضاربۃ، فصل فی المتفرقات، ط: سعید۔

(۲) فتجب الدلالۃ علی البائع أو المشتري أو علیھما بحسب العرف۔ (شامی: (۴/ ۵۶۰) کتاب البیوع، قبیل مطلب: في حبس المبیع لقبض الثمن وفي ھلاکہ ومایکون قبضًا، ط: سعید)

▭ شرح المجلۃ للأتاسي: (۲/ ۲۲۱) تحت المادۃ: ۲۸۹، البیوع، الباب الخامس: في بیان المسائل المتعلقۃ بالتسلیم والتسلّم، الفصل الرابع: في مؤنۃ التسلیم ولوازمہ، ط: رشیدیہ)

▭ شرح المجلۃ لرستم باز: (۱/ ۱۱۹) تحت المادۃ: ۲۸۹، أیضًا، فاروقیہ کوئٹہ۔

(۳) إن سعی بینھما وباع المالک بنفسہ یعتبر العرف، (قولہ: یعتبر العرف): فتجب الدلالۃ علی البائع أو المشتری أو علیھما بحسب العرف۔ (ردالمحتار مع الدر: (۴/ ۵۶۰) کتاب البیوع، قبیل مطلب في حبس المبیع لقبض الثمن وفي ھلاکہ ومایکون قبضًا، ط: سعید۔

▭ شرح المجلۃ للأتاسي: (۲/ ۲۲۱) تحت المادۃ: ۲۸۹، البیوع، الباب الخامس: في بیان المسائل المتعلقۃ بالتسلیم والتسلّم، الفصل الرابع: في مؤنۃ التسلیم ولوازمہ، ط: رشیدیہ)

▭ شرح المجلۃ لرستم باز: (۱/ ۱۱۹) تحت المادۃ: ۲۸۹، أیضًا، فاروقیہ کوئٹہ۔

☆......اگر یہی دلال مالک کی اجازت سے چیز کو خود فروخت کرے تو وہ بائع (مالک) کا وکیل بن جاتا ہے اور اس صورت میں صرف بائع (مالک) سے
111 اجرت وصول کرسکتا ہے خریدار سے نہیں؛ کیوں کہ یہ دلال خریدار کا وکیل نہیں ہے، اس صورت میں اگر رواج دونوں سے لینے کا ہوگا تو وہ درست نہیں ہوگا۔ (۱)

بروکر ہونا بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو

☆بروکر کے طور پر کام کرنے کی صورت میں اجرت کا مستحق بننے کے لیے یہ ضروری ہوگا کہ بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) دونوں ہی کو اس کا علم ہو کہ یہ شخص بروکر کے طور پر کام کر رہا ہے، صرف بائع یا صرف مشتری کو علم ہونا کافی نہیں ہے۔

مثلاً: ایک شخص کی مشین میں کوئی پُرزہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے، مشین والا، مکینک (مستری) کو کہتا ہے کہ: ''آپ چل کر مجھے وہ پرزہ دلوادیں''، مستری مالک کو ایک دکان پر لے جاتا ہے اور پُرزہ پسند کرواتا ہے، سَودا دُکان دار اور مالک کے درمیان ہوتا ہے، اب مکینک (مستری) یہ چاہے کہ چوں کہ وہ گاہک کو لایا ہے؛ لہٰذا دُکان دار اس کو دلالی کے طور پر کچھ حصہ دے تو یہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ گاہک نے اس کو بروکر سمجھ کر یہ پُرزہ دلوانے کو نہیں کہا۔ (۲)

☆اور اگر دُکان دار نے اس سے پہلے سے طے کیا ہوا ہو کہ تم میری دکان پر گاہک لاؤ تو اتنا اتنا معاوضہ تمہیں دوں گا۔ اس صورت میں بھی دکاندار سے دلالی

(۱،۲) وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع، (قوله: فأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشتري؛ لأنه هو العاقد حقيقة... وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له. (رد المحتار: (۴/ ۵۶۰) كتاب البيوع، قبيل مطلب في حبس المبيع لقبض الثمن وفي هلاكه و ما يكون قبضا، ط: سعيد)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۲۲۱) تحت المادة: ۲۸۹، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلّم، الفصل الرابع: في مؤنة التسليم ولوازمه، ط: رشيديه)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۱۹) تحت المادة: ۲۸۹، أيضا، : فاروقيه كوئته۔

لینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ مشین کے مالک نے خود مشتری کو ساتھ لایا ہے، مستری نے مشین کے مالک کو ساتھ نہیں لایا، ہاں اگر مستری مالک کو خود کہتا کہ آپ میرے ساتھ چلیں میں آپ کو پُرزہ دلواتا ہوں، اس صورت میں مستری کے لیے دکاندار سے طے شدہ دلالی لینا جائز ہوگا۔ (۱)

بُری عادت

لین دین میں کمی بیشی کا رُجحان خواہ وزن کرنے میں ہو یا تولنے میں ہو، گننے میں ہو یا پیمائش میں غرض یہ کہ ہر قسم کے معاملات میں زیادہ وصول کرنے کا رجحان اور کم دینے کی خواہش بہت ہی بری عادت ہے، اس سے آمدنی ناجائز اور حرام ہوجاتی ہے۔ (۲)

برے تاجر فاسقوں کے ساتھ ہوں گے

"فاسقوں کے ساتھ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۲/۵)

بزرگان دین کی تصاویر

"اولیاء کرام کی تصاویر" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۱/۱)

---

(۱) انظر الحاشية السابقة۔

(۲) [ويل للمطففين، الذين إذا اكتالوا على الناس يستوفون، وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون] (سورة المطففين، الآية: ۱، ۲، ۳)۔

عن عكرمة أن كل كيال ووزان في النار، فقيل له في ذلك فقال: إنه ليس منهم أحد يزن كما يتزن ولا يكيل كما يكتال، وقد قال الله تعالى: [ويل للمطففين]۔ (جامع البيان للطبري: (۲۳/ ۲۸ المطففين، ط: مؤسسة الرسالة)

والرابع: مما يجب الاحتراز عنه الخيانة... فاما من يكون خيانته في المقدار فهو يدخل تحت قوله تعالى: ويل للمطففين......... ولا ينجو من هذا الا من يزيد اذا اعطى وينقص اذا أخذ... وكان السلف يقول لا اشتري الويل بحبه وكان اذا أخذ نقص حبة واذا اعطى زاد حبة، وكان يقول ويل لمن باع بحبة جنة عرضها السماوات والارض۔ (المجالس الابرار: (ص: ۵۶۷، ۵۶۸) المجلس السبعون: في بيان اى تاجر يحشر يوم القيامة فاجرا واى صادقا، ط: سهيل)

بکرے کا گوشت کہہ کر بچھڑے کا گوشت دے دیا

اگر ایک شخص نے دکان دار سے بکری کا گوشت خریدا، گھر لانے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ بچھڑے کا گوشت ہے، بکری کا نہیں ہے، تو اگر گوشت استعمال کرنے سے پہلے معلوم ہوا تو خریدار گوشت واپس کر سکتا ہے، اور اگر گوشت پکا کر کھانے کے بعد معلوم ہوا تو قیمت کے اعتبار سے جو نقصان ہوا ہے وہ دکاندار سے واپس لے سکتا ہے، مثلاً: بکرے کا گوشت ایک کلو چھ سو روپے میں خریدا ہے جب کہ بچھڑے کا ایک کلو گوشت چار سو روپے میں ملتا ہے خریدار، دکاندار سے دو سو روپے واپس لے سکتا ہے۔ (۱)

بکری کا گوشت دے کر گائے کا گوشت لیا

''گائے کا گوشت دے کر بکری کا گوشت لیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ...... أو لحم معز فكان لحم ضأن وعلى عكسه ونحو ذلك فله الخيار ... وفي العيني عن الهداية: ولو امتنع الرد بسبب من الأسباب رجع المشتري على البائع بحصته من الثمن، فيقوم العبد كاتباً وغير كاتب وينظر إلى تفاوت مابين ذلك فإن بمقدار العشر مثلاً رجع بعشر الثمن۔ ومثله في البحر وغيره. وقال الطحطاوي في حاشيته على الدر: يعني يعتبر التفاوت من الثمن فإن هذا البيع صحيح لاتطرقه إلى القيمة۔ (شرح المجلة لمحمد الأتاسي: (۲/ ۲۵۳، ۲۵۵) تحت المادة: ۳۱۰، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الثاني: في بيان خيار الوصف، ط: رشيديه)

☜ رجل اشترى طعاماً فوجد به عيباً وقد أكل بعضه يرجع بنقصان عيب ما أكل ويرد مابقي بحصته؛ لأن بالأكل تقرر العقد فتقرر أحكامه، وهذا قول محمد، وبه كان يفتي الشيخ الفقيه أبو جعفر الهندواني، وبه أخذ الفقيه أبو الليث، فإن باع نصفه يرد مابقي عند محمد، أيضا وعليه الفتوى۔ (الفتاوى الولوالجية: (۳/ ۲۵۳) كتاب البيوع، الفصل الثامن: في العيوب ... وأنا مايرجع بنقصان العيب ومالا يرجع، ط: دار الكتب العلمية)

☜ و أما أكل الكل ولبس الثوب فالمذكور هنا قول أبي حنيفة، والقياس أن يرجع بالنقصان، وهو قولهما ومذهب الشافعي وأحمد، وبه أخذ الطحطاوي۔ وفي الخلاصة: "عليه الفتوى"۔ (شرح النقاية: (۲/ ۳۲۳) كتاب البيوع، فصل: في خيار العيب، ط: سعيد)

☜ ولو اشترى سمناً ذائباً فأكله ثم أقر البائع إن الفارة وقعت فيها وماتت، له أن يرجع بنقصان العيب عند أبي يوسف ومحمد، وعليه الفتوى۔ (خلاصة الفتاوى: (۳/ ۶۹) كتاب البيوع، الفصل السادس: في العيوب، ط: رشيديه)

بکری مر گئی

"مرغی مر گئی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۶)

بکری میں سے مثلاً پانچ فی صد ملازم کو دینا

"ملازم کو بکری میں سے مثلاً پانچ فی صد دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بُک کرانے کے بعد قبضے سے پہلے آگے فروخت کرنا

منقولی اَشیاء کو بُک کرانے کے بعد قبضے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ غیر منقولی اَشیاء جیسے: زمین، مکان، دُکان اور فلیٹ وغیرہ کو بُک کرانے کے بعد اگر کچھ یا پورا بن چکا ہے اور متعین بھی ہو چکا ہے تو قبضے سے پہلے بھی آگے نفع وغیرہ کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے، اور اگر ابھی تک کچھ بنا نہیں تو اس صورت میں نفع کے ساتھ آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں بک کرانے میں جتنی رقم جمع کرائی ہے اتنی رقم لے کر کسی اور کو حوالہ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

(۱) (صح بیع عقار لا یخشی هلاکه قبل قبضه) من بائعه لعدم الغرر لندرة هلاک العقار، حتی لو کان علوًا أو علی شط نهر ونحوه کان کمنقول فلا یصح اتفاقًا ککتابة وإجارة و (بیع منقول) قبل قبضه.... (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵) کتاب البیوع، فصل: في التصرف في المبیع والثمن قبل القبض والزیادة، ط: سعید)

شرح المجلة للأتاسي: (۱۷۳/۲) رقم المادة: ۲۵۳) البیوع، الباب الرابع، الفصل الأول: في بیان حق تصرف البائع بالثمن والمشتري بعد العقد، وقبل القبض، ط: رشیدیه۔

ومن اشتری شیئا مما ینقل ویحول لم یجز له بیعه حتی یقبضه؛ لأنه علیه الصلاة والسلام نهی عن بیع ما لم یقبض، ولأنه فیه غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک، ویجوز بیع العقار قبل القبض عند أبي حنیفة وأبي یوسف.... (الهدایة: (۷۹/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل: ومن اشتری...، ط: رحمانیه)

بدائع الصنائع: (۱۸۱/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة ط: سعید۔

الحنفیة قالوا: من البیع الفاسد بیع الأعیان المنقولة قبل قبضها... أما بیع الأعیان غیر المنقولة قبل قبضها کبیع الأرض والضیاع والنخیل والدور ونحو ذلک من الأشیاء الثابتة التي لا یخشی هلاکها فإنه یصح۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة: (۲/ ۳۳۳) کتاب البیع، مبحث التصرف في المبیع قبل قبضه، ط: دار احیاء التراث العربي)

بکنگ کا حکم

"پیشگی رقم دینا چیز خریدنے کے لیے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۲) 115

بکنگ کے پیسے سے نفع لینا

☆...... موجودہ دور میں بلڈر جب بنگلہ، فلیٹ یا پلازہ وغیرہ کو نقشہ بنا کر بکنگ کا اعلان کرتے ہیں تو لوگ نقشہ دیکھ کر بک کرنا شروع کر دیتے ہیں اور شیڈول کے مطابق قسطوں میں رقم ادا کرتے ہیں اور فلیٹ، بنگلے اور پلازہ وغیرہ بھی آہستہ آہستہ بننا شروع ہو جاتے ہیں اور بعض دفعہ بننے میں لمبا وقت بھی لگتا ہے، بہر صورت اس طرح بکنگ کرانا جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے اور یہ وعدہ بیع کے حکم میں ہے؛ کیوں کہ وعدہ کی وجہ سے بلڈر کو بعد میں تبدیل کرنے یا کسی دوسرے آدمی کو فروخت کر دینے کا اختیار نہیں ہوتا ہے۔(۱)

☆...... بعض مال دار لوگ بکنگ کے وقت پوری رقم دے دیتے ہیں اور فلیٹ بننے تک جتنا عرصہ لگتا ہے اتنے عرصے کا بلڈر سے کرایہ وصول کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے، سود ہے، لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔(۲)

---

(۱) صيغة الاستقبال التي هي بمعنى الوعد المجرد مثل سأبيع وسأشتري، لا ينعقد بها البيع .... (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳/۲) المادة: ۱۷۱، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

☜ الدر مع الرد: (۵۱۱/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۶۳/۱) المادة: ۱۷۱، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) وأما الذي يرجع إلى نفس القرض فهو أن لا يكون فيه جر منفعة، فإن كان لم يجز، نحو ما إذا أقرضه دراهم غلة على أن يرد صحاحا أو أقرضه وشرط شرطا له فيه منفعة؛ لما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: أنه نهى عن قرض جر نفعا، ولأن الزيادة المشروطة تشبه الربا؛ لأنها فضل لا يقابله عوض والتحرز عن حقيقة الربا، وعن شبهة الربا واجب، هذا إذا كانت الزيادة مشروطة في القرض۔ (بدائع الصنائع: (۳۹۵/۷) كتاب القرض، فصل: وأما الشرائط فأنواع، ط: سعيد)

☜ الدر مع الرد: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، فصل: في القرض، مطلب: كل قرض جر نفعا فهو حرام، ط: سعيد۔

☜ شرح المجلة للأتاسي: (۴۳۲/۲) الباب السابع أحكام الربا، ط: رشيديه۔

بل آف ایکسچینج (Bill of Exchange)

"بل آف ایکسچینج" ایک خاص قسم کی دستاویز ہے، جب کوئی تاجر اپنا مال فروخت کرتا ہے تو خریدار کے نام بل بناتا ہے، بعض اوقات اس بل کی ادائیگی کی آئندہ تاریخ میں واجب ہوتی ہے، اس بل کو دستاویزی شکل دینے کے لیے مدیون/مشتری اس کو منظور کر کے اس پر دستخط کر دیتا ہے کہ: "میرے ذمے فلاں تاریخ کو اس بل کی ادائیگی واجب ہے"، اس کو اردو میں "ہُنڈی" اور انگریزی میں "بل آف ایکسچینج" کہتے ہیں۔

بل آف ایکسچینج کا ڈسکاؤنٹ

بل آف ایکسچینج (Bill of Exchange) کا ڈسکاؤنٹ جس کا کاروباری حلقوں میں خاصا رواج ہے، یہ بھی ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہ بھی کریڈٹ دستاویز بیچنے کی ایک شکل ہے۔[1]

حالیہ مالیاتی بحران جس نے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دیا ہے اس کی ایک بڑی وجہ قرضوں اور مالیاتی ڈیوٹی والے دستاویزات کی خرید و فروخت ہے اگر معاشی سرگرمیوں سے اس عنصر کو ختم کر دیا جائے تو اس بحران پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔

بل آف لیڈنگ

"درآمد برآمد میں بینک کا کردار" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۰/۳)

(۱) وان معظم العلماء المعاصرون خرجوا حكم الكمبيالة على أساس أنه بيع دين بنقد أقل منه، وحرموا من هذه الجهة۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱۱۳/۲) بيع الدين والأوراق المالية، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

الفقه الإسلامي وادلته: (۳۳۰۸/۵) القسم الثالث: عقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الرابع، المطلب الأول: أنواع البيع الباطل، ط: رشيديه)

بلٹی

موجودہ دور میں بڑی بڑی گاڑیوں اور ٹرک والے ایک علاقے کا مال دوسرے علاقے میں اجرت پر لاتے ہیں، ان گاڑیوں کے ذریعہ مال بھیجنے والے اپنا مال لوڈ کرانے کے بعد کرائے کی رقم کی بلٹی گاڑی والے کو دے دیتے ہیں، گاڑی والے کو متعینہ جگہ پر مال پہنچانے کے پندرہ بیس دن کے بعد کرایہ کی وہ رقم ملتی ہے جو بلٹی میں لکھی ہوئی ہوتی ہے، بعض دفعہ گاڑی والے کے لیے پندرہ بیس دن تک انتظار کرنا مشکل ہوتا ہے اور اس کو نقد رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو گاڑی والے اس بلٹی کو لکھی ہوئی رقم سے کم میں فروخت کر دیتے ہیں، شرعاً یہ معاملہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ مبیع وہ بلٹی کا کاغذ نہیں ہے، بلکہ وہ رقم ہے جو بلٹی کے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے، البتہ بلٹی میں جتنی رقم لکھی ہوئی ہے اتنی رقم میں تبادلہ کرنے کی اجازت ہے۔[1] (١١٧)

بلٹی شدہ مال راستہ میں ضائع یا کم ہوجائے

''بائع کی طرف سے بھیجا ہوا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٨٠/٢)

بلڈ بینک

بلڈ بینک (Blood Bank) قائم کرنا جائز ہے، لیکن خون کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی مریض کی جان بچانے کے لئے خون کی سخت ضرورت ہے اور پیسے کے بغیر خون نہیں مل رہا ہے تو ضرورت مند آدمی کے لئے پیسہ دے کر خون خریدنا گناہ نہیں ہوگا باقی بیچنے والے کے لئے وہ رقم حلال نہیں ہوگی۔[2]

(١) تخریج کے لیے ''ہنڈی کی بیع'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(٢) بطل بيع ما ليس بمال كالدم المسفوح۔ (الدر مع الرد: (٥٠/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

(وشعر الخنزير) لنجاسة عينه فيبطل بيعه ـــ (وإن جاز الانتفاع به) لضرورة الخرز، =

البتہ جائز طریقہ یہ ہے کہ خون کے بدلے میں خون لے مثلاً ایک بوتل خون لیا تو ایک بوتل دے بھی تو یہ جائز ہوگا۔

بِل ڈِسکاؤنٹنگ

''پوسٹ شپمنٹ فائنانسنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۸/۲)

بِل ڈِسکاؤنٹنگ کا جائز طریقہ

جو شخص بینک وغیرہ سے ''بل ڈسکاؤنٹنگ'' کرانا چاہتا ہے وہ بینک وغیرہ کے ساتھ دو معاملات (ٹرانزکشن) علیحدہ علیحدہ کرے، ایک معاملہ یہ کرے کہ: ایکسپورٹر بینک وغیرہ کو امپورٹر سے سامان کی قیمت وصول کرنے کے لیے اپنا ایجنٹ بنائے کہ آپ میری طرف سے امپورٹر سے پیسے وصول کر کے مجھے دے دیں اور بینک وغیرہ ایجنٹ بننے اور امپورٹر سے قیمت وصول کرنے پر ایکسپورٹر سے سروس چارج (اجرت) متعین کر کے وصول کرے۔ (۱)

= حتى لو لم يوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورة و كره البيع فلا يطيب ثمنه۔ (الدر مع الرد: (۴۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۸۵/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

قد اتفق الفقهاء على نجاسة الدم وعدم جواز بيعه۔ وقد شاع في عصرنا التداوي بنقل دم إنسان إلى انسان آخر مريض، وقد أفتى العلماء المعاصرون بجواز ذلك إذا لم يوجد دواء آخر، ولكن منعوا من بيعه لكرامة الإنسان۔ ولكن إذا دعت الضرورة الطبية إلى ذلك، ولم يوجد من يتبرع به، هل يجوز الشراء في تلك الحالة؟ الظاهر أنه يجوز دفع الثمن، ولا يجوز للبائع أن يأخذ ثمنه، قياسا على ما ذكروا في شعر الخنزير الذي أجازوه لضرورة خرز الخفاف أنه: حتى لو لم يوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورة، وكره البيع، فلا يطيب ثمنه۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۰۸/۱) المبحث الثالث، الباب الأول في المبيع وما يشترط فيه لصحة البيع، الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، ط: معارف القرآن)

(۱) قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشر دنانير كذا فذلك حرام عليهم، وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به...۔ (شامي: (۶۳/۶) كتاب الإجارة، مطلب: في أجرة الدلال، ط: سعيد) =

دوسرا معاملہ یہ کرے کہ: بینک وغیرہ ایل۔سی کی رقم سے کچھ کم رقم غیر سودی قرض کے طور پر ایکسپورٹر کو فراہم کرے، تو یہ صورت جائز ہوگی۔ (۱)

لیکن بینک بلاسود قرض دینے پر راضی ہوگا یا نہیں؟ یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔

مثلاً: فرض کریں کہ ایکسپورٹر جو بل ڈسکاؤنٹنگ کرانا چاہتا ہے وہ بل ایک لاکھ روپے کا ہے، اب ایکسپورٹر بینک سے ایک معاملہ یہ کرے کہ: بینک کو اپنا ایجنٹ بنائے اور اس سے کہے کہ: ''آپ یہ رقم اِمپورٹر سے وصول کر کے مجھے فراہم کردیں، میں اس پر آپ کو پانچ ہزار روپے سروس چارج (اجرت) ادا کروں گا''۔

دوسرا معاملہ یہ کرے کہ: وہ بینک سے پچانوے ہزار روپے کا غیر سودی قرضہ حاصل کرے اور بینک سے یہ کہے کہ: ''جب میرے بل کی رقم آپ کو موصول ہوجائے تو اس میں سے آپ پچانوے ہزار روپے کا اپنا قرض وصول کرلینا اور پانچ ہزار روپے سروس چارج کے وصول کرلینا''۔ اس طرح معاملہ بَرابر سَرابر ہوجائے گا اور شرعاً کوئی قباحت نہیں ہوگی۔

☆......واضح رہے کہ سروس چارج کے طور پر جو رقم آپس میں طے کی جائے گی وہ متعین ہونا ضروری ہے، مثلاً: پانچ ہزار، نیز اسے بل کی ادائیگی کی مدت سے منسلک کرنا جائز نہیں ہوگا، مثلاً: یہ نہیں ہوسکتا کہ اگر بل کی ادائیگی کی مدت تین ماہ

= خلاصة الفتاوى: (۱۱۶/۳) كتاب الإجارات، الفصل الثاني: في صحة الإجارة وفسادها، جنس أخر في المتفرقات، ط: رشيديه۔

شرح المجلة للأتاسي: (۶۷۵/۲، ۶۷۸) المادة: ۵۷۷، ۵۷۹، كتاب الإجارات، الباب السادس، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: رشيديه۔

(۱) القرض هو عقد مخصوص يرد على دفع مال مثلي ليرد مثله۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۴۳۷/۲) البيوع، الباب السابع، أحكام القرض، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۱۶۱/۵) كتاب البيوع، فصل في القرض، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۳۶۹/۷) كتاب القرض، فصل: وأما حكم القرض، ط: سعيد۔

ہے تو اجرت چار ہزار روپے ہوگی اور اگر ادائیگی کی مدت چار ماہ ہے تو اجرت چھ ہزار روپے ہوگی، غرض کہ بل کی ادائیگی کی مدت میں اضافے سے اجرت میں اضافہ کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ اجرت متعین کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

بل فروخت کرنا کٹوتی کے ساتھ

تاجر لوگ ایک دوسرے کو ادھار پر چیز فروخت کرتے ہیں اور خریدار، بائع (بیچنے والے) کو ایک چٹ لکھ دیتا ہے کہ: "فلاں تاریخ کو رقم دے دوں گا"، اب خریدار سے رقم وصول کرنے کی تاریخ چوں کہ لمبی ہوتی ہے اور بائع کو رقم کی فوری ضرورت ہوتی ہے، اس لیے بائع بینک یا کسی شخص کو یہ چٹ دے کر نقد رقم لے لیتا ہے، بینک یا وہ شخص اس رقم میں سے کچھ رقم منہا کر کے باقی رقم بائع کو دے دیتا ہے، شریعت کی رو سے یہ معاملہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں ایک ملک کی کرنسی کی بیع اسی ملک کی کرنسی سے ہو رہی ہے، جس میں کمی زیادتی اور نقد ادائیگی کے بدلے میں رقم کی کٹوتی ہوتی ہے اور یہ ناجائز اور حرام ہے، اس لیے بل آف ایکسچینج پر کٹوتی جائز نہیں۔

البتہ اس کی ایک جائز صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مثلاً: بائع بینک یا دوسرے شخص کو چٹ دے کر چٹ جاری کرنے والے شخص سے قرض وصول کرنے کا وکیل

---

(۱) وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين؛ لأنّ جهالتهما تفضي إلى المنازعة۔ (الدر مع الرد: (٦/٥) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

شرح المجلّة للأتاسي: (۵۳۳/۲) المادة: ۴۵۰، الإجارات، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلّقة بالأجرة، الفصل الثالث: في شروط صحة الإجارة، ط: رشيديه)

تفسد الإجارة ولو وجدت شروط انعقاد الإجارة ولم يوجد أحد شروط الصحة... لما كانت الإجارة نوعًا من البيع فتفسد بكلما يفسد البيع كجهالة مأجور أو أجرة أو عمل أو مدة...۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۲۰۵/۱) المادة: ۴۶۰، الإجارات، الباب الثاني، الفصل الرابع: في فساد الإجارة وبطلانها، ط: فاروقيه كوئٹه)

بنادے اور اس وکالت پر بائع بینک یا دوسرے شخص کو کچھ اجرت بھی دے دے، اس کے بعد نئے معاملے کے ذریعے چٹ پر لکھی ہوئی رقم کے بقدر بینک سے قرض لے لے اور بینک یا دوسرے آدمی کو اس بات کا اختیار دے دے کہ جب چٹ جاری کرنے والے سے اس چٹ کے عوض رقم وصول ہو جائے تو وہ اس رقم سے اپنا قرض وصول کر لے، اس طرح یہ دونوں معاملات الگ الگ ہو جائیں گے، پہلا معاملہ یہ ہے کہ: بائع بینک یا دوسرے شخص کو چٹ کی رقم وصول کرنے کے لیے معین اجرت پر اپنا وکیل بنادے، اور دوسرا معاملہ یہ ہے کہ: بائع خود بینک یا دوسرے شخص سے قرض لے لے اور بینک یا دوسرے شخص کو چٹ کے عوض وصول ہونے والی رقم سے اپنا قرض وصول کرنے کا اختیار دے دے، تو شرعی لحاظ سے یہ دونوں معاملے درست ہوں گے۔ (۱)

---

(۱) وربما يقع توثيق الدين بتوقيع المشتري على وثيقة مكتوبة يعترف بها بكونه مديونا للبائع بمبلغ مسمى إلى أجل مسمى ويلتزم بأداء مبلغها في تاريخ معين، وتسمى هذه الوثيقة الكمبيالة في العرف المعاصر كمبيالة (Bill Of Exchange) ... وإن حامل الكمبيالة هو الدائن الأصيل، ربما يبيعها إلى طرف ثالث بأقل من المبلغ المكتوب عليها طمعا في استعجال الحصول على المبلغ قبل حلول الأجل، وإن هذا البيع يسمى خصم الكمبيالة ... وإن خصم الكمبيالة بهذا الشكل غير جائز شرعا، إما لكونه بيع الدين من غير من عليه الدين، أو لأنه من قبيل بيع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة في أحاديث ربا الفضل۔ ولكن هذه المعاملة يمكن تصحيحها بتغيير طريقها، وذلك أن يؤكل صاحب الكمبيالة البنك باستيفاء دينه من المشتري (وهو مصدر الكمبيالة) ويدفع إليه أجرة على ذلك، ثم يستقرض منه مبلغ الكمبيالة، ويأذن له أن يستوفي هذا القرض مما يقبض من المشتري بعد نضج الكمبيالة، فتكون هناك معاملتان مستقلتان: الأولى: معاملة التوكيل باستيفاء الدين بالأجرة المعينة، والثانية: معاملة الاستقراض من البنك، والإذن باستيفاء القرض من الدين المرجو حصوله بعد نضج الكمبيالة، فتصح كلتا المعاملتين على أسس شرعية ....۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۲۰، ۲۱) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچی)

فقه البيوع: (۲/ ۱۱۳۴) المبحث الحادي عشر: في أحكام الإيراد والاستيراد، بديل حسم الكمبيالة، ط: معارف القرآن۔

بل کی رقم زیادہ لکھوانا

مثلاً: زید کسی کمپنی میں ملازم ہے، کمپنی نے اس کے ذمے یہ کام سپرد کیا ہے کہ دکان یا دوسرے کارخانوں میں جا کر کمپنی کے لیے ضرورت کی چیزوں کو خرید کر لائے، زید چیزیں خرید کر تو لاتا ہے یا چیزوں کے تیار کرانے کا آرڈر دے کر تو آتا ہے، مگر زید دُکان دار یا کارخانے والوں سے یہ ساز باز کرتا ہے کہ آپ اپنے مقررہ دام سے اس قدر زائد دام کا بل بنا دیں اور کمپنی سے بل کا روپیہ وصول ہونے پر وہ زائد دام کی رقم مجھے دے دیں تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ دکان دار اور کارخانہ والوں کا اس قسم کا بل بنانا اور زید کے ساتھ اس طرح موافقت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ زید اور کارخانے والے دونوں گناہ گار ہوں گے اور زید کے لیے یہ رقم حلال نہیں ہوگی؛ اس لیے اس طرح ساز باز کرنے سے دونوں فریق کو بچنا ضروری ہے۔[1]

بل کو کٹوتی کے ساتھ فروخت کرنا

"بل فروخت کرنا کٹوتی کے ساتھ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۲)

بلیڈ

اُسترے اور بلیڈ کی خرید و فروخت جائز ہے۔ البتہ جس کے متعلق یہ یقین ہو کہ وہ گناہ کے کام یعنی داڑھی منڈانے وغیرہ گناہ کے کام میں استعمال کرے گا تو اس

(۱) [وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ] [المائدة: ۲]

إن الإعانة على المعصية حرام مطلقاً بنص القرآن . . . . (جواهر الفقه: ۲/۳۵۳) تفصيل الكلام في مسألة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم کراچی)

ما حرم أخذه حرم إعطاؤه، وكما حرم الأخذ والإعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ . . . فكل شيء لا يجوز لعله، لا يجوز طلب إيجاده من الغير، سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده . . . . (شرح المجلة للأتاسي: (۱/۷۷، ۷۸) المادة: ۳۳، ۳۵، ط: رشيديه)

کے ہاتھ فروخت نہیں کرنا چاہیے۔(۱)

بلیک کا حکم

بلیک کرنا قانونی جرم ہے، فائدے کی خاطر جان، مال اور عزت کو خطرے میں ڈالنا درست نہیں ہے۔(۲)

بلیک کر کے مال بیچنے کا حکم

بلیک یعنی حکومت سے چھپ کر خرید و فروخت کرنا قانوناً جرم ہے، شرعاً حرام

---

(۱) ان الاعانة على المعصية حرام مطلقاً بنص القرآن...... ثم السبب ان كان سبباً محركاً وداعياً الى المعصية فالتسبب فيه حرام كالاعانة على المعصية بنص القرآن...... وان لم يكن محركاً وداعياً بل موصلاً محضاً وهو مع ذلك سبب قريب بحيث لا يحتاج في اقامة المعصية به الى احداث صنعة من الفاعل كبيع السلاح من اهل الفتنة...... فكله مكروه تحريماً بشرط أن يعلم به البائع والآجر من دون تصريح به باللسان، فانه ان لم يعلم كان معذوراً وان علم وصرح كان داخلاً فى الاعانة المحرمة۔ (جواهر الفقه: (۲/۳۵۳) تفصيل الكلام في مسألة الاعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچی)

☐ وجاز (بيع عصير) عنب (ممن) يعلم أنه (يتخذه خمرا) لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره وقيل يكره لإعانته على المعصية، ونقل المصنف عن السراج والمشكلات أن قوله: ممن أي من كافر أما بيعه من المسلم فيكره ... زاد القهستاني معزيا للخانية أنه يكره بالاتفاق ۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۹۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۵/۲۳۰) كتاب السير، باب البغاة، ط: قبيل كتاب اللقيط، ط: رشيديه۔

(۲) {وأنفقوا في سبيل الله ولا تلقوا بأيديكم إلى التهلكة وأحسنوا إن الله يحب المحسنين}....۔ (البقرة: ۱۹۵)

☐ عن حذيفة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه قالوا: وكيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق۔ (جامع الترمذى: (۲/۵۱) ابواب الفتن، باب، ط: قديمى)

☐ سنن ابن ماجه: (ص: ۲۹) ابواب الفتن، باب قوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ۔ ط: قديمى۔

☐ قوله: (يتعرض من البلاء) إما بالدعاء على نفسه بها، أو بأن يأتي بأسبابها العادية۔ (حاشية السندى على سنن ابن ماجه: (۲/۳۸۸) ابواب الفتن، باب قوله تعالى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ۔ ط: دار الجيل۔

☐ درء المفاسد أولى من جلب المنافع، فاذا تعارضت مفسدة ومصلحة قدم دفع المفسدة غالباً۔ (شرح الأشباه والنظائر للحموي: (۱/۲۶۳) الفن الأول، القاعدة الخامسة، ط: ادارة القرآن كراچی)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۱/۷۰) المادة: ۳۰، ط: رشيديه۔

نہیں ہے، لیکن اس کی وجہ سے اگر جھوٹ بولنا پڑے تو وہ حرام ہے۔ (۱)

بلیک کرنا

۱۲۴

اگر حکومت کی جانب سے چیزوں کی قیمت مقرر ہے تو پھر بلیک کرنا یعنی متعینہ نرخ سے زائد قیمت پر فروخت کرنا قانون کی خلاف ورزی ہے، اس سے بچنا چاہیے، (۲) اگر چہ آمدنی حرام نہیں ہوگی۔

بلیک مارکیٹ کرنا

حکومت سے چوری چھپے بیرون ممالک کا سامان بیچنے کو "بلیک مارکیٹ" اور "دو نمبر کا دھندا" کہتے ہیں، یہ تجارت جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ: اگر وہ مال ناپاک نہیں ہے، شریعت کی رُو سے اُس کا استعمال کرنا اور بیچنا منع نہیں ہے اور بیچنے والے نے مالک سے خریدا ہے تو اس کی تجارت اپنی ذات کے

---

(۱) قال الله تعالى: [لعنة الله على الكاذبين]۔ (آل عمران: ۶۱)

عن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: عليكم بالصدق... وإياكم والكذب فإن الكذب يهدي إلى الفجور، وإن الفجور يهدي إلى النار...۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۱۲) باب حفظ اللسان والغيبة والشتم، الفصل الأول، ط: قديمي)

والكذب حرام إلا في الحرب للخدعة... والمراد التعريض؛ لأن عين الكذب حرام۔ (مجمع الأنهر: (۵۵۲/۲) كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات، ط: دار إحياء التراث العربي)

(۲) لأن طاعة الامام في ما ليس بمعصية واجبة۔ (شامي: (۲/ ۱۷۲) كتاب الصلاة، باب العيدين مطلب: تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية، ط: سعيد كراچي)

عن ابن عمر: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: السمع والطاعة على المرء المسلم فيما أحب وكره ما لم يؤمر بمعصية، فإذا أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۳۱۹) كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، ط: قديمي)

الدر مع الرد: (۵۰۶/۳) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۹۹/۷، ۱۰۰) كتاب السير، فصل: وأما بيان ما يندب إليه الإمام، ط: سعيد۔

وأما حكمه فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا۔ (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

اعتبار سے حلال ہے اور آمدنی بھی حلال ہے، لیکن چوں کہ حکومت کے قانون کے خلاف ہے، حکومتی ادارے گرفتار کر کے سزا دیتے ہیں، ذلیل کرتے ہیں جبکہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے ایسا معاملہ اختیار نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ (۱)

بلّی کی تجارت

بلّی کی خرید و فروخت جائز ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے۔ (۲)

بن دیکھے زمین کا تبادلہ ہو جائے

زمین وغیرہ کی خرید و فروخت اور تبادلہ کی صورت میں بیچنے والے اور خریدار کا بیچی گئی زمین کو یا دونوں عوضوں کو دیکھ لینا چاہیے، اگر کوئی سودا یا تبادلہ بن دیکھے ہو جائے تو نہ دیکھنے کی وجہ سے دونوں کو اپنی اپنی چیز واپس لینے اور واپس دینے کا حق ہوگا۔

مثلاً: زید اور عمر نے آپس میں بن دیکھے زمین کا تبادلہ کیا تھا، لیکن بعد میں دیکھنے سے معلوم ہوا کہ زید کی زمین بنجر اور عمر کی زمین زرخیز اور آباد ہے تو عمر کو زید سے اپنی زمین واپس لینے کا حق ہوگا۔ اور یہ حکم زمین کے لیے خاص نہیں، زمین کے علاوہ باقی چیزوں کا بھی یہی حکم ہے۔ (۳)

---

(۱) ﴿وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرة: ۱۹۵]

انظر التخریج تحت عنوان: "بلیک کا حکم"

ولنا أن ركن البيع صدر من أهله مضافًا إلى محله فوجب القول بانعقاده، ولا خفاء في الأهلية والمحلية۔ (البحر الرائق: (۹۱/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل: في أحكام البيع الفاسد، ط: سعید)

(۲) بيع الكلب المعلم عندنا جائز، وكذلك بيع السنور وسباع الوحش والطير جائز...... ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير، هو المختار۔ (الفتاوى الهندية، (۱۱۴/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع: في بيع الحيوانات، ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۱۷۲/۶) کتاب البیع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

الدر مع الرد: (۶۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعید۔

(۳) قال: ومن اشترى شيئًا لم يره فالبيع جائز، وله الخيار إذا رآه إن شاء أخذه بجميع الثمن =

بنڈلوں میں مجہول مبیع کی تجارت

بنڈلوں میں چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔[1] البتہ خریدار کو ...

= وإن شاء ردّه... ولنا قوله عليه السلام: من اشترى شيئاً لم يره فله الخيار اذا رآه... ومن باع مالم يره فلا خيار له (فتح القدير: (۶/۳۳۶،۳۳۷) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

من اشترى شيئاً لم يره فالبيع جائز، وله الخيار اذا رآه، ان شاء أخذه بجميع ثمنه وان شاء ردّه... الخ (الهداية: (۳/۵۷) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: امداديه ملتان)

رجل اشترى أرضاً أو كرماً، فظهر أن شربه كان على ناوقة أي: ميزاب توضع على ظهر نهر أو موضع آخر كان له أن يرد؛ لأن ذلك يعد عيباً عند الناس۔ خانية... المشتري بالخيار ان شاء أمسكها بجميع الثمن وان شاء ردّ. (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱/۲۷۶) كتاب البيوع ومطالبه باب الخيارات، ط: رشيديه)

(۱) جهالة المبيع أو الثمن مانعة لجواز البيع اذا كان يتعذر معها التسليم، وان كان لايتعذر لايفسد العقد، كما لو باع صبرة معينة ولم يعرف قدر كيلها أو باع أثواباً معينة ولم يعرف عددها، وانما يفسد البيع بالجهالة الفاحشة اذا كان محتاجاً الى تسليم المبيع والا فلا يفسد۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۰۲) تحت المادة: ۲۱۳، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه ومالايجوز، ط: دار الكتب العلمية بيروت، و: (۱/۸۳) ط: فاروقيه كوئٹه)

(قوله: معرفة قدر) هو في المصنف منوّن يشمل قدر المبيع والثمن، قال في البحر: وأشار بالمعرفة الى أن الشرط العلم بهما دون ذكرهما، كما في الايضاح۔ فلو كان المبيع مجهولاً جهالة فاحشة ولم يجر بها العرف لايصح البيع۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/۱۲) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

الهندية: (۳/۱۲۲) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الثامن: في جهالة المبيع والثمن، ط: رشيديه۔

(قوله: لايشترط ذلك في المشار إليه) قال: في البحر: وقوله: غير مشار إليه قيد فيهما؛ لأن المشار إليه مبيعا كان أو ثمنا لا يحتاج إلى معرفة قدره، ووصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات: وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك: وهي مرئية له فقبل، جاز، ولزم؛ لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر، وهو لا يضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم. اهـ (شامي: (۴/۵۳۰) كتاب البيوع، مطلب مايبطل الايجاب سبعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۲۷۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

النهر الفائق: (۳/۳۳۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

(قوله: وشرط لصحته معرفة قدر مبيع وثمن) ككرّ حنطة وخمسة دراهم أو أكرار حنطة لخرج مالو كان قدر المبيع مجهولاً أي: جهالة فاحشة فانه لايصح، وقيدنا بالفاحشة؛ لما قالوه: لو باعه جميع مالي هذه القرية أو هذه الدار والمشترى لايعلم مافيها، لايصح لفحش الجهالة، أما لو باعه جميع مالي هذا البيت أو الصندوق أو الجوالق فانه يصح؛ لأن الجهالة يسيرة۔ (شامي: (۴/۵۲۹) كتاب البيوع، ط: سعيد)

وكل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز أي: جواز العقد، هذا أي: كون الجهالة المفضية =

کھول کر دیکھنے کے بعد لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔[۱] اگر خریدار کو ڈبہ کھول کر دیکھنے کے بعد چیز پسند نہیں آئی تو واپس کر سکے گا اور بائع کے لیے واپس لینا لازم ہوگا۔ اور اگر واپس کرنے کا اختیار نہیں دیا گیا تو بیع فاسد ہو جائے گی اور اس طرح تجارت کرنا جائز نہیں ہوگا۔[۲]

بندر

"ریچھ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۵/۴)

بندر کی کھال

"ریچھ کی کھال" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۶/۴)

بندرگاہ میں رضامندی سے چھوڑا ہوا مال

"رضامندی سے پورٹ وغیرہ میں چھوڑا ہوا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بننے کی جگہ کے بارے میں غلط بیانی کرنا

عام طور پر چیز کے بننے کی جگہ کے بارے میں بھی دھوکہ دینے کی کوشش کی

= الى المنازعة مانعةٌ، هو الأصل أي في كتاب البيوع بالاجماع؛ لأن شرعية المعاملات لقطع المنازعات المفضية الى الفساد. (البناية في شرح الهداية: (۲۹/۷) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

(۱، ۲) ومن اشترى شيئًا ولم يره كان له الخيار إلى أن يراه فإذا رآه فإن شاء قبله وإن شاء فسخ البيع، ويقال لهذا الخيار خيار الرؤية ... وله أن يفسخ إذا رآه بعد ذلك؛ لأنّ خياره معلق بالرؤية بالنص أي بحديث من اشترى شيئًا لم يره فهو بالخيار، إذا رآه إن شاء أخذه وإن شاء تركه، والمعلّق بالشرط، عدمٌ قبل وجوده، والإسقاط لا يتحقق قبل الثبوت، وحيث كان الخيار معلّقًا بالرؤية كان عدمًا قبلها فلا يصح إسقاطه بالرضى. (شرح المجلّة للأتاسي: (۲۶۸/۲، ۲۶۹) المادة: ۳۲۰، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الخامس في بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه)

ولو شرط نفى خيار الرؤية على قول صحة بيع الغائب فقد طرد الامام وصاحب الكتاب فيه الخلاف والاكثرون قطعوا بانه فاسد مفسد والفرق انه لم ير المبيع ولا عرف حاله فنفى الخيار فيه يؤكد الغرر. (الشرح الكبير للرافعي: (۲۱۱/۸) كتاب البيع، ط: دار الفكر)

قال الحنفية: يفسد البيع بالشرط الفاسد: وهو الذي لا يقتضيه العقد ولا يلائمه ولا ورد به الشرع، ولا يتعارفه الناس، وإنما فيه منفعة لأحد المتعاقدين. (الفقه الاسلامي وادلته: (۳۵۰۸/۵) القسم =

جاتی ہے، مثلاً: خریدار کے نزدیک کسی خاص جگہ یا ملک کی بنی ہوئی مصنوعات زیاد
بہتر وعُمدہ ہوتی ہیں تو ایسی جگہ یا ملک کا نام اپنی مصنوعات پر لکھ دیا جاتا ہے حالانکہ
وہ چیز وہاں کی بنی ہوئی نہیں ہوتی، یہ دھوکہ ہے، جائز نہیں ہے۔ (۱)

بورنگ کا پانی بیچنا

''کنواں کھودا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۲/۵)

بوریوں میں پیک مال خریدنا

''ڈبہ پیک مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۴/۳)

بوڑی کی بیع

جس درخت سے افیم نکلتی ہے اس درخت کے پھول کو''بوڑی'' کہتے ہیں،
اس کے پینے سے معمولی نشہ آتا ہے اور چائے کی طرح اس کو پیا جاتا ہے۔
اس کا حکم یہ ہے کہ اگر''بوڑی'' صرف نشہ ہی کے لیے استعمال ہوتا ہے
دوسرا کوئی فائدہ اس سے نہیں ہوتا، تو اس کی تجارت مکروہ ہے، اگر چہ اس کو پینے سے
معمولی نشہ آتا ہو۔ (۲)

بُوفے کھانے کی خرید وفروخت

''بوفے'' کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ: ہوٹل والوں کی طرف سے ایک بال

=الثالث: العقود او التصرفات المدنية المالية، المبحث الرابع: البيع الباطل و البيع الفاسد، المطلب الثاني: انواع البيع الفاسد، بيع وشرط، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۸۳، ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد۔

(۱) من غش فليس منا ... والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

مشكوٰة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي

سنن أبي داود: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان۔

(۲) تخریج کے لیے''افیون'' عنوان کے تحت حاشیہ نمبر ۳ دیکھیں۔

میں بڑے ٹیبل پر مختلف قسم کے متعدد کھانے موجود ہوتے ہیں، اس میں ہر فرد کو اختیار ہوتا ہے کہ خود ہی پلیٹ اُٹھا کر جو مرضی ہو اور جتنا دل چاہے وہ کھا لے، کوئی اس کو روک ٹوک نہیں کر سکتا، اور یہ بھی اس کو اختیار ہوتا ہے کہ جتنی مرتبہ چاہے اپنی میز سے اٹھ کر جائے اور کھانا اپنی پلیٹ میں ڈال کر لے آئے اور کھائے، اور بل سب کے لیے برابر ہی ہوتا ہے، چاہے وہ شخص ایک لقمہ کھائے یا مکمل سَیر ہو کر کھائے، ہوٹل والوں کی طرف سے کوئی قید نہیں ہوتی ہے، لیکن بِل کی رقم ایک متعین مقدار میں سب کو برابر ادا کرنی ہوتی ہے، مثلاً: فی آدمی پانچ سو روپے، یہاں کھانے میں مبیع (بیچے گئے کھانے) کی مقدار اگرچہ مجہول ہے، متعین نہیں ہے، مگر یہ جہالت جھگڑے کا باعث نہیں ہے؛ کیوں کہ اس میں تفاوت اور جہالت قلیل اور برداشت کے قابل ہے اور اس پر لوگوں کا عرف اور تعامل ہو گیا ہے؛ لہٰذا بوفے کے کھانے کا یہ طریقہ خرید و فروخت کے اعتبار سے جائز ہے۔ (۱)

بُونڈ پر مکان خریدنا

''بونڈ'' پر مکان خریدنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ سُودی معاملہ ہے اور سود

(۱) انظر الحاشیة تحت عنوان ''بنڈیوں میں مجہول مبیع کی تجارت''

□ فأما الغرر بمعنی جهالة المبیع فربما یحتمل إذا کان یسیرًا دعت الحاجة إلیه ولم یکن مفضیا إلی المنازعة في العرف ... ویخرج علی هذا کثیر من المسائل في عصرنا، فقد جرت العادة في بعض الفنادق الکبیرة أنهم یضعون أنواعًا من الأطعمة في قدور کبیرة، ویخیرون المشتري في أکل ماشاء بقدر ماشاء، ویأخذون ثمنا واحدًا معینا من کل واحد، فالقیاس أن لایجوز غیر مفضیة إلی النزاع، وقد جری بها العرف والتعامل۔ (تکملة فتح الملهم: (۳۲۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاة، والبیع الذي فیه غرر، ط: دار العلوم کراچی)

□ ثم العرف في طعام البوفیه أنه یؤذن للمشتري أن یأکل ماشاء، ولکن لا یسمح له بأن یحمل منه شیئًا، أو یطعم أحدًا غیره فالظاهر أنه إباحة ابتداء وتملیک انتهاء ... والظاهر من کلام الفقهاء في هذه المسائل أن للعرف دخلا کبیرًا في إخراج عملیة من الغرر الفاحش الممنوع، ولا شک أن ما تعورف في البوفیه من هذا القبیل؛ لأن الناس یتعاملون به ولا تؤدي هذه الجهالة إلی نزاع۔ (فقه البیوع: (۳۹۳/۱) المبحث الثالث: في أحکام المبیع والثمن، الباب الأول، ط: معارف القرآن)

لینا اور دینا جائز نہیں ہے۔

۱۳۰ واضح رہے کہ "بونڈ" سے مراد وہ قرضہ ہے جو کسی حکومت یا کمپنی کی طرف سے اس شرط پر دیا جائے کہ قرض دار اس قرضے کو سود کی ایک خاص مقدار کے ساتھ ادا کرے گا۔ (۱)

بونس شیئر (Bonus Share)

شیئرز کمپنی میں ڈیوڈنڈ (Dividend) کی تقسیم کے دو طریقے ہوتے ہیں: کبھی تو نقد نفع کی رقم لوگوں کو فراہم کر دی جاتی ہے، کبھی اس نفع کے دوبارہ شیئرز جاری کر دیے جاتے ہیں، اس قسم کے شیئرز کو "بونس شیئرز" کہتے ہیں۔

"بونس شیئرز" جاری کرنے سے کمپنی کا سرمایہ بڑھ جاتا ہے۔ ایسا عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب کہ کمپنی کی کیش پوزیشن کمزور ہو اور نقد رقم کم ہو تو نقد نفع دینے کی بجائے مزید شیئرز جاری کر دیے جاتے ہیں، مثلاً: کسی حصہ دار کو اس کے روپے نقد دینے کی بجائے دس روپے کا حصہ دے دیا جاتا ہے۔

لیکن اس کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ منظور شدہ سرمایہ میں اس کی گنجائش ہو۔

بھاگا ہوا جانور

اگر جانور بھاگ گیا اور اس کا پتہ نہ ہو تو اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے؛

(۱) انظر الحاشیۃ تحت عنوان "بانڈ"

عن علی رضی اللہ عنہ أنہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعن آکل الربوا و موکلہ و کاتبہ و مانع الصدقۃ و کان ینھی عن النوح۔ رواہ النسائی۔ (مشکوۃ المصابیح: (ص: ۲۴۶) باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

صحیح البخاری: (۲۷۹/۱) کتاب البیوع، باب قول اللہ تعالیٰ: {یأیھا الذین اٰمنوا لا تأکلوا الربوا أضعافا مضاعفۃ ...الآیۃ} و باب آکل الربوا و شاھدہ و کاتبہ ...، ط: قدیمی

(ھو) لغۃ: مطلق الزیادۃ و شرعا (فضل خال عن عوض بمعیار شرعی مشروط) ذلک الفضل (لأحد المتعاقدین فی المعاوضۃ)۔ (تنویر الأبصار مع الدر: (۱۶۸/۵) کتاب البیوع، باب الربا، ط: ...)

کیوں کہ فروخت کرنے والا فروخت کرنے کے بعد خریدار کو حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔(۱)

(۱۳۱) بھاگ گیا خریدار بیعانہ دے کر

"خریدار بیعانہ دے کر بھاگ گیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۶/۴)

بھاؤ پر بھاؤ کرنا

"دوسرے کا سودا خراب کرنا حرام ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۴/۴)

بھائی نے بھائی کی زمین اجازت کے بغیر بیچ دی

ایک بھائی کی زمین دوسرے بھائی نے اجازت کے بغیر فروخت کردی تو یہ بیع (بیچنا) بھائی (یعنی زمین کے مالک) کی اجازت پر موقوف رہے گی، اگر بھائی اجازت دے دے گا تو بیع صحیح ہوگی، ورنہ بیع باطل ہوجائے گی اور مالک کو مشتری (خریدار) سے اپنی زمین واپس لینے کا حق ہوگا۔(۲)

واضح رہے کہ کسی کی مملوکہ زمین میں اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی

---

(۱) بیع ما هو غیر مقدور التسلیم باطل کبیع سفینة غرقت لایمکن إخراجها من البحر أو حیوان نادر لایمکن مسکه وتسلیمه ، أي کظبي صید ثم ند ولا یمکن مسکه أو سمک أخذ ثم ألقي في مکان لا یمکن أخذه إلا بحیلة، أو طیر فسک ثم أرسل في الهواء فلایرجع إلا بصید جدید فإن بیع هذا باطل علی ما هو الأظهر من الروایة کما في التنویر، وهو اختیار مشایخ بلخ، وقیل هو فاسد، لکونه مملوکا وفساده لعدم القدرة علی التسلیم ....۔(شرح المجلة للأتاسي: (۱۰۱/۲، ۱۰۲)، المادة: ۲۰۹، البیوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فیما یجوز بیعه وما لایجوز، ط: رشیدیه)

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۸۱/۱، ۸۲) المادة: ۲۰۹، أیضا، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☜ الدر مع الرد: (۶۰/۵، ۶۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في البیع الفاسد، ط: سعید۔

(۲) ومن باع ملک غیره بغیر أمره فالمالک بالخیار ان شاء أجاز البیع وان شاء فسخ۔ (الهدایة: (۹۰/۳) کتاب البیوع، فصل في بیع الفضولي، ط: رشیدیه)

☜ شرائط النفاذ اثنان: الملک والولایة، وأن لایکون في البیع حق لغیر البائع، فلم ینفذ بیع الفضولي۔ (الدر: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

☜ الفتاوی الهندیة: (۳/۳) کتاب البیوع، الباب الأول في تعریف البیع، ط: رشیدیه۔

کو تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔[1] مزید "بیع فضولی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بہتر تجارت کون سی ہے

۱۳۲

کپڑے اور عطر کی تجارت بہتر ہے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جنت والوں کو تجارت کا موقع ملتا یا اس کی اجازت دی جاتی تو وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔[2]

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی کپڑے کا کاروبار تھا۔[3]

بہتر لوگ

چیز خریدنے کے بعد رقم کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا درست نہیں ہے حدیث شریف میں ہے کہ: "تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو ادائیگی میں بہتر ہیں"۔[4]

---

(۱) لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلا اذنہ ولا ولایتہ۔ (الدر المختار مع الرد (۶/ ۲۰۰) کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، ط:سعید)

▭ لا یجوز لاحد ان یتصرف فی مال الغیر بلا اذنہ۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسی (۱/ ۲۵۳) المادة ۹۶) المقالة الثانیة فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: رشیدیہ ماجدیہ)

▭ الاشباہ والنظائر (ص: ۲۷۶) الفن الثانی: الفوائد، کتاب الغصب، ط: قدیمی۔

(۲) وعن ابن عمر: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لو أذن اللہ فی التجارة لأهل الجنة لاتّجروا فی البز والعطر۔ (مجمع الزوائد: (۴/ ۶۳) رقم الحدیث: ۶۲۳۳، کتاب البیوع، باب الکسب والتجارة ومحبتها والحث علی طلب الرزق، ط: مکتبة القدس، القاهرة)

▭ کنز العمال: (۴/ ۳۱) رقم الحدیث: ۹۳۳۹، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الأول فی الکسب، الفصل الثالث فی أنواع الکسب، ط: مؤسسة الرسالة)

(۳) قال أحمد العجلی: أبو حنیفة: تیمی، من رهط حمزة الزیات، کان خزازاً یبیع الخز۔ (سیر أعلام النبلاء: (۶/ ۳۹۴) الطبقة الخامسة، أبو حنیفة النعمان بن ثابت التیمی، ط: مؤسسة الرسالة)۔

▭ مرقاة المفاتیح: (۱/ ۷۹) المقدمة، خطبة الکتاب، ط: رشیدیہ جدید۔

▭ الکامل لابن العدی: (۸/ ۲۳۱) من اسمہ: النعمان، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۴) عن أبی هریرة قال: استقرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا فأعطی سنا خیراً من سنه وقال: خیارکم أحاسنکم قضاء۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۸) أبواب البیوع، باب ما جاء فی استقراض البعیر والشیء من الحیوان، ط: رحمانیہ)=

بہترین کمائی

۱۳۳ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بہترین کمائی اُن تاجروں کی کمائی ہے جو جھوٹ نہیں بولتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے، وعدہ خلافی نہیں کرتے اور خریدتے وقت اس چیز کا عیب بیان نہیں کرتے (تاکہ بیچنے والا قیمت کم کرکے دے)، اور جب (خود) بیچتے ہیں تو (بہت زیادہ) تعریف نہیں کرتے (تاکہ قیمت زیادہ ملے)، اور اگر ان کے ذمے کسی کا کچھ نکلتا ہو تو ٹال مٹول نہیں کرتے، اور اگر خود ان کا کسی کے ذمے نکلتا ہو تو وصول کرنے میں تنگ نہیں کرتے''۔ (۱)

بھتّے کی رقم سے خرید و فروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

= فیض القدیر للمناوي: (۵۷۰/۲) رقم الحدیث: ۲۲۷۰، حرف الألف، ط: دار الکتب العلمیة۔

صحیح البخاري: (۶۳۵/۱) کتاب الاستقراض وأداء الدیون والحجر والتفلیس، باب حسن القضاء، رقم الحدیث: ۲۳۹۳، ط: الطاف اینڈ سنز۔

عن أبي هریرة أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: مطل الغني ظلم۔ (صحیح مسلم: (۱۸/۲) کتاب المساقاة، ط: قدیمي)

(۱) عن معاذ بن جبل رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن أطیب الکسب کسب التجارة الذین إذا حدثوا لم یکذبوا، وإذا وعدوا لم یخلفوا، وإذا ائتمنوا لم یخونوا، وإذا اشتروا لم یذموا، وإذا باعوا لم یمدحوا، وإذا کان علیهم لم یمطلوا، وإذا کان لهم لم یعسروا۔ (الترغیب والترهیب: (۳۴۹/۱) رقم الحدیث: ۲۷۹۶، باب التاء، باب في فضل التاجر الأمین والترغیب في الصدق في المعاملة، ط: دار الحدیث)

(إن أطیب الکسب) أي من أطیبه (کسب التجار)... (الذین إذا حدثوا) أي أخبروا عن السلعة وثمنها (لم یکذبوا) في أخبارهم للمشتري بشيء من ذلک (وإذا ائتمنوا)... (لم یخونوا) فیما ائتمنوا علیه (وإذا وعدوا) بنحو وفاء دیون التجارة (لم یخلفوا) اختیارا (وإذا اشتروا) سلعة (لم یذموا) ها، (وإذا باعوا) سلعة (لم یمدحوا) أي لم یتجاوزوا في مدحها الحد في الکذب، فکسب التجار من أطیب الکسب بشرط مراعاة هذه الأوصاف، فإذا فقد منها شيء فهو أخبثه کما هو عادة غالب التجار الآن، (وإذا کان علیهم لم یمطلوا أربابها) أي یسوفوا، وإذا کان (لهم) دیون و تقاضوها (لم یعسروا) أي یضیقوا، أو یشددوا، فهذه خصال الحافظین لحدود اللہ الذین أخذ اللہ علیهم في البیعة وأعطاهم الجنة أثمان نفوسهم۔ (فیض القدیر للمناوي: (۵۳۹،۵۳۸/۲) رقم الحدیث: ۲۲۰۳، باب الألف، ط: دار الکتب العلمیة)

بھلائی اور خیر خواہی

"نرمی کی درخواست" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۴/۶)

بھلائی دوسروں کے ساتھ

امام غزالی رحمہ اللہ "إحياء العلوم" میں فرماتے ہیں کہ: "فروخت میں دوسروں کے ساتھ بھلائی یہ ہے کہ جس علاقے میں ایک چیز پر جتنا نفع عموماً لیا جاتا ہے اس سے زیادہ ہرگز نہ لیا جائے"۔ پھر فرمایا کہ: "جو کم نفع پر قناعت کرے گا لامحالہ اس کا مال زیادہ فروخت ہوگا اور مال زیادہ فروخت ہونے کی وجہ سے نفع بھی زیادہ ہوگا اور مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی وجہ سے اس کے مال میں برکت ہوگی"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ: وہ کوفہ کے بازار میں چکر لگایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: "اے تاجرو! حق کو لازم پکڑو سلامتی پاؤ گے۔ اور اگر کم نفع میں چیز بک رہی ہو تو اسے بیچنے سے انکار مت کرو؛ کیوں کہ اس انکار کی وجہ سے تم زیادہ نفع سے محروم رہ جاؤ گے"۔ (۱)

---

(۱) فهذه إحسان في أن لا يربح على العشرة إلا نصفا أو واحدا على ما جرت به العادة في مثل ذلك المتاع في ذلك المكان، ومن قنع بربح قليل كثرت معاملته، واستفاد من تكررها ربحا كثيرا، وبه تظهر البركة، كان علي رضي الله عنه يدور في سوق الكوفة بالدرة ويقول معشر التجار! خذوا الحق تسلموا، ولا تردوا قليل الربح فتحرموا كثيره۔ (إحياء علوم الدين للغزالي: (۸۰/۲) آداب التجارة والصناعات وضروب الاكتسابات، الباب الرابع: في الإحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة، بيروت)

☐ عن شريح قال: مررت مع علي ابن أبي طالب رضي الله عنه في سوق الكوفة، وفي يدها الدرة، وهو يقول: يا معشر التجار: خذوا الحق وأعطوا الحق تسلموا لا تمنعوا قليل الربح فتحرموا كثيرا۔ (أخبار القضاة للوكيع: (۱۹۵/۲) شريح بن الحارث الكندي، أخباره مع علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

☐ قوت القلوب في معاملة المحبوب: (۳۲۸/۲) الفصل السابع والأربعون: ذكر حكم المكتسب للمعاش، وما يجب على التاجر من شروط العلم، ط: دار الكتب العلمية۔

قیمت کم مقرر کرنے میں مسلمانوں کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی ہوگی، دنیا اور آخرت میں رحمت اور برکت حاصل کرنے کا ذریعہ ہوگا اور تجارت کے ذریعے خریداروں کی خدمت کرنے کی نیت بھی پوری ہوجائے گی اور ان کے دلوں میں اس کی محبت اور ہمدردی بھی پیدا ہوگی۔

بھلائی کی وصیت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نیک تاجروں کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کی وصیت کی ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں تاجروں کے بارے میں بھلائی اور خیر خواہی کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ وہ ملک کے اطراف وآفاق کے لوگوں کو سکون پہنچانے کا ذریعہ اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے امانت دار ہیں۔ (۱)

بھَنگ

بھنگ کی تجارت مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر کسی نے کرلی تو صحیح ہوجائے گی اور آمدنی حرام نہیں ہوگی۔ (۲)

بہنوں کی وراثت کا حصہ ان کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا

"اجازت کے بغیر کسی کی زمین فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) اوصیکم بالتجار خیراً، فانهم بُرُدُ الآفاق وأمناءُ الله فی الارض (کنز العمال: (۴/ ۱۱) مسند الفردوس للدیلمی عن ابن عباس کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الأول فی الکسب، الفصل الأول فی فضائل الکسب الحلال، رقم الحدیث: ۹۲۴۳، ط: مؤسسة الرسالة)
جامع الأحادیث للسیوطی: (۴/ ۳۰۹) رقم الحدیث: ۸۸۴۳، الهمزة مع الواو، الإکمال من الجامع الکبیر، ط: دار الفکر۔
(۲) تخریج کے لیے "افیون" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

بھوسہ اندازہ کر کے بیچنا

بھوسہ اندازہ کر کے بیچنا جائز ہے، وزن کر کے بیچنا ضروری نہیں ہے۔[1]

بھیک کا مال

جو لوگ بھیک مانگ کر لوگوں سے غلہ اور مختلف چیزیں جمع کرتے ہیں وہ لوگ ان چیزوں کے مالک بن جاتے ہیں، اگر یہ لوگ ان چیزوں کو فروخت کرتے ہیں تو ان سے یہ چیزیں خریدنا جائز ہے۔[2]

بھینس کے بچوں کو فروخت کرنا

بعض لوگ اپنی بھینسوں کے بچوں کو دودھ بچانے کی غرض سے قصاب کو فروخت کر دیتے ہیں اور قصاب انہیں ذبح کر کے گوشت فروخت کرتا ہے بے کار ضائع نہیں کرتا، ایسا کرنا حرام نہیں ہے؛ کیوں کہ ہر آدمی کو اپنے مال میں جائز تصرف کرنے کا حق ہوتا ہے۔ البتہ بچے کو فروخت بھی نہ کرنا اور ذبح کر کے کھانے کی

---

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء ــــ وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء ــــ وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهداية: (۳/ ۸۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

☜ الدر مع الرد (۵/ ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الابراء عن الربا، ط: سعيد۔

☜ درر الحكام شرح غرر الأحكام (۲/ ۱۸۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار إحياء الكتب العربية۔

☜ فتاوى دار العلوم ديوبند (۱۳/ ۳۱۶) خريد و فروخت كا بيان، ط: دار الإشاعت۔

(۲) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه۔ (شامي: (۴/ ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع انواع اربعة، ط: سعيد)

☜ البحر الرائق: (۵/ ۲۳۳) كتاب البيع، ط: سعيد۔

☜ بدائع الصنائع: (۶/ ۵۶۳) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع الى المعقود عليه، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، و: (۵/ ۱۳۸) ط: سعيد۔

بجائے یوں ہی پھینک کر ضائع کر دینا ناجائز ہے۔ (۱)

بھینس کے بدلے گائے خریدنا

(۳۷) گائے کو بھینس کے بدلے میں اور بھینس کو گائے کے بدلے میں ہاتھ در ہاتھ نقد بیچنا جائز ہے، ادھار بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ دونوں کی جنس ایک ہے اور جنس ایک ہونے کی صورت میں ادھار معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

بیت المال کی رقم سے کاروبار کرنا

''سرکاری رقم سے نفع کمانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۷/۳)

---

(۱) کل یتصرف فی ملکه کیف شاء۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۱۷/۱) المادة: ۱۱۹۲، الکتاب العاشر: في أنواع الشرکات، الباب الثالث: في المسائل المتعلقة بالحیطان والجیران، الفصل الأول: في بعض قواعد أحکام الأملاک، ط: فاروقیه کوئٹه)

درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۲۱۰/۳) المادة: ۱۱۹۲، أیضاً، ط: دار الکتب العلمیة۔

[وآت ذا القربی حقه والمسکین وابن السبیل ولا تبذر تبذیرا إنّ المبذرین کانوا إخوان الشیاطین وکان الشیطان لربه کفورا]۔ (سورة الإسراء: ۲۷)

التبذیر تفریق المال فیما لا ینبغي، وإنفاقه علی وجه الإسراف وکانت الجاهلیة تنحر إبلها وتتیاسر علیها وتبذر أموالها في الفخر والسمعة ... عن مجاهد: لو أنفق في باطل کان تبذیرا... "إخوان الشیاطین" أمثالهم في الشرارة وهي غایة الملامة ... أو هم إخوانهم وأصدقاؤهم؛ لأنّهم یطیعونهم فیما یأمرونهم به من الإسراف، أو هم قرناؤهم في النار علی سبیل الوعید۔ (الکشاف: (۶۶۱/۲) الأسراء: ۲۷، ط: دار الکتاب العربي)

(۲) في حدیث طویل اخرجه عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیه: فاذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یدا بید۔ (صحیح مسلم: (۱۲۰۸/۳) باب الصرف وبیع الذهب بالورق نقداً رقم (۱۵۸۷) ط: داراحیاء التراث العربی بیروت و: (۲/ ۲۵) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی)

فاما البقر والجوامیس جنس واحد۔ (الهدایة: (۸۹/۳)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: رحمانیه)

أما نسیئة فلا: لأنها ان کانت فی الحیوان أوفی اللحم کان سلما، وهو فی کل منهما غیر صحیح۔ (شامی: (۱۸۰/۵) کتاب البیوع، باب الربا، مطلب فی استقراض الدراهم عدداً، ط: سعید)

بیٹا شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا

۱۳۸ اگر باپ نے اپنی زمین کسی کو فروخت کی تو بیٹا اس میں شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتا؛ کیوں کہ وہ شفیع نہیں ہے، ہاں اگر بیٹا پڑوس کی زمین یا مکان کا مالک یا شریک ہو تو شفعہ کا دعویٰ کر سکتا ہے، کیونکہ وہ اس صورت میں شفیع ہے۔[1]

بیٹ مرغیوں کی

"مرغیوں کی بیٹ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۱/۶)

بیٹے پر زمین فروخت کرنا

والد اپنی مملوکہ جائیداد اپنے بیٹے کو فروخت کر سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔[2]

---

(۱) تجب بعد البیع ... للخلیط في نفس المبیع ثم له في حق المبیع ... ثم لجار ملاصق.... (تنویر الأبصار مع الدر: (۲۱۹/۶، ۲۲۰، ۲۲۱) کتاب الشفعة، ط: سعید کراچی)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۳۳۸/۱، ۳۳۹) المادة: ۱۰۰۸، الکتاب التاسع: في الحجر والإذن والإکراه والشفعة، الباب الثالث: في الشفعة، الفصل الأول: في بیان مراتب الشفعة، ط: فاروقیه کوئٹه

☐ الفتاوی الخانیة علی هامش الفتاوی الهندیة: (۵۴۲/۳) کتاب الشفعة، فصل: في ترتیب الشفعاء، ط: رشیدیه۔

(۲) دار لرجل أو مشترک بین الأب والرجل وللأب ابن صغیر، له أم فقالت: اشتریت هذه الدار لابني بمالهو الأب حاضر، أو اشتریت منکما لابني بماله، فقالا: بعنا وقع الملک للابن۔ (البزازیة علی هامش الهندیة: (۴۷۶/۳) کتاب البیوع، الباب الثامن في بیع أب وأم ووصي، ط: رشیدیه)

☐ امرأة قالت لزوجها وبینهما ولد صغیر: اشتریت منک دارک هذه لابننا بکذا، وقال الأب: بعتها، جاز؛ لأن الأب لما قبل البیع فقد جاز شراؤها للصغیر فیجوز۔ (قاضي خان علی هامش الهندیة: (۲/ ۲۸۳) کتاب البیوع، باب في بیع غیر المالک، ط: رشیدیه)

☐ شرح مجلة الأحکام لسلیم رستم باز: (۶۱/۱) تحت المادة: ۱۶۷، الکتاب الأول: في البیوع، الباب الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: فاروقیه کوئٹه۔

بیٹے کے نام پر تجارت ہے

۱۳۹ بیٹے کے نام پر تجارت ہونے سے بیٹا تجارت کا مالک نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو قبضہ دے کر مالک نہیں بنایا جائے گا۔ (۱)

بیٹے کے نام پر کاروبار ہے

بیٹے کے نام پر کاروبار ہونے سے بیٹا مالک نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو قبضہ دے کر مالک نہیں بنایا جائے گا۔ (۲)

ہاں اگر نابالغ بچے یا بچی کے نام پر تجارت اور کاروبار ہو اور باپ نے زبانی طور پر یہ کہہ دیا یا تحریری طور پر لکھ دیا کہ یہ کاروبار اور تجارت میرے نابالغ بچہ یا بچی کا ہے، میں نے اس کو دیدیا تو نابالغ بچہ یا بچی اس کا مالک بن جائے گا۔ (۳)

بیٹے کے نام پر مکان خریدا

بیٹے کے نام پر مکان لینے سے بیٹا مالک نہیں ہوگا جب تک کہ اس کو قبضہ دے کر مالک نہیں بنایا جائے گا۔ (۴)

(۱،۲،۴) (وتتم) الهبة (بالقبض) الكامل۔۔۔۔ (تنوير الأبصار مع الدر: (۶۹۰/۵) كتاب الهبة، ط: سعيد)

الفتاوى تنقيح الحامدية: (۹۳/۲) كتاب الهبة، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۱۲۲/۶) كتاب الهبة، ط: فصل: وأما حكم الهبة، ط: سعيد۔

(۳) يملك الصغير المال الذي وهبه إياه وصيه أو مربيه ... بمجرد الإيجاب أي بمجرد قول الواهب: وهبت۔ ولا يحتاج إلى القبض۔ أي إن هبة من له ولاية على الصغير كأبيه ووصيه ومن يعوله كالأخ والعم عند عدم الأب تتم بمجرد الإيجاب۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۳۷۱/۱) المادة: ۸۵۱، الكتاب السابع: في الهبة، الباب الأول، الفصل الأول في المسائل المتعلقة بركن الهبة وقبضها، ط: مكتبه فاروقيه كوئته)

وهبة الأب لطفله بالعقد)؛ لأنه في قبض الأب فينوب عن قبض الصغير؛ لأنه وليه۔ (مجمع الأنهر: (۴۹۵/۳) كتاب الهبة، ط: دار الكتب العلمية)

اللوامع الرد: (۶۹۳/۵) كتاب الهبة، ط: سعيد۔

بیٹیوں کا حصہ ان کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا

"اجازت کے بغیر کسی کی زمین فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بے جان اشیا کی تصاویر

بے جان اشیا کی تصاویر اور مجسمہ بنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، مثلاً: درخت، پہاڑ، جنگل، آبشار، ندی، نہر، تالاب، مکانات، جہاز اور گاڑی وغیرہ کی تصویر بنانا جائز ہے۔ (۱)

بیچنے کا اختیار (Put Option)

جدید معاشی نظام میں بیچنے کا اختیار خرید کر لینے والا فروخت کرنا چاہے تو اختیار دینے والا خریدنے کا پابند ہوتا ہے، اور اس کا پہلا مقصد خرید و فروخت کے ذریعے قیمتوں کی کمی سے فائدہ اٹھانا ہوتا ہے۔ مثلاً زید عمرو سے ایک ہزار روپیہ آپشن فیس ادا کر کے ایک مہینے تک کسی کمپنی کے ایک سو شیئرز سو روپے فی شیئر کے حساب سے فروخت کرنے کا اختیار خرید لیتا ہے، اب اگر ایک مہینے کی مدت میں شیئرز کی قیمت گر گئی تو زید وہ شیئرز طے شدہ قیمت پر عمرو کو فروخت کر دے گا۔ لیکن اگر شیئرز کی قیمت میں اضافہ ہو گیا تو عمرو کو بیچنے کی بجائے مارکیٹ میں فروخت کرنے کو ترجیح دے گا، اس صورت میں آپشن فیس ضائع ہونے کی وجہ سے نقصان ہو گا لیکن مارکیٹ میں شیئرز فروخت کرنے کی وجہ سے فائدہ ہو جائے گا۔

---

(۱) وأما تصوير ما ليس فيه صورة الحيوان فليس بحرام۔ (فتح الباري: (۱۰/۳۸۴) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار المعرفة)

وأما ما ليس فيه صورة حيوان كالشجرة ونحوه فليس بحرام۔ (عمدة القاري: (۲۲/۱۱۰) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المسلم للنووي: (۲/۲۰۷) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: رحمانيه.

اور اس کا دوسرا مقصد مستقبل میں ممکنہ نقصان سے پیشگی تحفظ حاصل کرنا ہوتا ہے مثلاً زید کے پاس ایک ہزار امریکی ڈالر ہیں، جس کی حالیہ قیمت ایک سو پندرہ روپے ہے، زید اس شش و پنج میں مبتلا ہے کہ وہ یہ ڈالر اپنے پاس رکھے یا ابھی فروخت کردے، کیونکہ اپنے پاس رکھنے کی صورت میں قیمت گرنے کا احتمال ہے، اور اگر ابھی فروخت کردے تو آئندہ اس کی قیمت بڑھ جانے کا امکان ہے اس صورت میں یہ نفع سے محروم رہے گا لہٰذا زید عمر کو آپشن فیس ادا کر کے ایک مہینے تک اسی روپے میں ڈالر بیچنے کا اختیار خرید لیتا ہے، اب اگر مقررہ تاریخ تک ڈالر کی قیمت بڑھ گئی تو وہ مارکیٹ میں دوسرے آدمی کو فروخت کردے گا، اور اگر قیمت کم ہوگی تو اسی روپے میں عمر کو فروخت کردے گا، گویا کہ زید یہ اختیار حاصل کر کے ڈالر کی قیمت گرنے سے مطمئن ہوگیا، تو اس طرح اختیار بیچنا اور اس کے ذریعہ نفع کمانا بلکہ اس طرح کاروبار کرنا سب ناجائز ہے۔ کیونکہ یہ حق مجرد ہے اس کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ (۱)

بیچ کر دوبارہ لینے کا دل میں خیال رکھنا

اگر کوئی چیز فروخت کرنے کے بعد دل میں دوبارہ لینے کا خیال بھی ہو تو اس سے بیع (بیچنے) پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، بیع صحیح ہوگی۔ (۲)

(۱) انظر الحاشیة تحت عنوان: ''اختیارات کا مفہوم''
ولا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/۵۱۸) کتاب البیوع، مطلب لایجوز الاعتیاض عن الحقوق، ط: سعید)
الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی)
بدائع الصنائع: (۶/۴۸) کتاب الصلح، فصل وأما الذی یرجع إلی المصالح عنه فأنواع، ط: سعید)
(۲) البیع ینعقد بإیجاب وقبول، یعنی إذا سمع کل کلام الآخر، ولو قال البائع لم أسمع، ولیس به صمم، وقد سمعه من فی المجلس لایصدق۔ (شرح المجلة للأتاسی: (۲/۴۷) المادة: ۱۶۷، البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: رشیدیه)
شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۱) المادة: ۱۶۷، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔
الدر مع الرد: (۴/۵۰۴) کتاب البیوع، ط: سعید۔

بیچنے کے بعد مال نہ دینا ناجائز ہے

"بیع کے بعد مشتری چیز کا مالک بن جاتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیچنے کے بعد واپس خریدنے کا معاہدہ کرنا

"دوبارہ فروخت کرنے کا معاہدہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۵/۳)

بیچنے والے کو خیارِ رؤیت حاصل نہیں

"بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۶/۲)

بیچنے والے کے پاس تین دن کا اِختیار

سامان بیچنے والا سامان بیچتے وقت یہ کہہ سکتا ہے کہ تین دن تک مجھے اختیار ہے، اگر چاہوں گا تو تین دن کے اندر واپس لوں گا، اس صورت میں تین دن کے اندر واپس لینے کا اختیار ہوگا یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ (۱)

بیچی جانے والی اَشیاء کی چار قسمیں ہیں

بیچی جانے والی اشیا کی چار قسمیں ہیں:

❶ سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔

---

(۱) یجوز أن یشترط الخیار بفسخ البیع أو إجازته بعد العقد ومعه... "مدة معلومة" أعم من أن تکون مدة الخیار ثلاثة أیام أو أکثر، وهذا اختیار من المجلة لقول الإمامین، وبه قال أحمد؛ لأنه شرع نظرا للمتعاقدین للاحتراز عن الغبن وقد لا یحصل ذلک في الثلاث فیکون مفوضا إلیهما،... لکل من البائع والمشتري أو لأحدهما دون الآخر۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲۳۳/۲، ۲۳۵) المادة: ۳۰۰، البیوع، الباب السادس: في بیان الخیارات، الفصل الأول: في بیان خیار الشرط، ط: رشیدیه)

▭ (صح شرطه للمتبایعین) معا (ولأحدهما) ولو وصیا (ولغیرهما) ولو بعد العقد... (في مبیع کله (أو بعضه)... (ثلاثة أیام أو أقل) وفسد عند إطلاق أو تأبید (لا أکثر) فلکل فسخه خلافا لهما (فیجوز إن أجاز) من له الخیار (في الثلاثة) فینقلب صحیحا علی الظاهر۔ (الدر مع الرد: (۵۶۷/۴-۵۶۹) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: سعید)

❷ سونا چاندی اور ان کی بنی ہوئی چیزوں کے علاوہ وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں، جیسے: اناج، غلہ، لوہا، تانبہ، روئی، ترکاری وغیرہ۔

❸ وہ چیزیں جو گز یا میٹر سے ناپ کر بکتی ہیں، جیسے: کپڑا۔

❹ وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں، جیسے: انڈے، کیلے، کینو، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ۔ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ ہے، ہر ایک کا حکم اپنی اپنی جگہ پر دیکھ لیں۔

بیچی جانے والی چیز بیع کے وقت موجود ہو

"مبیع بیع کے وقت موجود ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۲/۶)

بیچی جانے والی چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو

بیچی جانے والی چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو، یہ قبضہ محض اتفاق پر یا کسی شرط کے پائے جانے پر موقوف نہیں ہونا چاہیے۔

مثال: "زید" اپنی ایسی کار بیچتا ہے جو کسی نامعلوم شخص نے چرالی ہے اور دوسرا شخص اس اُمید پر خرید لیتا ہے کہ زید یہ "کار" دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا، یہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

---

(۱) ربجب أن يكون المبيع مقدور التسليم عند العقد بمعنى أن يكون البائع قادرًا على تسليمه للمشتري وهو شرط لانعقاد البيع ... ولذلك ذكر الفقهاء أنه لايجوز بيع العبد الآبق فإنه رغم كونه مملوكًا للبائع، لايمكن تسليمه عند العقد، ويدخل فيه كل ما فقده البائع من مملوكاته ...۔ (فقه البيوع، (۱/۳۳۰) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن، الباب الأول، الشرط الخامس: أن يكون المبيع مقدور التسليم، ط: معارف القرآن)

◯ شرح المجلة لرستم باز: (۱/۷۸) المادة: ۱۹۸، ۲۰۹، البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الأول: ف ۵ شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه كوئته۔

◯ شرح المجلة للأتاسي: (۲/۸۷، ۸۸) المادة: ۱۹۸، ۲۰۹، أيضًا، ط: رشيديه۔

بیچی جانے والی چیز کی کوئی قیمت ہو

(۱۳۳) بیچی جانے والی چیز ایسی ہو جس کی کوئی قیمت ہو، لہٰذا کاروباری عرف میں جس چیز کی کوئی قیمت نہ ہو، اس کی خرید وفروخت نہیں ہوسکتی، جیسے: گندم یا چاول کے ایک دانے کی خرید وفروخت نہیں ہوسکتی۔ (۱)

بیچی جانے والی چیز واضح طور پر معلوم ہو

''مبیع واضح طور پر معلوم ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۶)

بیچی ہوئی چیز کو واپس کرنے کا اختیار دینا

☆...... بعض ادارے اور تاجر خریدار کو یہ اختیار دیتے ہیں کہ وہ خریدی ہوئی چیز کو واپس کرسکتا ہے، کبھی یہ اختیار شرط کے طور پر ہوتا ہے اور کبھی وعدہ کے طور پر ہوتا ہے اور یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ اس سے تاجر پر خریداروں کا اعتماد قائم ہوتا ہے اور فروخت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور خریدار سے خریدی ہوئی چیز خوشی سے واپس لینا دنیا اور آخرت کی خیر وبرکت کا ذریعہ ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ: ''جو شخص اپنے بھائی سے خریدی ہوئی چیز واپس لے لے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی لغزشوں کو معاف فرمادیں گے''۔ (۲)

---

(۱) یلزم أن یکون المبیع مالاً متقوماً۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۹، البیوع، الباب الثاني، الفصل الأول: في شروط المبیع وأوصافه، ط: فاروقیه کوئٹه)

□ شرح المجلة للأتاسي: (۸۸/۲) المادة: ۱۹۹، أیضاً، ط: رشیدیه۔

□ المراد بالمال ما یمیل إلیه الطبع ویمکن إدخاره لوقت الحاجة، والمالیة تثبت بتمول الناس کافة أو بعضهم، والتقوم یثبت بها وبإباحة الانتفاع به شرعاً، فما یباح بلا تمول لا یکون مالاً کحبة حنطة، وما یتمول بلا إباحة انتفاع لا یکون متقوماً کالخمر .... (شامي: (۵۰۱/۴) کتاب البیوع، مطلب: في تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید)

(۲) من أقال مسلماً بیعته أقاله الله عثرته یوم القیامة۔ (الترغیب والترهیب: (۳۵۶/۲) رقم الحدیث: ۲۷۱۱، کتاب البیوع وغیرها، الترغیب في الاکتساب بالبیع وغیره، ط: دار الکتب العلمية)=

☆......اگر بیچی ہوئی چیز واپس کرنے کا اختیار بیع میں شرط کے ساتھ ہو تو یہ "خیارِ شرط" ہے اور یہ اختیار تین دن تک ہوسکتا ہے، تین دن سے زیادہ نہیں؛ اس لیے خریدار کو تین دن کے بعد خریدی ہوئی چیز واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

☆......اگر یہ اختیار بائع کی طرف سے وعدہ کے طور پر ہے تو یہ "اقالہ" کا وعدہ ہے، اور اقالہ کے لیے کوئی مدت متعین نہیں ہے، کسی بھی وقت دونوں فریق کی رضامندی سے اقالہ کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

بے دیکھی چیز خریدلی

اگر کسی نے بے دیکھی چیز خریدلی تو یہ بیع درست ہے، لیکن دیکھنے کے بعد اس کو اختیار ہوگا، پسند ہو تو رکھے، ورنہ واپس کردے، اگرچہ اس چیز میں کوئی عیب بھی نہ ہو تب بھی واپس کرنے کا اختیار ہوگا، اور اگر وہ چیز بالکل ویسی ہی ہے جیسے بات ہوئی تھی تب بھی دیکھنے کے بعد رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہوگا۔ (۳)

= ▭ سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) كتاب التجارات، باب الإقالة، ط: ميزان۔

▭ السنن الكبرى للبيهقي: (۲۷/۶) رقم الحديث: ۱۱۳۶۱، كتاب البيوع، باب أقال المسلم إليه...، ط: مجلس دائرة المعارف النظامية حيدر آباد هند۔

(۱) انظر الحاشية تحت عنوان "بیچنے والے کے پاس تین دن کا اختیار" (ویجب أن یکون المبیع

(۲) للمتعاقدين أن يتقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده؛ لأنّ العقد حقهما فيملكان رفعه دفعًا لحاجتهما التي لها شرع البيع وغيره.... (شرح المجلة للأتاسي: (۷۳/۲) المادة: ۱۹۰، البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط: رشيديه)

▭ شرح المجلة لرستم باز: (۷۳/۱) المادة: ۱۹۰، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

▭ الدر مع الرد: (۱۱۹/۵، ۱۲۰) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

(۳) (قوله ومن اشترى شيئا لم يره فالبيع جائز، وله الخيار إذا رآه إن شاء أخذه بجميع الثمن وإن شاء رده) سواء رآه على الصفة التي وصفت له أو على خلافها۔ (فتح القدير (۳۰۹/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رشيديه)

▭ (فقه البيوع: (۸۲۳/۲) المبحث الثامن: تقسيم البيع، الباب الثاني: في الخيارات في البيع الصحيح، ط: معارف القرآن)

▭ شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۶/۱) المادة: ۳۲۰، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات =

بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی

(۱) کسی نے اپنی چیز دیکھنے سے پہلے فروخت کردی تو اس بیچنے والے کو چیز دیکھنے کے بعد خریدار کو نہ دینے کا اختیار نہیں ہوگا؛ کیوں کہ چیز دیکھنے کے بعد چیز لینے نہ لینے کا اختیار صرف خریدار کو ہوتا ہے، بیچنے والے کو نہیں ہوتا؛ کیوں کہ حدیث شریف میں خریدار کو اختیار دیا گیا ہے، بیچنے والے کو نہیں۔ (۱)

بیرون ممالک سے تجارت کی ضرورت

جس طرح ایک فرد اپنی بقا اور زندگی کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے معاشرے کے دوسرے افراد کا محتاج ہے، اسی طرح ایک ملک خواہ وہ اسلامی ہو یا غیر اسلامی اپنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے دوسرے ممالک کا محتاج ہے۔ اس میں ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک کے درمیان تعلق اور روابط قائم رہیں؛ کیوں کہ جب تک ایک ملک دوسرے ملک کی اشیا اور مصنوعات کا محتاج رہے گا، ایک دوسرے سے امن اور دوستی کی فضا کا خواہاں ہوگا، قتل وقتال اور جنگ وجدال سے گریز کرے گا۔

نیز یہ کہ مختلف ممالک بعض اشیا تیار کرنے میں خاص مقام حاصل کر لیتے ہیں، جو دوسرے ممالک کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور بعض ممالک آب وہوا، قدرتی وسائل

=الفصل الخامس: في خيار الرؤية، ط: فاروقيه كوئته۔

شرح المجلّة للأتاسي: (۲۶۸/۲)، المادة: ۳۲۰، أيضا، ط: رشيديه۔

(۱) لاخيار للبائع لو كان لم ير المبيع مثلاً لو باع رجل مالا دخل في ملكه بالإرث و كان لم يره انعقد البيع بلا خيار للبائع، أي من حيث أنه بايع؛ لأن خيار الرؤية متعلق بالشراء، لما روينا من الحديث المار فلا يثبت دونه۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۲۷۰/۲) المادة: ۳۲۲، البيوع، الباب السادس: في الخيارات، الفصل الخامس: في بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه)

شرح المجلّة لرستم باز: (۱۳۷/۱) المادة: ۳۲۲، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

الدر مع الرد: (۵۹۶/۴) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

اور لوگوں کی مہارت میں اختلاف کی وجہ سے مختلف اَشیا مقابلۃً زیادہ سستی لاگت سے بنالیتے ہیں۔اس طرح اپنے ملک میں سستی پیدا ہونے والی اشیا کا دوسرے ممالک میں مقابلۃً زیادہ سستی لاگت سے پیدا ہونے والی اَشیا سے تبادلہ کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

مثلاً: جن ممالک میں زَرخیز زمین وافر مقدار میں موجود ہے وہ زَرعی اَجناس پیدا کرنے میں تخصیص حاصل کر لیتے ہیں، جن ممالک میں معدنیات مثلاً: لوہا اور کوئلہ جیسی دھاتیں وافر مقدار میں موجود ہیں وہ مشینری تیار کرنے میں تخصیص حاصل کر لیتے ہیں۔اس طرح کسی ملک کے باشندے کوئی خاص مہارت حاصل کر لیتے ہیں اور یوں دوسروں کی اَشیا سے اپنی تیار کردہ اَشیا کا تبادلہ کر کے فائدہ اٹھاتے ہیں۔اور یہ بیرون ملک سے تجارت کا سبب بنتا ہے۔(۱)

بیرون ملک سے مال منگوایا ہے

بیرون ملک سے مال منگوایا ہے یا کسی دوسرے شہر سے منگوایا ہے، لیکن ابھی اپنے شہر میں نہیں پہنچا تو اس کو فروخت نہ کیا جائے؛ کیوں کہ ابھی اس کو خریدار کے سپرد کرنے کی قدرت بائع کو حاصل نہیں ہوئی۔البتہ خریدنے کے خواہش مند لوگوں سے وعدہ کر لیا جائے کہ جب مال پہنچے گا تو اس نرخ پر مُہیّا کر دیں گے اور مال

(۱)(قوله: وحكمته نظام بقاء المعاش والعالم) حقه أن يقول: نظام المعاش الخ، لأنه سبحانه وتعالى علق العالم على أتم نظام وأحكم أمر معاشه أحسن إحكام، ولا يتم ذلك إلا بالبيع والشراء، إذ لا يقدر أحد أن يعمل لنفسه كل مايحتاجه؛ لأنه إذا اشتغل بحرث الأرض وبذر القمح وخدمته وحراسته وحصده ودراسته وتذريته وتنظيفه وطحنه وعجنه لم يقدر على أن يشتغل بيده مايحتاج ذلك من الات الحرالة والحصد ونحوه فضلاً عن اشتغاله فيما يحتاجه من ملبس ومسكن فاضطر إلى شراء ذلك، ولو لا الشراء لكان يأخذه بالقهر أو بالسؤال إن أمكن وإلا قاتل صاحبه عليه، ولا يتم مع ذلك بقاء العالم.

(شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

☆ حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

☆ البحر الرائق: (۲۵۸/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

آنے پر سودا کیا جائے۔[1]

۱۴۸ بیرون ملک کا مال کہہ کر اندرون ملک کا مال فروخت کیا

”ایک نمبر کا مال چاہیے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/۳۸۷)

بَیٹْرِی

بیٹری یا سیل کا بنانا اور اس کا کاروبار کرنا جائز ہے۔ اگر کوئی شخص بیٹری یا سیل خرید کر، ناجائز کام مثلاً: گانا وغیرہ سننے کے لیے ریڈیو یا ٹیپ ریکارڈ اور موبائل وغیرہ میں استعمال کرتا ہے تو اس کا گناہ استعمال کرنے والے پر ہے، بنانے والے اور فروخت کرنے والے پر نہیں ہے؛ کیوں کہ بیٹری اور سیل صرف ناجائز کام کے لیے استعمال کرنے کے ساتھ خاص نہیں ہے، جائز کام میں بھی استعمال کرنا ممکن ہے۔[2]

---

(۱) بیع ما هو غیر مقدور التسلیم باطل كبیع سفینة غرقت لایمكن إخراجها من البحر أو حیوان نافر لایمكن مسكه وتسلیمه، أي كظبي صید ثم ند ولا یمكن مسكه أو سمك أخذ ثم ألقي في مكان لا یمكن أخذه إلا بحیلة، أو طیر مسك ثم أرسل في الهواء فلایرجع إلا بصید جدید فإن بیع هذا باطل علی ما هو الأظهر من الروایة كما في التنویر، وهو اختیار مشایخ بلخ، وقیل هو فاسد؛ لكونه مملوكًا وفساده لعدم القدرة علی التسلیم....(شرح المجلّة للأتاسي: (۱۰۱/۲، ۱۰۲)، المادة: ۲۰۹، البیوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فیما یجوز بیعه وما لایجوز، ط: رشیدیه)

شرح المجلّة لرستم باز: (۸۱/۱، ۸۲) المادة: ۲۰۹، أیضًا، ط: فاروقیه کوئٹه۔

الدر مع الرد: (۶۰/۵، ۶۱) كتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في البیع الفاسد، ط: سعید۔

(۲) وان كان المبیع منقولا فلیس للمشتری ان یبیعه لآخر لان بیعه فاسد اتفاقا۔ (شرح المجلة للاتاسی (۱۷۵/۲) شرح المادة: ۲۵۳) الكتاب الاول البیوع، الباب الرابع، ط: رشیدیه)

لایكره بیع الجاریة المغنیة والكبش النطوح والدیك المقاتل والحمامة الطیارة؛ لأنه لیس عینها منكرا وإنما المنكر في استعمالها المحظور... وعرف بهذا أنه لا یكره بیع ما لم تقم المعصیة به كبیع الجاریة المغنیة والكبش النطوح۔ (الدر المختار مع الرد (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید)

والضابط عندهم: (ای عند الحنفیة) أن كل ما فیه منفعة تحل شرعاً، فإن بیعه یجوز، لأن الأعیان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الاسلامی وادلته (۳۰۲۹/۴) القسم الثانی: النظریات الفقهیة، الفصل الرابع: نظریة العقد، المبحث الثانی: المطلب الثانی عناصر العقد، ط: رشیدیه)

والحاصل أن جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المختار مع الرد (۶۹/۵) كتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

بی، سی

☆......''بی، سی'' (چٹ فنڈ) کی صورت یہ ہوتی ہے کہ: چند افراد اس کے ممبر بنتے ہیں اور ہر ممبر پر ایک خاص رقم متعین ہوتی ہے اور ہر ممبر ماہانہ یا روزانہ یا ہفتہ وار مقررہ رقم جمع کرتا ہے اور مجموعی رقم قرعہ اندازی سے یا باہمی اتفاقِ رائے سے کسی ایک ممبر کو دے دی جاتی ہے۔ مثلاً: بارہ ہزار کی بی، سی ہے، بارہ آدمی شریک ہیں اور بارہ مہینے تک ہر آدمی ہزار ہزار کر کے جمع کرتا ہے اور ہر ماہ کسی ایک ممبر کو قرعہ اندازی یا باہمی اتفاق رائے سے یک مشت یہ رقم مل جاتی ہے، اس طرح بارہ مہینوں میں بارہ آدمیوں کو بارہ، بارہ ہزار کر کے مل جاتی ہے، تو یہ صورت نہ صرف جائز ہے، بلکہ انسانی ہمدردی اور اسلامی اخلاق کا تقاضا بھی ہے۔

جس شخص کو مدت پوری ہونے سے پہلے بی، سی کی رقم مل جاتی ہے اس کی حیثیت مقروض کی ہے اور باقی ممبران کی حیثیت قرض دینے والے کی ہے، قرض دینے والا اس کو ایک مدت کی مہلت دیتا ہے، اس طرح کہ اس پر کوئی نفع حاصل نہیں کرتا، لہٰذا یہ درست ہے۔ (۱)

☆......لیکن آج کل بی، سی کی بعض ایسی صورتیں بھی رائج ہو چکی ہیں جن میں ارکان میں سے کوئی ایک رُکن جلد رقم حاصل کرنے کی غرض سے خسارہ برداشت کر لیتا ہے اور بی، سی کی متعینہ رقم سے کم لے لیتا ہے، اس طرح اس کے حصے کی جو رقم بچ جاتی ہے، وہ کمیشن کے طور پر بقیہ تمام شرکاء میں تقسیم کی جاتی ہے، یہ صورت ناجائز اور سود میں داخل ہے؛ اس لیے کہ کمیشن کی صورت میں قرض دینے والوں نے اپنے قرض پر نفع

(۱) القرض هو المال الذي يعطيه المقرض للمقترض ليرد مثله إليه عند قدرته عليه... وهو قربة يتقرب بها إلى الله سبحانه، لما فيه من الرفق بالناس، والرحمة بهم، وتيسير أمورهم، وتفريج كربهم، ولما كان الاسلام ندب إليه وحبب فيه بالنسبة للمقرض فإنه أباحه للمقترض، ولم يجعله من باب المسألة المكروهة لانه يأخذ المال لينتفع به في قضاء حوائجه ثم يرد مثله۔ (فقه السنة لسيد سابق (۳/ ۱۴۴) القرض، ط: دار الكتاب العربي)۔

اٹھایا اور قرض دے کر مقروض سے فائدہ اٹھانا ناجائز ہے اور سود میں شامل ہے۔ (۱)

❶ بعض لوگ اسے سود کہتے ہیں لیکن یہ معاملہ سود کا نہیں ہے، سود ہمیشہ عقد معاوضہ میں ہوتا ہے۔ اور یہ عقد معاوضہ نہیں ہے بلکہ عقد مواسات اور عقد تسامح ہے۔ (۲)

❷ کمیٹی کو کمی بیشی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، سود اور حرام ہے۔ مثلاً بارہ ہزار کی کمیٹی ہے، قرعہ اندازی میں ایک ممبر کا نام نکلا، اور دیگر ممبران میں سے کوئی ایک ممبر یہ کہے کہ یہ کمیٹی مجھے تیرہ یا چودہ ہزار میں فروخت کردو، یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے کیونکہ یہاں ایک یا دو ہزار بلا عوض دیئے جارہے ہیں۔ (۳)

= القرض هو عقد مخصوص يرد على دفع مال مثلي ليرد مثله ۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۳۳۷) البيوع، الباب السابع، أحكام القرض، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵/۱۶۱) كتاب البيوع، فصل في القرض، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۷/۳۶۹) كتاب القرض، فصل: وأما حكم القرض، ط: سعيد۔

(۱) (قوله: كل قرض جر نفعا حرام) أي إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر وعن الخلاصة.... (شامي: (۵/۱٦٦) كتاب البيوع، فصل في القرض، مطلب: كل قرض جر نفعا حرام، ط: سعيد)

شرح المجلّة للأتاسي: (۲/۳۳۲) البيوع، الباب السابع، الفصل السادس: في بيع الوفاء، أحكام الربا، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (٦/۱۳۳) كتاب البيع، فصل: في بيان التصرف في المبيع والثمن، تتمة في مسائل القرض، ط: سعيد۔

(۲) والأصل أن ما كان مبادلة مال بمال فإنه لا يصح تعليقه بالشرط الفاسد للنهي عن بيع وشرط، وما كان مبادلة مال بغير مال أو كان من التبرعات فإنه لا يبطل به لأن الشروط الفاسدة من باب الربا، وهو مختص بالمعاوضات المالية دون غيرها من غير المالية والتبرعات فيبطل الشرط فقط۔ (البحر الرائق: (٦/۱۷۹) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۴/۱۳۱) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۳/۱۵٦) كتاب البيوع، باب السلم، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) عن جابر، قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا، ومؤكله، وكاتبه، وشاهديه، وقال: هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: ۲/۲۷، كتاب المساقات والمزارعة، باب الرباء، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح، ص: ۲۴۴، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الاول، ط: قديمي۔

عن علي امير المؤمنين رضى الله عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا.... وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف۔ (اعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: ادارة القرآن)۔

● بی سی میں قرعہ اندازی ہوتی ہے، اور قرعہ اندازی کے ذریعہ استحقاق کو ثابت کرنا درست ہے، مگر موجودہ دور میں یہ رواج بڑھتا جا رہا ہے کہ جو شخص کمیٹی بنانے کا محرک اور منتظم ہو اور رقم جمع کرتا ہو اس کی طرف سے یہ شرط ہوتی ہے کہ پہلی کمیٹی اس کو ملے گی، اور بعض اوقات اس کی طرف سے شرط نہیں ہوتی مگر اس کا رواج ہوتا ہے، اس قسم کی شرط رکھنا یا عرف بنانا صحیح نہیں ہے۔ قرعہ اندازی کرنا ضروری ہے البتہ کمیٹی کا عقد چونکہ عقد تبرع ہے اور عقد تبرع معاوضہ نہیں ہے اس لئے اس شرط کے باوجود کمیٹی درست ہے اور شرط کالعدم تصور ہوگی۔ (۱)

اور اگر منتظم اور محرک کو پہلی کمیٹی دینے کی شرط اور عرف نہ ہو، اور قرعہ اندازی ہو پھر تمام شرکاء رضامندی سے پہلی کمیٹی منتظم یا محرک کو دے دیں تو یہ جائز ہے۔ (۲)

بیش قیمت چیز کم قیمت پر خریدنا

اگر کوئی آدمی بیش قیمت چیز کم قیمت پر بیچ رہا ہے اور گمان غالب یہ ہے کہ

= کل قرض جر نفعا فهو حرام۔ (شامي: ۵/ ۱۶۶، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية فصل في القرض، ط: سعيد)

(۱) ويكتب أساميهم ويقرع لتطيب القلوب فمن خرج اسمه فله السهم الأول ومن خرج ثانيا فله السهم الثاني إلى أن ينتهي إلى الأخير (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۲۶۲) كتاب القسمة مطلب لكل من الشركاء السكنى في بعض الدار، ط: سعيد)

وأما طريقة نفي الظنون وتطييب النفوس كإقراع النبي صلى الله عليه وسلم بين نسائه و كإقراع القاسم على السهام بعد تعديلها، فهي مستحسنة غير منسوخة وغير واجبة۔ (احكام القرآن للتهانوي: (۲/ ۲۳) العمران، تحقيق القرعة وأحكامها، ط: إدارة القرآن)

انظر ايضا رقم الحاشية رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) وصح القرض في مثلي لا في غيره، فيصح استقراض الدراهم والدنانير۔ (تنوير الابصار مع رد المحتار: (۵/ ۱۶۱، ۱۶۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية فصل في القرض، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/ ۱۲۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد

الفتاوى الهندية: (۳/ ۲۰۱) كتاب البيوع، الباب التاسع عشر في القرض والاستقراض، ط: رشيديه)

یہ چوری کا مال ہے تو اس کو خریدنا جائز نہیں ہے۔ اور اگر گمان غالب یہ ہے کہ یہ چوری کا مال نہیں ہے تو اس کو خریدنا جائز ہے۔“ (۱)

بیع (Sale)

☆......”بیع“ کی تعریف یہ ہے کہ: ایک مال کا دوسرے مال کے عوض رضامندی کے ساتھ تبادلہ (Exchange) کرنا۔

☆......کسی چیز کو رائج کرنسی کے عوض فروخت کرنا، عام طور پر تنہا لفظ ”بیع“ اسی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (۲)

بیع الغائب بالناجز

”بیع الغائب بالناجز“ میں یہ ہوتا ہے کہ بیع (خریداری) تو حال (نقد) ہی ہوتی ہے اور بائع (بیچنے والے) کو اسی وقت ثمن (قیمت) کے مطالبہ کا حق حاصل ہوتا ہے، لیکن بیچنے والا، خریدار کو مہلت دے دیتا ہے کہ اچھا کل دے دینا، جیسا کہ

---

(۱) الایری أن أسواق المسلمین لاتخلو عن المحرم والمسروق والمغصوب ومع ذلک یحلّ التناول اعتماداً علی الغالب، وھذا لأن القلیل لایمکن الاحتراز عنه ولایستطاع الامتناع، فسقط اعتباره دفعاً للحرج۔ (مجمع الأنھر: (۳/۲۷۰) مسائل شتی، ط: غفاریه کوئٹه)

🗀 متی اعتقد المشتري أن الذی مع البائع ملکه فاشتراه منه علی الظاھر لم یکن علیه اثم في ذلک وإن کان في الباطن قدسرقه البائع لم یکن علی المشتري اثم ولاعقوبة، لافي الدنیا ولافي الآخرة...... فمن فرق بین من یعلم ومن لایعلم فقد أصاب، ومن لا أخطأ۔ (مجموعة الفتاوی لابن تیمیة رحمه الله: (۲۹/۱۶۲) قواعد جامعة في عقود المعاملات والنکاح، فصل في المحرمات في الشرعیة ترجع الی الظلم، ط: مکتبة العبیکان)

🗀 ولذا حلّ التناول منها في الأسواق مع أنها لاتخلو عن محرم ومسروق ومغصوب، فالقلیل من المحرم لایمکن الاحتراز عنه کقلیل نجاسة... في الخانیة وغیرھا: لیس زماننا زمان اجتناب الشبھات۔ (الدر المنتقی علی ھامش مجمع الأنھر: (۳/۲۷۶) کتاب البیوع مسائل شتی، ط: غفاریة کوئٹه)

(۲) ھو مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (البحر الرائق: (۶/۲۵۶) کتاب البیوع، ط: سعید)

🗀 الدر مع الرد: (۴/۵۰۲) کتاب البیوع، ط: سعید۔

🗀 بدائع الصنائع: (۵/۱۳۳) کتاب البیوع، ط: سعید۔

آج کل روز مرّہ دُکان داروں سے اسی طرح خریداری کی جاتی ہے، یہ کہا جاتا ہے کہ: پیسے بعد میں دیں گے۔ اب کب دیں گے؟ یہ متعین نہیں ہوتا، اس کو اگر بیع مؤجل قرار دیا جائے تو بیع فاسد ہوگی؛ اس لیے کہ اجل اور میعاد مجہول ہے؛ لہٰذا یہ بیع مؤجل نہیں ہوتی، بلکہ بیع حال (نقد) ہوتی ہے، جس کا معنی یہ ہے کہ بائع کو اسی وقت مطالبہ کا حق حاصل ہے۔

مثلاً: ایک شخص نے کتاب فروخت کی اور بیع حال (نقد) ہوئی، اب مشتری (خریدار) کہتا ہے کہ: میرے پیسے گھر میں ہیں یا شہر میں ہیں، میں آدمی بھیج کر منگوالیتا ہوں، کل تک آجائیں گے، بائع کہتا ہے کہ: کوئی بات نہیں، یہ بیع الغائب بالناجز ہے؛ کیوں کہ بیع حال (نقد) ہے، اب بائع نے مہلت دی ہے کہ: کل دے دینا، لیکن اس کے باجود بائع کو یہ حق حاصل ہے کہ کہے: مجھے ابھی پیسے ادا کردیں ورنہ بیع فسخ کرتا ہوں، اس کو "بیع الغائب بالناجز" کہتے ہیں۔(۱)

---

(۱) وفي الخانية: رجل باع شيئًا بيعا جائزًا، وأخر الثمن إلى الحصاد أو الدياس، قال يفسد البيع في قول أبي حنيفة، وعن محمد أنه لايفسد البيع ويصح التأخير؛ لأن التأخير بعد البيع تبرع، فيقبل التأجيل إلى وقت المجهول... ذكر في التاسع والثلاثين من جامع الفصولين الشرط الفاسد لو ألحق بعد العقد هل يلحق بأصل العقد عند أبي حنيفة، قيل نعم، وقيل لا، هو الصحيح .... (شامی: (۵۳۲/۴، ۵۳۳) كتاب البيوع، مطلب في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۱/۱) المادة: ۲۴۶، ۲۴۷، البيوع، الباب الثالث: في المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئٹه)

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۸/۲، ۱۶۹) المادة: ۲۴۸، أيضًا، ط: رشيديه۔

☐ أما البيع الحال فحكمه أنه متى وقع البيع استحق المشتري مطالبة تسليم المبيع، واستحق البائع مطالبة تسليم الثمن فورًا، وإن أعطى أحدهما الآخر مهلة تسليم ما عليه، فإنه تطوع، وليس حقًا له، ولذلك إن أمهله إلى أجل غير معلوم، مثل مايقول بعض التجار لبعض أهل معرفته: "اذا الثمن متى شئت" فإنه بيع حال أمهل فيه البائع المشتري تطوعًا، ولذلك يحق له أن يطالبه بالثمن متى شاء، ولو كان بيعًا مؤجلًا لفسد البيع، لجهالة الأجل، ولكنه جائز على كونه حالًا۔ (فقه البيوع على المذاهب الاربعة: (۵۳۳/۱) المبحث الخامس، الباب الاول في البيع الحال والمؤجل، ط: معارف القرآن)

☐ العام الباري: (۳۳۱/۶، ۳۳۲) كتاب البيوع، باب بيع الفضة بالفضة، بيع الغائب بالناجز، ط: مكتبة الحراء۔

بیع الغرر

"غرر" کا معنی دھوکہ ہے۔

بیع الغرر سے مراد ایسی چیز کی بیع (خرید و فروخت) ہے جس کا انجام پوشیدہ ہو، واضح نہ ہو یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ وہ چیز حاصل بھی ہو گی یا نہیں، اگر حاصل بھی ہو تو اس کی صفت مجہول ہو، ایسی مبیع (بیچی گئی چیز) کو انجام کے اعتبار سے پوشیدہ (مستور العاقبہ) کہا جاتا ہے۔

پھر غرر کی بعض صورتوں میں بیع فاسد ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں باطل ہوتی ہے مثلاً ہوا میں جو پرندے اڑ رہے ہیں ان کے بارے میں بائع (سیلر) مشتری سے کہے فلاں پرندہ میں نے آپ پر فروخت کیا، میں اسے شکار کر کے آپ کو حوالہ کروں گا، یا دریا اور نہر اور سمندر کی مچھلی ابھی تک شکار نہیں کی اس کو فروخت کر رہا ہے تو یہ بیع باطل ہے اور اس میں غرر اور دھوکہ بھی ہے کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ بائع اس پرندہ اور مچھلی کو آخر تک شکار بھی کر سکے گا یا نہیں نیز یہ غیر مملوک کی بیع بھی ہے دونوں اعتبار سے بیع باطل ہے۔ (۱)

= اسلام اور جدید معاشی مسائل: (۴۴/۲) عنوان: بیع نسیہ اور بیع الغائب بالناجز میں فرق، ط: ادارہ اسلامیات۔

(۱) والغرر فقهاً يتناول الغش والخداع والجهالة بالمعقود عليه، وعدم القدرة على التسليم. قال الصنعاني: يتحقق بيع الغرر في صور: إما بعدم القدرة على التسليم كبيع الفرس النافر والجمل الشارد أو بكونه معدوماً أو مجهولاً، أو لا يتم ملك البائع له كالسمك في الماء الكثير ـــ قال السرخسي: الغرر: ما يكون مستور العاقبة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٥/ ٣٤٠٩) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: أنواع البيع الباطل، بيع الغرر، ط: رشيديه)

بيع الغرر (أي غرر الوجود) وهو بيع الشيء المحتمل للوجود والعدم، أي أن المعقود عليه هو المحتمل للوجود والعدم كبيع اللبن في الضرع والصوف على الظهر ـــ والسمك في الماء والطير في الهواء قبل صيدهما. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٤/ ٣٠٧٨) القسم الثاني: النظريات الفقهية الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الثالث: شروط العقد، ط: رشيديه)

تبيين الحقائق (٤/ ٣٥، ٣٦) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان،

بیع المحتاج

''مجبوری سے فائدہ اٹھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۶/۶)

بیع المعدوم

جو چیز ابھی تک وجود میں نہیں آئی بلکہ معدوم ہے اس کی خرید وفروخت باطل ہے کیونکہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

مثلاً اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں حاملہ جانور کے حمل اور اس حمل کے حمل کی بیع کی جاتی تھی۔ یہ معدوم کی بیع ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔(۱)

اس لئے طباعت سے پہلے کتاب فروخت کرنا، کپڑا تیار ہونے سے پہلے کپڑے کی بیع کرنا، اسی طرح تمام مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے کرنا جائز نہیں۔ یہ سب معدوم کی بیع ہے البتہ بیع کا وعدہ کرنا جائز ہے۔

بیع النجس

''ناپاک چیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۶/۶)

---

(۱) عن نافع عن عبد الله قال: كانوا يتبايعون الجزور إلى حبل الحبلة فنهى النبي صلى الله عليه وسلم عنه، فسره نافع أن تنتج الناقة ما في بطنها (صحيح البخاري: (۱/ ۳۰۰) كتاب السلم، باب السلم إلى أن تنتج الناقة، ط: قديمي)

☐ عن عبيد الله قال أخبرني نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كان أهل الجاهلية يتبايعون لحم الجزور إلى حبل الحبلة وحبل الحبلة أن تنتج الناقة ثم تحمل التي نتجت فنهاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك (الصحيح لمسلم: (۲/ ۳) كتاب البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة، ط: قديمي)

☐ مصنف عبد الرزاق: (۸/ ۲۰) رقم الحديث: ۱۴۱۳۷، كتاب البيوع، باب بيع الحيوان بالحيوان، ط: المجلس العلمي

☐ وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، منها: أن يكون موجودا فلا ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۳۸) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

☐ الشامي: (۴/ ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد

بیع اور اجارہ کا معاملہ اکٹھے کرنا

(۱۵۶) ایک ہی چیز میں ''بیع'' اور ''اجارہ'' کا معاملہ ایک ساتھ کرنا جائز نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عقد میں دو عقد کرنے سے منع فرمایا ہے۔ مثلاً: زید نے عمرو کو ایک مکان فروخت کر دیا اور مکان عمرو کو حوالہ کر دیا، لیکن عمرو مکان کی قیمت ابھی تک ادا نہیں کر سکا؛ لہٰذا زید نے عمرو سے کہا کہ: جب تک مکان کی قیمت ادا نہیں ہوگی تب تک کے لیے ماہانہ کرایہ مقرر کر دو، تو شرعاً یہ جائز نہیں ہے۔

یا بیع اس شرط پر کرے کہ خریدار واپس بائع (بیچنے والے) کو وہ چیز کرایہ پر دے گا تو یہ معاملہ صحیح نہیں ہوگا۔ (۱)

بیع اور تجارت میں فرق

بیع اور تجارت میں فرق یہ ہے کہ بیع عام ہے اور تجارت خاص ہے یعنی بیع کے مقابلہ میں تجارت کا مفہوم قدرے محدود ہے، تجارت کا مطلب ہے (Trade) یعنی کوئی چیز اس مقصد سے خریدنا کہ اسے بیچ کر نفع حاصل کیا جائے خواہ بعد میں نفع ہو

---

(۱) وبه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاتحلّ صفقتان في صفقة۔ (المعجم الأوسط للطبراني، (۱۶۹/۲) رقم الحديث: ۱۶۱۰، باب الألف من اسمه أحمد، ط: دار الحرمين قاهرة)

☐ عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلّم عن صفقتين في صفقة واحدة۔ (مجمع الزوائد: (۸۴/۴) رقم الحديث: ۶۳۸۲، باب ماجاء في صفقة أو الشرط في البيع، ط: دار الريان للتراث قاهرة، ودار الكتاب العربي بيروت)

☐ مسند الإمام أحمد بن حنبل: (۳۹۸/۱) رقم الحديث: ۳۷۸۳، مسند عبد الله ابن مسعود رضى الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة قاهرة۔

☐ (ومن باع ثمرة بدا صلاحها أو لا صح، ويقطعها المشتري، وإن شرط تركها على النخيل فسد) أي البيع؛ لأنه شرط لا يقتضيه العقد، وهو شغل ملك الغير أو نقول: إنه صفقة في صفقة؛ لأنه إجارة في بيع إن كان للمنفعة حصة من الثمن أو إعارة في بيع إن لم يكن لها حصة من الثمن، وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقة في صفقة۔ (تبيين الحقائق: (۱۲/۴) كتاب البيوع، ط: مكتبه امداديه ملتان)

☐ الهداية: (۲۷/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه۔

یا نقصان، جب کہ بیع کا لفظ عام ہے وسیع تر معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

خرید وفروخت کی دو صورتیں ایسی ہیں جو بیع تو ہیں مگر تجارت میں شامل نہیں:

① ذاتی استعمال کے لئے چیز خریدنا، یہ بیع تو ہے لیکن تجارت نہیں کیونکہ اس کا مقصد نفع حاصل کرنا نہیں بلکہ اپنی ضرورت پوری کرنا ہے۔

② کسان کا اپنی فصل یا مینوفیکچرر کا اپنی مصنوعات بیچنا یہ بھی بیع ہے مگر تجارت نہیں کیونکہ یہ دونوں کسی دوسرے شخص سے چیز خرید کر نہیں بیچتے بلکہ خود بناتے ہیں یا تیار کرتے ہیں، تجارت تب ہوتی ہے جب ایک شخص سے کوئی چیز خرید کر دوسرے کو بیچی جاوے۔

بیع اور خیارات

''خیارات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۳/۳)

بیع اور کرایہ کو جمع کرنا

''بیع پر بیع کرنا'' عنوان کے تحت نمبر ۳ کو دیکھیں۔(۱۸۳/۲)

بیع اور وعدۂ بیع

بیع ''سیل'' اور وعدۂ بیع ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' کو کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں، ایک نہیں ہیں، آج کل عام بول چال میں ''کنٹریکٹ معاہدہ'' کا جو لفظ بولا جاتا ہے اس کا اطلاق ''بیع'' اور ''وعدۂ بیع'' دونوں پر ہوتا ہے۔

بیع اور وعدۂ بیع کے درمیان فرق

''بیع'' اور ''وعدۂ بیع'' دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، ان دونوں کے درمیان متعدد فرق ہیں:

❶ وعدۂ بیع میں حقیقۃً بیع کا وجود ہونے سے پہلے سامان کی ملکیت خریدنے کا وعدہ کرنے والے کی طرف منتقل نہیں ہوتی، بلکہ صرف اتنا ہی ہوتا ہے کہ دونوں پارٹیاں آپس میں اَیگری (وعدہ) کرتی ہیں یعنی بائع (سیلر) کہتا ہے کہ: میں سامان خریدار کو مہیا کردوں گا، اور خریدار کہتا ہے کہ: میں اتنی قیمت میں خرید کر قیمت ادا کروں گا۔ صرف اس ایگریمنٹ کے نتیجے میں دونوں کی ملکیت منتقل نہیں ہوتی۔ (۱)

❷ دوسرا فرق یہ ہے کہ: موجودہ قانون کے اعتبار سے جب کسی چیز کی سیل (بیع) ہوجاتی ہے، تو قبضے سے پہلے وہ چیز خریدار کے ضمان میں منتقل ہوجاتی ہے، حالانکہ شریعت کے قانون میں قبضے سے پہلے ضمان میں داخل نہیں ہوتی۔ موجودہ اور شرعی قانون میں یہ فرق ہے۔ (۲)

❸ تیسرا فرق یہ ہے کہ: اگر ابھی تک کسی چیز کا "وعدۂ بیع" ہوا ہے اور حقیقی بیع ابھی تک نہیں ہوئی، تو اس وعدۂ بیع کے بعد بائع وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کردے تو کہا جائے گا کہ: اس نے اخلاقی اعتبار سے اچھا نہیں کیا، لیکن قانونی اعتبار سے یہ بیع درست سمجھی جائے گی اور خریدار اس چیز کا مالک بن جائے گا۔ (۳)

---

(۱) الوعد أو المواعدة بالبيع ليس بيعا، ولا يترتب عليه آثار البيع من نقل ملكية المبيع ولا وجوب الثمن۔ (فقه البيوع: (۱۱۳۷/۲) صيغة مقترحة لقانون البيع الاسلامي، الوعد و المواعدة بالبيع، ط: مكتبه معارف القرآن)

(۲) المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيئ على المشتري...؛ لأن المبيع مالم يسلم إلى المشتري فهو في ضمان البائع....۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۷۵/۱) المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلّم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: دار عالم الكتب رياض / سلطانيه كوئٹه)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۰/۱) المادة: ۲۹۳، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

☐ شرح المجلة للأتاسي: (۲۲۳/۲) المادة: ۲۹۳، أيضا، رشيديه۔

(۳) أن البيع إنما ينعقد بصيغة تدل على إنشاء العقد في الحال ولذلك لا ينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال مثل قولنا "سوف أبيعك كذا" أو "سوف أشتري منك كذا"، وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بإنجاز البيع في المستقبل وليس بيعا...، المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء أن الوفاء بالوعد=

مثلاً: زید نے خالد سے یہ معاہدہ کیا کہ وہ یہ موبائل خالد سے خریدے گا اور ابھی صرف معاہدہ ہوا حقیقی بیع نہیں ہوئی، اس کے بعد خالد نے وہ موبائل زید کی بجائے عمرو کو فروخت کر دیا، تو اب یہ کہا جائے گا کہ: خالد نے ایک معاہدے کی خلاف ورزی کی اور اخلاقی اعتبار سے اس نے اچھا نہیں کیا، لیکن قانونی اعتبار سے عمرو اس موبائل کا مالک بن گیا، اب زید عمرو کو یہ نہیں کہہ سکتا کہ: یہ موبائل تو میرا تھا، تم نے کیوں خریدلیا؟ البتہ زید خالد کو کہہ سکتا ہے کہ: خالد! تم نے مجھ سے بیع کرنے کا وعدہ کیا تھا اور اب تم نے یہ موبائل عمرو کو فروخت کر کے اس وعدہ کی خلاف ورزی کی اور اس کے نتیجے میں میرا یہ نقصان ہوا، زید خالد سے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لیکن اگر حقیقۃً بیع ہو جاتی اور اس کے بعد خالد وہ موبائل عمرو کو فروخت کرتا تو دوسری بیع کالعدم ہو جاتی، یہ بیع اور وعدہ بیع میں فرق ہے۔

۴ بیع اور وعدۂ بیع میں چوتھا فرق یہ ہے کہ: اگر کسی چیز کی ابھی حقیقۃً بیع نہیں ہوئی، بلکہ صرف یہ معاہدہ ہوا ہے کہ آپ مجھے یہ چیز فروخت کریں گے، اس دوران اگر وعدہ کرنے والا بائع (سیلر) دیوالیہ اور مفلس ہو جائے تو خریدنے کا وعدہ کرنے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ: فلاں چیز چونکہ میں خرید چکا ہوں، لہٰذا یہ چیز مجھے دے دی جائے، بلکہ وہ چیز بدستور بائع کی ملکیت ہوگی، اور عدالت کے حکم سے اس چیز کو بھی دوسرے سامان کے ساتھ فروخت کر کے وعدہ کرنے والے بائع کے قرضے ادا کیے جائیں گے۔ لیکن اگر حقیقۃً بیع ہو جائے تو اس صورت میں خریدار وہ سامان اپنے قبضے

... مستحب مندوب، وهو من مكارم الأخلاق ولكنه ليس بواجب ديانة ولا قضاء والواعد إذا ترك الوفاء بلا عذر فقد فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة تنزيهية شديدة.... (فقه البيوع: (۷۸/۱) المبحث الثاني، الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، ط: معارف القرآن)

مرقاة المفاتيح: (۸/۲۱۵) رقم الحديث: ۴۸۸۱، كتاب الأدب، باب الوعد، ط: رشيديه۔

الأشباه والنظائر مع الحموي: (۳/۲۳) كتاب الحظر والإباحة، ط: إدارة القرآن۔

میں لے سکتا ہے، جس کی بیع پہلے ہی ہو چکی ہے۔[1] یہ فرق شرعی احکام میں بھی ہے اور موجودہ قانون میں بھی یہ فرق موجود ہے۔

۱۲۰

بیعانہ

جز ..... اگر بائع اور مشتری کے درمیان اب تک سودا مکمل نہیں ہوا، لیکن خریدار اور بیچنے والے نے آپس میں یہ وعدہ کر لیا کہ فلاں تاریخ کو ہم سودا کرلیں گے اور اس کے لیے ایڈوانس کے طور پر کچھ رقم خریدار نے بیچنے والے کو دے دی، اس ایڈوانس رقم کو "بیعانہ" کہتے ہیں۔ اگر خریدار نے مقررہ تاریخ پر بیچنے والے سے سودا نہیں کیا تو بیچنے والے کے لیے بیعانہ کی رقم کو ضبط کرلینا اور خود رکھ لینا اور بیعانہ کی رقم دینے والے کو (ٹوکن منی) واپس نہ کرنا ناجائز اور حرام ہے۔[2] اور

(۱) قوله: (وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين، لكل منهما في بدل، وهذا حكمه الأصلي، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن....۔(اللدر مع الرد: (۵۰۶/۳) كتاب البيع، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۳۵۷/۲) المادة: ۳۶۹، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۵/۱) المادة: ۳۶۹، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم: نهى عن بيع العربان، قال مالك: وذلك فيما نرى والله أعلم يشتري الرجل العبد أو الوليدة أو يتكارى الدابة ثم يقول للذي اشترى منه أو تكارى منه: أعطيك دينارًا أو درهمًا أو أكثر من ذلك أو أقلّ على أنّي أخذت السلعة أو ركبت ما تكاريت منك، فالّذي أعطيتك من ثمن السلعة أو كراء الدابة، وإن تركت ابتياع السلعة أو كراء الدابة فما أعطيتك لك باطل بغير شيئ۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۱۷۳-۱۷۶) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربان، ط: إدارة القرآن)

موطا الإمام مالك: (ص: ۵۶۸) كتاب البيوع، ما جاء في بيع العربان، ط: قديمي۔

قوله: نهى عن بيع العربان، بضم المهملة، وفيه لغتان: العربون بضم العين، وفتحها أي عن بيع الذي فيه العربان، في النهاية هو أن يشتري السلعة ويدفع إلى صاحبها شيئا على أنه إن أمضى البيع حسب من الثمن وإلّا لكان لصاحب السلعة ولم يرجعه المشتري، وهو بيع باطل عند الفقهاء، لما فيه من الغرر وشرط علم الرد، والهبة إن لم يرض السلعة۔ (كشف المغطأ عن وجه الموطأ على موطا مالك: (ص ۵۶۸) كتاب البيوع، ما جاء في بيع العربان، ط: قديمي) =

خریدار وعدہ خلافی کی وجہ سے بہت بڑا گناہ گار ہوگا۔[(۱)]

☆......اسی طرح اگر بیچنے والے نے مقررہ تاریخ پر سودا دینے سے انکار کردیا ہے تو خریدار کے لیے بیعانہ کی رقم ڈبل لینا یا ادا شدہ رقم سے زیادہ وصول کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔[(۲)] اور بیچنے والا وعدہ خلافی کرنے کی وجہ سے بہت بڑا گناہ گار ہوگا۔[(۳)]

☆......واضح رہے کہ کسی شرعی معتبر عذر کے بغیر وعدہ خلافی کرنا کبیرہ گناہ

= ونهى عن بيع العربان أن يقدم إليه شيء من الثمن فإن اشترى حسب من الثمن وإلا فهو له مجانا وفيه معنى الميسر ـ (حجة الله البالغة: (۱۰۸/۲) البيوع المنهي عنها، من البيوع مايجرى فيه معنى الميسر، ط: مير محمد كتب خانه)

فيض القدير للمناوي: (۳۳۰/٦)، رقم الحديث: ۹۳۷۹، باب النون، ط: دار الكتب العلمية۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۱۱۹/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الرابع، البيع الباطل والبيع الفاسد، المطلب الأول: أنواع البيع الباطل، الخامس: بيع العربون، ط: دار الفكر بيروت۔

(۱) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم، ثم اتفقا، إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشكوة المصابيح: (۱۷/۱) باب الكبائر، وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۳۲۵/۲) كتاب البر والصلة والأدب، باب تحريم الكذب وبيان ما يباح منه، ط: قديمي۔

صحيح البخاري: (۲۹۷/۱)، كتاب البيوع، باب إثم من باع حرا، ط: قديمي۔

(۲) (هو) ... شرعا (فضل خال عن عوض بمعيار شرعي مشروطا) ذلك (لأحد المتعاقدين في المعاوضة)۔ (التنوير مع الدر: (۱٦۸/۵، ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۲/۲) البيوع، الباب السابع: في بيع الوفاء، أحكام الربا، ط: رشيديه۔

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال هم سواء۔ رواه مسلم (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۴) باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب آكل الربا وشاهده وكاتبه، ط: قديمي۔

(۳) عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم، ثم اتفقا، إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۱۷) باب الكبائر، وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)=

اور منافق ہونے کی علامت ہے؛ اس لیے وعدہ کرنے کی صورت میں اس کے مطا[بق]
عمل کرنے کی کوشش کریں۔ (۱)

بیعانہ پر دکان آگے فروخت کرنا

"بیعانہ پر ہی زمین یا گھر آگے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیعانہ پر ہی زمین یا گھر آگے فروخت کرنا

موجودہ دور میں کاروبار کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بیعانہ پر غیر منقولی اشیاء مثلاً گھر دکان یا پلاٹ وغیرہ خرید لیا جاتا ہے اور بقیہ رقم ادا کرنے کے لئے دو یا تین ماہ کا وقت لیا جاتا ہے، پھر اس مدت کے اندر آگے سے گاہک ڈھونڈ کر مہنگے داموں میں زمین اور گھر وغیرہ فروخت کر دیا جاتا ہے حالانکہ پہلے خریدار نے ابھی تک اس زمین اور گھر وغیرہ کی پوری قیمت ادا نہیں کی ہوتی اور رجسٹری وغیرہ کے ذریعہ اپنے نام پر منتقل بھی نہیں کروایا ہوتا تو ایسی صورت میں بھی اس گھر یا دکان وغیرہ کو آگے مہنگے داموں پر بیچنا جائز ہے۔ غیر منقولی اشیاء میں سودا ہونے کے بعد خریدار خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جاتا ہے اور قبضہ سے پہلے بھی آگے فروخت کرنا جائز ہوتا ہے کیونکہ ایسی چیزوں کی ہلاکت کبھی کبھار شاذ و نادر ہوتی ہے اور شاذ و نادر کا اعتبار نہیں ہوتا۔

= قال النووي: أجمعوا على أن من وعد إنسانا شيئا ليس بمنهي عنه فينبغي أن يفي بوعده، وهل ذلك واجب أو مستحب فيه خلاف ذهب الشافعي، وأبو حنيفة والجمهور إلى أنه مستحب، فلو تركه فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم يعني من حيث هو خلف وإن كان يأثم إن قصد به الأذى. (مرقاة المفاتيح: (۶۲۸/۸) كتاب الأدب، آخر باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

فيض القدير للمناوي: (۸۹۱/۲) تحت رقم الحديث: ۸۹۳، مكتبة نزار مصطفى الباز مكة المكرمة۔

(۱) انظر الحاشية السابقة۔

البتہ منقولی چیزوں میں قبضہ کے بعد آگے بیچنا جائز ہوتا ہے قبضہ سے پہلے جائز نہیں ہوتا۔(۱)

(۱۶۳)

بیعانہ دے کر آگے فروخت کرنا

اگر غیر منقولی اشیاء مثلاً زمین، مکان، دکان، آفس، پلاٹ، فلیٹ وغیرہ کا سودا کرنے کے بعد بیعانہ دے دیا اور باقی رقم ابھی تک ادا نہیں کی، اس دوران اگر خریدار اس چیز کو زیادہ یا کم قیمت پر کسی اور آدمی کو فروخت کر دیتا ہے تو یہ فروخت کرنا جائز ہے اور منافع ہو تو وہ بھی حلال ہے۔

واضح رہے کہ غیر منقولی اشیاء کو خریدنے کے بعد قبضہ حاصل کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز ہے، البتہ منقولی اشیاء کو قبضہ سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔(۲)

بیعانہ ڈبل واپس کرنے کی شرط

''ادائیگی بروقت نہ ہو تو بیعانہ ضبط کرنے کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱)(ومن اشترى شيئاً مما ينقل ويحول لم يجز له بيعه حتى يقبضه ـــ ويجوز بيع العقار قبل القبض عند أبي حنيفة وأبي يوسف ـــ فإن هلاك العقار نادر) والنادر لا عبرة به، ولا يبنى الفقه باعتباره فلا يمنع الجواز۔ (فتح القدير: (۱۳۵/۶، ۱۳۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل ومن اشترى شيئا مما ينقل ويحول، ط: رشيديه)

البناية شرح الهداية: (۳۲۲/۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الفكر

البحر الرائق: (۱۱۶/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد

(۲) الحنفية قالوا: من البيع الفاسد بيع الأعيان المنقولة قبل قبضها... كبيع الأرض والضياع والنخيل والدور ونحو ذلك من الأشياء الثابتة التي لا يخشى هلاكها فإنه يصح۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة (۳۳۳/۲) كتاب البيع، مبحث التصرف في المبيع قبل قبضه، ط: دار احياء التراث العربي)

صح بيع العقار قبل قبضه لا المنقول۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱۸۳/۲) كتاب البيوع، فصل بيع العقار قبل قبضه، ط: دار احياء الكتب العربية)

الهدايه: (۷۸/۳، ۷۹) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رحمانيه)

تبيين الحقائق: (۷۹/۴) كتاب البيوع، باب التولية، فصل صح بيع العقار قبل قبضه، ط: امداديه۔

بیعانہ ضبط کرنے کا رواج

(۱۶۴) موجودہ دور میں بعض علاقوں میں بیع (خرید وفروخت) کرتے وقت یہ رواج بھی ہے کہ بیع کی بات پکی اور پختہ ہونے کے بعد بائع (بیچنے والا)، مشتری (خریدار) سے کچھ رقم بیعانہ کے طور پر لیتا ہے، اور اس بیع میں بائع اور مشتری کے درمیان یہ شرط طے پاتی ہے کہ ایک معین مدت تک اگر بائع بیع سے انکار کردے تو وہ مثلاً: مشتری کو پچاس ہزار روپے جُرمانے کے طور پر دے گا، اور اگر مُشتری مقررہ مدت میں باقی رقم ادا نہ کرے تو بیع ختم ہوجائے گی، اور بیعانہ کی رقم بھی ضبط کرلی جائے گی۔ اس قسم کی شرط لگا کر بیع کرنا ''بیع فاسد'' ہے۔ بائع اور مشتری میں سے کسی کو بھی بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور بائع کے لیے بیعانہ کی رقم ضبط کرنے کا شرعاً کوئی حق نہیں ہوگا۔ (۱)

بیعانہ ضبط کرنے کی شرط

''ادائیگی بروقت نہ ہوتو بیعانہ ضبط کرنے کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیعانہ ضبط کرنے کی شرط لگانا صحیح نہیں ہے

بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان سودا ہونے کے بعد مشتری

---

(۱) قوله علیه السلام: نهی عن بیع العربان۔ (اعلاء السنن: (۱۴/۱۷۳) کتاب البیوع، باب النهي عن بیع العربان، ط: إدارة القرآن)

کل شرط لایقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین أو للمعقود علیه وهو من أهل الاستحقاق یفسده۔ (الهدایة: (۳/۶۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه)

مزید تخریج ''بیعانہ'' عنوان کے تحت حاشیے میں دیکھیں۔

نهی عن العربان أن یقدم الیه شيء من الثمن فان اشتری حسب من الثمن، والا فهو له مجاناً۔ وفیه معنی المیسر۔ (حجة الله البالغة: (۲/۳۲۲) مبحث البیوع المنهي عنها، ط: نور محمد، (۲/۱۰۸) ط: میر محمد کتب خانه قدیم نسخه)

کے لیے بائع کو بیعانہ اور ایڈوانس رقم دینا جائز ہے۔[1]

لیکن یہ شرط لگانا کہ اگر مشتری نے چیز خریدنے سے انکار کر دیا تو بائع بیعانہ ضبط کر لے گا، اور اگر بائع نے انکار کیا تو وہ بیعانہ کی رقم ڈبل کر کے مشتری کو دے گا، ایسی شرط لگانا ناجائز ہے اور ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جائے گی۔[2] اور اس

---

(۱) البیع ینعقد بایجاب وقبول (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۱) المادة: ۱۶۷، الکتاب الأول البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: فاروقیه)

☐ البیع مبادلة المال بمال، وهو ینعقد بإیجاب وقبول (ملتقی الابحر مع المجمع: (۳/ ۴) کتاب البیوع، ط: غفاریه کوئٹه)

☐ شرح المجلة للأتاسی: (۲/ ۲۷) المادة: ۱۶۷، ط: رشیدیه

(۲) کل شرط یقتضیه العقد۔۔۔ لا یفسد العقد۔۔۔ وکل شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین أو للمعقود علیه وهو من اهل الاستحقاق یفسده، (الهدایة: (۳/ ۶۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه)

☐ الدر مع الرد: (۵/ ۸۴، ۸۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید،

☐ خلاصة الفتاوی: (۳/ ۵۰) کتاب البیوع، الفصل الخامس: فی البیع إذا کان فیه شرط، ط: رشیدیه۔

☐ بیع العربون: لایجوز عند الجمهور للنهی عنه فی السنة، ویعد فاسداً عند الحنفیة، باطلاً عند المالکیة والشافعیة إن کان علی ألا یرد البائع العربون إلی المشتری، (الفقه الإسلامی وادلته: ۵/ ۳۵۰۱) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول المبحث الرابع، المطلب الثانی: أنواع البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

☐ عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم: نهی عن بیع العربون، قال مالک: وذلک فی ماتری والله أعلم یشتری الرجل العبد أو الولیدة أو یتکاری الدابة، ثم یقول للذی اشتری منه أو تکاری منه: أعطیتک دیناراً أو درهماً أو أکثر من ذلک أو أقل علی أنی أخذت السلعة أو رکبت ماتکاریت منک فالذی أعطیتک من ثمن السلعة أو من کراء الدابة إن ترکت ابتیاع السلعة أو کراء الدابة فما أعطیتک لک، باطل بغیر شیء (إعلاء السنن: (۱۴/ ۱۷۳، ۱۷۵) کتاب البیوع باب النهی عن بیع العربون، ط: إدارة القرآن)

☐ موطا الإمام مالک: (ص: ۵۷۸) کتاب البیوع، باب ماجاء فی بیع العربون، ط: قدیمی۔

☐ ونهی عن بیع العربون أن یقدم إلیه شیء من الثمن فإن اشتری حسب من الثمن، وإلا فهو له مجاناً، وفیه معنی المیسر، (حجة الله البالغة (۲/ ۲۸۸) بیوع فیها معنی المیسر، ط: قدیمی)

☐ فیض القدیر للمناوی: (۶/ ۴۲۰) رقم الحدیث: ۹۴۷۹، باب النون، ط: دار الکتب العلمیة۔=

بیع کو ختم کرنا دونوں پر لازم ہوگا۔ (۱)

اگر مشتری بیع سے انکار کردے اور بائع بھی اس کو تسلیم کرے تو بائع پر بیعانہ واپس کردینا لازم ہے، بیعانہ کی رقم بائع کے لئے رکھنا حرام ہے اور اگر بائع سودا دینے سے انکار کرتا ہے اور مشتری بھی اس کو تسلیم کرتا ہے تو مشتری صرف بیعانہ کی رقم واپس لے سکتا ہے، اس سے زیادہ ایک پیسہ لینا بھی حرام ہے۔ (۲)

بیعانہ ضبط کرنے کی شرط لگانا صحیح نہ ہونے کی وجوہات

بیعانہ ضبط کرنے کی شرط لگانا صحیح نہ ہونے کی وجوہات یہ ہیں:

❶ بیعانہ ضبط کرنے کی صورت میں دوسرے کا مال بلاعوض حاصل کیا جاتا

= قوله: نهي عن بيع العربون ــــ أى عن بيع الذى فيه العربان، فى النهاية: هو أن يشترى السلعة ويرفع إلى صاحبها شيئا على أنه إن أمضى البيع حسب من الثمن والإكان لصاحب السلعة، ولم يرجع المشترى وهو بيع باطل عند الفقهاء لما فيه من الغرر، وشرط عدم الرد، والهبة إن لم يرض السلعة۔

(كشف المغطاعن وجه الموطأ على موطأ مالک: (ص:٥٦٨) كتاب البيوع، ماجاء فى بيع العربون، ط: قديمى)

(١) ويجب على كل واحد منهما فسخه ــــ إعداما للفساد، لأنه معصية فيجب رفعها، بحر (الدر المختار مع رد المحتار (٩١/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد: مطلب رد المشترى فاسدا إلى بائعه فلم يقبله، ط: سعيد۔

البحر الرائق (٩٣/٦) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل فى بيان احكام البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الهدايه (٦٧/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فى احكامه، ط: رحمانيه

(٢) وأفاد فى البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شئ من ماله عنه مدة ينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي ــــ والحاصل أن المذهب، عدم التعزير بأخذ المال، (الدر المختار مع الرد: (٦١/٣، ٦٢) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب فى التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٤١/٥) كتاب الحدود، فصل فى التعزير، ط: سعيد،

الفتاوى الهندية: (١٦٧/٢) كتاب الحدود، الباب السابع فى حد القذف والتعزير، فصل فى التعزير، ط: رشيديه)

امداد المفتين: (ص: ٦٩٩، ٧٠٠) كتاب البيوع، متفرقات البيوع، ط: دار الإشاعت كراچی۔

ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

❷ اس میں دھوکہ اور جوا ہے، کیونکہ یہ معلوم نہیں کہ آئندہ کیا ہوگا، یہ بھی ممکن ہے کہ بیعانہ کی رقم بائع لے لے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ مشتری اس سے ڈبل پیسے لے لے، یہ جوا اور دھوکہ ہے۔ (۲)

❸ اس میں ایک عقد میں دو عقد ہیں، یعنی بیع کے ساتھ ہبہ کرنے کی شرط ہے اگر مشتری نے بیع نہ کی تو بیعانہ کی رقم بائع کے لئے ہبہ ہوگی، اور اگر بائع نے انکار کر دیا تو بائع بیعانہ کی رقم کے برابر رقم مشتری کو ہبہ کرے گا اور بیع میں ہبہ کی شرط لگانا شرط فاسد ہے اور شرط فاسد سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ (۳)

---

(۱) وقال ابن رشد: جمهور علماء الأمصار علي أن بيع العربان غير جائز... وإنما صار الجمهور إلي منعه لأنه من باب الغرر و المخاطرة، وأكل المال بغير عوض (أوجز المسالك: (۱۲/۲۸۵) كتاب البيوع، باب ما جاء في بيع العربان، ط: دار القلم، دمشق)

🗀 بداية المجتهد: (۵/۸) كتاب البيوع، الباب الرابع في بيوع الشروط والثنيا، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) قال الله تعالى: يا أيها الذين امنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان، فاجتنبوه لعلكم تفلحون (المائدة: ۹۰)

🗀 وسمي القمار قمارا: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (شامی: (۶/۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

🗀 ونهى عن بيع العربان أن يقدم إليه شيء من الثمن، فإن اشترى حسب من الثمن، وإلا فهو له مجانا وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة: (۲/۱۶۷) البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

🗀 انظر الحاشية السابقة ايضا۔

(۳) لايجوز بيع أمة إلا حملها ـــ أو يستخدم البائع شهرا أو دارا على أن يسكن أو يقرض المشترى درهما أو يهدى له ـــ لأن هذه الشروط لايقتضيها العقد وفيه منفعة لأحدهما فيفسد ولأنه إن كان بعض الثمن بمقابلة العمل المشروط فهو إجارة مشروطة في البيع وإن لم يكن بمقابلته شي فهو إعارة مشروطة فيه ونهى النبي صلى الله عليه وسلم عن صفقة في صفقة- (تبيين الحقائق: (۴/ ۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه)

🗀 مجمع الأنهر: (۳/۹۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀 فتح القدير: (۶/۴۰۹، ۴۱۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه جديد۔

بیعانہ کا حکم

بعض علاقوں میں دستور ہے کہ جب کسی چیز کی خرید وفروخت کی بات چیت ہوتی ہے تو بات کو پختہ اور مستحکم بنانے کے لیے چیز کا مالک، خریدار سے کچھ رقم یا نقد روپیہ لیتا ہے، اس کو "بیعانہ" کہتے ہیں۔ اگر خریدار نے بات چیت کے مطابق وہ چیز لے لی تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں لی تو وہ بیعانہ ضبط ہو جاتا ہے، خریدار کو واپس نہیں ملتا ہے، ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ بیعانہ کی رقم خریدار کو واپس کر دینا ضروری ہے، اس کو روکنا اور ضبط کرنا درست نہیں ہے۔ (١)

بیعانہ کو وقتی طور پر ضبط کرنا

خریدار پر دباؤ ڈالنے اور بیچنے والے کو نقصان سے بچانے کے لئے بیعانہ کو

---

(١) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم "نهى عن بيع العربان"۔ قال مالک: وذلک في مانری -والله اعلم-: يشتري الرجل العبد أو الوليدة أو يتكارى الدابة، ثم يقول للذي اشترى منه أو تكارى منه: "أعطيک دينارا أو درهما أو أكثر من ذلک أو أقل على أني أخذت السلعة أو ركبت ما تكاريت منک، فالذي أعطيک من ثمن السلعة أو من كراء الدابة، ان تركت ابتياع السلعة أو كراء الدابة فما أعطيک لک"، باطل بغير شيء۔ (اعلاء السنن: (١٤٣/١٤-١٤٦) كتاب البيوع، باب النهى عن بيع العربان، ط: ادارة القرآن كراچی)

ونهى عن بيع العربان أن يقدم اليه شيء من الثمن فان اشترى حسب من الثمن، والا فهو له مجانا، وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة: (٢٨٨/٢) بيوع فيها معنى الميسر، ط: قديمی)

ومن هذا الباب، بيع العربان... وصورته: أن يشتري الرجل شيئا فيدفع الى المبتاع من ثمن ذلک المبيع شيئا على أنه ان نفذ البيع بينهما، كان ذلک المدفوع من ثمن السلعة، وان لم ينفذ ترک المشتري بذلک الجزء من الثمن عند البائع ولم يطالبه به، وانما صار الجمهور الى منعه؛ لأنه من باب الغرر والمخاطرة وأكل مال بغير عوض۔ (بداية المجتهد ونهاية المقتصد: (٨/٥) كتاب البيوع، الباب الرابع في بيوع الشروط والثنيا، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، (١٦٢/٢، ١٦٣) ط: مطبعة مصطفى البابي الحلبي)

ابن ماجه: (ص: ١٥٨) ابواب التجارات، باب بيع العربان، ط: قديمی۔

ایک محدود مدت تک ضبط کرنے کی گنجائش ہوگی تاکہ مشتری (خریدار) یہ سمجھے کہ اس کی رقم ضبط ہو چکی ہے تاکہ وہ مکمل کرنے پر آمادہ ہو جائے لیکن پھر بھی وہ آمادہ نہ ہو تو کسی بھی طریقہ سے اس کی رقم اس کو واپس کر دی جائے۔ (۱)

بیعانہ کی رقم امانت ہے یا نہیں؟

"بیعانہ کی رقم کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۲)

بیعانہ کی رقم کا حکم

☆...... اگر سودا مکمل ہونے کے بعد بائع (بیچنے والے) نے بیعانہ کی رقم لی ہے تو بیعانہ کی رقم قیمت کا ایک حصہ شمار ہوگی، اگر یہ رقم بائع کے پاس ضائع ہوگئی تو بائع ہی کی رقم ضائع ہوگی خریدار کی نہیں؛ اس لیے بائع خریدار سے دوبارہ اس رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

☆...... اگر بیعانہ لیتے وقت سودا مکمل نہیں ہوا تھا تو بیعانہ کی رقم بائع کے پاس امانت ہوگی اور اس پر امانت کے احکام جاری ہوں گے۔ البتہ اگر عرف ورواج میں اس کی حیثیت قرض کی ہو جائے یا بائع اس رقم کو استعمال کرنے کی اجازت لے

---

(۱) وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي ـــ والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۶۱، ۶۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/ ۴۱) كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد،

الفتاوى الهندية: (۲/ ۱۶۷) كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه)

امداد المفتين: (ص: ۶۹۹، ۷۰۰) کتاب البیوع، متفرقات البیوع، ط: دار الإشاعت کراچی۔

لے یا مشتری خود اجازت دے دے یا بائع خود اس رقم کو استعمال کرلے تو ان تمام صورتوں میں اس رقم پر قرض کے احکام جاری ہوں گے۔ اور ضائع ہونے کی صورت میں بائع پر ضمان ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

بیعانہ کی رقم کا مالک کون ہے؟

"بیعانہ کی رقم کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۲)

بیعانہ کی رقم واپس نہ کرنا سودا نہ ہونے پر

"سودا نہ ہونے پر بیعانہ کی رقم لے لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۱/۴)

بیعانہ لیتے وقت کسی اور کو بیچنے کی شرط رکھنا

"بیعانہ لینے کی ایک خاص صورت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۲/۲)

---

(۱) قلت: وبین ذلک أن المساوم إنما يلزمه الضمان إذا رضي بأخذه بالثمن المسمى على وجه الشراء، فإذا سمى الثمن البائع وتسلم المساوم الثوب على وجه الشراء يكون راضيا بذلك، كما أنه إذا سمى هو الثمن وسلم البائع يكون راضيا بذلك، فكأن التسمية صدرت منهما معا، بخلاف ما إذا أخذه على وجه النظر؛ لأنه لا يكون ذلک رضا بالشراء بالثمن المسمى... فلم يوجد القبض على وجه الشراء بل على وجه النظر منه أو من غيره فكأنه أمانة عنده فلم يضمنه۔ (الدر مع الرد: (۵۷۳/۴) كتاب البيوع، مطلب في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد)

الأمانة غير مضمونة فإذا هلكت أو ضاعت بلا صنع الأمين ولا تقصيره فلا يلزمه الضمان... أما إذا هلكت بتعدي الأمين أو تقصيره فإنه يضمن، فلو لبس ثوبا بمرأى البائع قطن البائع أنه شراه فإذا هو ثوب غيره ضمن هو الأصح... إذا هلك مال شخص عند آخر، فإن كان أخذه بدون إذن المالک يضمنه على كل حال وإن كان أخذه بإذن صاحبه لا يضمن؛ لأنه أمانة في يده ما لم يكن أخذه بصورة سوم الشراء وسمى الثمن فهلک المال؛ لأنه حينئذ يلزمه الضمان۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۳۳۸/۱، ۳۳۹)، المادة: ۷۶۸، ۷۷۱، الكتاب السادس: في الأمانات، الباب الأول: في أحكام عمومية تتعلق بالأمانات، ط: فاروقيه كوئته)

الفتاوی تنقیح الحامدية: (۲۵۷/۱) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

بیعانہ لینے سے بیع کا حکم

بیعانہ لینے سے بیع صحیح ہوجاتی ہے۔[1] اس کے بعد بائع کے لیے یک طرفہ بیع کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔[2] اور بائع پر وہ چیز خریدار کو حوالہ کرنا لازم ہے۔[3] اور اگر دونوں نے رضامندی سے بیع فسخ کی ہے تو بیعانہ کی رقم واپس کر دینا ضروری ہے۔[4]

---

(۱) البيع ينعقد بايجاب وقبول۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص:٧٥) [رقم المادة:١٦٧] البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلّق بركن البيع، ط:مكتبه حنفية كوئٹه، و: (٦١/١) ط: فاروقيه كوئٹه)

☐ البيع مبادلة مال بمال، وهو ينعقد بايجاب وقبول۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (٣/٣) كتاب البيوع، ط:غفاريه كوئٹه)

☐ شرح المجلّة للأتاسي: (٤٧/٢) المادة:١٦٧، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلّق بركن البيع، ط:رشيديه۔

(۲) من شرائطها (أي الاقالة) اتحاد المجلس ورضا المتعاقدين؛ لأن الكلام في رفع عقد لازم۔ (شامي: (١٢١/٥) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط:سعيد)

☐ الفتاوى الهندية: (١٥٧/٣)، كتاب البيوع، الباب الثالث عشر في الاقالة، ط:رشيديه كوئٹه۔

☐ للعاقدين أن يتقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده، فالرضاء شرط في الاقالة، كما في سائر العقود۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص:٩٢) [رقم المادة:١٩٠] البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط:مكتبه حنفيه كوئٹه)

(۳) وفي بيع سلعة بثمن سلم هو أولاً ان لم يكن مؤجلاً۔ (ملتقى الأبحر) قال الفقيه عبدالرحمن بن محمد رحمه الله تعالى: فانه لو كان مؤجلاً لايمكن التسليم أولاً، بل يجب تسليم المبيع۔ (مجمع الأنهر: (٣١/٣، ٣٢) كتاب البيوع، ط:غفارية كوئٹه)

☐ القبض ليس بشرط في البيع الا أن العقد اذا تمّ كان على المشترى أن يسلم الثمن أولاً ثم يسلم المبيع اليه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص:١٣٦) [رقم المادة:٢٦٢] البيوع الباب الخامس، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلّم وكيفيتهما، ط:مكتبه حنفية كوئٹه، و: (١٠٩/١) ط: فاروقيه كوئٹه)

☐ شرح المجلّة للأتاسي: (١٩١/٢) المادة:٢٦٢، أيضا، ط:رشيديه۔

(۴) تخریج کے لیے "بیعانہ کا حکم" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

بیعانہ لینے کی ایک خاص صورت

بائع (بیچنے والے) نے بیعانہ کی رقم لیتے وقت مشتری سے یہ کہا کہ: ''اگر فلاں تاریخ تک آپ سے زیادہ قیمت دینے والا شخص نہیں ملا تو یہ چیز آپ کی ہوگی ورنہ میں یہ چیز دوسرے کو فروخت کردوں گا''۔ اس کی تین صورتیں ہیں:

❶ پہلی صورت یہ ہے کہ: مشتری (خریدار) سے بیعانہ لیتے وقت سودا مکمل نہیں ہوا تھا، بلکہ بعد میں فلاں تاریخ کو یہ سودا مکمل کرنا تھا، تو اس صورت میں بائع کی طرف سے اس قسم کی شرط لگانا جائز ہے۔

❷ دوسری صورت یہ ہے کہ: مشتری (خریدار) سے بیعانہ لیتے وقت سودا مکمل ہوگیا تھا، لیکن بائع نے اپنے لیے یہ اختیار حاصل کرلیا تھا کہ: میں اگر چاہوں تو اس سودے کو ختم کردوں گا، جسے خیار شرط کہتے ہیں، اس صورت کا حکم یہ ہے کہ: متعین دِنوں کے لیے یہ شرط لگانا جائز ہے، اور دنوں کی تعیین کے بغیر اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

❸ تیسری صورت یہ ہے کہ: مشتری (خریدار) سے بیعانہ لیتے وقت سودا مکمل ہوگیا تھا، اور بائع (بیچنے والے) نے اپنے لیے خیار شرط بھی نہیں لیا تھا، تو اس صورت میں اس قسم کی شرط کی وجہ سے یہ سودا ناجائز ہوجائے گا۔ (۲)

---

(۱) (صح شرطه للمتبايعين) معا (ولأحدهما) ولو وصيا، (ولغيرهما) ولو بعد العقد لا قبله تاتارخانية (في مبيع) كله (أو بعضه) ... (ثلاثة أيام أو أقل) وفسد عند إطلاق أو تأبيد (لا أكثر) فيفسد، فللكل فسخه خلافا لهما۔ (الدر مع الرد: (۵۶۷/۴، ۵۶۸) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۲۳۳/۲، ۲۳۵) المادة: ۳۰۰، البيوع، الباب السادس: في بيانات الخيارات، الفصل الأول: في بيان خيار الشرط، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۴/۱، ۱۲۵) المادة: ۳۰۰، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

(۲) ولا (بيع بشرط) ... (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن يكون آدميا ... ۔ (الدر مع الرد: (۸۴/۵ ۔ ۸۶) كتاب البيوع،

بیع باطل

☆...."بیع باطل" وہ بیع ہے جو اپنی اصل اور ذات کے اعتبار سے صحیح نہ ہو، اور شریعت میں بالکل لغو اور غیر معتبر ہو، یعنی اس کے رکن یا محل (مبیع) میں خلل ہو، رکن میں خلل یہ ہے کہ مثلاً بائع اور مشتری میں سے کوئی ایک عقد کرنے کا اہل نہ ہو جیسے مجنون اور ناسمجھ بچے کی بیع، اور محل میں خلل یہ ہے کہ مثلاً مبیع میں ہی عقد کا محل بننے کی صلاحیت نہ ہو، جیسے مردار یا شراب یا خون وغیرہ کی بیع، بیع باطل ہے۔ (۱)

☆......اس کا حکم یہ ہے کہ خریدنے والا چیز کا مالک نہیں ہوتا، وہ چیز بدستور بیچنے والے کی ملک میں رہتی ہے؛ اس لیے خریدنے والے کو نہ تو اس کا کھانا یا استعمال کرنا جائز ہے نہ کسی کو دینا جائز ہے۔ غرض کہ کسی طرح بھی اپنے کام میں لانا درست نہیں۔ (۲)

=باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

(وأما) بيان صفة الحكم فله صفتان: إحداهما اللزوم حتى لا ينفرد أحد العاقدين بالفسخ. (بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

خلاصة الفتاوى: (۵۰/۳) كتاب البيوع، الفصل الخامس: في البيع إذا كان فيه شرط، ط: رشيديه.

البحر الرائق: (۱۳۹/۶، ۱۳۰) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه.

(۱) البيع الباطل ماليس مشروعا لابأصله ولا بوصفه بسبب وقوع الخلل في ركنه ومحله كبيع المجنون والصبي وبيع الحر والميتة، وهو لا يفيد الملك أصلاً لأنه لا يترتب عليه حكم البيع. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۵) تحت رقم المادة: ۱۱۰، الكتاب الأول في البيوع، المقدمة في الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: فاروقيه)

وكل ما أورث خللا في ركن البيع فهو مبطل - قال ابن عابدين: قوله: في ركن البيع) هو الإيجاب والقبول بأن كان من مجنون أو صبي لا يعقل وكان عليه أن يزيد أو في محله أعني المبيع فإن الخلل فيه مبطل بأن كان المبيع ميتة أو دما أو حرا أو خمرا كما في ط عن البدائع: (الدر المختار مع الرد: (۵۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۶۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة.

(۲) وأما الباطل فله معنيان لغوي واصطلاحي ... وأما الثاني فهو ما لا يكون مشروعا لا بأصله ولا بوصفه، وحكمه عدم إفادة الحكم، وهو الملك قبضه أو لا. (البحر الرائق: (۶۹/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۳۴۳/۲) الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الأول:=

بیع باطل کا حکم

۱۷۴ بیع باطل کا حکم یہ ہے کہ: خریدار چیز کا اور بائع قیمت کا مالک نہیں بنتا، اور دونوں کے لیے اپنی چیز اور قیمت کا استعمال کرنا جائز ہے۔ اگر خریدار نے چیز پر قبضہ کرلیا تو اس پر وہ چیز واپس کردینا لازم ہے، اگر وہ چیز خریدار کے پاس ضائع ہوگئی تو اس کا ضمان اس پر لازم ہوگا۔ اسی طرح بائع پر لی ہوئی قیمت کی رقم خریدار کو واپس کردینا لازم ہے، ناجائز چیز فروخت کرکے آدمی اس کی قیمت کا مالک نہیں بنتا۔ (1)

بیع باطل کی شکلیں

بیع باطل ہونے کی صورتیں یہ ہیں:

❶ راضی نہ ہونا۔

مثلاً: فریقین خرید وفروخت تو کریں، لیکن ساتھ میں یہ کہہ دیں کہ: ہم ویسے ہی جھوٹ موٹ بیع (خرید وفروخت) کررہے ہیں، اسی طرح اگر پہلے سے جھوٹ موٹ بیع کرنے کا طے کرلیا ہے، پھر لوگوں کے سامنے بیع کرلی تو حکم کے اعتبار سے یہ بیع باطل ہے؛ کیوں کہ اس میں خریدار کو ملکیت حاصل نہیں ہوتی۔

❷ مالیت کا نہ ہونا۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں:

① ملکیت کی صلاحیت نہ ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوگی، جیسے: آزاد آدمی

=فی بیان أنواع البیع، ط: رشیدیه۔

البنایة شرح الهدایة: (۱۸۸/۷) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

(۱) (و) البیع الباطل (حکمه عدم ملك المشتري إیاه) إذا قبضه (فلا ضمان لو هلك) المبیع (عنده)؛ لأنه أمانة وصحح في القنیة ضمانه، قیل وعلیه الفتوی۔ (الدر المختار مع الرد: (۹۵/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب بیع المضطر وشراؤه فاسد، ط: سعید)

درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱۶۹/۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: میر محمد کتب خانه۔

النهر الفائق: (۳/ ۲۱۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔

کی بیع (خریدوفروخت) ''بیع باطل'' ہے۔

۲ معدوم کی بیع، بیع باطل ہے جیسے بکری کے موجودہ حمل سے جو آئندہ بچہ پیدا ہوگا اس کی بیع، بیع باطل ہے۔

۳ مبیع کا وجود غیر یقینی ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہے، جیسے: انڈے میں موجود چوزے کی بیع ''بیع باطل'' ہے، اگرچہ بعض ذرائع سے حمل کے وجود کا یقین ہوجائے تب بھی اس کے زندہ پیدا ہونے کا یقین نہیں ہے۔

۴ مال غیر متقوم (قیمت والے نہ) ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہے، جیسے: شراب اور سور کی بیع ''بیع باطل'' ہے۔

۵ عدمِ منفعت (فائدہ مند نہ ہونے) کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہے، جیسے: مردار کی بیع ''بیع باطل'' ہے۔

۶ بائع (سیلر) کی ملک نہ ہونے کی وجہ سے بیع باطل ہوتی ہے، جیسے: غاصب یا فضولی جب خود اپنے لیے بیع کریں تو ان کے حق میں بیع باطل ہوگی، البتہ اگر کسی دوسرے پر فروخت کریں گے تو اس صورت میں بیع موقوف ہوگی۔

۲ عقد کرنے والا نہ ہو۔

یعنی سودا کرنے والا ایک ہو، یا دو ہوں لیکن عقد کرنے کے اہل نہ ہوں، مثلاً: ایک ہی شخص دونوں کی نمائندگی کرے اور یوں کہے کہ: ''فلاں کی یہ چیز میں نے فلاں کے ہاتھ اتنے میں فروخت کی''۔

یا اگر خود فروخت کرنے والا ہے اور خریدار کا نمائندہ ہے تو یوں کہے کہ: ''میں نے اپنی یہ چیز فلاں کے ہاتھ اتنے میں فروخت کی'' یا خود اپنی طرف نسبت کرتے ہوئے یوں کہے کہ: ''میں نے یہ چیز بیچی اور میں نے یہ چیز اتنے میں خریدی'' وغیرہ۔

یا سودا کرنے والا دیوانہ اور مجنون ہو، یا نا سمجھ بچہ ہو جس کو خرید و فروخت کی کچھ سمجھ نہ ہو۔

❹ بیع حقیقۃً نفع سے خالی ہو۔

جیسے: چاندی کی ایک ڈلی کو ہم وزن اور وصف میں یکساں ایک ڈلی کے بدلے میں فروخت کریں تو یہ بیع باطل ہے۔ البتہ اگر وصف جدا ہوں تو بیع جائز ہے۔[1]

❺ مبیع (بیچی گئی چیز) کا ذکر نہ ہونا۔

جیسے: مبیع (بیچی گئی چیز) کا ذکر کیے بغیر یوں کہے کہ: "میں نے ہزار روپے میں سودا خریدا" تو یہ بیع باطل ہے۔[2]

(۱، ۲) (قوله: وإن اختلفا جودة وصياغة) ... وفي الذخيرة من البيوع من الفصل السادس: وإذا باع درهمًا كبيرًا بدرهم صغير أو درهمًا جيدًا بدرهم رديء يجوز؛ لأن لهما فيه غرضًا صحيحًا، فأما إذا كان مستويين في القدر، والصفة فبيع أحدهما بالآخر هل يجوز، وهل يصير مثله دينًا في الذمة، اختلفوا بعضهم قالوا لايجوز، وأشار إليه محمد في الكتاب، وبه كان يفتي أبو حاتم الإمام أبو أحمد۔ (البحر الرائق: (۱۹۳/۶) كتاب الصرف، ط: سعيد)

المحيط البرهاني: (۳۱۱/۶) كتاب البيع، الفصل السادس: فيما يجوز بيعه وما لايجوز، ط: دار إحياء التراث العربي)

وخرج بمفيد، فلايصح بيع درهم بدرهم استويا وزنًا وصفة۔ (قوله: استويا وزنًا... وقوله: صفة خرج ما اختلفا فيها مع اتحاد الوزن أحدهما كبيرًا والآخر صغيرًا أو أحدهما أسود والآخر أبيض، قلت والمسئلة مذكورة في الفصل السادس من الذخيرة ....۔ (الدر مع الرد: (۵۰۳/۴، ۵۰۴) كتاب البيع، قبيل مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

فوجوه الإبطال خمسة: الأول: عدم الرضاء كالهزل والإنكار وسكوت المنكر۔ والثاني: عدم المالية: لعدم صلاحية الملك كالحر والوحش، أو لعدم الإنتقال كالمدبر والمكاتب أو لعدم الوجود كالنتاج، أو لعدم التيقن كمتردد الوجود مثل الحمل والفرخ في البيض أو لعدم المنفعة كالميتة والدم، أو لعدم التقوم كالخمر والخنزير، أو لعدم الملك للبائع كبيع الغاصب أو الفضولي لنفسه۔ والثالث: عدم العاقد، كما يكون هو مجنونًا أو واحدًا يتولي الطرفين۔ والرابع: خلو البيع عن تصور النفع حقيقة كبيع الدرهم بدرهم۔ والخامس: عدم المبيع كمن قال: اشتريت بألف درهم، وسكت عن المبيع، فالبيع باطل (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۵۵/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبة البشرى)

وذكر في الإقرار من الاصل أن بيع الهازل باطل۔ (فتاوى قاضي خان على هامش الهندية: (۹۳/۳) كتاب الاكراه، فصل في التلجئة، ط: رشديه)

بیع باطل کے احکام

177 جن صورتوں میں بیع باطل ہوتی ہے ان صورتوں میں فروخت کرنے والا (بائع/سیلر) جس رقم کو مال کے بدلے اپنے قبضے میں لیتا ہے وہ اس کا مالک نہیں بنتا، اسی طرح خریدار جس چیز کو اپنے قبضے میں لیتا ہے وہ بھی اس کا مالک نہیں بنتا؛ اس لیے ان دونوں کو مقبوضہ چیزوں میں شرعاً تصرف کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، بلکہ دونوں کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ دونوں مقبوضہ رقم اور مقبوضہ چیز ان کے اصل مالک کو واپس کریں اور معاملہ ختم کریں۔

= وأما شرائطه فأنواع أربعة: شرط انعقاد، وشرط صحة، وشرط نفاذ، وشرط لزوم، فالأول: أربعة أنواع في العاقد، وفي نفس العقد، وفي مكان العقد، وفي المعقود عليه، فشرائط العاقد العقل، فلاينعقد بيع المجنون والصبي لايعقل، والعدد في العاقد، فلاينعقد بالوكيل من الجانبين... وأما شرائط مكانه فواحد، وهو اتحاد المجلس، بأن كان الإيجاب والقبول في مجلس واحد، فإن اختلف لم ينعقد، وأما شرائط المعقود عليه فأن يكون موجودًا، مالاً، متقوّمًا، مملوكًا في نفسه، وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم، وماله خطر العدم، كنتاج النتاج والحمل، واللبن في الضرع... ولم ينعقد بيع ما ليس بمال متقوّم كبيع الحرّ والمدبّر المطلق... والميتة والدم... ولم ينعقد بيع الخمر والخنزير في حق المسلم... وخرج بالمملوك بيع ما لا يملكه فلم ينعقد بيع الكلأ ولو في أرض مملوكة له... وخرج بقولنا: وأن يكون ملكًا للبائع ما ليس كذلك فلم ينعقد بيع ما ليس بمملوك له وإن ملكه بعده إلا السلم والمغصوب لو باعه الغاصب ثم ضمن الغاصب قيمته نفذ بيعه لاستناد الملك إلى وقت البيع فتبين أنه باع ملك نفسه، وقلنا: فيما يبيعه لنفسه ليخرج النائب والفضولي فالأول نافذ، والثاني منعقد موقوفًا، وقلنا وأن يكون مقدور التسليم فلم ينعقد بيع معجوز التسليم عند البائع كبيع الآبق... وكذا بيع الطير في الهواء بعد أن كان في يده... ومنها أن يكون المبيع معلومًا والثمن معلومًا علمًا يمنع من المنازعة....(البحر الرائق:(٢٥٨/٥، ٢٦٠) كتاب البيع، ط:سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (٨٧/٢، ٨٨) المادة: ١٩٧ – ٢٠٠، البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول: في حق شروط المبيع وأوصافه، ط:رشيديه۔

شامي: (٥٠٣/٤، ٥٠٥) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع وأنواع أربعة، ط:سعيد۔

هو... مبادلة شيئ مرغوب فيه بمثله... على وجه مفيد مخصوص... وخرج بمفيد ما لا يفيد فلايصح بيع درهم بدرهم استويا وزنًا وصفة۔

(قوله: فلايصح بيع درهم بدرهم) والظاهر أن كل مثلي بمثله كذلك لعدم الفارق و حرره۔ (قوله: استويا وزنًا) أما إذا لم يستويا فيه فالبيع فاسد لربا الفضل، لا لعدم الفائدة. (قوله: وصفة) خرج ما اختلفا فيهما =

اگر انہوں نے معاملہ ختم نہیں کیا اور چیز اور رقم ایک دوسرے کو واپس نہیں کی بلکہ کسی دوسرے کو بیچ دی یا ہبہ (گفٹ) کے ذریعے دے دی تو انہوں نے اپنا مال نہیں بیچا اور اپنا مال ہبہ نہیں کیا، بلکہ دوسرے کا مال فروخت کیا اور دوسرے کا مال ہبہ کیا؛ لہٰذا دوسرے شخص کو اگر یہ معلوم ہو کہ فلاں کے پاس سے جو مال میرے پاس بیع (خریداری) یا ہبہ کے ذریعے آیا ہے وہ فلاں کا اپنا مال نہیں ہے، بلکہ کسی اور کا ہے، تو اس دوسرے شخص کے لیے وہ مال لینا جائز نہیں ہوگا، خواہ یہ دوسرا شخص اپنا جائز مال دے کر دوسرے کا وہ مال حاصل کرے، یا اپنی جائز خدمت کا عوض اس مال غیر کی صورت میں وصول کرے، جیسا کہ چوری اور غصب کے مال میں ہوتا ہے کہ اگر وہ مال اصل حالت میں موجود ہو اور متعدد مرتبہ فروخت کے ذریعے ایک سے زائد لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائے، تب بھی آخری قابض (مشتری/خریدار) سے لے کر اصل مالک کو واپس کر دیا جائے گا اور درمیان میں جتنی بار خرید و فروخت ہوئی ہے وہ سب فسخ کر دی جائیں گی، یہی حال بیع باطل کے ثمن اور مبیع (بیچی گئی چیز) کا ہے۔

البتہ اگر خریدار کو اس کی حقیقت کا علم نہ ہو کہ جو چیز فلاں شخص سے خرید رہا ہوں یا اپنی چیز کا بدل اس سے وصول کر رہا ہوں یہ چیز یا بدل اس فلاں شخص کے پاس بیع باطل کی وجہ سے ہے تو پھر خریدار یا بائع کو اس فلاں شخص سے معاملہ کرنے میں گناہ نہیں ہوگا، اور جائز عقد کے ذریعے جو چیز یا رقم اس کے پاس پہنچے گی اس کے لیے اسے استعمال کرنا جائز ہوگا، لیکن اگر بعد میں اسے حقیقت کا علم ہو گیا یا عدالت نے فیصلہ کر دیا کہ یہ چیز یا رقم حقیقت میں دوسرے کی تھی تو پھر وہ چیز یا رقم اصل مالک کو واپس کرنا ضروری ہوگا۔ (١)

= مع اتحاد الوزن كدرهم اسود بدرهم أبيض و الظاهر فيه الجواز لو جودة القائدة (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٣/٣) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

(١) البيع الباطل (حكمه عدم ملك المشتري إياه) إذا قبضه (فلا ضمان لو هلك) المبيع (عنده) =

بیع بالشرط

179 ''بیع بالشرط'' یعنی شرط کے ساتھ بیع کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر اس شرط کی وجہ سے جھگڑا فساد کا اندیشہ نہ ہو تو عقد فاسد نہیں ہوگا، اور اگر شرط کی وجہ سے جھگڑے کا احتمال ہو تو عقد فاسد ہوجائے گا۔ (1)

بیع بالوفاء

☆...... ''بیع بالوفاء'' ناجائز ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً: مکان کا مالک.

=لأنه أمانة، وصحح في القنية ضمانه، قيل وعليه الفتوى۔ (الدر مع الرد: (٥٩/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٦٩/٦) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

البناية شرح الهداية: (١٨٨/٧) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(ولا غرم على السارق بعد ما قطعت يمينه)... وترد العين لو قائمة) وإن باعها أو وهبها لبقائها على ملك مالكها۔ (الدر مع الرد: (١١٠/٣) كتاب السرقة، باب كيفية القطع وإثباته، ط: سعيد)

البحر الرائق: (١١٠/٥، ١٠٩) كتاب السرقة، فصل: في كيفية القطع وإثباته، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (٨٥/٧) كتاب السرقة، فصل: وأما حكم السرقة، ط: سعيد۔

(قوله: الحرمة تتعدد الخ)... وما نقله عن بعض الحنفية من الحرام لا يتعدى ذمتين، سألت عنه الشهاب بن الشلبي فقال: هو محمول على ما إذا لم يعلم بذلك، أما لو رأى المكاس مثلاً يأخذ من أحد شيئا من المكس ثم يعطيه آخر ثم يأخذ من ذلك الآخر آخر فهو حرام....۔ (الدر مع الرد: (٩٨/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الحرمة تتعدد، ط: سعيد)

(١) فإن قلت: نهى صلى الله عليه وسلم عن بيع وشرط، فيلزم أن يكون العرف قاضياً على الحديث؟ قلت: ليس بقاض عليه بل على القياس؛ لأن الحديث معلول بوقوع النزاع المخرج للعقد عن المقصود به وهو قطع المنازعة، والعرف ينفي النزاع فكان موافقا لمعنى الحديث، فلم يبق من الموانع إلا القياس والعرف قاض عليه... قلت: وتدل عبارة البزازية والخانية وكذا مسألة القبقاب على اعتبار العرف الحادث، ومقتضى هذا أنه لو حدث عرف في شرط غير الشرط في النعل والثوب والقبقاب أن يكون معتبراً إذا لم يؤد إلى المنازعة۔ (الدر مع الرد: (٨٨/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

عمدة القاري: (٣٢٥/٣، ٣٢٧) كتاب الصلاة، باب ذكر البيع والشراء على المنبر في المسجد، (٥٠٠/٣) ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (٨٥/٦) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

مکان فروخت کرتے وقت یہ کہتا ہے کہ: ''میں مکان فروخت کررہا ہوں اس شرط پر کہ جب کبھی میں اس قیمت کے برابر رقم لاکر آپ کو دوں تو آپ مجھے یہ مکان واپس
(۱۸۰) فروخت کردیں گے''۔ اس کو ''بیع بالوفاء'' کہتے ہیں، اور یہ ناجائز ہے؛ کیوں کہ سودا کرتے ہوئے عقد کے اندر یہ شرط لگائی ہے کہ جب بھی میں پیسے واپس لاؤں گا تو آپ کو یہ مکان مجھے واپس کرنا ہوگا۔

یا یہ صورت بھی ہوسکتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ: ''میں مکان آپ کو اس شرط پر بیچتا ہوں کہ جب بھی میں پیسے لاؤں گا تو آپ اس کو واپس مجھے فروخت کردینا''۔

☆...... بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کو کوئی چیز فروخت کردیتا ہے، مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری کو حوالہ کردیتا ہے اور ثمن (قیمت کی رقم) بائع وصول کرلیتا ہے، اور بائع مشتری کو یہ کہتا ہے کہ: ''اگر میں اتنی مدت میں یا جب بھی یہ رقم ادا کروں گا تو آپ مجھے یہ چیز واپس کردیں گے یا فروخت کردیں گے''۔

اس کی چند صورتیں ہیں:

❶ اگر بیع نامہ میں یا عقد کی مجلس میں شرط یا وعدے کے طور پر واپس کرنے یا فروخت کرنے کا کوئی ذکر نہیں تھا، بلکہ جس طرح اور لوگ دن رات خرید و فروخت کرتے ہیں اسی طرح بائع اور مشتری نے بھی خرید و فروخت کرلی، پھر کسی دوسری مجلس میں دوسرے وقت بائع (بیچنے والے/سیلر) نے مشتری سے یہ درخواست کی کہ: اگر بائع اتنی رقم ادا کردے گا تو مشتری دوبارہ بائع کو فروخت کردے گا، اور مشتری نے یہ منظور کرلیا، تو یہ درست ہے، لیکن بائع کو قانونی اعتبار سے چیز واپس کرنے کے مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے، (۱) اور وہ مشتری کو کسی بھی اعتبار سے

(۱) والصحیح أن العقد الذي جرى بینهما ان کان بلفظ البیع لا یکون رهناً، ثم ینظر ان ذکرا شرط الفسخ =

چیز واپس کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا، مشتری (خریدار) کو اس چیز میں مالکانہ طور پر تصرف کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے، اگر وہ چاہے تو دوسرے آدمی کو گفٹ کرسکتا ہے، فروخت کرسکتا ہے، اور رہن رکھ سکتا ہے، بائع کے لیے مشتری کو ان تصرفات سے روکنا جائز نہیں ہے۔

متعینہ مدت گزرنے کے بعد اگر بائع مشتری کو رقم ادا کردے تو وہ رقم

=في البيع، فسد البيع وان لم يذكرا ذلك وتلفظا بلفظة البيع بشرط الوفاء أو تلفظا بالبيع الجائز وعندهما: هذا البيع عبارة عن عقد غير لازم فكذلك، وان ذكرا البيع من غير شرط، ثم ذكرا الشرط على وجه المواعدة جاز البيع ويلزمه الوفاء بالوعد، لأن المواعيد قد تكون لازمة لحاجة الناس. (قاضي خان على هامش الهندية: (١٦٥/٣) كتاب البيوع، فصل في الشروط المفسدة، ط: رشيديه)

وكذا لو تواضعا الوفاء قبل العقد ثم عقدا بلا شرط الوفاء، فالعقد جائز ولا عبرة بالمواعدة السابقة. (جامع الفصولين: (٢٣٧/٢) الفصل التاسع والثلاثون: في المتفرقات في العتق وحرية الأصل، ط: اسلامی کتب خانه کراچی)

لو ذكر البيع بلا شرط، ثم ذكر الشرط على وجه العدة بالوعد، إذ المواعيد قد تكون لازمة، فيجعل لازما لحاجة الناس. (جامع الفصولين: (١٧١/١) الفصل الثامن عشر: في بيع الوفاء وأحكامه وشرائطه وأقسامه، ط: إسلامی کتب خانه)

الدر مع الرد: (٢٧٦/٥، ٢٧٧) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: ایچ ایم سعید کراچی۔

الفتاوى الانقروية: (٢٩٣/١) في بيع الوفاء، ط: دار الاشاعة العربية قندهار۔

وبيع الوفاء ذكرته هنا تبعا للدرر، وصورته: أن يبيعه العين بألف على أنه اذا رد عليه الثمن رد العين... (قوله: قيل: هو رهن)، قدمنا آنفا عن جواهر الفتاوى: انه الصحيح۔ وقيل: بيع يفيد الانتفاع به، هذا محتمل لأحد القولين: الأول: انه بيع صحيح مفيد لبعض أحكامه من حل الانتفاع به، الا أنه لا يملك بيعه. وقال الزيلعي في الاكراه: وعليه الفتوى، الثاني: القول الجامع لبعض المحققين: انه فاسد في حق بعض الأحكام كحل الانزال ومنافع المبيع، ورهن في حق البعض، حتى لم يملك المشتري بيعه من آخر ولا رهنه. (الدر مع الرد: (٢٧٧/٥) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب بيع الوفاء، ط: سعيد)

القول الثامن الجامع لبعض المحققين: انه فاسد في حق بعض الأحكام حتى ملك كل منهما الفسخ، وصحيح في بعض الأحكام كحل الانزال ومنافع المبيع، ورهن في حق البعض ... وينبغي أن لا يعدل في الافتاء عن القول الجامع۔ (البحر الرائق: (٧/٦) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، تحت "فروع"، ط: سعيد)

مشتری کے لیے لینا اور چیز واپس کرنا ضروری نہیں ہوگا، اگر وہ اپنی مرضی سے واپس کرنے پر راضی ہے تو واپس دے سکتا ہے اور اگر واپس کرنے پر راضی نہیں ہے تو بائع مشتری کو واپس کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

غرض کہ بائع عدالت سے رجوع کر کے مشتری سے واپس نہیں لے سکتا، البتہ دیانت کے اعتبار سے اس وعدہ کو پورا کرنا بہتر ہے۔ تاہم اگر وعدہ کرتے وقت تو پورا کرنے کی نیت تھی، لیکن بعد میں کسی مصلحت یا ذاتی ضرورت یا نقصان کے احتمال کی بنا پر پورا نہیں کر سکا تو گناہ نہیں ہوگا۔ (۱)

❷ اور اگر بیع نامہ میں یا عقد کی مجلس میں یا اس سے پہلے شرط یا وعدہ کے طور پر واپسی کا ذکر آ چکا ہے، تو یہ بیع رہن کے حکم میں ہوگی اور جس چیز کی بیع ہوئی ہے رہن رہے گی، مشتری (خریدار) کے لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا اور اس کی آمدنی لینا اور بیع کرنا، اجارہ پر دینا، رہن رکھنا، ہبہ کرنا جائز نہیں ہوگا، بلکہ مشتری اس چیز کا صرف محافظ اور امین ہوگا۔ اور اگر وہ آمدنی والی چیز ہے تو جس قدر آمدنی ہوگی وہ بھی رہن رہے گی، رقم وصول ہونے پر اس چیز کے ساتھ اس آمدنی کو بھی واپس کرنا لازم ہوگا۔

---

(۱) عن زيد بن أرقم رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له فلم يف، ولم يجيء للميعاد فلا اثم عليه۔ قال الأشراف: هذا دليل عليه أن النية الصالحة يثاب الرجل عليها وان لم يقترن معها المنوى وتخلف عنها۔ اه ومفهومه: أن من وعد وليس من نيته أن يفي فعليه الاثم سواء وفى به أو لم يف؛ فانه من أخلاق المنافقين، ولاتعرض فيه لمن وعد ونيته أن يفي ولم يف بغير عذر۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/۶۱۵) كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثاني، [رقم الحديث: ۴۸۹۲] ط: رشيديه كوئته)

▭ فيض القدير: (۱/۸۹۱) [رقم الحديث: ۸۹۳] ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض، و: (۱/۵۸۰) ط: دار الكتب العلمية۔

▭ وعده أن يأتيه فلم يأته لا يأثم، قال بعض الفضلاء: فان قيل: ما وجه التوفيق بين هذين القولين، فان الحرام يأثم بفعله وقد صرح في القنية بنفي الاثم؟ قلت: يحمل الأول على ما اذا وعد وفي نيته الخلف، فيحرم؛ لأنه من صفات المنافقين، والثاني على ما اذا نوى الوفاء وعرض مانع۔ (الأشباه والنظائر مع شرحه للحموي: (۳/۲۳۷) الفن الثاني، كتاب الحظر والاباحة، ط: ادارة القرآن كراچی)

جس طرح مشتری (خریدار) کو اس چیز سے اس عرصے میں نفع حاصل کرنا ناجائز ہے، اسی طرح بائع کو بھی اس چیز سے نفع حاصل کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

بیع بہ شرط واپسی

"بیع بہ شرط واپسی" بیع الوفاء کو کہتے ہیں، لہٰذا اس کی تفصیل "بیع بالوفاء" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۹/۲)

بیع پر بیع کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع میں دوسری بیع کو، ایک معاملہ کو دوسرے معاملے میں جمع کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس کی مختلف صورتیں ہیں، نمونے کے طور پر چند صورتیں یہ ہیں:

❶ ایک صورت تو یہ ہے کہ مثلاً: دکان دار ایک چیز خریدار کو اس طرح فروخت کرے کہ نقد میں ہو تو اس کی سو روپے قیمت ہے اور ادھار میں ہو تو ایک سو پچیس روپے، خریدار کسی ایک قیمت کو متعین کیے بغیر یہ کہتا ہے کہ: منظور ہے، پھر اس چیز کو اٹھا لیتا ہے، تو یہ بیع فاسد ہے؛ کیوں کہ دوکاندار کو معلوم نہیں ہے کہ خریدار نے

---

(۱) وفي حاشية الفصولين عن جواهر الفتاوى: هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن وحكمه حكم الرهن، وهو الصحيح، قال السيد الامام: قلت للامام الحسن الماتريدي قد فشا هذا البيع وفيه مفسدة عظيمة وفتواك: انه رهن وأنا أيضاً على ذلك. (شامي: (۲۷۶/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

🗁 لايحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن؛ لأنه اذن له في الربا؛ لأنه يستوفي دينه كاملاً، فتبقى له المنفعة فضلاً فيكون ربا۔ (الدر مع الرد: (۴۸۲/۶) كتاب الرهن، ط: سعيد)

🗁 (ونماء الرهن) كالولد والثمر واللبن والصوف والوبر والأرش ونحو ذلك (للراهن) لتولده من ملكه (وهو رهن مع الأصل)۔ قال ابن عابدين: (قوله وهو رهن مع الأصل) فيكون للراهن حبسه۔ (الدر مع الرد (۵۲۱/۶) كتاب الرهن، فصل في مسائل متفرقة، ط: سعيد)

🗁 (قوله فيكون للراهن حبسه) حقه المرتهن۔ (تقريرات الرافعي (۳۲۰/۲) كتاب الرهن، ط: سعيد)

کس بیع کو اختیار کیا ہے، نقد کی بیع کو اختیار کیا ہے یا ادھار کی بیع کو، عقدِ بیع کی جہالت کے ساتھ ثمن میں بھی جہالت ہے۔ البتہ اس صورت میں اگر خریدار اسی مجلس میں کسی ایک قیمت پر بیع کو قبول کر لیتا ہے کہ سو روپے نقد پر چیز کو خریدتا ہوں یا نقد رقم ادا کر دیتا ہے یا یوں کہتا ہے کہ ایک سو پچیس روپے ادھار پر خریدتا ہوں تو بیع کی ایک صورت متعین ہوجانے کی وجہ سے فساد دور ہوگیا؛ لہٰذا اس صورت میں بیع جائز ہوجائے گی۔

❷ بیع کے اندر بیع کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ: فروخت کرنے والا ایک قیمت پر کوئی چیز خریدار کو فروخت کرتا ہے، جب کہ خریدار اس پر راضی نہیں ہے، لیکن فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ: آپ اس کو اسی شرط پر خرید لیں، اگر آپ سے فروخت نہ ہوئی تو مجھے ایک روپے منافع پر فروخت کردیں میں لے لوں گا، یہ بیع بھی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ ایک بیع دوسری بیع کے ساتھ مشروط کر دی گئی۔

❸ زید عمر سے کہتا ہے کہ: "مجھے ایک لاکھ روپے کی گاڑی کی ضرورت ہے، تم مجھے خرید کر قسطوں میں دے دو" عمر کہتا ہے کہ: "اس طرح کرتا ہوں کہ گاڑی اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تم ماہانہ دو ہزار روپے قسط بطور کرایہ اور ایک ہزار قسط خرید کے کل تین ہزار ادا کرو، ڈیڑھ لاکھ جب وصول ہوجائیں گے پھر گاڑی تمہیں فروخت کردیں گے" یعنی مالک بنادیں گے، یہ معاملہ بھی ناجائز ہے کہ "بیع" اور "اجارہ" دونوں کو جمع کیا گیا ہے۔

❹ یا مثلاً: ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن والوں نے زید کو قرض دیا کہ تم مکان بناؤ، مکان میں دونوں شریک ہوں گے، اور اس کے کرایہ میں بھی آدھا آدھا دونوں فریق شریک ہوں گے، پھر ہماری قسطیں کرایہ کے ساتھ جمع کرنا، یہ معاملہ بھی ناجائز ہے! ایک ہی معاملہ میں "قرض" اور "شرکت" دونوں کو جمع کرنا جائز نہیں ہے، قرض

رہے تو شرکت نہیں آسکتی، شرکت رہے گی تو قرض نہیں رہے گا۔ پھر جب شرکت بنے گی تو اس کی قسطیں ادا کرنا شریک پر لازم نہیں ہوگا۔

● بعض لوگ رہن کا معاملہ کرتے ہیں، پھر مرتہن (رہن رکھنے والے) کو شے مرہون (گروی رکھی ہوئی چیز) اجارہ (کرایہ) پر دیتے ہیں، تو ایک شخص ایک ہی وقت میں مرتہن اور مستاجر (کرایہ پر لینے والا) دونوں بنا جو کہ جائز نہیں ہے۔[1]

بیع تعاطی

عملی اشارہ سے ایجاب وقبول کرنے کو بیع تعاطی کہتے ہیں، مثلاً: بائع

---

(۱) عن أبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة رواه مالك، والترمذي وأبو داود والنسائي۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي)

عن أبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة... والعمل على هذا عند أهل العلم، وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على واحد منهما، قال الشافعي: ومن معنى ما نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك داري هذا بكذا على أن تبيعني غلامك بكذا، فإذا وجب لي غلامك وجبت لك داري، وهذا تفارق على بيع بغير ثمن معلوم، لايدري كل واحد منهما على ماوقعت عليه صفقته۔ (جامع الترمذي: (۲۶۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: رحمانيه)

قوله: وكذلك لو باع عبدًا على أن يستخدمه البائع شهرًا، أو دارًا على أن يسكنها أو على أن يقرضه المشتري دراهم أو على أن يهدي له هدية) فالبيع فاسد؛ لأنه شرط لايقتضيه العقد، وفيه منفعة لأحد المتعاقدين ولأنه لو كان الخدمة والسكنى يقابلها شيئ من الثمن، تكون إجارة في بيع ولو كان لايقابلها شيئ يكون إعارة، وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة وعن بيع و شرط وعن شرطين في بيع وعن بيع و سلف... وأما صفقتان في صفقة أن يقول: أبيعك هذا العبد بألف على أن تبيعني هذا الفرس بألف وقيل: هو أن يبيع ثوبًا بشرط الخياطة أو حنطة بشرط الحمل إلى منزله فقد جعل المشتري الثمن بدلا للعين والعمل فما حاذى العين يكون بيعًا وما حاذى العمل فهو إجارة فقد جمع صفقتين في صفقة...۔ (الجوهرة النيرة: (۲۴۰/۱، ۲۴۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: قديمي)

الدر مع الرد: (۸۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: قديمي۔

البناية شرح الهداية: (۲۳۴/۷، ۲۳۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

خریدار کو چیز دے دے اور خریدار بائع کو اس کی قیمت دے دے، خواہ دونوں زبان سے ایجاب وقبول نہ کریں یا ایک کلام کرے اور دوسرا نہ کرے۔(۱)

بیع تعاطی کی صورتیں

☆...... چیز کی قیمتیں معلوم ہیں یا اس پر لکھی ہوئی ہیں، خریدار نے چیز کی قیمت کے مطابق رقم بائع (سیلر) کو دی اور بائع (سیلر) نے چیز خریدار کے حوالہ کردی۔

☆...... خریدار نے دکان دار سے چیز کی قیمت پوچھی، دکان دار نے بتادی، اس کے بعد خریدار نے کچھ کہے بغیر قیمت دکان دار کو دے دی اور دکان دار نے مطلوبہ چیز خریدار کو دے دی یا خریدار نے وہی چیز دکان دار کے سامنے اپنے قبضے میں لے لی۔

☆...... خریدار نے بائع کے سامنے کوئی چیز متعین (Fixed) کر کے کہا کہ یہ چیز اتنے روپے میں مجھے دے دو، بائع نے کچھ کہے بغیر دے دی اور قیمت کی رقم وصول کرلی، مثلاً: قصائی سے کہا کہ: ”گوشت کے اس حصے سے مجھے سو روپے کا

---

(۱) حيث أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين، فينعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي... ويسمى هذا بيع التعاطي... مثال ذلك أن يعطي المشتري للخباز مقدارًا من الدراهم فيعطيه الخباز بها مقدارًا من الخبز بدون تلفظ بإيجاب وقبول أو أن يعطي المشتري الثمن للبائع ويأخذ السلعة ويسكت البائع،... وكذا إذا جاء رجل إلى بائع الحنطة ودفع له خمسة دنانير وقال بكم تبيع المد من هذه الحنطة فقال بدينار فسكت المشتري ثم طلب الحنطة منه فقال له البائع أعطيك إياها غدًا ينعقد البيع أيضًا وإن لم يجر بينهما الإيجاب والقبول... وكذا لو قال المشتري للقصاب اقطع لي بخمسة قروش لحمًا من هذا الجانب من هذه الشاة فقطع القصاب اللحم، ووزنه وأعطاه إياه انعقد البيع وليس للمشتري الامتناع عن قبوله وأخذه۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۶/۲، ۳۷) المادة: ۱۷۵، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۶۳/۱، ۶۵) المادة: ۱۷۵، أيضًا، ط: فاروقيه كوئته۔

الدر مع الرد: (۵۱۳/۴، ۵۱۴) كتاب البيوع، ومطلب البيع بالتعاطي، ط: سعيد۔

گوشت دے دو"، قصائی نے اس حصے سے سو روپے کا گوشت کاٹ کر دے دیا تو سودا مکمل ہو گیا، اب خریدار اس گوشت کو لینے سے انکار نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر چیز متعین نہیں کی تو اس کا حکم یہ نہیں ہے، مثلاً: قصائی سے کہا کہ: "مجھے سو روپے کا گوشت دو"، قصائی نے سو روپے کا گوشت کاٹ کر خریدار کے سامنے رکھا، تو اس طرح کرنے سے سودا مکمل نہیں ہوگا، اور خریدار اس گوشت کو لینے سے انکار کر سکتا ہے۔ (۱)

بیع تلجئہ

"فرضی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۶/۵)

بیع تولیہ

"بیع تولیہ" (Sale on cost) کسی متعینہ چیز کی قیمتِ خرید یا لاگت بیان کرنے کے بعد اسی قیمت یا لاگت کے عوض چیز کو فروخت کرنا۔ (۲)

بیع تولیہ میں خیانت ظاہر ہو جائے

☆...... اگر بیع تولیہ میں بائع (بیچنے والے/سیلر) نے قیمت خرید بتاتے ہوئے خیانت کی اور جھوٹ اور دھوکہ سے کام لیا، یعنی قیمت خرید کم ہونے کے باوجود زیادہ قیمت خرید بتا کر مشتری (خریدار) سے زیادہ پیسے لے لیے، اور مشتری کو اس خیانت کا علم ہوا اور اس نے اس کو ثابت کر دیا، تو اس صورت میں مشتری کو خیانت کی مقدار رقم بائع کی بتائی ہوئی قیمت سے منہا کر کے باقی اصل قیمتِ خرید کے برابر رقم

(۱) انظر الحاشیة السابقة، رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔ (حیث أن المقصد الأصلي من الإيجاب)

(۲) (والتولية... شرعًا (بيعه بثمنه الأول) ولو حكمًا يعني بقيمته۔ (الدر مع الرد: (۱۳۳/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

البناية: (۳۰۰/۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

دینے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

۱۸۸ ☆......مشتری (خریدار) کی جانب سے بائع کی خیانت کو ثابت کرنے کے لیے تین طریقے ہیں:

❶ بائع خود اقرار کرے کہ اس نے قیمت خرید سے زائد قیمت پر فروخت کی ہے، اور جو خرید کی قیمت بتائی ہے وہ قیمت خرید نہیں، بلکہ قیمتِ خرید اس سے کم ہے۔

❷ مشتری دو مرد گواہ یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت کر دے کہ بائع نے اصل قیمت بتانے میں خیانت کی ہے۔

❸ مشتری کے پاس گواہ نہ ہونے کی صورت میں بائع سے قسم لی جائے اور وہ قسم سے انکار کردے۔ (۲)

بیع تولیہ میں دیانت داری ضروری ہے

''مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۶)

---

(۱) (وله الحط) قدر الخيانة (في التولية) لتحقق التولية (قوله: لتحقق التولية) .... وله الحط قدر الخيانة في التولية، ط، قال ح: يعني لو لم يحط في التولية تخرج عن كونها تولية؛ لأنها تكون بأكثر من الثمن الأول۔ (الدر مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

🗁 (وحط في التولية)... ولأبي حنيفة أنه لو لم يحط في التولية لاتبقى تولية؛ لأنه يزيد على الثمن الأول، فتغير التصرف فتعين الحط۔ (البحر الرائق: (۱۸۳/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه كوئٹه، و: (۱۱۰/۶) ط: سعيد)

🗁 فتح القدير: (۵۰۰/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔

🗁 وإن خان في التولية حطّها من الثمن۔ (الهندية: (۱۶۲/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه كوئٹه)

(۲) اما باقرار البائع او بالبينة او بنكوله عن اليمين، وقد ادّعاه المشتري، هذا على المختار۔ (فتح القدير: (۵۰۰/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

🗁 الدر مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

🗁 البحر الرائق: (۱۸۳/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه، و: (۱۱۰/۶) ط: سعيد۔

بیع الحاضر للبادی

۱۸۹ "بیع الحاضر للبادی" مکروہ ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ: شہر کا تجربہ کار تاجر دیہات کے تاجر سے کہے کہ: "میں شہر کے نرخ سے آگاہ ہوں میں تمہارے لیے فروخت کرادوں گا"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا؛ کیوں کہ اس کی وجہ سے مہنگائی بڑھتی ہے اور شہر کے باشندوں کو نقصان ہوتا ہے۔ (۱)

بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا

سودا کرتے وقت بائع (بیچنے والے) نے مشتری (خریدار) سے کہا کہ: "اگر شام تک یا تین دن تک یا متعینہ ایام تک ثمن کی رقم ادا نہیں کی تو بیع (سودا) ختم (کینسل) ہوجائے گی اور میرے اور آپ کے درمیان بیع کا معاملہ باقی نہیں رہے گا"، تو اس طرح شرط رکھنا اِستحسان کے طور پر جائز ہے، اور طے شدہ وقت پر رقم نہ دینے سے بیع ختم ہوجائے گی۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاتلقوا الركبان لبيع، ولايبع بعضكم على بيع بعض، ولاتناجشوا، ولايبع حاضر لباد....۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص:۲۴۷) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۱/۲۶۳) أبواب البيوع، باب ماجاء لايبيع حاضر لباد، ط: رحمانيه)

(قوله: وبيع الحاضر للبادي)... هو مقيد كما في الهداية إذا كان أهل البلد في قحط وعوز وهو يبيع من أهل البدو طمعا في الثمن الغالي لما فيه من الإضرار بهم....۔ (البحر الرائق: (۶/۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، مكروهات البيع، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵/۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

البناية: (۷/۲۷۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: فيما يكره، ط: رشيديه۔

(۲) (وإن اشترى) شخص شيئا (على أنه) أي المشتري (إن لم ينقد ثمنه إلى ثلاثة أيام فلا بيع صح) استحسانا... وإن اشترى كذلك (إلى أربعة) أيام (لا) يصح خلافا لمحمد، (قوله: خلافا لمحمد)=

بیع دوآدمیوں سے الگ الگ کرے

"ایک ہی چیز دوآدمی کو بیچ دی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۹/۱)

190

بیع سَلَم

☆......"بیع سلم" (Sale on Advance Payment) کہتے ہیں: زَرِنقد (Cash Money) کے عوض مستقبل میں مقرر تاریخ پر سامان لینے کا معاملہ کرنا اور زرنقد کو مجلس میں ہی ادا کر دینا۔

☆......بیع سلم یہ ہے کہ: روپیہ پہلے دیا جائے اور گندم وغیرہ بعد میں وصول کی جائے اور بیع کے لیے جنس، نوع، صفت، وقت، وصولیابی کی جگہ وغیرہ کی اس طرح تفصیل کردی جائے کہ جھگڑا فساد کا احتمال باقی نہ رہے۔ (دوسرے الفاظ میں بیع سلم یہ ہے کہ: خریدار چیز کی قیمت پہلے ادا کردے اور مقررہ مدت کے بعد متعینہ صفت والی چیز وصول کرلے)۔[1]

= فإنه جوّزه إلى ما شاء۔ (الدر مع الرد: (۵۷۱/۴) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب خیار النقد، ط: سعید)

🗀 إذا تبايعا على أن يؤدي المشتري الثمن في وقت كذا وإن لم يؤده فلا بيع بينهما صح البيع، وهذا يقال له خيار النقد۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۲۵۷/۲) المادة: ۳۱۳، البيوع، الباب السادس: في بيانات الخيارات، الفصل الثالث: في بيان خيار النقد، ط: رشيديه)

🗀 ولو اشترى على أنه ان لم ينقد الثمن الى ثلاثة أيام فلا بيع بينهما جاز۔ (الهداية: (۳۱/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، (۳۳/۳) ط: رحمانيه)

(۱) وشرطه: بيان جنس ونوع وصفة وقدر وأجل وأقله شهر...... وقدر رأس المال ان تعلق العقد بمقداره كما في مكيل وموزون وعددي غير متفاوت ومكان الايفاء في ماله حمل أو مؤنة...... وقبض رأس المال قبل الافتراق۔ (تنوير الابصار مع الدر المختار: (۲۱۴/۵-۲۱۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

🗀 البحر الرائق: (۲۶۵/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: رشيديه۔

🗀 ملتقى الابحر مع مجمع الأنهر: (۱۳۱/۳) كتاب البيع، باب السلم، ط: غفاريه كوئٹه=

بیعِ سَلَم اَفیون میں

''افیون میں بیع سلم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۴/۱)

بیع سلم ان چیزوں میں بھی جائز ہے

''سَلَم ان چیزوں میں بھی جائز ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۸/۴)

بیع سلم جانبین سے موزونی اشیاء میں

''جانبین سے موزونی اشیاء میں بیع سلم کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیع سلم جانوروں میں

''جانوروں میں بیع سلم کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۸/۳)

بیع سلم جوس وغیرہ کے کریٹوں میں

''جوس وغیرہ کے کریٹوں میں بیع سلم کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۷/۳)

بیع سلم ختم کرنے کی صورت

☆......اگر بائع اور خریدار بیع سلم ختم کرنا چاہیں تو اس کی صرف یہی صورت ہے کہ: خریدار اپنی اداشدہ رقم بائع سے واپس لے لے، تو بیع سلم ختم ہوجائے گی۔

☆......واضح رہے کہ رقم واپس لیے بغیر اس رقم کے عوض بائع سے کوئی

= وهو لغة كالسلف وزناً ومعنى، وشرعاً بيع آجل، وهو المسلم فيه بعاجل، وهو رأس المال... يشترط لصحة السلم بيان جنس المبيع مثلاً أنه حنطة أو أرز أو تمر، ونوعه ككونه يسقى من ماء المطر (وهو الذي نسميه في عرفنا بعلا) أو بماء النهر والعين وغيرها، (وهو ما يسمى عندنا سقيا)، وصفته كالجيد والخسيس، وبيان مقدار الثمن والمبيع، وزمان تسليمه و مكانه۔ (شرح المجلة للأتاسي: ۳۸۳/۲، ۳۹۲) المادة: ۳۸۶، البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث: في حق السلم، ط: رشيديه)

دوسری چیز خریدنا جائز نہیں ہے۔[1]

بیع سلم کپڑے میں

"کپڑے میں بیع سلم کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۰/۵)

بیع سلم کرنا عام بھاؤ سے کم قیمت کی شرط پر

مثلاً: زید نے گرمی کے موسم میں بکر سے پچاس ہزار روپے کے گھی کا سودا کیا کہ چھ ماہ بعد سردی کے موسم میں بازار کے نرخ سے دو روپے مَن کم میں گھی لوں گا، اور روپیہ بکر کو اسی وقت دے دیا، تو یہ معاملہ ناجائز اور فاسد ہے؛ کیوں کہ اس میں گھی کی قیمت متعین نہیں ہوئی ہے، اور سودا کرتے وقت قیمت متعین نہ ہونے کی صورت میں بیع فاسد ہوجاتی ہے،[2] ایسی حالت میں بائع اور مشتری پر ضروری ہے

---

(۱) إقالة بعض السلم جائزة أي لو أقاله عن نصف المسلم فيه أو ربعه جاز، ويبقي العقد في الباقي،... لايجوز لرب السلم شراء شيئ من المسلم إليه برأس المال بعد الإقالة قبل القبض بحكم الإقالة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۹۹/۲) البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث: في حق السلم، ط: رشيديه)

ولايجوز لرب السلم (شراء شيئ من المسلم إليه برأس المال بعد الإقالة) في عقد السلم الصحيح... (قبل قبضه) بحكم الإقالة، لقوله عليه الصلاة والسلام: لاتأخذ إلاّ سلمك أو رأس مالك أي إلاّ سلمك حال قيام العقد أو رأس مالك حال انفساخه فامتنع الاستبدال۔ (الدر مع الرد: (۲۱۹/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱٦٦/٦) كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد۔

(۲) (و) بيان (قدر رأس المال) إن تعلق العقد بمقداره كما (في مكيل وموزون وعددي غير متفاوت)۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۱۵/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

يلزم أن يكون الثمن معلوما... والمسائل التي تتفرع عن هذه المادة هي: إذا قال إنسان لآخر: بعتك هذا المال برأس ماله أو بقيمته الحقيقية أو بالقيمة التي يقدرها المخمنون أو بالثمن الذي شرى به فلان فإذا لم تقدر القيمة ويعين ثمن المبيع في المجلس فالبيع فاسد۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام (۲۱۸/۱) المادة: ۲۳۸، كتاب البيوع، التصرف في الثمن والمثمن بعد العقد قبل القبض، ط: دار عالم الكتب)=

کہ اس معاملے کو فسخ کریں،(۱) اور زید پچاس ہزار روپے بکر سے واپس لے لے، اس سے زیادہ لینا یا گھی لینا جائز نہیں ہے۔(۲)

بیع سلم کی شرطیں

بیع سلم صحیح ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

جس چیز میں بیع سلم کی جارہی ہے اس کی جنس معلوم ہو، مثلاً: گیہوں یا جو یا دھان۔ نیز اس گیہوں اور دھان وغیرہ کی کیفیت اس طرح بیان کردی جائے کہ لیتے وقت جھگڑا نہ ہو، مثلاً: فلاں قسم کا گیہوں ہو، بہت پتلا نہ ہو، برف اور اولا گرا ہوا نہ ہو، عمدہ ہو، خراب نہ ہو، اس میں دوسری چیز چنے، مٹر وغیرہ ملے ہوئے نہ ہوں۔ مبیع (بیچی گئی چیز) کی مقدار معلوم ہو، ادائیگی کی تاریخ متعین ہو، اور کم از کم ایک مہینہ کی مدت اور مہلت ہو۔ رأس المال (سرمایہ) کی مقدار متعین ہو، اگر مبیع (بیچی گئی چیز) وزنی ہو جس کے لے جانے میں مزدوری لگتی ہو تو دینے کی جگہ معلوم ہو، جس چیز پر بیع سلم کی

= شامی: (۵۲۹/۴) کتاب البیوع، مطلب مایبطل الایجاب سبعة، ط: سعید۔

النهر الفائق: (۳۴۴/۳) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) ویجب (علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض) ویکون امتناعا عنه ابن ملك (أو بعده مادام المبیع بحاله "جوهرة" (فی ید المشتري) اعداماً للفساد، لأنه معصیة، فیجب رفعها۔ (الدر مع الرد: (۹۰/۵، ۹۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

قوله: (ولكل منهما فسخه) أي یجوز لكل من البائع والمشتري في البیع الفاسد فسخه رفعاً للفساد، وذكر الزیلعي أن اللام بمعنى (على)، لأن رفع الفساد واجب علیهما۔ (البحر الرائق: (۱۵۵/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، فصل فی البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

الهدایة: (۶۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی احکامه، ط: شرکة علمیة ملتان،

(۲) فیأخذ المشتري دراهم الثمن بعینها لو قائمة، ومثلها لو هالكة ...۔ (الدر مع الرد: (۹۶/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

البحر الرائق: (۹۷/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوي علی الدر: (۸۱/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: [illegible]

جاری ہے وہ چیز ایسی ہو کہ لینے اور وصول پانے کے زمانے تک بازار میں ملتی ہو، نایاب نہ ہو، مجلس عقد ہی میں رأس المال حوالہ کر دیا گیا ہو۔

اگر ان شرائط میں سے کوئی بھی ایک شرط موجود نہیں ہوگی، تو بیع سلم فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

بیع سلم مال دار کے لیے کرنا

"مال دار کے لیے بیع سلم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۹۲)

بیع سلم میں بائع مدت سے پہلے وفات پاجائے

اگر بیع سلم میں بائع، "مسلم فیہ" (مبیع / بیچی گئی چیز) ادا کرنے کی مدت

---

(۱) وأما شرائط الركن فهي في الأصل نوعان يرجع إلى نفس العقد ونوع يرجع إلى البدل... وأما الذي يرجع إلى البدل فأنواع ثلاثة، نوع يرجع إلى رأس المال خاصة، ونوع يرجع إلى المسلم فيه خاصة ونوع يرجع إليهما جميعا، أما الذي يرجع إلى رأس المال فأنواع:... منها أن يكون مقبوضا في مجلس السلم؛ لأن المسلم فيه دين، والافتراق لا عن قبض رأس المال يكون افتراقا عن دين بدين وأنه منهي عنه... وأما الذي يرجع إلى المسلم فيه فأنواع أيضا، منها: أن يكون معلوم الجنس: كقولنا حنطة أو شعير أو تمر، ومنها: أن يكون معلوم النوع، كقولنا حنطة سقية أو...، تمر برني أو فارسي... ومنها أن يكون معلوم الصفة كقولنا جيد أو وسط أو ردي، ومنها: أن يكون معلوم القدر بالكيل، أو الوزن، أو العدد، أو الذراع؛ لأن جهالة النوع، والجنس والصفة والقدر جهالة مفضية إلى المنازعة، وأنها مفسدة للعقد... ومنها أن يكون موجودا من وقت العقد إلى وقت الأجل، فإن لم يكن موجودا عند العقد أو عند محل الأجل أو كان موجودا فيهما لكنه انقطع من أيدي الناس فيما بين ذلك... لا يجوز السلم. (بدائع الصنائع: (۵/ ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۷، ۲۱۱) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الركن، وفصل: وأما الذي يرجع إلى المسلم فيه، ط: سعيد)

قال: ولا يصح السلم عند أبي حنيفة إلا بسبع شرائط: جنس معلوم، كقولنا: حنطة أو شعير، ونوع معلوم، كقولنا: سقية أو بخسية، وصفة معلوم، كقولنا: جيد أو ردي، ومقدار معلوم، كقولنا: كذا كيلا بمكيال معروف، وكذا وزنا، وأجل معلوم... ومعرفة مقدار رأس المال اذا كان يتعلق العقد على مقداره كالمكيل والموزون والمعدود، وتسمية المكان الذي يوفيه فيه۔ (الهداية: (۳/۹۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: شركة علمية ملتان)

اعلاء السنن: (۱۴/۳۹۸) كتاب البيوع، أبواب السلم، ط: ادارة القرآن كراچی۔

آنے سے پہلے وفات پاجائے تو خریدار مدت سے پہلے چیز (مسلم فیہ) کا مطالبہ کرسکتا ہے۔(۱)

بیع سلم میں بائع مقررہ تاریخ پر مقررہ چیز نہ دے سکے

اگر بیع سلم میں بائع مقررہ تاریخ پر مقررہ چیز نہ دے سکے تو اس کے بدلے میں کوئی دوسری چیز لینا جائز نہیں ہے، بلکہ یا تو صرف اپنی رقم واپس لے یا بائع کو مہلت دے دے کہ جب وہ چیز مل جائے تو حوالہ کردے۔(۲)

بیع سلم میں تمام قیمت کی وصولی ضروری ہے

بیع سلم میں رأس المال (رقم/سرمایہ) کی مقدار متعین کرنا اور مجلس عقد میں ادا کرنا لازم ہے؛ لہٰذا اگر رأس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے فریقین جدا ہوگئے تو بیع سلم درست نہیں ہوگی۔ اور اگر رأس المال میں سے کچھ ادا کردیا اور کچھ ادا نہیں کیا، تو اس صورت میں جتنی رقم ادا کی گئی ہے اتنے میں سلم صحیح ہوگا، اور جتنی رقم ادا نہیں کی گئی اتنی مقدار میں سلم باطل ہوجائے گا، مثلاً: دس ہزار روپے کے عوض دس من اناج کا

---

(۱) (ويبطل) الأجل (بموت المسلم إليه، لا بموت رب السلم فيؤخذ) المسلم فيه (من تركته حالاً) لبطلان الأجل بموت المديون لا الدائن.... (الدر مع الرد: (۲۱۵/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۱۶۰/۶) كتاب البيع، باب السلم، قبيل: (قوله: وأقله شهر) ط: سعيد۔

☐ حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه۔

(۲) ان المسلم إليه قد يعجز عن تحصيل المسلم فيه، وليس لرب السلم حينئذ إلا رأس ماله۔ (العناية مع فتح القدير (۸۸/۷) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه)

☐ ولا يجوز لرب السلم (شراء شيئ من المسلم إليه برأس المال بعد الإقالة) في عقد السلم الصحيح... (قبل قبضه) بحكم الإقالة، لقوله عليه الصلاة والسلام: لا تأخذ إلا سلمك أو رأس مالك أي الأسلمك حال قيام العقد أو رأس مالك حال انفساخه فامتنع الاستبدال۔ الدر مع الرد (۲۱۹/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۱۶۶/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد۔

عقد سلم ہوا اور مجلس عقد میں پانچ ہزار ادا کئے اور پانچ ہزار ادا نہیں کئے تو پانچ ہزار جو ادا کئے ان کی وجہ سے پانچ من اناج میں سلم صحیح ہوگا اور پانچ ہزار جو ادا نہیں کئے ان میں سلم صحیح نہیں ہوگا۔ (۱)

بیع سلم میں خیارِ رؤیت

بیع سلم میں خیارِ رؤیت اور خیارِ شرط نہیں ہے۔ (۲)

بیع سلم میں خیارِ شرط

بیع سلم میں خیارِ رؤیت اور خیارِ شرط نہیں ہے۔ (۳)

بیع سلم میں دوسرے کو شریک کرنا

بیع سلم میں جو مبیع (مسلم فیہ / بیچی جانے والی چیز) مقرر ہوئی ہے، اس میں

---

(۱) السادس: أن يكون مقبوضاً في مجلس السلم سواء كان رأس المال ديناً أو عيناً عند عامة العلماء استحساناً، وسواء قبض في أول المجلس أو في آخره؛ لأن ساعات المجلس لها حكم ساعة واحدة وكذا لو لم يقبض حتى قاما يمشيان فقبض قبل أن يفترقا بأبدانهما جاز۔ (الهندية: (۱/ ۱۷۹) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الأول: في تفسيره وركنه، ط: رشيديه)

وبقي من الشروط قبض رأس المال ولو عيناً قبل الافتراق بأبدانهما، وان ناما أو سارا فرسخاً أو أكثر۔ (قوله: قبض رأس المال) فلو انتقض القبض بطل السلم... فإن أسلم مائتي درهم في كر بر مائة ديناً عليه) أي على المسلم إليه (ومائة نقداً) اى نقدها رب السلم (وافترقا) على ذلك (فالسلم في حصة (الدين باطل) لأنه دين بدين وصح في حصة النقد ولم يشع الفساد لأنه طارٍ۔ (شامي: (۵/ ۲۱۶، ۲۱۸) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

الاختيار لتعليل المختار: (۲/ ۳۷) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲، ۳) ومنها عدم خيار الشرط، لما تقرر من أنّ قبض رأس المال قبل التفرق شرط بقائه على الصحة، وخيار الشرط يمنع تمام القبض... وفيه و قالوا: ولا يثبت في المسلم فيه خيار الرؤية؛ لأنه دين في الذمة....۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/ ۳۹۷، ۳۹۸) البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث: في حق السلم، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵/ ۲۱۷) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي ...

کسی دوسرے کو شریک کرنا یا دوسرے سے اپنی اَدا شدہ قیمت لے کر اس چیز سے دست بردار ہونا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ قبضہ سے پہلے تصرف ہے اور قبضے سے پہلے تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

بیع سلم میں رقم کے عوض کوئی چیز خریدنا

''بیع سلم ختم کرنے کی صورت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۱/۲)

بیع سلم میں قیمت کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے تصرف کرنا

بیع سلم میں بائع (سیلر/ بیچنے والے) کے لیے رأس المال یعنی قیمت کو اپنے قبضے میں لینے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح خریدار کے لیے مسلم فیہ یعنی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔(۲)

بیع سلم میں کسی سے اپنی ادا شدہ قیمت لے کر چیز سے دست بردار ہونا

بیع سلم میں ''مسلم فیہ'' (مبیع) پر قبضے سے پہلے اپنی ادا شدہ قیمت کی رقم کسی دوسرے آدمی سے لے کر مسلم فیہ (چیز) سے دست بردار ہونا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ مسلم فیہ پر قبضے سے پہلے تصرف ہے اور قبضے سے پہلے مسلم فیہ میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔(۳)

(۱، ۲، ۳) (ولایجوز التصرف) للمسلم إلیه (في رأس المال و) لا لرب السلم في (المسلم فیه قبل قبضه بنحو بیع و شرکة) و مرابحة و تولیة ولو ممن علیه... (قوله: ولا لرب السلم في المسلم فیه)؛ لأن المسلم فیه مبیع و التصرف في المبیع المنقول قبل القبض لایجوز۔ (حاشیة الطحطاوي علی الدر: (۱۲۳/۳) کتاب البیوع، باب السلم، ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۱۶۳/۶) کتاب البیع، باب السلم، ط: سعید۔

الدر مع الرد: (۲۱۸/۵) کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید

بیع سلم میں مبیع نہ دینے کی صورت میں......؟

اگر بیع سلم میں ''مسلم الیہ'' (بائع/سیلر) کے لیے کسی وجہ سے ''مسلم فیہ'' (مبیع/ بیچی گئی چیز) دینا ممکن نہیں ہوا تو رب المال (سرمایہ دینے والے) کے لیے رأس المال (جتنا سرمایہ دیا گیا تھا) سے زیادہ لینا یا اس کے بدلے میں کوئی اور چیز لینا جائز نہیں ہے۔ (اصلی رقم کے برابر رقم کسی قسم کی کمی اور زیادتی کے بغیر واپس کرنا اور وصول کرنا لازم ہے، کمی بیشی بالکل ہی حرام اور ناجائز ہے۔ البتہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔)[1]

بیع سلم میں مسلم فیہ پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا

بیع سلم میں خریدار کے لیے ''مسلم فیہ'' یعنی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اس میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔[2]

بیع سلم میں مسلم فیہ نایاب ہو جائے

''مسلم فیہ نایاب ہو جائے تو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۳/۶)

(۱) ولا یجوز لرب السلم شراء شيء من المسلم الیه برأس المال بعد التقابل في عقد السلم الصحیح بعد وقوعه قبل قبضه بحکم الإقالة استحسانا لقوله علیه السلام: لا تأخذ الا سلمک أو رأس المال۔ أي لا تأخذ الا ما سلمت فیه حال قیام العقد أو رأس مالک بعد الانفساخ۔ (مجمع الانهر: (۱۴۵/۳) کتاب البیوع، باب السلم، ط: غفاریة کوئٹه)

فان تقایلا السلم لم یشتر رب المال من المسلم الیه برأس المال شیئا، یعني: قبل قبضه بحکم الاقالة؛ لقوله علیه الصلاة والسلام: لا تأخذ الا سلمک أو رأس مالک، أي الا سلمک حال قیام العقد أو راس مالک حال انفساخه۔ (تبیین الحقائق: (۵۱۷/۴) کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید)

ولا یجوز لرب السلم شراء شيء من المسلم الیه برأس المال بعد الاقالة قبل قبضه بحکم الاقالة؛ لقوله علیه الصلاة والسلام: لا تأخذ الا سلمک او رأس مالک اي الا سلمک حال قیام العقد أو رأس مالک حال انفساخه۔ (الدر مع الرد: (۲۱۹/۵) کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید کراچی)

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، ۲، ۳۔ علی الصفحة السابقة۔ (ولا یجوز التصرف)

بیع سلم میں وکیل

199 بیع سلم میں بائع (مسلم الیہ) رأس المال پر قبضہ کرنے کے لیے کسی کو وکیل مقرر نہیں کرسکتا، البتہ مشتری (رب المال) بیع سلم منعقد کرنے کے لیے کسی کو بھی وکیل مقرر کرسکتا ہے۔[1]

بیع سے انحراف کرنا

باضابطہ طور پر ایجاب وقبول ہونے کے بعد بیع سے انحراف کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا بائع (سیلر) کے لیے وہ چیز کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اگر بائع نے وہ چیز کسی اور کو بیچ دی تو وہ بیع منعقد ہی نہیں ہوگی۔ البتہ اگر بائع اور مشتری نے آپس میں باہمی رضامندی سے بیع فسخ کرلی تو بائع کے لیے وہ چیز کسی دوسرے آدمی کو بیچنا جائز ہوگا۔[2]

---

(۱) قال الزيلعي: وهذا في الصرف مجراه على إطلاقه فإنه يجوز التوكيل فيه من الجانبين، وأمّا في السلم فإنه يجوز بدفع رأس المال فقط، وأمّا ما يأخذه فلا يجوز؛ لأنّ الوكيل إذا قبض رأس المال يبقى المسلم فيه في ذمته وهو مبيع ورأس المال ثمنه۔ ولا يجوز أن يبيع الإنسان ماله بشرط أن يكون الثمن لغيره كما في بيع العين۔ (رد المحتار على الدر المختار: (۵/۵۱۷) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

☐ الفتاوى الهندية: (۳/۱۹۸) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل السادس في الوكالة في السلم، ط: رشيديه۔

☐ تبيين الحقائق: (۴/۲۶۲) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: امداديه ملتان۔

☐ البحر الرائق: (۷/۲۶۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رشيديه۔

(۲) وإذا حصل الايجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية ... ولنا أنّ في الفسخ إبطال حق الغير فلا يجوز۔ (الهداية: (۳/۲۰، ۲۱) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

☐ البيع يلزم بإيجاب وقبول أي حكم البيع يلزم بهما، لأنه جعلهما غيره، وأنه يلزم بهما مع أن البيع ليس إلا هما لأنهما ركناه۔ (البحر الرائق (۵/۲۶۳) كتاب البيوع، ط: سعيد)

☐ ...: (۲/۲۷) البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه۔

ناجائز ہونے کی مثال یہ ہے کہ: ایک شخص نے کسی کو اپنی دکان رضامندی کے ساتھ بیس لاکھ میں فروخت کردی، اور مشتری (خریدار) نے کچھ رقم ادا کرکے باقی ادا کرنے کا وعدہ کیا، چند دنوں کے بعد ہی بائع کسی اور آدمی کے ساتھ اسی دکان کا سودا کرے تو یہ جائز نہیں ہے، ہاں اگر پہلے والے مشتری کی رضامندی سے یہ سودا ختم کیا جائے گا تو پھر اس کا سودا دوسرے آدمی سے کرنا جائز ہوگا۔

بیع صحیح

بیع صحیح: وہ بیع ہے جو اصل عقد اور وصف عقد دونوں کے اعتبار سے شریعت میں جائز ہو، اور عارضی خرابی بھی اس میں نہ پائی جائے۔

اصل عقد سے مراد عقد کا رکن ہے یعنی ایجاب وقبول، خریدنے والے، بیچنے والے مبیع اور ثمن کی تمام شرائط موجود ہوں۔

اور وصف سے مراد رکن کے علاوہ خارجی چیز ہے مثلاً عقد بیع کے تقاضے کے خلاف کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو۔

اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر بیع کے تمام احکام کسی قسم کی کراہت کے بغیر مرتب ہوتے ہیں، مثلاً بیچنے والا ثمن کا اور خریدنے والا خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جاتا ہے، اور یہ دونوں چیزیں ان کے لئے حلال ہوجاتی ہیں۔[1]

---

(۱) البیع الصحیح هو البیع الجائز وهو البیع المشروع أصلا ووصفا) فالبیع الصحیح یفید الملکیة حتی قبل القبض أی بمجرد حصول هذا البیع یصبح المشتری مالکاً للمبیع کما أن البائع یصبح مالکاً للثمن ولو لم یحصل القبض۔ وقد عرفت الکتب الفقهیة البیع الصحیح بأنه: ما کان مشروعاً بأصله ووصفه (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/۹۳) المادة: ۱۰۸، الکتاب الأول البیوع، المقدمة فی الاصطلاحات الفقهیة المتعلقة بالبیوع، ط: دار الکتب العلمیة)

الفقه الإسلامی وأدلته: (۵/ ۳۳۹۵، ۳۳۹۶) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، البحث الرابع: البیع الباطل والبیع الفاسد، ط: رشیدیه)=

بیع صحیح ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں

کسی چیز کی خرید وفروخت جائز ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں:

❶ جو چیز فروخت کی جارہی ہو وہ فروخت کرنے والے کی ملکیت ہو۔

❷ بیع کرتے وقت اس کی حوالگی اور سپردگی ممکن ہو، اگر وہ (فروخت کرنے والا) فی الحال مبیع (بیچی گئی چیز) حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو تو بیع درست نہیں ہوگی، مثلاً: بھاگے ہوئے جانور یا گم شدہ چیزوں کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ ایسی چیزوں کو بائع بروقت حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔[1]

بیع صرف

"بیع صرف" (Changing of Money) زر کو زر کے عوض،

= أصل العقد أی رکنه ومحله، والرکن: الإیجاب والقبول، والمحل: محل العقد ومعنی کون الرکن مشروعاً: ألایعرض له خلل کأن یصدر الإیجاب والقبول من مجنون أو صبي لایعقل، ومعنی کون المحل مشروعاً: أن یکون مالاً متقوماً- وأما وصف العقد: فهو ماکان خارجاً عن الرکن والمحل کالشرط المخالف لمقتضی العقد، أو کون المبیع غیر مقدور التسلیم-(هامش الفقه الإسلامی وأدلته:(۳۳۹۵/۵)ایضاً، ط:رشیدیه)

(۱) وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً، مالاً متقوماً مملوکاً في نفسه، وکون الملک للبائع فیما یبیعه بملک لنفسه وکونه مقدور التسلیم.... (رد المحتار: (۵۰۵/۳) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع، انواع اربعة، ط:سعید)

(شرح المجلّة للأتاسي: (۸۷/۲) البیوع، الباب الثاني، الفصل الأوّل: في حق شروط المبیع وأوصافه، ط:رشیدیه)

البحر الرائق:(۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط:سعید۔

شامی:(۵۰۵/۳، ۵۰۳) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط:سعید۔

(بیع ما هو غیر مقدور التسلیم باطل کبیع سفینة غرقت لایمکن إخراجها من البحر أو حیوان نادّ لایمکن مسکه أو تسلیمة) أي کطیر صید لم نذر ولایمکن مسکه۔ (شرح المجلة للأتاسي:(۱۰۱/۲) المادة: ۲۰۹، الکتاب الاول: البیوع، الباب الثانی: فی بیان المسائل المتعلقة بالمبیع، الفصل الثانی: فیما یجوز بیعه ومالایجوز، ط:رشیدیه ماجدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۸۱/۱) المادة: ۲۰۹

Encyclopedia of Trade Issues Page 601 of 2579.

کرنسی کو کرنسی کے عوض، سونا چاندی کو سونا چاندی کے عوض، یا سونا چاندی کو کرنسی کے عوض فروخت کرنا۔ (۱)

۲۰۲

بیع صَرف فون پر

''فون پر بیع صرف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۰/۵)

بیع صرف کی شرائط

اگر بیع صرف میں دونوں عوض کی جنس ایک ہو جیسے سونے کے عوض میں سونے یا چاندی کے عوض چاندی، یا پاکستانی روپے کے بدلے میں پاکستانی روپے، ڈالر کے بدلے ڈالر کی بیع کی تو اس کے جائز ہونے کی دو شرائط ہیں۔

❶ عقد کی مجلس میں دونوں عوضوں پر قبضہ کرنا ضروری ہے، اگر کسی ایک طرف سے معاملہ ادھار ہو، یا کسی ایک کے پاس خیار شرط ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔

❷ دونوں عوضوں کا مقدار میں برابر ہونا ضروری ہے، خواہ ایک عوض دوسرے عوض سے اچھا ہو، تب بھی دونوں جانب مقدار میں برابر ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا ایک تولہ سونے کی بیع ایک تولہ سونے سے کم میں جائز نہیں ہے، اگر چہ ایک تولہ سے کم والا سونا کیرٹ کے اعتبار سے اچھا ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح پاکستانی پرانے نوٹ دے کر نئے نوٹ لئے جائیں تو دونوں طرف برابر ہونا ضروری ہے، نئے نوٹ کم اور پرانے نوٹ زیادہ ہوں تو یہ جائز نہیں ہوگا دونوں طرف برابر ہونا ضروری ہے ورنہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہوگا۔

---

(۱) والثاني في معناه في الشريعة وقد أفاده بقوله: هو بيع بعض الأثمان ببعض كالذهب والفضة إذا بيع أحدهما بالآخر أي بيع ما من جنس الأثمان بعضها ببعض ....۔ (البحر الرائق: (۱۹۲/۶) كتاب الصرف، ط: سعيد)

ح حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۳۷/۳) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: رشيديه۔

رد المحتار۔(۲۵۷/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

اور اگر دونوں طرف کی جنس ایک نہ ہو بلکہ مختلف ہو تو پھر بیع جائز ہونے کے لئے ایک ہی شرط ہے کہ عقد کی مجلس میں دونوں عوضوں پر قبضہ کرلیا جائے، ادھار کرنا جائز نہیں البتہ کمی بیشی کرنا جائز ہے مثلاً ایک ڈالر کا تبادلہ سو پاکستانی روپے سے کرنا جائز ہے، پانچ تولہ چاندی کا تبادلہ آدھا تولہ سونے سے کرنا جائز ہے البتہ دونوں بدلوں پر عقد کی مجلس میں قبضہ کرنا ضروری ہے ادھار کرنے کی اجازت نہیں۔ (۱)

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواء بسواء يداً بيد، فمن زاد أو استزاد، فقد أربى، الآخذ والمعطي فيه سواء (الصحيح لمسلم (۲/ ۲۵) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي

☐ وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء ـــ وإذا وجد حرم التفاضل والنساء ـــ وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ۔ (الهداية: (۳/ ۸۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

☐ الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد

☐ ولا يجوز بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، إلا مثلاً بمثل، تبراً كان أو مصوغاً أو مضروباً۔ (الفتاوى الهنديه: (۳/ ۲۱۸) كتاب الصرف، الباب الثاني في أحكام العقد بالنظر إلى المعقود عليه، الفصل الأول في بيع الذهب والفضة، ط: رشيديه

☐ إن العملة الورقية قد أصبحت ثمناً، وقامت مقام الذهب والفضة في التعامل بها وتمولها وتداولها وحصول الثقة بها كوسيط للتداول بين الأفراد، لهذا فإن الورق النقدي نقد قائم بذاته له حكم النقدين من الذهب والفضة، فتجب فيها الزكاة... وكذلك يجري الربا عليها بنوعيه، فضلاً ونساءً، كما يجري ذلك في النقدين الذهب والفضة تماما... أن الورق السعودي جنس، والورق الأمريكي جنس، وهكذا كل عملة ورقية جنس مستقل بذاته، ولا يجوز بيع الورق النقدي بعضه ببعض أو بغيره من الأجناس النقدية الأخرى من ذهب أو فضة أو غيرهما نسيئة مطلقًا، متفاضلاً بدون تقابض، ولا يجوز أيضا بيع الجنس الواحد من العملة الورقية بعضه ببعض متفاضلاً، سواء كان نسيئة أو يدا بيد، ويجوز بيع بعضه ببعض من غير جنسه مطلقًا إذا كان ذلك يدا بيد۔ (زكاة الأسهم والسندات والورق النقدي: (ص: ۵۵، ۵۲)، المبحث الثاني: الأوراق النقدية، سابعا: الخلاصة ومجمل القول، ط: دار بلنسية الرياض)

☐ الصرف لغة: النقل والرد... وشرعا: بيع الثمن (الذهب والفضة وما يقوم مقامها) بالثمن جنسا بجنس كذهب بذهب، أو ليرة سورية بليرة سورية، فيشترط فيه التساوي أو جنسا بغير جنس كذهب بفضة أو دولار أمريكي بكذا ليرة سورية، فلا يشترط فيه التساوي، بل جاز التفاضل، =

بیعِ عینہ

☆......"بیع عینہ" کو اس لیے بیع عینہ کہتے ہیں کہ اس میں بائع قرض دینا چھوڑ کر عین اور سامان کی طرف آنا پسند کرتا ہے یا اس لیے کہ بائع کے پاس واپس عین یعنی وہ چیز آجاتی ہے۔ (۱)

☆......بیع عینہ کی مختلف صورتیں ہیں:

❶ مثلاً: عمر زید کے پاس گیا اور اس سے دس ہزار کا قرضہ طلب کیا، زید نے قرض دینے سے انکار کیا اور یہ کہا کہ: "میرے پاس مشین ہے، اس کی قیمت دس ہزار ہے، وہ آپ تیرہ ہزار میں خرید لیں، اور چھ ماہ کے بعد مجھے قیمت اَدا کردیں"، عمر نے مشین خرید لی، اور بازار میں یا پھر واپس زید کو دس ہزار نقد میں فروخت کردی تو یہ بیع عینہ کہلائے گی۔ (۲)

❷ اگر زید، عمر کو مشین فروخت کرتے وقت یہ شرط رکھے کہ مشین واپس مجھے

= لقوله صلى الله عليه وسلم: فإذا اختلف الجنسان فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدًا بيد۔ (الكافي في فقه الحنفي: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الصرف، ط: مؤسسة الرسالة)

(۱) يستقرض من تاجر عشرة فيأبى عنه ويبيع منه ثوبا يساوي عشرة بخمسة عشر مثلا نسيئة في نيل الزيادة ليبيعه المستقرض بعشرة ويتحمل خمسة، سمي به لما فيه من الإعراض عن الدين إلى العين۔ (مجمع الأنهر: (۱۹۳/۳) كتاب الكفالة، فصل، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 والكمال بن الهمام يرى أنه سمي بيع العينة: لأنه من العين المسترجعة۔ (الموسوعة الفقهية: (۹/۹۵) حرف الباء، بيع العينة، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

🗀 فتح القدير: (۳۲۳/۶) كتاب الكفالة، فصل في الضمان، ط: رشيديه۔

🗀 الدر المختار مع الرد: (۳۲۶/۵) كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ط: سعيد۔

(۲) (قوله: أمر كفيله ببيع العينة) بكسر العين المهملة وهي السلف، يقال باعه بعينة: أي نسيئة مغرب... وقيل: لهذا البيع عينة؛ لأن مشتري السلعة إلى أجل يأخذ بدلها عينا أي نقدا حاضرا... فيأتي إلى تاجر فيطلب منه القرض، ويطلب التاجر منه الربح، ويخاف من الربا، فيبيعه التاجر ثوبا يساوي عشرة مثلاً بخمسة عشر نسيئة، فيبيعه هو في السوق بعشرة فيحصل له العشرة، ويجب عليه للبائع خمسة عشر إلى أجل، أو يقرضه خمسة عشر درهما ثم يبيعه المقرض ثوبا يساوي عشرة بخمسة عشر ...

دس ہزار میں فروخت کریں گے، تو یہ صورت دو وجہ سے ناجائز ہے:

① شرط کی وجہ سے۔ ② بائع نے زیادہ قیمت پر بیچا اور ثمن وصول ہونے سے پہلے کم قیمت میں خریدا یہ جائز نہیں ہے۔ اس کو "شراء ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن" کہتے ہیں۔(۲)

❸ تیسری صورت یہ ہے کہ: شرط کے بغیر فروخت کردے اور واپس فروخت کرنے کا وعدہ لے یا بیع ہونے کے بعد واپس فروخت کرنے کی شرط لگادے، یہ صورت بھی ناجائز ہے؛ کیوں کہ اس میں بھی زیادہ قیمت میں فروخت کرنے کے بعد قیمت وصول ہونے سے پہلے کم قیمت پر خریدنا لازم آتا ہے۔ البتہ

= بأخذ الدراهم التي أقرضه على أنها ثمن الثوب فيبقى عليه الخمسة عشر قرضًا درر، ومن صورها أن يعود الثوب إليه، كما إذا اشتراه التاجر في الصورة الأولى من المشتري الثاني، ودفع الثمن إليه ليدفعه إلى المشتري الأول، وإنما لم يشتره من المشتري الأول تحرزًا عن شراء ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن. (الدر مع الرد: (۳۲۵/۵) كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ط: سعيد)

© البحر الرائق: (۲۳۵/۶) كتاب الكفالة، فصل: ولو أعطى المطلوب الكفيل...، ط: سعيد)

© الهندية: (۲۰۸/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه.

(۲) (قوله: أو أمة على أن يعتق المشتري... أو يقرض المشتري درهمًا أو يهدي له أو يسلم إلى كذا أو ثوب على أن يقطعه البائع أو يخيطه قميصًا) أي لم يجز بيع أمة بشرط منها، وهو فاسد؛ لأنه بيع وشرط، ولنهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع وشرط.... (البحر الرائق: (۸۵/۶، ۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

© الدر مع الرد: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد.

© (قوله: وشراء ما باع بالأقل قبل نقد الثمن) أي لم يجز شراء البائع ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن.... (البحر الرائق: (۸۲/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

© الدر مع الرد: (۷۳/۵، ۷۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.

© حاشية الطحطاوي على الدر: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه.

© هذا غير جائز عندنا إن كان بيع الثاني قبل نقد الثمن، فإن كان بعد نقد الثمن فإن كان مشروطًا بالبيع الأول فهو غير جائز أيضًا، لعدم جواز البيعتين في بيعه. (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۳۰/۳) [illegible]

قیمت کی ادائیگی کے بعد کم قیمت پر خریدنا جائز ہے۔[1]

④ زید، عمر کو وہ چیز تیرہ ہزار میں فروخت کردے، پھر عمر اس کو بکر کے ہاتھ فروخت کردے اور بکر اس کو پھر زید کے ہاتھ فروخت کردے، تو یہ صورت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز[2] اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔[3]

⑤ زید، عمر کو مشین فروخت کرے، اور عمر اس کو بازار میں بکر کے ہاتھ فروخت کرے، اور زید کے پاس واپس ہی نہ آئے یہ صورت جائز ہے۔[4]

بیع فاسد

☆......جب بیع اپنی ذات اور اصل کے اعتبار سے تو صحیح ہو جائے، لیکن

---

(۱) (قوله وشراء ما باع بالأقل قبل النقد) أي لم يجز شراء البائع ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن... وقيد بقوله قبل النقد إذ بعده لا فساد۔ (البحر الرائق: (۶/۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر المختار مع الرد: (۵/۷۳، ۷۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۷۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة۔

(۲، ۳، ۴) (أمر) الأصيل (كفيله ببيع العينة) أي بيع العين بالربح نسيئة ليبيعها المستقرض بأقل ليقضي دينه، اخترعه أكلة الربا، وهو مكروه مذموم شرعا لما فيه من الإعراض عن مبرة الإقراض۔ (قوله: وهو مكروه) أي عند محمد، وبه جزم في الهداية، قال في الفتح: وقال أبو يوسف: لا يكره هذا البيع؛ لأنه فعله كثير من الصحابة... وقال محمد: هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال ذميم اخترعه أكلة الربا، وقد ذمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: إذا تبايعتم بالعينة واتبعتم أذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم أي شغلتم بالحرث عن الجهاد، وفي رواية "سلط عليكم شراركم فيدعوا خياركم فلا يستجاب لكم، وقيل: إياك والعينة فإنه العينة، ثم قال في الفتح ما حاصله: إن الذي يقع في قلبه أنه إن فعلت صورة يعود فيها إلى البائع جميع ما أخرجه أو بعضه كعود الثوب إليه في الصورة المارة، وكعود الخمسة في صورة إقراض الخمسة عشر فيكره يعني تحريما، فإن لم يعد كما إذا باعه المديون في السوق فلا كراهة فيه بل خلاف الأولى؛ فإن الأجل قابله قسط من الثمن والقرض غير واجب عليه دائما بل هو مندوب، وما لم ترجع إليه العين التي خرجت منه لا يسمى بيع العينة؛ لأنه من العين المسترجعة لا العين مطلقا... وجعله السيد أبو السعود محمل قول أبي يوسف، وحمل قول محمد والحديث على صورة العود...۔ (ال[illegible] ۳۲۶) كتاب الكفالة، مطلب: بيع العينة، ط: سعيد)

وصف کے اعتبار سے اس میں خلل آجائے تو وہ ''بیع فاسد'' ہوجاتی ہے۔ (۱)

☆......اس کا حکم یہ ہے کہ: جب تک خریدنے والے کے قبضے میں نہ آجائے تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آتی، اور جب قبضہ کرلیا تو ملک میں آگئی، لیکن حلال طیب نہیں؛ اس لیے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب بیع کو برقرار رکھا جائے، جبکہ بیع فاسد کو برقرار رکھنا گناہ ہے؛ لہٰذا شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایسی بیع کرنے والے اس بیع کو ختم کرکے دوبارہ شرعی طریقے سے بیع کریں۔ (۲)

بیع فاسد کا حکم

☆......بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ نہ کیا جائے اور اگر بائع کی اجازت اور رضامندی سے اسی مجلس میں مبیع پر قبضہ کرلیا تو خریدار اس مبیع کا

= فتح القدير: (۲۱۲/۷، ۲۱۳) كتاب الكفالة، ط: دار الفكر بيروت۔
البحر الرائق: (۲۳۵/۶) كتاب الكفالة، فصل: ولو أعطى المطلوب الكفيل، ط: سعيد۔

(۱) والفاسد له معنيان، لغوي واصطلاحي... وأما الثاني قالوا: هو ما كان مشروعا بأصله لا بوصفه... والمراد من مشروعية أصله كونه مالاً متقومًا، لا جوازه وصحته، فإن كونه فاسدًا يمنع صحته...۔
البحر الرائق: (۶۸/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)
البناية شرح الهداية: (۱۸۸/۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔
الشامي: (۴۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) (وإذا قبض المشتري المبيع برضا) عبر ابن الكمال بإذن (بائعه صريحا أو دلالة) بأن قبضه في مجلس العقد بحضرته (في البيع الفاسد)... (ملكه)... (بمثله إن مثليا وإلا فبقيمته) يعني إن بعد هلاكه أو تعذر رده... ويجب (على كل واحد منهما فسخه قبل القبض) ويكون امتناعا عنه، ابن ملك (أو بعد مادام) المبيع بحاله، جوهرة، (في يد المشتري) إعداما للفساد، لأنه معصية فيجب رفعها... (قوله: ملكه) أي ملكا خبيثا حراما، فلا يحل أكله ولا لبسه...۔ (الدر مع الرد: (۸۸/۵۔ ۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)
البناية شرح الهداية: (۲۵۹/۷، ۲۶۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: رشيديه۔
البحر الرائق: (۹۱/۶، ۹۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل: في بيان أحكام البيع الفاسد،

مالک ہوجائے گا، لیکن یہ ملکیت حرام ہوگی، قبضہ کرنے کے بعد اگر مبیع موجود ہوتو اسے واپس کرنا واجب ہوگا، اور اگر وہ چیز ضائع ہوگئی یا اس کی ملکیت سے نکل گئی تو اس کو بازار میں رائج قیمت (Market Value) کے مطابق اس چیز کی قیمت ادا کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

☆...... بیع فاسد سے جو مبیع خریدار کے قبضے میں آئے اسے کھانا پینا اور پہننا جائز نہیں ہے، اور اگر اسے فروخت کردیا اور اس سے نفع حاصل ہوا تو وہ نفع بھی حلال نہیں ہے، اس کا صدقہ کرنا واجب ہے، البتہ بیع فاسد کے ذریعے بائع کو جو قیمت یعنی کرنسی نوٹ حاصل ہوئے، اس کے لیے ان کا استعمال جائز ہے۔ اور ان کے ذریعے کوئی چیز بیع صحیح کے ساتھ خرید وفروخت کرنے سے جو نفع حاصل ہوگا وہ بھی جائز ہے، لیکن بیع فاسد کرنے کا گناہ ضرور ہوگا۔ (۲)

بیع فاسد کی صورتیں

☆...... بیع میں نزاع اور جھگڑے کا احتمال ہو۔ جو مندرجہ ذیل وُجوہات

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة۔

(۲) (وطاب للبائع ماربح) في الثمن لا على الرواية الصحيحة المقابلة للأصح، بل على الأصح أيضا؛ لأنّ الثمن في العقد الثاني غير متعين، ولا يضر تعينه في الأول، كما أفاده سعدي، (لا) يطيب (للمشتري) ماربح في بيع يتعين بالتعيين بأن باعه بأزيد لتعلق العقد بعينه، فتمكّن الخبث في الربح فيتصدّق به، (قول: المصنف: وطاب للبائع ما ربح لا للمشتري) صورة المسئلة ماذكره محمد في الجامع الصغير: اشترى من رجل جارية بيعًا فاسدًا بألف درهم و تقابضا و ربح كل منهما فيما قبض يتصدّق الّذي قبض الجارية بالربح ويطيب الربح للّذي قبض الدراهم۔ (الدر مع الرد: (۵/۹۶، ۹۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

▭ البناية شرح الهداية: (۷/۲۷۳، ۲۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في أحكامه، ط: رشيديه۔

▭ البحر الرائق: (۶/۹۷، ۹۸) كتاب البيع، باب البيع الفسد، فصل: في بيان أحكام البيع الفاسد، ط: سعيد۔

سے پیدا ہوتا ہے:

❶ مبیع (بیچی گئی چیز) کو خریدار کے سپرد کرنا بائع کی قدرت میں نہ ہو، مثلاً: بھاگے ہوئے جانور یا گم شدہ گاڑی کی بیع، البتہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ: وہ بھاگا ہوا جانور یا گم شدہ گاڑی میرے پاس ہے، تو اس کو خریدنا صحیح ہے۔

❷ مبیع خریدار کے سپرد کرنے میں ضرر و نقصان ہو، جیسے: چھت میں لگے ہوئے معین شہتیر کی بیع؛ کیوں کہ اس کو نکال کر سپرد کرنے میں چھت کو نقصان پہنچتا ہے۔

❸ مبیع کی ذات غیر معین رہے، مثلاً: یوں کہا کہ: ان دو کپڑوں میں سے ایک کپڑا فروخت کیا۔

❹ وصف کے اعتبار سے مبیع غیر معین رہے، جیسے: بھیڑ کی پشت پر لگی ہوئی اُون فروخت کی تو اُون کو کہاں سے کاٹا جائے اور اس کی مقدار کتنی ہو، اس میں جھگڑے کا احتمال ہے۔

☆......بعض لازمی امور کو ترک کرنا۔

❶ ثمن (یعنی طے کردہ قیمت) کا غیر متقوم ہونا، جیسے: گندم کو شراب کے عوض فروخت کیا۔

❷ بیع میں ثمن کی ادائیگی کے لیے ایسی مدت مقرر کرنا جو متعین نہ ہو، مثلاً: یہ کہ جب گندم کٹے گی اس وقت قیمت کی ادائیگی کریں گے، حالانکہ اس میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔

❸ بیع میں ربا اور سُود کا شبہ ہو، جیسے: ایک چیز پانچ سو روپے میں فروخت کی اور ابھی قیمت پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ وہی چیز واپس چار سو میں خرید لی، اب بائع کے پاس اپنی چیز بھی واپس آئی اور سو روپے بھی زائد آئے، چوں کہ ابھی قیمت پر قبضہ نہیں کیا تھا، اس لیے قرض کے معاملے پر سو روپے زائد ملے۔

② ایجاب وقبول کا طریقہ شریعت کے مخالف ہو، مثلاً: دونوں میں سے ایک بغیر دیکھے اور بغیر سوچے سمجھے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگا دے اور اس کو بیع سمجھیں، یا دونوں میں سے ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینک دے، حالانکہ دوسرے کے کپڑے کو دیکھا تک نہ ہو، یا خریدار جو چیز لینا چاہتا ہے اس پر کنکری ڈال دے۔ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں عربوں میں خرید وفروخت کے یہ طریقے رائج تھے اور سمجھتے تھے کہ ان سے بیع لازم ہو جاتی ہے۔ پہلے طریقے کا نام "مُلَامَسَه" دوسرے کا نام "مُنَابَذَه" اور تیسرے کا نام "اِلقاءِ حَجر" تھا۔ حدیث میں ان سے منع کیا گیا۔

☆...... بیع میں ایسی شرط لگانا جس کا عقد تقاضا نہ کرے، اس سے مراد ایسی شرط ہے جس میں کسی ایک کا نفع ہو۔

① بیع میں ایسی شرط لگانا جس سے خریدار کا نفع ہو، مثلاً: اس شرط پر کپڑا خریدا کہ بائع اس کو خریدار کے لیے سی کر بھی دے، یا اس شرط پر خریدا کہ بائع اس کو قرض بھی دے۔

② بیع میں ایسی شرط لگانا کہ اس میں بائع کا نفع ہو، مثلاً: بائع اس شرط پر مکان فروخت کرے کہ وہ اس میں ایک مہینہ رہے گا۔

③ بیع میں ایسی شرط رکھنا کہ اس سے مبیع (بیچی گئی چیز) کا نفع ہو جب کہ مبیع غلام یا باندی ہو اور اس شرط سے ان کا نفع ہو، مثلاً: اس شرط پر فروخت کیا کہ خریدار آگے اس اجنبی کے ہاتھ فروخت کرے گا، یا اسی اجنبی کو قرض دے گا۔ [1]

(١) لم يجز بيع... الخنزير والخمر) أي في حق المسلم للنهي عن بيعهما وقربانهما وصرح في الهداية بالفساد فيهما لوجود حقيقة البيع وهو مبادلة المال بالمال فإنه مال عند البعض ومراده ما إذا كانا مبيعين قوبلا بعرض بيع مقايضة أما إذا قوبلا بالدراهم أو الدنانير فالبيع باطل... (والسمك قبل الصيد) أي لم يجز بيعه لكونه باع ما لا يملكه فيكون باطلاً أطلقه فشمل ما إذا كان في حظيرة إذا كان لا يؤخذ=

بیعِ فاسد میں اِقالہ

بیع فاسد ہونے کی صورت میں فساد کو دور کرنے کے لیے اقالہ کرنا ضروری (٢١١)

=الأبعيد لكونه غير مقدور التسليم فيكون فاسدًا, ومعناه إذا أخذه ثم ألقاه فيها ... (والطير في الهواء... (والحمل والنتاج) لايجوز بيعهما ... والبيع فيهما باطل لنهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع الحبل وحبل الحبلة, ولما فيه من الغرور ... (واللبن في الضرع) أي لايجوز بيعه للغرر فعساه انتفاخ ولأنه ينازع في كيفية الحلب ... (واللؤلؤ في الصدف) للغرر, وهو مجهول لايعلم وجوده ولا قدره ولايمكن تسليمه إلا بضرر وهو كسر الصدف ... (والصوف على ظهر الغنم؛ لأنه من أوصاف الحيوان, ولأنه ينبت من أسفل فيختلط المبيع بغيره ... والقطع في الصوف متعين فيقع التنازع في موضع القطع... (والجذع في السقف وذراع من ثوب) لأنه لايمكنه تسليمه إلا بضرر, أطلقه وهو محمول على ثوب يضره القطع كالعمامة والقميص ... (وضربة القانص أي لم يجز بيع مايخرج من ضربة القانص, وهو بالقاف والنون الصائد, يقول بعتك ما يخرج من إلقاء هذه الشبكة مرة بكذا ... (والمزابنة) ... أي لم يجز بيع المزابنة لنهيه صلى الله عليه وسلم عن بيع المزابنة والمحاقلة, أما المزابنة فقال في الفائق بيع الثمر في رؤوس النخل بالتمر لأنها تؤدي إلى النزاع ... (والملامسة وإلقاء الحجر) ومثلها المنابذة, وهذه بيوع كانت في الجاهلية فنهى عنها, وهو أن يتراوض الرجلان على سلعة أي يتساوما, وإذا لمسها المشتري أو نبذها إليه البائع أو وضع المشتري عليها حصاة لزم البيع رضي البائع أو لم يرض, والأول بيع الملامسة والثاني بيع المنابذة والثالث إلقاء الحجر, ولأن فيه تعليقًا بالخطر... (وثوب من ثوبين) لجهالة المبيع ... (والآبق) أي لم يجز بيع الآبق لنهي النبي صلى الله عليه وسلم عنه ولأنه لايقدر على تسليمه ... (إلا أن يبيعه ممن يزعم أنه عنده) ... (وشراء ما باع بالأقل قبل النقد) أي لم يجز شراء البائع ما باع بأقل مما باع قبل نقد الثمن ... (وزيت على أن يزنه بظرفه ويطرح عنه مكان كل ظرف خمسين رطلاً, وصح لو شرط أن يطرح عنه بوزن الظرف) أي لم يجز بيع شيء بهذا الشرط وصح البيع بالشرط الثاني؛ لأن الأول لايقتضيه العقد والثاني يقتضيه ... (وأمة على أن يعتق المشتري أو يدبر ... أو يستخدم البائع شهرًا أو دارًا على أن يسكن أو يقرض المشتري درهمًا...) ... وأشار المصنف بالعتق وما عطف عليه إلى كل شرط لايقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود عليه وهو من أهل الاستحقاق, ولم يجر العرف به ولم يرد الشرع بجوازه... والمنفعة المعقود عليه إذا كان من أهل الاستحقاق اشتراط أن لايبيع العبد أو لايهبه أو لايخرجه عن ملكه بوجه من الوجوه... لا البيع إلى النيروز والمهرجان... وإلى قدوم الحاج والحصاد والدياس والقطاف) أي لا يجوز البيع إلى هذه الآجال؛ لأنها تتقدم وتتأخر. (البحر الرائق: (٦/٧٤-٨٨) كتاب البيع, باب البيع الفاسد, ط: سعيد)

الدر مع الرد: (٥/٦٠-٨٧) كتاب البيوع, باب البيع الفاسد, ط: سعيد.

الجوهرة النيرة: (١/٢٣٨-٢٤٢) كتاب البيوع, باب البيع الفاسد, ط: قديمي.

ہے، اور اس اقالے کے لیے بائع اور مشتری دونوں کی رضامندی ضروری نہیں ہے، کوئی بھی ایک فریق دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر اقالہ کرسکتا ہے۔[۱]

اور اقالہ ثمن اوّل (طے کردہ پہلی قیمت) پر کرنا لازم ہے، اگر بیعانہ لیا ہے تو وہ واپس کرنا ہوگا، اگر اس دوران قیمت کے گھٹنے کی وجہ سے بائع کا نقصان ہوا تو وہ بائع کو برداشت کرنا پڑے گا، مشتری سے وصول کرنا جائز نہیں ہوگا۔[۲]

---

(۱) (ولكل منهما فسخه) يعني على كل واحد منهما فسخه؛ لأن رفع الفساد واجب عليهما ...... ويتمكن كل واحد منهما من الفسخ قبل القبض بعلم صاحبه ... فكان كل واحد منهما بسبيل من فسخه من غير رضا الآخر، لكنه يتوقف على علمه۔ (تبيين الحقائق، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، (۴/ ۲۰۲، ۲۰۳) ط: دار الكتب العلمية بيروت)

▭ وان كان واجبًا في المكروه تحريمًا دافعًا للمعصية أو فساد الفسخ بدون التراضي، امامن أحدهما أو من القاضي جبرًا كما قدمناه۔ (البحر الرائق: (۱۶۷/۶) كتاب البيع، باب الاقالة، ط: رشيديه)

▭ وتجب في عقد مكروه وفاسد (الدر المختار) لوجوب رفع كل منهما على المتعاقدين صونًا لهما عن المحظور، ولا يكون الا بالاقالة۔ (الدر مع الرد: (۱۲۳/۵) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد)

▭ ان الفاسد يجب فسخه على كل منهما بدون رضا الآخر، وكذا القاضي فسخه بلا رضاهما۔ (شامي: (۱۲۳/۵) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد)

(۲) الاقالة جائزة في البيع بمثل الثمن الأول ...... فان شرط أكثر منه أو أقل فالشرط باطل، يرد مثل الثمن الأول، والأصل: ان الاقالة فسخ في حق المتعاقدين۔ (الهداية: (۳/ ۲۹) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: شركة علمية ملتان)

▭ البحر الرائق: (۱۸۳/۶) كتاب البيع، باب الاقالة، ط: رشيديه۔

▭ فتح القدير: (۲۸۶/۶، ۲۸۷) كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔

▭ واذا حصل نقص في المبيع وهو في يد المشتري ... وهو على ثلاثة أقسام، الأول أن يحدث النقص بفعل من المشتري ... أو بآفة سماوية ... فإن البائع يأخذه مع الأرش أي ضمان النقصان ... الثاني: إذا حصل النقص في المبيع بفعل البائع ... ولو كان بيد المشتري برده مع ذلك النقص ولا ضمان عليه ... الثالث: أن يحدث النقص بفعل أجنبي فللبائع الخيار ....۔ (فقه البيوع: (۹۶۸/۲) المبحث الثامن، الباب الرابع: في البيع الفاسد، ط: معارف القرآن)

▭ الدر مع الرد: (۱۰۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: أحكام نقصان المبيع فاسدًا، ط: سعيد۔

▭ طحطاوي على الدر: (۸۲/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

بیع فاسد میں مشتری نے مبیع تیسرے آدمی کو فروخت کر دیا

☆......واضح رہے کہ شرطِ فاسد کی وجہ سے بیع فاسد ہو جاتی ہے اور اس بیع کو فسخ (ختم/کینسل) کرنا ضروری ہوتا ہے، ورنہ گناہ ہوتا ہے، تاہم اگر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) نے بیع فسخ نہیں کی اور مشتری نے بائع کی اجازت سے مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کرلیا اور بائع نے بھی ثمن (طے کردہ قیمت) پر قبضہ کرلیا، تو مشتری مبیع کا مالک بن جائے گا، اگر اس کے بعد مشتری وہ مبیع کسی تیسرے آدمی کو فروخت کرے گا تو ثمن (قیمت کی رقم) مشتری کو ملے گی؛ کیوں کہ مشتری ہی مبیع کا مالک ہے، بائع یا اس کے ورثا کو نہیں ملے گا؛ کیوں کہ مبیع ان کی ملکیت سے نکل چکا ہے۔(۱)

---

(۱)(ولكل منهما فسخه) يعني على كل واحد منهما فسخه؛ لأن رفع الفساد واجب عليهما۔ (تبيين الحقائق:(۴/۲۰۲)باب البيع الفاسد، ط:دار الكتب العلمية)

☐قوله: قبض المشتري المبيع في البيع الفاسد بأمر البائع وكل من عوضيه مال ملك المبيع بقيمته... لأن ركن البيع صدر من أهله مضافاً الى محله فوجب القول بانعقاده ولا خفاء في الأهلية والمحلية وركنه مبادلة المال بالمال ... فنفس البيع مشروع وبه تنال نعمة الملك، انما المحظور مايجاوره، كما في البيع وقت النداء... وفي قوله: "ملك المبيع" ردّ على من قال: انه انما ملك التصرف دون العين، وهم العراقيون، وماذكره قول أهل بلخ، وهو المنصوص عليه في كلام محمد، وهو الصحيح المختار، فانه قال: ان المشتري خصم لمن يدعيه، لأنه يملك رقبته، كذا في جامع الفصولين... ولو باعه كان الثمن له، ولو بيعت دار الى جنبها فالشفعة للمشتري، ولو اعتقه البائع لم يعتق، ولو سرقه البائع من المشتري بعد قبضه قطع، كما في الجوهرة، فهذه كلها ثمرات الملك۔ (البحر الرائق:(۶/۹۱، ۹۲) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكام البيع الفاسد، ط:رشيديه)

☐واذا ملكه تثبت كل أحكام الملك۔ (الدر المختار) وفي الشامية: فيكون المشتري خصماً لمن يدعيه، لأنه يملك رقبته، نص عليه محمد، ولو باعه كان الثمن له۔ (الدر مع الرد:(۵/۹۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

☐قوله: ملكه أي ملك عينه، هو قول أئمة بلخ؛ بدليل أن المشتري اذا أعتقه بعد قبضه صح، وكان الولاء له، ولو باعه كان الثمن له۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار:(۳/۷۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:رشيديه)

☐فتح القدير:(۶/۴۵۹-۴۶۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط:دار الفكر۔

☐الهداية:(۳/۴۲-۴۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:فصل في أحكام البيع الفاسد، ط: شركة علمية ملتان۔

☆......موجودہ دور میں عام طور پر بیع تعاطی ہوتی ہے، ایجاب وقبول کا نام ونشان نہیں ہوتا، عام طور پر شرطِ فاسد کاغذات میں درج ہوتی ہے اور کاغذات یا تو بیع سے پہلے بن جاتے ہیں یا بعد میں، اگر عقدِ بیع سے پہلے بنے ہیں اور اس کی بنیاد پر بیع ہوئی ہے تو بھی بیع فاسد ہوگی اور اگر عقد کے بعد بنے ہیں تو وعدہ کی طرح ہے اس سے عقد فاسد نہیں ہوتا اور نفع صدقہ کرنا واجب نہیں ہوتا۔ ہاں اگر عقد میں شرط ہو تو نفع صدقہ کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

بیع فاسد نہ ہونے کی ایک صورت

"ڈلیوری میں مؤخر کرنے کی شرط نہیں تھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۰/۳)

بیع فسخ کرنے کی صورت میں جرمانہ لگانا

اگر بائع اور مشتری نے سودا کرتے وقت یہ شرط لگائی ہے کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی بھی ایک فریق بیع کو فسخ (ختم) کرے گا تو اس پر اتنا جرمانہ ہوگا، تو یہ بیع فاسد ہے، اس صورت میں ہر فریق دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر بیع فسخ کر سکے گا، اور فسخ کی صورت میں وصول کی ہوئی رقم واپس کرنا ضروری ہے، اور فسخ کرنے والے سے جرمانہ لینا جائز نہیں ہے، اور اگر سودا ہونے کے بعد یہ شرط لگائی

(۱) ولو اشترى جارية شراءً فاسداً وقبضها وباعها وربح فيها تصدق بالربح، ولو اشترى بثمنها شيئاً آخر فربح فيه طاب له الربح، كذا في السراج الوهاج۔ (الهندية: (۳/ ۱۴۹) كتاب البيوع، الباب الحادي عشر: في أحكام البيع الجائز، ط: رشيديه)

قلت: وفي جامع الفصولين أيضاً: لو ذكرا البيع بلا شرط ثم ذكرا الشرط على وجه العدة جاز البيع ولزم الوفاء بالوعد، اذ المواعيد قد تكون لازمة، فيجعل لازماً لحاجة الناس.... (تنبيه) في جامع الفصولين أيضاً: لو شرطا شرطاً فاسداً قبل العقد ثم عقدا لم يبطل العقد، قلت: وينبغي الفساد لو اتفقا على بناء العقد كما صرحوا به في بيع الهزل۔ (شامي: (۵/ ۸۴) كتاب البيوع - بيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد، ط: سعيد)

لأن الأصل في العقود القول، والكتابة وثيقة، والله تعالى أعلم. حرره الأحقر ظفر أحمد عفي عنه. أصل الجواب وكذا تصحيحه صحيحان أشرف علي (إمداد الأحكام: (۳/ ۳۴۹) كتاب البيوع،

گئی ہے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔ (۱)

بیعِ فُضولی

اگر کسی نے مالک کی اجازت کے بغیر اس کی کوئی چیز قیمت مقرر کر کے فروخت کر دی تو یہ بیع فضولی ہے، اور بیع فضولی کا حکم یہ ہے کہ ایسی بیع مالک کی اجازت پر موقوف رہے گی، اگر مالک اجازت دے گا تو وہ بیع نافذ ہوگی، ورنہ کینسل ہوجائے گی، اور اجازت دینے کی صورت میں قیمت کی رقم مالک کو ملے گی۔ (۲)

=فصل في بيع الوفاء، قبيل: باب الحقوق، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) (ولا بيع بشرط) لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو) فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن يكون آدميا ... (ولم يجر العرف به و) لم (يرد الشرع بجوازه) (قوله: ولا بيع بشرط) ... وقلت وفي جامع الفصولين أيضا: لو ذكر البيع بلا شرط ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع، ولزم الوفاء بالوعد، إذ المواعيد قد تكون لازمة۔ (الدر مع الرد: (۵/۸۵، ۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع الفاسد، ط: سعيد)

☐ قوله عليه السلام: كل شرط ليس في كتاب الله فهو باطل، فبطل الشرط الواحد وكل مالم يعقد إلّا به۔ (اعلاء السنن: (۱۴/۱۵۳) كتاب البيوع، باب النهي عن البيع بالشرط، ط: إدارة القرآن كراچی)

☐ الهداية: (۳/۴۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: شركة علمية ملتان۔

☐ والجواب عنه أن الدليل هو النهي عن البيع والشرط، وأجاب عنه ابن الجوزي بأنه ليس في الحديث أن اشتراط الولاء، والعتق كانا مقارنا للعقد، فيحمل على أنه كان سابقًا للعقد، فيكون الأمر بقوله: "اشترطي" مجرد الوعد، ولا يجب الوفاء... ولا يلزم عائشة رضی الله إيفاء هذا الوعد؛ لأنه لم يكن في قدرتها إيفائها۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۱۵۰، ۱۵۱) كتاب البيوع، باب النهي عن البيع بالشرط، ط: إدارة القرآن)

(۲) ومن باع ملک غيره فللمالک أن يفسخه ويجيزه إن بقي العاقدان والمعقود عليه وله وبه لو عرضا يعني انه صحيح موقوف على الاجازة۔ وإذا أجاز المالك البيع وكان الثمن نقدا صار مملوكا له أمانة في يد الفضولي۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۳۵) كتاب البيع، باب الاستحقاق، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه، و: (۶/۱۴۷) ط: سعيد كراچی)

☐ تبيين الحقائق: كتاب البيوع، باب الاستحقاق، (۴/۳۸۳) ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

☐ شامی: (۵/۱۱۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في الفضولي، مطلب البيع الموقوف نيف وثلاثون، ط: سعيد۔

☐ بيع الفضولي اذا أجازه صاحب المال أو وكيله أو وصيه أو وليه نفذ والا انفسخ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص: ۲۱۲) البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيع، [رقم المادة: ۳۷۸] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه، و: (۱/۱۲۹) ط: فاروقيه كوئٹه)=

بیع قبل القبض

"قبضہ سے پہلے چیز بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۸/۵)

بیع قبل القبض کی ایک صورت

"قبضہ سے پہلے بیع کی ایک صورت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۶/۵)

بیعِ قطعی سے انحراف کرنا جائز نہیں ہے

"بیع سے انحراف کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۹/۲)

بیع کا اصطلاحی معنیٰ

"بیع کی تعریف" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۸/۲)

بیع کا لغوی معنیٰ

بیع کا لغوی معنیٰ ہے کسی بھی طرح کی دو چیزوں کو ایک دوسرے سے بدلنا، خواہ وہ مال ہوں یا نہ ہوں۔[1]

بیع کرکے پریشان ہوگیا

"پشیمان ہوگیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۶/۲)

= ومن باع ملک غیرہ بغیر أمرہ فالمالک بالخیار، ان شاء أجاز البیع، وان شاء فسخ۔ (الهداية: ۸۸/۳) کتاب البیوع، باب الاستحقاق، ط: مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

ولمن باع فضولي... ملکه... أن یفسخه،... وله أي للمالک أن یجیزه، یعني ینعقد بیعه موقوفاً علی اجازة المالک۔ (مجمع الانهر: (۱۳۳/۳) کتاب البیوع، باب الحقوق والاستحقاق، فصل فی بیع الفضولی، ط: غفاریة کوئٹه)

(۱) هو لغة: مقابلة شيء بشيء مالاً أو لا۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱/۳) کتاب البیوع، ط: سعید

البحر الرائق: (۲۵۶/۵) کتاب البیع، ط: سعید

کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۱۲۷/۲) کتاب احکام البیع ومایتعلق به، ط: دار إحیاء التراث العربی۔

بیع کو کسی کام کے ساتھ مُعلّق کرنا

(۲۱۷) بیع کو کسی کام کے ساتھ معلّق (Contingent) کرنے سے بیع منعقد نہیں ہوتی، مثلاً: بائع خریدار سے کہے کہ: "اگر بارش ہوئی تو میں نے یہ چیز تمہیں فروخت کی" وغیرہ، لیکن اگر یکم رمضان کو اس طرح کہا کہ: "میں آپ کو یہ چیز بارہ رمضان کو فروخت کروں گا یا جب بارش ہوگی تو یہ چیز فروخت کروں گا" تو یہ وعدہ ہے، بیع نہیں ہے، اور اس طرح کہنا جائز ہے، اور بارہ رمضان یا جب بارش ہو اُس وقت بائع کو چاہیے کہ وہ چیز خریدار کو اس دن فروخت کردے، خواہ قیمت وہی لگائے جو یکم رمضان کو اُنہوں نے آپس میں طے کی تھی یا نئی قیمت باہم رضامندی سے طے کرکے بیع کریں، اور اگر بائع نے بارہ رمضان کو وہ چیز باقاعدہ خریدار کو فروخت نہیں کی تو خریدار سابقہ وعدہ کی بنا پر اس چیز کا مالک نہیں ہوگا اور وہ چیز بائع ہی کی ہوگی۔[1]

بیع کو مستقبل کی طرف منسوب کرنا

بیع کو مستقبل کی طرف منسوب کرنے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، مثلاً: یکم رمضان کو بائع خریدار سے کہے کہ: "یہ چیز میں نے آپ کو بارہ رمضان کو فروخت کی" اور خریدار نے اسے قبول کرلیا تو یہ بیع فاسد ہے، اور بارہ رمضان کو خریدار اس چیز کا مالک نہیں بنے گا، بلکہ اگر بارہ رمضان کو بائع نے وہی چیز خریدار کے حوالہ کی اور

---

(۱) (قوله: ما يبطل بالشرط الفاسد ولا يصح تعليقه) الترجمة لشيئين... والثاني ما لا يصح تعليقه بالشرط بأن صدر العقد معلقا بأداة الشرط كبعتك العبد إن قدم زيد (منحة الخالق على هامش البحر الرائق: (۲۹۸،۲۹۷/۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: رشيديه)

صورة البيع بالشرط قوله بعته بشرط استخدامه شهرا وتعليقه بالشرط كقوله بعته إن كان زيد حاضرا (الدر المختار مع الرد: (۲۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ما يبطل بالشرط الفاسد ولا يصح تعليقه به، ط: سعيد)

صيغة الاستقبال التي هي بمعنى الوعد المجرد مثل سأبيع وسأشتري لا ينعقد بها البيع... (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳/۲) المادة: ۱۷۱، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۹۳/۱) المادة: ۱۷۱، أيضا، ط: فاروقيه كوئته

خریدار نے اس کی قیمت ادا کردی اور دونوں نے زبان سے کوئی بات نہیں کی تو بیع تعاطی بھی نہیں بنے گی۔ (۱)

بیع کی تعریف

شریعت میں بیع کی تعریف یہ ہے کہ: "قیمت رکھنے والی چیز کا قیمت والی چیز ہی کے بدلے میں باہمی رضامندی سے تبادلہ"، یا باہمی رضامندی سے ایک مال کا دوسرے مال سے تبادلہ کرنا۔ (۲)

بیع کی شرائط

عقدِ بیع صحیح ہونے کے لیے مبیع/ مال کے اندر مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:

❶ بائع کی ملک میں موجود ہونا۔

جس مال کی خرید و فروخت ہو رہی ہے وہ بائع (سیلر) کی ملک میں موجود ہو، لہٰذا معدوم چیز کی بیع باطل ہے، مثلاً: درخت میں پھل لگنے سے پہلے فروخت کر دینا یا کھیتی ظاہر ہونے سے پہلے کھیتی فروخت کرنا یا فلیٹ کی تعمیر سے پہلے اس کو فروخت کرنا یا گاڑی بک کروانے کے بعد قبضہ میں آنے سے پہلے آگے فروخت کر

(۱) انظر الحاشية السابقة، رقم: ۱، على الصفحة السابقة.

ولو مضت المدة قبل إبطال الأجل تأكد الفساد، ولا ينقلب جائزا إجماعا. (شامي: (۸۳/۵، ۸۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر: (۶۷/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه.

(۲) وفي الشريعة ما ذكره المصنف رحمه الله تعالى بقوله: هو مبادلة المال بالمال بالتراضي... والمالية إنما تثبت بتمول الناس كافة أو بتقوم البعض، والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعا. (البحر الرائق: (۲۵۶/۵، ۲۵۸) كتاب البيع، ط: سعيد)

وشرعا: مبادلة مرغوب فيه بمثله. قال ابن عابدين: (قوله: مرغوب فيه) أي ما من شأنه أن ترغب إليه النفس وهو المال. (الدر مع الرد (۵۰۲/۴) كتاب البيوع.

فالبيع مبادلة مال متقوم بمال متقوم. (المبسوط للسرخسي: (۲۳/۱۳) كتاب البيوع، باب إذا كان فيه شرط، ط: دار المعرفة)

دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

❷ مَقْدُوْرُ التَّسْلِیْم ہونا۔

یعنی مال ایسا ہو کہ بائع فروخت کرنے کے بعد مال کو خریدار کے حوالہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو، لہٰذا جن صورتوں میں سودا ہونے کے بعد بائع مال خریدار کے حوالہ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو، بیع درست نہیں ہوگی، مثلاً: کوئی جانور گم ہو گیا ہو جب تک قبضہ میں نہ آجائے، یا مچھلی جب تک شکار نہ کر لی جائے، انہیں فروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔(۲)

❸ مبیع (بیچی گئی چیز) کی مقدار معلوم ہونا۔

اگر مبیع کی کسی خاص مقدار پر سودا ہوا ہے تو جب تک مبیع کی وہ مقدار معلوم نہ ہو عقدِ بیع نافذ نہیں ہوگا، بلکہ جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی، مثلاً: جائیداد کی تقسیم سے پہلے ایک وارث اپنے حصۂ غیر معینہ کو فروخت کر دے تو بیع فاسد ہے۔(۳)

---

(۱) وأما شرائط المعقود عليه فأن يكون موجوداً، مالاً متقوّماً، مملوكاً في نفسه وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه وأن يكون مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وما له خطر العدم، كنتاج النتاج، والحمل واللبن في الضرع، والثمر والزرع قبل الظهور.... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)
☐ الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف المبيع وركنه وشرطه...، ط: رشيديه۔
☐ شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أربعة أنواع، ط: سعيد۔

(۲) وقلنا وأن يكون مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع معجوز التسليم عند البائع كبيع الآبق في ظاهر الرواية ... وكذا بيع الطير في الهواء بعد أن كان في يده وطار، والسمك بعد الصيد والإلقاء في الحظيرة إذا كان لا يمكن أخذه إلا بصيد.... (البحر الرائق (۲۶۰/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)
☐ شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أربعة أنواع، ط: سعيد۔
☐ الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع وركنه وشرطه، ط: رشيديه۔
بيع ما هو غير مقدور التسليم باطل كبيع سفينة غرقت لا يمكن اخراجها من البحر، او حيوان ناد لا يمكن مسكه او تسليمه أي كطير صيد ثم ند ولا يمكن مسكه او سمك اخذ ثم القي في مكان لا يمكن اخذه الا بحيلة۔ (شرح المجلة للاتاسي (۱۰۱/۲) المادة: (۲۰۹) البيوع، الباب الثاني: الفصل الثاني فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه)

(۳) بيع حصة شائعة معلومة كالنصف والثلث والعشر من عقار مملوك قبل الإفراز صحيح، ... وقيد الحصة بكونها معلومة؛ لأنها لو كانت غير معلومة يفسد البيع لجهالة المبيع، فلو قال الرجل =

❹ مال متقوم ہونا۔

یعنی جو مال فروخت ہو رہا ہے وہ قابلِ قدر قیمت والا مال ہو، حقیر اور بے قیمت چیز نہ ہو۔ (۱)

❺ شرعاً اس مال کا مباح ہونا۔

یعنی شریعت نے اس مال سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہو، لہٰذا شراب، خنزیر، مردار اور جانور کے بہتے ہوئے خون وغیرہ سے شریعت نے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی، ان کی خرید وفروخت شرعاً حرام ہے؛ لہٰذا ان چیزوں کی بیع باطل ہے۔ (۲)

❻ مدت کا متعین ہونا۔

اگر اُدھار چیز خریدی جائے تو قیمت ادا کرنے کا وقت متعین ہونا ضروری ہے، مثلاً: مہینہ دو مہینہ یا کوئی ایسا وقت جو بائع اور مشتری دونوں کے نزدیک متعین ہو؛ تا کہ بعد میں اس کی بنیاد پر کوئی جھگڑا نہ ہو، اگر مدت متعین نہ ہو تو عقد فاسد

= بعتک نصیبي من هذه الدار بكذا، وقبل المشتري ولم يكن عالمًا بمقدار نصيبه، لا يجوز البيع.... (شرح المجلّة للأتاسي: (۱۰۸/۲، ۱۰۷) المادة: ۲۱۳، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه)

▭ شرح المجلّة لرستم باز: (۸۳/۱) المادة: ۲۱۴، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

▭ الدر مع رد: (۶۶/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱، ۲) والمال ما يميل إليه الطبع ويمكن ادخاره لوقت الحاجة، والمالية إنما تثبت بتمول الناس كافة أو بتقوم البعض، والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعًا، فما يكون مباح الانتفاع بدون تمول الناس لا يكون مالًا كحبة حنطة، وما يكون مالًا بين الناس ولا يكون مباح الانتفاع لا يكون متقومًا كالخمر، وإذا عدم الأمران، لم يثبت واحد منهما كالدم... ولم ينعقد بيع ما ليس بمال، متقوم، كبيع الحر المدبر المطلق... والميتة والدم وذبيحة المجوسي... ولم ينعقد بيع الخمر والخنزير في حق المسلم.... (البحر الرائق: (۲۵۶/۵، ۲۵۷، ۲۵۹) كتاب البيع، ط: سعيد)

▭ شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أربعة أنواع، ط: سعيد۔

▭ الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع، ط: رشيديه۔

ہو جائے گا۔ (۱)

❺ بیع بالشرط نہ ہونا۔

۲۲۱

خرید و فروخت میں ایسی شرط لگانا جس سے بائع یا خریدار میں کسی ایک کو کوئی خاص فائدہ ہو یا جس شرط کی شریعت نے اجازت نہ دی ہو، ایسی شرط لگانا شرعاً جائز نہیں ہوتا، اس سے عقدِ بیع فاسد ہو جائے گا، مثلاً: میں تمہیں گھر فروخت کرتا ہوں اس شرط پر کہ تمہارے گھر میں ایک ماہ کرایہ پر رہوں گا یا یہ کہ تمہیں مکان کی قیمت کے علاوہ مجھے ایک لاکھ قرض بھی دینا ہوگا وغیرہ اس قسم کی شرائط سے بیع پاک ہو، ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۲)

بیع کے اَرکان (Element of Sale)

☆……بیع کا بنیادی رکن ایجاب وقبول ہے۔

☆……واضح رہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ رضامندی سے تبادلہ کرنے کا نام "بیع" ہے، اور یہ تبادلہ ایجاب وقبول کے ذریعے ہوتا ہے لہٰذا ایجاب و

---

(۱) یلزم أن تکون المدة معلومة في البیع بالتأجیل والتقسیط، أي أنه یلزم أن یکون الأجل معلوم الوقت عند کلا العاقدین؛ لأن جهالته تفضي إلی النزاع فیفسد البیع به۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۰/۱) المادة: ۲۴۶، البیوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بیان المسائل المتعلقة بالنسیئة والتأجیل، ط: فاروقیه کوئٹه)

شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۷/۲) المادة: ۲۴۶، أیضا، ط: رشیدیه۔

الدر مع الرد: (۸۲/۵، ۸۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

(۲) (ولا بیع بشرط) … لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما أو) فیه نفع (لمبیع) هو (من أهل الاستحقاق) للنفع بأن یکون آدمیا … (کشرط أن یقطعه) البائع (ویخیطه قباء) مثال لما لا یقتضیه العقد وفیه نفع للمشتري، (أو یستخدمه) مثال لما فیه نفع للبائع … (شهرا)۔ (الدر مع الرد: (۸۵/۵، ۸۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في البیع بشرط فاسد، ط: سعید)

البحر الرائق: (۸۵/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

حاشیة الطحطاوي علی الدر: (۷۷/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

قبول بیع کے ارکان ہیں۔[1]

بیع کے بعد مبیع ضمان میں کب آتا ہے؟

"مبیع کا ضمان میں آنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۷/۶)

بیع کے بعد مشتری چیز کا مالک بن جاتا ہے

جب بیچنے والے نے کہا کہ: "میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچ دی" اور دوسرے نے کہا: "میں نے لے لی" تو وہ چیز بک گئی، اور جس نے خریدی ہے وہی اس کا مالک بن گیا، اب اگر پہلا یہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس ہی رہنے دوں، یا دوسرا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں، تو کچھ نہیں ہوسکتا، بیچنے والے کو دینا پڑے گا اور خریدار کو لینا پڑے گا، اور اس بک جانے کو بیع کہتے ہیں۔

یعنی یک طرفہ واپسی نہیں ہوسکتی، اگر باہمی رضامندی سے سودا کینسل کردیں تو اس کی اجازت ہوگی۔[2]

---

(۱) أما القول: فالإيجاب والقبول) وهما ركنه، (قوله: وهما ركنه)... من أن ركنه الإيجاب والقبول الدالان على التبادل أو ما يقوم مقامهما من التعاطي، فركنه الفعل الدال على الرضا بتبادل الملكين من قول أو فعل۔ (الدر مع الرد: (۵۰۴/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع،... ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۶۱/۱) المادة: ۱۶۷، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئته۔

(۲) (قوله: وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين لكل منهما في بدل، وهذا حكمه الأصلي، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن...۔ (شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۶۵/۱)، المادة: ۳۶۹، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئته۔

شرح المجلة للأتاسي: (۳۵۷/۲) المادة: ۳۶۹، أيضا، ط: رشيديه۔

لأنّ أحد المتعاقدين لا ينفرد بالفسخ كما لا ينفرد بالعقد۔ (الهداية: (۱۵۳/۳) كتاب أدب القاضي، مسائل شتى، من كتاب القضاء، ط: رحمانيه)=

بیع کے بعد واپس بیچنے کا وعدہ کرنا

ایک شخص نے کسی ضرورت سے اپنے مکان یا دکان یا ان کے اندر پڑی ۲۲۳
ہوئی کوئی چیز دوسرے کو فروخت کردی، سودا مکمل ہونے کے بعد بائع نے خریدار سے وعدہ لیا کہ: "اگر فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ تک میں نے یہ رقم آپ کو واپس اَدا کردی تو یہ مکان اور چیز اسی قیمت میں واپس کردیں گے" خریدار نے یہ وعدہ قبول کرلیا تو اس وعدہ کو دیانۃً پورا کرنا واجب ہے، قضاءً واجب نہیں ہے، یعنی اگر بائع بعد میں مقررہ تاریخ کے اندر رقم ادا کردے اور خریدار وہ مکان وغیرہ واپس نہ کرے تو بائع عدالت سے رجوع نہیں کرسکتا، اگر بالفرض عدالت سے رجوع کرے گا تو عدالت بائع کے حق میں فیصلہ نہیں دے گی۔ (۱)

بیع کے بعد واپس بیچنے کی درخواست کرنا

"بیع بالوفاء" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۶/۲)

بیع کے ساتھ اقرار نامہ بھی

☆......مثلاً: زید نے اپنا مکان عمر کے ہاتھ فروخت کردیا اور پکی بیع کی

تبیین الحقائق: (۱۹۸/۴) کتاب القضاء، باب مسائل شتی، ط: امدادیہ۔

شامی: (۳۵۲/۵) کتاب القضاء، باب کتاب القاضي إلى القاضي وغیرہ، مطلب اقتسموا دارًا وأراد كل منهم فتح باب لهم ذلك، ط: سعید۔

(۱) بیع الوفاء... صورته أن يبيعه العين بألف على أنه إذا رد عليه الثمن رد عليه العين...۔ (الدر المختار: (۲۷۶/۵) کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب: في بيع الوفاء، ط: سعید)

ولو ذكر البيع بلا شرط، ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع، ولزم الوفاء بالوعد، إذ المواعيد قد تكون لازمة، فيجعل لازمًا لحاجة الناس۔ (جامع الفصولين: (۱۷۱/۱) الفصل الثامن عشر: في بيع الوفاء وأحكامه وشرائطه وأقسامه، ط: إسلامی کتب خانه)

الخانية على هامش الهندية: (۱۶۵/۳) کتاب البیوع، فصل: في الشروط المفسدة، ط: رشیدیه۔

أما الوعد فلا يلزم الوفاء به قضاء، بل الوفاء به مندوب ديانة ومن مكارم الأخلاق. فلو وعد شخص شخصًا ببيع أو قرض أو هبة مثلًا لا يجبر على الوفاء بوعده بقوة القضاء، بل يندب له تنفيذه ديانة۔ =

رجسٹری، دستاویز بھی کرادی، اور دستاویز کے ساتھ ہی ایک اقرار نامہ عمر سے تحریر کرالیا کہ: ”جو روپیہ زید نے عمر سے وصول کیا ہے اگر وہ دس سال کے بعد زید عمر کو واپس کردے تو عمر زید کو مکان واپس کردے گا، اور دس سال گزرنے کے بعد زید کو عمر سے مکان واپس لینے کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ اور دس سال تک مرمت وغیرہ کی ذمہ داری عمر پر ہوگی“، تو اس صورت میں اگر اقرار نامہ بیع کے ایجاب وقبول سے پہلے یا ایجاب وقبول کے ساتھ لکھا گیا ہے تو ان دونوں صورتوں میں بیع فاسد ہوجائے گی، اور یہ معاملہ رہن کا ہوجائے گا۔ (۱)

☆......اور اگر بیع کے ایجاب وقبول ہونے کے بعد یہ اقرار نامہ لکھا گیا ہے تو بیع صحیح ہوجائے گی۔ (۲)

= (الفقه الاسلامي وادلته: (۴/ ۲۹۲۸) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الاول: تعريف العقد، الزواج بعاقد واحد، ط: رشيديه)

(۱) هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن حكمه حكم الرهن، وهو الصحيح۔ (شامي: (۵/ ۲۷۶) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

☐ حاشية جامع الفصولين: (۱/ ۲۳۴) الفصل الثاني عشر في بيع الوفاء وأحكامه وشرائطه وأقسامه، ط: اسلامی کتب خانہ کراچی)

☐ الهندية: (۳/ ۲۰۹) كتاب البيوع، الباب العشرون: في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، مطلب بيع الوفاء، ط: رشيديه۔

(۲) وقيد بكون الشرط مقارناً للعقد؛ لأن الشرط الفاسد لو التحق بعد العقد قيل: يلتحق عند أبي حنيفة وقيل: لا، وهو الصحيح۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۳۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه)

☐ جامع الفصولين: (۲/ ۲۳۷) الفصل التاسع والثلاثون: في المتفرقات، ...، ط: اسلامی کتب خانہ کراچی)

☐ النهر الفائق: (۳/ ۳۳۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

☐ قاضي خان على هامش الفتاوى العالمكيرية: (۲/ ۱۸۳) كتاب البيوع، باب الخيار، ط: رشيديه۔

☐ لو شرط بعد العقد يلتحق بالعقد عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى اهـ (الدر المختار) فيصير بيع الوفاء، كأنه شرط في العقد...، وقدمنا في البيع الفاسد ترجيح قولهم؛ لعدم التحاق الشرط المتأخر عن العقد به۔ (شامي، كتاب البيوع: (۵/ ۲۷۸) باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

☐ لو ذكر البيع بلا شرط ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع، ولزم الوفاء بالوعد، إذ المواعيد =

اور وعدہ پورا کرنا دیانت کے اعتبار سے لازم ہوگا ، اور عدالت وعدہ پر پابندی کرانے کو لازم نہیں کر سکے گی۔ (۱)

بیع کے ساتھ شرائط

"بیع کے ساتھ اقرار نامہ بھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۳/۲)

بیع کے ساتھ شرط رکھنا حرام ہونے کی وجہ

بیع کے ساتھ شرط لگانا ناجائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ثمن (طے کردہ رقم) تو بیع کے مقابلے میں ہوجاتا ہے، اور شرط میں بائع یا مشتری میں سے کسی ایک کا فائدہ ہوتا ہے اور شرط کی منفعت اور فائدہ کسی چیز کے مقابلہ میں نہیں ہوتا ہے؛ اس وجہ سے یہ زیادتی عوض کے بغیر ہونے کی وجہ سے سود کے حکم میں ہوجاتی ہے۔ اور یہ شرط کی منفعت کسی عوض کے مقابلہ کے بغیر اس وقت ہوگی جب وہ منفعت حاصل کرنے کے قابل ہو، اگر وہ منفعت حاصل کرنے کے قابل نہیں ہے تو وہ شرط لغو ہوجائے گی اور بیع صحیح ہوجائے گی۔ (۲)

=فلا تكون لازمة، فيجعل لازماً لحاجة الناس۔ (جامع الفصولين: (۱۷۱/۱) الفصل الثامن عشر: في بيع الوفاء، ط: اسلامی کتب خانہ)

(۱) الخلف في الوعد حرام۔ (الأشباه والنظائر مع شرحه للحموي: (۲۳۶/۳) الفن الثاني، كتاب الحظر والاباحة، ط: ادارۃ القرآن کراچی)

قال النووي رحمه الله تعالى: أجمعوا على أن من وعد انساناً شيئاً ليس بمنهي عنه فينبغي أن يفي بوعده۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۲۷/۸، ۲۲۸) كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

فيض القدير: (۸۹۱/۲) [رقم الحديث: ۸۹۳] ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

(۲) (قوله: والبيوع الفاسدة فكلها من الربا ...) ... نعم يظهر ذلك في الفساد بسبب شرط فيه نفع لأحد المتعاقدين مما لا يقتضيه العقد، ولا يلائمه ... والأصل فيه أن كل ما كان مبادلة المال بمال يبطل بالشروط الفاسدة ... ؛ لأن الشروط الفاسدة من باب الربا، وهو يختص بالمعاوضة المالية دون غيرها من المعاوضات والتبرعات؛ لأن الربا هو الفضل الخالي عن العوض، وحقيقة الشروط الفاسدة هي زيادة مالا يقتضيه العقد ولا يلائمه فيكون فيه فضل خال عن العوض، وهو الربا بعينه۔ (شامي: (۱۶۹/۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

بیع کے مقتضی کے خلاف کوئی شرط نہ ہو

۲۲۶ بیع کے مقتضی کے خلاف کوئی شرط نہیں ہونی چاہیے، ورنہ بیع فاسد ہوجائے گی، ہاں اگروہ شرط کاروباری عرف میں مروج ہو اور اس کا عام چلن ہو تو بیع صحیح ہوگی:

مثلاً: ❶ زید عمرو سے ایک کار اس شرط پر خریدتا ہے کہ وہ اس کے بیٹے کو اپنی فرم میں ملازم رکھے گا، یہ شرط بیع کے مقتضی کے خلاف ہے؛ اس لیے بیع فاسد ہوجائے گی۔

❷ زید عمرو سے ایک ریفریجریٹر اس شرط پر خریدتا ہے کہ عمرو دو سال تک اس کی مفت سروس کا ذمہ دار ہوگا، یہ شرط چوں کہ اس طرح کے معاملے کے حصے کے طور پر متعارف ہے؛ اس لیے صحیح ہے اور بیع بھی درست ہے۔[1]

بیع مبرور

بیع مبرور: وہ بیع ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے احکام کی رعایت کی جائے اور شریعت میں جو طریقہ منع ہے اس سے بچا جائے مثلاً دھوکہ نہ دیا جائے سودی طریقہ اختیار نہ کیا جائے، فاسد معاملہ نہ کیا جائے، اور مشتبہ امور سے بچا جائے تو یہ بیع مبرور

---

(۱) (ولا بیع بشرط) ... (لایقتضیه العقد ولایلائمه وفیه نفع لأحدهما ...) ... ولم یجر العرف به) ... (فیصح) البیع (بشرط یقتضیه العقد ... أو لایقتضیه العقد لکن) ... العرف به کبیع نعل) أي سماه باسم مایؤل عنی (علی أن یحذوه) البائع (ویشرکه) أي یضع علیه الشراک ... (استحسانًا) للتعامل بلانکیر۔ (الدر مع الرد: (۵/۸۴-۸۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: في البیع بشرط فاسد، ط: سعید)

البحر الرائق: (۶/۸۵، ۸۸) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوي علی الدر: (۳/۷۷) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

بیع مرابحہ کی شرائط

بیع مرابحہ کی شرائط یہ ہیں:

❶ بیع مرابحہ صحیح ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ بائع نے جو مال خریدا اس کا ثمن معلوم ہو، اور اگر بائع کو قیمت خرید معلوم نہیں تو مرابحہ کرنا ممکن نہیں ہے اس صورت میں بیع مساومہ ہو سکتی ہے۔

❷ مرابحہ میں جو نفع رکھا گیا وہ بھی معلوم ہو۔

❸ بائع نے جو مال خریدا ہے اس کا ثمن اور خریدار جو ثمن دے رہا ہے وہ مثلیات میں سے ہوں جیسے مکیلات (پیمانہ سے فروخت ہونے والی چیزیں) موزونات (وزن کر کے خرید و فروخت کی جانے والی چیزیں) اور گن کر درجن وغیرہ کے حساب سے فروخت کی جانے والی چیزیں اگر ان میں اتنا تفاوت نہیں ہوتا تو مرابحہ صحیح ہوگا، اور اگر ثمن مثلی چیز نہیں بلکہ قیمتی چیز ہے تو مرابحہ کرنا صحیح نہیں ہوگا مثلاً ایک آدمی نے پلاٹ کے عوض گاڑی خریدی ہے تو گاڑی میں بیع مرابحہ نہیں کر سکتا کیونکہ ثمن اول پلاٹ ہے اور پلاٹ کی قیمت مختلف ہوتی ہے اس لئے مرابحہ صحیح نہیں ہے۔

❹ پہلی بیع صحیح ہو، فاسد نہ ہو، اگر پہلی بیع فاسد ہو تو مرابحہ نہیں ہو سکتا کیونکہ مرابحہ معین ثمن کی بنیاد پر ہوتا ہے حالانکہ بیع فاسد میں مبیع کی قیمت یا مثل دینی ہوتی ہے جس کی مالیت معلوم نہیں ہوتی اس لئے مرابحہ نہیں ہو سکتا۔ (۱)

= الدر المختار مع الرد: (۵/۱۳۳) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

الفقه الإسلامي وادلته: (۵/ ۳۶۰۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، البحث السادس: أنواع البيوع، تمهيد، ط: رشيديه۔

(۱) وأما شرائطه فمنها ما ذكرنا: وهو أن يكون الثمن الأول معلوما للمشتري الثاني لأن المرابحة بيع =

(۱)

بیعِ مُرابحہ

☆......"بیع مرابحہ" (Sale On Cost Plus) متعینہ چیز کی قیمتِ خرید یا لاگت بیان کرنے کے بعد مزید کچھ نفع کی رقم کے اضافے کے ساتھ چیز کو فروخت کرنا۔ (۲)

☆......مثلاً: دکاندار نے موبائل دس ہزار میں خریدا اور خریدار سے کہہ دیا کہ میں نے یہ موبائل دس ہزار میں خریدا ہے اور ایک ہزار نفع رکھ کر گیارہ ہزار میں فروخت کرتا ہوں، یہ بیع مرابحہ ہے۔ (۳)

---

(۱) عن رافع بن خديج قال: قيل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم أى الكسب أطيب؟ قال عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور، رواه أحمد (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث: ط، قديمى)

☆السنن الكبرى للبيهقى: (۳۳۲/۵) كتاب البيوع، باب إباحة التجارة، ط: دار الكتب العلمية۔

☆والمراد بالمبرور أن يكون سالماً من غش وخيانة، أو مقبولاً في الشرع بأن لا يكون فاسداً ولا خبيثاً أي رديئاً، أو مقبولاً عند الله بأن يكون مثاباً به (مرقاة المفاتيح: (۲۶/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: رشيديه جديد)

(۲) المرابحة بيع ماشراه بماشراه به وزيادة۔ (ملتقى الأبحر: (۱۰۶/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: غفارية كوئٹه)

☆المرابحة بيع ماملكه بماقام عليه وبفضل۔ (تنوير الابصار مع الدر المختار: (۱۳۳/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

☆تبيين الحقائق: (۲۲۲/۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

☆الهداية: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: امدادية ملتان۔

(۳) بيع المرابحة: هو البيع الذى يقع بعد بيان البائع ثمن المبيع الذى اشتراه به على ربح معلوم زيادة عن ذلك الثمن وذلك كأن يقول البائع للمشترى: قد كلفنى هذا المال مائة قرش فأبيعه لك بمائة وعشرة قرش (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۱۴/۱) تحت رقم المادة: ۱۲۳، البيوع، الملحق فى الاصطلاحات الفقهية المتعلقة البيوع، ط: دار الجيل)=

بیع مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے

"مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۰/۶)

بیعِ مُزَایدہ

"نیلام کے ذریعے خرید وفروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۸/۶)

بیعِ مُساوَمہ

☆......"بیع مساومہ" (Bargaining Sale) کسی متعینہ چیز کو کسی بھی متفقہ قیمت کے عوض فروخت کرنا۔ زیادہ تر اسی کا رواج ہے۔(۱)

=بالثمن الأول مع زيادة ربح، والعلم بالثمن الأول شرط صحة البياعات كلها---فإن لم يكن معلوماً، فالبيع فاسد---ومنها: أن يكون الربح معلوماً لأنه بعض الثمن والعلم بالثمن شرط صحة البياعات، ومنها: ان يكون رأس المال من ذوات الأمثال، وهو شرط جواز المرابحة على الإطلاق وكذلك التولية وبيان ذلك أن رأس المال لا يخلو إما أن يكون مما له مثل كالمكيلات والموزونات والعدديات المتقاربة، وإما أن يكون مما لا مثل له من الذرعيات والمعدودات المتفاوتة، فإن كان مما له مثل يجوز بيعه مرابحة على الثمن الأول---وإن كان مما لا مثل له من العروض لا يجوز بيعه مرابحة ولا تولية ممن ليس ذلك العرض في ملكه: لأن المرابحة بيع بمثل الثمن الأول وكذلك التولية فإذا لم يكن الثمن الأول مثل جنسه فإما أن يقع البيع على غير ذلك العروض، وإما أن يقع على قيمته، وعينه ليس في ملكه والقيمة مجهولة تعرف بالحزر والظن لإختلاف أهل التقوم فيها--- ومنها أن يكون العقد الأول صحيحاً فإن كان فاسداً لم يجز بيع المرابحة لأن المرابحة بيع بالثمن الأول مع زيادة ربح والبيع الفاسد وإن كان يفيد الملك في الجملة لكن بقيمة المبيع أو بمثله لا بالثمن لفساد التسمية، والله عزوجل أعلم (بدائع الصنائع: (۲۲۰/۵، ۲۲۲) كتاب البيوع، فصل وأما الشرائط، ط: سعيد)

▭ الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۷۶۷، ۳۷۷۰) القسم الثالث: العقود والتصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث السادس: أنواع البيوع، المطلب الأول: شرائط المرابحة، ط: رشيديه۔

▭ الموسوعة الفقهية الكويتية: (۳۶/ ۳۱۹) حرف الميم، مرابحة، شروط، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية۔

(۱) (قوله: ولم يذكر المساومة) وهي البيع بأي ثمن كان من غير نظر إلى الثمن الأول، وهي المعتادة۔ (الدر مع الرد: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)=

☆......بیع مساومہ یہ ہے کہ سودا کرتے وقت اس میں قیمت خرید کا تذکرہ بالکل نہ کیا جائے، مثلاً دکاندار ایک موبائل دس ہزار روپے کے عوض فروخت کر رہا ہے، اور یہ نہیں بتاتا کہ اس نے کتنے میں خریدا ہے۔ یہ بیع مساومہ ہے اور مساومہ کا معنی ایک دوسرے سے بھاؤ طے کرنا، اس بیع میں بھی بھاؤ تاؤ (بارگیننگ) کیا جاتا ہے، عام طور پر بازاروں میں بیع مساومہ ہی کا رواج ہے۔ (۱)

بیع مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب ہو

بیع کا غیر مشروط ہونا اور فوری طور پر نافذ العمل ہونا ضروری ہے، ورنہ بیع باطل ہو جائے گی؛ لہٰذا جو بیع مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب ہو یا مستقبل میں پیش آنے والے کسی واقعے پر موقوف ہو وہ باطل ہوگی، اگر فریقین درست طریقے سے بیع کرنا چاہتے ہیں تو انہیں اس وقت بیع کرنا چاہیے جب کہ مستقبل کی وہ تاریخ آجائے یا وہ شرط پائی جائے جس پر بیع موقوف تھی۔

مثالیں: ❶ زید یکم جنوری کو عمرو سے کہتا ہے کہ: ''میں آپ کو اپنی کار یکم فروری کو بیچتا ہوں''، یہ بیع باطل ہوگی؛ اس لیے کہ اسے مستقبل کی ایک تاریخ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

= 🗀 حاشية الطحطاوي على الدر: (۹۳/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه.
🗀 البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد.
(۱) بيع المساومة: هو الذى يقع باتفاق من البائع والمشترى على الثمن بدون أن يذكر البائع الثمن الذى اشترى به ذلك المال كأن يبيع أحد لآخر ثوب قماش بمائة قرش بدون أن يذكر للمشترى القيمة التى كان دفعها ثمناً لذلك القماش (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۱۳/۱) تحت رقم المادة: ۱۲۳، البيوع، المقدمة فى الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: دار الجيل)
🗀 قوله: ولم يذكر المساومة) وهى البيع بأى ثمن كان من غير نظر إلى الثمن الأول، وهى المعتادة (الدر مع الرد: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)
🗀 البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد

❷ زید عمرو سے کہتا ہے کہ: ''اگر فلاں پارٹی الیکشن جیت گئی تو میری کار آپ کے ہاتھ بکی ہوئی تصور ہوگی، یہ بیع بھی باطل ہے؛ اس لیے کہ اسے مستقبل کے ایک واقعے پر موقوف کیا گیا ہے۔(۱)

بیع مستقبل میں پیش آنے والے کسی واقعے پر موقوف ہو

''بیع مستقبل کی کسی تاریخ کی طرف منسوب ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیعِ مُشاع

''بیع مشاع'' یعنی مشترکہ حصوں میں سے بلاتعیین ایک حصہ یا اس سے زیادہ فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) (وما لا تصح) إضافته إلى المستقبل عشرة (البيع وإجازته وفسخه... فإن هذه الأشياء تمليكات فلا يجوز إضافتها إلى الزمان كما لا يجوز تعليقها بالشرط لما فيه من معنى القمار۔ (درر الحكام شرح غرر الاحكام: (۲/ ۲۰۲) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: مير محمد كتب خانه)

☐ مجمع الانهر: (۳/ ۱۶۰) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ الدر المختار مع الرد: (۵/ ۲۵۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب مايصح اضافته و مالايصح، ط: سعيد۔

☐ صيغة الاستقبال التي هي بمعنى الوعد المجرد مثل سأبيع وسأشتري لا ينعقد بها البيع....۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۳۳) المادة: ۱۷۱، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۳) المادة: ۱۷۱، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) لا يفسد بيع عشرة أسهم من مائة سهم اتفاقا لشيوع السهم۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴/ ۵۲۵) كتاب البيوع، مطلب المعتبر ما وقع عليه وان ظن البائع والمشترى انه اقل او اكثر، ط: سعيد)

☐ وصح بيع عشرة أسهم من مائة سهم من دار۔ (ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۳/ ۱۸) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئٹه)

☐ يصح بيع حصة شائعة معلومة كالنصف والثلث والعشر من عقار مملوك قبل الافراز۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز، (ص: ۱۰۳) [رقم المادة: ۲۱۳] البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: مكتبه حنفية كوئٹه، و: (۱/ ۸۳) ط: فاروقيه كوئٹه)

بیعِ مَشروط

''بیع کے مقتضیٰ کے خلاف کوئی شرط نہ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۶/۲)

بیع مطلق

بیع مطلق سے مراد وہ بیع ہے جس میں ایک عوض عین یعنی مبیع ہو اور دوسرا عوض دین یعنی ثمن ہو، اس کو عربی زبان میں ''بیع العین بالدین'' بھی کہتے ہیں، اس بیع کا حکم یہ ہے کہ مبیع میں ادھار جائز نہیں ہے بلکہ فوری ادا کرنا ضروری ہے، اور ثمن نقد بھی ہو سکتا ہے اور ادھار بھی اور ثمن ادھار ہونے کی صورت میں مدت اور قسط معلوم ہونا ضروری ہے۔(۱)

بیعِ مُطلَق میں میعاد کی جہالت

ادھار یا قسط والی بیع میں ثمن (طے کردہ قیمت) کی ادائیگی کا وقت متعین کرنا

---

(۱) البیع المطلق: وهو بیع العین بالدین نحو بیع السلعة بالأثمان المطلقة۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۵/ ۳۶۰۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، المبحث السادس: أنواع البیوع، تمهید، ط: رشیدیه)

وإما أن یکون المبیع نقداً بعین ویسمی سلماً---وإما أن یکون المبیع عیناً بنقد عاجل أو آجل وهو البیع المطلق۔ (الفقه علی المذاهب الأربعة: (۲/ ۱۴۸) کتاب أحکام البیع، ط: دار احیاء التراث العربی)

شرح المجله لرستم باز: (۱/ ۵۷) المادة: ۱۲۰، الکتاب الأول: فی البیوع، المقدمة: فی الاصطلاحات الفقهیة المتعلقة بالبیوع، ط: مکتبه فاروقیه

(البیع مع تأجیل الثمن وتقسیطه صحیح--- یلزم أن تکون المدة معلومة فی البیع بالتأجیل والتقسیط) أی یلزم أن یکون الأجل معلوم الوقت عند کلا العاقدین: لأن جهالته تفضی إلی النزاع فیفسد البیع به۔ (شرح المجله لرستم باز: (۱/ ۱۰۰) المادة: ۲۴۶، ۲۴۵، الکتاب الأول: فی البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانی فی بیان المسائل۔ المتعلقة بالنسئة والتأجیل۔

شرح المجله للأتاسی: (۲/ ۱۶۷) المادة: ۲۴۶، ۲۴۵، ایضاً، ط: رشیدیه۔

ضروری ہے، ورنہ بیع فاسد ہوجاتی ہے۔ اور "بیع مطلق" میں ثمن کی ادائیگی کا وقت متعین ہونا ضروری نہیں ہے، متعین کیے بغیر جہالت کی صورت میں بھی بیع صحیح ہوجاتی ہے۔

بیع مطلق کی مثال: اگر کسی نے ایک کتاب سو روپے میں فروخت کی، اور خریدار نے کہا: ثمن (قیمت کی رقم) بعد میں دے دوں گا، تو یہ جائز ہے۔ اور اگر کسی نے ادھار کی شرط پر ایک کتاب سو روپے میں خریدی اور اس نے کہا کہ: ثمن بعد میں دے دوں گا یا جنوری یا فروری میں دے دوں گا اور خاص وقت متعین نہیں کیا تو بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

بیع مطلق ہونے کے بعد ادائیگی کے لیے وقت متعین نہ ہو

☆ــــ اگر بیع مطلق ہوئی ہے ادھار کی نہیں ہوئی اور پوری قیمت بھی مقرر ہوگئی، اس کے بعد بائع نے قیمت کی ادائیگی کی قسطوں کو مشتری (خریدار) کی

---

(۱) بخلاف ما اذا باع مطلقا ثم أجل الثمن الی هذه الأوقات حیث جاز؛ لأن هذا تأجیل في الدین، وهذه الجهالة فیه متحملة۔ (الهدایة: ۳/۶۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه)

☆ وفي جامع الفصولین: الروایة المحفوظة: أنه لو باع مطلقا ثم أجل الثمن الی حصاد ودیاس لا یفسد، یصح الأجل، ووجهه بأن التأخیر بعد البیع تبرع، فیقبل التاجیل الی الوقت المجهول۔ (شرح المجلة للأتاسي (۲/ ۱۶۸، ۱۶۹)، [المادة: ۲۳۸] البیوع، الباب الثالث: في بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بیان المسائل المتعلقة بالبیع بالنسیئة والتأجیل، ط: رشیدیه)

☆ الدر مع الرد: (۴/ ۵۳۲) کتاب البیوع، مطلب في التاجیل الی أجل مجهول، وباب البیع الفاسد (۵/ ۸۲) ط: سعید

☆ یلزم أن تکون المدة معلومة في البیع بالتاجیل والتقسیط؛ لأن جهالته تفضي الی النزاع، فالبائع یطلب في مدة قریبة والمشتري یأباها فیفسد البیع بحر۔ (شرح المجلة للأتاسي، (۲/ ۱۶۷) [المادة: ۲۴۶] البیوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بیان المسائل المتعلقة بالبیع بالنسیئة والتأجیل، ط: رشیدیه)

☆ شرح المجلة رستم باز: (۱/ ۱۰۰) المادة: ۲۳۶، أیضا، ط: فاروقیه کوئٹه۔

صواب دید پر چھوڑ دیا، کوئی وقت متعین نہیں کیا، تب بھی عقد صحیح اور درست ہے، اور مشتری کو اختیار رہے گا کہ وہ ماہانہ جتنا چاہے ادا کردے، لیکن کچھ نہ کچھ ادا کرنا ضروری ہوگا۔

☆...... اگر سودا شروع ہی سے ادھار پر ہو، پھر اس صورت میں قیمت کی ادائیگی کی قسطوں کو مشتری کی صواب دید پر چھوڑنا جائز نہیں ہوگا، اس صورت میں مدت متعین کرنا لازم ہوگا، ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۱)

بیعِ مُعلَّق

"بیع کو کسی کام کے ساتھ معلق کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۱۷)

بیعِ مُقایَضَہ

☆...... "بیع مقایضہ" (Barter) ایک چیز (Goods) کو دوسری چیز (Goods) کے عوض فروخت کرنا۔

☆...... بیع مقایضہ کی تعریف یہ ہے کہ: "سامان کو سامان کے عوض فروخت کیا جائے"۔ مثلاً: گندم کو تیل کے عوض، کھجور کو گندم کے عوض، گھوڑے کو گھر کے عوض، تیل کو گھی کے عوض فروخت کیا جائے وغیرہ۔ (۲)

---

(۱) وفي جامع الفصولين: الرواية المحفوظة: أنه لو باع مطلقا ثم أجل الثمن الى حصاد ودياس لا يفسد ويصح الأجل، ووجهوه بأن التاخير بعد البيع تبرع، فيقبل التاجيل الى الوقت المجهول۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الأتاسي: (۲/۱٦۸) شرح المادة: ۲۴۸، البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتاجيل، ط: رشيديه)

☜ انظر الحاشية السابقة ايضا۔

(۲) بيع المقايضة بيع العين بالعين أي مبادلة مال بمال غير النقدين۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۱٦) المادة: ۱۲۲، كتاب البيوع، المقدمة: في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة في البيوع، ط: رشيديه)

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۷)، المادة: ۱۲۲، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

☜ شامي: (۵/۲۲۲) كتاب البيوع، باب السلم، قبيل: مطلب: في الاستصناع، ط: سعيد۔

☆......سابقہ زمانہ میں سامان کے عوض میں سامان فروخت کرنے کا طریقہ زیادہ رائج تھا؛ کیوں کہ اس زمانہ میں درہم، دینار اور سکوں کا رواج کم تھا؛ اس لیے وہ لوگ ایک چیز کو دوسری چیز کے عوض میں بیچتے تھے، اس کا نام "مقایضہ" رکھا گیا۔ اور مقایضہ کا معنیٰ "مبادلہ" ہے؛ کیوں کہ اس میں سامان کا تبادلہ سامان سے ہوتا تھا اور یہ بیع جائز ہے۔

☆......حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: "ہم غزوۂ حنین کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو آپ علیہ السلام نے مجھے ایک زرہ دی، میں نے بیچ کر اس زرہ (جنگی لباس) کے عوض بنی سلمہ میں ایک باغ خریدا؛ کیوں کہ یہ پہلا مال تھا جو میں نے اسلام لانے کے بعد خریدا"۔ (۱)

بیعِ مکروہ

☆......بیع مکروہ میں بیع ہو جاتی ہے، لیکن بیع کی حقیقت سے خارج کسی وجہ سے گناہ ہوتا ہے۔ (۲)

☆......جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سے بیع مکروہ تحریمی ہوتی ہے؛ کیوں کہ

(۱) عن أبي قتادة قال: خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم عام حنين فأعطاه يعني الدرع فبعت الدرع فابتعت به مخرفًا في بني سلمة، فإنه أول ما تأثلته في الإسلام۔ (صحيح البخاري: (۱/۵۵۹) رقم الحديث: ۲۱۰۰، كتاب البيوع، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ط: الطاف اينڈ سنز كراچي)

قاله المنذري: قوله: (فابتعت به) أي اشتريت به أي بثمن الدرع ... (عمدة القاري: (۱۱/۲۲۰) تحت رقم الحديث: ۲۱۰۰، كتاب البيوع، باب بيع السلاح في الفتنة وغيرها، ط: دار إحياء التراث العربي)

(۲) وأما المكروه، فهو خلاف المحبوب، واصطلاحا ما نهي عنه لمجاور كالبيع عند أذان الجمعة، زعزفه في البناية بما كان مشروعا بأصله و وصفه لكن نهي عنه لمجاور۔ (شامي: (۵/۴۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچي)

البحر الرائق: (۶/۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، سعيد كراچي۔

البناية: (۷/۱۸۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

اس سے جمعہ کے لیے سعی (جانے اور تیاری) میں خلل آتا ہے۔ البتہ اگر جمعہ کے لیے جاتے ہوئے چلتے چلتے دو آدمی کوئی سودا کرلیں تو کچھ حرج نہیں ہے؛ کیوں کہ اس سے کچھ خلل نہیں آتا۔ (۱)

☆......جب کسی چیز کی اصل قیمت لگائی جاچکی ہو پھر کوئی ایسا شخص جس کا خریدنے کا ارادہ نہ ہو وہ قیمت بڑھا کر لگائے، تاکہ دوسرے اس کو زائد قیمت میں خریدنے پر آمادہ ہوجائیں، یہ مکروہ ہے۔ (۲)

☆......جب بائع اور خریدار کے درمیان ایک چیز کی قیمت پر اتفاق ہوجائے، اس کے بعد کوئی شخص اپنی قیمت لگائے تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (۳)

☆......شہر کے بیوپاری آنے والے غلہ کو شہر سے باہر جاکر راستے ہی میں خرید لیں؛ تاکہ زائد قیمت پر شہر والوں کے ہاتھ فروخت کریں جب کہ شہر میں غلہ کی کمیابی ہو، مکروہ ہے۔ (۴)

☆......شہر کے بیوپاری شہر سے باہر جاکر غلہ لانے والوں کو دھوکہ دیں کہ

---

(۱) (وکره) تحريمًا مع الصحة (البيع عند أذان الأول) إلا إذا تبايعا يمشيان، به لتعليل النهي بالإخلال بالسعي، فإذا انتفى انتفي۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۰۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، مكروهات البيع، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۸۲، ۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲، ۳، ۴) وكره (النجش)... أن يزيد ولا يريد الشراء، أو يمدحه بما ليس فيه ليروجه... ثم النهي محمول على ما (إذا كانت السلعة بلغت قيمتها، أما إذا لم تبلغ لا) يكره لانتفاء الخداع، عناية (والسوم على سوم غيره) ولو ذميًا أو مستأمنًا،... بعد الاتفاق على مبلغ الثمن أو المهر (وإلا لا) يكره؛ لأنه بيع من يزيد،... (وتلقي الجلب) بمعنى المجلوب أو الجالب، وهذا (إذا كان يضر بأهل البلد، أو يلبس السعر) على الواردين، لعدم علمهم به، فيكره للضرر والغرر، (أما إذا انتفيا فلا) يكره، (و) كره (بيع الحاضر للبادي) وهذا (في حالة قحط وعوز وإلا لا) لانعدام الضرر، قيل الحاضر المالك والبادي المشتري، والأصح كما في المجتبى أنهما السمسار والبائع، لموافقة آخر الحديث "دعوا الناس يرزق الله بعضهم بعضًا۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۰۱، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

شہر کے نرخ گرے ہوئے ہیں، اور اس طرح خود اُن سے سستے داموں خرید لیں، اور غلہ والوں کو شہر کے اصل نرخ کا علم ہی نہ ہو، تو یہ بھی مکروہ ہے۔ (۱)

۲۳۷ ☆...... جب کہ شہر میں غلہ کی کمیابی ہو، شہر کا کوئی بیوپاری زیادہ قیمت کی لالچ میں غلہ دیہات والوں یا کسی دوسرے علاقہ والوں کے ہاتھ فروخت کرے، یہ مکروہ ہے۔ (۲)

☆...... شہری دیہات والوں کے لیے دلال اور آڑھتی بن جائیں اور زیادہ آڑھت اور کمیشن کی خاطر مہنگے داموں غلہ فروخت کریں، جب کہ اگر دیہات والے خود غلہ فروخت کرتے تو سستا فروخت کرتے، تو شہر والوں کا ایسا کرنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر آڑھتی اور ایجنٹ صحیح داموں میں فروخت کریں تو کوئی حرج اور کراہت نہیں ہے۔ (۳)

بیع مکروہ کا حکم

بیع مکروہ کا حکم یہ ہے کہ: اگر سودا مکمل ہو چکا ہے تو خریدار چیز کا مالک بن جائے گا اور ملکیت حرام نہیں ہوگی اور بائع قیمت کا مالک بن جائے گا۔ لیکن بیع مکروہ کرنے کا گناہ ہوگا، اس پر استغفار کرنا ہوگا۔ (۴)

(۱، ۲، ۳) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ۔

(۴) (قوله: وكره تحريما مع الصحة) أشار إلى وجه تأخير المكروه عن الفاسد مع اشتراكهما في حكم المنع الشرعي والإثم، وذلك أنه دونه من حيث صحته وعدم فساده؛ لأن النهي باعتبار معنى مجاور للبيع، لا في صلبه ولا في شرائط صحته، وفي مثل هذا النهي لا يوجب الفساد، بل الكراهة، كما في الدرر. وفيها أيضا أنه لا يجب فسخه ويملك المبيع، قبل القبض، ويجب الثمن.... (شامي: (۵/ ۱۰۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۹۹/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۴۷۶/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: فيما يكره، ط: دار الفكر۔

واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم (۳۵۴/۲) كتاب التوبة، ط: قديمي)

روح المعاني (۱۵۹/۲۸) سورة التحريم، الآية: ۸، ط: دار احياء التراث العربي۔

بیع مناقصہ

''ٹینڈر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۷۰)

بیعِ مَنْ یَزِیْد

''نیلام کے ذریعے خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۲۰۸)

بیعِ مُؤَجَّل

☆......ایسی بیع جس میں بائع اور مشتری اس بات پر اتفاق کرلیں کہ قیمت کی ادائیگی بعد میں کی جائے گی اس کو ''بیع موجل'' کہتے ہیں۔[1]

☆......بیع موجل جائز ہے، بشرطیکہ قیمت ادا کرنے کی تاریخ یا وقت متعین ہو۔[2]

☆......قیمت ادا کرنے کا وقت متعین تاریخ کے حوالے سے بھی طے کیا جاسکتا ہے، مثلاً: یکم جنوری کو ادائیگی ہوگی، اور متعین مدت کے حوالے سے بھی طے کیا جاسکتا ہے، مثلاً: تین ماہ بعد ادائیگی ہوگی۔ لیکن ادائیگی کا وقت مستقبل کے کسی ایسے واقعے کے حوالے سے متعین کرنا جائز نہیں ہے جس کی حتمی تاریخ غیر معلوم یا غیر یقینی

---

(۱) التأجيل تعليق الدين وتأخيره إلى وقت معين، التقسيط تأجيل أداء الدين مفرقا إلى أوقات متعددة معينة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۳۳) المادة: ۱۵۶، ۱۵۷، البيوع، المقدمة: في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة في البيوع، ط: رشيديه)

ويحصل التأجيل حين العقد وذلك كالبيع والإجارة اللذين يعقدان على أن يؤدى بدلهما بعد سنة مثلا۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۲۷) المادة: ۱۵۶، أيضا، ط: دار عالم الكتب)

(۲) (وصح بثمن حال) وهو الأصل (ومؤجل إلى معلوم) لئلا يفضي إلى النزاع۔ (الدر مع الرد: (۴/۵۳۱) كتاب البيوع، مطلب في الفرق بين الأثمان والمبيعات، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۲/۱۶۶) المادة: ۲۳۵، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۰) المادة: ۲۳۵، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

ہو۔ اگر ادائیگی کا وقت نامعلوم اور غیر یقینی ہو بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

☆......اگر قیمت ادا کرنے کے لیے ایک خاص مدت متعین کی گئی ہے، مثلاً: "ماہ" تو اس کا آغاز قبضے کے وقت سے ہوگا، الّا یہ کہ فریقین کسی اور بات پر متفق ہوجائیں۔ (۲)

☆......ادھار کی صورت میں قیمت نقد سے زائد بھی ہوسکتی ہے، لیکن عقد کے وقت ہی اس کا تعین ہوجانا ضروری ہے۔ (۳)

☆......عقد بیع کے وقت جو قیمت متعین ہوگئی ہے، اس میں وقت سے پہلے

---

(۱) إذا عقد البيع على تأجيل الثمن إلى كذا يوما، أو شهرا، أو سنة أو إلى وقت معلوم عند العاقدين كيوم قاسم أو النيروز صح البيع، إذا كان يوم قاسم أو النيروز معلوما عند المتبايعين، أما لو كان مجهولاً عندهما أو عند أحدهما فقط فلا يصح، كما لا يصح التأجيل إلى الحصاد والدياس والقطاف؛ لأنها تقدم وتتأخر ... تأجيل الثمن إلى مدة غير معينة كأمطار السماء يفسد البيع ....۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۱) المادة: ۲۴۷، ۲۴۸، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للأتاسي: (۲/۱۶۷، ۱۶۸) المادة: ۲۴۷، ۲۴۸، أيضًا، : رشيديه۔

الدر مع الرد: (۵/۸۱، ۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) يعتبر ابتداء مدة الأجل والقسط المذكورين في عقد البيع من وقت تسليم المبيع ... مثلاً لو باع متاعا على أن ثمنه مؤجل إلى سنة فحبسه البائع عنده سنة ثم سلمه للمشتري اعتبر أول السنة التي هي الأجل من يوم التسليم، فليس للبائع حينئذ أن يطالبه بالثمن إلا لمضي سنة من يوم التسليم وسنتين من حين العقد۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۱۶۹، ۱۷۰) المادة: ۲۵۰، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع والنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۱) المادة: ۲۵۰، أيضًا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۴/۵۳۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۳) وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين، ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على واحد منهما ....۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۶۳) أبواب البيوع، باب ما جاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: رحمانيه)

خلاصة الفتاوى: (۳/۶۰) كتاب البيوع، الفصل الخامس: في البيع إذا كان فيه شرط، ط: رشيديه۔

بدائع الصنائع: (۵/۱۸۷) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔

ادا کرنے کی وجہ سے کمی کرنا یا ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اضافہ کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......اگر سامان کی بیع قسطوں پر ہوئی ہے، تو بائع یہ شرط بھی عائد کرسکتا ہے کہ اگر خریدار کسی بھی قسط کی بروقت ادائیگی میں ناکام رہا تو باقی ماندہ تمام اقساط فوری طور پر واجب الادا ہو جائیں گی۔(۲)

☆...... قیمت کی ادائیگی یقینی بنانے کے لیے بائع (سیلر) خریدار سے مطالبہ کرسکتا ہے کہ وہ اسے کوئی سیکورٹی فراہم کرے، خواہ وہ رہن کی شکل میں ہو یا اس کے موجودہ اثاثوں میں سے کسی اثاثے کے ذریعے اپنی رقم کی وصولی کے حق کی صورت میں ہو۔(۳)

---

(۱) الرجل يكون عليه ألف درهم دين مؤجل فيصالحه منه على خمسمائة حالة فلا يجوز۔ (احكام القرآن للجصاص (۵۶۶/۱) سورة البقرة، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 ولو كانت له ألف مؤجلة فصالحه على خمسمائة حالة لم يجز، لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد فيكون بإزاء ما حطه عنه، وذلك اعتياض عن الأجل وهو حرام۔ (الهداية (۲۵۶/۳، ۲۵۷) كتاب الصلح، باب الصلح في الدين، ط: رحمانيه)

🗀 وكان الرجل في الجاهلية إذا كان له على إنسان مائة درهم مثلا إلى أجل، فإذا حل الأجل ولم يكن المدين واجدا لذلك المال قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل، فربما جعله مائتين، ثم إذا حل الأجل الثاني فعل مثل ذلك ثم إلى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلك المائة أضعافها فهذا هو المراد من قوله "أضعافا مضاعفة" وقد ابتدأ سبحانه الآية بالنداء بقوله "يا أيها الذين آمنوا" لبيان أن أكل الربا ليس من شأن المؤمنين، وإنما هو من سمات الكافرين والفاسقين۔ (الوسيط لطنطاوى (۲/ ۲۵۸) سورة العمران، الاية: ۱۳۰، دار نهضة مصر)

🗀 عن مجاهد قال: كانوا يتبايعون إلى الأجل، فإذا حل الأجل زادوا عليهم وزادوا في الأجل فنزلت "يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا أضعافا مضاعفة"۔ (الدر المنثور (۳۱۳/۲) سورة العمران، الاية: ۱۳۰، ط: دار الفكر)

(۲) عليه ألف ثمن جعله ربه نجوما إن خل بنجم حل الباقي، فالأمر كما شرط ملتقط، وهي كثيرة الوقوع۔ (الدر مع الرد: (۵۳۳/۳) كتاب البيوع، ط: سعيد)

🗀 شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۰/۱) تحت المادة: ۲۳۶، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئته۔

🗀 شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۷/۲) تحت المادة: ۲۳۵، أيضا، ط: رشيديه۔

(۳) (فيصح) البيع (بشرط يقتضيه العقد... أو لا يقتضيه لكن) يلائمه كشرط رهن معلوم، وكفيل معلوم....۔ (الدر مع الرد: (۸۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

🗀 شرح المجلة لرستم باز: (۷۱/۱) المادة: ۱۸۶، البيوع، الباب الأول، الفصل الرابع=

بیع میعادی سے نفع حاصل کرنا

زید اپنا مکان عمر کے ہاتھ فروخت کرتا ہے اور فروخت کرنے کی شرائط یہ لگاتا ہے: (۲۴۱)

① جو رقم میں نے اس وقت یعنی فروخت کرنے کے وقت عمر سے لی ہے، اس رقم کو اگر دس سال میں واپس دے دوں تو عمر زید کو مکان لازمی طور پر واپس دے گا، اگر زید دس سال کے اندر رقم عمر کو ادا نہ کر سکا تو دس سال گزر جانے کے بعد پکی بیع ہو جائے گی، پھر زید اپنا مکان عمر سے واپس نہیں لے سکے گا۔

② ان دس سالوں کا کرایہ عمر وصول کرے گا، اور عمر اس مکان کو اپنے تصرف میں لا سکے گا، اور اس مکان میں جو کچھ مرمت اور شکست و ریخت دس سال کے اندر ہوگی وہ عمر ادا کرے گا۔

یہ بیع شرعاً رہن کے حکم میں ہے، اور رہن کی چیز سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے مکان کی توڑ پھوڑ کی مرمت کی ذمہ داری اصل مالک زید پر ہے، عمر پر نہیں ہے، اور دس سال کے کرایہ کا مالک بھی زید ہی ہے، عمر کے لیے کرایہ کی رقم اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں ہے۔(۱)

=في حق البيع بشرط، ط: فاروقيه كوئٹه۔

☜شرح المجلة للأتاسي: (۲۲/۲) المادة: ۱۸۷، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۱) وفي حاشية الفصولين عن جواهر الفتاوى: هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، وهو الصحيح۔ (شامي: (۲۷٦/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

☜ونفقة الرهن والخراج والعشر على الراهن، والأصل: أن كل مايحتاج اليه لمصلحة الرهن بنفسه وتبقيته فعلى الراهن؛ لأنه ملكه، وكل ما كان لحفظه فعلى المرتهن؛ لأن حبسه له. (الدر مع الرد: (۶/ ۳۸۷) كتاب الرهن، ط: سعيد)

☜لايحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وان أذن له الراهن۔ (شامي: (۶/ ۴۸۲) كتاب الرهن، ط: سعيد)

☜شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۴۱٦) المادة: ۷۲۳، ۷۲۴، الكتاب الخامس في الرهن، الباب الثالث في المسائل التي يتعلق بالمرهون، الفصل الأول: في مؤنة المرهون ومصارفه، ط: فاروقيه كوئٹه)=

بیع میں اجنبی کے فعل کی شرط لگانا

۲۳۲ اگر بیع میں اجنبی کے کسی فعل کی شرط لگائی جائے تو شرط باطل ہو جائے گی اور بیع صحیح ہو جائے گی، مثلاً: ایک شخص نے کسی کو اس شرط کے ساتھ زمین فروخت کی کہ: ’’فلاں شخص اس (فروخت کرنے والے) کو زمین فروخت کرے گا، اور اگر اس نے بائع (فروخت کرنے والے) کو زمین فروخت نہیں کی تو بائع کو بیچی ہوئی زمین واپس لینے کا حق ہوگا‘‘ اور اس کے بعد فلاں شخص اپنی متعینہ زمین بائع کو فروخت کرنے کے لیے راضی نہیں ہوا تو بائع کو اپنی زمین واپس لینے کا حق نہیں ہوگا؛ کیوں کہ یہاں بیع کے وقت فلاں اجنبی آدمی کی جانب سے زمین فروخت کرنے کی شرط رکھی گئی ہے، اس قسم کی شرط باطل ہو جاتی ہے، اور بیع صحیح ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بائع کو زمین واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

بیع میں دھوکا ہوا

اگر کسی کو بیع میں دھوکہ ہوا تو مال واپس کرنا جائز ہے۔ (۲)

= (ونماء الرهن) كالولد والثمر واللبن... (للراهن وهو رهن مع الأصل بخلاف ما هو بدل عن المنفعة كالكسب والأجرة فإنها غير داخلة في الرهن وتكون للراهن)۔ (الدر مع الرد (٦/ ٥٢١) كتاب الرهن، فصل في مسائل متفرقة، ط:سعيد)

(١) المراد بالنفع ما شرط من أحد العاقدين على الآخر، فلو على أجنبي لا يفسد، ويبطل الشرط، لما في الفتح عن الولوالجية: بعتك الدار بألف على أن يقرضني فلان الأجنبي عشرة دراهم، فقبل المشتري، لا يفسد البيع، لأنه لا يلزم الأجنبي، ولا خيار للبائع۔ (شامي: (٥/ ٨٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط:سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (١/ ٨٢) [المادة: ١٨٩]، البيوع، الباب الأول، الفصل الرابع: في حق البيع بشرط، ط: فاروقيه كوئته۔

وفي المنتقى: قال محمد رحمه الله تعالى: كل شيء يشترطه المشتري على البائع يفسد به البيع، فإذا شرطه على أجنبي فهو باطل۔ (أي فالشرط باطل۔ (منحة الخالق) كما إذا اشترى دابة على أن يهبه فلان الأجنبي كذا فهو باطل۔ (البحر الرائق: (٦/ ٨٦) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

(٢) إذا غر أحد المتبايعين الآخر، وتحقق أن في البيع غبنا فاحشا فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ۔ =

بیع نَسِیئہ

"بیع نسیئہ" میں اَجل اور میعاد عقد کا حصہ ہوتی ہے اور عقد کے اندر (۲۳۳)
مشروط ہوتی ہے، جس کا حاصل یہ ہے کہ اس اجل (میعاد) کے آنے سے پہلے دوسرے فریق کو قیمت کے مطالبہ کا حق نہیں ہوتا۔ (۱)

مزید "ادھار خرید و فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیع نسیئہ اور بیع حال میں فرق

☆......بیع حال (نقد پر خرید و فروخت) اور بیع نسیئہ (ادھار پر خرید و فروخت) میں فرق یہ ہے کہ: جب بیع بالنسیئہ ہوتی ہے تو اس میں جو میعاد مقرر ہوتی ہے اس میعاد سے پہلے بائع کو ثمن کے مطالبے کا بالکل حق ہوتا ہی نہیں، مثلاً: یہ کتاب میں نے خریدی اور دکان دار سے کہا کہ: "میں اس کی قیمت ایک مہینے کے بعد ادا کروں گا"، اس نے کہا کہ: "ٹھیک ہے، ایک مہینے کے بعد ادا کر دینا"، یہ بیع مؤجل ہو گئی۔ اب تاجر دکان دار کو یہ حق نہیں کہ ایک مہینے سے پہلے مجھ سے قیمت کا مطالبہ کرے، بلکہ ایک مہینے کے بعد مطالبہ کرنا جائز ہوگا، اس سے پہلے مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا، یہ "بیع مؤجل" ہے، اس کو "بیع نسیئہ" بھی کہتے ہیں۔

• (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۷/۲) المادة: ۳۵۷، البيوع، الباب السادس: في الخيارات، الفصل السابع: في الغبن والتغرير، ط: رشيديه)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۸/۱) المادة: ۳۵۷، أيضاً۔ ط: فاروقيه كوئٹه۔

☐ الدر مع الرد: (۱۳۳/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد۔

(۱) البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح، أي والتأجيل لازم، فليس للبائع حبس المبيع حتى يقبضه، ولا المطالبة به قبل حلول الأجل .... (شرح المجلة للأتاسي: (۱۶۶/۲) المادة: ۲۳۵، البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه۔

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۰/۱) المادة: ۲۳۵، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

☐ البحر الرائق: (۱۱۳/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

☆......''بیع حال'' اُس بیع کو کہتے ہیں جس میں بائع کو بیع کے بعد فوراً قیمت کے مطالبے کا حق ہوتا ہے، چاہے اس نے کہہ دیا کہ: ''بھائی بعد میں دے دینا''، اور وہ مطالبہ کرنے میں سالوں تاخیر کرتا رہے، لیکن اس کے باوجود بائع کو یہ حق حاصل ہوگا کہ قیمت کا ابھی مطالبہ کرے، اور نہ دینے کی صورت میں قانونی کارروائی کرے۔ یہ ''بیع حال'' ہے۔

☆......بیع موجل (بیع نسیہ) اور بیع حال میں استحقاق کی وجہ سے فرق ہوتا ہے کہ بائع کا استحقاق ''بیع بالنسیہ'' میں اجل (مقررہ مدت) سے پہلے قائم ہی نہیں ہوتا، اور ''بیع حال'' میں عقد کے فوراً بعد بائع کا استحقاق قائم ہوجاتا ہے۔(۱)

بیع نسیہ صحیح ہونے کی شرط

☆......بیع نسیہ (ادھار پر خرید وفروخت) کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ قیمت ادا کرنے کی میعاد متعین ہو، ورنہ بیع فاسد ہوجائے گی۔(۲)

---

(۱) البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح، وإذ ذاک لايطالب المشتري بالثمن إلابعد حلول الأجل... البيع المطلق ينعقد معجلاً، أما إذا جرى العرف في محل على أن يكون البيع المطلق مؤجلاً أو مقسطاً بأجل معلوم ينصرف البيع المطلق إلى ذلك الأجل... فروع: لرجل ألف من ثمن مبيع، فقال لمديونه: أعط كل شهر مائة فلايكون قوله هذا تأجيلاً؛ لأن مجرد الأمر لايستلزم التأجيل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۰، ۱۰۲) المادة: ۲۴۵، ۲۵۱) البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للأتاسي: (۲/۱۷۰، ۱۷۱) المادة: ۲۵۱، أيضاً، ط: رشيديه۔

(وصح بثمن حال) وهو الأصل، (ومؤجل إلى معلوم) لئلايفضي إلى النزاع... باع بحال ثم أجله أجلاً معلوماً أو مجهولاً كنيروز وحصاد صار مؤجلاً، منية، له ألف من ثمن مبيع فقال أعط كل شهر مائة فليس بتأجيل... (قوله: صار مؤجلاً)... الشرط الفاسد لو ألحق بعد العقد هل يتحقق بأصل العقد عند أبي حنيفة قيل نعم، وقيل: لا هو الصحيح...۔ (الدر مع الرد: (۴/۵۳۱، ۵۳۳) كتاب البيوع، مطلب: في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

(۲) يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۲/۱۲۳) المادة: ۲۴۶، البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۰) المادة: ۲۴۶، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول: في تعريف البيع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه۔

......واضح رہے کہ بعض دفعہ لوگ دکانوں پر چلے جاتے ہیں اور قیمت طے کر کے سامان خرید لیتے ہیں اور اس کے بعد یہ کہہ دیتے ہیں کہ: ''پیسے پھر لے کر آجائیں گے''، یا ''پیسے بعد میں دے دیں گے''، لیکن بعد میں کب دیں گے اس کے لیے مدت مقرر نہیں کرتے، تو یہ جائز ہے، یہ بیع نسیئہ نہیں ہے، بلکہ بیع حال ہے۔ البتہ تاجر رعایت دے دیتا ہے کہ پھر دے دینا کوئی بات نہیں ہے۔(۱)

بیع وَضِیعَہ

''بیع وضیعہ'' (Sale on loss) متعینہ چیز کی قیمتِ خرید یا لاگت بیان کرنے کے بعد اسے قیمت خرید یا لاگت سے کم میں فروخت کرنا۔(۲)

بیکری کا سامان رَمَضَان میں فروخت کرنا

''رمضان میں بیکری کا سامان فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیگ تبدیل ہو جائے

''سامان تبدیل ہو جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۱/۴)

---

(۱) أما البيع الحال: فحكمه أنه متي وقع البيع، استحق المشتري مطالبة تسليم المبيع واستحق البائع مطالبة تسليم الثمن فورًا، وإن أعطي أحدهما الآخر مهلة تسليم ما عليه فإنه تطوع وليس حقاله، ولذلك إن أمهله إلي أجل غير معلوم، مثل ما يقول بعض التجار لبعض أهل معرفته "أدّ الثمن متي شئت" فإنه بيع حال أمهل فيه البائع المشتري تطوعًا، ولذلك يحق له أن يطالبه بالثمن متي شاء، ولو كان بيعًا مؤجلاً لفسد البيع لجهالة الأجل ولكنه جائز علي كونه حالًا۔ (فقه البيوع على المذاهب الاربعة: (۵۳۳/۱) المبحث الخامس، التقسيم الاول، الباب الاول في البيع الحال والمؤجل، ط: مكتبه معارف القرآن)

وفي جامع الفصولين: الرواية محفوظة أنه لو باع مطلقًا ثم أجل إلي حصاد و دياس لا يفسد ويصح الأجل اھ ووجهوه بأن التأخير بعد البيع تبرع فيقبل التأجيل إلي الوقت المجهول۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۶۹/۲) شرح المادة: ۲۴۸، الكتاب الاول: البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتاجيل، ط: رشيديه جديد)

الدر المختار مع الرد: (۵۳۲/۴) كتاب البيوع، مطلب في التاجيل إلي أجل مجهول، و: (۸۲/۵) باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) (قوله: والوضيعة) هي البيع بمثل الثمن الأوّل، مع نقصان يسير، اتقاني في البحر: هي البيع بأنقص=

بیگ تصویر والے

''تصویروں والے اسکول بیگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۰۴)

بَیلنْس شِیٹ

☆......کمپنی سال میں ایک بار یا کسی معینہ تجارتی دورانیہ میں اپنی ذمہ داریوں اور اُثاثوں کی تفصیل تیار کرتی ہے اس کو ''بیلینس شیٹ'' (Balance Sheet) کہتے ہیں۔

☆......''بیلینس شیٹ'' کا اجمالی تعارف یہ ہے کہ: ایک طرف کمپنی کے اثاثے اور دوسری طرف ذمہ داریاں لکھ دی جاتی ہیں۔

بیمار جانوروں کی خرید وفروخت

بیمار جانوروں کی خرید وفروخت جائز ہے، البتہ خریداروں کو بیماری کے بارے میں بتادینا ضروری ہے، ورنہ بیماری کے عیب کو چھپانے کی وجہ سے برکت ختم ہوجائے گی۔(۱) اور خریداروں کو علم ہونے کے بعد جانوروں کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔(۲)

=من الأول....(شامی:(۱۳۲/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط:سعید)

البحر الرائق:(۱۰۷/۶) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط:سعید۔

حاشیة الطحطاوي علی الدر:(۹۳/۳، ۹۴) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط:رشیدیه۔

(۱) عن عبدالله بن الحارث سمعت حکیم بن حزام عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فإن صدقا وبینا بورک لهما في بیعهما، وإن کتما وکذبا محقت برکة بیعهما (صحیح البخاري: (۲۸۳/۱) (رقم الحدیث: ۲۰۷۹) کتاب البیوع، باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا، ط: قدیمی)

قال النووي: أی بین کل واحد لصاحبه مایحتاج إلی بیانه من عیب ونحوه في السلعة والثمن وصدقه في ذلک۔ (شرح النووي علی الصحیح لمسلم: (۶/۲) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین، ط:قدیمی)

فإن صدقا أی في صفة المبیع والثمن وما یتعلق بهما، (وبینا) أی عیب الثمن والمبیع (بورک) أی أکثر النفع (لهما في بیعهما) أی شرائهما والمراد في عقدهما وإن کتما وکذبا، محقت برکة بیعهما۔ (مرقاة المفاتیح: (۳۶/۶) کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، ط:رشیدیه

(۲) اذا اشتری عبدا فوجده مریضا کان له الرد۔ (شامی: (۹/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط:سعید)=

بیمہ

''انشورنس''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۶/۱)

بینڈ باجا

بینڈ باجا بجانا،سننا،[1] خرید وفروخت کرنا اور مرمت کرنا ناجائز ہے۔[2] اس نحوست کا اثر یہ ہے کہ آمدنی زیادہ ہونے کے باوجود کوئی خیر وبرکت نہیں ہوگی، ہمیشہ گھر میں بربادی رہے گی، ہر وقت جیب خالی اور پیٹ خالی رہے گا، اور دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے گا۔[3]

بینک اسلامی کامیاب ہونے کی وجہ

''مروجہ اسلامی بینکنگ کامیاب ہونے کی وجہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔

= البحر الرائق(٦/ ٣٠)كتاب البيع، باب خيار العيب، ط:سعيد

الفتاوى الهنديه(٣/ ٧٠)كتاب البيوع، الباب الثامن فى خيار العيب، الفصل الأول فى ثبوت الخيار وحكمه، ط:رشيديه

(١) استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام؛ لقوله عليه الصلاة والسلام: "استماع الملاهي معصية، والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر"، أي:بالنعمة فصرف الجوارح الى غير ماخلق لأجله كفر بالنعمة لاشكر، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كي لايسمع؛ لماروي أنه عليه الصلاة والسلام:أدخل أصبعه في أذنه عند سماعه۔ (الدر مع الرد: (٦/ ٣٤٩) كتاب الحظر والاباحة قبيل فصل اللبس، ط:سعيد)

دلت المسألة على أن الملاهي كلها حرام، حتى التغني بضرب القضيب .... واختلفوا في التغني المجرد، قال بعضهم: انه حرام مطلقاً، والاستماع اليه، لاطلاق ماروينا۔ (تبيين الحقائق: (٧/ ٣٠، ٣١) كتاب الكراهية، فصل في الأكل والشرب، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

الهندية: (٥/ ٣٥١) كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء واللهو وسائر المعاصي والأمر بالمعروف، ط:رشيديه۔

(٢) تخریج کے لیے''آلات لہو کی بیع''عنوان کے تحت دیکھیں۔

(٣) عن عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لايكسب عبد مال حرام فيتصدق منه فيقبل منه ولاينفق منه فيبارك له فيه، ولايتركه خلف ظهره، إلاكان زاده إلى النار، إن الله لايمحو السيئ بالسيئ ولكن يمحو السيئ بالحسن إن الخبيث لايمحو الخبيث۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص:٢٤٢) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط:قديمی)

بینک اسلامی کے بارے میں علماء کرام کی رائے

"مروجہ اسلامی بینکنگ پر علماء کرام کی رائے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

بینک انٹرسٹ

"کمرشل انٹرسٹ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۲/۵)

بینک سے قرض لینا

بینک کا مال عام طور پر حرام ہوتا ہے، کیونکہ اس کا مدار سودی نظام پر ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو بینک کے ساتھ لین دین کرنے اور قرض لینے سے بچنا چاہئے، خواہ یہ شرعی طریقہ کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شبہات سے بچ گیا اس نے اپنا دین اور عزت بچالی۔ (۱)

ہاں اگر شدید مجبوری ہو تو بلا سودی قرضہ لینے کی گنجائش ہے (یعنی جتنا قرض لیا تھا اتنا ہی واپس کرے اس میں کوئی اضافہ نہ کرے) (۲)

---

(۱) عن عامر الشعبي قال: سمعت النعمان بن بشير قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:---فمن اتقى الشبهات استبرأ عرضه ودينه ومن وقع في الشبهات وقع في الحرام (سنن أبي داؤد: (۱۱۸/۲) ۳۳۲۹، كتاب البيوع، باب اجتناب الشبهات، ط: رحمانيه)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمى

الصحيح للبخارى: (۱۳/۱) كتاب الإيمان، باب فضل من استبرأ لدينه ط: قديمى

(۲) الضرورات تبيح المحظورات (الأشباه والنظائر: (ص: ۸۷) الفن الأول، القاعدة الخامسة الضرر يزال، ط: قديمى

شرح المجله لرستم باز: (۲۳/۱) المادة: ۲۱، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية ط: فاروقيه۔

باقی سودی قرضہ لینے کی کسی حال میں بھی گنجائش نہیں۔[1]

بینک سے قرضہ لینے والے کی ضمانت دینا

بینک سے سود کے ساتھ قرضہ لینا جائز نہیں، لہٰذا اس طرح کے قرض لینے والے کی ضمانت دینا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ گناہ اور سود کے کام میں تعاون ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔[2]

بینک شراکت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا

بینک یا مالیاتی ادارہ شراکت اور مضاربت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا؛ کیوں کہ بینک یا مالیاتی ادارہ لوگوں پر اعتماد نہیں کرتا، اور اعتماد نہ کرنے کی وجہ سے شراکت اور مضاربت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا، بلکہ متعین نفع پر رقم دیتا ہے، اور یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔[3]

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربٰو وموکلہ وکاتبہ وشاهديه، وقال: هم سواء (الصحيح لمسلم: (۲/۲۷) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی)

مشكاة المصابيح (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمی

عن علي أمير المؤمنين رضی اللہ عنہ مرفوعاً: كل قرض جر منفعة فهو ربا ... وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲) كتاب الحوالة) باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

كل قرض جر نفعاً فهو حرام، (شامی: (۵/۱۶۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)۔

(۲) ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله ان الله شديد العقاب (المائدة: ۲)

ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم، (احكام القرآن للقرطبی: (۳/۱۸)، ط: دار الفكر

قال النووی: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابين والشهادة عليها وبتحريم الإعانة على الباطل (مرقاة المفاتيح: (۶/۵۱) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه

(۳) (وتفسد إن شرط لأحدهما دراهم مسماة من الربح) لأنه شرط يوجب انقطاع الشركة في بعض الوجوه فلعله لا يخرج إلا القدر المسمى لأحدهما من الربح۔

قوله فلعله لا يخرج إلا القدر المسمى لأحدهما من الربح) أي وهو خلاف مقتضى الشركة لأن مقتضاها الاشتراك في الربح لا اختصاص واحد منهما ونقل في الفتاوى الصغرى عن شيخ الإسلام خواهر زاده=

بینک کا اِجارہ

''اِجارہ بینک کا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۰/۱)

بینک کا سود

''بینک کا فائدہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۰/۲)

بینک کا فائدہ

بینک جو فائدہ قرض لینے والوں سے لیتا ہے، اور جو فائدہ اپنے پاس رقم جمع کرنے والوں کو دیتا ہے وہ سب سود ہے، لینا اور دینا دونوں حرام ہے۔ (۱)

بینک کا کِردار دَرآمد بَرآمد میں

''درآمد برآمد میں بینک کا کردار''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۰/۳)

بینک کا کردار ذخیرہ اندوزی میں

بعض دفعہ تاجر لوگ بینک سے مزید قرضہ حاصل کرنے کے لئے اپنے اجناس بینک کی تحویل میں دے دیتے ہیں، اس کو عام عرف میں (Pledge) کہتے ہیں۔اور بینک ان اجناس کو اپنی تحویل میں رکھنے کے عوض قرض دینے کے لئے

=أنه ذكر في أول المضاربة الشركات لاتبطل بالشروط الفاسدة وإذا شرط في المضاربة مع عشرة في الشركة تبطل، لا لأنه شرط فاسد بل لأنه شرط ينتفي به الشركة (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۳۱۹/۳، ۳۲۰) كتاب الشركة، ط: امدادية ملتان)

الربا لغة الزيادة، واصطلاحا: فضل خال عن عوض بعقد (الموسوعة الفقهية (۱۳۲/۱۳) حرف التاء، مادة: تورق، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية)

البحر الرائق: (۲۹٦/۵) كتاب الشركة، ط: رشيدية

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هو سواء، (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۴) باب الربوا، الفصل الأول، ط: قديمي)

انظر الى الحاشية السابقة رقم: ١۔ (عن جابر رضي الله عنه)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ١، على الصفحة السابقة

تیار ہوجاتا ہے، اور اب یہ کاروبار اتنا عام ہوگیا ہے کہ منڈی کا ہر تاجر اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اپنے اجناس بینک کے پاس رکھ کر زیادہ سے زیادہ سودی قرضہ حاصل کر سکے، اس طرح چیزوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اور عوام چیزوں کو مہنگی قیمتوں پر خریدنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔

اس میں بینک کا فائدہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ رقم سودی کاروبار پر لگا سکتا ہے اور تاجروں کا ظاہری فائدہ یہ ہے کہ ان کو زیادہ سے زیادہ سودی قرضہ مل جاتا ہے اور جو اجناس بینک کے پاس زرِ ضمانت کے طور پر رکھی گئی ہیں ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے، اور ظلم عوام پر ہوتا ہے۔

بینک کا مُرابحہ مؤجلہ

"مرابحہ مؤجلہ بینک کا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۵/۶)

بینک کو کمیشن پر گاہک مہیا کرنا

"کمیشن پر بینک کو گاہک مہیا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۲/۵)

بینک کی شراکت

"مضاربت بینک کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۳/۶)

بینک کی مضاربت

"مضاربت بینک کی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۳/۶)

بینک کی ملازمت

☆...... بینک کا مدار سودی نظام پر ہے، اور اس کی آمدنی سود سے حاصل ہوتی ہے، اور سود دینا، لینا، لکھنا، گواہ بننا اور اس میں مُعاوِن اور مُحافِظ بننا سب ناجائز

اور حرام ہے، ایسی ملازمت چھوڑ کر حلال ملازمت اختیار کرنا لازم ہے۔ (۱)

☆...... چونکہ بینک کا مدار سودی نظام پر ہے، اور سود کی وجہ سے بینک آباد ہیں لہٰذا ان میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، کام ناجائز اور تنخواہ حرام ہے، اگر مسلم ممالک میں مسلمان بینکوں میں نوکری نہ کرتے تو یہ گناہ کے سودی ادارے قائم بھی نہ ہوتے اور باقی بھی نہ رہتے۔ ان ملازموں نے موجودہ بینکوں کو قائم کرنے اور سودی لین دین کو رواج دینے میں مدد فراہم کی ہے، اسی طرح جو لوگ سودی کھاتے میں رقم جمع کرتے ہیں وہ بھی بینک قائم رکھنے میں معاون ہیں، اور گناہ کے کاموں میں معاونت کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۴) باب الربو، الفصل الأول، ط: قديمى)

☐ صحيح البخاري: (۱/۲۷۹) كتاب البيوع، باب قوله الله تعالى: {يٰأيها الذين امنوا لاتأكلوا الربو اضعافا مضاعفة... الآية} وباب آكل الربو وشاهده وكاتبه...، ط: قديمى)

☐ الصحيح لمسلم: (۲/۳۸) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: رحمانيه)

☐ ماحرم أخذه حرم إعطاؤه ... ما حرم فعله حرم طلبه ... فكل شيئ لايجوز فعله لايجوز طلب إيجاده من الغير سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۱/۷۷، ۷۸) المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشيديه۔

☐ قوله: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء) هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليها وفيه تحريم الإعانة على الباطل۔ والله أعلم۔ (شرح النووي: على الصحيح لمسلم: (۲/۳۸) رقم الحديث: ۴۰۹۳، كتاب المساقاة، باب الربا، ط: رحمانية)

(۲) قال الله تعالى: ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب۔ (المائده: ۲)

☐ عن جابر رضى الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: آكل الربو وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۲۷) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمى)۔

☐ الصحيح للبخارى: (۱/۲۷۹) كتاب البيوع، باب قول الله تعالى: يا ايها الذين آمنوا لاتاكلوا الربو اضعافا مضاعفة، وباب آكل الربو وموكله وشاهديه وكاتبه، ط: قديمى

☐ قوله: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربو وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء) هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليها وفيه تحريم الإعانة على الباطل =

بینک کے اِجارہ میں اُجرت کی شرح متعین نہیں ہوتی

"اجارہ میں اجرت کی شرح بینک میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۲/۱) ۲۵۳

بینک کے توسُّط سے چیز خریدنا

بینک کے ذریعے مکان، دکان اور گاڑی وغیرہ چیزیں خریدنے کی دو صورتیں ہیں، اور ہر ایک صورت کا حکم مختلف ہے:

❶ پہلی صورت یہ ہے کہ: بینک سے سودی قرضہ لے کر مکان وغیرہ خریدے، تو یہ صورت ناجائز ہے؛ کیوں کہ سود دینا، لینا، لکھنا اور اس میں گواہ اور معاون بننا یہ ناجائز اور حرام ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور ایسے لوگ اللہ ورسول کے خلاف جنگ کرنے والے ہیں۔(۱)

❷ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر آدمی مثلاً: گاڑی خریدنا چاہتا ہے تو بینک خریدار کے ساتھ اپنے کسی آدمی کو شوروم بھیج دے اور یہی آدمی بینک کے لیے مطلوبہ گاڑی خریدلے تو وہ گاڑی بینک کی ہوجائے گی، پھر وہیں پر چابی وغیرہ لے کر قبضہ کرنے کے بعد بینک کا بھیجا ہوا آدمی نفع کے ساتھ کُل قیمت، کُل قسطیں اور ادائیگی

=(شرح النووی علی الصحیح لمسلم:(۲۷/۲، ۲۸) کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الربا، ط: قدیمی

☐ آکل الربو وکاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لايقبل ولا يأكل مالم يخبره بأن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه۔ (الفتاوی الهندیه: (۵/ ۳۴۳) کتاب الکراهیة، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشیدیه)

☐ ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد فلايجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لايحل له- (تبيين الحقائق: (۱۲۵/۵) کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادیه ملتان)

(۱) [يٰأيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا مابقي من الربا إن كنتم مؤمنين، فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله، وإن تبتم فلكم رؤوس أموالكم لاتظلمون ولاتظلمون] (البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹)

☐ انظر الحاشية السابقة ايضا۔

کی مدت طے کر کے گاڑی اس آدمی کو فروخت کردے، اور گاڑی اس کے حوالہ کردے، اور بینک مقررہ قسطیں متعینہ مدت میں خریدار سے وصول کرتا ہے، اور بعد میں کسی بھی وجہ سے اس کی قیمت میں اضافہ نہ کرے، یا جرمانہ یا صدقہ لازم نہ کرے، تو یہ جائز ہوگا۔

یا بینک اپنا آدمی کمپنی یا شوروم والے کے پاس نہ بھیجے، بلکہ خریدار کو اپنا وکیل بنا کر بھیجے اور خریدار بینک کے پیسے سے بینک کے لیے گاڑی خرید کر بینک کو حوالہ کردے، پھر اس کے بعد بینک اصل قیمت کے ساتھ نفع ملا کر کل قیمت مقرر کرکے قسطیں اور مدت مقرر کر کے اس آدمی کے ہاتھ فروخت کردے، اور یہ آدمی مقررہ مدت کے اندر قسط وار کل قیمت ادا کردے، اور بینک اس کے بعد کسی بھی وجہ سے کل قیمت میں اضافہ نہ کرے، یا جرمانہ یا صدقہ کے نام پر کوئی رقم لازم نہ کرے تو یہ جائز ہے۔[1]

بینک کے چوکیدار کی تنخواہ

بینک کا مدار سودی نظام پر ہے۔ اور یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) علّله الحانوتي بالتباعد عن شبهة الربا؛لأنها في باب الرباملحقة بالحقيقة، ووجهه: أن الربح في مقابلة الأجل؛لأن الأجل وان لم يكن مالاً ولايقابله شيء من الثمن لكن اعتبروا مالاً في المرابحة اذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن، فلوأخذ كل الثمن قبل الحلول كان أخذه بلاعوض۔ (فتاوی شامی: (۱۴۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة، مسائل شتى قبيل كتاب الفرائض، ط:سعيد)

وجوابه: أن الأجل في نفسه ليس بمال، فلايقابله شيء حقيقةً اذا لم يشترط زيادة الثمن بمقابله قصداً، ويزاد في الثمن لأجله اذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصداً، فاعتبر مالاً في المرابحة احترازاً عن شبهة الخيانة۔ (البحر الرائق: (۱۱۵/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة، ط:سعيد)

البناية: (۳۱۸،۳۱۷/۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:رشيديه۔

وفي شرح الآثار: التعزير بالمال كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ، والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال....۔(الدر مع الرد: (۶۱،۶۲/۴) كتاب الحدود، باب التعزير، ط:سعيد)

البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط:سعيد۔

أن البيع الخالي عن الشروط الفاسدة مشروع ومفيد للملك... والبيع الخالي عن المفسد مشروع-

کے خلاف بغاوت اور جنگ کا مرکز اور کبیرہ گناہ کا اڈا ہے، اس میں چوکیدار بننا بھی جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ سودی ادارے کی حفاظت کرنا ہے، اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت اور جنگ کا اعلان کرنے والوں کی حفاظت کرنا اور ان کے اڈوں کی حفاظت کرنا بھی معاونت کی بنا پر ناجائز اور حرام ہے، اور بینک کی چوکیداری کی تنخواہ کو جائز کہنا دہشت گردوں کے محافظوں کی تنخواہ کو جائز کہنے کے مترادف ہے۔ (۱)

بینک کے ساتھ خرید وفروخت کرنا

موجودہ دور میں بینک کی بنیاد سودی نظام پر ہے، اور اس کی آمدنی سودی رقم ہے، اور سودی رقم حرام ہے، اور حرام رقم کی طرف اشارہ کر کے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے؛ اس لیے بینک کے ساتھ خرید وفروخت کرنے کی صورت میں اگر بینک والا سودی رقم کی طرف اشارہ کر کے سودا کرتا ہے، تو اس صورت میں بینک کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر سودی رقم کی طرف اشارہ کر کے سودا نہیں کرتا، بلکہ مطلقاً سودا کرتا ہے، تو خرید وفروخت کا معاملہ کرنا جائز ہوگا،

مفید للملك بالإجماع۔ (بدائع الصنائع: (۲۹۹/۵) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)

(۲) ومن شروط صحة البیع: الخلو عن الربا؛ لأن البیع الذي فیه ربا فاسد عند الحنفیة؛ لأن الربا حرام بنص الكتاب الكریم... وكذلك یشترط أن یكون البیع خالیا عن شبهة الربا، واحتمال الربا۔ قال الكاساني: حقیقة الربا كما هي مفسدة للبیع، فاحتمال الربا مفسد له أیضا۔ (الموسوعة الفقهیة: (۹/ ۱۰۱، ۱۰۲) حرف الباء، مادة: البیع، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامیة)

(۳) مزید حوالہ جات کے لئے "بیع قبل القبض / ایک آدمی کا دونوں کی طرف سے وکیل ہونا" کے تحت ملاحظہ کریں۔

(۱) {ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان، واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب}۔ (المائدة: ۲)

(۲) {یاأیها الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنین} الخ۔ [البقرة: ۲۷۸]

(۳) الإعانة في المعصیة وترویجها وتقریب الناس إلیها معصیة وفساد في الأرض۔ (حجة اللہ البالغة: (۱۰۹/۲) مبحث في البیوع المنهي عنها، ط: میر محمد)

(۴) (ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصیة لا یتصور استحقاقها بالعقد فلا یجب علیه الأجر... وإن أعطاه الأجر... لا یحل له۔ (تبیین الحقائق: (۱۲۵/۵) کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امدادیہ ملتان)

اگرچہ پسندیدہ نہیں ہے۔(۱)

بینک کے سود سے انکم ٹیکس ادا کرنا

☆......بینک سے ملنے والے سود کو حکومت کی طرف سے عائد کردہ انکم ٹیکس وغیرہ میں ادا کرنا جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ بینک پرائیویٹ ہے، حکومت کا نہیں ہے؛ اس لیے بینک سے جو سود ملتا ہے وہ حکومت کے خزانے سے نہیں ملتا، اور اس کا حکومت سے کوئی تعلق نہیں؛ اس لیے اس سے انکم ٹیکس وغیرہ ادا کرنا صحیح نہیں ہے۔

☆......واضح رہے کہ بینک کے سودی کھاتے میں رقم جمع کرنا ہی جائز نہیں ہے، مجبوری کی بنا پر بلاسودی کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم جمع کرانے کی اجازت ہے۔ اگر کسی نے سودی کھاتے میں رقم جمع کی ہے تو اس کے لیے سود لینا جائز ہی نہیں، تاہم اگر کسی نے لاعلمی میں سود کی رقم نکال لی ہے اور واپس کرسکتا ہے تو واپس کرے، ورنہ ثواب کی نیت کے بغیر فقیروں کو صدقہ کردے، ٹیکس وغیرہ میں ادا نہ کرے۔(۲)

---

(۱) آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل ولا يأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لا بأس بقبول هديته والأكل منها.... (الهندية: (۳۴۳/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر: في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

رجل اكتسب مالاً من حرام ثم اشترى، فهذا على خمسة أوجه، إما إن دفع تلك الدراهم إلى البائع أولاً، ثم اشترى منه بها أو اشترى قبل الدفع بها ودفعها أو اشترى قبل الدفع بها ودفع غيرها، أو اشترى مطلقًا ودفع تلك الدراهم، أو اشترى بدراهم آخر ودفع تلك الدراهم... وقال الكرخي في الوجه الأول والثاني لا يطيب وفي الثلاث الأخيرة يطيب، وقال أبوبكر لا يطيب في الكل، لكن الفتوى الآن على قول الكرخي، دفعًا للحرج عن الناس۔ (شامی: (۲۳۵/۵)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۲۴/۸) كتاب الغصب، ط: سعيد۔

ولو اشترى بالدراهم المغصوبة شيئًا هل يحل له الانتفاع به أو يلزمه التصدق، ذكر الكرخي رحمه الله وجعل ذلك على أربعة أوجه إما أن يشير إليها وينقد منها، وإما أن يشير إليها وينقد من غيرها وإما أن يطلق إطلاقًا وينقد منها وإذا ثبت الطيب في الوجوه كلها إلا في وجه واحد وهو أن يجمع بين الإشارة إليها والنقد منها....۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۴/۷) كتاب الغصب، فصل: وأما حكم الغصب، ط: سعيد)

(۲) ويردونها على أربابها إن عرفوهم؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامی: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)=

بینک کے کاغذات کی چھپوائی کا کام کرنا

☆...... بینک میں جو کام جائز ہوتے ہیں، جیسے: چیک بُک اور گرنٹ اکاؤنٹ کے کاغذات وغیرہ، ان کے چھپوانے کا ٹھیکہ لینا درست ہے، اور بینک کے حلال مال سے اس کی اجرت لینا جائز ہے۔ (یعنی کام لیتے وقت یہ شرط رکھے کہ اجرت حلال مال سے دی جائے۔) ۲۵۷

☆......البتہ جو کام بینک میں سودی لین دین کا ہوتا ہے، اس کے کاغذات چھپوانے کا ٹھیکہ لینا جائز نہیں، اور اس کی اجرت بھی حلال نہیں۔ (۱)

بینک کے لیے زمین فروخت کرنا

"بینک کے لیے مکان فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۵۷)

بینک کے لیے مکان فروخت کرنا

بینک کا مدار سودی نظام پر ہے اور سود دینا، لینا، لکھنا اور اس میں گواہ بننا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= البحر الرائق: (۲۰۱/۸) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه.... (ردالمحتار: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالاً حراماً، ط: سعيد)

(۱) ولا تصح الإجارة لعسب التيس ... ولا لأجل المعاصي مثل الغناء والنوح والملاهي۔ (الدر مع الرد: (۵۵/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: الاستئجار على المعاصي، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۹/۸) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۲۹/۴) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه۔

(۲) لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۴) باب الربوٰ، الفصل الأول، ط: قديمی)

صحيح البخاري: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب قوله الله تعالى: [يأيها الذين امنوا لا تأكلوا الربوٰا أضعافاً مضاعفة ... الآية] وباب آكل الربوٰ وشاهده وكاتبه ...، ط: قديمی)

الصحيح لمسلم: (۲۸/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: رحمانيه) =

اورناجائز کام میں تعاون کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔[(۱)]

اس لیے بینک کے لیے مکان یا پلاٹ فروخت کرنا درست نہیں ہے۔اس سے اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوں گے،اور برکت ختم ہوجائے گی۔[(۲)]

بینک مُضَارَبَت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا

''بینک شراکت کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

= ماحرم أخذه حرم إعطاؤه... ما حرم فعله حرم طلبه... فكل شيئ لايجوز فعله لايجوز طلب إيجاده من الغير سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱/۷۷، ۷۸) المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشيديه۔

قوله: (لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه وقال هم سواء) هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين و الشهادة عليها وفيه تحريم الإعانة على الباطل۔ والله أعلم۔ (شرح النووي: على الصحيح لمسلم: (۳۸/۲) رقم الحديث: ۴۰۹۳، كتاب المساقاة، باب الربا، ط: رحمانية)

(۱) [ولاتعاونوا على الإثم والعدوان، واتقوا الله إن الله شديد العقاب]۔ (المائدة: ۲)

الإعانة في المعصية و ترويجها وتقريب الناس إليها معصية و فساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۲/۹۰۱) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد)

(۲) قلت: وأفاد كلامهم أن ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً، والافتنزيهاً نهر۔ (قوله: نهر) وعبارته: وعرف بهذا أنه لايكره بيع مالم تقم المعصية به، كبيع الجارية المغنية، والكبش النطوح، والحمامة الطيارة، والعصير، والخشب، ممن يتخذ منه المعازف۔ (شامي: (۴/۲۶۸) كتاب الجهاد: باب البغاة، مطلب في كراهية بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۱۴۳) كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد۔

وبيع العصير ممن يتخذه خمرا و بيع الأمرد ممن يعصي به و اجارة البيت ممن يبيع فيه الخمر أو يتخذها كنيسة أو بيت نار و امثالها فكله مكروه تحريما بشرط أن يعلم به البائع و الأجر من دون تصريح به باللسان، فإنه إن لم يعلم كان معذورا وإن علم و صرح كان داخلا في الإعانة المحرمة۔ (جواهر الفقه: (۲/۴۵۳) تفصيل الكلام في الإعانة على الحرام، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)

وعن عبد الله بن مسعود عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لايكسب عبد مال حرام فيتصدق منه فيقبل منه ولا ينفق منه فيبارك له فيه ولا يتركه خلف ظهره إلا كان زاده إلى النار۔ الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب و طلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي)

شعب الإيمان: (۴/۳۹۵) تحت رقم الحديث: ۵۵۲۴، الباب الثامن و الثلاثون من شعب الإيمان: هو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة، ط: دار الكتب العلمية۔

بینک ملازم تنخواہ کی رقم کا کیا کرے؟

''حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۳/۳) ۲۵۹

بینک ملازم سے خرید وفروخت کرنا

☆...... بینک کا مدار سودی نظام پر ہے، اور سود، دینا، لینا، لکھنا اور اس میں معاون اور گواہ بننا ناجائز اور حرام ہے۔ ایسے لوگ اللہ ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں۔ اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے۔ لہٰذا بینک میں ملازمت کرنا ناجائز اور حرام ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی تنخواہ بھی حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا و موکلہ و کاتبہ و شاھدیہ و قال ھم سواء۔ (مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۲۴۴) باب الربوٰ، الفصل الأول، ط: قدیمی)

☐ صحیح البخاري: (۱/ ۲۷۹) کتاب البیوع، باب قولہ تعالیٰ: {یٰأیھا الذین اٰمنوا لاتاکلوا الربوٰا أضعافًا مضاعفة... الآیة} وباب آکل الربوٰ و شاھدہ و کاتبہ...، ط: قدیمی)

☐ الصحیح لمسلم: (۲/ ۳۸) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: رحمانیہ)

☐ ماحرم أخذہ حرم إعطاؤہ... ما حرم فعلہ حرم طلبہ... فکل شيئ لایجوز فعلہ لایجوز طلب إیجادہ من الغیر سواء کان بالقول أو بالفعل بأن یکون واسطة أو آلة لإیجادہ۔ (شرح المجلّة للأتاسي: (۱/ ۷۸، ۷۷) المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشیدیہ۔

☐ قولہ: (لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا و موکلہ و کاتبہ و شاھدیہ وقال ھم سواء) ھذا تصریح بتحریم کتابة المبایعة بین المترابیین والشھادة علیھا وفیہ تحریم الإعانة علی الباطل۔ واللہ أعلم۔ (شرح النووي علی الصحیح لمسلم: (۲/ ۳۸) رقم الحدیث: ۳۰۹۳، کتاب المساقاة، باب الربا، ط: رحمانیة)

☐ {یٰأیھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقي من الربا، إن کنتم مؤمنین، فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسولہ، وإن تبتم فلکم رؤوس أموالکم لاتظلمون ولاتظلمون} (البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹)

☐ (ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاھي) لأن المعصیة لا یتصور استحقاقھا بالعقد فلا یجب علیہ الأجر... وإن أعطاہ الأجر... لا یحل لہ۔ (تبیین الحقائق: (۵/ ۱۲۵) کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امدادیہ ملتان)

☐ الفتاوی الھندیة: (۴/ ۴۴۹) کتاب الاجارة، الباب السادس عشر فی مسائل الشیوع فی الاجارة والاستئجار علی الطاعات والمعاصی، ط: رشیدیہ۔

☆......اگر بینک ملازم سامان خریدتے وقت سودی رقم کی طرف اشارہ کر کے سودا کرتا ہے، مثلاً: بینک سے ملی ہوئی رقم ہے اس کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ: ''اس کے عوض میں سامان خریدتا ہوں''، تو اس شخص کو سامان بیچنا جائز نہیں ہوگا، اور حرام رقم کو قیمت کے طور پر وصول کرنا جائز نہیں ہوگا۔

☆......اور اگر بینک ملازم سامان خریدتے وقت بینک کی حرام رقم کی طرف اشارہ کر کے سودا نہیں کرتا، بلکہ مطلق رقم کے عوض میں سودا کرتا ہے اور بعد میں بینک سے ملی ہوئی رقم ادا کرتا ہے، تو اس صورت میں سامان بیچنا جائز ہوگا اور دکان دار کے لیے رقم حلال ہوگی۔ البتہ ملازم گناہ گار ہوگا کہ اس نے دکان دار کو حرام رقم دی ہے۔(۱)

بینک میں قبل از وقت شرکت ختم کرنا

''شرکت کو وقت سے پہلے ختم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۶/۴)

(۱) آكل الربا و كاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه و غالب ماله حرام لايقبل و لايأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالاً لابأس بقبول هديته والأكل منها.... (الهندية: (۳۴۳/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر: في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

☜رجل اكتسب مالاً من حرام ثم اشترى، فهذا على خمسة أوجه، إما إن دفع تلك الدراهم إلى البائع أو لا، ثم اشترى منه بها أو اشترى قبل الدفع بها ودفعها أو اشترى قبل الدفع بها ودفع غيرها، أو اشترى مطلقاً ودفع تلك الدراهم، أو اشترى بدراهم آخر ودفع تلك الدراهم... وقال الكرخي في الوجه الأول والثاني لايطيب وفي الثلاث الأخيرة يطيب، وقال أبوبكر لايطيب في الكل، لكن الفتوى الآن على قول الكرخي، دفعاً للحرج عن الناس۔ (شامي: (۲۳۵/۵)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

☜البحر الرائق: (۱۱۳/۸) كتاب الغصب، ط: سعيد۔

☜ولو اشترى بالدراهم المغصوبة شيئاً هل يحل له الانتفاع به أو يلزمه التصدق، ذكر الكرخي رحمه الله وجعل ذلك على أربعة أوجه إما أن يشير إليها وينقد منها، وإما أن يشير إليها وينقد من غيرها وإما أن يطلق إطلاقاً وينقدها وإذا ألبت الطيب في الوجوه كلها إلا في وجه واحد وهو أن يجمع بين الإشارة إليها والنقد منها.... (بدائع الصنائع: (۱۵۴/۷) كتاب الغصب، فصل: وأما حكم الغصب، ط: سعيد)

بینک میں منافع کی تقسیم کا طریقہ

"منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ [illegible]

بینک میں نفع کی تقسیم "وزن" کی بنیاد پر ہوتی ہے

"نفع کی تقسیم میں وزن" عنوان کے تحت دیکھیں۔ [illegible]

بینکوں کا اشتہار

بینکوں کی مشہوری کے لیے اعلانات کرنا اور اشتہارات لگانا ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ یہ سودی معاملات کرتے ہیں اور سودی معاملات کرنے والوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی ناجائز ہے۔[1]

بینکوں کو تجارت کی اجازت نہیں

بینکوں کو ٹریڈنگ یا خرید وفروخت کی براہ راست اجازت نہیں ہے، بلکہ صرف فائنانسنگ کر سکتے ہیں؛ اس لیے بینک کے ساتھ شرکت یا مضاربت نہیں ہو سکتی۔

بینکوں کے حصص خریدنا

بینکوں کے حصص کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ برابری اور قبضہ کی شرط لگائے بغیر رقم کے بدلے رقم کی بیع ہے، نیز یہ سودی ادارے ہیں جن کا سودی نظام پر ہے۔ ان کے حصص کے پیچھے رقم ہوتی ہے کوئی جائیداد یا اشیاء نہیں

---

(۱) [illegible]

[illegible]

بینک میں منافع کی تقسیم کا طریقہ

''منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۵/۶)

بینک میں نفع کی تقسیم ''وَزن'' کی بنیاد پر ہوتی ہے

''نفع کی تقسیم میں وزن'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۴/۶)

بینکوں کا اِشتہار

بینکوں کی مشہوری کے لیے اعلانات کرنا اور اشتہارات لینا ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ یہ سودی معاملات کرتے ہیں، اور سودی معاملات کرنے والوں کے ساتھ تعاون کرنا بھی ناجائز ہے۔[1]

بینکوں کو تجارت کی اجازت نہیں

بینکوں کو ٹریڈنگ یا خرید و فروخت کی براہِ راست اجازت نہیں ہے، بلکہ وہ صرف فائنانسنگ کر سکتے ہیں؛ اس لیے بینک کے ساتھ شراکت یا مضاربت نہیں ہو سکتی۔

بینکوں کے حصص خریدنا

بینکوں کے حصص کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ یہ برابری اور قبضہ دینے کی شرط لگائے بغیر رقم کے بدلے رقم کی بیع ہے، نیز یہ سودی ادارے ہیں، ان کا مدار سودی نظام پر ہے۔ ان کے حصص کے پیچھے رقم ہوتی ہے کوئی جائیداد یا اشیاء نہیں

---

(۱)[ولاتعاونوا على الإثم والعدوان، واتقوا الله إن الله شديد العقاب]۔(المائدة:۲)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔(حجة الله البالغة ۱۰۹/۲) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط:مير محمد)

ہوتیں، اس لئے بینک کے حصص خرید کر ان کا تعاون کرنا اور سود لینا دینا جائز نہیں ہے۔(۱)

بیوٹی پارلر

آج کل عورتوں کے بناؤ سنگھار کے لئے ''بیوٹی پارلر'' کے نام سے جو ادارے قائم ہیں ان کے کاموں میں سے بعض کام جائز ہیں اور بعض جائز نہیں ہیں، اور جو کام جائز نہیں ہیں مردوں اور عورتوں کے لئے ان کاموں کو سیکھنا، اور انہیں کاروبار کے طور پر اپنانا اور ان پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، اجرت اور کمائی حرام ہے، اسی طرح ''بیوٹی پارلر'' کسی اور کا ہے تو اس میں ملازم کی حیثیت سے ناجائز کام کرنا بھی ناجائز ہے، البتہ ''بیوٹی پارلر'' کے جو کام جائز ہیں ان کو سیکھنا، اور ان کو

(۱) وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل يداً بيد فمن زاد أو استزاد فقد أربى الآخذ والمعطي فيه سواء۔ رواه مسلم۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الاول، ط: قديمي)

(هو بيع بعض الأثمان ببعض، فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وإلا شرط التقابض) أي وإن لم يتجانسا يشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۹۲، ۱۹۳) كتاب الصرف، ط: سعيد)

خص الشرع عند مقابلة الذهب بالذهب أن يكون مثلاً بمثل مع التقابض في المجلس، وإذا قوبل بالفضة أو قوبل بالعملات الورقية جاز التفاضل وحرم تأخير أحد النقود فضلاً عن كليهما... العملة الورقية الصادرة من الدولة قد أصبحت العملة المعتاد لة بعد الذهب والفضة، فيجري فيها احكام الربا۔ (الكافي في فقه الحنفي: (۳/ ۱۱۳۱، ۱۱۳۳) كتاب البيوع، الربا، ط: مؤسسة الرسالة)

ومن شروط صحة البيع: الخلو عن الربا؛ لأن البيع الذي فيه ربا فاسد عند الحنفية، لأن الربا حرام بنص الكتاب الكريم. قال الله تعالى: "وأحل الله البيع وحرم الربا"، وكذلك يشترط أن يكون البيع خاليا عن شبهة الربا، واحتمال الربا. قال الكاساني: حقيقة الربا كما هي مفسدة للبيع، فاحتمال الربا مفسد له أيضا، ولأن الشبهة ملحقة بالحقيقة في باب المحرمات احتياطا، وأصله ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: "الحلال بين والحرام بين، فدع ما يريبك إلى ما لا يريبك"۔ (الموسوعة الفقهية: (۹/ ۱۰۲، ۱۰۳) حرف الباء، مادة: البيع، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية)

کاروبار کے طور پر اپنانا، پیشہ بنانا اور اجرت لینا جائز ہے، اور ایسے جائز کاموں کے لئے ملازمت کرنا بھی جائز ہے۔(۱)

بیوٹی پارلر کا سامان

''ناخن پالش کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۲/۶)

بیوٹی پارلر کے جائز کام

بیوٹی پارلر کے جائز کام یہ ہیں:

❶ شریعت کے حدود میں رہتے ہوئے چہرے اور جسم کے بعض حصوں کے بالوں کو بلیچ کرنا اور کلر کروانا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

🗀 ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو، وعلى هذا الحداء وقراءة الشعر وغيره، ولا أجر في ذلك، وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى (الفتاوى الهندية: (۴/ ۴۴۹) كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيديه)

🗀 ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له (تبيين لحقائق: (۵/ ۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

🗀 ما حرم فعله حرم طلبه... فكل شيء لا يجوز فعله لا يجوز طلب إيجاده من الغير سواء بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لإيجاده۔ (شرح المجله للأتاسي: (۱/ ۷۷، ۷۸) المادة: ۳۵، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: رشيديه)

(۲) قوله: والنامصة الخ) ذكره في الاختيار أيضاً وفي المغرب: النمص: نتف الشعر ومنه المنماص المنقاش اهـ۔ ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين، إلا أن يحمل على ما لا ضرورة إليه لما في نتفه بالمنماص من الإيذاء۔ وفي تبيين المحارم: إزالة الشعر من الوجه حرام إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحريم إزالته بل تستحب اهـ۔ وفي التاتارخانية عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين =

❷ ناخنوں کو خوبصورت بنانے کے لئے اس میں تراشنے کا عمل جائز ہے البتہ ناخن کو بڑھانا اور چالیس دن تک نہ کاٹنا درست نہیں اس سے بچنا ضروری ہے کیونکہ حیوانات کے ساتھ مشابہت ہے۔(۱)

❸ جسم اور چہرے کے بال پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا جائز ہے باقی نوچنا جائز تو ہے بہتر نہیں ہے۔(۲)

❹ ان کاموں کو سیکھنا اور ان کو کاروبار کے طور پر اپنانا، پیشہ بنانا، اجرت لینا، اور ایسے کاموں کے لئے ملازمت کرنا جائز ہے۔(۳)

= وشعر وجهه مالم يشبه المخنث اهـ ومثله في المجتبى تأمل - (شامي: (٦/ ٣٧٣) كتاب الحظر والإباحة)

🗁 هامش الفقه الإسلامي وأدلته: (٣/ ٢٦٥٨) الباب السادس: الحظر والإباحة، المبحث الرابع، ط: دار الفكر-

🗁 وأما التحمير ونحوه فيجوز بإذن الزوج وفي داخل البيت، ويحرم بغير إذن الزوج وخارج المنزل (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣/ ٢٦٨٣) كتاب الحظر والإباحة، تاسعاً: الترجل والتخنث، ط: رشيديه)

(١) قال في القنية: الأفضل أن يقلم أظفاره... في كل أسبوع وإلا ففي كل خمسة عشر يوماً، ولا عذر في تركه وراء الاربعين ويستحق الوعيد- (شامي: (٢/ ١٨١) كتاب الصلاة، باب الكسوف، ط: سعيد)

🗁 وفي استحسان القهستاني عن الزاهدي: يستحب أن يقلم أظفاره... في كل أسبوع مرة... ثم في خمسة عشر يوماً والزائد على الأربعين آثم اهـ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ٥٢٣) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قديمي)

🗁 الفتاوى الهنديه: (٥/ ٣٥٧) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان وقلم الأظفار، ط: رشيديه۔

(٢) انظر الحاشية السابقة رقم: ٢ـ (قوله: والنامصة الخ)

(٣) فأما استجار الحجام لغير الحجامة، كالفصد وحلق الرأس وتقصيره والختان وقطع شيء من الجسد للحاجة إليه فجائز... ولأن هذه الأمور تدعو الحاجة إليها ولا تحريم فيها، فجازت الإجارة فيها وأخذ الأجر عليها كسائر المنافع المباحة (إعلاء السنن: (١٦/ ١٦٦) كتاب الإجارة، باب كسب الحجام، ط: إدارة القرآن)

بیوٹی پارلر میں ناجائز کام

''بیوٹی پارلر'' کے کاروبار میں ناجائز کام یہ ہیں:

❶ بچیوں کے علاوہ بڑی خواتین کا اپنے سر کے بالوں کو کٹوا کر مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

لہٰذا اس کام میں ان کا تعاون کرنا بھی جائز نہیں اور اجرت بھی حلال نہیں۔(۲)

❷ ابرو کے بال دھاگے سے نوچ کر یا اکھیڑ کر باریک سی لکیر بنالینا، یا ہیجڑوں کی طرح بنانا جیسا کہ عام فیشن ہے جائز نہیں ہے۔

حدیث شریف میں اس پر لعنت آئی ہے۔(۳)

---

(۱)عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبھین من الرجال بالنساء والمتشبھات من النساء بالرجال۔ (الصحیح للبخاری:(۲/ ۸۷۴) کتاب اللباس، باب المتشبھین بالنساء والمتشبھات بالرجال، ط:قدیمی)

مشکاۃ المصابیح:(ص:۳۸۰) کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ط:قدیمی۔

فیہ دلیل علی أنہ یحرم علی الرجال التشبہ بالنساء وعلی النساء التشبہ بالرجال فی الکلام واللباس والمشی وغیر ذلک(نیل الأوطار:(۶/ ۲۳۰) کتاب الولیمۃ والبناء علی النساء وعشرتھن، باب مایکرہ من تزین النساء بہ ومالا یکرہ، ط:دار الحدیث، مصر)

(۲)ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب (المائدۃ:۲)

ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاھی؛ لأن المعصیۃ لایتصور استحقاقھا بالعقد فلا یجب علیہ الأجر... وإن أعطاہ الأجر وقبضہ لایحل لہ ویجب علیہ ردہ علی صاحبہ(تبیین الحقائق:(۵/ ۱۲۵) کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ط:امدادیہ ملتان)

الفتاوی الھندیہ:(۴/ ۴۴۹) کتاب الإجارۃ، الباب الرابع، الفصل الرابع فی فساد الإجارۃ، ط:رشیدیہ)

(۳)عن ابن عباس قال: لعنت الواصلۃ والمستوصلۃ والنامصۃ والمتنمصۃ والواشمۃ والمستوشمۃ من غیر داء... قال ابو داؤد: وتفسیر الواصلۃ التی تصل الشعر بشعر النساء والمستوصلۃ المعمول بھا والنامصۃ التی تنقش الحاجب حتی ترقہ(سنن ابی داؤد:(۲/ ۲۲۱) کتاب الترجل، باب فی صلۃ الشعر، ط:رحمانیہ)=

❸ بعض بیوٹی پارلر میں خواتین کے ناف کے نیچے کے بالوں کی صفائی خواتین کرتی ہیں، یہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

بُیُوع کی اَقسام

بیع کی اقسام بہت زیادہ ہیں البتہ چار قسمیں زیادہ مشہور ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ بیعِ مُقَایَضَہ۔ ❷ بیعِ صَرْف۔ ❸ بیعِ مُطْلَق (یعنی نقود و کرنسی کے ذریعے خرید و فروخت)۔ ❹ بیعِ سَلَم (۲)

ان اقسام میں سے ہر ایک کی تفصیل اسی لفظ کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

= (والنامصة التي تنقش) أي تنتف (الحاجب) أي شعر الحاجب (حتى ترقه) (بذل المجهود: (۵۷/۱۷) كتاب الترجل، باب في صلة الشعر، ط: دار الكتب العلمية)

وفي التاتارخانية عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المخنث (شامي: (۳۷۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ط: سعيد)

(۱) وينظر الرجل من الرجل جميع بدنه إلا ما بين سرته وركبته... وتنظر المرأة من المرأة إلى ما يجوز للرجل أن ينظر إليه من الرجل (الجوهرة النيرة: (۳۸۵/۲) كتاب الحظر والاباحة، ط: حقانيه)

الدر المختار مع الرد: (۳۶۳/۶، ۳۷۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في النظر والمس، ط: سعيد)

فكل ما يحل للرجل أن ينظر إليه من الرجل يحل للمرأة أن تنظر إليه من المرأة وكل ما لا يحل له لا يحل لها، فتنظر المرأة من المرأة إلى سائر جسدها إلا ما بين السرة والركبة... ولا يجوز لها أن تنظر ما بين سرتها إلى الركبة إلا عند الضرورة بأن كانت قابلة۔ (بدائع الصنائع: (۱۲۴/۶) كتاب الاستحسان، ط: سعيد)

(۲) البيع باعتبار المبيع ينقسم إلى أربعة أقسام: القسم الأول بيع المال بالثمن... وبما أن هذا القسم أشهر البيوع، يسمى بالبيع أي مطلقا عن القيود... القسم الثاني: هو الصرف والقسم الثالث: بيع المقايضة، والقسم الرابع: السلم۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱۵/۲) المادة: ۱۲۰، البيوع، المقدمة: في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة في البيوع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۷/۱) المادة: ۱۲۰، أيضا، ط: فاروقيه كوئته۔

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام: (۹۸/۱) المادة: ۱۲۰، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔

بیوی شوہر کا مال اجازت کے بغیر فروخت نہیں کر سکتی

''شوہر کا مال اجازت کے بغیر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

بیوی کا شوہر کی مُعاوَنت کرنا

اگر بیوی شوہر کے ساتھ کام کرے اور ان دونوں کے درمیان شراکت یا ملازمت وغیرہ کا کوئی عقد نہ ہو اور ان دونوں کی محنت سے بہت سارا مال جمع ہوجائے تو ان اَموال میں میاں بیوی دونوں شریک ہوں گے، اور دونوں کو آدھا آدھا ملے گا؛ کیوں کہ بیوی کا مُسلسل شوہر کے ساتھ کام کرنا اور محنت کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آدھے مال میں اس کا بھی حصہ ہے۔ البتہ یہ شرکت مُفاوَضہ نہیں ہوسکتی؛ کیوں کہ اس کے منعقد ہونے کے لیے مفاوضہ کا عقد کرنا ضروری ہے، اور یہاں پر مفاوضہ کا عقد نہیں ہوا۔ (١)

---

(١) (قوله: وما حصلاه معاً فلهما نصفين . . .) يعني ثم خلطاه وباعاه، فيقسم الثمن على كيل أو وزن ما لكل منهما، وان لم يكن وزنياً ولا كيلياً قسم على قيمة ما كان لكل منهما، وان لم يعرف مقدار ما كان لكل منهما صدق كل واحد منهما الى النصف لأنهما استويا في الاكتساب، وكان المكتسب في أيديهما، فالظاهر أنه بينهما نصفان، والظاهر يشهد له في ذلك، فيقبل قوله، ولا يصدق على الزيادة على النصف الا ببينة؛ لأنه يدعي خلاف الظاهر۔ ''فتح''۔

تنبيه: يؤخذ من هذا ما أفتى به في الخيرية في: زوج امرأة وابنها اجتمعا في دار واحدة وأخذ كل منهما يكتسب على حدة ويجمعان كسبهما ولا يعلم التفاوت ولا التساوي ولا التمييز۔

فأجاب: بأنه بينهما سوية، وكذا لو اجتمع اخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل والرأي، وقدمنا أن هذا ليس شركة مفاوضة مالم يصرحا بلفظها أو بمقتضياتها مع استيفاء شروطها، ثم هذا في غير الابن مع أبيه لما في القنية: الأب وابنه يكتسبان في صنعة واحدة ولم يكن لهما شيئ فالكسب كله للأب ان كان الابن في عياله؛ لكونه معيناً له، الا ترى لو غرس شجرة تكون للأب، ثم ذكر خلافاً في المرأة مع زوجها اذا اجتمع بعملهما أموال كثيرة، فقيل: هي للزوج وتكون المرأة معينة له، الا اذا كان لها كسب على حدة فهو لها، وقيل: بينهما نصفان۔ (شامي: ٣٢٥/٣) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: اجتمعا في دار واحدة واكتسبا ولا يعلم التفاوت فهو بينهما بالسوية، ط: سعيد)۔

بیوی کو بیچنا

بیوی کو بیچنا حرام ہے۔[1] اور یہ بہت بڑا گناہ ہے، بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں گناہ گار ہیں۔ اور خریدنے سے اس سے ہمبستری کرنا حلال نہیں ہوگا، بلکہ سراسر زِنا ہوگا، بیوی جس کی ہے اس کو واپس کردے اور جو پیسے لیے وہ بھی واپس کردے۔[2] اور اس حرکت سے جو گناہ ہوا ہے اس سے توبہ واستغفار کرے۔ اور

= البحر الرائق: (۱۸۳/۵) کتاب الشركة، باب الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔

خلاصة الفتاوى: (۲۹۵/۳) کتاب الشركة، الفصل الأول، نوع آخر منه، ط: رشيديه۔

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله تعالى: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرًا فاستوفى منه ولم يعط أجره۔ (البخاري: (۲۹۷/۱) کتاب البيوع، باب اثم من باع حرا، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷٦) کتاب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: الميزان، قديمي۔

مسند الإمام أحمد بن حنبل: (۳۵۸/۲) رقم الحديث: ۸٦۷۷، مسند أبي هريرة رضي الله عنه ط: مؤسسة قرطبه، قاهرة۔

(۲) قبض المشتري المبيع بيعاً باطلاً باذن بائعه، لايملكه، وهو امانة في يده عند البعض، ومضمون عند البعض۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۹۳/۳) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل، ط: غفارية كوئته)

والبيع الباطل حكمه: عدم ملك المشتري اياه اذا قبضه۔ (الدر مع الرد: (۵۹/۵) کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البيع الباطل لايفيد الحكم أصلاً، فاذا قبض المشتري المبيع باذن البائع في البيع الباطل، كان المبيع أمانةً عند المشتري، فلو هلك بلاتعدٍ لايضمنه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۲۰۷) [رقم المادة: ۳۷۰] البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: مكتبه حنفيه كوئته، و: (۱٦۵/۱) ط: فاروقيه كوئته۔

عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله تعالى إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطني: (۲۸۸/۳) رقم الحديث: (۲۸۱۵) ط: مؤسسة الرسالة)

لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئا وهو أولى بهم ويردونها على أربابها۔ (شامي: (۳۸۵/٦) کتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

آئندہ ایسی حرکت بالکل نہ کرے۔ (۱)

بے ہودگی پر مبنی کتب

"غلیظ مواد پر مبنی کتب" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۵/۵)

---

(۱) أصل التوبة في اللغة الرجوع... والمراد بالتوبة الرجوع عن الذنب، وقد سبق في كتاب الإيمان أن لها ثلاثة أركان: الاقلاع، والندم على فعل تلك المعصية والعزم على أن لا يعود إليها أبدا، فإن كانت المعصية لحق آدمي فلها ركن رابع وهو التحلل من صاحب ذلك الحق، وأصلها الندم وهو ركنها الأعظم، واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة....۔(شرح الصحيح لمسلم للنووي: (۳۵۷/۲) كتاب التوبة، ط: رحمانيه)

🗀شرح سنن ابن ماجه للسيوطي: (ص: ۳۱۳) أبواب الزهد، باب ذكر التوبة، ط: ميزان قديمي۔

🗀الأذكار للنووي: (۳۲۶/۱) باب كفارة الغيبة والتوبة منها، ط: دار الفكر بيروت۔

پ

پاخانہ شیر

"شیر کا پاخانہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۶/۴)

پارسل ضائع ہوجائے

اگر خریدار پارسل کے ذریعے سامان طلب کرے یا اس کی اجازت دے تو ڈاک کا محکمہ یا پارسل کمپنی، خریدار کی وکیل ہوگی، اس صورت میں سامان ضائع ہونے کی صورت میں خریدار کا نقصان ہوگا۔

اور اگر خریدار کے علم اور اطلاع کے بغیر خود تاجر یا دکان دار ڈاک یا پارسل کمپنی کے ذریعے بھیج دے تو ڈاک کا محکمہ یا پارسل کمپنی تاجر یا دکان دار کی طرف سے وکیل ہوگی، اس صورت میں سامان ضائع ہونے کی صورت میں تاجر یا دکان دار کا نقصان ہوگا۔ یہ نقصان خریدار کے ذمہ ڈالنا جائز نہیں ہوگا۔[1]

---

(۱) إذا سلم البائع المبيع إلى شخص أمر المشتري بتسليمه إليه فقد حصل القبض كما لو سلم البائع المبيع إلى المشتري نفسه۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۲۳۹/۱) شرح المادة: (۲۶۲) كتاب البيوع، حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب)

إذا تلف كل المبيع أو بعضه في يد المشتري أو وكيله بفعل نفسه أو تعدى المشتري أو غيره... وكذلك إذا اشترى شخص من آخر مالا، فأرسل رسولا بقبضه من البائع فقبضه الرسول وتلف في يده، فالخسارة على المشتري لأن الرسول قبض بأمره۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۲۷۸/۱) شرح المادة: (۲۹۳) كتاب البيوع، تلف كل المبيع كل القبض يكون على ستة صور، ط: دار عالم الكتب)

وإن هلك المشترى في يد الوكيل قبل الحبس، هلك على المؤكل من غير ضمان على الوكيل۔ (الفتاوى الهندية: (۵۸۷/۳) كتاب السير، باب الردة وأحكامها، فصل في أهل الذمة ومايؤخذ منهم من الجزية، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر: (۳۱۹/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: غفارية كوئٹه۔

تبيين الحقائق: (۲۶۱/۴) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: امداديه ملتان۔

تعود حقوق العقد في الرسالة إلى المرسل ولا تتعلق بالرسول أصلاً۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۱۳/۲) المادة: ۱۴۶۲، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث في بيان أحكام الوكالة)

پاکستان کی بنی ہوئی چیز پر غیر ملکی نام لکھ کر فروخت کرنا

پاکستان کی بنی ہوئی مصنوعات کے متعلق بیرون ملک میں بننے کا دعوی کرنا، مثلاً: Made in Pakistan کی بجائے Made in USA یا Made in Ital لکھنا سراسر جھوٹ، دھوکا اور غلط بیانی کی وجہ سے ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی اور نے یہ جملہ لکھ دیا اور کسی دکان دار کو بیچنا پڑا تو لکھنے کا گناہ لکھنے لے کے سر ہوگا، باقی دکان دار کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ گاہک کو بتادے کہ یہ کستان کا بنا ہوا ہے امریکا یا اٹلی کا بنا ہوا نہیں ہے۔

اسی طرح چائنا کی بنی ہوئی مصنوعات پر "میڈ ان جاپان" لکھنا بھی ناجائز ہے۔ ایسی چیز دکان دار کے لیے فروخت کرتے وقت خریدار کو بتادینا ضروری ہے، ورنہ دکان دار بھی دھوکا دینے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

اگر لوگ ملکی مصنوعات کو غیر ملکی مَیڈ اِن لکھے بغیر خریدتے نہیں، تب بھی اس طرح غلط بیانی کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

پاکیزہ کمائی

❶ حضرت سعید بن عمیر اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسی کمائی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا، اور ہر وہ کمائی جو شریعت کے مطابق ہو۔ (۲)

ط: دار الکتب العلمیۃ)
بدائع الصنائع: (۱۷/۳) كتاب الأيمان, قبيل: فصل: وأما الحلف على الركوب, ط: سعيد۔
البحر الرائق: (۱۹۳/۶) كتاب الصرف, ط: سعيد۔
جدید فقہی مسائل: (۳۳۵/۱) معاشی مسائل, عنوان: پارسل و رسائل وغیرہ کا ڈاک میں, ط: زمزم پبلشرز۔
(۱) مزید کے لیے "کسی اور سے مال بنوا کر اپنے نام کا مونوگرام لگانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔
(۲) عن سعید بن عمیر عن عمه رضي الله عنه قال: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اي الكسب اطيب؟=

۲ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کونسی کمائی سب سے زیادہ پاکیزہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کے اپنے ہاتھ کی محنت اور ہر وہ بیع جو شریعت کے موافق ہو۔(۱)

۳ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ پاکیزہ کچھ نہیں کمایا، اور جو آدمی اپنی ذات اور اپنے اہل اور اپنی اولاد اور اپنے خادم پر خرچ کرتا ہے وہ صدقہ ہے۔(۲)

پاگل

پاگل کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے۔(۳)

= قال: عمل الرجل بيده، وكل كسب مبرور رواه الحاكم(الترغيب والترهيب:(۲/ ۳۳۲)رقم الحديث: ۲٦۱۸، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في الاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلميه)

البدر المنير: (٦/ ۳۳۹) كتاب البيوع، باب مايصح به البيع، الحديث الأول، ط: دار الهجرة.

المستدرك للحاكم: (۲/ ۱۰) كتاب البيوع، أطيب الكسب كسب الرجل بيده، ط: دار المعرفة

(۱) عن رافع بن خديج قال: قيل يا رسول الله أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده وكل بيع مبرور رواه احمد والبزار۔ (الترغيب والترهيب: (۲/ ۳۳۳) رقم الحديث: ۲٦۲۱، كتاب البيوع وغيره، الترغيب فى الاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية

مسند أحمد (۲۸/ ۵۰۲) رقم الحديث: ۱۷۲٦۵، مسند الشامين، حديث رافع بن خديج، ط: مؤسسته الرسالة۔

المستدرک للحاكم: (۲/ ۱۰) كتاب البيوع، أطيب الكسب كسب الرجل بيده، ط: دار المعرفة۔

(۲) عن المقدام بن معديكرب عن رسول صلى الله عليه وسلم قال: ما كسب الرجل كسبا أطيب من عمل يده، وما أنفق الرجل على نفسه واهله وولده وخادمه فهو صدقة (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب الحث على المكاسب، ط: قديمي)

كنز العمال: (۹/ ۳) (رقم الحديث: ۹۲۲۹، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول فى الكسب، الفصل الأول فى فضائل الكسب الحلال، ط: موسسة الرسالة

المسند الجامع لأبي الفضل: (۱۵/ ۳۳۷) رقم الحديث: ۱۱۸۰٦، حرف الميم، ط: دار الجيل بيروت.

(۳) فشرائط العاقد اثنان: العقل والعدد، فلاينعقد بيع مجنون وصبي لايعقل۔ (شامی: (۳/ ۵۰۳) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)=

پالش کرکے پرانے سونے کو نئے سونے کی قیمت پر بیچنا

"پرانا سونا پالش کرکے نئے سونے کی قیمت پر بیچنا" عنوان کے تحت (۲۷۳) دیکھیں۔(۲۸۱/۲)

پان کا کاروبار

پان میں نشہ نہیں ہے، اور صحت کے لئے مضر بھی نہیں ہے اس لئے پان کا استعمال اور تجارت دونوں جائز ہیں۔ (۱)

پانی بہانے کا حق

پانی بہانے کا حق مادّی چیز سے متعلق ہے؛ اس لیے اس کی خرید وفروخت زمین کے تابع بنا کر جائز ہے۔ (۲)

= البحر الرائق: (۲۵۸/۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید۔

(۱) (وصح بیع غیر الخمر) مما مر ومفاده صحة بیع الحشیشة والأفیون۔ قوله: وصح بیع غیر الخمر أي عنده خلافا لهما في البیع والضمان، لکن الفتوی علی قوله في البیع، وعلی قولهما في الضمان۔ (الدر مع الرد: (۳۵۳/۶) کتاب الأشربة، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوي علی الدر المختار: (۲۲۵/۶) کتاب الأشربة، ط: دار المعرفة۔

منحة الخالق علی البحر الرائق: (۲۹۲/۳) کتاب النکاح، باب المهر، ط: رشیدیه

(۲) فأما حق المسیل وحق التعلي فلم أر من فقهاء الحنفیة من جوز بیعهما، وذکر صاحب الهدایة وابن الهمام أن في حق المرور روایتین: الأولی: روایة عدم جواز بیعه، وهي روایة الزیادات، واختارها الفقیه أبو اللیث، والثانیه: روایة جواز بیعه وهي روایة ابن سماعة، و روایة کتاب القسمة، وذکر صاحب الهدایة وجه الفرق بین حق التعلي و حق المرور علی روایة الجواز أن حق التعلي یتعلق بعین لا تبقی وهو البناء، فأشبه المنافع، وأما حق المرور فإنه یتعلق بعین تبقی، وهو الأرض، فأشبه الأعیان، وذکر وجه الفرق بین المرور و حق المسیل بأن المسیل إن کان علی السطح فإنه نظیر حق التعلي، وإن کان علی الأرض فهو مجهول لجهالة محله، لاختلاف التسییل بقلة الماء و کثرته، راجع باب البیع الفاسد من الهدایة وشروحها، ویؤخذ من کلام صاحب الهدایة هذا أن الحق إذا کان متعلقا بعین تبقی یجوز بیعه =

پانی بھر دینا گوشت میں

"گوشت کے اندر پانی ڈالنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۸/۵)

پانی ڈالنا اوجھڑی میں

"گوشت کے اندر پانی ڈالنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۸/۵)

پانی سبزی پر ڈال کر بیچنا

"سبزی پر پانی ڈال کر بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۳/۴)

پانی فروخت کرنا

☆...... جو پانی کسی برتن میں محفوظ ہو اس کو فروخت کرنا جائز ہے، اس کے علاوہ ندی، نہر اور بڑے بڑے تالاب کا پانی کسی برتن وغیرہ میں محفوظ کیے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

= بشرط أن يكون معلوم المقدار، ولا تكون الجهالة فيه مفضية إلى المنازعة، ولأجل هذا جاز بيع حق المرور على رواية ابن سماعة وغيره۔ (تكملة فتح الملهم: (۲۶۳/۱، ۲۶۴) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، حكم الكمبيالات، ط: دار العلوم كراچی)

وحق التعلي ليس بمال؛ لأن المال عين يمكن إحرازها وإمساكها، وهو حق متعلق بالهواء وليس الهواء مالاً يباع، والمبيع لا بد أن يكون أحدهما... بخلاف الشرب حيث يجوز بيعه تبعاً للأرض باتفاق الروايات۔ (فتح القدير: (۳۹۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

العناية مع الفتح: (۳۹۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

ويصح بيع حق المرور وحق الشرب والمسيل تبعاً للأرض۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۱۱۵/۲) المادة: ۲۱۶، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه)

(۱) وأما بيع ماء جمعه الانسان في حوضه ذكر شيخ الاسلام المعروف بخواهرزاده في شرح "كتاب الشرب": ان الحوض اذا كان مجصصًا أو كان الحوض من نحاس أو صفر جاز البيع على كل حال، وكأنه جعل صاحب الحوض محرز الماء بجعله في حوضه۔ (الهندية: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع، فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ... الخ، الفصل السابع في بيع الماء والجمد، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۳۴۹/۹) الفصل السادس: في ما يجوز وما لا يجوز، ط: إدارة القرآن۔=

☆...... اور زمین کو سیراب کرنے کے لیے ندی نہروں کا جو پانی ہے وہ زمین کے تابع ہے، اس پانی کی زمین کے بغیر الگ خرید وفروخت کرنا، ہبہ یا صدقہ کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

☆...... البتہ زمین کے ساتھ زمین کی قیمت زیادہ لگا کر فروخت کرنا جائز ہے۔(۲)

= وكذا السقاءون يبيعون المياه المحروزة في الظروف، به جرت العادة في الأمصار وفي سائر الأعصار من غير نكير، فلم يحل لأحد أن ياخذ منه فيشرب من غير اذنه. (بدائع الصنائع: (۱۸۸/۶) كتاب الشرب، ط:سعيد)

(۱) ولايباع الشرب ولايوهب ولايوجر ولايتصدق به؛ لأنه ليس بمال متقوم في ظاهر الرواية. وعليه الفتوى. (شامي: (۸۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط:سعيد)

ولايجوز بيع مسيل الماء وهبته ولا بيع الطريق بدون الأرض وكذلك بيع الشرب. (فتاوى قاضي خان، على هامش الهندية: (۱۵۴/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:رشيديه)

شرح المجلة للأتاسي: (۱۱۷/۱) [المادة:۲۱۶] الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالايجوز، ط:رشيديه.

قوله: ولابيع مسيل الماء هذا أيضاً يحتمل بيع رقبة المسيل وبيع حق التسيل...... وأما المسيل لمجهول؛ لأنه لايدري قدر مايشغله من الماء، قال في الفتح: ومن هنا عرف أن المراد ما اذا لم يبين مقدار الطريق والمسيل، أما لو بين حد مايسيل فيه الماء أو باع أرض المسيل من نهر أوغيره من غير اعتبار حق التسيل فهو جائز بعد أن يبين حدوده. (شامي: (۷۹/۵) مطلب في بيع المسيل، ط:سعيد)

فتح القدير: (۳۹۳/۶) ط:دار الكتب العلمية.

(۲) من اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز. (الفتاوى الهندية: (۱۶۱/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط:رشيديه)

فالبيع ما شرع إلا للطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال. (المبسوط: (۱۱۹/۱۱) كتاب البيوع، ط:دار الفكر بيروت)

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۳۸۷/۲) كتاب الحظر والإباحة، ط:حقانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائما، وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها. (بحوث في قضايا فقهية معاصره: (۸/۱) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط:دار العلوم كراچی)

وانظر الهامش السابق، رقم: ۲، أيضا على نفس الصفحة.

پانی کا بل

۲۷۶ موجودہ دور میں میونسپل کمیٹیاں شہروں میں لوگوں کو صاف ستھرا پانی مہیا کرتی ہیں اس کے عوض پانی کا بل بھیج دیتی ہیں، یہ درست ہے لوگوں پر اس کا بل ادا کرنا لازم ہے۔(۱)

پانی کی خرید و فروخت

اگر کوئی شخص پانی اپنے کسی برتن یا تالاب میں جمع کرے تو وہ اس کا مالک بن جاتا ہے اور اس شخص کے لئے اسے بیچنا جائز ہوتا ہے کیونکہ اس نے اسے اکٹھا کیا اور اس پر قبضہ کیا اور اس کام میں اس نے مشقت اٹھائی۔

اور اگر پانی کنویں، نہر، سمندر یا کسی گزرگاہ میں بہتا ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں۔(۲)

---

(۱) فالأجير المشترک هو الذى يستحق الأجرة بالعمل۔ (مجمع الضمانات، (ص:۵۰)، الباب الخامس فى مسائل الإجارة، القسم الثانى فى الأجير، ط: دار الكتب العلمية)۔

ثم الأجرة تستحق بأحد معان ثلاثة إما بشرط التعجيل أو بالتعجيل أو باستيفاء المعقود عليه فإذا وجد أحد هذه الأشياء الثلاثة فإنه يملكها۔ (الفتاوى الهندية: (۴/۴۱۳)، كتاب الإجارة، الباب الثانى فى بيان أنه متى تجب الأجرة، ط: رشيديه)۔

الدر المختار مع الرد (۶/۱۰)، كتاب الإجارة، ط: سعيد۔

(۲) لا يجوز بيع الماء فى بئره ونهره هكذا فى الحاوى... فإذا أخذه وجعله فى جرة أو ما أشبهها من الأوعية فقد أحرزه فصار أحق به فيجوز بيعه... وأما بيع ماء جمعه الانسان في حوضه ذكر شيخ الإسلام المعروف بخواهر زاده في "كتاب الشرب" إذا كان مجصصا أو كان الحوض من نحاس أو صفر جاز البيع على كل حال، وكأنه جعل صاحب الحوض محرز الماء بجعله في حوضه۔ (الفتاوي الهندية: (۳/۱۲۱) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز الخ، الفصل السابع في بيع الماء والجمد، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۹/۳۲۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز نوع آخر في بيع الماء والجمد، ط: ادارة القرآن۔

الفتاوي التاتارخانية: (۸/۳۶۶) الفصل السابع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز نوع آخر في بيع الماء والجمد، ط: مكتبه فاروقيه۔

پتلون کوٹ

"کوٹ پتلون" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۴/۵)

پتنگ کی ڈور

"ڈور" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۰۱/۳)

پتوں کی بیع

☆......مملوکہ درختوں کے پتوں کو مالک کی اجازت کے بغیر توڑنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱) اور جان بوجھ کر ایسے لوگوں سے پتے خریدنا بھی جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا! ألا لا يحلّ مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمى)

□ مسند أحمد: (۷۲/۵) رقم الحديث: ۲۰۷۱۳، حديث أبي حرة الرقاشي عن عمه، ط: دار إحياء التراث العربي۔

□ فيض القدير للمناوي: (۳۳۸۷/۹) رقم الحديث: ۲۳۳۶، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

(۲) قال عليه الصلاة والسلام: من اشترى سرقة وهو يعلم أنها سرقة، فقد شرك في عارها وإثمها۔ (فيض القدير للمناوي: (۵۶۵۳/۱) رقم الحديث: ۸۳۴۳، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز، رياض)

□ لا يحل للمسلم أن يشتري شيئا يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق، قال عليه السلام: من اشترى سرقة: أي مسروقا" وهو يعلم أنها سرقة فقد شرك في إثمها وعارها۔ (الحلال والحرام في الإسلام ليوسف القرضاوي: (ص:۲۱۶) الفصل الرابع: في المعاملات، ط: المكتب الإسلامي)

□ فمن علمت أنه سرق مالا أو خانه في أمانته، أو غصبه فأخذه من المغصوب قهرا بغير حق لم يجز لي أن أخذه منه، لا بطريق الهبة، ولا بطريق العرض ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع۔ (مجموع الفتاوى لابن تيمية: (۳۲۳/۲۹) ط: مكتبة العبيكان سعودى عرب)

□ لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۰۰/۶) كتاب الغصب، مطلب: فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد)

☆...... اجازت کے لیے اتنا کافی ہے کہ مالک کو معلوم ہو اور منع نہ کرے۔ (۱)

٢٧٨

پٹاخوں (Fire Works) کی تجارت

واضح رہے کہ اِسراف اور فُضول خرچی حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس سے بچنا اور توبہ کرنا لازم ہے، ورنہ آخرت میں سخت سزا ہوگی جو برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ (۲)

پٹاخوں کی تجارت مکروہ ہے، مشتری (خریدار) خرید کر استعمال کرنے کی صورت میں مال کو بے جا ضائع کرے گا اور اس کا سبب بائع (سیلر) بنے گا۔ (۳)

---

(۱) وان كان في البستان، فلو الثمار ممايبقى ولايفسد كالجوز واللوز لايأخذه مالم يعلم الاذن، ولو ممالايبقى فقيل: كذلك۔ والمعتمد: أنه لابأس به اذا لم يعلم النهي صريحاً أو دلالةً أو عادةً (ردالمحتار على الدر المختار: (۲۸۳/۳) كتاب اللقطة، مطلب في من وجد حطباً في نهر، ط: سعيد)

🗀 الفتاوى الهندية: (۲۹۰/۲) كتاب اللقطة، ط: رشيديه۔

🗀 خانية على هامش الهندية: (۳۹۱/۳) كتاب اللقطة، ط: رشيديه

(۲) قال الله تعالى: {إن المبذرين كانوا إخوان الشيطين}۔ (الإسراء: ۲۷)

🗀 كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة: ملاعبته أهله، وتأديبه بفرسه، ومناضلته بقوسه۔ (الدر المختار مع ردالمحتار: (۳۹۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

🗀 عن عقبة بن عامر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول... كل شيء يلهو به الرجل باطل إلا رميه بقوسه، وتأديبه، وملاعبته امرأته، فإنهن من الحق۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۳۷) كتاب الجهاد، باب إعداد آلة الجهاد، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۳) {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ۲)

🗀 ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم... الخ۔ (أحكام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳) ط: دار الفكر)

🗀 وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

🗀 قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها، وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۱/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول: تحت رقم الحديث: ۲۸۰۷، ط: رشيديه)

🗀 وانظر أيضا الحاشية الآتية۔

البتہ یہ پٹاخے غیر مسلموں کو بیچنے کی گنجائش ہے، مسلمانوں کو نہیں۔ (۱)

موجودہ دور میں پٹاخوں کی تجارت میں بہت سارے مفاسد اور خرابیاں ہیں؛ اس لیے ان چیزوں کی تجارت سے مکمل طور پر بچنا چاہیے۔

چند مفاسد اور خرابیاں یہ ہیں:

❶ بے جا اور بے فائدہ مال ضائع کرنا: اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شریک ہیں، ہندوستان اور پاکستان میں مختلف دن اور مختلف مواقع پر مسلمان یہ کام کرتے ہیں، بچے بوڑھے اور جوان سب اس میں شریک ہوتے ہیں، تعجب کی بات یہ ہے کہ عیسائیوں اور ہندوؤں کے تہوار کے موقع پر ان کے دوش بدوش مسلمان بھی یہ کام کرتے ہیں، یہ بہت ہی زیادہ خطرناک بات ہے، اس سے آہستہ آہستہ ایمان سلب ہونے اور دل مسخ ہونے کا خطرہ ہے۔ (۲)

❷ پوری فضا بارود کے بدبودار اور برے اثرات سے خراب ہوجاتی ہے اور انسان بیمار ہوجاتے ہیں۔

❸ پٹاخوں کی آواز سے لوگوں کا آرام اور نیند خراب ہوجاتی ہے، کان

---

(۱) ولا بأس ببيع الزنار من النصارى والقلنسوة من المجوس. ولو أن إسكافًا أمره أنسان أن يتخذ له خفًا على زي المجوس أو الفسقة أو خياطًا أمره إنسان أن يخيط له ثوبًا على زي الفساق يكره له أن يفعل ذلك.
(مجمع الأنهر: (۱۸۸/۴) كتاب البيوع، فصل: في الكسب، ط: دار الكتب العلمية)
☜ الشامية: (۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.
☜ الفتاوى الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة... الخ، ط: رشيديه.

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم.
(مشكاة المصابيح: (ص: ۳۷۵) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: قديمي)
☜ من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف الصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير. (مرقاة المفاتيح: (۱۵۵/۸) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: رشيديه)
☜ ويكفر بخروجه إلى نيروز المجوس والموافقة معهم فيما يفعلونه في ذلك اليوم. (مجمع الأنهر: (۵۱۳/۲) كتاب السير، باب ألفاظ الكفر أنواع، ط: غفارية)

پڑے آواز سنائی نہیں دیتی، بچے نیند سے اُٹھ کر خوف کے مارے روتے ہیں اور بیمار لوگ پریشان ہو کر بددعائیں دیتے ہیں۔

❷ انسان تو انسان بے زبان جانوروں کو بھی سخت تکلیف ہوتی ہے، کبھی کبھی پاگل بھی ہو جاتے ہیں؛ اس لیے پٹاخوں کی تجارت سے بالکل اجتناب کرنا چاہیے تاکہ آخرت میں عذاب سے بچ جائیں۔ (۱)

---

(۱) قدعلمت أن من شروط ضمان التسبب أن لايحل بين السبب والتلف فعل فاعل مختار، واشترط محمد أن يكون ذاعقل۔ لو فعل أحد فعلاً يكون سبباً لتلف شيء ثم حال بين ذلك الفعل وبين التلف فعل اختياري يعني لو باشر اتلاف ذلك الشيء شخص آخر يكون ذلك الفاعل المباشر الذي هو صاحب الفعل الاختياري ضامناً۔

اذا اجتمع المباشر والمتسبب أضيف الحكم الى المباشر۔ (شرح المجلة للأتاسي، (۳/ ۴۶۷- ۴۷۴) [المادة: ۹۲۵-۹۲۲]، الكتاب الثامن في الغصب والإتلاف، الباب الثاني، الفصل الأول: في مباشرة الإتلاف، ط: رشيديه)

🗀 ان الفاعل هو العلة المؤثرة، والأصل في الأحكام: أن تضاف الى عللها المؤثرة لاالى أسبابها الموصلة؛ لأن تلك أقوى وأقرب؛ اذ المتسبب هو الذي يتخلل بين فعله والأثر المترتب عليه من تلف أوغيره فعل فاعل مختار، والمباشر هو الذي يحصل الأثر بفعله من غير أن يتخلل بينهما فعل فاعل مختار، فكان أقرب لاضافة الحكم اليه من المتسبب، قال الرملي في حاشيته على جامع الفصولين (في الفصل ۳۳، ص: ۱۲۴): اذا اجتمع المباشر والمتسبب فالمباشر مقدم، كالعلة وعلة العلة، والحكم يضاف الى العلة لا الى علة العلة۔ (شرح القواعد الفقهية، (۱/ ۴۴۷)، القاعدة التاسعة والثمانون، [المادة: ۹۰] ط: دار القلم، دمشق)

🗀 من آجر بيتاً ليتخذ فيه بيت نار أو يباع فيه الخمر بالسواد فلا بأس به) وهذا عند أبي حنيفة، وقالا: لاينبغي أن يكريه لشيء من ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية، وله أن الإجارة ترد على منفعة البيت، ولهذا تجب الأجرة بمجرد التسليم ولا معصية فيه، وإنما المعصية بفعل المستأجر، وهو مختار فيه فقطع نسبته عنه، (الهداية: (۴/ ۳۷۵) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رحمانيه)

🗀 انما صحت عند أبي حنيفة لتخلل فعل فاعل مختار؛ لأن خطاب التحريم غير نازل في حقه۔ (نتائج الأفكار، تكملة فتح القدير: (۱۰/ ۶۰) ط: دار الفكر)

🗀 وعلم من هذا أنه لايكره بيع مالم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطوح والحمامة الطيارة والعصير والخشب ممن يتخذ منه المعازف۔ (شامي: (۶/ ۳۹۱) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

پرافٹ

شیئرز کمپنی کی اصطلاح میں پورے سال کے نفع کو پرافٹ (profit) کہتے ہیں۔

پرانا سامان دے کر نیا سامان لینا

گھریلو پرانا سامان دے کر نئے سامان میں تبدیل کروانا، اور نئے اور پرانے سامان کی قیمتوں میں فرق ہونے کی وجہ سے پرانے سامان کے مالک کا زیادہ قیمت ادا کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ حلال بیع ہے، سودی چیز نہیں ہے۔[(۱)]

پرانا سونا پالش کر کے نئے سونے کی قیمت پر بیچنا

☆...... نئے سونے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، اور پرانے سونے کی قیمت کم ہوتی ہے اس لئے پرانے سونے کے زیورات کو پالش کر کے نئے سونے کے زیورات کی قیمت پر بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں سراسر دھوکہ ہے۔ نبی کریم صلی

---

(۱) بيع المقايضة بيع العين بالعين أي مبادلة مال بمال غير النقدين ... وشرط صحة المقايضة التساوي في التقابض إن اتفقا جنساً وقدراً كبيع حنطة بحنطة وإلا فالتقابض لا التساوي كبيع كر حنطة بكري شعير (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۷) المادة: ۱۲۲، الكتاب الأول في البيوع، المقدمة: في الإصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: فاروقيه)

☐ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/۱٦) المادة: ۱۲۲، ايضاً، ط: رشيديه۔

☐ أما بيع الأواني الصفرية واحداً بالنين كبيع قمقمة بقمقمتين، ونحو ذلك فإن كان مما يباع عدداً يجوز: لأن العد في العدديات ليس من أوصاف علة الربا فلا يتحقق الربا وإن كان مما يباع وزناً لا يجوز لأنه بيع مال الربا بجنسه مجازفة۔ (بدائع الصنائع: (۵/۱۸۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

☐ المحيط البرهاني: (۹/۳۳۵) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: إدارة القرآن۔

اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، ہاں اگر دکاندار خریدار کو بتادے کہ یہ پرانا سونا ہے پالش کرکے نیا بنایا گیا ہے، اگر حقیقت بتانے کے بعد وہ لینے پر راضی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ حقیقت چھپا کر عیب ظاہر نہ کرنا اور دھوکہ دے کر پالش کیا ہوا پرانا سونا نئی قیمت پر دینا ناجائز ہے۔ اور دکاندار نے جتنے لوگوں کو دھوکہ دیا ہے اگر ان کا علم ہے تو ان کو ان کا حق واپس کردینا ضروری ہے، اور اگر علم نہیں تو ان کی طرف سے وہ رقم فقراء میں صدقہ کردے۔ (۱)

☆...... پرانا سونا پالش کرنے کے بعد اس طرح چمکنے لگتا ہے، گویا یہ بالکل نیا سونا ہے، اور نئے پرانے سونے کا فرق بالکل ختم ہوجاتا ہے۔

☆...... نیا سونا خریدنے کے لئے آنے والے کو اگر معلوم ہو کہ سونا نیا نہیں بلکہ پرانا ہے پالش کرکے اسے نیا بنایا گیا ہے تو وہ نئی قیمت پر اسے کبھی بھی نہیں خریدے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ملاوٹ کی وہ ہمارے طریقے پر نہیں اور دھوکا اور فریب دینے والا آگ میں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم۔ وإلا فإن علم عين الحرام لايحل له، ويتصدق به بنية صاحبه (شامي: (۵/۹۹) كتاب البيوع، مطلب فيمن ورث مالاً حراماً، ط: سعيد)

🗀 إذا مات الرجل وكسبه خبيث، فالأولى لورثته أن يردوا المال إلى أربابه فإن لم يعرفوا أربابه تصدقوا به۔ (الفتاوى الهندية: (۵/۳۴۹) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه)

🗀 مجمع الأنهر (۴/۱۸۷)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار۔ (الطبراني في الكبير: (۱۰/۱۳۸) رقم الحديث: ۱۰۲۳۴، باب العين، ط: مكتبة العلوم والحكم)

🗀 مجمع الزوائد: (۴/۷۸، ۷۹) رقم الحديث: ۶۳۴۱، كتاب البيوع، باب في الغش، ط: مكتبة القدسي، القاهرة۔

🗀 صحيح ابن حبان: (۲/۳۲۶) رقم الحديث: ۵۶۷، كتاب البر والاحسان، باب الصحبة والمجالسة، ذكر الزجر عن أن يمكر المرء أخاه المسلم، ط: مؤسسة الرسالة۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کو عیب والی چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس عیب کو واضح کرے۔ (۱)

پُرانی اور تازی چیز ملا کر فروخت کرنا

"تازہ اور پرانی چیز ملا کر فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/ ۳۴۴)

پرانے پرزے لگا دینا

اگر کوئی شخص میکینک (Mechanic) اور کاریگر کے پاس کوئی چیز مرمت کے لئے لایا اور اس میں کوئی پرزہ لگانے کی ضرورت ہے تو لگانے سے پہلے اس کو بتادے کہ جو پرزے لگائے ہیں وہ اصلی ہیں یا نقلی، پائیدار ہیں یا غیر پائیدار نئے ہیں یا پرانے، جب دونوں کسی خاص کمپنی کے پرزے پر راضی ہوجائیں اور قیمت بھی متعین ہوجائے تو اسی پرزہ کو لگانا لازم ہوگا، اگر اس کے علاوہ کم قیمت والا کوئی پرزہ ڈال دے گا تو وہ دھوکہ کی وجہ سے حرام ہوگا مزید یہ کہ نئے پرزے کی جگہ پر پرانے پرزے ڈال کر نئے پرزے کی قیمت وصول کرنا ناجائز اور حرام ہوگا۔

بعض دفعہ کاریگر اصلی اور نئے پرزے نکال کر ان کی جگہ پرانے اور استعمال شدہ پرزے لگادیتے ہیں، یہ سب دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام

---

(۱) عن عقبة بن عامر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم أخو المسلم ولا يحل لمسلم باع من أخيه بيعا فيه عيب إلا بينه له (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمي)

السنن الكبري للبيهقي: (۵/ ۵۲۳) رقم الحديث: ۱۰۷۳۳، كتاب البيوع، باب ماجاء في التدليس وكتمان العيب بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية۔

كنز العمال: (۴/ ۵۹) رقم الحديث: ۹۵۰۲، كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني، الفرع الثالث في الخداع والغش، ط: موسسة الرسالة۔

ہے۔اس قسم کے پیسے حلال نہیں ہیں۔(1)

پرانے زیورات کی خریداری

۲۸۳

☆......زیورات کی تیاری میں خالص سونے میں ایک مقررہ شرح سے دوسری دھاتوں کو ملانا ضروری ہوتا ہے، اس ملاوٹ میں لوگ مختلف طریقے اختیار کرتے ہیں، دکان دار کے لیے لوگوں سے پرانے زیورات خریدتے وقت اس ملاوٹ کی صحیح شرح کا تعین کرنا مشکل ہوتا ہے، لہٰذا خریدنے والا دکان دار اپنے تجربے کی روشنی میں ایک اندازہ قائم کرتا ہے اور پرانے زیورات میں خالص سونے کا تعین کر کے وقت کے بھاؤ سے قیمت مقرر کرتا ہے اور نقد ادا کر کے ان کو خرید لیتا ہے، خریدنے کے بعد ان زیورات کو گلا کر سونے کو صاف کر کے خالص سونا حاصل کیا جاتا ہے جو اپنے اندازے سے کچھ کم یا کچھ زیادہ ہوتا ہے، تو اس نفع اور نقصان کا حکم یہ ہے کہ اگر خریدار دکان دار نے اپنے تجربے کی روشنی میں اندازہ کر کے بتایا کہ اس پرانے زیور میں خالص سونا مثلاً: پانچ تولہ ہے اور موجودہ مارکیٹ کے بھاؤ سے یوں حساب بتایا کہ اس میں پانچ تولہ سونا خالص ہے پچاس ہزار فی تولہ کے حساب سے کل اڑھائی لاکھ روپے، پھر جب گلا کر دیکھا تو خالص سونا ساڑھے پانچ تولہ نکلا تو

---

(۱) عن عقبة بن عامر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم اخو المسلم ولا يحل لمسلم ان يبتاع من اخيه بيعا فيه عيب الا بينه له (سنن ابن ماجه، ص: ۱۶۲، رقم الحديث: ۲۲۴۶، أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمي

السنن الكبرى للبيهقي: (۵/ ۵۲۳) رقم الحديث: ۱۰۷۳۳، كتاب البيوع، باب ماجاء في التدليس وكتمان العيب بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي

(لا يجوز لأحد ان يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي) وان أخذه... وجب عليه رده (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه

اس کے ذمے آدھا تولہ خالص سونے کی قیمت یعنی پچیس ہزار روپے زیور بیچنے والے کو ادا کرنا واجب ہوگا[۱] اور اگر اس کا کچھ اَتا پتا نہیں تو وہ رقم غریبوں میں صدقہ کر دینا لازم ہوگا۔[۲]

☆...... چوں کہ خالص سونے کی مقدار کے بارے میں اندازہ کرنے میں کمی بیشی کا احتمال باقی رہتا ہے؛ اس لیے دکان دار خالص سونے کا اندازہ کر کے جو قیمت بتائے وہ کل زیور کی بتائے، یعنی یوں کہے کہ: یہ سارا زیور میں آپ سے اڑھائی لاکھ روپے میں خریدتا ہوں، تولے کی مقدار وغیرہ کا ذکر نہ کرے، تو اس صورت میں سونے کی مقدار اندازہ سے زیادہ ہونے کی صورت میں مزید رقم ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

☆...... ایک دکان دار کے پاس اپنے فروخت کیے ہوئے زیورات آتے ہیں جن میں خالص سونے کا تعین نسبتاً آسان اور صحیح ہوتا ہے، ان زیورات کو بازار

---

(۱) (وإن باع صبرة على أنها مائة قفيز بمائة درهم وهي أقل أو أكثر أخذ) المشتري (الأقل بحصته) إن شاء (أو فسخ) لتفرق الصفقة وكذا كل مكيل أو موزون ليس في تبعيضه ضرر (وما زاد للبائع) لوقوع العقد على قدر معين۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۴۲/۴، ۵۴۳) كتاب البيوع، مطلب: الضابط في كل، ط: سعيد)

فتح القدير: (۲۵۱/۶) كتاب البيوع، ومن باع دارا دخل بناءها في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

إذا دفع إلى الخياط كرباسا فخاط قميصا وبقي منه قطعة فسرقت القطعة فهو ضامن، وكذا لو دفع صرما إلى إسكاف ففضل عنه شيء فسرق منه؛ لأنه أثبت يده على مال الغير بغير إذنه؛ لأن المالك إنما سلم للقطع لا غير، فإذا قطع يجب عليه رد الزيادة۔ (المحيط البرهاني: (۳۸/۱۲) كتاب الإجارة، الفصل الثامن والعشرون: في بيان حكم الأجير الخاص والمشترك، نوع آخر في النساج والخياط، ط: إدارة القرآن)

مجمع الضمانات: (۳۱/۱) النوع السادس: ضمان الخياط، ط: دار الكتاب الإسلامي۔

(۲) والحاصل: أنه إن علم أرباب الأموال، وجب رده عليهم، وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔ (الشامية: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيمن ورث مالا حراما، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳۴۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۲۰۱/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

کے بھاؤ سے کچھ کم بھاؤ لگا کر خریدا جاتا ہے تو اس صورت میں بھی زیورات واپس بیچنے والے سے یہ کہے کہ: یہ تمام زیورات میں آپ سے اتنی رقم میں خریدتا ہوں، تو نفع وغیرہ حلال ہوگا۔ (۱)

پرانے زیور سے نئے زیور کا تبادلہ

گاہک یا عام لوگ دکان دار کے پاس پرانا زیور لاتے ہیں، دکان دار اس کی قیمت علیحدہ مقرر کرتے ہیں اور نئے زیور کی قیمت علیحدہ مقرر کرتے ہیں، اس میں جو فرق ہوتا ہے صرف اس کا لین دین کر لیتے ہیں۔

تبادلہ میں بسا اوقات ایسی صورت بھی پیش آتی ہے کہ مثلاً: پرانے زیور کا کل وزن چھ تولہ ہوتا ہے اور قیمت دو لاکھ روپے مقرر ہوتی ہے اور نئے زیور کا وزن چار تولہ ہوتا ہے اور قیمت دو لاکھ روپے طے ہوتی ہے یعنی صرف مال کا تبادلہ ہوتا ہے نقد روپوں کا کوئی دخل نہیں ہوتا تو یہ وزن برابر نہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے؛ کیوں کہ سونا سونے کے بدلے میں برابر ہونا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) ولو نقص فراع أخذ بكل الثمن أو ترك وإن زاد فللمشتري ولا خيار للبائع) معناه إذا باع مذروعا وسمى جملة الذرعان ولم يسم لكل ذراع ثمنا ثم وجده ناقصا أخذ بكل الثمن وإن شاء ترك إلى آخر ما ذكر؛ لأن الذراع وصف للمذروع فلا ينقسم الثمن على الأوصاف فيكون كل الثمن مقابلا بالعين كلها... وإن وجدها زائدا فهو له بذلك الثمن؛ لأن الوصف لا يقابله شيء من الثمن۔ (تبيين الحقائق: (۲/۴) كتاب البيوع، ط: إمداديه ملتان)

☐ البحر الرائق: (۲۹۱/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۸۸/۱) المادة: ۲۲۳، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) ولا يجوز بيع الجيد بالردئ مما فيه الربا إلا مثلا بمثل)؛ لأن الجودة إذا لاقت جنسها فيما يثبت فيه الربا لا قيمة له۔ (الجوهرة النيرة: (۲۵۹/۱) كتاب البيوع، باب الربا، ط: حقانيه پشاور)

☐ مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

پرانے زیور کی نئے زیور سے تبادلے کی جائز صورت

اگر پرانے زیور کا نئے زیور سے تبادلہ کیا جائے تو وزن برابر ہونا ضروری ٢٨٧
ہے، ورنہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔ (١) البتہ اس کا عام فہم اور آسان طریقہ یہ ہے کہ دکان دار گاہک سے پرانے زیورات روپوں میں خرید لے اور گاہک سے پرانے زیورات لے کر روپے ادا کردے، تاکہ یہ معاملہ ختم ہوجائے، پھر اس کے بعد گاہک جو نیا زیور خریدنا چاہے اس کی قیمت مقرر کرکے اس سے وصول کرے اور نیا زیور دے دے تو یہ جائز ہوگا، اور اس صورت میں دکان دار کو صرف اتنا اہتمام کرنا پڑے گا کہ اپنے پاس نقد رقم رکھے، تاکہ یہ صورت اختیار کرنا آسان ہو۔ (٢)

پرانے سونے کو نئے سونے کی قیمت پر بیچنا

"پرانا سونا پالش کرکے نئے سونے کی قیمت پر بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(١) انظر الحاشية السابقة رقم: ٢، على الصفحة السابقة۔

(٢) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: استعمل رجلا على خيبر فجاءه بتمر جنيب، فقال: أكل تمر خيبر هكذا؟ قال: لا والله يا رسول الله! إنا لنأخذ الصاع من هذا بالصاعين، والصاعين بالثلث، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فلا تفعل، بع الجمع بالدراهم، ثم ابتع بالدراهم جنيبا۔ وقال: في الميزان مثل ذلك۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٢٤٥) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي)

⊳ الصحيح لمسلم: (٢٦/٢) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي۔

⊳ صحيح البخاري: (٢٩٣/١) كتاب البيوع، باب إذا أراد بيع تمر بتمر خير منه، ط: قديمي۔

⊳ (قوله: في الميزان) أي فيما يوزن من الربويات إذا احتيج إلى بيع بعضها ببعض (مثل ذلك) بالرفع على أنه مبتدأ مؤخر وفي بعض النسخ بالنصب على أنه صفة مصدر محذوف أي قال: فيه قولا مثل ذلك الذي قاله في الكيل من أن غير الجيد يباع ثم يشتري بثمنه الجيد ولا يؤخذ جيد برديء مع تفارقهما في الوزن واتحادهما في الجنس، في شرح السنة: اتفقوا على أن من أراد أن يبدل شيئا من مال الربا بجنسه وأحدهما أفضل فلا يجوز حتى يبيع بغير جنسه ويقبض ما اشتراه ثم يبيعه بأكثر مما دفع إليه۔ (مرقاة المفاتيح: (٢٩/٦) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه)

⊳ انظر أيضا رقم الحاشية: ٢، على الصفحة السابقة۔

پرانے نوٹ کو کم قیمت پر فروخت کرنا

۲۸۸ پھٹے پرانے نوٹ کو کم یا زیادہ قیمت پر خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

پُرزہ دِلوانے کے لیے جانا

"بیع وکر ہونا بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

پرائز بانڈ

"پرائز بانڈ" میں سود کو قمار (جوے) کے طریقے پر تقسیم کیا جاتا ہے؛ اس لیے اس کی خرید وفروخت کرنا اور قرعہ اندازی میں نمبر نکلنے کی صورت میں انعام کے نام پر سود لینا ناجائز اور حرام ہے۔(۲)

مزید "انعامی بانڈز کی خرید وفروخت کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

پَرمِٹ

لوگ ڈپٹی کمشنر سے اَشیاء کے سودا سلف کا اجازت نامہ حاصل کرتے ہیں،

---

(۱) انظر الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔ (ولا يجوز بيع الجيد بالردئ ممالیه)

(۲) قال الله تعالى: [إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه]۔ (سورة المائدة: ۹۰)

قال الله تعالى: [أحل الله البيع وحرم الربا]۔ (سورة البقرة: (۲۷۵)

وقال الله تعالى: [يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا أضعافا مضاعفة، واتقوا الله لعلكم تفلحون واتقوا النار التي أعدت للكافرين]۔ (سورة آل عمران: ۱۳۱)

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربو وموكله كاتبه وشاهديه، وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۲۷) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، ط: قديمي۔

عن عبد الله بن حنظلة رضي الله عنه غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربوا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلثين زنية۔ (مجمع الزوائد: (۴/۱۱۷) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا، ط: دار الفكر)

اس کو "پرمٹ" کہتے ہیں۔[1]

مزید "تجارتی لائسنس" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۷/۲)

پرمٹ فروخت کرنا

☆......پرمٹ خود مال متقوم (قیمتی مال) نہیں ہے؛ اس لیے پرمٹ کو مبیع کی حیثیت سے بیچنا جائز نہیں ہے۔ اگر کسی نے پرمٹ فروخت کرکے رقم لی ہے، تو وہ ناجائز اور حرام ہے، اور رقم واپس کردینا واجب ہے۔

☆......اسی طرح پرمٹ کسی اور آدمی کو مال منگوانے کے لیے دے کر پیسہ لینا یہ بھی جائز نہیں ہے۔[2]

---

(۱) ویدخل في هذا النوع رخصة الإيراد۔ (امپورٹ لائسنس) وهي ورقة تسمح بها الحكومة تاجرا لإيراد البضاعات من خارج المملكة۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۶۳/۱) كتاب البيوع، باب بطلان البيع قبل القبض، حكم الكمبيالات، ط: دار العلوم كراچي)

(۲) قلت: وعبارة الصيرفية هكذا: سئل عن بيع الخط؟ قال: لايجوز؛ لأنه لايخلو اما ان باع ما فيه أو عين الخط، لاوجه للأول؛ لأنه بيع ماليس عنده، ولاوجه للثاني؛ لأن هذا القدر من الكاغذ ليس متقوماً بخلاف البراءة؛ لأن هذه الكاغذة متقومة۔اھ (الشامية: (۵۱۷/۳) كتاب البيوع، قبيل: مطلب في بيع الاستجرار، ط: سعيد)

وفي الدر المختار مع شرحه رد المحتار:

وفيها وفي الأشباه: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف۔

وقال الشامي: (قوله: وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف) من امامة وخطابة وأذان وقراءة وبوابة، ولاعلى وجه البيع أيضاً ؛لأن بيع الحق لايجوز، كما في شرح الأدب وغيره۔ وفي الذخيرة: ان أخذ الدار بالشفعة أمر عرف بخلاف القياس فلايظهر ثبوته في حق جواز الاعتياض عنه۔اھ

أقول: والحق في الوظيفة مثله والحكم واحد بيري۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۳) كتاب البيوع، مطلب: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

تكملة فتح الملهم: (۳۶۳/۱) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، حكم الكمبيالات، ط: دار العلوم كراچي۔

پرنالہ لگانے کا حق

۲۹۰ پرنالہ لگانے کا حق مادی چیز سے متعلق ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔[1]

پرندوں کی پرورش

"پرندوں کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۰/۲)

پرندوں کی تجارت

پرندوں کی تجارت جائز ہے اور ان کو گھروں کے اندر پالنا ذیل کی شرائط کے ساتھ درست ہے:

1. ان کے پالنے سے کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔
2. ان کے ذریعے دوسرے کسی کے مملوکہ پرندے پکڑنا مقصود نہ ہو۔
3. ان کی خوراک کا پورا انتظام کیا جائے اور اچھی طرح ان کا خیال رکھا جائے۔
4. ان کا پنجرہ بڑا ہوتا کہ تنگ ہونے کی وجہ سے ان کو تکلیف نہ ہو۔

ان شرائط کے ساتھ ہر قسم کے پرندوں کو گھر میں پالنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔[2]

---

(۱) ویؤخذ من کلام صاحب الهداية هذا أن الحق إذا كان متعلقًا بعين تبقى يجوز بيعه بشرط أن يكون معلوم المقدار۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/۳۹۳) كتاب البيوع، باب بطلان البيع قبل القبض، حكم الكمالات، ط: دار العلوم)

☐ الهداية: (۵۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانية۔

☐ البحر الرائق: (۸۱/۶، ۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۲) قوله: وأما للاستئناس فمباح) قال في المجتبى رامزًا: لا بأس بحبس الطيور والدجاج في بيته =

پرندوں کی خرید وفروخت

(۲۹۱) چیل، باز، تیتر اور بٹیر وغیرہ پرندوں کو شکار کرنا اور پکڑنا جائز ہے اور ان کی خرید وفروخت کرنا بھی جائز ہے بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) رضامندی سے جو بھی قیمت مقرر کریں گے اس پر بیع (خرید وفروخت) کرنا جائز ہوگا، البتہ آپس میں لڑانے کے لیے خرید وفروخت نہ کریں، اور پرندے جب تک اپنے پاس رہیں دانہ پانی کا پورا انتظام کریں، ورنہ تکلیف پہنچانے کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔ (۱)

=ولكن يعلفها وهو خير من إرسالها في السكك اهـ. وفي القنية رامزا: حبس بلبلا في القفص وعلفها لايجوز اهـ. أقول: لكن في فتاوى العلامة قارئ الهداية: سئل هل يجوز حبس الطيور المفردة وهل يجوز عتقها، وهل في ذلك ثواب، وهل يجوز قتل الوطاويط لتلويثها حصر المسجد بخرئها الفاحش؟ فأجاب: يجوز حبسها للاستئناس بها، وأما إعتاقها فليس فيه ثواب، وقتل المؤذي منها ومن الدواب جائز اهـ. قلت: ولعل الكراهة في الحبس في القفص؛ لأنه سجن وتعذيب دون غيره كما يؤخذ من مجموع ماذكرناه وبه يحصل التوفيق فتأمل. (الشامية: (۴۰۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

فتاوى قارئ الهداية: (ص: ۲۰۰، ۲۰۱) كتاب الحظر والإباحة، ط: دار الكتب العلمية.

تفسير روح البيان: (۲۱۳/۶) سورة الشعراء، تحت الآية: ۱۲۸، ط: دار إحياء التراث العربي.

الأصل في اللهو بالحمام أنه مباح للاستئناس والتسلية، كما تجوز التجارة، ولكن يكون حراما في الأحوال التالية:

۱۔ إذا شغل عن أداء الواجب كالصلاة ونحوها۔

۲۔ إذا أدى أي حرام كالاستيلاء على حمام الغير أو الاطلاع على عورات البيوت۔ والله أعلم (الفتاوى الشرعية الصادرة عن قطاع: (۱۸۶/۵) كتاب الحظر والإباحة، ۱۲۲۹، ط: موقع شبكة مشكاة الإسلامي)

(۱) وصح بيع الكلب ...،... وكذا الطيور أى الجوارح والفهد والبازى يقبلان التعليم فيجوز بيعها على كل حال۔ (شامي: (۲۲۷/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

وكذا بيع السنور وسباع الوحش والطير جائز عندنا معلما كان اولم يكن۔ (الهندية: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الرابع فى بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

فتح القدير: (۱۱۱/۷) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: دار الكتب العلمية.

پری شپمنٹ فائنانسنگ کا اسلامی طریقہ

''پری شپمنٹ فائنانسنگ'' کا طریقہ یہ ہے کہ ''ایکسپورٹر'' پہلے آرڈر وصول کرلیتا ہے جب کہ اس کے پاس مال سپلائی کرنے کی رقم نہیں ہوتی آرڈر وصول ہونے کے بعد بینک یا مالیاتی ادارے سے پیسے حاصل کرتا ہے، اگر اس طرح کا معاملہ کرنا ہو تو اس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ اس فائنانسنگ کو شراکت کی بنیاد پر عمل میں لایا جائے اس لیے کہ ایکسپورٹر کے پاس معین طور پر ایک آرڈر موجود ہے اور آرڈر میں عام طور پر اس سامان کی قیمت بھی متعین ہوتی ہے کہ اس قیمت پر اتنا سامان فراہم کیا جائے گا اور اس قیمت کی بنیاد پر بینک میں ایل سی کھولی جاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس سامان کے فراہم کرنے پر اندازاً کتنا نفع ملے گا اور کاسٹ (لاگت وخرچہ) بھی طے ہوتا ہے اب اگر کوئی بینک یا مالیاتی ادارہ اس خاص معاملے (ٹرانزکشن) کی حد تک ایکسپورٹر کے ساتھ شراکت کا عقد کرے اور ایکسپورٹر کو یہ کہے کہ ہم آپ کو سرمایہ فراہم کرتے ہیں آپ آرڈر کے مطابق مال تیار کرکے ایکسپورٹ کریں اور پھر امپورٹر کی طرف سے جو رقم آئے گی اور جو منافع ہوگا وہ ہم دونوں اپنی اپنی رقم کے تناسب سے آپس میں تقسیم کرلیں گے تو اس طرح بہت آسانی سے سود کے بغیر فائنانسنگ حاصل ہوجائے گی، یہ اس صورت میں ہے جب مال خریدنے میں ایکسپورٹر اور بینک یا مالیاتی ادارے دونوں کی رقم شامل ہو اور اگر ایکسپورٹر اپنی طرف سے کوئی رقم نہ لگائے بلکہ ساری رقم بینک یا مالیاتی ادارے کی ہو تو اس صورت میں مضاربہ کا عقد کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ مضاربہ کے اندر ایک فریق کا سرمایہ ہوتا ہے اور دوسرے فریق کا کام اور عمل ہوتا ہے، لیکن بینک اور مالیاتی ادارہ شریعت کے قانون کے مطابق مضاربت نہیں کرسکتے کیوں کہ بینک کی اصل رقم

ہر حال میں محفوظ رہنا لازم ہوتا ہے، اور یہ ادارے آدھا یا تہائی نفع مقرر نہیں کر سکتے بلکہ اصل رقم کے تناسب سے نفع مقرر کرتے ہیں ہے اور یہ سود ہے اور سودی معاملہ کرنا جائز نہیں ہے۔

عام رواج کے مطابق ایکسپورٹر بھی اپنا کچھ نہ کچھ سرمایہ ضرور لگاتا ہے اس لیے اس کو شرکت کہنا درست ہوگا اور اس میں منافع کی شرح بھی باہمی رضامندی سے متعین کی جاسکتی ہے۔ (۱)

---

(۱) أما حسم الكمبيالات، فيمكن تحصيل غرضه بطريق ثلاثة: ۱۔ إن حسم الكمبيالات يحتاج إليه تاجر يبيع بضاعة مؤجلاً، فيريد أن يحصل على مبلغ الثمن (أو ما يقاربه) معجلاً قبل حلول الأجل ليمكن له الوفاء بالتزامه تجاه التجار الذين اشترى منهم البضاعة المصدرة أو الصناع الذين صنعوها له، وأكثر ما يحتاج إليه التجار في تصدير بضاعاتهم إلى خارج البلد عن طريق اعتماد مستندي، فيذهبون بالكمبيالات إلى بنک ليحسمه ويؤدي إليهم مبلغ الكمبيالة ناقصا منه نسبة الحسم۔

والطريق المشروع للحصول على هذا الغرض بالوجه الذي لا غبار عليه من الناحية الشرعية أن يعقد التجار المشاركة مع البنک قبل تصديرهم للبضاعة وبما أن عندهم طلبا معينا من خارج البلاد، والسعر معلوم متفق عليه بين الفريقين والتكلفة معلومة، فلا يصعب على البنک الدخول في المشاركة في هذه العملية بخصوصها؛ لأن الربح المتوقع من العملية شبه المتيقن، فيمكن للبنک أن يعطي العميل المبلغ المطلوب على أساس المشاركة، ويتقاضي نسبة من الربح الحاصل من العملية، فيحصل العميل على السيولة ويتمكن بها الوفاء بالتزاماته التي يتحملها لإعداد البضاعة المصدرة، ويحصل للبنک الربح بنسبة معلومة۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱۲۱/۲، ۱۲۲) بيع الدين والأوراق المالية... الخ، بديل حسم الكمبيالات، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

فقہی مقالات: (۸۳/۳) برآمدات کے شرعی احکام، عنوان: "پری شپمنٹ" ط: میمن اسلامی پبلشرز۔

وكون الربح بينهما شائعا، فلو عين قدرا فسدت۔ (قوله: شائعا) أنصافا أو أثلاثا مثلا لتحقق المشاركة بينهما في الربح قل أو كثر قاله في البرهان، وفي البحر: الرابع أن يكون الربح بينهما شائعا، كالنصف والثلث لا سهما معينا يقطع الشركة كمائة درهم أو مع النصف عشرة۔ (حاشية الطحطاوي على الدر: (۳۶۳/۳) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۲۸۷/۴) كتاب المضاربة، الباب الأول في تفسيرها وركنها وشرائطها وحكمها، ط: رشيدية۔

پڑوسیوں کا نقصان کرنے والی مرغی کا انڈا

جو مرغی پڑوسیوں کو نقصان پہنچاتی ہے اس کا انڈا خریدنا جائز ہے،[۱] البتہ مرغی کے مالک پر ضروری ہے کہ وہ اپنی مرغی کے بارے میں ایسا انتظام کرے کہ وہ پڑوسیوں کا نقصان نہ کر سکے ورنہ مالک گناہ گار ہوگا۔[۲]

پسند آ گئی تو میں لے لوں گا

اگر خریدار نے بائع (سیلر) سے کوئی چیز دیکھنے کے لیے لی اور سودا طے نہیں کیا لیکن بائع نے چیز دیتے وقت قیمت بیان کر دی اور خریدار یعنی دیکھنے کے لیے لینے والے نے بھی یہ کہا کہ ٹھیک ہے اگر مجھے پسند آ گئی تو میں رکھ لوں گا اور پھر وہ چیز خریدار کے پاس ضائع ہو جائے تو خریدار ضامن ہوگا اور وہ خریدار کے (Risk) پر ہوگی لیکن اگر بائع چیز دیتے وقت قیمت بیان نہ کرے یا قیمت بیان کرے لیکن خریدار یہ نہیں کہے کہ اگر مجھے پسند آ گئی تو میں لے لوں گا تو ان دونوں صورتوں میں وہ چیز خریدار کے پاس امانت ہوگی۔[۳]

---

(۱) قال الله تعالی: [یا ایها الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارة عن تراض منکم] [النساء: ۲۹]

هو مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (تبیین الحقائق: (۴/ ۲۷۵) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

الهندیة: (۳/۲) کتاب البیوع، الباب الأول: في تعریف البیع ورکنه وشرطه وحکمه وأنواعه، ط: رشیدیه۔

(۲) الضرر یزال۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، (ص: ۲۹) [رقم المادة: ۲۰] ط: مکتبه حنفیه کوئٹه)

الضرر یزال۔ (الاشباه والنظائر، (ص: ۹۴) ط: ادارة القرآن کراچی)

قواعد الفقه: (ص: ۸۸) ط: مدنی کتب خانه۔

(۳) وفي المقبوض على سوم الشراء القيمة إذا هلك وهو قيمي، والمثل في المثلي إذا كان القبض بعد تسمية الثمن، أما إذا لم يسم ثمن فلا ضمان في الصحيح۔ وعليه فرع ما ذكره الفقيه أبو الليث في العيون: في رجل أخذ ثوبا فقال: اذهب به فإن رضيته اشتريته فضاع في يده لم يلزمه شيء، وإن قال: =

پسندیدہ کھانا

پسندیدہ کھانا اپنی کمائی سے تیار کیا ہوا کھانا ہے۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بندے نے اپنے ہاتھ کی کمائی کے علاوہ کوئی ایسا کھانا نہیں کھایا جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اور جو شخص اپنی محنت کی وجہ سے رات تکلیف سے گزارتا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (۱)

=إن رضيته اشتريته بعشرة كان ضامنا للقيمة ـ (فتح القدير: (۲۸۳/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية)

☐ الدر مع الرد: (۵۷۳/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب خيار النقد، ط: سعيد۔

☐ البحر الرائق: (۱۰/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

☐ مطلب: في المقبوض على سوم الشراء، قلت: وبيان ذلك أنّ المساوم إنما يلزمه الضمان إذا رضي بأخذه بالثمن المسمى على وجه الشراء... بخلاف ما إذا أخذه على وجه النظر؛ لأنّه لا يكون ذلك رضا بالشراء بالثمن المسمى۔ قال في القنية: سم: عن أبي حنيفة قال له هذا الثوب لك بعشرة دراهم فقال: هاته حتى أنظر فيه، أو قال حتى أريه غيري فأخذه على هذا وضاع لا شيء عليه، ولو قال: هاته، فإن رضيته أخذته فضاع فهو على ذلك الثمن اهـ. قلت: ففي هذا وجدت التسمية من البائع فقط لكن لما قبضه المساوم على وجه الشراء في الصورة الأخيرة صار راضيا بتسمية البائع فكأنها وجدت منهما، أمّا في الصورة الأولى والثانية فلم يوجد القبض على وجه الشراء بل على وجه النظر منه أو من غيره فكأنه أمانة عنده فلم يضمنه۔ (الشامية: (۵۷۳/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۲۳۲/۱) المادة: ۲۹۸، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل السادس فيما يتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) ما أكل العبد طعاما أحب إلى الله تعالى من كدّ يده، ومن بات كالّاً من عمله بات مغفورا له۔ ابن عساكر عن المقدام بن معديكرب۔ (كنز العمال: (۳/ ۹) رقم الحديث: ۹۲۲۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب الحلال، ط: موسسة الرسالة)۔

☐ جامع الأحاديث للسيوطي: (۲۳۱/۵) رقم الحديث: ۱۸۳۶۰، حرف الميم، الميم مع الألف، ط: دار الفكر

پشیمان ہوگیا

مثلاً ایک شخص نے کسی سے مکان خریدا اور ٹوکن منی یعنی کچھ پیشگی رقم بھی اسے دے دی مگر بیع کر کے مکان پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کسی وجہ سے مکان خریدنے پر پشیمان ہوگیا اور بائع کو مکان واپس کر کے ادا کی ہوئی رقم واپس لینا چاہتا ہے اور بائع بھی مکان واپس لینے پر راضی ہوگیا تو بائع پر مکان واپس لینے کے بعد لی ہوئی رقم واپس کر دینا لازم ہوگا ورنہ وہ رقم بائع کے لیے حرام ہوگی۔ (۱)

پکنے تک کی شرط لگا کر فصل خریدنا

گندم، جو، دھان اور دیگر فصلوں کو اس شرط پر خریدنا کہ پکنے پر کاٹے گا، ناجائز ہے، البتہ جائز ہونے کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ فصل کو قیمت دے کر خریدنے کے بعد زمین کو ایک خاص مدت کے لیے اجارہ (کرایہ) پر لیا جائے اور متعینہ مدت کے اندر فصل کو کاٹ لیا جائے تو اس صورت میں بیع صحیح ہوجائے گی اور فصل کو پکنے تک باقی رکھنا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) فان شرط اکثر منه او اقل فالشرط باطل ویرد مثل الثمن الاول لقوله علیه السلام: من اقال نادما بیعته أقال اللہ عثراته یوم القیامة۔ (الهدایة: (۳/ ۷۱) کتاب البیوع، باب الاقالة، ط: رحمانیه)

وحقیقة الفسخ لیس الا رفع الاول کأن لم یکن فیثبت الحال الاول وثبوت الحال الاول هو برجوع عین الثمن الاول الی مالکه کأن لم یدخل فی الوجود غیره وهو یستلزم تعیین الاول۔ (فتح القدیر: (۶/ ۴۴۹) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: دار الکتب العلمیة)

شرح المجلّة لسلیم رستم باز: (۱/ ۷۳) الکتاب الأول فی البیوع، الفصل الخامس فی إقالة البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

(۲) وان کان البیع بشرط الترک لایجوز۔ (خلاصة الفتاوی: (۳/ ۲۹) کتاب البیوع، الفصل الثانی فی مالایجوز بیعه، ط: رشیدیه)

ولو أراد أن یترک فی الأرض ویکون له الولایة الشرعیة فالحیلة ان یشتری الحشیش و أشجار البطیخ ببعض الثمن ویستأجر الارض ببعض الثمن من صاحب الارض أیاما معلوما۔ (خلاصة الفتاوی: (۳/ ۲۹) کتاب البیوع، الفصل الثانی فی مایجوز بیعه و مالایجوز، ط: رشیدیه)

الهندیة: (۳/ ۳۳) کتاب البیوع، الفصل الثانی فی مایدخل فی الارض، ط: رشیدیه۔

پگڑی

بعض علاقوں میں مکان یا دکان ایک طویل مدت یا تا حیات یا نسلوں کے ۲۹۷
لیے کرایہ پر دینے اور لینے کا رواج ہے اور کرایہ دار کو کرایہ پر لیتے وقت ماہانہ یا سالانہ کرایہ کے علاوہ ایک بڑی رقم پیشگی یک مشت ادا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے اس بڑی رقم کو پگڑی کہتے ہیں اور کرایہ دار یک مشت بڑی رقم ادا کر کے اس بات کا حقدار ہوتا ہے کہ ایک لمبی مدت تک یا تا حیات یا نسلوں تک کرایہ داری کے سلسلے کو جاری رکھے اور مالک کی طرف سے یہ اجازت ہوتی ہے کہ کرایہ دار اپنا یہ حق کسی دوسرے کرایہ دار کو رقم لے کر منتقل کرے اس صورت میں رسید میں نام بدلنے کی صورت میں مالک قیمت فروخت کی رقم میں سے کمیشن کے طور پر خاص رقم بھی وصول کرتا ہے اور اگر اصل مالک دکان یا مکان واپس لینا چاہے تو واپس لے سکتا ہے لیکن موجودہ مارکیٹ کے اعتبار سے پگڑی کی جو قیمت ہوگی وہ ادا کرنا پڑے گی۔

پگڑی کا یہ طریقہ جائز نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ پیشگی اجرت بھی نہیں ہے اور حق سے دست بردار ہونا بھی نہیں ہے بلکہ یہ حق مجرد کو فروخت کرنا ہے اور حق مجرد کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

البتہ اس یک مشت رقم کو ایک متعینہ مدت کی پیشگی اجرت قرار دیا جائے اور اس متعینہ مدت تک مزید کرایہ کی رقم نہ لی جائے تو یہ اجارہ میں شامل ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا اور قبضہ خالی کرنے کی صورت میں مالک سے کسی قسم کی رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ کرایہ کے طور پر پیشگی اجرت کی رقم لینا جائز ہے اور مروجہ پگڑی کے طور پر رقم لینا جائز نہیں ہے۔

اور اگر مکان یا دکان کا مالک مزید کچھ رقم لے کر یا پگڑی کی رقم کے عوض میں

اس مکان یا دکان کو فروخت کردے اور پگڑی پر لینے والا اس کا مکمل طور پر مالک بن جائے پھر صحیح ہے۔[۱]

مروجہ پگڑی کا لین دین جائز نہیں ہے البتہ کرایہ جتنا زیادہ مقرر کرنا چاہے مالک مقرر کرسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پہلے مہینے کا کرایہ زیادہ مقرر کردے اور بعد کے مہینوں کا کم کردے اور خالی کرتے وقت پگڑی کا مطالبہ نہ کرے۔[۲]

پلاسٹک منی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں درہم اور دینار کی صورت میں کرنسی تھی، اس سے خرید وفروخت کا معاملہ ہوتا تھا، اس کے بعد کاغذی نوٹوں کا رواج آیا، اور دینار و درہم کی جگہ پر کاغذی نوٹوں سے خرید وفروخت کرنے کا رواج ہوا، اور اب

(۱، ۲) الحق المجرد او المحض: هو الذى لايترك اثرا بالتنازل عنه صلحا او ابراء... فلايجوز الاعتياض عنه كحق الولاية على النفس والمال وحق الشفعة. (الفقه الاسلامي وادلته: (۴/ ۲۱) الحقوق المجردة وغير المجردة، ط: دار الفكر بيروت)

لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة. (الدر مع الرد: (۴/ ۵۱۸) كتاب البيوع، ط: سعيد)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) كتاب البيوع، ط: قديمي)

منحة الخالق على البحر: (۵/ ۲۳۳) كتاب الوقف، ط: سعيد)

يعتبر ويراعى كل ما اشترط العاقدان في تعجيل الأجرة وتأجيلها. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۲۱۱) المادة: ۴۷۳، الكتاب الثاني في الإجارة، الفصل الثاني: في المسائل المتعلقة بلزوم الأجرة... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

يلزم الأجرة بشرط التعجيل، يعني لو شرط أن تكون الأجرة معجلة، يلزم المستأجر تسليمها. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۲۰۸) المادة: ۴۶۸، الكتاب الثاني في الإجارة، الفصل الثاني: في المسائل المتعلقة بلزوم الأجرة... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

إذا كان الأجرة موقتة بوقت معين كالشهر أو السنوية يلزم إيفائها عند انقضاء ذلك الوقت، فلو كانت مشاهرة فتؤدى عند نهاية الشهر وإن كانت مسانهة ففي ختام السنة. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۲۱۱) المادة: ۴۷۶، الكتاب الثاني في الإجارة، الفصل الثاني: في المسائل المتعلقة بلزوم الأجرة، ط: دار الكتب العلمية)

تک یہ رواج باقی ہے البتہ آج کل ایک خطرناک اور بھیانک سازش کے طور پر پلاسٹک منی۔ (Plastic Money) کا رواج روز بروز زور پکڑتا جارہا ہے، اورعام تو عام خاص لوگوں کو بھی اس سازش کا اندازہ نہیں ہے کہ لوگوں کے پیسے بینکوں کے قبضے میں ہیں اور لوگوں کے ہاتھ میں صرف پلاسٹک کا ایک ٹکڑا ہے جس کی ذاتی طور پر کوئی قیمت نہیں ہے، اغیار جب بھی چاہیں مختلف بے بنیاد الزام لگا کر لوگوں کے پیسوں کو منجمد اور فریز کرلیں تو لوگوں کے پاس صرف پلاسٹک کا ایک ٹکڑا رہ جائے گا اور اپنے پیسوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ ایسا ایک زمانہ آنے والا ہے بلکہ قریب سے قریب تر ہوتا جارہا ہے، تو پلاسٹک منی حقیقت میں مالداروں کو غریب، محتاج اور فقیر بنانے کا منصوبہ ہے اس لئے لوگوں کو ہوشیار رہنا چاہئے، سازش کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (۱)

پلاسٹک منی سے مراد

پلاسٹک منی سے مراد وہ مختلف قسم کے کارڈ ہیں جو مالیاتی لین دین یا نقد رقم کے حصول، ہوٹل کی بکنگ، ٹکٹ کی رقم کی ادائیگی، اور انٹرنیٹ اور برقی مارکیٹ میں کاروبار کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں، موجودہ دور میں دو قسم کے کارڈز زیادہ مشہور ہیں، ایک ڈیبٹ کارڈ (Debit Card) اور دوسرا کریڈٹ کارڈ (Credit Card)، یا اس طرح کے دیگر کارڈ "چارج کارڈ" "کارپوریٹ کارڈ" "فلیٹ کارڈ"،

---

(۱) المؤمن کیس فطن حذر (الحدیث)
(المؤمن کیس) أی عاقل والکیس العقل (فطن) حاذق والفطنة حدة البصیرة فی بذل الأمور (حذر) أی مستعد متأھب لما بین یدیه متیقظ لما یهجم علیه (فیض القدیر للمناوی: (۶/ ۲۵۶) رقم الحدیث: ۹۲۶۷، حرف المیم، ط: المکتبة التجاریة الکبری)
☐ فتح الباری: (۱۰/ ۵۳۰) کتاب الأدب، باب لایلدغ المؤمن من حجر مرتین، ط: دارالمعرفة۔
☐ کنز العمال: (۱/ ۱۴۳) رقم الحدیث: ۶۸۹، حرف الهمزة، الکتاب الأول، الفصل السابع فی صفات المؤمنین، ط: مؤسسة الرسالة

یا کسی بھی کمپنی کا شاپنگ کارڈ وغیرہ، یہ سب پلاسٹک منی کہلاتے ہیں۔

پلاٹ کی فائل کی خرید وفروخت

کوئی کمپنی یا سوسائٹی ایک رقبہ زمین خرید کر اس میں رہائشی اسکیم تجویز کرتی ہے اور چھوٹے چھوٹے پلاٹوں میں تقسیم کر کے فروخت کرتی ہے مثلاً ایک ہزار کنال کا رقبہ ہو تو اس کے ایک ایک کنال کے ہزار پلاٹ تجویز کیے جاتے ہیں۔

پھر کبھی تو پلاٹوں کی تعیین کر کے ان کو فروخت کیا جاتا ہے اور کبھی تعیین سے پہلے ہی ان کو فروخت کر دیا جاتا ہے پھر بعد میں مثلاً قرعہ اندازی سے تعیین کر دی جاتی ہے۔

پلاٹ کی تعیین کیے بغیر اس کو فروخت کرنا اس وقت جائز ہوگا جب سودا کرتے وقت یہ کہا جائے گا کہ اس رقبہ کا اتنا حصہ فروخت کر دیا یا ان پلاٹوں میں سے ایک پلاٹ فروخت کر دیا۔(۱)

---

(۱) بیع حصۃ شائعۃ معلومہ کالنصف والثلث والعشر من عقار مملوک قبل الافراز صحیح۔ (مجلۃ الأحکام العدلیۃ: (۴۳/۱) المادۃ: ۲۱۴، الکتاب الأول: في البیوع، الباب الثاني: في المسائل المتعلقۃ بالمبیع، ط: نور محمد)

شرح المجلۃ لسلیم رستم باز: (۸۳/۱) المادۃ: ۲۱۴، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

تنقیح الفتاوی الحامدیۃ: (۲۴۶/۱) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ۔

یصح بیع الحصۃ المعلومۃ الشائعۃ بدون اذن الشریک۔ (شرح المجلۃ لسلیم رستم باز: (۸۳/۱)، المادۃ: ۲۱۵، الکتاب الأول في البیوع، الباب الثاني في المسائل المتعلقۃ بالبیع، ط: دار الکتب العلمیۃ)

للمشتری ان یبیع المبیع لآخر قبل قبضہ ان کان عقاراً۔ (شرح المجلۃ لخالد الأتاسي: (۱۷۳/۲)، المادۃ: ۲۵۳ الکتاب الأول في البیوع، الباب الرابع في بیان المسائل المتعلقۃ في الثمن والمثمن بعد العقد، ط: رشیدیہ)

واشار بقولہ للمشتری ان یبیع ...... ان بیعہ جائز لکن لا یلزم من جواز البیع نفاذہ ولزومہ فانہما موقوفان علی نقد الثمن او رضی البائع والا فللبائع ابطال بیع المشتری۔ (شرح المجلۃ لخالد الاتاسی: (۱۷۳/۲) ط: رشیدیہ)

کمپنی یا سوسائٹی پلاٹ کے خریدار کو ثبوت کے طور پر بیع نامہ یا کچھ اور دستاویزات دیتی ہے جس کو عرفِ عام میں فائل کہا جاتا ہے، خریدار کمپنی کے ساتھ یا دیگر خریداروں کے ساتھ اس بڑے رقبے میں شریک ہوجاتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پلاٹوں کی تعیین اور الاٹمنٹ ہوچکی ہو تو اس صورت میں چونکہ خریدار کا پلاٹ متعین ہوجاتا ہے لہٰذا اس کے لیے آگے فروخت کرنا جائز ہے لیکن اگر ابھی الاٹمنٹ اور تعیین نہ ہوئی ہو تو پھر خریدار کے لیے اپنا حصہ یا دوسرے لفظوں میں اپنی فائل فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا؛ کیوں کہ اس صورت میں بائع مشتری کو زمین حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے اور زمین حوالہ کرنے پر قادر نہ ہونے کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہوتی؛ اس لیے اس صورت میں فائل فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

پل ٹیکس اصل قیمت میں ملانا

''ٹیکس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰/۳)

Pledging

''بینک کا کردار ذخیرہ اندوزی میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۰/۲)

پنشن

ملازم کو ملازمت کی مدت ختم ہونے پر ادارہ کی طرف سے موت تک ماہانہ

(۱) يلزم أن يكون المبيع معلوما عند المشتري)؛ لأن بيع المجهول فاسد۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۲۰۰، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية)

(يلزم أن يكون المبيع مقدور التسليم) فبيع غير مقدور التسليم باطل... قال القردي عن جواهر الفتاوى: باع عقارا ملكه لكن في يد آخر الفتوى على أنه لا يصح عملا بقول محمد؛ لأنه لا يقدر على تسليمه اهـ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۸، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، ط: دار الكتب العلمية)

جو رقم دی جاتی ہے اس کو پنشن کہتے ہیں، یہ ادارہ کی طرف سے تبرع اور احسان ہے جس پر جبر نہیں کیا جا سکتا اور یہ ماہانہ قسط بنا کر دینا بھی درست ہے اور اندازہ کر کے مجموعی رقم یک مشت دینا بھی جائز ہے؛ کیوں کہ یہ بیع نہیں ہے بلکہ احسان اور تبرع کی ایک صورت ہے۔(۱)

پنشن فروخت کرنا

پنشن فروخت کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

① حکومت کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے؛ کیوں کہ یہ حقیقت میں بیع (خرید و فروخت) نہیں ہے بلکہ تبرع موجل (بعد میں کئے جانے والے احسان) کو معجل (فوری) بنانا ہے، اور ایسا کرنا شرعی اعتبار سے حکومت کی رضامندی سے جائز اور درست ہے۔

② حکومت کے علاوہ کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ حکومت خود راضی نہیں ہوتی ہے، دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں چند خرابیاں ہیں مثلاً

---

(۱) وتأويلها ان يهب الرجل ثمرة نخلة من بستانه لرجل ثم يشق على المعرى دخول المعرى له. (العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۶/۲۱۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

قال معنى ذلك عندنا ان يعرى الرجل الرجل نخلة من نخله فلايسلم ذلك اليه حتى يبدوله فرخص ان يحبس ذلك ويعطيه مكانه بخرصه تمراً. (فتح القدير: (۶/۲۱۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

الثالث قول مالك رحمه الله تعالى المشهور، والعرايا عنده ان يهب الرجل ثمرة نخلة او نخلات من حائطه لرجل بعينه ثم يتأذى بدخول موهوب له في حائطه لمكان اهل بيته في الحائط فيجوز للواهب ان يشترى الثمار المعلقة من الموهوب له بخرصها تمراً ...... والرابع قول ابى حنيفة رحمه الله تعالى وتفسير العرايا عنده عين ما فسر به مالك غير انه يقول: انه ليس ببيع حقيقة وانما هو استبدال موهوب بموهوب آخر قبل ان يقبضه الموهوب له. (تكملة فتح الملهم: (۱/۳۰۸) كتاب البيوع، باب بيع العرايا، ط: دار العلوم كراچى)

ایک ملک کی کرنسی کی بیع اسی ملک کی کرنسی کے ساتھ ادھار میں جائز نہیں ہے۔ اور اس میں یہی بات لازم آرہی ہوتی ہے۔ (۱)

(۳۰۳) دوسرے لفظوں میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ پنشن ایک قسم کا انعام اور تبرع ہے جب تک ملازم کا اس پر قبضہ نہ ہو وہ اس کا مالک نہیں بنتا اس لیے اس کی بیع جائز نہیں ہے البتہ خود حکومت سے اس کی بیع کرنا حقیقت میں بیع نہیں صرف نام اور صورت بیع کی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے ملازم کو جو بڑا انعام قسط وار دینے کا وعدہ کیا تھا اب اس کو کم مقدار میں یک مشت نقد دے رہی ہے اس لیے حکومت سے یہ معاملہ جائز ہے حکومت کے علاوہ کسی اور سے جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) باع رطلين من لحم برطل من شحم البطن أو بيضة ببيضتين أو جوزة بجوزتين أو فلسا بفلسين أو تمرا بتمرتين يدا بيد بأعيانها وهو قول أبي يوسف وقال محمد رحمه الله لا يجوز... قوله: أو بيضة الخ؛ لأن ربا الفضل إنما يظهر عند وجود الجنس والقدر بالكيل والوزن ولم يوجدا القدر حتى لو كان أحدهما نسيئة لم يجز؛ لأن الجنس بانفراده يحرم النساء۔ (الجامع الصغير: (۳۳۵/۱) كتاب البيوع، باب البيع فيما يكال أو يوزن، ط: عالم الكتب بيروت)

الدر مع الرد: (۱۷۹/۵، ۱۸۰) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في استقراض الدراهم عددًا، ط: سعيد۔

بيع الدين لا يجوز ولو باعه من المديون أو وهبه جاز۔ (الأشباه والنظائر لابن نجيم: (ص: ۳۳۶) الفن الثالث: الجمع والفرق، القول في الدين، ط: قديمي)

أما بيع هذه الديون من غير من عليه والشراء بها من غير من عليه، فينظر إن أضاف البيع والشراء إلى الدين لم يجز۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

(۲) قال معنى ذلك عندنا أن يعرى الرجل الرجل نخلة من نخله، فلا يسلم ذلك إليه حتى يبدو له، فرخص أن يحبس ذلك ويعطيه مكانه بخرصه تمرا۔ (فتح القدير: (۳۸۱/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

وتأويلها أن يهب الرجل ثمرة نخلة من بستانه ثم يشق على المعرى دخول المعرى له في بستانه كل يوم لكون أهله في البستان ولا يرضى من نفسه خلف الوعد والرجوع في الهبة فيعطيه مكان ذلك تمرا مجذوذا ليدفع الضرر عن نفسه ولا يكون مخلفا لوعده، وبه نقول؛ لأن الموهوب لم يصر ملكا للموهوب له ما دام متصلا بملك الواهب، فما يعطيه من التمر لا يكون عوضا بل هي هبة مبتدأة ويسمى بيعا مجازا۔ (العناية على هامش فتح القدير: (۳۸۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

تكملة فتح الملهم: (۳۰۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع العرايا، ط: دار العلوم كراچی

پنشن کی بیع

۳۰۴ ملازمت کی مدت ختم ہونے کے بعد ادارے والے ملازم کو موت تک ماہانہ کچھ رقم دیتے ہیں اس کو پنشن کہتے ہیں، پنشن کو فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔ اور ناجائز ہونے کی بہت ساری وجوہات ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ پنشن کی پوری رقم ابھی تک ملازم کے قبضہ میں نہیں آئی قبضے میں آنے سے پہلے بیع کرنا شرعاً جائز نہیں ہے۔(۱)

❷ پنشن ملازم کے قبضے میں آنے سے پہلے ملازم مالک نہیں ہوا، مالک ہونے سے پہلے بیع کرنا جائز نہیں۔(۲)

---

(۱) عن حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قلت: یارسول اللہ! إني اشتري بیوعا فما یحلّ لی منہا وما یحرم علي؟ قال: فإذا اشتریت بیعًا فلاتبعہ حتی تقبضہ۔ (مسند أحمد: (۴۰۲/۳) رقم الحدیث: ۱۵۳۵۱، مسند حکیم بن حزام، ط: مؤسسۃ قرطبۃ، القاھرۃ)

☐ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ابتاع طعاما فلا یبعہ حتی یقبضہ، قال ابن عباس رضي اللہ تعالیٰ عنہما: وأحسب کل شيء بمنزلۃ الطعام۔ (الصحیح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

☐ فیحرم بیع کل شيء قبل قبضہ، طعاما کان أو غیرہ۔ (تکملۃ فتح الملہم: (۳۵۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: دار العلوم کراچی)

☐ من اشتری شیئا مما ینقل ویحوّل لم یجز بیعہ حتی یقبضہ؛ لأنّہ نہی عن بیع مالم یقبض۔ (الھدایۃ: (۷۸/۳) کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ط: رحمانیۃ)

☐ مجمع الأنہر: (۱۱۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۲) وعن حکیم بن حزام قال: نہاني رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن أبیع مالیس عندي۔ رواہ الترمذي في روایۃ لہ ولأبي داؤد والنسائي: فقلت یارسول اللہ! یأتیني الرجل فیرید مني البیع ولیس عندي فأبتاع لہ من السوق قال: لاتبع مالیس عندک۔

☐ عن عبد اللہ بن عمرو رضي اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لایحلّ سلف و بیع ولا شرطان في بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنہي عنہا من البیوع، الفصل الثاني، ط: قدیمی)=

⓫ ریٹائر ملازم کی عمر کا تخمینہ ایک فرضی چیز ہے، اس میں کمی زیادتی کا امکان غالب ہے اور رقم بھی کم یا زیادہ آنے کا امکان ہے تو اس میں جوا ہے۔(۱)

⓬ یہ کرنسی کا معاملہ کرنسی کے عوض میں ہے اور ایک ملک کی کرنسی میں برابر برابر اور نقد ہونا ضروری ہے ورنہ سود کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوتی۔(۲)

جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عندك، ط: سعيد۔

سنن أبي داود: (۱۳۹/۲) كتاب الإجارة، باب في الرجل يبيع ماليس عنده، ط: رحمانيه۔

سنن النسائي: (۲۲۳/۲) كتاب البيوع، بيع ماليس عند البائع، ط: قديمي۔

(۱) [يأيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔ إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون]۔ (سورة المائدة: ۹۰، ۹۱)

وسمي القمار قمارا، لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (الشامية: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

أحكام القرآن للجصاص: (۴۵۳/۲) باب تحريم الخمر، سورة المائدة: ۹۰، ط: قديمي۔

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الخمر والميسر والكوبة۔ (سنن أبي داود: (۱۶۳/۲) باب ماجاء في السكر، ط: امداديه ملتان)

ولا خلاف بين أهل العلم في تحريم القمار وأن المخاطرة من القمار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۳۵۰/۱) سورة البقرة: ۲۱۹، باب تحريم الميسر، ط: قديمي)

(۲) قوله: فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أي النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوي وزنا ومن قبض البدلين قبل الافتراق۔ (البحر الرائق: (۱۹۲/۶) كتاب الصرف، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۲۵۷/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۱۹۷/۷) كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلمية۔

وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم إليه، حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۲۷/۶، ۱۲۸) كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

ان مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر پنشن خرید نا اور بیچنا جائز نہیں ہے۔(۱)

پنشن کی خرید وفروخت

(۳۰۶)

آج کل ملازمت سے ریٹائر ہونے پر سرکاری ملازمین کو حکومت کی طرف سے پنشن کے نام پر کچھ وظیفہ دیا جاتا ہے اور یہ ملازمت کے دوران محنت اور خدمت کے صلے میں اعزاز واکرام کے طور پر دیا جاتا ہے، اس میں کچھ حصہ ملازم کی ملازمت کے دوران تنخواہ میں سے کاٹ کر شامل کیا جاتا ہے اور کچھ حصہ ادارہ یا گورنمنٹ اپنی طرف سے ملاتی ہے، اس کو پنشن کہتے ہیں اس کی فروخت کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

❶ ایک تو گورنمنٹ اور ادارہ کے ہاتھ فروخت کرنا۔

❷ دوسرا گورنمنٹ اور ادارہ کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کے ہاتھ فروخت کرنا۔

گورنمنٹ یا متعلقہ ادارہ کے علاوہ کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ جس کی تفصیل ''پنشن'' عنوان کے تحت مذکور ہے۔

اور اگر گورنمنٹ یا متعلقہ ادارے کو فروخت کرتا ہے تو یہ حقیقت میں بیع نہیں ہے بلکہ گورنمنٹ کی طرف سے جو رقم دیر سے ملنی تھی وہ جلدی ملے گی اور وہ اس طرح کہ گورنمنٹ اور متعلقہ ادارے نے جو وظیفہ قسط وار حیثیت سے مقرر کیا تھا اب اس

---

(۱) وإنه لايجوز عند الحنفية رحمهم الله تعالى: لكونه بيع الدين من غير من عليه الدين أو لكونه بيع ما ليس عند الإنسان، ويدخل في هذا القسم بيع العطايا والأرزاق والبراآت وبيع خطوط الأئمة۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۳۶۲) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، مبحث بيع حقوق المجردة، ط: دار العلوم كراجي)

☜ وانظر أيضا الحاشيتين: ۱، ۲ على الصفحة رقم: ۳۰۳۔ (باع رطلين من لحم برطل من شحم البطن)، (قال معنى ذلك عندنا أن يعرى الرجل الرجل)

زیادہ وغیرہ کو نسبتاً کم کرکے یک مشت دیدے گی اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔(1)

پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا (۳۰۷)

☆......ایسی چیزیں جو غیر مسلموں کی پوجا کے بھی کام میں آتی ہیں اور خود وہ چیزیں ناپاک یا حرام نہیں جیسے کافور تو ان کو فروخت کرنا جائز ہے اور ان کی قیمت کی رقم بھی حلال ہے۔(2)

☆......اور ایسی چیزیں جو حرام ہیں جیسے مورتی، مجسمے اور جان دار کی تصاویر وغیرہ ان چیزوں کی تجارت ناجائز اور قیمت کی رقم حرام ہے۔(3)

---

(1) بیع الدین لایجوز ولو باعه من المدیون او وهبه جاز۔(الاشباه والنظائر، القول فی الدین، (ص: ۳۳۰) ط:قدیمی)

☜ الشامیة:(۵/۶۳۳) کتاب الصلح، فصل فی التخارج، قبیل کتاب المضاربة، ط:سعید۔

☜ البحر الرائق:(۵/۲۶۰) کتاب البیوع، ط:سعید۔

☜ اما بیع هذه الدیون من غیر من علیه والشراء بها من غیر من علیه، فینظر ان اضاف البیع والشراء الی الدین لم یجز۔(بدائع الصنائع:(۵/۱۸۲) کتاب البیوع، فصل واما شرائط الصحة فانواع، ط:سعید)

☜ حاشیة الشلبی علی التبیین:(۴/۳۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:امدادیه۔

(2) والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔(الدر مع الرد:(۵/۶۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی دود القز، ط:سعید)

☜ الدر المنتقی علی هامش مجمع الانهر:(۳/۸۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:غفاریه کوئٹہ۔

☜ المحیط البرهانی:(۹/۳۳۲) کتاب البیوع، الفصل السادس فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط:إدارة القرآن۔

☜ والضابط عندهم ان کل ما فیه منفعة تحل شرعاً فان بیعه یجوز لان الاعیان خلقت لمنفعة الانسان۔(الفقه الاسلامی وادلته:(۵/۳۳۳۱) الفصل الاول، عقد البیع، المبحث الرابع البیع الباطل والبیع الفاسد، ط:رشیدیه کوئٹہ)

(3) قال الله تعالی:[یاایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوه لعلکم تفلحون][المائدة:۹۰]

☜ عن جابر رضی الله تعالی عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول عام الفتح وهو بمکة:=

پورٹ وغیرہ میں رضامندی سے چھوڑا ہوا مال

''رضامندی سے پورٹ وغیرہ میں چھوڑا ہوا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پوری قیمت ادا نہ کرے تو

''قیمت پوری ادا نہ کرنے کی وجہ سے ادا شدہ قیمت دے کر مشتری سے بیع واپس لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۲/۵)

پوسٹ شپمنٹ فائنانسنگ

پوسٹ شپمنٹ فائنانسنگ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ ایکسپورٹر آرڈر کا سامان روانہ کر چکا ہے اور اس کے پاس بل موجود ہے لیکن اس بل کی رقم آنے میں کچھ مدت باقی ہے لیکن ایکسپورٹر کو فوری طور پر پیسوں کی ضرورت ہے چناں چہ وہ بل لے کر بینک کے پاس جاتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ اس بل کی رقم وقت آنے پر امپورٹر سے آپ وصول کر لینا اور مجھے اس بل کی رقم آپ ابھی دے دیں چناں چہ بینک اس بل میں سے کچھ کٹوتی کر کے باقی رقم ایکسپورٹر کو دے دیتا ہے جس کو بل ڈسکاؤنٹنگ کہا جاتا ہے مثلاً: ایک لاکھ روپے کا بل ہے تو اب بینک دس فی صد کٹوتی کر کے ۹۰ ہزار روپے ایکسپورٹر کو دے دیتا ہے اور بعد میں امپورٹر سے بل کی پوری رقم ایک لاکھ روپے وصول کر لیتا ہے بل ڈسکاؤنٹنگ کا یہ طریقہ شریعت میں سودی

=ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۱) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الاول، ط: قدیمی کراچی)

وقال القليوبي: لا يصح بيع الصور والصلبان ولو من ذهب أو فضة أو حلوي۔ (الموسوعة الفقية: (۹۱/۱۲) حرف التاء، تصليب، ط: دار السلاسل)

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

معاملہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

پولٹری فارم کا کاروبار

جانور حرام اور حلال غذا کا مکلف اور پابند نہیں ہے لیکن جانوروں کو حرام اور ناپاک غذا کھلانا جائز نہیں ہے۔ (۲) پولٹری فارم والوں پر ضروری ہے کہ وہ مرغیوں

---

(۱) ويتعلّق بهذا النوع ما يتعامل به البنوك والمؤسسات المالية في عصرنا من قطع الكمبيالات ويسمّى بالأردية "هنڈی" وذلك أن البائع يبيع بضاعته بثمن مؤجل، فيكتب له المشتري وثيقة بأنّه يؤدي الثمن يوم كذا في شهر كذا، تسمّى هذه الوثيقة كمبيالة، ويسمّى تاريخ أداء الثمن نضج الكمبيالة. فيأخذ البائع هذه الكمبيالة ويذهب بها إلى البنك فيشتريها البنك منه بأقلّ من الثمن المكتوب فيها، ويسمّى هذا البيع "قطع الكمبيالة"، ثم هذا البنك ربما يبيع هذه الكمبيالة إلى رجل أو بنك آخر، فيقطعها بأكثر مما قطعها البنك الأول، لكون مدة النضج أقرب، وهكذا ربما تجري على كمبيالة واحدة بياعات كثيرة قبل نضجها، وكلّما كان النضج أبعد، كان سعر القطع أكثر، وكلّما كان النضج أقرب، كان سعر القطع أخفض. فإن حمل زيد مثلاً إلى بنك كمبيالة ذات مالية مائة روبية، وكان نضجها بعد ثلاثة أشهر فإن البنك يقطعها بسعر الخمسة في المائة، فيعطي زيداً خمساً وتسعين روبية، ثم يبيعها البنك إلى آخر بعد شهر مثلاً فيقطعها ذلك الآخر بسعر الأربعة في المائة، ويعطيه ستاً وتسعين روبية لكون مدة النضج قريبة، وهكذا تتفاوت أسعار القطع بالنظر إلى قرب هذه النضج وبعدها. وهذه المعاملة غير جائزة، لكونها بيع الدين من غير من عليه الدين، أو لكونه مبادلة النقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة في أحاديث ربا الفضل. (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۳۶۲، ۳۶۳) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، حكم الميالات، ط: دار العلوم كراچی)

☐ بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۲/ ۱۱۶) الرسالة: بيع الدين والأوراق المالية ... الخ، خلاصة حكم بيع الكمبيالة، ط: دار العلوم کراچی۔

☐ قال الله تعالى: {وأحلّ الله البيع وحرّم الربا}. (البقرة: ۲۷۵)

☐ عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء. (الصحيح لمسلم: (۲/ ۲۷) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی)

☐ عن عبد الله بن حنظلة رضي الله تعالى عنه. غسيل الملائكة. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم درهم ربوا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلثين زنية. (مجمع الزوائد: (۳/ ۱۱۷) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا، ط: دار الفكر بيروت)۔

(۲) وقال أصحابنا: لا يجوز الانتفاع بالميتة على أي وجه ولا يطعمها الكلاب والجوارح كذا في القنية. (الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۳۲) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهداية والضيافات، ط: رشيديه)=

وغیرہ کو حلال اور پاک غذا کھلانے کا اہتمام کریں ناپاک اور حرام غذا کھلانے سے جانور حرام تو نہیں ہوگا۔ (۱) لیکن کھلانے والے گناہ گار ہوں گے جس سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

اور پولٹری فارم کی مرغیوں کو اگرچہ غذا میں بعض نجس اور گندی چیزیں ملا کر کھلائی جاتی ہیں لیکن اس سے مرغیوں کے گوشت میں بدبو پیدا نہیں ہوتی اور گوشت کی حالت بھی نہیں بدلتی اس لیے ان مرغیوں کا گوشت کھانا اور ان کا کاروبار کرنا جائز ہے۔

= قال أصحابنا: لايجوز الانتفاع بالميتة على وجه ولا يطعمها الكلاب والجوارح؛ لأن ذلك ضرب من الانتفاع بها وقد حرم الله الميتة تحريمًا مطلقًا۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۱۵۱/۱) باب تحريم الميتة، ط: قديمی)

تفسير اللباب في علوم القرآن: (۱۷۵/۲) سورة المائدة، تحت الآية: ۳، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) ولا يحلّ (حيوان مائي إلا السمك) الذي مات بآفة ولو متولدًا في ماء نجس۔ (وفي الرد: قوله: ولو متولدًا في ماء نجس) فلا بأس بأكلها للحال لحله بالنص وكونه يتغذى بالنجاسة لايمنع حله، وأشار بهذا إلى الإبل والبقر الجلالة والدجاجة، وهي من المسائل التي توقف فيها الإمام، فقال: لا أدري متى يطيب أكلها، وفي التجنيس: إذا كان علفها نجاسة تحبس الدجاجة ثلاثة أيام، والشاة أربعة، والإبل، والبقرة عشرة، وهو المختار على الظاهر۔ وقال السرخسي: الأصح عدم التقدير وتحبس حتى تزول الرائحة المنتنة۔ وفي الملتقى: المكروه الجلالة التي إذا قربت وجد منها رائحة فلاتؤكل ولايشرب لبنها ولايعمل عليها، ويكره بيعها وهبتها وتلك حالها... وفي مختصر المحيط: ولا تكره الدجاجة المخلاة وإن أكلت النجاسة اهـ يعني إذا لم تنتن بها لما تقدم؛ لأنها تخلط ولايتغير لحمها وحبسها أيامًا تنزيه شرنبلالي على الوهبانية۔ (الدر مع الرد: (۳۰۶/۶) كتاب الذبائح، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳۳۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل ومايتصل به، ط: رشيديه۔

الخانية على هامش الهندية: (۳۵۹/۳) كتاب الصيد والذبائح، ط: رشيديه۔

الهندية: (۲۹۰/۵) كتاب الذبائح، الباب الثالث في المتفرقات، ط: رشيديه۔

(۲) ويكره أن يلبس الصبي الذهب والفضة والحرير) قال الخجندي: والإثم على من ألبسه ذلك؛ لأنه لما حرم اللبس حرم الإلباس كالخمر لما حرم شربه حرم سقيه۔ (الجوهرة النيرة: (۲۸۳/۲) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه پشاور)

إعلاء السنن: (۳۲۸/۱۷) كتاب الحظر والإباحة، باب لبس الحرير للجواري دون الغلمان، ط: إدارة القرآن۔

البتہ بہتر یہ ہے کہ ایسی مرغیوں کو کچھ دن پنجرے وغیرہ میں بند کر کے صرف حلال اور پاک غذا کھلائیں اور پھر ذبح کریں۔ (۱)

پھٹا ہوا نوٹ

"نوٹ پرانا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۸/۶)

پھٹے پرانے نوٹ

پھٹے پرانے نوٹوں کو کم قیمت پر نئے نوٹوں کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے، نوٹوں کے عوض میں نوٹوں کو بیچنے یا خریدنے کی صورت میں دونوں جانب سے برابر اور ہاتھ در ہاتھ نقد ہونا ضروری ہے ورنہ سود کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، اور زیادہ دینے والا اور زیادہ لینے والا دونوں ہی گناہ گار ہوں گے۔ مثلاً ایک ہزار پھٹے پرانے پاکستانی روپے کو ایک ہزار روپے نئے نوٹ کے عوض میں فروخت کرنا جائز ہے اور اس میں کمی زیادتی کرنا حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) ولا يحل (حيوان مائي إلا السمك) الذي مات بآفة ولو متولدا في ماء نجس۔ (وفي الرد: قوله: ولو متولدا في ماء نجس) فلا بأس بأكلها للحال لحله بالنص وكونه يتغذى بالنجاسة لا يمنع حله، وأشار بهذا إلى الإبل والبقر الجلالة والدجاجة، وهي من المسائل التي توقف فيها الإمام، فقال: لا أدري متى يطيب أكلها، وفي التجنيس: إذا كان علفها نجاسة تحبس الدجاجة ثلاثة أيام، والشاة أربعة، والإبل والبقر عشرة، وهو المختار على الظاهر۔ وقال السرخسي: الأصح عدم التقدير وتحبس حتى تزول الرائحة المنتنة۔ وفي الملتقى: المكروه الجلالة التي إذا قربت وجد منها رائحة فلا تؤكل ولا يشرب لبنها ولا يعمل عليها، ويكره بيعها وهبتها وتلك حالها ... وفي مختصر المحيط: ولا تكره الدجاجة المخلاة وإن أكلت النجاسة اهـ۔ يعني إذا لم تنتن بها المتقدم؛ لأنها تخلط ولا يتغير لحمها وحبسها أياما أفضل، شرنبلالي على الوهبانية۔ (الدر مع الرد: (۳۰۶/۶) كتاب الذبائح، ط: سعيد)

☐ الفتاوى الهندية: (۳۳۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الحادي عشر في الكراهة في الأكل وما يتصل به، ط: رشيديه۔

☐ الخانية على هامش الهندية: (۳۵۹/۳) كتاب الصيد والذبائح، ط: رشيديه۔

☐ الهندية: (۲۹۰/۵) كتاب الذبائح، الباب الثالث في المتفرقات، ط: رشيديه۔

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب =

پھٹے ہوئے نوٹ کو اچھے نوٹ سے کمی بیشی کے ساتھ بدلنا

پھٹے ہوئے نوٹوں اور اچھے نوٹوں کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے جتنے پھٹے ہوئے نوٹ ہوں اتنے ہی اچھے نوٹ اس کے بدلے میں ہونے ضروری ہیں نیز یہ بھی ضروری ہے کہ اسی مجلس میں لین دین ہوجائے ادھار معاملہ نہ ہو۔ (۱)

پھل آنے سے پہلے ان کی بیع کرنا

درخت پر پھل آنے سے پہلے ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے (۲) البتہ

= والفضة بالفضة، والبربالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواء بسواء يداً بيد، فمن زاد أو استزاد، فقد أربى، الآخذ والمعطى فيه سواء (الصحيح لمسلم (۲/۲۵) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمى)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمى۔

وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنسأء ---وإذا وجد حرم التفاضل والنسا---وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ۔ (الهداية: (۳/ ۸۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۷۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد

ولا يجوز بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، إلا مثلاً بمثل، تبراً كان أو مصوغاً أو مضروباً۔ (الفتاوىٰ الهنديه: (۳/ ۲۱۸) كتاب الصرف، الباب الثانى فى أحكام العقد بالنظر إلى المعقود عليه الفصل الأول فى بيع الذهب والفضة، ط: رشيديه)

(۱) وان كان الغالب عليهما (الدراهم والدنانير) الغش فليسا فى حكم الدراهم والدنانير... وان بيعت بجنسها متفاضلا جاز صرفا للجنس الى خلاف الجنس فهى فى حكم شيئين فضة وصفر لكن صرف حتى يشترط القبض... قال رضى الله عنه: ومشائخنا لم يفتوا بجواز ذلك فى العدالى والغطارفة فانها اعز الاموال فى ديارنا فلو ابيح التفاضل فيه ينفتح باب الربوا۔ (هداية: (۳/ ۱۱۵، ۱۱۶) كتاب الصرف، ط: رحمانية)

شامى: (۵/ ۲۶۶) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب مسائل فى المقاصد، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶/ ۲۰۰) كتاب الصرف، ط: سعيد۔

(۲) بيع المعدوم باطل فيبطل بيع ثمرة لم تبرز اصلاً۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۹۸) [رقم المادة: ۲۰۵] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه)

اگر زمین ٹھیکے پر لے لے اور اس کے بعد درختوں پر پھل آ گئیں تو ان پھلوں کا آگے بیچنا اور استعمال کرنا درست ہے۔[(۱)]

پھل بڑے ہونے سے پہلے فروخت کرنا

کسی باغ کے پھل کی بڑے ہونے یا پکنے سے پہلے خرید و فروخت کرنا جائز ہے[(۲)] البتہ سودا ہونے کے بعد خریدار پر لازم ہوگا کہ پھل توڑ لے اور بیچنے والے کے درخت کو فارغ کرے، اگر خریدتے وقت یہ شرط لگائی تھی کہ پھل پکنے تک

ﷺ لاخلاف في عدم جواز بيع الثمار قبل ان تظهر ولا في عدم جوازه بعد الظهور قبل بدو الصلاح۔ (شامی: (۵۵۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: في بيع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: سعيد)

ﷺ (ومن باع ثمرة بدا صلاحها أولا، صح) إذ لاخلاف في عدم جواز بيعها قبل أن يظهر۔ (النهر الفائق: (۳۵۹/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه كوئٹه)

ﷺ تبيين الحقائق: (۲۹۶/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

ﷺ فتح القدير: (۲۸۷/۶) كتاب البيوع، فصل ومن باع دارا دخل بناؤها في البيع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔

(۱) والحيلة في كون الحادث للمشتري ان يشتري أصول الباذنجان والبطيخ والخيار والقطن ليكون الحادث على ملكه۔۔۔۔۔۔ وفي الاشجار الموجودة ويحل له البائع مايوجد۔ (الدر المنتقى مع مجمع الانهر: (۲۹/۳) كتاب البيوع، ط: غفاريه كوئٹه)

ﷺ قوله: ويحلّ له البائع) بضم الياء أي يبيح له البائع الانتفاع بما يوجد انتهى حلبي أي ثم يأذن له في الترك۔ (حاشية الطحطاوي على الدر: (۲۵/۳) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعا، ط: دار المعرفة)

ﷺ والحيلة في الكل أن يستاجر موضعا معلوما لعطن الماشية ويبيح الماء والمرعى۔ (شامی: (۶/ ۶۳) كتاب الاجارة، مطلب الاجارة اذا وقعت على العين لاتصح والحيلة فيه۔ ط: سعيد)

(۲) (ومن باع ثمرة بدا صلاحها) بأن أمنت العاهة والفساد (أو لا صح)۔ (النهر الفائق: (۳/ ۳۵۹) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

ﷺ بيع الثمر على الشجر لايخلو اما ان يكون قبل الظهور او بعده والاول لايجوز والثاني جائز بدا صلاحها لانتفاع بني آدم او علف الدواب ام لم يبد، لانه مال متقوم لكونه منتفعا به في الحال أو في الزمان الثاني فصار كبيع الجحش والمهر۔ (العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۲۸۷/۶) كتاب البيوع، فصل ومن باع دارا دخل بناؤها في البيع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

درخت پر لگے رہیں گے اور پکنے کے بعد توڑے گا تو یہ شرط فاسد ہے اس سے بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

ہاں اگر سودا کرتے وقت پھل کو پکنے تک درخت پر رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہوا اور سودا ہونے کے بعد بیچنے والے سے اجازت لے لی تو جائز ہے۔ (۲)

پھل پکنے سے پہلے فروخت کرنا

''پھل بڑے ہونے سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پھل درخت میں داخل ہے یا نہیں؟

مثلاً کسی نے ایک درخت بیچا جس میں پھل لگ رہا ہے تو اگر فروخت میں

---

(۱) (ومن باع ثمرة بدا صلاحها او لم يبد صح) لانه مال متقوم اما لكونه منتفعا به فى الحال او فى المآل... (ويقطعها المشترى للحال) ... وإن شرط تركها على الشجرة فسد البيع ؛ لأنه شرط لايقتضيه العقد ـ (مجمع الانهر: (۳/ ۲۵) كتاب البيوع، مطلب فى بيع الثمر والزرع والشجر مقصود، ط: مكتبه غفارية كوئٹه)

(ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها أو قد بدا جاز البيع وعلى المشتري قطعها في الحال) تفريغا لملك البائع (وإن شرط تركها على النخيل فسد البيع) ـ (الهداية: (۳/۲۷) كتاب البيوع، ومن باع دارًا دخل بناؤها في البيع، ط: رحمانيه)

الدر مع الرد: (۴/۵۵۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۹۹) [رقم المادة: ۲۰۶] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه۔

(۲) والحاصل ان الشرط اذا لم يكن فى العقد ولم يأمر البائع بالقطع طاب له تركه سواء كان معروفا او لا ولا التفات إلى ما قال الشامى ان المعروف كالمشروط بعد ما وجدت رواية عن الامام عند الحافظ ابن تيمية فى فتاواه۔ والله أعلم۔ (فيض البارى: (۳/۲۵۵، ۲۵۶) ط: خضر بک ڈپو دیوبند)

ولو اشتراها مطلقا وتركها باذن البائع طاب له الفضل۔ (الهنديه: (۳/۱۰۶) كتاب البيوع، الباب التاسع فى ما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الثانى فى بيع الثمار وإنزال الكروم، ط: رشيديه)

تبيين الحقائق: (۴/۲۹۵) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

مجمع الانهر: (۳/۲۷) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئٹه۔

الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۳/۲۷) كتاب البيوع، ط: غفاريه كوئٹه۔

پھل کا بھی ذکر کیا تھا تب تو پھل درخت کے ساتھ بیع میں داخل ہو کر خریدار کا ہو گا اور اگر سودا کرتے وقت پھل کا ذکر نہیں کیا تھا تو پھل درخت کے ساتھ بیع میں داخل نہیں ہو گا اور خریدار اس کا مالک نہیں ہو گا بلکہ درخت بیچنے والا بدستور پھل کا مالک رہے گا البتہ اس صورت میں بیچنے والے سے کہا جائے گا کہ وہ اپنا پھل اتار کر درخت کو خریدار کے حوالے کر دے۔(۱)

پھل درختوں پر آنے سے پہلے بیع کرنا

درختوں پر پھل آنے سے پہلے پھلوں کو فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، یہ بیع باطل ہے۔(۲)

پھلوں کی بیع درخت پر

دین اسلام میں درختوں پر لگنے والے پھلوں میں صلاحیت ظاہر ہونے سے

---

(۱)ومن باع نخلاً أو شجراً فيه ثمر، فثمرته للبائع إلاّ أن يشترط المبتاع... ويقال للبائع: اقطعها وسلم المبيع... ؛ لأن ملك المشتري مشغول بملك البائع فكان عليه تفريغه و تسليمه۔ (الهداية: (۲٦/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

☐البحر الرائق: (۲۹۸/۵، ۳۰۰) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

☐تبيين الحقائق: (۱۱/۴) كتاب البيوع، فصل: يدخل في بيع الدار... الخ، ط: امداديه۔

(۲)بيع المعدوم باطل فيبطل بيع ثمرة لم تبرز اصلا۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۹۸) [رقم المادة: ۲۰۵] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه)

☐لا خلاف في عدم جواز بيع الثمار قبل ان تظهر ولا في عدم جوازه بعد الظهور قبل بدو الصلاح۔ (شامي: (۵۵۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: في بيع الثمر ولا زرع والشجر مقصوداً، ط: سعيد)

☐(ومن باع ثمرة بدا صلاحها أو لا، صح) إذ لا خلاف في عدم جواز بيعها قبل أن يظهر۔ (النهر الفائق: (۳۵۹/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه كوئٹه)

☐تبيين الحقائق: (۲۹٦/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

☐فتح القدير: (۲۸۷/٦) كتاب البيوع، فصل ومن باع دارا دخل بناؤها في البيع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔

پہلے درختوں پر رہتے ہوئے ان پھلوں کی خرید وفروخت منع ہے۔ اور احناف کے نزدیک صلاحیت ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھل اس مقدار کے ہو جائیں کہ وہ قدرتی آفات سے محفوظ ہو جائیں، اور فقہاء شافعیہ کے نزدیک اس کا معنی پھلوں کا پک جانا اور اس میں مٹھاس کا آجانا ہے۔

اگر درختوں پر پھل ظاہر ہونے کے بعد ان کی صلاحیت ظاہر ہونے سے قبل سودا کرتے وقت یہ شرط لگائی جائے کہ پھلوں کو درختوں پر رہنے دیا جائے گا اور توڑا نہیں جائے گا تب بھی یہ سودا ناجائز ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔ (۱)

موجودہ دور میں اکثر اسلامی ممالک میں باغات کے درختوں پر لگے ہوئے پھلوں کی بیع کرنے کا عام رواج ہے، درختوں سے پھلوں کو توڑ کر بیچنے کا رواج نہیں ہے کبھی ان پھلوں کی صلاحیت ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کر دیتے ہیں، عام طور پر بیع اس وقت ہوتی ہے جب پھل درختوں پر ظاہر بھی نہیں ہوتا، صرف اس کا پھول ظاہر ہوتا ہے، کبھی تو پھول بھی ظاہر ہونے سے پہلے بیع ہو جاتی ہے۔ پھلوں کی بیع کی یہ تمام صورتیں باطل اور ناجائز ہیں، بلکہ ناجائز ہونے پر تمام فقہاء کرام کا اجماع بھی ہے کیونکہ یہ معدوم کی بیع ہے اور معدوم کی بیع ناجائز ہے۔

مزید یہ کہ خریدار ان پھلوں کو ایک معینہ مدت تک درختوں پر برقرار رکھتا ہے اگر خریدار پھلوں کو درختوں پر برقرار رکھنے کی شرط پر سودا کرے تو یہ بیع باطل ہے اس پر سب کا اجماع ہے، لیکن آج کل اسلامی ممالک میں بھی پھلوں کی بیع کا یہی طریقہ رائج ہے، اگر ناجائز ہونے کے اس حکم کو ظاہر پر رکھا جائے تو آج دنیا میں کسی

(۱) قوله: ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها) لا خلاف في عدم جواز بيع الثمار قبل أن تظهر ولا في عدم جوازه بعد الظهور قبل بدو الصلاح بشرط الترك---- لكن بدو الصلاح عندنا أن تأمن العاهة والفساد وعند الشافعي هو ظهور النضج وبدو الحلاوة (فتح القدير: (۳۸۸/۵، ۳۸۹) كتاب البيوع، ط: رشيديه قديم)

...بھی بازار سے پھل خرید کر کھانا جائز نہیں، ہوگا، مگر یہ کہ کوئی شخص اپنے باغ سے خود پھل توڑ کر کھائے، غرض کہ یہ طریقہ اسلام کے خلاف ہے لیکن لوگ مدتوں سے اس قسم کی بیع کرتے چلے آرہے ہیں، اور اس طریقہ کو تبدیل کرنا نہایت ہی مشکل ہے۔

اس لئے مجبوراً یہ حیلہ کیا گیا ہے۔

کہ اگر درختوں پر پھل اور پھول ظاہر ہونے سے پہلے باغ کو خریدا ہے تو اس کے جائز ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک متعینہ مدت تک باغ کی زمین مالک سے کرایہ پر لے لے پھر پھلوں کے اتارنے تک جو زمین سے افزائش اور پھلوں میں بڑھوتری اور اضافہ ہوگا وہ زمین کے کرایہ کے عوض اس کا جائز حق ہوگا جیسا کہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ نے المبسوط میں لکھا ہے:

درختوں پر جس قدر پھول یا پھل ہوں ان کو گاہک خریدے اور اس کی فصل تک جس قدر بھی پھل آئیں ان سب کو باغ کا مالک خریدار پر حلال کردے۔ واقعۃ باغوں کے پھلوں کی مروجہ بیع اس طرح ہوتی ہے، خریدار موجود پھل خرید لیتا ہے اور باغ کا مالک فصل پکنے تک پھل اس کے لئے حلال کردیتا ہے۔[1]

اور باغ کے پھلوں کا سودا کرتے وقت پھلوں کو درختوں پر پکنے تک باقی رکھنے کی شرط نہ رکھے بلکہ کسی قسم کی شرط کے بغیر مطلق سودا کرے، پھر اس کے بعد اگر

---

(۱) وفي الثمار كذلك فإنه يمكنه أن يشتري الموجود المنتفع به ببعض الثمن ثم يؤخر العقد فيما بقي إلى أن يصير منتفعاً به أو يشتري الموجود بجميع الثمن ويحل له البائع أن ينتفع بما يحدث فيحصل مقصودهما بهذا الطريق (المبسوط للسرخسي: (۱۹۷/۱۲) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة

☜ والمخلص من هذه اللوازم الصعبة أن يشتري أصول الباذنجان والبطيخ والرطبة ليكون مايحدث على ملكه، وفي الزرع والحشيش يشتري الموجود ببعض الثمن ويستأجر الأرض مدة معلومة يعلم غاية الادراک وانقضاء الغرض فيها بباقي الثمن، وفي ثمار الاشجار يشتري الموجود ويحل له البائع مايوجد (فتح القدير: (۴۹۲/۵) كتاب البيوع، ط: رشيديه قديم)

☜ الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۵۸) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

بائع پھلوں کو درخت پر رہنے دینے کی اجازت دے دے تو یہ جائز ہوگا اور عرف بھی یہی ہے کہ سودا کرتے وقت پھلوں کو درختوں سے فوراً اتارنے یا برقرار رکھنے کی شرط نہیں لگائی جاتی، اور ایک معین مدت تک پھلوں کو درختوں پر برقرار رہنے پر بائع کو کوئی اعتراض نہیں ہوتا اس لئے یہاں حکماً بائع کی طرف سے اجازت حاصل ہے۔[۱]

پھلوں کی پیکنگ میں ملاوٹ کرنا

بعض علاقوں میں پھلوں کو ڈبوں، پیٹیوں، کارٹنوں اور تھیلیوں میں پیک کرنے کے بعد وزن کر کے فروخت کرتے ہیں، اور پیکنگ کرتے وقت پھلوں کے ساتھ ساتھ گھاس وغیرہ بھی ڈالتے ہیں، اور گھاس ڈالنے کے دو مقاصد ہوتے ہیں، ایک مقصد تو یہ ہے کہ پھل نیچے سے خراب نہ ہو، دوسرا مقصد یہ ہے کہ پیٹی وغیرہ کا وزن بڑھ جائے، تو اس بارے میں حکم یہ ہے کہ پیٹی وغیرہ کے نیچے پھل خراب نہ ہونے کے لئے گھاس ڈالنا تو منع نہیں ہے لیکن پیٹی وغیرہ کے وزن کو بڑھانے کے لئے گھاس ڈالنا دھوکہ، فریب اور ملاوٹ کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے، قیامت کے دن ایسے لوگوں کے پیچھے غداری کا جھنڈا نصب کیا جائے گا۔[۲]

---

(۱) وإن كان لم يتناه عظمه إن كان الترك بإذن البائع ، جاز وطاب له الفضل (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۷۳) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)۔

فتح القدير: (۵/ ۴۹۰) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

حاشيه الطحطاوى على الدر المختار: (۳/ ۲۴) كتاب البيوع، فصل فيما يدخل في البيع تبعاً أو مالا يدخل، ط: دار المعرفة

(۲) عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لكل غادر لواء عند أسته يوم القيامة (الصحيح لمسلم: (۲/ ۸۳) كتاب الجهاد والسير، باب تحريم الغدر، ط: قديمى)

مجمع الزوائد: (۱۰/ ۲۳۶) رقم الحديث: ۱۷۸۰۷، كتاب الزهد، باب الدنيا حلوة خضرة، ط: مكتبة القدس، القاهرة

قال: لكل غادر لواء عند أسته) ... أى خلف ظهره والأست الدبر (يوم القيامة) وإنما ينصب للغادر تشهيراً له بالغدر وتفضيحاً على رؤوس الأشهاد (مرقاة المفاتيح: (۷/ ۲۷۵) كتاب الإمارة والقضاء،

عجیب بات یہ ہے کہ ایک آدمی بائع پر اعتماد کر کے سودا خرید تا ہے اور بائع اس کو دھوکہ دیتا ہے، تو یہ ناجائز اور حرام کمائی ہے، خود بھی کھاتا ہے اور اولاد کی بھی پرورش کرتا ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من نبت لحمه من السحت فالنار اولی به۔ (۱)

ترجمہ: جس شخص کا جسم حرام کمائی سے پرورش پائے، وہ آگ کا زیادہ حقدار ہے۔

اس طرح جتنے خریداروں کو دھوکہ دیا جائے گا، وہ سب قیامت کے دن اپنا حق لینے پہنچ جائیں گے اور ان کا حق ادا کرنا ممکن نہیں ہوگا اور آخر میں جہنم میں جانا پڑے گا۔

اور جن علاقوں میں پھلوں کو وزن کر کے فروخت نہیں کرتے بلکہ درجن کے حساب سے گن کر فروخت کرتے ہیں وہاں پیکنگ کرتے وقت گھاس ڈالنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

واضح رہے کہ ہر قسم کی پیکنگ کا حکم یہی ہے۔

پھلوں کے تاجر کا دھوکا

پھلوں کے تاجر پھل کی ٹوکری یا ڈھیری میں پتے رکھ دیتے ہیں تا کہ وہ

=باب ماعلی الولاة من التيسير، ط: رشيديه)

لأن الغش حرام (الدر مع الرد: (۵/ ۴۷) كتاب البيوع، مطلب في جملة ما يسقط به الخيار، ط: سعيد

(۱) عن ابی بکر الصدیق رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم: من نبت لحمه من السحت فالنار اولى به (المستدرک للحاکم: (۴/ ۱۴۱) رقم الحديث: ۷۱۶۴، كتاب الأطعمة، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمى

شعب الإيمان: (۷/ ۲۶۳) رقم الحديث: ۵۱۳۰، قبض اليد عن الأموال المحرمة، ط: مكتبة رشد

ڈھیری بڑی لگے، اسی طرح اچھے اچھے پھل اوپر رکھ دیتے ہیں اور گھٹیا اور عیب دار پھل نیچے رکھ کر وہ خریدار کو دھوکا دے رہے ہوتے ہیں کیوں کہ خریدار یہ خیال کرتا ہے کہ ڈھیر یا ٹوکری تو ساری پھلوں سے بھری ہوئی ہوگی اور سب پھل اوپر والے پھلوں جیسے ہی عمدہ ہوں گے تو یہ دھوکا ہے، جائز نہیں ہے۔ (۱)

پھولوں کی خرید و فروخت

"کلیاں نکلنے سے پہلے پھولوں کی خرید و فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۲/۵)

پھلوں میں آڑھت

آج کل بعض منڈیوں میں آڑھتی کے پاس پھل دو صورتوں میں لایا جاتا ہے: پیٹی میں بند بھی اور کھلا بھی، ہر صورت میں کمیشن کا مخصوص طریقہ ہے۔

☆..... پیٹی میں بند پھل کی صورت میں آڑھتی گاہک سے بھی لاگا کے نام پر مثلاً دس روپے کمیشن لیتا ہے۔

پھر اگر آڑھتی نے بیوپاری کو قرض دیا ہوتا ہے تب تو بیوپاری اور آڑھتی وہ دس روپے آپس میں طے کردہ شرح سے اپنے درمیان تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر آڑھتی نے بیوپاری کو قرض نہیں دیا ہوتا تو کل دس روپے بیوپاری لے لیتا ہے، یہ صورت

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير: (۵۹۲۳/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

وأما بيان نفس العيب فواجب) لأن الغش حرام۔ (الشامية: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

جائز نہیں ہے کیوں کہ آڑھتی تو خود بیوپاری کا کمیشن ایجنٹ ہے لہٰذا وہ اپنا کمیشن صرف بیوپاری سے لے سکتا ہے گاہک سے نہیں اس لیے اس رواج کو بھی ختم کرنا چاہیے۔

☆......اور اگر کھلا مال ہو تو آڑھتی بیوپاری سے کچھ نہیں لیتے، البتہ گاہک سے مثلاً فی ٹوکرا دس روپے کمیشن بھی لیتے ہیں اور ایک دانہ پھل کا بھی لیتے ہیں اس طرح سے جمع ہونے والے دانوں کو فروخت کیا جاتا ہے یہ دانے اور ان کی قیمتوں کو ڈالی کہتے ہیں، دس روپے اور ڈالی کا نصف آڑھتی لیتا ہے اور نصف بیوپاری لیتا ہے یہ بھی ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ آڑھتی تو خود بیوپاری کا کمیشن پر ملازم ہے اس لیے وہ گاہک سے کمیشن نہیں لے سکتا مزید یہ کہ قرض دینے کی صورت میں آڑھتی کو بھی اس کمیشن میں سے حصہ ملتا ہے تو یہ سود ہے کیوں کہ قرض پر نفع ہے اور قرض پر نفع لینا سود ہے۔(۱)

---

(۱) الدلال إذا باع العين بنفسه بإذن مالكه ليس له أخذ الدلالية من المشتري إذ هو العاقد حقيقة وتجب الدلالية على البائع إذا قبل بأمر البائع ولو سعى الدلال بينهما فباع المالك بنفسه يعتبر العرف، فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف۔ (جامع الفصولين: (۱۵۳/۳) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: إسلامی کتب خانه)

مجمع الضمانات: (ص: ۹۸) النوع السابع عشر: الدلال ومن بمعناه، ط: دار الكتب العلمية۔

وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع وإن سعى بينهما وباع المالك بنفسه يعتبر العرف۔

(قوله: وأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشتري؛ لأنه هو العاقد حقيقة شرح الوهبانية، وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له۔

(قوله: يعتبر العرف) فتجب الدلالة على البائع أو المشتري أو عليهما بحسب العرف۔ (الدر مع الرد: (۵۶۰/۴) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ وكل قرض شرط فيه الزيادة، فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۴۹۹/۱۴) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

تكملة فتح الملهم: (۵۷۵/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، ط: دار العلوم کراچی۔

شامی: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد۔

صحیح طریقہ یہ ہے کہ بیوپاری جتنی قیمت پر راضی ہو آڑھتی اس قیمت پر مال فروخت کرے، قیمت ساری بیوپاری کی ہوگی اور بیوپاری اپنے پاس سے آڑھتی کو اس کی اجرت دے دے۔[1]

پہلے آکر بات کرنے والا زیادہ حقدار ہے

"پہلے آئیں پہلے پائیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۲/۲)

پہلے آئیں پہلے پائیں

جب کسی ایک ہی چیز کے دو یا دو سے زیادہ خریدار ہوں، اور تمام خریدار اس چیز کی یکساں یا مقررہ قیمت دینے پر تیار ہوں تو وہ چیز اس خریدار کو لینے کا حق ہوگا جس نے سب سے پہلے آکر بات کی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو صاحب اختیار ایک چیز کو خریدیں تو وہ چیز اس کی ہوگی، جس نے پہلے خریدی ہے۔[2]

"دو خریدار ہوں" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۶/۳)

---

(۱) لو أعطى أحد ماله للدلال و قال بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال۔ وليس للدلال سوى الأجرة۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱/۲۴۴) رقم المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني في الإجارة، ط: الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: مكتبه فاروقيه)

انظر أيضا الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲) عن عقبة بن عامر أو سمرة بن جندب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل باع بيعا من رجلين فهو للأول منهما۔۔۔۔۔ عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا باع المجيزان فهو للأول (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) أبواب التجارات، باب إذا باع المجيزان فهو للأول، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۱/۲۱۱) أبواب النكاح، باب ما جاء في الوليين يزوجان، ط: قديمي

سنن النسائي: (۲/۲۳۲) كتاب البيوع، الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ط: قديمي

قوله: (إذا باع المجيزان) بجيم ومثناة تحتية وزاي معجمة، قال في النهاية: المجيز الولي والقيم

پہلے زمانہ کے مسلمان تاجر

علامہ کتانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

پہلے زمانہ کے مسلمان اس وقت تک خرید وفروخت کے پیشہ کو اختیار نہیں کرتے تھے جب تک کہ اس کے احکامات اور آداب سے واقف نہ ہو جاتے تھے اور وہ طریقے اور وسائل معلوم نہ کر لیتے جن سے وہ سود سے بچ سکیں سابقہ زمانہ میں جب تاجر لوگ تجارت کے لئے سفر کرتے تھے تو ایک عالم فقیہ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے، اور ضرورت کے وقت اس سے رجوع کرتے تھے۔ (۱)

پھینک کر سودا کرنا

''منابذہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۱/۶)

پیپسی

پیپسی، کوکا کولا، اور مرنڈا وغیرہ میں اپنی ذات کے اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے اور آمدنی بھی حرام نہیں ہے البتہ ان کمپنیوں کی آمدنی سے اسلام اور مسلمانوں کے دشمن مالی اعتبار سے مضبوط ہوتے ہیں اس لئے ایسی کمپنیوں سے خرید وفروخت کا معاملہ نہ کرنا بہتر ہے۔ (۲)

= بأمر اليتيم والصغير المأذون له في التجارة قوله (فهو للأول) المشتري الأول (حاشية السندي على سنن ابن ماجه: (۱۷/۲) ابواب التجارات، باب إذا باع المجيزان فهو للأول، ط: دار الجيل، بيروت۔

(۱) كانوا أول الإسلام لايتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه وآدابه وما ينجي من الربا... وكان التجار في القديم إذا سافروا استصحبوا معهم فقيهاً يرجعون إليه في أمورهم۔ (نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الإدارية: (۱۶/۲، ۱۸) القسم التاسع، باب كون الناس أول الإسلام لايتعاطون البيع والشراء حتى تعلموا أحكامه... الخ، ط: دار الأرقم۔

(۲) كل ذلك مكروه ولا يفسد به البيع: لأن الفساد في معنى خارج زائد لا في صلب العقد ولا في =

پھیری لگانے والے

۳۲۴ ☆......پھیری لگانے والے کی ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ پھیری لگانے والے متعلقہ ادارے سے سامان خریدتے نہیں بلکہ متعلقہ ادارے سے سامان لے کر اس کو متعین اجرت کے بدلے فروخت کرتے ہیں اور جو سامان فروخت نہیں ہوتا پھیری والے اسے متعلقہ ادارے کو واپس کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ اجرت روپیوں میں متعین ہوتی ہے مثلاً ایک چیز بیچنے پر پچاس روپے پھیری والے کو بطور اجرت ملیں گے یا پورے دن کی مثلاً سو روپے اجرت ملے گی یہ دونوں صورتیں درست ہیں۔

اور بعض دفعہ اجرت فی صد کے حساب سے متعین ہوتی ہے جیسے یوں طے کیا جاتا ہے کہ جتنے روپے کی بیع ہوگی اس کا دو فی صد پھیری والے کے ہوں گے یہ درست نہیں کیوں کہ اجرت مجہول ہے۔[1]

=شرائط الصحة (الهداية: (۳/ ۷۰) كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ط: رحمانيه)

☐ من شک في انائه أو ثوبه أو بدنه اصابته نجاسة أولا، فهو طاهر مالم يستيقن... و كذا مايتخذه اهل الشرک والجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والا طعمة والثياب (شامي: (۱/ ۱۵۱) كتاب الطهارة، قبيل مطلب في أبحاث الغسل، ط: سعيد)

☐ القاعدة الثالثة: اليقين لايزول بالشک (الاشباه والنظائر: (۶۰) القاعدة الثالثة: اليقين لايزول بالشک، ط: قديمي)

☐ الأجر يطيب وان كان السبب حراما (شامي: (۶/ ۳۵) اول باب الاجارة الفاسدة، ط: سعيد)

(۱) تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع... يفسدها) كجهالة مأجور أو أجر أو مدة۔

وفي الرد: قوله: أو مدة) إلا فيما استثنى، قال في البزازية: إجارة السمسار والمنادى والحمامي و الصكاك ومالايقدر فيه الوقت ولا العمل تجوز لما كان للناس به حاجة ويطيب الأجر المأخوذ لو قدر أجر المثل وذكر أصلا يستخرج منه كثير من المسائل فراجعه في نوع المتفرقات والأجرة على المعاصي۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۴۷) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

☐ الفتاوى البزازية على هامش الهنديه: (۵/ ۴۰) كتاب الإجارات، نوع في المتفرقات وفيه الإجارة على المعاصي، ط: رشيديه۔=

☆......پھیری لگانے والے کی ایک صورت یہ ہے کہ پھیری والے متعلقہ ادارے سے سامان خریدتے ہیں اور پھر اپنا نفع رکھ کر اسے آگے بیچ دیتے ہیں اور جو سامان نہ بکے وہ متعلقہ ادارے کو واپس کر دیتے ہیں، یہ صورت خرید وفروخت کا عام معاملہ ہے لہٰذا خرید وفروخت کی عمومی شرائط وضوابط کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ معاملہ کیا جائے تو جائز ہے۔ (۱) البتہ پھیری والوں کا بچے ہوئے سامان کو متعلقہ ادارے کو واپس کرنا وعدہ کی وجہ سے ہونا چاہیے شرط کی وجہ سے نہ ہو، ورنہ بیع کے ساتھ شرط ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہوگی۔ (۲)

= ▢ يشترط أن تكون الأجرة معلومة) سواء كانت من المثليات أو من القيميات أو كانت منفعة اخرى؛ لأن جهالتها تفضي أيضا إلى المنازعة فيفسد العقد ـ (شرح المجلّة لسليم رستم باز : (۱/ ۲۰۲) الكتاب الثاني في الإجارة، الفصل الثالث: في شروط صحة الإجارة، ط: دار الكتب العلمية)

▢ وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لايجيزون هذا؛ لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة ، وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة ـ (إعلاء السنن : (۱٦/۲۰۷) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن)

▢ احسن الفتاویٰ: (۷/ ۲۷۳، ۲۷۴) کتاب الاجارۃ، عنوان: ''دلالی کی اجرت معین کرنا ضروری ہے''، ط: سعید۔

(۱) هو مبادلة المال بالمال بالتراضي . . . ويلزم بإيجاب و قبول . . . وفي حاشية الشلبي : وحكمه ثبوت الملک للمشتري في المبيع وللبائع في الثمن إذا كان باتا ـ (تبيين الحقائق مع حاشية الزيلعي: (۲/۴) كتاب البيوع، ط: إمداديه ملتان)

▢ بدائع الصنائع: (۵/ ۲۳۳) كتاب البيوع، أما حكم البيع، ط: سعيد۔

▢ وأما حكمه ، فثبوت الملک في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا ـ (الفتاوى الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الفصل الخامس في تعريف البيع، ط: رشيديه)

▢ الشامية: (۴/۵۰٦) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) والبيع بشرط الإقالة الصحيحة باطل، فشرط الإقالة الفاسدة أولى ـ (حاشية الشلبي على التبيين: (۴/۱۵) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: إمداديه ملتان)

▢ الهداية: (۳/۳۱) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رحمانيه۔

▢ لو شرط الإقالة الصحيحة وهي التي لم تعلق بالشرط قال: بعتک على أن أقيلک وتقبلها، أو قال: اشتريت منک على أن تقيلني لايصح؛ لأنه شرط لايقتضيه العقد ـ (فتح القدير : (۵/ ۵۰۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه)

پیاز زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

''آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیسوں کے ڈھیر

اگر کسی نے پیسوں کا ڈھیر سامنے بچھونے یا ٹیبل پر رکھ دیا اور دکان دار سے یہ کہا کہ پیسوں کے اس ڈھیر کے عوض فلاں چیز دے دیں اور دکان دار نے وہ چیز دے دی تو بیع (خرید وفروخت) صحیح ہوجائے گی اگرچہ دکان دار کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس ڈھیر میں کتنے پیسے ہیں تب بھی بیع درست ہے، غرض کہ جب اپنی آنکھ سے دیکھ لے کہ اتنے پیسے ہیں تو ایسے وقت اس کی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے اور اگر دکان دار نے آنکھ سے نہیں دیکھا تو ایسے وقت میں مقدار بتانا ضروری ہے جیسے یوں کہا کہ سو روپے میں ہم نے یہ چیز لی اور اگر خریدی گئی چیز کے پیسے نہ دیکھنے کی صورت میں اس کی مقدار مقرر اور طے نہیں کی تو بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۱)

---

(۱) وأمّا جهالة الثمن فمانعة أيضًا كما إذا باع شيئًا بقيمته أو بحكم المشتري... المشار إليه بيعًا كان أو ثمنًا لايحتاج إلى معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعتک هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم الّتي في يدک وهي مرئية له فقبل جاز ولزم؛ لأنّ الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لايضرّ إذ لا يمنع من التسليم والتسلم۔ (البحر الرائق: (۲۷۴/۵، ۲۷۵) ط: كتاب البيوع، ط: سعيد)

☐ فتح القدير: (۲۳۰/۶) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ تسمية الثمن حين البيع لازمة فلو باع بدون تسمية ثمن كان البيع فاسدًا، ... يلزم أن يكون الثمن معلومًا) فلو جهل فسد البيع، إذا كان الثمن حاضرًا فالعلم به يحصل بمشاهدته والإشارة إليه) ولايحتاج إذ ذاک إلى معرفة قدره ووصفه فلو قال: اشتريت منک هذه الفرس بهذه الدراهم الّتي في يدی فقبل البائع حال كونه مشاهدًا تلک الدراهم صح البيع ولزم۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۹۸/۱، ۹۹) المادة: ۲۳۷، ۲۳۸، الكتاب الأوّل في البيوع، الفصل الثالث: في بيان المسائل المتعلّقة بالثمن، ط: دار الكتب العلمية)

پیسے جب آئیں گے تب دام لے لینا

''فلانی چیز ہم کو دے دو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۸/۵)

پیسے متعین نہیں ہوتے

کسی کے ہاتھ میں پانچ سو کا ایک نوٹ ہے اس نے دکان دار سے کہا کہ اس پانچ سو روپے والے نوٹ کے عوض یہ چیز ہم نے آپ سے لی تو خریدار کو اختیار ہے چاہے وہی پانچ سو روپے والا نوٹ دے دے، چاہے اس کے بدلے کوئی اور نوٹ دے دے، لیکن اگر چاندی یا سونے کا سکہ ہے تو دوسرا کھوٹا نہ ہو بلکہ پہلے جیسا ہو۔ (۱)

پیشگی اجرت دینا

''اجرت پیشگی دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۶/۱)

پیشگی رقم جمع کر کے اخبار ورسائل خریدنا

''ماہانہ رسالوں کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۹/۶)

پیشگی رقم دے کر تھوڑا تھوڑا سامان لینا

''استجرار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۱)

---

(۱) ولو تبايعا عينا بفلوس بأعيانها بأن قال: بعت منك هذا الثوب أو هذه الحنطة بهذه الفلوس جاز ولا يتعين، وإن عين بالإشارة إليها حتى كان للمشتري أن يمسكها، ويرد مثلها ـ (بدائع الصنائع: ۲۳۶/۵) كتاب البيوع، فصل في حكم المبيع، ط: سعيد)

المحيط البرهاني: (۳۰۵/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع من ذلك في بيع الدين وبيع الأثمان، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى الهندية: (۱۰۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز... الخ، ط: رشيدية.

پیشگی رقم دے کر کمپنی سے مصنوعات خریدنا

"کمپنی کو پیشگی رقم دے کر مصنوعات خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیشگی رقم دینا چیز خریدنے کے لیے

گاڑی کے شوروم والے اور ڈیلر گاڑیوں کا کاروبار کرتے ہوئے کبھی پہلے گاہک سے رقم وصول کر لیتے ہیں بعد میں نئی گاڑی کمپنی سے لے کر گاہک کو حوالہ کرتے ہیں، اگر گاہک کو پسند آجاتی ہے تو گاڑی خرید لیتا ہے ورنہ رقم واپس لے لیتا ہے اور بیع ختم ہوجاتی ہے یہ جائز ہے؛ کیوں کہ بیع (خریدنے) کی نیت سے پیشگی رقم دینا بیع (خریدنے) نہیں بلکہ بیع کا وعدہ ہے، جب کہ (اس صورت میں) حقیقی بیع، مبیع (گاڑی) وصول کرنے کے بعد ہوتی ہے اور یہ بیع تعاطی [1] کی بنا پر منعقد ہوجاتی ہے اور مشتری (خریدار) کو خیار رؤیت [2] کا حق حاصل ہوگا۔ [3]

واضح رہے کہ بکنگ کے ذریعے جتنی چیزیں خریدی جاتی ہیں سب کا حکم یہی ہے۔

مزید تفصیل "استجرار" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۱)

---

(۱) بیع تعاطی کا مفہوم سمجھنے کے لیے بیع تعاطی عنوان دیکھیں۔

(۲) خیار رؤیت کا مفہوم سمجھنے کے لیے خیار رؤیت عنوان دیکھیں۔

(۳) ولو أعطاه الدراهم وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة امناء ولم يقل في الابتداء اشتريت منك يجوز وهذا حلال وان كان نيته وقت الشراء لانه بمجرد النية لاينعقد وانما ينعقد البيع الآن بالتعاطي والآن المبيع معلوم وينعقد البيع صحيحاً۔ (شامي: (۵۱۶/۴) كتاب البيوع مطلب البيع بالتعاطي، ط:سعيد)

☐ ويصح البيع بالتعاطي ...... وصورته: أن يتفق على الثمن ثم ياخذ المشترى المتاع ويذهب برضا صاحبه من غير ان يدفع الثمن او ان يدفع المشترى الثمن للبائع ويذهب بدون قبض المبيع فان البيع لازم على الصحيح۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۵/۱) [المادة:۱۷۵] الكتاب الأول: في البيوع، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط:دار الكتب العلمية)

☐ شرح المجلة لخالد الاتاسي: (۳۶/۲) [المادة:۱۷۵] ط:رشيديه۔

☐ مزید تخریج "استجرار" عنوان کے تحت حاشیے میں دیکھیں۔

پیشہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

''حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیشہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۲/۳)

پیشہ، حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

''حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیشہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۵/۳)

پیکٹ میں مال کم ڈالنا

''اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۳/۱)

پیک شدہ اشیاء خریدنا

☆......آج کل بازاروں اور دکانوں میں بہت سی اشیاء مثلاً چینی، دال، چائے پتی، وغیرہ کلو دو کلو وغیرہ کی پیکنگ میں بکتی ہیں، گاہک کو دیتے وقت دکان دار دوبارہ تولتا نہیں اور خریدار بھی اسی طرح خرید کر لے آتا ہے، حالانکہ فقہاء کرام کی تصریحات کے مطابق گاہک کے سامنے بھی تول کر دینا چاہیے تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی چیز مخصوص وزن یا مخصوص شمار یا مخصوص ناپ کی شرط پر خریدی جائے تو اس وقت خریدار کے لیے بھی تصرف اور استعمال کرنے سے پہلے وزن کرنا یا ناپ یا شمار کرنا ضروری ہوتا ہے، وزن وغیرہ کرنے سے پہلے اس چیز کو استعمال کرنا یا آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوتا، البتہ اگر بیچنے والا خریدار کے سامنے چیز کا وزن وغیرہ کر دے تو یہ کافی ہوتا ہے اس کے بعد خریدار کے لیے دوبارہ وزن وغیرہ کرنا ضروری نہیں ہوتا اور اس وزن کرنے کا مقصد خریدار کے حق کو فروخت

کرنے والے کے حق سے ممتاز اور علیحدہ کرنا ہے تاکہ خریدار کے پاس مقررہ مقدار سے زیادہ چیز نہ آئے کیوں کہ اضافہ فروخت کرنے والے کی ملکیت ہے جس کا استعمال خریدار کے لیے حرام ہے، نیز خریدار کو بھی اس کا پورا حق مل جائے اور اس میں کمی نہ ہو کیوں کہ جو کمی بائع (بیچنے والے) کے پاس رہ جائے گی تو بائع کے ذمہ خریدار کا حق رہ جائے گا اور اس کی ادئیگی اس کے ذمہ باقی رہے گی، لہٰذا چیز کا وزن ہوتے وقت جب بائع اور خریدار دونوں اس کو دیکھ لیں گے تو کمی وبیشی دور کردی جائے گی اور دونوں اپنی اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہوجائیں گے۔

☆...... اور اگر چیزوں کے وزن وغیرہ کی قید کے بغیر اشارہ کرکے خریدا جائے تو پھر خریدار کے لیے اس کا وزن وغیرہ کرنا ضروری نہیں ہوتا، وزن کے بغیر اس کو استعمال کرنا جائز ہوتا ہے، کیوں کہ اس صورت میں جو کچھ بائع کی طرف سے دیا جاتا ہے وہ سب خریدار کی ملکیت ہوتا ہے۔

☆...... خلاصہ یہ کہ ایسی چیزوں کو خریدتے وقت وزن کی شرط کہہ کر نہ خریدیں بلکہ اشارہ سے خریدیں یا بڑا ڈبہ یا چھوٹا ڈبہ یا درمیانی ڈبہ کہیں یا بڑا پیکٹ، درمیانہ پیکٹ اور چھوٹا پیکٹ کہیں یا اشارہ سے یہ کہیں: یہ دے دیں، تو ان صورتوں میں بیع صحیح ہوجائے گی اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا۔[1]

---

(۱) قوله: ولو اشترى مكيلا كيلاً حرم بيعه وأكله حتى يكيله) أي حتى يعيد كيله، لنهيه صلى الله عليه وسلم عن بيع الطعام حتى يجري فيه صاعان صاع البائع وصاع المشتري، ولأنه يحتمل أن يزيد على المشروط، وذلك للبائع، والتصرف في مال الغير حرام، فيجب التحرز عنه، قيد بقوله كيلاً أي بشرط الكيل؛ لأنه لو اشتراه مجازفة لايحرم البيع والأكل قبل الكيل؛ لأن الكل له... وإنما يحتاج إلى كيل البائع إذا كان البائع اشتراه مكايلة، وظاهر كلام المصنف يدل على أن كيل البائع لايكفي عن كيل المشتري وهو محمول على ما إذا كاله البائع قبل البيع مطلقًا أو بعده في غيبة المشتري أما إذا كاله في حضرته فإنه يغني عن كيله وهو الصحيح؛ لأن المبيع صار معلومًا بكيل واحد وتحقق معنى التسليم... ومثله الموزون والمعدوم۔ (البحر الرائق: (۱۱۷/۶، ۱۱۸) كتاب البيوع، فصل: في بيان التصرف في المبيع والثمن... الخ، ط: سعيد)=

پیکنگ

(۳۳۱) بسا اوقات تھوک فروش صنعتی ادارے سے کھلا سامان بڑی مقدار میں خرید لیتے ہیں، پھر اس کی پیکنگ کر کے آگے فروخت کرتے ہیں، تھوک فروش کا یہ عمل جائز ہے[1] بشرطیکہ اس میں کسی قسم کا جھوٹ، دھوکا یا ملاوٹ وغیرہ نہ ہو۔[2]

= اشترى مكيلا بشرط الكيل حرم... بيعه وأكله حتى يكيله... ومثله الموزون والمعدود) بشرط الوزن والعدد لاحتمال الزيادة وهو للبائع بخلافه مجازفة، لأن الكل للمشتري... (وكفى كيله من البائع بحضرته) أي المشتري (بعد البيع) لا قبله أصلاً أو بعده بغيبته. (قوله: بخلافه مجازفة) محترز قوله بشرط الكيل، وقوله بشرط الوزن والعدد، أي لو اشترى مجازفة له أن يتصرف فيه قبل الكيل والوزن؛ لأن المشار إليه له: أي الأصل والزيادة أي الزيادة ما كان يظنه. (الدر مع الرد: (۱۵۰/۵، ۱۵۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تصرف البائع في المبيع قبل القبض، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۷۵/٦) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) قال الله تعالى: [أحل الله البيع وحرم البيع]۔ (سورة البقرة: ۲۷۵)

عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: قيل: يا رسول الله! أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

بلوغ المرام من أدلة الأحكام: (ص: ۱۷۷) كتاب البيوع، باب شروطه وما نهى عنه، ط: قديمي۔

عن أنس بن مالك رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم باع حلسا وقدحا... الحديث۔ (جامع الترمذي: (۲۳۱/۱) أبواب البيوع، في بيع من يزيد، ط: سعيد)

إنما العمل الصالح هو الذي له منفعة ومصلحة للامة وللمجتمع فالكاسب والكاد على عياله الذي يذهب إلى السوق ويحترف التجارة ويحصل على المال الحلال فإنه يعمل عملاً صالحا، فكسب المال إذا كان الهدف منه إشباع العيال وخدمة المجتمع، فهو عمل صالح ويؤجر المرء عليه لما يقدم خدمة للمجتمع وللآخرين۔ (الحضارة الإسلامية بين أصالة الماضي وآمال المستقبل لعلي بن نايف الشحود: (۵/۳) الإيمان والبواعث الحضارية)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله!، قال: ألا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير للمناوي: (۵۹۲۲/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔=

پیکنگ غیر ملکی ہے

"ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکا کے ساتھ بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

پیکنگ میں خراب چیز نیچے اور صحیح اوپر رکھنا

"ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (/)

پیکنگ میں ملاوٹ کرنا

"پھلوں کی پیکنگ میں ملاوٹ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۸/۲)

پیمانہ میں پیمائش کر کے گندم کو آٹے سے بدلنا

پیمانہ میں پیمائش کر کے گندم کو آٹے سے بدلنا کسی بھی طرح درست نہیں ہے چاہے پیمانہ کی پیمائش میں دونوں جانب برابر ہوں یا ایک جانب کم یا ایک جانب زیادہ بہرحال ناجائز ہوگا کیوں کہ پیمانہ میں آٹے کو دبا کر بھرنے سے زیادہ آجاتا ہے البتہ اگر گندم دے کر گندم کا آٹا نہیں لیا بلکہ چنے وغیرہ کسی اور چیز کا آٹا لیا تو جائز ہوگا مگر ہاتھ در ہاتھ لین دین ہونا لازم ہوگا۔ (۱)

= وأما بيان نفس العيب فواجب؛ لأنّ الغش حرام۔ (الشامية: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

(۱) لابيع البر بالدقيق أو بالسويق) أي لايجوز بيع الحنطة بأحدهما متفاضلاً ولا متساويا؛ لأنّه جنس من وجه، وإن خص باسم آخر، فيحرم لشبهة الربا، والمعيار فيهما الكيل وهو غير مسوّ لهما۔ (البحر الرائق: (۱۳۴/۶، ۱۳۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

لايجوز بيع البر بدقيق أو سويق... مطلقًا) ولو متساويًا لعدم المسوي، فيحرم لشبهة الربا۔ وفي الرد: قوله: بدقيق أو سويق) أي دقيق البر أو سويقه بخلاف دقيق الشعير، أو سويقه فإنه يجوز لاختلاف الجنس أفاده في الفتح۔ (الدر مع الرد: (۱۸۴/۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)=

اورا گر وزن کر کے ایک کلو گندم کو ایک کلو آٹے سے بدلیں تو جائز ہے۔ (١)

☆ ”تول کر بکنے والی چیز دونوں طرف ایک طرح کی نہ ہو“ عنوان کے تحت تفصیل بھی ملاحظہ کریں۔

= فتح القدير: (٢٣/٧) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

(وإن وجد أحدهما) أي القدر وحده أو الجنس (حل الفضل و حرم النساء) ولو مع التساوي۔ (قوله: القدر وحده) كالحنطة بالشعير۔ (الدر مع الرد: (١٧٢/٥) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد)

الهداية: (٨٣/٣) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

(١) (ومانص) الشارع (على كونه كيليا) كبر و شعير و تمر و ملح (أو وزنيا) كذهب و فضة (فهو كذلک) لايتغير (أبدًا فلم يصح بيع حنطة بحنطة وزنًا ... ولو مع التساوي)؛ لأنّ النص أقوى من العرف فلايترک الأقوى بالأدنى... وعن الثاني اعتبار العرف مطلقًا ورجحه الكمال۔

وفي الرد: وملخصه: أنّ النص معلول بالعرف فيكون المعتبر هو العرف في أي زمان كان ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف فافهم۔ (الدر مع الرد: (١٧٦/٥، ١٧٧) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في أنّ النص أقوى من العرف، ط: سعيد)

وعلى قول أبي يوسف رحمه الله تعالى: أفتى كثير من متأخري الحنفية، وقال ابن عابدين رحمه الله تعالى: ولا يخفى أنّ هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف، وقال رحمه الله تعالى: في نشر العرف: وعلى هذا، فلو تعارف الناس بيع الدراهم بالدراهم أو استقراضها بالعدد، كما في زماننا، لايكون مخالفًا للنص، فالله تعالى يجزي الإمام أبا يوسف عن أهل هذا الزمان خير الجزاء فلقد سد عنهم بابًا عظيمًا من الربا۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٦٧٣/٢، ٦٧٥) المبحث السابع: تقسيم البيع من حيث نوعية البدلين، التقسيم الثالث، الباب الثاني في الربا في البيوع، تاثير العرف في الكيل والوزن، ط: مكتبة معارف القرآن)

رسائل ابن عابدين: (١١٨/٢، ١١٩) الرسالة: نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف، ط: سهيل اكيڈمی لاهور۔

تابوت (Coffin)

تابوت عام حالات میں مسلمان میت کے لیے استعمال کرنا مکروہ اور نامناسب ہے البتہ زمین نرم ہونے کی صورت میں یا کسی اور وجہ سے ضرورت کے وقت استعمال کرنا جائز اور درست ہے اس لیے اس کی تجارت جائز اور درست ہے، اور یہ جس طرح مسلمانوں کے لیے بیچنا جائز ہے اسی طرح غیر مسلموں کے لیے بھی فروخت کرنے کی گنجائش ہے کیوں کہ کفار فروعی احکامات کے مکلف نہیں ہیں۔[1]

---

(۱) وکان الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل یقول: لابأس به فی دیارنا لرخاوة الارض وکان یجوز استعمال رفوف الخشب واتخاذ التابوت للمیت حتی قالوا: لو اتخذوا تابوتا من حدید لم أربه بأسا فی هذه الدیار۔ (المبسوط للسرخسی: (۶۲/۲) باب غسل المیت، ط: دار المعرفة)

بدائع الصنائع: (۳۱۸/۱) فصل فی الدفن، ط: سعید۔

واذا کانت الارض رخوة فلابأس بالشق واتخاذ التابوت من حجر او حدید یفرش فیه التراب۔ (تبیین الحقائق: (۲۳۵/۱) باب الجنائز، ط: امدادیہ ملتان)

ولابأس باتخاذ التابوت ولو من حجر او حدید له عند الحاجة کرخاوة الارض۔ وفی الشامیة: قال فی الحلیة عن الغایة: ویکون التابوت من رأس المال اذا کانت الارض رخوة او ندیة مع کون التابوت فی غیرها مکروها فی قول العلماء قاطبة... (قوله: له) ای للمیت کما فی البحر او للرجل ومفهومه انه لاباس به للمرأة مطلقا وبه صرح فی شرح المنیة فقال: وفی المحیط: واستحسن مشایخنا اتخاذ التابوت للنساء یعنی ولو لم تکن الارض رخوة فانه اقرب الی الستر والتحرز عن مسها عند الوضع فی القبر۔ (الدر مع الرد: (۲۳۴/۲) مطلب فی دفن المیت، ط: سعید)

والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی بیع دودة القز، ط: سعید)

ولا بأس ببیع العصیر ممن یعلم أنه یتخذه خمرا) یعنی لابأس ببیعه من المجوس وأهل الذمة؛ لأن المعصیة لاتقام بعین العصیر بل بعد تغیره۔ (الجوهرة النیرة: (۳۸۸/۲) کتاب الحظر والإباحة، ط: حقانیه)

الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے

مسلمان جس شعبہ سے تعلق رکھے اس کے مسائل کو سیکھنا فرض ہے تاجر پر (۳۳۵)
تجارت، وکیل پر وکالت، ڈاکٹر پر ڈاکٹری، سیاست دان پر سیاست صاحب نصاب پر زکوۃ اور حج اور امام کے لئے امامت کے مسائل سیکھنا فرض ہے، اس لئے تاجر پر بھی اسلام کی بنیادی چیزیں سیکھنے کے بعد تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے، جب تک تجارت کے ضروری مسائل سے واقف نہیں ہوگا حرام حلال کے درمیان امتیاز کرنا اور حرام سے بچنا ممکن نہیں ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تجارت کے مسائل سیکھ کر تجارت کرتے تھے۔ اس لئے وہ تجارت میں کامیاب ہوئے تھے۔ نقصان نہیں اٹھاتے تھے۔

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ مشہور تاجر صحابی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات کوئی خریدار مجھ سے ایسی چیز خریدنا چاہتا جو میرے پاس نہیں ہوتی، میں بازار سے خرید کر اسے دے دیتا میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جو چیز تمہارے پاس نہ ہو اس کو فروخت مت کرو۔ (۱)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے شہر میں صرف وہ آدمی تجارت کر سکتا ہے جسے دین کی سمجھ اور مسائل کا بصیرت کے ساتھ علم ہو۔ (۲)

---

(۱) عن حکیم بن حزام قال نهاني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابيع ماليس عندي، (ترمذي: (۱/ ۲۳۳) ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ط: سعيد).

وفي رواية له ولابي داؤد والنسائي قال: قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم: يأتيني الرجل فيريد مني البيع وليس عندي، فأبتاع له من السوق قال: لا تبع ماليس عندك. (مشكاة المصابيح: (۱/ ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط قديمي.

(۲) عن مالک بن انس عن العلاء... قال قال عمر بن الخطاب: لا يبع في سوقنا الا من تفقه في الدين. (ترمذي: (۱/ ۲۲۲) قبيل ابواب الجمعة، ط: سعيد) =

علامہ کتانی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں نگران مقرر فرمائے تھے جو اس بات کی نگرانی کرتے تھے کہ مسائل سے ناواقف شخص تجارت نہ کرے۔ (۱)

مزید ”عمر رضی اللہ عنہ بازار کا چکر لگاتے تھے“ عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

تاجر تھے حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ

”حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۳/۳)

تاجر صادق

”سچا تاجر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۴)

”تاجر کا نام“

کاروباری حضرات کے لئے ”تاجر“ کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ورنہ پہلے تاجروں کو ”سماسرہ“ یعنی بروکرز کہا جاتا تھا۔ تفصیل کے لئے ”سمسار“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۷/۴)

تاجر کی اچھی صفات

تاجروں کی اچھی صفات کے بارے میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کمائیوں میں سب سے

= کنز العمال: (۱۲۵/٤) رقم الحدیث: ۹۸٦٤، کتاب البیوع من قسم الأفعال، باب في الکسب، ط: مؤسسة الرسالة.

(۱) وبعث عمر من یقیم من الأسواق من لیس بفقیه. (التراتیب الإداریة: (۱۷/۲) القسم التاسع، باب کون الناس کانوا أول الإسلام لا یتعاطون البیع والشراء حتی یتعلموا أحکامه. الخ، ط: دار القلم.

پاکیزہ کمائی ان تاجروں کی ہے جو بات کرتے ہیں تو جھوٹ نہیں بولتے، اور جب ان کے پاس امانت رکھی جاتی ہے تو خیانت نہیں کرتے، اور جب وعدہ کرتے ہیں تو اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے، اور جب مال خریدتے ہیں تو بلا وجہ مال کی مذمت نہیں کرتے، اور جب مال بیچتے ہیں تو بے جا مال کی تعریف نہیں کرتے، اور جب ان پر قرض ہو تو ادا کرنے میں ٹال مٹول نہیں کرتے اور اگر ان کا کسی پر قرض ہو تو ان پر تنگی نہیں کرتے۔(۱)

تاجر کے لئے شرط

''تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۲)

تاجر کے لئے ہدایات

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو تاجر یہ چاہتا ہے کہ اس کی کمائی پاکیزہ، حلال اور برکت والی ہو، اسے پانچ چیزوں کا خیال رکھنا چاہئے۔ اور وہ پانچ چیزیں یہ ہیں:

① کمائی کی خاطر اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کسی فرض کو وقت سے مؤخر

---

(۱) عن معاذ بن جبل قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان أطيب الكسب كسب التجار الذين اذا حدثوا لم يكذبوا، واذا ائتمنوا لم يخونوا، واذا وعدوا لم يخلفوا، واذا اشتروا لم يذموا، واذا باعوا لم يمدحوا، واذا كان عليهم لم يمطلوا، واذا كان لهم لم يعسروا. رواه الاصبهاني والبيهقي، (الترغيب والترهيب: (۳۵۳/۲) رقم الحديث: ۲۷۷۱، كتاب البيوع وغيرها، ترغيب التجار في الصدق. الخ) ط: دار الكتب العلمية).

الآداب للبيهقي: (ص: ۳۱۸) باب مايكره من التجارة، ط: مؤسسة الكتب الثقافية.

كنز العمال: (۳۰/٤) رقم الحديث: ۹۳٤۰، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول، الفصل الثالث في أنواع الكسب، ط: مؤسسة الرسالة.

نہ کرے اور اس میں نقص اور کمی بھی پیدا نہ کرے۔

② کمانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی کو تکلیف نہ دے۔

③ تجارت اور کاروبار کا مقصد اپنے اور اہل وعیال کے لئے حلال روزی حاصل کرنا ہو۔ تاکہ کسی سے مانگنے کی نوبت نہ آئے، مال زیادہ کرنا اور خزانہ بھرنا مقصد نہ ہو۔

④ کمانے میں اپنی طاقت سے زیادہ مشقت نہ اٹھائے۔

⑤ یہ عقیدہ رکھے کہ رزق صرف اللہ تعالیٰ دیتا ہے، تجارت وکاروبار کو رزق دینے والا نہ سمجھے بلکہ اسے صرف ظاہری اسباب سمجھے۔(۱)

تاجر لوگ سفر میں عام فقیہ کو ساتھ رکھتے تھے

''پہلے زمانہ کے مسلمان تاجر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۳/۲)

تاجر میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں

فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ بعض حکماء نے فرمایا کہ اگر تاجر میں تین خصلتیں نہ ہوں تو وہ دنیا اور آخرت میں فقیر اور محتاج رہے گا۔

① ایسی زبان جو تین کاموں سے بچتی ہو: جھوٹ سے، لغو سے اور فضول بات پر قسم اٹھانے سے۔

② ایسا دل جو تین چیزوں سے صاف اور خالی ہو: دھوکہ دینے سے، خیانت

---

(۱) قال الفقیہ رحمہ اللہ: من اراد ان یکون کسبہ طیباً، فعلیہ ان یحفظ خمسة اشیاء، اولھا: ان لایؤخر شیئاً من فرائض اللہ تعالیٰ لأجل الکسب ولا یدخل النقص فیھا. الثاني: لایؤذي احداً من خلق اللہ تعالیٰ لأجل الکسب. الثالث: ان یقصد بکسبہ استعفافا لنفسہ ولعیالہ ولا یقصد بہ الجمع والکثرة. والرابع: ان لا یجھد نفسہ في الکسب جداً والخامس: ان لایری رزقہ من الکسب، ویری الرزق من اللہ تعالیٰ، والکسب سبباً. (تنبیہ الغافلین: (ص:۳۳۸) ۹۲. باب آفة الکسب والحذر عن الحرام، ط: مکتبہ رشیدیة)

کرنے سے، اور حسد کرنے سے۔

③ ایسا نفس جو تین چیزوں کی پابندی کرتا ہو: جمعہ اور پانچ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنے کی، بعض اوقات طلبِ علم کی، اور اللہ کی رضا کو غیر پر ترجیح دینے کی۔ (۱)

تاجروں کی مہارت

اللہ تعالیٰ نے بڑے تاجر کو تجارت میں مہارت اور ہنرمندی اس لیے سکھائی کہ وہ اس سے انسانیت کی خدمت کرے، چناں چہ اسلامی معاشرے کے مسلمان تاجر اور تابعین تبع تابعین کے دور کے تاجروں کی مثالیں ملتی ہیں کہ وہ ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کے بجائے ایک دوسرے کا تعاون کرتے تھے ورنہ مقابلہ کی صورت میں تاجروں کی توانائیاں غیر اخلاقی اور ناجائز کاموں میں صرف ہوجاتی ہیں اپنے کام کی ترقی کرنے میں خرچ نہیں ہوتیں۔

مثلا ایک بازار میں ایک ہی طرح کے کاروبار کے سو تاجر ہیں تو ننانوے تاجر آپ کو نقصان دینے میں لگے ہوں اور آپ اس نقصان سے بچنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ ان کو بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کر رہے ہوں تو اس طرح تاجروں کی کتنی توانائیاں ضائع ہوں گی لیکن اسلامی تعلیمات کے مطابق تجارت کرنے سے ننانوے کے ننانوے تاجر آپ کے ساتھ تعاون کرنے میں لگے ہوں گے اور آپ ان کے ساتھ تعاون کرنے میں لگے ہوں گے، اس وجہ سے صحابہ کرام، تابعین اور تبع

(۱) قال بعض الحكماء: اذا لم يكن في التاجر ثلاث خصال افتقر في الدارين جميعا، أولها: لسان نقي من ثلاث: من الكذب واللغو والحلف، والثاني: قلب صاف من ثلاث: من الغش والخيانة والحسد، والثالث: نفس محافظة لثلاث: الجمعة والجماعات، وطلب العلم في بعض الساعات وإيثار مرضاة الله تعالى عن غيره. (تنبيه الغافلين: (ص: ۳۴۷) ۶۲. باب آفة الكسب والحذر عن الحرام، ط: مكتبة رشيديه)

تابعین کی تجارت کو دیکھ کر کافر بھی مسلمان ہوجاتے تھے۔ (۱)

(۱) قال بعضهم: التاجر الصدوق أفضل عند الله من المتعبد وقد كان السلف يحتاطون في مثل ذلك حتى روى عن بعض الغزاة في سبيل الله أنه قال: حملت على فرسي لأقتل علجا فقصر بي فرسي فرجعت ثم دنا مني العلج فحملت ثانية فقصر بي فرسي فرجعت ثم حملت الثالثة فنفر مني فرسي وكنت لا أعتاد ذلك منه فرجعت حزينا، وجلست منكس الرأس منكسر القلب لما فاتني من العلج وما ظهر لي من خلق الفرس فوضعت رأسي على عمود الفسطاط وفرسي قائم فرأيت في النوم كأن الفرس يخاطبني ويقول لي: بالله عليك أردت أن تأخذ على العلج ثلاث مرات وأنت بالأمس اشتريت لي علفا ودفعت في ثمنه درهما زائفا لا يكون هذا أبدا۔ قال: فانتبهت فزعا فذهبت إلى العلاف وأبدلت ذلك الدرهم فهذا مثال ما يعم ضرره وليقس عليه أمثاله۔ القسم الثاني: ما يخص ضرره المعامل فكل ما يستضر به المعامل فهو ظلم وإنما العدل لا يضر بأخيه المسلم، والضابط الكلي فيه أن لا يحب لأخيه إلا ما يحب لنفسه، فكل ما لو عومل به شق عليه وثقل على قلبه فينبغي أن لا يعامل غيره به بل ينبغي أن يستوي عنده درهمه ودرهم غيره۔ قال بعضهم: من باع أخاه شيئا بدرهم وليس يصلح له لو اشتراه لنفسه إلا بخمسة دوانق فإنه قد ترك النصح المأمور به في المعاملة ولم يحب لأخيه ما يحب لنفسه، هذه جملته، فأما تفصيله ففي أربعة أمور أن لا يثني على السلعة بما ليس فيها وأن لا يكتم من عيوبها وخفايا صفاتها شيئا أصلا وأن لا يكتم في وزنها ومقدارها شيئا وأن لا يكتم من سعرها ما لو عرفه لامتنع عنه، أما الأول فهو ترك الثناء فإن وصفه للسلعة إن كان بما ليس فيها فهو كذب فإن قبل المشتري ذلك فهو تلبيس وظلم مع كونه كذبا وإن لم يقبل فهو كذب وإسقاط مروءة إذ الكذب الذي لا يروج قد لا يقدح في ظاهر المروءة۔ (إحياء علوم الدين: (۲/ ۷۳) كتاب آداب المعاش، الباب الثالث في بيان العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

☜ دخل الإسلام معظم أنحاء آسيا وأفريقيا عن طريق التجار المسلمين العزل من أي سلاح سوى العقيدة الراسخة الذين جذبوا أنظار السكان الأصليين بالأمانة والصدق ومكارم الأخلاق ونجحوا في دعوتهم إلى الإسلام بالقدرة الحسنة۔ (الحضارة الإسلامية بين أصالة الماضي وآمال المستقبل: (۱۱/ ۳۵۹) الشاملة)

☜ إذن فكل مسلم يمثل وحدة إيمانية مستقلة، وواجب كل مسلم أن يعرف أن الإسلام قد انتشر بالأسوة الحسنة، وأنه كمؤمن بالله وبدين الله، قد اصطفاه الله ليطبق السلوك الإيماني، فقد مكن الله للإسلام في الأرض بالسلوك والقدوة۔ إن كل مسلم عليه واجب ألا يترك في سلوكه ثغرة ينفذ منها خصوم الإسلام، ذلك أن اختلال توازن سلوك المسلم بالنسبة لمنهج الله هو ثغرة ينفذ منها خصوم الإسلام، ولذلك فالمفكرون في الأديان الأخرى حينما يدهشون إلى الإسلام، ويقتنعون به، إنما يقتنعون بالإسلام؛ لأنه منهج حق۔ إنهم يمحصونه بالعقل، ويهتدون إليه بالفطرة الإيمانية۔ أما الذين يريدون الطعن في الإسلام فهم ينظرون إلى سلوك بعض المسلمين، فيجدون فيه من الثغرات ما يتهمون به الإسلام۔ إن المفكرين المنصفين يفرقون دائما بين العقيدة ومتبع العقيدة، ولذلك =

تاجروں کو نصیحت

تاجروں کو چاہئے کہ وہ ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈریں، ہر معاملے اور (٣٤١)
معاہدات میں اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا خیال رکھیں، اپنی بیع وشراء (خرید وفروخت) میں سچائی، اور دیانتداری کا بھرپور خیال رکھیں، اور جھوٹ، خیانت اور شریعت کے خلاف ہر قسم کے معاملات اور تجارتی معاہدوں سے اجتناب کریں، اور اپنے ساتھ معاملات کرنے والے افراد کے بارے میں بھی اللہ سے ڈریں، اور جو اِن سے ادھار سودا کرنے کے محتاج ہیں ان کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے نرمی اختیار کریں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید وفروخت، ادائیگی، وصولی اور تقاضا کرتے

=فأغلب المفكرين الّذين يتبعون هذا التجاه، يلجأون إلى الإسلام ويؤمنون به۔ ولكن الّذين يذهبون إلى الإسلام من جهة اتباعه، فإن صادفوا تابعًا للإسلام ملتزمًا دعاهم ذلک إلى أن يؤمنوا بالإسلام، ولذلک كانت الجمهرة الكثيرة الوفيرة في البلاد الإسلامية المعاصرة في بلاد لم يدخلها فتح إسلامي، وإنّما دخلتها الأسوة الحسنة الإسلامية في أفراد تابعين ملتزمين، فراق النّاس ما عليه هؤلاء المسلمون من حياء ورعة، ومن تصرفات مستقلّة جميلة، ومن أسلوب تعامل سمح أمين، نزيه نظيف كل ذلک لفت جمهرة النّاس إلى الإسلام، وجعلهم يتساءلون: ما الّذي جعلكم على هذا السلوک الطيب؟ قالوا: لأنّنا مسلمون۔ وتساءل النّاس في تلک المجتمعات: وما معنى الإسلام؟ وبدأ المسلمون يشرحون لهم الإسلام۔ إذن فالّذين لفت إلى الإسلام هو السلوک المنهجي الملتزم، ولذلک فالحق سبحانه وتعالى حين يعرض منهج الدعوة الناجحة يقول: {ومن أحسن قولاً ممّن دعا إلى الله وعمل صالحًا وقال إنّني من المسلمين} [فصلت: ٣٣] والدعوة إلى الله تكون باللسان والعمل الصالح، ليدلّ المؤمن على أن ما يدعو إليه غيره قد وجده مفيدًا فالتزمه هو، فالعمل الصالح هو شهادة للدعوة باللّسان، ولا يكتفي المؤمن بذلک، إنّما يعلن ويقول: "إنّني من المسلمين" يقول ذلک لمن؟ يقوله لمن يرونه على السلوک السمح الرضي الطيب۔ إنّها لفتة من ذاته إلى دينه۔

إنّ هذا يفسر لنا كيف انتشر الإسلام بوساطة جماعة من التجار الّذين كانوا يذهبون إلى كثير من البلاد، وتعاملوا النّاس بأدب الإسلام، وبوقار الإسلام، وبورع الإسلام فصار سلوكهم الملتزم لافتًا، وعندما يسألهم القوم عن السر في سلوكهم الملتزم، ويقول الإنسان منهم: أنا لم أجيء بذلک من عندي ولكن من اتباعي لدين الله الإسلام۔ (تفسير الشعراوي: (٣/١٣٩٧، ١٣٩٨) آل عمران: ٥٣، ط: مطبع أخبار اليوم)

وقت رواداری سے کام لینے کی ترغیب دی ہے۔(۱)

تاجروں کی گاڑیوں سے کوئی چیز گر جائے

۳۴۲

تجارت کے سامان لے جانے والے تاجروں کی گاڑیوں سے راستے میں کبھی کوئی سامان گر جاتا ہے، مثلاً برتنوں کا کارٹن، یا پھلوں کا کریٹ یا اس طرح کی کوئی چیز گر جاتی ہے، تو اگر انسان کو ایسی کوئی چیز ملے تو یہ لقطہ شمار ہوگی کیونکہ یہ مالک سے گم ہونے والا مال ہے اور یہ لقطہ ہوتا ہے، اگر اٹھانے والا یہ سمجھتا ہے کہ وہ اس کا اعلان کرنے پر قدرت رکھتا ہے تو اسے اٹھالے اور اعلان کرے، اور اگر وہ خراب ہونے والی چیز ہے تو اسے بیچ دے اور اس کی قیمت اپنے پاس محفوظ رکھے۔ اگر اس کے بعد اس کا مالک آجائے تو وہ قیمت اس کو دے دے، اور اگر اٹھانے والے کو اپنی ذات پر اعتماد نہ ہو کہ وہ اعلان کر سکے گا تو وہ اس چیز کو اٹھائے نہیں بلکہ اس جگہ پر چھوڑ دے۔(۲)

---

(۱) عن أبي رافع قال: استسلف رسول الله صلى الله عليه وسلم بكراً، فجائته إبل من الصدقة فأمرني أن أقضي الرجل بكرة، فقلت: لم أجد في الإبل إلا جملاً خياراً رباعياً، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "أعطه إياه فإن خيار الناس أحسنهم قضاءً". (سنن ابي داؤد: (۱۳۰/۲) كتاب البيوع، باب في حسن القضاء، ط: رحمانيه)

☐الترغيب والترهيب: (۴۴۷/۲) رقم الحديث: ۲۷۲۶، كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

☐جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۵، ۲۴۶) أبواب البيوع، باب ماجاء في استقراض البعير أو الشيء من الحيوان، ط: سعيد)

(۲) (ندب رفعها لصاحبها) إن أمن على نفسه تعريفها وإلا فالترك أولى. وفي الرد: وله إمساكها لصاحبها. وفي الخلاصة: له بيعها ايضاً وإمساك ثمنها. (الدر المختار مع الرد: (۲۷۶/۴، ۲۷۹) كتاب اللقطة، ط: سعيد)

☐وأما مالا يبقى فإنه يعرف إلى أن يخاف فساده... وفي القهستاني عن النظم لو كانت مما لا يبقى باعها بأمر القاضي، ثم حفظ ثمنها انتهى... فإن جاء ربها بعده... يأخذها منه إن كانت باقية. (الدر المنتقى مع مجمع الأنهر: (۵۲۶/۲، ۵۲۷) كتاب اللقطة، ط: دار الكتب العلمية)۔

☐مجمع الأنهر: (۵۲۶/۲) كتاب اللقطة، ط: دار الكتب العلمية.

☐الفتاوى الهندية: (۲۹۰/۲) كتاب القطة، ؛ رشيديه)

تاجروں کے مراتب

ایک حکیم اور دانا فرماتے ہیں کہ تاجروں کے کئی مراتب ہیں:

❶ جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ بھی دیتے ہیں اور تجارت بھی رزق دیتی ہے تو وہ شرک ہے۔

❷ جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق دینے والا اللہ ہی ہے مگر اسے یہ پتہ نہیں کہ اللہ اسے رزق دیں گے بھی یا نہیں اس طرح شک کرتا ہے تو وہ شک کرنے والا منافق ہے۔

❸ جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ ہی دیتے ہیں، مگر وہ حقوق اللہ کی ادائیگی نہیں کرتا اور اللہ کی نافرمانی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے۔

❹ جو یہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ ہی دیتے ہیں، اور تجارت محض سبب ہے، اور وہ تجارت اور کمانے کی خاطر اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا، بلکہ اس کا حق ادا کرتا ہے تو وہ خالص مومن ہے۔ (۱)

تاجروں پر ٹیکس لگانا

"کسٹم ڈیوٹیز" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۸/۵)

تاخیر کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا

"قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۸/۵)

---

(۱) وقال الحكم: الناس في الكسب على خمس مراتب:
منهم من يرى الرزق من الله تعالى ومن الكسب فهو مشرك.
ومنهم من يرى الرزق من الله تعالى ولا يدري أيعطيه أم لا فهو منافق شاك.
ومنهم من يرى الرزق من الله تعالى ولا يؤدي حقه ويعصي الله تعالى فهو فاسق.
ومنهم من يرى الرزق من الله تعالى ويرى الكسب سببا وأخرج حقه ولا يعصي الله تعالى لأجل الكسب فهو مؤمن مخلص. تنبيه الغافلين: (ص: ٣٦٨) ٦٢، باب آفة الكسب والحذر عن الحرام ط: مكتبه رشيدية.

تازہ اور پرانی چیز ملا کر فروخت کرنا

۴۴۴ اگر تازہ اور پرانی چیز ملا کر فروخت کرنے کی صورت میں خریدار کو دھوکا نہیں ہوتا ہے یا خریدار کو خود چھانٹی کر کے لینے کی اجازت ہوتی ہے تو ان صورتوں میں تازہ اور پرانی چیز کو ملا کر فروخت کرنا جائز ہے۔

اور اگر تازہ اور پرانی چیز کو ملا کر فروخت کرنے کی صورت میں خریدار کو دھوکا ہوتا ہو یا چھانٹی کر کے لینے کی اجازت نہیں ہوتی تو ان صورتوں میں دھوکا دینے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، ایسی صورت میں تازہ اور پرانی چیز کو الگ الگ کر کے فروخت کرے یا گاہک پر یہ بات واضح کردے کہ تازہ اور پرانی چیز ملی ہوئی ہے تاکہ گاہک پر عیب ظاہر ہو جائے، لینا چاہے تو لے لے ورنہ چھوڑ دے۔ (۱)

---

(۱) عن حكيم بن حزام رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فإن صدقا وبينا بورك ... الحديث۔ قال النووي: أي بين كل واحد لصاحبه مايحتاج إلى بيانه من عيب ونحوه في السلعة والثمن وصدقه في ذلك۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: قديمى)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، فإن صدقا، أي في صفة المبيع والثمن ومايتعلق بهما، وبينا، أي عيب الثمن والمبيع "بورك" أي أكثر النفع "لهما في بيعهما" أي شرائهما، والمراد في عقدهما وإن كتما وكذبا، محقت بركة بيعهما۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۶/۶) كتاب البيوع، باب الخيار، الفصل الأول، ط: رشيديه)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ماهذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير: (۵۹۲۳/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

وأما بيان نفس العيب فواجب) لأن الغش حرام۔ (الشامية: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

عن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم أخو المسلم ولايحل لمسلم باع من أخيه بيعا فيه عيب، إلا بينه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمى)

تاش

"تاش" ایک لغو کھیل ہے، اس میں مشغول ہونے سے قیمتی وقت ضائع (۳۴۵)
ہوجاتا ہے اور اللہ کی یاد سے انسان غافل ہوجاتا ہے اور ہار جیت کی صورت میں مالی جرمانے کا معاملہ کرنے کی وجہ سے "جوے" کا ذریعہ بنتا ہے، اس لیے یہ کھیل کھیلنا ناجائز ہے اور اس کی تجارت بھی ناجائز اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۱)

تاش کی خرید وفروخت

تاش کسی جائز کام میں استعمال نہیں ہوتا اور جوے کے ساتھ بھی حرام ہے اور جوے کے بغیر بھی وقت کو ضائع کرنا ہے اور عام طور پر ایسے لوگ تاش کھیلتے ہیں جو دین ومذہب سے عاری اور دور ہوتے ہیں اس لیے اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اور منافع حلال نہیں اور اس کا استعمال بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) کل لهو المسلم حرام الا الثلاثة ملاعبته اهله وتاديبه لفرسه ومناضلته بقوسه۔ (شامي: (۳۹۵/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ وكره تحريمًا اللعب بالنرد، وكذا الشطرنج۔ وفي الرد: وإنما كره؛ لأنّ من اشتغل به ذهب عناه الدنيوي وجاءه العناء الأخروي فهو حرام وكبيرة عندنا۔ (الدر مع الرد: (۳۹۴/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ مجمع الأنهر: (۲۲۲/۴) كتاب الكراهية، فصل في المتفرقات، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ تكملة فتح الملهم: (۴۳۵/۴) قبيل كتاب الرؤيا، ط: دار العلوم كراچي۔

☐ لإذاثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها، وصيغها لما فيه من الإعانة على مالايجوز وكل ماأدى إلى مالايجوز لايجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳٦۰/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في اللبس، ط: سعيد)

☐ انظر أيضًا الحاشية الآتية۔

(۲) قال في البدائع: ومنها أن تكون المنافع مباحة الاستيفاء فإن كانت محظورة الاستيفاء لم تجز الإجارة۔ وقال في الملتقى بعد ذكر كسر آلة اللهو۔ ويصح بيع هذه الأشياء، وقالا لايضمن ولايجوز بيعها وعليه الفتاوى اهـ۔ قال في الكافي: لهما أن هذه الأشياء أعدت للمعصية فبطل تقومها كالخمر والفتوى على قولهما لكثرة الفساد فيما بين الناس۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۳۵۴/۲) =

تالاب کا پانی اور مچھلی

☆......زمین دار کی عام کھلی زمین میں جو تالاب ہوتا ہے اس کا پانی اور مچھلیاں زمین دار کی مملوک نہیں ہیں، ایسے تالاب سے لوگوں کو پانی لینے اور مچھلیاں پکڑنے سے روکنا درست نہیں ہے۔(۱) ۳۴۶

=مسائل و فوائد شتی من الحظر والإباحة، ط:رشیدیه)

البحر الرائق: (۱۳۳/۸) كتاب الغصب، قبيل: كتاب الشفعة، ط:سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۱۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط:رشيديه۔

وما كان الغالب عليه الحرام لم يجز بيعه ولا هبته۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۶/۳) كتاب البيوع، ط:رشيديه)

ما وضع لغرض محظور، ومادته مباحة، فلا يستعمل في مباح إلاّ بتكلّف، أو إحداث تغيير فيه. وذكر فيه الفقهاء آلات الملاهي المحظورة، ويقصدون بها آلات الموسيقي الممنوعة في المذاهب الأربعة۔ فالمختار من مذهب الحنابلة أنها غير متقوّمة شرعًا، فلايصح بيعها۔ ومعناه أن بيعها باطل لاينعقد عندهم مثل الخنزير وهو قول في مذهب المالكية... أمّا الحنفية والشافعية: فبيع هذه الآلات صحيح منعقد عندهم؛ لأنّه يمكن استعمالها في مباح، ولو بعد تغييرها، ولكن يكره البيع في حالتها الموجودة۔ قال الكاساني رحمه الله تعالى:

"ويجوز بيع آلات الملاهي من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلك عند أبي حنيفة لكنه يكره۔ وعند أبي يوسف و محمد لاينعقد بيع هذه الأشياء؛ لأنّها آلات معدة للتلهي بها موضوعة للفسق والفساد، فلاتكون أموالاً، فلايجوز بيعها۔ ولأبي حنيفة رحمه الله أنّه يمكن الانتفاع بها شرعًا من جهة أخرى بأن تجعل ظروفًا لأشياء، ونحو ذلك من المصالح، فلاتخرج عن كونها أموالاً اهـ

والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريميه، لما قال ابن الهمام في أوّل شرحه لـ"فصل فيما يكره" من الهداية:

"لما كان دون الفاسد، أخّرعنه۔ وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي، بل في عدم فساد العقد، وإلاّ فهذه الكراهات كلّها تحريمية لانعلم خلافًا في الإثم اهـ۔" ومقتضاه أن لايطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۶/۱۔۳۱۸) الشرط الثاني: كون المبيع متقوّمًا، القسم الأوّل: ماوضع لمحظور، ط:مكتبة معارف القرآن)

(۱) قال الأتقاني ونقل الفقيه أبو الليث عن الرقيات مسائل نحو هذا قال: قال محمد: لو أنّ رجلاً اتّخذ حظيرة في أرضه فدخل الماء واجتمع فيه السمك فقد ملك السمك وليس لأحد أن يأخذه، =

ہاں پانی تالاب میں سے کسی برتن وغیرہ میں لینے کے بعد اور مچھلیاں پکڑ لینے کے بعد زمین دار کی ملک ہوجاتی ہیں پھر اس کے بعد ان کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔

☆......اور اگر تالاب کے چاروں طرف باڑ یا جالی وغیرہ لگا کر محفوظ کرلیا ہے تو اس صورت میں دوسرے لوگوں کے لیے زمین دار کی اجازت کے بغیر پانی لینے اور مچھلیاں پکڑنے کی اجازت نہیں ہوگی۔

☆......جن ممالک میں پانی کی فراوانی ہے اور وہاں بجلی کا انتظام نہیں ہے تو وہاں کے لوگ ہر گھر کے احاطے کے اندر ایک ایک تالاب بنالیتے ہیں تاکہ پانی کی ضرورت پورے سال اس سے پوری ہوجائے ایسے تالاب کا پانی دوسرے آدمی کے لیے اجازت کے بغیر لینا اور مچھلیاں پکڑنا جائز نہیں ہوگا لیکن ایسے تالابوں کا پانی بھی برتن وغیرہ میں لینے سے پہلے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہوگا اسی طرح مچھلیوں کو پکڑنے سے پہلے ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

=ولو اتخذه لحاجة أخرى، فمن أخذ السمك فهو له۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۱۳۰/۴) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: مكتبه امداديه ملتان)

البناية في شرح الهداية: (۲۲۳/۱۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مكتبه حقانيه پشاور۔

شامي: (۶۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱) (ولا يجوز بيع السمك في الماء) بيع السمك في البحر أو النهر لا يجوز، فإن كانت له حظيرة لدخلها السمك فإما أن يكون أعدها لذلك أو لا، فإن كان أعدها لذلك فما دخلها ملكه وليس لأحد أن يأخذه، ثم إن كان يؤخذ بغير حيلة اصطياد جاز بيعه؛ لأنه مملوك مقدور التسليم مثل السمكة في حب، وإن لم يكن يؤخذ إلا بحيلة لا يجوز بيعه لعدم القدرة على التسليم عقيب البيع، وإن لم يكن أعدها لذلك لا يملك ما يدخل فيها فلا يجوز بيعه لعدم الملك إلا أن يسد الحظيرة إذا دخل فحينئذ يملكه۔

(فتح القدير: (۳۷۴/۶، ۳۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الشامية: (۶۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(و) فسد (بيع سمك لم يصد) لو بالعرض والا فباطل لعدم الملك قوله: (وفسد بيع سمك لم يصد لو بالعرض... الخ) ظاهره ان الفاسد بيع السمك وانه يملك بالقبض، وفيه: ان بيع ما ليس في=

تالاب میں مچھلی فروخت کرنا

واضح رہے کہ کسی چیز کو فروخت کرنا جائز ہونے کے لیے دو باتیں ضروری ہیں:

اول یہ کہ جو چیز بیچی جارہی ہو وہ بیچنے والے کی ملکیت ہو۔

دوسرے یہ کہ اس کی حوالگی اور سپردگی ممکن ہو، اگر وہ فی الحال اس کے حوالے کرنے پر قادر نہ ہو تو بیع درست نہیں ہوگی مثلاً بھاگے ہوئے جانور یا کسی گم شدہ چیز کو

=ملکہ باطل کما تقدم؛ لانہ بیع المعدوم، والمعدوم لیس بمال... الخ (الدر مع الرد: (۶۰/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

قال: ولا یجوز بیع السمک قبل أن یصطاد لانہ باع مالا یملکہ، ولا فی حظیرۃ اذا کان لا یوخذ الا بصید لانہ غیر مقدور التسلیم ومعناہ: إذا أخذہ ثم ألقاہ فیھا، لو کان یوخذ من غیر حیلۃ جاز۔ (الھدایۃ: (۵۱/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: شرکۃ علمیۃ ملتان)

ومنھا فی المبیع وھو ان یکون موجودا فلاینعقد بیع المعدوم ومالہ خطر العدم ... وان یکون مملوکا فی نفسہ وان یکون ملک البائع فی مایبیعہ۔ (ھندیہ: (۳/۳، ۲) کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

وفي الدر المختار: (والمراعي) أي الكلأ (وإجارتها) أمّا بطلان بيعها فلعدم الملک لحديث: "الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار"۔

وفي الرد: وقال الرملي: إنّ صاحب البئر لايملک الماء... وهٰذا مادام في البئر أمّا إذا أخرجه منها بالاحتيال كما في السواني فلا شک في ملكه له لحيازته له في الكيزان ثم صبه في البرک بعد حيازته تأمل، ثم حرر الفرق بين ما في البئر وما في الحباب والصهاريج الموضوعة في البيوت لجمع ماء الشتاء بأنّها أعدّت لإحراز الماء فيملک ما فيها، فلو آجر الدار لايباح للمستأجر ماؤها إلاّ بإباحة المؤجر اھ ملخصا۔ (الدر مع الرد: (۶۶/۵، ۶۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: صاحب البئر لايملک الماء، ط: سعيد)

كل من يحرز شيئا مباحا يملكه مستقلاً۔ مثلاً لو أخذ أحد من نهر ماء بوعاء كالجرة والبرميل فبإحرازه وحفظه في ذلک الوعاء صار ملكه فليس لغيره صلاحية الانتفاع به۔ وإذا أخذه آخر بدون إذنه واستهلكه يكون ضامنا۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۳۶/۱) المادة: ۱۲۴۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الرابع في شركة الإباحة، الفصل الثاني في كيفية استملاک الأشياء المباحة، ط: دار الكتب العلمية)

فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ بائع بروقت حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔

لہٰذا اگر مچھلی بائع کی ملک میں داخل ہے اور وہ آسانی کے ساتھ حوالہ کرنے پر قادر ہے تو اس کی خرید وفروخت درست ہوگی اور اگر وہ مچھلی کو حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی خرید وفروخت کا معاملہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔

آسانی کے ساتھ مچھلی کو حوالہ کرنے کی دو صورتیں ہیں:

ایک یہ کہ شکار کے بعد وہ کسی برتن میں محفوظ کرلے جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے۔ یا مچھلی کو کسی ایسے چھوٹے گڑھے میں رکھے جس سے نکالنا آسان اور سہل ہو۔ (۱)

تالاب میں مچھلی فروخت کرنے کی جائز صورت

موجودہ دور میں بعض علاقوں میں مچھلی پکڑے بغیر تالاب یا پروجیکٹ وغیرہ

---

(۱) (یلزم أن یکون المبیع مقدور التسلیم) فبیع غیر مقدور التسلیم باطل... یلزم أن یکون المبیع مالاً متقوما... وکذا یشترط في المبیع أن یکون مملوکا فلایصح بیع الکلأ قبل إحرازه وإن نبت في ملک البائع۔ (شرح المجلّة لسلیم رستم باز: (۷۸/۱) المادۃ: ۱۹۸، ۱۹۹، الکتاب الأوّل في البیوع، الفصل الأوّل في شروط المبیع وأوصافه، ط: دار الکتب العلمیة)

(ولایجوز بیع السمک في الماء) بیع السمک في البحر أو النهر لایجوز، فإن کانت له حظیرة تدخلها السمک فإما أن یکون أعدها لذلک أو لا، فإن کان أعدها لذلک فما دخلها ملکه ولیس لأحد أن یأخذه، ثم إن کان یؤخذ بغیر حیلة اصطیاد جاز بیعه؛ لأنه مملوک مقدور التسلیم مثل السمکة في حب، وإن لم یکن یؤخذ إلا بحیلة لایجوز بیعه لعدم القدرة علی التسلیم عقیب البیع، وإن لم یکن أعدها لذلک لایملک مایدخل فیها فلایجوز بیعه لعدم الملک إلا أن یسد الحظیرة إذا دخل فحینئذ یملکه۔ (فتح القدیر: (۳۷۴/۶، ۳۷۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

ومنها فی المبیع وهو ان یکون موجودا فلاینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم ... وان یکون معلوکا فی نفسه وان یکون ملک البائع فی مایبیعه۔ (هندیه: (۲/۳، ۳) کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ط: رشیدیه کوئٹه)

(و) فسد (بیع سمک لم یصد) لو بالعرض والافباطل لعدم الملک قوله: (وفسد بیع سمک لم یصد لو بالعرض... الخ) ظاهره ان الفاسد بیع السمک وانه یملک بالقبض، وفیه: ان بیع مالیس فی ملکه باطل کماتقدم؛ لانه بیع المعدوم، والمعدوم لیس بمال... الخ (الدر مع الرد: (۶۰/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

میں رہتے ہوئے فروخت کرنے کا رواج ہے اور لوگ اس میں بہت مبتلا ہیں اس کے جواز کی ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ تالاب اور پروجیکٹ وغیرہ کو پانی سمیت کسی متعین مدت کے لیے اجارہ پر دے دے تو یہ جائز ہے یعنی مچھلیوں سے قطع نظر کرکے اگر کوئی شخص صرف اپنا مملوک تالاب وغیرہ کسی شخص کو کسی معینہ مدت کے لیے اجارہ پر دے دے پھر اجارہ پر لینے والے کو اس تالاب سے ہر قسم کا فائدہ اٹھانے کا اختیار ہو اور وہ اس سے ہر طرح کا فائدہ اٹھائے اور اپنی مرضی سے اس تالاب وغیرہ سے مچھلی بھی پکڑے تو اس کی گنجائش ہے۔

واضح رہے کہ صرف مچھلی پکڑنے کے لیے تالاب وغیرہ کو اجارہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

تالے کے ساتھ چابی داخل ہے

تالا فروخت کرنے کی صورت میں چابی بھی بیع (بیچنے) میں داخل ہوجائے گی اور خریدار اس کا مالک ہوجائے گا اور چابی کی قیمت الگ لینے کا حق نہیں ہوگا اور

---

(۱) ولایجوز إجارة ماء فی نهر او قناة...... والفتوى على الجواز لعموم البلوى ولو استأجر أرضامن الماء تجوز تبعا كذا في التهذيب... والحيلة في جوازها ان استأجر موضعا من الارض ليضرب به فسطاطا او ليجعله حظيرة لغنمه فتصح الاجارة ويبيح صاحب المرعى له الانتفاع بالمرعى كذا في المحيط۔ (هندیه: (۴/۴۴۱، ۴۴۲) كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر في تجديد الإجارة بعد صحتها... الخ، ط: رشيديه)

وجاز اجارة القناة والنهر مع الماء به يفتى لعموم البلوى، مضمرات۔

وفي الشامية تحته: وذكر هنا الاجارة اذا وقعت على العين لاتصح فلاتجوز استيجار الآجام والانهار والحياض لصيد السمک... والحيلة في الكل ان يستاجر موضعا معلوما لعطن الماشية ويبيح الماء والمرعى۔ (الدر مع الرد: (۶/۶۳) كتاب الإجارة، باب إجارة الفاسدة، مطلب: إذا وقعت على العين لاتصح والحيلة فيه، ط: سعيد)

المحيط البرهاني: (۱۱/۳۵۶) كتاب الإجارة، الفصل الخامس فيما يجوز من الإجارات ومالايجوز، نوع آخر في المتفرقات، ط: إدارة القرآن۔

تالا بیچنے والے کو چابی اپنے پاس رکھنے کا حق نہیں ہوگا۔(۱)

تاوان دلال پر ہے یا نہیں؟

"کمیشن ایجنٹ پر تاوان" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۵/۵)

تاوان کمیشن ایجنٹ پر ہے یا نہیں؟

"کمیشن ایجنٹ پر تاوان" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۵/۵)

تاوان لینا

☆......رنگریز، دھوبی، درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اس کے پاس امانت ہے، اگر حفاظت کے باوجود چوری ہوجائے یا کسی اور قدرتی آفت سے ضائع ہوجائے تو ان سے تاوان لینا درست نہیں ہے، البتہ اگر اس کی غفلت اور سستی سے کپڑے پھٹ گئے یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھادیا اور وہ خراب ہوگیا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے، اسی طرح جو کپڑا بدل دیا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر کپڑا گم ہوگیا اور وہ کہتا ہے کہ: معلوم نہیں کہ وہ

(۱) توابع المبیع المتصلة المستقرة تدخل في البیع تبعا بدون ذکر، مثلاً إذا بیعت دار دخل في البیع الأقفال المسمرة۔ (شرح المجلّة لسلیم رستم باز: (۹۲/۱) المادة: ۲۳۲، الکتاب الأوّل في البیوع، الفصل الرابع في بیان مایدخل في البیع بدون ذکر صریح ومالایدخل، ط: دار الکتب العلمیة)

▭ والمفتاح یدخل في بیع الغلق من غیر تسمیة؛ لأنّه بمنزلة بعض منه إذ لاینتفع به بدونه۔ (الهدایة: (۹۲/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

▭ الجوهرة النیرة: (۲۳۲/۱) کتاب البیوع، ط: حقانیه۔

▭ وفي النهر: کل مایدخل تبعا لایقابله شيء من الثمن۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۵۲/۴) کتاب البیوع، مطلب: کل مادخل تبعا لایقابله شيء من الثمن، ط: سعید)

▭ البحر الرائق: (۲۹٦/۵) کتاب البیوع، فصل: یدخل البناء ولا مفاتیح في بیع الدار، ط: سعید۔

▭ منحة الخالق علی البحر: (۲۹٦/۵) کتاب البیوع، فصل: یدخل البناء والمفاتیح في بیع الدار، ط: سعید۔

کہاں گیا اور کیا ہوا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے اور اگر وہ کہے کہ: میرے یہاں چوری ہوگئی اس میں چلا گیا تو تاوان لینا درست نہیں ہے۔ (۱)

☆......اور جو پیشہ ور نہیں بلکہ خاص آپ ہی کے کام کے لیے مخصوص ہے مثلاً نوکر چاکر، ملازم، مزدور وغیرہ جس کو آپ نے ایک دن یا دو دن چار دن ایک ہفتہ یا ایک ماہ وغیرہ خاص مدت کے لیے رکھا ہے اس کے ہاتھ جو کچھ نقصان ہوگا اس کا تاوان لینا جائز نہیں ہے البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کر دے تو تاوان لینا درست ہے۔ (۲)

---

(۱) والمتاع في يده غير مضمون بالهلاک يعني لايضمن ماذكر يعني لايضمن ماذكره، سواء هلک بسبب يمكن الاحتراز عنه كالسرقة أو بما لايمكن كالحريق الغالب والغارة المكابرة۔ (البحر الرائق: (۳۷/۸) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۵۴۴/۳) كتاب الإجارة، ط: دار الكتب العلمية۔

والأجير المشترک من يعمل لغير واحد، والمتاع في يده غير مضمون بالهلاک وماتلف بعمله كتخريق الثوب من دقه وزلق الحمال وانقطاع الحبل الذي يشد به الحمل وغرق السفينة من مدها مضمون۔ (تبيين الحقائق: (۱۳۵/۵) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: إمداديه ملتان)

الشامية: (۶۶/۶) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد۔

(۲) الأجير الخاص أمين حتى أنه لايضمن المال الذي تلف في يده بغير صنعه، ولذا لايضمن المال الذي تلف بعمله بلاتعد أيضاً۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۷۱۷/۲) المادة: ۶۱۰، الكتاب الثاني: في الإجارات، الباب الثامن، الفصل الثالث: في ضمان الأجير، ط: رشيديه)

(ولايضمن ماهلک في يده أو بعمله) كتخريق الثوب من دقه إلاّ إذا تعمد الفساد فيضمن كالمودع۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۶/۷۰، ۷۱) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

والأجير الخاص هو الذي يستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وإن لم يعمل... (ولايضمن الأجير الخاص (ماتلف في يده) بأن يسرق منه أو غاب أو غصب (أو بعمله)؛ لأنّ العين أمانة في يده بالاتفاق... كانكسار القدوم أو تخرق الثوب عند العمل إذا لم يتعمد الفساد۔ (مجمع الأنهر: (۵۴۴/۳، ۵۴۸) كتاب الإجارة، ط: دار الكتب العلمية)

ولايضمن ماتلف في يده بأن سرق منه أو غاب (ولا ماتلف من عمله) بأن انكسر القدوم في عمله أو تخرق الثوب من دقه إذا لم يتعمد الفساد، فإن تعمد ذلک ضمن كالمودع إذا تعدى۔ (العناية مع فتح القدير: (۱۲۹/۹) كتاب الإجارة، ط: دار الفكر)

☆...... درزی سے کہا کہ اس ناپ کا کرتہ سی دو اس نے چھوٹا سی دیا اگر بہت معمولی فرق ہے جو برداشت کیا جاسکتا ہے تب تو کچھ حرج نہیں لیکن اگر زیادہ ہو تو درزی پر تاوان آئے گا۔ (۱)

تاوان لینا آرڈر کینسل کرنے پر

"آرڈر کینسل کرنے پر تاوان وصول کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۵۸)

تبادلہ میں حرام مال حاصل ہوا

"حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۱۹۳)

تباہی ہے مال کی محبت

"مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۶۸)

تبدیل کرنا کاروبار

"کاروبار تبدیل کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۲۵۹)

تبدیل نہیں ہوگا

"خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲۲۷)

---

(۱) فروع: قال للخياط: اقطع طوله وعرضه وكمه كذا فجاء ناقصا، إن قدر أصبع ونحوه عفو، وإن كثر ضمنه۔ وفي الرد: لأنه مما يخلّ بالمقصود فيعدّ إتلافًا ط۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۶/۳۲) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة ومايكون خلافًا فيه، قبيل: مطلب: خوفوه من اللصوص ولم يرجع، ط: سعيد)

☐ طحطاوي على الدر: (۳/۲۱) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة ومالايجوز، ط: المكتبة العربية۔

☐ الهندية: (۳/۴۹۶) كتاب الإجارة، الباب السابع والعشرون في مسائل الضمان... الخ، ط: رشيديه)

تبدیل ہوجائے

(۳۵۴) "سامان تبدیل ہوجائے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۱/۴)

تجارت آزادانہ ہو

اسلام کی نگاہ میں تمام دنیا ایک گھر کی مانند ہے اور تمام انسان ایک گھر کے افراد کی طرح ہیں، اسلام چاہتا ہے کہ تمام دنیا کی پیداوار جو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور برکات پر مشتمل ہے، تمام انسانوں کے لیے مشترک اور عام ہو، البتہ موجودہ حالات میں غیر مسلموں کی سازش کی وجہ سے اسلام کی عالمی برادری کے علم بردار اور اس کو عملی جامہ پہنانے والے ہی اپنے اپنے دائرہ میں سمٹ چکے ہیں اور زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر قناعت کر کے بیٹھ گئے ہیں، جنہیں چمن عالم کا مالی اور نگہبان بنایا گیا تھا وہ صرف اپنے آشیاں کے غم میں مبتلا ہیں ان کے بغیر چاہے چمن برباد ہو یا غیروں کی ملکیت میں چلا جائے انہیں اس کی کوئی فکر نہیں۔

ان حالات میں مسلمانوں پر لازم ہے کی عالم اسلام میں مکمل تجارتی اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کریں، اور دیگر اقوام کے ساتھ مسلمان ممالک یا مسلمان تاجروں کا تجارتی لین دین اور پیداواری منافع جات اور علمی اور فنی کمالات کا تبادلہ برابری کی بنیاد پر ہو۔ (۱)

---

(۱) قال الله تعالى: [إن هذه أمتكم أمة واحدة... الآية] (الأنبياء: ۹۲)
وقال صلى الله عليه وسلم: "المؤمنون كالبنيان يشد بعضه بعضا" ثم اختلف مشائخنا رحمهم الله في
التجارة والزراعة، فقال بعضهم: التجارة أفضل لقوله تعالى: [وآخرون يضربون في الأرض] الآية،
والمراد بالضرب في الأرض التجارة فتقدمه في الذكر على الجهاد الذي هو سنام الدين وسنة المرسلين
ولهذا قال عمر رضي الله عنه: لأن أموت بين شعبتي رحلي أضرب في الأرض أبتغي من فضل الله أحب إلي
من أن أقتل مجاهدا في سبيل الله. وقال عليه السلام: التاجر الأمين مع الكرام البررة يوم القيامة. وأكثر
مشائخنا رحمهم الله على أن الزراعة أفضل من التجارة؛ لأنها أعم نفعا فبعمل الزراعة تحصيل ما يقيم به

تجارت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۷/۲)

تجارت بعض انبیاء کا پیشہ تھا

تجارت اور کاروبار گزر بسر کے لئے روزی کمانے کا بہترین ذریعہ ہے، بعض انبیاء کرام علیہم السلام نے تجارت کے پیشے کو اختیار کیا ہے، انبیاء کرام بازاروں میں جاتے تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ۔ (۱)

ترجمہ: اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تجارت بعض انبیاء کرام کا پیشہ رہا ہے۔ مثلاً حضرت صالح علیہ السلام تاجر تھے، حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے۔ حضرت

= المرء صلبه ويتقوى به على الطاعة وبالتجارة لايحصل ذلك ولكن ينمو المال۔ وقال عليه السلام: خير الناس من هو أنفع للناس ۔ فالاشتغال بما يكون أعم يكون أفضل ۔ (المبسوط للسرخسي: ۲۵۹/۳۰) كتاب الكسب، ط: دار المعرفة)

الموسوعة الفقهية الكويتية: (۲۳۹/۳۴) أنواع الكسب، ط: دار الصفوة۔

وعن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لايظلمه ولا يسلمه۔ ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمي)

عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: (ترى المؤمنين في تراحمهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضوا تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى" ۔ متفق عليه (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمي)

وعن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا۔ (مشكوٰة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمي)

(۱) (سورة الفرقان: آيت: ۲۰)

سلیمان علیہ السلام کھجور کے پتوں کی تجارت کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی نبوت سے پہلے تجارت کرتے تھے۔ (۱)

٣٥٦

تجارت سے گناہ معاف ہوتا ہے

معیشت کی طلب میں جس قدر فکر وغم تجارت اور کاروبار میں ہوتا ہے اتنی فکر ملازمت، زراعت اور صنعت وحرفت میں نہیں ہوتی، اس لئے بہت سارے گناہ ایسے ہیں جو معاش کی طلب اور اس کی فکر اور غم کی وجہ سے معاف ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نماز، روزہ، حج اور عمرہ نہیں ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! پھر اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''طلب معاش کی فکر اور غم''۔ (۲)

---

(۱) وكان آدم حراثاأي: زراعاًونوح نجاراً... وصالح تاجراًوداود زراداًوسليمان كان يعمل الزنبيل في سلطنته ويأكل من ثمنه... وكان موسى وشعيب ومحمد رعاة. (تفسير روح البيان: (٣/١) سورة البقرة:٣٦، ط:دار الكفر بيروت)

وقد ذكر في الاختيار: أن الرسل عليهم السلام كانوا يكتسبون ويأكلون من كسبهم فآدم عليه السلام زرع الحنطة... ونوح النبي عليه السلام كان نجاراً... وداود النبي عليه السلام كان يصنع الدرع، وسليمان النبي عليه السلام كان يصنع المكتل من الخوص، ونبينا محمد عليه السلام رعي الغنم. (مجالس الأبرار: (ص:٥٤١، ٥٤٢) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، وأي أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط:سهيل اكيڈمي)

المبسوط للسرخسي: (٢٤٦/٣٠) كتاب الكسب، ط:دار المعرفة.

(٢) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من الذنوب ذنوباً لاتكفرها الصلاة، ولا الصيام ولا الحج، ولا العمرة، قالوا فمايكفرها يارسول الله؟قال: الهموم في طلب المعيشة (مجمع الزوائد: (٦٣/٢) رقم الحديث: ٦٢٣٩، كتاب البيوع، باب الكسب والتجارة ومحبتها والحث على طلب الرزق، ط:مكتبة القدس، القاهرة)

المعجم الأوسط: (٣٨/١) رقم الحديث:١٠٢، باب الألف من اسمه: أحمد، ط:دار الحرمين.

كنز العمال: (٤٨٢/٦) رقم الحديث:١٦٦٤٠، حرف الزاء، كتاب الزكاة، الباب الثالث، الفصل الأول في فضل الفقر والفقراء، ط:مؤسسة الرسالة.

ایک اور حدیث میں ہے کہ یقیناً لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا جس میں درہم، دینار (یعنی مال و دولت) کے سوا اسے اور کوئی چیز فائدہ نہیں دے گی۔ (۱)

تجارت صنعت سے بہتر ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رزق کے بیس دروازے ہیں، انیس اس میں سے تجارت کے لئے ہیں اور ایک اس میں سے زرگری (سنار کا پیشہ) کے لئے ہے۔ (۲)

تجارت کا اشتہار سینما کے ذریعے

اپنی تجارتی چیز کو مشہور کرنے کے لیے شیطانی گھر سینما میں سلائڈ دینا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ سینما کی مدد ہے اور سینما کی مدد کرنا درست نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) لياتين على الناس زمان لا ينفع فيه الا الدينار والدرهم. (مجمع الزوائد: (٤/ ٦٥) رقم الحديث: ٦٢٦١، كتاب البيوع، باب فيما يتخذ من الدواب، ط: مكتبة القدس، القاهرة)

☐ المعجم الكبير: (٢٠/ ٢٧٩) رقم الحديث: ٦٦٠، حرف الميم، المقدام بن معدي كرب الكندي، حبيب بن عبيد الرحبي عن المقدام، ط: مكتبه ابن تيمية)

☐ المسند الجامع: (١٥/ ٤٤٧) رقم الحديث: ١١٨٨٥، حرف الميم المقدام بن معدى كرب الكندي، ط: دار الجيل بيروت.

(٢) يا معشر قريش لا يغلبنكم الموالي على التجارة، فإن الرزق عشرون باباً تسعة عشر منها للتاجر، وباب واحد منها للصائغ... الديلمي وابن النجار عن ابن عباس. (كنز العمال: (٤/ ٣٣) رقم الحديث: ٩٣٥٨، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الثالث في أنواع الكسب، ط: مؤسسة الرسالة)

☐ جامع الأحاديث للسيوطي: (٩/ ٢٦٥) رقم الحديث: ٢٨٩٦١، حرف الياء ط: دار الفكر.

☐ مسند الفردوس للديلمي: (٥/ ٢٨٧) رقم الحديث: ٨٢٣٥، باب الياء، ط: دار الكتب العلمية بيروت.

(٣) قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ٢)

☐ ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم... الخ۔ (أحكام القرآن للقرطبي: (٣/ ١٨) ط: دار الفكر)=

خاص طور پر دین داروں اور دینی منصب والوں کے لیے یہ زیادہ برا ہے اور بدنامی کی چیز ہے۔(۱)

(قال علی رضی اللہ عنہ: ایاک وما یسبق الی العقول انکارہ وان کان عندک اعتذارہ)

تجارت کا ایک سودی طریقہ

''تجارت کا ایک نیا طریقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۸/۲)

تجارت کا ایک نیا طریقہ

آج کل تجارت کا ایک طریقہ بہت چل رہا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی کمپنی یا پارٹی یا دکان دار کسی تجارتی چیز کی اسکیم چلاتی ہے مثلاً کوئی ہنڈا موٹر سائیکل کی اسکیم چلاتا ہے اس کی قیمت پچاس ہزار روپے ہے ایک ہزار روپے ماہانہ کے تین سو ممبر بنائے جاتے ہیں اور ایک ماہ میں ایک بار قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس ممبر کا نام پہلی دفعہ قرعہ اندازی میں نکل آتا ہے اس کو صرف ایک ہزار روپے میں

= قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۴۳/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، تحت رقم الحديث: ۲۸۰۷، ط: رشيديه)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

(۱) اتقوا مواضع التهمة۔ (كشف الخفاء: (۵۳/۱) رقم الحديث: ۸۸، حرف الهمزة، ط: المكتبة العصرية)

إحياء علوم الدين: (۳۶/۳) كتاب شرح عجائب القلب، بيان معنى النفس والروح والقلب وماهو المراد بهذه الأسامي، ط: دار المعرفة۔

الفوائد المجموعة: (۲۵۱/۱) رقم الحديث: ۹۳، كتاب الأدب والزهد والطب وعيادة المريض، ط: دار الكتب العلمية۔

پچاس ہزار کی چیز مل جاتی ہے، پینتالیس مہینے کی اسکیم ہے اس میں کمپنی یا پارٹی یا دکان دار جو اس اسکیم کو چلاتا ہے اس کا فائدہ تو یہ ہے کہ تین لاکھ روپے ماہانہ جمع ہو جاتے ہیں اور صرف پچاس ہزار کی چیز جاتی ہے اس طرح سے تجارت کے لیے اس کو اڑھائی لاکھ روپے مل جاتے ہیں اور پینتالیس ماہ پورے ہونے کے بعد ہر ممبر کو ہنڈا موٹر سائیکل یا پچاس ہزار روپے واپس مل جائیں گے ممبر کا اس میں فائدہ یہ ہے کہ پہلے ماہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے والے کو صرف ایک ہزار روپے میں اور دوسرے ماہ والے کو صرف دو ہزار روپے اور تیسرے ماہ والے کو صرف تین ہزار روپے کی چیز مل جاتی ہے، قرعہ میں نام نکلنے کے بعد اس ممبر کو پیسے نہیں بھرنے پڑتے۔

اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ یہ اسکیم اور معاملہ سود اور قمار پر مشتمل ہے اور قیمت بھی مجہول ہے لہٰذا یہ حرام ہے اس قسم کی اسکیم چلانا اور اس میں شرکت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

---

(۱) [يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس وإثمهما أكبر من نفعهما]۔ (البقرة: ۲۱۹)

[يأيها الذين امنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون إنما يريد الشيطن أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل أنتم منتهون]۔ (المائدة: ۹۰)

وسمي القمار قمارًا؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (الشامية: (۶/۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

ولا خلاف بين أهل العلم في تحريم القمار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۱/۳۵۰) البقرة: ۲۱۹، باب تحريم الميسر، ط: قديمي)

[يأيها الذين امنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربوا إن كنتم مؤمنين فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله]۔ (البقرة: ۲۷۸، ۲۷۹)

عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه وقال: هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۲۷) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)=

تجارت کا معنی

تجارت کا معنی نفع حاصل کرنے کے لئے لین دین کرنا، اسی کو بیع وشراء اور خرید وفروخت کہا جاتا ہے۔[1]

تجارت کرنا امانت ہے

''امانت سے سرمایہ کاری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٢٦/١)

تجارت کرنا حج کے موقع پر

''حج کے موقع پر تجارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٧٧/٣)

تجارت کو دیکھ کر کافر مسلمان ہو جاتے

''تاجر کی مہارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٣٩/٢)

تجارت کو فروغ دینے کے لیے قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دینا

''انعامی کوپن پر چیزیں خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٥٨/١)

تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے
اس سے معلوم ہوا کہ خرید وفروخت اور تجارت کرنے والے پر تجارت کے مسائل

= عن عبد اللہ بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول اللہ صلى اللہ عليه وسلم: درهم الربا يأكله الرجل وهو يعلم، أشد من ستة وثلاثين زنية۔ (مسند أحمد: (٢٩٦/٦) رقم الحديث: ٢٢٠٠٧، مسند عبد اللہ بن حنظلة، ط: دار إحياء التراث العربي)

(١) التجارة: عبارة عن شراء شيء ليباع بالربح. (التعريفات: (ص:٣٦) باب التاء، ط: مكتبة حقانيه)

التجارة: ما يتجر فيه وتقليب المال لغرض الربح وحرفة التاجر. (المعجم الوسيط: (ص:٨٣) باب التاء، ط: دار الدعوة)

تاج العروس: (٣٦٩/١٠) باب الراء فصل: التاء الفوقانية مع الراء، ط: دار الهداية.

سیکھنا فرض ہے۔ (۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں صرف ان لوگوں کو تجارت کی اجازت دیتے تھے جو تجارت کے مسائل سے واقف ہوتے تھے، اور جو تجارت کے مسائل کو بصیرت کے ساتھ نہیں جانتے تھے ان کو بازار میں تجارت کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے شہر میں صرف وہ آدمی تجارت کرسکتا ہے جسے دین کی سمجھ اور مسائل کا بصیرت کے ساتھ علم ہو۔ (۲)

علامہ کتانی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازاروں میں نگران مقرر فرماتے تھے جو اس بات کی نگرانی کرتے تھے کہ مسائل سے ناواقف لوگ تجارت تو نہیں کر رہا ہے۔ (۳)

تجارت کی بنیاد آخرت کے تصور پر ہو

انسان کی پیدائش آخرت کے لیے ہے تاکہ وہ آخرت میں کام یاب ہونے والے اعمال اختیار کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کی رضامندی حاصل

---

(۱) عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب العلم فريضة على كل مسلم. (مشكاة المصابيح: (۱/۳٤) كتاب العلم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۰) المقدمة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم، ط: قديمي.

مجمع الزوائد: (۱/ ۱۱۹) رقم الحديث: ٤٧٢، كتاب العلم، باب في طلب العلم، ط: مكتبة القدسي القاهرة.

(۲) عن مالك بن انس عن العلاء... قال قال عمر بن الخطاب: لا يبع في سوقنا الامن تفقه في الدين. (ترمذي: (۱/۲۳۲) قبيل ابواب الجمعة، ط: سعيد)

(۳) وبعث عمر من يقيم من الأسواق من ليس بفقيه. (التراتيب الادارية: (۲/ ۱۷) القسم التاسع، باب كون الناس كانوا أول الإسلام لا يتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه، ط: دار القلم.

کرتا رہے اس لیے مال کماتے ہوئے آخرت کی فکر دامن گیر رہنی چاہیے۔ مال کمانا اور خرچ کرنا اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق ہونا چاہیے کیوں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا بندہ ہے جیسا کہ غلام کو اپنے آقا کے پاس جا کر اپنی کارکردگی کا حساب دینا پڑتا ہے اسی طرح ہر انسان کو اپنی کسب وکمائی پھر اس کے خرچ کے بارے میں اللہ کے پاس جا کر قیامت کے دن حساب دینا پڑے گا، ہر انسان سے کسب وکمائی کے ذرائع اور خرچ اور صرف کے مواقع کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

چناں چہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب حساب کتاب کے لیے اللہ رب العالمین کے دربار میں پیشی ہوگی تو آدمی کے پاؤں اپنی جگہ سے سرک نہیں سکیں گے جب تک پانچ چیزوں کے بارے میں سوالوں کے جوابات نہیں دے گا۔

الف: ایک سوال یہ ہوگا کہ پوری زندگی کو کہاں پر کس کام میں اور کس مشغلے میں خرچ کیا؟

ب: دوسرا سوال خاص جوانی کے بارے میں ہوگا کہ اپنی جوانی کہاں گزاری؟

ج: تیسرا سوال یہ ہوگا مال ودولت کہاں سے اور کن ذرائع سے حاصل کیا؟

د: چوتھا سوال یہ ہوگا کہ کمایا ہوا مال کہاں کہاں خرچ کیا یعنی کن کاموں میں خرچ کیا؟

ہ: پانچواں سوال یہ ہوگا کہ جتنی مقدار دین کا علم تھا اس کے موافق کتنا عمل کیا؟

ان میں سے تیسرا سوال مال ودولت کے بارے میں ہوگا، جیسا کہ قرآن و

حدیث کی رو سے واضح ہے کہ ہر انسان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال روزی کمانے اور کمانے کی ہدایت تھی، حرام کمائی سے بچنے اور دور رہنے کا حکم تھا، اس نے کہاں تک ان احکام پر عمل کیا ہے؟ کسب و کمائی میں حرام ذرائع استعمال کیے تھے یا حلال ذرائع؟ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کی تھی یا اس کی خلاف ورزی کی؟ اگر کمائی میں حلال ذرائع استعمال کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ کے یہاں صحیح جواب دے گا اور اس کی گرفت اور پکڑ سے بچ جائے گا، لیکن اگر کسب و کمائی میں حلال ذرائع اختیار نہیں کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے احکام مثلاً حلال روزی کمانے اور کھانے پر عمل نہیں کرتا تھا اور ناجائز ذرائع آمدنی اور حرام خوری سے نہیں بچتا تھا تو قیامت کے دن وہ جوابدہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کی گرفت اور پکڑ سے نہیں بچ سکے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آجاتا ہے اس کو ساری دنیا مل کر بھی بچا نہیں سکتی۔

جس طرح ذرائع آمدن اور کمائی کے طریقوں سے سوال ہوگا اسی طرح کمائے ہوئے مال کے خرچ اور صرف کے بارے میں سوال ہوگا (جو چوتھا سوال ہوگا) کہ اس نے مال کو قرآن وحدیث کے مطابق اپنی ذات پر، اپنے ماں باپ اور اہل وعیال پر، یتیم و مسکین پر، پڑوسیوں پر، مسافروں پر خرچ کیا اور اللہ کے راستے میں خرچ کیا، یا ناجائز اور حرام کاموں میں خرچ کیا؟ فضول خرچی میں اڑایا غیر شرعی اشتہارات یا ناچ گانے میں لگایا؟[1]

---

(۱) عن ابن مسعود عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تزول قدما ابن آدم يوم القيامة من عند ربه حتى يسأل عن خمس: عن عمره فيما أفناه، وعن شبابه فيما أبلاه، وعن ماله من أين اكتسبه وفيما أنفقه وماذا عمل فيما علم۔ (جامع الترمذي: (۶۷/۲) أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في شان الحساب والقصاص، ط: سعيد)

☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۴۴۳) كتاب الرقاق، الفصل الثاني، ط: قديمي

☐ كنز العمال: (۲۷۲/۱۴) رقم الحديث: ۳۸۹۸۳، حرف القاف، الباب الأول، الفصل الرابع: الحساب، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

اس لیے تجارت کرتے وقت آخرت کے حساب و کتاب کا ڈر ہمیشہ دل میں ہونا چاہیے اور امانت و دیانت اور صداقت سے کاروبار کرنا چاہیے جھوٹ دھوکا اور فریب سے مکمل طور پر بچنا چاہیے۔(۱)

تجارت کے اصول

"مالدار بننے کا راز" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۲۱)

تجارت کے ٹیکس کے بارے میں مشہور عالم کی رائے

"تجارت کے محصولات کے بارے میں مشہور عالم کی رائے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۳۶۵)

تجارت کے دوران نماز کا اہتمام

"نماز کا اہتمام تجارت کے دوران" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۳۸۷)

---

(۱) وعن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: لاتزول قدما ابن آدم يوم القيامة حتى يسأل عن خمس أي خمسة أحوال: "وعن ماله مم اكتسبه، أي من حلال أو حرام، وفيما أنفقه، في طاعة أو معصية. (مرقاة المفاتيح: (۹/۳۹۲) رقم الحديث: ۵۱۹۷، كتاب الرقاق، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

تحفة الأحوذي: (۷/۱۳۵) أبواب صفة القيامة، ط: قديمي۔

وفي الحديث المعروف أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاتزول قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع عن عمره فيما أفناه وعن شبابه فيما أبلاه وعن ماله من أين اكتسبه وإلى أي محل صرفه، فإذا صرف المال إلى ما فيه ابتغاء مرضاة الله تعالى كان الحساب في السؤال أهون عليه منه، إذا صرفه إلى شهوات بدنيه۔ قال: والذي على المرء أن يتمسك به من الخصال التي يحمد على ذلك أشياء: منها: التحرز عن ارتكاب الفواحش ما ظهر منها وما بطن، ومنها: المحافظة على أداء الفرائض والمداومة على ذلك في أوقاته، ومنها: التحرز عن السحت واكتساب المال في غير حلة، ومنها: التحرز عن ظلم كل أحد من مسلم أو معاهد، فأما فيما وراء ذلك فقد وسع الله تعالى الأمر علينا فلا نضيقه على أنفسنا ولا على أحد من المؤمنين۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۰/۲۸۶) كتاب الكسب، ط: دار المعرفة بيروت)

تجارت کے محصولات کے بارے میں مشہور عالم کی رائے

(۳۶۵) مشہور عالم دین اور اسلامی اقتصادیات کے ایک ماہر مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی رحمہ اللہ نے اسلام کی خارجی تجارت کے مسلک پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اسلام عالم گیر مذہب اور اخوت عالم کا سب سے بڑا علم بردار ہے اس لیے وہ اس معاملے میں ایسے ترجیحی سلوک کا قائل نہیں ہے جس سے ملکوں اور قوموں کے درمیان تجارت کے نام سے معاشی دست برداری اور تجارتی حسد و بغض پیدا ہو اور نتیجے میں ایک کی غلامی اور دوسرے کی آقائی یا ایک کی خوش حالی اور دوسرے کی تباہی ظاہر ہو، اس لیے اس نے تجارت کے محصولات کے بارے میں کوئی ایسا طریقہ اختیار نہیں کیا جس سے دوسروں کو نقصان پہنچے اور درآمد و برآمد پر اس قسم کی پابندیاں نہیں عائد کیں جو اس مہذب دور کی حکومتوں نے استحصال بالجبر (زبردستی حق مارنے) کے لیے استعمال کی ہیں، اس نے تو فطرتی تقاضے کے مطابق یہی فیصلہ دیا ہے کہ تجارت معاشی ذرائع میں سے ایک بہترین ذریعہ ہے لہٰذا اس کو اپنے پرائے کا فرق کیے بغیر ٹیکسوں اور محاصل سے معاف رکھا جائے گا تا کہ خدا کی کائنات کے مختلف حصوں میں اشیائے ضرورت آسانی کے ساتھ لی دی جا سکیں اور خدا کی مخلوق محبت اور پریم کے ساتھ ایک دوسرے کا تعاون حاصل کر سکے اور خالق کائنات کی یہ ساری کائنات ایک برادری اور ایک ہی کنبہ بن جائے۔''[1]

تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے تاجر پر

''تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(1) اسلام کا اقتصادی نظام: (ص: ۳۶۳، ۳۶۵) باب: ۹، تجارت، صنعت و حرفت، عنوان: محصولات درآمد برآمد، ط: ندوۃ المصنفین، اکیڈمی کراچی

تجارت کے مسائل سے واقف نہ ہو تو

”حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تاجر کو مسائل کا پتہ نہ ہو تو وہ سود میں ڈوب جاتا ہے، پھر ڈوب جاتا ہے، پھر ڈوب جاتا ہے۔“(۱)

اس لئے تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو اچھی طرح جاننا ضروری ہے ورنہ حرام حلال، جائز ناجائز، صحیح غیر صحیح اور سود اور نفع میں امتیاز نہیں کر سکے گا اور سود اور ناجائز کام میں ڈوب کر دنیا اور آخرت دونوں کو تباہ و برباد کرے گا۔

تجارت میں امانت کی رقم لگانا

”امانت کی رقم تجارت میں لگانا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۱)

تجارت میں برکت

”کاروبار میں برکت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۱/۵)

تجارت میں منافع کا تعین نہیں

”منافع کا تعین“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۳/۶)

تجارت میں نفع کی حد

”نفع کی حد“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۵/۶)

---

(۱) عن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجهه انه قال: التاجر اذا لم یکن فقیها ارتطم فی الربا یعنی غرق فی الربا ثم ارتطم ثم ارتطم. تنبیه الغافلین: (ص:۲٤٧) ٦٢. باب آفة الکسب والحذر عن الحرام، ط: رشیدیة.
التراتیب الإداریة: (۲/۷) القسم التاسع، باب کون الناس کونوا أول الإسلام لا یتعاملون البیع والشراء حتی یتعلموا أحکامه، ط: دار القلم.
الموسوعة الفقهیة: (٢٢/٥٣) حرف الراء (ربا)، ط: دار السلاسل.

تجارت میں نفع لینا

تجارت میں نفع لینا جائز ہے، قرآن مجید میں تجارتی نفع کو فضل خداوندی ۳۶۷
کے نام سے ذکر کیا ہے جیسا کہ جمعے کی نماز کے بعد تجارت کی اجازت دیتے ہوئے فرمایا:

فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ (۱)

ترجمہ: پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری ہوجائے تو زمین میں چلو پھرو اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِن فَضْلِ اللَّهِ (۲)

ترجمہ: اور بعض اللہ کے فضل کی طلب میں ملک میں سفر کریں گے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث میں تجارتی نفع کے جائز ہونے کا ذکر ہے۔ (۳)

---

(۱)[الجمعة: ۱۰]

(۲)[المزمل: ۲۰]

(۳)عن أبي لبيد عن عروة البارقي، قال: دفع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم دينارا لأشتري له شاة، فاشتريت له شاتين، فبعت إحداهما بدينار، وجئت بالشاة والدينار إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فذكرت له ما كان من أمره، فقال له: بارك الله لك في صفقة يمينك، فكان يخرج بعد ذلك إلى كناسة الكوفة فيربح الربح العظيم، فكان من أكثر أهل الكوفة مالاً۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۳۸) أبواب البيوع، باب بعد باب ما جاء في اشتراط الولاء والزجر عن ذلك، ط: قديمي)

☜ شرح السنة للبغوي: (۸/۱۳۱) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع ما ليس عنده، ط: المكتب الإسلامي۔

☜ وعن أنس بن مالك رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: طلب الحلال واجب على كل مسلم۔ (مجمع الزوائد: (۱۰/۲۹۱) رقم الحديث: ۱۸۰۹۹، كتاب الزهد، باب طلب الحلال والبحث عنه، ط: مكتبة القدسي القاهرة۔

تجارتی اعلان

تجارتی اعلان سے مراد یہ ہے کہ اپنی مصنوعات یا خدمات کو ذرائع ابلاغ مثلاً اخبار رسائل میگزین یا ریڈیو یا انٹرنیٹ یا گوگل یا پوسٹر یا مخصوص مطبوعات یا اس کے علاوہ دیگر ذرائع سے لوگوں کو متعارف کرانا تا کہ لوگ ان مصنوعات یا خدمات سے باخبر ہوں اور ان سے مستفید ہوں۔

شرعی نقطہ نظر سے تجارتی اعلان جائز ہے کیوں کہ آج کل خریداروں کو اشیاء اور خدمات کے اوصاف، خصوصیات اور منافع بتانا اور ان کی امتیازی صفات ظاہر کرنا، ان مقامات کی نشان دہی کرنا جہاں یہ اشیاء وخدمات دست یاب ہوں نیز ان کے مالکان اور مارکا وغیرہ کا تعارف کرانا یہ تجارتی ادارے اور خریدار دونوں کی ضرورت ہے اس لیے یہ عمل جائز ہے۔[1] البتہ اس میں چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے ورنہ شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا اور برکت ختم ہوجائے گی اور کاروبار ایک نہ ایک دن تباہ وبرباد ہوجائے گا اور وہ اہم باتیں یہ ہیں:

❶ سچائی: تجارتی اعلانات اور تشہیر میں کسی قسم کا جھوٹ نہ بولا جائے،

---

(۱) قوله: وإذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا إليها۔ روى مسلم عن جابر بن عبد الله أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يخطب قائما يوم الجمعة فجاءت عير من الشام فانفتل الناس إليها ... فنزلت هذه الآية: [وإذا رأوا تجارة أو لهوا انفضوا إليها وتركوك قائما] وذكر الكلبي: أن الذي قدم بها دحية بن خليفة الكلبي من الشام في مجاعة وغلاء سعر و كان معه جميع مايحتاج إليه الناس من بر و دقيق وغيره فنزل عند أحجار الزيت و ضرب بالطبل ليعلم الناس بقدومه۔ (اللباب في علوم القرآن: (۹۳/۱۹) سورة الجمعة: ۱۱، ط: دار الكتب العلمية)

▭ فإن الطبل إنما لإعلام مجيئ أسباب التجارة و كانوا إذا أقبلت العير استقبلوها بالتصفيق۔ (مرقاة المفاتيح: (۳/۲۶۰) كتاب الصلوة، باب الخطبة والصلاة، الفصل الثالث، تحت رقم الحديث: ۱۴۱۲، ط: رشيديه)

▭ عمدة القاري: (۶/۳۵۸) كتاب الجمعة، باب إذا نفر الناس عن الإمام في صلاة الجمعة فصلاة الإمام ومن بقي جائزة، ط: دار الكتب العلمية۔

سچائی، امانت اور دیانت داری سے کام لیا جائے اور سامان کے بارے میں سچی وضاحت کی جائے ورنہ عیب چھپانے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے سودے کی برکت ختم ہوجائے گی۔ (۱)

❷ حرام چیزوں کے اعلان سے بچنا: قرآن وحدیث کی رو سے ایسے تجارتی اعلانات تیار کرنا یا کرانا جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو ناجائز اور گناہ ہے اس سے بچنا بھی ضروری ہے مثلاً ایسے اعلانات جن میں شراب اور نشہ آور چیزیں اور دیگر حرام چیزوں کو رائج کرنے کی کوشش کی گئی ہو ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی

---

(۱) عن حکیم بن حزام رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فإن صدقا وبينا بورک... الحديث۔ قال النووي رحمه الله تعالى: أي بين كل واحد لصاحبه ما يحتاج إلى بيانه من عيب ونحوه في السلعة والثمن وصدقه في ذلک۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶/۲) کتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: قديمی)

☐ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، فإن صدقا أي في صفة المبيع والثمن وما يتعلق بهما (وبينا) أي عيب الثمن والمبيع (بورک) أي أكثر النفع (لهما في بيعهما) أي شرائهما، والمراد في عقدهما (وإن كتما وكذبا، محقت بركة بيعهما)۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۸/۶) کتاب البيوع، باب الخيار، الفصل الأول، رقم الحديث: ۲۸۰۲، ط: رشيديه)

☐ قال بعضهم: التاجر الصدوق الأمين أفضل عند الله من المتعبد... القسم الثاني: ما يخص ضرره المعامل فكل ما يستضر به المعامل فهو ظلم وإنما العدل لا يضر بأخيه المسلم، والضابط الكلي فيه أن لا يحب لأخيه إلا ما يحب لنفسه، فكل ما لو عومل به شق عليه، وثقل على قلبه فينبغي أن لا يعامل غيره به بل ينبغي أن يستوي عنده درهمه ودرهم غيره۔ قال بعضهم: من باع أخاه شيئا بدرهم وليس يصلح له لو اشتراه لنفسه إلا بخمسة دوانق فإنه قد ترک النصح المأمور به في المعاملة ولم يحب لأخيه ما يحب لنفسه، هذه جملته، فأما تفصيله ففي أربعة أمور: أن لا يثني على السلعة بما ليس فيها وأن لا يكتم من عيوبها وخفايا صفاتها شيئا أصلا، وأن لا يكتم في وزنها ومقدارها شيئا وأن لا يكتم من سعرها ما لو عرفه لامتنع عنه أما الأول فهو ترک الثناء فإن وصفه لسلعة إن كان بما ليس فيها فهو كذب فإن قبل المشتري ذلک فهو تلبيس وظلم مع كونه كذبا وإن لم يقبل فهو كذب وإسقاط مروءة إذ الكذب الذي لا يروج قد لا يقدح في ظاهر المروءة۔ (إحياء علوم الدين: (۷۳/۲) کتاب آداب المعاش، الباب الثالث: في بيان العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

حرام ہوگی۔ (۱)

☆......بینکوں کی مشہوری کی اعلانات سے بھی بچنا ضروری ہے کیوں کہ وہ سودی معاملات کرتے ہیں۔

☆......برقی جال (انٹرنیٹ) پر حرام کاموں کی ویب سائٹوں کے تشہیری اعلانات بنانا یا ان کے رکھنے کی جگہ دینا یا ان کی تشہیر کرنا جائز نہیں ہے۔

☆......شریعت کے خلاف کام کرنے والے اداروں کے اعلانات بنا کر، چلا کر معاونت کرنا ناجائز ہے۔

☆......موسیقی وناچ گانے کی مشہوری کے اعلانات اوران کے دعوتی کارڈ وغیرہ تیار کرنا اور رائج کرنا ناجائز ہے۔ (۲)

تجارتی اعلانات اسلامی تعلیمات سے دور ہیں

☆......موجودہ دور میں تجارتی اعلانات اسلامی تعلیمات سے دور ہوگئے ہیں اور تاجر اپنے اعلانوں میں یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی چیز ایسی خصوصیات پر مشتمل

---

(۱) {ويحل لكم الطيبات ويحرم عليكم الخبائث... الخ} (الأعراف:۱۵۷)

{وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان} (المائدة:۲)

وانظر الحاشية الآتية أيضًا۔

(۲) قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة:۲)

ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم... الخ۔ (أحكام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳) ط: دار الفكر)

قال النووي: (فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۳/۶) كتاب البيوع، باب الربا، تحت رقم الحديث: ۲۸۰۷، ط: رشيدية)

وما كان سببًا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في اللبس، ط: سعيد۔

أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۳/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

ہے جو دوسرے تاجروں کی چیزوں میں نہیں ہیں جس سے وہ تاجر اپنی چیز کو دوسروں کی چیزوں سے افضل اور بہتر ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے یہ طریقہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

مثلاً کپڑے دھونے والے سرف مشہوری میں ڈبے پر دو رنگ کے کپڑے دکھائے جاتے ہیں ایک سفید رنگ کا جو اس کے سرف سے دھلا ہو اور دوسرا ذرا گدلے رنگ کا دھبے دار جو دوسروں کے سرف وغیرہ سے دھلا ہو اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ اس کا سرف زیادہ بہتر ہے کہ کم خرچ میں زیادہ کپڑے صاف کرتا ہے جب کہ دوسروں کا سرف اس طرح کام نہیں کرتا تو اس تاجر کا یہ عمل دوسرے تاجروں کے ساتھ ایثار، ہمدردی اور خیر خواہی کے منافی ہے، اس طرح کی مثالیں بے شمار ہیں جو جیلی، شامپو، صابن، کاکروچ، چوہا اور مکھی مار ادویات یہاں تک کہ جوتوں کی تشہیر اور دوسری چیزوں کی تشہیر میں بھی دیکھی جا سکتی ہیں، یہ طریقہ شریعت کے خلاف ہے؛ کیوں کہ اس میں ایثار، ہمدردی اور دوسروں کی خیر خواہی کا فقدان ہے اور دوسرے تاجروں کو نقصان اور ضرر پہنچانے کی کوشش ہے۔

☆......مسلمان تاجر تجارتی اعلانات تیار کرتے وقت اپنی چیز کی اچھائیاں وخصوصیات بیان کر دے لیکن دوسروں سے موازنہ کر کے اپنی چیز کو ان کی چیزوں سے اچھی ثابت کرنے کی کوشش نہ کرے۔(۱)

---

(۱) باب لا يبيع على بيع أخيه ولا يسوم على سوم أخيه حتى يأذن له أو يترك۔ ففي الجملة الأولى إرشاد للبائع، وفي الثانية للمشتري، نحو: إن كان رجلان يساومان، فدخل بينهما ثالث فقال: لا تشتر منه، بل أنا أبيع منك، فهذا إضرار للبائع۔ وإن قال الثالث للبائع: لا تبعه منه، بل بعه مني، فهذا إضرار للمشتري فلهما من يضار أحدهما الآخر۔ (فيض الباري: (۲۲۳/۳) كتاب البيوع، باب لا يبيع على بيع أخيه... الخ، ط: رشيديه)

عن عمرو بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار۔ (موطأ مالك: (ص: ۲۴۳) كتاب الأقضية، باب القضاء في المرفق، ط: قديمی) =

تجارتی اعلانات زیادہ لاگت کے حامل نہ ہوں

(۳۷۲) تجارتی اعلانات اور تشہیر میں ایسے طریقے اور ذرائع اختیار کرنا درست نہیں ہے جن کی قیمت بہت ہی زیادہ ہو ورنہ مال کا بہت زیادہ اسراف ہوگا، اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے:

وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ۔ (۱)

ترجمہ: حد (شرعی) سے مت نکلو بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے حد سے نکل جانے والوں کو۔ (بیان القرآن)

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ ۖ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا۔ (۲)

ترجمہ: اور (مال کو) بے موقع مت اڑانا (کیونکہ) بیشک بے موقع اڑانے والے شیطانوں کے بھائی بند (یعنی ان کے مشابہ ہوتے) ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے۔ (بیان القرآن)

= (قوله: لاضرر ولا ضرار) هذا فيه دليل على تحريم الضرار على أي صفة كان من غير فرق بين الجار وغيره فلايجوز في صورة من الصور... وجهه فإنه قاعدة من قواعد الدين تشهد له كليات و جزئيات۔ وقد ورد الوعيد لمن ضار غيره فأخرج أبو داود والنسائي والترمذي وحسنه من حديث أبي صرمة (بكسر الصاد المهملة) مالك بن قيس الأنصاري وهو ممن شهد بدرًا و مابعدها من المشاهد قال ابن عبد البر بلاخلاف قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ضار أضر الله به ومن شاق شاق الله عليه۔ (نيل الأوطار: (۲٦٨/٥) كتاب الصلح وأحكام الجوار، باب ماجاء في وضع الخشب في جدار الجار وإن كره، ط: دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن أبي بكر الصديق رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمنًا أو مكر به۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۸) كتاب الآداب، باب ماينهى من التهاجر والتقاطع، الفصل الثاني، ط: قديمي)

والأظهر أن الضرر يشمل البدني والمالي والدنيوي والأخروي۔ (مرقاة المفاتيح: (۴۷۳/٨) تحت رقم الحديث: ۵۰۴۲، كتاب الآداب، باب ماينهى من التهاجر والتقاطع، ط: رشيديه)

(۱) [الاعراف: ۳۱]

(۲) [الاسراء: ۲۷، ۲٦]

☆……مزید یہ کہ تاجر اپنے تجارتی اعلانات پر جو خرچ کرتا ہے اسے اپنی چیز کی فروخت اور نفع سے پورا کرلیتا ہے اور تاجر جو لمبا چوڑا سرمایہ اعلانات کے اسراف پر خرچ کرتا ہے اس کا بوجھ قیمت میں اضافے سے خریدار پر ہی ڈالا جاتا ہے اور یہ ایک بہت بڑا ظلم ہے اور یہ معاشی ترقی کے لیے رکاوٹ ہے۔ (۱)

تجارتی انشورنس کا حکم

تجارتی اور کاروباری انشورنس کی تمام شکلیں حرام اور ناجائز ہیں کیونکہ ان میں سود، دھوکہ، جہالت، جوا اور ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کی بہت ساری ناجائز چیزیں شامل ہیں۔ (۲)

تجارتی بائیکاٹ

اگر کفار، اسلام یا مسلمانوں کے خلاف کاموں میں لگے رہیں تو ان کے خلاف تجارتی بائیکاٹ کرنا جائز ہے تاکہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش وغیرہ کرنے سے باز آجائیں۔

---

(۱) لايضم أجر الطبيب ... ولا نفقة نفسه ولا أجر عمل بنفسه أو تطوع به متطوع۔ (قوله: ولا نفقة نفسه) أي في سفره لكسوته وطعامه ومركبه ودهنه وغسل ثيابه۔ (الدر مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

☐ الفتاوى الهندية: (۱۶۲/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

☐ تبيين الحقائق: (۷۵/۴) كتاب البيوع، باب التولية، ط: امداديه ملتان۔

(۲) (يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل) بالحرام، يعني بالربا والقمار والغصب والسرقة والخيانة ونحوها۔ (تفسير البغوى (۱۹۹/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: دار طيبة)۔

☐ والباطل اسم جامع لكل ما لا يحل في الشرع: كالربا والغصب والسرقة والخيانة وكل محرم ورد الشرع به۔ (عمدة القارى: (۲۲۹/۱۱)، كتاب البيوع، باب ماجاء في قوله تعالى: "فإذا قضيت الصلوة فانتشروا في الأرض ... إلخ، ط: دار الكتب العلمية۔

(ما حرم أخذه حرم إعطاؤه) فأخذ الرشوة ممنوع كإعطائها، ومثل ذلك الربا۔ (شرح المجلة لرستم باز (۲۷/۱)، المادة: ۳۴، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه)۔

حضرت ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ یمامہ کے سردار تھے، جب مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ سے واپس ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ سے گزرے تو مکہ والوں نے ان پر آوازیں کسیں اور اسلام قبول کرنے پر دل خراش طعنے دیے اس پر انہوں نے جوش میں آ کر کہا:

''اب جب تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہیں فرمائیں گے یمامہ کی گندم تمہارے مکہ شہر میں درآمد نہیں ہو سکے گی''۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مکہ مکرمہ میں قحط کے حالات پیدا ہو گئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ کو گندم برآمد کرنے کا حکم دیا۔ (۱)

---

(۱) بعث النبي صلى الله عليه وسلم خيلاً قبل نجد، فجاءت برجل من بني حنيفة يقال له: ثمامة بن أثال، فربطوه بسارية من سواري المسجد، فخرج إليه النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: ماعندك يا ثمامة؟ فقال: عندي خير يا محمد إن تقتلني تقتل ذا دم، وإن تنعم تنعم على شاكر، وإن كنت تريد المال فسل منه ماشئت۔ فترک حتى كان الغد، فقال: يا ثمامة؟ فقال: ما عندك ماقلت لك: إن تنعم تنعم على شاكر فتركه حتى كان بعد الغد، فقال: ماعندك ياثمامة؟ فقال: عندي ماقلت لك، فقال: أطلقوا ثمامة، فانطلق إلى نخل قريب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد، فقال أشهد أن لا إله إلا الله وأشهد أن محمداً رسول الله يا محمد! والله ما كان على الأرض وجه أبغض من وجهك فقد أصبح وجهك أحب الوجوه إلي، والله ما كان دين أبغض من دينك، فأصبح دينك أحب دين إلي والله ما كان من بلد أبغض من بلدك فأصبح بلدك أحب البلاد إلي وإن خيلك أخذتني وأنا أريد العمرة فماذا ترى؟ فبشره رسول الله صلى الله عليه وسلم وأمره أن يعتمر فلما قدم مكة قال له قائل: صبوت؟ قال: لا، ولكن أسلمت مع محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا والله لا يأتيكم من اليمامة حبة حنطة حتى يأذن فيها النبي صلى الله عليه وسلم۔ (صحيح البخاري: (۶۲۷/۲) كتاب المغازي، باب وفد بني حنيفة وحديث ثمامة بن أثال، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (۹۳/۲، ۹۴) كتاب الجهاد والسير، باب ربط الأسير وحبسه وجواز المن عليه، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۴۴، ۳۴۵) كتاب الجهاد، باب حكم الأسراء، الفصل الأول، ط: قديمي۔

قال القاري تحت هذا الحديث: فانصرف إلى بلده ومنع الحمل إلى مكة حتى جهدت قريش فكتبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألونه بأرحامهم أن يكتب إلى ثمامة يحمل إليهم الطعام =

تجارتی پابندی

(۳۷۵) عالم اسلام کے تمام ممالک اور شہر اپنی تمام تر جغرافیائی حدود اور فاصلوں کے باوجود ایک امت ایک قوم اور ایک جماعت ہیں، یہ سمندروں کے فاصلے، کوہستانی اور کوہ ساروں کے سلسلے اور زمین کی دوریاں انہیں ایک وحدت سے تعدد میں نہیں بدل سکتیں، اسلام کا تجارتی نظریہ ہے کہ مسلم ممالک کے درمیان کسی قسم کی تجارتی پابندیاں نہ ہوں، ان کی پیداوار اور اشیاء بلا روک ٹوک عالم اسلام کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لائی اور لے جائی جا سکیں یہ تمام لوگ ایک ہی کنبہ اور افراد ہیں جنہوں نے ایک دوسرے کی کفایت کرنی ہے۔

اس طرح اسلامی ممالک آپس میں فنی اور تکنیکی تعاون بڑھا سکیں گے، پھر وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ سرمایہ دار مغرب اور اشتراکی مشرق سے بے نیاز ہو جائیں اور ضروریات کے سامان خود تیار کریں اور اپنے زیر زمین خزانے خود نکالیں اور ان سے خود ہی مستفید ہوں، اپنے سمندروں کو اپنے ہی وسائل سے عبور کریں، یوں ہی اس قیادت اور سرفرازی کو واپس لایا جا سکتا ہے جسے عالم اسلام مدت سے کھو چکا ہے۔ (۱)

=فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ (مرقاة المصابيح: (۷/۴۷۰) رقم الحديث: ۳۹۹۳، كتاب الجهاد، باب حكم الأسراء، الفصل الأول، ط: رشيديه)

(۱) {وان هذه امتكم امة واحدة وانا ربكم فاتقون} [المؤمنون: ۵۲]

{انما المؤمنون اخوة فاصلحوا بين اخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون} [الحجرات: ۱۰]

المسلم اخو المسلم لايظلمه ولايسلمه ومن كان في حاجة اخيه كان الله في حاجته۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول ط: قديمى)

صحيح البخاري: (۱/۳۳۰) أبواب المظالم والقصاص، باب لايظلم المسلم المسلم ولايسلمه، ط: قديمي۔

جامع الترمذي: (۱/۲۶۳) أبواب الحدود، باب ماجاء في الستر على المسلم، ط: سعيد۔

المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمى)=

تجارتی علامت

''ٹریڈ مارک کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۴۹)

تجارتی کمپنیوں میں شراکت

معاملات میں اصل حلال اور جائز ہونا ہے، اس لئے جب تک کسی قسم کا فراڈ، دھوکہ، سود یا پھر ناجائز طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کا کوئی راستہ دلیل سے معلوم نہ ہو، تب تک کسی معاملہ کو حرام نہیں کہا جائے گا۔

کسی بھی تجارتی کمپنی میں شراکت کرنے کے جائز یا ناجائز ہونے کا مدار اس کے نظام اور لوگوں کے ساتھ معاملات کے طریقہ اور برتاؤ پر ہے، اگر اس کے لین دین میں کوئی حرام اور ناجائز چیز شامل ہے تو اس میں شراکت بھی ناجائز اور حرام ہے اور اگر اس کے نظام اور لین دین میں کوئی حرام چیز شامل نہیں ہے تو اس میں شراکت کرنا جائز ہے۔(۱)

= ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد اذا اشتكى عضو منه تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قديمى)

(۱) والأصل في البيع مطلقاً الإباحة إلا ما أخرجه دليل من أصنافه. (فتح القدير (۱۵۳/۶)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)۔

والأصل في الاشياء الإباحة حتى يقرع السمع ما يوجب الحظر۔ (الاستذكار: (۳۹۴/۳) كتاب الإعتكاف، باب خروج المعتكف للعيد، ط: دار الكتب العلمية)

الدر المختار مع رد المحتار: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الرباء ط: سعيد)

ولكن يشترط في شركة الأعمال أن يجوز العمل شرطين: الشرط الأول: أن يكون العمل حلالاً فلا تصح الشركة في العمل الحرام كالاشتراك في السرقة والغصب والإرتشاء. والشرط الثاني: أن يكون مما يجوز التوكيل فيه وأن يكون العمل إذا قام به العامل يستحق الأجرة عليه... ولا يجوز الاشتراك في الاعمال التي لا يجوز التوكيل بها فلذلك لو اشترك اثنان على أن يستعطيا ويسألا الناس وأن يقتسما =

تجارتی لائسنس

☆......تجارتی لائسنس مادی چیز نہیں ہے اس لیے تنہا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے البتہ اگر تجارتی لائسنس دوسرے کے نام منتقل کرنا قانونی طور پر منع نہ ہو تو دوسری مادی چیزوں کے ساتھ قیمت بڑھا کر فروخت کرنا جائز ہوگا۔ ۳۷۷

☆......موجودہ دور میں اکثر ممالک نے تاجروں پر لائسنس کے بغیر درآمد اور برآمد پر پابندی لگائی ہوئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ لائسنس مادی چیز نہیں بلکہ دوسرے ممالک سے مال منگوانے اور دوسرے ممالک میں مال بھیجنے کی اجازت کا دوسرا نام ہے اور اس لائسنس کو حاصل کرنے کے لیے وقت، کوشش اور پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے تب کہیں جا کر تحریری سرٹیفکیٹ کی صورت میں لائسنس ملتا ہے اور لائسنس یافتہ شخص قانونی طور پر درآمد اور برآمد کی سہولیات کا حق دار ہوتا ہے اور لائسنس کے بغیر مال درآمد اور برآمد کرنا قانونی طور پر جرم ہوتا ہے اور ایسے آدمی کو گرفتار کیا جاتا ہے اور سزا دی جاتی ہے اس لیے تجارتی لائسنس بڑی اہم چیز ہوتی ہے اور اس کے ذریعے کروڑوں روپے کی تجارت کرنا ممکن ہوتا ہے لیکن یہ مال نہیں اس لیے تجارتی لائسنس کے ساتھ اموال والا معاملہ کرنا درست نہیں، اگر ایسے لائسنس کو کسی دوسرے کے نام منتقل کرنے کی قانونی طور پر اجازت ہے تو اس کو حاصل کرنے میں جتنی رقم خرچ ہوئی ہے اتنی رقم لے کر کسی اور کے نام منتقل کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر یہ لائسنس کسی مخصوص فرد یا کسی مخصوص کمپنی کے نام پر ہو اور اس کو دوسرے فرد یا دوسری کمپنی کے نام پر منتقل کرنے کی قانونی طور پر اجازت نہ ہو تو ایسی صورت میں جھوٹ دھوکا اور

=ما يكسبانه من الإستعصاء والسؤال مناصفة بينهما فلا يجوز. (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۳/ ۴۰۲،۴۰۱) شرح المادة: ۱۳۵۹، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الخامس، ط: دار الكتب العلمية)

قریب ہونے کی وجہ سے کسی اور کے نام منتقل کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

تجارتی محصولات

۳۷۸ تجارتی محصولات (کسٹم ڈیوٹی) تجارت کے سامان پر لگائے جاتے ہیں، اگر تاجر اسلامی ریاست کا شہری ہو، مسلمان ہو یا ذمی اسے کسی درآمدی محصول (ایکسپورٹ اور امپورٹ ڈیوٹی) کی ادائیگی پر مجبور نہیں کیا جاسکتا، اس قانون کے بارے میں ابوعبیدہ رحمہ اللہ نے ایک نظیر نقل کی ہے:

"ابراہیم بن مہاجر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے زیاد بن حدیر کو فرماتے ہوئے سنا میں پہلا شخص ہوں جس نے اسلامی دور میں محصول (درآمد برآمد) لگایا میں نے دریافت کیا آپ کن تاجروں پر یہ محصول لگاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہم مسلمان اور ذمی تاجروں پر محصول نہیں لگاتے تھے، صرف بنوتغلب کے عیسائی تاجروں پر محصول لگاتے تھے۔"(۲)

---

(۱) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردۃ کحق الشفعۃ وعلی ھذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف۔

وفیھا فی آخر بحث تعارض العرف مع اللغۃ: المذھب عدم اعتبار العرف الخاص لکن افتی کثیر باعتبارہ وعلیہ فیفتی بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر مع الرد: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، ط: سعید)

منحۃ الخالق علی البحر الرائق: (۲۳۳/۵) کتاب الوقف، ط: سعید۔

اقول: وعلی ماذکروہ من جواز الاعتیاض عن الحقوق المجردۃ بمال ینبغی ان یجوز الاعتیاض عن التعلی وعن حق الشرب وعن حق المسیل بمال... کما جاز النزول عن الوظائف ونحوھا لاسیما اذا کان صاحب العلو فقیرا قدعجز عن اعادۃ علوہ فلولم یجز ذلک لہ علی الوجہ الذی ذکرناہ یتضرر فلیتامل ولیحرر۔ (شرح مجلۃ الاحکام لخالد: (۱۲۱/۱) [شرح المادۃ: ۲۱۶] الکتاب الأول: فی البیوع، الباب الثاني، الفصل الثانی فی بیع مایجوز ومالایجوز، ط: رشیدیہ)

(۲) عن إبراھیم بن مھاجر، قال: سمعت زیاد بن حریر، یقول: أنا أول عاشر عشر في الإسلام، قلت: من کنتم تعشرون؟ قال: ما کنا نعشر مسلما ولا معاھدا، کنا نعشر نصاری بنی تغلب۔ (الأموال للقاسم بن سلام: (۶۳۵/۱) رقم الحدیث: ۱۱۲۷، جماع أبواب الأموال التي یمر بھا علی العاشر من أھل =

البتہ مسلمان تاجروں سے ان کی تجارت کے اموال سے زکاۃ کے طور پر چالیسواں حصہ (اڑھائی فی صد) اور ذمی تاجروں سے جزیہ کے طور پر بیسواں حصہ (پانچ فی صد) لیا جائے گا اور یہ سال میں ایک ہی بار ہوگا۔(۱)

تجارتی معاہدات

تمام تجارتی معاہدات جو شرعا درست ہوں گے اور غیر مسلم ممالک سے کیے جائیں گے انہیں ضرور پورا کیا جائے گا۔(۲)

=الإسلام والذمة والحرب، باب ذكر العاشر وصاحب المكس، وما فيه من الشدة والتغليظ، ط: دار الفكر، بيروت)

أحكام أهل الذمة: (۱/۱۷٦) فصل: أموال أهل الذمة وأهل الهدنة التي يتجرون بها من بلد إلى، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) يوخذ من المسلم ربع العشر ومن الذمي نصف العشر ومن الحربي العشر۔ (هداية: (۱/۲۱۳) كتاب الزكاة، باب في من يمر على العاشر، ط: رحمانيه)

مجمع الأنهر: (۱/۳۰۹) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: دار الكتب العلمية۔

تبيين الحقائق: (۱/۲۸۵) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: امداديه ملتان۔

بدائع الصنائع: (۲/۳۸) كتاب الزكاة، فصل: وأما القدر المأخوذ مما يمر به التاجر على العاشر، ط: سعيد۔

(۲) {يا ايها الذين آمنوا اوفوا بالعقود} [المائدة: ۱]

[واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا] [بنی اسرائیل: ۳۴]

وعن سليم بن عامر قال: كان بين معاوية وبين الروم عهد وكان يسير نحو بلادهم حتى إذا انقضى العهد أغار عليهم فجاء رجل على فرس أو برذون وهو يقول: الله أكبر الله أكبر وفاء لا غدر فنظر فإذا هو عمرو ابن عبسة فسأله معاوية عن ذلك، فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من كان بينه وبين قوم عهد فلا يحلن عهدا ولا يشدنه حتى يمضي أمده أو ينبذ إليهم على سواء، قال: فرجع معاوية بالناس۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۴۷) كتاب الجهاد، باب الأمان، الفصل الثاني، ط: قديمی)

جامع الترمذي: (۱/۲۸۷) أبواب السير، باب ما جاء في الغدر، ط: سعيد۔

سنن أبي داود: (۲/۳۱) كتاب الجهاد، باب في الإمام يكون بينه وبين العدو عهد، ط: رحمانيه

تجارتی منافع اور سود میں فرق

۳۸۰ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ کے سود خوروں کا یہی نظریہ تھا کہ تجارتی منافع اور سود میں کوئی فرق نہیں ہے، لہٰذا سود کھانا، لینا دینا سب جائز ہیں، اور دلیل یہ پیش کرتے تھے کہ جب دوسری اجناس کے لین دین پر نفع لیا جاسکتا ہے تو دینار، درہم اور روپیہ بھی ایک ایک جنس ہے لہٰذا اس کے لین دین میں بھی نفع لینا جائز ہوگا اور یہ لوگ بیع اور سود میں فرق کے قائل نہیں تھے۔[1]

حالانکہ دونوں میں واضح فرق ہے، اور وہ فرق یہ ہے:

❶ بیع میں فروخت کرنے والا کسی ایسی چیز پر نفع لیتا ہے جو اس نے اپنا سرمایہ اور محنت خطرے میں ڈال کر حاصل یا پیدا کی ہوتی ہے جب کہ سود میں سود خور صرف اپنا پیسہ (جو صرف تبادلہ کا ذریعہ ہے) قرض دے کر کسی قسم کی محنت ومشقت اور نقصان کی ذمہ داری اٹھائے بغیر اس پر طے شدہ منافع لیتا ہے۔[2]

❷ بیع میں بیچی گئی چیز کی سپردگی اور قیمت کی ادائیگی کے بعد دونوں فریق کے درمیان معاملہ ختم ہوجاتا ہے اور ان کے درمیان کوئی لین دین باقی نہیں رہتا جب کہ سود میں قرض کے طور پر لی گئی رقم کی واپسی لازم ہوتی ہے۔[3]

---

(۱) قال الله تعالى: الذين يا كلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلك بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا. (البقرة:۲۷۵)

(۲) وكذلك اختلاف حالي المسلف والبائع، فحال باذل ماله للمحتاجين ينتفع بما يدفعونه من الربا فيزيدهم ضيقاً، لأن المتسلف مظنة الحاجة، ألا تراه ليس بيده مال۔ وحال بائع السلعة تجارة حال من تجشم مشقة لجلب مايحتاجه المتفضلون وإعداده لهم عند دعاء حاجتهم إليه مع بذلهم له مابيدهم من المال. (التحرير والتنوير لابن عاشور: (۳/۸۵) سورة البقرة:۲۷۵، ط: الدار التونسية، تونس)

(۳) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما۔ (الهدايه: (۳/۲۰) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

☜ الدين الصحيح مالا يسقط إلا بالأداء أو الإبراء. (البحر الرائق: (۶/۳۶۲) كتاب الكفالة، ط: رشيديه)

☜ مجمع الأنهر: (۳/۱۸۱) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية.

⑮ بیع میں خریدار کا فائدہ یقینی اور متعین ہوتا ہے کہ اس نے خریدی گئی چیز سے کسی نہ کسی صورت میں فائدہ اٹھانا ہوتا ہے لیکن قرض پر سود دینے والے کا فائدہ یقینی نہیں ہوتا کیونکہ اگر اس نے قرض کی رقم کاروبار میں لگائی ہو تو اس میں نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے، جب کہ سود میں صرف قرض دینے کا فائدہ ہوتا ہے۔ (۱)

⑯ بیع میں صرف اور صرف ایک ہی مرتبہ منافع لیا جاتا ہے، اور سود میں جب تک قرض کی رقم واپس نہ کر دی جائے منافع کی وصولی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ (۲)

''سود اور تجارتی منافع میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۴/۴)

تجارتی مہارت استعمال کرنا

آج کل خرید و فروخت میں دھوکا دینے کی بہت سی شکلیں رائج ہیں جنہیں تجارتی مہارت کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے اور یہ ناجائز ہے، کیوں کہ شریعت نے دھوکا دینے سے منع فرمایا ہے اس لیے مسلمان تاجر پر ضروری ہے کہ وہ اپنی تجارت میں عام طور پر اور فروخت میں خاص طور پر ہر قسم کے دھوکے سے بچے اور کوشش کرے کہ اس سے فروخت میں کوئی ایسی صورت حال نہ بنے کہ اس سے دھوکے کا

---

(۱) وأشار الفخر في اثناء تقرير حكمة تحريم الربا إلى تفرقة أخرى زادها البيضاوي تحريراً: حاصلها أن الذي يبيع الشيء المساوي عشرة بأحد عشر يكون قد مكّن المشتري من الانتفاع بالمبيع إما بذاته وإما التجارة به، فلذلك الزائد لأجل تلك المنفعة وهي مسبب الحاجة أو توقع الرواج والربح، وأما الذي دفع درهماً لأجل السلف فانه لم يحصل منفعة أكثر من مقدار المال الذي أخذه، ولا يقال: إنه يستطيع أن يتجر به فيربح لأن هذه منفعة موهومة غير محققة الحصول، مع أخذ الزائد أمر محقق على كل تقدير. (التحرير والتنوير: (۳/۸۵) سورة البقرة: ۲۷۵، ط: الدار التونسية، تونس)

تفسير الرازي: (۷/۹٤)، سورة البقرة: ۲۷۵، ط: دار الفكر)

(۲) وكذلك الربا، وهو القرض على أن يؤدي إليه اكثر أو أفضل مما أخذ، سحت باطل، فإن عامة المقترضين بهذا النوع هم المفاليس المضطرون، وكثيراً ما لا يجدون الوفاء عند الأجل فيصير أضعافاً مضاعفة لا يمكن التخلص عنه أبداً. (حجة الله البالغة: (۲/۱٦٤) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

شائبہ بھی ہوتا ہو۔(۱)

تجارتی میلوں کے مقاصد

(۳۸۲)

کاروباری اداروں کے تجارتی میلوں پر نمائش کرنے کے مقاصد یہ ہیں:

❶ فروخت کی فرمائش لینا۔

❷ تاجروں کے متعلق تحقیق کرنا۔

❸ رجحانات کا اندازہ لگانا۔

❹ مستقبل کی فروخت کے لیے مواقع پیدا کرنا۔

❺ اپنے گاہکوں کی فہرست میں بڑے ناموں کا اضافہ کرنا۔

❻ بہتر یا سستے سپلائر تلاش کرنا۔

❼ موجودہ گاہکوں کے ساتھ اچھے تعلقات بنانا۔

❽ اخبارات میں جگہ حاصل کرنا۔

❾ نئی چیزوں کے لیے جوش وخروش پیدا کرنا۔

❿ اپنی متعلقہ صنعت میں اپنی کمپنی کے وجود کو نمایاں کرنا۔

تجارتی میلے کے بارے میں جائزہ لینا

☆......تاجر جس تجارتی میلے میں شریک ہونا چاہتا ہے اس کے بارے میں

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة طعام، فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟، ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

▭ فيض القدير: (۵۹۲۴/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

▭ وأما بيان نفس العيب فواجب) لأن الغش حرام۔ (الشامية: (۱۳۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

شرکت سے پہلے یہ معلومات کرے کہ کیا یہ میلہ اتنا بڑا ہے کہ متوقع گاہکوں اور صنعت کاروں کو اپنی طرف متوجہ کر سکے گا؟ کیا یہ مقامی، علاقائی، قومی اور عالمی خریداروں کو متوجہ کرنے کے لیے جغرافیائی لحاظ سے مناسب جگہ پر ہے؟

☆......کیا یہ میلہ اس وقت ہو رہا ہے جب تاجر اپنے نئے خریداروں کے لیے خدمات مہیا کر سکتا ہے اور بعد میں ان سے رابطہ کر سکتا ہے؟

☆......کیا تجارتی میلے کو فروغ دینے والے لوگ بھروسہ کے قابل ہیں اور کیا اس انتظامیہ نے پہلے بھی کام یاب میلوں کا انعقاد کیا ہے؟

اگر جائزہ لینے کے بعد یہ تمام باتیں درست ثابت ہو جائیں تو اس میں شرکت کرے ورنہ نہیں۔[1]

تجارتی میلے میں شرکت کرنا

''ایگزیبیشن میں شرکت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۰/۱)

تجارتی نام

تجارتی نام مادی چیز نہیں ہے اس لیے تنہا اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے مثلاً ''لپٹن'' چائے کا نام ہے، صرف لپٹن نام کو بیچنا جائز نہیں ہے، البتہ دکان یا چیز کے ساتھ قیمت بڑھا کر خرید و فروخت کرنا جائز ہے، مثلاً دکان کو دکان کے نام

---

(۱)المؤمن كيس فطن حذر۔(الحديث)

(المؤمن كيس) أي عاقل والكيس العقل (فطن) حاذق والفطنة حدة البصيرة في بذل الأمور، (حذر) أي مستعد متأهب لما بين يديه متيقظ لما يهجم عليه۔(فيض القدير: (۲۵۶/۶) رقم الحديث: ۹۲۶۷، حرف الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

فتح الباري: (۵۳۰/۱۰) كتاب الأدب، باب لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين، ط: دار المعرفة۔

كنز العمال: (۱۴۳/۱) رقم الحديث: ۶۸۹، حرف الهمزة، الكتاب الأول، الفصل السابع في صفات المؤمنين، ط: مؤسسة الرسالة۔

کے ساتھ قیمت بڑھا کر بیچنا جائز ہے۔(۱)

تجارتی نام چرانا

دوسرے کے تجارتی نام اور گڈول کو چرانا، اور اس نام سے اپنی مصنوعات تیار کر کے بیچنا ناجائز اور حرام ہے، قانونی اور اخلاقی اعتبار سے بھی بڑا جرم ہے، اس میں جہاں گڈول اور تجارتی نام والی کمپنی کا نقصان ہے وہاں خریداروں کے ساتھ دھوکہ بھی ہے۔(۲)

---

(۱) لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

منحة الخالق علی البحر الرائق: (۲۳۴/۵) کتاب الوقف، ط: سعید۔

ویؤخذ من کلام صاحب الهدایة هذا أن الحق إذا کان متعلقًا بعین تبقی یجوز بیعه۔ (تکملة فتح الملهم: (۳۶۴/۱) کتاب البیوع، باب بطلان المبیع قبل القبض، حکم الکمیالات، ط: دار العلوم)

من اشتری شیئًا وأغلی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولیة والوضیعة، ط: رشیدیه)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي یقابله العوض حلال۔ (المبسوط: (۱۱۹/۱۱) کتاب البیوع، ط: دار الفکر بیروت)

لأن الثمن حق العاقد فإلیه تقدیره۔ (الجوهرة النیرة: (۳۸۷/۲) کتاب الحظر والإباحة، ط: حقانیه)

وللبائع أن یبیع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا یجب علیه أن یبیعها بسعر السوق دائما، وللتجار ملاحظ مختلفة في تعیین الأثمان وتقدیرها۔ (بحوث في قضایا فقهیة معاصرة: (۸/۱) أحکام البیع بالتقسیط، زیادة الثمن من أجل التأجیل، ط: دار العلوم کراچی)

(۲) وقد قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا ضرر ولا ضرار۔ (موطأ الإمام مالك: (ص: ۵۹۰) کتاب المکاتب، ما لا یجوز من عتق المکاتب، ط: قدیمي)

قوله: لا ضرر ولا ضرار في الإسلام. الضرر ضد النفع... قوله: لا ضرر أي لا یضر الرجل أخاه فینقصه شیئاً من حقه. کشف المغطا عن وجه الموطأ: (ص: ۵۶۰) رقم الحاشیة: ۲، کتاب المکاتب، ما لا یجوز من عتق المکاتب، ط: قدیمي)=

تجارتی ناموں کی رجسٹریشن

”ٹریڈ مارک کی خرید وفروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۹/۳)

تجارتی وکیل کا خریداروں کے ساتھ تعلق

تجارتی ادارے کے وکیل کا تھوک فروشوں، خوردہ فروشوں یا عام خریداروں کے ساتھ تعلق بائع اور مشتری کا ہوتا ہے یعنی وکیل متعلقہ ادارے کی مصنوعات یا دکان دار کے سامان کو اصل مالک کی طرح دوسرے لوگوں کے ہاتھ فروخت کرتا ہے، موکل یا تجارتی ادارے کا اس عقد میں کوئی دخل نہیں ہوتا اور یہ لوگ خریدار سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتے اور اس عقد کی ساری ذمہ داریاں وکیل پر ہوتی ہیں۔ (۱)

تجاوزات سے ضبط کیا ہوا مال

جو لوگ تجاوزات کے مرتکب ہوتے ہیں، حکومتی کمیٹی ان سے جگہ کو خالی

= عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٢٨) كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، الفصل الثاني، ط: قديمى)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داود في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر، والخديعة، والخيانة في النار، (الترغيب والترهيب: (٢/ ٤٠٢) رقم الحديث: ٢٧٤٣، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

(١) والحقوق فيما يضيفه الوكيل إلى نفسه كالبيع والإجارة والصلح عن إقرار تتعلق بالوكيل... كتسليم المبيع وقبضه وقبض الثمن والرجوع عند الاستحقاق والخصومة في العيب... وللمشتري منع المؤكل عن الثمن) يعني إذا وكل رجل رجلا ببيع شيء فباعه ثم إن المؤكل طالب المشتري بالثمن له منعه؛ لأن المؤكل أجنبي عن العقد وحقوقه؛ لأنها تتعلق بالعاقد على ما بينا۔ (تبيين الحقائق: (٣/ ٢٥٦، ٢٥٧) كتاب الوكالة، ط: امداديه ملتان)

مجمع الأنهر: (٣/ ٣١٠، ٣١٢) كتاب الوكالة، ط: دار الكتب العلمية۔

الجوهرة النيرة: (١/ ٣٦٠) كتاب الوكالة، ط: حقانيه

کرالیتی ہے، اوران کے سامان کوضبط کرلیتی ہے، پھراسے نیلام کرتی ہے توحکومت کے لئے جگہ خالی کرانا صحیح ہے لیکن انکے مال کوضبط کرکے آگے فروخت کرنا اور نیلام کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

تحائفِ کفار

''غیر مسلموں کے تحائف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۰/۵)

تحریر سے سودا کرنا

جس طرح زبان سے یا صرف لین دین سے سودا ہوجاتا ہے اسی طرح تحریر کے ذریعے دونوں فریق خریدوفروخت کا کوئی معاملہ کرلیں تو اس سے بھی سودا

---

(۱) وليس للإمام أن يخرج شيئا من يد أحد إلا بحق ثابت معروف. (شامي: (۱۸۰/٤) كتاب الجهاد، باب العشر والخراج والجزية، مطلب: القول لذي اليد أن الأرض ملكه وإن كانت خراجية، ط: سعيد)

☐ عن سعيد بن زيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ شبرا من الارض ظلما فإنه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين متفق عليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٤) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمي)

☐ وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية الفصل الثاني، ط: قديمي)

☐ لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك أحد بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه. (شرح المجله لرستم باز: (٥١/١) المادة: ٩٦، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقيه)۔

☐ وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيئ من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (الدر المختار مع الرد (٦١/٤، ٦٢) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق (٤١/٥)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

☐ الفتاوى الهندية (١٦٧/٢)، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه۔

ہوجاتا ہے۔(۱)

تحریر کے ذریعہ ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط

۳۸۷

"بات چیت سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کی شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۰/۲)

تحریر کے ذریعے خرید وفروخت کرنا

"تحریر سے سودا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۶/۲)

تحریری پیغام سے ایجاب وقبول

ایجاب (آفر) وقبول میں تحریری پیغام آمنے سامنے بات چیت کے حکم میں ہے، اگر کسی شخص نے دوسرے کی طرف یہ پیغام دے کر بھیجا کہ وہ اسے اپنا گھر فروخت کر رہا ہے اور اس کی اتنی قیمت ہے، جب خریدار کو اس کا پیغام پہنچا اور اس نے اس ایجاب کو قبول کرلیا تو عقد صحیح ہوگیا کیوں کہ خریدار کا اس پیغام کو پڑھنا یا قاصد کی بات کو سننا یہ بھیجنے والے کی طرف سے ایجاب ہے، جب خریدار نے اس ایجاب کو قبول کرلیا تو گویا ایک ہی مجلس میں ایجاب وقبول صادر ہوئے اور یہی مجلس ایجاب پہنچنے کا محل ہے۔(۲)

---

(۱) وفي غاية البيان و قال شمس الأئمة السرخسي في كتاب النكاح من مبسوطه: كما ينعقد النكاح بالكتابة ينعقد البيع و سائر التصرفات بالكتابة أيضا۔ (الشامية: (۵۱۲/۴) كتاب البيوع، مطلب: في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد)

☜ البحر الرائق: (۲۶۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

☜ بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد۔

(۲) وأما الكتابة فهي أن يكتب الرجل إلى رجل أما بعد فقد بعت عبدي فلانا منك بكذا فبلغه الكتاب فقال في مجلسه: اشتريت لأن خطاب الغائب كتابه فكأنه حضر بنفسه و خاطب الإيجاب، وقبل الآخر في المجلس۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد)=

تحفے تحائف

"گفٹ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۱۱/۵)

۳۸۸

تحفہ دے کر اس سے خرید لینا

مثلاً زید نے بکر کو کوئی چیز تحفہ میں دی، تو زید کے لئے بکر سے وہ تحفہ خریدنا مکروہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں: میں نے کسی آدمی کو اللہ کی راہ میں ایک گھوڑے پر سوار کیا، لیکن اس نے اسے ضائع کر دیا، میں نے سمجھا وہ اسے اونے پونے دام میں بیچ دے گا، اس لیے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس سے نہیں خریدنا، خواہ وہ تجھے ایک درہم ہی میں کیوں نہ دے دے، یقیناً اپنے صدقے کی طرف لوٹنے والا اس کتے کے مانند ہے جو اپنی قے کی طرف لوٹتا ہے۔"(۱)

= البحر الرائق: (۲۶۹/۵) ط: سعید۔
الشامیة: (۵۱۲/۴) کتاب البیوع، مطلب: في حکم البیع مع الهزل، ط: سعید۔

(۱) عن زيد بن أسلم عن أبيه: قال: سمعت عمر رضي الله عنه يقول: حملت على فرس في سبيل الله، فأضاعه الذي كان عنده، فأردت أن أشتريه وظننت أنه يبيعه برخص، فسألت النبي صلى الله عليه وسلم، فقال: لاتشتري ولا تعد في صدقتك، وإن أعطاكه بدرهم، فإن العائد في صدقته كالعائد في قيئه.
(صحيح البخاري: (۲۰۲/۱) كتاب الزكاة، باب هل يشتري صدقته، ط: قديمي)
صحيح المسلم: (۳۶/۲) كتاب الهبات، باب كراهية شراء الانسان ماتصدق به ممن تصدق عليه، ط: قديمي)
ذكر مايستفاد منه: فيه: كراهة شراء الرجل صدقته، وقال ابن بطال: كره أكثر العلماء شراء الرجل صدقته لحديث عمر۔ (عمدة القاري: (۱۲۲/۹) كتاب الزكاة، باب هل يشتري صدقته، ط: دار الكتب العلمية)
هذا النهي تنزيه لا تحريم، فيكره لمن تصدق بشيء... أن يشتريه ممن دفعه هو إليه (شرح أبي داؤد للعيني: (۳۹٤/٦) كتاب الزكاة، باب الرجل يبتاع صدقته، ط: مكتبة الرشد)

تحفہ دینا خریدار کو

''خریدار کو تحفہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣/٢٣٩)

تحفہ دینا غیر مسلم کو

''غیر مسلم کو تحفہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٥/٦٢)

تحفہ قبول کرنا کافر سے

''کافر سے تحفہ قبول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٥/٢٦٥)

تحفہ میں دی ہوئی چیز کسی اور سے خرید لینا

مثلاً زید نے اپنی گاڑی بکر کو بلاعوض ہبہ کر کے قبضہ دے دیا، اور بکر نے وہ گاڑی خالد کو فروخت کردی، اب اگر زید وہ گاڑی خالد سے خریدنا چاہتا ہے تو خرید سکتا ہے اس میں کوئی کراہت یا قباحت نہیں ہے۔[1]

تخلیہ

قبضہ کے لیے تخلیہ کے معنی یہ ہیں کہ سودا ہونے کے بعد مشتری کو اس بات پر قدرت دے دی جائے کہ وہ جب چاہے آ کر مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کر لے، جب قبضہ کرنے میں کوئی مانع باقی نہیں رہے تو تخلیہ ہو جائے گا مثلاً کوئی بکس ہے اس کے اندر کئی چیزیں رکھی ہوئی ہیں، اس کی چابی اس کے حوالہ کر دی تو جب چابی حوالے

---

(١) فيكره لمن تصدق بشيء... أن يشتريه ممن دفعه هو إليه، أو يهبه أو يتملكه باختياره منه فأما إذا ورثه منه فلا كراهة فيه... وكذا لو انتقل إلى ثالث ثم اشتراه منه المتصدق فلا كراهة هذا مذهبنا ومذهب الجمهور. (شرح النووي على صحيح المسلم: (٢/٣٦) كتاب الهبات، باب كراهية شراء الإنسان ما تصدق به ممن تصدق عليه، ط: قديمي)

شرح أبي داؤد للعيني: (٦/٣٩٤) كتاب الزكاة، باب الرجل يبتاع صدقته، ط: مكتبة الرشد.

کردی اب چاہے وہ اٹھائے یا نہ اٹھائے قبضہ ثابت ہو جائے گا۔[۱]

تخلیہ کر دیا

اگر بیع ہونے کے بعد بائع نے تخلیہ کر دیا ہے اور مشتری سے یہ کہہ دیا ہے کہ یہ اب آپ کی چیز ہے، میرے گودام میں رکھی ہے آپ جب چاہیں اس کو اٹھا کر لے جائیں، آج کے بعد میں اس کا ذمہ دار نہیں، اگر یہ مبیع (بیچی گئی چیز) تباہ ہو جائے یا خراب ہو جائے یا چوری ہو جائے تو آپ کی ذمہ داری ہے، اس صورت میں اگرچہ مشتری نے ظاہری طور پر قبضہ نہیں کیا لیکن چوں کہ وہ چیز مشتری کے ضمان میں آگئی ہے اس لیے اب اس کا نقصان مشتری کے ذمہ ہوگا اور اس کو بھی قبضہ کہا جائے گا۔[۲]

---

(۱) وأما تفسير التسليم والقبض فالتسليم والقبض عندنا هو التخلية والتخلي وهو أن يخلي البائع بين المبيع وبين المشتري برفع الحائل بينهما على وجه يتمكن المشتري من التصرف فيه فيجعل البائع مسلمًا للمبيع والمشتري قابضًا له۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

لأن معنى القبض هو التمكن والتخلي وارتفاع الموانع عرفًا وعادةً وحقيقةً۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۸/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

(إعطاء مفتاح العقار الذي له قفل للمشتري يكون تسليمًا) إذا أمكنه فتحه بلا كلفة۔ قال في الهندية قبض المفتاح قبض للدار إذا تهيأ له فتحها بلا كلفة وإلا فليس بقبض۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۱۴/۱) المادة: ۲۷۱، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار الكتب العلمية)

الأشياء التي بيعت جملة وهي داخل صندوق أو أنبار أو ما شابهه من المحلات التي تقفل يكون إعطاء مفتاح ذلك المحل للمشتري والإذن له بالقبض تسليمًا مثلًا لو بيع أنبار حنطة أو صندوق كتب جملة يكون إعطاء مفتاح الأنبار أو الصندوق للمشتري تسليمًا۔ (شرح المجلة: (۱۱۳/۱) المادة: ۲۷۵) الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار الكتب العلمية)

الهندية: (۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع، الفصل الثاني في تسليم المبيع... الخ، ط: رشيديه

(۲) وإن باع مكايلة أو موازنة في المكيل والموزون، وخلى فلا خلاف في أن المبيع يخرج عن ضمان البائع، ويدخل في ضمان المشتري حتى لو هلك بعد التخلية قبل الكيل والوزن يهلك على المشتري۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: أما حكم البيع، ط: سعيد)=

ترغیبی انعام

موجودہ دور میں بعض دکان دار گاہکوں کو ترغیب دینے کے لیے ایک مخصوص مقدار تک سامان خریدنے پر انعامات کا اعلان کرتے ہیں اور اس وجہ سے سامان کی قیمت میں اضافہ نہیں کرتے تو یہ صورت جائز ہے کیوں کہ اس میں خریدی جانے والی چیز اور اس کی قیمت دونوں متعین ہیں اور ہر خریدار کو اپنی خریدی ہوئی چیز مل جاتی ہے اور انعام کمپنی اپنے منافع میں سے دیتی ہے۔[1]

= والتخلية في بيت البائع صحيحة عند محمد رحمه الله تعالى خلافًا لأبي يوسف رحمه الله تعالى، رجل باع خلاًّ في دنّ في بيته، فخلى بينه و بين المشتري، فختم المشتري على الدنّ وتركه في بيت البائع، فهلك بعد ذلك فإنّه يهلك من مال المشتري في قول محمد وعليه الفتوى هكذا في الصغرى۔ رجل باع مكيلاً في بيت مكايلة أو موزونًا موازنة، وقال: خليت بينك وبينه ودفع إليه المفتاح ولم يكله ولم يزنه صار المشتري قابضًا، ولو أنّه دفع إلى المشتري المفتاح ولم يقل خليت بينك و بينه لا يكون قابضًا كذا في الظهيرية۔ (الفتاویٰ الهندية: (۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع، الفصل الثاني في تسليم المبيع... الخ، ط: رشيديه)

وأشار بهذا إلى ما في البحر عن الذخيرة: إذا اشترى ما هو أمانة في يده من وديعة أو عارية لا يكون قابضًا إلاّ إذا ذهب إلى مكان يتمكّن من قبضها فيصير الآن قابضًا بالتخلية فإذا هلك بعده هلك من ماله۔ (الشامية: (۷۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع دودة القرمز، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸۰/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱) الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامها سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه۔ (الهندية: (۱۷۱/۳) كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشيديه)

ويجوز للبائع أن يزيد للمشتري في المبيع۔ (الهداية: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

باع عينًا بمائة ثم زاد على المبيع شيئًا أو حط بعض الثمن جاز۔ (العناية في شرح الهداية مع فتح القدير: (۳۸۱/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: ومن اشترى شيئًا مما ينقل ويحول... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

ترقی کا راز

عباسی دور میں تیزی سے مسلمانوں کی ترقی کا راز معلوم کرنے کے لیے یورپ کے کچھ لوگ بغداد آئے اور ان لوگوں نے ایک جگہ پر کھانا کھایا، کھانا کھانے کے بعد جب اس کا معاوضہ دینے لگے تو کھلانے والے نے کہا کہ آپ لوگ مسافر ہیں اور یہاں کا ہمارا معمول اور رواج یہ ہے کہ ہم مہمانوں کی کم از کم تین دن تک اپنے کھانے سے تواضع کرتے ہیں۔

اس کے بعد سامان خریدنے کے لیے بازار گئے اور ایک دکان میں جا کر سامان خریدنے لگے تو دکان دار نے کہا کہ آپ یہی سامان ساتھ والی دکان سے خرید لیں مجھ سے نہ خریدیں تو انہوں نے پوچھا کہ آپ ہمیں اپنا سامان کیوں فروخت نہیں کر رہے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا کہ میرا آج کی ضرورت کا سامان فروخت ہو گیا ہے، ساتھ والے دکان دار کا ضرورت کے بقدر سامان فروخت نہیں ہوا اس لیے آپ اس سے خرید لیں، وہ اس اچھے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے اور واپس جاتے ہوئے یہ کہہ کر گئے کہ: جن لوگوں کے اخلاق اتنے اچھے ہوں ان پر کوئی قوم غالب نہیں آسکتی۔ (۱)

ترکہ میں ایک وارث کی تجارت کا حکم

ایک شخص کا انتقال ہو گیا، ترکہ تقسیم نہیں ہوا تھا کہ مرحوم کے ایک بیٹے نے والد کے کاروبار کو جاری رکھا اور خوب نفع کمایا، اب مثلاً دس سال کا عرصہ گزرنے کے بعد ترکہ تقسیم کرنا چاہتے ہیں تو تمام ورثا اصل اور نفع دونوں میں شریک ہوں گے اگر چہ باقی ورثا ترکہ کے مال کی تجارت میں شریک نہیں تھے لیکن نفع میں سب

(۱) ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

شریک ہوں گے اور کل نفع اصل ترکہ کے ساتھ تمام وارثوں کے درمیان شریعت کے قانون کے مطابق تقسیم ہوگا، ہاں اگر کام کرنے والے کو اس کے حصے سے کچھ زیادہ دے دیا جائے تو مناسب ہوگا لیکن شرعاً زیادہ دینا لازم نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) اذاعمل احد الشریکین دون الآخر بعذر او بغیره فالربح بینهما قوله: اذاعمل احد الشریکین... الخ انما كان الربح بينهما؛ لان استحقاق الربح بحكم الشرط في العقد لا العمل كما في البزازية في آخر فصل مايكون للشريك، وقوله: "بعذر" لايصح تعلقه بالفعل المذكور كما هو ظاهر وليس ثم غيره يصح تعلقه به وحينئذ فالصواب ان يقول كما في البزازية: ويستوى ان يمتنع الآخر بعذر او بغير عذر لان العقد لا يرتفع بمجرد امتناعه۔ (الاشباه والنظائر مع غمز عيون البصائر: (۲/۹۷) كتاب الشركة، ط: إدارة القرآن)

المجلة وشرحها لمحمد خالد الاتاسي، المادة: ۱۳۹۲)، (۳۱۵/۴) الباب السادس، الفصل السادس، البحث الثاني في بيان مسائل عائدة الى شركة العنان، ط: رشيديه)

شركة الملك ان يملك اثنان عينا ارثا او شراء... وكل اجنبي في قسط صاحبه اى كل واحد منهما اجنبي في نصيب صاحبه حتى لايجوز له ان يتصرف فيه الا باذنه كمال غيره من الاجانب۔ (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق: (۳/۳۱۳) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان)

فشركة الملك أن يشترك رجلان في ملك مال وذلك نوعان ثابت بغير فعلهما كالميراث وثابت بفعلهما وذلك بقبول الشراء او الصدقة او الوصية والحكم واحد، وهو ان مايتولد من الزيادة يكون مشتركا بينهما بقدر الملك وكل واحد منهما بمنزلة الاجنبي في التصرف في نصيب صاحبه۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۱/۱۵۱) كتاب الشركة، ط: دار المعرفة)

وفي الفتاوى الهندية: جزئية معارضه لهذه الجزئيات وهي هذه: لو تصرف احد الورثة في التركة المشتركة وربح فالربح للمتصرف وحده كذا في الفتاوى الغيائية۔ (الفتاوى الهندية: (۲/۳۴۶) كتاب الشركة، الباب السادس في المتفرقات، ط: رشيديه)

فتاویٰ ہندیہ کا یہ جزئیہ دیگر کتب فقہیہ کی عبارات کے خلاف ہے اس لیے ہمارے اکابر اور مفتیان کرام نے اس جزئیہ کے مطابق فتویٰ نہیں دیا۔ مفتی کفایت اللہ رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

''عمرو نے مال مشترک میں تجارت وغیرہ کر کے جو نفع حاصل کیا ہے اور مال بڑھایا ہے وہ سب ورثا پر بھی تقسیم کیا جائے گا صرف عمرو کا ترکہ نہیں سمجھا جائے گا''۔

وعمله وتصرفه يكون تبرعا و وجهه انه شريك في بعضه وعامل بنت اخيه في بعضه وهي في عياله وليس ههنا عقد ولا غصب۔ (كفايت المفتي: (۸/۲۶۹ و ۲۷۳) كتاب الفرائض، عنوان: ''مشترکہ مال میں کسی ایک شریک کی محنت سے ہونے والی زیادتی سب شرکا کو ملے گی''، ط: دار الاشاعت)

امداد الاحکام: (۳/۳۱۹) كتاب الشركة والمضاربة، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

فتاوی دار العلوم دیوبند: (۵۹۷) كتاب الشركة، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔=

= الأموال المشتركة شركة الملك تقسم حاصلاتها بين أصحابها على قدر حصصهم. (شرح المجلّة للأتاسي: (۱۳/۴) مادة: ۱۰۷۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الفصل الثاني في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيديه)

درر الحكام في شرح مجلّة الأحكام لعلي حيدر: (۲۹/۳) الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأوّل في بيان شركة الملك، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في أعيان المشتركة، المادة: ۱۰۷۳، ط: دار الجيل.

لو اجتمع إخوة يعملون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية، ولو اختلفوا في العمل والرأي الخ. (فتاوى شامي: (۳۲۵/۴) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد)

[تنبيه] يقع كثير في الفلاحين ونحوهم أن أحدهم يموت فتقوم أولاده على تركه بلا قسمة ويعملون فيها من حرث و زراعة و بيع و شراء و استدانة ونحو ذلك، و تارة يكون كبيرهم هو الذي يتولّى مهماتهم ويعملون عنده بأمره و كل ذلك على وجه الاطلاق والتفويض، لكن بلا تصريح بلفظ المفاوضة ولا بيان جميع مقتضياتها مع كون التركة أغلبها أو كلها عروض لا تصح فيها شركة العقد، ولا شك أن هذه ليست شركة مفاوضة، خلافا لما أفتي به في زماننا من لا خبرة له بل هي شركة ملك كما حررته في تنقيح الحامدية.

ثم رأيت التصريح به بعينه في فتاوى الحانوتي، فإذا كان سعيهم واحدا ولم يتميز ما حصله كل واحد منهم بعمله يكون ما جمعوه مشتركا بينهم بالسوية وإن اختلفوا في العمل والرأي كثرة و صوابا كما أفتي به في الخيرية، وما اشتراه أحدهم لنفسه يكون له ويضمن حصة شركائه من ثمنه إذا دفعه من المال المشترك، و كل ما استدانه أحدهم يطالب به وحده. (فتاوى شامي: (۳۰۷/۴) كتاب الشركة، مطلب فيما يقع كثيرا في الفلاحين مما صورته شركة مفاوضة، ط: سعيد)

(سئل) في إخوة خمسة تلقوا تركة عن أبيهم فأخذوا في الاكتساب والعمل فيها جملة كل على قدر استطاعته في مدة معلومة وحصل ربح في المدة وورد على الشركة غرامة دفعوها من المال فهل تكون الشركة وما حصلوا بالاكتساب بينهم سوية وإن اختلفوا في العمل والرأي كثرة وصوابا؟

(الجواب): نعم إذ كل واحد منهم يعمل لنفسه وإخوته على وجه الشركة وأجاب الخير الرملي بقوله هو بينهما سوية حيث لا يميز كسب هذا من كسب هذا ولا يختص أحدهما به ولا بزيادة على الآخر... (إلى أن قال)

هذا إنما يجري في شركة العقد، والواقع في السؤال شركة ملك فيما يظهر إذ لم يذكر فيه أنهم عقدوا شركة فيما بينهم ولا أن التركة نقود أو عروض بيع بعضها ببعض، فالظاهر أنها شركة ملك لا يجري فيها تفاوت في الربح بل يكون ما في أيديهم بينهم سوية كما مرّ وهذه المسألة تقع كثيرا خصوصا في أهل القرى حيث يموت الميت منهم وتبقى تركته بين أيدي ورثته بلا قسمة يعملون فيها =

تسعیر

''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۴/۴)

تسویق

''مارکیٹنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۰/۶)

تشہیر

''ایڈورٹائزنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۶/۱)

تصاویر کی خرید وفروخت کرنا

☆......کسی بھی جان دار کی فوٹو اور تصاویر بنانا اور ان کی خرید وفروخت کرنا

=وربما تعددت الأموات وهم على ذلك وقد يتوهم أنها شركة مفاوضة، وذلك باطل؛ لأن شركة المفاوضة لها شروط منها العقد بلفظ المفاوضة، فإن لم يذكر لفظها فلا بد من أن يذكر تمام معناها بأن يقول أحدهما للآخر وهما حران بالغان مسلمان أو ذميان شاركتك في جميع ما أملك من نقد وقدر ما تملك على وجه التفويض العام من كل منا للآخر في التجارات والنقد والنسيئة وعلى أن كلا ضامن عن الآخر ما يلزمه من أمر كل بيع كما في البحر ومنها أنها لا تكون بين صبي وبالغ وأنها لا تصح بالعروض وأنها تبطل بالموت ولا يخفى أن الواقع في زماننا ليس فيه شيء من ذلك فليس للمفتي أن يفتي بأنها مفاوضة ويلزمهم بأحكامها بأن يلزمهم مثلا بأن ما لزم أحدهم من دين يلزم الآخر، نعم إن صرحوا له بأنهم شركاء مفاوضة يفتيهم بأحكامها وليس عليه أن يسألهم عن استيفاء شرائط العقد كما لو سئل عن غيرها من العقود كما صرح به في البزازية ومما يناسب هذا المقام ما كتبته في حاشيتي رد المحتار على الدر المختار في آخر كتاب المزارعة نقلا عن التارخانية وغيرها مات رجل وترك أولادا صغارا وكبارا وامرأة، والكبار منها أو من امرأة غيرها فحرث الكبار وزرعوا في أرض مشتركة أو في أرض الغير كما هو المعتاد والأولاد كلهم في عيال المرأة تتعاهدهم وهم يزرعون ويجمعون الغلات في بيت واحد وينفقون من ذلك جملة قال صارت هذه واقعة الفتوى واتفقت الأجوبة أنهم إن زرعوا من بذر مشترك بينهم بإذن الباقين لو كبارا أو إذن الوصي لو صغارا فالغلة مشتركة وإن من بذر أنفسهم أو بذر مشترك بلا إذن فالغلة للزارعين اهـ - فاغتنم هذه الفائدة - (العقود الدرية في تنقيح الحامدية: (۹۲/۱) كتاب الشركة، شركة العنان، ط: دار المعرفة)

ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

☆...... غیر جان دار مثلا درخت، پہاڑ، سمندر، پھول، پتے، مکانات اور پارک وغیرہ کی فوٹو اور تصاویر بنانا اوران کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔ (۲)

تصاویر والی چیزوں کی بیع

آج کل استعمال کی بہت ساری چیزوں میں جان دار کی تصاویر ہوتی ہیں مختلف کھلونوں میں مختلف جانوروں اور انسانی شکلوں کی مبہم اور غیر واضح صورتیں

---

(۱) عن عون ابن ابی جحیفة عن ابیه ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن آكل الربوا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور۔ (صحیح البخاری: (۲/ ۸۸۱) کتاب اللباس، باب من لعن المصور، ط: قدیمی)

ولايجوز على الغناء والنوح والملاهي لان المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد فلايجب عليه الاجر من غير ان يستحق عليه لان المبادلة لاتكون الا عند الاستحقاق۔ (البحر الرائق: (۸/ ۲۰) باب الاجارة الفاسدة، ط: سعيد)

ولهذه العناية الإلهية جاء ت في شريعتنا السمحة البيضاء أحكام لسد الذرائع فيما جرب عظيم فساده من المعاص، كما ترى أنه لما حرمت الخمر حرم بيعها و شرائها الّذي هو ذريعة إلى هذه المعصية، وكذلك لما كان الشرك ظلما عظيما وإثما غير مغفور حرمت ما كان ذريعة إلى الشرك، منها التصوير صنعته واستعماله۔ (أحكام القرآن للتهانوي: (۳/ ۲۷۸) ط: إدارة القرآن)

وفي التوضيح: قال اصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام اشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن او لغيره فحرام بكل حال لان فيه مضاهاة لخلق الله وسواء كان في ثوب او بساط اودينار او درهم او فلس او اناء او حائط واما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء كان في هذا كله ماله ظل ومالاظل له وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وابو حنيفة وغيرهم۔ (عمدة القاری: (۲۲/ ۱۱۰) کتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية بيروت، لبنان)

شرح النووی علی صحیح مسلم: (۲/ ۱۹۹) کتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمی

شامی: (۱/ ۶۴۷) کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید۔

(۲) انظر الحاشية السابقة، رقم: ۱، على نفس الصفحة۔

ہوتی ہیں، اسی طرح برتن، بیگ اور بچوں کے کپڑوں وغیرہ میں بھی مختلف جانوروں اور انسانوں کی صورتیں ہوتی ہیں ان چیزوں کی خرید وفروخت کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیزوں میں جان دار کی شکل وصورت اور اس کے نمونے واضح طور پر معلوم ہوں تو ان کو بنانا اور گھر میں رکھنا جائز نہیں۔

اور جب خود ان تصاویر ہی کی خرید وفروخت مقصود ہو تو ان کو خریدنا اور فروخت کرنا دونوں ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدن بھی حلال نہیں ہے۔(۱)

اور اگر خرید وفروخت میں تصاویر خود مقصود نہ ہوں بلکہ دوسری چیزوں کے تابع ہو کر آجائیں جیسے کپڑوں، برتنوں، کپ اور دوسری جدید مصنوعات میں اس کا رواج عام ہے تو اس کی خرید وفروخت تبعاً جائز ہے اور آمدنی بھی حرام نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) قال النبي صلى الله عليه وسلم: لاتدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير ۔ متفق عليه ۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمي)

لايحلّ عمل شيئ من هذه الصور ولايجوز بيعها ولا التجارة لها والواجب أن يمنعوا من ذلك ۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، "تصاویر کی تجارت"، (ص: ۸۹) ط: إدارة المعارف)

جواہر الفقہ: (۷/ ۲۶۳) تصاویر کی تجارت، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۲) من القواعد المسلمة من فقه الأحناف إن كثيرًا من الأفعال لايجوز قصداً ويجوز تبعًا كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعًا للدار ولا إصالة وقصدًا ۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۱۸) بحوالہ تصویر کے شرعی أحکام، ص: ۸۸، ط: إدارة المعارف)

قد يثبت من الحكم تبعًا مالايثبت مقصودًا كالشرب في البيع، والبناء في الوقف ۔ (الشامية: (۳۶۱/۴) كتاب الوقف، مطلب: في وقف المنقول تبعًا للعقار، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/ ۲۰۰) كتاب الوقف، ط: سعيد۔

يغتفر في التوابع مالايغتفر في غيرها، وقريب منه: يغتفر في الشيئ ضمنًا مالايغتفر قصداً ۔ (الأشباه والنظائر: (ص: ۱۲۱) القاعدة الرابعة: التابع تابع، قاعدة: يغتفر في التابع مالايغتفر في غيره، ط: قديمي)=

اور تصاویر مقصود نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ تصاویر اس چیز میں نہ ہوتیں تب بھی لوگ ان چیزوں کو خریدتے۔

اور اگر تصاویر نہ ہونے کی صورت میں خریدتے نہیں تو تصاویر مقصود میں داخل ہیں۔

اور وہ تصاویر جو دیکھنے میں واضح طور پر جان دار کی شکل وصورت اور اس کا پورا نمونہ معلوم نہ ہوں تو ایسی تصاویر بنانا اور رکھنا جائز ہے اور ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے، آمدنی بھی حلال ہے۔ (۱)

= قال ابن الحجر: وشملت الصورة ما في الدراهم المجلوبة من بلاد الكفر فمن عنده شيء منها منع دخول الملائكة، وإن حل إمساكها بل ولو حملها ولو في عمامة؛ لأن القصد ذاتها لا الصورة التي حمل عليها۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۸/۲) تحت رقم الحديث: ۳۶۳، كتاب الطهارة، باب مخالطة الجنب، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

أما إذا كان المبيع شيئا آخر من المباحات، وهو مشتمل على صور، فتدخل في البيع تبعا، فيجوز بيعها، وهذا مثل الجرائد والصحف والكتب التي يقصد منها مضمونها المباح، ولكنها ربما تشتمل على صور ممنوعة، وكذلك ما عمت به البلوى من أن العلب التي تعبأ بها الأشياء المباحة يشتمل أكثرها على صور، فلا يمنع من بيعها إذا كان المقصود الأشياء المباحة دون الصور۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۲۰/۱، ۳۲۱) الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، الصور غير المجسدة، ط: مكتبة معارف القرآن)

(۱) (إلا أن تكون صغيرة)؛ لأن الصغار جدا لا تعبد، فليس لها حكم الوثن، فلا تكره في البيت... والمراد بالصغيرة التي لا تبدو للناظر على بعد، والكبيرة التي تبدو للناظر على بعد، كذا في فتح القدير۔ ونقل في النهاية أنه كان على خاتم موسى ذبابتان، وأنه لما وجد خاتم دانيال عليه السلام في عهد عمر رضي الله عنه، وجد عليه أسد ولبوة بينهما صبي يلحسانه... وفي الخلاصة من كتاب الكراهة: رجل صلى ومعه دراهم وفيها تماثيل ملك، لا بأس به لصغرها اهـ۔ (البحر الرائق: (۲۸/۲) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد)

الدر المختار مع رد المحتار: (۶۴۸/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۱۶۶/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: امداديه ملتان۔

لكن في الخزانة: إن كانت الصورة مقدار طير يكره وإن كانت أصغر فلا اهـ (الشامية: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة، ط: سعيد)

تصرف کرنا فروخت ہونے والے سامان میں

دکاندار کی دکان کا سامان فروخت کرنے سے پہلے دکاندار کی ملکیت ہے، (۳۹۹)
لہٰذا وہ اگر فروخت کرنے سے پہلے اپنے سامان میں تصرف کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، لیکن فروخت کرتے وقت یہ بتا دینا ضروری ہے کہ دکاندار نے اسے استعمال کیا ہے، اگر گاہک کو بتائے بغیر پوری قیمت پر بیچے گا تو دھوکہ دینے والا شمار ہوگا کیونکہ استعمال شدہ اور غیر استعمال شدہ اشیاء کی قیمتوں میں عرف کے اعتبار سے بڑا فرق ہوتا ہے۔[1]

تصویر بے جان اشیا کی

"بے جان اشیاء کی تصاویر" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۲)

تصویر بیچنا

"تصاویر کی خرید و فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۵/۲)

تصویر والا کپڑا

جاندار کی تصویر والا کپڑا پہننا جائز نہیں ہے اور اس کی تجارت بھی درست

---

(۱) عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت اصابعه بللا فقال: يا صاحب الطعام ماهذا؟ قال: اصابته السماء يا رسول الله: قال: افلا جعلته فوق الطعام حتي يراه الناس ثم قال: من غش فليس منا. (سنن الترمذي: (۲/۲۴۵) ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۱/۷۰) كتاب الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غش فليس منا، ط: قديمي۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي)

نہیں۔ (۱)

تصویر والے اخبار

جان دار کی تصویر اخبار اور رسائل میں چھاپنا ناجائز اور حرام ہے ایسے لوگ سخت گناہ گار ہیں، البتہ ایسے اخبار ورسائل کی خرید وفروخت جائز ہے کیوں کہ اخبار ورسائل میں اصل مقصد خبر اور مضمون پڑھنا ہوتا ہے تصویر مقصد نہیں ہوتی بلکہ تابع ہوتی ہے، ہاں اگر کوئی شخص اخبار ورسائل کی تصویر کو مقصد بنا کر خریدے گا تو گناہ گار ہوگا۔ (۲)

تصویر والے ڈبوں میں پیک چیزوں کی خرید وفروخت

آج کل بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تصویر والے ڈبوں میں پیک کر کے فروخت کرتے ہیں تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ خریداروں کا اصل مقصد ڈبے کے اندر کی چیز ہوتی ہے ڈبے کی تصویر مقصد نہیں ہوتی بلکہ وہ اندر کی چیز کے تابع

---

(۱) ولهذه العناية الإلهية جاءت في شريعتنا السمحة البيضاء احكام لسد الذرائع فيما جرب عظيم فساده في الأرض من المعاصي، كماترى أنه لما حرمت الخمر حرم بيعها وشرائها الذي هو ذريعة إلى هذه المعصية وكذلك لما كان الشرك ظلماً عظيماً وإثماً غير مغفور حرمت ما كان ذريعة إلى الشرك، منها التصوير صنعته واستعماله. (احكام القرآن للتهانوي: (۳/۴۷۸)، ط: إدارة القرآن)

ولا يحل عمل شئ من هذه الصور، ولا يجوز بيعها ولا التجارة لها والواجب أن يمنعوا من ذلك. (بلوغ القصد والمرام: (ص:۳۰)، بحوالہ تصویر کے شرعی احکام: (ص:۸۹) عنوان: "تصاویر کی تجارت" ط: ادارۃ المعارف کراچی)

إذا ثبت كراهية لبسها ثبت كراهية بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على مالا يجوز وكل ما أدي إلى مالا يجوز لا يجوز (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا فتنزيهاً. (الدر مع الرد: (۶/۳۹۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) انظر الحاشية، رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

ہوتی ہے اس لیے ایسی چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے [۱] البتہ ڈبے کے اوپر جان دار کی تصویر بنانے والے اور پریس والے گناہ گار ہوں گے اور خریداروں کو چاہیے ایسے ڈبے والی چیزوں کو خریدنے کے بعد تصویروں کو بگاڑ دیں تاکہ اس کی وجہ سے گھر میں رحمت کے فرشتے داخل ہونے میں رکاوٹ نہ ہو۔ [۲]

تصویر والے ڈبے بنانا

جان دار کی تصویر والے ڈبے بنانا جائز نہیں ہے، ایسے لوگ گناہ گار ہوں گے اور اجرت بھی حلال نہیں ہوگی۔ [۳]

---

(۱) انظر الحاشیة، رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۲) (لاتدخل الملائکة بیتا فیه صورة) أي: کصورة لحیوان من آدمي وغیره مالم تقطع رأسه أو یمتهن۔ (حاشیة السندي علی صحیح البخاري: (۴۴/۴) کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیه صورة، ط: دار الکفر)

☐ وحدیث أبي هریرة في السنن وصححه الترمذي وابن حبان أتم سیاقا منه، ولفظه: أتاني جبریل، فقال: أتیتک البارحة فلم یمنعني أن أکون دخلت إلا أنه کان علی الباب تماثیل وکان في البیت قرام ستر فیه تماثیل، وکان في البیت کلب فمر برأس التماثیل الذي علی باب البیت یقطع فیصیر کهیئة الشجرة ومر بالستر فلیقطع فلیجعل منه وسادتان منبوذتان توطآن۔ ومر بالکلب فلیخرج، ففعل رسول الله صلی الله علیه وسلم، وفي روایه للنسائي إما أن تقطع رؤوسها أو تجعل بسطا توطأ۔ وفي هذا الحدیث ترجیح قول من ذهب إلی أن الصورة التي تمنع الملائکة من دخول المکان التي تکون فیه باقیة علی هیئتها مرتفعة غیر ممتهنة فأما لو کانت ممتهنة أو غیر ممتهنة لکنها غیرت من هیئتها إما بقطعها من نصفها أو بقطع رأسها فلا امتناع۔ (فتح الباري: (۳۹۲/۱۰) کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائکة بیتا فیه صورة، ط: دار المعرفة)

☐ عمدة القاري: (۳۲۰/۱۱) کتاب البیوع، باب التجارة فیما یکره لبسه للرجال والنساء، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۳) عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالی عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: أشد الناس عذابا عند الله المصورون۔ متفق علیه (مشکاة المصابیح: (ص: ۳۸۵) کتاب اللباس، باب التصاویر، الفصل الأول، ط: قدیمی)

☐ فصنعته حرام بکل حال؛ لأن فیه مضاهاة لخلق الله تعالی۔ (الشامیه: (۶۴۷/۱) کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة، ط: سعید)=

تصویر والے رسائل

''تصویر والے اخبار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۰۰)

تصویر والے کپڑوں کی تجارت

جان دار کی تصویر اور مجسمہ سازی اور ان کی خرید وفروخت ناجائز اور حرام ہے، اس لیے جان دار کی تصویر اور مجسموں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح جان دار کی تصویر جو مقصود ہو اس کی خرید وفروخت بھی ناجائز ہے، البتہ کپڑے اور اشیاء کے لیبل وغیرہ پر جو جان دار کی تصویریں ہوتی ہیں عام طور پر وہ مقصود نہیں ہوتیں، اصل میں کپڑا یا وہ چیز مقصود ہوتی ہے تصویر مقصود نہیں ہوتی اس لیے ایسے

= شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/۱۹۹) كتاب اللباس، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمي۔

لايحلّ عمل شيئ من هذه الصور، ولايجوز بيعها، ولا التجارة لها، والواجب أن يمنعوا من ذلك۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، (ص:۸۹)، عنوان: تصاویر کی تجارت، ط: إدارة المعارف کراچی)

ماقامت المعصية بعينه يكره تحريمًا وإلا فتنزيهًا۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۹۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

والظاهر أنّ الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أوّل شرحه لـ"فصل فيما يكره" من الهداية:

"لما كان دون الفاسد، أخر عنه وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي بل في عدم فساد العقد، وإلا فهذا الكراهات تحريمية لا نعلم خلافًا في الإثم اهـ"۔

ومقتضاه أن لايطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۳۱۸) الشرط الثاني: كون المبيع متقومًا، القسم الأوّل: ماوضع لمحظور، ط: مكتبة معارف القرآن)

ولو استأجر مصورًا فلا أجر له؛ لأنّ عمله معصية كذا عن محمد۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۱/۶۵۰) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب الكلام على اتخاذ المسبحة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۳۶۳) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة، فصل في المكروهات، ط: قديمي)

کپڑوں کا کاروبار نا جائز نہیں ہے، ہاں خاص خاص لوگوں یا جانوروں کی بڑی تصویر والے کپڑے جو فیشن کے طور پر تصویر کو مقصود بنا کر بیچے اور پہنے جاتے ہیں ان کی خرید وفروخت درست نہیں ہے۔(۱)

تصویر والے گارمنٹ بنانا

بعض اوقات باہر ملکوں سے گارمنٹ کا آرڈر آتا ہے کہ فلاں قسم کی شرٹ پر فلاں جان دار کی تصویر تیار کر کے ہمیں سپلائی کریں تو ایسا آرڈر وصول کرنا اور ایسا مال تیار کر کے سپلائی کرنا ناجائز ہے۔(۲)

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصورة فی البیت ونہی ان یصنع ذلک، حدیث جابر رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح۔ (سنن الترمذي: (۳۰۵/۱) باب ماجاء فی الصورة، ط: سعید)

وعن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبة انہ دخل علی ابی طلحة الانصاری رضی اللہ عنہ یعودہ فوجد عندہ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ قال: فدعا ابو طلحة رضی اللہ عنہ انسانا ینزع نمطا تحتہ فقال لہ سہل: لم تنزعہ؟ قال: لان فیہا تصاویر وقال فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما قد علمت قال سہل رضی اللہ عنہ اولم یقل الا ما کان رقما فی ثوب قال: بلی ولکنہ اطیب لنفسی۔ ھذا حدیث حسن صحیح۔ (سنن الترمذی: (۳۰۵/۱) أبواب اللباس، باب ماجاء في الصورة، ط: سعید)

قال ابن بطال: اختلف العلماء فی الصور فکرہ ابن شہاب ما نصب منہا وما بسط کان رقما اولم یکن علی حدیث نافع عن القاسم عن عائشة رضی اللہ عنہا وقال طائفة انما یکرہ من التصاویر ما کان فی حیطان البیوت، واما کان رقما فی ثوب فہو جائز علی حدیث زید بن خالد عن ابی طلحة رضی اللہ عنہ وسواء کان الثوب منصوبا او مبسوطا وبہ قال القاسم۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال: (۱۷۹/۹) کتاب اللباس، باب من کرہ القعود علی الصور، ط: مکتبة الرشد)

ولما ہو من القواعد المسلمة من فقہ الاحناف ان کثیرا من الافعال لایجوز قصدا ویجوز تبعا کما صرحوا فی جواز بیع الحقوق تبعا للدار ولا اصالة وقصدا۔ (بلوغ المرام: (ص: ۱۸) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، ص: ۸۸، ط: إدارة المعارف)

(۲) عن جابر رضي اللہ عنہ، قال: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الصورة في البیت ونہی أن یصنع ذلک۔ حدیث جابر حدیث حسن صحیح۔ (جامع الترمذي: (۳۰۵/۱) أبواب اللباس، باب ماجاء في الصورة، ط: سعید)=

تصویروں کی خرید وفروخت

(۴۰۴) مسلمانوں کے لیے جان دار کی تصویر کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس میں دار الحرب اور دار الاسلام کا بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ (۱)

تصویروں والے اسکول بیگ

بعض اسکول بیگ یا بستوں پر ایسی فحش اور انتہائی شرم ناک قسم کی تصویریں بنی ہوئی ہوتی ہیں، جو جذبات کو برانگیختہ کرتی ہیں، مثلاً عورتوں کی فحش تصاویر وغیرہ، یہ سب ناجائز اور حرام ہیں، ان میں بہت ساری خرابیاں موجود ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

① جاندار کی حرام تصویر کو دیکھنا پڑتا ہے۔

② ان سے نوجوان بچے اور بچیوں کے جذبات ابھرتے ہیں۔

③ مسلمانوں میں برے اخلاق کی اشاعت ہوتی ہے۔

④ فتنے پیدا ہونے کا باعث ہے۔

= لایحل عمل شیئ من هذه الصورة ولایجوز بیعها ولا للتجارة لها والواجب أن یمنعوا من ذلک۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی أحکام "تصاویر کی تجارت" ص:۸۹، ط: إدارة المعارف کراچی)

جواهر الفقہ: (۷ / ۲۶۴) تصاویر کی تجارت، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

عن عون بن أبي جحيفة عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن اكل الربا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور۔ (صحيح البخاري: (۸۸۱/۲) كتاب اللباس، باب من لعن المصور، ط: قديمی)

(۱) لایحل عمل شيء من هذه الصور ولایجوز بیعها ولا التجارة لها والواجب ان یمنعوا من ذلک۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصاویر کی تجارت، ص: ۸۹، ط: إدارة المعارف)

جواهر الفقه، (۷/ ۲۶۴) ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما والا فتنزيها۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۹۱) كتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

⑤ نفسانی خواہشات جنم لیتی ہیں۔ (۱)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن آدمی انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا جن کو وہ پسند کرتا تھا۔" (۲)

فحش تصویر والے بیگ اور بستے خریدنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ اس آدمی کو ان چیزوں سے محبت ہے، اور وہ ان کو دل سے پسند کرتا ہے، لہٰذا حدث کی رو سے ایسا آدمی قیامت کے دن اسی طرح کے کافروں اور فاجروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا، اور یہ بہت ہی بڑا نقصان ہوگا، اس لئے والدین اور طالب علم بچوں اور بچیوں کو فکر کرنی چاہئے کہ ان کی پسند کیا ہے؟ ورنہ ہمارے مسلمان بچے بچیاں بھی قیامت کے دن ان کافروں کے ساتھ اٹھیں گے اسلئے اس قسم کے بیگ اور بستے ہرگز نہ خریدیں اور ان چیزوں کے کاروبار سے بھی پرہیز کریں۔ (۳)

---

(۱) وماكان سبباً لمحظور فهو محظور. (شامي: (٦/ ٣٥٠) كتاب الحظر والاباحة، قبيل فصل في اللبس، ط: سعيد)

لما فيه من الإعانة على مالا يجوز وكل ماأدي إلى مالا يجوز لايجوز. (الدر مع الرد: (٦/ ٣٦٠) كتاب الحظر والاباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغه: (٢/ ١٩٢) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

(۲) عن عبدالله عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: المرء مع من أحب. (الصحيح للبخاري: (٢/ ٩١١) كتاب الآداب، باب علامة الحب في الله، ط: قديمي)

الصحيح لمسلم: (٢/ ٣٣٢) كتاب البر والصلة، باب المرء مع من أحب، ط: قديمي.

(المرء مع من أحب) أي يحشر مع محبوبه ويكون رفيقاً لمطلوبه... و ظاهر الحديث العموم الشامل الصالح والطالح، ويؤيده حديث "المرء على دين خليله" كما سيأتي، ففيه ترغيب وترهيب ووعد ووعيد. (مرقاة المفاتيح: (٩/ ٢١٣) كتاب الآداب، باب الحب في الله ومن الله، الفصل الأول، ط: رشيديه)

(۳) وماكان الغالب عليه الحرام لم يجز بيعه ولا هبته. الفتاوى الهنديه: (٣/ ١١٦) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز ومالا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه.

انظر ايضاً الحاشية السابقة تحت العنوان السابق.

تعاطی سے اقالہ

''اقالہ تعاطی سے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۵/۱)

تعجیل کے بدلے دین میں کمی کرنا

''جلدی کے بدلے پیسے میں کمی کرنا''اور ''ضع وتعجل''عنوانات کے تحت دیکھیں۔(۱۱۲/۳)

تعجیل کے بدلے دین میں کمی کرنا ادھار میں منع ہے

''ضع وتعجیل کی ممانعت نقد میں نہیں ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۸/۴)

تعزیت کافر کی

''کافر کی تعزیت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۸/۵)

تعویذات کی خرید وفروخت کرنا

تعویذ علاج معالجہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں، اگر شرکیہ اور کفریہ الفاظ اور اعمال سے پاک ہیں غیر اللہ اور ماوراء الاسباب مخلوق سے مدد کی بات نہیں ہے تو جائز معاملات میں شریعت کے مطابق جائز تعویذ دینا اور اس کے عوض میں پیسے لینا اور دینا دونوں جائز ہیں تاہم اس کو اپنا ذریعہ معاش بنانا مناسب نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) عن أبی سعید الخدری ان ناسا من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتوا علی حی من احیاء العرب فلم یقروھم فبینماھم کذلک، اذ لدغ سید اولئک، فقالوا: ھل معکم دواء أو راق؟ فقالوا: نعم انکم لم تقرونا ولا نفعل حتی تجعلوا لنا جعلا فجعل لھم قطیعا من الشاۃ فجعل یقرأ بام القرآن ویجمع بزاقہ ویتفل فبرأ فأتوا بالشاۃ فقالوا: لا ناخذہ حتی نسأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسألوا فضحک وقال: ما ادراک انھا رقیۃ خذوھا واضربوا لی بسھم۔ (البخاری: (۲/ ۸۵۴)، باب الرقی بفاتحۃ الکتاب، ویذکر عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ط: قدیمی)

☜ ولا باس بالمعاوضات اذا کتب فیھا القرآن ... اختلف فی الاستشفاء بالقرآن بأن یقرأ علی =

تعویذ پر اجرت لینا

اگر تعویذ کے الفاظ صحیح ہیں یا قرآن وحدیث کے الفاظ ہیں اور اس میں کسی (۴۰۷) قسم کے شرکیہ الفاظ نہیں ہیں، جن وشیاطین وغیرہ سے مدد کی بات نہیں ہے اور تعویذ کو خود مؤثر نہ سمجھے جیسا کہ کفار ومشرکین سمجھتے ہیں بلکہ اثر کرنے والا، شفا دینے والا، فائدہ پہنچانے والا، نقصان سے بچانے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھے اور تعویذ کو ایک سبب سمجھے جیسا کہ بیماری کے دوران گولی (ٹیبلٹ) کیپسول اور شربت وغیرہ سبب کے طور پر لیتے ہیں اور شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھتے ہیں اسی طرح تعویذ کو بھی استعمال کرے تو جائز ہے۔

اور اگر کوئی شخص اس عقیدے سے تعویذ استعمال کرتا ہے کہ تعویذ ہی اثر کرتا ہے اور تعویذ ہی شفا دیتا ہے، اللہ تعالیٰ نہیں تو یہ شرک ہے اس قسم کے عقیدے کے ساتھ تعویذ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

=المريض او الملدوغ الفاتحة او يكتب في ورق ويعلق عليه او طست ويغسل ويسقي وعن النبي عليه السلام انه كان يعوذ نفسه قال رضي الله عنه وعلى الجواز عمل الناس اليوم وبه وردت الآثار۔ (شامي: (۶/۳۶۴) فصل في اللبس، ط: سعيد)

▭ شرح الامام النووي على صحيح مسلم: (۲/۲۲۴) كتاب السلام، باب جواز اخذ الاجرة على الرقية، ط: قديمي۔

(۱) وقد أجمع العلماء على جواز الرقي عند اجتماع ثلاثة شروط، أن يكون بكلام الله تعالى وباسمائه و صفاته و باللسان العربي أو بما يعرف معناه من غيره وأن يعتقد أن الرقية لا تؤثر بذاتها بل بذات الله تعالى۔ (فتح الباري: (۱۰/۱۹۵) كتاب الطب، باب الرقي بالقرآن والمعوذات، ط: دار المعرفة)

▭ فيض القدير للمناوي: (۲/۲۰۱) رقم الحديث: ۱۱۵۲، حرف الألف، ط: دار الحديث القاهرة۔

▭ عن عوف بن مالك الأشجعي قال: كنا نرقي في الجاهلية فقلنا يا رسول الله! كيف ترى في ذلك؟ فقال: أعرضوا علي رقاكم لا بأس بالرقي مالم يكن فيه شرك۔ (الصحيح المسلم: (۲/۲۲۴) كتاب السلام، باب استحباب الرقية من العين، ط: قديمي)

▭ المراد بها الرقي التي هي من كلام الكفار والرقي المجهولة والتي بغير العربية وما لا يعرف معناها فهذه مذمومة لاحتمال أن معناها كفر أو قريب منه أو مكروهة۔ (شرح النووي على صحيح لمسلم: =

تعیشات

جن چیزوں کے بغیر انسانی زندگی بڑے آرام سے گزر جاتی ہے لیکن صرف لطف اٹھانے، خواہشات پورا کرنے اور عیش پرستی کے لیے استعمال ہوتی ہیں ان اشیاء اور خدمات کو تعیشات یا شاہانہ انداز کہا جاتا ہے۔ (۱)

تعیّشات کے اعلانات

موجودہ معاشرے میں دنیا پرستی، دولت کی ہوس اور ایک دوسرے سے معاشی مقابلے کی جو فضا پیدا ہوئی ہے اس میں بلاشبہ مروجہ تشہیری طریقے کا بڑا ہاتھ ہے، اگر کوئی غریب آدمی اپنی خواہش پوری نہ کر سکے تو وہ مستقل طور پر

=(۲۱۹/۲) كتاب السلام، باب الطب والمرض والرقي، ط: قديمي)

في المجتبى: التميمة المكروهة ما كان بغير العربية۔ (قوله: التميمة المكروهة) أقوله: الذي رأيته في المجتبى التميمة المكروهة ما كان بغير القرآن ... ولا بأس بالمعوذات إذا كتب فيها القرآن أو أسماء الله تعالى ... وإنما تكره العوذة إذا كانت بغير لسان العرب، ولا يدري ما هو ولعله يدخله سحر أو كفر أو غير ذلك، وأما ما كان من القرآن أو شيئ من الدعوات فلا بأس به اهـ۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۶۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

لان المتقدمين المانعين الاستيجار مطلقا جوزوا الرقية بالاجرة ولو بالقرآن كما ذكره الطحاوى لانها ليست عبادة محضة بل من التداوى۔ (ردالمحتار: (۶/ ۵۷) كتاب الإجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: سعيد)

(۱) والمنفعة كالذي يشتهي خبز البر ولحم الغنم اولطعام الدسم، والزينة كالمشتهي بحلوى والسكر۔ (شرح الحموي على الأشباه: (۱/ ۲۵۲) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن)

الأشباه والنظائر للسيوطي: (۱/ ۸۵) القاعدة الثانية: ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية۔

عن معاذ بن جبل رضي الله تعالى عنه: أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث به أي أرسل إلى اليمن أي قاضيا و واليا، قال: إياک والتنعم"، وهو المبالغة في تحصيل قضاء الشهوات على وجه التكلف في البغية بتكثير النعمة والحرص على النهمة۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/ ۳۳۸) كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

مایوسی، بے چارگی اور احساس کمتری کا شکار ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے یا تو وہ خودکشی کرلیتا ہے یا چور، ڈاکو یا دہشت گرد یا کرایہ کا قاتل بن جاتا ہے، اس لیے تاجروں کو تعیشات یا شاہانہ انداز کی چیزوں کی تشہیر اور اعلان نہیں کرنا چاہیے تاکہ عام لوگوں میں ان چیزوں کی طلب پیدا نہ ہو ورنہ یہ لوگ بھی اس طلب کو پورا کرنے کے لیے ہر جائز اور ناجائز طریقے سے دولت حاصل کرنے پر آمادہ ہوجائیں گے اور ان کے ساتھ ساتھ تشہیر کرنے والے بھی گناہ گار ہوں گے۔(۱)

تعین

چیز اور قیمت کا تعین دو طرح سے ہوسکتا ہے:

❶ ان کی طرف اشارہ کرنے سے متعین ہوتا ہے۔

❷ ان کی مقدار اور وصف بیان کرنے سے بھی متعین ہوتا ہے۔

نیز بازار میں جو کرنسی رائج ہے صرف اس کرنسی کا نام لینے سے بھی متعین ہوجاتا ہے۔(۲)

---

(۱) فإن كل ما يودي إلى الشر شر۔ (روح المعاني: (۲۵۲/۷) سورة الأنعام: ۱۰۸، ط: رشيديه)

التفسير المظهري: (۲۷٦/۳) سورة الأنعام: ۱۰۸، ط: مكتبة الرشد۔

تفسير البيضاوي: (۳۴۱/۲) سورة الأنعام: ۱۰۸، دار الفكر۔

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/٦) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

كل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳٦۰/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

(۲) يلزم أن يكون الثمن معلوما۔ إذا كان الثمن حاضرا فالعلم به يحصل بالمشاهدة والإشارة إليه، وإذا كان غائبا يحصل ببيان مقداره ووصفه۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۵۸/۱، ۱۵۹) رقم المادة: ۲۳۸، ۲۳۹) الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الأول في بيان المسائل المرتبة على أوصاف الثمن... الخ، ط: رشيديه)

(ولا بد من معرفة قدر ووصف ثمن غير مشار ولا مشار) أي لا يصح البيع إلا بمعرفة قدر المبيع والثمن ووصف الثمن إذا كان كل منهما غير مشار إليه، أما المشار إلى فغير محتاج إليهما ... =

تغیر واقع ہو

۴۱۰ تغیر واقع ہونے سے مراد یہ ہے کہ خریدار نے ایک ایسی چیز کا سودا کرلیا جو اس نے سودا کرنے سے کافی پہلے دیکھی تھی، لیکن جب سودا ہونے کے بعد چیز سامنے آئی تو اس میں تبدیلی آچکی تھی، اب خریدار کو اختیار ہے کہ بیع باقی رکھے یا منسوخ کردے کیونکہ تبدیلی آنے کے بعد مذکورہ چیز وہ نہیں رہی جس کو خریدار نے خریداری سے پہلے دیکھا تھا لہٰذا یہ سودا ختم کرسکتا ہے، لیکن اگر کوئی قابل ذکر تبدیلی واقع نہیں ہوئی تو پھر خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔ (۱)

تفریط زر

اگر اشیا کی قیمتوں میں کمی ہوجائے اور زر کی قدر میں اضافہ ہو اس کو اردو میں تفریط زر کہتے ہیں۔ (۲)

=وأشار بالمعرفة إلى أن الشرط العلم دون ذكرهما۔ (البحر الرائق: (۲۷۳/۵، ۲۷۷) كتاب البيوع، فصل يدخل البناء... الخ، ط: سعيد)

(ويشترط لصحته معرفة قدر) مبيع وثمن (ووصف ثمن)... غير مشار إليه (لا) يشترط ذلك في (مشار إليه) لنفي الجهالة بالإشارة۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۲۹/۴، ۵۳۰) كتاب البيوع، مطلب: مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)

(۱) من رأي شيئاً بقصد الشراء ثم اشتراه بعد مدة وهو يعلم أنه الشي الذي رآه لا خيار له إلا أنه إذا وجد ذلك الشي قد تغير عن حاله الذي رآه فيه كان له الخيار حينئذ. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۴۰، المادة: ۳۳۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: مكتبه فاروقيه)

وإن كان قد تغير عن حاله فله الخيار، لأنه إذا تغير عن حاله فقد صار شيئاً آخر فكان مشترياً شيئاً لم يره فله الخيار إذا رآه. (بدائع الصنائع: (۲۹۳/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

الدر المختار مع الرد: (۶۰/۴) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

(۲) اسلام اور جدید معاشی مسائل: (۲۳۶/۷، ۲۳۷) نظام زر، عنوان: قدر زر، افراط وتفریط زر اور قیمتوں کا اشاریہ"، ط: ادارہ اسلامیات۔

تفریق صفقہ

تفریق صفقہ جائز نہیں۔ مثلاً: ❶ کسی نے موتیوں کی ایک لڑی کے (۳۱۱)
بارے میں کہا کہ یہ لڑی ایک ہزار روپے میں آپ کو فروخت کر دی اس پر خریدنے
والے نے کہا کہ اس میں سے پانچ موتی میں نے لے لیے یا یوں کہا آدھے موتی
میں نے خرید لیے تو جب تک وہ بیچنے والا اس پر راضی نہ ہو بیع نہیں ہوگی؛ کیوں کہ
اس نے پوری لڑی کو بیچا ہے تو جب تک وہ پانچ موتی یا آدھے موتی بیچنے پر راضی نہ
ہو بیع نہیں ہوگی اور خریدنے والے کو اس میں سے کچھ لینے اور کچھ نہ لینے کا اختیار نہیں
ہوگا، اگر لینا چاہے تو پوری لڑی لینا پڑے گی، ہاں اگر بیچنے والے نے یہ کہہ دیا کہ ہر
ہر موتی سو سو روپے کا ہے اس پر خریدار نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے
خریدے تو پانچ موتیوں کا سودا ہو گیا۔

❷ کسی کے پاس مثلاً چار چیزیں ہیں قلم، دوات، کاپی اور پنسل اس نے کہا
یہ سب میں نے سو روپے میں بیچے، اس کی منظوری کے بغیر یہ اختیار نہیں کہ بعض
چیزیں لے لے اور بعض چیزیں چھوڑ دے، کیوں کہ وہ سب کو ساتھ ملا کر بیچنا چاہتا
ہے الگ الگ نہیں، ہاں اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ بتا دے تو اس میں سے ایک
آدھ چیز بھی خرید جا سکتی ہے۔[1]

مزید ''مبیع میں تفریق جائز نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) إذا أوجب أحد المتعاقدين بيع شيئ بشيئ يلزم لصحة العقد قبول العاقد الآخر على الوجه المطابق للإيجاب وليس له تبعيض الثمن أو المثمن وتفريقهما فلو قال البائع للمشتري: بعتك هذا الثوب بمائة قرش مثلاً فإذا قبل المشتري البيع على الوجه المشروع أخذ الثوب جميعه بمائة قرش وليس له أن يقبل جميعه أو نصفه بخمسين قرشا وكذا لو قال له: بعتك هذين الفرسين بثلاثة آلاف قرش وقبل المشتري يأخذ الفرسين بالثلاثة وليس له أن يأخذ بألف وخمسمائة) وذلك لئلا يلزم تفريق الصفقة. (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱/۶۶) المادة: ۱۷۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، ط: دار الكتب العلمية)=

تکافل

بینک کے بعض حامی علماء کرام نے بیمہ کا متبادل تکافل کا طریقہ نکالا ہے جیسے پاک قطر فیملی اور جنرل تکافل کمپنی وغیرہ، لیکن حقیقت یہ ہے کہ تکافل کا طریقہ کار بھی شریعت کی رو سے درست نہیں ہے۔ ان سے تکافل پالیسی خریدنا جائز نہیں ہے۔ اس طریقہ کار میں بھی وہی تمام خرابیاں موجود ہیں جو انشورنس میں ہیں۔ صرف نام عربی میں کر دیا ہے لیکن اردو اور انگریزی کے بجائے عربی نام رکھنے سے حرام حلال نہیں ہوگا۔ (۱)

= لو ذكر أحد المتبايعين أشياء متعددة وبين لكل واحد ثمنا على حدته وجعل لكل على الانفراد إيجابا وقبل الآخر بعضها بالثمن المسمى له انعقد البيع فيما قبله فقط ـ مثلا: لو ذكر البائع أشياء متعددة وبين لكل منها ثمنا معينا على حدة وكرر لفظ الإيجاب لكل واحد منهما على الإنفراد كأن يقول: بعت هذا بألف وبعت هذا بألفين فالمشتري حينئذ له أن يقبل ويأخذ أيهما شاء بالثمن الذي عين له)؛ لأنه بتكرار الإيجاب يتكرر العقد فصار كأنه باع بصفقات متعددة ـ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۸/۱) المادة: ۱۸۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، ط: دار الكتب العلمية)

إذا أوجب أحد المتبايعين في أشياء متعددة بصفقة واحدة سواء عين لكل منها ثمنا على حدة أم لا فللآخر أن يقبل ويأخذ جميع المبيع بكل الثمن وليس له أن يقبل ويأخذ ما شاء منها بالثمن الذي عين له بتفريق الصفقة)...؛ لأن فيه تفريق الصفقة على البائع، ولكن لو رضي البائع بذلك جاز البيع ويحصل رضاه قبولا وقبول المشتري إيجابا؛ لأن هذا البيع مما ينقسم الثمن عليه بالأجزاء ـ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۸/۱) المادة: ۱۷۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان لزوم موافقة القبول للإيجاب، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۵۲۶/۴) كتاب البيوع، مطلب: ما يوجب اتحاد الصفقة وتفريقها، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲۶۷/۵، ۲۶۸) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۱) (العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني ولذا يجري حكم الرهن في البيع بالوفاء) أي أن العقود المبنية على الأغراض والمقاصد لا على الألفاظ كالبيع والإجارة والحوالة تعتبر فيها المقاصد والمعاني، ولا عبرة للألفاظ، ولهذا جري حكم الرهن في البيع بالوفاء وإن كان منعقدا بلفظ البيع: لأنه لم يقصد به تمليك المبيع للمشتري بل تأمينه على دينه... ومما يتفرع على هذه =

تل دے کر سرسوں کا تیل لیا

"سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۲/۴)

تلقی جلب

"تلقی جلب" سے مراد یہ ہے کہ باہر سے آنے والے تجارتی قافلہ کے شہروں میں آنے سے پہلے ہی کوئی شخص جاکر ان سے غلہ وغیرہ خرید لے اور شہر میں آکر اس سے زیادہ قیمت پر فروخت کردے، یہ مکروہ ہے۔(۱)

تمام مسلمان ممالک ایک ہی ملک ہیں

اسلام نے تمام مسلمان ممالک کو ایک ہی ملک قرار دیا ہے، اسلامی خلافت میں تمام مسلمان ایک ملک کی تصویر ہوتے ہیں، آج مسلمان دین اور دین کی جدّوجہد میں کمزوری کی وجہ سے کئی ملکوں میں تقسیم ہوگئے ہیں، ایک ملک سے دوسرے ملک سامان پہنچانے کو آج کل برآمدات کہا جاتا ہے، تمام مسلمان ممالک میں سامان پہنچانے اور وہاں رہنے والے مسلمان بھائیوں کی ضروریات کو پورا

=القاعدة مالو قال: وهبتك هذه الدار بثوبك هذا كان بيعاً بالإجماع إذ العبرة للمعاني لا للألفاظ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۵) المادة:۳، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۲۱) المادة:۳، ط: دار الجيل.

تبيين الحقائق: (۵/۳۶) كتاب الصلح، ط: امداديه ملتان.

(۱) (قوله في المتن: وتلقي الجلب) بمعنى المجلوب... وصورته أن واحدًا من المصر أخبر بمجيئ قافلة عظيمة وأهل المصر في قحط وجدب فتلقى ذلك الواحد ويشتري منهم جميع مايمتارون ويدخل المصر ويبيعه على ما يريد من الثمن ولو تركهم فأدخلوا ميرتهم بأنفسهم وباعوها من أهل المصر بتفرقة توسع أهل المصر بذلك فإذا كان الأمر كما وصفنا فهو مكروه۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۴/۶۸) كتاب البيوع، فصل: قبض المشتري المبيع في البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

الجوهرة النيرة: (۱/۲۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيه پشاور۔

العناية مع الفتح: (۶/۴۳۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فيما يكره، ط: دار الكتب العلمية۔

کرنے کے لیے بھی برآمدات کا طریقہ اختیار کرنا مناسب ہے، اسی طرح غیر مسلم ممالک میں رہنے والے انسان بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں ان کی ضروریات کو پورا کرنا بھی مسلمان تاجروں کی اخلاقی ذمہ داری ہے، لہٰذا ان ممالک کے بازاروں اور منڈیوں کا بھی برآمدات کے لیے انتخاب کرنا چاہیے۔(۱)

تمباکو

"تمباکو" کی خرید وفروخت جائز ہے۔ البتہ بدبو کی وجہ سے بہتر نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) {وإن هذه أمتكم أمة واحدة وأنا ربكم فاتقون}۔ [المؤمنون: ۵۲]

{إنما المؤمنون إخوة فأصلحوا بين أخويكم واتقوا الله لعلكم ترحمون}۔ [الحجرات: ۱۰]

عن ابن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته ... الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمی)

عن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل جسد إذا اشتكى عضو منه تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲/۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمی)

عن عبد الله بن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الراحمون يرحمهم الرحمن ارحموا من في الأرض يرحمكم من في السماء۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمی)

روى أن ثمامة بن أثال الحنفي أسلم في زمن النبي صلى الله عليه وسلم، فقطع الميرة عن أهل مكة، وكانوا يمتارون، فكتبوا إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يسألونه أن يأذن له في حمل الطعام إليهم، فأذن له ذلك، وأهل مكة يومئذ كانوا حربا لرسول الله صلى الله عليه وسلم فعرفنا أنه لا بأس بذلك، وهذا لأن المسلمين يحتاجون إلى بعض ما في ديارهم من الأودية والأمتعة، فإذا منعناهم ما في ديارنا فهم يمنعون أيضا ما في ديارهم۔ (شرح السير الكبير: (۱۸۴/۲) باب ما يكره إدخاله دار الحرب وما لا يكره، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) (وصح بيع غير الخمر) مما مر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والأفيون۔

(وفي الرد: قوله: وصح بيع غير الخمر) ... ثم إن البيع وإن صح لكنه يكره)۔ (الدر مع الرد: (۴۵۴/۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد)=

تمباکو کی تجارت

''تمباکو'' کی کئی اقسام ہیں اور حکم بھی مختلف ہے۔

❶ اگر تمباکو میں نشہ اور بدبو نہیں تو اس کا استعمال بلا کراہت جائز ہے۔

❷ اور اگر تمباکو میں نشہ نہیں لیکن بدبو ہے تو اس کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے۔ (۱)

❸ اور اگر تمباکو میں نشہ ہے تو اس کا استعمال ناجائز ہے۔ (۲)

= ویمنع من بیع الدخان ونحوہ۔ (الشامیة: (۳۵۹/۶) کتاب الأشربة، ط: سعید)

والحاصل أن جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الشامیة: (۶۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الدر المنتقی مع مجمع الأنهر: (۱۵۱/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۳۱/۵) کتاب البیوع، بیع الغرر، ط: رشیدیه۔

(۱) تالیفات رشیدیہ: (ص: ۴۶۱) جواز وحرمت کے مسائل، عنوان: حقہ پینا اور عنوان: تمباکو کھانا، سونگھنا یا حقہ پینا، ط: ادارۂ اسلامیات لاہور۔

عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أكل من هذه الشجرة المنتنة فلا يقربن مسجدنا، فإن الملائكة تتأذى مما تتأذى منه الإنس۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۶۸) كتاب الصلاة، باب المساجد ومواضع الصلاة، الفصل الأول، ط: قديمي)

ذكر ما يستفاد منه: فيه كراهة أكل الثوم النيء ولا يحرم أنا الكراهة فلرائحة الكريهة ولهذا قال من أكل من هذه الشجرة فلا يغشانا في مسجدنا۔ (عمدة القاري: (۲۰۹/۶) كتاب الأذان، باب ما جاء في الثوم النيء والبصل والكراث، ط: دار الكتب العلمية)

وفي هذه الأحاديث بيان جواز أكل الثوم والبصل والكراث إلا أن من أكلها يكره له حضور المسجد وقد ألحق بها الفقهاء ما في معناها من البقول الكريهة الرائحة كالفجل۔ (فتح الباري: (۵۷۵/۹) كتاب الأطعمة، باب ما يكره من الثوم والبقول... الخ، ط: دار المعرفة)

هذا تصريح بإباحة الثوم وهو مجمع عليه، لكن يكره لمن أراد حضور المسجد وحضور جمع في غير المسجد... ويلحق بالثوم كل ماله رائحة كريهة من البصل والكراث ونحوهما۔ (إنجاح الحاجة على هامش ابن ماجة: (ص: ۲۴۱) كتاب الأطعمة، باب أكل الثوم، ط: قديمي)

(۲) عن سعيد بن أبي بردة عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه قال: لما بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعاذ بن جبل قال لهما: يسرا ولا تعسرا، وبشرا ولا تنفرا، وتطاوعا، قال أبو موسى: يا رسول الله! =

لہٰذا نشے والے تمباکو کے علاوہ باقی تمباکو کی تجارت جائز ہے اور اس پر حاصل ہونے والی آمدنی بھی حلال ہے۔ (۱)

تمباکو کی خرید و فروخت

تمباکو کا استعمال شرعاً ناجائز نہیں ہے اور آج کل تمباکو کی تجارت ایک بہت بڑا ذریعہ معاش بن گیا ہے لہٰذا غربت اور تنگی کے اس دور میں اس کی خرید و فروخت

=إنا بأرض يصنع فيها شراب من العسل يقال له: البتع، و شراب من الشعير يقال له: المزر۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "كل مسكر حرام"۔ (الصحيح البخاري: (۹۰۳/۲) كتاب الأدب، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم يسرا ولا تعسرا، ط: قديمى)

الصحيح لمسلم: (۱٦٧/۲) كتاب الأشربة، باب بيان كل مسكر حرام، ط: قديمى۔

سنن أبي داود: (۱٦۲/۲) كتاب الأشربة، باب ماجاء في السكر، ط: امداديه ملتان۔

(۱) (وصح بيع غير الخمر) مما مر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والأفيون۔

(وفي الرد: قوله: وصح بيع غير الخمر) ... ثم إن البيع وإن صح لكنه يكره)۔ (الدر مع الرد: (٣٥٤/٦) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

ويمنع من بيع الدخان ونحوه۔ (الشامية: (٣٥٩/٦) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الشامية: (٦٩/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر المنتقى مع مجمع الأنهر: (۱٥۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٤٣١/٥) كتاب البيوع، بيع الغرر، ط: رشيديه۔

وبالجملة ان ثبت في هذا الدخان اضرار صرف خال من المنافع فيجوز الافتاء بتحريمه و ان لم يثبت انتفاعه فالاصل حله مع ان في الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمين فان اكثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحليله ايسر من تحريمه وماخير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين امرين الا اختار ايسرهما۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (٣٦٦/٢) مسائل وفوائد شتى، ط: امداديه ملتان)

قال العلامة ابو الحسنات عبدالحي اللكنوى رحمه الله في رسالة رفع الالتباك في حكم تعاطي بشجرة التمباك، اما بيعها وشرائها فيجوز لامكان الانتفاع بها، (مجموعة الفتاوى، كتاب البيع، (۱۲٧/۲) ط: سعيد)

شامى، كتاب الاشربة، (٣٥٩/٦) ط: سعيد

کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ بدبو والی چیز ہے اس لیے پرہیز بہتر ہے۔ (۱)

تمباکو میں ملاوٹ ہے

اگر تمباکو خالص نہیں ہے بلکہ اس میں ملاوٹ ہے تو فروخت کرتے وقت خریداروں پر ظاہر کردے کہ اس میں ملاوٹ ہے ورنہ جھوٹ اور دھوکا ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔ (۲)

تنسیخ، معاہدہ بیع اور کمیشن

"کمیشن اور تنسیخ بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۳/۵)

تنگی رزق ہو تو کیا کرے

"رزق کی تنگی ہو تو کیا کرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷/۴)

توابع ذکر کیے بغیر بیع میں داخل ہو جاتے ہیں

کسی بھی چیز کی بیع (خرید و فروخت) میں اس کے توابع ذکر کے بغیر بھی داخل ہوں گے، مثلاً اگر کسی نے گھر فروخت کیا تو اس کی دیوار، چھت، دروازے، کھڑکی سب بیع میں داخل ہو جائیں گے اگرچہ ان چیزوں کا علیحدہ علیحدہ نام نہ لیا ہو،

(۱) وبالجملة ان ثبت فی هذا الدخان اضرار صرف خال من المنافع فیجوز الافتاء بتحریمه و ان لم یثبت انتفاعه فالاصل حله مع ان فی الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمین فان اکثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحلیله ایسر من تحریمه وماخیر رسول الله صلی الله علیه وسلم بین امرین الا اختار ایسرهما۔ (تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۳۶۶/۲) مسائل وفوائد شتی، ط: امدادیہ ملتان)

قال العلامة ابو الحسنات عبدالحی اللکنوی رحمه الله فی رسالة رفع الالتباک فی حکم تعاطی بشجرة التمباک، اما بیعها وشرائها فیجوز لامکان الانتفاع بها، (مجموعة الفتاوی: (۱۲۷/۲) کتاب البیع، ط: سعید)

شامی: (۲۵۹/۶) کتاب الاشربة، ط: سعید۔

(۲) تخریج کے لیے "ملاوٹ" عنوان کے تحت دیکھیں۔

اسی طرح جس شخص نے کوئی زمین فروخت کر دی تو اس میں جتنے بھی درخت کھڑے ہیں خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے، پھل دار ہوں یا پھل کے بغیر سب بیع میں آ جائیں گے اگر چہ ایک ایک کر کے ہر چیز کا الگ الگ نام نہ لیا ہو البتہ اگر فروخت کرنے والے نے صاف صاف الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ گھر کی دیوار یا چھت یا زمین کے درختوں کو ہم فروخت نہیں کرتے اس صورت میں پھر یہ چیزیں بیع میں داخل نہیں ہوں گی صرف زمین فروخت میں داخل ہوگی۔ (۱)

توانائیاں کس میں ضائع ہو رہی ہیں؟

"مجھ سے خرید لو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۳/۶)

تول کر اشیاء فروخت کرنا

کھانے کی چیزیں مثلاً گندم، دال، چنے، چینی، جو وغیرہ چیزوں کو ناپ تول کر فروخت کرنا جائز ہے، اسی طرح اندازے سے بیچنا بھی جائز ہے جب کہ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں اندازے کے ساتھ لینے پر راضی ہوں اور جھگڑے کا اندیشہ نہ ہو، البتہ ایک ہی جنس کی چیزوں کے آپس میں تبادلہ کرنے کی

---

(۱) كل ما كان في الدار من البناء... متصلاً به تبعا لها دخل في بيعها...۔ (فيدخل البناء والمفاتيح المتصلة أغلاقها... والسلم المتصل والسرير والدرج المتصلة والرحى (في بيعها) أي الدار... ويدخل الشجرة في بيع الأرض بلا ذكر... مثمرة كانت أو لا صغيرة أو كبيرة۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۴۷/۴، ۵۵۰) كتاب البيوع، فصل: فيما يدخل في البيع تبعا وما لا يدخل، ط: سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۹۲/۱، ۹۳) المادة: ۲۳۲، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني، الفصل الرابع: في بيان ما يدخل في البيع بدون ذكر صريح وما لا يدخل، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۳۱/۱، ۱۳۶) المادة: ۲۳۲، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۲۹۳/۵، ۲۹۴) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

صورت میں کمی زیادتی یا اندازہ سے بیچنا جائز نہیں۔ (۱)

تول کر بکنے والی چیز دونوں طرف ایک طرح کی نہ ہو

اگر تول کر بکنے والی چیزیں دونوں طرف ایک طرح کی نہ ہوں جیسے گیہوں دے کر دھان لیا یا جو، چنا، جوار، نمک، گوشت، سبزی وغیرہ کوئی اور چیز لی غرض کہ دونوں طرف ایک چیز نہیں بلکہ الگ الگ چیزیں ہیں تو اس صورت میں دونوں چیزوں کا وزن برابر ہونا لازم نہیں، ایک کلو گیہوں کے عوض چاہے دس کلو دھان وغیرہ لے لیں یا ایک پاؤ کے برابر لیں ہر صورت جائز ہے، البتہ دونوں کے سامنے دونوں طرف سے چیزوں کا لین دین ہو جانا چاہیے، اور اگر دونوں طرف سے لین دین نہ ہو تو کم سے کم اتنا ہونا ضروری ہے کہ دونوں چیزیں الگ کر کے رکھ دی جائیں، اگر ایسا نہیں کیا تو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔ (۲)

---

(۱) أخبرنا عبد الرزاق قال: عن الثوري عن إبراهيم، وسليمان التيمي في رجل يكيل في أوعيته كيلاً معلوماً، ثم يقول للمشتري: قد كلت فيه كذا و كذا ولكن لا أبيعك إلا جزافاً كانا لا يريان به بأساً، قال سفيان: هذا من أحسن البيوع عندنا۔ (مصنف عبدالرزاق: (۱۳۲/۸) رقم الحديث: ۱۳۶۰۳، كتاب البيوع، باب المجازفة، ط: إدارة القرآن)

وصح بيع الطعام... كيلاً وجزافاً... إذا كان بخلاف جنسه۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۳۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: يعتبر الثمن في مكان العقد، ط: سعيد)

الهداية: (۲۲/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه۔

الجوهرة النيرة: (۲۲۷/۱) كتاب البيوع، ط: حقانيه پشاور۔

البحر الرائق: (۲۸۲/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۲) (وإن وجد أحدهما فقط حل التفاضل) كما إذا بيع قفيز حنطة بقفيزي شعير يداً بيد حل الفضل فإن أحد جزأي العلة وهو الكيل موجود هنا دون الجزء الآخر وهو الجنسية... (لا النساء) أي لا يحل النساء... ولو بالتساوي۔ (مجمع الأنهر: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

ولو باع الحنطة بالشعير متفاضلاً يداً بيد جاز۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۹/۳) كتاب البيوع، الفصل السادس في تفسير الربا وأحكامه، ط: رشيديه)

تول کر بکنے والی چیزوں کو پیسے وغیرہ کے عوض میں لینا

(۴۲۰) اگر تول کر بکنے والی چیزوں کو روپے پیسے سے خریدا یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز کے عوض میں لیے جو تول کر نہیں بکتی بلکہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے مثلاً ایک تھان کپڑا دے کر گیہوں وغیرہ لیے یا گیہوں چنے دے کر انڈے، کیلے، گلاس وغیرہ ایسی چیزیں لیں جو گن کر بکتی ہیں غرض کہ ایک طرف ایسی چیز ہے جو تول کر بکتی ہے اور دوسری طرف گنتی سے یا گز سے ناپ کر بکنے والی چیز ہے تو اس صورت میں دونوں جانب برابر ہونا بھی ضروری نہیں اور آمنے سامنے دونوں طرف سے لین دین ہو جانا یا الگ کر کے رکھنا بھی ضروری نہیں ہے۔

مثلاً ایک سو روپے کا چاہے جتنا گیہوں، آٹا، سبزی خریدے اسی طرح کپڑا دے کر چاہے جتنا اناج لے لے، گیہوں چنے وغیرہ دے کر چاہے جتنے کیلے، انڈے، گلاس وغیرہ لے اور چاہے اسی وقت اس جگہ رہتے رہتے لین دین ہو جائے اور چاہے الگ ہونے کے بعد ہر طرح یہ معاملہ جائز ہوگا۔ (۱)

تول کر جانور فروخت کرنا

"وزن کر کے جانور فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۴/۶)

---

(۱) (وحلا بعدمهما) أي حل التفاضل والنساء بعدم الجنس والقدر لعدم العلة الموجبة للحرمة إذ الأصل الجواز على ما بينا والحرمة تعارض فيجوز ما لم يثبت فيه دليل الحرمة۔ (قوله: في المتن: وحلا بعدمهما) كما إذا اختلف النوعان مما يكال ولا يوزن حيث يجوز التفاضل بأن يباع اثنان بواحد كالثوب الهروي بالمروي والجوز بالبيض والحيوان بالثياب ويجوز نسيئة أيضا اهـ غاية۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۸۸/۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: امدايه ملتان)

(قوله: وحل بعدمهما) أي حل التفاضل والنساء عند انعدام القدر والجنس فيجوز بيع ثوب هروي بمرويين نسيئة والجوز بالبيض نسيئة لعدم العلة المحرمة۔ (البحر الرائق: (۱۲۹/۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في الإبراء عن الربا، ط: سعيد۔

تول کر دونوں نہیں بکتیں

اگر دونوں طرف الگ الگ چیزیں ہیں اور دونوں تول کر نہیں بکتیں مثلاً گلاس دے کر انڈا لیا یا گندم دے کر انڈے لیے تو یہ بہر حال جائز ہے، نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔[1]

تول کے حساب سے لینا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۲/۶)

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل

تولنا

جب موزونی یا مکیلی چیزیں ناپ تول کے حساب سے خریدی جائیں اور بائع (سیلر) ور مشتری (خریدار) کی موجودگی میں اس مطلوبہ چیز کو ناپ تول لیا جائے تو مشتری کو دوبارہ ناپ تول کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ خریدنے کے بعد دونوں کے سامنے ایک دفعہ ناپ کرنا یا تولنا کافی ہے۔[2]

تولنا جھکتا ہوا

''جھکتا تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۵/۳)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲) قال فی الخانیة: لو اشتری کیلیا مکایلةً او موزونا موازنة فکال البائع بحضرة المشتری قال الامام ابن الفضل: یکفیه کیل البائع ویجوز له ان یتصرف فیه قبل ان یکیله۔ (شامی: (۱۵۱/۵) مطلب فی تصرف البائع فی المبیع قبل القبض، ط: سعید)

▭ أما اذا کاله فی حضرته فانه یغنی عن کیله وهو الصحیح لان المبیع صار معلوما بکیل واحد۔ (البحر الرائق: (۱۱۸/۶) فصل فی بیان التصرف فی المبیع والثمن قبل قبضه، ط: سعید)

▭ الهدایة: (۷۹/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه۔

تولنے میں کمی زیادتی عظیم جرم ہے

''عظیم جرم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۳۲۶)

تولیدی جوہر کی تجارت

☆......موجودہ زمانے میں اچھی نسلوں والے نر جانوروں کا مادہ منویہ بازار میں فروخت ہوتا ہے، لوگ اس کو خریدتے ہیں اور اس کو اپنے مادہ جانوروں کے رحموں میں مخصوص طریقہ سے پہنچاتے ہیں جس کے نتیجے میں اچھی نسل والا جانور حاصل ہوتا ہے اس طرح مادہ منویہ کی خرید وفروخت جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲/۸۷) الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، ط:رشيديه)

واما الذي يرجع الى المعقود عليه فانواع منها ان يكون موجودا فلاينعقد بيع المعدوم... ومنها ان يكون مالا، لان البيع مبادلة المال بالمال... ومنها ان يكون مملوكا لان البيع تمليك فلاينعقد في ماليس بمملوك۔ (بدائع الصنائع: (۵/۱۳۸) كتاب البيوع، فصل: في الشرط الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط:سعيد)

واما مايشترط في المعقود عليه اى المبيع فهو اربعة شروط: ۱-ان يكون المبيع موجودا۔ ۲-ان يكون المبيع مالا متقوما۔ ۳-ان يكون مملوكا في نفسه۔ ۴-ان يكون مقدور التسليم عند العقد۔ (الفقه الاسلامي وادلته: (۴/۳۵۷) القسم الثالث: العقود... الخ، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الثاني: شروط البيع، ط: دار الفكر)

المراد بالمال مايميل اليه الطبع، ويمكن ادخاره لوقت الحاجة والمالية تثبت بتمول الناس كافة او بعضهم، والتقوم يثبت بها وباباحة الانتفاع شرعاً۔ (شامي: (۴/۵۰۱) كتاب البيوع مطلب في تعريف المال، ط:سعيد)

والحاصل ان جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع دود القرمز، ط:سعيد)

والصحيح انه يجوز بيع كل شيء ينتفع به كذا في التاتارخانية۔ (هندية: (۳/۱۱۴) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز... الخ، الفصل الرابع في الحيوانات، ط: رشيديه)

والضابط عندهم ان كل مافيه منفعة تحل شرعا فان بيعه يجوز لان الاعيان خلقت لمنفعة الانسان بدليل قوله تعالى: خلق لكم مافي الارض جميعا۔ (الفقه الاسلامي وادلته: (۴/۱۸۳) الفصل الرابع: نظرية العقد، المطلب الثاني عناصر العقد، قيل: العنصر الرابع: موضع العقد، ط: دار الفكر)

☆......حیوانات میں نسب کی اہمیت نہیں ہے اس لیے جانوروں کی حلت اور حرمت کے مسئلے میں ماں کو اصل قرار دیا ہے لہٰذا ''تولیدی جوہر'' مادہ جانور کے رحم میں پہنچا کر اچھی نسل کا جانور حاصل کرنا مباح اور ایک جائز انتفاع ہے اور آج کل اس کی ضرورت بھی ہے نیز اس کا عرف ورواج ہو جانے کی وجہ سے یہ مال متقوم بھی ہو گیا ہے۔(۱)

☆......حیوانات کا مادہ منویہ بھی ناپاک ہے لیکن بیع جائز ہونے کے لیے پاک ہونا شرط نہیں ہے، ناپاک ہونے کے باوجود قابل انتفاع ہونے کی صورت میں بیع جائز ہوتی ہے جیسا کہ گوبر کی بیع جائز ہے۔(۲)

☆......نیز عسب الفحل (بیل کی جُفتی) کی اجرت کی ممانعت سے بھی بیل وغیرہ کے مادۂ منویہ کی خرید وفروخت پر اعتراض نہیں ہوگا کیوں کہ اس میں اصل ممنوع چیز نر جانور کو مادہ پر گُدوانے اور حاملہ کرنے کی اجرت ہے کیوں کہ اس

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔

(۲) ویجوز بیع السرقین والبعر والانتفاع بھما واما العذرۃ فلایجوز الانتفاع بھا مالم یخلط بالتراب ویکون التراب غالبا وھذا لان محلیۃ البیع بالمالیۃ، والمالیۃ بالانتفاع والناس اعتادوا الانتفاع بالبعر والسرقین من حیث الالقاء فی الارض لکثرۃ الریع واما ما اعتادہ الانتفاع بالعذرۃ مالم یکن مخلوطا بالتراب۔ (المحیط البرھانی: (۹/۳۳۴) فصل فی مایجوز بیعہ ومالایجوز بیعہ، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارۃ القرآن)

🗀 ولاباس ببیع السرقین لانہ منتفع بہ فکان مالا والمال محل للبیع۔ (الھدایۃ: (۴/ ۴۷۱) کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، ط: رحمانیہ)

🗀 ان المسلمین تمولوا السرقین وانتفعوا بہ فی سائر البلدان والامصار من غیر نکیر۔ (تبیین الحقائق: (۶/ ۲۶) فصل فی البیع، ط: امدادیہ ملتان)

🗀 واستثنی الاحناف والظاھریۃ کل مافیہ منفعۃ تحل شرعا فجوزوا بیعہ فقالوا: یجوز بیع الارواث والازبال النجسۃ التی تدعو الضرورۃ الی استعمالھا فی البساتین وینتفع بھا وقودا وسمادا وکذلک یجوز بیع کل نجس ینتفع بہ فی غیر الاکل والشرب۔ (فقہ السنۃ لسید سابق: (۳/ ۵۳) باب شروط العاقد، ط: دار الکتاب العربی بیروت)

صورت میں حاملہ ہونا یقینی نہیں ہے اس میں بہت سے احتمالات ہیں مثلاً ہوسکتا ہے کہ مادہ منویہ خارج نہ ہوا گر خارج ہوتو اندر جانے سے پہلے باہر گر کر ضائع ہو اور اگر داخل ہوتو صحیح نشانہ پر نہ پہنچے اور حمل نہ ٹھہرے وغیرہ لہٰذا حمل مشکوک اور مجہول ہے، مشکوک اور مجہول چیز کی اجرت لینا جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔[1] ہاں اس کے باوجود تحفے وغیرہ کی گنجائش ہے۔[2]

تولیہ

''تولیہ'' یہ ہے کہ آدمی چیز کا جتنے روپے میں مالک ہوا ہے اس کی صراحت

---

(۱) قال ابن بطال فی شرح صحیح البخاری:

وذهب الكوفيون والشافعي وابوثور الى انه لايجوز عسب الفحل واحتجوا بحديث ابن عمر رضی الله عنه فقالوا هو شیء مجهول لاندری اینتفع به ام لا؟ وقد لاینزل الفحل... ومعنى نهيه عليه السلام عن عسب الفحل هو ان يكريه الى العلوق لان ذلك مجهول لايدرى متى يعلق ولايجوز اجارة المجهول كمالايجوز بيعه۔ (شرح صحيح البخارى لابن بطال: (۲۱۲/٦) كتاب الاجارات، باب عسب الفحل، ط: مكتبة الرشد)

نهى عنه للغرر لان الفحل قديضرب وقدلايضرب وقد لايلقح الانثى وبه ذهب الاكثرون۔ (عون المعبود: (۲۱۳/۹) كتاب الإجارات، باب فى عسب الفحل، ط: دار الكتب العلمية)

لاتصح الاجارة لعسب التيس وهو نزوه على الاناث لانه عمل لايقدر عليه وهو الاحبال۔ (الدر الرد: (۵۵/٦) كتاب الاجارة، ط: سعيد)

(۲) عن انس بن مالك رضى الله عنه ان رجلا من كلاب سأل النبى صلى الله عليه وسلم عن عسب الفحل، فنهاه فقال يارسول الله انا نطرق الفحل فنكرم فرخص له فى الكرامة قال ابوعيسى... وقدرخص قوم فى قبول الكرامة على ذلك۔ (ترمذى: (۲۴۰/۱) باب ماجاء فى كراهية عسب الفحل، ط: سعيد)

وفى جامع الاصول: قال والعسب الكراء الذى يوخذ على ضراب الفحل تقول عسب فحله يعسبه عسبا اى اكراه وعسب الفحل ايضا ضرابه۔ (جامع الاصول فى احاديث الرسول، عسب الفحل (۵۹۲/۱۰) رقم الحديث: ۸۱۷۳، ط: مكتبة الحلواني)

کر کے اتنے ہی روپے میں کسی نفع کے بغیر فروخت یعنی (Sale on Cast)۔[1]

تولیہ کا حکم مضارب کے لیے

"مضارب کے لیے عقد تولیہ کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۵/۶)

تولیہ میں خیانت کا علم ہو

اگر بیع تولیہ میں خیانت ہونے کا علم ہو یعنی بائع (سیلر) نے سابقہ قیمت بیان کرنے میں کوئی خیانت کی ہے تو خریدار اتنی رقم کم کر دے گا جتنی رقم بائع نے خیانت کر کے زیادہ بتائی تھی۔[2]

تولیہ میں دیانت داری ضروری ہے

"مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۰/۶)

تھانوں کی گنتی

کپڑے اور تھانوں کو گنتی اور گزوں اور میٹروں کے حساب سے فروخت کرتے وقت صحیح گنتی اور پیمائش کر کے خریدار کے حوالہ کرنا ضروری ہے، کم دینے سے

---

(۱) والتولية نقل ما ملكه بالعقد الأول بالثمن الأول من غير زيادة ربح۔ (الجوهرة النيرة: (۲۵۳/۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: حقانيه)

الدر المختار مع رد المحتار: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱۰۷/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۲) (وله الحط) قدر الخيانة (في التولية) لتحقق التولية۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۳۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

(وإن ظهر الخيانة في التولية يحط) المشتري (من ثمنه قدر الخيانة)۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۲/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية)

اللباب في شرح الكتاب: (۲۱۸/۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: قديمي۔

بچنا ضروری ہے ورنہ چوری اور خیانت ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔[1]

تھن میں دودھ فروخت کرنا

"دودھ تھن میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۷/۳)

تھوڑا تھوڑا کر کے آنے والے پھل کی بیع

جو باغ تھوڑا تھوڑا کر کے پھل دیتا ہے مثلاً امرود کا باغ ہے جو سال بھر پھل دیتا ہے اور بکثار رہتا ہے تو ایسے باغ میں اگر کچھ پھل ظاہر ہوجائیں تو اس کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے اگرچہ پھل تھوڑا تھوڑا کر کے سال بھر آتا ہو۔[2]

تھوک فروش

☆......تھوک فروش (ہول سیلر) صنعتی ادارے اور خوردہ فروش (ریٹیل

---

(۱) {وأوفوا المكيال والميزان بالقسط ولا تبخسوا الناس أشياءهم ولا تعثوا في الأرض مفسدين}۔ (سورة هود:۸۵)

{ويل للمطففين الّذين إذا اكتالوا على النّاس يستوفون وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون}۔(سورة المطففين:(۱،۳)

(كيلو طعامكم فإنّ البركة في الطعام المكيل) قال البعض: كأنه يشير إلى أنّه علم كيله ووزنه حلت البركة بنفي الجهالة ونفي التهمة عن الطعام بيده وكان بعضهم إذا أنفذ حاجة مع غلمانه ختمها، ويقول: فيه فائدتان سلامة سرى من سوء الظن بالغلام، ويمنعه من الخيانة ويعوده الأمانة۔ لكن مجرد الكيل لايحصل البركة مالم ينضم له قصد الامتثال فيما يشرع كيله ومجرد عدم الكيل لاينزعها مالم ينضم له قصد الاختبار والمعارضة۔ (فيض القدير للمناوي: (۳۳۰/۶) رقم الحديث: ۶۳۳۷، حرف الكاف، ط:دار الحديث القاهرة)

(۲) ومن باع ثمرة بارزة... ظهر صلاحها أو لا صح في الأصح۔ (الدر المختار مع رد المحتار:(۴/ ۵۵۳،۵۵۵) كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع والثمر مقصودًا، ط:سعيد)

اللباب في شرح الكتاب: (۲۰۱/۱) كتاب البيوع، ط:قديمي۔

البحر الرائق:(۳۰۰/۵) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء المفاتيح في بيع الدار، ط:سعيد۔

بیچنے والے) کے درمیان واسطہ ہوتے ہیں لیکن ان کا تعلق صنعتی ادارے کے ساتھ دلال (بروکر) اور وکیل (ایجنٹ) کی طرح ملازم کا نہیں ہوتا، بلکہ ادارے کے ساتھ ان کا معاملہ خرید وفروخت کا ہوتا ہے۔

☆...... جب تھوک فروش صنعتی ادارے سے سامان خریدتا ہے تو وہ سامان کا مالک بن جاتا ہے، اس کو آگے نفع کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے، اگر تھوک فروش کے پاس یہ سامان کسی وجہ سے ضائع یا خراب ہوجائے یا اس کی قیمت گر جائے تو یہ سارا نقصان تھوک فروش کا ہوگا۔(۱)

تھیلوں میں پیک مال خریدنا

”ڈبہ پیک مال خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۴/۳)

تیل کی تجارت

تیل کی تجارت کرنا جائز ہے، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تیل اور چمڑا

---

(۱) هو مبادلة المال بالمال بالتراضي... ويلزم بإيجاب وقبول۔ وفي حاشية الشلبي: وحكمه ثبوت الملك للمشتري في المبيع وللبائع في الثمن إذا كان باتا۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۲/۴) كتاب البيوع، ط: إمداديه ملتان)

▭ بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) كتاب البيوع، وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

▭ وأما حكمه، فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا۔ (الفتاوى الهندية: ۳/۳) كتاب البيوع، الفصل الخامس في تعريف البيع، ط: رشيديه)

▭ كل يتصرف في ملكه كيف شاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۱۷/۳) رقم المادة: ۱۱۹۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الثالث، الفصل الأول، ط: دار الكتب العلمية)

▭ إذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشتري ولا شيء على البائع۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۱/۱) المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: مكتبه فاروقيه)

▭ درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۷۸/۱) المادة: ۲۹۳، ط: دار الجيل۔

فروخت کرتے تھے۔ (۱)

تیل ناپاک ہے

"ناپاک تیل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۹/۲)

تین خصلتیں

"تاجر میں یہ تین خصلتیں نہ ہوں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۸/۲)

تین دن تک میرے باپ کو اختیار ہے

"باپ کو اختیار ہے تین دن تک" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰/۲)

تین دن تک واپس کرنے کا اختیار

خریدار نے سامان خریدتے وقت یہ کہہ دیا تھا کہ تین دن تک مجھے واپس کرنے کا اختیار ہے، پھر دوسرے دن آیا اور کہہ دیا کہ میں نے وہ چیز لے لی اب واپس نہیں کروں گا تو اب واپس کرنے کا اختیار ختم ہو گیا اب واپس نہیں کر سکتا، بلکہ اگر اپنے گھر ہی میں آ کر کہہ دیا کہ میں نے یہ چیز لے لی اب واپس نہیں کروں گا تب بھی واپس کرنے کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

اگر بیع کو ختم کرنا چاہتا ہے یا سامان واپس کرنا چاہتا ہے تو بیچنے والے کے سامنے ختم کرنا چاہیے، غائبانہ طور پر ختم کرنے سے ختم نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وكان أبو سفيان بن حرب يبيع الزيت والأدم. (المعارف لابن قتيبه الدينوري: (ص ۵۷۵) تسمية من ولي العراقين، ط: دار المعارف)

حياة الحيوان للدميري: (۲۷۹/۱) باب الجيم، الجريث، ط: دار الكتب العلمية.

البصائر والذخائر للتوحيدي: (۴۳/۵) ط، دار صادر بيروت.

(۲) ومن شرط له الخيار فله أن يفسخ في المدة، وله أن يجيز، فإن أجاز بغير حضرة صاحبها جاز وإن فسخ لم يجز إلا أن يكون الآخر حاضرًا. (وفي الفتح: فنفاذ البيع بأحد معان ثلاث: ... والمعنى =

تین دن سے زائد خیار شرط رکھنا

"خیار شرط تین دن سے زائد رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۳/۳)

تین دن سے زیادہ کی شرط لگانا

خیار شرط میں تین دن سے زیادہ کی شرط رکھنا درست نہیں ہے، اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی شرط رکھی تو اگر تین دن کے اندر یہ کہہ دیا کہ میں نے لے لیا تو بیع درست ہوگی اور اگر تین دن گزر گئے اور کوئی جواب نہیں دیا تو بیع فاسد ہوگئی اور اگر تین دن کے اندر واپس کر دیا تو بیع ختم ہوگئی۔ (۱)

تین دن گزر گئے جواب نہیں دیا

"لینے یا نہ لینے کا اختیار" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۴۰/۵)

=الثالث أن يجيز البيع كأن يقول: أجزت البيع ورضيته وأسقطت خياري ونحو ذلك۔ (فتح القدير مع هداية: (۲۸۹/۶، ۲۹۰) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية)

☐ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۳۸/۲) رقم المادة: الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس، الفصل الأول: في بيان خيار الشرط، ط: رشيديه۔

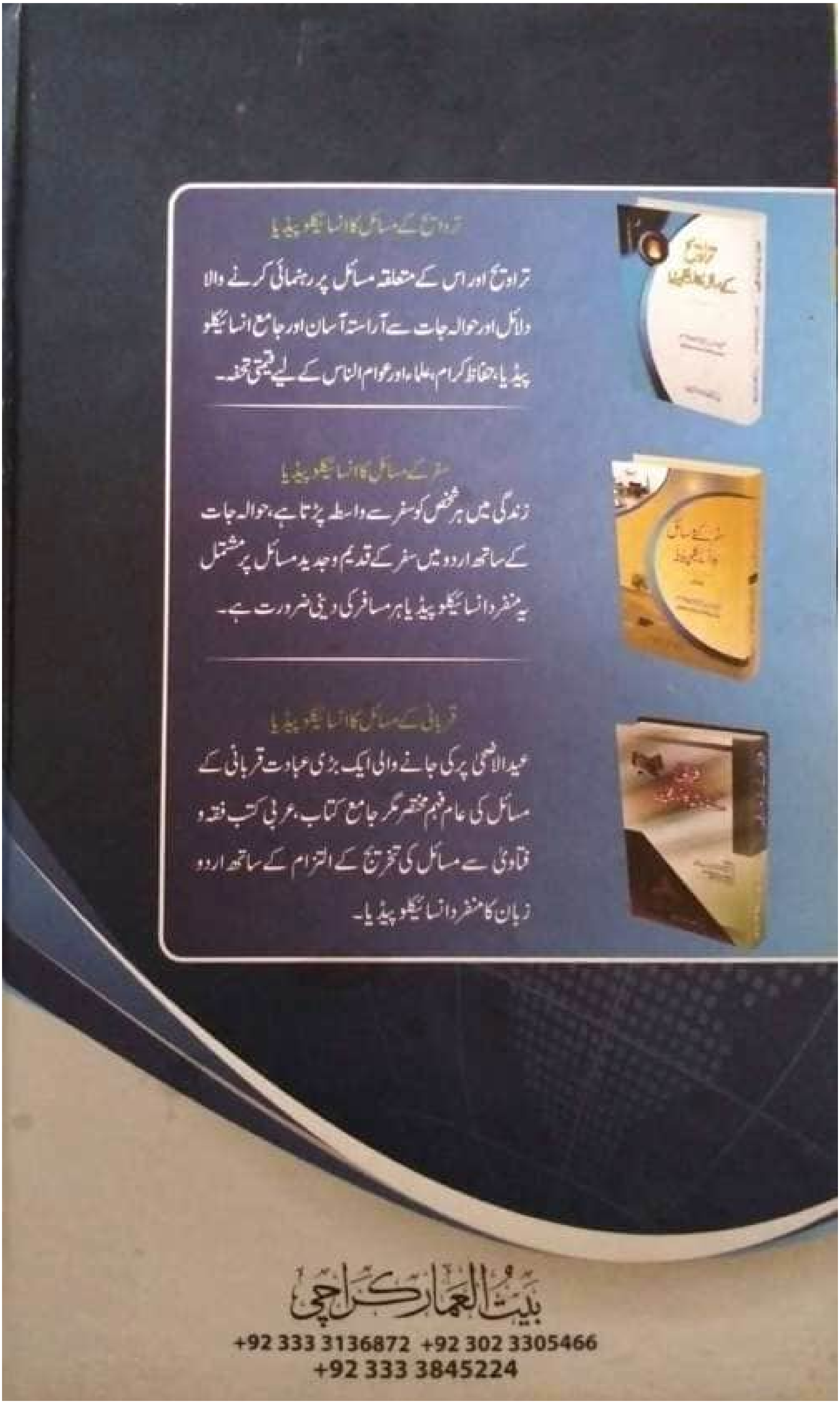
☐ ولم يذكر ما يكون إجازة بالقول صريحا ... ففي جامع الفصولين: المشتري بالخيار إذا قال: أجزت شراءه أو شئت أخذه أو رضيت أخذه بطل خياره۔ (البحر الرائق: (۱۸/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد)

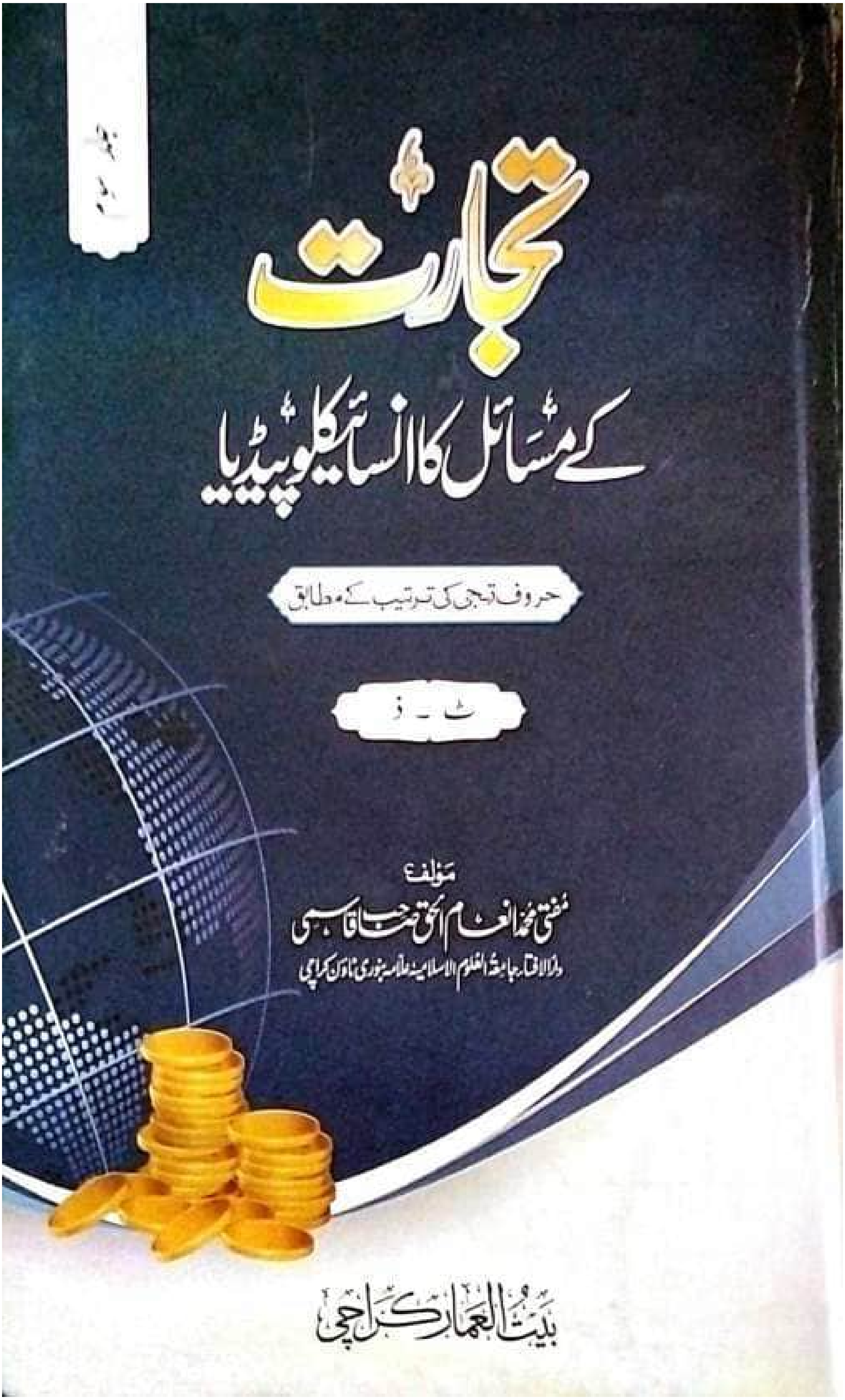
☐ فإن فسخ بالقول لا يصح إلا إذا علم الآخر في المدة، فلو لم يعلم لزم العقد۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸۰/۵) كتاب البيوع، باب شرط الخيار، مطلب: في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد)

(۱) صح شرطه للمتبايعين... ولأحدهما... في مبيع... ثلاثة أيام أو أقل... لا أكثر) فيفسد... غير أنه يجوز إن أجاز من له الخيار في الثلاثة فينقلب صحيحا على الظاهر۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۶۷/۵، ۵۶۹) كتاب البيوع، باب شرط الخيار، مطلب: في هلاك بعض المبيع قبل قبضه، ط: سعيد)

☐ تبيين الحقائق: (۱۴/۳، ۱۵) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: امداديه ملتان۔

☐ البحر الرائق: (۴/۶، ۵) كتاب البيوع، باب شرط الخيار، ط: سعيد۔


تراویح کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا
تراویح اور اس کے متعلقہ مسائل پر رہنمائی کرنے والا دلائل اور حوالہ جات سے آراستہ آسان اور جامع انسائیکلو پیڈیا، حفاظ کرام، علماء اور عوام الناس کے لیے قیمتی تحفہ۔
سفر کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا
زندگی میں ہر شخص کو سفر سے واسطہ پڑتا ہے، حوالہ جات کے ساتھ اردو میں سفر کے قدیم وجدید مسائل پر مشتمل یہ منفرد انسائیکلو پیڈیا ہر مسافر کی دینی ضرورت ہے۔
قربانی کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا
عیدالاضحی پر کی جانے والی ایک بڑی عبادت قربانی کے مسائل کی عام فہم مختصر مگر جامع کتاب، عربی کتب فقہ و فتاویٰ سے مسائل کی تخریج کے التزام کے ساتھ اردو زبان کا منفرد انسائیکلو پیڈیا۔
بیت العمار کراچی
+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224


تجارت
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق
ٹ ۔ ذ
مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۳

بیت العمار کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف : مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول : ۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب
خانوں میں دستیاب ہے

ناشر

بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ ۷۴۰۰۰

0333-3136872, 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان

دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل

حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان

درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین

ٹیلیگرام چینل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹ

ٹاپ لگانا

موجودہ دور میں ''ٹاپ لگانے'' کا معاملہ رائج ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ مالک کمیشن ایجنٹ یا دلال کو چیز کی متعین قیمت بتا دیتا ہے کہ میں اتنی قیمت لوں گا باقی اس پر جو زائد رقم ملے وہ تمہاری ہے مثلاً:

❶ زید کپڑے کا کاروبار کرتا ہے وہ عمر کو کچھ کپڑے کا تھان بیچنے کے لئے دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں آپ سے فی تھان پانچ ہزار لوں گا، آپ اسے آگے جتنے زیادہ پر فروخت کریں گے وہ زائد رقم آپ کی ہوگی، اب عمر ہر تھان کے پانچ ہزار مالک کو دے گا اور پانچ ہزار پر جتنی زائد رقم ملے گی وہ عمر کا نفع یا اجرت ہوگی۔

❷ زید نے پچاس لاکھ کا پلاٹ خریدا، اب مثلاً سال کے بعد وہ ستر لاکھ میں بیچنا چاہتا ہے وہ پراپرٹی ڈیلر یا کمیشن ایجنٹ کو کہتا ہے یہ پلاٹ کسی پر فروخت کر دیں ستر لاکھ میرے ہوں گے اور اس سے زیادہ جتنی رقم ملے گی وہ آپ کی ہوگی۔

شریعت کی رو سے اس طرح معاملہ کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ اجارہ فاسدہ ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ پراپرٹی ڈیلر یا کمیشن ایجنٹ اجرت مثل کا حق دار ہوگا، اور پلاٹ یا سامان کو بیچ کر جو رقم ملی ہے وہ سب مالک کو ملے گی۔

واضح رہے کہ پراپرٹی ڈیلر اور کمیشن ایجنٹ کا مالک کی چیز فروخت کر کے کمیشن اور اجرت لینا اجارہ ہے، اور وہ جو کمیشن لیتا ہے وہ اس کی اجرت ہے، اور اجرت کا متعین اور معلوم ہونا ضروری ہے اور یہاں اجرت معلوم نہیں بلکہ مجہول اور مبہم ہے، ہو سکتا ہے وہ چیز اتنی ہی قیمت پر فروخت ہو جو مالک نے بتائی ہے، اس

صورت میں پراپرٹی ڈیلر اور کمیشن ایجنٹ کو اجرت ہی نہیں ملے گی اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ زیادہ قیمت میں فروخت ہو لیکن اس کی مقدار مجہول ہے۔ (١)

مذکورہ معاملہ کو شریعت کے مطابق کرنے کی صورت یہی ہے کہ پراپرٹی ڈیلر یا دلال کی اجرت متعین کردی جائے، خواہ صاف لفظوں میں کہہ دے کہ آپ یہ پلاٹ پچاس لاکھ میں فروخت کردیں، میں آپ کو ایک لاکھ یا دو لاکھ روپیہ دے دوں گا یا عرف ورواج کے مطابق متعین ہوجائے جیسا کہ آج کل پراپرٹی ڈیلر اور کمیشن ایجنٹ دو یا ڈھائی فیصد لیتے ہیں۔

تاہم اگر دلال یا پراپرٹی ڈیلر کی اجرت متعین کردی جائے اور مزید ترغیب کے لئے اسے کہہ دے کہ فلاں قیمت تک ہمارے لئے فروخت کرادینا، اگر اس سے زیادہ پر فروخت ہوئی تو زیادتی آپ کا انعام یا گفٹ ہوگی تو یہ جائز ہے۔

مثلاً ڈھائی فیصد یا دو فیصد کمیشن طے ہوگیا اور اس کے علاوہ بائع نے ترغیب دینے کے لئے کہا کہ مثلاً یہ پلاٹ ستر لاکھ میں فروخت کردو، اگر اس سے زائد پر فروخت ہوجائے تو زائد رقم آپ کے لئے گفٹ ہوگی تو یہ جائز ہے۔ (٢)

---

(١) وقال ابن عباس رضي الله عنهما: لا بأس ان يقول بع هذا الثوب فما زاد على كذا و كذا فهو لك.
(صحيح البخارى: (١/٣٠٣) كتاب الاجارة، باب اجر السمسرة، ط: قديمى)

قال الحافظ فى فتح الباري: وصله ابن ابي شيبة من طريق عطاء نحوه، وهذه اجر سمسرة ايضا لكنها مجهولة ولذلك لم يجزها الجمهور، وقالوا: ان باع له على ذلك فله اجر مثله. (فتح الباري: (٤/٤٥١) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة)

وفي التلويح: واما قول ابن عباس وابن سيرين فاكثر العلماء لايجيزون هذا البيع وممن كرهه الثوري والكوفيون. عمدة القاري: (١٢/ ١٣٣) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار الكتب العلمية.

(٢) الزيادة في الأجرة من المستاجر تصح. (الدر المختار مع الرد: (٦/٦١) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله: إن شاء أمره بالبيع والشراء ولم يشترط له أجرا فيكون وكيلاً معينا له، لم يعوضه بعد الفراغ من العمل مثل الأجر وأبو حنيفة رحمه الله في هذا لايخالفهما =

ٹال مٹول کرتا ہے

۴۲ اگر سودا ہو جانے کے بعد خریدار قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے نہ تو قیمت ادا کرتا ہے اور نہ ہی چیز واپس کرتا ہے تو ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات پر راضی نہ ہونے کی وجہ سے مجبوراً بائع (سیلر/ دوکاندار) کو فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

ٹال مٹول کرنا ظلم ہے

قرضدار کے پاس قرض ادا کرنے کی استطاعت ہے تو جلد از جلد قرض ادا کر دینا لازم ہے گنجائش کے باوجود قرض ادا نہ کرنا اور ٹال مٹول سے کام لینا، آج نہیں کل کہہ کر قرض خواہ کو پریشان کرنا بڑا ظلم اور زیادتی ہے، آخرت میں روشنی سے محروم رہے گا اور سزا بھی ہوگی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار آدمی کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے، اور جب تم میں سے کسی ایک کو

= فإن التعويض في هبة الأعيان مندوب إليه عند الكل، فكذلك في هبة المنافع وقد أحسن إليه بالإعانة وإنما جزاء الإحسان الإحسان. (المبسوط للسرخسي: (١٥/١١٥) كتاب الإجارات، باب السمسار، ط: دار المعرفة)

☜ النعام الباري: (٦/٤٦٨) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: مكتبة الحراء.

(١) لان المشترى لما جحد كان فسخا من جهته اذ الفسخ يثبت به كما اذا تجاحد فاذا عزم البائع على ترک الخصومة تم الفسخ بمجرد العزم... ولانه لما تعذر استيفاء الثمن من المشترى فات رضا البائع فيستقل بفسخه. (البحر الرائق: (٧/٣٦) مسائل شتى، باب التحكيم، ط: دار المعرفة)

☜ الهداية: (٣/١٥٣) كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانيه۔

☜ تكملة رد المحتار: (٧/٢٦) كتاب الفرائض، باب المخارج، مطلب: إذا أقر باستيفاء الحق أو الأجرة، ط: سعيد۔

مالدار شخص کے حوالہ کر دیا جائے تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔[۱]

ٹال مٹول کرنے والا اللہ کو ناپسند ہے

''اللہ کا ناپسند'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۱/۱)

ٹالنا

جب چیز خریدنے کے بعد قیمت ادا کرنے کے لیے پیسے موجود ہوں تو رقم ادا نہ کرنا اور بائع کو ناحق ٹالنا کہ آج نہیں کل آنا، اس وقت نہیں فلاں وقت آنا، ابھی کھلے پیسے نہیں ہیں جب کھلے پیسے ہوں گے تب رقم ملے گی یہ سب باتیں حرام ہیں، جب وہ مانگے اسی وقت پیسے دے دینے چاہییں اگر کھلے نہیں تو کھلوا کر رقم دے دینی چاہیے۔ہاں اگر ادھار پر خریدا ہے تو جتنے دن کے وعدے پر خریدا ہے اتنے دن کے بعد دینا واجب ہوگا وعدہ کی مدت پوری ہونے کے بعد ٹالنا اور چکر لگوانا جائز نہیں ہوگا۔[۲] لیکن اگر واقعی خریدار غریب ہوگیا ہے، ادا کرنے کے لیے اس کے پاس

---

(۱) عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مطل الغني ظلم، واذا تبع احدكم على ملي فليتبع. رواه البخاري ومسلم وابو داؤد والترمذي والنسائي وابن ماجة. (الترغيب والترهيب: ۴۶۲/۲) رقم الحديث: ۲۸۶۱، كتاب البيوع وغيرها، الترهيب من مطل الغني، ط: دار الكتب العلمية)

الصحيح للبخاري (۳۰۵/۱) كتاب الحوالة، باب إذا أحال على ملي فليس له رد، ط: قديمي.

الصحيح لمسلم: (۱۸/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم مطل الغني، ط: قديمي.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مطل الغني ظلم، وإذا اتبع أحدكم على ملي فليتبع۔ (جامع الترمذي: (۲۴۳/۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في مطل الغني ظلم، ط: سعيد)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۳) كتاب الصدقات، باب الحوالة، ط: قديمي۔

سنن النسائي: (۲۳۳/۲) كتاب البيوع، باب الحوالة، ط: قديمي۔

صحيح البخاري: (۳۲۲/۱) كتاب في الاستقراض و أداء الديون، باب مطل الغني ظلم، ط: قديمي۔

يجب على المقترض أن يرد مثل المال الذي اقترضه إن كان المال مثليا بالاتفاق۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۷۹۳/۵) المبحث السادس في أنواع البيوع، ط: الفصل الثاني: القرض، ط: رشيديه)

انتظام نہیں ہے اور کہیں سے بندوبست بھی نہیں کرسکتا ہے تو مجبوری ہے، جب رقم کا انتظام ہوجائے فوراً ادا کردے۔ (۱)

(۴۴)

ٹانکہ

❶ سونے کے زیورات بنانے میں "تانبا" "پیتل" وغیرہ کا ٹانکا لگانا ضروری ہے ورنہ بنا ہوا زیور ڈھیلا ہوجاتا ہے، اور کاریگر حضرات دکاندار سے ٹانکہ کے عوض بھی پورا سونا یا اس کی قیمت لیتے ہیں، ٹانکہ کی مقدار سونے کے وزن سے کم نہیں کرتے، اسی طرح دکاندار بھی گاہک سے پورے پیسے لیتے ہیں ٹانکہ کی مقدار کو کم نہیں کرتے بلکہ ٹانکہ کو بھی جان بوجھ کر سونا شمار کرتے ہیں اور قیمت بھی سونے کی لیتے ہیں۔ اگر اس میں کسی قسم کی دھوکہ دہی نہ ہو تو یہ جائز ہے۔ (۲)

❷ زیورات بنانے میں ٹانکہ کا استعمال لازمی ہے اس لئے زیورات بناتے وقت ٹانکہ لگانا جائز ہے لیکن ٹانکہ اتنا لگایا جائے جتنا لگانا ضروری ہو، اور اتنی مقدار

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أخذ أموال الناس يريد أداءها أدى الله عنه ومن أخذ يريد إتلافها أتلفه الله عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۲) كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، ط: قديمی)

🗀 ما من عبد كانت له نية في وفاء دينه إلاّ كان له من الله عون۔ (فتح الباري: (۵/۷۰) كتاب الاستقراض والديون، باب من أخذ أموال الناس يريد، ط: قيمی)

🗀 عن أبي اليسر رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أنظر معسرًا أو وضع عنه، أظله الله في ظله۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۱) كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، ط: قديمی)

(۲) لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الهداية: ۴/۴۷۲) كتاب الكراهية مسائل متفرقة، ط: رحمانيه.

🗀 الجوهرة النيرة (۲/۳۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانية.

🗀 وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً وللتجار ملاحظ مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها. (بحوث في قضايا فقهيه معاصره (۸/۱) احكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچی)

لگانا کاریگروں میں مشہور اور معروف ہو، عام طور پر ایک تولہ سونے کے زیور میں ایک ماشہ ٹانکا لگایا جاتا ہے،اس سے ضرورت پوری ہوجاتی ہے،اور ایک ماشہ ایک تولہ کا بارہواں حصہ ہے ایک گرام سے معمولی زیادہ ہے۔ (۱)

❸ ضرورت سے زائد ٹانکہ لگانے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی دکاندار یا خریدار کہہ دے کہ زیور میں ضرورت سے زائد ٹانکہ لگادو،تو یہ جائز ہے زیور بنانے والا کاریگر ایسا کرسکتا ہے، البتہ دکاندار پر ضروری ہے کہ ایسے زیورات بیچتے وقت خریدار کو صحیح صورت حال بتادے خریدار کو اصل حقیقت بتائے بغیر پوری قیمت لینا جائز نہیں ہے بلکہ دھوکہ ہونے کی وجہ سے ضرورت سے زائد ٹانکہ کے بقدر رقم حلال نہیں ہوگی۔ (۲)

❹ ٹانکہ کے بدلے عوض لینا درست ہے خواہ سونا لیا جائے یا رقم لی جائے دونوں درست ہیں۔ (۳)

❺ اگر کاریگر نے معروف مقدار یا دکاندار اور گاہک کی بتائی ہوئی مقدار سے زیادہ ٹانکہ لگادیا اور بتایا نہیں بعد میں دھوکہ ثابت ہوا،تو دکاندار اور گاہک

---

(۱)احسن الفتاوی:(۸/۹۹) کتاب الحظر والإباحة، کسب حلال وحرام، ط:سعید.

(۲)وعن ابن مسعود رضي الله تعالیٰ عنه قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داؤد في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر والخديعة، والخيانة في النار.(الترغيب والترهيب: (۲/ ۴۰۵)رقم الحديث: ۲۷۴۳، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط:دار الكتب العلمية)

🗀 كنز العمال:(۳/ ۵۵۵) الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني: في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط:مؤسسة الرسالة.

🗀 عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه.(مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط:قديمي.

(۳)انظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة السابقة۔

کاریگر سے دھوکہ کے بقدر پیسہ واپس لے سکیں گے۔ (۱)

ٹائی

واضح رہے کہ "ٹائی" عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے، اور مسلمانوں کے لیے دوسری اقوام کا مخصوص لباس اور وضع قطع اختیار کرنا ہر حالت میں ناجائز اور حرام ہے، (۲) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ۔ (۳)

ٹائی فروخت کرنا

ٹائی کفار وفساق کے استعمال کی چیز ہے اس کی تجارت مکروہ ہے اس کے

---

(۱) وضمن بصبغه أصفر وقد أمر بأحمر قيمة ثوب أبيض، وان شاء المالك أخذه وأعطاه مازاد الصبغ فيه ولا أجر له. (الدر المختار مع الرد (۶/۶۲) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة ومايكون خلافاً فيها، مطلب في الأرض المحتكرة ومعنى الاستحكار، ط: سعيد)

▭ البحر الرائق (۷/۲۹ه) كتاب الإجارة، قبيل: باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد.

▭ حاشية الطحاوي على الدر المختار (۴/۲۱) كتاب الإجارة، قبيل باب اجارة الفاسدة، ط: دار المعرفة.

(۲) لقوله عليه السلام من تشبه بقوم فهو منهم قال الطيبي: قوله من تشبه بقوم هذا عام في الخلق والخلق والشعار، واذا كان الشعار اظهر في التشبيه ذكر في هذا، طيبي: (۸/۲۱۹)، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: ادارة القرآن كراچي۔

▭ قال علي القاري: "اى من شبه نفسه بالكفار مثلا: في اللباس وغيره أو بالفساق او الفجار او باهل التصوف والصلحاء الابرار، فهو منهم اى في الاثم او الخير عند الله تعالى۔ مرقات: (۵/۲۵۵)، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: امداديه ملتان۔

▭ فتاویٰ حقانیہ میں ہے۔"ٹائی عیسائیوں کی دینی اور مذہبی نشانی ہے اور ٹائی باندھنے سے ان کی مذہبی نشانی کی تائید ہوتی ہے، اور اس میں کافروں کے ساتھ مشابہت بھی ہے اس لیے ٹائی باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، فتاویٰ حقانیہ بتغیر: ۳/۲۰۷، ط: مکتبہ حقانیہ پشاور۔

(۳) ابوداود: (۲/۵۵۹)، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة، ط: مير محمد كتب خانه كراچي۔

(و) عن ام سلمة أنها سالت رسول الله صلى الله عليه وسلم اتصلي المرأة في درع وخمار ليس عليها ازار قال اذا كان الدرع سابغا يغطي ظهور قدميها، رواه ابوداود، مشكوة المصابيح، ص: ۷۳، باب الستر، ط: قديمي كراچي۔

فروخت کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال طیب نہیں ہے۔(۱)

ٹرانزکشن

"ٹرانزکشن" معاملہ کو کہتے ہیں۔

ٹرک بھر کر مال فروخت کرنا

☆...... اگر ٹرک کے حساب سے مال فروخت کیا جاتا ہے تو مال ٹرک میں بھرنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا البتہ ٹرک میں مال بھرنے کے بعد اس طرح بیع کرنا جائز ہے کہ اس ٹرک میں جتنا مال ہے اس کو مثلاً بیس ہزار میں فروخت

---

(۱) وفی المحیط: لایکرہ بیع الزنانیر من النصرانی والقلنسوۃ من المجوسی لان ذلک اذلال لھما وبیع المکعب المفضض للرجل ان لیلبسہ یکرہ لانہ اعانۃ علی لبس الحرام وان کان اسکافا امرہ انسان ان یتخذ لہ خفا علی زی المجوس او الفسقۃ او خیاطا امرہ ان یتخذ لہ ثوبا علی زی الفساق یکرہ لہ ان یفعل لانہ سبب التشبہ بالمجوس والفسقۃ۔ (شامی: (۳۹۲/۶) فصل فی البیع، ط:سعید)

خانیة علی هامش الهندية: (۴۰۳/۳) كتاب الحظر والإباحة، ومايكره أكله ومالايكره ومايتعلّق بالضيافة، ط:رشيديه۔

تبيين الحقائق: (۲۹/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:إمداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۱۸۸/۴) كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط:دار الكتب العلمية۔

لكن الإعانة في ما قامت المعصية بعين فعل المعين، ولا يتحقّق إلا بنية الإعانة، أو التصرح بها أو تعينها في استعمال هذا الشيء بحيث لايحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: (۴۵۲/۲) تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكام، القسم الثاني، ط:دار العلوم كراچی)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في اللبس، ط:سعيد)

والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أول شرحه لـ "فصل فيما يكره" من الهداية: لما كان دون الفاسد، أخر عنه، وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي بل في عدم العقد، وإلا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافا في الإثم" اهـ ومقتضاه أن لا يطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۸/۱) الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، القسم الأول ما وضع لمحظور، ط:مكتبه معارف القرآن)

کردیا اور خریدنے والے نے خرید لیا تو یہ جائز ہے کیوں کہ اشارہ سے بیچا گیا مال متعین ہوجاتا ہے اور مبیع (بیچی گئی چیز/مال) متعین ہونے کے بعد بیع صحیح ہوجاتی ہے۔

☆......اور اگر ٹرک میں کتنا مال آتا ہے پہلے سے معلوم ہے تو فی ٹرک کے حساب سے مال خریدنا جائز ہوگا اور یہ پیمانے کے قائم مقام ہوگا۔ (١)

ٹریڈ مارک (Trade Mark)

''ٹریڈ مارک'' مادی چیز نہیں ہے اس لیے تنہا اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے البتہ سامان کے ساتھ قیمت بڑھا کر فروخت کردے اور بعد میں اس نام کو استعمال کرنے کی اجازت دے تو جائز ہوگا۔ (٢)

---

(١) المشار إليه بيعا أو ثمنا لايحتاج إلى معرفة قدره و وصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه من الأرز والشاشات، وهو مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك وهي مرئية له، فقبل جاز ولزم؛ لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لايضر إذ لايمنع من التسليم والتسلم۔ (البحر الرائق: (٥/٤٧٤، ٤٧٥) كتاب البيع، ط: سعيد)

فتح القدير: (٦/٢٣٠) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (٤/٥٣٠) كتاب البيوع، مطلب مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد۔

كما يصح بيع المكيلات والموزونات والعدديات والمذروعات كيلاً ووزناً وعدداً وذرعاً يصح بيعها جزافاً أيضاً مثلاً: لو باع صبرة حنطة أو كوم تبن أو آجر أو حمل قماش جزافاً صح البيع) ويشترط لصحة بيع هذه الأشياء مجازفة، أولا: أن تكون مميزة مشارا إليها۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (١/٨٥) المادة: ٢١٧، الكتاب الأول في البيوع، الفصل الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بكيفية بيع البيع، ط: دار الكتب العلمية)

(٢) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (٤/٥١٨) كتاب البيوع، مطلب لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (١/٨٥) المادة: ٢١٦، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالايجوز، ط: مكتبه فاروقيه۔

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٣/٩) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

من اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز۔ (الفتاوى الهندية: (٣/١٦١) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)=

ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت

(۳۹) کسی کمپنی یا کارخانہ کی مصنوعات پر تجارتی علامت یا ٹریڈ مارک رغبت یا بے رغبتی کا سبب ہوتی ہے اس لیے تاجروں کی نظر میں اس کی وقعت بڑھ جاتی ہے، چوں کہ موجودہ دور میں دھوکا اور فریب بازی عام ہوگئی ہے اس لیے حکومتوں کی جانب سے ان ٹریڈ مارکوں کی رجسٹریشن ہونے لگی ہے اور ایک تاجر کے لیے دوسرے تاجر کے ٹریڈ مارک کا استعمال قانونی طور پر جرم قرار دیا گیا ہے اس لیے تاجروں کی نظر میں اس کی بڑی قیمت ہے اور تاجر لوگ اس کی مہنگے داموں میں خرید و فروخت کرتے ہیں لیکن یہ ایک "حق مجرد" ہے، کوئی مادی چیز نہیں ہے اس لیے صرف تجارتی علامت یا ٹریڈ مارک کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر اس کو کارخانہ یا مصنوعات کے ساتھ قیمت بڑھا کر فروخت کر دے یا خرید لے پھر جائز ہوگا۔ (۱)

= ☐ فالبيع ما شرط الأ ألطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال. (المبسوط للسرخسي: (۱۱/۱۱۴) كتاب البيوع، ط: دار الفكر، بيروت)

☐ لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۲/۲۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

☐ وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/۸) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف وفيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن أفتى كثير باعتباره وعليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال. (الدر مع الرد: (۴/۵۱۸، ۵۱۹) كتاب البيوع، مطلب لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

☐ أقول: وعلى ما ذكره من جواز الاعتياض عن الحقوق المجردة بمال ينبغي أن يجوز الاعتياض عن التعلي وعن حق الشرب وعن حق المسيل بمال... كما جاز النزول عن الوظائف ونحوها لاسيما إذا كان صاحب حق العلو فقيراً قد عجز عن إعادة علوه فلو لم يجز ذلك له على الوجه الذي ذكره فيتضرر فليتأمل وليحرر. (شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۲۱) المادة: ۱۱۶] الفصل الثاني في بيع ما يجوز وما لا يجوز، ط: رشيديه)

ٹریژری بل

(۵۰) مرکزی بینک، تجارتی بنکوں سے رقم وصول کرنے کے لیے ایک بل جاری کرتا ہے اس کو انگریزی میں (Treasury Bill) (ٹریژری بل) کہتے ہیں، ایک بل کی لکھی ہوئی قیمت (Face Value) مثلاً سو روپے ہوتی ہے۔

یہ بل ایک مقررہ مدت کے لیے جاری ہوتے ہیں، عام طور پر چھ ماہ کی مدت کے لیے جاری ہوتے ہیں اور یہ بل نیلام کے ذریعے بیچے جاتے ہیں اور ان کے ابتدائی خریدار صرف تجارتی بینک ہی ہوتے ہیں، دوسرے لوگ بھی بینکوں سے خرید لیتے ہیں۔

نیلام کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مرکزی بینک اعلان کر دیتا ہے کہ اتنی رقم مثلاً دس ارب روپے کے ٹریژری بل جاری کیے جا رہے ہیں اور بینک اپنی اپنی طلب بتاتے ہیں ہر بینک بتاتا ہے کہ میں اتنی قیمت پر اتنے بل خریدنا چاہتا ہوں آج کل اس کا ریٹ عام طور پر تیرہ یا چودہ فی صد کم ہے یعنی سو روپے کا بل عام طور پر چھیاسی یا ستاسی روپے میں فروخت ہوتا ہے، جس جس بینک کی بولی قبول ہوتی جاتی ہے اس کو اس کی طلب کے مطابق بل دے کر رقم اس سے وصول کر لی جاتی ہے، اب جس بینک نے یہ بل مثلاً چھیاسی روپے میں خریدا وہ چھ ماہ کے بعد اس کے پورے سو روپے وصول کر لے گا اور چودہ روپے اس کے سود یا نفع کے ہوں گے، اس بل کی مدت آنے سے پہلے اسٹیٹ بینک ہی میں یا بازار حصص (Stock Exchange) میں اس بل کی ہنڈی کی طرح ڈسکاؤنٹنگ (بٹہ لگانا) بھی ہو سکتی ہے۔

واضح رہے کہ جب حکومت کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے تو رقم حاصل کرنے کے لیے بہت سارے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ بھی اختیار کرتی ہے اور

طریقہ بھی سودی ہے اس لیے یہ جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ قرض پر سود لینا ہے اور قرض دے کر سود لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ٹریول چیک کی خرید وفروخت

''ڈرافٹ کی رسید کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲۹۷)

ٹمبر مارکیٹ

ٹمبر مارکیٹ میں تاجر لوگ مزدور رکھتے ہیں، جب مزدور عمارت بنانے کی لکڑیاں یا شہتیر وغیرہ نکال کر گاہک کو دکھاتے ہیں، اور گاہک ان میں سے کوئی چیز خریدتا ہے تو تاجر حضرات، مال دکھانے والے مزدور کی اجرت گاہک پر ڈال دیتے ہیں تو یہ درست نہیں بلکہ مال دکھانے والے مزدور کی اجرت ادا کرنا بائع (سیلر/ تاجر) کے ذمہ ہے۔ (۲)

---

(۱) قال علیه الصلاة والسلام: کل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فیض القدیر للمناوي: (۶/۲۸۲) رقم الحدیث: ۶۳۳۶، حرف الکاف، ط: دار الحدیث القاهرة)

کل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الکبری: (۵/۳۵۰) کتاب البیوع، باب کل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تالیفات اشرفیه)

تکملة فتح الملهم: (۱/۵۷۵) کتاب المساقاة والمزارعة، ط: دار العلوم کراچي۔

عن علي أمیر المؤمنین رضي الله تعالیٰ عنه مرفوعا: : کل قرض جر منفعة فهو ربا، و کل قرض شرط فیه الزیادة فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲) کتاب الحوالة، باب کل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

أحکام القرآن للجصاص: (۱/۶۴۱) باب البیع، ط: قدیمي۔

کل قرض جر نفعا، فهو حرام۔ (الشامیة: (۵/۱۶۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: في القرض، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثاني، کتاب المداینات، ط: قدیمي۔

(۲) عن عثمان أن النبي صلی الله علیه وسلم قال له: إذا بعت فکل، وإذا ابتعت فاکتل بخاري: (۱/ص۲۸۵)، کتاب البیوع، باب الکیل علی البائع والمعطي، ط: قدیمي۔

وقال الفقهاء: إن الکیل والوزن فیما یکال ویوزن من المبیعات علی البائع، ومن علیه الکیل

ٹوٹ جائے سامان گاہک کے ہاتھ سے

52 ''گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ٹوکری

☆...... اگر ایک ٹوکری کے سب کیلے یا مالٹے وغیرہ سو روپے میں خرید لیے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بھی بیع درست ہے اور ٹوکری میں جتنے کیلے یا مالٹے وغیرہ ہیں سب خریدار کے ہیں چاہے کم نکلیں یا زیادہ، اس سے بیع میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (1)

☆...... مالٹے، کینو یا کیلے وغیرہ کا پورا ٹوکرا ایک سو روپے میں اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو مالٹے یا کینو یا کیلے ہیں پھر جب گنے گئے تو اس میں تین سو ہی نکلے تو لینے والے کو اختیار ہوگا چاہے لے لے چاہے نہ لے، اگر لے گا تو پورے ایک سو روپے نہیں دینے پڑیں گے، بلکہ اس سے سو مالٹے وغیرہ کی قیمت کم کر کے بقیہ تین سو مالٹے وغیرہ کے صرف پچھتر روپے ادا کرے اور اگر ساڑھے تین سو نکلیں تو ساڑھے ستاسی روپے، غرض کہ جتنے مالٹے وغیرہ کم ہوں گے اتنے دام بھی کم ہوجائیں گے، اور اگر اس ٹوکرے میں چار سو سے زیادہ مالٹے وغیرہ ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والے کے ہیں خریدار کو چار سو سے زیادہ مالٹے وغیرہ لینے کا حق نہیں ہوگا، ہاں اگر پورا ٹوکرا خرید لیا اور کچھ مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے مالٹے وغیرہ ہیں تو

= والوزن فعليه أجرة ذلك، وهو قول مالك وأبي حنيفة والشافعي وأبي ثور. (عمدة القاري: (248/11) كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 وأجرة الكيل وعد المبيع ووزنه وزرعه على البائع) فيما بيع بشرط الكيل والعد والوزن، والزرع، لأنه من تمام التسليم وتسليم المبيع عليه، وكذا ما كان من تمامه. (مجمع الأنهر: (36/3) كتاب البيوع، فصل، ط: دار الكتب العلمية)

(1) انظر رقم الحاشية: 1 على الصفحة الآتية۔

جو کچھ نکلیں سب خریدار کے ہوں گے چاہے کم نکلیں یا زیادہ، اس سے بیع میں کوئی فرق نہیں آئے گا کیوں کہ مبیع میں قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے نہ کہ وصف کے مقابلے میں۔ (۱)

ٹوکری کے حساب سے خرید وفروخت کرنا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۶)

ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا

آج کل پھل اور سبزی وغیرہ بیچنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ پیکنگ کر کے بیچتے ہیں اور پیکنگ کرتے وقت خراب، چھوٹا اور ردی قسم کا پھل یا سبزی ٹوکری یا کارٹنوں میں نیچے رکھتے ہیں اور عمدہ، بڑا اور پکا ہوا پھل یا سبزی ٹوکری یا کارٹنوں میں اوپر

---

(۱) ومن ابتاع صبرة طعام على أنها مائة قفيز بمائة درهم، فوجدها أقلّ كان المشتري بالخيار إن شاء أخذ الموجود بحصته من الثمن، وإن شاء فسخ البيع... وإن وجدها أكثر فالزيادة للبائع لأنّ البيع وقع على مقدار معين والقدر ليس بوصف۔ ومن اشترى ثوبا على أنه عشرة أذرع بعشرة دراهم أو أرضا على أنها مائة ذراع بمائة درهم فوجدها أقلّ فالمشتري بالخيار، إن شاء أخذها بجملة الثمن، وإن شاء ترك)؛ لأنّ الذراع وصف في الثوب... والوصف لايقابله شيء من الثمن كأطراف الحيوان فلهذا يأخذه بكل الثمن، بخلاف الفصل الأوّل؛ لأنّ المقدار يقابله الثمن فلهذا يأخذه بحصته... وإن وجدها أكثر من الذراع الّذي سمّاه فهو للمشتري ولا خيار للبائع)۔ (الهداية: (۲۳/۳، ۲۴) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۲۸۷/۵، ۲۹۰) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

إنما المعتبر القدر الّذي يقع عليه عقد البيع لا غيره) فما زاد على القدر المعين في عقد البيع لا يدخل في العقد، فيكون للبائع (طحطاوي وبحر)... ومفاده أنّ المعتبر ما وقع عليه العقد من العدد، وإن كان ظن البائع أو المشتري أنه أقلّ أو أكثر۔ ولذا قال في القنية: عد الكواغد فظنها أربعة وعشرين وأخبر البائع به، ثم أضاف العقد إلى عينها ولم يذكر العقد، ثم زادت ما ظنه فهي حلال للمشتري۔ (شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۱۲۶/۲) المادة: ۲۲۲، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الثاني، الفصل الثالث: في بيان المسائل المتعلّقة بكيفية بيع المبيع، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۲۹۰/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔ =

رکھتے ہیں، تاکہ خریدار صرف اوپر سے دیکھ کر ہی یہ اندازہ لگا لے کہ سارا پھل اور سبزی اسی طرح کی ہے، یہ بھی ملاوٹ اور دھوکہ کی ایک ناجائز صورت ہے، اس سے بچنا ضروری ہے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا جس کا برداشت کرنا مشکل ہوگا۔

پھل اور سبزی وغیرہ بیچنے کی دو ہی صورتیں ہیں:

❶ خراب، صحیح، ردی، عمدہ، چھوٹے اور بڑے سب ملا کر ٹوکری میں اوپر نیچے درمیان میں ملی جلی حالت میں ڈال دے تاکہ خریدار کو ایک نظر دیکھنے ہی سے معلوم ہوجائے کہ یہ کس معیار کا پھل یا سبزی ہے۔

❷ خراب، صحیح، چھوٹا اور بڑا پھل یا سبزی علیحدہ علیحدہ پیک کیا جائے اور سب کا الگ الگ ریٹ مقرر کرے تاکہ خریدار نقصان سے بچ جائے اور کسی قسم کے دھوکے کا شکار نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دھوکا دیا تو وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

واضح رہے کہ کسی چیز کی پیکنگ کرتے وقت خراب کو نیچے رکھنا اور عمدہ اور صحیح چیز کو اوپر رکھنا دھوکہ کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔[1]

= الشامية: (٥٣٣/٣) كتاب البيوع، مطلب: المعتبر ما وقع عليه العقد وإن ظن البائع أو المشتري أنه أقل أو أكثر، ط: سعيد۔

(١) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام، فأدخل يده فيها فنالت اصابعه بللاً، فقال: ماهذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس من غش فليس مني. (الصحيح لمسلم: (٧٠/١) كتاب الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، ط: قديمي)

قوله: (ليس منا) بمعنى: ليس على سيرتنا، أو ليس بمهتد بهدينا، ولا بمتخلق بأخلاقنا. (شرح سنن أبي داؤد للعيني: (٥/٣٨٥) كتاب الصلاة، باب كيف يستحب الترسل في القرآن؟ ط: مكتبة الرشد)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (٦٩/١) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من حمل علينا السلاح فليس منا، ط: قديمي)=

ٹوکرے کے اوپر اچھی اچھی چیز ہو

☆......اگر ٹوکرے یا کریٹ کے اوپر اچھی اچھی چیزیں تھیں، ان کو دیکھ کر خریدار نے پورا ٹوکرا یا کریٹ لے لیا لیکن خریدنے کے بعد جب نیچے دیکھا تو چیز خراب تھی، تو اب خریدار کو اس عیب کی وجہ سے اس کو واپس کر دینے کا اختیار ہوگا، ہاں اگر تمام چیزیں ٹوکری یا کریٹ کے اوپر نیچے ایک جیسی ہیں تو اس صورت میں اوپر سے تھوڑی سی چیز دیکھ لینے سے واپس کرنے کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

☆......اگر امرود، انار، کینو یا فروٹر وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب ایک جیسے سائز کی نہیں ہوا کرتیں تو اس صورت میں جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار باقی رہتا ہے، تھوڑا بہت دیکھ لینے سے اختیار ختم نہیں ہوگا۔ (۱)

= قال أبو عيسى حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهو الغش، وقالوا: الغش حرام. (جامع الترمذي: (۱/ ۲٤٥) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

وأما بيان نفس العيب فواجب، لأن الغش حرام. شامي: (٥/ ١٤٠) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب اشتري من شريكه سلعة، ط: سعيد.

(۱) (قوله: وكفت رؤية وجه الصبرة ... الخ) لأن الأصل فيه أن رؤية جميع المبيع غير مشروط لتعذر، فيكتفي برؤية مايدلّ على العلم بالمقصود، فرؤية الصبرة معرفة للبقية لكونه مكيلا يعرض = بالنموذج، وهو المكيلات والموزونات فيكتفي برؤية بعضه إلا إذا كان الباقي أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار أي خيار العيب لا خيار الرؤية كما في الينابيع ... وأما إذا كان متفاوت الأحاد كالبطاطيخ والرمان، فلا تكفي رؤية البعض في سقوط خياره. (البحر الرائق: (٦/ ٢٩) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

فتح القدير: (٦/ ٣١٥، ٣١٦) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية.

إذا اشترى البطيخ في السريجة والرمان في القفة فرأى البعض فله الخيار؛ لأن البعض منها ليس تبعا للبعض بل كل واحد منها مقصود فرؤية البعض منها لاتفيد العلم بالباقي لكونها متفاوتة تفاوتا فاحشا فكان له الخيار. (بدائع الصنائع: (٥/ ٢٩٣) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

ٹوکن منی

۵۶ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان سودا مکمل ہونے کے بعد بیعانہ (ٹوکن منی) کے طور پر بائع کو کچھ رقم دی جاتی ہے، پھر اس کے بعد ایک ماہ، تین ماہ یا اس سے کم وبیش کوئی مدت مقرر کی جاتی ہے اگر مشتری (خریدار) اس مدت کے اندر بقیہ رقم ادا کر کے چیز لے لیتا ہے بہتر ورنہ بائع بیعانہ کی رقم ضبط کر لیتا ہے اور مشتری کو واپس نہیں کرتا، دین اسلام میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے بلکہ ایسی صورت میں بیعانہ کی رقم واپس کر دینا لازم ہے۔[1] اگر دنیا میں نہیں دے گا تو آخرت میں دینی پڑے گی اور آخرت میں دینا بے انتہا مشکل ہوگا۔[2] اور مشتری سودا کر کے پھر

---

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع العربان، قال مالك: وذلك فيما نرى، والله أعلم، يشتري الرجل العبد أو الوليدة أو يتكارى الدابة، ثم يقول: للذي اشترى منه أو تكارى منه، أعطيك ديناراً أو درهماً أو أكثر من ذلك أو أقل على أني أخذت السلعة أو ركبت ما تكاريت منك، فالذي أعطيتك من ثمن السلعة أو من كراء الدابة، وإن تركت ابتياع السلعة أو كراء الدابة، فما أعطيتك لك، باطل بغير شيء۔ (إعلاء السنن: (۱۶۶/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربان، ط: إدارة القرآن)

ونهى عن بيع العربان، أن يقدم إليه شيئ من الثمن، فإن اشترى حسب من الثمن وإلا فهو له مجاناً، وفيه معنى الميسر۔ (حجة الله البالغة۔ (۲۸۸/۲) بيوع فيها معنى الميسر، ط: قديمي)

بيع العربان وصورته: أن يشتري الرجل شيئاً فيدفع إلى المبتاع من ثمن ذلك المبيع شيئاً على أنه إن نفذ البيع بينهما كان ذلك المدفوع من ثمن السلعة، وإن لم ينفذ ترك المشتري بذلك الجزء من الثمن عند البائع، ولم يطالبه به، وإنما صار الجمهور إلى منعه؛ لأنه من باب الغرر والمخاطرة وأكل مال بغير عوض۔ (بداية المجتهد ونهاية المقتصد: (۸/۵) الباب الرابع في بيوع الشروط والثنيا، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء، فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۵) كتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۳۳۱/۱) كتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة عند الرجل... الخ، ط: قديمي۔

جامع الترمذي: (۶۷/۲) أبواب صفة القيامة، باب ما جاء في شأن الحساب والقصاص، ط: سعيد۔

جانے کی وجہ سے سخت گناہ گار ہوگا۔ (۱)

اور اگر بائع نے سودا دینے سے انکار کر دیا تو خریدار کے لیے بیعانہ کی رقم واپس لینا صحیح ہے، باقی ڈبل کر کے لینا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ سود ہے اور سود لینا حرام ہے۔ (۲)

ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا

بعض ٹھیکہ دار کاموں کے ٹھیکے حاصل کرنے کے لیے بسا اوقات اعلیٰ حکام

---

(۱) وعن زيد بن ارقم رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه عن النبي صلی الله عليه وسلم قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له، فلم يف ولم يجئ للميعاد فلا إثم عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۱۶) كتاب الأدب، باب الوعد، الفصل الثاني، ط: قديمى)

ومفهومه أن من وعد وليس من نيته أن يفي فعليه الإثم، سواء وفى به أو لم يف؛ لأنه من أخلاق المنافقين۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۰۳/۹) كتاب الأدب، باب الوعد، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

قال النووي: أجمعوا على أن من وعد إنسانا شيئا ليس بمنهي عنه، فينبغي أن يفي بوعده وهل ذلك واجب، أو مستحب فيه خلاف ذهب الشافعي وأبو حنيفة والجمهور إلى أنه مستحب فلو تركه فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم يعني من حيث هو خلف الوعد وإن كان يأثم إن قصد به الأذى ... ثم إذا فهم مع ذلك الجزم في الوعد فلابد من الوفاء إلا أن يتعذر۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۱۳/۹) كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

(۲) قال عليه الصلاة والسلام: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير للمناوي: (۲۸۲/۶) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)

كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الكبرى: (۳۵۰/۵) كتاب البيوع، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفية)

تكملة فتح الملهم: (۵۷۵/۱) كتاب المساقات والمزارعة، ط: دار العلوم كراچی۔

عن علي أمير المؤمنين رضي الله تعالى مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا، وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

كل قرض جر نفعا فهو حرام۔ (الشامية: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: في القرض، ط: سعيد)

الأشباه والإنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: ...

وغیرہ کو رشوت دیتے ہیں اور بعض حکام خود بھی رشوت مانگتے ہیں، رشوت کے بغیر ٹھیکہ کی منظوری نہیں دیتے پھر بلوں کو پاس کرانے پر رشوت طلب کرتے ہیں تو اس طرح ٹھیکہ داروں کا افسروں سے رشوت کا لین دین کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ ٹھیکیداری کا کام اگر چہ جائز ہے مگر جس کام کے لیے ناجائز کام کا ارتکاب کرنا پڑے ایسا کام کرنا جائز نہیں لہٰذا اگر رشوت دیے بغیر ٹھیکہ نہ ملے اور ٹھیکہ لینے کے بعد بھی بل پاس کرنے کے لیے رشوت دینی پڑے تو ایسا ٹھیکہ لینا جائز نہیں ہے، کسی دوسرے جائز کاروبار کو اختیار کرنا چاہیے۔

رشوت سے دنیا آخرت ملک سب کا نقصان ہے، دنیا کے چند روپے کے عوض آخرت کے ناقابل برداشت سخت عذاب کو اپنے اوپر لاگو کرنا ہے۔ (۱)

ٹھیکہ کی ایک صورت

مثلاً ایک ایکڑ زمین کسی کو بیس ہزار کے عوض میں بیس سال کے لیے دے دی اور طے یہ ہوا کہ سالانہ ایک ہزار روپے منہا کیے جائیں گے اور ٹھیکہ پر لینے والا اس سے نفع حاصل کرتا رہے گا، اگر اس دوران زمین کے مالک کو زمین کی ضرورت

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي في الحكم۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۴۸) أبواب الأحكام، باب الراشي والمرتشي، ط: سعيد)

فيض القدير: (۷/۳۴) رقم الحديث: ۷۲۵۴، حرف اللام، ط: دار الحديث القاهرة۔

عن أبي أمامة رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من شفع لأحد شفاعة فأهدى له عليها هدية، فقبلها فقد أتى بابا عظيما من أبواب الربا۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

الرشوة منها ما هو حرام من الجانبين، وذلك في موضعين: أحدهما: إذا تقلّد القضاء بالرشوة حرم على المعطي والآخذ الثاني: إذا دفع رشوة إلى القاضي ليقضي له حرم من الجانبين سواء كان القضاء بحق أو بغير حق۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/۱۷۷) كتاب القضاء، ط: دار المعرفة بيروت)

الشامية: (۵/۳۶۲) كتاب القضاء، مطلب: في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۷/۲۳۶) كتاب أدب القاضي، ط: دار الكتب العلمية۔

پڑے تو منہا شدہ رقم کے علاوہ باقی رقم ادا کر کے مالک کو اپنی زمین واپس لینے کا حق ہوگا یہ صورت کرایہ اور ٹھیکہ کی ہے، جائز ہے، رہن کی صورت نہیں ہے [1] اس لیے ٹھیکہ پر لینے والے کے لیے سالانہ اس زمین سے پیداوار حاصل کرنا اور نفع اٹھانا جائز ہے، ضرورت کے وقت ایسے حیلے پر عمل کرنا جائز ہے۔ [2]

ٹھیکہ لینا باغوں کا

''باغوں کو کئی کئی سال کے لئے خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۵/۲)

ٹھیلہ لگانا

''فٹ پاتھ پر کاروبار کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۵)

ٹیپ ریکارڈ کی تجارت

''ریڈیو کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۷/۴)

---

(۱) هی (ای الاجارة) بیع منفعة معلومة بعوض معلوم دین او عین وماصلح ثمنا صلح اجرة۔ (ملتقی الابحر: (۳/ ۵۱۱) کتاب الاجارة، ط: غفاریة کوئٹه)

ⓑ هی تملیک نفع بعوض وکل ماصلح ثمنا صلح اجرة۔ (الدرمع الرد: (۶/ ۴) کتاب الاجارة، ط: سعید)

ⓒ تبیین الحقائق: (۵/ ۱۰۵) کتاب الإجارة، ط: امدادیه ملتان۔

(۲) وکل حیلة یحتال بها الرجل لیتخلص بها عن حرام او لیتوصل بها الی حلال فهی حسنة۔ (الهندیة: (۶/ ۳۹۰) کتاب الحیل، الفصل الاول فی بیان جواز الحیل وعدم جوازها، ط: رشیدیه)

ⓑ المبسوط: (۳۰/ ۲۱۰) کتاب الحیل، ط: دار المعرفة۔

ⓒ إعلاء السنن: (۱۸/ ۴۲۳) کتاب الحیل، ط: إدارة القرآن۔

ⓓ الضرورات تبیح المحظورات۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، (ص: ۲۹) [رقم المادة: ۲۱] دار الکتب العلمیة بیروت)

ⓔ الأشباه والنظائر: (ص: ۸۷) القاعدة الخامسة، ط: قدیمی۔

ⓕ الدر المختار مع رد المحتار: (۳/ ۵۳۰) کتاب النکاح، باب العدة، فصل فی الحداد، ط: سعید کمپنی۔

ٹیسٹ لکھ کر دیتا ہے

''ایکسرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۴/۱)

ٹیکس

موجودہ دور میں حکومت کی جانب سے عائد کیے ہوئے ضلع ٹیکس، پل ٹیکس، راہ داری اور محصول چونگی وغیرہ ظالمانہ اور جابرانہ صورت اختیار کر چکے ہیں ان اضافی اخراجات کو مبیع کی قیمت خرید میں ملانا یا نہ ملانا تاجروں کی عادت اور عرف پر موقوف ہے اگر ان اضافی اخراجات کو قیمت خرید کے ساتھ ملانے کی عادت اور عرف ہے تو ملانا جائز ہوگا ورنہ اضافی اخراجات کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہوگا اس لیے مرابحہ کرتے وقت جب قیمت خرید بتائیں تو ان اضافی اخراجات کو ملا کر نہ بتائیں بلکہ یوں کہیں کہ اتنے میں پڑی ہے یا اصل قیمت خرید بتا کر یہ کہیں کہ اس میں اتنے اضافی اخراجات بھی لگے ہیں تا کہ خیانت کا شبہ باقی نہ رہے۔[1]

---

(۱) لايضم أجر الطبيب . . . ومايؤخذ في الطريق من الظلم إلا إذا جرت العادة بضمه هذا هو الأصل كما علمت فليكن المعول عليه۔ (الدر المختار مع رد المختار: (۱۳۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد)

▭ والذي يؤخذ في الطريق من الظلم لايضم إلا في موضع جرت العادة فيه بينهم بالضم۔ (البحر الرائق: (۱۱۰/٦) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد)

▭ الفتاوىٰ الهندية: (۱٦۲/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط:رشيديه۔

▭ من اشترى شيئا وأغلى في ثمنه، فباعه مرابحة على ذلك جاز۔ (الفتاوىٰ الهندية: (۱٦۱/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط:رشيديه)

▭ فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال۔ (المبسوط: (۱۱۹/۱۱) كتاب البيوع، ط:دار الفكر، بيروت)

▭ لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره۔ (الجوهرة النيرة: (۳۸۷/۲) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)=

باقی مرابحہ کے علاوہ عام بیع میں ان تمام اضافی اخراجات اور نفع وغیرہ کو ملا کر قیمت بتانا درست ہے۔(۱)

مزید ”محصول چنگی“، ”کسٹم ڈیوٹی“ اور ”تجارت کے محصولات کے بارے میں مشہور عالم کی رائے“ عنوانات کے تحت بھی دیکھیں۔

ٹیکس سود سے ادا کرنا

”بینک کے سود سے انکم ٹیکس ادا کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۶/۲)

ٹیکس کی رقم ظلم کے طور پر لی

”بجلی کا بل زیادہ لے لیا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۴/۲)

ٹیکسی ڈرائیور کا میٹر سے زیادہ کرایہ لینا

ٹیکسی ڈرائیور کا میٹر سے زیادہ کرایہ لینا جائز نہیں ہے۔(۲) کیوں کہ ڈرائیور پر حکومت کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے کی پابندی کرنا لازم ہے اس کے

= وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائما وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۸/۱) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچي)

(۱) تخریج کے لیے ”سیل ٹیکس قیمت خرید میں ملانے کا حکم“ عنوان کے تحت حاشیہ میں دیکھیں۔

(۲) {يٰأيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم}۔ (النساء: ۲۹)۔

قوله تعالى: {يٰأيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل} بالحرام، يعني: الربا والقمار، والغصب والسرقة والخيانة ونحوها۔ (تفسير معالم التنزيل: (۳۱۷/۱) الآية: ۲۹، ط: إدارة تاليفات اشرفية)

أحكام القرآن للجصاص: (۳۳۳/۱) باب مايحله حكم الحاكم وما لا يحله، ط: قديمي۔

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

خلاف کرنا گناہ ہے۔(۱) مگر اس کے باوجود اگر میٹر سے زیادہ کرایہ لینے کی بات پہلے سے طے کر لی گئی ہے تو طے شدہ اجرت حلال ہوگی۔(۲)

البتہ میٹر کو تیز کر کے دھوکے سے زیادہ اجرت لینا جائز نہیں۔(۳) اگر کسی نے ایسا کیا تو میٹر تیز کرنے کی وجہ سے جتنی اجرت زیادہ حاصل ہوئی ہے وہ حرام ہے وہ رقم مالک کو واپس کر دینا فرض ہے اگر بعد میں خیال آیا کہ یہ زائد رقم حرام ہے اور اب مالک تک پہنچانا ممکن نہیں رہا تو مساکین پر صدقہ کرنا فرض ہے۔(۴)

---

(۱) {یاأیها الذین اٰمنوا أوفوا بالعقود}۔(المائدة: ۱)

☐ لأن طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة فرض، فکیف فیما هو طاعة۔(الدر مع الرد: (۲۶۳/۴) کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید)

☐ بدائع الصنائع: (۱۴۰/۷) کتاب السیر، فصل: وأما بیان أحکام البغاة، ط: سعید)

☐ البحر الرائق: (۱۳۱/۵) کتاب السیر، باب البغاة، ط: سعید۔

(۲) أما الذي یرجع إلی العاقد، فرضا المتعاقدین لقوله عز وجل: {یاأیها الذین اٰمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراض منکم} والإجارة تجارة؛ لأن التجارة تبادل المال بالمال والإجارة کذلک، ولهذا یملکها المأذون، وإنه لا یملک ما لیس بتجارة، فثبت أن الإجارة تجارة فدخلت تحت النص، وقال النبي صلی الله علیه وسلم: لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیبة من نفسه، فلا یصح مع الکراهة والهزل والخطأ؛ لأن هذه العوارض تنافي الرضا، فتمنع صحة الإجارة۔(بدائع الصنائع: (۱۷۹/۴) کتاب الإجارة، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید)

☐ الإجارة عقد یرد علی المنافع... ولا یصح حتی تکون المنافع معلومة والأجرة معلومة۔(الهدایة: (۲۹۶/۳) کتاب الإجارات، ط: رحمانیه)

☐ بدل الإجارة یکون معلوما بتعیین مقداره إن کان نقدا کثمن المبیع۔(شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۵۳۷/۲) المادة: ۴۶۳، الکتاب الثاني: في الإجارات، الباب الثالث، الفصل الأول: في بدل الإجارة، ط: رشیدیه)

(۳) انظر رقم الحاشیة: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۴) والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده علیهم، وإلا فإن علم عین الحرام لا یحل له ویتصدق به بنیة صاحبه۔(الشامیة: (۹۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیمن ورث مالا حراما، ط: سعید)

☐ الفتاوی الهندیة: (۳۴۹/۵) کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر في الکسب، ط: رشیدیه=

ٹیکنیشن وغیرہ کا اپنا نام کرائے پر دینا

بعض کلینکس کے مالکان ٹیکنیشن اور ڈاکٹر وغیرہ کا نام استعمال کرتے ہیں ٦٣
اور اس کے عوض ٹیکنیشن اور ڈاکٹر کو ماہانہ ایک متعین رقم دیتے ہیں حالانکہ یہ لوگ باقاعدہ ٹیکنیکی نگرانی نہیں کرتے، تو اس طرح نام استعمال کرنے کے بدلے میں رقم دینا اور لینا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہے، اور ناجائز طور پر مال کھانے کی ایک صورت ہے جائز طریقہ یہ ہے کہ خود اخلاص اور خیر خواہی کے ساتھ کام کریں اور اس کے بدلے میں اجرت لیتے رہیں۔ (۱)

ٹیلی فون

ٹیلی فون اور موبائل ایک آلہ ہے جسے دوسرے کی سماعت تک الفاظ پہنچانے کے لیے عرف میں معتبر آلہ سمجھا جاتا ہے باقی جہاں تک ایک دوسرے کو دیکھنے اور نہ دیکھنے کا تعلق ہے اس سے عقد (خرید و فروخت کا معاملہ) صحیح یا فاسد ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے کیوں کہ خرید و فروخت وغیرہ کے عقد کے سلسلے میں جو

= مجمع الأنهر: (۲۸۵/۱) كتاب الزكاة، ط: دار الكتب العلمية۔

إذا كان عند رجل مال خبيث فإما إن ملكه بعقد فاسد أو حصل له بغير عقد ولا يمكنه أن يرده إلى مالكه يريد أن يدفع مظلمته عن نفسه فليس له حيلة إلا أن يدفعه إلى الفقراء۔ (بذل المجهود: (۳۷/۱) كتاب الحظر والإباحة، ط: معهد الخليل الإسلامي)

(۱) يا ايها الذي امنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل) أي بالحرام، يعني بالربا والقمار والغصب والسرقة والخيانة ونحوها. (تفسير البغوي: (۱۹۹/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: دار طيبة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا. (الصحيح لمسلم: (۷۰/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: قديمي)

الترغيب والترهيب: (۲۵۴/۲) رقم الحديث: ۲۷۳۹، كتاب البيوع وغيرها، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

چیز مطلوب ہے وہ ایجاب وقبول کو سننا یا کسی اور ذریعے سے اس کا علم حاصل کرنا ہے جس سے دونوں جانب کی رضامندی ثابت ہو سکے۔ (۱)

ٹیلی فون سے بیع صرف کا معاملہ نہ کرے

"ریڈیو سے بیع صرف کا معاملہ نہ کرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۶/۴)

ٹیلی فون سے بیع کرنے کا حکم

خرید وفروخت کے دوران ایجاب وقبول کی مجلس متحد ہونا ضروری ہے اور یہ اتحاد عام ہے خواہ حقیقی ہو یا حکمی دونوں صورتوں میں اتحاد کافی ہے، حقیقی اتحاد تو ظاہر ہے، اور حکمی اتحاد کی صورت یہ ہے کہ ایک مجلس میں ایجاب ہو جائے اور مشتری کو کسی مناسب طریقے مثلاً خط یا پیغام رساں کی معرفت اطلاع دی جائے اور وہ قبول کرے تو بیع ہو جاتی ہے، موجودہ دور میں انسانی ضروریات کی وجہ سے ای میل،

---

(۱) لو تناديا وهما متباعدان وتبايعا صح البيع بلا خلاف۔ (المجموع شرح المهذب: (۱۸۱/۹) كتاب البيوع، المسألة الثالثة فيما ينقطع به خيار المجلس، ط: دار الفكر)

رجل في البيت فقال للذي في السطح بعته منك بكذا فقال: اشتريت صح إذا كان كل منهما يرى صاحبه ولا يلتبس الكلام للبعد۔ ولو تعاقدا البيع وبينهما النهر المزدحم صح البيع۔ قلت: وإن كان نهرا عظيما تجرى فيه السفن۔ قال رضي الله عنه: وقد تقرر رأى (بح) في أمثال هذه الصورة على أنه إن كان البعد بحال لا يمنع الفهم والسماع لا يمنع۔ (البحر الرائق: (۲۷۲/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۶۶/۳) كتاب البيوع، نوع في المجلس، ط: رشيديه)

الفتاوى الهندية: (۶/۳) كتاب البيع، الباب الأول، الفصل الأول فيما يرجع إلى انعقاد البيع، بالمراسلة أو بواسطة يصح اتفاقا، ط: رشيديه۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۰۳/۴) ثانيا، البيوع بسبب الصيغة، ط: دار الفكر۔

يصح التعاقد بالكتابة بين حاضرين أو باللفظ من حاضر والكتابة من الآخر، وكذلك ينعقد البيع إذا أوجب العاقد البيع بالكتابة إلى غائب بمثل عبارة: بعتك داري بكذا أو أرسل بذلك رسولا فقبل المشتري بعد اطلاعه على الإيجاب من الكتاب أو الرسول صح العقد۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۳/۹) انعقاد البيع بالكتابة والمراسلة، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلاميه الكويت)

فیکس، نیٹ، ٹیلی فون اور موبائل وغیرہ سے جو بیع کی جائے گی وہ بھی صحیح ہوگی۔ (۱)

ٹیلی فون سے سودا کرنا

خط وکتابت، ٹیلی فون، موبائل، فیکس ای میل اور انٹرنیٹ وغیرہ سے بھی ایجاب ہوسکتا ہے اور جس مجلس میں فون موبائل اور انٹرنیٹ سے ایجاب موصول ہوا ہے اسی مجلس میں قبول کرنے سے سودا مکمل ہوجائے۔

اسی طرح خط وکتابت، فیکس اور ای میل وغیرہ سے ایجاب کو پڑھا ہے یا پڑھا گیا ہے اسی مجلس میں قبول کرنے سے سودا مکمل ہوجائے گا بشرطیکہ تحریر پڑھنے کے بعد اسے رد نہ کیا ہو۔ (۲)

---

(۱) سئل بعد صلاة الجمعة حضر خبر الشام فی التلغراف لبعض الثغور بانه ثبت فی الشام رؤیة هلال... فاجاب: ان السلاطین المسلمین وضعوا التلغراف لتبلیغ الاخبار من البلاد القریبة والبعیدة فی مدة یسیرة جدا او اقاموا لاعماله اشخاصا مسلمین واتفقوا علی ذلک اموالا جسیمة واستغنوا به عن السعاة وارسال المکاتیب غالبا فصار قانونا فی ذلک یخاطب به السلاطین بعضهم لبعضهم فی مهمات الامور وتبعهم الناس علی ذلک۔ (الفتاوی الکاملیة: (ص:۲۸۵) کتاب الحظر والإباحة، مطلب هل یثبت رمضان بالتلغراف، ط: مکتبة القدس)

(۲) البیع بالمراسلة او بواسطة رسول یصح اتفاقا ویکون مجلس التعاقد هو مجلس بلوغ الرسالة من العاقد الاول الی العاقد الثانی۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۵۰۳/۴) ثانیا البیوع بسبب الصیغة، ط: دار الفکر)

اتحاد المجلس في العقود وغیرها علی قسمین: حقیقي بأن یکون القبول في مجلس الإیجاب حکمي إذا تفرق مجلس القبول عن مجلس الإیجاب کما في الکتابة والمراسلة ویتحدان حکما۔ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة: (۲۰۲/۱) اتحاد المجلس، ط: دار السلاسل، الکویت)

(و) کذلک الحال إذا صدر الإیجاب من شخص واحد آخر بطریق التلفون أو بأي طریق مماثل۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۱۲/۴) أولا في عقد البیوع، أحکام مجلس العقد، ط: دار الفکر)

یصح التعاقد بالکتابة بین حاضرین أو باللفظ من حاضر والکتابة من الآخر وکذلک ینعقد البیع (إذا) أوجب العاقد البیع بالکتابة إلی غائب بمثل عبارة: بعتک داري بکذا أو أرسل بذلک رسولا فقبل المشتري بعد اطلاعه علی الإیجاب من الکتاب أو الرسول صح العقد۔ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة: (۱۳/۹) البیع، انعقاد البیع بالکتابة والمراسلة، ط: دار السلاسل، الکویت)

فلو قال بعت فلانا الغائب فبلغه فقبل لم ینعقد اتفاقا إلا إذا کان بکتابة أو رسالة فیعتبر مجلس بلوغها۔=

ان تمام طریقوں سے سودا کرنے کے بعد مال کو آگے بیچنے کے لیے مال پر قبضہ کرنا ضروری ہے قبضہ کرنے سے پہلے مال فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

ٹیلی فون کے ذریعے ایجاب ہوا

اگر خط یا ٹیلی فون یا موبائل یا ای میل یا انٹرنیٹ کے ذریعے ایجاب ہوا ہے تو جس مجلس میں خط یا ٹیلی فون یا موبائل یا ای میل یا انٹرنیٹ کے ذریعے اطلاع ملی ہے اسی مجلس میں قبول کرنے سے سودا مکمل ہوجائے گا۔ (۱)

= وفي الرد: قوله: (إلا إذا كان بكتابة أو رسالة) صورة الكتابة أن يكتب أما بعد فقد بعت عبدي فلانا منك بكذا فلما بلغه الكتاب، قال في مجلسه ذلك اشتريت تم البيع بينهما، وصورة الإرسال أن يرسل رسولا فيقول البائع بعت هذا فلان الغائب بألف درهم، فاذهب يا فلان وقل له، فذهب الرسول فأخبره بما قال فقبل المشتري في مجلسه ذلك۔ (قوله: فيعتبر مجلس بلوغها) أي بلوغ الرساله أو الكتابة۔ قال في الهداية: والكتابة كالخطاب وكذا الإرسال حتى اعتبر مجلس بلوغ الكتابة وأداء الرسالة اهـ (الدر مع الرد: (۵۱۲/۳) كتاب البيوع، مطلب: في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد)

🗁 شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۳۳/۲) رقم المادة: ۱۷۲، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الأوّل، الفصل الأوّل فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه۔

(۱) للمشتري أن يبيع المبيع من آخر قبل قبضه إن كان عقارا وإن كان منقولا فلا۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱۰۳/۱) المادة: ۲۵۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الرابع، الفصل الأول في بيان حق تصرف البائع بالثمن والمشتري بالمبيع... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 لايجوز بيع المنقول قبل القبض لما روينا، ولقوله عليه السلام: إذا ابتعت طعاما فلاتبعه حتى تستوفيه۔ (تبيين الحقائق: (۸۰/۳) كتاب البيوع، صح بيع العقار قبل قبضه، ط: امداديه ملتان)

🗁 لايصح بيع المنقول قبل قبضه، لنهيه عليه السلام عن بيع من لم يقبض۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب التولية، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 الهنديه: (۱۳/۳) كتاب البيوع، الباب الثالث في معرفة المبيع، ط: رشيديه۔

(۱) انظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة السابقة۔

ٹیلی فون کے ذریعے عقد صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل اصول پائے جانے چاہئیں

ٹیلی فون، موبائل وغیرہ کے ذریعہ عقد (خرید و فروخت) صحیح ہونے کے لیے مندرجہ ذیل اصول پائے جانے چاہئیں:

☆...... ٹیلی فون اور موبائل پر معاملات کرتے وقت فریقین ایک دوسرے کو سنائی دینے والی باتوں کی خوب تحقیق کر لیا کریں کیوں کہ ان آلات کے ذریعے معاملات کرنے کی صورت میں آواز بدلنے کی شکل میں جعل سازی اور دھوکا دہی کا احتمال رہتا ہے اور جھگڑے اور اختلافات رونما ہو سکتے ہیں اور یہ شریعت کے مزاج کے خلاف ہے۔ اور اس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔ (۱)

☆...... اگر کوئی فریق یہ دعویٰ کرے کہ اس کی طرف سے یہ الفاظ نہیں کہے گئے تو یہ منکر ہوگا اور دوسرا فریق مدعی ہوگا اور دوسرے فریق کے ذمہ یہ لازم ہوگا کہ وہ اپنے دعویٰ کو ثابت کرے کیوں کہ وہ مدعی ہے۔ (۲)

---

(۱) وقد تقرر رأي (بح) في أمثال هذه الصورة على أنه إن كان البعد بحال يوجب التباس مايقول كل واحد منهما لصاحبه يمنع وإلا فلا۔ (البحر الرائق: (٥/ ٢٧٢) كتاب البيع، ط: سعيد)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (٣٦٦/٣) كتاب البيوع، نوع في المجلس، ط: رشيديه)

الفتاوى الهندية: (٦/٣) كتاب البيوع، الباب الأول، الفصل الأول فيما يرجع إلى انعقاد البيع، والمراسلة أو بواسطة يصح اتفاقا، ط: رشيديه۔

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه۔ رواه الترمذي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٣٢٧) كتاب الإمارة والقضاء، باب الأقضية والشهادات، الفصل الثاني، ط: قديمى)

جامع الترمذي: (٢٤٩/١) كتاب الأحكام، باب ماجاء في أن البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه، ط: سعيد۔

فيض القدير للمناوي: (٦٦/٣) رقم الحديث: (٣٢٢٦، حرف التاء، ط: دار الحديث القاهرة۔

☆......جن معاملات میں مجلس عقد میں قبضہ کرنا شرط ہے ان معاملات کو ان وسائل کے ذریعے انجام دینا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

☆......اور جو عقد مجلس عقد میں قبضہ کے بغیر درست نہیں ہوتا، فون کے ذریعے سودا کرنے کی صورت میں اس کے قبضہ کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) میں سے ہر ایک کے پاس دوسرے کا وکیل موجود ہو جو عوض پر قبضہ کر سکے ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۲)

☆...... بائع اور مشتری کے کلام میں مذاق یا غیر سنجیدگی کا عنصر شامل نہ ہو مثلاً عقد کرنا مقصود نہیں بلکہ نرخ معلوم کرنا یا کسی سودے کی مانگ معلوم کرنا ہے تو اس

---

(۱) عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب الذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر والملح بالملح، مثلاً بمثل سواء بسواء، يدًا بيد، فإذا اختلفت هذه الأصناف، فبيعوا كيف شئتم إذا كان يدًا بيد۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۳۵/۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في أن الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل، ط: سعيد

فإن باع فضة بفضة أو ذهبا بذهب لايجوز إلا مثلاً بمثل وإن اختلفت الجودة والصياغة... ولابد من قبض العوضين قبل الافتراق... وإن باع الذهب بالفضة جاز التفاضل لعدم المجانسة ووجب التقابض) لقوله عليه الصلاة والسلام الذهب بالورق ربوا إلا هاء وهاء (فإن افترقا في الصرف قبل قبض العوضين أو احداهما بطل العقد) لفوات الشرط وهو القبض، ولهذا لايصح شرط الخيار فيه ولا الأجل؛ لأن بأحدهما لا يبقى القبض مستحقًا وبالثاني يفوت القبض المستحق۔ (الهداية: (۱۱۱/۳، ۱۱۲) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: رحمانيه)

(۲) ويجوز التوكيل بعقد الصرف والسلم... فإن فارق الوكيل صاحبه قبل القبض بطل العقد) لوجود الافتراق من غير قبض... (ولا تعتبر مفارقة الموكل)؛ لأنه ليس بعاقد والمستحق بالعقد قبض العاقد وهو الوكيل فيصح قبضه۔ (الجوهرة النيرة: (۳۶۳/۱) كتاب الوكالة، ط: حقانيه)

تبيين الحقائق: (۲۶۲/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة البيع والشراء، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۳۲۱/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۵۱۷/۵) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد۔

سے بیع منعقد نہیں ہوگی۔ (۱)

ٹیلی فون کے ذریعے عقد کرنا

ٹیلی فون کی خصوصیت یہ ہے کہ عاقدین (معاملہ کرنے والوں) کی بات چیت کو تیزی اور صفائی کے ساتھ آگے منتقل کرتا ہے، خریدار فروخت کرنے والے کے ایجاب (آفر) کو سنتا ہے اور فروخت کرنے والے کے سامنے خریدار کے قبول کو منتقل کرتا ہے اور دونوں طرف سے بات چیت یکساں طور پر جاری رہتی ہے، چناں چہ اس طریقے سے الفاظ کے ذریعے رضامندی کا اظہار ہوتا ہے اور رضامندی کے اظہار سے بیع منعقد ہوجاتی ہے۔

واضح رہے کہ رضامندی ایک اندرونی چیز ہے اس لیے اس کا دارومدار ایسے الفاظ پر رکھ دیا گیا ہے جو رضامندی پر واضح طور پر دلالت کریں۔ (۲)

---

(۱) ولم ينعقد مع الهزل لعدم الرضا بحكمه معه۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۰۷/۴) كتاب البيوع، مطلب: في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد)

والهزل يمنع جواز البيع؛ لأنه يعدم الرضا بمباشرة السبب فلم يكن هذا بيعا منعقدا في حق الحكم۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

منحة الخالق على البحر: (۹۲/۶) كتاب البيوع، باب أحكام البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الجوهرة النيرة: (۲۹۲/۱) كتاب الحجر، ط: حقانيه۔

(۲) البيع ينعقد بالإيجاب والقبول) يعني إذا سمع كل كلام الآخر۔ (فتح القدير: (۲۳۰/۶) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۷/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية

صيغة العقد: هي ما صدر من المتعاقدين دالاً على توجه إرادتهما الباطنة لإنشاء العقد وإبرامه۔ وتعريف تلك الإرادة الباطنة بواسطة اللفظ أو القول أو ما يقوم مقامه من الفعل أو الإشارة أو الكتابة۔ وهذه الصيغة هي الإيجاب والقبول۔ وقد اتفقت الشرائع على أن مدار وجود العقد وتحققه هو صدور ما يدل على التراضي من كلا الجانبين بإنشاء التزام بينهما۔ وهذا هو ما يعرف بصيغة العقد عند فقهائنا۔ ويسمى عند القوانين "التعبير عن الإرادة"۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۹۳/۴) العنصر الأول: صيغة العقد، ط: دار الفكر، بيروت)=

ٹیلی ویژن میں اشتہار دینا

''ٹی وی میں اشتہار دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۱/۳)

ٹینڈر

فروخت کرنے والا یوں کہے کہ جو مجھے زیادہ قیمت دے گا، میں یہ چیز اس کو بیچ دوں گا یہ بھی اصل میں بیع مساومہ (جس میں بیچنے والا اپنی قیمت خرید یا لاگت ظاہر نہیں کرتا فریقین کے درمیان بھاؤ تاؤ کے ذریعہ قیمت کا تعین ہوتا ہے) کی ہی ایک قسم ہے جس میں فروخت کرنے والا ایک متعین قیمت طلب کرنے کی بجائے خریداروں کی چاہت اور طلب کو ظاہر کرنے کی دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے قیمت لگائیں جس کی بولی زیادہ ہوگی اس کے ساتھ بیع منعقد ہوجائے گی، اس کو ''نیلام'' کہتے ہیں۔

اس کے مقابلہ میں ''ٹینڈر'' (بیع مناقصہ) پر خریداری ہے، جس میں خریدار یہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے جو کم قیمت پر مہیا کرے گا میں اس سے خریدلوں گا، یہ چیز وغیرہ خریدنے یا کوئی کام کرانے کی ایک جدید صورت ہے فقہاء کرام کی عبارات میں اس کا تذکرہ نہیں ملتا، تاہم اس طرح چیز خریدنا اور کام کا ٹھیکہ دینا جائز ہے کیونکہ ٹینڈر اور نیلام دونوں کا حکم ایک ہے۔(۱)

= أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين . أي أن المقصد في البيع تراضي الطرفين إلا أن تراضي الطرفين بما أنه من الأمور الباطنة فقد أقيم مقامه الإيجاب والقبول؛ لأنهما يدلان عليه ... ولذلك لا ينعقد البيع إذا لم يتراض المتعاقدان۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۱۲۳) المادة: ۱۷۵، الباب الأول، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) ومن الطريق الشائعة لعقد البيع ما يسمي (بيع المزايدة)... ويسمي... بالاردية (نيلام). وقد عرفه ابن جزي بقوله: "أن ينادي على السلعة ويزيد الناس فيها بعضهم على بعض، حتى تقف على آخر زائد فيها، فيأخذها... وجمهور الفقهاء من الأئمة الأربعة وغيرهم، على جواز هذا البيع واستدلوا في ذلك=

ٹینڈر (Tender) کا حکم

٧١ ٹینڈر بھی بیع کی ایک قسم ہے اور یہ نیلامی کی ضد ہے، نیلامی میں قیمت کو بڑھایا جاتا ہے جو آدمی زیادہ قیمت دے کر خریدنے پر راضی ہوتا ہے، اس کو چیز بیچ دی جاتی ہے اور ٹینڈر میں جو آدمی کم سے کم قیمت پر چیز دینے پر راضی ہو اس سے چیز خریدی جاتی ہے۔

نیلامی میں بائع (سیلر) چیز بیچنا چاہتا ہے اور خریدار بولیاں لگاتے ہیں جس کی بولی زیادہ ہو چیز اس کو فروخت کردی جاتی ہے، اور ٹینڈر میں خریداروں کی طرف

=بما روي عن أنس بن مالك رضي الله تعالى عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم باع حلسا وقدحاً، وقال: من يشتري هذا الحلس والقدح؟ فقال رجل أخذتهما بدرهم. فقال: من يزيد على درهم؟ فأعطاه رجل درهمين، فباعهما منه" (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (١/ ١٢٣، ١٢٥) المبحث الأول، الباب الثاني في احكام الايجاب والقبول، أحكام بيع المزايدة، ط: مكتبه معارف القرآن).

المساومة وهي التي لا يلتفت فيها إلى الثمن السابق. (تبيين الحقائق: (٤/ ٧٣) كتاب البيوع، باب التولية، ط: امداديه ملتان)

بيع المساومة وهو مبادلة المبيع بأي ثمن إتفق. (بدائع الصنائع: (٥/ ١٣٤) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

المناقصة اصطلاح حادث لطريقة تتبعها جهات تريد شراء سلع أو خدمات بأقل ما يعرض عليهم من سعر. وقد عرفه قرار لمجمع الفقه الإسلامي الدولي بما يأتي:

"المناقصة: طلب الوصول إلى أرخص عطاء لشراء سلعة أو خدمة تقوم فيها الجهة الطالبة لها بدعوة الراغبين إلى تقديم عطاآتهم وفق شروط ومواصفات محددة"

وهو في حقيقته عكس المزايدة. فالمزايدة يجريها البائعون الذين يريدون أن يعقدوا البيع بأكثر ما يعرض عليهم من ثمن، فيطلبون العروض من المشترين والمناقصة يجريها، الراغبون في الشراء، ويطلبون العروض من الراغبين في البيع، ويرسون العطاء على من يتقدم إليهم بأقل الأسعار. والكلام في مشروعية هذه العملية مثل الكلام الذي سبق في المزايدة. وإن المناقصة وإن لم يجر لها ذكر في كتب الفقه، ولكن يمكن قياسه على المزايدة: لأنه لا فارق بينهما من حيث المبدأ، فإن العروض تقدم فيها كما تقدم في المزايدة. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (١/ ١٣٢، ١٣٣) المبحث الأول، الباب الثاني في أحكام الإيجاب والقبول، أحكام المناقصة، ط: مكتبه معارف القرآن)

سے آفر ہوتی ہے اور بیچنے والے بولیاں لگاتے ہیں، جو بائع کم سے کم بولی لگائے اس سے چیز خریدی جاتی ہے۔

ٹینڈر کی صورت عام طور پر حکومت کی طرف سے پیش آتی ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً حکومت کو کسی ادارہ کے لئے ایک ہزار پنکھوں کی ضرورت ہے تو حکومت اخبار وغیرہ میں ٹینڈر نوٹس دے دیتی ہے اور پنکھا فراہم کرنے والوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ فلاں قسم کے ہزار پنکھوں کی ضرورت ہے کون سی پارٹی کم سے کم قیمت پر فراہم کرسکتی ہے، او جو پارٹی کم سے کم قیمت پر مطلوبہ معیار کے پنکھے فراہم کرتی ہے اس سے معاملہ کرلیا جاتا ہے اس کو ٹینڈر دینا کہتے ہیں۔

شریعت کی رو سے ٹینڈر کی یہ صورت جائز ہے اور اس کو نیلامی بیع پر قیاس کیا گیا ہے، جب قیمت بڑھا بڑھا کر بیچنا جائز ہے تو قیمت کم سے کم کر کے لینا خریدنا بھی جائز ہے۔

اسی طرح بعض دفعہ حکومت کو راستہ یا پل یا کوئی عمارت بنانے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کا ٹینڈر بھی دیتی ہے اور جو پارٹی کم سے کم پیسے پر بنا کر دینے پر راضی ہوتی ہے اس کو وہ کام سپرد کردیتی ہے تو یہ ایک قسم کا اجارہ ہوگا اور یہ جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) عن انس بن مالك، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم باع حلساً وقدحاً، وقال: من يشتري هذا الحلس والقدح؟ فقال رجل: أخذتهما بدرهم، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: من يزيد على درهم، من يزيد على درهم؟ فأعطاه رجل درهمين فباعهما منه. (جامع الترمذي: (۱/ ۲۳۶) أبواب البيوع، باب ماجاء في بيع من يزيد، ط: سعيد)

الثالث: قول الجمهور، وهو أن المزايدة تجوز مطلقاً، واستدلوا في ذلك بما روي عن أنس أنه صلى الله عليه وسلم باع حلساً وقدحاً، وقال: من يشتري هذا الحلس والقدح؟ فقال رجل: أخذتهما بدرهم، فقال: من يزيد على درهم، فأعطاه رجل درهمين، فباعهما منه. (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۳۳۶) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على أخيه وسومه على سومه وتحريم النجش، ط: دار العلوم كراچی)

ولا بأس ببيع من يزيد... وقد صح أن النبي صلى الله عليه وسلم باع قدحاً وحلساً ببيع من يزيد. (الهداية: (۳/ ۷۰) كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ط: رحمانيه)=

☆.....ٹینڈر دے کر کسی پارٹی سے مال لینے کا عقد ہونے کے بعد کسی ایک پارٹی کو یہ معاملہ یکطرفہ کینسل کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اسی طرح راستہ وغیرہ بنانے کے لئے ٹھیکہ دینے کے بعد کوئی پارٹی یکطرفہ بلا عذر کینسل نہیں کر سکتی۔ (١)

ٹینشن کی وجہ

''مال کے پیچھے پڑنے کا انجام'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٧١/٦)

ٹیوب ویل کا پانی

ٹیوب ویل کا پانی بوتل یا برتن میں بھر کر بیچنا جائز ہے۔

= المناقصة: اصطلاح حادث بطريقة تتبعها جهات تريد شراء سلع أو خدمات بأقل مايعرض عليهم من سعر. وقد عرفه قرار لمجمع الفقه الإسلامي الدولي بما يأتي: "المناقصة: طلب الوصول إلى أرخص عطاء لشراء سلعة أو خدمة تقوم فيها الجهة الطالبة بدعوة الراغبين إلى تقديم عطاآتهم وفق شروط ومواصفات محددة"

وهو في حقيقته عكس المزايدة. فالمزايدة يجريها البائعون الذين يريدون أن يعقدوا البيع بأكثر ما يعرض عليهم من ثمن، فيطلبون العروض من المشترين. والمناقصة يجريها الراغبون في الشراء، ويطلبون العروض من الراغبين في البيع، ويرسون العطاء على من يتقدم إليهم بأقل الأسعار والكلام في مشروعية هذه العملية مثل الكلام الذي سبق في المزايدة.

وإن المناقصة، وإن لم يجر لها ذكر في كتب الفقه، ولكن يمكن قياسه على المزايدة، لأنه لا فارق بينهما من حيث المبدأ، فإن العروض تقدم فيها كما تقدم في المزايدة. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (١/٣٢، ١٣٣) المبحث الأول، الباب الثاني: في احكام الإيجاب والقبول، أحكام المناقصة، ط: معارف القرآن)

(١) لأن أحد المتعاقدين لا ينفرد بالفسخ كما لا يترد بالعقد. (الهدايه: (٣/١٠٤) كتاب أدب القاضي، مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانية)

تبيين الحقائق: (٤/١٩٨) كتاب القضاء، باب مسائل شتى، ط: امداديه ملتان.

لأنه لا يتمكن من فسخ الإجارة وحده بلا رضا صاحبه إلا بعذر. (شامي: (٦/٤٣) كتاب الإجارة، مطلب خوفوه من اللصوص ولم يرجع، ط: سعيد)

ٹیوب ویل کا پانی فروخت کرنا

"کنواں کھودا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۲/۵) ۷۳

ٹیوشن

ٹیوشن تعلیم ہی کے حکم میں ہے، متاخرین کے نزدیک جائز ہے، استاذ پڑھانے کے لیے شاگرد کے گھر جائے اور دروازے پر کھڑے ہو کر گھنٹی بجائے یہ اچھی بات تو نہیں ہے لیکن ہمارے معاشرے میں مسلمانوں کو مسلسل دین سے دور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور علماء کرام اور دین داروں سے بدگمان کرنے کی سازش کی جارہی ہے لہٰذا اگر ٹیوشن پڑھانے والے گھر گھر جا کر بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم نہیں دیں گے تو مسلمانوں کے یہ بچے قرآن مجید کی تعلیم سے محروم ہو جائیں گے اس لیے ٹیوشن پڑھانا جائز ہے۔[۱]

البتہ ٹیوشن کو فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔[۲]

---

(۱) وقال الشيخ الإمام شمس الأئمة السرخسي رحمه الله تعالىٰ: إن مشائخ بلخ رحمهم الله تعالىٰ جوّزوا الإجارة على تعليم القرآن وأخذوا في ذلك بقول أهل المدينة ـ وهٰذه العبارة صريحة في أن مشائخ الحنفية الذين أفتوا بجواز الإجارة على تعليم القرآن إنما أفتوا بذلك على قول أهل المدينة۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۳۱/۴) كتاب الطب، باب جواز أخذ الأجرة على الرقية بالقرآن والأذكار، ط: دار العلوم كراچی)

والفتوىٰ اليوم على جواز الاستيجار لتعليم القرآن، وهو مذهب المتأخرين من مشائخ بلخ، استحسنوا ذلك۔ (تبيين الحقائق: (۱۲۴/۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه ملتان)

الشامية: (۵۵/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد۔

الفتاوىٰ الهندية: (۴۴۸/۴) كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيديه۔

تنقيح الحامدية: (۱۲۷/۲) كتاب الإجارة ومطالبه، مطلب: الفتوىٰ على جواز الإجارة على تعليم القرآن، ط: رشيديه۔

(۲) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف

ٹی، وی

۷۵ موجودہ حالات میں ٹیلی ویژن، وی۔سی۔آر اور ڈش اینٹینا چوں کہ بہت سے منکرات، معصیت اور فواحش پر مشتمل ہیں اور ان منکرات اور فواحش کے بغیر اس وقت ان چیزوں کے استعمال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اس لیے ان چیزوں کا کاروبار اختیار کرنا جائز نہیں اور آمدنی بھی حلال نہیں ہے۔(۱)

=بالأوقاف۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردۃ، ط: سعید)

الأشباہ والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

منحۃ الخالق علی البحر الرائق: (۲۳۴/۵) کتاب الوقف، ط: سعید۔

الحق المجرد أو المحض هو الذي لایترک أثرا بالتنازل صلحا أو إبراء فلایجوز الاعتیاض عنه کحق الولایة علی النفس والمال وحق الشفعة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۱/۴) الحقوق المجردة وغیر المجردة، ط: دار الفکر)

(۱) (وضمن بکسر معزف) بکسر المیم آلة اللهو۔ وقالا لایضمن ولایصح بیعها وعلیه الفتوی ملتقی۔ (الشامیة: (۲۱۱/۶، ۲۱۲) کتاب الغصب، مطلب في ضمان منافع الغصب، ط: سعید)

(ومن کسر معزفا ضمن) وهذا قول الإمام وقالا: لایضمنها، لأنها معدة للمعصیة فیسقط تقومها کالخمر ... والفتوی في زماننا علی قولهما لکثرة الفساد ... (وصح بیع هذه الأشیاء) وهذا قول الإمام وقالا لایجوز بیع هذه الأشیاء، لأنها لیست بمال متقوم۔ (البحر الرائق: (۱۲۴/۸، ۱۲۵) کتاب الغصب، قبیل کتاب الشفعة، ط: سعید)

قال في البدائع: ومنها أن تکون المنافع مباحة الاستیفاء فإن کانت محظورة الاستیفاء لم تجز الإجارة۔ وقال في الملتقی بعد ذکره کسر آلة اللهو: ویصح بیع هذه الأشیاء۔ وقالا: لایضمن ولایجوز بیعها وعلیه الفتوی اهـ۔ قال في الکافي: لهما أن هذه الأشیاء أعدت للمعصیة فبطل تقومها کالخمر والفتوی علی قولهما لکثرة الفساد فیما بین الناس۔ (تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۳۵۳/۲) مسائل وفوائد شتی من الحظر والإباحة، ط: رشیدیه)

الفتاوی الهندیة: (۱۱۶/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس في بیع المحرم الصید وفي بیع المحرمات، ط: رشیدیه۔

وما کان الغالب علیه الحرام لم یجز بیعه ولا هبته۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۱۶/۳) کتاب البیوع، ... التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس في بیع المحرم الصید وفي بیع المحرمات، ... رشیدیه)=

واضح رہے کہ ان چیزوں نے اسلامی تمدن وتہذیب کو تباہ کیا ہے اور غیر مسلموں کے تمدن وتہذیب اور کلچر کو گھر گھر پہنچایا ہے اور مسلمانوں کے دل سے اسلام کو نکال کر غیر مسلموں کے رعب کو دلوں میں بٹھایا ہے اور نتیجہ سب کے سامنے ہے۔

ٹی، وی کا استعمال

ٹی، وی کی ایجاد کے زمانے سے آج تک عام طور پر اس کا استعمال ناجائز طریقوں سے ہو رہا ہے اور وہ اس وقت بے شمار دینی اور دنیوی خرابیوں اور مفاسد پر مشتمل ہے اس لیے اس کو گھر میں رکھنا اور اس کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

= ما وضع لغرض محظور، ومادته مباحة، فلا يستعمل في مباح إلا بتكلف، أو إحداث تغيير فيه. وذكر فيه الفقهاء آلات الملاهي المحظورة، ويقصدون بها آلات الموسيقى المعدودة في المذاهب الأربعة: فالمختار من مذهب الحنابلة أنها غير متقومة شرعًا، فلا يصح بيعها. ومعناه أن بيعها باطل لا ينعقد عندهم مثل الخنزير. وهو قول في مذهب المالكية... أما الحنفية والشافعية، فبيع هذه الآلات صحيح منعقد عندهم؛ لأنه يمكن استعمالها في مباح، ولو بعد تغييرها، ولكن يكره البيع في حالها الموجودة. قال الكاساني رحمه الله تعالى:

"ويجوز بيع آلات الملاهي من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلك عند أبي حنيفة، لكنه يكره. وعند أبي يوسف ومحمد لا ينعقد بيع هذه الأشياء؛ لأنها آلات معدة للتلهي بها موضوعة للفسق والفساد، فلا تكون أموالا، فلا يجوز بيعها. ولأبي حنيفة رحمه الله أنه يمكن الانتفاع بها شرعًا من جهة أخرى بأن تجعل ظروفًا لأشياء ونحو ذلك من المصالح، فلا تخرج من كونها أموالا".

والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أول شرحه لـ"فصل فيما يكره" من الهداية:

"لما كان دون الفاسد، أخّر عنه، وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي، بل في عدم فساد العقد، وإلا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافًا في الإثم".

ومقتضاه أن لا يطيب الثمن للبائع. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۳۱۶-۳۱۸)

الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، القسم الأول: ما وضع لمحظور، ط: مكتبه معارف القرآن)

(۱) (وكره كل لهو) لقوله عليه الصلاة والسلام: كل لهو المسلم حرام إلا ثلاثة: ملاعبته أهله وتأديبه لفرسه، ومناضلته بقوسه. وفي الرد: (قوله: وكره كل لهو) أي كل لعب وعبث فالثلاثة بمعنى واحد=

ہاں اگر اس کو غیر جان دار اشیاء جیسے عمارت، مقامات، پارک، سمندر، پہاڑ، جنگلات، طلوع وغروب وغیرہ کے مناظر اور تصاویر دیکھنے کے لیے استعمال کیا جائے تو جائز ہوگا۔[1] لیکن ایسا کرتے نہیں اس لیے اس کی تجارت وغیرہ جائز نہیں ہے۔[2]

= كما في شرح التاويلات والإطلاق شامل لنفس الفعل، واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الأوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق، فإنها كلها مكروهة؛ لأنها زي الكفار، واستماع ضرب الدف والمزمار وغير ذلك حرام. (الدر مع الرد: (٣٩٥/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

☜ أما التلفزيون والفديو، فلا شك في حرمة استعمالها بالنظر إلى ما يشتملان عليه من المنكرات الكثيرة: من الخدعة والمجون، والكشف عن النساء المتبرجات أو العاريات، وما إلى ذلك من أسباب الفسوق. (تكملة فتح الملهم: (١٦٣/٤) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: دار العلوم كراچی)

☜ ومما ذكرنا يعلم في الاستدلال بها على حرمة الملاهي كالرباب والجنك والسنطير والكمنجة والمزمار وغيرها من الآلات المطربة بناء على ما روي عن ابن عباس والحسن أنهما فسرا لهو الحديث بها، نعم أنه يحرم استعمالها وإستماعها لغير ما ذكر... أنه صلى الله عليه وسلم قال: ليكونن في أمتي قوم يستحلون الخز والخمر والمعازف. وهو صريح في تحريم جميع آلات اللهو المطربة. (روح المعاني: (١٠٣/٢١، ١٠٤) سورة لقمان: ٦، ط: رشيديه)

☜ وانظر أيضا: الهامش السابق، رقم: ١.

(١) قال أصحابنا وغيرهم من العلماء تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها وأما تصوير صورة الشجر ورحال الإبل وغير ذلك مما ليس فيه صورة حيوان فليس بحرام. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (١٩٩/٢) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمی)

☜ فتح الباري: (٣٧٠/١٠) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: قديمی.

☜ مرقاة المفاتيح: (٣٢٣/٨) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: رشيديه.

(٢) أيضا.

ٹی وی کی تجارت

(۷۸) ٹی وی کی تجارت فواحش کی اشاعت اور کبیرہ گناہوں پر مدد اور اعانت ہے
جس قدر لوگ دکان سے خرید کر لے جائیں گے، اور اس کبیرہ گناہوں میں مبتلا ہوں گے یہ فروخت کرنے والا دکاندار اس کا ذریعہ بنے گا اور گناہوں میں شریک رہے گا۔ اللہ پاک نے فرمایا کہ گناہ اور حکم عدولی میں ایک دوسرے کی مدومت کرو۔ (۱)

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ... الخ کی آیت جس میں "لھو الحدیث" کا یقینی مصداق اس دور میں "ٹی وی" ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے خریدنے پر جہنم کے رسوا کن عذاب کی وعید بیان کی ہے۔ (۲)

آج کل دکاندار حضرات "ٹی وی"، "وی سی آر" وغیرہ کو آمدنی کی زیادتی کا سبب سمجھتے ہیں، حالانکہ دن بھر جتنے لوگ اس دکان پر گانے اور عورتوں کی تصاویر دیکھنے کا گناہ کرتے ہیں وہ سب جمع کر کے جب اس دکاندار کی گردن پر ڈالا جائے گا اور سزا ملے گی، تب اس کو آمدنی کا حال معلوم ہوگا۔ (۳)

---

(۱) قال الله تعالى: وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (المائدہ:۲)

(۲) وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ. (سورۃ لقمان:۶)

وقال مجاهد: يعني شراء القيان والمغنين. (معالم التنزيل للبغوي: (۲۸۴/۶) سورۃ لقمان:۶، ط: دار طيبة)

(۳) وأما إنفاق زيف فهو معصية مستمرة يعمل بها مادام ذلك الزيف يدور في أيدي الناس فيكون عليه في حياته وبعد مماته إثم ما فسد ونقص من أموال الناس بسببه إلى آخر فناء ذلك الزيف وانقراضه... وويل لمن يموت ويبقى بعده ذنوبه... ترويج الزيوف من النقود فإنه ظلم عام يتضرر به الناس لأن من يروج شيئاً منها إلى غيره وغيره إلى غيره... وهكذا لا يزول يتردد في أيدي الناس ويعم ضرره ويشيع فساده ويكون وبال الكل من الكل من حين ترويجه إلى وقت انقراضه راجعاً إليه بمقتضى قوله عليه الصلاة والسلام: من سن سنة سيئة فعمل بها من بعده كان عليه وزرها ووزر من عمل بها لا ينقص من أوزارهم شيء... فيكون تسليطاً إليه تسليطاً على الفساد وإعانة له على الشر ومشاركة معه في الإثم. (مجالس الأبرار (ص: ۵۶۵، ۵۶۶) المجلس الحادي والسبعون في بيان أي تاجر يحشر يوم القيامة فاجراً وأي صادقاً، ط: سهيل اكيڈمی)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گانے والیوں کو مت فروخت کرو اور نہ انہیں خریدو، ان کی تجارت میں کوئی بھلائی نہیں اور ان کی قیمت حرام ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ گانے والیوں کی خرید وفروخت نہ کرو، اور ان کی تعلیم نہ دو، اور ان کی تجارت میں کوئی خیر نہیں ہے، اور اس کی قیمت حرام ہے۔ (۱)

ٹی، وی کی خرید وفروخت

☆...... ٹی وی آلہ معصیت ہے، بے شمار دینی اور دنیوی مفاسد پر مشتمل ہے اس کے ذریعے عقائد کو خراب کیا گیا ہے اور دین کو بگاڑا گیا ہے اور اخلاق کو تباہ و برباد کیا گیا ہے، مسلمانوں کے گھروں سے اسلامی تہذیب کو ختم کر کے یہودی، عیسائی اور ہندوانہ تہذیب کو مسلمانوں کے گھروں اور معاشرہ میں داخل کیا گیا ہے، نتیجہ یہ ہوا کہ اب مسلمانوں کو نماز کی فکر نہیں، تہجد کا جذبہ نہیں، قرآن مجید کی تلاوت ...ں ہے، سنت کی پابندی نہیں، اسلام کی تہذیب نہیں، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں ...شفقت کا جذبہ نہیں اور عام مسلمانوں کے ساتھ ہمدردی ختم ہوگئی: قتل وقتال، ...ی، ڈاکہ، اغوا اور عصمت دری عام ہوگئی، جو آئے دن عام ہوتے جارہے ہیں اور

...عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل بيع المغنيات ولا شراؤهن ولا ...فيهن وأكل أثمانهن حرام. وفي رواية بكر بن مضر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاتبيعوا ...ات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام. (السنن الكبرى ...:(۶/۱۵) كتاب البيوع، باب ماجاء في بيع المغنيات، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

...نز العمال: (۴/۳۹) رقم الحديث: ۹۳۹۳، ۹۳۹۴، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في ...، الفصل الرابع، في المكاسب المحظورة، ط: مؤسسة الرسالة.

...جمع الزوائد: (۸/ ۱۲۱) رقم الحديث: ۱۳۳۶۴، كتاب الأدب، باب ماجاء في الشعر والشعراء ...بة القدس.

یہ سب کچھ نئے نئے طریقے اور جدید انداز کے ساتھ سکھایا جارہا ہے یہ سب ٹی وی اور چینلوں کی کارستانی ہے، غرض کہ اس کی برائی اور خرابی کو کہاں تک گنا جائے، پورا جسم داغ داغ ہے پٹی کہاں کہاں لگائیں۔

لہٰذا ٹی وی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے اور اس کی آمدنی حرام ہے۔ (۱)

☆...... اگر کوئی آدمی غریب ہے اور لاعلمی میں حلال رقم سے ٹی وی خرید لیا ہے اور اب اس کو اس گناہ سے توبہ کرنے کی توفیق ہوئی تو اگر اس کو توڑ کر ختم کرسکتا ہے تو کرے تاکہ آخرت آباد رہے، جیسا کہ بڑے بڑے میزائل اور بم گرائے جاتے ہیں حکومت کو قائم رکھنے کے لیے تو آخرت کو آباد رکھنے کے لیے اگر ایک ٹی وی تباہ کردے تو یہ کون سا عقل کے خلاف ہے۔ (۲)

---

(۱) [ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوا أولئك لهم عذاب مهين] فيها ثلاث مسائل: المسألة الأولى: "لهو الحديث": هو الغناء وما اتصل به: فروى الترمذي، الطبري وغيرهما عن أبي أمامة الباهلي أنّ النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يحلّ بيع المغنيات ولا شراؤهن ولا التجارة فيهنّ، ولا أثمانهنّ، وفيهنّ أنزل الله تعالى: [ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضلّ عن سبيل بغير علم...] المسألة الثانية:... وقد بينا جواز الزمر في العرس بما تقدم من قول أبي بكر: أمزمار الشيطان في بيت رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال: دعهما يا أبابكر فإنه يوم عيد، ولكن لا يجوز انكشاف النساء للرجال ولا هتك الأستار، ولا سماع الرفث، فإذا خرج ذلك إلى مالا يجوز منع من أوله، واجتنب من أصله۔ (أحكام القرآن للعربي: (۱۲۳/۳، ۱۲۵) سورة لقمان: ٦، ط: دار الكتب العلمية)

▭ [ليضلّ عن سبيل الله... أي ليصرف الناس عن الإسلام ويبعدهم عنه فيضلوا۔ (أيسر التفاسير: (۱۱۷۳/۲) سورة لقمان: ٦، ط: مكتبة العلوم والحكم)

▭ [ليضلّ عن سبيل الله] وهو كما ترى، والمراد بسبيله تعالى: دينه عز وجل أو قراءة كتابه سبحانه أو مايعمهما۔ (روح المعاني: (۱۰۷/۲۱) سورة لقمان: ٦، ط: رشيديه)

▭ وانظر أيضا رقم الحاشيتين: ۳، ۱۔ على الصفحة السابقة۔

(۲) وفي الحديث: "بعثت لكسر المزامير وقتل الخنازير"۔ المزامير جمع مزمار وهو الذي يزمر وقد يضم بها ولعل المراد الات الغناء كلها تغليبا۔ (تفسير روح المعاني: (۱۳۹/۵) سورة الإسراء: ٦٣، ط: دار إحياء التراث العربي)

▭ تبيين الحقائق: (۲۳۷/۵) كتاب الغصب، فصل: غيب المغصوب، ط: إمداديه ملتان۔

▭ البحر الرائق: (۱۳۲/۸) كتاب الغصب، ط: دار المعرفة۔

اور اگر غریب کوئی وی تباہ کرنے کی ہمت نہیں تو مجبورا کسی غیر مسلم کو فروخت کردے۔(۱)

''مزید ٹی وی کا استعمال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۶/۳)

ٹی وی کی سروس

جس طرح ''ٹی وی'' کی خرید ن گناہ ہے اسی طرح ٹی وی کمپنی میں سروس کرنا ٹی وی کو درست اور مرمت کرن۔ اور اس کام کے لئے ملازمت کرنا بھی درست نہیں۔(۲)

ٹی، وی میں اشتہار دینا

اپنی تجارتی چیز کو مشہور کرنے کے لیے معصیت کی جڑ اور شیطانی آلہ ٹی، وی میں سلائڈ دینا درست نہیں ہے کیوں کہ یہ ٹی، وی والوں کی مدد ہے اور ٹی، وی والوں

---

(۱)ولابأس ببيع الزنار من النصارى والقلنسوة من اليهود۔ وفي جامع الجوامع عن الثاني: باع ثورًا من المحبوس لينحره في عيدهم يقتلوه بالعصا لابأس به ۔ (البحر الرائق : (۲۲۶/۸) كتاب الكراهة، فصل: في البيع، ط: دار المعرفة)

🗀مجمع الأنهر: (۱۸۸/۴) كتاب البيوع، فصل: في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀الشامية: (۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

(۲)انظر حواشي السابقة.

🗀 عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل بيعُ المغنيات ولا شراؤهن ولا تجارة فيهن وأكل أثمانهن حرام. وفي رواية بكر بن مضر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاتبيعوا المغنيات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام. (السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۱۵/۶) كتاب البيوع، باب ماجاء في بيع المغنيات، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

🗀 كنز العمال: (۳۹/۴) رقم الحديث: ۹۳۹۳، ۹۳۹۴، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الرابع، في المكاسب المحظورة، ط: مؤسسة الرسالة.

🗀 مجمع الزوائد: (۱۱۹/۸) رقم الحديث: ۱۳۳۶۴، كتاب الأدب، باب ماجاء في الشعر والشعراء ط: مكتبة القدسي.

کی مدد کرنا گناہ، معصیت اور شیطانی کام میں مدد کرنا ہے جو درست نہیں ہے۔ (۱)

(۱) [وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان]۔(المائدة:۲)

ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم۔ (أحكام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳) ط: دار الفكر)

قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۳/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، شرح الحديث: ۲۸۰۷، ط: رشيديه)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

ثابت قدم رہنا

کسی بھی کاروبار کے آغاز میں مشکلات پیش آنا ایک قدرتی بات ہے کیوں کہ کاروبار شروع کرتے ہی مطلوبہ ہدف حاصل ہونا ضروری نہیں ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید رکھتے ہوئے ثابت قدم رہنا چاہیے، دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے اور صدقہ خیرات کرتے رہنا چاہیے۔(۱)

ثمن

’’ثمن‘‘(Price)، خریدار مبیع (بیچی گئی چیز) کے عوض جو چیز ادا کرنے کا معاہدہ کرے چاہے وہ کرنسی ہو یا کرنسی کے علاوہ کوئی اور چیز ہو۔(۲)

نیز ’’ذرائع ادائیگی‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۲۱۸)

---

(۱) [فإذا عزمت فتوكل على إن الله يحب المتوكلين] أي فإذا عقدت نيتك على إتمام أمر وإمضائه بعد المشاورة السليمة وبعد أن تبين لك وجه السداد فيما يجب أن تسلكه فبادر بتنفيذ ما عقدت العزم على تنفيذه، و (توكل على الله) أي اعتمد عليه في الوصول إلى غايتك، فإن الله تعالى يحب المعتمدين عليه، المفوضين أمورهم إليه مع مباشرة الأسباب التي شرعها لهم لكي يصلوا إلى مطلوبهم۔ (الوسيط لسيد طنطاوي: (۲/۳۱۹) سورة آل عمران: ۱۵۹، ط: دار نهضة مصر)

عن قيس بن أبي عروة قال: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نسمى السماسرة فقال: يا معشر التجار! إن الشيطان والإثم يحضران البيع فشوبوا بيعكم بالصدقة ۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۲۹) أبواب البيوع، باب ما جاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد)

كنز العمال: (۴/۴۷) كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفرع الثاني في آدابه، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

(۲) الثمن ما يكون بدلاً للمبيع ويتعلق بالذمة ۔ (مجلة الأحكام العدلية: (۱/۳۳) المادة: ۱۵۲، المقلمة في بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: نور محمد، آرام باغ کراچی)

والعوض المالي الآخر المتفق عليه ويبذله المشتري في مقابل امتلاك المبيع يسمى ’’ثمنا‘‘۔ (حاشية جوهرة النيرة: (۱/۳۳۱) كتاب البيوع، ط: قديمي)=

ثمن ادا کرنے کا وقت متعین نہ ہو

(۸۳) ''قیمت ادا کرنے کے لیے غیر متعین وقت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ثمن ادا نہ کرنے پر بائع کا یک طرفہ فسخ کرنا

اگر سودا ہونے کے بعد مشتری (خریدار) ثمن (مقررہ قیمت) بھی ادا نہیں کرتا اور اقالہ بھی نہیں کرتا تو بعض علماء کے نزدیک بائع (سیلر) یک طرفہ طور پر معاملہ فسخ (ختم) کرسکتا ہے اور اگر غیر منقولی چیز ہے مثلاً زمین، دکان اور مکان تو فسخ کرکے کسی اور کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے، موجودہ زمانے میں یہ آسان قول ہے، اس پر فتوی دینا زیادہ مناسب ہے۔

واضح رہے کہ پرانے زمانے میں اسلامی قانون نافذ تھا، مظلوم کی داد رسی آسانی کے ساتھ ہوسکتی تھی تو ثمن وصول ہوسکتا تھا لیکن موجودہ دور میں تاریخ پر تاریخ، وکیل کی فیس، اوقات کے ضیاع کی وجہ سے بہت تکلیف ہے اور ثمن کی وصولی آسانی سے نہیں ہوتی اس لیے موجودہ زمانے کو پرانے زمانے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ (۱)

= وفي السراج الوهاج: والفرق بين الثمن والقيمة أن الثمن ما ترضى عليه المتعاقدان سواء زاد على القيمة أو نقص۔ (البحر الرائق: (۱۳/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد)

الشامية: (۵۷۵/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد

الجوهرة: (۲۳۶/۱) كتاب البيوع، باب الخيار الشرط، ط: حقانيه۔

(۱) ولأنه لما تعذر استيفاء الثمن من المشتري فات رضا البائع فيستبد بفسخه۔ (الهداية: (۱۵۳/۳) كتاب أدب القاضي، مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانيه)

لما تعذر استيفاء الثمن يستبد وههنا لما أقر المشتري في مكانه بالشراء لم يتعذر الاستيفاء فلا يستبد بالفسخ۔ (العناية على هامش فتح القدير: (۳۳۳/۷) ط: دار الفكر)

البحر الرائق: (۳۶/۷) مسائل شتى، باب التحكيم، ط: دار المعرفة۔

تكملة رد المحتار: (۲۶/۷) كتاب الفرائض، باب المخارج، مطلب: إذا أقر باستيفاء الحق أو الأجرة، ط: سعيد۔

ثمن ادا نہ کرنے پر مبیع واپس لینا

☆......قسط وار بیع ہونے کے بعد بھی خریدار مبیع کا مالک ہوجاتا ہے، اگر (٨٥)
خریدار کچھ مدت تک قسطیں ادا کرتا رہا پھر بعد میں ادا کرنا چھوڑ دیا تو بائع کے لیے خریدار کی رضامندی کے بغیر اس سے مبیع واپس لینا جائز نہیں ہے[1] اور اگر بائع نے مشتری کی اجازت سے واپس لی ہے تو یہ اقالہ کے حکم میں ہوگا۔[2] اور اقالہ میں مبیع (خریدی گئی چیز) واپس کرنے پر ثمن بھی واپس کرنا لازم اور ضروری ہوگا ورنہ مبیع اور ثمن دونوں بدلوں کا ایک شخص کی ملک میں جمع ہونا لازم آئے گا اور یہ شرعی قانون کے خلاف ہے۔

☆......اگر مشتری ثمن بھی ادا نہیں کرتا ہے اور بیع فسخ بھی نہیں کرتا تو بعض علماء کے نزدیک بائع یک طرفہ عقد بیع فسخ (ختم) کرکے مبیع واپس لے سکتا ہے،

---

(١) البيع مع تاجيل الثمن وتقسيطه صحيح) اى والتاجيل لازم، فليس للبائع حبس المبيع حتى يقبضه ولا المطالبة به قبل حلول الأجل۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسي: (١٦٦/٢)، المادة: ٢٢٥، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلّقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه)

▭ تبيين الحقائق: (١٣/٣) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: امداديه ملتان۔

▭ وإذا رضي البائع بالتأجيل فقد أسقط حقه في حبس المبيع (٢٨٠/٥) كتاب البيوع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد)

(٢) الإقالة جائزة فى البيع بمثل الثمن الاول... فان شرطا أكثر منه او اقل فالشرط باطل ويرد مثل الثمن الاول۔ (الهداية: (٧٢/٣) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رحمانيه)

▭ الدر مع الرد: (١٢٦/٥) كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب: تحرير مهم في إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد۔

▭ الجوهرة النيرة: (٢٥٢/١) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: قديمي۔

موجودہ زمانے میں اس قول پر فتویٰ دینا زیادہ مناسب ہے۔(۱)

(۸٦) ثمن حرام ہے

ہر وہ بیع جس کا ثمن شریعت کی رو سے حرام ہے، ایسی بیع فاسد ہے مثلاً مبیع کا ثمن شراب یا خنزیر یا مردار مقرر کیا گیا ہے، تو یہ بیع فاسد ہے کیونکہ شراب، خنزیر اور مردار شریعت کی رو سے قیمتی مال نہیں ہے لہٰذا اس بیع کو کینسل کر کے دوبارہ حلال ثمن کے عوض میں سودا کرے اور اگر خریدار نے مبیع پر قبضہ کرلیا تو اس کی ملکیت میں آجائے گی، لیکن اس کے ذمہ حلال چیزوں سے یا کرنسی کے ذریعہ بیع کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا، شراب، خنزیر یا مردار ادا کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۲)

---

(۱) ومن قال لآخر اشتريت مني هذه الجارية فانكر الآخر ان اجمع البائع على ترک الخصومة وسعه ان يطأها لان المشتري لما جحد كان فسخا من جهته اذ الفسخ يثبت به كما اذا تجاحدا فاذا عزم البائع على ترک الخصومة تم الفسخ وبمجرد العزم وان كان لايثبت الفسخ فقد اقترن بالفعل وهو امساک الجارية ونقلها ومايضاهيه ولانه لماتعذر استيفاء الثمن من المشتري فات رضاء البائع فيستبد بفسخه. (الهداية: (۳/۱۵۳) كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع رد المحتار: (۵/۴۵۱) كتاب القضاء، باب كتاب القاضي إلى القاضي، مطلب: اقسموا ادارا وأراد كل منهم فتح باب لهم ذلک، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۷/۳٦) كتاب القضاء، باب التحكيم، ط: دار المعرفة۔

(۲) أما إذا جعل الخمر ثمنا، فهو باطل عند الأئمة الثلاثة الذين لا يفرقون بين الباطل والفاسد في البيع، أما عند جمهور الحنفية، فالبيع فاسد لا باطل فيما إذا كان الخمر ثمنا ويجب على المشتري قيمة الخمر المتعارفة بين غير المسلمين، والفرق كما ذكره ابن عابدين عن التلويح أن الثمن غير مقصود بل هو وسيلة إلى المقصود إذ الا نتفاع بالأعيان لا بالأثمان (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۳۱۱) المبحث الثالث الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، ط: معارف القرآن)

الدر المختار مع الرد: (۵/۵۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

وأما بيع الخمر والخنزير ان كان قوبل بالدين كالدراهم والدنانير، فالبيع باطل، وإن كان قوبل بعين فالبيع فاسد حتى يملك مايقابله وإن كان لايملك عين الخمر والخنزير... ولكل واحد من المتعاقدين فسخه) رفعا للفساد. (الهداية: (۳/۵۱، ٦۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

ثمن خرچ ہوجانے سے اقالہ کا حکم

۸۷ "ثمن" یعنی قیمت کی رقم تلف یا ختم ہوجانے کی صورت میں بھی اقالہ کرنا درست ہے کیوں کہ بائع اور مشتری کی باہمی رضامندی سے اقالہ کرنا جائز ہے اور مشتری (خریدار) کی رقم کو فوری واپس کرنا ضروری نہیں ہے اور بعد میں واپس کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لہٰذا اگر بائع اور مشتری کے اقالہ کرنے کے بعد بائع نے مشتری سے کہا کہ آپ مجھے مبیع ابھی واپس کردیں اور پیسے مثلاً ایک ماہ کے بعد ملیں گے تب بھی اقالہ صحیح ہوگا۔ (۱)

ثمن وقت متعین پر ادا نہ کرنے کی صورت میں بیع ختم کرنے کی شرط رکھنا

"بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۲)

---

(۱) هلاک الثمن ای تلفه لایمنع صحة الإقالة... وذلک لأن الاقالة رفع البیع والاصل فی البیع المبیع لاالثمن ولهذا لوهلک المبیع قبل القبض یبطل البیع بخلاف هلاک الثمن۔ (شرح مجلة الاحکام، لسلیم رستم باز: (۷۷/۱) الفصل الخامس في إقالة البیع، ط: مکتبه فاروقیه)

تبیین الحقائق: (۷۲/۴، ۷۳) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: إمدادیة ملتان۔

مجمع الأنهر: (۱۰۶/۳) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: دار الکتب العلمیة۔

جادو کے سامان کی تجارت

عام طور پر جادو اور سحر کے لیے ہڈی، بال اور ناخن وغیرہ استعمال کرتے ہیں، اگر یہ ہڈیاں، بال اور ناخن انسان کے ہیں تو ان کی تجارت بالکل ہی جائز نہیں ہے اور اگر انسان کے علاوہ دوسرے جانوروں کے ہیں اور بائع (بیچنے والے) کو یقین ہے کہ یہ چیزیں سحر اور جادو میں استعمال ہوں گی تو پھر ان چیزوں کی تجارت مکروہ ہوگی۔ (۱)

---

(۱) قوله وشعر الانسان والانتفاع به اى لم يجز بيعه والانتفاع به لان الآدمى مكرم غير مبتذل فلايجوز ان يكون شيء من اجزائه مهانا مبتذلا وقد قال النبى صلى الله عليه وسلم لعن الله الواصلة والمستوصلة. (البحر الرائق: (۶/ ۸۱) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

فتح القدير: (۶/ ۴۲۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الفكر۔

تبيين الحقائق: (۱/ ۲۶) كتاب الطهارة، ط: امداديه ملتان۔

ولابأس ببيع عظام الميتة وعصبها وصوفها وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذلك كله لانها طاهرة لايحلها الموت لعدم الحياة. (الهداية: (۳/ ۵۷) باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

هندية: (۳/ ۱۱۵) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه۔

قاضي خان على هامش الهنديه: (۲/ ۱۳۳) كتاب البيوع، فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه۔

وكره بيع السلاح من اهل الفتنة لانه اعانة على المعصية قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولاتعاونوا على الاثم والعدوان}، وانما يكره بيع نفس السلاح دون مالايقاتل به الابصنعه كالحديد لان المعصية تقع بعين السلاح بخلاف الحديد الاترى ان العصير والخشب الذى يتخذ منه المعازف لايكره بيعه لانه لامعصية فى عينها. (تبيين الحقائق: (۳/ ۲۹۶، ۲۹۷) كتاب السير، باب البغاة، ط: إمدايه ملتان)

الدر مع الرد: (۳/ ۲۶۸) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب: في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد۔=

جانبین سے موزونی اشیاء میں بیع سلم کا حکم

جانبین سے موزونی اشیاء یا مکیلی اور موزونی اشیاء میں بیع سلم کرنا جائز نہیں ہے، لہٰذا فریقین پر لازم ہے کہ اس عقد کو ختم کرکے اپنا اپنا مال اور اگر عین مال موجود نہ ہو تو اس کا مثل واپس لے لیں۔ ۸۹

اور اگر اس میں عقد سلم کی تمام شرائط بھی موجود ہوں تب بھی جائز نہیں ہوگا کیوں کہ یہ عقد ربو (سود) ہے اور عقد ربوٰ بیع فاسد کے حکم میں ہے۔ (۱)

مثلاً رأس المال چینی کی بوری ہو اور مسلم فیہ سرسوں تو یہ بیع سلم جائز نہیں ہے۔

جانبین سے وکالہ کا حکم

ایک آدمی بائع اور مشتری دونوں کی طرف سے وکیل نہیں بن سکتا کیوں کہ

= بدائع الصنائع: (۱۳۳/۷) کتاب السیر، فصل: أما بیان أحکام البغاۃ، ط: سعید۔

فان باعها (ای الات المزامیر) ممن یستعملها او یبیعها هذا المشتری ممن یستعملها لایجوز بیعها قبل الکسر۔ (هندیة: (۱۱۶/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الرابع: فی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

أقول: الاعانة علی المعصیة، ترویجها وتقریب الناس الیها معصیة وفساد فی الارض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البیوع المنهی عنها، ط: قدیمی)

(۱) ثم اعلم ان اسلام الموزون فی الموزون والمکیل فی الموزون لایصح لوجود علتي الربوا أواحدهما۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۳۸۷/۲) باب السلم، شرح المادة: ۳۸۲، ط: رشیدیه)

العاشر ان لایشمل البدلین احد وصفی علة ربا الفضل وهو القدر او الجنس وهذا مطرد الا فی الاثمان فانه یجوز اسلامها فی الموزونات لحاجة الناس۔ (هندیة: (۱۸۰/۳، ۱۸۱) کتاب البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

من جملة صور البیع الفاسد جملة العقود الربویة۔ (شامی: (۱۶۹/۵) کتاب البیوع، باب الربو، مطلب فی الإبراء عن الربا، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۳۲) کتاب القضاء والشهادات والدعاوي، ط: قدیم۔

البحر الرائق: (۱۲۵/۶) کتاب البیوع، باب الربا، ط: سعید۔

ایک ہی آدمی بائع اور مشتری نہیں بن سکتا۔ (۱)

(۹۰) جانبین سے موزونی اشیاء اور مکیلی اشیا میں بیع سلم کا حکم

''جانبین سے موزونی اشیاء میں بیع سلم کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جان دار اشیاء کے مجسمے

اگر کھلونوں کو مرغ، بطخ، کبوتر، کتے، بھالو، گڑیا اور دیگر جانوروں اور پرندوں کی شکل پر بنایا جائے تو ایسے کھلونوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور آمدنی حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) قال فی البزازیة: الوکیل بالبیع لایملک شراءہ لنفسہ لان الواحد لایکون مشتریا و بائعا فیبیعہ من غیرہ ثم یشتریہ منہ وان امرہ الموکل ان یبیعہ من نفسہ او اولادہ الصغار او ممن لاتقبل شہادتہ فباع منہم جاز۔ (البحر الرائق: (۱۶۶/۷) کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: دار المعرفة)

ولی وکالة الطحاوی: لایجوز بیع الوکیل من نفسہ او ابن صغیر لہ او عبد لہ غیر مدیون وان امرہ الموکل بالبیع من ہولاء او اجازلہ ماصنع جاز۔ (تکملة رد المحتار: (۳۳۲/۷) کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، فصل: لایعقد وکیل البیع والشراء مع من ترد شہادتہ، ط: سعید)

الفتاوی الہندیة: (۵۸۹/۳) کتاب الوکالة، الباب الثالث فی الوکالة بالبیع، ط: رشیدیہ۔

(۲) فقال ابن عباس لا احدثک إلا ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمعتہ یقول: ''من صور صورة فان اللہ معذبہ حتی ینفخ فیہا الروح ولیس بنافخ فیہا ابدا'' فربا الرجل ربوة شدیدة واصفر وجہہ فقال ویحک ان ابیت الا ان تصنع فعلیک بہذا الشجر کل شیء لیس فیہ روح۔ (البخاری: (۲۹۶/۱) کتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیہا روح ومایکرہ من ذلک، ط: قدیمی)

اذا ثبت کراہة لبسہا ثبت کراہة بیعہا وصیغہا لمافیہ من الاعانة علی ما لایجوز وکل ما ادی الی مالایجوز لایجوز۔ (الدر مع الرد: (۳۶۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، ط: سعید)

عمدة القاری: (۳۸/۱۲) باب بیع التصاویر، ط: دار إحیاء التراث العربی۔

لایحل عمل شیء من ہذہ الصور ولایجوز بیعہا ولا للتجارة لہا والواجب ان یمنعوا من ذلک۔ (بلوغ القصد والمرام، (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، ص: ۸۹ ''تصاویر کی تجارت، ط: إدارة المعارف)

جواہر الفقہ، (۲۶۳/۷) ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

مالامت المعصیة بعینہ یکرہ بیعہ تحریما والا فتنزیہا۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)=

جان دار کی تصویر

☆......جان دار کی تصویر کشی کا پیشہ اور ذریعہ معاش اختیار کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

☆......جان دار کی تصویر خواہ چھوٹی ہو یا بڑی اس کی صنعت وحرفت ناجائز اور حرام ہے۔

☆...... ہر قسم کے حیوانات ، درندے ، پرندے خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے کسی کی بھی تصویر بنانا خواہ کسی مقصد سے ہو اپنے لیے ہو یا کسی دوسرے مقصد کے لیے ناجائز اور حرام ہے۔

☆......جان دار کی تصویر کا چھاپنا خواہ درہم ودنانیر اور سکہ رائج الوقت کے نوٹوں میں ہو یا دوسری کتابوں اور کاپیوں میں یا اشتہاروں میں ہو سب ناجائز اور حرام ہے۔

☆......جان دار کی تصویر ہر قسم کے برتنوں اور پلیٹوں میں چھاپنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔

☆......جان دار کی کسی قسم کی تصویر گھر، دفتر، دکان کی دیوار یا عمارت میں لگانا ناجائز اور حرام ہے۔

☆......صرف بے جان چیزوں کی تصویروں مثلاً مکانات اور ہر قسم کی عمارات، درختوں، پتھروں کی تصویریں جائز اور حلال ہیں، ان کی خرید وفروخت اور اس کا پیشہ اختیار کرنا بھی جائز ہے۔

☆......موجودہ زمانے میں جس طرح جان دار کی تصویروں کا چھاپنا، چھپوانا، کھینچنا، کھنچوانا عام ہوگیا ہے اور لوگ اسے کسی قسم کا گناہ اور معصیت نہیں سمجھ

= البحر الرائق: (۸/ ۳۷۱) کتاب الکراھیۃ

بڑے ہیں یہ دین سے دوری اور عقل میں خرابی کی علامت ہے اور ان چیزوں کا ارتکاب کرنا بالکل حرام اور ناجائز ہے اور کبیرہ گناہ ہے۔(۱)

۹۲

جاندار کی تصویر والے کھلونے

جانداروں کی تصویر والے کھلونوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اور اس

---

(۱) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو إناء أو حائط وأما ما ليس فيه صورة الحيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام و سواء كان في هذا كله ماله ظل و مالا ظل له و بمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة۔ (عمدة القاري: (۱۲۳/۱۵) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الفكر)

وظاهر كلام النووى في شرح مسلم الاجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم واناء وحائط وغيرها اهـ ___ أن التصوير يحرم ولو كانت الصورة صغيرة كالتي على الدرهم أو كانت في اليد أو مسترة أو مهانة___ لأن علة حرمة التصوير المضاهاة لخلق الله تعالىٰ، وهي موجودة في كل ما ذكر۔ (شامي (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمي۔

فتح الباري: (۳۸۰/۱۰) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: قديمي۔

مرقاة المفاتيح: (۳۲۳/۸) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

وقال الجمهور من الفقهاء وأهل الحديث كل صورة لا تشبه صورة الحيوان كصورة الشجر والحجر والجبل ونحو ذلك فلا بأس بها واحتجوا في ذلك بما رواه مسلم، قال: قرأت على نضر بن على الجهمضي عن عبد الأعلى قال حدثنا يحيى بن اسحاق عن سعيد بن أبي الحسن قال: جاء رجل إلى ابن عباس فقال: إني رجل أصوّر هذه الصور فافتني فيها، فقال: ادن مني ثم قال: ادن مني فدنا منه حتى وضع يده على رأسه قال: انبئك بما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: كل مصور في النار يجعل له بكل صورة صورها نفسا فيعذبه في جهنم، وقال: إن كنت لا بد فاعلاً فاصنع الشجر وما لا نفس له فأقر به نضر بن على۔ (عمدة القاري: (۳۱۹/۱۱) كتاب البيوع، باب التجارة فيما يكره لبسه للرجال والنساء، ط: دار الكتب العلمية)

کی آمدنی بھی حلال نہیں ہے۔ (۱)

جانور بائع کے پاس مرگیا

۹۳

جانور خریدنے کے بعد مشتری (خریدار) نے ابھی تک جانور پر قبضہ نہیں کیا، بائع (بیچنے والے) کے پاس ہی مرگیا تو بیع فاسد ہوجائے گی، اگر بائع نے مشتری سے رقم لی ہے تو وہ واپس کردینا لازم ہوگا۔ (۲)

جانور بٹائی پر دینا

''جانور چرانے کی اجرت میں نصف جانور دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) اقتناء واستعمال صور الإنسان والحيوان: يجمع العلماء على تحريم استعمال نوع من الصور، وهو ما كان صنما يعبد من دون الله تعالى۔ وأما ما عدا ذلك فإنه لا يخلو شيء منه من خلاف، إلا أن الذى تكاد تتفق كلمة الفقهاء على منعه: أن يكون صورة لذى روح إن كانت الصورة مجسمة۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۱٦/۱۲)، المادة: تصوير، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية كويت)۔

عن جابر بن عبد الله رضى الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام ـــ الحديث۔ (صحيح بخارى: (۲۹۸/۱)، كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمى)

صحيح مسلم: (۲۳/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: قديمى)

عن ابن عباس رضى الله عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (سنن الدارقطنى: (۳۸۸/۳)، رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة، بيروت)۔

إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴)، كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن۔

(۲) المبيع إذا هلك في يد البائع قبل قبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شئ على المشتري) نقل في رد المحتار عن الفتح والدر المنتقى ما نصه: لو هلك المبيع بفعل البائع أو بأمر سماوي بطل البيع ورجع بالثمن لو مقبوضا۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۲۳/۲) المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: رشيديه)

الشامية: (۵٦۰/۴) كتاب البيوع، مطلب: فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۲۷۳/٦) كتاب البيوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

جانور بیمار ہے

"بیمار جانوروں کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۴۶)

جانور چرانے کی اجرت میں نصف جانور دینا

زید نے بکر کو ایک گائے نصف بٹائی پر دی کہ اس کو کھلاتے رہو جب یہ بچہ دے گی تو بچہ آپ کا اور گائے میری ہوگی تو اس کو نصف بٹائی کہا جاتا ہے، اسی طرح کی بہت سی صورتیں مختلف علاقوں میں رائج ہیں جن میں اجرت مجہول ہوتی ہے اور مدت بھی اکثر مجہول ہوتی ہے حالاں کہ اجارہ صحیح ہونے کے لیے دونوں چیزوں کا معلوم ہونا ضروری ہے اس لیے یہ اجارہ فاسد ہے اور چرانے والے کو اجر مثل (مارکیٹ میں رائج اجرت) ملے گا اور بچہ گائے کے مالک کا ہوگا۔[1]

البتہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے "امداد الفتاویٰ" میں تحریر فرمایا ہے کہ: حنفیہ کے قواعد پر یہ عقد ناجائز ہے البتہ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں جواز کی گنجائش ہے اس لیے احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے بچا جائے اور جہاں ابتلا شدید ہو تو توسع کیا جاسکتا ہے یعنی جائز ہونے کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔[2]

---

(۱) فكل ما افسد البيع مما مر يفسدها كجهالة ماجور واجرة او مدة او عمل وكشرط طعام عبد وعلف دابة ومرمة الدار۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴۶/۵، ۴۷) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

▭ بخلاف دفع الغنم والدجاج ودود القز معاملة بنصف الزوائد لانه لا اثر هناك للعمل في تحصيلها فلم يتحقق الشركة۔ (الهداية: (۴۲۳/۴) كتاب المزارعة، ط: رحمانيه)

▭ ولا تجوز اجارة الشجر على ان الثمر للمستأجر وكذلك لو استأجر بقرة او شاة ليكون اللبن او الولد له كذا في محيط السرخسي۔ (الهندية: (۴۴۲/۴) كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الثاني فيما يفسد العقد فيه لمكان الشرط، ط: رشيديه)

(۲) پس حنفیہ کے قواعد پر یہ عقد ناجائز ہے "كما نقل عن العالمكيرية" لیکن بنا بر نقل بعض اصحاب امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں جواز کی گنجائش ہے پس تحرز احوط ہے اور جہاں ابتلا شدید ہو تو توسع کیا جاسکتا ہے۔ (امداد الفتاویٰ: (۳۴۳/۳) سوال نمبر: ۴۹۳، ط: دار العلوم کراچی)

جانور کو دودھ روک کر بیچنا

95 "دودھ روک کر جانور بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۸/۳)

جانور کے بدلے جانور کی خرید وفروخت

جانور کے بدلے جانور کی خرید وفروخت ادھار کے ساتھ جائز نہیں ہے۔[(۱)]

جانور موزونی نہیں ہے

زندہ جانور کو دوسری موزونی اشیاء کی طرح اپنی مرضی کے مطابق کم یا زیادہ کر کے وزن کرنا ممکن نہیں ہے کیوں کہ دیگر موزونی اشیاء کو جس طرح جتنی مقدار مطلوب ہوتی ہے اتنی مقدار کو بلا تکلف وزن کر کے الگ کیا جاسکتا ہے مثلاً چینی بیس کلو پندرہ گرام کی ضرورت ہے تو بلا تکلف چینی کی یہ مقدار وزن کر کے الگ کی جاسکتی ہے البتہ زندہ جانوروں میں یہ بات ممکن نہیں مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ بیس کلو پندرہ گرام کا بکرا چاہیے کچھ کم زیادہ نہ ہو تو یہ بظاہر محال ہے لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ زندہ جانور موزونی نہیں ہے۔[(۲)]

---

(۱)عن سمرة رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة. (سنن أبي داؤد: (۱۳۲/۲) كتاب البيوع، باب في الحيوان بالحيوان نسيئة، ط: رحمانيه)

☐ قال الشوكاني: ذهب الجمهور إلى جواز البيع بالحيوان نسيئة متفاضلاً مطلقاً وشرط مالك أن يختلف الجنس، ومنع من ذلك مطلقاً مع النسيئة أحمد بن حنبل وأبو حنيفة وغير من الكوفيين والهادوية. (بذل المجهود: (۱۳/۱۵) كتاب البيوع، باب بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ط: دار الكتب العلمية)

☐ وقال محمد في (الحج) له عن أبي حنيفة: قال: لا يجوز بيع شيء من الحيوان من الرقيق ولا غيره بشيء من الحيوانات الرقيق ولا غيره نسيئة، لأن الحيوان لا يجوز فيه السلم. (أي التأجيل). (اعلاء السنن: (۲۸۵/۱۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع الحيوان بالحيوان نسيئة، ط: إدارة القرآن)

(۲) لأن الحيوان لا يوزن عادة ولا يمكن معرفة ثقله بالوزن، لأنه يخفف نفسه مرة ويثقل أخرى. (الهداية (۸۷/۳) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رحمانية)

☐ لأن الموزون حقيقة ما يمكن معرفة مقدار ثقله بالوزن، وهذا لا يستحق في لحم الشاة الحية۔ =

جانور میں حمل عیب نہیں

"قربانی کے لیے جانور خریدنے کے بعد معلوم ہوا حاملہ ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

جانوروں کی خوراک کی تجارت

☆......موجودہ دور میں اکثر جانوروں کی خوراک ایک خاص طریقے پر تیار کی جاتی ہے اور بازاروں میں فروخت ہوتی ہے جس میں مردہ کیڑے مکوڑے وغیرہ بھی استعمال کیے جاتے ہیں اور وہ دوسری اشیاء کے ساتھ ملاکر جانوروں کے کھانے کے کام آتے ہیں۔ چونکہ ان سے نفع حاصل کرنا ممکن ہے اس لیے ان کی تجارت کی گنجائش ہے۔(۱)

=(البنایة شرح الهدایة (۳۶۸/۷) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار الفکر)

الحیوان عددي متفاوت ولهذا لایجوز السلم فیها۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۸۰/۱۲) کتاب البیوع، بیع السویق بالدقیق، ط: دار المعرفة)

الجوهرة النیرة: (۲۶۳/۱) کتاب البیوع، باب السلم، ط: حقانیه۔

وهذا لأن الحیوان لیس بموزون بل هو عددي متفاوت۔ (شرح الوقایة لعلي الحنفي: (۱۵۷/۳) کتاب البیوع، فصل: في الربا، ط: شبکة مشکاة الإسلامي)

فتح القدیر: (۲۶/۶، ۲۷) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) لم یذکروا حکم دودة القرمز: اما اذا کانت حیة فینبغی جریان الخلاف الاتی فی دود القز وبزره وبیضه واما اذا کانت میتة وهو الغالب فانها علی مابلغنا تخنق فی الکلس او الخل، فمقتضی مامر بطلان بیعها بالدراهم لانها میتة۔ وقد ذکر سیدی عبد الغنی النابلسی فی رسالته ان بیعها باطل وانه لایضمن متلفها لانها غیر مال۔ قلت: وفیه انها من اعز الاموال الیوم ویصدق علیها تعریف المال المتقدم ویحتاج الیها الناس کثیرا فی الصباغ وغیره فینبغی جواز بیعها کبیع السرقین والعذرة المختلطة بالتراب مع ان هذه الدودة ان لم یکن لها نفس سائلة تکون میتتها طاهرة کالذباب والبعوض وان لم یجز اکلها وسیاتی ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع وانه یجوز بیع العلق للحاجة مع انه من الهوام وبیعها باطل وکذا بیع الحیات للتداوی۔ وفی القنیة: وبیع غیر السمک من دواب البحر لو له ثمن کالسقنقور وجلود الخز ونحوها یجوز والا فلا وجمل الماء قیل یجوز حیا لامیتا۔ والحسن اطلق الجواز۔ (شامی: (۵۱/۵) ط: مطلب في تعریف المال، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۱۵۱/۳) کتاب البیوع، مسائل شتی، ط: دار الکتب العلمیة۔=

☆......ناجائز چیز مثلاً مردار اور نجس چیزیں جانوروں کے پاس نہیں لے جانا چاہیے بلکہ جانوروں کو ناجائز چیزوں پر چھوڑ دینا چاہیے۔ (۱)

☆......ناپاک پانی جانوروں کو پلانے کی گنجائش ہے۔ (۲)

جانوروں کے بال

''بال جانوروں کے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۹)

جانوروزن کر کے بیچنا

''وزن کر کے جانور فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۴۲۲)

= المحيط البرهاني: (۹/۳۳۱) كتاب البيوع، الفصل السادس: مايجوز بيعه ومالا يجوز، نوع آخر في بيع الحيوانات، ط: إدارة القرآن۔

(۱) ولايحمل الجيفة الى الهرة ويحمل الهرة الى الجيفة۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۴/۸۲) كتاب الصلاة، فصل في حكم المسجد، السادس والعشرون، ط: رشيديه)

ثم ان كان لابد من سقى الخمر فرسا لايشربه بل يضع الخمر بين يديه ليشربه كما ان لاينبغى ان يوكل الميتة الكلب الا بان يضع الميتة بين يدى الكلب فياكله بنفسه كما فى مطالب المومنين۔ (نفع المفتى والسائل: (ص: ۴۷۲) باب مايتعلق بالحيوانات، ط: بيروت)

رجل له امرأة ذمية او اب ذمى ليس له ان يقوده الى البيعة وله ان يقوده من البيعة الى منزله لان الذهاب الى البيعة معصية والى المنزل لا ولايحمل الخمر الى الخل ولكن يحمل الخل اليها وكذلك لايحمل الجيفة الى الهرة ويحمل الهرة الى الجيفة۔ (المحيط البرهاني: (۶/ ۱۰۳) فصل فى معاملة اهل الذمة، كتاب الاستحسان، ط: رشيديه)

(۲) وفى الذخيرة: ولاباس برش الماء النجس فى الطريق ولايسقى للبهائم وفى خزانة الفتاوى ولاباس بان يسقى الماء النجس للبقر والابل والغنم۔ (البحر الرائق: (۱/۱۲۵) كتاب الطهارة، ط: سعيد)

وفي الكتاب يقول: إذا كانت الغلبة للماء النجس يريق الكل ثم يتيمم... والطحاوي رحمه الله تعالى يقول في كتابه: يخلط الماءين ثم يتيمم، وهذا أحوط؛ لأن بالإراقة ينقطع عنه منفعة الماء وبالخلط لا، فإنه بعد الخلط يسقي دوابه۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۰/۲۰۲) كتاب التحري، ط: دار المعرفة)

وكذلك الماء النجس يسقى للدواب والزرع والنبات وسائر الأشجار۔ (مواهب الجليل في شرح مختصر الخليل: (۱/۱۱۸) كتاب الطهارة، باب رفع الحدث وحكم الخبث، فصل: الطاهر أنواع، فروع مناسبة، ط: دار الفكر)

جانوروں کے خون کی خرید وفروخت کرنا

خون ناپاک ہے، اسلام کی نظر میں خون مال نہیں ہے خواہ انسان کا خون ہو یا جانور کا دونوں کا حکم ایک ہے اس کی خرید وفروخت کرنا اور بلاضرورت اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور جس طرح انسان کے خون کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح جانوروں کے خون کی خرید وفروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۱)

جانوروں میں بیع سلم کا حکم

حیوانات میں بیع سلم کے بارے میں اختلاف ہے، احناف کے نزدیک حیوانات میں شمار کرکے (گنتی کرکے) بیع سلم کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ بیع سلم صحیح ہونے کے لیے مبیع (مسلم فیہ/ بیچی گئی چیز) کا وزنی یا کیلی یا ایسا عددی ہونا ضروری ہے جس میں عام طور پر فرق کم ہو جیسے انڈے وغیرہ اور حیوانات ان تین قسموں میں سے کسی ایک قسم میں بھی داخل نہیں ہیں اس لیے حیوانات میں بیع سلم جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) بطل بیع مالیس بمال کالدم والمیتۃ۔ (تنویر الابصار مع الدر المختار: (۵۱/۵، ۵۰) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

قال اللہ تعالیٰ: {انما حرم علیکم المیتۃ والدم} [البقرۃ: ۱۷۳]

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ اذا حرم علی قوم اکل شیء حرم علیہم ثمنہ۔ (اعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) أبواب البیوع الفاسدۃ، باب حرمۃ بیع الخمر، ط: إدارۃ القرآن)

بیع المیتۃ والدم والحر باطل لانہا لیست اموالا فلاتکون محلا للبیع۔ (الہدایۃ: (۵۱/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیہ)

(۲) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ وہم یسلفون فی الثمر فقال من أسلف فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم الی اجل معلوم۔ (جامع الترمذی: (۲۳۵/۱) باب ماجاء فی السلف فی الطعام والتمر، ط: سعید۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن السلف فی الحیوان اخرجہ الحاکم فی المستدرک، وقال صحیح الاسناد۔ (اعلاء السنن: (۳۱۹/۱۴) کتاب البیوع، أبواب السلم، باب النہی عن السلف فی الحیوان، ط: إدارۃ القرآن)=

جائز کام میں دلالی جائز ہے

"دلالی جائز کام میں جائز ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۰/۳)

جائیداد آگے فروخت کرنا پوری قیمت ادا کرنے سے پہلے

"قیمت کی ادائیگی سے پہلے جائیداد آگے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۸/۵)

جائیداد بالغ

"بالغ بیٹے کی جائیداد اجازت کے بغیر فروخت کردی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹/۲)

جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا

"مجبور کرنا بیچنے پر" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۳/۲)

جبری فسخ

شرکت (پارٹنر شپ) میں کبھی ایسے حالات یا واقعات نمودار ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے شرکت یا تو خود بخود فسخ ہوجاتی ہے یا اسے فسخ کرنا پڑتا ہے۔اور وہ حالات یہ ہیں:

❶ کسی ایک شریک کا انتقال ہوجائے تو شرکت فسخ ہوجائے گی۔

= (لایصح في عددي متفاوت) وهو ما تتفاوت ماليته (كبطيخ و قرع) و دررومان فلم يجز عددًا... ويصح في سمك مليح... لافي حيوانٍ ما)۔

وفي الرد: (قوله: لا في حيوانٍ ما) أي دابة كان أو رقيقًا ويدخل فيه جميع أجناسه، حتى الحمام والقمرى والعصافير هو المنصوص عن محمد إلا أنه يخص من عمومه السمك۔ (الدر مع الرد: (۲۱۱/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

❼ دو شریکوں میں سے کسی ایک شریک کی رقم شرکت میں ملانے سے پہلے یا اس سے خریداری کرنے سے پہلے ضائع یا برباد ہوجائے تو شرکت فسخ ہوجائے گی۔

مثلاً: زید اور بکر نے شرکت کا عقد کیا اور ایک ایک لاکھ روپے دونوں نے لگائے اگر دونوں کی رقمیں ابھی علیحدہ علیحدہ ہی ہوں اور ابھی ان سے کوئی چیز خریدی نہیں گئی اس دوران زید کی رقم ہلاک یا ضائع ہوجائے تو شرکت ختم ہوجائے گی اور نقصان صرف زید ہی کا ہوگا۔

اسی طرح اگر دونوں شریکوں کی رقم ملائی نہیں گئی بلکہ الگ الگ ہے اور ایک شریک کی رقم سے سامان تجارت خرید لیا گیا اور دوسرے شریک کی رقم ضائع ہوگئی تو شرکت ختم ہوجائے گی۔

❽ شرکا میں سے کوئی مجنون (پاگل) ہوجائے یا کسی اور وجہ سے تجارتی معاہدے کرنے کا اہل نہ رہے تو شرکت فسخ ہوجائے گی۔ (۱)

---

(۱) (وتبطل الشركة) أي شركة العقد (بموت أحدهما) علم الآخر أولا ... وبجنونه مطبقًا۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۲۷/۴، ۳۲۸) كتاب الشركة، فصل: في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجع القياس، ط: سعيد)

▭ إذا مات أحد الشريكين أو جن مجنونًا مطبقًا تنفسخ الشركة۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۴/ ۲۷۷) رقم المادة: ۱۳۵۲، الكتاب العاشر: في الشركات، الفصل الرابع في حق ضوابط تتعلق بشركة العقد، ط: رشيديه)

▭ وأما بيان ما يبطل به عقد الشركة فما يبطل به نوعان أحدهما يعم الشركات كلّها والثاني يخص البعض دون البعض۔ أما الّذي يعم الكل فأنواع، منها: الفسخ من أحد الشريكين ... ومنها: موت أحدهما ... ومنها: جنونه جنونًا مطبقًا ... وأما الّذي يخص البعض دون البعض فأنواع، منها: هلاك المالين أو أحدهما قبل الشراء في الشركة بالأموال۔ (بدائع الصنائع: (۷۸/۶) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان ما يبطل به عقد الشركة، ط: سعيد)

▭ وإذا هلك مال الشركة أو أحد المالين قبل أن يشتريا بطلت الشركة۔ (الفتاوى الهندية: (۲/ ۳۲۰) كتاب الشركة، الباب الثالث: في شركة العنان، الفصل الأول: في شرط الربح والوضيعة وهلاك المال، ط: رشيديه)=

جب میرا بھائی آئے گا تب پیسہ دے دوں گا

"فلانی چیز ہم کو دے دو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵/۱۰۸)

جتنے کا خریدا اُتنے ہی دام پر فروخت کیا

"خرید کے دام پر دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴/۲۵۳)

جدید مصنوعات

مسلمان تاجر وصنعت کار کو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ ضرورت مندوں کو ایسی اشیاء مہیا یا تیار کر کے دے جن سے انسانوں کی ضرورت زیادہ اچھے طریقے سے پوری ہوتی ہو اگر تاجر نفع کمانے کی بجائے انسانوں کی خدمت کی نیت اور جذبے سے مصنوعات تیار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت بھی ہوتی ہے اور دوسرے تاجروں کی نسبت سے اس کام میں زیادہ کامیابی بھی حاصل ہوتی ہے۔

آج کل مسلمانوں کے تحقیق، ترقی اور جدید مصنوعات بنانے میں اوروں سے پیچھے رہنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے تجارت سے خدمت کرنے کی بجائے

= قال الحنفية والشافعية: اذا هلک مال الشركة أو أحد المالين قبل الشراء وقبل الخلط، بطلت الشركة؛ لأن المعقود عليه في عقد الشركة هو المال وقد تعينت الشركة فيه۔ واذا هلک المعقود عليه يطل العقد، كما في البيع۔(الفقه الاسلامي وأدلته (۵/ ۳۹۰۲) الفصل الخامس: الشركات، المطلب الثالث: أحكام شركة العقد، ۳: هلاک مال الشركة، ط: رشيديه۔

(وتبطل الشركة بهلاک المالين أو أحدهما قبل الشراء) والهلاک على مالكه قبل الخلط وعليهما بعده۔ قال ابن عابدين: (قوله: والهلاک على مالكه) فلا يرجع بنصف الهالک على الشريک الآخر بحيث بطلت الشركة ولو الهلاک في يد الآخر، لأن المال في يده أمانة بخلاف مالو هلک بعد الخلط لأنه يهلک على الشركة لعدم التميز۔ ط۔(الدر المختار مع ردالمحتار (۴/ ۳۱۵) كتاب الشركة، مطلب فيما يبطل الشركة، ط: سعيد)

جائز وناجائز طریقے سے پیسے جمع کرنے کو مقصد بنایا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے اور اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت سے محروم ہوجاتے ہیں اور غیر مسلم تجارت پر قابض رہتے ہیں۔[1]

جرمانہ

"قیمت مقررہ وقت پر وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۶/۵)

جرمانہ اور بیع

"بیعانہ ضبط کرنے کا رواج" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۴/۲)

---

(۱) [یأیها الذین اٰمنوا إن تنصروا اللّٰه ینصر کم ویثبت أقدامکم]۔(سورۃ محمد:۷)

▭ [یأیها الذین اٰمنوا إن تنصروا اللّٰه ینصرکـ] أي إن تنصروا دین اللّٰه ینصر کم علی الکفار۔(تفسیر قرطبي:(۱۹۷/۱٦)سورۃ محمد، ط:رشیدیه)

▭ [إن اللّٰه لایغیر مابقوم حتی یغیروا مابأنفسهم] (الرعد: ۱۱) یخبر تعالیٰ عن سنة من سننه في خلقه ماضیة فیهم وهي أنه تعالیٰ لایزول نعمة أنعمهم بها علی قوم من عافیة وأمن ورخاء بسبب إیمانهم وصالح أعمالهم حتی یغیروا مابأنفسهم من طهارة وصفاء بسبب ارتکابهم للذنوب وغشیانهم للمعاصي نتیجة الإعراض عن کتاب اللّٰه وإهمال شرعه وتعطیل حدوده والانغماس في الشهوات والضرب في سبیل الضلالات۔(أیسر التفاسیر:(۷۰۵/۱)سورۃ الرعد:(۱۱، ط:مکتبة العلوم والحکم)

▭ وعن ابن عمر أن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لایظلمه ولایسلمه ومن کان في حاجة أخیه کان اللّٰه في حاجته ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللّٰه عنه کربة من کربات یوم القیامة ومن ستر مسلماً ستره اللّٰه یوم القیامة۔ متفق علیه (مشکاۃ المصابیح:(ص: ۴۲۲) کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأول، ط:قدیمی)

▭ وقد ورد فی روایة مسلم عن أبی هریرۃ ولفظه: "واللّٰه فی عون العبد ما کان العبد فی عون أخیه"، وفیه تنبیه نبیه علی فضیلة عون الأخ علی أموره واشارۃ الی أن المکافاۃ علیها بجنسها من العنایة الالٰهیة، سواء کان بقلبه أو بدنه أو بهما لدفع المضار أو جذب المنافع اذ الکل عون۔ مرقاۃ المفاتیح(۱۶۹/۹) کتاب الأداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأول، ط:رشیدیه۔

جرمانہ کا مال

حکومت بعض اموال امپورٹر سے جرمانہ کے طور پر ضبط کر لیتی ہے مثلاً:

❶ قانون کے خلاف مال آئے تو حکومت ضبط کر لیتی ہے۔

❷ بعض اوقات مخصوص مقدار تک سامان بیرون ممالک سے امپورٹ کرنے کی اجازت ہوتی ہے، اس سے زیادہ امپورٹ کرنے کی اجازت نہیں ہوتی، اگر کوئی امپورٹر نے اس مخصوص مقدار سے زیادہ مال لایا ہے تو حکومت ایسا مال و سامان ضبط کر لیتی ہے۔

❸ بعض چیزوں کو امپورٹ کرنا قانونی اعتبار سے منع ہے، اگر کوئی امپورٹر ایسی ممنوع چیز لے کر آتا ہے تو حکومت ضبط کر لیتی ہے ان صورتوں کے علاوہ مال ضبط کرنے کی اور صورتیں بھی ہوں گی۔

بہر حال حکومت کا مذکورہ طریقوں میں سے کسی طریقہ سے امپورٹر کا مال ضبط کرنا، اور اسے جرمانہ کے طور پر اپنی تحویل میں لینا جائز نہیں ہے کیونکہ حکومت جائز قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دے سکتی ہے لیکن مالی جرمانہ لاگو کرنا صحیح نہیں ہے، لہٰذا حکومت اگر ایسا مال نیلام کرے تو اس سے خریدنا اور بولی میں حصہ لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل مال امرئ مسلم الا بطيب نفس منه، (قلت: وكل مال محترم حكمه حكم مال مسلم). (السنن الكبرى للبيهقي (۶/ ۱۰۰)، كتاب الغصب، باب من غصب لوحا فأدخله في سفينة أو بنى عليه جدارا، ط: ادارة تاليفات اشرفيه)۔

🗀 مسند أحمد: (۳۴/ ۲۹۹) رقم الحديث: ۲۰۶۹۵، حديث عم أبي حرة الرقاشي، ط: مؤسسة الرسالة.

🗀 وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (الدر المختار مع الرد (۴/ ۶۱، ۶۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)=

جرمانہ لگانا بیع فسخ کرنے والے پر

''بیع فسخ کرنے کی صورت میں جرمانہ لگانا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

جرمانہ لگانا قسط میں تاخیر کی وجہ سے

''قسط میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ لگانا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۵)

جرمانہ وصول کرنا قسط لیٹ ہونے پر

''قسط لیٹ ہونے کی صورت میں جرمانہ وصول کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۹/۵)

جڑاؤ زیور اور سادہ زیور کا تبادلہ

''سادہ اور نگینہ والے زیور کا تبادلہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۹/۴)

جڑاؤ زیور کا تبادلہ

''زیور جڑاؤ ہو''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۷/۴)

جڑی بوٹی کی تجارت

جڑی بوٹی کی تجارت کرنا جائز ہے،حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ علمی مشغولیت کے باوجود جڑی بوٹی کی تجارت کیا کرتے تھے۔[1]

= البحر الرائق(۴۱/۵)، کتاب الحدود، باب التعزیر، ط:سعید۔

الفتاوی الهندية(۱۶۷/۲)، کتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير،فصل في التعزير، ط:رشیدیه۔

(۱)ذكر ابن رشد المرافعة التي وقعت بين أبي موسى الأشعري وعبدالله بن مسعود في التحريم برضاع الكبير، وإن ابن مسعود(قال لأبي موسى: إنما أنت مداوي، ونقله ابن أبي زمنين وفسره بأنه كان يبيع العقاقير كأنه نه ٔه عن العلم بشغله بذلك. (التراتيب الإدارية:(۳۰/۲) القسم التاسع، الباب الأول، بيع العقاقير، ط:دار الأرقم)

جعالہ

جعالہ: جو چیز یا رقم کسی شخص کو کوئی کام کرنے کے بدلہ میں دی جائے اس کو لغت میں ''جعالہ'' کہتے ہیں۔ (۱۰۵)

اور اصطلاح میں: جعالہ ایک ایسا عقد ہے جس میں ایک فریق یہ کہتا ہے کہ جو شخص اس مدت میں یا مدت کا تذکرہ کئے بغیر یہ کہے کہ جو شخص مجھے (اس کام کا) یہ نتیجہ دے گا میں اس کو اتنا مال دوں گا۔[۱]

مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ جو شخص میری فلاں گمشدہ چیز تلاش کر کے دے گا میں اس کو اتنا انعام دوں گا یا جو کمپنی کسی جگہ سے تیل گیس یا سونا تلاش کر کے دے گی، یا جو شخص یا ادارہ فلاں منصوبے کی فزیبلٹی رپورٹ تیار کر کے دے گا اس کو اتنا معاوضہ دیا جائے گا، اب جو شخص بھی وہ چیز تلاش کر کے لائے گا یا جو کمپنی بھی تیل تلاش کرنے میں کامیاب ہوگی یا جو شخص بھی مذکورہ رپورٹ تیار کر کے دے گا وہ اس مال کا حق دار ہوگا اس کو ''جعالہ'' کہتے ہیں۔

اور جعالہ کا جواز قرآن[۲] اور حدیث[۳] دونوں سے ہے۔

جعالہ اور اجارہ میں فرق

جعالہ ایک مستقل عقد ہے اور اجارہ بھی ایک مستقل عقد ہے، دونوں کے

---

(۱) الجعالة عقد يلتزم فيه أحد طرفيه (وهو الجاعل) بتقديم عوض معلوم (وهو الجعل) لمن يحقق نتيجة معينة في زمن معلوم أو مجهول (وهو العامل) (المعايير الشرعية: (ص:۳۶۶) الجعالة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية.

(۲) قالوا نفقد صواع الملك ولمن جاء به حمل بعير وأنا به زعيم. (يوسف: ۷۲)

(۳) من قتل قتيلا له عليه بينة فله سلبه. (صحيح البخاري: (۱/۴۴۴) كتاب الجهاد، باب من لم يخمس الإسلاب، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۲/۸۷)، كتاب الجهاد والسير، باب استحقاق القاتل سلب القتيل، ط: قديمي.

جامع الترمذي: (۱/۲۸۵) أبواب السير، باب ماجاء في من قتل قتيلا فله سلبه، ط: سعيد.

درمیان فرق یہ ہے:

۱۔جعالہ میں کسی خاص آدمی کا کام کرنا شرط نہیں ہے،کوئی بھی شخص وہ کام کر کے دے گا وہ اس مال کا حق دار ہوگا،اجارہ میں ایسا نہیں بلکہ اجارہ ہمیشہ متعین شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔

۲۔اجارہ میں مدت متعین ہوتی ہے،اور جعالہ میں مدت متعین ہونا شرط نہیں ہے،ہاں اگر کام کرانے والے نے یہ صاف الفاظ میں بتادیا کہ یہ کام فلاں تاریخ تک کرنا ضروری ہے تو اس میں اجارہ کی طرح مدت کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

۳۔جعالہ میں کام کرنے والے کے لئے کام کی ذمہ داری قبول کرنا ضروری نہیں ہے البتہ اجارہ میں کام کرنے والے کے لئے کام کی ذمہ داری قبول کرنا ضروری ہے ورنہ اجارہ کا عقد منعقد نہیں ہوگا۔

۴۔عقد اجارہ لازم ہے اور جعالہ لازم نہیں ہے یعنی اجارہ شروع ہونے کے بعد کوئی فریق اسے یکطرفہ ختم نہیں کرسکتا جب کہ جعالہ ختم کرنے کے لئے کام کروانے والے کو بتانا ضروری نہیں ہے۔(۱)

---

(۱)تختلف الجعالة عن الإجارة من خمسة وجوه هي:

۱.تصح الجعالة مع عامل غير معين, ولا تصح الإجارة مع مجهول.

۲.تجوز الجعالة على عمل مجهول, أما الإجارة فلا تصح إلا على عمل معلوم.

۳.لا يشترط في الجعالة قبول العامل لأنها تصرف بإرادة منفردة, أما الإجارة فلا بد من قبول الأجير القائم بالعمل لأنها عقد بإرادتين.

٤.الجعالة عقد جائز غير لازم, أما الإجارة فهي عقد لازم, لا يفسخها أحد العاقدين إلا برضا الآخر.

٥.لا يستحق الجعل في الجعالة إلا بالفراغ من العمل, ولو شرط تعجيله فسدت وفي الإجارة يجوز اشتراط تعجيل الأجرة.(الفقه الإسلامي وأدلته:(٥/ ٣٨٧٣) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية, الفصل الرابع: الجعالة, ط: رشيديه)

والجعالة تختلف عن الإجارة:... الأول: صحة الجعالة على عمل مجهول يعسر ضبطه وتعيينه كرد مال ضائع, الثاني: صحة الجعالة مع عامل غير معين... السادس: يشترط في الجعالة عدم التأقيت لمدة العمل, السابع: الجعالة عقد غير لازم.(الموسوعة الفقهية:(١٥/ ٢٠٩) حرف الجيم, جعالة)=

جعالہ کا مستحق

☆......جعالہ کا مستحق ہونے کے لئے ضروری ہے کہ جس کام پر جعالہ کیا جارہا ہے وہ کام کرنے والے کے فرائض میں شامل نہ ہو، مثلاً ایک آدمی کی گاڑی چوری ہوگئی تو وہ یہ اعلان کرتا ہے جو میری اس گاڑی کے بارے میں اطلاع دے گا میں اس کو ایک لاکھ روپیہ انعام دوں گا، اب چور یہ اعلان سن کر گاڑی لے کر مالک کے پاس پہنچ جائے تو وہ انعام کا حق دار نہیں ہوگا کیونکہ گاڑی واپس کرنا اس کے ذمہ لازم ہے۔(۱) (۱۰۷)

☆......جعالہ کے لئے کام کرنے والا انعام یا اجرت کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب وہ کام مکمل کرلے اور اگر کام مکمل نہیں کر پایا تو اجرت اور انعام کا حق دار نہیں ہوگا۔(۲)

=ط:وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)

المعايير الشرعية:(ص:۲۱۷) المعيار الشرعي رقم:(۱۵) الجعالة، تمييز الجعالة عن الإجارة، ط:هئية المحاسبة والمراجعة للؤسسات المالية الإسلامية)

(۱) قال الشافعية: يشترط في العمل أن يكون مباحاً غير واجب على العامل أداؤه فلا يصح عقد الجعالة على عمل غير مباح كغناء ورقص وعمل خمر ونحوه كما لا يصح العقد ايضاً إذا كان العمل المطلوب أداؤه بالعقد واجباً على العامل وإن كان فيه مشقة، نحو: رد الغاصب العين المغصوبة والمسروقة لصاحبها بعد أن سمع إعلانه الجعل على ذلك؛ لأن ماوجب عليه شرعاً لا يمكن أن يقابل بعوض. (الموسوعة الفقهية:(۱۵/ ۲۱۴، ۲۱۵) حرف الجيم، جعالة، محل العقد وشرائطه، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)۔

إن عصي بوضع يده عليه بنحو غصب ثم سمع قول مالكه مثلاً من رد مالي فله كذا فرد لم يستحق شيئاً، وإن كان فيه كلفة؛ لتعين الرد عليه فوراً ليخرج به عن المعصية. (تحفة المحتاج في شرح المنهاج:(۶/ ۳۶۸) كتاب الجعالة، ط: المكتبة التجاريه الكبرى)

اعانة الطالبين:(۳/ ۱۴۶) باب في الإجارة، ط: دار الفكر.

(۲) كون العامل لا يستحق الجعل إلا بعد تمام العمل. (الموسوعة الفقهية:(۱۵/ ۲۱۹) حرف الجيم، جعالة، ط:وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)۔=

جعالہ کا مقصد

''جعالہ'' کا مقصد لوگوں کو کسی کام کی ترغیب دینا ہے، اس لئے کام کرنے والوں کو اس کے بدلہ میں دی جانے والی اجرت معلوم ہونا ضروری ہے کیونکہ اس کے بغیر کوئی شخص کام میں دلچسپی نہیں لے گا البتہ بعض صورتیں ایسی ہیں کہ ان میں اجرت کی مقدار متعین کرنا ضروری نہیں ہوتا جیسے فوج کا کمانڈر جنگ کے دوران یہ اعلان کرے کہ جو شخص دشمن فوج کے کسی سپاہی کو قتل کرے گا تو اس کا ساز و سامان اسلحہ وغیرہ قتل کرنے والے کو دیا جائے گا، یہ اعلان درست ہے حالانکہ اجرت کی مقدار مجہول ہے۔

☆ یا مثلاً: اگر کسی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ جو کمپنی یا ادارہ ہمارے ملک کی کسی جگہ سے تیل یا گیس تلاش کر کے نشاندہی کرے گا تو اسے بعد میں نکلنے والے تیل یا گیس کی اتنی فیصد آمدنی دی جائے گی۔

☆ مکان، دکان یا زمین کے مالک نے کسی سے یہ کہا کہ میرا یہ مکان، یا دکان یا زمین فروخت کرو، آپ کو اس کی قیمت کا اتنا فیصد دیا جائے گا تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

= الفقه الإسلامي وادلته: (٥/ ٣٨٧٣) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الرابع، الجعالة، ط: رشيديه)

إعانة الطالبين: (٣/ ٤٦) باب في الإجارة، ط: دار الفكر.

(١) قال المالكية والشافعية والحنابلة: يشترط لصحة عقد الجعالة أن يكون الجعل مالا معلوماً جنسا وقدراً: لأن جهالة العوض تفوت المقصود من عقد الجعالة إذ لايكاد أحد يرغب في العمل مع جهله بالجعل... قال الشافعية: يستثنى من اشتراط المعلومية في الجعل حالتان: الأولى: مالو جعل الإمام أو قائد الجيش لمن يدل على فتح قلعة للكفار المحار بين جعلا منها كفرس ونحوه، فإنه يجوز مع جهالة العوض للحاجة إلى مثل ذلك وقت الحرب. الثانية: مالو قال شخص لآخر: حج عني بنفقتك، فإنه يجوز مع جهالة النفقة... وقال الحنابلة: يحتمل أن تجوز الجعالة مع جهالة الجعل إذا كانت الجهالة لاتمنع التسليم، نحو أن يقول الجاعل: من رد ضالتي فله ثلثها. (الموسوعة الفقهية: (١٥/ ٢١٦، ٢١٧) حرف الجيم، جعالة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية).

جعالہ کے جواز کی حکمت

۱۰۹ جعالہ جائز ہونے میں حکمت یہ ہے کہ بعض اوقات کام مجہول ہونے کی وجہ سے اجارہ ممکن نہیں ہوتا، اور کوئی ایسا شخص بھی نہیں ملتا جو معاوضہ کے بغیر کام کرنے کے لئے تیار ہو، اس لئے شریعت نے اس کو جائز قرار دیا تاکہ لوگوں کی ضرورت پوری ہو۔ (۱)

جعل سازی کر کے مالک ظاہر کرنا

سرکاری کاغذات میں دھوکا اور جعل سازی سے کسی کی زمین کا انتقال اپنے نام پر کرنا ناجائز اور حرام ہے، ایسا آدمی غاصب اور ظالم ہے اور سخت گناہ گار ہے، اس طرح نام منتقل کرنے سے شرعاً مالک نہیں ہوگا، اس زمین کو تمام حقوق کے ساتھ فروخت کرنے کا حق بدستور اصل مالک کو حاصل ہوگا، اگر جعل سازی کرنے والا اپنی زمین کہہ کر فروخت کرے گا تو بیع موقوف (رکی) رہے گی، اگر مالک کی اجازت ملنے کے بعد زمین مشتری (خریدار) کو حوالہ کر سکے گا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ بیع ختم ہو جائے گی۔ (۲)

---

(۱) ومن المعقول أن حاجة الناس قد تدعو إليها لرد مال ضائع أو عمل لا يقدر عليه الجاعل ولا يجد من يتطوع به، ولا تصح الإجارة عليه لجهالته، فجازت شرعاً للحاجة إليها كالمضاربة. (الموسوعة الفقهية: (۱۵/۲۹) حرف الجيم، جعالة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۸۶۶) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الرابع: الجعالة، ط: رشيديه)

أما المعقول فإن الحاجة تدعو إلى الجعالة في عمل لا يقدر عليه الشخص ولا يجد من يتطوع به، ولأنها عقد تصلح فيما لا تصلح فيه الإجارة كرد الضالة من مكان مجهول. (المعايير الشرعية: (ص: ۲۲۱) المعيار الشرعي رقم (۱۵) الجعالة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(۲) واما بيع المغصوب فقد ذكر محمد رحمه الله انه موقوف ان اقر به الغاصب تم البيع وان جحد وللمغصوب منه بينة فكذلك وان لم يكن ولم يسلمه حتى هلك ينتقض البيع۔ (خلاصة الفتاوى: (۳/ ۴۰) الباب الرابع فى البيع الفاسد واحكامه، ط: رشيديه)

جامع الفصولين: (۲/ ۶۵) الفصل الثانى والثلاثون فى بيع الغصب، ط: اسلامى كتب خانه=

جُعل کا اعلان

"انعامات کا اعلان" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۹/۱)

جعلی کرنسی بنانا

"زر" تخلیق کرنے کا اختیار" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۵/۴)

جعلی نوٹ

اگر کسی کے پاس لین دین میں جعلی نوٹ آجائیں تو اگر معلوم ہے کہ کس کے پاس سے آئے ہیں تب تو اسی کو دے دے [1] جس طرح بھی ممکن ہو، خواہ بتا کر خواہ دھوکے سے اور اگر معلوم نہ ہو کہ کس کے پاس سے آیا ہے تو کسی کو دھوکا دے کر دینا جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر کسی جگہ اس سے کچھ ظلم کے طور پر لیا جائے تو وہاں بتائے بغیر دینا بھی درست ہے۔ [2]

= منها ان يكون مقدور التسليم عند العقد فان كان معجوز التسليم عنده لاينعقد۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۷/۵) كتاب البيوع، فصل واما الذى يرجع الى المعقود عليه، ط: سعيد)

(۱) ومن قبض زيفا بدل جيد غير عالم به فانفقه او هلك فهو قضاء۔ قال في المجمع: قيد بالاتلاف لانه لو كان قائما يرده ويسترد الجيد عندهم۔ (مجمع الانهر: (۳/ ۱۵۴، ۱۵۵) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: غفاريه كوئٹه)

ومن قبض زيفا بدل جيد كان له على آخر غير عالم به فلو علم وانفقه كان قضاء اتفاقا (فانفقه او هلك) فلو قائما رده اتفاقا۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۳/ ۲۱۴) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: غفاريه كوئٹه)

(ولو قبض زيفا بدل جيد) كان له على آخر (جاهلا به) فلو علم وانفقه كان قضاء اتفاقا (ونفق او الفقه) فلو قائما رده اتفاقا۔ (الدر المختار مع رد المحتار، (۲۳۳/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: في البهرجة، والزيوف، والستوقة، ط: سعيد)

(۲) المظلوم له أن يدفع الظلم عن نفسه بما قدر عليه لكن ليس له أن يظلم غيره۔ (قواعد الفقه: (ص: ۱۲۴) ط: مدنى كتب خانه) =

اگر کسی کے پاس دھوکے سے جعلی نوٹ یا جعلی سکہ آ گیا تو اس کو آگے چلانا جائز نہیں ہے بلکہ اس کو ضائع کر دینا ضروری ہے یا کوئی ایسا ادارہ ہو مثلاً بینک جو جعلی نوٹ اور سکوں کو جمع کرتا ہے تو اس کو جعلی بتا کر دینا جائز ہوگا۔

واضح رہے کہ دھوکا کھایا ہوا شخص دوسرے کو دھوکا نہیں دے سکتا، ہاں اگر یہ معلوم ہو کہ کس نے دیا ہے تو اس کو واپس دے کر اصلی نوٹ لے سکتا ہے۔ (۱)

= السیر الکبیر: (۲۲۵/۵) باب الکفالة بالمستأمن والأسیر في دار الحرب، ط: دار الکتب العلمیة۔

(لیس للمظلوم أن یظلم) غیره، وهو بإطلاقه شامل للظالم أیضا، فلیس للمظلوم أن یظلمه أصلا، بل له أن یتخلص من ظلمه ویأخذ الحق منه۔ (شرح القواعد الفقهیة للزرقاني (۱/۱۷۶) القاعدة الثامنة عشر، المادة: ۱۹، تنبیه، ط: دار القلم)

(۱) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام فادخل یده فیها فنالت اصابعه بللا فقال: یا صاحب الطعام ماهذا؟ قال: اصابته السماء یا رسول الله قال: افلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس ثم قال: من غش فلیس منا۔ (ترمذی: (۱/۲۴۵) باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: سعید)

ولا یحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن لان الغش حرام۔ قال الشامی: (قوله: لان الغش حرام) ذکر فی البحر أول الباب بعد ذلک عن البزازیة عن الفتاوی: إذا باع سلعة معیبة علیه البیان، وان لم یبین قال بعض مشایخنا: یفسق وترد شهادته۔ قال الصدر: لا ناخذ به اهـ قال فی النهر: ای لا ناخذ بکونه یفسق بمجرد هذا لانه صغیرة اهـ قلت: وفیه نظر، لان الغش من اکل اموال الناس بالباطل فکیف یکون صغیرة بل الظاهر فی تعلیل کلام الصدر ان فعل ذلک مرة بلا اعلان لا یصیر به مردود الشهادة وان کان کبیرة۔ (الدر مع الرد: (۵/۴۷) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: في جملة ما یسقط به الخیار، ط: سعید)

(ولو قبض زیفا بدل جید) کان له علی آخر (جاهلا به) فلو علم والفقه کان قضاء اتفاقا (ونفق او انفقه) فلو کان قائما رده اتفاقا (فهو قضاء) لحقه وقال ابو یوسف رحمه الله: اذا لم یعلم یرد مثل زیفه ویرجع بجیده استحسانا کما لو کانت ستوقة او نبهرجة واختاره للفتوی ابن کمال قلت: ورجحه فی البحر والنهر والشرنبلالیة فیه یفتی۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۲۳۳) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: في النبهرجة والزیوف والستوقة، ط: سعید)

وفی تقریرات الرافعی: قول الشارح کما لو کانت ستوقة او نبهرجة ای فانه یرجع بالجیاد اتفاقا۔ (التحریر المختار: (۵/ ۱۷۱) ط: سعید)

المظلوم له ان یدفع الظلم عن نفسه بما قدر علیه لکن لیس له ان یظلم غیره۔ (قواعد الفقه: (ص: ۱۲۳) ط: مدنی کتب خانه) =

جلدی کے بدلے پیسے میں کمی کرنا

۱۱۲ جس طرح قسطوں کے سودے میں قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر ہوجائے تو قسطوں میں اضافہ کرنا سود اور ناجائز ہے، اسی طرح اگر خریدار اس شرط پر بقیہ تمام قسطیں وقت سے پہلے ادا کردے تاکہ بائع (سیلر) اسے کچھ رقم کم کردے گا یہ بھی ناجائز اور سود ہے اسے "ضع وتعجل" کہتے ہیں، یعنی دین کا کچھ حصہ کم کردو اور باقی جلدی حاصل کرو۔

مثلاً قسطوں پر سودا کرتے وقت یہ طے ہوا تھا کہ قیمت چالیس ہزار ہے اور چالیس مہینوں میں ایک ایک ہزار کرکے قسط وار ادا کرے گا، خریدار نے مثلاً پانچ قسطیں ادا کردیں، اور اب وہ بائع سے کہتا ہے کہ باقی سب قسطیں میں ابھی ایک ساتھ ادا کردیتا ہوں مگر آپ دس ہزار روپے چھوڑ دینا یعنی ۳۵ مہینوں میں ۳۵ ہزار ادا کرنے کی بجائے ابھی پچیس ہزار ادا کرتا ہوں، یہ معاملہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہاں مدت کے مقابلہ میں رقم کم کی جارہی ہے، البتہ اگر رقم کا کچھ حصہ چھوڑنے کی بات نہ ہو، خریدار نے ساری قسطیں جمع کرادیں اور بائع نے اپنی مرضی سے کچھ رقم واپس دے دی تو یہ جائز ہے۔ (۱)

"مزید "ضع وتعجیل" کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

= ☐ ليس للمظلوم أن يظلم غيره . . . ألا ترى أن مسلما في دار الإسلام لو قصده ظالم بظلم فأعطاه كفيلا بنفسه ، لم يحل له أن يخفر كفيله ، وإن كان يعلم أنه مظلوم فهذا مثله ۔ (السير الكبير : (۲۲۵/۵) باب الكفالة بالمستأمن والأسير في دار الحرب ، ط: دار الكتب العلمية)

☐ هداية (۲۰۳/۳) كتاب الوكالة ، باب الوكالة بالخصومة والقبض ، ط: رحمانيه۔

(۱) ولو كانت له ألف مؤجلة فصالحه على خمسمائة حالة لم يجز ؛ لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد فيكون بإزاء ما حطه عنه وذلك اعتياض عن الأجل وهو حرام. (الهداية: (۲۵٦/۳، ۲۵۷) كتاب الصلح ، باب الصلح في الدين ، ط: رحمانيه)

☐ شرح الوقاية (۲۵۰/۳) كتاب الصلح ، ط: المصباح.

جماعت چھوڑنا ملازم کے لیے

''ملازم کے لیے جماعت چھوڑنا جائز نہیں ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

جماعت سے نماز پڑھنا

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر متعین اوقات میں نماز کو فرض کیا ہے۔(١)

اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کا جو وقت مقرر کیا ہے اسی وقت میں اسی نما کو پڑھنا فرض قرار دیا ہے اس لئے نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھنا، نماز کا وقت آنے کے بعد دنیاوی کسی کام مثلاً تجارت کاروبار دکانداری کھیل کود وغیرہ میں مشغول رہ کر نماز کو اپنے وقت پر چھوڑ دینا ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح ایسے اسباب اور ایسے طریقے کو اختیار کرنا جس سے نماز اپنے وقت سے چھوٹ کر قضا ہوجائے ناجائز اور حرام ہے۔(٢)

اس لئے نماز کے اوقات میں دکانداری میں مشغول رہنا اور ایسی دکان میں ملازمت کرنا جس سے نماز وقت پر ادا نہ ہو قضا ہوجائے ناجائز اور حرام ہے اگر بالفرض کوئی دکاندار ملازمین کو نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا تو اس دکان میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ ایسی صورت میں ذریعۂ معاش کے لئے کسی اور جگہ

---

(١) قال اللہ تعالیٰ: إن الصلوٰة كانت على المؤمنين كتٰبا موقوتاً. (النساء: ١٠٣)

(٢) وقال الله تعالى في آية أخرى: (فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون) أي غافلون عنها، متهاونون بها. وقال سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه: سألت رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الذين هم عن صلاتهم ساهون قال: (هو تأخير الوقت) أي تأخير الصلاة عن وقتها، سماهم مصلين لكنهم لما تهاونو وأخروها عن وقتها وعدهم بويل وهو شدة العذاب. (الكبائر للذهبي: (ص: ١٨) الكبيرة الرابعة: في ترك الصلاة، ط: وحيدي كتب خانه)

والتأخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة أو الحج فالقضاء مزيل لإثم الترك لا لإثم التأخير. (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ٤٤٠) كتاب الصلوٰة، باب قضاء الفوائت، ط: قديمي)

الدر المختار مع الرد: (٦٢/٢) كتاب الصلاة، باب قضاء الفوائت، ط: سعيد)

ملازمت تلاش کرنا واجب ہوگا۔ (۱)

نماز کو اپنے وقت پر نہ پڑھنا کبیرہ گناہ ہے، اور بالکل نہ پڑھنا تو یہ بہت بڑا گناہ بلکہ بڑے گناہوں میں سے بھی بڑا گناہ ہے۔ اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی نماز کی حفاظت نہیں کرے گا یعنی وقت پر نہیں پڑھے گا اس کے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا نہ حجت ہوگی، نہ نجات ہوگی، اور وہ قیامت کے دن فرعون، ہامان، ابی بن خلف (کافروں) کے ساتھ ہوگا۔ (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزوں میں تاخیر نہ کرو، ایک نماز جب اس کا وقت ہو جائے، جنازہ جب تیار ہو جائے، بے نکاحی عورت جب اس کا جوڑ مل جائے۔ (۳)

---

(۱) وعن النواس بن سمعان رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق ،رواه في شرح السنة(مشكاة المصابيح:(ص:۳۲۱) كتاب الامارة والقضاء، الفصل الثاني: ط:قديمي)

عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب و كره إلا أن يأمر بمعصية، فإن أمر بمعصيه فلا سمع ولا طاعة. (صحيح مسلم:(۲/ ۱۲۵) كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية، ط:قديمي)

جہاں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کی اجازت نہ ہو اس ملازمت کو چھوڑنا واجب ہے۔ (احسن الفتاوی:(۳/۲۸۲) كتاب الصلاة، باب الامامة والجماعة، ط:سعيد)

(۲) عن عبدالله بن عمرو، عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه ذكر الصلاة يوماً فقال: "من حافظ عليها كانت له نوراً وبرهاناً ونجاة يوم القيامة، ومن لم يحافظ عليها لم يكن له نور، ولا برهان، ولا نجاة، و كان يوم القيامة مع قارون، وفرعون، وهامان، وأبي بن خلف" (مسند أحمد:(۱۱/ ۱۴۱) رقم الحديث:۶۵۷۶، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

مجمع الزوائد:(۱/ ۲۹۲) رقم الحديث: ۱۶۱۱، كتاب الصلاة، باب فرض الصلاة، ط: مكتبة القدسي القاهرہ۔

كنز العمال:(۷/ ۲۹۹) رقم الحديث:۱۸۹۷۰، حرف الصاد، كتاب الصلاة، الباب الاول، الفصل الثاني: في فضائل الصلاة، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۳) عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال له: يا علي، ثلاث لا تؤخرها:=

لہٰذا ملازمین اور دکانداروں پر ضروری ہے کہ ہر نماز کو اپنے اپنے وقت پر جماعت کے ساتھ پڑھیں تا کہ آخرت کا خسارہ نہ ہو۔

جمعہ کی اذان کے بعد تجارت کرنا

☆...... جمعہ کے دن وقت داخل ہونے کے بعد جب پہلی اذان دی جائے تو اس وقت جمعہ کے متعلقہ امور کے علاوہ کسی اور کام میں مصروف ہونا درست نہیں ہے، اس وجہ سے جمعہ کی اذان کے بعد تجارت کرنا مکروہ ہے کیوں کہ اس کی وجہ سے جمعہ کی تیاری اور سعی متاثر ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لیے جمعہ کی پہلی اذان کے بعد کاروبار اور دکان بند کر دینی چاہیے ورنہ گناہ گار ہوگا، جمعہ پڑھ کر دکان دوبارہ کھولے اور کاروبار شروع کرے ورنہ جمعہ کے دن کی خاص فضیلت اور برکت سے محروم ہوجائے گا۔ (۱)

=الصلاة إذا آنت، والجنازة إذا حضرت، والأيم إذا وجدت لها كفوأ. (جامع الترمذي(۱/۴۲) أبواب الصلاة، باب ماجاء في الوقت الأول من الفضل، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ٦١) كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلاة، الفصل الثاني، ط: قديمي)

شرح السنة للبغوي: (۱۹۱/۲) كتاب الصلاة، باب تعجيل الصلاة، ط: المكتب الإسلامي.

(۱) [يايها الذين امنوا اذا نودی للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون] [الجمعة: ۹]

والبيع عند اذان الجمعة قال الله تعالى: وذروا البيع ثم فيه اخلال بواجب السعي على بعض الوجوه ولقد ذكرنا الاذان المعتبر فيه فی كتاب الصلاة كل ذلک يكره لما ذكرنا ولا يفسد به البيع۔ (الهداية: (۷۰/۳) كتاب البيوع، فصل فی مايكره، ط: رحمانيه)

وقد تقدم في كتاب الصلاة، أن المعتبر في ذلک هو الأذان الأول إذا كان بعد الزوال۔ (العناية في شرح الهداية مع الفتح: (۲۳۸/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: فيما يكره، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق: (۹۹/۶) كتاب البيوع، فصل فی البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(والبيع عند أذان الجمعة) لقوله تعالى: [وذروا البيع] ولأن فيه إخلال بواجب السعي إذا قعد للبيع... ثم المعتبر هو النداء الأول اذا وقع بعد الزوال على المختار ۔ (مجمع الأنهر: (۱۰۱/۳) كتاب البيوع، فصل في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

☆☆......البتہ بیع (خرید وفروخت) کراہت کے ساتھ صحیح ہوجائے گی اور اس بیع سے جو آمدنی ہوگی اس کو حرام نہیں کہا جائے گا۔[1]

۱۱۶

جمعہ کی پہلی اذان پر کاروبار بند کرے

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

''جب جمعہ کی اذان ہوجائے تو اللہ کا ذکر'' نماز کی طرف دوڑ پڑو'' اور خرید و فروخت کو چھوڑ دو''۔[2]

شرح/ جمعہ کے دن جب جمعہ کی اذان ہوجائے تو تمام دنیاوی کاروبار، لین دین، دکانداری فوراً چھوڑ دو، اور جمعہ کی نماز کے لئے چل پڑو، جمعہ کے دن مسلمانوں کی شان یہ ہونی چاہئے کہ اذان سے پہلے غسل کر کے عمدہ صاف اور پاک کپڑے پہن کر مسجد میں چلے جائیں، اذان کا انتظار نہ کریں، تاہم اگر کسی وجہ سے اذان سے پہلے نہ جاسکیں تو اذان کی آواز اللہ اکبر کان میں پڑتے ہی فوراً دنیاوی کام چھوڑ دیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اذان کے بعد خرید وفروخت کرنا درست نہیں اس کے بعد کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہے لیکن آج کل دکانداروں کا ایک طبقہ دنیا کا ایسا حریص ہے کہ رزق دینے والے اللہ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے جمعہ کی اذان کے بعد بھی دکان کھلی رکھتا ہے اور دنیاوی کام میں مشغول رہتا ہے اور بعد میں تنگی اور

---

(۱) والقسم الخامس: هو البيع المكروه۔ والمراد منه البيع الّذي نهى عنه الشارع لمعنى خارج عن صلب العقد: وحكمه عند الحنفية أن عاقده آثم، ولكن البيع نافذ مع الإثم... حكم البيع المعقود عند نداء الجمعة: وأما إذا عقد البيع المكروه عند النداء... فإنه لا يصح عند الحنابلة... وقدمنا أن البيع يصح عند الحنفية۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۹۸۱/۲، ۹۸۳) الباب السادس: في البيع المكروه، ط: مكتبة معارف القرآن)

(۲) يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ. (سورة الجمعة:۹)

بے برکتی اور پریشانی کی شکایت کرتا ہے۔(۱)

جمعہ کے دن کاروبار بند رکھنا

اسلام میں جمعہ یا اتوار کے دن چھٹی کا تصور نہیں ہے، البتہ راحت اور آرام کی غرض سے چھٹی کا کوئی دن مقرر کرلیا جائے تو بہتر ہے تاکہ تازہ دم ہوکر باقی ایام کام کرسکے اور چھٹی کے لئے جمعہ کا دن متعین کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ جمعہ کا دن باقی دنوں سے افضل بھی ہے اور مسلمانوں کا خاص عبادت اور دینی سرگرمیوں کا دن ہے۔(۲)

اس دن غسل کرنا، مسواک کرنا، نئے یا پرانے صاف اور پاک کپڑے پہننا، خوشبو لگانا اور جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے جانا، خطبہ شروع ہونے سے پہلے مسجد میں پہنچنا وغیرہ جیسے امور سنت ہیں اور جب خطبہ شروع ہوجائے تو خاموشی سے

---

(۱) عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: حرمت التجارة يوم الجمعة ما بين الأذان الأول إلى الإقامة، أي انصراف الإمام، لأن الله يقول: (يا ايها الذين امنوا إذا نودي للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا إلى ذكر الله وذروا البيع).

قوله: حرمت التجارة إلخ أقول: قال في "كنز الدقائق" وغيره من متون المذاهب: يجب السعي إليها، وترك البيع بالأذان الأول. وقال في العالمگيرية: قال الطحاوي: يجب السعي ويكره البيع عند أذان المنبر. (إعلاء السنن: (۲۰۶/۱٤) كتاب البيوع، باب البيع عند أذان الجمعة، ط: إدارة القرآن)

▭ (وإذا صعد الإمام المنبر: جلس وأذن المؤذنون بين يدي المنبر) بذلك جري التوارث، ولم يكن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا هذا الأذان، ولهذا قيل: هو المعتبر في وجوب السعي، وحرمة البيع، والأصح: أن المعتبر هو الأول إذا كان بعد الزوال، لحصول الإعلام به. (الهدايه: (۸۲/۱) كتاب الصلاة، باب صلاة الجمعة، ط: بشرى)

▭ مجمع الأنهر: (۱۷/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) الثالثة والعشرون: أنه اليوم الذي يستحب أن يتفرغ فيه للعبادة، وله على سائر الأيام مزية بأنواع من العبادات واجبة ومستحبة، فالله سبحانه جعل لأهل كل ملة يوما يتفرغون فيه للعبادة ويتخلون فيه عن أشغال الدنيا، فيوم الجمعة يوم عبادة، وهو في الأيام كشهر رمضان في الشهور، وساعة الإجابة فيه كليلة القدر في رمضان. (زاد المعاد: (۳۹۸/۱) فصل في ذكر خصائص يوم الجمعة، الثالثة والعشرون: يستحب أن يتفرغ فيه للعبادة، ط: مؤسسة الرسالة)

خطبہ سننا واجب ہے۔ اس لئے اگر اس دن چھٹی ہو تو انسان آسانی کے ساتھ یہ تمام کام انجام دے سکتا ہے، اور اگر جمعہ کے دن چھٹی نہ ہو کاروبار جاری رہے تو مصروفیت کی وجہ سے ان کاموں کو انجام دینا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ (۱)

جمعہ کے دن سارا دن کاروبار بند رکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف اذان سے نماز ختم ہونے تک بند رکھنا ضروری ہے، صبح سے اذان تک اور جمعہ کی نماز ختم ہونے کے بعد کاروبار کرنا جائز ہے۔ (۲)

جمعہ کے دن مسجد کے دروازے پر سامان بیچنا

"مسجد کے دروازے پر سامان فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) القول في أحكام يوم الجمعة اختص بأحكام: لزوم صلاة الجمعة... واستنان الغسل لها والطيب، ولبس الأحسن... والتبكير لها. (الاشباه والنظائر: (ص:۳٦۱) الفن الثالث: الجمع والفرق، القول في احكام يوم الجمعة، ط: قديمي)

(بيان آداب الجمعة... الأولى: أن يستعد لها يوم الخميس... الثانية: إذا أصبح بدأ بالغسل بعد طلوع الفجر) أي الثاني المبيح للصلاة... الثالثة: الزينة وهي مستحبة في هذا اليوم، وهي الكسوة) أي اللباس الحسن (والنظافة) أي نظافة الجسد (وتطييب الرائحة... أما النظافة فبالسواك وحلق الشعر... الرابعة البكور إلى المسجد الجامع. (اتحاف السادة المتقين: (۳/۲۴۰ تا ۲۵۵) كتاب أسرار الصلاة، الباب الخامس في فضل الجمعة وآدابها وسننها، بيان آداب الجمعة، ط: مؤسسة التاريخ العربي)

ويجب السعي... وترك البيع... بالأذان الأول في الأصح. (مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي: (ص:۵۱٦، ۵۱۸) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قديمي)

(۲) فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله. (الجمعة: ۱۰)

فائدة: قال مالک: لا ينبغي للإمام أن يمتنع أهل الأسواق من البيع يوم الجمعة. قال مالک وبلغني أن بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يكرهون أن يترک الرجل العمل يوم الجمعة كما ترکت اليهود والنصارى في السبت والأحد (المدونة (۱/۱۳٦)، أى بل يترک العمل بعد النداء للصلاة إلى الفراغ منها: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله". (إعلاء السنن: (۱۴/۲۱۲، ۲۱۳)، كتاب البيوع، باب البيع عند أذان الجمعة، ط: إدارة القرآن)۔

جملہ عیوب سے براءت کا اعلان

''عیوب سے براءت کا اعلان کر کے کوئی چیز فروخت کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۴)

جنازہ قرض دار کا

''قرض دار کا جنازہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۱/۵)

جنازۂ کافر

''کافر کا جنازہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۶/۵)

جنازہ کی نماز پڑھانے سے انکار کر دیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

''مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۲/۶)

جن افعال سے قبضہ ثابت نہیں ہوتا

''قبضہ جن افعال سے ثابت نہیں ہوتا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۳/۵)

جنت کی بشارت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو حلال کھائے، اور سنت کے مطابق عمل کرے، اور لوگ اس کی طرف سے تکالیف پہنچنے سے امن میں ہوں، تو وہ جنت میں داخل ہوگا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے اللہ کے رسول، اس طرح کے لوگ اس زمانے میں آپ کی امت میں بہت زیادہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد کے

زمانوں میں (بھی) ایسا ہوگا۔ (۱)

۱۲۰ جنت میں حساب وکتاب کے بغیر داخل ہونے والے

''نماز کا اہتمام تجارت کے دوران'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۶)

جنت میں داخل کر دیا

''قرضدار سے نرمی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۱/۵)
''قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۳/۵)

جنت میں داخل ہوگا

جس آدمی پر قرض نہ ہو، اور اس کی موت آجائے تو وہ جنتی ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی روح جسم سے اس حال میں جدا ہو کہ وہ تین چیزوں سے بری ہو تو وہ جنت میں داخل ہوجائے گا۔

1. غنیمت کے مال میں خیانت سے۔
2. قرض سے۔
3. تکبر سے۔ (۲)

---

(۱) وعن ابي سعيد الخدري رضي الله عنها قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من اكل طيباً، وعمل في سنة، وأمن الناس بوائقه دخل الجنة. قالوا يا رسول الله إن هذا في امتك اليوم الكثير: قال: وسيكون في قرون بعدي. رواه الترمذي والحاكم. (الترغيب والترهيب: (۴۱/۲) رقم الحديث: ۲۶۷۳، كتاب البيوع وغيرها، الترغيب في طلب الحلال منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية)

جامع الترمذي: (۷۸/۲) قبل أبواب صفة الجنة، ط: سعيد.

المستدرك للحاكم: (۱۷۷/٤) رقم الحديث: ۷۰۷۲، كتاب الأطعمة، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) عن ثوبان قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من فارق روحه جسده، وهو بريء من ثلاث دخل الجنة: من الكبر والغلول والدين. (سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷٤) ابواب الصدقات، باب التشديد في الدين، ط: قديمي)=

جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ (۱۲۱)
وسلم نے فرمایا کہ جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا سچا تاجر ہوگا۔ (۱)

جنتی تاجر

"سچا تاجر" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۴)

جنس مختلف ہے

اگر دونوں جانب کی چیزوں کی جنس ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں تو پھر کمی زیادتی میں کوئی حرج نہیں البتہ سودی اشیاء ہونے کی صورت میں دونوں جانب ہاتھ در ہاتھ قبضہ ہونا ضروری ہے کسی ایک جانب ادھار ہونے کی صورت میں سودا جائز نہیں ہوگا اور اگر دونوں جانب سودی اشیاء نہیں تو ایک جانب نقد ہو اور دوسری جانب ادھار ہو تو بھی سودا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) جامع الترمذي: (۳۸۶/۱) أبواب السير، باب ماجاء في الغلول، ط: سعيد.
الترغيب والترهيب: (۲/...) رقم الحديث: ۲۷۹۳، كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين، ط: دار الكتب العلمية.
عن ابي ذر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اول من يدخل الجنة التاجر الصدوق.
مصنف ابن ابي شيبة: (۲۷۵/۷) رقم الحديث: ۳٦٤٣۰، كتاب الأوائل، الملحقات، ط: مكتبة الرشد)
كنز العمال: (۱۱/۴) رقم الحديث: ۹۲٤٥، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الفصل الأول في فضائل الحلال، ط: مؤسسة الرسالة.
جامع الأحاديث للسيوطي: (۳٦٦/۳) رقم الحديث: ۸۸۹۳، الهمزة مع الواو، ط: دار الفكر.
(۲) (وصح بيع الجنس بغيره) يعني الذهب بالفضة، أو بالعكس (مجازفة وبفضل) إن تقابضا في المجلس: لأن المستحق هو القبض قبل الإفتراق دون التسوية... ولو افترقا قبل القبض بطل لفوات القبض. (مجمع الأنهر: (۱٦۲/۳) كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلمية)

جنس واحد میں تبادلہ

(۱۲۲) ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے جب کہ وہ مثلاً وصف میں مختلف ہو بیچنا اور بدلنا ہو مثلاً ایک گیہوں دے کر دوسرا گیہوں لے یا ایک قسم کے چاول دے کر دوسری قسم کے چاول لے یا آٹے کے عوض آٹا یا اسی طرح کوئی چیز، غرض کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہو تو اس میں بھی ان دو باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے:

❶ ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو، ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو، ورنہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہو جائے گا۔

❷ دوسری بات یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جائے اگر قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ کر کے رکھ دیے جائیں آپ اپنے گیہوں تول کر الگ رکھ دیں اور کہیں کہ یہ گیہوں رکھے ہیں، جب آپ کا جی چاہے لے جانا اسی طرح دوسرا فریق بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کر دے اور کہہ دے کہ آپ کے گیہوں الگ رکھے ہیں جب چاہے لے جانا اور اگر دونوں فریقوں نے گیہوں کو اس طرح الگ نہیں کیا اور ایک دوسرے سے الگ

= يشترط في عقد الصرف قبض البدلين جميعاً قبل مفارقة أحد المتصارفين للآخر افتراقاً بالأبدان، منعاً من الوقوع في ربا النسيئة، ولقوله صلى الله عليه وسلم: "الذهب بالذهب مثلاً بمثل، يداً بيد، والفضة بالفضة مثلاً بمثل، يداً بيد" وقوله صلى الله عليه وسلم: "لاتبيعوا منهما غائباً بناجز" فإن افترق المتعاقدين قبل قبض العوضين أو أحدهما، فسد العقد عند الحنفية وبطل عند غيرهم لفوات شرط القبض، ولئلا يصير العقد بيعاً للكالئ بالكالئ أى الدين بالدين فيحصل الربا وهو الفضل فى أحد العوضين، والتقابض شرط سواء اتحد الجنس أو اختلف۔ (الفقه الإسلامي وأدلته:(٥/ ٣٦٦) المبحث السادس:أنواع البيوع، عقد الصرف، ط:رشيديه)

(صالح عن كر حنطة على عشرة دراهم فإن قبض) العشرة (في المجلس جاز) أي الصلح لما عرفت أن الصلح في صورة اختلاف الجنس في معني البيع فيجب قبض أحد العوضين في المجلس (وإلا فلا) أي وإن لم يقبض العشرة فلا يصح الصلح، لأنه حينئذ يكون بيع الدين بالدين وهو باطل. (درر الحكام شرح غرر الأحكام:(٢/ ٤٠١) كتاب الصلح، ط:دار إحياء الكتب العربية)

ہو گئے تو سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۱)

جنگلات کے درختوں اور پھلوں کی بیع

(۱۲۳)

اگر جنگل کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں ہے تو ان جنگلات کے درختوں اور پھلوں کو کاٹ کر یا توڑ کر جمع کرنے سے پہلے خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ مباح جنگلات عام طور پر مباح ہوتے ہیں کوئی بھی شخص ان کا مالک نہیں کہلاتا بلکہ ان سے صرف فائدہ حاصل کرنے کا حق ہوتا ہے لہٰذا ان مباح جنگلات کے درختوں اور پھلوں کو کاٹ کر یا توڑ کر جمع کرنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا البتہ جو جنگل کسی شخص کی ذاتی ملکیت ہو تو اس کے لیے اس کے درختوں اور پھلوں وغیرہ کی خرید و فروخت کرنا انہیں کاٹنے یا توڑنے سے پہلے بھی جائز ہے۔ (۲)

---

(۱)(وعلته) أي علة تحريم الزيادة (القدر ... مع الجنس، فإن وجدا حرم التفاضل ... والنساء ... وإن عدما ... حلا ... فحرم بيع كيلي و وزني بجنسه متفاضلاً ولو غير مطعوم ... كجص ... وحديد ... وحل ... متماثلاً) لا متفاضلاً (وبلا معيار شرعي ... كحفنة بحفنتين و تفاحة بتفاحتين ... بأعيانهما ... والمعتبر تعيين الربوي في غير الصرف ومصوغ ذهب و فضة بلا شرط تقابض) حتى لو باع بر ابر بعينهما وتفرقا قبل القبض جاز۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۱۷۱/۵-۱۷۸) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب: في الإبراء عن الربا، ط: سعيد)

الهداية: (۸۱/۳، ۸۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

البحر الرائق: (۱۲۶/۶، ۱۳۰) كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔

(۲)ومنها أن يكون المبيع مملوكا، لأن البيع تمليك فلا ينعقد فيما ليس بمملوك كمن باع الكلأ في أرض مملوكة ... لأن الكلأ وإن كان في أرض مملوكة فهو مباح ... وكذا بيع الكمأة، وبيع صيد لم يوجد في أرضه لا ينعقد، لأنه مباح غير مملوك لانعدام سبب الملك فيه، وكذا بيع الحطب والحشيش والصيود التي في البراري۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم ... ولا بيع الكلأ ولو في أرض مملوكة له، والماء في نهر أو بئر، والصيد والحطب والحشيش قبل الإحراز۔ (الشامية: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

جنگلات کے درختوں کے پھلوں کی بیع

"جنگلات کے درختوں اور پھلوں کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۳/۳)

جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنا

اگر جنگل کسی قوم، کسی قبیلے یا حکومت کا باقاعدہ مملوک اور ملکیت نہ ہو تو اس سے لکڑیاں وغیرہ کاٹ کر یا جمع کر کے فروخت کرنا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے اور اگر جنگل کسی کی ملکیت ہے تو اس کی رضامندی کے بغیر اس کی لکڑیاں کاٹ کر یا جمع کر کے فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حلال نہیں ہے۔[۱]

جنگل کے جانور

جنگل کے جانور کو شکار کرنے یا پکڑنے سے پہلے خریدنا یا بیچنا جائز نہیں ہے۔[۲]

---

(۱) والحطب فی ملک رجل لیس لاحد ان یحتطبه بغیر اذنه، وان کان غیر ملک فلاباس به، ولایضر نسبته الی قریة او جماعة مالم یعلم ان ذلک ملک لهم، وکذلک الزرنیخ والکبریت والثمار فی المروج والاودیة۔ (شامی: (۴۴۰/۶) کتاب إحیاء الموات، فصل الشرب، ط:سعید)

🗀 الاشجار التی تنبت بلاغرس فی الجبال المباحة غیر المملوکة والزرنیخ والفیروزج کالشجر فمن اخذ من هذه الاشیاء ضمن والحطب فی ملک رجل لیس لاحد ان یحتطبه بغیر إذنه، وان کان فی غیر ملک فلاباس به ولاتضر نسبته الی قریة اوجماعة مالم یعلم ان ذلک ملک لهم۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۵۳۵/۱) [المادة:۱۲۴۳] الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب الرابع فی شرکة الإباحة، الفصل الاول فی الاشیاء المباحة، ط: دار الکتب العلمیة)

🗀 جامع الفصولین، الفصل الخامس والثلاثون فی مایمنع عنه ومالایمنع، (۱۹۹/۲) ط: اسلامی کتب خانه)

(۲) ومنها أن یکون المبیع مملوکا؛ لأن البیع تملیک فلاینعقد فیما لیس بمملوک... وبیع صید لم یوجد فی أرضه لاینعقد؛ لأنه مباح غیر مملوک لانعدام سبب الملک فیه۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۶/۵) کتاب البیوع، فصل: واما الذي یرجع إلی المعقود علیه، ط:سعید)=

جنگلی پرندہ

(۱۲۵) جنگلی پرندوں کو پکڑنا جائز ہے، پکڑنے کے بعد پکڑنے والا ان کا مالک بن جاتا ہے۔(۱)

اور مالک کے لیے اپنی مملوک چیز کو فروخت کرنا اور دوسروں کے لیے ان کو خریدنا جائز ہے۔(۲)

= وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودًا مالًا متقومًا مملوكًا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم ... ولا بيع الكلأ ولو في أرض مملوكة له، والماء في نهر أو بئر، والصيد والحطب والحشيش قبل الإحراز ... ولا بيع معجوز التسليم كالآبق والطير في الهواء۔ (الشامية: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(۱) بخلاف الصيد والحطب والحشيش؛ لأنها لم تكن في يد أهل الحرب فجاز أن تملك بنفس الاستيلاء وإثبات اليد عليها۔ (بدائع الصنائع: (۱۹۵/۶) كتاب الأراضي، ط: سعيد)

وإذا أفرخ طير في أرض رجل فهو لمن أخذه وكذا إذا باض فيها، وكذا إذا تكنس فيها ظبي) ؛ لأنه مباح سبقت يده إليه، ولأنه صيد... والصيد لمن أخذه۔ (الهداية: (۱۱۰/۳) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۱۷۸/۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

(۲) وإن باع طيرًا له يطيران كان داجنًا يعود إلى بيته، ويقدر على أخذه بلا تكلف جاز بيعه۔ (البحر الرائق: (۷۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

العناية في شرح الهداية مع الفتح: (۳۷۷/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

وصح بيع الكلب ... وكذا الطيور) أي الجوارح۔ (الدر مع الرد: (۲۲۶/۵، ۲۲۷) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

وكذا بيع السنور وسباع الوحش والطير جائز عندنا معلمًا كان أو لم يكن۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

جوتے تبدیل ہوجائیں

''سامان تبدیل ہوجائے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۵/۵)

''جوئے'' کی تعریف

''قمار کی تعریف''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۷/۳)

جوئے کی رقم سے خرید وفروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۱/۴)

جوئے اور سودی کاروبار میں خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں

''سودی کاروبار میں خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں''عنوان کے تحت دیکھیں۔

جوئے کا کاروبار

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں دوسری برائیوں کی طرح قمار بازی (جوئے) کا سلسلہ بھی رہا ہے، اوباش اور عیار لوگوں کے ذرائع آمدنی میں سے (ایک ذریعہ) دوسروں کا مال بلامحنت حاصل کرنا (یعنی جوئے کا کاروبار) بھی ہوتا تھا، پھر جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوگئی اور قانون اسلام کی بنیادی کتاب قرآن کریم کا نزول شروع ہوا تو جس طرح دوسرے معاملات اور مسائل کی اصلاحات ہوئیں اسی طرح ناجائز ذرائع آمدنی میں سے مبغوض ترین طریقہ قمار بازی اور جوئے کے ذریعے دوسروں کا مال لوٹنے کے رواج اور رسم کو بھی ختم کردیا گیا ہے چناں چہ حق جل شانہ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر: ۹۰ میں ہر قسم کے جوئے کو حرام قرار دیا ہے بلکہ اس کو انسانی معیشت کے لیے نہایت ہی گندا اور شیطانی عمل قرار دیا ہے اور حکم دیا کہ ہے اگر تم لوگ اپنی اور معاشرے کی فلاح اور صلاح چاہتے ہو تو

شراب اور جوئے کے کاروبار کو مکمل طور پر چھوڑ دو۔ (۱)

جوئے کے کاروبار کے نقصانات

جوئے کے کاروبار اور قمار بازی کے نقصانات کے بارے میں اللہ رب العزت نے فرمایا:

❶ شراب اور قمار بازی سب گندے اعمال ہیں۔

❷ شیطان کے کاروبار ہیں۔

---

(۱) {یٰأیها الذین اٰمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون إنما یرید الشیطٰن أن یوقع بینکم العداوة والبغضاء في الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلاة فهل منتهون}۔ (سورة المائدة: ۹۰، ۹۱)

🗀 کان العرب في الجاهلیة یشربون الخمور ویقامرون وجاء الإسلام فبدأ دعوتهم إلی التوحید والإیمان بالبعث الآخر، إذ هما الباعث القوي علی الاستقامة في الحیاة، ولما هاجر الرسول صلی الله علیه وسلم والعدید من أصحابه وأصبحت المدینة تمثل مجتمعا إسلامیا وأخذت الأحکام تنزل شیئا لشیئا فحدث یوما أن صلی أحد الصحابة بجماعة وهو ثملان فخلط في القراءة فنزلت آیة النساء: {یٰأیها الذی اٰمنوا لا تقربوا الصلاة وأنتم سکٰری} فکانوا لایشربونها إلا في أوقات معینة، وهنا کثرت التساؤلات حول شرب الخمر فنزلت هٰذه الآیة: {یسألونک عن الخمر والمیسر} فأجاب الله تعالی بقوله: {قل فیهما إثم کبیر ومنافع للناس وإثمهما أکبر من نفعهما} فترک الکثیر کلا من شرب الخمر ولعب القمار لهٰذه الآیة۔ وبقی آخرون فکان عمر یتطلع إلی منعهما منعا باتا ویقول: "اللّٰهم بین لنا في الخمر بیانا شافیا"، فاستجاب الله تعالی له ونزلت آیة المائدة: {یٰأیها الذین اٰمنوا إنما الخمر والمیسر} إلی قوله: {فهل أنتم منتهون}، فقال عمر: انتهینا ربنا، وبذلک حرمت الخمر وحرم المیسر تحریما قطعیا کاملا۔ (أیسر التفاسیر: (۱/۱۱۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: مکتبة العلوم والحکم)

🗀 وقال الضحاک، عن ابن عباس قال: المیسر هو القمار، کانوا یتقامرون في الجاهلیة إلی مجیئ الإسلام، فنهاهم الله عن هٰذه الأخلاق القبیحة۔ (تفسیر ابن کثیر: (۲/۱۰۶) سورة المائدة: ۹۰، ۹۱، ط: رشیدیه)

🗀 صفوة التفاسیر: (۱/۳۳۶) سورة المائدة: ۹۰، ۹۱، ط: قدیمی۔

🗀 وسمی القمار قمارا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (الشامیة: (۶/۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

⓭ انہیں کاموں کے ذریعے شیطان تمہیں آپس میں لڑانا چاہتا ہے، باہمی دشمنی اور عداوت پیدا کرنا چاہتا ہے۔

⓮ ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے ذکر اور نماز سے دور رکھنے کوشش کرتا ہے۔

اس کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اور ان کے بعد ائمہ مجتہدین نے جو نقصانات بتائے ہیں وہ یہ ہیں:

جوئے کے اندر یہ خرابی بھی ہے کہ اس میں دوسرے کا مال باطل اور ناجائز طریقے سے حاصل کیا جاتا ہے جو کہ ممنوع اور حرام ہے حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ

ترجمہ: دوسرے کا مال باطل اور غلط طریقے سے مت کھاؤ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان رجالاً يتخوضون في مال الغير بغير حق فلهم النار"۔

ترجمہ: لوگوں میں سے کچھ ایسے بھی ہوں گے جو دوسروں کا مال ناحق ہڑپ کر جائیں گے، پس ان کے لیے جہنم کی آگ ہے۔

☆...... قمار بازی اور جوئے کے کاروبار کی دعوت دینا بھی اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کے کفارے کے لیے صدقہ کرنے کا حکم ہے۔

اب اندازہ لگا لیجیے جو لوگ قمار بازی اور جوے کے معاملے کو اپنا معاش اور زندگی کا کاروبار بنائے ہوئے ہیں ان کا کیا حکم ہوگا!

☆...... حدیث میں ہے قمار بازی اور جوئے کے کاروبار کرنے والوں کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ (۱)

(۱) (الكبيرة الثالثة والأربعون بعد الأربعون، القمار سواء كان مستقلاً أو مقترنا بلعب مكروه كالشطرنج أو محرم كالنرد) قال الله تعالى: [إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل =

☆...... جوئے کا کاروبار قرآن مجید کی نص قطعی سے حرام ہے، جو بھی اس کی حرمت سے انکار کرے گا وہ اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جائے گا، اگر توبہ کر کے ایمان کی تجدید نہیں کرتا تو ایسے آدمی کو قتل کر دینا واجب ہوگا اور اس کی بیوی اس پر

= الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون إنما يريد الشيطن أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون]۔ والميسر القمار بأي نوع كان وسبب النهي عنه تعظيم أمره أنه من أكل أموال الناس بالباطل الذي نهى الله عنه بقوله تعالى: [ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل] أيضا فهو داخل في قوله صلى الله عليه وسلم: إن رجالاً يتخوضون في مال الغير بغير حق فلهم النار "۔ وروى البخاري أنه صلى الله عليه وسلم قال: من قال لصاحبه تعال أقامرک فليتصدق، فإذا قضى مطلق القول طلب الكفارة والصدقة المبنية عن عظيم ما وجبت أو سنت فما ظنک بالفعل والمباشرة؟۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۳۲۹/۲) الكبير الثالثة والأربعون بعد الأربعمائة، ط: دار الفكر)

☜ وروى أحمد وأبو يعلى والبيهقي وغيرهم أنه صلى الله عليه وسلم قال: مثل الذي يلعب بالنرد ثم يقوم يصلي مثل الذي يتوضأ بالقيح ودم الخنزير ثم يقوم فيصلي "أي فلا تقبل له صلاة كما صرحت في رواية أخرى۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۳۲۹/۲) الكبيرة الرابعة والأربعون بعد الأربعمائة اللعب بالنرد، ط: دار الفكر)

☜ والميسر هو القمار بأي نوع كان: نرد أو شطرنج أو فصوص أو كعاب أو جوز أو بيض أو حصى أو غيره، وهو من أكل أموال الناس بالباطل الذي نهى عنه بقوله: { ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل } و داخل في قول النبي صلى الله عليه وسلم: إن رجالاً يتخوضون في مال الغير بغير حق فلهم النار يوم القيامة۔ وفي صحيح البخاري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من قال لصاحبه: تعال أقامرک فليتصدق، فإذا كان مجرد القول يوجب الكفارة أو الصدقة فما ظنک بالفعل؟۔ (الكبائر للذهبي: (ص: ۹۱، ۹۲) الكبيرة العشرون: القمار، ط: قديمى كتب خانه)

☜ عن موسى بن عبد الرحمن الخطمي أنه سمع محمد بن كعب القرظي وهو يسأل أباه عبد الرحمن: أخبرني ما سمعت أباک يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في شأن الميسر، فقال عبد الرحمن سمعت أبي يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من لعب بالميسر ثم قام يصلي فمثله كمثل الذي يتوضأ بالقيح ودم الخنزير، فيقول: " الله يقبل له صلاة " ۔ (المعجم الكبير للطبراني: (۲۹۲/۲۲) رقم الحديث: ۷۳۸، ط: مكتبه ابن تيميه)

☜ كنز العمال: (۲۱۷/۱۵) رقم الحديث: ۴۰۶۳۹، كتاب اللهو واللعب والتغني، من قسم الأقوال، الإكمال، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

حرام ہوجائے گی۔ (۱)

۱۳۰ ☆......اور جو لوگ جوئے کے کاروبار کو حرام جانتے ہیں لیکن مال اور دولت کی حرص اور لالچ میں آکر اسے چھوڑتے نہیں وہ حرام کی کمائی کر رہے ہیں وہ فاسق ہیں ان پر توبہ کرنا لازم ہے ورنہ گناہ کے بدلے جہنم میں جانا ان کی سزا ہے۔ (۲)

☆......قمار بازی اور جوئے کے کاروبار کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ (۳)

---

(۱) والأصل أن من اعتقد الحرام حلالاً، فإن كان حراماً لغيره كمال الغير لايكفر، وإن كان بعينه فإن كان دليله قطعيا كفر وإلا فلا۔ (البحر الرائق: (۱۲۲/۵) كتاب السير، باب أحكام المرتدين، ط: سعيد)

🗀 من اعتقد الحلال حراما أو على القلب، يكفر إذا كان حراما لعينه وثبت حرمته بدليل قطعي۔ (حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۱۳۸) كتاب الطهارة، باب الحيض والنفاس والاستحاضة، ط: قديمي)

🗀 خلاصة الفتاوى: (۳۸۳/۴) كتاب ألفاظ الكفر، الفصل الثاني، الجنس الأول في المقدمة، ط: رشيديه۔

🗀 لأن موجب الكفر القتل إن لم يتب۔ (الشامية: ۲۳۵/۴) كتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: في استتابة قوم يونس، ط: سعيد)

🗀 لو ارتد والعياذ بالله تعالى تحرم امرأته ويجدد النكاح بعد إسلامه ... ويأمر بالتوبة والرجوع عن ذلك ثم يجدد النكاح وزال عنه موجب الكفر والارتداد وهو القتل۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱۰۲/۱) كتاب الشركة، باب الردة والتعزير، ط: رشيديه)

(۲) اتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور، ولايجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة۔ (روح المعاني: (۲۸۹/۲۸) سورة التحريم: ۸، ط: رشيديه)

🗀 شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۳۵۴/۲) كتاب التوبة، ط: قديمي۔

(۳) اعلم أن الميسر سحت باطل؛ لأنه اختطاب لأموال الناس عنهم معتمد على اتباع جهل وحرص وأمنية باطلة وركوب وغرر تبعثه هذه على الشرط، وليس له دخل في التمدن والتعاون فإن سكت المغبون سكت على غيظ وخيبة، وإن خاصم خاصم فيما التزمه بنفسه واقتحم فيه بقصده، والغابن يستلذه، ويدعوه قليله إلى كثيره، ولا يدعه حرصه أن يقلع عنه، وعما قليل تكون الترة عليه، وفي الاعتياد بذلك إفساد للأموال ومناقشات طويلة وإهمال للارتفاقات المطلوبة، وإعراض عن التعاون المبني عليه التمدن والمعاينة تغنيك عن الخبر، هل رأيت من أهل القمار إلا ما ذكرناه؟ ... وكان الميسر والربا شائعين في العرب، وكان قد حدث بسببهما مناقشات عظيمة لا انتهاء لها ومحاربات، =

☆......دل میں مال کی حرص پیدا ہوتی ہے اور بڑھتی ہی رہتی ہے۔ (۱)

☆......جوا اور قمار بازی ایک دو آدمیوں کے درمیان ہے تو ظاہر ہے ہار جیت میں بظاہر ایک کا فائدہ ہے دوسرے کا نقصان ہے اور اگر چند آدمیوں کے درمیان ہے تو اس میں بھی بظاہر بعض کا فائدہ ہے اور بعض کا نقصان ہے اور فائدہ بھی اس طرح ہے کہ دوسرے کو نقصان میں ڈال کر ہے، اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک شخص دوسرے کو اس طرح ضرر اور ناجائز نقصان پہنچا کر خود فائدہ اٹھائے، دوسرے کو فقیر بنا کر خود مال دار بن جائے۔ (۲)

☆......اور بعض کمپنیوں نے انعامی بانڈز کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے اور اس میں بے شمار لوگ حصہ لیتے ہیں خواہ امیر ہوں، یا غریب چنانچہ جن چند افراد نے کسی کمپنی کے نام سے ادارہ کھولا ہے وہ لوگوں کی جمع شدہ رقم سے ہر قسم کے ناجائز کاروبار کرتے ہیں (جن میں سودی کاروبار بھی شامل ہیں)، کچھ پیسے سودی اداروں میں جمع رکھتے ہیں اور لوگوں کو سود پر قرضے دیتے ہیں، غرض مختلف طریقوں سے ادارہ کے لوگ منافع کماتے ہیں پھر جتنا منافع ملتا ہے اس میں سے ایک معمولی حصہ قرعہ اندازی میں نام آنے والوں پر تقسیم کرتے ہیں باقی منافع ادارے اور کمپنیوں کے افراد میں تقسیم کر لیتے ہیں، جن لوگوں کا نام قرعہ اندازی میں نہیں نکلتا ان کا اصل سرمایہ تو محفوظ رہتا ہے لیکن اس سرمایہ پر مختلف طریقوں سے جو منافع کمپنی نے حاصل

= وكان قليلهما يدعو إلى كثيرهما، فلم يكن أصوب ولا أحق من أن يراعي حكم القبح والفساد موفرًا، فينهى عنهما بالكلية۔ (حجة الله البالغة: (۱۶۴/۲، ۱۶۵) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۲،۱) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ۳، على الصفحة السابقة۔

کیا ہے اس سے اُن لاکھوں افراد کو جن کے سرمائے سے منافع کمایا ہے ان کو محروم کر دیتے ہیں، کمپنی اور ادارے کے افراد نے لاکھوں افراد کے سرمایہ سے منافع کمایا اور منافع کا ایک حصہ قرعہ اندازی میں نام آنے والے چند افراد کے درمیان تقسیم کیا باقی منافع خود کمپنی کے افراد کھا گئے حالانکہ انہوں نے کوئی سرمایہ نہیں ڈالا۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ لاکھوں افراد کو نقصان پہنچا کر اگر چند افراد کو فائدہ ہوا ہے تو یہ فائدہ ہے یا نقصان؟ اس سلسلہ میں ہر شعور رکھنے والا عقل مند یہی کہے گا کہ جس کاروبار سے اکثریت کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ درحقیقت کوئی فائدہ مند کاروبار نہیں ہے بلکہ نقصان دہ کاروبار ہے۔

☆...... نیز انعامی بانڈز اور قمار بازی کے معاملات میں جیسا کہ غریب اور کم سرمایہ والے حصہ لیتے ہیں اسی طرح امیر طبقہ اور سرمایہ دار بھی حصہ لیتے ہیں بلکہ امیر اور سرمایہ دار طبقہ زیادہ سے زیادہ انعامی بانڈز، اور اس طرح کے شیئرز خرید لیتے ہیں تاکہ قرعہ اندازی میں نام نکلنے کا امکان زیادہ سے زیادہ یقینی ہو، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انعامی بانڈز یا اس طرح قمار بازی اور سٹے کے معاملات میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اور منافع سرمایہ داروں کو پہنچتا ہے، کم سرمایہ والے افراد کو نہیں یعنی امیر تو امیر تر بنتا جاتا ہے اور غریب طبقے کے لوگ بے چارے جو پانچ دس ہزار روپے کا کاروبار کر کے جائز منافع کما سکتے تھے اس سے بھی محروم رہ جاتے ہیں، یہ ان کا زبردست نقصان ہے اس طرح ملک کی پوری دولت چند امیروں کے ہاتھ میں جمع ہو جاتی ہے، کم سرمایہ کار اور غریب طبقہ نقصان اٹھانے والا ہوتا ہے، اسلام نے اس کو ناپسندیدہ عمل قرار دیا ہے کہ دولت چند آدمیوں کے ہاتھوں میں جمع ہو جائے اور آبادی کی اکثریت نقصان اٹھانے والی بن جائے۔

☆...... جوئے اور سٹے کے کاروبار کو فروغ ملنے سے یہ بھی نقصان ہے کہ

اس سے لوگوں میں حلال روزی کمانے کی محنت ومشقت کی طرف توجہ کم ہوجاتی ہے، محنت اور مشقت کے بغیر پیسے کمانے اور دولت مند بن جانے کی خواہش پڑجاتی ہے حالانکہ قرآن وحدیث میں حلال کمائی کے واسطے محنت ومشقت کرنے کا حکم آیا ہوا ہے۔

☆......مذکورہ بالا تمام خرابیوں اور نقصانات کے مقابلے میں وہ فوائد جو کہ جوئے اور سٹے کا کاروبار میں بعض افراد کو حاصل ہوتے ہیں یا جوئے کے کاروبار کو فروغ دینے والے بتاتے ہیں وہ بالکل نہ ہونے کے برابر ہیں، خلاصہ یہ کہ ایسا کاروبار نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے غیر قانونی قرار دیا جانا چاہیے کیوں کہ ایسے موقع پر شریعت کا اصول یہ ہے کہ جس کام میں منافع کے مقابلے میں ضرر زیادہ ہو، نفع سے نقصانات زیادہ ہوں یا دونوں مساوی ہوں تو اس کام کو چھوڑ دیا جائے گا تا کہ نقصان اور ضرر سے بچا جاسکے جب کہ جوئے اور سٹے کے معاملات میں تو ننانوے فی صد نقصان ہے اور ایک فی صد نفع ہے۔

پھر اس کاروبار کی وجہ سے:

❶ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کا گناہ الگ ہے۔

❷ ملک اور ملک کے افراد کا زبردست مالی نقصان ہے۔

❸ اخلاقی نقصان ہے۔

☆......نیز قمار بازی کی جملہ اقسام میں جب قرعہ اندازی میں انعام مل جاتا ہے تو اس میں سود کی حقیقت اور اس کے احکام بھی آجاتے ہیں لہٰذا جتنے دینی و دنیوی نقصانات سود اور سود خوری میں پائے جاتے ہیں اتنے نقصانات جوئے اور سٹے کے کاروبار میں بھی پائے جاتے ہیں۔

☆......جب آدمی جوئے اور سٹے کے کسی نہ کسی کاروبار میں حصہ لیتا ہے تو

۱۳۳ اس سے دینی حمیت وغیرت ختم ہوجاتی ہے بے غیرت بے شرم بے حیا اور ظالم بن جاتا ہے۔(۱)

---

(۱) أما تعاطي الميسر ضمن مضاره، كما يقول الأستاذ الإمام محمد عبده. إفساد التربية بتعويد النفس الكسل، وانتظار الرزق من الأسباب الوهمية، وإضعاف القوة العقلية، بترك الأعمال المفيدة في طريق الكسب والطبيعة، وإهمال المقامرين للزراعة والتجارة والصناعة التي هي أركان العمران، وتخريب البيوت فجأة بالانتقال من الغنى إلى الفقر في ساعة واحدة، فكم من عشيرة كبيرة نشأت في العز والغنى، وانحصرت ثروتها في جزل أضاعها عليها في ليلة واحدة فأصبحت غنية وأمست فقيرة. (الوسيط لسيد طنطاوي: (۳۸۳/۱) سورة البقرة، الآية: ۲۱۹، ط: دار نهضه، مصر)

▭ [وإثمهما أكبر من نفعهما] وإذا زادت المضرة على المنفعة بطل العمل عقلاً وشرعاً. (هامش أيسر التفاسير: (۱۱۲/۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: مكتبة العلوم والحكم)

▭ [وإثمهما أكبر من نفعهما] المتوقع منهما ... فإن المفسدة إذا ترجحت على المصلحة اقتضت تحريم الفعل. (تفسير السراج المنير: (۱۲۱/۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الكتب العلمية)

▭ روح المعاني: (۱۱۵/۲) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: رشيديه.

▭ ومن مفاسد الميسر أن فيه أكل الأموال بالباطل وأنه يدعو كثيرا من المقامرين إلى السرقة وتلف النفس وإضاعة العيال وارتكاب الأمور القبيحة والرذائل الشنيعة الكامنة الظاهرة، وهذا أمر مشاهد لاينكره إلا من أعماه الله تعالى وأصمه. (روح المعاني: (۱۱۵/۲) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: رشيديه)

▭ وأما إثم الميسر فهو إن آثار القمار هي شعار أكثر الديار في سلوك طريق الحيل والخداع بالفعل والكذب والفحش في المقال وأنه كبير عند الأخيار بعيد عن خصال الأبرار. وأما نفعه فهو علم الالتفات إلى الكونين وبزل نقوش العالمين في فردانية نقش الكعبتين وإثمهما أكبر من نفعهما؛ لأن إثمهما للعوام ونفعهما للخواص والعوام أكثر من الخواص وقليل ماهم. (تفسير روح البيان: (۲۸۰/۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار إحياء التراث العربي)

▭ وفي إثم الميسر قولان: أحدهما: أنه يشغل عن ذكر الله وعن الصلاة، ويوقع العداوة، قاله ابن عباس. والثاني: أنه يدعو إلى الظلم ومنع الحق رواه السدى عن أشياخه وجائز أن يراد جميع ذلك. (زاد المسير: (۱۸۳/۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الكتاب العربي)

▭ والميسر مضاره كثيرة، فهو يودي إلى إتلاف المال وإهمال الأعمال، وهو أكل لمال الناس بالباطل، ويفسد الأخلاق، وقد يترتب عليه خراب البيوت، وهو فوق ذلك يصد عن ذكر الله وعن الصلاة ويورث العداوة والبغضاء، كما قال الله تعالى: [إنما يريد الشيطن أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون]. (زهرة التفاسير: (۷۰۸/۲) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الفكر العربي)

☆...... پھر اگر اس نے توبہ نہیں کی تو آہستہ آہستہ ایمان اور اسلام کی حقیقت اس سے سلب ہوجاتی ہے جس کو جنت کے لیے بنایا گیا تھا وہ اپنے اعمال و کرتوتوں کے بدلے میں جہنم جانے کا مستحق بن جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ہمیں اور تمام مسلمانوں کو نجات دے اور ہمیں ہدایت نصیب فرمائے اور جوئے وقمار بازی کی جتنی اقسام رواج پذیر ہوگئی ہیں ان کے نقصانات اور برائیاں ہمارے دلوں میں ڈال دے۔(1)

جوئے کے کاروبار میں فائدے کے شیطانی اعلانات

❶ انعامی بانڈز، اسی طرح ان جیسی دوسری اسکیموں کے تحت جن اسامی

(۱) أن الإصرار على المعاصي وشعب النفاق من غير توبة يخشى منها أن يعاقب صاحبها بسلب الإيمان بالكلية وبالوصول إلى النفاق الخالص وإلى سوء الخاتمة، نعوذ بالله من ذلك، كما يقال: إن المعاصي بريد الكفر۔ (فتح الباري لابن رجب: (۱/۱۸۱) كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ط: دار ابن الجوزي، السعودي)

☆ وحاصلها عندي: التحذير من الجراءة على المعاصي، وأنه ينبغي أن يخاف من سوء الخاتمة، ولا يغتر بكونه على صلاح الحال، فإن الكفر قد يطرأ في وسط العمر، وأخرى عند الموت، والعياذ بالله۔ وإنما كفر تكوينا لا تشريعا، يعني أن الرجل ربما يرتكب المعاصي ولا يحكم عليه بالكفر لأجلها، لكنها لا تؤدي إلى سلب الإيمان عند الموت على المرجئة خاصة القائلين: بأنه لا تضر مع الإيمان معصية، لرد عليهم: بأن المعاصي من شأنها إحباط العمل حتى تودي إلى سلب الإيمان أيضا۔ (فيض الباري: (۱/۱۲۲) كتاب الإيمان، باب خوف المؤمن من أن يحبط عمله وهو لا يشعر، ط: رشيديه)

☆ لأن الإصرار على المعاصي يفضي إلى مباشرة الكبائر والاستمرار عليها يؤدي إلى الكفر فإن من توغل في المعاصي والذنوب واستمر عليها لا جرم تتزايد ظلمات المعاصي على قلبه حالاً فحالاً ويضعف نور الإيمان في قلبه حالاً فحالاً ولم يزل الأمر كذلك إلى أن يبطل نور الإيمان وتحصل ظلمة الكفر نعوذ بالله من ذلك۔ (تفسير روح البيان: (۲/۶۵) سورة آل عمران: ۱۱۲، ط: دار إحياء التراث العربي)

☆ [واتقوا النار التي أعدت للكافرين]، سورة آل عمران: ۱۳۱، وردت خطاباً لآكلي الربا من المؤمنين وردعا لهم عن الإصرار على ما يؤديهم إلى دركات الهالكين من الكافرين وتحريضا على التوبة والمسارعة إلى نيل الدرجات مع الفائزين من المتقين والتائبين۔ (روح المعاني: (۳/۶۳) سورة آل عمران: ۱۳۶، ط: رشيديه)

کے نام قرعہ اندازی میں نکل آتے ہیں وہ اگر جمع شدہ پانچ روپے سے لے کر ہزار روپے کے بدلے میں لاکھوں روپے کما سکتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہے جب کہ نقصان بالکل نظر نہیں آتا۔

❷ پھر اگر قرعہ اندازی میں نام نہیں بھی آیا تو سرمایہ تو محفوظ ہے دوسری یا تیسری یا کسی بھی قرعہ اندازی میں نام آنے کا امکان تو باقی رہتا ہے۔

❸ انعام حاصل کرنے والا بدحال آدمی بلا محنت ومشقت معمولی رقم کے بدلے میں یک دم خوش حال بن جاتا ہے یہ بہت بڑا فائدہ ہے۔

❹ انعام حاصل کرنے والا غریب آدمی جس کو امیر بننے کی خواہش تھی اپنی دیرینہ افلاس اور غربت کو ختم کر کے منٹوں میں امیر بن جاتا ہے۔

❺ نیز انعامی بانڈز خریدنے پر حکومت کی جانب سے عائد کردہ ٹیکس سے بچت ہو جاتی ہے۔

قمار بازی اور جوئے کے یہ وہ سطحی فوائد اور منافع ہیں جو ہمارے زمانے کے شیطان اور ان کے چیلے اور پیروکار لوگوں کو بتا بتا کر پھنساتے ہیں۔

لیکن اگر گہرائی میں جا کر غور کیا جائے تو شیطان اور اس کے پیروکاروں کے ان دل فریب اور خوش نما دھوکوں اور ناپاک منصوبوں میں صرف ظاہری طور پر فائدے زیادہ نظر آتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں نقصان ہی زیادہ ہے، سنہرا سانپ بظاہر بہت ہی خوب صورت لگتا ہے، اس کے سر کے اوپر پھولوں کا نقش ونگار نظر آتا ہے لیکن اندر جان لیوا مہلک زہر سے بھرا ہوا ہوتا ہے، کوئی اس کے ان نقش ونگار کے دھوکہ میں آ کر اُسے ہاتھ لگا لے تو وہ دنیا کے اوپر سے نیچے چلا جاتا ہے۔

جب ہمارے خالق، مالک، رب العالمین نے قمار بازی اور اس کی جملہ

اقسام کے بارے میں بتادیا ہے کہ اس میں بعض منافع تو ہیں لیکن اس میں تمہارے نقصانات زیادہ ہیں اور یہ شیطانی عمل ہے اور تمہارے لیے حرام ہے تو پھر مسلمانوں کو کیا اختیار رہ جاتا ہے کہ اس کے صرف ظاہری فائدے کی باتوں کو اچھالتے رہیں اور اس کے جواز کے لیے راستہ تلاش کرتے پھریں اور شیطان کی طرف داری کریں، یہ تو کسی مسلمان کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔ (۱)

جوس وغیرہ کے کریٹوں میں بیع سلم کا حکم

شربت اور جوس بنانے والی کمپنیوں کا اپنی مصنوعات فروخت کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کمپنی اپنے کسی ڈیلر کو عام ریٹ پر مثلاً سو روپے فی کریٹ دیتی ہے، لیکن اگر ڈیلر کمپنی کو یہ رقم سیزن سے کچھ مدت پہلے ادا کردے تو کمپنی اسے نوے روپے فی کریٹ دے دیتی ہے، اس طرح سے ڈیلر کو دس روپے فی کریٹ بچت ہوجاتی ہے، اگر یہ معاملہ بیع سلم کے طریقے سے ہو تو بیع سلم کی شرائط موجود ہونے کی

---

(۱) قوله تعالى في سورة البقرة: [يسألونك عن الخمر قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس وإثمهما أكبر] (البقرة: ۲۱۹) وهذا كالتعليل العام أن كل ما كانت مضرته وإثمه أكبر من نفعه، فإن رحمة الله وحكمته لابد أن تقتضي المنع منه وتحريمه على عباده. وهذا الأصل العظيم كما أنه ثابت شرعاً فإنه هو المعقول بين الناس المفطورون على استحسانه والعمل به في الأمور الدينية والدنيوية، والله أعلم. (القواعد الحسان لتفسير القرآن: (۹۹/۱) القاعدة الخامسة والثلاثون: تقدم أعلى المصلحتين وأهون المفسدتين، ط: مكتبة الرشد)

☜ [يسألونك عن الخمر والميسر] ذكر لنا المفاسد وترك لنا الحكم عليها، قال سبحانه مبلغاً رسوله: [قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس] ولو لم يقل [ومنافع للناس] لاستغراب الناس وقالوا: نحن نأخذ من الخمر منافع، ونكتسب منها، وننسى بها همومنا كانت هذه هي المنافع بالنسبة لهم، لكن الحق يوضح أن إثمهما أكبر من نفعهما، أي العائد من وراء تعاطيهما أقلّ من الضرر الحادث منهما، وهذا التقسيم عادل، فلم تكن المسألة قد دخلت في نطاق التحريم؛ لأنها مازالت في منطقة النصح والإرشاد. (تفسير الشعراوي: (۹۳۹/۲) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: مطابع أخبار اليوم)

☜ [وإثمهما أكبر من نفعهما] وإذا زادت المضرة على المنفعة بطل العمل عقلاً وشرعاً. (هامش أيسر التفاسير: (۱۱۲/۱) سورة البقرة: ۲۱۹، ط: مكتبة العلوم والحكم)

صورت میں بیع درست ہوگی، بیع سلم کی شرائط یہ ہیں:

❶ جنس معلوم ہو۔ ❷ مال کی قسم معلوم ہو۔ ❸ صفت معلوم ہو۔
❹ مقدار معلوم ہو۔ ❺ مدت کا تعین ہو۔ ❻ مبیع ادا کرنے کی جگہ متعین ہو۔ (۱)

یہ تمام شرائط موجود ہوں تو پھر یہ معاملہ صحیح ہوگا۔

اور اگر پیشگی رقم کمپنی کو قرض کے طور پر دی جاتی ہے تو اس صورت میں عام قیمت سے دس روپے کم میں کریٹ لینا سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۲)
دوائیوں وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔

---

(۱) وشرطه اى شروط صحته التى تذكر فى العقد سبعة بيان جنس ونوع... وصفة... وقدر... واجل واقله فى السلم شهر... وبيان مكان الايفاء للمسلم فيه۔ (الدر مع الرد: (۲۱۴/۵، ۲۱۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)
الفتاوى الهندية: (۱۷۸/۳، ۱۷۹) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، ط: رشيديه۔
مجمع الأنهر: (۱۴۱/۳، ۱۴۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔
الهداية: (۱۰۰/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه۔

(۲) قال عليه الصلاة والسلام: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير للمناوي: (۲۸۲/۶) رقم الحديث: ۲۳۳۶، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)
كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الكبرى: (۳۵۰/۵) كتاب البيوع، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)
تكملة فتح الملهم: (۵۷۵/۱) كتاب المساقات والمزارعة، ط: دار العلوم كراچي۔
وعن عمر بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل سلف وبيع۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمى)
قال القاري رحمه الله تعالى: هو أن يقرضه قرضا ويبيع منه شيئا بأكثر من قيمته فإنه حرام؛ لأن قرضه روج متاعه بهذا الثمن، وكل قرض جر نفعا فهو ربا، (مرقاة المفاتيح: (۷۹/۶) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، شرح رقم الحديث: ۲۸۷۰، ط: رشيديه)

جہاز پر مال چڑھانے کے بعد بیچنا

(۱۳۹) موجودہ دور میں اکثر وبیشتر باہر ممالک سے مال خرید کر منگوایا جاتا ہے اور خریدار کا مال شپ (بحری جہاز) کے ذریعہ بھیجا جاتا ہے ابھی مال راستہ میں ہوتا ہے، خریدار کو پہنچا نہیں ہوتا کہ خریدار اس مال کو فروخت کردیتا ہے تو اس میں دو صورتیں ہیں:

❶ اگر خریدار نے بیچنے والے سے کہا کہ میرا مال فلاں شپ سے بھیج دیں، اور اس کے حکم پر بیچنے والا مال کو اس جہاز کے ذریعہ روانہ کردیتا ہے اور اخراجات اور کرایہ وغیرہ خریدار ہی ادا کرتا ہے تو مال جہاز کے حوالہ ہوتے ہی خریدار کے حکمی قبضہ میں آجاتا ہے اس صورت میں مال پہنچنے سے پہلے خریدار اس مال کو آگے فروخت کرسکتا ہے۔

❷ اور اگر خریدار نے بیچنے والے کو کسی خاص شپ کے ذریعہ مال بیچنے کے لئے نہیں کہا، بیچنے والے نے خود اخراجات برداشت کرتے ہوئے مال بھیج دیا ہے تو خریدار کے لئے مال پر قبضہ ہونے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ مال ابھی تک خریدار کے ضمان میں داخل نہیں ہوا، چنانچہ اگر راستہ میں ہلاک ہوگا تو بیچنے والے کا ہلاک ہوگا، اور پہلی صورت میں اگر راستہ میں ہلاک ہوگا تو خریدار کا ہلاک ہوگا۔ (۱)

---

(۱) إذا قال المشترى للبائع ابعث إلى إبنى واستأجر البائع رجلاً يحمله إلى ابنه، فهذا ليس بقبض، والأجر على البائع، إلا أن يقول: استأجر عليَّ من يحمله، فقبض الأجير يكون قبض المشترى إن صدقه أنه استأجر ودفع إليه، وإن أنكر استجاره والدفع إليه فالقول له، كذافى التتارخانية۔ (الفتاوى الهندية: ۱۹/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع في حبس المبيع بالثمن، الفصل الثاني في تسليم المبيع وفيما يكون قبضا الخ، ط: رشيديه)

كما في الفتاوى التاتار خانية: (۲۶۳/۸) كتاب البيوع، الفصل الرابع في حبس المبيع بالثمن، ومما يتصل بهذا النوع، ط: فاروقيه)=

اسی طرح ایک ہی ملک میں یا ایک دکاندار سے دوسرا دکاندار مال منگوائے تو اس میں بھی یہ دو صورتیں ہیں۔

جہاز والے پانی میں سامان ڈال دیں

اگر جہاز والے پانی میں سامان ڈال کر چلے جائیں اور مقصد یہ ہو کہ جو چاہے لے جائے تو اس کو لینا اور استعمال کرنا جائز ہے لیکن اگر جہاز والوں کا واپس آنے کا ارادہ ہے یا وہ یہ اعلان کر دیں کہ ہم واپس اٹھائیں گے تو اس کو اٹھا کر لانا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

= قبض الوكيل بمنزلة قبض الموكل من حيث إن الوكيل في القبض عامل للمؤكل، ألاترى أنه لو هلك في يد الوكيل، كان بمنزلة مالو هلك في يد المؤكل. (المحيط البرهاني: (۱۰/٤٥٣) كتاب الصرف، الفصل الثاني عشر في الوكالة في الصرف، ط: إدارة القرآن)

المبسوط للسرخسي: (٦٢/١٤) كتاب الصرف، باب الوكالة في الصرف، ط: دار المعرفة)

لايصح بيع المنقول قبل قبضه لنهيه عليه الصلاة والسلام عن بيع مالم يقبض، ولأن فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاک۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: ط: دار الكتب العلمية)۔

البحر الرائق: (۱۹۳/٦)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فى بيان التصرف فى المبيع، ط: رشيديه)۔

(۱) ألقى شيئا وقال: من أخذه فهو له، فلمن سمعه أو بلغه ذلک القول أن يأخذه۔ (الشامية: (۲۸۵/۳) كتاب اللقطة، مطلب: ألقى شيئا وقال من أخذه فهو له، ط: سعيد)

ولي المحيط: أناخ رجل إبله في دار رجل يؤاجرها واجتمع من ذلک بعر كثير، فإن كان من رأى صاحب الدار أن يجمع ذلک فهو له؛ لأنه أعد الدار للإحراز، وإن لم يكن له من رأيه أن يجمعه بل يترک ذلک على حاله فهو مباح، فكل من أخذه فهو أولى، ولو سيب دابته فأخذها إنسان فأصلحها ثم جاء صاحبها، فإن كان قال عند التسييب جعلتها لمن أخذها فلا سبيل لصاحبها عليها؛ لأنه أباح التمليک، وإن لم يقل ذلک له أن يأخذها۔ (البحر الرائق: (۱۵۳/۵) كتاب اللقطة، ط: سعيد)

الهنديه: (۲۹۵/۲) كتاب اللقطة، ط: رشيديه۔

سئل أبو القاسم عمن سيب دابته لعلة فأخذها إنسان وأصلحها لمن تكن؟ قال: لمن سيبها وإن قال من شاء أخذها فليأخذها فأخذها رجل فهي له۔ (الهندية: (۳۸۲/۴) كتاب الهبة، الباب الثالث فيما يتعلق بالتحليل، ط: رشيدية)

واضح رہے کہ موجودہ دور میں بڑے بڑے بیوپاری جن کو کسی ملک پر کنٹرول حاصل ہوتا ہے وہ لوگ ملکی معیشت کو تباہ کرنے، حکومت کو گرانے اور مہنگائی کو بڑھانے کے لیے بہت سارے کھانے پینے کے سامان دریا میں پھینک دیتے ہیں تاکہ چیزوں کی قلت ہوجائے اور قیمت بڑھ جائے اور عوام حکومت کے خلاف کھڑے ہوجائیں وغیرہ، ایسے لوگ اللہ کی نعمتوں کو ضائع کرنے اور مخلوق خدا کو تکلیف پہنچانے کی وجہ سے سخت گناہ گار ہیں۔ (۱)

جہالت اجل

جہالت اجل: یعنی ادھار بیع میں اگر مدت کی تعیین نہیں کی گئی تو یہ بھی جہالت فاحشہ ہے، مثلاً خریدار کہتا ہے کہ یہ گاڑی مجھے کچھ مدت تک ادھار دے دو، یہ کہتا ہے کہ جب بارش ہوگی یا آندھی چلے گی تو میں ثمن دوں گا، تو ان صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ (۲)

)فأما إتلافها (أي الأموال) فإفساد، والله لا يحب الفساد، وهو إضاعة لها، والنبي صلى الله عليه وسلم نهى عن إضاعة المال ... ولم أعلم أحدًا من الناس قال إن الأموال المحترمة المجهولة المالك ...ـ وإنما يحكى بعض ذلك عن بعض الغالطين من المتورعة أنه ألقى شيئًا من ماله في البحر أو أنه ...ه في البر، فهؤلاء تجد منهم حسن القصد، وصدق الورع، لا صواب العمل۔ وأما حبسها دائمًا أبدًا ...غير غاية منتظرة ... فهذا مثل إتلافها، فإن الإتلاف إنما حرم لتعطيلها عن انتفاع الآدميين بها، وهذا ...ل أيضًا بل هو أشد منه من وجهين: أحدهما: أنه تعذيب للنفوس بإبقاء ما يحتاجون إليه من غير انتفاع (الفتاوى الكبرى لابن تيمية: (۲۱۲/۳) كتاب الشهادة والأقضية والأموال، مسألة الأموال التي ...ل مستحقها مطلقًا أو مبهمًا، ط: دار الكتب العلمية)

وكان الفضيل بن عياض يرى أن من عنده مال حرام لا يعرف أربابه، أن يتلفه ويلقيه في البحر ... ...صحيح الصدقة به؛ لأن إتلاف المال وإضاعته منهي عنه۔ (جامع العلوم والحكم؛ (۲۸۶/۱) ...ث العاشر، ط: دار السلام)

والأصل عدم جواز إتلاف المال؛ لأنه يفعل شيئًا محققًا في أمر غير محقق۔ (فتح الباري: (۹۷/۶) ...الجهاد والسير، باب من لم ير كسر السلاح عند الموت، ط: قديمي)

(۲) وأما الذي يخص بعض البياعات دون بعض فأنواع أيضًا. منها أن يكون الأجل معلومًا في بيع فيه =

جہالت ثمن

(۱۳۲) جہالت ثمن: اگر ثمن کی جنس، نوع یا مقدار معلوم نہ ہو تو یہ بھی جہالت فاحشہ ہے مثلاً موجودہ دور میں بین الاقوامی مارکیٹ میں ڈالر، یورو، پاؤنڈ اور چائنا کرنسی سے کاروبار ہوتا ہے، خریدار نے صرف یہ کہا کہ میں ایک ہزار کے بدلے خریدتا ہوں تو بیع فاسد ہے کیونکہ ثمن کی جنس مجہول ہے، یا مثلاً خریدار نے کہا کہ میں مبیع کے بدلے چاول دوں گا تو یہ اس لئے صحیح نہیں کہ چاول کی قسم متعین نہیں کی، یا یوں کہا کہ میں پیسوں کے عوض خریدتا ہوں، کیونکہ اس میں پیسوں کی مقدار مجہول ہے لہٰذا بیع صحیح نہیں ہے۔ (۱)

جہالت فاحشہ

"جہالت فاحشہ" زیادہ جہالت کو کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے آئندہ زمانہ

=أجل، فإن كان مجهولاً يفسد البيع سواء كانت الجهالة متفاحشة كهبوب الريح ومطر السماء وقدوم فلان وموته والميسرة ونحو ذلك. (بدائع الصنائع: (١٧٨/٥) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (٩٢/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

الفتاوى الهندية: (١٤٣/٣) كتاب البيوع، الباب العاشر في شروط التي تفسد البيع والتي لاتفسده، ط: رشيديه.

(١) (ويصح البيع في العوض المشار إليه) مبيعاً كان أو ثمناً... (بلا معرفة قدره ووصفه... (لا يصح البيع في غيره) أي في غير المشار إليه بلا معرفة قدره كعشرة، ونحوها، ووصفه ككونه مصريا أودمشقيا: لأن جهالتهما تفضي إلى النزاع المانع من التسليم والتسلم، فيعري العقد عن المقصود، وكل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز. (مجمع الأنهر: (١٢/٣) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

الدر المنتقى مع مجمع الأنهر: (١٢/٣) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية.

الدر المختار مع الرد: (٥٢٩/٤) كتاب البيوع، مطلب مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)

لو كان المبيع غير مشار إليه لزم بيان جنسه ونوعه وقدره ووصفه بما يرفع الجهالة الفاحشة. (شرح المجلة لرستم باز: (٧٨/١) شرح المادة: ٢٠٠، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه)

میں جھگڑا فساد کا امکان زیادہ ہو، مثلاً بیچنے والا کہتا ہے کہ ایک من چاول پانچ ہزار کے فروخت کرتا ہوں، اور خریدنے والا خرید لے تو یہ درست نہیں ہے، کیونکہ چاول کی بہت ساری اقسام ہیں، اور یہاں بیچنے والے نے کسی خاص قسم کے چاول کی تعیین نہیں کی، تو اس میں بعد میں یقیناً جھگڑا ہوگا خریدار کہے گا باسمتی چاول دو جو زیادہ قیمتی ہے اور بیچنے والا کہے گا ایری چاول لے جاؤ جو کم قیمتی ہے، اس میں یقیناً جھگڑا ہوگا، یہ ''جہالت فاحشہ'' ہے اور جس بیع میں ایسی جہالت ہو وہ بیع فاسد ہوتی ہے۔ (۱)

جہالت فاحشہ کی صورتیں

جہالت فاحشہ کی مشہور صورتیں تین ہیں:

❶ جہالت مبیع۔

❷ جہالت ثمن۔

❸ جہالت اجل (مدت)۔ اور ہر ایک کی تفصیل اپنے اپنے عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) ومنها أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع من المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع... وبيانه في مسائل: إذا قال: بعتك شاة من هذا القطيع أو ثوباً من هذا العدل فالبيع فاسد، لأن الشاة من القطيع والثوب من العدل مجهول جهالة مفضية إلى المنازعة لتفاحش التفاوت بين شاة وشاة، وثوب وثوب، فيوجب فساد البيع. (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳٤٤١/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الرابع، المطلب الثاني: أنواع البيع الفاسد، ط: رشيديه)

يلزم أن يكون المبيع معلوماً عند المشتري) لأن بيع المجهول فاسد وذلك لأن جهالة المبيع تفضي إلى النزاع فيمتنع التسليم والتسلم، ولهذا لو كان المبيع غير مشار إليه لزم بيان جنسه ونوعه وقدره ووصفه بما يرفع الجهالة (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۲۰، الكتاب الأول البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه)

يصير المبيع معلوماً ببيان أحواله وصفاته التي تميزه عن غيره مثلاً لو باعه كذا مداً من الحنطة الحمراء۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۵۳/۱)۔ ايضاً، ط: دار الكتب العلمية

جہالت مبیع

۱۴۴ جہالت مبیع: یہ ہے کہ اس کی جنس یا نوع یا مقدار مجہول ہو، مثلاً کہا جانور دس ہزار کا بیچتا ہوں، تو یہ بیع فاسد ہے، کیونکہ جانور کی مختلف اجناس ہیں گائے، بکرے، بھینس، اونٹ وغیرہ، اور اس نے کسی خاص جانور کی تعیین نہیں کی، تو یہ مبیع میں جہالت ہے۔

یا یوں کہا کہ ایک من دال تین ہزار کے عوض فروخت کرتا ہوں، تو بیع صحیح نہیں ہے، کیونکہ دال کی اقسام مختلف ہیں کسی خاص دال کی تعیین نہیں کی۔

یا یوں کہا کہ مسور کی دال ہزار روپے کے عوض فروخت کی، یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ مبیع اگر چہ معلوم ہے، مگر مقدار معلوم نہیں، تو ان تمام صورتوں میں بیع کی جنس یا نوع یا مقدار میں جہالت ہے اس لئے بیع صحیح نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) قال الحنفية إذا كان المبيع مجهولاً جهالة فاحشة وهي التي تفضي إلى المنازعة فسد البيع... فإذا لم يبين مثلاً جنس الحيوان أو لم يبين ماركة المذياع أو آلة التصوير، يعد المبيع مجهولاً جهالة فاحشة تمنع من صحة العقد على بيعه. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٥/٣٤٤١) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية الفصل الأول، المبحث الرابع، المطلب الثالث: أنواع البيع الفاسد، ط: رشيديه)

ومنها أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع من المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع... وبيانه في مسائل: إذا قال: بعتك شاة من هذا القطيع أو ثوباً من هذا العدل فالبيع فاسد، لأن الشاة من القطيع والثوب من العدل مجهول جهالة مفضية إلى المنازعة لفاحش التفاوت بين شاة وشاة، وثوب وثوب، فيوجب فساد البيع. (بدائع الصنائع: (٥/١٥٦)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)۔

الفقه الإسلامي وأدلته: (٥/ ٣٤٤١) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الرابع، المطلب الثاني: أنواع البيع الفاسد، ط: رشيديه)

يلزم أن يكون المبيع معلوماً عند المشتري) لأن بيع المجهول فاسد وذلك لأن جهالة المبيع تفضي إلى النزاع فيمتنع التسليم والتسلم، ولهذا لو كان البيع غير مشار إليه لزم بيان جنسه ونوعه وقدره ووصفه بما يرفع الجهالة الفاحشة. (شرح المجلة لرستم باز: (١/ ٧٨) المادة: ٢٠٠، الكتاب الأول البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه)=

جہالت یسیرۃ

(۱۴۵) جہالت یسیرہ: تھوڑی اور معمولی جہالت کو کہا جاتا ہے، جسے دونوں فریق برداشت کر لیتے ہیں اور جھگڑا اور اختلاف پیدا نہیں ہوتا، مثلاً گندم کا ڈھیر پڑا ہوا ہے جس کا وزن صحیح طور پر معلوم نہیں ہے، لیکن خریدار اسے خریدتا ہے اور کہتا ہے اس کا جو بھی وزن ہو میں دو ہزار کے عوض خریدنے پر راضی ہوں تو بیع صحیح ہے کیونکہ یہ تھوڑی اور معمولی جہالت ہے اور معمولی اور تھوڑی جہالت سے بیع فاسد نہیں ہوتی۔ (۱)

جھکتا تولنا

☆...... جب وزن کر کے کوئی چیز بیچنی ہو تو بیچنے والے کے لئے وزن میں زیادہ دینا اور جھکتا ہوا تولنا مستحب ہے، خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہی تھا کہ آپ مطلوبہ وزن سے زیادہ دیا کرتے تھے۔ (۲)

= یصیر المبیع معلوماً ببیان أحواله وصفاته التی تمیزه عن غیره مثلاً لو باعه کذا مداً من الحنطة الحمراء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱۵۳/۱)۔ایضاً، ط: دار الکتب العلمیة

(۱) فإن کان مجهولا جهالة یسیرة وهی التی لاتؤدی إلی المنازعة لایفسد البیع لأن هذه الجهالة لاتمنع من التسلیم والتسلم، فیحصل مقصود البیع... ومن الجهالة الیسیرة: أن یبیع شخص قفیزاً من صبرة معینة بدراهم، أو عدلا من الثیاب بکذا، ولایعرف عددها، أو هذه الصبرة بکذا، ولایعلم عدد القفزان جاز البیع؛ لزوال الغرر؛ ولأن الجهالة مغتفرة لاتفضي إلي المنازعة عادة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۴۱/۵)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول، المبحث الرابع: المطلب الثانی: أنواع البیع الفاسد، ط: رشیدیه)۔

بدائع الصنائع: (۱۵٦/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید.

(۲) وکان بعضهم یقول: لا أشتري الویل من الله بحبة، فکان إذا أخذ نقص نصف حبة وإذا أعطی زاد حبة... ولذلك لما اشتري رسول الله صلی الله علیه وسلم شیئا قال: للوازن لما کان یزن ثمنه: زن وأرجح. (إحیاء علوم الدین: (۷۷/۲) کتاب آداب الکسب والمعاش، ط: دار المعرفة)

واعلم أن في حدیث جابر هذا فوائد کثیرة... العاشرة: استحباب ارجاح المیزان فیما یدفعه. (شرح النووي علی الصحیح لمسلم: (۳۰/۲) کتاب البیوع، باب بیع البعیر واستثناء رکوبه، ط: قدیمی) =

☆......سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی اجرت لے کر لوگوں کی چیزیں تولا کرتا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کپڑا خریدا، اور جب اس سے ثمن کا وزن کرا کر ہمیں دینے لگے تو اسے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: ’’زن وارجح‘‘ وزن کرو اور جھکتا تولو۔ (۱)

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اونٹ خریدا اور ثمن وزن سے زیادہ دیا۔ (۲)

جھگڑا کرنا

لین دین کے معاملات، کاروبار، تجارت اور شراکت وغیرہ مکمل ہونے کے

= عن محارب أنه سمع جابر بن عبدالله يقول: اشتري مني رسول الله صلى الله عليه وسلم بعيراً بوقيتين ودرهم أو درهين... ووزن لي ثمن البعير فأرجح لي. (الصحيح لمسلم: (۲/ ۲۹، ۳۰) كتاب البيوع، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ط: قديمي)

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال مرة: إذا وزنت فارجح. (مسند أبي عوانة: (۳/ ۲۰۰) رقم الحديث: ٤٨٦٤، كتاب البيوع، باب ذكر الخبر الموجب على الوزان أن يرجح إذا وزن، ط: دار المعرفة)

(۱) سويد بن قيس قال: جلبت أنا ومخرفة العبدي بزًّا من هجر فأتينا به مكة، فجاءنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يمشي فساومنا بسراويل فبعناه وثَمَّ رجل يزن بالأجر، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: زن وارجح. (سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۱۹) كتاب البيوع، باب في الرجحان في الوزن والوزن بالأجر، ط: رحمانيه)۔

سنن ترمذي: (۱/ ۲٤٤) أبواب البيوع، باب ماجاء في الرجحان في الوزن، ط: سعيد.

سنن ابن ماجه: (ص: ۱٦۰) أبواب التجارات، باب الرجحان في الوزن، ط: قديمي.

(۲) عن محارب أنه سمع جابر بن عبدالله يقول: اشتري مني رسول الله صلى الله عليه وسلم بعيراً بوقيتين ودرهم أو درهين... ووزن لي ثمن البعير فأرجح لي. (الصحيح لمسلم: (۲/ ۲۹، ۳۰) كتاب البيوع، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ط: قديمي)

عن جابر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال مرة: إذا وزنت فارجح. (مسند أبي عوانة: (۳/ ۲۰۰) رقم الحديث: ٤٨٦٤، كتاب البيوع، باب ذكر الخبر الموجب على الوزان أن يرجح إذا وزن، ط: دار المعرفة)

بعد جھگڑا پیدا کرنے کی کوشش کرنا اللہ تعالیٰ کے ناراضگی کا سبب ہے۔ (۱)

جھگڑے سے بچنے کے لئے حق چھوڑنا

(۱۴۷)

جھگڑے سے بچنے کے لئے اپنا حق چھوڑنے کی بڑی فضیلت ہے، ایسے لوگوں کے لیے جنت کے بیچ میں گھر بنادیا جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے محض جھگڑے اور فساد سے بچنے کے لئے اپنا حق چھوڑ دیا، اس کے لئے جنت کے بیچ میں گھر بنادیا جائے گا۔ (۲)

جھنڈا غداری کا

''غداری کا جھنڈا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۶/۵)

جھوٹ

''سچائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۱/۴)

جھوٹ بول کر قیمت زیادہ لینا

''قیمت زیادہ لینا جھوٹ بول کر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۵)

---

(۱) عن عائشة قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان أبغض الرجال الى الله الألَدُّ الخَصِم.
(مسلم: (۳۳۹/۲) كتاب العلم، باب النهي عن اتباع متشابه القرآن. الخ، ط: قديمي)
بخاري (۳۳۲/۲) كتاب المظالم، باب قول الله تعالى وهو الد الخصام، ط: قديمي.
نسائي: (۳۰/۲) كتاب أدب القضاء، باب الألد الخصم، ط: قديمي)

(۲) عن انس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من ترك المِرَاءَ وهو محق بنى له في وسطها۔ (جامع الترمذي: ۲/ ۲۰) أبواب البر والصلة، باب ماجاء في المراء، ط: سعيد)
سنن ابن ماجة: (ص: ۶) المقدمة، باب اجتناب البدع والجدل، ط: قديمي)
كنز العمال: (۳/ ۶۳۲) رقم الحديث: ۸۳۰۰، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثالث: في أخلاق وأفعال مذمومة تختص باللسان، ط: مؤسسة الرسالة.

جھوٹ بولنا آڑھتی کا

۱۴۸ ''آڑھتی کا جھوٹ بولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۶/۱)

جھوٹ کی بنیاد پر منافع حاصل ہوا

تمام معاملات میں جو منافع غلط بیانی اور جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہو وہ ناجائز اور حرام ہے، سخت گناہ ہے اور اللہ کے عذاب میں گرفتار ہونے کا سبب ہے۔ (۱)

جھوٹ کے نتیجے میں جو کمائی بڑھی ہے

جھوٹ کے نتیجے میں جو کمائی بڑھتی ہے وہ ناجائز آمدنی میں شامل ہے مثلاً کسی چیز کو دکان دار نے سو روپے میں خریدا ہے اور وہ خریدار کے سامنے ظاہر کرتا ہے کہ مثلاً اس کو ڈیڑھ سو روپے میں خریدا ہے، اب خریدار کو کہتا ہے کہ دس روپے نفع ملا کر ایک

---

(۱) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالىٰ عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا ألا لايحلّ مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، فصل: في التعزير، ط: سعيد)

الشامية: (۶۱/۴) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب: في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد۔

وعلى هذا قالوا: لو مات الرجل وكسبه من بيع البادق أو الظلم أو أخذ الرشوة، يتورع الورثة، ولايأخذون منه شيئا وهو أولى بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذّر الرد على صاحبه۔ (الشامية: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

{يأيها الذين امنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل} ... والمراد والله أعلم لايأكل بعضكم مال بعض بالباطل كما قال الله تعالىٰ: {ولا تقتلوا أنفسكم} ... يعني بعضكم بعضا وكما قال صلى الله عليه وسلم: أموالكم وأعراضكم عليكم حرام يعني أموال بعضكم على بعض۔ وأكل المال بالباطل على وجهين: أحدهما: أخذه على وجه الظلم والسرقة والخيانة والغصب وما جرى مجراه۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۳۴۳/۱) سورة البقرة، باب مايحله حكم الحاكم ومالايحله، ط: قديمي)

سوساٹھ میں خریدلو، خریدار اس پر اعتماد کر کے ایک سوساٹھ روپے پر خرید لیتا ہے۔

بعض دفعہ خریدار جب بائع (سیلر/ دوکاندار) کی بات پر اعتماد کرتا ہوا نظر نہیں آتا تو اعتماد دلانے کے لیے جھوٹی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس نے یہ چیز اتنے روپے میں خریدی ہے جب کہ حقیقت میں اس سے کم قیمت پر خریدی ہوتی ہے پھر خریدار اس کی بات پر اعتماد کر کے اس کی بتائی ہوئی قیمت خرید کے اوپر نفع دے کر وہ چیز خرید لیتا ہے۔

اب جھوٹ اور جھوٹی قسم کی بنیاد پر جو زائد پیسے بائع اور دکان دار نے کمائے ہیں وہ اس کے لیے حلال نہیں، وہ رقم خریدار کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

جھوٹی اشتہار بازی

جھوٹی اشتہار بازی سے کاروبار کرنا اور جھوٹ بول کر سامان بیچنا جائز نہیں ہے ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تین آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان سے بات نہیں فرمائیں گے اور ان کی طرف نہیں دیکھیں گے اور ان کو پاک نہیں کریں گے ان کے لیے دردناک عذاب ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تین مرتبہ فرمایا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سب ہلاک ہو گئے، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گالی دینے والا اور احسان جتلانے والا اور سامان کو جھوٹی قسموں کے ساتھ چلانے والا۔ (۲)

---

(۱) "جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لايكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم ولايزكيهم ولهم عذاب أليم "قال: فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث مرار- قال أبو ذر: خابوا وخسروا من هم يارسول الله؟ قال: المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب- (صحيح مسلم: (۱/۱۷) كتاب الإيمان، باب بيان تحريم إسبال الإزار... الخ، ط: قديمى) =

جھوٹی قسمیں کھا کھا کے مال فروخت کرنا

١٥٠ جھوٹی قسمیں کھا کھا کر مال فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ایسے لوگوں کے بارے میں سخت وعید آئی ہیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تین آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرمائیں گے اور انہیں گناہوں سے معاف کر کے پاک نہیں کریں گے اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا، (حضرت ابوذر نے کہا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: یارسول اللہ! یہ لوگ جو بڑے ہی نامراد ہوئے اور خسارے میں رہے کون ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ایک تو وہ شخص جو کہ کسی کے ساتھ نیکی کر کے پھر احسان جتلاتا ہے، اس کا طعنہ دیتا ہے، دوسرا وہ جو ٹخنوں کے نیچے تک لنگی یا پائے جامہ پہنتا ہے، تیسرا وہ شخص جو جھوٹی قسمیں کھا کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے۔

بعض دفعہ خریدار جب بائع (سیلر) کی بات پر اعتماد کرتا ہوا نظر نہیں آتا تو بائع اعتماد دلانے کے لیے جھوٹی قسم کھا کر کہتا ہے کہ اس نے یہ چیز اتنے روپے میں خریدی ہے، جب کہ درحقیقت اس نے اس سے کم قیمت پر خریدی ہوتی ہے پھر خریدار اس کی بات پر اعتماد کر کے اس کی بتائی ہوئی قیمت خرید کے اوپر نفع دے کر وہ چیز خرید لیتا ہے۔

اس طرح جھوٹ اور جھوٹی قسم کی بنیاد پر جو زائد پیسے بائع اور دکان دار نے

= سنن أبي داود: (٢/ ٢١٠) كتاب اللباس، باب ماجاء في إسبال الإزار، ط: رحمانيه۔

سنن ابن ماجه: (ص: ١٥٩) أبواب التجارات، باب ماجاء في كراهية الأيمان في الشراء والبيع، ط: قديمي۔

کمائے ہیں وہ اس کے لیے حلال نہیں ہیں۔ (۱)

جھوٹی گواہی

سچی شہادت اجر عظیم کا باعث ہے اور جھوٹی گواہی بڑا ہی قبیح اور عظیم گناہ ہے، قرآن وحدیث میں اس پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں (۲)، شرک اور والدین کی نافرمانی کے بعد سب سے بڑا گناہ جھوٹی گواہی دینا ہے۔ (۳)

آج کل بہت سارے لوگ جھوٹی گواہی دے دیتے ہیں، انجام اور آخرت کی پکڑ اور سزا کے بارے میں نہیں ڈرتے، حالانکہ ان کو اس سے ڈرنا چاہیے دنیا کی

---

(۱) عن ابی ذر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ثلاثة لاینظر اللہ الیھم یوم القیامة ولایزکیھم ولھم عذاب الیم قلت: من ھم یارسول اللہ؟ فقد خابوا وخسروا؟ قال: المنان والمسبل ازارہ والمنفق سلعة بالحلف الکاذب۔ (جامع الترمذي: (۲۳۰/۱) کتاب البیوع، باب ماجاء فیمن حلف علی سلعة کاذبة، ط: سعید)

سنن النسائی: (۳۵۷/۱) کتاب الزکاة، المنان بما أعطی، ط: میزان۔

صحیح مسلم: (۷۱/۱) کتاب الإیمان، باب بیان تحریم إسبال الإزار... الخ، ط: قدیمی۔

والمنفق بالتشدید، وقال الطیبي رحمه الله تعالیٰ بالتخفیف أي المروج سلعته بالحلف الکاذب۔ وفي روایة بالحلف لقد أعطی بها أکثر مما أعطی وهو کاذب وکان یقول للمشتري: اشتریت هذا بمائة دینار والله لیظن المشتري أن ذلک المتاع یساوي مائة دینار أو أکثر فیرغب في شرائه۔ (مرقاة المفاتیح: (۳۳/۶) کتاب البیوع، باب المساهلة في المعاملات، الفصل الأول، ط: رشیدیه)

فیض القدیر: (۲۴۷/۳) رقم الحدیث: ۳۵۳۹، حرف الثاء، ط: دار الحدیث القاهرة۔

انظر أیضاً تحت عنوان "جھوٹی اشتہار بازی"۔

(۲) قولہ تعالیٰ: [فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور] [الحج: ۳۰]

(۳) الا انبئکم باکبر الکبائر؟ قلنا: بلی یارسول اللہ قال: الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وکان صلی اللہ علیہ وسلم متکئا فجلس فقال: الا وشھادة الزور او قال قول الزور فمازال یکررھا حتی قلنا لیته سکت خشیة علیه من شدة التاثر والغضب۔ (اخرجه البخاری، (۳۶۲/۱) [رقم الحدیث: ۲۶۵۴] کتاب الشھادات، باب ماقیل فی شھادة الزور، ط: قدیمی)

صحیح مسلم: (۶۴/۱) [رقم الحدیث: ۸۷] کتاب الإیمان، باب الکبائر وأکبرها، ط: قدیمی۔

جامع الترمذي: (۵۶/۲) أبواب الشھادات، ط: سعید۔

خاطر آخرت کو تباہ وبرباد نہیں کرنا چاہیے۔[1]

جی پی فنڈ (جنرل پرائیویڈنٹ فنڈ)

۱۵۲

جی پی ''فنڈ'' سے مراد وہ رقم ہے جو ہر ماہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے حکومت کاٹتی ہے اور پھر ان کی ریٹائرمنٹ پر کاٹی ہوئی رقم اضافی رقم کے ساتھ انہیں دیتی ہے۔

اگر یہ حکومت کی جانب سے جبری طور پر کٹوتی کی جاتی ہے، منع کرنے سے بھی کٹوتی کو روکتے نہیں تو ملازمین کے لئے اصل اور اضافی رقم بھی لینا اور اپنے استعمال میں لانا اور اس سے سامان وغیرہ خریدنا جائز ہوگا۔[2]

اور اگر یہ کٹوتی جبری اور لازمی نہیں ہے بلکہ اختیاری ہے تو اس صورت میں

---

(۱) قال الله تعالى: {من كان يريد حرث الآخرة نزد له في حرثه ومن كان يريد حرث الدنيا نؤته منها وماله في الآخرة من نصيب}۔ [سورة الشورى: الآية: ۲۰]

وروى أبو هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم في الكبائر أنها السبع الموبقات: الشرك بالله، وقتل النفس التي حرم الله إلا بالحق، والزنى وأكل الربا، وأكل مال اليتيم وشهادة الزور وقذف المحصنات۔ (الاستذكار لأبي عمر النمري: (۸/۵٦٧) كتاب الكلام، باب ماجاء فيما يخاف من اللسان، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

الموبقات... أي المهلكات جمع موبقة۔ سميت بذلك؛ لأنها سبب لإهلاك مرتكبها في الدنيا بما يترتب عليها من العقوبات وفي الآخرة من العذاب۔ (مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: (۱/۱۲۳) كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: إدارة البحوث العلمية)

فتح الباري: (۱۲/۱۸۲) كتاب الحدود، باب من أظهر الفاحشة واللطخ والتهمة بغير بينة، ط: قديمي۔

عمدة القاري: (۲۳/۳۲) كتاب المحاربين من أهل الكفر والردة، باب رمي المحصنات، ط: دار المعرفة۔

(۲) محکمہ پراویڈنٹ فنڈ کی رقم پر جو زیادتی اپنی طرف سے دے رہا ہے اس پر شرعی اعتبار سے ربا کی تعریف صادق نہیں آتی خواہ محکمہ نے اس کو سود کا نام لے کر دیا ہو۔ (جواہر الفقہ: (۳/۲۷۷) رسالہ: پراویڈنٹ فنڈ پر سود کا مسئلہ، ط: دار العلوم کراچی۔

تنخواہ سے کٹی ہوئی رقم اور کمپنی نے جو اس میں اپنی طرف سے ملائی ہے ان دونوں کے مجموعی رقم کو لینا جائز ہوگا اور اس پر انشورنس کمپنی وغیرہ جو زائد رقم دیتی ہے وہ سود ہونے کی وجہ سے لینا اور استعمال کرنا اور اس سے کوئی چیز خریدنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) اختیاری صورت میں تشبہ بالربو بھی ہے اور یہ خطرہ بھی کہ لوگ اس کو سود خوری کا ذریعہ بنالیں اس لیے اختیاری صورت میں اس پر جو رقم بنام سود دی جاتی ہے اس سے اجتناب کیا جائے۔ (جواہر الفقہ: (۳/ ۲۷۷) رسالہ: پراویڈنٹ پر سود امسئلہ، ط: دار العلوم کراچی۔

عن علي أمير المؤمنين مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا. (إعلاء السنن: (۱٤/ ٥١٢) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

وعن عمر بن الخطاب رضي الله عنه إن آخر ما نزلت آية الربا وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض ولم يفسرها لنا فدعوا الربا والريبة. (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٤٦) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

چ

چابی تالے کے ساتھ داخل ہے

''تالے کے ساتھ چابی داخل ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۰/۲)

چارج کارڈ (Charge card)

اس کارڈ کے ہولڈر کا ادارے یا بینک میں پہلے سے اکاؤنٹ نہیں ہوتا بلکہ ادارہ یا بینک کارڈ لے کر جانے والے کو ادھار کی سہولت فراہم کرتا ہے اور اس کو متعین ایام کی ادھار کی سہولت میسر ہوتی ہے، جس میں اس کو ادارے یا بینک کو ادائیگی کرنا ضروری ہوتا ہے، اس مدت میں ادائیگی ہو جائے تو سود نہیں لگتا البتہ اگر حامل کارڈ نے وقت پر رقم کی ادائیگی نہیں کی تو پھر اس کو سود کے ساتھ ادائیگی کرنی پڑتی ہے۔

ادارہ یا بینک اس کارڈ کو جاری کرنے کی فیس وصول کرتا ہے۔

اس کارڈ کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں قرض لے کر مقررہ وقت تک ادا نہ کرنے کی صورت میں سود ادا کرنے کا معاہدہ کرتا ہے، جس طرح سود دینا لینا ناجائز اور حرام ہے اسی طرح سود دینے اور لینے کا معاہدہ کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

---

(۱) عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله آكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه، و قال هم سواء۔ (صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب المساقاة و المزارعة، باب الربا، ط: قديمى)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمى۔

أكل الربا من الكبائر، متوعد عليه بمحاربة الله و رسوله ... و أما شاهداه و كاتبه، فإنما ذكروا مع آكله؛ لأن كل من أعان على معصية الله تعالى فهو شريك في إثمها بقدر سعيه و عمله إذا علمه، و كان يلزم الكاتب ألا يكتب ما لا يجوز، و الشاهدين ألا يشهدا على جواز ما حرم الله و رسوله إذا علما ذلك، فكل واحد منهما له حظه من الإثم۔ (شرح البخاري لابن بطال: (۲۱۷/۶) كتاب البيوع، باب آكل الربا و شاهده و كاتبه، ط: مكتبة الرشد)

چاند کے مانند چہرہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (۱۵۵) نے فرمایا کہ جو شخص دنیا کو حلال طریقہ سے حاصل کرے تا کہ مانگنے سے بچے، بیوی بچوں کے لئے کوشش کرتے ہوئے، اور اپنے پڑوسی پر مہربانی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ اس کا چہرہ چودہویں تاریخ کے چاند کی طرح ہوگا۔ اور جو دنیا کو حلال طریقہ سے ہی طلب کرے مگر اس کا مقصد مال بڑھانا اور دوسروں پر فخر کرنا ہو، تو اس کی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات ہوگی کہ اللہ جل جلالہ اس پر غصہ اور ناراض ہوں گے۔ (۱)

چاندی کو تانبے سے رنگ کر کے سونا ملانا

چاند کو تانبے یا کسی اور دھات وغیرہ سے رنگ کر کے سونا ملانا اور اس کو بازار میں سونا کہہ کر فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور خیانت ہے۔ ساتھ ساتھ یہ زیور پورا سونا نہیں بلکہ کچھ حصہ سونا ہے، تو اس میں جھوٹ بھی شامل ہے۔ (۲)

---

(۱) من طلب الدنيا حلالاً استعفافاً عن المسئلة، وسعياً على اهله، وتعطفاً على جاره بعثه الله يوم القيمة ووجهه كالقمر ليلة البدر، ومن طلبها حلالاً مكاثراً بها، مفاخراً، لقى الله عزوجل وهو عليه غضبان۔ الحلية لابى نعيم عن ابى هريرة۔ (كنز العمال: (۱۲/۴) رقم الحديث: ۹۲۴۷، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول فى الكسب، الفصل الأول فى فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة)

□ مشكاة المصابيح: (ص: ۴۴۴) كتاب الرقاق، الفصل الثالث، ط: قديمى۔

□ مصنف ابن أبى شيبة: (۲۶۷/۴) رقم الحديث: ۲۲۱۸۶، كتاب البيوع والأقضية، فى التجارة والرغبة فيها، ط: مكتبة الرشيد۔

(۲) قال الله تعالى: لعنة الله على الكاذبين۔ (العمران: ۶۱)

□ عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ماهذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: "من غش فليس منا"... قال أبو عيسى حديث أبى هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ =

چاندی کی تجارت

''سونا چاندی کا کاروبار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۲/۴)

۱۵٦

چائے کا معیار بہتر بنانے کے لیے رنگ استعمال کرنا

اگر رنگ حلال چیز سے بنایا گیا ہے اور صحت کے لیے مضر نہیں ہے تو چائے کا معیار بہتر بنانے کے لیے رنگ استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر رنگ استعمال کرنے کا مقصد ادنیٰ قسم کو اعلیٰ ظاہر کرنا ہے یا خریداروں کو دھوکا دینا مقصد ہے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۱)

چائنا کی بنی ہوئی چیز پر دوسرے ملک کا نام لکھنا

''پاکستان کی بنی ہوئی چیز پر غیر ملکی نام لکھ کر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۱/۲)

چٹ فنڈ (Chit fund)

''بی، سی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۹/۲)

=(جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط: سعید)۔

وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع فی النار ــــ ورواہ أبو داود فی مراسیلہ عن الحسن مرسلا مختصرا قال: المکر، والخدیعۃ والخیانۃ فی النار۔ (الترغیب والترھیب: (۳۵۰/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۴۳، کتاب البیوع، الترھیب من الغش والترغیب فی النصیحۃ فی البیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

وعن أبی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: آیۃ المنافق ثلاث، زاد مسلم: ''وان صام وصلی وزعم أنہ مسلم'' ثم اتفقا: ''اذا حدث کذب، واذا وعد أخلف، واذا ائتمن خان''۔ متفق علیہ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۱۷) کتاب الایمان، باب الکبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قدیمی)

(۱) تخریج کے لیے ''معیار بہتر بنانے کے لیے کیمیکل استعمال کرنا'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

چڑھاوے کی خرید وفروخت

قبرستان یا کسی بزرگ کی قبر پر چڑھاوا چڑھانا اور اس کی خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے۔[1] (۱۵۷)

چڑھاوے کے جانور

جو جانور غیر اللہ کے نام پر نامزد کر دیا گیا اور چڑھاوے کے طور پر چڑھا دیا گیا وہ بالکل مردار اور میتہ کے حکم میں ہے، اس کا خریدنا، فروخت کرنا اور ذبح کر کے کھانا سب حرام ہے۔[2]

چشم پوشی سے کام لینا

''نرمی سے کام لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۲/۶)

چکر لگوانا

''ٹالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۳/۳)

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: [انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله] [البقرة: ۱۷۳]
واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفها الی فقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک۔ (شامی: (۴۳۹/۲) کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، ط: سعید)
قال العلماء: لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر الله صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد۔ (تفسیر النیسابوری علی هامش تفسیر الطبری، (۱۲۰/۲) ط: دار المعرفة بیروت)

(۲) واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفها لفقراء الانام۔ (الدر مع الرد: (۴۳۹/۲) کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحة لعدم الصوم، ط: سعید)
وکذا مایقع من المعتقدین للاموات من الذبح علی قبورهم فانه ما اهل به لغیر الله ولا فرق بینه وبین الذبح للوثن۔ (فتح القدیر للشوکانی: (۱۷۰/۱) ط: دار الفکر بیروت)
قال العلماء: لو ان مسلما ذبح ذبیحة وقصد بذبحها التقرب الی غیر الله صار مرتدا وذبیحته ذبیحة مرتد۔ (تفسیر النیسابوري علی هامش تفسیر الطبري، (۱۲۰/۲) ط: دار المعرفة بیروت)

چکھنا

تاجر کے پاس جا کر آم، خربوزہ، تربوز، انگور وغیرہ چکھنے کی تین صورتیں ہیں:

❶ اگر چکھنے والے کا خریدنے کا ارادہ نہیں تھا تو چکھنا منع اور مکروہ ہے، اس صورت میں چکھنے سے تاجر کا جو نقصان ہوا اس کا بدلہ دینا لازم ہوگا۔

❷ چکھنے کے وقت خریدنے کا ارادہ تھا اور چکھنے کے بعد پسند آیا، پھر ارادہ بدل گیا، اس صورت میں بھی یا تو نقصان کا بدلہ دے یا مالک سے معافی مانگ لے۔

❸ چکھنے کے وقت خریدنے کا ارادہ تھا اور چکھنے کے بعد پسند نہیں آیا تو نہ خریدنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱)

---

(۱) ومن غصب عبدًا فأجر العبد نفسه فأخذ الغاصب الأجر فأكله فلا ضمان عليه عند أبي حنيفة، وقالا: هو ضامن؛ لأنه أكل مال المالك بغير إذنه۔ (الهداية: (۳/۳۱۵) كتاب الإجارات، باب إجارة العبد، ط: رحمانية)

مجمع الأنهر: (۳/۵۵۲) كتاب الإجارة، فصل: أحكام الأجير وأنواعه، ط: دار الكتب العلمية۔

إذا أباح أحد لآخر شيئا من مطعوماته فأخذه فليس له التصرف فيه بوجه من لوازم التملك كالبيع والهبة ولكن له الأكل والتناول من ذلك وبعد هذا ليس لصاحبه مطالبة قيمته مثلا إذا أكل أحد من كرم آخر بإذنه وإباحته مقدارا من العنب فليس لصاحب الكرم مطالبته ثمنه بعد ذلك۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام لعلي حيدر: (۲/۲۲۶) المادة: ۸۷۵، ط: دار الكتب العلمية)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيئ، فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۵) كتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمی)

قال القاري رحمه الله تعالى: (أو شيئ) أي أمر آخر كأخذ ماله... (فليتحلله) أي فليطلب الظالم حل ما ذكر (منه) أي من المظلوم۔ وفي النهاية يقال: تحللته واستحللته إذا سألته أن يجعلك في حل (اليوم) أي في أيام الدنيا۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/۳۱۲) كتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: رشيديه)

أو كان المبيع طعاما فأكله أو بعضه... فإنه يرجع بالنقصان استحسانا عندهما وعليه الفتوى بحر، وعنهما ﷺ يرد ما بقي ويرجع بنقصان ما أكل وعليه الفتوى اختيار وقهستاني۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۲۲، ۲۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: فيما أكل بعض الطعام، ط: سعيد)

فتاویٰ رحیمیہ: (۹/۲۱۷) متفرقات فی البیوع، عنوان: خریدتے وقت چیز چکھنا کیسا ہے؟ ط: دار الاشاعت)

چلغوزے میں بیع سلم

جس علاقے میں چلغوزے پر بیع سلم ہو رہی ہے اگر اس علاقے میں ابھی (۱۵۹)
تک چلغوزے درختوں پر ہیں مارکیٹ میں ابھی تک نہیں پہنچے ہیں اور مارکیٹ میں موجود بھی نہیں ہیں تو ان جدید چلغوزوں میں بیع سلم درست نہیں اور اگر جدید چلغوزے مارکیٹ میں موجود ہیں، دست یاب ہیں تو یہ بیع سلم درست ہے۔[۱]

چمڑا مردار جانور کا

"مردار جانور کا چمڑا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۴/۶)

چمڑے کی تجارت

"تیل کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۷/۲)

چندہ دینے کی شرط لگانا

ایک گاؤں کے مکینوں نے مل کر یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنے گاؤں کی چیزیں مثلاً انڈے، مرغیاں، چاول، گندم، سبزی اور پھل وغیرہ فلاں خاص شخص ہی کو فروخت کریں گے، نیز یہ لوگ اس معین شخص پر یہ شرط بھی لگاتے ہیں کہ ہم کو سو روپے ماہانہ

---

(۱) السادس: ان یکون المسلم فیه موجودا من حین العقد الی حین المحل حتی لو کان منقطعا عند العقد موجودا عند المحل، أو علی العکس او منقطعا فی مابین ذلک وهو موجود عند العقد والمحل لایجوز۔ کذا فی فتح القدیر۔

وحد الوجود: ان لاینقطع من السوق۔ وحد الانقطاع: ان لایوجد فی السوق وان کان یوجد فی البیوت۔ هکذا فی السراج الوهاج۔ (الهندية: (۱۸۰/۳) الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الاول، ط: رشیدیه)

ولا فی حنطة حدیثة قبل حدوثها لامنقطعة فی الحال وکونها موجودة وقت العقد الی وقت المحل شرط۔ (فتح القدیر: (۸۵/۷) کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیة)

الدر مع الرد: باب السلم، (۲۱۳/۵) کتاب البیوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قیمی أو مثلي، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۱۵۹/۶) کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید۔

چندہ دے گا جسے ہم رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ کریں گے، اس قسم کی منصوبہ بندی کی وجہ سے ایک معین شخص سے خرید وفروخت کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس سے ذخیرہ اندوزی اور روزمرہ کے استعمال کی اشیاء کی قیمتیں بڑھانا مقصود نہ ہو، البتہ چندہ دینے کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، ہاں اگر وہ شخص اپنی خواہش سے چندہ دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (١)

چور کا معاون

''چوری کا مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٢٣/٣)

چور کا نمائندہ

''چوری کا مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٢٣/٣)

چوری سے شرکت کا مال بیچنا

''شرکت کا مال چوری سے بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٥٣/٤)

چوری کا مال

☆...... جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے، (٢) اگر کوئی شخص

---

(١) البیع بشرط لیس فیه نفع لاحد العاقدین یصح والشرط لغو۔ (مجلة الاحکام: (٣٩/١) کتاب البیوع، الفصل الرابع فی الشرط بالبیع، [المادة: ١٨٩] ط: نور محمد، آرام باغ کراچی)

لو شرطا فی البیع نفعا علی اجنبی کما اذا باعه شیئا بشرط ان یقرضه فلان عشرة دراهم فالبیع صحیح والشرط لغو۔ (شرح مجلة الاحکام لسلیم رستم باز: (٤٢/١) الکتاب الأول: في البیوع، الفصل الرابع فی الشرط بالبیع، (ص: ٨٩) [المادة: ١٨٩] ط: دار الکتب العلمیة)

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (٦٥/٢) رقم المادة: ١٨٩، الکتاب الأول في البیوع، الباب الأول في بیان المسائل المتعلّقة بعقد البیع، الفصل الرابع في حق البیع بشرط، ط: رشیدیه)

(٢) قال علیه الصلاة والسلام: من اشتری سرقة وهو یعلم انها سرقة فقد شرک فی عارها والمها=

خرید چکا ہے تو واپس کر دے، اگر مالک کا علم ہو جائے تو اس کے حوالہ کر دے[1] پھر اس کے بعد چاہے تو اس سے معاملہ کر کے خرید لے۔

اور اگر قرائن سے غالب گمان یہ ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کو بھی خریدنا جائز نہیں ہے اس کا بھی وہی حکم ہے جو اوپر لکھا گیا ہے۔

☆.....جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر کسی مال کے بارے میں یقین یا گمان غالب یہی ہے کہ وہ چوری کا مال ہے تو اس کو خریدنا بھی جائز نہیں ہے[2] اگر کسی نے ایسا مال خرید لیا ہے اور واپس کرنا مشکل ہے اور مالک کا

=(فیض القدیر: (۱۱/۵۶۵۳) [رقم الحدیث: ۸۳۳۳] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز، ریاض)

☐ لم یحل للمسلم ان یشتری شیئا یعلم انہ مغصوب او مسروق او ماخوذ من صاحبہ بغیر حق، قال علیہ السلام: من اشتری سرقة ای مسروقا وھو یعلم انہا سرقة فقد اشترک فی اثمہا وعارھا۔ (الحلال والحرام لیوسف القرضاوی: (ص: ۲۱۶) الفصل الرابع فی المعاملات، ط: المکتب الاسلامی)

☐ فمن علمت انہ سرق مالا او خانہ فی امانتہ او غصبہ فاخذہ من المغصوب قہرا بغیر حق لم یجز لی ان آخذہ عنہ لا بطریق الہبة ولا بطریق العوض ولا وفاء عن اجرة ولا ثمن مبیع۔ (مجموعة الفتاوی لابن تیمیة: (۲۹/۳۲۳) ط: مکتبة العبیکان سعودی عرب)

☐ لایجوز التصرف فی مال غیرہ بلا اذنہ ولا ولایتہ۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۲۰۰) کتاب الغصب، مطلب فی مایجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، ط: سعید)

(۱) والحاصل ان علم ارباب الأموال وجب ردہ علیہم۔ (شامی: (۵/ ۹۹)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالاً حراماً، و: (۶/۳۸۵) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

☐ الہندیة: (۵/۳۴۹) کتاب الکراہیة، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیہ۔

☐ الفتاوی الکاملیة: (ص: ۱۵۰) کتاب الزکاة، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت۔

(۲) ان علم ان العین التی یغلب علی الظن انہم اخذوہا من الغیر بالظلم قائمة وباعوہا فی الاسواق فانہ لاینبغی شراؤہا منہم وان تداولتہ الایدی۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۳/ ۱۹۲) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: دار المعرفة بیروت)

☐ لم یحل للمسلم ان یشتری شیئا یعلم انہ مغصوب او مسروق او ماخوذ من صاحبہ بغیر حق، لانہ اذا فعل یعین الغاصب او السارق او المعتدی علی غصبہ وسرقتہ وعداوتہ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اشتری سرقة ای مسروقا وھو یعلم انہا سرقة فقد اشترک فی اثمہا وعارھا "البیہقی"۔=

پتا نہیں ہے تو صدقہ کردے۔[1]

مزید ”مال مسروقہ کی خرید وفروخت کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۶ے)

۱۶۲

چوری کا مال خرید کر بیچنے سے جو نفع ہوتا ہے اس کا حکم

چوری کرنا حرام ہے اور خریدار کے لیے جان بوجھ کر ایسا مال خریدنا ناجائز اور حرام ہے بلکہ ایسے خریدار لوگ بھی چوری کے گناہ میں شریک ہیں، ایسی چیزوں کی خرید وفروخت دونوں ناجائز ہیں اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی حرام ہے۔[2]

=(الحلال والحرام فی الاسلام، لیوسف القرضاوي: (ص: ۲۱۶) الفصل الرابع، الحلال والحرام فی الحیاة العامة للمسلم فی المعاملات، ط: المکتب الاسلامی)

شامی، (۵/۹۸، ۹۹)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فیمن ورث مالأ حراما، و: (۶/۳۸۵) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

من اشتری سرقة وهو یعلم انها سرقة فقد اشترک فی عارها و اثمها۔ (فیض القدیر: (۱۱/۵۶۵۴) [رقم الحدیث: ۸۳۳۳] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض)

لایجوز لاحد ان یتصرف فی ملک غیره بلا اذنه۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز، (ص: ۶۱) [رقم المادة: ۹] ط: مکتبہ حنفیہ کوئٹہ)

و ما نقل عن بعض الحنفیة من ان الحرام لایتعدی الی ذمتین سالت عنه الشهاب بن الشلبي فقال: هو محمول علی مالم یعلم بذلک، اما من رای المکاس یاخذ من احد شیئا من المکس ثم یعطیه آخر ثم یاخذه من ذلک الآخر فهو حرام اھ۔ (شامی: (۶/۳۸۵) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

(۱) ویردونها علی اربابها ان عرفوهم و لا تصدقوا بها لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه۔ (شامی: (۵/۹۹)، و: (۶/۳۸۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالأ حراما، و: کتاب الحظر والإباحة، ط: سعید)

ھندیة: (۵/۳۴۹) کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) والخبث لفساد الملک انما یعمل فی مایتعین لا فی مالا یتعین، و اما الخبث لعدم الملک کالغصب فیعمل فیهما کما بسطه خسرو وابن الکمال۔

(قوله: کالغصب) و کالودیعة فاذا تصرف الغاصب او المودع فی العرض او النقد یتصدق بالربح لتعلق العقد بمال غیره وتمامه فی الدرر۔ (شامی: (۵/۹۷، ۹۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)=

چوری کا مال خریدنا

(۱۴۳) جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنے والا چور کا معاون اور نمائندہ ہے، چور چوری کر کے جس طرح گناہ گار ہوتا ہے، جان بوجھ کر اس سے مال خرید کر بیچنے والا بھی اسی طرح گناہ گار ہوتا ہے اگر یہ لوگ چور سے مال نہ خریدتے تو چور کبھی چوری نہیں کرتا، چھینا جھپٹی اور لوٹ کھسوٹ نہیں کرتا، قتل وقتال اور فتنہ فساد کا بازار گرم نہیں ہوتا، مقتول کی بیوی بیوہ نہیں ہوتی، اور اس کے بچے یتیم نہیں ہوتے، بازار، راستے اور گاڑیوں میں امن ہوتا، اس لئے جو لوگ چوروں سے چوری کا مال کم قیمت پر خرید لیتے ہیں اور زیادہ نفع کے ساتھ فروخت کرتے ہیں وہ سب ان تمام گناہوں میں برابر کے شریک ہیں اور وہ چور کی طرح مجرم ہیں، اس لئے جان بوجھ کر ایسا مال نہیں خریدنا چاہئے، ایک تو گناہ اور جرم میں برابر کے شریک ہیں، دوسرا برکت سے محروم ہوجاتے ہیں اور ایک وقت ایسا آتا ہے کہ کاروبار بند ہوجاتا ہے اور سب کچھ گنوا کر فٹ پاتھ (Footpath) پر آجاتے ہیں پھر حیران و پریشان ہو کر پشیمان ہوتے ہیں تو اس وقت تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون اور مدد نہ کرو۔ (۱)

= حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد (۳/ ۸۲) ط: دار المعرفۃ بیروت لبنان۔

الاشباہ والنظائر: (۴/ ۵۰۳) کتاب الحظر والاباحۃ ط: ادارۃ القرآن کراچی۔

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ (المائدۃ: ۲)

عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال: من اشتری سرقۃ وھو یعلم انہا سرقۃ، فقد اشترک فی عارھا واثمہا۔ (السنن الکبری للبیہقی: (۵/ ۳۳۶) کتاب البیوع، باب کراہیۃ مبایعۃ من اکثر مالہ من الربا او ثمن المحرم ط: دار المعرفۃ)

المستدرک للحاکم: (۲/ ۴۱) رقم الحدیث: ۲۲۵۳، کتاب البیوع، واما حدیث ابی ہریرۃ ط: دار الکتب العلمیۃ۔

چوری کا مال خریدنا گناہ ہے

(۱۶۳) جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا گناہ ہے اس سے بچنا ضروری ہے ورنہ دنیا میں برکت ختم ہوجائے گی اور آخرت میں عذاب بھی ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے چوری کا مال خریدا اس مال میں کہ اسے معلوم تھا کہ وہ چوری کا ہے تو وہ اس نحوست وگناہ میں برابر کا شریک ہے۔ (۱)

چوری کا موبائل خریدنا

جان بوجھ کر چوری کا موبائل خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ایسے

= اتحاف الخيرة المهرة: (۳/۲۷) رقم الحديث: ۲۷۲۱، كتاب البيوع، باب الترغيب في كسب المال الحلال، ط: دار الوطن۔

شعب الايمان: (۳۸۹/۳) (۵۵۰۰) الباب الثامن والثلاثون من شعب الايمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة ويدخل فيه تحريم السرقة، ط: دار الكتب العلمية۔

المطالب العالية: (۱۹۸/۷) رقم الحديث: ۱۳۳۵، كتاب البيوع، باب الترهيب من كسب الحرام والترغيب في كسب الحلال، ط: دار العاصمة ودار الغيث۔

لم يحل للمسلم أن يشترى شيئاً يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق، قال عليه السلام: من اشترى سرقة أى مسروقاً، وهو يعلم أنها سرقة فقد شرك في اثمها وعارها۔ (الحلال والحرام في الاسلام ليوسف القرضاوى: (ص: ۲۱٦) الفصل الرابع: في المعاملات، ط: المكتب الاسلامى)

فمن علمت أنه سرق مالاً أو خانه في أمانته أو غصبه فأخذه من المغصوب قهراً بغير حق لم يجز لي أن آخذه منه، لا بطريق الهبة ولا بطريق العوض ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع۔ (مجموع الفتاوى لابن تيمية: (۳۲۳/۲۹)، ط: مكتبة العبيكان سعودى عرب)

(۱) روى عن ابى هريرة عن النبى صلى الله عليه وسلم انه قال: من اشترى سرقة وهو يعلم انها سرقة فقد اشترك في عارها واثمها۔ رواه البيهقى: (الترغيب والترهيب: (۳۲۳/۲) رقم الحديث: ۲٦۸۰، كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام وأكله ولبسه ونحو ذلك، ط: دار الكتب العلمية)

أنظر ايضاً الحاشية السابقة۔

لوگ بھی چوری کے گناہ میں شریک ہوں گے اور آمدنی بھی حلال نہیں ہوگی۔ ہاں اگر مالک سے رابطہ کرنے کے بعد وہ اجازت دے دے تو استعمال کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

چوری کی رقم سے خرید وفروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

چوری کے جرم میں شریک ہے

''چوری کا مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۳)

چوری کے مال خریدنے پر وعید

عام طور پر لوگ چوری یا اور کسی قسم کا غلط مال سستا دیکھ کر خرید لیتے ہیں، یہ حرام ہے۔ ایسے لوگ اگرچہ اپنی رقم دے کر خرید رہے ہیں مگر گناہ میں برابر کے شریک رہیں گے سرکاری مال ہو یا عوام کا سب کا حکم ایک ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چوری کا مال خریدے اور اسے معلوم ہے کہ یہ چوری کا مال ہے تو وہ اس کی برائی اور گناہ میں پورا شریک ہے۔ (۲)

---

(۱) تخریج کے لیے ''چوری کا مال'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) عن أبي هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم: أنه قال: من اشترى سرقة، وهو يعلم أنها سرقة، فقد شرك في عارها وإثمها. (المستدرك للحاكم: (۲/۴۱) رقم الحديث: ۲۲۵۱، كتاب البيوع، وأما حديث أبي هريرة رضي الله عنه، ط: دار الكتب العلمية)

السنن الكبرى للبيهقي: (۵/۳۳۶) كتاب البيوع، باب كراهية مبايعة من أكثر ماله من الربا أو ثمن محرم، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

كنز العمال: (۴/۱۳) رقم الحديث: ۹۲۵۸، كتاب البيوع، من قسم الأقوال، الباب الأول: في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة.

چوری کے مال کی خرید وفروخت

١٢٢ جان بوجھ کر چوری کے مال کی خرید وفروخت کرنا حرام اور ناجائز ہے، آج کل بعض دکاندار جان بوجھ کر چوری کا مال اونے پونے دام میں خرید لیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے ایسے دکاندار بہت بڑے گناہ گار ہیں، اور رقم ادا کرنے کے باوجود چوری کے مال کے مالک نہیں بنتے، ان کے لئے اس مال کو خریدنے کے باوجود آگے بیچنا جائز نہیں ہوتا، اگر مال کے مالک کو معلوم ہوجائے کہ اس کا مال فلاں شخص یا فلاں دکاندار کے پاس موجود ہے، تو وہ اپنا مال کسی قسم کی رکاوٹ کے بغیر اٹھا کر لے جاسکتا ہے۔

باقی خریدار جو رقم چور کو ادا کرچکا ہے وہ چور کو تلاش کرکے اس سے اپنی رقم واپس لے۔ ورنہ اس کی رقم ضائع ہوجائے گی، اور مال کے مالک سے اپنی رقم کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوگا، اور مال کے مالک پر رقم ادا کرنا لازم بھی نہیں ہوگا۔ (١)

---

(١) وعن سمرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: من وجد عين ماله عند رجل فهو أحق به ويتبع البيع من باعه. (مشكاة: (ص:٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

ابو داؤد: (١٤٦/٢) كتاب البيوع، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ط: رحمانية.

النسائي: (٢٣٦/٢) كتاب البيوع، باب الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ط: قديمي

(قال: من وجد عين ماله) قال التوربشتي: المراد منه ما غصب أو سرق أو ضاع من الأموال (فهو أحق) أي بماله (ويتبع) بتشديد التاء وكسر الموحدة (البيع) بكسر الياء المشددة أي المشتري لذلك المال (من باعه) أي وأخذ منه الثمن. قال الخطابي: هذا في المغصوب ونحوه إذا وجد ماله المغصوب أو المسروق عند رجل كان له أن يخاصمه فيه ويأخذ عين ماله منه ويرجع المشتري من يده على من باعه إياه، انتهى. (عون المعبود: (٤٠٧/٩) كتاب الإجارة، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ط: المكتبة السلفية.

(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وجد عين ماله عند رجل فهو) أي المالك (أحق به) ولو تداولته الأيدي (ويتبع البيع) أي المشتري بثمنه (من باعه) فيأخذ ثمنه من بائعه لا من المالك... هذا الباب محمول على مال السرقة والغصب والوديعة. (بذل المجهود: (٢٦٣/٥) كتاب الإجارة، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ط: دار الكتب العلمية.

چنگی ٹیکس کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا

"اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱) ١٦٧

چوری کی چیزوں سے بنائی ہوئی چیزیں

جان بوجھ کر چوری کی چیزوں سے بنائی ہوئی چیزیں خریدنا جائز نہیں ہے، حرام ہے، بلا علم خرید لیا تو گناہ نہیں ہے اور استعمال سے بھی گناہ نہیں ہوگا البتہ علم ہونے کے بعد ایسی چیزوں کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا بلکہ واپس کر دینا لازم ہوگا۔

مثلاً ایک درزی کپڑا چوری کرتا ہے اور اس سے ٹوپیاں اور قرآن مجید کے جزدان بنا کر بیچتا ہے تو جان بوجھ کر ان ٹوپیوں اور جزدانوں کو خریدنا جائز نہیں ہے، بلا علم خرید لیا تو گناہ نہیں ہوگا اور نماز بھی درست ہوگی لیکن جب علم ہو جائے تو ایسا لباس ترک کر دینا ضروری ہوگا۔ (۱)

چوکیدار کا دھوکا

"چوکیدار کی ہوشیاری" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱٦٧/٣)

چوکیدار کی ہوشیاری

بعض زیر تعمیر بنگلوں وغیرہ میں مالک چوکیدار سے کہتا ہے کہ ہمیں تقریباً چالیس ٹرک ریتی، بجری کی ضرورت ہے، آپ کسی ٹرک والے سے بات کریں، اب چوکیدار نے ایک ٹھیکیدار سے بات کی، اس نے کہا ویسے تو بارہ سو کا ٹرک ہے آپ کو ساڑھے گیارہ سو کے حساب سے دوں گا، یہ رعایت صرف آپ کے لیے ہے، اب اس کے بعد چوکیدار نے مالک کو اصل قیمت بارہ سو روپے بتادی اور ہر دفعہ پچاس روپے چوکیدار خود رکھتا رہا اور ساڑھے گیارہ سو ٹرک والے کو دیتا رہا تو یہ پچاس روپے

---

(۱) تخریج کے لیے عنوان "چوری کا مال" کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

چوکیدار کے لیے حلال نہیں ہیں کیوں کہ چوکیدار مالک کا تن خواہ دار ملازم ہے اور ریتی بجری کی خریداری میں وکیل ہے تو درمیان میں چوکیدار کے لیے فی ٹرک پچاس روپے وصول کرنا جائز نہیں ہے، پچاس کے حساب سے جتنی رقم زائد ہے سب مالک کو واپس کر دینا لازم ہے اگر دنیا میں نہیں دے گا تو آخرت میں دینا پڑے گا۔ (۱)

چھپایا گیا قیمت فروخت کو

''قیمت فروخت کو چھپایا گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۲/۵)

چھت گھر کی بیع میں داخل ہے

''توابع ذکر کے بغیر بیع میں داخل ہوجاتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

چھٹی کرنا جمعہ کے دن

''جمعہ کے دن کاروبار بند رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۷/۳)

چکھنے سے کھانے پینے کی چیزوں میں اختیار ختم ہوجاتا ہے

''کھانے پینے کی چیزیں خریدیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۲/۵)

چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا

ایک طرف چھنا ہوا آٹا ہے، دوسری طرف بے چھنا ہوا آٹا یا ایک طرف موٹا

---

(۱) لو أعطى ماله للدلال وقال: بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفاضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة. (مجلة الأحكام العدلية: (۱۰۷/۱) الكتاب الثاني: في الإجارات، الباب السادس: في بيان أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: نور محمد، آرام باغ كراچی)

وقال العلامة علی حيدر: لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك، وليس للدلال سوى أجرة الدلالة. (درر الأحكام شرح المجلة الأحكام لعلی حيدر: (۵۶۵/۱)، المادة: ۵۷۸، ط: دار الكتب العلمية)

آٹا ہے اور دوسری طرف باریک آٹا ہے تو سودا کرتے وقت ان دونوں کا برابر ہونا لازم ہے، کمی زیادتی سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

اور سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ چھنے ہوئے آٹے یا موٹے آٹے کو پیسوں کے عوض بیچ دیں مثلاً بے چھنے ہوئے آٹے یا موٹے آٹے کو دوسو روپے میں بیچیں اور دوسو روپے پر قبضہ کرلیں پھر انہی دوسو روپے کے عوض چھنا ہوا آٹا یا باریک آٹا لے لیں تو یہ جائز ہے۔(۲)

چھوٹ دینا وقت پر پیسے ادا کرنے پر

''وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا

عرف میں جس قدر گز یا میٹر لوگوں میں مشہور ہے جس کو سب لوگ جانتے ہیں کپڑا ناپ کر دینے کے لیے اس سے چھوٹا گز یا میٹر رکھنا اور اس سے ناپ کر کپڑا بیچنا خریدار کو دھوکا دینا ہے اور یہ ناجائز اور حرام ہے۔(۳) خریدار نے بڑے گز یا

---

(۱) وبیع الدقیق المنخول بغیر المنخول لایجوز إلا متماثلاً۔ (الشامیة: (۱۸۳/۵) کتاب البیوع، باب الربا، مطلب في استقراض الدراهم عدداً، ط: سعید)

☐ البحر الرائق: (۱۳۵/۶) کتاب البیوع، باب الربا، ط: سعید۔

☐ فتح القدیر: (۲۳/۷) کتاب البیوع، باب باب الربا، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: استعمل رجلاً على خيبر فجاء بتمر جنيب، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: أكل تمر خيبر هكذا، قال: لا والله يا رسول الله! إنا لنأخذ الصاع من هذا بالصاعين، والصاعين بالثلث۔ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا: فلا تفعل، بع الجمع بالدراهم ثم ابتع بالدراهم جنيبا۔ (الصحيح لمسلم: (۲۶/۲) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی)

☐ صحیح البخاري: (۲۹۳/۱) کتاب البیوع، باب إذا أراد بیع تمر بتمر خیر منه، ط: قدیمی۔

☐ مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۵) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(۳) عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام فادخل یده فیها فنالت اصابعه بللا فقال: یا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: اصابته السماء یا رسول الله، قال: افلا جعلته =

بڑے میٹر کے حساب سے قیمت ادا کی ہے حالانکہ اس کو کپڑا چھوٹے گز یا چھوٹے میٹر کے حساب سے دیا گیا ہے تو جس قدر قیمت زائد وصول کی ہے وہ بیچنے والے کے لیے ناجائز ہے۔(۱) وہ رقم خریدار کو واپس کر دینا لازم ہے ورنہ آخرت میں واپس کرنا پڑے گا اور آخرت میں واپس کرنا اتنا آسان نہیں ہوگا۔(۲)

چھوٹے میٹر سے کپڑا ناپ کر دینا

"چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۳)

=فوق الطعام حتی یراہ الناس؟ الم قال: من غش فلیس منا۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط: سعید)

🗀 فیض القدیر: (۵۹۲۳/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۸۷۸] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض۔

🗀 قولہ تعالی: {ویل للمطففین} سورۃ المطففین: ۱۔

(۱) وان باع ثوبا علی انہ عشرۃ اذرع کل ذراع بدرھم اخذہ المشتری بعشرۃ لو عشرۃ ونصفا بلا خیار وبتسعۃ لو تسعۃ ونصفا بخیار ولو قال کل ذراع بکذا ونقص اخذہ بحصتہ او ترک وان زاد اخذ کل ذراع بکذا او فسخ لما قدمنا انہ وان کان وصفا اذا افرد بثمن صار اصلا، وارتفع عن التبعیۃ فنزل کل ذراع منزلۃ ثوب۔ (البحر الرائق: (۲۸۶/۵) کتاب البیع، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

🗀 تبیین الحقائق: (۲۸۴/۴) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت۔

🗀 الفتاوی الھندیۃ: (۱۲۴/۳) کتاب البیوع، الباب الثامن فی جھالۃ المبیع او الثمن، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

🗀 الدر مع الرد: (۵۴۴/۴) کتاب البیوع، مطلب المعتبر ماوقع علیہ العقد وان ظن البائع او المشتری انہ اقل او اکثر، ط: سعید۔

(۲) ویردونھا علی أربابھا إن عرفوھم وإلا تصدقوا بھا؛ لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبہ۔ (الشامیۃ: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والإباحۃ، فصل: فی البیع، ط: سعید)

🗀 الفتاوی الھندیہ: (۳۴۹/۵) کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیہ۔

🗀 عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من کانت لہ مظلمۃ لأخیہ من عرضہ أو شیئ، فلیتحللہ منہ الیوم قبل أن لا یکون دینار ولا درھم إن کان لہ عمل صالح أخذ منہ بقدر مظلمتہ، وإن لم یکن لہ حسنات أخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۴۳۵) کتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قدیمی)

🗀 صحیح البخاری: (۳۳۱/۱) کتاب المظالم، باب من کانت لہ مظلمۃ عند الرجل... الخ، ط: قدیمی۔

چھ ماہ بعد مبیع حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا

''مبیع چھ ماہ کے بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

چھیلنے کے بعد عیب دار ہونے کا علم ہوا

''ہر ہر دانہ الگ الگ ہوتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۸/۶)

چیز اصلی اور معیاری ہونے کی ضمانت دینا

''گارنٹی دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۴/۵)

چیز خریدنے کے لیے پیشگی رقم دینا

''پیشگی رقم دینا چیز خریدنے کے لیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۸/۲)

چیز خریدنے کے لیے وکیل مقرر کیا

''وکیل مقرر کیا چیز خریدنے کے لیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۵۳/۶)

چیز کی ذات کے متعلق کوئی عیب چھپانا

مثلاً بیچنے والے کو اس بات کا پتا ہے کہ خریدار کو چیز کے بارے میں زیادہ علم نہیں ہے تو اس کی اس کم علمی سے فائدہ اٹھا کر اسے کوئی دوسری چیز فروخت کر کے دھوکا دینے کی کوشش کرنا مثلاً خریدار فرانس کی خاص کمپنی کا ایک جوسر طلب کرے تو دکان دار کسی اور کمپنی کا جوسر اس کو فروخت کر دے یہ دھوکا ہے اور ناجائز ہے۔(۱)

---

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی صبرۃ من طعام فادخل یدہ فیہا فنالت اصابعہ بللا فقال: یا صاحب الطعام ماھذا؟ قال: اصابتہ السماء یا رسول اللہ، قال: افلا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس؟ ثم قال: من غش فلیس منا۔ (جامع الترمذی: (۲۳۵/۱) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط: سعید)

☐ فیض القدیر: (۵۹۲۳/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۸۷۸] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض۔

☐ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: المسلم أخو =

چیز کی صفات کے متعلق کوئی عیب چھپانا

چیز میں معیار، عمدگی، کارکردگی اور اچھائی کے لحاظ سے ایک سے زیادہ صفات یا کوئی ایک صفت نہ ہو جو کہ خریدار کو مطلوب ہے لیکن خریدار کو چیز کے بارے میں زیادہ معلومات نہ ہونے کی بنا پر یہ باور کرانا کہ یہ چیز ان ہی صفات سے متصف ہے جو کہ آپ کو مطلوب ہیں حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے تو یہ بھی دھوکا ہے، شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔ (۲)

چیز کی صلاحیت کی ضمانت دینا

''گارنٹی دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۴/۵)

چیز کے تعین میں تکرار ہو

''قیمت کے تعین میں تکرار ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (/)

=المسلم، ولا يحلّ لمسلم باع من أخيه بيعًا فيه عيب، إلا بينه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارة، باب من باع عيبًا فليبينه، ط: قديمي)

(وأما بيان نفس العيب فواجب) لأنّ الغش حرام۔ (الشاميه: (۱۴۰/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

قال بعضهم: من باع أخاه شيئًا بدرهم وليس يصلح له لو اشتراه لنفسه إلا بخمسة دوانق فإنه قد ترك النصح المأمور به في المعاملة ولم يحب لأخيه ما يحب لنفسه، هذه جملته فأما تفصيله ففيه أربعة أمور: أن لا يثني على السلعة بما ليس فيها، وأن لا يكتم من عيوبها وخفايا صفاتها شيئًا أصلًا، وأن لا يكتم في وزنها ومقدارها شيئًا، وأن لا يكتم من سعرها ما لو عرفه لامتنع عنه، أما الأول فهو ترك الثناء فإن وصفه للسلعة إن كان بما ليس فيها فهو كذب فإن قبل المشتري ذلك وهو تلبيس وظلم مع كونه كذبًا وإن لم يقبل فهو كذب وإسقاط مرؤة۔ (إحياء علوم الدين: (۷۳/۲) كتاب آداب المعاش، الباب الثالث: في بيان العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

لا يحلّ كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأنّ الغش حرام۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: في الصلح عن العيب، ط: سعيد)

(۲) انظر الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

چیز گر کر ٹوٹ جائے گاہک کے ہاتھ سے

''گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ ۱۷۳

چیز واپس لے کر قیمت کے بجائے دوسری چیز دینا

اگر سودا ہونے کے بعد مشتری سامان واپس کرنا چاہتا ہے اور بائع یہ کہتا ہے کہ میں سامان واپس لوں گا لیکن اس چیز کی قیمت واپس نہیں ملے گی بلکہ اس کی جگہ دوسری چیز لینی ہوگی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر واپسی اور دوسری چیز کی خریداری کا معاملہ الگ الگ ہو تو درست ہے اور اگر واپسی کو دوسری چیز کی خریداری کے ساتھ مشروط کیا جائے گا تو درست نہیں ہوگا، اس لیے آسان صورت یہ ہے کہ ایسے آدمی سے یہ کہا جائے کہ واپسی نہیں ہوگی البتہ اس کے عوض میں دوسرا سامان لینے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

چیز واپس لے کر قیمت واپس دینا

اگر خریدار چیز خریدنے کے بعد کسی وجہ سے واپس کرنا چاہتا ہے اور بائع چیز واپس لے کر قیمت واپس کر دیتا ہے تو یہ نہ صرف جائز ہے بلکہ خیر و برکت کا ذریعہ ہے۔ (۲)

---

(۱) الإقالة جائزة في البيع ... بمثل الثمن الأول) جنسا و قدرا (فإن شرط أحدهما أقل منه أو أكثر أو شيئا آخر ... فالشرط باطل) والإقالة باقية (ويرد مثل الثمن الأول۔ (اللباب في شرح الكتاب: (۱/ ۲۱۷) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: قديمي)

☆ البحر الرائق: (۱۰۳/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

☆ تبيين الحقائق: (۷۱/۴) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: امداديه ملتان۔

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أقال مسلما أقال الله عثرته يوم القيامة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) كتاب البيوع، قبيل: باب السلم والرهن، الفصل الثاني، ط: قديمي)=

چیک پر لکھی ہوئی رقم سے کم قیمت پر اسے فروخت کرنا

(۱۷۴) چیک پر لکھی ہوئی رقم سے کم قیمت پر اسے فروخت کرنا جائز نہیں اگرچہ دونوں فریق اس پر راضی ہوں کیونکہ فریقین کی رضا مندی سے حرام حلال نہیں ہوتا اور حلال حرام نہیں ہوتا۔ (۱)

مزید "معیادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا"۔ عنوان کے تحت دیکھیں۔

چیک میعادی ہے

"میعادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

۱؎ سنن أبي داود: (۱۳۳/۲) كتاب الإجارات، باب في فضل الإقالة، ط: رحمانيه.

۲؎ وأما صفتها فهي مندوب إليها الحديث: من أقال نادما أقال الله عثرته يوم القيامة. (البحر الرائق: (۱۰۲/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

۳؎ مرقاة المفاتيح: (۹۱/۶) كتاب البيوع، باب من ابتاع نخلا... الخ، ط: رشيديه.

(۱) أن صور بيع الفلس بالفلسين أربع: الأولى: أن يبيع فلسا بغير عينه بفلسين بغير أعيانهما... لا خلاف في عدم جوازها. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۹۱/۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: امداديه ملتان)

۴؎ العناية على هامش فتح القدير: (۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه.

۵؎ وإذا وجد الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء... وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء. (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

حاجت

"حاجت" کے معنی یہ ہیں کہ اگر ممنوع چیز کو استعمال نہ کرے تو ہلاک تو نہیں ہوگا مگر سخت مشقت اور تکلیف ہوگی، یہ اضطراری صورت میں داخل نہیں ہے، اس لیے ایسے آدمی کے لیے روزے، نماز، طہارت وغیرہ کے بہت سے احکام میں رعایت اور سہولتیں تو دی گئی ہیں مگر ایسی حالت میں حرام چیزیں قرآنی آیات کی رو سے حلال نہیں ہوں گی۔[1]

حاضر سودا (Spot Sale)

"حاضر سودا" (Spot Sale) یہ خرید و فروخت کا عام سادہ انداز ہے کہ کسی نے شیئرز دے کر ان کی قیمت وصول کر لی۔

حاضرین کی مجلس عقد

حاضرین کی مجلس عقد سے مراد عقد کرنے کی جگہ ہے، جب تک بیچنے والا اور خریدار ایک مجلس میں ہوں اور ایجاب (آفر) کے منافی کسی عمل میں مشغول نہ ہوں تو عقد صحیح ہوگا اور اگر مجلس بدل گئی تو عقد منعقد نہیں ہوگا لہٰذا اگر بیچنے والے کی جانب سے کوئی ایسا عمل صادر ہوا جو بیچنے کی رضامندی کی دلیل سمجھا جاتا ہو اور خریدار نے

---

(۱) والحاجة كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه يكون في جهد و مشقة وهذا لا يبيح الحرام ويبيح الفطر في الصوم۔ (شرح الحموي على الأشباه: (۲۵۲/۱) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن)

الأشباه والنظائر للسيوطي: (۸۵/۱) القاعدة الثانية: ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية۔

الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۹۲/۲۸) حرف الضاد، ضرورة، ط: دار الصفوة۔

دوسری مجلس میں اس ایجاب کو قبول کیا تو بیع منعقد نہیں ہوگی، مثلاً بیچنے والے نے دکان میں ایجاب کیا اور خریدار نے راستہ میں اسے قبول کیا تو مجلس مختلف ہونے کی وجہ سے عقد منعقد نہیں ہوگا بلکہ اس کے اس قبول کو مستقل ایجاب سمجھا جائے گا اور اسی مجلس میں دوسرے کی طرف سے قبول ہونا ضروری ہوگا ورنہ عقد منعقد نہیں ہوگا۔ (١)

حاطب بن ابی بلتعہ کی تجارت

"کھانے پینے کی اشیاء کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٤٣/٥)

حجام کو مسجد کی دکان کرایہ پر دینا

حجام کو مسجد کی دکان کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے۔ (٢)

---

(١) أما الذي يرجع إلى مكان العقد فواحد وهو اتحاد المجلس بأن كان الإيجاب والقبول في مجلس واحد، فإن اختلف المجلس لا ينعقد حتى لو أوجب أحدهما البيع فقام الآخر عن المجلس قبل القبول أو اشتغل بعمل آخر يوجب اختلاف المجلس ثم قبل لا ينعقد . . . ولو أوجب أحدهما وهما واقفان فسار الآخر قبل القبول أو سارا جميعا ثم قبل لا ينعقد۔ (بدائع الصنائع: (١٣٧/٥) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى مكان العقد، ط: سعيد)

فتح القدير: (٢٣٥/٦) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

تبيين الحقائق: (٤/٣) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

(٢) قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ٢)

ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم . . . الخ۔ (أحكام القرآن للقرطبي: (١٨/٣) ط: دار الفكر)

قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليهما وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (٣٣/٦) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، تحت رقم الحديث: ٢٨٠٧، ط: رشيديه)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (٣٥٠/٦) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (١٩٣/٢) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

حج کے موقع پر تجارت کرنا

حج کے موقع پر جائز چیزوں کی تجارت کرنا جائز ہے۔ البتہ اس سے حج کا (177)
ثواب پورا ملے گا یا نہیں؟ اس کا دارومدار نیت پر ہے، اگر کسی شخص کی نیت اصل میں دنیوی نفع وتجارت ہے اور ضمنی طور پر حج کا ارادہ ہے تو اس صورت میں حج کا ثواب کم ملے گا اور حج کی برکات جس طرح حاصل ہونی چاہییں حاصل نہیں ہوں گی اور اگر اصل نیت حج کی ہے، اسی کے شوق میں نکلا ہے لیکن حج کے اخراجات یا گھر کی ضروریات میں تنگی ہے اُن کو پورا کرنے کے لیے کوئی معمولی تجارت یا مزدوری کرلی تو یہ اخلاص کے منافی نہیں ہوگا اور ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی، لیکن ایسے شخص کو چاہیے کہ آٹھ ذی الحجہ سے بارہ ذی الحجہ تک پانچ دن میں تجارت اور مزدوری نہ کرے صرف عبادت ذکر و اذکار اور حج کے افعال کی ادائیگی میں مصروف رہے تاکہ اصل مقصد میں خلل واقع نہ ہو۔ (1)

---

(۱) قال اللہ تعالی: [لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم] [البقرة:۱۹۸]

☐ قال الامام القرطبی: فی الآیة دلیل علی جواز التجارة فی الحج للحاج مع اداء العبادة وان القصد الی ذلک لایکون شرکا ولایخرج به المکلف عن رسم الاخلاص المفترض علیه اما ان الحج دون تجارة افضل لعروها عن شوائب الدنیا وتعلق القلب بغیرها۔ (الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، (۳۸۹/۱) سورة البقرة:۱۹۸، ط:رشیدیه)

☐ تفسیر الماوردی، (۲۶۰/۱) سورة البقرة:۱۹۸، ط:دار الکتب العلمیة

☐ وفی تفسیر الماوردی فی تفسیر قوله تعالی: [لیشهدوا منافع لهم] المنافع انها التجارة فی الدنیا والآخرة وهذا قول مجاهد۔ (تفسیر الماوردی: (۱۹/۳) سورة الحج:۲۸، ط:دار الکتب العلمیة)

☐ قوله تعالی: [واتموا الحج والعمرة لله] قال الماوردی: اختلفوا فی تاویل اتمامهما: ان تخرج من دویرة اهلک لاجلهما لاترید غیرهما من تجارة ولامکسب وهذا قول سفیان الثوری۔ (تفسیر الماوردی: (۲۵۳/۱) سورة البقرة:۱۹۶، ط:دار الکتب العلمیة)

☐ والتجارة والاجارة لایمنعان جواز الحج ویجوز حج التاجر والاجیر والمکاری لقول اللہ عزوجل: لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم] قیل: الفضل التجارة ولان التجارة والاجارة لایمنعان من ارکان الحج وشرائطها فلایمنعان من الجواز۔ (بدائع الصنائع: (۲۱۶/۲) کتاب الحج، ط:سعید)=

حج میں تجارت

۱۷۸ ''حج کے موقع پر تجارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۷/۳)

حرام آمدن والوں کے پاس نوکری کرنا

☆ ... جن لوگوں کی آمدنی بالکل خالص حرام ہے جیسے کسبی یا شراب فروش یا سودخور وغیرہ، جان بوجھ کر ان کی نوکری کرنا جائز نہیں ہے اور جو تن خواہ اس میں سے ملتی ہے وہ حلال نہیں ہے۔ (۱)

= وتجريد السفر عن التجارة احسن ولو اتجر لا ينقص ثوابه كالغازي اذا اتجر كما ذكره الشارح في السير. (البحر: (۳۰۹/۲) كتاب الحج، ط: سعيد)

وهذا محمول على ما اذا لم تحمله التجارة على السفر. (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۸۹/۱) ط: دار الكتب العلمية)

الهندية، (۲۲۰/۱) كتاب المناسك، الباب الأول في تفسير الحج وفرضيته... الخ، ط: رشيديه.

عن مجاهد قال بينا عمر بن الخطاب رضي الله عنه جالس بين الصفا والمروة اذ قدم ركب فاناخوا عند باب المسجد فطافوا بالبيت وعمر ينظر اليهم ثم خرجوا فسعوا بين الصفا والمروة فلما فرغوا قال: علي بهم فاتي بهم فقال: ممن انتم؟ قالوا: من اهل العراق. قال: فما اقدمكم؟ قالوا: حجاج، قال: ما قدمتم في تجارة ولا ميراث ولا طلب دين؟ قالوا: لا، قال: ادبرتم؟ قالوا: نعم. قال: انضيتم؟ قالوا: نعم. قال: فانتعوا. (مصنف عبد الرزاق: (۶/۵) رقم الحديث: ۸۸۰۶) باب فضل الحج، ط: إدارة القرآن)

قال ابن حجر: يوخذ من قول الشافعي واصحابه من حج بنية التجارة كان ثوابه دون ثواب المتخلي عنها، ان القصد المصاحب للعبادة ان كان محرما كالرياء اسقطها مطلقا... او غير محرم أثيب بقدر قصده الآخرة أخذا بعموم قوله تعالى: {فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره} وهو تفصيل حسن وتعليل مستحسن. (مرقاة المفاتيح: (۱۰۲/۱) قبيل كتاب الإيمان، ط: رشيديه)

قال بعضهم: اذا كان الداعي للخروج الى الحج هو التجارة (او الاكراء كما هو حال اكثر الجمالين) او كانت جزء العلة اضر ذلك بالحج لانه ينافي الاخلاص لله تعالى به. (احكام القرآن للعلامة ظفر احمد التهانوي: (۳۵۲/۱) ط: إدارة القرآن)

(۱) وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل ثمن الكلب ولا حلوان الكاهن ولا مهر البغي. (سنن أبي داود: (۱۳۷/۲) كتاب الإجارات، باب في أثمان الكلب، ط: رحمانية) =

☆......جن لوگوں کی آمدنی حرام اور حلال سے مخلوط ہے اور حلال غالب ہے تو ایسے لوگوں کے پاس ملازمت کرنا جائز ہے۔ (١)

حرام آمدنی سے دعوت

☆......جس شخص کی آمدنی کا ذریعہ حرام ہو، اور وہ حرام مال بلا معاوضہ حاصل کرتا ہو مثلاً چوری، ڈکیتی، غصب، رشوت، سود، بھتہ، تاوان اور خیانت وغیرہ سے یا معاوضہ کے طور پر حاصل کرتا ہو مثلاً بینک کی ملازمت، انشورنس کی ملازمت، سینماؤں کی آمدنی، گانے والوں کی آمدنی، فوٹو گرافروں کی آمدنی، ٹی۔وی کی آمدنی، نائٹ کلب والوں کی آمدنی وغیرہ اگر ایسے شخص کا کوئی حلال ذریعہ آمدنی نہیں ہے تو اس کے یہاں کھانا پینا، اس کا ہدیہ تحفہ وصول کرنا اور استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے الا یہ کہ وصول کرنے والا خود زکاۃ لینے کا مستحق ہو تو پھر گنجائش ہوگی۔

= وقال عليه السلام: ان الله حرم الخمر وثمنها۔ (سنن أبي داود: (١٣٧/٢) كتاب الإجارات، باب في ثمن الخمر والميتة، ط: رحمانيه)

وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم جالسا عند الركن قال: فرفع بصره الى السماء فضحك فقال: لعن الله اليهود ثلاثا ان الله تعالى حرم عليهم الشحوم فباعوها واكلوا اثمانها وان الله تعالى اذا حرم على قوم اكل شيء حرم عليه ثمنه۔ (سنن أبي داود: (١٣٧/٢) كتاب الإجارات، باب في ثمن الخمر والميتة، ط: رحمانيه)

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله۔ (سنن ابى داؤد: (١١٨/٢) كتاب البيوع، باب في اكل الربا وموكله، ط: رحمانيه)

(١) أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال، فلا بأس به۔ (الهندية: (٣٤٢/٥) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

غالب مال المهدي إن حلالاً، لا بأس بقبول هديته وأكل ماله مالم يتبين أنه من الحرام۔ (مجمع الأنهر: (١٨٦/٤) كتاب الكراهية، فصل: في الأكل، ط: دار الكتب العلمية)

بزازية على هامش الهندية: (٣٦٠/٦) كتاب الكراهية، الرابع في الهدية والميراث، ط: رشيديه۔

الأشباه والنظائر: (ص: ١١٣) القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال والحرام، ماخرج عن هذه القاعدة، ط: قديمي)

حرام جانوروں کو ذبح کر کے تیل نکالنا

حرام جانوروں کی تجارت

☆......جس شخص کی آمدنی کے ذرائع حلال اور حرام دونوں طرح کے ہوں تو اس میں تفصیل ہے، اگر حلال آمدنی اور حرام آمدنی اس کے پاس الگ الگ ہیں، اپنے اخراجات، کھانے پینے لباس وغیرہ میں حلال آمدنی استعمال کرتا ہے اور اس کی بات پر اعتماد بھی ہے تو اس کا لینا بھی جائز ہے۔ البتہ اس کی ناجائز اور حرام آمدنی سے کھانا پینا، ہدیہ تحفہ لینا جائز نہیں ہوگا۔

☆......اور اگر کسی کے پاس جائز اور ناجائز دونوں قسم کی آمدنی کے ذرائع موجود ہیں اور مخلوط ہیں تو اس صورت میں دیکھا جائے گا کہ اس کی آمدنی میں کون سی آمدنی زیادہ اور غالب ہے، اگر حلال آمدنی زیادہ غالب ہے تو اس کے یہاں کھانا پینا اور اس کا ہدیہ تحفہ لینا مباح اور جائز ہے اور اس سے بچنا ممکن ہو تو بچنا ہی اولیٰ اور بہتر ہے۔

☆......اور اگر کسی کی آمدنی میں حرام اور ناجائز آمدنی غالب ہے تو اس کے یہاں کھانا پینا اس کا ہدیہ تحفہ وصول کرنا، استعمال کرنا سب ناجائز ہے۔ (۱)

---

(۱) اهدى الى رجل شيئا او اضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلا باس الا ان يعلم بانه حرام فان كان الغالب هو الحرام ينبغي ان لا يقبل الهدية و لا يأكل الطعام الا ان يخبره بانه حلال او ورثه او استقرضه من غيره كذا في الينابيع. (الهندية: (۵/ ۳۴۲) كتاب الكراهية ، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

🗀 وان كان غالب ماله الحرام لا يقبلها ولا يأكل الا اذا قال: انه حلال ورثه او استقرضه. (الاشباه والنظائر: (ص: ۱۱۳) القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال الحرام، ما خرج عن هذه القاعدة، ط: قديمي)

🗀 ان الحكم للغالب واذا كان الغالب هو الحرام كان الكل حراما في وجوب الاجتناب عنها... وكذلك ان كان متساويين لان عند المساواة يغلب الحرام شرعا قال صلى الله عليه وسلم: ما اجتمع الحلال والحرام في شيء الا غلب الحرام الحلال ولان التحرز عن الحرام فرض. (المبسوط للسرخسي: (۱۰/ ۱۹۷) كتاب التحري، ط: دار المعرفة)

🗀 مصرف الزكاة والعشر... وهو مصرف لصدقة الفطر والكفارة والنذر وغير ذلك من الصدقات الواجبة كما في القهستاني. (شامي: (۲/ ۳۳۹) كتاب الزكاة، باب المصرف، ط: سعيد)

حرام جانور کو ذبح کر کے تیل نکالنا

حرام جانور کو ذبح کرنے سے اس کا گوشت اور کھال وغیرہ پاک ہوجاتے ہیں اس اعتبار سے اس کے گوشت وغیرہ سے تیل نکال کر انسانوں کی خوراک کے علاوہ جانوروں اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کرنا جائز ہے اور اس کی خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے۔(۱) ۱۸۱

حرام جانوروں کی تجارت

اگر حرام جانور مثلاً بندر، بلی، چوہے وغیرہ کی کھال، ہڈی وغیرہ کارآمد ہوں یا ان سے دوائی بنائی جائے تو ان جانوروں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) واما حکمها فطهارة المذبوح وحل اكله من الماكول وطهارة غير الماكول للانتفاع لابجهة الاكل كذا في محيط السرخسي۔ (الهندية: (۵/ ۲۸۶)، كتاب الذبائح، الباب الأول: في ركنه و شرائطه... الخ، ط: رشيديه)

☐ فجاز بيعه ولحوم السباع وشحومها وجلودها بعد الذكاة كجلود الميتة بعد الدباغ حتى يجوز بيعها والانتفاع بها في غير الاكل لطهارته بالذكاة۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۵۱) باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

☐ الهداية: (۴/ ۴۴۱) كتاب الذبائح، ط: رحمانيه۔

(۲) وصح بيع الكلب والفهد والفيل والقرد والسباع بسائر انواعها حتى الهرة وكذا الطيور سوى الخنزير۔ وهو المختار للانتفاع بها وبجلدها۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۲۲۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

☐ ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير وهو المختار۔ (هندية، كتاب البيوع، الباب التاسع في مايجوز بيعه ومالايجوز الفصل الرابع في بيع الحيوانات، (۳/ ۱۱۴) ط: رشيديه كوئته)

☐ ويصح بيع الكلب ولو جردا او عقورا والفهد والفيل والقرد وسائر السباع بسائر انواعها حتى الهرة (الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۳/ ۱۵۱) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: غفاريه كوئته)

☐ ويجوز بيع الكلب والفهد والسباع... وجه رواية الجواز انه يمكن الانتفاع بجلده وهذا هو وجه رواية اطلاق بيع الكلب والسباع فانه مبنى على ان كل مايمكن الانتفاع بجلده او عظمه يجوز بيعه۔ (فتح القدير: (۷/ ۱۱۸) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر)

حرام چیز درآمد کرنا

۱۸۲ اسلام میں حرام چیزوں کی خرید وفروخت بھی حرام ہے اس لیے اسلامی ملک کی حکومت یا شہری غیر مسلم ممالک سے حرام اشیاء میں سے کوئی پیداوار مثلاً پوست، بھنگ وغیرہ نشہ آور چیزیں یا مصنوعات مثلاً شراب، الکوحل، عریاں اور اخلاق سوز فلمیں اور اجناس مثلاً بت، سور وغیرہ درآمد نہیں کر سکتے، ان چیزوں کی خرید وفروخت بھی حرام ہے اور درآمد اور برآمد بھی حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) عن جابر بن عبد الله أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، فقيل يا رسول الله! أرأيت شحوم الميتة، فإنه يطلى بها السفن، ويدهن بها الجلود ويستصبح بها الناس؟ فقال: لا هو حرام، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك، قاتل الله اليهود إن الله لما حرم عليهم شحومها أجملوه ثم باعوه فأكلوا ثمنه۔ (سنن أبي داود (۱۳۷/۲) كتاب الإجارات، باب في ثمن الميتة، ط: رحمانيه)

مسند أحمد بن حنبل: (۳۱۰/۲۲) رقم الحديث: ۱۴۴۷۲، مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

سنن ابن ماجه: (ص:۱۵۷) أبواب التجارات، باب ما لا يحل بيعه، ط: قديمي۔

قال ابن عباس: إن رجلا أهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم راوية، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل علمت أن الله قد حرمها؟ قال: لا، فسار انسانا، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم. بما ساررته؟ فقال: امرته ببيعها، فقال: إن الذي حرم شربها حرم بيعها۔ (صحيح مسلم: (۲۲/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر، ط: قديمي)

إن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع، ولا يحل الانتفاع بهذه الأشياء، فلا يجوز بيعها. (المحيط البرهاني: (۳۳۳/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: مكتبه فاروقيه)

الفتاوى التاتارخانية: (۳۳۰/۸) كتاب البيوع، الفصل السابع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: مكتبه فاروقيه۔

أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

حرام چیز فروخت کرنے کے لیے غیر مسلم کو وکیل بنانا

"غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لیے وکیل بنانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۳/۵)

حرام چیزوں سے بچیں اشتہارات میں

"اشتہارات میں حرام چیزوں سے بچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۶/۱)

حرام چیزوں کا استعمال اشتہار میں

"اعلان میں حرام چیزوں کا استعمال کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۰/۱)

حرام چیزوں کا اشتہار دینا

حرام چیزوں کی خرید و فروخت ناجائز اور حرام ہے خواہ وہ چیز حرام ہو یا حرام اجزاء ترکیبی پر مشتمل ہو دونوں کا حکم ایک ہے اس لیے جس چیز کا اشتہار دیا جا رہا ہے یا مارکیٹنگ کی جا رہی ہے اس کا حلال اور جائز ہونا ضروری ہے ورنہ حرام چیز فروخت کرنے کا گناہ بھی ہوگا اور خریدار کو حرام چیز کھلانے یا استعمال کرنے کا گناہ الگ ہوگا اور تجارت میں برکت ہونے کی بجائے الٹا گناہ میں مبتلا ہونے کی وجہ سے کاروبار میں بے برکتی ہوگی اور اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوں گے، اور اگر خریدار کو پتہ چلا کہ فلاں چیز جو میں نے فلاں دکان دار سے یا تجارتی ادارے سے خریدی تھی وہ حرام تھی یا اس میں شامل اجزاء حرام تھے تو اسے دکان دار یا تجارتی ادارے سے نفرت ہو جائے گی اور آئندہ اس سے سامان خریدنے کے لیے رغبت نہیں ہوگی، جس سے کاروبار کی ساکھ بھی متاثر ہوگی اور آہستہ آہستہ ادارہ اور دکان ویران ہونا شروع ہو جائے گی۔

نیز یہ کہ حرام چیز یا حرام اجزاء والی چیز فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت

کی جو رقم آئے گی وہ بھی حرام ہوگی اور جب کاروبار میں حرام رقم شامل ہوگی تو کاروبار میں حرام داخل ہو جائے گا جس کا اپنے اوپر لگانا یا بچوں کو حرام کھلانے کا وبال اس تاجر پر ہوگا۔

موجودہ دور میں جدید سے جدید اشیاء بازار میں متعارف ہو رہی ہیں، کھانے پینے، ادویہ اور میک اپ کے سامان اور دوسری چیزوں میں ایسے کیمیائی اجزاء ڈالے جاتے ہیں، جو خود حرام ہوتے ہیں یا ان کا اصل حرام ہوتا ہے مثلاً سور کی چربی سے بنے اجزاء، مردار جانوروں کی چربی سے بنی ہوئی کھانے پینے کی اشیاء ایسی تمام چیزوں کو فروخت کرنا، ان کا اشتہار دینا اور ان کی مارکیٹنگ کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) عن جابر بن عبد الله أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، فقيل يا رسول الله! أرأيت شحوم الميتة، فإنه يطلى بها السفن، ويدهن بها الجلود ويستصبح بها الناس؟ فقال: لا هو حرام، ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلک، قاتل الله اليهود إن الله لما حرم عليهم شحومها أجملوه ثم باعوه فأكلوا ثمنه۔ (سنن أبي داود: (۱۳۷/۲) کتاب الإجارات، باب في ثمن الميتة، ط: رحمانیہ)

مسند أحمد بن حنبل: (۳۶۰/۲۲) رقم الحديث: ۱۴۴۷۲، مسند جابر بن عبد الله رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۷) أبواب التجارات، باب ما لا يحل بيعه، ط: قدیمی۔

قال ابن عباس: إن رجلا أهدى لرسول الله صلى الله عليه وسلم راوية، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل علمت أن الله قد حرمها؟ قال: لا، فساز انسانا، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: بما ساررته؟ فقال: امرته ببيعها، فقال: إن الذي حرم شربها حرم بيعها۔ (صحيح مسلم: (۲۲/۲) کتاب المساقات والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر، ط: قدیمی)

إذ جواز البيع يدور مع حل الانتفاع، ولا يحل الانتفاع بهذه الأشياء فلا يجوز بيعها۔ (المحيط البرهاني: (۳۳۳/۹) کتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: مکتبہ فاروقیہ)

الفتاوى التاتارخانية: (۳۴۰/۸) کتاب البيوع، الفصل السابع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع المحرمات، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۳/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قدیمی)

حرام چیزوں کی مارکیٹنگ کرنا

"حرام چیزوں کا اشتہار دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۳/۳)

حرام چیزیں تیار کرنے کی اجرت

سونے چاندی کے ایسے زیور جو صرف مرد استعمال کرتے ہیں اسی طرح وہ ریشمی لباس جو صرف مرد استعمال کرتے ہیں ایسے زیورات یا لباس تیار کر کے دینا اور ان کی اجرت حاصل کرنا جائز نہیں، البتہ جس لباس کا استعمال مردوں کے لیے ناجائز اور عورتوں کے لیے جائز ہو لیکن دونوں استعمال کرتے ہوں تو اس کو تیار کرنا اور فروخت کرنا دونوں کام امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہیں کیوں کہ مرد اگر اس کو استعمال کرے گا تو چوں کہ وہ خود مختار ہے لہٰذا گناہ اسی کی طرف منسوب ہوگا اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دونوں کام ناجائز ہیں، اس لیے ایسی چیزیں تیار کرنے سے بچنا چاہیے تاکہ کسی قسم کی معاونت نہ ہو۔ (۱)

---

(۱) ولا بأس ببيع العصير ممن يجعله خمرا؛ لأن العصير مشروب طاهر حلال فيجوز بيعه وأكل ثمنه، ولا فساد في قصد البائع إنما الفساد في قصد المشتري: {ولا تزر وازرة وزر أخرى} [الأنعام: ۱٦٤] ألا ترى أن بيع الكرم ممن يتخذ الخمر من عنبه جائز لا بأس به، وكذلك بيع الأرض ممن يغرس فيها كرما ليتخذه من عنبه الخمر۔ وهذا قول أبي حنيفة وهو القياس، وكره أبو يوسف ومحمد رحمهما الله تعالى استحسانا؛ لأن بيع العصير والعنب ممن يتخذه خمرا إعانة على المعصية وتمكين منها وذلك حرام. (المبسوط للسرخسي: (۲٦/۲٤) كتاب الأشربة، ط: دار المعرفة بيروت)

(وإجارة بيت يتخذه بيت نار أو كنيسة أو يباع فيه خمر بالسواد) أي جاز ... وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقالا: لا ينبغي أن يكريه لشيء من ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية وقد قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}، وله: أن الإجارة على منفعة البيت ولهذا يجب بمجرد التسليم، ولا معصية فيه، وإنما المعصية في فعل المستأجر وهو مختار فيه لقطع نسبته عنه۔

وفي حاشية الشلبي: قوله: لقطع نسبته عنه) قال فخر الدين قاضيخان في شرحه: أصل هذا إذا باع العصير ممن يتخذه خمرا عند أبي حنيفة يجوز، ولا يكره، وعندهما يكره۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۲۹/٦) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: امداديه ملتان)

الدر مع الرد: (۳۹۱/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی

١٨٦ حرام اور ناجائز طریقہ سے کاروبار کرنے سے بچنا ضروری ہے، کیونکہ حرام کھانے والے کی دعا اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود پاک ہے، اور صرف پاکیزہ مال قبول کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو اس کا حکم دیا ہے جس کا انبیاء کرام کو حکم دیا ہے، چنانچہ فرمایا ''اے رسولو! پاکیزہ مال کھاؤ اور نیک عمل کرو، مجھے تمہارے اعمال کا علم ہے'' اور فرمایا'' اے مومنو! ہم نے تمہیں جو پاکیزہ مال دیا ہے اس میں سے کھاؤ'' پھر آپ نے ایک آدمی کا ذکر فرما جو لمبا سفر کرتا ہے اس کے بال بکھرے اور جسم غبار آلود ہوتا ہے وہ آسمان کی طرف اپنے ہاتھ اٹھا کر اے رب! اے رب! کرتا ہے، مگر اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام اور اس کا لباس حرام، اور اس کی غذا حرام ہے، تو اس کی دعا کہاں قبول ہوگی؟(١)

---

(١) عن أبی هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايها الناس، ان الله طيب لا يقبل الا طيباً، وان الله أمر المؤمنين بما أمربه المرسلين، فقال" يا ايها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا انی بما تعملون علیم۔ (المؤمنون: ٥١)

وقال: "یاایها لذین امنوا کلوا من الطیبات مارزقناکم" (البقرة: ١٧٢)

ثم ذکر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر. يمديديه الى السماء يا رب، يا رب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام وملبسه حرام، وغذی بالحرام، فانی یستجاب لذلک رواه مسلم والترمذی۔ (الترغيب والترهيب: (٣٣١/٢) الترغيب فی طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية)

الصحيح لمسلم: (٣٢٦/١) كتاب الزكاة، باب بيان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ط: قديمی

جامع الترمذی: (١٢٨/٢) أبواب التفسير، ومن سورة البقرة، ط: سعيد۔

حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا

١٨٧ رشوت ،سود، جوا، بھتہ، چوری اور ڈاکے کی رقم اور دیگر حرام ذرائع سے حاصل کی ہوئی رقم سے خرید وفروخت کرنا اور ذاتی ضروریات میں صرف کرنا جائز نہیں ہے ،ایسی رقم کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اصل مالک کو واپس کر دی جائے ، اگر وہ زندہ نہیں ہے تو اس کے وارثوں کو واپس کر دے اور اگر اصل مالک یا اس کے وارثوں کا علم نہیں ہے تو ثواب کی نیت کے بغیر اصل مالکان کی طرف سے مستحق زکاۃ لوگوں کو صدقہ کر دے ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا جو برداشت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ (١)

حرام رقم سے شراکت میں شامل ہونا

"شراکت کا سرمایہ حلال ہونا چاہیے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(٢٢٠/٤)

حرام رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا

حرام رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا اور اس میں مسلمان میتوں کو دفن کرنا جائز نہیں ہے، ایسی رقم کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اصل مالک معلوم ہے تو اس کو واپس کر دے اور اگر اصل مالک بھی نہیں اور اس کے ورثاء بھی نہیں تو ثواب کی

---

(١) والحاصل ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم، والا فان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه وان كان مالا مختلطا مجتمعا من الحرام ولايعلم اربابه ولاشيء منه بعينه حل له حكما، والأحسن ديانةً التنزه عنه۔ (شامي: (٩٩/٥) كتاب البيوع ،باب البيع الفاسد، مطلب في من ورث مالاحراما، ط:سعيد)

لومات رجل وكسبه من ثمن الباذق والظلم او اخذ الرشوة يتورع الورثة ولايأخذون منه شيئا وهو الاولى لهم ويردونه على اربابه ان عرفوهم والايتصدقوا به؛ لان سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد۔ (البحر الرائق: (٢٠١/٨) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:سعيد)

تبيين الحقائق: (٢٧/٦) كتاب الكراهية، فصل: فـ

نیت کے بغیر اصل مالک کو راضی کرنے کی نیت سے مستحق زکاۃ لوگوں کو صدقہ کردے۔[1]

۱۸۸

حرام سب کے لئے حرام ہے

دین اسلام میں جو چیز حرام ہے وہ سب کے لئے حرام ہے۔ ایسا نہیں کہ عربی کے لئے حلال ہے اور عجمی کے لئے حرام ہے، کالے کے لئے حرام ہے اور گورے کے لئے حلال ہے بادشاہ کے لئے حلال ہے اور عوام کے لئے حرام ہے، امیر کے لئے حلال ہے اور غریب کے لئے حرام ہے، ایسا ہرگز نہیں۔[2]

حرام سے پلنے والا

حرام سے پلنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جسے حرام کی غذا دی گئی ہو۔[3]

---

(۱) تخریج کے لیے "رشوت کی رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) الناس سواسية أمام الشرع، يستوى فى ذلك الحاكم والمحكوم۔ (الفقه الاسلامي وأدلته: (۶۳۵۳/۸) القسم الخامس: الفقه العام، الباب السادس: نظام الحكم فى الاسلام، الفصل الرابع، المبحث الخامس: تغير حالة الدولة الاسلامية، ط: رشيديه)۔

(۳) عن أبي بكر رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يدخل الجنة جسد غذى بالحرام۔ (مشكاة المصابيح: (۲۴۳/۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمى)

الترغيب والترهيب: (۳۴۳/۲) كتاب البيوع، الترغيب فى طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية۔

مسند بزار: (۱۰۵/۱) رقم الحديث: ۴۳، مسند أبي بكر الصديق رضى الله عنه، ط: مكتبة العلوم والحكم۔

حرام غذا دی گئی

جانوروں کو حرام غذا دینا ناجائز ہے[1] تاہم اس سے جانور کا گوشت اور دودھ حرام نہیں ہوتا، ایسے جانور اور اس کا دودھ فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے۔[2] (۱۸۹)

حرام کمانے والے پر رشک نہ کرو

اگر کوئی شخص حرام طریقہ سے مال کما کر بہت بڑا مالدار بن رہا ہے تو اس پر رشک نہیں کرنا چاہئے بلکہ حلال طریقہ سے جو کمائی ہو رہی ہے، اگرچہ وہ مقدار میں کم ہے اس پر قناعت کر کے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام یا ناحق طریقہ سے مال جمع کرنے والے پر رشک مت کرو کیونکہ اگر وہ صدقہ کرے تو قبول نہیں ہوتا، اور جو اس سے رہ جائے وہ اسے جہنم تک پہنچا دیتا ہے۔[3]

---

(۱)

(۲) ان جدیا غذی بلبن خنزیر لا باس باکلہ لان لحمہ لا یتغیر و ماغذی بہ یصیر مستھلکا لا یبقی لہ اثر۔
(فتاوی قاضی خان علی هامش العالمكيرية: (۳/ ۳۵۹) كتاب الصيد والذبائح، ط: رشيديه كوئته)
کما حل جدی غذی بلبن خنزیر لان لحمہ لا یتغیر و ماغذی بہ مستھلکا لا یبقی لہ اثر۔ (الدر مع
رد: (۶/ ۳۴۱) کتاب الحظر والاباحة، ط: سعيد)
الفتاوی البزازیة علی الهندیة: (۶/ ۳۰۲) کتاب الصید، نوع فی الجلالة، ط: رشيديه كوئته۔
الهندية: (۵/ ۲۹۰) کتاب الذبائح، الباب الثالث في المتفرقات، ط: رشيديه كوئته۔

(۳) عن ابن عباس، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغبطن جامع المال من غیر حلّہ۔ او قال من غیر حقہ فانہ ان تصدق لم یقبل منہ، وما بقی کان زادہ الی النار۔ رواہ الحاکم والبیهقی۔ (الترغیب والترهیب: (۲/ ۳۴۳) رقم الحديث: ۲۶۸۹، کتاب البیوع، الترغیب فی طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية)=

حرام کو حلال بنانے کے لئے حیلہ کرنا

۱۹۰ حرام کو حلال بنانے کے لئے حیلہ کرنا بھی جائز نہیں ہے، اس دنیا میں یہودیوں نے حرام کو حلال بنانے کا حیلہ کیا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا کہ ان پر ہفتہ کے دن مچھلی شکار کرنا منع تھا انہوں نے حیلہ کر کے اس کو حلال بنایا۔ (۱)

حدیث شریف میں ہے کہ یہودیوں پر چربی حرام کی گئی تھی، انہوں نے اس کو پگھلا کر تیل بنایا پھر بیچ کر اس کی قیمت وصول کی۔ (۲)

آج کل لوگ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنانے کے لئے مختلف حیلے بہانوں سے کام لیتے ہیں، بعض چیزوں کے نام تبدیل کر دیتے ہیں، جیسے رشوت کو ہدیہ تحفہ اور چائے پانی اور مٹھائی کا نام دیتے ہیں، اور سود کا نام پرافٹ اور نفع رکھ دیتے ہیں، اور شراب وہسکی وغیرہ رکھ دیتے ہیں، کسی چیز کا نام بدل دینے سے حقیقت

= المستدرک للحاکم: (۵/۲) رقم الحدیث: ۲۱۳۷، کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

شعب الایمان: (۳۹۶/۴) رقم الحدیث: ۵۵۲۶، الباب الثامن والثلاثون من شعب الایمان: وهو باب فی قبض الیدعن الأموال المحرمة ویدخل فیه تحریم السرقة وقطع الطریق، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۱) واسألهم عن القرية التي كانت حاضرة البحر اذ يعدون في السبت اذ تأتيهم حيتانهم يوم سبتهم شرعا ويوم لا يسبتون لا تأتيهم كذلك نبلوهم بما كانوا يفسقون۔ (الاعراف: ۱۶۳)

ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين۔ (البقرة: ۶۵)

(۲) عن جابر رضی اللہ عنہ أنہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان اللہ حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام، فقیل: یا رسول اللہ! أرأیت شحوم المیتة، فانه یطلی بها السفن ویدهن بها الجلود ویستصبح بها الناس، فقال: لا، هو حرام، ثم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند ذلک: قاتل اللہ الیهود، ان اللہ لما حرم شحومها جملوه، ثم باعوه فأکلوا ثمنه۔ (اعلاء السنن: (۱۰۹/۱۴) کتاب البیوع، أبواب البیوع الفاسدة، باب حرمة بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام، ط: ادارة القرآن)

صحیح البخاری: (۲۹۸/۱) کتاب البیوع، باب بیع المیتة والأصنام، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۱) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

نہیں بدلتی، حکم نہیں بدلتا، اور حرمت اور گناہ میں بھی کوئی فرق نہیں آتا اور حیلے بہانوں سے شریعت کے حکم کو بدلنا یہودیوں کا کام ہے۔ (۱)

حرام کی روزی

حرام کی روزی کھانا اور اس کی فکر و تدبیر کرنا اور اس کی کمائی میں لگنا سب گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہیں، دنیا میں خیر و برکت اور امن و سکون ختم ہونے کا سبب ہے اور آخرت میں دردناک عذاب کا باعث ہے اس لیے سب کو حرام روزی سے بچنا چاہیے ورنہ کسی بھی وقت اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آسکتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليستحلن طائفة من امتي الخمر باسم يسمونه إياه۔ (مسند احمد: (۳۱۸/۵) رقم الحديث: ۲۲۷۶۱، حديث عبادة بن الصامت رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة، القاهره)

مجمع الزوائد: (۷۵/۵) رقم الحديث: ۸۲۱۶، كتاب الأشربة، باب فيمن يستحل الخمر، ط: مكتبة القدس

عن ابي مالك الأشعري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليشربن ناس من أمتي الخمر، يسمونها بغير اسمها۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۲۹۰) أبواب الفتن، العقوبات، ط: قديمي۔

سنن نسائی: (۳۲۹/۲) كتاب الأشربة، منزلة الخمر، ط: قديمي۔

(۲) عن ابن مسعود رضي الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تكسب عبد مال حرام، فيتصدق منه، فيقبل منه، ولا ينفق منه، فيبارك له فيه، ولا يتركه خلف ظهره إلا كان زاده إلى النار ۔۔۔ رواه أحمد، وكذا في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي)

مسند أحمد (۵۳۹/۳) رقم الحديث: ۳۶۷۲، مسند عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه، ط: دار الحديث، القاهرة۔

{يأيها الذين امنوا أنفقوا من طيبات ما كسبتم ومما أخرجنا لكم من الأرض ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون... الآية} [البقرة: ۲۶۷]

وقيل معناه: {ولا تيمموا الخبيث منه تنفقون} أي: لا تعدلوا عن المال الحلال، وتقصدوا إلى الحرام، فتجعلوا نفقتكم منه۔ (تفسير ابن كثير: (۶۳۰/۱) البقرة: ۲۶۷، ط: رشيديه)

عمدة القاري: (۳۲۶/۸) كتاب الزكاة، باب صدقة الكسب والتجارة، ط: دار الكتب العلمية۔ =

حرام کے باعث بننے والی چیز بھی حرام ہے

جو چیز حرام کا سبب بنے اسلام نے اس پر بھی پابندی لگادی، اور حرام تو حرام، حرام کے ذرائع کے دروازے کو بھی بند کردیا ہے، مثلاً اسلام نے زنا کو حرام کیا ہے تو اس کے اسباب وذرائع پر بھی پابندی لگادی، مثلاً نامحرم مردوزن کے اختلاط نامحرم عورت کے ساتھ خلوت (تنہائی) ننگی تصاویر، بدنظری، فحش اور غیر شرعی مواد پر مشتمل لٹریچر سے منع کردیا ہے تاکہ ان چیزوں سے نفسانی خواہشات میں ہیجان اور شدت آنے کی وجہ سے نفس زنا کی طرف مائل نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے شراب پینے کو حرام کردیا ہے اور اس میں ہر قسم کی معاونت کو بھی حرام کردیا ہے مثلاً شراب کی فیکٹریوں میں ملازمت کرنا، شراب اٹھا کرلے جانا، شراب کی خرید وفروخت کرنا وغیرہ بھی حرام ہے۔ (۱)

= وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لا يقبل الأطيبا، وان الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين فقال: [يأيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا] وقال: [يأيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم] ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر يمد يديه إلى السماء: يارب! يا رب! ومطعمه حرام، ومشربه حرام وملبسه حرام، وغذي بالحرام، فأنى يستجاب له؟ رواه مسلم. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

وعن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايدخل الجنة لحم نبت من السحت وكل لحم نبت من السحت كانت النار أولى به۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۱) الأصل السابع: لما حرم الله الزنى حرم الأسباب المفضية اليه۔ قاعدة الشرع المطهر: أن الله سبحانه اذا حرم شيئاً حرم الاسباب والطرق والوسائل المفضية إليه، تحقيقاً لتحريمه، ومنعاً من الوصول اليه، أو القرب من حماه، ووقاية من اكتساب الاثم، والوقوع في آثاره المضرة بالفرد والجماعة۔ ولو حرم الله أمراً وأبيحت الوسائل الموصلة إليه لكان ذلك نقضاً للتحريم، وحاشا شريعة رب العالمين من ذلك، وفاحشة الزنى من أعظم الفواحش، وأقبحها وأشدها خطراً وضرراً وعاقبة على ضروريات الدين، ولهذا صار تحريم الزنى معلوماً من الدين بالضرورة، قال الله تعالى: " ولا تقربوا الزنى انه كان فاحشة وساء سبيلاً۔ (الاسراء: ۳۲) ولهذا حرمت الأسباب الموصلة اليه من السفور ووسائله =

حرام کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی

''حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۶/۳) ۱۹۳

حرام لباس تیار کرنے کی اجرت

''حرام چیزیں تیار کرنے کی اجرت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۵/۳)

حرام مال تبادلے میں حاصل ہوا

جو حرام مال تبادلے میں اور دوسرے فریق کی رضامندی سے حاصل ہوا اس کے احکام کچھ مختلف ہیں:

مثلاً کسی نے شراب، ہیروئن یا خنزیر کے بدلے میں ناجائز سرمایہ کمایا یا فاحشہ عورت نے زنا کے بدلے میں، گانے والی عورت یا مرد نے گانے کے عوض میں پیسے حاصل کیے، تصویر بنانے والے نے جان دار کی تصویر بنا کر یا جان دار کی تصاویر فروخت کر کے مال کمایا، فوٹو گرافر نے جان دار کی فوٹو گرافی کے پیشے سے مال کمایا، سینما کے مالکان نے سینما کے ذریعے مال کمایا، بینک ملازمین نے بینک کی

= والتبرج ووسائله، والاختلاط ووسائله... وهكذا من اسباب الريبة والفتنة والفساد۔ (حراسة الفضيلة لبكر بن عبدالله (ص: ۹۳) الأصل السابع: لما حرم الله الزنى حرم الأسباب المفضية اليه۔ ط: ادارة البحوث العلمية۔

☐ لما كانت المقاصد لايتوصل اليها إلا بأسباب وطرق تفضي اليها كانت طرقها وأسبابها تابعة لها معتبرة بها فوسائل المحرمات والمعاصي في كراهتها والمنع منها بحسب إفضائها الى غاياتها وارتباطاتها بها... فإذا حرم الرب تعالى شيئاً وله طرق ووسائل تفضي اليه فانه يحرمها ويمنع منها تحقيقاً لتحريمه وتثبيتاً له ومنعاً أن يقرب حماه ولو أباح الوسائل والذرائع المفضية اليه لكان ذلك نقضاً للتحريم وإغراء للنفوس به۔ (اعلام الموقعين: (۵۵۳/۳) فصل في سد الذرائع، ط: دار ابن الجوزية)

☐ عن أنس رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الخمر عشرة: عاصرها ومعتصرها، وشاربها، وحاملها، والمحمولة إليه، وساقيها وبائعها، وآكل ثمنها، والمشتري لها، والمشتري له۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي)

خدمت کر کے تن خواہیں وصول کیں، بیمہ انشورنس کمپنی کے ملازمین نے یا دوسرے سودی ادارے کے ملازمین نے ملازمت کے عوض پیسے حاصل کیے وغیرہ وغیرہ ان تمام صورتوں کی آمدنی ناجائز اور حرام ہے لیکن ان لوگوں کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ حاصل شدہ مال جن جن سے حاصل کیا ہے انہیں واپس کریں بلکہ ان کے لیے اپنی ملک اور اپنے قبضے میں آئے ہوئے سرمائے کو جن سے حاصل کیا ہے ان کو واپس کرنا جائز ہی نہیں ہے۔

مثلاً بینک کے ملازمین کے ذمے بینک کی ملازمت سے حاصل ہونے والی رقم ناجائز اور حرام ہونے کے باوجود بینک میں واپس جمع کرنا لازم نہیں ہے، کیوں کہ اس میں بینک نے تو ایک طرف ملازم کی خدمت حاصل کی ہے اگر تن خواہ کی رقم بھی بینک کو واپس ملے تو بدل اور مبدل منہ دونوں کا بینک کے پاس جمع ہونا لازم آئے گا اور یہ عقد بیع (خرید و فروخت) اور عقد اجارہ (کرایہ داری) کے اصول کے خلاف ہے۔

مزید یہ کہ بینک نے خدمت کے بدلے میں جب اجرت دے دی ہے تو اب اس کی طرف سے کسی قسم کا مطالبہ بھی نہیں ہے البتہ چوری، غصب، ظلم، رشوت، سود، خیانت، دھوکا اور جوا وغیرہ ایسے نہیں ہیں اس لیے ان میں واپس کر دینا لازم ہے۔

اس لیے جو حرام مال کسی خدمت یا کسی چیز کے بدلے میں حاصل کیا گیا ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اس قسم کا حرام مال، حرام کمائی کمانے والے کے لیے حلال نہیں ہے بلکہ یہ ملک خبیث، ناجائز آمدنی ہونے کی بنا پر صدقہ کرنا واجب ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی آمدنی کو جو حرام قرار دیا ہے وہ اس مال کے خبث، کسب خبیث اور ناجائز ذرائع آمدنی کی وجہ سے ہے، دوسرے آدمی کا حق متعلق ہونے کی بنا پر نہیں ہے۔

لہٰذا ایسے مال کے خبث سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ آدمی سب سے

پہلا کام یہ کرے کہ ان ناجائز ذرائع آمدنی کو ترک کر دے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے، توبہ استغفار کرے۔

دوسرا کام یہ کرے کہ ناجائز اور حرام مال کو ثواب کی نیت کے بغیر فقراء و مساکین میں صدقہ کر کے اپنے آپ کو فارغ کرے، حلال اور جائز آمدنی کا انتظام کرے اور حلال روزی اور کمائی پر اکتفا کرے خواہ اس کی مقدار کم ہو تا کہ آخرت میں پکڑ نہ ہو ورنہ جس کی پکڑ آخرت میں ہوگئی اس کے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہوگی۔

ہاں جس کے پاس حلال آمدنی کا کوئی ذریعہ یا کوئی انتظام نہیں اور آدمی بھی اس عمر میں پہنچ گیا ہے کہ کسب و کمائی کے لائق نہیں رہا یا بیماری کی وجہ سے معذور ہو گیا ہے اور تمام حرام مال کو صدقہ کرنے سے اس کے لیے فاقہ کشی کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے تو اس کے لیے اضطراری کیفیت کی بنا پر اتنی بات کی گنجائش ہوگی کہ ناجائز آمدنی میں سے اتنا مال اپنے پاس رکھے کہ فاقہ اور بھوکا رہنے سے اور محتاجی سے بچ جائے۔

مثلاً کسی کے پاس ناجائز اور حرام آمدنی سے بنائے ہوئے دو مکان ہیں ایک میں رہائش پذیر ہے، دوسرا مکان کرایہ پر دیا ہوا ہے اور کچھ پیسے کاروبار میں لگے ہوئے ہیں کاروبار کی آمدنی سے اس کے اخراجات پورے ہو جاتے ہیں زائد مکان کا کرایہ فاضل بچ جاتا ہے تو اس آدمی پر رہائش سے زائد مکان ثواب کی نیت کے بغیر زکاۃ کے مستحق آدمی کو صدقہ کر دینا ضروری ہے پھر ناجائز آمدنی سے جو کاروبار شروع کیا ہے اس سے جو منافع آتا ہے اگر وہ ضرورت سے زائد ہے تو کاروبار کو کم کر دے۔

مثلاً دو لاکھ کا کاروبار ہے آمدنی ماہانہ پانچ ہزار ہے ضروری اخراجات اڑھائی ہزار روپے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ناجائز آمدنی سے لگایا ہوا کاروبار کا آدھا حصہ ضرورت سے زائد ہے لہٰذا ایک لاکھ روپے کا کاروبار یا اس کی رقم صدقہ

کردے، مجبوری کی وجہ سے ضرورت کی مقدار اپنے پاس رکھے۔

بہرحال ہر آدمی کو یہ فکر ہونی چاہیے کہ آہستہ آہستہ ناجائز جائیداد ناجائز مکان اور ناجائز کاروبار سے اپنے آپ کو جہاں تک ممکن ہو فارغ کرے اس طرح کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ آخرت میں نہ پکڑے اور معاف کردے۔ (۱)

---

(۱) فإن قيل: فما تقولون في كسب الزانية إذا قبضته ثم تابت، هل يجب عليها رد ما قبضته إلى أربابه أم يطيب لها؟ أم تصدق به؟

قيل: هذا ينبني على قاعدة عظيمة من قواعد الإسلام، وهي أن من قبض ما ليس له قبضه شرعا ثم أراد التخليص منه، فإن كان المقبوض قد أخذ بغير رضى صاحبه، ولا استوفى عوضه، رده عليه۔ فإن تعذر رده عليه، قضى به دينا يعلمه عليه، فإن تعذر ذلک، رده إلى ورثته فإن تعذر ذلک تصدق به عنه... وإن كان المقبوض برضي الدافع وقد استوفى عوضه المحرم، كمن عاوض على خمر أو خنزير، أو على زنى أو فاحشة، فهذا لا يجب رد العوض على الدافع؛ لأن أخرجه باختياره واستوفى عوضه المحرم، فلايجوز أن يجمع له بين العوض والمعوض، فإن في ذلک إعانة له على الإثم والعدوان وتيسير أصحاب المعاصي عليه۔ وماذا يريد الزاني وصاحب الفاحشة اذا علم أنه ينال غرضه ويسترد ماله؟ فهذا ما تصان الشريعة عن الاتيان به، ولا يسوغ القول به، وهو يتضمن الجمع بين الظلم والفاحشة والغدر، ومن أقبح القبيح أن يستوفى عوضه من المزني بها، ثم يرجع فيما أعطاها قهرًا، وقبح هذا مستقر في فطر جميع العقلاء، فلا تأتي به شريعة، ولكن لا يطيب للقابض أكله بل هو خبيث كما حكم عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، ولكن خبثه لخبث مكسبه، لا لظلم من أخذ منه، وتمام التوبة بالصدقة به، فإن كان محتاجا إليه، فله أن يأخذ قدر حاجته، ويتصدق بالباقي، فهذا حكم كل كسب خبيث لخبث عوضه عينا كان أو منفعة، ولا يلزم من الحكم بخبثه وجوب رده على الدافع۔ (زاد المعاد: (۲۶۱/۳) فصل: في كسب الزانية إذا قبضته ثم تابت، ط: مكتبة الصفاء)

☐ إعلاء السنن: (۱۹۳/۱۶، ۱۹۵) كتاب الإجارة، باب النهي عن مهر البغي وحلوان الكاهن، ط: قول ابن القيم في حل كسب الزانية لها، ط: إدارة القرآن۔

☐ مدارج السالكين لابن القيم: (۳۹۳/۱) فصل: حقوق العباد، ط: دار الكتاب العربي بيروت۔

☐ وعن ابن مسعود الأنصاري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الكلب ومهر البغي وحلوان الكاهن۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمى)

☐ انظر أيضًا التخريج تحت عنوان "حرام رقم سے خرید و فروخت کرنا"

حرام مال جمع کرنے والا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حرام یا ناحق طریقے سے مال جمع کرنے والے پر رشک نہ کرو، اس لئے کہ اگر اس نے اپنے مال کا صدقہ کیا تو وہ قبول نہ کیا جائے گا، اور جو باقی رہ گیا، وہ اس کی آگ کا توشہ ہوگا۔ (۱) (۱۹۷)

حرام مال خریدنا

اگر کسی آدمی کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ وہ حرام مال فروخت کر رہا ہے تو اس کو خریدنا درست نہیں ہے۔ (۲)

حرام مال سے خرید وفروخت کرنا

"حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تغبطن جامع المال من غیر حلہ أو قال: من غیر حقہ فانہ ان تصدق لم یقبل منہ وما بقی کان زادہ الی النار رواہ الحاکم من طریق حنش۔ (الترغیب والترھیب: (۳۳۳/۲) رقم الحدیث: ۲۶۸۹، کتاب البیوع، الترغیب فی طلب الحلال والأکل منہ والترھیب من اکتساب الحرام وأکلہ ولبسہ، ط: دار الکتب العلمیۃ)

▢ المستدرک للحاکم: (۵/۲) کتاب البیوع، فان اللہ لاینال فضلہ بمعصیۃ، ط: دار المعرفۃ۔

▢ شعب الأیمان للبیھقی: (۳۹۶/۳) رقم الحدیث: ۵۵۲۵، الباب الثامن والثلاثون من شعب الایمان: وھو باب قبض الید عن الأموال المحرمۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۲) ان علم ان العین التی یغلب علی الظن انھم اخذوھا من الغیر بالظلم قائمۃ وباعوھا فی الاسواق فانہ لاینبغی شراءھا منھم وان تداولتہ الایدی۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: (۱۹۲/۳) کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ط: دار المعرفۃ بیروت)

▢ اھدی الی رجل شیئا او اضافہ ان کان غالب مالہ حلال فلا بأس بہ الا ان یعلم بانہ حرام۔ (ھندیۃ: (۳۴۲/۵) کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

▢ مجمع الانھر: (۱۸۹/۳) کتاب الکراھیۃ، ط: غفاریہ کوئٹہ۔

حرام مال سے قرض وصول کرنا

اگر دائن کو یہ معلوم ہے کہ مدیون کے پاس جو حرام مال ہے وہ اصل مالک کی رضا اور شریعت کی اجازت کے بغیر ہی حاصل کیا گیا ہے مثلاً چوری، ڈکیتی، غصب، رہزنی وغیرہ سے حاصل کیا گیا ہے تو ایسی صورت میں دائن کے لیے جان بوجھ کر اس حرام مال سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا جائز نہیں ہے۔

اور اگر دائن کو یہ معلوم ہے کہ مدیون کے پاس جو حرام مال ہے وہ اصل مالک کی رضامندی سے تو حاصل کیا گیا ہے لیکن شریعت کی اجازت کے بغیر ناجائز طریقہ سے حاصل کیا گیا ہے جیسے سود، قمار، جوا، بدکاری، ناچ گانے وغیرہ سے حاصل کیا گیا ہے تو اس حرام مال سے قرض وصول کرنا اور نفع اٹھانا قضاءً جائز ہے البتہ دیانۃً اگر اس سے اجتناب کرے تو تقویٰ کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے۔(۱)

---

(۱) يجوز أخذ المسلم دينه على كافر من ثمن خمر، أو خنزير، لصحة بيعهما من الكافر لغيره، لأنهما مال متقوم في حقه، بخلاف الدين على مسلم، لا يصح أخذه من ثمن خمر أو خنزير، لعدم صحة البيع... وكذلك لا يجوز استيفاء الدين من كسب حرام كالمرابي والمرتشي والغصب والسارق والمغنية.
(الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۸۰/۳) الباب السابع: الحظر والإباحة، المبحث الخامس، مسائل في البيع والتعامل، ط: دار الفكر)

قال ابن تيمية رحمه الله تعالى: ما في الوجود من الأموال المغصوبة والمقبوضة بعقود لا تباح بالقبض، إن عرفه المسلم اجتنبه، فمن علمت أنه سرق مالاً أو خانه في أمانته أو غصبه، فأخذ من المغصوب قهزا بغير حق، لم يجز لي أن آخذه منه لا بطريق الهبة ولا بطريق المعاوضة ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع ولا وفاء عن قرض، فإن هذا عين ذلك المظلوم۔ (مجموع الفتاوى لابن تيمية: (۱۷۸/۲۹) قواعد جامعة في عقود المعاملات والنكاح، النهي من الشرع لو لم يعلل، أصول في التحريم والتحليل، ط: مكتبة العبيكان، السعودية)

الدر المختار مع الرد: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

ولو كان الدين لمسلم على مسلم فباع المسلم خمزا وأخذ ثمنها وقضاه صاحب الدين، كره له أن يقبض ذلك من دينه، كذا في السراج الوهاج۔ (الهندية: (۳۶۷/۵) كتاب الكراهية، الباب السابع والعشرون في القرض والدين، ط: رشيديه)=

حرام مال سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ

حرام مال سے اپنے آپ کو پاک اور بری کرنے کی مختلف صورتیں ہیں:

❶ سب سے پہلا حل اور شرط تو یہ ہے کہ آدمی خالص دل سے حرام کمائی کے گناہ سے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معافی مانگے آئندہ کے بارے میں اس طرح نہ کرنے کا اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرے اور جس سے مال لیا ہے اس کو واپس کرنے کی فکر کرے۔ (۱)

❷ حرام مال اگر غصب، چوری، لوٹ، رشوت، سود، جوا، خیانت، دھوکا یا ناجائز اور حرام کاروبار کے ذریعے حاصل کیا گیا ہے تو سب سے پہلے اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس سے مال حاصل کیا گیا ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کو ورنہ اس کے ورثا کو پہنچایا جائے خواہ کہیں بھی ہوں اور کسی بھی ملک میں ہوں جب تک اصل مالک اور حق دار یا اس کے ورثا موجود ہیں اور ان تک ان کا حق پہنچانا ممکن ہے دوسرا کوئی راستہ نہیں ہے۔

شرح السیر الکبیر میں ہے:

''جو مال کسی خبیث اور ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہے اس کا راستہ یہ

= ولو باع مسلم خمرا أو أوفى دينه من ثمنها، كره لرب الدين أخذه. وإن كان المديون ذميا، لايكره. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۲۱۳/۴) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية)

الدر المنتقى على هامش المجمع: (۲۱۳/۴) كتاب الكراهية، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) فإن كانت المعصية بين العبد وبين الله تعالى لا يتعلق بحق آدمي، فلها ثلاثة شروط: أحدها: أن يقلع عن المعصية، والثاني: أن يندم على فعلها، والثالث: أن يعزم أن لا يعود إليها أبدا، فإن فقد أحد الثلاثة، لم تصح. وإن كانت المعصية تتعلق بآدمي فشروطها أربعة: هذه الثلاثة، وأن يبرأ من حق صاحبها، فإن كانت مالاً أو نحوه رده إليه. (رياض الصالحين: (ص: ۲۳، ۲۵) باب التوبة، ط: قديمي)

شرح الفقه الأكبر للقاري: (ص: ۱۵۸) بحث التوبة، ط: قديمي.

الوسيط لسيد طنطاوي: (۳۳/۱۳) سورة الشورى: ۲۵، ط: دار النهضة، مصر.

تفسير خازن: (۹۹/۴) سورة الشورى: ۲۵، ط: دار الكتب العلمية.

ہے کہ اسے واپس کر دیا جائے"۔(۱)

فتاویٰ شامی میں ہے:

"مال حرام کے بارے میں اگر اصلی مالکان کا علم اور پتا ہے تو ان تک مال کا پہنچانا واجب ہے اور اگر اصل مالکان کا علم اور پتا نہ ہو اور مال بھی عین حرام ہے تو پھر جس کے ہاتھ میں ہے اس کے لیے حلال نہیں کہ خود استعمال کرے بلکہ اسی حرام اور ناجائز مال کو اصل مالکان کی جانب سے صدقہ کر دے کہ ثواب انہیں کو پہنچے"۔(۲)

حرام مال کا انجام

"مال حرام کا انجام" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۹/۶)

حربی کفار کے ساتھ تعاون

جب مکہ والے قحط کا شکار ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے پانچ سو دینار بھیجے اور قاصد کو حکم دیا کہ یہ دینار ابو سفیان بن حرب اور صفوان بن امیہ (قوم کے سردار) کو دیے جائیں تا کہ وہ انہیں مکہ مکرمہ کے محتاجوں میں تقسیم کر دیں۔(۳)

اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے ساتھ معاشی احسان کرنا بھی جائز ہے، اور یہ

---

(۱) وماحصل بسبب خبيث فالسبيل رده۔ (شرح السير الكبير، (۴/۴) باب المسلم يخرج من دار الحرب ومعه مال... الخ، ط:دار الكتب العلمية)

(۲) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم والا فان علم عين الحرام لايحل ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامی، (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيمن ورث مالاً حراماً، ط:سعيد)

قال شيخنا: ويستفاد من كتب فقهائنا كالهداية وغيرها من ملك بملك خبيث ولم يمكنه الرد الى المالك فسبيله التصدق على الفقراء۔ (معارف السنن: (۳۴/۱) أبواب الطهارة، باب ماجاء لاتقبل صلاة بغير طهور، مسألة فاقد الطهورين، ط:سعيد)

(۳) بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم خمس مائة دينار الى مكة حين قحطوا وأمر بدفع ذلك الى ابى سفيان بن حرب وصفوان بن امية ليصرفا على فقراء اهل مكة۔ (شرح السير الكبير، باب صلة المشرك، (۷۰/۱) ط:دار الكتب العلمية)

معاشی احسان اس وقت کیا گیا جب مکہ کے قریش آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے تھے اور دین کے بدترین دشمن تھے۔

حرص سے پرہیز کرے

''رزق مقدر ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۸۴)

حساب کتاب میں غلطی

کبھی کبھار ''سیل مین'' (فروخت کرنے والا) حساب وکتاب میں غلطی کرتا ہے کبھی گاہک کو کم دے دیتا ہے اور کبھی زیادہ لے لیتا ہے، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر سیل مین کو معلوم ہو جائے کہ خریدار نے قیمت سے زیادہ رقم دے دی ہے اور وہ اس کو جانتا ہے تو سیل مین پر خریدار کو وہ رقم لوٹا دینا ضروری ہے اور اگر وہ مر گیا تو اس کے وارثوں کو لوٹا دینا ضروری ہے لیکن اگر سیل مین خریدار کو نہیں جانتا اور اس کے واپس آنے کی امید بھی نہیں تو اس کی طرف سے وہ زائد رقم فقیروں کو صدقہ کر دے۔

اور اگر خریدار نے رقم کم دی ہے تو وہ اسے تلاش کرے، اور اس رقم کا مطالبہ کرے جو اس نے کم دی ہے، اگر وہ کم دینے کو تسلیم نہیں کرتا تو اس معاملے کو لے کر عدالت سے رجوع کرے۔ (۱)

---

(۱) وعنه (أي عن سمرة رضي الله عنه) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: على اليد ما أخذت حتى تؤدي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

☐ (قال: على اليد ما أخذت) أي يجب على اليد ما أخذته... (حتى تؤدي)... أي حتى تؤديه الى مالكه فيجب رده في الغصب وان لم يطلبه... يعني من أخذ مال أحد بغصب أو عارية أو وديعة لزمه رده۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۷/۶) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

☐ والحاصل ان علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، والا فان علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه. (شامي: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيمن ورث مالاً حراماً۔ ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۲۰۱/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☐ وقال صلى الله عليه وسلم: "من وجد عين ماله فهو أحق به" ومن ضرورة كونه أحق بالعين وجوب الرد على الآخذ: (المبسوط للسرخسي: (۳۹/۱۱) كتاب الغصب، ط: دار المعرفة۔

حسن اخلاق سے پیش آنا گاہک کے ساتھ

"گاہک کے ساتھ حسن سلوک" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۸/۵)

(۲۰۲)

حشرات الارض کی خرید وفروخت کرنا

"کیڑا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۱/۵)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیشہ

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تجارت میں معروف ومشہور تھے جب اسلام لائے تو اس وقت ان کے پاس چالیس ہزار درہم کا سرمایہ تھا، اس میں غلام بھی آزاد کرتے اور مسلمانوں کی مدد بھی کرتے، مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے تو صرف پانچ ہزار درہم باقی رہ گئے تھے، اور جب آپ کا انتقال ہوا تو ترکہ میں ایک دینار یا ایک درہم بھی نہیں چھوڑا جب آپ کو خلیفہ بنایا گیا تو دوسرے دن ہی سر پر کپڑوں کی گٹھڑی رکھ کر بازار کی طرف چل دیئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما نے روکا، اور آپ سے فرمایا کہ آپ حکومت کے کام انجام دیں، اور بیت المال سے آپ کے لئے ہر روز آدھی بکری کی قیمت کے برابر رقم وظیفہ مقرر کردیا، آپ کا مدینہ منورہ کے "سخ" کے مقام میں کپڑے کا کارخانہ اور گودام تھا۔ (۱)

---

(۱) عن هشام بن عروة قال: أخبرني أبي قال: أسلم أبو بكر يوم أسلم وله أربعون ألف درهم. قال أخبرنا محمد بن عمر قال حدثني أسامة بن زيد بن أسلم عن أبيه، قال: كان أبو بكر معروفا بالتجارة لقد بعث النبي صلى الله عليه وسلم وعنده أربعون ألف درهم فكان يعتق منها ويقوى المسلمين حتى قدم المدينة بخمسة الاف درهم ثم كان يفعل فيها ما كان يفعل بمكة... أخبرنا عطاء بن السائب قال: لما استخلف أبو بكر أصبح غاديا الى السوق وعلى رقبته أثواب يتجر بها فلقيه عمر بن الخطاب وأبو عبيدة بن الجراح فقالا له: أين تريد يا خليفة رسول الله؟ قال: السوق. قالا: تصنع ماذا وقد وليت أمر المسلمين؟ قال:=

حضرت ابو معلق انصاری رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے

حضرت ابو معلق انصاریہ رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے، اپنا اور دوسرے تاجروں کا مال بہت سارے ممالک میں لے جایا کرتے تھے، بڑے دیندار متقی پرہیزگار اور مستجاب الدعوات تھے۔ (۱)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ مشہور مالدار صحابی ہیں، جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بھائی چارہ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے قائم کر دیا، حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں اپنے تمام گھریلو اثاثے اور جائیداد کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصہ آپ کو دیتا ہوں، بلکہ یہاں تک فرمایا کہ میری دو بیویاں ہیں، آپ جس کو پسند کریں میں اسے طلاق دیتا ہوں، آپ اس سے نکاح کر لیں، لیکن عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ سب آپ کو مبارک ہو، مجھے صرف مدینہ منورہ کے بازار کا راستہ بتا دیں، چنانچہ وہ

فمن أين أطعم عيالي؟ قالا له: انطلق حتى نفرض لک شيئاً۔ فانطلق معهما ففرضوا له كل يوم شطر شاة... عن عائشة رضي الله عنها، قالت: ماترک أبو بكر ديناراً ولا درهماً ضرب الله سكته... أن أبا بكر الصديق كان له بيت مال بالسنح معروف ليس يحرسه أحد۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد: (٤/ ١٣٧،١٣٦،١٤٦،١٥٦) ذكر بيعة أبي بكر، وذكر وصية أبي بكر، ط: دار الكتب العلمية)

(١) ومنهم أبو معلق الأنصاري: كان تاجراً يتجر بماله ولغيره ويضرب في الآفاق وكان ناسكاً ورعاً مجاب الدعوة۔ (التراتيب الادارية: (٢/ ٢٣) القسم التاسع، الباب الأول في ذكر من كان يتجر في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار الأرقم)

السيرة الحلبية: (٣/ ٢٣٨) باب سراياه صلى الله عليه وسلم وبعوثه، سرية الرجيع، ط: دار الكتب العلمية.

الإصابة في تمييز الصحابة: (٧/ ٣٧٨) باب الكنى، حرف الميم، ط: دار الكتب العلمية.

مدینہ طیبہ کے بازار "قینقاع" گئے، دن کو تجارت کی اور شام کو جب لوٹے تو ان کے پاس کچھ پنیر اور گھی تھا۔ (۱)

آگے چل کر آپ کا کاروبار اتنا وسیع ہوا کہ جب ان کے تجارتی قافلے مدینہ منورہ میں داخل ہوتے تو دھوم مچ جاتی۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے تجارت میں بہت مال کمایا تھا جب ان کا انتقال ہوا تو پسماندگان میں تین بیوہ چھوڑیں، جن میں سے ایک تماضر اشجعیہ تھیں، تین بیواؤں کو کل ترکہ کا آٹھواں حصہ ملا، پھر آٹھویں حصہ کے مزید تین حصے کئے گئے، تماضر اشجعیہ نے صلح کے طور پر اپنا حصہ چھوڑ دیا اور اس کے عوض ان کو تراسی ہزار (۸۳۰۰۰) درہم ملے جس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ

---

(۱) إبراهيم بن سعد عن أبيه، عن جده قال: قال عبدالرحمن بن عوف رضي الله عنه: لما قدمنا المدينة آخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بيني وبين سعد بن الربيع، فقال سعد بن الربيع: إني أكثر الأنصار مالاً، فأقسم لك نصف مالي، وانظر أي زوجتي هويت نزلت لك عنها، إذا حلت، تزوجتها، قال: فقال له عبدالرحمن لا حاجة لي في ذلك هل من سوق فيه تجارة؟ قال: سوق قينقاع قال: فغدا إليه عبدالرحمن، فأتى بأقط وسمن. الحديث. (صحيح البخاري: (۲۷۵/۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في قول الله تبارك وتعالى، فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض، ط: قديمي)

☜ شرح مشكل الآثار: (۲۴۳/۱۰) رقم الحديث: ۲۱۳، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم من قوله: أي المسلمين جلدته أو لعنته أو سببته فاجعل ذلك له زكاة وقربة، ط: مؤسسة الرسالة.

☜ عبدالرحمن بن عوف رضي الله تعالى عنه قدم المدينة بلا شيء، وآخى رسول الله صلى الله عليه وسلم بينه وبين رجل من الأنصار، وأخوه الأنصاري عنده زوجتان، فقال له: هلم إلى زوجتي فاختر أيهما شئت فأطلقها وتعتد وتتزوجها، وهلم أقاسمك مالي، سبحان الله العظيم! فقال: أمسك عليك زوجتك وبارك الله لك في مالك وفي زوجك دلني على السوق فذهب إلى السوق، وأخذ يبيع ويشتري، يأتي يوم بأقط ويوم بسمن، ويوم بكذا وكذا، حتى اتسعت تجارته، وأصبحت القوافل تأتي إليه من الشام إلى المدينة ومرة في يوم الجمعة والرسول صلى الله عليه وسلم قائم يخطب، فإذا بطبول القافلة تدق، فخرج الناس إليها. (شرح الأربعين النووية لعطية بن محمد سالم: (۳۱/۳) الحديث الحادي عشر، عبدالرحمن بن عوف مثال التاجر التقي. الشبكة الإسلامية).

آپ نے ترکہ میں کتنا زیادہ مال چھوڑا تھا۔ (۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ

تیسرے خلیفہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت بڑے تاجر تھے، آپ مال مویشی اور غلہ کے علاوہ کپڑے بیچنے کی تجارت بھی کرتے تھے، جنگ تبوک میں تقریباً ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے جہاد کے لئے پیش دیے اور یہ سارا مال کپڑوں کی تجارت سے حاصل ہوا تھا۔ (۲)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والد عفان بھی بڑے تاجر تھے، تجارت کے سلسلہ میں مختلف ممالک کا سفر کیا کرتے تھے، شام کی طرف تجارت کے سلسلہ میں سفر کرتے ہوئے راستہ میں عفان کا انتقال ہوا۔ (۳)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تجارت کے ذریعہ مال کما کر اسلام اور اہل اسلام کی بڑی خدمت کی، بیس ہزار درہم میں ایک یہودی سے ''بیر رومہ'' خرید کر

---

(۱) أخبرنا أبو نعيم الفضل بن دكين حدثنا كامل أبو العلاء سمعت أبا صالح قال: مات عبد الرحمن بن عوف وترك ثلاث نسوة فأصاب كل واحدة مما ترك ثمانون ألفاً ثمانون ألفاً. (نصب الراية: ٤/١٥١) كتاب ... ط: دار الحديث، مصر)۔

(۲) عن عمرو بن دينار أن امرأة عبد الرحمن بن عوف أخرجها أهله من ثلث الثمن بثلاثة وثمانين ألف. (مصنف عبد الرزاق: (٢٨٩/٨) رقم الحديث: ١٥٢٥٦، كتاب البيوع، باب المرأة تصلح على ... ط: المكتب الإسلامي)

... أمير المؤمنين عثمان بن عفان، قال ابن قتيبة في المعارف في صنائع الأشراف: كان عثمان ... قال ابن عبد البر: جهز عثمان جيش العسرة بتسعمائة وخمسين بعيراً وأتم الألف بخمسين فرساً. ... قال: حمل عثمان على ألف بعير وسبعين فرساً، وكل ذلك مما اكتسب من المال بحرفة ... ولم يكن يحترف بغيرها. (التراتيب الإدارية: (٢٥/٢) القسم التاسع، الباب الأول، باب في ذكر ... إلى عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار الأرقم)

(۳) ... عفان "خرج في تجارة إلى الشام فمات هنالك. (المعارف لابن قتيبة: (ص: ١٩١) أخبار عثمان رضي الله عنه، ط: دار المعارف)

مسلمانوں کے لئے وقف کیا۔ (۱)

پچیس ہزار درہم میں زمین خرید کر مسجد نبوی کی توسیع کی۔ (۲)

ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کرتے تھے۔ (۳)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والوں نے تیس کروڑ پانچ لاکھ درہم لوٹ لئے تھے، اس کے علاوہ تین کروڑ دو لاکھ درہم ترکہ میں چھوڑا تھا۔ (۴)

چار بیویوں میں سے ہر ایک کا حصہ ایک لاکھ دینار بنا تھا۔ (۵)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت

"عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۰/۲)

---

(۱) واشترى بئر رومة من يهودي بعشرين ألف درهم وسبلها للمسلمين. (تهذيب الأسماء واللغات للنووي: (۳۲۳/۱) حرف العين المهملة، باب العين والثاء المثلثة، ط: دار الكتب العلمية)

المعارف لابن قتيبة: (ص: ۱۹۳)، أخبار عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: دار المعارف.

(۲) أن المسجد ضاق بأهله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من يشتري بقعة آل فلان فيزيدها في المسجد بخير منها في الجنة؟ فاشتريتها من صلب مالي... وزاد النسائي من رواية الأحنف بن قيس عن عثمان أنه اشتراها بعشرين ألفا أو بخمسة وعشرين ألفا. (فتح الباري: (۴۰۸/۵) كتاب الوصايا، باب إذا وقف أرضا أو بئرا، ط: دار المعرفة.

عمدة القاري: (۴۶/۱۴) أيضاً، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) وأنه كان يعتق كل يوم جمعة عتيقاً فإن تعذر عليه أعتق في الجمعة الأخرى عتيقين. (البداية والنهاية: (۲۰۸/۷) فصل في الإشارة إلى شيء من الأحاديث الواردة في فضائل أمير المؤمنين عثمان بن عفان رضي الله عنه، القسم الثاني فيما ورد في فضائله وحده، ط: دار الفكر)

(۴) عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن عتبة قال: كان لعثمان بن عفان عند خازنه يوم قتل ثلاثون ألف ألف درهم وخمسمائة ألف درهم ومائة ألف دينار فانتهبت وذهبت وترك ألف بعير بالربذة وترك صدقات كان تصدق بها ببراديس وخيبر ووادي القرى قيمة مائتي ألف دينار. (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۷۶/۳) الطبقة الأولى على السابقين في الإسلام ممن شهد بدراً... الخ ذكر ما خلف عثمان وكم عاش، ط: دار صادر بيروت)

(۵) ؟؟؟؟؟

حق ایجاد

حق ایجاد مادی چیز نہیں ہے، تنہا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے (۲۰۷)
البتہ ایجادات کو قیمت بڑھا کر بیچ دے اور بعد میں ایجاد کی اجازت دے دے تو جائز ہوگا۔ (۱)

حق بائع کی وجہ سے مانع

"بائع کے حق کی وجہ سے واپس کرنا منع ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۲)

حق تصنیف فروخت کرنا

حق تصنیف حقوق مجردہ میں سے ہے اور حقوق مجردہ کی دو قسمیں ہیں:

❶ ایک وہ حقوق جن کے ساتھ مالی منفعت وابستہ ہو جیسے حق وظیفہ وغیرہ۔

❷ دوسرے وہ حقوق جن کے ساتھ مالی منفعت متعلق نہ ہو، جیسے حق شفعہ وغیرہ۔

ان میں سے مالی منفعت والے حقوق سے دست برداری کے عوض مال لینا جائز ہے، اور حق تصنیف کے ساتھ بھی دور حاضر میں چوں کہ مالی منفعت وابستہ ہے اس لیے بعض علماء کے نزدیک اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس کو حق اسبقیت سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض علماء کے نزدیک اس کی خرید وفروخت ناجائز ہے، اس

---

(۱) وفي الأشباه: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

□ وبيع الحقوق بالانفراد لا يجوز۔ (شامي: (۸۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط: سعيد)

□ يصح بيع حق المرور وحق الشرب والمسيل تبعا للأرض والماء تبعا لقنواته... ولكن لا يجوز بيع حق المرور وحق الشرب وحق التسيل ولا هبتها قصدا؛ لأن بيع الحقوق بانفرادها لا يجوز۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۸۵/۱) رقم المادة: ۲۱۶، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني: في ما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: مكتبه فاروقيه)

لیے آخرت کے اعتبار سے نہ لینا ہی بہتر ہے۔ (۱)

حق تعلّی کی بیع

☆......"حق تعلّی" یعنی "فضا" مال نہیں ہے کیوں کہ اس کو مال کی طرح جمع کر کے محفوظ کرنا ممکن نہیں ہے، اس کو حق مجرد کہتے ہیں اور حق مجرد کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ نیچے والی منزل ایک آدمی کی ہو اور اوپر والی منزل کسی دوسرے آدمی کی ہو اور اللہ نہ کرے دونوں منزلیں گر جائیں، اب اوپر والا اپنا حق نیچے والے پر فروخت کردے تو یہ بیع جائز نہیں ہوگی کیوں کہ یہ حق تعلّی ہے اور حق تعلّی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۲)

☆......اگر کوئی شخص زمین فروخت کرتے وقت مشتری سے یہ شرط لگائے کہ آپ کو زمین کے اوپر مثلاً دس فٹ کے اندر اندر ایک چھت بنانے کی اجازت ہے

---

(۱) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة وعلی هذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف۔ وفیها فی آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لکن افتی کثیر باعتباره وعلیه فیفتی بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة، ط:سعید)

اقول علی ماذکره من جواز الاعتیاض عن الحقوق المجردة بمال ینبغی ان یجوز الاعتیاض عن التعلی وعن حق الشرب وعن حق المسیل بمال... کماجاز النزول عن الوظائف ونحوها لاسیما اذا کان صاحب حق العلو فقیراً قدعجز عن اعادة علوه فلو لم یجز ذلک له علی الوجه الذی ذکرناه یتضرر فلیتامل ولیحرر۔ (شرح مجلة الاحکام لخالد الاتاسی: (۱۲۱/۲) [شرح المادة: ۲۱۶] الفصل الثانی فی بیع مایجوز ومالایجوز، ط: رشیدیه)

نظام الفتاوی، کتاب المعاملات، عنوان: "حق تصنیف سے متعلق سوال وجواب" (۲/ ۳۱۴، ۳۱۷) ط: مکتبہ رحمانیہ۔

(۲) سفل وعلو بین رجلین انهدما فباع صاحب العلو علوه لم یجز لان الهواء لیس بمال۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل واما الذی یرجع الی المعقود علیه فانواع، ط:سعید)

لان حق التعلی لیس بمال لان المال مایمکن احرازه۔ (الهدایة: کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، (۵۷/۳) ط: رحمانیه)

فتح القدیر: (۲۹۳/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔

اگر دس فٹ سے مکان اونچا کرنا ہو تو اس کی بھی قیمت ادا کرنا ہوگی البتہ اس کی قیمت نیچے والے حصے سے کم ہوگی اس طرح زمین فروخت کرنا یا زمین فروخت کرتے وقت اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔[1]

حق تلفی کمیشن ایجنٹ کی

"کمیشن ایجنٹ کی حق تلفی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۱/۵)

حق چھوڑ دینا جھگڑے سے بچنے کے لئے

"جھگڑے سے بچنے کے لئے حق چھوڑنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۷/۳)

حق خیار کو فروخت کرنا

حق خیار کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔[2]

حق سے کم پر اکتفا کرنا

"اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۱)

حق شرب

کسی زمین کے حق شرب کو زمین کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[3]

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۲) ان الخیار لیس الا مشیئة وارادة لایتصور انتقاله۔ (الهداية: (۳/ ۳۴) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رحمانية)

(۳) قوله: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة عن الملک قال فی البدائع: الحقوق المجردة لا تحتمل التملیک ولایجوز الصلح عنها... قوله: کحق الشفعة... ولو صالح المخیرة بمال لتختاره بطل ولاشیء لها۔ (شامی: (۴/ ۵۱۸) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة، ط: سعید)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

(۴) تخریج کے لیے "پانی فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

حقِ شُفعہ (Pre Emptio)

۲۱۰ ''حق شفعہ'' ایک حق ہے، پڑوسی کے نقصان کو دور کرنے کے لیے مقرر ہے لیکن یہ مادی چیز نہیں ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۱)

حق طباعت

''حق طباعت'' مادی چیز نہیں ہے، تنہا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے البتہ کتاب کو قیمت بڑھا کر فروخت کردے اور بعد میں طباعت کی اجازت دے دے تو گنجائش ہوگی۔ (۲)

حق غیر کی وجہ سے مانع

خریدار نے آگے سودا کر کے مبیع کو اپنی ملکیت سے نکال دیا، بعد میں عیب کا علم ہوا تو خریدار کو عیب کی وجہ سے مبیع (بیچی گئی چیز) واپس کرنے کا اختیار ختم ہوجائے

---

(۱) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدرمع الرد: (۵۱۸/۴) کتاب البیوع، مطلب: لایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۴۸/۶) کتاب الصلح، فصل: وأما الذي یرجع إلی المصالح عنه فأنواع، ط: سعید۔

الاشباہ والنظائر (ص: ۲۱۰) کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

(۲) من اشتری شیئا وأغلی في ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولیة والوضیعة، ط: رشیدیه)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي یقابله العوض حلال۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۱۹/۱۱) کتاب البیوع، ط: دار الفکر بیروت)

لأن الثمن حق العاقد فإلیه تقدیره۔ (الجوهرة النیرة: (۳۸۷/۲) کتاب الحظر والإباحة، ط: حقانیه پشاور)

وللبائع أن یبیع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا یجب علیه أن یبیعه بسعر السوق دائما وللتجار ملاحظة مختلفة في تعیین الأثمان وتقدیرها۔ (بحوث في قضایا فقهیة معاصرة: (۸/۱) أحکام البیع بالتقسیط، زیادة الثمن من أجل الأجل، ط: دار العلوم کراچی)

گا، مثلاً اسے آگے فروخت کردیا یا کسی کو ہبہ یا صدقہ کردیا تو مبیع خریدار کی ملکیت سے نکل کر دوسروں کی ملکیت میں داخل ہوگئی، لہٰذا اب اس کی واپسی نہیں ہوسکتی ہاں اگر دوسری بیع کینسل ہوگئی اور مبیع پہلے خریدار کے پاس واپس آگئی تو اس کو عیب کی وجہ سے مبیع واپس کرنے کا حق ہوگا۔ (۱)

حق مہر میں دی ہوئی زمین

عقد نکاح کے وقت بیوی کو حق مہر میں دی ہوئی زمین کی مالک بیوی ہے، شوہر نہیں ہے، اس لیے شوہر کے لیے ایسی زمین پر بیوی کی اجازت کے بغیر تصرف کرنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے اگر بالفرض شوہر ایسی زمین کو فروخت کرے گا تو بیوی کی اجازت کے بغیر بیع نافذ نہیں ہوگی۔ (۲)

حقوق اللہ ساقط نہیں ہوتے

''ملازمت کے دوران اللہ کے حقوق ساقط نہیں ہوتے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۲/۶)

---

(۱) ولو أخرج المبیع عن ملکه بحیث لایبقی لملکه أثر، بأن باعه أو وهبه أو أقربه لغیره ثم علم بالعیب لا یرجع بالنقصان... فلما باعه المشتري صار حابساً للمبیع بالبیع فلا یرجع بالنقصان لکونه صار مفوتاً للرد. (شامی، (۲۰/۵)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب في أنواع زیادة المبیع، ط: سعید)

(باع ما اشتراه فرد) المشتری الثانی (علیه بعیب رده علی بائعه لو رد علیه بقضاء) لأنه فسخ۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۶/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب وجد فی الحنطة تراباً، ط: سعید۔

(۲) شرح المجله لرستم باز: (۱۳۹/۱) الکتاب الأول : فی البیوع، الباب السادس فی بیان الخیارات، الفصل السادس فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه۔

(واما شرائط النفاذ فنوعان: أحدهما: الملک او الولایة والثانی: أن لایکون فی المبیع حق لغیر البائع، فإن کان فلاینفذ۔ (الهندیة: (۳/۳) کتاب البیوع، الباب الاول فی تعریف البیع، ط: رشیدیه)

ومنها: وهو شرط انعقاد البیع للبائع ان یکون مملوکا للبائع عند البیع فان لم یکن لاینعقد۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۷/۵) کتاب البیوع، فصل واما الذی یرجع الی المعقود علیه، ط: سعید)

(فتح القدیر: (۳۳۰/۶) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔

حقوق طبع

''کاپی رائٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۳/۵)

حقوق مشترکہ ومجردہ

ایسے حقوق جن میں کسی ملک کے باشندے اور شہری مساوی حقوق رکھتے ہیں اگر یہ شرعاً مال کی تعریف میں نہیں آتے تو ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، اور ان پر حاصل ہونے والی آمدنی اور منافع ناجائز اور حرام ہے، صاحب حق کو واپس کرنا ضروری ہے۔

❶ مثلاً قدرتی نہر کے پانی اور سمندر کے پانی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔

❷ راستہ اور شارع عام میں گزرنے اور گاڑی چلانے کا حق فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❸ لائسنس اور اجازت ناموں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❹ پاسپورٹ، شناختی کارڈ کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❺ غیر مملوکہ اور افتادہ زمین میں، راستے کے کنارے میں، بازار میں، میدان میں، چلنے کا حق، بیٹھنے کا حق یا اس میں خرید وفروخت کرنے کا حق جس کو قابض نے شرعی اور قانونی طریقے پر نہ خریدا ہو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

❻ طلبہ کی رہائش، قیام وطعام اور دوسری سہولتوں کے حقوق جو دینی مدارس اور جامعات، دنیاوی تعلیمی اداروں، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کی جانب سے طلبہ کو حاصل ہیں ان کی خرید وفروخت کرنا ناجائز ہے۔

❼ اساتذہ کرام کے استاذی کے جملہ حقوق اور اداروں کی جانب سے ملنے

والی سہولتوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے مثلاً سرکاری یا غیر سرکاری گاڑیوں میں کم پیسے پر سفر کرنے کے حقوق، عہدے اور مناصب کی بنیاد پر مکان یا پلاٹ لینے کے حقوق اور ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۹ مزدوروں اور ملازمین کی مزدوری اور ملازمت کرنے کے حقوق کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

حقوق ملازم

"ملازم کے حقوق" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۰/۶)

---

(۱) والمراد بالمال عين يجري فيه التنافس والابتذال۔ (الدر المنتقى على مجمع الأنهر: (۴/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

▭ قوله: وإذا كان السفل لرجل وعلوه لآخر فسقطا أو سقط العلو وحده فباع صاحب العلو علوه لم يجز)؛ لأن المبيع حينئذ ليس إلا حق التعلي و حق التعلي ليس بمال؛ لأن المال عين يمكن إحرازها وإمساكها ولا هو حق متعلق بالمال بل هو حق متعلق بالهواء وليس الهواء مالا يباع والمبيع لا بد أن يكون أحدهما۔ (فتح القدير: (۴۹۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

▭ قال في الخانية: ولا يجوز بيع مسيل الماء وهبته، ولا بيع الطريق بدون الأرض، وكذلك بيع الشرب... ومراد الخانية بيع الطريق بيع حق المرور بدليل قوله بدون الأرض۔ (الشامية: (۸۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع الطريق، ط: سعيد)

▭ خانية على هامش الهندية: (۱۵۴/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

▭ ولا يباع الشرب ولا يوهب ولا يوجر ولا يتصدق؛ لأنه ليس بمال متقوم في ظاهر الرواية، وعليه الفتوى۔ (الشامية: (۸۰/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بيع الشرب، ط: سعيد)

▭ الحق المجرد أو المحض هو الذي لا يترك أثرا بالتنازل عنه صلحا أو إبراء... فلا يجوز الاعتياض عنه كحق الولاية على النفس والمال وحق الشفعة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۱۳/۴) الحقوق المجردة وغير المجردة، ط: دار الفكر بيروت)

▭ لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

▭ تكملة فتح الملهم: (۳۴۷/۱) كتاب البيوع، باب بطلان المبيع قبل القبض، ط: دار إحياء التراث العربي۔

حق وصول کرنے کے لیے زائد کا دعوی کرنا

"دعوی زائد کا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ ۲۱۴

حقوق مجردہ

"مادی وجود نہیں ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷/۶)

حقیقت معلوم نہ ہو

"دھوکا ہو سکتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۷/۳)

حکم نامہ کی خرید وفروخت

"ڈگری کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۸/۳)

حکومت کا اسمگلنگ شدہ مال ضبط کرنا

اگر اسمگلر پکڑا جائے تو حکومت اسے جائز قانون کی خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے قید اور کوئی بھی مناسب جسمانی سزا دے سکتی ہے، لیکن اس کا مال اور سامان ضبط کرنا اور نیلام کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ تعزیر مالی ہے، شریعت میں اس کی اجازت نہیں۔ (۱)

مزید "اسمگلنگ کا مال ضبط کر کے نیلام کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) وأفاد في البزازية: أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (الدر المختار مع الرد (۶۱/۴، ۶۲)، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۴۱/۵)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۱۶۷/۲)، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه۔

حکومت کا ضبط کردہ مال خریدنا

"ضبط کردہ مال خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۴/۴)

حکومت کسی کی زمین زبردستی نہیں لے سکتی

"زمین پر قبضہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۴/۴)

حکومت کی اطاعت

جائز کام میں حکومت کی اطاعت ضروری ہے اور ناجائز کام میں حکومت کی اطاعت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

حکومت کی طرف سے چیزوں کا نرخ مقرر کرنا

"نرخ مقرر کرنا" اور "ریٹ مقرر کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۲/۶)

حکومت کی طرف سے ظلماً نیلام کردہ جائیداد خریدنا

"ضبط کردہ مال خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۴/۴)

---

(۱) طاعة الامام حق على المرء المسلم مالم يأمر بمعصية الله. فاذا امر بمعصية الله فلاطاعة له قال العلامة المناوي تحته: (طاعة الامام) الاعظم (حق على المرء المسلم) وان جار (مالم يأمر بمعصية الله فاذا امر بمعصية الله فلاطاعة له) لانه لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق، وخص المسلم لانه حق بالتزام الحق والا فكل ملتزم للاحكام كذلك وفيه ان الامام اذا امر بمندوب يجب طاعته فيه فيصير المندوب واجبا كما اذا امرهم به ثلاثة ايام في الاستسقاء فانه يلزمهم الصوم ظاهرا وباطنا بل ذكر بعض الشافعية انه اذا امر بصدقة او اعتق يجب. (فيض القدير، (۷/ ۳۸۵۴، ۳۸۵۵) [رقم الحديث: ۵۲۲] ط: مكتبه نزار مصطفى الباز)

الشامي، (۱۷۲/۲) باب العيدين، مطلب. تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية، ط: سعيد۔

وفيه أيضا: (۲۶۳/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في وجوب طاعة الإمام، ط: سعيد۔

تكملة فتح الملهم: (۳۲۳/۳، ۳۲۴) كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: دار العلوم كراچی۔

حکومت کے مقرر کردہ بھاؤ کے خلاف کرنسی فروخت کرنا

مختلف ممالک کی کرنسیوں کو حکومت کے مقرر کردہ بھاؤ سے کم یا زیادہ میں فروخت کرنا جائز ہے، البتہ عقد کی مجلس میں دونوں طرف سے قبضہ ہونا ضروری ہے ورنہ ادھار ہونے کی صورت میں بیع صرف ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔

واضح رہے کہ ایک ملک کی کرنسی کی دوسرے ملک کی کرنسی کے عوض میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز ہے البتہ مجلس میں دونوں طرف سے قبضہ ضروری ہے۔[۱] البتہ جانبین سے ایک ہی ملک کی کرنسی کی کمی زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[۲]

---

(۱) وأما العملة للأجنبية من الأوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاضل، فيجوز بيع ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودي۔ ثم إن العملات المختلفة لها قيمة معهودة في البنوك والدوائر الحكومية، فهل تجوز المبادلة بأكثر أو أقل من هذه القيمة المعهودة كما يفعل ذلك في السوق السوداء؟ والجواب: أنا لما اعتبرنا العملة الأجنبية جنسا آخر، فالأصل أن التفاضل في مثله جائز شرعا بالغا ما بلغ، فلا تكون المبادلة على خلاف سعرها الحكومي ربا۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۹۰/۱) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراجی)

☐ بحوث قضايا فقهية معاصرة: (۱۶۵/۱، ۱۶۶) أحكام الأوراق النقدية، مبادلة العملات الدول المختلفة، ط: دار العلوم كراجی۔

☐ وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم إليه، حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة۔ وإذا وجدا، حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر، حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهدايه: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه)

☐ الدر مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد۔

(۲) وأما الأوراق النقدية وهي التي تسمى "نوٹ" فقد أشبعنا الكلام على حقيقتها في باب تحريم مطل الغني... قدمنا هناك أن المختار عندنا قول من يجعلها أثمانا إصطلاحية وحينئذ تجرى عليها أحكام الفلوس سواء بسواء۔ وقدمنا آنفا أن مبادلة الفلوس بجنسها لا يجوز بالتفاضل عند محمد رحمه الله تعالى، وينبغي أن يفتى بهذا القول في هذا الزمان، سدا لباب الربا، وعليه فلا يجوز مبادلة الأوراق النقدية بجنسها متفاضلة، ويجوز إذا كانت متماثلة۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۹۰/۱) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراجی)=

حکومت کے مقرر کردہ نرخ

(۲۱۷) اگر تاجر حضرات اشیاء کی قیمتوں میں حد سے تجاوز کریں، تو ایسی صورت میں قیمت کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت کی جانب سے اشیاء کا نرخ مقرر کرنا درست ہے اور تاجر حضرات اس نرخ پر سامان فروخت کرنے کے پابند ہوں گے، اور اس سے زیادہ قیمت لینا مکروہ ہوگا۔ اور حکومت ایسے لوگوں کو سزا دے سکتی ہے اور ان کو قید بھی کر سکتی ہے۔[1]

= فالصحيح الراجح في زماننا أن مبادلة الأوراق النقدية إنما تجوز بشرط تماثلها، ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (١٦٣/١) أحكام الأوراق النقدية، الرأي الراجح في هذا الباب، ط: دار العلوم كراچی)

بيع الفلس بجنسه متفاضلاً على أوجه أربعة: بيع فلس بغير عينه بفلسين بغير أعيانهما، وبيع فلس بعينه بفلسين بغير أعيانهما، وبيع فلس بغير عينه بفلسين بأعيانهما، وبيع فلس بعينه بفلسين بأعيانهما، والكل فاسد سوى الوجه الرابع۔ أما الأول فلأنّ الفلوس الرائجة أمثال متساوية قطعا لاصطلاح الناس على أهدار قيمة الجودة منها فيكون أحد الفلسين فضلاً خاليا عن العوض مشروطًا في العقد وهو الربا۔ وأما الثاني فلأنه جاز أمسك البائع الفلس المعين وطلب الآخر وهو فضل خال عن العوض۔ وأما الثالث فلأنه لو جاز قبض البائع الفلسين ورد إليه أحدهما مكان ما استوجبه في ذمته فبقي الآخر له بلا عوض۔ وأما الوجه الرابع: فجوزه أبو حنيفة و أبو يوسف رحمهما الله تعالى: وقال محمد رحمه الله تعالى: لا يجوز؛ لأن الثمنية في الفلس تثبت باصطلاح الكل، وما يثبت باصطلاح الكل لا يبطل باصطلاحهما لعدم ولايتهما على غيرهما فبقيت أثمانًا وهي لا تتعين بالاتفاق۔ (العناية في شرح الهداية: (٢٠/٧، ٢) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

[1] ولا يسعر حاكم... إلا إذا تعدى الأرباب عن القيمة تعدياً فاحشاً فيسعر بمشورة أهل الرأي. (الدر المختار مع الرد: (٤٠٠/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(ولا يسعر السلطان إلا أن يتعدي أرباب الطعام عن القيمة تعدياً فاحشاً) ...وينبغي للقاضي والسلطان أن لا يعجل بعقوبة من باع فوق ما سعر بل يعظه ويزجره وإن رفع إليه ثانياً فعل به كذلك وهدده، وإن رفع إليه ثالثاً حبسه وعزره حتى يمتنع عنه ويمتنع الضرر عن الناس. (البحر الرائق: (٨/ ٣٧، ٣٧) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (٢٨/٦) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امداديه)

حکومت کے نیلام کردہ اموال خریدنا

''نیلام کا مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۰/۶)

حکیم کی اجرت

جو حکیم اپنے مریضوں سے فیس لے کر علاج کرتے ہیں یہ جائز ہے کیوں کہ حکیم کی اجرت مرض کی تشخیص اور نسخے تجویز کرنے کی ہے، اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں ہے بلاشبہ جائز ہے۔ (۱)

بشرطیکہ حکیم مستند حکیم ہو ورنہ اس کے لیے علاج کا پیشہ اختیار کرنا ہی جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

حلال اور حرام کا اختیار

دین اسلام میں کسی بھی چیز کو حلال اور حرام کرنے کا اختیار صرف اللہ

---

(۱) وعن أنس رضي الله عنه قال: حجم أبو طيبة رسول الله صلى الله عليه وسلم فأمر له بصاع من تمر وأمر أهله أن يخففوا عنه من خراجه متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱، ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

قال الطيبي رحمه الله في الحديث جواز مخارجة العبد برضاه ... وفيه: إباحة نفس الحجامة... وإباحة الأجرة على المعالجة للطبيب۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۶/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲۲/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب حل أجرة الحجام، ط: قديمي۔

فتح الباري: (۳۵۹/۴) كتاب الإجارة، باب خراج الحجام، ط: قديمي۔

(۲) بل يمنع مفت ماجن يعلم الحيل الباطلة لتعليم الردة لتبين من زوجها او لتسقط عنها الزكاة وطبيب جاهل۔ (الدر المختار) (قوله: طبيب جاهل) بان يسقيهم دواء مهلكا واذا قوى عليهم لا يقدر على ازالة ضرره۔ زيلعي۔ (رد المحتار: (۱۴۷/۶) كتاب الحجر، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۹۳/۵) كتاب الحجر، ط: امداديه ملتان۔

بدائع الصنائع: (۱۶۹/۷) كتاب الحجر والحبس، ط: سعيد۔

تعالیٰ کے پاس ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے انسان کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے آسمان سے شریعت نازل کی ہے، مخلوق میں سے کسی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دے۔

حکمران ، و یا رعایا کسی کو بھی اللہ کے بندوں پر کسی چیز کو حرام یا حلال کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص حلال وحرام کا قانون بنا کر عوام پر لاگو کرنا چاہے تو لاگو نہیں کرسکتا، یہ سراسر شرک کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَن بِهِ اللَّهُ[1]

حلال حرام سے بے نیاز کر دیتا ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے بعض اشیاء کو حرام قرار دیا ہے لیکن اس کے بدل میں بہتر درجہ کی حلال چیزیں عطا کی ہیں، مثلاً سود کو حرام کیا ہے تو تجارت حلال کی ہے ریشم کا استعمال مردوں پر حرام کیا ہے تو اون اور روئی کی مختلف اقسام پر لباس عطا کیا ہے، زنا اور اغلام بازی کو حرام کر دیا ہے تو نکاح کو حلال قرار دیا ہے نشہ آور چیزوں کو حرام کر دیا ہے تو مختلف قسم کے لذیذ مشروبات عطا کئے ہیں جو جسم کو قوت اور تازگی پہنچاتے ہیں۔

اور اگر بعض چیزوں کے استعمال پر پابندی لگا دی ہے تو دوسری طرف بے شمار نعمتوں کے دروازے کھول دیئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسان کو کمزور پیدا کیا ہے

---

(۱) (شوریٰ: ۲۱)

☜ ولا تقولوا لما تصف ألسنتكم الكذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا على الله الكذب إن الذين يفترون على الله الكذب لا يفلحون. (سورة النحل: ۱۱٦)

☜ فالتحليل والتحريم من خصائص الألوهية في التشريع، والحلال ما أحله الله، والحرام ما حرمه الله وليس لأحد من خلقه فرداً كان أو جماعة أن يشرع لعبادة ما لم يأذن به الله. (التفسير الميسر: (ص: ٤٦٠) سورة الأعراف) ط: مجمع الملك فهد السعودية)

اس لئے آسانی کا معاملہ فرمایا ہے۔ (۱)

حلال روزی کا عمل

(۲۲۰)

حلال روزی کے لیے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان سورۃ فاتحہ (الحمد شریف) بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ (۴۱) بار اول آخر درود شریف (۱۱) دفعہ پڑھیں۔

فجر کی نماز کے بعد سورۃ اذا جاء نصر اللہ (۲۱) بار، ظہر کی نماز کے بعد (۲۲) بار، عصر کی نماز کے بعد (۲۳) بار، مغرب کی نماز کے بعد (۲۴) بار اور عشاء کی نماز کے بعد (۲۵) بار پڑھا کریں۔

نیز کوئی ایک وقت مقرر کر کے باوضو قبلہ رو بیٹھ کر درود شریف (۵۰۰) بار پڑھا کریں۔ ان شاء اللہ روزی فراغت کی ملے گی اور پریشانی دور ہوگی۔ (۲)

حلال روزی کمانے کی نیت ہو

ہر دکاندار اور تاجر کا مقصد حلال روزی کمانا اور اپنی ذمہ داری اور فرض کو پورا کرنا ہو کیونکہ حلال کمانا بھی مسلمان کی ذمہ داری اور فریضہ ہے، لہٰذا تجارت محض دنیاوی چیز نہیں بلکہ عبادت بھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کھانا دوسرے فرائض (نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ)

---

(۱) قال اللہ تبارک وتعالیٰ: یرید اللہ أن یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا. (سورۃ النساء:۲۸)

وقد جعل اللہ فیما أحل عوضا مما حرم، فحرم الربا وأحل البیع، وحرم السفاح وأحل النکاح، وحرم الدیباج وأحل الوشی، وحرم الخمر وأحل النبیذ غیر المسکر۔ (فیض الباری: (۲۱/۶) کتاب الأشربۃ، الفرق بین الخمر والنبیذ، ط: دار الکتب العلمیۃ)۔

(۲) فتاوی محمودیہ: (۱۶/ ۱۳۱) باب البیع الباطل والفاسد والمکروہ، بینڈ باجا فروخت کرنا اور حلال روزی کا عمل، ط: جامعہ فاروقیہ کراچی۔

کے بعد ایک فریضہ ہے۔[۱]

حلال کمانے والے کے لئے خوشخبری

حضرت رکب مصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... اس آدمی کے لئے خوشخبری ہو جس کی کمائی حلال ہے، اور جس کا دل اور باطن درست اور ظاہر کریم و شریف ہو، اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھے، اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے، جو اپنے علم پر عمل کرے، اور اپنے زائد مال سے خرچ کرے اور فضول باتوں سے بچتا ہے۔[۲]

حلال کمائی ایک فریضہ ہے

نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج وغیرہ فرائض کے بعد حلال روزی کمانا ایک ذمہ داری اور فریضہ ہے، اس لئے تجارت کے دوران نماز، روزہ وغیرہ کا اہتمام کر کے روزی کمانی چاہئے تا کہ یہ بھی عبادت میں شامل ہو جائے، اور جو لوگ کاروبار کے

---

(۱) عن عبد اللہ رضي اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة.
(مشکاة المصابیح: (۲۴۲/۱) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قدیمي)
شعب الإیمان: (۴۲۰/۶) رقم الحدیث: ۸۷۴۱، الستون من شعب الإیمان: وهو باب في حقوق الأولاد والأهلین، ط: دار الکتب العلمیة.
السنن الکبریٰ للبیهقي: (۲۷/۶) رقم الحدیث: ۱۱۶۹۵، کتاب الإجارة، باب کسب الرجل وعمله بيده، ط: ادارة تالیفات اشرفیه.
(۲) عن نصیح العنسي عن رکب المصري قال رسول الله صلی الله علیه وسلم طوبی لمن طاب کسبه، وصلحت سریرته، وکرمت علانیته، وعزل عن الناس شره، طوبی لمن عمل بعلمه، وأنفق الفضل من ماله، وامسك الفضل من قوله رواہ الطبراني۔ (الترغیب والترهیب: (۴۴۲/۲) رقم الحدیث: ۲۶۷۶، کتاب البیوع، الترغیب في طلب الحلال والأکل منه والترهیب من اکتساب الحرام، ط: دار الکتب العلمیة)
المعجم الکبیر للطبراني: (۷۶/۵) رقم الحدیث: ۴۶۱۶، باب الراء، رکب المصري، ط: مکتبة ابن تیمیه القاهرة.
السنن الکبریٰ: (۱۸۲/۴) کتاب الزکاة، باب کراهیة إمساك الفضل وغیره محتاج إلیه، ط: إدارة تالیفات اشرفیه.

دوران نماز اور روزہ کا اہتمام نہیں کرتے ان کی تجارت عبادت میں شامل نہیں اور وہ حقیقی معنی میں فریضہ اور ذمہ داری ادا کرنے والے نہیں ہیں۔

بعض لوگ کمائی کے دوران حرام وحلال میں تمیز نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ کمانا اور بچوں کا پیٹ پالنا بھی تو ضروری ہے، اور وہ لوگ یہ نہیں سوچتے کہ کمانے کے لئے دماغ اور طاقت کس نے دی ہے، اور اتنی ساری نعمتوں سے کس نے مالا مال کیا ہے، اس ذات کے حکم کی خلاف ورزی کر کے کمانا عقلمندی نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال کمائی حاصل کرنا دوسرے فرائض کے بعد ایک فریضہ اور ذمہ داری۔ (۱)

حلال لقمہ

دین اسلام میں حلال لقمہ کی بہت بڑی اہمیت ہے، اس سے دل میں نیک عمل کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے، اور گناہوں سے نفرت پیدا ہوتی ہے، اس لئے حرام لقمہ سے بچنا لازم ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار باتیں اگر تم میں موجود ہوں تو دنیا کے فوت ہونے پر بھی افسوس

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة رواه البيهقي في شعب الايمان. (مشكاة المصابيح: (۲۴۲/۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۲۷/۶) كتاب الإجارة، باب كسب الرجل وعمله بيده، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

وقوله: بعد الفريضة) كناية عن أن فرضية طلب كسب الحلال لاتكون في مرتبة فرضية الصلاة والصوم والحج وغيرها فالمعنى أنه فريضة بعد الفريضة العامة الوجوب على كل مكلف بعينه. (مرقاة المفاتيح: (۲۶/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

نہ کرو، امانت کی حفاظت سچی بات، اچھے اخلاق، اور پاکیزہ لقمہ۔ (۱)

حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا

حلال کو حرام اور حرام کو حلال ٹھہرانا کفر ہے۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو دین حنیف پر پیدا کیا ہے، ان کے پاس شیطان آکر انہیں بہکاتے ہیں گمراہ کرتے ہیں، اور ان کو دین سے دور کرتے ہیں، اور جو اشیاء میں نے ان کے لئے حلال کی ہیں انہیں ان پر حرام کرتے ہیں اور انہیں حکم دیتے ہیں کہ میرے ساتھ ایسے لوگوں کو شریک ٹھہرائیں جن کی شراکت کی میں نے کوئی دلیل نازل نہیں کی"۔ (۲)

اس سے معلوم ہوا کہ (شیطان اور نفس کے کہنے پر) حلال کو حرام کرنا شرک اور کفر ہے۔

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اربع اذا كن فيك، فلا عليك مافاتك من الدنيا: حفظ امانة، وصدق حديث، وحسن خليقة، وعفة في طعمة رواه احمد والطبراني: (الترغيب والترهيب: (۴۴۱/۲) رقم الحديث: ۲۶۷۴، كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام، ط: دار الكتب العلمية.

☑ مسند أحمد بن حنبل: (۱۷۷/۲) رقم الحديث: ۶۶۵۲، مسند عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما، ط: مؤسسة قرطبه، القاهرة.

☑ مشكاة المصابيح: (ص: ۴۴۵) كتاب الرقاق، الفصل الثالث، ط: قديمي)

(۲) عن عياض بن حمار المجاشعي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال ذات يوم: ألا إن ربي أمرني أن اعلمكم ماجهلتم مما علمني يوم هذا كل مانحلته عبداً حلال وإني خلقت عبادي حنفاء وانهم أتتهم الشياطين فاجتالتهم عن دينهم وحرمت عليهم ما احللت لهم وامرتهم ان يشركوا بي مالم انزل به سلطانا. (صحيح مسلم: (۳۸۵/۲) كتاب الجنة، وصفة نعيمها وأهلها، ط: قديمي)

☑ مسند احمد: (۱۶۲/۴) حديث عياض بن حمار المجاشعي رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبه.

☑ ومن اعتقد الحلال حراماً أو بالعكس يكفر إذا كان حراماً لعينه۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۳۲۱/۱) كتاب الكراهية والاستحسان، ط: دار احياء الكتب العربية.

☑ الفتاوى الهندية: (۲۷۲/۲) كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، ط: رشيديه.

حلال وحرام کے بارے میں سوال

''قیامت کے دن کا سوال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۶/۵)

حمل

پیدا ہونے سے پہلے حمل کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، چوں کہ اس کے بارے میں بہت سارے احتمالات ہیں، مردہ پیدا ہوگا یا زندہ، دبلا ہوگا یا موٹا تازہ، نر ہوگا یا مادہ جس میں دھوکا ہونے کا قوی امکان ہے اور بیع میں دھوکا حرام ہے اس لیے حمل کی بیع حرام ہے۔[1]

حمل جانور میں عیب نہیں ہے

''قربانی کے لیے جانور خریدنے کے بعد معلوم ہوا حاملہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

حنوط شدہ جانور

حنوط شدہ جانور تصویر کے حکم میں نہیں ہے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا

---

(۱) وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، منها: أن يكون موجودًا فلا ينعقد بيع المعدوم، وما له خطر العدم كبيع نتاج النتاج بأن قال: بعت ولد ولد هذه الناقة، وكذا بيع الحمل؛ لأنه إن باع الولد فهو بيع المعدوم وإن باع الحمل فله خطر العدم۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

(ولا يجوز بيع الحمل) أي الجنين (ونتاج الحمل) هو حبل الحبل، وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن بيع الحبل وحبل الحبل... ولأن فيه غررًا وهو ما طوى عنك علمه۔ قال المغرب في الحديث: نهى عن بيع الغرر، وهو الذي لا يدري أيكون أم لا، كبيع السمك في الماء والطير في الهواء۔ (العناية في شرح الهداية مع الفتح: (۳۷۷/۶، ۳۷۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

تبيين الحقائق: (۳۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امدادیہ ملتان۔

فرمایا ہے لوگوں نے نہیں بنایا، لیکن اگر یہ جانور ایسا ہے کہ اس کا گوشت کھانا حرام ہے تو وہ مرنے کے بعد ناپاک ہے، اسے گھر اور مہمان خانے میں رکھنا جائز نہیں ہے، اور اگر وہ ایسا جانور ہے کہ اس کا گوشت کھانا حلال ہے لیکن اسلامی طریقے کے مطابق ذبح نہ کیا گیا ہو تو مرنے کے بعد وہ بھی ناپاک ہے اسے بھی گھر اور مہمان خانے وغیرہ میں رکھنا ناجائز ہے، اور اگر وہ ایسا جانور ہے جس کا گوشت کھانا حلال ہے، اور اس کو اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کر کے پھر حنوط کیا گیا تو اس کو گھر یا مہمان خانے میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ اگر اس کام میں بہت زیادہ رقم خرچ کی گئی تو پھر یہ مال ضائع کرنے کی قبیل سے ہے۔

باقی حنوط شدہ ذبح کے بغیر مردہ جانور کی خرید وفروخت کرنا اور درآمد اور برآمد کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ مردہ جانور مال نہیں ہے، اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے، البتہ اسلامی طریقہ سے ذبح کرنے کے بعد حنوط کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت وغیرہ جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) س۱: هناك بعض الطيور كالحمام والصقور المحنطة والتي تباع في الأسواق للمنظر أو كالتحفة وبما أن هذه الطيور من خلق الله ولا يوجد بها أي تغير، لذلك ترغب من سماحتكم ماهو الحكم فيمن يضعها في منزله؟

ج: لايعتبر ذلك من التصوير، ولا من مضاهاة خلق الله، ولا من اقتناء الصور التي ورد النهي عنها في الأحاديث، ولكن اتخاذها لمجرد أن تكون تحفة في المنازل فيه ضياع للمال إن كانت مأكولة اللحم بخلاف حيوان ينتفع به إن كان من جنس الصقور دون فائدة مشروعة من وراء ذلك، مع مافي نفقات التحنيط من إسراف وكونه ذريعة إلى إتخاذ التماثيل في البيوت ونحوها فيمنع ذلك. (فتاوي اللجنة الدائمة: (۱/۷۲۶) رقم الفتوى: ۹۹۸، التصوير، إقتناء بعض الطيور المحنطة للمنظر أو للتحفة، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء الرياض)

☜ إقتناء الطيور والحيوانات المحنطة سواء مايحرم اقتنائه حياً أو ما جاز إقتنائه حيًا فيه إضاعة للمال وإسراف وتبذير في نفقات التحنيط، وقد نهي الله عن الإسراف والتبذير، ونهي النبي صلى الله عليه وسلم عن إضاعة المال. فتاوى اللجنة الدائمة: (۱/۷۶۵) رقم الفتوى: ۲۰۵۰م التصوير، إقتناء الطيور والحيوانات المحنطة، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)=

حنوط شدہ جانور کی خرید و فروخت

(۲۲۶) حنوط شدہ پرندوں اور جانوروں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے کیونکہ مردار ہے اور مردار کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، مزید یہ کہ حنوط کرنے میں مال صرف کرنا فضول خرچی میں آتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضول خرچی اور مال ضائع کرنے سے منع کیا ہے۔

مزید یہ کہ ان جانوروں کے متعلق غلط عقائد رکھنے کا اندیشہ ہے، اور جانداروں کی تصویریں بنانے کا ذریعہ بن سکتا ہے، پھر انہیں گھروں میں یا دفاتر میں رکھا جائے گا یا آویزاں کیا جائے گا اور یہ سب ناجائز اور حرام ہیں۔ (۱)

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم میں ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر کی تصویروں اور مجسموں کی وجہ سے شرک پیدا ہوگیا تھا، حالانکہ وہ اس قوم میں نیک لوگ تھے اور ایک دوسرے کے قریب قریب زمانوں میں فوت ہوئے تھے، شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ خیال خوبصورت بنا کر ڈال دیا کہ وہ ان کی تصویریں

= وبطل بيع ما ليس بمال... كالدم والميتة. (الدر المختار مع الرد: (٥/٥٠،٥١) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

والحيوان الذي ذبح أو قتل بغير ذكاة شرعية في حكم الميتة شرعاً، فلا يجوز بيع المنخنقة أو الموقوذة فيما بين المسلمين. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٣٠٣/١) المبحث الثالث، الشرط الثاني، كون المبيع متقوماً، ط: معارف القرآن)

(١) اقتناء الطيور والحيوانات المحنطة سواء ما يحرم إقتنائه حيًا أو ما جاز اقتنائه حيًا فيه إضاعة للمال وإسراف وتبذير في نفقات التحنيط، وقد نهى الله عن الإسراف والتبذير، ونهى النبي صلى الله عليه وسلم عن إضاعة المال، ولأن ذلك وسيلة إلى إتخاذ الطيور وغيرها من ذوات الأرواح، وتعليقها ونصبها محرم فلا يجوز بيعها ولا إقتنائها، وعلى المحتسب أن يبين للناس أنها ممنوعة وأن يمنع ظاهرة تداولها في الأسواق. (فتاوى اللجنة الدائمة: (٧٦٥/١) رقم الفتوى: ٢٠٣٥٠، التصوير، إقتناء الطيور والحيوانات المحنطة، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)

انظر أيضا الحاشية السابقة.

بنا کر جہاں وہ بیٹھا کرتے تھے وہاں نصب کردیں، انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس کی وجہ سے نوح علیہ السلام کی قوم شرک میں مبتلا ہوگئی۔ (۱)

حوالگی سے عاجز ہو

اگر بائع عقد بیع کے وقت بیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کو حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو تو اس کی بیع باطل ہے۔ اگر چہ وہ اس کی ملکیت میں ہو، مثلاً کسی کی کوئی چیز گم ہوگئی تو جب تک گم شدہ چیز واپس مل نہیں جائے گی تب تک اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔ (۲)

حوالگی کو موخر کرنے کی شرط

"مبیع کو ادھار دینے کی شرط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۲)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما: صارت الأوثان التي كانت في قوم نوح في العرب بعد أما "ود" كانت لكلب بدومة الجندل، أما سواع كانت لهذيل، وأما يغوث فكانت لمراد... وأما يعوق فكانت لهمدان، وأما نسر فكانت لحمير لآل ذي الكلاع، أسماء رجال صالحين من قوم نوح، فلما هلكوا أوحى الشيطان إلى قومهم أن نصبوا إلى مجالسهم التي كانوا يجلسون أنصاباً وسموها بأسمائهم، ففعلوا فلم تعبد حتى إذا هلك أولئك وتنسخ العلم عبدت. (الصحيح للبخاري: (۷۳۲/۲) كتاب التفسير، سورة نوح، باب وداً ولا سواعاً ولا يغوث ويعوق ونسراً، ط: قديمي)

الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: (۳۶۳/۲۱) تفسير سورة نوح: ۲۳، ۲٤، ط: مؤسسة الرسالة.

تفسير ابن كثير (۱٤۳/۱٤) سورة نوح، ط: مؤسسة قرطبة.

(۲) ومنها أن يكون مقدور التسليم عند العقد، فإن كان معجوز التسليم عنده لا ينعقد وإن كان مملوكاً له كالآبق في جواب ظاهر الروايات. (بدائع الصنائع: (۱٤۷/۵) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

بيع معجوز التسليم: يري جمهور الحنفية كما في ظاهر الرواية، أنه لا ينعقد بيع معجوز التسليم عند العقد، ولو كان مملوكاً كالطير الذي طار من يد صاحبه، أو العبد الآبق (الفاز) واللقطة، ويكون البيع باطلاً. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳٤۰۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، المطلب الأول: أنواع البيع، الباطل، ط: رشيديه)

الشامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط المبيع أنواع أربعة، ط: سعيد.

حوالگی مؤخر کرنے کی شرط لگانا

۲۲۸ "ڈلیوری مؤخر کرنے کی شرط لگانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۹/۳)

حوالے کا کاروبار

☆......حوالہ کاروبار اور ہنڈی کا حکم ایک ہے لہٰذا ہنڈی کے جتنے عنوانات ہیں ان کے ماتحت دیکھیں۔

☆......مزید یہ کہ حوالہ کا معاملہ ادھار ہونے کی صورت میں ڈالر وغیرہ کی قیمت بازار میں رائج قیمتوں سے زیادہ رکھنا جائز نہیں ہے، سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔(۱)

حوصلہ افزائی کرنا

اسلام نے دوسرے تاجروں کے سامان فروخت کرنے میں ان کی مدد اور حوصلہ افزائی کرنا سکھایا ہے، طاقت ور تاجر کمزور اور ضعیف تاجروں کی مدد کریں، ان

---

(۱) ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلک في العدالى والغطارفة؛ لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربا۔ (الهداية: (۱۱۰/۳) كتاب الصرف، ط: شركة علمية ملتان)

🗀 بيع فلوس معينة بالتفاضل، كبيع الفلس الواحد بعينه بفلسين الآخرين بعينها، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: إنه لا يجوز أيضا... والذي يظهر لهذا العبد الضعيف أن قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت بمنزلتها في كل شيئ، فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعيينها لانفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب ودب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۸۸/۱) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم كراچی)

🗀 عن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲۸/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

کے ساتھ تعاون کریں اسلام کی تعلیم یہی ہے۔ (۱)

حیلہ

(۲۲۹)

حرام کو حلال کرنے کے لئے حیلہ کرنا درست نہیں ہے کیونکہ یہ یہودیوں کی عادت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس برائی کا ارتکاب نہ کرو جس کا ارتکاب یہود نے کیا، ایسا نہ ہو کہ تم چھوٹے چھوٹے حیلوں سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حرام کی گئی چیزوں کو حلال کرنے بیٹھ جاؤ۔ (۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ یہود کا ستیاناس کرے، جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی حرام کردی تو انہوں نے اسے پگھلالیا، پھر اسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھا گئے۔ (۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم أخو المسلم لايظلمه ولايسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمى)

عن أبي موسى رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم: المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا۔ وعن بشير رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ترى المؤمنين في تراحمهم و توادهم وتعاطفهم كمثل جسد إذا اشتكى عضو منه تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمى)

فكل ما يستضر به المعامل فهو ظلم وإنما العدل لايضر بأخيه المسلم، والضابط الكلي فيه أن لايحب لأخيه إلا مايحب لنفسه، فكل مالو عومل به شق عليه وثقل على قلبه، فينبغي أن لايعامل غيره به بل ينبغي أن يستوي عنده درهمه ودرهم غيره۔ (إحياء علوم الدين: (۲/ ۷۳) كتاب آداب المعاش، الباب الثالث في بيان العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

(۲) وقال عليه السلام: لا ترتكبوا ما ارتكبت اليهود وتستحلوا محارم الله بادني الحيل. (غاية المرام: (ص: ۲۳) رقم الحديث (۱۱)، ط: المكتب الإسلامي)

تفسير ابن كثير: (۱/ ٤٤٧) سورة البقرة: ٦٧، أمر بني اسرائيل بذبح البقرة، ط: مؤسسة قرطبة.

روح المعاني: (٤/ ٩٤) سورة الأعراف: ١٦٦، ط: دار إحياء التراث العربي.

(۳) قاتل الله اليهود لما حرم الله عليهم الشحوم جملوها، ثم باعوها فاكلوا ثمنها. (صحيح البخاري: (۱/ ۲۹۸) (رقم: ۲۲۳٦) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمي)=

حیلہ سازی

"رخصت تلاش کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴/۴۳)

حیلہ کرنا

حرام کو حلال کرنے کے لیے یا حرام کھانے کے لیے یا حرام کام کرنے کے لیے یا دوسرے کے حق کو باطل کرنے کے لیے حیلہ کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ حرام سے بچنے یا حرام سے نکلنے کے لیے حیلہ کرنا جائز ہے مثلاً سود لینے کے لیے حیلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ سود سے بچنے اور اس سے نکلنے کا طریقہ اور حیلہ بتایا جائے گا۔[1]

= الصحيح لمسلم:(۲/۲۳) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر والميتة، ط: قديمي.

إعلاء السنن:(۱۴/۲۹) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن.

(۱) من مذهب علمائنا ان كل حيلة يحتال بها الرجل لابطال حق الغير او لادخال شبهة فيه او لتموبه باطل، فهو مكروهة وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام او ليتوصل بها الى حلال فهي حسنة ، والاصل في جواز هذا النوع من الحيل قول الله تعالى : { وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولاتحنث } وهذا تعليم المخرج لايوب النبي عليه وعلى نبينا الصلاة والسلام عن يمينه التي حلف ليضربن امراته مائة عود، وعامة المشايخ على ان حكمها ليس بمنسوخ وهو الصحيح من المذهب كذا في الذخيرة۔ (الهندية: (۶/۳۹۰) كتاب الحيل، الفصل الاول، ط: رشيديه كوئٹه)

الحيل جمع حيلة وهي الحذق في تدبير الامور وهي تقليب الفكر حتى يهتدى الى المقصود (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۷۷) الفن الخامس: الحيل، ط: دار الفكر المعاصر، بيروت)

قال ابو سليمان: كذبوا على محمد ليس له كتاب الحيل وانما هو الهرب من الحرام والتخلص منه حسن قال تعالى: { وخذ بيدك ضغثا ... الاية } وذكر في الخبر " ان رجلا اشترى صاعا من تمر بصاعين فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أربيت هلا بعت تمرك بالسلعة ثم ابتعت بسلعتك تمرا" وهذا كله اذا لم يؤد الى الضرر۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۹۷) الفصل الخامس: الحيل، ط: قديمي كراچي)

حیوانات کی ادھار بیع کا حکم

۲۳۱ ☆......حیوان کی بیع حیوان کے بدلے میں ادھار کے طور پر کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً ایک آدمی نے دوسرے آدمی سے کہا کہ آپ اس سال مجھے اپنا بیل دے دیں میں اس کے عوض میں آئندہ سال دوسرا بیل دے دوں گا تو یہ بیع شرعاً جائز نہیں ہے۔(۱)

☆......حیوان کی بیع حیوان کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً پیسے کے بدلے میں ادھار جائز ہے۔(۲)

---

(۱) عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی بیع الحیوان بالحیوان نسیئۃ۔ (شرح معانی الآثار: (۲/۲۱۴) کتاب البیوع، باب استقراض الحیوان، ط: مکتبہ رحمانیہ)

لایجوز بیع شیء من الحیوان من الرقیق ولا غیرہ بشیء من الحیوانات و الرقیق ولا غیرہ نسیئۃ لان الحیوان لایجوز فیہ السلم ای التاجیل وقال عبداللہ بن مسعود انہ نہی السلم فی الحیوان۔ (اعلاء السنن: (۱۴/۳۸۵) باب النہی عن بیع الحیوان بالحیوان نسیئۃ، ط: إدارۃ القرآن)

(۲) کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: (۳/۲۶۵) کتاب البیع، ارکان السلم، ط: مکتبۃ الحقیقیۃ۔

خارجی تجارت

''بیرون ممالک سے تجارت کی ضرورت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲

خچر کی تجارت

خچر کی تجارت جائز ہے۔ (۱)

خدمت خلق

''مال کی پاکی''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۶۵)

خدمت کو ہدیہ قرار دینا

''ہدیہ کوئی خدمت ہو''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۴۷۵)

خراب اور اچھا

''کچھ اچھا کچھ خراب''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵/۲۹۴)

---

(۱) ویجوز بیع جمیع الحیوانات سوی الخنزیر وھو المختار۔ (الفتاوی الھندیة: (۳/۱۱۴) کتاب البیوع، الباب التاسع فی مایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الرابع فی بیع الحیوانات، ط: رشیدیه کوئٹه)

(ویصح بیع الکلب والفھد وسائر السباع، علمت) الکلب والفھد والسباع (اولا)۔ (مجمع الانھر: (۳/۱۵۱) کتاب البیوع، مسائل شتی، ط: غفاریه کوئٹه)

ویصح بیع الکلب والسباع وسائر انواعھا۔ (الدر مع الرد: (۳/۲۲۶) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۴/۵۳۰) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

البحر الرائق: (۶/۲۸۶) کتاب البیع، باب المتفرقات، ط: رشیدیه کوئٹه۔

خراب چیز ٹوکری میں نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا

"ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح اوپر رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۳/۳)

خراب چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے

"عیب دار چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خراب دے کر اچھا لینا

خراب گیہوں دے کر اچھے گیہوں لینا یا خراب آٹا دے کر اچھا آٹا لینا ہے تو برابر لینا دینا پڑے گا ورنہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔[1] اگر کوئی شخص برابر دینے اور لینے پر راضی نہ ہو تو سود سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس گیہوں یا آٹے وغیرہ کو پیسوں سے بیچ دیں کہ ہم نے اتنا آٹا دوسو روپے میں بیچا اور دوسو روپے پر قبضہ کرلیں پھر اسی دوسو روپے کے عوض اس سے وہ اچھے گیہوں یا آٹا لے لیں تو یہ جائز ہے۔[2]

---

(۱) ولایجوز بیع الجید بالردئ مما فیه الربا إلا مثلاً بمثل؛ لأن الجودة إذا لاقت جنسها فیما یثبت فیه الربا لاقیمة له۔ (الجوهرة النیرة: (۲۵۹/۱) كتاب البیوع، باب الربا، ط: حقانیه)

مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳) كتاب البیوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمیة۔

الهدایة: (۸۳/۳) كتاب البیوع، باب الربا، ط: رحمانیه۔

(۲) عن أبي هریرة رضي الله تعالیٰ عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم استعمل رجلاً علی خیبر فجاء بتمر جنیب فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم: أكل تمر خیبر هكذا؟ قال: لا والله یا رسول الله! إنا لنأخذ الصاع من هذا بالصاعین والصاعین بالثلث، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: فلا تفعل، بع الجمع بالدراهم، ثم ابتع بالدراهم جنیبا۔ (صحیح مسلم: (۲۶/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی)

صحیح البخاري: (۲۹۳/۱) كتاب البیوع، باب إذا أراد بیع تمر بتمر خیر منه، ط: قدیمی۔

مشكاة المصابیح: (ص: ۲۴۵) كتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

خراب ہونے والی چیز خرید کر بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا

ایک شخص نے گوشت یا مچھلی یا کوئی اور جلدی خراب ہونے والی چیز خریدی، پھر سودا بائع (دوکاندار) کے پاس چھوڑ کر گھر سے پیسے لینے کے لیے چلا گیا اور اتنی دیر کردی کہ جتنی دیر میں چیز کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو بائع وہ چیز کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے اور دوسرا خریدار اصل معاملہ کو جانتے ہوئے بھی خرید سکتا ہے، اگر دوسرے خریدار کے ہاتھ زیادہ قیمت پر فروخت کی تو زائد قیمت کو صدقہ کردے اور اگر کم قیمت پر فروخت کی تو نقصان بائع کے ذمہ ہوگا، پہلے خریدار سے وہ نقصان پورا نہیں کرایا جائے گا۔ (۱)

خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت شرط لگائی

خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت بائع نے یہ شرط لگائی کہ خریدار متعینہ مدت تک پوری قیمت ادا کر کے چیز اٹھالے گا، اور خریدار نے مثلاً دس ہزار ادا

---

(۱) وكذا لو اشترى شيئا مما يتسارع إليه الفساد كاللحم والسمك والفاكهة وذهب المشتري إلى بيته ليجيء بالثمن، فطال مكثه، وخاف البائع فساده كان له أن يبيعه من غيره استحسانا وللمشتري منه أن يتطوع به وإن كان يعلم ذلك، لأن البائع رضي بانفساخ البيع الأول، والمشتري كذلك ظاهرا ثم ينظر إن كان الثمن الثاني أكثر من الأول فعليه أن يتصدق بالزيادة وإن كان أنقص فالنقصان على البائع لا على المشتري الأول۔ (فتح القدير: (۱۲۱/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة قبيل: باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۰۵/۶) كتاب البيع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۴۹۷/۶) كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ط: سعيد۔

اشترى ما يتسارع إليه الفساد ولم يقبضه المشتري ولم ينقد الثمن حتى غاب كان للبائع أن يبيعه من آخر ويحل للمشتري الثاني أن يشتريه وإن كان يعلم بالحال؛ لأن المشتري الأول رضي بهذا الفسخ دلالة، فيحل للبائع بيعه وحل للمشتري أن يشتريه۔ (فتح القدير: (۲۷۲/۶) كتاب البيوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها في البيع... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

الخانية على هامش الهندية: (۲۳۰/۲) كتاب البيوع، فصل في الإقالة والاستحقاق، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۱۰۵/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

کر دیے اور بائع (سیلر) نے کہا کہ اگر خریدار متعینہ مدت تک چیز نہیں اٹھائے گا تو بائع کسی دوسرے کو فروخت کر دے گا اور اس میں نقصان ہونے کی صورت میں خریدار کی جمع شدہ رقم سے تلافی کرے گا اور خریدار نے اس شرط کو منظور کیا اور وہ چیز خرید لی، مگر خریدار نے متعینہ مدت کے اندر پوری قیمت ادا کر کے وہ چیز نہیں اٹھائی، اور وہ چیز خراب ہونے لگی تو بائع نے مجبوراً وہ چیز دوسرے آدمی کو فروخت کر دی اور اس میں مثلاً بیس ہزار کا نقصان ہوا تو اب بائع پہلے خریدار سے مزید دس ہزار کا نقصان وصول کر سکے گا۔

خراب ہونے والی چیزوں میں گوشت، مچھلی، چمڑا، سبزی، فروٹ وغیرہ ہیں

واضح رہے کہ خریدار سے نقصان کی تلافی کرنا اس وقت جائز ہوگا جب خریدار نقصان کی تلافی کی شرط کو منظور کرے گا ورنہ خریدار سے نقصان کی تلافی کرنا درست نہیں ہوگا۔ (۱)

خرافات

خرافات والی چیزوں کی تجارت جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) قلت: وفي الولوالجية: اشتري لحما، فذهب ليجيء بالثمن فأبطأ فخاف البائع ان يفسد يسع البائع بيعه، لأن المشتري يكون راضيا بالإنفساخ، فان باع بزيادة تصدق بها أو بنقصان وضع على المشتري، وهذا نوع استحسان، وبه علم ان مايسرع فساده لا يتوقف على القاضي لرضاه بالانفساخ. (شامي: (۵/ ۲۲۱) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب للقاضي ايداع مال غائب واقراضه وبيع منقوله، ط: سعيد)

☐ وفي الرافعي: قال ابن كمال باشا: ان هذا البيع وان كان قبل القبض الا انه ليس بمقصود، انما المقصود احياء حقه، وفي ضمنه يصح بيعه. (تقريرات الرافعي: (۱۷۷/۲) باب المتفرقات، ط: سعيد)۔

☐ الفتاوى الولوالجية: (۱۸۹/۳) كتاب البيوع، الفصل الثالث: فيما يجوز تصرف البائع والمشتري في الثمن والمبيع وفيما لا يجوز، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) بيع السلاح من أهل الفتنة وفي عساكرهم؛ لأن بيعه منهم من باب الإعانة على الإثم والعدوان وأنه منهي، ولا يكره بيع ما يتخذه من السلاح منهم كالحديد وغيره؛ لأنه ليس معدا للقتال فلا يتحقق معنى الإعانة، ونظيره بيع الخشب الذي يصلح لاتخاذ المزمار فإنه لا يكره، وإن كره بيع المزامير۔ =

خربوزہ خراب نکلے

"سبزی خراب نکلے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۵/۴)

خریدار

"گاہک" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۶/۵)

خریدار اور بائع کا الگ الگ ہونا ضروری ہے

"ایک شخص بائع اور خریدار دونوں نہیں ہوسکتا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خریدار بیعانہ دے کر بھاگ گیا

بعض اوقات بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان باقاعدہ ایجاب وقبول کے ذریعہ بیع مکمل ہونے کے بعد مشتری کچھ رقم ٹوکن منی (Token Money) یعنی بیعانہ کے طور پر بائع کو دیتا ہے، بعد میں کسی بھی وجہ سے خریدار بھاگ جاتا ہے یا کسی وجہ سے خریداری سے انکار کردیتا ہے، اس سے بعض دفعہ بائع کا بہت بڑا نقصان ہوتا ہے تو ایسی صورت میں نقصان سے بچنے کی متعدد صورتیں ہوسکتی ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ مشتری کو اگر مبیع کی واقعۃً ضرورت نہیں ہے تو بائع اس کا بیعانہ ضبط نہ کرے بلکہ مشتری پوری قیمت ادا کرکے مبیع پر قبضہ کرلے، پھر بائع بیعانہ کی رقم کی مقدار کم کرکے قیمت مقرر کرے اور مشتری سے واپس خرید لے اس صورت میں بیعانہ کی رقم ضبط نہیں ہوگی بلکہ مستقل عقد کے ذریعہ اتنی رقم نفع کے طور پر حاصل

=(بدائع الصنائع: (۲۳۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما صفة البیع، ط: سعید)
الشامیة: (۲۶۸/۴) کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید۔
البحر الرائق: (۱۴۳/۵) کتاب السیر، باب البغاة، ط: سعید۔

کی گئی، اور یہ صورت جائز ہے۔ (۱)

❷ بائع مشتری کی اجازت سے بیع کسی اور آدمی کو فروخت کردے، اگر پہلی قیمت سے کم پر فروخت ہوئی، تو یہ نقصان بیعانہ کی رقم سے وصول کرلے کیونکہ یہ بیع اصل میں مشتری کے لئے ہوئی ہے اور اگر زیادہ قیمت پر فروخت ہو تو بائع اپنا ثمن وصول کرکے زائد رقم مشتری اول کو واپس کردے، کیونکہ سودا مکمل ہوچکا تھا اور مشتری اول ہی مبیع کا مالک بن چکا تھا۔ اور مالک ہی اصل اور نفع کا حق دار ہوتا ہے۔ (۲)

❸ اور اگر مشتری مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کسی ایک صورت پر بھی عمل کرنے کے لئے راضی نہیں تو ایسی صورت میں بائع عدالت سے رجوع کرے اور

(۱) یجب ان یعلم أن شراء ما باع الرجل... بأقل مما باع، ممن باع... قبل نقد الثمن لایجوز... بخلاف ما بعد قبض الثمن. (المحیط البرهاني: (۳۸۷/۹) کتاب البیوع، الفصل السادس في مایجوز بیعه ومالایجوز، نوع آخر في شراء ما باع بأقل مما باع. ط: إدارة القرآن)

◘ (وفسد شراء ما باع... بالأقل) من قدر الثمن الأول (قبل نقد) کل (الثمن) الأول... (ولابد) لعدم الجواز (من اتحاد جنس الثمن فإن اختلف جنس الثمن جاز مطلقاً کما لو شراه بأزید أو بعد النقد. قوله: قبل نقد کل الثمن) قید بکونه قبل النقد لأنه إذا کان بعده لافساد، و قید بکل الثمن، لأنه لایجوز شراؤه بالأقل وإن بقي من ثمنه درهم. (حاشیة الطحطاوي علی الدر المختار: (۷۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار المعرفة)

◘ الدر المختار مع الرد: (۵/ ۷۳، ۷۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت للرمد، ط: سعید۔

◘ احسن الفتاوی: (۵۰۷/۶) کتاب البیوع، ط: سعید۔

(۲) وصح بیع الوکیل بما قل أو کثر. (شرح الوقایه: (۱۹۳/۳) کتاب التوکیل، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: إدارة الحرم.

◘ الوکیل بالبیع یجوز بیعه بالقلیل والکثیر: (الفتاوی الهندیة (۵۸۸/۳) کتاب الوکالة، الباب الثالث في الوکالة بالبیع، ط: رشیدیه.

◘ لو أعطی أحد ماله للدلال، وقال بعه بکذا درهم فإن باعه الدلال بأزید من ذلك فالفضل أیضاً لصاحب المال: (شرح المجلة لرستم باز: (۲۴۴/۱) المادة: ۵۷۸، الکتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحکامه، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: فاروقیه.

◘ احسن الفتاوی: (۵۰۷/۶) کتاب البیوع، ط: سعید.

عدالت اسے کسی اور جگہ فروخت کرنے کی اجازت دے دے۔ (۱)

❷ اگر اسلامی یا مسلمان ملک نہ ہونے کی وجہ سے عدالت سے رجوع کرنا مشکل ہو تو علماء کرام کی مجلس اور پنچائیت سے بھی فیصلہ کرایا جا سکتا ہے اور اگر بائع خود کسی وجہ سے عدالت سے رجوع نہیں کرتا تو یہ اس کا اپنا نقصان ہے لیکن اس وجہ سے بیعانہ ضبط کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

خریدار دو ہوں

"دو خریدار ہوں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۳)

خریدار سامان واپس کرنا چاہے

"واپس کرنا چاہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۳/۶)

خریدار سے واپس خریدنا

کسی چیز کو فروخت کرنے کے بعد اس کی قیمت وصول کرنے سے پہلے وہی چیز خریدار سے کم قیمت میں خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) ومن اشتري عبداً فغاب فبرهن البائع على بيعه وغيبته معروفة لم يبع بدين البائع وإلا بيع لدينه. (كنز الدقائق: (ص: ۴۵۸) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: قديمي)۔

الهداية: (۱۰۹/۳) كتاب البيوع، مسائل منثوره، ط: رحمانيه.

تبيين الحقائق: (۱۲۸/۴) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: امداديه.

أحسن الفتاوى: (۵۰۱/۶) كتاب البيوع، ط: سعيد.

(۲) احسن الفتاوى: (۵۰۱/۶) كتاب البيوع، ط: سعيد.

امداد المفتين: (ص: ۱۹۹) كتاب البيوع، متفرقات البيوع، ط: دار الإشاعت.

(۳) (وفسد شراء ما باع ... بالأقل) من قدر الثمن الأول (قبل نقد) كل (الثمن) الأول۔ صورته: باع شيئا بعشرة ولم يقبض الثمن ثم شراه بخمسة لم يجز۔ (قوله: وفسد شراء ما باع ... الخ) أي لو باع شيئا وقبضه المشتري ولم يقبض البائع الثمن فاشتراه بأقل من الثمن الأول لا يجوز۔ (الدر مع الرد: (۷۲/۵، ۷۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعيد)=

البتہ پوری قیمت وصول ہونے کے بعد خریدار سے کم قیمت میں خریدنا جائز ہے۔[1]

خریدار کو تحفہ دینا

اگر فروخت کرنے والا خریدنے والے کو کوئی تحفہ دے تو خریدار قبضہ کرنے کے بعد اس کا مالک بن جائے گا۔[2]

لیکن اگر خریدار کسی کمپنی یا حکومتی ادارے کا وکیل ہے تو پھر یہ تحفہ رشوت کے مشابہ ہوگا، کیونکہ یہ ایک عام سی بات ہے کہ جب اس وکیل کو کوئی تحفہ دیا جائے گا تو وہ اس فروخت کرنے والے کو دوسروں پر ترجیح دے گا، چاہے وہ مال دوسروں کے پاس کم قیمت میں بھی ملے تب بھی تحفہ کی وجہ سے مال زیادہ قیمت پر اسی فروخت

- تبیین الحقائق: (۵۳/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: امدادیہ ملتان۔
- مجمع الأنہر: (۸۸/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) وفي الفتاوى العتابية: ولو قبض الثمن ثم اشتراه بأقل جاز۔ (الفتاوى الهندية: (۱۳۲/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل العاشر في بیع شیئین أحدهما لا یجوز البیع فیه شراء ما باع بأقل مما باع، ط: رشیدیه)

- والوضیعة: بیع بمثل الثمن الأول مع نقصان معلوم، والکل جائز۔ (الفتاوى الهندية: (۱۶۰/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولیة والوضیعة، ط: رشیدیه)
- الدر المختار مع الرد: (۱۳۲/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔
- البحر الرائق: (۱۰۷/۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

(۲) أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۲/۵) کتاب الکراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشیدیه)

- اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة. (الدر المختار مع الرد: (۲۶۳/۶) کتاب الصید، ط: سعید)۔
- الزیادة في الثمن والمثمن جائزة حال قیامهما سواء کانت الزیادة من جنس الثمن أو غیر جنسه. (الفتاوى الهندية: (۱۷۱/۳) کتاب البیوع، الباب السادس عشر في الزیادة في الثمن والمثمن والحط الخ، ط: رشیدیه.

کرنے والے سے خریدے گا۔ (۱)

ہاں اگر آدمی اپنے لئے کچھ خریدتا ہے اور فروخت کرنے والا اس کو کوئی تحفہ دے دے تو وہ لینا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ (۲)

خریدار کو متوجہ کرنے کے لیے ہدیہ دینا

☆......تاجروں کا خریداروں کو اپنی تجارتی خدمات کی طرف متوجہ کرنے کے لیے اور ان سے بہتر تعلقات قائم کرنے کے لیے ہدیہ دینا اور قیمتوں میں رعایتیں اور سہولیات دینا اچھا عمل ہے، اس کو اختیار کرنے سے خریداروں کے دل میں اس تاجر کی محبت، عظمت اور احترام پیدا ہوتا ہے اور ان کی دعائیں حاصل کرنے سے تجارت میں خیر و برکت ہوتی ہے، مارکیٹنگ کے لیے ہدیہ تحفے دینے کے عمل کو اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے۔ (۳)

---

(۱) وفي المصباح: الرشوة مايعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له أو يحمله على مايريد: (شامي: ۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد)۔

📂 عن عبدالله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

📂 والإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت وبأي اسم سميت، فتسميتها باسم الهدية لا يخرجها عن دائرة الحرام إلى الحلال۔ (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوي: (ص: ۲۷۱)، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)۔

(۲) أنظر رقم الحاشيه: ۲، على الصفحة السابقة۔ (أهدي إلى رجل شيئا أو أضافه)

(۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم، يقول: تهادوا تحابوا۔ (الأدب المفرد للبخاري: (۲۰۸/۱) رقم الحديث: ۵۹۴، ط: دار البشائر، بيروت)

📂 السنن الكبرى للبيهقي: (۱۶۹/۶) كتاب الهبات، باب التحريض على الهبة والهداية... الخ، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

📂 تهادوا تحابوا... تهادوا يزيد في القلب حبا، وذلك لأن الهبة خلق من أخلاق الإسلام دلت عليه الأنبياء وحث عليه خلق وهم الأولياء تؤلف القلوب وتنفي سخائم الصدور۔ (فيض القدير: (۲۴۹/۳) رقم الحديث: ۳۳۷۳، حرف التاء، ط: دار الحديث القاهرة)

☆...... ہدیہ کے طور پر دی جانے والی چیز کا جائز ہونا ضروری ہے، حرام چیزوں کا ہدیہ دینا جائز نہیں ہے، مثلاً شراب، خنزیر، آلات لہو ولعب اور جان دار کی تصویر یا مجسمہ پر مشتمل چیزوں کا ہدیہ دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔

☆...... ہدیہ کسی ایسی شرط یا صورت پر مشتمل نہ ہو جس میں جوا اور دھوکا وغیرہ ہو جیسے آج کل انعامی اسکیم کے نام سے جوا اور دھوکا کیا جاتا ہے۔

☆...... ہدیہ دینے اور لینے میں کسی طرح سودی معاملہ لازم نہ آئے۔

☆...... ہدیہ دینے والے کا مقصد حرام اور ناجائز معاملات کو رواج دینا نہ ہو، مثلاً حرام چیزوں یا سودی معاملات وغیرہ کو فروغ دینا یا دوسرے تاجروں کو نقصان پہنچانا نہ ہو۔ (۱)

خریدار کو وکیل بنانا

"خرید کر بیچ دو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۰/۳)

---

(۱) أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه، إن كان غالب ماله من الحلال، فلا بأس، إلا أن يعلم بأنه حرام۔ فإن كان الغالب هو الحرام، ينبغي أن لا يقبل الهدية ولا يأكل الطعام۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۲/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

▢ الأشباه والنظائر: (ص: ۱۱۳) القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال والحرام، ماخرج عن هذه القاعدة، ط: قديمي۔

▢ مجمع الأنهر: (۱۸۶/۴) كتاب الكراهية، ط: غفاريه كوئٹه۔

▢ الخانية على هامش الهندية: (۴۰۰/۳) كتاب أدب القاضي، الباب الرابع والعشرون في التحكيم، ط: رشيديه۔

▢ وسمي القمار قماراً؛ لأن كل واحد ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (الشامية: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

▢ وما كان سبباً لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

▢ أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمي)

خریدار کے روپیہ سے مال خرید کر اسی پر نفع سے بیچنا

۲۴۲ اگر کوئی شخص باقاعدہ تاجر ہے مگر اس کے پاس تجارت کرنے کے لئے فی الحال پیسے نہیں ہیں، اس نے گاہک سے پیشگی رقم وصول کی اس سے مال خریدا یا تیار کیا، پھر گاہک پر نفع کے ساتھ فروخت کیا تو یہ جائز ہے اور تاجر کے لئے نفع حلال ہے، کیونکہ گاہک نے اسے اپنا وکیل نہیں بنایا بلکہ اس کے ساتھ عقد کیا ہے۔(۱)

ہاں اگر کوئی باقاعدہ تاجر نہ ہو، اسے کسی نے مال خریدنے کے لئے پیسے دیئے تو وہ سامان خریدنے کا وکیل ہوگا، وہ اس میں نفع نہیں کما سکتا۔(۲)

---

(۱) كل شيئ تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الإطلاق. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۱۷۵) المادة، ۳۸۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الرابع في الإستصناع، ط: فاروقيه)

والذي يظهر لي أن هذا المبلغ دفعة تحت الحساب، وهي: وإن كانت قرضاً في الإصطلاح الفقهي. من حيث يجوز للمدله أن يصرفها في حوائج نفسه، ومن حيث كونها مضمونة عليه. ولكنها قرض يجوز فيه شرط البيع اللاحق، لكونه شرطاً متعارضاً، فإن الدفعات تحت الحساب لايقصد بها الإقراض، وإنما يقصد بها تفريغ ذمة المشتري عن أداء الثمن عند البيع اللاحق وأن يتيسر له شراء الحاجات دون أن يتكلف نقد الثمن كل مرة، فهذا قرض تعورف فيه شرط البيع، والشرط كلما كان متعارفاً فإنه يجوز عند الحنفية، وإن كان مخالفاً لمقتضى العقد، كما في شراء النعل بشرط أن يحذوه البائع۔ (بحوث في قضايا فقهيه معاصرة: (۱/۶۷) أحكام البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دار العلوم كراجي)۔

الثمن المدفوع مقدماً عند إبرام العقد مملوك للصانع يجوز له الانتفاع والاسترباح به... ويكون ربحه للصانع بحكم الضمان، تخريجاً للثمن المقدم في الاستصناع على الأجرة المقدمة أو ما اشترط تعجيله في الإجارة۔

(فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۲۰۵، ۲۰۶) المبحث الخامس، الباب الثاني في السلم والاستصناع، أحكام ثمن الاستصناع، ط: معارف القرآن)

فتاوىٰ دار العلوم ديوبند: (۱۴/۳۰۳) خريد و فروخت كابيان، ط: دار الإشاعت.

(۲) عن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)=

آج کل دوائی کی کمپنی اور اکثر بڑے کارخانہ والے پیشگی رقم لے کر سامان اور دوائی تیار کرتے ہیں پھر ان کو نفع رکھ کر سامان اور دوائی دیتے ہیں یہ جائز ہے کیونکہ دوائی کی کمپنی اور کارخانہ والے خریدار کے وکیل نہیں ہیں۔

خریدار کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنا

گاہک خریدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے، اور دکاندار کے لئے روزی کمانے کا ذریعہ ہے، اگر دکان میں کوئی خریدار نہیں آئے گا تو کمائی کہاں سے ہوگی اور گزارا کیسے ہوگا، چولہا کیسے جلے گا اس لئے دکاندار کو چاہئے کہ اپنے خریدار اور گاہک کے ساتھ خیر خواہی اور بھلائی کا معاملہ کرے، اس کے ساتھ بدخواہی اور برائی کا معاملہ نہ کرے۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بیعت کی کہ میں استطاعت کے مطابق دینی احکام کی مکمل اطاعت کروں گا اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کروں گا۔ (۱)

= لا یجوز التصرف في مال غیره بغیر إذنه. (شرح الحموي: (۲/۴۴۴) کتاب الغصب، ط: إدارة قرآن)

لا یجوز لأحد أن یتصرف في ملك الغیر بلا إذنه ... وإن فعل کان ضامناً. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۱) رقم المادة: ۹۶، المقالة الثانیة: في بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: فاروقیه.

وکیل کو یہ جائز نہیں کہ مؤکل کے روپیہ سے بدون اس کی اجازت کے نفع حاصل کرے۔ (امداد الاحکام: ۳/ ۴۳۰) کتاب الوکالۃ والکفالۃ، ط: دار العلوم کراچی۔

(۱) عن جریر بن عبدالله رضي الله عنه، قال: بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فلقنني فیما استطعت والنصح لکل مسلم. (صحیح بخاري: (۱/۲۶۹) کتاب الأحکام، باب کیف یبایع الإمام الناس، ط: قدیمي)

السنن الکبری للبیهقي: (۵/۲۷۷) کتاب البیوع، باب المتبایعان بالخیار مالم یتفرقا، ط: دار الباز.

صحیح ابن حبان: (۱/۳۱۲) رقم الحدیث: ۴۵۴۶، کتاب السیر، باب بیعة الأئمة وما یستحب لهم، ذکر البیان بأن النصح لکل مسلم في البیعة، ط: مؤسسة الرسالة.

خریدار کے قبضے سے پہلے بائع نے تصرف کیا

"قبضہ مشتری سے پہلے بائع نے فروخت کیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خریدار کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے

"گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خریدار نے اس کے خریدار سے اقالہ کیا

خریدار نے خریدا ہوا سودا آگے کسی اور کے ہاتھ فروخت کیا پھر اس کا اقالہ کیا پھر اس سودے میں کسی ایسے عیب پر مطلع ہوا جو بائع (سیلر) کے ہاں لگا تھا اب وہ بائع کو واپس کرنا چاہے تو نہیں کرسکتا، کیوں کہ پہلے بائع کے حق میں اقالہ، جدید بیع ہے گویا کہ اب خریدار نے اس چیز کو اپنے خریدار سے خریدا ہے۔ (۱)

خریداروں کو متوجہ کرنے والی سرگرمیاں

خریداروں کو متوجہ کرنے کے لیے چند اہم چیزیں یہ ہیں:

1. خریداروں کو ہدیہ تحفہ دیا جائے۔
2. قیمتوں میں رعایت دی جائے۔
3. خریدی ہوئی چیز واپس کرنے کا اختیار دیا جائے۔
4. مصنوعات کی تشہیر کے لیے مقابلہ منعقد کیا جائے۔

---

(۱) إذا باع المشتري المبيع من آخر، ثم تقايلا، ثم اطلع على عيب كان في يد البائع فأراد أن يرده على البائع ليس له ذلک؛ لأنه بيع في حقه فكأنه اشتراه من المشتري بحر۔ (الشامية: (۱۲۷/۵) كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب: تحرير مهم في إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۰۳/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۷۲/۴) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: امدادیہ ملتان۔

مجمع الأنهر: (۱۰۳/۳) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: دار الكتب العلمية۔

⑤ چیز اصلی اور معیاری ہونے کی ضمانت دی جائے۔

خریداری حتمی کرنے سے پہلے تمام شرائط طے کرلیں

خریداری کو حتمی شکل دینے سے پہلے تمام شرائط (ٹرمز اینڈ کنڈیشنز) کو بالکل واضح کرلینا چاہیے یعنی عمدگی (کوالٹی)، مقدار (کوانٹٹی)، وقت (ٹائم) اور منگوانے کے اخراجات، پیکنگ اور ادائیگی وغیرہ کے تمام معاملات کو باہم طے کرلینا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑے کی شکل نہ بنے نیز تمام معاملات کو حتمی شکل دینے سے پہلے ادارے کے ذمہ داروں کو بھی اعتماد میں لیا جائے۔ (۱)

خریدا ہوا مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا

اگر کسی تاجر نے کسی فیکٹری، کمپنی، کارخانہ، دکان یا کسی دوسرے شہر سے مال منگوایا، مال بیچنے والے نے ڈاک، بلٹی، یا جدید وقدیم حمل ونقل کے آلات مثلاً جانور، گاڑی، بحری یا ہوائی جہاز کے ذریعہ خریدار کا خریدا ہوا مال روانہ کردیا تو خریدار اس مال کو اپنے پاس پہنچنے سے پہلے کسی پر فروخت کرسکتا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ خریدار نے مال خریدنے کے بعد اگر بیچنے والے سے کہا

---

(۱) یلزم أن یکون المبیع معلوما عند المشتري) لأن بیع المجهول فاسد... وذلک لأن جهالة المبیع تفضي إلی النزاع فیمتنع التسلیم والتسلم، ولهذا لو کان البیع غیر مشار إلیه لزم بیان جنسه ونوعه وقدره ووصفه بما یرتفع الجهالة الفاحشة۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۲۰۰، الکتاب الأول: في البیوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبیع وأوصافه، ط: دار الکتب العلمیة)

(وشرط لصحته معرفة قدر) مبیع وثمن (ووصف ثمن) کمصري أو دمشقي (غیر مشار إلیه) (قوله: غیر مشار إلیه) أي إلی ما ذکر من المبیع والثمن، قال في البحر: لأن التسلیم والتسلم واجب بالعقد، وهذه الجهالة مفضیة إلی المنازعة فیمتنع التسلیم والتسلم وکل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز... اهـ (الدر مع الرد: (۵۲۹/۴، ۵۳۰) کتاب البیوع، مطلب ما یبطل الإیجاب سبعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۷۳/۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔

الهدایة: (۲۱/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه۔

کہ میرا یہ مال فلاں اڈہ والوں کے ہاتھ یا فلاں ہوائی جہاز یا فلاں بحری جہاز کے ذریعہ مجھے بھیج دیں اور کرایہ بھی خریدار ہی ادا کرے یا فی الحال بیچنے والا ادا کردے مگر بعد میں بل کے ساتھ خریدار کرایہ کی رقم بھی بیچنے والے کو ادا کردے، تو اس صورت میں جوں ہی بیچنے والا خریدار کا مال اڈہ والوں یا جہاز کے حوالے کرے گا، وہ مال بیچنے والے کے ضمان سے نکل کر خریدار کے ضمان میں آجائے گا، اور اس سے خریدار کا قبضہ ثابت ہوجائے گا اور خریدار اسے آگے فروخت کرسکے گا۔

اور اگر بیچنے والے نے خود مال بھیجا اور کرایہ بھی خود ادا کیا تو اس صورت میں خریدار کا قبضہ اس وقت ثابت ہوگا جب کہ مال اس کے پاس پہنچے گا، اور خریدار اس مال کو وصول کرنے سے پہلے فروخت نہیں کرسکے گا، اس وجہ سے اگر مال راستہ میں ہلاک ہوجائے تو پہلی صورت میں خریدار کا نقصان ہوگا اور دوسری صورت میں بیچنے والے کا نقصان ہوگا۔ (۱)

---

(۱) إذا قال المشتري للبائع ابعث إلى إبني واستأجر البائع رجلا يحمله إلى ابنه فهذا ليس بقبض، والأجر على البائع إلا أن يقول: استأجر علىّ من يحمله، فقبض الأجير يكون قبض المشتري إن صدقه أنه استأجر ودفع إليه، وإن أنكر استئجاره والدفع اليه فالقول له. كذا في التاتارخانية. (الفتاوى الهندية: (۱۹/۳)، كتاب البيوع، الباب الرابع في حبس المبيع بالثمن، الفصل الثاني في تسليم المبيع وفيما يكون قبضا ... إلخ، ط: رشيديه)۔

الفتاوى التاتارخانية (۲۶۳/۸)، كتاب البيوع، الفصل الرابع في حبس المبيع بالثمن، وما يتصل بهذا النوع، ط: مكتبة فاروقيه)۔

قبض الوكيل بمنزلة قبض المؤكل من حيث إن الوكيل في القبض عامل للمؤكل، ألا ترى أنه لو هلك في يد الوكيل، كان بمنزلة مالو هلك في يد المؤكل. (المحيط البرهاني (۳۵۳/۱۰)، كتاب الصرف، الفصل الثاني عشر في الوكالة في الصرف، ط: إدارة القرآن)۔

(لايصح بيع المنقول قبل قبضه) لنهيه عليه الصلاة والسلام عن بيع مالم يقبض ولأن فيه غرر انفساخ العقد على اعتبار الهلاك. (مجمع الأنهر (۱۱۳/۳)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية فصل، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق (۲۰۰/۶)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: رشيديه۔=

خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا

بعض مسلمان تاجر دکان میں یہ اعلان لکھ کر لٹکا دیتے ہیں کہ "خریدا ہوا مال واپس نہ ہوگا" یہ ایک مسلمان تاجر کے لیے بالکل مناسب نہیں، اس سے لوگوں کا اعتماد ختم ہوجائے گا اور سامان کم فروخت ہوگا اور خیر و برکت ختم ہوجائے گی اور اجر و ثواب سے بھی محروم رہے گا۔ (۱)

خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا

بعض دکاندار اپنی دکان میں یہ لکھ کر آویزاں کردیتے ہیں کہ "خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا" اس شرط پر سودا بیچنا درست نہیں کیونکہ یہ شرط صحیح نہیں، اس میں نقصان اور اصل حقیقت کو چھپانے کا اندیشہ ہے، اور یہ شرط عیب سے براءت کے لئے کافی نہیں ہے، اس لئے اگر خریدی ہوئی چیز میں عیب ہوگا تو خریدار کو واپس یا تبدیل کرنے کا اختیار ہوگا اس عبارت کی وجہ سے خریدار سے واپس یا تبدیل کرنے

= وإن هلك المشترى فى يد الوكيل قبل الحبس، هلك على المؤكل۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۵۸۱) كتاب السير، باب الردة وأحكامها، فصل فى أهل الذمة وما يؤخذ منهم من الجزية، ط: رشيديه)

تعود حقوق العقد فى الرسالة إلى المرسل ولا تتعلق بالرسول أصلاً۔ (شرح المجله لرستم باز: (۲/۶۱۳) المادة: ۱۴۶۲، الكتاب الحادى عشر: فى الوكالة الباب الثالث فى بيان أحكام الوكالة، ط: فاروقيه)

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أقال مسلما أقاله الله عثرته يوم القيامة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) كتاب البيوع، قبيل باب السلم والرهن، الفصل الثاني، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (۲/۱۳۳) كتاب الإجارات، باب في فضل الإقالة، ط: رحمانية۔

وأما صفتها فهي مندوب إليها للحديث: من أقال نادما أقال الله عثرته يوم القيامة۔ (البحر الرائق: (۶/۱۰۲) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

مرقاة المفاتيح: (۶/۹۱) كتاب البيوع، باب من ابتاع نخلاً... الخ، ط: رشيديه۔

کا جو اختیار ختم کیا جا رہا ہے وہ شریعت کے خلاف ہے۔ (1)

خرید پر خرید

(۲۳۸)

اگر ایک گاہک نے دکاندار سے سامان خرید لیا ہے یا خریدنے کی بات کی ہے، اور قیمت وغیرہ بھی طے ہو چکی ہے اب دوسرا شخص آتا ہے اور دکاندار سے یہ کہتا ہے کہ مجھے بیچ دو میں اس سے زائد قیمت دوں گا تو یہ جائز نہیں ہے جب تک کہ پہلا گاہک خریدنے سے انکار نہ کرے، عام طور پر زمین، مکان، دکان وغیرہ میں لوگ

---

(۱) خيار العيب حق يثبت للمشتري لرد المبيع بسبب عيب كان في المبيع وقت الشراء ولم يطلع عليه، وأصله دلالة قوله تعالى: "يا أيها الذين امنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض" (النساء: ۲۹) فدلت الآية على أن عدم الرضا يمنع صحة البيع، فإن فقد الرضا من أصله لا يتحقق البيع شرعاً، وإن اختل رضا المشتري بسبب العيب، فإنه يوجب الخيار فيه إثباتاً للحكم على قدر الدليل، وقد وردت السنة بهذا الخيار أيضاً... وفي هذا يتميز الفقه الإسلامي عن بعض القوانين الوضعية التي تخالف الشريعة الإسلامية من جهتين:

الجهة الأولى: أن بعض القوانين الوضعية لا تسلم مسؤلية البائع في الإفصاح عن العيوب الخفية في المبيع، بل تعتقد أن من مسؤلية المشتري أن يتأكد من سلامة المبيع بنفسه... فإن اطلع المشتري على عيب في المبيع بعد الشراء فلا يحق له الرد. وإن هذا الأصل معروف عندهم بالمثل القائل: (Caveat Emptor) (حذر المشتري)... ولكن هذا الأصل مخالف تماماً لمبادئ الشريعة الإسلامية... أما الشريعة الإسلامية، فتضمن حقوق الطرفين، وأن يكون العقود شفافاً لكل من المتعاقدين، وأن لا يستغل أحدهما الآخر، ولو بسكوته، ولهذا أوجب رسول الله صلى الله عليه وسلم على البائع. أن يفصح عن عيوب المبيع وأعطى الخيار للمشتري إذا لم يفصحه البائع عند العقد وبناءً على ذلك، أجمع فقهاء الشريعة الإسلامية على ثبوت أصل هذا الخيار قال ابن قدامة رحمه الله تعالى: "متى علم بالمبيع عيباً لم يكن عالماً به فله الخيار بين الإمساك والفسخ، سواء كان البائع علم العيب أو كتمه، أو لم يعلم. لا نعلم بين أهل العلم في هذا خلافاً. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۸۲۶/۲، ۸۳۲) المبحث الثامن: تقسيم البيع من حيث ترتب آثاره، الباب الثاني: في الخيارات في البيع الصحيح، خيار العيب، ط: معارف القرآن)

المغني لابن قدامة: (۲۵۷/٤) كتاب البيوع، بيع المصراة، فصل: علم بالمبيع عيباً لم يكن عالماً به ط: دار الفكر.

شرح المجلة لرستم باز: (۱٤۳/۱) الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه.

...یا کرتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔ (۱)

اسی طرح ایک شخص کسی سامان یا زمین کی قیمت لگا چکا ہو، اور ابھی انکار کسی کی جانب سے نہ ہوا ہو تو دوسرے کسی شخص کا بھاؤ لگا کر بائع (سیلر) کو اپنی جانب راغب کرنا درست نہیں، ہاں جب انکار ہو جائے تب درست ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بیع پر بیع نہ کرے۔ (۲)

خریدتے وقت تحقیق کی ضرورت

بازار سے کوئی چیز خریدتے وقت تحقیق کی ضرورت نہیں ہے (۳) اگر اتفاق سے تحقیق یا گمان غالب سے یہ معلوم ہو جائے کہ بیچنے والا ناجائز طریقے سے چیز

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يسم المسلم على سوم المسلم. قوله: لا يسم إلخ، قال في الفتح: وشرطه أن يتراضيا بثمن ويقع الركون به، فيجيء آخر فيدفع للمالك أكثر أو مثله... وقال الموفق في المغني: روي مسلم عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "ولا يسم الرجل على سوم أخيه" ولا يخلو من أربعة أقسام: أحدها: أن يوجد من البائع تصريح بالرضا بالبيع فهذا يحرم السوم على غير ذلك المشتري، وهو الذي تناوله النهي. الثاني: أن يظهر منه ما يدل على عدم الرضا، فلا يحرم السوم. (إعلاء السنن: (۱۸۹/۱۴، ۱۹۱) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب في النهي عن سوم بعض على بعض، ط: إدارة القرآن)

المغني لابن قدامة: (۳۰/۴) كتاب البيوع، باب بيع المصراة، مسألة النهي عن النجش، فصل: لا يسم الرجل على سوم أخيه، ط: دار الفكر.

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يبيع الرجل على بيع أخيه الحديث. (صحيح مسلم: (۳/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه. الخ، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۳۴۴/۵) كتاب البيوع، جماع أبواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب وغير ذلك، باب لا يبيع بعضكم على بيع بعض، ط: ادارة تاليفات اشرفيه.

صحيح ابن حبان: (۳۳۹/۱۱) كتاب البيوع، باب البيع المنهي عنه، ذكر الزجر عن بيع المرء على بيع أخيه الخ، ط: مؤسسة الرسالة.

(۳) قال الله تعالى: {ولا تجسسوا} (سورة الحجرات: ۱۲)

خرید کر فروخت کر رہا ہے تو اس کا خریدنا جائز نہیں ہوگا اور اگر نا جائز ہونے کی تحقیق یا گمان غالب نہ ہو تو اس کو خریدنا جائز ہوگا۔ (۱)

۲۵۰

خریدتے وقت چیزیں چکھنا

''چکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۸/۳)

خرید کر بیچ دو

گاہک ایک مال دار یا دکان دار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ فلاں قسم کی چیز مثلاً فریج وغیرہ خرید کر مجھے بیچ دو، اس مال دار یا دکان دار نے گاہک کو رقم دے کر خریدنے کا وکیل بنا دیا کہ تم پہلے میرے لیے خریدو تاکہ بعد میں تم اس مال میں کوئی نقص یا عیب نہ بتاؤ، پھر اس کے بعد دوبارہ مجھ سے اپنے لیے خرید لو، گاہک نے خوشی سے یہ شرط قبول کر لی اور خریدنے کا وعدہ کر لیا اس صورت کا حکم یہ ہے کہ عیب نہ بتلانے کی شرط سے اس کا حق ساقط نہیں ہوگا، اگر گاہک کو اپنے لیے خریدتے وقت عیب اور نقص کا پتا چل گیا تو گاہک کو شرعاً یہ حق حاصل ہوگا کہ اس عیب اور نقص کی وجہ سے مال نہ خریدے، مال دار یا دکان دار کے لیے گاہک کو خریدنے پر مجبور کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وحمل فعل المسلم على الصحة والحل واجب ما أمكن الا أن تقوم البينة۔ (المبسوط للامام السرخسي: (۱۷/ ۲۳) كتاب الدعوى، اختلاف الأوقات في الدعوى وغير ذلك، ط: دار المعرفة)

أمور المسلمين على السداد حتى يظهر غيره، من مسائله: ان من باع درهما و دينارا بدرهمين و دينارين جاز البيع وصرف الجنس الى خلاف جنسه تحريا للجواز حملا لحال المسلمين على الصلاح الا اذا نص: ان الدرهم بالدرهم والدينار بالدينار فانه يفسد البيع۔ (القواعد الفقهية، [رقم القاعدة: ۵۲] (ص: ۶۳) ط: الصدف پبلشرز)

(۲) قال النووي: أجمعوا على أنّ من وعد إنسانا شيئا ليس بمنهي عنه، فينبغي أن يفي بوعده، وهل ذلك واجب أو مستحب؟ فيه خلاف ذهب الشافعي وأبو حنيفة والجمهور إلى أنّه مستحب، =

خرید کر فراہم کردیں گے

۲۵۱ بعض اوقات کاروباری حضرات کے پاس چیز موجود نہیں ہوتی مگر وہ اس امید پر سودا طے کرلیتے ہیں کہ بعد میں کہیں سے خرید کر فراہم کردیں گے۔ یہ جائز نہیں ہے البتہ گاہک سے یہ وعدہ کرسکتے ہیں کہ ہم فلاں چیز اس قیمت پر دیں گے پھر اس کے بعد وہ چیز خرید کر وعدہ کے مطابق سودا کرلیں تو جائز ہے۔[1]

یا یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جو چیز بیچنے والے کے پاس نہیں اس چیز کی جنس نوع اور تمام صفات بیان کردیں اور گاہک پوری قیمت اس مجلس میں ادا کردے تو یہ بیع سلم میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا مثلاً دکاندار یہ کہے کہ میں آپ کو اتنی مدت بعد ان صفات کی حامل فلاں چیز مہیا کرنے کی ذمہ داری لیتا ہوں اور گاہک

=فلو تركه، فإنه الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم يعني من حيث هو خلف وإن كان يأثم إن قصد به الأذى، قال: وذهب جماعة إلى أنه واجب... ثم إذا فهم مع ذلك الجزم في الوعد فلابد من الوفاء إلا أن يعتذر۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/۲۲۸) رقم الحديث: ۴۸۹۲، كتاب الأدب، باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

☐ تحفة الأحوذي: (۶/۱۲۱) كتاب البر والصلة، باب ما جاء في المراء، ط: قديمي۔

☐ عون المعبود: (۴/۲۲۸۶) كتاب الأدب، باب العدة، ط: دار ابن حزم۔

☐ امداد الفتاوى: (۳/۲۱) كتاب البيوع، ط: دار العلوم كراچی۔

☐ والذي يظهر أن التراضي لا بد منه لغة أيضا فإنه لا يفهم من باعه وباع زيد عبده إلا أنه استبدل به بالتراضي وإن الأخذ غصبا وإعطاء شيء آخر من غير تراض لا يقول فيه أهل اللغة باعه۔ (فتح القدير: (۵/۴۵۵) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

(۱) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه... فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ما ليس مملوكا له وإن ملكه بعده، إلا السلم. (شامي: (۴/۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۵/۲۷۹) كتاب البيع، ط: سعيد)

☐ لا يصح بيع المنقول قبل قبضه، لنهيه عليه الصلاة والسلام عن بيع ما لم يقبض. (مجمع الأنهر: (۳/۱۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: دار الكتب العلمية.

پوری قیمت ادا کردے تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

خرید کردہ درخت کو کہاں سے کاٹے

"درخت خریدنے کے بعد کہاں سے کاٹے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خرید کر دیکھا تو عیب ہے

"عیب کے عوض میں قیمت کم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۲/۴)

خرید کر قبضہ کرنے سے پہلے آگے سودا کرنا

"قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۶/۵)

خرید کی منصوبہ بندی

کسی بھی کام کو انجام دینے کے لیے نیت اچھی ہونے کے ساتھ ساتھ ترتیب وتدبیر عمدہ ہونا اور منصوبہ بندی مناسب ہونا بھی ضروری ہے، پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا کام شروع کردینا چاہیے اور اپنی طاقت کے مطابق کوشش کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ (۲)

ترجمہ: پھر جب آپ رائے پختہ کرلیں تو خدا تعالیٰ پر اعتماد کیجیے، بیشک اللہ

---

(۱) وشرائطه: تسمية الجنس والنوع والوصف والأجل... وقبض رأس المال قبل المفارقة. الاختيار لتعليل المختار: (۳۴/۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية.

الدر المختار مع الرد: (۲۱۵/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۱۶۵/۶) كتاب البيع، باب السلم، ط: رشيديه.

(۲) [آل عمران: ۱۵۹]

تعالیٰ ایسے اعتماد کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں۔(۱)

لہٰذا مسلمان تاجروں کو چاہیے کہ سامان خریدنے سے پہلے درج ذیل بنیادوں پر منصوبہ بندی کریں:

❶ آنے والے دنوں میں موسم اور حالات کے اعتبار سے کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی۔

❷ مطلوبہ اشیاء کی کتنی مقدار درکار ہوگی؟

❸ مطلوبہ اشیاء کو خریدنے کے لیے کتنے وسائل درکار ہوں گے؟ اور ان میں سے کتنے تیار ہیں اور کتنے مہیا ہو سکیں گے؟

خرید کے دام پر دینا

اگر دکان دار وغیرہ نے خریدار سے کہا کہ یہ چیز ہم آپ کو خرید کے دام پر دیں گے کچھ نفع نہیں لیں گے تو اب کچھ نفع لینا جائز نہیں ہوگا خرید ہی کے دام ٹھیک ٹھیک بتانا واجب ہوگا، اس طرح کے سودے کو "تولیہ" کہتے ہیں۔(۲)

---

(۱)(بیان القرآن)

☜ [وإذا عزمت فتوكل على الله إن الله يحب المتوكلين]، أي فإذا عقدت نيتك على إتمام أمر و بتته بعد المشاورة السليمة وبعد أن تبين لك وجه السداد فيما يجب أن تسلكه فبادر بتنفيذ ما عقدت العزم على تنفيذه، و "توكل على الله"، أي اعتمد عليه في الوصول إلى غايتك فإن الله تعالى يحب المعتمدين عليه، المفوضين أمورهم إليه مع مباشرة الأسباب التي شرعها لهم لكي يصلوا إلى مطلوبهم. (الوسيط للطنطاوي: (۳۱۹/۲) سورة آل عمران: ۱۵۹، ط: دار نهضة مصر)

(۲) صورة التولية أن يقول لآخر: أعطني مثل ما أعطيت۔ (الشامية: (۲۱۸/۵) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قيمي أو مثلي؟، ط: سعيد)

☜ البحر الرائق: (۱۶۵/۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد

☜ مجمع الأنهر: (۱۳۵/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

☜ والتولية نقل ما ملكه بالعقد الأول بالثمن الأول من غير زيادة ربح۔ (الجوهرة النيرة: (۲۳۵/۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: حقانيه)

☜ الدر المختار مع رد المحتار: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد=

خریدنا

"سامان خود خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۳/۴)

۲۵۴

خریدنے کا کام شروع کرتے وقت

خریداری کی منصوبہ بندی کے بعد جب خریداری کا مرحلہ آئے تو ان باتوں کا خیال رکھیں:

❶ بازار اور منڈیوں میں فروخت کرنے والوں کی فہرست بنا کر ان کے متعلق معلومات حاصل کریں کہ کن کن اشیاء کو کتنے اور کون کون سے آدمی یا ادارے فراہم کرنے والے ہیں۔

❷ ان کے معاملات اپنے خریداروں کے ساتھ کیسے ہیں؟ کیا معاملات میں صاف ہیں یا دھوکا فریب اور جھوٹ سے کام لیتے ہیں کیوں کہ مومن نہ دھوکا دیتا ہے اور نہ دھوکا کھاتا ہے۔ (۱)

= البحر الرائق: (۱۰۷/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱۰۷/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

لأن التولية في وجوب الاحتراز عن شبهة الخيانة كالمرابحة لكونه بناء على الثمن الأول بلا زيادة ونقصان۔ (العناية في شرح الهداية: (۳۶۸/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا۔ (صحيح مسلم: (۷۰/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: "ومن غشنا فليس منا"، ط: قديمی)

الترغيب والترهيب: (۲۵۰/۲) كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

فيض القدير: (۱۹۵/۸) رقم الحديث: ۸۸۸۱، حرف الميم، ط: دار الحديث القاهرة۔

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۹) كتاب الآداب، باب الحذر والتأني في الأمور، الفصل الأول، ط: قديمی) =

❸ ان کی فراہم کی ہوئی چیزوں کا معیار کیا ہے؟
❹ ہماری قوت خرید کتنی ہے؟
❺ ان فراہم کرنے والوں کے ساتھ رابطہ اور ان کے ساتھ معاملہ کا طریقہ کیا ہوگا؟ پھر ان معلومات کو حاصل کرنے کے بعد زبانی یا تحریری طور پر کمپیوٹر یا لیپ ٹاپ یا ٹیبلیٹ وغیرہ میں محفوظ رکھیں۔

پھر مطلوبہ لوگوں سے رابطہ کرکے ضرورت کی چیزوں کی قیمت طے کریں اور مطلوبہ اشیاء مہیا کرنے کی مدت، مقدار معیار، ادائیگی اور ترسیل کا طریقہ اور دیگر شرائط مثلاً نقد ادائیگی یا ادھار کی صورت میں ادائیگی کا عرصہ وغیرہ تمام شرائط طے کرلیں، کسی بات کو مبہم نہ رکھیں۔

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ:

"تعاملوا کالاجانب وتعاشروا کالاخوان"۔

ترجمہ: معاملات میں یہ طرز ہو کہ گویا ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے ہی نہیں اور رہن سہن میل جول بھائیوں جیسا رکھا جائے۔ (۱)

❻ ان تمام مراحل کو طے کرنے کے بعد اگر ادارہ بڑا ہے تو اس کو سپلائی آرڈر دے دیں اور اس میں تمام تفصیلات درج ہوں اور کوشش کریں کہ تمام

= صحيح البخاري: (۹۰۵/۲) كتاب الآداب، باب لايلدغ المؤمن جحر مرتين، ط: قديمي۔
صحيح مسلم: (۴۱۳/۲) كتاب الزهد، باب أحاديث متفرقة، ط: قديمي۔
(۱) المستطرف في كل فن مستظرف: (ص: ۳۶) الباب السادس: في الأمثال السائرة، وفيه فصول، الفصل الثالث: في أمثال العامة والمولدين، ط: قديمي۔
مجمع الأمثال للنيسابوري: (۱۵۰/۱) الباب الثالث فيما أوله تاء، باب ماجاء على أفعل من هذا الباب، ط: دار المعرفة۔
التمثيل والمحاضره لثعالبي: (۱۹۹/۱) الفصل الثاني في سياقة ما يجري مجرى الأمثال، التجارة والسوقية، ط: الدار العربية للكتاب۔

معاملات لکھ پڑھ کر ہوں تا کہ بعد میں کسی قسم کا شائبہ یا غلط فہمی کا امکان باقی نہ رہے قرآن کریم میں خاص طور پر ادھار معاملات اور لین دین کو لکھ کر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔(۱)

خریدنے کے لئے ابھارنا

''ابھارنے کے لئے بیع کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۴/۱)

خرید وفروخت کی تعریف

''بیع کی تعریف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۸/۲)

خرید وفروخت کی اشیاء

مصنوعات کی تیاری اور خرید وفروخت کی چیزوں کا انتخاب کرتے ہوئے ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ وہ چیز:

❶ حرام نہ ہو۔ ❷ انسانوں کے لیے نقصان دہ نہ ہو۔ ❸ بے حیائی کا ذریعہ اور موجب نہ ہو۔ ❹ دکھلاوے اور نام ونمود کے لیے نہ ہو۔ ❺ اجتماعی اور انفرادی فائدوں سے خالی نہ ہو۔

مذکورہ بالا صفات والی چیزوں کی تیاری اور ان کی خرید وفروخت سے بچنا چاہیے ورنہ ایسا تاجر گناہ گار بھی ہوگا اور دنیا کے دو پیسوں کے لیے آخرت کو تباہ

(۱) {يٰأيها الذين آمنوا إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمّى فاكتبوه... الآية}۔(سورة البقرة: ۲۸۲)

فقوله: يٰأيها الذين آمنوا إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمّى فاكتبوه، هذا إرشاد منه تعالى لعباده المؤمنين إذا تعاملوا بمعاملات مؤجلة أن يكتبوها، ليكون ذلك أحفظ لمقدارها وميقاتها، وأضبط للشاهد فيها، وقد نبّه على هذه في آخر الآية، حيث قال: {ذلكم أقسط عند الله وأقوم للشهادة وأدنى ألا ترتابوا}۔(تفسير ابن كثير: (۶۵۹/۱) سورة البقرة: ۲۸۲، ط: رشيديه)

صفوة التفاسير: (۱۶۱/۱) سورة البقرة: ۲۸۲، ط: قديمي۔

الوسيط للطنطاوي: (۶۴۳/۱) سورة البقرة: ۲۸۲، ط: دار نهضة، مصر۔

...برباد کرے گا۔(۱)

خریدی ہوئی چیز قبضہ سے پہلے ضائع ہوگئی

"قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی چیز کا ضائع ہونا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خریدی ہوئی چیز کے بارے میں کوئی شکایت ہے

اگر گاہک کو خریدی ہوئی چیز کے بارے میں کوئی شکایت ہے تو اس کی بات غور سے سنیں اور ہو سکے تو اس کی شکایت کا ازالہ کریں یا خریدی ہوئی چیز تبدیل کر دیں۔(۲)

---

(۱) وكان الغالب عليه الحرام لم يجز بيعه ولا هبته۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱٦/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد، وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه)

ومنها أن تكون المنافع مباحة الاستيفاء، فإن كانت محظورة الاستيفاء لم تجز الإجارة۔ وقال في الملتقى بعد ذكره كسر آلة اللهو: ويصح بيع هذه الأشياء وقالا: لا يضمن ولا يجوز بيعها وعليه الفتوى (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۳۵۳/۲) مسائل وفوائد شتى من الحظر والإباحة، ط: رشيديه)

فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (٣٦٠/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

ما يؤدي إلى الشر شر۔ (روح المعاني: (۲۵۲/۷) سورة الانعام، تحت الآية: ۱۰۸، ط: رشيديه۔

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/٦) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)

أقول: الإعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) البيوع المنهي عنها، ط: قديمى)

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أقام مسلما أقاله الله عثرته يوم القيامة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) كتاب البيوع، قبيل: باب السلم والرهن، الفصل الثاني، ط: قديمى)

سنن أبي داود: (۱۳۳/۲) كتاب الإجارات، باب في فضل الإقالة، ط: رحمانية۔

وأما صفتها فهي مندوب إليه للحديث: من أقال نادما أقال الله عثرته يوم القيامة۔ (البحر الرائق: (٦/ ۱۰۱) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

مرقاة المفاتيح: (۹۱/٦) كتاب البيوع، باب من ابتاع نخلا... الخ، ط: رشيديه۔

خریدے ہوئے مال کو قبضہ کرنے سے پہلے بیچنا

۲۵۸ بعض دفعہ تاجر حضرات باہر ممالک سے مال منگواتے ہیں، بندرگاہ (پورٹ Port) پر مال آنے کے بعد پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے مال چھڑا نہ سکیں تو دوسرے آدمی کو مال فروخت کر دیتے ہیں تاکہ وہ پورٹ سے ڈیوٹی ادا کر کے مال نکال لے، پھر وہ دوسروں کو مال فروخت کر دے یا باہر سے منگوانے والا تاجر خود اس سے دوبارہ مال خرید لے یہ صورت جائز نہیں ہے کیوں کہ باہر سے مال منگوانے والا تاجر جب تک مال پر قبضہ نہیں کرے گا تب تک اس کے لیے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔[1]

اگر اس کے پاس مال چھڑانے کے لیے پیسہ نہیں ہے تو کسی سے قرض لے کر پہلے مال چھڑا کر قبضہ کرنے پھر اس کے بعد جس قیمت پر چاہے فروخت کرے۔

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ابتاع طعاما فلایبعہ حتی یقبضہ، قال ابن عباس رضی اللہ عنہما: واحسب کل شیء بمنزلۃ الطعام۔

عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من ابتاع طعاما فلایبعہ حتی یستوفیہ، قال: حدثنی ابو الزبیر انہ سمع جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقول: کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: اذا ابتعت طعاما فلاتبعہ حتی تستوفیہ۔ (الصحیح لمسلم: (۲/۵) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

سنن ابی داؤد: (۲/۱۳۷) کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل ان یستوفی، ط: امدادیہ ملتان۔

فیحرم بیع کل شیء قبل قبضہ طعاما کان او غیرہ۔ (تکملۃ فتح الملہم: (۱/۳۵۰) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

لایصح بیع المنقول قبل قبضہ لنہیہ علیہ السلام عن بیع مالم یقبض۔ (مجمع الانہر: (۳/۱۱۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریۃ کوئٹہ)

البحر الرائق: (۶/۱۹۳) کتاب البیع، فصل فی بیان التصرف فی البیع، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

تبیین الحقائق: (۳/۲۳۵) کتاب البیوع، فصل: صح بیع العقار قبل قبضہ، ط: دار الکتب العلمیہ بیروت۔

خشخاش

خشخاش کی کاشت کرنا جائز ہے اور اس کی تجارت جائز ہے۔[1] البتہ اس سے افیون نکال کر اس کی تجارت کرنا مکروہ ہے[2] باقی آمدنی حرام نہیں ہے۔ (۲۵۹)

خشک وتر کھجور میں تفاضل

''کھجور خشک وتر میں کمی زیادتی کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۳/۵)

خضاب سیاہ تیار کرنا

''سیاہ خضاب کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۴)

خضاب سیاہ فروخت کرنا

''سیاہ خضاب کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۴)

خضاب سیاہ کی تجارت

''سیاہ خضاب کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۱/۴)

خلفاء کرام بازاروں میں گشت کیا کرتے تھے

بازاروں کی اہمیت اور معاشی سرگرمی میں ان کے مرکزی کردار کے پیش نظر

---

(۱) وجاز بیع العصیر من خمار ؛ لان المعصیة لاتقوم بعینه, بل بعد تغیره... ولان العصیر یصلح لاشیاء کلها جائزة شرعاً فیکون الفساد علی اختیاره۔ (البحر الرائق: (۸/ ۳۷۱) کتاب الکراهیة, فصل فی البیع, ط: رشیدیه کوئٹه)

ویجوز بیع العصیر ممن یتخذ خمرا لان المعصیة لاتقوم بنفس العصیر بل بعد تغیره فصار عند کسائر الاشربة من عسل ونحوه۔ (مجمع الانهر: (۴/ ۲۱۴) کتاب الکراهیة, فصل فی البیع, ط: غفاریة کوئٹه)

تبیین الحقائق: (۷/ ۶۴) کتاب الکراهیة, فصل فی البیع, ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

الاشباه والنظائر: (۱/ ۹۷) الفن الاول, مباحث النیة, ط: ادارة القرآن کراچی۔

(۲) تفصیل ''افیون'' عنوان کے تحت نمبر: ۳ دیکھیں۔

خلفاء کرام کثرت سے بازاروں میں گشت کیا کرتے تھے اور ان میں شریعت کی پابندی اور اس کی حفاظت کرواتے تھے کیونکہ بازاروں کا کردار معیشت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ جسم میں پھیپھڑے کا، یہ اقتصادی زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ (۱)

خنزیر برآمد کرنا

مسلمانوں کے لیے خنزیر کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس کی برآمد کرنا بھی جائز نہیں اور آمدنی بھی حرام ہے، البتہ غیر مسلموں کے لیے آپس میں خنزیر کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے ان کے لیے برآمد اور درآمد کرنا منع نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) [وقالوا مال هذا الرسول يأكل الطعام ويمشي في الأسواق] [الفرقان:۷]

[وما أرسلنا قبلك من المرسلين الا انهم ليأكلون الطعام ويمشون في الأسواق] [الفرقان:۲۰]

وقال قتادة: كان عمر يلبس ـ وهو خليفة ـ جبة من صوف مرقوعة بعضها بأدم ويطوف في الأسواق على عاتقه الدرة يؤدب بها الناس، ويمر بالنكث والنوى فيلتقطه ويلقيه في منازل الناس ينتفعون به. (تاريخ الخلفاء للسيوطي: (۱/۱۰۳) الخليفة الثاني: عمر بن الخطاب رضي الله عنه، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز)

قال: أخبرنا الفضل بن دكين قال: حدثنا الحز بن جرموز، عن أبيه قال: رأيت عليًا وهو يخرج من القصر وعليه قطريتان إزار إلى نصف الساق، ورداء مشمر قريب منه، ومعه درة له يمشي بها في الأسواق، ويأمرهم بتقوى الله وحسن البيع ويقول: أوفوا الكيل والميزان، ويقول: لا تنفخوا اللحم. (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۲۸/۳) الطبقة الأولى على السابقة في الإسلام ممن شهد بدرًا من المهاجرين الأولين... الخ علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ذكر لباس علي عليه السلام، ط: دار صادر، بيروت)

(۲) لم يجز بيع الميتة واللحم... والخنزير والخمر) أي في حق المسلم للنهي عن بيعها وقربانها... وقيدنا بالمسلم؛ لأنّ أهل الذّمة لا يمنعون من بيعها، ثم اختلفوا فقال بعضهم: يباح الانتفاع بهما لهم شرعًا كالخل والشاة، فكان مالاً في حقهم، وقال بعضهم: هما حرامان عليهما؛ لأنّ الكفّار مخاطبون بالحرمات وهو الصحيح من مذهب أصحابنا ولكن لا يمنعون من بيعهما، لأنّهم يعتقدون الحل والتمول وقد أمرنا بتركهم وما يدينون. (البحر الرائق: (۷۱/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵۵/۵، ۵۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيما إذا اجتمعت الإشارة والتسمية، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۱۴۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأمّا الّذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔

خنزیر کی بیع

٢٦١ خنزیر کا پورا جسم نجس اور ناپاک ہے[١] قطعی طور پر حرام ہے۔[٢] اس سے کسی قسم کا انتفاع حاصل کرنا ناجائز اور اس کی خرید وفروخت کرنا باطل اور ناجائز ہے۔[٣] اس کی آمدنی بھی حرام ہے۔[٤]

البتہ اسلامی ممالک میں ذمیوں کے لیے آپس میں اس کی خرید وفروخت کی اجازت ہے۔

---

(١) بخلاف الخنزير لانه نجس العين اذا الهاء في قوله تعالى: {فانه رجس} منصرف اليه لقربه۔ (الهداية: (٤١/١) كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالايجوز به، ط: شركة علميه ملتان)

☐ تبيين الحقائق: (٢٦/١) كتاب الطهارة، ط: امداديه ملتان۔

(٢) قال الله تعالى: {حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما اهل لغير الله به} [المائدة: ٣]

(٣) وبطل مال غير متقوم: اى غير مباح الانتفاع به وخنزير وميتة۔ (الدر مع الرد: (٥٥/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچى)

☐ لم يجز بيع (الميتة) والدم والخنزير والخمر والحر وأم الولد والمدبر والمكاتب لعدم ركن البيع وهو مبادلة المال بالمال۔ وبيع هذه الاشياء باطل۔ (تبيين الحقائق: (٣٦٢/٤) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

☐ وكذا يبطل مال غير متقوم كالخمر والخنزير بالثمن۔ (مجمع الانهر: (٧٨/٣) باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

☐ الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (٧٨/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه۔

☐ البحر الرائق: (١١٦/٦) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه۔

☐ الفتاوى الهندية: (١١٦/٣) كتاب البيوع، الباب التاسع في مايجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وبيع المحرمات، ط: رشيديه كوئٹه۔

☐ ولو باع الخمر والخنزير كان باطلا باعهامن مسلم اولمسلم۔ (خلاصة الفتاوى: (٤١/٣) كتاب البيوع، الباب الرابع في البيع الفاسد واحكامه، ط: رشيديه)

☐ هنديه: (١٣٦/٣) كتاب البيوع، الباب الحادى عشر فى احكام البيع الغير الجائز، ط: رشيديه۔

☐ الهداية: (٥٣/٣) باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(٤) انظر رقم الحاشية: ٢، تحت عنوان ''خنزیر کی کھال سے بنی ہوئی چیز''

خنزیر کی چربی کا تیل

"خنزیر کے گوشت کا تیل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۵/۳)

خنزیر کی چربی سے بنائے گئے صابن وغیرہ

"خنزیر کے گوشت کا تیل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۵/۳)

خنزیر کی کھال سے بنی ہوئی چیز

جس طرح خنزیر کی کھال خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے اور آمدنی حرام ہے اسی طرح خنزیر کی کھال سے بنی ہوئی چیز مثلاً جیکٹ، بیگ اور جوتا وغیرہ بھی بیچنا خریدنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے، ایسی ناپاک چیز پہن کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی[1] اور آمدنی بھی حرام ہوگی۔[2]

---

(۱) (وبطل بيع مال غير متقوم) أي غير مباح الانتفاع به... كخمر وخنزير۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيما إذا اجتمعت الإشارة مع التسمية، ط: سعيد)

□ الفتاوى الهندية: (۱۳۶/۳) كتاب البيوع، الباب الحادي عشر في أحكام البيع الغير الجائز، ط: رشيديه۔

□ الهداية: (۵۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

□ بدائع الصنائع: (۲۹۹/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

□ المبسوط للسرخسي: (۱۳۷/۱۳) باب بيوع أهل الذمة، ط: دار المعرفة۔

□ ولا يجوز بيع جلد الخنزير ولو كان مدبوغا؛ لأنه لا يطهر بالدباغ۔ (الجوهرة النيرة: (۲۶۸/۱) كتاب البيوع، باب السلم، ط: حقانيه)

□ ولا ينعقد بيع جلد الخنزير كيف ما كان؛ لأنه نجس العين بجميع أجزائه۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۴۲) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

□ قال: وكل إهاب دبغ فقد طهر وجازت الصلاة فيه والوضوء منه إلا جلد الخنزير والآدمي۔ (الهداية: (۳۱/۱) كتاب الطهارات، باب الماء الذي يجوز به الوضوء وما لا يجوز به، ط: شركه علميه ملتان)

□ (وكل إهاب دبغ فقد طهر ... وجازت الصلاة عليه والوضوء منه) وكذا تجوز الصلاة فيه بأن يلبسه... إلا جلد الخنزير۔ (الجوهرة النيرة: (۱۷/۱)، كتاب الطهارة، ط: حقانيه)

(۲) (وشعر الخنزير) لنجاسة عينه فيبطل بيعه ابن كمال وإن جاز الانتفاع به) لضرورة الخرز۔

خنزیر کے اجزاء سے بنی ہوئی چیز خریدنے کے بعد واپس کرنا ممکن نہ ہو

خنزیر اور اس کے اجزاء سے تیار کی گئی چیزوں میں بیع (خرید و فروخت) منعقد ہی نہیں ہوتی اور اس کا ثمن (قیمت) بائع (سیلر) کے لیے حرام ہوتا ہے بلکہ ایسی چیز خریدار کی ملکیت میں ہی داخل نہیں ہوگی، جن لوگوں نے لاعلمی میں یا بھول کر ایسی مصنوعات خرید لی ہیں وہ ان دکان داروں کو واپس کر دیں اور دکان داروں کو چاہیے کہ وہ ان کمپنیوں کا مال واپس کر دیں جن سے انہوں نے خریدا ہے تا کہ وہ ان غیر مسلموں کو یہ مال و مصنوعات واپس کر کے اپنی رقم واپس لے سکیں تاہم اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو اور ثمن بھی ادا کر چکے ہوں تو اب حق وصول کرنے کی یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی غیر مسلم کو یہ چیزیں فروخت کرنے کے لیے وکیل بنا دیں اور فروخت ہونے کے بعد اپنا حق وصول کر کے اگر زائد رقم باقی رہے تو اس کو ثواب کی نیت کے بغیر صدقہ کر کے حرام مال سے جان چھڑا لیں۔ (۱)

=حتی لو لم یوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورة وکرہ البیع فلا یطیب ثمنہ۔ (الدر المختار: (۲۱۵/۵، ط) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی التداوی بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعید)

☆ فقہ البیوع علی المذاہب الأربعۃ: (۳۰۰/۱) المبحث الثالث فی أحکام المبیع وما یشترط فیہا لجواز البیع، الباب الأول فی المبیع وما یشترط فیہ لصحۃ البیع، الشرط الثانی: کون المبیع متقوما، بیع الخنزیر وأجزاءہ، ط: مکتبہ معارف القرآن)

☆ ولا یجوز بیع شعر الخنزیر؛ لأنہ نجس العین) ونجس العین لا یجوز بیعہ إہانۃ لہ، ویجوز الانتفاع بہ للخرز للضرورۃ؛ لأن غیرہ لا یعمل عملہ۔ فإن قیل: إذا کان کذلک وجب أن یجوز بیعہ۔ =

= أجیب بأنہ مباح الأصل فلا ضرورۃ إلی بیعہ، وعلی ہذا قیل: إذا کان لا یوجد إلا بالبیع جاز بیعہ لکن الثمن لا یطیب للبائع۔ (العنایۃ فی شرح الہدایۃ مع الفتح: (۳۹۱/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیۃ)

☆ مجمع الأنہر: (۸۵/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۱) قال الإمام السرخسی: وإذا کان فی ترکۃ الذمی خمر أو خنزیر وغرماءہ مسلمون ولیس لہ وصی =

خنزیر کے بالوں کی تجارت کا حکم

خنزیر کے بالوں کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ وہ ناپاک ہیں اور ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

خنزیر کے بالوں کا برش

خنزیر کے بالوں سے بنے ہوئے برش کو خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے اور برش میں جو لکڑی یا پلاسٹک ہوتی ہے وہ خنزیر کے بالوں کے تابع ہوتی ہے اس لیے لکڑی وغیرہ کی وجہ سے بھی خنزیر کے بالوں کے بنے ہوئے برش کو خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔(۲)

=فان القاضي يوكل ببيع ذلك رجلا من اهل الذمة فيبيعه ويقضي به دين الميت لان من يامره القاضي يكون نائبا عن الميت ... والميت كافر فيجوز بيع الذمي خمره على سبيل النيابة عنه والغرماء انما يقبضون الثمن بدينهم لا ان يكون بيع قيم القاضي وافعالهم۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۵/ ۱۳۱) باب قسمة الدار للميت وعليه دين او وصية، ط:دار المعرفة بيروت)

🗁 واذا أمر المسلم نصرانيا ببيع خمر او شرائها ففعل جاز عند ابي حنيفة وقالا: لايجوز على المسلم... وقولهما الموكل لايليه فلايوليه غيره منقوض ... بالقاضي اذا امر ذميا ببيع خمر او خنزير خلفه ذمي آخر وهو لايلي التصرف بنفسه وبالذمي اذا اوصى لمسلم وقد تركها فان الوصي يوكل ذميا بالبيع والقسمة وهو لايلي ذلك بنفسه۔ (العناية شرح الهداية، على هامش فتح القدير: (۶/ ۴۳۹) باب البيع الفاسد، ط:دار الفكر بيروت)

(۱) (وشعر الخنزير) لنجاسة عينه فيبطل بيعه (قوله: لنجاسة عينه) اى عين الخنزير اى بجميع اجزائه۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۷۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد كراچی)

🗁 لايجوز بيع شعر الخنزير لانه محرم فيبطل لنجاسته۔ (مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر: (۳/ ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:مكتبة غفارية كوئٹه)

🗁 (قوله: وشعر الخنزير) اى لم يجز بيعه اهانة له، لكونه نجس العين كاصله۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۳۲) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:رشيديه كوئٹه)

(۲) ولايجوز بيع شعر الخنزير لانه محرم فيبطل لنجاسته۔ (مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر: (۳/ ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:غفارية كوئٹه)=

اور آمدنی بھی حلال نہیں۔[1]

خنزیر کے گوشت کا تیل

اگر خنزیر کے گوشت کو کیمیاوی طریقے سے تیل بنالیا جائے تو وہ تیل بھی ناپاک ہوگا[2] اس کی خرید وفروخت ناجائز ہوگی، اسی طرح جن چیزوں میں یہ تیل

☆(وشعر الخنزير ينتفع به للخرز ای لايجوز بيع شعره ويجوز الانتفاع به للخرز لانه نجس العين۔ (كنز الدقائق: (ص: ۲۲۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: المصباح))

☆(وشعر الخنزير) ای لم يجز بيعه اهانة له لكونه نجس العين كاصله۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۳۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچی)

☆(وشعر الخنزير لنجاسة عينه ای عين الخنزير بجميع اجزائه فيبطل بيعه۔ (شامی: (۵/ ۷۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچی)

☆بدائع: (۵/ ۱۴۲) كتاب البيوع، وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد

(۱)(وشعر الخنزير) لنجاسة عينه فيبطل بيعه ابن كمال وإن جاز الانتفاع به) لضرورة الخرز، حتى لو لم يوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورة وكره البيع فلا يطيب ثمنه۔ (الدر المختار: (۵/ ۷۱، ۷۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعيد)

☆الفقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/ ۳۰۰) المبحث الثالث في أحكام المبيع وما يشترط فيها لجواز البيع، الباب الأول في المبيع وما يشترط فيه لصحة البيع، الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، بيع الخنزير وأجزاءه، ط: مكتبه معارف القرآن)

☆ولا يجوز بيع شعر الخنزير؛ لأنه نجس العين) ونجس العين لا يجوز بيعه إهانة له، ويجوز الانتفاع به للخرز للضرورة؛ لأن غيره لا يعمل عمله۔ فإن قيل: إذا كان كذلك وجب أن يجوز بيعه۔ أجاب بأنه مباح الأصل فلا ضرورة إلى بيعه، وعلى هذا قيل: إذا كان لا يوجد إلا بالبيع جاز بيعه لكن الثمن لا يطيب للبائع. (العناية في شرح الهداية مع الفتح: (۶/ ۳۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

☆مجمع الأنهر: (۳/ ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲)واما الخنزير فشعره وعظمه وجميع اجزائه نجسة۔ (البحر الرائق: (۱/ ۱۹۱) كتاب الطهارة، ط: رشيديه كوئٹه)

☆(قوله: لنجاسة عينه) ای عين الخنزير ای بجميع اجزائه۔ (شامی: (۵/ ۷۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچی)

☆الحلبی الكبير: (ص: ۱۵۳) فصل فی الانجاس، ط: سهيل اكيڈمی لاهور۔

ملایا جائے گا ان چیزوں کی خرید و فروخت بھی ناجائز ہوگی[1] اور ایسے تیل کو استعمال کرنا بھی جائز نہیں ہوگا۔

خودرو گھاس

خودرو گھاس کاٹنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، ہاں کاٹنے کے بعد کاٹنے والا مالک بن جاتا ہے، پھر بیچنا جائز ہے۔[2]

خودرو گھاس کی خرید و فروخت کرنا

خودرو گھاس چاہے اپنی ملکیت کی زمین میں کیوں نہ ہو کاٹنے سے پہلے اس کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے تاہم اگر خودرو گھاس کے بڑھنے اور حفاظت کرنے میں زمین کے مالک کی محنت بھی شامل ہے مثلاً اس کے اردگرد خندق یا کانٹے دار تار یا باڑھ وغیرہ سے حفاظت کرے اور اس کو پانی وغیرہ دے تو اس محنت کی وجہ سے زمین کے مالک کے لیے اس گھاس کو کاٹ کر فروخت کرنے کی اجازت

---

(۱) والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۶۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

☐ والضابط عندھم: ان کل ما فیہ منفعۃ تحل شرعاً فان بیعہ یجوز لان الاعیان خلقت لمنفعۃ الانسان۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ: (۵/ ۳۴۳۱) بیع الغرر، بیع النجس والمتنجس، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

(۲) وكذا يشترط في المبيع أن يكون مملوكاً فلا يصح بيع الكلأ قبل إحرازه وإن نبت في ملك البائع۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱/ ۷۸) شرح المادة: ۱۹۹، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الثاني في بيان المسايل المتعلّقة بالمبيع، الفصل الأوّل: في شروط المبيع وأوصافه، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

☐ ولا بيع الكلأ في أرض مملوكة له... قبل الإحراز۔ (الشامية: (۴/ ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب في شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

☐ البحر الرائق: (۵/ ۲۵۹) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

☐ حاشية الشلبي على التبيين: (۴/ ۴۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

ہوگی۔ (۱)

خودسامان خریدنا

"سامان خود خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۳/۴)

خوراک مرغیوں کی

"مرغیوں کی خوراک" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۳/۶)

---

(۱) عن رجل من المهاجرین من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: غزوت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثا اسمعہ یقول المسلمون شرکاء فی ثلاث: فی الکلاء والماء والنار۔ (ابوداؤد: (۱۳۶/۲) کتاب الإجارۃ، باب فی منع الماء، ط: رحمانیة)

(۲) ولایجوز بیع الکلاء واجارتہ وان کان فی ارض مملوکة غیر ان لصاحب الأرض ان یمنع الدخول فی ارضہ ... ھذا اذانبت بنفسہ، فاما اذا کان سقی الارض واعدھا للانبات فنبت ففی الذخیرۃ والمحیط والنوازل یجوز بیعہ لانہ ملکہ وھو مختار الصدر الشہید۔ (الفتاوی الھندیة: (۱۰۹/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فی مایجوز بیعہ ومالایجوز، الفصل الثانی فی بیع الثمار وانزال الکروم والاوراق، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

(۳) البحر الرائق: (۷۷/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

(۴) (والمراعی) ای الکلاء (واجارتھا) اما بطلان بیعھا فلعدم الملک لحدیث: الناس شرکاء فی ثلاث: فی الماء والکلاء والنار۔ (الدر مع الرد: (۶۶/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

(۵) تبیین الحقائق: (۳۷۱/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

(۶) اما اذا حرز الماء بالاستحقاق فی آنیة، والکلاء بقطعة جاز حینئذ بیعہ لانہ بذلک ملکہ وظاھرہ ان ... النابت بنفسہ فامالو کان سقی الارض واعدھا للنبات فنبتت ففی الذخیرۃ والمحیط والنوازل ... یجوز بیعہ لانہ ملکہ وھو مختار الصدر الشہید، وکذا ذکر فی اختلاف ابی حنیفة وزفر نبت الکلاء ... انہ جاز بیعہ وکذا لو حدق حول ارضہ وھیأھا للانبات حتی نبت القصب صار ملکا لہ ... وقال ... القدوری: لایجوز بیع الکلاء فی ارضہ وان ساق الماء الی ارضہ ولحقتہ مؤنة، لان الشرکة فیہ ثابتة وانما ... تنقطع بالحیازۃ وسوق الماء الی ارضہ لیس بحیازۃ والاکثر علی الاول۔ (فتح القدیر: (۴۱۸/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: مصطفی البابی الحلبی مصر)

(۷) البحر الرائق: (۱۲۷/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

(۸) المحیط البرھانی: (۲۹۱/۷) کتاب البیع، الجزء السابع فی مایجوز ومالایجوز بیعہ، ط: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

خوش حالی

خوش حالی اور فراوانی مقبولیت کی علامت نہیں ہے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک نے تمہارے درمیان رزق کو تقسیم فرمایا، اللہ پاک دنیا اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے، اور اسے بھی دیتا ہے جس سے محبت نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ دین صرف اسی کو دیتا ہے جس سے محبت کرتا ہے، پس اللہ پاک نے جسے دین دیا اس سے محبت فرمائی۔ (۱)

خوشخبری حلال کمانے والے کے لئے

''حلال کمانے والے کے لئے خوشخبری'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۱/۳)

خوش نصیب

نصیح عنسی حضرت رکب مصری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''خوش نصیب ہے وہ شخص جس کی روزی پاک ہو، اور جس کی نجی اور اندرونی زندگی نیک ہو، اور اس کی بیرونی اور عام زندگی شریفانہ ہو

---

(۱) عن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله قسم بينكم اخلاقكم كما قسم بينكم أرزاقكم وإن الله يعطي الدنيا من يحب ولا يحب ولا يعطي الدين إلا من أحب فمن أعطاه الله الدين فقد أحبه الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٢٥) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث، ط: قديمي)

المستدرك على الصحيحين للحاكم: (٣٣/١) كتاب الايمان، ان الله لا يعطي الإيمان إلا من يحب، ط: دار المعرفة.

شعب الإيمان: (٣٩٥/٤) رقم الحديث: ٥٥٢٤، الباب الثامن والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة، ط: دار الكتب العلمية.

قصر الأمل لابن أبي الدنيا: (ص: ٣٦) الجزء الأول: ذكر قصر الأمل، ط: دار ابن حزم.

...اپنا "شر" لوگوں سے دور رکھتا ہو (کسی کو تکلیف نہیں پہنچاتا) خوش نصیب ہے جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور اپنا (ضروریات سے) زائد مال خرچ کر دیتا ہو اور غیر ضروری باتوں کو روک لیتا ہو۔ (۱)

خون

☆......خون مال نہیں ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۲)

☆......بہتے خون کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے خواہ انسان کا ہو یا کسی جانور کا ہو (۲) لیکن اگر کسی مریض کی ہلاکت کا خطرہ ہو اور خون بلا قیمت نہ ملتا ہو تو ایسی حالت میں مریض کے لیے قیمت دے کر خون حاصل کرنا جائز ہوگا (۳) مگر

---

(۱) عن نصیح العنسي عن رکب المصري رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طوبى لمن طاب كسبه وصلحت سريرته، وكرمت علانيته، وعزل عن الناس شره، طوبى لمن عمل بعلمه، وأنفق الفضل من ماله، وأمسك الفضل من قوله. رواه الطبراني. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۴۲) رقم الحديث: ۲۶۷۶، كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه، والترهيب من اكتساب الحرام وأكله ولبسه ونحو ذلك، ط: دار الكتب العلمية)

© المعجم الكبير للطبراني: (۵/۷۱) رقم الحديث: ۴۶۱۶، باب الراء، رکب المصري، ط: مكتبه ابن تيمية.

© مجمع الزوائد: (۱۰/۲۲۹) رقم الحديث: ۱۷۷۷۱، كتاب الزهد، باب جامع في المواعظ، ط: مكتبة القدسي.

(۲) بطل بيع ما ليس بمال أي ليس بمال في سائر الأديان كالدم المسفوح۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۵۰، ۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

© لم يجز بيع الميتة والدم لانعدام المالية التي هي ركن البيع... وأراد بالدم الدم المسفوح۔ (البحر الرائق: (۶/۷۰، ۷۱) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

© تبيين الحقائق: (۴/۴۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

(۳) يجوز للعليل شرب الدم... إذا أخبره طبيب مسلم أن شفاءه فيه۔ (الفتاوى الهندية: (۵/۳۵۵) كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات، ط: رشيديه)

© انظر أيضا الحاشية السابقة، رقم: ۱،

خون دینے والے کے لیے اس کی قیمت لینا درست نہیں ہوگا۔ (۱)

خون جانوروں کے

''جانوروں کے خون کی خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

خون دینے کا معاوضہ لینا

بخاری شریف میں ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خون کی قیمت لینے سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

اس لئے خون فروخت کر کے اس کا عوض لینا جائز نہیں ہے۔ (۳)

اور اگر کسی نے اس کا معاوضہ لے لیا تو اسے فقراء پر صدقہ کر دینا ضروری

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنه أنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن الله اليهود، وحرمت عليهم الشحوم فباعوها وأكلوا أثمانها، وأن الله إذا حرم على قوم أكل شئ حرم عليهم ثمنه۔ (إعلاء السنن: (۱۱۱/۱۴) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسد، باب حرمة بيع الخمر والميتة، والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن)

نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب الأمة الحديث... الحكم الخامس ثمن الدم واختلف في المراد به فقيل: أجرة الحجامة وقيل: هو على ظاهره والمراد تحريم بيع الدم كما حرم بيع الميتة والخنزير وهو حرام إجماعا أعني بيع الدم وأخذ ثمنه۔ (فتح الباري: (۳۲۶/۴، ۳۲۷) كتاب البيوع، باب ثمن الكلب، ط: قديمی)

نيل الأوطار: (۱۷۰/۵، ۱۷۱) كتاب البيوع، أبواب ما يجوز بيعه وما لا يجوز، باب ما جاء في بيع النجاسة وآلة المعصية وما نفع فيه، ط: دار الحديث، مصر)

(۲) عن عون بن أبي جحيفة، قال: رأيت أبي اشتري حجاماً، فأمر بمحاجمه، فكسرت فسألته عن ذلك قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم، الحديث. (صحيح بخاري: (۲۹۸/۱) رقم الحديث: ۲۲۳۸، كتاب البيوع، باب ثمن الكلب، ط: قديمي)

(۳) بطل بيع ما ليس بمال كدم المفسوح. (الدر المختار مع الرد: (۱۱۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

بيع الخمر والميتة والدم... باطل. (الخانية على هامش الهندية: (۱۳۲/۲) كتاب البيوع، فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه.

مجمع الأنهر: (۷۷/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

خون کی خرید و فروخت

جس طرح شیر خوار بچوں کی جان بچانے کے لیے دودھ پلانا جائز ہے اسی طرح انسانوں کی جان بچانے کے لیے بھی خون دینا جائز ہے [۲] اور اپنا خون پہلے سے بلڈ بینک میں جمع کرانا بھی جائز ہے البتہ اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، یہ بیع باطل ہے۔ [۳]

---

(۱) لومات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم... يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئا... ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه. (شامي: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ الفتاوى الهندية: (۳۴۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه.

☐ البحر الرائق: (۳۶۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه.

(۲) ولابأس بان يسعط الرجل بلبن المرأة ويشربه للدواء۔ (الفتاوى الهندية: (۳۵۵/۵) كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر في التداوي والمعالجات، ط: رشيديه)

☐ الضرورات تبيح المحظورات ومن ثم جاز اكل الميتة عند المخمصة واساغة اللقمة بالخمر والتلفظ بكلمة الكفر للاكراه، وكذا اتلاف المال واخذ مال الممتنع من اداء الدين بغير اذنه ودفع الصائل ولو ادى الى قتله۔ (الاشباه والنظائر: (۲۷۵/۱، ۲۷۶) القاعدة الخامسة، ط: ادارة القرآن كراچی)

☐ شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۲۹) [رقم المادة: ۲۱] ط: مكتبة حنفيه كوئٹه۔

☐ البحر الرائق: (۲۰۵/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه۔

(۳) بطل بيع ماليس بمال كالدم المسفوح، فجاز بيع كبد وطحال۔ (الدر مع الرد: (۵۱۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد كراچی)

☐ بيع الخمر والميتة والدم وذبيحة المجوسي... باطل۔ (قاضی خان علی هامش الهندية: (۲/ ۱۳۳) فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه كوئٹه)

☐ وبيع ماليس بمال والبيع به باطل كالدم والميتة والحر۔ (ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۳/ ۷۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

☐ بدائع الصنائع: (۳۶۲/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

☐ البحر الرائق: (۱۱۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه۔

☐ الهداية: (۵۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: شركة علمية ملتان۔

ہاں اگر کسی مریض کی جان بچانے کے لیے خون چڑھانے کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں اور کوئی شخص ایثار و ہمدردی کے طور پر مفت میں خون دینے کے لیے تیار نہیں تو مجبوراً خون خرید کر دینا جائز ہوگا البتہ خون فروخت کرنے والوں کے لیے قیمت کی رقم حلال نہیں ہوگی اور وہ گناہ گار ہوں گے۔ (۱)

خون کی راکھ کی تجارت

بعض علاقوں میں مذبح خانوں سے خون جمع کر کے جلا لیا جاتا ہے اور اس کی راکھ کو فارمی مرغیوں کی خوراک تیار کرنے والی فیکٹریوں کو فروخت کر دیا جاتا ہے اور عرف کے اعتبار سے اس کو مال سمجھا جاتا ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت کی گنجائش ہے کیوں کہ خون جل کر راکھ بن جانے کے بعد پاک ہو جاتا ہے اور خون خون ہی نہیں رہتا۔ (۲)

---

(۱) انظر الحاشیتین: ۳، علی الصفحة: ۹۲، ۱، علی الصفحة: ۹۳۔ تحت عنوان "خون"

(۲) وفي الكشف الكبير: المال ما يميل إليه الطبع ويمكن إدخاره لوقت الحاجة، والمالية إنما تثبت بتمول الناس كافة أو بتقوم البعض والتقوم يثبت بها وبإباحة الانتفاع له شرعا۔ (البحر الرائق: (۵/ ۲۵۶) كتاب البيع، ط: سعيد)

الشامية: (۴/ ۵۰۱) كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك والمتقوم، ط: سعيد.

بطل بيع صبي لا يعقل ومجنون ... وبول و رجيع آدمي لم يغلب عليه التراب فلو مغلوبا به جاز كسرقين وبعر۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في بطلان بيع الوقف وصحة بيع الملك المضموم إليه، ط: سعيد)

لم يذكروا دودة القرمز، أما إذا كانت حية فينبغي جريان الخلاف ... وقد ذكر سيدي عبد الغني النابلسي في رسالة أن بيعها باطل؛ وأنه لا يضمن متلفها؛ لأنها غير مال۔ قلت: وفيه أنها من أعز الأموال اليوم، ويصدق عليها تعريف المال المتقدم، ويحتاج إليه الناس كثيرا من الصباغ وغيره، فينبغي جواز بيعها كبيع السرقين والعذرة والمختلطة بالتراب ... وسيأتي أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع، ولذا يجوز بيع العلق للحاجة مع أنه من الهوام، وبيعها باطل، وكذا بيع الحيات للتداوي۔ (الشامية: (۵/ ۶۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ... دودة القرمز، ط: سعيد)=

خون مریض کے لیے خریدنا

۲۷۳ خون مال نہیں ہے اس لیے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، تاہم اگر کسی مریض یا زخمی کے لیے شدید ضرورت کے وقت قیمت کے بغیر خون نہ ملے تو قیمت دے کر اس کے لیے خون خریدنا جائز ہوگا لیکن خون دینے والے یا بلڈ بنک والوں کے لیے قیمت لینا جائز نہیں ہوگا تا کہ خون متاع بازار نہ بن جائے اور انسان کی تذلیل نہ ہو۔ (۱)

خیارات ((Options))

بیع میں بعض اوقات بائع یا مشتری کو بیع ختم کرنے کا اختیار بھی ہوتا ہے۔ (۲)

= الدر المنتقي على هامش مجمع الأنهر: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئٹه۔

و الضابط عندهم أن كل ما فيه منفعة تحل شرعا فإن بيعه يجوز؛ لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۳۳۱/۵) الفصل الأول، عقد البيع، المبحث الرابع البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه)

(۱) بطل بيع ماليس بمال اى ليس بمال فى سائر الاديان كالدم۔ (الدر مع الرد: (۵۱/۵) كتاب البيوع، مطلب البيع الموقوف من القسم الصحيح، ط: سعيد)

لم يجز بيع الميتة والدم لانعدام المالية التى هى ركن البيع۔ (البحر الرائق: (۷۰/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۴۴/۴) باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

(۲) عن نافع عن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المتبايعان كل واحد منهما بالخيار على صاحبه مالم يتفرقا إلا بيع الخيار. (صحيح بخاري: (۲۸۴/۱) كتاب البيوع، باب البيعان بالخيار مالم يتفرقا، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع صبرة التمر المجهولة القدر بتمر، ط: قديمي،

وأما قوله صلى الله عليه وسلم إلا بيع الخيار) ففيه ثلاثة اقوال... والقول الثاني: ان معناه إلا بيعا شرط فيه خيار الشرط ثلاثة ايام اودونها فلا ينقضي الخيار فيه بالمفارقة بل يبقي حتى تنقضي المدة. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع صبرة التمر المجهولة بتمر، ط: قديمي)۔

اس طرح کل اختیارات تقریباً سترہ ہیں اور ان میں سے عام طور پر سات خیارات کی ضرورت پیش آتی ہے اور وہ یہ ہیں۔

❶ خیار شرط ❷ خیار رویت ❸ خیار عیب ❹ خیار وصف

❺ خیار نقد ❻ خیار تعیین ❼ خیار غبن و تغریر (۱)

خیار اجنبی کے پاس

”خیار کا اختیار مشتری کے پاس“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۱/۳)

خیار بائع کو حاصل ہو

اگر بیچتے وقت بائع (سیلر) نے خیار حاصل کیا تو چیز اس کی ملکیت سے نہیں نکلے گی، اس صورت میں اگر خریدار نے چیز اپنے قبضے میں لے لی اور اس کے پاس کسی نے خیار کی مدت میں وہ چیز ضائع کردی، تو خریدار کے ذمہ اس کی بازار میں رائج قیمت لازم ہوگی اور اگر خریدار نے خود ضائع کی تو ثمن یعنی وہ قیمت لازم ہوگی جو بائع اور خریدار کے درمیان طے ہوئی تھی۔ (۲)

---

(۱) ذكر الحنفية سبعة عشر خياراً وهي خيار الشرط، والرؤية، والعيب، والوصف والنقد، والتعيين، والغبن مع التغرير، وهذه السبعة هي التي ذكرتها المجلة وخيار الكمية، والإستحقاق، والتغرير الفعلي، وكشف الحال، وخيانة المرابحة والتولية، وتفريق الصفقة بهلاك بعض المبيع، وإجازة الفضولي، وتعلق حق الغير بالمبيع بسبب كونه مستأجراً أو مرهوناً. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۰۱۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس، الخيارات، عدد الخيارات، ط: رشيديه)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۸/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: ادارة المعرفة.

الدر المختار مع رد المحتار: (۵٦٥/٤) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد.

(۲) (ولا يخرج مبيع عن ملك البائع مع خياره . . . فيهلك على المشتري بقيمته . . . إذا قبضه بإذن البائع) . . . كالمقبوض على سوم الشراء، فإنه بعد بيان الثمن مضمون بالقيمة ۔ وفي الرد: (قوله: مضمون بالقيمة) أي إذا هلك، أما إذا استهلكه فمضمون بالثمن۔ (الدر مع الرد: (۵۷۲/۴، ۵۷۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد)=

خیار ختم کرنا چاہے تو

''اختیار ختم کرنا چاہے تو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۵/۱)

خیار خریدار کے پاس

''خیار کا اختیار مشتری کے پاس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۳)

خیار دو شخصوں کو حاصل ہو

اگر دو شخصوں کو خیار حاصل ہو تو ان میں سے جو شخص بھی پہل کر کے اختیار کے بارے میں جو کچھ کہے گا اس کے مطابق حکم ثابت ہو جائے گا، خواہ بعد میں دوسرا شخص اس کے خلاف کہے، اگر دونوں نے ایک ساتھ متضاد کلام کیا تو سودا ختم ہو جائے گا۔[1]

خیار رؤیت

اگر مشتری (خریدار) یا اس کے وکیل نے دیکھے بغیر کوئی چیز خریدی ہے تو بیع صحیح ہو جائے گی لیکن مشتری کو وہ چیز دیکھنے پر اختیار حاصل ہوگا، اگر پسند ہے تو

= منحة الخالق على البحر الرائق: (۱۱/٦) كتاب البيع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

النهر الفائق: (۳۶۹/۳) كتاب البيع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه۔

(۱) ولو شرط المشتري أو البائع ... الخيار لغيره ... صح ... فإن أجازه أحدهما ... أو نقض صح ... وإن أجاز أحدهما وعكس الآخر فالأسبق أولى لعدم المزاحم ولو كانا معا فالفسخ أحق في الأصح زيلعي؛ لأن المجاز يفسخ والمفسوخ لايجاز۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸۳/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، قبيل: مطلب في خيار النقد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۰/٦) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۱۹/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۴۴/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

الفتاوى الهندية: (۵۳/۳) كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الخامس في شرط الخيار في البعض والخيار لغير العاقد، ط: رشيديه۔

پوری قیمت ادا کر کے لینا ہوگا اور اگر پسند نہیں تو کوئی وجہ بتائے بغیر بھی بائع کو واپس کر سکے گا، اس کو "خیارِ رؤیت" کہتے ہیں۔ (۱)

خیارِ رؤیت ایک جیسی چیزوں میں

اگر ٹوکرے یا کریٹ وغیرہ میں اوپر نیچے ایک جیسی چیزیں ہیں مثلاً مٹر کی پھلیاں اور ٹماٹر وغیرہ تو اس صورت میں تھوڑی سی چیز دیکھ لینا کافی ہے، تھوڑی سی چیز دیکھ لی سب چیزیں نہیں دیکھیں تب بھی واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۲)

خیارِ رؤیت بائع کو حاصل نہیں

"بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۶/۲)

---

(۱) من اشترى شيئا لم يره فله الخيار اذا رآه ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء رده سواء رآه على الصفة التي وصفت له او على خلافها۔ (الفتاوى الهندية: (۵۷/۳) الباب السابع في خيار الرؤية، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۲۶/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

ومن اشترى شيئا لم يره فالبيع جائز وله الخيار اذا رآه ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء رده۔ (الهداية: (۳۰/۳) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه)

(۲) وكفت رؤية وجه البصرة ...) ؛ لأن الأصل فيه أن رؤية جميع المبيع غير مشروط لتعذره فيكتفي برؤية ما يدل على العلم بالمقصود، فرؤية وجه الصبرة معرفة للبقية لكونه مكيلا يعرض بالنموذج وهو المكيلات والموزونات فيكفي برؤية بعضه... بخلاف ما إذا كانت أحاده متفاوتة كالثياب والدواب فلا بد من رؤية كل واحد، والجوز والبيض مما يتفاوت آحاده فيما ذكره الكرخي، قال في الهداية: وينبغي أن يكون مثل الحنطة والشعير ؛ لكونها متقاربة، وصرح به في المحيط، وفي المجرد وهو الصحيح۔ (البحر الرائق: (۲۹/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۱۵/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية۔

وإن كانت من العدديات المتقاربة كالجوز والبيض فرأى البعض منها ذكر الكرخي أن له الخيار وألحقه بالعدديات المتفاوتة لاختلافها في الصغر والكبر كالبطيخ والرمان ۔ وذكر القاضي الإمام الإسبيجابي رحمه الله في شرحه مختصر الطحاوي: أنه لا خيار له وهو الصحيح؛ لأن التفاوت بين صغير البيض والجوز وكبيرهما متقارب ملحق بالعدم عرفا وعادة وشرعا ۔ (بدائع الصنائع: (۲۹۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

خیار رؤیت بیع سلم میں

بیع سلم میں خیار رؤیت نہیں ہے۔ (۱)

خیار رؤیت ختم ہونے کی صورتیں

اگر خریدار چیز دیکھنے کے بعد اسے استعمال کرلے یا فروخت کردے یا اس میں کوئی ایسا عیب پیدا کردے کہ جس کی وجہ سے اس چیز کو واپس کرنا مشکل ہوجائے یا زبان سے اس چیز پر رضامندی کا اظہار کردے تو ان تمام صورتوں میں خیار رؤیت ختم ہوجاتا ہے، اسی طرح اگر خریدار نے چیز کو دیکھنے سے پہلے فروخت کردیا یا گروی رکھوادیا یا کرایہ پر دے دیا تو ان کاموں سے بھی خیار رؤیت ختم ہوجائے گا، اسی طرح خریدار کی موت سے بھی خیار رؤیت ختم ہوجاتا ہے اور اس کے وارث کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔ (۲)

---

(۱) تنبيه: لايثبت في السلم خيار الرؤية۔ (شامي: (۲۱۷/۵) كتاب البيوع، باب السلم مطلب: اللحم قيمي أو مثلي، ط: سعيد)

الهداية: (۱۰۲/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه۔

حاشية الشرنبلالي على درر الحكام: (۱۹۶/۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار إحياء الكتب العربية۔

(۲) (ويثبت الخيار) للرؤية (مطلقًا غير مؤقت)... مالم يوجد مبطله وهو مبطل خيار الشرط مطلقًا۔ (وفي الرد: قوله: هو مبطل خيار الشرط) كتعيب في يده وتعذر رد بعضه وتصرف... يوجب حقًا للغير كالبيع المطلق أي عن شرط الخيار للبائع والرهن والإجارة قبل الرؤية وبعدها۔ (الدر مع الرد: (۵۹۵/۴) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۳۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

(ويبطل خيار الرؤية مايبطل خيار الشرط) من صريح ودلالة... من تسبب في يده وتعيب) قبل الرؤية بعيب لا يرتفع كقطع اليد... وتصرف من المشتري لايفسخ كالاعتاق وتوابعه... أو تصرف من المشتري يوجب حقًا للغير كالبيع المطلق... والرهن والإجارة۔ (مجمع الأنهر: (۵۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)=

خیارِ رؤیت غائب چیز کی بیع میں

''غائب چیز کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۲۶/۵)

خیارِ رویت کو دیکھنے سے پہلے ساقط کرنا

''دیکھنے سے قبل خیارِ رویت کو ساقط کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۸/۳)

خیارِ روایت کو ساقط کرنے والی چیزیں

''مسقطات خیارِ رویت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۰/۶)

خیارِ رؤیت کی مدت

خیارِ رؤیت کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں ہے البتہ چیز دیکھنے کے بعد راضی ہونے سے خیار ختم ہوجاتا ہے۔(۱)

= خیار الرؤیة لاینتقل إلی الوارث، فإذا مات المشتري قبل أن یری المبیع لزم البیع ولا خیار لوارثه؛ لأنّ خیار الرؤیة لیس إلا مجرد إرادة ومشیئة وهذا وصف فلایمکن انتقاله إلی الوارث۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۱۳۷) المادة: ۳۲۱، الکتاب الأول: في البیوع، الباب السادس في بیان الخیارات، الفصل الخامس في خیار الرؤیة، ط: دار الکتب العلمیة)

الشامیة: (۱۳۶/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب الغرور لایوجب الرجوع إلا في ثلاث مسائل، ط: سعید۔

مجمع الأنهر: (۳۸/۳) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: دار الکتب العلمیة۔

الجوهرة النیرة: (۲۲۰/۱) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ط: حقانیة۔

(۱) (ویثبت الخیار) للرؤیة (مطلقا غیر مؤقت) بمدة هو الأصح عنایة لإطلاق النص۔ (قوله: هو الأصح) وقیل مؤقت بوقت إمکان الفسخ بعد الرؤیة، حتی لو تمکن منه ولم یفسخ سقط خیاره بحر۔ (الدر مع الرد: (۵۹۵/۴) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۴۷/۶) کتاب البیع، باب خیار الرؤیة، ط: سعید۔

العنایة في شرح الهدایة مع الفتح: (۳۱۳/۶) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ط: دار الکتب العلمیة۔

خیارِ رؤیت کی وجہ سے چیز کو واپس کرنا

(۲۷۹) خیارِ رؤیت کی وجہ سے چیز کو واپس کرنے کے لیے بائع کی رضامندی یا عدالت کے فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے، خریدار اپنی مرضی سے سودا ختم کر سکتا ہے، البتہ ختم کرنے کے لیے بائع کو اس کی خبر دینا اور جس جگہ سودا ہوا تھا اس جگہ تک چیز کو لے جانا ضروری ہے۔ (۱)

خیارِ رؤیت متفاوت چیزوں میں

امرود یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی جو سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے، تھوڑا بہت دیکھنے سے اختیار ختم نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وليس للبائع أن يطالب المشتري بالثمن ما لم يسقط خيار الرؤية منه ولا يتوقف الفسخ على قضاء ولا رضا بل يحصل بمجرد قوله: رددت، ينفسخ قبل القبض وبعده، لكن بشرط علم البائع۔ (فتح القدير: (۶/ ۳۱۰) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

حاشية الشلبي على التبيين: (۴/ ۲۴) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: امداديه ملتان۔

من اشترى شيئا ولم يره، وحينئذ كان له الخيار حتى يراه فإذا رآه إن شاء قبله وإن شاء فسخ البيع... غير أنه يشترط في الفسخ علم البائع ورد المبيع إلى موضع العقد إذا كان البائع قد حمله إلى بيت المشتري؛ لأن مؤونة رد المبيع بخيار شرط ورؤية وعيب على المشتري سواء حمله إلى بيته هو أو البائع. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۳۷، ۱۳۶) المادة: ۳۲۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

(و) له (للمشتري) (أن يرده إذا رآه) إلا إذا حمله البائع لبيت المشتري، فلا يرده إذا رآه إلا إذا أعاده للبائع... (ولو فسخه قبلها) قبل الرؤية (صح)... في الأصح... ويشترط للفسخ علم البائع بالفسخ. (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۹۳ ـ ۵۹۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

(۲) إذا اشترى البطيخ في السريجة والرمان في النفقة فرأى البعض فله الخيار؛ لأن البعض منها ليس تبعا للبعض بل كل واحد منها مقصود بنفسه، فرؤية البعض منها لا تفيد العلم بالباقي لكونها متفاوتة تفاوتا فاحشا فكان له الخيار۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۲۹۳) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

وأما إن كان متفاوت الآحاد كالبطاطيخ والرمان فلا تكفي رؤية البعض في سقوط خياره۔ =

خیارِ رؤیت میں چیز واپس کرنے کے لیے کوئی شرط نہیں

''خیارِ رؤیت کی وجہ سے چیز کو واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۹/۳)

خیارِ رؤیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی

خیارِ رؤیت ایک ایسا حق ہے جس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور یہ وارثوں کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔

مثلاً باپ نے اپنے شہر کے علاوہ دوسرے شہر سے مال منگوایا اور مال پہنچنے سے پہلے والد صاحب کا انتقال ہو گیا اور جب مال آیا تو وہ عیب دار تھا، وارثوں کو پسند نہیں آیا تو وارثوں کو خیارِ رؤیت کا حق استعمال کر کے مال واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا کیوں کہ بیع تام ہو چکی ہے اور خیارِ رؤیت منتقل نہیں ہوتا ہے ہاں اگر مال بیچنے والا مال واپس لینے پر راضی ہے تو واپس کرنا جائز ہوگا۔(۱)

خیارِ رؤیت نابینا کا

''نابینا کا خیارِ رؤیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۵/۶)

=(البحر الرائق: (۲۹/۶) کتاب البیع، باب خیار الرؤیۃ، ط: سعید)

فتح القدیر: (۳۱۵/۶) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۱) خیار الرؤیۃ لاینتقل الی الوارث فاذا مات المشتری قبل ان یری المبیع لزم البیع ولاخیار لوارثہ۔

وقال العلامۃ سلیم رستم باز: لان خیار الرؤیۃ لیس الامجرد ارادۃ ومشیئۃ، وھذا وصف فلایمکن انتقالہ الی الوارث۔ (شرح مجلۃ الاحکام لسلیم رستم باز، (ص: ۱۷۱) [المادۃ: ۳۲۱] باب الخیارات۔

الشامیۃ: (۱۳۶/۵) کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب: الغرور لایوجب الرجوع الا فی ثلاث مسایل، ط: سعید۔

مجمع الأنہر: (۳۸/۳) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

الجوھرۃ النیرۃ: (۲۳۰/۱) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ط: حقانیہ۔

خیارِ شرط

☆..... ''خیار شرط'' یہ ہے کہ سودا کرتے وقت بائع (سیلر) یا مشتری (خریدار) میں سے کسی ایک نے یہ شرط لگا دی کہ میں سودا تو کر رہا ہوں لیکن مجھے تین دن کے اندر اس بیع (سودے) کو فسخ (کینسل) کرنے کا اختیار ہوگا، اس کو ''خیار شرط'' کہتے ہیں۔ ۲۸۱

☆..... تین دن سے زیادہ خیار شرط کی شرط لگانا جائز نہیں ہے۔

☆..... اگر خیار شرط میں خیار کی مدت متعین نہیں کی تو بیع فاسد ہو جائے گی، باطل نہیں ہوگی چنانچہ اگر بعد میں تین دن کے اندر اندر اختیار ختم کر دیا تو یہ سودا صحیح ہو جائے گا۔(۱)

☆..... اگر سودا کرتے وقت کوئی اختیار نہیں لیا اور اس کے بعد بائع (سیلر) نے خریدار کو یا خریدار نے بائع کو اختیار دیا تو یہ اختیار صرف اسی مجلس تک محدود رہے گا جس مجلس میں اختیار ملا تھا، مجلس ختم ہونے پر اختیار ختم ہو جائے گا۔(۲)

---

(۱) صح شرطه للمتبايعين... ولأحدهما... في مبيع... ثلاثة أيام أو أقل) وفسد عند إطلاق أو تأبيد (لأكثر) ليفسد... (غير أن ... جاز إن أجاز) من له الخيار (في الثلاثة) فينقلب صحيحا على الظاهر۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/۵٦٧، ٥٦٩) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في هلاک بعض المبيع قبل قبضه، ط: سعيد)

صح للمتبايعين أو لأحدهما ثلاثة أيام... ولو أكثر لا... ولو قال المؤلف: ولو أكثر أو مؤبدا أو مطلقا أو مؤبدا بوقت مجهول لكان أولى؛ لأن البيع فاسد في هذه كلها... فإن أجاز في الثلاث صح) لزوال المفسد قبل تقرره فانقلب صحيحا۔ (البحر الرائق: (٦/٣، ٥) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد)

الفتاوى التاتارخانية: (٩/٩١) كتاب البيوع، الفصل الثالث عشر في البيع بشرط الخيار، نوع في بيان ما يصلح منه وما لا يصلح، ط: مكتبه فاروقيه)

الفتاوى الهندية: (٣/٣٨، ٣٩) كتاب البيوع، الباب السادس فيما يصح منه وما لا يصح، ط: رشيديه۔

(۲) لو باع بلا خيار ثم لقيه بعد مدة، فقال له: أنت بالخيار فله الخيار ما دام في المجلس۔ (الشامية: (٤/٥٦٨) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في هلاک بعض المبيع قبل قبضه، ط: سعيد)=

خیارِ شرط ان صورتوں میں ختم ہو جاتا ہے

(۲۸۲)

❶ زبان سے اختیار ختم کرنے یا سودا پکا ہو جانے کی صراحت کر دے۔

❷ اختیار کی مدت کے اندر صاحبِ اختیار اس چیز کو اپنی مملوکہ چیز کی طرح استعمال کر لے۔

❸ اختیار کی مدت میں صاحبِ اختیار کا انتقال ہو جائے۔

❹ صاحبِ اختیار کوئی اظہار نہ کرے اور مدت ختم ہو جائے۔

ان تمام صورتوں میں اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ (۱)

خیارِ شرط بیع سلم میں

بیع سلم میں خیارِ شرط نہیں ہے۔ (۲)

= البحر الرائق: (۶/۴) کتاب البیع، باب خیار الشرط، ط: سعید۔

وَمن باع من آخر شيئا وقبض المشتري المبيع ومضى أيام فقال البائع للمشتري أنت بالخيار فله الخيار مادام في المجلس۔ (الفتاوى الهندية: (۳/۳۹، ۴۰) كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الأول فيما يصح منه وما لا يصح، ط: رشيديه)

(۱) أجاز من له الخيار... صح ولو مع جهل صاحبه... فإن فسخ بالقول لا يصح إلا إذا علم الآخر... وتم العقد بموته... ومضى المدة۔ (قوله: أجاز من الخيار) أي أجاز بالقول أو بالفعل كالإعتاق والوطء ونحوهما۔ (الدر مع الرد: (۴/۵۸۰، ۵۸۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱/۱۷) كتاب البيع، باب خيار الشرط، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۴/۱۸) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: امداديه ملتان۔

(۲) وبقي من الشروط كون رأس المال منقودا، وعدم الخيار۔ (قوله: وعدم الخيار) أي خيار الشرط۔ (الدر مع الرد: (۵/۲۱۷) كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: اللحم قيمي أو مثلي، ط: سعيد)

ولا يصح السلم إذا كان فيه خيار الشرط لهما أو لأحدهما۔ (الجوهرة النيرة: (۱/۲۶۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: حقانيه)

الهداية: (۳/۱۰۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه۔

خیارِ شرط تین دن سے زائد رکھنا

بیع کرتے وقت تین دن سے زیادہ خیارِ شرط رکھنا جائز نہیں ہے اس سے بیع (۲۸۳)
فاسد ہوجاتی ہے البتہ ایسی چیزیں جن کی صفات کا علم تین دن میں نہیں ہوسکتا ان میں
تین دن سے زائد خیارِ شرط رکھنا جائز ہے۔(۱)

خیارِ شرط ساقط ہونے کے اسباب

خیارِ شرط ختم ہونے کی بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں۔

❶ اسقاط یعنی خیارِ شرط کو ساقط کرنا۔

❷ سقوط یعنی خیارِ شرط کا خود ختم ہوجانا۔

اور دونوں صورتوں کی تفصیل اپنے اپنے عنوان کے تحت دیکھیں۔

خیارِ شرط کی مدت میں مبیع ہلاک ہوجائے

خیارِ شرط کی مدت میں مبیع ہلاک ہونے سے خیار ساقط ہوجاتا ہے پھر بیع درست ہے یا باطل اس میں چار صورتیں ہیں۔

❶ خیارِ شرط بائع کے پاس ہو اور مبیع پر مشتری کا قبضہ ہونے سے پہلے بائع

---

(۱) وان کان فیه صفة لایمکن الوقوف علیها فی ثلاثه ایام یجوز ان یشترط فیه اکثر من ثلاثه ایام لانه شرع للحاجة الی التامل وهی تندفع بذلک۔ (شرح النقایة: (۲/۳۰۹) کتاب البیوع، فصل فی أیام خیار الشرط، ط: سعید کراچی)

☆ یجوز ان یشترط الخیار بفسخ الخیار او اجازته مدة معلومة لکل من البائع والمشتری... قوله: مدة معلومة اعم من ان تکون مدة الخیار ثلاثه ایام او اکثر وهذا اختیار من المجلة لقول الامامین، وبه قال احمد، لانه مشرع نظرا للمتعاقدین للاحتراز عن الغبن وقد لایحصل ذلک فی الثلاث فیکون مفوضا الیهما. (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسی: (۲/۲۳۳) المادة: ۳۰۰، الکتاب الأول فی البیوع، الباب السادس فی بیان الخیارات، الفصل الأول فی خیار الشرط، ط: رشیدیه)

☆ شرح العینی: (۲/۱۱) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: إدارة القرآن کراچی۔

کے پاس ہلاک ہوجائے۔

❷ قبضہ سے پہلے مبیع ہلاک ہوجائے خیار مشتری کے پاس یا بائع اور مشتری دونوں کے پاس ہو۔

ان دونوں صورتوں میں بیع باطل ہوجاتی ہے، کیونکہ اب مبیع حوالہ کرنا ممکن نہیں ہے۔

❸ مشتری کا مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگیا اور خیار بائع کے پاس ہو، اس صورت میں بیع باطل ہوجاتی ہے لیکن چونکہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوئی ہے لہٰذا اگر وہ مثلی چیز ہو تو اس کا مثل اور اگر غیر مثلی چیز ہو تو مشتری پر قیمت ادا کرنا لازم ہوگا۔

❹ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہو اور خیار بھی مشتری کے پاس ہو تو بیع درست ہوجائے گی اور مشتری پر بائع کو ثمن ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

خیار شرط میں وراثت

خیار شرط میں وراثت جاری نہیں ہوتی، اس لیے خیار شرط وارث کی طرف

---

(۱) هلاک المبيع في مدة الخيار: فيه تفصيل: لأن الهلاك إما أن يكون قبل القبض أو بعده، والخيار إما للبائع أو للمشتري. فإن هلك المبيع قبل القبض أي (في يد البائع) بطل البيع وسقط الخيار، سواء أكان الخيار للبائع أم للمشتري، أم لهما معاً... وإن هلك المبيع بعد القبض أي (في يد المشتري): فإن كان الخيار للبائع، فيبطل البيع أيضاً، ويسقط الخيار، ولكن يلزم المشتري القيمة إن لم يكن له مثل والمثل ان كان له مثل... وإن كان الخيار للمشتري فهلك المبيع بفعل المشتري أو البائع أو بآفة سماوية لا يبطل البيع، ولكن يسقط الخيار ويلزم البيع، ويهلك على المشتري بالثمن. (الفقه الإسلامي وأدلته (۵/ ۳۵۴۴، ۳۵۴۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس الخيارات، المطلب الثالث، ط: رشيديه.

☜ بدائع الصنائع: (۵/۲۷۲) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

☜ تحفة الفقهاء: (۲/۷۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية.

منتقل نہیں ہوتا۔ (۱)

۲۸۵ خیار صرف دیکھنے کے لیے استعمال کرنے سے ختم نہیں ہوتا

"دیکھنے کے لیے استعمال کرنے سے خیار ختم نہیں ہوگا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۱/۳)

خیار عیب

بائع کو چاہیے کہ وہ خریدار کو چیز تمام عیوب سے پاک صاف اچھی حالت میں حوالہ کرے، اگر اس کے اندر کوئی عیب ہے تو اس کو بتادے، خریدار کو دھوکا دے کر اور عیب کو چھپا کر چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) خيار الشرط لايورث ۔ وقال العلامة سليم رستم باز: لأنه ليس إلا مجرد إرادة ومشيئة، وهذا وصف لصاحب الخيار فلايمكن انتقاله إلى الوارث ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۲۹/۱) المادة: ۳۰۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الأول في بيان خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۵۸۱/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۳۸/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن عقبة بن عامر رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم أخو المسلم ولايحل لمسلم باع من أخيه بيعا فيه عيب، إلا بينه له ۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۳) أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمی)

كنز العمال: (۵۹/۴) رقم الحديث: ۹۵۰۲، كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني في محظورات البيع، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔

عن واثلة بن الأسقع رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من باع عيبا لم يبينه لم يزل في مقت الله أو لم تزل الملائكة تلعنه ۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمی)

كنز العمال: (۵۹/۴) رقم الحديث: ۹۵۰۱، كتاب البيوع، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني في محظورات البيع، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة=

خیار عیب شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے

(۲۸۶) خیار عیب خریدار کے لیے کسی شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے، اس اختیار کی کوئی مدت نہیں ہے اور یہ اختیار وارث کی طرف بھی منتقل ہوتا ہے۔ (۱)

خیار عیب کا معنی

اگر بیع میں عیب ہے تو بائع کے لئے سودا کرتے وقت عیب بیان کرنا ضروری ہے اگر بائع نے عیب بیان نہیں کیا تو وہ گنہگار ہے، اور جب خریدار کو عیب کے بارے میں علم ہوجائے گا تو اس کو دو باتوں میں سے ایک بات کا اختیار ہوگا، چاہے تو بیع کو واپس کردے اور اپنا پورا ثمن واپس لے لے، اور اگر چاہے تو پورے ثمن کے عوض مبیع لے لے، اس کو خیار عیب کہتے ہیں، عیب کی وجہ سے ثمن میں کمی کرنا جائز نہیں، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ مبیع واپس کردے اور ثمن واپس لے لے پھر اس کے بعد دوبارہ کم ثمن پر سودا ہوسکتا ہے۔ (۲)

= عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵) أبواب البيوع باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

فيض القدير للمناوي: (۱۱/۵۹۲۴)، رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

سنن أبي داود: (۱/۱۳۳) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان۔

(۱) وخيار العيب يثبت بلا شرط ولا يتوقت، ولا يمنع وقوع الملك للمشتري، ويورث، لأن المورث استحق المبيع سليماً من العيب، فكذا وارثه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۴۳) الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية)

الشامية: (۵/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

جامع الفصولين: (۱/۳۴۰) الفصل الخامس والعشرون في الخيارات، ط: اسلامی کتب خانه۔

(۲) وقد وردت السنة بالنهي والوعيد الشديد على بيع المعيب بدون بيان العيب للمشتري... ولهذا أوجب رسول الله صلى الله عليه وسلم على البائع أن يفصح عن عيوب المبيع، وأعطى الخيار للمشتري =

خیارِ عیب کی شرائط

خیارِ عیب کی شرائط یہ ہیں:

❶ وہ عیب مبیع میں بائع کے پاس پیدا ہوا ہو، اور عقدِ بیع کے وقت بھی موجود ہو یا عقدِ بیع کے وقت عیب موجود نہ ہو لیکن مبیع میں مشتری کو حوالہ کرنے سے پہلے عیب پیدا ہو چکا ہو، تو مشتری کو خیارِ عیب حاصل ہوگا، اور اگر بائع نے مبیع مشتری کو حوالہ کر دیا پھر اس کے بعد مشتری کے پاس عیب پیدا ہوا تو مشتری کو خیارِ عیب حاصل نہیں ہوگا۔

❷ بائع کے پاس مبیع میں جو عیب پیدا ہوا تھا وہ مشتری کے مبیع پر قبضہ کرنے کے بعد بھی باقی ہو، اور اگر مشتری کے پاس وہ عیب نہیں پایا گیا تو مشتری کو مبیع خیارِ عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

❸ مشتری کو عقدِ بیع کے وقت یا مبیع پر قبضہ کرتے وقت عیب کا علم نہ ہو اور اگر مشتری کو عقد کے وقت یا مبیع پر قبضہ کرتے وقت عیب کا علم تھا پھر بھی مبیع لے لی تو اسے خیارِ عیب حاصل نہیں ہوگا۔

❹ مشتری کے پاس اس عیب کو ختم کرنا ممکن نہ ہو، اگر معمولی عیب ہے اس

= إذا لم يفصحه البائع عند العقد وبناء على ذلك، أجمع فقهاء الشريعة الإسلامية على ثبوت أصل هذا الخيار قال ابن قدامة رحمه الله تعالى: " متى علم بالمبيع عيباً لم يكن عالماً به، فله الخيار بين الإمساك والفسخ، سواء كان البائع علم العيب أو كتمه، أو لم يعلم، لا نعلم بين أهل العلم في هذا خلافاً. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲/ ۸۲۸، ۸۳۱) المبحث الثامن، الباب الثاني: في الخيارات في البيع الصحيح، خيار العيب، ط: معارف القرآن)

[۲] ما بيع مطلقاً إذا بيع وفيه عيب قديم يكون المشتري مخيراً إن شاء رده وإن شاء قبله بثمنه المسمى وليس له أن يمسك المبيع ويأخذ ما نقصه العيب. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۳۳) المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه)

کو ختم کرنا ممکن ہو تو مشتری کو خیارِ عیب حاصل نہیں ہوگا مثلاً کپڑے خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں نجاست لگی ہوئی ہے تو اس کو دھو کر آسانی سے ختم کرنا ممکن ہے تو اس وجہ سے مشتری کو خیارِ عیب حاصل نہیں ہوگا۔

⑤ بائع نے سودا کرتے وقت عیب سے برأت کی شرط نہ لگائی ہو، اگر براءت کی شرط لگائی ہو تو مشتری کو خیارِ عیب حاصل نہیں ہوگا۔ (۱)

مزید ''عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) وأما شرائط ثبوت الخيار، فمنها: ثبوت العيب عند البيع أو بعده قبل التسليم حتى لو حدث بعد ذلك لا يثبت الخيار... ومنها: ثبوته عند المشترى بعد ماقبض المبيع، ولا يكتفى بالثبوت عند البائع... ومنها: جهل المشترى بوجود العيب عند القبض، فإن كان عالماً به عند أحدهما، فلا خيار له... ومنها: عدم اشتراط البراءة عن العيب في البيع عندنا حتى لو شرط، فلا خيار للمشترى. (بدائع الصنائع: (۲۷۵/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

🗁 والطريق الثاني: أن يزيل ذلك العيب إما بإصلاحه أو بتغيير بعض أجزائه۔ ولم أجد في ذلك نصًا عند الحنفية إلا ماذكره السرخسي رحمه الله تعالى: قال: "وإذا اشترى عبداً عليه دين لم يعلم به، ثم علم بذلك، فله أن يرده: لأن قيام الدين عليه مما يعده التجار عيباً... إلا أن يقضى عنه البائع دينه، أو يبرئه الغرماء منه، فبذلك يزول العيب، وزوال العيب قبل الخصومة يسقط حق المشترى في الرد" وهذا يدل على أن للبائع أن يزيل العيب قبل الخصومة، فليسقط به خيار الرد۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۸۵۶/۲) المبحث الثامن، الباب الثاني: في الخيارات في البيع الصحيح، عرض البائع على المشترى أن يزيل العيب، ط: معارف القرآن)

🗁 ولا بد للرد من قيود: الأول: أن يكون العيب عند البائع۔

الثاني: أن لا يعلم به المشترى عند البيع. الثالث: أن لا يعلم به عند القبض۔

الرابع: ألا يتمكن من إزالته بلا مشقة، فإن تمكن فلا كما لو اشتري ثوباً فوجد فيه دماً إن كان إذا غسل من الدم ينقص الثوب كان عيباً لوجود حده وإلا فلا.

الخامس: أن لا تشترط البراءة منه خصوصاً أو من العيوب عموماً.

السادس: أن لا يزول العيب قبل الفسخ، فإن زال ليس له الرد. (شرح المجلة لرستم باز: (۱۴۳/۱) شرح المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه)

🗁 الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۱۷/٤) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع، المبحث السادس: الخيارات، ط: رشيديه.

خیار عیب کی وجہ سے مبیع واپس کرنے کی شرائط

۲۸۹ اگر خریدار کو سودا کرتے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) کے عیب کے بارے میں بالکل علم نہ ہو اور بعد میں عیب ظاہر ہونے پر مشتری نے رضامندی ظاہر نہیں کی اور بائع (سیلر/دوکاندار) نے سودا کرتے وقت عیوب سے براءت کا اعلان بھی نہیں کیا اور اس مبیع میں مشتری نے کسی قسم کا تصرف بھی نہیں کیا تو ایسی صورت میں خیار عیب کی وجہ سے مبیع کو واپس کرنا جائز ہے، اور بائع پر واپس لینا بھی ضروری ہے۔ (۱)

خیار عیب کی وجہ سے واپسی ثابت ہو جائے گی

"واپسی ثابت ہو جائے گی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۵/۶)

خیار عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار

"عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۱/۴)

---

(۱) مابیع مطلقاً إذا بیع وفیه عیب قدیم یکون المشتري مخیّراً إن شاء ردّه وإن شاء قبله بثمنه المسمّی۔ لاثبت خیار العیب إلّا بشروط ثمانیة:

۱۔ ألّا یری المشتري حین الشراء والقبض ذلک العیب، وإذا رآه یجب أن یکون لا یعلم أنه ... عند التجار۔

۲۔ أن لا تحصل حال تدل علی رضاه بالمبیع بعد اطلاعه علی العیب۔

۳۔ أن لا یشترط في البیع براءة البائع من دعوی العیب۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام ... حیدر: (۲۸۵/۱) المادة: ۳۳۷، الفصل السادس في بیان خیار العیب، ط: دار الکتب العلمیة)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۹۰/۲) المادة: ۳۳۷، ط: مکتبه اسلامیه۔

قال في البحر: والی هنا ظهر أن خیار العیب یسقط بالعلم به وقت البیع، أو وقت القبض أو الرضا به ... أو اشترط البراءة من کل عیب۔ (الشامیة: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: ... مما یسقط به الخیار، ط: سعید)

البحر الرائق: (۶۷/۶) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

انظر الحاشیة تحت عنوان "خیار عیب مندرجہ ذیل افعال سے ختم ہو جاتا ہے"۔

خیارِ عیب مندرجہ ذیل افعال سے ختم ہوجاتا ہے

۲۹۰ عیب معلوم ہونے کے بعد مندرجہ ذیل افعال سے خیارِ عیب ختم ہوجاتا ہے۔

❶ عیوب پر صراحت کے ساتھ رضامندی کا اظہار کرے۔

❷ عیب معلوم ہونے کے بعد اس چیز کو اپنی چیز کی طرح، اپنے کام میں استعمال کرے۔

❸ آگے فروخت کرنے یا کرایہ پر دینے کی پیشکش کرے۔

❹ عیب معلوم ہونے کے بعد اس کی اصلاح یا مرمت کی کوشش کرے مثلا بیمار جانور کا علاج کرے جب کہ اس کے بغیر بھی چیز واپس کرنا ممکن ہو ورنہ خیار ختم نہیں ہوگا۔

❺ گروی رکھے۔

❻ تحفہ اور گفٹ دے دے۔

❼ خریدی ہوئی زمین کو سیراب کرے۔ (۱)

---

(۱) بعد اطلاع المشتري على عيب في المبيع إذا تصرف فيه تصرف الملاك سقط خياره، مثلاً: لو عرض المشتري المبيع للبيع بعد اطلاعه على عيب قديم فيه كان عرض المبيع للبيع رضا بالعيب فلا يرده بعد ذلك۔

قال العلامة سليم رستم باز: ولو كان قد عرضه على البيع بأمر البائع وكذا لو رضي بالعيب صريحا كقوله: رضيت بهذا المبيع أو بعضه أو دلالة كقبضه المبيع بعد علمه بالعيب ... وكلبس الثوب أو ركوب الدابة ... ومما يكون رضى بالعيب مداواة المبيع ... وكذا الإجارة والعرض عليها والمطالبة بالغلة والرهن وسقي الأرض وغرسها وزراعتها ... والهبة ولو بلا تسليم۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۸/۱) المادة: ۳۴۴، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۰۶/۲، ۳۰۹) المادة: ۳۴۴، ط: مکتبہ اسلامیہ۔

شرح المجلة لعلي حيدر: (۲۹۶/۱، ۲۹۷) المادة: ۳۴۴، ط: دار الكتب العلمية۔

خیار عیب میں فوری واپسی لازم نہیں

"واپسی فوری طور پر کرنا ضروری نہیں خیار عیب میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ ۲۹۱

خیار غبن

جس عقد میں بائع اور مشتری میں سے کسی ایک کے ساتھ غبن فاحش ہوا ہو اور اسے دھوکہ بھی دیا گیا ہو، تو اس کو دھوکہ معلوم ہونے پر اختیار ہوتا ہے چاہے تو اس چیز کو خریدے اور اگر چاہے تو واپس کر دے، ایسے خیار کو "خیار غبن مع تغریر" کہتے ہیں۔ (۱)

خیار کا اختیار مشتری کے پاس

اگر اختیار خریدار یا کسی اجنبی نے لیا ہے بائع (سیلر) نے نہیں لیا تو چیز بائع کی ملکیت سے نکل جائے گی اور صاحب اختیار اس چیز کے ثمن کا ضامن ہوگا لیکن اختیار کی صورت میں وہ خریدار بھی اس چیز کا مالک نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) إذا غر أحد المتبايعين الآخر وتحقق أن في البيع غبناً فاحشا فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ)...إن اجتماع الغبن الفاحش والتغرير يوجب الخيار وفسخ البيع، فعليه فالغبن الفاحش منفرداً لا يستلزم الخيار وفسخ البيع كما أن وجود التغرير لوحده لا يستلزم الخيار ويسمى الخيار الذي يكون على هذا الوجه بخيار الغبن والتغرير. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۳٦٥) المادة: ۳۵۷، الكتاب الأول البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السابع في الغبن والتغرير، ط: دار الجيل)

شرح المجله لرستم باز: (۱/۱٦٨) المادة: ۳۵۷، ايضاً، ط: فاروقيه.

خيار الغبن: هذا الخيار مشروع عند الحنفية إذا اشتمل الغبن على تغرير، فيسمى خيار الغبن مع تغرير، وهو أن يغرر البائع المشتري أو بالعكس... ويكون الغبن فاحشاً. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۵۲۵/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس: الخيارات، خيار الغبن، ط: رشيديه.

(۲) (ويخرج عن ملكه) أي البائع (مع خيار المشتري) فقط فيهلك بيده بالثمن... ولا يملكه مشتريه=

خیار کی فیس

(۲۹۲) خیار کی فیس لینا یا خیار کا حق کسی دوسرے آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

خیارِ مجلس

ایجاب (آفر) وقبول کر کے سودا ہو گیا لیکن مجلس اب تک ختم نہیں ہوئی تو بائع اور مشتری میں سے ہر ایک کو اختیار ہوتا ہے کہ مجلس ختم ہو۔ : سے پہلے پہلے بیع کو ختم کر دے اس کو ''خیارِ مجلس'' کہتے ہیں، یہ امام شافعی اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک جائز ہے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور دونوں کی رضامندی کے بغیر کسی ایک فریق کی طرف سے بیع کو ختم کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= وفي الرد: (قوله: مع خيار المشتري فقط)... قال ح: ومثله ما إذا جعله المشتري الخيار لأجنبي۔ (الدر مع الرد: (۵۷۵/۴، ۵۷۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب المقبوض على سوم النظر، ط: سعيد)

قوله: مع خياره فقط) لا وجه للتقييد به فإن الحكم كذلك فيما إذا كان الخيار لهما أو جعلا الخيار لأجنبي أو جعل كل الخيار لأجنبي غير ما جعله له الآخر أفاده الحلبي۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: المكتبة العربية)

ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، مطلب لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)۔

الاشباه والنظائر: (ص: ۱۰۳)، كتاب البيوع، ط: قديمي۔

بدائع الصنائع: (۴۸/۶)، كتاب الصلح، فصل وأما الذى يرجع إلى المصالح عنه فأنواع، ط: سعيد۔

(۲) فإذا تم الإيجاب والقبول، فهل يكون لأحد العاقدين في مجلس العقد خيار الرجوع؟ اختلف العلماء فيه۔ فقال الحنفية والمالكية والفقهاء السبعة بالمدينة: يلزم بالإيجاب والقبول... وقال الشافعية والحنابلة وسفيان الثوري وإسحاق: إذا انعقد البيع بتلاقي الإيجاب والقبول، يقع العقد جائزا أي غير لازم، مادام المتعاقدان في المجلس، ويكون لكل من المتبايعين الخيار في فسخ البيع وإمضائه=

خیار میں وراثت

(۲۹۳) خیار شرط وارث کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔[۱] اور خیار وصف وارث کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔[۲]

= مادام مجتمعين لم يتفرقا أو يتخايرا، والمحكم في التفريق العرف وهو أن يتفرقا عن مقامهما اللذين يتبايعا فيه۔ والمراد به التفرق بالأبدان وهو التفرق حقيقة۔ وهو الذي يكون لذكره في الحديث فائدة؛ لأنه معلوم لكل واحد أن المتعاقدين بالخيار إذا لم يقع بينهما عقد بالقبول۔ وهذا هو خيار المجلس الثابت في أنواع البيع، لما روى الشيخان أنه صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار مالم يتفرقا أو يقول أحدهما للآخر: اختر۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۵۲/۴، ۳۵۳) القسم الثالث العقود، المبحث الأول تكون عقد البيع، صفة الإيجاب والقبول، الكلام في خيار المجلس، ط: دار الفكر)

☐ وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية) وهو قول مالک رحمه الله۔ وقال الشافعي وأحمد رحمهما الله: لهما خيار المجلس؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا۔ (فتح القدير: (۲۳۸/۶) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

☐ العرف الشذي على هامش جامع الترمذي: (۲۳۷/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء البيعان بالخيار مالم يتفرقا، ط: سعيد۔

(۱) خيار الشرط لايورث۔ وقال العلامة سليم رستم باز: لأنه ليس إلا مجرد إرادة ومشيئة۔ وهذا وصف لصاحب الخيار، فلايمكن انتقاله إلى الوارث۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۲۹/۱) المادة: ۳۰۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الأول في بيان خيار شرط، ط: دار الكتب العلمية)

☐ الدر مع الرد: (۵۸۱/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في الفرق بين القيمة والثمن، سعيد۔

☐ مجمع الأنهر: (۳۸/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) خيار الوصف يورث مثلا لومات المشتري الذي له خيار الوصف فظهر البيع خاليا من ذلک الوصف كان للواصف حق الفسخ۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۱۱، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: دار الكتب العلمية)

☐ الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۲۳/۴) المبحث الخامس: الخيارات، خيار الوصف، ط: دار الفكر۔

☐ وكذا خيار الوصف ينتقل إلى الوارث إجماعا، كما في الفتح۔ (الشامية: (۵۶۳/۶) كتاب ... ط: سعيد)

خیار نقد

۲۹۴ موجودہ دور میں بعض دفعہ ادھار پر سودا کرنے کے بعد (خریدار) پیسہ بھی ادا نہیں کرتا اور بیع بھی ختم نہیں کرتا ایسی صورت میں بیچنے والا پریشان ہوجاتا ہے نہ پیسہ وصول کرپاتا ہے اور نہ ہی یک طرفہ بیع ختم کرپاتا ہے، ایسی صورت میں ''خیار نقد'' سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ سودا کرتے وقت پیسہ ادا کرنے کی مدت مقرر کردے، اگر اس مقررہ مدت میں مشتری (خریدار) پیسہ ادا نہیں کرے گا تو بیع کا معاملہ خود بخود ختم ہوجائے گا اور اس کی مدت عام فقہاء کرام کے نزدیک تین دن ہے، مگر امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بائع اور مشتری جو بھی مدت طے کرنا چاہیں کرسکتے ہیں، موجودہ دور میں بدعہدی، وعدہ خلافی اور دھوکا وہی عام ہونے کی وجہ سے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہے۔ (۱)

---

(۱) خیار النقد: هو فرع خیار الشرط، وهو أن یشترط المتبایعان في عقد البیع بالنسیئة أن المشتري إذا لم یدفع الثمن في الأجل المعین، وهو ثلاثة أیام، فلا بیع بینهما۔ فإن اشتری علی هذا النحو علی أنه إن لم ینقد (یدفع) الثمن إلی أربعة أیام، لم یصح خلافًا لمحمد، لأن هذه هي المدة المشروعة في خیار الشرط۔ وراعی محمد مصلحة العاقدین في اشتراطه إلی أي مدة کانت۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴/ ۵۲۴) المبحث الخامس: الخیارات، خیار النقد، ط: دار الفکر)

(فإن اشتری) شخص شیئًا (علی أنه) أي المشتري (إن لم ینقد ثمنه إلی ثلاثة أیام فلا بیع صح) استحسانًا ... (و) إن اشتری کذلک (إلی أربعة) أیام (لا) یصح خلافًا لمحمد۔ وفي الرد: قوله: (وإن اشتری کذلک) أي علی أنه إن لم ینقد الثمن إلی أربعة أیام۔ (قوله: خلافًا لمحمد) فإنه جوزه إلی ما سماه۔ (الدر مع الرد: (۴/ ۵۷۱) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب خیار النقد، ط: سعید)

إذا تبایعا علی أن یؤدي المشتري الثمن في وقت کذا وإن لم یؤده فلا بیع بینهما صح البیع وهذا یقال له خیار النقد۔ وقال العلامة سلیم رستم باز: ویشترط ... أن تکون المدة معلومة والظاهر من متن المادة أنها غیر مقیدة بثلاثة أیام وهو قول محمد وقد اختارته المجلة۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/ ۱۳۳) المادة: ۳۱۳، الکتاب الأول في البیوع، الباب السادس في بیان الخیارات، الفصل الثالث في حق خیار النقد، ط: دار الکتب العلمیة)

خیار وصف

☆......کسی چیز کو ایسی صفت کی شرط لگا کر فروخت کرنا جائز ہے جس کا جانچنا اور اس کی فوری تحقیق کرنا ممکن ہو جیسے کوئی مادہ جانور اس شرط پر خریدنا کہ وہ دودھ دینے والا ہے۔ ۲۹۵

☆......اور جس صفت کا جانچنا اور اس کی فوری تحقیق کرنا ممکن نہ ہو اس صفت کی شرط لگا کر کسی چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے جیسے کوئی مادہ جانور اس شرط پر فروخت کرنا کہ وہ گابھن ہے یا اتنے کلو دودھ دیتی ہے جائز نہیں ہے۔ (۱)

ہاں اگر اس صفت سے براءت اور خلاصی کے لیے اس شرط کا بیان ہو تو پھر سودا ناجائز نہیں ہوگا۔ (۲)

☆......خیار وصف وارث کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ (۳)

---

(۱) إذا باع مالاً بوصف مرغوب فيه فظهر المبيع خاليا عن ذلك كان المشتري مخيرًا إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذه بجميع الثمن المسمى ويسمى هذا الخيار خيار الوصف مثلاً لو باع بقرة على أنها حلوب فظهرت غير حلوب يكون المشتري مخيرًا۔

وقال العلامة سليم رستم باز: ولو اشترى معزاة على أنها حامل أو تحلب كذا رطلاً فسد البيع؛ لأن هذا شرط فاسد لا وصف مرغوب، والضابط للأوصاف إن كان وصف لا غرر فيه فاشتراطه جائز، وما فيه غرر لا يجوز۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۵۸۸/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في خيار التعيين، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۴۹/۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) شرط أنها مغنية، إن للتبري لا يفسد، وإن للرغبة فسد بدائع، ولو شرط حبلها، إن الشرط من المشتري فسد، وإن من البائع جاز؛ لأن حبلها عيب فذكره للبراءة منه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۹۲/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، قبيل: باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

حاشية الزيلعي على التبيين: (۲۳/۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: إمداديه ملتان۔

فتح القدير: (۳۰۶/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) انظر رقم الحاشية: ۲، تحت عنوان ''خيار میں وراثت''۔

خیار وصف کا حکم

مبیع (بیچی گئی چیز) میں مرغوب (پسندیدہ) وصف موجود نہ ہونے کی صورت میں مشتری کو اختیار ہوتا ہے، چاہے تو پوری قیمت میں مبیع رکھ لے اور اگر چاہے تو مبیع واپس کردے اور اپنی رقم واپس لے لے لیکن قیمت کم کرانے کا اختیار نہیں ہوتا کیوں کہ وصف کے مقابلے میں ثمن نہیں ہوتا۔

مثلاً کسی نے طوطا خریدا اس شرط پر کہ یہ باتیں کرتا ہے، خریدنے کے بعد دیکھا تو ایسا نہیں ہے تو مشتری کو طوطا رکھنے یا واپس کرنے کا اختیار ہوگا لیکن طوطا رکھنے کی صورت میں قیمت کم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

خیار وصف کا معنی

''خیار وصف'' کا معنی یہ ہے کہ بائع نے مال کے جو اوصاف بیان کیے تھے وہ غلط نکلیں تو خریدار کو اختیار ہوگا چاہے تو پوری قیمت ادا کر کے خرید لے چاہے تو واپس کردے۔ (۲)

(۱، ۲) ومن باع عبدا على انه خباز او كاتب و كان بخلافه فالمشترى بالخيار ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء ترک لان هذا وصف مرغوب فيه فيستحق فى العقد بالشرط ثم فواته يوجب التخيير... واذا اخذه اخذه بجميع الثمن لان الاوصاف لايقابلها شيء من الثمن۔ (الهداية: (۳/۳۷) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رحمانيه)

اذا باع مالا بوصف مرغوب فيه فظهر المبيع خاليا عن ذلک الوصف كان المشترى مخيرا ان شاء فسخ البيع وان شاء اخذه بجميع الثمن المسمى ويسمى هذا الخيار خيار الوصف مثلا لو باع بقرة على انها حلوب فظهرت غير حلوب يكون المشترى مخيرا وكذا لو باع فصًّا ليلاً على انه ياقوت احمر فظهر اصفر يخير المشترى۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسى: (۲/ ۲۵۳) المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۳/۵۸۷) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب: في خيار التعيين، ط: سعيد۔

خیار وصف میں وراثت

خیار وصف میں وراثت جاری ہوتی ہے اس لیے خیار وصف وارث کی طرف منتقل ہوجاتا ہے۔(1) ٢٩٧

خیانت سے شرکت تباہ ہوجاتی ہے

"شرکت کی برکت کب ختم ہوتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٥٧/٤)

خیانت ظاہر ہو مرابحہ میں

"مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٣٨/٦)

خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے مرابحہ میں

"مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

خیر خواہی کا معاملہ کرنا خریدار کے ساتھ

"خریدار کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٤٣/٣)

---

(1) خيار الوصف يورث مثلا لو مات المشتري الّذي له خيار الوصف فظهر البيع خاليا من ذلك الوصف كان للواصف حق الفسخ ـ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (١٣٢/١) المادة: ٣١١، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: دار الكتب العلمية)

☐ الفقه الإسلامي وأدلته: (٥٢٣/٤) المبحث الخامس: الخيارات، خيار الوصف، ط: دار الفكر، بيروت۔

☐ الشامية: (٧٦٣/٦) كتاب الفرائض، ط: سعيد۔

دارالحرب میں شراب فروخت کرنے کا حکم

امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک دارالحرب میں مسلمان کا ویزا لے کر جانے کی صورت میں غیر مسلموں کا مال غدر اور دھوکے کے بغیر ان کی خوشی سے جس طرح بھی لیا جائے اس میں کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا ان کا مال عقود فاسدہ اور شراب کے عوض بھی لینا جائز ہونا چاہیے لیکن نصوص مطلق ہونے کی وجہ سے فتویٰ اس پر نہیں ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔[1]

دام ابھی نہیں ہیں پھر دے دوں گا

کسی نے اگر کوئی سودا ادھار خریدا تو یہ بھی درست ہے لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ کچھ مدت مقرر کر کے کہہ دے کہ پندرہ دن میں یا مہینے بھر میں یا چار مہینے میں آپ کا دام دے دوں گا اور اگر کچھ مدت مقرر نہیں کی صرف اتنا کہہ دیا کہ

---

(۱) دخل مسلم او ذمی دار الحرب بامان او بغیره وعقد مع الحربی عقد الربوا ...... اوباع منهم خمراً او خنزيراً او ميتةً او دماً بمال فذلک کله جائز عندالطرفین۔ (الفتاوی الهندية: (۳/ ۲۴۸) الفصل السادس فی الصرف فی دار الحرب، ط: رشیدیه)

شامی: (۵/ ۱۸۶) باب الربوا، قبیل: باب الحقوق في البيع، ط: سعيد۔

ولا بین الحربی و المسلم ثمة: ای لا ربوا بینهما فی دار الحرب عندهما خلافا لابی یوسف وفی البناية: و کذا اذا باع خمراً او خنزيراً او ميتةً واخذ المال کل ذلک یحل له۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۳۵) باب الربوا، ط: سعيد)

وبالجملة: فقول أبي حنيفة و محمد بن الحسن في هذا الباب أقوى ما يكون روايةً و درايةً ... مع ذلک فلا شک في كون التوقي عن الربا، ولو مع الحربي في دار الحرب أحسن وأحوط وأزكى وأحرى خروجا من الخلاف، وهو الذي ذهب إليه شيخنا حكيم الأمة وأفتى به، واختاره ترجيحا لقول أبي يوسف والجمهور۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۳۷۲) كتاب البيوع، باب الربا في دار الحرب بين المسلم والحربي، ط: إدارة القرآن)

احکام القرآن للتهانوي: (۱/ ۶۷۳) سورة البقرة: ۲۷۵، ط: إدارة القرآن۔

ابھی دام نہیں ہے پھر دے دوں گا تو اگر یوں کہا ہے کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ دام پھر دوں گا تو یہ بیع فاسد ہو جائے گی اور اگر خریدتے وقت یہ شرط نہیں لگائی لیکن خرید کر یہ کہہ دیا کہ دام پھر دوں گا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں بیع صحیح رہے گی اور اگر خریدتے وقت بھی کچھ نہیں کہا اور خرید کر بھی کچھ نہیں کہا تب بھی درست ہو جائے گی اور ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے دام ابھی ادا کرنا پڑیں گے، ہاں اگر بیچنے والا کچھ دن کی مہلت دے دے تو اور بات ہے لیکن اگر مہلت نہ دے اور ابھی دام مانگے تو دینا پڑیں گے۔ (۱)

دباغت سے پہلے مردار جانور کی کھال فروخت کرنا

"مردار جانور کا چمڑا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۳/۶)

درآمد

بیرون ممالک کی اشیاء اندرون ملک لانے کو "درآمد" کرنا اور "امپورٹ کرنا" کہتے ہیں اور یہ صحابہ کرام سے ثابت ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور حج کے موسم میں اسے فروخت کرتے۔ (۲)

---

(۱) إذا عقد البيع على تأجيل الثمن إلى كذا يوما أو شهرا أو سنة أو إلى وقت معلوم عند العاقدين كيوم [قا]سم أو النيروز صح البيع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۰۱/۱) المادة: ۲۴۷، الكتاب الأول [في] البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة [بالن]سيئة والتأجيل، ط: دار الكتب العلمية)

[و]صح بثمن حال وبأجل معلوم) أي البيع بإطلاق النصوص ... وفي فتح القدير: ومن جهالة الأجل [ما إ]ذا باعه بألف على أن يؤدي إليه الثمن في بلد آخر ... ومن الأجل المجهول اشتراط أن يعطيه الثمن [إلى] الشارع أو كل أسبوع البعض، فإذا لم يكن شرطا في البيع وإنما ذكره بعده لم يفسد وكان له أن يأخذ [الكل] جملة۔ (البحر الرائق: (۲۷۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

[الد]ر مع الرد: (۵۳۱/۴) كتاب البيوع، مطلب في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد۔

[(۲) تر]جم في الإصابة لأسماء بنت مخربة بالباء فذكر أن ابنها عباس بن عبد الله بن ربيعة كان يبعث إليها [م]ن بعطر فكان تبيعه. (التراتيب الإدارية: (۳۰/۲) القسم التاسع، الباب الأول، المرأة تبيع [...]، ط: دار الأرقم)

درآمد برآمد میں بینک کا کردار

(۳۰۰) موجودہ دور میں بین الاقوامی تجارت (درآمد و برآمد) میں بینک ایک لازمی ذریعہ ہے، بینک کی وکالت اور معرفت کے بغیر برآمد اور درآمد ممکن نہیں۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے ملک سے کوئی چیز درآمد کرنا چاہتا ہے تو دوسرے ملک کا تاجر اس بات کا اطمینان کرنا چاہتا ہے کہ جب میں مطلوبہ سامان خریدار کو بھیجوں گا تو وہ واقعتاً قیمت کی ادائیگی کر دے گا لہٰذا درآمد کرنے والا برآمد کرنے والے کو اعتماد میں لانے کے لیے بینک سے ایک ضمانت نامہ حاصل کرتا ہے جس میں بینک بیچنے والے کو اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ یہ چیز فلاں شخص کو فروخت کر دی جائے تو ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں گا۔ اس کو ضمانتی مراسلہ اور عربی میں "خطاب الضمان" یا "خطاب الاعتماد" کہتے ہیں اور انگریزی میں (لیٹر آف کریڈٹ) کہتے ہیں آسانی کے لیے "ایل سی" کہہ دیا جاتا ہے، یہ ضمانت نامہ حاصل کرنے کو اردو زبان میں ایل سی کھلوانا اور عربی زبان میں فتح الاعتماد کہتے ہیں۔

بینک ایل سی کھول کر برآمد کرنے والے کے بینک کو بھیج دیتا ہے، برآمد کرنے والے کے بینک کو نیگوٹیشن بینک کہتے ہیں۔

ایل سی پہنچنے کے بعد وہاں سے مال جہاز میں بک کروا دیا جاتا ہے اور جہاز چلانے والی کمپنی مال بک ہونے کی رسید جاری کرتی ہے، اس رسید کو عربی میں بولیصۃ الشحن اور انگریزی میں بل آف لیڈنگ کہتے ہیں۔

برآمد کرنے والے کا بینک یہ بل آف لیڈنگ متعلقہ کاغذات کے ساتھ ایل سی کھولنے والے بینک کو بھیجتا ہے۔

درآمد کرنے والا اپنے بینک سے یہ کاغذات حاصل کرتا ہے۔ ان کاغذات میں مال کی جو تفصیل لکھی گئی ہے وہ اگر آرڈر کے خلاف ہو تو کاغذات واپس کر دیے

جاتے ہیں، اور اگر کاغذات کی تفصیل ایل سی کے موافق ہو تو یہ کاغذات کسٹم کو دکھا کر بندرگاہ سے مال وصول کر لیا جاتا ہے۔

(۳۰۱) اور بینک عام طور پر یہ کاغذات درآمد کرنے والے کو اس وقت دیتا ہے جب وہ قیمت کی ادائیگی کر دے، ادائیگی کے لیے بھی بینک اور درآمد کرنے والے کے درمیان مختلف معاہدے ہوتے ہیں۔

کبھی درآمد کرنے والا ایل سی کھلواتے وقت ہی پوری رقم کی ادائیگی کر دیتا ہے، اس کو فل مارجن پر ایل سی کھلوانا کہتے ہیں عربی میں اس کو "فتح الاعتماد بغطاء کامل" کہتے ہیں کبھی ساری ادائیگی بینک سے کاغذات چھڑوانے کے وقت ہوتی ہے، اس کو زیرو مارجن پر ایل سی کھلوانا کہتے ہیں، کبھی ایل سی کھولنے کے وقت تھوڑی ادائیگی کی جاتی ہے، اس صورت میں کل رقم کا جتنا فی صد ادا کیا گیا ہے اُتنے ہی فی صد مارجن پر ایل سی کھولنا کہتے ہیں، مثلاً کل قیمت کا پچیس فی صد حصہ ایل سی کھلواتے وقت بینک میں جمع کرا دیا گیا تو یہ ایل سی پچیس فی صد مارجن پر کھلوائی گئی کہا جائے گا، کبھی یہ معاہدہ بھی ہوتا ہے کہ کاغذات آنے پر بینک اپنے پاس سے ادائیگی کر دے گا اور درآمد کرنے والا ایک معین مدت کے بعد ادائیگی کرے گا اس صورت میں بینک کا قرض درآمد کرنے والے کے ذمے ہو جاتا ہے اور بینک اس پر سود لیتا ہے۔

درآمد کرتے وقت خطرہ والی چیز درآمد نہ کرے

"اسلامی ریاست کے لیے خطرہ والی چیز درآمد کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

درآمد کرنے والے کے پاس رقم نہیں

کبھی کبھار درآمد کرنے والے کے پاس درآمد کرنے کے لیے رقم نہیں ہوتی

یا رقم تو ہوتی ہے مگر وہ اتنی رقم کو درآمد پر لگا کر منجمد نہیں کرنا چاہتا تو بینک سے قرض لے کر درآمد کرتا ہے، درآمد کے لیے بینک جو قرض دیتا ہے اس کو امپورٹ فنانسنگ کہتے ہیں، ایسے ہی برآمد کے لیے بھی بینک سے قرض لیا جاتا ہے یعنی کسی تاجر کے پاس باہر کے کسی ملک سے اشیاء کی خریداری کا آرڈر ہوتا ہے لیکن وہ اشیاء تیار یا مہیا کرنے کے لیے اسے رقم کی ضرورت ہوتی ہے جو وہ بینک سے قرض لیتا ہے اور قرض لے کر مطلوبہ اشیاء فراہم کر کے برآمد کرتا ہے، اس صورت میں بینک برآمد کرنے والے کو جو قرض دیتا ہے اس کو ایکسپورٹ فنانسنگ کہتے ہیں۔(۱)

اور بینک جب قرض دیتا ہے اس پر سود لیتا ہے اور سود دینا اور لینا حرام ہے، اس لیے بینک سے سودی قرض لے کر درآمد کرنا بھی جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص:۱۱۹ تا ۱۲۲) عنوان: درآمد، برآمد میں بینک کا کردار، ط: إدارة المعارف کراچی۔

(۲) کل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير للمناوي: (۶/۲۸۲) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)

کل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الكبرى: (۵/۳۵۰) كتاب البيوع، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

تكملة فتح الملهم: (۱/۵۷۵) كتاب المساقات والمزارعة، ط: دار العلوم کراچی۔

عن علي أمير المؤمنين رضي الله تعالى عنه مرفوعا: كل قرض جر منفعة فهو ربا،... وقال الموفق وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲، ۵۱۳) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

احكام القرآن للجصاص: (۱/۶۳۱) ط: باب البيع، ط: قديمی۔

كل قرض جر نفعا فهو حرام۔ (الشامية: (۵/۱۶۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)

الأشباه والنظائر: (ص:۲۵۷) الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: قديمی۔

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۲۷) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی)

مشكاة المصابيح: (ص:۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمی۔

درخت چوری کر کے فروخت کرنا

بعض علاقوں میں کھیت کی زمین میں خود بخود درخت اور بانس وغیرہ اگ آتے ہیں اور لمبے اور بڑے ہوتے ہیں، کھیت کے سپاہی اور مزدوران بانسوں اور درختوں کو کاٹ کر مالک کی اجازت کے بغیر چوری چھپے فروخت کر دیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے، اور جان بوجھ کر ایسے درخت وغیرہ خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱) ۳۰۳

درخت خریدنے کے بعد کہاں سے کاٹے؟

اگر درخت کا سودا کرتے وقت کہاں سے کاٹے گا اس کی بات نہیں ہوئی ہے تو خریدار کے لیے درختوں کو جڑ سے اکھاڑنا جائز ہوگا اور اگر درختوں کا سودا کرتے وقت درختوں کو سطح زمین سے کاٹنے کی شرط لگائی گئی تھی تو اس صورت میں سطح زمین سے ہی کاٹنا ہوگا، اور اگر جڑ سے اکھاڑنے کی صورت میں قریبی کنوئیں یا دیوار وغیرہ کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو پھر جڑ سے اکھاڑنے کی بجائے سطح زمین سے ہی کاٹنا ہوگا۔ (۲)

درخت زمین کی بیع میں داخل ہے

''توابع ذکر کے بغیر بیع میں داخل ہوجاتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) تخریج کے لیے ''چوری کا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) وفيها اذا اشترى شجرة للقلع فانه يومر بقلعها بعروقها وليس له حفر الارض الى انتهاء العروق بل يقلعها على العادة الا ان شرط للبائع القلع على وجه الارض او يكون فى القلع من الاصل مضرة على البائع كما اذا كانت بقرب حائط او بئر لانه يقطعها على وجه الارض۔ (البحر الرائق: (۲۹۳/۵) كتاب البيع، فصل يدخل البناء والمفاتيح فى بيع الدار، ط: سعيد)

اشترى شجرة للقلع يومر بقلعها بعروقها وليس له حفر الارض الى انتهاء العروق بل يقلعها على العادة الا ان شرط البائع القطع على وجه الارض او يكون فى القلع من الاصل مضرة للبائع ككونها بقرب حائط او بئر فيقطعها على وجه الارض۔ (شامی: (۵۵۴/۴) كتاب البيوع، مطلب فى بيع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳۵/۳) كتاب البيوع، الباب الخامس، الفصل الثانى، ط: رشيديه۔

درخت زمین کے تابع ہیں

۳۰۳ اگر زمین پر یا اس کے کنارے پر مکان یا درخت ہیں اور زمین فروخت کر دی اور سودا کرتے وقت مکان اور درختوں کا کوئی ذکر نہیں ہوا تو یہ مکان اور درخت خود بخود زمین کے ساتھ تابع ہو کر عقدِ بیع میں شامل ہوں گے اور مشتری (خریدار) کو ملیں گے، ہاں اگر سودا کرتے وقت مکان اور درختوں کو عقدِ بیع سے مستثنیٰ کیا تھا تو اس صورت میں مکان اور درخت عقد میں شامل نہیں ہوں گے اور مشتری کو نہیں ملیں گے بلکہ بدستور بائع کی ملکیت میں رہیں گے اور اس پر لازم ہوگا کہ درختوں کو کاٹ کر اور مکان کا ملبہ ہٹا کر زمین خالی کر کے مشتری کو حوالہ کرے۔(۱)

☆...... اگر کسی نے زمین فروخت کی اور اس پر درخت بھی ہیں تو درخت

---

(۱) ويدخل البناء والشجر في بيع الأرض بلا ذكر لكونه متصلا بها للقرار فيدخل تبعاً۔ (البحر الرائق: ۵/۳۰۳) كتاب البيع فصل يدخل البناء والمفتيح في بيع الدار، ط: سعيد)

☐ ومن باع أرضاً دخل ما فيها من النخل والشجر وإن لم يسمه لأنه متصل بها للقرار فأشبه البناء (الهداية كتاب البيوع (۳/۲۰۶) ط: رحمانيه)

☐ فتح القدير كتاب البيوع (۶/۲۶۰) ط: دار الكتب العلمية۔

☐ وليس للبائع أن يطالب المشتري بالثمن ما لم يسقط خيار الرؤية منه ولا يتوقف الفسخ على قضاء ولا رضا بل بمجرد قوله: رددت ينفسخ قبل القبض وبعده، لكن بشرط علم البائع۔ (فتح القدير: (۶/۳۱۲) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

☐ حاشية الشلبي على التبيين: (۴/۲۳) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: امداديه ملتان۔

☐ ثم اعلم أنه إذا بيعت الأرض ولم يدخل في البيع الزرع والثمر كان على البائع أن يقطعهما وإن لم يظهر صلاحهما ويسلم المبيع للمشتري۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۹۳) شرح المادة: ۲۳۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الرابع: في بيان ما يدخل في البيع بدون ذكر صريح وما لا يدخل، ط: دار الكتب العلمية)

☐ ويؤمر بقطعهما ... وتسليم المبيع) الأرض۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴/۵۵۳) كتاب البيوع فصل: فيما يدخل في البيع تبعا وما لا يدخل، مطلب في حمل المطلق على المقيد، ط: سعيد)

☐ ويقال للبائع اقطعهما وسلم المبيع۔ (البحر الرائق: (۵/۳۰۰) كتاب البيع، ط: سعيد)

زمین کے تابع ہو کر بیع میں داخل ہوں گے اور مشتری زمین کے ساتھ ساتھ درختوں کا بھی مالک ہو جائے گا۔

۳۰۵ ☆......اور اگر زمین بیچتے وقت درختوں کا استثناء کیا تھا تو درخت زمین کے تابع نہیں ہوں گے اور خریدار درختوں کا مالک نہیں ہوگا۔ (۱)

درخت قبرستان کے

"قبرستان کے درخت کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۸/۵)

درختوں پر پھلوں کی بیع

☆......آج کل عام طور پر درختوں پر پھل نکلنے کے بعد پکنے سے پہلے فروخت کردیتے ہیں اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ درختوں پر رہتے ہوئے کچے پھلوں کو بھی بیچنا جائز ہے۔ (۲)

☆......اور اگر بیع ہونے کے بعد درخت کے مالک کی اجازت سے پھلوں

---

(۱) ومن باع ارضا دخل مافیها من النخل والشجر وان لم یسمه لانه متصل به للقرار فاشبه البناء۔ (الهدایة: (۲۶/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

(۲) (ومن باع ثمرة بدا صلاحها) بان امنت العاهة والفساد (او لا، صح)۔ (النهر الفائق: (۳۵۹/۳) کتاب البیوع، ط: رشیدیه کوئٹه)

بیع الثمر علی الشجر لایخلو اما ان یکون قبل الظهور او بعده والاول لایجوز والثانی جائز بدا صلاحها بصلاحها لانتفاع بنی آدم او علف الدواب، او لم یبد لانه مال متقوم لکونه منتفعا به فی الحال اوفی الزمان الثانی فصار کمبیع الجحش والمهر۔ (العنایة شرح الهدایة علی هامش فتح القدیر: (۲۸۶/۶) کتاب البیوع، فصل ومن باع دارا دخل بناءها فی البیع... الخ ط: مصطفی البابی الحلبی مصر)

(ومن باع ثمرة بدا صلاحها او لم یبد صح) لانه مال متقوم امالکونه منتفعا به فی الحال او فی المآل... (ویقطعها المشتری للحال)۔ (مجمع الانهر: (۲۵/۳) کتاب البیوع، مطلب فی بیع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: مکتبة غفاریة کوئٹه)

الدر مع الرد: (۵۵۵/۴) کتاب البیوع، ط: سعید۔

شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۹۹) [رقم المادة: ۲۰۶] ط: مکتبة حنفیه کوئٹه

کو درخت پر رکھا جائے تو بھی درست ہے۔[۱]

☆...... اگر عقد بیع کے درمیان میں پھلوں کو درختوں پر چھوڑنے کی شرط

۳۰۶ لگائی گئی تو بیع فاسد ہوگی۔[۲] اور بیع فاسد کا حکم یہ ہے کہ مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کے قبضے میں آنے کے بعد مشتری مالک ہوجاتا ہے، البتہ مشتری کے لیے اس کا استعمال کرنا درست نہیں ہوتا بلکہ اس بیع کو فسخ کرنا لازم ہوتا ہے۔[۳] تاہم اگر

---

(۱) فالحاصل ان اباحة الابقاء جائز عند ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ، ولم یقیده بان لا یکون هناک عرف فلا حاجة الی هذا التقیید عند شیخ مشایخنا الانور رحمه الله تعالیٰ... ولذلک قال فی العرف الشذی: کنت مترددا فی هذا حتی انی رجدت فی فتاوی ابن تیمیة عن ابی حنیفة والثوری رحمهما الله تعالیٰ انهما اجازا البیع مطلقا اذا اجازه البائع الترک علی الاشجار فاذن لما وجدت عن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ فلا أبالی۔ فالحاصل: اذا لم یشترط الابقاء فی صلب العقد یصح البیع وان کان معروفا بالعرف۔ (تکملة فتح الملهم: (۳۹۵/۱) باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها، ط: دار العلوم کراچی)

🗀 واشتراها مطلقًا وترکها باذن البائع، طاب له الفضل۔ (الهدایة: (۲۷/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

🗀 والحاصل أن الشرط إذا لم یکن في العقد ولم یأمره البائع بالقطع، طاب له ترکه، سواء کان معروفًا أو لا۔ ولا ألتفت إلی ماقاله الشامي: إن المعروف کالمشروط بعد ما وجدت روایة عن الإمام عند الحافظ ابن تیمیة في فتاواه۔ والله أعلم۔ (فیض الباري: (۲۵۵/۳، ۲۵۶) ط: خضر راہ بک ڈپو دیوبند)

(۲) وان باع بشرط الترک لم یصح قیاسا عند ابی حنیفة وابی یوسف رحمهما الله تعالیٰ وصح استحسانا عند محمد رحمه الله تعالیٰ وفی الاسرار: ان الفتوی علی قوله کذا فی الکافی۔ وفي التحفة الصحیح قولهما، کذا في النهر الفائق۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۰۶/۳) الفصل الثانی فی بیع الثمار وانزال الکروم، ط: رشیدیه کوئٹه)

🗀 فإن باعه بشرط الترک فإن لم یکن تناهی عظمه فالبیع فاسد عند الکل، وإن کان قد تناهی عظمه فهو فاسد عند أبي حنیفة وأبي یوسف، وهو القیاس۔ ویجوز عند محمد استحسانًا وهو قول الأئمة الثلاثة، واختاره الطحاوي لعموم البلوی۔ (فتح القدیر: (۲۶۵/۶) کتاب البیوع، فصل: ومن باع دارًا دخل بناؤها في البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

🗀 بدائع الصنائع: (۱۷۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید۔

(۳) وإذا قبض المشتري المبیع برضا... بائعه صریحًا أو دلالةً... ملکه... وإذا ملکه تثبت کل أحکام الملک إلا خمسة: لایحل له أکله ولا لبسه، ولا وطؤها ولا أن یتزوجها منه البائع ولا شفعة لجاره لو عقارًا... ویجب علی کل واحد منهما فسخه۔ (الدر المختار مع الرد: (۸۸/۵، ۹۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في البیع بشرط فاسد، ط: سعید)=

مشتری نے کسی اور کے ہاتھ اس مبیع کو فروخت کر دیا تو دوسرے مشتری کو اس کا استعمال کرنا درست ہے۔(۱)

درختوں کو بٹائی پر دینا

''مساقاۃ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/۱۶۸)

درزی کو کپڑا دے کر واپس لینے نہیں آیا

''سامان دے کر واپس لینے نہیں آیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴/۱۰۶)

درزی کے لیے بچا کھچا کپڑا فروخت کرنا

''بچا کھچا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۹۵)

دریا کا پانی

دریا کا پانی جب تک کسی برتن میں محفوظ نہ کرے فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ بیچنے والے کی ملک نہیں ہے اور غیر مملوک چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۲)

= البحر الرائق: (۶/۹۱، ۹۳) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔
تبیین الحقائق: (۴/۶۱، ۶۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: امدادیہ ملتان۔

(۱) ثم اعلم أن المشتري فاسدًا لا يطيب للمشتري ويطيب لمن انتقل الملك منه إليه، لكون الثاني ملكه بعقد صحيح بخلاف المشتري الأول فإنه لا يحلّ له التصرف فيه ولا يطيب له؛ لأنه ملكه بعقد فاسد. (البحر الرائق: (۶/۹۵) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)
بدائع الصنائع: (۵/۳۰۱) کتاب البیوع، فصل: وأما حکم البیع، ط: سعید۔
حاشية الشلبي على التبيين: (۴/۶۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: امدادیہ ملتان۔

(۲) وفي المحيط: بيع الماء في الحياض والآبار لا يجوز۔ (البحر الرائق: (۵/۲۸۳) کتاب البیع، ط: سعید)
فتح القدير: (۶/۲۴۶) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔
الماء الذي يكون في الحياض والآبار والعيون فليس بمملوك لصاحب بل هو مباح في نفسه =

دریا کی مچھلی

(۳۰۸) دریا کی مچھلی کو شکار کرنے سے پہلے خریدنا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ شکار کرنے کے بعد اس کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔(۱)

دستاویزات قرض کی خرید وفروخت

''قرض کی دستاویزات''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۶/۵)

دستاویز بیچنا قرض کی

''قرض کی دستاویزات بیچنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۶/۵)

دستاویز دین کی خرید وفروخت

''دین کے دستاویز کی خرید وفروخت کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۴/۳)

دستاویز کا حکم

مدعی کے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے دستاویز بھی ایک اہم ثبوت ہے(۲)

= سواء في أرض مباحة أو مملوكة لكن له حق خاص فيه ؛ لأن الماء في الأصل خلق مباحا لقوله عليه الصلاة والسلام: الناس شركاء في ثلاث: الماء والكلأ والنار، والشركة العامة تقتضي الإباحة إلا أنه إذا جعل في إناء وأحرزه به فقد استولى عليه وهو غير مملوك لأحد فيصير مملوكا للمستولي كما في سائر المباحات الغير المملوكة وإذا لم يوجد ذلك بقي على أصل الإباحة الثابتة بالشرع فلا يجوز بيعه؛ لأن محل البيع هو المال المملوك۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۹/۶) كتاب الشرب، ط: سعيد)

(۱) (والسمك قبل الصيد) أي لم يجز بيعه لكونه باع ما لا يملكه فيكون باطلاً۔ أطلقه فشمل ما إذا كان في حظيرة إذا كان لا يؤخذ إلا بصيد لكونه غير مقدور التسليم فيكون فاسدا، ومعناه إذا أخذه ثم ألقاه فيها ولو كان يؤخذ بغير حيلة جاز۔ (البحر الرائق: (۷۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الهداية: (۵۲/۳، ۵۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

تبيين الحقائق: (۴۵/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان۔

(۲) قوله تعالى: [ولا تسئموا ان تكتبوه صغيرا او كبيرا الى اجله ذلكم اقسط عند الله واقوم للشهادة وادنى ان لا ترتابوا] [البقرة: ۲۸۲] =

اس لیے جب کوئی معاملہ کیا جائے تو اس کو لکھ لینا چاہیے اور دستاویز کو پختہ کرنے کے جو قانونی تقاضے ہیں ان کو پورا کرنا چاہیے یعنی معتبر گواہوں کی گواہی وغیرہ بھی درج ہو اور دستخط بھی ثبت ہوں، اگر عدالت میں دستاویز صحیح ہونا ثابت ہو جائے تو قاضی کو اس کے مطابق فیصلہ کرنا ہوگا (۱) اور مدعی علیہ کے دستاویز کو حق اور صحیح تسلیم کرنا اس کے حق کے اقرار کے قائم مقام ہے۔ (۲)

[ولاتسئموا... ان تكتبوه] للدين أو الحق [صغيرا أو كبيرا] على أي حال كان الحق من صغر أو كبر... [إلى أجله... ذلكم... أي ذلك الكتب [أقسط عند الله وأقوم للشهادة] وأعون على إقامة الشهادة [وأدنى ألا ترتابوا] وأقرب من انتفاء الريب للشاهد والحاكم وصاحب الحق فإنه قد يقع الشك في المقدار والصفات وإذا رجعوا إلى المكتوب زال ذلك. (تفسير النسفي: (۲۲۹/۱) سورة البقرة: ۲۸۲، ط: دار الكلم الطيب)

البحر المحيط: (۷۳۹/۲) سورة البقرة: ۲۸۲، ط: دار الفكر.

(۱) خط الصراف والبياع والسمسار حجة... وكذلك مايكتب الناس فيما بينهم يجب أن يكون حجة لمكان العرف كذا في الذخيرة. (الفتاوى الهندية: (۱۶۷/۴) كتاب الإقرار، الباب الثاني: في بيان مايكون إقرارا ومالايكون، ط: رشيديه)

لايعمل بالخط والخاتم فقط أما إذا كان سالما من شبهة التزوير والتصنيع فيكون معمولا به أي يكون مدارا للحكم ولايحتاج للإثبات بوجه آخر. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۸۳۳/۲) رقم المادة: ۱۷۳۶، الكتاب الخامس عشر في حق البينات والتحليف، الباب الثاني في بيان الحجج والخطية والقرينة القاطعة، الفصل الثاني في بيان الحجج الخطية، ط: مكتبه فاروقيه)

يجوز الحكم والعمل بلابينة بمضمون الإعلام والسند اللذين أعطيا من طرف قاضي محكمة إذا كانا سالمين من شبهة التزوير والتصنيع وموافقين للأصول. (شرح المجلة لرستم باز: (۹۰۷/۲) المادة: ۱۸۲۱، الكتاب السادس عشر في القضاء، الفصل الرابع ويتعلق بصورة المحاكمة، ط: مكتبه فاروقيه)

(۲) ولو قال: هذا خط المدعى عليه، فأنكر المدعى عليه أن يكون خطه، فاستكتب وكتب وكان بين الخطين مشابهة ظاهرة اختلفوا فيه... ولو قال المدعى عليه هذا خطي ولكن ليس علي هذا المال إن كان الخط على وجه الرسالة مصدرا معنونا لايصدق ويقضى عليه بالمال وخط الصراف والسمسار حجة عرفا وإن لم يكن الخط على وجه الرسالة ولكن كان على وجه يكتب الصك والإقرار، فإن شهد على نفسه بما فيه يكون إقرارا يلزمه. (الفتاوى الهندية: (۴۲۹/۳) كتاب أدب القاضي، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ط: رشيديه)

المرء مؤاخذ بإقراره. (شرح المجلة لرستم باز: (۴۳/۱) رقم المادة: ۷۹، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه)

دسترخوان

"بازاراللہ کے دسترخوان ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۳۰)

۳۱۰ "دسہرہ" کے موقع پر مسلمانوں کا بکرا فروخت کرنا

"دسہرہ" کے موقع پر مسلمانوں کے لئے ہندوؤں کے ہاتھ بکرا فروخت کرنا مکروہ ہے البتہ قیمت کی رقم حرام نہیں ہوگی۔ (۱)

واضح رہے کہ "دسہرا" ہندوؤں کا تہوار ہے جو سورج کی دسویں تاریخ کو راجارام چندر جی کے راون پر فتح پانے کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ (۲)

دعا

بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھنی چاہیے:

"لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحي ویمیت

وھو حي لایموت بیدہ الخیر وھو علی کل شيءقدیر"

جو بھی شخص بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھے گا تو اس کو دس لاکھ نیکیاں ملیں گی اور دس لاکھ گناہ معاف ہو جائیں گے اور دس لاکھ درجات بلند ہو جائیں

---

(۱) وجاز بیع عصیر ممن یعلم أنه یتخذه خمراً: لأن المعصیة لاتقوم بعینه بل بعد تغیره، وقیل یکره لإعانته علی المعصیة. (الدر المختار مع الرد: (۳۹۱/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

بیع العصیر ممن یتخذه خمراً لایکره عن أبي حنیفة رحمه الله تعالی. وعندهما یکره ویجوز البیع. (الفتاوی الهندیه: (۲۱۰/۳) کتاب البیوع، الباب العشرون في البیاعات المکروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشیدیه)

الأجر یطیب وإن کان السبب حراماً. (شامي: (۴۵/۶) کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعید)۔

(۲) فیروز اللغات. (ص: ۶۲۸)، ط: فیروز سنز۔

گے، ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ایک گھر بھی بنا دیں گے۔ (١)

دعا بازار میں داخل ہونے کی

بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیں تا کہ نقصان والی خریداری سے بچ سکیں، وہ دعا یہ پڑھے:

”بسم الله اللّٰهم انی اسئلک خیرهذه السوق وخیرمافیها واعوذبک من شرها وشر مافیها اللهم انی اعوذبک من ان اصیب فیها یمینا فاجرة او صفقة خاسرة“ (٢)

---

(١) وعن عمر أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دخل السوق فقال: لا إله إلا الله وحده لا شريک له له الملک وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شيئ قدير كتب الله له ألف ألف حسنة ومحا عنه ألف ألف سيئة ورفع له ألف ألف درجة وبنى له بيتا في الجنة۔ رواه الترمذي وابن ماجه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٢١٣) كتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثاني، ط: قديمی)

المستدرک للحاكم: (٧٢٢/١) رقم الحديث: ١٩٧٣، كتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح والذكر، ط: دار الكتب العلمية۔

الأذكار للنووي: (ص: ٧٢٩، ٧٣٠) كتاب الأذكار المتفرقة، باب مايقول إذا دخل السوق، ط: دار ابن كثير۔

جامع الترمذي: (١٨١/٢) أبواب الدعوات، باب مايقول إذا دخل السوق، ط: سعيد۔

(٢) وعن بريدة قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا دخل السوق قال: بسم الله اللّٰهم إني أسئلک خير هذه السوق وخير ما فيها وأعوذبک من شرها وشر ما فيها اللّٰهم إني أعوذبک أن أصيب فيها صفقة خاسرة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٢١٦) كتاب الدعوات، باب الدعوات في الأوقات، الفصل الثالث، ط: قديمی)

الأذكار للنووي: (ص: ٧٣٠، ٧٣١) كتاب الأذكار المتفرقة، باب مايقول إذا دخل السوق، ط: دار ابن كثير۔

المستدرک للحاكم: (٧٢٣/١) رقم الحديث: ١٩٧٧، كتاب الدعاء والتكبير والتهليل والتسبيح والذكر، ط: دار الكتب العلمية۔

دعا قبول نہیں ہوتی حرام خور کی

''حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۶/۳)

دعوت کا کھانا حرام آمدنی سے تیار کرنا

''حرام آمدنی سے دعوت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۹/۳)

دعوت کفار

''کفار کی دعوت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۵/۵)

دعویٰ زائد کا کرنا

☆......اگر کسی نے کوئی چیز مثلاً تیس ہزار میں فروخت کردی، اس میں سے بیس ہزار وصول ہوگئے اور دس ہزار باقی ہیں مگر اب خریدار باقی روپیہ نہیں دے رہا ہے، بیچنے والے نے عدالت سے رجوع کرنا چاہا تا کہ باقی رقم وصول ہوجائے، وکیل کا کہنا ہے کہ تیس ہزار کا دعویٰ کرنا ہوگا ورنہ کامیابی کی امید نہیں ہے تو ایسی صورت میں اگر عدالت کا قانون واقعۃً ایسا ہے تو مجبوراً تیس ہزار کا دعویٰ کرنے کی گنجائش ہوگی۔ (۱) لیکن تیس ہزار وصول ہونے کے بعد اس میں سے بیس ہزار واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وفي مجمع الفتاوى: أنّ الكذب يباح لإحياء حقه ولدفع الظلم عن نفسه۔ (شرح الحموي على الأشباه: (۲۶۶/۱) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن)

🗀 المحيط البرهاني: (۱۶۵/۱۰) كتاب البيع، الفصل الرابع عشر في العيوب، نوع آخر في الصلح عن العيوب، ط: إدارة القرآن۔

🗀 الكذب مباح لأخذ حقه ولدفع الظلم عن نفسه۔ (التاتارخانية: (۲۰۶/۹) كتاب البيوع، الفصل الخامس عشر في العيوب، نوع آخر في الصلح عن العيوب، ط: مكتبه فاروقيه)

(۲) والحاصل انه ان علم ارباب الاموال وجب رده عليهم و، فان علم عين الحرام لايحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامي: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في من ورث مالاحراما، ط: سعيد كراجي)=

☆...... اور اگر باقی رقم وصول کرنے کے لیے زائد رقم کا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں تو زائد رقم کا دعویٰ کرنا جائز نہیں ہوگا۔(۱)

دفتری اخراجات مضاربت میں

''مضاربت میں دفتری کارروائی کے مصارف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکاندار جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں

''جماعت سے نماز پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۳/۳)

دکاندار کا دوسرے دکاندار کا مال فروخت کرنا

''دوسرے دکاندار سے کوئی چیز لا کر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکاندار کا فروخت ہونے والے سامان میں تصرف کرنا

''تصرف کرنا فروخت ہونے والے سامان میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکاندار کا کمپنی کے ملازم کو کمیشن دینا

بعض دفعہ دکاندار حکومت یا کمپنی کے ملازم کو کہتا ہے کہ اگر آپ حکومت کے ادارے یا کمپنی کا سامان ہم سے خریدیں گے تو ہم آپ کو اتنے فیصد کمیشن دیں گے، یہ کمیشن کے نام سے سامان کی قیمت میں رعایت ہے جو حکومت یا کمپنی کا حق ہے اس لئے ملازم کے لئے کمیشن کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں کمپنی کو لوٹانا واجب

= ویردونها علی اربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها لان سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه۔(شامی: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید کراچی)

(۱) الضرورات تقدر بقدرها۔(مجلة الأحکام العدلیة: (۱۸/۱) رقم المادة: ۲۲، المقالة الثانیة: فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: نور محمد، آرام باغ کراچی)

الدر المختار مع الرد: (۳۷۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی النظر والمس، ط: سعید۔

المبسوط للسرخسی: (۱۲۲/۱) باب التیمم، ط: دار المعرفة۔

ہے۔(۱)

اگر دنیا میں نہیں لوٹائے گا تو آخرت میں لوٹانا پڑے گا اور آخرت میں لوٹانا آسان نہیں ہوگا۔(۲)

دکان دار کو پیشگی رقم دے کر سامان لاتے رہنا

دکان دار کو ایڈوانس رقم دینے کے بعد اس کی دکان سے مختلف چیزیں لاتے رہنا اور آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت کٹوا دینا جائز ہے، اس کو "استجرار" کہتے ہیں۔(۳)

---

(۱) لو أعطى أحد ماله للدلال، وقال بعد بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة)... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك.(درر الحكام شرح مجلة الأحكام:(۱/۶۶۲) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الجيل)

أحسن الفتاوى:(۸/۱۰۲) كتاب الحظر والإباحة، كسب حلال وحرام، ط: سعيد)

(۲) عن سالم عن ابيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئا بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين.(مشكاة المصابيح:(ص:۲۵٦) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمي)

وعن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء منه فليتحلله منه اليوم قبل أن لايكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. (مشكاة المصابيح:(ص:۴۳۵) كتب الآداب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري:(۱/۳۳۱) كتاب المظالم والقصاص، باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له هل يبين مظلمته. ط: قديمي)

(۳) ولو أعطاه دراهم وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الابتداء: اشتريت منك يجوز، وهذا حلال وإن كانت نيته وقت الدفع الشراء؛ لأنه بمجرد النية لاينعقد البيع، وإنما ينعقد البيع الآن بالتعاطي، والآن المبيع معلوم، فينعقد البيع صحيحا۔ (الشامية: (۴/۵۱٦) كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ط. سعيد)

ولا بأس بأن يضع الرجل عند رجل درهما، ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسر معلوم سلعة معلومة. (موطأ الإمام مالك: (ص: ۵۹۰) كتاب البيوع، باب جامع بيع الطعام، ط: سعيد)=

دکان دار کو سرمائے کی ضرورت ہے

''سرمائے کی ضرورت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۴/۴)

دکان دار کو مہینے کے آخر میں پیسہ دینا

دکان دار سے مختلف اوقات میں ادھار سامان لاتے رہنا اور مہینے کے آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت ادا کرنا جائز ہے اور یہ ''بیع تعاطی'' کے حکم میں ہے۔(۱)

= ◻ ويصح أيضا ولو كان الإعطاء من أحد الجانبين فقط، وبه يفتى۔ وصورته أن يتفقا على الثمن، ثم يأخذ المشتري المتاع ويذهب برضا صاحبه من غير أن يدفع الثمن، أو أن يدفع المشتري الثمن للبائع ويذهب بدون قبض المبيع، فإن البيع لازم على الصحيح۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۵/۱) شرح المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

◻ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۶/۱) شرح المادة: ۱۷۵، ط: مكتبه حقانيه۔

◻ وقد أسلفنا قول الإمام مالك رحمه الله في الموطأ: "ولا بأس أن يضع الرجل عند رجل درهما، ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسر معلوم سلعة معلومة۔ وتبين بهذا أن الاستجرار بمبلغ مقدم جائز مثل الاستجرار بثمن مؤخر۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۶۹/۱) البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) ما يستجره الإنسان من البياع إذا حاسبه على أثمانها بعد استهلاكها، جاز استحسانا۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۵۱۶/۳) كتاب البيوع، ط: سعيد)

◻ وفي الدر المختار: ما يستجره الإنسان من البياع كالزيت والعدس والملح وما شاكله إذا حاسبه على أثمانها بعد استهلاكها جاز استحسانا۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۵/۱) شرح المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

◻ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۸/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

◻ ومما تسامحوا فيه وأخرجوا عن هذه القاعدة في القنية: الأشياء التي تؤخذ من البياع على وجه الخرج، كما هو العادة من غير بيع كالعدس والملح والزيت ونحوها ثم اشتراها بعدما انعدمت، صح، فيجوز بيع المعدوم هنا۔ (البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

دکان دار کی عدم موجودگی میں کسی اور نے سامان بیچ دیا

اگر دکان دار کسی آدمی کو دکان پر بٹھا کر کسی کام کو گیا، اس دوران کوئی خریدار آیا اور اس نے مقررہ قیمت سے کم قیمت پر سامان فروخت کر دیا تو یہ بیع دکان دار کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر وہ اجازت دے گا تو یہ بیع صحیح ہوگی ورنہ کینسل ہوجائے گی ایسی صورت میں دکان دار سے براہ راست سودا کرے۔[1]

دکان سے سامان لاتے رہنا

''دکان سے مختلف اوقات میں سامان لاتے رہنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکان سے فلاں سامان خرید کر لانا

''منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۹/۶)

دکان سے سامان لیتے رہنا اور پیسہ بعد میں دینا

کوئی دکان دار مقرر ہے، جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اس کی دکان سے آجاتی ہے، آج ایک کلو چاول منگالیں، کل دو کلو گھی آگیا، کسی دن ایک لیٹر تیل وغیرہ لے لیا اور قیمت کچھ معلوم نہیں کی اور یوں سوچا کہ جب حساب ہوگا تو جو کچھ نکلے گا دے دیا جائے گا یہ درست ہے۔

اسی طرح میڈیکل والے سے دوا منگوائی اور قیمت دریافت نہیں کی اور یہ خیال کیا کہ تندرست ہونے کے بعد جو کچھ دام ہوں گے دے دیے جائیں گے، یہ بھی درست ہے اس کو ''بیع استجرار'' کہتے ہیں اگرچہ اس معاملے میں بھی سودے کے وقت قیمت معلوم نہیں لیکن لوگوں کی ہر وقت کی ضرورت کی وجہ سے شریعت نے اس

---

(۱) تخریج کے لیے ''بیع فضولی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کی گنجائش دی ہے۔(۱)

٣١٧ دکان سے مختلف اوقات میں سامان لاتے رہنا

☆...... کسی دکان سے مختلف اوقات میں سامان لاتے رہنا اور آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت ادا کرنا یہ بھی جائز ہے اور یہ بیع تعاطی کے حکم میں ہے۔(۲)

☆...... اسی طرح دکان دار کو پیشگی رقم دینے کے بعد اس کی دکان سے مختلف اوقات میں مختلف چیزیں لاتے رہنا اور مہینے کے آخر میں ان کا حساب کر کے ان کی قیمت کٹوا دینا یہ بھی جائز ہے، اس کو "استجرار" کہتے ہیں۔(۳)

(۱، ۲) انظر رقم الحاشية: ۱، تحت عنوان "دکان دار کو مہینے کے آخر میں پیسہ دینا"

(۳) ولو أعطاه دراهم وجعل يأخذ منه كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الابتداء: اشتريت منك يجوز، وهذا حلال وإن كانت نيته وقت الدفع الشراء؛ لأنه بمجرد النية لا ينعقد البيع، وإنما ينعقد البيع الآن بالتعاطي، والآن المبيع معلوم، فينعقد البيع صحيحا۔ (الشامية: (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، مطلب: البيع بالتعاطي، ط: سعيد)

☐ ولا بأس بأن يضع الرجل عند رجل درهما، ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسر معلوم سلعة معلومة۔ (موطا الإمام مالک: (ص: ۵۹۰) كتاب البيوع، باب جامع بيع الطعام، ط: سعيد)

☐ ويصح أيضا ولو كان الإعطاء من أحد الجانبين فقط، وبه يفتى۔ وصورته أن يتفقا على الثمن، ثم يأخذ المشتري المتاع ويذهب برضا صاحبه من غير أن يدفع الثمن، أو أن يدفع المشتري الثمن للبائع ويذهب بدون قبض المبيع، فإن البيع لازم على الصحيح۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۵/۱) شرح المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار الكتب العلمية)

☐ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۶/۱) شرح المادة: ۱۷۵، ط: مكتبه حقانيه۔

☐ ولذا أسلفنا قول الإمام مالک رحمه الله في الموطأ: " ولا بأس أن يضع الرجل عند رجل درهما، ثم يأخذ منه بثلث أو بربع أو بكسر معلوم سلعة معلومة۔ وتبين بهذا أن الاستجرار بمبلغ مقدم جائز مثل الاستجرار بثمن مؤخر۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۶۹/۱) البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دار العلوم كراچی)

دکان صبح کھولنا برکت کا باعث ہے

''صبح نکلنا برکت کا باعث ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۲/۴)

۳۱۸

دکان صبح کھول لینی چاہئے

فجر کی نماز پڑھ کر قرآن مجید کی تلاوت اور وظائف سے فارغ ہو کر صبح جلدی دکان کھول لینی چاہئے، اس سے کاروبار میں برکت ہوگی، نفع زیادہ ملے گا اور مال میں بہت زیادہ اضافہ ہوگا اور صبح سونے سے برکت سے محروم ہو جائے گا اور تنگی آئے گی۔ (۱)

دکان فروخت کرنے کے بعد بائع کی جانب سے چھ ماہ تک کاروبار کرنے کی شرط رکھنا

''مبیع چھ ماہ کے بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دکان کرایہ دار کو فروخت کر دی

اگر دکان کے مالک نے اپنی دکان کرایہ دار کو بیچ دی تو یہ بیع صحیح ہے، مالک اس بیع کا پابند ہوگا، خریدار کی رضامندی کے بغیر اس بیع کو ختم کرنے کا اختیار نہیں

---

(۱) عن عمارة بن حديد عن صخر الغامدي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم بارك لأمتي في بكورها، قال: وكان إذا بعث سرية أو جيشاً بعثهم في أول النهار، قال: وكان صخر رجلاً تاجراً، فكان يبعث تجارته في أول النهار فاثرى وكثر ماله. (سنن ابن ماجه: (۱۶۲/۲) أبوب التجارات، مايرجي من البركة في البكور، ط: قديمي)

وعن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: باكروا طلب الرزق، فإن الغدو بركة ونجاح. (مجمع الزوائد: (۶۱/۴) رقم الحديث: ۶۲۲۰، كتاب البيوع، باب البكور ومافيه من البركة، ط: مكتبة القدس القاهرة)

الترغيب والترهيب: (۴۳۵/۲) رقم الحديث: ۲۶۲۶، كتاب البيوع، الترغيب في البكور في طلب الرزق وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

ہوگا[۱] اور بیع کرنے کے بعد خریدار سے کرایہ لینا جائز نہیں ہوگا۔[۲]

دکان کے سامنے ٹھیلہ لگانا

کسی دکان کے سامنے ٹھیلہ لگانا جائز ہونے کے لیے دکان دار سے اجازت لینا اور گزرنے والے کو گزرنے میں تکلیف نہ ہونا اور انتظامیہ سے اجازت لینا ضروری ہے ورنہ ٹھیلہ لگانا جائز نہیں ہوگا۔[۳]

---

(۱) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية۔ (الهداية: (۲۰/۳، ۲۱) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

لأن أحد المتعاقدين لاينفرد بالفسخ كما لاينفرد بالعقد۔ (الهداية: (۱۵۴/۳) كتاب أدب القاضي، باب التحكيم، ط: رحمانيه)

تكملة رد المحتار: (۲۶/۷) كتاب الفرائض، باب المخارج، مطلب إذا أقر باستيفاء الحق أو الأجرة... الخ، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳۸/۷) كتاب القضاء، باب التحكيم، ط: دار المعرفة۔

(۲) لايجوز لأحد أن يأخذ مال غيره بلاسبب شرعي، وإن أخذه ولو على ظن أنه ملكه وجب عليه رده۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۱/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

لايجوز لأحد من المسلم أخذ مال بغير سبب شرعي۔ (البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۱۶۷/۲) كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۶۴/۱) المادة: ۹۷، ط: رشيديه۔

(۳) ولو أراد رجل أن يشرع إلى الطريق جناحا أو ميزابا... فإن كانت نافذة فإنه ينظر إن كان ذلك مما يضر بالمارين فلايحل له أن يفعل ذلك في دينه لقوله عليه الصلاة والسلام: لاضرر ولا ضرار في الإسلام، ولو فعل ذلك فلكل واحد أن يقلع عليه ذلك، وإن كان مما لايضر بالمارين حل له الانتفاع به مالم يتقدم إليه أحد بالرفع والنقض فإذا تقدم إليه واحد من عرض الناس لا يحل له الانتفاع بعد ذلك عند أبي حنيفة رحمه الله وعندهما يحل له الانتفاع قبل التقدم وبعده وكذلك هذا الحكم في غرس الأشجار وبناء الدكاكين والجلوس للبيع والشراء على قارعة الطريق۔ وجه قولهما ما ذكرنا أن حرمة التصرف في حق الغير ليس لعينه بل للتحرز عن الضرر ولا ضرر بالمارة فاستوى فيه حال ما قبل التقدم =

دلال

۳۲۰ "دلال" کا لفظ دو معنی میں استعمال ہوتا ہے:

① ایک وہ دلال جو اجیر بنے بغیر اجرت پر بائع اور مشتری کی ایک دوسرے کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور خود سودا نہیں کرتا، اس کو انگریزی زبان میں بروکر (Broker) کہتے ہیں۔[1]

= وبعده۔ ولأبي حنيفة رحمه الله أن اشراع الجناح والميزاب إلى الطريق تصرف في حقهم؛ لأنّ هواء البقعة في حكم البقعة والبقعة حقهم فكذا هواؤها فكان الانتفاع بذلك تصرّفًا في حق الغير وقد مرّ أنّ التصرف في حق الغير بغير إذنه حرام سواء أضرّ به أو لا إلاّ أنّه حلّ له الانتفاع بذلك قبل التقدم لوجود الإذن منهم دلالة وهي ترك التقدّم بالنقض والتصرف في حق الإنسان بإذنه مباح فإذا وقعت المطالبة بصريح النقض بطلت الدلالة فبقي الانتفاع بالمبني تصرّفًا في حق مشترك بين الكل من غير إذنهم ورضاهم فلا يحلّ۔ (بدائع الصنائع: (۲۶۵/۶) كتاب الدعوى، فصل: وأمّا بيان حكم الملك والثابت في المحل، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۳۶۰/۳) كتاب الديات، باب مايحدث في الطريق، ط: دار الكتب العلمية۔

تبيين الحقائق: (۱۳۳/۶) كتاب الديات، باب مايحدث في الطريق، ط: امداديه ملتان۔

فإن كان الطريق عامًا فلكل إنسان حق الانتفاع به، لأنّه من المباحات، سواء بالمرور أو بفتح نافذة أو طريق فرعي عليه أو إنشاء شرفة ونحوها، وله إيقاف الدواب أو السيارات أو إنشاء مركز للبيع والشراء۔ ولايتقيد إلاّ بشرطين: الأوّل: السلامة وعدم الإضرار بالآخرين، إذ لا ضرر ولا ضرار۔ الثاني: الإذن فيه من الحاكم۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۶۰۷/۵) الفصل الرابع: حقوق الارتفاق، المطلب الخامس: حق المرور، ط: دار الفكر، بيروت)

وكذلك يمنع إحداث مصطبة في مقابل باب المنزل (دكان) للبيع والشراء إذا كان يضر بالسكان ويكشفهم۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳۰/۳) كتاب أحكام البيع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبة شانِ اسلام)

(۱) السمسار: هو المتوسط بين البائع والمشترى باجر من غيران يستاجر۔ (ردالمحتار: (۶۵۶/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

تكملة ردالمحتار: (۳۱۰/۸) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، قبيل مطلب: في حكم حادثة الفتوى، ط: سعيد)

سكب الأنهر على هامش مجمع الأنهر: (۳۵۸/۳) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

❷ دوسرا وہ "دلال" ہے جو بائع یا مشتری کی جانب سے اجرت پر سودا کرتا ہے اس کو "آڑھتی" بھی کہتے ہیں اور انگریزی زبان میں اس کو کمیشن ایجنٹ (Commission Agent) کہتے ہیں۔[۱]

دلال اجرت کا مستحق کب ہوتا ہے؟

کمیشن ایجنٹ (دلال) اجرت کا اس وقت مستحق ہوتا ہے جب وہ کام پورا کرلے مثلاً جب آڑھتی سامان فروخت کرلے اس وقت وہ اجرت لینے کا مستحق بنتا ہے۔[۲]

دلال اجیر ہے

"اجیر مشترک" (۲۲۱/۱) اور "اجیر خاص" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۰/۱)

---

(۱) مقتضى كلام الشارع أنّ الدلال غير السمسار كما في القهستاني بأنّ الدلال يحمل السلعة إلى المشتري ويخبر بالثمن ويبيع، بخلاف السمسار فإنه لم يكن في يده شيء۔ (تكملة رد المحتار: (۸/ ۳۱۰) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، قبيل مطلب: في حكم حادثة الفتوى، ط: سعيد)

(واجرة السمسار) هو الدال على مكان السلعة وصاحبها۔ (قوله: هو الدال على مكان السلعة وصاحبها) لا فرق لغة بين السمسار والدلال ... وفرق الفقهاء، فالسمسار هو ما ذكره المؤلف۔ والدلال هو المصاحب للسلعة غالبا۔ (الدر مع الرد: (۱۳٦/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

طحطاوي على الدر: (۹۵/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: المكتبة العربية۔

تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱۱۵/۲) كتاب الإجارة، ط: رشيديه۔

(۲) ولا يستحق المشترك الاجر حتى يعمل كالقصار ونحوه كفتال وحمال ودلال وملاح۔ (رد المحتار: (٦٣/٦) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۵/۳) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: المكتبة العربية۔

لأنّ الدلال عادة لا يستحق الأجرة بعرض المبيع للبيع بل بوقوع البيع حقيقة۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۲۳۳/۱) شرح المادة: ۴۷۷، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس: في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الكتب العلمية)

دلال اور وکیل کا فرق

۳۲۲ "وکیل اور دلال کا فرق" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۳/۶)

دلال پر تاوان

"کمیشن ایجنٹ پر تاوان" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۵/۵)

دلال تاجر کا نمائندہ ہے

دلال تاجر کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے وہ تاجر کے لیے فروخت کیے ہوئے مال کا ضامن نہیں ہوگا۔ (۱)

دلال سے یہ کہنا کہ مجھے صافی اتنی رقم چاہیے اس سے زائد دلال کا معاوضہ ہے

بعض اوقات سامان کا مالک دلال کو سامان فروخت کرنے کے لیے دینے کے بعد یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مجھے صافی اتنی رقم چاہیے، اس سے زائد جو قیمت ملے گی وہ آپ کا معاوضہ ہے اس طرح معاملہ کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں اجرت کی رقم متعین نہیں ہے۔ (۲)

دلال ضامن نہیں ہوتا

دلال تاجر کا نمائندہ ہوتا ہے اس لیے وہ تاجر کے لیے فروخت کیے ہوئے

---

(۱) ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل؛ لأنه وكيل بالأجر۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۳۴۴) كتاب الكفالة، مطلب: بيع العينة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۶۳/۳) كتاب الكفالة، ط: المكتبة العربية۔

(۲) انظر الحاشيتين: ۲، ۳، ۴، تحت عنوان "دلال کی اجرت متعین ہو"

مال کا ضامن نہیں ہوگا۔[1]

دلال قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا

٣٢٣

"دلال مالک کے لیے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٢٩/٣)

دلال کا دھوکہ دہی سے زیادہ رقم وصول کرنا

ایک شخص نے دلال یا کمیشن ایجنٹ سے کہا کہ فلاں چیز میرے لئے خرید لو، دلال یا کمیشن ایجنٹ نے کہا کہ بیچنے والا اسے سو روپے میں فروخت کرتا ہے اس لئے اس نے خریدار سے سو روپے لئے، جب کہ اس نے بیچنے والے سے نوے (90) روپے پر خریدی، اور دس روپے خود رکھ لئے، شریعت کی رو سے دلال اور کمیشن ایجنٹ کا یہ عمل جھوٹ اور دھوکہ دہی ہے۔[2]

اور دس روپے دلال اور کمیشن ایجنٹ کے لئے حرام ہیں، اگر چہ خریدار سو روپے دینے پر راضی ہو چکا ہے کیونکہ اس کے ساتھ دھوکہ کیا گیا، جھوٹ بولا گیا، دلال

---

(١) ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل؛ لأنه وكيل بالأجر۔ (الدر المختار مع الرد: (٥/ ٣٣٤) كتاب الكفالة، مطلب: بيع العينة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٣/ ١٦٣) كتاب الكفالة، ط: المكتبة العربية۔

(٢) وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار... ورواه ابو داود في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر والخديعة والخيانة في النار. (الترغيب والترهيب: (٢/ ٤٥٠) رقم الحديث: ٢٧٤٣، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (٣/ ٥٣٥) الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه آية المنافق ثلاث. رواه مسلم: "وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم" ثم اتفقا: "إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا أوتمن خان" متفق عليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ١٧) كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمي)

اور کمیشن ایجنٹ اپنا کمیشن اور اجرت لے سکتا ہے مگر خریدار سے نفع نہیں کما سکتا۔ (۱)

دلال اور کمیشن ایجنٹ پر لازم ہے کہ وہ دس روپے خریدار کو واپس کردیں۔ (۲)

ورنہ آخرت میں دینا پڑیں گے اور آخرت میں دینا بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔ (۳)

---

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

لو أعطى أحد ماله لدلال، وقال بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة)... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (٥٥٢/١) المادة: ٥٧٨، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الجيل)

وفي الواقعات الحسامية: ولو أمر رجلا أن يشترى له جارية بألف فاشتراها ثم إن البائع وهب الألف من الوكيل فللوكيل أن يرجع على الآمر ولو وهب منه خمسمائة لم يكن له أن يرجع على الآمر إلا بخمسمائة. ولو وهب منه خمسمائة ثم وهب منه أيضا الخمسمائة الباقية لم يرجع الوكيل على الآمر إلا بالخمسمائة الأخرى لأن الأول حط والثاني هبة۔ (البحر الرائق: (٢٦٣/٧)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رشيديه)۔

(۲) وعنه (أى عن سمرة رضى الله عنه) عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: على اليد ما أخذت حتى تؤدى۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانى، ط: قديمى)

(قال: على اليد ما أخذت) أى يجب على اليد ما أخذته... (حتى تؤدى)... أى حتى تؤديه الى مالكه فيجب رده فى الغصب وان لم يطلبه... يعنى من أخذ مال أحد بغصب أو عارية أو وديعة لزمه رده۔ (مرقاة المفاتيح: (١٣٧/٦) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانى، ط: رشيديه جديد)

والحاصل ان علم أرباب الأموال وجب رده عليهم، والا فان علم عين الحرام لا يحل له ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامى (٩٩/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيمن ورث مالا حراما۔ ط: سعيد)

البحر الرائق: (٢٠١/٨) كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: سعيد۔

وقال صلى الله عليه وسلم: "من وجد عين ماله فهو أحق به" ومن ضرورة كونه أحق بالعين وجوب الرد على الآخذ (المبسوط للسرخسى: (٤٩/١١) كتاب الغصب، ط: دار المعرفة)۔

(۳) عن سالم عن ابيه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئا بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين. (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٦) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية الفصل الثالث، ط: قديمي)=

دلال کا قیمت کم کرنا

(۳۲۵) مالک نے دلال کو کوئی چیز فروخت کرنے کے لئے دی، اور اس کی قیمت بھی متعین کردی، تو دلال وہ چیز اس قیمت پر فروخت کرنے کا پابند ہے، دلال کے لئے مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کی قیمت کم کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

دلال کا مال ادھار بیچ کر نقد ادائیگی کرنا

"کمیشن ایجنٹ کا مال ادھار فروخت کر کے نقد ادائیگی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۸/۵)

دلال کی اجرت

دلال کے لیے اپنی محنت کی اجرت مقرر کر کے لینا جائز ہے۔(۳)

= وعن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء منه فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. مشكاة المصابيح: (ص:٤٣٥) كتب الآداب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (٣٣١/١) كتاب المظالم والقصاص، باب من كانت له مظلمة عند الرجل فحللها له هل يبين مظلمته. ط: قديمي)

(١) أن الوكيل يتصرف بولاية مستفادة من قبل الموكل، فيلي من التصرف قدر ما ولاه... إذا قال: بع عبدي هذا بألف درهم فباعه بأقل من الألف لا ينفذ. (بدائع الصنائع: (٢٧/٦) كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد)۔

الوكيل بالبيع إذا كان مقيد التصرف يتقيد بالقيد الذي حدوده له الموكل بالاتفاق بين الفقهاء، فإذا خالف القيد، لا ينفذ تصرفه على الموكل، ولكن يتوقف على إجازته... فإذا كان وكيلاً بالبيع بثمن ما، فباع بأقل، لا ينفذ لأنه خالف إلى شر. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٠٠٣/٤، ٣٠٠٣) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الثاني: تكوين العقد، المطلب الثاني: عناصر العقد، العنصر الثاني: العاقد، الوكالة، ط: رشيديه)

الفتاوى الهندية: (٥٧٤/٣) كتاب الوكالة، الباب الثاني في التوكيل بالشراء ط: رشيديه)

(٣) إجارة السمسار والمنادى والحمامي والصكاك وما لا يقدر فيه الوقت ولا العمل تجوز لما كان =

دلال کی اجرت متعین ہو

(۳۲۶) دلال کے ساتھ معاملہ صحیح ہونے کے لیے اجرت کا متعین ہونا ضروری ہے البتہ اجرت متعین ہونے کی مختلف صورتیں رائج ہیں:

❶ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر سودا کرنے پر ایک متعین رقم طے کر لی جائے، مثلاً پانچ سو روپے یہ صورت جائز ہے۔ (۱)

= للناس به حاجة ويطيب الاجر الماخوذ لو قدر اجر المثل۔ (شامي: (۶/۴۷) كتاب الإجارة، ب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

🗀 تتمة: قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب اجر المثل وماتواضعوا عليه ان في كل عشرة دنانير كذا فذلك حرام عليهم وفي الحاوى: سئل محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال: ارجو انه لا بأس به وان كان في الاصل فاسدا لكثرة التعامل، وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس اليه كدخول الحمام۔ (شامي: (۶/۶۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في أجرة الدلال، ط: سعيد)

🗀 إعلاء السنن: (۱۶/۲۰۸) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن۔

(۱) تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع... يفسدها) كجهالة مأجور أو أجر مدة۔ (وفي الرد: قوله أو مدة) إلا فيما استثنى۔ قال في البزازية: إجارة السمسار والمنادى والحمامي والصكاك ومالا يقدر فيه الوقت ولا العمل تجوز لما كان للناس به حاجة ويطيب الأجر المأخوذ لو قدر أجر المثل۔ (الدر مع الرد: (۶/۴۷) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

🗀 الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۵/۴۰) كتاب الإجارات، نوع في المتفرقات وفيه الإجارة على المعاصي، ط: رشيديه۔

🗀 وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لا يجيزون هذا؛ لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة۔ (إعلاء السنن: (۱۶/۲۰۷) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن)

🗀 فتح الباري: (۴/۴۵۱) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة۔

🗀 قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وماتواضعوا أن في كل عشرة دنانير كذا فذلك حرام عليهم۔ وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام۔ (شامي: (۶/۶۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في أجرة الدلال، ط: سعيد)

🗀 إعلاء السنن: (۱۶/۲۰۸) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن۔

🗀 أحسن الفتاوى: (۷/۲۷۳، ۲۷۴) كتاب الإجارة، عنوان: دلالی کی اجرت معین کرنا، ط: سعيد۔

❷ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہر خریدار لانے پر اتنی رقم اجرت ہے، یہ طے کرلیا جائے، مثلاً سو روپے یہ صورت بھی جائز ہے۔ (۱)

❸ یہ بھی رواج ہے کہ فی صد متعین کرلیا جاتا ہے، مثلاً بائع دلال سے کہتا ہے کہ یہ چیز جتنے میں بکے گی اس کے اتنے فی صد تمہارے، یہ صورت درست نہیں۔ (۲)

❹ اگر دلال نے بائع اور مشتری کے درمیان سودا کرنے کے لیے دونوں فریق کے لیے خدمات انجام دیں اور دونوں سے اجرت متعین کی تو دونوں سے متعین اجرت لینے کا حق دار ہوگا اور اگر ایک فریق کی طرف سے کام کیا تو صرف اسی ایک فریق سے اجرت لینے کا حق دار ہوگا۔ (۳)

دلال کی ذمہ داری

عام طور پر دلال کے ذمے یہ کام ہوتے ہیں:

❶ فروخت کرنے والے اور خریدار کے درمیان خرید و فروخت کے لیے

(۱، ۲) انظر الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۳) دل الحديث على جواز الدلالة والسمسرة، وفي كتبنا أن الدلال يجوز له أن يأخذ الأجرة من المشتري أو البائع أو من كليهما إن كان العرف كذلك۔ (العرف الشذي على جامع الترمذي: (۲۳۱/۱) أبواب البيوع، باب التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد)

▭ أما إذا كان الدلال مشى بين البائع والمشتري ووفق بينهما ثم باع صاحب المال ماله ينظر فإن كان مجرى العرف والعادة أن تؤخذ أجرة الدلال جميعها من البائع أخذت منه أو من المشتري أخذت منه أو من الإثنين أخذت منهما۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۳۲/۱) المادة: ۲۸۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس، الفصل الرابع في مؤنة التسليم ولوازم إتمامه، ط: دار الكتب العلمية)

▭ ولو سعى الدلال بينهم فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف۔ (جامع الفصولين: (۱۵۳/۲) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامی کتب خانه)

▭ الدر مع الرد: (۵۶۰/۴) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد

رابطہ کرنا۔ (۱)

❷ ایک فریق کے لیے دوسرے فریق کو تلاش کرنا، خریدار کے لیے فروخت کرنے والا اور فروخت کرنے والے کے لیے خریدار تلاش کرنا۔ (۲)

❸ ایک فریق کی جانب سے دوسرے کے ساتھ معاملہ کرنا۔ (۳)

❹ تاجر یا خریدار کو بازار کے متعلق معلومات فراہم کرنا۔ (۴)

دلال کی ضرورت

دلال کوچوں کہ مختلف اداروں، ان کے حالات، مصنوعات، جائیداد کی قیمتوں کے بارے میں خوب معلومات ہوتی ہیں اور تجربہ بھی بہت زیادہ ہوتا ہے اس وجہ سے تاجروں اور تھوک فروشوں کے درمیان اور دکان دار اور خریداروں کے درمیان ربط پیدا کرنے کے لیے دلال کی ضرورت ہوتی ہے۔ (۵)

(۱، ۲، ۳، ۴) الدلال... اشتقاقه من الدلالة فإنه يدل (البائع على المشتري أو بالعكس ليتوسط بينهما في البيع۔ (الشامية: (۲۶۹/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب: في مسائل المقاصة، ط: سعيد)

🗀 والسمسار ... وهو المتوسط بين البائع والمشتري ليبيع بأجر من غير أن يستأجر والدلال الواسطة بين المتبايعين۔ (تكملة رد المحتار: (۳۱۰/۸) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

🗀 (وأجرة السمسار) هو الدال على مكان السلعة وصاحبها ـ (الدر المختار: (۱۳۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

🗀 والسمسرة اصطلاحا: هي التوسط بين البائع والمشتري، والسمسار هو الّذي يدخل بين البائع والمشتري متوسطًا لإمضاء البيع، وهو المسمى الدلال؛ لأنّه يدلّ المشتري على السلع ويدلّ البائع على الأثمان۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۵۲/۱۰) مادة: تجارة، الألفاظ ذات الصلات، البيع، السمسرة، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

🗀 والسمسار اسم لمن يعمل للغير بالأجرة بيعًا وشراءً۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۲۸/۱۵) باب السمسار، مكتبه غفارية كوئٹه)

🗀 قواعد الفقه: (ص: ۲۹۳) ط: الصدف پبلشرز، کراچی۔

(۵) ایضاً۔

دلال کے پاس سامان امانت ہے

اگر تاجر نے اپنا سامان دلال کو فروخت کرنے کے لیے دیا ہے تو یہ سامان ۳۲۹
دلال کے پاس امانت ہے لہٰذا اگر کسی وجہ سے دلال کے قبضے میں مال ضائع ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ مال ضائع ہونے میں دلال کا قصور اور کوتاہی ہے یا نہیں؟ اگر دلال کی کوتاہی اور قصور کی وجہ سے مال ہلاک ہوا تو دلال اس مال کا ضامن ہوگا اور اس کو ضمان ادا کرنا پڑے گا اور اگر مال دلال کے پاس قدرتی آفت سے ہلاک ہو گیا یا حفاظت کے باوجود چوری ہو گیا یا اور کوئی حادثہ پیش آیا جس میں دلال کا کچھ قصور نہ ہو تو دلال ضامن نہیں ہوگا بلکہ یہ تاجر کا نقصان ہوگا۔ (۱)

دلال مالک کے لیے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا

دلال (کمیشن ایجنٹ) خود مالک کا ایجنٹ اور نمائندہ ہوتا ہے اگرچہ اجرت پر ہوتا ہے اس لیے وہ مالک کے لیے فروخت کیے ہوئے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا، یعنی دلال مالک سے یوں کہے کہ میں فلاں کو آپ کا مال فروخت کرتا ہوں اگر اس نے قیمت ادا نہیں کی تو میں قیمت کا ضامن ہوں گا یہ درست نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) الدلال أجير مشترك حتى لو ضاع من يده شيئ بلا صنعه لا يضمن عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔ (مجمع الضمانات: (۵۲/۱) السابع عشر ضمان الدلال، ط: دار اشاعت العربیہ)

ثوب غاب عن الدلال لا ضمان عليه۔ (قوله: لا ضمان عليه)؛ لأنه وكيل بالأجر فهو أمين فلا يضمن إلا بالشريط۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۶۳/۳) كتاب الكفالة، ط: المكتبة العربية)

وكذلك الدلال أجير مشترك فلو دفع الدلال الثوب إلى رجل ليراه، ويشتري فذهب بالثوب ولم يظفر به، فلا ضمان على الدلال؛ لأن هذا أمر لا بد منه في البيع۔ (المحيط البرهاني: (۴۳/۱۲) كتاب الإجارات، الفصل الثامن والعشرون في بيان حكم الأجير الخاص المشترك، نوع آخر: في المتفرقات، ط: إدارة القرآن)

(۲) ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل لانه وكيل بالاجر۔ (ردالمحتار: (۳۳۴/۵) كتاب الكفالة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۶۳/۳) كتاب الكفالة، ط: المكتبة العربية۔

وانظر أيضا: الحاشية السابقة، تحت العنوان: "دلال کے پاس سامان امانت ہے"۔

دلال وکیل بھی ہوتا ہے

اگر کسی ایک مثلاً فروخت کرنے والے نے دلال کو فروخت کرنے پر مامور کیا اور اجرت بھی مقرر کی تو یہ "وکیل بالبیع" ہے، اور اگر خریدنے والے نے دلال کو خریدنے کے لیے مامور کیا اور اجرت مقرر کردی تو یہ "وکیل بالشراء" ہوگا۔ (۱)

دلالوں کا آپس میں اجرت تقسیم کرنا

بعض مرتبہ چند دلال مل کر ایک سودا کرتے ہیں اور ان کا آپس میں یہ طے ہوتا ہے کہ مقررہ اجرت آپس میں برابر برابر تقسیم ہوگی، اس طرح کرنا جائز ہے اور اگر دلالوں کی مہارت یا محنت کی کمی بیشی کی وجہ سے اجرت کی تقسیم میں کمی بیشی کا معاہدہ کرلیں تو یہ بھی جائز ہے، غرض کہ ایسی صورت میں کام کرنے سے پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ اجرت آپس میں کس نسبت سے تقسیم ہوگی۔ (۲)

دلالی جائز کام میں جائز ہے

دلالی جائز کام میں جائز ہے اور ناجائز کام میں ناجائز ہے، اس لیے دلال کو جن مصنوعات کے خریدنے یا بیچنے کے لیے مقرر کیا جائے ان مصنوعات کی خرید و

---

(۱) والسمسار اسم لمن يعمل للغير بالأجرة بيعًا وشراءً۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۲۸/۱۵) باب السمسار، ط: مكتبه غفارية كوئٹه)

قواعد الفقه: (ص: ۲۹۳) ط: الصدف پبلشرز کراچی۔

(۲) وتصح شركة الدلالين بينهم إذا كانوا يقومون بالنداء على بيع السلع وعرضها وإحضار الزبون، وما تحصل فهو بينهم۔ (الملخص الفقهي لصالح الفوزان: (۱۳۵/۲) كتاب الشركات، باب في شركة الوجوه، ط: دار العاصمة، الرياض)

ومحل الخلاف في شركة الدلالين التي فيها عقد فأما مجرد النداء والعرض وإحضار الديون فلا خلاف في جوازه وتسليم الأموال إلى الدلالين مع العلم باشتركهم أذن لهم ولو باع كل واحد من أخذه ولم يعط غيره واشتركا في الكسب جاز في أظهر الوجهين۔ (الفتاوى الكبرى لابن تيمية: (۴۰۳/۵) باب الوكالة، فصل: الإشتراك في مجرد الملك بالعقد... الخ، ط: دار المعرفة)

فروخت شرعاً جائز ہونا ضروری ہے، حرام اشیاء مثلاً شراب، آلاتِ لہو ولعب، آلہ معصیت، ویڈیو فلمیں، ٹی وی، وی سی آر اور جان دار کی تصویروں وغیرہ کی خرید و فروخت جس طرح خود کرنا ناجائز ہے اسی طرح اس میں دلال وغیرہ سے مدد لینا اور دلال کے لیے اس پر اجرت لینا بھی ناجائز اور حرام ہے، اسی طرح جس چیز کا مالک نہیں، جو چیز موجود نہیں اور جو چیز قبضے میں نہیں ان چیزوں کی خرید و فروخت اور دلالی بھی جائز نہیں ہے، اسی طرح سود، جوے اور دھوکے والے معاملات میں دلال کے لیے خدمات مہیا کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) تصح الوكالة بأجر وبغير أجر؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات ويجعل لهم عمولة، ولهذا قال له أبناء عمه: لو بعثنا على هذه الصدقات، فنؤدي ما يودي الناس ونصيب مايصيبه الناس: أي العمولة، ولأن الوكالة عقد جائز لايجب على الوكيل القيام، فيجوز أخذ الأجر فيها بخلاف الشهادة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴۰۵۸/۵) البحث الأول: تعريف الوكالة، ط: مكتبة رشيديه)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۹۸/۳) المادة: ۱۵۰۳، ط: رشيديه۔

لايجوز أخذ الأجرة على المعاصي كالغناء والنوح والملاهي؛ لأن المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد، فلايجب عليه الأجر، وإن أعطاء الأجر أو بعضه لايحل له م ويجب عليه رده۔ (مجمع الأنهر: (۵۳۳/۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار الكتب العلمية)

لاتجوز الإجارة على الغناء والنوح، ولو عمل لا أجر له۔ (الفتاوى البزازية: على هامش الهنديه: (۳۱/۵) كتاب الإجارة، نوع في المتفرقات، وفيه الإجارة على المعاصي، ط: رشيديه)

الشامية: (۵۵/۶) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: في الاستيجار على المعاصي، ط: سعيد۔

فإن كان عمل الموظف في البنك مايعين على الربا كالكتابة أو الحساب فذلك حرام بوجهين، الأول: إعانة على المعصية، والثاني: أخذ الأجرة من المال الحرام۔ (تكملة فتح الملهم: (۶۱۹/۱) كتاب المساقات والمزارعة، باب لعن آكل الربا وموكله، ط: دار العلوم كراچی)

وعنه (عمرو بن شعيب) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايحل سلف وبيع ولا ربح مالم يضمن ولا بيع ماليس عندك۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمی)

سنن أبي داود: (۱۳۹/۲) كتاب الإجارة، باب في الرجل يبيع ماليس عنده، ط: رحمانيه۔

لايصح بيع المنقول قبل قبضه لنهيه عليه السلام عن بيع مالم يقبض۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئٹه)=

دلالی کی اجرت اگر متعین نہ ہو

۳۳۲ ☆......مثلاً اگر تاجر نے دلال سے کوئی سودا کرانے کو کہا اور اجرت متعین نہیں کی اور دلال نے وہ سودا کرادیا تو اجرت متعین نہ ہونے کی وجہ سے یہ اجارہ فاسد ہوجائے گا اور دلال اجرت مثل کا حق دار ہوگا یعنی دوسرے دلال اس قسم کا سودا کرانے میں جتنی اجرت لیتے ہیں اتنی ہی اجرت اس دلال کو ملے گی۔ (۱)

= الهداية: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه۔

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه۔ قال حدثني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبد الله رضي الله تعالى عنهما يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا ابتعت طعاما، فلا تبعه حتى تستوفيه۔ (الصحيح لمسلم: (۵/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (۱۳۷/۲) كتاب البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يستوفى، ط: امداديه ملتان۔

فيحرم بيع كل شيئ قبل قبضه، طعاما كان أو غيره۔ (تكملة فتح الملهم: (۳۵۰/۱) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دار العلوم كراچی)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من حمل علينا السلاح فليس منا ومن غشنا فليس منا۔ (الصحيح لمسلم: (۷۰/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: قديمي)

فيض القدير: (۹۱۵/۸) رقم الحديث: ۸۸۸۱، حرف الميم، ط: دار الحديث القاهرة۔

الترغيب والترهيب: (۳۵۰/۲) كتاب البيوع، الترهيب والترغيب في النصحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية۔

ما حرم فعله حرم طلبه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۷/۱) المادة: ۳۵، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۹/۱) المادة: ۳۵، ط: دار الكتب العلمية۔

الأشباه والنظائر: (ص: ۱۵۵) القاعدة الرابعة عشر: ما حرم أخذه حرم إعطاءه، تنبيه: ما حرم فعله حرم أخذه، ط: قديمي

(۱) وليس للدلال سوى الأجرة المسماه لو كان الأجر معيّنا وإلّا فالأجرة المثل بالغة ما بلغت۔ ولو قال للدلال: بعه بكذا وما زاد فهو بيني وبينک... إن باعه بأكثر فله أجر المثل لا يتجاوز نصف الزيادة وبه يفتى۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۳۳۳/۱) المادة مع شرحها: ۵۷۸، الكتاب الثاني: الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الكتب العلمية)=

واضح رہے کہ فاسد اجارہ شریعت کے خلاف ہے، لہٰذا اس طرح کا معاملہ کرنے سے بچنا چاہیے۔

دلالی ناجائز کام میں ناجائز ہے

"دلالی جائز کام میں جائز ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۰/۴)

دل میں دوبارہ لینے کا خیال رکھنا

"بیچ کر دوبارہ لینے کا دل میں خیال رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۱/۲)

دن کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا

"قیمت متعین ہونا ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۲/۵)

دنیا ہر شخص کو دیتا ہے

اللہ تعالیٰ دنیا ہر شخص کو دیتا ہے چاہے اس سے محبت ہو یا نہ ہو لیکن دین صرف اسی شخص کو دیتا ہے جس سے محبت ہوتی ہے، لہٰذا کسی کو دین عطا ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے محبت ہے۔ (۱)

= وفي الدلال و السمسار يجب أجر المثل ... دفع ثوبا إليه وقال: بعه بعشرة، فمازاد فهو بيني و بينک ... ولو باع باثني عشر أو أكثر فله أجل مثل عمله ؛ وعليه الفتوى ۔ (الفتاوى الهندية: (۴/ ۴۵۰، ۴۵۱) كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع، ط: رشيديه)

الشامية: (۶۳/۶) كتاب الإجارة، مطلب: في أجرة الدلال، ط: سعيد۔

الفاسد يجب فيه أجر المثل ولا يزاد على المسمّٰى إن سمّي في العقد مالاً معلوما، وإن لم يسم يجب أجر المثل بالغا ما بلغ ۔ (الفتاوى الهندية: (۴/ ۴۳۹) كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الأول: فيما يفسد العقد فيه، ط: رشيديه)

(۱) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنّ الله قسم بينكم أخلاقكم كما قسم بينكم أرزاقكم، وإنّ الله عز وجلّ يعطي الدنيا من يحبّ ومن لا يحبّ ولا يعطي الدين إلا لمن أحبّ فمن أعطاه الله الدين فقد أحبه ... الحديث ۔ (مسند أحمد بن حنبل: (۱/ ۶۴۰) رقم الحديث: ۳۶۶۳، مسند عبد الله بن مسعود، ط: دار إحياء التراث العربي)=

دو آدمیوں نے ایک چیز ادھار خریدی ہے

(۳۳۴) مثلاً دو آدمیوں نے ایک ماہ کے ادھار پر ایک مشین خریدی اور قیمت ادا کرنے سے پہلے ایک آدمی غائب ہو گیا، اب مدت ختم ہونے کے بعد بائع (سیلر) پوری قیمت وصول ہونے سے پہلے مشین دینے پر راضی نہیں تو اس صورت میں جو آدمی موجود ہے اور مشین پر قبضہ لینا چاہتا ہے وہ پوری قیمت ادا کر دے اور مشین پر قبضہ کر لے پھر جب غائب آدمی آ جائے تو اس سے آدھی قیمت وصول کرنے کے بعد اس کا حصہ اس کو سپرد کر دے۔ (۱)

دوا کو اپنا بتا کر نفع زیادہ لینا

اگر کوئی شخص مثلاً بازار سے ہمدرد دواخانہ کی دوائیں خرید کر مریضوں کو اپنی دوائیں کہہ کر دے اور اصل قیمت سے کئی گنا زیادہ منافع لے تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر یہ آدمی ''ہمدرد'' کا ایجنٹ ہے تو مقررہ نفع سے زیادہ لینا درست نہیں

= الترغيب والترهيب: (۳۴۲/۲) رقم الحديث: ۲۶۸۵، كتاب البيوع، الترغيب في طب الحلال والأكل منه... الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۵) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

(۱) وان اشترى اثنان شيئا وغاب واحدمنهما فللحاضر دفع كل ثمنه ويجبر البائع على قبول الكل، ودفع الكل للحاضر، وله قبضه وحبسه عن شريكه اذا حضر حتى ينقد شريكه الثمن بخلاف أحد المستاجرين۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۳۱/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: للقاضي إيداع مال غائب وإقراضه وبيع منقوله، ط: سعيد كراچی)

ولو غاب احد الشريكين للحاضر دفع كل الثمن وقبضه وحبسه حتى ينقد شريكه يعني اذا اشترى رجلان فغاب احدهما قبل القبض يكون للحاضر دفع كل الثمن وقبضه كله ثم اذا حضر شريكه فله ان يحبسه عنه حتى ينقده۔ (تبيين الحقائق: (۱۲۹/۴) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد كراچی)

البحر الرائق: (۱۷۵/۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

ہوگا۔[1] اور اگر یہ آدمی "ہمدرد" کا ایجنٹ نہیں ہے بلکہ اپنے پیسے سے خرید کر مالک بن کر دوائیں فروخت کرتا ہے اور نفع لیتا ہے تو درست ہے۔[2]

دوبارہ فروخت کرنے کا معاہدہ کرنا

مثلاً زید نے ایک مکان بیس لاکھ کا خریدا اور تحریری طور پر بیع نامہ لکھنے کے بعد بائع نے مشتری زید سے یہ کہا کہ آپ ایک اقرار نامہ الگ لکھ دیں کہ مثلاً دس سال تک اگر بائع یا اس کے ورثاء اس مکان کو واپس لینا چاہیں گے تو میں اسی دام پر واپس کردوں گا تاکہ ہم دونوں کا اطمینان ہو جائے، چناں چہ بائع اور مشتری دونوں راضی ہو گئے اور بیع نامہ کے علاوہ مذکورہ مضمون کا ایک اقرار نامہ اور لکھ دیا گیا تو اس صورت میں بیع صحیح ہے۔ اور بیع مکمل اور پختہ ہونے کے بعد بائع اور مشتری کے درمیان وعدہ

---

(۱) لو أعطى أحد ماله للدلال وقال: بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك، فالفاضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة۔ (مجلة الأحكام العدلية: (۱/۱۰۷) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني في الإجارات، الباب السادس في بيان أنواع المأجور وأحكامه، ط: الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: نور محمد، آرام باغ كراچی)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۳۳۴) المادة ۵۷۸، ط: دار الكتب العلمية۔

لأن هذا الفضل بدل مال لذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك، وليس للدلال سوى أجرة الدلال۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام لعلي حيدر: (۱/۵۶۵) المادة: ۵۷۸، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) قال الله تعالى: {وأحل الله البيع وحرم الربوا} [البقرة: ۲۷۵]

عن رافع بن خديج رضي الله تعالى عنه قال: قيل: يا رسول الله، أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

الترغيب والترهيب: (۲/۳۳۴) كتاب البيوع، الترغيب في الاكتساب بالبيع، ط: دار الكتب العلمية۔

مجمع الزوائد: (۴/۱۱۰) رقم الحديث: ۶۲۱۰، كتاب البيوع، باب أي الكسب أطيب، ط: دار الفكر۔

کے طور پر جو اقرار نامہ تحریر کیا گیا ہے اس سے بیع پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، لہٰذا مشتری (خریدار) زید اس مکان کا مالک ہے اور مشتری کے لیے اس مکان سے نفع حاصل کرنا جائز ہے اور اس کو فروخت کرنا، ہبہ کرنا، رہن رکھنا سب جائز ہے۔(۱)

دو خریدار ہوں

اگر کسی ایک چیز کے خریدار دو یا دو سے زیادہ ہوں، اور سب ایک برابر یا مقررہ قیمت دینے پر تیار ہوں تو وہ چیز اس کی ہوگی جو خریدنے کی غرض سے سب سے پہلے پہنچا ہو یا بات کی ہو اسی کو اردو زبان میں کہتے ہیں ''پہلے آئے پہلے پائے''

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ دونوں روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو صاحب اختیار

---

(۱) وفي الخيرية في مالو اطلق البيع ولم يذكر الوفاء الا انه عهد الى البائع انه ان اوفى مثل الثمن يفسخ البيع معه، اجاب: هذه المسألة اختلف فيها مشايخنا على اقوال ونص في الحاوى الزاهدي: ان الفتوى في ذلك ان البيع اذا اطلق ولم يذكر فيه الوفاء الا ان المشترى عهد الى البائع انه ان اوفى مثل ثمنه فانه يفسخ معه البيع يكون باتا حيث كان الثمن ثمن المثل او بغبن يسير۔ (شامي: (۵/۲۷۷) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

▭ ونص في الحاوى الزاهدى: ان الفتوىٰ في ذلك ان البيع اذا اطلق ولم يذكر فيه الوفاء الا ان المشترى عهد الى البائع بعد البيع المطلق انه ان اوفى بمثل ثمنه فانه يفسخ معه البيع، يكون باتا حيث كان الثمن لمن المثل او بغبن يسير۔ (الفتاوى الكاملية: (ص: ۸۳) مطلب في بيع الوفاء، ط: حقانيه پشاور)

▭ اذا اطلق البيع لكن وكل المشترى وكيلا بفسخ البيع اذا احضر البائع الثمن او عهد على انه اذا اوفاه فسخ البيع، والثمن لا يعادل المبيع، وفيه غبن فاحش، او وضع المشترى على اصل المال ربحا بان وضع على مائة عشرين دينارا فرهن وان كان بلا وضع ربح بمثل الثمن او بغبن يسير فبات۔ (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوىٰ الهندية: (۴/۴۰۷) كتاب البيوع، نوع في مايتصل بالبيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه)

▭ الحاشية الجليلة بذيل جامع الفصولين: (۱/۲۳۶) الفصل الثاني عشر في بيع الوفاء، ط: اسلامی كتب خانه كراچی۔

ایک چیز کو خریدیں تو وہ چیز اس کی ہوگی جس نے پہلے خریدی ہے۔(۱)

۳۳۷ دودھ تھن میں

جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہوا ہے دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا اور خریدنا ناجائز اور باطل ہے، پہلے دودھ دوہ کر برتن میں لے، پھر اس کے بعد خرید و فروخت کا معاملہ کرے۔(۲)

---

(۱) عن عقبة بن عامر أو سمرة بن جدب عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: أيما رجل باع بيعاً من رجلين فهو للأول منهما... عن قتادة عن الحسن عن سمرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا باع المجيزان فهو للأول. (سنن ابن ماجه: (ص:۱۶۸) أبواب التجارات، باب إذا باع المجيزان فهو للأول، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۱۱/۱) أبواب النكاح، باب ماجاء في الوليين يزوجان، ط: قديمي.

سنن نسائي: (۲۳۶/۲) كتاب البيوع، الرجل يبيع السلعة فيستحقها مستحق، ط: قديمي.

سنن دارمي: (۱۴۰۷/۳) رقم الحديث: ۲۲۳۹، كتاب النكاح، باب المرأة يزوجها الوليان، ط: دار المغني.

المسند الجامع: (۱۸۰/۷، ۱۸۱) رقم الحديث: ۴۹۷۸، حرف السين، سمرة بن جندب الفزاري، ط: دار الجيل.

المستدرك للحاكم: (۱۷۵/۲) كتاب النكاح، إذا نكح الوليان فهو للأول وإذا باع المجيزان فهو للأول، ط: دار المعرفة.

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۴۰/۷) كتاب النكاح، جماع أبواب اجتماع الولاة واولادهم... الخ، باب إنكاح الوليين، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

قوله: إذا باع المجيزان) بجيم ومثناة تحتية وزاي معجمة، قال في النهاية: المجيز الولي والقيم بأمر اليتيم والصغير المأذون له في التجارة. (حاشية السندي على سنن ابن ماجة: (۱۷/۲) ابواب التجارات، باب إذا باع المجيزان فهو للأول، ط: دار الجيل)

(۲) ولايجوز بيع اللبن في الضرع) لأنه فاسد للغرر۔ (مجمع الأنهر: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

الهداية: (۵۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

البحر الرائق: (۷۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

دودھ روک کر جانور بیچنا

۳۳۸ دو تین دن تھن میں دودھ روک کر جانور بیچنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں دھوکا ہے اور دھوکا دینا ناجائز اور حرام ہے، البتہ اگر خریدار کو صاف بتادیا جائے کہ اس جانور کا دودھ دو تین دن سے روکا ہوا ہے اور پھر وہ خرید لے تو اس کی گنجائش ہوگی کیوں کہ اب اس میں دھوکا نہیں رہا۔ (1)

دودھ سے بالائی نکال کر دودھ فروخت کرنا

دودھ اللہ تعالیٰ کی بڑی عمدہ نعمت ہے، خالص دودھ میں جو لذت اور فوائد

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ابتاع شاة مصراة فهو بالخيار ثلاثة أيام إن شاء أمسكها وإن شاء ردها ورد معها صاعا من تمر۔ (الصحيح لمسلم: (۳/۲) رقم الحديث: ۱۵۲۴، كتاب البيوع، باب حكم بيع المصراة، ط: قديمي)

الصحيح للبخاري: (۲۸۸/۱) رقم الحديث: ۲۱۴۸، كتاب البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقر والغنم، ط: قديمي۔

إعلاء السنن: (۸۱/۱۴) كتاب البيوع، تتمة: باب بيع المصراة، ط: إدارة القرآن۔

تكملة فتح الملهم: (۳۴۴/۱) كتاب البيوع، باب حكم فيع المصراة، ط: دار العلوم كراچي۔

واعلم أن التصرية حرام سواء تصرية الناقة والبقرة والشاة والجارية والفرس والأتان وغيرها، لأنه غش وخداع وبيعها صحيح مع أنه حرام وللمشتري الخيار في إمساكها وردها۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۳/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه... الخ، ط: قديمي)

وروى ابن ماجه من حديث ابن مسعود أنه قال: أشهد على الصادق المصدوق أبي القاسم أنه قال: بيع المحفلات خلابة ولا تحل الخلابة لمسلم انتهى۔ قلت: والكل مجمعون على أن التصرية حرام وغش وخداع۔ (عمدة القاري: (۳۸۹/۱۱) كتاب البيوع، باب النهي للبائع أن لا يحفل الإبل والبقرة... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

التصرية حرام باتفاق الفقهاء، إذا قصد بذلك إيهام المشتري كثرة اللبن، لحديث: من غشنا فليس منا، وحديث: بيع المحفلات خلابة، ولا تحل الخلابة لمسلم۔ ولما فيه من التدليس والإضرار۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية۔ (۷۳/۱۲) حرف التاء، التصرية، الحكم التكليفي، ط: دار السلاسل، الكويت)

إعلاء السنن: (۹۱/۱۴) كتاب البيوع، باب بيع المصراة، ط:: إدارة القرآن۔

انظر الحاشية تحت عنوان "دودھ میں پانی ملا کر بیچنا"

ہیں وہ بالائی نکال کر دودھ کو الگ کرنے کی صورت میں نہیں ہیں۔ اس لیے دودھ کو اس طرح بگاڑ کر فروخت کرنا اللہ کے بندوں کو خالص چیز سے محروم کرنے اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کے مترادف ہے، ہاں اگر دودھ فروخت کرتے وقت حقیقت ظاہر کردے اور اس بنا پر قیمت بھی کم کردے اور دھوکا نہ دے تو جائز ہے۔ (۱)

دودھ عورت کا

''عورت کا دودھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۵/۴)

دودھ میں پانی ملا کر بیچنا

آج کل عام طور پر جو لوگ دودھ کی تجارت کرتے ہیں دودھ میں پانی ملا کر بیچتے ہیں، کچھ باڑے والے پانی ملا کر دکان داروں کو دیتے ہیں پھر دکان دار اس میں اور پانی ملا کر بیچتے ہیں اس لیے دودھ میں مزہ بھی نہیں رہتا۔ ایسی صورت میں اگر دکان دار دودھ فروخت کرتے وقت کہہ دیتا ہے کہ دودھ میں پانی ملایا ہوا ہے تو یہ شرعاً درست ہوگا کیوں کہ اس نے دھوکا نہیں دیا اور آمدنی بھی حلال ہوگی۔ (۲)

---

(۱) انظر الحاشیۃ تحت عنوان ''دودھ میں پانی ملا کر بیچنا''

(۲) عن حکیم بن حزام رضي اللہ تعالیٰ عنہ عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار مالم یتفرقا، فان صدقا وبینا بورک۔۔۔۔ (الصحیح لمسلم)

☜ قال العلامۃ النووي رحمہ اللہ تعالیٰ: أي بین کل واحد لصاحبہ مایحتاج الی بیانہ من عیب ونحوہ فی السلعۃ والثمن، وصدقہ فی ذلک۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم: (۶/۲) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین، ط: قدیمی)

☜ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا ای فی صفۃ المبیع والثمن ومایتعلق بھما، "وبینا" ای عیب الثمن والمبیع "بورک" ای اکثر النفع، "لھما فی بیعھما" ای تراتبھما، والمراد فی عقدھما، وان کتما وکذبا، محقت برکۃ بیعھما۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۳۶/۶) کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الاول، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

☜ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: المسلم اخو المسلم ولایحل لمسلم باع من اخیہ بیعا فیہ عیب الابینہ لہ۔ (سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۶۲) =

اور اگر دھوکا دیتا ہے، عیب ظاہر نہیں کرتا اور پانی ملانے کے باوجود خالص دودھ کہہ کر فروخت کرتا ہے تو یہ دھوکا دینے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۱) ایسا آدمی سخت گناہ گار ہوگا۔ (۲)

☆...... اور جو لوگ دودھ میں پانی نہیں ملاتے ان کی تجارت اور آمدنی بالکل حلال ہے۔

دودھ میں پانی ملانا

صفوان بن سلیم کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا گزر (مدینہ منورہ میں ایک علاقہ) ''حرہ'' کی جانب سے ہوا، تو وہاں ایک شخص دودھ بیچ رہا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو اس دودھ میں اس نے پانی ملایا ہوا تھا، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس وقت تیرا کیا ہوگا جب تجھے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ پانی کو دودھ سے الگ کرو۔ (۳)

=باب من باع عیبا فلیبینہ، ط: قدیمی)

اجمع الفقهاء على ان البراءة من عيوب سماها المشترى ولم يرها جائزة۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۹۳) كتاب البيوع، باب البيع بالبراءة من كل عيب، ط: ادارة القرآن كراچی)

وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب۔ (تنقيح الفتاوىٰ الحامدية: (۱/ ۲۷۳) باب الخيارات ومطالبه، ط: مكتبه ميمنية مصر)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۸۹) [رقم المادة: ۱۸۹] ط: مكتبة حنفية كوئٹه۔

شامی: (۵/ ۴۲) مطلب فی البيع بشرط البراءة من كل عيب، ط: سعيد۔

(۱، ۲) رجل اراد ان يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب ان يبينها فلو لم يبين قال بعض مشايخنا: يصير فاسقاً مردود الشهادة۔ (الفتاوىٰ الهندية: (۳/ ۲۱۰) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة... الخ، ط: رشيديه)

من علم بسلعته عيبا لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتري، فإن لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه أحمد۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۸) كتاب البيوع، أبواب بيع العيب، باب خيار العيب، ط: إدارة القرآن)

المغني لابن قدامة: (۵/ ۵۳۸) كتاب البيوع، باب المصراة، ط: دار الحديث القاهرة۔

(۳) عن صفوان بن سليم ان ابا هريرة مر بناحية الحرة، فاذا انسان يحمل لبنا يبيعه، فنظر اليه ابو هريرة=

دوزخی تاجر

''مسلمان تاجر کی فضیلت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۱/۶)

دوسرے تاجروں کا نقصان کرنا

''مارکیٹنگ کے ذریعے دوسروں کی حق تلفی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دوسرے دکاندار سے کوئی چیز لاکر فروخت کرنا

موجودہ دور میں مارکیٹوں میں یہ صورت بھی رائج ہے کہ ایک گاہک دکاندار کے پاس کوئی چیز خریدنے کے لئے آتا ہے، مطلوبہ چیز دکاندار کے پاس نہیں ہوتی، تو وہ دکاندار دوسرے دکاندار سے منگوا کر آگے گاہک کو فروخت کردیتا ہے، مثلاً اس سے قیمت معلوم کی تو اس نے ایک ہزار بتادیئے، پہلا دکاندار وہ چیز لاکر گاہک کو بارہ سو میں فروخت کردیتا ہے، اور پیسے وصول کرلیتا ہے، پھر بعد میں دوسرے دکاندار کو ایک ہزار روپے دے دیتا ہے اور دوسو روپے اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور اگر گاہک کو وہ چیز پسند نہیں آئی تو دوسرے دکاندار کو واپس کردیتا ہے۔ اس مسئلہ کی مختلف صورتیں بنتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔

❶ ایک صورت یہ ہے کہ دکاندار نے وہ چیز گاہک کے لئے دوسرے دکاندار سے خریدی اور گاہک کو لاکر دے دی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جتنے میں دکاندار

=فاذا هو قد خلطه بالماء فقال له ابو هريرة: كيف بك اذا قيل لك يوم القيامة: خلّص الماء من اللبن۔ رواه البيهقي والاصبهاني موقوفاً باسناد لابأس به. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۵۰) رقم الحديث: ۲۷۴۶، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

شعب الايمان: (۴/۳۳۴) رقم الحديث: ۵۳۰۰، الباب الخامس والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في الأمانات وما يجب من أدائها من أهلها، ط: دار الكتب العلمية.

الزواجر: (۱/۳۹۴) كتاب البيع، الكبيرة المؤفية المائتين: الغش في البيع وغيره كالتصرية، ط: دار الفكر.

نے وہ چیز خریدی ہے اتنی ہی رقم میں گاہک کو دینا ضروری ہے دکاندار کے لئے بیچ میں اپنے لئے کوئی رقم نفع کے طور پر رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس صورت میں پہلا دکاندار گاہک کا وکیل ہے، اصل خریدنے والا خود گاہک ہے اور وکیل امین ہوتا ہے، اس سے اس کو نفع رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

❷ دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے دکاندار نے دوسرے دکاندار سے وہ چیز باقاعدہ قیمت طے کرکے اپنے لئے خرید لی، گاہک کے لئے نہیں، پھر اس کے بعد وہ چیز گاہک کو زیادہ قیمت پر فروخت کردی، تو یہ صورت جائز ہے اور درمیان کا نفع بھی حلال ہے کیونکہ پہلا دکاندار اس چیز کو قیمت طے کرکے اپنے لئے خریدنے کی وجہ سے مالک بن گیا، پھر اس چیز کو منافع کے ساتھ گاہک کو فروخت کرنا درست ہوا۔ (۲)

---

(۱) المال الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء وإيفاء الدين واستيفائه، والمال الذي قبضه الوكيل بقبض العين بحسب وكالته، هو في حكم الوديعة بيد الوكيل. (شرح المجله لرستم باز: (۲/۶۱۳) رقم المادة: ۱۴۶۳، الكتاب الحاوي عشر في الوكالة، الباب الثالث في بيان احكام الوكالة، ط: فاروقيه)

🗁 ولأن الوكيل بالقبض مؤتمن على المال. (العنايه على هامش فتح القدير: (۸/۱۱۴) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ط: رشيديه)

🗁 لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۵۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الكليه الفقهية، ط: فاروقيه)

🗁 عن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لايحل مال امرئ مسلم إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۲) لو وكله بشراء شئ بغير عينه فالشراء للوكيل إلا إذا نواه للمؤكل أو الشراء بماله: أي بمال المؤكل. (شامي: (۵/۵۱۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

🗁 ولو قال: اشتر هذه الجارية بألف درهم كان مشورة والشراء للمأمور إلا إذا زاد على أن أعطيك لأجل شرائك درهماً، لأن اشتراط الأجر له يدل على الإنابة اه. وأفاد أنه ليس كل أمر توكيلاً بل لابد مما يفيد كون فعل المأمور بطريق النيابة عن الآمر فليحفظ اه. (شامي: (۵/۵۰۹) كتاب الوكالة، ط: سعيد)

🗁 ومن اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز. (الفتاوى الهندية: (۳/۱۶۱) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

❸ تیسری صورت یہ ہے کہ پہلے دکاندار نے دوسرے دکاندار سے وہ چیز اپنے لئے خریدی گاہک کے لئے نہیں لیکن باقاعدہ زبانی طور پر کچھ طے نہیں کیا، مگر اس کو اس چیز کی قیمت معلوم تھی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مارکیٹ میں اصولی طور پر قیمت اور کمیشن کا اس طرح معمول ہو کہ اس سے بعد میں جھگڑا اور فساد کا اندیشہ نہ ہو تو یہ صورت جائز ہوگی، لیکن اگر بازار میں ایسی صورت رائج ہے کہ جس میں قیمت کے تعین کے بارے میں کوئی منضبط مضبوط معیار معلوم نہیں تو فریقین کے درمیان جھگڑے کا اندیشہ ہونے کی وجہ سے یہ صورت جائز نہیں ہوگی، کیونکہ چیز لیتے وقت قیمت طے نہ ہونے کی وجہ سے ثمن مجہول رہا، اور ثمن مجہول ہونے کی وجہ سے بیع جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

❹ چوتھی صورت یہ ہے کہ دکانداروں کے درمیان یہ طے ہو جائے کہ ایک دکاندار دوسرے دکاندار کی کوئی چیز فروخت کرے تو اتنی اجرت یا اتنا کمیشن ملے گا تو اس صورت میں کوئی بھی دکاندار دوسرے دکاندار کی چیز فروخت کرے گا تو اس کو مقررہ اجرت یا کمیشن ملے گا۔ یہ صورت بھی جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) ومنها أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع وإن كان مجهولاً جهالة لا تفضي إلى المنازعة لا يفسد، لأن الجهالة إذا كانت مفضية إلى المنازعة كانت مانعة من التسليم والتسلّم فلا يحصل مقصود البيع وإذا لم تكن مفضية إلى المنازعة من ذلك فيحصل المقصود. (بدائع الصنائع: (۵/۱۵٦) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع... الخ، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (٤/٥۲٦) كتاب البيوع، مطلب ما يبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)۔

(۲) قال في التاتارخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم. وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسد لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام. (شامي: (٤/٦۳) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب في أجرة الدلال، ط: سعيد)=

⑤ پانچویں صورت یہ ہے کہ پہلے دکاندار نے دوسرے دکاندار سے چیز نہ گاہک کے لئے خریدی اور نہ اپنے لئے خریدی بلکہ دوسرے دکاندار سے قیمت معلوم کر کے چیز لی اور آگے گاہک کو زیادہ قیمت پر فروخت کردی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دونوں دکانداروں کے درمیان پہلے سے کمیشن اور اجرت کی کوئی بات طے نہیں ہوئی تھی تو پہلے دکاندار نے گاہک سے جتنی رقم لی وہ سب دوسرے دکاندار کو دینی پڑے گی، زائد رقم پہلے دکاندار کے لئے حلال نہیں ہوگی اس صورت میں پہلا دکاندار دوسرے دکاندار کا وکیل ہے اور وکیل کو جو رقم ملی وہ موکل کی ہے وکیل کی نہیں ہے۔ (۱)

دوسرے کا سودا خراب کرنا حرام ہے

دو آدمیوں میں سودا طے ہو رہا ہے، بائع نے ایک قیمت پر رضامندی ظاہر کردی، درمیان میں ایک تیسرا آدمی آ کر کہے میں اس سے زیادہ قیمت پر خریدوں گا، اس طرح دونوں کا سودا خراب کردے، چاہے بعد میں خود خریدے یا نہ خریدے، اس

= ▭ وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع. (الدرمع الرد:(٥٦٠/٤) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط:سعيد)

▭ درر الحكام شرح مجلة الأحكام:(٢٢٦/١) شرح المادة:٢٨٩، البيوع، الباب الخامس، الفصل الثاني في المواد المتعلقة بحبس المبيع، ط:دار الجيل.

(١) لو أعطى أحد ماله لدلال، وقال بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل أيضا لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة)... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام:(٥٥٢/١) المادة:٥٧٨، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط:دار الجيل)

▭ شرح المجلة لرستم باز:(٣٤٣/١) المادة:٥٧٥، ايضاً، ط:فاروقيه۔

▭ فالتوكيل بالبيع لايخلو إما أن يكون مطلقاً وإما أن يكون مقيداً: فإن كان مقيداً يراعي فيه القيد بالإجماع حتى إنه إذا خالف قيده لاينفذ على الموكل... إلا أن يكون خلافه إلى خير... وإن كان الخلاف إلى خير فإنها تنفذ: لأنه إن كان خلافاً صورة فهو وفاق معنى لأنه آمر به دلالة فكان متصرفاً بتولية الموكل فتنفذ. (بدائع الصنائع:(٢٧/٦) كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط:سعيد)

کو عربی زبان میں "سوم علی سوم الغیر" کہا جاتا ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے کوئی مال خرید لیا، ابھی قیمت کی ادائیگی باقی تھی ایک تیسرا شخص آ کر گاہک سے کہتا ہے کہ میں ایسی چیز اس سے کم قیمت پر دیتا ہوں، اب گاہک پہلا سودا ختم کر کے اس تیسرے شخص سے خریدتا ہے یہ دونوں فعل درست نہیں ہیں۔ ان سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ (۱)

دوسرے کا مال فروخت کرنا

"غیر مملوک کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۲/۵)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله تعالىٰ عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال: لايبيع بعضكم على بيع بعض، ولايخطب بعضكم على خطبة بعض، ولايسوم الرجل على سوم اخيه۔ (اخرجه الترمذی، [رقم: ۱۲۹۲] (۲۳۲/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن البيع على بيع أخيه، ط: قديمى)

▭ صحيح البخارى: (۲۸۷/۱) باب لايبيع على بيع اخيه، [رقم: ۲۱۳۰]، ط: قديمى۔

▭ وكره النجش... والسوم على سوم غيره۔

وفي الرد: (قوله: والسوم على سوم غيره) وكذا البيع على بيع غيره۔ ففي الصحيحين: "نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن تلقى الركبان" إلى أن قال: وأن يستام الرجل على سوم أخيه۔ وفي الصحيحين أيضًا: "لا يبيع الرجل على بيع أخيه، ولا يخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له"۔ وصورة السوم أن يتراضيا بثمن، ويقع الركون فيجيئ آخر ويدفع للمالك أكثر أو مثله۔ وصورة البيع أن يتراضيا على ثمن سلعة فيقول آخر أنا أبيعك مثلها بأنقص من هذا الثمن۔ أفاده في الفتح۔ (الدر مع الرد: (۱۰۱/۵، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: أحكام نقصان المبيع فاسدًا، ط: سعيد)

▭ فتح القدير: (۳۳۷/۶) كتاب البيوع، فصل فيما يكره من البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

▭ بيع الإنسان على بيع أخيه: وصورته: أن يكون قد وقع البيع بالخيار فيأتي في مدة الخيار رجل، ليقول للمشتري: افسخ هذا البيع، وأنا أبيع مثله بأرخص من ثمنه، أو أحسن منه۔ والشراء على الشراء: هو أن يقول للبائع في مدة الخيار: افسخ البيع، وأنا أشتريه منك بأكثر من هذا الثمن۔ والسوم على السوم: أن يكون قد اتفق مالك السلعة والراغب فيها على البيع، ولم يعقداه فيقول آخر للبائع: أنا أشتريه منك بأكثر، بعد أن كانا قد اتفقا على الثمن۔ وقد أجمع العلماء على تحريم هذه الصور كلها، وأن فاعلها عاص، للحديث: لا يبيع أحدكم على بيع أخيه۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۱۳/۴) المطلب الثاني: أنواع البيع الفاسد، خلاصة البيوع الممنوعة في الإسلام، رابعًا: البيوع الممنوعة بسبب وصف أو شرط أو نهي شرع، ط: دار الفكر، بيروت)

دوسرے کا مال لینا

کسی شرعی سبب کے بغیر دوسرے کا مال لینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے لیا ہے تو واپس کرنا ضروری ہے ورنہ آخرت میں سخت پکڑ ہوگی۔ (۱)

دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنا

"زمین پر قبضہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۴/۴)

دوسرے کی نیت سے مال خرید کر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

"دوسرے کی نیت سے مال خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۶/۳)

دوسرے کی نیت سے مال خریدنا

اگر کسی آدمی نے دوسرے آدمی کے لیے اس کی اجازت کے بغیر مال خریدا ہے تو اس مال کا مالک خریدار ہی ہوگا جس آدمی کے لیے خریدا ہے اس کا نہیں ہوگا۔ اس کے بعد اگر دوسرا آدمی وہ مال لے کر قیمت ادا کر دے گا تو یہ ایک الگ بیع ہوگی (۲)

---

(۱) لایجوز لاحد ان یاخذ مال غیرہ بلا سبب شرعی، وان اخذہ ولو علی ظن انہ ملکہ وجب علیہ ردہ۔ (شرح المجلۃ لسلیم رستم باز: (۶۲/۱) [رقم المادۃ:۹۷] ط: دار الکتب العلمیۃ بیروت)

لایجوز لاحد من المسلمین اخذ مال بغیر سبب شرعی۔ (البحر الرائق: (۶۸/۵) کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیہ کوئٹہ)

شرح المجلۃ لخالد الاتاسی: (۲۶۴/۱) [المادۃ:۹۷] ط: رشیدیہ کوئٹہ۔

(۲) اشتری لغیرہ نفذ علیہ۔ (الدر المختار) (قولہ: نفذ علیہ) ای علی المشتری ولو شھد انہ یشتریہ لفلان وقال فلان: رضیت فالعقد للمشتری لانہ اذا لم یکن وکیلا بالشراء وقع الملک لہ فلا اعتبار بالاجازۃ بعد ذلک لانہا انما تلحق الموقوف لا النافذ، فان دفع المشتری الیہ العبد واخذ الثمن کان بیعا بالتعاطی بینھما۔ (الدر مع الرد: (۱۰۹/۵) کتاب البیوع، فصل فی الفضولی، ط: سعید)

وقید بالبیع لانہ اذا اشتری لغیرہ کان ما اشتراہ لنفسہ اجاز الذی اشتراہ لہ ام لا، ...... ولو اشتری عبدا واشھد انہ یشتریہ لفلان وقال فلان: رضیت، فالعقد للمشتری لانہ اذا لم یکن وکیلا بالشراء وقع الملک لہ فلا اعتبار بالاجازۃ بعد ذلک، وھی تلحق العقد الموقوف لا النافذ، فان دفع المشتری الیہ

اور دوسری بیع کے وقت اگر قیمت زیادہ کر کے فروخت کرنا چاہے تو فروخت کر سکتا ہے۔ (۱)

دوسرے کے سودے پر سودا کرنا

جب بائع اور مشتری کے درمیان کسی چیز کی خرید وفروخت کے بارے میں بات چیت ہو اور بائع مقررہ قیمت پر فروخت کرنے کے لیے اور مشتری اس قیمت پر خریدنے کے لیے مائل ہو تو اس دوران کسی اور آدمی کے لیے درمیان میں آکر قیمت بڑھا کر وہ چیز خرید لینا مکروہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔

تاہم باقاعدہ ایجاب وقبول کر کے بیع کرنے کی صورت میں بیع صحیح ہو جائے گی لیکن مکروہ ہوگی۔ (۲)

= العبد واخذ الثمن كان بيعا بالتعاطى بينهما۔ (البحر الرائق: (۲۲۸/٦) كتاب البيع، فصل فى بيع الفضولى، ط: رشيديه كوئٹه)

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳/ ۸٦) كتاب البيوع، فصل فى الفضولى، ط: دار المعرفة بيروت۔

(۱) من اشترى شيئا وأغلى في ثمنه، فباعه مرابحة على ذلك جاز۔ (الفتاوى الهندية: (۱٦۱/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة التولية والوضيعة، ط: رشيديه)

فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال۔ (المبسوط: (۱۱۹/۱۱) كتاب البيوع، ط: دار الفكر، بيروت)

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره۔ (الجوهرة النيرة: (۳۸۷/۲) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائما وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۸/۱) أحكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچى)

(۲) عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال: لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يخطب على خطبة اخيه الا ان يأذن له۔

عن ابى هريرة ان النبى صلى الله عليه وسلم نهى ان يستام على سوم اخيه۔ (الصحيح لمسلم: (۳/۲) باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه، ط: قديمى) =

دوسروں کے لیے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم

مثلاً زید کو اپنی دکان کے واسطے باہر سے سامان خرید کر لانے کی ضرورت ہے لیکن اس کے پاس پیسے نہیں ہیں، اس لیے زید بکر سے کہتا ہے کہ مجھ کو ایک لاکھ کی رقم دے دو سامان خرید کر لاؤں گا اور اس کا بل آپ کو دے دوں گا، اور اس پر مبلغ دس ہزار روپے نفع دے دوں گا، اور ان روپیوں کی ادائیگی کی میعاد تین مہینے مقرر کرتا ہے اور بعض اوقات زید اپنے شہر سے بھی سامان خرید لیتا ہے اور مال بکر کے قبضے میں دے کر پھر منافع پر خرید لیتا ہے۔

تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر زید بکر سے روپیہ قرض لیتا ہے پھر اس سے مال خریدتا ہے تو اس صورت میں نفع دینے کی شرط رکھنا یا نفع پر خریدنا جائز نہیں ہوگا۔

اور اگر زید بکر سے روپیہ قرض نہیں لیتا بلکہ بکر کے روپے سے بکر کے لیے مال خریدتا ہے اور خود وکیل کی حیثیت سے بکر کا کام کرتا ہے تو اس پر وکالت کے احکام جاری ہوں گے اور مال کا مالک بکر ہو جائے گا۔[1] اس کے بعد اگر زید اسی مال کو بکر سے اپنے لیے کچھ منافع کے ساتھ خرید لے تو یہ جائز ہے اور منافع دینا جائز

= نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النجش وعن السوم على سوم غيره۔ (الهداية: (۳/۶۹) فصل فی مایکره، ط: رحمانية)

البحر الرائق: (۶/۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل في بيان أحكام البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱) العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني۔ (قواعد الفقه، (ص: ۹۱) ط: الصدف پبلشر)

لو وكله بشراء شيئ بغير عينه فالشراء للوكيل الا اذا نواه للمؤكل أو شراه بماله: أي مال المؤكل۔ (شامی: (۵/۵۱۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

وان كان الوكيل اضاف الشراء الى دراهم الأمر يكون الشراء للآمر، نقد منها الوكيل او من غيرها۔ (فتاوی قاضی خان علی هامش الهندية: (۳/۱۹) كتاب الوكالة، فصل فی التوكيل فی البيع والشراء، ط: رشيديه كوئٹه)

ہے۔[1] اور اس رقم کی ادائیگی کے لیے دونوں آپس کی رضامندی سے جو بھی مدت طے کرلیں جائز ہے، لیکن اگر زید بکر سے مال خریدنے کے لیے راضی نہ ہو تو بکر زید کو وہ مال خریدنے پر مجبور نہیں کرسکے گا۔[2]

دوسرے ممالک سے مال خرید کر پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا

آج کل بڑے بڑے کاروباری لوگ دوسرے ممالک سے مال منگوا کر پہنچنے سے قبل ہی فروخت کردیتے ہیں حالاں کہ باقاعدہ طور پر قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا شرعاً جائز نہیں ہے لیکن آج کل بڑے بڑے کاروباری لوگ دوسرے ممالک سے جو اشیاء منگواتے ہیں تو شپ کے ذریعے پہنچنے میں کافی وقت لگ جاتا ہے جس میں بازار کی مندی کا اندیشہ ہوتا ہے اور خریدار کم ہونے کا بھی خطرہ رہتا ہے، لہٰذا ایسے مال کو فروخت کرنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

❶ مال منگوانے والا کاروباری آدمی گاہک کے ساتھ بیع کرنے کی بجائے بیع

---

(۱) قال: المرابحة نقل ماملكه بالعقد الاول بالثمن الاول مع زيادة ربح والتولية نقل ماملكه بالعقد الاول... والبيعان جائزان لاستجماع شرائط الجواز۔ (الهداية: (۳/ ۷۰، ۷۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: شركة علمية ملتان)

المرابحة... شرعاً: (بيع ماملكه)... بماقام عليه وبفضل) مؤنة، وان لم تكن من جنسه، كأجر قصار ونحوه، ثم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز۔ (الدرمع الرد: (۵/ ۱۳۲-۱۳۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد كراچی)

تبيين الحقائق: (۴/ ۴۲۲، ۴۲۳) كتاب البيوع، باب التولية، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

(۲) (فلو أكره بقتل أو ضرب شديد)... (أو حبس)... حتى باع أو اشترى أو أقر أو آجر فسخ) ماعقد، ولايبطل حق الفسخ بموت احدهما۔ (الدرمع الرد: (۶/ ۱۲۹، ۱۳۰) كتاب الاكراه، ط: سعيد)

والذي يظهر أن التراضي لابد منه لغة أيضاً فانه لايفهم من باعه وباع زيد عبده الا انه استبدل به بالتراضي، وان الاخذ غصبا واعطاء شيء آخر من غير تراض لايقول فيه: اهل اللغة باعه۔ (فتح القدير: (۶/ ۲۴۷) كتاب البيوع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۶) كتاب الاكراه، الباب الاول، ط: رشيديه كوئٹه۔

البحر الرائق: (۵/ ۴۳۱) كتاب البيع، ط: رشيديه كوئٹه۔

کا وعدہ کرلے کہ مال پہنچتے ہی آپ کے ہاتھوں اتنے داموں کے عوض فروخت کروں گا اور مال پہنچنے کے بعد اس قیمت پر مال فروخت کردے تو بیع درست ہوگی۔ (۱)

البتہ اس صورت میں اگر کوئی ایک فریق خریدنے یا بیچنے سے انکار کردے گا تو دوسرا فریق خریدنے یا بیچنے پر مجبور نہیں کرسکے گا (۲) اور انکار کرنے والا وعدہ خلافی کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ (۳)

---

(۱) عن حکیم بن حزام رضي الله عنه قال: قلت یارسول الله! إني اشتری بیوعاً فمایحل لي منها ومایحرم علي؟ قال: فإذا اشتریت بیعاً فلاتبعه حتی تقبضه۔ (مسند أحمد: (۴۰۲/۳) رقم الحدیث: ۱۵۳۵۱، مسند حکیم بن حزام، ط: مؤسسة قرطبة القاهرة)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله تعالی عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لایحل سلف و بیع ولا شرطان في بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهي عنها من البیع، الفصل الثاني، ط: قدیمی)

ومن اشتری شیئاً مما ینقل ویحول لم یجز بیعه حتی یقبضه؛ لأنه نهی عن بیع مالم یقبض، و لأن فیه غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک۔ (الهدایة: (۷۸/۳، ۷۹) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رحمانیه)

قال: ومن اشتری شیئاً فلایجوز له أن یبیعه قبل أن یقبضه ولا یولیه أحداً ولایشرک فیه... لیس لمشتري الطعام أن یبیعه قبل أن یقبضه لما روي أن النبي صلی الله علیه وسلم نهی عن بیع الطعام قبل أن یقبض، وکذلک ما سوی الطعام من المنقولات لایجوز بیعه قبل القبض عندنا۔ (المبسوط للسرخسي: (۸/۱۳) باب البیوع الفاسدة، ط: دار المعرفة بیروت)

الدر المختار مع الرد: (۱۴۷/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة التولیة، فصل في التصرف في المبیع والثمن قبل القبض والزیادة، ط: سعید۔

(۲) انظر رقم الحاشیة: ۳۔ تحت عنوان "دوسرے کے لیے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم"

(۳) عن عبد الله عمرو رضي الله عنهما: أن النبي صلی الله علیه وسلم قال: أربع من کن فیه کان منافقاً خالصا، ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها إذا اؤتمن خان وإذا حدث کذب، وإذا عاهد غدر، وإذا خاصم فجر۔ (صحیح البخاري: (۱۰/۱) کتاب الإیمان، باب علامة النفاق، ط: قدیمی)

عن أبي هریرة رضي الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: آیة المنافق ثلاثة، إذا حدث کذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۱۷) کتاب الإیمان، باب علامات النفاق، ط: قدیمی)

الصحیح لمسلم: (۵۶/۱) کتاب الإیمان، باب خصال المنافق، ط: قدیمی۔

❷ دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ جس ملک سے مال منگوایا ہے وہاں کسی کو یا ایسی مال بردار کمپنی کو مال قبضہ کرنے کے لیے وکیل بنادیا جائے جو مال پہنچانے کا کاروبار کرتی ہے، وہ آدمی یا مال بردار کمپنی مال پر قبضہ کرلے تو مشتری کی ملک اور قبضہ تصور ہوگا اور بیع کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

ان دوصورتوں کے علاوہ کسی اور صورت میں بیع کرنا جائز نہیں ہوگا۔

دوسودے ایک بیع میں

ایک بیع میں دو بیع کرنا یا ایک سودے میں دوسودے کرنا منع ہے، یا ایک عقد میں دوعقد کرنا جائز نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

مثلاً دکاندار خریدار سے کہے کہ میں تمہیں فلاں کپڑا نقد ادائیگی کی صورت میں پانچ سو روپے کا فروخت کرتا ہوں، اور ادھار کی صورت میں سات سو روپے کا فروخت کرتا ہوں اور عقد کی مجلس میں ادھار یا نقد کی تعیین نہیں کی تو یہ سودا جائز نہیں ہوگا یا کوئی ایک دکاندار دوسرے دکاندار سے کہتا ہے کہ میں تمہیں اپنا فلاں کپڑا ایک ہزار روپے کے عوض فروخت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ اپنا کمبل مجھے فروخت کروگے یہ

---

(۱) رجل اشتری عبدا ولم یقبضہ فامرہ ان یھبہ من فلان ففعل البائع ذلک ودفعہ الی الموھوب لہ جازت الھبۃ وصار المشتری قابضا وکذا لو امر البائع ان یواجرہ فلانا معینا او غیر معین ففعل جاز، وصار المستاجر قابضا للمشتری اولا، ثم یصیر قابضا لنفسہ والاجر الذی یاخذہ البائع من المستاجر یحسبہ من الثمن ان کان من جنسہ۔ (البحر الرائق: (۱۱۷/۶) کتاب البیع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ط: سعید)

✍ اذا قال المشتری للبائع: ابعث الی ابنی واستاجر البائع رجلا یحملہ الی ابنہ فھذا لیس بقبض والاجر علی البائع الا ان یقول استاجر علی من یحملہ فقبض الاجیر یکون قبض المشتری ان صدقہ انہ استاجرو دفع الیہ وان انکر استئجارہ والدفع الیہ فالقول قولہ کذا فی التاتارخانیۃ۔ (الھندیۃ: (۱۹/۳) باب الرابع فی حبس المبیع بالثمن، الفصل الثانی فی تعلیم المبیع، ط: رشیدیہ)

✍ شامی: (۱۴۹/۵) کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب فی تصرف البائع فی المبیع قبل القبض، ط: سعید۔

جائز نہیں۔ [1]

دوطرفہ کمیشن

۳۵۲

کمیشن ایجنٹ کو کمیشن ادا کرنے کی ذمہ داری کس پر ہے؟ اس کا دار و مدار عرف ورواج اور باہمی شرائط پر ہے۔

☆......اگر صرف بیچنے والے کی جانب سے کمیشن لینے کی شرط لگائی گئی تھی یا عرف ورواج یہی ہے تو ایسی صورت میں صرف بیچنے والے سے کمیشن لیا جائے گا، خریدنے والے سے نہیں۔

☆......اور اگر صرف خریدار سے کمیشن لینے کی شرط طے ہوئی یا عرف ورواج یہی ہے تو صرف خریدار سے کمیشن لیا جائے گا بیچنے والے سے نہیں۔

☆......اور اگر دونوں جانب سے کمیشن کی شرط طے ہوئی یا عرف ورواج یہی ہے تو دونوں جانب سے کمیشن لیا جائے گا۔

☆......اور اگر ایسی کوئی شرط یا عرف ورواج نہیں ہے تو اس صورت میں صرف بیچنے والی پارٹی سے کمیشن لیا جائے گا خریدنے والے سے نہیں۔ [2]

---

(۱) عبدالله بن عمرو أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يحل سلف وبيع ولا شرطان في بيع... الخ (سنن ترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عنده، ط: سعيد)۔

سنن أبي داود: (۱۳۹/۲) كتاب التجارات، باب في الرجل يبيع ماليس عنده، ط: رحمانيه.

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة... وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين، ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على واحد منهما. قال الشافعي: ومن معنى نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك داري هذه بكذا على أن تبيعني غلامك بكذا. (جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: سعيد)۔

النهاية لابن أثير: (۱۷۳/۱) باب الباء مع الباء، بيع، ط: المكتبة العلمية.

(۲) فتجب الدلالة على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف. (شامي: (۵۶۰/۴))

دو قسم کے روپے چلتے ہیں

۳۵۳ کسی شہر میں دو قسم کے روپے چلتے ہیں تو سودا کرتے وقت یہ بھی بتانا ضروری ہے کہ فلانے روپے کے بدلے میں یہ چیز لیتا ہوں، اگر کسی نے یہ نہیں بتلایا، صرف اتنا ہی کہا کہ میں نے یہ چیز ایک روپیہ میں بیچی اور دوسرے نے کہا میں نے لے لی تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہاں کس روپیہ کا رواج زیادہ ہے، جس روپیہ کا رواج زیادہ ہو وہی روپیہ دینا پڑے گا، اگر دونوں کا رواج برابر ہے تو بیع درست نہیں ہوگی بلکہ فاسد ہوجائے گی، کیوں کہ بیع صحیح ہونے کے لیے قیمت معلوم ہونا ضروری ہے اور یہاں قیمت معلوم نہیں۔ (۱)

دولہن سنوارنے کی اجرت لینا

شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے دولہن کی شکل وصورت کی خوبصورتی بڑھانے اور اس کو سنوار کر دل کش بنانے کی نوکری کرنا جائز اور درست ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مجھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم

= كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

جامع الفصولين: (۶۳/۲) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، احكام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامي كتب خانه.

واعلم أن الأصل في جعل السمسار أن يكون على البائع عند عدم الشرط أو العرف. (حاشية الدسوقي على الشرح الكبير: (۱۲۹/۳) باب البيع، فصل في أحكام الخيار، ط: دار الفكر)

منح الجليل شرح مختصر خليل: (۱۸۸/۵) باب البيع، فصل البيع بشرط الخيار، ط: دار الفكر.

(۱) وإن أطلق الثمن ... فإن استوت مالية النقود ... ورواجها صح البيع ولزم ماقدر ... من أي نوع كان ... وإن اختلفت رواجا ضمن الأروج ... وإن استوى رواجها لا ماليتها ... فسد البيع للجهالة المفضية إلى النزاع۔ (مجمع الأنهر: (۱۲/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

الهداية: (۲۲/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه۔

تبيين الحقائق: (۵/۴) كتاب البيوع، امداديه ملتان۔

البحر الرائق: (۲۸۱/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

کے ہاں رخصت کیا گیا تو میری والدہ نے مجھ کو چند عورتوں کے حوالے کیا انہوں نے میری شکل وصورت کو درست کیا، اس کے بعد میری رخصتی ہوئی۔ (۱)

دو معاملے ایک ہی ساتھ نہ کرے

اگر دو معاملے ہیں تو ہر معاملہ کو الگ الگ کرنا ضروری ہے، ایک ہی عقد میں دو معاملوں کو ایک ساتھ کرنا جائز نہیں ہے مثلاً زید ایک گھوڑا خالد کے ہاتھ فروخت کرے کہ خالد اپنا بکرا زید کے ہاتھ فروخت کردے گا یہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) عن عائشة رضی الله عنها قالت: تزوجنی النبی صلی الله علیه وسلم وانا بنت ست سنین، فقدمنا المدینة فنزلنا فی بنی الحارث بن الخزرج... فاتتنی امی ام رومان... ثم اخذت شیئا من ماء فمسحت به وجهی ورأسی ثم ادخلتنی الدار فاذا نسوة من الانصار فی البیت فقلن علی الخیر والبرکة وعلی خیر طائر، فاسلمتنی الیهن فاصلحن من شانی فلم یرعنی الا رسول الله صلی الله علیه وسلم ضحی فاسلمتنی الیه وانا یومئذ بنت تسع سنین۔ (البخاری: (۱/ ۵۵۱) باب تزویج النبی صلی الله علیه وسلم عائشة وقدومه المدینة وبنائه بها، ط: قدیمی)

تکمیل: بذکر اجارة الماشطة لتزیین العروس قال فی البزازیة: استاجر ماشطة لتزیین العروس لایحل لها الاجر لعدم صحة الاجارة الا علی وجه الهدیة، والصواب انه ان ذکر العمل والمدة یجوز والحقت ذلک فی بیت فقلت:

وماحل اجر للمواشط اونعم اذا عمل والوقت یذکر حرروا

(شرح منظومه ابن وهبان، فصل من کتاب الاجارة، (۲/ ۷۸)

ولو استاجر مشاطة لتزیین العروس قالوا: لایطیب لها الاجر الا ان یکون علی وجه الهدیة بغیر شرط ولا تقاض، قال مولانا رحمه الله تعالی: وینبغی ان الاجارة اذا کانت مؤقتة وکان العمل معلوماً ولم تنقش التمثال والصور جازت الاجارة ویطیب لها الاجر لأن تزیین العروس مباح۔ (قاضی خان علی هامش الهندیة: (۲/ ۳۲۳) باب الاجارة الفاسدة، ط: رشیدیه)

وتصح اجارة الماشطة لتزیین العروس بشرط ان یذکر العمل اومدته فی العقد۔ (الفقه علی المذاهب الاربعة: (۳/ ۱۱۶) مبحث ما تجوز اجارته ومالاتجوز، ط: دار الکتب العلمیة)

وجاز اجارة الماشطة لتزیین العروس ان ذکر العمل والمدة بزازیة۔ (قوله: والمدة) عبر فی الذخیرة وغیرها بأو قالوا: أو هنا بمعناها۔ (شامی: (۶/ ۶۳) باب الاجارة الفاسدة، ط: سعید)

نے ایک ہی ساتھ دو عقد (معاملہ) کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

دو نمبر دھندا

"بلیک مارکیٹ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۳/۲)

دو نمبر کے مال کو ایک نمبر کہہ کر فروخت کیا

"ایک نمبر کا مال چاہیے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۱)

دونوں پارٹیوں سے کمیشن لینا

"کمیشن دونوں پارٹیوں سے لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۶/۵)

دونوں جانب تول کر بکنے والی چیز نہیں

"تول کر دونوں نہیں بکتیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۱/۲)

دو ہونا

"بائع اور مشتری الگ الگ ہونا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۴/۲)

دھان میں پانی ملا کر فروخت کرنا

دھان (چاول) میں پانی ملا کر فروخت کرنا دھوکا دینے کی وجہ سے بہت بڑا

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة... وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسيئة بعشرين، ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على واحد منهما. قال الشافعي: ومن معنى نهي النبي صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك داري هذه بكذا على أن تبيعني غلامك بكذا. (جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين في بيعة، ط: سعيد)۔

النهاية لابن أثير: (۱۷۳/۱) باب الباء مع الياء، بيع، ط: المكتبة العلمية.

گناہ ہے، ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔ (۱)

دہشت گرد کو اسلحہ فروخت کرنا

دہشت گرد، ڈاکو، چور، بھتہ خور، قاتل اور معاشرہ میں بری شہرت رکھنے والے عناصر کو اسلحہ فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ گناہ، معصیت اور نافرمانی کے کاموں میں تعاون ہے۔ (۲)

دھلائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

دھماکہ خیز مواد کی خرید و فروخت

''پٹاخوں کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۸/۲)

---

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر برجل یبیع طعاماً فسألہ: کیف تبیع؟ فاخبرہ، فاوحی الیہ ان ادخل یدک فیہ، فادخل یدہ، فاذا ھو مبلول، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لیس منا من غشنا۔ (سنن أبیداود: (۱۳۳/۱) باب فی النھی عن الغش، ط: امدادیہ ملتان)

عن واثلۃ بن الاسقع رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من باع عیباً لم یبنہ، لم یزل فی مقت اللہ، اولم تزل الملائکۃ تلعنہ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۹) کتاب البیوع، باب المنھی عنھا من البیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی)

فیض القدیر: (۵۹۲۳/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۸۷۹] ط: مکتبۃ نزار مصطفی الباز ریاض۔

سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۶۱) باب النھی عن الغش، ط: قدیمی کتب خانہ کراچی۔

(۲) کذلک السلاح یبیعہ الرجل لمن یعرف انہ یقتل بہ مسلما حرام باطل لما فیہ من الإعانۃ علی الاثم والعدوان۔ (إعلام الموقعین: (۵۲/٤) فصل الألفاظ علی ثلاثۃ أقسام، القسم الثالث، متی یحمل الکلام علی غیر ظاھرہ، ط: دار ابن الجوزیۃ)

الفقہ الإسلامی وأدلتہ: (۳۳۵۸/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیۃ المالیۃ، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الرابع: البیع الباطل والبیع الفاسد، المطلب الثانی، ط: رشیدیہ۔

الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۴) کتاب الجھاد، باب البغاۃ، مطلب فی کراھیۃ بیع ما تقوم المعصیۃ بعینہ، ط: سعید۔

دھوبی کو کپڑا دے کر واپس لینے نہیں آیا

"سامان دے کر واپس لینے نہیں آیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۶/۴)

دھوکا

☆...... اگر کسی کو دھوکا دے کر کوئی چیز دے دی گئی اور خریدار نے بائع پر اعتماد کر کے اس چیز کا معائنہ نہیں کیا بعد میں معلوم ہوا کہ چیز ویسی نہیں ہے جیسی طلب کی گئی تھی اور اس کی جو صفت بیان کی گئی تھی تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔ اور جس شخص کو دھوکا ہوا ہو اس کی وفات سے یہ اختیار ختم ہو جائے گا۔ (۱)

☆...... جس خریدار کو دھوکا ہوا اس نے دھوکے کا علم ہو جانے کے بعد چیز کو اپنی چیز کی طرح استعمال کیا تو اس کا یہ اختیار ختم ہو جائے گا۔ (۲)

☆...... اگر خریدار بائع کو دھوکا دے دے تو بائع کو بھی سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۳)

(۱، ۲، ۳) إذا غرّ أحد المتبايعين الآخر وتحقق أن في البيع غبنًا فاحشًا فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ... إذا مات من غرّ بغبن فاحش لا تنتقل دعوى التغرير لوارثه... المشتري الّذي حصل له تغرير إذا اطلع على الغبن الفاحش ثم تصرّف في المبيع تصرف الملاک سقط حق فسخه۔ (مجلّة الأحكام العدلية: (۷۱/۱) المادة: ۳۵۷ ـ ۳۵۹) الكتاب الأوّل في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السابع في الغبن والتغرير، ط: نور محمد، آرام باغ كراچی)

☜ إذا غرّ أحد المتبايعين الآخر وتحقق أن في البيع غبنًا فاحشًا فللمغبون أن يفسخ البيع حينئذ) كما أن خيار الغبن والتغرير يثبت للبائع فقط يثبت كذلک للمشتري ويثبت للاثنين معًا۔ إن اجتماع الغبن الفاحش والتغرير يوجب الخيار وفسخ البيع فعليه فالغبن الفاحش منفردًا لا يستلزم الخيار وفسخ البيع، كما أن وجود التغرير لوحده لا يستلزم الخيار۔ ويسمى الخيار الّذي يكون على هذا الوجه بخيار الغبن والتغرير، مثلاً: لو قال البائع للمشتري: إنّ قيمة كذا المال كذا قرشًا، أو أنّه يساوي كذا قرشًا وقد أراد فلان شراءه مني بكذا فاشترى المشتري ذلک المال بناء على هذه الأقوال ثم ظهر أنّ قيمته تنقص نقصانًا فاحشًا وظهر أنّ ذلک الشخص لم يساوم البائع بذلک الثمن فللمشتري فسخ البيع۔ كذلک لو غرر المشتري البائع على هذا الوجه للبائع أيضًا فسخ البيع۔ (درر الحكام شرح مجلّة الأحكام لعلى حيدر: (۳۱۳/۱) شرح المادة: ۳۵۷، ط: دار الكتب العلمية بيروت)=

دھوکا بازی کی چند صورتیں

۳۵۸ مال حاصل کرنے کے باطل اور ناجائز طریقوں میں سے یہ بھی ہے کہ فریب اور دھوکا بازی سے مال حاصل کرنا، یہ بھی سخت اور شدید قسم کا کبیرہ گناہ ہے بلکہ قرآن حکیم کے اندر دھوکا بازی کو منافقین کی عادت بتایا گیا ہے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۹ اور سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۴۲ کو ملاحظہ کیا جائے۔ (۱)

دھوکا بازی کی چند صورتیں یہ ہیں:

❶ عیب دار چیز کو بغیر بتائے عمدہ چیز کی قیمت میں فروخت کرنا۔

❷ ادنیٰ کوالٹی کی چیز کو اعلیٰ کوالٹی ظاہر کر کے فروخت کرنا۔

❸ اندرون ملک کی بے شمار چیزوں میں بیرون ملک کمپنیوں کے نام کی مہر وغیرہ لگا کر فروخت کرنا۔

❹ اعلیٰ کوالٹی کی اشیا فراہم کرنے کے وعدہ پر اعلیٰ درجہ کی قیمت وصول کر کے کمتر چیزوں کی سپلائی کرنا۔

❺ گاہک کی ناواقفیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کی مطلوبہ چیز کی جگہ دوسری چیز دے دینا۔

❻ فروخت کرنے والے کی لاعلمی سے فائدہ اٹھا کر زیادہ قیمت والی چیز کی کم قیمت بتا کر خریدنا۔

= (إن غره) أي غر المشتري البائع أو بالعكس أو غره الدلال فله الرد (وإلا لا) وبه أفتى صدر الإسلام وغيره۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۱۴۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۱۱۵) باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۱) [يخادعون الله والذين آمنوا وما يخدعون إلا أنفسهم وما يشعرون]۔ (البقرة: ۹)

إن المنافقين يخادعون الله وهو خادعهم وإذا قاموا إلى الصلوٰة قاموا كسالى يراءون الناس ولا يذكرون الله إلا قليلاً۔ (النساء: ۱۴۲)

⑦ جو چیز اپنے پاس موجود نہیں ہے یہ کہہ کر کہ میرے پاس موجود ہے فروخت کرنا۔[1]

⑧ جو چیز قبضے میں نہ ہونے کی وجہ سے سپلائی نہیں کرسکتا اس کو فروخت کرنا، خواہ قبضہ میں ہونے کے دعووں پر فروخت کیا ہو یا فی الحال قبضہ میں نہ ہونے اور بعد میں قبضہ دلانے کے وعدے پر فروخت کیا ہو، یہ سب دھوکا ہے۔

⑨ دوسرے کی اشیاء کو اپنی ظاہر کرکے فروخت کرنا جب کہ دوسرے نے وکیل نہ بنایا ہو نہ اجازت دی ہو۔[2]

⑩ کسی کے سودا کرنے کے موقع پر چیز کی قیمت بڑھانے کے ارادے

---

(۱) انظر الحاشية على نفس الصفحة رقم: ۲، وانظر ايضا رقم الحاشية: ۲ على الصفحة الاتية۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما: قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الغرر۔ (ابن ماجة: (ص: ۱۵۸) أبواب التجارات، النهي عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر، ط: قديمي)

(وعن بيع الغرر) هو ما كان له ظاهر يغر المشتري وباطن مجهول۔ وقال الأزهري هو ما كان بغير عهدة ولا ثقة ويدخل فيه كثيرة من كل مجهول وبيع الآبق والمعدوم وغير مقدور التسليم۔ (حاشية السندي على النسائي: (۲/۲۱۶، ۲۱۷) كتاب البيوع، بيع الحصاة، ط: قديمي)

(قوله: عن بيع الغرر) قال الطيبي: النهي عن بيع الغرر أصل عظيم من أصول كتاب البيوع ويدخل فيه مسائل كثيرة غير منحصرة كبيع المعدوم والمجهول وما لايقدر على التسليم وما لايتم ملك البائع عليه وأشباه ذلك مما يلزم منه الغرر من غير حاجة۔ (حاشية ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) رقم الحاشية: ۶، أبوب التجارات، النهي عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر، ط: قديمي)

عن حكيم بن حزام قال: قلت يا رسول الله! الرجل يسألني البيع وليس عندي أفأبيعه؟ قال: لاتبع ماليس عندک۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) أبواب التجارات، باب النهي عن بيع ماليس عندک وعن ربح مالم يضمن، ط: قديمي)

(قوله: لاتبع ماليس عندک) كالآبق أو مالم يقبض أو مال الغير۔ (حاشية ابن ماجه: (ص: ۱۵۸) رقم الحاشية: ۳، ط: قديمي)

(قوله: وبيع ماليس عندک) قال الخطابي في المعالم... وإنما نهى عن بيع ماليس عند البائع من قبل الغرر۔ (حاشية بلوغ المرام: (۱/۲۳۳) رقم الحديث: ۸۰۳، كتاب البيوع، باب شروطه وما نهي عنه، ط: دار الفلق، الرياض)

سے اسی چیز کی زیادہ سے زیادہ قیمت بتا کر سودا کرنے کی کوشش کرانا جب کہ لینے کا ارادہ نہ ہو محض قیمت بڑھانا مقصد ہو۔ (۱)

⓫ کسی وارث کا دوسرے ورثاء کے ساتھ دھوکا وفریب کا معاملہ کرنا، کسی کاروبار میں شریک ایک شریک کا دوسرے شریک سے دھوکا کرنا یہ سب ناجائز اور حرام ہیں۔ (۲)

---

(۱) نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النجش، وهو أن يزيد في الثمن ولا يريد الشراء ليرغب غيره بعد ما بلغت قيمتها، فإنه تغرير لمسلم ظلما۔ (فتح القدير: (۲۳۶/٦) كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 (ولا تناجشوا) أي لا تفعلوا ذلك وسبب ذلك إيقاع رجل فيه بأزيد من الثمن وهو خداع والخداع قبيح جاور هذا البيع فكان مكروها۔ (العناية في شرح الهداية: (۲۳٦/٦) كتاب البيوع، فصل فيما يكره، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 (قوله: في المتن: وكره النجش والسوم... الخ)... قال الاتقاني: والمعنى في كراهية النجش الغرور والخداع۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (٦٧/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امدادیہ ملتان)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: "يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

🗁 سنن أبي داود: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: إمدادیہ ملتان۔

🗁 فيض القدير للمناوي: (۵۹۲۳/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۷۸، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز، رياض۔

🗁 لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الصلح عن العيب، ط: سعيد)

🗁 البحر الرائق: (۳۵/٦) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

🗁 اتفق الفقهاء على أن الغش حرام سواء كان بالقول أم بالفعل، وسواء أكان بكتمان العيب في المعقود عليه أو الثمن أم بالكذب والخديعة، وسواء أكان في المعاملات أم في غيرها من المشورة والنصيحة۔ وقد ورد في تحريم الغش ما روى أبو هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: ما هذا يا صاحب الطعام! قال: أصابته السماء =

دھوکا پھلوں کے تاجروں کا

''پھلوں کے تاجر کا دھوکا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۹/۲)

دھوکا دہی کا مزاج ہو تو

جب کسی طبقے کا مزاج دھوکا دہی کا بن جاتا ہے تو وہ صرف دھوکا دیتا ہی نہیں بلکہ دوسرے بھی اسے دھوکا دینے لگتے ہیں جس سے پورے معاشرے میں انارکی اور بے چینی پیدا ہوتی ہے اور اس طبقے کے بارے میں دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے اور جب کوئی طبقہ دیانت کو اختیار کرتا ہے تو دوسرے بھی اس کا احترام کرتے ہیں اور اس کو دھوکا دینے سے پرہیز کرتے ہیں، تو دھوکا دینے سے بچنے میں خود انسان کا اپنا ہی فائدہ ہوتا ہے اور اسلامی تجارت کا طریقہ زندہ ہونے کی وجہ سے کافر بھی اسلام سے متاثر ہوتے ہیں۔ (۱)

=یارسول اللہ! قال: أفلا جعلته فوق الطعام کي یراه الناس، من غشنا فلیس مني۔ وفي حدیث آخر: من غشنا فلیس منا... وقد رجح أکثر الفقهاء القول بالغش کبیرة، وصرح بعضهم بأنه یفسق وترد شهادته، وقد علل ابن عابدین هذا الترجیح بقوله: لأن الغش من أکل أموال الناس بالباطل... یحصل الغش کثیرًا في المعاملات المالیة التي تتعلق بالمعاوضات، وقد ذکر بعض الفقهاء صورًا للغش الواقع في زمانهم بین التجار والصناع۔ وللغش صور د مختلفة کالغش بالتدلیس والخیانة والکذب ونحو ذلک کما أن للغش آثارًا متنوعة کالغبن والغرر ونحوها... یقع الغش في المعاملات کثیرًا بصورة التدلیس القولي، کالکذب في سعر المبیع، أو الفعلي ککتمان عیوب المعقود علیه۔ (الموسوعة الفقهیة الکویتیة: (۳۱/ ۲۱۹، ۲۲۰) حرف الغین، غش، الغش في المعاملات، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامیة، الکویت)

(۱) دخل الإسلام معظم انحاء آسیا و آفریقیا عن طریق التجار المسلمین العزل من أي سلاح۔ سوی العقیدة الراسخة۔ الذین جذبوا أنظار السکان الأصلیین بالأمانة والصدق ومکارم الأخلاق، ونجحوا في دعوتهم إلی الإسلام بالـ الحسنة۔ (الحضارة الإسلامیة بین أصالة الماضي و آمال المستقبل: (۱۱/ ۳۵۹) الشاملة)

إذن فکل مسلم یمثل وحدة إیمانیة مستقلة، و واجب کل مسلم أن یعرف أن الإسلام قد انتشر بالأسوة الحسنة، و أنه کمؤمن بالله وبدین الله، قد اصطفاه الله لیطبق السلوک الإیماني، فقد مکن الله للإسلام في الأرض بالسلوک والقدوة۔ إن کل مسلم علیه واجب ألا یترک في سلوکه ثغرة ینة =

دھوکے سے محفوظ رہنے کا طریقہ

۳۶۲ سودا کرتے وقت دھوکے سے محفوظ رہنے کا طریقہ یہ ہے کہ جب سودا کرے تو یہ کہے کہ دھوکا نہیں ہوگا اگر بعد میں پتا چلا کہ دھوکا ہوا ہے تو مجھے سودا کینسل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔(۱)

= منها خصوم الإسلام، ذلك أنّ اختلال توازن سلوك المسلم بالنسبة لمنهج الله هو ثغرة ينفذ منها خصوم الإسلام، ولذلك فالمفكرون في الأديان الأخرى حينما يذهبون إلى الإسلام، ويقتنعون به، إنما يقتنعون بالإسلام؛ لأنّه منهج حق۔ إنهم يمحصونه بالعقل، ويهتدون إليه بالفطرة الإيمانية۔ أمّا الّذين يريدون الطعن في الإسلام، فهم ينظرون إلى سلوك بعض المسلمين، فيجدون فيه من الثغرات مايتهمون به الإسلام ... إذن، فالّذي لفت إلى الإسلام هو السلوك المنهجي الملتزم، ولذلك فالحق سبحانه وتعالى حين يعرض منهج الدعوة الناجحة يقول: { ومن أحسن قولاً ممّن دعا إلى الله وعمل صالحًا وقال إنّني من المسلمين }۔(فصلت:۳۳)

والدعوة إلى الله تكون باللسان والعمل الصالح، ليدل المؤمن على أنّ مايدعو إليه غيره قد وجده مفيدًا فالتزمه هو، فالعمل الصالح هو شهادة للدعوة باللسان، ولا يكتفي المؤمن بذلك، إنّما يعلن ويقول: إنّني من المسلمين، يقول ذلك لمن؟ يقوله لمن يرونه على السلوك السمح الرضي الطيب۔ إنّها الفتة من ذاته إلى دينه۔

إنّ هذا يفسر لنا كيف انتشر الإسلام بواسطة جماعه من التجار الّذين كانوا يذهبون إلى كثير من البلاد وتعاملوا مع النّاس بأدب الإسلام، وبوقار الإسلام، وبورع الإسلام فصار سلوكهم الملتزم لافتا، وعندما يسألهم القوم عن السر في سلوكهم الملتزم، ويقول الإنسان منهم: أنا لم أجئ بذلك من عندي ولكن من اتباعي لدين الله الإسلام۔ (تفسير الشعراوي: (۱۴۹۷/۳، ۱۴۹۸) آل عمران: ۵۳، مطابع أخبار اليوم)

(۱) حدثنا عبد الله بن يوسف: اخبرنا مالك عن عبد الله بن دينار عن عبد الله بن عمر رضى الله عنهما ان رجلا ذكر للنبى صلى الله عليه وسلم انه يخدع فى البيوع، فقال: اذا بايعت فقل: لا خلابة۔ (البخارى: (۲۸۳/۱) كتاب البيوع، باب مايكره من الخداع فى البيع، [رقم: ۲۱۱۷]، ط: قديمى)

مسلم: (۷/۲) كتاب البيوع، باب من يخدع في البيع، [رقم: ۳۸۲۶] ط: قديمى۔

سنن النسائى: (۲۱۳/۲) كتاب البيوع، الخديعة في البيع، [رقم: ۴۴۰۸] ط: الميزان۔

ابو داؤد: (۱۳۸/۲) كتاب الإجارات، باب في الرجل يقول عند البيع لا خلابة، [رقم: ۳۰۳۷] ط: رحمانيه۔

موطا مالك: (ص: ۲۱۵) كتاب البيوع، جامع البيوع، [رقم: ۱۱۹۱] ط: قديمى۔

دھوکے کی تعریف

دھوکا یہ ہے کہ سامان والا کسی ایسی بات کو چھپائے کہ خریدنے والے کو اگر اس کا پتا لگ جائے تو وہ اس چیز کو اس قیمت پر نہ خریدے۔ (۱) (۳۶۳)

دھوکے کی مختلف صورتیں

خریدار کو دھوکا دینا ناجائز اور حرام ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے، ایسے لوگ سود کھانے والے اور خائن ہیں اور آخرت میں جہنم میں جائیں گے۔ (۲)

دھوکے کی چند صورتیں یہ ہیں:

❶ اپنے سامان اور مال کی اس طرح تعریف کرنا اور ایسی صفات اور خوبیاں

---

(۱) سئل بعض الشافعية، أقول وهو ابن حجر الهيثمي وهي فتاواه عن رجل عجان خباز يعجن الخبز للبيع ويبيعه على الناس وهو أبرص أجلم ذو حكة و سوداء فهل يجوز له أن يباشر الخبز المذكور وهو بتلك الصفات أم لا؟ فأجاب بقوله: لايجوز بيع ما باشر نحو عجنه إلا أن يبين للمشتري حقيقة الحال؛ لأن المشتري لو اطلع على ذلک لم يشتره منه في الغالب و كل ما كان كذلک يكون كتمه من الغش المحرم... وضابط الغش المحرم أن يشتمل المبيع على وصف نقص لو علم به المشتري امتنع عن شرائه، فكل ما كان كذلک يكون غشا۔ (منحة الخالق على البحر الرائق: (۳۵/۶) كتاب البيع، باب خيار العين، ط: سعيد)

الفتاوى الكبرى الفقهية لابن حجر الهيثمي: (۲۰۸/۳) كتاب البيوع، باب التحالف، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) وعن عبد الله بن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار۔ (مجمع الزوائد: (۱۳۹/۳) رقم الحديث: ۶۳۳۱، كتاب البيوع، باب الغش، ط: دار الفكر، بيروت)

فيض القدير للمناوي: (۵۹۲۶/۱۱) رقم الحديث: ۸۸۸۱، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز رياض۔

من غشنا... أي خاننا وترک النصيحة لنا كأن ستر العيب في السلعة ليس منا۔ قال السيوطي روى الترمذي عن أبي هريرة مرفوعا: من غش فليس منا ... وروى الطبراني وأبو نعيم في الحلية عن ابن مسعود مرفوعا ولفظه: من غشنا فليس منا المكر والخداع في النار۔ (مرقاة المفاتيح: (۷۵/۷) كتاب البيوع، باب مالا يضمن من الجنايات، الفصل الأول، ط: رشيديه)

بیان کرنا جو واقعۃً اس میں موجود نہیں ہیں۔ (۱)

❷ اپنے مال میں سے جو خراب اور ناقص ہے اس کو چھپا کر رکھنا اور جو اچھا اور عمدہ ہے اس کو اوپر رکھنا اور خریدار کے سامنے ظاہر کرنا کہ سارا مال ایسا ہی ہے حالاں کہ اندر یا نیچے خراب اور ناقص مال چھپا ہوا ہے۔ (۲)

---

(۱) وأصل النجش: الاستثار، لأن الناجش يستر قصده... وقد عرفه الفقهاء بأن يزيد في الثمن ولا يريد الشراء، ليرغب غيره۔ أو أن يمدح المبيع بما ليس فيه ليروّجه۔ وقد ورد النهي عنه... وفي حديث ابن عمر رضي الله عنهما: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن النجش۔ فمذهب جمهور الفقهاء: أنه حرام، وذلک لثبوت النهي عنه، على ماسبق، ولما فيه من خديعة المسلم، وهي حرام۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۹/۲۲۱) الأسباب التي تودي إلى الضرر المطلق۔ النجش۔ ط: دار السلاسل، الكويت)

🗀 وكره النجش... أن يزيد ولا يريد الشراء أو يمدحه بما ليس فيه ليروجه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۱۰۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: أحكام نقصان المبيع فاسدًا، ط: سعيد)

🗀 حاشية ابن ماجه: (ص: ۱۵۷) رقم الحاشية: ۵، أبواب التجارات، باب ماجاء في النهي عن النجش، ط: قديمی۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: "ياصاحب الطعام! ماهذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

🗀 سنن أبي داود: (۲/۱۳۳) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: إمداديه ملتان۔

🗀 عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر۔ (عن بيع الغرر) هو ماكان له ظاهر يغر المشتري وباطن مجهول۔ (سنن النسائي مع حاشية السندي: (۲/۲۱۶، ۲۱۷) كتاب البيوع، بيع الحصاة، ط: قديمی)

🗀 التدليس أو التغرير: هو إغراء العاقد وخديعته ليقوم على العقد ظانًا أنه في مصلحته والواقع خلاف ذلک۔ وهو أنواع كثيرة منها: التدليس الفعلي، والتدليس القولي، والتدليس بكتمان الحقيقة۔ أما التدليس الفعلي: هو إحداث فعل في المعقود عليه ليظهر بصورة غير ما هو عليه في الواقع، أي أنه تزوير الوصف في المعقود عليه أو تغييره بقصد الإيهام كتوجيه البضاعة المعروضة للبيع بوضع الجيد في الأعلى۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳/۲۱۸، ۲۱۹) المطلب الثاني:: الإرادة العقدية، الفرع الثالث۔ التدليس أو الغلط۔ ط: دار الفكر)

❸ فروخت کرنے والے کا خریدار کے سامنے یہ ظاہر کرنا کہ اس مال کو اتنی قیمت پر خریدنے والے موجود ہیں، مثلاً دس روپے کا مال ہے لیکن فروخت کرنے والا خریدار کو بتاتا ہے کہ اس کا پندرہ روپے کا گاہک موجود ہے، آپ کو سولہ روپے پر دوں گا خریدار اس پر اعتماد کر کے سولہ روپے پر خریدتا ہے جب کہ یہی مال دس روپے پر عام بازار میں مل سکتا ہے اور واقعۃً کوئی گاہک پندرہ روپے کا نہیں تھا صرف خریدار کو دھوکا دینے اور اپنے مال کو چلانے کے لیے غلط بیانی سے کام لیا ہے، یہ حلال نہیں اس لیے اس طرح کا کاروبار اور منافع سب حرام ہے۔ (۱)

❹ خریدار کے سامنے بروکر دلال کا کسی چیز کا خریدار بن کر مارکیٹ سے زائد قیمت کا سودا طے کرنے کی کوشش کرنا اس ارادے سے کہ چیز فروخت ہو جائے گی تو اس کو کمیشن ملے گا، دلال کا خریدنے کا ارادہ نہیں صرف دلالی کمیشن حاصل کرنا مقصد ہوتا ہے اور اصل خریدار کو دھوکا دے کر چیز کو زائد قیمت پر بکوانا مقصد ہوتا ہے۔ (۲)

---

(۱) وصورة التغرير أن يقول له: هذا الفرس يساوي ألفا وقيمته كذلك، وقد دفع فلان ألفا فلم أبعه فاشتراه المخاطب ثم ظهر أنّ قيمة الفرس أقلّ من القدر المعين للغبن الفاحش وإنّ فلانًا لم يدفع بالفرس ألفا۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱۵۹/۱) شرح المادة: ۳۵۷، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب السادس في الخيارات، الفصل السابع في الغبن والتغرير، ط: دار الكتب العلمية)

☜ تنقيح الفتاوى الحامدية: (۲۷۰/۲) كتاب البيوع، باب الخيارات ومطالبه، ط: رشيديه۔

☜ التدليس والتغرير: هو إغراء العاقد وخديعته ليقدم على العقد ظانًا أنه في مصلحته، والواقع خلاف ذلك۔ وهو أنواع كثيرة منها: التدليس الفعلي، والتدليس القوله والتدليس بكتمان الحقيقة... وأمّا التدليس القولي: فهو الكذب الصادر من أحد العاقدين أو ممن يعمل لحسابه حتى يحمل العاقد الآخر على التعاقد ولو بغبن، كأن يقول البائع ... للمشتري ...: هذا الشيء يساوي أكثر، ولا مثيل له في السوق، أو دفع له فيه سعر كذا فلم أقبل۔ ونحو ذلك من المغريات الكاذبة۔ وحكم هذا النوع أنه منهي عنه شرعًا؛ لأنه غش وخداع۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۱۸/۴، ۲۱۹، ۲۲۰) المبحث الثالث: الإرادة العقدية، الفرع الثالث: التدليس أو الغلط، ط: دار الفكر)

(۲) انظر الحاشية السابقة۔

☜ نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النجش وهو أن يزيد في الثمن ولا يريد الشراء ليرغب غيره فيما بلغت قيمتها، فإنه تغرير للمسلم ظلمًا۔ (فتح القدير: (۲۳۶/۶) كتاب البيوع، =

❺ فروخت کرنے والے کے سامنے کسی چیز کی اتنی برائی، عیب اور خرابی بیان کرنا کہ وہ کم قیمت پر اپنی چیز کو فروخت کرنے پر راضی ہوجائے۔ (۱)

❻ دلال کا اپنے آپ کو خریدار ظاہر کرکے فروخت کرنے والے کے سامنے یہ بتانا کہ تمہاری اس چیز کی قیمت مثلاً سو روپے سے زیادہ کہیں نہیں مل سکتی مجھے ساری مارکیٹوں کا پتا ہے لہٰذا مجھے سو روپے پر دے دو، جب کہ دلال سے کسی اور نے خفیہ طے کیا ہے کہ یہ چیز اگر تو اتنی کم قیمت پر دے گا تو تجھے اتنا کمیشن ادا کروں گا اور اس چیز کی قیمت مارکیٹ میں سو روپے سے زیادہ ہے، فروخت کرنے والا اگر تحقیق کرکے فروخت کرے تو زیادہ پر فروخت کرسکتا ہے لیکن وہ دلال کی بات پر اعتماد کرکے سو روپے پر مال دے دیتا ہے تو یہ دھوکا اور خیانت ہوئی اور "نجش" ہے جو کہ حرام ہے۔

خلاصہ یہ کہ دھوکا دینا خواہ دلال کی جانب سے ہو یا خریدار اور فروخت کرنے والے کی طرف سے سب ناجائز اور حرام ہے، ہاں اگر کسی چیز کی واقعی قیمت پر فروخت کرنے کے لیے اور نقصان سے بچانے کے لیے اگر کوئی شخص کسی چیز کی صحیح قیمت کا اندازہ بائع یا مشتری کے سامنے ظاہر کردیتا ہے تو یہ نجش اور دھوکے میں نہیں آئے گا۔ (۲)

=فصل فیمایکرہ، ط: دار الکتب العلمیة)

🗀 (ولاتناجشوا) أي لاتفعلوا ذلک وسبب ذلک إیقاع رجل فیه بأزید من الثمن وهو خداع والخداع قبیح۔ (العنایة في شرح الهدایة: (۶/۴۳۶) کتاب البیوع، فصل فیمایکرہ، ط: دار الکتب العلمیة)

(۱) انظر رقم الحاشیة السابقة رقم: ۱۔

(۲) انظر الصفحة السابقة رقم الحاشیة: ۱، وایضا رقم الحاشیة: ۲ علی الصفحة: ؟؟ (عن أبي هریرة)

🗀 وضابط الغش المحرم أن یشتمل المبیع علی وصف نقص لو علم به المشتري امتنع عن شرائه فکل ما کان کذلک یکون غشا وکل مالایکون کذلک لایکون غشا محرما۔ (منحة الخالق علی البحر الرائق: (۶/۵۰) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید)

🗀 الفتاوی الکبری الفقهیة: (۴/۲۰۸) کتاب البیوع، باب التحالف، ط: دار الکتب العلمیة۔

دھوکا گاڑی خریدنے میں

''گاڑی خریدنے میں دھوکا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۹/۵)

دھوکا ہوسکتا ہو

ایسی چیز کی خرید وفروخت بالکل حرام اور ناجائز ہے جس میں دھوکا ہوسکتا ہو اور اس کی حقیقت معلوم نہ ہو جیسے سیپی کے اندر سے موتی نکالے بغیر اس موتی کی خرید وفروخت کرنا، جانور کی پیٹھ سے اون کو کاٹنے سے پہلے اس کی خرید وفروخت کرنا، پانی میں جال پھینک کر نکالنے سے پہلے یہ کہنا کہ اس جال میں جتنی مچھلیاں آئیں گی وہ میں نے فروخت کیں، پانی میں غوطہ لگاتے ہوئے یہ کہنا کہ اس غوطے میں جتنے موتی ہاتھ آئے وہ میں نے فروخت کیے وغیرہ۔[1]

ان تمام صورتوں میں دھوکا ہوسکتا ہے اس لیے اس طرح خرید وفروخت کرنا ناجائز اور باطل ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غرر (دھوکے) کی بیع سے منع فرمایا ہے۔[2]

---

(۱) (وكذا لا يجوز بيع الؤلو في الصدف) فإنه فاسد للغرر وهو مجهول لايعلم وجوده ولاقدره ولا يمكن تسليمه ... والصفوف على ظهر الغنم ... ولايجوز بيع ضربة القانص) وهو بالقاف والنون: الصائديقول بعتك مايخرج من إلقاء هذه الشبكة مرة بكذا وقيل بالغين والياء قال في تهذيب الأزهري نهى عن ضربة الغائص وهو الغواص بأن يقول أغوص غوصة فما أخرجته من اللآلي فهو لك بكذا وهو بيع باطل لعدم ملك البائع المبيع قبل العقد فكان غررا۔ (مجمع الأنهر: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

البحر الرائق: (۷۳/۶، ۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۶۳/۵۔۶۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب استثناء الحمل في العقود على ثلاث مراتب، ط:: سعيد۔

وأشار المصنف إلى أن كل مابيع في غلافه فلايجوز كاللبن في الضرع واللحم في الشاة الحية ... ودليل في هذه الحنطة۔ (البحر الرائق: (۷۵/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم: عن بيع الغرر وبيع =

دھوکا ہونے کے بعد چیز واپس کرنے کا حکم

''دھوکا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۳۵۷)

دھوکے کی صورتیں

کوئی چیز فروخت کرتے وقت عیب کو چھپا کر دھوکا دینے کی مختلف صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ چیز کی ذات کے متعلق کوئی عیب چھپانا۔

❷ چیز کی صفات کے متعلق کوئی عیب چھپانا۔

❸ مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا۔

❹ اشیا کے اجزائے ترکیبی کے متعلق غلط بیانی کرنا۔

❺ بننے کی جگہ کے بارے میں غلط بیانی کرکے دھوکا دینے کی کوشش کرنا۔ (۱)

دیکھنے سے قبل خیار رؤیت کو ساقط کرنا

اگر خریدار نے مبیع (بیچی گئی چیز) کو دیکھے بغیر خرید لیا ہے تو دیکھنے کے بعد خریدار کو اختیار ہوتا ہے پسند آئے تو رکھ لے اور اگر پسند نہیں آیا تو واپس کر دے اس اختیار کو خیار رویت کہتے ہیں، اور یہ اختیار مبیع کو دیکھنے کے بعد حاصل ہوتا ہے مبیع کو دیکھنے سے پہلے خریدار کو یہ اختیار حاصل نہیں ہوتا، لہٰذا اگر خریدار سودا کرتے وقت یہ کہہ دے کہ میں بن دیکھے مبیع خریدتا ہوں اور مجھے بعد میں مبیع کو واپس کرنے کا

=الحصاة۔(جامع الترمذي:(۱/۲۳۳)أبواب البيوع،باب ماجاء في كراهية بيع الغرر،ط:سعيد)
سنن أبي داود:(۲/۱۲۳)كتاب البيوع،باب في بيع الغرر،ط:رحمانية۔
سنن نسائي:(۲/۲۱۶)كتاب البيوع،بيع الحصاة،ط:قديمي۔
(۱)انظر الحاشيتين السابقتين،رقم:۱،۲۔

اختیار نہیں ہوگا، یا خریدنے کے بعد دیکھنے سے پہلے کہہ دے کہ میں نے اختیار کو ساقط کردیا تب بھی اسے مبیع دیکھنے کے بعد رکھنے یا واپس کرنے کا اختیار ہوگا، کیونکہ دیکھنے سے پہلے اس کو اختیار حاصل نہیں ہوا تو اس کو ساقط بھی نہیں کرسکتا۔ (۱)

دیکھنے کا لمبا عرصہ گزر گیا

اگر کسی نے کوئی چیز دیکھی اور اُسے دیکھے ہوئے ایک لمبا عرصہ گزر گیا پھر لمبے عرصہ کے بعد اس کو خرید لیا لیکن خریدنے کے بعد ابھی تک دیکھا نہیں لیکن جب گھر لاکر دیکھا تو چیز جیسی دیکھی تھی اُسے بالکل ویسا ہی اس کو پایا تو اب دیکھنے کے بعد واپس کردینے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہوگیا تو دیکھنے کے بعد اس کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ (۲)

دیکھے بغیر چیز خرید لی

دیکھے بغیر چیز کو خریدنے کے بعد خریدار اس چیز کا مالک ہوجاتا ہے اور اسے

---

(۱) (من اشترى شيئاً ولم يره كان له الخيار حتى يراه فإذا رآه إن شاء قبله وإن شاء فسخ البيع ويقال لهذا الخيار خيار الرؤية) وله فسخ البيع ايضاً ولو رضي به قبل الرؤية بالقول لأن خياره معلق بالرؤية نصاً والمعلق بالشرط عدم قبل وجوده، والإسقاط لايتحقق في المعدوم أي إذا كان خيار الرؤية معلقاً بالرؤية كان عدماً قبل وقوعها فلايصح إسقاطه بالرضا. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۱۳۶) المادة: ۳۲۰، الكتاب الأول البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: فاروقيه)

الدر المختار مع الرد: (٤/٥٩٥) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد.

تبيين الحقائق: (٤/٢٥) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: امداديه.

(۲) ومن رأى شيئاً ثم اشتراه بعد مدة فإن كان على الصفة الّتي رآه فلاخيار له. . . وإن وجده متغيّراً فله الخيار۔ (الهداية: (۳/۴۱) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۶/۳۳) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۴/۶۰۱) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، مطلب الأعمى كالبصير إلّا في مسائل، ط: سعيد۔

مالکانہ حیثیت سے استعمال کرسکتا ہے۔ (۱)

(۳۷۰) دیکھے بغیر سودا کرنے کی صورت میں سودا منسوخ کرنے کا حق ہوتا ہے

''بن دیکھے سودا ہوجائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

دیکھے بغیر کوئی چیز خرید لی

''خیار رؤیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۵/۳)

دیکھے بغیر مختلف اشیاء خریدیں

اگر ایک سو روپے میں مختلف اشیاء دیکھے بغیر خریدیں تو ہر چیز کے بارے میں مستقل رؤیت (دیکھنے کے بعد لینے نہ لینے کا اختیار) حاصل ہوگی اور اگر بعض اشیاء کو دیکھا لیکن دوسری بعض اشیاء کو نہیں دیکھا تو ان اشیاء میں خیار رؤیت حاصل ہوگا جنھیں نہیں دیکھا تھا، البتہ دونوں صورتوں میں اگر چیز واپس کرنی ہو تو ایک سودے میں خریدی ہوئی تمام اشیاء کو واپس کرنا ضروری ہوگا۔ (۲)

---

(۱) باب خیار الرؤیۃ قدمہ علی خیار العیب؛ لأنہ یمنع تمام الحکم و ذلک یمنع لزومہ واللزوم بعد التمام... ویثبت حکما لا بالشرط، ولا یتوقت، ولا یمنع وقوع الملک للمشتري، حتی لو تصرف فیہ جاز تصرفہ، وبطل خیارہ، ولزمہ الثمن۔ (الشامیۃ: (۵۹۲/۴) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲٦/٦) کتاب البیع، باب خیار الرؤیۃ، ط: سعید۔

الجوہرۃ النیرۃ: (۲۳۷/۱) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ط: حقانیہ۔

(۲) إذا اشتریت أشیاء متفاوتۃ صفقۃ واحدۃ وکان المشتري رآہ بعضہا ولم یر الباقي فمتی رأی ذلک الباقي إن شاء أخذ جمیع الأشیاء المبیعۃ وإن شاء رد جمیعہا ولیس لہ أن یأخذ ما رآہ ویترک الباقي- (شرح المجلۃ لسلیم رستم باز: (۱۳۹/۱) المادۃ: ۳۲۸، الکتاب الأول في البیوع، الباب السادس في بیان الخیارات، الفصل الخامس في خیار الرؤیۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ)=

دیکھنے کے لیے استعمال کرنے سے خیار ختم نہیں ہوگا

۳۷۱ خیار شرط کی صورت میں اگر چیز کو صرف دیکھنے کے لیے استعمال کیا تو خیار ختم نہیں ہوگا اور پسند نہ آنے کی صورت میں مدت خیار کے اندر اندر واپس کرنے کا حق ہوگا، مثلاً سلا ہوا کرتہ یا چادر یا دری تین دن کے خیار شرط کے ساتھ خریدی، پھر یہ دیکھنے کے لیے کہ یہ کرتہ ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں ایک مرتبہ پہن کر دیکھا اور فوراً اتار دیا یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھ کر دیکھی یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی تو بھی واپس کر دینے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

دیکھنے کے لیے کافی ہے

چیز کو خریدنے سے پہلے اس حد تک دیکھ لینا کہ دیکھنے کے بعد چیز کا مقصد اور فائدہ واضح ہو جائے چیز کو دیکھنے کے لیے کافی ہے، اس دیکھنے کے بعد اگر وہی چیز خرید لی تو خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔

اس کا دار و مدار عرف ورواج پر ہے، بازار میں چیز کو جس مقصد کے لیے

= ▭ ومن رأى أحد الثوبين فاشتراهما) وقد تقدم أن في الجمع بين الأشياء المتفاوتة الآحاد في البيع رؤية بعضها لا يعرف الباقي بل لا بد من رؤية كل واحد منها، وعلى هذا إذا رأى أحد الثوبين فاشتراهما ثم رأى الآخر فله الخيار، لكن لا يرد الذي رآه وحده، بل يردهما إن شاء كي لا يلزم تفريق الصفقة قبل التمام. (العناية في شرح الهداية: (۳۴۲/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

▭ البحر الرائق: (۳۳/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

(۱) ولو كان المبيع ثوبا، فلبسه لينظر إلى قصره من طوله وعرضه لا يبطل خياره؛ لأن ذلك مما يحتاج إليه للتجربة والامتحان أنه يوافقه أم لا، فلم يكن منه بد۔ (بدائع الصنائع: (۲۷۰/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

▭ وأيضا فيه: (۲۸۲/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

▭ الجوهرة النيرة: (۲۳۶/۱) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: حقانيه۔

▭ الفتاوى الهندية: (۴۸/۳) كتاب البيوع، الباب السادس في خيار الشرط، الفصل الثالث: في بيان ما يفعل بفعل البيع... الخ، ط: رشيديه)

فروخت کیا جاتا ہے اور جن صفات کی وجہ سے چیز کی قیمت میں کمی بیشی ہوتی ہے اس مقصد اور ان صفات کو جانچنے کا جو طریقہ و معیار بازار میں رائج ہو اس طرح جانچ لینا چیز کو دیکھنے کے لیے کافی ہے۔(۱)

دین

قرض، ثمن اور کرنسی جیسے نوٹ، دینار، درہم جو کسی کے ذمہ میں ہوتا ہے اس کو "دَین" کہا جاتا ہے۔(۲)

"دین" اور "قرض" میں فرق

"قرض" اور "دین" میں فرق" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۶/۵)

دین بچانے کے لئے مال کی ضرورت

"مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۷/۶)

---

(۱) المراد من الرؤية في بحث خيار الرؤية هو الوقوف على الحال والمحل الّذي يعرف به المقصود الأصلي من المبيع مثلاً: الكرباس والقماش الّذي يكون ظاهره وباطنه متساويين تكفي رؤية ظاهره والقماش المنقوش والمدرب تلزم رؤية نقشه ودروبه ... والمأكولات والمشروبات يلزم أن يذاق طعمها ... فالمشتري إذا عرف هٰذه الأموال على الصور المذكورة ثم اشتراه ليس له خيار الرؤية۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۱/۱۳۷، ۱۳۸) الكتاب الأوّل: في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الخامس في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية)

فتح القدير: (۶/۳۱۳) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۶/۲۹) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

(۲) الدين: مايثبت في الذمة كمقدار من الدراهم في ذمة رجل. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۲۰) المادة: ۱۵۸، الكتاب الأول في البيوع، المقدمة في الإصطلاحات الفقهية المتعلقة البيوع، ط: فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۲۸) المادة ۱۵۸، ط: دار الجيل.

أما الدين: فهو كل مايثبت في الذمة من الأموال. (الفقة الإسلامي وأدلته: (۵/۳۳۷۲) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول، المبحث الثالث، المطلب الثاني، الفرق بين الثمن والقيمة والدين، ط: رشيديه)

دین کی بیع

دین کی بیع مدیون کے علاوہ کسی اور آدمی کو جائز نہیں ہے۔ (۱)

مثلاً کوئی شخص بیرون ملک میں جا کر کاروبار کرتا ہے اور لوگوں نے اس سے ادھار میں مال خریدا ہے اور اب تک رقم وصول نہیں ہوئی اور یہ کاروبار کرنے والا آدمی بیرون ملک سے اپنے ملک واپس آنا چاہ رہا ہے لیکن ادھار کی رقم وصول نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہے، اس لیے یہ آدمی ادھار کی رقم کسی آدمی کو فروخت کردے تو یہ جائز نہیں ہے البتہ یہ صورت ہو سکتی ہے کہ کسی سے اتنی رقم ادھار لے لے اور ادائیگی کے لیے ان لوگوں کو حوالہ کردے کہ یہ لوگ آپ کو یہ رقم ادا کریں گے۔ (۲)

---

(۱) وافتی المصنف ببطلان بیع الجامکیة لما فی الاشباہ بیع الدین انما یجوز من المدیون۔
وفی الشامیة: اذا باع الدین من غیر من علیه کما ذکرہ لایصح۔ (الدر مع الرد: (۳/۵۱۷) کتاب البیوع، مطلب فی بیع الجامکیة، ط: سعید کراچی)

وبیع الدین لایجوز، ولو باعه من المدیون او وهبه جاز۔ (الاشباہ والنظائر: (۳/۱۳) الفن الثالث، الجمع والفرق، القول فی الدین، ط: ادارۃ القرآن کراچی)

حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار مع الرد: (۳/۹) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

(۲) (وإذا كان في التركة دين على الناس ... الخ) وإذا كان في التركة دين على الناس فأدخلوه في الصلح على أن يخرجوا من صالح عن الدين ويكون الدين لهم فهو باطل في الدين والعين جميعا، أما في الدين فلأن فيه تمليك الدين من غير من عليه الدين وهو حصة المصالح، وأما في العين فلاتحاد الصفقة ـ والحيلة في الجواز أن يشترطوا على أن يبرأ الغرماء منه ولا ترجع الورثة عليهم بنصيب المصالح فإنه إسقاط أو تمليك الدين ممن عليه الدين وهو جائز ... والأوجه أن يقرضوا المصالح مقدار نصيبه ويصالحوا عما وراء الدين ويحيل الورثة على استيفاء نصيبه من الغرماء۔ (العناية شرح الهداية: (۸/۴۴۱، ۴۴۲) كتاب الصلح، فصل في التخارج، ط: دار الفكر)

الدر المختار: (۵/۶۴۳) كتاب الصلح، فصل في التخارج، ط: سعيد۔

وإن أرادوا إدخال الدين في الصلح فالوجه أن تستقرض المرأة من الورثة مثل نصيبها من الدين ثم تحيلهم بذلك على الغرماء ليعطيهم من نصيبها ويقبل الغريم ذلك۔ (الفتاوى الهندية: (۶/۲۲۸) كتاب الحيل، الفصل الثالث والعشرون في الصلح، ط: رشيديه)

یا کسی آدمی کو یہ رقم وصول کرنے کے لیے وکیل بنادے اور وکیل یہ رقوم وصول کر کے پہنچادے۔ (۱)

دین کے دستاویز کی خرید وفروخت کرنا

ادھار قیمت کی دستاویز کوفروخت کرنا کاغذ کی خرید وفروخت نہیں بلکہ دستاویز میں لکھی ہوئی رقم کی خرید وفروخت ہے اور نقد کی بیع اگر نقد کے عوض ہو تو ضروری ہے کہ دونوں طرف سے فوری ادائیگی اور قبضہ ہو اور ایک جنس ہونے کی صورت میں مقدار کے اعتبار سے برابری بھی ہو، بیع صرف کا یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے اور اس پر قریب قریب تمام فقہاء کرام کا اتفاق ہے اس لیے دین کے دستاویز کی خرید وفروخت بالکل جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء وایفاء الدین واستیفائه والمال الذی قبضه الوکیل بقبض العین بحسب وکالته هو فی حکم الودیعة بید الوکیل۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۲/ ۷۸۴) [المادة: ۱۴۶۳] ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

ومنها: ان المقبوض فی ید الوکیل بجهة التوکیل بالبیع والشراء وقبض الدین والعین وقضاء الدین امانة بمنزلة الودیعة لان یده نیابة عن الموکل بمنزلة ید المودع۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۳۸) کتاب الوکالة، ط: رشیدیه کوئٹه)

تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۱/ ۳۶۵) کتاب الوکالة، ط: رشیدیه کوئٹه۔

(۲) (قوله: فلو تجانسا شرط التماثل والتقبض) أي النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلابد لصحته من التساوي وزنا ومن قبض البدلين قبل الافتراق... (قوله: فلو باع بالفضة مجازفة صح إن تقابضا في المجلس) لأن المستحق هو القبض قبل الافتراق دون التساوي... ولو افترقا قبل قبضهما أو قبض أحدهما بطل لفوات الشرط۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۹۳، ۱۹۴) کتاب الصرف، ط: سعید)

الدر مع الرد: (۵/ ۲۵۷، ۲۵۹) کتاب البیوع، باب الصرف، ط: سعید۔

فإن باع فضة بفضة أو ذهبا بذهب لايجوز إلا مثلا بمثل... وإن اختلفا في الجودة والصياغة... ولابد من قبض العوضين قبل الافتراق بإجماع الفقهاء۔ (فتح القدیر: (۷/ ۱۲۷، ۱۲۹) کتاب الصرف، ط: دار الکتب العلمیة)

دین کے علاوہ کسی دوسری جنس سے دین وصول کرنا

۳۷۵ اگر مدیون دائن کا قرض ادا نہ کرے تو مدیون کے جس قسم کا مال بھی دائن کے ہاتھ میں آجائے اس کے لیے اس سے قرضہ وصول کر لینا جائز ہے۔[1]

دین مؤجل میں کمی کرنا

"ضَعْ وَتَعَجَّلْ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۴)

دین ہر شخص کو نہیں ملتا

"دنیا ہر شخص کو دیتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۳/۳)

دیوار گھر کی بیع میں داخل ہے

"توابع ذکر کے بغیر بیع میں داخل ہو جاتے ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

دیوالیہ

اگر کسی آفت یا حادثہ کی وجہ سے مقروض آئندہ کبھی بھی قرض ادا کرنے کے قابل نہ رہے تو اسے مفلس یا دیوالیہ کہا جاتا ہے، وقت کا حاکم ایسے شخص کو مال میں تصرف سے روک دیتا ہے، اسی کا نام "قرقی" کرنا ہے۔[2]

---

(۱) قال الحموی: ان عدم جواز الاخذ من خلاف الجنس کان فی زمانهم لمطاوعتهم فی الحقوق، والفتوی الیوم علی جواز الاخذ عند القدرة من ای مال کان، لاسیما فی دیارنا۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۸۶/۴) کتاب الحجر، ط: دار المعرفة بیروت)

الفقه الاسلامی وادلته: (۵۳۵۱/۷) ط: رشیدیه کوئٹه۔

الشامیة: (۱۵۱/۶) کتاب الحجر، مطلب: تصرفات المحجور بالدین کالمریض، ط: سعید۔

وفیه أیضا: (۹۵/۴) کتاب السرقة، مطلب: یعذر بالعمل بمذهب الغیر عند الضرورة، ط: سعید۔

(۲) تعریف التفلیس والمفلس: التفلیس لغة: النداء علی المفلس... وشرعاً: جعل الحاکم المدیون مفلساً بمنعه من التصرف فی ماله... والفلس: عدم المال... وفی الشرع: من لایفی ماله بدینه... ومن لزمه من الدین أکثر من ماله الموجود۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۵۰۰۱/۶، ۵۰۰۹) القسم الثالث:=

دیوالیہ ہونا

کسی تاجر پر لوگوں کا قرض اس قدر بڑھ جائے کہ اس کا تجارتی مال لوگوں کے قرضے ادا کرنے کے لیے کافی نہ ہو یا کوئی کمپنی اس طرح دیوالیہ ہو جائے کہ بہت سے ملازمین کی تنخواہیں اس کے ذمے ہوں اس کا جاری سرمایہ ختم ہو جائے یا اس قدر کم ہو جائے کہ وہ تجارت جاری رکھ کر لوگوں کے قرض واپس کرنے کی اس میں استطاعت نہ رہے تو حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایسے ادارے یا کمپنی پر پابندی عائد کرے اور اس کا اثاثہ یعنی سامان ضبط کر کے اپنے قبضے میں لے لے، اس کے بعد دیکھے کہ کمپنی، ادارے یا دکان میں موجود سامان میں اگر کسی شخص کا متعین مال نکل آئے مثلاً کسی تاجر سے ایک مشین خریدی گئی تھی وہ ابھی صحیح سالم موجود ہے یا مثلاً کسی ڈیلر سے دس فریج لیے تھے وہ ابھی تک گودام میں پیک شدہ موجود ہیں تو وہ مال ثبوت وشواہد کی بنیاد پر اصل مالک کو واپس کر دے، اس کے بعد بقیہ مال فروخت کر کے قرض خواہوں کے قرض ادا کر دیے جائیں، مال فروخت کرنے کی ترتیب یہ رکھے کہ سب سے پہلے تجارت کا سامان فروخت کرے اس کے بعد اثاثہ یعنی مشین وغیرہ، اس کے بعد دکان، کمپنی یا فیکٹری فروخت کی جائے، البتہ اس کا رہائشی گھر، اس کے اور اس کے گھر والوں کے گزارے کے بقدر سامان اس کے لیے چھوڑ دینا مناسب ہے۔[1]

= العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الثامن عشر: الحجر، المبحث العاشر: الحجر على المدين وأثره (التفليس)، ط: رشيديه)

(۱) اذا طلب غرماء المفلس الحجر عليه حجر عليه القاضي ومنعه من التصرفات حتى لا يضر بالغرماء نظرا لهم، ويبيع ماله ان امتنع المدين من بيعه ويقسمه بين الغرماء بالحصص، لان ايفاء الدين مستحق عليه۔

ويباع في الدين النقود ثم العروض يعنى عروض التجارة ثم العقار، ويترك له ثياب بدنه =

نوٹ: آج کل حکومت کے نمائندے ایسے لوگوں سے بھی دس فی صد لے لیتے ہیں یہ شرعا جائز نہیں ہے کیوں کہ لوگوں کے حقوق دلانا حکومت کی ذمہ داری ہے اور جس کو مقرر کیا جاتا ہے اس کو حکومت کی جانب سے تنخواہ ملتی ہے۔ پھر بھی ان لوگوں سے دس فی صد وصول کر کے اپنی جیب میں بھرنا یا جو رشوت دے اس کو پیسہ واپس کرنا اور جو رشوت نہ دے اس کے پیسے کو دبا کے رکھنا یا کم دینا سب ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

=وينفق من ماله عليه وعلى زوجته واولاده الصغار وذوى ارحامه، لانها من الحوائج الاصلية، وانها مقدمة على حقهم، وان لم يظهر للمفلس مال فان كان القاضي يعرف يساره اوقامت البينة ان له مال حبسه القاضي مدة يغلب على ظنه انه لو كان له مال اظهره فان لم يظهر له مال خلى سبيله ولايحول بينه وبين غرمائه بعد خروجه من الحبس، يلازمونه ولايمنعونه من التصرف والسفر، وياخذون فضل كسبه يقسمون بينهم بالحصص۔

وانما يوذن لهم بملازمته، لانه ربما كان له مال لايطلع عليه احد قداخفاه وهويظهر القصر والعسرة، فاذا لازموه فربما اضجروه فاعطاهم والملازمة ان يتابعه الدائن فيدور معه حيث دار، ويجلس على بابه اذا دخل بيته، وبينة اليسار مقدمة على بينة الاعسار، لانها مثبتة اذ الاصل الاعسار۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۱۰۶/۲) كتاب الحجر، ط:دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۱۹۹/۵، ۲۰۰) كتاب الحجر، ط:امداديه ملتان۔

الجوهرة النيرة: (۲۹۹/۱) كتاب الحجر، ط:حقانيه۔

(۱) والحاصل أن حد الرشوة هو مايؤخذ عما وجب على الشخص، سواء كان واجبا على العين أو على الكفاية، وسواء كان واجبا حقًا للشرع كما في القاضي وأمثاله۔ (إعلاء السنن: (۶۱/۱۵) كتاب القضاء، باب الرشوة، تحقيق معنى الرشوة لغة وشرعا، ط:إدارة القرآن)

تفسير البحر المحيط: (۵۳۳/۵) سورة النحل: ۹، ط:دار الفكر۔

الثالث أخذ المال ليسوي أمره عند السلطان دفعًا للضرر، أو جلبًا للنفع، وهو حرام على الآخذ فقط۔ الرابع: مايدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه أو ماله، حلال للدافع، حرام على الآخذ؛ لأن دفع الضرر عن المسلم واجب۔ (الشامية: (۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط:سعيد)

فتح القدير: (۲۳۶/۷) كتاب أدب القاضي، ط:دار الكتب العلمية۔

الفتاوى الهندية: (۴۰۳/۳) كتاب الهبة، الباب الحادي عشر في المتفرقات، ط:رشيديه۔

ڈاڑھی منڈوانا

ڈاڑھی اللہ تعالٰی کی ایک عظیم نعمت ہے، اللہ تعالٰی نے اسے مردوں کی زینت بنایا ہے،اوران کے چہروں پر سجایا ہے، یہ مردوں کوعورتوں سے الگ اور ممتاز کرتی ہے،اس سے مرد کی مردانگی،قوت اور وقار واضح ہوتا ہے یہ صرف چہرے پر بالوں کا بڑھانا نہیں بلکہ یہ مسلمان مردوں کی اسلامی علامت اور نشانی ہے، اس کا احترام کرنا چاہئے اوراسے چہرے پر سجا کر اللہ تعالٰی کا قرب حاصل کرنا چاہئے۔

ڈاڑھی رکھنا تمام انبیاء کرام، صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین، اولیاء کرام اور سلف صالحین کی پسندیدہ ترین سنت ہے، امت کے تمام نیک لوگ ڈاڑھی کی عزت اور احترام کرتے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی ڈاڑھی نہیں منڈواتا تھا۔

ڈاڑھی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ سنت ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑھانے کا حکم دیا ہے،لیکن آج کل اکثر مسلمان اس عظیم نعمت کے بارے میں کوتاہی کا شکار ہوچکے ہیں،اس کی عزت واحترام دلوں سے ختم ہو چکا ہے، اسے منڈوانا اوراس کے طرح طرح کے ڈیزائن بنانا مسلمان نوجوانوں کی عادت بن چکی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کرام کی یہ پیاری سنت ایک قسم کا مذاق بن کر رہ گئی ہے، یہ ایمان کے لئے خطرہ ہے، اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے،عام طور پر گناہ دنیا والوں سے چھپ کر کیا جاتا ہے لیکن یہ گناہ سرعام عملی طور پر اعلان کر کے کیا جاتا ہے۔

اسلاف کے نزدیک ڈاڑھی نہ ہونا اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ اگر کوئی آدمی قدرتی طور پر ڈاڑھی سے محروم ہوتا تو ان میں ڈاڑھی رکھنے اور رکھوانے کے بارے میں کتنا ذوق وشوق اور جذبہ تھا اس بارے میں چند ایمان افروز واقعات یہ ہیں۔

❶ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ قوم کے سردار تھے ان کے چہرے پر قدرتی طور پر ڈاڑھی نہیں تھی ان کی قوم کے لوگ کہتے تھے کہ ہمارے سردار قیس بن سعد بڑے بہادر اور سمجھدار آدمی ہیں، لیکن افسوس کہ انکے چہرے پر ڈاڑھی نہیں ہے، کاش! اگر ڈاڑھی درہموں (پیسوں) کے عوض خریدی جاسکتی تو ہم انہیں خرید کر دیتے، تاکہ یہ مکمل آدمی نظر آتے۔

❷ قاضی شریح رحمہ اللہ کے چہرے پر قدرتی طور پر ڈاڑھی نہیں تھی، وہ فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ کاش! میری ڈاڑھی ہوتی، اگرچہ مجھے اس کی قیمت دس ہزار درہم ادا کرنا پڑتی۔

❸ حضرت احنف بن قیس بڑے عقل منداور دانا آدمی تھے، اور اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ ان کے چہرے پر قدرتی طور پر ڈاڑھی نہیں تھی، ان کی قوم کے لوگ کہتے تھے ہم چاہتے ہیں کہ ہم اپنے سردار احنف بن قیس کے لئے ڈاڑھی خریدلیں اگرچہ ہمیں بیس ہزار درہم ادا کرنا پڑیں۔

غرض کہ اسلاف میں ڈاڑھی کی بہت زیادہ اہمیت تھی، ڈاڑھی کے بغیر وہ آدمی کو مکمل نہیں سمجھتے تھے، قدرتی طور پر ڈاڑھی سے محروم ہونے کی صورت میں بہت ہی زیادہ افسوس کرتے تھے، اور ڈاڑھی حاصل کرنے کے لئے بے دریغ پیسے خرچ کرنے کا جذبہ رکھتے تھے، بلکہ بعض لوگ ایسے تھے جو اپنی گردن کٹوانا ڈاڑھی کٹوانے سے زیادہ آسان سمجھتے تھے، لیکن افسوس پر افسوس ہے کہ آج کل کے مسلمانوں میں ڈاڑھی کی اہمیت کا حال یہ ہے کہ وہ اسے منڈوا کر ختم کرنے کے لئے

مسلسل ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں۔ (۱)

علامہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

تم اس بات پر غور کرو کہ بلوغت کی عمر تک مرد و عورت کی شکل و صورت ایک جیسی ہوتی ہے لیکن بلوغت کے بعد مرد ڈاڑھی کی وجہ سے عورت سے الگ تھلگ ممتاز اور منفرد نظر آتا ہے اصل میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو جو ذمہ داریاں عطا کی ہیں، ان کی نوعیت کا تقاضا ہے کہ مرد میں ہمت، جرأت، قوت، طاقت، عزت اور وقار ہونا چاہئے، اور ڈاڑھی ان تمام تقاضوں سے ہم آہنگ نظر آتی ہے، دوسری طرف عورتوں کو جو ذمہ داریاں عطا کی گئی ہیں ان کا تقاضا ہے کہ عورت کے چہرے پر ڈاڑھی نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) وأما شعر اللحية ففيه منافع منها: الزينة والوقار والهيبة ولهذا لايري علي الصبيان والنساء من الهيبة والوقار مايري علي ذوي اللحي. ومنها: التمييز بين الرجال والنساء (التبيان في أقسام القرآن لابن القيم الجوزية: (ص:۳۶۷) ط:دار المعرفة.

☜ فهذه الهيئة التي خلقنا الله عليها نعمة من الله سبحانه وتكريم لنا، فلاشك أن حلق اللحية والإطاحة بها كفر بهذه النعمة العظيمة، وانتكاس عن سنة مَن هديه خير الهدي صلى الله عليه وسلم، وانحطاطا إلي مستوي الكفرة الذين زين لهم سوء أعمالهم، فحسبوا أن التمدن والكمال في القضاء علي أكبر الفوارق الظاهرة بين الرجل والمرأة... وقد بلغ تعظيم الفقهاء إعفاء اللحية إلي أن قال الأئمة أبو حنيفة وأحمد والثوري: (إن اللحية إذا جنى عليها، فأزيلت بالكلية، ولم ينبت شعرها، فعلى الجاني دية كاملة كما لو قتل صاحبها)... ولم يكن لقيس بن سعد لحية، فقال الأنصار: "نعم السيد قيس لبطولته و شهامته، ولكن لالحية له، فوالله لو كانت اللحية تشتري بالدراهم، لأشترينا له لحية ليكمل رجلا"، وقال بعض بني تميم من رهط الأحنف بن قيس: "وددت أنا اشترينا للأحنف لحية بعشرين ألفا" فلم يذكر حَنَفَه وعَوَره، وذكر كراهية عدم اللحية، لأن من لا لحية له يري عند العقلاء ناقصا، وذكر عن شريح القاضي انه قال "وددت لو أن لي لحية بعشرة آلاف درهم". فياعجبا من بعض أهل زماننا يود أحدهم لو بذل مالا عظيما ليعدم لحيته إلي الأبد حتي لا يعاني حلقها. (اللحيه لماذا لأحمد بن إسماعيل: (ص:۲۵، ۲۷) إعفاء اللحية زينة وتكريم، ط:دار طيبة)

(۲) تأمل لم صارت المرأة والرجل إذا أدركا اشتركا في نبات العانة ثم ينفرد الرجل عن المرأة باللحية، فإن الله عز وجل لما جعل الرجل قيما علي المرأة وجعلها كالخول له والعاني في يديه ميزه عليها بما فيه=

❿ بعض انصاری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ اہل کتاب اپنی تھوڑی کے بال (ڈاڑھی) کاٹتے ہیں اور ہونٹوں کے اوپر والے بال (مونچھیں) چھوڑتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قصوا سبالکم ووفروا عثانینکم وخالفوا أهل الکتاب"(۱)

ترجمہ: تم اپنے ہونٹوں کے اوپر والے بال (مونچھوں) کو کاٹو اور اپنی تھوڑی کے بال (ڈاڑھی) کو بڑھاؤ، اور اہل کتاب کی مخالفت کرو۔

⓫ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فارس کے بادشاہ کسریٰ کے دو قاصدوں کو دیکھا کہ ان دونوں نے اپنی ڈاڑھیاں کٹوائی ہوئی ہیں اور مونچھیں بڑھائی ہوئی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھنا گوارا نہیں کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ویلکما من أمرکما بهذا؟ قالا: أمرنا بهذا ربنا یعنیان کسریٰ، فقال صلی الله علیه وسلم: ولکن ربی أمرنی بإعفاء لحیتی وقص شاربی۔(۲)

= له المهابة والعز و الوقار و الجلالة لکماله وحاجته إلي ذلك ومنعتها المرأة لکمال الإستمتاع بها والتلذذ لتبقي نضارة وجهها وحسنه لایشینه الشعر واشترکا في سائر الشعور للحکمة والمنفعة التي فیها. (مفتاح دار السعادة ومنشور ولایة العلم والإرادة لابن القیم الجوزیه: (۲۱۵/۲) فصل: الشعر عند الرجل والمرأة، ط: دار ابن عفان)

(۱) کنز العمال: (۶۵۸/۶) رقم الحدیث: ۱۷۲۵۷، الکتاب الثاني من حرف الزاي: کتاب الزینة والتجمل، الباب الثاني: في أنواع الزینة، ط: مؤسسة الرسالة.

☜ شعب الإیمان: (۲۱۳/۵) الأربعون من شعب الایمان: وهو باب في الملابس والزي، فصل في الخضاب، ط: دار الکتب العلمیة.

☜ مجمع الزوائد: (۱۳۱/۵) رقم الحدیث: ۸۵۷۶، کتاب اللباس، باب مخالفة أهل الکتاب في اللباس وغیره، ط: مکتبة القدس.

(۲) البدایة والنهایة: (۳۰۰/٤) سنة ثمان من الهجرة، غزوه مؤتة، کتاب بعث رسول الله صلی الله علیه وسلم إلی ملوك الآفاق، ط: دار الفکر.

☜ الکامل في تاریخ الرجال: (۹٤/۲) دخلت سنة ست من الهجرة، ذکر مکاتبة رسول الله صلی الله علیه وسلم الملوك، ط: دار الکتاب العربي. =

ترجمہ: ہلاکت ہو تم دونوں کے لئے، کس نے تمہیں یہ حکم دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہمیں بادشاہ کسریٰ نے یہ حکم دیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لیکن مجھے میرے رب نے ڈاڑھی بڑھانے اور مونچھیں کتروانے کا حکم دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ڈاڑھی رکھنا نہ صرف سنت بلکہ اللہ کا حکم ہے، رکھنے پر اجر ملے گا اور نہ رکھنے پر عذاب ہوگا، ڈاڑھی منڈوانا سنت کے خلاف ہے اور ایمان کے کمزور ہونے کی علامت ہے۔

❺ امام ابن مفلح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ڈاڑھی منڈوانا اپنی آنکھوں کی روشنی ختم کرنے کے مترادف ہے۔ (۱)

❻ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ڈاڑھی منڈوانا، کتراانا اور تلف کرنا ناجائز ہے۔ (۲)

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے اور اسے منڈوانا حرام قرار دیا ہے، البتہ ایک قبضہ (مٹھی) کے بعد زائد ڈاڑھی کاٹنے کی

= تاريخ الملوك والأمم: (۲/۲۸۳) ثم دخلت سنة ست من الهجرة، ذكر ماجري من هذه الملوك حين بعث إليهم، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) وقد بلغ تعظيم الفقهاء إعفاء اللحية إلى أن قال الأئمة أبو حيفة وأحمد والثوري: "إن اللحية إذا جني عليها فأزيلت بالكلية، ولم ينبت شعرها، فعلي الجاني دية كاملة كما لو قتل صاحبها" قال ابن مفلح رحمه الله: لأنه أذهب المقصود، أشبه ما لو أذهب ضوء العين. (اللحية لماذا: (ص:۲٦) إعفاء اللحية زينة وتكريم، ط: دار طيبة)

(۲) وقال القرطبي في المفهم: لايجوز حلق اللحية. (اللحية في الكتاب والسنة وأقوال السلف: (ص: ۳۷) المبحث الرابع: موقف الفقهاء من حلق اللحية، المسألة الثانية: النقل عن المالكية، ط: دار الكتاب والسنة)

المفهم لما أشكل من تلخيص مسلم: (۳/۱۳٦) كتاب الطهارة، باب خصال الفطرة والتوقيت فيها، ط: مكتبة مشكاة الاسلامي.

اجازت ہے بلکہ یہ سنت کے مطابق ہے۔[۱]

تمام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت سے ڈریں اور اپنے ایمان کو پختہ اور مضبوط کریں ورنہ فتنہ اور دردناک عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝[۲]

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا صغیرہ گناہ ہے، یہ خیال درست نہیں ہے ڈاڑھی منڈوانا کبیرہ گناہ ہے، بلکہ اس گناہ کی سنگینی دیگر کبیرہ گناہوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی کھلم کھلا نافرمانی ہے، اور اس طرح کھلم کھلا نافرمانی کرنے والے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کل امتی معافی الا المجاهرین۔"[۳]

---

(۱) محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان يقبض علي لحيته، ثم يقص ماتحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة. (كتاب الآثار: (ص:۱۹۸) حف الشعر من الوجه، ط: ادارة القرآن)

ولا بأس أن يقبض علي لحيته، فإن زاد علي قبضة منها شئ جزه. (الهندية: (۵/ ۳۵۸) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان... وقص الشارب، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۳/۱۹) كتاب الحج، باب الجنايات، ط: سعيد.

(۲) (النور: ۶۳)

(۳) صحيح البخاري: (۸۹۶/۲) رقم الحديث: ۶۰۶۹، كتاب الآداب، باب ستر المؤمن علي نفسه، ط: قديمي.

الصحيح لمسلم: (۴۱۲/۲) كتاب الزهد، باب النهي عن هتك الانسان ستر نفسه، ط: قديمي۔

السنن الكبرى للبيهقي: (۳۲۹/۸، ۳۳۰) كتاب الأشربة والحد فيها، باب ما جاء في الاستتار بستر الله عزوجل، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

ترجمہ: میری تمام امت کو معاف کر دیا جائے گا مگر کھلم کھلا گناہ کرنے والوں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

بعض لوگ ڈاڑھی کو پسند نہیں کرتے، مذاق کرتے ہیں، اور طرح طرح کی باتیں کرتے ہیں دہشت گرد، دقیانوس اور پتھر کے زمانے کے لوگ کہتے ہیں، یہ بہت بڑا جرم ہے کیونکہ شریعت کے احکامات کو ناپسند کرنے والوں کے تمام اعمال باطل ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۞ (۱)

ترجمہ: یہ اس لئے کہ بے شک انہوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جو اللہ نے نازل کی تو اس نے ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔

اس لئے سنت کے مطابق ڈاڑھی رکھ لینا چاہئے، منڈوانے سے باز رہنا چاہئے، اور جس طرح نماز، روزہ اور دیگر عبادات کو اہتمام سے ادا کیا جاتا ہے اسی طرح ڈاڑھی رکھنے کا بھی اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ نماز روزے کے حکم کی طرح ڈاڑھی رکھنے کا حکم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، بعض احکام پر عمل کرنا اور بعض احکام پر عمل کرنے سے انکار کرنا یہ بہت بڑا جرم ہے، اس پر سخت ترین عذاب کی وعید آئی ہوئی ہے سورۂ بقرہ آیت ۸۵ میں اس کی تفصیل موجود ہے۔ لہٰذا دنیا اور آخرت دونوں جہان میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے ورنہ آخرت میں ناکامی ہوگی۔

خلاصہ یہ کہ ڈاڑھی منڈوانا حرام ہے، اسی طرح ڈاڑھی مونڈنے کے عوض میں جو اجرت لی جاتی ہے وہ بھی حرام ہے، اور حرام مال بہت جلد ختم ہو جاتا ہے اور عذاب باقی رہ جاتا ہے۔

اس لئے نائی لوگوں پر ضروری ہے کہ حرام کام اور حرام کاروبار سے اپنی

(۱) (محمد: ۹)

دکان کو پاک رکھیں تا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی توہین وتذلیل نہ ہو۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں سے براءت کا اعلان کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے منہ پھیرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من رغب عن سنتي فليس مني۔"[1]

ترجمہ: جو شخص میری سنت سے اعراض کرتا ہے وہ مجھ سے نہیں۔

ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت

جس طرح اپنی ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے[2] ایسے ہی دوسرے کی ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم کرنا بھی حرام ہے،[3] ڈاڑھی مونڈنے اور ایک مشت سے کم کرنے کی اجرت وصول کرنا بھی حرام ہے، لہٰذا ایسا

---

(۱) صحيح بخاري: (۷۵۷/۲) رقم الحديث: ٥٠٦٣، كتاب النكاح، الترغيب في النكاح، ط: قديمي.
صحيح مسلم: (٤٤٩/١) كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه، ط: قديمي.
سنن نسائي: (٦٩/٢) كتاب النكاح، باب النهي عن التبتل، ط: قديمي.

(۲) وأمّا الأخذ منها (أي من اللحية) وهي دون ذلك: أي دون القبضة، كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال، فلم يبحه أحد: وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم فتح... اهـ (الدر مع الرد: (۴۱۸/۲) كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسده، ط: سعيد)
فتح القدير: (۳۵۲/۲) كتاب الصوم، باب مايوجب القضاء والكفارة، ط: ط: رشيديه۔
ذهب جمهور الفقهاء الحنفية والمالكية والحنابلة وهو قول عند الشافعي، إلى أنّه يحرم حلق اللحية؛ لأنّه مناقض لأمر النبوي، (الموسوعة الفقهية: (۲۲۵/۳۵) حرف اللام، لحية، الأخذ من اللحية، ط: دار الصفوة)

(۳) (وكره إلباس الصبي ذهبا أو حريرا) فإنّ ما حرم لبسه حرم إلباسه وإشرابه۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۳۶۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)
ويكره إلباس الصبي ذهبا أو حريرا) لئلا يعتاده والإثم على الملبس كالخمر فإنّ سقيها الصبي حرام كشربها وكذا الميتة والدم والتنوير۔ (مجمع الأنهر: (۱۹۸/۳، ۱۹۹) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: دار الكتب العلمية)
تبيين الحقائق مع حاشية الزيلعي: (۱٦/٦) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: امداديه۔

پیشہ اختیار کر کے اپنی روزی حرام نہ کریں۔ (۱)

۳۸۶ ”شرح طریقۂ محمدیہ“ میں ہے کہ دونوں ہاتھوں کی آفات (گناہوں) میں سے عورت کے سر کے بال یا مرد کی ڈاڑھی کا مونڈنا اور مٹھی سے کم کا تراشنا بھی ہے، چاہے یہ مونڈنا اور کترنا اس مرد یا عورت کی اجازت سے ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ گناہ کے کام میں مدد کرنا ہے، اور گناہ کے کام میں مدد کرنا گناہ ہے۔ (۲)

☆......ڈاڑھی منڈوانے کے لیے کسی کو اجرت دینا یا اجرت کا لینا دونوں حرام ہیں۔ (۳)

---

(۱) وفي العيون: لو أن رجلاً ينحت له أصنامًا، أو يزخرف له بيتًا، والأصباغ من رب البيت فلا أجر له؛ لأن فعله معصية، وكذا لو استأجر نائحة أو مغنية فلا أجر له؛ لأن فعلها معصية۔ (المحيط البرهاني: (۱۱/۳۳۶) كتاب الإجارات، الفصل الخامس عشر في بيان من يجوز من الإجارات وما لا يجوز، نوع آخر في الاستجار على المعاصي، ط: إدارة القرآن)

🗁 الفتاوى الهندية: (۴/۴۵۰) كتاب الإجارة، الباب الخامس عشر: الفصل الرابع في فساد الإجارة، إذا كان المستأجر مشغولاً بغيره، ط: رشيديه۔

🗁 فتح القدير: (۹/۱۰۰) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه۔

(۲) ومن آفات اليد حلق رأس المرأة ولحية الرجل وقص أقل من قبضة ولو باذن منه؛ لانه اعانة على معصية فيكون معصية ايضاً۔ (شرح طريقه محمديه: (۲/۳۴۷) النوع الستون، الصنف الخامس من الأصناف التسعة في بيان آفات اليد، ط: مكتبه فاروقيه)

🗁 والإعانة على المعصية معصية: (المبسوط للسرخسي: (۴/۹۶) كتاب المناسك، باب جزاء الصيد، ط: دار المعرفة)

(۳) (ومع عدمها) أي عدم الحاجة إلى قطع شيئ من جسده (يحرم) القطع (ولا يصح الاستجار له، لما تقدم أن المنع الشرعي كالحسي، قلت: ومثله حلق اللحية فلا يصح الاستجار له۔ (كشاف القناع: (۴/۱۳) كتاب الشركة، باب الإجارة، فصل في الإجارة، فصل في الإجارة عقد على منفعة في الذمة، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 مطالب أولى النهى في شرح غاية المنتهى: (۳/۶۲۹) كتاب الشركة، باب الإجارة، ط: المكتب الإسلامي۔

ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت لینا

ڈاڑھی مونڈنا حرام اور علانیہ برائی اور گناہ ہے۔ (۱)

کسی بھی مسلمان کے لئے ایسا کام کرنا اور اس سلسلے میں کسی قسم کی معاونت کرنا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی اجرت اور کمائی حرام ہے۔ (۲)

جو لوگ ایسا کرتے ہیں ان پر ضروری ہے کہ وہ اس کام سے توبہ کریں اور

---

(۱) يحرم على الرجل قطع لحيته. (الدر المختار مع الرد: (۶/۴۰۷) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴/۲۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: دار المعرفة.

وأما الأخذ منها (أي من اللحية) وهي مادون ذلك: أي دون القبضة كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال. فلم يبحه أحد، وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم، فتح اه. (الدر المختار مع الرد: (۲/۴۱۸) كتاب الصوم، باب مايفسد الصوم ومالا يفسد، ط: سعيد.

فتح القدير: (۲/۳۵۲) كتاب الصوم، مايوجب القضاء والكفارة، ط: رشيديه جديد.

(۲) ولا تعاونوا على الإثم والعدوان (المائدة: ۲)

فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على مالا يجوز وكل ماأدى إلى مالايجوز لايجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۶۰)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)۔

ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو، وعلى هذا الحداء وقراءة الشعر وغيره، ولا أجر في ذلك، وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔ (الفتاوى الهندية: (۴/۴۴۹)، كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيدية)۔

ولايجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لايتصور استحقاقها بالعقد فلايجب عليه الأجر ـــ وإن أعطاه الأجر وقبضه لايحل له. (تبيين الحقائق: (۵/۱۲۵)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)۔

يحرم القطع ولا يصح الاستئجار له، لما تقدم أن المنع الشرعي كالحسي، قلت: ومثله حلق اللحية فلا يصح الاستيجار له. (كشاف القناع: (۳/۱۳) كتاب الشركة، باب الإجارة، فصل الإجارة عقد على منفعة، على اللمة، ط: دار الكتب العلمية)

آئندہ ایسے گناہ کا کام نہ کرنے کا پختہ عزم کریں۔(۱)

(۲۸۸) اگر ایسی کمائی کی رقم موجود ہے تو ثواب کی نیت کے بغیر فقراء میں صدقہ کردیں۔(۲)

باقی ایک مٹھی سے زائد ڈاڑھی کاٹنا جائز ہے۔(۳)

ڈاکٹر کا نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا

''نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ڈاکٹر کا نمونہ جاتی دوائی ہدیہ کے طور پر لینا

''نمونوں کے ہدیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۰/۶)

---

(۱) فمن جاءه موعظة من ربه فانتهي فله ماسلف وامره إلي الله، ومن عاد فاولئك اصحب النار هم فيها خلدون. (البقرہ:۲۷۵)

▭ اتفقوا علي أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة علي الفور، ولا يجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة. (روح المعاني:(۲۸/ ۱۵۹) سورة التحريم، الاية:۸، ط: داراحياء التراث العربي)

▭ شرح النووي علي الصحيح لمسلم:(۲/ ۳۵۴) كتاب التوبة، ط: قديمي.

(۲) والحاصل أنه إن علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلا فإن علم عين الحرام لايحل له، ويتصدق به بنية صاحبه۔ (شامی (۵/ ۹۹)، كتاب البيوع، مطلب فيمن ورث مالاً حراما، ط: سعيد)۔

▭ إذا مات الرجل وكسبه خبيث، فالأولى لورثته أن يردوا المال إلى أربابه، فإن لم يعرفوا أربابه تصدقوا به۔ (الفتاوى الهندية (۵/ ۳۴۹)، كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه)۔

▭ مجمع الأنهر (۴/ ۱۸۷)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة، عن الهيثم عن ابن عمر رضي الله عنهما أنه كان يقبض علي لحيته، ثم يقص ماتحت القبضة. قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول أبي حنيفة. (كتاب الآثار: (ص:۱۹۸) حف الشعر من الوجه، ط: ادارة القرآن)

▭ ولا بأس أن يقبض علي لحيته، فإن زاد علي قبضة منها شيء جزه. (الهندية: (۵/ ۳۵۸) كتاب الكراهية، الباب التاسع عشر في الختان... وقص الشارب، ط: رشيديه)

▭ البحر الرائق: (۳/ ۱۹) كتاب الحج، باب الجنايات، ط: سعيد.

ڈاکٹر کا نمونہ کی دوا فروخت کرنا

''نمونہ کی دوا فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۵/۶)

ڈاکو سے ڈاکو نے چھین لیا

''غصب پر غصب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۹/۵)

ڈاکو سے مقابلہ کرنا

اگر ڈاکو کسی کا مال چھیننا چاہے تو صاحب مال کو اپنا مال بچانے کے لیے مقابلہ کرنا جائز ہے، البتہ موجودہ دور میں یہ کوشش کرے کہ معمولی مدافعت سے کام چل جائے لیکن اگر مدافعت میں قتل وقتال کی بھی نوبت آجائے تو شرعاً اس کی بھی اجازت ہے، کیوں کہ انسان کی جان، مال اور عزت تینوں چیزیں شریعت کی نظر میں محترم ہیں، ان کی حفاظت کے لیے قتال جائز ہے۔[۱]

اگر مدافعت کرتے ہوئے ڈاکو مارا جائے تو جہنمی ہوگا اور اگر صاحب مال یا دکان دار وغیرہ مارا جائے تو شہید ہوگا۔[۲]

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل المسلم على المسلم حرام، دمه وماله وعرضه. (مسلم: (۳۱۷/۲) كتاب البر والصلة، باب تحريم الظن والتجسس، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۸۲) أبواب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وماله، ط: قديمي.

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، ط: قديمي)

(۲) عن ابي هريرة رضي الله عنه انه قال: جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! أرأيت ان جاء رجل يريد اخذ مالي؟ قال: فلا تعطه مالك، قال: أرأيت ان قاتلني؟ قال: قاتله، قال: أرأيت ان قتلني؟ قال: فانت شهيد، قال: أرأيت ان قتلته؟ قال: هو في النار. (مسلم: (۸۱/۱) كتاب الإيمان، باب الدليل على أن من قصد أخذ مال غيره بغير حق، ط: قديمي)

(عن سعيد بن زيد رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من قتل دون ماله) أي في حفظه و في الدفع عنه (فهو شهيد) أي في حكم الآخرة أو له ثواب الشهادة. (ومن قتل دون أهله) أي حريمه (أو دون دمه) أي في حفظ نفسه (أو دون دينه) أي في حفاظة الدين (فهو شهيد) أي في حكم الآخرة. (بذل المجهود: (۲۳/۱۹، ۲۴) كتاب السنة، باب في قتال اللصوص، ط: دار الكتب العلمية)

ڈاکومنٹس کو فروخت کرنا

(۳۹۰) سامان کے صرف کاغذات (ڈاکومنٹس) کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے البتہ جس سامان کے وہ کاغذات (ڈاکومنٹس) ہیں اس سامان کو اس طرح فروخت کرنا کہ اس کا رسک اور اس کا ضمان بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جائے تو یہ صورت جائز ہے، صرف کاغذات کی منتقلی کی شرعاً کوئی حیثیت نہیں ہے۔[1]

ڈاکے کی رقم سے خرید وفروخت کرنا

"حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۷/۳)

ڈالڈا گھی کو دیسی گھی کی قیمت پر فروخت کرنا

ڈالڈا گھی، اچھی طرح صفائی کرنے سے بالکل دیسی گھی کی طرح نظر آتا ہے، بعض تاجر اس کو دیسی گھی کی قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں، حالاں کہ دیسی اور ڈالڈا گھی کی قیمتوں میں کافی فرق ہوتا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) باہمی رضامندی سے ایسے ڈالڈا گھی کو دیسی گھی کی قیمت پر بیچتے اور خریدتے ہیں تو یہ جائز ہے۔

اور اگر ڈالڈا گھی کو دھوکے اور فریب سے دیسی گھی ظاہر کرکے دیسی گھی کی

---

(۱) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، ط:سعید)

یصح بیع حق المرور وحق الشرب والمسیل تبعاً للأرض والماء تبعاً لقنواته... ولکن لایجوز بیع حقوق المرور وحق الشرب وحق المسیل ولا ھبتھا قصداً؛ لأن بیع الحقوق بانفرادہ لایجوز۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۸۵/۱) المادة: ۲۱۶، الکتاب الأول في البیوع، الباب الثاني في بیان المسایل المتعلقة بالمبیع، الفصل الثاني فیما یجوز بیعه ومالایجوز، ط: مکتبہ فاروقیہ)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۲۱/۱) المادة: ۲۱۶، أیضاً، ط: رشیدیہ۔

قیمت پر فروخت کرتے ہیں تو یہ ناجائز ہے، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔[۱]

ڈالر خریدنا روپے کے نقصان سے بچنے کے لیے

روپے کی قدر و قیمت کم ہونے کی وجہ سے چوں کہ نقصان ہوتا ہے اس لیے بعض لوگ اس نقصان سے بچنے کے لیے ڈالر خرید کر رکھ لیتے ہیں، شرعاً یہ جائز ہے البتہ کرنسی کی خرید و فروخت میں اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ مجلس عقد میں دونوں فریق کی جانب سے قبضہ ہو جائے ورنہ سودا جائز نہیں ہوگا۔[۲]

ڈالر کو حکومت کی مقرر کردہ قیمت سے کم وزائد پر فروخت کرنا

☆...... ہر ملک میں حکومت کی جانب سے ڈالر کی ایک قیمت مقرر ہوتی ہے اس قیمت پر ڈالر فروخت کرنا ضروری نہیں ہے اس سے کم یا زیادہ پر بھی نقد میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اس سے جو نفع حاصل ہوگا وہ جائز ہوگا۔[۳]

☆......ڈالر کی خرید و فروخت ادھار میں کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ بیع

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر۔ (صحيح مسلم: (۲/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة والبيع الذي فيه غرر، ط: قديمى)

▭ رجل أراد أن يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب ان يبينها (هندية: (۳/ ۲۱۰) الباب العشرون في البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، ط: رشيديه)

▭ شامى: (۵/ ۱۰۲) مطلب احكام نقصان المبيع فاسد، ط: سعيد۔

(۲) الصرف بيع النقد بالنقد أي بيع الثمن بالثمن ... ويشترط لصحته عدم التأجيل وخيار الشرط والتساوي وزنًا والتقابض قبل الافتراق إذا اتحدا جنسًا ... وأما إذا لم يتجانسا فيلزم التقابض لا التساوي۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۵۷) رقم المادة: ۱۲۱، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: مكتبه فاروقيه)

▭ البحر الرائق: (۶/ ۱۹۲، ۱۹۳) كتاب الصرف، ط: سعيد۔

▭ الدر المختار: (۵/ ۲۵۸، ۲۵۹) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

(۳) الفقه ... الحية الاثبة رقم: ۲۔

صرف ہے اور بیع صرف میں ادھار سودا کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

۳۹۲ ڈالر کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ

☆......ڈالر کی بیع ڈالر کے عوض کمی زیادتی کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

☆......ڈالر کو ڈالر کے علاوہ دوسری کرنسیوں سے کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے، البتہ سودا نقد ہونا ضروری ہے ادھار جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ بیع صرف ہے اور بیع صرف میں جنس مختلف ہونے کی صورت میں کمی زیادتی کے ساتھ نقد بیع کرنا جائز ہوتا ہے ادھار جائز نہیں ہوتا۔(۲)

ڈالی

"پھلوں میں آڑھت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۰/۲)

ڈاؤن لوڈ کرنا

موبائل اور کمپیوٹر وغیرہ میں جائز چیزیں مثلاً تلاوت، نعت، نظم اور تقاریر

---

(۱) تخریج کے لیے "ڈالر کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) واما العملة الاجنبية من الاوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاضيل، فيجوز ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودي، ثم ان العملات المختلفة لهاقيمة معهودة في البنوک والدوائر الحكومية فهل تجوز المبادلة باكثر او اقل من هذه القيمة المعهودة كمايفعل ذلک في السوق السوداء؟ والجواب: انالما اعتبرنا العملة الاجنبية جنسا آخر فالاصل ان التفاضل في مثله جائز شرعاً بالغاً مابلغ، فلاتكون المبادلة على خلاف سعرها الحكومي ربا، ولكن يمتنع من ذلک، لكونه مخالفة لأولي الأمر اذا كانت الحكومة اسلامية، ولكونه عرضاً للنفس لعقوبات قانونية اذا كانت الحكومة غير اسلامية۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۹۰/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچي)

🗀 بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۵، ۱۶۶) ط: دار العلوم كراچي۔

🗀 واذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والاصل فيه الاباحة، واذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، واذا وجد احدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهداية: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبة شركة علمية ملتان)

وغیرہ کوڈاؤن لوڈ کرنا درست ہے، اور اس کی اجرت بھی حلال ہے، اور ناجائز چیزیں مثلاً فلم، گانے اور جاندار کی تصاویر وغیرہ ڈاؤن لوڈ کرنا جائز نہیں ہے اور اس کی اجرت لینا بھی حرام ہے۔ (۱)

ڈائجسٹ ناول

جس ڈائجسٹ اور ناول میں شریعت کے خلاف مضامین ہوں، اس کا پڑھنا اور اس کی تشہیر کرنا جائز نہیں ہے، اس کی اشاعت اور خرید وفروخت کرنا بھی درست نہیں ہے۔ اور اگر مضامین شریعت کے خلاف نہیں ہیں تو اس کی اشاعت اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) الأجير المشترك لا يستحق الأجرة إلا بالعمل. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۱۸۹) المادة: ۴۲۴، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الأول في الضوابط العمومية، ط: فاروقيه)

وزاد في البحر قيد أن يكون العمل حلالا لما في لبزازية: لو اشتر كا في عمل حرام لم يصح اھ وأنت خبير بأن الحرام لا يستحق بالأجر فافهم. (شامي: (۴/۳۲۲) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد)

فإذا ثبت كراهة لبسها للتختم ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على مالا يجوز و كل ماأدى إلى مالايجوز لايجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۶۰)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)۔

ولا تجوز الإجارة على شيء من الغناء والنوح والمزامير والطبل وشيء من اللهو، وعلى هذا الحداء وقراءة الشعر وغيره، ولا أجر في ذلك، وهذا كله قول أبي حنيفة وأبي يوسف ومحمد رحمهم الله تعالى۔ (الفتاوى الهندية: (۴/۴۴۹)، كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيدية)۔

ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر ـــ وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له. (تبيين الحقائق: (۵/۱۲۵)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)۔

(۲) قال الله تعالى: [ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم ويتخذها هزوًا أولئك لهم عذاب مهين]۔ (سورة لقمان: ۶)

واستدلّ بعضهم بالآية على القول بأنّ لهو الحديث الكتب الّتي اشتراها النضر بن الحارث على حرمة مطالعة كتب تواريخ الفرس القديمة، وسماع ما فيها، وقراءته، وفيه بحث ولا يخفى أنّ فيها =

ڈبہ پیک مال خریدنا

(۳۹۴) ڈبہ پیک مال خریدتے وقت وزن کی شرط نہ رکھیں ورنہ وزن کرنا پڑے گا

بلکہ سودا کرتے وقت یہ کہیں: بڑا ڈبہ، یا درمیانہ ڈبہ، یا چھوٹا ڈبہ دے دیں، یا اشارہ کرکے سودا کریں۔ مثلاً: "یہ ڈبہ کتنے کا ہے؟" اور "یہ دے دیں"، تو بیع صحیح ہوجائے گی، اور وزن کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اسی طرح بوری یا تھیلی میں پیک چیزوں کا سودا کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔(۱)

=من الكذب ما فيها، فالاشتغال بها بغير غرض ديني خوض في الباطل۔ (روح المعاني: (۷۹/۲۱) سورة لقمان: ٦، ط: دار إحياء التراث العربي، بيروت)

تعلم الكلام والنظر والمناظرة فيه وراء قدر الحاجة مكروه، وقيل: الجواب في هذه المسئلة أن كثرة المناظرة المبالغة في المجادلة مكره؛ لأن ذلك يؤدي إلى إشاعة البدع والفتن وتشويش العقائد، وهذا ممنوع جدًا، كذا في جواهر الإخلاطي... قال الشيخ الإمام صدر الإسلام أبو اليسر، نظرت في الكتب التي صنفها المتقدمون في علم التوحيد، فوجدت بعضها للفلاسفة مثل اسحٰق الكندي والاسفرارى وأمثالهما، وذلك كله خارج عن الدين المستقيم زائغ عن الطريق القويم، فلا يجوز النظر في تلك الكتب، ولا يجوز إمساكها، فإنها مشحونة من الشرك والضلال۔ (الفتاوىٰ الهندية: (۳۷۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ط: رشيديه)

والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع مجتبى۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في دودة القرمز، ط: سعيد)

سوال: کتب غیر مذہب ومبتدعین وغیرہ کی تجارت وطبع واشاعت کرنا کہ اس میں ابطال مذہب حق اور تائید مذہب باطلہ ہوتی ہے، منع ونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی کتب کی تجارت حرام ہے کہ وہ خود معصیت کی اشاعت اور اسلام کی توہین ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ (فتاوىٰ رشیدیہ: (ص:۴۸۹) کتاب البیوع، عنوان: بدعتیوں کی کتابوں کی تجارت، ط: عالمی مجلس تحفظ اسلام، کراچی)

(۱) قال في البحر: وقوله: غير مشار إليه قيد فيهما؛ لأن المشار إليه مبيعا كان أو ثمنا لا يحتاج إلى معرفة قدره ووصفه، فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات: وهو مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك وهي مرئية له فقبل جاز، ولزم؛ لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر، وهو لا يضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم اهـ۔ (شامي: (۵۳۰/۴) كتاب البيوع، مطلب مهم في حكم الشراء بالقروش في زماننا، ط: سعيد)

بما أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين ينعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة=

ڈبے کے ساتھ مٹھائی تولنا

(۳۹۵) فی کلو مٹھائی کی جو قیمت ہے اس قیمت میں پوری ایک کلو مٹھائی دینا واجب ہے، اگر ڈبے کے ساتھ ایک کلو مٹھائی تولنے میں مٹھائی کا وزن ایک کلو سے کم ہوتا ہے تو یہ ناجائز ہے۔ مٹھائی پوری تول کر دینا ضروری ہے، اور ڈبے کا پیسہ خریدار سے الگ لے لیں، یا مٹھائی کے نرخ میں ڈبے کا خرچہ لگالیں تو درست ہے۔

ہاں اگر ڈبے کے وزن کے ساتھ مٹھائی بیچنے کا عرف اتنا عام ہو کہ ہر کس و ناکس کو اس بات کا اچھی طرح علم ہو کہ مٹھائی ڈبے کے وزن کے ساتھ بیچی جاتی ہے جس کے نتیجے میں مٹھائی کا وزن کم ہوجاتا ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض بھی نہ ہو تو ایسی صورت میں بتلائے بغیر مٹھائی کو ڈبے کے وزن کے ساتھ بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

=على التراضي ويسمى هذا بيع التعاطي. مثال ذلك: أن يعطي المشتري للخباز مقداراً من الدراهم فيعطيه الخباز مقداراً من الخبز بدون تلفظ بإيجاب و قبول. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۳/۱) المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الأول فيما يتعلق بركن البيع، ط: مكتبه فاروقيه)

(اشترى مكيلاً بشرط الكيل حرم أي كره تحريما بيعه وأكله حتى يكيله، ومثله الموزون والمعدود) بشرط الوزن والعد لاحتمال الزيادة، وهو للبائع بخلافه مجازفة؛ لأن الكل للمشتري وقيد بقوله (غير الدراهم والدنانير) لجواز التصرف فيهما بعد القبض قبل الوزن كبيع التعاطي فإنه لا يحتاج في الموزونات إلى وزن المشتري ثانيا؛ لأنه صار بيعًا بالقبض بعد الوزن. قنية.

(قوله: كبيع التعاطي ... الخ) عبارة البحر وهذا كله في غير بيع التعاطي أما هو فقال في القنية: ولا يحتاج ... الخ، وظاهر قوله: وهذا كله أنه لا يتقيد بالموزونات بل التعاطي في المكيلات والمعدودات كذلك. (الدر مع الرد: (۱۴۹/۵، ۱۵۰) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تصرف البائع في المبيع قبل القبض، ط: سعيد)

(۱) والثالث أن لا يجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان والاحتياط فيهما إذ قال الله تعالى: [ويل للمطففين الذين إذا اكتالوا على الناس يستوفون وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون] ... لكل من خلط بالبر ترابا أو تبنا ثم كاله يكون من المطففين في الكيل، و كل قصاب وزن مع اللحم عظما أو شيئا لم تجر به العادة يكون من المطففين في الوزن وقس على هذا سائر التقديرات. (مجالس الأبرار: (ص: ۵۳۸، ۵۳۹) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال... الخ، ط: سهيل اكيلمی لاہور)=

☆ یا مٹھائی فروخت کرتے وقت یہ کہیں کہ: ایک کلو مٹھائی کی ڈبے کے ساتھ یہ قیمت ہے، پھر ان صورتوں میں ڈبے کے ساتھ مٹھائی بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

ڈپازٹ

مکان یا دکان کرایہ پر دیتے وقت ڈپازٹ کی رقم اس غرض کے لیے ہوتی ہے کہ جب کرایہ دار مکان یا دکان خالی کرے تو اگر اس نے مکان یا دکان میں کوئی نقصان کر دیا ہو تو اس کا ضمان اس سے لیا جاسکے، اسی طرح اگر کرایہ ادا نہیں کیا تو اس میں سے لیا جاسکے، یہ امانت ہی کے حکم میں ہے، اور استعمال کی صورت میں قرض بن جاتا ہے اور یہ عرفِ عام کی وجہ سے جائز ہے۔ (۲)

ڈپازٹ لینے کا حکم

''کرایہ دار سے ڈپازٹ لینے کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۰/۵)

ڈپریشن کی وجہ

''مال کے پیچھے پڑنے کا انجام'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۱/۶)

= إحياء علوم الدين: (۷۸/۲) كتاب آداب الكسب والمعاش، ط: دار المعرفة، بيروت۔
قوت القلوب لأبي طالب المكي: (۴۴۰/۲) الفصل السابع والأربعون: ذكر حكم المتسبب للمعاش وما يجب على التاجر من شروط العلم، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) انظر رقم الحاشية: ۱، على نفس الصفحة۔

(۲) والعرف في الشرع له اعتبار لذا عليه الحكم قد يدار ... واعلم أنّ اعتبار العادة والعرف رجع إليه في مسائل كثيرة حتى جعلوا ذلك أصلاً، فقالوا تترك الحقيقة بدلالة الاستعمال والعادة۔ (رسائل ابن عابدين: (۴۴/۱) الرسالة الثانية، ط: سهيل اكيڈمی لاهور)
وفيه أيضاً: (۱۱۵/۲) الرسالة: نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف، ط: سهيل اكيڈمی لاهور۔

ڈرافٹ کی رسید کی بیع

۳۹۷ ڈرافٹ کی رسید اگرچہ اپنی ذات کے اعتبار سے ایک سادہ سا کاغذ ہے جس کی کوئی ذاتی قدر و قیمت نہیں لیکن ڈرافٹ کی رسید ہونے کے اعتبار سے یہ ایک معین رقم کی نمائندگی کرتی ہے اور یہ بھی عرف کے اعتبار سے قیمتی مال بن چکا ہے اس لیے اس کو اتنی رقم کے بدلے میں خریدنا جائز ہے جتنی کہ اس کی مالیت ہے یا جتنی رقم اس میں لکھی ہوئی ہے، اسی طرح ٹریول چیک اور بانڈز وغیرہ کو بھی اتنی مالیت یا رقم کے عوض خریدنا جائز ہے جتنی مالیت یا رقم اس میں لکھی ہوئی ہے۔

البتہ اگر ڈرافٹ یا ٹریول چیک میں ریال یا امریکی ڈالر لکھا ہوا ہے اور اس کو پاکستانی رقم سے خریدا جا رہا ہے تو کرنسی مختلف ہونے کی وجہ سے کمی بیشی جائز ہوگی۔ اور اگر پاکستانی رقم لکھی ہوئی ہے اور پاکستانی رقم میں خریدا جا رہا ہے تو کمی زیادتی جائز نہیں ہوگی، اتنی ہی رقم میں لینا لازم ہوگا جتنی رقم لکھی ہوئی ہے ورنہ سود ہوگا۔ (۱)

ڈرائیور کی اجرت مقرر کرنا

ٹرانسپورٹر حضرات گاڑی ڈرائیور کے حوالے کرتے ہیں اور اس کی یا تو ماہانہ تنخواہ مقرر کر دیتے ہیں اور جو کچھ آمدنی ہوتی ہے وہ مالک وصول کر لیتا ہے یا گاڑی کرایہ پر دے دیتے ہیں اور اس کا یومیہ کرایہ مثلاً پانچ سو روپے مقرر کر دیتے

---

(۱) والمالية تثبت بتمول الناس كافة او بعضهم. (شامی: (۴/ ۵۰۱) کتاب البیع، مطلب فی تعریف المال والملک، ط: سعید)

☜ المال: هو كل عين ذات قيمة مادية بين الناس. (الفقه الاسلامی وادلته: (۴/ ۳۴۵) کتاب البیوع، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع: المطلب الأول: تعريف المال ومشروعيته، ط: دار الفكر بيروت)

☜ الدر المنتقی علی هامش مجمع الانهر: (۳/ ۴) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة۔

☜ بانڈز وغیرہ کی خرید و فروخت کا حکم تفصیل کے ساتھ متعلقہ عنوان کے تحت دیکھا جائے۔

ہیں اس کے بعد کرایہ پر لینے والا گاڑی چلاتا ہے اور جو کچھ اجرت وصول کرتا ہے وہ خود لیتا ہے اور شام کو پانچ سو روپے کرایہ ادا کرتا ہے یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔ (۱)

ڈش اینٹینا

''ٹی وی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۵/۳)

ڈگری کی خرید وفروخت

ڈگری اور حکم نامہ کی خرید وفروخت باطل ہے کیونکہ یہ مال نہیں ہے، (۲)

---

(۱) تجوز إجارة الآدمي للخدمة أو لإجراء صنعة ببيان مدة أو بتعيين العمل بصورة أخرى... أو لإجراء صنعة ما كالخياطة والنجارة، أو تعليم القرآن أو علم الصرف والنحو والفقه وما أشبه ذلك ببيان المدة أو المسافة ... إن الأجير يستحق الأجرة بقيامه العمل۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۶۳۷) رقم المادة: ۵۶۲، الكتاب الثاني: الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في بيان إجارة الآدمي، ط: دار الجيل)

🗁 إجارة الآدمي وهي نوعان: الأول: استئجار الصناع وقد عرفت في الشروط أنه لابدّ من بيان العمل كالصياغة والصبغ والخياطة، فلا بدّ أن يعين ويبين لونه الذي يريده ونحو ذلك، فإذا استأجر صانعًا ليعمل له عملاً في داره كالمنجدين والنجارين والخياطين الذين يدعون إلى المنازل لأداء مايطلب منهم فعملوا اعملاً وتركوه في يد المستأجر فسد أو هلك فإن لهم أجورهم۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۲۵/۳) الإجارة، إجارة الآدمي للصناعة أو للخدمة، ط: دار إحياء التراث العربي)

🗁 وتصح إجارة الدابة للركوب والحمل۔ (الدر مع الرد: (۳۴/۶) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة ومايكون خلافًا له، مطلب في الأرض المحتكرة ومعنى الاستحكار، ط: سعيد)

🗁 (كما يصح استكراء دابة معينة كذلك يصح الاشتراط على المكاري الإيصال إلى محل معين) ففي الصورة الأولى يكون عقد الإجارة واردًا على منفعة الدابة المعينة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۳۱/۱، ۲۳۲) رقم المادة: ۵۳۸، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الثالث في إجارة الدواب، ط: مكتبه فاروقيه)

🗁 ويجوز استيجار الدواب للركوب والحمل؛ لأنه منفعة معلومة معهودة۔ (الهداية: (۳۰۱/۳) كتاب الإجارات، باب مايجوز من الإجارة، ومايكون خلافًا فيها، ط: رحمانية)

(۲) لا يجوز الإعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، ط: سعيد)۔=

لہٰذا ڈگری فروخت کرکے جو رقم ملتی ہے وہ حلال نہیں ہے اور اس کو اپنے مصرف میں لانا بھی جائز نہیں ہے بلکہ جس سے لی ہے اس کو واپس کردینا ضروری ہے۔ (۱)

ڈیلیوری آرڈر کے ذریعہ بیع کرنا

"ڈی، او" (D,O) کے ذریعے بیع کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۲/۳)

ڈیلیوری مؤخر کرنے کی شرط لگانا

بیع کرتے وقت مبیع (چیز) کی حوالگی (Delivery) کو مؤخر کرنے کی شرط لگانے سے خریدار کا مبیع پر قبضہ ثابت نہیں ہوگا۔ (۲)

= الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۱۰)، کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

بدائع الصنائع: (۳۸/۶)، کتاب الصلح، فصل وأما الذی یرجع إلی المصالح عنه فأنواع، ط: سعید.

(۱) لایجوز لأحد أن یأخذ مال أحد بلا سبب شرعي) وإن أخذه ولو علي ظن أنه ملكه وجب عليه رده عيناً إن كان قائماً وإلا فيضمن قيمته إن قيمياً. (شرح المجله لرستم باز: (۵۱/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

الفتاوي الهنديه: (۱٦۷/۲) كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه)

شامي: (٦١/٤) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد.

(۲) ولو أودع المشتري المبيع من البائع أو أعار منه أو آجره منه لم يكن قابضا ولا يجب الأجر۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۱۳/۱) تحت رقم المادة: ۲۷۲، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: مكتبه فاروقيه)

الفتاوی الهندية: (۲۰/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع في جنس المبيع بالثمن، الفصل الثاني في تسليم المبيع ومايكون قبضا وفما لايكون قبضا، ط: رشيديه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۵۸/۱) تحت رقم المادة: ۲۷۳، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار الجيل)

المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيء على المشتري۔ =

ڈلیوری میں مؤخر کرنے کی شرط نہیں تھی

(۴۰۰) بیع کرتے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) کی ڈلیوری میں تاخیر کرنے کی شرط نہیں تھی لیکن سودا کرنے کے بعد بائع اور خریدار اس بات پر راضی ہو گئے کہ مبیع بعد میں حوالہ کی جائے گی یا بائع اس سے کچھ مدت فائدہ اٹھائے گا تو اس طرح کرنا جائز ہے، اس سے بیع فاسد نہیں ہوگی اور مبیع پر مشتری کا قبضہ بھی ثابت نہیں ہوگا، اگر اس دوران وہ بیچی گئی چیز ضائع ہو جائے تو یہ بائع (سیلر) کا نقصان ہوگا مشتری (خریدار) کا نہیں ہوگا۔ (۱)

ڈمی کی خرید وفروخت

"مجسمے کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۱/۶)

=(شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان المراد المترتبة على هلاک المبيع، ط: مكتبه فاروقيه)

(۱) و (لو كان) ذلک الشيء الذي قال له المشتري أمسكه هو (المبيع) الذي اشتراه بعينه لو (بعد قبضه)؛ لأنه حينئذ يصلح أن يكون رهنا (ولو قبله لا) يكون رهنا؛ لأنه محبوس بالثمن كما مرّ۔ (قوله: محبوس بالثمن) أي و ضمانه يخالف ضمان الرهن فلا يكون مضمونا بضمانين مختلفين لاستحالة اجتماعهما، حتى لو قال: أمسک المبيع حتى اعطيک الثمن قبل القبض فهلک انفسخ البيع زيلعي۔ (الدر مع الرد: (۴۹۷/۶) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالايجوز، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۷۸/۶) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه والارتهان به، ط: امداديه۔

مجمع الأنهر: (۲۸۷/۴) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه به ومالايجوز، ط: دار الكتب العلمية۔

المبيع إذا هلک في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولا شيء على المشتري۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان الموارد المترتبة على هلاک المبيع، ط: مكتبه فاروقيه كوئٹه)

ڈمی لگانا شوروم میں

"شوروم میں مجسمے اور ڈمی لگانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۸/۴)

ڈور

جو ڈور صرف پتنگ اڑانے کے کام آتی ہے اور کسی کام نہیں آتی اس کا کاروبار مکروہ ہے۔(۱)

ڈھکن جمع کرنا

"ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کے جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ڈھیر

مثلاً ایک آدمی کے پاس چاول یا دال وغیرہ کا ڈھیر ہے، وہ کہتا ہے کہ ہر کلو پچاس روپے میں تو یہ بیع صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز اور درست ہے اور فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔(۲)

---

(۱) ويجوز بيع آلات الملاهي من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلك عند أبي حنيفة، لكنه يكره۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۷۱/۵) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۷/۱) المبحث الثالث، الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، ط: مكتبه معارف القرآن)

(۲) ومن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم جاز البيع في قفيز واحد عند ابي حنيفة، الا ان يسمى جملة قفزانها، وقالا: يجوز في الوجهين۔ (الهداية: (۲۳/۳) كتاب البيوع، ط: رحمانيه)

وظاهر ما في الهداية ترجيح قولهما، لتأخيره دليلهما كما هو عادته، وقد صرح في الخلاصة في نظيره بان الفتوى على قولهما ... قال الفقية ابو الليث: والفتوى على قولهما تيسيراً للأمر على المسلمين۔ وعلى هامشه: (قوله: وقد صرح في الخلاصة في نظيره): قال في النهر: وفي عيون =

ڈھیر کے حساب سے فروخت کرنا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۲/٦)

٣٠٢

ڈی،او (D,O) کے ذریعے بیع کرنا

اگر کوئی شخص مل سے مال خریدنے کا سودا کرتا ہے، مل والا اسے رسید جاری کردیتا ہے جسے ڈلیوری آرڈر کہا جاتا ہے جس کا مخفف ڈی،او (D,O) ہے، اس ڈی،او پر ایک تاریخ لکھی ہوئی ہوتی ہے اس کی رو سے مال خریدنے والے کو یہ حق حاصل ہوجاتا ہے کہ وہ اس میں درج شدہ تاریخ تک ڈی،او دکھلا کر گودام سے مال اٹھالے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ مال خریدنے والا گودام سے مال اٹھاتا نہیں اور اس پر قبضہ بھی نہیں کرتا اور اپنے مال کو الگ کرکے بھی نہیں رکھتا، بلکہ اسی حالت میں وہ ڈی،او دکھلا کر مال دوسرے کو اور دوسرا تیسرے کو فروخت کردیتا ہے، اس میں جب تک مال گودام میں رہتا ہے وہ مل مالک کے ضمان اور رسک پر ہوتا ہے، اس طرح قبضہ سے پہلے ڈلیوری آرڈر دکھلا کر مال کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس طریقہ سے جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ نفع بھی ناجائز ہے اور اس کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت حکیم بن حزام نے فرمایا کہ میں نے کہا

=المذاهب: به يفتى لا لضعف دليل الامام بل تيسيراً على الناس ... وعزا في الدر المختار مثل ما في النهر الى الشرنبلالية عن البرهان والقهستاني عن المحيط وغيره۔ (البحر الرائق مع منحة الخالق: (٥/ ٢٨٣، ٢٨٥) كتاب البيع، ط: سعيد)

قوله: وقالا: يجوز مطلقاً، قال: وفي البرهان: وبه يفتى، وذكر وجهه۔ (حاشية الشرنبلالية على الدرر: (١٣٧/٢) كتاب البيوع، ط: دار إحياء الكتب العلمية)

خلاصة الفتاوى: (٣٢/٣) كتاب البيوع، الجنس الثالث في الزرع والثمر، ط: رشيديه۔

شامي: (٥٣٠/٣) كتاب البيوع، مطلب مهم في حكم الشراء بالقروش في زماننا، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٧/٣) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

البناية: (٣٨/٧) كتاب البيوع، الخلاف فيمن باع صبرة طعام كل قفيز بدرهم، ط: دار الفكر بيروت۔

کہ اے اللہ کے رسول میں خرید وفروخت کرتا ہوں اس میں میرے لیے کیا حلال ہے اور کیا حرام ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم کوئی چیز خرید و تو اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے فروخت نہ کرو۔ (۱)

واضح رہے کہ جب تک مال گودام میں ہے، خریدار اسے استعمال نہیں کر سکتے اور ڈی او حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس رسید کی بدولت گودام سے مال حاصل کیا جا سکتا ہے، اور جب تک مال گودام میں سے نکال کر حاصل نہیں کر لیا جائے گا قبضہ نہیں کہا جائے گا لہٰذا ڈی او پر قبضہ کو مال پر قبضہ نہیں کہا جائے گا، اور رائج کاروبار موجودہ شکل میں جائز نہیں ہے۔ (۲)

ڈیبٹ کارڈ (Debit Card)

ڈیبٹ کارڈ اپنے بینک اکاؤنٹ سے رقم نکالنے کے لئے خود کار مشینوں

---

(۱) أن حكيم بن حزام... قال: قلت: يارسول الله! إني اشتري بيوعًا، فما يحلّ لي منها وما يحرم علي؟ قال: فإذا اشتريت بيعًا فلا تبعه حتى تقبضه۔ (مسند أحمد بن حنبل: (۴۰۳/۳) رقم الحديث: ۱۴۸۸۲، مسند حكيم بن حزام عن النبي صلى الله عليه وسلم، ط: دار إحياء التراث العربي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۳۱۳/۵) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع ما لم يقبض وإن كان غير طعام، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

رجل اشترى أمة بيعًا فاسدا وقبضها فباعها ثم قضى عليه القاضي بالقيمة للبائع الأول فأداها إليه ورده البائع الأول من الثمن وفي الثمن الثاني فضل على القيمة التي أداها فإنه يتصدق بذلك الفضل في قول إبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى۔ (الفتاوى الهندية: (۲۱۲/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه)

الهداية: (۶۸/۳، ۶۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: رحمانية۔

(۲) وأما تفسير التسليم والقبض، فالتسليم والقبض عندنا هو التخلية والتخلي وهو أن يخلي البائع بين المبيع وبين المشتري برفع الحائل بينهما على وجه يتمكن المشتري من التصرف فيه فيجعل البائع مسلمًا للمبيع والمشتري قابضًا له۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

الموسوعة الفقهية: (۲۱۶/۱۱) حرف التاء، تسليم، ط: دار السلاسل، الكويت۔

(ATM) پر استعمال کیا جاتا ہے، اس کے ذریعے براہ راست رقم اپنے اکاؤنٹ سے منہا ہوجاتی ہے یا اسی طرح کے دوسرے کارڈ جیسے چارج کارڈ، کارپوریٹ کارڈ، فلیٹ کارڈ، یا کسی بھی کمپنی کا شاپنگ کارڈ وغیرہ جن میں محض مقررہ مدت میں واجب الاداء رقم ہی ادا کرنا ہوتی ہے اور کوئی مزید سود ادا کرنا نہیں پڑتا، لیکن ڈیبیٹ کارڈ مشین میں چارج کرنے کی صورت میں سروس چارج کے نام پر فیصد کے اعتبار سے جو رقم کٹتی ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ بینک قرض دار ہے اور رقم جمع کرنے والا قرض خواہ ہے، قرض دار کے لئے سروس چارج کے نام پر قرض میں سے رقم منہا کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

اس کارڈ کے حامل کا پہلے سے اکاؤنٹ اس ادارے یا بینک میں موجود ہوتا ہے، جس ادارے یا بینک کا اس نے کارڈ حاصل کیا ہے اور کارڈ لے جانے والا اس

---

(۱) یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ۔ (البقرۃ: ۲۷۹_۲۷۸)

عن علی أمیر المؤمنین مرفوعاً: (کل قرض جر منفعة فھو ربا)۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۲) کتاب الحوالہ، باب کل قرض جر منفعة فھو ربا، ط: إدارۃ القرآن)

الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۵۷) الفن الثاني، کتاب المداینات، ط: قدیمي۔

کل قرض جر منفعة فھو ربا:... ولھذا لایجوز أن یرد المقترض إلي المقرض إلا ما اقترضه منه أو مثله تبعاً للقاعدۃ الفقھیة القائلة: کل قرض جر نفعاً فھو ربا. (فقه السنة: (۳/ ۱۴۸)، البیع القرض، ط: دار الکتاب العربي)

الدیون تقضی بامثالھا۔ شامی: (۳/ ۸۳۸) کتاب الإیمان، ط: سعید۔

ھو عقد مخصوص برد علی دفع مثلی ـــ لیرد مثلہ۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۶۱) کتاب البیوع، فصل فی القرض، ط: سعید۔

الدیون تقضی بامثالھا۔ (الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۵۶)، الفن الثانی، کتاب المداینات، ط: قدیمی)

والذی یتحقق من النظر فی دلائل القرآن والسنة ومشاھدۃ معاملات الناس أن المثلیة المطلوبة في القرض ھي المثلیة في المقدار والکمیة، دون المثلیة في القیمة والمالیة. (بحوث في قضایا فقھیة معاصرۃ: (۱/ ۱۷۴) مسئلة تغیر قیمة العملة وربطھا بقائمة الأسعار، ط: مکتبه دار العلوم)

کارڈ کو جب بھی استعمال کرتا ہے ادارہ یا بینک اس کے اکاؤنٹ میں موجود رقم سے اس کی ادائیگی کر دیتا ہے، اس میں کارڈ لے جانے والے کو ادھار کی سہولت حاصل نہیں ہوتی ہے، بلکہ وہ صرف اس وقت تک کارڈ کو استعمال کر سکتا ہے جب تک اس کے اکاؤنٹ میں رقم موجود ہے۔

ادارہ یا بینک اس کارڈ کو جاری کرنے کی فیس وصول کرتا ہے۔

اس کارڈ کو استعمال کرنا جائز ہے، اور اس کے ذریعے خرید و فروخت کرنا درست ہے، کیوں کہ اس میں قرض اور سود کی صورت نہیں ہے، البتہ کارڈ لے کر جانے والے کی یہ ذمہ داری ہوگی کہ وہ کارڈ کو شریعت کے خلاف کسی ناجائز اور گناہ کے کام میں استعمال نہ کرے ورنہ گناہ گار ہوگا۔ [1]

ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ

اعدادی اسناد (ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ) یہ وہ برقی دستاویزات ہوتی ہیں جنہیں

---

(۱) وتجوز الوكالة بقضاء الدين؛ لأنه يملك القضاء بنفسه وقد لا يتهيأ له القضاء بنفسه فيحتاج إلى التفويض إلى غيره۔ (بدائع الصنائع: (۲۳/۶) كتاب الوكالة، فصل: وأما الشرائط فأنواع، ط: سعيد)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۸۸/۵) الفصل التاسع: الوكالة، المبحث الثاني: شرائط الوكالة، الوكالة بقضاء الدين، ط: دار الفكر)

قال المؤكل خذ هذا الألف يا فلان وادفعه إلى فلان، فأيهما قضى جاز قياسا واستحسانا۔ (الخانية على هامش الهندية: (۳۶۹/۵) كتاب الوكالة، الثالث فيها بقبض الدين، ط: رشيديه)

تصح الوكالة بأجر وبغير أجر؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات، ويجعل لهم عمولة ... ولأن الوكالة عقد جائز لا يجب على الوكيل القيام فيجوز أخذ الأجرة فيها بخلاف الشهادة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۷۳/۵) الفصل التاسع: الوكالة المبحث الأول: تعريف الوكالة وركنها ومشروعيتها، ط: دار الفكر)

الفتاوى الكاملية: (ص: ۱۳۶) كتاب الوكالة، ط: حقانية۔

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۹۸/۳) رقم المادة: ۱۵۰۳، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثاني في بيان شروط الوكالة، ط: رشيديه۔

محافظ کمپنیاں اسناد کے طور پر جاری کرتی ہیں، تا کہ اس کے ذریعے سے اس تجارتی کمپنی کی شناخت ہو سکے۔

(۴۰۶)

ڈیجیٹل سگنیچر

عددی دستخط (ڈیجیٹل سگنیچر) اس عمل سے پیغام بھیجنے والے کی شناخت کو یقینی بنایا جاتا ہے، اس میں ارسال کرنے والا ایک خاص key کے ذریعے کوڈ ورڈ پر مبنی میسج ارسال کرتا ہے، آگے سے وصول کرنے والا جب استعمال کرنے والے کی Key کو استعمال کر کے اسے ڈی کوڈ کرتا ہے تو یہ کام اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یہ میسج ٹھیک ہے۔

ڈیجیٹل کرنسی

"بٹ کوئین" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۲)

ڈیفرنس

موجودہ دور میں کاروبار کی ایک شکل یہ ہے کہ مثلاً ایک مہینے کے ادھار پر سونے کی ایک مخصوص مقدار مثلاً دس تولے سونے کے ایک بسکٹ کا سودا کر لیا جاتا ہے، خریدار سونے کے بسکٹ پر قبضہ نہیں کرتا، جب قیمت کی ادائیگی کی تاریخ آتی ہے تو سونے کے اس دن کے نرخ کو دیکھ لیا جاتا ہے، خرید کے دن اور ادائیگی کے دن کے سونے کے نرخوں میں جو فرق (ڈیفرنس) ہوتا ہے اس کی ادائیگی کر دی جاتی ہے مثلاً: خرید کے دن سونے کا نرخ پچاس ہزار روپے تولہ تھا ادائیگی کے دن پچاس ہزار ایک سو روپے تولہ ہو گیا تو خریدار بائع سے ایک سو روپے فی تولہ کے حساب سے ایک ہزار روپے وصول کر لیتا ہے۔ اور اگر نرخ گر کر انچاس ہزار نو سو روپے رہ گیا تو

خریدار بائع کو ایک ہزار دیتا ہے۔ نہ تو خریدار سونے پر قبضہ کرتا ہے اور نہ ہی سونا بیچنے والا قیمت پر قبضہ کرتا ہے، بس نرخ میں کمی بیشی سے جو فرق (ڈیفرنس) آتا ہے اس کا لین دین کر لیتے ہیں۔

کاروبار کی یہ شکل بالکل حرام اور ناجائز ہے، اور کمائی بھی حرام ہے، ایک وجہ تو یہ ہے کہ مجلس عقد میں دونوں جانب سے قبضہ نہیں ہوتا حالاں کہ یہ بیع صرف ہے اور بیع صرف میں دونوں جانب سے مجلس عقد میں ہاتھ در ہاتھ قبضہ کرنا لازم ہوتا ہے۔[1] دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ سٹہ اور جوا ہے۔[2]

ڈیلر کے لئے عوامی فنڈ سے بچی ہوئی چیز بلیک میں فروخت کرنا

اگر ڈیلر کے پاس عوامی فنڈ کی چیزیں اس لئے بچی ہوئی ہیں کہ اعلان کے باوجود لینے والے لوگ اپنے کوٹے کی چیزیں لینے کے لئے نہیں آئے تو ڈیلر کو وہ چیزیں فروخت کرنے کی اجازت ہوگی، اور لوگوں کے لئے بھی ڈیلروں سے خریدنا

---

(۱) الصرف بيع النقد بالنقد أي بيع الثمن بالثمن ... ويشترط لصحته عدم التأجيل وخيار الشرط والتساوي وزنًا والتقابض قبل الافتراق إذا اتحد جنسًا ... وأما إذا لم يتجانسا فيلزم التقابض لا التساوي۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۷) رقم المادة: ۱۲۱، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: مكتبه فاروقيه)

البحر الرائق: (۶/۱۹۲، ۱۹۳) كتاب الصرف، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵/۲۵۸، ۲۵۹) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

(۲) [يٰأيها الّذين أمنوا إنّما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطٰن فاجتنبوه لعلّكم تفلحون]۔ (المائدة: ۹۰)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما : أنّ النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن الخمر والميسر والكوبة... الحديث۔ (سنن أبي داود: (۲/۱۶۳) كتاب الأشربة، باب ماجاء في السكر، ط: رحمانيه)

وسمي القمار قمارًا؛ لأنّ كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (شامي: (۶/۴۰۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

جائز ہوگا۔ (۱)

تاہم اگر فروخت کرنے کی صورت میں حکومت کی طرف سے گرفت کا اندیشہ ہے پھر فروخت نہ کرے اور لوگ بھی ان سے نہ خریدیں تاکہ گرفتاری کی صورت میں اپنی تذلیل لازم نہ آئے۔ (۲)

اور اگر ڈیلر کے پاس عوامی فنڈ کی چیزیں اس لئے بچی ہوئی ہیں کہ جو حق دار چیزیں لینے آئیں ان کو مطلوبہ مقدار میں چیزیں نہیں دی گئیں بلکہ کم دی گئیں، یا جن کا حق تھا وہ جب لینے آئے تو ان کو نہیں دیا گیا تو ان صورتوں میں ڈیلر خائن اور گناہ گار ہوگا، اور ایسی بچی ہوئی چیزوں کو ڈیلر کے لئے فروخت کرنا اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسی چیزوں کو خریدنا مکروہ ہوگا۔ (۳)

---

(۱) فإن سعر فباع الخباز بأكثر بما سعر جاز بيعه كذا في فتاوي قاضي خان. (الفتاوي الهندية: (۳/۲۱۴) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة، فصل في الاحتكار، ط: رشيديه)

ويكره التسعير... ولأن الثمن حق العاقد، فلا ينبغي له ان يعترض لحقه (مجمع الانهر: (۴/۲۱۵) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية)

ولأن الثمن حق البائع: لانه يقابل ملكه، فيكون التقدير اليه. (المحيط البرهاني: (۱۰/۳۷۹) كتاب البيوع، الفصل الخامس والعشرون في البياعات المكروهة، ط: إدارة القرآن)

(۲) قال الله تعالي: ولا تلقوا بأيديكم إلي التهلكة. (سورة البقرة: ۱۹۵)

عن حذيفة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا ينبغي للمؤمن أن يذل نفسه" قالوا: وكيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق. (جامع الترمذي: (۲/۵۱) ابواب الفتن، باب بلا عنوان، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ۲۹۰) أبواب الفتن، باب قوله تعالي: يا ايها الذين آمنوا عليكم أنفسكم، ط: قديمي

(۳) لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/۵۱) رقم المادة: ۹۶، المقالة الثانيه في بيان القواعد العلمية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه ولا ولايته. (الدر المختار مع الرد: (۶/۲۰۰) كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد)

قال عليه الصلاة والسلام: من اشتري سرقة وهو يعلم أنها سرقة، فقد شرك في عارها وإثمها. (فيض القدير للمناوي: (۱۱/۵۷۶۴) رقم الحديث: ۸۴۴۳، مكتبه نزار مصطفى الباز، رياض)=

واضح رہے کہ راشن ڈیلر مقررہ کوٹہ کو باقاعدہ حکومت سے خریدتے ہیں وہ عوام اور حکومت دونوں کے وکیل بھی ہوتے ہیں۔

ڈیلر کے لیے مقررہ نرخوں سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا

☆......ڈیلر گورنمنٹ یا کمپنی کا وکیل نہیں ہے کیوں کہ کاروبار کا پورا منافع ڈیلر ہی کو ملتا ہے، لیکن اس نے گورنمنٹ یا کمپنی سے چیزوں کو مقررہ نرخوں پر فروخت کرنے کا عہد و پیمان کیا ہوتا ہے اور گورنمنٹ یا کمپنی اسے ہر چیز کا نرخ بتا کر دیتی ہے لہٰذا اس سے زائد نرخ پر فروخت کرنے میں بدعہدی لازم آتی ہے اور زائد نرخوں پر فروخت کرنے سے جھوٹ اور خریداروں پر ظلم وزیادتی، بے رحمی اور بے جا سختی لازم آتی ہے، اس لیے مقررہ نرخوں سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

☆......ایجنسی والوں کا حکم بھی یہی ہے۔(۱)

= لم يحل للمسلم أن يشتري شيئا يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق قال عليه السلام: من اشتري سرقة أي مسروقا وهو يعلم أنها سرقة، فقد اشترك في أثمها وعارها. (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوي: (ص:٢٦٦) الفصل الرابع في المعاملات، ط: المكتب الإسلامي).

فمن علمت أنه سرق مالاً أو خانه في أمانته أو غصبه فأخذه من المغصوب قهراً بغير حق، لم يجز لي أن آخذه منه لا بطريق الهبة ولا بطريق العوض ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع. (مجموعة الفتاوي لابن تيمية: (٢٩/٣٢٣) أصول في التحريم والتحليل، ط: مجمع الملك فهد، المدينة المنورة)

(۱) [واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا] [الاسراء: ٣٤]

ولا يسعر حاكم الا اذا تعدى الارباب عن القيمة تعدياً فاحشاً فيسعر بمشورة اهل الرأي. (تنوير الابصار مع رد المحتار: (٦/٤٠٠) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

فهذى المناهي تدل على أنه يجوز أن يلبس على البائع والمشتري في سعر الوقت ويكتم منه أمرا لو علمه لما أقدم على العقد ففعل هذا من الغش الحرام المضاد للنصح الواجب۔ (إحياء علوم الدين: (٢/ ٧٨) كتاب آداب الكسب، ط: دار المعرفة)

لا يجوز لأحد أن يلبس على البائع أو المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفى من البائع=

''ڈیمانڈ اینڈ سپلائی''

''قیمت کم یا زیادہ ہونے کی وجہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۶/۵)

۴۱۰

ڈیمرج (Demurrage) زیادہ ہونے کی وجہ سے چھوڑا ہوا مال

امپورٹر جب باہر ممالک سے مال منگواتا ہے بعض اوقات ایئر پورٹ اور بندرگاہ وغیرہ سے بروقت مال کو کلیئر نہیں کیا جاتا اور اس کا ڈیمرج (Demurrage) بڑھ جاتا ہے، ڈیمرج کبھی مال کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ بن جاتا ہے، ایسی صورت میں نوٹس دینے کے باوجود امپورٹر مال کلیئر کرکے مال وصول نہیں کرتا اور وہ گودام میں پڑا رہتا ہے، بعد میں کسٹم حکام ڈیمرج حاصل کرنے کے لئے اسے نیلام کردیتے ہیں، کسٹم حکام کے لئے ڈیمرج حاصل کرنا جائز ہے کیونکہ یہ اصل میں اس جگہ اور گودام کا کرایہ ہے جہاں مال رکھا گیا ہے، لہٰذا کسٹم والے ایسا مال نیلام کرکے ڈیمرج کی حد تک اپنا حق اجرت وصول کرسکتے ہیں اور کسٹم والوں سے ایسے مال کا خریدنا بھی جائز ہے، اگر ڈیمرج کی رقم سے زیادہ پر فروخت ہو تو کسٹم والوں پر بقیہ رقم اصل مالک یا اس کے ورثاء کو پہنچانا لازم ہوگا۔ (۱)

= غلا السعر أو من المشتري انحطاطه ۔ فإن من يفعل هذا يكون من الظالمين التاركين للنصح الواجب۔ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۳۹) المجلس التاسع والستون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سعيد)

(۱) والقاضي يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه... لا يبيع القاضي عرضه ولا عقاره) للدين (خلافا لهما وبه) أي بقولهما ببيعهما للدين (يفتي) اختيار. وصححه في تصحيح القدوري۔

قوله: ليبيع ماله) أطلق المال فشمل المرهون والمؤجر والمعار، وكل ما هو ملك له. (الدر المختار مع الرد: (۱۵۰/۶، ۱۵۱) كتاب الحجر، ط: سعيد)

شامي: (۳۸۷/۵) كتاب القضاء مطلب في ملازمة المديون، ط: سعيد)=

ڈیمیج

”ڈیمیج“ نقصان کو کہتے ہیں۔[1]

ڈیمجز وصول کرنا

اگر وعدۂ بیع کی صورت میں کسی ایک فریق نے وعدہ خلافی کی اور دوسرے فریق کا نقصان ہوا تو آج کل موجودہ ملکی قانون کے اعتبار سے تجارت میں جتنا نقصان (ڈیمجز) ہوا اس کو وصول کرنے کی اجازت اور گنجائش ہوتی ہے اور اس کی بنیاد متوقع نفع ”اپر چونیٹی کاسٹ“ پر ہوتی ہے، شریعت کے قانون کے اعتبار سے اس قسم کے نقصانات کا اعتبار نہیں ہے اور اس کو دوسرے فریق سے وصول کرنا بھی جائز نہیں ہے، البتہ وعدہ خلافی کرنے والا بہت بڑا گناہ گار ہے، آخرت میں اس کی پکڑ ہوگی اس لیے تاجروں کے لیے موجودہ قانون کے اعتبار سے اس قسم کا نقصان وصول کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کرنا اور وہ نقصان لینا جائز نہیں ہے۔

ڈیمجز کی مثال یہ ہے کہ زید نے عمرو سے یہ وعدہ کرلیا کہ میں یہ سامان آپ کو فروخت کردوں گا اور عمرو نے وعدہ کرلیا کہ یہ سامان آپ سے خریدلوں گا لیکن بعد

= ومن اشتري عبداً فغاب فبرهن البائع علی بیعه وغیبته معروفة لم یبع لدین البائع وإلا بیع لدینه)... ولم یذكر المصنف أنه یدفع الثمن إلی البائع؛ لأن القاضي إنما یرفع له بقدر ما باعه فإن فضل شئ عن دینه أمسكه للمشتري الغائب لأنه بدل ملكه. (البحر الرائق: (١٧٤/٦، ١٧٥) كتاب البیع، باب المتفرقات، ط: سعید)۔

وعنه (أي عن سمرة رضي الله عنه) عن النبي صلی الله علیه وسلم قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدي. (مشكاة المصابیح: (ص: ٢٥٥) كتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني، ط: قدیمي)

قال: علی الید ما أخذت) أي یجب علی الید رد ما أخذته... (حتی تؤدي)... أي حتی تؤدیه إلی مالكه، فیجب رده في الغصب... یعني من أخذ مال أحد بغصب أو عاریة أو ودیعة لزمه رده. (مرقاة المفاتیح: (١٣٧/٦) كتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني، ط: رشیدیه جدید)

(١) ؟؟؟؟؟

میں عمرو نے خریدنے سے انکار کردیا، اگر عمرو زید سے وہ سامان خرید لیتا تو اس صورت میں زید کو کتنا نفع ہوتا، اور اس کے نہ خریدنے کی صورت میں زید کو کتنا نقصان ہوا، کیوں کہ وہ سامان زید تیسرے شخص کو کم دام میں فروخت کرنے پر مجبور ہوگا، اب دونوں قیمتوں کے درمیان فرق کو نقصان (ڈیمج) تصور کرکے یہ کہا جاتا ہے کہ وہ عدالت میں اس نقصان کا دعویٰ کرسکتا ہے۔

یا مثلاً: ایک رقم زید نے ایک مہینے تک اپنے پاس اس وعدۂ بیع کی بنیاد پر روک کر رکھ لی کہ عمرو سے حسب وعدہ فلاں سامان خرید لے گا، اور عمرو نے بھی یہ وعدہ کرلیا تھا کہ وہ سامان زید کو فروخت کردے گا بعد میں عمرو نے سامان فروخت کرنے سے انکار کردیا تو اس صورت میں زید کا نقصان ہوا کیوں کہ اگر زید یہ رقم کسی ''انٹرسٹ بیئر اسکیم'' میں لگاتا تو زید کو مثلاً اتنا نفع ملتا لیکن چوں کہ عمرو نے مال فروخت کرنے کا وعدہ کرلیا تھا اور وعدہ کی وجہ سے زید نے وہ رقم کسی ''اسکیم'' میں نہیں لگائی، تو اس وجہ سے اس نفع سے محروم ہوگیا، لہٰذا زید عدالت میں اس نقصان کا دعویٰ کرتا ہے، اور اس قسم کے نقصانات کا متوقع نفع ''اپرچونیٹی کاسٹ'' کی بنیاد پر کیلکولیٹ کرتا ہے۔

اس طرح کے نقصانات کا شریعت میں اعتبار نہیں اور ایسے نقصان کو وصول کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کرنا جائز نہیں، اگر بالفرض ایسی رقم عدالت یا کسی اور ذریعہ سے مل سکتی ہے تو لینا جائز نہیں، اگر لے لی تو واپس کرنا ضروری ہے۔(۱)

(۱) والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (شامی: (۴/۶۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۴۴) كتاب الحدود، باب التعزير، ط: سعيد۔

(لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي) وإن أخذه، ولو على ظن أنه ملكه وجب عليه رده عينا إن كان قائما وإلا فيضمن قيمته إن كان قيميا، وإمثله إن كان مثليا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۱) رقم المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه)=

ڈیمیج کا حکم

”وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶/ ۳۳۰)

ڈیوٹی کی رقم اصل قیمت میں ملانا

”اضافی اخراجات ملانے کی صورت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱/ ۲۹۷)

ڈیوٹی کے بغیر مال لانا

”کسٹم ڈیوٹی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵/ ۳۱۶)

ڈیوٹی مال

ڈیوٹی مال سے مراد وہ مال ہے جو امپورٹر کو باہر ممالک سے قانونی طور پر منگوانے کی اجازت ہوتی ہے، اور حکومت اس پر ڈیوٹی (ٹیکس) عائد کرتی ہے، اس میں سیلز ٹیکس اور دوسرے ٹیکسز شامل ہوتے ہیں، بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ امپورٹر ٹیکس اور ڈیوٹی ادا نہیں کرتے، حکومت ان کو نوٹس دیتی ہے کہ اتنے دنوں تک اپنی ڈیوٹی ادا کر کے اپنا مال اٹھالیں ورنہ سارا مال ضبط کرلیا جائے گا۔ اس نوٹس کے بعد بعض لوگ ٹیکس اور ڈیوٹی ادا کر کے اپنا سامان اٹھالیتے ہیں، اور بعض لوگ ڈیوٹی ادا نہیں کرتے اور مال وہیں چھوڑ دیتے ہیں اور حکومت اس کو ضبط کرلیتی ہے پھر آگے فروخت کر کے اپنا ٹیکس اور ڈیوٹی وصول کرلیتی ہے، لوگوں کو جان بوجھ کر ایسا مال

= قوله: الخلف في الوعد حرام ... وأما من عزم على الوفاء ثم بدا له فلم يف بهذا لم يوجد منه صورة النفاق، كما في الإحياء من حديث طويل عند أبي داود والترمذي مختصرا بلفظ: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي فلم يف، فلا إثم عليه۔ انتهى۔ وقيل عليه فيه بحث، فإن أمر {أوفوا بالعقود} مطلق فيحمل عدم الإثم في الحديث على ما إذا منع مانع من الوفاء۔ (شرح الحموي مع الأشباه: (۳/ ۲۳۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: إدارة القرآن)

مرقاة المفاتيح: (۹/ ۱۱۴) كتاب الأدب، باب المزاح، الفصل الثالث، ط: رشيديه۔

خریدنے سے بچنا چاہئے کہ اس مال کو بیچنے پر اصل مالک راضی نہیں ہے اور اصل مالک کی اجازت کے بغیر مال بیچنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ڈیویڈنڈ (Dividend)

شیئرز کمپنی سال بھر کاروبار کرنے کے بعد سالانہ نفع کا حساب لگاتی ہے اور یہ طے کرتی ہے کہ نفع کتنا ہوا؟ اس کے بعد اس منافع کا کچھ حصہ احتیاط کے طور پر محفوظ کر لیتی ہے تاکہ آئندہ کمپنی کو کوئی نقصان ہو تو اس سے اس کا تدارک کیا جاسکے، اس کو انگریزی میں (Reserve) کہتے ہیں، احتیاطی حصہ نکالنے کے بعد بقیہ نفع شیئرز ہولڈرز میں تقسیم ہوتا ہے، اس کو "ڈیویڈنڈ" کہتے ہیں۔

پرافٹ اور ڈیویڈنڈ میں فرق یہ ہے کہ کل نفع کو پرافٹ کہتے ہیں اور احتیاطی حصہ نکالنے کے بعد جو نفع تقسیم کیا جاتا ہے اس کو "ڈیویڈنڈ" کہتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن أبی حرۃ الرقاشی، عن عمه رضی اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا یحل مال امرئ مسلم إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

لا یجوز التصرف فی مال غیرہ بغیر إذنه۔ (شرح الحموی: (۴۴۳/۲)، کتاب الغصب، ط: إدارۃ القرآن)

لا یجوز لأحد أن یتصرف فی ملک الغیر بلا إذنه۔۔۔ وإن فعل کان ضامنا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۱/۱)، رقم المادۃ: ۹۶، المقالة الثانیة: فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: فاروقیة)۔

(۲) اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۶۱) کمپنی کا تعارف، منافع کی تقسیم، ط: إدارۃ المعارف، کراچی۔

ذ

ذات کے متعلق عیب چھپانا

''چیز کی ذات کے متعلق کوئی عیب چھپانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۱/۳)

ذبح سے پہلے جانور کے اعضاء کی خرید وفروخت کرنا

جانور کے ذبح کرنے سے پہلے سر، پیر، کلیجی، دل، گردے اور ران فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں ذبح کرنے کے بعد کاٹ کر نکالنے کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔(۱)

ذبح سے پہلے کھال کی خرید وفروخت کرنا

☆...... جانور کو ذبح کرنے سے پہلے اس کی کھال کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆...... قربانی کے جانور کی کھال کی قربانی کرنے سے پہلے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ قیمت مقرر کر کے فروخت کرنے کا وعدہ کرنا پھر ذبح کے

---

(۱) ولؤلؤ فی صدف للغرر، وصوف علی ظهر غنم ...... وكذا كل مااتصاله خلقی كجلد حيوان ونوى تمر وبن وبطيخ لمامرّ انه معدوم عرفاً۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب استثناء الحمل في العقود على ثلاث مراتب، ط:سعيد)

ولو اشترى لؤلؤة في صدفه، قال ابويوسف رحمه الله تعالى: يجوز البيع، وله الخيار اذا رأى، وقال محمد رحمه الله تعالى: لايجوز، وعليه الفتوى، اھ۔ وهكذا في الولوالجية معللاً للفتوى بانها منه خلقة۔ (البحر، (۵/۲۷۶) كتاب البيع، ط:سعيد)

ولو باع الجلد والكرش قبل الذبح لايجوز، فان ذبح بعد ذلك، ونزع الجلد والكرش وسلم لاينقلب العقد جائزاً، كذا في الذخيرة۔ (الفتاوى الهندية: (۱۲۹/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع، الفصل التاسع في البيوع الأشياء المتصلة بغيرها، ط:رشيديه)

مجمع الانهر: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

بعد اس قیمت کے مطابق فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

☆......مزید "کھال قربانی سے پہلے فروخت کردینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ذخیرہ اندوزی

☆...... ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے، اور اس کی بے شمار انواع اور اقسام ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی وہی شخص کرتا ہے جو خطا کار اور عادی مجرم ہوتا ہے۔ (۲)

☆......اگر کوئی شخص لوگوں کی ضرورت کی چیزوں کو خرید کر جمع کر لیتا ہے اور جب یہ چیزیں مہنگی ہوجاتی ہیں یا فصل نکل جاتی ہے تب بیچتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر اس کے خریدنے کی وجہ سے علاقے کے لوگوں کو تنگی پیش نہیں آتی اور وہ چیز مارکیٹ میں ملتی رہتی ہے، نایاب نہیں ہوتی اور موسم ختم ہونے کے بعد جب قیمت بڑھ جاتی ہے تو اتنی زیادہ قیمت پر فروخت کرتا ہے

---

(۱) ولوباع الجلد والكرش قبل الذبح لايجوز، فان ذبح بعد ذلك ونزع الجلد والكرش وسلم لاينقلب العقد جائزا، كذا في الذخيرة۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۲۹) كتاب البيوع، الباب التاسع، الفصل التاسع في بيوع الاشياء المتصلة بغيرها، ط: رشيديه)

(۲) وعن معمر بن عبد الله بن فضلة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لايحتكر إلا خاطئ۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۲۳۹) كتاب البيوع، باب ماجاء في الاحتكار، ط: سعيد)

🗀 سنن أبي داود: (۲/ ۱۳۲) كتاب الإجارة، باب في النهي عن الحكرة، ط: رحمانيه۔

🗀 كنز العمال: (۴/ ۹۸) رقم الحديث: ۹۷۲۳، كتاب البيوع، الباب الثالث في الاحتكار والتسعير، ط: مؤسسة الرسالة۔

جو برداشت کے قابل ہو تو یہ ناجائز ذخیرہ اندوزی میں شامل نہیں ہوگی اور آمدنی حلال ہوگی۔

۳۱۷ دوسری صورت یہ ہے کہ اس کے خریدنے سے علاقے والوں کو تنگی اور پریشانی ہوتی ہے اور وہ چیز مارکیٹ میں نہیں ملتی ہے یا ملتی تو ہے لیکن اتنی زیادہ قیمت میں فروخت ہوتی ہے جو برداشت کے قابل نہیں ہے تو یہ ناجائز ذخیرہ اندوزی میں داخل ہے، ایسا آدمی سخت گناہ گار ہے اور ایسے آدمی پر لعنت ہوتی ہے۔(۱)

---

(۱) وان اشترى فى ذلك المصر وحبسه ولا يضر باهل المصر، لا بأس به واذا اشترى من مكان قريب من المصر، فحمل طعاماً الى المصر، وحبسه وذلك يضر باهله، فهو مكروه۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۲۱۳) كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، فصل فى الاحتكار، ط: رشيديه كوئٹه)

الاحتكار مكروه وانه على وجوه: احدها: ان يشترى طعاماً فى مصر او ما أشبهه ويحبسه، ويمتنع من بيعه وذلك يضر بالناس، فهو مكروه... والثاني: ان يشترى فى مكان قريب من المصر، فحمل الى المصر، وحبسه وذلك يضر باهل المصر، فهو مكروه ايضاً للحديث۔ (المحيط البرهاني: (۸/ ۲۶۶) كتاب البيع، فصل في الاحتكار، ط: غفارية كوئٹه)

احتكار قوت الآدميين والبهائم فى بلد يضر باهلها يعني يكره الاحتكار فى بلد يضر باهلها لقوله عليه الصلاة والسلام: الجالب مرزوق، والمحتكر ملعون۔ (البحر الرائق: (۸/ ۳۷۰) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه كوئٹه)

شامي: ش (۶/ ۳۹۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۷/ ۶۰) كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: سعيد۔

ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۳/ ۲۱۲) كتاب الكراهية، ط: غفارية كوئٹه۔

مجمع الانهر: (۳/ ۲۱۳) كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: غفارية كوئٹه۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون۔ (ابن ماجه: (ص: ۱۵۶) ابواب التجارات، باب الحكرة والجلب، ط: قديمي كتب خانه كراچي)

بدائع: (۵/ ۱۲۹) كتاب الاستحسان، ط: سعيد۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من احتكر طعاماً اربعين يوما يريد به الغلاء، فقد برئ من الله وبرئ الله منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۱) كتاب البيوع، باب الاحتكار، ط: قديمي)=

ذرائع ادائیگی

ذرائع ادائیگی سے مراد وہ وسائل ہیں جن سے خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان سامان یا خدمات کی قیمت کا لین دین ہوتا ہے جس کو فقہ میں ''ثمن'' کہا جاتا ہے، جیسے روپے، ٹاکا، درہم، دینار، ڈالر، یورو وغیرہ۔ (۱)

ذلت کا باعث قرض ہے

''قرض'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۵)

= وهو أن يشتري الطعام في وقت الغلاء للتجارة، ولا يبيعه في الحال، بل يدخره ليغلو ثمنه۔ (شرح النووي على صحيح مسلم: (۳۱/۲) باب تحريم الاحتكار في الاقوات، ط: قديمى)

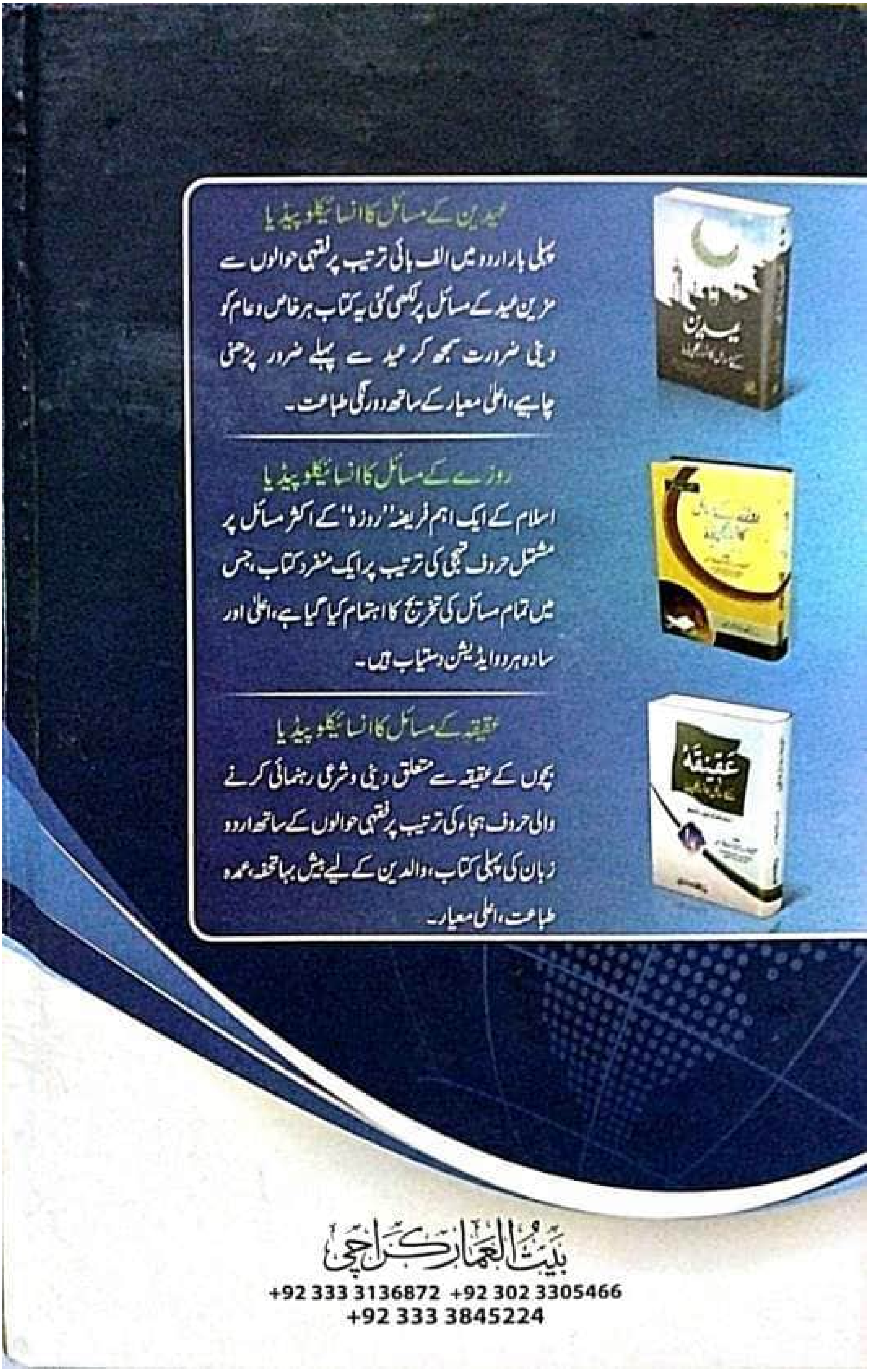
الاحتكار مكروه وذلك ان يشترى طعاماً فى مصر، ويمتنع من بيعه، وذلك يضر بالناس۔ (الهندية: (۲۱۳/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون فى البياعات المكروهة والارباح الفاسدة، فصل فى الاحتكار، ط: رشيديه كوئٹه)

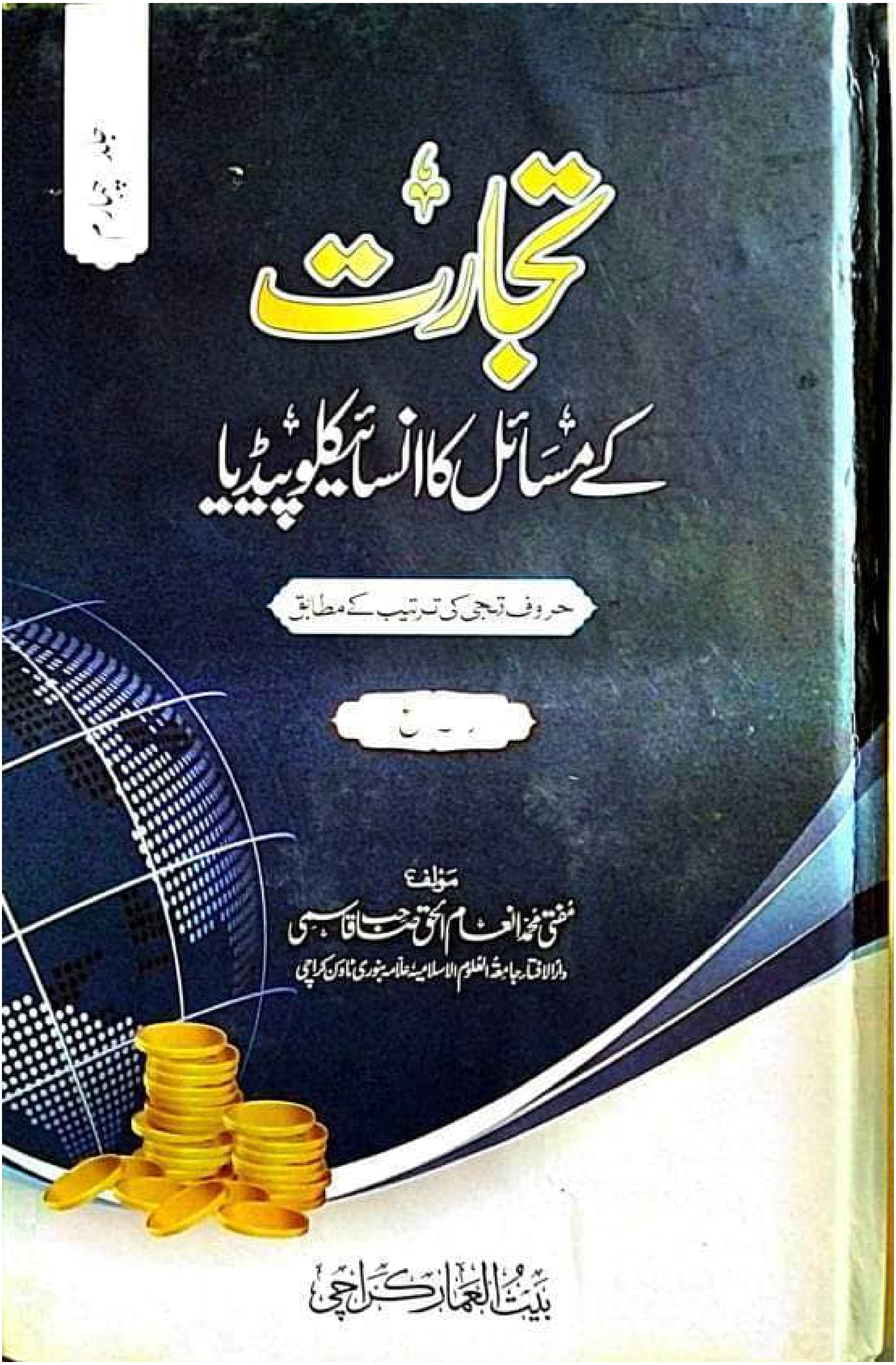
(۱) الثمن مايكون بدلاً للمبيع ويتعلّق بالذمة۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۵۹/۱) رقم المادة: ۱۵۲، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلّقة بالبيوع، ط: مكتبه فاروقيه)

الموسوعة الفقهية: (۲۵/۱۵) حرف الثاء، ثمن، ط: دار السلاسل۔

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۲۳/۲) الكتاب الأول في البيوع، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلّقة بالبيوع، ط: رشيديه۔

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل


عیدین کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
پہلی بار اردو میں الف بائی ترتیب پر فقہی حوالوں سے
مزین عید کے مسائل پر لکھی گئی یہ کتاب ہر خاص وعام کو
دینی ضرورت سمجھ کر عید سے پہلے ضرور پڑھنی
چاہیے، اعلیٰ معیار کے ساتھ دورنگی طباعت۔
روزے کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
اسلام کے ایک اہم فریضہ "روزہ" کے اکثر مسائل پر
مشتمل حروف تہجی کی ترتیب پر ایک منفرد کتاب، جس
میں تمام مسائل کی تخریج کا اہتمام کیا گیا ہے، اعلیٰ اور
سادہ ہر دو ایڈیشن دستیاب ہیں۔
عقیقہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
بچوں کے عقیقہ سے متعلق دینی وشرعی رہنمائی کرنے
والی حروف ہجاء کی ترتیب پر فقہی حوالوں کے ساتھ اردو
زبان کی پہلی کتاب، والدین کے لیے بیش بہا تحفہ، عمدہ
طباعت، اعلیٰ معیار۔
بیت العمار کراچی
+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224


تجارت
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق
مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۴

بیت العمار کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف : مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول : ۱۴۴۱ - ۲۰۲۰

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب
خانوں میں دستیاب ہے

ناشر

بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰

0333-3136872, 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان
۲۴۲	شرط کی خلاف ورزی کرنے سے معاہدہ کا حکم
۲۴۳	شرط کے ساتھ بیع کرنا
۲۴۳	شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا
۲۴۴	شرط لگانا بیع میں
۲۴۴	شرکاء کا کل حصص کسی ایک شریک کو فروخت کرنا
۲۴۴	شرکاء میں سے ایک شریک کا انتقال ہوجائے
۲۴۵	شرکت
۲۴۷	شرکت اختیاری
۲۴۸	شرکت اضطراری
۲۴۸	شرکتِ اعمال
۲۴۹	شرکت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۲۵۰	شرکت ختم کرنا کاروبار جاری رکھ کر
۲۵۰	شرکت صناعہ
۲۵۰	شرکتِ عقود
۲۵۱	شرکت عنان
۲۵۲	شرکتِ عنان کی شرائط
۲۵۳	شرکت کا مال چوری سے بیچنا
۲۵۴	شرکت کا معنی

علماءدیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1

رأس المال

رأس المال: اصل سرمایہ (کیپیٹل) کو کہتے ہیں۔ (۱)

❶ شرکت میں رأس المال نقدی کی صورت میں ہونا چاہیے۔ (۲)

❷ سامان یا جائیداد وغیرہ کو اگر کیپیٹل بنانا ہو تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت شرکت میں شامل کرنی چاہیے۔ (۳)

❸ مال کا تناسب واضح ہونا چاہیے، مثلاً ایک شریک کا چالیس فی صد اور دوسرے شریک کا ساٹھ فی صد سرمایہ ہے۔ (۴)

❹ لوگوں کے ذمے جو قرض ہیں انہیں وصول کیے بغیر شرکت کا سرمایہ نہیں بنایا جاسکتا۔ (۵)

---

(۱) رأس المال عبارة عن السرماية۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۳۷۳) المادة: ۱۰۵۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۴/۲۱۳) المادة: ۱۰۵۷، ط: رشيديه۔

(۲، ۳) يشترط أن يكون رأس المال من قبيل النقود۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۵۶۳) المادة: ۱۳۳۸، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الفصل الثالث في بيان الشروط الخاصة بشركة الأموال، ط: مكتبه فاروقية)

(وشرطها كون رأس المال من الأثمان) كما مرّ في الشركة۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۴۷) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۶/۵۹) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔

(۴) لم يبين مقدار رأس مال كل واحد منهما؛ لأن عند القسمة لا بد من تحصيل رأس مال كل واحد منهما ليظهر الربح، فلا بد من إعلام ذلك في كتاب الشركة ليرجعا إليه عند المنازعة۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۱/۱۵۶) كتاب الشركة، ط: دار المعرفة)

بدائع الصنائع: (۶/۶۳) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔

(۵) يشترط أن يكون رأس مال الشركة عينا ولا يكون دينا أي لا يكون المطلوب من ذمم الناس رأس =

⑥ اگر سرمایہ نقدی (کیش) میں نہ ہو تو اس طرح شرکت کرنا کہ اس سامان کی بازاری قیمت لگا کر "رأس المال" (کیپیٹل) میں اس شریک کے حصے کا تعین کر لیا جائے یہ امام احمد اور امام مالک رحمہا کے نزدیک درست ہے، احناف کے نزدیک درست نہیں۔ (۱)

راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کرنا

عام راستہ عام لوگوں کے درمیان مشترک ہوتا ہے اور سب کو آمد و رفت کی اجازت ہوتی ہے اس لیے عام راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کے جائز ہونے کے لیے چند شرائط ہیں:

① راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کرنے سے عام لوگوں کو آمد و رفت وغیرہ میں پریشانی نہ ہو۔

= مال للشركة، مثلاً ليس لاثنين أن يتخذا دينهما الذي في ذمة آخر رأس مال للشركة فيعقدا عليه الشركة۔ وإذا كان رأس مال أحدهما عينا والآخر دينا فلا تصح الشركة أيضا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵٦۲/۲)، المادة: ۱۳۳۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الفصل الثالث في بيان الشروط الخاصة بشركة الأموال، ط: مكتبه فاروقيه)

بدائع الصنائع: (٦/۲۰) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۲۳۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

(۱) فأما العروض فلا تجوز الشركة فيها في ظاهر المذهب نص عليه أحمد في رواية أبي طالب وحرب وحكاه عنه ابن المنذر... وعن أحمد رواية أخرى أن الشركة والمضاربة تجوز بالعروض وتجعل قيمتها وقت العقد رأس المال... وهو قول مالک۔ (المغني لابن قدامة: (۱۲۳/۷) كتاب الشركة، فصل: شركة العنان، ط: هجر، قاهره)

وقال الإمام مالک: لا يشترط كون رأس مال الشركة نقدًا وإنما تصح الشركة في الدراهم والدنانير، كما تصح في العروض سواء اتفقا جنسا أو اختلفا، وتكون الشركة في العروض مقدرة بقيمتها۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۸۰۸/۳) القسم الثالث العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المطلب الثاني: شرائط شركة العقود، ط: دار الفكر)

إمداد الفتاوی: (۴۹۵/۳) كتاب الشركة، القصص السني في حكم حصص كمپنی، ط: دار العلوم كراچی۔

⑫ اور اس سے کوئی عاقل و بالغ منع نہ کرے۔

⑬ حکومت کی جانب سے اجازت ہو۔

اور اگر راستے پر بیٹھ کر تجارت کرنے سے عام لوگوں کو گزرنے میں تکلیف ہوتی ہو یا کوئی عاقل و بالغ اس سے روکتا ہو اور حکومت سے اجازت بھی نہ ہو تو عام راستے پر بیٹھ کر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

راستے پر ٹھیلہ لگانا

"فٹ پاتھ پر کاروبار کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۵)

راستے کی جگہ کو شامل کرنا

عام راستے اور سڑک حکومت کی ملکیت ہوتی ہے، اور یہ راستے عام گزرنے والوں کے لئے بنائے جاتے ہیں، بعض لوگ راستے کے کنارے کی جگہ کو ذاتی زمین کی طرح اپنی دکان، مکان اور زمین میں شامل کر لیتے ہیں اور دکان وغیرہ کو کشادہ کر لیتے ہیں، اور گزرنے والوں کو تنگ راستے سے گزرنے میں تکلیف ہوتی ہے۔

اس طرح راستوں کو تنگ کرنا اور حکومت کی زمین پر ناجائز طور پر قبضہ کرنا

---

(۱) قول صاحب الدر المختار ملحقاً:

ولکل احد اهل الخصومة منعه و مطالبة بنقضه بعده، هذا اذا بنی لنفسه بغیر اذن الامام، وان بنی للمسلمین کمسجد ونحوه لا، وان کان یضر بالعامة لایجوز احداثه ... والقعود في الطریق لبیع وشراء یجوز ان لم یضر باحد والا لا علی هذا التفصیل السابق... الخ

(قوله: أو بنی باذن الامام) ظاهره انه الی ان قال: قال ابو حنیفة: لکل احد من عرض الناس ان یمنعه من الوضع وان یکلفه الرفع بعد الوضع سواء کان فیه ضرر او لا اذا وضع بغیر اذن الامام لان التدبیر فیما یکون للعامة الی الامام لتسکین الفتنة فالذی وضع بغیر اذنه یفتات علی رأي الامام فیه فلکل واحد ان ینکره علیه... الخ (الدر مع الرد: (۵۹۲/۶) کتاب الدیات، باب مایحدثه الرجل في الطریق وغیره، ط: سعید)

مجمع الأنهر: (۳۶۰/۴) کتاب الدیات، باب مایحدث في الطریق، ط: دار الکتب العلمیة۔

تبیین الحقائق: (۱۴۲/۶) کتاب الدیات، باب مایحدثه الرجل في الطریق، ط: امدادیه۔

اور دکان، مکان وغیرہ میں شامل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔[۱] اور اس سے حاصل کی جانے والی کمائی بھی حلال نہیں ہے۔[۲] قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو دردناک عذاب دیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے ایک بالشت کے برابر کسی کی زمین پر ظلم کے ساتھ قبضہ کیا تو اسے قیامت کے دن ساتھ زمینوں کا طوق بنا کر پہنایا جائے گا۔[۳]

ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ناحق کسی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی لے لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک

---

(۱) الكبيرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، وهو استيلاء على مال الغير ظلماً. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۱/٤۳٤) باب الغصب، الكبيرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، ط: دار الفكر)

الكبائر للذهبي: (ص: ۱۳۳)، الكبيرة الثامنة والعشرون: أكل الحرام وتناوله على أي وجه كان، ط: وحيدي كتب خانه.

(۲) وعن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

فإن كان الخبث لعدم الملك يعمل في النوعين جميعاً حتى لا يطيب الربح كالمودع والغاصب إذا تصرفا في العرض والنقد. (الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير: (ص: ۳۳۳)، كتاب البيوع، باب ما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: عالم الكتب)

الدر مع الرد: (۵/۹۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعيين الدراهم في العقد الفاسد، ط: سعيد)

(۳) عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اقتطع شبراً من الارض ظلماً طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع أرضين. (صحيح مسلم: (۲/۳۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۶/۹۸) كتاب الغصب، باب التشديد في غصب الأراضي وتضمينه بالغصب، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

مسند احمد بن حنبل (۲/۴۳۲) رقم الحديث: ۹۵۷۹، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة۔

دھنسایا جائے گا۔[1]

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر لعنت کرے جو زمین کے نشانات کو بدلنے والا ہے۔[2]

راستے میں چلنے کا حق

راستے میں چلنے کا حق مادی چیز راستے سے متعلق ہے اس لیے اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔[3]

---

(۱) عن سالم عن أبيه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الارض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين. (صحيح بخاري: (۱/ ۳۳۲) كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئاً من الارض، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح (ص: ۲۵٦) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمي.

كنز العمال: (۳/ ۵۰۳) رقم الحديث: ۷٦۲۰، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني: في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) ابو الطفيل عامر بن واثلة قال: كنت عند علي بن أبي طالب، فأتاه رجل، فقال: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يسر إليك: قال: فغضب، وقال: ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يسر إلي شيئا يكتمه الناس، غير أنه قد حدثني بكلمات أربع: قال: فقال: ماهن يا أمير المؤمنين؟ قال: "لعن الله من لعن والده، ولعن الله من ذبح لغير الله، ولعن الله من آوى محدثاً، ولعن الله من غير منار الأرض". (صحيح مسلم: (۲/ ۱٦۰) كتاب الأضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى ولعن فاعله، ط: قديمي)

السنن الكبرى: (٦/ ۹۹) كتاب الغصب، باب التشديد في غصب الأراضي وتضمينها بالغصب، ط: إدارة تاليفات اشرفية.

والمراد بمنار الأرض، بفتح الميم، علامات حدودها. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/ ۱٦۰) كتاب الأضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى ولعن فاعله، ط: قديمي)

(۳) (وصح بيع حق المرور تبعا) للأرض (بلا خلاف و) مقصودا (وحده في رواية وبه أخذ عامة المشايخ شمني وفي أخرى لا، وصححه أبو الليث) ـ (قوله: وبه أخذ عامة المشايخ) قال السائحاني وهو الصحيح، وعليه الفتوى مضمرات اهـ والفرق بينه وبين حق التعلي حيث لا يجوز هو: أن حق المرور يتعلق برقبة الأرض، وهي مال هو عين، فما يتعلق به له حكم العين۔ أما حق التعلي فمتعلق بالهواء، وهو ليس بعين مال اهـ فتح۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۸۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط: سعيد)=

راستے میں چیز مل جاتی ہے

''تاجروں کی گاڑیوں سے کوئی چیز گر جائے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

راشن زیادہ قیمت میں فروخت کرنا

''سرکاری راشن زیادہ قیمت میں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

راشن کارڈ سے مال لے کر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

آج کل بعض ممالک میں عوام کو حکومت کی جانب سے راشن کارڈ (Ration Card) ملتا ہے اور اس سے کم قیمت میں سامان ملتا ہے بعض لوگ راشن کارڈ سے سامان خریدنے کے بعد زیادہ قیمت پر دوسرے لوگوں کو فروخت کر دیتے ہیں یہ جائز ہے، کیوں کہ راشن کارڈ سے سامان خریدنے کے بعد خریدنے والا مالک بن جاتا ہے اور مالک کو اپنی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کرنے کا حق ہے، اور رقم بھی حلال ہے، ہاں اگر قانون کے خلاف ہے تو اس سے بچنا بہتر ہے تاکہ گرفتاری اور بے عزتی کا خطرہ باقی نہ رہے۔[1]

راکھی بیچنا

ہندوؤں کا ایک تہوار ''رکھشا بندھن'' آتا ہے، جس میں بہن اپنے بھائی کو راکھی باندھتی ہے، تو اس تہوار کے موقع پر راکھی بیچنا کافروں کی مذہبی رسم میں تعاون

= شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۱۵/۲) المادة: ۲۱۶، الكتاب الأول: البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، ط: رشيديه۔

فتح القدير: (۳۹۵/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۸۲/۶، ۸۱) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

(۱) تخریج کے لیے ''غیر قانونی طور پر مال لانا'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

کرتا ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۱)

رائیلٹی

بعض لوگ کتابوں کی "رائیلٹی" وصول کرتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ مصنف اپنی کتاب کی طباعت کا حق کسی آدمی یا ادارے کو دیتا ہے اور یہ معاہدہ کرتا ہے کہ اگر ایک ہزار کتاب چھاپی ہیں تو مصنف کو مثلاً ایک ہزار اور اگر دو ہزار چھاپی ہیں تو مصنف کو دو ہزار روپے ملیں گے، باقی کتاب اور اس سے حاصل ہونے والی رقم ناشر کو ملے گی، اس کو "رائیلٹی" کہتے ہیں۔

اس طرح معاملہ کر کے رائیلٹی لینا درست نہیں ہے کیوں کہ یہ حقوق مجردہ میں سے ہے۔ (۲)

رائیلٹی کی شرعی حیثیت

❶ رائیلٹی یا تو حق طباعت کا معاوضہ ہے اور یہ جائز نہیں ہے جس کی تفصیل "کاپی رائٹ" عنوان کے تحت آئے گی۔

---

(۱) قال الله تعالى: [وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان]۔ (المائدة: ۲)

▭ الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

▭ فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليهما، وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۱/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه)

▭ وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (شامي: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد۔

(۲) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر مع الرد: (۵۱۹/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

▭ شرح المجلة لرستم باز: (۸۵/۱) رقم المادة: ۲۱۶، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني في المسائل المتعلق بالمبيع، الفصل الثاني فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: مكتبه فاروقيه۔

▭ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۲۱/۱) رقم المادة: ۲۱۶، ط: رشيديه۔

یا یہ مسودہ کی قیمت ہے، عام طور سے جو طریقہ رائج ہے کہ ناشر جتنی مرتبہ بھی طباعت واشاعت کرے گا ہر مرتبہ اتنی فی صد کتب یا ان کی قیمت مصنف کو دے گا تو اس میں مسودہ کی قیمت مجہول رہتی ہے، اور یہ جہالت جھگڑے کا باعث ہے اور ایسی جہالت سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔[1]

رب المال پر عمل کی شرط لگانا

مضاربت میں رب المال (سرمایہ لگانے والے) کا مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط لگانے سے مضاربت فاسد ہو جاتی ہے۔[2]

رب المال کے لیے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

''مضاربت میں مالک کے لیے ماہانہ متعین رقم طے کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۶)

---

(۱) ومنها (أي شرائط صحة البيع) أن يكون المبيع معلوما وثمنه معلوما علما يمنع من المنازعة فإن كان أحدهما مجهولاً جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع۔ (بدائع الصنائع: (۱۵٦/۵) كتاب البيوع، وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)

الفتاوىٰ الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه... الخ، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۲٦۰/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

(۲) واشتراط عمل رب المال مع المضارب مفسد للعقد؛ لأنه يمنع التخلية فيمنع الصحة۔ (الدر مع الرد: (٦۵۳/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

شرح المجلة للاتاسي: (۳۳۱/۳) [المادة: ۱۴۱۰] الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشيديه)

المضاربة تفسد بأشياء... ومنها: اذا شرط في المضاربة عمل رب المال مع المضارب لان ذلك يمنع التخلية بين المال والمضارب۔ (قاضی خان علی هامش الهندية: (۱٦۱/۳) كتاب المضاربة، ط: رشيديه)

فان شرطا ان يعمل رب المال مع المضارب تفسد المضاربة سواء كان المالك عاقداً او غير عاقد۔ (هندية: (۲۸٦/۳) كتاب المضاربة، ط: رشيديه)

بدائع: (۸۵/٦) كتاب المضاربة، فصل: وأما شرائط الركن، ط: سعيد

رجسٹری کے مصارف

(۴۳) زمین، مکان، دکان اور آفس وغیرہ کی رجسٹری کے تمام مصارف مشتری (خریدار) کے ذمے ہیں کیونکہ رجسٹری کے کاغذات وغیرہ مشتری کے نام پر ہی بنائے جاتے ہیں۔[۱]

رجسٹری میں نام نہیں ہے

''سرکاری کاغذات میں اندراج''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۰۴/۴)

رجوع کرنا

بائع اور مشتری کے درمیان ایجاب وقبول سے بیع تام ہوجاتی ہے اس کے بعد کوئی بھی دوسرے کی رضامندی کے بغیر رجوع نہیں کرسکتا۔[۲]

رخصت تلاش کرنا

☆......کسی معاملہ میں حیلہ کرنا یا رخصتیں ڈھونڈ کر نکالنے کا طریقہ کار جائز

---

(۱) الغرم بالغنم، يعني أن من ينال نفع شيء يتحمل ضرره. (شرح المجلة لرستم باز: (۶۸/۱) المادة: ۸۷، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

الغرم بالغنم)....أي من ينال نفع شيء يجب أن يتحمل ضرره... وإليك فيما يلي بعض المسائل المتفرعة عن هذه القاعدة كل مسألة تحت عنوان من نوعها. البيع: أجرة كتابة سند المبايعة وحجة البيع تلزم المشتري: لأن منفعة السند تعود عليه لا إلي البائع. (دور الحكام شرح مجلة الأحكام: (۹۰/۱) المادة: ۸۷، ايضاً، ط: دار الجيل)

أجرة كتابة السندات والحجج وصكوك المبايعات تلزم المشتري. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۳۰) المادة: ۲۹۲، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الرابع في مؤنة التسليم ولوازم إتمامه، ط: فاروقيه).

(۲) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية۔ (الهداية: (۲۰/۳، ۲۱) كتاب البيوع، ط: رحمانية)

الدر مع الرد: (۵۲۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۱۱/۳) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

بھی ہے اور ناجائز بھی، اس لیے حیلہ کرنے اور رخصت تلاش کرنے سے پہلے جائز اور ناجائز کی تمیز کرنا ضروری ہے، ورنہ یہودیوں اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا، یہودیوں نے معمولی معمولی حیلہ کرتے ہوئے حرام کو حلال قرار دیا ہے۔ (۱)

☆...... حضرت بنوری نور اللہ مرقدہ فقہاء کرام کے حوالے سے ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"تتبع رخص" کو مقصد نہ بنایا جائے کیوں کہ یہ دین ہی سے نکل جانے کے مرادف ہے۔ (۲)

☆...... موجودہ دور خواہشات نفس کی اتباع، خودرائی، اور دین کے ساتھ کھیل تماشا کا دور ہے اس لیے شدید ضرورت عموم بلویٰ اور شرعی اعتبار سے اضطرار کے تحقق کے بعد حیلہ کرنا چاہیے۔ (۳)

☆...... اگر حیلہ کرنے کی وجہ سے کسی دوسرے آدمی کے حق کو باطل کرنا لازم آئے تو وہ حیلہ جائز نہیں، شفعہ کے حق کو ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا جائز ہے، اور زکاۃ کے وجوب کو ساقط کرنے کے لیے حیلہ کرنا منع ہے، کیوں کہ اس سے فقراء کا

---

(۱) لاترکبوا ما ارتکبت الیهود، فتستحلوا محارم الله بأدنى الحيل۔ (أعلام الموقعين: (۳/ ۱۲۳) فصل في سد الذرائع، جواب الذين أبطلوا الحيل، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

ابطال الحيل لابن بطة، (ص: ۳۲) بحواله: موسوعة اطراف الحديث، (۷/ ۱۰۰) ط: دار الفكر بيروت، لبنان۔

(۲) فتاویٰ بینات: (۱/ ۲۸)، (۱/ ۶۰) مقدمہ، ط: مکتبہ بینات۔

(۳) والثالث: ان لايكون على وجه تتبع الرخص فانه لايجوز للعامي اجماعاً كما صرح به ابن عبد البر من انه لايجوز للعامي تتبع الرخص اجماعاً، قلت: هذا رأي المتقدمين من مشايخنا الحنفية حيث لم يشترطوا الضرورة الشديدة والاضطرار بل اكتفوا على اشتراط عدم تتبع الرخص، أما زماننا هذا فهو زمان اتباع الهوى واعجاب كل ذي رأي برأيه والتلاعب بالدين فتتبع الرخص متعين ومتيقن باعتبار الغالب الاكثر فلايجوز الا بشرائط الضرورة الشديدة وعموم البلوى والاضطرار۔ (جواهر الفقه: (۱/ ۱۶۶) اتمام الخير في الافتاء بمذهب الغير، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

حق باطل کرنا لازم آتا ہے۔ (۱)

رزق جو مقدر میں ہے وہ ضرور ملے گا

''مقدر میں جو لکھا ہے وہ ملے گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۶/۶)

رزق حلال طلب کرنا فرض ہے

رزق حلال کے سلسلے میں اتنی محنت ومزدوری ضروری اور فرض ہے جو خود اس کے لیے اور اس کے اہل وعیال کے لیے کافی ہو، اس کے بعد باقی اوقات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں محنت ومجاہدہ کر کے گزارنا افضل ہے، اور اگر کوئی شخص اس سے زیادہ محنت ومزدوری کرتا ہے تا کہ ضرورت سے زائد مال جمع ہوجائے تو یہ واجب کے درجہ میں نہیں ہے، بلکہ مباح کے درجے میں ہے، بشرطیکہ اس سے فرائض اور واجبات میں خلل واقع نہ ہو اور حرام اور گناہ کا ارتکاب نہ ہو اور زائد مال کے حقوق ادا کرتا ہو۔ (۲)

---

(۱) كل حيلة يحتال بها الرجل لابطال حق الغير او لادخال شبهة فيه او لتمويه باطل فهو مكروهة۔ (الهندية: (۳۹۰/۶) كتاب الحيل، الفصل الاول في بيان جواز الحيل وعدم جوازها، ط: رشيديه كوئٹه)

الدرمع الرد: (۲۳۶/۶) كتاب الشفعة، باب مايبطلها، قبيل: مطلب: لاشفعة للمقر له بدار، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۳۵/۵) كتاب الشفعة، فصل: واما الكلام في كراهة الحيلة للاسقاط وعدمها، قبيل: كتاب الذبائح والصيود، ط: سعيد۔

ولاتكره الحيلة في اسقاط الشفعة عند ابي يوسف وتكره عند محمد لان الشفعة انما وجبت لدفع الضرر، ولو ابحنا الحيلة مادفعناه، ولابي يوسف انه منع عن اثبات الحق فلايعد ضرراً، وعلى هذا الخلاف الحيلة في اسقاط الزكاة۔ (الهداية مع فتح القدير: (۳۳۴/۸، ۳۳۵) كتاب الشفعة، باب ماتبطل به الشفعة، فصل، ط: رشيديه كوئٹه)

(۲) عن عبدالله بن مسعود رضي الله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة۔ رواه البيهقي في شعب الإيمان۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمى)=

رزق حلال کی طلب

(۴۶) رزق حلال کھانا اور اس کے لیے کوشش اور تدبیر کرنا ضروری ہے، اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں شامل ہے اور آخرت میں نجات اور دنیا میں خیر و برکت اور امن وسکون کا ذریعہ ہے۔(۱)

رزق کی تنگی دور کرنے کا وظیفہ

رزق کی تنگی دور کرنے کے لئے یہ آیت روزانہ سات بار پڑھا کریں:

رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِّنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِّأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِّنكَ وَارْزُقْنَا وَأَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ.(۲)

= قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب كسب الحلال فريضة) أي على من احتاج إليه لنفسه أو لمن يلزم مؤنته ـ (مرقاة المفاتيح: (۲۵/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

ثم الكسب نوعان: كسب من المرء لنفسه، وكسب منه على نفسه، فالكاسب لنفسه هو الطالب لما لا بد له من المباح... ثم ينبني على هذه المسألة مسألة أخرى وهي أنه بعد ما اكتسب ما لا بد منه هل الاشتغال بالاكتساب أفضل أم التفرغ للعبادة؟ قال بعض الفقهاء رحمهم الله: الاشتغال بالكسب أفضل، وأكثر مشايخنا رحمهم الله على أن التفرغ للعبادة أفضل... وجه القول الآخر، وهو الأصح أن الأنبياء والرسل ما اشتغلوا بالكسب في عامة الأوقات، ولا يخفى على أحد أن اشتغالهم بالعبادة في عمرهم كان أكثر من اشتغالهم بالكسب ومعلوم أنهم كانوا يختارون لأنفسهم أعلى الدرجات، ولا شك أن أعلى مناهج الدين طريق المرسلين عليهم السلام ـ (المبسوط للسرخسي: (۲۳۸/۳۰، ۲۵۲) كتاب الكسب، ط: دار المعرفة)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن أطيب ما أكلتم من كسبكم وإن أولادكم من كسبكم... وفيه تحريض على الكسب الحلال... وقال عامة أهل العلم: الكسب بمقدار ما يكفيه وعياله واجب فإن زاد على ذلك فهو مباح ـ (مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۰، ۵۴۱) المجلس التاسع والسبعون في بيان لزوم طلب كسب الحلال، ط: سعيد)

(۱) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة.

(۲) (سورة المائدة آیت: ۱۱۴)

رزق کی تنگی ہو تو کیا کرے

۴۷ گناہ سے رزق میں تنگی ہوتی ہے، عبادت، اطاعت، فرمانبرداری اور تقویٰ پرہیزگاری سے رزق میں برکت، وسعت اور اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد ہوتی ہے، خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں تقویٰ کی بنیاد پر بے حساب رزق کا وعدہ فرمایا ہے:

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد آپ نے فرمایا: اے لوگو! میں اسی چیز کا حکم دیتا ہوں جس کا اللہ پاک حکم دیتا ہے، اور اسی چیز سے منع کرتا ہوں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے، پس رزق تلاش کرنے میں سنجیدگی اختیار کرو، اس اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں ابو القاسم کی جان ہے! تم میں سے ہر ایک کو رزق اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح موت، پس اگر رزق میں تنگی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اسے حاصل کرو۔ (۱)

رزق کی دعا فجر کی نماز کے بعد

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فجر

---

(۱) وروي عن الحسن بن علي رضي الله عنهما قال: صعد رسول الله صلي الله عليه وسلم المنبر يوم غزوة تبوك، فحمد الله وأثني عليه، ثم قال: يا أيها الناس إني ما آمركم إلا بما أمر الله، ولا أنهاكم إلا عما نهاكم الله عنه فأجملوا في الطلب، فوالذي نفس أبي القاسم بيده إن أحدكم ليطلبه رزقه كما يطلبه أجله، فإن تعسر عليكم شيء منه فاطلبوه بطاعة الله عز وجل. رواه الطبراني في الكبير۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۴۳۸) رقم الحديث: ۲۴۴۶، كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الكبير للطبراني: (۳/۸۴) رقم الحديث: ۲۷۳۷، باب الحاء حسن بن حسن بن علي عن أبيه رضي الله عنه، ط: مكتبه ابن تيمية.

كنز العمال: (۴/ ۲۳) رقم الحديث: ۹۳۶۳، كتاب البيوع، الباب الأول: في الكسب، الفصل الثاني: في آداب الكسب، ط: مؤسسة الرسالة.

کی نماز کے بعد جب سلام پھیرتے تو یہ دعا مانگتے:

"اللهم انی اسئلک علما نافعا و عملا متقبلا و رزقا طیبا"(۱)

رزق مقدر ہے

☆......تمام مسلمان تاجروں کا یہ پختہ عقیدہ ہونا چاہئے کہ قسمت میں جو رزق لکھا ہوا ہے وہ زندگی میں مقررہ وقت پر ضرور ملے گا، وقت سے پہلے جتنی بھی کوشش کی جائے نہیں ملے گا، لہٰذا لالچ اور حرص سے بچنا چاہئے۔

☆......حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا اور مال شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق طلب کرو، کیونکہ ہر ایک کو اسی کی توفیق دی جاتی ہے، جو اس کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اس کی توفیق ملتی ہے جو دنیا میں سے اس کے لئے قسمت میں لکھی گئی ہے۔(۲)

☆......حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رزق بندے کو ایسے ہی تلاش کرتا ہے جیسے موت اسے تلاش کرتی ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ رزق بندے کو اس سے زیادہ تلاش کرتا ہے جتنی

---

(۱) مشكاة المصابيح: (ص:٢٢٠) كتاب الدعوات، باب جامع الدعاء الفصل الثالث، ط: قديمي)

☐ سنن ابن ماجه: (ص:٦٦) أبواب اقامة الصلوات والسنة فيها، باب مايقال بعد التسليم، ط: قديمي)

☐ مسند أحمد: (٢٩٤/٦) رقم الحديث: ٢٦٥٦٣)، حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مؤسسة قرطبة.

(٢) عن ابي حميد الساعدي رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اجملوا في طلب الدنيا: فان كلاً ميسر لما خلق له. رواه ابن ماجه واللفظ له ـ وأبو الشيخ ابن حبان في كتاب الثواب والحاكم إلا أنهما قالا: فإن كلا ميسر لما كتب له منها ـ (الترغيب والترهيب: (٣٣٧/٢) كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه، ط: دار الكتب العلميه.

☐ سنن ابن ماجه: (ص:١٥٥) أبواب التجارات، باب الاقتصاد في طلب المعيشة، ط: قديمي.

☐ مسند بزار: (١٦٩/٩) رقم الحديث: ٣٧١٦، حديث أبي حميد الساعدي المدني، ط: مكتبة العلوم والحكم.

موت اس کو تلاش کرتی ہے۔[۱]

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی ایک اپنے رزق کو چھوڑ کر بھاگتا ہے تو رزق اُسے آکر پالیتا ہے جیسے موت اس کو پالیتی ہے۔[۲]

☆......حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''جو چیز تمہارے لئے وقت سے پہلے قسمت میں لکھی ہوئی نہ ہو اس کے بارے میں اس گمان کے ساتھ ہرگز جلدی نہ کرو کہ اگر تم جلدی کرو گے تو پالو گے (ایسا ممکن نہیں) اور جو نقصان تمہاری قسمت میں لکھا ہوا ہے اس کو اس خیال سے ہرگز مؤخر نہ کرو کہ اگر تم موخر کرو گے تو وہ تم سے اٹھالیا جائے گا۔ (ایسا نہیں)[۳]

---

(۱) عن ابي الدرداء رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الرزق يطلب العبد كما يطلبه اجله. رواه ابن حبان والبزار ورواه الطبراني بإسناد جيد إلا أنه قال: إن الرزق ليطلب العبد أكثر مما يطلبه أجله. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۳۸) كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه، ط: دار الكتب العلمية)

☐ صحيح ابن حبان: (۸/۳۱) رقم الحديث: ۳۲۳۸، كتاب الزكاة، باب ماجاء في الحرص ومايتعلق به، ط: مؤسسة الرسالة.

☐ مسند بزار: (۱۰/۳۷) رقم الحديث: ۴۰۹۹، حديث أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مكتبة العلوم والحكم.

(۲) وعن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: لو فر أحدكم من رزقه أدركه كما يدركه الموت رواه الطبراني في الأوسط والصغير بإسناد حسن. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۳۸) رقم الحديث: ۲۶۴۸، كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه، ط: دار الكتب العلمية)

☐ المعجم الأوسط: (۴/۳۶۳)، رقم الحديث: ۴۴۴۴، باب العين، من اسمه: عبد الله، ط: دار الحرمين.

☐ المعجم الصغير: (۱/۳۶۵) رقم الحديث: ۶۱۱، باب العين، من اسمه: عبدالله، ط: المكتبه للإسلامي.

(۳) وروي عن معاوية بن ابي سفيان رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: لا تعجلن إلي شئ تظن أنك إن استعجلت إليه إنك مدركه إن كان لم يقدر لك ذلك، ولا تستأخرن عن شئ تظن أنك=

رزق میں اضافہ کی دعا

(۵۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا، کہنے لگا اے اللہ کے نبی! دنیا نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے (یعنی فقر و فاقہ کا شکار ہوں) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم فرشتوں کی دعا اور تمام مخلوق کی تسبیح سے کہاں غافل ہو جس سے تمام مخلوق کو روزی بھی دی جاتی ہے، وہ کہنے لگا وہ تسبیح کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبح صادق کے بعد فجر کی نماز تک کے وقت میں سو مرتبہ "**سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم استغفر اللہ**" پڑھا کرو، تو دنیا ذلیل ہو کر آئے گی، اور اس کے ہر کلمہ سے ایک فرشتہ پیدا کیا جائے گا جو قیامت تک اللہ کی پاکی بیان کرے گا اور اس کا اجر تمہارے لئے ہوگا۔ (۱)

= إن استأخرت عنه أنه مدفوع عنك إن كان الله قدره عليك. رواه الطبراني في الكبير والأوسط.
(الترغيب والترهيب: (۲/ ٤۳۸) رقم الحديث: ۲٤٤۹، كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الأوسط: (۳/ ۳۵۵)، رقم الحديث: ۳۳۹۱، باب الجيم، من اسمه: جعفر، ط: دار الحرمين.

كنز العمال: (۱/ ۱۳۲)، رقم الحديث: ۶۲۰، الكتاب الأول من حرف الهمزة في الإيمان والإسلام، الباب الأول، الفصل السادس في الإيمان بالقدر، ط: مؤسسة الرسالة.

(۱) عن نافع ان ابن عمر رضي الله عنهما قال: أتي رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم وانا عنده فقال: يا نبي الله إن الدنيا تولت عني وادبرت، فقال النبي صلى الله عليه وسلم فأين انت عن صلاة الملائكة وتسبيح الخلائق، وبه يرزقون؟ قال: وما هو يا نبي الله؟ قال: قل حين يطلع الفجر إلى صلاة الغداة: سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم، استغفر الله، مائة مرة، تأتيه الدنيا صاغرة راغمة وخلق من كل كلمة منها ملك يسبح الله عز وجل إلى يوم القيامة لك ثوابه.

امالي ابن بشران لأبي القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران البغدادي المتوفى: ٤۳۰هـ: (۱/ ۲۵۱) رقم الحديث: ۲۷۶، المجلس التاسع والسبعون والستمائة، الناشر: دار الوطن الرياض الطبعة الاولى: ۱٤۱۸هـ ۱۹۹۷ء

رزق میں فراوانی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اس کے مال میں کشادگی اور فراوانی ہو، اور اس کی عمر میں اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کیا کرے یعنی عزیزوں اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرے۔ (۱) ۵۱

رزق میں وسعت کے لئے

رزق میں وسعت کے لئے روزانہ فجر کی نماز کے بعد گیارہ بار پڑھے:

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔ (۲)

رسید پر حقیقی رقم سے زیادہ رقم درج کرنا

مسلمانوں کو چاہئے کہ صداقت، دیانت، امانت اور سچائی کے ساتھ معاملات کریں، جھوٹ، فریب اور دھوکہ سے معاملات نہ کریں، اور ناحق لوگوں کا مال نہ کھائیں لہٰذا اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو کوئی چیز خرید کرلانے کے لئے بھیجا تو اس کے لئے اسکی قیمت خرید سے زیادہ لینا یا رسید لکھوانا جائز نہیں۔ (۳)

---

(۱) عن انس بن مالك رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من أحب ان يبسط له في رزقه وينسأله في اثره فليصل رحمه. (مشكوة المصابيح: (۲/۴۱۹) كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۲/۸۸۵) كتاب الأدب، باب من بسط له في الرزق بصلة الرحم، ط: قديمي.

السنن الكبري للبيهقي: (۷/۲۷) كتاب قسم الصدقات، باب الرجل يقسم صدقته على قرابته وجيرانه، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

(۲) (سورة العنكبوت: آيت: ۶۲)

(۳) ياايها الذين امنوا لاتاكلوا أموالكم بينكم بالباطل. (سورة النساء: ۲۹)=

اسی طرح بیچنے والے کے لئے بھی رسید پر حقیقی رقم سے زیادہ لکھنا حرام ہے، اور یہ گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون ہے، اور باطل طریقے سے لوگوں کا مال کھانے کے مترادف ہے۔(۱)

رسید کا اہتمام کرنا

''نقدلین دین لکھنے کی ضرورت نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۹/۶)

رشک نہ کرو حرام کمانے والے پر

''حرام کمانے والے پر رشک نہ کرو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۹/۳)

رشوت دے کر آرڈر حاصل کرنا

☆......تجارت کو فروغ دینے کے لیے کسی ادارے یا آدمی کو رشوت دے کر آرڈر حاصل کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس میں نقصانات زیادہ اور فوائد کم ہیں، بلکہ نقصانات کے مقابلے میں فوائد کا حجم نہ ہونے کے برابر ہے، مزید یہ کہ اس سے مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے، اور خریداروں پر بے جا بوجھ پڑتا ہے جو قیمت میں اضافہ کا باعث بنتا ہے، اور سامان کم فروخت ہوتا ہے، اور یہ بہت سے جرائم اور انفرادی و اجتماعی نقصانات میں اضافے کا ذریعہ بنتا ہے، جس کے نقصانات بعد میں خود اس تاجر تک پہنچتے ہیں، پھر یہ ان سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔

= قوله تعالى: يا أيها الذين آمنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل) بالحرام يعني: بالربا والقمار والغصب والسرقة والخيانة ونحوها. (تفسير البغوي: (۱۹۹/۲) النساء:۲۹، ط: دار طيبة)

التفسير المظهري: (۸۷/۲) سورة النساء:۲۹، ط: رشيديه.

(۱) ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب. (المائدة:۲)

ولا تعاونوا علي الإثم والعدوان يعني لا تعاونوا علي ارتكاب المنهيات ولا علي الظلم. (احكام القرآن للقرطبي: (۱۹/۳)، المائدة:۲، ط: دار الفكر).

قال: النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابين والشهادة عليها وبتحريم الإعانة علي الباطل. (مرقاة المفاتيح: (۴۳/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه.

مثلاً: جب کسی ادارے سے رشوت دے کر آرڈر حاصل کیا گیا تو دوسرا تاجر زیادہ رشوت دے کر وہ آرڈر چھین لیتا ہے اس طرح تجارت کو اجتماعی طور پر نقصان ہوتا ہے اور لینے کے دینے پڑ جاتے ہیں۔

☆......ابتداء میں رشوت نہ دینے سے کچھ تنگیاں آئیں گی، کام نہیں چلے گا، مارکیٹنگ مشکل ہوجائے گی، فروخت کم ہوگی، لیکن اس پر ثابت قدم رہیں، صبر و تحمل اختیار کریں اور اللہ سے مانگیں، ہوسکے تو صدقہ خیرات بھی کریں تو ان شاء اللہ راستہ کھل جائے گا اور تنگی دور ہوجائے گی۔ (۱)

رشوت دینا پڑے ملازم کو

"ملازم کو رشوت دینی پڑتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۷/۶)

رشوت دینا ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے

"ٹھیکہ حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۷/۳)

رشوت دینا کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کے لیے

"کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کے لیے رشوت دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعنة الله على الراشي والمرتشي۔ رواه أبو داود وأحمد والترمذي وحسنه ابن حبان وصححه۔ (إعلاء السنن: (۱۵/۱۰۶) كتاب القضاء، باب الرشوة، ط: إدارة القرآن)

وعن عبد الله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي۔ رواه أبو داود وابن ماجة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

والإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت وبأي اسم سميت، فتسميتها باسم الهدية لايخرجها عن دائرة الحرام إلى الحلال۔ (الحلال والحرام في العلاقات الاجتماعية للقرضاوي: (ص: ۲۷۱) الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر)

رشوت دینا گاڑی والے کا پولیس کو

"گاڑی والے کا پولیس کو رشوت دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۳/۵)

رشوت دینا ملازمت برقرار رکھنے کے لیے

"ملازمت برقرار رکھنے کے لیے رشوت دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

رشوت کی رقم سے خرید وفروخت کرنا

"حرام رقم سے خرید وفروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۷/۳)

رشوت کی رقم سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا

رشوت کی رقم ناجائز اور حرام ہے، اس سے قبرستان کے لیے جگہ خریدنا اور اس میں مسلمان میتوں کو دفن کرنا جائز نہیں ہے اور ایسی رقم اصل مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے، اگر مالک یا اس کے ورثاء کا علم نہ ہو تو ثواب کی نیت کے بغیر مستحق زکاۃ لوگوں کو صدقہ کو دینا ضروری ہے۔(۱)

رضامندی

بائع اور مشتری کی رضامندی کے بغیر خرید وفروخت، لین دین کرنا جائز

---

(۱) مات رجل وكسبه من ثمن البازق، والظلم، واخذ الرشوة، تعود الورثة، ولا يأخذون منه شيئاً، وهو الأولى لهم ويردونه على أربابه ان عرفوهم والا يتصدق؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد۔(البحر الرائق:(۲۰۱/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:سعيد)

في البزازية: اخذ مورثه رشوة او ظلماً ان علم ذلك بعينه لا يحل له اخذه والا فله اخذه حكماً، اما في الديانة فيتصدق به بنية ارضاء الخصم۔(شامي:(۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في من ورث مالاً حراماً، ط:سعيد)

غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر:(۲۳۳/۳) كتاب الكراهية، الحظر والإباحة، ط:دار الكتب العلمية۔

نہیں۔(۱)

۵۵ رضامندی سے پورٹ (Port) وغیرہ میں چھوڑا ہوا مال

بعض اوقات امپورٹر کسی خاص وجہ کی بنا پر اپنا درآمد کیا ہوا مال وصول نہیں کرتا مثلاً بعض اموال کو برآمد کرنے پر پابندی ہے، اور بعض اموال کے برآمد کی اجازت ہے مگر حکومت کی جانب سے ایک حد متعین ہے لیکن کچھ امپورٹر اس طرح کا مال چھپا کر زیادہ لے آتے ہیں یا پابندی والا مال چھپا کر لے آتے ہیں، اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ اگر پکڑا گیا تو چھوڑ دیں گے یا کچھ رقم دے کر چھڑا لیں گے لیکن ایسا آسان نہیں ہوتا، اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ سستا اور کم قیمت کا سامان منگوایا جاتا ہے لیکن اس پر ڈیوٹی زیادہ لگتی ہے، ڈیوٹی دے کر چھڑانے میں کوئی فائدہ نہیں ہوتا، لہٰذا ایسے مال کو پورٹ میں چھوڑ دیا جاتا ہے، کسٹم والوں کی طرف سے نوٹس بھی ملتا ہے لیکن امپورٹر ایسے مال کو وصول نہیں کرتا، تو ایسے مال کا حکم لقطہ والا ہے، کسٹم والوں کے لئے ایسے مال کو نیلام کرنا اور لوگوں کے لئے ایسے مال کو خریدنا جائز ہے تاہم کسٹم والے پر جگہ کی اجرت کی رقم نکال کر باقی رقم مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے۔(۲)

---

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ(سورة النساء:۲۹)

والتراضي: هو الرضا من الجانبين بما يدل عليه من لفظ أو عرف، وهو أساس العقود بصفة عامة، وأساس المبادلات المالية بصفة خاصة فلا بيع ولا شراء ولا إجارة ولا شركة ولا غيرها من عقود التجارة مالم يتحقق الرضا.(التفسير الوسيط لطنطاوي:(۱۲۶/۳)سورة النساء:۲۹، ط:دار نهضة، القاهرة)

(۲)إنما ينتفع بها بعد الإشهاد والتعريف إلي أن غلب علي ظنه أن صاحبها لايطلبها والمراد جواز الإنتفاع بها والتصدق، وله إمساكها لصاحبها وفي الخلاصة: له بيعها ايضاً.(شامی:(۲۷۹/۴) کتاب اللقطة، ط:سعيد)

البحر الرائق:(۱۶۳/۵) کتاب اللقطة، ط:سعيد۔=

رضامندی معلوم ہوتی ہے

٥٦

''واپس دینے کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۲/۶)

رعایت دینا قیمت مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی پر

''مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی پر رعایت دینے کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

رعایت ملے سامان خریدتے وقت

اگر کسی نے دکاندار سے کوئی سامان خریدا اور دکاندار نے مقررہ قیمت سے کچھ رقم واپس کردی، تو یہ قیمت میں کمی کی ایک صورت ہے، لہٰذا اگر خریدار نے یہ چیز اپنے لئے خریدی ہے تو واپس کی ہوئی رقم خریدار کے لئے حلال ہے، اور اگر خریدار نے وہ چیز کسی اور آدمی یا ادارے کے لئے خریدی ہے تو واپس کی ہوئی رقم خریدار کے لئے رکھنا جائز نہیں ہوگا بلکہ جس ادارہ یا جس آدمی کے لئے چیز خریدی ہے یہ اس کا حق

= والقاضی یحبس الحر المدیون لیبیع ماله لدینه۔۔۔ لایبیع القاضی عرضه ولاعقاره) للدین (خلافا لهما وبه) ای بقولهما ببیعهما للدین (یفتی) اختیار، وصححه فی تصحیح القدوری۔
قوله لیبیع ماله) أطلق المال فشمل المرهون والمؤجر والمعار، وكل ماهو ملک له۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۵۰/۶، ۱۵۱)، کتاب الحجر، ط: سعید)۔

شامی: (۳۸۷/۵)، کتاب القضاء، مطلب فی ملازمة المدیون، ط: سعید۔

ومن اشتری عبداً فغاب فبرهن البائع علی بیعه وغیبته معروفة لم یبع لدین البائع وإلا بیع لدینه)۔۔۔ ولم یذکر المصنف أنه یدفع الثمن إلی البائع، لأن القاضی إنما یدفع له بقدر ما باعه فإن فضل شیء عن دینه أمسکه للمشتری الغائب لأنه بدل ملکه۔ (البحر الرائق: (۱۷۴/۶، ۱۷۵) کتاب البیع، باب المتفرقات، ط: سعید)۔

وعنه (أی عن سمرة رضی الله عنه) عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی۔ (مشکاة المصابیح، (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)۔

(قال: علی الید ما أخذت) أی یجب علی الید ما أخذته۔۔۔ (حتی تؤدی) أی حتی تؤدیه إلی مالکه، فیجب رده فی الغصب۔۔۔ یعنی من أخذ مال أحد بغصب أو عاریة أو ودیعة لزمه رده۔ (مرقاة المفاتیح: (۱۳۷/۶)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی ط: رشیدیه جدید)۔

ہے اس کو واپس کر دینا لازم ہوگا۔

بعض لوگ سرکاری ادارے یا کمپنی کے لئے سامان خریدتے ہیں، اگر سامان خریدنے کے بعد دکاندار نے اس کو کچھ رقم واپس کر دی تو وہ سرکاری ادارے یا کمپنی کو واپس کر دینا ضروری ہے خریدنے والے کے لئے اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

رقم نقد حاصل کرنے کا طریقہ

''نقد رقم کے لیے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

رمضان میں بیکری کا سامان فروخت کرنا

رمضان المبارک میں دن میں بیکری کا سامان فروخت کرنا جائز ہے، البتہ جس شخص کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ کسی عذر کے بغیر دن کے وقت کھانے کے لیے خرید رہا ہے تو اسے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور معلوم نہ ہونے کی صورت میں بیچنا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وفي الواقعات الحسامية: ولو امر رجلا ان يشتري له جارية بالف، فاشتراها ثم ان البائع وهب الألف من الوكيل فللوكيل ان يرجع علي الآمر، ولو وهب منه خمس مائة لم يكن له ان يرجع علي الآمر الا بخمس مائة، ولو وهب منه خمس مائة، ثم وهب منه ايضا الخمس مائة الباقية لم يرجع الوكيل علي الامر الا بالخمسة الاخرى لان الاول حط والثاني هبة. (البحر الرائق: (۷/ ۲۶۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رشيديه)

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال احد بغير سبب شرعي. (البحر الرائق: (۵/ ۶۸) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: رشيديه)

(۲) وبيع العصير ممن يتخذه خمرا وبيع الأمرد ممن يعصى به وإجارة البيت ممن يبيع فيه الخمر أو يتخذها كنيسة أو بيت نار وأمثالها فكله مكروه تحريما بشرط أن يعلم البائع والآجر من دون تصريح به باللسان فإنه إن لم يعلم كان معذورا وإن علم وصرح كان داخلا في الإعانة المحرمة۔ (جواهر الفقه: (۲/ ۴۵۳) تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: مكتبه دار العلوم كراجى)=

رنگا

(۵۸) سودا کرتے وقت خریدار بیچنے والے سے خرید شدہ چیز کے علاوہ اور کوئی چیز مانگے تو اس کو ''رنگا'' کہتے ہیں، اگر بیچنے والا خوشی سے دے دے تو مانگنا اور لینا جائز ہے، اور یہ مبیع کا جز بن جائے گا، لیکن اس کے رواج کو لازم قرار دینا مناسب نہیں بلکہ ترک کرنا ہی بہتر ہے۔[1]

رنگائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

رنگ استعمال کرنا چائے میں

''چائے کا معیار بہتر بنانے کے لیے رنگ استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۶/۳)

رنگ استعمال کرنا معیار بہتر بنانے کے لیے

''معیار بہتر بنانے کے لیے کیمیکل استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

رنگ کے ڈبے میں نقدی رکھنا

بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات مثلاً رنگ کی کمپنی رنگ کے ڈبے میں کاریگر کے لیے نقدی یا اس کا کارڈ رکھ دیتی ہے، یہ کمیشن نہیں بلکہ رشوت ہے، کاریگر کے لیے وہ رقم لینا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں اگر مالک نے خریدا ہے تو وہ رقم مالک کو دے دے

= وبيع المكعب المفضض للرجل إن ليلبسه يكره ؛ لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (شامي: (۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۲۹/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امداديه۔

(۱) تخریج کے لیے ''مبیع میں زیادتی کا مطالبہ کرنا'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

تو رشوت نہیں ہوگی۔[1]

روپیہ بھنانے میں بٹہ لینا

۵۹۷

روپیہ بھنانے میں دونوں فریق کی طرف سے رقم ہوتی ہے، البتہ ایک فریق بڑی رقم کا نوٹ دیتا ہے اور دوسرا اسی قیمت کے چھوٹے نوٹ ادا کرتا ہے، یہ بیع صرف ہے، کمی بیشی جائز نہیں، کیوں کہ یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے اس لیے روپیہ بھناتے ہوئے اس میں سے کچھ بٹہ کاٹ لینا بالکل جائز نہیں ہے۔[2]

البتہ جہاں اس کی ضرورت ہو تو اس میں متبادل جائز صورت یہ اختیار کی جاسکتی ہے کہ دکان دار بٹہ میں پیسہ کاٹنا چاہے کاٹ لے اور اس کے بدلے میں

---

(۱) قال اللہ تعالی: [سمّاعون للكذب أكّلون للسحت]۔ (المائدة: ۴۲)

قال أبوبكر: اتفق جميع المتأولين بهذه الآية على أن قبول الرشا محرم، واتفقوا على أنه من السحت الذي حرمه الله تعالى۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۵۴۱/۲) باب قطع السارق، ط: دار الكتب العلمية)

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم على الراشي والمرتشي۔ (جامع الترمذي: (۲۴۹/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في أكل الربا، ط: سعيد)

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (شامي: (۶۱/۴) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

لايجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي... فعلى ذلك يجب أن ترد اللقطة التي تؤخذ بقصد إمتلاكها أو المال الذي يؤخذ رشوة أو سرقة أو غصبا لصاحبها۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام۔ (۹۸/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثالثة: في بيان قواعد الكلية الفقهية، ط: دار الجيل)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۶۴/۱، ۲۶۵) المادة: ۹۷، ط: رشيديه۔

(۲) ولايجوز بيع الذهب بالذهب، والفضة بالفضة إلا مثلا بمثل تبراكان أو مصوغا أو مضروبا۔ (الفتاوى الهندية: (۲۱۸/۳) كتاب الصرف، الباب الثاني في أحكام العقد بالنظر إلى المعقود عليه، ط: رشيديه)

(الصرف بيع النقد بالنقد) أي بيع الثمن بالثمن... ويشترط لصحته عدم التأجيل وخيار الشرط والتساوي وزنا والتقابض قبل الافتراق إذا اتحدا جنسا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۷/۱) المادة: ۱۲۱، الكتاب الأول: في البيوع، المقدمة: في الإصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۲۵۷/۵، ۲۵۸) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

گاہک کو کوئی معمولی چیز چاکلیٹ اور ٹافی وغیرہ دے دے تاکہ وہ چیز بٹہ میں کاٹے ہوئے پیسے کے بدلے میں ہو جائے اور سود سے بچ جائے اور دونوں فریق گناہ سے بچ جائیں۔ (۱)

روپیہ ثمن ہے

☆......موجودہ دور میں سونے اور چاندی کے روپے یعنی دینار اور درہم رائج نہیں ہیں، کاغذی نوٹ اور پیتل اور سلور وغیرہ کے سکوں کو ان کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے اور اب سارا کاروبار کاغذی نوٹ اور سکوں سے ہی ہوتا ہے، اس لیے یہ اصطلاحی ثمن ہیں، رسید یا حوالہ کی حیثیت نہیں ہے ورنہ لوگوں کے لیے بہت بڑی پریشانی کا باعث ہوگا، نہ اس سے زکاۃ واجب ہوگی اور نہ ادا ہوگی، نہ صدقہ اور فدیہ وغیرہ۔ (۲)

---

(۱) وإذا تبايعا فضة بفضة، ووزن أحدهما أكثر ومع الأقل منهما شيء آخر من خلاف جنسه فالبيع جائز فإن كانت قيمة الخلاف تبلغ قيمة الزيادة أو أقل بما يتغابن الناس فيه يجوز من غير كراهة، وإن كانت قليلة كالفلس والجوزة والبيضة، وإنما أدخلاه ليجوز العقد فإن العقد جائز من طريق الحكم ولكنه مكروه۔ (الجوهرة النيرة: (۲۶۹/۱) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: حقانيه)

🗁 الدر مع الرد: (۲۶۵/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب: في حكم بيع فضة بفضة قليلة مع شئ آخر لإسقاط الربا، ط: سعيد۔

🗁 الهداية: (۱۱۳/۳) كتاب الصرف، ط: رحمانيه

(۲) وبالجملة صارت هذه الاوراق اليوم كالنقود ويطلق عليها اسم النقد والعملة فى العربية والانكليزية والاردية ... فالذى ارى ان القول بثمنيتها اصبح قويا منذ ان جعلتها الحكومات اثمانا قانونية، وجبرت الناس بقبولها عند اقتضاء ديونهم۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۲۰/۱) باب تحريم مطل الغني، ط: دار العلوم كراچى)

🗁 فالذى اراه حقا وادين الله عليه: ان حكم الورق المالى كحكم النقدين فى الزكاة سواء بسواء؛ لانه يتعامل به كالنقدين تماما؛ ولان مالكه يمكنه صرفه وقضاء مصالحه به فى اى وقت شاء فمن ملك النصاب من الورق المالى ومكث عنده حولاً كاملاً، وجبت عليه زكاته۔ (شرح الفتح الرباني: (۲۵۱/۸) آخر باب الزكاة الذهب والفضة۔

🗁 بحوث في قضايا فقهية معاصرة، (ص: ۱۵۹) ط: دار العلوم كراچى۔

☆......روپیہ کی بیع روپیہ کے عوض میں یا سونا چاندی کے عوض میں بیع صرف ہے، لفقد ہونا ضروری ہے ادھار جائز نہیں ہے۔ (١)

روپے دو قسم کے چلتے ہیں

"دو قسم کے روپے چلتے ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣/٣٥٣)

روپے کے نقصان سے بچنے کے لیے ڈالر خریدنا

"ڈالر خریدنا روپے کے نقصان سے بچنے کے لیے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

روٹیاں جمع کر کے فروخت کرنا

بعض لوگ ضرورت سے زائد روٹیاں اور اس کے ٹکڑے وغیرہ جمع کر کے فروخت کرتے ہیں تو یہ شرعاً جائز ہے، کیوں کہ خرید و فروخت صحیح ہونے کے لیے بنیادی طور پر کسی چیز کا مال متقوم (قیمتی مال) ہونا ضروری ہے، روٹی اور روٹی کے ٹکڑے مال متقوم ہیں لہٰذا ان کی خرید و فروخت جائز ہے۔ (٢)

---

(١) الصرف بيع النقد أي بالنقد أي بيع الثمن بالثمن... ويشترط لصحته عدم التأجيل و خيار الشرط والتساوي وزنًا والتقابض قبل الافتراق إذا اتحدا جنسًا ... وأمّا إذا لم يتجانسا فيلزم التقابض لا التساوي۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (١/٥٧) المادة: ١٢١، الكتاب الأول في البيوع، المقدمة: في الاصطلاحات الفقهية المتعلّقة بالبيوع، ط: مكتبه فاروقيه)

البحر الرائق: (٦/١٩٢، ١٩٣) كتاب الصرف، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (٥/٢٥٨، ٢٥٩) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(٢) وشرطان يكون في العقد عوضان كل واحد منهما مال ليتحقق ركن البيع وهو مبادلة المال بالمال۔ (تبيين الحقائق: (٤/٦١) فصل في قبض المشترى المبيع في البيع الفاسد بامر البائع، ط: امداديه ملتان)

وقيد بقوله: وكل من عوضه مال ليخرج البيع بالميتة وكل بيع باطل۔ (البحر الرائق: (٦/٩٢) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

حاشية الشلبي على هامش تبيين الحقائق: (٤/٣) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

روزانہ کی سیل پر نفع مقرر کرنا

کسی دکان دار کو کاروبار کے لیے رقم دیتے وقت یہ شرط رکھنا کہ روزانہ کی بکری میں سے اتنی رقم نفع کے طور پر دینا ہے یہ درست نہیں ہے، یہ سود ہے اور شرط فاسد ہے۔[1] ۶۲

روزی میں برکت کی دعا

"روزی میں اضافہ کی دعا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

رول اوور (Roll Over)

سودی نظام میں قرضہ کی ادائیگی کا وقت آجائے اور مقروض ابھی قرض ادا کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو یا ابھی ادا نہ کرنا چاہتا ہو تو اس قرض کی مدت بڑھادی جاتی ہے، پہلا سود اصل قرضے میں شامل ہوجاتا ہے اور اس پر مزید سود لگا کر مزید مہلت دے دی جاتی ہے، اس کو (Roll Over) رول اوور کرنا کہتے ہیں۔

رؤیت کا خیار قابل انتقال نہیں ہے

"خیار رؤیت میں وراثت جاری نہیں ہوتی" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) فان كان فيه منفعة لاحد المتعاقدين، فالبيع فاسد، لأن الشرط باطل في نفسه، والمنتفع به غير راض بدونه فتمكن المطالبة بينهما بهذا الشرط، فلهذا فسد به البيع. (المبسوط للسرخسي: (۱۸/۱۳) باب البيوع اذا كان فيها شرط، ط: مكتبه غفاريه كوئٹه)

وفي الأشباه: كل قرض جز نفعا حرام. (قوله: كل قرض جز نفعا حرام) أي إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر... ثم رأيت في جواهر الفتاوى إذا كان مشروطا صار قرضا فيه منفعة وهو ربا وإلا فلا بأس به اهـ. (الدر مع الرد: (۱٦٦/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب كل قرض جز نفعا حرام، ط: سعيد)

المبسوط للسرخسي: (۳۵/۱۴) كتاب الصرف، باب القرض والصرف فيه، ط: دار المعرفة.

رؤیت کے لیے کافی ہے

"دیکھنے کے لیے کافی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۱/۳)

رہن طلب کرنا ادھار کی صورت میں

"ادھار کی صورت میں ضمانت طلب کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۱)

رہن کو بیچنا

اگر راہن (گروی رکھوانے والا) مقررہ وقت پر مرتہن (گروی رکھنے والے) کا قرض ادا نہیں کر سکا تو مرتہن کو رہن کی چیز فروخت کر کے اپنا قرض وصول کرنے کا حق ہوگا۔ (۱)

رہن کی چیز سے فائدہ اٹھانا

رہن کی چیز جس آدمی کے پاس ہوتی ہے اس آدمی کے لیے اس سے نفع حاصل کرنا اور اس کی پیداوار لینا اور اس کا کرایہ لینا جائز نہیں ہے۔ (۲) جب بھی

(۱) (وإن مات الراهن باع وصيه الرهن وقضي الدين) لأن الوصي قائم مقام الموصي، ولو كان الموصي حيا كان له أن يبيع الرهن، فكذا لوصيه (فإن لم يكن له وصي نصب له القاضي وصياً وأمر ببيعه) وفعل ذلك إلى القاضي لأن القاضي نصب ناظراً لحقوق المسلمين إذا عجزوا عن النظر لأنفسهم وقد تعين النظر في نصب الوصي ليؤدي ما عليه لغيره ويستوفي حقوقه من غيره۔ (تبيين الحقائق: (۹۳/٦) كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن، ط: امداديه)

☐ مجمع الأنهر: (۳۰۳/۳) كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ الاختيار لتعليل المختار: (۷۱/۲) آخر كتاب الرهن، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) لا يحل له ان ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه وان اذن له الراهن؛ لأنه اذن له في الربا؛ لانه يستوفي دينه كاملا، فيبقى له المنفعة فضلاً، فيكون رباً۔ (الدر مع الرد: (۴۸۲/٦) كتاب الرهن، ط: سعيد)

☐ وله أيضا: (۱٦٦/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب كل قرض جر نفعا حرام، ط: سعيد)

☐ مجمع الانهر: (۲۷۳/۳) كتاب الرهن، ط: غفاريه كوئته۔

قرض کی رقم وصول ہوجائے گی وہ چیز اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی وغیرہ سب واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

۶۳

ریٹ مقرر کرنا

☆...... اگر دکان دار خریداروں سے چیزوں کی قیمت بہت زیادہ بڑھا چڑھا کر لیتے ہیں تو حکومت ماہرین سے مشورہ کرکے ریٹ مقرر کرسکتی ہے جس میں مالک کا نقصان بھی نہ ہو اور عام لوگوں کو پریشانی بھی نہ ہو اور پرائز بھی کنٹرول ہوجائیں۔ (۲) اس کو اصطلاح میں ''تسعیر'' کہتے ہیں۔

☆...... اگر کسی دکان دار نے مقررہ ریٹ سے زیادہ قیمت پر چیز فروخت

(۱) (ونماء الرهن) كالولد والثمر واللبن والصوف والوبر والأرش ونحو ذلك (للراهن) لتولده من ملكه۔ (الدر مع الرد: (۵۲۱/۶) كتاب الرهن، باب التصرف في الرهن والجناية عليه، فصل في مسائل متفرقة، ط:سعيد)

تبيين الحقائق: (۹۴۳۶) كتاب الرهن، فصل: رهن عصيرا قيمته عشرة بعشرة فتخمر، ط: امداديه ملتان۔

(۲) وان كان ارباب الطعام يتحكمون على المسلمين ويتعدون عن القيمة تعدياً فاحشاً وعجز القاضي عن صيانة حقوق المسلمين الا بالتسعير، فلابأس بالتسعير بمشورة أهل الرأي والبصر، فاذا فعل ذلك ثم تعدى رجل عن ذلك القدر، فباعه بثمن فوقه، اجازه القاضي يعني امضاه ولم يبطله۔ (المحيط البرهاني: (۲۶۸/۸) كتاب البيوع، الفصل الخامس والعشرون في البياعات المكروهة، فصل في الاحتكار، ط: غفاريه كوئٹه)

فان باع بأكثر مماسعره اجازه القاضي۔ (مجمع الانهر: (۲۱۵/۳) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: غفارية كوئٹه)

وظاهره انه لو باعه باكثر يحل وينفذ البيع، ولاينافي ذلك ماذكره الزيلعي وغيره من انه لو تعدى رجل وباع باكثر اجازه القاضي لان المراد ان القاضي يمضيه ولايفسخه۔ (الدر مع الرد: (۴۰۰/۶) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۷۱/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه كوئٹه۔

ولايسعر حاكم الا اذا تعدى الارباب عن القيمة تعدياً فاحشاً فيسعر بمشورة اهل الرأي۔ (شامي: (۳۹۹/۶) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

کی ہے تو بھی سودا صحیح ہو جائے گا۔[1]

ریٹ کم پر سودا کرنا ضرورت مند آدمی سے

"ضرورت مند آدمی سے کم ریٹ پر سودا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ریٹ کم کر کے مال بیچنا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے

"بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٥٤/٢)

ریٹ مہنگا ہونے پر بائع کا مشتری کی مبیع کو فروخت کرنا

"قیمت دے کر مبیع کو بائع کے پاس رکھنا، اور ریٹ مہنگا ہونے پر بائع کا اسے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٢٦/٥)

ریٹ مہنگا ہونے تک سبزی اور فروٹ وغیرہ کولڈ اسٹور میں جمع رکھنا

"کولڈ اسٹور میں سبزی وغیرہ جمع رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٦٦/٥)

ریچھ

زندہ ریچھ اور بندر کو کسی حیلے سے پکڑ کر فروخت کرنا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔[2]

ریچھ کو ذبح کر کے روغن نکال کر فروخت کرنا

ریچھ کو ذبح کر کے اس کے گوشت وغیرہ سے تیل نکال کر فروخت کرنا جائز

---

(١) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ٢، علی الصفحة السابقة۔

(٢) (ویجوز بیع الکلب والفهد والسباع) مثل الأسد والدب ونحوهما۔ (البنایة شرح الهدایة: ٣٤٨/٨) کتاب البیوع، باب السلم، مسائل منثورة، ط: دار الکتب العلمیة)

ویجوز بیع جمیع الحیوانات سوی الخنزیر وهو المختار۔ (الفتاوی الهندیة: (١١٤/٣) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الرابع فی بیع الحیوانات، ط: رشیدیه)

الدر مع الرد: (٢٢٦/٥) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

ہے، اور یہ تیل انسانوں کی خوراک کے علاوہ جانوروں اور دیگر ضروریات کے لیے استعمال کرنا جائز ہے۔ (۱)

ریچھ کی چربی

"شیر کی چربی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۷/۴)

ریچھ کی کھال

اگر ریچھ اور بندر کو شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہے تو اس کی کھال کو دباغت سے پہلے بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ اور اگر ریچھ کو شریعت کے مطابق ذبح نہیں کیا گیا تو اس کی کھال کو دباغت سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

ریڈیو سے بیع صرف کا معاملہ نہ کرے

جن معاملات میں مجلس عقد میں قبضہ کرنا شرط ہے ان معاملات کو ٹیلی فون، ریڈیو اور انٹرنیٹ وغیرہ برقی آلات کے ذریعے انجام نہ دیں ورنہ عقد صحیح نہیں ہوگا، کیوں کہ ان چیزوں میں دونوں عوض پر مجلس میں قبضہ کرنا شرط ہے، تو ٹیلی فون کے ذریعے قبضے کے بغیر ایسے عقد کو انجام دینا صحیح نہیں ہے، قبضے کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ عاقدین میں سے ہر ایک کے وکیل کسی ایک جگہ پر ہوں جو اسی مجلس میں عوض پر

---

(۱) تخریج کے لیے "حرام جانوروں کو ذبح کرکے تیل نکالنا" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۲) وأما جلود السباع والحمر والبغال، فما كانت مذبوحة أو مدبوغة، جاز بيعها وما لا فلا. وهذا بناء على أن الجلود تطهر بالذكاة أو بالدباغ، إلا جلد الإنسان والخنزير. (الفتاوى الهندية: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه)

☐ الدر مع الرد: (۷۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.

☐ الخانية على هامش الهندية: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، فصل في البيع الفاسد، ط: رشيديه.

قبضہ کرلیں۔ (۱)

٦٧

ریڈیو کی تجارت

ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کی خرید وفروخت اور مرمت درست ہے، اگر خریدنے والا اس کو غلط استعمال کرتا ہے تو گناہ گار ہے، فروخت کرنے والے پر اس کی ذمہ داری نہیں۔ (۲)

---

(۱) (وشرط فيه) أي في الصرف ... (التقابض قبل الافتراق) بالأبدان ... وكذا لو نادى أحدهما صاحبه من وراء جدار أو ناداه من بعيد لم يجز ؛ لأنهما متفرقان بأبدانهما كما في البحر۔ (مجمع الأنهر: (۱٦۱/۳) كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۲٥۳/٥) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد)

(قوله: فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) ... وأما التقابض فالمراد التقابض قبل الافتراق بأبدانهما ... وكذا لو نادى أحدهما صاحبه من وراء جدار أو ناداه من بعيد لم يجز ؛ لأنهما متفرقان بأبدانهما ۔ والمعتبر افتراق المتعاقدين سواء كانا مالكين أو نائبين كالأب والوصي والوكيل ؛ لأن القبض من حقوق العقد وحقوقه متعلقة بهما۔ (البحر الرائق: (۱۹۳/٦) كتاب الصرف، ط: سعيد)

الاختيار لتعليل المختار: (۳۹/۲) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: دار الكتب العلمية۔

(ويجوز التوكيل بعقد الصرف والسلم) ؛ لأنه عقد يملكه بنفسه فيملك التوكيل به۔ (الهداية: (۱۹۰/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رحمانيه)

ويعتبر في الصرف والسلم مفارقة الوكيل لا الموكل) فيبطل عقدهما بمفارقة الوكيل صاحبه قبل القبض لوجود الافتراق من غير قبض، ولا يبطل بمفارقة الموكل إذ القبض للعاقد وهو ليس بعاقد۔ (مجمع الأنهر: (۳۲۱/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (٥۱٦/٥) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد۔

(۲) لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة لانه ليس عينها منكرا، وانما المنكر فى استعمال المحظور، قلت: لكن هذه الاشياء تقام المعصية بعينها، لكن ليست هى المقصود الاصلى منها فان عين الجارية للخدمة مثلا والغناء عارض فلم تكن عين المنكر بخلاف السلاح فان المقصود الاصلى هو المحاربة به فكان عينه منكرا اذا بيع لاهل الفتنة فصار المراد بما تقام المعصية به ما كان عينه منكرا بلا عمل صنعة فيه، فخرج نحو الجارية المغنية، لانها ليست عين المنكر۔ (شامى: (۲٦۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعيد)

رجل آجر بيتا ليتخذ فيه نارا، او بيعة او كنيسة او يباع فيه الخمر فلا بأس به و كذا كل موضع تعلقت =

ریڈیو کے ذریعے عقد کرنا

(۶۸) ریڈیو کے ذریعے عقد کرنے کے لیے عوام الناس کی طرف سے پیش کردہ ایجاب کو ذریعہ بنایا جائے گا لہٰذا اگر کوئی شخص ریڈیو کے ذریعے کوئی گاڑی فروخت کرنا چاہتا ہے اور گاڑی کی تمام تفصیلات، گاڑی کی حالت، معیار، طرز، تیار ہونے کی تاریخ وغیرہ سب چیزیں بیان کر دیتا ہے تو اس کا ایجاب شرعاً مقبول ہوگا اور اس وقت تک باقی سمجھا جائے گا جب تک کوئی شخص اس ایجاب کو قبول نہ کر لے اور ایسا ہونے کی صورت میں عقد مکمل ہو جائے گا۔ (۱)

=المعصية بفعل فاعل مختار۔ (خلاصة الفتاوى: (۳۴۶/۴، ۳۴۷) كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات، جنس آخر، ط: امجد اکیڈمی لاہور)

ولا بأس بان يوجر المسلم دارا من الذمي ليسكنها فان شرب فيها الخمر او عبد فيه الصليب، او دخل فيها الخنازير، لم يلحق المسلم اثم في شيء من ذلك لانه لم يواجرها لذلك والمعصية في فعل المستاجر۔ (المبسوط للسرخسي: (۴۳/۱۶) كتاب البيوع، باب الاجارة الفاسدة، ط: غفارية كوئٹه)

البحر الرائق: (۲۴۰/۵) كتاب السير، باب البغاة، ط: رشيديه کوئٹہ۔

تبيين الحقائق: (۲۹۹/۳) كتاب السير، باب البغاة، ط: دار الكتب العلمية بيروت

قلت: وافاد كلامهم ان ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً والا فتنزيهاً (قوله: نهر) وعبارته: وعرف بهذا انه لايكره بيع مالم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية به والكبش النطوح۔ (الدر مع الرد: (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعيد)

ان ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه ومالا فلا ولذا قال: انه لايكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح۔ (البحر الرائق: (۱۴۳/۵) كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد)

تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱۵۳/۲) كتاب الاجارة، ط: امداديه۔

(۱) (فروع) لو تناديا وهما متباعدان صح البيع بلا خلاف۔ (المجموع شرح المهذب: (۲۱۴/۹) كتاب البيوع، المسألة الثانية: فيما ينقطع به خيار المجلس، ط: مكتبة الإرشاد)

روضة الطالبين وعمدة المفتين: (۴۴۰/۳) كتاب البيع، باب خيار المجلس والشرط، ط: دار الكتب العلمية۔

ومنها: كان شيخنا الحافظ تقي الدين أبو الفتح السبكي يعد منها ما لو تناديا بالبيع متباعدين فإنه يصح۔ (الأشباه والنظائر للسبكي: (۳۱۸/۱) كتاب الزكاة، القول في قواعد ربع البيع، ط: دار الكتب العلمية)

ریزگاری کا کاروبار

کسی کے پاس بڑا نوٹ ہے، اس کو کھلے پیسوں کی ضرورت ہے، وہ بڑا (٦٩)
نوٹ دوسرے آدمی کو دے کر کھلے پیسے لیتا ہے، اسے ریزگاری اور روپیہ بھنانا کہتے ہیں۔

روپیہ بھنانے کا جائز طریقہ یہ ہے کہ کھلے پیسے بڑے نوٹ کے برابر دیئے جائیں کمی زیادتی نہ کی جائے، یہ تعاون کی وجہ سے ثواب کا کام ہے، لیکن آج کل کھلا یا ریزگاری دینا اور روپیہ بھنانا ایک تجارت اور کاروبار بن چکا ہے۔

بعض کا کاروبار یہ ہے کہ ایک ہی ملک کا بڑا نوٹ دیا جائے تو وہ چھوٹے نوٹ یا سکے ادا کردیتے ہیں مگر ان کی مالیت برابر نہیں ہوتی بلکہ کم ہوتی ہے مثلاً سو روپے کا نوٹ دیا تو وہ پچانوے روپے دیں گے، پانچ روپیہ ان کا نفع ہے۔ شریعت میں یہ کاروبار حرام اور ناجائز ہے، اور اس سے جو نفع حاصل کیا وہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، ایک ہی جنس کی کرنسی کا تبادلہ کمی بیشی کے ساتھ کرنا سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور یہ بھی بیع صرف میں شامل ہے۔[1]

مزید "روپیہ بھنانے میں بٹہ لینا" عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔ (٥٩/٤)

---

(١) أن صور بيع الفلس بالفلسين أربع: الأولى أن يبيع فلساً بغير عينه بفلسين بغير أعيانهما... لا خلاف في عدم جوازها. (تبيين الحقائق: (٩١/٤) كتاب البيوع، باب الربا، ط: امداديه)

□ ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والغطارفة: لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربا. (الهداية: (١١٥/٣) كتاب الصرف، ط: رحمانيه)

□ وقدمنا آنفاً أن مبادلة الفلوس بجنسها لا يجوز بالتفاضل عند محمد رحمه الله، وينبغي أن يفتى بهذا القول في هذا الزمان، سداً لباب الربا، وعليه فلا يجوز مبادلة الأوراق النقدية بجنسها متفاضلة ويجوز إذا كانت متماثلة. (تكملة فتح الملهم: (٥٩٠/١) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی.

ریشم

۷۰ ریشمی کپڑے بنانا اور فروخت کرنا جائز ہے۔(۱)

ریشمی عمامہ

مردوں کے لیے ریشم استعمال کرنا حرام ہے اور ریشمی عمامہ استعمال کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے،(۲)

اس لیے مردوں کے استعمال کے لیے ریشمی عمامہ فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔(۳)

---

(۱) عن نافع عن عبد الله: أن عمر رضي الله عنه رأى حلة سيراء تباع، فقال: يا رسول الله! لو ابتعتها تلبسها للوفد إذا أتوك والجمعة؟ قال: إنما يلبس هذه من لا خلاق له، وأن النبي صلى الله عليه وسلم بعث بعد ذلك إلى عمر حلة سيراء حرير كساها إياه، فقال عمر: كسوتنيها وقد سمعتك تقول فيها ما قلت؟ فقال إنما بعثت إليك لتبيعها، أو تكسوها۔ (صحيح البخاري: (۸٦٨/۲) كتاب اللباس، باب الحرير للنساء، ط: قديمى)

وفيه: جواز بيع الرجال الثياب الحرير وتصرفهم فيها بالهبة والهدية لا اللبس۔ (فتح الباري: (۳۰۱/۱۰) كتاب اللباس، باب الحرير للنساء، ط: دار المعرفة)

وفيه: جواز بيع الحرير للرجال والنساء وهبته۔ عمدة القاري: (۳۸۷/٦) كتاب العيدين، باب الحراب والدرق يوم العيد، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) (ولا بأس بلبس القلانس) غير حرير . . . وصح أنه حرم لبسها۔ وفي الرد: (وصح أنه حرم لبسها) أي قلانس الحرير والذهب تأمل۔ (الدر مع الرد: (۷۵۵/٦) كتاب الخنثى، مسائل شتى، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۴۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: رشيديه۔

الفتاوى السراجية: (ص: ۳۲۸) كتاب الكراهية والاستحسان، باب اللبس، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) ويكره ان يبيع المكعب المفضض من الرجال اذا علم انه يشترى ليلبس۔ (قاضى خان: (۲۸۱/۲) كتاب البيوع، فصل فيما يخرجه عن الضمان في البيع الفاسد والبيع المكروه، ط: رشيديه)

شامى: (۳۹۲/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۲۹/٦) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

ریشم مصنوعی

"مصنوعی ریشم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۸/۶)

ریشم مصنوعی ہے

موجودہ دور میں جتنے ریشمی کپڑے مشہور ہیں وہ مصنوعی ریشم سے بنے ہوئے ہیں۔ اصل ریشم سے نہیں، لہٰذا ان کی خرید و فروخت اور تجارت درست ہے۔ (۱)

البتہ اگر کسی کپڑے کا اصلی ریشم ہونا ثابت ہو جائے تو مردوں کے لئے بنے ہوئے اصلی ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے۔ (۲)

البتہ عورتوں کے لئے خالص ریشمی لباس پہننا جائز ہے اس لئے عورتوں کے لئے اصلی ریشم سے بنے ہوئے کپڑوں کی تجارت اور خرید و فروخت جائز ہے۔ (۳)

---

(۱) لابأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه. (البحر الرائق: (۳۴۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: رشيديه)

☐ مجمع الأنهر: (۱۹۱/٤) كتاب الكراهية، ط: دار الكتب العلمية.

☐ أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع به. (شامي: (۵۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

(۲) ويكره أن يبيع المكعب المفضض من الرجل ان علم أنه يشتري ليلبسه. قاضيخان علي هامش الهندية: (۲۸۱/۲) كتاب البيوع، باب في بيع مال الربا بعضه ببعض، فصل فيما يخرجه عن الضمان في البيع الفاسد والبيع المكروه، ط: رشيديه).

☐ وبيع المكعب المفضض للرجل إن ليلبسه يكره، لأنه إعانة علي لبس الحرام. (شامي: (۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، باب استبراء وغيره، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (شامي: ۳۵۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل في اللبس، ط: سعيد)۔

(۳) ويحل للنساء لبس الحرير. (مجمع الأنهر: (۱۹۲/٤) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: دار الكتب العلمية.

☐ أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع به. (شامي: (۵۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط: سعيد)

ز

زائد بل بنانا

"بل کی رقم زیادہ لکھوانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۲/۲)

زائد رقم آدھی آدھی

"مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۸/۶)

زائد رقم بیچنے والا لے لے

"ٹاپ لگانا" "قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۰/۳)

زائد رقم تمہاری ہے

"قیمت مقررہ سے زائد رقم تمہاری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

زبانی سودا

اگر مبیع (بیچی گئی چیز) موجود نہیں تو بائع اور مشتری کے درمیان زبانی سودا بیع معدوم کے حکم میں ہے، اس لیے مبیع کے بغیر زبانی سودا ہونے سے بیع تام نہیں ہوگی اور اس طرح سودا کرنا اور منافع لینا جائز نہیں ہے، آج کل انٹرنیٹ وغیرہ میں تقریباً اسی طرح سودے ہوتے ہیں وہ درست نہیں ہیں، ہاں اگر زبانی سودا ہونے کے بعد مشتری (خریدار) مبیع پر قبضہ کرلے پھر آگے کسی اور آدمی کو فروخت کرے تو یہ درست ہوگا اور نفع لینا بھی جائز ہوگا۔[1]

---

(۱) ومنها في المبيع: وهو ان يكون موجودا فلاينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم. (هندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه)=

زبردستی ایجاب وقبول کرایا

(۷۳) بیع صحیح ہونے کے لیے ایجاب وقبول رضامندی کے ساتھ ہونا ضروری ہے، اگر زبردستی کر کے ایجاب وقبول کرایا گیا تو اس سے بیع فاسد ہو جائے گی اور بعد میں مجبور شخص کو یہ سودا ختم کرنے یا باقی رکھنے کا اختیار ہوگا۔(۱)

زبردستی کرنا جائیداد فروخت کرنے پر

"مجبور کرنا بیچنے پر" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۳/۶)

= لان رکن البیع مبادلة المال بالمال ولم یوجد، والمعدوم کبیع حق التعلی ...... لانه معدوم۔ (الدرمع الرد: (۵۲/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی بیع المغیب فی الارض، ط: سعید)

وعنه (أي عن عمرو بن شعیب) قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یحلّ سلف وبیع ولا شرطان في بیع، ولا ربح مالم یضمن، ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهي عنه من البیوع، الفصل الثاني، ط: قدیمی)

(ولا ربح مالم یضمن) یرید به الربح الحاصل من بیع ما اشتراه قبل أن یقبضه وینتقل من ضمان البائع إلی ضمانه فإنّ بیعه فاسد۔ في شرح السنة: قیل معناه: أنّ الربح في کل شيئ إنما یحلّ أن لو کان الخسران علیه فإن لم یکن الخسران علیه کالبیع قبل القبض إذا تلف فإنّ ضمانه علی البائع ولا یحلّ للمشتري أن یسترد منافعه الّتي انتفع بها البائع قبل القبض؛ لأنّ المبیع لم یدخل بالقبض في ضمان المشتري فلایحلّ له ربح المبیع قبل القبض۔ (مرقاة المفاتیح: (۶/ ۷۹) کتاب البیوع، باب المنهي عنها من البیوع، الفصل الثاني، ط: رشیدیه)

(۱) ومنها الرضا... فلایصح بیع المکره إذا باع مکرها وسلم مکرها؛ لعدم الرضا۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید)

قلت: ینبغي استثناء بیع المکره فإنّه موقوف علی إجازته مع أنّه فاسد کما حققناه أوّل البیوع۔ (شامی: (۵۰/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی تعریف البیع، ط: سعید)

قال جمهور الحنفیة: إنّ عقود البیع والشراء والإیجار ونحوها من المکره إکراها ملجئا أو غیر ملجئ تکون فاسدة؛ لأنّ الإکراه یزیل الرضا الّذي هو شرط في صحة هذه العقود؛ لقوله تعالی: [یٰأیها الّذین آمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلاّ أن تکون تجارةً عن تراضٍ منکم] وحینئذ یحق للمستکره فسخ ما عقد أو إمضاءه۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۳۶۰/۴) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأوّل: عقد البیع، المبحث الثاني: شروط البیع، ط: دار الفکر)

زخمیوں کے لیے خون خریدنا

۷۴ ''خون مریض کے لیے خریدنا'' اور ''خون کی خرید وفروخت'' عنوانات کے تحت دیکھیں۔(۲۷۳/۴)(۲۷۱/۴)

زر

☆...... جو چیز عرف ورواج کے مطابق آلہ مبادلہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے اور وہ قدر کا پیمانہ ہے اور اس کے ذریعے مالیت کو محفوظ کیا جاتا ہے اسے ''زر'' کہتے ہیں، اس کو عربی میں ''نقد'' اور انگریزی میں (Money) کہتے ہیں۔

☆...... ''زر'' وہ چیز ہے جس کے ذریعے سے تبادلہ ہوتا ہو، قدر کی پیمائش ہوتی ہو اور مالیت کا تحفظ بھی ہو مگر یہ ضروری نہیں کہ قانونی طور پر بھی اس کو جبری آلہ تبادلہ قرار دیا گیا ہو، مثلاً: چیک یا انعامی بانڈز جیسی دستاویزات سے لوگ تبادلہ کرتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص انعامی بانڈز سے ادائیگی کرے اور دوسرا شخص اپنا حق انعامی بانڈز کی صورت میں لینے پر آمادہ نہ ہو تو اس کو قانونی طور پر لینے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

زر اعتباری

''زر کی قسمیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۰/۴)

''زر'' اور ''کرنسی'' میں فرق

''کرنسی'' کے مقابلے میں ''زر'' عام ہے کیونکہ اس میں کرنسی کے علاوہ اشیاء بھی شامل ہیں جن کی بنیاد پر معاشرہ میں لین دین کیا جاتا ہے، اس کے برعکس ''کرنسی'' کا اطلاق صرف کاغذی زر اور دھاتی سکوں پر ہوتا ہے۔

مزید یہ کہ کرنسی کے ذریعہ ادائیگی کرنے کی صورت میں دوسرے فریق پر قانونی اعتبار سے قبول کرنا ضروری ہوتا ہے جب کہ عام زر کے ذریعہ ادائیگی کرنے کی صورت میں دوسرے فریق پر اس کو قبول کرنا لازم نہیں ہوتا۔ (۱)

”زر“ تخلیق کرنے کا اختیار

شریعت نے ”زر“ کے انتخاب میں کسی قسم کی پابندی نہیں لگائی لیکن زر تخلیق کرنے کا کلی اختیار صرف حکومت کو دیا ہے کیونکہ مالیاتی لین دین کا مکمل نظام زر کی بنیاد پر ہے، اگر ہر آدمی کو اپنی منشا کے مطابق زر تخلیق کرنے کی اجازت دے دی جائے تو پورا مالیاتی نظام بدنظمی اور بگاڑ کا شکار ہوجائے گا اور ملکی نظام درہم برہم ہوجائے گا۔

”الموسوعۃ الفقھیہ“ میں ہے کہ:

حاکم وقت کے علاوہ کسی کو کرنسی بنانے کی اجازت نہیں کیونکہ یہ اس پر ظلم ہے، اور حاکم وقت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ جو شخص اس کا یہ حق سلب کرے وہ اسے سزا دے خواہ اس کی بنائی ہوئی کرنسی خالص سونے چاندی کی ہی کیوں نہ ہو۔

امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ درہم صرف حاکم وقت کی اجازت سے ٹکسال (وہ جگہ جہاں سکے ڈھالے جاتے ہیں) میں ہی بنائے جاسکتے ہیں کیونکہ اگر لوگوں کو اس کی اجازت دے دی جائے تو وہ بڑے مصائب میں مبتلا ہوجائیں گے۔ (۲)

---

(۱) اسلام اور جدید معیشت وتجارت (ص:۹۵) نظام زر، ط: ادارۃ المعارف۔

(۲) ولا یجوز لغیر الامام ضرب النقود: لأن في ذلك افتیاتاً علیه، ویحق للامام تعزیر من افتات علیه فیما هو من حقوقه، وسواء كان ما ضربه مخالفاً لضرب السلطان أو موافقاً له في الوزن، ونسبة الغش وفي الجودة حتی لو كان من الذهب والفضة الخالصین.

قال الامام احمد في روایة جعفر بن محمد لا یصلح ضرب الدراهم الا في دار الضرب باذن السلطان: لأن الناس ان رخص لهم ركبوا العظام. (الموسوعة الفقهیة: (۴۱/ ۱۷۴، ۱۷۹) حرف النون، نقود حق إصدار النقود، ط: وزارة الأوقاف والشؤن الإسلامیة)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حاکم وقت کے علاوہ کسی کو درہم اور دینار بنانے کی اجازت نہیں چاہے وہ خالص ہی ہوں کیونکہ یہ حاکم وقت کا حق ہے اور اس کی دوسرے لوگوں کو اس لئے بھی اجازت نہیں کہ اس میں جعل سازی اور بگاڑ کا اندیشہ ہے۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ ملک میں کرنسی جاری کرنے کا اختیار صرف حکومت وقت کے پاس ہے، حکومت وقت کے علاوہ کسی اور آدمی کو کرنسی جاری کرنے کا اختیار ہی نہیں ہے کیونکہ اس طرح جعلی کرنسی وجود میں آجائے گی اور ملک میں فساد کا باعث بنے گی۔

موجودہ دور میں پوری دنیا میں کرنسی جاری کرنے کا اختیار حکومتوں کے ہاتھ میں ہی ہے، کسی اور کے پاس نہیں۔

زرِ ثمن میں قبضہ سے پہلے تصرف کرنا

کسی بھی چیز کو فروخت کرنے کے بعد اس کے ثمن پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا جائز ہے، مثلاً: اس سے کوئی چیز خریدنا یا اس کو ہبہ کرنا یا اس کے عوض میں کسی چیز کو کرایہ پر لینا یا اس کے بارے میں وصیت کرنا جائز ہے، البتہ بیع صرف کے ثمن اور مسلم فیہ پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) ویکرہ ایضاً لغیر الامام ضرب الدراھم والدنانیر، وان کانت خالصة لأنه من شأن الإمام ولأنه لا یؤمن فیه الغش والإفساد (المجموع شرح المھذب: (۱۱/٦) کتاب الزکاة، باب زکاة الذھب والفقة، ط: دار الفکر)

(۲) والتصرف فی الثمن قبل القبض جائز بالبیع والھبة والاجارة والوصیة سواء کان ممایتعین او لایتعین عندنا، سوی بدل الصرف والسلم لان الملک مطلق۔ (فتح القدیر: (٦/٥١٨) فصل من اشتری شیئاً ممایتقل ویتحول، ط: مصطفی البابی الحلبی مصر)

ویجوز التصرف فی الأثمان قبل القبض إلاّ الصرف والسلم۔ (بدائع الصنائع: (٥/٢٣٣) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)=

زرِ حقیقی

"زر کی قسمیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۰/۴)

زر سونا چاندی کا ہونا ضروری نہیں

اسلام کے ابتدائی دور میں مالیاتی لین دین سونے چاندی کے سکوں کے ذریعے ہی ہوتا تھا، اور سونے چاندی کے زر ہونے کی صلاحیت مسلمہ حقیقت ہے لیکن شریعت نے "زر" ہونے کے لئے سونے چاندی کے سکوں کی شرط نہیں لگائی۔

مشہور مورخ احمد بن یحییٰ بلاذری نے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں اونٹوں کی کھال سے درہم بنانے کا ارادہ کیا تھا مگر اس خدشے سے یہ ارادہ ترک کر دیا کہ اس طرح اونٹ ہی ختم ہو جائیں گے۔ چنانچہ بلاذری نے ان کا

= ☐ والحاصل جواز التصرف في الأثمان والديون كلها قبل قبضها عيني (سوى صرف و سلم) فلايجوز أخذ خلاف جنسه لفوات شرطه۔ (الدر مع الرد: (۱۵۳/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تعريف الكر، ط: سعيد)

☐ وصح التصرف في الثمن قبل قبضه لقيام المطلق وهو الملك۔۔۔ واطلق التصرف قبل قبضه لقيام المطلق، فشمل البيع والهبة والاجارة والوصية وتمليكه ممن عليه بعوض وغير عوض۔ (البحر الرائق: (۱۹۷/۶) كتاب البيوع، فصل في بيان التصرف، ط: رشيديه كوئٹه)

☐ (وصح التصرف في الثمن) ببيع وهبة واجارة ووصية وتمليك ممن عليه بعوض وغير عوض (قبل قبضه)۔ (مجمع الانهر: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، فصل، ط: غفارية كوئٹه)

☐ وجاز التصرف في الثمن بهبة أو بيع أو غيرهما لو عينا: اى مشارا اليه ولو دينا بالعين كمكيل، اولا كنقود، ومثال التمليك بغير عوض هبة ووصية له فاذا وهب منه الثمن، ملكه بمجرد الهبة لعدم احتياجه الى القبض وكذا الصدقة۔ (الدر مع الرد: (۱۵۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن قبل القبض والزيادة، ط: سعيد)

☐ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۰۱/۳) كتاب البيوع، فصل في التصرف في المبيع، ط: دار المعرفة بيروت۔

یہ قول نقل کیا ہے:

همت ان اجعل الدراهم من جلود الابل، فقيل له: إذاً لا بعير، فأمسک۔ (۱)

میں نے اونٹوں کے چمڑوں سے درہم بنانے کا ارادہ کیا ہے، ان سے کہا گیا تب تو اونٹ ختم ہو جائیں گے، اس پر انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر لوگ اپنے درمیان چمڑوں کے ذریعے خرید و فروخت کو رائج کر دیں یہاں تک کہ وہ چمڑے ثمن اور سکہ کی حیثیت اختیار کر جائے تو میں سونے چاندی کے بدلے ان چمڑوں کو ادھار فروخت کرنا پسند نہیں کروں گا۔ (۲)

زرعی قرض لینا

بعض تاجر، قرض دینے والی انجمنیں، فلاحی ادارے اور بینک وغیرہ کسانوں کو زراعت کے لئے آسان قسطوں پر سود کے ساتھ قرض دیتے ہیں، تا کہ کسان لوگ اپنی ضرورتیں آسانی سے پوری کر لیں اور ساتھ ساتھ قسطوں پر معمولی سود کے ساتھ قرض کی رقم بینک یا ادارے وغیرہ کو واپس کر دیں، تو یہ سودی قرضہ ہے اور سودی لین دین کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ. فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ. (۳)

---

(۱) فتوح البلدان: (۵/۶۹۰) أمر النقود، ط: مكتبة المعارف۔

(۲) لوان الناس اجازوا بينهم الجلود حتي تكون لها سكة وعين لكرهتها ان تباع بالذهب والورق نظرة. (المدونة الكبرى: (۳/۵) كتاب الصرف التاخير في صرف الفلوس، ط: دار الكتب العلمية)

(۳) (البقرة: ۲۷۹_۲۷۸)

عن علي أمير المؤمنين مرفوعا: "كل قرض جر منفعة فهو ربا"۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲) كتاب الحوالة باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)=

مسلمانوں پر ضروری ہے کہ سودی معاملات سے دور رہیں، سودی لین دین کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرتا ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرتا ہے وہ ہمیشہ مغلوب ہی رہتا ہے، اس کے لئے دنیا اور آخرت میں کوئی پناہ گاہ نہیں ہوتی۔ (۱)

واضح رہے کہ سود کا جرم انتہائی سنگین اور قبیح جرم ہے، قرآن مجید میں سود کے علاوہ کسی اور چیز کو اللہ تعالیٰ سے جنگ کے اعلان کے مترادف نہیں کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودی معاملات اور لین دین میں کسی بھی اعتبار سے شریک ہونے والے کو ملعون کہا ہے۔ (۲)

اور سودی مال سے برکت ختم ہو جاتی ہے، اکثر اوقات ہم سنتے ہیں کہ کتنے بڑے بڑے تاجر، مالدار، اور امیر لوگ سود کی وجہ سے غربت اور افلاس کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں۔ سودی رقم اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ بالآخر ان کی ساری جائیداد اور فیکٹریوں وغیرہ کو لے ڈوبتی ہے۔ (۳)

قیامت کے دن سودی لوگ قبروں سے پاگلوں اور دیوانوں کی طرح

= الأشباه والنظائر: (ص:٢٥٧) الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: قديمي.

كل قرض جر منفعة فهو ربا:.... ولهذا لا يجوز أن يرد المقترض إلى المقرض إلا ما اقترضه منه أو مثله تبعاً للقاعدة الفقهية القائلة: كل قرض جر نفعاً فهو ربا. (فقه السنة: (٣/١٢٨) البيع، القرض، ط: دار الكتاب العربي)

(۱) يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنين، فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله. الآية. (البقرة: ٢٧٩)

(۲) عن جابر رضي الله عنه، قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربو وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء (رواه مسلم)۔ (مشكاة المصابيح: (ص:٢٤٣) كتاب البيوع، باب الربو، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (٢/٢٧) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي.

كنز العمال: (٤/٢٣٠) رقم الحديث: ٩٧٦٣، كتاب البيوع من قسم الأفعال، باب في الربا وأحكامه، ط: مؤسسة الرسالة.

(۳) يمحق الله الربو ويربي الصدقات. (البقرة: ٢٧٦)

اٹھیں گے اس لئے سودی معاملات سے بچیں۔ (۱)

زر کی تین خصوصیات ہیں

(۸۰)

اقتصادی ماہرین کے نزدیک زر کی تین خصوصیات ہیں، جس مادہ میں بھی وہ تین خصوصیات پائی جائیں وہ زر شمار ہوگا۔

① مبادلہ کا ذریعہ ہو یعنی اس کے عوض اشیاء و خدمات حاصل کی جاسکیں۔

② اشیاء کی قیمتوں کے لئے معیار ہو یعنی اس کے ذریعے دیگر اشیاء کی قیمتیں طے کی جائیں۔

③ دولت محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہو، یعنی خراب ہونے سے محفوظ ہے۔ (۲)

زر کی قسمیں

''زر'' کی دو قسمیں ہیں۔

① حقیقی زر

② اعتباری زر

حقیقی زر کا اطلاق صرف سونے چاندی پر ہوتا ہے، سونے چاندی کے علاوہ ''زر'' کی باقی تمام اقسام، خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہوں ''اعتباری زر'' کہلاتی ہیں۔ سونے چاندی کو حقیقی زر اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی قوت خرید فطری ہے اگر زر کی حیثیت سے ان کا رواج ختم بھی ہوجائے تب بھی جنس کے اعتبار سے ان کی ذاتی مالیت برقرار رہتی ہے، لیکن اگر اعتباری زر کی زر ہونے کی حیثیت ختم ہوجائے تو

---

(۱) اللذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشطان من المس ذلك بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربو وأحل الله البيع وحرم الربو. (البقرة:۲۷۵)

(۲) ان للنقد ثلاث خصائص متى توفرت في مادة ما اعتبرت هذه المادة نقداً، الاولى ان يكون وسيطاً للتبادل، الثانية أن يكون مقياساً للقيم، الثالثة ان يكون مستودعاً للثروة. (مجلة البحوث الاسلامية: عدد:۱، ص:۳۰) ط: إدارة البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد)

سونے چاندی کی طرح اس کی افادیت باقی نہیں رہتی۔

زعفران مصنوعی ہے

موجودہ دور میں زعفران بنایا بھی جاتا ہے جو رنگ مزہ اور طبی فوائد کے لحاظ سے اصلی زعفران کے مانند ہوتا ہے، اس میں بھی زبان پر گھلنے اور رنگ دینے میں وہی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو اصل زعفران کی کیفیت ہے تو ایسے مصنوعی زعفران کو اصلی زعفران کہہ کر فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر صاف بیان کردے کہ اصلی زعفران نہیں بلکہ مصنوعی زعفران ہے تو اس کو فروخت کرنا جائز ہوگا ورنہ دھوکا اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن حکیم بن حزام عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: البیعان بالخیار مالم یفرقا، فان صدقا وبینا بورک لهمافی بیعهما، وان کذبا وکتما محقت برکة بیعهما۔ (صحیح مسلم: (۶/۲) کتاب البیوع، باب خیار المجلس للمتعاقدین، ط: قدیمی)

☐ صحیح بخاری: (۲۷۹/۱) کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما... الخ ط: قدیمی

☐ (قوله: وان کتما) ای: وان کتم البائع عیب السلعة والمشتری عیب الثمن۔ (عمدة القاری للعینی: (۲۷۸/۱۱) کتاب البیوع، باب اذا بین البیعان ولم یکتما ونصحا، ط: رشیدیه کوئٹه)

☐ قال النووي رحمه الله تعالیٰ: ان بین کل واحد لصاحبه مایحتاج الی بیانه من عیب ونحوه فی السلعة والثمن، وصدق فی ذلک۔ (شرح النووي علی الصحیح لمسلم: (۶/۲) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتعاقدین، ط: قدیمی)

☐ عن عقبة بن عامر رضي الله تعالیٰ عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: المسلم اخو المسلم ولایحل لمسلم باع من اخیه بیعاً فیه عیب الابینه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) باب من باع عیباً فلیبینه، ط: قدیمی)

☐ عن واثلة بن الاسقع رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم: من باع عیباً لم ینبه لم یزل فی مقت الله، أولم تزل الملائکة تلعنه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۹) کتاب البیوع، باب المنهي عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

☐ لایحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن، لان الغش حرام۔ (الدر المختار)

(قوله: لان الغش حرام) ذکر فی "البحر" اول الباب بعد ذلک عن "البزازیة" عن الفتاوی: اذا باع سلعة معیبة علیه البیان، وان لم یبین، قال بعض مشایخنا: یفسق وترد شهادته۔ (الدر مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید)

اور اگر اس میں اصلی زعفران کو ملایا بھی جائے گا تب بھی اصلی زعفران کہہ کر فروخت کرنا گناہ اور دھوکا ہوگا۔ (۱)

۸۳

زقوم کی خرید و فروخت کرنا

زقوم (تھوہر) کا پھل کھانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا جائز اور آمدنی حلال ہے۔ زقوم جہنم کا درخت ہے لیکن دنیا کے زقوم اور جہنم کے زقوم میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور دنیا والے زقوم کے پھل میں حرمت کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (۲)

زکاۃ مشترکہ کمپنی پر

''مشترکہ کمپنی پر زکاۃ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۴/۶)

---

(۱) وعنه (ای: ابی هريرة) رضي الله تعالى عنه: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم مرّ على صبرة طعام، فادخل يده فيها، فنالت اصابعه بللاً، فقال: ماهذا ياصاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يارسول الله! قال: أفلاجعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ من غش فليس مني۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنهامن البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمی كراچی)

عن ابی هريرة رضي الله تعالى عنه ان رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم مرّ برجل يبيع طعاماً، فسأله، كيف تبيع؟ فأخبره، فأوحي اليه أن ادخل يدك فيه، فأدخل يده فيه، فاذا هو مبلول، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ليس منا من غش۔ (سنن ابی داؤد: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، باب في النهي عن الغش، ط: امدادیه ملتان)

قال عليه السلام: المكر والخديعة في النار اى تدخل اصحابهما في النار ... وهما اسمان، لكل فعل يقصد فاعله في باطنه خلاف مايقتضيه ظاهره۔ (فيض القدير: (۶۱۳۶،۶۱۳۵/۱۲) ط: نزار مصطفى البازمكة)

(۲) (البيع) شرعا مبادلة شيء مرغوب فيه بمثله، خرج غير المرغوب كتراب وميتة ودم ...۔ (الدر مع الرد: (۵۰۲/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۱۳۳/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

(البيع) هو مبادلة المال بالمال بالتراضي ... وفي كشف الكبير: المال مايميل اليه الطبع ... والمالية انما تثبت بتمول الناس كافة او بتقويم البعض والتقوم يثبت بها وباباحة الانتفاع له شرعاً۔ (البحر الرائق: (۲۵۶/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

زکاۃ نہ دینے والے تاجر سے مال خریدنا

زکاۃ واجب ہونے کے بعد زکاۃ نہ دینا گناہ ہے،[1] زکاۃ نہ دینے سے مال ہلاک ہوجاتا ہے۔[2] البتہ ایسے آدمی سے حلال مال خریدنا جائز ہے، کیوں کہ زکاۃ نہ دینا گناہ ہے، لیکن اس سے مال حرام نہیں ہوتا اور حلال مال خریدنا جائز ہے۔ اور اگر مال ہی حرام ہے تو اس کو فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔[3] (۸۳)

---

(۱) منها: عدمنع الزكاة كبيرة، هو ما أجمعوا عليه۔ (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۲۸۷/۱) كتاب الزكاة، الكبيرة السابعة والثامنة والعشرون بعد المائة ترك الزكاة وتأخيرها بعد وجوبها لغير عذر شرعي، ط: دار الفكر)

الكبائر للذهبي: (ص: ۱۲) الكبيرة الخامسة: منع الزكاة، ط: قديمي۔

ويأثم بارتكابه كما يأثم بترك الواجب۔ الدر مع الرد: (۳۳۷/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنه قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما خالطت الزكاة مالاً قط إلا أهلكته۔ رواه الشافعي والبخاري في تاريخه والحميدي وزاد قال: يكون قد وجب عليك صدقة فلا تخرجها فيهلك الحرام الحلال۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۵۷) كتاب الزكاة، الفصل الثالث، ط: قديمي)

(يقول: ما خالطت الزكاة مالاً قط) أي بأن يكون صاحب مال من النصاب فيأخذ الزكاة أو بأن لم يخرج من ماله الزكاة۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۵۰/۴) كتاب الزكاة، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

لمعات التنقيح: (۲۵۷/۴) كتاب الزكاة، الفصل الثالث، ط: مكتبه علوم اسلاميه۔

(۳) غالب مال المهدي إن حلالاً لا بأس بقبول هديته وأكل ماله ما لم يتبين أنه من حرام وإن كان غالب ماله الحرام لا يقبلها ولا يأكل۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۶۰/۶) كتاب الكراهية، الرابع في الهدية والميراث، ط: رشيديه)

الفتاوى الهندية: (۳۴۳/۵) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه۔

مجمع الأنهر: (۱۸۶/۴) كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

لم يحل للمسلم أن يشتري شيئا يعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغير حق، قال عليه السلام: من اشترى سرقة أي مسروقاً وهو يعلم أنها سرقة فقد شرك في إثمها وعارها۔ (الحلال والحرام في الإسلام ليوسف القرضاوي: (ص: ۲۱۶) الفصل الرابع: في المعاملات، ط: المكتب الإسلامي)

فمن علمت أنه سرق مالاً أو خانه في أمانته أو غصبه فأخذه من المغصوب قهزا بغير حق لم يجز لي أن آخذه منه، لا بطريق الهبة ولا بطريق العوض، ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع۔ (مجموع الفتاوى لابن تيمية: (۳۲۳/۲۹) ط: مكتبة العبيكان سعودي عرب)

زمین بٹائی پر دینا

"مزارعت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۳/۶)

زمین پر قبضہ

دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی کی ایک بالشت زمین ظلم سے لے لے گا اس کو سات طبقے زمینوں کا طوق پہنایا جائے گا۔ (۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی کی ذرہ سی زمین بھی ناحق لے لے وہ قیامت کے دن سات زمینوں میں دھنسایا جائے گا۔ (۳)

---

(۱) الكبيرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، وهو استيلاء على مال الغير ظلماً. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۱/ ٤٣٤) باب الغصب، الكبيرة السابعة والعشرون بعد المائتين: الغصب، ط: دار الفكر)

الكبائر للذهبي: (ص: ۱۲۳)، الكبيرة الثامنة والعشرون: أكل الحرام وتناوله على أي وجه كان، ط: وحيدي كتب خانه.

(۲) عن سعيد بن زيد بن عمرو بن نفيل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من اقتطع شبراً من الارض ظلماً طوقه الله إياه يوم القيامة من سبع أرضين. (صحيح مسلم: (۲/ ۳۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم الظلم وغصب الأرض وغيرها، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۶/ ۹۸) كتاب الغصب، باب التشهد في غصب الأراضي وتضمينها بالغصب، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

مسند أحمد بن حنبل (۲/ ۴۳۲) رقم الحديث: ۹۵۷۹، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة۔

(۳) عن سالم عن أبيه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الارض شيئاً بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين. (صحيح بخاري: (۱/ ۳۳۲) كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئاً من الارض، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح (ص: ۲۵۶) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط: قديمي.

كنز العمال: (۳/ ۵۰۳) رقم الحديث: ۷۶۳۰، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني: في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

آج کل دوسروں کی زمین پر قبضہ کرنے کی متعدد صورتیں رائج ہیں، مثلاً کسی نے مکان بنانے کے لئے زمین کا ٹکڑا یا پلاٹ خریدا، مگر مالی کمزوری یا کسی اور وجہ سے اس پر مکان نہیں بنا سکا، تو دوسرا آدمی اس زمین پر قبضہ کر لیتا ہے، اور متعلقہ ادارے سے پیسے دے کر رجسٹری بھی کروالیتا ہے۔ مکان بھی تعمیر کر لیتا ہے، اور آگے فروخت بھی کر دیتا ہے، یہ ناجائز اور حرام ہے، کمائی بھی حرام ہے۔(١)

اور ایسے لوگوں کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہے۔

ایک صورت یہ بھی ہے مثلاً "الف" کی زمین ہے، اور "ب" "الف" سے زیادہ طاقتور ہے، اور وہ اس سے زمین، پلاٹ یا مکان وغیرہ خریدنا چاہتا ہے اور قیمت بھی مارکیٹ ریٹ کے مطابق دینے کو تیار ہے، مگر "الف" وہ جگہ فروخت کرنے پر راضی نہیں ہے، اور "ب" اپنے اثر ورسوخ سے وہ جگہ حاصل کرنا چاہتا ہے ایسی زبردستی بیع بھی جائز نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی توسیع کے لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مکان خریدنا چاہا جو مسجد کے ساتھ تھا، اور توسیع میں رکاوٹ بنا ہوا تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جائز قیمت لے کر مکان دے دیں، لیکن حضرت عباس رضی اللہ عنہ اس

---

(١) وعن أبي حرة الرقاشي، عن عمه رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص:٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي).

فإن كان الخبث لعدم الملك يعمل في النوعين جميعاً حتى لا يطيب الربح كالمودع والغاصب إذا تصرفا في العرض والنقد. (الجامع الصغير وشرحه النافع الكبير: (ص:٣٣٣)، كتاب البيوع، باب ما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: عالم الكتب)

الدر مع الرد: (٥/٩٧) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعيين الدراهم في العقد الفاسد، ط: سعيد)

بات پر راضی نہیں ہوئے اور تنازعہ کی شکل پیدا ہوگئی، آخر دونوں فریق نے (جن میں ایک طرف وقت کی حکومت تھی اور دوسری طرف حضرت عباس رضی اللہ عنہ) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو اپنا ثالث منظور کرلیا، اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے مقدمہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ دے دیا۔

جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے مقدمہ جیت لیا تو انہوں نے یہ مکان مسجد کی توسیع کے لئے مفت میں دے دیا۔ (۱)

اس تنازعہ سے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ شریعت میں شخصی ملکیت کا اس قدر تحفظ موجود ہے کہ حکومت وقت بھی کسی سے اس کا یہ حق چھین نہیں سکتی۔

زمین پر قبضہ ہوگیا

اگر کسی کی زمین پر کسی ایسے آدمی نے قبضہ کرلیا کہ زمین کا مالک یا خریدار

---

(۱) عن يوسف بن مهران عن ابن عباس قال: كانت للعباس دار إلى جنب المسجد في المدينة، فقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: بعنيها أو هبها لي حتى أدخلها في المسجد فأبى، فقال: اجعل بيني وبينك رجلاً من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم فجعلا بينهما أبي بن كعب فقضى للعباس على عمر، فقال عمر: ما أحد من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أجرأ علي منك، فقال أبي بن كعب أو أنصح لك مني، ثم قال: يا أمير المؤمنين أما بلغك حديث داؤد أن الله عز وجل أمره ببناء بيت المقدس فأدخل فيه بيت امرأة بغير إذنها، فلما بلغ حجز الرجال منعه الله بناءه قال داؤد: أي رب إن منعتني بناءه فاجعله في خلفه، فقال العباس: أليس قد قضيت لي بها وصارت لي؟ قال: بلى. قال: فإني أشهدك أني قد جعلتها لله. (السنن الكبرى للبيهقي: (۱٦٨/٦) كتاب الوقف، باب اتخاذ المسجد والسقايات وغيرها، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

🗀 كنز العمال: (۳/ ٥١٧) رقم الحديث: ۳۷۳۰۱، كتاب الفضائل من قسم الأفعال، باب فضائل الصحابة، حرف العين، عباس بن عبد المطلب، ط: مؤسسة الرسالة.

🗀 الطبقات الكبرى لابن سعد: (٤/ ۲۲) الطبقة الثانية من المهاجرين والأنصار ممن لم يشهد بدراً، العباس بن عبد المطلب، ط: دار صادر، بيروت)

مقدمہ کیے بغیر اس سے زمین نہیں لے سکتا تو اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی کیوں کہ اس صورت میں مالک کو زمین حوالہ کرنے پر قدرت حاصل نہیں ہے اور جس چیز کو بھی حوالہ کرنے پر قدرت نہیں ہوتی اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوتی۔ (۱)

زمین تقسیم سے پہلے فروخت کرنا

وراثت اور مشترکہ زمین اور جائیداد کو باضابطہ تقسیم کرنے سے پہلے فروخت کرنا جائز ہے۔ مثلاً: وارثوں میں سے ایک وارث مشترکہ زمین میں سے اپنا حصہ تقسیم سے پہلے فروخت کرنا چاہے تو فروخت کر سکتا ہے۔ (۲)

زمین خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

"قبضہ سے پہلے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۸/۵)

---

(۱) يلزم أن يكون المبيع مقدور التسليم) فبيع غير مقدور التسليم باطل، قال في القروي عن جواهر الفتاوى: باع عقارًا ملكه لكن في يد آخر، الفتوىٰ على أنه لا يصح عملاً بقول محمد؛ لأنّه لا يقدر على تسليمه اهـ۔ (شرح المجلّة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۸، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلّقة بالمبيع، الفصل الأوّل في شروط المبيع، ط: دار الكتب العلمية)

☐ بيع ما هو غير مقدور التسليم باطل۔ (شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۱۰۱/۲) المادة: ۲۰۹، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الثاني في بيان المسائل المتعلّقة بالمبيع، الفصل الثاني في شروط المبيع، ط: رشيديه)

☐ شامي: (۶۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في حكم إيجار البرك والاصطياد، ط: سعيد۔

(۲) بيع حصة شائعة معلومة كالثلث والنصف والعشر من عقار مملوك قبل الافراز صحيح۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۸۳/۱) المادة: ۲۱۴، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الثاني في المسائل المتعلّقة بالمبيع، الفصل الثاني في مايجوز بيعه ومالايجوز، ط: دار الكتب العلمية)

☐ يجوز بيع العقار قبل القبض۔ (الهداية: (۷۹/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: ط: رحمانية)

☐ تبيين الحقائق: (۷۹/۳) كتاب البيوع، باب التولية، فصل: صح بيع العقار قبل قبضه، ط: إمداديه ملتان۔

زمین کا زمین سے تبادلہ کرنا

(۸۸) زمین کا زمین سے تبادلہ کرنا بیع ہے لہٰذا ایسی بیع لازم ہو جائے گی[۱] اور بعد میں ایسی بیع کو ختم کرنا چاہیں تو دونوں فریق کی رضامندی ضروری ہوگی، یک طرفہ کسی ایک فریق کو اس قسم کے سودے کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔[۲]

زمین کی فصل

اگر کسی نے ایسی زمین فروخت کی جس میں فصل ہے تو فصل کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر بائع (سیلر) نے زمین فروخت کرتے وقت فصل کے ساتھ فروخت کی یا مشتری (خریدار) نے زمین خریدتے وقت یہ کہا تھا کہ میں نے فصل کے ساتھ خریدی ہے تو ان دونوں صورتوں میں مشتری کو زمین کے ساتھ فصل بھی ملے گی، اور اگر خرید و فروخت کے وقت فصل کا کوئی تذکرہ نہیں ہوا تو فصل بائع ہی کی ملک میں رہے گی اور مشتری کو صرف زمین ملے گی، البتہ بائع پر فصل کو فوری طور پر کاٹ لینا لازم ہوگا تاکہ خالی زمین مشتری کو حوالہ کردے یا فصل پکنے تک مشتری سے زمین

---

(۱) بیع المقایضة بیع العین بالعین أي مبادلة مال بمال غیر النقدین۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۷) المادة: ۱۲۲، الکتاب الأول في البیوع، المقدمة في الاصطلاحات الفقهیة، المتعلقة بالبیوع، ط: دار الکتب العلمیة)

وإذا حصل الإیجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منهما۔ (الهدایة: (۳/۲۰) کتاب البیوع، ط: رحمانیة)

الدر مع الرد: (۳/۵۲۸) کتاب البیوع، مطلب: مایبطل الإیجاب سبعة، ط: سعید۔

(۲) لأن أحد المتعاقدین لاینفرد بالفسخ کما لاینفرد بالعقد۔ (الهدایة: (۳/۱۵۳) کتاب أدب القاضي، باب التحکیم، مسائل شتی، ط: رحمانیه)

تبیین الحقائق: (۳/۱۹۸) کتاب القضاء، باب مسائل شتی، ط: إمدادیه ملتان۔

البحر الرائق: (۷/۶۳) کتاب القضاء، باب التحکیم، مسائل شتی، ط: رشیدیه۔

کرایہ پر لے لے۔(۱)

زمین کی نشاندہی

زمین فروخت کرنے کے بعد اس کی نشاندہی کے لئے آدمی بلائے جاتے ہیں، تو اس کا خرچہ ادا کرنا بائع پر ہے، کیونکہ زمین فروخت کرنے کے بعد اس کو مشتری (خریدار) کے حوالہ کرنا بائع (سیلر) کی ذمہ داری ہے، اور حوالہ کرنے کے

---

(۱) ولایدخل الزرع في بیع الارض الا بالتسمیة لانه متصل به للفصل فشابه المتاع اللذي فیه... ویقال للبائع: اقطعها وسلم المبیع وکذا اذا کان فیها زرع لان ملک المشتری مشغول بملک البائع فکان علیه تفریغه وتسلیمه کما اذا کان فیه متاع۔ (الهدایة: (۲۶/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

والزرع والثمر لایدخلان فی المبیع استحساناً الا ان یشترط المبتاع۔ (هندیة: (۳۳/۳) کتاب البیوع، الباب الخامس فیمایدخل تحت البیع، الفصل الثاني فیمایدخل في بیع الأراضي والکروم، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۱۶۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۱۱/۴) کتاب البیوع، ط: امدادیه ملتان۔

باع ارضاً بدون الزرع فهو للبائع باجر مثلها، استشکله بان یجب علی البائع قطعه وتسلیمه الارض فارغة، وجوابه انه محمول علی ما اذا کان برضی المشتری۔ (النهر الفائق: (۳۵۸/۳) کتاب البیوع، ط: رشیدیه)

قوله: ویؤمر البائع بقطعها، أي: في ما اذا باع أرضاً فیها زرع أوشجر علیه ثمر لم یشترطه حتی بقی الزرع والثمر علی ملک البائع... لان ملک المشتری مشغول بملک البائع فیجبر علی تسلیمه فارغاً... قوله: ومافی الفصولین: باع ارضاً بدون الزرع فهو للبائع باجر مثلها محمول علی ما اذا رضی المشتری ای رضی بابقاء الزرع باجر مثل الارض والا امر البائع بالقلع توفیقاً بین کلامهم۔ (شامی: (۵۵۴/۴) کتاب البیوع، مطلب في بیع الثمر والزرع والشجر مقصوداً، ط: سعید)

وان رضی المشتری بابقاء الزرع بأجر مثل الارض صح۔ (الفقه الحنفی في ثوبه الجدید: (۳/ ۹۱) مایدخل فی البیع ومالایدخل، ط: دار القلم۔

جامع الفصولین: (۲/ ۴۷) الفصل الثاني والثلاثون في بیع الغصب والرهن والمستاجر وبیع الأرض المدفوعة مزارعة، ط: اسلامی کتب خانه۔

غمز عیون البصائر شرح الاشباه والنظائر: (۳۳/۳) الفصل الثالث، خاتمة: الکلام في أجرة المثل، ط: دار الکتب العلمیة۔

لئے نشاندہی کرنا ضروری ہے لہٰذا اس کا خرچہ بائع پر ہے۔[1]

زمین کے اقالے میں خریدار بیع نامہ لایا

(۹۰) خریدار زمین خریدنے کے بعد بائع (سیلر) کے پاس بیع نامہ لایا تا کہ زمین کا سودا واپس کر دے، بائع نے اس سے ''بیع نامہ'' لے لیا اور زمین میں کچھ تصرف کیا تو یہ اقالہ ہو گیا۔[2]

زمین کے بغیر پانی فروخت کرنا

''پانی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۷۴)

زمین مشترکہ سے اپنا حصہ فروخت کرنا

''مشترکہ زمین سے اپنا حصہ فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۱۹۲)

زندہ جانور تول کر بیچنا

اگر خریدار اور فروخت کرنے والا جانور کو وزن کر کے خرید و فروخت کرنے پر راضی ہو جائیں تو زندہ جانور کو وزن کر کے نقد رقم یا کسی اور چیز کے عوض میں خریدنا

---

(۱) عن عثمان رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له: اذا بعت فكِلْ واذا ابتعت فاكتل. (بخاري: (۱/۲۸۵)، كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ط: قديمي)

المصارف المتعلقة بتسليم المبيع تلزم البائع وحده. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۱۱۹) المادة: ۲۸۹، الكتاب الأول البيوع، الباب الخامس، الفصل الثالث في حق مكان التسليم، ط: فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۲۶۶) المادة: ۲۸۹، ايضاً، ط: دار الجيل.

مجمع الانهر: (۳/۳۷) كتاب البيوع، فصل، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) (الإقالة بالتعاطي القائم مقام الإيجاب والقبول صحيحة) ولو كان التعاطي من أحد الجانبين هو الصحيح۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۷۵) المادة: ۱۹۲، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الأوّل في بيان المسائل المتعلّقة بعقد البيع، الفصل الخامس في إقالة البيع، ط: مكتبه فاروقيه)

شرح المجلّة لخالد الأتاسي: (۲/۷۸) رقم المادة: ۱۹۲، ط: رشيديه۔

الفتاوى الهندية: (۳/۱۵۷) كتاب البيوع، الباب الثالث عشر في الإقالة، ط: رشيديه۔

اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں، کیوں کہ ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں، بشرطیکہ متعین جانور کا فی کلو کے حساب سے نرخ طے کرلیا گیا ہو اور جانور کا وزن کرنے کے بعد اس کی قیمت بھی متعین کرلی گئی ہو۔

اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار کو مثلاً ایک بکرے کی ضرورت ہے، تاجر کے پاس جاکر وہ بکروں میں سے ایک بکرا پسند کرلیتا ہے اور تاجر اس کو بتادیتا ہے کہ اس بکرے کا نرخ تین سو روپے کلو ہے اور اس بکرے کو خریدار کے سامنے وزن کرکے بتادیتا ہے کہ مثلاً یہ بیس کلو کا ہے، اب اگر خریدار اس کو قبول کرلے تو بیع منعقد ہوجائے گی اور اس طرح کی گئی خرید وفروخت شرعاً جائز ہوگی۔

یہاں دو باتیں الگ الگ ہیں، ایک یہ کہ جانور کو وزن کرکے بیچنا اور خریدنا دوسری بات یہ ہے کہ جانور کو موزون قرار دینا اور اس پر موزونی اشیاء کے فقہی احکامات جاری کرنا۔

پہلی بات کی بنیاد پر جانور کو وزن کرکے بیچنا اور خریدنا جائز ہے کیوں کہ ناجائز ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ نیز یہ کہ جن چیزوں کا کیلی، وزنی یا عددی ہونا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منصوص یا معلوم ہوا ان کی وہ حیثیت تبدیل نہیں ہوتی، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں جانور کا عددی ہونا معلوم ہے، البتہ جن چیزوں کا کیلی یا وزنی ہونا منصوص نہیں تو ان کا مدار عرف پر ہے اگر عرف ان کے کیل کرنے کا ہے تو وہ کیلی ہیں اور اگر عرف وزن کرنے کا ہے تو وہ وزنی ہیں۔ (۱)

---

(۱) وعن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء[ا] بسواء يداً بيد فإذا اختلفت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا كان يداً بيد۔ رواه مسلم۔ (مشكاة المصابيح: (ص:۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قديمي)=

زندہ جانور کی کھال فروخت کرنا

(۹۲) جانور ابھی تک زندہ ہے ذبح ہی نہیں ہوا تو اس کی کھال بیچنا جائز نہیں ہے یہ بیع فاسد ہے، اگر بیع ہو چکی ہے تو اسے فسخ کرنا ضروری ہے اور جب جانور کو ذبح کرنے کے بعد کھال الگ کر لی جائے تو دوبارہ بیع کر لی جائے۔ (۱)

زندہ جانور کی کھال بیچ کر جو رقم آئے گی وہ حلال نہیں ہوگی۔ (۲)

زیادہ آمدورفت والی جگہ کا انتخاب کرنا

تجارتی میلے میں اسٹال لگانے کی جگہ منتخب کرنے سے پہلے ایک بار نمائش کی

= وکل شيئ نص رسول الله صلى الله عليه وسلم على تحريم التفاضل فيه كيلاً فهو كيلي أبدا وإن ترك الناس الكيل فيه ... وكل شئ نص على تحريمه وزنا فهو وزني أبدا وإن ترك الناس الوزن فيه... ومالا نص فيه ولم يعرف حاله على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم يعتبر فيه عرف الناس، فإن تعارفوا كيله فهو كيلي وإن تعارفوا وزنه فهو وزني وإن تعارفوا كيله ووزنه فهو كيلي و وزني۔ (الفتاوىٰ الهندية: (۱۱۷/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، الفصل السادس في تفسير الربا وأحكامه، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۳۹۹/۹، ۳۴۰) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه ومالايجوز، نوع آخر في بيع الجنس بالجنس، ط: إدارة القرآن۔

المبسوط للسرخسي: (۱۸۰/۱۲) كتاب البيوع، بيع الشاة بالشاتين، ط: دار المعرفة۔

(۱) وفسد بيع ماسكت فيه عن الثمن... وصوف على ظهر غنم. وجوزه الثاني ومالك. وفي السراج: لو سلم الصوف واللبن بعد العقد، لم ينقلب صحيحاً، وكذا كل ما اتصاله خلقي كجلد حيوان ونوى تمر. (الدر المختار مع الرد: (۶۰/۵، ۶۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع الفاسد، ط: سعيد)

ولو باع الجلد أو الكرش قبل الذبح لايجوز، فإن ذبح بعد ذلك ونزع الجلد والكرش وسلم لاينقلب العقد جائزاً. (الفتاوى الهنديه: (۳/ ۱۳۹) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل التاسع في البيوع الاشياء المتصلة بغيرها، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۷۵/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.

(۲) ________

جگہ کا معائنہ کر لینا چاہیے، کسی بھی تجارتی میلے میں کچھ خاص جگہوں پر پیدل چلنے والوں کی آمد و رفت بہت زیادہ ہوتی ہے، لہٰذا ایسی جگہیں تلاش کرنی چاہئیں جو کہ داخلی راستوں، کھانے پینے کی جگہوں، آرام کرنے کے لیے مخصوص کمروں یا سیمینار کے کمروں یا نمائش کرنے والے بڑے اداروں کے نزدیک ہوں، اور نمائش کے آخری حصہ یا سامان اتارنے چڑھانے والی جگہوں اور رکاوٹ والی جگہوں یا کم آمد و رفت والی جگہوں سے دور ہوں۔ (۱)

زیادہ دینا قرض واپس کرتے وقت

''قرض واپس کرے تو زیادہ دے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۱/۵)

زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا

''کچھ زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۵/۵)

زیادہ سے زیادہ نفع کی مقدار

''نفع کی زیادہ سے زیادہ مقدار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۷/۶)

زیادہ قیمت پر بیچنا جھوٹ بول کر

''قیمت زیادہ لینا جھوٹ بول کر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۱/۵)

---

(۱) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب و طلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمی)

(طلب كسب الحلال فريضة) أي على من احتاج إليه لنفسه، أو لمن يلزمه مؤنته۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۵/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

المبسوط للسرخسي: (۲۴۵/۳۰) كتاب الكسب، ط: دار المعرفة۔

زیادہ قیمت کی لالچ میں غلہ دوسرے علاقے والوں کو فروخت کر

''بیع مکروہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۵/۲)

زیادہ قیمت میں بیچ دیا ملازم نے

''قیمت زیادہ لے لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

زیادہ قیمت میں بیچنا کم قیمت پر خرید کر

''کم قیمت پر خرید کر زیادہ قیمت میں بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۲/۵)

زیادہ کام کو تھوڑا بتانا

''مشورہ صحیح دینا چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۰/۶)

زیادہ کمیشن کی خاطر مہنگے داموں فروخت کرنا

''بیع مکروہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۵/۲)

زیادہ لاگت کو کم کر کے بتانا

''مشورہ صحیح دینا چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۰/۶)

زیادہ مقدار میں خریدنے کی بناء پر قیمت میں کمی کرنا

''قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۱/۵)

زیادہ منافع کی امید پر کسی چیز کی فروخت میں تاخیر کرنا

اگر کوئی شخص کاروبار کے سلسلے میں کسی دوسرے شہر سے حیوانات کی خوراک یا غلہ یا کھانے پینے کا سامان وغیرہ لائے اور اس وقت مارکیٹ میں مندی ہو اس لیے یہ شخص ابھی مال فروخت نہ کرے بلکہ چند ماہ کے لیے مال روک لے تاکہ مارکیٹ

میں قیمت بڑھ جائے تو زیادہ منافع پر فروخت کرے تو یہ جائز ہے کیوں کہ اس میں مقامی لوگوں کی حق تلفی نہیں ہوتی، تاہم مسلمانوں کو تکلیف میں دیکھتے ہوئے ذاتی مفادات کو ترجیح دینا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا۔

واضح رہے کہ ذخیرہ اندوزی میں بنیادی طور پر مقامی لوگوں کی حق تلفی کر کے اپنے منافع اور فوائد پیش نظر ہوتے ہیں لیکن کسی دوسرے شہر سے اجناس وغیرہ اپنے شہر یا گاؤں کو منتقل کرنے سے اس گاؤں والوں کی حق تلفی نہیں ہوتی۔ (۱)

مزید ''ذخیرہ اندوزی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲۱۶)

زیادہ منافع کے لیے ذخیرہ اندوزی کرنا

''ذخیرہ اندوزی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲۱۶)

زیادہ نفع نہ لینا

''نفع زیادہ نہ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۲۶۰)

زیرو مارجن

اگر درآمد کنندہ، ایل سی کھلواتے وقت بینک کو بالکل رقم نہیں دیتا بلکہ بینک سے کاغذات چھڑوانے کے وقت ساری ادائیگی کرتا ہے، تو اس کو ''زیرو مارجن'' پر ''ایل سی'' کھلوانا کہتے ہیں۔

---

(۱) ومن احتکر غلة ضیعته او ماجلبه من بلد آخر فلیس بمحتکر۔ (الهداية: (۴/ ۳۷۴) کتاب الکراهية، فصل فی البیع، ط: رحمانیه)

ومن اشتری طعاماً فی مصر وجلبه الی مصر آخر واحتکره فیه فانه لایکره، هکذا فی المحیط۔ (الهندیة: (۳/۲۱۳) کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروهة، فصل فی الاحتکار، ط: رشیدیه۔

بدائع: (۵/۱۲۹) کتاب الاستحسان، ط: سعید۔

زینت

٩٦ ''زینت'' جس سے بدن کی کوئی خاص تقویت بھی نہیں، محض تفریح کی خواہش ہے، ظاہر ہے اس کام کے لیے کسی ناجائز چیز کے جائز ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (١)

زیورات آرڈر پر بنانا

''آرڈر پر زیورات بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٥٥/١)

زیورات میں دھوکہ

بعض سنار یا دکاندار ١٨ یا ٢٠ کیرٹ زیور بنوا کر ٢٢ کیرٹ کی مہر لگا دیتے ہیں، یہ دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (٢)

---

(١) والحاجة كالجائع الذي لو لم يجد ما يأكله لم يهلك غير أنه في جهد ومشقة وهذا لا يبيح الحرام، ويبيح الفطر في الصوم۔ والمنفعة كالذي يشتهي خبز البر ولحم الغنم والطعام الدسم، والزينة كالمشتهي الحلوى والسكر۔ (غمز عيون الأبصار: (٢٧٧/١) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، الثانية: ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 الأشباه والنظائر للسيوطي: (ص: ٨٥) القاعدة الثانية، ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط: دار الكتب العلمية۔

🗁 جواهر الفقه: (٣٥/٣) كتاب الحظر والإباحة، تنشيط الأذهان في الترقيع بأعضاء الإنسان، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

(٢) قال الله تعالى: لعنة الله على الكاذبين۔ (آل عمران: ٦١)

🗁 وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: آية المنافق ثلاث، زاد مسلم: "وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم" ثم اتفقا: "إذا حدث كذب، وإذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان۔" (مشكاة المصابيح: (ص: ١٧)، كتاب الإيمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمی)۔

🗁 عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔۔۔ قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (٢٤٥/١)، أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)۔

اور کاریگروں کے لئے بھی دکاندار کی بات مان کر ایسی مہر لگانا جائز نہیں ہے ورنہ کاریگر بھی دھوکہ اور جھوٹ کے گناہ کے مرتکب ہوں گے۔ (۱)

زیور جڑاؤ ہو

اگر زیور کا زیور ہی سے تبادلہ کرنا ہو اور دونوں طرف کا زیور جڑاؤ ہو تو ہر طرح سے زیور کا زیور کے بدلے تبادلہ کرنا جائز ہوگا، اس وقت ایک طرف کا زائد سونا دوسرے کے نگینوں کی قیمت ہو جائے گی، دونوں طرف ایسا ہی سمجھا جائے گا۔ (۲)

زیور دونوں طرف سادہ ہو

اگر زیور کا زیور ہی سے تبادلہ کرتے وقت دونوں طرف کا زیور سادہ ہو اور دکان دار کا زیور گاہک کے زیور کے وزن کے برابر ہو یا اس سے وزن میں کم ہو اور دکان دار گاہک سے مزید کچھ لینا چاہتا ہے تو اپنے زیور کے ساتھ ''ایمی ٹیشن'' کا کوئی

---

(۱) ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب. (المائدة:۲)

ولا تعاونوا علي الإثم والعدوان يعني لا تعاونوا علي ارتكاب المنهيات ولا علي الظلم. (احكام القرآن للقرطبي: (۱۹/۳)، المائدة:۲، ط: دار الفكر).

قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابين والشهادة عليها وبتحريم الإعانة علي الباطل. (مرقاة المفاتيح: (۴۳/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه.

(۲) ولو وكله بخاتم ذهب فصه ياقوتة يبيعه، فباعه بفضة أو ذهب أكثر مما فيه، أو بخاتم من ذهب أكثر وزنا منه وليس فيه فص فهو جائز، كما لو باعه المؤكل بنفسه، وهذا لأن المثل من الذهب يصير بإزاء المثل والباقي بإزاء الفص... وإن باعه بخاتم ذهب أكثر مما فيه من الذهب أو أقل وفيه فص وتقابضا جاز. (المبسوط للسرخسي: (۶۶/۱۹) كتاب الوكالة، باب من الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار المعرفة)

الفتاوى الهندية: (۲۲۱/۳) كتاب الصرف، الباب الثاني في أحكام العقد بالنظر إلى المعقود عليه، الفصل الثاني في بيع السيوف المحلاة وما شابهها، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۲۱۷/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط فمنها قبض البدلين قبل الافتراق، ط: سعيد.

زیور ساتھ کردے تو جائز ہوجائے گا۔ اور اگر دکان دار کا زیور گاہک کے زیور سے زیادہ وزن کا ہے تو وہ گاہک سے زائد روپے بھی لے سکتا ہے۔[1]

زیور مورتیوں والے

"مورتیوں والے زیور" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۵/۶)

---

(۱) انظر الحاشیۃ السابقۃ، رقم: ۲، علی الصفحۃ السابقۃ۔

س

ساتھی کی بیع

''کونڈوم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۹/۵)

سادہ اور نگینہ والے زیور کا تبادلہ

☆ اگر جڑاؤ زیور دکان دار کا ہو اور سادہ زیور گاہک کا ہو تو خواہ گاہک کے زیور کا سونا دکان دار کے زیور میں موجود سونے سے کم ہو یا زیادہ ہو یا اس کے برابر ہو، ہر صورت میں تبادلہ کرنا اور زائد روپے لینا جائز ہے۔

☆ اگر سادہ زیور دکان دار کا ہو اور جڑاؤ والا زیور گاہک کا ہو تو اگر گاہک کے زیور میں سونا دکان دار کے سونے سے کم ہو تو دکان دار گاہک سے روپے لے سکتا ہے، اور اگر گاہک کے زیور میں موجود سونا دکاندار کے سونے کے مساوی ہو یا زائد ہو تو دکاندار گاہک سے مزید روپے نہیں لے سکتا۔[1]

---

(۱) لابأس ببیع خاتم فیه فص بخاتمین فیهما فصان، وكذلك السیف المحلّی بسیفین. (الهندیة: (۲۵۱/۳)، کتاب الصرف، الباب السادس فی المتفرقات، ط: رشیدیه)

المحیط البرهانی: (۵۰۱/۱۰)، کتاب الصرف، الفصل الرابع والعشرون فی المتفرقات، ط: ادارة القرآن۔

الفتاوی التاتارخانیة: (۷۳/۱۰)، کتاب الصرف، الفصل الرابع والعشرون فی المتفرقات، مکتبه فاروقیه۔

وإذا اشتری فضة بیضاء جیدة بفضة سوداء باكثر منها، ومع البیضاء ذهب أو فلوس أو عروض فهو جائز عندنا، وعند الشافعی رحمه الله لایجوز... وعندنا یجعل من السوداء بإزاء البیضاء مثل وزنها، والباقی بإزاء ما زاد ترجیحا لجهة الجواز علی جهة الفساد... وعلی هذا لو اشتری منطقة أو سیفا محلی بدراهم اكثر منها وزنا یجوز عندنا. (المبسوط للسرخسی: (۱۱/۱۴) کتاب الصرف، ط: دار المعرفة)۔

سادہ زیور دونوں طرف ہو

''زیور دونوں طرف سادہ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۷/۴)

۱۰۰ سادھوؤں کا لباس

کپڑے کی خرید وفروخت مسلمانوں کے لیے شرعاً جائز ہے، کفار ان کو خرید کر جس طرح چاہیں اور جس کام کے لیے چاہیں استعمال کریں، مسلمانوں پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔(۱)

اور خاص طور پر ایسا کپڑا بھی فروخت کرنا درست ہے، اور سادھوؤں کا خاص لباس فروخت کرنا بھی جائز ہے، کفار کا خاص لباس کچھ اعزاز کی چیز نہیں، بلکہ

= وكذا إذا باع سيفا محلى بالفضة مفردة أو منطقة مفضضة أو لجاما أو سرجا أو سكينا مفضضة أو جارية على عنقها طوق فضة بفضة مفردة، والفضة أكثر، حتى جاز البيع كان بحصة الفضة صرفا، ويراعى فيه شرائط الصرف، وبحصة الزيادة التي هي من خلاف جنسها بيعا مطلقا فلا يشترط له مايشترط للصرف، فإن وجد التقابض وهو القبض من الجانبين قبل التفرق بالأبدان تم الصرف والبيع جميعا. (بدائع الصنائع:(۲۱۷/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط فمنها قبض البدلين قبل الافتراق، ط:سعيد)۔

الفتاوى الهندية:(۲۲۱/۳)، كتاب الصرف، الباب الثاني في أحكام العقد بالنظر إلى المعقود عليه، الفصل الثاني في بيع السيوف المحلاة...إلخ،... ط:رشيديه

(۱) لايكره بيع الجارية المغنية، والكبش النطوح، والديك المقاتل، والحمامة الطيارة، لأنه ليس عينها منكرا، وإنما المنكر في استعماله المحظور. (تبيين الحقائق:(۱۹۹/۳)، باب البغاة، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)۔

رجل آجر بيتا ليتخذ فيه نارا أو بيعة أو كنيسة، أو يباع فيه الخمر، فلابأس به، وكذا كل موضع تعلقت المعصية بفعل فاعل مختار. (خلاصة الفتاوى:(۳۷۶/۳، ۳۷۷)، الفصل التاسع في المتفرقات، ط: امجد اکیڈمی، لاہور)۔

ولابأس بأن يواجر دارا من الذي يسكنها، فإن شرب فيه الخمر، أو عبد فيها الصليب أو دخل فيها الخنازير لم يلحق المسلم إثم في شيء من ذلك، لأنه لم يواجرها لذلك والمعصية في فعل المستاجر. (المبسوط للسرخسي:(۳۳/۱٦)، كتاب البيوع، باب الاجارة الفاسدة، ط:غفاريه)۔

خاص وضع کے اعتبار سے اس میں ان کی تذلیل ہے،(۱) تاہم ایسی چیزوں کی تجارت سے بچنا بہتر ہے۔(۲)

سامان بدل کر آ ئے

''بدل کر آئے ہوئے سامان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۹/۲)

سامان بکوایا

''سودا بکوایا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۹/۴)

سامان تبدیل ہو جائے

☆ اگر جہاز یا بس یا ریل گاڑی وغیرہ میں بیگ وغیرہ تبدیل ہو گیا، غلطی سے کسی دوسرے کا بیگ آ گیا تو اس کا استعمال جائز نہیں، کیونکہ یہ یقین نہیں کہ جس نے آپ کا بیگ اٹھایا ہے یہ بیگ بھی اسی کا ہو جو آپ اٹھا کر لائیں ہیں، اور اگر ایسا ہو بھی تب بھی چونکہ رضامندی کے ساتھ باہمی تبادلہ کا کوئی معاملہ نہیں ہوا اس لیے جو بیگ وغیرہ ملا ہے اس کا حکم لقطہ کا ہو گا، یعنی پہلے یہ کوشش کی جائے کہ اس کا مالک مل جائے اور اس کو واپس کر دیا جائے، اور اگر مالک کے ملنے سے مایوسی ہو جائے تو مالک کی طرف سے غریبوں کو صدقہ کر دیا جائے، اور اگر مالک نہ ملے اور خود بھی زکوۃ

(۱) وفي المحیط: لایکرہ بیع الزنانیر من النصراني والقلنسوۃ من المجوسي؛ لأن ذلک إذلال لھما. (شامي: (۳۹۲/۶)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل في البیع، ط: سعید)۔

تبیین الحقائق: (۶۵/۴)، کتاب الکراھیۃ، فصل في البیع، ط: دار الکتب العلمیۃ

المحیط البرھاني: (۳۷۰/۹)، کتاب البیوع، الفصل الخامس والعشرون: في البیاعات المکروھۃ والأرباح الفاسدۃ وماجاء فیھا من الرخصۃ، ط: إدارۃ القرآن

(۲) قلت: وأفاد کلامھم أن ماقامت المعصیۃ بعینہ یکرہ بیعہ تحریما وإلا فتنزیھا. (الدر المختار: (۴/ ۲۶۸)، کتاب السیر، باب البغاۃ، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۳۳/۵)، کتاب السیر، باب البغاۃ، ط: سعید

النھر الفائق: (۲۶۸/۳)، کتاب الجھاد، باب البغاۃ، ط: رشیدیہ

کا مستحق ہے تو اس کو خود بھی استعمال کر سکتا ہے۔ (۱)

☆ اسی طرح اگر کسی شخص کی مسجد سے چپل، جوتے تبدیل ہو گئے تو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں، کیونکہ اولاً تو یہ یقین نہیں کہ جس نے جوتا لیا ہے یہ جوتا اسی کا ہے، اور اگر ایسا ہو بھی تو بھی چونکہ رضامندی کے ساتھ باہمی تبادلہ کا کوئی معاملہ نہیں ہوا، اس لیے جو جوتا ملا ہے اس کا حکم لقطہ کا ہوگا۔ (۲)

سامان خرید کرلانا

"منڈی سے فلاں سامان خرید کرلانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۹/۶)

سامان خرید کے واپس لینے نہیں آیا

اگر کسی نے دکاندار سے کوئی چیز خریدی، اور پیسے بھی ادا کر دیے، لیکن سامان لیکر جانا بھول گیا، اور سامان دکان میں ہی رہ گیا، اور اس کے بعد سامان لینے کے لیے دوبارہ نہیں آیا، تو اگر دکان دار کے پاس خریدار کا فون نمبر وغیرہ ہے تو اس

(۱، ۲) امرأة وضعت ملاءتها فجاءت امرأة أخرى ووضعت ملاءتها ثم جاءت الأولى وأخذت ملاءة الثانية وذهبت لا ينبغي للثانية أن تنتفع بملاءة الأولى؛ لأنه انتفاع بملك الغير، فإن أرادت أن تنتفع بها قالوا ينبغي أن تتصدق هي بهذه الملاءة على ابنتها إن كانت فقيرة على نية أن يكون ثواب الصدقة لصاحبتها إن رضيت ثم تهب الابنة الملاءة منها فيسعها الانتفاع بها؛ لأنها بمنزلة اللقطة وإن كانت غنية لا يحل الانتفاع بها، وكذا الجواب في المكعب إن سرق وترك له عوض. (الفتاوى الهندية: (۲/ ۲۹۵)، كتاب اللقطة، ط: رشيديه)

البحر الرائق (۱۵۸/۵)، كتاب اللقطة، ط: سعيد

الشامية: (۲۸۵/۳)، كتاب اللقطة، مطلب أخذ صوف ميتة أو جلدها، ط: سعيد

فينتفع الرافع بها لو فقيرا، وإلا تصدق أي من رفعها من الأرض: أي التقطها وأتى بالفاء فدل على أنه إنما ينتفع بها بعد الإشهاد والتعريف إلى أن غلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها، والمراد جواز الانتفاع بها والتصدق، وله إمساكها لصاحبها. (الشامية: (۲۷۹/۳)، كتاب اللقطة، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۲۰۲/۶)، كتاب اللقطة، فصل وأما بيان ما يصنع بها، ط: سعيد

سے رابطہ کرے، وہ جس طرح کہے اس پر عمل کرے۔ (١)

اور اگر رابطہ کی کوئی صورت نہیں، اور مالک کی آمد سے مایوسی ہوجائے اور چیز مزید پڑے رہنے سے خراب ہونے کا اندیشہ ہے یا دکاندار کے پاس رکھنے کے لئے جگہ نہیں تو اس کی دو صورتیں ہیں، یا تو بیچ کر اس کی رقم امانت کے طور پر محفوظ رکھے جب بھی مالک آجائے رقم حوالہ کردے، اور دوسری صورت یہ ہے کہ مالک کی طرف سے نیت کرکے وہ چیز غریبوں میں صدقہ کردے، خود استعمال نہ کرے۔ (٢)

سامان خود خریدنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ضرورت کا سامان کبھی خود خریدفرمایا ہے اور کبھی خادم اور وکیل کی معرفت بھی خریدا ہے، حالات اور وقت کے اعتبار سے دونوں سنت ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اونٹ خریدا، اور حضرت عبدالرحمٰن ابن ابی بکر رضی اللہ

---

(١) وينبغي أن يعرفها في الموضع الذي أصابها. وفي الجامع: فإن ذلك أقرب إلى الوصول إلى صاحبها. (الهداية: (٢١٥/٢)، كتاب اللقطة، مكتبه شركت علميه ملتان)

☜ ويعرف الملتقط اللقطة في الأسواق والشوارع مدة يغلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها بعد ذلك هو الصحيح، كذا في مجمع البحرين. (الفتاوى الهندية: (٢٨٩/٢)، كتاب اللقطة، ط: رشيديه)

☜ مجمع الأنهر: (٥٢٥/٢)، كتاب اللقطة، ط: دار الكتب العلمية

(٢) إنما ينتفع بها بعد الإشهاد والتعريف إلى أن غلب على ظنه أن صاحبها لا يطلبها والمراد جواز الانتفاع بها والتصدق وله إمساكها لصاحبها. وفي الخلاصة: له بيعها أيضا وإمساك ثمنها. (الشامية: (٢٧٩/٤)، كتاب اللقطة، ط: سعيد)۔

☜ البحر الرائق: (١٥٣/٥)، كتاب اللقطة، ط: سعيد

☜ الفتاوى الهندية: (٢٨٩/٢)، كتاب اللقطة، ط: رشيديه

☜ وإنما تكمل مدة التعريف إذا كان مما لا يتسارع إليه الفساد فإن خاف الفساد لم تكمل ويتصدق بها. (بدائع الصنائع: (٢٠٢/٦)، كتاب اللقطة، فصل وأما بيان ما يصنع بها، ط: سعيد)

☜ المبسوط للسرخسي: (٩/١١)، كتاب اللقطة، ط: دار المعرفة

عنہما کہتے ہیں کہ ایک بت پرست بکری لے کر آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بکری خریدی۔ (۱)

سامان دکھانے کے لئے لے گیا اور وہ ضائع ہو گیا

اگر خریدار سامان دکھانے کے لئے لے گیا اور وہ ضائع ہو گیا تو اس کی دو صورتیں ہیں۔

❶ خریدار نے دکاندار سے کہا کہ یہ سامان یا یہ چیز مجھے دے دو، میں گھر لے جا کر دکھاتا ہوں یا اس بارے میں غور و فکر کرتا ہوں، ثمن کی تعیین نہیں کی اور دکاندار اسے دے دے تو اس کو عربی زبان میں "مقبوض علی سوم النظر" کہتے ہیں یہ چیز خریدار کے پاس امانت ہوتی ہے، لہٰذا اگر خریدار کی غفلت اور زیادتی کے بغیر ہلاک ہو جائے تو اس پر ضمان نہیں ہے۔

❷ خریدار نے خریدنے کی غرض سے دکاندار سے کہا کہ یہ چیز یا یہ سامان

---

(۱) وقال ابن عمر اشتري النبي صلى الله عليه وسلم جملاً من عمر... وقال عبد الرحمن بن أبي بكر جاء مشرك بغنم فاشتري النبي صى الله عليه وسلم منه شاة واشتري من جابر بعيراً. (صحيح بخاري: (۱/ ۲۸۱) كتاب البيوع، باب شري الإمام الحوائج بنفسه، ط: قديمي)

وفي هذه الأحاديث مباشرة الكبير والشريف شراء الحوائج وإن كان له من يكفيه إذا فعل ذلك على سبيل التواضع والاقتداء بالنبي صلى الله عليه وسلم فلا يشك أحد أنه كان له من يكفيه ما يريد من ذلك ولكنه كان يفعله تعليماً وتشريعاً. (فتح الباري: (۴/ ۳۲۰) كتاب البيوع، باب شراء الإمام الحوائج بنفسه، ط: دار المعرفة)

عن عروة بن أبي بن أبي الجعد البارقي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطاه ديناراً يشتري شاة فاشتري له شاتين فباع أحدهما بدينار وأتاه بشاة ودينار فدعا له رسول الله صلى الله عليه وسلم في بيعه بالبركة فكان لو اشتري تراباً لربح فيه. (صحيح بخاري: (۱/ ۵۱۴) كتاب المناقب قبل باب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ط: قديمي)

قال ابن الملك: فيه جواز التوكيل في المعاملات وكل ما تجري فيه النيابة. (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۱۲۲) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة الفصل الأول، ط: رشيديه)

مجھے دے دو اگر پسند آئی تو سو روپے پر لے لوں گا یا دکاندار نے اسے کہا کہ اس کی قیمت سو روپے ہے ایسی چیز کو عربی زبان میں "مقبوض علی سوم الشراء" کہتے ہیں، اگر یہ چیز خریدار کے پاس ہلاک ہو جائے یا ضائع ہو جائے تو خریدار ضامن ہوگا اور اس کو سو روپیہ ادا کرنا پڑے گا۔ (۱)

سامان دلال کے پاس امانت ہے

"دلال کے پاس سامان امانت ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۹/۳)

سامان دیتے وقت عیب چھپانا

خریدار کو سامان بیچتے وقت صرف اچھائیاں بیان کرنا، اور عیوب اور خامیوں کو چھپانا درست نہیں، مزید یہ کہ بعد میں یہ بات خریدار اور فروخت کرنیوالے کے درمیان بد اعتمادی اور بدمزگی کا سبب بنتی ہے، اور فروخت کرنے والے کی ساکھ خراب ہو جاتی ہے، پھر اس کے بعد ایسے دکاندار سے لوگ سامان خریدنے سے بچتے ہیں، آخر میں دکان تباہ و برباد ہو جاتی ہے، اس لئے دکاندار اور کارخانہ

---

(۱)... كالمقبوض على سوم الشراء، فإنه بعد بيان الثمن مضمون بالقيمة... أما على سوم النظر فغير مضمون مطلقاً. وقال المحقق الشامي رحمه الله: قلت: وبيان ذلك أن المساوم إنما يلزمه الضمان إذا رضي بأخذه بالثمن المسمى على وجه الشراء، فإذا سمى الثمن البائع وتسلم المساوم الثوب على وجه الشراء يكون راضيا بذلك كما إذا سمى هو الثمن وسلم البائع يكون راضيا بذلك فكأن التسمية صدرت منهما معاً، بخلاف ما إذا أخذه على وجه النظر لأنه لا يكون ذلك رضا بالشراء بالثمن المسمى.

قوله: أما على سوم النظر) بأن يقول هاته حتى أنظر إليه أو حتى أريه غيري ولا يقول فإن رضيته أخذته وقوله: مطلقاً: أي سواء ذكر الثمن أو لا اهـ.

ح عن النهر، ولا يخفى أن عدم ضمانه إذا هلك أما لو استهلكه القابض فإنه يضمن قيمته. (الدر المختار مع الرد: (۵۷۲/۴، ۵۷۳) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۲۹۸، الكتاب الأول البيوع، الباب الخامس في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل السادس فيما يتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، ط: فاروقيه.

والوں پر ضروری ہے کہ فروخت کی جانے والی چیزوں کو عیب و خامی سے پاک رکھیں تا کہ بعد میں کسی قسم کی بدمزگی اور بداعتمادی پیدا نہ ہو، اور اگر عیب دار چیز فروخت کرنی ہے تو خریدار کو پہلے سے بتادیں۔ (۱)

سامان دے کر واپس لینے نہیں آیا

اگر کوئی آدمی گھڑی ساز ہے، یا کاریگر یا دھوبی یا درزی یا کوئی بھی ایسا شخص جو لوگوں کی مختلف چیزوں کی مرمت کرتا ہے، لوگ اُسے اپنی چیزیں مرمت کے لئے دے کر جاتے ہیں، یا دھونے کے لئے کپڑے دے کر جاتے ہیں، اس کے بعد لینے کے لئے واپس نہیں آتے، تو ایسی صورت میں اگر مالکان کی آمد سے مایوسی ہو جائے، اور ان سے رابطہ کرنے کا کوئی ذریعہ بھی نہیں، اور چیز مزید پڑے رہنے سے خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو ان چیزوں کو مالک کی طرف سے نیت کر کے غریبوں کو صدقہ

---

(۱) عن العداء بن خالد، قال: كتب لي النبي صلى الله عليه وسلم: هذا ما اشترى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم، من العداء بن خالد، بيع المسلم من المسلم، لا داء ولا خبثة، ولا غائلة....وقال عقبة بن عامر: لا يحل لامرء يبيع سلعة يعلم أن بها داء إلا أخبره عن حكيم بن حزام رضي الله عنه، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا،... فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما، وإن كتما وكذبا محقت بركة بيعهما. (صحيح البخاري: (۲/ ۷۹۱)، كتاب البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ط: قديمي)

عن حكيم بن حزام رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فإن صدقا بورك لهما في بيعهما وإن كذبا محق بركة بيعهما۔

قوله: فإن صدقا وبينا، أي صدق البائع في إخبار المشتري صفة المبيع وبين العيب إن كان في السلعة. (تكلمة فتح الملهم: (۱/ ۳۷۷)، كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: مكتبه دار العلوم)

رجل أراد أن يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب أن يبينها. (الفتاوى الهندية: (۳/ ۲۱۰)، كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه)

ذكر في البحر أول الباب بعد ذلك عن البزازية عن الفتاوى: إذا باع سلعة معيبة عليه البيان. (الشامية: (۵/ ۴۷)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في جملة ما يسقط به الخيار، ط: سعيد)

کردیں خود استعمال نہ کریں۔ (۱)

سامان زیادہ دیدیا ملازم نے

اگر دکاندار کے ملازم نے دکاندار کے علم میں لائے بغیر سامان زیادہ دے دیا، اور یہ بات خریدار کو بعد میں معلوم ہوئی، اب اگر مالک کے پاس جا کر راز افشاء کرتا ہے تو ملازم کی ملازمت جاتی ہے اور اگر نہیں کہتا ہے تو حق بھی رہ جاتا ہے، اور چوری میں تعاون بھی ہوتا ہے، تو ایسا آدمی دکان کے مالک کو یہ کہہ کر رقم ادا کرے کہ حساب میں اتنے روپے آپ کے میری طرف ہیں، وہ یہ ہیں، لے لیجیے، یہ صورت زیادہ بہتر ہے۔ (۲)

اگر کسی وجہ سے ایسا نہیں کرسکتا تو ہدیہ کے طور پر دے دے، ملازم کے خیانت کرنے سے وہ سامان خریدار کے لئے حلال نہیں ہوگا۔ (۳)

---

(۱) فإن كانت اللقطة مما لا يبقى إذا أتى عليه يوم أو يومان عرفها حتى إذا خاف أن تفسد تصدق بها لأن المقصود من التعريف إيصالها إلى صاحبها فتقيد مدة التعريف بالوقت الذى لا يفسد فيه لأن بعد الفساد لا فائدة لصاحبها فى إيصالها إليه وقد بينا أن التصدق بها طريق لحفظها على صاحبها من حيث الثواب فيصير إلى ذلك إذا خاف أن تفسد العين. (المبسوط للسرخسي: (۱۱/۹)، كتاب اللقطة، ط: دار المعرفة)

بدائع الصنائع: (۲۰۲/۶)، كتاب اللقطة، فصل وأما بيان ما يصنع بها، ط: سعيد

وإن كانت اللقطة شيئا لا يبقى عرفه حتى يخاف فساده فيتصدق به. (الهداية: (۵۹۷/۲)، كتاب اللقطة، ط: رحمانيه)

(۲) قال الله تعالى [إن الله يأمركم أن تؤدوا الأمانات إلى أهلها] وذلك بالتسليم إليه عند القدرة. (تبيين الحقائق: (۲۱۶/۳) كتاب اللقطة، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ "أد الأمانة إلى من ائتمنك ولا تخن من خانك". (جامع الترمذي: (۲۳۹/۱) أبواب البيوع، ط: سعيد)

المبسوط للسرخسي: (۱۱۶/۱۱) كتاب الوديعة، ط: غفارية، كوئٹه

شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۳۲۶) رقم المادة، (۷۶۹، ۷۷۰) ط: مكتبة حنفية كوئٹه

(۳) ليس لأحد أن يأخذ مال غيره بلا سبب شرعي. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۶۲) رقم المادة: (۹۷) ط: مكتبة حنفيه كوئٹه)=

سامان صرف ایک کے پاس ہو

۱۰۸ "مارکیٹنگ صرف ایک کے پاس ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۱/۶)

سامان فروخت کر کے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لینا

کسی کو سامان فروخت کرنے کے لئے دینے کے بعد یہ کہنا کہ سامان فروخت کرنے کے بعد مجھے اتنی رقم دینا، باقی اس پر جو زائد رقم ملے وہ آپ کی ہے، تو یہ معاملہ ناجائز ہے، کیونکہ اس میں اجرت کی رقم متعین نہیں ہے۔ (۱)

سامان قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا

بعض تاجر بعض مصنوعات جیسے فریزر، واشنگ مشین، سلائی مشین، استری، گاڑی، پلنگ وغیرہ نمونے کے طور پر شوروم میں رکھتے ہیں جب کوئی گاہک ان اشیاء میں سے کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے تو وہ اس کے ساتھ قیمت طے کر کے فروخت کر دیتے ہیں، پھر وہ امپورٹ کرنے والے تاجر سے رابطہ کر کے مطلوبہ مقدار میں چیز خرید لیتے ہیں، اور اپنی یا کرایہ کی گاڑی میں رکھ کر گاہک کے گھر پہنچا دیتے ہیں، پھر اس کے بعد قیمت وصول کرتے ہیں، یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں سامان خرید کر قبضہ میں لینے سے پہلے دوسرے کو بیچ دیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

= قواعد الفقہ: (ص: ۱۱۰) رقم المادۃ: (۲۶۹) ط: الصدف پبلشرز

الدر مع الرد: (۶۱/۴)، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید

البحر الرائق: (۴۱/۵)، کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، ط: سعید

(۱) وتفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد، فكل ما أفسد البيع، يفسدها كجهالة مأجور أو أجرة. (الدر المختار: (۴۶/۶)، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ط: سعید)

الفتاوی الکاملیۃ: (ص: ۱۹۲)، کتاب الإجارۃ، مکتبۃ القدس

البحر الرائق: (۵۳۰/۷)، کتاب الإجارۃ، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ط: رشیدیہ

(۲) عن عبد الله بن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يحل سلف وبيع..... ولا بيع =

سامان کا عیب بتانا

(۱۰۹) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب سامان بیچتے تھے تو اپنے سامان کے تمام عیوب اور نقص بتاتے تھے اور کچھ نہ چھپاتے تھے، چنانچہ جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ راوی کہتے ہیں کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ جب سامان بیچنے لگتے تو سامان کے پاس کھڑے ہو جاتے اور خریدار کو سامان کے تمام عیوب دکھاتے اور پھر اس کو اختیار دیتے کہ اب تم چاہو تو خرید و ورنہ رہنے دو، تو ان سے کہا گیا کہ آپ یوں کرتے رہے تو سامان نہیں بکے گا، تو فرماتے کہ "ہم نے رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان سے خیر خواہی کرنے پر بیعت کی ہے"۔ (۱)

=مالیس عندك. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) أبواب البیوع، باب ماجاء في کراهیة بیع مالیس عنده، ط: سعید)

عن حکیم بن حزام قال: سألت رسول الله صلی الله علیه وسلم: فقلت یأتیني الرجل فیسألني من البیع مالیس عندي أبتاع له من السوق ثم أبیعه؟ قال: لاتبع مالیس عندك. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) ایضاً، ط: سعید)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهي عنها من البیوع، الفصل الثاني، ط: قدیمي.

فیحرم بیع کل شئ قبل قبضه طعاماً کان أو غیره. (تکمله فتح الملهم: (۱/۳۵۰) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: دار العلوم کراچي)

لایصح بیع المنقول قبل قبضه، لنهیه علیه السلام: عن بیع مالم یقبض. (مجمع الأنهر: (۳/۱۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة)

(۱) عن زیاد بن علاقة سمع جریر بن عبدالله یقول: بایعت النبی صلی الله علیه وسلم علی النصح لکل مسلم. (صحیح مسلم: (۱/۵۵)، کتاب الایمان، باب بیان أن الدین النصیحة، ط: قدیمی)

عن أبی زرعة قال: قال جریر: بایعت رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة والنصح لکل مسلم، قال فکان جریر إذا بایع انسانا قال: أما إن ما أخذنا منک أحب إلینا مما أعطینا فاختر یرید بذلک إتمام بیعه. (السنن الکبری للبیهقی: (۵/۲۷۱)، رقم الحدیث: ۱۰۴۵۳، کتاب البیوع، باب المتبایعان بالخیار مالم یتفرقا إلا بیع الخیار، ط: إدارة تالیفات اشرفیه)

وروی ابن عجلان عن عون بن عبدالله قال: کان جریر إذا قام إلی السلعة بصر عیوبها، ثم خیره، فقال: إن شئت فاشتر، وإن شئت فاترک، فقیل له: إذا فعلت هذا لم ینفذ لک بیع، فقال: إنا بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی النصح لکل مسلم. (شرح البخاری لابن بطال: (۱/۱۳۱)، تفسیر کتاب الایمان، باب قول الرسول صلی الله علیه وسلم "الدین النصیحة لله ولرسوله ولأئمة المسلمین وعامتهم، ط: مکتبة الرشد)=

سامان یک مشت لانا

۱۱۰ مال خریدتے وقت اکھٹا ہی خریدا جائے، اور یکمشت لایا جائے، مستقبل کی منصوبہ بندی اور ترتیب بنائے بغیر وقتی ضرورت کے پیش نظر تھوڑا تھوڑا سامان لاتے رہنا دانشمندی اور صحیح پیشہ وارانہ ترتیب کے خلاف ہے، ایک مقدار کو ایک ہی دفع کی بجائے بار بار لانے اور فراہم کرنے سے ایک تو وقت اور طاقت کا ضیاع ہوتا ہے، دوسرا اس سے نقل وحمل کے اخراجات میں بھی اضافہ ہوتا ہے، مزید یہ کہ تھوڑی تھوڑی مقدار میں خریدنے کی وجہ سے تھوک قیمت کی بجائے پرچون قیمت پر خریدنا پڑتا ہے، اس لئے ذمہ دار دکاندار کی ذمہ داری ہے کہ وہ خریداروں کی طلب دیکھ کر اچھی طرح غور کرے، اور سارے سامان کو یکمشت خریدنے کی کوشش کرے، البتہ اتنا بڑا آرڈر بھی نہ دے یا اکھٹا مال خریدنے کے چکر میں اتنا زیادہ مال بھی نہ خریدے کہ رقم اس میں پھنس کر منجمد ہو جائے، یا پڑے پڑے مال پرانا ہو جائے، یا اس کا موسم نکل جائے، یا اس کی ضرورت نہ رہے، یا اس کی عمدگی میں کمی آجائے، پھر اس کے بعد اونے پونے دام میں فروخت کرنا پڑے۔ (۱)

سامان کے کاغذات کی خرید وفروخت

''ڈاکومنٹس کو فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۰/۳)

= احیاء علوم الدین: (۱۰۳/۲)، کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الثالث فی بیان العدل واجتناب الظلم فی المعاملة، ط: رشیدیه

(۱) والكمال في أن لا يغبن ولا يغبن كما وصف بعضهم عمر رضي الله عنه فقال كان أكرم من أن يخدع وأعقل من أن يخدع وكان الحسن والحسين وغيرهما من خيار السلف يستقصون في الشراء ثم يهبون مع ذلك الجزيل من المال، فقيل لبعضهم تستقصي في شرائك على اليسير ثم تهب الكثير ولا تبالي؟ فقال: إن الواهب يعطي فضله وإن المغبون يغبن عقله. (إحياء علوم الدين: (۸۰/۲، ۸۱)، كتاب آداب الكسب والمعاش، ط: دار المعرفة)

سامان لیتے رہنا اور پیسے بعد میں دینا

"دکان سے سامان لیتے رہنا اور پیسہ بعد میں دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ ۱۱۱

سامان میں شرکت

شرکت مفاوضہ اور شرکت عنان کے لئے شرکاء جو مال جمع کریں گے وہ نقد کے قبیل سے ہونا ضروری ہے، مثلاً سونا چاندی یا روپیہ وغیرہ میں سے کسی کا ہونا ضروری ہے، سامان میں شرکت درست نہیں۔ (۱)

البتہ بعض مفتیان کرام نے موجودہ زمانے کی ضرورت اور ابتلائے عام کی وجہ سے امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب پر فتویٰ دینے کی گنجائش دی ہے۔ (۲)

سامان واپس کرنا چاہے

"واپس کرنا چاہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۲۱۳)

---

(۱) كون رأس المال من قبيل النقود شرط لصحة شركة الأموال سواء كانت مفاوضة او عنانا فلا تجوز بالعروض والمكيل والموزون عندنا؛ لأنه يؤدي إلى ربح مالم يضمن؛ لأنه إذا باع كل واحد منهما رأس ماله وتفاضل الثمنان، فما يستحقه أحدهما من الزيادة في مال صاحبه ربح مالم يملك ومالم يضمن. (شرح المجلة للأتاسي: (۲۶۱/۴) المادة: (۱۳۳۸) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثالث في بيان الشروط الخاصة بشركة الأموال، ط: رشيديه)

أما الشركة بالأموال فلها شروط، منها أن يكون رأس المال من الأثمان المطلقة وهي التي لا تتعين بالتعيين في المفاوضات على كل حال وهي الدراهم والدنانير عنانا كانت الشركة أو مفاوضة عند عامة العلماء، فلا تصح الشركة بالعروض، وقال مالك رحمه الله: هذا ليس بشرط وتصح الشركة في العروض. (بدائع الصنائع: (۵۹/۶)، كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد)

حاشية الشلبي على التبيين: (۳۱۶/۳)، كتاب الشركة، ط: امداديه، ملتان

(۲) امداد الفتاوی: (۴۹۵/۳)، كتاب الشركة، القصص السني في حكم حصص كمبني، ط: مكتبه دار العلوم كراچی

امداد الاحکام: (۳/ ۳۶۲)، مسائل جدیدہ متعلقہ بیوع، عنوان: خریداری حصص کے مختلف احکام، ط: دار العلوم کراچی۔

سانپ

۱۱۲ احناف کے نزدیک سانپ حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے،[۱] البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز ہوگی ورنہ نہیں۔[۲]

سانپ کی کھال

بعض علاقوں میں غیر مسلم قومیں سانپ کو زندہ پکڑ کر بے ہوش کر کے اس کا چمڑہ نکال لیتی ہیں اور اس کو فروخت کرتی ہیں، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر سانپ بڑا ہے اور اس کا چمڑا دباغت کو قبول کرتا ہے تو دباغت دینے کے بعد اس کا خریدنا اور بیچنا جائز ہوگا، اور اگر سانپ چھوٹا ہے تو اس کا چمڑا کسی حال میں بھی خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہوگا۔[۳]

---

(۱) وکذلک مالیس له دم سائل مثل الحیة والوزغ وسام الأبرص وجمیع الحشرات وهوام الأرض من الفارة والجراد... ولاخلاف فی حرمة هذه الأشیاء۔ (الفتاوی الهندیة: (۵/۲۸۹)، کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان مایؤکل من الحیوان، ط: رشیدیه)۔

الشامیة: (۶/۳۰۴)، کتاب الذبائح، ط: سعید

بدائع الصنائع: (۵/۳۶)، کتاب الذبائح والصیود، ط: سعید

(۲) تخریج کے لئے ''مینڈک'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۳) إذا کان احد العوضین أو کلاهما محرما، فالبیع فاسد کالبیع بالمیتة والدم... فنقول: البیع بالمیتة والدم باطل۔ (الهدایة: (۳/۴۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: شرکة علمیه ملتان)

وبیع جلود المیتات باطل إذا لم تکن مذبوحة أو مدبوغة۔ (الخانیة علی هامش الهندیة: (۲/۱۳۳)، کتاب البیوع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیه)۔

الشامیة: (۵/۷۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

(وکل إهاب) ومثله المثانة والکرش قال القهستانی: فالأولی وما (دبغ) ولو بشمس (وهو یحتملها طهر) فیصلی به ویتوضا منه (ومالا) یحتملها (فلا) وعلیه (فلا یطهر جلد حیة) صغیرة ذکره الزیلعی، أما قمیصها فطاهر (وفأرة) کما أنه لا یطهر بذکاة لتقیدهما بما یحتمله۔

(قوله وعلیه) أی وبناء علی ما ذکر من أن مالا یحتمل الدباغة لا یطهر (قوله جلد حیة صغیرة) أی لها دم، =

سبزی پر پانی ڈال کر بیچنا

خاص طور پر گرمی کے موسم میں بعض سبزیوں پر پانی ڈالنا ضروری ہوتا ہے (۱۱۳)
ورنہ سبزی مرجھا جاتی ہے، ایسی حالت میں ضرورت کی وجہ سے ایسی سبزیوں پر
ضرورت کے بقدر پانی ڈالنا درست ہے۔(۱)

مگر پانی کو سبزی کے بھاؤ پر بیچنا درست نہیں بلکہ پانی کے وزن کے برابر

جلدها لا دم لها فهي طاهرة لما تقدم أنها لو وقعت في الماء لا تفسده أفاده ح (قوله أما قميصها) أي الحية كما في البحر عن السراج، وظاهره ولو كبيرة. قال الرحمتي: لأنه لا تحله الحياة فهو كالشعر والعظم (فتاوی شامی: (۲۰۳/۱)، كتاب الطهارة، باب المياه، ط: سعيد)۔

☐ ولو صلى ومعه جلد حية أكثر من قدر الدرهم لا تجوز الصلاة، مذبوحة كانت أو غير مذبوحة، لأن جلدها لا يحتمل الدباغ لتقام الذكاة فيه مقام الدباغ، فأما قميص الحية فقد ذكر شمس الأئمة الحلوانی رحمه الله في "صلاة المستفتي" قال بعضهم: هو نجس، (وقال بعضهم) هو طاهر۔ وأشار إلى أن الصحيح أنه طاهر فإنه قال عين الحية طاهر، حتى لو صلى وفي كمه حية خرء الحية يجوز، وإذا كان عين الحية طاهرا كان قميصها طاهرا۔ (المحيط البرهاني: (۲۷۴/۱)، كتاب الصلاة، الفصل الرابع عشر فيمن يصلي ومعه شيء من النجاسات، ط: دار الكتب العلمية، بيروت لبنان)

☐ والصحيح أنه يبيع كل شيء ينتفع به كذا في التاتارخانية (الهندية: (۱۱۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

☐ وأما جلود السباع والحمر والبغال، فما كانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بيعها، وما لا فلا، وهذا بناء على أن الجلود تطهر بالذكاة أو بالدباغ إلا جلد الإنسان والخنزير. (الهندية: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس، ط: رشيديه)

☐ وإن كان له ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز، وإلا فلا. (شامی: (۶۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد)

☐ والحاصل ان جواز البيع يدور مع حل الانتفاع. (الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر، (۸۴/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئٹه)

☐ (وجلد الميتة قبل الدبغ) أي لم يجز بيعه (وبعده يباع وينتفع به). (البحر الرائق: (۱۳۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

(۱) الضرورات تبيح المحظورات... والثانية: ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها. (الاشباه والنظائر: (ص: ۸۷) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسير، ط: قديمی)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱) المادة: ۲۱، ۲۲، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه.

قیمت کم کر دینا چاہئے۔ (۱) یہی حکم پھلوں کا بھی ہے۔

(۱۱۴) سبزی تازہ اور پرانی ملا کر فروخت کرنا

جو سبزی پرانی ہو کر خراب نہیں ہوتی جیسے آلو، پیاز، لہسن وغیرہ ان کو تازہ سبزی کے ساتھ ملا کر فروخت کرنا جائز ہے، جب تک خراب نہ ہو، اور جو سبزی جلدی خراب ہو جاتی ہے، اس کو تازہ سبزی میں ملا کر بیچنا ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ دھوکہ ہے ایسی صورت میں تازہ اور پرانی سبزی الگ کر کے بیچے یا گاہک پر یہ بات واضح کر دے کہ تازہ اور پرانی سبزی ملی ہوئی ہے، تاکہ گاہک پر عیب ظاہر ہو جائے لینا چاہے تو لے ورنہ چھوڑ دے۔ (۲)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ غلہ کے ڈھیر کے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر علي صبرة من طعام فأدخل يده فيه فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: والعمل علي هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام. (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

صحيح مسلم: (۱/۷۰) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، ط: قديمي)

الترغيب والترهيب: (۲/۴۰۰) كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) ولابأس ببيع المغشوش إذا كان الغش ظاهرا كالحنطة بالتراب وإن طحنه لم يجز حتى يبينه. (الفتاوى الهندية: (۳/۲۱۵)، كتاب البيوع، الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، فصل في الاحتكار، ط: رشيديه)

ولابأس ببيع المغشوش إذا بين غشه أو كان ظاهرا يرى، وكذا قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى في حنطة خلط بها الشعير والشعير يرى لابأس ببيعه، وإن طحنه لايبيع. وفي الرد: قوله: وإن طحنه لايبيع أى إلا أن يبين لأنه لايرى. (الدر مع الرد: (۵/۲۳۸)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب شرى شجرة وفي للعهاضرر، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۳/۲۵۲)، كتاب الصرف، الباب السادس في المتفرقات،

البحر الرائق: (۶/۱۷۷)، كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد

پاس سے گزرے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلہ والے سے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! اس پر بارش کا پانی لگ گیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس تر غلہ کو باقی غلہ کے اوپر کیوں نہ رکھا تا کہ لوگ اس کو دیکھتے، پھر فرمایا کہ جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (۱)

سبزی خراب نکلے

کھیرا، ککڑی، خربوزہ، بادام، اخروٹ وغیرہ کچھ خریدا، جب انہیں توڑا تو وہ اندر سے بالکل خراب نکلے، تو یہ دیکھا جائے گا کہ کام میں آسکتے ہیں یا بالکل نکمے اور پھینک دینے کے قابل ہیں، اگر بالکل خراب اور نکمے ہوں تو پورا ثمن واپس کیا جائے گا اور اگر کام میں آسکتے ہوں تو جتنے دام بازار میں لگیں اتنے دیے جائیں گے، پوری قیمت نہیں دی جائے گی۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ ثم قال من غش فليس منا... حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا الغش حرام. (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵)، ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

اعلاء السنن: (۱۴/۵۷)، كتاب البيوع، أبواب بيع العيب، باب حرمة الغش، ط: ادارة القرآن

لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن لأن الغش حرام. (الدر المختار مع الرد: (۵/۴۷)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في جملة ما يسقط به الخيار، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۲۵)، كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد

(۲) ولو اشترى بيضا أو قثاء أو جوزا فوجده فاسدا ينتفع به رجع بنقصان العيب وإلا بكل الثمن أي إن لم يكن منتفعا به فإنه يرجع بجميع الثمن لأنه ليس بمال فكان البيع باطلا. (البحر الرائق: (۶/۵۴)، كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۴/۴۷)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: امداديه ملتان

العناية شرح الهداية: (۶/۳۴۴)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية

المبسوط للسرخسي: (۱۳/۱۱۴)، كتاب البيوع، باب العيوب في البيوع، العيوب التي يطعن المشتري بها، ط: دار المعرفة

سبسڈی (Subsidy)

''سبسڈی'' کا معنی امداد ہے، سبسڈی دینا، امداد دینا۔

سب سے افضل کمائی

''افضل کمائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۱/۱)

سب سے پاکیزہ کمائی

''پاکیزہ کمائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۱/۲)

سب سے زیادہ پسندیدہ کھانا

''پسندیدہ کھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۵/۲)

ستر کھولنا ملازمت لینے کے لئے

''ملازمت کے لئے ستر کھولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۶)

سٹہ

''سٹہ'' اصل میں بیع پر قبضہ کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنے کا نام ہے مثلاً ایک چیز چین سے پاکستان میں درآمد ہونے کے لئے چلی ہے، اس کے پاکستان پہنچنے سے پہلے ہی اس کی کئی ہاتھوں میں خرید وفروخت ہوجاتی ہے، یا اسٹاک ایکسچینج (Stock Exchange) میں مختلف کمپنیوں کے حصص کی خرید وفروخت ہوتی ہے حالانکہ ان کا صرف زبانی زبانی اس پر قبضہ ہوتا ہے۔

اسلام نے خریدی ہوئی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچنے کو ناجائز قرار دیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اناج (غلہ) خریدے وہ اس کو وزن کرنے سے پہلے فروخت

کرے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

احسب کل شیء مثلہ۔ (۱)

یعنی میں ہر چیز کو اناج پر قیاس کرتا ہوں۔

مزید ''ڈیفرنس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۶/۳)

سٹہ بازی

''مصنوعی قلت پیدا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۰/۶)

سٹہ کی حقیقت

''سٹہ'' کا یعنی تخمینہ اور اندازہ لگانا، موجودہ دور میں اسٹاک ایکسچینج (Stock Exchange) میں سٹہ بازی زیادہ ہوتی ہے، جہاں کمپنیوں، ملوں اور بڑے بڑے اداروں کے شیئرز کی تجارت چلتی ہے، عام طور پر شیئرز بیچنے والے کے قبضہ میں شیئرز ہوتے نہیں، اور وہ انہیں آگے فروخت کر دیتا ہے، عجیب بات یہ ہے کہ خرید و فروخت کا یہ سلسلہ تسبیح کے دانہ کی طرح جاری رہتا ہے، حالانکہ بعض اوقات شیئرز موجود ہی نہیں ہوتے، بیچنے والے کی ملکیت میں نہیں ہوتے، اور بعض اوقات اس پر قبضہ بھی نہیں ہوتا مثلاً زید نے یکم جنوری کو اندازہ لگایا کہ ابھی تو شیل کمپنی کا شیئر سو روپے کا ہے، مگر مارچ کے مہینے میں ایک سو پچاس تک پہنچ جائے گا اس لئے اس نے ایک ہزار شیئرز خرید لئے ابھی زید نے شیئرز پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ بکر کو کہا کہ

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من ابتاع طعاماً، فلا يبعه حتى يستوفيه، قال ابن عباس: وأحسب كل شيء مثله. (صحيح مسلم: (۵/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قديمي)

سنن ابي داؤد (۱۳۸/۲) كتاب الإجارة، باب بيع الطعام قبل أن يستوفي، ط: رحمانيه

ليحرم بيع كل شيء قبل قبضه، طعاما كان أو غيره. (تكملة فتح الملهم: (۳۵۰/۱) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دار العلوم كراجي)

میں شیل کمپنی کے ایک ہزار شیئرز فی شیئر ایک سو بیس کا فروخت کرتا ہوں، آپ خرید لیں، مارچ میں قبضہ دے دوں گا، بکر اس قیمت پر خرید لیتا ہے پھر قبضہ سے پہلے ہی عمرو پر ایک سو تیس روپے فی شیئر کے حساب سے بیچ دیتا ہے مارچ آنے تک بے شمار سودے ہو چکے ہوتے ہیں، اور ان تمام سودوں میں شیئرز کی خرید و فروخت مقصود نہیں ہوتی بلکہ آخر میں جا کر آپس کا فرق (ڈیفرنس Difference) برابر کرنا مقصود ہوتا ہے۔ شیئرز پر قبضہ نہیں ہوتا ہے اور قبضہ کرنا مقصد بھی نہیں ہوتا ہے۔

مثال کے طور پر مذکورہ صورت میں جب مارچ کا مہینہ آئے گا تو دیکھا جائے گا کہ شیئرز کی مارکیٹ قیمت کیا ہے؟ اگر اتفاق سے قیمت زیادہ ہوگئی ہے مثلاً جنوری میں سو روپے تھی اور مارچ میں ایک سو پانچ ہو چکی ہے تو زید شیل کمپنی سے شیئرز نہیں لے گا بلکہ دونوں قیمتوں کے درمیان جو فرق ہے یعنی پانچ روپیہ فی شیئر تو زید اس کے حساب سے کمپنی سے پانچ ہزار روپے لے لے گا، یہی فرق باقی تاجر بھی اپنے بیچنے والوں سے وصول کریں گے، اور اگر قیمت کم ہو جاتی ہے مثلاً ایک شیئر پچانوے روپے کا ہو گیا ہے تو زید کمپنی کو فی شیئر دس روپے دے دے گا، اس طرح شیئرز کے خرید و فروخت کا سارا معاملہ ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ یہاں بیع (شیئرز) کا بعض اوقات وجود بھی نہیں ہوتا مگر اس کے ایک سے زائد سودے ہو چکے ہوتے ہیں اور ہوائی طور پر بہت کچھ کما لیا جاتا ہے، شریعت میں جو چیز ملکیت میں نہیں، یا منقولی چیز ہے خریدنے کے بعد قبضہ میں نہیں آئی تو ایسی چیزوں کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اور یہ حکم ایسا ہے کہ شریعت نے اس سے بہت سارے ناجائز کاموں کا دروازہ بند کر دیا ہے، اور اس وقت دنیا میں عام مارکیٹ اور الیکٹرونک مارکیٹ میں سٹے اور جوا کی تمام شکلیں تقریباً قبضہ سے پہلے خرید و فروخت کرنے پر مبنی ہیں، اور اسی وجہ سے چیزوں کی قیمت بڑھ جاتی ہے اور مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے، اگر

شریعت کے حکم پر عمل کیا جاتا تو مہنگائی بھی نہیں ہوتی اور گناہ سے بھی بچ جاتے۔ (۱)

سچا امانت دار تاجر

سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن انبیاء کرام اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا اور یہ تاجروں کے لئے بہت بڑی فضیلت ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سچ بولنے والا امانت دار تاجر نبیوں اور صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن عبدالله بن عمر أن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: لا يحل سلف ـــ وبيع ولا بيع ماليس عندك. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية بيع ماليس عندہ، ط: سعيد)

عن حكيم بن حزام قال: سألت رسول الله صلي الله عليه وسلم: فقلت يأتيني الرجل فيسألني من البيع ماليس عندي ابتاع له من السوق ثم أبيعه قال: لا تبع ماليس عندك. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) ايضاً، ط: سعيد)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

ومنها وهو شرط انعقاد البيع للبائع أن يكون مملوكاً للبائع عند البيع، فإن لم يكن لا ينعقد وإن ملكه بعد ذلك بوجه من الوجوه. (بدائع الصنائع: (۵/۱۴۷) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلي المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم... ولا بيع ماليس مملوكاً له وإن ملكه بعده. (شامي: (۴/۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

فيحرم بيع كل شئ قبل قبضه طعاماً كان أو غيره. (تكملة فتح الملهم: (۱/۳۵۰) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دار العلوم كراچي)

لا يصح بيع المنقول قبل قبضه؛ لنهيه عليه السلام: عن بيع مالم يقبض. (مجمع الأنهر: (۳/۱۱۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: التاجر الصدوق الأمين مع النبين والصديقين والشهداء، رواه الترمذی. (الترغيب والترهيب: (۲/۳۵۳)، كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب، ط: دار الكتب العلمية.

جامع الترمذي: (۱/۲۲۹) أبواب البيوع، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد.

كنز العمال: (۴/۷) كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب، ط: مؤسسة الرسالة.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا امانت دار مسلمان تاجر قیامت کے دن شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔ (۱)

سچا تاجر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا

"جنت میں سب سے پہلے داخل ہونے والا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

سچّا تاجر

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ "سب سے پہلے جنت میں داخل ہونے والا سچّا تاجر ہوگا"۔ (۲)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت ہے کہ سچے تاجر کو جنت میں جانے سے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) عن ابن عمرو لفظه: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم التاجر الامين الصدوق المسلم مع الشهداء يوم القيمة، رواه ابن ماجه. (الترغيب والترهيب: (۳۵۳/۲)، كتاب البيوع، ترغيب التجار فى الصدق وترهيبهم من الكذب، ط: دار الكتب العلمية.

☐ سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب الحث على المكاسب، ط: قديمي۔

☐ كنز العمال: (۷/۳) كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول: فى فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) أول من يدخل الجنة التاجر الصدوق. (كنز العمال: (۱۱/۳)، رقم الحديث: ۹۳۳۵، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب، ط: مؤسسة الرسالة۔

☐ مصنف لابن أبي شيبة: (۲۷۵/۷)، رقم الحديث: ۳۶۰۳۳، كتاب الأوائل، باب أول من فعل ومن فعله، مكتبة الرشد۔

☐ جامع الأحاديث للسيوطي: (۳۲۱/۳)، رقم الحديث: ۸۸۹۳، الهمزة مع الواو، الاكمال من الجامع الكبير، ط: دار الفكر، بيروت۔

(۳) التاجر الصدوق لايحجب من أبواب الجنة. (كنز العمال: (۸/۳)، رقم الحديث: ۹۲۱۹، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب، ط: مؤسسة الرسالة)=

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا"۔ (١)

سچ بولنا

سامان وغیرہ بیچنے والے پر لازم ہے کہ سامان کا حقیقی وصف بیان کرے اس کی حقیقت، کوالٹی اور بنانے والی کمپنی اور ملک کے بارے میں جھوٹ نہ بولے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: قیامت کے دن تاجر لوگ فاجروں کی صورت میں کھڑے ہوں گے، مگر وہ تاجر جو اللہ سے ڈرتا ہو اور اچھا معاملہ کرتا ہو اور سچ بولتا ہو۔ (٢)

سچائی

جس کاروبار میں صداقت اور سچائی پائی جائے وہ کاروبار جائز ہے، برکت

= فیض القدیر للمناوی: (١٦٢/٣)، رقم الحدیث: ٣٣٩٣، حرف التاء، ط: دار الحدیث، القاهرة
کشف الخفاء: (٣٣٨/١)، رقم الحدیث: ٩٣١، حرف المثناة الفوقیة، ط: المکتبة العصریة

(١) وروی عن أنس رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: التاجر الصدوق تحت ظل العرش یوم القیامة. (الترغیب والترهیب: (٣٥٣/٢)، رقم الحدیث: ٢٧٦٩، کتاب البیوع، ترغیب التجار فی الصدق وترهیبهم من الکذب... إلخ، ط: دار الکتب العلمیة)
کنز العمال: (٧/٣)، رقم الحدیث: ٩٢١٨، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الأول فی الکسب، الفصل الأول فی فضائل الکسب، ط: مؤسسة الرسالة
کشف الخفاء: (٣٣٨/١)، رقم الحدیث: ٩٣١، حرف المثناة الفوقیة، ط: المکتبة العصریة

(٢) عن إسماعیل بن عبید بن رفاعة عن أبیه عن جده أنه خرج مع النبي صلی الله علیه وسلم إلی المصلی، فرأی الناس یتبایعون، فقال: یامعشر التجار! ان التجار یبعثون یوم القیمة فجارا الا من اتقی الله وبر وصدق. (سنن الترمذي: (٣٣٠/١) أبواب البیوع، باب ماجاء في التجار وتسمیة النبي صلی الله علیه وسلم أیاهم، ط: سعید)
سنن ابن ماجه: (ص: ١٥٥) أبواب التجارات، باب التوقی فی التجارة، ط: قدیمی)
کنز العمال: (٤/٣)، رقم الحدیث: ٩٤٣٧، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الثاني: في البیع، الفصل الأول، الفرع الثاني: في آداب متفرقة، ط: مؤسسة الرسالة.

والا ہے، حلال کمائی کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے، لیکن جس کاروبار میں جھوٹ اور غلط بیانی ہو، وہ ناجائز کاروبار ہے، اس میں برکت نہیں ہوتی۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سچے تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں اور شہداء کے ساتھ ہوں گے۔ (۱)

دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تاجر برادری کے لوگوں کا حشر قیامت کے دن فسق و فجور کی حالت میں ہوگا، مگر یہ کہ جس نے اللہ سے ڈر کر تقویٰ اختیار کیا اور نیکی اور سچائی کے ساتھ کاروبار کیا۔ (۲)

سچ بولنے والا تاجر

''عرش کے سایہ میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۴/۴)

''سچا تاجر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۴)

---

(۱) عن أبی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: التاجر الصدوق الأمین مع النبیین والصدیقین والشہداء. (جامع الترمذی: (۲۲۹/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم إیاھم، ط: سعید)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳)، کتاب البیوع، باب المساھلة فی المعاملة، الفصل الثانی، ط: قدیمی

فیض القدیر للمناوی: (۱۶۱/۳)، رقم الحدیث: ۳۳۹۲، حرف التاء، ط: دار الحدیث، القاھرة۔

سنن الدارقطنی: (۵۷۲/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۷۶، کتاب البیوع، ط: دار المعرفة۔

(۲) عن اسماعیل بن عبید بن رفاعة عن أبیه عن جده، أنه خرج مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی المصلی فرأی الناس یتبایعون، فقال: یامعشر التجار! فاستجابوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفعوا أعناقھم وأبصارھم إلیه، فقال: إن التجار یبعثون یوم القیامة فجارا إلا من اتقی اللہ وبر وصدق. (جامع الترمذی: (۲۳۰/۱)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة النبی صلی اللہ علیه وسلم إیاھم، ط: سعید)۔

سنن ابن ماجه: ص: ۱۵۵، أبواب التجارات، باب التوقی فی التجارة، ط: قدیمی۔

کنز العمال: (۴۷/۴)، رقم الحدیث: ۹۴۳۷، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الثانی فی البیع، الفصل الأول فی آداب البیع، الفرع الثانی: فی آداب متفرقة، ط: مؤسسة الرسالة۔

سچی قسم اٹھانے سے پرہیز کرنا

۱۲۳ جھوٹی قسم اٹھانا کبیرہ گناہ ہے، اور اپنے آپ کو گناہوں کے سمندر میں غرق کر دینا ہے اور سچی قسم اٹھانا گناہ نہیں ہے لیکن مسلمان تاجر کو اگر سچی قسم اٹھانے کی نوبت آئے تو اس سے بھی پرہیز کرنا بہتر ہے، کیونکہ قسم اٹھانا اللہ کے نام کو ہلکا سمجھنا ہے، مزید یہ کہ قسم اٹھانے سے بظاہر سامان نکل جاتا ہے اور رائج ہو جاتا ہے مگر اس سے برکت بھی مٹ جاتی ہے۔ (۱)

سحر کے آلات کی تجارت

"جادو کے سامان کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۳)

سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا

سرسوں دے کر سرسوں کا تیل لیا، یا تل دے کر تلوں کا تیل لیا، تو اگر یہ تیل جو سرسوں یا تل دے کر لیا ہے، اس کی مقدار اس تیل سے زیادہ ہے جو اس سرسوں اور تل میں سے نکلے گا تو یہ بدلنا جائز ہوگا، کیونکہ زائد تیل پھوک (تل کو نچوڑ کر تیل نکالنے کے بعد جو فضلہ بچے گا اس کو پھوک کہتے ہیں) کا عوض بن جائے گا، اور اگر تیل، تل سے نکلے ہوئے تیل کے برابر یا کم ہو یا شبہ اور شک ہو کہ شاید اس سے زیادہ نہ ہو تو سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن ابن شهاب قال ابن المسيب: إن أباهريرة رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: الحلف منفقة للسلعة ممحقة للبركة. (صحيح بخاري: (۲۸۰/۱) كتاب البيوع، باب يمحق الله الربا ويربي الصدقات، ط: قديمي)

مسلم: (۳۶/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب النهي عن الحلف في البيع، ط: قديمي.

سنن أبي داؤد: (۱۱۹/۲) كتاب البيوع، باب في كراهية اليمين في البيع، ط: رحمانيه.

(۲) ولايجوز بيع الزيتون بالزيت والسمسم بالشيرج حتى يكون الزيت... والشيرج أكثر مما في الزيتون والسمسم... لتكون الزيادة بالثجير... إعلم أن البيع لايجوز في ثلاث صور، الأولى: =

سرکار کے لئے سامان خریدتے وقت رعایت ملے

’’رعایت ملے سامان خریدتے وقت‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۶/۴)

سرکاری جنگلات کی لکڑیاں خریدنا

’’سرکاری لکڑیاں خریدنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۱/۴)

=أن يعلم أن الزيت الذى فى الزيتون اكثر لتحقق الفضل من الدهن والثفل، والثانية: أن يعلم التساوى لخلو الثفل عن العوض، الثالثة: أن لايعلم أنه مثله أو أكثر أو أقل فلايصح عندنا؛ لأن الفضل المتوهم كالمتحقق احتياطا... ويجوز البيع فى صورة بالإجماع بأن يعلم أن الزيت أكثر ليكون الفضل بالثفل. (البحر الرائق: (۱۳۵/۶)، كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد)۔

🗀 والزيتون بالزيت والسمسم بالشيرج، حتى يكون الزيت والشيرج أكثر مما فى الزيتون والسمسم أى لايجوز البيع حتى يكون الزيت الخالص أكثر مما فى الآخر ليكون قدره بمثله والزائد بالثجير، لاتحاد الجنس بينهما معنى باعتبار ما فى ضمنها وإن اختلفا صورة فيثبت بذلك شبهة المجانسة، والربا يثبت بالشبهة، فلو لم يكن الدهن الخالص اكثر من الذى فى الآخر كان الثجير بلا عوض يقابله فيحرم ولو لم يعلم أن الخالص أكثر لايجوز. (تبيين الحقائق: (۹٦/۴)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: امداديه ملتان)۔

🗀 مجمع الأنهر: (۱۲٦/۳، ۱۲۷)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀 ولايجوز بيع الزيتون بالزيت والسمسم بالشيرج حتى يكون الزيت والشيرج أكثر مافى الزيتون والسمسم فيكون الدهن بمثله والزيادة بالثجيرة) ولاخير فى ذلك نسيئة۔ (الجوهرة النيرة: (۱/ ۲٦۱)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: حقانية)۔

(و) لا (الزيتون بزيت والسمسم بخل) بمهملة الشيرج (حتى يكون الزيت والخل أكثر مما فى الزيتون والسمسم) ليكون قدره بمثله والزائد بالثفل۔ قوله: حتى يكون الزيت الخ) أى بطريق العلم فلو جهل أو علم أنه أقل أو مساو لايجوز فالاحتمالات أربع، والجواز فى أحدها فتح وكتب بعضهم هنا أنه يؤخذ من نظائره فى باب الصرف اشتراط القبض لكل من المبيع والثمن فى المجلس بعد هذا الاعتبار خصوصا من تعليل الزيلعى بقوله لاتحاد الجنس بينهما معنى باعتبار مافى ضمنها، وإن اختلفا صورة فيثبت بذلك شبهة المجانسة والربا يثبت بالشبهه اهـ قلت: وفيه غفلة عما تقدم متنا من أن التقابض معتبر فى الصرف أما غيره من الربويات فالمعتبر فيه التعيين وتعليل الزيلعى بالجنسية لوجوب الاعتبار وحرمة التفاضل بدونه فتدبر۔ (فتاوى شامى: (۱۸۳/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)۔

سرکاری درختوں کی خرید وفروخت

۱۲۵ سرکاری زمین پر اُگے ہوئے درختوں کو حکومت کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے،[۱] اور اگر حکومت کی طرف سے ملازمین کو سرکاری زمین کے درختوں کو فروخت کرنے کی اجازت ہے اور یہ لوگ حاصل ہونے والی رقم قومی خزانہ میں جمع کر دیتے ہیں تو ان ملازمین کے لئے سرکاری درختوں کو فروخت کرنا جائز ہوگا، اور اگر ملازمین خیانت، بددیانتی اور مار دھاڑ سے سرکاری درختوں کو فروخت کرتے ہیں تو یہ ناجائز ہے، اور خریداروں کے لئے جان بوجھ کر ایسے لوگوں سے سرکاری درخت خریدنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ قومی ملکیت ہونے کی وجہ سے ان درختوں میں پوری قوم کا حق ہے۔[۲]

(۱) لایجوز لأحد أن یأخذ مال أحد بلاسبب شرعی۔ (الشامیة: (۶۱/۴)، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید)۔

البحر الرائق: (۴۱/۵)، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۵۱/۱)، رقم المادة: ۹۷، المقالة الثانیة فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: مکتبه فاروقیة۔

شرح الحموی علی الأشباه: (۳۴۴/۲)، کتاب الغصب، ط: إدارة القرآن۔

(۲) لیس للوکیل ان یبیع بانقص مما عینه الموکل یعنی إذا کان الموکل قد عین ثمنا فلیس للوکیل ان یبیع بانقص من ذلک، وإذا باع ینعقد البیع موقوفا علی اجازة موکله... ثم لو خالف الوکیل بالبیع وباع وسلم المبیع للمشتری، ثم هلک فی ید المشتری یکون الوکیل ضامنا لقیمته؛ لأنّه بالمخالفة صار غاصبا۔ (شرح المجلة للأتاسی: (۳۸۵/۴، ۳۸۶) رقم المادة: (۱۴۹۵)، الکتاب الحادی عشر: فی الوکالة، الباب الثالث، الفصل الثالث: فی الوکالة بالبیع، ط: رشیدیه)۔

شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۶۳۰/۲)، المادة: ۱۴۹۵، ط: مکتبه فاروقیه۔

قال علیه الصلاة والسلام: من اشتری سرقة وهو یعلم أنها سرقة، فقد شرک فی عارهما وإثمهما۔ (فیض القدیر للمناوی: (۵۶۵۴/۱۱)، رقم الحدیث: ۸۴۴۳، ط: مکتبه نزار مصطفی الباز، ریاض)

لم یحل لمسلم أن یشتری شیئا یعلم أنه مغصوب أو مسروق أو مأخوذ من صاحبه بغیر حق، قال علیه السلام: "من اشتری سرقة أی مسروقا" وهو یعلم أنها سرقة، فقد اشرک فی إثمها وعارها۔ (الحلال والحرام لیوسف القرضاوی: ص: ۲۱۶)، الفصل الرابع فی المعاملات، ط: المکتب الاسلامی)۔=

سرکاری راشن زیادہ قیمت میں فروخت کرنا

۱۲۶ حکومت عوام کو کم قیمت میں بعض ضروری اشیاء فراہم کرنے کے لئے ''راشن کا نظام'' قائم کرتی ہے، اور مخصوص ڈیلروں کو سامان حوالہ کرتی ہے، تاکہ عوام وہاں سے یہ چیزیں کم قیمت میں خرید سکیں، اخلاقی انحطاط اور زوال اس درجہ ہو چکا ہے، کہ تاجر حضرات اس قسم کی اشیاء بچانے کی کوشش کرتے ہیں، یا توحق داروں کو کسی بہانے سے محروم کرتے ہیں، یا کسی نے اپنا راشن نہیں لیا تو اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں، اور غیر قانونی راستہ سے اسی کو زیادہ قیمت میں فروخت کردیتے ہیں۔

یہ صورت بالکل جائز نہیں ہے، کیونکہ اس صورت میں ڈیلرز محض حکومت کے وکیل ہیں، اصل فروخت کرنے والی حکومت ہے، لہٰذا حکومت نے جب ایک قیمت متعین کردی ہے کہ اس سے زیادہ میں فروخت نہ کیا جائے، اور حکومت کی طرف سے یہ بھی متعین کردیا ہے کہ کن اشخاص کے ہاتھ کتنا فروخت کیا جائے، تو اب ڈیلرز قانون اور شریعت کی رو سے اس کے پابند ہیں، ان کے لیے اس کی خلاف ورزی کرنا جائز نہیں ہے،(۱) اور اس سے حاصل ہونے والا نفع بھی حلال نہیں

= فمن علمت أنه سرق مالا أو خانه في أمانته أو غصبه فأخذه من المغصوب قهرا بغير حق لم يجز لي أن آخذه منه، لا بطريق الهبة ولا بطريق العوض ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع. (مجموعة الفتاوى لابن تيمية: (۲۹/۳۲۳)، ط: مكتبة العبيكان، سعودی عرب)۔

قوله: الحرمة تتعدى) نقل الحموي عن سيدي عبد الوهاب الشعراني: أنه قال في كتاب المنن: وما نقل عن بعض الحنفية من أن الحرام لايتعدى ذمتين، سألت عنه الشهاب بن الشلبي، فقال: هو محمول على ما إذا لم يعلم بذلك، أما لو رأى المكاس مثلا يأخذ من أحد شيئا من المكس، ثم يعطيه آخر، ثم يأخذ من ذلك الآخر فهو حرام. (الشامية: (۵/۹۸)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الحرمة تتعدد، ط: سعيد)

(۱) فالتوكيل بالبيع لايخلو إما أن يكون مطلقا وإما أن يكون مقيدا، فإن كان مقيدا يراعى فيه القيد بالإجماع۔ (بدائع الصنائع: (۶/۲۷)، كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد)۔=

ہے۔ (۱)

سرکاری رقم سے نفع کمانا

بیت المال یعنی سرکاری رقم سے اس وقت کاروبار کرنا جائز ہے جب اس میں نفع یقینی ہو نقصان کا احتمال نہ ہو، اور حکومت کی جانب سے اجازت ہو، ورنہ نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ اور عبید اللہ بھی تجارت کرتے تھے "موطا امام مالک" میں ان دونوں صاحبزادوں کی تجارت کا واقعہ منقول ہے کہ یہ دونوں عراق کی طرف جہاد کے لئے گئے، واپسی پر بصرہ کے امیر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان کو کچھ مال دیا کہ اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کر دینا، وہ بیت المال میں داخل کر دیں گے، اور ان کو اس مال

= لأن الوكيل يتصرف بتفويض المؤكل فيملك قدر مافوض إليه. (بدائع الصنائع: (۲۵/۶)، كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد)

لو وكله ببيع عبده من فلان فباعه من غيره لم يجز. (المبسوط للسرخسي: (۱۵۰/۱۹)، كتاب الوكالة، باب الوكالة في الدم والصلح، ط: دار المعرفة)

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالى عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكوة المصابيح: ص: ۲۵۵، كتاب البيوع، باب الغصب، الفصل الثاني، ط: قديمي

وحرم الكسب من الحرام، كالغش والاحتيال والاتجار بالمحرمات من ربا وقمار ولهو محرم وطعام محرم ولبس محرم. (الكافي في الفقه الحنفي: (۱۳۰۵/۳)، كتاب الكراهية، الحظر والإباحة، الحرص على الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة)

وطاب للبائع ماربح لا للمشترى) أى لو اشترى شيئا يتعين بالتعيين بما لا يتعين كالدراهم والدنانير وربح كل واحد منهما طاب ماربح في الثمن ولم يطب للمشترى ما ربح في المبيع...... هذا في الخبث لفساد الملك وإن كان الخبث لعدم الملك كالمغصوب والأمانات إذا خان فيها المؤتمن فإنه يشمل ما يتعين ومالا يتعين عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى لتعلق العقد بملك الغير فيما يتعين حقيقة وفيما لايتعين شبهة من حيث إنه يتعلق بملك الغير سلامة المبيع وتقرير الثمن. (تبيين الحقائق: (۲۶/۴)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه، ملتان)

الهداية: (۲۹/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: رحمانيه

سے تجارت کرنے کی اجازت دی، انہوں نے تجارت کی اور نفع کمایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ سارا نفع بیت المال میں جمع کردو، تم نے سرکاری رقم سے نفع حاصل کیا ہے، آخر میں فیصلہ یہ ہوا کہ آدھا نفع ان کو دے دیا جائے اور آدھا بیت المال میں جمع کرادیا جائے۔ (۱)

سرکاری کاغذات

☆ زمین، مکان، دکان اور فلیٹ وغیرہ، میں بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کی رضامندی سے ایجاب وقبول ہوجانے کے بعد عقد بیع تام ہوجاتا ہے، اور مشتری مبیع (بیچی گئی چیز) کا مالک بن جاتا ہے، چاہے مشتری مبیع کو اپنے قبضے میں لے یا نہ لے، دونوں صورتوں میں مبیع، بائع کے ملک سے نکل جاتی ہے۔

بیع ہونے کے بعد سرکاری کاغذات میں مشتری کے نام منتقل ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے بیع ہونے کے بعد سرکاری کاغذات میں بائع کے نام موجود

---

(۱) مالك عن زيد بن أسلم عن ابيه أنه قال: خرج عبدالله و عبيد الله ابنا عمر بن الخطاب في جيش إلى العراق. فلما قفلا مرّا على أبي موسى الاشعري. وهو أمير البصرة فرحب بهما وسهل، ثم قال: لو أقدر لكما على أمر أنفعكما به لفعلت، ثم قال: بلى، ههنا مال من مال الله أريد أن أبعث بها إلى أمير المؤمنين فأسلفكماه فتبتاعان به متاعاً من متاع العراق، ثم تبيعانه بالمدينة فتؤديان رأس المال إلى أمير المؤمنين فيكون لكما الربح، فقالا: وددناه ذلك، ففعل و كتب إلى عمر بن الخطاب أن يأخذ منهما المال فلما قدما باعا فأربحا، فلما دفعا ذلك إلى عمر بن الخطاب، قال: أكلُّ الجيش أسلفه مثل ما أسلفكما؟ قالا: لا، فقال عمر بن الخطاب: ابنا امير المؤمنين، فاسلفكما أديا المال وربحه، فأما عبدالله فسكت وأما عبيد الله، فقال: ماينبغي لك يا أمير المؤمنين هذا .لو نقص المال أو هلك لضمناه، فقال عمر: أدياه، فسكت عبدالله وراجعه عبيد الله فقال رجل من جلساء عمر: يا أمير المؤمنين، لو جعلته قراضاً، فقال عمر: قد جعلته قراضا فأخذ عمر رأس المال ونصف ربحه وأخذ عبدالله و عبيد الله نصف ربح المال. (موطا الإمام مالك: (ص:٦٦٦، ٦٦٧) كتاب القراض، ماجاء في القراض، ط: قديمي)

السنن الكبرىٰ للبيهقي: (١١٠/٦) كتاب القراض، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

كنز العمال: (١٧٥/١٥) رقم الحديث: ٤٠٣٨١، كتاب القراض والمضاربة من قسم الأفعال، ط: مؤسسة الرسالة.

ہونے کی وجہ سے بائع کو مالک سمجھنا شرعاً جائز نہیں ہے، اور سرکاری کاغذات میں نام موجود رہنے کی وجہ سے بائع یا اس کے وارثوں کے لئے اس زمین وغیرہ میں ملکیت کا دعویٰ کرنا بھی جائز نہیں ہے۔[۱]

☆ سرکاری کاغذات میں کسی کا نام درج ہوجانے سے شرعاً اس کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی جب تک کہ مالک اپنی رضامندی سے اس کو مالک نہ بنائے اور قبضہ نہ کرائے۔[۲]

سرکاری کاغذات کے ذریعہ جائیدادوغیرہ خریدنا

اگر سرکاری کاغذات تغیر وتبدل سے محفوظ ہوں، جعلی نہ ہوں، تو ان کو قابل اعتماد قرار دے کر جائیدادوغیرہ کی خریدوفروخت کرنا جائز ہے، موجودہ دور میں چونکہ رشوت، جھوٹ، دھوکہ اور فریب ہر جگہ عام ہو چکا ہے، اس لئے موجودہ دور میں تحقیق کے بغیر صرف کاغذات پر اعتماد کر کے خریدوفروخت نہیں کرنی چاہیئے۔[۳]

(۱، ۲) البیع ینعقد بالایجاب والقبول . . . وإذا حصل الإیجاب والقبول لزم البیع. (الهدایة: (۱۹/۳، ۲۰) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

☐ المبیع إنما یدخل فی ضمان المشتری بالقبض . . . لأنّ المبیع خرج عن ضمان البائع بقبض المشتری فتقرر علیه الثمن۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۰/۵، ۲۴۱)، کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)۔

☐ الغرم بالغنم أی من ینال نفع شیئ یتحمل ضرره. (شرح المجله لسلیم رستم باز: (۳۸/۱) المادة: (۸۷)، المقالة الثانیة: فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: مکتبه فاروقیة)۔

☐ وأما تفسیر التسلیم والقبض، فالتسلیم والقبض عندنا: هو التخلیة والتخلی: وهو أن یخلی البائع بین المبیع وبین المشتری برفع الحائل بینهما علی وجه یتمکن المشتری من التصرف فیه فیجعل البائع مسلما للمبیع والمشتری قابضا له . . . ولهذا یدخل المبیع فی ضمان المشتری بالتخلیة نفسها بلاخلاف۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵)، کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)۔

(۳) یعمل بالخط والخاتم فقط أما إذا کان سالمأمن شبهة التزویر والتصنیع، فیکون معمولا به یعنی انه یکون مدارا للحکم، ولایحتاج إلی الثبوت بوجه آخر. (مجلة الاحکام: (۳۵۲/۱)، الباب الثانی، الفصل الأول فی الحجج الخطیة، ط: نور محمد، آرام باغ کراچی)=

سرکاری کاغذات میں اندراج

۱۳۰ شریعت میں بیع صحیح ہونے کے لئے بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کی رضامندی سے ایجاب وقبول ہونا ضروری ہے، سرکاری کاغذات میں اندراج ہونا، رجسٹرڈ ہونا اور انتقال ہونا ضروری نہیں ہے، لہٰذا اگر کسی نے کسی سے زمین خریدی لیکن کسی وجہ سے سرکاری کاغذات میں رجسٹرڈ نہیں کیا بلکہ سرکاری کاغذات میں بائع کا نام رہ گیا تو وہ زمین بائع کی نہیں ہوگی، اور نام کی وجہ سے بائع کے لئے اس زمین پر قبضہ کرنا یا ملکیت کا دعویٰ کرنا غصب اور ظلم ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، اور آخرت میں سخت عذاب ہوگا، بائع پر لازم ہوگا کہ وہ زمین مشتری کو حوالہ کردے۔(۱)

سرکاری کاغذات میں جعلسازی کر کے مالک ظاہر کرنا

"جعلسازی کر کے مالک ظاہر کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۹/۳)

سرکاری لکڑیاں

سرکاری جنگلات کی ان لکڑیوں کو اجازت کے بغیر چوری چھپے کاٹنا اوران

= فالحاصل ان المدار علی انتفاء الشبهة ظاهرا، وعليه فمايو جد في دفتر التجار في زماننا اذامات احدهم، وقد حرر بخطه ما عليه في دفتره الذي يقرب من اليقين انه لايكتب فيه سبيل التجريد والهزل يعمل به. (تنقيح الحامدية: (۲/ ۲۱) مطلب في دفاتر التجار حادثة في تاجر له دفتر، ط: رشيديه)

رسائل ابن عابدين: (۲/ ۱۴۴)، رسالة "نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف"، ط: سهيل اكيڈمی۔

(۱) البيع ينعقد بايجاب وقبول۔ (مجلة الاحكام: المادة: ۱۶۷، (۱/ ۳۴) الفصل الأول في مايتعلق بركن البيع، ط: نور محمد، آرام باغ كراچی)۔

أما القول: فالايجاب والقبول وهما ركنه، ظاهره ان الضمير للايجاب والقبول۔ (شامی: (۴/ ۵۰۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/ ۲۵۸) كتاب البيوع، ط: سعيد)

کی خرید وفروخت کرنا قانونی جرم ہے۔(۱)

سرکاری لکڑیاں خریدنا

اگر سرکاری جنگلات کے درخت خودرو ہیں، لیکن حکومت کی طرف سے ان لکڑیوں کو کاٹنا اور فروخت کرنا منع ہے تو ایسے لکڑیوں کو چوری چھپے کاٹنا اور خرید و فروخت کرنا قانونی جرم ہے۔(۲)

اور اگر جنگل کے درخت خودرو نہیں، بلکہ حکومت کی جانب سے پودے لگا کر جنگل بنایا گیا ہے، تو ایسی لکڑیوں کو چوری چھپے کاٹنا اور ان کی خرید وفروخت کرنا قانونی اور شرعی دونوں اعتبار سے جرم ہوگا۔(۳)

سرکاری ملازم کا ادارہ کے لئے مال خریدنا

سرکاری ملازم، وزراء اور افسران، سرکاری اداروں کے لئے جو مال

(۱، ۲) طاعة الامام فیما لیس بمعصیة فرض۔ (الدر مع الرد: (۴/۲۶۳) کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید)

شامی: (۲/۱۷۲) کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب: تجب طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة، ط: سعید)

المهذب شرح العقیدة الطحاویة: (ص: ۳۰۲، ۳۰۳) ط: جامعة الستاریة کراچی۔

(۳) اما ان یکون ضررها بذی المال او به و بعامة المسلمین، فالأول یسمی بالسرقة الصغری، والثانی بالکبری... أی: لأن المعتبر فی کل منهما أخذ المال خفیة، لکن الخفیة فی الصغری هی الخفیة عن عین المالک، ومن یقوم مقامه کالمودع والمستعیر، وفی الکبری عن عین الإمام الملتزم حفظ طرق المسلمین وبلادهم. (شامی: (۴/۸۲) کتاب السرقة، ط: سعید)۔

السرقة تشمل الصغری والکبری، والخفیة المعتبرة فی الصغری هی الخفیة عن عین المالک، أو من یقوم مقامه کالمودع والمستعیر والمضارب والغاصب والمرتهن، کانت الخفیة معتبرة فی الکبری مسارقة عین الإمام، ومنعة المسلمین الملتزم حفظ طرق المسلمین وبلادهم۔ (فتح القدیر: (۵/۳۵۵) کتاب السرقة، ط: المصطفی البابی الحلبی، مصر)۔

تبیین الحقائق: (۳/۲۳۵) کتاب الحدود، باب قطع الطریق، ط: امدادیه ملتان۔

خریدتے ہیں وہ مال فروخت کرنے والی کمپنی یا دکاندار کے وکیل اور نمائندے نہیں ہوتے بلکہ وہ سرکار کے وکیل اور نمائندے ہوا کرتے ہیں، اس لئے سرکاری ملازمین سرکاری اداروں کے لئے جو مال وسامان خریدتے ہیں وہ کمپنی اور دکاندار سے جتنی قیمت پر ملا ہو اتنی ہی قیمت پر متعلقہ سرکاری محکمے کو پہنچانا ضروری ہے، اور کمپنی اور دکاندار کی جانب سے جو رعایت یا کمیشن دیا جاتا ہے اس کو سرکاری ملازمین، افسران یا وزیر ومنسٹر کا خود ہضم کر جانا غبن اور خیانت ہے، اس لئے ان کا اپنے ادارہ کے لئے خریدی ہوئی چیز میں سے کمیشن وصول کر کے خود ہضم کرنا کسی طرح جائز نہیں بلکہ قومی خزانے میں خیانت ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔ (۱)

سرکاری ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے

☆ حکومت سرکاری ملازمین کو ان کے فرائض منصبی کی ادائیگی پر باقاعدہ تنخواہ دیتی ہے لہٰذا جب حکومت کی طرف سے ان کی تنخواہ مقرر ہے، تو ان کے ذمہ عوام کا جو کام ہے، اس کے کرنے پر عوام سے کمیشن لینا ان کے لیے جائز نہیں ہے، یہ رشوت اور خیانت ہے، جو ناجائز اور حرام ہے۔

بعض صاحب منصب یہ کہتے ہیں کہ ہم ذاتی محنت اور کوشش سے ان کا کام

---

(۱) وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا والمکر والخداع فی النار۔۔۔ورواہ أبو داود فی مراسیلہ عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المکر، والخدیعة، والخیانة فی النار۔ (الترغیب والترهیب: (۳۵۰/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۴۳، کتاب البیوع، الترهیب والترغیب فی النصیحة فی البیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیة)۔

کنز العمال: (۵۲۵/۳)، الکتاب الثالث فی الأخلاق، الباب الثانی، الفصل الثانی فی الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة۔

عن أبی حرة الرقاشی عن عمه رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)۔

کرا کے دیتے ہیں، ان کا یہ کہنا بالکل غلط ہے، کیونکہ یہ کام ان کے فرائض منصبی میں داخل ہے، مثلاً کسی شہری کو پاسپورٹ کی ضرورت ہے، وہ افسر کے پاس جاتا ہے، افسر کہتا ہے کہ بنا کر دوں گا لیکن اتنی رقم لوں گا، یہ رشوت ہے، اس کا لینا حرام ہے، کچھ بھی تاویل کرے، جواز کی کوئی صورت نہیں۔ (۱)

سرکاری ملازم کے لئے کمیشن لینا

''سرکاری ملازم کا ادارہ کے لئے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سرکہ بنانے میں مسلمان کی شرکت

سرکہ بنانے کی فیکٹری میں مسلمان کی شرکت جائز ہے، اور اس کا نفع حلال ہے، واضح رہے کہ سرکہ بنانے کے لئے انگور وغیرہ کے جوس کو شراب کے مرحلہ سے گزارنا پڑتا ہے لیکن شراب بنانا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ سرکہ بنانا مقصود ہوتا ہے اس لئے جائز ہے، البتہ یہ ضروری ہے کہ کسی طرح شراب کو سرکہ بنانے سے پہلے پینے کے لئے استعمال نہ کیا جائے۔ (۲)

---

(۱) والحاصل أن حد الرشوة هو ما يؤخذ عما وجب على الشخص، سواء كان واجبا على العين أو على الكفاية، وسواء كان واجبا حقا للشرع كما في القاضي وأمثاله. (إعلاء السنن: (۲۱/۱۵)، كتاب القضاء، باب الرشوة، تحقيق معنى الرشوة لغة وشرعا، ط: إدارة القرآن)۔

☐ تفسير البحر المحيط: (۵۳۳/۵)، سورة النحل: ۹۰، ط: دار الفكر، بيروت۔

☐ الثالث: أخذ المال ليسوى أمره عند السلطان دفعا للضرر أو جلبا للنفع، وهو حرام على الآخذ فقط. (الشامية: (۵۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد)۔

☐ فتح القدير: (۲۳۶/۷)، كتاب أدب القاضي، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

☐ البحر الرائق: (۲۶۲/۶)، كتاب القضاء، ط: سعيد۔

☐ الإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت، وبأي اسم سميت، فتسميتها باسم الهدية لا يخرجها عن دائرة الحرام إلى الحلال. (الحلال والحرام ليوسف القرضاوي: (ص: ۲۷۱)، في العلاقات الاجتماعية، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر)

(۲) ولو امسك الخمر في بيته للتخليل جاز ولا يأثم۔ (الهندية: (۳۷۳/۵) كتاب الكراهية، الباب الثلاثون في المتفرقات، ط: رشيديه)۔=

سرمایہ

''رأس المال'' عنون کے تحت دیکھیں۔ (۳۵/۴)

سرمایہ کاری کرنا امانت ہے

''امانت سے سرمایہ کاری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۶/۱)

سرمایہ کی ضرورت

ایک شخص کو دکان کے لئے سرمائے کی ضرورت ہے، اس نے کسی مالدار سے کہا کہ مجھے فلاں قسم کی اشیاء کی ضرورت ہے، آپ وہ خرید کر مجھے ادھار بیچ دیں، اگر میں نے وقت پر ادھار ادا نہیں کیا تو دکان میں جو مال پڑا ہوا ہے وہ آپ خرید لینا، اگر ادھار والے سودے کی قیمت وقت پر ادا نہیں ہوئی، پھر شرط کے مطابق اس طریقے پر خرید و فروخت کر لیں گے تو یہ ناجائز اور حرام ہوگا، اور اگر اس قسم کی شرط نہیں تھی اور آزادی سے سودا کیا تو گنجائش ہوگی۔ (۱)

= والمسلم يحمي خمر نفسه للتخليل۔ (الهداية: (۱۹۸/۱) كتاب الزكوة، باب فيمن يمر على العاشر، ط: المصباح)۔

وللمسلم ولاية خمور نفسه حتى ان الذمي إذا اسلم وله خمور كان له حفظها أو يحفظها غيره لتخللها أو يتخلل بنفسها۔ (البناية في شرح الهداية: (۳۹۹/۳)، كتاب الزكوة، باب فيمن يمر على العاشر الخلاف بين المزكي والعاشر، ط: دار الكتب العلمية)۔

قوله: تبعا للخمر دون العكس لأنها "أي الخمر" أظهر مالية لأنها قبل التخمر مال وبعده كذلك بتقدير التخلل. (فتح القدير: (۲۳۰/۲)، كتاب الزكاة، باب فيمن يمر على العاشر، ط: دار الفكر)

ان الخمر كما يكون للشرب، وانه معصية في حق المسلم، يكون للتخليل، وانه مباح للكل. (المحيط البرهاني: (۱۹۰/۹)، كتاب الإجارات، الفصل الخامس عشر في مايجوز من الإجارات ومالايجوز، نوع آخر الاستجار على المعاصي، ط: رشيديه)

(۱) ولو اشترى شيئا ليبيعه من البائع، فالبيع فاسد. (الفتاوى الهندية: (۱۳۳/۳)، كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيديه)=

سستا بیچنا بازار کے عام نرخ سے

''بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۵۴)

سستی چیز ادھار کی وجہ سے مہنگی فروخت کرنا

سستی چیز ادھار کی وجہ سے مہنگی فروخت کرنا جائز ہے، البتہ عقد کی مجلس میں ادھار والی قیمت اور قیمت ادا کرنے کی مدت متعین کرنا ضروری ہے۔(۱)

سفلی جذبات بھڑکانے والی باتوں سے اعلانات پاک ہوں

''اعلانات بے حیائی والی باتوں سے پاک ہوں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سقوط کی صورتیں

خیارِ شرط خود بخود ساقط ہونے کی پانچ صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

① خیار کی مدت گزر جائے اور وہ بیع کو فسخ نہ کرے۔

② جس کے پاس خیار ہے وہ فوت ہو جائے۔

③ جو چیزیں موت کے حکم میں ہیں، ان کے پیش آنے سے خیارِ شرط ختم ہو جاتا ہے، مثلاً جس کو خیارِ شرط حاصل ہے وہ مجنون یا مرتد ہو جائے، یا وہ سو جائے یا اسے نشہ چڑھ جائے اور خیار کی مدت گزر جائے تو خیارِ شرط ختم ہو جائے گا۔

④ خیارِ شرط کی مدت میں مبیع ہلاک ہو جائے تو خیار ساقط ہو جائے گا۔

= خلاصة الفتاوی:(۳/۵۰)، کتاب البیوع، الفصل الخامس فی البیع إذا کان فیہ شرط، ط: رشیدیہ.

وإن ذکر البیع من غیر شرط، ثم ذکر الشرط علی وجہ المواعدة جاز البیع. (الخانیة علی هامش الهندیة:(۲/۱۶۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی الشروط المفسدة، ط: رشیدیہ)

الشامیة:(۵/۸۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط فاسد، ط: سعید

(۱) تفصیل کے لئے ''ادھار ہے یا نقد مجلس میں طے ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

⑩ بیع میں عیب پیدا ہو جائے، پھر تفصیل یہ ہے اگر خیار بائع (سیلر) کے پاس تھا اور مبیع میں بائع کے فعل سے یا خود بخود عیب پیدا ہو گیا تو بیع ختم ہو جائے گی، خواہ مبیع پر قبضہ ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اور اگر خیار مشتری (خریدار) کے پاس تھا اور مبیع میں عیب پیدا ہو گیا تو خیار ختم ہو جائے گا، اور مشتری پر بیع لازم ہو جائے گی۔ (۱)

سکرین ملانا

شربت وغیرہ میں ''سکرین'' ملانا عیب ہے، اور مبیع (بیچی گئی چیز) کے عیب کو مشتری (خریدار) کے علم میں لانا ضروری ہے، ورنہ دھوکہ دینے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، اور اگر خریداروں کو پہلے سے معلوم ہے اس کے باوجود خریدتے ہیں تو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) يسقط الخيار ضرورة بأمور: أولاً :مضي مدة الخيار: يسقط الخيار بمضي مدته دون اختيار فسخ العقد... ثانياً: موت المشروط له الخيار:... ثالث ماهو في معني الموت: كالجنون والإغماء والنوم والسكر والردة واللحاق بدار الحرب، فإذا ذهب عقل صاحب الخيار بالجنون أو الإغماء في مدة الخيار ومضت المدة علي تلك الحال صار العقد لازماً... وكذا يسقط الخيار لو بقي صاحبه نائماً لآخر مدة الخيار، كما يسقط على الصحيح لو سكر وظل سكراناً حتى مضت مدة الخيار۔۔۔ رابعاً: هلاك المبيع في مدة الخيار... خامساً. تعيب المبيع: فيه تفصيل ايضاً، لأن الخيار إما أن يكون للبائع أو للمشتري فإن كان الخيار للبائع: فيسقط خياره إذا تعيب المبيع بآفة سماوية أو بفعل البائع، سواء أكان المبيع في يد البائع أو في يد المشتري... وإن كان الخيار للمشتري: فيسقط خياره بالتعيب ولا ينفسخ البيع... (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۵۴۹/۵، ۳۵۵۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، المبحث الخامس: الخيارات، خيار الشرط، المطلب الثالث: طرق إسقاط الخيار، ط: رشيديه)

تحفة الفقهاء: (۷۲/۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية.

شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۸/۱) المادة: ۳۰۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الأول في بيان خيار الشرط، ط: فاروقيه.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ياصاحب الطعام، ماهذا؟! قال: أصابته السماء يارسول الله! فقال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱)، كتاب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)۔ =

سکّے کب وجود میں آئے

شروع میں ''زر'' اور ثمن کے طور پر اشیاء اور اجناس کو استعمال کیا جاتا تھا ١٣٧
لیکن ان اشیاء کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا آسان نہیں ہوتا تھا اس لئے یہ نظام مستقل طور پر جاری نہیں رہ سکا، لوگوں نے اس کی جگہ پر سونا چاندی استعمال کرنا شروع کر دیا ابتداء میں سونے چاندی کے وزن کا ہی اعتبار ہوتا تھا، سکوں کا رواج بعد میں ہوا لیکن سکّے کا رواج کب سے ہوا اس کے بارے میں وثوق سے کچھ کہنا مشکل ہے البتہ قرآن مجید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دور میں دراہم موجود تھے اور ان سے خرید وفروخت کا رواج تھا کیونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو انہیں دراہم کے عوض بیچا تھا۔

وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ [1]

انہوں نے اس کو انتہائی کم قیمت جو گنتی کے چند درہم تھے کے عوض فروخت کر دیا، اور ان کو یوسف علیہ السلام سے کوئی دلچسپی تھی ہی نہیں۔

= صحیح مسلم: (١/٧٠)، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم من غشنا فلیس منا، ط: قدیمی۔

من علم بسلعته عیبا لم یجز بیعها حتی یبینه للمشتری، فإن لم یبینه فهو آثم عاص، نص علیه أحمد. (إعلاء السنن: (١٤/٥٨)، کتاب البیوع، أبواب البیع العیب، باب خیار العیب، ط: إدارة القرآن)

المغنی لابن قدامة: (٤/١٠٩)، کتاب البیوع، باب بیع المصراة، فصل علم بالمبیع عیبا لم یکن عالما به، ط: مکتبة القاهرة.

ولا بأس ببیع المغشوش إذا بین غشه أو کان ظاهرا یری. (الدر المختار مع الرد: (٥/٢٣٨)، کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب: شری شجرة وفی قلعها ضرر، ط: سعید)

البحر الرائق: (٦/١٧٧)، کتاب البیع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

الفتاوی الهندیة: (٣/٢٥٢)، کتاب الصرف، الباب السادس فی المتفرقات، ط: رشیدیه۔

(١) (یوسف: ٢٠)

حضرت یوسف علیہ السلام کا دور ۱۸۰۰ تا ۱۹۱۰ ق م ہے۔
یہ بھی مشہور ہے کہ سونے کا سکہ سب سے پہلے لیڈیا کے بادشاہ کروس (دور حکومت ۵۴۶ تا ۵۶۰ ق م) نے متعارف کرایا ہے باقی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

سگریٹ کی تجارت

سگریٹ اور تمباکو کی تجارت جائز ہے، اور اس کا نفع استعمال میں لانا جائز ہے، البتہ بدبو والی چیز ہے اس لئے پرہیز بہتر ہے۔(۱)

سلائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا

"اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۱/۱)

سلم ان چیزوں میں بھی جائز ہے

گندم، دھان (چاول) وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی قیمت بیان کر کے مقرر کر دی جائے، اور لیتے وقت کچھ جھگڑا اور اختلاف ہونے کا ڈر نہ رہے، تو ان چیزوں میں بیع سلم کرنا درست ہے، جیسے انڈے، اینٹیں، کپڑے وغیرہ، مگر سب باتیں طے کر لینا ضروری ہے، مثلاً اتنی بڑی اینٹ ہو، لمبائی میں اتنی

---

(۱) (وصح بيع غير الخمر) مما مر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والافيون (قوله: وصح بيع غير الخمر) أي عنده خلافا لهما في البيع والضمان لكن الفتوى على قوله في البيع۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۴۵۴) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

قلت: فيفهم منه حكم النبات الذي شاع في زماننا المسمى بالتتن، فتنبه (قوله: فيفهم منه حكم النبات) وهو الاباحة على المختار او التوقف، وفيه إشارة إلى عدم تسليم اسكاره و تفتيره و اضراره۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۴۶۰) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۴/ ۲۲۵) كتاب الأشربة، ط: دار المعرفة، بيروت)

مزید تخریج "تمباکو کی خرید و فروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔

انچ اور چوڑائی میں اتنی انچ ہو، کپڑا ہے تو سوتی ہو یا ٹیٹرون ہو، اتنا باریک ہو یا اتنا موٹا ہو، ملکی ہو یا غیر ملکی، پاکستانی ہو یا جاپانی، غرض کہ سب باتیں بتانا اور طے کرنا ضروری ہے، تا کہ کسی قسم کی الجھن باقی نہ رہے۔ (۱)

سلم اور استصناع میں فرق

''استصناع اور سلم میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۴/۱)

سلم کی تعریف

اس طرح سے بیع کرنا کہ خریدار نے قیمت کی ادائیگی تو ابھی نقد کردی اور بائع سامان کچھ عرصہ بعد مہیا کرے گا اس کو بیع سلم کہتے ہیں۔

مثلاً فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس ہزار روپے دیے اور یوں

---

(۱) السلم إنما يكون صحيحا فى الأشياء التى تقبل التعيين بالقدر والوصف كالجودة والخسة۔ وقال العلامة سليم رستم: ذلك لأن المسلم فيه دين لايعرف إلا بوصفه وتعين مقداره فإذا لم يمكن ضبطه بهما فيكون مجهولا جهالة تفضى إلى المنازعة فلايجوز كسائر الديون وعلى هذا صح السلم فى المكيلات والموزونات المثمنة كالحنطة والملح، والعدديات المتقاربة كالجوز والبيض واللبن والآجر. (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱۷۳/۱)، المادة: ۳۸۱، الكتاب الأول فى البيوع، الباب السابع، الفصل الثالث فى السلم، ط: مكتبه فاروقيه)

☐ ما كان من العدديات كاللبن والآجر يلزم أن يكون قالبه أيضا معينا۔ الكرباس والجوخ وأمثالهما من المذروعات يلزم تعيين طولها وعرضها ورقتها ومن أى شىء تنسج ومن نسج أى محل هى. (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱۷۳/۱)، رقم المادتين: ۳۸۴، ۳۸۵، مكتبه فاروقيه)۔

☐ ويصح فيما أمكن ضبط صفته) كجودته ورداءته (ومعرفة قدره كمكيل وموزون... ومثمن... وعددى متقارب كجوز وبيض وفلس... ولبن... وآجر بملبن معين) بين صفته ومكان ضربه... و ذرعى كثوب بين قدره طولا وعرضا (وصنعته) كقطن وكتان ومركب منهما (وصفته) كعمل الشام أو مصر أو زيد أو عمرو (ورقته) أو غلظه۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۰۹/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)

☐ الهداية: (۱۰۶/۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه

☐ ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية

کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلاں مہینے کی فلاں تاریخ میں ہم آپ سے ان دس ہزار روپے کی بیس من گندم لیں گے، اور نرخ اسی وقت طے کرلیا کہ ایک من پانچ سو روپے کے حساب سے لیں گے، تو یہ بیع درست ہے، جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اسی بھاؤ میں گندم دینا پڑے گی، چاہے بازار میں گراں بک رہی ہو چاہے سستی، بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا، اس بیع کو سلم کہتے ہیں۔

سلم کی اجازت اس عام قاعدے سے مستثنیٰ ہے جس کے مطابق مستقبل کی طرف منسوب بیع جائز نہیں ہے، سلم کی یہ اجازت چند کڑی شرائط کے ساتھ مشروط ہے، جو "سلم کی شرائط" عنوان کے تحت مذکور ہیں۔ (١)

سلم کی شرائط

☆ سلم جائز ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ خریدار پوری کی پوری قیمت عقد کے وقت ادا کردے، یہ اس لئے ضروری ہے کہ اگر عقد کے وقت خریدار پوری قیمت ادا نہیں کرے گا تو یہ دین کے بدلے میں دین کی بیع کے مترادف ہوگا، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر منع فرمایا ہے۔

مزید یہ کہ سلم کے جواز کی بنیادی حکمت بائع کی فوری ضرورت کو پورا کرنا ہے، اگر قیمت اسے مکمل طور پر ادا نہیں کی جاتی تو عقد سلم کا بنیادی مقصد فوت

---

(١) قال القدوری: السلم فی لغة العرب: عقد يتضمن تعجيل أحد البدلين وتأجيل الآخر، وهو نوع من البيع... وهو عقد شرع على خلاف القياس لكونه بيع المعدوم، إلا ان تركنا القياس بالكتاب والسنة والإجماع۔ (الاختيار لتعليل المختار: (٣٣/٢)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

🗁 مجمع الأنهر: (١٣٧/٣، ١٣٨)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية، بيروت

🗁 درر الحكام شرح غرر الأفكار: (١٩٣/٢)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار احياء الكتب العربية۔

ہو جائے گا، اس لئے عقد کے وقت قیمت کی مکمل ادائیگی ضروری ہے۔ (١)

☆ سلم صرف انہی اشیاء میں ہو سکتی ہے جن کی کوالٹی اور مقدار کا پیشگی طور پر تعین ہو سکتا ہو، ایسی اشیاء جن کی کوالٹی یا مقدار کا تعین نہیں کیا جا سکتا ہو، انہیں بیع سلم کے ذریعہ بیچنا جائز نہیں ہے، مثال کے طور پر قیمتی پتھروں کی سلم کی بنیاد پر بیع نہیں ہو سکتی، اس لئے کہ ان کا ہر ٹکڑا اور فرد عام طور پر دوسرے سے معیار، سائز یا وزن میں مختلف ہوتا ہے، اور ان کی بیان کے ذریعہ تعیین کرنا عام طور پر ممکن نہیں ہوتا۔ (٢)

☆ کسی متعین چیز یا متعین کھیت یا فارم کی پیداوار کی بیع سلم نہیں ہو سکتی، مثلاً اگر بیچنے والا یہ ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ وہ متعین کھیت کی گندم یا متعین درخت کا پھل مہیا کرے گا تو سلم صحیح نہیں ہوگی، اس لئے کہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ ادائیگی سے پہلے ہی اس کھیت یا فارم کی پیداوار یا اس درخت کا پھل ہلاک ہو جائے، اس امکان کی وجہ سے بیچی ہوئی چیز کی ادائیگی غیر یقینی رہے گی، اور یہ قاعدہ ہر اس چیز

---

(١) ولايصح السلم حتى يقبض رأس المال قبل أن يفارقه فيه) أما إذا كان من النقود فلأنه افتراق عن دين بدين وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم: عن الكالي بالكالي، وإن كان عينا، فلأن السلم أخذ عاجل بآجل إذ الإسلام والأسلاف ينبئان عن التعجيل فلابد من قبض أحد العوضين ليتحقق معنى الإسم، ولأنه لا بد من تسليم رأس المال ليقلب المسلم إليه فيه فيقدر على التسليم. (الهداية: (١٠١/٣، ١٠٢)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه)

☐ تبيين الحقائق: (١١٧/٤)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: امداديه، ملتان۔

☐ العنايه شرح الهداية: (٩٢/٧)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

(٢) (كل ما أمكن ضبط صفته ومعرفة مقداره جاز السلم فيه) لأنه لايؤدي إلى المنازعة (وما لا فلا) لأنه يكون مجهولا فيؤدي إلى المنازعة، وهذه قاعدة يبتني عليها أكثر مسائل السلم، ولابد من ذكر بعضها ليعرف باقيها بالتأمل فيها، فنقول: يجوز في المكيلات والموزونات والمعدودات المتقاربة كالجوز والبيض، لأنه يمكن ضبط صفته ومعرفة مقداره، ولا يجوز في العدديات المتفاوتة . . . ولا في الجواهر والخرز، لأنه لايمكن فيه ذلك. (الاختيار لتعليل المختار: (٣٥/٢) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية)

☐ مجمع الأنهر: (١٣٨/٣، ١٤٠)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية

☐ الدر المختار مع الرد: (٢٠٩/٥، ٢١٢)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد

پر لاگو ہوگا جس کی فراہمی یقینی نہ ہو۔ (۱)

☆ یہ بھی ضروری ہے کہ جس چیز میں بیع سلم کرنا مقصود ہے اس کی نوعیت اور معیار واضح طور پر متعین کرلیا جائے جس میں کوئی ایسا ابہام باقی نہ رہے جو بعد میں تنازع کا باعث بن سکتا ہو، اس سلسلے میں تمام ممکنہ تفصیلات واضح طور پر ذکر کرلینا ضروری ہے۔

☆ بیچی جانے والی چیز کی مقدار کسی قسم کے ابہام کے بغیر متعین کرلینا ضروری ہے، اگر اس چیز کی مقدار تاجروں کے عرف میں وزن کے ذریعہ متعین کی جاتی ہے، جیسے تول کر بکنے والی چیز، تو اس کا وزن متعین ہونا ضروری ہے، اور اگر اس کی مقدار کا تعین پیمائش کے ذریعے ہوتا ہے تو اس کی متعین پیمائش معلوم ہونا ضروری ہے۔ اور جو چیز عام طور پر تولی جاتی ہے، سلم میں اس کی مقدار کا تعین پیمائش کے ذریعہ سے نہیں ہونا چاہیئے، اسی طرح پیمائش کی جانے والی چیز کی مقدار سلم میں وزن کے ذریعے متعین نہیں ہونی چاہیئے۔

☆ بیچی گئی چیز کی سپردگی کی تاریخ اور جگہ کا تعین بھی عقد سلم کے اندر ہونا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) ولا في طعام قرية بعينها أو ثمرة نخلة بعينها، لأنه قد يعتريه آفة فلا يقدر على التسليم وإليه اشار عليه السلام حيث قال: أرأيت لو أذهب الله تعالى الثمر بم يستحل أحد كم مال أخيه؟ (الهداية: (۳/۱۰۰)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رحمانيه)

الاختيار لتعليل المختار: (۲/۳۷، ۳۸)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية

البحر الرائق: (۶/۱۵۹)، كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد

(۲) وشرائطه تسمية الجنس والنوع والوصف والأجل والقدر ومكان الإيفاء إن كان له حمل ومؤنة وقدر رأس المال في المكيل والموزون والمعدود وقبض رأس المال قبل المفارقة لأن بذكر هذه الأشياء تنفي الجهالة وتقطع المنازعة وعند عدمها يكون المسلم فيه مجهولا فتفضي إلى المنازعة، فالجنس كالحنطة والتمر والنوع كالبرني... والوصف كالجيد والرديء... وأما القدر فقوله كذا قفيزا وكذا رطلا، وهو شرط لقوله عليه الصلاة والسلام: فليسلم في كيل معلوم ووزن معلوم. =

☆ بیع سلم ایسی اشیاء کی نہیں ہو سکتی جن کی فوری ادائیگی ضروری ہوتی ہے، مثال کے طور پر اگر سونے، چاندی یا کرنسی کی بیع ہو رہی ہے تو دونوں چیزوں کی ادائیگی عقد کے وقت ہی ہونا ضروری ہے، یہاں بیع سلم کرنا جائز نہیں ہوگا، اسی طرح اگر گندم کی بیع جو کے بدلے میں ہو رہی ہے تو بیع صحیح ہونے کے لئے دونوں چیزوں پر عقد کی مجلس میں قبضہ ہونا ضروری ہے، اس لئے اس صورت میں بھی بیع سلم کا معاہدہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

(نوٹ) جب تک یہ تمام شرائط مکمل طور پر پوری نہیں کی جائیں گی، تب تک سلم کرنا درست نہیں ہوگا۔

حدیث شریف میں ہے کہ: جو شخص سلم کرنا چاہتا ہے تو اسے سلم کرنی چاہیے متعین پیمائش اور متعین وزن میں ایک طے شدہ مدت تک۔ (۲)

=(الاختيار لتعليل المختار: (۳۵/۲، ۳٦)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)
البحر الرائق: (۱٦۰/٦، ۱٦۱)، كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد۔
الدر مع الرد: (۲۱۳/۵، ۲۱۵)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد۔

(۱) والثالث عشر: أن لا يشمل البدلين إحدى علتي الربا؛ لأن انفراد أحدهما يحرم النساء۔ (البحر الرائق: (۱٦۰/٦)، كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد)۔
فتح القدير: (۸٦/۷)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔
الفتاوى الهندية: (۱۸۰/۳)، كتاب البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الأول في تفسيره وركنه وشرائطه وحكمه، ط: رشيديه۔
الدر المختار مع الرد: (۲۱۷/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قيمي أومثلي؟، ط: سعيد۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وهم يسلفون في الثمار السنة والسنتين والثلاث، فقال: من أسلف في شيء فليسلف في كيل معلوم ووزن معلوم إلى أجل معلوم (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۰)، كتاب البيوع، باب السلم والرهن، الفصل الأول، ط: قديمي)
جامع الترمذي: (۲۳۵/۱)، أبواب البيوع، باب ما جاء في السلف في الطعام والتمر، ط: سعيد۔
صحيح مسلم: (۳۱/۲)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: قديمي۔

☆ اسلامی تعلیمات کے مطابق سلم کا معاملہ ادھار ہونے کی وجہ سے تحریری طور پر گواہ بنا کر کرنا چاہیے، تا کہ آئندہ اختلاف اور جھگڑے کی صورت باقی نہ رہے۔(۱)

☆ جس وقت بیع سلم کا معاملہ کیا جائے، اس وقت سے لیکر مسلم فیہ لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے، نایاب نہ ہو، اور اگر اس دوران وہ چیز نایاب ہوجائے، گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو بیع سلم باطل ہوجائے گی، (۲) مزید ''بیع سلم کی شرطیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سلم میں فلاں کھیت کے گندم لینے کی شرط کرنا

''سلم میں نئی گندم لینے کی شرط کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۴)

---

(۱) یاایها الذین آمنوا إذا تداینتم بدین إلی أجل مسمی فاکتبوه (سورة البقرة: ۲۸۲)۔

🗀 قوله تعالی: یاایها الذین آمنوا إذا تداینتم بدین "روی عن ابن عباس أنه قال: الأیة نزلت فی السلم ویقال: کل دین إلی أجل سلما کان أو غیره... "فاکتبوه" یعنی الدین والأجل ویقال: أمر بالکتابة ولکن المراد به الکتابة والإشهاد، لأن الکتابة بغیر شهود لاتکون حجة۔ (بحر العلوم للسمرقندی: (۱/ ۲۱۰)، سورة البقرة: ۲۸۲، ط: دار الفکر)۔

🗀 قوله: وشرط حضور شاهدین) أی یشهدان العقد... وفی البحر قیدنا الإشهاد بأنه خاص بالنکاح لقول الاسبیجابی: وأما سائر العقود فتنعقد بغیر شهود، ولکن الإشهاد علیه مستحب للأیة۔ وفی الواقعات: أنه واجب فی المداینات، وأما الکتابة ففی عتق المحیط: یستحب أن یکتب للعتق کتابا ویشهد علیه صیانة عن التجاحد کما فی المداینة۔ (الشامیة: (۳/ ۲۱)، کتاب النکاح، قبیل مطلب: الخصاف کبیر فی العلم یجوز الاقتداء به، ط: سعید)۔

(۲) لایجوز السلم فی الشیء المنقطع لأن شرط جوازه أن یکون موجودا من حین العقد إلی حین المحل حتی لو کان منقطعا عند العقد موجودا عند المحل أو بالعکس أو منقطعا فیما بین ذلک لایجوز وحد الإنقطاع أن لا یوجد فی الاسواق وإن کان فی البیوت۔ (تبیین الحقائق: (۳/ ۱۱۳)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: امدادیه، ملتان)۔

🗀 الدر مع الرد: (۵/ ۲۱۲)، کتاب البیوع، باب السلم، ط: سعید۔

🗀 الفتاوی الهندیة: (۳/ ۱۸۰)، الفتاوی الهندیة، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الأول: فی تفسیره ورکنه... إلخ، ط: رشیدیه۔

سلم میں نئی گندم لینے کی شرط کرنا

اگر عقد سلم کرتے وقت یہ شرط کردی کہ فصل کے کٹنے پر فلاں مہینے میں ہم نئے گیہوں لیں گے یا فلاں کھیت کے گیہوں لیں گے تو یہ معاملہ جائز نہیں ہوگا، اس لئے اس قسم کی شرط لگانا درست نہیں، مسلم الیہ کو وقت مقررہ پر اس بات کا اختیار ہوگا چاہے نئی گندم دے دے یا پرانی، رب السلم کے لئے اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہوگا، البتہ اگر عقد سلم کرتے وقت نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے گیہوں کی شرط کرنا جائز ہوگا۔ (۱) ۱۴۵

سلم ہر چیز میں جائز نہیں

بیع سلم ہر چیز میں جائز نہیں بلکہ صرف وزنی، کیلی، یا مزروعی (گز اور میٹر سے فروخت ہونے والی اشیاء) اور ان عددی اشیاء میں جائز ہے جن کے عدد میں جسم اور صفات کے اعتبار سے قیمت میں خاصا فرق نہیں ہے، مثلاً انڈے ہیں، اور جن عددی اشیاء میں جسم اور صفت کے اعتبار سے قیمت میں فرق اور تفاوت ہے ان میں بیع سلم جائز نہیں مثلاً ہر قسم کے جانور، تربوز، خربوزہ، جب کہ ان چیزوں کو عدد کے اعتبار سے فروخت کیا جائے تو بیع سلم جائز نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) قوله: وبر قرية أو تمر نخلة معينة) أي لا يجوز لاحتمال أن يعتريهما آفة فلا يقدر على التسليم... وفي شرح الطحاوي: لو أسلم في حنطة حديثة قبل حدوثها فالسلم باطل، لأنها منقطعة في الحال و كونها موجودة في وقت العقد إلى وقت المحل شرط اهـ وفي الجوهرة: ولو أسلم في حنطة جديدة أو في ذرة لم يجز لأنه لا يدري أيكون في تلك السنة شيء أم لا اهـ. وعلى هذا فما يكتب في وثيقة السلم جديد عامه مفسد له، ولكنه ينبغي حمله على ما إذا كان قبل وجود الجديد أما بعد وجوده فيصح كما يشير إليه ما في شرح الطحاوي. (البحر الرائق: (۱۵۹/۶، ۱۶۰)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد)۔

الدر مع الرد: (۲۱۲/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، مطلب: هل اللحم قيمي أو مثلي؟، ط: سعيد۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۲۱/۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: المكتبة العربية۔

(۲) ومنها أن يكون مما يمكن أن يضبط قدره وصفته بالوصف على وجه لا يبقى بعد الوصف إلا التفاوت =

سیمپل دکھا کر بیع کرنا مال کے بغیر

”نمونہ دکھا کر بیع کرنا مال کے بغیر“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۲/۶)

سمجھدار بچہ

نابالغ سمجھدار بچہ کی خرید و فروخت صحیح ہے۔

اور سمجھ دار سے مراد خرید و فروخت کے بارے میں کچھ علم کا ہونا ہے، مثلاً مال جتنا دینا ہے اتنا ہی دیتا ہے اس سے زیادہ یا کم نہیں دیتا اور قیمت جتنی لینی ہے اتنی ہی لیتا ہے اس سے کم یا زیادہ نہیں لیتا۔ (۱)

=یسیر فإن كان مما لایمكن ویبقى بعد الوصف تفاوت فاحش لایجوز السلم فیه......وبیان ذلك أنه یجوز السلم فی المكیلات والموزونات التی تحتمل التعین والعددیات المتقاربة...من الجوز والبیض... ولایجوز السلم فی العددیات المتفاوتة من الحیوان والجواهر واللآلی...والبطیخ والقثاء والرمان والسفرجل ونحوها من العددیات المتقاربة،لأنه لایمكن ضبطها بالوصف۔(بدائع الصنائع:(۲۰۸/۵، ۲۰۹)، كتاب البیوع،فصل وأما الذی یرجع إلى المسلم فیه فأنواع، ط:سعید)۔

🗀 الفتاوى الهندیة:(۱۸۰/۳)، كتاب البیوع،الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الأول فی تفسیره وركنه...إلخ، ط:رشیدیه۔

🗀 الهدایة:(۹۷/۳)، كتاب البیوع،باب السلم،ط:رحمانیه۔

(۱) أما شرائط الانعقاد فأنواع منها فی العاقد وهو أن یكون عاقلا ممیزا كذا فی الكافی والنهایة،فیصح بیع الصبی والمعتوه اللذان یعقلان البیع وأثره كذا فی فتح القدیر۔(الفتاوى الهندیة:(۲/۳)، كتاب البیوع،الباب الأول فی تعریف البیع وركنه وشرطه...إلخ، ط:رشیدیه)۔

🗀 فتح القدیر:(۲۳۰/۶)، كتاب البیوع، ط:دار الكتب العلمیة۔

🗀 الشامیة:(۵۰۴/۴)، كتاب البیوع،مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط:سعید

🗀 وتفسیر العاقل أن یعلم أن المبیع سالب والشراء جالب ویعلم أنه لایجتمع الثمن، والمثمن فی ملك واحد، قال فی شاهان:ومن علامة كونه غیر عاقل إذا أعطى الحلوانی فلوسا فأخذ الحلوى وجعل یبكی ویقول:اعطنی فلوسی فهذا علامة كونه غیر عاقل،وإن أخذ الحلوى وذهب ولم یسترد الفلوس فهو عاقل.(الجوهرة النیرة:(۲۹۲/۱)، كتاب الحجر، ط:حقانیة)

سمسار

عربی زبان میں کمیشن ایجنٹ کے لئے متعدد الفاظ استعمال ہوتے ہیں، ان ۱۴۷
میں سب سے زیادہ معروف اور مشہور لفظ "سمسار" ہے، اور یہ اصل میں فارسی زبان کا لفظ ہے جس کو عربی لفظ کی شکل دے دی گئی ہے۔

عربی لغت کی کتاب "المعجم الوسیط" میں ہے کہ:

سمسار: وہ شخص ہے جو سودا آسان بنانے کے لئے بائع اور مشتری کے درمیان واسطہ ہو، ماہر ارضیات کو "سمسار الارض" کہتے ہیں اس کی جمع "سماسرۃ" آتی ہے، یہ فارسی لفظ ہے جس کو عربی میں ڈھالا گیا ہے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کاروباری طبقہ کے لئے "سماسرۃ" یعنی "بروکرز" کا لفظ استعمال ہوا تھا، مگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے اس کی جگہ "تاجر" کی اصطلاح متعارف کرائی ہے۔

حضرت قیس بن ابی غرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہمیں "سماسرۃ" (بروکرز) کہا جاتا تھا، چنانچہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے تو آپ نے ہمارا اس سے اچھا نام رکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کی جماعت بلا شبہ خرید و فروخت میں لغو گفتگو اور قسمیں بھی شامل ہوتی ہیں لہٰذا تم اس میں صدقہ ملا لیا کرو۔ (۲)

---

(۱) (السمسار) الوسيط بين البائع والمشتري لتسهيل الصفقة سمسار الارض العالم بها (جمع سماسرة (فارسي معرب). (المعجم الوسيط: (ص: ۴۴۸) باب السين، ط: دار الدعوة)

(۲) عن قيس بن ابي غرزة قال كنا في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم نسمي السماسرة فمر بنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فسمانا باسم هو احسن منه فقال يا معشر التجار ان البيع يحضره اللغو والحلف فشوبوه بالصدقة. (سنن ابي داؤد: (۱۱۷/۲) كتاب البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، ط: رحمانيه)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) ابواب التجارات، باب التوقي في التجارة، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الثاني، ط: قديمي.

اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاروباری افراد کے لیے "بروکرز" کی بجائے "تاجر" کے لفظ کو پسند فرمایا ہے۔

مزید "کمیشن ایجنٹ کی تعریف" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۰/۵)

سمندر کے پھینکے ہوئے سامان

سمندر کے کنارے پر پڑے ہوئے گم شدہ مال یا اس کے پھینکے ہوئے سامان کا بھی وہی حکم ہے جو لقطہ کا حکم ہے۔(۱)

ناروں سے خاک خریدنا

سونے کی خاک کو سونے کے عوض میں اور چاندی کی خاک کو چاندی کے عوض میں خریدنے کی صورت میں سونا سونے کے ساتھ اور چاندی چاندی کے ساتھ برابر ہونا شرط ہے۔

اور اگر سونے اور چاندی کی خاک کو پیسوں سے خریدا جائے تو برابری کرنا ضروری نہیں ہے، کمی بیشی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اسی طرح سونے کی خاک کو چاندی سے اور چاندی کی خاک کو سونے سے خرید وفروخت کرنے کی صورت میں برابر کرنا لازم نہیں ہے، کمی بیشی کے ساتھ جائز ہے۔(۲)

(۱) اللقطة... مال یوجد في الطریق غیر بني آدم... وفي الشریعة عبارة عن مال یوجد ولا یعرف له مالك، ولیس بمباح. (الفتاوی التاتارخانیة:(۷/۹٤) کتاب اللقطة، ط: فاروقیه)

وما وجد المسلمون من متاع علی ساحل البحر ووجدوا سفینة قد ضربتها الریح فرمت بها علی الساحل وفیها أمتعة، فإن کان ذلك الموضع الذي وجد فیه من أرض الحرب فهو فيء... وإن وجدوا ذلك في موضع من الساحل هو من أرض أهل الإسلام فالحکم فیه ما هو الحکم في اللقطة. (شرح السیر الکبیر:(۳/٤٦) ما یحمل علیه الفيء وما یرکبه الرجل من الدواب، ط: دار الکتب العلمیة)

(۲) عن أبي سعید الخدري رضي الله تعالی أن رسول الله ﷺ قال: لا تبیعوا الذهب بالذهب الا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها علی بعض، ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلا بمثل، ولا تشفوا بعضها علی بعض، ولا تبیعوا منها غائبا بناجز. (الصحیح لمسلم:(۲/۲۴) کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی)=

سود

ایک جنس میں تبادلہ کرتے وقت جو زیادتی بلاعوض شرط کے ساتھ وصول ہو وہ سود ہے، جیسے ایک من گندم دے کر ایک من اور ایک سیر مزید گندم لینا، دس تولہ چاندی دے کر گیارہ تولہ چاندی لینا، پانچ تولہ سونا دے کر پانچ تولہ سے زائد سونا لینا، سو روپے دے کر سو روپے سے زیادہ لینا وغیرہ یہ سود ہے۔ (1) ۱۴۹

سودا بکوایا

بازار میں ایک شخص کو یا دکاندار کو کہا کہ ہمارا سامان فروخت کردو اور اجرت

=عن عبادة بن الصامت رضی اللہ تعالی قال: قال رسول اللہ ﷺ الذهب بالذهب، والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر، والملح بالملح، مثلا بمثل، سواء بسواء يدا بيد فإذا اختلفت هذه الاصناف، فبيعوا كيف شئتم، إذا كان يدا بيد۔ (الصحيح لمسلم: (۵۲/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

تبيين الحقائق: (۳۵۲/۴)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

البحر الرائق: (۲۱۲/۶، ۲۱۳)، كتاب البيع، باب الربا، ط: رشيديه۔

مجمع الانهر: (۱۲۱/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: غفارية كوئٹه۔

(۱) الربوا هو الفضل المستحق لأحد المتعاقدين في المعاوضة الخالي عن عوض شرط فيه۔ (الهداية: (۸۰/۳) باب الربا، ط: مكتبه شركت علمية ملتان)

اما في اصطلاح الفقهاء: فهو زيادة احد البدلين المتجانسين من غير ان يقابل هذه الزيادة عوض۔ (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة: (۲۲۷/۲) مباحث الربا، تعريفه و أقسامه، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

وهو في الشرع عبارة عن فضل مال لا يقابله عوض في معاوضة مال بمال۔ (الهندية: (۱۱۷/۳) الباب التاسع، الفصل السادس في تفسير الربا و أحكامه، ط: رشيديه)۔

الربا ... وشرعا فضل ولو حكما، فدخل ربا النسيئة والبيوع الفاسدة فكلها من الربا خال عن العوض بمعيار شرعي، وهو الكيل والوزن مشروط احد المتعاقدين في المعاوضة۔ (الدر مع الرد: (۱۶۸/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)۔

تبيين الحقائق: (۴۴۶/۴) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۱۱۹/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبه غفاريه كوئٹه۔

تكملة فتح الملهم: (۵۶۶/۱) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

کا کچھ ذکر نہیں کیا، سامان فروخت کر کے اس شخص نے اجرت کا سوال کیا تو بازار والوں کے رواج کو دیکھا جائے گا، اگر ان میں یہ رواج ہے کہ اجرت پر کام کرتے ہیں، اجرت کے بغیر نہیں کرتے، تو اس شخص کو اجرت مثل دی جائے گی ورنہ نہیں۔ (۱)

سودا ختم کرنا

سودا مکمل ہونے کے بعد بائع (SELLER) یا خریدار (BUYER، PURCHASER) دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ سودا ختم نہیں کر سکتے، بلکہ بائع پر ضروری ہے کہ وہ فروخت کی ہوئی چیز خریدار کے حوالہ کرے اور خریدار پر ضروری ہے کہ وہ قیمت بائع کے حوالہ کرے، البتہ چیز میں عیب ہونے یا سودا کرتے وقت چیز کو نہ دیکھنے کی صورت میں دیکھنے کے بعد خریدار کو اختیار ہوگا، پسند ہے تو رکھے اور اگر پسند نہ ہو تو واپس کر دے۔ (۲)

اور اگر سودا کرتے وقت بائع یا خریدار نے خیار شرط وغیرہ کا کوئی اختیار

---

(۱) استعان برجل فی السوق لیبیع متاعه، فطلب منه اجراً فالعبرة لعادتهم أی لعادة اهل السوق، فإن كانوا يعملون بأجر يجب اجر المثل والا فلا۔ (رد المحتار: (۶/۴۲)، كتاب الإجارة، فرع فی المنح عن الخانية، ط:سعيد)۔

▭ شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/۲۹)، شرح المادة:۳۷، المقالة الثانية فی بيان القواعد الكلية الفقهية، مكتبه فاروقيه۔

▭ الأشباه والنظائر: ص:۲۲۲، كتاب الإجارات، ط:قديمی۔

(۲) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولاخيار لواحد منهما إلا من عيب أو عدم رؤية. (الهداية: (۳/۲۰، ۲۱)، كتاب البيوع، ط:رحمانيه)

▭ الدر المختار مع الرد: (۴/۵۲۸)، كتاب البيوع، ط:سعيد۔

▭ لأن أحد المتعاقدين لاينفرد بالفسخ كما لاينفرد بالعقد. (الهداية: (۳/۱۵۴)، كتاب أدب القاضی، باب التحكيم، ط:رحمانيه)

▭ تبيين الحقائق: (۴/۱۹۸)، كتاب القضاء، باب مسائل شتی، ط:امداديه ملتان۔

▭ مجمع الأنهر: (۳/۲۳۶)، كتاب القضاء، مسائل شتی من كتاب القضاء، ط:دار الكتب العلمية۔

حاصل کرلیا تھا تو اس اختیار کی وجہ سے سودا ختم کرنا جائز ہوگا۔[۱]

سودا طے نہیں کیا چیز ضائع ہوگئی

''پسند آگئی تو میں لے لوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۴/۲)

سودا کم پیک کرنا

''اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۴/۱)

سودا مکمل ہوتا ہے

ایجاب کے بعد اسی مجلس میں قبول کرنے سے سودا مکمل ہوجاتا ہے۔[۲]

''سودا'' نہ ہونے پر بیعانہ کی رقم لے لینا

مثلاً ایک گاہک دکان پر آتا ہے، اور ایک مال پر اس شرط پر بیعانہ دے کر جاتا ہے کہ اگر میں تین ماہ تک نہ آؤں اور مال نہ لے جاؤں تو مجھے بیعانہ پر کوئی

---

(۱) وأما بيان مايرفع حكم البيع، فنقول وبالله التوفيق: حكم البيع نوعان، نوع يرفع بالفسخ وهو الذى يقوم برفعه أحد العاقدين وهو حكم كل بيع غير لازم كالبيع الذى فيه أحد الخيارات الأربع. (بدائع الصنائع: (۳۰۶/۵)، كتاب البيع، فصل وأما بيان مايرفع حكم البيع، ط: سعيد)

▭ كل من شرط له الخيار فى البيع يصير مخيرا بفسخ البيع فى المدة المعينة للخيار. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۲۶/۱)، المادة: ۳۰۱، الكتاب الأول فى البيوع، الباب السادس فى بيان الخيارات، الفصل الأول فى بيان خيار الشرط، مكتبه فاروقيه)

▭ الهداية: (۳۳/۳)، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رحمانيه۔

(۲) وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع. (الهداية: (۲۰/۳)، كتاب البيوع، ط: رحمانيه)۔

▭ الدر المختار مع الرد: (۵۲۸/۴)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

▭ الشرط الأول: أن يتحد مجلس الإيجاب والقبول، فلايجوز أن يكون الإيجاب فى مجلس، والقبول فى مجلس. (الفقه الإسلامى وأدلته: (۲۹۳۵/۴)، القسم الثانى: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الثانى، المطلب الثانى: عناصر العقد، مجلس العقد، ط: رشيديه)۔

اختیار نہیں ہوگا، اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر مشتری (گاہک) مال نہ لے تو ہر حال میں بیعانہ کی رقم واپس کرنا ضروری ہے، شرط کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، وہ رقم مشتری کی امانت ہے، اس کا لینا شرعاً جائز نہیں، اگر سودا ہو تو وہ رقم حساب میں لے لی جائے، اور اگر سودا نہ ہو تو وہ رقم واپس کر دی جائے، تاجر کو روک لینے کا حق نہیں ہے۔ (۱) گاہک کا نام و پتہ معلوم ہو یا فون یا موبائل نمبر موجود ہو تو اسے خبر کر کے رقم واپس لوٹانے کا انتظام کریں، اور اگر نام پتہ اور فون یا موبائل نمبر معلوم نہ ہو، اور رقم پہنچانا دشوار ہو تو اس کی طرف سے غریبوں کو دے دی جائے، اگر اس کے بعد وہ کسی وقت آجائے اور تقسیم کر دینے پر رضامندی کا اظہار کرے تو بہت ہی اچھی بات ورنہ اتنی مقدار رقم واپس کر دیں اس صورت میں ثواب دکاندار کو ملے گا۔ (۲)

---

(۱) ونهى عن بيع العربان، أن يقدم إليه شيء من الثمن، فإن اشترى حسب من الثمن وإلا فهو له مجانا، وفيه معنى الميسر. (حجة الله البالغة: (۲/۲۸۸)، بيوع فيها معنى الميسر، ط: قديمي)۔

بيع العربان وصورته: أن يشترى الرجل شيئا فيدفع إلى المبتاع من ثمن ذلك المبيع شيئا على أنه إن نفذ البيع بينهما كان ذلك المدفوع من ثمن السلعة، وإن لم ينفذ ترك المشترى بذلك الجزء من الثمن عند البائع، ولم يطالبه به، وإنما صار الجمهور إلى منعه لأنه من باب الغرور والمخاطرة وأكل مال بغير عوض. (بداية المجتهد ونهاية المقتصد: (۵/۸)، الباب الرابع في بيوع الشرط والثنيا، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)۔

سنن ابن ماجه: ص: ۱۵۸، أبواب التجارات، باب بيع العربان، ط: قديمي۔

إعلاء السنن: (۱۴/۱۶۶)، كتاب البيوع، باب النهي عن بيع العربان، ط: إدارة القرآن۔

(۲) يعرف إلى أن يغلب على رأيه أن صاحبه لا يطلبه بعد ذلك، فبعد ذلك في القليل إن جاء صاحبها دفعها إليه، وإن لم يجيء فهو بالخيار إن شاء أمسكها حتى يجيء صاحبها وإن شاء تصدق بها، فإن تصدق ثم جاء صاحبها كان صاحبها بالخيار إن شاء أجاز الصدقة ويكون الثواب له، وإن لم يجز الصدقة فإن كانت قائمة في يد الفقير يأخذها من الفقير، وإن لم تكن قائمة كان له الخيار إن شاء ضمن الفقير وإن شاء ضمن الملتقط... فإن ضمن الملتقط ملكها الملتقط من وقت الأخذ فيكون الثواب له. (الخانية على هامش الهندية: (۳/۳۸۹)، كتاب اللقطة، ط: رشيديه)۔

الدر مع الرد: (۴/۲۷۹، ۲۸۰)، كتاب اللقطة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۵/۱۹۳)، كتاب اللقطة، ط: سعيد۔

سوداواپس کرنا

☆سوداواپس کرنے کی عام طور پر تین صورتیں ہیں:

☆بیع یعنی خرید و فروخت کے لفظ کے ساتھ سوداواپس کرے، یعنی خریدار اپنے بائع سے کہے کہ یہ چیز میں نے آپ کے ہاتھ فروخت کی، اور بائع نے قبول کرلی، یا بائع کہے کہ واپس نہیں لیتا، البتہ آپ سے خریدتا ہوں، اور خریدار قبول کرلے تو یہ بائع، مشتری اور دیگر سب لوگوں کے حق میں بیع شمار ہوگی، اقالہ نہیں ہوگا۔ (۱)

نوٹ: یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مشتری نے چیز واپس کرنے سے پہلے پوری قیمت ادا کردی ہو ورنہ پوری قیمت ادا کرنے سے پہلے دوبارہ آپس میں سودا کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

☆خریدار قیمت کی ادائیگی کے بعد جب سوداواپس کرنا چاہے، اور بائع کہے کہ میں سوداواپس نہیں لیتا، البتہ میں آپ سے خرید لیتا ہوں، اور خریدار راضی ہوجائے تو یہ کسی بھی قیمت پر خریدنا جائز ہوگا، خواہ سابقہ قیمت پر ہو یا اس سے کم

---

(۱)ولو بلفظ البيع فبيع إجماعا۔قوله: بلفظ البيع) كما لو قال البائع له بعني ما اشتريت فقال: بعت كان بيعا بحر.(الدر مع الرد:(۱۲۷/۵)، كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب تحرير مهم في إقالة الوكيل بالبيع، ط:سعيد)۔

البحر الرائق:(۱۰۳/۶)، كتاب البيع، باب الإقالة، ط:سعيد۔

حاشية الطحطاوى على الدر:(۹۱/۳)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط:المكتبة العربية۔

اللباب في شرح الكتاب:(۲۱۸/۱)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط:قديمي۔

(۲) ولايجوز شراء ما باع البائع... بأقل مما باع... قبل نقد كل الثمن الأول أو بعضه وإن بقي من ثمنه درهم كما في السراج.(مجمع الأنهر:۸۸/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد:(۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوى بلبن البنت للرمد قولان، ط:سعيد۔

حاشية الطحطاوى على الدر المختار:(۷۳/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:المكتبة العربية۔

وبیش قیمت پر ہو بہر صورت جائز ہے کیونکہ دوسرے سودے کا تعلق پہلے سودے سے نہیں ہے۔(۱)

☆اگر سودے کو فسخ کرنے یا اس کو چھوڑنے یا رد کرنے کے الفاظ کے ساتھ سودے کو واپس کیا تو وہ واپس کرنے والے اور واپس لینے والے اور دیگر تمام لوگوں کے حق میں فسخ شمار ہوگا، بیع شمار نہیں ہوگی۔(۲)

☆اگر اقالہ کے لفظ کے ساتھ سودے کو واپس کیا، مثلاً خریدار نے بائع سے کہا کہ سودے کا اقالہ کرلے، تو یہ عاقدین کے حق میں فسخ شمار ہوگا، اور دوسرے کے حق میں جدید بیع شمار ہوگی۔(۳)

سود اور تجارتی منافع میں فرق

تجارتی منافع اور سود میں فرق یہ ہے کہ تجارت اور بیع میں جو نفع حاصل ہوتا ہے وہ مال کے عوض ہوتا ہے، اور قرض میں جو منافع لیا جاتا ہے وہ بلا عوض لیا جاتا

---

(۱)انظر رقم الحاشية: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲)ولو بلفظ مفاسخة أو متاركة أو تراد لم تجعل بيعا اتفاقا۔ قوله: ولم تجعل بيعا اتفاقا) إعمالا لموضوعه اللغوى ط عن الدرر۔(الدر مع الرد: (۱۲۷/۵)، كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب تحرير مهم فى إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد)۔

🗀مجمع الأنهر: (۱۰۵/۳)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀البحر الرائق: (۱۰۳/٦)، كتاب البيع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

🗀حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۹۱/۳)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: المكتبة العربية۔

(۳)وحكم الإقالة أيضا أنها بيع جديد فى حق ثالث إذا تمت بلفظ الإقالة. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۳/۱)، قبيل المادة: ۱۹۰، الكتاب الأول فى البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس فى إقالة البيع، ط: مكتبه فاروقيه)۔

🗀 (وهى) الاقالة (فسخ فى حق المتعاقدين... (بيع جديد فى حق غيرهما) لو بعد القبض بلفظ الإقالة. (اللباب فى شرح الكتاب: (۲۱۸/۱)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: قديمى)۔

🗀الدر المختار مع الرد: (۱۲۷/۵)، كتاب البيوع، باب الإقالة، مطلب تحرير مهم فى إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد۔

ہے، مثلاً اگر کسی نے ایک گز کپڑا سو روپے میں خریدا پھر اس کو ایک سو دس روپے میں فروخت کیا، تو جس طرح سو روپے کو ایک گز کپڑے کا بدل قرار دیا جائے گا، اسی طرح ایک سو دس روپے کو بھی ایک گز کپڑے کا بدل قرار دیا جائے گا، لہٰذا یہ حلال ہے، بلکہ ایک گز سو روپے کے کپڑے کو اگر ایک سو دس روپے کی جگہ ایک سو پندرہ یا ایک سو بیس روپے میں فروخت کرے تب بھی یہ منافع چونکہ مجموعہ کپڑے کے عوض میں ہے اس لئے جائز و حلال ہے، البتہ یہ دوسری بات ہے کہ مارکیٹ کے بھاؤ سے بہت زیادہ قیمت وصول کرنا غبن فاحش ہونے کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، لیکن پھر بھی یہ سود کی طرح حرام نہیں ہے۔

لیکن اگر کسی دوسرے کو ہزار روپیہ قرض دیا ہے، تو اس سے اگر ایک ہزار دس روپیہ لیتا ہے، تو ایک ہزار روپیہ تو قرض کے بدلے اور عوض میں ہوئے، لیکن دس روپیہ زائد اور بلاعوض اور بلا بدل ہوئے، اس لئے اس کا لینا سود ہے، ناجائز اور حرام ہے۔

واضح رہے کہ سود میں مقدار کی کمی بیشی سے کچھ فرق نہیں پڑتا، سود ہر حال میں حرام و ناجائز ہے، مثلاً سو روپے پر ایک روپیہ منافع لینا جیسا سود ہے، دس روپے کا منافع لینا بھی سود ہے۔

اور اس میں نکتہ یہ ہے کہ سونا چاندی اور اس کے متبادل نقد اور رائج الوقت سکوں میں جبکہ جنس متحد ہو تو تقابل کے وقت "مقابلة الأجزاء بالأجزاء" ہوگا، مثلاً ایک روپے کے عوض میں اگر کسی نے دو روپے لئے تو ایک روپیہ کے اجزاء ایک روپیہ کے عوض میں ہوں گے، باقی ایک روپیہ بلاعوض ٹھہرے گا۔

اور جب جنس مختلف ہو تو اس وقت "مقابلة الأجزاء بالأجزاء" نہیں ہوگا، بلکہ مجموعہ کا تقابل مجموعہ سے ہوگا، مثلاً کسی نے ایک ڈالر کے عوض میں اگر سو

روپے لئے تو ایک ڈالر کے مجموعہ کو پورے سوروپے کے مجموعے کے مقابل ٹھہرائیں گے، ایسا نہیں کہ ایک ڈالر کے بدلے میں ایک روپے کو اور ۹۹ روپے کو سود قرار دیا جائے، کیونکہ دونوں کی حیثیت میں فرق ہونے کی وجہ سے مالیت اور منافع اور مقصد میں بہت فرق ہے اور دوملکوں کی کرنسی ہونے کے اعتبار سے جنس میں فرق بھی ہے، اس فرق کے باوجود دونوں کا مقابلہ اجزا کے اعتبار سے کرنا اور دونوں میں فرق کا لحاظ نہ کرنا عقل و دانش کی بات نہیں ہوگی، اس واسطے کہ مختلف الجنس نقود اور اشیاء میں مقابلہ مجموعہ کا مجموعہ سے ہوتا ہے، اجزاء سے نہیں ہوتا، اور متحد الجنس نقود میں اجزاء کا مقابلہ اجزاء سے ہوتا ہے۔

بہر حال یہ فرق تو صرف سمجھانے کے لئے بیان کیا ہے، ورنہ اگر اللہ تعالیٰ کے قول کی کوئی وجہ بھی بیان نہ کی جائے، پھر بھی قرض پر سود اور منافع لینا جائز نہیں ہوگا، اور تجارت اور بیع پر منافع لینا جائز ہوگا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے مقابلہ میں دونوں کو برابر قرار دیتے ہوئے حلال قرار دیتا ہے، اس کی دلیل اور استدلال کی مثال اس طرح ہے کہ جیسا کہ کوئی کہے کہ بیوی جس طرح عورت ہے، ماں بہن بھی عورت ہیں، اگر بیوی حلال ہے تو ماں بہن اور بیٹی بھی حلال ہے، کیونکہ عورت ہونے کے اعتبار سے سب برابر ہیں، ایک کی حلت اور دوسری کی حرمت سمجھ سے باہر ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ کوئی کہے کہ چوپائیوں میں بکرے، بھیڑ، دنبے جس طرح جانور ہیں تو کتے، بھیڑیے، چیتے بھی جانور ہیں، سب ایک جیسے ہیں، جسامت اور شکل و شباہت میں سب ملتے جلتے ہیں، لہٰذا سب جانور حلال ہونے چاہئیں، حالانکہ شریعت نے پہلی قسم کے جانوروں کو حلال اور دوسری قسم کے جانوروں کو حرام قرار دیا ہے، لہٰذا جس طرح حلال اور حرام عورتوں میں فرق نہ کرنا، اور حلال جانور اور حرام میں فرق نہ کرنا حد درجہ بے وقوفی اور بے عقلی ہے، اسی طرح سود اور تجارتی

منافع میں فرق نہ کرنا بھی حد درجہ بے وقوفی اور بے عقلی کی بات ہے۔(۱)

”سودا“ ہر اعتبار سے صاف ہونا ضروری ہے

بیچنے اور خریدنے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے ہر طرح سے اس کو صاف کرلے، کوئی بات گول مول نہ ہو، تاکہ دونوں کے درمیان جھگڑا نہ ہو، اسی طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر کریں، اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی

---

(۱) قال الله تعالی: أحل الله البیع وحرم الربا۔ (سورة البقرة: ۲۷۵)۔

وذكر القفال رحمه الله تعالى الفرق بين البابين، فقال: من باع ثوبا يساوي عشرة بعشرين فقد جعل ذات الثوب مقابلا بعشرين، فلما حصل التراضي على هذا التقابل صار كل واحد منهما مقابلا للآخر في المالية عندهما، فلم يكن أخذ من صاحبه شيئا بغير عوض، أما إذا باع العشرة بالعشرة فقد أخذ العشرة الزائدة من غير عوض، ولا يمكن أن يقال: إن غرضه هو الإمهال في مدة الأجل لأن الامهال ليس مالا أوشيئا يشار إليه حتى يجعله عوضا عن العشرة الزائدة، فظهر الفرق بين الصورتين. (تفسير الرازي: (۱/۱۰۳۹)، سورة البقرة: ۲۷۵، ط: دار احیاء التراث العربی)۔

اللباب فی علوم الکتاب: (۴/۴۵۲)، سورة البقرة: ۲۷۵، ط: دار الکتب العلمیة۔

أما بيعها (أي السيف المحلى بالفضة) بالفضة فعلى أربعة أوجه: إن كان يعلم أن فضة الحلية أكثر فهو فاسد، وكذلك إن كانت الحلية مثل النقد في الوزن، لأن الجفن والحمائل فضل خال عن العوض، فإن مقابلة الفضة بالفضة في البيع تكون بالأجزاء. (المبسوط للسرخسي: (۱۴/۵)، کتاب الصرف، ط: دار المعرفة)۔

استدل الحنفية على أن علة الربا هي الكيل أو الوزن: بأن التساوي أو المماثلة في العوضين شرط في صحة البيع، وحرمة الربا لوجود فضل مال خال عن العوض، وهذا يوجد في غير المنصوص عليه في الحديث السابق، مثل الجص والحديد ونحوهما. والتساوي أو المماثلة بين الشيئين يكون باعتبار الصورة والمعنى والقدر المتفق (وهو الكيل أو الوزن) يحقق المماثلة صورة، والجنس يحقق المماثلة معنى؛ لأن المجانسة في الأموال عبارة عن تقارب المالية، فالقفيز يماثل القفيز، والدينار يماثل الدينار، فيكون القفيز الزائد فضل مال خال عن العوض يمكن التحرز عنه في عقد المعاوضة، فكان ربا. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۳۷۱۵)، الربا، المطلب الثالث مذاهب الفقهاء في علة الربا، ط: رشیدیه)۔

بدائع الصنائع: (۵/۱۸۴)، کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید۔

معارف القرآن للکاندھلوی: (۱/۵۲۸،۵۲۷)، سورة البقرة: ۲۷۵، عنوان: ”بیع اور سود میں فرق“، ط: مکتبة المعارف۔

طرح معلوم اور طے نہیں ہوگی تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔[1]

(۱۵۸) سودا ہونے کے بعد اس پر قائم رہنا

جب بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) نے قیمت وصول کر کے، کسی چیز کا سودا کر لیا تو اس کی پابندی کرنا ضروری ہے، اگر چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے چیز کی قیمت بڑھ گئی تو بائع زیادہ قیمت نہیں لے سکتا، اور اگر قیمت کم ہوگئی تو خریدار قیمت بھی کم نہیں کرا سکتا، اور لینے سے انکار بھی نہیں کر سکتا، کیونکہ سودا ہونے کے بعد اس پر پابندی کرنا ضروری ہے،[2] ہاں اگر سودا ختم کرنے کا ارادہ ہے تو بائع اور مشتری دونوں کی رضامندی ضروری ہے۔[3]

---

(۱) ومنها أن يكون المبيع معلوما وثمنه معلوما علما يمنع المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولا جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع. (بدائع الصنائع: (۱۵٦/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)۔

البحر الرائق: (۲٦۰/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (۳/۳)، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه... إلخ، ط: رشيديه۔

(۲) وكذا لو جاء رجل إلى بائع الحنطة ودفع له خمسة دنانير وقال: بكم تبيع المد من هذه الحنطة؟ فقال: بدينار فسكت المشتري، ثم طلب منه الحنطة، فقال البائع: أعطيك إياها غدا ينعقد البيع أيضا وإن لم يجر بينهما الإيجاب والقبول وفي هذه الصورة لو ارتفع سعر الحنطة في الغد إلى دينار ونصف يجبر البائع على إعطاء الحنطة بسعر المد بدينار وكذا بالعكس لو رخصت الحنطة وتدنت قيمتها فالمشتري مجبر على قبولها بالثمن الأول. (مجلة الأحكام العدلية: (۳٦/۱)، رقم المادة: ۱۷۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني في بيان لزوم موافقة القبول الإيجاب، ط: نور محمد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ٦۵، ٦۳)، رقم المادة: ۱۷۵، ط: مكتبه فاروقيه۔

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/ ۳۸، ۳۷)، رقم المادة: ۱۷۵، ط: رشيديه

الشامية: (۵۱۳/۴)، كتاب البيوع، قبيل مطلب البيع بالتعاطي، ط: سعيد۔

(۳) وأما شرائط صحة الإقالة فمنها رضا المتقايلين. (بدائع الصنائع: (۳۰۸/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما بيان ما يرفع حكم العقد، ط: سعيد)۔

البحر الرائق: (۱۰۱/٦)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

للعاقدين أن يتقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده. وقال العلامة سليم رستم: فالرضا شرط في الإقالة=

سودا ہونے کے بعد مال تاخیر سے دینا

(۱۵۹) خریدار نے بائع (سیلر) یا دکاندار سے کہا کہ چینی کیا دام ہے؟ بائع یا دکاندار نے کہا ستر روپے کلو، تھوڑی دیر کے بعد خریدار نے بائع یا دکاندار سے وہی چینی پانچ کلو طلب کی، بائع یا دکاندار نے کہا کہ میں آپ کو کل دے دوں گا، تو اس طرح کرنے سے ان کے درمیان سودا ہوگیا اب آئندہ اگر وہی چینی مہنگی ہوگئی تو بائع یا دکاندار اس خریدار کو مہنگے دام سے نہیں دے گا، بلکہ ستر روپے کلو کے حساب سے دے گا، اسی طرح اگر چینی سستی ہوگئی تو خریدار ستر روپے کلو کے حساب سے لینے سے انکار نہیں کرسکتا۔

اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ چینی پہلے سے بائع یا دکاندار کے پاس موجود ہو، لیکن وہ ان کی ادائیگی تاخیر سے کرتا ہے۔ (۱)

اور اگر چیز موجود ہی نہ ہو، اور سودا ہوجانے کے بعد بائع وہ چیز بعد میں حوالہ کرے تو یہ سودا ناجائز اور باطل ہے، اور جب بائع چیز حوالہ کردے گا تو بیع تعاطی بھی نہیں ہوگی۔ (۲)

=کما فی سائر العقود. (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۷۳)، رقم المادة: ۱۹۰، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الأول، الفصل الخامس فی إقالة البیع، ط: مکتبہ فاروقیہ)۔

(۱) انظر رقم الحاشية: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۲) یلزم أن یکون المبیع موجودا. قال العلامة سلیم رستم باز: فبیع المعدوم باطل. (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۷۸)، رقم المادة: ۱۹۷، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول: فی شروط المبیع وأوصافه، ط: مکتبہ فاروقیہ)

وأما شرائط المعقود علیه فأن یکون موجودا... فلم ینعقد بیع المعدوم. (البحر الرائق: ۵/ ۲۵۹)، کتاب البیع، ط: سعید۔

یشترط فی بیع التعاطی أن یسمی الثمن وأن یکون المبیع موجودا. (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/۱۴۳)، شرح المادة: ۱۷۵، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الأول، الفصل الأول فیما یتعلق برکن البیع، ط: دار الجیل)

سودا ہونے کے بعد مال حوالہ کرنا لازم ہے

''بیع کے بعد مشتری چیز کا مالک بن جاتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سود پر سرمایہ حاصل کرنا

ایکسپورٹ وغیرہ کے لئے سود کی بنیاد پر سرمایہ لینا یا سودی قرضہ لینا ناجائز اور حرام ہے،[1] مزید تفصیل کے لئے ''ایکسپورٹ کرنے کے لئے سرمایہ کا حصول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

سود پر قرض دینے والے دو ادارے

اس وقت دنیا میں بڑے ادارے مختلف ملکوں کو سود پر قرض دیتے ہیں تقریباً ایک سو اسی (۱۸۰) سے زائد ممالک کسی نہ کسی سطح پر ان دو اداروں (ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف) کے زیر اثر ہیں۔ یہ ادارے نہ صرف ملکوں کو کنٹرول کرتے ہیں بلکہ ان کی سیاست، سفارت کاری، ثقافت اور بیوروکریسی پر بھی حکومت کرتے ہیں، یہ جس ملک سے ناراض ہوجائیں یا اس ملک کے صاحبان اقتدار ان کی ہاں میں ہاں نہ ملائیں تو وہ ملک سسکنا شروع ہوجاتا ہے، صرف انہی ملکوں کی صنعت وتجارت ترقی

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا ومؤکلہ وکاتبہ وشاھدیہ وقال: ھم سواء۔ (صحیح مسلم: (۲۸/۲)، کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الربا، ط: قدیمی)۔

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۴)، کتاب البیوع، باب الربو، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

سنن أبی داود: (۱۱۷/۲)، کتاب البیوع، باب اکل الربا ومؤکلہ، ط: مکتبہ امدادیہ ملتان۔

ربا الجاھلیۃ: قال العلامۃ الجصاص: الربا الذی کانت العرب تعرفه وتفعله إنما کان قرض الدراھم والدنانیر إلی أجل بزیادۃ علی مقدار ما استقرض علی ما یتراضون به۔ وقال فی موضع آخر: معلوم أن ربا الجاھلیۃ إنما کان قرضا مؤجلا بزیادۃ مشروطۃ فکانت الزیادۃ بدلا من الأجل فأبطله اللہ تعالی وحرمه۔ فما یستقرضه المسلم من المصرف سواء کان للتجارۃ أو زواج أو شراء مسکن...... کل ذلک ربا۔ (الکافی فی الفقه الحنفی: (۱۳۴/۳)، کتاب البیوع، باب الربا، ربا الجاھلیۃ، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)۔

کی شاہراہ پر گامزن ہوتی ہے، جس ملک کو یہ ترقی کی اجازت دیتے ہیں۔ جب یہ کسی سے خوش ہوتے ہیں تو اس کے لئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں، اور اگر ناراض ہوتے ہیں تو حکمرانوں کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ عوام کو مہنگائی کی چکی میں پیس کر رکھ دیں، ان کے لئے ضروریات زندگی ٹیکس لگا کر مہنگی کر دیں، بجلی گیس اور پیٹرول میں خاطر خواہ اضافہ کر دیں، اس جمہوری دور میں جب ضروریات زندگی گراں اور مہنگی ہوتی ہیں تو عوام جلسوں اور جلوسوں کی شکل میں حکمرانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ حکمران مسند اقتدار سے جلد فارغ ہو کر گھر جا بیٹھتا ہے انکار کرتا ہے تو اسے ''دیوالیہ'' ہونے کی خوشخبری سنادی جاتی ہے، اس کے لئے ''نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن'' والا معاملہ ہو جاتا ہے۔[1]

سود پر قرض لینا

سود لینا اور دینا دونوں ہی بہت ہی بڑے گناہ اور معصیت کے کام ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کا اعلان کرنا ہے،[2] اور سود کے ایک درہم کا گناہ اپنی ماں سے ۳۶ دفعہ ناجائز تعلق قائم کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے،[3]

(۱) پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت تالیف جناب حکیم محمود احمد ظفر (صفحہ: ۲۸۳) ط: بیت العلوم لاہور)

(۲) یاایها الذین آمنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربا إن کنتم مؤمنین فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من اللہ ورسوله۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۸، ۲۷۹)۔

(۳) عن عبداللہ بن حنظلة غسیل الملائکة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: درهم الربا یأکله الرجل وهو یعلم أشد من ستة وثلاثین زنیة. (مسند الإمام أحمد: (۲۹۶/۶)، رقم الحدیث: ۲۱۵۰، حدیث عبداللہ بن حنظلة بن الراهب بن أبی عامر الغسیل غسیل الملائکة رضی اللہ عنه، ط: دار احیاء التراث العربی)

☜ کنز العمال: (۱۰۶/۴)، رقم الحدیث: ۹۷۶۱، کتاب البیوع، الباب الرابع: فی الربا، الفصل الأول: فی الترهیب عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

☜ مجمع الزوائد: (۲۱۰/۴، ۲۱۱)، رقم الحدیث: ۶۵۷۳، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا، ط: دار الفکر۔

☜ مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۶، ۲۴۵)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔

اس لئے سودی قرض لینا اور دینا جائز نہیں ہے، اس سے بچنا ضروری ہے، ورنہ آخرت کے عذاب کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی خیر و برکت سے محرومی رہے گی۔ (۱)

ہاں اگر آدمی شدید مجبور ہو اور ذریعۂ معاش اور بنیادی ضرورت مثلاً کھانے کپڑے اور مکان کی تکمیل قرض کے بغیر ممکن نہ ہو اور کہیں سے بلا سودی قرضہ نہ ملے تو مجبوراً بقدر ضرورت سودی قرضہ لے کر کھانا، کپڑا اور مکان خریدنے کی اجازت ہوگی، محض تعیش، آرام طلبی، اور معاشی معیار بلند کرنے کے لیے سودی قرضہ لینا جائز نہیں ہوگا، یہ مسئلہ حد سے زیادہ نازک ہے، اس میں حد سے زیادہ احتیاط کرنا ضروری ہے، ورنہ آخرت میں تباہی ہوگی۔ (۲)

سود چھتیس بار زنا سے زیادہ سخت گناہ ہے

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی سود کا ایک درہم کھائے حالانکہ اسے پتہ

---

(۱) أنظر رقم الحاشية: ۱، على الصفحة: ۱۶۰۔ (عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله)

(۲) وفي القنية والبغية: يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۹۳)، الفن الأول، قبيل القاعدة السادسة، ط: قديمي)۔

وذالك نحو أن يقترض عشرة دنانير مثلا ويجعل لربها شيئا معلوما في كل يوم ربحا۔ (حاشية الحموي على الاشباه: (۱/۲۶۷)، القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن)۔

وعن جابر بن عبد الله رضي الله تعالى لعن رسول الله ﷺ اكل الربا ومؤكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء، ولا يحل الا عند الضرورة الملجئة، استناداً للقاعدة الفقهية ۔[الضرورات تبيح المحظورات] التي استمدت حجيتها من الآية الكريمة [إنما حرم عليكم الميتة والدم و لحم الخنزير... فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه]۔ (البقرة: ۱۷۳) فمن الجئته الضرورة إلى الأكل من هذه المحرمات فيباح له ذلك بشرط أن يأكل منها غير قاصد التلذذ، وألا يتعدى في مقدار ما يأكل حد الضرورة، بل بقصد دفع الضرورة وحفظ الحياة فالضرورات تقدر بقدرها... وهذا الحكم أيضا ينسحب على الربا، فهو محظور لا يحل الا في حال الضرورة الملجئة۔ (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۳/۲۵۰)، انواع الربا، الضرورات تبيح المحظورات، ط: دار القلم دمشق)۔

...ی ہے کہ سود کا ہے تو یہ چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ (۱)

سود حرام ہونے کی بنیادی وجوہات

سود حرام ہونے کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ اس سے لوگوں کے اندر رحم دلی کی جگہ سنگدلی اور بے رحمی پیدا ہوتی ہے، سخاوت کی جگہ بخل پیدا ہوتا ہے، معاشی ہمدردی کی جگہ معاشی کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے، انسانی ہمدردی کی جگہ انسان کا خون چوسنے کی عادت پڑتی ہے، جبکہ شریعت کا منشاء اور مقصد یہ ہے کہ ایک ضرورت مند انسان کی ضرورت کو دیکھ کر دوسرے انسان کے دل میں رحم دلی پیدا ہو اور وہ سخاوت کا مظاہرہ کرے، اپنے بھائی کی ہمدردی کرے، اور بے غرض ہو کر اس کی مدد کرے، اگر دوسرے کو قرض دے تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اس کی خوشنودی کو مدنظر رکھ کر مقروض کو بلا کسی منافع کے قرض دے، اور اس سے کوئی معاملہ کرے تو ایسا کوئی معاملہ نہ کرے جس سے بخل پیدا ہوتا ہو، ہمدردی کی جگہ نفرت پیدا ہوتی ہو، معاشی تعاون کی جگہ عدم تعاون پیدا ہوتا ہو، اسی واسطے سود کے جتنے معاملات اور کاروبار ہیں، شریعت اسلامیہ نے سب کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ اس سے وہ تمام اخلاق رذیلہ پیدا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسان سے انسانیت ختم ہو جاتی ہے، اور اس

---

(۱) عن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة. قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والطبراني في الكبير (الترغيب والترهيب: (۳/ ۸۲)، كتاب البيوع، الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية.)

☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي.

☐ مسند أحمد: (۵/ ۲۲۵) رقم الحديث: ۲۲۰۰۷، حديث عبد الله بن حنظلة بن الراهب، ط: مؤسسة قرطبة.

☐ كنز العمال: (۴/ ۱۰۶) رقم الحديث: ۹۷۶۱، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الرابع: في الربا، الفصل الأول: في الترهيب عنه، ط: مؤسسة الرسالة.

کے اندر حیوانیت اور درندگی پیدا ہوتی ہے۔ (۱)

۱۶۳ سود خور جنت میں داخل نہیں ہوگا

سود خور جنت میں داخل نہیں ہوگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ ان کو نہ جنت میں داخل کریں گے اور نہ ان کو جنت کی کوئی نعمت چکھائیں گے۔ ❶ دوام (ہمیشگی) کے ساتھ شراب پینے والا۔ ❷ سود کھانے والا۔ ❸ ناحق طور پر یتیم کا مال کھانے والا۔ ❹ اپنے ماں باپ کی نافرمانی

---

(۱) إن حكمة تحريم ربا النسيئة إجمالا: هي ما فيه من إرهاق المضطرين، والقضاء على عوامل الرفق والرحمة بالإنسان، ونزع فضيلة التعاون والتناصر في هذه الحياة، واستغلال القوى لحاجة الضعيف، وإلحاق الضرر العظيم بالناس، فإذا صارت النقود محلا للتعامل بزيادة ربوية، كالسلع العادية حالا أو نسيئة، اختل معيار تقويم الأموال الذي ينبغي أن يكون محدودا مضبوطا لا يرتفع ولا ينخفض. وإذا جاز ربا النسيئة في المطعومات ببيع بعضها ببعض لأجل، اندفع الناس إلى هذا البيع، طمعا في الربح، فيصبح وجود الطعام حالا عزيز المنال، فيقع الضرر في أقوات العالم. (الفقه الاسلامي وأدلته: (۳۷۱۳/۵)، الربا، المطلب الثالث مذاهب الفقهاء في علة الربا، حكمة التحريم، ط: رشيدیه)۔

📂 وأبدأ لتحريم الربا أمورا غير مطردة في كل أنواعه، ومن ثم قلت فيما مر إن بعضه تعبدي: منها: أنه إذا باع درهما بدرهمين نقدا أو نسيئة أخذ في الأول زيادة من غير عوض، وحرمة مال المسلم كحرمة دمه وكذا في الثاني لأن انتفاع الأخذ بالدرهم الزائد أمر موهوم، فمقابلة هذا الانتفاع الموهوم بدرهم زائد فيه ضرر أي ضرر. ومنها: أنه لو حل ربا الفضل لبطلت المكاسب والتجارات إذ من يحصل درهمين بدرهم كيف يتجشم مشقة كسب أو تجارة وببطلانهما تنقطع مصالح الخلق، إذ مصالح العالم لا تنتظم إلا بالتجارات والعمارات والحرف والصناعات. ومنها: أن الربا يفضي إلى انقطاع المعروف والإحسان الذي في القرض إذ لو حل درهم بدرهمين ما سمح أحد بإعطاء درهم بمثله. ومنها: أن الغالب غنى المقرض وفقر المستقرض، فلو مكن الغني من أخذ أكثر من المثل أضر بالفقير ولم يلق برحمة الرحمن الرحيم. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۳۶۹/۱، ۳۷۰)، كتاب البيوع، الكبيرة التاسعة والسبعون والثمانون حتى الرابعة والثمانون بعد المائة أكل الربا، ط: دار الفكر، بيروت)۔

📂 المفصل في احكام الربا لعلي بن نايف الشحود: (۱۲۵/۱)، الباب الثاني: النهي عن الربا في السنة النبوية، ط: مكتبة صيد الفوائد۔

کرنے والا۔ (۱)

سود خور کے پیٹ میں سانپ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: شب معراج میں میرا گزر ایک ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ گڑھوں کی مانند بہت بڑے بڑے تھے، اور ان کے اندر سانپ بھرے ہوئے تھے جو پیٹ کے باہر ہی سے نظر آرہے تھے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ سود خور ہیں۔ (۲)

سود زنا سے بدتر ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سود کا ایک درہم جو آدمی قصداً کھالے وہ چھتیس دفعہ زنا کرنے سے بدتر ہے۔ (۳)

---

(۱) عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أربع حق على الله ان لا يدخلهم الجنة ولا يذيقهم نعيمها: مدمن الخمر، وآكل الربا، وآكل مال اليتيم بغير حق، رواه الحاكم ـ (الترغيب والترهيب: (۳/۴۷۲) رقم الحديث: ۲۸۷۵، كتاب البيوع، الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية)
المستدرك للحاكم: (۲/۳۷) كتاب البيوع، إن أربى الربا عرض الرجل المسلم، ط: دار المعرفة.
شعب الإيمان للبيهقي: (۴/ ۳۹۷) رقم الحديث: ۵۵۳۰، الباب الثامن والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أتيت ليلة أسري بي على قوم بطونهم كالبيوت فيها الحيات ترى من خارج بطونهم فقلت: من هؤلاء يا جبريل؟ قال: هؤلاء أكلة الربا. رواه أحمد وابن ماجه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمى)
سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۳)، ابواب التجارات، باب التغليظ في الربا، ط: قديمى۔
مجمع الزوائد: (۳/۱۱۲)، رقم الحديث: ۶۵۷۷، كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا، ط: دار الفكر، بيروت۔

(۳) وعن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدار قطنى. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمى)۔
مسند الإمام احمد: (۲/۲۹۶)، رقم الحديث: ۲۱۳۵۰، حديث عبد الله بن حنظلة بن الراهب =

سود سے پاک اشتہاری مہم

"اشتہاری مہم سود سے پاک ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۸/۱)

سود سے پاک کرنا

بیع کو سود کے شبہ سے بھی پاک کرنا ضروری ہے، ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی۔[1]

سود کا ادنیٰ گناہ

سود کا ادنیٰ گناہ ماں سے بدکاری کے برابر ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

=بن أبي عامر الغسيل غسيل الملائكة رضي الله عنه، ط: دار احياء التراث العربي۔

مجمع الزوائد: (۲۱۱/۴، ۲۱۰)، رقم الحديث: ۶۵۷۳، كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا، ط: دار الفكر بيروت۔

كنز العمال: (۱۰۶/۴)، رقم الحديث: ۹۷۶۱، كتاب البيوع، الباب الرابع في الربا، الفصل الأول: في الترهيب عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۱) وشرط الربا في العقد مفسد. (بدائع الصنائع: (۱۹۲/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد)

وقال الحنفية: اشتراط الربا في البيع مفسد للبيع. (المفصل في أحكام الربا: (۱۵۹/۱)، الباب الرابع: الخلاصة في أحكام الربا عند الفقهاء، أولاً: في الموسوعة الفقهية، ط: مكتبة صيد الفوائد)

وأيضا فيه (۱۶۹/۱)، الباب الرابع: الخلاصة في أحكام الربا عند الفقهاء، ثانيا جاء في كتاب الفقه الاسلامي، مكتبة صيد الفوائد)۔

عن عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه: أن آخر مانزلت آية الربوا، وأن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض ولم يفسرها لنا، فدعوا الربوا والريبة" رواه ابن ماجه، والدارمي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶)، كتاب البيوع، باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قديمي)۔

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶)، ابواب التجارات، باب التغليظ في الربا، ط: قديمي۔

قوله: فدعوا) أي أيها الناس (الربا والريبة) أي: شبهة الربا أو الشك في شيء مما اشتملت عليه هذه الآيات أو الأحاديث، فإن الشك في شيء من ذلك ربما يؤدي إلى الكفر۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۷/۶، ۵۸)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)۔

وسلم نے فرمایا کہ سود کے بہتر دروازے ہیں، ان میں سے کم ترین یہ ہے کہ جیسے آدمی اپنی ماں کے پاس آئے، اور سب سے بڑا سود آدمی کا اپنے بھائی کی عزت کے بارے میں زبان درازی کرنا ہے۔ (۱)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود ستر گناہ رکھتا ہے، ان میں سے سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ (۲)

سود کا انجام

سود کے انجام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی جتنا بھی زیادہ سود حاصل کر لے اس کا انجام قلت اور کمی ہی ہے۔ (۳)

---

(۱) عن البراء بن عازب قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم الربا اثنان وسبعون باباً، ادناها مثل اتيان الرجل امه، واربي الربا استطالة الرجل في عرض اخيه. (الترغيب والترهيب: (۳/ ٤٧۳) رقم الحديث: ۲۸۸٥، كتاب البيوع، الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الأوسط للطبراني: (۱٥٨/٧) رقم الحديث: ٧١٥١، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين، القاهره.

مجمع الزوائد: (۱۱٧/٤) رقم الحديث: ٦٥٧٥، كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا، ط: مكتبة القدس.

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون باباً أدناها كالذي يقع على أمه. (الترغيب والترهيب: (۳/ ٤٧٤) رقم الحديث: ۲۸٧٨، كتاب البيوع، الترهيب من الرباء ط: دار الكتب العلمية)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲٤٦)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي.

سنن ابن ماجة: (ص: ١٦٤)، أبواب التجارات، باب التغليظ في الربا، ط: قديمي.

المستدرك للحاكم: (۳٧/۲) إن أربي الربا عرض الرجل المسلم، ط: دار المعرفة.

(۳) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ما أحد اكثر من الربا الا كان عاقبة امره إلى قلة. (الترغيب والترهيب: (۳/ ٤٧۳)، رقم الحديث: ۲۸۹٥، كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)

سنن ابن ماجه: (ص: ١٦٤) أبوب التجارات، باب التغليظ في الربا، ط: قديمي.

كنز العمال: (١٠٥/٤) رقم الحديث: ٩٧٥٧، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الرابع: في الربا، الفصل الأول: في الترهيب عنه، ط: مؤسسة الرسالة.

سود کا حکم مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے برابر ہے

سود کا حکم مسلمان اور کافر دونوں کے لئے برابر ہے، جس طرح بیع فاسد میں مسلمان کے حق میں مبیع (بیچی گئی چیز) میں خبث اور خرابی ہوتی ہے، اسی طرح کافر کے حق میں بھی بیع فاسد میں خُبث ہوتا ہے۔ (۱)

سود کھانے اور کھلانے والے

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سود کھانے والے اور کھلانے والے اور اسے لکھنے والے، اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے، اور فرمایا کہ وہ گناہ میں برابر ہیں۔ (۲)

سود کھانے والے

سود کھانے والے قیامت کے دن اپنی قبروں سے اس حالت میں اٹھائے جائیں گے جیسے ان کو شیطان نے پکڑ کر حواس باختہ بنا دیا ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ

---

(۱) وأمّا اسلام المتبايعين، فليس بشرط لجريان الربوٰا، فيجرى الربا بين أهل الذمة و بين المسلم والذمى، لأن حرمة الربوٰا ثابتة فى حقهم۔ (بدائع الصنائع: (۲۹۳/۳) فصل فى شرائط جريان الربوٰا، و: (۸۲/٦) ط: دار الكتب العلمية، بيروت)۔

البحر الرائق: (۱۷۳/٦)، كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۱۲٦/۴)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: امداديه ملتان۔

(۲) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم أكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هم سواء، رواه مسلم وغيره. (الترغيب والترهيب: (۳/۳۷۱) كتاب البيوع، باب الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية)

صحيح مسلم: (۲/۲۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي.

الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ (۱)

ترجمہ: وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں، کھڑے نہیں ہوں گے مگر جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر خبطی بنا دیا ہو۔

مطلب یہ ہے کہ سودی لوگ قبروں سے پاگلوں اور دیوانوں کی طرح نکلیں گے لہٰذا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ اس کی قباحت، شناعت اور حرمت کا احساس کرے اور فوری طور پر اس سے جان چھڑائے اور توبہ استغفار کرے، کسی بھی طرح سود سے فائدہ اٹھانا، مثلاً کھانا، پینا، لباس، سواری، رہائش، اخراجات بچوں کی پڑھائی وغیرہ کو سود کی آمیزش اور ملاوٹ سے بچانا چاہئے۔

سود کی رقم سے ٹیکس ادا کرنا

''بینک کے سود سے انکم ٹیکس ادا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۵۶)

سود کی رقم سے خرید و فروخت کرنا

''حرام رقم سے خرید و فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۱۸۷)

سود کی ستر سے زائد برائیاں ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سود کے گناہ کے ستر درجات ہیں، سب سے ادنیٰ درجہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے۔ (۲)

---

(۱) (البقرۃ: ۲۷۶)

(۲) وعن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الربا سبعون جزءا أيسرها أن ينكح الرجل أمه۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۲۴۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: ص: ۱۶۴)، ابواب التجارات، باب التغليظ في الربا، ط: قديمي۔

كنز العمال: (۱۰۵/۴)، رقم الحديث: ۹۷۵۵، كتاب البيوع، الباب الرابع: في الربا، الفصل الأول في الترهيب عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

مطلب یہ ہے کہ سود کا گناہ اتنا خطرناک اور بدترین گناہ ہے کہ اس کا ادنیٰ درجہ بھی اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنے کے برابر ہے، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فساد کے اس پرفتن دور میں بھی کسی غیرت مند انسان کے لئے اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا تو دور کی بات ہے، کوئی ایسی بات سوچ بھی نہیں سکتا ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرے، نبی کریم ﷺ نے سود کے گناہ کو اس سے بھی بدتر قرار دیا ہے، ایسے ارشادات سننے کے بعد بھی سودی معاملے کو ترک نہ کرنا بہت بڑی افسوس کی بات ہوگی۔

سود کی شرح کو معیار بنانا

مروجہ اسلامی بینکوں میں اپنے منافع اور کرائے کے تعین کے لئے سودی فارمولے اور مروجہ سود کی شرح کو معیار بنایا جاتا ہے، اور یہ درست نہیں، مروجہ اسلامی بینک کے حامی حضرات اس بارے میں کوئی دلیل تو پیش نہیں کرتے البتہ ایک فرضی مثال بیان کرکے اس کے جواز پر استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور وہ مثال یہ ہے کہ:

"زید اور خالد دو بھائی ہیں، زید لوگوں کو سود پر قرض دیتا ہے، جبکہ خالد گارمنٹس کا کاروبار کرتا ہے، خالد یہ کہتا ہے کہ میں اپنے گارمنٹس کے کاروبار سے کم از کم اتنا منافع ضرور حاصل کروں گا جتنا میرا بھائی زید سود لیتا ہے، چنانچہ وہ اپنی اشیاء پر زید کی شرح سود کے مطابق نفع لے کر آگے فروخت کرتا ہے، اگرچہ خالد کے لئے ایسا کرنا پسندیدہ نہیں لیکن اگر وہ خرید و فروخت کی تمام شرائط پوری کر رہا ہے تو اس کے کاروبار کو محض اس لئے ناجائز نہیں کہا جائے گا کہ اس نے شرح سود کو معیار بنایا ہے، اسی طرح اگر روایتی سودی بینکوں کی طرح اسلامی بینک بھی شرح سود کے مطابق کرایہ لیں تو یہ ناجائز نہیں ہوگا۔"(۱)

---

(۱) (اسلامی بینکوں میں رائج اجارہ (ص: ۱۳۱، ۱۳۲)

عام لوگ اس مثال کو پڑھ کر دھوکے میں آجاتے ہیں اور مروجہ اسلامی بینکوں میں نفع کے لئے سودی بینکوں کی شرح سود کو جو معیار بنایا گیا ہے اس کو جائز سمجھتے ہیں حالانکہ اس مثال میں اور اسلامی اور سودی بینکوں میں کوئی مناسبت نہیں مثلاً مروجہ اسلامی بینک ہو یا سودی بینک دونوں مالیاتی ادارے ہیں، اور مذکورہ مثال میں خالد زید کی طرح مالیاتی ادارہ بنا کر مالی وسائل مہیا کرنے کا کام نہیں کرتا بلکہ اس نے گارمنٹس کی دکان کھولی ہے جو واقعی تجارت ہے اور اس کا ارادہ بھی تجارت کا ہے، تو اس سے واضح ہوا کہ خالد کی دکان مالیاتی ادارہ نہیں بلکہ تجارت کی دکان ہے، لہٰذا دونوں کو ایک سمجھنا درست نہیں ہے، ہاں اگر خالد گارمنٹس کی دکان کھول کر تجارت کی آڑ میں وہی کچھ کرتا جو زید کر رہا ہے اور علماء کرام اس کو جائز قرار دیتے تو یہ مثال درست ہوتی حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے۔

مذکورہ مثال میں خالد کا ادارہ مالیاتی ادارہ نہیں تجارتی ادارہ ہے اور زید کا ادارہ مالیاتی ادارہ ہے تجارتی ادارہ نہیں اور دونوں اداروں میں کوئی مناسبت نہیں لہٰذا اگر خالد نے اپنے منافع کا معیار شرح سود کو بنالیا ہے تو اس میں اعتراض کی بات نہیں لیکن یہاں معاملہ اس کے الٹ ہے کہ جس طرح سودی بینک مالیاتی ادارہ ہے اسی طرح مروجہ اسلامی بینک بھی مالیاتی ادارہ ہے، مالیاتی ادارہ ہونے میں دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اور مروجہ اسلامی بینک اجارہ وغیرہ کے نام پر مالیات کی سہولت فراہم کر کے فائدہ اٹھاتا ہے، حالانکہ حقیقت میں وہ اجارہ کا معاملہ ہی نہیں کرتا جس کی ایک واضح دلیل وہ معاہدہ ہے جو ابتدائی مرحلہ میں ماسٹر فنانسنگ ریگریمنٹ "اصولی معاہدہ برائے تحویل" کے عنوان سے بینک اور کلائنٹ کے درمیان طے پاتا ہے، جب یہ سرمایہ کی سہولت کا معاہدہ ہے تو اس میں مروجہ شرح سود کو معیار بنانا جائز نہیں ہے۔[1]

(۱) مروجہ اسلامی بینکاری از رفقاء دارالافتاء، جامعۃ العلوم الاسلامیہ: (ص:۲۵۸) ط: مکتبہ بینات۔

مزید یہ کہ خالد کا اپنے حلال منافع کے لئے شرح سود کو معیار بنانا ایک انفرادی عمل ہے اگر فقہی نقطۂ نظر سے اس کی کوئی گنجائش نکلتی بھی ہو تو اس کو ایک مستقل نظام کی حیثیت دینا درست نہیں کیونکہ بعض اوقات انفرادی عمل میں وہ خرابیاں نہیں پائی جاتیں جو اس کو ایک مستقل نظام کی صورت دینے سے رفتہ رفتہ اس میں پیدا ہوجاتی ہیں۔ (۱)

مروجہ اسلامی بینک کا بکنگ کی تاریخ سے قبضہ (Delivery) تک کی درمیانی مدت (Grace Period) میں اس رقم پر حاصل ہونے والے متوقع سود کو اپنی لاگت میں شمار کرنا بھی جائز نہیں کیونکہ پیسوں کا متعین نفع سود ہے۔ (۲)

سودی بینک لیزنگ کے لئے جس وقت رقم فراہم کرتا ہے اسی تاریخ سے کرایہ لینا شروع کر دیتا ہے خواہ کلائنٹ کو گاڑی چند ماہ بعد ملے، مروجہ اسلامی بینکوں کا لیزنگ کا طریق کار بھی یہی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ اسلامی بینک اس کو علیحدہ

---

(۱) ولا يجوز بالضعيف العمل ولا به يجاب من جاء يسئل
إلا لعامل له ضرورة أو من له معرفة مشهورة

وقد ذكر صاحب البحر في الحيض في بحث ألوان الدماء أقوالاً ضعيفة ثم قال: وفي المعراج عن فخر الأئمة لو أفتى مفتي بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة طلباً للتيسير كان حسناً وبه علم أن المضطر له العمل بذلك لنفسه كما قلنا وأن المفتي له الافتاء به للمضطر۔ فما مر من أنه ليس له العمل بالضعيف والإفتاء به، محمول على غير موضع الضرورة كما علمته من مجموعه ما قررناه والله تعالى أعلم۔ (شرح عقود رسم المفتي: (ص: ۸۷، ۸۳) ط: مكتبة البشرى)

البحر الرائق: (۳۲٤/۱) كتاب الطهارة، باب الحيض، ط: رشيديه.

(۲) لقوله عليه السلام: "كل قرض جر منفعة، فهو ربا" أي في حكم الربا، فيكون عقد القرض باطلاً. (فيض القدير للمناوي: (٤٤٨٧/٩) رقم الحديث: ٦٣٣٦، مكتبه نزار مصطفى الباز رياض)

عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه، مرفوعاً كل قرض جر منفعة، فهو ربا. (إعلاء السنن: (٤٩٩/١٤) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

كل قرض جر نفعاً، فهو حرام. (شامي: (١٦٦/٥) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد.

وصول کرنے کی بجائے اپنے اخراجات میں شمار کرلیتا ہے، سودی بینک اس کو الگ لیتے ہیں اور اخراجات میں شمار نہیں کرتے۔

مروجہ اسلامی بینک بکنگ کی تاریخ سے قبضہ تک کی مدت کا منافع (سود) کس اصول کے تحت لاگت میں شمار کرتے ہیں اسلامی بینکوں کے محققین کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے، آخر میں یہ کہتے ہیں کہ فریقین باہمی رضامندی سے کوئی بھی کرایہ مقرر کرسکتے ہیں اس لئے بینک کے لئے بھی اس بات کی گنجائش ہے، مگر یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ قبضہ سے پہلے کرایہ لازم کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

سود مہلکات میں داخل ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

سات قسم کی مہلکات سے بچو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت فرمایا کہ: یارسول اللہ! وہ کون سے ہیں؟ تو ارشاد فرمایا:

① اللہ تعالیٰ کے ساتھ (ذات یا صفات میں) کسی کو شریک ٹھہرانا۔

② جادو کرنا۔

③ کسی ایسے آدمی کو قتل کرنا جس کا قتل کرنا شرعاً حرام ہو۔

④ سود کھانا۔

⑤ یتیم کا مال کھانا۔

⑥ کفار سے مقابلے کے وقت لڑائی سے منہ موڑنا (یعنی جہاد میں جبکہ کفار کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں دو گنا سے زیادہ نہ ہو، میدان جنگ چھوڑ کر

---

(۱) إذا تأخر المؤجر في تسليم العين عن الموعد المحدد في عقد الإجارة فإنه لا تستحق أجرة عن المدة الفاصلة بين العقد والتسليم الفعلي، ويحسم مقابلها من الأجرة. (المعايير الشرعية: (ص:۱۲۶) رقم المعيار:۹، الإجارة والإجارة المنتهية بالتمليك، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية.

بھاگ جانا)

ⓖ کسی پاک دامن بھولی عورت پر تہمت لگانا۔ (۱)

سودی ادارے ظلم اور گناہوں کے مراکز ہیں

جس مقام پر سود لیا اور دیا جاتا ہے، اسی مقام پر ظلم ہوتا ہے، لہٰذا جن اداروں میں بے شمار سودی کاروبار ہوتا ہے (مثلاً بینک، انشورنس کے ادارے وغیرہ) تو وہ بے شمار ظلم کے مراکز ہوتے ہیں، اور حرام لینے اور دینے کے مراکز ہوتے ہیں، دوسرے الفاظ میں یہ گناہوں کے مراکز ہوتے ہیں، کیونکہ سود لینے والا اور دینے والا جس طرح گناہ گار ہوتے ہیں، اس طرح اس کو لکھنے والا، کاروبار میں مدد کرنے والا، گواہ، سب گناہ گار ہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں میں اس کا احساس پیدا کردے تاکہ وہ اس اجتماعی گناہ سے بچنے کی کوشش کریں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ لوگ زنا کو جس طرح گناہ سمجھتے ہیں، زنا کا ادارہ اور اڈہ قائم کرنے کو بھی اس طرح گناہ اور معاشرے کے لئے انتہائی تباہ کن برائی سمجھتے ہیں، اس طرح شراب کو مسلمانوں کا ایک بڑا طبقہ حرام اور ناجائز سمجھتا ہے، اور شراب بنانے اور اس کی خرید و فروخت اور اس کی تجارت کو بہت بڑا جرم سمجھتا ہے۔

لیکن افسوس کہ قرض یا تجارت پر سود کو ناجائز اور حرام سمجھتے ہوئے اس کے اڈے اور ادارے، بینک وغیرہ قائم کرنے کو گناہ ہی نہیں سمجھتے، معاشی نظام کو بہتر

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: اجتنبوا السبع الموبقات، قال: يارسول الله! وماهن؟ قال: الشرك بالله، والسحر، وقتل النفس التي حرم الله الا بالحق، وأكل الربا، وأكل مال اليتيم، والتولي يوم الزحف، وقذف المحصنت المؤمنات الغافلات۔ (متفق عليه)۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ١٧)، كتاب الايمان، باب الكبائر، ط: قديمي)۔

🗀 صحيح مسلم: (١/ ٦٤)، كتاب الايمان، باب الكبائر واكبرها، ط: قديمي۔

🗀 صحيح البخاري: (١/ ٣٨٧، ٣٨٨)، كتاب الوصايا، باب قول الله إن الذين يأكلون اموال اليتامى، ط: قديمي۔

بنانے کی غرض سے نئے نئے سودی ادارے اور بینک قائم ہو رہے ہیں، چنانچہ بے دین اور اللہ کے رسول کے منکر اور دہریے جس طرح اس سے راضی اور خوش ہیں، اسی طرح بعض دین اور مذہب کو ماننے والے بھی اسی پر راضی اور خوش ہیں، کوئی آواز نہیں ہے، امیر بھی خوش ہیں اور غریب بھی، خواص بھی چپ چاپ بیٹھے ہیں اور غیور عوام بھی، مسلمان مرد بھی اور مسلمان خواتین بھی۔ (۱)

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس اجتماعی جرم پر اجتماعی عذاب نازل ہونے والا ہے، مگر یہ کہ ہم توبہ کریں، اور جس طرح دوسرے اجتماعی گناہوں سے بچنے اور دوسروں کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں، اسی طرح سود اور سودی اداروں کو ختم کرنے کی کوشش کریں، تب کہیں جا کر اللہ تعالیٰ کے عمومی عذاب سے بچنے کی توقع ہے۔ (۲)

---

(۱) في الحديثين دلالة على أن وجه زيادة الربا على معصية الزنا إنما هو لتعلق حقوق العباد إذ الغالب أن الزنا لا يكون إلا برضا الزانية۔ (مرقاة المفاتيح: (۶۵/۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

☐ وعن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية...... قوله: أشد من ست وثلاثين.....إلخ) يدل على أن معصية الربا من أشد المعاصي؛ لأن المعصية التي تعدل معصية الزنا التي هي في غاية الفظاعة والشناعة بمقدار العدد المذكور بل أشد منها لا شك أنها تجاوزت الحد في القبح وأقبح منها استطالة الرجل في عرض أخيه المسلم ولهذا جعلها الشارع أربى الربا وبعد الرجل يتكلم بالكلمة التي لا يجد لها لذة ولا تزيد في ماله ولا جاهه فيكون ألمه عند الله أشد من إثم من زنا ست وثلاثين زنية هذا ما لا يصنعه بنفسه عاقل نسأل الله السلامة آمين آمين. (نيل الأوطار: (۱۹۳/۵)، كتاب البيوع، ابواب الربا، باب التشديد فيه، ط: دار احياء التراث العربي)

☐ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان، المائدة: ۲

☐ الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۹/۲)، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل، بيروت)۔

(۲) عن ابن مسعود، عن النبي صلى الله عليه وسلم فذكر حديثا وقال فيه: ما ظهر في قوم الزنا والربا إلا أحلوا بأنفسهم عقاب الله۔ (مجمع الزوائد: (۲۱۳/۴)، رقم الحديث: ۶۵۸۱، كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا، ط: دار الفكر)۔

☐ مسند أبي يعلى: (۳۹۶/۸)، رقم الحديث: ۴۹۸۱، مسند عبد الله بن مسعود، ط: دار المأمون للتراث، دمشق=

اللہ تعالیٰ ہمیں اور سب مسلمانوں کو اس کی توفیق دے کہ ہم سود کی لعنت اور برائی کو سمجھیں، اور نہ صرف اس سے بچنے کی کوشش کریں، بلکہ اس ملک سے سود کی لعنت کو ختم کرنے کی اجتماعی کوشش کریں۔

سودی بینک میں پیسہ رکھوانا

سودی کاروبار کرنے والے بینکوں میں پیسہ رکھوانا جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سود حرام قرار دیا ہے اور اس پر بڑی سخت وعید سنائی ہے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے، کھلانے، لکھنے اور اس پر گواہی دینے والے پر لعنت کی ہے۔ (۲)

لہٰذا اسے صدقہ کرنے، فقیروں کو دینے اور رفاہ عامہ کے کاموں میں لگانے کی نیت سے بھی لینا جائز نہیں کیونکہ یہ حرام اور خبیث کمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ طیب

= کنز العمال: (۱۰۷/۴)، رقم الحدیث: ۹۷۶۸، کتاب البیوع، الباب الرابع: فی الربا، الفصل الأول: فی الترهیب عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

قال الله تعالی: إنما التوبة علی الله للذین یعملون السوء بجهالة ثم یتوبون من قریب فأولئک یتوب الله علیهم و کان الله علیما حکیما۔ (سورة النساء: ۱۷)۔

قال ابن الملک: فإن العذاب لا یدفعه الفرار وإنما یمنعه التوبة والاستغفار۔ (مرقاة المفاتیح: (۴/ ۲۴)، شرح رقم الحدیث: ۱۵۴۸، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض، الفصل الأول، ط: رشیدیه)۔

(۱) قال الله تعالي: الذين يأكلون الربا لايقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلك بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا. (البقرہ: ۲۷۶)

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا مابقي من الربا إن كنتم مؤمنين، فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله (البقرة: ۲۷۹)

(۲) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هم سواء، رواه مسلم وغيره. (الترغيب والترهيب: (۳/ ۲۷۱) كتاب البيوع، باب الترهيب من الربا، ط: دار الكتب العلمية)

صحيح مسلم: (۲/ ۲۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي.

[او]ر پاکیزہ ہے، جوطیب اور پاکیزہ کے علاوہ کچھ قبول نہیں کرتا۔ (۱)

البتہ رقم کی حفاظت کے لئے مجبوراً کرنٹ اکاؤنٹ میں رقم رکھنے کی اجازت ہے۔ (۲)

سودی بینکوں کا اجارہ

"فائنانشل لیز کی صورت سودی بینکوں میں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

سودی قرض سے حاصل کیا ہوا نفع

سودی قرض لینا ناجائز اور حرام ہے، البتہ اگر کسی نے سودی قرض لے کر کاروبار کر کے نفع کمایا ہے تو وہ نفع حرام نہیں ہوگا، اور کاروبار کرنے والا اس کا مالک ہوجائے گا، لیکن حلال طیب بھی نہیں ہوگا، اس لئے سودی قرض لے کر کاروبار نہیں کرنا چاہیے۔ (۳)

---

(۱) وعن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله طيب لايقبل إلا طيباً. الحديث
(مشكاة المصابيح: (ص: ٢٤١) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)
□ صحيح مسلم: (٣٢٦/١) كتاب الزكاة، باب بيان اسم الصدقة يقع علي كل نوع من المعروف، ط: قديمي)
□ جامع الترمذي: (٢٨/٢) أبواب التفسير، ومن سورة البقرة، ط: قديمي.

(۲) الضرورات تبيح المحظورات... والثانية: ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها. (الاشباه والنظائر: ص: ٨٧) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسر، ط: قديمي)
□ شرح المجلة لرستم باز: (٢٤/١) المادة: ٢٢، ٢١، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه.

(۳) ظاهر ما في جمع العلوم وغيره ان المشترى يملك الدرهم الزائد إذا قبضه فيما إذا اشترى درهمين بدرهم، فانهم جعلوه من قبيل الفاسد، وهكذا صرح به الاصوليون في بحث النهي. (البحر الرائق: (١٢٥/٦)، كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد).
□ والبيع الربوي عند الحنفية من البيوع الفاسدة، وحكم البيع الفاسد عندهم أن العوض يملك بالقبض ويجب رده لو قائما، ورد مثله أو قيمته لو مستهلكا، وعليه فإنه يجب رد الزيادة الربوية لو قائمة لا رد ضمانها. (المفصل في احكام الربا: (١٥٩/١)، الباب الرابع: الخلاصة في أحكام الربا عند الفقهاء، أولا: في الموسوعة الفقهية، ط: مكتبة صيد الفوائد). =

سودی قرض لینا

(۱۷۸) قرآن مجید کی آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے صاف اور واضح طور پر یہ ثابت ہے کہ سودی معاملہ قطعی طور پر حرام ہے، سودی قرض دینے والے اور سودی قرض لینے والے سخت گنہگار، فاسق، باغی، سرکش، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں، ایسے لوگوں کا ایمان موت کے وقت سلب ہونے کا اندیشہ ہے، قرآن وسنت کی رو سے سودی معاملہ کی قطعاً اجازت نہیں ہے، البتہ اضطرار اور انتہائی مجبوری کی حالت میں جب کہ جان نکلنے کا ڈر ہو، جس طرح ضرورت کے بقدر مردار کھا کر اپنی جان بچانے کی اجازت ہوتی ہے، اسی طرح فقہاء کرام نے اضطرار اور حد درجہ کی احتیاج اور شدید مجبوری کی صورت میں جب کہ بلاسودی قرض وغیرہ ملنے کی بھی امید نہ ہو تو بقدر ضرورت سودی قرض لینے کی اجازت دی ہے، ضرورت سے زیادہ لینا درست نہیں۔ (۱)

= ذهب جمهور الحنفية إلى أن العقود الفاسدة ومنها الربا تملك إذا اتصل بها القبض، ولكنه ملك خبيث يجب فسخه، فإن تصرف به ببيع أوهبة أونحوه صح، وعليه فإن الأوراق المالية الربوية تملك عند الجمهور الحنفية إذا اتصل بها القبض، لكنها ملك خبيث يجب عليها رد الربا على من أربى عليه. (المفصل في احكام الربا: (۶۵/۲)، حكم تملك الأوراق المالية وأرباحها بالقبض، ط: مكتبة صيد الفوائد)

(۱) قال الله تعالى: إنما حرم عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل به لغير الله، فمن اضطر غير باغ ولا عاد فلا إثم عليه، إن الله غفور رحيم. (سورة البقرة: ۱۷۳).

وفي القنية والبغية يجوز للمحتاج الاستقراض بالربح . (الاشباه والنظائر: (ص: ۹۳)، الفن الأول، القاعدة الخامسة، الضرر يزال، ط: قديمي).

البحر الرائق: (۱۲۶/۶) باب الربوا، ط: سعيد).

ماأبيح للضرورة يتقدر بقدرها.

الضرورات تقدر بقدرها. (مجلة الأحكام العدلية: (۱۸/۱)، المادة: ۲۲، المقدمة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: نور محمد).

سودی قرض لینے والے شخص کے ہاتھ اپنا سامان فروخت کرنا

(۱۷۹) سودی قرض لینے والے شخص کے ہاتھ اپنا سامان فروخت کرنا جائز ہے، واضح رہے کہ سودی قرض لینا سنگین گناہ ہے، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کا اعلان ہے لیکن جو پیسے سودی قرض کے طور پر اس کے پاس آئے ہیں، اگر وہ ان پیسوں سے کوئی چیز خریدتا ہے تو سامان فروخت کرنے والے پر اس کے سودی قرض لینے کے گناہ کا اثر نہیں پڑے گا۔ (۱)

سودی قرضہ

اکثر اوقات ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ کتنے بڑے بڑے تاجر، مالدار اور امیر لوگ سود کی وجہ سے غربت اور افلاس کے دروازے پر پہنچ جاتے ہیں، سودی رقم اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ آخر میں ان کی ساری جائیداد، کارخانے، فیکٹری اور بینک بیلنس وغیرہ تمام چیزوں کو لے ڈوبتی ہے، اس کے علاوہ مال میں برکت کا تو تصور بھی نہیں رہتا۔

---

(۱) وأما حكم القرض فهوثبوت الملک للمستقرض في القرض للحال وثبوت مثله في ذمة المستقرض۔ (بدائع الصنائع: (۳۹۶/۷)، كتاب القرض، فصل وأما حكم القرض، ط: سعيد)۔

ويملک المستقرض القرض بنفس القبض عندهما۔ (الدر المختار: (۱۶۳/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)۔

مجمع الأنهر: (۱۱۸/۳)، كتاب البيوع، قبيل باب الربوٰ، ط: دار الكتب العلمية۔

قال الله تعالى: "ولا تزر وازرة وزر أخرى" (سورة الفاطر: ۱۸)۔

قوله تعالى: ولا تزر وازرة وزر أخرى "أي لا تحمل نفس آثمة "وزر أخرى" أي إثم نفس أخرى بل تحمل كل نفس وزرها۔ (روح المعاني: (۱۸۳/۲۲)، فاطر: ۱۸، ط: امداديه)۔

أما من يستقرض بالربوا، فإنه بالرغم من اقترافه إثما كبيرا في عنقه، يملک ما استقرضه وهو مضمون عليه وذلک لأن القرض مما لا يبطل بالشروط الفاسدة، وإنما يبطل الشرط فما يشتريه بما استقرضه ليس حراما، وعلى هذا، لو أهدى إلى رجل شيئا، فإنه يحل للآخذ وكذلک يجوز البيع إليه والشراء منه۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱۰۶۰/۲)، المبحث العاشر في أحكام المال الحرام، حكم الفنادق والمطاعم التي تباع فيها الخمور، ط: مكتبة معارف القرآن)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الربا وان کثر فان عاقبتہ تصیر إلی قل۔ (۱)

ترجمہ: سود اگر چہ دیکھنے میں زیادہ لگتا ہے لیکن انجام ہمیشہ قلت اور تنگدستی ہی ہوتا ہے۔

جس طرح پیشاب تھوڑا ہو یا زیادہ بہر حال ناپاک اور حرام ہے، اسی طرح سود خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ بہر حال حرام ہے، اس میں کوئی تخصیص نہیں کہ اتنی مقدار جائز ہے اور اتنی مقدار ناجائز ہے بلکہ ہر مقدار ناجائز اور حرام ہے۔

سودی قرضہ لینا

"زرعی قرض لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۸/۴)

سودی قرضہ لینا اچھے مقاصد کے لئے

جس طرح عام مقاصد کے لئے سودی قرضہ لینا حرام ہے اسی طرح اچھے اور اعلیٰ قاصد کے لئے بھی سودی قرضہ لینا حرام اور ناجائز ہے، نیک مقاصد کے لئے حرام وسائل کو جائز قرار دینا درست نہیں۔ (۲)

---

(۱) المستدرك للحاكم: (۳۷/۲) كتاب البيوع، إذا ظهر الزنا والربا في قرية. الخ، ط: دار المعرفة.
صحيح الجامع: (۱/ ۶۶۳) رقم الحديث: ۳۵۴۲، حرف الراء، فصل في المحلي ب(ال) هذا الحرف، ط: المكتب الإسلامي.
مشكاة المصابيح: (ص: ۲٤٦)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي.

(۲) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة، والبر بالبر، والشعير بالشعير، والتمر بالتمر والملح بالملح، مثلاً بمثل، سواء بسواء يداً بيد، فمن زاد أو استزاد فقد أربى، الآخذ والمعطي فيه سواء۔ (صحيح مسلم: (۲/ ۲۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)۔
مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي۔
ماحرم أخذه، حرم إعطاءه ــــ فأخذ الرشوة ممنوع كإعطائها ومثل ذلك الربا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۴۷) المادة: ۳۴، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه۔
ماحرم أخذه، حرم إعطاءه ــــ كالربا، (الاشباه والنظائر: (ص: ۱۵۵) الفن الأول، ط: قديمي۔

ہاں اگر سودی قرضہ نہیں تو وہ لینا جائز ہے تاہم ایسے لوگوں سے قرض لینا چاہیے جن کے اموال سود کی آمیزش سے پاک ہوں۔ (۱)

سودی کاروبار ترقی کا ذریعہ نہیں

"سودی کاروبار تنزلی کا سبب ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۱/۴)

سودی کاروبار تنزلی کا سبب ہے

سود اور ربا کے منافع بظاہر بہت زیادہ نظر آتے ہیں، اس سے مال اور سرمایہ کا بڑھنا نظر آتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس سے مال بڑھتا نہیں بلکہ گھٹتا ہے، قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے، اور صدقہ وخیرات کو بڑھاتا ہے، اور جو اس بات کو نہ مانے وہ ناشکرا ہے، اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکری کرنے والے اور گناہ گار کو پسند نہیں کرتا۔

آج کل سود اور سودی کاروبار میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، لیکن لوگوں کے معاشی حالات بدتر سے بدتر ہوتے جارہے ہیں، مسلمانوں کا جو ترقی کا دور تھا، جس میں عام مسلمان کسی ملک کے دست نگر نہ تھے، کسی ملک کے قرض دار نہ تھے، اور معاشی و اقتصادی لحاظ سے خود کفیل تھے، اس وقت سود اور سودی کاروبار کا نام و نشان بھی نہ تھا، حلال تجارت تھی، بلاعوض قرض کا سادہ نظام رائج تھا، ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کی پست حالی پر غم ہوتا تھا، عام لوگ مالی و اقتصادی لحاظ سے اتنے پریشان نہ تھے، جیسا کہ آج ہیں، بیرون ممالک سے وہ بھی تجارت کیا کرتے تھے، لین دین کیا کرتے تھے، لیکن بلا سود کاروبار تھا، اور جب تک سود کی لعنت اور دوسری برائیاں ان میں پیدا نہیں ہوئیں، مسلمانوں کی حکومت ترقی پر ہی رہی، سود اور سودی کاروبار کی کوئی ضرورت پیش نہیں آئی۔

---

(۱) أنظر الحاشية الآتية.

لیکن جب سے مسلمانوں نے حلال تجارت کو چھوڑا اور مسلمانوں کی حکومت نے دین حق کے معاشی نظام کو چھوڑ کر اغیار کے معاشی نظام کو اپنانا شروع کر دیا تو وہ خود اور ان کی حکومت اغیار اور کفار کے قرضوں کے زیر بار ہوگئی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کے احوال دن بدن گرتے جارہے ہیں، اور مسلمان ہر اعتبار سے پریشان ہیں اور پریشانی ان میں بڑھتی ہی جارہی ہے۔ (۱)

سودی کاروبار کرنے والے اداروں میں بجلی کی فٹنگ کرنا

سودی اداروں میں بجلی کی فٹنگ کرنے کی گنجائش ہے، اس کام میں شرعی اعتبار سے کوئی قباحت نہیں ہے، اداروں کا سودی کاروبار ان کا اپنا فعل ہے، جس کا وبال اور گناہ انہی پر ہے، البتہ کمپنی سے معاہدہ کرتے وقت یہ شرط کرلی جائے کہ ہمیں اجرت سودی منافع سے نہ دی جائے بلکہ حلال رقم سے دی جائے۔ (۲)

---

(۱) {یمحق اللہ الربا ویربی الصدقات، واللہ لایحب کل کفار أثیم۔} (البقرة: ۲۷۶)۔

▭ والمحق النقصان وذهاب البركة۔ (عمدة القاری: (۳۵۴/۸)، کتاب البیوع، باب یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات، ط: دار الفکر)۔

▭ وعن ابن مسعود قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إن الربا وإن کثر فإن عاقبته تصیر إلی قل۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۶)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قدیمی)۔

▭ کنز العمال: (۱۱۰/۴)، رقم الحدیث: ۹۷۸۶، کتاب البیوع، الباب الرابع: فی الربا، الفصل الأول: فی الترهیب عنه، ط: مؤسسة الرسالة۔

▭ المعجم الکبیر للطبرانی: (۲۲۳/۱۰)، رقم الحدیث: ۱۰۵۳۸، من اسمه عبداللہ، عبد اللہ بن مسعود الهذلی یکنی أبا عبدالرحمن حلیف بنی زهرة بدری، ط: مکتبة العلوم والحکم۔

(۲) اکل الربا وکاسب الحرام أهدی إلیه أو أضافه وغالب ماله حرام لایقبل ولا یأکل مالم یخبره أن ذلک المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن کان غالب ماله حلالا لابأس بقبول هدیته والأکل منها کذا فی الملتقط۔ (الفتاوی الهندیة: (۳۴۳/۵)، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، ط: رشیدیه)۔

▭ مجمع الأنهر: (۱۸۷/۴، ۱۸۶)، کتاب الکراهیة، فصل فی الکسب، ط: دار الکتب العلمیة۔

▭ احسن الفتاوی: (۳۲۹/۷)، کتاب الاجارة، عنوان: فٹنگ کرنا اور اس کی اجرت لینا حرام ہے"، ط: سعید=

سودی کاروبار میں خاص تبدیلیاں آگئی ہیں

(۱۸۳) حقیقت یہ ہے کہ زمانے کی جدت کے ساتھ ساتھ جس طرح ہر چیز کے اندر جدت اور تبدیلی آرہی ہے، اسی طرح سود کے کاروبار، جوے اور سٹہ کے کاروبار میں بھی خاصی تبدیلیاں آگئی ہیں، لیکن ان کاروباروں کے بنیادی عناصر کو دیکھا جائے تو ان کی اصلیت اور حقیقت وہی ہے جو سودی کاروبار اور قمار بازی میں ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ شیطان انسان کے خون اور رگوں میں دوڑتا ہے، اور اس کو گمراہ کرنے کے لئے تمام ایسے حربے، طریقے اور راستے اختیار کرتا ہے جس سے انسان راہ راست سے ہٹ جائے، اور صراط مستقیم سے دور ہو جائے۔ (۱)

اور یہ بھی قرآن کریم میں ہے کہ شیطان، انسان اور جنوں میں سے ہوتا ہے، اور ہر حال میں ظاہری یا خفیہ طریقہ سے طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے، شیطان اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو کر اور یہ کہہ کر کہ میں شیطان ہوں، دھوکہ نہیں دیتا، بلکہ دلوں کے پاس جا کر شیطانی طریقے بتاتا ہے۔

اور یہ بھی واضح رہے کہ شیطان جیسے صحیح عقائد اور ایمان سے ہٹانے کے لئے غلط اور باطل عقیدے کے سبق پڑھاتا ہے، اسی طرح اعمال میں بھی صحیح اعمال سے ہٹانے اور دور کرنے کے ارادے سے غلط اعمال کو مزین اور خوشنما کر کے پیش کرتا ہے، حلال کو حرام بنا کر اور حرام کو حلال کی صورت میں پیش کرتا ہے، اور لوگوں

= لقوله تعالى: ولا تزر وازرة وزر أخرى "أى لا تحمل نفس آثمة" وزر أخرى "أى إثم نفس أخرى بل تحمل كل نفس وزرها. (روح المعانی: (۱۸۳/۲۲)، فاطر: ۱۸، ط: امدادیه)۔

(۱) وعن أنس رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الشيطان يجرى من الإنسان مجرى الدم. (مشكاة المصابيح: ص: ۱۸، كتاب الايمان، باب الوسوسة، الفصل الأول، ط: قديمى)۔

صحيح بخارى: (۱۰۶۳/۲)، كتاب الأحكام، باب الشهادة تكون عند الحاكم، ط: قديمى۔

صحيح مسلم: (۲۱۶/۲)، كتاب السلام، باب بيان أنه يستحب لمن رأى خاليا بامرأة، ط: قديمى۔

کی توجہات اپنی جانب مائل کرنے کے لئے نئے نئے ناموں اور عنوانات سے گمراہی پھیلاتا ہے، مثلاً قمار بازی اور جوئے کی جملہ اقسام قرآن وسنت کی رو سے حرام ہیں، یہ تو بالکل واضح ہے، اس لئے شیطان کبھی یہ کہہ کر کہ قمار بازی اور جوئے کا کاروبار جائز ہے، مسلمانوں کے سامنے تو آنہیں سکتا، تو اس نے سوچا کہ اب اس کا نام بدل دیا جائے، عنوانات بدل دیے جائیں تو لوگوں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے،[1] اس واسطے اب تک قمار بازی کے معاملات میں جو نئے نام اور نئے عنوانات سے دھوکے دیئے جارہے ہیں وہ یہ ہیں:

① مختلف کمپنیوں اور حکومت کے اداروں کی جانب سے مختلف ناموں سے انعامی بانڈز کے ذریعہ سرمایہ بڑھانے کی اسکیم، قرعہ اندازی اور لاٹری کے ذریعہ سرمایہ کو تحفظ فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ امیر بنا دینے والے پروگرام بنائے جاتے ہیں۔

② مختلف سرٹیفکیٹز جن کو خریدنے پر اسکیم کے تحت ماہانہ منافع کے وعدے کے ساتھ سہ ماہی یا ششماہی قرعہ اندازی میں نکلنے پر ہزار روپے سے لاکھوں روپے تک کے انعامات دینے کے اعلانات کئے جاتے ہیں۔

---

(۱) عن عائشة رضی الله تعالى عنها قالت: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إن أول ما يكفأ قال زيد بن يحيى الراوی: يعني الإسلام كما يكفأ الإناء" يعني الخمر، قيل: فكيف يا رسول الله وقد بين الله فيها ما بين؟ قال: "يسمونها بغير اسمها فيستحلونها" رواه الدارمي۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۳۶۰، ۳۶۱)، كتاب الآداب، باب الانذار والتحذير، الفصل الثاني، ط: قديمی)۔

سنن الدارمي: (۱۵۵/۲)، رقم الحديث: ۲۱۰۰، كتاب الأشربة، باب ما قيل في المسكر، ط: دار الكتاب العربي، بيروت۔

عن أبي مالك الأشعري أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ليشربن ناس من أمتي الخمر يسمونها بغير اسمها۔ رواه أبو داود و ابن ماجه۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۳۲۷، كتاب الأطعمة، باب النقيع والأنبذة، الفصل الثاني، ط: قديمی)۔

⑩ مختلف اشیاء کے کاروبار کرنے والے دکاندار جو اپنے کاروبار کو چمکانے اور فروغ دینے کے لئے قسطوں میں اشیاء فروخت کرتے ہیں، اور اس میں بھی بعض ناجائز شرائط لگانے کے علاوہ یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنی دکان میں قسطیں جمع کرانے والوں کے نام قرعہ اندازی کرتے ہیں، اور جن لوگوں کا نام قرعہ اندازی میں نکلتا ہے، انہیں مختلف مقدار کی رقوم یا مختلف اشیاء ان کی رقم کے تناسب سے دیتے ہیں، مثلاً جس شخص نے لاکھ روپے کی گاڑی خریدنے کے واسطے قسطیں جمع کرانا شروع کردیں، اگر ایک دو قسط جمع کرانے کے بعد اس کے نام لاکھ روپے کا انعام نکل آیا، تو یہ شخص مجاز ہوگا، چاہے لاکھ روپے کی وصولی کرے، یا دوسری چیز اس سے کم قیمت کی خریدے، بقیہ پیسے وصول کرے، یا زیادہ قیمت کی گاڑی خریدے، اور ایک لاکھ سے زائد کا فرق دکاندار کو ادا کردے، غرض آگے اس کو معاہدے کے تحت قسطیں ادا کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اور قرعہ اندازی میں جن لوگوں کا نام نہیں آتا، وہ آخری قسطیں جمع کرانے کے بعد چاہیں تو مطلوبہ چیز وصول کرلیں، یا اپنی رقم واپس لے لیں۔

⑪ مختلف فرضی ادارے اور کمپنیوں کے شیئرز کی خرید و فروخت اور اس میں منافع دینے کے اعلان، پھر قرعہ اندازی میں نام آنے پر ہزاروں سے لے کر لاکھوں تک انعامات دینے کی اسکیمیں، یہ اور ان جیسے تمام انعامی بانڈز اور قرعہ اندازی، لاٹری، معمے کے پروگرام سب کاروبار قمار بازی، جوئے اور سودی لین دین ہونے کی بنا پر قرآن و سنت کی رو سے ناجائز اور حرام ہیں، لیکن شیطان اور اسکی اولاد نے چونکہ ہمارے ہوشیار اور چالاک تاجروں کو اور سادہ لوح مسلمانوں کو یہ سمجھا دیا ہے کہ قمار بازی کے کاروبار میں منافع اور فائدے دوسرے کاروبار کے مقابلے میں زیادہ ہیں لہٰذا انہیں کو اختیار کرنا مناسب ہے، پھر وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کے احکام کو بھی پامال کر دیتے ہیں، (۱) فإنا لله وإنا إليه راجعون۔

۱۸۲

سودی لین دین

سودی لین دین کرنا بہت بڑا گناہ ہے، قرآن مجید، اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی، اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے، حضرت محمد ﷺ نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلانے والے، سودی دستاویز لکھنے والے اور اس میں گواہ بننے والے، سب پر لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں، اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

اس کے مسائل بہت نازک ہیں، ذرا ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا

---

(۱) یاایها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورة المائدة: ۹۰)۔

□ عن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالی عنهما: أن النبی صلی الله علیه وسلم: نهی عن الخمر والمیسر والکوبة۔ (سنن أبی داود: (۱۶۳/۲)، کتاب الأشربة، باب ماجاء فی السکر، ط: امدادیہ ملتان)۔

□ وسمی القمار قمارا، لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (الشامیة: (۴۰۳/۶)، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)۔

□ ولاخلاف بین أهل العلم فی تحریم القمار۔ (احکام القرآن للجصاص: (۳۲۹/۱)، سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الکتاب العربی، بیروت)۔

□ قال الله تعالی: وأحل الله البیع وحرم الربوا۔ (سورة البقرة: ۲۷۵)۔

□ وقال تعالی: یاایها الذین آمنوا لاتأکلوا الربوا أضعافا مضاعفة، واتقوا الله لعلکم تفلحون۔ (سورة آل عمران: ۱۳۱)

(۲) عن جابر رضی الله تعالی عنه قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم: آکل الربا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال: هم سواء۔ (صحیح مسلم: (۲۸/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قدیمی)

□ مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۴)، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

□ کنز العمال: (۲۰۰/۴)، رقم الحدیث: ۱۰۱۵۳، کتاب البیوع، باب الربا وأحکامه ط: مؤسسة الرسالة

ہے، اور انجان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا، اس لئے کاروبار شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو لازمی طور پر معلوم کریں، ورنہ ڈرائیوری سیکھنے سے پہلے گاڑی چلانے کی مانند ہوگا، نتیجہ واضح ہے، خود بھی ہلاک ہوگا، دوسروں کو بھی ہلاک کرے گا۔ (۱)

سودی معاملات کرنے والے سے قرض لینا

حرام اور سودی معاملات کرنے والے سے بلا سودی قرض لینا بھی مناسب نہیں ہے، اس لئے ایسے لوگوں سے قرض نہ لیں، بلکہ ان سے بچیں اور دور رہیں۔ (۲)

---

(۱) حكى الإمام الشافعي في الرسالة، والغزالي في الإحياء الإجماع على أن المكلف لا يجوز له أن يقدم على أمر حتى يعلم حكم الله فيه، قال القرافي في الفروق: فمن باع وجب عليه أن يعلم ما عينه الله وشرعه في البيع... وفي نهج البلاغة أن عليا عليه السلام قال: من اتجر بغير فقه فقد ارتطم (ارتبک) في الربا. (التراتيب الإدارية (۱٦/۲، ۱۷) القسم التاسع، باب كون الناس كانوا أول الإسلام لا يتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه وآدابه وما ينجي من الربا، ط: دار الأرقم)۔

☐ احياء علوم الدين: (٦۳/۲)، كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الثاني في علم الكسب بطريق البيع والربا... إلخ، ط: دار المعرفة.

(۲) ما في الوجود من الأموال المغصوبة والمقبوضة بعقود لا تباح بالقبض، إن عرفه المسلم اجتنبه، فمن علمت أنه سرق مالاً أو خانه في أمانته أو غصبه، فأخذ من المغصوب قهراً بغير حق، لم يجز لي أن آخذه منه لا بطريق الهبة ولا بطريق المعاوضة ولا وفاء عن أجرة ولا ثمن مبيع ولا وفاء من قرض، فإن ذلك عين ذلك المظلوم. (مجموع الفتاوى لابن تيمية: (۳۲۸/۲۹) قواعد جامعة في عقود المعاملات، النكاح، فصل: النهي يؤخذ من الشرع حتى لو لم يعلل، أصول في التحريم والتحليل، ط: دار الوفاء)

☐ قوله: الحرمة ينتقل) أي تنتقل حرمته وإن تداولته الأيدي وتبدلت الأملاك قوله: ولا للمشتري منه) فيكون بشراءه منه مسيئا: لأنه ملكه بكسب خبيث. (شامي: (۹۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعين الدراهم في العقد الفاسد، ط: سعيد)

☐ وجاز أخذ دين على كافر من ثمن خمر لصحة بيعه، بخلاف دين على المسلم لبطلانه.

قوله: من ثمن خمر) بأن باع خمراً وأخذ ثمنها وقضى به الدين. قوله: لصحة بيعه) أي بيع الكافر الخمر فبقي الثمن على ملك المشتري... قال الشيخ عبد الوهاب الشعراني في كتاب المنن: وما نقل عن بعض الحنفية من أن الحرام لا يتعدى إلى ذمتين، سألت عنه الشهاب ابن الشلبي، فقال: هو محمول على =

ہاں اگر شدید مجبوری ہو اور حلال رقم سے قرض نہ ملے تو بقدر ضرورت لے لیں۔(۱)

۱۸۸

سودی معاملہ کرنے والوں کے ساتھ شرکت

جو لوگ سودی کاروبار کرتے ہیں، یا ان کے کاروبار میں سود کی آمیزش ہے ان کے ساتھ تجارت میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، اسی طرح جو کمپنیاں اور تنظیمیں سودی اسکیمیں کچھ نہ کچھ رکھتی ہیں ان سے معاملہ کرنا درست نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کسی یہودی، عیسائی اور مجوسی کو اپنے کاروبار میں شریک نہ کیا کرو، ان سے پوچھا گیا ایسا کیوں؟ تو انہوں نے جواب دیا اس وجہ سے کہ وہ سودی کاروبار کرتے ہیں اور سود حلال نہیں ہے۔(۲)

=ما إذا لم يعلم بذلك، أما من رأى المكاس أحد من أخذ شيئاً من المكس، ثم يعطيه آخر، ثم يأخذه من ذلك الآخر، فهو حرام. (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۸۵) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۳۶۹) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد.

(۱) الضرورات تبيح المحظورات... والثانية: ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها. (الأشباه والنظائر: (ص: ۸۷) الفن الأول: القواعد الكلية، القاعدة الرابعة: المشقة تجلب التيسر، ط: قديمي)

شرح المجله لرستم باز: (۱/۲۴) المادة: ۲۲،۲۱، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه.

(۲) عن ابن عباس قال: لا تشارك يهوديا ولا نصرانيا، ولا مجوسيا قيل: ولم؟ قال: لأنهم يربون والربا لا يحل. (كنز العمال: (۴/ ۱۹۳) رقم الحديث: ۲۱۱۶)، كتاب البيوع من قسم الأفعال، باب في الربا وحكمه، ط: مؤسسة الرسالة)

عن أبي حمزة، قال: قلت لابن عباس: إن رجلاً جلاباً يجلب الغنم، وإنه يشارك اليهودي، والنصراني قال: "لا يشارك يهوديا ولا نصرانيا ولا مجوسيا" قال: قلت: لم؟ قال: "لأنهم يربون والربا لا يحل". (مصنف ابن أبي شيبة: (۴/۲۶۸) رقم الحديث: ۱۹۹۸۰، كتاب البيوع والأقضية، في مشاركة اليهودي والنصراني، ط: مكتبه الرشد)

السنن الكبرى للبيهقي: (۵/۳۳۵) كتاب البيوع، باب كراهية مبايعة من أكثر ماله من الربا أو ثمن المحرم، ط: إدارة تاليفات أشرفية.

سودے کی قیمت ادا کرکے سودا نہ لینا بھی جائز ہے

(۱۸۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اونٹ خریدا اور اس کی قیمت ادا کر دی، پھر فرمایا کہ اپنا اونٹ لے لو اور رقم بھی اپنے پاس رکھو، یہ تمہارا مال ہے۔(۱)

سودے کے طور پر قبضہ ہوا

"قبضہ سودے کے طور پر ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۵۷۵)

سودے کے مطابق سامان دینا

☆ سودے کی شرائط کے مطابق مصنوعات تیار کرنا اور دینا ضروری ہے، اس میں کمی کرنا یا شرائط کے مطابق نہ دینا دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، تاہم اگر مصنوعات شرائط کے مطابق نہ بن سکیں، یا حاصل نہ ہو سکیں، تو اس صورت میں خریدار کو سامان حوالہ کرنے سے پہلے اچھی طرح درست اور مناسب طریقے سے اس کو مطلع کرنا ضروری ہے، اس کی اچھائیاں اور خاصیات بتانے کے ساتھ ساتھ عیب اور خامیوں کو بھی بتانا ضروری ہے، اور اگر بہت زیادہ فرق ہو تو قیمت بھی اس کی مناسبت سے کم وبیش کر لینی چاہیئے۔

☆ اگر آرڈر کی شرائط کے مطابق سامان تیار نہیں ہوا، بلکہ اس سے کم درجہ

---

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال:... وغزوت مع النبي صلى الله عليه وسلم على ناضح لنا فأزحف الجمل فتخلف علي فوكزه النبي صلى الله عليه وسلم من خلفه قال: بعنيه ولك ظهره إلى المدينة... فأخبرت خالي ببيع الجمل، فلامني فأخبرته بإعياء الجمل وبالذي كان من النبي صلى الله عليه وسلم ووكزه إياه فلما قدم النبي صلى الله عليه وسلم غدوت إليه بالجمل فأعطاني ثمن الجمل والجمل وسهمي مع القوم.
(صحيح بخاري: (۳۲۲/۱) كتاب في الاستقراض، باب الشفاعة في وضع الدين، ط: قديمي)
☆ سنن نسائي: (۲۲۷/۲) كتاب البيوع، البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع والشرط، ط: قديمي)
☆ صحيح مسلم: (۲۹/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، ط: قديمي

کی چیز تیار ہوئی، تو بھی خریدار کو فوراً اطلاع کر دینی چاہیئے، اگر وہ اطلاع ملنے کے بعد خریدنے کے لئے ذہنی طور پر تیار ہو تو بہتر ورنہ رضامندی کے بغیر ایسی چیز اس کو نہ بیچیں۔ (۱)

سودے میں ضمنی طور پر داخل ہونے والی چیز

☆ جب کسی نام کی کوئی چیز فروخت کی جاتی ہے، تو عرف ورواج میں اس نام سے جو چیز سمجھی جاتی ہے، وہ اور اس کے تمام توابع (Accessories) اور متعلقہ اشیاء اس چیز کے سودے میں خود بخود داخل ہو جاتی ہیں، خواہ ان متعلقہ چیزوں کا سودے میں ذکر کیا جائے یا نہ کیا جائے، اور اس کا دارومدار عرف پر ہے۔

جیسے گاڑی خریدنے کی صورت میں گاڑی کے علاوہ اسٹپنی اور جیک وغیرہ بھی خود بخود گاڑی کے سودے میں داخل ہو جائیں گے۔ (۲)

---

(۱) عن العداء بن خالد قال: كتب لي النبي صلى الله عليه وسلم هذا ما اشترى محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم من العداء بن خالد بيع المسلم المسلم لا داء ولا خبثة ولا غائلة... وقال عقبة بن عامر: لا يحل لامرئ يبيع سلعة يعلم أن بها داء إلا أخبره عن حكيم بن حزام رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا... فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وإن كتما وكذبا محقت بركة بيعهما۔ (صحيح بخاری: (۲۷۹/۱)، كتاب البيوع، باب إذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ط: قديمی)

عن عقبة بن عامر: قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المسلم أخو المسلم ولا يحل لمسلم باع من أخيه بيعا فيه عيب إلا بينه له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمی)۔

رجل أراد أن يبيع السلعة المعيبة وهو يعلم يجب أن يبينها۔ (الفتاوى الهندية: (۲۱۰/۳)، كتاب البيوع الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه)۔

ولا بأس ببيع المغشوش إذا بين غشه أو كان ظاهرا يرى۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۳۸/۵)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب: شرى شجرة وفي قلعها ضرر، ط: سعيد)۔

(۲) كل ما جرى عرف البلدة على أنه من مشتملات المبيع يدخل في البيع من غير ذكر، مثلا: يدخل في بيع الدار المطبخ والكيلار۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۹۱/۱)، المادة: ۲۳۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الرابع في بيان ما يدخل في البيع بدون ذكر صريح وما لا يدخل، ط: مكتبه فاروقيه)۔

☆ زمین کو فروخت کرنے کی صورت میں اس زمین پر لگے ہوئے درخت بھی اس زمین کے سودے میں خود بخود داخل ہو جائیں گے، خواہ ان کا سودے میں ذکر کیا ہو یا نہیں، نیز خواہ درخت پھل دار ہوں یا بے پھل، البتہ زمین پر لگی ہوئی کھیتی ذکر کئے بغیر زمین کے سودے میں داخل نہیں ہوگی، اسی طرح باغ کے درختوں کو فروخت کرنے کی صورت میں ان پر لگے ہوئے پھل بھی ذکر کئے بغیر درختوں کی فروخت کرنے میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱)

☆ جو توابع ذکر کئے بغیر سودے میں داخل ہو جاتے ہیں، اگر سودا کرتے وقت ان میں سے کسی کا استثناء (Exception) کرلیا جائے تو وہ تابع سودے میں داخل نہیں ہوگا۔ (۲)

= کل ما کان فی الدار من البناء... أو متصلا به تبعا لها دخل فی بیعها... فیدخل البناء والمفاتیح المتصلة أغلاقها کضبة وکیلون... والسلم المتصل والسریف والدرج المتصل فی بیعها... ویدخل الشجر فی بیع الأرض بلا ذکر... مثمرة کانت أو لا... ولا یدخل الزرع فی بیع الأرض بلا تسمیة... ولا الثمر فی بیع الشجر بدون الشرط۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/۵۴۷ إلی ۵۵۳)، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعا وما لا یدخل، ط: سعید)۔

یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار والشجر فی بیع الأرض بلا ذکر) لأن اسم الدار للعرصة فی الأصل وفی العرف یتاول البناء تبعا... ولا یدخل الزرع فی بیع الأرض بلا تسمیة ولا الثمر فی بیع الشجر إلا بالشرط۔ (تبیین الحقائق: (۴/۹، ۱۱)، کتاب البیوع، فصل یدخل فی بیع الدار... إلخ، ط: امدادیہ، ملتان)۔

أن کل ما هو متاول اسم المبیع بأن یعتبر من أجزائه عرفا یدخل فی البیع، وإن لم یذکر فی العقد صراحة، وهذا مثل من باع دارا أو شقة، فإنه یدخل فیه جمیع غرفه ومطبخه وبهوه، ودورة المیاه فیه، فإن اسم الدار یتاول الجمیع عرفا ولکن لا یدخل فیه علوه إلا بالتصریح، لأن لفظ الدار لا یتاوله دائما بخلاف ما إذا باع فلة، فهو شامل فی العرف للعلو والسفل، فیدخلان فی البیع إلا إذا استثنی أحدهما۔ (فقه البیوع: (۲/۷۹۹)، المبحث الثامن تقسیم البیع، الباب الأول فی أحکام البیع الصحیح بدون الخیار، ما یدخل فی البیع وما لا یدخل، ط: مکتبہ معارف القرآن)۔

(۱، ۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

سور کی خرید و فروخت

''خنزیر کی بیع''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۱/۳)

سوم علی سوم الغیر

''دوسرے کا سودا خراب کرنا حرام ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۴/۳)

سونا چاندی ادھار بیچنا

سونا چاندی ادھار بیچنا جائز نہیں ہے، سونے چاندی کی بیع (خرید و فروخت) نقد کرنا ضروری ہے۔[1]

سونا چاندی کا کاروبار

سونے چاندی کی تجارت جائز ہے البتہ نقد کرنا ضروری ہے، ادھار کرنا حرام ہے حضرت زید بن ارقم اور براء بن عازب رضی اللہ عنہما سونے چاندی کا کاروبار کرتے تھے۔[2]

سونا چاندی کرایہ پر دینا

سونے چاندی کے زیورات متعینہ ایام تک عورتوں کو پہننے کے لئے کرایہ پر

---

(۱) ''فلوس میں بیع سلم''عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) وفي الصحيح عن أبي المنهال قال: كنت أتجر في الصرف فسألت زيد بن أرقم رضي الله عنه والبراء بن عازب عن الصرف، فقالا: كنا تاجرين على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فسألنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الصرف، فقال: إن كان يدأ بيد فلا بأس، وإن كان نسيئا فلا يصح، والصرف بيع الذهب بالفضة والنسأ التاخير. (التراتيب الإدارية: (۲/۲۸) القسم التاسع، الباب الأول، باب في الصراف، ط: دار الأرقم)

صحيح بخاري: (۲۷۷/۱) كتاب البيوع، باب التجارة في البز، ط: قديمي.

السنن الكبرى للبيهقي: (۲۸۰/۵) كتاب البيوع، باب من قال الربا في النسيئة، ط: ادارة تاليفات اشرفيه.

دینا جائز ہے کیونکہ زیورات کو پہن کر فائدہ اٹھانا جائز ہے، اور جائز چیزوں کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔(١)

سونے چاندی کے علاوہ چیزوں کا تبادلہ

سونا چاندی کے علاوہ باقی چیزوں میں اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے، اور وہ چیز تول کر بکتی ہے، جیسے گندم کے عوض میں گندم، چنے کے عوض میں چنا وغیرہ، تب تو وزن میں برابر ہونا بھی واجب ہے، اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہوجانا بھی واجب ہے۔

اور اگر دونوں طرف سے ایک ہی چیز ہے لیکن تول کر نہیں بکتی، جیسے کیلے دے کر کیلے، انڈے دے کر انڈے، کپڑے دے کر ویسے ہی کپڑے لیے، یا ادھر سے اور چیز ہے اور اس طرف سے اور چیز، لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں، جیسے گیہوں کے بدلے چنا، چنے کے بدلے جوار لینا، ان دونوں صورتوں میں وزن میں برابر ہونا واجب نہیں، کمی بیشی جائز ہے، البتہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔

اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں، یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں، اس طرف کچھ اور ہے اس طرف کچھ اور ہے، اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں

---

(١) وذكر عن الحسن رحمه الله قال: لا بأس بأن يستأجر الرجل حلي الذهب بالذهب وحلي الفضة بالفضة وبه نأخذ، فإن البدل بمقابلة منفعة الحلي دون العين ولا ربا بين المنفعة وبين الذهب والفضة، ثم الحلي عين منتفع به واستجاره معتاد فيجوز (المبسوط للسرخسي: (١٥/١٧٠) كتاب الإجارات، باب إجارة الدواب، ط: دار المعرفة)

الفتاوي الهندية: (٤/٤٦٨) كتاب الإجارة، الباب العشرون في إجارة الثياب والأمتعة والحلى، ط: رشيديه)

الفتاوي التاتار خانية: (١٥/١٩١) كتاب الإجارة، الفصل العشرون في إجارة الثياب وغيرها، ط: فاروقيه.

المحيط البرهاني: (١٢/٤٠٥) ايضاً، ط: إدارة القرآن.

بکتیں، وہاں کمی بیشی بھی جائز ہے، اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں، جیسے کیلا دے کر موسمبی لینا۔ (۱)

سونا فجر کے بعد

"فجر کے بعد سونا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۰/۵)

سونا قسطوں میں خریدنا

☆......سونا، سونے، چاندی یا کرنسی کے بدلے میں قسطوں پر خریدنا ناجائز اور حرام ہے۔

☆......سونے کے بدلے سونا بیچنے کی دو شرطیں ہیں:

الف۔پہلی شرط: وزن میں برابری۔

ب۔دوسری شرط: عقد کی مجلس میں دونوں جانب سے ہاتھ در ہاتھ قبضہ کرنا۔

☆......اور اگر سونے کی بیع چاندی یا کرنسی کے ساتھ ہو تو اس میں ایک ہی شرط ہے اور وہ یہ کہ مجلس عقد سے جدا ہونے سے پہلے دونوں جانب ہاتھ در ہاتھ قبضہ ہونا۔

---

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه)وهو القدر(حل التفاضل والنساء) كبيع الحنطة بالدراهم أو الثوب الهروى بمرويين إلى أجل والجوز بالبيض إلى أجل (لعدم العلة المحرمة... وإذا وجدا)أى الجنس والمعنى المضموم إليه وهو القدر(حرم التفاضل والنساء) كالشعير بالشعير لايجوز إلا مع التساوى والتقابض (لوجود العلة... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء مثل أن يسلم ثوبا هرويا فى ثوب هروى) فى صورة اتحاد الجنس مع عدم المضموم إليه من الكيل والوزن لايجوز، وكذا إذا باع عبدا بعبد إلى أجل لوجود الجنسية...(أو حنطة فى شعير) فى صورة اختلاف الجنس مع اتحاد المضموم وهو المسوى۔(فتح القدير:(۱۰/۷، ۱۱)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)۔

تبيين الحقائق:(۸۷/۳، ۸۸)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: امداديه، ملتان۔

الجوهرة النيرة:(۲۵۹/۱)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: حقانيه۔

☆......اگر سونا، سونا چاندی اور کرنسی کے علاوہ کسی اور چیز کے بدلے ادھار خریدا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں مثال کے طور پر زمین، مکان، فلیٹ، بنگلے، گاڑی کے بدلے سونا یا چاندی ادھار خریدا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (۱)

سونے چاندی کو ادھار بیچنا

سونے اور چاندی کو کسی بھی ملک کی کرنسی کے عوض ادھار بیچنا جائز نہیں ہے۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر لوگ اپنے درمیان چمڑوں کے ذریعے خرید وفروخت کو رائج کردیں یہاں تک کہ وہ چمڑے ثمن اور سکہ کی حیثیت اختیار کر جائے تو میں سونے چاندی کے بدلے ان چمڑوں کو ادھار فروخت کرنا پسند نہیں کروں گا۔ (۲)

یعنی اگر چمڑا زر کی حیثیت سے رائج ہوجائے تو اس پر بھی وہی احکام جاری ہوں گے جو درہم ودینار پر ہوتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ نے خراسان کے امیر غطریف بن عطا کندی کی طرف منسوب غطارفہ نامی دراہم جن میں ملاوٹ زیادہ اور چاندی کم ہوتی تھی کی بحث میں لکھا ہے کہ "ولوالجی نے ذکر کیا ہے کہ غطارفہ جب دوسو ہوں تو ان میں زکوۃ

---

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس والمعني المضموم إليه حل التفاضل والنسأ... وإذا وجد حرم التفاضل والنسأ... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ... فحرمة ربو الفضل بالوصفين وحرمة النسأ بأحدهما. (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربو، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربو، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد.

تبيين الحقائق: (۸۷/٤) كتاب البيوع، باب الربا، ط: امداديه.

(۲) لو ان الناس اجازوا بينهم الجلود حتى تكون لها سكة وعين لكرهتها ان تباع بالذهب والورق نظرة. (المدونة الكبرى: (۵/۳) كتاب الصرف، التأخير في صرف الفلوس، ط: دار الكتب العلمية)

واجب ہوگی، کیونکہ اگر چہ پہلے زمانے میں یہ لوگوں کے درہم نہیں تھے، مگر آج کل یہی ہیں، اور ہر دور میں اس زمانے کا رواج معتبر ہوتا ہے۔ (١)

سونے کا سیال پانی

سونے کا سیال پانی سونے کے حکم میں ہے، اس لئے اس کی خرید وفروخت نقد کرنا ضروری ہے، ادھار کرنا جائز نہیں ہے۔ (٢)

سونے کا گھڑا

"واقعہ دیانت داری کا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٢٠/٦)

---

(١) وذكر الولوالجي ان الزكاة تجب في الغطارفة اذا كانت مائتين لانها اليوم من دراهم الناس، وان لم تكن من دراهم الناس في الزمن الاول وانما يعتبر في كل زمان عادة اهل ذلك الزمان. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق: (٢/٣٩٧) كتاب الزكوة، باب زكوة المال، ط: رشيديه)

الفتاوى الولوالجية: (١/١٨٢) كتاب الزكاة، الفصل الثاني: فيما يقع عن الزكاة، وفيما لا يقع إلى آخره، ط: دار الكتب العلمية.

(٢) قوله: فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أي النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوي وزنا ومن قبض البدلين قبل الافتراق۔ (البحر الرائق: (٦/١٩٢)، كتاب الصرف، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (٤/١٣٥)، كتاب الصرف، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (٣/١٦١)، كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلمية۔

الثمنية تثبت بقانون الحكومة، ولا ترتفع الا بقانون الحكومة۔ (کفایت المفتی: (٨/٥٩) باب السلم۔ نوٹ کو فلوس نافقہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

[redacted]

سونے کے زیورات کی ادھار تجارت

سونے کے زیورات کی تجارت روپے کے عوض میں نقد کرنا ضروری ہے، ١٩٧
ادھار پر بیچنا یا ماہانہ قسطوں پر بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بیع صرف ہے، اور بیع صرف میں دونوں جانب نقد ہونا ضروری ہے، ادھار جائز نہیں ہے۔ [1]

سوید بن قیس العبدی کی تجارت

حضرت سوید بن قیس العبدی کپڑے کی تجارت کرتے تھے، اور یہ وہ صحابی ہیں جن سے نبی علیہ السلام نے شلوار خریدی تھی۔ [2]

سی، آئی، ایف

جہاز کے ذریعہ امپورٹر کی طرف سامان بھیجنے کا ایک طریقہ ہے: سی، آئی،

---

(١) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ٢، علی الصفحة السابقة۔

(٢) ومنهم سويد بن قيس العبدي، ترجمه في الإصابة، فذكر أن سماك بن حرب روي عنه، أن النبي صلى الله عليه وسلم اشتري منه رجل (كذا) سراويل أخرجه أحمد وأصحاب السنن وفي رواية عنه: جلبت أنا ومخرمة العبدي بزًّا من هجر فأتيت مكة فجاءنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن بمنى فساومنا سراويل فبعناه منه فوزن ثمنه وقال للوازن: زن وأرجح. (التراتيب الإدارية: (٢/٣٦) القسم التاسع، الباب الأول، باب في ذكر من كان بزازاً في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار الأرقم.

الإصابة في تمييز الصحابة: (٣/١٨٩) حرف السين، باب س. و، ط: دار الكتب العلمية.

فيض القدير: (٤/٦٥) شرح رقم الحديث: ٥٦٥٥، حرف الزاي، ط: المكتبة التجاريه الكبرى.

الف (یعنی کاسٹ، انشورنس، فریٹ) لاگت، انشورنس اور بار برداری اور نقل وحمل کے اخراجات برداشت کرتا۔

اس صورت میں سامان کو بھیجنے کا کرایہ "ایکسپورٹر" (بائع) ادا کرتا ہے، اور ایکسپورٹر، امپورٹر کے لئے مال کا بیمہ کراتا ہے، اور اس بیمہ کا فائدہ بھی امپورٹر کو حاصل ہوتا ہے، ایکسپورٹر بیمہ کرانے اور مال جہاز پر چڑھانے کے بعد فارغ ہوجاتا ہے اور عرف عام کی وجہ سے سی، آئی، ایف میں شپ منٹ کے بعد مال کا رسک امپورٹر کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، لیکن شریعت میں مال کا رسک امپورٹر کی طرف اس وقت منتقل ہوگا جب ایکسپورٹر امپورٹر سے اجازت لے کر مذکورہ جہاز پر مال چڑھائے گا ورنہ نہیں۔ (۱)

واضح رہے کہ ایک ماہر معیشت نے امپورٹر کی اجازت کے بغیر بھی ایکسپورٹر کے مال جہاز پر چڑھا کردینے سے امپورٹر کے ضمان میں منتقل ہونے کا حکم دیا ہے یہ شرعا درست نہیں۔ (۲)

(۱، ۲) المبیع إنما یدخل فی ضمان المشتری بالقبض۔(بدائع الصنائع: (۵/ ۲۴۰)، کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط:سعید)۔

وما لم یسلم المبیع هو فی ضمان البائع فی جمیع زمان حبسه، فلو هلک فی ید البائع بفعله أو بفعل المبیع بنفسه بأن کان حیوانا فقتل نفسه أو بأمر سماوی بطل البیع۔(فتح القدیر:(۶/ ۲۷۳)، کتاب البیوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها فی البیع... إلخ، ط:دار الکتب العلمیة)۔

والخروج عن ضمان البائع والدخول فی ضمان المشتری مبنی علی القبض۔(العنایه شرح الهدایة مع فتح القدیر:(۹/ ۳۰)، کتاب الهبة، ط:رشیدیه)۔

إذا قال المشتری للبائع ابعث إلی ابنی واستأجر البائع رجلا یحمله إلی ابنه فهذا لیس بقبض، والأجر علی البائع إلا أن یقول استأجر علی من یحمله فقبض الأجیر یکون قبض المشتری۔(الفتاوی الهندیة: (۳/ ۱۹)، کتاب البیوع، الفصل الثانی فی تسلیم المبیع وفیما یکون قبضا وفیما لا یکون قبضا، ط:رشیدیه)۔

الفتاوی التاتارخانیه:(۸/ ۲۶۳)، کتاب البیوع، الفصل الرابع فی حبس المبیع بالثمن وفی قبض المبیع بإذن البائع وبغیر إذنه، ط:مکتبه فاروقیه۔

نیز یہ کہ بیمہ کرانا جائز نہیں اس لئے یہ صورت بھی جائز نہیں۔ (۱)

سی اور ایف

جہاز کے ذریعہ امپورٹر کی طرف سامان بھیجنے کا ایک طریقہ سی اور ایف (کاسٹ اینڈ فریٹ) لاگت اور بار برداری اور نقل و حمل کے اخراجات برداشت کرنا، یعنی اس صورت میں سامان کو جہاز کے ذریعہ بھیجنے کا کرایہ "ایکسپورٹر" (بائع) ادا کرتا ہے، اس صورت میں بھی تاجروں کے درمیان موجودہ عرف یہ ہے کہ "شپنگ کمپنی" کو امپورٹر (خریدار) ہی کا ایجنٹ سمجھا جاتا ہے، لیکن شریعت میں یہ ہے کہ اگر ایک ایکسپورٹر نے امپورٹر سے بات کر کے سامان مذکورہ شپنگ کمپنیکو حوالہ کیا تو جہاز کمپنی کو امپورٹر کا ایجنٹ سمجھا جائے گا ورنہ نہیں، یعنی اگر امپورٹر کی اجازت سے مال شپنگ کمپنی کو حوالہ کیا تو اسی وقت اس سامان کا ضمان (رسک) امپورٹر (خریدار) کی طرف منتقل ہوجائے گا۔ (۲)

---

(۱) ولاخلاف بين أهل العلم في تحريم القمار، وأن المخاطرة قمار، وأن أهل الجاهلية كانوا يخاطرون على المال والزوجة، وقد كان مباحا إلى أن ورد تحريمه۔ (احكام القرآن للجصاص: (۲/۳۶۵)، ط: داراحياء التراث العربي)۔

☐ وسمي القمار قمارا، لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (الشامية: (۶/۴۰۳)، كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

☐ وأما الذي يرجع إلى نفس القرض، فهو أن لا يكون فيه جر منفعة، فإن كان لم يجز، نحو: ما إذا أقرضه دراهم غلة على أن يرد عليه صحاحا، أو أقرضه وشرط شرطا له فيه منفعة لما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن قرض جر نفعا، ولأن الزيادة المشروطة تشبه الربا، لأنها فضل لا يقابله عوض، والتحرز عن حقيقة الربا وعن شبهة الربا واجب۔ (بدائع الصنائع: (۷/۳۹۵)، كتاب القرض، فصل: في الشروط، ط: سعيد)

☐ الربا: هو القرض على أن يؤدى إليه اكثر وأفضل مما أخذ۔ (حجة الله البالغة: (۲/۲۸۲)، الربا سحت باطل، ط: قديمي)۔

(۲) إذا قال المشترى للبائع ابعث إلى ابني واستأجر البائع رجلا يحمله إلى ابنه فهذا ليس بقبض، والأجر على البائع إلا أن يقول استأجر على من يحمله فقبض الأجير يكون قبض المشترى۔ =

سیاہ خضاب تیار کرنا

200 "سیاہ خضاب کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۱/۴)

سیاہ خضاب کا استعمال

خالص سیاہ خضاب کا استعمال سر میں ہو یا ڈاڑھی میں مرد و عورت دونوں کے لئے حرام ہے[1] البتہ سیاہ خضاب تیار کرنا اور فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ دشمن پر ہیبت بٹھانے کے لئے مجاہدین استعمال کر سکتے ہیں، اور یہ جواز کا ایک محل ہے، اس بنا پر خرید و فروخت جائز ہے،[2] البتہ بنانا بیچنا بہتر نہیں،[3] اور جس آدمی کے

=(الفتاوی الهندية: (۱۹/۳)، كتاب البيوع، الفصل الثاني في تسليم المبيع وفيما يكون قبضا وفيما لا يكون قبضا، ط: رشيديه)۔

الفتاوی التاتارخانیه: (۲۶۳/۸)، كتاب البيوع، الفصل الرابع في حبس المبيع بالثمن وفي قبض المبيع بإذن البائع وبغير إذنه، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۱) قال ميرك ذهب أكثر العلماء إلى كراهة الخضاب بالسواد وجنح النووي إلى أنها كراهة تحريم. (مرقاة المفاتيح: (۲۹۳/۸)، كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الثاني، ط: رشيديه)۔

ويكره الخضاب بالسواد، قيل لأبي عبدالله: تكره الخضاب بالسواد؟ قال: إي والله قال: وجاء أبوبكر بأبيه إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم ورأسه ولحيته كالثغامة بياضا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غيروهما وجنبوه السواد. (المغني لابن قدامة: (۱۱۵/۱)، كتاب الطهارة، فصل في الفطرة، الخضاب، ط: دار الحديث القاهرة)۔

اتفقوا على ذم خضاب الرأس أو اللحية بالسواد... والصحيح بل الصواب أنه حرام، وممن صرح بتحريمه صاحب الحاوي في باب الصلاة بالنجاسة قال إلا أنه يكون في الجهاد... ولا فرق في المنع من الخضاب بالسواد بين الرجل والمرأة. (المجموع شرح المهذب: (۱۰۳/۱)، كتاب الطهارة، باب السواك، ط: دار الحديث القاهرة)۔

(۲) انظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة الآتية۔

(۳) قلت: وأفاد كلامهم أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها۔ نهر (الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۴)، كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد)۔

البحر الرائق: (۱۴۳/۵)، كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد۔

النهر الفائق: (۲۶۸/۳)، كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشيديه۔

بارے میں معلوم ہے کہ وہ ناجائز طور پر استعمال کرے گا اس کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں۔ (۱)

سیاہ خضاب کی تجارت

سیاہ خضاب بنانا اور فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ سیاہ خضاب کا استعمال جائز مواقع میں بھی ممکن ہے، مثلاً جہاد میں کفار پر رعب ڈالنے کے لئے مجاہدین استعمال کرسکتے ہیں، اسی طرح وہ بوڑھا شخص جس کی بیوی جوان ہے، تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے، اگرچہ امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ نہیں، اس لئے سیاہ خضاب بنانے اور بیچنے سے اجتناب کرنا بہتر ہے، اور ایسے شخص کو فروخت کرنا جائز نہیں جس کے بارے میں یقینی طور پر معلوم ہو کہ وہ ناجائز طور پر استعمال کرے گا۔ (۲)

---

(۱) ثم السبب إن لم يكن محركا وداعيا، بل موصلا محضا، وهو مع ذلك سبب قريب بحيث لا يحتاج في إقامة المعصية به إلى إحداث صنعة من الفاعل، كبيع السلاح من أهل الفتنة وبيع العصير ممن يتخذه خمرا... فكله مكروه تحريما بشرط أن يعلم به البائع أو الآجر من دون تصريح به باللسان، فإنه إن لم يعلم كان معذورا۔ (جواهر الفقه: (۲/۴۵۳)، باب تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، عنوان: أقسام السبب وأحكامه، ط: مكتبه دار العلوم كراچی)۔

(۲) لأن الحرمة ليست بقائمة بعينه، وإنما الحرمة في الاستعمال إذا استعمله خادعا ومن شاب قبل أوان المشيب، أو خضب لإرهاب العدو في الحرب يجوز له الخضاب بالسواد كما صرح به في الهندية وغيرها۔ (إمداد الأحكام: (۳/۳۹۰)، كتاب البيوع (المتفرقات) عنوان: بغرض تجارت سیاہ خضاب بنانا اور فروخت کرنا جائز ہے، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

وأما الخضاب بالسواد: فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشايخ، ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء، وليحبب نفسه إليهن فذلك مكروه، عليه عامة المشايخ، وبنحوه ورد الأثر عن عمر رضي الله عنه، وبعضهم جوزوا ذلك من غير كراهة، روى عن أبي يوسف ﷺ أنه قال: كما يعجبني ان تتزين لي يعجبها ان اتزين لها، هذه الجملة من شرح "السير الكبير"۔ (المحيط البرهاني: (۶/۱۲۲)، كتاب الاستحسان والكراهية، الفصل الحادي والعشرون في الزينة واتخاذ الخادم للخدمة، ط: رشيديه)

قوله: ويكره بالسواد أي لغير الحرب قال في الذخيرة: اما الخضاب بالسواد للغزو، ليكون اهيب في عين العدو، فهو محمود بالاتفاق۔ (شامي: (۶/۴۲۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

سیٹی

"بچوں کا باجہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۸/۲)

سی ڈی

☆ سادہ سی ڈی یا جب سی ڈی میں قرآن کریم، وعظ، تقریر، یا اور کوئی دینی، مذہبی یا اصلاحی پروگرام محفوظ ہو، اور اس میں کسی جاندار کی تصویر نہ ہو، یا اور کوئی ایسی چیز بھری ہوئی نہ ہو جو شریعت کے خلاف ہو، تو ایسی "سی ڈیز" کا کاروبار کرنا جائز ہے، اور آمدنی حلال ہے۔

اور جن سی ڈیز میں گانے، ساز، ڈھولک، سارنگی، ہامونیم، میوزک، اور جاندار کی تصاویر وغیرہ بھری ہوئی ہو، ان سی ڈیز کا کاروبار کرنا ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔[1]

سیکورٹی ڈپازٹ کا حکم

سیکورٹی ڈپازٹ کی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں مروجہ اسلامی بینکوں کے شریعہ ایڈوائزر کے جواب مختلف ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ رقم بینک کے پاس امانت ہے بینک اس میں تصرف کا مجاز نہیں، کبھی اسے قرض قرار دیتے ہیں، کبھی اسے

---

(۱) قلت: وأفاد كلامهم أن ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها، نهر۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۴)، كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد)۔

البحر الرائق: (۱۳۳/۵)، كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد۔

النهر الفائق: (۲۶۸/۳)، كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشيديه۔

عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله تعالى إذا حرم شيئا حرم ثمنه. (سنن الدار قطني (۳۸۸/۳)، رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴)، كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن

پیشگی کرایہ قرار دیتے ہیں یعنی کرائے کے دو حصے ہوتے ہیں ایک حصہ ماہانہ قسطوں کی صورت میں لیا جاتا ہے اور دوسرا حصہ سیکورٹی ڈپازٹ کے نام پر کل مدت اجارہ کے مقابلے میں پیشگی وصول کرلیا جاتا ہے لیکن ان توجیہات میں سے کوئی بھی توجیہ اعتراض سے خالی نہیں ہے۔

امانت قرار دینے پر یہ اعتراض ہے کہ امانت سے اجازت کے بغیر فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، اور مالک جب چاہے اپنی امانت کو واپس لینے کا حق رکھتا ہے۔ جبکہ بینک اجازت کے بغیر سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم سے فائدہ بھی اٹھاتا ہے اور مالک جب چاہے سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم واپس نہیں لے سکتا اور بینک مالک کی منشاء کے مطابق واپس بھی نہیں کرتا۔ (۱)

قرض قرار دینے سے یہ خرابی پیدا ہوتی ہے کہ اس طرح قرض اور بیع کا معاملہ جمع ہوجاتے ہیں کیونکہ کلائنٹ بینک کو سیکورٹی ڈپازٹ کا قرض اس شرط پر دیتا ہے کہ بینک اسے اجارہ کی سہولت فراہم کرے، یہ جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) وأما حكمها فوجوب الحفظ على المودع وصيرورة المال امانة في يده ووجوب أدائه عند طلب مالكه كذافي الشمني- الوديعة لاتودع ولا تعار ولا تؤجر ولا ترهن، وإن فعل شيئاً منها ضمن۔ (الفتاوى الهندية: (۳۳۸/۴) كتاب الوديعة، ط: رشيديه)

☐ شامي: (۶۷۹/۵) كتاب العارية، ط: سعيد۔

☐ خلاصة الفتاوى: (۲۹۱/۴) كتاب العارية، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

☐ (هي امانة) وهذا حكمها مع وجوب الحفظ والأداء عند الطلب واستحباب قبولها. (الدر المختار مع الرد: (۶۶۳/۵، ۶۶۴) كتاب الإيداع، ط: سعيد)

(۲) مايبطل بالشرط الفاسد، ولا يصح تعليقه بالشرط الفاسد: البيع والقسمة والإجارة. (كنز الدقائق: (۳۵۱/۲، ۳۵۲) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: مكتبة البشرى)

☐ قوله: والإجارة) أي كأن آجر داره على أن يقرضه المستأجر أو يهدي إليه. (البحر الرائق: (۲۹۹/۶) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: رشيديه)

☐ ولو استأجر دارا بأجرة معلومة وشرط الآجر تطيين الدار وتعليق باب عليها أو إدخال جذع في سقفها على المستأجر فالإجارة فاسدة، وكذا إذا آجر أرضا وشرط كري نهرها أو حفر بئرها أو ضرب =

مزید یہ کہ قرض کے بدلے حاصل ہونے والا ہر فائدہ سود ہے جبکہ یہاں ہمیشہ کرایہ سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم کو دیکھ کر مقرر کیا جاتا ہے، اگر سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم بینک کی فرمائش سے زائد ہو تو کرایہ کم رکھا جاتا ہے اور اگر سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم کم ہے تو کرایہ زیادہ رکھا جاتا ہے، اس اعتبار سے اس میں سود کا عنصر شامل ہو جاتا ہے، اور سود لینا دینا حرام ہے۔(۱)

سیکورٹی ڈپازٹ کو پیشگی کرایہ بھی نہیں کہا جاسکتا کیونکہ یہ رقم اجارہ کے وعدہ کے موقع پر لی جاتی ہے جو کہ مروجہ اسلامی بینکوں کے بقول معاہدہ نہیں ہے، اور اجارہ کے قوانین کے مطابق اجارے کا معاہدہ ہونے کے بعد اجارہ پر دینے والے کو پیشگی کرایہ وصول کرنے کا حق ہوتا ہے، معاہدہ سے پہلے نہیں، لہٰذا سیکورٹی ڈپازٹ کی رقم کو پیشگی کرایہ قرار دینا بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس سے مروجہ اسلامی بینکوں کے اس موقف کی نفی ہوتی ہے کہ اجارہ کا حتمی معاہدہ مطلوبہ چیز کی خریداری کے بعد ہوتا ہے۔

غرض کہ مروجہ اسلامی بینک کی سیکورٹی ڈپازٹ شتر مرغ کی طرح ہے خود شتر مرغ کو بھی معلوم نہیں ہے کہ وہ اونٹ ہے یا پرندہ اسی طرح اس کا حال ہے کہ سیکورٹی ڈپازٹ کی حیثیت کیا ہے ان کو بھی معلوم نہیں۔

=مسناة عليها كذا في البدائع (الفتاوى الهندية: (٤/٤٤٣) كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر في تجديد الإجارة بعد صحتها، الفصل الثاني: ط: رشيديه)

(۱) قال عليه الصلاة والسلام: كل قرض جر منفعة فهو ربا. (فيض القدير للمناوي: (٦/٢٨٢) رقم الحديث: ٦٣٣٦، حرف الكاف، ط: دار الحديث، القاهرة)

كل قرض جر منفعة، فهو وجه من وجوه الربا. (السنن الكبرى للبيهقي: (٥/٣٥٠) كتاب البيوع، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعاً: كل قرض جر منفعة فهو ربا. (إعلاء السنن: (١٤/٥١٢) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (٢/٢٧) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

سیل

''بیڑی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۸/۲)

سیلز ٹیکس

☆ سیلز ٹیکس شرعا درست نہیں، اس لئے تاجروں سے زبردستی سیل ٹیکس وصول کرنا درست نہیں ہے، ہاں اگر تاجر حضرات خوشی سے ادا کریں تو لینا جائز ہے۔ (۱)

☆ اگر کوئی تاجر سیلز ٹیکس ادا کئے بغیر پوشیدہ طور پر مال فروخت کرتا ہے تو جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے، البتہ اپنی عزت اور مال کو خطرہ میں ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ (۲)

سیلز ٹیکس قیمت خرید میں ملانے کا حکم

موجودہ دور میں حکومت کی طرف سے عائد کردہ سیلز ٹیکس جائز حدود سے نکل کر ظلم و زیادتی اور تعدی کے دائرہ میں داخل ہیں، اور اس میں کسی امیر یا غریب، مسلم اور کافر کی تمیز بھی نہیں، ظلم پر ظلم یہ ہے کہ شرح ٹیکس بھی اتنی زیادہ ہے کہ دینے

---

(۱) قال اللہ تعالی: یا ایھا الذین آمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (سورۃ النساء: ۲۹)۔

☐ من اخذ مال غیرہ لا علی وجہ أذن الشرع فقد أکلہ بالباطل۔ (الجامع لأحکام القرآن للقرطبی: (۲/ ۳۳۶)، سورۃ البقرۃ: ۱۸۸، ط: رشیدیہ)۔

☐ لا یاکل بعضکم أموال بعض بالوجہ الذی لم یبحہ اللہ تعالی۔ (تفسیر ابی السعود: (۱/ ۲۵۵)، سورۃ البقرۃ: ۱۸۸، ط: دار الفکر)۔

☐ واکل المال بالباطل علی وجہین: أحدھما أخذہ علی وجہ الظلم والسرقۃ والغصب وماجری مجراہ۔ (احکام القرآن للجصاص: (۱/ ۲۴۳)، سورۃ البقرۃ: ۱۸۸، باب مایحلہ حکم الحاکم، ط: قدیمی)۔

(۲) تخریج کے لئے ''بلیک کا حکم'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

والا اس کو ادا کرنے سے عاجز ہے، اس بنا پر سیلز ٹیکس بالکل اس رقم کی طرح ہے جو راستے میں تاجروں سے جبر اور ظلم سے وصول کی جاتی ہے، اس لئے بیع مرابحہ کی صورت میں بائع مشتری کو قیمت بتاتے وقت ٹیکس کے اضافے کو قیمت خرید میں ضم کر کے یہ نہ بتائے کہ میری قیمت خرید یہ ہے بلکہ یہ کہے کہ مجھے اتنے میں پڑی ہے، ورنہ خیانت ہوگی۔[1]

اور اگر بیع مرابحہ نہیں ہے اور قیمت خرید بتائے بغیر جملہ ٹیکسوں کا حساب کر کے مشتری سے کسی قیمت پر اتفاق کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

سیلری (Salary)

رومی بادشاہ جولیئس سیزر (دور حکومت ۶۰ تا ۴۴ ق م) کے بارے میں مشہور ہے کہ اس کی فوج کو تنخواہ نمک کی شکل میں ملتی تھی، لاطینی زبان میں نمک کو "سیل" کہتے ہیں اور اسی سے لفظ (Salary) نکلا ہے جس کا معنی "تنخواہ" ہے۔

سیلز مین کا کمیشن لینا

اگر سیلز مین کی تنخواہ ادارہ کی طرف سے مقرر ہے اور ادارہ والوں سے ان کی چیز سیل کرنے پر کمیشن لینے کا معاہدہ نہیں ہوا، تو ادارے کی اشیاء کو فروخت کرنے کے بعد تنخواہ کے علاوہ کمیشن لینا جائز نہیں ہوگا، اور اگر سیلز مین اور ادارے کے درمیان تنخواہ کے علاوہ کمیشن کی بات بھی ہوئی ہے تو حلال اور جائز اشیاء بیچ کر کمیشن لینا بھی

---

(۱) لایضم أجر الطبیب... وما یأخذ فی الطریق من الظلم الا اذا جرت العادۃ بضمہ ھذا ھو الاصل کما علمت فلیکن المعمول علیہ۔ (الدر مع الرد: (۱۳۷/۵) باب المرابحۃ والتولیۃ، ط: سعید)

والذی یؤخذ فی الطریق من الظلم لایضم الا فی موضع جرت العادۃ فیہ بینھم بالضم۔ (البحر الرائق: (۱۱۰/۶) باب المرابحۃ والتولیۃ، ط: سعید)۔

الھندیۃ: (۱۶۲/۳)، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحۃ والتولیۃ، ط: رشیدیہ)۔

جائز ہوگا۔ (۱)

سیمناروں کا انعقاد

بڑے تجارتی میلوں میں سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں، اس مقصد کے لئے تاجر کے پاس اپنے کاروبار کے متعلق دستاویزی معلومات کے بتانے والے کتابچوں اور کاروباری کارڈز کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان کی مدد سے سامعین بعد میں تاجر کے ساتھ رابطہ کرسکیں، تاجر تقریر کرنے کے بعد لوگوں کے سوالات کے جوابات دینے کے لئے وہیں موجود رہے۔

سیمنز کی خرید وفروخت کرنا

آج کل جانوروں کی اچھی سے اچھی نسل حاصل کرنے کے لئے مصنوعی طریقے سے ان کی افزائش نسل کی جاتی ہے، جس میں کسی اعلیٰ نسل کے نر جانور سے نطفہ حاصل کرکے اس سے بڑی تعداد میں سیمنز (تولیدی جوہر) تیار کرلئے جاتے ہیں، پھر ضرورت کے وقت ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے شیشے کی نلی کے ذریعہ اس سیمن (تولیدی جوہر) کو مادہ کے رحم میں رکھ دیتے ہیں، اور ایک مدت کے بعد بچہ پیدا ہوجاتا ہے۔

آج کل مختلف شہروں میں حکومت کے بڑے بڑے فارم ہیں، جہاں نطفہ

---

(۱) س: أنا صاحب مكتب تجاري، شغلتي هي أني وكيل ووسيط بعض الشركات في الخارج المصنعة للملابس الجاهزة، والمواد الغذائية، هذه الشركات تقوم بإرسال عينات ماتصنعه مع الأسعار لكل صنف، أقوم بعرض هذه البضاعة للتجارة وبيعها لهم بسعر الشركة مقابل من الشركة المصنعة حسب الاتفاق معها على نسبة العمولة، فهل علي إثم في ذلك أو يلحقني أي شيء من الإثم في ذلك؟ أرجو الافتاء مع الشكر.

ج: إذا كان الواقع كما ذكر جاز لك أخذ تلك العمولة ولا إثم عليك. (فتاوي اللجنة الدائمة: (۱۳/۱۲۵) البيوع، السمسرة، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)

سے سیمنز حاصل کر کے سرکاری طور پر ان کی خرید وفروخت ہوتی ہے، جانوروں کی اعلیٰ اور عمدہ نسلیں جو یہاں پاکستان میں دستیاب نہیں ہیں، بیرون ملک سے خود حکومت ان کے سیمنز خرید کر بڑی تعداد میں یہاں فروخت کرتی ہے۔

اس طریقے سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کا گوشت کھانا دودھ پینا اور قربانی اور عقیقہ کرنا جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں، البتہ مادہ جانور کو فطری طور پر لطف حاصل کرنے سے محروم کیا جاتا ہے، یہ مناسب نہیں۔

ان سیمنز سے جائز طریقے سے فائدہ حاصل کرنا ممکن ہے، اس لئے ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے۔

واضح رہے کہ مادہ منویہ کی بیع نجس اور غیر متقوم اور غیر مال ہونے کی بنا پر ناجائز ہونی چاہیئے، لیکن چونکہ یہ جانوروں کا ایسا ناپاک مادہ ہے، جسے الگ کرنے کے بعد اس سے جائز طریقے سے فائدہ حاصل کیا جاتا ہے، اور عرف میں اس کی قیمت بھی ہے، اور ضرورت کے وقت کے لئے اس کو ذخیرہ بھی کر کے رکھا جاتا ہے، اور لوگوں کو اس کی خریداری کی طرف کی رغبت بھی ہے تو یہ مال مانا جائے گا، اور مال متقوم ہوگا اس لئے اس کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: المراد بالمال مايميل إليه الطبع، ويمكن إدخاره لوقت الحاجة، والمالية تثبت بتمول الناس كافة أو بعضهم، والتقوم يثبت بها، وبإباحة الانتفاع شرعا، فما يباح بلاتمول لايكون مالاً كحبة حنطة ومايتمول بلا إباحة انتفاع لايكون متقوما كالخمر، وإذا عدم الامران لم يثبت واحد منهما كالدم، "بحر" ملخصا ... وحاصله ان المال اعم من المتقوم؛ لأنّ المال مايمكن إدخاره ولو غير مباح كالخمر، والمتقوم مايمكن إدخاره مع الاباحة ... وفي البحر عن الحاوي القدسي: المال اسم لغير الآدمي خلق لمصالح الآدمي وامكن احرازه والتصرف فيه على وجه الاختيار۔ (رد المحتار: (۵۰۲،۵۰۱/۴)، كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك والمتقوم، ط: سعيد)

قال ابن عابدين رحمه الله تعالى: تنبيه: لم يذكروا حكم دود القرمز ... قلت: وفيه انها من أعز الأموال اليوم، ويصدق عليها تعريف المال المتقوم ويحتاج إليها الناس كثيرا في الصباغ وغيره، فينبغي جواز بيعها كبيع السرقين والعذرة المختلطة بالتراب كما يأتي، مع ان هذه الدودة ان لم يكن =

سینما بنانا

مسلمان کے لئے سینما بنانا، اور اس کا انتظام سنبھالنا اور اس کو کاروبار اور آمدنی کا ذریعہ بنانا ناجائز اور حرام ہے اور اس سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ بھی حرام ہے، وہ رقم فقراء پر صدقہ کردینا ضروری ہے۔(۱) ۲۰۹

= لها نفس سائلة تكون ميتها طاهرة كالذباب والبعوض، وإن لم يجز أكلها، وسيأتي ان جواز البيع يدور مع حل الانتفاع، وانه يجوز بيع العلق للحاجة مع انه من الهوام، وبيعها باطل، كذا بيع الحيات للتداوی وفی القنية: وبيع غير السمک من دواب البحر لوله ثمن کالسقنقور وجلود الخز و نحوها يجوز والافلا۔ وجمل الماء قيل يجوز حيا لا ميتا، والحسن اطلق الجواز اهـ فتأمل۔ (رد المحتار: (۵/ ۵۱، ۵۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في تعريف المال، ط:سعيد)۔

▭ كره بيع العذرة رجيع الآدمي خالصة، لايكره بل يصح بيع السرقين أی الزمل خلافا للشافعی، وصح بيعها مخلوطة بتراب... كما صح الانتفاع بمخلوطها، ای العذرة بل بها خالصة على ما صححه الزيلعي... وفي الملتقى: ان الانتفاع كالبيع أی في الحكم فافهم، الدر المختار۔

قوله: في الملتقى: أن الظاهر أنه اشار بنقله إلى أن تصحيح الانتفاع بالخالصة تصحيح لجواز بيعها أيضا، وقوله: فافهم، تنبيه على ذلک۔ (شامی: (۶/ ۳۸۵)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط:سعيد)۔

▭ في الهداية: ولايجوز بيع جلود الميتة قبل ان تدبغ لأنه غير منتفع به۔ قال المحقق بعد ذكر سوال يرد على المصنف: وهذا السوال ليس في تقرير المصنف مايرد عليه ليحتاج إلى الجواب منه، فإنه ما علل المنع الا بعدم الانتفاع به، وإنما يرد على من علل بالنجاسة ولا ينبغي ان يعلل بها بطلان البيع اصلاً، فإنّ بطلان البيع دائر مع حرمة الانتفاع وهي عدم المالية، فإنّ بيع السرقين جائز وهو نجس العين للانتفاع به، كما ذكرنا۔ (الهداية مع فتح القدير: (۶/ ۳۹۱، ۳۹۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)۔

(۱) عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايحل بيع المغنيات ولا شراؤهن ولا تجارة فيهن وأكل أثمانهن حرام۔ وفي رواية بكر بن مضر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا المغنيات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام۔ (السنن الكبرى للبيهقي: (۶/ ۱۵)، كتاب البيوع، باب ماجاء في بيع المغنيات، ط: إدارة القرآن)۔

▭ وفي السراج: ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم لإنكار المنكر. قال ابن مسعود رضي الله عنه: "صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات" قلت: وفي البزازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام: لقوله عليه الصلاة والسلام: =

واضح رہے کہ سینما حرام چیزوں پر مشتمل ہے۔ اس میں بے حیا، بے شرم لوگوں کی تصاویر، اور فتنہ انگیز مناظر پیش کئے جاتے ہیں، جو بے حیائی، انارکی، مادر پدر آزادی اور اخلاق بگاڑ کر ڈاکو، قاتل، چور اور بدمعاش بنانے کی دعوت دیتے ہیں، جنسی جذبات بھڑکاتے ہیں، اور پھر ان میں غیر محرم مردوں اور عورتوں کا اختلاط بھی ہوتا ہے۔

سینڈور

''سینڈور'' سرخ رنگ کا ایک پاؤڈر ہے جسے ہندو عورتیں مانگ میں بھرتی ہیں، اگر یہ نجس اور حرام نہیں تو اس کی تجارت منع نہیں ہے لیکن بہتر بھی نہیں ہے۔ (۱)

="استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق، والتلذذ بها كفر "أي بالنعمة فصرف الجوارح إلى غير ما خلق لأجله كفر بالنعمة لا شكر، فالواجب كل الواجب أن يجتنب كي لا يسمع، لما روي أنه عليه الصلاة والسلام أدخل أصبعه في أذنه عند سماعه. (الدر المختار مع الرد: (٦/٣٤٩) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور. (شامي: (٦/٣٥٠) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد.

وفي المنتقى: امرأة نائحة أو صاحبة طبل أو زمر اكتسبت مالاً، ردته على أربابه إن علموا، وإلا يتصدق به. (شامي: (٦/٥٥)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: الاستيجار على المعاصي، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (٥/٣٤٩) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب.

البحر الرائق: (٨/٣٦٩) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه)

(۱) تخریج کے لئے ''پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

شارٹ سیل (Short Sale)

"شارٹ سیل" حقیقت میں غیر مملوک چیز کی بیع کا نام ہے، یعنی بائع ایسے شیئرز فروخت کر دیتا ہے جو ابھی اس کی ملکیت میں نہیں ہوتے، لیکن اسے یہ توقع ہوتی ہے کہ سودا ہو جانے کے بعد وہ یہ شیئرز لیکر خریدار کو دے گا، یہ شرعاً جائز نہیں ہے، جب تک چیز اپنے قبضہ میں نہ ہو اس کو بیچنا جائز نہیں۔ (١)

شاہانہ انداز

"تعیشات" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢/٤٠٨)

شبہات سے بچنا

☆ مسلمان تاجر اور دوکاندار پر لازم ہے کہ تجارت اور کاروبار سے متعلق حلال وحرام اور جائز و ناجائز کا علم حاصل کرے، اور اس کے مطابق تجارت اور کاروبار کرے، اگر لین دین کے کسی معاملہ میں تردد اور شبہ پیدا ہو جائے کہ وہ حلال ہے یا حرام معلوم نہ ہو تو جب تک اس معاملہ کے بارے میں کسی مفتی یا مستند عالم سے پوچھ نہ لے تب تک اس پر عمل نہ کرے، پوچھنے کے بعد اگر معلوم ہو کہ حلال ہے

---

(١) حدثنا قتيبة ثنا هشيم عن أبي بشر عن يوسف بن مالك عن حكيم بن حزام رضي الله عنه قال: سألت رسول الله ﷺ فقلت: يأتيني الرجل فيسألني من البيع ما ليس عندي ابتاع له من السوق ثم ابيعه؟ قال: لا تبع ما ليس عندك۔ (ترمذی: (١/٢٣٣)، باب ما جاء في كراهية بيع ما ليس عنده، ط: سعيد)۔
سنن أبو داود: (٢/١٣٩)، كتاب الإجارة، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده، ط: رحمانيه۔
سنن ابن ماجة: ص: ١٥٨، ابواب التجارات، باب النهي عن بيع ما ليس عندك... إلخ، ط: قديمي۔

تو وہ معاملہ کرے ورنہ چھوڑ دے۔[۱] تا کہ آخرت تباہ نہ ہو۔

☆ حضرت عطیہ سعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ متقی پرہیز گار لوگوں میں شمار نہیں ہوسکتا جب تک گناہ والے کام سے بچنے کی خاطر ایسا کام بھی چھوڑ نہ دے جس میں گناہ اور حرج نہ ہو۔[۲]

شپنگ کے بعد بیچنا

''جہاز پر مال چڑھانے کے بعد بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۹/۳)

شراب اور ہماری معیشت

ہر مسلمان کو یہ جاننا ضروری ہے کہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے متعلق حرمت کے آیات اترنے کے بعد شہر شہر، گاؤں گاؤں، بلکہ گلی گلی میں اس کا اعلان کروا دیا تھا کہ اللہ نے شراب کو حرام قرار دیا ہے، اب نہ اس کا استعمال جائز و حلال ہے، اور نہ اس کی تجارت جائز ہے، غرض کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کو انسانی ضرورت اور معیشت میں سے قطعی اور کلی طور پر نکال دیا تھا، لیکن نہایت ہی افسوس کی

---

(۱) عن النعمان بن بشير رضي الله عنه قال: قال: النبي صلى الله عليه وسلم: الحلال بين والحرام بين وبينهما أمور مشتبهة، فمن ترك ماشبه عليه من الإثم، كان لما استبان أترك، ومن اجترأ على مايشك فيه من الإثم أوشك أن يواقع ما استبان، والمعاصي حمى الله من يرتع حول الحمي يوشك أن يواقعه. (صحيح البخاري: (۲۷۵/۱) كتاب البيوع، باب الحلال بين والحرام بين وبينهما مشتبهات، ط: قديمى)

☐ جامع الأصول لابن الأثير: (۵۶۶/۱۰) رقم الحديث: ۸۱۳۳، حرف الكاف، الكتاب الأول في الكسب والمعاش، الفصل الأول في الحث على الحلال واجتناب الحرام، ط: دار الفكر۔

(۲) عن عطية السعدي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايبلغ العبد أن يكون من المتقين حتى ما يدع ما لابأس به حذرا لما به البأس۔ (مشكاة المصابيح: (۲۴۲/۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمى)

☐ جامع الترمذي: (۷۲/۲) أبواب صفة القيامة، باب بعد باب ماجاء في صفة أواني الحوض، ط: سعيد۔

☐ سنن ابن ماجه: ((ص: ۳۱۱) أبواب الزهد، باب الورع والتقوى، ط: قديمى۔

بات ہے کہ دوسری برائیوں کی طرح ہماری معاشرت میں شراب نوشی، اور ہماری تجارت میں شراب کی خرید وفروخت، پھر سے داخل ہوگئی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے شراب بنانا، رکھنا، پینا، پلانا، اور اس کی خرید و فروخت سب کچھ بند کر دیا تھا اور ایک لمبے زمانے تک اس پر عمل ہوتا رہا۔

لیکن جب سے ہمارے ایمان میں کمزوری آ گئی، اور ہمارے سروں سے اسلامی حکومت کا سایہ ختم ہو گیا، اور ہمارے اندر بے ایمانی داخل ہوگئی، ہمارے دلوں میں نفاق نے جگہ لے لی، اس وقت سے دوسری برائیوں کی طرح شراب کا پینا، پلانا، اور اس کی تجارت ہمارے یہاں عام ہوگئی، اور اس برائی میں مبتلا لوگوں میں سے ایک بڑا طبقہ لکھے پڑھے لوگوں کا ہے، جو کہ مسلمان تو ہیں لیکن اسلام کے تقاضوں کو پورا کرنے والے نہیں ہیں، بلکہ احکام اسلام سے دور بھاگنے کی وجہ سے ان لوگوں میں دینی حمیت اور غیرت باقی نہیں رہی، ان پر شیطان مسلط ہو گیا ہے اور شیطانی اثرات غالب آنے لگے ہیں، جبکہ اس میں مبتلا لوگوں میں بے شمار ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ لکھے پڑھے نہیں ہیں، بلکہ انجان اور دینی علوم سے بالکل ناواقف ہیں، یہ لوگ شراب نوشی اور اس کے استعمال اور خرید وفروخت میں شیطان اور اس کی ذریات کے حامی و ناصر بنے ہوئے ہیں، ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہیئے، اور شراب سے ہر اعتبار سے دور رہنا چاہیئے ورنہ آخرت کا عذاب تیار ہے۔ (۱)

---

(۱) یا أیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون، إنما یرید الشیطان أن یوقع بینکم العداوة والبغضاء في الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون۔ (سورة المائدة: ۹۰، ۹۱)۔

☜ عن أبي سعید الخدري قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله تعالی حرم الخمر فمن أدرکته هذه الآیة وعنده منها شيء فلا یشرب ولا یبع «. قال فاستقبل الناس بما کان عنده منها في طریق المدینة فسفکوها. (صحیح مسلم: (۲۲/۲)، کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم بیع الخمر، ط: قدیمی)

☜ عن عائشة رضي الله عنها قالت لما نزلت الآیات من آخر سورة البقرة خرج رسول الله صلی الله علیه وسلم فقرأها علی الناس، ثم نهی عن التجارة في الخمر. =

شراب کا اعلان

شراب اور نشہ آور چیزوں کا اعلان کرنا جائز نہیں، (۱) اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۲)

شراب کی آمدنی کے عوض اشیاء فروخت کرنا

مسلمان کے لئے شراب کی تجارت کرنا، اور اس کو آمدنی کا ذریعہ بنانا حرام اور نا جائز ہے، اور اس آمدنی کے عوض دیگر اشیاء خریدنا اور دکاندار کے لئے جان بوجھ کر شراب بیچنے والے شخص کو اس کی شراب کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی کے عوض کوئی چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ شراب فروخت کرنے کے عوض جو رقم آئی ہوئی ہے، مسلمان اس کا مالک نہیں بن سکتا، جب مالک نہیں بن سکتا تو اس کے عوض میں کوئی چیز خرید بھی نہیں سکتا۔ (۳)

= عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: لما أنزلت الآيات من آخر سورة البقرة في الربا، قالت: خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المسجد فحرم التجارة في الخمر. (صحيح مسلم: (۲/۲۳)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر، ط: قديمي)۔

(۱) قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (سورة المائدة: ۲)۔

فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها، وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۶/۵۱)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه)۔

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/۲۸)، كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، ط: قديمي)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۲/۱۶۹)، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل، بيروت)۔

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۱۔

(۳) أبو حنيفة عن محمد بن قيس الهمداني عن أبي عامر الثقفي أنه كان يهدي للنبي ﷺ راوية من خمر۔۔۔ فقال رسول الله ﷺ: يا أبا عامر! ان الله تعالى قد حرم الخمر فلا حاجة لنا في خمرك، قال: خذها فبعها فاستعن بثمنها على حاجتك، فقال: يا أبا عامر! ان الله تعالى قد حرم شربها وبيعها وأكل ثمنها۔ (المسند للإمام الأعظم: (ص: ۲۰۲)، كتاب الأطعمة والأشربة والضحايا والصيد والذبائح، ط: الميزان)

وإذا باع المسلم خمرا، وأخذ ثمنها وعليه دين فإنه يكره لصاحب الدين أن يأخذ عنه، وإن كان البائع نصرانيا لا بأس به۔ (الهداية: (۴/۴۷۳)، كتاب الكراهية، ط: رحمانيه)۔ =

شراب کی بیع جائز نہیں

مسلمان کے لئے شراب خریدنا اور فروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس کا پینا بھی حرام ہے، اور جو مسلمان یورپ وغیرہ میں ہوٹل چلاتے ہیں، ان کے لئے بھی وہاں ہوٹل میں شراب کا کاؤنٹر کھولنا، اور غیر مسلم گاہکوں کو شراب فروخت کرنا جائز نہیں، حرام ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے۔ اور اگر غیر مسلم گاہک آتے ہوں، اور ان کے بغیر کاروبار چلانا دشوار ہو تو اس کے لئے یہ صورت اختیار کی جاسکتی ہے، کہ کسی غیر مسلم کو شراب کا کاؤنٹر دے دیا جائے کہ وہ اپنے سرمایہ سے اس کاؤنٹر کو چلائے، اور منافع بھی خود حاصل کرے، اور اس غیر مسلم سے صرف اس کاؤنٹر کی جگہ کا کرایہ وصول کیا جائے۔ (۱) ۲۱۵

= بدائع الصنائع: (۱۲۸/۵) کتاب الاستحسان، ط: سعید۔

وسقط تقومها في حق المسلم حتى لا يضمنها متلفها وغاصبها ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها، والتقوم يشعر بعزتها، وقال عليه الصلاة والسلام: إن الذي حرم شربها حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (شامي: (۴۴۹/۶) كتاب الأشربة، ط: سعید)

(۱) وبطل بيع مال غير متقوم أي غير مباح الانتفاع به، كخمر وخنزير۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فيما إذا اجتمعت الإشارة مع التسمية، ط: سعید)۔

بدائع الصنائع: (۳۰۵/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعید۔

ولا يحل للمسلم بيع الخمر ولا أكل ثمنها بلغنا ذلك عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيه حديثان أحدهما قوله صلى الله عليه وسلم لعن الله في الخمر عشرة وذكر في الجملة بائعها والثاني قوله صلى الله عليه وسلم أن الذي حرم شربها حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۳۷/۱۳)، باب بيوع أهل الذمة، ط: دار المعرفة)۔

(ولا تكره إجارة بيت بالسواد ليتخذ بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباع) معطوف على قوله ليتخذ أي ليباع (فيه الخمر) عند الإمام، لأن الإجارة واردة على منفعة البيت ولا معصية فيه وإنما المعصية بفعل المستأجر وهو فاعل المختار۔ (مجمع الأنهر: (۱۸۷/۳)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۲۹/۶)، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امدادیه، ملتان۔

الدر مع الرد: (۳۹۲/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعید۔

شراب کی تجارت کرنے والے کے ہاتھ سامان فروخت کرنا

اگر کوئی مسلمان شراب ہی کا کاروبار کرتا ہے، اور وہ شرابیوں کے پینے کے لئے شراب بیچتا ہے، تو اس کی آمدنی ناجائز اور حرام ہے، جان بوجھ کر اس کے ہاتھ کسی چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

واضح رہے کہ انگور کی کچی یا پکی ہوئی شراب، کھجور اور منقی کی شرابوں کی تجارت کی بالکل گنجائش نہیں ہے اور ایسے شخص کے ہاتھ سامان فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے، ہاں جو شراب ان چار چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں سے بنی ہو اور اس کو شرابیوں کے پینے کے لئے نہیں بیچتا ہے، بلکہ دوسری ضرورت کے لئے فروخت کرتا ہے، جیسے ''الکحل'' وغیرہ کہ بہت ساری ادویات اور رنگوں میں استعمال ہوتا ہے، ایسی آمدنی والے شخص کو سامان فروخت کرنا منع نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) وسقط تقومها في حق المسلم حتى لايضمنها متلفها وغاصبها ولايجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها، والتقوم يشعر بعزتها، وقال عليه الصلاة والسلام: إن الذي حرم شربها حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (شامي: (۶/۴۴۹) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

قوله: وصح بيع غير الخمر اى عنده خلافاً لهما في البيع والضمان لكن الفتوى على قوله في البيع، وعلى قولهما في الضمان۔ (شامي: (۶/۴۵۴) كتاب الأشربة، ط: سعيد)

تكملة فتح الملهم: (۳/۶۰۰، ۶۰۸) كتاب الأشربة، ط: مكتبة دار العلوم كراتشي۔

ولا يجوز الانتفاع بالخمر من كل وجه كما في المنية وغيرها لأن الانتفاع بالمحرم حرام ولايداوى بها جرح ولادبر دابة ولايسقى آدميا ولوصبيا للتداوي۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۲/۵۷۳)، كتاب الأشربة، ط: داراحياء التراث العربي)۔

وبطل بيع مال غير متقوم أي غير مباح الانتفاع به۔۔ كخمر وخنزير۔

قوله: كخمر) الخ يظهر لأن بيع ماسواها من الأشربة المحرمة جائز عنده خلافا لهما۔ (الدر مع الرد: (۵/۵۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيما إذا اجتمعت الإشارة مع التسمية، ط: سعيد)۔

الأول بيان المسكرات المائعة أن أربعة منها حرام بالاتفاق۔۔۔ فالقسم الأول منه حرام ونجس غليظا والثلثة الأخيرة حرام نجس خفيفا وماعدا ذلك من الأشربة فهي في حكم الثلثة الأخيرة عند محمد رحمه الله تعالى في الحرمة والنجاسة وعند أبي حنيفة وأبي يوسف يحرم منها القدر المسكر =

شراب کی خرید وفروخت

۲۱۷ شراب بنانا اوراس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور شراب کی بیع باطل ہے، اوراس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے، اس سے بچنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔(۱)

شراب کی دکان میں ملازمت کرنا

شراب کی دکان میں ملازمت کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے، اور ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔(۲)

=وأما القدر الغير المسكر فحلال إلا للهو۔(حاشية بهشتى زيور:(۹/۱۰۱)، ضميمة ثانية حصة نهم" ط:مير محمد كتب خانه)۔

الشامية:(۶/۴۵۸)، كتاب الأشربة، ط:سعيد۔

(۱) عن جابر رضى الله عنه أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: ان الله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام۔(إعلاء السنن:(۱۴/۱۰۳) باب حرمة بيع الخمر، ط:إدارة القرآن)

قال عطاء بن ابى رباح: سمعت جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله ﷺ عام الفتح وهو بمكة ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام۔ (سنن ابن ماجة: (ص: ۱۵۷) باب مالايحل بيعه، ط:قديمى)۔

عن عائشة رضى الله تعالى عنها قالت: لما نزلت آيات الربوٰ اقام رسول الله ﷺ على المنبر، فتلاهن على الناس ثم حرم التجارة فى الخمر۔ (سنن النسائى:(۲/۲۳۰) بيع الخمر، ط:قديمى)

قال ابن عباس: ان رجلاأهدى لرسول الله ﷺ راوية خمر، فقال له رسول الله ﷺ "بم ساررته"؟ قال: امرته ببيعها، فقال ان الذى حرم شربها حرم بيعها۔ (مسلم: (۲/۲۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب تحريم بيع الخمر ط:قديمى)

لم يجز بيع الميتة والدم والخنزير والخمر والحر۔ (البحر:(۶/۱۱۲)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:رشيديه)

فالباطل مالم يكن محله مالا متقوما، كما لو اشترى خمرا أو خنزيزا أو صيد الحرم۔ (الهندية:(۳/۱۳۶) كتاب البيوع، الباب الحادى عشر فى أحكام البيع الغير الجائز)

الباطل مالا يجوز بحال وله صور منها بيع الدم والخمر والخنزير۔ (خلاصة الفتاوى:(۳/۴۹) كتاب البيوع، الفصل الرابع فى البيع الفاسد وأحكامه، ط:رشيديه)

(۲) عن أنس رضى الله تعالى عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فى الخمر عشرة: عاصرها=

شراب کے لئے بوتل فروخت کرنا

جو بوتلیں صرف شراب ہی کے لئے استعمال ہوتی ہیں، اور کسی کام کے لئے استعمال نہیں ہوتیں، ان کو فروخت کرنا درست نہیں، کیونکہ یہ ایک حیثیت سے شراب فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے ساتھ اعانت ہے، اور ناجائز کام میں اعانت منع ہے۔(1)

= ومعتصرها، وشاربها، وحاملها، والمحمولة إليه، وساقيها وبائعها، وآكل ثمنها، والمشترى لها والمشترى له۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۲۴۲، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثانى، ط: قديمى)۔

☐ قال الطيبى رحمه الله تعالى: لعن من سعى فيها سعيا ما على ما عدد من العاصر والمعتصر وما أردفهما۔ وإنما أطنب فيه ليستوعب من زاولها مزاولة ما بأى وجه كان۔ ومن باع العنب من العاصر وما أخذ ثمنه، فهو أحق باللعن۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۸/۶)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثانى، ط: رشيديه)۔

☐ فلو كان الاكتساب حراما لكان المال الحاصل به حرام التناول؛ لأن ما يتطرق إليه بارتكاب الحرام يكون حراما۔ ألا ترى أن بيع الخمر للمسلم لما كان حراما كان تناول ثمنها حراما۔ (المبسوط للسرخسى: (۲۵۰/۳۰)، كتاب الكسب، ط: دار المعرفة)۔

(۱) قال الله تعالى: {وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان}۔ (المائدة: ۲)

☐ والثالث: بيع اشياء ليس لها مصرف الا فى المعصية، فيتمحض بيعها واجارتها، وإن لم يصرح بها، ففى جميع هذه الصورة قامت المعصية بعين هذا العقد، والعاقدان كلاهما آثمان بنفس العقد، سواء استعمل بعد ذلك أم لا۔ (جواهر الفقه: (۴۴۸/۲)، تفصيل الكلام فى مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچى)

☐ لكن الإعانة فى ما قامت المعصية بعين فعل المعين، ولا يتحقق الا بنية الاعانة أو التصريح بها، أو تعينها فى استعمال هذا الشئ بحيث لا يحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: (۴۵۲/۲)، تفصيل الكلام فى مسئلة الاعانة على الحرام، اقسام السبب وأحكامه، القسم الثانى، ط: دار العلوم كراچى)

☐ وما كان سببا لمحظور، فهو محظور۔ (شامى: (۳۵۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، قبيل: فصل فى اللبس، ط: سعيد)

☐ قال النووى: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليهما وبتحريم الاعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۱/۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، رقم الحديث: (۲۸۰۷) ط: رشيديه)=

شراب ملی ہوئی اشیاء

٢١٩ دین اسلام میں شراب حرام اور ناپاک ہے، اور تمام گناہوں کی جڑ اور ماں ہے،[1] اس لئے اس سے کسی قسم کا فائدہ لینا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، جس چیز میں شراب شامل ہو، وہ چیز بھی حرام اور ناپاک ہو جاتی ہے، اگرچہ کم مقدار میں ملائی گئی ہو، اس سے بھی فائدہ لینا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ دوائی میں اگر شراب کی آمیزش ہے اور علاج کے لئے اس دوائی کے علاوہ کوئی پاک اور حلال دوائی نہیں ہے، تو مجبوراً اس کا استعمال کرنا اور تجارت کرنا جائز ہوگا۔[2]

= عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرة: عاصرها، ومعتصرها، و شاربها، وحاملها، والمحمولة إليه، وساقيها وبائعها، وآكل ثمنها، والمشترى لها والمشترى له۔ (مشكوة: (ص: ٢٤٢) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثانى، ط: قديمى)

(١) عن عبدالرحمن بن الحارث قال: سمعت عثمان يقول: اجتنبوا الخمر فإنها أم الخبائث۔ (الحديث) (كنز العمال: (٣٨٦/٥)، رقم الحديث: ١٣٦٩٦، حرف الجيم، كتاب الحدود من قسم الأفعال، فصل في أنواع الحدود، ط: مؤسسة الرسالة)۔

سنن النسائى: (٣٣٠/٢)، كتاب الأشربة، ذكر الآثام المتولدة عن شرب الخمر ـــ إلخ، ط: قديمى)

وذهب عبدالله بن عمرو إلى أن الخمر أكبر الكبائر وهى بلاريب أم الخبائث وقد لعن شاربها فى غير حديث، وعن ابن عمر رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل مسكر خمر وكل خمر حرام۔ (الكبائر للذهبى: (ص: ٨٢)، الكبيرة التاسعة عشر: شرب الخمر، ط: وحيدى كتب خانه)

(٢) لما ورد فى الحديث، فقال رسول الله ﷺ: يا ابا عامر! إن الله تعالى قد حرم الخمر فلا حاجة لنا فى خمرك قال: خذها فبعها فاستعن بثمنها على حاجتك، فقال يا ابا عامر! ان الله تعالى قد حرم شربها و بيعها واكل ثمنها۔ (المسند للإمام الأعظم: (ص: ٢٠٢)، كتاب الأطعمة والأشربة والضحايا والصيد والذبائح، ط: الميزان)۔

قال محمد بن الحسن الشيبانى: محمد عن يعقوب عن ابى حنيفة رحمه الله تعالى قال: الخمر حرام قليلها وكثيرها۔ (الجامع الصغير: (٤٨٥/١)، كتاب الاشربة)، ط: عالم الكتب)۔

يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم أن شفائه فيه، ولم يجد من المباح مايقوم مقامه۔ (الفتاوى الهندية: (٣٥٥/٥)، كتاب الكراهية، الباب الثامن عشر فى التداوى والمعالجات، ط: رشيديه) =

شراکت بینک کی

''مضاربت بینک کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۳/۶)

شراکت کا سرمایہ حلال ہونا چاہیئے

شراکت کے معاملہ میں شریک افراد کے لئے ضروری ہے کہ جس سرمایہ کی بنیاد پر کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں، ان سب کا کل سرمایہ یا غالب سرمایہ حلال کا ہو، اگر سب شرکاء کا کل سرمایہ حلال کا ہے تو یہ کاروبار بالکل حلال ہوگا۔

اور اگر اکثر شریک افراد کا سرمایہ حلال کا ہے لیکن بعض کا سرمایہ بالکل حرام کا ہے، تو ان سے شراکت کا کاروبار نا جائز ہوگا، البتہ بعض شرکاء کے سرمایہ میں اگر اکثریت حلال کی ہے، پھر شراکتی کاروبار جائز تو ہوگا البتہ کچھ حرام کی ملاوٹ کی وجہ سے اس میں کراہت ہوگی۔ (۱)

= الدر مع الرد: (۳۸۹/۶)، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

الاستشفاء بالمحرم إنما لايجوز إذا لم يعلم أن فيه شفاء أما إذا علم أن فيه شفاء وليس له دواء آخر غيره، فيجوز الاستشفاء به۔ (المحيط البرهاني: (۱۱٦/٦)، كتاب الاستحسان، الفصل التاسع عشر في التداوي والمعالجات، ط: غفاريه)۔

(۱) آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل، ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هديته والأكل منها۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۳/۵)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس إلا أن يعلم بأنه حرام، فإن كان الغالب هو الحرام ينبغي أن لا يقبل الهدية، ولا يأكل الطعام۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۲/۵)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)۔

مجمع الأنهر: (۱۸٦/۴)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔

الاشباه والنظائر: (ص: ۱۱۳)، القاعدة الثانية: إذا اجتمع الحلال والحرام، ماخرج عن هذه القاعدة، ط: قديمی۔ =

شراکت کا کاروبار جائز ہو

۲۲۱ شراکت میں شریک افراد جو کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں وہ جائز اور حلال ہو لہٰذا جن اشیاء کی خرید وفروخت مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، ان اشیاء کے کاروبار میں شرکت بھی جائز نہیں ہے۔ شراب کی خرید وفروخت ناجائز ہے، لہٰذا شراب کے کاروبار میں شراکت بھی ناجائز ہے، قمار جوئے اور جاندار کی تصویر سازی کا کاروبار ناجائز ہے، لہٰذا ان میں شرکت بھی ناجائز ہے، وغیرہ وغیرہ۔ (۱)

= ▭ وذهب بعض الفقهاء ومن بينهم الغزالي إلى أنه يحرم التعامل مع من غالب ماله من الحرام۔ وقال العز بن عبد السلام في معاملة من اعترف بأن أكثر ماله حرام: إن غلب الحرام عليه بحيث يندر الخلاص منه لم تجز معاملته، مثل أن يقر إنسان بأن في يده ألف دينار كلها حرام إلا دينارا واحدا، فهذا لا تجوز معاملته بدينار لندرة الوقوع في الحلال ـــ وإن غلب الحلال ـــ جازت المعاملة ـــ وبين هاتين الرتبتين من قلة الحرام وكثرته مراتب محرمة ومكروهة ومباحة، وضابطها: أن الكراهة تشتد بكثرة الحرام وتخف بكثرة الحلال۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۳۰/۳۱)، حرف الغين، غالب "معاملة من غالب ماله حرام، ط: دار الصفوة)۔

▭ أن يكون كسب الداعي طيباً، فإن كان كسبه كله خبيثاً فإنه لا تلزم الإجابة بل تحرم وإن كان بعض ماله حلالاً والبعض حراماً ففي إجابة الدعوة والأكل منه أقوال: أحدها الكراهة ورجحه بعضهم۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳۶/۲)، كتاب الحظر والإباحة، الوليمة، إجابة الدعوة إلى الوليمة وغيرها، ط: دار الكتب العلمية)۔

(۱) ولكن يشترط في شركة الأعمال أن يجوز العمل شرطين: الشرط الأول: أن يكون العمل حلالاً فلا تصح الشركة في العمل الحرام كالاشتراك في السرقة والغصب والارتشاء۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۸۰/۳)، شرح المادة: ۱۳۵۹، الكتاب العاشر: الشركات، الباب السادس، الفصل الخامس في شركة الأموال والأعمال ـــ إلخ، ط: دار الجيل)۔

▭ أن يكون ذلك العمل حلالاً، فلذلك لو عقد اثنان الشركة على إجراء المحرمات كسرقة الأموال وغصبها أو الغناء لا يصح۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۱۱/۳)، شرح المادة: ۱۳۸۵، ط: دار الجيل)۔

▭ وزاد في البحر: قيد أن يكون العمل حلالاً، لما في البزازية: لو اشتركا في عمل حرام لم يصح اهـ (الشامية: (۳۲۲/۳)، كتاب الشركة، مطلب: في شركة التقبل، ط: سعيد)۔

▭ البحر الرائق: (۱۸۱/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

شراکت کا معاہدہ کافر کے ساتھ

''کافر کے ساتھ شراکت کا معاہدہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۹/۵)

شراکت کو نا تجارتی کمپنیوں میں

''تجارتی کمپنیوں میں شراکت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۲)

شراکت کی جدید اقسام

موجودہ دور کی معاشیات کی کتابوں میں شرکت کی کچھ جدید اقسام بھی ہیں، ان میں سے مشہور یہ ہیں:

❶ کاروباری شراکت (Partnership)

❷ محدود کمپنیاں (Limiter companies)

❸ مشترکہ سرمایہ کی کمپنیاں (Joint stock companies)

❹ انجمن ہائے امداد باہمی (cooperative societies)

شراکت کی ذمہ داریاں

شراکت کی ذمہ داریاں اور حقوق یہ ہیں:

❶ شراکت میں ایک فریق دوسرے فریق کی اجازت سے دوسرے لوگوں کے ساتھ شراکت یا مضاربت کا معاملہ کرسکتا ہے، تاکہ تجارت اور کاروبار کو وسعت دی جاسکے یا آسانی کے ساتھ کاروباری معاملات کو نمٹایا جاسکے۔ (۱)

---

(۱) ولكل من شريكي العنان والمفاوضة أن يستأجر ويبضع... ويضارب... ويبيع... بنقد ونسيئة... لا يملك الشريك الشركة إلا بإذن شريكه... ولا القرض إلا بإذن شريكه إذنًا صريحًا فيه۔ (قوله: وبنقد ونسيئة) متعلق بقوله: ويبيع: وأما الشراء، فإن لم يكن في يده دراهم ولا دنانير من الشركة فاشترى بدراهم أو دنانير فهو له خاصة؛ لأنه لو وقع مشتركًا تضمن إيجاب مال زائد على الشريك وهو لم يرض بالزيادة على رأس المال، والولجية۔ ومفاده أنه لو رضي وقع مشتركًا؛ لأنه يملك الإستدانة بإذن شريكه۔ =

(۱۲) مشترکہ سرمایہ میں سے کوئی فرد یا افراد تمام شرکاء کی اجازت کے بغیر نہ تو قرض دے سکتے ہیں اور نہ ہی مشترکہ کاروبار کے لیے قرض لے سکتے ہیں۔ (۱)

(۱۳) اگر دوسرے شرکاء منع نہ کریں تو ہر شریک کو مال ادھار فروخت کرنے کی اجازت ہوگی۔ (۲)

(۱۴) مشترکہ کاروباری ادارہ کی طرف سے ادھار خریدی جانے والی اشیاء اور خدمات کی قیمت ادارہ یا کمپنی کی مالیت سے زیادہ نہ ہو، ایسا کرنے کے لیے تمام شرکاء کی رضامندی ضروری ہوگی۔ (۳)

(۱۵) شراکت میں کوئی فریق دوسرے شرکاء کی اٹھائی ہوئی مالی ذمہ داریوں کا کفیل اور ضامن نہیں ہوتا، ہاں اگر تمام شرکاء کی اجازت سے ایسا کیا گیا ہے تو دوسرے تمام شرکاء بھی ذمہ دار ہوں گے۔ (۴)

شراکت کی مدت

(۱) شراکت میں شریک کو یہ پورا حق ہے کہ شراکت کے معاہدہ کو جب بھی

= (قوله: ولا القرض) أي الإقراض في ظاهر الرواية۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۴/ ۳۱۸،۳۱۲) كتاب الشركة، مطلب فيما يبطل الشركة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۹۹/۵) كتاب الشركة، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵۴۳/۲، ۵۴۶) المادة: ۱۳۴۳، ۱۳۴۵، ۱۳۴۸) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل السادس في شركة العنان، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۱، ۲، ۳) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۴) تتضمن شركة العنان الوكالة فقط، ولا تتضمن الكفالة، فعليه إذا لم تذكر الكفالة حين عقدها فلا يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض ... لكن إذا ذكرت الكفالة حين عقد شركة العنان يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۹۱/۲) رقم المادة: ۱۳۳۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الثاني، ط: مكتبه فاروقيه)

شامی: (۳۱۱/۴) كتاب الشركة، مطلب في شركة العنان، ط: سعيد۔

قاضيخان على هامش الهندية: (۶۱۳/۳) كتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشيديه۔

چاہے منسوخ کر دے۔[۱] دو سے زیادہ افراد کی شراکت کی صورت میں دیگر شرکاء شراکت کے معاہدہ کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔

۴ شراکتی کاروبار ایک مقررہ مدت کے لیے بھی کیا جا سکتا ہے۔[۲]

۵ کسی ایک شریک کے مرنے کی صورت میں شراکت ختم ہو جاتی ہے، ہاں اگر شراکت کے کاروبار میں دو سے زیادہ افراد شریک ہیں تو اس کاروبار کو جاری رکھا جا سکتا ہے۔[۳]

شراکت کی منسوخی

جس طرح شراکت کا معاہدہ کرنے سے شراکت قائم ہوتی ہے اسی طرح

---

(۱) وتبطل أيضا بإنكارها وبقوله: لا أعمل معك فتح وبفسخ أحدهما۔ ولو المال عروضا۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۲۷/۴) كتاب الشركة، مطلب يرجع القياس، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۸۵/۵) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵٦۷/۲) المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلّقة بعقد الشركة، ط: سعيد۔

(۲) وجزم في الخانية بأنّها تتوقت حيث قال: والتوقيت ليس بشرط لصحة هذه الشركة والمضاربة، وإن وقتا لذلك وقتا بأن قال: ما اشتريت اليوم فهو بيننا صح التوقيت، فما اشتراه بعد اليوم يكون للمشتري خاصة، وكذا الوقت المضاربة، لأنّها والشركة توكيل والوكالة مما يتوقت اهـ۔ (شامي: (۳۱۲/۴) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد)

قاضيخان على هامش الهندية: (۲۱۳/۳) كتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشيديه۔

مجمع الضمانات: (۲۹۸/۱) باب في مسائل الشركة، الفصل الثالث في شركة العنان، ط: دار الكتاب الإسلامي۔

(۳) وتبطل الشركة بموت أحدهما علم الآخر أو لا۔

(قوله: بموت أحدهما)... فلو كانوا ثلاثة فمات أحدهم حتى انفسخت في حقه لا تنفسخ في حق الباقين بحر عن الظهيرية۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۲۷/۴) كتاب الشركة، مطلب يرجع القياس، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۸۵/۵) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔=

مندرجہ ذیل صورتوں میں شراکت کا معاہدہ منسوخ بھی ہوجاتا ہے۔

① فریقین میں سے ایک فریق کاروبار میں سے علیحدگی اختیار کرے۔

② فریقین میں سے ایک کی موت واقع ہوجائے۔

③ ایک یا دونوں فریق ذہنی طور پر معذور ہوجائیں مثلاً بالکل پاگل ہوجائیں یا کسی حادثہ میں اپنی یادداشت کھوبیٹھیں۔

④ کسی ایک فریق یا دونوں فریقوں کو اپنے حصہ کے قانونی استعمال سے روک دیا جائے۔[1]

موجودہ دور میں اکثر وبیشتر کاروبار لمبے عرصہ تک چلتے ہیں اور ان کی منسوخی درج ذیل وجوہات کی بنا پر ہوتی ہے۔

① حکومت اس کاروبار کو سرکاری ملکیت میں لے لے یعنی نیشنلائز کرلے۔

② حکومت اس کاروبار کو جبراً روک دے۔

③ کسی عدالتی فیصلہ یا عدالتی کارروائی کی بنا پر کاروبار کو روک دیا جائے۔

④ کاروباری شرکاء کی اکثریت کاروبار کو ختم کرنا چاہے یا شراکت کے معاہدہ کو منسوخ کرنا چاہے۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵٦٧/۲) المادة: ۱۳۵۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۱) تنفسخ شركة العقد بثمانية أوجه: أولاً: إذا توفي أحد الشريكين۔ ثانيًا: إذا جن أحدهما جنونًا مطبقًا۔ ثالثًا: إذا حجر أحدهما۔ رابعًا: إذا فسخ أحد الشريكين الشركة۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳٦٧/۳) شرح المادة: ۱۳۵۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبه فاروقيه)

الدر المختار مع رد المحتار: (۳۲۷/۴) كتاب الشركة، مطلب يرجح القياس، ط: سعيد۔

وفيه أيضًا: (٦۵۴/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب ط: سعيد۔

شراکتی کاروبار میں ان چیزوں کا خیال رکھیں

شراکتی کاروبار کرتے ہوئے ان باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

❶ شراکت میں شریک افراد جس سرمایہ کی بنیاد پر کاروبار شروع کرنا چاہتے ہیں ان سب کا کل سرمایہ یا غالب سرمایہ حلال کا ہو، اگر تمام شرکاء کا کل سرمایہ حلال کا ہے تو یہ کاروبار بالکل حلال ہوگا، اور اگر اکثر شریک افراد کا سرمایہ حلال کا ہے لیکن بعض کا سرمایہ بالکل حرام ہے تو ان کے ساتھ شراکت کا کاروبار ناجائز ہوگا، البتہ بعض شرکاء کے سرمایہ میں اگر اکثریت حلال کی ہے، پھر شراکتی کاروبار جائز تو ہوگا، البتہ کچھ حرام کی ملاوٹ کی وجہ سے اس میں کراہت ہوگی۔ (۱)

❷ جو کاروبار شروع کرنے کا ارادہ ہو، وہ کاروبار شرعاً جائز اور حلال ہونا ضروری ہے، لہٰذا جن اشیاء کی خرید و فروخت مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، ان اشیاء کے کاروبار میں شراکتی کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، مثلاً سودی بینک قائم کرنا، شراب کی خرید و فروخت کرنا، قمار اور جوئے کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے؛ لہٰذا ان کاموں میں شراکت بھی جائز نہیں۔ (۲)

❸ شراکت کے معاملہ میں شریک افراد میں سے ہر فرد وکیل اور امین ہوتا ہے، اگر سب نے مل کر کسی ایک شریک کو کاروبار کے لیے مختار بنا دیا ہے، تو وہ شخص سب کی جانب سے امین اور وکیل ہوگا، پورے کاروبار کے نفع و نقصان کو شرکاء کے سامنے ظاہر کرنا اس شخص پر ضروری ہوگا، ورنہ خیانت اور دھوکہ کی صورت میں معاملہ فاسد ہو جائے گا۔ (۳)

---

(۱) انظر رقم الحاشية: ۱

(۲) انظر رقم الحاشية: ۲

(۳) وشرط جواز هذه الشركات كون المعقود عليه عقد الشركة قابلا للوكالة، كذا في المحيط وأن يكون الربح معلوم القدر، فإن كان مجهولا تفسد الشركة۔ (الفتاوى الهندية: ۲/ ۳۰۱، ۳۰۲) =

④ شراکت میں شریک افراد میں سے کوئی فرد مشترکہ کاروبار کے منافع میں سے ذاتی ملک کی چیز خرید نہیں سکتا، ذاتی جائیداد نہیں بنا سکتا، جو کچھ بھی خریدے گا، یا بنائے گا اس میں تمام شرکاء اپنے اپنے طے شدہ حصے کے مطابق شریک ہوں گے۔ (۱)

⑤ جس نوعیت کی شراکت شروع کرنے کا ارادہ ہے اس میں سرمایہ کے ذریعہ کاروبار کی نیت سے مال کی خرید وفروخت شروع کرنے کے بعد شراکت کا

= كتاب الشركة، الباب الأول في بيان أنواع الشركة ـــــ إلخ، ط: رشيديه)۔

☐ يتضمن كل قسم من شركة العقد الوكالة وذلك أن كل واحد من الشركاء وكيل للآخر في تصرفه يعني في البيع والشراء وفي تقبل العمل من الغير بالأجرة ـــــ يشترط بيان الوجه الذي سيقسم فيه الربح بين الشركاء، وإذا بقي مبهما ومجهولا تكون الشركة فاسدة، لأن الربح هو المعقود عليه في الشركة وجهالة المعقود عليه تفسد العقد۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۲۰/۲، ۵۲۱)، رقم المادة: ۱۳۳۲، ۱۳۳۶، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس الفصل الثاني في بيان شرائط شركة العقد العمومية، ط: مكتبه فاروقيه)۔

☐ والوكيل أمين فيما في يده بحكم الوكالة ۔ (المحيط البرهاني: (۳۵۷/۱۰)، كتاب البيوع، الباب الثالث والعشرون في القروض، نوع آخر منه، ط: إدارة القرآن)۔

☐ والمضارب والشريک أمين فيما في يده من المال۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۷۷/۱۱)، كتاب الشركة، باب شركة المفاوضة، ط: دار المعرفة)۔

(۱) لو عقد أحد الشريكين شركة عنان مع آخر بإذن صريح أو تفويض من شريكه فيكون نصف ما يشتريه الشريک الجديد لنفسه والنصف الآخر مشتركا بين الشريكين السابقين۔ أما المال الذي يشتريه الشريک الذي لم يعقد الشركة مع الآخر فنصفه له ونصفه للآخر لشريكه وليس للشريک الثالث حصة فيه۔ (شرح المجلة لعلي حيدر: (۳۳۱/۳)، شرح المادة: ۱۳۸۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: دار الكتب العلمية)

☐ حاصل هاتين المادتين أن شراء أحد شريكي العنان إنما يقع للشركة بشرطين: أولهما أن يكون في يده مال الشركة دراهم أو دنانير أو مكيل أو موزون إذا كان المشتري مكيلا أو موزونا ـــــ الثاني: أن يكون ما اشتراه من جنس تجارتهما وإلا وقع الشراء له خاصة وهذا إذا كانت الشركة مقيدة بنوع من التجارة فلو كانت عامة في كل نوع من أنواع التجارة يقع الشراء للشركة۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۹۹/۴، ۳۰۰)، شرح المادة: ۱۳۷۶، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: رشيديه)۔

☐ ما يشتريه كل واحد منهما يكون للشركة۔ (تبيين الحقائق: (۳۱۵/۳)، كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان)۔

معاملہ شروع ہوتا ہے جب تک سرمایہ نقد اور کرنسی کی شکل میں موجود ہوتا ہے، اس وقت تک اس میں نفع ونقصان کا معاملہ درست نہیں ہوتا۔[۱]

اگر معاملہ شرکت املاک کا ہے تو تمام افراد کاروبار کے نفع ونقصان میں اپنے اپنے شرعی حصے کے اعتبار سے حصے دار ہوں گے،[۲] اور اگر معاملہ شرکت عقود کی

---

(۱) من حکم الشرکة:ثبوت الاشتراک فی الربح المستفاد بالتجارة۔(الفقه الإسلامی وأدلته:(۵/ ۳۸۸۹)، الفصل الخامس:الشرکات، المطلب الثانی:شرائط شرکة العقد، ط:رشیدیه)۔

وشرطها)أی شرکة العقد (کون المعقود علیه قابلا للوکالة۔۔۔(وحکمها الشرکة فی الربح۔(الدر المختار مع الرد:(۳۰۵/۴)، کتاب الشرکة، مطلب:شرکة العقد، ط:سعید)۔

حاشیة الشلبی علی التبیین:(۳۱۳/۳)، کتاب الشرکة، ط:امدادیه ملتان۔

ویستفاد من تصویر المجلة أنه تشترط الشرکة فی الربح۔(شرح المجله لعلی حیدر: (۳/ ۳۱۳)، شرح المادة: ۱۳۷۱، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السادس، الفصل السادس فی شرکة العنان، المبحث الأول، ط:دار الکتب العلمیة)۔

ومن شروطها: کون نصیب المضارب من الربح حتی لو شرط له من رأس المال أومنه ومن الربح فسدت۔(الدر المختار مع الرد:(۶۴۸/۵)، کتاب المضاربة، ط:سعید)۔

ومنها أن یکون رأس مال الشرکة عینا حاضرا لا دینا ولا مالا غائبا فإن کان لا تجوز عنانا کانت أو مفاوضة لأن المقصود من الشرکة الربح وذلک بواسطة التصرف ولا یمکن فی الدین ولا المال الغائب فلا یحصل المقصود وإنما یشترط الحضور عند الشراء لا عند العقد لأن عقد الشرکة یتم بالشراء۔۔۔۔وأما ما هلک من أحد المالین قبل الخلط فإنما کان من نصیب صاحبه خاصة لأن الشرکة لا تتم إلا بالشراء فما هلک قبله هلک قبل تمام الشرکة فلا تعتبر حتی لو هلک بعد الشراء بأحدهما کان الهالک من المالین جمیعا لأنه هلک بعد تمام العقد۔(بدائع الصنائع: (۶۰/۶)، کتاب الشرکة، فصل فی بیان شرائط جواز أنواع الشرکة، ط:سعید)۔

(۲)تقسم حاصلات الأموال المشترکة فی شرکة الملک بین أصحابهم بنسبة حصصهم۔(شرح المجله لسلیم رستم باز:(۳۷۷/۱)، المادة:۱۰۷۳، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب الأول فی شرکة الملک، الفصل الثانی فی کیفیة التصرف فی الأعیان المشترکة، ط:مکتبه فاروقیه)۔

والربح فی شرکة الملک علی قدر المال۔(الشامیة:(۳۱۶/۴)، کتاب الشرکة، مطلب اشترکا علی أن ما اشتریا من تجارة فهو بیننا، ط:سعید)۔

الشرکة نوعان:شرکة الملک وشرکة العقد، فشرکة الملک:أن یشترک رجلان فی ملک مال۔۔۔ والحکم واحد، وهو أن ما یتولد من الزیادة یکون مشترکا بینهما بقدر الملک۔(المبسوط للسرخسی:(۱۵۱/۱۱)، کتاب الشرکة، ط:دار المعرفة، بیروت)۔

چاروں قسموں میں سے کسی بھی قسم کا ہو، تو اس میں کاروبار شروع کرنے اور منافع ظاہر ہونے کے بعد ہر شریک نفع ونقصان میں طے شدہ اصول کے مطابق حصہ دار اور ذمہ دار ہوگا۔ (۱)

۳ شریک افراد میں سے ہر فرد کو اختیار ہوتا ہے کہ جتنی مدت کے لئے شرکت کا کاروبار شروع کیا تھا اس کو پورا کرنے کے بعد چاہے آگے شرکت کو باقی رکھے یا ختم کردے، اور اپنے حصے کا مال یا اس کی رقم وصول کرے۔ (۲)

۴ اگر شرکتِ املاک میں شریک تمام افراد یا بعض افراد شرکت کو باقی اور جاری رکھیں تو ہر شریک کو اصل املاک میں جس قدر حصہ ملے گا اس کے تناسب سے

---

(۱) يقسم الشريكان الربح بينهما على الوجه الذى شرطاه، يعنى إن شرطا تقسيمه متساويا فيقسمانه على التساوى وإن شرطا تقسيمه متفاضلا كالثلث والثلثين مثلا فيقسم حصتين وحصة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۸۰/۲)، المادة: ۱۳۹۰، الكتاب العاشر فى أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فى شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبه فاروقيه)۔

☐ شرح المجله لخالد الأتاسي: (۳۱۳/۴)، المادة: ۱۳۹۰، ط: رشيديه۔

☐ قوله: والربح على ماشرطاه) أى من كونه بقدر رأس المال أولا۔ (الشامية: (۳۱۳/۴)، كتاب الشركة، مطلب فى تحقيق حكم التفاضل فى الربح، ط: سعيد)۔

☐ وإن قل رأس مال أحدهما وكثر رأس مال الآخر واشترطا الربح بينهما على السواء أو على التفاضل فإن الربح بينهما على الشرط۔ (الفتاوى الهندية: (۳۲۰/۲)، كتاب الشركة، الباب الثالث فى شركة العنان، الفصل الثانى فى شرط الربح والوضيعة وهلاك المال، ط: رشيديه)۔

(۲) وأما بيان ما يبطل به عقد الشركة فما يبطل به نوعان أحدهما يعم الشركات كلها، والثاني: يخص البعض دون البعض أما الذي يعم الكل فأنواع منها الفسخ من أحد الشريكين لأنه عقد جائز غير لازم فكان محتملا للفسخ فإذا فسخه أحدهما عند وجود شرط الفسخ ينفسخ۔ (بدائع الصنائع: (۷۸/۶)، كتاب الشركة، فصل وأما بيان ما يبطل به عقد الشركه، ط: سعيد)۔

☐ تنفسخ الشركة بفسخ أحد الشريكين ولو المال عروضا۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/۵۱۶)، المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر فى أنواع الشركات، الباب السادس فى بيان شركة العقد، الفصل الرابع: فى بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: فاروقيه)۔

☐ الفتاوى الهندية: (۳۳۵/۲)، كتاب الشركة، الباب الخامس فى الشركة الفاسدة، ط: رشيديه۔

منافع میں بھی حصہ ملے گا،[۱] اس میں کسی شریک کے لئے منافع میں سے اپنے حصے سے زائد کسی مخصوص رقم کی شرط لگانا ناجائز اور حرام ہوگا، یہی حکم شرکت عقود کی چاروں اقسام کے لئے ہے۔[۲]

۵ شرکتِ املاک میں شریک تمام افراد یا کوئی فرد شرکت کو ختم کر کے الگ ہونا چاہے تو اسے اپنے مقررہ حصے، اصل منافع کے ساتھ موجودہ وقت کی قیمت کے لحاظ سے دے دینا ضروری ہے، اس میں کسی قسم کی زیادتی اور نقصان کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اور یہی حکم شرکت کی دوسری اقسام کے لئے بھی ہے۔[۳]

---

(۱) تقسم حاصلات الأموال المشتركة في شركة الملك بين أصحابهم بنسبة حصصهم۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/۳۷۷)، المادة: ۱۰۷۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول في شركة الملك، الفصل الثاني في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: مكتبه فاروقيه)۔

وﷻ والربح في شركة الملك على قدر المال۔ (الشامية: (۳/۳۱۶)، كتاب الشركة، مطلب اشتركا على أن ما اشتريا من تجارة فهو بيننا، ط: سعيد)۔

الشركة نوعان: شركة الملك وشركة العقد، فشركة الملك: أن يشترك رجلان في ملك مال ـــ والحكم واحد، وهو أن ما يتولد من الزيادة يكون مشتركا بينهما بقدر الملك۔ (المبسوط للرخسي: (۱۱/۱۵۱)، كتاب الشركة، ط: دار المعرفة، بيروت)۔

وحاصلاتها أيضا يجب أن تكون على هذه النسبة؛ لأن الغنم بالغرم۔ الحاصلات: هي اللبن والنتاج والصوف وأثمار الكروم والجنائن وثمن المبيع وبدل الإيجار والربح وما أشبه ذلك۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/۲۶)، شرح المادة: ۱۰۷۳، ط: دار الجيل)۔

(۲) وشرط جواز هذه الشركات ـــ وأن يكون الربح جزءا شائعا في الجملة لا معينا فإن عينا عشرة أو مائة أو نحو ذلك كانت الشركة فاسدة۔ (الفتاوى الهندية: (۲/۳۰۲، ۳۰۱)، كتاب الشركة، الباب الأول في بيان أنواع الشركة ـــ إلخ، ط: رشيديه)۔

وشرطها أي: شركة العقد ـــ وعدم ما يقطعها كشرط دراهم مسماة من الربح لأحدهما؛ لأنه قد لا يربح غير المسمى۔ (الدر المختار مع الرد: (۳/۳۰۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد)۔

ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحدهما دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدير: (۶/۱۷۰)، كتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير ـــ إلخ، ط: دار الكتب العلمية)۔

(۳) تقسيم حاصلات الأموال المشتركة في شركة الملك بين أصحابهم بنسبة حصصهم، فلذلك =

⑤ مشترک املاک میں شریک افراد میں سے ہر فرد مشترکہ کاروبار اور املاک میں شریک ہوتا ہے، امانت داری کے ساتھ آمد وصرف میں تصرف کرنا ہر فرد پر لازم ہوتا ہے، کوئی فرد آزادانہ اور من مانی تصرف کا مجاز نہیں ہوتا۔ (۱)

=إذا شرط لأحد الشركاء حصة أكثر من حصته من لبن الحيوان المشترك أو نتاجه لا يصح۔ (مجلة الأحكام العدلية: (۲۰۶/۱)، الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: نور محمد)۔

ثم الشركة نوعان: شركة الملك وشركة العقد، فشركة الملك: أن يشترك رجلان في ملك مال..... والحكم واحد، وهو أن ما يتولد من الزيادة يكون مشتركا بقدر الملك۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۵۱/۱۱)، كتاب الشركة، ط: دار المعرفة، بيروت)۔

وحكمها في شركة الملك صيرورة المجتمع من النصيبين مشتركا بينهما، وفي شركة العقد صيرورة المعقود عليه أو ما يستفاد به مشتركا بينهما۔ (البحر الرائق: (۱۶۶/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد)

(۱) يجوز لأحد الشريكين أن يتصرف مستقلا في الملك المشترك بإذن الآخر لكن لا يجوز له أن يتصرف تصرفا مضرا بالشريك۔ (مجلة الأحكام العدلية: (۲۰۶/۱)، رقم المادة: (۱۰۷۱)، الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: نور محمد)

قال العلامة خالد الأتاسي: المقصود من هذه المادة بيان أن الإذن المطلوب من أحد الشريكين للآخر بالتصرف في الملك المشترك إنما يبيح له التصرف فيه على وجه غير مضر بالشريك حتى لو أذن له بتحميل الدابة مثلا فحملها فوق طاقتها يضمن لأن مطلق الإذن ينصرف إلى المتعارف وليس من المتعارف تحميلها فوق طاقتها۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۱۳/۴)، شرح المادة: ۱۰۷۱، ط: رشيديه)

مثلما يتصرف صاحب الملك المستقل في ملكه كيف شاء فأصحاب الملك المشترك يتصرفون أيضا بالاتفاق كذلك) ولكن ليس لأحد منهم أن يتصرف فيه مستقلا۔ حتى لا يجوز لأحدهم أن يبني على الهواء المشترك إلا برضا شركائه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۳۶/۱)، المادة: ۱۰۶۹)، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الأول، ط: مكتبه فاروقيه)۔

تكملة رد المحتار: (۲۲/۸)، باب دعوى الرجلين، مطلب: لو كانت عرصة الحائط عريضة تقسم بينهما.....إلخ، ط: سعيد۔

لكل واحد من الشركاء أن يتصرف بما يناسب المصلحة، فلا يصح لأحدهم أن يتصرف تصرفا يعود بالضرر على باقي الشركاء۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۴۸/۳)، كتاب احكام البيوع، مبحث في تصرف الشركاء في المال وغيره، ط: مكتبه شان اسلام)۔

اگر کوئی شریک دوسرے شرکاء کی رضامندی کے خلاف آمد یا صرف میں تصرف کرتا ہے، تو وہ گنہگار ہوگا، کیونکہ یہ امانت داری کی خلاف ورزی ہے، یہی حکم شرکت کی تمام اقسام کے لئے ہے۔[1] ۲۳۲

⑩ مشترکہ املاک اور کاروبار کے منافع کے ذریعہ اور اس کی بنیاد پر حاصل کیا ہوا تمام نقدی، خام مال، تیار مال، جائیداد، مکان، دکان وغیرہ مشترکہ سرمایہ شمار ہوگا، کسی شریک کی ذاتی ملکیت شمار نہیں ہوگی،[2] خواہ حاصل کی ہوئی جائیداد، مکان، دکان وغیرہ میں بعض افراد کا نام استعمال کیا گیا ہو یا سب کا، خواہ بعض شرکاء کی محنت اور کوشش زیادہ ہو اور بعض شرکاء کی کم، یا نہ ہونے کے برابر ہو۔[3]

⑪ مختلف شرکاء میں سے جس کو اختیار دیا گیا ہے، اس نے اپنے طور پر یا سب کی رضامندی سے جو لین دین یا ادھار یا قرض کا معاملہ کیا تو یہ معاملہ سب کی

---

(۱) الشریکان أمینا بعضها لبعض وما ل الشرکة فی ید کل واحد منهما فی حکم الودیعة۔(مجلة الأحکام العدلیة: (۱/۲۵۹)، المادة: (۱۳۵۰)، الکتاب العاشر: الشرکات، الباب السادس، الفصل الرابع فی بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشرکة، ط: نور محمد)۔

🗀 أنظر أیضا رقم الحاشیة: ۵، علی نفس الصفحة۔

(۲) أنظر رقم الحاشیة: ۴ علی الصفحة السابقة۔

(۳) ولو شرطا العمل علیهما جمیعا صحت الشرکة، وإن قل رأس مال أحدهما وکثر رأس مال الآخر واشترطا الربح بینهما علی السواء أو علی التفاضل فإن الربح بینهما علی الشرط ـــ وإن عمل أحدهما ولم یعمل الآخر بعذر أو بغیر عذر صار کعملهما معا، کذا فی المضمرات۔(الفتاوی الهندیة: (۲/۳۲۰)، کتاب الشرکة، الباب الثالث فی شرکة العنان، الفصل الثانی فی شرط الربح والوضیعة ـــ إلخ، ط: رشیدیه)۔

🗀 شرح المجله لخالد الأتاسی: (۴/۲۹۳)، المادة: ۱۳۷۰، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السادس، الفصل السادس: فی شرکة العنان، المبحث الأول، ط: رشیدیه)۔

🗀 علم مما مر أن العمل لو کان مشروطا علیهما لا یلزم اجتماعهما علیه کما هو صریح قوله: وإن عمل أحدهما فقط۔(الشامیة: (۴/۳۱۳)، کتاب الشرکة، مطلب فی توقیت الشرکة روایتان، ط: سعید)۔

طرف منسوب ہوگا، ہر شریک اس کا پابند رہے گا۔(۱)

⑩ ہر قسم کی شرکت میں مشترکہ مال سے کوئی شخص دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر نہ حج کرسکتا ہے نہ زکوۃ صدقہ وخیرات دے سکتا ہے، نہ کسی کو ھبہ یا وصیت کرسکتا ہے، اگر کسی شریک نے ایسا کیا ہے تو یہ اخراجات اُسی کے حصے میں سے منہا ہوں گے، البتہ باقی شرکاء کی رضامندی سے یہ تمام کام جائز ہوں گے، کاروبار میں شریک حضرات کی اجازت کے بغیر اگر کسی شریک نے مشترکہ مال میں سے کچھ لیا خواہ قرض کے طور پر ہو یا تبرع اور احسان کے طور پر، تو شریک حضرات کے علم میں آنے کے بعد جس پر وہ راضی ہوں اس پر عمل ہوگا، اگر وہ قرض تسلیم کریں تو، قرض کی ادائیگی ضروری ہوگی۔(۲) اور اگر احسان کے طور پر چھوڑ دیں تو معاف

---

(۱) يجوز لأي كان من الشريكين حال كون رأس مال الشركة في يده أن يشتري بالنقد وبالنسيئة لأن كل ذلك من توابع التجارة۔ ويكون المال المشترى للشركة وإذا أدى الشريك ثمن المال المشترى من ماله فله الرجوع على شريكه بحصته لأنه وكيل عن شريكه وقد أدى ثمن المال المشترى من ماله۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/۳۹۳)، شرح المادة: ۱۳۷۳، الكتاب العاشر: الشركات، الباب السادس، الفصل الأول في شركة العنان، ط: دار الجيل)۔

◻ الدر مع الرد: (۴/۳۱۳)، كتاب الشركة، مطلب في دعوى الشريك أنه أدى الثمن من ماله، ط: سعيد۔

◻ يجوز لكل واحد من الشريكين أن يبيع مال الشركة نقدا ونسيئة بما قل أو كثر۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۲/۵۷۳)، رقم المادة: ۱۳۷۳، ط: مكتبه فاروقية)۔

(۲) أن كل واحد من الشريكين شركة ملك ممنوع من التصرف في نصيب صاحبه كغير الشريك من الأجانب إلا بإذنه لعدم تضمنها الوكالة۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: ۱/۸۸)، كتاب الشركة، ط: رشيديه)

◻ مجمع الأنهر: (۲/۵۳۳)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

◻ يجوز لأحد الشريكين أن يتصرف مستقلا في الملک المشترک باذن الآخر لكن لا يجوز له أن يتصرف تصرفا مضرا بالشريک۔ (شرح المجله لخالد الأتاسي: (۴/۱۳)، المادة: ۱۰۷۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيديه)

◻ ولا يجوز لهما في عنان ومفاوضة۔۔۔۔ ولا الهبة۔۔۔۔ فلم يجز في حصة شريكه ولا القرض إلا بإذن شريكه إذنا صريحا فيه۔ سراج، وفيه إذا قال له: اعمل برأيک فله كل التجارة إلا القرض والهبة =

ہوجائے گا۔ (۱)

⑫ مشترکہ املاک سے کسی شریک کی اپنی شادی یا اولاد کی شادی دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر درست نہیں، البتہ دوسرے شرکاء کی رضامندی سے جائز ہے، پھر رضامندی میں جس نوعیت کی رضامندی ہوگی اس پر عمل ہوگا، یعنی اگر قرض کے طور پر دینے پر راضی ہوتو قرض کے طور پر ادا کرنا ہوگا، اور اگر تمام شرکاء تبرع اور احسان کے طور پر راضی ہوں تو پھر ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

= وكذا كل ما كان إتلافا للمال أو كان تمليكا) للمال (بغير عوض)۔ لأن الشركة وضعت للاسترباح وتوابعه وما ليس كذلك لا ينتظمه عقدها۔
قوله: فلم يجز) أي ما ذكر من الهبة في حصة شريكه بل جاز في حصته إن وجد شرط الهبة من التسليم والقسمة فيما يقسم۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۱۹/۴، ۳۱۸)، كتاب الشركة، مطلب يملك الاستدانة بإذن شريكه، ط: سعيد)۔

☐ ولم يزك أحدهما مال الآخر بغير إذنه۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۲۸/۴)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب يرجح القياس، ط: سعيد)۔

☐ الفتاوى الهندية: (۳۳۶/۲)، كتاب الشركة، الباب السادس في المتفرقات، ط: رشيديه۔

☐ لا يجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلا إذنه أو وكالة منه أو ولاية عليه وإن فعل كان ضامنا۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۱/۱)، المادة: ۹۶، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقية)۔

(۱) قال الله تعالى: خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين۔ (سورة الأعراف: ۱۹۹)۔

☐ كل يتصرف في ملكه كيفما شاء۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۱۷/۱)، المادة: ۱۱۹۲، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الثالث، الفصل الأول في بعض قواعد احكام الأملاك، ط: مكتبه فاروقيه)۔

☐ للمالك أن يتصرف في ملكه أي تصرف شاء۔ (بدائع الصنائع: (۲۶۳/۶)، كتاب الدعوى، فصل وأما بيان حكم الملك والحق الثابت في المحل، ط: سعيد)۔

(۲) وليس له أن يتزوج ولا أن يزوج مماليكه، لأنه ليس من التجارة والإذن إنما يتصرف إلى التجارة۔ (الجوهرة النيرة: (۵۸/۲)، كتاب المأذون، ط: حقانيه)۔

☐ وليس له أن يزوج عبدا من تجارتهما في قولهم جميعا، لأنه ليس من التجارة وهو ضرر محض فلا يملكه إلا بإذن نصا۔ (بدائع الصنائع: (۷۲/۶)، كتاب الشركة، فصل وأما حكم الشركة، ط: سعيد)=

⑭ شراکت میں کوئی شرط فاسد نہیں ہونی چاہیئے، جن شرائط فاسدہ کی وجہ سے بیع کا معاملہ فاسد ہوجاتا ہے، ان کی وجہ سے شراکت بھی فاسد ہوجاتی ہے۔ اور شروط فاسدہ سے مراد وہ شرط ہے جس سے نفع میں شرکت کو ختم کرنا لازم آتا ہے[1]

⑮ شراکت اور مضاربت میں کسی فریق کے لئے مخصوص رقم کا منافع دینے یا لینے کا تعین ناجائز اور حرام ہے، مثلاً شریک یا مضارب اپنے سرمایہ کار سے یہ کہے کہ ماہانہ دو ہزار رقم آپ کو ہر صورت میں منافع کے طور پر ملے گی، باقی منافع آپس میں تقسیم کریں گے، یہ ناجائز اور سود ہے۔[2]

= الدر المختار مع الرد: (۳۱۸/۴)، کتاب الشركة، مطلب: إذا اشتركا على أن ما اشتريا من تجارة فهو بيننا، ط: سعيد)۔

أنظر أيضا رقم الحاشية: ٥ على الصفحة السابقة: ١٣٠، وأيضا رقم الحاشية: ١ على نفس الصفحة۔

وتفسد باشتراط دراهم مسماة من الربح لأحدهما) لقطع الشركة كما مر، لا لأنه شرط لعدم فسادها بالشروط، وظاهره بطلان الشرط لا الشركة۔

قوله: لا لأنه شرط۔۔إلخ) يعني أن علة الفساد ما ذكر من قطع الشركة وليست العلة اشتراط شرط فاسد فيها، لأن الشركة لا تفسد بالشروط الفاسدة۔ (الدر مع الرد: (۳۱٦/۴)، کتاب الشركة، مطلب: اشتركا على أن ما اشتريا من تجارة فهو بيننا، ط: سعيد۔

(۲) وشرط جواز هذه الشركات۔۔۔۔ أن يكون الربح جزءا شائعا في الجملة لا معينا فإن عينا عشرة أو مائة أو نحو ذلك كانت الشركة فاسدة۔ (الفتاوى الهندية: (۳۰۱/۲، ۳۰۲)، كتاب الشركة، الباب الأول في بيان أنواع الشركة۔۔إلخ، ط: رشيديه)۔

بدائع الصنائع: (۵۹/٦)، كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔

ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحدهما دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدير: ١٧٠/٦)، كتاب الشركة، فصل: ولا ينعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير، ط: دار الكتب العلمية)۔

الدر مع الرد: (۳۱٦/۴)، كتاب الشركة، مطلب: اشتركا على أن ما اشتريا من تجارة فهو بيننا، ط: سعيد۔

شرائط استصناع

"استصناع کی شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۷/۱)

شرائط بیع مرابحہ

"بیع مرابحہ کی شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۸/۲)

شرائط جو میمورنڈم میں ہوں

"میمورنڈم میں لکھی ہوئی شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۰/۶)

شرائط کی ایک اور تقسیم

کچھ شرائط ایسی ہیں، جن کو پورا کرنا انسان کے لئے ممکن ہوتا ہے، اور اس سے بائع (سیلر) یا مشتری (خریدار) یا مبیع (بیچی گئی چیز) کا فائدہ بھی ہوتا ہے تو عقد بیع میں ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔ (۱)

اور کچھ شرائط ایسی ہیں کہ ان کو پورا کرنا انسان کے لئے عام طور پر ممکن نہیں ہے، اور اس کے اختیار سے باہر ہے تو بیع میں ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد نہیں ہوگی، بلکہ ایسی شرط خود فاسد اور لغو (بے کار) ہو جائے گی۔

مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں آپ کو یہ کتاب بیچتا ہوں اس شرط پر کہ آپ اس کو لے کر آسمان پر چلے جائیں گے، اب آسمان پر جانا عام طور پر مشکل ہے تو ایسی

---

(۱) ولا بیع بشرط ــــ لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما أو ــــ لمبیع۔ (الدر المختار مع الرد: (۸۴/۵، ۸۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط فاسد، ط: سعید)۔

الفتاوی الهندیة: (۳/۳)، کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع ورکنه وشرطه ــــ إلخ، ط: رشیدیه۔

وکل شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین أو للمعقود علیه وهو من أهل الاستحقاق یفسده۔ (الهدایة: (۶۱/۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه)۔

شرط لغو ہو جائے گی، اور بیع فاسد نہیں ہوگی۔ (۱)

کچھ شرائط ایسی ہیں کہ وہ شرعاً ممنوع ہیں، مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں آپ کو یہ کتاب اس شرط پر بیچتا ہوں کہ آپ کے بیٹے آپ کے انتقال کے بعد اس کے وارث نہیں ہوں گے، اب یہ شرط ایسی ہے کہ اس کو پورا کرنا شرعی اعتبار سے انسان کے اختیار میں نہیں ہے، کیونکہ وراثت کے اعتبار سے حق دار ہونے کا حکم اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا، کوئی انسان اللہ کے حکم کو بدل کر کسی وارث کو وراثت سے محروم نہیں کر سکتا، لہٰذا یہ شرط بھی لغو ہو جائے گی، اور بیع جائز ہو جائے گی۔ (۲)

شرائط کی تین قسمیں ہیں

بیع میں جو شرائط لگائی جاتی ہیں، ان کی تین قسمیں ہیں:

❶ پہلی قسم وہ ہے جو عقدِ بیع کے تقاضے کے مطابق ہو، وہ جائز ہے، مثلاً

(۱، ۲) إذا باع ثوبا على أن لا يبيعه المشتري أو لا يهبه أو دابة على أن لا يبيعها أو يهبها أو طعاما على أن يأكله ولا يبيعه ذكر في المزارعة ما يدل على جواز البيع فإنه قال لو شرط أحد المزارعين في المزارعة على أن لا يبيع الآخر نصيبه ولا يهبه فالمزارعة جائزة والشرط باطل۔ وهكذا روى الحسن في المجرد عن أبي حنيفة رحمه الله۔ وفي الإملاء عن أبي يوسف أن البيع بهذا الشرط فاسد۔ ووجهه أنه شرط لا يقتضيه العقد ولا يلائمه ولا جرى به التعارف بين الناس فيكون مفسدا كما في سائر الشرائط المفسدة والصحيح ما ذكر في المزارعة لأن هذا شرط لا منفعة فيه لأحد فلا يوجب الفساد وهذا لأن فساد البيع في مثل هذه الشروط لتضمنها الربا وذلك بزيادة منفعة مشروطة في العقد لا يقابلها عوض ولم يوجد في هذا الشرط لأنه لا منفعة فيه لأحد إلا أنه شرط فاسد في نفسه لكنه لا يؤثر في العقد فالعقد جائز والشرط باطل۔ ولو باع ثوبا على أن يحرقه المشتري أو دارا على أن يخربها فالبيع جائز والشرط باطل لأن شرط المضرة لا يؤثر في البيع على ما ذكرنا۔ (بدائع الصنائع: (۱۷۰/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد)۔

الدر مع الرد: (۸٦/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۸٦/٦)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الجوهرة النيرة: (۲۳۷/۱)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيه۔

خریدار چیز خریدتے وقت بیچنے والے سے یہ کہے کہ میں تم سے یہ چیز اس شرط پر خرید رہا ہوں کہ تم مجھے سودا ہوتے ہی فوراً چیز حوالہ کردو گے، تو یہ شرط عقد بیع کے تقاضے کے بالکل مطابق ہے، کیونکہ سودا ہونے کے بعد بیچنے والے کے لئے مبیع (چیز) حوالہ کرنا ضروری ہے۔(۱)

② دوسری قسم وہ شرط ہے، جو عقد بیع کے تقاضے کے اندر براہ راست داخل تو نہیں ہوتا لیکن عقد بیع کے مناسب ہے، اس کو اصطلاح میں ''ملائم عقد'' کہتے ہیں۔ مثلاً دکاندار ادھار پر سامان بیچتے ہوئے خریدار سے کہے کہ میں تمہیں ادھار سامان بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تم پیسے وقت پر ادا کردو گے اس کا کوئی کفیل لا کر دو، تو یہ شرط عقد بیع کے مناسب ہے۔

یا دکاندار یا سامان بیچنے والا خریدار سے یہ کہے کہ میں آپ سے اس شرط پر بیع کرتا ہوں کہ آپ میرے پاس رہن کے طور پر کوئی چیز رکھیں گے، اگر آپ نے مقررہ وقت پر پیسے ادا نہیں کئے تو میں رہن کی اس چیز کو بیچ کر اپنا پیسہ وصول کرلوں گا، تو یہ شرط بھی عقد کے مناسب ہے، اور جائز ہے، اس قسم کی شرط کو اصطلاح میں ''شرط ملائم'' کہتے ہیں۔

---

(۱) واشتراط شرط يقتضيه العقد لا يوجب فساد العقد كما إذا اشترى بشرط التسليم۔(بدائع الصنائع:(۱۷۲/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط:سعيد)۔

فمثال ما يقتضيه العقد: تسليم المبيع على البائع وتسليم الثمن على المشتري فإن العقد يقتضي ذلك بصيغته. فإذا شرط في العقد تسليم المبيع أو تسليم الثمن كان شرطا يقتضيه العقد۔(كتاب الفقه على المذاهب الأربعة:(۲۲۶/۲)، كتاب أحكام البيع، مبحث البيع بشرط، ط:دار إحياء التراث العربي)

البيع بشرط يقتضيه العقد صحيح والشرط معتبر)۔۔۔ كما لو باع بشرط تسليم المبيع على البائع۔۔۔ فالبيع صحيح والشرط معتبر؛ لأن هذا الشرط يقتضيه العقد۔(شرح المجلة لسليم رستم باز:(۷۰/۱)، المادة: ۱۸۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول في المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الرابع في حق البيع بشرط، ط:فاروقيه)۔

③ تیسری قسم وہ شرط ہے جو مقتضائے عقد کے اندر بھی داخل نہیں، اور بظاہر عقد بیع کے ملائم اور مناسب بھی نہیں، لیکن اس قسم کی شرط بیع (خرید و فروخت) کے وقت رکھنا تاجروں کے درمیان معروف اور رائج ہوگئی۔

مثلاً کوئی شخص کسی سے اس شرط کے ساتھ جوتا خریدے کہ بائع (بیچنے والا) اس کے اندر تلوا لگا دے گا، تو یہ شرط مقتضائے عقد کے خلاف ہے، لیکن یہ شرط جائز ہے، کیونکہ یہ متعارف ہوگئی ہے۔(۱)

شرح سود کو معیار بنانا

"سود کی شرح کو معیار بنانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۰/۴)

شرط

☆ خرید و فروخت میں ایسی شرط لگانا جس کی شریعت نے اجازت نہیں دی، یا خرید و فروخت اس قسم کی شرط کا تقاضا نہیں کرتی، یا اس شرط کی وجہ سے بائع یا خریدار میں سے کسی ایک کو خاص طور پر فائدہ ہوتا ہے اور عرف عام میں اس قسم کی

---

(۱) يجب أن يعلم بأن الشرط الذي يشترط في البيع لا يخلو إما أن كان شرطا يقتضيه العقد ومعناه أن يجب بالعقد من غير شرط فإنه لا يوجب فساد العقد كشرط تسليم المبيع على البائع ــــــ وإما أن كان شرطا لا يقتضيه العقد على التفسير الذي قلنا إلا أنه يلائم ذلك العقد ونعني به أنه يؤكد موجب العقد وذلك كالبيع بشرط أن يعطي المشتري كفيلا بالثمن .... وكذا البيع بشرط أن يعطي المشتري بالثمن رهنا ــــــ وإن كان الشرط شرطا لا يلائم العقد إلا أن الشرع ورد بجوازه كالخيار والأجل أو لم يرد الشرع بجوازه ولكنه متعارف كما إذا اشترى نعلا وشراكا على أن يحذوه البائع جاز البيع استحسانا۔ (الفتاوى الهندية: (۱۳۳/۳)، كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيديه)۔

☐ تبيين الحقائق: (۵۷/۴)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه، ملتان۔

☐ فتح الملهم: (۶۲۹/۱، ۶۳۰)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، تفصيل مسئلة الشرط في البيع، مذهب الحنفية، ط: دار العلوم كراچی۔

شرط نہیں لگائی جاتی ہے، توایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے۔[۱]

☆ جو شرط خرید و فروخت کے موافق و مناسب ہے وہ لگانا جائز ہے، اس سے بیع فاسد نہیں ہوتی۔[۲]

☆ وہ شرط جس سے بائع یا خریدار میں سے کسی ایک کا فائدہ ہوتا ہو، لیکن اس قسم کی شرط لگانے کا رواج ہو اور اس کی وجہ سے بعد میں جھگڑا بھی نہ ہوتا ہو تو ایسی شرط لگانا جائز ہے، جیسے موجودہ دور میں الیکٹرونکس سامان کی خریداری میں ایک یا پانچ سال تک فری سروس کی شرط لگانا اور زیادہ مقدار میں مال خریدنے کی صورت میں قیمت میں سے خصوصی طور پر رعایت کرنے کی شرط رکھنا، ادھار سودا ہونے کی صورت میں قیمت کی وصولی کے لئے رہن (MORTAGE) یا ضامن (GUARANTOR) کی شرط رکھنا۔[۳]

---

(۱)والأصل فيه أن كل شرط لا يقتضيه العقد وهو غير ملائم له ولم يرد الشرع بجوازه ولم يجز التعامل فيه وفيه منفعة لأهل الاستحقاق مفسد ـ(تبيين الحقائق: (۵۷/۴)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:امداديه،ملتان)۔

الدر المختار مع الرد: (۸۴/۵، ۸۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في البيع بشرط فاسد، ط:سعيد۔

البحر الرائق: (۸۵/۶)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد۔

(۲)وإن كان الشرط ملائما للبيع لا يفسده كالبيع بشرط كفيل بالثمن۔(البحر الرائق: (۸۵/۶)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)۔

والأصل هنا أن كل ما كان ملائما للعقد لا يكون مفسدا له۔(حاشية الشلبي على التبيين: (۱۳۱/۵)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط:امداديه ملتان)۔

تبيين الحقائق: (۵۷/۴)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:امداديه، ملتان۔

(۳)خلاصة مذهب الحنفية أنه إن كان المشروط في البيع شرطا يقتضيه العقد، أو يلائم العقد، أو شرطا جرى به العرف فيما بين الناس، فهو جائز، ولا يفسد به البيع ـــــ ومثال الشرط الذي يلائم العقد، كما في البدائع، ما إذا باع على أن يعطيه المشتري بالثمن رهنا أو كفيلا ـــــ ومثال الشرط الذي جرى به العرف، ما إذا اشترى نعلا على أن يحذوه البائع، أو جرابا على أن يخرزه له خفا۔ قال السرخسي رحمه الله تعالى في المبسوط: "وإن كان شرطا لا يقتضيه العقد، وفيه عرف ظاهر، فذلك جائز أيضا، =

☆ بیع کرتے وقت ایسی شرط اور کام سے بچنا ضروری ہے، جس کے انجام میں بائع اور خریدار کے درمیان جھگڑا ہو، ورنہ بیع فاسد ہو جائی گی۔ (۱)

شرط فاسد سے شرکت فاسد ہو جاتی ہے

''شرکت فاسد ہو جاتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

شرط فاسد شرکت میں

''شرکت میں شرط فاسد'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۹/۴)

= كما لو اشترى نعلا و شراكا بشرط أن يحذوه البائع، لأن الثابت بالعرف ثابت بدليل الشرعي، ولأن في النزع عن العادة الظاهرة حرجا بينا". وقال الكاساني في البدائع: والقياس أن لا يجوز، وهو قول زفر رحمه الله. وجه القياس أن هذا الشرط لا يقتضيه العقد، وفيه منفعة لأحد المتعاقدين، وإنه مفسد ــــ ولنا أن الناس تعاملوا هذا الشرط في البيع، كما تعاملوا الاستصناع، فسقط القياس بتعامل الناس، كما سقط في الاستصناع. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۸۷/۱، ۳۸۸)، الباب الثاني في الشرط الفاسد أو الاستثناء في البيع، الشرط الفاسد، المذهب الحنفي، ط: معارف القرآن).

تكمله فتح الملهم: (۶۲۹/۱، ۶۳۰)، كتاب المساقات والمزارعة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه، مذهب الحنفية، ط: دار العلوم كراچي.

بدائع الصنائع: (۱۷۱/۵، ۱۷۲)، كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة، ط: سعيد.

المبسوط للسرخسي: (۱۳/۱۳، ۱۵)، باب البيوع إذا كان فيها شرط، ط: دار المعرفة.

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده: أن رسول الله عليه وسلم نهى عن بيع و شرط. (مسند الإمام أبي حنيفة: (ص: ۱۶۰)، باب العين، روايته عن عمرو بن شعيب، ط: مكتبة الكوثر).

أن علة النهي عن البيع بالشرط الوارد في الحديث الشريف ما يثيره البيع بالشرط من النزاع بين المتبايعين؛ لأن غاية الشارع إنما هي قطع النزاع وحسم الخلاف بين الناس. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۵۹/۱)، شرح المادة: ۱۸۸)، الكتاب الأول البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث في حق مجلس البيع، ط: دار الجيل).

فإذا وقع في البيع شرط نافع لأحد العاقدين كان أحد العاقدين طالبا لهذا الشرط والآخر هاربا منه وأدى ذلك إلى النزاع بينهما فلا يكون العقد تاما. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۶۱/۱)، شرح المادة: ۱۸۹، ط: دار الجيل).

شرط کا ذکر سودا کرتے وقت نہیں کیا

۲۴۲ ایسی شرط جس سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، اگر فریقین عقد کرنے سے پہلے وہ شرط طے کرلیں، لیکن عقد کرتے وقت اس شرط کا ذکر نہ کریں، تو یہ بیع صحیح ہوجائے گی، مثلاً عقد کرنے سے پہلے یہ طے کرلیں کہ اگر زید، بکر سے یہ سامان خریدے گا تو بکر زید کو دس ہزار روپیہ قرض دے گا، پھر زید نے بکر سے سامان خریدا لیکن سودا کرتے ہوئے قرض کی شرط ذکر نہیں کی تو بیع صحیح ہوجائے گی، کیونکہ عقد کرتے ہوئے ذکر نہ کرنے کی وجہ سے قانون کی نظر میں وہ شرط مفقود ہے، اور زید کو قانونی طور پر قرض لینے کا حق نہیں ہوگا، اور بکر بھی قانونی طور پر قرض دینے کا پابند نہیں ہوگا۔ (۱)

شرط کی خلاف ورزی کرنے سے معاہدہ کا حکم

اگر فریقین کے درمیان چند شرائط کے تحت کوئی معاہدہ ہوا ہے، اور کسی ایک فریق نے معاہدہ کی شرط کی خلاف ورزی کی تو معاہدہ خود بخود ختم نہیں ہوگا، البتہ اس بنیاد پر دوسرا فریق بھی معاہدہ کو صراحۃً فسخ کرنا چاہے تو فسخ کرسکتا ہے جب تک معاہدہ صاف اور واضح الفاظ میں فسخ نہیں کرے گا تب تک وہ معاہدہ ختم نہیں ہوگا اور معاملہ بھی۔ (۲)

---

(۱) إذا ذكرا المتبايعان شرطا مفسدا للبيع خارج العقد وجرى العقد دون أن يذكر فيه ذلك الشرط وبنى عليه فالبيع لا يكون فاسدا۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۶۱)، شرح المادة: ۱۸۹)، الكتاب الأول البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث في حق مجلس البيع، ط: دار الجيل)۔

لو شرطا شرطا فاسدا قبل العقد ثم عقدا لم يبطل العقد۔ (الشامية: ۵/۸۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)۔

لو تواضعا على الوفاء قبل العقد ثم عقدا خاليا عن شرط الوفاء، فالعقد جائز ولا عبرة للمواضعة. (الدر المختار مع الرد: (۵/۲۷۵)، كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع التلجئة، ط: سعيد)۔

(۲) الفصل فيما ينفسخ به عقد المعاملة: منها: صريح الفسخ، ومنها: الإقالة، ومنها: انقضاء المدة، ومنها: موت متعاقدين۔ (بدائع الصنائع: (۶/۱۸۸) كتاب المعاملة، حكم المعاملة الفاسدة، ط: سعيد)

شرط کے ساتھ بیع کرنا

"بیع بالشرط" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۹/۲)

شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا

مثلاً اگر کوئی شخص اپنا گھر فروخت کرتے وقت یہ شرط لگا دے کہ میں گھر فروخت کرنے کے بعد بھی اس میں مثلاً تین مہینے تک رہوں گا، تو یہ شرط فاسد ہے، اس شرط فاسد کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی، کیونکہ شریعت مقدسہ نے بیع وشراء کے دوران ایسی شرط رکھنے سے منع کر دیا ہے جس سے خریدنے والے یا فروخت کرنے والے یا مبیع (بیچی گئی چیز) کا فائدہ ہو۔

ہاں اگر سودا کرتے وقت یہ شرط نہیں رکھی گئی، بلکہ بعد میں تین مہینے تک رہنے کی مثلاً درخواست کی اور خریدار نے منظور کر لیا تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ یہ شرط نہیں ہوگی، بلکہ ایک قسم کے احسان کے مترادف ہوگا۔ (۱)

---

(۱) ولا بيع بشرط لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو لمبيع، تنوير الأبصار۔ (شامی: (۸۴/۵، ۸۵) باب البيع الفاسد، ط: سعيد)۔

☐ لو كان في الشرط منفعة لأحد المتعاقدين بأن شرط البائع ان يقرض المشترى أو على القلب يفسد العقد (خلاصة الفتاوى: (۵۰/۳) كتاب البيوع، الفصل الخامس في البيع، ط: رشيديه)

☐ الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، وركنه وشرطه ــــــ إلخ، ط: رشيديه)

☐ إذا ذكرا المتبايعان شرطا مفسدا للبيع وجرى العقد دون أن يذكر فيه ويبنى عليه، فالبيع لا يكون فاسدا۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۶۱/۱)، شرح المادة: ۱۸۹، الكتاب الأول البيوع، الباب الأول، الفصل الثالث في حق مجلس العقد، ط: دار الجيل)۔

☐ وإن ذكرا البيع من غير شرط ثم ذكرا الشرط على وجه المواعدة جاز البيع۔ (مجمع الضمانات: (۲۲۳/۱) باب في البيع، ط: دار الكتاب الاسلامى)۔

☐ مجمع الأنهر: (۳۱/۳)، كتاب الاكراه، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ تبيين الحقائق: (۱۸۳/۵)، كتاب الإكراه، ط: امداديه ملتان۔

شرط لگانا بیع میں

خرید و فروخت کے وقت بیع میں ایسی شرط لگانا جو عقد کے تقاضے کے خلاف ہو، اور اس میں خریدنے والے یا فروخت کرنیوالے یا جو چیز فروخت کی جارہی ہے اس کا نفع اور فائدہ ہو تو ایسی شرط لگانے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، اور شرط بھی فاسد ہوجاتی ہے۔[1]

شرکاء کا کل حصص کسی ایک شریک کو فروخت کرنا

''مشترکہ چیز کسی ایک شریک کو فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

شرکاء میں سے ایک شریک کا انتقال ہوجائے

اگر شراکت کے کاروبار کی مدت کے دوران شرکاء میں سے کسی کا انتقال ہوجائے تو مرنے والے کے ساتھ شراکت کا معاہدہ ختم ہوجائے گا، اس صورت میں اس کے وارثوں کو اختیار ہوگا، چاہیں تو مرنے والے شریک کا حصہ واپس لے لیں اور اگر چاہیں تو شراکت کے اس معاہدہ کو جاری رکھیں۔[2]

---

(۱) عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده: أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن بیع وشرط۔ (مسند الإمام أبی حنیفة: (ص: ۱۶۰)، باب العین، روایته عن عمرو بن شعیب، ط: مکتبة الکوثر)۔

▭ مجمع الزوائد: (۸۵/۴)، رقم الحدیث: ۶۳۸۶، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الصفقتین فی صفقة أو الشرط فی البیع، ط: دار الفکر، بیروت)۔

▭ معجم الأوسط للطبرانی: (۳۳۵/۴)، رقم الحدیث: ۴۳۶۱، باب العین، من اسمه عبدالله، ط: دار الحرمین، القاهرة۔

▭ بلوغ المرام: (ص: ۱۸۱)، کتاب البیوع، ط: قدیمی

▭ وانظر أیضا، الهامش السابق۔

(۲) (وتبطل الشرکة۔۔۔بموت أحدهما) علم الآخر أو لا۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۲۷/۴)، کتاب الشرکة، فصل فی الشرکة الفاسدة، مطلب: یرجح القیاس، ط: سعید)۔

▭ مجمع الأنهر: (۵۶۳/۲)، کتاب الشرکة، فصل فی الشرکة الفاسدة، ط: دار الکتب العلمیة=

شرکت

☆شرکت میں ہر شخص کاروبار کے تمام اثاثوں کا مشترکہ طور پر مالک ہوتا ہے، ہر شریک دوسرے شریک کا وکیل ہوتا ہے، ہر شخص کی ذمہ داری یکساں ہوتی ہے، مثلاً کوئی دین اور قرض واجب ہوتو اس کو ادا کرنے کی ذمہ داری تمام شرکاء کی برابر ہوگی۔(۱) (۲۴۵)

= شرح المجله لسليم رستم باز: (۵٦٧/٢)، رقم المادة: ١٣٥٢، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبه فاروقيه۔

قلت: أرأيت إذا مات أحد الشريكين؟ قال: إذا مات أحدهما لم يكن للباقي منهما أن يحدث في المال الباقي، ولا في السلع قليلا ولا كثيرا إلا برضا الورثة، لأن الشركة حين مات أحدهما انقطعت فيما بينهما، وصار نصيب الميت للورثة، وهذا رأيي۔ (المدونة الكبرى: (٨٣/١٢)، كتاب الشركة، القضاء في أحد الشريكين يموت، ط: مطبعة السعادة)۔

ولا يملك الشريك الشركة إلا بإذن شريكه، جوهرة۔ (الدر مع الرد: (٣١٧/٤)، مطلب اشتركا على أن ما اشتريا من تجارة فهو بينهما، ط: سعيد)۔

(١) يتضمن كل قسم من شركة العقد الوكالة، وذلك أن كل واحد من الشركاء وكيل للآخر في تصرفه يعني في البيع والشراء وفي تقبل العمل بالأجرة۔

وقال العلامة سليم رستم باز: وذلك ليكون ما يستفاد بالتصرف مشتركا بين الشركاء ليتحقق حكم عقد الشركة المطلوب منه وهو الاشتراك في الربح إذ لو لم يكن كل منهما وكيلا عن صاحبه في النصف وأصيلا في الآخر لا يكون المستفاد مشتركا لاختصاص المشتري بالمشترى۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (٥٦٠/٢)، المادة: ١٣٣٣، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني: في بيان شرائط شركة العقد العمومية، ط: مكتبه فاروقيه)۔

وتتضمن الشركة الوكالة فما يحصله أحد الشريكين يكون مشتركا بينهما فيكون المحصل قد حصل النصف لنفسه بطريق الأصالة والنصف الآخر لشريكه بطريق الوكالة۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (٣٢٨/٣)، شرح المادة: ١٣٣٣، ط: دار الجيل)۔

في الحامدية عن محيط السرخسي في فصل ما يجوز لأحد شريكي العنان: لو استقرض أحدهما لا لزمهما؛ لأن الاستقراض تجارة ومبادلة معنى؛ لأنه يملك المستقرض ويلزمه رد مثله فشابه الصارفة أو الاستعارة، وأيهما كان نفذ على صاحبه اهـ ــــــ لكن لا يخفى أن هذا لا ينافي ما مر عن الجواهر؛ لأن ما استقرضه أحدهما يملكه المستقرض لعدم الإذن فينفذ عليه، فإذا أخذ المال =

☆ شرکت میں کاروبار کی طرف سے کسی پر دعویٰ ہو یا کسی کی طرف سے کاروبار پر دعویٰ ہو تو تمام شرکاء مدعی اور مدعیٰ علیہ ہوں گے۔ (۱)

☆ شرکت کا الگ سے کوئی قانونی وجود نہیں ہوتا۔ (۲)

☆ شرکت میں کوئی شریک شرکت فسخ کر کے اپنا سرمایہ نکالنا چاہے تو نکال

=ووضعه في مال الشركة وكان المال في يده يصدق فله أخذ نظيره، لما قدمه المصنف أن الشريك أمين في المال فيقبل قوله بيمينه. (الشامية: (۳۳۰/۴، ۳۳۱)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: إذا قال الشريك استقرضت ألفا فالقول إن المال بيده، ط: سعيد).

(۱) تتضمن شركة العنان الوكالة فقط ولا تتضمن الكفالة، فعليه إذا لم تذكر الكفالة حين عقدها فلا يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض ـــــ وأما سبب عدم تضمنها الكفالة فهو أن ثبوت الكفالة في المفاوضة لضرورة المساواة بين الشركاء مع أن شركة العنان لا تقتضي ذلك (مجمع الأنهر) فعليه إذا لم تذكر الكفالة حين عقد شركة العنان بصورة خاصة فلا يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض ـــــ لكن إذا ذكرت الكفالة أيضا حين عقد شركة العنان وكان الشركاء أهلا للكفالة فيكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض وفي هذا الحال إذا ذكر جميع شروط المفاوضة تكون الشركة المذكورة شركة مفاوضة انظر المادة الثالثة. أما إذا لم يذكر الكفالة فقط فلا تكون شركة مفاوضة بل تكون شركة عنان وكفالة وتصح لأن المعتبر في شركة العنان عدم اعتبار الكفالة لا اعتبارها، كما أنه يعتبر من الهبة عدم اعتبار العوض لا اعتباره. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۵۰/۳، ۳۵۱)، المادة: ۱۳۳۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الخامس في بيان النفقات المشتركة، الفصل الثاني في بيان شرائط شركة العقد العمومية، ط: دار الجيل).

قلت: لكن في الخانية: ولا يكون في شركة العنان كل واحد منهما كفيلا عن صاحبه إذا لم يذكر الكفالة بخلاف المفاوضة اهـ ومقتضاه أنه يكون كفيلا إذا ذكر الكفالة، وهذا ترجيح للاحتمال الثاني، ولعل وجهه أن الكفالة متى ذكرت في عقد الشركة تثبت تبعا لها وضمنا لا قصدا؛ لأن الشركة لا تنافي الكفالة بل تستدعيها، لكنها لا تثبت فيها إلا باقتضاء اللفظ لها كلفظ المفاوضة أو بذكرها في العقد تأمل. (شامي: (۳۱۱/۴)، كتاب الشركة، مطلب في شركة العنان، ط: سعيد).

(۲) قوله: شروط العاقد: ويشترط في العاقدين كونهما حرين، عاقلين، يعرفان النفع والضرر، ويباشران العقد على بصيرة وتثبت. (حجة الله البالغة: (۱۹۱/۲)، من ابواب ابتغاء الرزق، ط: دار الكتب العلمية)

سکتا ہے۔(۱)

☆ شرکت میں ذمہ داری کاروبار کے اثاثوں تک محدود نہیں ہوتی۔(۲)

شرکت اختیاری

یہ شرکت شرکاء کے اپنے اختیار سے عمل میں آتی ہے، مثال کے طور پر دو شخص مل کر کوئی سامان خریدتے ہیں، یہ سامان مشترکہ طور پر دونوں کی ملکیت ہوتا ہے، اس مشترکہ چیز کے حوالے سے ان دونوں کے درمیان جو تعلق ہوتا ہے، اس کو "شرکت الملک" کہتے ہیں، اس شرکت میں ان دونوں کے درمیان جو تعلق ہوا ہے، وہ ان دونوں کی مرضی سے وجود میں آیا ہے، اس لئے اس کو "شرکت اختیاری" کہنا

---

(۱) تنفسخ الشركة بفسخ أحد الشريكين) ولو المال عروضا، ولكن يشترط أن يعلم الآخر بفسخه، ولا تنفسخ الشركة مالم يعلم الآخر بفسخ الشريك۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۶۷/۲)، المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبه فاروقيه)۔

☐ الدر مع الرد: (۳۲۷/۴، ۳۲۸)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجع القياس، ط: سعيد۔

☐ البحر الرائق: (۱۸۵/۵)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔

(۲) قال في أنفع: وبعد ما خلى القاضي سبيله فلصاحب الدين أن يلازمه في الصحيح ـــــ وله أن يلازمه بنفسه وإخوانه وولده ممن أحب۔ (الشامية: (۳۸۷/۵)، كتاب القضاء، مطلب في ملازمة المديون، ط: سعيد)

☐ أن الحق لا يسقط بتقادم الزمان۔ (الشامية: (۴۲۰/۵)، كتاب القضاء، فصل في الحبس، مطلب هل يبقى النهي بعد موت السلطان، ط: سعيد)۔

☐ الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۹)، كتاب القضاء والشهادات والدعاوى، ط: قديمي۔

☐ والدين الصحيح هو ما لا يسقط إلا بالأداء أو الإبراء۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۰۲/۵)، كتاب الكفالة، مطلب: كفالة المال قسمان ـــــ إلخ، ط: سعيد)

بھی صحیح ہے۔(۱)

(۲۴۸) شرکت اضطراری

یہ شرکت، شرکاء کے کسی عمل کے بغیر خود بخود عمل میں آجاتی ہے، مثلاً کسی شخص کے انتقال کے بعد اس کے تمام ملکیت کی چیزوں میں وارثوں کی مشترکہ ملکیت آجاتی ہے۔(۲)

شرکتِ اعمال

شراکت کی یہ قسم دو یا دو سے زیادہ فریقوں کے درمیان ہوتی ہے، یہ شراکت ہاتھوں سے کام کرنے والے کاریگروں کے درمیان ہوتی ہے، اس وجہ سے اس کو ”شرکۃ الصنائع“ بھی کہتے ہیں، جیسے: بڑھئی اور لوہار کے درمیان یا لوہار اور لوہار کے درمیان شرکت ہو، اس کو ”شرکت اعمال“ کہتے ہیں۔ اس شرکت کی بھی دو

---

(۱) الحنفية - قالوا: تنقسم الشركة أولاً إلى قسمين شركة ملك وشركة عقود فأما شركة الملك فهي عبارة عن أن يتملك شخصان فأكثر عيناً من غير عقد الشركة ــــ ثم إن شركة الملك تنقسم إلى قسمين شركة جبر وشركة اختيار ــــ وأما شركة الاختيار فهي أن يجتمعا في ملك عين باختيارهما كما إذا خلطا مالهما بالإختيار أو اشتريا عيناً بالاشتراك أو أوصى لهما بمال فقبلاه فإن ذلك كله ملك باختيار الشريكين وركن شركة الملك اجتماع النصيبين فمتى اجتمع نصيب شخص مع نصيب آخر تحققت شركة الملك۔(الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۴۷)، كتاب أحكام البيوع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبہ شان اسلام)۔

مجمع الأنهر: (۲/۵۴۲، ۵۴۳)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۴/۳۰۰)، كتاب الشركة، مطلب: الحق أن الدين يملك، ط: سعيد۔

(۲) الشركة الجبرية: هي الاشتراک الحاصل بغير فعل المتشاركين كالإشتراک الحاصل في صورة التوارث۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۳۵۷)، المادة: ۱۰۶۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الأول في تعريف وتقسيم شركة الملک، ط: مکتبہ فاروقیہ)۔

فشركة الجبر هي أن يجتمع شخصان فأكثر في ملك عين قهراً كما ورثا مالاً۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۶۳)، كتاب احكام البيوع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبہ شان اسلام)۔

الدر مع الرد: (۴/۳۰۰)، كتاب الشركة، مطلب: الحق أن الدين يملك، ط: سعيد۔

اقسام ہیں:

① شرکتِ مفاوضہ ② شرکتِ عنان۔ (۱)

شرکت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے قبل شرکت پر معاملہ کیا تھا، سائب نے کہا آپ بہترین شریک تھے، نہ آپ سے کوئی اختلاف ہوتا تھا نہ کوئی جھگڑا نہ لڑائی۔ (۲)

---

(۱) شركة الأعمال: وهي أن يتفق صانعان فأكثر كنجارين أو حدادين أو أحدهما نجار والآخر حداد على أن يشتركا من غير مال على أن يتقبلا الأعمال ويكون الكسب بينهما ... وتنقسم الأبدان إلى قسمين أيضا مفاوضة وعنانا۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۶۸/۳) كتاب أحكام البيوع، الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: دار إحياء التراث العربي)

◻ وقيل إن اشترك خياطان أو خياط وصباغ على أن يتقبلا الأعمال ويكون الكسب بينهما ... وتسمى شركة الصنائع وشركة الأعمال وهذه الشركة جائزة عندنا۔

(قوله: وتسمى شركة الصنائع) قال الاتقاني رحمه الله: اعلم أولاً أن شركة الصنائع تسمى "شركة التقبل" و "شركة الأعمال" و "شركة الأبدان"؛ لأن العمل بالبدن يكون، ثم اعلم أنها قد تكون مفاوضة وقد تكون عنانا۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۳۲۰/۳، ۳۲۱) كتاب الشركة، ط: امدادية ملتان)

◻ تحفة الفقهاء: (۱۱/۳) كتاب الشركة، الشركة بالأعمال، ط: دار الكتب العلمية۔

◻ الدر مع الرد: (۳۲۱/۴) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد۔

(۲) عن السائب، قال للنبي صلى الله عليه وسلم: كنت شريكي في الجاهلية فكنت خير شريك لا تداريني، ولا تماريني۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۵) أبواب التجارات، باب الشركة والمضاربة، ط: قديمي)

◻ سنن أبي داود: (۳۲۲/۲) رقم الحديث: ۴۸۳۵، كتاب الأدب، باب في كراهية المراء، ط: رحمانيه۔

◻ السنن الكبرى للبيهقي: (۷۸/۶) كتاب الشركة، باب الاشتراك في الأموال والهدايا، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

شرکت ختم کرنا کاروبار جاری رکھ کر

”کاروبار ختم کئے بغیر شرکت ختم کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۰/۵)

شرکت صناعہ

شرکت صناعہ: یعنی دو آدمی ہیں، جن کے پاس سرمایہ نہیں ہے، بلکہ مال تیار کرنے کے آلات یا مشینیں موجود ہیں، وہ دونوں مل کر ایسے آلات حرفہ اور مشینوں کے ذریعہ شراکتی کام شروع کرنے کا معاہدہ کرتے ہیں کہ جو بھی نفع ونقصان ہوگا، اس میں دونوں آدمی آدھے آدھے کے اعتبار سے مثلاً، ایک تہائی یا دو تہائی کے اعتبار سے شریک ہوں گے، شریعت کی رو سے یہ کاروبار بھی جائز اور حلال ہے۔[1]

شرکتِ عقود

☆ ”شرکت عقود“ کی چار قسمیں ہیں:

❶ شرکت مفاوضہ۔

❷ شرکت عنان۔

---

(۱) شركة الأعمال عبارة عن عقد الشركة على تقبل الأعمال) كما إذا اتفق خياطان أو خياط وصباغ على تقبل الأعمال (فالأجيران المشتركان يعقدان الشركة على تعهد والتزام العمل الذي يطلب ويكلف من طرف المستأجرين سواء كانا متساويين أو متفاضلين في ضمان العمل۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۷۸/۲)، رقم المادة: ۱۳۸۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس في شركة العنان، المبحث الثاني، ط: مكتبه فاروقيه)۔

شركة الأعمال وهي أن يتفق صانعان فأكثر كنجارين أو حدادين أو أحدهما نجار والآخر حداد على أن يشتركا من غير مال أن يتقبلا الأعمال ويكون الكسب بينهما۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/ ۳۸)، كتاب احكام البيوع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبه شان اسلام)۔

شركة الأعمال جائزة بلاخلاف بين أصحابنا، لأن مبناها على الوكالة والوكالة على هذا الوجه جائزة، بأن يؤكل خياط أو قصار وكيلا يتقبل له عمل الخياطة والقصارة۔ (بدائع الصنائع: (۶/ ۶۳)، كتاب الشركة، وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد)

⑪ شرکتِ صنائع (شرکتِ تقبل)۔

⑫ شرکتِ وجوہ۔ (۱)

☆ شرکتِ عقود: یہ وہ شرکت ہے جس میں دو فریق ایک دوسرے کے ساتھ معاہدہ کر کے شریک ہوتے ہیں، اس کی تین قسمیں ہیں:

❶ شرکتِ مال۔

❷ شرکتِ ابدان۔

❸ شرکتِ وجوہ۔

ان میں سے ہر ایک قسم کو پھر دو صورتوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

❶ شرکۃ المفاوضۃ۔

❷ شرکۃ العنان۔ (۲)

شرکت عنان

شرکت عنان میں مختلف آدمی اپنی اپنی حیثیت کے مطابق مختلف مقدار میں سرمایہ لگاتے ہیں اور کاروبار میں جو بھی نفع اور نقصان ہوتا ہے اس میں تمام شرکاء رقم

---

(۱) وأما شركة العقد ـــ أربعة أقسام: المفاوضة، والعنان، شركة الوجوه، وشركة التقبل۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۵۱/۱۱)، كتاب الشركة، ط: دار المعرفة)۔

الدر المختار مع الرد: (۳۰۵/۴)، كتاب الشركة، مطلب شركة العقد، ط: سعيد۔

الجوهرة النيرة: (۳۴۴/۱)، كتاب الشركة، ط: حقانيه۔

(۲) وشركة العقود أن يقول أحدهما شاركتك في كذا ويقبل الآخر ... ثم شركة العقود على ثلاثة أوجه: شركة بالمال، وشركة بالأعمال، وشركة بالوجوه۔ وكل قسم ينقسم إلى قسمين: مفاوضة، و عنان۔ (تبيين الحقائق: (۳۱۳/۳) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان)

تحفة الفقهاء: (۵/۳) كتاب الشركة، شركة العقود، ط: دار الكتب العلمية۔

بدائع الصنائع: (۵۶/۶) كتاب الشركة، ط: سعيد۔

کے تناسب سے یا معاہدہ کے مطابق مشترکہ طور پر شریک ہوتے ہیں، اس کو شرکت عنان کہتے ہیں۔

مثلاً تین آدمی شراکتی کاروبار کے لئے سرمایہ لگاتے ہیں، ایک کا سرمایہ ایک لاکھ، دوسرے کا سرمایہ دو لاکھ، اور تیسرے کا سرمایہ تین لاکھ، کل چھ لاکھ بن گئے، نفع ونقصان رقم کے تناسب سے ایک لاکھ والا چھٹا حصہ، اور دو لاکھ والا تہائی حصہ اور تین لاکھ والا نصف حصہ طے کر لیتے ہیں یا رقم کے تفاوت کے باوجود تمام شرکاء نفع ونقصان میں برابر برابر شریک ہونے پر رضامند ہو جاتے ہیں، شریعت کی رو سے یہ بھی جائز ہے، اور حلال کاروبار ہے۔[1]

شرکتِ عنان کی شرائط

"شرکتِ عنان" میں شرکتِ مفاوضہ کی طرح کڑی شرطیں نہیں ہیں، مثلاً:

❶ فریقین کے سرمایہ کی نسبت مختلف ہو سکتی ہیں۔

❷ بچے اور بڑے، بالغ اور نابالغ کے درمیان شراکت ہو سکتی ہے۔

---

(۱) شركة العنان: وهي أن يشترك اثنان في مال لهما على أن يتجرا فيه والربح بينهما، وهي جائزة بالإجماع كما ذكر ابن المنذر۔ (الفقه الاسلامي وأدلته: (۴/۷۹۷)، الفصل الخامس: الشركات، المطلب الأول۔۔ شركة العنان، ط: دار الفكر)۔

لایشترط فی الشریکین شرکة العنان ان یکون رأس مالهما متساویا، فیجوز أن یکون رأس مال أحدهما أزید من رأس مال الآخر۔ ولایکون کل واحد منهما مجبورا علی إدخال جمیع نقوده فی رأس المال بل لهما أن یعقدا الشرکة علی مجموع مالهما أو علی مقدار منه ـــــ أی لایشترط التساوی فی شرکة العنان فتصح مع التفاضل فی رأس المال بأن یکون لأحدهما ألف وللآخر ألفان، وفی الربح بأن یکون ثلثا الربح لأحدهما وثلثه للآخر، وتصح مع التساوی فیهما أی فی رأس المال والربح، وفی أحدهما دون الآخر۔ (شرح المجله لسلیم رستم باز: (۲/۵۷۱)، المادة: ۱۳۶۵، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السادس، الفصل السادس فی شرکة العنان، المبحث الأول، ط: مکتبه فاروقیه)

الدر مع الرد: (۴/۳۱۲، ۳۱۱)، کتاب الشرکة، مطلب فی شرکة العنان، ط: سعید۔

③ اس میں تمام شریکوں کا مذہب ایک ہونا ضروری نہیں ہے۔

④ مال کی شراکت میں جائیداد کے استعمال اور تصرف کے اختیارات اور کاروبار کے معاملات میں حصہ لینے کی نسبتیں اور شرحیں مختلف ہوسکتی ہیں، سرمایہ کا مساوی اور برابر ہونا ضروری نہیں۔

⑤ منافع کی تقسیم سرمایہ کے تناسب سے نہیں بلکہ آپس میں طے شدہ شرحوں کے مطابق کی جاسکتی ہے۔

⑥ نقصان ہر فریق کے سرمایہ کی نسبت سے ہوگا۔ (۱)

شرکت کا مال چوری سے بیچنا

شرکت کا مال چوری سے بیچنا اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر خریدنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے خریدلیا تو واپس کرنا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) (وإنما عنان إن تضمنت وكالة فقط) بيان لشرطها (فتصح من أهل التوكيل) كصبي ومعتوه يعقل البيع (وإن لم يكن أهلاً للكفالة)... (وتصح... مع التفاضل في المال دون الربح وعكسه، وبعض المال دون بعض... (والربح على ما شرطا) مع (عدم الخلط) لاستناد الشركة في الربح: إلى العقد لا المال فلم يشترط مساواة واتحاد وخلط۔

(قوله: والربح على ما شرطا) أي من كونه بقدر رأس المال أو لا ،... وقيد بالربح؛ لأن الوضيعة على قدر المال وإن شرطا غير ذلك۔

(قوله: فلم يشترط... الخ) تفريع على قوله: ومع التفاضل وما عطف عليه۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/۳۱۱، ۳۱۲) كتاب الشركة، مطلب في شركة العنان، ط: سعيد۔

(قوله: فتصح من أهل التوكيل) عم الرجال والنساء، والبالغ والصبي المأذون والحر والعبد المأذون له في التجارة، والمسلم والكافر۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲/۵۱۷) كتاب الشركة، ط: دار المعرفة)

الفتاوی الهندية: (۲/۳۱۹) كتاب الشركة، الباب الثالث في شركة العنان، الفصل الأول في تفسيرها وشرائطها وأحكامها، ط: رشيديه۔

(۲) "الحرام ينتقل" قال المحقق في رد المحتار أي: تنتقل حرمته وإن تداولته الأيدي، وتبدلت الأملاك۔ (شامی: (۵/۹۸) باب البيع الفاسد، مطلب: في تعين الدراهم في العقد الفاسد، ط: سعيد)=

مثال کے طور پر تین بھائی آپس میں شریک ہیں، ان میں سے ایک بھائی باقی دونوں بھائیوں سے چھپا کر کوئی چیز فروخت کر دے اور پیسے اپنے پاس رکھ لے تو یہ شرکت کے مال کو چوری کر کے بیچ رہا ہے، تو ایک شریک کا چوری چھپے اس طرح مال بیچنا اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر اس قسم کا مال خریدنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے اتفاق سے خرید لیا تو واپس کرنا ضروری ہے، کیونکہ ایسے مال کو لینا، دوسرے آدمی کو فروخت کرنا یا اپنے کام میں لانا جائز نہیں ہے۔

شرکت کا معنی

"شرکت کا معنی حصہ دار بننا اور اس کی دو قسمیں ہیں، شرکۃ الملک، شرکۃ العقد۔ (1)

= وما نقل عن بعض الحنفية من ان الحرام لا يتعدى إلى ذمتين، سألت عنه الشهاب ابن الشلبي، فقال: هو محمول على ما إذا لم يعلم بذلك، اما من راى المكاس يأخذ من أحد شيئا من المكس، ثم يعطيه اخر ثم يأخذه من ذلك الاخر، فهو حرام۔ (شامي: (۳۸۵/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

قال ﷺ: من اشترى سرقة، وهو يعلم انها سرقة فقد شرك في عارها والمها، (فيض القدير: (۵٦۵۴/۱۱) رقم الحديث: (۸۴۳۳) ط: مكتبه نزار مصطفى الباز)

(1) والشركة بفتح الشين وكسر الراء، وكسر الشين وإسكان الراء، وفتح الشين وإسكان الراء. وفيه لغة رابعة: شرك بغير تاء التأنيث. قال تعالى: {وما لهم فيهما من شرك} (سبأ: ۲۲). أي: من نصيب، وجمع الشركة: شرك بفتح الراء وكسر الشين، يقال: شركته في الأمر أشركه شركة، والاسم الشرك وهو: النصيب. قال صلى الله عليه وسلم: (من أعتق شركا له)، أي: نصيبا وشريك الرجل ومشاركه سواء ــ وهي على نوعين: شركة الملك ــ والنوع الثاني: شركة العقد۔ (عمدة القارى: ۵٦/۱۳)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية)۔

الشركة في الأصل نوعان: شركة الأملاك وشركة العقود۔ (بدائع الصنائع: (۵٦/٦)، كتاب الشركة، ط: سعيد)۔

مجمع الأنهر: (۵۴۲/۲)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

شرکت کو فسخ کرنا

(۲۵۵) عقدِ شرکت میں ہر فریق کو جب بھی وہ چاہے عقدِ شرکت کو ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا، البتہ اس میں یہ شرط ہے کہ جو فریق شرکت ختم کرنا چاہتا ہے، وہ دوسرے فریق کو شرکت ختم کرنے کی اطلاع یا نوٹس دے،(۱) پھر اس کے بعد شرکت کے سرمایہ کی تقسیم اس طرح کی جائے کہ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ کل اثاثے نقد کی شکل میں ہیں یا سامان کی شکل میں، اگر تمام اثاثے نقد ہیں، اور کچھ منافع بھی حاصل ہوا ہے تو سب سے پہلے فریقین اپنے حصص کے تناسب سے سرمایہ واپس لیں، اس کے بعد منافع تقسیم کرلیں، اور اگر اثاثے نقد کی شکل میں نہیں ہیں تو شرکاء اس اثاثے کو فروخت کر کے نقد بنائیں، پھر اسے باہم تقسیم کرلیں۔(۲)

---

(۱) انفسخ الشركة بفسخ أحد الشريكين) ولو المال عروضا۔ (ولكن يشترط أن يعلم الآخر بفسخه، ولا تنفسخ الشركة مالم يعلم الآخر بفسخ الشريك۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵٦٧/۲)، المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبه فاروقيه)۔

☐ الدر مع الرد: (۳۲۷/۴، ۳۲۸)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب: يرجع القياس، ط: سعيد۔

☐ البحر الرائق: (۱۸۵/۵)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: سعيد۔

(۲) يحصل رأس المال أولا ليظهر الربح۔ (المبسوط للسرخسي: (۱٦۰/۱۱)، كتاب الشركة، استحقاق الربح في طريق الشركة، ط: دار المعرفة)۔

☐ مالم يظهر رأس المال لا يظهر الربح۔ (الفتاوى الهندية: (۳۰۷/۲)، كتاب الشركة، الباب الأول في بيان أنواع الشركات، الفصل الثالث فيما يصلح أن يكون رأس المال ومالا يصلح، ط: رشيديه)۔

☐ وإذا اقتسما ضرب كل واحد منهما برأس ماله، أو بقيمته يوم يقتسمون؛ لما بينا أن المعتبر قيمة رأس المال وقت القسمة لإظهار الربح؛ فإنه لما لم يصل إلى كل واحد منهما جميع رأس ماله لا يظهر الربح ليقتسماه بينهما۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۷۹/۱۱)، كتاب الشركة، باب شركة المفاوضة، ط: دار المعرفة)

شرکت کو وقت سے پہلے ختم کرنا

٢٥٦

بینک میں مقررہ مدت پوری ہونے سے پہلے شرکت ختم کرنے والے کو اپنا حصہ کم قیمت پر کسی شریک کو فروخت کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ غرض کہ اپنا حصہ کم قیمت پر بیچنے پر مجبور کرنا، اور نفع بھی حقیقی کے بجائے تخمینی طور پر دینا شریعت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اور ایسا معاملہ کرنا بھی ناجائز ہے، ہاں اگر شرکت ختم کرنے والے کو اپنا حصہ کم قیمت پر فروخت کرنے پر مجبور نہ کیا جائے اور نفع بھی حقیقت کے مطابق دیں تو جائز ہوگا، لیکن بینک والے کبھی بھی شریعت کے مطابق نہیں کریں گے۔ (١)

---

(١) فلو أكره بقتل أو ضرب شديد ـــــ أو حبس ـــــ حتى باع أو اشترى أو أقر أو آجر فسخ) ماعقد، ولا يبطل حق الفسخ بموت أحدهما۔ (الدر مع الرد: (١٣٠/٦، ١٢٩)، كتاب الاكراه، ط: سعيد)۔

والذي يظهر أن التراضي لابد منه أيضا، فإنه لايفهم من باعه وباع زيد عبده إلا أنه استبدل به بالتراضي، وأن الأخذ غصبا وإعطاء شيئ آخر من غير تراض لايقول فيه: أهل اللغة باعه۔ (فتح القدير: (٢٢٩/٦)، كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية)۔

الفتاوى الهندية: (٣٦/٥)، كتاب الاكراه، الباب الأول، ط: رشيديه)۔

البحر الرائق: (٣٣١/٥)، كتاب البيع، ط: رشيديه۔

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: ص: ٢٥٥، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمی)۔

لا يحل لامرئ من مال أخيه شيئ إلا بطيب نفس منه۔ (كنز العمال: (٦٣٨/١٠)، رقم الحديث: ٣٠٣٣٥، كتاب الغصب من قسم الأقوال، ط: مؤسسة الرسالة)۔

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (الشامية: (٦١/٤)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد)۔

البحر الرائق: (٣١/٥)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

الفتاوى الهندية: (١٦٧/٢)، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه)

شرکت کی برکت کب ختم ہوتی ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ کی مدد دو شریکوں کے ساتھ اس (۲۵۷)
ت تک ہوتی ہے جب تک خیانت نہ کریں، اگر خیانت کریں گے تو ان کی تجارت
ادی جائے گی، اور اس میں برکت ختم ہوجائے گی۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کا فرمان یہ ہے کہ میں دو شریکوں کے
رمیان تیسرا شریک ہوں، جب تک ان میں سے کوئی ایک خیانت نہ کرے۔ (۲)

شرکت کے امور میں اللہ تعالیٰ کی شمولیت

شرکت کا کوئی بھی کام ہو، مثلاً تجارت، دکانداری، صنعت اور حرفت وغیرہ
میں شرکت ہو تو اس میں اللہ تعالیٰ کی اعانت اور مدد شامل رہتی ہے، اور اگر شرکاء میں
سے کوئی شریک خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت ختم ہوجاتی ہے، اور جب

---

(۱) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ید اللہ علی الشریکین مالم یخن أحدهما صاحبه، فإذا خان أحدهما صاحبه دفعها عنهما۔ (الترغیب والترهیب: (۳۵۷/۲)، تحت رقم الحدیث: ۲۷۸۶، کتاب البیوع، باب الشرکة، ط: دار الکتب العلمیة)۔

☐ سنن الدارقطنی: (۳۴۲/۳)، رقم الحدیث: ۲۹۳۳، کتاب البیوع، ط: مؤسسة الرسالة۔

☐ وفی الحدیث: ید اللہ علی الشریکین مالم یتخاونا فإذا تخاونا دفع یده عنهما۔ (إحیاء علوم الدین: (۷۶/۲)، کتاب آداب الکسب والمعاش، ط: دار المعرفة)۔

☐ (إن اللہ تعالی یقول أنا ثالث الشریکین) بالمعونة وحصول البرکة والنماء (ما لم یخن أحدهما صاحبه) بترك أداء الأمانة وعدم التحرز من الخیانة (فإذا خانه) بذلك (خرجت من بینهما) یعني نزعت البرکة من مالهما۔ (فیض القدیر للمناوی: (۷۱۱/۲)، حرف الألف، ط: دار الحدیث القاهرة)۔

(۲) عن أبی حیان التیمی عن أبیه عن أبی هریرة رفعه قال: إن اللہ تعالی یقول أنا ثالث الشریکین مالم یخن أحدهما صاحبه فإذا خانه خرجت من بینهما۔ (سنن أبی داود: (۱۲۵/۲)، کتاب البیوع، باب الشرکة، ط: رحمانیه)۔

☐ الترغیب والترهیب: (۳۵۶/۲)، رقم الحدیث: ۲۷۸۶، کتاب البیوع وغیرها، الترهیب من خیانة أحد الشریکین، ط: دار الکتب العلمیة۔

☐ مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۳، کتاب البیوع، باب الشرکة والوکالة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

اللہ تعالیٰ کی اعانت اور نصرت ختم ہو جائے گی تو نقصان اور خسارہ کے سوا اور کیا ہوگا، چنانچہ تجربہ یہی ہے کہ جب شرکاء میں سے کوئی شریک گڑبڑ کرتا ہے تو نفع در کنار اصل سرمایہ تک ڈوب جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دو شریکوں کے درمیان تیسرا میں ہوں، جب تک کہ ان میں سے کوئی خیانت نہ کرے، جب کوئی خیانت کرتا ہے تو میں درمیان سے نکل جاتا ہوں۔ (۱)

شرکت کے شرائط

کاروباری شرکت درست ہونے کے لیے کچھ شرائط بھی ہیں، ان میں سے اہم شرائط یہ ہیں:

① باہمی رضامندی: یعنی لین دین اور شرکت میں باہمی رضامندی ایک بنیادی شرط ہے۔ (۲)

---

(۱) عن أبي حيان التيمي عن أبيه عن أبي هريرة رفعه قال: إن الله تعالى قال: أنا ثالث الشريكين ما لم يخن أحدهما صاحبه فإذا خانه خرجت من بينهم۔ (سنن أبي داود: (۱۲۵/۲) كتاب البيوع، باب في الشركة، ط: رحمانيه)

☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۴) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

☐ السنن الكبرى للبيهقي: (۷۸/۶) كتاب الشركة، باب الأمانة في الشركة وترك الخيانة، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

(۲) لا خلاف بين الفقهاء في أن حل أموال الناس منوط بالرضا، كقوله تعالى: [يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم] ، ... واختلفوا في كون الرضا في التصرفات شرطا أو لا؟ فذهب الحنفية إلى أن الرضا شرط لصحة العقود التي تقبل الفسخ۔ وهو العقود المالية من بيع و إجارة، ونحوها۔ أي أنها لا تصح إلا مع التراضي۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۲۳۳/۲۲) حرف الراء، "رضا" ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

☐ أن الأصل في العقود هو التراضي، والشركة عقد يقوم على التراضي۔ (الفقه الإسلامي و أدلته: =

⑫ فریقین کا بالغ ہونا: شرکت کا معاہدہ صحیح ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ فریقین بالغ ہوں، کیونکہ نابالغ اور بچے کا معاہدہ معتبر نہیں ہے۔ (۱)

⑬ عاقل ہونا: فریقین کا بالغ ہونے کے ساتھ عاقل ہونا بھی ضروری ہے۔ تاکہ وہ کاروباری معاملات کو اچھی طرح سمجھ سکیں، مجنون اور بے عقل کا معاہدہ قابلِ قبول نہیں۔ (۲)

⑭ کاروبار کا جائز ہونا: جس کاروبار میں شراکت ہو رہی ہے، وہ کاروبار بھی شریعت میں جائز ہو، حرام اشیاء اور منشیات یا دوسری ناجائز چیزوں کے کاروبار میں شراکت جائز نہیں۔ (۳)

=(۲۹۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني: شركة المضاربة، شركة التضامن، ط: رشيديه)

☆ الموسوعة الفقهية: (۲۱۹/۳۰، ۲۲۰) حرف العين، "عقد" أركان العقد، الثالث: الرضا والاختيار، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت۔

(۲) (يتضمن كل قسم من شركة العقد الوكالة ... فلذلك كما أن العقل والتمييز شرط في الوكالة يشترط على العموم في الشركة أن يكون الشركاء عاقلين ومميزين أيضا) ... (تتضمن شركة العنان الوكالة فقط) لتصح من أهل التوكيل كصبي مأذون بالتجارة و معتوه يعقل البيع وإن لم يكن أهلاً للكفالة، لأنها لا تقتضي الكفالة بل الوكالة ... (لكن إذا ذكرت الكفالة حين عقد شركة العنان يكون الشركاء كفلاء بعضهم لبعض) ولكن يشترط حينئذ أن يكون الشركاء بالغين لتصح الكفالة۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۶۰/۲، ۵۶۱) المادة: ۱۳۳۳، ۱۳۳۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني، ط: مكتبه فاروقيه)

☆ درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۶۶/۳) شرح المادة: ۱۳۳۳، ط: دار الكتب العلمية۔

☆ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۵۱۷/۲) كتاب الشركة، ط: دار المعرفة۔

(۳) (ولكن يشترط في شركة الأعمال أن يجوز العمل شرطين: الشرط الأول: أن يكون حلالاً، فلا تصح الشركة في العمل الحرام كالاشتراك في السرقة والغصب والارتشاء۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۸۰/۳) المادة: ۱۳۵۹، الكتاب العاشر: الشركات، الباب السادس، الفصل الخامس في شركة الأموال والأعمال، ط: دار الجيل)

☆ (أن يكون ذلك العمل حلالاً، فلذلك لو عقد اثنان الشركة على اجراء المحرمات كسرقة الأموال واصطياد الغنائم لا يصح۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام (۳۱۱/۳) المادة: ۱۳۸۵، ط: دار الجيل)=

⑤ فریقین کے نفع کا حصہ پہلے سے متعین ہونا: شراکت درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ فریقین کے نفع کا تعین بھی شراکت سے پہلے طے ہوجائے تاکہ بعد میں کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔[۱]

⑥ نقصان کی ذمہ داری کا بھی تعین ہو: کاروبار میں جس طرح نفع کا امکان ہے اسی طرح اچانک نقصان کا امکان بھی ہے، نقصان ہونے کی صورت میں دونوں فریق اپنے اپنے سرمایہ کی شرح سے نقصان کو برداشت کریں گے۔[۲]

شرکت کے لئے وقت مقرر کرنا

شرکاء آپس کی رضامندی سے شرکت کی جو مدت مقرر کرنا چاہیں، مقرر

= وزاد في البحر: قيد أن يكون العمل حلالاً، لما في البزازية: لو اشتركا في عمل حرام لم يصح اهـ (شامي: (۳/۳۲۲) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۱۸۱) كتاب الشركة، ط: سعيد)

(۱) فيشترط للشركة بجميع أنواعها أمران: ... ثانيها: وهو متعلق بالربح أن يكون الربح جزأ شائعا معلوما ... فإن كان مجهولاً أو معيناً بعدد فإن العقد يفسد ... أما الأول فلأن الجهالة في الربح توجب النزاع۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۷۸) مباحث الشركة، شروط الشركة وأحكامها، ط: دار إحياء التراث العربي)

يشترط بيان الوجه الذي سيقسم فيه الربح بين الشركاء، وإذا بقي مبهما ومجهولاً تكون الشركة فاسدة۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۵٦۱) المادة: ۱۳۳٦، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني، ط: مكتبه فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/۳۵۱) المادة: ۱۳۳٦، أيضا، ط: دار الجيل۔

(۲) الضرر والخسارة التي تحصل بلا تعد ولا تقصير تقسم في كل حال بنسبة مقدار رؤوس الأموال۔ وإذا شرط خلاف ذلك فلا يعتبر۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۵۷۲) المادة: ۱۳٦۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبه فاروقيه)

مجمع الأنهر: (۲/۵۵۳) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۵/۷۳) كتاب الشركة، ط: سعيد۔

رکھتے ہیں مثلاً دو سال، تین سال وغیرہ۔ (۱)

شرکت مال

شرکت مال میں دو یا دو سے زائد افراد معین مال کے ساتھ منافع کمانے کی غرض سے ایک دوسرے کے ساتھ منافع کی نسبت طے کر کے شریک ہوتے ہیں اس کی بھی دو قسمیں ہیں:

❶ شرکتِ مفاوضہ ❷ شرکتِ عنان (۲)

شرکت متناقصہ

تعارف: ہاؤس فنانسنگ کا دوسرا طریقہ شرکت متناقصہ پر مبنی ہے جو مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل ہوگا:

❶ سب سے پہلے گاہک اور کمپنی "شرکت ملک" کی بنیاد پر مکان خریدیں گے، جس کے بعد وہ مکان مشترک ہوجائے گا، اور جس فریق نے اس کی خریداری میں جس تناسب سے رقم لگائی ہوگی، اس تناسب سے وہ اس مکان کا مالک ہوگا، لہٰذا

---

(۱) ولذا وقتا لذلک (أی للشرکة) وقتا بأن قال: ما اشتریت الیوم فهو بیننا صح التوقیت، فما اشتراه بعد الیوم یکون للمشتری خاصة وکذا لو وقت للمضاربة؛ لأنها والشرکة توکیل، والوکالة مما یوقت. (شامی: (۳۱۲/۴)، کتاب الشرکة، مطلب فی توقیت الشرکة روایتان، ط: سعید)۔

مجمع الضمانات: (۲۹۸/۱)، باب فی مسائل الشرکة، الفصل الثالث فی شرکة العنان، ط: دار الکتاب الإسلامی)۔

الغایة علی هامش الهندیة: (۲۱۳/۳)، کتاب الشرکة، فصل فی شرکة العنان، ط: رشیدیه)۔

(۲) الشرکة بالمال: وهی عبارة عن أن یتفق اثنان فأکثر علی أن یدفع کل واحد منهما مبلغًا من المال لاستثماره بالعمل فیه ولکل واحد من الشرکاء جزء معین من الربح وتنقسم شرکة المال إلی قسمین المذکورین (مفاوضة وعنانًا)۔ (کتاب الفقه علی المذاهب الأربعة: (۶۷/۳) مباحث الشرکة، تعریفها وأقسامها، ط: دار إحیاء التراث العربی)

بدائع الصنائع: (۵۶/۶) کتاب الشرکة، ط: سعید۔

اگر دونوں فریقوں نے نصف نصف رقم لگائی ہوگی، تو وہ مکان دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہوگا، اور اگر ایک فریق نے ایک تہائی رقم لگائی اور دوسرے فریق نے دو تہائی رقم لگائی تو وہ مکان اسی تناسب سے دونوں کے درمیان مشترک ہوگا۔

۱۲ پھر کمپنی ماہانہ یا سالانہ کرایہ طے کر کے اپنا حصہ اس گاہک کو کرایہ پر دے دے گی۔

۱۳ پھر اس مکان میں کمپنی کا جتنا حصہ ہے اس کو چند متعین حصوں میں مثلاً دس برابر حصوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

۱۴ اس کے بعد فریقین آپس میں ایک متعین عرصہ (پیریڈ) طے کر لیں گے، (مثلاً چھ ماہ، یا سال کا عرصہ) پھر گاہک ہر پیریڈ میں کمپنی کی کل ملکیت کے ایک حصے کو اس کی قیمت ادا کر کے خرید لے گا، مثلاً اس مکان میں کمپنی کا جو حصہ ہے اس کی قیمت دو لاکھ روپے ہے پھر جب اس کو دس حصوں میں تقسیم کر دیا تو ہر ایک حصے کی قیمت بیس ہزار روپے ہوگی، لہٰذا گاہک ہر چھ ماہ بعد کمپنی کو بیس ہزار روپے ادا کر کے اس کے ایک ایک حصے کا مالک بنتا رہے گا۔

۱۵ گاہک جس قدر حصے خریدتا رہے گا اسی حساب سے اس کی ملکیت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا اور کمپنی کی ملکیت اس مکان میں کم ہوتی چلی جائے گی۔

۱۶ چونکہ گاہک نے کمپنی کا حصہ کرایہ پر لیا ہوا تھا، اس لئے جس قدر وہ کمپنی کے حصے خریدتا رہے گا اسی حساب سے کرایہ بھی کم ہوتا چلا جائے گا، مثلاً اگر کمپنی کے دس حصوں کا کرایہ ایک ہزار روپے طے ہوا تھا، تو گاہک جس قدر حصے خریدے گا، ہر حصے کی خریداری کے بعد ایک سو روپے کرایہ کم ہو جائے گا، لہٰذا ایک حصے کی خریداری کے بعد کرایہ نو سو روپے ہو جائے گا، اور دو حصوں کی خریداری کے بعد کرایہ آٹھ سو روپے ہو جائے گا۔

۞ حتی کہ جب گاہک کمپنی کے دس کے دس حصے خرید لے گا تو وہ پورا مکان گاہک کی ملکیت ہو جائے گا، اور اس طرح یہ شرکت اور کرایہ داری کے دونوں معاملے بیک وقت اپنی انتہاء کو پہنچ جائیں گے۔

بہر حال، ہاؤسنگ فنانسنگ کا مندرجہ بالا طریقہ تین معاملات پر مشتمل ہے:

❶ فریقین کے درمیان شرکت ملک کا قیام۔

❷ کمپنی کے حصے کو گاہک کا کرایہ پر لینا۔

❸ کمپنی کے حصے کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے گاہک کے ہاتھ ایک ایک کر کے فروخت کر دینا۔ (۱)

مزید آگے لکھتے ہیں:

بہر حال، مندرجہ بالا تفصیل سے یہ ظاہر ہو گیا کہ یہ تینوں معاملات یعنی شرکت ملک، اجارہ، اور بیع ان میں سے ہر ایک فی نفسہٖ جائز ہے، اگر ان معاملات کو مستقل طور پر علیحدہ علیحدہ کیا جائے اور ایک معاملے کے اندر دوسرے معاملے کو مشروط نہ کیا جائے تو ان کے جواز میں کوئی غبار نہیں۔ (۲)

شرکت متناقصہ کی اصطلاح قرآن وسنت، صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور چاروں اماموں کی فقہ میں موجود نہیں ہے، پندرہویں صدی ہجری کی ابتداء میں بینکاری نظام کو چلانے کے لئے مختلف چیزوں کو ملا کر کھچڑی پکا کر ”شرکت متناقصہ“ کے نام سے ایک نئی شرکت متعارف کرائی گئی ہے۔

اس میں سوال یہ ہے کہ ”شرکت متناقصہ“ کی بنیاد پر بینک اور خریدار کے درمیان جو معاملہ ہوتا ہے وہ معاملہ اصل کے اعتبار سے اجارہ ہوتا ہے، یا بیع یا

---

(۱) اسلام اور جدید معاشی مسائل: (۳/ ۲۹۳، ۲۹۵) ط: ادارہ اسلامیات

(۲) اسلام اور جدید معاشی مسائل: ۳/ ۲۹۷

شرکت؟، اگر یہ کہا جائے کہ تینوں ہیں، اور مختلف مراحل میں انجام پذیر ہوتے ہیں، تو سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ مختلف عقود حقیقت اور عملی طور پر ایک دوسرے پر موقوف اور آپس میں مشروط ہیں یا نہیں، اگر نہیں تو شرکت متناقصہ کہنا درست نہیں، اور اگر یہ تینوں عقود ایک دوسرے پر موقوف اور مشروط ہیں تو یہ بیع اور شرط ہے، اور "صفقۃ فی صفقۃ" ہے، اور یہ شریعت کی رو سے ناجائز ہے۔

لہٰذا شرکت متناقصہ کے طور پر کوئی چیز لینا بھی جائز نہیں ہے۔ (۱)

شرکت مفاوضۃ

"شرکت مفاوضۃ" میں مختلف عاقل، بالغ مسلمان آدمی شریک ہو کر کاروبار شروع کرتے ہیں، اور ہر شریک سرمایہ، عمل اور کام کے اوقات برابر برابر لگاتے ہیں، اور نفع اور نقصان میں بھی ہر شریک برابر برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں،

---

(۱) ومنها (أی الثنیا) أی یقصد بهذا البیع معاملة أخری یترقبها فی ضمنه أو معه، لأنه ان فقد المطلوب لم یکن له ان یطالب ولا ان یسکت، ومثل هذا حقیق بأن یکون سببا للخصومة بغیر حق، ولا یقضی فیها بشیٔ فصل۔ (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲)، البیوع المنهی عنها، ط: دار الجیل، بیروت)۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لاتحل صفقتان فی صفقة۔ (المعجم الأوسط للطبرانی: (۲/ ۱۲۹)، رقم الحدیث: ۱۶۱۰، باب الألف، من اسمه أحمد، ط: دار الحرمین، القاهره)۔

مجمع الزوائد: (۱۵۱/۴)، رقم الحدیث: ۶۳۸۳، کتاب البیوع، باب ما جاء فی الصفقتین فی صفقة أو الشرط فی البیع، ط: دار الفکر، بیروت)۔

عن عبدالله بن مسعود قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن صفقتین فی صفقة واحدة۔ (مجمع الزوائد: (۱۵۱/۴)، رقم الحدیث: ۶۳۸۲، ط: دار الفکر، بیروت)۔

(ومن باع ثمرة بدا صلاحها أو لا صح ـــــ ویقطعها المشتري ـــــ وإن شرط ترکها علی النخل فسد) أي البیع؛ لأنه شرط لا یقتضیه العقد وهو شغل ملك الغیر أو نقول إنه صفقة في صفقة؛ لأنه إجارة في بیع إن کان للمنفعة حصة من الثمن أو إعارة في بیع إن لم یکن لها حصة من الثمن وقد [نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن صفقة في صفقة۔ (تبیین الحقائق: (۱۲/۴)، کتاب البیوع، فصل یدخل البناء والمفاتیح في بیع الدار، ط: امدادیه ملتان)۔

ز سرمایہ جائز اور حلال کاروبار ہے۔ (۱)

شرکت مفاوضہ کی شرائط

"مفاوضہ" کے معنی ایک دوسرے کو سپرد کرنا ہے، اس شرکت کو "مفاوضہ" اس لئے کہتے ہیں کہ ایک شریک دوسرے شریک کو اپنا مال سپرد کردیتا ہے، (۲) اس میں سرمایہ کا ہونا بھی ضروری ہے، اور نفع میں بھی برابری شرط ہے، اس شرکت کے لئے ذیل کی باتیں ضروری ہیں:

① ابتداء سے آخر تک دونوں کا سرمایہ برابر ہونا۔

② ہر شریک کا نفع میں برابر کا حصہ دار ہونا۔

③ ہر شریک کو مال کے خریدنے، بیچنے اور تصرف کرنے اور قرض دینے کا اختیار ہوگا۔

④ اگر کوئی شریک اپنی ذاتی ضرورت کے لئے کوئی چیز خریدے تو اس میں

---

(۱) ...هي أن يشترك الرجلان فيتساويان في مالهما وتصرفهما ودينهما ويكون كل واحد منهما كفيلا ...الآخر في كل ما يلزمه من عهدة ما يشتريه كما أنه وكيل عنه، كذا في فتح القدير فتجوز بين الحرين ...بين مسلمين. (الفتاوى الهندية: (۳۰۷/۲)، كتاب الشركة، الباب الثاني في المفاوضة، الفصل ...الأول في تفسيرها وشرائطها، ط: رشيديه).

...وهي أربعة ـــ إما مفاوضة ـــ إن تضمنت وكالة وكفالة ـــ وتساويا مالا) تصح به الشركة ...وربحا ـــ (وتصرفا ودينا). (الدر المختار مع الرد: (۳۰۶/۳)، كتاب الشركة، مطلب في ...شركة المفاوضة، ط: سعيد).

(۲) ...الغاية على هامش الهندية: (۲۱۸/۳)، كتاب الشركة، فصل في شركة المفاوضة، ط: رشيديه)

...سمي هذا النوع من الشركة مفاوضة لاعتبار المساواة فيه في رأس المال والربح والتصرف وغير ...على ما ذكر وقيل هي من التفويض لأن كل واحد منهما يفوض التصرف إلى صاحبه على كل حال. ...بدائع الصنائع: (۵۸/۶)، كتاب الشركة، فصل: وأما بيان جواز هذه الأنواع الثلاثة، ط: سعيد).

...الفقه الإسلامي وأدلته: (۷۹۷/۴، ۷۹۸)، الفصل الخامس: الشركات، المطلب الأول- شركة ...العقود ط: دار الفكر بيروت.

...فقه السنة: (۲۰۳/۳)، الشركة، ط: الفتح للإعلام العربي۔

دوسرے شریک کو کچھ کہنے کا حق نہیں، لیکن اگر یہ چیزیں اس نے ادھار لی ہیں تو دکاندار کو دوسرے شرکاء سے تقاضا کرنے کا حق ہوگا۔

❾ اس شرکت میں شرکاء ایک دوسرے کے وکیل، امین اور کفیل ہوتے ہیں۔

❿ یہ شرکت صرف مسلمانوں، بالغوں میں ہی ہوسکتی ہے، ہاں امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک غیر مسلم کے ساتھ بھی جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) واما بیان شرائط جواز هذه الانواع فلجوازها شرائط بعضها يعم الانواع كلها، و بعضها يخص البعض دون البعض۔

وأما شرائط العامة فأنواع: منها اهلية الوكالة؛ لأن الوكالة لازمة في الكل۔ ومنها أن يكون الربح معلوم القدر، ومنها أن يكون الربح جزءا شائعا في الجملة لا معينا۔

وأما الذي يخص البعض دون البعض فيختلف، اما الشركة بالأموال فلها شروط:

منها أن يكون رأس المال من الأثمان المطلقة وهي التي لا تتعين بالتعيين في المفاوضات على كل حال وهي الدراهم والدنانير عنانا كانت الشركة أو مفاوضة عند عامة العلماء۔

ومنها أن يكون مال الشركة عينا حاضرا لا دينا ولا مالا غائبا، فإن كان لا تجوز عنانا كانت أو مفاوضة؛ لأن المقصود من الشركة الربح، وذلك بواسطة التصرف، ولا يمكن في الدين ولا المال الغائب، فلا يحصل المقصود۔

ومنها ما هو مختصة بالمفاوضة وهو أن يكون لكل من الشريكين أهلية الكفالة بأن يكونا حرين عاقلين۔

ومنها: المساواة رأس المال قدرا وهي شرط صحة المفاوضة بلا خلاف

ومنها أن لا يكون لأحد المتفاوضين ما تصح فيه الشركة ولا يدخل في الشركة۔

ومنها: المساواة في الربح في المفاوضة، فإن شرطا التفاضل في الربح لم تكن مفاوضة لعدم المساواة۔

ومنها: العموم في المفاوضة وهو أن يكون في جميع التجارات ولا يختص أحدهما بتجارة دون شريكه لما في الاختصاص من إبطال معنى المفاوضة وهو المساواة۔

ومنها: لفظ المفاوضة في شركة المفاوضة، كذا روى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله انه لا تصح شركة المفاوضة الا بلفظ المفاوضة وهو قول أبي يوسف ومحمد رحمهما الله۔ (بدائع الصنائع: ۶/ ۵۸۔ ۶۱) كتاب الشركة، فصل: وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد)=

شرکت ملک

(۲۶۷) وراثت، وصیت، ھبہ، وقف، اور عطیہ کے طور پر جو املاک، جائیداد کاروبار، مکانات اور دکانیں وغیرہ مختلف افراد کو ملی ہوں، وہ تمام افراد ان چیزوں میں شریعت کے قانون کے مطابق شریک ہوں گے، اس شرکت کو شرکت ملک کہتے

ولاتصح شركة المفاوضة في الأموال حتى يكون كل واحد من الشريكين من أهل الكفالة نحو أن يكونا حرين، عاقلين، بالغين، متفقين في الدين ... الخ۔ (الفتاوىٰ السراجية: (ص: ٣٦٨)، كتاب الشركة، باب شركة المفاوضة، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

الهندية: (٣٠٧/٢)، كتاب الشركة، الباب الثاني في المفاوضة، الفصل الأول في تفسيرها وشرائطها، ط: رشيديه)۔

إذا فقد شرط من الشروط المذكورة في هذا الفصل على الوجه المار تنقلب المفاوضة عنانا، مثلا إذا دخل إلى يد واحد من المفاوضين في شركة الأموال مال بالارث أو بطريق الهبة، فإذا كان يصلح رأس مال للشركة كالنقود تنقلب المفاوضة عنانا لكن إذا كان الزائد على رأس المال كالعروض والعقار، فلايضر بالمفاوضة۔ (شرح المجلة للأتاسي: (٢٩٠/٣) المادة: ١٣٦٢، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الخامس، ط: رشيديه)۔

وفي الهندية عن السراجية: لو استفاد احد المفاوضين ما لايجوز عليه عقد الشركة بارث أو هبة أو وصية أو نحو ذلك ووصل إليه، بطلت المفاوضة وصارت شركتهما عنانا۔ (شرح المجلة للاتاسي: (٢٨٧/٣)، شرح المادة: ١٣٥٨، ط: رشيديه)۔

وكل موضع لم تصح المفاوضة لفقد شرطها، ولايشترط ذلك في العنان كان عنانا، كما مر لاستجماع شرائطه۔ الدر المختار۔ قوله: لاستجماع شرائطه أي شرائط العنان۔ (الدر مع الرد: (٣٠٧/٤) كتاب الشركة، مطلب في شركة المفاوضة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (١٧١/٥)، كتاب الشركة، ط: رشيديه۔

(أما شركة المفاوضة فهي أن يشترك الرجلان فيتساويان في مالهما وتصرفهما ودينهما ... فيجوز بين الحرين الكبيرين مسلمين أو ذميين) لتحقق التساوي ... (ولايجوز بين الحر والمملوك ولا بين الصبي والبالغ ... ولا بين المسلم والكافر) وهذا قول أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله تعالى وقال أبو يوسف رحمه الله يجوز للتساوي بينهما في الوكالة والكفالة۔ (الهداية: ٣/ ٢٠٦)، كتاب الشركة، ط: رحمانيه)۔

الدر مع الرد: (٣٠٦/٣)، كتاب الشركة، مطلب في شركة المفاوضة، ط: سعيد)۔

ہیں۔(۱)

شرکتِ ملک

شرکتِ ملک: یہ وہ شرکت ہے جس میں دو یا دو سے زائد افراد کی چیز یا جائیداد میں ملکیت کے حقوق رکھتے ہوں، اور ملکیت کے حقوق کی بنا پر شریک ہوئے ہوں، یہ شرکت دو طرح سے ہوسکتی ہے، پہلی قسم جبری شرکت یعنی جس میں انسان کا اپنا اختیار نہیں ہوتا اور وہ دوسرے کے ساتھ شریک ہوتا ہے۔

دوسری قسم اختیاری شرکت: جس میں ایک فریق دوسرے فریق کے ساتھ اپنے اختیار اور اپنی مرضی سے شریک ہوتا ہے۔(۲)

شرکت میں جبری فسخ

"جبری فسخ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۹/۳)

---

(۱) شركة الملك هي كون الشيء مشتركا بين اكثر من واحد أى: مخصوصا بهم بسبب من أسباب التملك كالاشتراء والاتهاب وقبول الوصية والتوارث۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/ ۴۷۳)، رقم المادة: ۱۰۶۰، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب الأول: الفصل الأول في تعريف وتقسيم شركة الملك، ط: مكتبه فاروقيه)۔

فشركة الملك أن يشترك رجلان في ملك مال، وذلك نوعان: ثابت بغير فعلهما كالميراث وثابت بفعلهما وذلك بقبول الشراء، أو الصدقة أو الوصية۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۱/ ۱۵۱)، كتاب الشركة، ط: دار المعرفة)۔

الدر مع الرد: (۴/ ۲۹۹، ۳۰۰)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

(۲) الحنفية قالوا: ... فأما شركة الملك فهي عبارة عن أن يتملك شخصان فأكثر عينا من غير عقد الشركة ... ثم إن شركة الملك تنقسم إلى قسمين شركة جبرى وشركة اختيار، فشركة الجبر: هي أن يجتمع شخصان فأكثر في ملك عين قهرا كما إذا ورثا مالاً أو اختلط مال أحدهما بمال الآخر قهرا بحيث لا يمكن تمييزها مطلقا ... وأما شركة الاختيار: فهي أن يجتمعا في ملك عين باختيارهما كما إذا خلطا مالهما بالاختيار أو اشتريا عينا بالاشتراك۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/ ۶۳) مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: دار إحياء التراث العربي)

الدر المختار مع الرد: (۴/ ۳۰۰) كتاب الشركة، مطلب الحق أن الدين يملك، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (۲/ ۵۴۲، ۵۴۳) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

شرکت میں شرط فاسد

☆شرکت مفاوضہ میں شرط فاسد رکھنے کی وجہ سے شرکت فاسد ہوجاتی ہے (۲۶۹)

اور وہ شرکت عنان میں بدل جاتی ہے۔

اور شرکت عنان میں شرط فاسد سے شرکت فاسد نہیں ہوتی بلکہ شرط فاسد ہی خود باطل ہوجاتی ہے۔

☆مثلاً دو یا متعدد شرکاء مل کر کاروبار کرتے ہیں، اگر ایک شریک نے یہ شرط رکھی کہ وہ محنت اور کام نہیں کرے گا، دوسرے شرکاء محنت اور کام کے پابند ہوں گے تو یہ شرکت، مفاوضہ ہونے کی صورت میں شرکت عنان میں بدل جائے گی۔

اور شرکت عنان ہونے کی صورت میں یہ شرط باطل ہوجائے گی، اور شرکت عنان باقی رہے گی، اور ہر شریک "رأس المال" یعنی اپنے سرمایہ کے بقدر نفع میں شریک ہوگا، اور کام کرنے والے یا زیادہ کام کرنے والے کے لیے زیادہ نفع کی شرط رکھنا صحیح ہوگا، البتہ اگر کسی ایک شریک پر کام کرنے کی شرط نہ ہو بلکہ احسان اور تبرع کے طور پر ایک شریک کام کر رہا ہو تو کام نہ کرنے والے کے لیے بھی زیادہ نفع کی شرط رکھنا جائز ہوگا۔ (۱)

---

(۱) وأما العمل في الشركة فمن الجانبين فلو شرط خلوص اليد لأحدهما لم تنعقد الشركة لانتفاء شرطها وهو العمل منهما۔ (درر الحكام شرح غرر الأفكار (۲/ ۳۱۱)، كتاب المضاربة، شروط المضاربة، ط: دار احياء الكتب العربية)۔

☜ (قوله: وإن شرطاه على أحدهما ...) في الدرر من كتاب المضاربة ... وأما العمل في الشركة فمن الجانبين فلو شرط خلوص اليد لأحدهما لم تنعقد الشركة لانتفاء شرطها وهو العمل منهما اهـ فظاهر مالهنا بالنسبة على ما نقله المحشي ويقال في دفع المنافاة أن شرط العمل منهما شرط لتحقق الشركة، وإذا شرط على أحدهما تكون مضاربة أو بضاعة على ماذكره المحشي تأمل۔ (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين: (۴/ ۳۰۷، ۱۷)، كتاب الشركة، ط: سعيد)۔

☜ (قوله: ومع التفاضل في المال دون الربح) أي بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان مثلا واشترطا التساوي في الربح، وقوله وعكسه: أي بأن يتساوى المالان ويتفاضلا في الربح، لكن هذا مقيد =

=بأن يشترط الأكثر للعامل منهما أو لأكثرهما عملا، أما لو شرطاه للقاعد أو لأقلهما عملا فلا يجوز كما في البحر عن الزيلعي والكمال.

قلت: والظاهر أن هذا محمول على ما إذا كان العمل مشروطا على أحدهما.

وفي النهر: اعلم أنهما إذا شرطا العمل عليهما إن تساويا مالا وتفاوتا ربحا جاز عند علمائنا الثلاثة خلافا لزفر والربح بينهما على ما شرطا وإن عمل أحدهما فقط؛ وإن شرطاه على أحدهما، فإن شرطا الربح بينهما بقدر رأس مالهما جاز، ويكون مال الذي لا عمل له بضاعة عند العامل له ربحه وعليه وضيعته، وإن شرطا الربح للعامل أكثر من رأس ماله جاز أيضا على الشرط ويكون مال الدافع عند العامل مضاربة، ولو شرطا الربح للدافع أكثر من رأس ماله لا يصح الشرط ويكون مال الدافع عند العامل بضاعة لكل واحد منهما ربح ماله والوضيعة بينهما على قدر رأس مالهما أبدا هذا حاصل ما في العناية اهـ ما في النهر.

قلت: وحاصل ذلك كله أنه إذا تفاضلا في الربح، فإن شرطا العمل عليهما سوية جاز: ولو تبرع أحدهما بالعمل وكذا لو شرطا العمل على أحدهما وكان الربح للعامل بقدر رأس ماله أو أكثر ولو كان الأكثر لغير العامل أو لأقلهما عملا لا يصح وله ربح ماله فقط، وهذا إذا كان العمل مشروطا كما يفيده قوله إذا شرطا العمل عليهما إلخ فلا ينافي ما ذكره الزيلعي في كتاب المضاربة من أنه إذا أراد رب المال أن يجعل المال مضمونا على المضارب أقرضه كله إلا درهما منه وسلمه إليه وعقد شركة العنان ثم يدفع إليه الدرهم ويعمل فيه المستقرض، فإن ربح كان بينهما على ما شرطا، وإن هلك هلك عليه اهـ ورأيت مثله في آخر مبسوط السرخسي.

ووجه عدم المنافاة أن العمل هنا لم يشرط على أحد في عقد الشركة بل تبرع به المستقرض، فيجوز لصاحب الدرهم الواحد أن يأخذ من الربح بقدر ما شرط من نصف أو أكثر أو أقل وإن لم يكن عاملا، ويؤيد هذا التوفيق ما ذكره في البحر قبيل كتاب الكفالة في بحث ما لا يبطل بالشرط الفاسد، حيث قال ما نصه: قوله والشركة بأن قال شاركتك على أن تهديني كذا، ومن هذا القبيل ما في شركة البزازية لو شرطا العمل على أكثرهما مالا والربح بينهما نصفين لم يجز الشرط والربح بينهما أثلاثا. اهـ. (فتاوی شامی: (۳/ ۳۱۲)، کتاب الشرکۃ مطلب فی توقیت الشرکۃ روایتان، ط: سعید)۔

🗁 لو شرط العمل على أحد المتفاوضين. بطلت هكذا في التهذيب. (الفتاوی الھندیۃ: (۲/ ۳۵۰)، کتاب الشرکۃ، الباب السادس فی المتفرقات، ط: رشیدیہ)۔

🗁 وتصح أي شركة العنان في نوع من التجارات كالبر ونحوه أو في عمومها أي في عموم التجارات وببعض مال كل منهما وبكله أي وبكل مال كل منهما لعدم اشتراط التساوي

(و) تصح مع التفاضل في رأس المال بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان مثلا والربح بأن يكون ثلثا الربح لأحدهما وثلثه للآخر۔ وتصح مع التساوي فيهما أي في رأس المال والربح وفي أحدهما دون الآخر أي التساوي في رأس المال والتفاضل في الربح وعكسه عند عملهما وتصح مع زيادة الربح للعامل عند عمل أحدهما)=

☆ یا یوں شرط رکھی گئی کہ ایک شریک کو ماہانہ اتنی رقم متعین کر کے مثلاً دو روپے ہر صورت میں ملتے رہیں گے، خواہ منافع کم ہو یا زیادہ، منافع ہو یا نہ ہو، تو یہ فاسد ہے، اس طرح شرط رکھنے سے شرکت کا معاملہ فاسد ہو جاتا ہے اور سود داخل ہو جاتا ہے۔(۱)

☆ یا ایک شریک نے یوں شرط رکھ دی کہ منافع میں سے تو نفع و نقصان کی اوپر آدھا آدھا ہر شریک کو ملے گا، لیکن اس کا اصل سرمایہ اس کو ہر حال میں واپس کرنا ضروری ہے، یہ شرط بھی فاسد ہے، اور یہ شرط خود باطل ہو جائے گی اور شرکت فاسد نہیں ہوگی۔(۲)

= وقال زفر ومالك والشافعي لا تصح المساواة في المال والتفاضل في الربح وعكسه لأن الربح فرع المال فيكون بقدر الشركة في الأصل ولنا قوله عليه الصلاة والسلام الربح على ما شرطا والوضيعة على قدر المالين مطلقا بلا فصل۔

وفي البحر ثم المسألة على ثلاثة أوجه الأول أن يشترطا العمل عليهما والربح بينهما نصفين والوضيعة على قدر رأس المال فإن عمل أحدهما دون الآخر فالربح بينهما على ما شرطا وإن شرطا العمل على أكثرهما ربحا جاز وإن شرطاه على أقلهما ربحا خاصة لا يجوز الربح بينهما وعلى قدر رأس مالهما، والثاني وإن شرطاه للقاعد أو لأقلهما عملا فلا يجوز۔(مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر: (١/ ٧٢١)، كتاب الشركة، شركة العنان، ط: دار احياء التراث العربي)۔

(١) وشرط جواز هذه الشركات ـــــ أن يكون الربح جزءا شائعا في الجملة لا معينا فإن عينا عشرة أو مائة أو نحو ذلك كانت الشركة فاسدة۔(الفتاوى الهندية: (٢/ ٣٠١، ٣٠٢)، كتاب الشركة، الباب الأول في بيان أنواع الشركة ـــــ إلخ، ط: رشيديه)۔

(وشرطها) أي شركة العقد ـــــ وعدم ما يقطعها كشرط دراهم مسماة من الربح لأحدهما لأنه قد لا يربح غير المسمى۔(الدر المختار مع الرد: (٤/ ٣٠٥)، كتاب الشركة، ط: سعيد)۔

(ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحدهما دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔(فتح القدير: (٦/ ١٧٠)، كتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير ـــــ إلخ، ط: دار الكتب العلمية)۔

(٢) الضرر والخسارة التي تحصل بلا تعد ولا تقصير تقسم في كل حال بنسبة مقدار رءوس الأموال، وإذا شرط خلاف ذلك فلا يعتبر۔

قال العلامة علي حيدر: أي أن شرط تقسيم الوضيعة والخسارة على وجه آخر باطل حيث قد ورد =

شرکت میں نقصان ایک شریک پر ڈالنا

اگر دو یا زیادہ آدمیوں نے پیسے ملا کر کاروبار شروع کیا ہے تو یہ شرکت ہے، اگر نفع ہوگا تو تمام شرکاء رقم کے تناسب سے یا معاہدہ کے مطابق نفع میں شریک ہوں گے، اور اگر نقصان ہوگا تو اصل رقم کے تناسب سے تمام شرکاء شریک ہوں گے، پورا نقصان صرف ایک شریک پر ڈالنا درست نہیں۔ (۱)

شرکت وجوہ

شرکت وجوہ: یعنی جب کاروباری لوگوں کے پاس سرمایہ اور آلات یا مشینیں نہیں، اور آپس میں شراکتی معاملہ کرنے کے لئے کوئی اسباب بھی نہیں، البتہ

= في الحديث الشريف: الربح على ما شرطا والوضيعة على قدر المالين] (مجمع الأنهر) من غير فصل بين التساوي والتفاضل (الدر المنتقى). مثلاً إذا كان رأس مال الشريكين متساويا وشرط أن يكون ثلثا الضرر والخسارة على أحدهما وثلثه على الآخر فالشرط فاسد والشركة صحيحة لأن الشركة لا تفسد بالشروط الفاسدة ويقسم الضرر والخسارة مناصفة. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام لعلي حيدر: (۳/۳۸۹)، رقم المادة: ۱۳۶۹، الكتاب العاشر الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: دار الجيل).

منحة الخالق على البحر الرائق: (۵/۱۷۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد.

(۱) وإن شرطا أن يكون الربح والوضيعة بينهما نصفين، فشرط الوضيعة بصفة فاسد، ولكن بهذا لا تبطل الشركة؛ لأن الشركة لا تبطل بالشروط الفاسدة، وإن وضعا، فالوضيعة على قدر رأس مالهما. (الفتاوى التاتارخانية: (۵/۲۵۵) كتاب الشركة، الفصل الرابع في العنان، ط: إدارة القرآن)

الربح على ما شرطا، والوضيعة على قدر المالين. (فتح القدير: (۶/۱۷۷) كتاب الشركة، فصل ولا تفقد الشرط، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

وإن شرط الوضيعة والربح نصفان، فشرط الوضيعة نصفان فاسد؛ لأن الوضيعة هلاك جزء من مال، فكان صاحب الألفين شرط ضمان شيء مما هلك من ماله على صاحبه، وشرط الضمان على الآخر فاسد، ولكن بهذا لا تبطل الشركة، حتى لو عملا وربحا فالربح بينهما على ما شرط، فالشركة مما لا تبطل بالشروط الفاسدة. (المحيط البرهاني: (۶/۳۰۱) كتاب الشركة، الفصل الرابع في العنان، نوع منه في شرط الربح والوضيعة وهلاك المال، ط: مكتبه غفارية)

کاروباری مہارت اور معاشرہ اور تاجر برادری میں ذاتی وجاہت کی بنیاد پر دوسرے دکانداروں اور تاجروں سے مال ادھار لے کر شراکتی کاروبار شروع کرتے ہیں، اور ادھار مال پر کاروبار کے ذریعہ جو بھی نفع اور نقصان ہو اس میں سب شریک برابر برابر یا متعینہ فیصد کے اعتبار سے شریک ہوتے ہیں، تو یہ شریعت کی رو سے جائز اور حلال کاروبار ہے، اور اسے شرکتِ وجوہ کہتے ہیں۔ (۱)

شرک و بدعت پر مشتمل کتب

جن کتابوں میں اہل بدعت کے عقائد اور نظریات لکھے گئے ہوں، یا جن کتابوں میں جمہور اہل سنت والجماعت کے عقائد و نظریات کے خلاف مضامین ہوں، ان کی خرید و فروخت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ جن کتابوں میں ناجائز یا غلط مسائل درج ہوں، اور مسلمانوں کے لئے ان کتابوں کی اشاعت گناہوں یا بدعات کی ترویج کا باعث ہو، یا عام مسلمانوں کے لئے تردد کا باعث اور پریشانی کا سبب ہو، ان کتابوں کی عام طور پر خرید و فروخت کرنا مکروہ ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔

اور اگر ان کتابوں کی فروخت اور اشاعت سے باطل مذہب، بدعتیوں اور

---

(۱) شركة الوجوه: وهي أن يشترك اثنان ليس لهما مال ولكن لهما وجاهة عند الناس توجب الثقة بهما على أن يشتريا بتجارة بثمن مؤجل وما يربحاله بينهما۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۳۹)، كتاب احكام البيوع، مباحث الشركة، تعريفها وأقسامها، ط: مكتبه شان اسلام)۔

(وهي) أي شركة الوجوه (أن يشتركا ولا مال لهما على أن يشتريا بوجوههما) أي ليشتريا بلا نقد الثمن بسبب وجاهتهما وأمانتهما عند الناس ـــــ (ويبيعا والربح بينهما) أي بايعان فما حصل بالبيع يدفعان منه ما وجب عليهما بالشراء وما فضل يكون بينهما۔ (مجمع الأنهر: ۲/۵۶۲)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية)۔

وأما شركة الوجوه ـــــ وهو أن يشترك الرجلان ولا مال لهما على أن يشتريا بوجوههما) أى بجاههما وأمانتهما عند الناس، صحيحة عندنا۔ (العناية شرح الهداية: (۶/۱۷۶)، كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية)۔

دین دشمنوں کی تائید ہوتی ہو، اور دین حق اور مذہب حق کا ابطال ہوتا ہو، تو پھر ایسی کتابوں کی عام طور پر خرید وفروخت کرنا گناہ اور ناجائز ہے، اس سے بچنا لازم ہے، البتہ ایسا شخص جو کسی صحیح غرض سے ان کتابوں کو خریدتا ہے، مثلاً اس غرض سے کہ اہل باطل کے مقابلہ کے لئے ان کتابوں ہی سے استدلال کرے یا کسی اور صحیح مقصد سے خریدتا ہے تو اس کے ہاتھ ان کتابوں کو فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

---

(۱) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم۔ سورة لقمان: ٦۔

وقال الضحاک في قوله تعالى: ومن الناس۔۔۔إلخ" قال: يعني الشرک۔۔۔ واختار ابن جرير أنه كل كلام يصد عن آيات الله واتباع سبيله۔ (تفسير ابن كثير: (١١٠/٥)، سورة لقمان: ٦، ط: رشيديه)۔

وأستدل بعضهم بالآية على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتراها النضر بن الحرث على حرمة مطالعة كتب تواريخ الفرس القديمة وسماع ما فيها وقراءته وفيه بحث ولا يخفى أن فيها من الكذب ما فيها فالإشتغال بها لغير غرض ديني خوض في الباطل. (روح المعاني: (١٠٧/٢١)، سورة لقمان: ٦، ط: رشيديه)۔

إذا أصاب المسلمون غنائم، وكان فيما أصابوا مصحف فيه شيء من كتب اليهود والنصارى لا يدري أن فيه توراة أو زبورا أو إنجيلا أو كفرا، فإنه لا ينبغي للإمام أن يقسم ذلك في مغانم المسلمين۔۔۔ وإن أراد الإمام بيعه من رجل مسلم، فإن كان الذي يريد شراءه ممن يخاف عليه أن يبيعه من المشركين رغبة منه في المال يكره بيعه منه وإن كان موثوقا به، ويعلم أنه لا يبيعه من المشركين، فلا بأس ببيعه منه. قال مشايخنا رحمهم الله تعالى والجواب في بيع كتب الكلام على هذا التفصيل إن كان الذي يريد شراءها ممن يخاف عليه الإضلال والفتنة يكره للإمام أن يبيعها منه وإن كان موثوقا به لا يخاف عليه الإضلال والفتنة لا يكره بيعها منه۔ (الفتاوى الهندية: (٢١٥/٢)، كتاب السير، الفصل الثاني في كيفية القسمة، ط: رشيديه)۔

وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم۔۔۔۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله۔۔۔ في الصحيح: من دعا إلى هدي كان له من الأجر مثل أجور من اتبعه إلى يوم القيامة لا ينقص ذلك من أجورهم شيئا، ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من اتبعه إلى يوم القيامة۔ (تفسير ابن كثير: ٢/ ٣٥٣، ٣٥٤)، سورة المائدة: ٢، ط: رشيديه)۔

أحسن الفتاوى: (٥٣١/٦)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد والباطل، عنوان: مذاہب باطلہ کی کتب بیچنا جائز نہیں، ط: سعید۔

شریعت کا حکم ماننا ضروری ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا تمام مسلمانوں پر لازم ہے، اس کا خلاف کرنا جائز نہیں ہے، جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہے، وہ واقعہ یہ ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی کا آپس میں جھگڑا ہو گیا، یہودی نے مسلمان سے کہا کہ چلو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا فیصلہ کرا لیتے ہیں، چنانچہ وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی کو حق پر پا کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیا، بعد میں مسلمان کہنے لگا کہ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی فیصلہ کروالیں، اس کا خیال تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے حق میں بہت پر جوش ہیں، لہٰذا وہ شاید میرے ہی حق میں فیصلہ دے دیں، چنانچہ دونوں ان کے پاس گئے، اور مقدمہ پیش کر چکے، تو یہودی نے یہ بات بھی بتادی کہ ہم آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فیصلہ کروا چکے ہیں، اور انہوں نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر کہنے لگے کہ میں ابھی اس مقدمہ کا فیصلہ کر دیتا ہوں وہ اندر گئے اور تلوار لا کر اس مسلمان کو قتل کر دیا، جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے خلاف (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کی عدالت میں اپیل کرنے کی جسارت کی تھی، پھر جب مقتول کے وارثوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں قصاص کا مطالبہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرما کر وارثوں کے قتال کے مطالبہ کو رد کر دیا۔ (۱) ٢٧٥

---

(۱) ﴿فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینهم﴾۔ [النساء: ٦٥]

قال ابن أبي حاتم: حدثنا يونس بن عبد الأعلى قراءة أخبرنا ابن وهب وأخبرني عبد الله بن لهيعة عن أبي الأسود قال: اختصم رجلان إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقضى بينهما، فقال المقضي عليه: ردنا إلى عمر بن الخطاب، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم، انطلقا إليه، فلما أتيا إليه، فقال الرجل: يا ابن الخطاب قضى لي رسول الله صلى الله عليه وسلم على هذا. فقال: ردنا إلى عمر بن الخطاب، =

شریک کو ملازم رکھنا

۲۷۶ ☆شریک کو ملازم رکھنا جائز نہیں، اگر شریک کو ملازم رکھا، اور اس نے کام کیا تو وہ اجرت کا حق دار نہیں ہوگا، کیونکہ یوں کہا جائے گا کہ اس نے اپنی ذات کے لئے کام کیا ہے، اور نفع کا حق دار بنا ہے، لہٰذا اجرت کا مستحق نہیں ہوگا۔

نیز یہ کہ شریک مالک ہوتا ہے، ملازم مالک نہیں ہوتا، لہٰذا شریک کو ملازم بنانے کی صورت میں مالک کو ملازم اور ملازم کو مالک بنانا لازم آئے گا، اور یہ بات بہت سارے لوگوں سے مخفی رہا، اس لئے احناف کے مسلک سے نکل کر دوسرے مذاہب کا سہارا لینے کی کوشش کی۔

آج کل بینک اور کمپنی والے بھی احناف کے مسلک پر عمل نہیں کرتے حالانکہ خود حنفی ہیں۔

☆اسی طرح مضارب کو بھی ملازم رکھنا جائز نہیں۔ (۱)

=فردنا إليك، فقال: أكذالك؟ قال: نعم، فقال عمر: مكانكما حتى أخرج إليكما فأقضي بينكما فخرج إليهما مشتملاً على سيفه فضرب الذي قال: ردنا إلى عمر فقتله، وأدبر الآخر فأتى إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله! قتل عمر والله صاحبي، ولو لا أني أعجزته لقتلني، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما كنت أظن أن يجترئ عمر على قتل مؤمن"، فأنزل الله [فلا وربك لا يؤمنون حتى يحكموك... الآية] فهدر دم ذلك الرجل۔ (تفسير ابن كثير: (۱۳۵/۲) سورة النساء: ۶۵، ط: مؤسسة قرطبه)

☐تفسير ابن أبي حاتم: (۹۹۳/۳) سورة النساء: ۶۵، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز۔

(۱) ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم. (فتح القدير: (۱۷۰/۶)، كتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير ـــ إلخ، ط: دار الكتب العلمية)۔

☐ولو استاجر لحمل طعام مشترك بينهما فلا اجر له، لأنه يعمل شيئا لشريكه الا ويقع بعضه لنفسه فلا يستحق الاجر۔ (الدر مع الرد: (۶۰/۶)، كتاب الاجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: يخص القياس والأثر بالعرف العام دون الخاص، ط: سعيد)

☐(قوله: فلا أجر له) أي لا المسمى ولا اجر المثل "زيلعي" لأن الاجر يجب في الفاسدة اذا كان له=

شریک کے حصے کو فروخت کرنا

''ایک شریک کا دوسرے شریک کے حصے کو فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ ۴۷۷

بخلاف من الاجارة الجائزة، وهذا لا نظير لها "اتقانی" وظاهر كلام قاضيخان فی الجامع ان العقد باطل؛ فانه لا ينعقد العقد، تأمل۔ (شامی: (۶/۶۰) كتاب الاجارة، باب الإجارة الفاسدة، مطلب: يخص القياس والأثر بالعرف العام دون الخاص، ط: سعيد)

⑤ قال محمد رحمه الله تعالى: كل شيئ استأجره احدهما من صاحبه مما يكون منه عمل فإنه لا يجوز، وإن عمل فلا أجر له مثل الدابة، وكل شيئ ليس يكون منه العمل استأجره أحدهما من صاحبه، فهو جائز مثل الجوالق وغيره، وقال ابو الليث رحمه الله تعالى: هذا الخلاف رواية المبسوط فإنه قال في كتاب المضاربة: لو استأجر من صاحبه بيتًا أو حانوتًا لا يجب الاجر، وذكر القدوری ان كل شيئ لا يستحق به الاجر إلا بإيقاع العمل فی العين المشتركة، فإذا استأجر أحد الشريكين الآخر لم يجز، مثل أن يستأجر لنقل الطعام بنفسه أو بغلامه أو بدابته، أو لقصارة الثوب، وكل ما لا يستحق الاجرة بغير إيقاع العمل في المال المشترك فالإجارة جائزة، مثل أن يستأجر منه دارًا ليحرز فيها الطعام أو سفينة أو جوالق أو رحى۔

قال فخر الدين قاضی خان: الفتوىٰ على ما ذكر في العيون والقدوری كذا في الكبرىٰ۔

الفتاوى الهندية: (۴/۴۵۷) كتاب الإجارة، الباب الثامن عشر فی الإجارة التی تجری بين الشريكين واستئجار الأجيرين، ط: رشيديه)

⑥ لو كان طعام بين رجلين، فقال احدهما لصاحبه احمله إلى موضع كذا ولك في نصيبه من الاجر كذا أو قال: اطحنه ولك في نصيب كذا من الأجر جاز ذلك في قول زفر و محمد ابن صاحب، لا يجوز ذلک فی قول أبی حنيفة وأبی يوسف ومحمد۔ (النتف في الفتاوىٰ: (ص: ۳۳۹) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

⑦ ولا ينبغي له ان يشترط مع الربح اجرًا؛ لأنه شريك فی المال بحصته من الربح وكل من كان شريكًا في مال فليس ينبغي له ان يشترط اجرًا فيما عمل؛ لأنّ المضارب يستوجب حصة من الربح على رب المال باعتبار عمله له، فلا يجوز ان يستوجب باعتبار عمله ايضًا اجرًا مسمى عليه إذ يلزم عوضان بمقابلة عمل واحد له۔ (المبسوط للسرخسی: (۲۲/۱۴۹، ۱۵۰) كتاب المضاربة، باب الشروط في المضاربة، ط: دار المعرفة بيروت)

⑧ وأما الذی يستحقه المضارب بالعمل فالّذی يستحقه بعمله في مال المضاربة شيئان: احدهما: النفقة، والكلام في النفقة في مواضع، في وجوبها وفي شرط الوجوب ... وأما شرط الوجوب، فخروج المضارب بالمال من المصر الّذی أخذ المال منه مضاربة سواء كان المصر مصره ام لم يكن، فما دام يعمل به في ذلك المصر فإن نفقته في مال نفسه لا في مال المضاربة وان انفق شيئًا منه ضمن ... الخ۔ (بدائع الصنائع: (۶/۱۰۵) كتاب المضاربة، فصل: وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد)

شریک معاہدہ کے مطابق عمل نہ کرے

۲۷۸ اگر کوئی شریک معاہدہ کے مطابق عمل کرنا چھوڑ دے، اور غائب ہو جائے، تب بھی شرکت ختم نہیں ہوگی، ہاں اگر دوسرے شرکاء واضح الفاظ میں اس کے ساتھ شراکت فسخ کردیں تو شراکت ختم ہو جائے گی۔ (۱)

شوروم میں مجسمے اور ڈمی (DUMMY) لگانا

آج کل بعض تاجر اور دکاندار اپنے شوروم میں مرد وخواتین کے مجسمے اور ڈمی لگا کر رکھتے ہیں، اور ان کو بنے ہوئے سوٹ اور تیار لباس پہنا کر سجاوٹ اور نمائش کر کے گاہکوں کو راغب اور متوجہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان مجسموں اور ڈمی میں چہرہ، دوسرے اعضاء بلکہ چھاتیاں بھی نمایاں ہوتی ہیں، اور حسن کو بھی ظاہر کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، بعض دفعہ تو گاہک ایسی ڈمی کو اصلی سمجھ کر گھبرا بھی جاتا ہے، شوروم میں مرد وعورت کے مجسمے اور ڈمی لگانا ناجائز اور حرام ہے، ایسی دکان اور شوروم میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، اس لئے ایسے لوگوں کی تجارت میں

---

(۱) وان عمل احدهما ولم يعمل الآخر بعذر أو بغير عذر صار كعملهما معا كذا في المضمرات۔ (الهندية: (۳۲۰/۲) كتاب الشركة، الباب الثالث في شركة العنان، الفصل الثاني في شرط الربح والوضيعة۔۔۔إلخ، ط: رشيديه)۔

شرح المجله لخالد الأتاسي: (۲۹۳/۴)، شرح المادة: ۱۳۷۰، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: رشيديه)۔

الشامية: (۳۱۳/۴)، كتاب الشركة، قبيل مطلب: في تحقيق حكم التفاضل في الربح، ط: سعيد۔

وتبطل الشركة بموت أحدهما۔۔۔وبفسخ أحدهما) ولو المال عروضا۔۔۔ ويتوقف على علم الآخر، لأنه عزل قصدي۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۲۷/۴، ۳۲۸)، كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب يرجع القياس، ط: سعيد)۔

شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۹۷/۲)، المادة: ۱۳۵۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: فاروقيه۔

خیر و برکت نہیں ہوتی، ایسے تاجر کی آمدنی حرام تو نہیں ہے، لیکن تشہیر کا یہ عمل ناجائز اور حرام ہے۔

بعض شوروم میں صرف دھڑ کے مجسمے اور ڈمی لگے ہوئے ہوتے ہیں، ان کا سر نہیں ہوتا، مگر چھاتیاں بنی ہوتی ہیں، جن کی نمائش ہوتی ہے، ایسے مجسمے اور ڈمی رکھنا بھی ناجائز ہے۔(۱)

شوہر کا مال اجازت کے بغیر فروخت کرنا

بیوی شوہر کے مال و جائیداد کو اس کی اجازت کے بغیر فروخت نہیں کر سکتی، اس میں کوئی شک نہیں کہ بیوی شوہر کے بہت ہی زیادہ قریب ہے، لیکن شوہر کے مال و جائیداد کی مالک نہیں ہے، بلکہ مال و جائیداد سے متعلق اجنبی کے منزلہ میں ہے، اس لئے شوہر کے مال وغیرہ میں اس کی اجازت کے بغیر بیوی کا تصرف کرنا فضولی کے حکم میں ہوگا، لہٰذا اگر بیوی نے شوہر کی اجازت کے بغیر اس کا مال فروخت کر دیا تو یہ اس کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر شوہر اجازت دے گا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ بیع باطل ہو جائے گی۔(۲)

---

(۱) عن علي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاتدخل الملائكة بيتا فيه صورة ولا كلب ولا جنب۔ (سنن أبي داود: (۱/۳۲) كتاب الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل، ط: رحمانيه)

☐ إذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على مالايجوز وكل ما أدى إلى مالايجوز، لايجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

☐ الأول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية و فساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۲/۱۹۹) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(۲) كل تصرف صدر منه تمليكا كان كبيع وتزويج، أو اسقاطا كطلاق واعتاق وله مجيز أي لهذا التصرف من يقدر على اجازته حال وقوعه انعقد موقوفا۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۰۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الفضولي، ط: سعيد)

☐ البيع الذي يتعلق به حق الغير كبيع الفضولي وبيع المرهون ينعقد موقوفا على اجازة ذلك الآخر۔=

شہر سے باہر جاکر قافلے سے خریداری کرنا

"تلقي جَلَب" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۳/۲)

شہری بازاروں کا حکم

"بازاروں میں جانے کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱/۲)

شہری کا دیہاتی سے بیع کرنا

"بیعُ الحاضِرِ للبادی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۹/۲)

شہری کے لئے دیہاتی کا مال فروخت کرنا

اسلام نے خرید وفروخت میں ایسا طریقہ اختیار کرنے سے منع فرمایا جس سے چیزیں مہنگی ہوجائیں یہاں تک کہ کسی شہری کو کسی دیہاتی کا مال فروخت کرنے سے منع فرمایا ہے، یعنی دیہاتی اپنا مال کسی دیہات سے شہر میں بیچنے کے لئے لارہا ہے اس وقت راستے میں کسی شہری کے لئے دیہاتی کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ میں تمہارا مال فروخت کردوں گا، کیونکہ اس سے معاشرہ مہنگائی اور ناانصافی کا شکار ہوجاتا ہے، اس لئے شریعت نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1]

=(مجلة الأحكام: (۷۲/۱)، المادة: (۳٦۸)، الكتاب الأول في البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: نور محمد)۔

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۹۱/۱) الباب السابع، المادة: (۳٦۸)، ط: دار الجيل۔

(۱) (ويكره البيع عند أذان الجمعة ـــــ وكذا بيع الحاضر للبادي) لقوله عليه الصلاة والسلام: لايبيع حاضر لباد" وهو أن يجلب البادي السلعة فيأخذها الحاضر ليبيعها بعد وقت بأعلى من السعر الموجود وقت الجلب، وكراهته لما فيه من الضرر بأهل البلد۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۲٦/۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)۔

البحر الرائق: (۹۹/٦)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، فصل في بيان أحكام البيع الفاسد، ط: سعيد۔=

شیئرز کی خرید وفروخت

شیئرز کی خرید وفروخت کے جائز ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ضروری ہیں: ۲۸۱

① جس کمپنی یا ادارے کے شیئرز فروخت کئے جارہے ہیں وہ کمپنی یا ادارہ واقعۃً موجود بھی ہو، یعنی کمپنی یا ادارے کے ماتحت کوئی جائیداد، کارخانہ، مل، فیکٹری، یا اشیاء کا چالو کاروبار موجود ہو، مثلاً حکومت نے دس کروڑ روپے کی ایک کمپنی کی منظوری دی، دس افراد نے رقم جمع کر کے زمین خریدی، کارخانہ لگایا، اور اس میں اشیاء تیار ہونا شروع ہوگئیں، یا دس کروڑ روپے سے اندرون ملک یا بیرون ملک تجارت شروع ہوگئی، اندرون ملک سے اشیاء باہر فروخت کی جارہی ہیں یا بیرون ملک سے اشیاء اندرون ملک فروخت کے لئے لائی جارہی ہیں، تو ایسی کمپنی کے شیئرز کی خرید وفروخت شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

اور اگر دس کروڑ روپے جمع کر لئے گئے، لیکن ابھی تک نہ کارخانہ قائم ہوا، نہ تجارت شروع کی گئی، بلکہ صرف دس کروڑ روپے کے حصص بازار میں اس لئے چھوڑے گئے کہ دس کروڑ پر پہلے سے مزید رقم حاصل کی جائے، منافع حاصل کرنا شروع کر دیا جائے، تو ایسی کمپنیوں کے حصص کی خرید وفروخت جائز نہیں کیونکہ یہ شیئرز کے مقابل جمع شدہ روپے کی رسید ہے، کوئی جائیداد یا مال ایسا نہیں ہے جس پر منافع لے کر خرید وفروخت کی جاسکے۔ (۱)

---

(۱) الدر مع الرد: (۱۰۳/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب احکام نقصان المبیع فاسدا، سعید۔

حجۃ اللہ البالغۃ: (۱۶۹/۲)، البیوع المنھی عنھا، ط: دار الجیل۔

وشرط المعقود علیہ ستۃ: کونہ موجودا مالا متقوما مملوکا فی نفسہ، وکون الملک للبائع فیما یبیعہ لنفسہ، وکونہ مقدور التسلیم، فلم ینعقد بیع المعدوم وما لہ خطر العدم۔۔۔ ولا بیع معجوز =

④ کمپنی کا سرمایہ جائز اور حلال ہو۔

(الف) جس موجود کمپنی یا چالو کاروبار یا کارخانے کے حصص خرید و فروخت کئے جارہے ہیں اس کا سرمایہ جائز اور حلال ہو، رشوت، غصب، چوری، خیانت، سود، جوئے، سٹہ پر حاصل شدہ رقم نہ ہو، لہٰذا سودی ادارہ جیسے بینک یا انشورنس کمپنی یا ہر وہ کمپنی جس میں سود یا جوئے کا کاروبار ہوتا ہو اس کے شیئرز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہوگی، کیونکہ ان کے ذرائع آمدنی ناجائز ہیں، اور کاروبار ناجائز ہے، لہٰذا جو شخص ان کمپنیوں کے حصص کی خرید وفروخت کرے گا وہ ناجائز اور حرام کاروبار میں شامل ہوجائے گا، جو کہ گناہ اور معصیت ہے۔

(ب) کمپنی کے شرکاء میں سودی کاروبار کرنے والے ادارے یا افراد کی رقم شامل نہ ہو، مثلاً انشورنس کمپنی یا بینک یا کسی سودی ادارے کی اس میں شرکت نہ ہو، جس کمپنی کے حصص خرید وفروخت کئے جارہے ہیں، اس میں اگر ایسی کمپنیاں شریک ہوں گی، تو پھر اس کے حصص کی خرید وفروخت کرنا اور اس پر منافع لینا جائز نہیں ہوگا۔ (١)

=التسليم. (الشامية: (٥٠٥/٤)، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد).

البحر الرائق: (٢٥٩/٥)، كتاب البيع، ط: سعيد.

وبيع ما ليس في ملكه) لبطلان بيع المعدوم.

قوله: وبيع ما ليس في ملكه)...... بأن المراد بيع ما سيملكه قبل ملكه.

قوله: لبطلان بيع المعدوم) إذ من شرط المعقود عليه: أن يكون موجودا مالا متقوما في نفسه، وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم. (الدر مع الرد: (٥٨/٥، ٥٩)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد).

(١) فما أخذ المرابي زيادة على القرض فهو في حكم الغصب والرشوة، ومن كان ماله متمحضا من الربا، لا يجوز قبول الهدية منه ولا إجابة دعوته ولا عقد الشراء أو البيع. (فقه البيوع: (١٠٦٠/٢)، المبحث العاشر: في احكام المال الحرام، حكم الفنادق والمطاعم التي تباع فيها الخمور، ط: مكتبه معارف القرآن)=

۞ کمپنی یا ادارے کا کاروبار جائز وحلال ہو۔

(الف) جس کمپنی کے شیئرز کی بازار میں خرید وفروخت ہورہی ہے، اس کے لئے پہلی دونوں شرطوں کے بعد یہ بھی شرط ہے کہ کمپنی کا کاروبار جائز ہو، مثلاً شرعی شراکت وشرعی مضاربت کی بنیاد پر کاروبار ہو اور فاسد شرائط کے تحت ناجائز اور فاسد کاروبار نہ ہو، اور کمپنی کے کاروبار میں سود، جوا اور ناجائز خرید وفروخت نہ پائی جاتی ہو، اگر کاروبار ناجائز ہوگا تو اس کمپنی کے شیئرز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

= ▭ آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل، ولا يأكل مالم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هديته والأكل منها۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۳/۵)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

▭ الأشباه والنظائر: ص: ۱۱۳، القاعدة الثانية، إذا اجتمع الحلال والحرام، ماخرج هذه القاعدة، ط: قديمي۔

▭ ذهب بعض الفقهاء ومن بينهم الغزالي إلى أنه يحرم التعامل مع من غالب ماله من الحرام۔ وقال العز بن عبد السلام في معاملة من اعترف بأن أكثر ماله حرام: إن غلب الحرام عليه بحيث يندر الخلاص منه لم تجز معاملته۔۔۔ وإن غلب الحلال۔۔۔ جازت المعاملة۔۔۔ وبين هاتين الرتبتين من قلة الحرام وكثرته مراتب۔۔۔ وضابطها: أن الكراهة تشتد بكثرة الحرام وتخف بكثرة الحلال۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۱۳۰/۳۱)، حرف الغين، غالب "معاملة من غالب ماله حرام"، ط: دار الصفوة)۔

(۱) وأما شرائط الصحة فعامة وخاصة۔۔۔ ومنها الخلو عن الشرط الفاسد۔۔۔ ومنها الخلو عن شبهة الربا۔ (الفتاوى الهندية: (۳/۳)، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه وشرطه۔۔۔ إلخ، ط: رشيديه)۔

▭ الشامية: (۵۰۵/۴)، كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

▭ البحر الرائق: (۲۶۰/۵، ۲۶۱)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

▭ ونظير ما اقتضته الآية من النهي عن أكل مال الغير قوله تعالى: {ولا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل وتدلوا بها إلى الحكام} وقول النبي صلى الله عليه وسلم: "لا يحل مال امرئ مسلم إلا بطيبة من نفسه". وعلى أن النهي عن أكل مال الغير معقود بصفة، وهو أن يأكله بالباطل؛ وقد تضمن ذلك أكل أبدال العقود الفاسدة كأثمان البياعات الفاسدة۔ (احكام القرآن للجصاص: (۲۲۴/۲، ۲۲۵)، سورة النساء، باب التجارات وخيار البيع، ط: قديمي)

(ب) کمپنی کا کاروبار حلال اور جائز اشیاء کا کاروبار ہو، حرام اور ناجائز کا کاروبار نہ ہو، مثلاً شراب، جاندار کی تصویر، ٹی وی، وی سی آر، ویڈیو، فلم اور سینما وغیرہ کے کاروبار والی کمپنیوں کے شیئرز کی خرید وفروخت جائز نہیں، کیونکہ حرام چیزوں کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔(۱)

شیئرز کی خرید وفروخت میں بیع کی شرائط کی پابندی کرنا۔

مذکورہ بالا تمام شرائط موجود ہونے کے بعد اس قسم کی کمپنی یا ادارے کے شیئرز کی خرید وفروخت جائز ہونے کے لئے شرعی بیع وتجارت کے اصول کے مطابق ہونا بھی شرط ہے، مثلاً آدمی جب شیئرز کو خرید وفروخت کرنا چاہتا ہے، اس پر شرعی طریقہ پر قابض ہو، اور دوسرے کو تسلیم اور حوالہ کرنے پر قادر ہو۔

واضح رہے کہ شیئرز میں قبضہ کا حکم ثابت ہونے کے لئے شیئرز کے خریدنے والے کا نام رجسٹرڈ یا الاٹ ہونا ضروری ہے، یا کمپیوٹر میں اس کے نام منتقل ہونا لازم ہے، رجسٹر یا الاٹ ہونے سے پہلے صرف زبانی وعدہ یا غیر رجسٹر شدہ شیئرز کی خرید وفروخت کمی وبیشی کے ساتھ جائز نہ ہوگی، کیونکہ ایسے حصص درحقیقت رسیدیں ہوتی ہیں کمپنی کے واقعی حصے نہیں ہوتے، اس واسطے نفع ونقصان کے مالک صرف رجسٹر

---

(۱) وزاد فی البحر: قید أن یکون العمل حلالا، لما فی البزازیة: لو اشترکا فی عمل حرام لم یصح۔اھ (الشامیة: (۳۲۲/۴)، کتاب الشرکة، مطلب فی شرکة التقبل، ط: سعید)۔

البحر الرائق: (۱۸۱/۵)، کتاب الشرکة، ط: سعید۔

ولکن یشترط فی شرکة الأعمال أن یحوز العمل شرطین: الشرط الأول: أن یکون العمل حلالا فلا تصح الشرکة فی العمل الحرام کالاشتراك فی السرقة والغصب والارتشاء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۳۸۰/۳)، شرح المادة: ۱۳۵۹، الکتاب العاشر: الشرکات، الباب السادس، الفصل الخامس فی شرکة الأموال والأعمال۔۔۔إلخ، ط: دار الجیل)۔

أن یکون ذلك العمل حلالا، فلذلك لو عقد اثنان الشرکة علی إجراء المحرمات کسرقة الأموال وغصبها أو الغناء لا یصح۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۴۱۱/۳)، شرح المادة: ۱۳۸۵، ط: دار الجیل)

شدہ اساسی سمجھے جاتے ہیں۔ (۱)

⑤ منافع کی کل رقم کو تمام حصہ داروں کے درمیان شیئرز کے مطابق تقسیم کرنا، مثلاً کمپنی میں جو منافع ہوا ہے وہ تمام حصہ داروں میں اپنے اپنے حصہ کے تناسب سے تقسیم کردینا، لیکن اس کے برعکس کوئی کمپنی اگر منافع میں سے بیس فیصد کمپنی، مل، کاروبار اور کارخانہ کے مستقبل کے ممکنہ خطرہ کے لئے مخصوص کرکے باقی اسی فیصد منافع کو تمام حصہ داروں میں تقسیم کرتی ہے، تو اس کمپنی کا شیئرز خریدنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ کمپنی بھی شرعی شراکت کے خلاف ناجائز کاروبار کرتی ہے۔ (۲)

---

(۱) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم. فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم ـــــ ولا بيع معجوز التسليم. (الشامية: (۵۰۵/۴)، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد).

◎ البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد.

◎ وبيع ماليس في ملكه) لبطلان بيع المعدوم.

قوله: وبيع ماليس في ملكه) ـــــ بأن المراد بيع ما سيملكه قبل ملكه.

قوله: لبطلان بيع المعدوم) إذ من شرط المعقود عليه: أن يكون موجودا مالا متقوما في نفسه، وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم. (الدر مع الرد: (۵۹،۵۸/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد).

(۲) يقسم الشريكان الربح بينهما على الوجه الذي شرطاه يعني إن شرطا تقسيمه متساويا فيقسمانه على التساوي، وإن شرطا تقسيمه متفاضلا كالثلث والثلثين مثلا فيقسم حصتين وحصة. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۸۰/۲)، المادة: ۱۳۹۰، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس، في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبه فاروقيه).

◎ شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۱۳/۴)، المادة: ۱۳۹۰، ط: رشيديه.

◎ قوله: والربح على ما شرطاه) أي من كونه بقدر رأس المال أولا. (الشامية: (۳۱۳/۴)، كتاب الشركة، مطلب: في تحقيق حكم التفاضل في الربح، ط: سعيد).

◎ وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۵، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمي).

◎ لا يحل لامرئ من مال أخيه شيء إلا بطيب نفس منه. (كنز العمال: (۲۳۸/۱۰)، رقم الحديث: ۳۰۳۲۵، كتاب الغصب من قسم الأقوال، ط: مؤسسة الرسالة)=

یہ تو دراصل حصص کی خرید وفروخت کے بارے میں بحث ہوئی، لیکن جن اداروں اور کمپنیوں کے حصص اور سرٹیفکیٹ میں سٹے اور جوئے کا کاروبار ہوتا ہو، اور ان میں لاٹری اور قرعہ اندازی کے ذریعہ انعام دیا جاتا ہو، ان میں شرکت کرنا اور ان کے حصص کی خرید وفروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۱)

شیر کا پاخانہ

بعض ملکوں میں بلیوں کو بھگانے کے لئے گھروں کے سامنے شیر کا پاخانہ ڈالتے ہیں، اس پاخانہ کو بازار سے خریدنا پڑتا ہے، تو اس کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اگر مٹی یا دوائی وغیرہ سے مخلوط ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ (۲)

= لایجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعی۔ (الشامیة: (۶۱/۴)، کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب: فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید)۔

البحر الرائق: (۴۱/۵)، کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

الفتاوی الهندیة: (۱۶۷/۲)، کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیه)۔

(۱) قال الله تعالی: یاایها الذین امنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدۃ: ۹۰)۔

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما: أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن الخمر والمیسر والکوبة۔ (سنن أبی داود: (۱۶۳/۲)، کتاب الأشربة، باب ماجاء فی السکر، ط: امدادیه، ملتان)۔

وسمی القمار قمارا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه، ویجوز أن یستفید مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (الشامیة: (۴۰۳/۶)، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

ولاخلاف بین أهل العلم فی تحریم القمار۔ (احکام القرآن للجصاص: (۳۲۹/۱)، سورة البقرة: ۲۱۹، ط: دار الکتاب العربی، بیروت)

(۲) لایکره بل یصح بیع السرقین أی الزبل، وصح بیعها مخلوطة بتراب أو رماد غلب علیها فی الصحیح کما صح الانتفاع بمخلوطها... وفی الشامیة: (قوله الزبل) وفی الشرنبلالیة: هو رجیع ما سوی الانسان، (قوله غلب علیها) کذا قیده فی موضع من المحیط والکافی والظهیریة واطلقه =

شیر کی چربی

(۲۸۷) شیر اور ریچھ کی چربی کو حکماء اور طبیب حضرات خرید کر اسے مختلف امراض میں دوائی کے طور پر استعمال کرتے ہیں، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر یہ چربی مذبوح شیر اور ریچھ کی ہے تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے، اور مردہ شیر یا مردہ ریچھ کی چربی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۱)

شیطان آج کل کیا کر رہا ہے

"سودی کاروبار میں خاصی تبدیلیاں آ گئی ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

فی الهداية والاختيار والمحيط، فإما أن يحمل المطلق على المقيد أو يحمل على الروايتين، أو على الرخصة والاستحسان. (الدر مع الرد: (۳۸۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) وفي تقريرات الرافعي: قوله: أو على الرخصة والاستحسان أي المطلق على الرخصة والمقيد على الاستحسان. (تقريرات الرافعي: (۳۰۸/۶)، ط: سعيد)

(۳) ويجوز بيع السرقين والبعر والانتفاع بهما. (الهندية: (۱۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه)

(۴) كره بيع العذرة لا السرقين؛ لأن المسلمين يتمولون السرقين وانتفعوا به في سائر البلاد والأمصار من غير نكير. (البحر الرائق: (۱۹۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه كوئٹه)

(۱) ويجوز بيع لحوم السباع والحمر المذبوحة في الرواية الصحيحة ولا يجوز بيع لحوم السباع الميتة كذا في محيط السرخسي. (الهندية: (۱۱۵/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه)۔

(۲) قوله: وجلد ميتة قبل دبغها؛ لأنها لو كانت مذبوحة فباع لحمها أو جلدها جاز؛ لأنه يطهر بالذكاة إلا الخنزير "فتح". (شامی: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعيد)۔

(۳) بخلاف الودك أي دهن الميتة؛ لأنه جزءها فلا يكون مالا "ابن ملك" أي فلا يجوز بيعه اتفاقاً۔ (شامی: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعيد)

(۴) قاضی خان علی هامش الهندية: (۱۵۳/۲)، كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط: رشيديه)

شیعہ کے ساتھ خرید وفروخت کرنا

٢٨٨ اگر شیعہ ایسے عقائد رکھتا ہے، جس سے کفر اور ارتداد لازم آتا ہے، تو اس سے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں۔ (١)

اور اگر کفر وارتداد والے عقائد نہیں رکھتا ہے لیکن گمراہی اور بدعات وغیرہ میں مبتلا ہے، تو اس سے خرید وفروخت کرنا منع تو نہیں ہوگا، لیکن اس کی گمراہی اور بدعات سے نفرت کرنا لازم ہوگا۔ (٢)

واضح رہے کہ ''زیدیہ'' کے علاوہ باقی تمام شیعہ مسلمان نہیں ہیں۔ (٣)

---

(١) ویزیل ملک المرتد عن أمواله بردته زوالاً مراعی، فإن أسلم عادت إلی حالها۔ (الهدایة: (٢/ ٥٨٥)، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ط: رحمانیه)۔

ویزول ملک المرتد عن ماله زوالا موقوفا، فإن أسلم عاد ملکه۔ (البحر الرائق: (١٣٠/٥)، کتاب السیر، باب أحکام المرتدین، ط: سعید)۔

تبیین الحقائق: (٢٨٥/٣)، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، ط: امدادیه، ملتان۔

احسن الفتاوی: (٥٣٣/٦)، کتاب البیوع، باب بیع الفاسد والباطل، عنوان: شیعہ قادیانی وغیرہ زنادقہ سے بیع وشراء ودیگر معاملات جائز نہیں''، ط: سعید۔

(٢) ولا یحجر حر مکلف بسفه ـــــ وفسق۔

قوله: وفسق) ـــــ فإن الفاسق أهل للولایة علی نفسه وأولاده عند جمیع أصحابنا۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (١٤٧/٦)، کتاب الحجر، ط: سعید)۔

وعن الحسن: لا تجالس صاحب هوی، فیقذف في قلبك ما تتبعه علیه فتهلك، أو تخالفه فیمرض قلبك، وعن إبراهیم: ولا تکلموهم إني أخاف أن ترتد قلوبکم۔ وعن یحیی بن أبي کثیر: إذا لقیت صاحب بدعة في طریق فخذ في طریق آخر۔ (الاعتصام للشاطبي: (ص: ٦٦)، باب فی ذم البدع وسوء منقلب أصحابها، فصل الوجه الثالث من النقل، ط: دار المعرفة)۔

(٣) أن الرافضي إن کان ممن یعتقد الألوهیة في علي رضی الله تعالی عنه، أو أن جبریل غلط في الوحي، أو کان ینکر صحبة الصدیق، أو یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر۔ (الشامیة: (٢٣٧/٣)، کتاب الجهاد، مطلب مهم فی سب الشیخین، ط: سعید)۔

وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الإسلام، وأحکامهم أحکام المرتدین۔ (الفتاوی الهندیة: (٢/ ٢٦٣)، کتاب السیر، الباب التاسع فی احکام المرتدین، ط: رشیدیه)=

ثم افترقت الرافضة بعد زمان علي رضي الله عنه اربعة اصناف زيدية وإمامية وكيسانية وغلاة وافترقت الزيدية فرقا والامامية فرقا والغلاة فرقا كل فرقة منها تكفر سائرها وجميع فرق الغلاة منهم خارجون عن فرق الإسلام فاما فرق الزيدية وفرق الامامية فمعدودون في فرق الامة۔(الفرق بين الفرق:(ص:۱۵)، الفصل الثاني، ط:دار الآفاق الجديدة، بيروت)۔

ومنهم الزيدية القائلون بامامة بنى فاطمة لفضل على وبنيه على سائر الصحابة وعلى شروط يشترطونها وامامة الشيخين عندهم صحيحة وان كان علي أفضل وهذا ما مذهب زيد واتباعه وهم جمهور الشيعة وأبعدهم عن الانحراف والغلو۔ (تاريخ ابن خلدون:(۶/۳)، تتمة الطبقة الثالثة من العرب، اخبار الدول العلوية، ط:دار الفكر، بيروت)۔

کیا زیدی شیعہ مسلمان ہیں؟ براہ کرم، ان کے عقائد کے بارے میں بتائیں؟ ان کے اور دوسرے شیعوں کے درمیان کیا فرق ہے؟

U-1437/L=1/1423- 1315:Fatwa ID

جواب: شیعہ مذہب کے تمام فرقوں میں یہ فرقہ زیدیہ اہل سنت والجماعت کے زیادہ قریب تھا، یہ فرقہ اپنی نسبت زید بن علی بن حسین بن علیؓ کی طرف کرتا ہے، ان کے عقیدے کے مطابق ائمہ عام انسان ہی ہوتے ہیں مگر حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے افضل ہیں، یہ فرقہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتا اور نہ تبرا کرتا ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علیؓ خود اپنے حق سے خلفائے ثلاثہ کے حق میں دست بردار ہو گئے تھے اور ان کی بیعت درست تھی، اس لیے کہ حضرت علیؓ اس پر راضی تھے اور معصوم خطا اور باطل پر راضی نہیں ہوسکتا، لیکن بعد میں ان میں اختلاف ظاہر ہوا تو اس کے نو فرقے ہو گئے، جن میں سے "زیدیہ" نامی فرقے کے علاوہ تمام فرقے غلاۃ میں شمار ہوتے ہیں، پھر صحیح العقیدہ زیدیہ بھی یمن وغیرہ میں قلیل تعداد میں رہ گئے ہیں، ان کے اور دوسرے شیعی فرقوں کے درمیان فرق یہی ہے کہ وہ بارہ اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم مفترض الطاعۃ سمجھتے ہیں بلکہ ان کی کتابوں میں صراحت کے ساتھ اماموں کو انبیاء سے بالاتر بلکہ خدائی اوصاف مخصوصہ کا حامل گردانا گیا ہے، سبحانہ وتعالی عما یشرکون، نیز اصحاب رسول کی تکفیر کرتے ہیں اور موجودہ قرآن میں نعوذ باللہ تحریف کے قائل ہیں اور خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کو ظلم وجور مانتے ہیں بلکہ بعض تو حضرت علیؓ کی الوہیت کے قائل ہیں یا ان میں روح خداوندی کے حلول کا عقیدہ رکھتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو حضرت علیؓ کو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور نبوت کا زیادہ مستحق سمجھتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ (المحاضرات العلمیہ / رد شیعیت: ۲۶۳،۱۳۔ جواہر الفتاوی: ۱/ ۲۸۴)۔ واللہ تعالی اعلم، دار الافتاء، دار العلوم دیوبند۔

ويجب إكفارهم بإكفار عثمان وعلي وطلحة وزبير وعائشة - رضي الله تعالى عنهم - ويجب إكفار الزيدية كلهم في قولهم انتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا وسيدنا محمد - صلى الله عليه وسلم - كذا في الوجيز للكردري۔ (الفتاوى الهندية:(۲/۲۶۳)، كتاب السير، الباب التاسع في المرتدين، ط: رشيديه)۔

شیو کرنے والا برش

۲۹۰ ☆ جو برش ڈاڑھی مونڈنے کے علاوہ اور کسی کام میں استعمال نہ ہوتا ہو، اس کا کاروبار کرنا درست نہیں اور آمدنی بھی حلال نہیں۔[1]

☆ جو برش صرف داڑھی منڈھانے کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کے علاوہ کسی اور جائز کام کے لیے استعمال نہیں ہوتا، ایسا برش بنانا اور اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام اور ناجائز

---

(۱) أن ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها۔(الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۴)، كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهية بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط:سعيد)۔

النهر الفائق: (۲۶۸/۳)، كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشيديه۔

لكن الإعانة في ماقامت المعصية بعين فعل المعين، ولايتحقق إلا بنية الإعانة أو التصريح بها، أو تعيينها في استعمال هذا الشيئ بحيث لايحتمل غير المعصية۔(جواهر الفقه: (۴۵۲/۲)، تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، اقسام السبب وأحكامه، القسم الثاني، ط: دار العلوم كراچی)۔

والثالث: بيع أشياء ليس لها مصرف إلا في المعصية، فيتمحض بيعها وإجارتها، وإن لم يصرح بها ففي جميع هذه الصورة قامت المعصية بعين هذا العقد، والعاقدان كلاهما آثمان بنفس العقد، سواء استعمل بعد ذلك أم لا۔(جواهر الفقه: (۴۴۸/۲)، تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراچی)۔

وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔(الشامية: (۳۵۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في اللبس، ط: سعيد)۔

والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أول شرحه "فصل فيما يكره" من الهداية۔

لما كان دون الفاسد، أخر عنه، وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي بل في عدم فساد العقد، وإلا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافا في الإثم اهـ ومقتضاه أن لا يطيب الثمن للبائع۔(فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۸/۱)، الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، القسم الأول: ماوضع لمحظور، مكتبه معارف القرآن)۔

فلو كان الاكتساب حراما لكان المال الحاصل به حرام التناول، لأن مايتطرق إليه بارتكاب الحرام يكون حراما۔(المبسوط للسرخسي: (۲۵۰/۳۰)، كتاب الكسب، ط: دار المعرفة)۔

(۱) ے

شیئر (SHARE)

☆ جب لوگ کمپنی سے حصے لے کر سرمایہ دیدیتے ہیں، تو حصہ دار کو کمپنی ایک "سرٹیفکیٹ" جاری کرتی ہے، جو اس بات کی سند ہوتی ہے کہ اس شخص کا کمپنی میں اتنا حصہ ہے، اس سرٹیفکیٹ کو اردو میں "حصہ" عربی میں "سہم" اور انگریزی زبان میں "شیئر" (SHARE) کہتے ہیں۔ (۲)

☆ کاروبار جتنے سرمائے سے جاری کیا جاتا ہے، اس سرمائے کو اکائیوں پر تقسیم کر کے ایک اکائی کو ایک حصے "شیئر" کی قیمت قرار دیا جاتا ہے، مثلاً آج کل عموماً "دس روپے" کے شیئرز جاری کیے جاتے ہیں، اور یہ قیمت "شیئر" کے اوپر لکھ دی جاتی ہے، یہ وہ رقم ہے جس کی ادائیگی پر یہ سرٹیفکیٹ جاری ہوا تھا، اس قیمت کو انگریزی زبان میں (PAR VALUE یا FACE VALUE) کہتے

---

(۱) ربیع المكعب المفضض للرجل إن ليلبسه يكره؛ لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (شامی: ۶/ ۳۹۲) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

☐ لكن الإعانة هي ماقامت بعين فعل المعين، ولايتحقق إلا بنية الإعانة أو التصريح بها أو تعينها في استعمال هذا الشئ بحيث لايحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: (۳۵۳/۲) تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكامه، القسم الثاني، ط: دار العلوم كراجي)

☐ وما كان سببا لمحظور فهو محظور۔ (شامی: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

☐ والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية لما قال ابن الهمام في أول شرحه "فصل فما يكره" من الهداية: "لما كان دون الفاسد، أخره عنه، وليس المراد بكونه دونه في حكم المنع الشرعي بل في عدم العقد، وإلا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافا في الأثم اهـ. ومقتضاه أن لا يطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۸/۱) الشرط الثاني: كون المبيع متقوما، القسم الأول ما وضع لمحظور، ط: معارف القرآن)

(۲) (اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص: ۵۸، عنوان: کمپنی کے حصص، ط: معارف القرآن)۔

ہیں۔ (۱)

شیئر جاری کرنے کے دوطریقے ہیں

شیئر جاری کرنے کے دوطریقے ہیں:

① کبھی شیئر پر حصہ دار کا نام درج ہوتا ہے، اس کو "رجسٹرڈ شیئر" (REGISTERED SHARE) کہتے ہیں۔

② کبھی شیئر اس طرح جاری ہوتے ہیں کہ اس پر کسی کا نام درج نہیں ہوتا، جس کے ہاتھ میں ہوگا وہی اس کا مالک سمجھا جائے گا اس کو "بیئرر شیئر" (BEARER SHARE) کہتے ہیں۔

ہمارے یہاں زیادہ تر کمپنیوں کے حصص رجسٹرڈ ہی ہوتے ہیں، کبھی بیئرر شیئر بھی ہوتے ہیں جیسے N.I.T این آئی ٹی میں دونوں صورتیں ہیں۔ (۲)

شیئرز اور صکوک میں فرق

شیئرز اور صکوک میں فرق ہے۔

صکوک مخصوص مدت مثلاً تین یا پانچ سال کے لیے جاری کیے جاتے ہیں، اور شیئرز غیر معین مدت کے لیے ہوتے ہیں۔

شیئرز کی خرید وفروخت کرنا کب جائز ہوتا ہے

جن کمپنیوں پر سو فیصد یقین ہے، اور تحقیق سے معلوم ہے کہ ان کے حصص کے پس پشت واقعی جائز سرمائے کا جائز کاروبار ہے، سودی جوئے، اور دھوکہ کے کاروبار نہیں ہیں، اور اگر کاغذات میں کارخانے کا ذکر ہے، تو واقعی کارخانہ قائم ہے

(۲،۱) (اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص:۵۸)، ط: معارف القرآن)

اور چالو ہے، مال بنتا ہے، دیانتداری سے سالانہ یا ششماہی حسب وعدہ نفع ونقصان کا اعلان کیا جاتا ہے، اور ادا بھی کیا جاتا ہے، تو اس میں شرکت جائز ہے، اس کے شیئرز کی خرید وفروخت بھی جائز ہے، اور جن جن کمپنیوں کے بارے میں اس طرح واضح حال معلوم ہے، اور جن جن لوگوں کو معلوم ہے، ان کے لئے شیئرز خریدنا جائز ہے، لیکن جن کمپنیوں کا حال معلوم نہیں یا جن افراد کو کمپنیوں کا واضح حال معلوم نہیں ہے، ان کمپنیوں میں اس وجہ سے شرکت کرنا کہ کمپنی کے شیئرز مارکیٹ میں چالو ہیں، اور یقینی طور پر شیئرز میں نفع ملتا ہے، خرید وفروخت جائز نہیں ہے، کیونکہ جب کمپنی کے بارے میں تفصیلی علم ہی نہیں ہے کہ اس کے پس پشت کیا کیا چیزیں ہیں تو اس کے شیئرز کی رسیدوں کی مالیت میں جہالت ہے، اور اس میں دھوکہ اور خیانت کا سو فیصد احتمال ہے، جبکہ شیئرز خریدنے والے کے قبضہ میں کوئی مال نہیں ہوتا نہ ہی مالیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے، صرف کمپنی کے کاغذات اور اعلانات پر اعتماد ہوتا ہے، لہٰذا اس قدر اعتماد اور یقین پر شیئرز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

---

(۱) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم وما له خطر العدم ـــــ ولا بيع معجوز التسليم. (الشامية: (۵۰۵/۴)، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد).

☜ البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد.

☜ وبيع ما ليس فيه ملكه) لبطلان بيع المعدوم.

قوله: وبيع ما ليس في ملكه) ـــــ بأن المراد بيع ما سيملكه قبل ملكه.

قوله: لبطلان بيع المعدوم) إذ من شرط المعقود عليه: أن يكون موجودا مالا متقوما مملوكا في نفسه، وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم. (الدر مع الرد: (۵۸/۵، ۵۹)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد).

☜ ومنها أن يكون المبيع معلوما والثمن معلوما علما يمنع من المنازعة، فالمجهول جهالة مفضية إليها غير صحيح. (البحر الرائق: (۲۶۰/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد).

☜ جهالة المبيع والثمن مفسد للبيع. (مجمع الأنهر: (۲۶/۳)، كتاب البيوع، باب الخيارات، خيار الشرط، ط: دار الكتب العلمية)

شیئرز کی دلالی

”شیئرز کمپنی کے آرٹیکلز میں یہ شق موجود ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

شیئرز کے کاروبار ناجائز تو تجارت کیسے چلے گی

بعض لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان میں کوئی کمپنی یا ادارہ ایسا نہیں مل سکتا جس میں واقعی شرعی اصول کے مطابق کاروبار ہوتا ہو، ایسے حالات میں اگر شیئرز کی خرید فروخت ناجائز ہو تو تجارت اور کاروبار کیسے چلے گا، پھر تو شیئرز کی خرید وفروخت کو بالکل بند کرنا پڑے گا، اور یہ ممکن نہیں۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ شیئرز جاری کرنے والے سرکاری یا نیم سرکاری ادارے اور کمپنیاں ہوں یا غیر سرکاری ادارے اور کمپنیاں، اگر ان کے شیئرز کی خرید وفروخت بند کردی جائے تو قیامت نہیں آئے گی، آسمان نہیں ٹوٹے گا، زمین نہیں پھٹے گی کیونکہ اس کے علاوہ کاروبار اور تجارت کی بے شمار اقسام، اور ذرائع آمدنی کے بے شمار طریقے موجود ہیں۔

مروجہ شیئرز کی خرید وفروخت کا جو رواج ہے، اسے نصف صدی سے زیادہ مدت نہیں ہوئی اس سے پہلے دوسرے کاروبار چلتے تھے آج بھی اسی طرح ممکن ہے، لہٰذا اگر حلال کمائی کی نیت ہو اور زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے کی حرص اور لالچ نہ ہو، اور حلال کمائی پر پابندی کرنے کا ارادہ ہو تو شیئرز کی خرید وفروخت کو چھوڑنے میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا، بلکہ خود بخود یہ ناجائز ادارے اور کمپنیاں ختم ہوجائیں گی۔

اگر تاجر حضرات مل کر کوشش کریں اور جائز طریقے اپنانے پر اتفاق کرلیں، تو یہ کر سکتے ہیں، غرض کہ ناجائز طور پر شیئرز کی خرید وفروخت کرنے کا مسئلہ کوئی ایسا نہیں ہے کہ اس کو چھوڑنے سے معیشت بیٹھ جائے گی، اور ملک تباہ ہوجائے گا، لوگ

بھوکے پیاسے مرجائیں گے بلکہ شیئرز کی مارکیٹ کریش ہونے کی صورت میں یہ کاروبار چلانے والے لوگ تباہ و برباد ہوجاتے ہیں اور سب کچھ فروخت کر کے فقیر بن کر روڈ پر آجاتے ہیں۔

مزید یہ کہ اگر بالفرض ان اداروں اور کمپنیوں کو حکومت کی سرپرستی حاصل ہے اور حکومت اس ناجائز کاروبار کو ختم کرنے پر راضی نہیں ہوتی اور وہ کمپنی والے بھی اسلام کے اصول تجارت پر کمپنی اور کاروبار چلانے پر راضی نہیں ہوتے، تو ایسے حالات میں جو مسلمان اپنے ایمان کی حفاظت کرنا چاہتا ہے، اور اپنے اعمال کی اصلاح کرنے کی سعی اور کوشش کرتا ہے، اور اس کو آخرت کا خوف ہے، اس کے لئے تو یہی راستہ متعین ہے کہ خود ناجائز ذرائع آمدنی اختیار کرنے سے پرہیز کرے، اور اپنے عزیز و اقارب کو اس سے بچانے کی سعی کرے اور عامۃ الناس کو اس طرح کے جرائم اور گناہوں سے آگاہ کرے تاکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری پوری ہوجائے، بس اس طرح حکومت اور ناجائز کاروبار چلانے والوں اور اس کو فروغ دینے والوں پر جو گناہ ہوگا اس سے پرہیز کرنے والے اس گناہ میں شریک ہونے سے بچ جائیں گے۔ (۱)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «يأتي على الناس زمان، لا يبالي المرء ما أخذ منه، أمن الحلال أم من الحرام. (صحيح البخاري: (۲۷۶/۱)، كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال، ط: قديمي)۔

☜ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي۔

☜ عن أبي سعيد الخدري رضي الله تعالى عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فإن لم يستطع فبلسانه فإن لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الإيمان۔ (صحيح مسلم: (۵۱/۱)، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، ط: قديمي)۔

☜ مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۶)، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الأول، ط: قديمي)

☜ (وعن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال يا أيها الناس إنكم تقرؤون هذه الآية =

شیئرز میں منافع کی تقسیم

شیئرز کمپنی پورے سال کاروبار کرنے کے بعد سالانہ نفع کا حساب لگاتی ہے، اور یہ طے کرتی ہے کہ نفع کتنا ہوا؟ اس کے بعد اس منافع کا کچھ حصہ احتیاط کے طور پر محفوظ کر لیتی ہے تاکہ آئندہ کمپنی کو کوئی نقصان ہو تو اس سے اس کا تدارک کیا جا سکے اس کو انگریزی زبان میں **RESERVE** کہتے ہیں (واضح رہے کہ شریعت میں اس طرح منافع کا کچھ حصہ احتیاط کے طور پر محفوظ کر لینا اور حصہ داروں کے درمیان پورے نفع کو تقسیم نہ کرنا درست نہیں ہے بلکہ خرچہ منہا کرنے کے بعد پورے نفع کو شیئرز کے تناسب سے تقسیم کرنا ضروری ہے)۔ (۱)

= يا أيها الذين آمنوا عليكم أنفسكم لا يضركم من ضل إذا اهتديتم) أي الزموا حفظ أنفسكم عن المعاصي فإذا حفظتم أنفسكم لم يضركم إذا عجزتم عن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر ضلال من ضل بارتكاب المناهي إذا اهتديتم إلى اجتنابها (فإني) قال الطيبي الفاء فصيحة تدل على محذوف كأنه قال إنكم تقرؤون هذه الآية وتجرون على عمومها وتمتنعون عن الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر وليس كذلك فإني (سمعت رسول الله يقول إن الناس إذا رأوا منكرا فلم يغيروه) أي مع القدرة على إنكاره (يوشك أن يعمهم الله بعقابه)۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/۳۳۱)، كتاب الآداب، باب الأمر بالمعروف، الفصل الثاني، ط: رشيديه)۔

(۱) يقسم الشريكان الربح بينهما على الوجه الذى شرطاه يعنى إن شرطا تقسيمه متساويا فيقسمانه على التساوي، وإن شرطا تقسيمه متفاضلا كالثلث والثلثين مثلا فيقسم حصتين أو حصة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲/۵۸۰)، المادة: ۱۳۹۰)، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس: في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبه فاروقية)۔

□ شرح المجله لخالد الأتاسي: (۴/۳۱۴)، المادة: ۱۳۹۰، ط: رشيديه)۔

□ الشامية: (۴/۳۱۳)، كتاب الشركة، مطلب: في تحقيق حكم التفاضل في الربح، ط: سعيد۔

□ وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۲۵۵، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

□ لايحل لامرئ من مال أخيه شيئ إلا بطيب نفس منه۔ (كنز العمال: (۱۰/ ۶۳۸)، رقم الحديث: ۳۰۳۴۵، كتاب الغصب من قسم الأقوال، ط: مؤسسة الرسالة)=

احتیاطی حصہ نکالنے کے بعد جو نفع شیئرز ہولڈرز میں تقسیم ہوتا ہے اس کو ڈیویڈنڈ (DIVIDEND) کہتے ہیں۔[۱]

شیئرز کمپنی کے آرٹیکلز میں یہ شق موجود ہے

شیئرز کمپنی کے آرٹیکلز میں یہ شق موجود ہوتی ہے کہ ڈائریکٹروں کو سود پر لین دین کا اختیار ہوگا اور وہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں لہٰذا جب کوئی شخص کمپنی کے شیئرز خریدتا ہے تو اس شرط کو تسلیم کرتے ہوئے خریدتا ہے، چونکہ یہ شرط ناجائز ہے لہٰذا اس شرط کی وجہ سے بھی شیئرز کی خرید وفروخت اور ان کی دلالی سب ناجائز ہے،[۲] ہاں اگر کوئی کمپنی اس قسم کی شرط سے پاک ہو اور سرمایہ اور کام حلال ہو تو اس کی خرید و فروخت اور دلالی سب جائز ہوگا لیکن ایسی کمپنیاں نہ ہونے کے برابر ہیں۔[۳]

= لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔(الشامية:(۶۱/۴)، كتاب الحدود،باب التعزير،مطلب في التعزير بأخذ المال، ط:سعيد)۔

البحر الرائق:(۴۱/۵)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط:سعيد۔

الفتاوى الهندية:(۱۶۷/۲)، كتاب الحدود، الباب السابع في حد القذف والتعزير،فصل في التعزير، ط:رشيديه)۔

(۱) اسلام اور جدید معیشت وتجارت:ص:۶۱، کمپنی کا انتظامی ڈھانچہ،عنوان:منافع کی تقسیم، مکتبہ معارف القرآن۔

(۲) عن جابر رضی الله عنه قال:لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربوا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال:"هم سواء"(الصحيح لمسلم:(۲۷/۲)، كتاب المساقات والمزارعة،باب الربا، ط:قديمي)

هذا تصريح بتحريم كتابة المبايعة بين المترابيين والشهادة عليهما۔(شرح النووي على الصحيح مسلم:(۲۸/۲)،أيضا، ط:قديمي)۔

(۳) لما أخذ المرابي زيادة على القرض فهو في حكم الغصب والرشوة، ومن كان ماله متمحضا من الربا، لايجوز قبول الهدية منه ولا إجابة دعوته ولا عقد الشراء أو البيع۔(فقه البيوع: (۱۰۶۰/۲)، المبحث العاشر:في احكام المال الحرام، حكم الفنادق والمطاعم التي تباع فيها الخمور، ط:مكتبه معارف القرآن)

آكل الربا وكاسب الحرام أهدى إليه أو أضافه وغالب ماله حرام لا يقبل، ولا يأكل ما لم يخبره أن ذلك المال أصله حلال ورثه أو استقرضه، وإن كان غالب ماله حلالا لا بأس بقبول هديته والأكل منها۔=

شیئرز کو قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا

آج کل اسٹاک مارکیٹ میں شارٹ سیل (Short Sales) کا طریقہ رائج ہے، اس میں آدمی ایسے شیئرز کو بیچ دیتا ہے، جس کا وہ ابھی تک مالک نہیں ہوتا لیکن اسے یہ امید ہوتی ہے، کہ وہ کلیئرنگ سے قبل مارکیٹ سے سستے داموں میں حاصل کر کے خریدار کے حوالے کر دے گا، تو یہ غیر ملکیتی شیئرز کو بیچنا جائز نہیں

= (الفتاوى الهندية:(۳۴۳/۵)، كتاب الكراهية،الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

وذهب بعض الفقهاء ومن بينهم الغزالي إلى أنه يحرم التعامل مع من غالب ماله من الحرام۔ وقال العز بن عبد السلام في معاملة من اعترف بأن أكثر ماله حرام: إن غلب الحرام عليه بحيث يندر الخلاص منه لم تجز معاملته ــــ وإن غلب الحلال ــــ جازت المعاملة ــــ وبين هاتين الرتبتين من قلة الحرام وكثرته مراتب محرمة ومكروهة ومباحة، وضابطها: أن الكراهة تشتد بكثرة الحرام وتخف بكثرة الحلال۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية:(۱۳۰/۳۱)، حرف الغين، غالب، د: معاملة من غالب ماله حرام، ط: دار الصفوة)۔

أن يكون التصرف مباحا شرعا، فلا يجوز التوكيل في فعل محرم شرعا كالغصب، أو الإعتداء على الغير۔ (الفقه الإسلامي وأدلته:(۱۵۴/۴)، باب الوكالة، شروط الوكالة، ط: حقانيه، پشاور)۔

وزاد في البحر: قيد أن يكون العمل حلالا، لما في البزازية: لو اشتركا في عمل حرام لم يصح ــ اهـ۔ (الشامية:(۳۲۲/۴)، كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد)۔

البحر الرائق:(۱۸۱/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

(۳) شركة العنان: وهي أن يشترك اثنان في مال لهما على أن يتجرا فيه والربح بينهما، وهي جائزة بالإجماع كما ذكر ابن المنذر۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۷۹۷/۴)، الفصل الخامس: الشركات، المطلب الأول ــــ شركة العنان، ط: دار الفكر، بيروت)۔

أما شركة العنان فهي أن يشترك اثنان في نوع من التجارات بر أو طعام أو يشتركان في عموم التجارات ولا يذكران الكفالة خاصة، كذا في فتح القدير، وصورتها أن يشترك اثنان في نوع خاص من التجارات أو يشتركان في عموم التجارات. (الفتاوى الهندية:(۳۱۹/۲)، الباب الثالث في شركة العنان، ط: رشيديه)

الدر مع الرد:(۳۱۱/۴، ۳۱۲)، كتاب الشركة، مطلب في شركة العنان، ط: سعيد۔

ہے۔ (۱)

مزید یہ کہ اگر مارکیٹ میں مندی کے بجائے تیزی غالب رہے، تو شارٹ سیل (Short Sales) کرنے والوں کو اچھا خاصا نقصان اٹھانا پڑتا ہے، جب بھی اسٹاک مارکیٹ کسی بحران سے دوچار ہوتی ہے اس میں شارٹ سیل کا نمایاں کردار ہوتا ہے۔

---

(۱) (وبیع مالیس في ملکه) لبطلان بیع المعدوم۔

(قوله: وبیع مالیس في ملکه)... بأن المراد ما سیملکه قبل ملکه۔

(قوله: لبطلان بیع المعدوم) إذ من شرط المعقود علیه أن یکون موجودًا مالاً متقومًا في نفسه وأن یکون ملک البائع فیما یبیعه لنفسه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۸، ۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمي مکرم شرعًا ولو کافرًا، ط: سعید)

☐ البحر الرائق: (۵/ ۲۵۹) کتاب البیع، ط: سعید۔

☐ شامي: (۴/ ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

صارفین

صارفین کو چاہیے کہ آخرت کے حساب وکتاب سے ڈریں، بلاضرورت کوئی چیز نہ خریدیں، ورنہ قرض کا بوجھ بڑھتا جائے گا، غربت اور تنگی میں اضافہ ہوتا جائے گا، آخر میں اپنا اور اپنے زیر کفالت افراد کا حق ادا کرنا مشکل ہوجائے گا، نتائج اور انجام سے بے خبر لوگ غیر ضروری چیزوں کو خریدنا لازم سمجھتے ہیں جو بعد میں پورا کرنا مشکل ہوجاتا ہے، اس لئے ہر معاملہ میں میانہ روی اختیار کریں، اللہ تعالیٰ کو یہی پسند ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (۱)

ترجمہ: اور نہ تو اپنا ہاتھ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیے، اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیے ورنہ الزام خوردہ تہی دست ہو کر بیٹھ رہو گے۔ (۲)

وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا (۳)

ترجمہ: وہ (رحمٰن کے خاص بندے) جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچ کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط و تفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔ (۴)

---

(۱)[الإسراء: ۲۹]
(۲،۴)(بیان القرآن)
(۳)[الفرقان: ۶۷]

صانع کا بذات خود مطلوبہ چیز بنانا

☆ مارکیٹنگ میں یہ ضروری نہیں کہ پروڈکٹ کی تیاری میں صانع (مینو ۳۰۱
فیکچرر) خود ہی مطلوبہ چیز بنائے، بلکہ اگر وہ چاہے تو خود اس کو تیار کرے یا کسی دوسرے صانع سے وہ چیز بنوائے، لیکن اگر کہیں صورت حال ایسی ہو کہ آرڈر دینے والا صانع سے یہ کہے کہ یہ چیز آپ سے اس لئے بنوا رہا ہوں کہ آپ ہی یا آپ کا کارخانہ ہی میرے لئے یہ پروڈکٹ بنائے گا، تو اس صورت میں اس صانع یا اس کے کارخانہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ پروڈکٹ اپنے کارخانہ یا فیکٹری سے بنوا کر دے۔

☆ اگر کسی جگہ صانع پر واضح طور پر یہ شرط نہیں لگائی جاتی، لیکن قرائن ایسے موجود ہیں، جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس صانع کے پاس لوگ اس کے بہترین کام اور اعلیٰ مصنوعات کی وجہ سے آتے ہیں، تو ایسی صورت حال میں بھی صانع کے ذمے یا کارخانے کے ذمہ خود کام کرنا ضروری ہوگا۔ (۱)

---

(۱) وللأجير أن يعمل بنفسه وأجرائه إذا لم يشترط عليه في العقد أن يعمل بيده لأن العقد وقع على العمل والإنسان قد يعمل بنفسه وقد يعمل بغيره ولأن عمل أجرائه يقع له فيصير كأنه عمل بنفسه إلا إذا شرط عليه عمله بنفسه لأن العقد وقع على عمل من شخص معين والتعيين مفيد لأن العمال متفاوتون في العمل فيتعين فلا يجوز تسليمها من شخص آخر من غير رضا المستأجر۔ (بدائع الصنائع: (۲۰۸/۴)، كتاب الإجارة، فصل وأما صفة الإجارة، ط: سعيد)۔

☐ لو أطلق العقد حين الاستئجار فللأجير أن يستعمل غيره) أي أنه إذا لم يقيد الأجر بأن يعمل بنفسه ـــ فللأجير أن يستعمل غيره كوكيله ـــ لأن المستأجر بإطلاقه يكون راضيا بعمل غيره أيضا ـــ وقال الشلبي: لأن المطلق ينصرف إلى المعتاد والمتعارف فيما لم يشترط۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۲۵۸)، المادة: ۵۷۲، الكتاب الأول البيوع، الباب السادس، الفصل الرابع في بيان إجارة الآدمي، ط: دار الجيل)۔

☐ المعروف عرفا كالمشروط شرطا۔

☐ المعروف بين التجار كالمشروط بينهم۔

☐ التعيين بالعرف كالتعيين بالنص۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۳۰، ۳۱)، رقم المادة: ۴۳، ۴۴، ۴۵، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقيه)

صبح صبح دکان کھولیں

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا مختلف کتابوں میں منقول ہے:

اللّٰهم بارک لأمتي في بكورها

ترجمہ: اے اللہ! میری امت کے صبح ہی صبح کام میں برکت عطا فرمائے۔

حضرت صخر رضی اللہ عنہ کا یہ قول امام ترمذی نے نقل فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی لشکر روانہ فرماتے تو صبح ہی روانہ فرماتے تھے، اور حضرت صخر رضی اللہ عنہ خود بھی تاجر تھے وہ جب اپنے ملازمین کو تجارت کے لیے بھیجتے تو صبح ہی کو بھیجتے، چنانچہ انہیں تجارت میں خوب نفع ہوا، اور ان کی تجارت میں بڑا اضافہ ہوا۔ (۱)

صبح نکلنا برکت کا باعث ہے

تجارت اور کاروبار کے لیے صبح نکلنا برکت کا باعث ہے اور صبح فجر کی نماز کے بعد نہ سوئیں، اس سے رزق میں تنگی آتی ہے، فجر کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے کے بعد وظائف، قرآن مجید کی تلاوت اور دیگر اعمال پورا کرنے کے بعد ناشتہ کرے پھر صبح ہی تجارت اور کاروبار کے لیے نکل جائیں۔

---

(۱) عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللّٰهم بارک لأمتي في بكورها۔ (مسند أحمد: (۱۵۳/۱) رقم الحديث: ۵۳۱۹، مسند الخلفاء الراشدين، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبه)

وفيه أيضا: (۱۵۴/۱، ۱۵۵) أيضا، ط: مؤسسة قرطبه۔

عن صخر الغامدي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللّٰهم بارک لأمتي في بكورها، قال: وكان إذا بعث سرية، أو جيشا، بعثهم أول النهار، وكان صخر رجلا تاجرا، وكان إذا بعث تجارة بعثهم أول النهار، فأثرى وكثر ماله۔ (سنن الترمذي: (۲۳۰/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في التكبير بالتجارة، ط: سعيد)

سنن أبي داود: (۳۷۴/۱) كتاب الجهاد، باب في الابتكار في السفر، ط: رحمانيه۔

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارات، باب مايرجى من البركة في البكور، ط: قديمي۔

حضرت صخر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! میری امت کے لئے دن کے اول حصہ میں برکت عطا فرمائے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی جماعت یا لشکر روانہ فرماتے تو دن کے اول حصہ میں روانہ فرماتے۔

اور حضرت صخر رضی اللہ عنہ تاجر تھے، وہ تجارت کا سامان دن کے اول حصہ میں بھیجا کرتے تھے، جس کی وجہ سے ان کو بہت نفع ملتا اور ان کے مال میں بہت اضافہ ہوتا۔[1] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ رزق حاصل کرنے کے لیے دن کے شروع کا وقت منتخب کرو، کیوں کہ دن کے شروع کے وقت میں برکت اور کامیابی ہے۔[2]

صحابہ کرام کا پیشہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بہت بڑی تعداد تاجر تھی، مکہ مکرمہ سے آئے ہوئے مہاجرین پہلے ہی سے تجارت کرتے تھے، مدینہ منورہ کے انصار کا اصل کام

(۱) عن عمارة بن حديد عن صخر الغامدي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اللهم بارك لأمتي في بكورها، قال: وكان إذا بعث سرية أو جيشا بعثهم في أول النهار. قال: وكان صخر رجلا تاجرا، فكان يبعث تجارته في أول النهار فأثرى وكثر ماله. (سنن ابن ماجه: (۱۶۲/۲) أبواب التجارات باب ما يرجى من البركة في البكور، ط: قديمي)

☐ جامع الترمذي: (۲۳۰/۱) أبواب البيوع، باب ما جاء في التكبير في التجارة، ط: سعيد۔

☐ سنن أبي داود: (۳۷۳/۱) كتاب الجهاد، باب في الابتكار في السفر، ط: رحمانيه۔

(۲) وعن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: باكروا طلب الرزق، فإن الغدو بركة ونجاح۔ (مجمع الزوائد: (۶۱/۴) رقم الحديث: ۶۲۲۰، كتاب البيوع، باب البكور وما فيه من البركة، ط: مكتبة القدسي القاهرة)

☐ الترغيب والترهيب: (۳۳۵/۲) رقم الحديث: ۲۶۲۶، كتاب البيوع، الترغيب في البكور في طلب الرزق وغيره، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ المعجم الأوسط للطبراني: (۱۹۳/۷) رقم الحديث: ۷۲۵۰، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين القاهرة۔

زراعت اور باغبانی تھا، مگر ان میں بہت سے حضرات تاجر تھے۔ (۱)

۳۰۳ صحیح چیز میں ردی کی ملاوٹ کر کے فروخت کرنا

''ملاوٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۶/۶)

صدقات سے مال میں اضافہ ہوتا ہے

صدقات سے مال گھٹتا نہیں ہے، بلکہ بڑھتا ہے، اس لیے تاجروں کو چاہیے کہ صدقہ کرنے کی عادت بنالیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی جنگل میں جارہا تھا، اس نے بادل سے ایک آواز سنی جیسے کوئی کہہ رہا ہے کہ جا کر فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دو، وہ بادل ایک طرف چلا پھر وہاں پتھریلی زمین پر برسا، ایک نالی نے وہ سارا پانی جمع کیا، اس آدمی نے اس پانی کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کیا، آگے چل کر اس نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے باغ کو سیراب کرنے کے لیے بیلچہ سے اس نالی کو درست کر رہا ہے، اس کے درست کرنے کے ساتھ ہی بارش کا یہ پانی وہاں پہنچ گیا۔

---

(۱) قال ابن المسیب ان ابا هريرة قال: يقولون ان أبا هريرة قد أكثر والله الموعد ويقولون مابال المهاجرين والأنصار لا يتحدثون مثل أحاديثه؟ وسأخبركم عن ذلك ان اخواني من الأنصار كان يشغلهم عمل أرضيهم وان اخواني من المهاجرين كان يشغلهم الصفق بالأسواق، وكنت ألزم رسول الله صلى الله عليه وسلم على ملء بطني ـــــ الحديث۔ (الصحيح لمسلم (۳۰۱/۲) كتاب الفضائل، باب من فضائل أبي هريرة رضي الله عنه، ط: قديمي)

☐ قال العارف الفاسي في تشنيف المسامع: المعروف بالزراعة هم الأنصار، وأما قريش فانما لهم التجارة لا الفلاحة اذ ليست مكة بلاد زرع۔ (التراتيب الادارية (۳۳/۲) القسم التاسع في ذكر حرف وصناعات ـــ الخ، الباب الأول، الزراعة والغراسة، ط: دار الأرقم۔

☐ وكان المهاجرون تجارا والأنصار أصحاب زرع۔ (عمدة القارى (۲۳۱/۱۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في قول الله تعالى "فاذا قضيت الصلوة فانتشروا في الأرض ـــ الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

یہ شخص اللہ تعالیٰ کی اس قدرت پر بہت متعجب ہوا، اور باغ والے سے پوچھنے لگا، اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا، اب باغ والے نے اس شخص سے پوچھا: اللہ کے بندے تم میرا نام کیوں پوچھتے ہو؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے اس بادل سے جس کے پانی سے تو اپنا باغ سیراب کر رہا ہے، یہ آواز سنی تھی کہ جا کر فلاں شخص کے باغ کو سیراب کرو، اس میں آپ کا ہی نام لیا گیا تھا، اب آپ یہ بتاؤ کہ آپ کا کون سا عمل ہے، جس کی وجہ سے اللہ آپ پر اتنا مہربان ہے؟ باغ والا کہنے لگا: اب جب کہ آپ نے یہ بات سن ہی لی ہے تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اس باغ سے جو پیداوار ہوتی ہے، اس کا ایک تہائی حصہ میں صدقہ کرتا ہوں، ایک تہائی میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں، اور ایک تہائی اس باغ میں لوٹا دیتا ہوں، یعنی اگلی فصل کے اخراجات پر صرف کرتا ہوں۔ (۱)

یہ ہیں وہ وسائل جن تک انسانی عقل کی رسائی ممکن نہیں ہے۔

صدقات نہ کرنے سے مال تباہ ہو جاتا ہے

کسی آدمی کا ایک باغ تھا جو بھرپور فصل دیتا تھا، اس آدمی کا پوری زندگی یہ

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: بينا رجل بفلاة من الأرض فسمع صوتا من سحابة: اسق حديقة فلان، فتنحى ذلك السحاب فأفرغ ماءه في حرة، فإذا شرجة من تلك الشراج، قد استوعبت ذلك الماء كله، فتتبع الماء فإذا رجل قائم في حديقته يحول الماء بمسحاته، فقال له: يا عبد الله ما اسمك؟ قال: فلان۔ للاسم الذي سمع في السحابة فقال له: يا عبد الله لم تسألني عن اسمي؟ فقال: إني سمعت صوتا في السحاب الذي هذا ماءه يقول: اسق حديقة فلان لاسمك فما تصنع فيها؟ قال: أما إذا قلت هذا فإني أنظر إلى ما يخرج منها فأتصدق بثلثه وآكل أنا وعيالي ثلثا وأرد فيها ثلثه۔ (صحيح مسلم: (۲/ ۴۱۱) كتاب الزهد، باب فضل الإنفاق على المساكين وابن السبيل، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۲/ ۲۹٦) رقم الحديث: ۷۹۲۸، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۱٦۵) كتاب الزكاة، باب الإنفاق وكراهية الإمساك، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

دستور رہا کہ جب بھی پھل کی فصل اٹھاتا تو اس کے تین حصے کرتا، ایک حصہ تو خود اپنے گھر کی ضروریات کے لیے رکھ لیتا، دوسرا حصہ قریبی رشتہ داروں اور ہمسایوں میں تقسیم کر دیتا، اور تیسرا حصہ فقراء ومساکین میں تقسیم کر دیتا، اس کی اس سخاوت کی وجہ سے اس کا باغ سب سے بڑھ کر فصل دیتا، کٹائی کے دن فقیر ومساکین موقع پر پہنچ جاتے اور اس سے اپنا اپنا حصہ وصول کر لیتے۔

جب اس آدمی کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹوں کو خیال آیا کہ ہمارا باپ تو ساری عمر اس باغ کی فصل کو ادھر ادھر تقسیم کر کے اپنی کمائی کو لٹاتا رہا، اس باغ کی زمین بہت زرخیز ہے جو اردگرد کی زمینوں سے کئی گنا زیادہ فصل دیتی ہے، مگر ہمارے باپ نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا، اور زندگی بھر مفلس ہی رہا، اب یہ رواج ختم کر دینا چاہیے، باغ ہمارا ہے اور اس پر ہمارا حق ہے، چنانچہ انہوں نے آپس میں طے یہ کیا کہ جب کٹائی کا موقع آئے تو راتوں رات سب کچھ کر لیا جائے تاکہ غریب اور مسکین لوگ نہ آئیں، اور ہمیں تنگ نہ کریں، اور ہم برے نہ بنیں۔

جب کٹائی کا وقت آ گیا تو وہ راتوں رات خوشی خوشی اچھلتے کودتے اپنے باغ کی طرف روانہ ہوئے، ادھر اللہ کا کرنا یوں ہوا کہ اسی رات سخت آندھی اور طوفان آیا، جس میں آگ تھی، آندھی کے ذریعہ وہ آگ باغ کے درختوں تک پہنچ گئی اور تھوڑے ہی دیر میں انہیں جلا کر راکھ کر گئی، آن کی آن میں سارا باغ جل کر راکھ کا ڈھیر بن گیا، جب یہ عقلمند ہوشیار بیٹے وہاں پہنچے تو نقشہ ہی بدلا ہوا تھا، انہیں وہاں باغ نام کی کوئی چیز نظر نہ آئی، سوچ میں پڑ گئے کہ ہم شاید رات کے اندھیرے میں کسی غلط جگہ پر پہنچ گئے ہیں، پھر جب کچھ حواس درست ہوئے تو ان پر حقیقت ظاہر ہوئی کہ ان کی نیت کا فتور آندھی کا عذاب بن کر ان کے باغ کو بھسم کر گیا، اب وہ ایک دوسرے کو ملامت اور برا بھلا کہنے لگے، ایک کہتا ہے تم ہی نے ترغیب دی تھی، دوسرا کہتا ہے یہ مشورہ تو

ارا تھا، مگراب پچھتانے سے کچھ ہو نہیں سکتا تھا، جو کچھ ہونا تھا وہ ہو چکا تھا۔

باپ کو سخاوت، ہمدردی اور صدقہ خیرات کا صلہ ملتا رہا کہ اس کا باغ سب
ے بڑھ کر پھل لاتا تھا، اور جتنا دوسروں پر خرچ کرتا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ اسے
ازتا مگر جب اس کے انتقال کے بعد بیٹوں پر بخل اور حرص غالب آئی اور صدقہ
رات سخاوت اور ہمدردی کو روکنے کی نیت کی تو آندھی اور طوفان نے باغ کو صفحۂ
تی سے ملیامیٹ کر دیا، اس وقت زمین کی زرخیزی اور تدبیر کوئی کام نہیں آئی۔ (۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ صدقہ خیرات، ہمدردی، سخاوت، اچھا سلوک اور
ب نیتی، ایسے وسائل ہیں جو نظر تو نہیں آتے مگر رزق میں اضافہ کر دیتے ہیں۔ اور نیت
ں فتور آنے کی صورت میں نظر میں نہ آنے والے وسائل سے رزق کو چھین لیتا ہے۔

---

(۱) قد ذكر بعض السلف أن هؤلاء قد كانوا من أهل اليمن، قال سعيد بن جبير: كانوا من قرية يقال لها:
ضروان، على ستة أميال من صنعاء، وقيل: كانوا من أهل الحبشة وكان أبوهم قد خلف لهم هذه الجنة،
كانوا من أهل الكتاب، وقد كان أبوهم يسير فيها سيرة حسنة، فكان ما يستغله منها يرد فيها ما يحتاج
ه ويدخر لعياله قوت سنتهم، ويتصدق بالفاضل، فلما مات وورثه بنوه، قالوا: لقد كان أبونا أحمق إذ
ان يصرف من هذه شيئا للفقراء، ولو أنا منعناهم لتوفر ذلك علينا. فلما عزموا على ذلك عوقبوا
نقيض قصدهم، فأذهب الله ما بأيديهم بالكلية، رأس المال والربح والصدقة، فلم يبق لهم شيئ۔
تفسير ابن كثير: (۲۸۳/۶) سورة القلم، الآية: ۳۳، ط: رشيديه)
ہم ناس من الحبشة كانت لأبيهم جنة كان يطعم المساكين منها، فلما مات أبوهم، قال بنوه: والله إن
ان أبونا لأحمق حين يطعم المساكين، فأقسموا ليصرمنها مصبحين، ولا يستثنون، ولا يطعمون
سكينا... عن قتادة، في قوله: "ليصرمنها مصبحين" قال: كانت الجنة لشيخ، وكان يتصدق، فكان
وه ينهونه عن الصدقة، وكان يمسك قوت سنته، وينفق ويتصدق بالفضل فلما مات أبوهم غدوا
ليها فقالوا: {لا يدخلنها اليوم عليكم مسكين} ... يقول تعالى ذكره: فلما صار هؤلاء القوم إلى
جنتهم، ورأوها محترقا حرثها، أنكروها وشكوا فيها، هل هي جنتهم أم لا؟ فقال بعضهم لأصحابه ظنا منه
أنهم قد أغفلوا طريق جنتهم، وأن التي رأوا غيرها: إنا أيها القوم لضالون جنتنا، فقال من علم أنها جنتهم،
أنهم لم يخطئوا الطريق: بل نحن أيها القوم محرومون، حرمنا منفعة جنتنا بذهاب حرثها۔ (تفسير
الطبري: (۲۳/۵۳۳، ۵۴۹) سورة القلم، ط: مؤسسة الرسالة)
تفسير فتح القدير للشوكاني: (۳۲۳/۵) سورة القلم، ط: دار ابن كثير۔

صدقہ کثرت سے کرنا

کاروباری حضرات کو کثرت سے صدقہ کرنے کی عادت بنانی چاہیے آسان اور بہتر صورت یہ ہے کہ آمدنی کا کچھ حصہ صدقہ کرنے کے لیے مخصوص کردینا چاہیے، اس سے تجارت میں برکت ہوگی، محتاج لوگ دعائیں دیں گے، بلاء مصیبتیں دور ہوجائیں گی، اور خریدار حضرات زیادہ آئیں گے، چیزیں زیادہ فروخت ہوں گی، اور تجارت میں ترقی ہوگی۔

نیز تجارت میں بعض اوقات شریعت کے خلاف کام بھی سرزد ہوجاتے ہیں مثلاً قسم اٹھانا، دھوکہ دینا، عیب کا چھپالینا، بداخلاقی اور زیادہ نفع کمانا وغیرہ، صدقہ ان برائیوں کے لیے کفارہ بن جاتا ہے۔(۱)

صدقہ کرکے کاروبار کو پاک کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”یا معشر التجار ان الشیطان والإثم یحضران البیع فشوبوا بیعکم بالصدقة“(۲)

ترجمہ: اے تاجرو! شیطان اور گناہ کے خیالات فروخت کے وقت حاضر ہوتے ہیں، تو اپنی فروخت کو صدقہ سے ملاکر پاک کرلیا کرو۔

---

(۱) عن أبي وائل عن قيس بن أبي عزرة قال: كنا في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم نسمى السماسرة فمر بنا النبي صلى الله عليه وسلم فسمانا باسم هو أحسن منه، فقال: يا معشر التجار! إنّ الشيطان والإثم يحضران البيع، فشوبوا بيعكم بالصدقة. (أبو داو: (۱۱۷/۲) كتاب البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف واللغو، ط: رحمانية)

ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب التوقي في التجارة، ط: قديمي۔

جامع الترمذي: (۲۲۹/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم إياهم، ط: سعيد۔

(۲) جامع الترمذی: (۱/ ۲۲۹)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیة =

صدقہ کے لیے آمدنی کا کچھ حصہ مقرر کرنا

"صدقہ کثرت سے کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۸/۴)

صرّاف

کرنسی کے کاروبار کرنے والوں کو عربی میں صرّاف کہا جاتا ہے۔

صفاتِ تاجر

"تاجر کی اچھی صفات" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۶/۲)

صفات کے متعلق عیب چھپانا

"چیز کی صفات کے متعلق کوئی عیب چھپانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۲/۳)

صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا

"خیارِ وصف" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۵/۳)

صفت مرغوب کی شرط لگا کر سودا کرنا

☆اگر کسی چیز کو اس کی مرغوب صفت کی شرط لگا کر فروخت کیا گیا، بعد میں خریدار نے اس چیز میں وہ مرغوب صفت نہیں پائی، تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

مثلاً زمین فروخت کی اس شرط پر کہ اس میں درخت ہیں، لیکن خریدار نے

=النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ط:سعید۔

کنز العمال:(۴۷/۴)، رقم الحدیث:۹۳۳۰، کتاب البیوع، الباب الثانی فی البیع، الفصل الأول فی أداب البیع، الفرع الثانی فی آداب متفرقة، ط:مؤسسة الرسالة۔

المعجم الکبیر للطبرانی:(۳۵۷/۱۸)، رقم الحدیث:۹۱۳، باب القاف، من اسمه قیس، قیس ابن أبی عرزة الغفاری، ط:مکتبہ ابن تیمیة، القاھرة۔

خریدنے کے بعد زمین دیکھی تو اس میں درخت نہیں تھے، یا کپڑا فروخت کیا اس شرط پر کہ یہ جاپانی ہے لیکن خریدار نے خریدنے کے بعد دیکھا تو وہ جاپانی نہیں تھا، تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

اس صورت میں خریدار یہ نہیں کرسکتا کہ چیز اپنے پاس رکھ لے، اور مرغوب صفت نہ ہونے کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئے اس کی واپسی کا مطالبہ کرے، بلکہ چیز کو رکھنا ہے تو قیمت خرید پر رکھے ورنہ واپس کردے۔

☆ اور اگر خریدار نے لاعلمی میں اس چیز کو اس طرح استعمال کرلیا کہ اس کو واپس کرنا ممکن نہیں رہا، بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں وہ مرغوب صفت نہیں تھی، جس کی بیع کے وقت شرط لگائی گئی تھی، تو اس چیز کی مرغوب صفت کے ساتھ، اور اس صفت کے بغیر قیمت لگائی جائے گی اور قیمت کا فرق خریدار کو واپس دلوایا جائے گا۔[1]

---

(۱) (اشترى عبدا بشرط خبزه أو كتبه) أي حرفته كذلك (فظهر بخلافه) بأن لم يوجد معه أدنى ما ينطلق عليه اسم الكتابة أو الخبز (أخذه بكل الثمن) إن شاء (أو تركه) لفوات الوصف المرغوب فيه ولو ادعى المشتري أنه ليس كذلك لم يجبر على القبض حتى يعلم ذلك وكذا سائر الحرف اختيار، ولو امتنع الرد بسبب ما قوم كاتبا وغير كاتب ورجع بالتفاوت في الأصح۔

(قوله: أخذه بكل الثمن) لأن الأوصاف لا يقابلها شيء من الثمن ما لم تكن مقصودة در منتقى وقصد الوصف بإفراده بذكر الثمن كما مر فيما لو باع المذروع كل ذراع بكذا. (قوله: ورجع بالتفاوت) فإن كان بقدر العشر رجع بعشر الثمن بحر عن الذخيرة. قال ط: أي يعتبر التفاوت من الثمن فإن هذا البيع صحيح لا نظر فيه للقيمة. (قوله: في الأصح) وهو ظاهر الرواية، وفي رواية لا رجوع بشيء بحر. (الدر مع الرد: (۵۸۷/۴)، كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: سعيد)۔

🗁 (اشترى جارية فوطئها أو قبلها أو مسها بشهوة ثم وجد بها عيبا لم يردها مطلقا) ولو ثيبا خلافا للشافعي وأحمد. ولنا أنه استوفى ماءها وهو جزؤها؛ ولو الواطئ زوجها، إن ثيبا ردها، وإن بكرا لا بحر (ورجع بالنقصان) لامتناع الرد.

وفي المنظومة المحبية: لو شرط بكارتها فبانت ثيبا لم يردها بل يرجع بأربعين درهما نقصان هذا العيب، وفي الحاوي والملتقط: الثيوبة ليست بعيب إلا إذا شرط البكارة فيردها لعدم المشروط۔

(قوله أو قبلها أو مسها بشهوة) قال في البزازية، قال التمرتاشي: قول السرخسي التقبيل بشهوة يمنع الرد محمول على ما بعد العلم بالعيب شرنبلالية. =

= قلت: يخالف هذا الحمل ما في الذخيرة: وإذ وطئها ثم اطلع على عيب لم يردها ويرجع بالنقصان سواء كانت بكرا أو ثيبا إلا أن يقبلها البائع كذلك، وكذا إذا كان قبلها بشهوة أو لمسها بشهوة، فإن وطئها أو قبلها بشهوة أو لمسها بشهوة بعد علمه بالعيب فهو رضا بالعيب فلا رد ولا رجوع بنقصان. اهـ.
وكذا ما في الخانية: لو قبضها فوطئها بشهوة ثم وجد بها عيبا لا يردها بل يرجع بنقصان العيب إلخ۔۔۔۔
(قوله ورجع بالنقصان) كذا في الدرر، ومثله في البحر عن الظهيرية عند قول الكنز: ومن اشترى ثوبا فقطعه إلخ وعزاه في الشرنبلالية إلى البدائع وغيرها، ومثله أيضا ما ذكرناه آنفا عن الذخيرة والخانية.
وفي كافي الحاكم: وطئها المشتري ثم وجد بها عيبا لا يردها به، ولكن تقوم وبها العيب، وتقوم وليس بها عيب فإن كان العيب ينقصها العشر يرجع بعشر الثمن. اهـ ملخصا.
وقال في الخلاصة: وفي الأصل: رجل اشترى جارية ولم يبرأ من عيوبها فوطئها ثم وجد بها عيبا لا يملك ردها سواء كانت بكرا أو ثيبا نقصها الوطء أو لا، بخلاف الاستخدام، وكذا لو قبلها أو لمسها بشهوة ويرجع بالنقصان إلا أن يقول البائع أنا أقبلها. اهـ فهذا نص المذهب.
مطلب الأصل للإمام محمد من كتب ظاهر الرواية وكافي الحاكم جمع فيه كتب ظاهر الرواية فإن الأصل للإمام محمد من كتب ظاهر الرواية وكافي الحاكم جمع فيه كتب ظاهر الرواية للإمام كما ذكره في الفتح والبحر في مواضع متعددة، وبه سقط ما في الشرنبلالية حيث قال: وفي البزازية ما يخالفه حيث جوز الرجوع بالنقص مع المس والنظر ومنعه مع الوطء. اهـ.
قلت: وسقط به أيضا ما في البزازية أيضا من أن وطء الثيب يمنع الرد والرجوع بالنقصان وكذا التقبيل والمس بشهوة قبل العلم بالعيب وبعده، وكذا ما يأتي قريبا عن الخانية فافهم۔ (الدر مع الرد: (۳۹/۵، ۴۰)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد)۔

☐ إذا باع مالا بوصف مرغوب فظهر المبيع خاليا عن ذلك الوصف كان المشترى مخيرا إن شاء فسخ البيع، وإن شاء أخذه بجميع الثمن المسمى، ويسمى هذا خيار الوصف۔ مثلا لو باع بقرة على أنها حلوب فظهرت غير حلوب يكون المشترى مخيرا۔۔۔۔ لأن هذا وصف مرغوب فيه فيستحق بالشرط ويثبت بفواته الخيار للمشترى إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذ المبيع بكل الثمن المسمى، وليس له أن ينقص الثمن؛ لأن الأوصاف ما لم تكن مقصودة لا يقابلها شيئ من الثمن، كما لو اشترى أرضا على أن فيها كذا وكذا بيتا أو نخلة فوجدها ناقصة جاز البيع وخير المشترى إن شاء ترك وإن شاء أخذ بكل الثمن۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱۳۲/۱)، رقم الماد: ۳۱۰، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، مكتبه فاروقيه)۔

☐ وفي الخانية باع أرضا على أن فيها كذا كذا نخلة فوجدها المشتري ناقصة جاز البيع ويخير المشتري إن شاء أخذها بجميع الثمن، وإن شاء ترك؛ لأن الشجر يدخل في بيع الأرض تبعا ولا يكون له قسط من الثمن۔ (البحر الرائق: (۲۸۹/۵)، كتاب البيع، فصل يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد)=

☆اگر خریدار نے چیز میں مرغوب صفت نہ ہونے کے علم ہونے کے باوجود اسے اپنے لئے استعمال کرلیا تو اب خریدار اس چیز کو نہ واپس کرسکتا ہے، اور نہ قیمت میں کمی کا مطالبہ کرسکتا ہے۔(۱)

صکوک (SUKUK)

صکوک: کا معنی لغت میں "دستاویز" ہے، اور سادہ الفاظ میں صکوک سرمایہ کاری کے سرٹیفکیٹس کو کہتے ہیں۔

صکوک: اسلامی قوانین کے تحت سرمایہ حاصل کرنے کا ایک متبادل ذریعہ ہے، جس طرح لمبی مدت کا قرضہ لینے کے لیے سود پر مبنی بانڈز یا مختلف سرٹیفکیٹس جاری کیے جاتے ہیں اسی طرح جائز طریقے سے رواں سرمائے کی ضروریات کا انتظام کرنے کے لیے "صکوک" جاری کیے جاتے ہیں، جو صرف قرضوں کے بجائے جاری کرنے والے ادارے کے کاروباری اور مالی اثاثوں میں ملکیت کے دستاویزی ثبوت ہوتے ہیں۔

= الشامية: (۵۳۵/۴)، كتاب البيوع، مطلب المعتبر ماوقع عليه العقد وإن ظن البائع أو المشترى أنه قل أو أكثر، ط: سعيد۔

الخانية على هامش الهندية: (۱۵۸/۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فى الشروط المفسدة، ط: رشيديه۔

(۱) المشترى الذى له خيار الوصف إذا تصرف بالمبيع تصرف الملاك بطل خياره) ويصير البيع لازما۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۰۸/۱)، المادة: ۳۱۲، الكتاب الأول البيوع، الباب السادس فى بيان الخيارات، الفصل الثانى فى بيان خيار الوصف، ط: دار الجيل)۔

المشترى الذى له خيار الوصف إذا تصرف بالمبيع تصرف الملاك بطل خياره) لأن تصرفه دلالة على رضاه بالمبيع۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱۳۳/۱)، المادة: ۳۱۲، مكتبه فاروقيه۔

البحر الرائق: (۲۶/۶)، كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد

كل تصرف يدل على الرضا بعد العلم به يمنع الرجوع بالنقص۔ (بزازيه على هامش الهندية: (۴/۱۵۴)، كتاب البيوع، الباب السادس فى العيب، نوع فيما يمنع الرد وما لا يمنعه، ط: رشيديه)۔

انظر أيضا رقم الحاشية: ۱

مروان بن حکم کے دور میں بیت المال سے راشن حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو جو کارڈز جاری کیے جاتے تھے، انہیں ''صکوک'' کہا جاتا تھا، لیکن صکوک کا جدید مفہوم اس سے مختلف ہے۔

موجودہ دور میں مسلم معیشت دانوں کی اصطلاح میں ''صکوک'' کا مطلب یہ ہے کہ:

''وہ تمسکات جو یکساں برابر مالیت کے حامل ہوتے ہیں اور کسی اثاثے یا کسی معلوم اثاثے کے استعمال کا حق یا فراہم کی جانے والی خدمات (Services) یا کسی متعین پراجیکٹ کے اثاثہ جات یا کسی مخصوص کاروبار میں ملکیت کے متناسب غیر منقسم حصے کی نمائندگی کرتے ہیں۔''[1]

بعض لوگ ''صکوک'' کو اسلامی بانڈز کا نام بھی دیتے ہیں، مگر یہ صحیح نہیں، کیونکہ بانڈز اور صکوک میں فرق ہے، بانڈز صرف قرضوں کی دستاویزات ہیں، جبکہ صکوک قرضوں کی دستاویزات نہیں، بلکہ اثاثہ کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔

نیز صکوک میں حاملین کے منافع کا انحصار ان اثاثہ جات سے حاصل ہونے والی آمدن پر ہوتا ہے، جن کی صکوک نمائندگی کرتے ہیں، لیکن بانڈز میں منافع مقرر ہوتا ہے، خواہ جاری کرنے والے کو نفع ہو یا نقصان۔[2]

اسی طرح شیئرز اور صکوک میں بھی فرق ہے، صکوک مخصوص مدت مثلاً تین یا پانچ سال کے لیے جاری کیے جاتے ہیں اور شیئرز غیر متعین مدت کے لیے جاری ہوتے ہیں۔

---

(۱) تعریف صکوک الاستثمار: هي وثائق متساوية القيمة تمثل حصصا شائعة في ملكية أعيان أو منافع أو خدمات أو في موجودات مشروع معين أو نشاط استثمار خاص۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۲۳۸) المعيار الشرعي رقم: ۱۷، صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(۲) خصائص صكوك الاستثمار: أنها وثيقة تصدر باسم مالكها أو لحاملها بفئات متساوية القيمة لإثبات حق مالكها فيما تمثله من حقوق والتزامات مالية۔ =

صکوک

٣١٣ قرض دستاویزات کی بیع سے ملتی جلتی ایک صورت "صکوک" کی خرید و فروخت ہے، اور اس کا تذکرہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے۔

"صکوک"، "صک" کی جمع ہے، جس کا معنی ہے: "دستاویز"۔

مروان بن حکم کے دور میں بیت المال سے راشن حاصل کرنے کے لیے لوگوں کو کارڈ زجاری کیے جاتے تھے، جنہیں "صکوک" کہا جاتا تھا، بعض لوگ یہ کارڈ ز فروخت کر دیتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان سے ملاقات کے لیے گئے، تو ان سے کہا کہ آپ نے تو سود کی بیع کو جائز قرار دے دیا ہے، مروان نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا، اس پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ نے "صکوک" فروخت کرنے کی اجازت دی ہے، حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلے کی بیع سے منع فرمایا ہے یہاں تک کہ اسے قبضہ میں لے لیا جائے، چنانچہ مروان نے اپنے خطاب میں اس پر پابندی لگانے کا اعلان کر دیا، سلیمان بن یسار کہتے ہیں، میں نے سیکورٹی اہلکاروں کو دیکھا وہ لوگوں کے ہاتھوں سے صکوک چھین رہے تھے۔ (١)

= أنها تمثل حصة شائعة في ملكية موجودات مخصصة للاستثمار، أعيانا أو منافع أو خدمات أو خليطًا منها ومن الحقوق المعنوية والديون والنقود ولا تمثل دينا في ذمة مصدرها لحاملها... أن مالكيها يشاركون في غنمها حسب الاتفاق المبين في نشرة الإصدار، ويتحملون غرمها بنسبة ما يملكه كل منهم من صكوك۔ (المعايير الشرعية: (ص: ٢٣٠) صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(١) عن سليمان بن يسار، عن أبي هريرة رضي الله عنه أنه قال لمروان: أحللت بيع الربا، فقال مروان: ما فعلت؟ فقال أبو هريرة: أحللت بيع الصكاك، وقد نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الطعام حتى يستوفى، قال: فخطب مروان الناس، فنهى عن بيعها، قال سليمان: فنظرت إلى حرس يأخذونها من أيدي الناس۔ (الصحيح لمسلم: (٥/٢) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قديمي)=

صکوک اور بانڈز میں فرق

''بانڈز اور صکوک میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۳/۲)

صکوک اور شیئرز میں فرق

''شیئرز اور صکوک میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۲/۴)

صکوک کی خرید و فروخت

مروجہ ''صکوک'' میں مندرجہ ذیل خرابیاں موجود ہیں اس لئے ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، اور منافع بھی حلال نہیں ہے، اور وہ خرابیاں یہ ہیں:

❶ صکوک خریدنے والے لوگ صرف منافع یا کرایہ وصول پاتے ہیں، نقصان میں حصے دار نہیں ہوتے، اور یہ شریعت کے خلاف ہے۔[1]

❷ لگائے گئے سرمائے پر اصل رقم کے حساب سے طے شدہ منافع دیا جاتا

= السنن الکبری للبیهقي: (۳۱/۶) کتاب البیوع، باب من سلف في شيء فلایصرفه إلی غیره ولا یبعه حتی یقبضه، ط: إدارة تالیفات اشرفیه۔

الصکاک جمع صک وهو الورقة المکتوبة بدین و یجمع أیضا علی صکوک۔ والمراد هنا الورقة التي تخرج من ولي الأمر بالرزق لمستحقه بأن یکتب فیها للإنسان کذا و کذا من طعام أو غیره فیبیع صاحبها ذلک لإنسان قبل أن یقبضه۔ (شرح النووي علی الصحیح لمسلم: (۵،۲/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

(۱) (الغرم بالغنم) أي من ینال نفع شيء یجب أن یتحمل ضرره مثلاً أحد الشرکاء في المال المشترک یلزمه من الخسارة بنسبة ماله من المال المشترک کما یأخذ من الربح۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۹۰/۱) المادة: ۸۷، القواعد الکلیة، المقالة الثانیة: في بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: دار عالم الکتب)

شرح المجلة لرستم باز: (۳۸/۱) المادة: ۸۷، أیضا، ط: مکتبه فاروقیه۔

تبیین الحقائق: (۳۰/۶) کتاب إحیاء الموات، مسائل الشرب، ط: إمدادیه ملتان۔

ہے، اور یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

● شراکت کی مدت کے اختتام پر اثاثہ جات کا تصفیہ نہیں کیا جاتا، بلکہ صکوک جاری کرنے والا صکوک کے اوپر لکھی ہوئی قیمت (Face Value) کے عوض دوبارہ خرید لیتا ہے، یہ شراکت کے تصور کے خلاف ہے۔ (۲)

---

(۱) (ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ و وجهه ما ذكره المصنف بقوله: لأنه شرط يوجب انقطاع الشركة فعساه لا يخرج إلا قدر المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لأحدهما على ذلك التقدير واشتراطه لأحدهما يخرج العقد عن الشركة إلى قرض أو بضاعة على ما تقدم۔ (فتح القدير: (۱۷۰/۶) كتاب الشركة، فصل ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير... الخ، ط: رشیدیہ جدید)

▭ يشترط أن تكون حصة الربح الذي بين الشركاء جزأ شائعا كالنصف والثلث والربع فإذا اتفق على أن يكون لأحد الشركاء كذا درهما مقطوعا من الربح تكون الشركة باطلة۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۶۱/۲) المادة: ۱۳۳۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني: في بيان شرائط شركة العقد العمومية، ط: مكتبه فاروقيه)

▭ يجب النص في عقد الشركة على كيفية توزيع الأرباح بين أطراف الشركة، وأن يكون التحديد بنسب شائعة في الأرباح، وليس بمبلغ مقطوع أو بنسبة من رأس المال۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۱۶۳) المعيار الشرعي، رقم: ۱۲، الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(۲) [يٰأيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل]۔ [النساء: ۲۹]

▭ عن ابن عباس والحسن رضي الله عنهم: أن الباطل هو كل ما يؤخذ من الإنسان بغير عوض۔ (تفسير الرازي: (۷۱/۱۰) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفكر)

▭ (ولو كان البيع بشرط لا يقتضيه العقد، وفيه نفع لأحد المتعاقدين) أي البائع والمشتري (أو لمبيع يستحق) النفع بأن يكون آدميا (فهو) أي هذا البيع (فاسد) لما فيه من زيادة عرية عن العوض فيكون ربا وكل عقد شرط فيه الربا يكون فاسدا۔ (مجمع الأنهر: (۹۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

▭ يجوز أن يصدر أحد أطراف الشركة وعدا ملزما بشراء موجودات الشركة خلال مدتها أو عند التصفية بالقيمة السوقية أو بما يتفق عليه عند الشراء، ولا يجوز الوعد بالشراء بالقيمة الاسمية۔ (المعايير الشرعية: (ص: ۱۶۶) المعيار الشرعي، رقم: ۱۲، الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

صکوک کی قسمیں

صکوک کی کئی قسمیں ہیں سب سے اہم یہ تین ہیں:

① مشارکہ صکوک ② مضاربہ صکوک ③ اجارہ صکوک

ہر ایک کا تعارف اپنی اپنی جگہوں پر دیکھیں۔

صکوک کے احکام

واضح رہے کہ صکوک ہولڈرز کے باہمی تعلق کا مدار شراکت داری پر ہے، اس لیے جب تک آپس میں شراکت داری کا تعلق قائم نہیں ہوگا، تب تک ان صکوک پر منافع لینا اور ان کے اوپر لکھی ہوئی قیمت (Face Value) سے کم یا زائد پر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس صورت میں یہ قرض کی دستاویز ہوں گے جن پر کسی قسم کا منافع یا ان کا کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ کرنا سود ہوگا۔[1] اور اس سے ان صکوک کو جاری کرنے کا مقصد بھی فوت ہو جائے گا۔

چونکہ صکوک جاری کرنے والے اور صکوک خرید کر لینے والے کا باہمی تعلق محدود مدت کی شراکت داری پر ہے تو شراکت داری کے احکام کو جاری کرنا ضروری، ورنہ یہ کام جائز نہیں ہوگا، اور شراکت داری میں چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے، ورنہ شراکت صحیح نہیں ہوگی اور صکوک کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہوگی، اور وہ چند

---

(١) يجوز تداول الصكوك واستردادها إذا كانت تمثل حصة شائعة في ملكية موجودات من أعيان أو منافع أو خدمات، بعد قفل باب الاكتتاب وتخصيص الصكوك وبدء النشاط، أما قبل بدء النشاط فتراعى الضوابط الشرعية لعقد الصرف۔ (المعايير الشرعية: (ص: ٢٣٣) المعيار الشرعي، رقم: ١٧، صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

(فإن وجدا) أي القدر والجنس (حرم الفضل والنساء)۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (٢/ ١٨٦) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار إحياء الكتب العربية)

الدر المختار مع الرد: (٥/ ١٧٢) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد۔

باتیں یہ ہیں:

❶ نفع اور نقصان میں تمام فریق شریک ہوں گے، اگر کوئی ایک فریق صرف منافع میں تو حصہ دار ہو، مگر نقصان ہونے کی صورت میں اپنے حصے کے نقصان کی ذمہ داری قبول نہ کرے تو شراکت جائز نہیں ہوگی اور ایسے صکوک کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

❷ اگر ایک فریق دوسرے فریق کو اصل رقم کی نسبت سے طے شدہ منافع ادا کرنے کی شرط لگائے تو ایسی شراکت جائز نہیں۔

مثلاً صکوک بیچنے والے نے یہ کہا کہ ان صکوک پر بہر صورت بارہ فیصد منافع دیا جائے گا، تو یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا، اور ایسے صکوک خریدنا بیچنا اور نفع لینا ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۲)

ہاں اگر شراکت کے آغاز میں یہ طے ہوجائے کہ کاروبار سے جو منافع حاصل ہوگا وہ تمام شرکاء میں حصص کے تناسب سے تقسیم ہوگا یا حاصل ہونے والا منافع کسی فیصد سے تقسیم ہوگا، وہ طے ہوجائے، پھر یہ جائز ہوگا، لیکن ایسا ہوتا نہیں۔

---

(۱) الضرر والخسارة التي تحصل بلا تعدو لا تقصير تقسم في كل حال بنسبة مقدار رؤوس الأموال۔ وإذا شرط خلاف ذلک فلا يعتبر۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۷۳/۲) المادة: ۱۳۶۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبه فاروقيه)

▭ مجمع الأنهر: (۵۵۳/۲) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

▭ البحر الرائق: (۷۳/۵) كتاب الشركة، ط: سعيد۔

(۲) (ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ ووجهه ما ذكره المصنف بقوله: لأنه شرط يوجب انقطاع الشركة فعساه لا يخرج إلا قدر المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لأحدهما على ذلک التقدير واشتراطه لأحدهما يخرج العقد عن الشركة إلى قرض أو بضاعة على ما تقدم۔ (فتح القدير: (۱۷۰/۶) كتاب الشركة، فصل ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير... الخ، ط: رشيديه جديد)=

صکوک کے احکام

☆ شراکت کے اختتام پر تمام اثاثہ جات کو بیچ کر نقد میں تبدیل کرنا ضروری ہے، اور جو نقد رقم حاصل ہوگی، اس میں سے تمام اخراجات اور قرض منہا کرنے کے بعد باقی رقم تمام حصہ داروں میں ان کے حصص کے تناسب سے تقسیم کردی جائے گی کیونکہ شراکت سے متعلق اثاثہ جات تمام حصہ داروں کی مشترکہ ملکیت ہوتے ہیں، لہٰذا شراکت کی مدت ختم ہونے پر تمام شرکاء میں ان کے حصص کے بقدر تقسیم کرنا ضروری ہے، چنانچہ دنیا بھر کے اسلامی بینکوں اور مالیاتی اداروں کی رہنمائی کے لیے ترتیب دی گئی دستاویز "المعايير الشرعية" میں واضح الفاظ میں لکھا ہے: ٣١٩

جب شراکت کی مدت ختم ہونے پر تصفیہ ہو، تو وہ اس طرح مکمل ہوگا کہ تمام اثاثہ جات کو بازار میں بیچا جائے اور اس سے جو کچھ حاصل ہو وہ اس طرح استعمال میں لایا جائے کہ پہلے تصفیہ کے اخراجات نکالے جائیں، پھر شراکت کے ٹوٹل اثاثوں میں سے مالی ادائیگیاں کی جائیں اور پھر بقیہ اثاثوں میں ہر شریک کو اس کے اصل سرمایہ کی مناسبت سے دیا جائے، اور اگر اثاثے اصل سرمائے کی واپسی کے لئے ناکافی ہوں تو ہر ایک کو اس کے سرمائے کی نسبت سے حصہ رسدی دے دیا

= بشرط أن تكون حصة الربح الذي بين الشركاء جزأ شائعا كالنصف والثلث والربع فإذا اتفق على أن يكون لأحد الشركاء كذا درهما مقطوعا من الربح تكون الشركة باطلة۔ (شرح المجلة لرستم باز: (٥٦١/٢) المادة: ١٣٣٧، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل الثاني: في بيان شرائط شركة العقد العمومية، ط: مكتبه فاروقيه)

يجب النص في عقد الشركة على كيفية توزيع الأرباح بين أطراف الشركة، وأن يكون التحديد بنسب شائعة في الأرباح، وليس بمبلغ مقطوع أو بنسبة من رأس المال۔ (المعايير الشرعية: (ص: ١٦٣) المعيار الشرعي، رقم: ١٢، الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

جائے۔(۱)

اجارہ صکوک چونکہ محدود مدت کی شراکت داری کے تصور پر جاری کیے جاتے ہیں اس لیے ضروری ہے کہ جب صکوک کی مدت پوری ہو تو وہ اثاثہ فروخت کیا جائے اور اس سے وصول ہونے والی رقم صکوک خریدنے والے لوگوں میں ان کے حصص کے تناسب سے تقسیم کی جائے، حالانکہ صکوک فروخت کرنے والے ادارے ایسا نہیں کرتے۔

صکوک مشارکہ

''مشارکہ صکوک'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۶/۶)

صکوک مضاربہ

''مضاربہ صکوک'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۷/۶)

صلح کا معنی

☆صلح کے لغوی معنی ہیں: جھگڑے کو ختم کرنا۔

اور صلح کے شرعی معنی ہیں: کوئی ایسا درمیانہ راستہ تلاش کرنا جو دونوں فریق کے لئے قابل قبول ہو، جس سے آپس کا جھگڑا ختم ہو جائے، اختلافات دور ہو جائیں،

(۱) وإذا كانت التصفية بانتهاء المدة فإنه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح في السوق وتستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتي:

ا۔ دفع تكاليف التصفية۔

ب۔ أداء الالتزامات المالية من إجمالي موجودات الشركة۔

ج۔ تقسيم باقي الموجودات بين الشركاء بنسبة حصة كل منهم في رأس المال، وإذا لم تكف الموجودات لاسترداد رأس المال فإنها تقسم بينهم بالنسبة والتناسب (قسمة غرماء)۔ (المعايير الشرعية : (ص: ١٦٦) المعيار الشرعي ، (١٢) الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

اور بغض وعداوت کی بنیاد ختم ہو جائے۔ (۱)

صلح کرنے کا طریقہ

صلح بھی دوسرے عقود کی طرح ایک عقد ہے، لہٰذا صلح منعقد ہونے کے لئے ایجاب وقبول کا ہونا ضروری ہے، ایجاب وقبول کے لئے کوئی متعین عبارت یا الفاظ ادا کرنے کی ضرورت نہیں، بلکہ وہ عبارت والفاظ جو صلح پر فریقین کی رضامندی پر دلالت کریں، ان سے صلح منعقد ہو جائے گی۔

یعنی ایک فریق کہتا ہے کہ میرے تمہارے ذمہ جو دو ہزار قرض ہیں میں ایک ہزار کے عوض تم سے صلح کرتا ہوں، ایک ہی ہزار دے دو؟ دوسرا فریق جواب میں کہتا ہے: ہاں مجھے قبول ہے، یا منظور ہے، تو اس سے صلح منعقد ہو جائے گی۔ (۲)

صلح کی کوشش کرنا

"مصالحت کی کوشش کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۰۱/۶)

---

(۱) كتاب الصلح هو مشتق من المصالحة وهي المسالمة بعد المخالفة، وفي الشرع: عبارة عن عقد وضع بين المتصالحين لدفع المنازعة بالتراضي۔ (الجوهرة النيرة: (۲/۲)، كتاب الصلح، ط: حقانيه)

☐ تبيين الحقائق: (۲۹/۵)، كتاب الصلح، ط: امداديه، ملتان۔

☐ اللباب في شرح الكتاب: (۸۵/۲)، كتاب الصلح، ط: قديمي۔

☐ قوله تعالى: [وإن طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما] (سورة الحجرات: ۹)

(۲) وأما ركن الصلح فالإيجاب والقبول وهو أن يقول المدعي عليه صالحتك من كذا على كذا أو من دعواك كذا على كذا ويقول الآخر قبلت أو رضيت أو ما يدل على قبوله ورضاه فإذا وجد الإيجاب والقبول فقد تم عقد الصلح۔ (بدائع الصنائع: (۴۰/۶)، كتاب الصلح، فصل وأما ركن الصلح، ط: سعيد)

☐ هو ـــ عقد يرفع النزاع وركنه الإيجاب والقبول) بأن يقول المدعى عليه صالحتك من كذا على كذا أو من دعواك كذا على كذا ويقول الآخر قبلت أو رضيت أو ما يدل على رضاه وقبوله۔ (درر الحكام شرح غرر الأفكار: (۳۹۵/۲)، كتاب الصلح، ط: دار إحياء الكتب العربية)۔

☐ الفقه الإسلامي وأدلته: (۲۹۹/۵)، الفصل الثالث عشر: الصلح، المبحث الأول: تعريف الصلح ومشروعيته وأنواعه وركنه، ط: دار الفكر، بيروت)

۳۲۳ غیر سودی معیشت میں سرمایہ حاصل کرنے کا ذریعہ شراکت یا مضاربت ہے، اس لیے بھی صنعتی یونٹس میں شراکت جائز ہے۔

اسی طرح حصص کے ذریعہ کسی ایسے صنعتی کاروبار میں شراکت جائز ہے جو حرام اشیاء اور حرام خدمت کی پیداوار اور لین دین کا کام نہیں کرتا۔

غیر سودی بینکاری کا مضبوط ڈھانچہ شراکت اور مضاربت کی بنیاد پر استوار کیا جا سکتا ہے، لیکن ہمارے قانون میں بینک کو اثاثہ اور مال تجارت رکھ کر تجارت کرنے کی اجازت نہیں، بینک صرف قرض کی رقم قرض دے کر کاروبار کر سکتا ہے اور شریعت میں یہ حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) شركة المساهمة: هي أهم أنواع شركات الأموال، وهي التي يقسم فيها رأس المال إلى أجزاء صغيرة متساوية، يطلق على كل منها سهم غير قابل للتجزئة، ويكون قابلاً للتداول... ورأى المشرع الوضعي قصر نشاطات الشركات المساهمة على المشروعات الكبيرة نسبيا التي تحتاج إلى رؤوس أموال ضخمة لا تتوافر عادة لدى الأشخاص... وهذه الشركة جائز شرعا؛ لأنها شركة عنان، لقيامها على أساس التراضي، وكون مجلس الإدارة متصرفا في أمور الشركة بالوكالة عن الشركاء المساهمين ولا مانع من تعدد الشركاء، واقتصار مسؤولية الشريك على اسهمه المالية مشابه لمسئولية رب المال في شركة المضاربة... وإصدار الأسهم أمر جائز شرعا۔ أما إصدار السندات أي القروض بفائدة فلا يحلّ شرعا۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۹۷۳/۵، ۳۹۷۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني: شركة المضاربة، ط: رشيديه)

☐ وزاد في البحر: قيد أن يكون العمل حلالاً؛ لما في البزازية: لو اشتركا في عمل حرام لم يصح۔ (شامی: (۳۲۲/۴) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد)

☐ (قوله: كل قرض جر نفعا حرام) أي: إذا كان مشروطا كما علم مما نقله عن البحر۔ (شامی: (۵/ ۱۶۶) كتاب البيوع، فصل في القرض، مطلب كل قرض جر نفعا حرام، ط: سعيد)

☐ كل قرض جر منفعة، فهو وجه من وجوه الربا۔ (السنن الكبرى: (۳۵۰/۵) كتاب البيوع، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفية)

ض

۳۲۴ ضائع ہو گیا سامان دکھانے کے لیے لے جانے والے سے

''سامان دکھانے کے لیے لے گیا اور وہ ضائع ہو گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۴/۴)

ضبط بیعانہ صحیح نہ ہونے کی وجوہات

''بیعانہ ضبط کرنے کی شرط لگانا صحیح نہ ہونے کی وجوہات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۶/۲)

ضبط کردہ مال خریدنا

☆ بعض اوقات حکومت کے کارندے لوگوں کے سامان ضبط کر کے نیلام کرتے ہیں، ایسے مال کی جان بوجھ کر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ضبط کرنے سے اصل مالک کی ملکیت ختم نہیں ہوتی، اور حکومت کی ملکیت ثابت نہیں ہوتی، اس لئے ضبط کیا ہوا مال اصل مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے، نیز یہ کہ حکومت کے لئے عوام کے اموال ناحق ضبط کرنا بھی درست نہیں۔ [1]

اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسا مال خریدنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اس

---

(۱) ولیس للامام ان یخرج شیئا من ید أحد الا بحق ثابت معروف۔ (شامی: (۱۸۰/۴)، کتاب الجہاد، باب العشر والخراج والجزیۃ، مطلب القول لذی الیدان الارض ملکہ وان کانت خراجیۃ، ط: سعید)

فاما اعشار الاموال المتنقلۃ فی دار الاسلام من بلد إلی بلد فمحرمۃ لایبیحھا شرع ولا یسوغھا اجتہاد، ولا ھی من سیاسات العدل وقلما تکون الا فی البلاد الجائرۃ۔ ولذلک قال رسول اللہ ﷺ لایدخل الجنۃ صاحب مکس۔ (الاحکام السلطانیۃ: (ص: ۲۳۶) فصل فی وضع الدیوان، القسم الثانی اعشار الاموال)، ط: دار الکتب العلمیۃ)

میں گناہوں کے کام میں تعاون کرنا لازم آتا ہے، اور یہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

ضبط کرنا بیعانہ کو وقتی طور پر

"بیعانہ کو وقتی طور پر ضبط کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۲)

ضرورت

"ضرورت" کی تعریف یہ ہے کہ اگر ممنوع اور حرام چیز کو استعمال نہ کرے تو یہ شخص ہلاک یا موت کے قریب ہوجائے گا، یہ اضطراری صورت ہے، یہی وہ حالت ہے جس میں حرام اور ممنوع چیز کا استعمال چند شرائط کے ساتھ جائز ہوجاتا ہے۔ (۲)

---

(۱) قال اللہ تعالی: [وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان]۔ (المائدۃ:۲)

☐ یأمر تعالی عبادہ المؤمنین بالمعاونۃ علی فعل الخیرات وھو البر، وترک المنکرات وھو التقوی، وینھاھم عن التناصر علی الباطل، والتعاون علی المآثم والمحارم۔ (تفسیر ابن کثیر: (۱۰/۲) ط: دار السلام ریاض)

☐ تنقیح الضابطۃ فی ھذا الباب علی ما منّ بہ علی ربی ان الاعانۃ علی المعصیۃ حرام، مطلقا بنص القرآن اعنی قولہ تعالی: [ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان]، وقولہ تعالی: [فلن اکون ظھیرا للمجرمین]۔ (جواھر الفقہ لمفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالی، تفصیل الکلام فی مسئلۃ الاعانۃ علی الحرام: (۴۵۳/۲)، ط: دار العلوم کراچی)

☐ عن اوس بن شرحبیل انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول: من مشی مع ظالم لیقویہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۴۳۶) کتاب الأداب، باب الظلم، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

(۲) الضرورۃ اسم من الاضطرار ومأخوذ من الضرر، وھو ضد النفع، وفی الشرع: بلوغ الإنسان حدا إن لم یتناول الممنوع ھلک أو قارب، وھذا یبیح تناول الحرام۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ: (۱۷/ ۱۲۹، ۱۲۰)، حرف الحاء، حرج، الضرورۃ، ط: دار السلاسل)۔

☐ وأیضا فیہ: (۲۰۲/۶)، حرف الألف، انتفاع، ثانیا: الاضطرار، ط: دار السلاسل۔

☐ الاشباہ والنظائر للسیوطی: (۸۴/۱) القاعدۃ الثانیۃ: ما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرھا، ط: دار الکتب العلمیۃ)

☐ شرح الحموی علی الأشباہ: (۱۵۲/۱)، القاعدۃ الخامسۃ: الضرر یزال، الثانیۃ: ما أبیح للضرورۃ یقدر بقدرھا، ط: إدارۃ القرآن۔

ضرورت سے زائد مسجد کا سامان

"مسجد کا ضرورت سے زائد سامان" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۵/۶)

ضرورت مند آدمی سے کم ریٹ پر سودا کرنا

اگر کوئی شخص شدید ضرورت کی بنا پر مجبوری میں کوئی چیز فروخت کر رہا ہے تو اس سے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم پر سودا کرنا صحیح نہیں ہے، یہ انسانیت اور مروت کے بھی خلاف ہے، آج کل بہت سارے لوگوں کی عادت بن گئی ہے کہ مجبور اور بے بس آدمی کی تاک میں رہتے ہیں تاکہ اس سے کم قیمت پر سودا کر سکیں۔

صحابہ کرام اگر کسی کو ضرورت کی بنا پر مجبوری میں کوئی چیز فروخت کرتے دیکھتے تو کبھی بھی اس سے کم قیمت پر نہ خریدتے بلکہ مارکیٹ قیمت کے اعتبار سے پوری قیمت ادا کرتے، چنانچہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک صحابی کو کوئی ضرورت تھی تو اس نے اپنا گھوڑا پانچ سو درہم میں فروخت کرنا چاہا، جب خریدار نے گھوڑے کو اچھی طرح دیکھا تو کہا کہ یہ تو ۸۰۰ درہم کا ہے تم اتنا سستا کیوں بیچ رہے ہو؟ اس نے جواب دیا میں مجبور تھا، اپنی لڑکی کو رخصت کرنا تھا، خریدار نے کہا ایک تو لڑکی کی رخصتی میں تنگ ہو کر اخراجات کرنے کا کوئی شرعی جواز نہیں اور دوسرے شریعت نے ہمیں مال خریدنے کی اجازت دی ہے لوگوں کی ضرورتیں نہیں، پھر اس نے پوری رقم ادا کر کے وہ گھوڑا لیا۔[1]

---

(۱) عن جرير قال: بايعت النبي صلى الله عليه وسلم على السمع والطاعة، فلقنني "فيما استطعت، والنصح لكل مسلم"... وروى الطبراني في ترجمته أن غلامه اشترى له فرسا بثلاثمائة، فلما رآه جاء إلى صاحبه فقال: إن فرسك خير من ثلثمائة، فلم يزل يزيده حتى أعطاه ثمانمائة۔ (فتح الباري: ۱۳۹/۱) كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم "الدين النصيحة لله ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم، ط: دار المعرفة)

ضرورتیں بقدرِ ضرورت حرام کو حلال بنا دیتی ہیں

(۳۲۷) جب انسان حرام کھا کر جان بچانے پر مجبور اور لاچار ہو، تو ضرورت کے بقدر اس کے لیے حرام، حلال ہو جاتا ہے، تاکہ وہ اپنی جان بچا سکے، مثلاً کسی انسان کی بھوک سے جان نکل رہی ہے اور اس کے پاس حرام چیز کے علاوہ کھانے پینے کے لیے حلال چیز کوئی بھی نہیں ہے، تو اس کے لیے حرام اتنا کھانا جائز ہوتا ہے جس سے جان بچ سکتی ہے، ضرورت سے زائد لینا پھر بھی حرام ہوتا ہے۔ (۱)

ضع و تعجل

☆ آج کل بعض تاجر، مؤجل (یعنی وہ دین جس کی ادائیگی کی تاریخ ابھی نہیں آئی) میں یہ معاملہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے دین کے کچھ حصے کو اس شرط پر چھوڑ دیتے ہیں کہ مدیون باقی دین فی الحال ادا کر دے، مثلاً زید نے خالد کو ادھار کتاب فروخت کی، قیمت ایک ہزار ہے، اور ادائیگی کی مدت دو ماہ ہے، اب زید مثلاً دس دن کے بعد خالد سے کہتا ہے کہ میں سو روپے ہزار میں سے چھوڑتا ہوں بشرطیکہ آپ نو سو روپے فی الحال ادا کر دیں، فقہ کی اصطلاح میں اس کو "ضع و تعجل" (کچھ چھوڑ دو اور باقی جلدی وصول کر لو) کا نام دیا جاتا ہے۔

یہ معاملہ ناجائز ہے، کیونکہ اس صورت میں وہ قرض کی زیادہ رقم کو نقد میں کم رقم کے عوض میں فروخت کر رہا ہے، اور یہ ناجائز ہے۔

☆ میعادی دین میں اگر کم کرنا نقد ادائیگی کی شرط کے ساتھ مشروط نہ ہو،

(۱) {فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا إثم علیه إن الله غفور رحیم} [البقرة: ۱۷۳]

☜ الضرورة بلوغه حدا إن لم یتناول الممنوع هلك إذا قاربه، وهذا یبیح تناول الحرام۔ (غمز عیون البصائر: (۱/۲۷۷) القاعدة الخامسة: الضرر یزال، الثانیة: ما أبیح للضرورة یقدر بقدرها، ط: دار الکتب العلمیة)

اور دائن یعنی بائع کسی قسم کی شرط کے بغیر دین کا کچھ حصہ ساقط کردے اور مدیون یعنی مشتری کسی شرط کے بغیر دین جلدی ادا کردے تو جائز ہے، مثلاً اوپر والی مثال میں زید خالد سے کہتا ہے کہ میں نے سو روپے چھوڑ دیئے، اب اگر آپ باقی رقم فوراً ادا کردیں تو آپ کی مہربانی، اور خالد نو سو روپے فوراً ادا کردے تو جائز ہے۔

☆ دین کی ادائیگی کا وقت آچکا ہو، اس وقت اس میں سے دائن اپنا کچھ دین چھوڑ دے اور باقی وصول کرلے، تو یہ جائز ہے۔(۱)

ضع وتعجل کی ممانعت نقد میں نہیں ہے

''ضع وتعجل'' کی ممانعت صرف ادھار معاملہ میں ہے، اگر معاملہ نقد ہو اور خریدار کسی وجہ سے رقم کی ادائیگی میں ٹال مٹول سے کام لے رہا ہے، تو اس صورت میں اگر بائع اسے کہہ دے کہ میں اتنی رقم معاف کرتا ہوں باقی رقم مجھے دیدیں تو یہ جائز ہے، یہ سود نہیں کیونکہ نقد معاملہ میں خریدار کو مدت اور میعاد کا حق ہی حاصل نہیں ہوتا، اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ بائع نے مدت کے مقابلہ میں رقم

---

(۱) الرجل يكون عليه ألف درهم دين مؤجل فيصالحه منه على خمس مائة حالة فلا يجوز ــــ ومن أجاز من السلف إذا قال عجل لي وأضع عنك فجائز أن يكون أجازوه إذا لم يجعله شرطا فيه وذلك بأن يضع عنه بغير شرط ويعجل الآخر الباقي بغير شرط۔(احكام القرآن للجصاص:(۱/۶۳۷، ۶۳۸)، سورة البقرة، باب الربا، ومن أبواب الربا الدين بالدين، ط:قديمي)۔

وفي كتاب الرحمة: اتفقوا على أن من كان له دين على إنسان إلى أجل، فلايحل له أن يضع عنه بعض الدين قبل الأجل، ليعجل له الباقي ــــ على أنه لا بأس إذا حل الأجل أن يأخذ البعض ويسقط البعض۔ (المسوى شرح المؤطا:(۲/۳۸)، كتاب البيوع والمعاملات، باب إذا ابتاع بثمن مؤجل لايجوز أن ينقد قبل الأجل على أن يحط البائع شيئا من حقه، ط:دار الكتب العلمية، بيروت)۔

لو كانت له ألف مؤجلة، فصالحه على خمس مأة حالة لم يجز، لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد، فيكون بإزاء ما حطه عنه، وذلك اعتياض عن الأجل، وهو حرام۔ (الهداية:(۳/ ۲۵۶، ۲۵۷)، كتاب الصلح، باب الصلح عن الدين، ط:رحمانيه)۔

الجوهرة النيرة:(۲/۶)، كتاب الصلح، ط:حقانيه۔

چھوڑ دی ہے۔(۱)

ضلع ٹیکس اصل قیمت میں ملانا

''ٹیکس''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۰/۳)

ضمانت دینا بینک سے قرضہ لینے والے کی

''بینک سے قرضہ لینے والے کی ضمانت دینا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

ضمانت طلب کرنا ادھار کی صورت میں

''ادھار کی صورت میں ضمانت طلب کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۷/۱)

ضمانت طلب کرنے پر اجرت لینا

ضمانت طلب کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں۔(۲)

---

(۱)هذا إذا كان البيع مؤجلاً۔ أما إذا كان البيع حالاً، فلا بأس بالصلح على بعض الدين مقابل التعجيل۔ ودليله ما أخرجه البخاري وغيره عن كعب رضي الله عنه أنه تقاضى ابن حدرد دينًا كان له عليه في المسجد، فارتفعت أصواتهما حتى سمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيته، فخرج إليهما حتى كشف سجف حجرته، فنادى يا كعب! قال: لبيك يا رسول الله! فقال: ضع من دينك هذا، وأومأ إليه أي الشطر، فقال: لقد فعلت يا رسول الله! قال: قم فاقضه۔ وجاء في الهداية: ومن له على آخر ألف درهم، فقال: أد إلي غدًا منها خمسمائة، على أنك بريئ من الفضل، فهو بري۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۵۴۷/۱) المبحث الخامس، الباب الأول: في البيع الحال والمؤجل، مسئلة" ضع وتعجل"، ط: معارف القرآن)

صحيح البخاري: (۶۵/۱) كتاب الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ط: قديمي۔

الهداية: (۲۵۷/۳) كتاب الصلح، باب الصلح في الدين، ط: رحمانيه۔

وقال ابن بطال: اتفق العلماء على أنه إن صالح غريمه عن دراهمه بدراهم أقل منها أنه جائز إذا حل الأجل، فإذا لم يحل الأجل لم يجز أن يحط عنه شيئًا۔ (عمدة القاري: (۳۱۱/۱۳) كتاب الصلح، باب الصلح بالدين والعين، ط: دار الكتب العلمية)

(۲)ولا يجوز أخذ الأجر على الكفالة؛ لأنها من عقود التبرعات، وأخذ الأجر على ذات الضمان غير جائز عند جمهور الفقهاء۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴۷۶۰/۵)، المبحث السادس: أنواع البيوع، =

ضمان مبیع کے بارے میں شریعت اور قانون میں فرق

''مبیع کا ضمان میں آنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۷/۶)

ضمان میں آنے کے بعد فروخت کرنا

☆ جب تک مبیع بائع کے ضمان میں نہیں آتی تب تک اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، یعنی مبیع کے ضمان (RISK) میں آنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے، ضمان میں آنے سے پہلے مبیع (چیز) کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ جو چیز غیر منقولی (IMMOVABLE) ہے جیسے زمین، مکان، فلیٹ، باغ، کھیت کنواں وغیرہ، یہ چیزیں شاذ و نادر (UNCOMMON) ضائع ہوتی ہیں، مثلاً زلزلہ آیا، طوفان اور سیلاب آیا تو تباہ و برباد ہوجاتی ہیں، ورنہ عام حالات میں ضائع نہیں ہوتیں، اور جو چیزیں شاذ و نادر ضائع ہوتی ہیں اس کا اعتبار نہیں ہوتا تو ایسی چیز سودا مکمل ہونے کے بعد خریدار کے ضمان میں آجاتی ہے، لہٰذا ایسی چیز پر خریدار کا طبعی (Physically) قبضہ ہونے سے پہلے خریدار کا اسے فروخت کرنا اور کرایہ پر دینا جائز ہے۔

☆ اور جو چیز منقولی (MOVEABLE) ہے وہ طبعی (Physically) قبضہ کے بغیر ضمان میں نہیں آتی، لہٰذا منقولی چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اُسے فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

=باب الربا، المطلب الرابع: مایترتب علی الاختلاف فی علة الربا، ممیزات المصارف الإسلامی، ط: رشیدیه)

(۱) وعنه (ای عن عمرو بن شعیب) قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یحل سلف وبیع ولا شرطان في بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندك. رواه الترمذي وأبو داود والنسائي۔(مشکاة المصابیح: ص: ۲۴۸، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی)=

ضمنی طور پر سودے میں داخل ہونے والی چیز

"سودے میں ضمنی طور پر داخل ہونے والی چیز" عنوان کے تحت دیکھیں۔

= يريد به الربح الحاصل من بيع ما اشتراه قبل أن يقبضه وينتقل من ضمان البائع إلى ضمانه فإن بيعه فاسد في شرح السنة قيل معناه إن الربح في كل شيء إنما يحل إن لو كان الخسران عليه فإن لم يكن الخسران عليه كالبيع قبل القبض إذا تلف فإن ضمانه على البائع......وقال ابن حجر رحمه الله يجوز أن يراد بيعه وعبر عنه بالربح لأنه سببه. (مرقاة المفاتيح: (۷۹/۶)، شرح رقم الحديث: ۲۸۷۰، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: رشيديه)۔

تحفة الأحوذی: (۳۶۱/۴)، ابواب البيوع، باب ماجاء فی كراهية بيع ماليس عندك، ط: دار الكتب العلمية۔

وأبو حنيفة وأبو يوسف يقولان بيع العقار قبل القبض في معنى بيع المنقول بعد القبض فيجوز كما يجوز بيع المنقول بعد القبض.......وفي المنقول قبل القبض في الملك غرر لأن بهلاكه ينتقض البيع ويبطل ملك المشتري فإذا قبضه انتفى هذا الغرر. (المبسوط للسرخسي: (۹/۱۳)، باب البيوع الفاسدة، ط: دار المعرفة)۔

للمشتري أن يبيع المبيع لآخر قبل قبضه إن كان عقارا وإلا فلا.....وقد جوزه الشيخان استحسانا___ بما أن الهلاك نادر في العقار ولا اعتبار للنادر فليس في بيع العقار قبل القبض غرر الانفساخ كما في بيع المنقول۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۳۶/۱)، رقم المادة: ۲۵۳، الكتاب الأول البيوع، الباب الرابع، الفصل الأول فی بيان حق تصرف البائع والمشتری، ط: دار الجيل)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۰۳/۱)، المادة: ۳۵۳، ط: مكتبه فاروقيه۔

تبيين الحقائق: (۸۰/۴)، كتاب البيوع، باب التولية، فصل صح بيع العقار قبل قبضه، ط: امداديه ملتان۔

ط

طباعت سے پہلے کتاب بیچنا

کتابوں کو طباعت سے پہلے خریدنا اور بیچنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ معدوم کی بیع ہے اور معدوم کی بیع جائز نہیں ہے، البتہ بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، جب کتاب چھپ جائے پھر وعدہ کے مطابق خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

طباعت کا حق بیچنا

حق تصنیف اور طباعت کا حق بیچنا جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اکثر علماء اس کو مال میں شامل نہیں کرتے اس لیے اس کی خرید وفروخت ناجائز ہے۔ (۲)

البتہ کچھ علماء عرفی اعتبار سے مال میں شامل کر کے اس کی خرید وفروخت کو جائز کہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) (يلزم أن يكون المبيع موجودًا) فبيع المعدوم باطل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجودًا مالاً متقومًا مملوكًا في نفسه... فلم ينعقد بيع المعدوم و ماله خطر العدم۔ (شامی: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

(۲) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۲۲۹) كتاب البيوع، الفصل الثانی، ط: دار الفكر، بيروت).

مجمع الضمانات: (۳۸۵/۱)، باب فی الصلح، ط: دار الكتاب الاسلامی۔

حاشية الطحطاوی علی الدر: (۹/۳)، كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

(۳) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لا يجوز الاعتياض عن الوظائف بالاوقاف، وفيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة: المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن افتى كثير باعتباره وعليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)=

طلب بڑھانے کے لئے قیمت میں کمی کرنا

"قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۵)

= ▭ ومقتضی ذلک ان یجوز النزول عن حق الابتکاء أو حق الطباعة لرجل آخر بعوض ویأخذه النازل، لکن هذا انما یأتی فی أصل الحق الابتکاء وحق الطباعة اما اذا قرن هذا الحق بالتسجیل الحکومی الذی یبذل له المبتکر من أجله جهده وماله و وقته ، والذی یعطی هذا الحق مکانة قانونیة تمثلها شهادة مکتوبة بید المبتکر وفی دفاتر الحکومة ، وصارت تعتبر فی عرف التجار مالا متقوما ، فلایبعد ان یصیر هذا الحق المسجل ملحقا بالأعیان والاموال بحکم هذا العرف السائر ، وقد اسلفنا ان للعرف مجالا فی ادراج بعض الاشیاء فی حکم الاموال والأعیان ؛ لأن المالیة۔ کما حکینا عن ابن عابدین رحمه الله تثبت بتمول الناس، وان هذا الحق بعد التسجیل یحرز أحراز الأعیان ویدخر لوقت الحاجة ادخار الأموال۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۱۲۲) بیع الحقوق المجردة، حق الابتکاء وحق الطباعة، ط: دار العلوم کراچی)

▭ والقول بجواز الاعتیاض عن حق المؤلف بالمال لایتعارض مع نص انما یتعارض مع القیاس، والقیاس یترک بالعرف العام باتفاق العلماء هذا اذا سلمنا ان حق المؤلف عن الحقوق المجردة، وهذا غیر مسلم انما المسلم والمقرر انه من القسم الثانی من الحقوق التی تثبت لأصحابها ابتداء، فلایکون القول بجواز الاعتیاض بالمال متعارضا مع نص ولا مع قیاس۔ (حق الابتکاء فی الفقه الاسلامی المقارن، (ص: ۱۸۰) ط: مؤسسة الرسالة، بیروت)

▭ ولایخفی ان صاحب الوظیفة ثبت له الحق فیه بتقریر القاضی علی وجه الاصالة لا علی وجه رفع الضرر، فالحاقها بحق الموصی له بالخدمة ، وحق القصاص وما بعده اولی من الحاقها بحق الشفعة والقسم، وهذا کلام وجیه لایخفی علی نبیه ، وبه اندفع ماذکره بعض محشی الاشباه من ان المال الذی یأخذه النازل عن الوظیفة رشوة ، وهی حرام بالنص ، والعرف لایعارض النص ، وجه الدفع ما علمت من انه صلح عن حق کما فی نظائره ، والرشوة لاتکون بحق ، واستدل بعضهم للجواز بنزول سیدنا الحسن ابن سیدنا علی رضی الله عنهما عن الخلافة لمعاویة رضی الله تعالی عنه علی عوض وهو ظاهر ایضا ، وهذا اولی مما قدمناه فی الوقف عن الخیریة من عدم الجواز ، ومن ان للمفرغ له الرجوع بالبدل ، بناء علی ان المذهب عدم اعتبار العرف الخاص والجواز ومن ان للمفرغ له الرجوع بالبدل، بناء علی ان المذهب عدم اعتبار العرف الخاص . . . ورأیت بخط العلماء عن المفتی ابی السعود أنه افتی بجواز اخذ العوض فی حق القرار والتصرف وعدم صحة الرجوع وبالجملة: فالمسألة ظنیة والنظائر والمتشابهة للبحث فیها مجال ، وان کان الاظهر فیها ما قلنا ، فالأولی ماقاله فی البحر من انه ینبغی الابراء العام بعده ، والله سبحانه وتعالی أعلم۔ (شامی: (۵۲۰/۴) کتاب البیوع، مطلب فی العرف الخاص والعام، ط: سعید)

طلب ورسد

"قیمت کم یا زیادہ ہونے کی وجہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۶/۵)

طلحہ رضی اللہ عنہ کی تجارت

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کپڑے کی تجارت کرتے تھے، اور ان کی آمدن روزانہ ایک ہزار اوقیہ تھی۔[۱]

طوطوں کا کاروبار

اس دور میں ملکی اور بین الاقوامی طور پر طوطوں کا کاروبار بھی عروج پر ہے، اگر طوطوں کے کاروبار کرنے والے اس کی خوراک اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتے ہیں، تو ان کو پنجرے میں بند کر کے رکھنا اور کاروبار کرنا جائز ہے، اور اگر ان کی خوراک اور دیگر ضروریات کا خیال نہیں رکھتے تو ان کو پنجرے میں بند کر کے رکھنا[۲]

---

(۱) ومنهم طلحة بن عبيد الله ذكر ابن قتيبة في المعارف وابن الجوزي في التلبيس: أنه كان بزازًا۔ (التراتيب الإدارية: (۲۵/۲) القسم التاسع، الباب الأول، باب في ذكر من كان بزازًا في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، ط: دار الأرقم)

المعارف لابن قتيبة: (ص: ۵۷۵) صناعات الأشراف، ط: دار المعارف۔

وكان في يد "طلحة" خاتم من فضة، فصه ياقوتة حمراء، وكانت غلته كل يوم ألف درهم وألف۔ (المعارف لابن قتيبة: (ص: ۲۳۱) أخبار طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه، ط: دار المعارف)

المستدرك للحاكم: (۳۷۸/۳) كتاب معرفة الصحابة، ذكر مناقب محمد بن طلحة بن عبيد الله رضي الله عنه، ط: دار المعرفة۔

(۲) عن أنس قال: إن كان النبي صلى الله عليه وسلم ليخالطنا حتى يقول لأخ لي صغير: يا أبا عمير ما فعل النغير؟ كان له نغير يلعب به فمات. متفق عليه.

وفي الحديث: إباحة لعب الصبي بالطيور إذا لم يعذبه. (مشكاة مع حاشيته: ص: ۴۱۶، كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الأول، ط: قديمي).

وفي شرح السنة فيه فوائد منها أن صيد المدينة مباح ــــ وأنه لا بأس أن يعطى الصبي الطير ليلعب به من غير أن يعذبه۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۰۶/۹، ۱۰۷)، كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الأول، ط: رشيديه)۔=

اور کاروبار کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

مزید ''پرندوں کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۰/۲)

طے شدہ ثمن سے زیادہ مطالبہ کرنا

عقدِ بیع مکمل ہونے کے بعد مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہے، اور بائع مقررہ ثمن کا حق دار بن جاتا ہے، اور بائع کے لئے مشتری سے طے شدہ قیمت سے زیادہ مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوتا، ہاں اگر مشتری اپنی رضامندی سے زیادہ دیدے تو جائز ہے۔ (۲)

= (قوله وأما للاستئناس فمباح) قال في المجتبى رامزا: لا بأس بحبس الطيور والدجاج في بيته، ولكن يعلفها وهو خير من إرسالها في السكك... في فتاوى العلامة قارئ الهداية: سئل هل يجوز حبس الطيور المفردة وهل يجوز عتقها، وهل في ذلك ثواب... فأجاب: يجوز حبسها للاستئناس بها، وأما إعتاقها فليس فيه ثواب. (الشامية: (۴۰۱/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

فتاوى قارئ الهداية: ص: ۲۰۰، كتاب الحظر والإباحة، ط: دار الكتب العملية۔

(۲) وعلم بهذا أنه لا يكره بيع ما لم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطوح والحمامة الطيارة والعصير۔ (الشامية، (۳۹۱/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)۔

وكذلك بيع السنور وسباع الطير الوحش والطير جائز عندنا، معلما كان أو لم يكن۔ (الخانية على هامش الهندية: (۱۳۳/۲)، كتاب البيوع، فصل في البيع الباطل والفاسد، ط: رشيديه)۔

والحمام إذا علم عددها وأمكن تسليمها جاز بيعها وأما إذا كانت في بروجها ومخارجها مسدودة فلا إشكال في جواز بيعها وأما إذا كانت في حالة طيرانها ومعلوم بالعادة أنها تجيء فكذلك۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۴/۳)، كتاب البيوع، الفصل الرابع في الحيوانات، ط: رشيديه)۔

وصح بيع الكلب ـــ والفهد ـــ والسباع ـــ وكذا الطيور علمت أولا۔ (الدر المختار: ۵/ ۲۲۶، ۲۲۷)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)۔

(۱) إذا كان الإيجاب من المشترى فقبل البائع بانقص من الثمن، أو كان من البائع فقبل المشترى بأزيد انعقد، فإن قبل البائع الزيادة في المجلس جازت كما في التاتارخانية ... وأما شرائط اللزوم بعد الانعقاد والنفاذ فخلوه من الخيارات الاربعة المشهورة، ويزاد خيار الكمية وخيار الغبن إذا كان فيه غرور۔ (البحر الرائق: (۲۵۸/۵، ۲۶۱) كتاب البيوع، ط: رشيديه كوئٹه)

الشامية: (۵۲۶/۳)، كتاب البيوع، مطلب في انعقاد البيع بلفظ واحد من الجانبين، ط: سعيد۔

وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع ولا خيار لواحد منهما الا من عيب أو عدم رؤية۔ (الهداية: (۲۰/۳)، كتاب البيوع، ط: رحمانيه)۔

ظرف کا وزن مبیع کے وزن کے ساتھ حساب کرنا

''مبیع کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۹/۶)

ظلم کے بقدر رقم حکومت سے وصول کرنا

''بجلی کا بل زیادہ لے لیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۴/۲)

ظلم ہے ٹال مٹول کرنا

''ٹال مٹول کرنا ظلم ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۲/۳)

عاجز ہو حوالگی سے

"حوالگی سے عاجز ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۷/۳)

عاشر

"عاشر" درآمدی اور برآمدی ٹیکس وصول کرنے والے کو کہتے ہیں، اس دور میں کسٹم کے لوگوں کو بھی عاشر کہنا درست ہوگا، بشرطیکہ شریعت کے قانون کے مطابق صرف غیر مسلموں سے ڈیوٹی وصول کریں۔ (۱)

---

(۱) عن سفيان عن عطاء يعني ابن السائب عن رجل من بكر بن وائل عن خالد رضي الله عنه، قال: قلت: يا رسول الله! أعشر قومي؟ فقال: "انما العشور على اليهود والنصارى وليس على الاسلام عشور"۔

(مسند أحمد: (۳۲۲/۳) رقم الحديث: ۱۸۹۲۳، مسند الكوفيين، حديث رجل من بكر بن وائل، ط: مؤسسة قرطبة)

وقال الشوكاني رحمه الله تعالى: أي ليس عليهم غير الزكاة من الضرائب والمكس ونحوهما۔ (نيل الأوطار: (۷۶/۱۰) كتاب الجهاد والسير، أبواب الأمان والصلح والمهادنة، باب أخذ الجزية وعقد الذمة، ط: دار ابن القيم)

باب العاشر... (هو حر مسلم)... (غير هاشمي)... (قادر على الحماية) من اللصوص والقطاع... (نصبه الامام على الطريق) للمسافرين... (ليأخذ الصدقات) تغليباً للعبادة على غيرها، (من التجار)... المارين بأموالهم الظاهرة والباطنة۔ (الدر مع الرد: (۳۰۹/۲، ۳۱۰) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۳۰/۲/ ۲۳۱)، كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۸۳/۲)، كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: مكتبه اشرفيه كوئٹه۔

قال الشافعي: الوظائف التي وضعها الفارس على رعاياهم من الخياط والصباغ والحداد كل يوم أو شهر كلا، فهو لا يحل أخذه، وكذلك الوظائف السلطانية اليوم في بلادنا علينا المسماة بـ (نكس)؛ لأنهم باخلونها حيث ما ذكرنا مسانهة: والعذر بأنهم يصرفون الى حوائجنا مردود؛ لأن خزائنهم معمورة تزيد كل يوم الى ماشاء الله تعالى عاقبة أمرها فلا حاجة الى أموال الناس، ومثل ذلك =

عافیت کے نو حصے تجارت میں ہیں

عافیت، امن وسلامتی کے نوے فیصد حصے تجارت میں ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ عافیت کے دس حصے ہیں، ان میں سے نو حصے معاش کی تلاش میں ہیں اور باقی ایک حصہ ساری چیزوں میں ہے۔(۱)

عاقد

''عاقد'' (Contractor) معاملہ کرنے والے ایک آدمی کو ''عاقد'' اور دونوں کو ''عاقدین'' یا ''متعاقدین'' کہتے ہیں۔(۲)

عاقد (Contractor) کے لئے شرائط

بیع صحیح ہونے کے لئے عاقد میں چند شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، اور وہ یہ

=المحصولات المتعددة الموضوعة على التجار على كل مار۔ والمعصية كلها على الآخذ والآمر وان تبعوا النصارى في هذه النهب والأخذ ومن تبع أهوائهم فماله من الله من ولي ولا نصير۔ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۳/ ۱۰۹) كتاب الكفالة، معنى الجبانة وحكم النكس، ط: مير محمد كتب خانه)

☜ أن العشر المأخوذ من المسلم المار على العاشر هو الزكاة بعينها الا أن هذا العاشر كما يأخذ من المسلم يأخذ من الذمي والمستأمن وليس المأخوذ منهما بزكاة۔ (العناية مع فتح القدير: (۲/ ۱۷۱) كتاب الزكاة، باب فيمن يمر على العاشر، ط: رشيدية قديم)

(۱) العافية عشرة أجزاء، تسعة في طلب المعيشة وجزء في سائر الأشياء۔ مسند الفردوس للديلمي عن أنس۔ (كنز العمال: (۳/ ۶) رقم الحديث: ۹۲۰۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة)

(۲) العقد: عند الفقهاء هو ربط أجزاء التصرف شرعاً بالايجاب والقبول، أو هو التزام المتعاقدين وتعهدهما أمراً... وجمعه العقود۔ (المجموع للقواعد الفقهية، ص: ۳۳۱، التعريفات الفقهية، ط: مكتبة البشرى)

ہیں:

❶ بائع اور خریدار دونوں کے لئے عاقل ہونا ضروری ہے، لہٰذا مجنون اور پاگل کی بیع صحیح نہیں ہے، اسی طرح ناسمجھ بچے کی خرید وفروخت کرنا بھی صحیح نہیں ہے، البتہ نابالغ سمجھ دار بچہ کی خرید وفروخت صحیح ہے۔

❷ بیع صحیح ہونے کے لئے ایک شخص کا بائع ہونا اور دوسرے کا خریدار ہونا ضروری ہے، ایک ہی آدمی ایک ہی وقت میں ایک ہی چیز کا خریدار اور بائع نہیں ہو سکتا، اور ایک ہی شخص خریدار اور بائع دونوں کی طرف سے خرید وفروخت کا وکیل نہیں بن سکتا۔ (۱)

عالم فقیہ کو تاجر لوگ سفر میں ساتھ رکھتے تھے

"پہلے زمانے کے مسلمان تاجر" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۲)

عالمی منڈیوں میں شرکت

"ایگزیبیشن میں شرکت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۰/۱)

عام ریٹ سے زیادہ داموں پر بیچنا

اپنے مال کو عام ریٹ سے زیادہ داموں پر بھی بیچنا جائز ہے، باقی بہت زیادہ داموں پر فروخت کرنا مکروہ ہے۔ (۲)

---

(۱) فشرائط العاقد اثنان، العقل والعدد، فلا ینعقد بیع مجنون وصبی لا یعقل ولا وکیل من الجانبین... ولا یشترط فیه البلوغ ولا الحریة، فیصح بیع الصبی أو العبد لنفسه موقوفاً، ولغیره نافذاً... (شامی: ۵۰۴/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۵۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الرکن ـــ ط: سعید۔

(۲) ... عن رجل عن ذلک القدر (ای المقدر بتسعیر القاضی) فباعه بثمن فوقه، اجازه القاضی یعنی امضاه ... (المحیط البرهانی: (۲۶۸/۸) کتاب البیوع، فصل فی الاحتکار، ط: مکتبه غفاریة کوئٹه) =

عام ریٹ سے سستے داموں پر چیز بیچنا

اپنے مال کو عام ریٹ سے سستے داموں پر بھی بیچنا جائز ہے۔(۱)

عام قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کردیا

''قیمت زیادہ لے لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۹/۵)

عام کنویں کا پانی

غیر مملوک زمین کے کنویں کے پانی کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ پانی بیچنے والے کی ملک نہیں ہے۔(۲)

عامل کے لئے کچھ نفع زیادہ متعین کرنا

اگر دو آدمی کسی کاروبار میں شریک ہیں اور دونوں کا سرمایہ مشترک ہے، اور ان دونوں میں سے ایک کام کرتا ہے اور دوسرا کام نہیں کرتا، ایسی صورت میں اگر عامل (کام کرنے والے) کے لئے نفع میں زیادہ حصہ مقرر کیا جائے تو یہ جائز ہے۔

= وظاهره انه لو باع باكثر يحل وينفذ البيع۔ (شامی: (۳۰۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

مجمع الانهر: (۲۱۵/۳) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: مكتبه غفارية كوئٹه۔

(۱) قوله: والوضيعة:) هي البيع بمثل الثمن الأول مع نقصان يسير اتقاني، وفي البحر: هي البيع بأنقص من الأول، (شامی: (۱۳۲/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (۱۰۷/۶)، كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۳۲۲/۳)، كتاب البيوع، باب التولية، ط: اشرفيه كوئٹه۔

(۲) وفي المحيط: بيع الماء في الحياض والآبار لا يجوز الا اذا جعله في اناء۔ (البحر الرائق: (۲۸۴/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

فتح القدير: (۲۳۶/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه جديد۔

الفتاوى الهنديه: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، الباب السابع في بيع الماء والجمد، ط: رشيديه۔

مثلاً زید کے ایک لاکھ اور عمر کے بھی ایک لاکھ روپے ہیں، اور زید کام کرتا ہے، اور عمر کام نہیں کرتا، اس لئے زید کا مثلاً ۸۰ فیصد اور عمر کا ۲۰ فیصد منافع مقرر رہوا، تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ۵۰ فیصد زید کے اپنے مال کے ہیں، اور بقیہ ۵۰ میں سے ۳۰ فیصد کام کی وجہ سے زید کو اور ۲۰ فیصد سرمایہ دینے کی وجہ سے عمر کو ملیں گے، اور یہاں شرکت سے منافع میں شرکت مراد ہوگی اور یہ مضاربت ہوگی۔ (۱)

---

(۱) وفي النهر اعلم: أنهما إذا شرطا العمل عليهما ان تساويا مالاً و تفاوتا ربحا جاز عند علمائنا الثلاثة رحمهم الله تعالىٰ، خلافاً لزفر رحمه الله تعالىٰ و الربح بينهما على ما شرطا وان عمل احدهما فقط، وان شرطاه على احدهما فان شرطا الربح بينهما بقدر رأس مالهما جاز، ويكون مال الّذي لا عمل له بضاعة عند العامل له ربحه وعليه وضيعته، وان شرطا الربح للعامل أكثر من رأس ماله جاز ايضا على الشرط، ويكون مال الدافع عند العامل مضاربة۔ ولو شرطا الربح للدافع أكثر من رأس ماله لايصح الشرط ويكون مال الدافع عند العامل بضاعة لكل واحد منهما ربح ماله، والوضيعة بينهما على قدر رأس مالهما أبدًا هذا حاصل ما في العناية و ما في النهر قلت: وحاصل ذٰلک كله أنّه إذا تفاضلا في الربح فإن شرطا العمل عليهما سوية جاز، ولو تبرع احدهما بالعمل، و كذا لو شرطا العمل على احدهما و كان الربح للعامل بقدر رأس ماله أو أكثر، ولو كان الأكثر لغير العامل أو لأقلهما عملا لايصح وله ربح ماله فقط، وهذا إذا كان العمل مشروطا... الخ۔ (شامي: (۳۱۲/۴) كتاب الشركة، مطلب: في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد)

(قوله: وإن شرطاه على أحدهما فإن شرطا الربح بينهما بقدر... الخ) في الدرر من كتاب المضاربة مانصه: والثالث أي من شروط المضاربة تسليمه إلى المضارب حتى لايبقى لرب المال فيه يد؛ لأنّ المال يكون أمانة عنده، فلايتم الا بالتسليم كالوديعة بخلاف الشركة؛ لأنّ المال في المضاربة من احد الجانبين والعمل من الجانب الآخر فلابدّ أن يخلص المال للعامل ليتمكن من التصرف فيه، واما العمل في الشركة لمن الجانبين فلو شرط خلوص اليد لأحدهما لم تنعقد الشركة لانتفاء شرطها وهو العمل منهما، فظاهرما ليابنا في مانقله المحشي ويقال في دفع المنافاة ان شرط العمل منهما شرط لتحقيق الشركة، وإذا شرط على احدهما تكون مضاربة أو بضاعة على ماذكره المحشي تأمل، ثم أنه لاحاجة... إلى قوله و تخصيص العمل بأحدهما يخرج المسألة عن أن تكون من مفردات مسائل الشركة بل هي حينئذٍ بضاعة ان شرط العمل على احدهما مع التساوي في الربح، ومضاربة ان شرط الفضل للعامل۔ (التحرير المختار على هامش رد المحتار: (تقريرات الرافعي) (۷۰/۴) كتاب الشركة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۷۳/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق مع حاشية العلامة الشلبي: (۲۳۳/۴، ۲۳۵، ۲۳۶) كتاب الشركة، ط: أشرفية كوئٹہ۔

عباس رضی اللہ عنہ عطر امپورٹ کرتے تھے

''درآمد'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۹/۳)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ

''حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا پیشہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مالدار بننے کا راز

''مالدار بننے کا راز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱/۶)

عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیشہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۵/۳)

عجیب واقعہ قرض ادا کرنے کا

''قرض ادا کرنے کی نیت ہو تو اللہ کی مدد ہوتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

عجیب واقعہ قرض ادا کرنے کے جذبہ کا

''قرض ادا کرنے کا عجیب واقعہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۴/۵)

عددی دستخط

''ڈیجیٹل سگنیچر'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۰۶/۳)

عرب ممالک میں مقامی باشندوں کی حرکت

بعض عرب ممالک میں یہ قانون بنادیا گیا ہے کہ دوسرے ممالک کے لوگ وہاں کے کسی مقامی باشندے کی شرکت سے تجارت کر سکتے ہیں، اس کے بغیر تنہا مکمل

تجارت اپنے نام پر نہیں کر سکتے، اس لئے جب بیرونی باشندے تجارت کرتے ہیں تو وہ برائے نام کسی مقامی باشندے یا کفیل کا نام بھی شریک کار کی حیثیت سے دے دیتے ہیں، تاکہ قانونی طور پر ان کو اس کی اجازت حاصل ہو جائے اور معاوضہ کے طور پر سالانہ یا ماہانہ ان کو کوئی متعینہ رقم دے دیا کرتے ہیں۔

یہ صورت درست نہیں ہے، دراصل اجنبی تاجر اس طرح رشوت دیتا ہے، اور یہ کوئی ایسی مجبوری اور ضرورت نہیں ہے، جس کی وجہ سے رشوت کی اجازت دی جائے اور دوسرا فریق (مقامی باشندہ) جو برائے نام شریک ہے، اس کے لئے رقم لینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ رشوت اور غصب کا مال ہے۔ (۱)

ہاں اگر مقامی تاجر کاروبار میں کچھ شامل کرے گا، تو نفع لینا اور دینا جائز ہوگا، اور اگر مقامی آدمی کے پاس پیسہ نہ ہو یا وہ شریک ہونے کے لئے آمادہ نہ ہو تو اجنبی تاجر اپنے سرمایہ کا کچھ حصہ اس کو قرض دے دے پھر وہ رقم لے کر کاروبار میں شامل کرے، پھر اس کو نفع کے اعتبار سے جو بھی تناسب مقرر ہو، اس کے مطابق نفع دے تو یہ جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) رشوة بضم الراء وكسرها ويجوز الفتح، وهي ما يؤخذ بغير عوض ويعاب أخذه، وقال بن العربي الرشوة كل مال دفع ليبتاع به من ذى جاه عوناً على ما لا يحل، والمرتشي قابضه والراشي معطيه والرائش الواسطة، وقد ثبت حديث عبد الله بن عمرو في لعن الراشي والمرتشي، أخرجه الترمذي وصححه. (فتح الباري لابن حجر: (۲۲۱/۵) تحت رقم الحديث: ۲۵۹۶، كتاب الهبة، باب من لم يقبل الهدية لعلة، ط: دار المعرفة۔

فيض القدير للمناوي: (۵۷/۴)، رقم الحديث: ۴۴۹۰، باب الراء، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۳۶۲/۵)، كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعيد۔

(۲) (وهي)... شرعاً (عبارة عن عقد بين المتشاركين في الأصل والربح)... (الدر مع الرد: (۴/ ۲۹۹)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۶۶/۵)، كتاب الشركة، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۳۳۳/۳)، كتاب الشركة، ط: أشرفيه۔

عرش کے سایہ میں

۳۴۴ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچ بولنے والا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہوگا۔ (۱)

عرصہ گزر گیا دیکھنے کا

"دیکھنے کا لمبا عرصہ گزر گیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۹/۳)

عرف کی وجہ سے نص مذہب کو ترک کرنا

☆ تعامل کی وجہ سے نص مذہب کو ترک کرنے کی گنجائش ہے۔

☆ معاملات میں لوگوں کی سہولت کی خاطر آسانی کا پہلو اختیار کرنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ شریعت کی حدود سے متجاوز نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم القيمة. رواه الأصبهاني وغيره۔ (الترغيب والترهيب: (۳۵۳/۲) كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب والحلف وإن كانوا صادقين، ط: دار الكتب العلمية)

🗁 فيض القدير للمناوي: (۲۷۸/۳) رقم الحديث: ۳۳۹۳، ط: المكتبة التجارية الكبرى۔

🗁 كنز العمال: (۷/۴) رقم الحديث: ۹۲۱۸، حرف التاء، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في الكسب، الفصل الأول: في فضائل الكسب، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۲) فهذه النقول و نحوها دالة على اعتبار العرف الخاص وإن خالف المنصوص عليه فى كتب المذهب مالم يخالف النص الشرعى ... اقول: وبما قررناه تبين لك ان ما تقدم عن الاشباه من أن المذهب عدم اعتبار العرف الخاص انما هو فيما اذا عارض النص الشرعى، فلا يترك به القياس ولا يخص به الاثر بخلاف العرف العام... وأما العرف الخاص اذا عارض النص المذهبى المنقول عن صاحب المذهب فهو معتبر كما مشى عليه اصحاب المتون والشروح والفتاوى... ليس للمفتى ولا القاضى ان يحكما بظاهر الرواية ويتركا العرف۔ (رسائل ابن عابدين: (۱۳۳/۲) نشر العرف فى بناء بعض الأحكام على العرف، ط: مكتبه محمديه۔

🗁 فهذا كله وامثاله دلائل واضحة على ان المفتى ليس له الجمود على المنقول فى كتب ظاهر الرواية من غير مراعاة الزمان وأهله والا يضيع حقوقا كثيرة ويكون ضرره اعظم من نفعه۔ (رسائل ابن عابدين: (۱۳۱/۲) نشر العرف فى بناء بعض الأحكام على العرف، ط: مكتبه محمديه كوئٹه)=

عرفی اجازت نابالغ کے لئے کافی ہے

"نابالغ کی خرید وفروخت میں عرفی اجازت کافی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۲/۶)

عطر درآمد کرنا

"درآمد" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۹/۳)

عطر فروش

حضرت اسماء بنت مخربہ اور حولاء بنت ثُویب عطر فروش تھیں۔ (۱)

= ولهذا ترى مشايخ المذهب خالفوا مانص عليه المجتهد في مواضع كثيرة بناءً على ماكان في زمنه لعلمهم بأنه لو كان في زمنهم لقال بما قالوا به أخذاً من قواعد مذهبه۔(رسائل بن عابدين: (۲/ ۱۲۵)نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف، ط:عالم الكتب ومحمديه كوئته۔

بيع الثمار على الاشجار . . . وظاهر مذهب الحنفية بطلانه ، وبه قال شمس الائمة السرخسي ، وافتى الحلواني وابو بكر بن الفضل من مشايخ المذهب بالجواز . . . والحلواني وابن الفضل عدلا عن ظاهر المذهب للعرف قال ابن الفضل : استحسن فيه لتعامل الناس ، فانهم تعاملوا بيع ثمار الكرم بهذه الصفة ، ولهم في ذلک عادة ظاهرة ، وفي نزع الناس عن عاداتهم حرج ، وكون هذا من بيع المعدوم المنهي عنه ، وتصريح ظاهر المذهب بطلانه لايمنع من صحة ما افتوا به ؛ لأن العرف كما علمنا يخصص الأدلة ويعدل به عن ظاهر المذهب ۔ (العرف والعادة في رأى الفقهاء، احمد فهمي ابو سنة، (ص: ۱۲۹، ۱۳۰)المقال الثامن: اهم الاحكام المبنية على العرف والعادة، ط: مطبعة الازهر)

(۱)ترجم في الإصابة لأسماء بنت مخربة بالياء فذكر أن ابنها عباس بن عبد الله بن ربيعة كان بعث إليها من اليمن بعطر فكانت تبيعه . . . وترجم في الإصابة أيضا للحولاء العطارة، فذكر أن أبا موسى أخرج من طريق أبي الشيخ بسنده إلى أنس قال: كانت بالمدينة امرأة عطارة تسمى حولاء بنت ثويب۔(التراتيب الإدارية: (۳۰/۲)القسم التاسع، الباب الأول، المرأة تبيع العطر، ط: دار الأرقم)

الاستيعاب في معرفة الأصحاب: (۹۰۳/۱) كتاب النساء وكناهم، حرف الراء، الربيع بنت النضر الأنصارية، ط: دار الإعلام۔

الإصابة في تميز الصحابة: (۹۳/۸) كتاب النساء، حرف الحاء المهملة، القسم الأول، الحولاء العطارة، ط: دار الكتب العلمية۔

عطر کی تجارت

عطر کی تجارت درست ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ یمن سے عطر خرید کر لاتے اور حج کے موسم میں اسے فروخت کرتے۔ (۱)

عظیم جرم

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ والے ناپ تول میں بخل سے کام لیتے، پس اللہ پاک نے آیت: {وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ} نازل فرمائی، تو اسکے بعد وہ اچھی طرح ناپ تول کرتے تھے۔

تجارت کے دوران ناپنے میں کمی زیادتی ایک عظیم جرم ہے، جس میں سستی کرنے سے سخت عذاب آتا ہے، اس لئے اس گناہ سے اپنے آپ کو فوراً بچانا ضروری ہے، اور ناپ تول میں ڈنڈی مارنا ایک طرح کا دھوکہ ہے اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے، اگر دنیا میں کم دیا تو آخرت میں دینا پڑے گا، اور وہاں حق ادا کرنا بہت ہی مشکل ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ترجم لي الإصابة لأسماء بنت مخربة بالباء فذكر أن ابنها عباس بن عبد الله بن ربيعة كان يبعث إليها من اليمن بعطر فكانت تبيعه... وروى عن الربيع بنت معوذ بن عفراء قالت: كانت اسماء بنت مخرمة تبيع العطر بالمدينة، وهي أم عباس وعبدالله بن أبي ربيعة يعني أبا جهل۔ (التراتيب الإدارية: (۳۰/۲) القسم التاسع، الباب الأول، المرأة تبيع العطر، ط: دار الأرقم)

(۲) قوله تعالى: "ويل للمطففين، الذين اذا اكتالوا على الناس يستوفون واذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون"... روى النسائي عن ابن عباس قال: لما قدم النبي صلى الله عليه وسلم المدينة كانوا من أخبث الناس كيلاً، فأنزل الله تعالى: "ويل للمطففين" فأحسنوا الكيل بعد ذلك، قال الفراء: فهم من أوفى الناس كيلاً الى يومهم هذا... قوله تعالى: "ويل" أى شدة عذاب فى الأخرة، وقال ابن عباس: انه واد فى جهنم يسيل فيه صديد أهل النار فهو قوله تعالى: "ويل للمطففين" أى الذين ينقصون مكاييلهم و موازينهم... (الجامع للأحكام القرآن للقرطبي: (۲۱۸/۱۹، ۲۱۹)، سورة المطففين، رقم الآية: ۱، ۲، ط: رشيديه۔=

عقد

عقد (Contract) جب دو انسان آپس میں معاملہ (Transaction) کرتے ہیں تو اس معاملہ کو عقد کہتے ہیں، خواہ اس کا تعلق بیع سے ہو یا بیع کے علاوہ کسی اور چیز سے ہو۔(۱) ۳۴۷

عقدِ بیع

"عقد بیع" خرید فروخت کا عقد (Contract Of Sale)۔(۲)

عقدِ بیع میں طے شدہ ثمن سے زیادہ مطالبہ کرنا

"طے شدہ ثمن سے زیادہ مطالبہ کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۵/۴)

عقدِ ربوٰ کا حکم

عقدِ ربوٰ بیع فاسد کے حکم میں ہے، اس لئے ایسی بیع کو ختم کر کے اپنا اپنا مال، اور اگر عین مال موجود نہ ہو تو اس کا مثل واپس لے لیں۔(۳)

= تفسیر ابن کثیر: (۳۴۶/۸)، سورة المطففين، الآية: ۱، ۲، ط: دار طيبة۔
روح المعاني للآلوسي: (۲۷۳/۱۵)، سورة المطففين، الآية: ۱، ۲، ط: دار الكتب العلمية۔
(۱، ۲) (العقد) ماعقد من البناء۔ والعهد۔ واتفاق بين طرفين يلتزم بمقتضاه كل منهما تنفيذ ما اتفقا عليه كعقد البيع والزواج... (المعجم الوسيط: (۶۱۴/۲)، باب العين، ط: دار الدعوة۔
العقد ربط أجزاء التصرف بالايجاب والقبول شرعاً۔ (التعريفات للجرجاني: (ص: ۱۹۶)، باب العين، ط: دار الكتب العلمية۔
جامع العلوم في اصطلاحات الفنون: (۲۳۸/۲)، حرف العين، ط: دار الكتب العلمية۔
(۳) (هو) لغة: مطلق الزيادة، وشرعا (فضل) ولو حكما فدخل ربا النسيئة، والبيوع الفاسدة كلها من الربا فيجب رد عين الربا لو قائماً... (خال عن عوض)... (بمعيار شرعي)... لأحد المتعاقدين۔
(قوله: فيجب رد عين الربا لو قائما لا رد ضمانه الخ) يعني انما يجب رد ضمانه لو استهلكه، وفي هذا التفريع خفاء، لأن المذكور قبله أن البيع الفاسد من جملة الربا، والمايظهر لو ذكر قبله أن الربا من جملة=

عقد کے الفاظ کیسے ہوں

☆ عقد کے الفاظ ایسے ہونا ضروری ہیں جن سے فوری طور پر عقد کرنے کا مفہوم سمجھ میں آتا ہو، بھاؤ تاؤ معلوم کرنے کے الفاظ نہ ہوں۔

☆ اور عقد کے الفاظ عقد کے خلاف کسی شرط پر معلق نہ ہوں، مثلاً یہ کہنا کہ ''میں تمہیں یہ سامان اس شرط پر بیچتا ہوں کہ تم نے آگے فروخت نہیں کرنا'' تو یہ شرط عقد کے تقاضے کے خلاف ہے، کیونکہ عقد تقاضا کرتا ہے کہ خریدار اس چیز کا مالک ہوگیا ہے، اور اس میں تصرف کرنے میں آزاد ہے۔

☆ اور عقد کے الفاظ مستقبل کے زمانہ کی طرف منسوب نہ ہوں، مثلاً یہ کہنا کہ ''یہ چیز میں نے آپ کو کل آئندہ فروخت کردی ہے''، تو اس سے بھی عقد مکمل نہیں ہوگا۔ (۱)

= البیع الفاسد، لأن حکم البیع الفاسد أنه یملک بالقبض ویجب رده لو قائماً ورد مثله أو قیمته لو مستهلکاً۔ (الدر مع الرد: (۱۲۹/۵)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: سعید۔

🗀 طحطاوی علی الدر: (۱۰۷/۳)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدیه۔

🗀 البحر الرائق: (۱۲۴/۶، ۱۲۵، ۱۲۶)، کتاب البیع، باب الربا، ط: سعید۔

(۱) الایجاب والقبول فی البیع عبارة عن کل لفظین مستعملین لانشاء البیع فی عرف البلدة، أی عبارة عن کل لفظین ینبئان عن معنی التملیک والتملک... الایجاب والقبول یکونان بصیغة الماضی کبعتُ واشتریتُ... ینعقد البیع بصیغة المضارع أیضاً اذا أرید بها الحال کما فی عرف بعض البلاد، کأبیع وأشتری واذا أرید بها الاستقبال لا ینعقد،... صیغة الاستقبال التی هی بمعنی الوعد المجرد مثل سأبیع وأشتری لا ینعقد بها البیع... (شرح المجلة لرستم باز: (۲۲/۱، ۲۳)، المادة: ۱۶۸، الی: ۱۷۱، البیوع، الباب الأول: فی بیان المسائل المتعلقة بعقد البیع، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: فاروقیه کوئٹه۔

🗀 شرح المجلة للاتاسی: (۳۲/۲، ۳۳) المادة: ۱۶۸، الی: ۱۷۱، أیضاً، ط: رشیدیه۔

🗀 الدر مع الرد: (۵۱۱/۴، ۵۱۰)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

🗀 ولا (بیع بشرط)... (لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما أو) فیه نفع (لمبیع) هو (من أهل الاستحقاق... (فیصح) البیع (بشرط یقتضیه العقد کشرط الملک للمشتری)... =

عقیقہ کا گوشت

عقیقہ کا گوشت اور کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

علی رضی اللہ عنہ کا فرمان نفع کے بارے میں

''نفع کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۰/۶)

عمارہ بن ولید رضی اللہ عنہ

''عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تاجر تھے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۰/۴)

عمر رضی اللہ عنہ بازار کا چکر لگاتے تھے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ بازار کا چکر لگاتے اور بعض تاجروں کو دُرّے مارتے اور فرماتے کہ ہمارے بازار میں صرف وہ شخص

=(أولا يقتضيه ولا نفع فيه لأحد)... كشرط أن لا يبيع)... قال: المحقق الشامي: في القهستاني عن الاختيار: جواز البيع، وبطلان الشرط: (الدر مع الرد: (۸۵/۵، ۸۶، ۸۷)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد۔)

شرح المجلة للاتاسي: (۶۵/۲)، المادة: ۱۸۹، البيوع، الباب الأول، الفصل الرابع: في حق البيع بشرط، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۷۲/۱)، المادة: ۱۸۹، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۱) وأما حكم لحمها وجلدها و سائر أجزائها فحكم لحم الضحايا في الأكل والصدقة ومنع البيع۔ (بداية المجتهد: (۳۳۰/۱) كتاب العقيقة، ط: فاران اكيڈمي لاهور)

(قوله: وامتناع بيعها) فلا يبيع منها شيئا حتى جلدها۔ (حاشية الباجوري: (۳۰۳/۲) كتاب أحكام الصيد والذبائح والضحايا والأطعمة، فصل في أحكام العقيقة، ط: دار إحياء الكتب العربية)

(ولا يعطى أجر الجزار منها)؛ لأنه كبيع۔ (قوله: لأنه كبيع)؛ لأن كلا منهما معاوضة؛ لأنه إنما يعطي الجزار بمقابلة جزره والبيع مكروه فكذا ما في معناه۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۲۸/۶) كتاب الأضحية، ط: سعيد)

تجارت کرے جو مسائل جانتا ہو ورنہ سود کھائے گا، چاہے یا نہ چاہے۔ (۱)

ایک اور جگہ پر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جسے دین کی سمجھ نہ ہو وہ ہمارے بازاروں میں ہرگز تجارت نہ کرے۔ (۲)

عمر رضی اللہ عنہ تجارت کے مسائل سے ناواقف آدمی کو تجارت کی اجازت نہیں دیتے تھے

''تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے''
عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۰/۲)

عمر رضی اللہ عنہ کی تجارت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کاروبار حجاز سے نکل کر ایران تک پھیل گیا تھا۔

عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں نگران مقرر فرمائے تھے

''تجارت کی اجازت کے لیے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے''
عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۰/۲)

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تاجر تھے

حضرت عمرو بن العاص اور عمارہ بن ولید رضی اللہ عنہما بڑے تاجر تھے، ان

---

(۱) ولذلک روی عن عمر رضي الله عنه أنه كان يطوف السوق ويضرب بعض التجار بالدرة ويقول: لا يبيع في سوقنا إلا من تفقه وإلا أكل الربا، شاء أم أبى۔ (إحياء العلوم: (۶۴/۲) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الثاني في علم الكسب بطريق البيع والربا والسلم والإجارة والقراض، ط: دار المعرفة)
التراتيب الإدارية: (۱۷/۲) القسم التاسع، باب كون الناس كانوا أول الإسلام لا يتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه، ط: دار الأرقم۔

(۲) وعن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أنه قال: من لم يتفقه في الدين فلا يتجرن في أسواقنا۔ (تنبيه الغافلين: (ص: ۳۴۷) ۶۲۔ باب آفة الكسب والحذر عن الحرام، ط: رشيديه)

کی رسائی حبشہ کے بادشاہ نجاشی اور اس کے وزراء تک تھی۔ (۱)

عمل کے بغیر اجرت میں شریک ہونا

مثلاً زید ایک درزی ہے، جو مشہور ہے، وہ ایک دکان پر کبھی کبھار بیٹھتا ہے، اور وہ دکان اس کی نگرانی میں چلتی ہے، اس دکان پر تین آدمی سلائی کا کام کرتے ہیں زید کچھ نہیں کرتا، دو تین گھنٹوں کے لئے آتا ہے، لیکن جو اجرت ملتی ہے، اس میں برابر شریک ہوتا ہے، تو یہ جائز ہے، کیونکہ یہ عقد اجارہ نہیں بلکہ شرکت صنائع ہے، یعنی شہرت اور وجاہت کی بناء پر لوگوں سے کام لینا اور حاصل ہونے والی اجرت کو آپس میں تقسیم کرنا۔ (۲)

---

(۱)

(۲) واما (تقبل) وتسمى شركة صنائع واعمال وابدان۔ (ان اتفق) صانعان (خياطان أو خياط وصباغ) فلايلزم اتحاد صنعة ومكان (على أن يتقبلا الأعمال)... قال المحقق الشامي:... والمراد عقد الشركة على التقبل والعمل... وفي البحر أيضاً: لو اشتركا على ان يتقبل احدهما المتاع ويعمل الآخر أو يتقبله أحدهما ويقطعه ثم يدفعه الى الآخر للخياطة بالنصف جاز كذا في القنية... وفي النهر: ان المشترك فيه انما هو العمل، ولذا قالوا: من صور هذه الشركة ان يجلس آخر على دكانه فيطرح عليه العمل بالنصف، و القياس ان لاتجوز؛ لأنّ من احدهما العمل ومن الآخر الحانوت، واستحسن جوازها؛ لأنّ التقبل من صاحب الحانوت عمل۔ (الدر مع الرد: (۳۲۲/۴) كتاب الشركة، مطلب في شركة التقبل، ط: سعيد)

ولو ان رجلا اجلس في دكانه رجلاً يطرح عليه العمل بالنصف فالقياس ان لاتجوز هذه الشركة؛ لأنها شركة العروض؛ لأنّ من احدهما العمل ومن الآخر الحانوت، والحانوت من العروض وشركة العروض غير جائزة۔ وفي الاستحسان جائزة؛ لأنّ هذه شركة الأعمال؛ لأنها شركة التقبل وتقبل العمل من صاحب الحانوت عمل وشركة الاعمال جائزة بلاخلاف بين اصحابنا؛ لأنّ مبناها على الوكالة والوكالة على هذا الوجه جائزة بأن يوكل خياط أو قصار وكيلا يتقبل له عمل الخياطة والقصارة وكذا يجوز لكل صانع يعمل بأجر أن يوكل وكيلا يتقبل العمل۔ (بدائع الصنائع: (۶۳/۶) كتاب الشركة، ط: سعيد)

النتف في الفتاوى: (ص: ۳۲۵) ط: بيروت۔

تبيين الحقائق: (۱۳۷/۵)، كتاب الاجارة، باب فسخ الإجارة، ط: ملتان۔ و: ۱۶۳/۶، ط: مكتبه كوئٹه۔

☆اور اگر دکان زید کی نہیں ہے لیکن شہر میں مشہور ہونے کی وجہ سے لوگ اس کے پاس کام لے کر آتے ہیں، اور دوسرا کام کرتا ہے، اور اجرت میں دونوں شریک ہوتے ہیں، تب بھی تعامل کی وجہ سے جائز ہے۔(۱)

عمل کے ذریعہ ایجاب وقبول

ایجاب وقبول جس طرح زبانی اور تحریری طور پر ہوتا ہے، عمل (ACT) کے ذریعہ بھی ہوتا ہے، یعنی فریقین تحریری اور زبانی طور پر کوئی بات نہ کریں، لیکن عمل ایسا کریں جس سے دونوں کی رضامندی ظاہر ہو، اس سے بھی بیع ہوجاتی ہے، ایسی بیع کو ''بیع تعاطی'' کہتے ہیں۔(۲)

---

(۱) وجه الاستحسان أن هذه ليست بإجارة وإنما هي شركة الصنائع وهي شركة التقبل؛ لأن شركة التقبل أن يكون ضمان العمل عليهما وأحدهما يتولى القبول من الناس والآخر يتولى العمل لحذاقته وهو متعارف فوجب القول بجوازها للتعامل بها، قال ﷺ ما رآه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔ (العناية في شرح الهداية على هامش تكملة فتح القدير: (۹/۱۵۰)، كتاب الاجارات، باب فسخ الاجارة، ط: دار الفكر) و: (۹/۱۵۲)، ط: رشيديه۔

بقیہ سابقہ حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۲) بما أن المقصد الأصلي من الإيجاب والقبول هو تراضي الطرفين ينعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي ويسمى هذا بيع التعاطي۔ (شرح المجلّة لرستم باز: (۱/۶۳) المادة: ۱۷۵، الكتاب الأوّل في البيوع، الباب الأوّل فيما يتعلّق بركن البيع، ط: فاروقيه)

التعاقد بالأفعال (العقد بالمعاطاة): قد ينعقد العقد بدون قول أو لفظ، وإنما بفعل يصدر من المتعاقدين ويسمى في الفقه بالمعاطاة أو التعاطي أو المراوضة: وهو التعاقد بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي دون تلفظ بإيجاب أو قبول۔ (الفقه الإسلامي وأدلّته: (۴/۲۹۳۷) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المطلب الثاني: عناصر العقد، الفرع الأوّل، ط: رشيديه)

درر الحكام شرح مجلّة الأحكام: (۱/۲۳۳) المادة: ۱۷۵، ط: دار الجيل۔

عملی اشارے سے سودا کرنا

عملی اشارے سے ایجاب وقبول یہ ہے کہ بائع خریدار کو چیز دیدے، اور خریدار بائع کو اس کی قیمت دے دے، خواہ دونوں زبان سے ایجاب وقبول نہ بھی کریں، یا ایک بات کرے اور دوسرا نہ کرے اس کو ''بیع تعاطی'' کہتے ہیں۔ (۱) ۳۵۳

عموم بلویٰ

''عموم بلویٰ'' کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کام یا معاملہ کا اس طور پر عام ہوجانا کہ اس سے خلاصی اور بچاؤ نا ممکن ہو، اور انسان اس میں مبتلا ہونے کے لئے اضطرار کے درجہ تک پہنچ چکا ہو۔ (۲)

---

(۱) بما أن المقصد الأصلي من الايجاب والقبول هو تراضي الطرفين ينعقد البيع بالمبادلة الفعلية الدالة على التراضي، ويسمى هذا بيع التعاطي، مثال ذلك: أن يعطى المشترى للخباز مقدارا من الدرهم فيعطيه الخباز مقدارا من الخبز بدون تلفظ بايجاب وقبول، أو يعطى المشترى الثمن للبائع ويأخذ السلعة ويسكت البائع... (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۳/۱)، المادة: ۱۷۵، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه كوئته۔

☐ شرح المجلة للاتاسي: (۳۶/۲، ۳۷) المادة: ۱۷۵، أيضاً، ط: رشيديه۔

☐ الدر مع الرد: (۵۱۴/۴)، كتاب البيوع، مطلب البيع بالتعاطي، ط: سعيد۔

(۲) عموم البلوى: "شيوع البلاء بحيث يصعب على المرء التخلص أو الابتعاد عنه" وهٰذا السبب من أسباب التخفيف مظهر واضح من مظاهر التسامح واليسر في الاحكام الشرعية، وخصوصا في العبادات والطهارة من النجاسات، وله امثلة كثيرة منها... وبول ترشش على الثوب قدر رؤس الابر... النار عند الحنفية مطهرة لما يلقى فيها من النجاسات كالروث والعذرة، فيعد رمادها طاهرا تيسيرا على الناس والا حكم بنجاسة الخبز في الأرياف إذا خبز بوقود نجس وكذلك يعتبر البعد طاهرا إذا وقع في المحلب، ورمي منه في الحال قبل التفتت ولم يتغير اللبن به... الخ۔ (نظرية الضرورة الشرعية، مقارنة مع القانون الوضعي للدكتور وهبة الزحيلي: (ص: ۱۱۵، ۱۱۶) ط: دار الفكر، دمشق)

☐ الدر مع الرد: (۳۲۶/۱، ۳۲۵، ۳۲۳)، كتاب الطهارة، باب الأنجاس، ط: سعيد۔

☐ الموسوعة الفقهية الكويتية: (۶/۳۱)، حرف العين، عموم، عموم البلوى، ط: مطابع دار الصفوة مصر۔

عموم بلوی ثابت ہونے کے لئے چند شرائط ہیں، لہٰذا کسی چیز کے بارے میں عموم بلوی کا فیصلہ کرتے ہوئے ان شرائط کا لحاظ کرنا ضروری ہے، اور وہ شرائط یہ ہیں۔

① عموم بلوی کے تحت جس حرام میں ابتلاء اور وقوع ہو رہا ہے وہ حرام لعینہ نہ ہو، بلکہ حرام لغیرہ ہو (یعنی اپنی ذات کے اعتبار سے جائز ہو البتہ خارجی چیزوں کی وجہ سے حرام ہو)

② اصل حکم کو ثابت کرنے والی قرآن وحدیث کی نص قطعی اور غیر محتمل نہ ہو۔

③ مقصد تک رسائی کے لئے دوسرا کوئی اور جائز راستہ موجود نہ ہو، یا دوسرا راستہ موجود تو ہو مگر شدید مشقت کا باعث ہو۔

④ کسی چھوٹے فساد کو دور کرنے کے لئے اس سے بڑے فساد میں واقع ہونا لازم نہ آتا ہو۔

⑤ مقتضائے حال پر عمل شارع کے مقصد کے خلاف نہ ہو۔[1]

عوامی فنڈ سے بچی ہوئی چیز بلیک میں فروخت کرنا

''ڈیلر کے لیے عوامی فنڈ سے بچی ہوئی چیز بلیک میں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۷/۳)

---

(۱) ان لایخالف المضطر مبادی الشریعة الاسلامیة الاساسیة التی ذکرها من حفظ حقوق الآخرین، وتحقیق العدل و أداء الأمانات ودفع الضرر، والحفاظ علی مبدأ التدین وأصول العقیدة الاسلامیة، فمثلاً: لایحل الزنا... الخ۔ (نظریة الضرورة الشرعیة ، المبحث الرابع ، مفهوم الضرورة، وضوابطها: (ص: ۲۶) ط: دار الفکر، بیروت)

ألا یخالف المضطر مبادئ الاسلام، فلایحل الزنا والقتل والکفر والغصب بأی حال، لأنها مفاسد فی ذاتها، وان کان یرخص حال الاکراه۔ الفقه الاسلامی وادلته: (۲۶۰۴/۳) القسم الاول: العبادات، الباب السابع: الحظر والاباحة، المطلب الثالث: حالة الضرورة، ط: رشیدیه۔

عورت کا دودھ

عورت کے لئے اپنے بچے یا دوسرے کے بچوں کو دودھ پلانا تو جائز ہے، (۳۵۵)
اور دودھ پلانے والی عورت دودھ پلانے پر اجرت بھی لے سکتی ہے، لیکن دودھ بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ انسانی اجزاء میں شامل ہے، اور انسانی اجزاء کی خرید فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

اس لئے انسانی دودھ کا "دودھ بینک" بنانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

عورت کو خرید کر رکھنا

☆ آزاد عورت کو بیچنا اور خریدنا ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) (وليس على أمه ارضاعه) قضاء بل ديانة (الا اذا تعينت) فتجبر كما مر في الحضانة، وكذا الظئر تجبر على ابقاء الاجارة، بزازية (ويستأجر الأب من ترضعه عندها) لأن الحضانة لها والنفقة عليه۔ (قوله: الا اذا تعينت) بأن لم يجد الأب من ترضعه أو كان الولد لا يأخذ ثدي غيرها، وهذا هو الأصح... (الدر مع الرد: (۶۱۸/۳)، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: في ارضاع الصغير، ط: سعيد۔)

☐ (ولبن امرأة) بالجر أي لم يجز بيع لبن المرأة لأنه جزء الآدمي، وهو بجميع أجزائه مكرم مصون عن الابتذال بالبيع أطلقه فشمل لبن الحرة والأمة، وهو ظاهر الرواية. (البحر الرائق: (۸۰/۶)، كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

☐ شامي: (۵۸/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد۔

☐ تبيين الحقائق: (۳۷۵/۴)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: أشرفيه كوئٹه۔

(۲) عن سعيد بن أبي سعيد رضي الله تعالى عنه عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله تعالى: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره۔ (صحيح البخاري: (۲۹۷/۱) كتاب البيوع، باب إثم من باع حرًا، ط: قديمي كتب خانه كراچی)

☐ بطل بيع ما ليس بمال كالدم والميتة والحر... الخ (الدر مع الرد: (۵۰/۵-۵۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

☐ ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئٹه۔=

☆ اور آزاد عورت کو خرید کر نکاح کے بغیر رکھنا بھی ناجائز اور حرام ہے[(١)]، ایسے لوگ حرام کاری میں مبتلاء ہیں، تعلقات زنا، اور بچے حرامی ہوں گے۔[(٢)]

☆ اسلامی طریقہ پر جب جہاد کیا جائے، اس میں غیر مسلموں کی جو عورتیں گرفتار کر کے لائی جائیں اور امیر المؤمنین ان کو مجاہدین اور غازیوں میں تقسیم کریں تو ایسی عورتیں شرعی باندی ہوتی ہیں، جس کی ملک میں شرعی طریقے سے آجائیں ان کو نکاح کے بغیر بیوی کی طرح رکھنا جائز ہے۔[(٣)] لیکن موجودہ دور میں ایسی باندیاں

= 🗀 إعلاء السنن: (١١٥/٣٠) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع الحر، ط: ادارة القرآن

🗀 تبيين الحقائق، (٣٦٢/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت لبنان۔

🗀 البحر الرائق: (١١٢/٦) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(١) عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا! لا يبيتن رجل عند امرأة ثيب الا أن يكون ناكحاً أو ذا محرم۔ مشكاة المصابيح: (ص: ٢٦٨) كتاب النكاح، باب النظر الى المخطوبة، الفصل الأول، ط: قديمى)

🗀 صحيح مسلم: (٢١٥/٢) كتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها، ط: قديمى۔

🗀 وفى هذا الحديث والأحاديث بعده تحريم الخلوة بالأجنبية۔ (شرح النووى على الصحيح لمسلم: (٢١٥/٢) كتاب السلام، باب تحريم الخلوة بالأجنبية والدخول عليها، ط: قديمى)

🗀 سبل السلام: (٣٠٥/٢) شرح الحديث: ١٠٥٢، كتاب الرجعة، باب العدة والاحداد والاستبراء، ط: دار الحديث۔

(٢) عن عثمان رضى الله عنه قال: قضى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ (كنز العمال: (١٩٨/٦) رقم الحديث: ١٥٣٣٩) كتاب الدعوى من قسم الأفعال، دعوى النسب، ط: مؤسسة الرسالة)

🗀 مشكاة المصابيح: (ص: ٢٦٥) كتاب البيوع، باب الوصايا، الفصل الثانى، ط: قديمى۔

🗀 لأن الزنا لا يثبت فيه النسب۔ (شامى: (٧٠٠/٣) كتاب العتق، باب الاستيلاد، مطلب خصومة الذمى أشد من خصومة المسلم، ط: سعيد)

(٣) ما فتح الامام عنوة قسمه بين المسلمين: اى الفاتحين كما فعل رسول الله ﷺ بخيبر، فحينئذ يكون نفس البلاد عشرية، وفيه إشعار بأنه يسترق نساءهم و ذراريهم۔ (مجمع الانهر: (٣٢١/٢) كتاب السير والجهاد، باب الغنائم وقسمتها، ط: غفارية كوئته)=

موجود نہیں ہیں۔[1]

بازار سے یا کسی اور جگہ سے عورت خریدنا اور اس کو نکاح کے بغیر بیوی کی طرح رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔[2] ایسے لوگ حرام کاری میں مبتلاء ہیں ان پر اس کام سے توبہ واستغفار کرنا ضروری ہے۔[3]

عورت کی خرید و فروخت کرنا

آزاد عورت کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور آج کل دنیا میں شرعی باندیوں کا کہیں وجود نہیں ہے، لہٰذا موجودہ حالت میں کسی بھی لڑکی کو خریدنا ناجائز اور

= وان ظهر المسلمون عليهم فلم يسلموا، والامام بالخيار ان شاء استرقهم وقسمهم وأموالهم بين الغانمين... فان شاء قتل الرجال وقسم النساء والأموال والذراري بين الغانمين... (الهندية: (۲/ ۲۰۵) كتاب السير، الباب الرابع: في الغنائم وقسمتها، الفصل الأول في الغنائم، ط: رشيديه)

ما فتح الامام عنوة... يعني إذا فتح الامام بلدة قهرا فهو بالخيار، ان شاء قسمها بين الغانمين۔ (قوله: ان شاء قسمها بين الغانمين) أي مع رؤوس اهلها استرقاقا وأموالهم۔ (تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۳/ ۹٦) كتاب السير، باب الغنائم وقسمتها، ط: دار الكتب العلمية، بيروت) و: أشرفية كوئٹه۔

(۱) قال الله تعالى: {والذين هم لفروجهم حافظوا الا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم، فإنهم غير ملومين}۔ [المؤمنون: ٦]

اعلم ان الفرج لا يحل الا من وجهين لا ثالث لهما، وهما النكاح، والملك، لقوله تعالى: {والذين هم لفروجهم حافظون الا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم فإنهم غير ملومين}۔ (النتف في الفتاوى: (ص: ۱٦۳) كتاب النكاح، ط: سعيد)

"فمن ابتغى وراء ذلك") أي غير الأزواج والاماء "فأولئك هم العادون" أي المعتدون... (تفسير ابن كثير: (۵/ ۴٦۲)، سورة المؤمنون، الآية: ۷، ط: دار طيبة۔

(۲) گزشتہ دونوں حواشی ملاحظہ ہو۔

(۳) "ومن يعمل سوءا أو يظلم نفسه، ثم يستغفر الله، يجد الله غفورا رحيما" فالواجب على كل مسلم أن يتوب الى الله حين يصبح وحين يمسي۔ (تنبيه الغافلين: (ص: ۱۰٦) باب آخر من التوبة، ط: رشيديه)

واتفقوا على أن التوبة من جميع المعاصي واجبة، وانها واجبة على الفور لا يجوز تأخيرها، سواء كانت المعصية صغيرة أو كبيرة۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/ ۳۵۳) كتاب التوبة، ط: قديمي۔

روح المعاني: (۱۸/ ۱۵۹) سورة التحريم: ۸، ط: دار احياء التراث العربي۔

حرام ہے، اور اس سے باندیوں کی طرح فائدہ حاصل کرنا بھی حرام ہے۔ (۱)

عورت کے لیے تجارت کرنا

عورت پردہ کے ساتھ، زیب وزینت کی نمائش کے بغیر تجارت کرسکتی ہے، اور یہ سورۂ بقرہ کی آیت ۲۷۵: {وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا} کے عموم میں داخل ہے۔

ہاں اگر نامحرم کے سامنے چہرہ کھلا رکھے، زیب وزینت کی نمائش کرے، محرم کے بغیر سفر کرے یا نامحرم مردوں سے اس انداز سے میل جول رکھے کہ کسی فتنے میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو پھر اس کے لیے تجارتی معاملات اور لین دین میں شامل ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ جائز کام کرنے کے لیے حرام کام کا مرتکب ہونا حرام ہے۔

اسلام کے ابتدائی زمانے میں عورتیں پردہ، وقار اور حیاء کے ساتھ زیب و زینت کی نمائش کے بغیر خرید وفروخت کیا کرتی تھیں۔ (۲)

---

(۱) (وبطل بيع ماليس بمال)... (كالدم)... (والميتة)... (والحر)۔ (تنوير الابصار مع الدر: (۵/۵۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

فتح القدير: (۶/۳۶۸، ۳۶۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۶/۷۱) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

أنظر الحاشية السابقة أيضاً۔

(۲) س: ماحكم المرأة أن تكون تاجرة، سواء كانت مسافرة أو مقيمة؟

ج: الأصل إباحة الاكتساب والاتجار للرجال والنساء معا في السفر والحضر لعموم قوله سبحانه: {وأحلّ الله البيع وحرّم الربوا} و قوله صلى الله عليه وسلم: لما سئل: أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ ولما هو ثابت أن النساء في صدر الإسلام كن يبعن ويشترين باحتشام وتحفظ من إبداء زينتهن لكن إذا كان اتجار المرأة يعرضها لكشف زينتها التي نهاها الله عن كشفها، كالوجه، أو سفرها بدون محرم أو لاختلاطها بالرجال الأجانب منها على وجه تخشى فيه فتنة، فلايجوز لها ذلك، بل الواجب منعها، لتعاطيها محرما في سبيل تحصيل مباح۔ (فتاوى اللجنة الدائمة: (۱۳/۱۷) رقم السؤال: ۲۷۶۱، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)

عورت کے لیے کاروبار کرنا

''عورت کے لیے تجارت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۸/۴)

عورتوں کے بال کاٹنا مردوں کا

مرد حجام کے لیے عورتوں کے بال کاٹنا حرام ہے، اور اجرت میں جو رقم ملتی ہے وہ بھی حرام ہے، کیونکہ مردوں کے لیے نامحرم کو دیکھنا، چھونا، کریم اور پاؤڈر لگانا اور بال پکڑنا سب ناجائز اور حرام ہے، مزید یہ کہ بے پردگی، مرد و عورت کا اختلاط، ہاتھوں، آنکھوں، ناک اور کان وغیرہ کا خوب زنا ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی کنگھی پھیر لی جائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسی عورت کو ہاتھ لگائے جو اس کے لیے حلال نہ ہو۔''(۱)

اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انسان پر زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا گیا ہے، جس سے وہ لازمی طور پر دوچار ہوگا، آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، کانوں کا زنا سننا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، ہاتھوں کا زنا پکڑنا ہے، پاؤں کا زنا چلنا ہے، دل خواہش اور آرزو کرتا ہے، اس کے بعد شرمگاہ اس خواہش کی تصدیق کرتی ہے یا تکذیب کرتی

(۱) معقل بن يسار رضي الله تعالى عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لأن يطعن في رأس أحدكم بمخيط من حديد خير له من أن يمس امرأة لا تحل له۔ (المعجم الكبير للطبراني: (۲۱۱/۲۰) رقم الحديث: ۴۸۷، باب الميم، أبو العلاء يزيد بن عبد الله بن الشخير عن معقل بن يسار، ط: مكتبة ابن تيمية)

مجمع الزوائد: (۳۲۶/۴) رقم الحديث: ۷۷۱۸، كتاب النكاح، باب النهي عن الخلوة بغير محرم، ط: مكتبة القدسي۔

كنز العمال: (۳۲۸/۵) كتاب الحدود من قسم الأقوال، الباب الثاني: في أنواع الحدود، الفرع الثاني: في مقدمات الزنى والخلوة بالأجنبية، ط: مؤسسة الرسالة۔

ہے۔"(۱)

لہٰذا بیوٹی پارلر وغیرہ میں دلہن وغیرہ کو تیار کرتے وقت مرد کے لیے کسی نامحرم عورت کے بال کاٹنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں، اس سے بچنا ضرور ہے، ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔

عورتوں کا دکان پر بیٹھ کر تجارت

عورتوں کے لئے بے پردہ دکان پر بیٹھ کر غیر محرم کے ساتھ تجارت کرنا جائز نہیں ہے، قرآن پاک کی آیات اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات اور خود سید الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا عمل، حضرات صحابۂ کرام، تابعین اور اتباع تابعین یعنی جملہ حضرات سلف صالحین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ عورتوں پر پردہ فرض ہے، بے پردگی حرام ہے، اس طرح بے پردہ ہو کر دکانداری میں دونوں فریق گنہگار ہوتے ہیں۔

ہاں اگر شدید ضرورت ہے تو پردہ کے ساتھ دکانداری کرنے کی گنجائش ہوگی اور اگر مارکیٹ عورتوں کے لئے خاص ہے، مردوں کو وہاں جانے کی اجازت نہیں ہے تو وہاں دکانداری کی اجازت ہوگی، تاہم اس سے بچنا بہتر ہے، تا کہ فتنہ کا

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: كتب على ابن آدم نصيبه من الزنا مدرك ذلك لا محالة، فالعينان زناهما النظر، والأذنان زناهما الاستماع، واللسان زناهما الكلام، واليد زناهما البطش، والرجل زناها الخطأ، والقلب يهوي ويتمنى ويصدق ذلك الفرج ويكذبه۔ (صحيح مسلم: (۳۳۶/۲) كتاب القدر، باب قدر على ابن آدم حظه من الزنا، ط: قديمى)

السنن الكبرى للبيهقي: (۸۹/۷) كتاب النكاح، باب تحريم النظر إلى الأجنبيات من غير سبب مبيح، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

عن ابن عباس، قال: ما رأيت شيئا باللمم ما قال أبو هريرة، عن النبي صلى الله عليه وسلم: إن الله كتب على ابن آدم حظه من الزنا، أدرك ذلك لا محالة فزنا العين النظر، وزنا اللسان المنطق، والنفس تمنى وتشتهي، والفرج يصدق ذلك كله ويكذبه۔ (صحيح البخاري: (۹۲۲/۲) كتاب الاستئذان، باب زنى الجوارح دون الفرج، ط: قديمى)

باعث نہ ہو۔ (۱)

عورتوں کو تجارتی اشتہارات میں استعمال کرنا

"عورتوں کے جسم کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۲/۴)

عورتوں کا بال کاٹنا

عورتوں کے بال کاٹنے والے بعض مرد کہتے ہیں کہ بال کاٹتے وقت ہماری نیت بالکل صاف ہوتی ہے، اس میں کوئی فتور وغیرہ نہیں ہوتا اس لئے کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے، اس کا جواب یہ ہے کہ جب مرد کے لیے نامحرم عورت کے بال کاٹنا حرام ہے، ہاتھ لگانا اور دیکھنا حرام ہے تو پھر نیت خواہ صاف ہو یا صاف نہ ہو، دل میں کوئی فتور ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، صاف نیت کسی حرام کام کو حلال نہیں بنا دیتی، اور جو کام حرام ہوتا ہے اس کی اجرت بھی حرام ہوتی ہے۔ (۲)

---

(۱) "وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى، وأقمن الصلاة وآتين الزكوة وأطعن الله ورسوله" (سورة الأحزاب، رقم الآية: ۳۳)

ويكره له أن يستأجر امرأة حرة كانت أو أمة يستخدمها، ويخلو بها، لقوله صلى الله عليه وسلم: "لا يخلون رجل بامرأة ليس منها بسبيل فان ثالثهما الشيطان" ولأنه لا يأمن من الفتنة على نفسه أو عليها اذا خلا بها، ولكن هذا النهي لمعنى في غير العقد فلا يمنع صحة الاجارة، ووجوب الأجر اذا عمل كالنهي عن البيع وقت النداء، (المبسوط للسرخسي: (۳۶/۱۶)، كتاب الاجارة، باب اجارة الرقيق في الخدمة وغيرها، ط: حبيبه كوئته۔

(وتجب) النفقة بأنواعها على الحر... كأنثى مطلقاً... (قوله: كأنثى مطلقاً) أي ولو لم يكن بها زمانة تمنعها عن الكسب، فمجرد الأنوثة عجز الا اذا كان لها زوج فنفقتها عليه ما دامت زوجة... وتقدم أنه ليس للأب أن يؤجرها في عمل أو خدمة... (الدر مع الرد: (۶۱۳/۳)، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: الكلام على نفقة الأقارب، ط: سعيد۔

منحة الخالق على البحر: (۲۰۱/۴)، كتاب الطلاق، باب النفقة، ط: سعيد۔

(۲) (يمس ما يحل له النظر اليه) يعني يجوز أن يمس ما حل له النظر اليه من محارمه ومن الرجل، لا من الأجنبية۔ (البحر الرائق (۳۵۶/۸) كتاب الكراهية، فصل في النظر واللمس، ط: رشيديه=

عورتوں کے جسم کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا

(۳۶۲) عورتوں کے جسم کو تجارتی اشتہارات اور اعلانوں میں استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے، ساتھ ساتھ یہ اس کے احترام اور شرافت کو کم کرنے کے مترادف ہے، جو عورت کو اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے۔

اسلامی معاشرے میں ایسے طریقے سے مشہوریاں کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ٹوٹے اور انسانیت کی تذلیل بھی ہو، اور عفت و پاکدامنی کا شیرازہ بھی بکھر جائے، اور اچھے اخلاق کا جنازہ بھی نکل جائے ناجائز وحرام ہے، تاجروں کے لئے ایسے اشتہارات سے بچنا لازم ہے ورنہ تجارت کی تباہی اور بربادی ہوگی۔

مزید یہ کہ اس قسم کے اشتہارات کی وجہ سے یہ تاجر لوگوں میں فاحشات کو پھیلانے کا سبب بنتا ہے، اور ایسے لوگوں پر آخرت میں دردناک عذاب ہوگا۔

اسی طرح کھلاڑیوں اور دیگر معروف و مشہور شخصیات کو بھی تجارتی اعلانوں میں جسمانی نمائش اور تصویر کے طور پر استعمال کرنا ناجائز وحرام ہے۔ (۱)

= ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر... وان أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له ـ (تبيين الحقائق:(۱۲۵/۵) كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط:امداديه ملتان۔

الفتاوى الهندية:(۴۴۹/۴) كتاب الاجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع في فساد الاجارة، ط:رشيديه۔

(۱) "ان الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وأنتم لا تعلمون" (سورة النور، الآية:۱۹)

قوله تعالى:" ان الذين يحبون أن تشيع الفاحشة" أى تفشو؛ يقال:شاع الشيء شيوعا وشيعا وشيعانا وشيوعة أى ظهر وتفرق.... (لهم عذاب أليم في الدنيا) أى الحد وفي "الآخرة" عذاب... (احكام القرآن للقرطبي:(۱۸۳/۱۲)، سورة النور، الآية ۱۹، ط:رشيديه كوئٹه۔

وظاهر كلام النووي في شرح مسلم:الاجماع على تحريم تصوير الحيوان وقال:وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى... (شامي:(۶۴۷/۱) =

عورتوں کے لئے ملازمت کرنا

(۳۶۳) موجودہ مخلوط دور میں عورتوں کے لئے شریعت کے خلاف ناجائز امور کا ارتکاب کئے بغیر ملازمت کرنا ممکن نہیں، اور عورتوں کے نان نفقہ کی ذمہ دار شادی سے پہلے باپ پر اور شادی کے بعد شوہر پر ہے، اس لئے شدید ضرورت کے بغیر عورتوں کے لئے ملازمت کا پیشہ اختیار کرنا درست نہیں۔

اور اگر کوئی عورت مجبور ہے، کمانے والا کوئی موجود نہیں، نان ونفقہ کا کوئی انتظام نہیں تو پردہ کے ساتھ ناجائز امور کا ارتکاب کئے بغیر ملازمت کرنے کی اجازت ہوگی، اور اگر عورتوں کا خاص ادارہ ہے، جس میں مردوں کا اختلاط نہیں، تو اس میں پردہ کے ساتھ جا کر ملازمت کرنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (۱)

= كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد۔

▭ "ولاتعاونوا على الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شديد العقاب" (سورة المائدة: الآية: ٢)

▭ أقول: الاعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها، معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة: (١٠٩/٢)، مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه۔

(١) "وقرن في بيوتكن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولى، وأقمن الصلاة وآتين الزكوة وأطعن الله ورسوله" (سورة الأحزاب، رقم الآية: ٣٣)

▭ ويكره له أن يستأجر امرأة حرة كانت أو أمة يستخدمها، ويخلو بها، لقوله صلى الله عليه وسلم: "لا يخلون رجل بامرأة ليس منها بسبيل فان ثالثهما الشيطان" ولأنه لا يأمن من الفتنة على نفسه أو عليها اذا خلا بها، ولكن هذا النهي لمعنى في غير العقد فلا يمنع صحة الاجارة، ووجوب الأجر اذا عمل كالنهي عن البيع وقت النداء، (المبسوط للسرخسي: (٣٦/١٦)، كتاب الاجارة، باب اجارة الرقيق في الخدمة وغيرها، ط: حبيبه كوئٹه۔

▭ (وتجب) النفقة بأنواعها على الحر... كأنثى مطلقا... (قوله: كأنثى مطلقا) أى ولو لم يكن بها زمانة تمنعها عن الكسب، لمجرد الأنوثة عجز الا اذا كان لها زوج فنفقتها عليه ما دامت زوجة... وتقدم أنه ليس للأب أن يؤجرها في عمل أو خدمة... (الدر مع الرد: (٦١٣/٣)، كتاب الطلاق، باب النفقة، مطلب: الكلام على نفقة الأقارب، ط: سعيد۔

▭ منحة الخالق على البحر: (٢٠١/٣)، كتاب الطلاق، باب النفقة، ط: سعيد۔

عوض میں حرام مال آئے

"حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۳/۳)

عہدِ نبوی کی کرنسی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت عرب میں لین دین کا ذریعہ درہم ودینار تھے لیکن گنتی کا اعتبار نہیں ہوتا تھا، بلکہ وزن کا اعتبار ہوتا تھا، مزید یہ کہ درہم اور دینار عرب کے مقامی سکے نہیں تھے، بلکہ ہمسایہ قوم سے یہاں آتے تھے، درہم ساسانی (قدیم شاہان ایران کا ایک خاندان جس کا بانی بہمن کا بھائی ساسان تھا) سکہ تھا جو عراق کے راستے سے عرب پہنچتا تھا، اور لوگ اس کی بنیاد پر باہم لین دین کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو برقرار رکھا، اور یہ دراہم وزن کے اعتبار سے مختلف ہوتے تھے، اس لیے جب زکوۃ کے نصاب کے لیے درہم کا وزن مقرر کرنے کی نوبت آئی تو ان میں سے متوسط کو معیار بنایا گیا اور اسی کو شرعی درہم سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح دینار رومیوں کی کرنسی تھی جو شام کے راستے سے عرب میں آئی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو باقی رکھا۔

عیب بتادیا

اگر سودا کرتے وقت بائع (سیلر) نے بتادیا کہ اس چیز میں فلاں فلاں عیب ہے، اور خریدار اس پر راضی ہوگیا، تو بعد میں ان عیوب کی وجہ سے اس چیز کو واپس نہیں کرسکتا، البتہ اگر اس میں کوئی ایسا پرانا عیب نکل آئے جس کا تذکرہ بائع نے نہیں کیا تھا تو اس عیب کی وجہ سے خیارِ عیب حاصل ہوگا، اور خریدار چیز واپس

کر سکے گا۔ (١)

عیب بیان کر دینا

اگر سامان میں عیب ہے تو بیچنے والا خریدار (گاہک) کے سامنے بیان کر دے، عیب اور نقص چھپا کر سامان بیچنا بہت بڑا گناہ ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے عیب دار چیز بیچی اور اس کا عیب نہ بتایا تو اللہ اس سے ہمیشہ ناراض رہے گا یا یہ فرمایا کہ فرشتے ہمیشہ اس پر لعنت بھیجتے رہیں گے۔ (٢)

عیب پر بائع نے اطلاع دی

''عیب دیکھ کر خرید لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٧٦/٤)

---

(١) اذا ذکر البائع أن فی المبیع عیب کذا کذا، وقبل المشتری مع علمه بالعیب لا یکون له الخیار بسبب ذلک العیب، وانما له الخیار بعیب آخر لو ظهر فی المبیع، لأنه انما رضی بما ذکره البائع لا بغیره وهو ظاهر... (شرح المجلة للاتاسی: (٣٠٢/٢)، المادة: ٣٤١، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: رشیدیه۔

درر الحکام شرح مجلة الاحکام لعلی حیدر: (٢٩٣/١)، المادة: ٣٤١، أیضاً، ط: دار الکتب العلمیة۔

شرح المجلة لرستم باز: (١٣٦/١)، المادة: ٣٤١، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

(٢) عن واثلة بن اسقع قال: سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول: من باع عیباً لم ینبه لم یزل فی مقت الله أو لم تزل الملٰئکة تلعنه۔ (مشکوٰة المصابیح: (٢٤٩/١) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

ابن ماجة: (١٦٢/٢) أبوب التجارات، باب من باع شیئاً فلیبنه، ط: قدیمی۔

الترغیب والترهیب: (٣٥١/٢) کتاب البیوع، الترهیب من الغش والترغیب فی النصیحة فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

عیب پر رضامندی کا اظہار

خریدار چیز خریدنے کے بعد عیب پر مطلع ہوا، لیکن اس نے صراحۃً یا دلالۃً رضامندی کا اظہار کر دیا تو عیب کی وجہ سے مبیع واپس کرنے کا اختیار ختم ہو جائے گا، اور سودا لازم ہو جائے گا۔

صراحۃً واضح الفاظ میں رضامندی ظاہر کرنے کی مثال یہ ہے کہ خریدار کہہ دے کہ میں اس عیب پر راضی ہوں یا یہ کہے کہ میں نے بیع کی اجازت دیدی۔

اور دلالۃً یعنی عملی طور پر رضامندی ظاہر کرنا یہ ہے کہ مثلاً خریدار عیب پر مطلع ہونے کے بعد مبیع میں ایسا تصرف کرے جو رضامندی پر دلالت کرے، جیسا کہ کپڑا خریدنے کے بعد عیب کا علم ہوا، اس کے باوجود قمیص یا شلوار بنانے کے لیے کاٹ دی، یا گندم کو پیس دیا یا چاول کو پکا لیا وغیرہ تو یہ عملی طور پر رضامندی کی دلیل ہے۔(۱)

عیب پر مطلع ہونے کے بعد واپس کرنا شرعاً منع ہو

"واپسی منع ہونے کی صورتیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۷/۶)

---

(۱) الرد یمتنع بأسباب منها: الرضا بالعیب بعد العلم بہ... ثم الرضا نوعان: صریح وما ھو في معنی الصریح، ودلالۃ أما الأول: فنحو قولہ: "رضیت بالعیب أو أجزت ھذا البیع أو أوجبتہ" وما یجری ھذا المجری۔ وأما الثاني: فھو أن یوجد من المشتري بعد العلم بالعیب تصرف في المبیع یدل علی الرضا بالعیب نحو ما إذا کان ثوبا فصبغہ أو قطعہ أو سویقا فلتہ بسمن أو أرضا فبنی علیھا أو حنطۃ فطحنھا أو لحما فشواہ ونحو ذلک۔ (بدائع الصنائع: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید)

الفقہ الإسلامي وأدلتہ: (۳۱۲۱/۴) القسم الثاني: النظریات الفقہیۃ، الفصل الرابع: نظریۃ العقد، المبحث السادس: الخیارات، خیار العیب، ط: رشیدیہ۔

شرح المجلۃ لرستم باز: (۱۴۸/۱) المادۃ: ۳۴۴، الکتاب الأول في البیوع، الباب السادس في بیان الخیارات، الفصل السادس: في بیان خیار العیب، ط: فاروقیہ۔

عیب پوشیدہ رکھ کر فروخت کرنا

جان بوجھ کر مبیع (بیچی جانے والی چیز) کا عیب چھپانا ناجائز اور حرام ہے، (۳۶۷)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جو ہم کو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (۱)

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: "جس نے گاہک کو بتائے بغیر عیب دار چیز فروخت کردی، وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور فرشتوں کی لعنت میں گرفتار رہے گا"۔ (۲)

ایسا آدمی فاسق اور سخت گنہگار ہوتا ہے، بعد میں عیب پر مطلع ہونے کی صورت میں خریدار کو مال واپس کرنے کا حق ہوگا، ہاں اگر خریدار نے عیب پر

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أنّ رسول الله ﷺ مرّ على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت اصابعه بللا، فقال: يا صاحب الطعام ماهذا؟ قال: اصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔
قال المحشي: أي ليس من اخلاقنا ولا على سنتنا، قال ابو عيسى: والعمل على هذا عند اهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (ترمذى مع الحاشية: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمى۔)
☐ مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، ط: قديمى۔
☐ صحيح مسلم: (۹۵/۱)، كتاب الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، ط: رحمانيه۔

(۲) عن واثلة بن الأسقع، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من باع عيبا لم يبينه، لم يزل في مقت الله ولم تزل الملائكة تلعنه۔ (سنن ابن ماجة: (ص: ۱۶۲) أبواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمى)
☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹)، كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمى۔
☐ المعجم الكبير للطبراني: (۶۵/۲۲)، رقم الحديث: ۱۵۷، باب الواو، من اسمه: واثلة، ط: مكتبه ابن تيمية، القاهره۔

رضامندی ظاہر کی ہے تو پھر اس کے بعد واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

عیب جدید ختم ہو گیا

۳۶۸

اگر خریدار کے پاس مبیع (خریدی گئی چیز) میں کوئی نیا عیب پیدا ہو گیا، پھر اس کے بعد چیز میں کسی ایسے عیب پر اطلاع ہوئی جو عیب بائع (سیلر) کے پاس رہتے ہوئے اس چیز میں ہوا تھا تو نئے عیب پیدا ہونے کی وجہ سے چیز کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر نیا عیب ختم ہو جائے تو قدیم عیب کی وجہ سے چیز واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۲)

---

(۱) لایحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (قوله: لأن الغش حرام)... اذا باع سلعة معيبة عليه البيان، وان لم يبين قال بعض مشايخنا يفسق وترد شهادته....۔ (الدر مع الرد: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، فروع، مطلب في جملة مايسقط به الخيار، ط: سعيد)

قال: اشتره فإنه لاعيب به، ثم وجد به عيبا كان له ان يخاصم فيه بائعه۔ (المبسوط للسرخسي: (۹۲/۱۳) كتاب البيوع، باب العيوب في البيوع، ط: إدارة القرآن)

وإذا اطلع المشتري على عيب في المبيع فهو بالخيار ان شاء أخذه بجميع الثمن وان شاء رده لأن مطلق العقد يقتضي وصف السلامة فعند فواته يتخير كيلا يتضرر بلزوم مالا يرضى به۔ (الهداية: (۴۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه۔)

(۲) لو حدث في المبيع عيب عند المشتري ثم ظهر فيه عيب قديم فليس للمشتري أن يرده بالعيب القديم بل له المطالبة بنقصان الثمن فقط.... اذا زال العيب الحادث صار العيب القديم موجباً للرد على البائع، مثلاً لو اشترى حيوانا فمرض عند المشتري ثم اطلع على عيب قديم فيه ليس للمشتري رده بالعيب القديم على البائع بل يرجع عليه بنقصان الثمن، لكن اذا زال ذلك المرض كان للمشتري أن يرد الحيوان للبائع بالعيب القديم الذي ظهر فيه۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۳۱۱/۲، ۳۱۵، ۳۱۶)، المادة: ۳۴۵، ۳۴۷، البيوع، الباب السادس، في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۰/۱، ۱۵۲)، المادة: ۳۴۵، ۳۴۷، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۳۰/۵)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: الأصل للامام محمد من كتب ظاهر الرواية، وكافي الحاكم جمع فيه كتب ظاهر الرواية، ط: سعيد۔

عیب جدید کے ساتھ چیز کو واپس لینا

اگر چیز خریدار کے قبضہ میں آنے کے بعد اس میں کوئی نیا عیب پیدا (۳۶۹) ہو جائے، تو خریدار کو وہ چیز واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر بائع نئے عیب کے ساتھ چیز کو واپس لینا چاہے، تو واپس لے سکتا ہے، لیکن چند صورتیں ایسی ہیں کہ بائع چیز کو نئے عیب کے ساتھ واپس لینا چاہے بھی تو نہیں لے سکتا، اور وہ صورتیں یہ ہیں:

❶ چیز میں خریدار کی طرف سے ایسا اضافہ ہو جائے جو اس کے ساتھ متصل ہو اور جدا نہ ہو سکے، جیسے کپڑے کو کاٹ کر، سی لے، یا رنگ کرلے وغیرہ۔

❷ مشتری (خریدار) کی جانب سے چیز پر قبضہ کرنے کے بعد چیز میں ایسا اضافہ ہو جائے جو اس کے ساتھ متصل نہ رہتا ہو، جیسے خریدے ہوئے درخت میں پھل آجائیں، خریدے ہوئے جانور سے بچے پیدا ہو جائیں۔

ان صورتوں میں اگر بائع چیز واپس لے گا تو وہ سود کے حکم میں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) (حدث عیب آخر عند المشتری)... (رجع بنقصانه)... (وله الرد برضا البائع) الا لمانع عیب أو زیادة (کأن اشتری ثوبا فقطعه فاطلع علی عیب رجع به)... (قوله: أو زیادة)... وحاصله: أنه یمتنع الرد فی موضعین: فی المتصلة الغیر المتولدة مطلقاً، وفی المنفصلة المتولدة لو بعد القبض کما فی البزازیة، ووقع فی الفتح أن المنفصلة المتولدة تمنع الرد،... وقد صرح فی الذخیرة أیضاً بأنه لا یرده، لأن الولد یصیر ربا، لکونه للمشتری بلا عوض... (الدر مع الرد: (۱۶/۵، ۱۹)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب: فی أنواع زیادة البیع، ط: سعید۔

الزیادة، وهی ضمُّ شیء من مال المشتری وعلاوته الی المبیع یکون مانعاً من الرد، مثلاً: ضم الخیط والصبغ الی الثوب بالخیاطة والصباغة، وغرس الشجر فی الأرض من جانب المشتری مانع للرد،... اذا وجد مانع للرد لیس للبائع أن یسترد المبیع ولو رضی بالعیب الحادث، لتعلق حق المشتری بالزیادة، اذ لا یمکن فسخ البیع فی المبیع فقط، لأن الزیادة لا تنفک عنه، ولا یمکن أخذ المبیع مع الزیادة ولو رضی المشتری لحصول الربا، لأن الزیادة حینئذ تکون فضلاً مستحقاً فی عقد المعاوضة بلا مقابل وهو معنی الربا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۳/۱)، المادة: ۳۴۹، ۳۵۰، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۳۱۹/۲، ۳۲۰)، المادة: ۳۴۹، ۳۵۰، أیضاً، ط: رشیدیه۔

عیب چھپا کر بیچنے والا مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو جاتا ہے

(۳۷۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بازار میں ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گزرے، آپ نے اس غلہ کے ڈھیر کے اندر ہاتھ ڈالا، تو آپ کا ہاتھ بھیگ گیا (غلہ میں تری تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، اے غلہ والے یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بارش کا پانی پڑ گیا ہے اے اللہ کے رسول! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تو اسے غلہ کے اوپر نہیں رکھ سکتا تھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے، تو آپ نے فرمایا: جو ہمیں دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔ (مذہب اسلام مسلمانوں میں سے نہیں)[1]

اس حدیث پر غور کرنا چاہیے کہ غلہ بیچنے والے نے سوکھا غلہ تو ڈھیر کے اوپر رکھ دیا اور نیچے بھیگا غلہ رکھ دیا تاکہ لوگ ڈھیر کو سوکھا دیکھ کر خریدیں اور اس کے ساتھ نیچے سے بھیگا غلہ بھی فروخت ہو جائے، اس طرح دھوکہ سے خراب مال بھی فروخت ہو جائے گا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈانٹا اور فرمایا: اسے اوپر رکھتے تاکہ لوگ دیکھ کر سمجھ کر خریدتے دھوکہ نہ کھاتے۔

لہٰذا دکانداروں کو چاہیے کہ عیب والے سامان ظاہر کر کے رکھ دیں جس کے سمجھ میں آئے کچھ کم دام میں خرید لے گا، اور اگر عیب چھپا کر دھوکہ دے کر بیچے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے خارج ہو جائے گا، اور شفاعت کی دولت سے بھی محروم ہو جائے گا۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله!، قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس منا۔ رواه مسلم وابن ماجه والترمذي وأبو داود۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۳۵۰) كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية)=

عیب چھپانا حرام ہے

اگر سامان میں عیب ہے تو فروخت کرتے وقت عیب بتا دینا چاہیے کیونکہ جان بوجھ کر عیب چھپانا حرام ہے۔ (۳۷۱)

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی سے سامان میں کسی ایسی بات کو چھپائے کہ وہ جان لیتا تو نہ خریدتا بلکہ چھوڑ دیتا۔ (۱)

☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، مسلمان کے لیے حلال نہیں اپنے بھائی کو ایسا سامان بیچ دے جس میں عیب ہو، ہاں مگر یہ کہ اس عیب کو بیان کردے۔ (۲)

= الصحیح لمسلم: (۱/ ۷۰) کتاب الإیمان، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: قدیمي۔

جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۵) أبواب البیوع، باب ماجاء في کراھیة الغش في البیوع، ط: سعید۔

سنن أبي داود: (۲/ ۱۳۳) کتاب الإجارة، باب في النهي والغش، ط: رحمانیه۔

سنن ابن ماجه: (۱/ ۱۶۰) أبواب التجارات، باب النهي عن الغش، ط: قدیمي۔

(۱) عن عقبه بن عامر، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: المسلم أخو المسلم، لایحل لامرئ مسلم أن یغیب ما بسلعته عن أخیه ان علم بها ترکه۔ (مسند أحمد: (۳/ ۱۶۸) رقم الحدیث: ۱۷۳۸۶ م حدیث عقبه بن عامر الجهني، ط: مؤسسة قرطبة القاهرة)

مجمع الزوائد: (۳/ ۸۰) رقم الحدیث: ۶۳۵۰، کتاب البیوع، باب بیان العیب، ط: مکتبه القدس۔

غایة المقصد في زوائد المسند: (۲/ ۱۴۲) کتاب البیوع، باب کتمان العیب، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) عن عقبة بن عامر قال: سمعت رسول اللہ یقول: المسلم أخو المسلم ولا یحلّ لمسلم باع من أخیه بیعا فیه عیب، إلا بینه له۔ (سنن ابن ماجه: (۲/ ۱۶۲) أبواب التجارات، باب من باع عیبا فلیبنه، ط: قدیمي)

کنز العمال: (۳/ ۵۹) رقم الحدیث: ۹۵۰۲، کتاب البیوع من قسم الأقوال، الباب الثاني في البیوع، الفصل الثاني في محظورات البیع، الفرع الثالث في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة =

☆ حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ کسی کے لیے حلال نہیں کہ کوئی سامان بیچے مگر یہ کہ جو عیب و برائی اس میں ہو اُسے بیان کردے، جسے عیب کا علم ہو اس کے لیے عیب بیان کئے بغیر بیچ دینا حلال نہیں۔(۱)

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دھوکہ دے ہم میں سے نہیں، مکر اور دھوکہ کرنے والا جہنم میں جائے گا۔(۲)

عیب چھپانا سامان دیتے وقت

''سامان دیتے وقت عیب چھپانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۵/۴)

عیب چھپانے والے پر لعنت

حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

= البدر المنیر: (۵۳۶/۶) کتاب البیوع، باب مایصح بہ البیع، ط: دار الهجرة۔

(۱) عن واثلة بن الاسقع فقال: انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لایحلّ لأحد أن یبیع شیئا إلاّ بیّن ما فیہ۔ ولایحل لمن علم ذلک إلاّ بینہ۔ رواہ الحاکم والبیهقي۔ (الترغیب والترهیب: (۳۵۱/۲) کتاب البیوع، الترهیب من الغش والترغیب في النصیحة في البیع ط: دار الکتب العلمیة)

المستدرک للحاکم: (۱۰/۲) کتاب البیوع، لیس منا من غشنا، ط: دار المعرفة۔

السنن الکبری للبیهقي: (۳۲۰/۵) کتاب البیوع، باب ماجاء في التدلیس و کتمان العیب بالمبیع، ط: إدارة تالیفات اشرفیة۔

(۲) عن عبد اللہ ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع في النار۔ رواہ الطبراني وابن حبان۔ (الترغیب والترهیب: (۳۵۰/۲) کتاب البیوع، الترهیب من الغش والترغیب في النصیحة في البیع، ط: دار الکتب العلمیة)

صحیح ابن حبان: (۳۶۹/۱۲) رقم الحدیث: ۵۵۵۹، کتاب الحظر والإباحة، ذکر الزواجر عن أن یمکر المرء أخاہ المسلم أو یخادعہ في أسبابہ، ط: مؤسسة الرسالة۔

المعجم الکبیر للطبراني: (۱۳۸/۱۰) رقم الحدیث: ۱۰۲۳۴، باب العین، ومن مسند عبد اللہ بن مسعود رضي اللہ عنہ، ط: مکتبہ ابن تیمیہ۔

علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے عیب دار چیز کو بیچ دیا اور بتایا نہیں تو وہ ہمیشہ اللہ کے غضب میں اور فرشتوں کی لعنت میں گرفتار رہے گا۔[1]

اس سے معلوم ہوا کہ عیب چھپا کر بیچنا بہت بڑا جرم ہے، ایسے تاجر پر اللہ کا غضب اور فرشتوں کی لعنت ہے، ایسی دکانداری میں برکت نہیں ہوگی اور چین و سکون کی زندگی نصیب نہیں ہوگی، اس لیے سامان بیچنے والے دکانداروں کو چاہیے کہ لعنت اور غضب والا کام نہ کرے، چاہے تھوڑا نقصان ہی نظر آئے، رحمت والا کام کرے، لعنت والا کام نہ کرے، دنیا میں چین و سکون اور برکت نصیب ہوگی اور آخرت میں راحت حاصل ہوگی۔

عیب دار اشیاء فروخت کرنا

مثلاً ایک دکاندار کے پاس مختلف اقسام کے چاول، گندم، دال اور تیل وغیرہ ہیں اور ہر قسم کے چاول وغیرہ کی قیمت الگ الگ ہے، اگر دکاندار ان مختلف اقسام کے چاول یا گندم یا دال یا تیل کو ملا کر ایک علیحدہ قسم نکالتا ہے، اور اس میں ادنیٰ اور اعلیٰ قسم کے چاول یا گندم یا دال یا تیل شامل ہوتے ہیں، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دکاندار چاول، یا گندم یا دال یا تیل وغیرہ کی حقیقت چھپا کر خریدار کو اعلیٰ قیمت پر فروخت کرتا ہے تو یہ ناجائز ہے، اور اگر گاہک کو حقیقت بتا کر فروخت کرتا ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ بائع (دکاندار) کی جانب سے عیب کی نشان

---

(۱) عن واثلة بن الاسقع قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من باع عيبا لم يبينه، لم يزل في مقت الله ولم تزل الملئكة تلعنه۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۲۵۱) كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

سنن ابن ماجه: (۲/۱۶۲) أبوب التجارات، باب من باع عيبا فليبنه، ط: قديمى۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من لبيوع، الفصل الثالث، ط: قديمى۔

دہی کے بعد عیب دار چیز کو فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ واضح رہے کہ کسی چیز کے عیب کو چھپا کر فروخت کر گناہ ہے، عیب بتا کر فروخت کرنا گناہ نہیں ہے۔ (۱)

عیب دار چیز بائع واپس لینے پر قادر نہ رہے

مثلاً کسی نے کپڑا خریدا، پھر اس کے بعد کپڑے میں کوئی ایسا عمل کیا، جس سے کپڑے میں کوئی زائد چیز کا اضافہ تو نہیں ہوا لیکن بائع اس کو واپس لینے پر قادر نہیں ہے، تو خریدار اپنے عمل کی وجہ سے مقررہ قیمت سے کم نہیں کرا سکتا، مثلاً خریدار نے وہ کپڑا بیچ دیا، یا اپنے نابالغ بچے کو ہبہ کرنے اور پہنانے کی نیت کرکے کاٹ لیا، پھر اس میں عیب نکلا، تو اب دام کم نہیں کئے جائیں گے، اور اگر بالغ اولاد کی نیت سے کاٹا، اور پھر عیب نکلا، تو چونکہ بالغ اولاد کو قبضہ دیئے بغیر ہبہ مکمل نہیں ہوتا، لہٰذا اب دام کم کردیئے جائیں گے۔ (۲)

---

(۱) لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، فروع، مطلب فی جملۃ مایسقط بہ الخیار، ط: سعید۔)

إذا اطلع المشتری علی عیب المبیع فهو بالخیار ان شاء أخذه بجمیع الثمن وإن شاء رده۔ (الهدایة: (۳/۳۲) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: رحمانیه۔)

البحر الرائق: (۶/۲۵) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

(۲) اذا رضی البائع أن یأخذ المبیع الذی ظهر به عیب قدیم بعد أن حدث به عیب عند المشتری و کان لم یوجد مانع للرد، لا تبقی للمشتری صلاحیة الادعاء بنقصان الثمن بل یجبر علی رد المبیع الی البائع، أو قبوله بکل الثمن... حتی أن المشتری اذا باع المبیع بعد الاطلاع علی عیبه القدیم لا یبقی له حق بأن یدعی بنقصان الثمن، مثلاً: لو أن المشتری قطع الثوب الذی اشتراه و فصله قمیصاً ثم وجد به عیبا وبعد ذلک باعه؛ فلیس له أن یطلب نقصان الثمن من البائع؛ لأن البائع له أن یقول: کنت أقبله بالعیب الحادث فیما أن المشتری باعه کان قد أمسکه وحبسه عن البائع، و کذا لو باع بعضه أو أخرجه أو أخرج بعضه عن ملکه بهبة أو اقرار... أما لو تصرف المشتری تصرفاً لا یخرجه عن ملکه کما اذا آجره أو رهنه ثم اطلع علی عیب فیه رجع بنقصان الثمن... (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۵۲، ۱۵۳)، المادة: ۳۴۸، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

در الحکام شرح مجلة الاحکام: (۱/۳۰۱)، المادة: ۳۴۸، أیضاً، ط: دار الکتب العلمیة۔

شرح المجلة للاتاسی: (۲/۳۱۶)، المادة: ۳۴۸، أیضاً، ط: رشیدیه۔

عیب دار چیز کی خرید و فروخت

بیع صحیح ہونے کے لئے مبیع کا مال متقوم ہونا ضروری ہے، اور عیب دار چیز بھی مال متقوم ہے، اس لئے عیب دار چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ عیب کو چھپا کر دھوکہ دینا جائز نہیں ہے۔[1] (۳۷۵)

عیب دار چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرے

عیب دار چیزوں کو الگ رکھ کر فروخت کرنا چاہیے، خراب اور ردی چیزوں کو اچھی چیزوں کے ساتھ ملا کر فروخت نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے اور دھوکہ جائز نہیں ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غلہ فروخت کرنے والے کے پاس سے گزرے، جسے وہ عمدہ کہہ کر فروخت کر رہا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب غلہ کے اندر ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ خراب ہے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر ایک کو الگ بیچو، جو دھوکہ دے وہ ہم سے نہیں۔[2]

اس سے معلوم ہوا کہ خراب چیزوں کو فروخت کرنا منع نہیں ہے، البتہ خراب چیزوں کو اچھی چیزوں کے ساتھ ملا کر بیچنا منع ہے، کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔

---

(۱) بلغنا عن زید بن ثابت أنه قال: من باع غلاماً بالبرائة فهو بریء من کل عیب، و کذلک باع عبد اللہ بن عمر بالبرائة ورآها جائزة۔۔۔۔ (اعلاء السنن، (۱۴/۱۰۱)، رقم الحدیث: ۴۶۳۶، أبواب البیوع، باب البیع بالبرائة من کل عیب، ط: ادارة القرآن۔

وإذا اطلع المشتری علی العیب فی البیع فهو بالخیار، ان شاء اخذه بجمیع الثمن وان شاء رده۔ (الهدایة: (۳/۳۲) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: رحمانیة)

شامی: (۵/۵)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔)

(۲) عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بطعام، وقد حسنه صاحبه، فأدخل يده فيه، فإذا طعام ردئ، فقال: بع هذا على حدة، وهذا على حدة فمن غش فليس منا۔ (مجمع الزوائد: (۴/۷۸) رقم الحدیث: ۶۳۳۸، کتاب البیوع، باب فی الغش، ط: مکتبة القدس)=

عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرنا

۳۷۶ اگر بائع چیز کے عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرے، اور خریدار بائع سے اس بات پر صلح کرنا چاہے کہ یہ عیب دار چیز آپ واپس لے لیں، اور میری ادا کی ہوئی رقم میں سے کچھ رقم منہا کر کے بقیہ رقم مجھے واپس کردیں، تو یہ صلح کرنا جائز ہے، البتہ اگر بائع چیز کے عیب دار ہونے کا اقرار کرے، لیکن چیز واپس لینے کی صورت میں کچھ رقم کا بھی مطالبہ کرے تو اس صورت میں رقم دینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ یہ رشوت ہے۔[1]

عیب دیکھ کر خرید لی

اگر بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کو چیز فروخت کرتے وقت بتادے کہ اس چیز میں فلاں عیب ہے، اس کے باوجود مشتری نے وہ چیز خرید لی، اور اس چیز پر قبضہ اور تصرف بھی کرلیا، پھر اس کے بعد اس عیب کی وجہ سے وہ چیز واپس کرنا چاہے، تو شرعاً اس کو یہ اختیار حاصل نہیں، تاہم اگر بائع اور مشتری رضامندی سے "اقالہ"

= مسند أحمد: (۵۰/۲) رقم الحديث: ۵۱۱۳، مسند عبد الله عمر بن الخطاب رضي الله عنهما، ط: مؤسسة قرطبة۔

المعجم الأوسط: (۶۳/۳) رقم الحديث: ۲۴۹۰، باب الألف، باب من اسمه: ابراهيم، ط: دار الحرمين، القاهرة۔

(۱) اذا وجد المشترى بمشريه عيباً وأراد الرد به، فاصطلحا على أن يدفع البائع دراهم الى المشترى ولا يرد عليه المبيع جاز، ويجعل حطاً من الثمن وعلى العكس، وهو أن يصطلحا على أن يدفع المشترى الدراهم الى البائع ويرد عليه لا يصح؛ لانه لا وجه له غير الرشوة الاّ اذا حدث به عيب أو لم يقر البائع بالعيب القديم۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۴۴/۱)، تحت المادة: ۳۳۷، البيوع، الباب السادس: فى بيان الخيارات، الفصل السادس: فى بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئته۔

شرح المجلة للاتاسى: (۲۹۴/۲)، قبيل المادة: ۳۳۸، أيضاً، ط: رشيديه۔

جامع الفصولين: (۲۶۱/۱)، الفصل الخامس والعشرون: فى الخيارات، ط: اسلامى كتب خانه۔

کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ (۱)

عیب سے براءت کی شرط

اگر بائع (سیلر) نے عقد کرتے وقت مشتری (خریدار) سے کہہ دیا کہ مبیع (بیچی گئی چیز) اچھی طرح دیکھ کر لے لے، اگر بعد میں کوئی خرابی یا عیب ظاہر ہوا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں گا، اور مشتری نے ظاہری درست حالت دیکھ کر تسلی کر کے مبیع خرید لی تو براءت کی یہ شرط درست ہے، اگر اس کے بعد مشتری نے مبیع میں ایسا عیب پایا جو بائع کے پاس تھا تو ایسے مبیع واپس کر کے پیسے واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اور اگر بائع نے عقد کرتے وقت ہر ہر عیب کا نام لے کر کہا کہ میں اس سے بری ہوں تب بھی وہ بری ہو جائے گا، اور اگر عام الفاظ میں کہا کہ میں ہر قسم کے عیب سے بری ہوں، لیکن ہر عیب کا تفصیل سے نام نہیں لیا تب بھی وہ بری ہو جائے گا۔

واضح رہے کہ براءت کی صورت میں بائع اس عیب سے بھی بری ہوگا جو عقد کے وقت موجود تھا، اور اس عیب سے بھی جو سودا ہونے کے بعد مشتری کے قبضہ سے

---

(۱) اذا ذکر البائع أن فی المبیع عیب کذا و کذا وقبل المشتری مع علمه بالعیب لا یکون له الخیار بسبب ذلک العیب... بعد اطلاع المشتری علی عیب فی البیع إذا تصرف فیه تصرف الملک سقط خیاره مثلاً، وعرض المشتری المبیع للبیع بعد اطلاعه علی عیب قدیم فیه کان عرض المبیع للبیع رضی بالعیب فلا یرده بعد ذلک۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱۴۷/۱، ۱۴۸)، المادة: ۳۴۱، ۳۴۴، کتاب البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

▭ شرح المجلة للاتاسی: (۳۰۲/۲، ۳۰۷)، المادة: ۳۴۱، ۳۴۴، أیضاً، ط: رشیدیه۔

▭ الاصل ان المشتری متی تصرف فی المشتری بعد العلم بالعیب تصرف الملک بطل حقه فی الرد۔ (الهندیة: (۷۵/۳) کتاب البیوع، الباب الثامن: فی خیار العیب، الفصل الثالث: فیما یمنع الرد بالعیب ومالا یمنع ومایرجع فیه بالنقصان ومالا یرجع، ط: رشیدیه۔)

▭ وأما شرائط صحة الاقالة فمنها: رضا المتقابلین۔ (بدائع الصنائع: (۳۰۸/۵) کتاب البیوع، فصل وأما بیان مایرفع حکم البیع، ط: سعید)

▭ الفتاوی الهندیة: (۱۵۷/۳) کتاب البیوع، الباب الثالث عشر فی الاقالة، ط: رشیدیه۔

پہلے مبیع میں پیدا ہوا۔[1]

عیب قدیم پر اطلاع ہوئی

''قدیم عیب پر اطلاع ہوئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۱/۵)

عیب کا اقرار کر کے پیسہ لینا

''عیب دار ہونے کا اقرار نہ کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۴)

عیب کا خیار، شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے

''خیار عیب شرط کے بغیر ثابت ہوتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۳)

عیب کا علم کپڑا کاٹنے کے بعد ہوا

''کپڑا کاٹنے کے بعد عیب کا علم ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۳/۵)

عیب کیا ہے؟

عیب ہر وہ نقص ہے جس کی وجہ سے تاجروں کے عرف میں قیمت کم ہو جاتی ہے اور عیب کی دو قسمیں ہیں:

❶ ظاہری عیب جیسے جانور کا اندھا ہونا، کانا ہونا، شل ہونا، معذور ہونا، زخمی ہونا وغیرہ۔

---

(۱) (وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب وإن لم يسم... ويدخل فيه الموجود والحادث) بعد العقد (قبل القبض فلا يرد بعيب)۔

(قوله: وإن لم يسم) أي لم يذكر أسماء العيوب۔ (قوله: فلا يرد بعيب) أي موجود أو حادث۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۲/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في البيع بشرط البراءة من كل عيب، ط: سعيد)

الهداية: (۵۰/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه۔

بدائع الصنائع: (۲۷۶/۵، ۲۷۷) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

⓬ باطنی عیب: جیسے سواری کا سرکش ہونا، یا رفتار کم ہونا، یا مشین کا آہستہ چلنا وغیرہ۔[1]

عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا تعین

"قیمت میں کمی کا تعین" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۰/۵)

عیب کی وجہ سے مبیع کی واپسی کا خرچہ

اگر مشتری (خریدار) مبیع (خریدی گئی چیز) میں پرانے عیب پر مطلع ہونے کے بعد بائع کو واپس کرنا چاہتا ہے تو واپسی کا خرچہ مشتری کے ذمہ لازم ہوگا، وہ خرچہ زبردستی بائع سے لینا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر بائع خود دیدے تو لینا جائز ہوگا۔[2]

---

(۱) العيب هو ما ينقص ثمن المبيع عند التجار وأرباب الخبرة۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۴۵/۱) المادة: ۳۳۸، الكتاب الأول: البيوع، الباب السادس في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه)

▭ العيب الموجب للخيار: هو عند الحقيقة والحنابلة: كل ما يخلو عنه أصل الفطرة السليمة، ويوجب نقصان القيمة في عرف التجار نقصانًا فاحشًا أو يسيرًا كالعمى والعور، وهذا التعريف ذو معيار مادى۔ وعند الشافعية ذو معيار شخصي، وهو كل ما ينقص القيمة أو يفوت به غرض صحيح كجماح الدابة أو قطع شئ من أذن الشاة المشتراة للأضحية۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۱۱۶/۴، ۳۱۱۷) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس، الخيارات، خيار العيب، ط: رشيديه)

▭ فكل ما يوجب نقصان الثمن في عادة التجار نقصانًا فاحشًا أو يسيرًا، فهو عيب يوجب الخيار، ومالا نحو العمى والعور والحول ... والسلع والشلل والزمانة ... والشجاج والأمراض كلها۔ (بدائع الصنائع: (۲۷۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد)

(۲) تنبيهات مهمة: الأول: وجد بالمبيع الذى له حمل و مؤنة عيبا، ورده فمؤنة الرد على المشترى۔ (البحر الرائق: (۳۷/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد)

▭ وجد بالبيع الذى له حمل و مؤنة عيبا ورده فمؤنة الرد على المشترى۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۴۷/۴) كتاب البيوع، الفصل السادس: في العيب، نوع في الرد به، ط: رشيديه)

▭ وفي المنتقى: اشترى من آخر تمرًا بالرى وحمله إلى الكوفة ثم اطلع على عيب هناك، فإن أراد أن يرده قال محمد: ليس له ذلك حتى يرده إلى ذلك الموضع، علل، فقال: لأن لحمله مؤنة۔ (المحيط البرهانى: (۳۰/۸)، كتاب البيع، الفصل الرابع عشر: في العيوب، ط: رشيديه)

عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط

۳۸۰ اگر خریدار کو خریدی ہوئی چیز میں ایسا عیب نظر آئے جو اس چیز کے تاجروں اور ماہروں کے نزدیک عیب شمار ہوتا ہے، اور اس کی وجہ سے چیز کی قیمت میں کمی آجاتی ہے تو خریدار کو اختیار ہے کہ وہ مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ چیز واپس کردے۔

1. چیز میں وہ عیب بائع (بیچنے والے) کے پاس ہی پیدا ہو گیا ہو۔
2. خریدار کو چیز خریدتے وقت یا قبضہ کرتے وقت اس عیب پر اطلاع نہ ہوئی ہو۔
3. بائع نے سودا کرتے وقت تمام عیوب سے یا کسی خاص عیب سے اپنے آپ کو بری الذمہ کر کے چیز کو فروخت نہ کیا ہو۔
4. وہ قدیم عیب چیز میں اس وقت تک باقی رہے، جب تک کہ خریدار اس کے بارے میں بائع سے تصفیہ نہ کرلے۔
5. اس عیب کو خریدار کے لئے آسانی سے زائل کرنا اور دور کرنا ممکن نہ ہو۔
6. چیز خریدنے کے بعد خریدار کی طرف سے چیز میں کوئی ایسا کام نہ ہو گیا ہو جس کی وجہ سے اس چیز کو واپس کرنا منع ہو گیا ہو۔
7. خریدار نے عیب پر مطلع ہونے کے بعد اس عیب پر رضامندی کا اظہار نہ کیا ہو یا کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے عیب پر رضامندی ظاہر ہوتی ہو۔

ان تمام صورتوں میں خریدار کو یہ اختیار نہیں ہوگا کہ وہ عیب دار چیز اپنے پاس رکھ لے، اور عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا مطالبہ کرے، لیکن اگر بائع خود اپنی مرضی سے خریدار کو کچھ رقم واپس کردے، اور عیب دار چیز خریدار کے پاس ہی

رہنے دے تو یہ جائز ہے۔ (۱)

٣٨١

عیب کی وجہ سے واپسی کا اختیار

اگر چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے عیب کی وجہ سے واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی کے بغیر بھی واپس کرنے کا اختیار ہوگا، اور اگر خریدی گئی چیز قبضہ کرنے کے بعد عیب کی وجہ سے واپس کرنا چاہے تو بائع کی رضامندی یا عدالتی فیصلہ ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) مابیع مطلقا اذا بیع وفیه عیب قدیم یکون المشتری مخیراً ان شاء ردہ، وان شاء قبله بثمنه المسمّٰی... ولا بد للرد من قیود، الأول: أن یکون العیب عند البائع، الثانی أن لا یعلم به المشتری عند البیع، الثالث: أن لا یعلم به عند القبض، الرابع: أن لا یتمکن من ازالته بلا مشقة، فان تمکن فلا کما لو اشتری ثوباً فوجد فیه دماً ان کان اذا غسل من الدم ینقص الثوب کان عیباً لوجود حده والا فلا، الخامس: أن لا تشترط البراءة منه خصوصاً أو من العیوب عموماً، السادس: أن لا یزول العیب قبل الفسخ فان زال لیس له الرد... ولیس له أن یمسک المبیع ویأخذ ما نقصه العیب، وهذا یقال له خیار العیب، الا اذا تعذر الرد بسبب زیادة المبیع أو حدوث عیب آخر فیه... اذا وجد المشتری بمشریه عیباً وأراد الرد به، فاصطلحا علی أن یدفع البائع دراهم الی المشتری ولا یرد علیه المبیع جاز ویجعل حطا من الثمن، وعلی العکس وهو أن یصطلحا علی أن یدفع المشتری الدراهم الی البائع ویرد علیه، لا یصح؛ لانه لا وجه له غیر الرشوة الا اذا حدث به عیب عند المشتری أو لم یقر البائع بالعیب القدیم۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۳/۱، ۱۳۳)، المادة: ۳۳۷، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۲۹۰/۲، ۲۹۱)، المادة: ۳۳۷، أیضاً، ط: رشیدیه۔

شامی: (۵/۵)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

(۲) ثم أنه اذا علم المشتری بالعیب قبل القبض فله أن یرد المبیع علی البائع وینفسخ العقد بقوله: رددت، ولا یحتاج الی رضا البائع ولا الی قضاء القاضی، وأما اذا علم به بعد القبض فلا ینفسخ البیع الا بقضاء الحاکم أو برضا البائع... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۳/۱)، تحت المادة: ۳۳۷، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۲۹۳/۲)، تحت المادة ۳۳۷، أیضاً، ط: رشیدیه۔

شامی: (۶/۵)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

عیب کے عوض میں قیمت کم کرنا

چیز کو خرید کر جب دیکھا تو اس میں کوئی عیب تھا، جیسے کپڑے کے تھان کو چوہوں نے کاٹ ڈالا تھا یا اس میں زائد رنگ لگا ہوا تھا، یا اس میں دھبہ لگا ہوا تھا، یا اس میں سوراخ تھا، یا قیمتی لکڑی ہے کیڑا لگ گیا تھا، یا الیکٹرک سامان تھا اس میں سے کوئی چیز خراب یا ٹوٹی ہوئی تھی، یا اور کوئی عیب نکل آیا، تو اب اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے لے چاہے واپس کردے، لیکن اگر رکھے گا تو پوری قیمت ادا کرنا لازم ہوگا، اس عیب کی وجہ سے مقررہ قیمت میں سے کچھ رقم کم کرلینا درست نہیں، ہاں اگر قیمت کی کمی پر وہ بیچنے والا بھی راضی ہوجائے تو قیمت کم کرکے دینا درست ہے۔[1]

عیب معلوم ہونے کے بعد واپسی کا حق

اگر خریدار کو کوئی چیز خریدنے کے بعد عیب کا علم ہوا اور وہ اس پر راضی ہو گیا، تو اس کے بعد مبیع واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا، ہاں اگر علم ہونے کے بعد راضی نہیں ہوا تو واپس کرکے بائع سے قیمت واپس لینے کا حق ہوگا۔

---

(۱) (مابیع مطلقاً اذا بیع وفیہ عیب قدیم یکون المشتری مخیراً ان شاء ردہ وان شاء قبلہ بثمنہ المسمی، ولیس لہ أن یمسک المبیع ویأخذ مانقصہ العیب)۔۔۔تتمۃ: اذا وجد المشتری بمشریہ عیباً وأراد الرد بہ فاصطلحا علی أن یدفع البائع دراہم الی المشتری ولا یرد علیہ المبیع جاز ویجعل حطاً من الثمن۔(شرح المجلۃ لرستم باز: (۱۴۳/۱، ۱۴۴) المادۃ:۳۳۷، الکتاب الأول فی البیوع، الباب السادس فی الخیارات، الفصل السادس فی بیان خیار العیب، ط: مکتبہ فاروقیہ)

الدر المختار مع الرد: (۵/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

الدر المختار مع الرد: (۳۶/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فی مسألۃ المصراۃ، ط: سعید۔

شرح المجلۃ للأتاسی: (۲۹۱/۲) المادۃ:۳۳۷، ط: رشیدیہ۔

مثلاً کسی نے کوئی جانور خریدا، اور خریدنے کے بعد اس میں کسی عیب کا علم ہوا، لیکن خریدار نے جانور واپس نہیں کیا بلکہ اس کا علاج کرالیا، تو کہا جائے گا کہ خریدار اس جانور کے عیب کے ساتھ اس کو لینے پر راضی ہوگیا ہے لہٰذا اس کے بعد واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی گاڑی خریدنے کے بعد عیب نظر آیا، اور عیب نظر آنے کے بعد گاڑی واپس نہیں کی بلکہ اس کی مرمت کرالی تو عیب کی وجہ سے گاڑی کو واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

اور اگر کوئی اور چیز خریدی، اور خریدنے کے بعد عیب کا علم ہوا، اور عیب کا علم ہونے کے بعد اس کو واپس نہیں کیا، بلکہ اس کی مرمت کرالی یا مرمت کرنے کی کوشش کی تو سمجھا جائے گا تو یہ شخص اس عیب کے ساتھ وہ چیز لینے پر راضی ہوگیا ہے، لہٰذا اس چیز کو بعد میں واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) بعد اطلاع المشتری علی عیب فی المبیع اذا تصرف فیه تصرف الملاک سقط خیاره، مثلاً: لو عرض المشتری المبیع للبیع بعد اطلاعه علی عیب قدیم فیه کان عرض المبیع رضاً بالعیب، فلا یرده بعد ذلک۔ (شرح المجله لرستم باز: (۱۴۸/۱) المادة: ۳۴۴، الکتاب الأول فی البیوع، الباب السادس فی الخیارات، الفصل السادس فی بیان خیار العیب، ط: مکتبه فاروقیه۔

☜ (واللبس والرکوب والمداواة) له او به یعنی (رضاء بالعیب) الّذی یداویه فقط، (قوله: واللبس والرکوب الخ) أی لو اطلع علی عیب فی المبیع فلبسه أو رکبه لحاجته فهو رضا دلالة۔ (قوله: والمداواة له او به) أی أنه یشمل ما لو کان المبیع عبداً مثلاً فداواه من عیبه، أو کان دواء فداوی به نفسه أو غیره بعد اطلاعه علی عیب منه۔ (الدر مع الرد: (۳۳/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فیما یکون رضا بالعیب، ط: سعید۔)

☜ فلو کسره بعد العلم لا یرد؛ لأنه صار راضیا۔ (شامی: (۲۵/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۴۸/۱)، المادة: ۳۴۴، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☜ شرح المجلة للاتاسی: (۳۰۸/۲)، المادة: ۳۴۴، أیضاً، ط: رشیدیه۔

عیب نکلے تو بائع ذمہ دار نہیں

(۳۸۴) اگر سامان بیچتے وقت بیچنے والے نے خریدار سے کہہ دیا کہ اچھی طرح دیکھ بھال کرلو، اگر اس میں بعد میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں، بائع کے اس طرح کہنے پر بھی خریدار نے لے لیا تو اب چاہے جتنے عیب اس میں سے نکلیں واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اس طرح بھی بیچنا درست ہے، اور اس طرح کہہ دینے کے بعد عیب بتانا بھی لازم نہیں۔ (۱)

عیب نکلنے کے بعد واپس کرنے کا اختیار کب ہوتا ہے

"واپس دینے کا اختیار" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۲/۶)

عیب نہ بتانا

جب کوئی چیز بیچے، اگر اس میں کوئی خرابی ہے، تو اس کو بتانا واجب ہے، عیب نہ بتانا اور دھوکہ دے کر فروخت کرنا حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) اذا باع مالا علی أنه بریء من کل عیب ظهر فیه لا یبقی للمشتری خیار عیب، ولا یشترط تسمیة العیوب لأن الابراء اسقاط... ویدخل فی البراء من العیوب العیب الموجود وقت البیع والعیب الحادث بعده قبل القبض، لأن الغرض من البرائة الزام العقد باسقاط المشتری حقه عن وصف السلامة وذلک بالبرائة من الموجود والحادث، وفی الخانیة: لو تبرأ البائع من کل عیب یدخل فیه العیوب والأدواء (شرح المجلة لرستم باز: (۱۴۷/۱)، المادة: ۳۴۲، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☜ شرح المجلة للاتاسی: (۳۰۵/۲)، المادة: ۳۴۲، أیضاً، ط: رشیدیه۔

☜ الدر مع الرد: (۴۲/۵)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فی البیع بشرط البرائة من کل عیب، ط: سعید۔

(۲) لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، فروع، مطلب فی جملة ما یسقط به الخیار، ط: سعید۔)

☜ إذا اطلع المشتری علی عیب المبیع فهو بالخیار ان شاء أخذه بجمیع الثمن وإن شاء رده۔ (الهدایة: (۴۲/۳) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: رحمانیه)=

عیب ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہو

اگر کسی چیز کے بارے میں تاجروں کے درمیان یہ اختلاف ہو جائے کہ فلاں چیز میں عیب ہے یا عیب نہیں ہے، تو اختلاف کی وجہ سے اس چیز کو عیب دار شمار نہیں کیا جائے گا۔ (۱) ۳۸۵

عیب ہے

جو چیز فروخت کی جارہی ہے، اگر اس میں کوئی عیب ہے تو خریدار کو ضرور بتادے، تاکہ دھوکہ نہ ہو۔ (۲)

= البحر الرائق: (۲۵/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

(۱) ان اختلف التجار فقال بعضهم أنه عيب وبعضهم لا، ليس له الرد اذا لم يكن عيبا عند الكل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۶/۱)، تحت المادة: ۳۳۸، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسي: (۲۹۳/۲)، المادة: ۳۳۸، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه۔

الدر مع الرد: (۵/۵)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

(۲) لايحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر مع الرد: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، فروع، مطلب في جملة مايسقط به الخيار، ط: سعيد۔)

إذا اطلع المشتري على عيب المبيع فهو بالخيار ان شاء أخذه بجميع الثمن وإن شاء رده۔ (الهداية: (۴۲/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه۔)

البحر الرائق: (۲۵/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت اصابعه بللا، فقال: يا صاحب الطعام ماهذا؟ قال: اصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔
قال المحشي: أي ليس من اخلاقنا ولا على سنتنا، قال ابو عيسى: والعمل على هذا عند اهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (ترمذي مع الحاشية: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي)

مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، ط: قديمي۔=

عید کارڈ

کارڈز جو مختلف تقریبات اور مواقع پر استعمال کیے جاتے ہیں، اگر وہ کارڈ جاندار کی تصاویر پر مشتمل نہیں اور اس میں بے حیائی اور بے شرمی پر مبنی اشعار و مضامین وغیرہ نہیں اور کسی غیر مسلم کے تہوار یا ان کے جشن کے کارڈز نہیں جیسے کرسمس کارڈز وغیرہ تو ان کی خرید و فروخت جائز ہے، اور اگر مذکورہ خرابیوں میں سے کسی ایک خرابی پر بھی مشتمل ہو، تو ان کارڈز کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔(۱)

عین

عام اشیاء کو شریعت میں "عین" کہا جاتا ہے، عام طور پر "مبیع" (بیچی گئی چیز) اعیان میں سے ہوتی ہے، اور بعض اوقات دین بھی ہوتی ہے، جیسا کہ بیع صرف میں ہوتا ہے۔(۲)

= صحیح مسلم: (۱/۹۵)، کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیہ۔

(۱) ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، و کما حرم الأخذ والاعطاء فعلا، حرم الأمر بالأخذ اذا الحرام لا یجوز فعله ولا الأمر بفعله:... ما حرم فعله حرم طلبه...، فکل شیء لا یجوز فعله، لا یجوز طلب ایجاده من الغیر، سواء کان بالقول أو بالفعل، بأن یکون واسطة أو آلة لایجاده... (شرح المجلة للاتاسی: (۱/ ۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشیدیه۔

مجموعة قواعد الفقه الحنفیة: (ص: ۱۱۵)، القاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهیة، ط: مدنی کتب خانه، الصدف پبلشرز کراچی۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۲۷)، المادة: ۳۴، ۳۵، المقالة الثانیة فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: فاروقیه کوئٹه۔

(۲) تعریف المبیع والثمن... والمبیع في الغالب: ما یتعین بالتعیین، والثمن في الغالب: ما لا یتعین بالتعیین، وهذا الأصل الغالب یحتمل تغییره في الحالتین بعارض من العوارض، فیصیر ما لا یحتمل التعیین مبیعا کالمسلم فیه۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۳۷۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول: عقد البیع، المطلب الثاني: الثمن والمبیع، ط: رشیدیه)=

عیوب پر راضی ہے

(۳۸۷) اگر چیز اس شرط پر خریدی کہ میں اس کے تمام عیوب پر راضی ہوں، تو اب خیار عیب کی وجہ سے چیز واپس نہیں کرسکتا، اور تمام عیوب سے براءت میں جانور کے امراض سے بھی براءت ہوجاتی ہے۔ (۱)

عیوب سے براءت کا اعلان کر کے کوئی چیز فروخت کرنا

جملہ عیوب سے براءت کی شرط پر خرید و فروخت کرنا جائز ہے، تاکہ بعد میں جھگڑا اور پریشانی کی گنجائش باقی نہ رہے۔

موجودہ دور میں بعض دکاندار کوئی چیز فروخت کرتے وقت خریدار سے اس طرح کہہ دیتے ہیں کہ اس چیز کے نقائص اور عیوب کے بارے میں اگر کچھ کہنا ہے تو ابھی کہہ دیں، ورنہ بعد میں میں کسی قسم کے عیب کا ذمہ دار نہیں ہوں گا، اس طرح کہنا درست ہے، اور خریدار کو اس کے بعد مبیع میں کسی قسم کے عیب یا نقائص کی وجہ سے مبیع

= وإما أن يكون المبيع نقدا بنقد ويسمى صرفا... ويقال له بيع الدين... وإما أن يكون المبيع عينا بنقد عاجل أو آجل وهو البيع المطلق، وهو الغالب عند ذكر كلمة بيع۔ (الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۳۸/۲) كتاب أحكام البيع، ط: دار إحياء التراث العربي)

(۱) اذا باع مالا على أنه بريء من كل عيب ظهر فيه لا يبقى للمشترى خيار عيب، ولا يشترط تسمية العيوب لأن الإبراء اسقاط... ويدخل في البراء من العيوب العيب الموجود وقت البيع والعيب الحادث بعده قبل القبض، لأن الغرض من البرائة الزام العقد باسقاط المشترى حقه عن وصف السلامة، وذلك بالبرائة من الموجود والحادث، وفي الخانية: لو تبرأ البائع من كل عيب يدخل فيه العيوب والأدواء (شرح المجلة لرستم باز: (۱۴۷/۱)، المادة: ۳۴۲، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئته۔

شرح المجلة للاتاسي: (۳۰۵/۲)، المادة: ۳۴۲، أيضاً، ط: رشيديه۔

الدر مع الرد: (۴۲/۵)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في البيع بشرط البرائة من كل عيب، ط: سعيد۔

انظر أيضاً الحاشية الآتية۔

کو واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) (وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب، وإن لم يسم) خلافا للشافعي؛ لأن البراءة عن الحقوق المجهولة لا يصح عنده، ويصح عندنا لعدم إفضائه إلى المنازعة، (ويدخل فيه الموجود والحادث) بعد العقد (قبل القبض فلا يرد بعيب)... (قوله: وصح البيع بشرط البرائة من كل عيب) بأن قال بعتك هذا العبد على اني بریء من كل عيب۔ (الدر مع الرد: (۵/۴۲) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في البيع بشرط البراءة من كل عيب، ط: سعيد۔)

🗁 وصح البيع بشرط البراءة من كل عيب وإن لم يسم خلافا للشافعي؛ لأن البراءة عن الحقوق المجهولة لاتصح عنده و تصح عندنا لعدم إفضائه إلى المنازعة ۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱/ ۲۷۳) كتاب البيوع ومطالبه، باب الخيارات، ط: رشيديه۔)

🗁 شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۴۷)، المادة: ۳۴۲، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئٹه)

علماء دیو بند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل



میت کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مرض الوفات سے تدفین کے بعد تک بشمول میت کے غسل، کفن دفن، جنازہ، اور قبر کے بیشتر مسائل اور فکر آخرت پیدا کرنے والی چیدہ چیدہ مضامین وواقعات اس کتاب میں باحوالہ الف بائی ترتیب پر جمع کردیے گئے ہیں، ہر مسلمان کی دینی ضرورت، دیدہ زیب طباعت کے ساتھ دو جلدوں میں دستیاب ہے۔



غسل کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

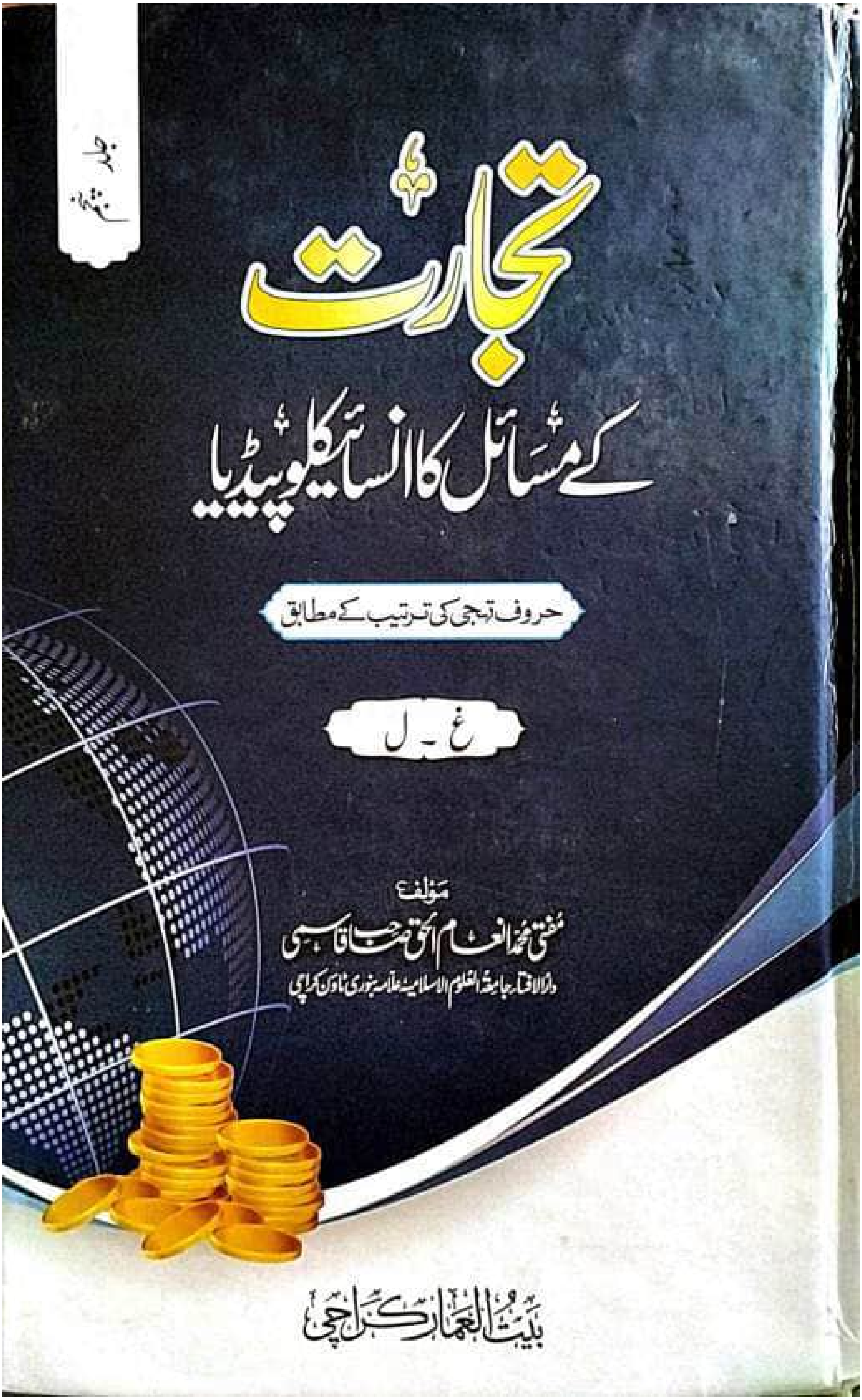
جنابت اور ناپاکی سے پاک ہونے اور غسل کرنے کا طریقہ اور اس کے مسائل جاننا ہر بالغ مرد وعورت کے لیے ضروری ہے، بالغ افراد کی اس ضرورت کو نہایت آسان انداز میں پورا کرنے والا اردو زبان کا پہلا انسائیکلوپیڈیا۔



حج وعمرہ کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

اپنے نام کی طرح آسان، حجاج وزائرین کرام کے لیے مبارک سفر میں قدم بقدم رہنمائی کرنے والی مختصر اور نہایت عام فہم کتاب، ہر حاجی اور زائر بیت اللہ ومسجد نبوی کے بابرکت سفر کی اہم ضرورت۔

بیت العمار کراچی
+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224


تجارت
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق
غ - ل
مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۵

بیت العمار کراچی

فہرست

Encyclopedia of Trade Issues Page 1667 of 2579.

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غ

غاصب کی جائیداد فروخت کرنا

اگر کسی نے کسی کی ملکیتی زمین پر غاصبانہ طور پر قبضہ کرلیا ہے، یا جعل سازی سے سرکاری کاغذات میں اپنے نام پر منتقل کرالیا ہے، تو وہ اس زمین کا مالک نہیں بنے گا، اس طرح ناجائز طور پر سرکاری کاغذات میں نام منتقل کرانا اور اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ مالک کو واپس کرنا ضروری ہے، ورنہ آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔ (۱)

اگر غاصب زمین واپس نہیں کررہا ہے تو زمین کے مالک کے لئے غاصب کی منقولہ اور غیر منقولہ اشیاء فروخت کرکے اپنا حق وصول کرنا شرعاً جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن سعيد بن زيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ شبراً من الأرض ظلما فانه يطوقه يوم القيامة من سبع أرضين۔ متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۵۴)، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: قديمي۔)

مرقاة المفاتيح: (۱۲۷/۶)، رقم الحديث: ۲۹۳۸، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

صحيح البخارى: (۸۶۹/۱)، رقم الحديث: ۳۱۹۶، كتاب بدء الخلق، باب ماجاء في سبع أرضين، ط: الطاف اينڈ سنز۔

(۲) قال: ونقل جد والدى لامه الجمال الاشقر فى شرحه للقدورى ان عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان فى زمانهم لمطاوعتهم فى الحقوق والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أى مال كان، لاسيما فى ديارنا لمداومتهم للعقوق۔ (شامى: (۹۵/۴) كتاب السرقة، مطلب: يعذر بالعمل بمذهب الغير عند الضرورة، ط: سعيد۔)

وفيه ان ابن ابى ليلى والشافعى يطلقان أخذ خلاف جنس حقه للمجانسة فى المالية، وقالا هو الأوسع، ويجوز الأخذ به وإن لم يكن مذهبنا، فإن الإنسان يعذر فى العمل به عند الضرورة۔ (البحر الرائق: (۵۶/۵) كتاب السرقة، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (۱۵۱/۶)، كتاب الحجر، و (۴۲۲/۶)، كتاب الحظر والاباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد۔

العناية شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۳۶۴/۵، ۳۶۵)، كتاب السرقة، ط: رشيديه۔

غائب چیز کی بیع

غائب چیز کی بیع مطلقاً درست ہے، اور اس صورت میں خریدار جب اس چیز کو دیکھے گا تو اسے دیکھنے کا اختیار (خیار رؤیت) حاصل ہوگا، یعنی دیکھنے کے بعد لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

غائب سودا

غائب سودا جس میں بیع کی نسبت مستقبل کی طرف کی جاتی ہے، یہ بیع نہیں بلکہ بیع کا محض وعدہ ہے اس لئے اس پر بیع کے احکام جاری نہیں ہوں گے، کیونکہ خرید وفروخت کی نسبت مستقبل کی طرف کرنا درست نہیں، اس لئے غائب سودا درست نہیں۔ (۲)

غبن

❶ ''غبن'' کے معنی ''دھوکے'' کے ہیں، فقہاء کرام کی اصطلاح میں کسی چیز کی مناسب قیمت سے زیادہ قیمت کو غبن کہتے ہیں۔

---

(۱) (صح الشراء والبيع لما لم يرياه... (وله) أي للمشتري (أن يرده اذا رآه)... (الدر مع الرد: (۴/ ۵۹۳، ۵۹۴)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۶/۶)، كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۲۰/۴)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: اشرفيه كوئٹه۔

(۲) (وما لاتصح) إضافته (إلى المستقبل) عشرة: (البيع وإجازته وفسخه والقسمة والشركة والهبة والنكاح والرجعة، والصلح عن مال والإبراء عن الدين)؛ لأنها تمليكات للحال فلاتضاف للاستقبال (الدر مع الرد: (۲۵۶/۵)، كتاب البيوع، باب المتفرقات، قبيل باب الصرف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۹/۸)، كتاب الاجارة، باب فسخ الاجارة، قبيل: كتاب المكاتب، ط: سعيد۔

درر الحكام شرح غرر الاحكام: (۴۹/۲)، كتاب البيوع، مسائل شتى، قبيل باب الصرف، ط: رشيديه قندهار۔

غبن کی دو قسمیں ہیں:

① غبن یسیر ② غبن فاحش

''غبن یسیر'' سے مراد ایسی قیمت ہے جو قیمت لگانے والوں کے اندازہ کے دائرہ میں آسکے، جیسے کوئی چیز دس روپے میں خریدی گئی اور اس کی قیمت کوئی آٹھ کوئی نو اور کوئی دس روپے لگاتا ہے، تو یہ غبن یسیر ہے۔

''غبن فاحش'' وہ ہے جو قیمت لگانے والوں کے اندازے سے باہر ہو، جیسے کوئی چیز دس روپے میں خریدی گئی، لیکن قیمت کا اندازہ لگانے والے لوگ اس کی قیمت سات، آٹھ روپے لگاتے ہیں، اس سے زیادہ کوئی نہیں لگاتا، تو یہ غبن فاحش ہے۔

⑫ موجودہ دور میں منقولی اشیاء میں مناسب قیمت سے پانچ فیصد زیادتی جانوروں میں دس فیصد، اور زمین و مکانات میں وغیرہ میں بیس فیصد غبن فاحش ہے، اور اس سے کم غبن یسیر ہے۔

⑬ اگر کسی کو بیع میں دھوکہ ہوا تو مال واپس کرنا جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) وإذا وجد غبن فاحش في البيع ولم يوجد تغرير فليس للمغبون ان يفسخ البيع... الغبن الفاحش: هو ما لايدخل تحت تقويم المقومين هو الصحيح، كما في البحر وذلك لما لو وقع البيع بعشرة مثلاً ثم ان بعض المقومين يقول انه يساوي خمسة، وبعضهم ستة، وبعضهم سبعة، فهذا غبن فاحش؛ لأنه لم يدخل تحت تقويم أحد، بخلاف ما إذا قال بعضهم ثمانية، وبعضهم تسعة، وبعضهم عشرة، فهذا غبن يسير...

إذا غرّ أحد المتبايعين وتحقق ان في البيع غبنًا فاحشًا فللمغبون ان يفسخ البيع حينئذٍ۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسي: (۳۳۵/۲، ۳۳۷) المادة: ۳۵۶، ۳۵۷، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السابع في الغبن والتغرير، ط: رشيديه)

قال: ثم حدد المتأخرون من الفقهاء الغبن الفاحش للتيسير في الفتوى والقضاء والتطبيق انه ما بلغ خمس القيمة في العقار، وعشرها في الحيوان ونصف العشر في العروض وسائر المنقولات۔ (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۱۹۳/۳) خيار التغرير، ط: دار القلم)

قوله: لا رد بغبن فاحش... وبه أفتى بعضهم مطلقا، (قوله: وبه أفتى بعضهم مطلقا) أي سواء كان الغبن بسبب التغرير أو بدونه لكن هذا الاطلاق لم يذكره في القنية، وإنما حكى في القنية الاقوال الثلاثة =

غبن فاحش

۴۴ غبن فاحش سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کی بازار میں زیادہ سے زیادہ جو قیمت لگائی جاتی ہے، اس سے بھی زیادہ قیمت وصول کی جائے اس کو غبن فاحش کہتے ہیں مثلاً ایک چیز ہزار سے بارہ سو روپے تک فروخت کی جاتی ہے، کوئی شخص اسے تیرہ سو روپے میں فروخت کرتا ہے تو یہ غبن فاحش ہے، اس طرح خرید و فروخت کرنے سے خرید و فروخت درست ہو جائے گی، اور نفع بھی دکاندار کے لئے حلال ہوگا لیکن یہ عمل مکروہ ہوگا۔ (۱)

= فيفهم منه ان هذا غير مقيد بالتغرير أو بدونه، ولكن نقل في الفتح ان الإمام علاء الدين السمرقندي ذكر في تحفة الفقهاء، ان اصحابنا يقولون في المغبون انه لا يرد، لكن هذا في مغبون لم يغر، اما في مغبون غر يكون له حق الرد استدلالاً بمسئلة المرابحة ... قلت: ويؤيده أيضا عدم التصريح بالإطلاق في القولين الأولين، وحيث كان ظاهر الرواية محمولا على هذا القول المفصل، يكون هو ظاهر الرواية إذ لم يذكروا ان ظاهر الرواية عدم الرد مطلقاً، حتى ينافي التفصيل فلذا جزم في التحفة بحمله على التفصيل وحينئذ لم يبق لنا الا قول واحد وهو المصرح بأنه ظاهر الرواية وبأنه المذهب، وبأنه المفتى به، وبأنه الصحيح۔ فمن أفتى في زماننا بالرد مطلقا فقد أخطأ خطأً فاحشا، لما علمت من ان التفصيل هو المصحح المفتى به، ولاسيما بعد التوفيق المذكور، وقد اوضحت ذلك بما لا مزيد عليه في رسالة سميتها، تحبير التحرير في إبطال القضاء بالغبن الفاحش بلا تغرير۔ (الدر مع الرد: (۱۴۲/۵، ۱۴۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد)

(۱) (واعلم أنه لا رد بغبن فاحش) هو ما لا يدخل تحت تقويم المقومين (في ظاهر الرواية... ويفتى بالرد... إن غره) أي غر المشتري البائع أو بالعكس... (وإلا، لا) وبه أفتى صدر الإسلام وغيره.

قوله: هو ما لا يدخل تحت تقديم المقومين) هو الصحيح كما في البحر، وذلك كما لو وقع البيع بعشرة مثلاً ثم ان بعض المقومين يقول إنه يساوي خمسة، وبعضهم ستة وبعضهم سبعة فهذا غبن فاحش، لأنه لم يدخل تحت تقويم أحد بخلاف ما إذا قال بعضهم: ثمانية وبعضهم تسعة وبعضهم عشرة، فهذا غبن يسير. (الدر المختار مع الرد: (۱۴۲/۵، ۱۴۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد)

☜ الحنفية قالوا: الغبن الفاحش هو ما لا يدخل تحت تقويم المقومين، كما اشتري سلعة بعشرة فقومها بعض أهل الخبرة بخمسة، وبعضهم بستة، وبعضهم سبعة ولم يقل أحد إنها بعشرة، فالثمن الذي =

غبن فاحش کی صورت میں واپس کرنے کا حکم

۴۵ اگر بائع یا دلال یا بروکر نے چالاکی اور ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کو اتنی زیادہ قیمت پر فروخت کی جو عام مارکیٹ کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے، تو مشتری کو علم ہونے کے بعد تصرف کرنے سے پہلے مبیع کو واپس کرنے کا حق ہوگا۔

اور اگر مشتری نے علم ہونے کے بعد مبیع کو کسی قسم کے تصرف سے پہلے واپس نہیں کیا بلکہ اس میں مالکانہ طور پر تصرف کیا، اور اس پر کچھ مدت بھی گزر گئی تو پھر مشتری کو مبیع واپس کرنے کا حق نہیں ہوگا، کیونکہ غبن فاحش کی صورت میں علم ہونے کے باوجود تصرف کرنے سے واپس کرنے کا حق باقی نہیں رہتا۔ (۱)

موجودہ دور میں بعض دکاندار ہزار کی چیز کو چار پانچ ہزار میں فروخت کر

= اشتريت به لم يدخل تحت تقويم أحد۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۲/۲۸۵) كتاب أحكام البيع، مباحث الربا، مبحث البيع بالغبن الفاحش، ط: دار احياء التراث العربي)

البحر الرائق: (۷/۲۸۷) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء ط: رشيديه.

ولأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره فلا ينبغي للإمام أن يتعرض لحقه. (الهدايه: (٤/٤٧٦) كتاب الكراهية، مسائل متفرقة، ط: رحمانيه)

فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذي يقابله العوض حلال. المبسوط للسرخسي: (۱۲/۱۱۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة.

(۱) كل تصرف يدل على الرضا بعد العلم به يمنع الرد والرجوع بالنقص... وسقى الارض وزراعتها وكسح الكرم رضاء۔ (البزازية على هامش الهندية: (۳/۳۵۱، ۳۵۲) كتاب البيوع، باب الخيار، نوع فيما يمنع الرد وما لا يمنعه، ط: رشيديه)

الهندية: (۳/۷۵) كتاب البيوع، الباب الثامن: في خيار العيب، الفصل الثالث فيما يمنع الرد بالعيب وما لا يمنع... ط: رشيديه)

المشترى الذى حصل له تغرير، إذا اطلع على الغبن الفاحش ثم تصرف فى المبيع تصرف الملاك، سقط حق فسخه كما لو عرض المبيع للبيع أو سقى الارض المبيعة أو غرسها إلى غير ذلك من التصرفات الدالة على الرضاء۔ (شرح مجلة الاحكام لسليم رستم باز: (۱/۱۵۹)، المادة: ۳۵۹، البيوع، الباب السادس: فى الخيارات، الفصل السابع: فى الغبن والتغرير، ط: فاروقيه كوئٹه۔

دیتے ہیں پھر اس کے بعد خریدار کسی اور دکاندار سے اس کے ریٹ معلوم نہ کرلے اس کے لئے ''فیلڈنگ'' کرتے ہیں تاکہ دوسرے دکاندار بھی اس چیز کی قیمت چار، پانچ ہزار بتادیں اور یہ چیز واپس نہ کرے، یہ بھی ناجائز اور گناہ ہے، اور اس گناہ میں دوسرے دکاندار بے فائدہ شریک ہوجاتے ہیں، اگر بالفرض مشتری کو معلوم ہوگیا کہ ہزار کی چیز چار پانچ ہزار میں فروخت کی ہے تو اس کو واپس کرنے کا حق ہوگا۔

آج کل اتنا زیادہ دھوکہ دیا جاتا ہے جس کا اندازہ لگانا مشکل ہے، یہاں تک کہ مال کی واپسی کے خوف سے عید وغیرہ کی چھٹیوں کے بعد فوراً بعض دکاندار دکان کھولتے بھی نہیں۔

غداری کا جھنڈا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر دھوکے باز کی سرین پر قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا۔ (۱)

اس لئے خرید وفروخت کے معاملے میں بھی دھوکہ بازی سے بچنا ضروری ہے ورنہ قیامت کے دن ایسے دکانداروں کی کمر پر غداری کا جھنڈا گاڑا جائے گا، اور اس پر ان لوگوں کے نام درج ہوں گے جن کو دکاندار نے دھوکہ دیا ہے۔

غرر (Uncertainty)

جس چیز کا سودا ہو رہا ہو وہ اپنی جنس، ذات، مقدار اور اوصاف کے لحاظ

---

(۱) عن أبي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لكل غادر لواء عند استه يوم القيامة. (صحيح مسلم: (۲/۸۳) كتاب الجهاد، باب تحريم الغدر، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۳) كتاب الإمارة والقضاء، باب ما على الولاة من التيسير، الفصل الأول، ط: قديمي.

مسند أحمد: (۳/۷) رقم الحديث: ۱۱۳۵۲، مسند أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

سے بالکل واضح اور متعین ہو، کسی بھی اعتبار سے مبہم یا غیر واضح نہ ہو اس قسم کے ابہام کو اصطلاح میں "غرر" کہتے ہیں، خرید و فروخت کے معاملہ میں غرر یعنی دھوکہ سے بچنا ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (۱)

غرر اور مبیع کی جہالت میں فرق

"غرر" میں مبیع (بیچی گئی چیز) کا وجود ہی مشکوک ہوتا ہے کہ مبیع موجود ہے یا نہیں، ہاتھ میں آئے گی یا نہیں۔

اور جہالتِ مبیع میں مبیع تو موجود ہوتی ہے، لیکن اس کی کسی صفت یا تعیین میں جہالت ہوتی ہے۔

جیسا کہ سمندر وغیرہ کے پانی میں رہتے ہوئے مچھلیوں کو فروخت کرنا غرر ہے اور دو چیزوں میں سے بلا تعیین ایک چیز کو بیچنا مبیع میں جہالت ہے۔ (۲)

---

(۱) نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر. (صحيح مسلم: (۲/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة، ط: قديمي)

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۵۸) أبواب التجارات، باب النهي عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر، ط: قديمي.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

(۲) وبيع الحمل أى الجنين وحزم في البحر يبطل، كالنتاج (قوله: وحزم في البحر يبطلان) لنهيه ﷺ عن المضامين والملاقيح، وحبل الحبلة، ولما فيه من الغرر... وهو الشك في وجوده... ولؤلؤ في صدف للغرر (قوله: للغرر)؛ لأنه لا يعلم وجوده۔ (الدر مع الرد: (۶۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

وبيع ثوب من الثوبين أو عبد من عبدين لجهالة المبيع ۔ (الدر مع الرد: (۶۶/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ولا يجوز بيع الحبل...؛ لأن فيه غررا وهو ما طوى عنك علمه، قال المغرب في الحديث: "نهى النبي ﷺ عن بيع الغرر" وهو الخطر الذى لا يدرى أيكون أم لا؟ كبيع السمك في الماء والطير في الهواء۔ (شرح النقاية: (۲۱۱/۶) ط: دار الفكر)

لأن الغرر هو الخطر الذى استوى فيه طرف الوجود والعدم بمنزلة الشك. (بدائع الصنائع: (۱۶۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد)=

غرر کا معنی

۴۸ ""غرر"" کا معنی یہ ہے کہ ہر وہ چیز جس کے ظاہر کو تم پسند کرو، لیکن اس کا باطن ناپسند ہو، اس کا اردو ترجمہ ""دھوکہ"" ہے۔[1]

غرر کی صورتیں

""غرر"" کی تین صورتیں ہیں:

❶ مبیع مقدور التسلیم نہ ہو، یعنی جس چیز کو بیچ رہا ہے، خریدار کو وہ چیز حوالہ کرنے پر قادر نہ ہو، مثلاً: کوئی شخص اپنے مملوکہ تالاب میں مچھلی کو فروخت کرتا ہے جبکہ مچھلی کو جال اور کسی حیلہ کے بغیر پکڑا نہ جا سکے۔

❷ مبیع (بیچی گئی چیز) یا ثمن (قیمت) یا میعاد میں سے کوئی چیز مجہول ہو، مثلاً سامنے بہت سارے کپڑے رکھے ہیں، اور ہاتھ میں ایک پتھر لے کر وہ پتھر مارا، اور کہا کہ جس کپڑے کو لگ جائے گا اس کی بیع ہوگی، تو اس صورت میں مبیع مجہول ہے، اسی طرح دکاندار خریدار کو یہ کہے کہ میں کپڑا تمہاری طرف پھینکوں گا، اور آپ کپڑا میری طرف پھینک دینا، اس صورت میں مبیع اور ثمن دونوں مجہول ہیں۔

❸ معاوضہ کے عقود میں مالک بننے کو احتمالی چیزوں پر معلق کرنا، مثلاً اگر یہ واقعہ پیش آیا تو میں نے اپنی فلاں چیز آپ کو ابھی سے اتنے روپیہ کے عوض بیچ دی، مثلاً اگر جمعہ کے دن بارش ہوگئی تو آپ کو یہ کتاب ایک ہزار روپے میں فروخت

= بیع الغرر: هو البيع الذی فيه خطر انفساخه بهلاک المبيع، والغَرَر۔ محركة۔ التعريض للهلكة وما طوی عنک علمه۔ وفی "المبسوط" الغرر ما كان مستور العاقبة۔ وفی "المغرب" الغرر هو الخطر الذی لا يدری أن يكون أم لا؟، قال الأروی: النهی عن بيع الغرر أصل عظيم من أصول كتاب البيوع... (المجموعة للقواعد الفقهية: (ص: ۱۳۵)، التعريفات الفقهية، حرف الباء، ط: مكتبة البشری)

(۱) گزشتہ عنوان کے تحت درج حاشیہ ملاحظہ ہو۔

کردی، یہ درست نہیں، یہ قمار اور جوا میں داخل ہے۔(۱)

غصب پر غصب

ایک شخص نے دوسرے کا مال غصب کیا، پھر دوسرے ڈاکو نے اس پر ڈاکہ ڈالا، مثلاً کسی کی گاڑی تھی ایک ڈاکو اس سے چھین کر لے گیا، پھر دوسرے ڈاکو نے اس سے پہلے ڈاکو سے چھین لی، پھر اس دوسرے ڈاکو کے ہاتھ سے ٹوٹ گئی یا کسی

---

(۱) وفسد (بیع سمک لم یصد) لو بالعرض والا فباطل لعدم الملک... (أو صید ثم ألقی فی مکان لا یؤخذ منه الا بحیلة للعجز عن التسلیم... (الدر مع الرد: (۶۰/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع الفاسد، ط: سعید۔)

و (الملامسة) للسلعة (والمنابذة) أی نبذها للمشتری (والقاء الحجر) علیها، وهی من بیوع الجاهلیة فنهی عنها کلها عینی، لوجود القمار، فکانت فاسدة ان سبق ذکر الثمن بحر، (قوله: فنهی عنها کلها) فی الصحیحین من حدیث أبی هریرة رضی الله عنه "أن رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن الملامسة والمنابذة" زاد مسلم۔ أما الملامسة: فأن یلمس کل منهما ثوب صاحبه بغیر تأمل لیلزم اللامس البیع من غیر خیار له عن الرؤیة، وهذا بأن یکون مثلا فی ظلمة أو یکون الثوب مطلوبا مرئیا یتفقان علی أنه اذا لمسه فقد باعه منه، وفساده لتعلیق التملیک علی أنه متی لمسه وجب البیع وسقط خیار المجلس، والمنابذة: أن ینبذ کل واحد منهما ثوبه الی الآخر ولا ینظر کل واحد منهما الی ثوب صاحبه علی جعل النبذ بیعاً، وهذه کانت بیوعاً یتعارفونها فی الجاهلیة، وکذا القاء الحجر أن یلقی حصاة وثمة أثواب فأی ثوب وقع علیه کان المبیع بلا تأمل ورؤیة ولا خیار بعد ذلک... (الدر مع الرد: (۶۵/۵، ۶۶)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

(و) لا (الی قدوم الحاج والحصاد) للزرع (والدیاس) للحب (والقطاف) للعنب لأنها تتقدم وتتأخر... (کما لو کفل الی هذه الأوقات) لأن الجهالة الیسیرة متحملة فی الدین والکفالة، لا الفاحشة، (أو أسقط) المشتری (الأجل) فی الصور المذکورة (قبل حلوله) وقبل فسخه (و) قبل (الافتراق) حتی لو تفرقا قبل الاسقاط تأکد الفساد ولا ینقلب جائزا اتفاقاً۔ ابن کمال وابن ملک، کجهالة فاحشة کهبوب الریح ومجیء مطر فلا ینقلب جائزا وان أبطل الأجل۔ (الدر مع الرد: (۸۲/۵، ۸۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

البحر الرائق: (۷۳/۶، ۷۶، ۸۸، ۸۹)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۵۹۶/۲، ۵۹۷، ۶۰۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه، قندهار۔

وجہ سے استعمال کے قابل نہیں رہی تو مالک کو ان دونوں کے خلاف مقدمہ دائر کرنے کا حق ہوگا، اور ان دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان وصول کر سکے گا، البتہ جب ایک سے ضمان وصول کرے گا تو دوسرے سے وصول کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

غصب شدہ چیزوں کی خرید وفروخت

☆ بعض اوقات علاقائی جھگڑوں میں ایک قوم دوسری قوم کو مغلوب کر کے اس کی تمام جائیداد، مال، مویشی وغیرہ پر غاصبانہ اور ظالمانہ قبضہ کر کے ضبط کر لیتی ہے، تو اس غاصب قوم سے مغلوب قوم کی غصب شدہ جائیداد کو خریدنا جائز نہیں ہے۔

☆ واضح رہے کہ مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کے مال و جان پر غاصبانہ قبضہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اس طرح غصب کر کے جائیداد وغیرہ پر قبضہ کرنے سے غاصب ان چیزوں کا مالک نہیں بنتا، بلکہ ان غصب شدہ چیزوں کو واپس کر دینا لازم ہے، اگر مالک زندہ ہے تو مالک کو واپس کرے، اور اگر مالک زندہ نہیں

---

(۱) غاصب الغاصب حكمه حكم عين الغاصب... فاذا غصب من الغاصب المال المغصوب شخص آخر، وأتلفه أو تلف في يده، فالمغصوب منه مخير ان شاء ضمنه الغاصب الأول، وان شاء ضمنه الغاصب الثاني، وله أن يضمن مقدار أمنه الأول والمقدار الآخر الثاني... واذا ضمن الغاصب الأول فهو يرجع على الثاني وأما اذا ضمنه الثاني فليس للثاني أن يرجع على الأول، اذا رد غاصب الغاصب المال المغصوب الى الغاصب الأول يبرأ وحده، واذا رده الى المغصوب منه يبرأ هو والأول۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۰۲/۱، ۲۰۳)، المادة: ۹۱۰، ۹۱۱، الكتاب الثامن: في الغصب والاتلاف، الفصل الثالث: في حكم غاصب الغاصب، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للأتاسي: (۴۴۸/۳، ۴۵۲)، المادة: ۹۱۰، ۹۱۱، أيضاً، ط: رشيديه۔

الدر مع الرد: (۱۹۷/۶)، كتاب الغصب، مطلب في أبحاث غاصب الغاصب، ط: سعيد۔

لو غصب شخص متاع إنسان أو سيارته فجاء شخص آخر فغصب هذا المتاع من الغاصب أو اغتصب السيارة أو الدابة، ثم هلك في يده فمن يضمن هذا المغصوب اتفق فقهاء المذاهب الأربعة على ان المالك بالخيار ان شاء ضمن الغاصب الأول لوجود فعل الغصب منه، فهو المتعدي الأول، وان شاء ضمن الغاصب الثاني۔ (فقه المعاملات للصابوني)

ہے تو اس کے وارثوں کو واپس کردے، اور اگر مالک یا وارث کوئی بھی نہیں ہے تو مالک کی طرف سے نیت کرکے فقرا، اور مساکین پر صدقہ کردے۔

٥١

☆ اگر غاصب نے غصب کئے ہوئے مال وجائیداد کو فروخت کیا ہے، تو یہ بیچنا مالک کی اجازت پر موقوف رہے گا، اگر مالک اجازت دے گا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ نہیں ہوگی، اور وہ غصب کیا ہوا مال اصل مالک کو واپس کردینا لازم ہوگا۔ (١)

غصب شدہ مال کسی کے پاس مل جائے

اگر اپنا غصب شدہ مال کسی کے پاس صحیح حالت میں مل جائے، تو اس کو اپنا مال اس سے واپس لینے کا حق حاصل ہے، اگرچہ اس نے غصب کرنے والے سے خریدا ہو، کیونکہ جس وقت غاصب، ڈاکو یہ مال فروخت کر رہا تھا وہ اس کا مالک نہیں تھا، لہٰذا یہ بیع منعقد ہی نہیں ہوئی، لہٰذا مالک اپنا مال اس سے لے لے، باقی یہ شخص

---

(١) عن ابی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا ألا لايحل مال امرئ الا بطيب نفس منه ۔رواه البيهقی فی شعب الايمان والدار القطنی فی المجتبی۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٢٥٥)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانی، ط: قديمی۔

الغصب... فی الشريعة: أخذ مال متقوم محترم بغير اذن المالك على وجه يزيل يده... ثم ان كان مع العلم فحكمه المأثم والمغرم وان كان بدونه فالضمان، لأنه حق العبد، فلايتوقف على قصده، ولا اثم لأن الخطاء موضوع... وعلى الغاصب رد العين المغصوبة ۔معناه: مادام قائماً لقوله: عليه السلام على اليد ما أخذت حتى ترد، وقال عليه السلام: لا يحل لأحد أن يأخذ متاع أخيه لاعباً ولا جاداً فان أخذه فليرده عليه ولأن اليد حق مقصود وقد فوتها عليه فيجب اعادتها بالرد اليه، وهو الموجب الأصلی...
(الهداية: (٣/٣٧٠، ٣٧١) كتاب الغصب، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (٨/١٠٨، ١٠٩) كتاب الغصب۔ ط: سعيد۔

قال بعض مشايخنا: كسب المغنية كالمغصوب لم يحل أخذه، وعلى هذا قالوا مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئاً وهو أولى بهم ويردونها على أربابها ان عرفوهم، والا تصدقوا بها، لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق اذا تعذر الرد على صاحبه۔
(شامی: (٦/٣٨٥)، كتاب الحظر والاباحة، فصل: فی البيع، ط: سعيد۔

الخانية على الهندية: (٣/٤٠٠)، كتاب الحظر والاباحة، ومايكره أكله، ط: رشيديه۔

غاصب بائع سے ادا کردہ قیمت لے لے۔[1]

غصہ کی حالت میں اللہ سے ملاقات

''اللہ سے غصہ کی حالت میں ملاقات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۰/۱)

غلام کی بیع

''لونڈی کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۴/۵)

غلط بیانی سے اشتہار بازی کرنا

''اشتہاری مہم میں غلط بیانی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۹/۱)

غلط بیانی کی بنیاد پر جو نفع حاصل ہوا

تمام معاملات میں جو منافع غلط بیانی اور جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہو، وہ ناجائز اور حرام ہے، ایسا آدمی سخت گناہ گار ہے، اور کسی بھی وقت اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوسکتا ہے۔[2]

---

(۱) أبو هريرة رضي الله عنه يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أو قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أدرك ماله بعينه عند رجل أو رجل قد أفلس، فهو أحق به من غيره۔ (صحيح البخاري: (۳۲۳/۱)، كتاب الاستقراض وأداء الديون... باب إذا وجد ماله عند مفلس فهو أحق به، ط: قديمی)

عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من وجد عين ماله عند رجل فهو أحق به ويتبع البيع من باعه۔ (سنن أبي داؤد: (۱۴۲/۲)، رقم الحديث: ۳۵۳۰، كتاب الاجارات، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل، ط: رحمانيه۔

عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: اذا ضاع للرجل متاع أو سرق له متاع فوجده في يد رجل يبيعه فهو أحق به ويرجع المشتري على البائع بالثمن۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۸، أبواب الأحكام، باب: من سرق له شيء فوجده في يد رجل اشتراه، ط: قديمی۔

(۲) قال الله تعالى: "لعنة الله على الكاذبين" (آل عمران: الآية: ۶۱)=

غلطی سے نام ہوگیا

(۵۳) اگر پٹواری وغیرہ نے غلطی سے یا کسی اور وجہ سے زمین یا مکان مالک کے علاوہ کسی اور کے نام کردی، تو وہ مالک نہیں ہوگا، بلکہ اصل مالک بدستور اصل مالک رہے گا، جس کے نام پر ہوگیا اس پر ضروری ہے کہ دوبارہ اصل مالک کے نام منتقل کردے۔ (۱)

= عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:... وایاکم والکذب، وان الکذب یھدی الی الفجور، وان الفجور یھدی الی النار، ومایزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذاباً۔ متفق علیہ۔ (مشکوۃ المصابیح: (۲/ ۴۱۲)، کتاب الآداب، باب حفظ اللسان والغیبۃ والشتم، الفصل الأول، ط: قدیمی۔)

من غشنا فلیس منا) أی لیس علی منھاجنا لأن وصف المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم وطریقتہ الزھد فی الدنیا والرغبۃ فیھا وعدم الشرہ والطمع الباعثین علی الغش، (والمکر والخداع فی النار) أی صاحبھما یستحق دخولھا لأن الداعی الی ذلک الحرص فی الدنیا والشح علیھا والرغبۃ فیھا وذلک یجر الیھا، وأخذ الذھبی من الوعید علی ذلک أن الثلاثۃ من الکبائر فعدھا منھا۔ (فیض القدیر للمناوی: (۶/ ۱۸۶)، رقم الحدیث: ۸۸۸۱، حرف المیم، دار المعرفۃ۔

مشکوۃ المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنھی عنھا من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

وعن أبی حرۃ الرقاشی عن عمہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منہ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریۃ، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

السنن الکبری للبیھقی: (۶/ ۱۰۰) کتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخلہ فی سفینۃ أو بنی علیہ جداراً، ط: ادارۃ تالیفات اشرفیہ۔

(۱) بخلاف جعلتہ باسمک فانہ لیس بھبہ... (الدر مع الرد: (۵/ ۶۸۹)، کتاب الھبۃ، ط: سعید۔

وعلی الغاصب رد العین المغصوبۃ معناہ مادام قائماً لقولہ علیہ السلام علی الید ما أخذت حتی ترد، وقال علیہ السلام: لا یحل لأحد أن یاخذ متاع أخیہ لاعباً ولا جاداً فان أخذہ فلیردہ علیہ، ولأن الید حق مقصود، وقد فوتھا علیہ، فیجب اعادتھا بالرد الیہ، وھو الموجب الأصلی... (الھدایۃ: (۳/ ۳۷۰، ۳۷۱) کتاب الغصب، ط: رشیدیہ)

الخانیۃ علی ھامش الھندیۃ: (۳/ ۴۰۰)، کتاب الحظر والاباحۃ، ومایکرہ أکلہ، ط: رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۸/ ۱۰۸، ۱۰۹) کتاب الغصب، ط: سعید۔

غلطی ہونا حساب وکتاب میں

''حساب کتاب میں غلطی''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۰/۳)

غلہ کو شہر سے باہر جا کر راستے سے ہی خرید لینا

''بیع مکروہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۵/۲)

غلہ لانے والوں کو نرخ کے بارے میں دھوکہ دینا

''بیع مکروہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۵/۲)

غلہ کی تجارت

غلہ کی تجارت کرنا جائز ہے۔[۱] بلکہ انسان اور حیوانات کی غذا کے حصول میں آسانی پیدا کرنے کی نیت سے ہو تو ثواب کا کام ہے۔[۲]

---

(۱) وفی المبیع: کونہ مالا متقوما شرعا مقدور التسلیم۔ (فتح القدیر: (۲۳۸/۶) کتاب البیوع، ط: مصطفی البابی الحلبی مصر)

☜ وشرط المعقود علیہ... کونہ موجودا مالا متقوما مملوکا فی نفسہ، وکون الملک للبائع فیما یبیعہ لنفسہ۔ (شامی: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعۃ، ط: سعید)

☜ البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

(۲) علقمۃ ابن وقاص اللیثی یقول: سمعت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی المنبر قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: إنما الأعمال بالنیات، وإنما لامرئ ما نوی۔ (صحیح البخاری: (۲/۱) باب کیف بدؤ الوحی، ط: قدیمی)

☜ قال الطیبی: قوبل الملعون بالمرزوق، والمقابل الحقیقی مرحوم، أو محروم لیعم، فالتقدیر: التاجر مرحوم و مرزوق لتوسعتہ علی الناس والمحتکر محروم وملعون لتضیقہ علیہم۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۱۱۱/۶) کتاب البیوع، الفصل الثانی، رقم الحدیث: (۲۸۹۳) ط: رشیدیہ) و: (۹۹/۶) ط: دار الکتب العلمیۃ۔

☜ حدثنا ابو بکر قال: حدثنا وکیع قال: حدثنا سفیان، عن حجاج بن فرافصۃ، عن رجل عن مکحول عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من طلب الدنیا حلالا استعفافا عن المسئلۃ، وسعیا علی اھلہ، وتعطفا علی جارہ، لقی اللہ ووجھہ کالقمر لیلۃ البدر، ومن طلب الدنیا حلالا مکاثرا

غلہ منڈی کی مزدوری

غلہ منڈی میں مال خریدنے تک مزدوروں کی جو مزدوری آتی ہے وہ بیچنے (۵۵)
والے پر ہے اور فروخت کرنے کے بعد گاڑی وغیرہ تک لے جانے کے لئے جو
مزدوری آتی ہے وہ خریدار پر ہے۔ (۱)

غلیظ مواد پر مبنی کتب

کتاب بیچنے والے لوگوں کو چاہئے کہ اپنے کتب خانوں میں اسلامی کتابیں فروخت کریں مثلاً قرآن مجید، حدیث، تفسیر، فقہ، تاریخ، سیرت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لکھی گئی کتابیں دینی مسائل کی کتابیں اور غزوات وغیرہ پر مشتمل اسلامی، اخلاقی کتابیں فروخت کریں تاکہ صدقہ جاریہ بنے، اور حلال روزی اور مال میں برکت کا سبب بنے۔ فحاشی، عریانی، گمراہی، فساد پھیلانے والی، اخلاقی زوال پیدا کرنے والی، مسلمانوں میں فتنے برپا کرنے والی، بدعات کو ترویج دینے والی اسلامی

=مرائيا، لقي الله وهو عليه غضبان۔ (المصنف لابن ابی شيبة: (۱۱/۳۸۰) كتاب البيوع والاقضية، ط:المجلس العلمي)

(۱) عن عثمان رضي الله عنه أن النبي صلي الله عليه وسلم قال له: إذا بعت فكل وإذا ابتعت فاكتل. (صحيح بخاري: (۱/۲۸۵) كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ط: قديمي)

وفي التوضيح: وعندنا أن مؤونة الكيل على البائع ووزن الثمن على المشتري... وأجرة النقل المحتاج إليه في تسليم المنقول على المشتري۔ (عمدة القاري: (۱۱/۳۴۸) كتاب البيوع، باب الكيل على البائع والمعطي، ط: دار الكتب العلمية)

المصارف المتعلقة بتسلم المبيع تلزم البائع وحده مثلاً أجرة الكيال للمكيلات والوزان للموزونات المبيعة تلزم البائع وحده... لأن الكيل والعدو الذرع والوزن من متممات تسليم المبيع ولما كان تسليم المبيع لازماً له فيلزمه ما يتم به نفقة مايكون به تسليم المبيع لازمة له... فإذا باع شخص حمل سفينة حطباً كل قنطار بعشرين قرشاً فأجرة تسليم القنطار تلزم البائع إلا أن العمل في زماننا جار على أخذ الأجرة من المشتري حسب النظام المخصوص. درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۲۳۶) المادة: ۲۸۹، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الرابع: في مؤنة التسليم ولوازم إتمامه، ط: فاروقيه.

عقائد ونظریات کو تباہ وبرباد کرنے والی رومانٹک عشقیہ قصے کہانی والی کتابیں فروخت نہ کریں، ایسی کتابوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے ایسی کتابیں مسلمان بچوں اور بچیوں کو گندے اور رذیل اخلاق کی تعلیم دیتی ہیں اور اخلاقی پستی اور جنسی راہ روی کی طرف لے جاتی ہیں۔ ایسے دکاندار مسلمانوں کو گمراہ کرنے والی کتابوں کی ترویج اور اشاعت میں حصہ دار ہیں ان کا یہ عمل آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب کا سبب بنے گا، اور قیامت تک گناہ کرنے والوں کے گناہوں میں یہ لوگ بھی شریک ہوں گے کیونکہ سبب یہی لوگ بنے۔ (۱)

غور کے بعد خریدوں گا

''قبضۂ امانت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰۷۵)

غیر اسلامی ممالک سے تجارتی پالیسی

اسلام تمام انسانوں کے لئے رحمت اور عدل کا پیغام ہے، اس کی نگاہ میں

---

(۱) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم. (سورة لقمان:٦)

وقال الضحاك في قوله تعالى: "ومن الناس من يشتري لهو الحديث" يعني: الشرك... واختار ابن جرير أنه كل كلام يصد عن آيات الله واتباع سبيله. (تفسير ابن كثير: (٢١/٥) سورة لقمان:٦، ط: رشيديه)

واستدل بعضهم بالآية على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتراها النضر بن الحارث على حرمة مطالعة كتب تواريخ الفرس القديمة، وسماع ما فيها، وقراءته وفيه بحث، ولا يخفى أن فيها من الكذب ما فيها، فالاشتغال بها بغير غرض ديني خوض في الباطل۔ (روح المعاني: ٧٩/٢١) سورة لقمان: ٦، ط: دار احياء التراث العربي)

وقال الله تعالى: "وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الأثم والعدوان" يأمر تعالى عباده المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله... في الصحيح: من دعا إلى هدي كان له من الأجر مثل أجور من اتبعه إلى يوم القيامة... ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من اتبعه إلى يوم القيامة. (تفسير ابن كثير: (١٣/٢) سورة المائدة: ٢، رشيديه)

ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور سارے انسان اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں، اور آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں، تمام انسان معاشی حاجات میں برابر ہیں، کسی امیر کو کسی غریب پر کوئی برتری نہیں، قرآن مجید جہاں انسانی رنگ ونسل کی برابری کا درس دیتا ہے، وہاں معاشی حاجات میں بھی برابری کا سبق دیتا ہے۔[۱]

غیر اسلامی ممالک میں کوئی چیز ملے

اگر کسی مسلمان کو حربی کفار کے ملک میں کوئی گری پڑی چیز ملے اور وہ اٹھالے تو وہ اس چیز کا مالک بن جائے گا اور اس کا اعلان وغیرہ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ مگر یہ کہ اس کے نتیجے میں اس کو کوئی نقصان نہ اٹھانا پڑے۔

اور اگر غیر حربی کفار کے ممالک میں کوئی چیز ملے تو اس کا اعلان اسی طرح کرنا ضروری ہوگا جس طرح مسلمانوں کے ممالک میں ملنے والی اشیاء کے بارے میں اعلان کرنا ضروری ہے۔[۲]

---

(۱) [یٰأیها الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبث منهما رجالاً کثیرا ونساءً]۔[النساء: ۱]

عن حذیفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "کلکم بنو آدم وآدم خلق من تراب ولینتهین قوم یفخرون بآبائهم أو لیکونن أهون علی الله تعالیٰ من الجعلان۔ تفسیر ابن کثیر: (۷/ ۳۶۱)، سورة الحجرات، رقم الآیة: ۱۳، ط: دار الکتب العلمیة۔

"لا بأس بأن یکون بین المسلم والذمی معاملة اذا کان مما لا بد منه، کذا فی السراجیة۔ (الهندیة: (۵/ ۳۴۸)، کتاب الکراهیة، الباب الرابع فی أهل الذمة والأحکام التی تعود الیهم، ط: رشیدیه۔

بدائع الصنائع: (۵/ ۱۳۵)، کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید۔

(۲) کتاب اللقطة... ولم یذکر أکثر الشارحین تعریفها اصطلاحاً وعرفها فی التاتارخانیة معزیاً إلی المضمرات: بأنها مال یوجد ولا یعرف له مالك ولیس بمباح اه. فخرج ما عرف مالکه، فإنه أمانة لا لقطة... وخرج بالأخیر مال الحربی. (البحر الرائق: (۵/ ۱۴۹) کتاب اللقطة، ط: سعید)

الدر المختار مع رد المختار: (۴/ ۲۷۶) کتاب اللقطة، ط: سعید)

النهر الفائق: (۳/ ۲۷۶) کتاب اللقطة، ط: رشیدیه)

غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ بکرے کی کھال

غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا ہوا بکرا حرام ہے، اس کا گوشت کھانا حرام ہے، اور ایسا کرنے والا سخت گناہ گار ہے، اور اس کا ایمان خطرے میں ہے۔[1]

چونکہ بکرا حرام ہے لہٰذا دباغت سے پہلے اس کی کھال کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے البتہ دباغت کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔[2]

غیر شرعی لباس کی خرید وفروخت

غیر شرعی لباس مثلاً چست لباس یا ایسا لباس جس سے ستر نہ چھپے ان کو تیار کر کے غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنے کی گنجائش ہے بہتر نہیں ہے، اور مسلمانوں کے ہاتھ بیچنا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ اس میں گناہ کے کام میں تعاون ہے، اور گناہ کے کام میں تعاون کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے۔

واضح رہے کہ جاندار کی تصاویر کے ساتھ لباس تیار کرنا جائز نہیں ہے، اور

---

(۱) حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به. (المائدة:۳)

قال العلماء: لو أن مسلما ذبح ذبيحة وقصد بذبحها التقرب إلى غير الله، صار مرتداً وذبيحته ذبيحة مرتد. (التفسير الكبير: (ج/۱۲) سورة البقرة: الآية: ۱۷۳، ط: دار الفكر)

(ذبح لقدوم الأمير) ونحوه كواحد من العظماء (يحرم) لأنه أهل به لغير الله (ولو) وصلية (ذكر اسم الله تعالى). (الدر المختار مع الرد: (۳۰۹/۶) كتاب الذبائح، ط: سعيد.

(۲) (وجلد ميتة قبل الدبغ) لو بالعرض، ولو بالثمن فباطل... (وبعده) أي بالدبغ (يباع). (الدر المختار مع الرد: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(لا يجوز بيع جلود الميتة قبل الدباغ) لأنها غير منتفع بها، وليست بمال لنجاستها فيبطل.. (ويجوز بيعها بعده) أي بعد الدباغ. (مجمع الأنهر: (۸۶/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

الفتاوى الهندية: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في المحرم الصيد وبيع المحرمات، ط: رشيديه)

ایسے لباس کو غیر مسلم کے ہاتھ بھی فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

غیر قانونی طور پر مال لانا

☆ ایک ملک کا مال غیر قانونی طور پر دوسرے ملک میں لانا قانونی اعتبار سے منع ہے، البتہ اگر وہ مال جائز اور حلال ہے تو اس کو خریدنا اور بیچنا شرعاً جائز ہے، اور جو آدمی اس کو خریدے گا وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ (۲) اس کو اختیار ہوگا چاہے وہ خود

---

(۱) وفي المحيط: لايكره بيع الزنانير من النصراني والقلنسوة من المجوسي؛ لأن ذلك إذلال لهما، وبيع المكعب المفضض للرجل ان ليلبسه يكره؛ لأنه إعانة على لبس الحرام، وإن كان اسكافاً امره انسان أن يتخذ له خفا على زى المجوس أو الفسقة أو خياطا امره أن يتخذ له ثوبا على زى الفسقة يكره له ان يفعل؛ لأنه سبب التشبه بالمجوس والفسقة۔ (شامي: (۳۹۲/۶) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد)

▭ بيع الزنار من النصارىٰ والقلنسوة من المجوس لايكره، وبيع المكعب المفضض من الرجل اذا علم أنه اشتراه للبس يكره، (الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون: في البياعات المكروهة... ط: رشيديه۔

▭ "ولاتعاونوا على الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شديد العقاب" (المائدة: ۲)

▭ الاعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة: (۱۰۹/۲)، مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه۔

▭ وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الاجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ... (شامي: (۶۴۷/۱)، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد۔

▭ شرح مسلم للنووي: (۱۹۹/۲)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان... ط: قديمي۔

(۲) وأما حكمه فثبوت الملك في المبيع للمشتري، وفي الثمن للبائع إذا كان البيع باتا۔ (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

▭ ومحله المال، وحكمه ثبوت الملك: أي في البدلين لكل منهما في بدل۔ (شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

▭ وحكمه: ثبوت الملك للمشتري في البيع، وللبائع في الثمن إذا كان البيع باتا۔ (حاشية الشلبي على التبيين: (۲۷۶/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت)=

استعمال کرے، یا کسی کو گفٹ کرے یا فروخت کرے، اور آمدنی بھی حلال ہوگی۔ (۱)

لیکن قانونی اعتبار سے پابندی ہونے کی صورت میں عزت اور مال دونوں کا خطرہ ہوتا ہے، اس لئے اس سے بچنا بہتر ہے۔ (۲)

☆ واضح رہے کہ اس دور میں صدر اور وزیر اعظم پر امام کا اطلاق صحیح نہیں ہے۔ (۳)

☆ واضح رہے کہ اصطلاح میں اس کو ''اسمگلنگ'' اور ''اسمگل'' کرنا کہتے ہیں۔

= اعلم أن أسباب الملک ثلاثة: ناقل کبیع وھبة۔ (الدر مع الرد: (۲۶۳/۶) کتاب الصید، ط: سعید)

هو مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (البحر الرائق: (۴۲۹/۵) کتاب البیع، ط: رشیدیه) و: (۲۵۶/۵)، ط: سعید)

الهندیة: (۲/۳) کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔

تبیین الحقائق: (۳۷۵/۴) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

(۱) کل یتصرف فی ملکه کیف شاء... (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۶۵۴) رقم المادة: (۱۱۹۲) الکتاب العاشر: فی أنواع الشرکات، الباب الثالث فی المسائل المتعلقة بالحیطان والجیران، الفصل الأول: فی بعض قواعد أحکام الأملاک، ط: مکتبة حنفیه کوئٹه) و: (۱۷/۱۵)، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۱۳۲/۳)، المادة: ۱۱۹۲، أیضاً، ط: رشیدیه۔

شامی: (۴۲۸/۵) کتاب القضاء، باب القاضی إلی القاضی وغیره، مطلب: اقتسموا دارا وأراد کل منهم فتح باب لهم ذلک، ط: سعید)

(۲) لأن طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة فرض، فکیف فیما هو طاعة۔ (شامی: (۲۶۱/۴) کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید)

عمدة القاری: (۲۰۸/۱۴)، رقم الحدیث: ۲۹۵۵، کتاب الجهاد والسیر باب السمع والطاعة، ط: دار الکتب العلمیة۔

بدائع الصنائع: (۱۴۰/۷)، کتاب السیر، وأما بیان أحکام البغاة، ط: سعید۔

"ولا تلقوا بأیدیکم الی التهلکة"... (البقرة: الآیة: ۱۹۵)

(۳) (والامام یصیر اماما) بأمرین (بالمبایعة من الأشرف والأعیان، وبأن ینفذ حکمه فی رعیته خوفا من قهره وجبروته فان بایع الناس) الامام (ولم ینفذ حکمه فیهم لعجزه) عن قهرهم (لا یصیر اماما۔ (الدر مع الرد: (۲۶۳/۴)، کتاب الجهاد، باب البغاة، ط: سعید۔

☆اور اگر مال ناجائز اور حرام ہے تو اس کو لانا ہی جائز نہیں ہے۔ (۱)

غیر محرم کو ہاتھ لگانا

عورت یا مرد کے ستر کے جس حصہ کو دیکھنا جائز نہیں، اس کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں، اس لئے خرید و فروخت کے دوران بھی غیر محرم کو ہاتھ لگانے سے بچنا چاہیے۔ (۲)

غیر مسلم شرط فاسد کے ساتھ بیع کریں

شریعت کا قانون یہ ہے کہ شرائط فاسدہ کی وجہ سے عقد فاسد ہو جاتا ہے اور یہ قانون مسلمانوں کے آپس میں لین دین کا ہے، اگر غیر مسلم کے ساتھ عقد ہو تو شرط فاسد کی وجہ سے عقد فاسد نہیں ہوتا، کیونکہ کفار فروعی مسائل میں شرعی قوانین کے پابند نہیں ہیں۔ (۳)

---

(۱) وينبغي على قاعدة الحلال والحرام هذه أنه لا يجوز للمصرف الاسلامي انتاج أو تمويل أو استيراد أو تصنيع السلع المحرمة شرعاً كالخمر۔ (الفقه الاسلامي وأدلته: (٣٧٥٦/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس، المطلب الرابع، أحكام التعامل مع المصارف الاسلامية، ط: رشيديه۔

(۲) وما يباح النظر للرجل من الرجل يباح المس، كذا في الهداية۔ (الهندية: (٣٠٣/٥) كتاب الكراهية، الباب الثامن: فيما يحل للرجل النظر اليه وما لا يحل له... ط: رشيديه۔

☐ وما حل النظر إليه حل مسه ونظره وغمزه من غير حائل، ولكن إنما يباح النظر إذا كان يأمن على نفسه الشهوة، فأما إذا كان يخاف على نفسه الشهوة فلا يحل له النظر، وكذلك المس إنما يباح له إذا أمن على نفسه وعليها الشهوة، وأما اذا خاف على نفسه أو عليها الشهوة فلا يحل المس له، ولا يحل أن ينظر الى بطنها ولا الى ظهرها ولا الى جنبها، ولا يمس شيئاً من ذلك (الهندية: (٣٠٥/٥) كتاب الكراهية، الباب الثامن، فيما يحل للرجل النظر اليه وما لا يحل له... ط: رشيديه۔

☐ الدر مع الرد: (٣٦٧/٦)، كتاب الحظر والاباحة، فصل: في النظر والمس، ط: سعيد۔

☐ الجوهرة النيرة: (٣٩٧/٢)، كتاب الحظر والاباحة، ط: قديمي۔

(۳) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے امداد الاحکام میں بیع قبل القبض سے متعلق استفتاء کے جواب میں تحریر فرمایا: کیونکہ بیع معدوم ہے یا بیع مالم یقبض ہے، اور دونوں فاسد ہیں، ہاں اگر خریدار کافر ہو تو اس سے اس طرح بیع کرنے کا مضائقہ نہیں، مسلمان کے ساتھ اس طرح معاملہ نہ کیا جائے۔ (امداد الاحکام: (٣٢٣/٣)، کتاب البیوع، =

غیر مسلم کو تحفہ دینا

۶۲ مسلمان کے لئے کافر رشتہ دار یا دکاندار یا پڑوسی وغیرہ کو اسلام کی طرف مائل کرنے کی نیت سے کھانے کی کوئی چیز یا کپڑے وغیرہ تحفہ کے طور پر دینا جائز ہے، اگر وہ نادار ہے تو صلہ رحمی اور پڑوسی کا حق ادا کرنے کی نیت سے اور اگر دلجوئی کی نیت سے ہوتا کہ اسلام کی طرف راغب ہو جائے تو یہ بھی جائز ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کو اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم دیا تھا اور وہ اس وقت کافر تھیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک کافر رشتہ دار کو ایک عمدہ پوشاک تحفے میں دی تھی۔ (۱)

=فصل: فی البیع الفاسد والباطل، عنوان: غیر ملکی کارخانوں سے مال منگوانے اور قبل الوصول بیع کرنے کا حکم.... ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

دوسری جگہ فرماتے ہیں: گراموفون کی تجارت کفار کے ساتھ جائز ہے..... "وفی بیعه أی المزمار مع الكفار لم تقم الحرمة بالعين ولا بالفعل؛ فإن الكفار ليسوا مخاطبين بحرمة الغناء ولا هو حرام في الأديان كلها"۔ (امداد الاحکام: (۳/ ۳۹۷، ۳۹۸)، کتاب البیوع، عنوان آلات لہو ولعب اور تصویروں کی تجارت کا حکم، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

وجاز (بيع عصير) عنب (ممن) يعلم أنه (يتخذه خمراً) لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغيره... ونقل المصنف عن السراج والمشكلات أن قوله ممن: أي من كافر أما من بيعه من المسلم فيكره ومثله في الجوهرة والباقاني وغيرهما... وقال المحقق الشامي: وقال ط: وفيه أنه لا يظهر الأعلى قول من قال ان الكفار غير مخاطبين بفروع الشريعة... (الدر مع الرد: (٦/ ٣٩١)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: رأى عمر حلة على رجل تباع، فقال للنبي صلى الله عليه وسلم: ابتع هذا الحلة تلبسها يوم الجمعة وإذا جاء الوفد، فقال: إنما يلبس هذا من لا خلاق له في الآخرة، فأتي رسول الله صلي الله عليه وسلم منها بحلل فأرسل إلى عمر منها بحلة، فقال عمر: كيف ألبسها وقد قلت ما قلت فيها؟ قال: إني لم أكسكها لتلبسها تبيعها أو تكسوها، فأرسل بها عمر إلى أخ له من اهل مكة قبل أن يسلم... عن اسماء بنت أبي بكر قالت: قدمت على أمي وهي مشركة في عهد رسول الله =

البتہ کافروں میں سے جو کافر محارب ہیں ان کو تحفہ دینا جائز نہیں اور کافر محارب وہ کافر ہے جو کافر ہونے کے باوجود مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اسلام کو جڑ سے کاٹنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی فکر میں ہوتے ہیں جیسے قادیانی اور شیعہ وغیرہ۔[۱]

غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا

کسی مسلمان کے لئے حرام چیز مثلاً شراب یا خنزیر کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اسی طرح کسی غیر مسلم عیسائی اور یہودی وغیرہ کو وکیل بنا کر شراب یا خنزیر کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے ایسا کیا تو حاصل ہونے والی

=صلی الله علیه وسلم، فاستفتیت رسول الله صلی الله علیه وسلم قلت: وهي راغبة أفاصل أمي؟قال: نعم،صلی امك. (صحیح بخاري:(۱/۳۵۷) کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها،باب الهدیة للمشرکین، ط:قدیمي)

وممایستفادمنه، جواز صلة الرحم الکافرة کالرحم المسلمة. (عمدة القاري:(۱۳/۱٤٦) کتاب الهبة وفضلها والتحریض علیها، باب الهدیة للمشرکین، ط: دار الکتب العلمیة)

(۱)قال الله تعالیٰ لاینها کم الله عن الذین لم یقاتلو کم في الدین ولم یخرجو کم من دیار کم أن تبروهم وتقسطوا إلیهم إن الله یحب المقسطین. إنما ینها کم الله عن الذین قاتلو کم في الدین وأخرجو کم من دیار کم وظاهر واعلی إخراجکم أن تولو هم ومن یتولهم فاولئك هم الظالمون. (سورة الممتحنة، الآیة:۸،۹)

قال أبو بکر: وقوله: أن تبروهم وتقسطوا إلیهم" عموم في جواز دفع الصدقات إلی أهل الذمة إذلیس هم من أهل قتالنا. فیه النهي عن الصدقة علی أهل الحرب لقوله: إنما ینها کم الله عن الذین قاتلو کم في الدین. (احکام القرآن للجصاص:(۵/۳٦۷) سورة الممتحنة، باب صلة الرحم المشرك، ط: داراحیاء التراث العربي)

وقوله: انما ینها کم الله عن الذین قاتلو کم في الدین وأخرجو کم من دیار کم وظاهروا علی إخراکم أن تولوهم) أي: إنما ینها کم عن موالاة هؤلاء الذین ناصبو کم العداوة فقاتلو کم وأخرجو کم، وعاونوا علی إخراجکم، ینهاکم الله عن موالاتهم ویأمرکم بمعاداتهم. (تفسیر ابن کثیر:(۸/۹۷) سورة الممتحنة، الآیة:۹، ط:دارطیبة)

پوری رقم کو صدقہ کر دینا واجب ہوگا۔ (١)

(١) (أو امر المسلم ببيع خمر أو خنزير او شرائهما) أى وكل المسلم (ذميا أو) أمر (المحرم غيره) أى غير المحرم (ببيع صيده) يعنى صح ذلك عند الامام مع أشد الكراهة... ولأن العاقد يتصرف بأهليته وانتقال الملك إلى الامر أمر حكمي، وقالا: لا يصح، وهو الأظهر. (شرنبلالية عن البرهان.

و فى الشامية (قوله ببيع خمر أو خنزير) أى مملوكين له بأن اسلم عليهما ومات قبل ان يزيلهما وله وارث مسلم فيرثهما (قوله: يعنى صح ذلك) أى التوكيل، وبيع الوكيل وشرائه، (قوله أشد كراهة) أى مع كراهة التحريم، فيجب عليه أن يخلل الخمر أو يريقها ويسيب الخنزير ولو وكله ببيعها يجب عليه أن يتصدق بثمنها "نهر وغيره"...

(قوله: امر حكمي) أى بحكم الشرع بانتقال ما ثبت للوكيل من الملك إليه فيثبت له كثبوت الملك الجبرى له بموت مورثه. (الدمع الرد: (٥/٨٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

وأما فى التوكيل بالبيع فعليه أن يتصدق بثمنهما أفاده الحموى، قوله وانتقال الملك إلى الأمر أمر حكمى فلا يمنع بسبب الاسلام "بحر". (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (٣/٤٦) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه.

واذا وكل المسلم نصرانيا ببيع الخمر فباعها جاز فى قول أبى حنيفة لأن العاقد نصرانى ولم يجز فى قول أبى يوسف ومحمد رحمهما الله لأن من وقع له العقد مسلم. المبسوط للامام السرخسى: (١٣/ ١٣٨) كتاب البيوع، باب بيوع أهل الذمة، ط: إدارة القرآن.

قال: (ولو امر ذميا بشراء خمر أو بيعها صح)، وهذا عند أبى حنيفة رحمه الله وقالا: لا يجوز... لهما أن الوكيل يستفيد الولاية من الموكل ولا ولاية للموكل فى هذا التصرف فكذا وكيله... ولأن ما يثبت له ينتقل اليه فصار كأنه باشره بنفسه، ولأنه بين الوكيل والموكل يجرى حكم المبادلة حتى يجعل الوكيل بمنزلة البائع والموكل بمنزلة المشترى ألا ترى أنه يحبس المبيع بالثمن ويرد الموكل عليه بالعيب، ويجرى التحالف بينهما عند التجاحد، ولأبى حنيفه رحمه الله أن الوكيل أصل لنفس التصرف والموكل لحكم التصرف الا ترى أنه يملك الخمر والخنزير بالارث... ثم يتصدق بثمن الخمر ان باعها الوكيل له لتمكن الخبث فيه لقوله عليه السلام ان الذى حرم بيعها حرم شرائها واكل ثمنها. (تبيين الحقائق: (٣/٥٦، ٥٧)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

ولو وكل المسلم ذميا ببيع الخمر أو شرائه جاز فى قول أبى حنيفة ﷺ وقالا: لا يجوز. (الهندية: (٣/١١٥) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس: فى بيع المحرم الصيد وفى بيع المحرمات، ط: رشيديه.

غیر مسلم کو ملازم رکھنا

اگر کوئی مسلمان مزدور نہ ملے تو غیر مسلم کو ملازم رکھنا جائز ہے، اور اگر مسلمان ملازم مل جائے تو غیر مسلم کو ملازم نہیں رکھنا چاہیے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بنو دیل کے ایک شخص کو راستہ کی رہنمائی کے لئے اجرت پر لیا تھا جو کافر تھا۔(۱)

غیر مسلم کی دکان میں ملازمت کرنا

مسلمان کے لئے غیر مسلم کی دکان میں ملازمت کرنا جائز اور درست ہے، بشرطیکہ مسلمان شراب یا خنزیر کھلانے یا دیگر حرام چیزوں کو غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنے یا براہ راست خرید و فروخت کرنے کا عمل نہ کرتا ہو، کیونکہ جو کام ناجائز ہے اس کام کی نوکری بھی ناجائز ہے۔

واضح رہے کہ جس طرح خود کوئی ناجائز اور خلاف شرع کام کرنا درست نہیں

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها استأجر النبي صلى الله عليه وسلم وأبو بكر رجلاً من بني الديل ثم من بني عبد بن عدي هاديا خريتاً، الخريت الماهر بالهداية قد غمس يمين حلف في آل العاص بن وائل، وهو على دين كفار قريش فأمناه فدفعا إليه راحلتيهما، وواعداه غار ثور بعد ثلاث ليال فأتاهما براحلتيهما صبيحة ليال ثلاث، فارتحلا وانطلق معهما عامر بن فهيرة والدليل الديلي فأخذبهم طريق الساحل. (صحيح بخاري: (۳۰۱/۱) كتاب الإجارات، باب استئجار المشركين عند الضرورة وإذا لم يوجد أهل الإسلام، ط: قديمي)

☜ هذا باب في بيان حكم استئجار المسلمين أهل الشرك عند الضرورة وهذه الترجمة تشعر بأنه لا يرى استئجار المشرك سواء كان من أهل الذمة أو من غيرهم عند الضرورة إلا عند الاحتياج إلى أحدمنهم لأجل الضرورة نحو عدم وجود أحد من أهل الإسلام يكفي ذلك أو عند عدمه أصلاً۔ (عمدة القارئ: (۱۱۵/۱۲) كتاب الإجارة، باب استئجار المشركين عند الضرورة وإذا لم يوجد اهل الإسلام، ط: دار الكتب العلمية)

اسی طرح ایسے کاموں میں ملازمت اور تعاون بھی درست نہیں۔ (۱)

٦٦ غیر مسلم کے پاس امانت رکھنا

اگر کسی وقت غیر مسلم کے پاس امانت رکھنے کی ضرورت پڑے تو امانت رکھنا اور رکھوانا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ قال: لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرۃ: عاصرھا ومعتصرھا، وشاربھا، وحاملھا، والمحمولۃ إلیہ وساقیھا و بایعھا وآکل ثمنھا، والمشتری لھا والمشتراۃ لہ۔ (جامع الترمذی: (۲۴۲/۱)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر والنھی عن ذلک، ط: قدیمی۔

وإذا استأجر الذمی مسلما لیحمل لہ میتۃ أو دما یجوز عندھم جمیعا... ولو استاجر مسلما لیرعی لہ الخنازیر یجب أن یکون علی الخلاف کما فی الخمر، ولو استاجرہ لیبیع لہ میتۃ لم یجز ھکذا فی الذخیرۃ، مسلم آجر نفسہ من مجوسی لیوقد لہ النار لا بأس بہ کذا فی الخلاصۃ... وسئل ابراھیم بن یوسف رحمہ اللہ عمن آجر نفسہ من النصاریٰ لیضرب لھم الناقوس کل یوم بخمسۃ ویعطی کل یوم خمسۃ دراھم فی ذلک العمل، وفی عمل آخر درھمان قال: لایواجر نفسہ منھم، ویطلب الرزق من طریق آخر، ویکرہ لہ أن یواجر نفسہ منھم لعصر العنب لیتخذوا منہ خمرا کذا فی الحاوی للفتاویٰ: (الھندیۃ: (۴/۴۵۰) الباب السادس عشر: فی مسائل الشیوع فی الاجارۃ والاستیجار علی الطاعات والمعاصی والأفعال المباحۃ، ط: رشیدیہ۔

فتاویٰ قاضی خان علی ھامش الھندیۃ: (۳۴۳/۲) کتاب الاجارات، باب الاجارۃ الفاسدۃ، ط: رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۲۰/۸)، کتاب الاجارۃ، باب الاجارۃ الفاسدۃ، سعید۔

(۲) عن عائشۃ رضي اللہ عنھا استأجر النبي صلی اللہ علیہ وسلم وأبوبکر رجلاً من بني الدیل ثم من بني عبد بن عدي ھادیًا خریتاً، الخریت الماھر بالھدایۃ قد غمس یمین حلف في آل العاص بن وائل، وھو علی دین کفار قریش فأمناہ فدفعا إلیہ راحلتیھما، وواعداہ غار ثور بعد ثلاث لیال فأتاھما براحلتیھما صبیحۃ لیال ثلاث، فارتحلا وانطلق معھما عامر بن فھیرۃ والدلیل الدیلي فأخذبھم طریق الساحل۔ (صحیح بخاري: (۳۰۱/۱) کتاب الإجارات، باب استئجار المشرکین عند الضرورۃ وإذا لم یوجد أھل الإسلام، ط: قدیمي)

وفیہ ائتمان أھل الشرک علی السر والمال إذا عھد منھم وفاء ومروءۃ کما استأمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھذا المشرک لما کانوا علیہ من بقیۃ دین إبراھیم علیہ الصلاۃ والسلام وإن کان من الإعداء

غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا

کسی مسلمان کا غیر مسلم کے پاس ملازمت اور مزدوری کرنا بہتر نہیں ہے ٦٧
اس میں کافروں کی مخدومیت ہوتی ہے اور مسلمانوں کی ایک قسم کی ذلت ہوتی ہے اور یہ ایمان کی شان کے خلاف ہے، باقی مجبوری ہو تو الگ بات ہے۔ (١)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انصار کے ایک صاحب آئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر انہوں نے کہا کیا بات ہے کہ میں آپ کو اداس اور غمگین دیکھ رہا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوک کی وجہ سے، پس یہ انصاری صحابی اپنے کجاوہ کے پاس گئے، اس میں کچھ نہیں پایا، پس تلاش میں نکلے۔ ایک یہودی کو دیکھا باغ میں پانی سینچ رہا تھا، انصاری صحابی نے پوچھا، باغ کو سیراب کردوں (اجرت پر) اس نے کہا ہاں! اس نے کہا ہر ڈول کے بدلے ایک کھجور۔ انصاری صحابی نے کہا۔ خراب خشک ردی کھجور نہ لوں گا، عمدہ لوں گا، چنانچہ دو صاع کے قریب کھجور ڈول بھر کر جمع کر لیا، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر

=لكنه علم منه مروءة وائتمنه من أجلها على سره في الخروج من مكة وعلى الناقتين اللتين ودفعهما إليه ليوافيهما بهما بعد ثلاث في غار ثور۔ (عمدة القارى:(١١٧/١٢) كتاب الإجارة، باب استئجار المشركين عند الضرورة أو إذا لم يوجد أهل الإسلام، ط: دار الكتب العلمية)

شرح صحيح البخاري لابن بطال: (٣١٧/٦) ايضاً، ط: مكتبة الرشد.

(١) هذا باب يذكر فيه: هل يؤجر الرجل المسلم نفسه من رجل مشرك في دار الحرب؟ ولم يذكر جواب الاستفهام، لأن حديث الباب يتضمن إجارة خباب نفسه، وهو مسلم إذ ذلك في عمله للعاص بن وائل وهو مشرك، وكان ذلك بمكة وكانت مكة إذ ذالك دار الحرب، وأطلع النبي صلى الله عليه وسلم على ذلك فأقره، ولكنه يحتمل ذلك يكون ذلك لأجل الضرورة... وقال المهلب: كره أهل العلم ذلك إلا للضرورة... وقال ابن المنير: استقرت المذاهب على أن الصناع في حوانيتهم يجوز لهم العمل لأهل الذمة، ولا يعد ذلك من الذلة، بخلاف أن يخدمه في منزله وبطريق التبعية له. (عمدة القاري: (٩٤/١٢) كتاب الإجارة، باب هل يؤاجر الرجل نفسه من مشرك؟ ط: دار احياء التراث العربي)

فتح الباري: (٤٥٢/٤) ايضاً، ط: دار المعرفة.

آئے۔ (۱)

حضرات صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان اور مال قربان کرتے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی درجہ کی محبت اور خلوص کا برتاؤ کرتے تھے، اور آپ کی ضرورت کا کس قدر خیال رکھتے تھے اس واقعہ سے سمجھنا آسان ہے۔ ٦٨

غیر مسلم کے پاس ملازمت کرنا

''غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦٧/٥)

غیر مسلم کے ساتھ مضاربت کرنا

غیر مسلم کے ساتھ بھی عقد مضاربت ہوسکتا ہے، کیونکہ یہ معاملہ ہے، اور معاملہ صحیح ہونے کے لئے دین وملت ایک ہونا ضروری نہیں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر مسلموں کے ساتھ بھی معاملات فرمائے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: جاء رجل من الأنصار فقال: يا رسول الله، مالي أري لونك منكفئا؟ قال: "الخمص" فانطلق إلى رحله، فلم يجد في رحله شيئاً، فخرج يطلب، فإذا هو بيهودي يسقي نخلا، فقال الانصاري لليهودي: أسقي نخلك؟ قال: نعم، قال: كل دلو بتمرة، واشترط الانصاري أن لا يأخذ خدرة ولا تارزة ولا حشفة، ولا يأخذ إلا جلدة، فاستقي بنحو من صاعين، فجاء به إلى النبي صلى الله عليه وسلم. (سنن ابن ماجة: (ص: ١٧٦) أبواب الرهون، باب الرجل يستقي كل لو بتمرة ويشترط جلدة، ط: قديمي)

المسند الجامع: (٢٩٦/١٧، ٢٩٧) رقم الحديث: ١٣٦٦٣)، حرف الهاء، ابو هريرة الدوسي رضي الله عنه، المعاملات، ط: دار الجيل.

(۲) وإسلامه ليس بشرط أصلاً فتجوز الإجارة والاستئجار من المسلم والذمي والحربي المستأمن؛ لأن هذا من عقود المعاوضات فيملكه المسلم والكافر جميعا كالبيعات... (بدائع الصنائع: (٤/ ١٧٦) كتاب الإجارة، فصل: وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

لا بأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة اذا كان مما لا بد منه، كذا في السراجية. (الهندية (٣٤٨/٥)، كتاب الكراهية، الباب الرابع: في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ط: رشيديه)

غیر مسلم ممالک میں بینکوں سے سود لینا

غیر مسلم ممالک میں بھی بینکوں سے سود لینا جائز نہیں ہے، قرآن مجید میں حکم عام ہے، غیر مسلم ممالک یا کفار کو خاص نہیں کیا ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ غیر مسلم ممالک کے بینکوں میں پیسے جمع ہی نہ کریں۔ (۱)

غیر مسلم نابالغ کی زمین ولی سے خریدنا

اگر غیر مسلم کے مذہب میں ولی کو نابالغ کی زمین فروخت کرنے کی اجازت ہے تو مسلمانوں کے لئے غیر مسلم نابالغ کی زمین اس کی وجہ سے خریدنا جائز ہوگا، اور اگر ان کے مذہب میں اجازت نہیں تو مسلمانوں کے لئے ولی سے زمین خریدنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

غیر مسلموں کی متروکہ اشیاء فروخت کرنا

کسی مسلم ملک میں غیر مسلم اقوام کچھ عرصہ تک آباد رہنے کے بعد وہاں سے چلی جائیں تو ان کی رہ جانے والی جائیداد یا دیگر اشیاء ذاتی مفاد کے لئے فروخت کرنا

---

(۱) "یاأیها الذین آمنوا اتقوا الله، وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله۔" (سورة البقرة: الآیة: ۲۷۹)

"أحل الله البیع وحرم الربوا" (البقرة: الآیة: ۲۷۵)

عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه قال: لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم آکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال: هم سواء" رواه مسلم۔ (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۴)، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(۲) ولو قهر الحربی بعض احرارهم، فأراد بیعهم من المستأمن، ینظر: إن کان الحکم عندهم ان من قهر منهم صاحبه فقد ملکه، جاز الشراء والا فلا۔ (النهر الفائق: (۲۲۸/۳) کتاب الجهاد، باب المستأمن، ط: قدیمی)

البحر الرائق: (۹۹/۵)، کتاب السیر، باب المستأمن، ط: سعید۔

الفتاوی السراجیة: (ص: ۱۶۵)، کتاب السیر، باب مسلم یدخل دار الحرب بأمان، ط: سعید۔

جائز نہیں ہے، بلکہ ان اشیاء کو یا ان کی قیمت کو بیت المال کے حوالہ کرنا لازم ہے، اور اگر بیت المال کا کوئی قابل اعتماد انتظام نہ ہو بلکہ اس میں ان اشیاء کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو پھر کسی ایسی جگہ میں خرچ کرنا مناسب ہے جہاں سے عمومی مفادات وابستہ ہوں، اس دور میں ایسے اموال کے لئے دینی مدارس بہترین مصرف ہیں۔ (۱)

غیر مسلموں کی متروکہ جائداد

ملک کی تقسیم کے نتیجہ میں غیر مسلم، مسلمانوں کے ممالک سے چلے جاتے ہیں، اور جاتے ہوئے جائیداد اور دیگر اشیاء چھوڑ کر جاتے ہیں، تو یہ متروکہ جائیداد اور دیگر اشیاء بیت المال اور قومی خزانہ کا حق بنتا ہے، اس لئے ایسی چیزوں پر ذاتی مفاد کے لئے قبضہ کرنا، اور انہیں فروخت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر حکومت سے باضابطہ اجازت لے کر فروخت کی جائے، اور رقم قومی خزانہ میں جمع ہو تو اس صورت میں بیع جائز ہوگی۔ (۲)

غیر مسلموں کے تحائف

عام حالات میں کفار اور غیر مسلم کا پاک اور حلال چیز کا تحفہ قبول کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصر وکسریٰ کے

(۱، ۲) وما اوجف المسلمون عليه من أموال اهل الحرب بغير قتال يصرف في مصالح المسلمين كما يصرف الخراج، قالوا: هو مثل الأراضي التي اجلوا اهلها عنها۔ (الهداية: (۵۶۳/۲) كتاب السير، باب المستأمن، فصل: وإذا دخل الحربي إلينا، ط: رشيديه)

🗀 وما أخذ منهم بلاحرب ولاقهر كالهدية والصلح فهو لاغنيمة ولا فيئ وحكمه حكم الفيئ لايخمس ويوضع في بيت المال۔ (شامي: (۱۳۸/۴) كتاب الجهاد، باب المغنم وقسمته، مطلب في بيان معنى الغنيمة والفيئ۔ ط: سعيد)

🗀 فتح القدير: (۲۳/۶، ۲۴) كتاب السير، باب المستأمن، فصل: واذا دخل الحربي الينا، ط: رشيديه۔

تحائف قبول فرمائے تھے۔(۱)

لیکن کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ اور مجوس و ہنود کے خاص تہواروں پر ان کے تحفے قبول کرنا اور ان کو ہدیہ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ غیر مسلموں کی حمایت، اور ان کے مذہبی تہواروں میں ایک لحاظ سے شرکت اور ان کا تعاون ہے قرآن وسنت میں غیر مسلموں کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے۔(۲)

مزید یہ کہ غیر مسلموں کے تہواروں پر ان کے تحائف قبول نہ کرنا اسلامی

---

(۱) عن علي رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم أن كسرىٰ أهدي له فقبل وأن الملوك أهدوا إليه فقبل منهم. (جامع الترمذي: (۲۸٦/۱) أبوب السير، باب ماجاء في قبول هدايا المشركين، ط: سعيد)

☐ عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه، قال: أهدي كسرىٰ لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل منه وأهدي قيصر لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقبل منه وأهدت الملوك فقبل منهم. (مسند أحمد: (۱/۱٤٥) رقم الحديث: ۱۲۳٤، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة)

☐ السنن الكبرىٰ: (۹/۲۱٥) كتاب الجزية، باب ماجاء في هدايا المشركين للإمام، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

(۲) ليس منامن تشبه بغيرنا لاتشبهوا باليهود ولا بالنصارىٰ. (الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: (٦٧/۳) حرف اللام، ط: دار الكتاب العربي)

☐ عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (سنن أبي داود: (۲۰۳/۲) كتاب اللباس، باب ماجاء في الأقبية، ط: رحمانيه)

☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۳۷٥) كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: قديمي.

☐ (والإعطاء باسم النيروز والمهرجان لايجوز) أي الهدايا باسم هذين اليومين حرام (وإن قصد تعظيمه) كما يعظمه المشركون (يكفر) (الدر المختار مع الرد: (٦/ ۷٥٤)، كتاب الخنثى، مسائل شتى، ط: سعيد)۔

☐ عن سهل بن معاذ بن أنس الجهني عن أبيه أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من أعطى لله ومنع لله وأبغض لله وأنكح لله، فقد استكمل إيمانه. (جامع الترمذي: (۷۸/۲) قبيل أبواب صفة الجنة، ط: سعيد)

☐ من أحب لله، وأبغض لله) لا لإيذاء من أبغضه بل لكفره أو عصيانه (وأعطى لله، ومنع لله، فقد استكمل الإيمان. (فيض القدير للمناوي: (۲۹/٦) رقم الحديث: ۸۳۰۸، حرف الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرىٰ)

غیرت وحمیت کے عین مطابق ہے اور شعائرِ اسلامیہ سے محبت اور غیر اسلامی شعائر سے نفرت کا اظہار ہے۔

غیر مسلموں کے ساتھ تجارتی معاملات

''کفار کے ساتھ تجارتی معاملات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۶/۵)

غیر مملوکہ کی بیع

کسی نے دوسرے کا مال مشتری (خریدار) کے ہاتھ فروخت کیا، اور کہا کہ میں اسے خرید کر آپ کے حوالہ کروں گا تو یہ بیع باطل ہے۔

اگر دوسرا آدمی جو مال کا مالک ہے وہ بیع کی اجازت دے دے تو بھی بیع صحیح نہیں ہوگی، ہاں اگر مالک سے دوبارہ بیع کا عقد کر لے پھر بیع صحیح ہوجائے گی۔ (۱)

غیر مملوک کی بیع اور فضولی کی بیع میں فرق ہے

فضولی اس آدمی کو کہتے ہیں جو دوسرے آدمی کی چیز اسی کے لئے فروخت کرے یا کسی کے لئے اس کی اجازت کے بغیر کچھ خریدے، خلاصہ یہ ہے کہ فضولی دوسرے آدمی کے لئے تصرف کرتا ہے اپنے لئے نہیں کرتا، اور فضولی کی بیع مالک کی اجازت پر موقوف ہوتی ہے۔ اگر وہ اجازت دے دے تو بیع نافذ ہوجاتی ہے ورنہ

(۱) عن عبداللہ بن عمر أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لایحل سلف وبیع... ولا بیع مالیس عندک۔ (جامع الترمذی: (۲۳۳/۱)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ بیع مالیس عندہ، ط: سعید)

▭ عن حکیم بن حزام قال: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقلت یأتینی الرجل فیسألنی من البیع مالیس عندی ابتاع لہ من السوق ثم أبیعہ؟ قال: لاتبع مالیس عندک۔ (جامع الترمذی (۲۳۳/۱)، أیضا، ط: سعید)۔

▭ فیحرم بیع کل شیئ قبل قبضہ، طعاما کان أو غیرہ۔ (تکملۃ فتح الملھم: (۳۵۰/۱)، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)۔

بیع باطل ہوجاتی ہے۔ (۱)

اور غیر مملوک کی بیع یہ ہے کہ دوسرے آدمی کی چیز اپنے لئے فروخت کی جائے، یہ بیع باطل ہے۔ (۲)

غیر ملکی پیکنگ کے ساتھ ملکی اشیاء بیچنا

''ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

غیر ملکی کرنسی

غیر ملکی کرنسی مثلاً ڈالر، ریال، یورو، اور پونڈ وغیرہ کو حکومت کی جانب سے مقررہ کردہ قیمت پر خرید و فروخت ضروری نہیں ہے، نقد میں اس سے کم یا زیادہ پر بھی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ دونوں کرنسیوں کی جنس مختلف ہے، جنس مختلف ہونے کی صورت میں کمی زیادتی جائز ہے، البتہ ادھار کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کرنسیوں کا سودا ہمیشہ نقد کرنا ہی ضروری ہے۔ (۳)

غیر ملکی مارکہ کے ساتھ ملکی مصنوعات فروخت کرنا

''ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) الفضولي... وهو من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة... وصفته أنه عقد صحيح غير نافذ، والأصل أن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيز انعقد موقوفاً على الإجازة. (البحر الرائق: (۳/۲۴۲) كتاب النكاح، فصل في الكفاءة، ط: رشيديه.

☐ لم قيل لمن يشتغل بما لا يعنيه فضولي، وهو في اصطلاح الفقهاء من ليس بوكيل... وقيل: الفضولي من يتصرف في حق الغير بلا إذن شرعي كالأجنبي يزوج أو يبيع... ومن باع ملك غيره فللمالك أن يفسخه ويجيزه... يعني أنه صحيح موقوف على الإجازة. (البحر الرائق: (۶/۲۴۵) كتاب البيع، باب الاستحقاق، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه)

☐ حاشية الشلبي على التبيين: (۴/۱۰۲) كتاب البيوع، باب الاستحقاق، ط: امداديه.

(۲) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة: ؟؟؟؟؟۔ (عن عبد الله بن عمر)

(۳) تخریج کے لئے ''ڈالر کی بیع کی زیادتی کے ساتھ'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

غیر منقولی اشیاء قبضہ سے پہلے بیچنا

"بیعانہ دے کر آگے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۳/۲)

غیر موقوفہ قبرستان کی خرید وفروخت

اگر قبرستان کی زمین وقف نہیں کی گئی ہے، اور یہ یقین ہے کہ مردوں کی لاشیں ختم ہوکر مٹی بن گئی ہوں گی تو ایسی صورت میں زمین کا مالک زمین میں ہر قسم کے مالکانہ تصرف کرسکتا ہے، اس کو فروخت بھی کرسکتا ہے، اور لوگ خرید بھی سکتے ہیں۔

اور اگر قبرستان موقوفہ ہو، یا وقف ہونے کا شائبہ بھی موجود ہو، تو اس کی خرید وفروخت کرنا یا اس میں مالکانہ تصرف کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

غیروں کے قوانین نافذ کرنا

مسلمانوں کے لئے اسلامی نظام کو چھوڑ کر غیر مسلموں کے قوانین اور ان کے آئین نافذ کرنے کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں موجود مخلص لوگ دوہرے معیار میں مبتلا ہوجاتے ہیں کیونکہ انہیں ایک ہی وقت میں شرعی احکام کی

---

(۱) ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ۔ (تبیین الحقائق: (۱/ ۵۸۹)، کتاب الصلاۃ، باب الجنائز، قبیل: فصل ولا بأس بتعزیۃ أھل المیت، ط: اشرفیہ کوئٹہ، دار الکتب العلمیۃ)

شامی: (۲۳۸/۲)، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ، ط: سعید۔

الھندیۃ: (۱۶۷/۱) کتاب الصلاۃ، الباب الحادی والعشرون: فی الجنائز، الفصل السادس فی القبر والدفن والنقل من مکان إلی مکان آخر، ط: رشیدیہ۔

شرط الواقف کنص الشارع، (الرد علی الدر: (۳۳۳/۴)، کتاب الوقف، فصل: یراعی شرط الواقف فی اجارتہ، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۴۵/۵)، کتاب الوقف، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۲۶۹/۳)، کتاب الوقف، ط: دار الکتب العلمیۃ، اشرفیہ کوئٹہ۔

پابندی کے علاوہ ان قوانین کی بھی بجا آوری کرنی ہوتی ہے جو غیر مسلموں کی طرف سے ان پر مسلط کئے جاتے ہیں، اور وہ اسلامی شریعت کے متصادم بھی ہوتے ہیں، اس سے معاشرے میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہوتی ہے، اور اللہ کی رحمت ختم ہوجاتی ہے، اور انسانوں کے بنائے گئے قوانین کی عظمت واحترام نہ ہونے کی وجہ سے حیلہ بہانہ، اور رشوت وغیرہ کے ذریعہ اس سے بچنے کی فکر کی جاتی ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کے مسلک میں اسلامی نظام نافذ کرنا چاہیئے، تاکہ دنیا و آخرت میں سکون اور کامیابی حاصل ہوسکے۔[۱]

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: ان الدین عند اللہ الاسلام۔ (العمران: ۱۹)

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ، وھو فی الآخرۃ من الخاسرین۔ (العمران: ۸۵)

ف

فارمی شہد

چینی اور گڑ سے خوراک لے کر شہید بنانے والی مکھیوں کے شہد کی خرید فروخت کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اگر یہ شہد اس شہد کی کوالٹی سے مختلف ہو جو پھول پتوں سے غذا لے کر مکھیاں بناتی ہیں، تو ایسی صورت میں خریدار کے سامنے وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ یہ چینی اور گڑ سے تیار کیا ہوا فارمی شہد ہے تاکہ دھوکہ نہ ہو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں"۔ (۱)

فارمی مرغیوں کی خرید وفروخت

☆ فارمی مرغیوں کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اور ان کا کھانا حلال ہے، اور آمدنی جائز ہے۔

☆ واضح رہے کہ فارمی مرغیوں کو خوراک میں پاک چیزوں کے علاوہ خشک ناپاک خون اور دوسری ناپاک چیزیں بھی دی جاتی ہیں، لیکن ان چیزوں کی

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام. (جامع الترمذي (۲۳۵/۱)، أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد).

☐ الصحيح لمسلم: (۷۰/۱)، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، ط: قديمي.

☐ الترغيب والترهيب: (۳۵۰/۲)، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

مقدار کم ہوتی ہیں اور کیمیکلز بھی استعمال کرتے ہیں، اس لئے مرغیوں میں بدبو پیدا نہیں ہوتی، جب تک بدبو نہیں ہوگی، تب تک خرید وفروخت کرنا اور کھانا جائز ہوگا، اور اگر بدبو پیدا ہوگی تو خرید وفروخت کرنا نا جائز ہوگا، البتہ بدبو دور ہونے سے پہلے کھانا مکروہ ہوگا۔ (۱)

نیز یہ کہ جانوروں کو قصدا ناپاک اور حرام چیزیں کھانے کے لئے دینا منع ہے۔ (۲)

فارمی مرغیوں کی خوراک

"مرغیوں کی خوراک" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۲/۶)

---

(۱) إنماتكون جلالة إذا نتن وتغير لحمها ووجدت منه ريح منتنة فهي الجلالة حينئذ لايشرب لبنها ولايؤكل لحمها وبيعها وهبتها جائز، هذا إذا كانت لاتخلط ولاتأكل الا العذرة غالبا، بأن خلطت فليست بجلالة فلاتكره لأنها لا تنتن، ولا يكره أكل الدجاج المخلى وان كان يتناول النجاسة لأنه لا يغلب عليه أكل النجاسة بل يخلطها بغيرها وهو الجب، (الهندية: (۲۸۹/۵، ۲۹۰)، كتاب الذبائح، الباب الثاني في بيان مايؤكل من الحيوان ومالايؤكل، ط: رشيديه)

☐ البحر الرائق: (۱۸۲/۸) كتاب الكراهية، فصل: في الأكل والشرب، ط: سعيد۔

☐ وفي الملتقى: المكروه الجلالة التي إذا قربت وجد منها رائحة فلاتؤكل ولايشرب لبنها ولايعمل عليها ويكره بيعها وهبتها، وتلك حالها۔ (شامي: (۳۰۶/۶)، كتاب الذبائح، ط: سعيد)

☐ والجلالة: التي تأكل العذرة، فان خلطت فليست بجلالة، ولذلك قالوا: الدجاجة لاتكون جلالة لأنها تخلط، وقال محمد: اذا النتن وتغير ووجد منه رائحة منتنة فهي جلالة لايشرب لبنها ولا يؤكل لحمها، ويجوز بيعها وهبتها، واذا حبست زالت الكراهة، لأن مافي جوفها يزول وهو الموجب للتغير والنتن۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۱۰/۵)، كتاب الذبائح، قبيل كتاب الأضحية، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) ولا يحمل الجيفة الى الهرة ويحمل الهرة الى الجيفة ۔(الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۸۲/۴) كتاب الصلاة، السابع والعشرون في حكم المسجد، ط: رشيديه۔

☐ المحيط البرهاني: (۲۹/۸) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر أهل اللمة والاحكام التي تعود اليهم، ط: ادارة القرآن۔

فارن ایکسچینج کی بکنگ فیس

۷۸) جو بینک فارن ایکسچینج کی بکنگ کرتا ہے، اور وہ بکنگ کی فیس الگ سے وصول کرتا ہے تو یہ ناجائز ہے، اس لئے فیس دے کر فارن ایکسچینج کی بکنگ کرنا جائز نہیں ہے، اور اگر فیس نہیں تو بکنگ کرنا جائز ہے۔ (۱)

فاریکس

غیر ملکی کرنسیوں کے تبادلے اور خرید و فروخت کو "فاریکس" کہتے ہیں اور آج کل بین الاقوامی منڈیوں میں فاریکس کے کاروبار کا زور زیادہ ہے اس کے بارے میں تفصیلات بعد کے عنوانات میں ہیں۔

فاریکس کاروبار

☆ نیٹ وغیرہ کے ذریعہ بین الاقوامی مارکیٹ سے (FOREX) غیر ملکی کرنسیوں کی خرید و فروخت کا جو طریقہ رائج ہے، اس میں شرکت کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں قبضہ نہیں ہوتا، اور قبضہ سے پہلے کسی چیز کو فروخت کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) (وهو بيع الثمن بالثمن)... (جنسا بجنس أو بغير جنس) كذهب بفضة، (ويشترط) عدم التأجيل والخيار (والتماثل) أى التساوى وزناً، (والتقابض) بالبراجم لا بالتخلية (قبل الافتراق)... ان اتحدا جنسا وان) وصلية (اختلفا جودة وصياغة) لما مر فى الربا (والا) بأن لم يتجانسا (شرط التقابض) لحرمة النساء۔ (الدرمع الرد: (۲۵۷/۵، ۲۵۸، ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔)

☐ (هو فضل) ولو حكما فدخل ربا النسيئة... (خال عن عوض بمعيار شرعى)... (مشروط ذلك الفضل (لأحد المتعاقدين)... (فى المعاوضة)... (الدرمع الرد: (۱۷۰/۵، ۱۶۹)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔)

☐ تبيين الحقائق: (۳۳۶/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية، ط: أشرفية كوئٹه۔

☐ البحر الرائق: (۱۲۳/۶)، كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد۔

(۲) عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما قال: أما الذى نهى عنه النبى صلى الله عليه وسلم فهو الطعام =

البتہ غیر ملکی کرنسیوں کی خرید و فروخت جو بینکوں کے توسط سے ہوتی ہے، وہ دو شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

٧٩ ① پہلی شرط یہ ہے کہ جو شخص کرنسی فروخت کرے اس کے اکاؤنٹ میں کرنسی موجود بھی ہو، جتنی کرنسی اکاؤنٹ میں موجود ہوگی اس حد تک کرنسی فروخت کرنا جائز ہوگا۔

② دوسری شرط یہ ہے کہ جب کرنسی دے کر کرنسی خریدی جائے تو خریدنے والے کے اکاؤنٹ میں کرنسی جمع ہو جائے، اور یہ اس طرح جمع ہو کہ جب چاہے اکاؤنٹ والا اس میں سے رقم نکال کر استعمال کر سکے، اگر یہ دونوں شرطیں موجود ہوں گی، تو کرنسیوں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا، اور اگر یہ دونوں شرائط نہیں پائی جائیں گی تو کرنسیوں کی یہ خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی، اکاؤنٹ میں رقم موجود نہ ہو، اور دو افراد رقم (کرنسی) کی خرید و فروخت کا سودا کریں، اور دونوں فریق کی جانب

=أن يباع حتى يقبض، قال ابن عباس: ولا أحسب كل شيء إلا مثله، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص:٢٤٧)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي۔

عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء يداً بيد، فاذا اختلف هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يداً بيد، مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (ص:٢٤٤)، كتاب البيوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قديمي۔

قوله: فاذا اختلف هذه الأصناف)... والمعنى أنه اذا بيع شيء منها بما ليس من جنسه لكن في العلة كبيع الحنطة بالشعير فيجوز التفاضل فيه وهذا معنى قوله: (فبيعوا كيف شئتم) لكن بشرط وجود الشرطين الآخرين من الشروط المتقدمة لقوله: (اذا كان) أي البيع (يداً بيد) أي حالاً مقبوضاً في المجلس قبل افتراق أحدهما عن الآخر۔ (مرقاة المفاتيح: (٦/٣٣)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه)

لا يصح اتفاقاً... (بيع منقول) قبل قبضه ولو من بائعه (الدر مع الرد: (٥/١٤٧)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في البيع والثمن قبل القبض، ط: سعيد۔

وانظر الحاشية السابقة أيضاً۔

سے ادائیگی نہ ہو، اور آخر میں نفع ونقصان دیکھ کر حساب برابر کرلیا جائے تو یہ صورت جائز نہیں ہے۔ (۱)

☆ اور اگر ملکی یا غیر ملکی کرنسیوں کی خرید وفروخت دونوں جانب سے نقد ہو تو یہ جائز ہے۔ (۲)

فاریکس (FOREX) کمپنیاں

''فاریکس کمپنیاں'' سے مراد وہ کمپنیاں ہیں جو اپنے موکلین اور عالمی تجارتی مراکز میں موجود دلالوں کے درمیان کمیشن ایجنٹ کے طور پر کام کرتی ہیں۔

اس کا طریقہ بعض کمپنیوں کے یہاں یہ ہے کہ کمپنی میں دس ہزار ڈالر جمع کرا کے آدمی اس کا رکن بن جاتا ہے، کمپنی والے پھر اس آدمی کی رہنمائی کرتے ہیں کہ یہ آدمی کب اور کونسی کرنسی خریدے کہ جس کو بعد میں فروخت کرکے نفع کی امید کی جاسکتی ہے، ہر کرنسی کی خرید کی کم سے کم مقدار مقرر ہوتی ہے، جس کو ''لاٹ'' (LOT) یا کھیپ کہا جاتا ہے۔

جب کوئی رکن کسی کمپنی کی ایک لاٹ خریدنا چاہے اور کمپنی کو اپنا آرڈر دے، تو کمپنی ان جمع شدہ دس ہزار ڈالر میں سے دو ہزار ڈالر بیعانہ یا سیکیورٹی کے طور پر مختص کرلیتی ہے، اور آرڈر اپنے مرکزی دفتر کو پہنچا دیتی ہے، جو آرڈر کی تکمیل کرکے لاٹ کی خرید کی اطلاع دیتا ہے۔

یہ خرید دو طرح کی ہوتی ہے، ایک نقد جس کو Spot/Cash Trading کہتے ہیں۔

اور دوسری بیع سلم کی جس کو Future Trading کہتے ہیں۔

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ السابقۃ رقم: ۷۸ (عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

(۲) گزشتہ حاشیہ نمبر: ۱، ۲ ملاحظہ ہو۔

Future میں یہ طے پاتا ہے کہ بائع ایک مقررہ مدت کے بعد طے شدہ مہینے میں فلاں تاریخ کو وہ لاٹ مہیا کرے گا، اور قیمت کی تعیین بھی کر لیتے ہیں، عام طور سے جو سودے کئے جاتے ہیں، وہ مستقبل کے ہوتے ہیں۔

کوئی رکن جب کمپنی کے ذریعہ سے کوئی لاٹ خریدتا ہے تو خواہ بعد میں اس کو فائدہ ہو یا نقصان ہو کمپنی اس رکن کے لئے وہ سودا کرانے پہ اس سے مثلاً پچاس ڈالر کمیشن وصول کرتی ہے۔

پھر اس رکن نے جو ''لاٹ'' خریدی، اگر خریداری کے دن ہی اس رکن نے وہ آگے فروخت کروادی تو کمپنی صرف اپنا کمیشن وصول کرے گی، اور اگر فروخت میں کچھ دن لگ گئے تو کمپنی کمیشن کے علاوہ مثلاً پانچ ڈالر یومیہ کے حساب سے اس رکن سے سود وصول کرے گی۔

اس طرح کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں سود کا معاملہ کرنے کی اور سود ادا کرنے کی نوبت آتی ہے۔ (۱)

دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک کرنسی سے دوسری خریدیں تو یہ بیع صرف ہے، اس میں دونوں طرف ہاتھ در ہاتھ پوری ادائیگی سودے کے وقت ہونی ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) ''یاأیها الذین آمنوا اتقوا اللہ، وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسوله'' (البقرة، الآیة: ۲۷۹)

أحل اللہ البیع وحرم الربوا'' (البقرة، الآیة: ۲۷۵)

عن جابر رضی اللہ عنه قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم آکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال: هم سواء۔ رواه مسلم (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۴)، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(۲) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: الذهب بالذهب، والفضة بالفضة والبر بالبر والشعیر بالشعیر والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یداً بید، فاذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم اذا کان یداً بید، مسلم۔ (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۴)، کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔ =

تیسری وجہ یہ ہے کہ کرنسی میں بیع سلم جائز نہیں ہے۔ (۱)

خلاصہ یہ کہ جب مذکورہ طریقہ سے فاریکس کاروبار کرنا ہی درست نہیں تو اس کام کے لئے دلالی کرنا بھی جائز نہیں، اور اس پر جو کمیشن لیا جائے گا وہ بھی حرام ہے۔ (۲)

فاسقوں کے ساتھ

= (وهو بيع الثمن بالثمن)... (جنسا بجنس أو بغير جنس) كذهب بفضة، (ويشترط) علم التأجيل والخيار (والتماثل) أي التساوي وزنا، (والتقابض) بالبراجم لا بالتخلية (قبل الافتراق)... ان اتحدا جنسا وان) وصلية (اختلفا جودة وصياغة) لما مر في الربا (والا) بأن لم يتجانسا (شرط التقابض) لحرمة النساء. (الدر مع الرد: (۲۵۷/۵، ۲۵۸، ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد)

(هو فضل) ولو حكما فدخل ربا النسيئة... (خال عن عوض بمعيار شرعي)... (مشروط ذلك الفضل (لأحد المتعاقدين)... (في المعاوضة)... (الدر مع الرد: (۱۶۹/۵، ۱۷۰)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۳۴۶/۴)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية، ط: اشرفية كوئٹہ۔

البحر الرائق: (۱۴۴/۶)، كتاب البيع، باب الربا، ط: سعيد۔

(۱) (وهو بيع آجل) وهو المسلم فيه (بعاجل) وهو رأس المال.... (ويصح فيما أمكن ضبط صفته كجودته ورداءته (ومعرفة قدره كمكيل وموزون و) خرج بقوله (مثمن) الدراهم والدنانير لأنها أثمان، فلم يجز فيها السلم... (الدر مع الرد: (۲۰۹/۵)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۵۰۰/۴)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية/ أشرفيه كوئٹہ۔

البحر الرائق: (۱۵۵/۶)، كتاب البيع، باب السلم، ط: سعيد۔

(۲) ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، كما حرم الأخذ والاعطاء فعلا، حرم الأمر بالأخذ، اذ الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... ما حرم فعله حرم طلبه... فكل شيء لا يجوز فعله، لا يجوز طلب ايجاده من الغير، سواء كان بالقول أو بالفعل، بأن يكون واسطة أو آلة لايجاده... (شرح المجلة للأتاسي: (۷۷/۱، ۷۸، المادة: ۳۴، ۳۵)، القواعد، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه كوئٹہ۔

مجموعة قواعد الفقه الحنفية: (ص: ۷۶)، القاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهية، ط: البشرى۔

قیامت کے دن فاسقوں اور فاجروں کے ساتھ ہوگا۔

حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ عیدگاہ کی طرف نکلے، تو آپ نے لوگوں کو آپس میں خرید وفروخت کرتے ۸۳
ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا اے تاجروں کی جماعت! تاجروں نے آپ کی بات کا جواب دیا اور اپنی گردنیں اور آنکھیں اٹھا کر متوجہ ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تاجروں کو قیامت کے دن فاسق وفاجر لوگوں کی صورت میں اٹھایا جائے گا، ہاں مگر وہ تاجر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور نیکی کرتے اور سچ بولتے ہیں۔ (۱)

فائل کی خرید فروخت کرنا

''پلاٹ کی فائل کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۰/۲)

فائلیں بیچنا

''ہاؤسنگ اسکیموں کی فائلیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷۰/۲)

فائنانشل لیز

اسلامی نظام میں اجارہ اور لیز کا مقصد تمویل (فائنانسنگ) قطعاً نہیں ہے بلکہ یہ محض کسی چیز کے استعمال کے حق کے لین دین کا نام ہے، اس لئے اسلامی

---

(۱) عن اسماعيل بن عبيد بن رفاعة عن أبيه عن جده رضي الله عنه انه خرج مع رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى المصلي فرأى الناس يتبايعون فقال: يامعشر التجار! فاستجابوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ورفعوا اعناقهم وابصارهم إليه فقال: ان التجار يبعثون يوم القيمة فجاراً الا من اتقى الله وبر وصدق رواه الترمذي وابن ماجه وابن حبان والحاكم: (الترغيب والترهيب: (۲/۵۵۵) كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب، ط: دار الكتب العلمية)

جامع الترمذي: (۱/۲۳۰) أبواب البيوع، باب ماجاء في التجار وتسمية النبي صلى الله عليه وسلم، ط: سعيد.

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب التوقي في التجارة، ط: قديمي)

تاریخ کے کسی دور میں بھی اس کو مالیاتی سہولت کی حیثیت سے اختیار نہیں کیا گیا۔

اجارہ کو تمویل کے طور پر استعمال کرنے کا تصور ماضی قریب کی پیداوار ہے جسے ۱۹۵۰ کی دہائی میں ایک امریکی مالیاتی ادارے نے متعارف کرایا، اس سے پہلے مالیاتی سہولت کی حیثیت سے لیزنگ کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا، اسے سب سے زیادہ مقبولیت ۱۹۶۰ کے عشرہ میں حاصل ہوئی جب فرانس کے مالیاتی اداروں نے امریکی نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنے ہاں اس کا آغاز کیا۔[۱]

لیزنگ چونکہ اصل کے اعتبار سے تمویل کا ذریعہ نہیں ہے اس لئے ان مالیاتی اداروں نے لیز کی دو قسمیں بنادی ہیں۔

① آپریٹنگ لیز۔

② فائنانشل لیز۔

فائنانشل لیز

فائنانشل لیز، اس میں فریقین کا مقصد اجارے کا تعلق قائم کرنا نہیں ہوتا بلکہ اجارہ پر دینے والے کا مقصد سرمایہ لگانا، اور کرایہ پر لینے والے کی نیت سرمائے کی سہولت حاصل کرنا ہوتی ہے، اس کو اردو میں ''کامل ادائیگی پر اجارہ'' اور عربی میں ''الاجارۃ التمویلیۃ'' کہتے ہیں۔[۲]

فائنانشل لیز کی صورت سودی بینکوں میں

سودی بینکوں میں فائنانشل لیز کی صورت یہ ہے کہ ایک آدمی کو گاڑی یا مشینری کی ضرورت ہے تو وہ بینک سے قرض لے کر خود گاڑی یا مشینری نہیں خریدتا بلکہ بینک سے کہتا ہے کہ آپ اس قسم کی گاڑی یا مشینری خرید کر مجھے کرایہ پر دے دیں۔

---

(۱) البیوع الائتمانیۃ بین الحل والحرمۃ ص: ۳۰، لدکتور محمد بن عبداللہ الشیبانی۔

(۲) اسلام اور جدید معیشت و تجارت (ص: ۶۵) از زیر عنوان ''کمپنی کے لیے فنڈ کی فراہمی''، ط: مکتبہ معارف القرآن۔

اس کے بعد بینک اس کو نقد رقم دیتا ہے اور وہ اس سے خود گاڑی یا مشینری خریدتا ہے۔ اس دوران گاڑی اور مشینری کا مالک بینک ہی رہتا ہے، وہ آدمی صرف کرایہ دار ہونے کی حیثیت سے اسے استعمال کرتا ہے، ایک مخصوص مدت کے لئے کرایہ اس حساب سے طے کیا جاتا ہے کہ بینک کو گاڑی یا مشیری کی قیمت سود کے ساتھ وصول ہو جائے جو سود اتنی مدت میں قیمت کی رقم پر بینک کو ملنا چاہئے، جب یہ مخصوص مدت گزر جاتی ہے اور بینک کو کرایہ کی شکل میں گاڑی اور مشینری کی قیمت سود کے ساتھ وصول ہو جاتی ہے تو گاڑی یا مشینری خود بخود کرایہ دار کی ملکیت بن جاتی ہے۔

واضح رہے کہ سودی بینک کرایہ دار کو گاڑی یا مشینری نہیں دیتے بلکہ اس کی جگہ پر نقد رقم دیتے ہیں جو طے شدہ سود کے ساتھ واپس لی جاتی ہے، عملی طور پر چیز کا لین دین نہیں ہوتا۔

دنیاوی قانون کے اعتبار سے مذکورہ طریقہ میں بینک اور کلائنٹ دونوں کا فائدہ ہے اس لئے دونوں فریق قرض کی بجائے اس طریقہ کو اختیار کرنا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔

بینک کا فائدہ یہ ہے کہ رقم کی وصولیابی کے لئے قرض کی نسبت یہ طریقہ زیادہ اعتماد کے قابل ہے، کیونکہ کرایہ دار نے بینک سے نقد رقم لے کر جو گاڑی یا مشینری خریدی ہے وہ بینک کی ملکیت میں ہی رہتی ہے، رقم واپس نہ ملنے کی صورت میں بینک اسے فروخت کرسکتا ہے۔

کرایہ دار کا فائدہ یہ ہے کہ وہ ٹیکس سے مستثنیٰ ہو جاتا ہے کیونکہ قانون یہ ہے کہ جب تک لیز کی تمام اقساط ادا نہیں کر دی جاتیں لیز شدہ اثاثہ اس کی ملکیت میں نہیں آتا جس کے نتیجے میں اسے اتنا عرصہ ٹیکس سے چھوٹ مل جاتی ہے، یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ کسی چیز کا دنیاوی اعتبار سے فائدہ مند ہونے سے شریعت

کی رو سے جائز ہونا لازم نہیں۔

86 سودی بینکوں میں لیزنگ کی جو عملی صورت رائج ہے اس میں متعدد خرابیاں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

① یہ جائز معاملہ نہیں بلکہ سودی معاملہ ہے، جسے دونوں فریق نے مذکورہ بالا فوائد حاصل کرنے کے لئے "لیز" کا نام دے دیا ہے، اس کی واضح دلیل یہ ہے کہ بینک کرایہ دار کو گاڑی یا مشینری خرید کر نہیں دیتا بلکہ نقد رقم دیتا ہے اور اس پر طے شدہ نفع لیتا ہے جو سراسر سود ہے۔ (1)

دوسری دلیل یہ ہے کہ بینک کرایہ دار کو رقم ادا کرنے کے دن سے ہی کرایہ کی رقم وصول کرنا شروع کر دیتا ہے خواہ کرایہ دار (کلائنٹ) کو گاڑی یا مشینری چند ماہ بعد ملے، اگر یہ لیزنگ (کرایہ داری) کا معاملہ ہوتا تو گاڑی یا مشینری حوالہ کرنے کے دن سے کرایہ شروع ہوتا، رقم فراہم کرنے کی تاریخ سے نہیں ہوتا۔ (2)

نیز اس میں کرایہ کی قسط کی ادائیگی میں تاخیر پر جرمانہ لیا جاتا ہے اور یہ سود

---

(1) قال عليه الصلاة والسلام: كل قرض جر منفعة فهو حرام. (فيض القدير للمناوي: (٦/٢٨٢) رقم الحديث: ٦٣٣٦، حرف الكاف، ط: دار الحديث القاهرة)

عن علي أمير المؤمنين رضي الله تعالى عنه مرفوعاً: كل قرض جر منفعة فهو ربا، ... وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف. (إعلاء السنن: (١٤/٥١٢، ٥١٣) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

قوله: كل قرض جر نفعاً حرام) أي: إذا كان مشروطاً كما علم مانقله من البحر. (شامي: (٥/١٦٦) كتاب البيوع، فصل في القرض، مطلب كل قرض جر نفعاً حرام، ط: سعيد)

(2) (العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني ولذا يجري حكم الرهن في البيع بالوفاء) أي العقود المبنية على الأغراض والمقاصد لا على الألفاظ كالبيع والإجارة والحوالة تعتبر فيها المقاصد والمعاني، ولا عبرة للألفاظ. (شرح المجلة لرستم باز: (١/١٥) المادة: ٣، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقيه)۔

درر الحكام شرح مجلة الاحكام (١/١٩) المادة: ٣، ايضاً، ط: دار الكتب العلمية.

تبيين الحقائق: (٥/٣٦) كتاب الصلح، ط: امداديه ملتان.

ہے چاہے اس کا نام کچھ بھی ہو۔ (۱)

⑭ ایک ہی عقد میں لیز (اجارہ) اور بیع کے دو معاملے جمع ہو جاتے ہیں دین اسلام میں یہ منع ہے۔ (۲)

⑮ کرایہ پر لی ہوئی چیز کا نقصان کرایہ دار خود برداشت کرتا ہے حالانکہ نقصان کا ازالہ بینک کی ذمہ داری ہے کیونکہ وہ مالک ہے۔ (۳)

---

(۱) وذلك اعتياض عن الأجل، وهو حرام. (الهداية: (۲۵۷/۳) كتاب الصلح، ط: رحمانيه.

◻ لأن للأجل شبها بالمبيع ألا ترى أنه يزاد في الثمن لأجل الأجل... إن الأجل في نفسه ليس بمال فلا يقابله شيء حقيقة إذا لم يشترط زيادة الثمن بمقابلته قصداً ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصداً فاعتبر مالاً في المرابحة احترازاً عن شبهة الخيانة ولم يعتبر مالاً في حق الرجوع عملاً بالحقيقة. (البحر الرائق: (۱۱۵/٦) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

◻ والحاصل: أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (شامي: (٦٢/٤) كتاب الحدود، باب التعزير، ط: سعيد)

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تحل صفقتان في صفقة". (المعجم الأوسط للطبراني: (٦٩/٢) رقم الحديث: ١٦١٠، باب الألف، من اسمه: أحمد، ط: دار الرمين، القاهرة)

◻ عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة. (مجمع الزوائد: (٨٤/٤) رقم الحديث: ٦٣٨٢، كتاب البيوع، باب ماجاء في الصفقتين في صفقة أو الشرط في البيع، ط: مكتبة القدس، القاهرة)

◻ (وإن شرط تركها على النخيل فسد) أي البيع: لأنه شرط لا يقتضيه العقد... أو نقول إنه صفقة في صفقة لأنه إجارة في بيع إن كان للمنفعة حصة من الثمن أو إعارة في بيع إن لم يكن لها حصة من الثمن وقد نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن صفقة في صفقة. (تبيين الحقائق: (۱۲/۴) كتاب البيوع، فصل يدخل في بيع الدار، ط: امداديه ملتان)

(۳) (وعمارة الدار) المستأجرة (وتطيينها وإصلاح الميزاب وما كان من البناء على رب الدار) وكذا كل مايخل بالسكنى. (الدر المختار مع الرد: (۷۹/٦) كتاب الإجارة، باب فسخ الإجارة، مطلب إصلاح بئر الماء والبالوعة... الخ، ط: سعيد)

◻ تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد... وكشرط طعام عبد... ومرمة الدار أو مغارمها. قال ابن عابدين: قوله: ومرمة الدار أو مغارمها) قال في البحر: وفي الخلاصة معزياً إلى الأصل: لو استأجر داراً على أن يعمرها ويعطي نوائبها تفسد، لأنه شرط مخالف بمقتضي العقد اه. (الدر المختار مع الرد: (٤٦/٦، ٤٧) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)۔

◻ البحر الرائق: (٥٣٠/٧) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد.

فتویٰ لگا ہے بائیکاٹ کا

''بائیکاٹ کا فتویٰ لگا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۸۹)

۸۸

فٹ پاتھ استعمال کرنے کا حیلہ

بعض دکاندار دکان کے سامنے فٹ پاتھ کی مرمت کر لیتے ہیں اور بعض اوقات اسے مٹی ڈال کر عام سطح سے بلند کر لیتے ہیں، اس سے وہ اپنے لئے استعمال کا جواز ثابت کرتے ہیں لیکن یہ حیلہ غلط ہے، دکاندار کو فٹ پاتھ میں تصرف کرنے کا اختیار ہی نہیں۔[1]

فٹ پاتھ پر قبضہ کرنا

''فٹ پاتھ'' حکومت کی ملکیت ہوتی ہے، اور ہر خاص وعام کے لئے چلنے اور آمدورفت کے لئے مختص ہوتی ہے، حکومت کے علاوہ عام آدمی کے لئے اس پر اس طرح قبضہ جمالینا کہ عام لوگ استعمال نہ کر سکیں غصب ہونے کی وجہ سے ناجائز اور

---

(۱) عن سالم عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أخذ من الأرض شيئا بغير حقه خسف به يوم القيامة إلى سبع أرضين۔(الصحيح للبخاري: ۱/۳۳۲)، كتاب المظالم، باب إثم من ظلم شيئا من الأرض، ط:قديمی)۔

مشكاة المصابيح:(ص:۲۵۶)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثالث، ط:قديمی

وأما الإحداث، فقال شمس الأئمة: إن كان الإحداث يضر بأهل الطريق فليس له أن يحدث ذلك وإن كان لا يضر بأحد لسعة الطريق جاز إحداثه فيه مالم يمنع منه، لأن الانتفاع في الطريق بغير أن يضر بأحد جائز، فكذا ماهو مثله فيلحق به إذا احتاج إليه فإذا أضر بالمار لا يحل لقوله عليه الصلاة والسلام: لا ضرر ولا ضرار في الإسلام... وعلى هذا القعود في الطريق للبيع والشراء يجوز إن لم يضر بأحد، وإن أضر لم يجز لما قلنا.(البحر الرائق:(۹/۱۱) كتاب الديات، باب مايحدث الرجل في الطريق، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد:(۶/۵۹۳) كتاب الديات، باب مايحدثه الرجل في الطريق، ط:سعيد۔

تبيين الحقائق:(۶/۱۴۲) كتاب الديات، باب مايحدثه الرجل في الطريق، ط:امداديه)۔

حرام ہے۔ (۱)

بلکہ فٹ پاتھ پر قبضہ کرلینا عام جگہ کے غصب سے بھی زیادہ بڑا جرم ہے کیونکہ عام جگہ کے غصب میں مالک متعین اور معلوم ہوتا ہے، اس سے معافی تلافی ممکن ہے مگر فٹ پاتھ پر گزرنا بے شمار لوگوں کا حق ہے اس پر قبضہ جما کر لاکھوں انسانوں کا حق مارا جاتا ہے جس کی معافی کی کوئی صورت نہیں۔

فٹ پاتھ پہ کاروبار کرنا

☆ اگر عام راستے کے فٹ پاتھ پہ کیبن اور ٹھیلہ لگانے کی وجہ سے لوگوں تکلیف نہ ہوتی ہو، اور گزرنے میں بھی دشواری کا سبب نہ ہو، اور مقامی انتظامیہ کی جانب سے اس کی اجازت ہو تو فٹ پاتھ پہ کیبن یا ٹھیلہ وغیرہ لگا کر کاروبار کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر فٹ پاتھ پہ کیبن اور ٹھیلہ لگانے کی وجہ سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو تو یہ جائز نہیں ہوگا، اور لوگوں کے لئے بھی ان سے چیزیں خریدنا مناسب نہیں ہوگا۔

☆ اور اگر عام راستہ نہیں بلکہ آگے سے بند ہے تو اس میں رہائشی لوگوں کی اجازت کے بغیر کیبن اور ٹھیلہ وغیرہ لگا کر کاروبار کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة: ؟؟؟؟۔ (عن سالم عن أبیه)

(۲) (والقعود فی الطریق لبیع و شراء) یجوز ان لم یضر بأحد والالا (علی هذا التفصیل) السابق وهذا فی النافذ (وفی غیر النافذ لایجوز ان یتصرف باحداث مطلقا) اضر بهم أو لا (الا باذنهم؛ لأنه کالملک الخاص بهم۔ (الدر مع الرد: (۵۹۳/۶) کتاب الدیات، باب مایحدثه الرجل فی الطریق وغیره ط: سعید)

رجل یبیع ویشتری علی الطریق ان لم یکن فی قعوده ضرر للناس لسعة الطریق لابأس بالشراء منه وان کان فی قعوده ضرر لا ینبغی له أن یشتری فیه منه، وقیل یکره للبائع وإن کان الطریق واسعا۔ (خلاصة الفتاوی: (۱۰۱/۳) کتاب البیوع، الباب السادس عشر فی الحظر والاباحة قبیل: کتاب الصرف، ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۳۴۷/۸)، کتاب الدیات، باب مایحدث الرجل فی الطریق، ط: سعید

فٹ پاتھ کرایہ پر دینا

بعض دکاندار دکان کے سامنے والا فٹ پاتھ کرایہ پر دے دیتے ہیں اس کا ماہانہ کرایہ وصول کرتے ہیں، اسے کرایہ پر لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں اور کرایہ دار کا اسے استعمال کرنا بھی ناجائز ہے، اور دکاندار جو کرایہ وصول کرتا ہے وہ بھی حرام ہے اس کو دکاندار کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ دکاندار فٹ پاتھ کا مالک نہیں ہے، ایسی رقم کو حکومت کے خزانہ میں جمع کردینا ضروری ہے، اگر یہ ممکن نہ ہو تو صدقہ کردینا ضروری ہے۔ (۱)

فجر کے بعد سونا

صبح صادق ہونے کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق تقسیم ہوتا ہے اس لئے فجر کے بعد سونے سے احتراز کرنا چاہئے، آج کل شہری لوگ عام طور پر صبح سوتے ہیں، یہ رزق کی برکت سے محروم ہونے کا باعث ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں صبح کے وقت لیٹی ہوئی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو مجھے پاؤں سے ہلایا اور فرمایا کہ اے بیٹی! اٹھ جاؤ اپنے رب کے رزق کے پاس حاضر ہو جاؤ، اور غافل لوگوں میں سے مت بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ صبح صادق اور سورج طلوع ہونے کے درمیان لوگوں کا

---

(۱) إذا غصب عبداً مثلاً فآجره وأخذ أجرته فنقصه بالاستعمال وضمن مانقص تصدق بأجر أخذه عند أبي حنيفة ومحمد... ويؤمر أن يتصدق بها لاستفادتها ببدل خبيث، وهو التصرف في مال الغير. (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲/۲٦٤) كتاب الغصب، ط: دار حياء الكتب العربية)

الدر المختار مع الرد: (٦/١٨٨، ١٨٩) كتاب الغصب، مطلب شري داراً وسكنها فظهرت لوقف أو يتيم وجب الأجر وهو المعتمد، ط: سعيد)

الهداية: (۲/۳۷٥) كتاب الغصب، ط: رحمانيه.

رزق تقسیم کرتے ہیں۔ (۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج طلوع ہونے سے پہلے سونے سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو مت سویا کرو اور اپنا رزق طلب کرو۔ (۳)

فحش اخبار

"فحش رسائل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۵)

فحش رسالوں کی خرید وفروخت

فحش رسالوں کی تجارت کا کام کرنا جائز نہیں، جن رسالوں پر بے پردہ عورتوں کی تصویریں ہوں ان کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ فساد اور برائی

---

(۱)عن فاطمة بنت محمد صلى الله عليه وسلم قالت: مرّبي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا مضطجعة متصبحة، فحركني برجله، ثم قال يابنية قومي اشهدي رزق ربك ولا تكوني من الغافلين، فان الله يقسم ارزاق الناس مابين طلوع الفجر الى طلوع الشمس ۔(الترغيب والترهيب:(۲/٤٣٦) رقم الحديث:۲٦۲۸، كتاب البيوع، الترغيب في البكور في طلب الرزق، ط: دار الكتب العلمية.

شعب الإيمان:(٤/۱۸۷) الباب الثالث والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في تعديد نعم الله عزوجل وما يجب من شكرها، فصل في النوم الذي هو نعمة من نعم الله تعالى في دار الدنيا وما جاء في آدابه، ط: دار الكتب العلمية.

جامع الأحاديث للسيوطي:(٦/۲۳۸) رقم الحديث:۱۲٦٦۰، مسند السيدة فاطمة الزهراء رضي الله عنها، ط: دار الفكر.

(۲)عن علي قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن النوم قبل طلوع الشمس ابن ماجة:(الترغيب والترهيب:(۲/٤٣٦) كتاب البيوع، الترغيب في البكور في طلب الرزق، ط: دار الكتب العلمية.

(۳)إذا صليتم الفجر فلا تناموا عن طلب أرزاقكم. (كنز العمال:(٤/۲۱) رقم الحديث:۹۲۹۹، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول في الكسب، الفصل الثاني في آداب الكسب، ط: مؤسسة الرسالة)

الفتح الكبير:(۱/۱۲۹) حرف الألف مع الدال، ط: دار الكتب العربي.

پھیلانے کا ذریعہ ہیں، وسیلے اور ذریعے کا بھی وہی حکم ہے جو اس کی غرض وغایت کا ہے، ایسے کام میں شریک ہونا فحش رسالوں کے مالکان کے ساتھ تعاون اور مدد کرنا ہے، اور یہ بہت بڑا جرم اور گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔[1]

فحش رسائل

فحش رسائل بے ہودہ میگزین اخبار وجرائد جن میں بدکار، بے حیا، بدکردار مردوں، عورتوں کے تعلقات، میل جول، ملاقات، باہمی روابط کا تذکرہ ہوتا ہے، ان کی باہمی گفتگو اور انتہائی فحش قسم کی تصاویر لگائی گئی ہوتی ہیں، جن میں مرد اور عورتیں نیم برہنہ لباس میں ایک دوسرے سے گپیں لگاتے ہوئے اور اکٹھے بیٹھے ہوئے دکھائے جاتے ہیں، ان تصاویر میں خواتین کے حسن اور خوبصورتی کو خوب اچھی طرح

---

(۱) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله بغير علم. (سورة لقمان:٦)

وقال الضحاك في قوله تعالى: "ومن الناس من يشتري لهو الحديث" يعني: الشرك... واختار ابن جرير أنه كل كلام يصد عن آيات الله واتباع سبيله. (تفسير ابن كثير: (٥/١٧) سورة لقمان:٦، ط: رشيديه)

واستدل بعضهم بالآية على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتراها النضر بن الحارث على حرمة مطالعة كتب تواريخ الفرس القديمة، وسماع ما فيها، وقراءته وفيه بحث، ولا يخفى أن فيها من الكذب ما فيها، فالاشتغال بها بغير غرض ديني خوض في الباطل. (روح المعاني: (٢١/٧٠) سورة لقمان:٦، ط: دار حياء التراث العربي)

وقال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الأثم والعدوان" يأمر تعالى عبادة المؤمنين بالمعاونة على فعل الخيرات وهو البر، وترك المنكرات وهو التقوى وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على المآثم والمحارم... قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدال على الخير كفاعله... في الصحيح: من دعا إلى هدي كان له من الأجر مثل أجور من اتبعه إلى يوم القيامة... ومن دعا إلى ضلالة كان عليه من الإثم مثل آثام من اتبعه إلى يوم القيامة. (تفسير ابن كثير: (٢/١٥٣) سورة المائدة:٢، رشيديه)

وما كان سبباً لمحظور فهو محظور. (شامي: ٦/٣٥٠) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (الدر المختار مع الرد: (٦/٣٦٠) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

اجاگر کر کے شائع کیا جاتا ہے، ان کے آپس کی گفتگو میں نرم، ملائم اور پر کشش الفاظ کا چناؤ کیا جاتا ہے جو انسان کے جذبات کو ابھارتے ہیں، جسم میں ہیجان پیدا کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے خاص طور پر نوجوان مرد و عورتوں میں عشقیہ ذوق پروان چڑھتا ہے، اس قسم کے رسائل پڑھنے کے بعد نوجوان بچے اور بچیاں اسی طرح کی باتیں کرتے ہی اور ان جیسی دیگر حرکات وسکنات کی نقل اتارنے کی کوشش کرتے ہیں، جو ایک مسلمان بچے اور بچی کے لئے انتہائی نامناسب اور قابل مذمت ہے۔

اور کتنے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو اس طرح کے ناول، افسانے اور رومانٹک عشقیہ کہانیاں پڑھ کر نفسانی خواہشات کا شکار ہو گئے ہیں اور غلط راستے پر چل پڑے ہیں جس سے ان کی صحت برباد ہوگئی ہے، پھر وہ لوگ کسی کام کے قابل نہیں رہے۔

غیر محرم کی تصاویر دیکھنا حرام ہے اور اگر نیم برہنہ تصاویر ہوں تو اس کی حرمت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے، مومن مرد او عورتوں کو اپنی نگاہیں جھکانے اور حفاظت کا حکم دیا گیا ہے اگر چہ غیر محرم تصاویر کی شکل میں ہی سامنے کیوں نہ ہو۔ (۱)

غرض کہ فحش قسم کے رسائل اور میگزین وغیرہ سے فحاشی کو فروغ ملتا ہے، اور لوگوں کو فحاشی اور عریانی کا راستہ معلوم ہو جاتا ہے، اور اس سے اپنی اور شرعی اخلاقیات کا جنازہ نکل جاتا ہے بلکہ ایسے رسالوں کے مصنف، پبلشر، ناشر وغیرہ اللہ اور اس کے رسول کے خلاف جنگ میں مصروف ہیں لہٰذا اس قسم کے رسائل اور

(۱) قال اللہ تعالی: قل للمؤمنین یغضوا من أبصارهم ویحفظوا فروجهم ذلك أزکی لهم إن الله خبیر بما یصنعون. وقل للمؤمنات یغضضن من أبصارهن ویحفظن فروجهن. (سورۃ النور: ۳۰، ۳۱)

والحاصل أنه یحرم تصویر حیوان عاقل أو غیره إذا کان کامل الأعضاء إذا کان یدوم إجماعا و کذا إن لم یدم علی الراجح کتصویره من نحو قشر بطیخ ویحرم النظر إلیه إذ النظر إلی المحرم حرام. (حاشیة الدسوقي علی الشرح الکبیر: (۲/۳۳۷، ۳۳۸) باب في النکاح، فصل إذا تنازعا في الزوجیة، دار إحیاء الکتب العربیة)

میگزینوں کی اشاعت خرید و فروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

٩٤

فحش رسائل جاری کرنا

ایسے رسائل کو نکالنا جائز نہیں جن میں بے پردہ عورتوں کی تصاویر ہوں، حرام اور ناجائز کام مثلاً زنا وغیرہ کی طرف دعوت ہو، فاشی یا منشیات وغیرہ استعمال کرنے کے اعلانات ہوں، ان جیسے رسائل میں لکھنا، ان کی ترویج کرنا ان کی خرید فروخت کرنا، گناہ اور زیادتی کے کام میں تعاون کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اس قسم کے رسائل زمین میں فساد پھیلانے کا ذریعہ، معاشرہ کو خراب کرنے کی دعوت، اسلامی تمدن وتہذیب کو ختم کر کے کفار و مشرکین کے تمدن وتہذیب کو داخل کرنے کا راستہ۔ انارکی، بے باکی، مادر پدر، آزادی اور برے اور گندے اخلاق کو پھیلانے کا وسیلہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے بھلائی کی دعوت دی اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس پر چلنے والے کو ملے گا، اور ان کے اجروں میں اس سے کوئی کمی نہیں ہوگی اور جس نے گمراہی کی دعوت دی، اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس پر چلنے والے کو ہوگا۔ اور ان کے گناہوں سے کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم

(۱) انظر إلی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة: ۹۲۔ (قال الله تعالی: ومن الناس)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: من دعا إلی هدي، كان له من الأجر مثل أجور من تبعه، لا ينقص ذلك من أجورهم شيئاً، ومن دعا إلى ضلالة، كان عليه من الإثم مثل آثام من تبعه، لا ينقص ذلك من آثامهم شيئاً. (صحيح مسلم: (۳٤١/٢) كتاب العلم، باب: من سن سنة حسنة أو سيئة ومن دعا إلى هدي أو ضلالة، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (۲۹۱/۲) كتاب السنة، باب من دعا إلى سنة، ط: رحمانيه.

جامع الترمذي: (۹٦/۳) أبواب العلم، باب ما جاء في من دعا إلى هدي، ط: سعيد.

والوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا: ایک وہ قوم ہوگی جن کے پاس گائے کی دموں کے برابر کوڑے ہوں گے، جن کے ساتھ وہ لوگوں کو ماریں گے۔ دوسرے وہ عورتیں ہوں گی جو لباس پہن کر بھی ننگی ہوں گی خود مائل ہونے والیاں اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کرنے والیاں ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہانوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوئے ہوں گے، وہ جنت میں نہیں جائیں گی اور اس کی خوشبو بھی نہیں پا سکیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنے اتنے فاصلے ہی سے محسوس ہونا شروع ہوجائے گی۔ (١)

فحش مواد

فحش مواد والی چیزوں کی تجارت جائز نہیں۔ (٢)

فحش میگزین

"فحش رسائل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٩٢/٥)

---

(١) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من أهل النار لم أرهما قوم معهم سياط كأذناب البقر يضربون بها الناس ، ونساء كاسيات عاريات، مميلات مائلات رؤوسهن كأسنمة البخت المائلة، لا يدخلن في الجنة، ولا يجدن ريحها، وإن ريحها ليوجد من مسيرة كذا وكذا (صحيح مسلم: (٢/٢٠٥) كتاب اللباس، باب النساء الكاسيات العاريات المائلات المميلات، ط: قديمي)
☐ السنن الكبرى للبيهقي: (٢/٣٣٤) كتاب الصلاة، باب الترغيب في أن تكثيف ثيابها أو تجعل تحت درعها ثوبا إن خشيت ان يصفها درعها، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.
☐ مسند أحمد: (٢/٣٥٥) رقم الحديث: ٨٦٥٠، مسند أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

(٢) "ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة، والله يعلم وانتم لاتعلمون" (النور، الآية: ١٩)
☐ "ولاتعاونوا على الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شديد العقاب" (المائدة، الآية: ٢)
☐ الاعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها، معصية وفساد في الأرض ... (حجة الله البالغة: (٢/١٠٩)، البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه.

فراوانی

"خوش حالی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۸/۳)

فرضی بیع

موجودہ دور میں 'فرضی بیع'' کی صورت بھی رائج ہے، یعنی خرید و فروخت مقصود نہیں ہوتی البتہ کسی مصلحت سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ ہم دونوں نے باہم خرید و فروخت کا معاملہ کیا ہے، اور یہ ہزل اور مذاق کی ایک قسم ہے۔ اس طرح فرضی بیع کرنے سے بیع نہیں ہوتی، یعنی خریدار اس چیز کا مالک نہیں ہوتا، بلکہ وہ چیز بدستور اصل مالک ہی کی ملک میں باقی رہتی ہے، البتہ یہ بات اسی وقت ثابت ہوسکتی ہے، جب یا تو دونوں کو اس کا اقرار ہو، یا اس خفیہ معاملہ پر کوئی دوسرا شرعی ثبوت موجود ہو۔

فقہ کی اصطلاح میں اس طرح کے معاملہ کو "بیع تلجیہ" کہا جاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ "بیع تلجیہ" بیع فاسد ہے، ہاں اگر بعد میں بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) رضامندی ظاہر کردیں تو بیع درست ہوجائے گی، جیسا کہ "بیع مکرہ" کا حکم ہے۔(۱)

---

(۱) التلجية: هي العقد الّذي ينشئه لضرورة امر، فيصير كالمدفوع إليه، وانه على ثلاثة اضرب: احدها ان تكون في نفس المبيع وهو أن يقول لرجل انه اظهر اني بعت داري منك وليس ببيع في الحقيقة، و يشهد على ذلك، ثم يبيع في الظاهر فالبيع باطل۔ والثاني أن تكون التلجية في البدل نحو ان يتفقا في السر ان الثمن الف ويتبايعون في الظاهر بألفين، فالثمن هو المذكور في السر ويصير كأنهما هزلا في الزيادة، وروى ابو يوسف ان الثمن هو المذكور في الظاهر۔

والثالث: ان يتفقا في الباطن ان الثمن الف درهم، ويتبايعان في الظاهر بمائة دينار، قال محمد رحمه الله: القياس ان يبطل العقد، وفي الاستحسان يصح بمائة دينار كذا في الحاوي، وعن أبي حنيفة رحمه الله بيع التلجئة موقوف، ان أجازاه جاز، وان رداه بطل، كذا في التهذيب، ولو اتفقا ان يقرا ببيع لم يكن فاقرا بذلك فهو باطل ولا يجوز باجازتهما كذا في الحاوي۔ (الهندية: (۲۰۹/۳، ۲۱۰) كتاب البيوع، الباب العشرون: في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، ط: رشيديه)=

فرق ''قرض'' اور ''دین'' میں

''قرض'' اور ''دین'' میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۶/۵)

فرق کا نفع لینا اور نقصان برداشت کرنا

''ڈیفرنس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۶/۳)

فرق کرنا قیمت میں

''قیمت میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۸/۵)

فروخت شدہ چیز کو کم قیمت پر واپس لینا

☆ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان با قاعدہ ایجاب وقبول

= وبيع التلجئة:... وهو ان يظهرا عقدا وهما لا يريدانه يلجأ إليه لخوف عدو وهو ليس ببيع في الحقيقة بل كالهزل كما بسطه في آخر شرحي على المنار۔ (الدر مع الرد: (۲۷۳/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، تذنيب، مطلب في بيع التلجئة، ط: سعيد)

ولم ينعقد مع الهزل لعدم الرضا بحكمه معه،

وفي الشامية: (قوله: ولم ينعقد مع الهزل الخ) الهزل في اللغة: اللعب، وفي الاصطلاح: وهو ان يراد بالشيئ مالم يوضع له ولا ماصح له اللفظ استعارة...

فإن تواضعا على الهزل بأصل البيع: أي توافقا على انهما يتكلمان بلفظ البيع عند الناس ولا يريدانه واتفقا على البناء أي على أنهما لم يرفعا الهزل ولم يرجعا عنه فالبيع منعقد لصدوره من اهله في محله، لكن يفسد البيع لعدم الرضا بحكمه، فصار كالبيع بشرط الخيار ابدا۔ (الدر مع الرد: (۵۰۷/۴) كتاب البيوع، مطلب في حكم البيع مع الهزل، ط: سعيد)

البيع الفاسد يفيد حكماً عند القبض الا في اربع: بيع الهازل۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۶۵) المادة: ۳۷۱، البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

المبسوط للإمام السرخسي: (۱۲۲/۲۴)، كتاب الاكراه، باب التلجئة، ط: دار المعرفة۔

بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔

قاضي خان على هامش الهندية: (۳۹۲/۳)، كتاب الاكراه، فصل في التلجئة، ط: رشيديه۔

ہونے کے بعد بیع پکی اور لازم ہوجاتی ہے اور مبیع (فروخت شدہ چیز) بائع کی ملکیت سے نکل کر مشتری کی ملکیت میں آجاتی ہے، (۱)

لیکن اگر مشتری بیع کو فسخ کر کے مبیع واپس کرنا چاہتا ہے، اور بائع بھی واپس لینے پر راضی ہوجاتا ہے، تو بائع کے لئے کم قیمت پر واپس لینا جائز نہیں ہوگا، بلکہ بیع کے وقت مشتری نے جتنی قیمت ادا کی تھی اتنی ہی قیمت واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

☆ اور اگر بائع واپس لینے پر راضی نہیں، بلکہ واپس خریدنے پر راضی ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں، اگر سودا نقد ہوا تھا اور مشتری نے مبیع کی پوری قیمت ادا کردی تھی تو اس صورت میں بائع کے لئے کم زیادہ جس قیمت پر بھی چاہے متعین کرکے واپس خریدنا جائز ہوگا، چاہے جتنی قیمت پر فروخت کی ہے، اسی قیمت پر واپس خریدے یا اس سے کم میں یا اس سے زیادہ میں تینوں صورتیں جائز ہیں، کیونکہ اس صورت میں دوسرے عقد کا تعلق پہلے عقد سے بالکل نہیں اور ہر عقد الگ الگ ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ سودا نقد نہیں ہوا بلکہ ادھار ہوا ہے، اور مشتری نے اب تک پوری رقم ادا نہیں کی، تو اس دوران فروخت شدہ چیز کو جس قیمت پر فروخت کیا ہے، اس سے کم قیمت پر خریدنا بائع (سیلر) کے لئے جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس

---

(۱) واذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منهما۔ (الهدایة: (۳/۲۰) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

وأما حکمه: فثبوت الملک فی المبیع للمشتری وفی الثمن للبائع اذا کان باتاً۔ (الفتاوی الهندیه: (۳/۱) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع ورکنه وشرطه وحکمه، ط: رشیدیه)

حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق: (۴/۲) کتاب البیوع، ط: امدادیه ملتان۔

(۲) اذا تقایلا بأکثر من الثمن الأول، أو بأقل... فعلی قول أبی حنیفة: تصح الاقالة بالثمن الأول، ویبطل ما شرطاه، لأنها فسخ فی حق المتعاقدین، والفسخ یکون بالثمن الأول، ویبطل الشرط الفاسد۔ (تحفة الفقهاء: (۲/۱۱۱) کتاب البیوع، الاقالة، ط: دار الکتب العلمیة)

الدر مع الرد: (۵/۱۲۶، ۱۲۵) کتاب البیوع، باب الاقالة، ط: سعید۔

مجمع الأنهر: (۳/۱۰۵) کتاب البیوع، باب الاقالة، ط: دار الکتب العلمیة۔

صورت میں پہلا عقد اب تک ختم نہیں ہوا، لہٰذا پہلے عقد کے ختم ہونے سے پہلے اس میں دوسرا عقد کرنا ناجائز ہے۔

۹۹ ہاں اگر مشتری بائع کے علاوہ کسی تیسرے آدمی کو فروخت کرے تو اس صورت میں کم ہو یا زیادہ جس قیمت پر بھی چاہے فروخت کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

فروخت شدہ زمین کے درختوں کا حکم

"درخت زمین کے تابع ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۴/۳)

فروخت کردوں گا

بائع اور دکاندار کے پاس چیز موجود ہے یا موجود نہیں ہے اور وہ مثلاً یکم رمضان کو خریدار سے کہتا ہے کہ فلاں چیز میں آپ کو ۱۵ رمضان کو ایک ہزار روپے میں فروخت کردوں گا، اور خریدار بائع یا دکاندار کو ایک ہزار روپے پیشگی دے دے، پھر ۱۵ رمضان کو بائع یا دکاندار وہی چیز خریدار کو کچھ کہے بغیر حوالہ کردے، اور خریدار بھی اسے لے کر چلا جائے تو یہ بیع تعاطی ہو جائے گی، اور خریدار نے ایک ہزار روپے

---

(۱) وفسد (شراء ما باع بنفسه أو بوكيله) من الذي اشتراه ولو حكما كوارثه (بالأقل) من قدر الثمن الأول (قبل نقد) كل (الثمن) الأول، صورته: باع شيئاً بعشرة ولم يقبض الثمن ثم شراه بخمسة لم يجز وان رخص السعر، (قوله: بنفسه أو بوكيله)... قال في البحر: وأطلق فيما باع فشمل ما باع بنفسه أو وكيله... فأفاد أنه لو باع شيئا إصالةً بنفسه أو وكيله، أو وكالة عن غيره ليس له شراءه بالأقل لا لنفسه ولا لغيره (قوله: من الذي اشتراه) متعلق بشراء، وخرج به مالو باعه المشتري لرجل أو وهبه له أوصى له به لم اشتراه البائع الأول من ذلك الرجل فانه يجوز؛ لأن اختلاف سبب الملك كاختلاف العين. (شامي: (۵/۷۲، ۷۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت، ط: سعيد)

شراء ما باع بأقل مما باع من الّذي اشتراه أو من وارثه قبل نقد الثمن لنفسه أو لغيره... فاسد عندنا. (خلاصة الفتاوى: (۳/۴۱) كتاب البيوع، الفصل الرابع في البيع الفاسد وأحكامه، ط: رشيديه۔

الهندية: (۳/۱۳۲) كتاب البيوع، الباب العاشر: في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيديه)

جو پیشگی دیئے تھے وہ اس چیز کی قیمت کے عوض میں ہو جائیں گے، البتہ ۱۵ رمضان سے پہلے یہ ایک ہزار روپے امانت یا قرض شمار ہوں گے، لیکن اگر کیم رمضان کو، بائع رد کان دار اور خریدار کے درمیان جو بات ہوئی وہ بیع کے طور پر ہو، بیع کا وعدہ نہ ہو تو یہ بیع جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

فروخت کردہ سامان میں فریب سے کام لینا

''اصلی کہہ کر جعلی چیز دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۶/۱)

فروخت کرنے کے لئے چیز کسی کو دے کر یہ کہنا کہ اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا

''قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۷/۵)

فروخت کرنے والوں کی تنخواہ

''ملازم کی تنخواہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۹/۶)

---

(۱) (وأما الفعل فالتعاطی) وهو التناول۔قاموس (فی خسیس ونفیس)... (ولو) التعاطی (من أحد الجانبین علی الأصح) فتح وبه یفتی، فیض... (الدر مع الرد:(۵۱۳/۴، ۵۱۴)، کتاب البیوع، مطلب البیع بالتعاطی، ط:سعید۔

وبطل... بیع مالیس فی ملکه) لبطلان بیع المعدوم... (قوله:وبیع مالیس فی ملکه) فیه أنه یشمل بیع ملک الغیر لو وکالة أو بدونها مع أن الأول صحیح نافذ، والثانی صحیح موقوف، وقد یجاب بأن المراد بیع ما سیملکه قبل ملکه، ثم رأیته کذلک فی الفتح فی أول فصل بیع الفضولی، وذکر أن سبب النهی فی الحدیث ذلک۔ (الدر مع الرد:(۵۸/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید۔)

البحر الرائق:(۷۳/۶)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید۔

وأیضا فیه:(۲۶۰/۵، و۲۶۹) کتاب البیع، ط:سعید۔

تبیین الحقائق:(۲۷۹/۴)، کتاب البیوع، ط:دار الکتب العلمیه، أشرفیه کوئٹه۔

فروخت کی جانے والی چیز بیع کے وقت بائع کی ملکیت ہو

''مبیع بائع کی ملکیت ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۲/۶)

فروخت میں آسانی کرنا

اللہ تعالیٰ خرید و فروخت اور فیصلہ کرنے میں آسانی کرنے کو پسند کرتا ہے

ایک حدیث میں نرمی کے متعلق فرمایا: {إن اللہ رفیق یحب الرفق} یعنی اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والے ہیں اور نرمی کو پسند کرتے ہیں۔ (۱)

اس لئے دکاندار کو چاہیے کہ گاہکوں کے ساتھ سامان فروخت کرنے میں آسانی کریں اور تجارت اور فروخت سے متعلق فیصلہ کرنے میں لوگوں کے ساتھ آسانی کا معاملہ کریں اور اگر گاہک غریب ہے، پوری قیمت ادا کرنا اس کے لئے مشکل ہے تو قیمت میں اس کے ساتھ رعایت کر کے آسانی کریں، اور اگر کم قیمت میں مطلوبہ چیز دی جائے تو اور بھی زیادہ بہتر ہے اور اگر خریدار غریب یا مقروض یا مجبور ہے، اور ادھار مال خریدا ہے تو اس سے قیمت کے مطالبہ کرنے میں نرمی اور آسانی کا معاملہ کریں، اور اگر خریدار بہت ہی زیادہ مجبور ہے تو قیمت کو معاف کر دینا چاہیے، صدقہ کا ثواب ملے گا۔

حدیث پاک میں ہے کہ ''جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی

---

(۱) عن عائشة رضی اللہ عنها قالت: استأذن رهط من اليهود على النبی صلی اللہ علیه وسلم فقالوا: السام عليكم، فقلت بل عليكم السام واللعنة، فقال: يا عائشة! إن اللہ رفيق يحب الرفق في الأمر كله، قلت: أولم تسمع ما قالوا؟ قال: قد قلت: وعليكم وفي رواية عليكم ولم يذكروا الواو، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص:۳۹۸)، باب السلام، الفصل الأول، ط: قديمی۔

صحيح البخاری: (۱۹۳۱/۲)، رقم الحديث: ۶۹۲۷، كتاب استابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب: اذا عرض الذمی وغيره بسب النبی صلی اللہ علیه وسلم... ط: الطاف اینڈ سنز کراچی۔

صحيح المسلم: (۳۲۲/۲)، كتاب البر والصلة، باب فضل الرفق، ط: قديمی۔

تکلیف سے نجات دے اسے چاہیے کہ وہ کسی تنگ دست کا بوجھ ہلکا کرے یا اس کی تکلیف دور کرے۔ (۱)

۱۰۲

فروخت ہونے والی چیز کے لئے شرائط

فروخت ہونے والی چیز کو ''مبیع'' اور ''بیع کا محل'' بھی کہتے ہیں، اور کسی بھی چیز پر بیع کا عقد صحیح ہونے کے لئے یہ شرائط ضروری ہیں، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی، اور وہ شرائط یہ ہیں:

① مال متقوم (چیز کا قیمت والا ہونا) یعنی فروخت ہونے والی چیز کا خود اپنی ذات کے اعتبار سے قیمت والی ہونا ضروری ہے، اور وہ چیز ملکیت میں آسکے اور اس کو اختیار اور آزادی کے ساتھ کام میں لایا جاسکے، اسی بناء پر اس جائز مال کی تجارت جائز نہیں جو ابھی تک ملکیت میں نہیں آیا ہے، مثلاً اس پیٹرول کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں جو ابھی تک کنؤوں میں ہی ہے، نکالا نہیں گیا۔

② اس چیز سے شریعت کی رو سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہو (قابل انتفاع ہو) یعنی اس چیز سے نفع اٹھانے کو شریعت نے جائز قرار دیا ہو، اور جس چیز میں کوئی

(۱) عن أبي قتادة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سرّه أن ينجيه الله من كرب يوم القيامة فلينفس عن معسر أو يضع عنه. رواه مسلم (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۵۱)، باب الافلاس والانظار، الفصل الأول، ط: قديمي۔

صحيح مسلم: (۱۸/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل انظار المعسر... ط: قديمي۔

(قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سره) أي أحبه وأعجبه (أن ينجيه الله)... أي يلخصه (من كرب يوم القيامة)... (فلينفس)... أي فليؤخر مطالبته (عن معسر) أي الى مدة يجد مالا فيها، (أو يضع) بالجزم أي يحط ويترك (عنه) أي عن المعسر كله أو بعضه (فائدة) الفرض أفضل من النفل بسبعين درجة إلا في مسائل: الأولى ابراء المعسر مندوب هو أفضل من انظاره الواجب، ... وروى أحمد وابن ماجه والحاكم عن بريدة مرفوعا بلفظ: ''من أنظر معسرا فله بكل يوم مثله صدقة قبل أن يحل الدين، فاذا حل الدين فأنظره فله بكل يوم مثلاه صدقة.'' (مرقاة المصابيح: (۱۰۳/۶)، رقم الحديث: ۲۹۰۳، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الأول، ط: رشيديه)

نفع ہی نہیں ہے، اس کا بیچنا جائز نہیں ہے، جیسے کیڑے مکوڑے اور حشرات وغیرہ۔

⑮ حرام اشیاء نہ ہوں، واضح رہے کہ حرام اشیاء کی تجارت بھی حرام ہے، مثلاً خنزیر، شراب، فحش فلموں کی ریل، سی ڈیز اور گانوں کی ریل وغیرہ، ان چیزوں کی تجارت بھی جائز نہیں اور منافع بھی حلال نہیں، لہٰذا اگر شراب کی خرید وفروخت کا معاملہ طے پایا تو یہ عقد باطل ہوگا۔

⑯ سامان سپرد کرنے کی قدرت ہو، یعنی سامان فروخت کرنے والا سامان کو فروخت کرنے کے بعد سپرد کرنے کے قابل ہو، ورنہ جھگڑے کا باعث بنے گا، اور خریدار کا نقصان ہوگا، لہٰذا اگر کوئی گاڑی دشمن کے قبضہ میں ہو یا ایسے سامان کو فروخت کرنا جس کو بائع (سیلر) آگے سپرد کرنے پر قادر نہ ہو، یا ایسی زمین جو دشمنوں کے قبضے میں ہو، اور اس پر مکان تعمیر کر لئے گئے ہوں تو ان اشیاء کو قبضہ چھڑائے بغیر آگے فروخت کرنا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ بائع کو سپرد کرنے پر قدرت حاصل نہیں۔

برقی تجارت میں قیمت اور سامان کی ادائیگی کو یقینی بنانا ضروری ہے، اور متعلقہ گارنٹی اور ضمانت کے تمام اسباب کو بھی اختیار کرنا ضروری ہے۔ (۱)

---

(۱) وأما شرائط المعقود عليه فأن يكون موجوداً، مالاً متقوماً، مملوكاً في نفسه، وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه، وأن يكون مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم، كنتاج النتاج والحمل واللبن في الضرع والثمر والزرع قبل الظهور، ... ولم ينعقد بيع ماليس بمال متقوم كبيع الحر والمدبر المطلق وام الولد والمكاتب. . . والميتة والدم . . . ولم ينعقد بيع النحل ودود القز الا تبعا. . . وكذا بيع آلات الملاهي عندهما . . . وخرج بالمملوك بيع مالا يملكه، فلم ينعقد بيع الكلا ولو في أرض مملوكة له والماء في نهره أو في بئره. . . وخرج بقولنا وأن يكون ملكا للبائع، ماليس كذلك فلم ينعقد بيع ماليس بمملوك له وان ملكه بعده الا السلم. . . (البحر الرائق: (۲۵۹/۵، ۲۶۰)، كتاب البيع، ط: سعيد)

▭ بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵ـ۱۴۰)، كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع الى المعقود عليه، ط: سعيد

▭ يشترط في المعقود عليه ثمنا كان أو مثمنا شروط: منها أن يكون طاهرا فلا يصح أن يكون النجس =

فریٹ اون بورڈ

''ایف،او،بی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۷/۱)

فری سروس (Free Service)

''گارنٹی پر اشیاء فروخت کرنے سے بیع فاسد نہیں ہوگی'' اور ''گارنٹی دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۳/۵)(۳۸۴/۵)

فسخ بیع کا اختیار

اگر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان آپس میں رضا مندی سے یہ بات طے ہوگئی کہ اگر مشتری فلاں مہینے کی فلاں تاریخ تک قیمت ادا نہیں کرے گا تو بائع کو معاملہ فسخ کرنے کا اختیار ہوگا تو اس صورت میں اگر مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی تو بائع کو بیع فسخ کرنے کا اختیار حاصل ہوگا، اس کو

= مبيعاً ولا ثمناً، فاذا باع شيئاً نجساً أو متنجساً لا يمكن تطهيره فان بيعه لا ينعقد (الحنفية: قالوا: يجوز بيع الدهن المتنجس والانتفاع به في غير الأكل ...)... ومنها أن يكون منتفعا به انتفاعاً شرعياً فلا ينعقد بيع الحشرات التي لا نفع فيها، ومنها أن يكون المبيع مملوكا للبائع حال البيع فلا ينعقد بيع ما ليس مملوكا الا في السلم... ومنها أن يكون مقدوراً على تسليمه... ومنها أن يكون المبيع معلوماً والثمن معلوماً علماً يمنع من المنازعة... ومنها أن يكون العقد مؤقتاً كأن يقول له: بعتك هذا البعير بكذا لمدة سنة... الحنفية قالوا:... النوع الثالث يتعلق بالمبيع، وهو خمسة شروط: الأول: أن يكون المبيع موجوداً فلا ينعقد بيع المعدوم ولا بيع ما هو في حكم المعدوم كبيع الحمل، الشرط الثاني: أن يكون مما يتعلق به الملك فلا ينعقد بيع العشب المباح ولو نبت في أرض مملوكة، الشرط الثالث: أن يكون مملوكا للبائع اذا كان يريد أن يبيعه لنفسه... فلا ينعقد بيع ما ليس بمملوك ولو ملكه بعد البيع الا في السلم... الشرط الرابع: أن يكون المبيع مالا متقوماً شرعاً فلا ينعقد بيع الخمر ونحوه من كل ما لا يباح الانتفاع به شرعاً... الشرط الخامس: أن يكون البائع قادراً على تسليمه في الحال أو قريباً من الحال. (الفقه على المذاهب الاربعة: (۴۰۲، ۵۰۰) كتاب أحكام البيع وما يتعلق به، الركن الثالث: المعقود عليه، ط: دار الغد الجديد.

خیار نقد کہتے ہیں۔ (۱)

فسخ جبری ہے

''جبری فسخ''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۹/۳)

فسخ کرنا شرکت کو

''شرکت کو فسخ کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۵/۴)

فصل خریدنا پکنے تک کی شرط لگا کر

''پکنے تک کی شرط لگا کر فصل خریدنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۶/۲)

فصل کی کٹائی سے پہلے سودا کرنا

فصل کی کٹائی سے پہلے اجناس وغیرہ کا سودا کر لینا جائز ہے، شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں۔ (۲)

---

(۱)عن عمرو بن عوف المزني رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الصلح جائز بين المسلمين الا صلحا حرم حلالاً أو أحل حراماً والمسلمون على شروطهم الا شرطاً حرم حلاله، أو أحل حراماً. (سنن الترمذي: (۲۵۱/۱) ابواب الأحكام، باب ماذكر عن النبي صلى الله عليه وسلم في الصلح بين الناس، ط: قديمي)۔

☐سنن ابي داود: (۱۵۰/۲)، كتاب القضاء باب في الصلح، ط: رحمانيه)۔

☐عن سليمان ابن البرصاء قال: بايعت ابن عمر، فقال لي: ان جاءتنا نفقتنا إلى ثلاث ليال، فالبيع بيننا، وان لم تأتنا نفقتنا إلى ذلك فلا بيع بيننا وبينك ولك سلعتك. (إعلاء السنن: (۴۹/۱۴)، كتاب البيوع، باب خيار الشرط ونفي خيار الغبن، ط: ادارة القرآن)۔

☐ولو باع مطلقاً عنها، اي عن هذه الآجال، ثم اجل الثمن... اليها صلح التأجيل. (الدر مع الرد: (۸۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط: سعيد)۔

☐صرح علماؤنا بأنهما لو ذكرا البيع بلا شرط، ثم ذكر الشرط على وجه العدة جاز البيع ولزم الوفاء بالوعد. (الدر مع الرد: (۸۴/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط فاسد، ط: سعيد)

(۲)ولو باع قفيزاً من هذه الصبرة أو عشرة دراهم من هذه النقرة جاز لأنه لا يتضرر بالفصل والتميز، =

فضا کی خرید وفروخت کرنا

• ”حق تعلی کی بیع“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(٢٠٨/٣)

فضلۂ انسانی کی بیع

”انسانی فضلہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٤٥/١)

فضول

”فضول“ وہ ہے جو زینت اور مباح کے دائرہ سے بھی آگے ہو۔
اس کا حکم ظاہر ہے کہ اس کے لئے احکام میں کوئی رعایت نہیں بلکہ صحیح احادیث میں اس کی مخالفت وارد ہوئی ہے۔[1]

=وكذا لو باع القوائم على رؤس الأشجار... أو الزرع أو البقول القائمة قبل الجذاذة يجوز لأنه يمكن تسليم هذه الأشياء من غير ضرر۔(بدائع الصنائع:(١٦٨/٥)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط:سعيد۔

الدر مع الرد:(٥٥٨/٣، ٥٥٩)، كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع مقصوداً، ط:سعيد۔

البزازية على هامش الهندية:(٣٧٧/٣)، كتاب البيوع، ط:رشيديه۔

(١) وفي الأشباه عن فتح القدير: هاهنا خمسة مراتب: ضرورة، وحاجة ومنفعة، وزينة وفضول... والزينة كالمشتهي بحلوى، والسكر، والفضول: التوسع بأكل الحرام والشبهة انتهى۔(أوجز المسالك:(١٥١/١٠) كتاب الصيد، ماجاء في من يضطر الى الميتة، ط:دار القلم دمشق)

غمز عيون الأبصار:(٢٧٧/١) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، الثانية، ما أبيح للضرورة يقدر بقدرها، ط:دار الكتب العلمية۔

وعن معاذ بن جبل أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لما بعث به الى اليمن قال: اياك والتنعم فان عباد الله ليسوا بالمتنعمين۔رواه أحمد۔(مشكاة المصابيح:(ص:٤٣٩) كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم، ط:قديمي)

قال: اياك والتنعم) وهو المبالغة في تحصيل قضاء الشهوات على وجه التكلف في البغية بتكثر النعمة والحرص على النهمة (فان عباد الله ليسوا بالمتنعمين) بل التنعم مختص بالكافرين والفاجرين والغافلين والجاهلين۔(مرقاة المصابيح:(٣٣٨/٩) كتاب الرقاق، باب فضل الفقراء وما كان من عيش النبي صلى الله عليه وسلم، ط:رشيديه جديد)

فُضولی

فضولی: اس آدمی کو کہتے ہیں جو دوسرے کے لئے تصرف کرتا ہے اپنی ذات کے لئے نہیں مثلاً زید، عمرو کی چیز عمرو کے لئے فروخت کرتا ہے، یا زید عمرو کے لئے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرید لیتا ہے تو زید کو فضولی کہا جائے گا، اور فضولی کا تصرف مالک کی اجازت پر موقوف رہتا ہے، اگر وہ اجازت دے دے تو نافذ ہوجاتا ہے ورنہ باطل ہوجاتا ہے۔ مثلاً فضولی نے بیع کی تو مالک کی اجازت پر موقوف ہوگی، اگر وہ اجازت دے دے تو بیع نافذ ہوجائے گی ورنہ باطل ہوجائے گی۔(١)

فضولی کی بیع اور غیر مملوک کی بیع میں فرق ہے

"غیر مملوک کی بیع اور فضولی کی بیع میں فرق ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

فقیر سے مال خریدنا

"بھیک کا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٣٦/٢)

فکس پرائز شاپ

شروع میں قیمتیں زیادہ بتا کر بعد میں کم لینے کا رواج غلط ہے، ایک دام بتانا

---

(١) الفضولي... وهو من يتصرف لغيره بغير ولاية ولا وكالة... وصفته أنه عقد صحيح غير نافذ، والأصل أن كل عقد صدر من الفضولي وله مجيز انعقد موقوفاً على الإجازة. (البحر الرائق: (٣/٢٤٧) كتاب النكاح، فصل في الكفاءة، ط: رشيديه.

ثم قيل لمن يشتغل بما لا يعنيه فضولي، وهو في اصطلاح الفقهاء من ليس بوكيل... وقيل: الفضولي من يتصرف في حق الغير بلا إذن شرعي كالأجنبي يزوج أو يبيع... ومن باع ملك غيره فلمالك أن يفسخه ويجيزه... يعني أنه صحيح موقوف على الإجازة. (البحر الرائق: (٦/٢٤٥) كتاب البيع، باب الاستحقاق، فصل في بيع الفضولي، ط: رشيديه)

حاشية الشلبي على التبيين: (٤/٧٢) كتاب البيوع، باب الاستحقاق، ط: امداديه.

چاہئے اس صورت میں گاہک بھی تنگ نہیں کریں گے، اور وقت بھی ضائع نہیں ہو گا، جیسا کہ ''فکس پرائز شاپ'' اور ''سپر مارکیٹ'' میں ہوتا ہے، نہ بارگننگ ہے، نہ وقت کا ضیاع ہے، حالانکہ سیل بھی زیادہ ہے اور نفع بھی کم نہیں ہے۔

بعض دکاندار اس غلط طریقہ کو رواج دینے میں برابر کے شریک ہیں، خریدار یہ سمجھتا ہے کہ دکاندار مناسب قیمت سے زیادہ لگاتے ہیں اس لئے خریدار قیمت کم کراتے ہیں، اگر بعض دکانداروں کی یہ عادت نہ ہوتو خریدار بھی ایسے بارگیننگ نہیں کریں گے۔ (۱)

مزید ''واحد کلام'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۸/۶)

فلانی چیز ہم کو دیدو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا

کسی نے خریدتے وقت یوں کہا کہ فلانی چیز ہم کو دے دو، جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا یا یوں کہا جب میرا بڑا بھائی آئیگا تب دے دوں گا، یا یوں کہا جب کھیتی کٹے گی تب دے دوں گا، یا دکاندار نے اس طرح کہا کہ تم لے لو،

---

(۱) عن قيلة أم بني أنمار قالت: جاء النبي صلى الله عليه وسلم إلى المروة ليحل في عمرة من عمره، فجئت أتوكأ على عصاه حتى جلست إليه فقلت يا رسول الله إني امرأة أبيع وأشتري، فربما أردت أن أشتري السلعة، فأعطي بها أقل مما أريد أن آخذها به ثم زدت ثم زدت حتى آخذها بالذي أريد أن آخذها به، وربما أردت أن أبيع السلعة فاستمت بها أكثر مما أريد أن أبيعها به ثم نقصت حتى أبيعها بالذي أريد أن أبيعها به. فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تفعلي هكذا يا قيلة ولكن إذا أردت أن تشتري شيئاً فأعطي به الذي تريدين أن تأخذيه به أعطيت أو منعت، وإذا أردت أن تبيعي شيئاً فاستامي الذي تريدين أن تبيعه به أعطيت أو منعت. (التراتيب الإدارية: (۷۷/۲) القسم التاسع، الباب الأول، النسوة التاجرات، ط: دار الأرقم)

الطبقات الكبرى لابن سعد: (۲۳۹/۸، ۲۴۰) تسمية غرائب نساء العرب المسلمات المهاجرات المبايعات، قيلة أم بني أنمار، ط: دار الكتب العلمية.

المعجم الكبير للطبراني: (۱۳/۲۵) باب القاف، قيلة أم بني أنمار، ط: مكتبة ابن تيمية.

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) أبواب التجارات، باب السوم، ط: قديمي.

جب دل چاہے دام دے دینا یہ بیع فاسد ہوگئی، بلکہ کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہیے، اور اگر خرید کر ایسی بات کہہ دی تو بیع ہوگئی، اور بیچنے والے کو اختیار ہے کہ ابھی دام مانگ لے یا بعد میں، لیکن صرف کھیتی کٹنے کے مسئلے میں کھیتی کٹنے سے پہلے نہیں مانگ سکتے۔(۱)

فلان کو دکھادو جو قیمت وہ کہیں وہ لے لینا

''قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۱/۵)

فلم

☆اگر ''فلم'' جاندار کی تصویروں پر مشتمل ہے، یا اس کے ذریعہ غیر اخلاقی باتوں کی تشہیر کی جاتی ہے تو اس کا دیکھنا حرام ہے، اور اس کا بنانا اس سے بھی بڑھ کر حرام ہے، اسی طرح اس کو دکھانا اور اس کو اپنے لئے معاش کا ذریعہ بنانا سنگین ترین گناہ ہے، کیونکہ یہ نہ صرف برائی ہے بلکہ برائی کی طرف دعوت دینا بھی ہے، اور برائی کی طرف دعوت دینا شیطانی کام ہے، اور یہ ناجائز اور حرام ہے، اور اس کے

---

(۱) (ولا البیع) بثمن مؤجل (الی النیروز) ہو أول من الربیع تحل فیہ الشمس برج العمل... (والمہرجان)... ولا (الی قدوم الحاج والحصاد) للزرع (والدیاس) للحب (والقطاف) للعنب لأنہا تتقدم وتتأخر، (ولو باع مطلقا عنہا) عن ہذہ الآجال، (ثم أجل الثمن) الدین...... (الیہا صح) التأجیل (کما لو کفل الی ہذہ الأوقات) لأن الجہالۃ الیسیرۃ متحملۃ فی الدین والکفالۃ لا الفاحشۃ (أو أسقط) المشتری الاجل) فی الصور المذکورۃ (قبل حلولہ) وقبل فسخہ، (و) قبل (الافتراق) حتی لو تفرقا قبل الاسقاط تأکد الفساد، ولا ینقلب جائزاً اتفاقاً، ابن کمال وابن ملک؛ کجہالۃ فاحشۃ، کہبوب الریح ومجیء مطر فلاینقلب جائزاً، وان أبطل الأجل، عینی۔(الدر مع الرد: (۸۱/۵، ۸۲، ۸۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

فتح القدیر مع الکفایۃ: (۳۱۵/۶، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ۔

البحر الرائق: (۸۸/۶، ۸۹)، کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

ذریعہ حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔ (۱)

☆ جاندار کی تصویر والی فلم کی تجارت ناجائز اور حرام ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۲)

فل مارجن (FUll Margin)

اگر درآمد کنندہ ''ایل سی'' کھلواتے وقت ہی بینک کو پوری رقم کی ادائیگی کردیتا ہے اس کو تاجروں کی زبان میں ''فل مارجن'' پر ''ایل سی'' کھلوانا کہتے ہیں۔

فلموں کی سی ڈیز

''گانوں کی کیٹیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۶/۵)

فلموں کی کیٹیں

''گانوں کی کیٹیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۶/۵)

(۱، ۲) وظاهر كلام النووي في شرح مسلم: الاجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: سواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى... (شامي: (۶۴۷/۱)، كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد.

شرح مسلم للنووي: (۱۹۹/۲)، كتاب اللباس والزينة، باب تصوير صورة الحيوان، ط: قديمي.

"ان الذين يحبون أن تشيع الفاحشة في الذين امنوا لهم عذاب أليم في الدنيا والآخرة، والله يعلم وانتم لاتعلمون." (النور: الآية: ۱۹)

"ولاتعاونوا على الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شديد العقاب" (المائدة: الآية: ۲)

"الاعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها، معصية وفساد في الأرض..." (حجة الله البالغة: (۱۰۹/۲)، البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه.

عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان الله تعالى اذا حرم شيئاً حرم ثمنه. (سنن الدار قطني: (۳۸۸/۳)، رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، ط: ادارة القرآن.

فلور مل کو گندم دے کر آٹا لینا

(۱۱۱) بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ فلور مل والوں کو گندم دے دیتے ہیں، پھر گندم کا وزن جتنا ہوتا ہے اُتنے وزن کا آٹا ضرورت کے مطابق فلور مل والوں سے اٹھاتے رہتے ہیں، اور اس میں جو گندم مل والوں کو دی گئی ہے، وہی گندم پیس کر ان کو آٹا دینے کی شرط بھی نہیں ہوتی، بلکہ مل والے یہ گندم تو پیس کر فروخت کر دیتے ہیں، اور گندم جمع کروانے والوں کو ان کی ضرورت کے مطابق دوسری گندم سے آٹا دیتے رہتے ہیں یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ یہ قرض بھی نہیں، اجارہ بھی نہیں، اور بیع بھی نہیں، قرض میں مثل لوٹائی جاتی ہے، بدل کر لینے کی شرط رکھنا درست نہیں، اور اجارہ میں اجیر کی طرف سے صرف عمل ہوتا ہے، چیز میں تبدیلی نہیں کر سکتا، اور گندم کی بیع آٹے کے عوض جائز نہیں ہے۔

البتہ جائز ہونے کی یہ صورتیں ہو سکتی ہیں:

☆ مل والوں کو گندم قرض کے طور پر دے کر آٹا نہ لیا جائے بلکہ ضرورت کے مطابق ویسے ہی گندم لے کر پسوا لیں۔

❷ یا گندم قرض نہ دی جائے بلکہ گندم پسوا کر آٹا قرض دے دیا جائے، پھر ضرورت کے مطابق اپنے قرض دیئے ہوئے آٹے کے بدلے آٹا لیتے رہیں۔

❸ یا گندم مل والوں کو فروخت کر کے اس کی قیمت کے بدلے آٹا خریدتے رہیں۔

❹ یا گندم قرض نہ دیں بلکہ پسوا کر مل میں امانت کے طور پر رکھ دیں، اور حسب ضرورت اس سے لیتے رہیں۔ (۱)

---

(۱) ولا یجوز (بیع البر بدقیق أو سویق) هو المحروش ولا بیع دقیق بسویق (مطلقاً) ولو متساویا لعدم التسوی فیحرم لشبهة الربا... وأما بیع الدقیق بالدقیق متساویا کیلاً إذا کانا مکبوسین فجائز اتفاقاً، بحر ملک، کبیع سویق بسویق... (الدر مع الرد: (۵/۱۸۳)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: سعید =

فلوس

112 ☆سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات سے بنے ہوئے سکوں کو "فلوس" کہتے ہیں۔(1)

☆معمولی اشیاء کے لین دین میں سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھاتوں مثلاً تانبے، پیتل وغیرہ سے بنے سکے استعمال ہوتے تھے، ان کو "فلوس" کہتے ہیں۔(2)

حدیث شریف میں دیوالیہ آدمی کے بارے میں "المفلس" کا لفظ آیا

الهداية: (۸۳/۳، ۸۴)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه.

البحر الرائق: (۱۳۵/٦)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد.

(هو) لغة: ماتعطيه لتتقاضاه، وشرعاً: ما تعطيه من مثلي لتتقاضاه، وهو أخصر من قوله: (عقد مخصوص) أي بلفظ القرض ونحوه (يرد على دفع مال)... مثلي) خرج القيمي (لآخر ليرد مثله)... (وصح) القرض (في مثلي) هو كل ما يضمن بالمثل عند الاستهلاك (لا في غيره) من القيمات، (الدر مع الرد: (۱٦۱/٥)، كتاب البيوع، فصل في القرض، ط: سعيد.

شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۷/۲)، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع وأحكامه، أحكام الربا، ط: رشيديه.

هي بيع منفعة معلومة بأجرة معلومة... (البحر الرائق: (۲/۸)، كتاب الاجارة، ط: سعيد.

(۱) الفلوس جمع فلس، وتطلق الفلوس ويراد بها ماضرب من المعادن من غير الذهب والفضة وصارت عرفاً في التعامل وثمناً باصطلاح الناس. (الموسوعة الفقهية: (۲٦۸/۲۰) حرف الدال، دراهم، الفلوس، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

الفلوس: العملة المتخذة من غير الذهب والفضة. كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳۷/۲) كتاب البيع، مباحث السلم، أركان السلم وشروطه، ط: دار احياء التراث العربي)

(۲) الفلوس جمع فلس، وتطلق الفلوس ويراد بها ماضرب من غير الذهب والفضة وصارت عرفاً في التعامل وثمناً باصطلاح الناس. (الموسوعة الفقهية: (۲٦۸/۲۰) حرف الدال، دراهم، الفلوس، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت)

بدائع الصنائع: (۲۰٦/٥) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۳۳/٤) كتاب الصرف، ط: امداديه ملتان.

ہے۔(۱)

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

شرعی معنوں میں مفلس وہ شخص ہے جس کے قرضے اس کے پاس موجود مال سے زیادہ ہوجائیں اسے مفلس اس لئے کہا جاتا ہے کہ پہلے درہم ودینار کا مالک تھا لیکن اب فلوس پر آ گیا ہے، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہوتا ہے کہ یہ شخص معمولی مال (فلوس) کا مالک رہ گیا ہے۔

یا ایسے شخص کو مفلس اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اس کو فلوس جیسی معمولی چیز میں ہی تصرف کا حق ہوتا ہے کیونکہ وہ فلوس کے ذریعے معمولی اشیاء کا لین دین ہی کرسکتا ہے۔(۲)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں "فلوس" کا تذکرہ موجود ہے۔

"فأمرها ان تشتری به فلوساً"(۳)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من وجد متاعة عند مفلس بعينه، فهو أحق به. (مسند أحمد (۳۳٦/۱٤) رقم الحديث: ۸٦٥٦، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

مجمع الزوائد: (١٤٤/٤) رقم الحديث: ٦٧٧١، كتاب البيوع، باب فيمن وجد متاعه عند مفلس، ط: مكتبة القدس، القاهرة.

كنز العمال: (٢٧٨/٤) رقم الحديث: ١٠٤٧٩، حرف التاء، كتاب التفليس من قسم الأقوال، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) المفلس شرعاً من تزيد ديونه على موجوده، سمي مفلساً؛ لأنه صار ذا فلوس بعد أن كان ذا دراهم ودنانير إشارة إلى أنه صار لا يملك إلا أدنى الأموال وهي الفلوس، أو سمي بذلك لأنه يمنع التصرف إلا في الشيء التافه كالفلوس لأنهم ما كانوا يتعاملون بها إلا في الأشياء الحقيرة. (فتح الباري: (٦٢/٥) كتاب الاستقراض، باب لصاحب الحق مقال، ط: دار المعرفة)

(۳) مسند أحمد (٤٢٠/٣٥) رقم الحديث: ٢١٥٢٨، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة.

مجمع الزوائد: (٢٤٠/١٠) رقم الحديث: ١٧٧٦٢، كتاب الزهد، باب في الانفاق والإمساك، ط: مكتبة القدس، القاهرة. =

انہوں نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اس کے بدلے "فلوس" خریدلو۔

پھر مختلف اسباب کی بنا پر آہستہ آہستہ دینار درہم کا روج ختم ہوگیا اور ان کی جگہ کرنسی نوٹوں نے لے لی، آج پوری دنیا میں کرنسی نوٹوں کا رواج ہے کیونکہ یہ آسان ترین مبادلہ کا ذریعہ ہے۔

فلوس میں بیع سلم

موجودہ دور میں کسی چیز کی ثمنیت حکومتی قانون کی رو سے عمل میں آتی ہے، اور حکومتی اعلان سے ثمنیت ختم ہوجاتی ہے، عوام کا اس بارے میں کسی قسم کا عمل دخل نہیں، اگر عوام کسی چیز کے بارے میں ثمن ہونے کا اتفاق کرلیں تو وہ ثمن نہیں ہوگا جب تک کہ حکومت کسی چیز کے بارے میں ثمن ہونے کا اعلان نہ کرے، اور اگر حکومت کسی چیز کے بارے میں ثمن ہونے کا اعلان کرے اور عوام اس چیز کے بارے میں ثمن نہ ہونے کا اتفاق کرلیں تب بھی اس کی ثمنیت باطل نہیں ہوگی، البتہ سابقہ زمانہ میں ایسا نہیں تھا، بلکہ عوام کے اتفاق سے ثمن بن جاتا تھا اور عوام کے اتفاق سے ثمن ہونا ختم ہوجاتا تھا، اس بارے میں حکومت کا کوئی قانون نہیں تھا، اس لئے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک فلوس میں بیع سلم جائز ہونا منقول ہے، یعنی فلوس میں بیع سلم کرتے وقت اس کی ثمنیت کو باطل کرتے پھر بیع سلم کرتے، اور امام محمدؒ کے نزدیک فلوس میں بیع سلم جائز نہیں ہے، اور اسی پر فتویٰ ہے، کیونکہ اس دور سے آج تک فلوس حکومت کے اعلان سے ثمن بنتے ہیں، اور حکومت کے اعلان سے ان کی ثمنیت ختم ہوتی ہے، اور عوام کا اس بارے میں کوئی عمل دخل نہیں ہے، اس لئے موجودہ دور میں فلوس میں بیع سلم صحیح نہیں ہے، اور فلوس کو فلوس کے عوض میں یا روپیہ یا سونا یا چاندی کے عوض میں ادھار خرید وفروخت کرنا بھی جائز

= المسند الجامع: (۱۶/۱۳۳) رقم الحديث: ۱۲۲۸۱، حرف الدال، أبو ذر الغفاري، ط: دار الجيل.

ہیں ہے ۔ (۱)

(۱) وأما السلم في الفلوس عددا فجائز عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى، وعند محمد رحمه الله لا يجوز، بناء على أن الفلوس أثمان عنده، فلا يجوز السلم فيها كما لا يجوز السلم في الدراهم والدنانير، وعندهما ثمنيتها ليست بلازمة، بل تحتمل الزوال؛ لأنها تثبت بالاصطلاح، فتزول بالاصطلاح، وإقدام العاقدين على عقد السلم فيها مع علمهما انه لا صحة للسلم في الأثمان اتفاق منهما على إخراجهما عن صفة الثمنية، فتبطل ثمنيتها في حق العاقدين سابقا على العقد، وتصير سلعا عددية، فيصح السلم فيها كما في سائر السلع العددية۔ (بدائع الصنائع: (۲۰۸/۵) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع الى المسلم فيه، ط:سعيد۔ و: (۱۲۷/۷) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع إلى المسلم فيه، ط:دار الكتب العلمية بيروت۔

◻ قال محمد رحمه الله تعالى في "الجامع الصغير" ويجوز السلم في الفلوس عددًا، ذكر المسئلة مطلقا من غير ذكر خلاف، فمن مشائخنا من قال: ان جواز السلم في الفلوس قولهما؛ لأن ثمنية الفلوس عندهما قابلة للبطلان؛ لأن الفلوس انما صار ثمنا باصطلاح الناس والا فهي سلعة في الأصل، وما يثبت باصطلاح الناس يبطل باصطلاحهم على خلافه، فإذا أقدما على السلم فيهما، والسلم لا يجوز الا في المثمن، تضمن ذلك إبطالاً لإصطلاح الأول، فعادت سلعة، فيجوز السلم فيها فأما على قول محمد رحمه الله: ينبغي أن لا يجوز، لأنه يعتبر الفلوس ثمنا حتى لا يجوز بيع فلس بفلسين والسلم في الأثمان لا يجوز (المحيط البرهاني: (۲۸۸/۱۰)، كتاب البيع، الفصل الثاني والعشرون: في السلم، ط:ادارة القرآن)

◻ المبسوط للسرخسي: (۱۳٦/۱۲) كتاب البيوع، ط:دار المعرفة۔

◻ (الفلس) لأنه عددي يمكن ضبطه، فيصح السلم فيه... وظاهر الرواية عن الكل الجواز۔ (البحر الرائق: (۱۵٦/٦) كتاب البيع، باب السلم، ط:سعيد)

◻ (قوله: وكذا في الفلوس عددًا) أي يجوز السلم في الفلوس عددا، هكذا ذكره محمد رحمه الله تعالى في الجامع من غير ذكر خلاف، فكان هذا ظاهر الرواية عنه۔ (فتح القدير: (۷۱/۷) كتاب البيوع، باب السلم، ط:رشيديه)

◻ (قوله: وفلس)... قيل: وفيه خلاف محمد لمنعه بيع الفلس بالفلسين الا ان ظاهر الرواية عنه كقولهما۔ (شامي: (۲۱۰/۵) كتاب البيوع، باب السلم، ط:سعيد)

◻ النهر الفائق: (۴۹۸/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط:امداديه ملتان۔

◻ مجمع الانهر: (۱۳۹/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط:غفارية كوئٹه۔

◻ تبيين الحقائق: (۵۰۱/۴) كتاب البيوع، باب السلم، ط:سعيد۔

◻ الثمنية تثبت بقانون الحكومة، ولا ترفع الا بقانون الحكومة۔ (كفايت المفتى: (۵۹/۸) كتاب البيوع، باب السلم، ط:دار الاشاعت۔

فلیٹ

١١٦ ☆ فلیٹ بننے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے،[۱] البتہ قیمت مق
کر کے فروخت کرنے کا وعدہ کرنا جائز ہے،[۲] البتہ تعمیر کے بعد فروخت کرنا ا
خریدنا جائز ہے۔[۳]

فلیٹ خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

"قبضہ سے پہلے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۸/۵)

فنانشل لیز (Financial Lease)

☆ اس لیز کا اصل مقصد اجارہ نہیں ہے، بلکہ کمپنی کو جامد اثاثوں (مثلاً
مشینری وغیرہ) کی ضرورت ہے تو کمپنی بینک سے قرض لے کر خود خریدنے کے بجائے
کسی بینک یا مالیاتی ادارے کو یہ کہتی ہے کہ یہ مشینری خرید کر ہمیں کرایہ پر دیدو، اس
دوران مشینری کا مالک بینک یا مالیاتی ادارہ ہوتا ہے، اور کمپنی ایک مخصوص مدت کے

(۱، ۳) قال فی الفتح: واذا كان السفل لرجل وعلوه لآخر فسقطا أو سقط العلو وحده فباع صاحب العلو علوه لم يجز، لأن المبيع حينئذ ليس الا حق التعلي، وحق التعلي ليس بمال... والحاصل أن بيع العلو صحيح قبل سقوطه لا بعده۔ (رد المحتار: (۵۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: في تعريف المال، ط: سعيد)

☐ فتح القدير: (۳۹۳/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه جديد۔

☐ شرح الوقاية: (۳/۵، ۳۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مير محمد كتب خانه۔

(۲) الوعد أو المواعدة بالبيع ليس بيعاً، ولا يترتب عليه آثار البيع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱۱۳۷/۲) صيغة مقترحة لقانون البيع الاسلامي، ط: معارف القرآن)

☐ لو قال: من جاء بر مكة بعتها اياه بعشرة، فهذا والأول سواء، لأنه وعد البيع هاهنا، ولكن فيه معنى التنفيل فعليه أن يفي به اذا رغب فيه الذي جاء بها۔ (شرح السير الكبير: (۳۲/۳) باب الأنفال بالأثمان والهبات، ط: دار الكتب العلمية)

لئے کرایہ دار ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتی ہے، اور کرایہ اس تناسب سے طے کیا جاتا ہے کہ اس میں مشینری کی قیمت بھی وصول ہوجائے، اور اتنی مدت کے لئے اگر یہ رقم قرض دی جاتی تو اس پر جتنا سود ملنا تھا وہ بھی وصول ہوجائے، جب یہ مدت گزر جاتی ہے اور کرایہ کی شکل میں مشینری کی قیمت معینہ شرح سود کے ساتھ ادا ہوجاتی ہے، تو اب یہ مشینری خود بخود کمپنی کی مملوک بن جاتی ہے، یہ بات کبھی معاہدے میں لکھی ہوئی ہوتی ہے، اور کبھی لکھی ہوئی نہیں ہوتی، مگر معروف اور رواج اسی طرح ہے، واضح رہے کہ لیز کا طریقہ بھی شرعاً درست نہیں ہے۔ (۱)

☆ ''فنانشل لیز'' کی وضاحت یہ ہے کہ اس میں کمپنی کا اصل مقصود اجارے کا رشتہ قائم کرنا نہیں ہوتا بلکہ کمپنی کو جامد اثاثوں کی مثلاً مشینری کی ضرورت ہے تو کمپنی بینک سے قرض لے کر خود مشینری خریدنے کے بجائے کسی بینک یا مالیاتی ادارے کو یہ کہتی ہے کہ یہ مشینری خرید کر ہمیں کرایہ پر دیدو، اس دوران مشینری کا مالک بینک یا مالیاتی ادارہ ہوگا اور کمپنی کرایہ دار ہونے کی حیثیت سے اسے استعمال کرتی ہے، اور ایک مخصوص مدت کے لئے کرایہ اس تناسب سے طے کیا جاتا ہے کہ اس میں مشینری کی قیمت بھی وصول ہوجائے اور اتنی مدت کے لئے اگر یہ رقم قرض دی جاتی تو اس پر جتنا سود ملنا تھا وہ بھی وصول ہوجائے جب یہ مدت گزر جاتی ہے اور کرایہ کی شکل میں مشینری کی قیمت معینہ شرح سود کے ساتھ ادا ہوجاتی ہے، تو اب یہ مشینری خود بخود کمپنی کی مملوک بن جاتی ہے، یہ بات کبھی معاہدے میں لکھی جاتی ہے

(۱) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في صفقة واحدة، رواه في شرح السنة۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، ط: قديمي۔

تبيين الحقائق: (۴/ ۳۶۱)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: اشرفيه كوئٹه۔

فتح القدير: (۶/ ۴۱۰)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

اور کبھی لکھی تو نہیں جاتی مگر معروف اسی طرح ہے۔ (۱)

۱۱۸ فنکاری سمجھا جاتا ہے

"مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۵/۶)

فنون لطیفہ

آج کل فحاشی اور عریانی "فنون لطیفہ" کے نام سے ایک فن بن چکی ہے، اس نام پر یہود، نصاریٰ اور غیر مسلم، مسلمان نوجوان نسل کو تباہ و برباد کر رہے ہیں، "فنون لطیفہ" کے نام سے جو رسائل جرائد اور اخبارات شائع ہو رہے ہیں ان کا مقصد مسلمانوں میں بدکاری، فحاشی، ہم جنس پرستی، مرد و زن کا اختلاط، برائی اور بے حیائی پھیلانا ہے، حالانکہ تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو ایسی تمام چیزوں سے بچائیں جو امت میں فساد، بے دینی، بداخلاقی، روشن خیالی، انارکی اور مادر پدر آزادی کا جذبہ پیدا کریں۔

ایسی چیزیں جو انسان کو زنا، فحاشی، ہم جنس پرستی اور شراب خوری وغیرہ پر آمادہ کریں، ان کی اشاعت اور ترویج میں کسی طرح بھی معاون اور مددگار بننا جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے گناہ اور زیادتی کے کام میں ایک دوسرے کی مدد کرنے سے منع فرمایا ہے، اس لئے فنون لطیفہ کے نام سے فحش قسم کے رسائل، جرائد و اخبارات وغیرہ کی اشاعت اور خرید و فروخت ناجائز ہے اور آمدنی اور کمائی بھی حرام ہے اس سے بچنا تمام مسلمانوں پر ضروری ہے ورنہ دنیا کے ساتھ ساتھ آخرت بھی تباہ ہو جائے گی، بعد میں تلافی کی کوئی صورت نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) انظر الحاشیۃ السابقۃ۔

(۲) ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب (المائدۃ:۲)

ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان یعنی لا تعاونوا علی ارتکاب المنہیات ولا علی الظلم=

فوٹو گرافی

فوٹوگرافی بھی تصویر کشی ہی ہے، اس لئے جاندار کی فوٹو گرافی ناجائز اور حرام ہے، اس کو ذریعہ معاش بنانا بھی ناجائز ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۱) ۱۱۹

فوراً کچھ رقم ادا کرنے پر باقی معاف

"قیمت کی ادائیگی تاریخ سے پہلے کرنے کی صورت میں قیمت کم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۷/۵)

=(احکام القرآن للقرطبی: (۹/۳)، المائدة: ۲، ط: دار الفکر)

قال النووی: فیہ تصریح بتحریم کتابة المترابیین والشهادة علیهما وبتحریم الإعانة علی الباطل۔ (مرقاة المفاتیح: (۴۳/۶)، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الثانی، ط: رشیدیہ)۔

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

أنظر ایضاً تحت العنوان "فحش رسالوں کی خرید و فروخت"۔

(۱) وظاهر کلام النووی فی شرح مسلم: الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان، وقال: سواء صنعه لما یمتهن أو لغیره، فصنعته حرام بکل حال، لأن فیه مضاهاة لخلق الله تعالی... (شامی: (۶۴۷/۱)، کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید۔

شرح مسلم للنووی: (۱۹۹/۲)، کتاب اللباس والزینة، باب تصویر صورة الحیوان، ط: قدیمی۔

"ان الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین أمنوا لهم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرة، والله یعلم وانتم لاتعلمون۔" (النور: الآیة: ۱۹)

"ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان، واتقوا الله ان الله شدید العقاب" (المائدة: الآیة: ۲)

"الاعانة فی المعصیة وترویجها وتقریب الناس الیها، معصیة وفساد فی الأرض..." (حجة الله البالغة: (۱۰۹/۲)، البیوع المنهی عنها، ط: میر محمد کتب خانه۔

عن ابن عباس، عن النبی صلی الله علیه وسلم قال: ان الله تعالی اذا حرم شیئاً حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطنی: (۳۸۸/۳)، رقم الحدیث: ۲۸۱۵، کتاب البیوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) کتاب البیوع، باب حرمة بیع الخمر والمیتة والخنزیر والاصنام، ط: ادارة القرآن۔

فوری قیمت ادا کرنے کی شرط پر قیمت کم کرنا

"قیمت کی ادائیگی تاریخ سے پہلے کرنے کی صورت میں قیمت کم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۷/۵)

فون پر بیع صرف

بیع صرف یعنی سونا چاندی اور کرنسی نوٹوں کی خرید وفروخت فون پر درست نہیں، کیونکہ بیع صرف میں مجلس عقد میں دونوں جانب سے قبضہ کرنا ضروری ہے، اور فون پر سودا ہونے کی صورت میں یہ نہیں ہوسکتا۔ (۱)

فون پر خرید وفروخت کرنا

فون کے ذریعہ ایجاب وقبول کرکے خرید وفروخت کرنا جائز ہے، البتہ خریدار کو مال ملنے پر خیار رؤیت حاصل ہوگا، یعنی مال دیکھنے کے بعد پسند آگیا تو بہتر ورنہ پسند نہ آنے کی صورت میں واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔

پھر خریدار کو اس مال کا آگے بیچنا اس وقت جائز ہوگا، جب وہ خود یا اس کا نمائندہ اس پر ایک مرتبہ قبضہ کرلے، مال پر اپنا یا اپنے کسی نمائندے کے قبضہ کئے بغیر اسے آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (هو بيع بعض الأثمان ببعض) كالذهب والفضة اذا بيع أحدهما بالآخر أى بيع ما من جنس الأثمان بعضها ببعض... (فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أى النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلابد لصحته من التساوى وزنا ومن قبض البدلين قبل الافتراق... (والا شرط التقابض) أى وان لم يتجانسا يشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل... المراد بالقبض هنا القبض بالبراجم لا بالتخلية يريد باليد۔(البحر الرائق:(۱۹۲/۶، ۱۹۳، ۱۹۳)، كتاب الصرف، ط:سعيد۔)
الدر مع الرد:(۲۵۸/۵، ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب الصرف، ط:سعيد۔
شرح المجلة للاتاسى:(۱۵/۲)، المادة: ۱۲۱، البيوع، المقدمة فى بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة فى البيوع، ط:رشيديه۔

(۲) (صح الشراء والبيع لما لم يرياه ...۔(وله) للمشترى (أن يرده اذا رآه)(الدر مع الرد:=

فون پر سودا لکھوا دیا

121 موجودہ دور میں عام طور پر فون یا موبائل پر سودا لکھوا دیا جاتا ہے، جب سودا تیار کر کے پیکٹ یا بوری میں بند کر دیا جاتا ہے، تو ملازم جا کر لے آتا ہے، اگر خریدار کے نزدیک بیچنے والا قابل اعتماد ہے، پھر تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے، اور اگر وزنی چیز ہے جو وزن کر کے بیچی جاتی ہے، تو وزن وغیرہ کی شرط نہ رکھے بلکہ سودا لکھواتے وقت یہ کہہ دے کہ فلاں چیز اتنے روپے کی دے دینا، ہمارا آدمی آ کر لے جائے گا، یا آپ اپنے آدمی کے ہاتھ بھیج دیں، قیمت وغیرہ کی بحث ہی نہ کرے، پھر سامان بوری میں ہو یا تھیلی میں یا پیکٹ میں ہر طرح درست ہوگا۔ (1)

=(۵۹۳/۴، ۵۹۳)، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ط: سعید۔)

(صح بیع عقار لا یخشی هلاکه قبل قبضه) ... (لا) یصح اتفاقاً ککتابة واجارة و(بیع منقول) قبل قبضه ولو من بائعه... (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: فی التصرف فی المبیع الثمن قبل القبض ـــ ط: سعید)

فتح القدیر: (۳۰۹/۶)، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، و: (۴۷۱/۶)، باب المرابحة والتولیة، فصل: ومن اشتری شیئاً مما ینقل... ط: رشیدیه۔

البحر الرائق: (۲۶/۶)، کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، و: (۱۱۶/۶)، باب المرابحة والتولیة، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع والثمن قبل قبضه... ط: سعید۔

(۱) لا یصح البیع الا بمعرفة قدر المبیع والثمن ووصف الثمن اذا کان کل واحد منهما غیر مشار الیه أما المشار الیه فغیر محتاج الیهما۔ (البحر الرائق: (۲۷۳/۵)، کتاب البیع، ط: سعید۔

تبیین الحقائق مع حاشیة الشلبی: (۲۸۰/۳)، کتاب البیوع، ط: اشرفیة کوئته۔

شامی: (۵۳۰/۴)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

ان قال للدهان ابعث علی ید غلامی ففعل فانکسرت القارورة فی الطریق فانها تهلک علی المشتری، ولو قال ابعث علی ید غلامک فبعثه فهلک فی الطریق فالهلاک یکون علی البائع، لأن حضرة غلام المشتری تکون کحضرة المشتری، وأما غلام البائع فهو بمنزلة البائع... اذا قال المشتری للبائع... استأجر علی من یحمله فقبض الأجیر یکون قبض المشتری ان صدقه أنه استأجر ودفع الیه وان أنکر استجاره والدفع الیه فالقول قوله... (الهندیة: (۱۹/۳)، کتاب البیوع، =

فون پر کرنسیوں کی خرید وفروخت

۱۲۲ آج کل بین الاقوامی مالیاتی ادارے وجود میں آ گئے ہیں، اور ان میں زر مبادلہ کی خرید وفروخت کا کاروبار جدید سائنسی بنیاد پر ہو رہا ہے، جب کوئی بین الاقوامی کرنسی سستی ہوتی ہے تو وہ خرید لیتے ہیں، اور جب مہنگی ہوتی ہے تو فروخت کر کے منافع کماتے ہیں، ان کو مختلف ممالک کی سیاسی اور اقتصادی حالات کے بارے میں سیٹلائٹ سسٹم، اور انٹرنیٹ کے ذریعہ پل پل کی خبریں موصول ہوتی ہیں، ان خبروں کو بنیاد بنا کر خرید وفروخت کرتے ہیں، اور انٹرنیٹ کے ذریعہ تازہ ترین نرخ موصول ہوتے ہیں، اور بیشتر معاملات فون، انٹرنیٹ اور ای میل وغیرہ سے کرتے ہیں، اس طرح کرنسیوں کے کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بیع صرف ہے اور بیع صرف میں مجلس عقد میں دونوں جانب سے قبضہ ہونا ضروری ہے، ورنہ بیع منعقد نہیں ہوتی، اور ان کرنسیوں کو آگے کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں۔ (۱)

فیاضی سے کام لینا چاہئے کاروبار میں

"کاروبار میں فیاضی سے کام لینا چاہئے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۲/۵)

= الباب الرابع: فی حبس المبیع بالثمن وقبضه... الفصل الثانی: فی تسلیم المبیع وفیما یکون قبضاً وفیما لا یکون قبضاً، ط: رشیدیه۔

الدر مع الرد: (۵۶۱/۴)، کتاب البیوع، مطلب فی حبس المبیع لقبض الثمن وفی هلاکه وما یکون قبضاً، ط: سعید۔

البیع بالمراسلة أو بواسطة رسول: یصح اتفاقاً، ویکون مجلس العاقد هو مجلس بلوغ الرسالة من العاقد الأول الی العاقد الثانی... (الفقه الاسلامی وأدلته: (۵/۵۹۳۳)، العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الرابع: البیع الباطل والبیع الفاسد، المطلب الثانی، أنواع البیع الفاسد، خلاصة البیوع الممنوعة فی الاسلام، ثانیا البیوع الممنوعة بسبب الصیغة، ط: رشیدیه۔

أنظر الحاشیة السابقة رقم: ۲ علی نفس الصفحة أیضاً۔

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة: ؟؟؟؟۔ (هو بیع بعض الأثمان ببعض)

فیشن ماڈل کی اجرت لینا

فیشن ماڈل کا اجرت لینا ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ اعضائے جسم کی نمائش کو پیسے کمانے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، اور یہ شریعت میں جائز نہیں ہے، غیر محرموں کے سامنے جسم کی ساخت کو ظاہر کرنا اور برہنہ ہونا حرام اور ناجائز ہے، ایسی عورتوں کو اللہ کی پکڑ سے ڈرنا چاہیے اور ایسے عمل سے توبہ کرنی چاہیے۔(۱) ۱۲۳

فیصد کے حساب سے کمیشن لینا

کمیشن متعین رقم کی صورت میں مقرر کرنا سب سے بہتر ہے مثلاً یہ طے کر لیا

---

(۱) [یأیها النبی قل لأزواجک وبناتک ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن] ۔ [سورة الأحزاب:الآیة:۵۹]

[وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الأولی] [سورة الأحزاب: ۳۳]

[قل للمؤمنین یغضوا من أبصارهم ویحفظوا فروجهم ذلک أزکی لهم واطهر ان الله خبیر بما یصنعون، وقل للمؤمنات یغضضن من أبصارهن ویحفظن فروجهن ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر منها، ولیضربن بخمرهن علی جیوبهن ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن أو آبائهن... الآیة۔ (سورة النور، الآیة: ۳۰، ۳۱)

عن عبد الله رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال: المرأة عورة، فإذا خرجت استشرفها الشیطان۔ (الترمذی: (۲۲۲/۱) أبواب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة الدخول علی المغیبات، قبیل: أبواب الطلاق واللعان، ط: قدیمی)

عن رافع بن خدیج رضی الله عنه عن رسول الله ﷺ قال: ثمن الکلب خبیث ومهر البغی خبیث وکسب الحجام خبیث۔ (صحیح مسلم: (۱۹/۲) کتاب المساقاة والمزارعة، باب تحریم ثمن الکلب، ط: قدیمی)

عن میمونة ابنة سعد وکانت خادمة للنبی صلی الله علیه وسلم قالت: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: مثل الرافلة (المتبرجة بزینتها...) فی الزینة فی غیر أهلها کمثل ظلمة یوم القیامة لا نور لها... (جامع الترمذی: (۲۲۰/۱)، أبواب الرضاع، باب ماجاء فی کراهیة خروج النساء فی الزینة، ط: قدیمی)

وفی العیون: لاتجب أجرة المغنیة، وفی المنتقی: امرأة نائحة أو صاحبة طبل أو صاحبة مزامیر اکتسبت مالا ان کانت علی شرط ردته علی اربابها ان علموا وإن لم یعلموا تصدقت به وإن من غیر شرط فهو لها، قال الإمام الاستاذ رحمه الله: لایطیب والمعروف کالمشروط۔ (الفتاوی البزازیة بهامش الهندیة: (۱۲۵/۵) العاشر فی الحظر والإباحة، ط: رشیدیه)

جائے کہ میں یہ سودا کرنے کے عوض دس ہزار روپے کمیشن لوں گا، اور بعض فقہاء کے نزدیک فیصد کے حساب سے لینا بھی جائز ہے۔ (۱)

تعیین اجرت ضروری ہے اور ایک آنہ فی روپیہ بھی صورت تعیین ہے۔۔۔۔ فیصد کے حساب سے دلالی متعین ہو مثلاً بھینس جتنے میں فروخت ہو اس میں سے پانچ فیصد دلالی لے گا تو جائز ہے۔ (۲)

فیصلہ کرنے کا طریقہ

فیصلہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے فیصل مدعی اور مدعی علیہ کا تعین کرے، پھر اس کے بعد مدعی اپنا دعوی پیش کرے، اور فیصل مدعی علیہ سے سوال کرے کہ اس دعوی کے متعلق وہ اقرار کرتا ہے یا انکار، اگر اقرار کرے تو مدعی کے حق میں فیصلہ دیدے، اور اگر مدعی علیہ انکار کرے تو مدعی سے کہا جائے کہ ثبوت پیش کرے، دستاویز اور گواہوں کو حاضر کرے، اگر گواہ پیش کر دیا تو بھی مدعی کے حق میں فیصلہ ہوگا۔ (۳)

---

(۱) وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين: وأكثر العلماء لايجيزون هذا: لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة. (إعلاء السنن: (۱۶/۲۰۷) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن.

فتح الباري: (۴/۴۵۱) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة.

(۲) أحسن الفتاوی (۷/۲۷۳، ۲۷۴) باب الاجارة، ط: سعید)

(۳) عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لو يعطى الناس بدعوهم لادعى ناس دماء رجال وأموالهم ولكن اليمين على المدعى عليه، رواه مسلم، وفي شرحه للنووي أنه قال: وجاء في رواية البيهقي بإسناد حسن أو صحيح زيادة عن ابن عباس مرفوعاً: لكن البينة على المدعي واليمين على من انكر. (مشكوة المصابيح: (ص: ۳۲۶)، كتاب الامارة والقضاء، باب الاقضية والشهادات، الفصل الأول، ط: قديمي۔

السنن الصغرى للبيهقي: (۴/۳۳۳)، رقم الحديث: ۳۳۷۱، كتاب الدعوى، باب البينة على المدعي واليمين على من انكر، ط: مكتبة الرشد۔

صحيح مسلم: (۲/۷۴)، كتاب الأقضية، باب اليمين على المدعى عليه، ط: قديمي۔

اور اگر مدعی کے پاس گواہ اور دستاویز وغیرہ نہیں ہیں اور اس کا مطالبہ ہے کہ مدعی علیہ قسم اٹھائے تو اس کو قسم دی جائے گی، اگر مدعی علیہ قسم اٹھا لے تو وہ بری ہوجائے گا، اور مقدمہ خارج کر دیا جائے گا، اب مدعی کوئی بات نہیں کر سکتا۔ (۱)

اور اگر مدعی علیہ قسم کھانے سے انکار کر دے، صراحت کے ساتھ انکار کرے یا قاضی کی طرف سے مطالبہ کے باوجود خاموشی اختیار کرے، تو فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ قاضی اُسے تین مرتبہ قسم اٹھانے کے لئے کہے، پھر بھی انکار کرے تو مدعا علیہ پر دعویٰ لازم کر دیا جائے گا، اور اس کے خلاف اور مدعی کے حق میں فیصلہ کر دیا جائے گا۔

واضح رہے کہ مدعی علیہ کی قسم پر دعویٰ کا خارج ہونا، یہ صرف تجارتی معاملات یا مال کے متعلق دعووں میں ہوگا، باقی حدود و قصاص وغیرہ میں مدعا علیہ کی قسم براءت کے لئے کافی نہیں۔ (۲)

---

(۱) عن علقمة بن وائل عن أبيه قال جاء رجل من حضر موت، ورجل من كندة الى النبى صلى الله عليه وسلم، فقال الحضرمى يارسول الله! ان هذا غلبنى على أرض لى فقال الكندى هى أرضى وفى يدى ليس له فيها حق فقال النبى صلى الله عليه وسلم للحضرمى: ألك بينة؟ قال لا، قال: فلك يمينه... عن الأشعث بن قيس قال: كان بينى وبين رجل من اليهود أرض فجحدنى فقدمته الى النبى صلى الله عليه وسلم: فقال: ألك بينة، قلت: لا، قال لليهودى احلف، قلت يارسول الله! اذاً يحلف ويذهب بمالى فانزل الله تعالى "ان الذين يشترون بعهد الله وأيمانهم ثمناً قليلاً"، الآية رواه ابو داؤد وابن ماجة۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۳۲۸،۳۲۷)، كتاب الأمارة والقضاء، باب الأقضية والشهادات، الفصل الأول والثانى، ط: قديمى)

☜ (يسأل القاضى المدعى عليه) عن الدعوى فيقول انه ادعى عليك كذا فماذا تقول (بعد صحتها والا) تصدر صحيحة (لا) يسأل لعدم وجوب جوابه (فان أقر) فيها (أو انكر فبرهن المدعى قضى عليه) بلا طلب المدعى، (والا) يبرهن (حلفه) الحاكم (بعد طلبه)... (الدر مع الرد: (۵۴۷/۵، ۵۴۸)، كتاب الدعوى، ط: سعيد۔

☜ البحر الرائق: (۲۰۲/۷، ۲۰۳)، كتاب الدعوى، ط: سعيد)

(۲) (وقضى) القاضى (عليه بنكوله مرة) لو نكوله (فى مجلس القاضى) حقيقة (بقوله لا أحلف) أو حكما كان (سكت) وعلم (من غير آفة) كخرس وطرش فى الصحيح، سراج، وعرض اليمين ثلاثاً=

فیکٹری سے بات طے کرلی

آج کل یہ رواج ہوگیا ہے کہ ایک بیوپاری فیکٹری یا کارخانہ والوں سے بات طے کرلیتا ہے کہ اتنی اتنی قیمت پر ایک ہزار تھان فلاں فلاں کپڑے کے مجھے بیچ دیں، یا فلاں کوالٹی کی گندم ایک ہزار بوری دے دیں، اور فیکٹری کا مالک یا کارخانہ والا اسے قبول کرلیتا ہے، اور مال بھی کارخانہ یا فیکٹری والے کے قبضے میں ہوتا ہے، اِدھر خریدار دوسرے کے ہاتھ وہی مال زائد قیمت پر فروخت کر دیتا ہے، اور مال دوسرا خریدار اٹھالیتا ہے، تو اس طرح کی بیع ناجائز ہے، اسی طرح دوسری منقولی چیزوں کا بھی حکم ہے۔ (۱)

فیکٹری سے خریداری کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

فیکٹری سے مال کی خریداری کے بعد اسے قبضہ میں لئے بغیر دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور نفع بھی حلال نہیں ہے۔ (۲)

مزید "فیکٹری سے بات طے کرلی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۶/۵)

= ثم القضاء أحوط۔ (قوله :أحوط:) أی ندباً وعن أبی یوسف ومحمد أن التکرار حتم حتی لو قضی القاضی بالنکول مرة لا ینفذ والصحیح أنه ینفذ۔)... والحاصل أن المفتی به التحلیف فی الکل الافی الحدود۔ (الدر مع الرد: (۵۴۹/۵، ۵۵۰، ۵۵۱)، کتاب الدعوی، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۰۵/۷، ۲۰۷)، کتاب الدعوی، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۲۹۵/۳، ۲۹۷)، کتاب الدعوی، ط: رشیدیه)

(۱، ۲) لا یصح اتفاقاً ککتابة واجارة وبیع منقول قبل قبضه ولو من بائعه... (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف فی المبیع والثمن قبل القبض... ط: سعید)

فتح القدیر: (۳۷۱/۶)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: ومن اشتری شیئاً مما ینقل... ط: رشیدیه۔

البحر الرائق: (۱۱۶/۶)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع والثمن قبل قبضه... ط: سعید)

فیکٹری وغیرہ سے مال خریدا

۱۲۷ اگر کسی تاجر نے فیکٹری وغیرہ سے مال خریدا مگر مال خریدار کے لئے روانہ نہیں ہوا اب اگر خریدار مال پر قبضہ کرنے سے پہلے وہیں سے مال تیسرے شخص پر فروخت کردے تو یہ جائز نہیں ہاں اگر فیکٹری میں خریدار کا مال الگ کردیا جائے، یا اس پر نمبر یا نشانات لگا کر ممتاز معین اور الگ کردیا جائے اور فیکٹری میں خریدار کی طرف سے کوئی وکیل مقرر ہو جو خریدا ہوا مال دیکھ لے تو اس سے خریدار کا قبضہ ثابت ہوجائے گا اور خریدار اس مال کو آگے فروخت کر سکے گا، اور اگر مال کو الگ نہیں کیا اور خریدار کی طرف سے کسی نے وکیل بن کر اس مال کو نہیں دیکھا تو خریدار کا قبضہ ثابت نہیں ہوگا، اور اس مال کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

فیکس

فیکس میں عاقدین کے پیغامات بڑی تیزی اور احتیاط کے ساتھ پہنچتے ہیں،

---

(۱) ومنها القبض في بيع المشتري المنقول، فلا يصح بيعه قبل القبض، لما روي أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن بيع مالم يقبض. (بدائع الصنائع: (۱۸۰/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد.

☐ فيحرم بيع المنقول قبل قبضه، لنهيه عليه السلام عن بيع مالم يقبض. (تكمله فتح الملهم: (۳۵۰/۱) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: دار العلوم كراچي).

☐ اجمع أهل العلم على أن من اشتري طعاماً، فليس له أن يبيعه حتى يستوفيه. قالوا: ولو دخل في ضمان المشتري جاز بيعه، والتصرف فيه: كما جاز ذلك بعد قبضه. (الموسوعة الفقهية: (۱۲۷/۹) حرف الباء بيع مالم يقبض، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)۔

☐ قبض الوكيل بمنزلة قبض الموكل من حيث إن الوكيل في القبض عامل للموكل ألا ترى أنه لو هلك في يد الوكيل، كان بمنزلة مالو هلك في يد الموكل. (المحيط البرهاني: (۴۵۳/۷) كتاب الصرف، باب الوكالة في الصرف، ط: دار المعرفة.

☐ المبسوط للسرخسي: (۶۲/۱۴) كتاب الصرف، باب الوكالة في الصرف، ط: دار المعرفة۔

اوراس میں غلطی کا احتمال نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

اس میں تحریر کو کسی قسم کے رد و بدل اور ترمیم کے بغیر اصلی صورت میں ایجاب کرنے والے کے دستخط کے ساتھ منتقل کیا جاتا ہے، صرف فریق ثانی کے مشین کے نمبر ڈائل کرنے سے فریق ثانی کی فیکس مشین اس تحریر کو ظاہر کر دیتی ہے، اور اس پیغام کو پڑھنے کے ساتھ فریق ثانی کو اس ایجاب کا علم ہوجاتا ہے۔

فیکس سے سودا کرنا

''ٹیلی فون سے سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۵/۳)

فیکس کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم

''برقی تحریر کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۷/۲)

فیکس مشین کے ذریعہ تجارت کرنا

☆ فیکس مشین کے ذریعہ تجارت کرنا بعینہ خط و کتابت کرنے کے ذریعہ معاملات کرنے کے حکم میں ہے، کیونکہ فیکس مشین کے ذریعہ اصل تحریر کی صورت کو کسی رد و بدل کے بغیر آگے فریق ثانی کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے، گویا ایجاب کرنے والے کی تحریر کا عکس لے کر دوسرے فریق کی فیکس مشین کی طرف بھیج دیا جاتا ہے تاکہ یہ تحریر وہاں ظاہر ہوجائے۔

اور چونکہ خط و کتابت کے ذریعہ معاملات کرنا درست ہے، لہٰذا فیکس کے ذریعہ بھی معاملات کرنا درست ہے۔ البتہ جن چیزوں پر مجلس عقد میں ہی قبضہ کرنا ضروری ہے ان چیزوں کا عقد فیکس کے ذریعہ کرنا جائز نہیں، جیسا کہ بیع صرف، سونا چاندی اور کرنسی کی بیع، اور بیع سلم کا عقد فیکس کے ذریعہ کرنا جائز نہیں۔ ہاں، اگر مجلس

عقد میں دوسرے فریق کا وکیل موجود ہو اور وہ قبضہ کرے تو جائز ہوگا۔ (۱)

☆ ایجاب کے قبول کے لئے "برقی آلات میں تحریری ایجاب کا قبول" عنوان کے تحت دیکھیں۔

فیلڈنگ

موجودہ دور میں بعض دکاندار ہزار کی چیز چار ہزار، پانچ ہزار میں فروخت کر دیتے ہیں، پھر جب خریدار سامان خرید کر دکان سے نکلتا ہے، تو اس کے ساتھ کچھ بچے بھی چلتے رہتے ہیں اور خریدار کو ان بچوں کے بارے میں کچھ علم نہیں ہوتا، کیونکہ بازار میں بہت سارے لوگوں کا آنا جانا ہوتا ہے، اور ان بچوں کا خریدار کے ساتھ ساتھ جانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ خریدار کسی دکاندار سے اس چیز کی قیمت معلوم نہ کرلیں، چنانچہ اگر خریدار کسی اور جگہ سے اسی چیز کی قیمت معلوم کرتا ہے تو بچے

---

(۱) كما يكون الايجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضاً۔ أى من الجانبين أو من أحدهما، وصورة الكتابة منهما أن يكتب " اشتريت عبدك فلاناً بكذا " فيكتب اليه البائع: "قد بعتُ" فهذا بيع... وصورة الكتاب من أحدهما أن يكتب "بعت عبدى فلانا منك بكذا" فلما بلغه الكتاب قال فى مجلسه ذلك "اشتريت "تم البيع بينهما۔ (شرح المجلة للاتاسى: (۳۲/۲)، المادة: ۱۷۳، البيوع، الباب الأول، فيما يتعلق بركن البيع، ط: رشيديه۔

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۳)، المادة: ۱۷۳، أيضا، ط: فاروقيه كوئٹه۔

☐ الدر مع الرد: (۵۱۲/۴)، كتاب البيوع ط: سعيد۔

(۱) (هو بيع بعض الأثمان ببعض) كالذهب والفضة اذا بيع أحدهما بالآخر أى بيع ما من جنس الأثمان بعضها ببعض... (فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أى النقدان بأن يبيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوى وزنا ومن قبض البدلين قبل الافتراق... (والا شرط التقابض) أى وان لم يتجانسا يشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل ـ... المراد بالقبض هنا القبض بالبراجم لا بالتخلية يريد باليد۔ (البحر الرائق: (۱۹۲/۶، ۱۹۳، ۱۹۴)، كتاب الصرف، ط: سعيد۔)

☐ الدر مع الرد: (۲۵۸/۵، ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد۔

☐ شرح المجلة للاتاسى: (۱۵/۲)، المادة: ۱۲۱، البيوع، المقدمة فى بيان الاصطلاحات الفقهية المتعلقة فى البيوع، ط: رشيديه۔

دکاندار کو خاص اشارے سے اس کی قیمت بتا دیتے ہیں، اور یہ دوسرا دکاندار قیمت پوچھنے پر وہی قیمت بتاتا ہے جو پہلے دکاندار نے بتائی ہوتی ہے، تا کہ خرید حقیقت معلوم ہونے پر چیز واپس نہ کردے، دکانداروں کی اصطلاح میں اس کو فیلڈنگ" کہتے ہیں، یہ بھی دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اور اس گنا میں دوسرے دکاندار بے فائدہ شریک ہوجاتے ہیں، یہ گناہ بے لذت ہے، اور آخرت میں سخت عذاب کا باعث ہے، اس لئے فیلڈنگ کرنے اور کرانے سے بچیں ورنہ آخرت میں سخت پکڑ ہوگی۔ (۱)

فیوچر سیل

شیئر مارکیٹ وغیرہ میں ایک سوداو جسے "فیوچر سیل" (بیاعات مستقبلیات) کہتے ہیں مروج ہے، اس کا مقصد شیئر وغیرہ خریدنا نہیں ہوتا بلکہ بڑھتے گھٹتے دام کے ساتھ نفع ونقصان کو برابر کرلینا مقصود ہوتا ہے، یہ معاملہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں قیمت بھی ادا نہیں کی جاتی، اور مبیع پر قبضہ بھی نہیں ہوتا، گویا کہ اس معاملہ میں دونوں طرف سے ادھار ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی خرید وفروخت سے منع فرمایا ہے۔ (۲)

---

(۱) من غشنا فليس منا) أي ليس على منهاجنا لأن وصف المصطفى صلى الله عليه وسلم وطريقته الزهد في الدنيا والرغبة فيها وعدم الشره والطمع الباعثين على الغش، (والمكر والخداع في النار) أي صاحبها يستحق دخولها لأن الداعي الى ذلك الحرص في الدنيا والشح عليها والرغبة فيها وذلك يجر اليها، وأخذ الذهبي من الوعيد على ذلك أن الثلاثة من الكبائر فعدها منها۔ (فيض القدير: (۶/ ۱۸۶)، رقم الحديث: ۸۸۸۱، حرف الميم، دار المعرفة۔

مشكوة المصابيح: (ص: ۳۴۸)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي۔

جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۵)، أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي۔

(۱) عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما قال: أما الذي نهى عنه النبي صلى الله عليه وسلم فهو الطعام أن يباع حتى يقبض قال ابن عباس: ولا أحسب كل شيء إلا مثله۔ متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۷)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع الفصل الأول، ط: قديمي۔ =

نیز اس میں قمار بھی ہے کہ حقیقت میں خرید وفروخت مفقود ہے، محض ایک کاغذی کارروائی کی بنیاد پر نفع ونقصان ہوتا ہے، اس لئے یہ صورت درست نہیں۔

۱۳۱ مثلاً زید نے سو روپے فی شیئر کے حساب سے سو شیئرز کا سودا کیا، اور ادائیگی کی تاریخ ۳۰ مارچ مقرر کی، اب جب تیس مارچ آئی تو اس شیئر کی قیمت ڈیڑھ سو روپے ہوگئی، تو وہ پانچ ہزار منافع کے طور پر لے لے گا اور اگر تیس مارچ کو اس شیئر کی قیمت گھٹ کر پچاس روپے ہوگئی تو وہ پانچ ہزار روپے نقصان ادا کرے گا، تو یہ سودا ناجائز ہے۔(۱)

فیوچر مارکیٹ میں اجناس کی خرید وفروخت کرنا

"کومیکس کاروبار" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۷/۵)

= الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف فی المبیع والثمن قبل القبض، ط: سعید۔

فتح القدیر: (۴۷۱/۶)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع والثمن قبل قبضه... ط: سعید)

(۱) "یأیها الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون"۔ المائدة: ۹۰)

سمی القمار قماراً لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله الی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامی: (۴۰۳/۶)، کتاب الحظر والاباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۴۷/۷)، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة۔

ق

قابلِ انتفاع ہونے کا معیار

قابل انتفاع ہونے کا اصل معیار عام لوگوں کی ضرورت ہے، اور ضرورت ایک ایسی چیز کا نام ہے جو اپنے اندر ایک وسیع مفہوم رکھتی ہے، جس میں ہر زمان، ہر مکان اور ہر تغیر پذیر حالات کی ضرورت شامل ہے، ظاہر ہے کہ ہر زمانہ کی ضرورت ایک جیسی نہیں ہوتی، اور ہر جگہ اور ہر علاقہ کی ضروریات بھی ایک طرح کی نہیں ہوتیں، اسی طرح حالات اور واقعات کے بدلنے سے بھی لوگوں کی ضروریات بدلتی رہتی ہیں، لہٰذا ضرورت ایک وسیع مفہوم کا حامل لفظ ہے، جس میں دواء سازی کی ضرورت، علاج معالجہ کی ضرورت، اور کسی بھی جائز مباح چیز تیار کرنے کی ضرورت سب اس میں داخل ہے، البتہ خنزیر نجس العین ہے، اس سے کسی طرح بھی فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

موجودہ دور میں دوا سازی، علاج معالجہ، اور دیگر مباح اور جائز چیزوں کی تیاری میں بری اور بحری جانوروں سے مدد لی جاتی ہے، لہٰذا یہ منتفع بہ ہیں، اور منتفع بہ اشیاء کی خرید و فروخت کرنا شرعاً جائز ہے، اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حلال ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے بہشتی زیور میں تحریر فرمایا ہے:

''سوائے خنزیر کے زندہ سب جانوروں کی بیع کسی فائدہ کے لئے درست ہے خواہ بری ہوں یا بحری، چھوٹے ہوں یا بڑے، حتیٰ کہ کتے اور چیتے اور سانپ

وغیرہ کی بھی، اور مردہ اُن حیوانات کی بیع درست ہے جو پاک ہیں، جیسے دریائی جانور یا حشرات غیر ذی دم جانور بعد ذبح، کیونکہ ذبح سے ہر جانور پاک ہوجاتا ہے سوائے سور کے......، دریائی جانور سب پاک ہیں، خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، مذبوح ہوں یا غیر مذبوح، ہاں کھانا کسی کا سوائے مچھلی کے مذہب حنفی میں درست نہیں، تو خارجی استعمال تمام حیوانات دریائی کا اور ان کے تمام اجزاء کا درست ہوا۔" (۱)

اور فقہاء کرام کی عبارت میں جو تعارض ہے اس میں تطبیق یہ ہے کہ جن فقہاء کرام نے ان کی بیع کو ناجائز و مکروہ کہا ہے، وہ ان کے نزدیک منتفع بہ، نہ ہونے کی بنیاد پر کہا ہے، اور جن حضرات نے ان کی بیع کو جائز کہا ہے، وہ ان کے نزدیک منتفع بہ ہونے کی وجہ سے کہا ہے، لہٰذا دونوں آراء کا محل الگ الگ ہے، اس لئے ان کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) بہشتی زیور اصلی: ۹/۹،۷۹ (۶۵۹)، طبی جوہر ضمیمہ ثانیہ، حصہ نہم، حیوان کا بیان، ط: دار الاشاعت۔

(۲) ویجوز بیع سائر الحیوانات سوی الخنزیر، وهو المختار۔ (شامی: (۶۹/۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی بیع دودة القرمز، ط: سعید۔

☐ والصحیح أنه یجوز بیع کل شیء ینتفع به، کذا فی التاتارخانیة، بیع الکلب المعلم عندنا جائز، وکذلک بیع السنور، وسباع الوحش والطیر جائز عندنا معلماً کان أو لم یکن کذا فی فتاوی قاضی خان، وبیع الکلب الغیر المعلم یجوز اذا کان قابلا للتعلیم والا فلا... ویجوز بیع جمیع الحیوانات سوی الخنزیر هو المختار... (الهندیة: (۱۱۴/۳)، کتاب البیوع، الباب التاسع: فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الرابع: فی بیع الحوانات، ط: رشیدیه۔

☐ تبیین الحقائق: (۳۷۳/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة/أشرفیة کوئٹہ

☐ قوله (هذا عند أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما الله... وعند محمد والشافعی رحمهما الله یجوز اذا کان محرزاً) اختلف العلماء فی بیعها وأمثالها من الهوام والسباع کالسرطان والحیات والذئب والأسد وغیره علی ثلثة مذاهب، الأولی: المنع مطلقا کما فی الهدایة حیث جعل بیعه تبعاً للکوارة والعسل وتبعه الشارح، وقال: لا النفع فیها بعینها بل فی غیرها من الکوارة والعسل، والثانی: الجواز فی البعض دون البعض، فأجازوا فیما زعموا أنها منتفعا بها، ونهوا عمّا زعموا أنها لیست بنافعة، والثالث: الجواز مطلقا، لا طلاعهم علی أنها کلها منتفعاً بها فلا سبیل الی المنع، وهذا هو المذهب المنصور، =

قادیانی

☆ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے خواہ کسی پارٹی کے ہوں بالاتفاق کافر اور مرتد ہیں، ان کی جنازہ کی نماز پڑھنا یا اس میں شریک ہونا ہرگز جائز نہیں، اور جو کوئی مسلمان شریک ہوگا وہ گنہگار ہوگا، اس پر توبہ واستغفار کرنا لازم ہوگا۔

☆ قادیانی کی دعوت قبول کرنا بھی جائز نہیں۔

☆ قادیانی کے نکاح اور شادی میں شرکت کرنا بھی جائز نہیں۔

☆ قادیانی کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہے، بالکل مردار ہے، اس کا کھانا بھی جائز نہیں۔

☆ قادیانیوں سے کسی قسم کا تعلق بھی نہیں رکھنا چاہیے، ان کی شادی، خوشی اور غمی میں بالکل شریک نہیں ہونا چاہیے۔

☆ قادیانی مرد یا عورت کسی کے ساتھ نکاح جائز نہیں، وہ مرتد اور کافر ہیں، مرتد اور کافر کا نکاح مسلمان سے جائز نہیں۔ (۱)

= وعندی المسألة ليست باخلافية؛ لأنهم أجمعوا على أن البيع فی أمثال ذلک منوط على الانتفاع، ولما كان النفع مرتبا على الحاجة والحاجة مختلفة باعتبار الأحوال والزمان، فمن لم يعلم بحاجة لم يقل بجوازه، ومن علم فی بعضها قال بجواز بعضها، ومن اطلع على مايطلعوا عليه الأولون اما بانقلاب الزمان باختلاف الأحوال، واما بالتجربة والصحبة بالعوام أجازوا فی كلها، والحق كلها منتفع بها فی أصناف الحوائج وأنواع المصارف كالمعالجات والألات وغيرها وبه قال محمد۔ (تكملة عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۴۳/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: مير محمد كتب خانه)

(۱) وقد أخبر الله تبارک وتعالى فی كتابه ورسوله صلى الله عليه وسلم فی السنة المتواترة عنه أنه لا نبی بعده، ليعلموا أن كل من ادعى هذا المقام بعده فهو كذاب وأفاک دجال ضال مضل۔ (تفسير ابن كثير: (۱۷۹/۱۱)، سورة الأحزاب: الآية: ۴۰، ط: مؤسسة قرطبه۔

☜ ودعوى النبوة بعد نبينا صلى الله تعالى عليه وسلم كفر بالاجماع۔ (شرح الفقه الأكبر لعلى القاری: (ص: ۱٦۲)، ط: قديمی۔

☜ ولا يجمع من الكفر الا من أكفر ذلک الملحد (أی غلام أحمد القاديانی) بلاتلعثم ولا تردد۔ (مجموعة رسائل الكشميری: (۱۰/۳)، رسالة: اكفار الملحدين، ط: ادارة القرآن۔ =

قاصد کے ذریعہ ایجاب وقبول

"تحریری پیغام سے ایجاب وقبول" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۸۷) ۳۵

قانونی قبضہ

اگر کسی جائیداد، دکان یا مکان کے بارے میں یہ معلوم ہوجائے کہ اس کی قیمت یا معاوضہ اصل مالک کو ادا نہیں ہوا، صرف دنیوی قانون کے اعتبار سے لمبی مدت سے قبضہ چل رہا ہے، تو ایسا قبضہ ناجائز ہے۔[1] اب یا تو اصل مالک کو قیمت ادا

= "یاأیها الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم أولیاء تلقون الیهم بالمودة وقد کفروا بما جاءکم من الحق..." (الممتحنة:الآیة:۱)

قال الله تعالیٰ: "ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار" الآیة والرکون الی الشیء هو السکون الیه بالأنس والمحبة، فاقتضی ذلک النهی عن مجالسة الظالمین ومؤانستهم والانصات الیهم وهو مثل قوله تعالیٰ "فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین" (أحکام القرآن للجصاص:(۲۴۳/۳)، سورة هود، الآیة:۱۱۳، ط:قدیمی۔

فان هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة علی مر الأوقات مالم یظهر منه التوبة والرجوع الی الحق۔ (مرقاة المفاتیح:(۲۳۰/۹)، رقم الحدیث:۵۰۲۷، کتاب الآداب، باب ما ینهی عنه من التهاجر واتباع العورات، الفصل الأول، ط:رشیدیه۔

لاتحل (ذبیحة) غیر کتابی من (وثنی ومجوسی، ومرتد... (الدر مع الرد:(۲۹۸/٦)، کتاب الذبائح، ط:سعید۔

البحر الرائق:(۱٦۸/۸)، کتاب الذبائح، ط:سعید۔

ولا ینکح مرتد أو مرتدة أحداً... (البحر الرائق:(۲۰۹/۳)، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ط:سعید۔

الدر مع الرد:(۲۰۰/۳)، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ط:سعید۔

الاختیار لتعلیل المختار:(۱۲٦/۳)، کتاب النکاح، ط:دار الکتب العلمیة۔

(۱) عن سعید بن زید رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من أخذ شبرا من الأرض ظلما، فانه یطوقه یوم القیامة من سبع أرضین۔ (مشکوٰة المصابیح: (ص:۲۵۴) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الأول، ط:قدیمی)

صحیح البخاری:(۴۵۳/۱)، کتاب بدء الخلق، ط:قدیمی۔=

کردے، یا رضامندی سے گفٹ کرا لے، اور اگر مالک بیع یا گفٹ کرنے پر راضی نہ ہو بلکہ اپنا مکان وغیرہ خالی کرانا چاہے، تو اپنا قبضہ خالی کرکے مالک کے قبضہ میں دے دینا لازم ہوگا، ورنہ بہت بڑا گناہ ہوگا اور آخرت میں سخت سزا ہوگی۔ (۱)

باقی قبضہ خالی کرکے مالک کو حوالہ کرنے کے بعد بیع یا گفٹ کی بات کرنا جائز ہوگا، تاکہ اس پر کسی قسم کا دباؤ نہ رہے۔ (۲)

قبرستان کی جگہ حرام رقم سے خریدنا

''حرام رقم سے قبرستان کے لئے جگہ خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= صحیح مسلم: (۲/ ۳۲، ۳۳)، کتاب المساقات، باب تحریم الظلم وغصب الأرض وغیرھا، ط: قدیمی۔

عن سمرة رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی۔ (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۱) اذا کان المغصوب أرضاً وکان الغاصب أنشأ علیه بناء... أو غرس فیھا أشجاراً یؤمر الغاصب بقلعھا وردا لأرض... (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۳۹۹)، المادة: ۹۰۶، الکتاب الثامن: فی الغصب والاتلاف، الباب الأول: فی الغصب، الفصل الثانی: فی المسائل المتعلقة بغصب العقار، ط: فاروقیه کوئٹه۔

لا یجوز التصرف فی مال غیرہ بلا اذنه ولا ولایته۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۲۰۰)، کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف فی مال الغیر بدون اذن منه، ط: سعید۔

ویبرأ بردھا (ای عین المغصوب) ولو بغیر علم المالک، وفی البزازیة: غصب دراھم انسان من کیسه ثم ردھا فیه بلا علمه برئ، وکذا لو سلمه الیه بجھة أخری کھبة أو ایداع أو شراء۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۱۸۲)، کتاب الغصب، مطلب فی رد المغصوب وفیما لو أبی المالک قبوله، ط: سعید۔

(۲) وعن أبی حرة الرقاشی عن عمه رضی اللہ تعالیٰ عنه قال: قال رسول اللہ ﷺ: "ألا لا تظلموا، ألا! لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه"... (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

لا یجوز التصرف فی مال غیرہ بلا اذنه ولا ولایته۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۲۰۰)، کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف فی المال الغیر بدون اذن منه، ط: سعید۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱)، المادة: ۹۶، المقدمة، ط: فاروقیه کوئٹه۔

قبرستان کی گھاس فروخت کرنا

☆ بعض علاقوں میں قبرستان میں خود بخود گھاس اگتی ہے، ایسی گھاس کو کاٹے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں ہے،(۱) ہاں اگر کاٹ لیا تو اس کو بیچنا اور خریدنا جائز ہوگا، اور آمدنی کو قبرستان کے کام میں خرچ کرنا ضروری ہوگا۔(۲)

☆ قبرستان کے گھاس پر چرنے کے لئے گائے، بیل بھینس وغیرہ کو چھوڑنا اور اس کا معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، اور یہ قبر کے احترام کے بھی خلاف ہے۔(۳)

---

(۱) عن رجل من المهاجرين من أصحاب النبي ﷺ قال: غزوت مع النبي ﷺ ثلاثا اسمعه يقول: المسلمون شركاء في ثلاث: الماء والكلاء والنار۔ (سنن أبي داؤد: (۲/۱۳۶) كتاب الإجارة، باب في منع الماء، ط: امداديه ملتان)

(والمراعي) أي الكلأ (وإجارتها)، اما بطلان بيعها فلعدم الملك لحديث: الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلأ والنار۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

قال: (المراعي وإجارتها) أي لا يجوز بيع المراعي ولا اجارتها، والمراد به الكلأ دون رقبة الأرض؛ لأن بيع الأرض وإجارتها جائز إذا كان مالكا لها، وإنما لا يجوز بيع الكلأ وإجارته؛ لأنه ليس بمملوك له؛ إذ لا يملكه بنباته في أرضه ما لم يحرزه لقوله عليه الصلاة والسلام: المسلمون شركاء في ثلاثة: في الماء والكلأ والنار۔ (تبيين الحقائق: (۴/۳۷۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

مجمع الأنهر: (۳/۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹہ۔

الهندية: (۳/۱۰۹) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الثاني في بيع الثمار، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۶/۷۷)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲) وان نبت الأشجار فيها بعد اتخاذ الأرض مقبرة، فان علم غارسها كانت للغارس وان لم يعلم الغارس فالرأي فيها يكون للقاضي ان رأى أن يبيع الأشجار ويصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك ويكون في الحكم كأنها وقف۔ (الخانية على هامش الهندية: (۳/۳۱۱)، كتاب الوقف، فصل الأشجار، قبيل: فصل: في وقف المنقول، ط: رشيديه۔

التاتارخانية: (۲/۱۷۳)، كتاب الصلاة، باب الجنائز، القبر والدفن، ط: ادارة القرآن۔

البزازية على هامش الهندية: (۶/۲۶۱)، كتاب الوقف، نوع في وقف المنقول، ط: رشيديه۔

(۳) عن عمرو بن حزم رضي الله تعالى عنه قال: رآني النبي ﷺ متكئا على قبر، فقال: لا تؤذ صاحب هذا القبر أو لا تؤذه، رواه احمد۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۴۹) كتاب الجنائز =

قبرستان کے درخت کی خرید وفروخت

☆ اگر قبرستان کی زمین باضابطہ طور پر وقف کی گئی ہے تو اس زمین کے درختوں کو خریدے بغیر ذاتی استعمال میں لانا جائز نہیں ہے، البتہ ان درختوں میں سے غیر پھلدار درختوں کو کاٹنے سے پہلے فروخت کرنا جائز ہے، اور پھلدار درختوں کو کاٹنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ اور ان درختوں کو فروخت کرنے کے بعد حاصل ہونے والی رقم کو قبرستان کی ضروریات یا دوسرے اجتماعی مفاد میں خرچ کرنا ضروری ہے، کسی بھی آدمی کو یہ رقم خود اپنی ضرورت میں خرچ کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ (١)

=باب دفن الميت، الفصل الثالث، ط: قديمي)

الدر مع الرد: (٢٣٥/٢)، كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد۔

الهندية: (١٦٦/١)، كتاب الصلاة، الباب الحادي والعشرون: في الجنائز، الفصل السادس: في الدفن والنقل... ط: رشيديه۔

أنظر الحاشية السابقة واللاحقة أيضاً۔

(١) وفي الجامع: وفي فتاوى ابن الفضل: سئل عن اشجار موقوفة مع الأرض أيجوز بيعها؟ قال: لايجوز قبل القلع كبيع الأرض وبعد القلع يجوز۔

وقال أيضاً: الأشجار الموقوفة إذا كانت غير مثمرة يجوز بيعها قبل القلع؛ لأنها هي الغلة بعينها، والمثمرة لم يجز بيعها الا بعد القلع كبناء الوقف والباب لايجوز بيعه قبل الرفع۔ (التاتارخانية: (٨٧٥/٥) كتاب الوقف، الفصل الثالث والعشرون: في المسائل التي تعود الى الأشجار، ط: ادارة القرآن)

وفي البزازية: وقال الفضلي وبيع الأشجار الموقوفة مع الأرض لايجوز قبل القلع كبيع الأرض، وقال أيضاً: إذا لم تكن مثمرة يجوز بيعها قبل القلع أيضاً؛ لأنه غلتها، والمثمرة لاتباع الا بعد القلع كبناء الوقف، بحر۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (١١٥/١) كتاب الوقف، مطلب بيع الأشجار الوقف، ط: رشيديه)

الهندية: (٣١٧/٢)، كتاب الوقف، الباب الخامس: في ولاية الوقف وتصرف القيم في الأوقات... ط: رشيديه)=

قبرستان میں خرید وفروخت کرنا:

١٣٩ قبرستان میتوں کی زیارت کی جگہ ہے، عبرت حاصل کرنے کی جگہ ہے تاکہ دل نرم ہوجائے آخرت کی یاد میں کھوجائے، دنیا سے بے رغبتی پیدا ہوجائے، اور مال ودولت کی محبت سے دل پاک ہوجائے، وہاں دنیاوی معاملات اور خرید و فروخت کا معاملہ کرنا اچھا نہیں ہے، اگر چہ سودا کرنے سے سودا ہوجائے گا۔ (١)

= مقبرة عليها اشجار عظيمة فهذا على وجهين، اما أن كانت الأشجار نابتة قبل اتخاذ الارض مقبرة أو نبت بعد اتخاذ الارض مقبرة. ففي الوجه الأول المسألة على قسمين، اما أن كانت الأرض مملوكة لها مالك أو كانت مواتا لا مالك لها، واتخذها اهل القرية مقبرة. ففي القسم الأول: الأشجار بأصلها على ملك رب الأرض يصنع بالأشجار وأصلها ماشاء، وفي القسم الثاني: الأشجار بأصلها على حالها القديم، وفي الوجه الثاني، المسألة على قسمين، اما أن علم لها غارس أو لم يعلم ففي القسم الأول كانت للغارس، وفي القسم الثاني، الحكم في ذلك الى القاضي، ان رأى بيعها وصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك... (الهندية: (٢/٤٧٣، ٤٧٤)، كتاب الوقف، الباب الثاني عشر: في الرباطات والمقابر... المسائل التي تعود الى الأشجار التي في المقبرة وأرضي الوقف وغير ذلك، ط: رشيديه)

مقبرة عليها اشجار ان كانت نابتة قبل اتخاذ الأرض مقبرة، والأرض مملوكة لها مالك جعلها مقبرة فالأشجار بأصلها على ملك رب الأرض يصنع الورثة بالاشجار ماشاؤا؛ لأن الشجرة لاتدخل تحت الوقف... وإن كانت الأرض مواتا لا مالك لها فأصلها على حالها القديمة هذا كله إذا كانت الأشجار نابتة قبل اتخاذها مقبرة، ولم ينبت بعد ذلك لايخلو، اما ان علم غارس بها او لا يعلم، ان علم كانت للغارس وان لم يعلم بها غارس فالحكم للقاضي ان رأى بيعها وصرف ثمنها الى عمارة المقبرة له ذلك. (خلاصة الفتاوى: (٤/٤١٩) كتاب الوقف، الفصل الثالث: في صحة الوقف وفساده، ط: رشيديه)

(١) وعن ابن مسعود رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة. (مشكاة المصابيح: (ص:١٥٤) كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: قديمي)

وروى الطبراني عن أم سلمة بسند حسن ولفظه: نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها، فإن لكم فيها عبرة. (مرقاة المفاتيح: (٤/٢١٥) كتاب الجنائز، باب زيارة القبور، الفصل الثالث، ط: رشيديه)

البيع ينعقد بإيجاب وقبول. (شرح المجلة لرستم باز: (٦١/١) المادة: ١٦٧، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: فاروقيه)

قبرستان وقف نہیں ہے

''غیر موقوفہ قبرستان کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵/۴۷)

قبضۂ امانت

اگر دوکاندار کو خریدار آپس میں طے شدہ قیمت کا ذکر کئے بغیر یوں کہے، یہ کپڑا مجھے دے دیں اگر پسند آیا تو خرید لیا، دکاندار نے کہا لو یہ کپڑا آپ کو سو روپے میں دے دیا، لیکن خریدار نے کہا نہیں پہلے میں اس کے بارے میں غور کرلوں پھر خریدوں گا، اب اگر خریدار کے پاس وہ کپڑا کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہوا تو خریدار پر اس کا ضمان نہیں آئے گا، کیونکہ اس صورت میں قبضہ امانت کا تھا، عربی میں اس کو ''مقبوض علی وجہ النظر'' کہتے ہیں۔[1]

قبضہ ثابت کرنے والے افعال

بائع (سیلر) اور مشتری کے درمیان سودا مکمل ہونے کے بعد خریدار کے مندرجہ ذیل افعال سے خریدار کا چیز پر قبضہ ثابت ہوجاتا ہے۔

❶ خریدار نے چیز کو استعمال کرلیا۔

❷ خریدار نے چیز کو ضائع کردیا یا اسے عیب دار کردیا۔

---

(۱) وبیان ذلک أن المساوم انما یلزمه اذا رضی بأخذه بالثمن المسمی علی وجه الشراء۔۔۔ بخلاف ما اذا أخذه علی وجه النظر لأنه لا یکون ذلک رضا بالشراء بالثمن المسمی، قال فی القنیة: سم: عن أبی حنیفة قال له هذا الثوب لک بعشرة دراهم فقال هاته حتی أنظر فیه أو قال حتی أریه غیری فأخذه علی هذا، وضاع لا شیء علیه... (شامی: (۵۷۳/۴)، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی المقبوض علی سوم الشراء، ط: سعید)

شرح المجلة للأتاسی: (۲۳۲/۲)، المادة: ۲۹۹، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل السادس: فیما یتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۳/۱)، المادة: ۲۹۹، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

③ خریدار نے بائع کو سامان کے لئے کوئی برتن یا تھیلا وغیرہ دیا، اور بائع
نے وہ سامان خریدار کے برتن یا تھیلے میں ڈال دیا۔

④ خریدے ہوئے جانور کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے ہنکایا، اور جانور پیچھ
دور خریدار کے ساتھ چلا، یا گاڑی خریدنے کے بعد چلا کر دیکھا۔

⑤ خریدار کے وکیل نے چیز پر قبضہ کر لیا۔

⑥ خریدی ہوئی چیز کسی کو تحفہ میں یا قرض میں دے دی، یا صدقہ کر دی، یا
گروی رکھ دی، یا کسی عوض کے بغیر فائدہ اٹھانے کے لئے دیدی۔

⑦ بائع نے خریدار کے حکم سے کسی کو تحفہ میں یا قرض میں دیدی، یا صدقہ
کر دی، یا گروی رکھ دی یا کسی عوض کے بغیر فائدہ اٹھانے کے لئے دیدی، یا وہ چیز
امانت رکھوا دی یا کرایہ پر دیدی۔

☆ بائع کے پاس امانت رکھوانے سے خریدار کا قبضہ ثابت نہیں ہوگا۔
خریدار کے لئے قبضہ کرنے سے پہلے اس چیز کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔

⑧ خریدار کے حکم سے بائع نے مال خریدار کے گھر یا گودام میں پہنچا دیا۔

⑨ خریدا ہوا مال بائع کے گودام میں ہے، لیکن خریدار نے اپنا مال بائع کے
دیگر اموال سے الگ کر لیا، اور اس پر اپنا نام یا کوئی مخصوص نشان لگا دیا، تو اس سے
خریدار کا قبضہ مکمل ہو جائے گا۔ (۱)

---

(۱) القبض ليس بشرط في البيع الا أن العقد متى تم كان على المشتري أن يسلم الثمن أولا ثم يسلم
البائع المبيع اليه... ويفهم من عبارة "يسلم البائع المبيع الى المشتري" أن البائع اذا سلم المبيع الى
غير المشتري بغير امره أو الى شخص آخر بغير رأي من المشتري لا يكون المشتري قد قبض المبيع،
كذلك اذا اشترى أبو الصغير مالا لولده من آخر ثم بلغ الصغير فحق القبض للأب أما اذا سلم البائع
المبيع الى شخص أمر المشتري بتسليمه اليه فقد حصل القبض كما لو سلم البائع المبيع الى المشتري
نفسه فاذا امر المشتري البائع قبل القبض بتسليم الى شخص معين وسلم البائع المبيع الى ذلك
الشخص يكون المشتري قد قبض المبيع... تسليم المبيع يحصل بالتخلية وهو أن يأذن البائع =

=للمشتری بقبض المبیع مع عدم وجود مانع من تسلیم المشتری ایاه... متی حصل تسلیم البیع صار المشتری قابضاً له... تختلف کیفیة التسلیم باختلاف المبیع... اعطاء مفتاح العقار الذی له قفل للمشتری یکون تسلیماً... الحیوان یمسک برأسه أو أذنه أو رسنه الذی فی رأسه فیسلم و کذا لو کان الحیوان فی محل بحیث یقدر المشتری علی تسلمه بدون کلفة فأراه البائع ایاه و أذن له بقبضه کان ذلک تسلیماً أیضاً... کیل المکیلات ووزن الموزونات بأمر المشتری ووضعها فی الظرف الذی هیأله یکون تسلیماً... اذا أتلف المشتری أو أعاب أحد المبیعین اللذین هما فی حکم الشیء الواحد کمصراعی الباب وزوجی الحذاء أو أمر البائع باتلافه أو عیبه یکون المشتری قد استلم جمیع المبیع... أن سبب اسناد الاعطاء فی المجلة الی المشتری أنه اذا وزن المبیع أو کیل بأمر المشتری ووضع فی الظرف الذی هیأه البائع لا یکون ذلک تسلیماً، کما أنها اذا قبض البائع المبیع بأمر المشتری وتوکیله لا یکون صحیحاً و لا یحصل بذلک تسلیم... المسائل التی تتفرع علی القبض حکما ما یأتی (١) اذا أتلف المشتری المبیع قبل القبض یکون قبضاً له، (هندیة) (٢) اذا استهلک المشری بعض المبیع کان ذلک قبضاً لمقدار ما استهلک باستهلاکه ایاه و قبضاً للباقی بعیبه له... (٣) اذا تسلم المشتری أحد الشیئین اللذین هم فی حکم الشیء الواحد کزوج النعل فاستهلکه أو عابه یکون المشتری قابضاً للمبیع کله... (٣) اذا أعاب المشتری المبیع عیباً یورث نقصاناً فی قیمة المبیع کان ذلک قبضاً للمبیع... (٥) اذا وهب المشتری المبیع لآخر وسلّمه الیه أو آجره وسلّمه الی آخر بأمر المشتری أو أعار المبیع أو رهنه عند شخص آخر وسلّمه الیه بدون أمر من المشتری الا أن المشتری أجاز عمله هذا فالمشتری یعد قابضاً للمبیع "ردالمحتار" (٦) اذا أوصل البائع المبیع الی المشتری فی البیع الصحیح وأراد أن یسلمه الی المشتری فقال المشتری أطرح المبیع فی الماء فعل البائع بأمره فالمشتری یکون قابضاً للمبیع... (٧) اذا أتلف أجنبی المبیع قبل قبض المشتری له فقام المشتری بتضمین المتلف یکون قابضاً... اذا أودع المشتری البائع المبیع قبل القبض أو أعاره أیاه أو آجره أو أدی بعض ثمن المبیع ورهنه عنده قبل القبض بباقی الثمن فلا یکون المشتری قابضاً للمبیع... قبض المشتری المبیع بدون اذن البائع قبل أداء الثمن یکون معتبراً الا أن المشتری لو قبض المبیع بدون الاذن وهلک فی یده أو تعیب یکون القبض معتبراً حینئذ۔ (درر الحکام الی مجلة الاحکام: (٢٣٩/١، الی ٢٦٠)، المادة: ٢٦٢، ٢٦٣، ٢٧١، ٢٧٢، ٢٧٣، ٢٧٧، البیوع، الباب الخامس: فی المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الأول: فی بیان حقیقة التسلیم والتسلم و کیفیتهما، ط: دار عالم الکتب ریاض۔

ﷲ شرح المجلة لرستم باز: (١٠٩/١، الی: ١١٦)، المادة: ٢٦٢، ٢٦٣٣، ٢٧١، ٢٧٢، ٢٧٣، ٢٧٧، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

ﷲ شرح المجلة للأتاسی: (١٩١/٢ الی ٢٠٩) أیضاً، ط: رشیدیه۔

قبضہ ثابت ہونے کے بعد

جن جن صورتوں میں خریدار کا قبضہ ثابت ہوتا ہے، ان میں قبضہ کے بعد چیز خریدار کے ضمان (RISK) میں آجائے گی، اور اس کے بعد خریدار کے لئے اس چیز کو فروخت کرنا یا کرایہ پر دینا جائز ہوگا، اور اگر ضائع ہوگئی تو خریدار کا نقصان ہوگا۔[1] ١٣٣

قبضہ جن افعال سے ثابت نہیں ہوتا

بائع اور مشتری کے درمیان سودا مکمل ہوجانے کے بعد خریدار کے مندرجہ ذیل افعال سے قبضہ ثابت نہیں ہوگا:

① خریدی ہوئی چیز بائع کے پاس امانت رکھوادی۔

② بائع کو بلاعوض فائدہ اٹھانے کے لئے دے دی۔

③ بائع یا کسی دوسرے آدمی کو، قبضہ سے پہلے کرایہ پر دے دی، واضح رہے کہ قبضہ سے پہلے کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے۔

④ بائع کو وہ چیز تحفہ میں دے دی۔

⑤ وہ چیز بائع کے پاس گروی رکھ دی۔[2]

---

(١) اذا هلک المبیع بعد القبض هلک من مال المشتری ولا شیء علی البائع (درر الحکام الی مجلة الاحکام: (٢٧٨/١)، المادة: ٢٩٣، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الخامس: فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: دار عالم الکتب۔
☆شرح المجلة لرستم باز: (١٢١/١)، المادة: ٢٩٣، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔
☆شرح المجلة للاتاسی: (٢٢٥/٢)، المادة: ٢٩٣، أیضاً، ط: رشیدیه۔

(٢) اذا أودع المشتری البائع المبیع قبل القبض أو أعاره أیاه أو آجره أو أدی بعض ثمن المبیع ورهنه عنده قبل القبض بباقی الثمن فلا یکون المشتری قابضاً للمبیع ولا یلزم البائع بدفع الأجرة باستیجاره المبیع۔ (درر الحکام الی مجلة الأحکام: (٢٥٨/١)، تحت المادة: ٢٧٣، البیوع، الباب الخامس: فی المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الأول: فی بیان حقیقة التسلیم والتسلم وکیفیتهما، ط: دار عالم الکتب ریاض)=

قبضہ حسی یا معنوی

بیع کے وقت بیچی جانے والی چیز بیچنے والے کے حسی یا معنوی قبضے میں ہو۔

''معنوی قبضے'' سے مراد ایسی صورت حال ہے، جس میں قبضہ کرنے والے نے وہ چیز ظاہری طور پر اپنی تحویل میں نہیں لی، لیکن اس کے کنٹرول میں آ گئی ہے، اور اس کے تمام حقوق اور ذمہ داریاں اس کی طرف منتقل ہو گئی ہیں، جن میں اس چیز کے ضیاع کا خطرہ اور رسک بھی شامل ہے، یعنی یہ چیز اگر ضائع ہو گئی تو یہ سمجھا جائے گا کہ خریدار کی ضائع ہوئی، یہ قبضہ معنوی ہے۔

مثال: ❶ زید نے عمرو سے ایک کار خریدی، عمرو نے ابھی تک یہ کار زید یا اس کے وکیل کے حوالے نہیں کی، زید یہ کار ''بکر'' کو فروخت نہیں کرسکتا، اگر وہ یا اس کا وکیل اس پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچ دیتا ہے، تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

❷ زید نے عمرو سے ایک کار خریدی، عمرو اس کار کی تعیین اور نشاندہی کرنے کے بعد اسے ایک ایسے گیراج یا شوروم میں کھڑا کر دیتا ہے، جہاں زید کی آزادانہ رسائی ہے، اور عمرو اسے موقع پر اجازت دے دیتا ہے، کہ یہ گاڑی ہے، آپ اسے جب چاہیں لے سکتے ہیں، اب گاڑی کا رسک (نقصان کی ذمہ داری) زید کی طرف منتقل ہو گئی ہے، اب گاڑی اس کے معنوی قبضہ (کنسٹرکٹوی پوزیشن) میں ہے، اگر زید اس پر ظاہری اور حسی قبضہ کئے بغیر بکر کو بیچ دیتا ہے، تو بیع صحیح ہوگی۔ (۱)

= شرح المجلة لرستم باز: (۱۱۳/۱)، تحت المادة: ۲۷۳، أيضاً، ط: فاروقية كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسي: (۲۰۶/۲)، تحت المادة: ۲۷۵، تتمة، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۱) لا يصح اتفاقاً... بيع منقول قبل قبضه ولو من بائعه... (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن قبل القبض، ط: سعيد۔

ثم التسليم يكون على وجه يتمكن من القبض بلا مانع ولا حائل وشرط في الأجناس شرطاً ثالثاً وهو أن يقول خليت بينك وبين المبيع، فلو لم يقله أو كان بعيداً لم يصر قابضاً والناس عنه غافلون (قوله: على وجه يتمكن من القبض) فلو اشترى حنطة في بيت ورفع البائع المفتاح اليه وقال: خليت بينك =

قبضہ زمین پر

''زمین پر قبضہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۴/۴)

قبضہ سودے کے طور پر ہوا

☆ قبضہ سودے کے طور پر ہونے کو عربی میں ''مقبوض علی سوم الشراء'' کہتے ہیں، مثلاً ایک شخص نے دکاندار سے کہا یہ کپڑا مجھے دیدیں اگر پسند آیا تو میں نے سو روپے میں اسے خرید لیا، یہاں چونکہ اختیار خریدار نے رکھا ہے، اس لئے قبضہ کئے ہوئے کپڑے میں ابھی تک مالک کی ملکیت ہے، اب اگر وہ کپڑا خریدار کے پاس قدرتی آفت سے ضائع ہوجائے، تو خریدار کو اگر ویسا ہی کپڑا ملتا ہو تو اس کو کپڑا دینا ہوگا، اور اگر نہ ملتا ہو، تو اس کی بازاری قیمت دینی ہوگی۔

☆ اور اگر خریدار نے خود استعمال کر کے اس کو ضائع کر دیا تو اس کو آپس میں طے شدہ قیمت دینی ہوگی، خریدار کا کپڑے پر قبضہ سودے کے طور پر ہوا ہو (یعنی مقبوض علی سوم الشراء ہو) تو اس کا حکم یہی ہے۔ (۱)

=وبينها فهو قبض... وحاصله أن التخلية قبض حكما لو مع القدرة عليه بلا كلفة لكن ذلك يختلف بحسب حال المبيع... (الدر مع الرد: (۵۶۱/۴، ۵۶۲)، كتاب البيوع، مطلب فيما يكون قبضاً للمبيع، ومطلب: في شروط التخلية، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳۰۸/۵، ۳۰۷)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

درر الحكام الى مجلة الاحكام: (۲۵۱/۱)، المادة: ۲۶۳، البيوع، الباب الخامس: الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب۔

(۱) ماقبضه المشتري على سوم الشراء وهو أن يأخذ المشتري من البائع مالأعلى أن يشتريه مع تسمية الثمن... اذا هلك أو ضاع في يده فان كان من القيميات لزمت عليه قيمته وان كان من المثليات لزم عليه أداء مثله للبائع، هذا اذا هلك المبيع اتفاقاً أما لو استهلكه المشتري فيلزمه الثمن لا القيمة كما حققه الطرطوسي وعلله في المحيط بأنه لو استهلكه المشتري صار راضياً بالمبيع بالثمن.... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۲/۱)، المادة: ۲۹۸، البيوع، الباب الخامس، الفصل السادس فيما يتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، ط: فاروقيه كوئته۔=

قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا

١٣٦

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور کا ایک واقعہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ادھار غلہ خریدنا چاہا بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کو بازار لے گیا، اور اسے غلہ کی بوریاں دکھا کر کہنے لگا، کون سا غلہ میں تمہارے واسطے خریدوں؟ مشتری نے کہا کہ کیا تو میرے ہاتھ اس چیز کو بیچتا ہے جو تیرے پاس موجود نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد بائع اور مشتری دونوں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور آپ سے یہ معاملہ بیان کیا، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے مشتری سے کہا ایسی چیز مت خرید جو بائع کے پاس نہیں، اور بائع سے کہا وہ چیز مت بیچ جو تیرے پاس موجود نہیں۔ (١)

قبضہ سے پہلے بیع کی ایک صورت

☆ منقولی چیزوں کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے آگے فروخت

= درر الحکام الی مجلة الأحکام: (١/٢٨٣)، المادة: ٢٩٨، أيضاً، ط: دار عالم الكتب۔

الدرمع الرد: (٤/٥٧٣)، کتاب البیوع، مطلب: في المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد۔

(١) مالك أنه بلغه أن رجلاً أراد أن يبتاع طعاماً من رجل إلى أجل، فذهب به الرجل الذي يريد أن يبيعه الطعام إلى السوق، فجعل يريه الصبر ويقول له: من أيها تحب أن ابتاع لك؟ فقال المبتاع: اتبيعني ماليس عندك؟ فأتيا عبدالله بن عمر فذكراه ذلك له، فقال عبدالله بن عمر للمبتاع: لاتبتع منه ماليس عنده. وقال للبائع: لاتبع ماليس عندك. (موطأ الإمام مالك: (ص: ٥٨٦) کتاب البيوع، باب العينة وما يشبهها، وبيع الطعام قبل أن يستوفى، ط: قديمي.

الاستذكار لابن عبدالبر: (١٩/٣٦٥، ٣٦٦) رقم الحديث: ١٣٩٠، کتاب البيوع، باب العينة وما يشبهها، ط: دار قتيبه، دمشق.

جامع الأصول في أحاديث الرسول: (١/٤٦٧) رقم الحديث: ٢٨٣، حرف الباء، الكتاب الثاني: في البيع، الباب الثاني: فيما يجوز بيعه ولايصح، الفصل الثاني: في بيع مالم يقبض أو مالم يملك، ط: دار البيان.

کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ موجودہ دور میں تجارت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مثلاً ایک آدمی نے ایک دکاندار سے دو ہزار کلوگرام مال کا زبانی سودا کیا اور مال پر قبضہ نہیں کیا، بلکہ مال بائع کے پاس ہی پڑا رہا، چند دن بعد اس مال کی مارکیٹ میں قیمت بڑھ گئی، تو مشتری (خریدار) نے بائع سے کہا کہ آپ مجھے منافع دے کر مال اپنے پاس ہی رکھیں، تو مشتری کے لئے اس طرح بیع کرنا اور منافع لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی چیز کا ضائع ہونا

اگر سودا ہونے کے بعد منقولی چیز پر خریدار نے قبضہ نہیں کیا، اور وہ چیز بائع (سیلر) کے پاس خریدار کے فعل کے بغیر ضائع ہوگئی، تو وہ بائع کی چیز ضائع ہوگی خریدار کا کوئی نقصان نہیں ہوگا، اور خریدار پر اس کی قیمت ادا کرنا لازمی نہیں ہوگا، اور اگر خریدار نے قیمت کی رقم ادا کردی تو بائع پر وہ رقم واپس کردینا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) المنقول من حکم المبیع إذا کان منقولا أن لایجوز بیعه قبل القبض... وأما إذا تصرف فیه مع بائعه، بأن باعه منه لم یجز بیعه أصلاً قبل القبض۔ (الهندیة: (۱۳/۳) کتاب البیوع، الباب الأول، الفصل الثاني فی معرفة المبیع والثمن والتصرف فیهما قبل القبض، ط: رشیدیه)

☆ الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: فی التصرف فی المبیع والثمن قبل القبض، ط: سعید۔

☆ البحر الرائق: (۱۱۶/۶)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید۔

(۲) المبیع اذا هلک فی ید البائع قبل أن یقبضه المشتری یکون فی مال البائع ولا شیء علی المشتری... بل ینفسخ البیع ویعود الضرر والخسارة علی البائع... (درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۲۷۵/۱)، المادة: ۲۹۳، البیوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: فی بیان المواد علی هلاک المبیع، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

☆ شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۰/۱)، المادة: ۲۹۳، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

☆ شرح المجلة للاتاسی: (۲۰۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أیضاً، ط: رشیدیه۔

قبضہ سے پہلے چیز بیچنا

(١٤٨) زمین، دکان اور مکان کے علاوہ باقی منقولی چیزوں کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (١)

اگر آگے فروخت کرنا ہو تو پہلے قبضہ کرے پھر آگے فروخت کرے۔ (٢)

قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

منقولی چیزوں کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (٣)

(١، ٢) للمشتری أن یبیع المبیع من آخر قبل قبضہ ان کان عقارًا...، وإن کان منقولاً فلا۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز (١٠٣/١) کتاب البیوع، الباب الرابع فی بیان المسائل المتعلقة بالتصرف فی الثمن والمثمن، الفصل الأول، رقم المادة: (٢٥٣) ط: مکتبہ فاروقیہ کوئٹہ)

ومن اشتری شیئًا مما ینقل ویحول لم یجز بیعہ حتی یقبضہ، لأنہ نہی عن بیع مالم یقبض، ولأن فیہ غرر انفساخ العقد علی اعتبار الهلاک۔ (الهدایة: (٧٧/٣) کتاب البیوع، باب التولیة، ط: الإمدادیة ملتان)

لایجوز بیع المنقول قبل القبض لما روینا، ولقولہ علیہ السلام "إذا ابتعت طعامًا فلاتبعہ حتی تستوفیہ۔ (تبیین الحقائق: (٣٣٧/٤) کتاب البیوع، فصل: صح بیع العقار قبل قبضہ، ط: دار الکتب العلمیة)

لایصح بیع المنقول قبل قبضہ، لنہیہ علیہ السلام عن بیع مالم یقبض۔ (مجمع الانہر: (١١٣/٣) کتاب البیوع، باب التولیة، ط: مکتبة غفاریہ کوئٹہ)

البحر الرائق: (١١٦/٦) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

الهندیة: (١٣/٣) کتاب البیوع، الباب الثالث فی معرفة المبیع...، ط: رشیدیہ۔

تکملة فتح الملهم: (٣٥٠/١) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، تحت رقم الحدیث: ٣٧٢٠، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(٣) من البیع الفاسد بیع الأعیان المنقولة قبل قبضها سواء باعها لمن اشتراها منہ أو لغیرہ... أما البیع الأعیان غیر المنقولة قبل قبضها کبیع الأرض والضیاع والنخیل والدور ونحو ذلک من الأشیاء الثابتة التی لایخشی هلاکها فإنہ یصح۔ (کتاب الفقہ علی مذاهب الأربعة: (٥٣٨/١) کتاب البیع، مبحث التصرف فی المبیع قبل قبضہ ط: دار الغد الجدید)

والثالث لایجوز بیع مبیع قبل قبضہ الا الدور والأرض، قالہ أبو حنیفة و أبو یوسف رحمهما اللہ۔ (إعلاء السنن: (٢٣٦/١٤) کتاب البیوع، باب النہی عن بیع المشتری قبل القبض، ط: ادارة القرآن)

بدائع الصنائع: (١٨١/٥) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة، ط: سعید۔

غیر منقولی اشیاء جیسے زمین، مکانات، فلیٹ، کھیت اور باغ کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے آگے فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا

آج کل باہر ممالک سے مال منگواتے ہیں، اور قبضہ سے پہلے اس مال کو آگے فروخت کردیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے۔

اور ناجائز ہونے کی بہت ساری وجوہات ہیں، ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ فروخت کرنے والا جب خود مال پر قابض نہیں ہے، تو وہ دوسرے کو قبضہ نہیں دے سکتا، اور اس میں دھوکہ ہوسکتا ہے، کہ مال وقت پر نہ پہنچے یا کلیئر نہ ہو اور خریدار کا نقصان ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ مال کسی حادثہ میں ضائع ہوجائے پھر اس کا نقصان ہوجائے۔

مزید یہ کہ اگر مال پر قبضہ کے بغیر اس طرح خرید وفروخت کی اجازت ہوتو بہت سے سرمایہ دار اپنے سرمایہ کے زور سے سود کماتے رہیں گے کیونکہ جو مال ابھی تک اس کے قبضہ میں نہیں آیا اس پر اگر ایک سود لے کر فروخت کرتا رہے، اور تیسرا شخص چوتھے شخص کو سود پر فروخت کرتا رہے، اور مال ابھی تک بیرون ملک میں پڑا ہوا ہو، اور اسی دوران کئی ہاتھوں میں فروخت ہوجائے تو ایسی صورت میں جو لوگ سرمایہ دار نہیں ہیں، نقد رقم دے کر مال نہیں منگوا سکتے وہ سود دینے پر مجبور ہوجائیں گے اور غریبوں پر اس کا بوجھ پڑے گا اور اس میں ملکی معیشت کی تباہی ہے کیوں کہ جو مال ایک لاکھ روپے فی کنٹینر کے حساب سے بیرون ملک سے آنا چاہیئے، وہ مختلف بیوپاریوں کے ہاتھوں فروخت ہونے کی وجہ سے ایک لاکھ روپے سے ڈیڑھ لاکھ روپے یا دو لاکھ روپے فی کنٹینر ہوجائے گا، اسی طرح دوسرے اموال اور اشیاء کو بھی قیاس کرلیا جائے، غرض کہ جو چیز ملکیت میں نہیں آئی اس کو فروخت کرنا بھی منع ہے

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۳، علی الصفحۃ السابقۃ۔

البتہ زمین مکان اور دکان کو قبضہ میں آنے سے پہلے بھی فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

مزید "مال بیچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا" عنوان کو بھی دیکھیں۔

قبضہ سے پہلے مبیع ضائع ہوگئی

"ایجاب وقبول سے بیع ہوجاتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۵/۱)

قبضہ سے پہلے مبیع فروخت کرنے کی صورت میں نفع کا حکم

"ایجاب وقبول سے بیع ہوجاتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۵/۱)

قبضہ سے قبل بیع کی ممانعت کی حکمتیں

قبضہ سے قبل چیز فروخت کرنا منع ہونے کی چند حکمتیں یہ ہیں:

❶ کسی چیز کو خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے آگے کسی کو فروخت کرنے کی صورت میں دھوکے کا امکان ہوتا ہے کیونکہ ممکن ہے فروخت کی گئی چیز بائع کے پاس ہلاک ہوجائے اور خریدار کو حوالہ ہی نہ کر سکے۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، ۲، ۳، علی الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟

(۲) إن في النهي عن البيع قبل القبض حكماً بالغة: فمنها ما ذكره ابن القيم رحمه الله تعالى في تهذيب السنن (۱۳۷/۵): "فمن محاسن الشريعة الكاملة الحكمية منع المشتري مع التصرف فيه حتى يتم استيلاؤه عليه، وينقطع عن البائع وينفطم عنه، فلا يطمع في الفسخ والإمتناع الإقباض، إذا رأى المشتري قد ربح فيه، ويغره الربح وربما أفضي إلى التحيل على الفسخ، ولو ظلماً، وهذا من المصالح التي لا يهملها الشارع، حتى إن من لا خبرة له من التجارة بالشرع يتحري ذلك ويقصده، لما في ظنه من المصلحة، وسد باب المفسدة".

قال العبد الضعيف عفا الله عنه: وقد ظهرت في زماننا حكمة أخرى لهذا الحكم، وهي أن البيع قبل القبض في زماننا يحدث غلاء في السوق، وكثيراً ما يفعله تجار زماننا في التجارة الدولية، فنشاهد اليوم أن الباخرة تجري بالبضائع من اليابان مثلاً، فيبيعه الي الذى يصدره إلى غيره، ثم هو إلى ثان، والثاني إلى ثالث، وهكذا، فتجري على البضاعة الواحدة بياعات ربما تجاوز عشرة، وكل ذلك قبل وصول الباخرة إلى الميناء، وينتج ذلك أن البضاعة التي كانت قيمتها بضع ربيات في اليابان، لا تصل إلى سوق بلادنا إلا بعد ما تصير قيمته مائة أو أكثر؛ لأن كل تاجر يشتريها قبل الوصول يبيعها بربح إلى غيره، وتصير الأرباح كلها بأيدي تجرة معدودين، ويصير الغلاء نصيب العامة. =

❶ جب خریدار مبیع (خریدی ہوئی چیز) پر قبضہ کر لیتا ہے تو پھر اس میں بائع (سیلر) کی جانب سے تصرف کرنے کا امکان ختم ہو جاتا ہے، ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ فروخت کرنے کے بعد بائع کو زیادہ قیمت دینے والا کوئی اور گاہک مل جائے تو وہ خریدار کو مبیع پر قبضہ نہ دے اور بیع فسخ کر دے۔ (١)

❷ موجودہ زمانہ میں قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنے کی وجہ سے سٹے کو فروغ ملتا ہے، اور اجناس اور دیگر ضروری اشیاء کی قیمت کئی گناہ زیادہ ہو جاتی ہے جس سے استعمال کرنے والے صارفین کا استحصال ہوتا ہے۔ (٢)

❸ اسٹاک ایکسچینجوں (Stock Exchanges) میں روزانہ اربوں روپے کا سٹے کا کاروبار ہوتا ہے، سٹے میں صرف کاغذات اور ٹیلی فون پر سودا ہوتا ہے، عملی طور پر فروخت نہیں ہوتی اور مبیع پر قبضہ بھی نہیں ہوتا اور آگے فروخت کر دیا جاتا ہے اس لئے یہ کاروبار بھی درست نہیں۔ (٣)

❹ قبضہ سے پہلے بیع کرنے کی صورت میں ایک شخص کسی سے کوئی چیز دس روپے میں خریدتا ہے اور اس چیز پر قبضہ کرنے سے پہلے اسی چیز کو پندرہ روپے میں کسی اور شخص کو فروخت کر دیتا ہے حالانکہ وہ چیز ابھی تک بائع کے پاس ہے، تو یہ ایسا ہے کہ اس نے دس روپے کو پندرہ روپے میں فروخت کر دیا ہے اور یہ سود کے حکم میں ہے۔ (٤)

= قوله: "ألا تراهم يتبايعون بالذهب الخ" بيان لسبب النهي عن البيع قبل القبض، وحاصله أن البيع قبل القبض يتضمن بيع الذهب بالذهب متفاضلاً وذلك أن الرجل إذا اشترى طعاماً بمائة دينار مثلاً، ودفعها للبائع ولم يقبض منه الطعام، ثم باع الطعام لآخر بمائة وعشرين ديناراً وقبضها، والطعام في يد البائع، فكأنه باع مائة دينار بمائة وعشرين ديناراً، لأنه أدي إلى البائع الأول مائة دينار، ولم يأخذ الطعام في عوضه، بل أخذ مائة وعشرين ديناراً من المشتري الثاني عوضا عما أدي إلى البائع الأول، (تكمله فتح الملهم: (١/ ٣٥٣، ٣٥٤) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

❷ فتح الباری: (٤/ ٣٤٩) كتاب البيوع، باب بيع الطعام قبل أن يقبض، ط: دار المعرفة.

(١، ٢، ٣، ٤) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ٢، على الصفحة السابقة۔

قبضہ سے مراد

قبضہ سے مراد یہ ہے کہ جو چیز خریدی جائے، تو خریدار اور اس چیز کے درمیان تخلیہ ہو جائے یعنی خریدار کو فروخت کرنے والے کی طرف سے حقیقی طور پر اتنا اختیار مل جائے کہ خریدار کسی رکاوٹ کے بغیر اس چیز کو استعمال کر سکے، ورنہ قبضہ ثابت نہیں ہوگا، اور خریدار کے لئے آگے اس مال کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

قبضہ کا حکم

"مبیع پر قبضہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۶)

قبضہ کرنے کے بعد زائد قیمت پر فروخت کرنا

منقولی چیزوں کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ قبضہ کرنے کے بعد بائع اور مشتری کے درمیان جو بھی قیمت مقرر ہو جائے گی اس پر فروخت کرنا جائز ہوگا۔

مثلاً ایک آدمی نے ایک گاڑی ایک لاکھ روپے میں خریدنے کے بعد قبضہ کر کے دوسرے آدمی کو دو لاکھ میں فروخت کر دی، پھر دوسرے آدمی نے گاڑی پر قبضہ کرنے کے بعد تیسرے آدمی کو ڈھائی لاکھ روپے میں فروخت کر دی، پھر تیسرے آدمی نے گاڑی پر قبضہ کرنے کے بعد چوتھے آدمی کو تین لاکھ روپے میں

---

(۱) فالتسليم والقبض عندنا هو التخلية والتخلي وهو أن يخلي البائع بين المبيع وبين المشتري برفع الحائل بينهما على وجه يتمكن المشتري من التصرف فيه، فيجعل البائع مسلما للمبيع والمشتري قابضاله۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۵۶۱/۴، ۵۶۲)، كتاب البيوع، مطلب فيما يكون قبضا للمبيع، ومطلب في شروط التخلية، ط: سعيد۔

البحر الرائق، (۳۰۸/۵، ۳۰۷)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

فروخت کردی، تو یہ تمام سودے درست ہیں۔(۱)

قبضہ کی تعریف

سودا ہونے کے بعد چیز پر قبضہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ بائع خریدار کے ہاتھ میں چیز دیدے یا چیز کو خریدار کے تصرف میں اس طرح دیدے کہ خریدار اسے کسی رکاوٹ کے بغیر اٹھا سکے اور ساتھ میں بائع یہ بھی کہہ دے کہ یہ چیز لے لو۔(۲)

قبضہ کی حقیقت

منقولی اشیاء خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے آگے کسی اور کو فروخت کرنا منع ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کی رو سے نفع ہمیشہ ذمہ داری اور ضمان کا معاوضہ ہوتا ہے، جو آدمی ذمہ داری اور ضمان (Risk) برداشت کرتا ہے وہ نفع بھی کما سکتا ہے، اور جو آدمی ضمان اور نقصان کی ذمہ داری نہیں اٹھاتا وہ نفع بھی نہیں لے سکتا، اسی کو حدیث شریف میں "ربح مالم یضمن" کہا گیا ہے، مثلاً زید نے عمرو سے گاڑی

---

(۱) وأما مفهومه لغة وشرعاً فقال فخر الاسلام: البيع لغة: مبادلة المال بالمال وكذا في الشرع لكن زيد فيه قيد التراضي۔ (فتح القدير: (۲۴۹/۶)، كتاب البيوع، ط: رشيديه)

البيع مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (كفاية شرح الهداية، على ذيل فتح القدير: (۴۹/۵) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۴/۱)، المادة: ۱۰۵، البيوع، المقدمة في الاصطلاحات الفقهية المتعلقة بالبيوع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

انظر الحاشية السابقة تحت العنوان "قبضہ سے پہلے فروخت کرنا" أيضاً۔

(۲) فالتسليم والقبض عندنا هو التخلية والتخلي وهو أن يخلي البائع بين المبيع وبين المشتري برفع الحائل بينهما على وجه يتمكن المشتري من التصرف فيه، فيجعل البائع مسلماً للمبيع والمشتري قابضاً له۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۵۶۱/۴، ۵۶۲)، كتاب البيوع، مطلب فيما يكون قبضاً للمبيع، ومطلب في شروط التخلية، ط: سعيد۔

البحر الرائق، (۳۰۷/۵، ۳۰۸)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

خریدی اور ابھی تک اس پر قبضہ نہیں کیا تو گاڑی عمرو کے ضمان میں ہے، اس دوران اگر وہ گاڑی ہلاک ہوجائے تو عمرو کا نقصان ہوگا، چونکہ گاڑی زید کے ضمان میں نہیں آئی اور وہ کوئی ذمہ داری برداشت نہیں کررہا، لہٰذا زید اس گاڑی کو بیچ کر نفع بھی نہیں کما سکتا، ہاں اگر زید نے اس پر قبضہ کرلیا تو ہلاک ہونے کی صورت میں زید کا نقصان ہوگا، اس لئے زید اس کو فروخت کرکے نفع بھی حاصل کرسکتا ہے۔[۱]

قبضہ کی ہوئی زمین خریدنا

اگر کسی نے کسی زمین کو اپنی کاشت اور کرایہ کے طور پر ایک لمبے عرصہ تک اپنے تصرف اور قبضہ میں رکھا، پھر عدالت میں جا کر اپنی ملکیت کا دعویٰ دائر کیا، اور عدالت نے بھی لمبے عرصے تک قبضہ اور تصرف میں رہنے کی وجہ سے قابض کی ملکیت کو تسلیم کیا اور اس کے حق میں فیصلہ دیدیا، اور اصل مالک کی ملکیت کو باطل قرار دیا، تو شرعاً یہ قابض اس زمین کا مالک نہیں ہوگا۔[۲] اس کے لئے اس زمین پر قبضہ برقرار

---

(۱) وعنه (أي عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لايحل سلف وبيع، ولا شرطان في بيع، ولا ربح مالم يضمن، ولا بيع ماليس عندك. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

🗀 ولا ربح مالم يضمن) يريد به الربح الحاصل من بيع ما اشتراه قبل أن يقبضه وينتقل من ضمان البائع إلى ضمانه فإن بيعه فاسد. في شرح السنة: قيل معناه: إن الربح في كل شيء إنما يحل إن لو كان الخسران عليه، فإن لم يكن الخسران عليه كالبيع قبل القبض إذا تلف فإن ضمانه على البائع، ولا يحل للمشتري أن يسترد منافعه التي انتفع بها البائع قبل القبض؛ لأن المبيع لم يدخل بالقبض في ضمان المشتري، فلايحل له ربح المبيع قبل القبض. (مرقاة المفاتيح: (۶/۷۹) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

🗀 شرح السنة للبغوي: (۸/۱۴۴) كتاب البيوع، باب النهي عن بيعتين في بيعة وعن بيع وسلف، ط: المكتب الإسلامي.

(۲) ويشترط لنفاذ البيع أن يكون البائع مالكا للمبيع أو وكيلا لمالكه، أو وصيه، وأن لايكون في المبيع حق آخر. (شرح المجلة لسليم رستم باز (۱/۱۶۲) المادة (۳۶۵) ط: البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الأول في أنواع البيع، ط: فاروقيه كوئٹه)=

رکھنا اور اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور لوگوں کے لئے جان بوجھ کر ایسی زمین خریدنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

ہاں اگر اصل مالک کو راضی کر لیا جائے اور وہ عوض لے کر یا بلا عوض قابض کو مالک بنادے پھر قابض کے لئے فروخت کرنا اور لوگوں کے لئے خریدنا جائز ہوگا۔ (۲)

= وأن يكون ملک البائع فيما يبيعه لنفسه، فلاينعقد بيع الكلاء، ولو في أرض مملوكة له، ولا بيع ما ليس مملوكا وإن ملكه بعده۔ (الهندية: (۲/۳، ۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۲۳۳/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه۔و: (۲۵۹/۵)، ط: سعيد۔

(۱) الحرمة تتعدد مع العلم بها الا في حق الوارث، قال المحقق الشامي: ثم اعلم أنه ذكر في شرح السير الكبير في الباب الثاني والستين بعد المائة أنه وإن لم يرده يكره للمسلمين شراءه؛ لأنه ملک خبيث۔ (الدر مع الرد: (۹۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب البيع الفاسد لا يطيب له... ومطلب الحرمة تتعدد، ط: سعيد)

لم يحل لمسلم أن يشتري شيئا يعلم انه مغصوب أو مسروق، أو ماخوذ من صاحب بغير حق؛ لأنه إذا فعل يعين الغاصب أو السارق أو المتعدي على غصبه و سرقته وعداوته، قال رسول الله ﷺ: من اشترى سرقة (أي: مسروقا) وهو يعلم أنها سرقة، فقد اشترک في المها وعارها۔ (الحلال والحرام في الإسلام، ليوسف القرضاوي: (ص: ۲۱۸، ۲۱۹) الفصل الرابع في المعاملات، ط: مكتب وهبة القاهرة)

فمن علمت أنه سرق مالا، أو خانه في أمانته أو غصبه... لم يجز لي أن آخذ منه، لا بطريق الهبة، ولا بطريق المعاوضة، ولا وفاء عن أجرة، ولا ثمن مبيع، ولا وفاء عن قرض۔ (مجموعة الفتاوى لابن تيمية: (۱۷۸/۱۵) البيع، قواعد جامعة أصول في التحريم والتحليل، ط: مكتبة العبيكان) و: (۲۹/ ۳۱۵) ط: دار الوفاء۔

(۲) (قوله: الحرام ينتقل) أي من ذمة إلى ذمة، وبه يعلم حرمة شراء المنهوب وطعام الغصب ولو استهلكه بطبخه، الا أن يؤدي قيمته أو يضمنها أو يسامح منها۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۸۲/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة بيروت) و ط: رشيديه۔

ولو غصب من آخر عصفرا وصبغ به ثوبا أو غصب سمنا و لت به سويقا لم يسعه أن ينتفع به حتى يرضى صاحبه كذا في المحيط۔ (الهندية: (۱۳۱/۵) كتاب الغصب، الباب الثامن في تملک الغاصب المغصوب والانتفاع به، ط: رشيديه)

(ولا يحل انتفاعه به) لأنه ملک خبيث (قبل أداء الضمان) حقيقة أو حكما، إذ المراد رضى المالک بأداء، أو إبراء أو تضمين قاض۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۸۵/۳) كتاب الغصب، ط: مكتبة غفاية كوئته)

قبضے کے بعد مصنوع کا ضمان

١٥٦ جب آرڈر دینے والا ایک مرتبہ آرڈر پر تیار ہونے والی چیز پر قبضہ کر لے، چاہے قبضہ حقیقی ہو یا حکمی (قبضہ حکمی یہ ہے کہ بائع اور مشتری کے درمیان تخلیہ کرے) تو اس کے بعد وہ مصنوع چیز آرڈر دینے والے کے ضمان میں داخل ہوجاتی ہے، چنانچہ قبضے کے بعد اس میں ہونے والے نقصان کی ذمہ داری آرڈر دینے والے پر عائد ہوگی، اور آرڈر پر مال بنانے والا بری الذمہ ہوگا۔ (١)

قبضہ کے لئے اتنا کافی ہے

خریدے ہوئے مال پر قبضہ کرنے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ اس چیز کو خریدار بائع (سیلر) سے لے کر اپنی جگہ پر لے آئے، بلکہ اتنا بھی کافی ہے کہ بائع کے گودام میں یا دکان پر چلا جائے، اور بائع اس کے لئے سامان علیحدہ کر کے اس کو کہہ دے کہ یہ تمہارا سامان ہے اٹھالو، یہ قبضہ ہوگیا، پھر چاہے خریدار وہیں بائع کے گودام میں امانت کے طور پر رہنے دے، اسی طرح اگر خریدار خود نہ جائے اپنے وکیل اور ملازم کو بھیج دے، اور بائع اس کے سامنے سامان الگ کر کے رکھ دے اور اس کو کہہ دے کہ یہ تمہارا ہے اس کو اٹھالو، تو اس سے بھی خریدار کا قبضہ ثابت ہوجاتا ہے، اسی سے یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اگر خریدار کسی دوسرے شہر سے سامان منگوا رہا ہے اور وہ ٹرانسپورٹر کو اپنا وکیل بنادے تو ٹرانسپورٹر کا قبضہ خریدار کا قبضہ قرار پائے گا، لیکن اس صورت میں اگر سفر کے دوران سامان ہلاک وضائع ہوگیا تو خریدار اس کا

---

(١) اذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشتري ولا شيء على البائع۔ (درر الحكام الى مجلة الاحكام: (٢٧٨/١)، المادة: ٢٩٣، البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: دار عالم الكتب۔

شرح المجلة لرستم باز: (١٢١/١)، المادة: ٢٩٣، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسي: (٢٢٥/٢)، المادة: ٢٩٣، أيضاً، ط: رشيديه۔

ذمہ دار ہوگا۔ (۱)

قبضہ مشتری سے پہلے بائع نے فروخت کیا

اگر سودا ہونے کے بعد خریدار کے قبضہ سے پہلے بائع نے فروخت کی ہوئی چیز کو خود استعمال کرلیا یا گروی رکھ دیا یا کرایہ پر دیدیا یا امانت رکھوادی، اور خریدار نے اس کی اجازت نہیں دی، پھر وہ چیز ضائع ہوگئی تو بائع اور خریدار کے درمیان جو سودا ہوا تھا وہ ختم ہوجائے گا اور خریدار بائع سے یا کسی دوسرے سے کوئی تاوان بھی وصول نہیں کریگا، ہاں اگر مشتری (خریدار) نے بائع کو قیمت ادا کردی تھی تو وہ رقم واپس کردینا بائع پر لازم ہوگا۔ (۲)

قبضہ معنوی

"قبضہ حسی یا معنوی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۴/۵)

(۱) أما اذا سلم البائع المبيع الى شخص أمر المشترى بتسليمه اليه فقد حصل القبض. كما لو سلم البائع المبيع الى المشترى نفسه، فاذا أمر المشترى البائع قبل القبض بتسليم المبيع الى شخص معين وسلم البائع المبيع الى ذلك الشخص يكون المشترى قد قبض المبيع... تسليم المبيع يحصل بالتخلية وهو أن يأذن البائع للمشترى بقبض المبيع مع عدم وجود مانع من تسليم المشترى اياه... متى حصل تسليم المبيع صار المشترى قابضاً له۔ (درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۲۳۹/۱، ۲۵۱)، المادة: ۲۶۲، ۲۶۳، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: فى بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دارعالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

☜ شرح المجلة للاتاسى: (۱۹۱/۲)، المادة: ۲۶۳، ۲۶۲، أيضاً، ط: رشيديه۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۹/۱، ۱۱۰)، المادة: ۲۶۳، ۲۶۲، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) المبيع اذا هلك فى يد البائع قبل أن يقبضه المشترى يكون فى مال البائع ولا شىء على المشترى... بل ينفسخ البيع ويعود الضرر والخسارة على البائع... (درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۲۷۵/۱)، المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: فى بيان المواد على هلاك المبيع، ط: دارعالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۰/۱)، المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

☜ شرح المجلة للاتاسى: (۲۲۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط: رشيديه۔

قبضہ میں آنے کے بعد فروخت کرنا

"ضمان میں آنے کے بعد فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۰/۴)

قبضہ میں سامان لینے سے پہلے بیچنا

"سامان قبضے میں لینے سے پہلے بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۷/۴)

قبضہ میں لینے سے پہلے مصنوع کی بیع

"مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۷/۶)

قبضہ ناجائز

"اگر کسی کے پلاٹ، مکان، دکان اور آفس پر کسی نے ناجائز قبضہ کررکھا ہے تو اس کو ناجائز قابض سے واگزار کرانے سے پہلے کسی کو بیچنا درست نہیں کیونکہ اس صورت میں سپردگی ممکن نہیں ہاں اگر غصب شدہ پلاٹ یا مکان یا دکان وغیرہ غاصب کو ہی فروخت کیا جائے یا کسی ایسے شخص کو فروخت کیا جائے جو غاصب سے قبضہ لینے کی طاقت رکھتا ہو، تو ایسی صورت میں بیع جائز ہے کیونکہ سپردگی ممکن ہے، تاہم اگر قبضہ نہیں لے سکا تو خریدار کو بیع منسوخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

---

(۱) فان باعه من غاصبه، او قادر علی اخذه صح لعدم الغرر. فان عجز بعد فله الفسخ (الروض المربع: (۳۹/۱) کتاب البیع، ط: مؤسسة الرسالة.

بیع المغصوب: إذا باع المغصوب منه المال المغصوب من غیر الغاصب کان ذلك البیع موقوفاً، فإذا أقر الغاصب بالغصب، أو کان للمغصوب منه بینة کان البیع لازماً وإذا لم یکن لدیه بینة وتلف المبیع قبل التسلیم فالبیع منفسخ. (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۴۰۲/۱) شرح المادة: ۳۷۷، کتاب البیوع، عدم انفساخ البیع في احدی عشرة صورة، ط: دار عالم الکتب)

الدر المختار مع الرد: (۱۱۲/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب في بیع المرهون والمستاجر، ط: سعید)

قبضہ ناجائز ہے

"قانونی قبضہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۵/۵)

قبضہ ہوگیا

جس زمین، یا مکان، یا دکان پر کوئی دوسرا قوت والا شخص قابض ہو، اور مالک کے پاس اس کو بے دخل کرنے کی قدرت بھی نہ ہوتو اس حالت میں زمین یا مکان یا دکان کی فروخت بھی صحیح نہیں ہے، پہلے اس کو خالی کروائے، پھر اس کو فروخت کرے۔ (۱)

قبضہ ہونے کے بعد زمین فروخت کرنا

"زمین پر قبضہ ہوگیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۶/۴)

قبلہ

قبلہ کی طرف پیشاب، پاخانہ کرنا، پاؤں پھیلانا، یا تھوکنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ عام حالات میں قبلہ کی طرف پشت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۲)

---

(۱) وأما شرائط المعقود عليه... وأن يكون مقدور التسليم... وقدنا وأن يكون مقدور التسليم فلم ينعقد بيع معجوز التسليم عند البائع... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵، ۲۶۰)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

☐ شرح المجلة للاتاسي: (۸۷/۲)، المادة: ۱۹۸، الباب الثاني، الفصل الأول: في حق شروط المبيع وأوصافه، ط: رشيديه۔

☐ يلزم أن يكون المبيع مقدور التسليم فبيع غير مقدور التسليم باطل... باع عقاراً ملكه لكن في يد آخر، الفتوى على أنه لا يصح عملاً بقول محمد، لأنه لا يقدر على تسليمه. (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱)، المادة: ۱۹۸، أيضاً، ط: فاروقيه كوئته۔

(۲) (ويكره) تحريماً (استقبال القبلة بالفرج) ولو (في الخلاء) بالمدبيت التغوط، وكذا استدبارها في الأصح... كما كره (مد رجليه في نوم أو غيره إليها) أي عمداً، لأنه إساءة أدب... (قوله: استقبال القبلة بالفرج)... وتقدم هناك أن المكروه الاستقبال أو الاستدبار لأجل بول أو غائط. (الدر مع الرد: (۶۵۵/۱) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب في أحكام المسجد، ط: سعيد۔

قبول

١٦٠ قبول (Acceptance) پیش کش کرنے کے بعد دوسرے شخص کی رضامندی کو قبول کہتے ہیں۔

اور قبول کی صورت یہ ہے کہ جس شخص کو ایجاب ہوا ہے، وہی شخص اس ایجاب پر اپنی رضامندی کا اظہار کرے۔(١)

قبول ایجاب کے مطابق ہونا ضروری ہے

بیع مکمل ہونے کے لئے مشتری کا قبول بائع کے ایجاب کے مطابق ہونا ضروری ہے، ورنہ بیع منعقد نہیں ہوگی، یعنی بائع جتنے میں مال فروخت کرنا چاہتا ہے، اتنے میں ہی قبول کرنے سے بیع منعقد ہوگی، اور اگر مشتری اس سے کم میں لینا چاہے توبائع کی رضامندی پر موقوف ہوگی، اور اگر وہ اجازت دے گا یا راضی ہوجائیگا تو بیع صحیح ہوگی ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر بائع نے پچاس روپے میں ایک کلو پیاز کہا ہے تو مشتری کے لئے بھی پچاس روپے میں ایک کلو پیاز قبول کرنا لازم ہوگا، اگر پچاس روپے

= حاشیہ الطحطاوی علی المراقی: (ص: ٥٢)، کتاب الطہارۃ، فصل فیما یجوز بہ الاستنجاء، ط: قدیمی۔

حاشیہ الطحطاوی علی الدر: (١/٢٧٦)، کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ و ما یکرہ فیہا، ط: رشیدیہ۔

(١) الایجاب والقبول فی البیع عبارۃ عن کل لفظین مستعملین لانشاء البیع فی عرف البلدۃ... وأی لفظ من ھذین ذکر أولا فھو ایجاب والثانی قبول... (شرح المجلۃ لرستم باز: (١/٦٢، ٦٣)، المادۃ: ١٦٨، ١٦٩، البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

فالایجاب ھو ما یذکر أولا من کلام أحد المتعاقدین والقبول ما یذکر ثانیا من الآخر سواء کان بعت أو اشتریت الدال علی التراضی: (الدر مع الرد: (٤/٥٠٦)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

البحر الرائق: (٥/٢٦٢، ٢٦٣)، کتاب البیع، ط: سعید۔

میں ایک کلو سے زیادہ پیاز مانگے تو بائع کا اس پر راضی ہونا لازم ہوگا، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

قحط سے نجات

اگر دنیا میں آزادانہ طور پر تجارت ہو، اندرونی اور بیرونی تجارت کی تمام پابندیاں ختم ہوجائیں، کوٹہ سسٹم، تجارتی محصول، محصول چنگیاں، تجارتی ٹیکس وغیرہ نہ ہو، اور مختلف ممالک کی ضرورت سے زائد اشیاء دوسرے ممالک میں لاکر فروخت کی جائیں تو دنیا میں قحط اور قلت کی شکایت پیدا نہیں ہوگی۔ (۲)

قدیم عیب پر اطلاع ہوئی

اگر قدیم عیب پر مطلع ہونے سے پہلے خریدار نے کوئی ایسا کام کردیا جس کی وجہ سے چیز کو واپس کرنا منع ہوگیا، اس کے بعد قدیم عیب پر اطلاع ہوئی تو

---

(۱) إذا أوجب أحد المتعاقدين بيع شيئ بشيئ يلزم لصحة العقد قبول العاقد الآخر على الوجه المطابق للإيجاب، وليس له تبعيض الثمن أو المثمن و تفريقهما۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/ ٦٦)، المادة(۱۷۷) الباب الأول، الفصل الثانى فى بيان لزوم موافقة القبول والإيجاب، ط: فاروقيه كوئٹه)

☜ شرح المجلة للاتاسى: (۲/ ۴۴)، المادة: ۱۷۷، أيضاً، ط: رشيديه۔

☜ درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۱/ ۱۴۷)، المادة: ۱۷۷، أيضاً، ط: دارعالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

(۲) عن جابر رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا بيع حاضر لباد، دعوا الناس يرزق الله بعضهم من بعض۔ رواه مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۷) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمى۔

☜ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا تلقوا الركبان لبيع ولا يبيع بعضكم على بيع بعض ولا يسم الرجل على سوم أخيه ولا تناجشوا ولا يبع حاضر لباد" أقول أما تلقى الركبان... وهذا مظنة ضرر بالبائع لأنه ان نزل بالسوق كان أغلى له... وضرر بالعامة لأنه توجد فى تلك التجارة حق أهل البلد جميعا والمصلحة المدنية تقتضى أن يقدم الأحوج فالأحوج... (حجة الله البالغة: (۲/ ۱۱۰)، مبحث فى البيوع المنهى عنها، ط: مير محمد كتبخانه۔

خریدار قیمت میں سے اتنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کرسکتا ہے، جو عیب کی وجہ سے کم ہوسکتی ہے۔(۱)

قرآن کریم کی خرید وفروخت

قرآن کریم کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ اس کی ضرورت پیش آتی ہے، اور رقم حلال ہے۔(۲)

قربانی کا گوشت

قربانی کا گوشت اور کھال فروخت کرنا جائز نہیں ہے خواہ قربانی واجب ہو یا نفل دونوں کا حکم ایک ہے، اور عقیقہ کے گوشت کا بھی حکم یہی ہے۔

کیونکہ قربانی اور عقیقہ دونوں میں اللہ تعالیٰ کا تقرب مقصود ہوتا ہے، اور جس چیز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے اس کو فروخت کرنا جائز

---

(۱) لو حدث في المبيع عيب عند المشتري ثم ظهر فيه عيب قديم فليس للمشتري أن يرده بالعيب القديم بل له المطالبة بنقصان الثمن فقط۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۳۱۱/۲)، المادة: ۳۴۵، البيوع، الباب السادس، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه۔

🗀 شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۰/۱)، المادة: ۳۴۵، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

🗀 درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۳۵۲/۱)، المادة: ۳۴۵، أيضاً، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

(۲) في شرح السنة: في الحديث دليل على جواز الرقية بالقرآن وبذكر الله وأخذ الأجرة عليه، لأن القراءة من الأفعال المباحة، وبه تمسك من رخص بيع المصاحف وشراءها وأخذ الأجرة على كتابتها، وبه قال الحسن والشعبي وعكرمة وإليه ذهب سفيان ومالك والشافعي وأصحاب أبي حنيفة رحمهم الله. (مرقاة المفاتيح: (۱۶۲/۶) كتاب البيوع، باب الإجارة، الفصل الأول، ط: رشيديه جديد)

🗀 بيع المصحف دخل المتصل به في البيع. (بدائع الصنائع: (۳۴/۱) كتاب الطهارة، فصل وأما بيان ماينقض الوضوء مبحث مس المصحف، ط: سعيد)

🗀 وفي شرح الملتقي: وجاز بيع المصحف المخرق وشراء آخر بثمنه. (شامي: (۳۵۲/۴) كتاب الوقف، مطلب في شرط واقف الكتب أن لا تعار إلا برهن، ط: سعيد)

نہیں ہوتا۔(۱)

قرض

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرض زمین میں اللہ تعالیٰ کا جھنڈا ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو ذلیل وخوار کرنا چاہے تو اسے اس کی گردن میں رکھ دیتا ہے۔(۲) اس لئے تاجر حضرات کو شدید مجبوری کے بغیر کسی سے قرض نہیں لینا چاہئے، اس طرح اگر شدید مجبوری نہ ہو تو کسی سے ادھار چیز بھی نہیں خریدنی چاہئے، قرض لینا اور ادھار مال خریدنا پسندیدہ نہیں ہے۔

---

(۱) قال: (وله أن ينتفع بجلدها، ولا يجوز أن يبيعه، ولا شيأ منها) وجملة ذلك أنه لايجوز بيع شئ من الأضحية، لا لحمها ولا جلدها، واجبة كانت أو تطوعاً: لأنها تعينت بالذبح. قال أحمد: لا يبيعها ولا يبيع شيأ منها. وقال: سبحان الله، كيف يبيعها، وقد جعلها لله تبارك وتعالى. (المغني لابن قدامة: (۲۸۳/۱۳) كتاب الأضاحي، رقم المسألة: ۱۷٦۱، ط: دار عالم الكتب)

□ الشرح الكبير على متن المقنع: (۵٦۸/۳) كتاب المناسك، باب الهدى والأضاحي، ط: دار الكتاب العربي.

□ وأما حكم لحمها وجلدها وسائر أجزائها فحكم لحم الضحايا في الأكل والصدقة ومنع البيع۔ (بداية المجتهد: (۳۴۰/۱)، كتاب العقيقة، ط: فاران اكيڈمی، لاہور)۔

□ (قوله: وامتناع بيعها) فلا يبيع منها شيئا حتى جلدها۔ (حاشية الباجوري: (۳۰۳/۲)، كتاب أحكام الصيد والذبائح والضحايا والأطعمة، فصل في أحكام العقيقة، ط: دار إحياء الكتب العربية)۔

□ ولا يعطى أجر الجزار منها) لأنه كبيع۔

(قوله: لأنه كبيع) لأن كلا منهما معاوضة، لأنه إنما يعطي الجزار بمقابلة جزره والبيع مكروه فكذا ما في معناه. (الدر المختار مع الرد: (۳۲۸/٦)، كتاب الأضحية، ط: سعيد)۔

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما، قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الدين راية الله في الارض، فإذا أراد ان يذل عبداً وضعها في عنقه. رواه الحاكم. (الترغيب والترهيب (۴۵۷/۲) رقم الحديث: ۲۷٦۰، كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء ط: دار الكتب العلمية)

□ المستدرك للحاكم: (۲٤/۲) كتب البيوع، الدين راية الله في الأرض... الخ، ط: دار المعرفة.

□ كنز العمال: (۲۳٦/۲) رقم الحديث: ۱۵۴۷۸، حرف الدال، الكتاب الثاني، كتاب الدين والسلم من قسم الأقوال، الباب الثاني: في الترهيب عن استقراض، ط: مؤسسة الرسالة.

قرض ادا کرنے کا عجیب واقعہ

"قرض ادا کرنے کی نیت ہوتو اللہ کی مدد ہوتی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرض ادا کرنے کی نیت ہوتو اللہ کی مدد ہوتی ہے

عام حالات میں قرض لینے سے بچنا چاہئے تاہم اگر کاروبار کے دوران قرض لینے کی شدید ضرورت ہوتو قرض لینا جائز ہے، لیکن قرض لیتے وقت اگر ادا کرنے کی نیت بھی ہوتو، اللہ کی مدد ہوتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہوجاتا ہے، اور اللہ کی مدد کے بغیر دنیا اور آخرت میں کامیاب ہونا ممکن نہیں ہے۔

بخاری شریف میں ایک عجیب واقعہ مذکور ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں سے ایک شخص نے دوسرے آدمی سے ایک ہزار اشرفیاں قرض مانگیں، اس نے کہا گواہ لاؤ تاکہ میں ان کے سامنے تمہیں ادائیگی کروں قرض لینے والے نے کہا "اللہ ہی کافی گواہ ہے" پھر قرض دینے والے نے کہا، اچھا ضمانت دو، اس نے کہا، "اللہ کی ضمانت ہی کافی ہے"، قرض دینے والا کہنے لگا بات تو تم نے ٹھیک ہی کی ہے، اور یہ کہہ کر وہ ہزار اشرفیاں اس کے حوالہ کردیں۔

قرض لینے والا اصل میں تاجر تھا جو بیرونی ممالک سے مال درآمد، برآمد کرتا تھا، اس نے سمندری سفر اختیار کیا، پھر اپنا کام پورا کرکے جہاز پر سوار ہوکر اپنے وعدہ کے مطابق پہنچ کر قرض ادا کرنے کا ارادہ کیا، لیکن اسے کوئی جہاز نہیں ملا، آخر مایوس ہوکر اس نے ایک لکڑی خریدی، اور اس میں ہزار اشرفیاں اور ایک خط رکھ کر اس کا منہ بند کردیا، اور سمندر کے کنارے چلا آیا، اور کہنے لگا، یا اللہ! تو جانتا ہے میں نے فلاں شخص سے ہزار اشرفیاں قرض لی تھیں، اور جب اس نے ضمان طلب کی تو میں نے کہا کہ اللہ کی ضمانت کافی ہے اور وہ اس پر مطمئن ہوگیا تھا، اس نے مجھ سے گواہ

بھی مانگے، جس کے جواب میں میں نے کہا تھا کہ اللہ ہی کافی گواہ ہے، اس نے یہ بات بھی مان لی تھی، اب میں نے بہت کوشش کی کہ کوئی جہاز ملے تو جا کر بروقت اس کے قرض کی ادائیگی کر دوں، لیکن جہاز نہیں مل رہا اب میں یہ مال تیرے سپرد کر رہا ہوں، کیونکہ تو ہی ضامن ہے اور تو ہی اسے پہنچانے والا ہے، یہ کہہ کر اس نے وہ لکڑی سمندر میں ڈال دی، لکڑی ڈوب گئی اور وہ واپس لوٹ آیا۔

اب جس شخص نے قرض لینا تھا اسے بھی معینہ تاریخ کا انتظار تھا، اور وہ فکر مند بھی تھا کہ نہ کوئی ضامن نہ کوئی گواہ صرف اللہ پر توکل کر کے اتنی بڑی رقم قرض کے طور پر دے دی تھی، وہ اس خیال سے سمندر کے ساحل پر چلا گیا کہ شاید کوئی جہاز آجائے اور اس سے مقروض آدمی بھی اترے، اور اس کی رقم اسے وصول ہو جائے اتنے میں ایک لکڑی دکھائی دی جسے جلانے کے لئے اس نے اٹھالیا، جب گھر جا کر اسے چیر پھاڑ کیا تو اس میں سے اشرفیاں بھی نکل آئیں اور خط بھی مل گیا۔

چند دن کے بعد مقروض آدمی بھی واپس آ گیا، اس نے اشرفیاں لکڑی میں رکھ کر سمندر میں ڈال کر صرف اپنے دل کے اضطراب کو دور کیا تھا کہ اللہ کو ضامن اور گواہ بنا کر اللہ کے ہاں میں وعدہ خلاف اور جھوٹا نہ رہوں، ورنہ اسے یہ گمان تک نہ تھا کہ اشرفیاں حقدار کو مل چکی ہیں، کاروبار میں اسے معقول منافع ہوا تھا، اس لئے وہ مزید ایک ہزار اشرفیاں لے کر قرض خواہ کے پاس گیا اور معذرت کرنے لگا کہ اللہ کی قسم مجھے اس سے پہلے جہاز ہی مل نہ سکا تا کہ میں وقت پر پہنچ کر تمہاری رقم ادا کر دوں، اور اب میں وہ رقم لے کر حاضر ہوا ہوں۔

یہ سن کر قرض خواہ نے کہا کہ آپ نے پہلے سے کچھ میرے پاس بھیجا تھا؟ قرضدار کہنے لگا کیوں؟ کیا بات ہے؟ پھر اس نے اشرفیاں لکڑی میں رکھ کر سمندر میں ڈال دینے کا واقعہ بیان کیا، قرض خواہ کہنے لگا، اللہ نے وہ آپ کی بھیجی ہوئی

اشرفیاں مجھے پہنچادیں، اور اللہ ہی ضامن تھا، چنانچہ قرضدار آدمی اپنی اشرفیاں لے کر اطمینان کے ساتھ واپس لوٹ گیا۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص قرض لیتے وقت، وقت پر ادا کرنے کی نیت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی ضرور مدد فرماتا ہے۔

قرض اور اجارہ میں فرق

"اجارہ اور قرض میں فرق" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۷/۱)

"قرض" اور "دین" میں فرق

قرض کا معنی شریعت کی زبان میں یہ ہے کہ کوئی بھی مثلی چیز کسی کو دینا اور یہ شرط لگانا کہ وہ اس جیسی چیز ہی واپس کرے گا۔

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أنه ذكر رجلاً من بني اسرائيل، سأل بعض بني اسرائيل أن يسلفه ألف دينار، فقال: ائتني بالشهداء أشهدهم، فقال: كفى بالله شهيداً، قال: فأتني بالكفيل، قال: كفى بالله كفيلاً، قال: صدقت، فدفعها إليه إلى أجل مسمى، فخرج في البحر فقضى حاجته، ثم التمس مركباً يركبها يقدم عليه للأجل الذي أجله، فلم يجد مركباً، فأخذ خشبة فنقرها، فأدخل فيها ألف دينار وصحيفة منه إلى صاحبه، ثم زجج موضعها، ثم أتى بها إلى البحر، فقال: اللهم إنك تعلم أني كنت تسلفت فلاناً ألف دينار، فسألني كفيلاً، فقلت: كفى بالله كفيلاً، فرضي بك، وسألني شهيداً، فقلت: كفى بالله شهيداً، فرضي بك، وأني جهدت أن أجد مركباً أبعث إليه الذي فلم أقدر، وإني أستودعكها فرمى بها في البحر حتى ولجت فيه، ثم انصرف، وهو في ذلك يلتمس مركباً يخرج إلى بلده، فخرج الرجل الذي كان أسلفه، ينظر لعل مركباً قد جاء بماله، فإذا بالخشبة التي فيها المال، فأخذها لأهله حطباً، فلما نشرها وجد المال والصحيفة، ثم قدم الذي كان أسلفه، فأتى بالألف دينار، فقال: والله مازلت جاهداً في طلب مركب لآتيك بمالك، فما وجدت مركباً قبل الذي أتيت فيه، قال: هل كنت بعثت إلي بشيء؟ قال: أخبرك أني لم أجد مركباً قبل الذي جئت فيه، قال: فإن الله قد أدى عنك الذي بعثت في الخشبة، فانصرف بالألف الدينار راشداً" (صحيح بخاري: (۳۰۶/۲) كتاب الكفالة، باب الكفالة في القرض والديون، ط: قديمي

مسند أحمد (۳۴۸/۲)، رقم الحديث: ۸۵۷۱، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

السنن الكبرى للبيهقي: (۷۶/۶) كتاب الضمان، باب ماجاء في الكفالة ببدن من عليه حق، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

اور قرض کو قرض اس لئے کہا جاتا ہے کہ اگر قرضدار قرض خواہ کا قرض ادا نہ کرتا تو قرض ان کے درمیان تعلقات کو کاٹ دیتا ہے اس لئے عربی زبان کی یہ کہاوت ہے:

"القرض مقراض المحبة"

قرض محبت کو کاٹنے کی قینچی ہے۔

دَین: ہر اس بقایا کو کہا جاتا ہے جو کسی کے ذمہ لازم ہو مثلاً ادھار سودا ہوا ہے تو خریدار کے ذمہ جو ثمن ہے وہ دین ہے۔

دَین اور قرض کے درمیان متعدد اعتبار سے فرق ہے:

❶ قرض صرف مثلی چیزوں میں ہوسکتا ہے قیمی چیزوں میں نہیں ہوسکتا اور "دین" مثلی او قیمی دونوں چیزوں میں ہوسکتا ہے، مثلاً زید نے عمر کا جانور ہلاک کردیا تو جانور کی قیمت زید کے ذمہ "دین" ہے۔

❷ "دین" میں ادھار کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے اس کی پابندی بائع پر ضروری ہے بائع کے لئے اس سے پہلے مطالبہ کرنا جائز نہیں، اور قرض کا مطالبہ وقت سے پہلے کرنا جائز ہے، البتہ اخلاقی اعتبار سے صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں وعدہ کی خلاف ورزی ہے۔

❸ قرض اختیاری عقد ہے اور دین بعض اوقات غیر اختیاری طور پر بھی واجب ہوجاتا ہے۔ (١)

---

(١) الفرق بين القرض والدين: أن القرض أكثر ما يستعمل في العين والورق هو أن تأخذ من مال الرجل درهما لترد عليه بدله درهما، فيبقى دينا عليك إلى أن ترده، فكل قرض دين وليس كل دين قرضا. وذلك أن أثمان ما يشترى بالنسا ديون وليست بقروض، فالقرض يكون من جنس ما اقترض وليس كذلك الدين... قال في القاموس: الدين: ماله أجل، وما لا أجل له فقرض انتهى، وقيل: الدين: كل معاوضة يكون أحد العوضين فيها مؤجلا. وأما القرض: فهو إعطاء الشيء ليستعيد عوضا وقتا آخر من غير تعيين وقت. قلت: ويدل عليه قوله تعالى: "إذا تداينتم بدين إلى أجل مسمى" =

قرض بینک سے لینا

۱۶۸ "بینک سے قرض لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۴۸)

قرض پر نفع لینا

اگر قرضدار وقت پر قرض ادا نہیں کرتا بلکہ ٹال مٹول سے کام لیتا ہے تو قرض خواہ صبر سے کام لے۔ قرض دار سے تاخیر کی وجہ سے مزید رقم کا مطالبہ نہ کرے ورنہ سود ہونے کی وجہ سے زائد رقم حرام ہوگی۔

واضح رہے کہ وقت اور مدت کے مقابلہ میں مقررہ رقم پر بڑھانا اور اضافہ لینا یا کوئی اور مفاد حاصل کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

قرض حسنہ

قرض حسنہ یہ ہے کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کو صرف اللہ کی رضا اور اس کی

= حيث اعتبر الأجل في مفهوم الدين ولم يعتبر ذلك في القرض... هذا وقد يراد من الدين ماثبت في الذمة من مال الآخر، سواء كان مؤجلاً أم لم يكن. (معجم الفروق اللغوية للعسكري: (ص:۴۲۵) حرف القاف، الفرق بين القرض والدين، ط: مؤسسة النشر الإسلامي)

🗀 الاقراض والقرض: هو عقد اختياري. (مجلة البحوث الإسلامية: (۱۳۵/۸) الاعتمادات المستندية ط: الرئاسة العامة لإدارات البحوث والإفتاء والدعوة والإرشاد.)

(۱) عن علی امیر المؤمنین مرفوعاً: كل قرض جر نفعاً فهو ربا. (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴) كتاب الحوالة باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

🗀 كل قرض جر نفعاً، حرام۔ (شامي: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)

🗀 أنه معلوم أن ربا الجاهلية إنما كان قرضا مؤجلاً بزيادة مشروطة فكانت الزيادة بدلاً من الأجل فأبطله الله تعالى وحرمه. وقال: "وإن تبتم فلكم رؤس أموالكم"، وقال تعالى: "وذروا ما بقي من الربا" حظر أن يؤخذ للأجل عوض. (احكام القرآن للجصاص: ۱۸۶/۲) سورة البقرة، ومن أبواب الربا الذي تضمنت الآية تحريمه، ط: دار احياء التراث العربي)

ضرورت پوری کرنے کے لئے قرض دے، اس پر اضافہ لینے کی شرط نہ ہو۔[1]

قرض خواہ کا پتہ معلوم نہیں

"قرض دینے والا لاپتہ ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۶/۵)

قرض خواہ کا راضی کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے کچھ کھجوریں قرض لیں، پھر وہ دیہاتی اپنا قرض مانگنے آیا، اور اس بارے میں بہت سختی کی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اگر آپ نے مجھے میرا قرض نہیں دیا تو آپ کے خلاف خروج کروں گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو ڈانٹا، مگر اس نے کہا میں اپنا حق مانگتا ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ حق بات کر رہا ہے تم لوگ میرا ساتھ کیوں دیتے ہو؟ صاحب حق کا ساتھ کیوں نہیں دیتے؟ پھر اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اسے کھجوریں دے دیں، میں بعد میں آپ کو دے دوں گا، مگر ان کے پاس جو کھجور تھی وہ دیہاتی کی کھجوروں سے کم درجہ کی تھیں، اس نے لینے سے انکار کر دیا، صحابی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تو اسے اللہ کے رسول سے قبول نہیں کرتا اور واپس لوٹاتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا عادل، اور دوسرے کے حق کا خیال رکھنے والا کون ہو سکتا ہے؟ میں اپنا حق مانگتا ہوں، یہ بات سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا یہ سچ کہہ رہا ہے۔ میں بھی حق اور عدل وانصاف نہ

---

(۱) القرض الحسن الذي يقصد منه إعانتك... ثم تسترد منك المبلغ من دون زيادة فلا بأس بذلك. (فتاوى اللجنة الدائمة: (۳۶۶/۱۳) رقم الفتوى: ۱۷۴۸۹، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۶۶۲/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس، المطلب الرابع، ط: رشيديه.

فتاوى عثماني: (۳۰/۳) كتاب البيوع، فصل في القرض والدين، ط: معارف القرآن.

کروں تو کون کرے گا؟ ایسی امت کو اللہ تعالی برکت والا نہ بنائے جس میں کمزور آدمی طاقتور سے اپنا حق ٹال مٹول اور بار بار تنگ کرنے کے بغیر وصول نہ کر سکے۔ ۱۷۰

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے خولہ! اگر آپ کے پاس کھجوریں ہوں تو اسے دے دیں، جب میرے پاس کھجوریں آئیں گی تو آپ کا قرض ادا کر دوں گا، چنانچہ انہوں نے کھجوریں دے دیں۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے پاس قرض خواہ اپنا قرض طلب کرنے آئے، اور قرضدار اسے راضی کر کے بھیجے تو زمین کے حشرات، جانور اور سمندر کی مچھلیاں اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہیں، اور اگر وہ ناراض ہو کر جائے حالانکہ اس کے پاس قرض ادا کرنے کا انتظام موجود ہے اور وہ ٹال مٹول سے کام لیتا ہے تو اللہ تعالی ہر دن اور رات اس کے اعمال نامہ میں گناہ لکھتے ہیں، اور ایک روایت میں ہے کہ ظلم لکھا جاتا ہے۔(۱)

---

(۱) وعنها (أي خولة بنت قيس امرأة حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنهما) قالت: كان على رسول الله صلى الله عليه وسلم وسق من تمر لرجل من بني ساعدة فأتاه يقتضيه، فأمر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلاً من الأنصار أن يقضيه، فقضاه تمراً دون تمره فأبي أن يقبله، فقال: أترد على رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قال: نعم، ومن أحق بالعدل من رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فاكتحلت عينا رسول الله صلى الله عليه وسلم بدموعه، ثم قال: "صدق، ومن أحق بالعدل مني، لا قدس الله أمة لا يأخذ ضعيفها حقه من شديدها ولا يتعتعه" ثم قال: "يا خولة عديه واقضيه، فإنه ليس من غريم يخرج من عند غريمه راضياً إلا صلت عليه دواب الأرض، ونون البحار، وليس من عبد يلوي غريمه وهو يجد إلا كتب الله عليه في كل يوم وليلة إثماً"... ورواه ابن ماجة بقصة، ولفظه قال: جاء أعرابي إلى النبي صلى الله عليه وسلم يتقاضاه ديناً كان عليه فاشتد عليه حتى قال: أحرج عليك إلا قضيتني فانتهره أصحابه، فقالوا: ويحك تدري من تكلم؟ فقال: إني أطلب حقي، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "هلا مع صاحب الحق كنتم"، ثم أرسل إلى خولة بنت قيس، فقال لها: "إن كان عندك تمر فأقرضينا حتى يأتينا التمر فنقضيك؟" فقالت: نعم بأبي أنت وأمي يا رسول الله فأقرضته فقضى الأعرابي وأطعمه، فقال: أوفيت أوفى الله لك، فقال: "أولئك خيار الناس، إنه لا قدست أمة لا يأخذ الضعيف فيها غير متعتع. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۶۳، ۴۶۴) رقم الحديث: ۲۸۲۶، ۲۸۲۸، كتاب البيوع، الترهيب من مطل الغني والترغيب في إرضاء صاحب الدين، ط: دار الكتب العلمية)=

قرضدار سے نرمی کرنا

بخاری شریف میں بنی اسرائیل کے حالات میں ایک لمبی حدیث مذکور ہے، (۱۷۱) جس کا کچھ حصہ ایک تاجر کے متعلق ہے، اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کے پاس جب موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے کے لئے آیا تو پوچھا: ''کیا تو نے کوئی نیکی بھی کی ہے؟'' وہ کہنے لگا، یہ تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ میں دنیا میں لین دین کے معاملات کرتا تھا، قرض کا تقاضا کرتے وقت اگر کوئی مالدار بھی مجھ سے مہلت مانگتا تو میں اسے مہلت دے دیتا، اور اگر کوئی نادار مفلس ہوتا تو اس کو قرضہ معاف کر دیتا، اس کے اس عمل کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے اسے جنت میں داخل کر دیا۔ (۱)

قرض دار کا جنازہ

آج کل بعض افراد ایسے ہیں کہ قرض لے کر ادا نہیں کرتے، اور سمجھتے ہیں کہ

= وروى عن خولة بنت قيس امرأة حمزة بن عبد المطلب رضي الله عنهما قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ما قدس الله أمة لا يأخذ ضعيفها الحق من قويها غير متعتع" ثم قال: "من انصرف غريمه وهو راض، صلت عليه دواب الأرض ونون الماء، ومن انصرف غريمه وهو ساخط كتب عليه في كل يوم وليلة وجمعة وشهر ظلم". (الترغيب والترهيب: (۲/٤٦۳) رقم الحديث: ۲۷۲۶، كتاب البيوع، الترهيب من مطل الغني والترغيب في إرضاء صاحب الحق، ط: دار الكتب العلمية)

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷٤) أبواب الصدقات، باب لصاحب الحق سلطان، ط: قديمي.

المعجم الأوسط للطبراني: (۵/۱۸۷) رقم الحديث: ۵۰۳۹، باب الميم من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين.

(۱) قال حذيفة: وسمعته (صلى الله عليه وسلم) يقول إن رجلا كان فيمن كان قبلكم أتاه الملك ليقبض روحه، فقيل له: هل عملت من خير؟ قال: ما أعلم، قيل له: انظر، قال: ما أعلم شيئا غير أني كنت أبايع الناس في الدنيا وأجازيهم فأنظر الموسر وأتجاوز عن المعسر فأدخله الله الجنة. (الصحيح للبخاري: (۱/٤۹۰، ٤۹۱) كتاب الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۵/۳۹۵) رقم الحديث: ۲۳٤۰۱، حديث حذيفة بن اليمان رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲٤۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي)

انہوں نے بہت بڑا کام کرلیا ہے کہ قرض کی رقم کو دبالیا ہے حالانکہ یہ بہت بڑا جرم ہے، اور قرض اتنا بڑا حق ہے کہ جب تک قرض ادا نہ کیا جاتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے قرض دار میت کے جنازہ کی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ (۱)

قرضدار کو مہلت دینا

قرض دار کو مہلت دینا قیامت کی سختیوں سے نجات کا ذریعہ ہے، اور جنت میں داخل ہونے کا وسیلہ ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ بات محبوب اور پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کی سختیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگدست کو مہلت دے یا پھر اسے معاف کردے۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم، كان يوتي بالرجل الميت عليه الدين فيسأل: هل ترک لدينه من قضاء؟ فإن حدث أنه ترک وفاء صلى عليه وإلا قال صلى الله عليه وسلم: صلوا على صاحبكم... الحديث. (الصحيح لمسلم: (۳۵/۲) كتاب الفرائض، فصل في أداء الدين قبل الوصية والإرث، ط: قديمي)

عن علي رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتي بالجنازة لم يسأل عن شئ من عمل الرجل، ويسأل عن دينه، فإن قيل عليه دين كف عن الصلاة عليه، وإن قيل ليس عليه دين صلى عليه، فأتي بجنازة فلما قام ليكبر سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم: هل على صاحبكم دين؟ قالوا: ديناران فعدل عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: "صلوا على صاحبكم" فقال علي رضي الله عنه، هما علي يا رسول الله بري منهما فتقدم رسول الله صلى الله عليه وسلم فصلى عليه... الحديث. (الترغيب والترهيب: (۲/۲٦٦) كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء ط: دار الكتب العلمية.

سنن الدارقطني: (۴٦٦/۳) رقم الحديث: ۲۹۸۴، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) وعن ابي قتادة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من سره ان ينجيه الله من كرب يوم القيامة فلينفس عن معسر او يضع عنه. (مسلم: (۱۸/۲) كتاب المساقات والمزارعة، باب فضل أنظار المعسر، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (۳۵٦/۵) كتاب البيوع، باب ماجاء في إنظار المعسر والتجوز عن الموسر، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۱) كتاب البيوع، باب الإفلاس والأنظار، الفصل الأول، ط: قديمي.

ابوالیسر سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو شخص تنگ دست کو مہلت دے یا اسے معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ (۱)

قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ

قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ کرنا چاہئے۔

☆......حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر رحم کرے جو جب بیچے تو نرم رویہ اختیار کرے، جب خریدے تو نرم برتاؤ رکھے، جب قرض کا مطالبہ کرے تو نرم لہجہ اختیار کرے۔ (۲)

☆......حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے بندے کو جنت میں داخل کردیا جو خرید و فروخت، قرض کی ادائیگی اور قرض کے مطالبہ کے وقت نرم برتاؤ رکھتا تھا (۳) ایک اور

---

(۱) عن ابي اليسر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أنظر معسرا أو وضع عنه أظله الله في ظله. (ترمذي: (۱/۲۴۴) ابواب البيوع، باب ماجاء في انظار المعسر والرفق به، ط: سعيد)

صحيح مسلم: (۲/۴۱۶) كتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ط: قديمي.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۱) كتاب البيوع، باب الإفلاس والانظار، الفصل الأول، ط: قديمي)

(۲) عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رحم الله عبداً سمحاً اذا باع، سمحاً اذا اشترى، سمحا إذا اقتضى. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۴٦) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

الصحيح للبخاري: (۱/۲۷۸) كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع ومن طلب حقا فليطلبه في عفاف، ط: قديمي.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي.

(۳) وعن عثمان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أدخل الله عز وجل رجلا كان سهلا مشتريا وبائعا، وقاضيا ومقتضيا الجنة. (سنن النسائي: (۲/۲۳۳) كتاب البيوع، حسن المعاملة والرفق في المطالبة، ط: قديمي. =

روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے ایک شخص کی مغفرت کردی، کیونکہ وہ خرید وفروخت اور قرض کے مطالبہ کے وقت نرم برتاؤ رکھتا تھا۔ (۱)

☆......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمانوں میں افضل ترین شخص بیچنے میں نرم برتاؤ، خرید میں نرم برتاؤ، ادائیگی میں نرم برتاؤ، اور قرض کے مطالبہ میں نرم برتاؤ رکھنے والا ہے۔ (۲)

قرض دار کے مال سے قرض وصول کرنا

''قرض قرضدار کے مال سے وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۸/۵)

قرض دستاویزات

قرض کے ''تمسکات، اور'' کریڈٹ دستاویزات'' پر منافع کمانا اور کمی

= الترغيب والترهيب: (۴۴۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

مسند أحمد: (۱/ ۷۰) رقم الحديث: ۵۰۸، مسند عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غفر الله لرجل كان قبلكم كان سهلاً إذا باع، سهلاً إذا اشترى، سهلاً إذا اقتضى. (جامع الترمذي: (۲۴۶/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في استقراض البعير أو الشيء من الحيوان، ط: سعيد)

الترغيب والترهيب: (۴۴۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

شعب الإيمان للبيهقي: (۵۳۶/۷) رقم الحديث: ۱۱۲۵۵، السابع والسبعون من شعب الإيمان، فصل في إنظار المعسر والتجاوز عنه، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: افضل المؤمنين رجل سمح البيع، سمح الشراء، سمح القضاء، سمح الاقتضاء، رواه الطبراني في الأوسط. (الترغيب (۴۴۷/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الأوسط: (۲۹۷/۷) رقم الحديث: ۷۵۴۴، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين.

كنز العمال: (۱/ ۱۴۴) رقم الحديث: ۷۰۵، الكتاب الأول من حرف الهمزة: في الإيمان والإسلام من قسم الأقوال، الباب الأول، الفصل السابع: في صفات المؤمنين، ط: مؤسسة الرسالة.

زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے البتہ جتنی رقم لکھی ہوئی ہے اتنی ہی رقم میں تبادلہ کرنا جائز ہے۔[1]

۱۷۵ (پی آئی بی) پاکستان انویسمنٹ بانڈز (ایف آئی بی) فیڈرل انویسمنٹ بانڈز (ٹی ایف سی) روایتی ٹرم فنانس سرٹیفکیٹس (ٹی بلز) ٹریژری بلز وغیرہ کی خرید و فروخت کی زیادتی کے ساتھ جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سب سودی قرض کے تمسکات ہیں، اور سودی قرض کے تمسکات کی تجارت جائز نہیں ہے۔[2]

''تمسکات''،''تمسک'' کی جمع ہے اور تمسک وہ تحریر ہے جو قرض دار قرض خواہ کو لکھ کر دیتا ہے۔

قرض دے کر کمائی کرنا

بعض لوگ اپنے بھائی یا کسی تاجر کو اس شرط پر غیر محدود مدت کے لئے قرض دیتے ہیں کہ جو سامان وہ فروخت کرے گا اس سے اسے روزانہ ہزار روپے یا اس سے کم یا زیادہ نفع دے گا، یہ ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ قرض دے کر نفع لینا خواہ کسی

(۱،۲)ولكن المشكلة إنما تحدث من جهة أن الكمبيالة قد أصبحت اليوم آلة قابلة للتداول وإن حامل الكمبيالة، وهو الدائن الأصيل، ربما يبيعها إلى طرف ثالث بأقل من المبلغ المكتوب عليها طمعاً في استعجال الحصول على المبلغ قبل حلول الأجل، وإن هذا البيع يسمي خصم الكمبيالة، فكلما أراد حامل الكمبيالة أن يتعجل في قبض مبلغها، ذهب إلى شخص ثالث وهو البنك في عموم الأحوال، وعرض عليها الكمبيالة، والبنك يقبلها بعد التظهير من الحامل، ويعطي مبلغ الكمبيالة نقداً بخصم نسبة مئوية منها. وإن خصم الكمبيالة بهذا الشكل غير جائز شرعاً، إما لكونه بيع الدين من غير من عليه الدين، أو لأنه من قبيل بيع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة في أحاديث ربا الفضل. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة (ص:۲۰) أحكام البيع بالتقسيط، ط: مكتبة دار العلوم كراجي)
☜ الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۲۵٦/۳)، أنواع الربا، تحريم بيع السندات، ط: دار القلم
☜ (لأن وجدا) أي القدر والجنس (حرم الفضل والنساء) (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱۸٦/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار حياء التراث العربي)
☜ الدر المختار مع الرد: (۱۷٦/۵) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في الإبراء عن الربا، ط: سعيد)

بھی شکل میں ہونا جائز اور حرام ہے، قرض صرف احسان ہے اگر اس میں معاوضہ یا اضافہ داخل ہوجائے تو یہ بیع اور سود ہوگا اور یہ جائز نہیں ہے۔ (۱)

۱۷۶

قرض دینے والا لاپتہ ہے

اگر کسی کے ذمہ میں کسی کا قرض یا ادھار ہے، اور قرض دینے والا کہاں چلا گیا معلوم نہیں اور اس کی جگہ اور مکان وغیرہ اور اس کے رشتہ دار وارثوں کا بھی علم نہیں اور قرض یا ادھار لوٹانے کی کوئی صورت نہیں تو اس کی طرف سے ثواب کی نیت کرتے ہوئے فقراء کو صدقہ کردے، اگر صدقہ کرنے کے بعد وہ آجائے تو اس کو بتادے اگر وہ صدقہ کرنے پر راضی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کا قرض اور ادھار اس کو ادا کردے اور صدقہ کا اجر قرض ادا کرنے والے کو ملے گا۔ (۲)

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا أقرض الرجل الرجل فلاتأخذ هدية. رواه البخاري في تاريخه هكذا في المنتقى۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)۔

عن علي أمير المؤمنين رضي الله عنه مرفوعاً: كل قرض جر منفعة فهو ربا... وقال الموفق: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلاخلاف. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۲م ۵۱۳) كتاب الحوالة باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: ادارة القرآن)

كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا. (السنن الكبرى: (۵/۳۵۰) كتاب البيوع، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة تاليفات اشرفيه).

تكملة فتح الملهم: (۱/۵۷۵) كتاب المساقات والمزارعة، ط: دار العلوم كراچي.

كل قرض جر نفعاً حرام. (شامي: (۵/۱۶۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد.

(۲) عليه ديون ومظالم جهل أربابها وأيس) من عليه ذلك (من معرفتهم، فعليه التصدق بقدرها من ماله وإن استغرقت جميع ماله. (الدر المختار مع الرد: (۴/۲۸۳)، كتاب اللقطة، ط: سعيد)۔

فإن جاء مالكها) بعد التصدق (خير بين إجازة فعله ولو بعد هلاكها) وله ثوابها (أو تضمينه) قوله: (أو تضمينه) فيملكها الملتقط من وقت الأخذ ويكون الثواب له ۔ خاليه (الدر المختار مع الرد: (۴/۲۸۰)، كتاب اللقطة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/۱۵۴)، كتاب اللقطة، ط: سعيد۔

قرض دینے والوں کا ایڈریس معلوم نہ ہو

''ایڈریس معلوم نہ ہو قرض دینے والوں کا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرض دینے والے کا ایڈریس معلوم نہ ہو

''ایڈریس معلوم نہ ہو قرض دینے والوں کا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قرض ذلت کا باعث ہے

''قرض'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۳/۵)

قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا

اگر کسی کے ذمہ قرض ہو اور وہ واقعۃً مفلس محتاج اور مجبور ہو تو بہتر کام یہ ہے کہ قرض معاف کر دیا جائے، اور اگر معاف کرنے کی گنجائش نہیں تو اس کو قرض ادا کرنے کے لئے مزید مہلت دی جائے تو قرض خواہ کو قیامت کے دن غموں اور پریشانیوں سے نجات ملے گی، اور اللہ کے سایہ میں اس کو جگہ ملے گی۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے غموں اور پریشانیوں سے نجات دے تو اسے چاہئے کہ تنگ دست کو مہلت دے کر اس کا غم دور کر دے یا قرض اسے معاف کر دے۔ (۱)

---

(۱) عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سرّہ ان ینجیہ اللہ من کرب یوم القیامۃ فلینفس عن معسر او یضع عنہ. (مشکوۃ المصابیح: (۲۵۱/۱) کتاب البیوع، باب الإفلاس والانظار، الفصل الأول، ط: قدیمی)

صحیح مسلم: (۱۸/۲) کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب فضل إنظار المعسر، ط: قدیمی)

السنن الکبری: (۳۵۶/۵) کتاب البیوع، باب ما جاء في إنظار المعسر والتجوز عن الموسر، ط: إدارۃ الهيئات الشرفیه.

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تنگ دست کو مہلت دی یا قرض معاف کردیا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سایہ میں جگہ دیں گے۔ (۱)

قرض قرضدار کے مال سے وصول کرنا

اگر قرضدار قرض ادا کرنے کی قدرت ہونے کے باوجود قرض اور دین ادا نہیں کرتا تو قرض خواہ کے پاس اس کا مال آنے کی صورت میں اس کی اجازت کے بغیر اس میں سے اپنا حق وصول کرنا جائز ہوگا، خواہ وہ مال قرض کی جنس میں سے ہو یا نہ ہو اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔

مثلاً قرض خواہ نے قرضدار کو رقم قرض دی، اور کسی طرح قرض دار کی رقم قرض خواہ کے قابو میں آگئی، تو قرض خواہ اس سے اپنا قرض وصول کرسکتا ہے۔

اور اگر قرض دی ہوئی چیز کے علاوہ قرض دار کی کوئی چیز قرض خواہ کے دسترس میں آگئی تو بھی یہی حکم ہے، مثلاً رقم قرض دی ہے اور وہ واپس نہیں کررہا ہے اور قرض خواہ کے ہاتھ قرض دار کا سامان آگیا، تو وہ اپنی رقم کے بقدر سامان لے سکتا ہے، اور اگر اپنی رقم سے زیادہ قیمت کا سامان اٹھالیا تو زائد رقم قرض دار کو واپس کردینا ضروری ہے۔ (۲)

---

(۱) عن ابي اليسر قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من أنظر معسرا أو وضع عنه أظله الله في ظله. (مشكوة المصابيح: (۲۵۱/۱)، كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، ط: قديمي)
صحيح مسلم: (۴۱۶/۲) كتاب الزهد، باب حديث جابر الطويل وقصة أبي اليسر، ط: قديمي)
جامع الترمذي: (۲۴۴/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في إنظار المعسر والرفق به، ط: سعيد.

(۲) وجد دنانير مديونه وله عليه دراهم له أن يأخذه لاتحادهما جنسا في الثمنية اه... قال الحموي في شرح الكنز نقلا عن العلامة المقدسي عن جده الأشقر عن شرح القدوري للأخصب: إن عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان لا سيما في ديارنا لمداومتهم العقوق. (شامي: (۱۵۱/۶) كتاب الحجر، ط: سعيد)=

قرض کا کچھ حصہ چھوڑ دینا

(۱۷۹) حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو حدرد رضی اللہ عنہ کو کچھ قرض دیا تھا حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں ہی حضرت ابو حدرد رضی اللہ عنہ سے قرض کا تقاضا شروع کر دیا، یہاں تک کہ ان دونوں کی آوازیں بلند ہو گئیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، ان کی آوازیں سن کر اپنے حجرہ سے مسجد میں آ گئے، معاملہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو ہی چکا تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعب بن مالک (قرض خواہ) سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا آدھا قرضہ چھوڑتے ہو؟ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کا حکم سر آنکھوں پر، اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حدرد کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اٹھ اور اس کا قرضہ ادا کر۔ (۱)

= حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٨٦/٤) كتاب الحجر، ط: دار المعرفة.

الفقه الإسلامي وادلته: (٥٥١/٧) القسم الخامس: إلفقه العام، الباب الأول، الفصل الثالث: حد السرقة، المبحث الثاني، ط: رشيديه.

(ومن اشترى عبداً فغاب فبرهن البائع على بيعه وغيبته معروفة لم يبع لدين البائع وإلا بيع لدينه)... ولم يذكر المصنف أنه يدفع الثمن إلى البائع لأن القاضي إنما يدفع له بقدر ما باعه فإن فضل شئ عن دينه أمسكه للمشتري الغائب: لأنه بدل ملكه. (البحر الرائق: (١٧٤/٦) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

(١) عن كعب بن مالك رضي الله عنه: أنه تقاضى ابن أبي الحدرد ديناً كان له عليه في المسجد، فارتفعت أصواتهما حتى سمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيته فخرج إليهما حتى كشف سجف حجرته فنادى يا كعب! قال: لبيك يا رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قال: "ضع من دينك هذا" وأومأ إليه أي الشطر قال: لقد فعلت يا رسول الله، قال: قم فاقضه. (صحيح بخاري: (٣٢٦/١) كتاب في الخصومات، باب كلام الخصوم بعضهم في بعض، ط: قديمي)

وفيه أيضاً: (٦٥/١) كتاب الصلاة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ط: قديمي.

صحيح مسلم: (١٧/٢) كتاب المساقاة والمزارعة، باب استحباب الوضع من الدين، ط: قديمي.

وقال ابن بطال: اتفق العلماء على أنه إن صالح غريمه عن دراهمه بدراهم أقل منها أنه جائز إذا حل الأجل، فإذا لم يحل الأجل لم يجز أن يحط عنه شيئاً. (عمدة القاري: (٤١١/١٣) كتاب الصلح، باب الصلح بالدين والعين، ط: دار الكتب العلمية)

اس سے معلوم ہوا کہ قرض خواہ جس طرح پورا قرض معاف کرسکتا ہے اسی طرح آدھا قرضہ چھوڑ کر باقی آدھا حصہ وصول بھی کرسکتا ہے، یعنی آدھے آدھے پر صلح بھی کرسکتا ہے۔

قرض کی ادائیگی کا اہتمام کرنا

اگر قرض دار کے پاس قرض ادا کرنے کی گنجائش ہے تو جلد از جلد قرض ادا کردینا واجب ہے گنجائش ہونے کے باوجود قرض ادا نہ کرنا سنگین ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔(١)

اگر زندگی میں واپس نہیں کیا تو اس کے ترکہ سے تجہیز و تکفین اور تدفین کے بعد سب سے پہلے قرض ادا کیا جائے گا، پھر اس کے بعد کچھ بچے گا تو شریعت کے قانون کے مطابق تمام وارثوں میں تقسیم کیا جائے گا۔(٢) اور اگر قرض ادا کرنے کے لئے ترکہ نہیں چھوڑا تو قیامت کے دن اس کے ساتھ حساب و کتاب ہوگا، اور اس سے نیکیاں لے کر قرض دینے والے کو دی جائیں گے۔

اور ایک دانق (درہم کا چھٹا حصہ) کے عوض سات سو مقبول نمازوں کا

---

(١) وعنه (أي عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه) أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: مطل الغني ظلم، فإذا أتبع أحدكم على ملي فليتبع. (مشكاة المصابيح: (ص:٢٥١) كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح بخاري: (٣٢٣/١) كتاب في الاستقراض وأداء الديون، باب مطل الغني ظلم، ط: قديمي.

جامع الترمذي: (٢٤٠/١) أبواب البيوع، باب ماجاء في مطل الغني ظلم، ط: سعيد.

(٢) (يبدأ من تركة الميت... بتجهيزه) يعم التكفين... ثم تقدم ديونه التي لها مطالب من جهة العباد... ثم وصيته... من ثلث مابقي) بعد تجهيزه وديونه ...ثم يقسم الباقي بعد ذلك بين ورثته. (الدر المختار مع الرد: (٧٥٩/٦، ٧٦١) كتاب الفرائض، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (٢٣٠/٦) كتاب الفرائض، ط: امداديه ملتان.

الفتاوى الهندية: (٤٤٧/٦) كتاب الفرائض، الباب الأول في تعريفها ومايتعلق بالتركة، ط: رشيديه.

ثواب دینا پڑے گا۔ (١)

شفی بن ماتع اصبحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ وہ اہل جہنم کو بھی تکلیف دیں گے حالانکہ جہنم کے لوگ خود بھی تکلیف میں ہوں گے، وہ حمیم (گرم پانی) اور جحیم کے درمیان بھاگ رہے ہوں گے، ہلاکت اور بربادی کو پکاریں گے، جہنم کے لوگ ایک دوسرے سے کہیں گے ان لوگوں کو کیا ہوگیا کہ ہمیں تکلیف دے رہے ہیں حالانکہ ہم خود بھی تکلیف میں ہیں، ایک وہ شخص ہوگا جس پر آگ کا تابوت لٹکا ہوگا، دوسرا وہ شخص جو اپنی انتڑیاں ساتھ گھسیٹ رہا ہوگا، تیسرے کے منہ سے پیپ اور خون جاری ہوگا، چوتھا شخص اپنا گوشت کھا رہا ہوگا، تابوت والے کے بارے میں کہا جائے گا اس دور والے کو کیا ہوگیا کہ ہمیں تکلیف دے رہا ہے جب کہ ہم خود بھی تکلیف میں ہیں، وہ کہے گا یہ شخص اس حال میں مرا تھا کہ اس کے ذمہ میں لوگوں کا مال تھا، اس نے ادا نہیں کیا، اور اس کے بقدر مال بھی نہیں چھوڑا۔ (١)

---

(١) فإن لم يعف خصمه أخذ من حسناته جاء أنه يأخذ لدانق ثواب سبعمائة صلاة بالجماعة.

قوله: (ثواب سبعمائة صلاة بالجماعة) أي من الفرائض، لأن الجماعة فيها۔ والذي في المواهب عن القشيري: سبعمائة صلاة مقبولة ولم يقيد بالجماعة. الدر المختار مع الرد: (١/٤٣٦) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: سعيد.

☐ حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (١/٢٠) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط: دار المعرفة.

☐ الأشباه والنظائر: (ص: ٤٣) الفن الأول، القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها، الإخلاص في النية، ط: قديمي.

(١) وعن شفي بن ماتع الأصبحي رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أربعة يؤذون أهل النار على ما بهم من الأذى: يسعون ما بين الحميم والجحيم، يدعون بالويل والثبور، يقول بعض أهل النار لبعض: ما بال هؤلاء قد آذونا على ما بنا من الأذى. قال: فرجل معلق عليه تابوت من جمر، ورجل يجر أمعاءه، ورجل يسيل فوه قيحا ودما، ورجل يأكل لحمه، فيقال لصاحب التابوت: ما بال الأبعد قد آذانا على ما بنا من الأذى؟ فيقول: إن الأبعد مات، وفي عنقه أموال الناس لا يجد لها قضاء أو وفاء. (الترغيب والترهيب: (٢/٤٦٧) رقم الحديث: ٢٨١٥، كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء والمبادرة إلى قضاء دين الميت، ط: دار الكتب العلمية)=

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی روح اور نفس اس کے قرض کے ساتھ لٹکا ہوتا ہے جب تک کہ اس کا قرض ادا نہیں کر دیا جاتا۔ (۱)

قرض کی ادائیگی کے لئے دعا

☆......قرض کی ادائیگی کے لئے قرض دار یہ دعا کثرت سے پڑھا کرے:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ کلمات مجھے سکھائے اور فرمایا کہ اگر آپ کے ذمہ صبیر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو بھی اللہ اسے ادا کر دے گا۔ (۲)

= کنز العمال: (۱۱/۱۲) رقم الحديث: ۳۹۱۷۹، الكتاب المواعظ والحكم من قسم الأقوال، الترهيب الأحاديث من الإكمال، الفصل الرابع: في الترهيب الرباعي، ط: مؤسسة الرسالة.

مجمع الزوائد: (۲۰۸/۱) رقم الحديث: ۱۳۲۲، كتاب الطهارة، باب الاستنزاه من البول والاحترازمنه لما فيه من العذاب، ط: مكتبة القدس، القاهرة.

(۱) عن ابي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه. (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷٤) أبواب الصدقات، باب التشديد في الدين، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۳) كتاب البيوع، باب الإفلاس والإنظار، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

الترغيب والترهيب: (۳٦۱/۲) كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينوى الوفاء۔الخ، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن علي رضي الله عنه أن مكاتبا جاءه، فقال: إني قد عجزت عن كتابتي فأعني. قال: ألا أعلمك كلمات علمنيهن رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كان عليك مثل جبل صير دينا أداه الله عنك، قال: قل اللهم اكفي بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك. (جامع الترمذي: (۱۹٦/۲) أبواب الدعوات، أحاديث شتى من أبواب الدعوات، ط: سعيد)

مسند أحمد: (۱٥۳/۱) رقم الحديث: ۱۳۱۸، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: مؤسسة قرطبة.

الترغيب والترهيب: (۲/٤٤) رقم الحديث: ۲۸۳۹، كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية.

☆......قرض کی ادائیگی کے لئے صبح شام یہ دعا پڑھے:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ انصار میں سے ابوامامہ نامی ایک شخص وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوامامہ! نماز کے علاوہ آپ مسجد میں کیوں بیٹھے ہیں؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھے بہت سے غم چمٹ گئے ہیں، اور بہت سے قرضے لازم ہو گئے ہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو مذکورہ دعا صبح وشام پڑھنے کا حکم دیا۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے یہ دعا پڑھنی شروع کی تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی ختم کر دیا اور میرا قرض بھی ادا کر دیا۔(۱)

☆......حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مکاتب غلام آیا (مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس نے مالک سے یہ معاملہ طے کیا کہ میں اتنی رقم دے دوں تو

---

(۱) عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه، قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم المسجد، فإذا هو برجل من الأنصار، يقال له: أبو أمامة فقال: يا أبا أمامة، مالي أراك جالسا في المسجد في غير وقت الصلاة؟ قال: هموم لزمتني، وديون يا رسول الله، قال: أفلا أعلمك كلاما إذا أنت قلته أذهب الله عز وجل همك، وقضى عنك دينك؟، قال: قلت: بلى، يا رسول الله، قال: قل إذا أصبحت، وإذا أمسيت: "اللهم إني أعوذبك من الهم والحزن وأعوذبك من العجز والكسل، وأعوذبك من الجبن والبخل، وأعوذبك من غلبة الدين وقهر الرجال" قال: ففعلت ذلك فأذهب الله عز وجل همي، وقضى عني ديني. (سنن أبي داود: (۲۲۷/۱) كتاب الصلاة، باب في الاستعاذة، ط: رحمانيه)

▭ الترغيب والترهيب: (۴۶۴/۲) رقم الحديث: ۲۸۳۰) كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية.

▭ الأذكار للنووي: (ص: ۲۳۷) رقم الحديث: ۱۹۰، كتاب مايقوله إذا دخل في الصلاة، باب مايقال عند الصباح وعند المساء، ط: دار ابن كثير.

آزاد ہوں) اس نے آکر کہا کہ میں اپنی مکاتبت کی رقم ادا کرنے سے عاجز ہو چکا ہوں، آپ میری مدد فرمائیے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''میں تجھے وہ دعا نہ سکھادوں جو مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے؟ اگر تمہارے اوپر صیر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی ادا کردے گا، یوں کہا کرو:

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَ أَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ۔

ترجمہ: اے اللہ مجھے اپنی حلال کی ہوئی چیزیں اتنی دے کہ میں تیری حرام کی ہوئی چیزوں سے بے نیاز ہوجاؤں اور مجھے اپنے فضل سے اپنے علاوہ کسی کا محتاج نہ بنا۔ (۱)

☆......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک انصاری صحابی ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوامامہ! کیا بات ہے؟ نماز کے وقت کے علاوہ تمہیں مسجد میں بیٹھے ہوئے کیوں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے عرض کیا ''اللہ کے رسول! کچھ غم اور تفکرات لگ گئے ہیں اور کچھ قرضے ہیں''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں تمہیں کچھ ایسے الفاظ نہ سکھادوں کہ جب تم انہیں کہنے لگو تو اللہ تعالیٰ تمہارے تفکرات بھی دور کردے گا اور تمہارا قرضہ

---

(۱) عن علي رضي الله عنه أن مكاتباً جاءه، فقال اني قد عجزت عن كتابتي فاعني، فقال ألا أعلمك كلمات علمنيهن رسول الله صلى الله عليه وسلم، لو كان عليك مثل جبل صبير ديناً أداه الله عنك قال "قل اللهم اكفني بحلالك عن حرامك واغنني بفضلك عمن سواك" رواه الترمذي واللفظ له، وقال حديث حسن غريب والحاكم وقال صحيح الاسناد. (الترغيب والترهيب: (۲/٤٦٤) رقم الحديث: ۲۸۲۹، كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية)

جامع الترمذي: (۲/۱۹٦) ابواب الدعوات، أحاديث شتى، ط: سعيد.

المستدرك للحاكم: (۱/٥۳۸) كتاب الدعاء دعا قضاء الدين، ط: دار المعرفة.

بھی ادا کر دے گا؟'' انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیوں نہیں (ضرور سکھا دیجئے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح و شام یہ کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحَزَنِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ، وَقَهْرِ الرِّجَالِ

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور کڑھن سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں ناکارگی اور سستی سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں کنجوسی اور بزدلی سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے حاوی ہو جانے اور لوگوں کے مسلط ہو جانے سے۔

ابو امامہ کہتے ہیں کہ میں یہ الفاظ کہنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے میرے تفکرات بھی دور فرما دیئے اور میرا قرضہ بھی ادا کر دیا۔ (۱)

☆...... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا میں تمہیں ایک ایسی دعا نہ سکھا دوں کہ تم اسے مانگا کرو تو اگر تمہارے ذمہ احد پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بھی ادا کرا دے گا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی فرمایا معاذ تم یہ کہا کرو:

---

(۱) عن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم المسجد، فإذا هو برجل من الانصار يقال له: ابو امامة جالسا فيه، فقال: يا ابا امامة! مالي اراك جالسا في المسجد في غير وقت صلاة؟ قال هموم لزمتني وديون يارسول الله.

قال أفلا أعلمك كلاما إذا أنت قلته أذهب الله جل جلاله همك وقضي عنك دينك؟ فقال: بلى يا رسول الله، قال: قل إذا أصبحت وإذا أمسيت " اللهم إني أعوذبك من الهم والحزن وأعوذبك من العجز والكسل، وأعوذبك من البخل والجبن وأعوذبك من غلبة الدين وقهر الرجال " قال: ففعلت ذلك فأذهب الله جل جلاله همي، وقضي عني ديني رواه ابو داود. (الترغيب والترهيب: (۲/۲٤) رقم الحديث: ۲۸۳۰، كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية)

☐ سنن ابي داود: (۱/۲۲۷) اخر كتاب الصلوة، باب في الاستعاذة، ط: رحمانيه.

☐ الأذكار للنووي: (ص: ۲۳۷) رقم الحديث: ۱۹۰، كتاب مايقوله إذا دخل في الصلوة، باب مايقول عند الصباح وعند المساء، ط: دار ابن كثير بيروت.

اللهمّ مالِكَ المُلْكِ تُؤتِي المُلْكَ مَنْ تَشاءُ، وتَنْزِعُ المُلْكَ مِمَّنْ تَشاءُ، وتُعِزُّ مَنْ تَشاءُ، وتُذِلُّ مَنْ تَشاءُ، بِيَدِكَ الخَيْرُ إنَّكَ على كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. رَحمنَ الدنيا والآخِرةِ ورحيمَهما، تُعْطِيهما مَنْ تشاءُ، وتَمْنَعُ منهما مَنْ تشاءُ، ارْحَمْنِي رَحْمةً تُغْنِيني بها عن رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ[1]

ترجمہ: اے اللہ! سلطنت کے مالک! تو سلطنت (اور اختیارات) دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سلطنت (واختیارات) چھین لیتا ہے جس سے چاہتا ہے، اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، اور ذلت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے، ہر خیر وخوبی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، اے دنیا وآخرت کے رحمٰن اور ان دونوں کے رحیم! تو یہ دونوں جسے چاہتا ہے دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ان دونوں کو (یا ان میں سے جونسی چیز کو چاہتا ہے) روک لیتا ہے، مجھ پر (اور اس قدر) رحم فرما کہ میں کسی دوسرے کے رحم سے بے نیاز ہو جاؤں۔

قرض کی دستاویزات بیچنا

مثلاً زید نے عمر کو پچاس ہزار روپے قرض دیا، قرضدار نے پچاس ہزار کی دستاویز لکھ کر دے دی، یا ادھار سودا ہوا اور خریدار نے چھ ماہ بعد رقم ادا کرنے کا وعدہ

---

(۱) عن انس بن مالك رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا أعلمك دعاء تدعو به لو كان عليك مثل جبل أحد دينا لأداه الله عنك؟ قل يا معاذ: اللهم مالك الملك تؤتي الملك من تشاء وتنزع الملك ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بيدك الخير انك على كل شئ قدير، رحمان الدنيا والآخرة ورحيمهما تعطيهما من تشاء وتمنع منهما من تشاء، ارحمني رحمة تغنيني بها عن رحمة من سواك. رواه الطبراني في الصغير باسناد جيد. (الترغيب والترهيب: (۲/۲۸٤) رقم الحديث: ۲۸۲٦، كتاب البيوع، الترغيب في كلمات يقولهن المديون والمهموم والمكروب والمأسور، ط: دار الكتب العلمية)

▭ المعجم الصغير للطبراني: (۱/۳۳٦) رقم الحديث: ۵۵۸ باب العين، من اسمه: علي، ط: المكتب الإسلامي.

▭ مجمع الزوائد: (۱۰/۱۸٦) رقم الحديث: ۱۷٤٤۳، كتاب الأدعية، باب الدعاء لقضاء الدين، ط: مكتبة القدسي، القاهرة.

کیا، اور پچاس ہزار کی دستاویز دے دی، اب بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بائع اور قرض خواہ کو جلدی رقم کی ضرورت ہوتی ہے، اس لئے وہ پچاس ہزار کے دستاویز کو چالیس ہزار پر فروخت کردیتا ہے، پھر خریدار قرضدار سے چھ ماہ بعد پچاس ہزار وصول کرتا ہے، اس میں قرض خواہ اور بائع کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو نقد رقم مل جاتی ہے اور وقتی ضرورت پوری ہوجاتی ہے، اور خریدار کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ چھ ماہ بعد اسے پچاس ہزار ملتے ہیں اور دس ہزار کا فائدہ ہوتا ہے لیکن شریعت میں قرض کی دستاویز کو اس پر لکھی ہوئی رقم سے کم وبیش پر خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ (۱)

قرض کے مطالبہ کے وقت نرم برتاؤ رکھنا

''قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۳/۵)

---

(۱) قال الله تعالى: وأحل الله البيع وحرم الربو. (البقرة: ۲۷۵)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲/۲۷) كتاب البيوع، باب الربو، ط: قديمي)

تحريم بيع السندات (الكمبيالات) والمتاجرة بها۔ هذه المسألة كثيرة الحصول، متفشية في عصرنا الحاضر، إذ يبيع كبار التجار والمنتجون سلعا بثمن مؤجل، ثم يأخذون على المشترين منهم وثيقة تعتبر سنداً لهم تسمى كمبيالة، ولكن التجار الدائنين لايحبون الإنتظار حتى تحل ديونهم، يستعجلون استيفائها ولو بطريق الربا، فلهذا يلجئون إلى المصارف الربوية-البنوك-ويبيعون السندات-الكمبيالات-ويقبضون ديونهم حالة من البنك، الذي لا يعطيهم ديونهم كاملة، بل يخصم منها فائدة معلومة مقدرة حسب المدة، وكلما كانت المدة أطول كان خصم البنك منها أكثر۔ وهذه الصورة لاشك تندرج تحت الأصل المعروف بربا النسيئة، لأن البنك أو المصرف بعد ذلك يطالب المدينين الذين كتبوا هذه السندات بكل ما فيها، لا بما دفع إلى الدائنين وهي مبالغ لاشك أكثر مما دفع، وهي من الربا، لأن البنك أخذ مقابل الأجل من المدينين أكثر مما دفع لدائنين، فعمله هذا يندرج تحت ربا النسيئة كما مر معناه وهو محرم حرمة قطعية۔ (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۲۵۱/۴)، أنواع الربا، تحريم بيع السندات، ط: دار القلم، دمشق)۔

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (ص: ۲۰)، أحكام البيع بالتقسيط، ط: مكتبة دار العلوم كراچي۔

قرض لینا امانت سے

''امانت سے قرض لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۷/۱)

قرض لینا کب جائز ہوتا ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قرضدار آدمی مرجائے گا تو قیامت کے دن اس سے قرض کا بدلہ لیا جائے گا مگر تین کاموں کے لئے قرض لینے والے سے بدلہ نہیں لیا جائے گا، بلکہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے قیامت کے دن ادائیگی کریں گے۔

❶ اللہ کے راستے میں مجاہدین کی قوت کمزور پڑ گئی۔ تو انہوں نے اس نیت سے قرض لیا کہ اس کے ذریعہ اللہ کے دشمن اور اپنے دشمن پر قوت حاصل کرلے۔

❷ ایک آدمی کے پاس کوئی مسلمان مر رہا ہے اور اس کے پاس اتنا کچھ بھی نہیں کہ اسے کفن دے اس لئے اسے قرض لینا پڑ جائے۔

❸ وہ شخص جس کو گناہ میں مبتلا ہونے کا ڈر ہو اس لئے وہ قرض لے کر شادی کرلے۔(۱)

---

(۱) وروي عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الدين يقتص من صاحبه يوم القيامة إذا مات إلا من تدين في ثلاث خلال: الرجل تضعف قوته في سبيل الله، فيستدين يتقوى به على عدو الله وعدوه، ورجل يموت عنده مسلم لا يجد بما يكفيه ويواريه إلا بدين، ورجل خاف على نفسه العزبة فينكح خشية على دينه، فإن الله يقضي عن هؤلاء يوم القيامة. رواه ابن ماجة. (الترغيب والترهيب: (۲/۲۰) رقم الحديث: ۲۸۰۹، كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء، ط: دار الكتب العلمية).

🗀 سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۵) أبواب الصدقات، باب ثلاث من أدان فيهن قضى الله عنه، ط: قديمي.

🗀 كنز العمال: (۲۳۰/۶) رقم الحديث: ۱۵۴۷۰، حرف الدال، الكتاب الثاني: كتاب الدين والسلم من قسم الأقوال، الباب الثاني: في الترهيب عن الاستقراض من غير ضرورة، ط: مؤسسة الرسالة.

اس سے معلوم ہوا کہ شدید ضرورت اور بے انتہا مجبوری کے علاوہ قرض نہیں لینا چاہئے، اگر قرض لے لیا تو جلد از جلد ادا کر دینا چاہئے ورنہ آخرت میں ادا کرنا پڑے گا، اور وہاں ادا کرنا آسان نہیں ہوگا۔

قرض معاف کر دینا

قرضدار اگر واقعۃً مفلس اور قلاش ہو چکا ہے، اور قرض ادا کرنے کی استطاعت اور انتظام نہیں ہے تو قرض کو بالکل معاف کر دینا بہتر ہے، اس کی بڑی فضیلت ہے اور اگر بالکل معاف نہیں کر سکتا تو اس کو اتنی مہلت دینا ضروری ہے جس میں وہ کاروبار یا ملازمت کر کے پیسہ کما کر قرض ادا کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ (۱)

ترجمہ: اور اگر قرضدار تنگ دست ہو تو اسے کشادگی کے وقت تک مہلت دی جائے، اور تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ صدقہ کر دو۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایک شخص کی روح فرشتوں نے حاصل کی، تو اس سے پوچھا تو نے کوئی اچھا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، فرشتوں نے کہا یاد کرو، اس نے جواب دیا میں لوگوں کو قرض اور ادھار دیا کرتا تھا، اور اپنے ملازموں کو حکم دیتا تھا کہ تنگ دست کو مہلت دو اور مالدار کے ساتھ چشم پوشی اور نرمی کا معاملہ کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اسے معاف کر دو۔ (۲)

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲۸۰۔

(۲) عن حذیفۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: تلقت الملائكة روح رجل ممن كان قبلكم، فقالوا: أعملت من الخير شيئاً؟ قال: لا ـ قالوا: تذكر، قال: كنت أداين الناس فآمر فتياني =

"قرضدار سے نرمی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

190

قرض نہ لینے کی کوشش کرنا

قرض نہ لینے میں صحت، عافیت اور سکون ہے، اور قرض لینے میں بے خوف پرسکون پر امن آزاد زندگی کو ختم کر کے اپنے آپ کو خوف، خطرے، بیماری اور ٹینشن والی زندگی میں ڈالنا ہے، اس لئے قرض لینے سے بچنا ہی چاہئے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ امن کے بعد اپنے آپ کو خوف میں نہ ڈالو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کیسے یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا قرض لے کر۔ (1)

قرض نہ ہو تو جنتی ہے

"جنت میں داخل ہوگا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۳)

=أن ينظروا المعسر ويتجوزوا عن الموسر قال: قال الله عز وجل: تجوزوا عنه. (صحيح مسلم: (١٧/٢) كتاب المساقاة والمزارعة، باب فضل إنظار المعسر والتجاوز في الاقتضاء، ط: قديمي.

🗀 صحيح البخاري: (٢٧٨/١) كتاب البيوع، باب من أنظر موسراً، ط: قديمي.

🗀 الترغيب والترهيب: (٢٣٠/٢) رقم الحديث: ١٣٤٢، كتاب الصدقات، الترغيب في التيسير على المعسر وإنظاره والوضع عنه، ط: دار الكتب العلمية.

(١) عن عقبة بن عامر رضي الله عنه انه سمع النبي صلى الله عليه وسلم: لا تخيفوا أنفسكم بعد امنها، قالوا: وما ذاك يا رسول الله؟ قال: الدين، رواه أحمد والبيهقي. (الترغيب: (٣٥٧/٢) كتاب البيوع، الترهيب من الدين وترغيب المستدين والمتزوج أن ينويا الوفاء والمبادرة إلى قضاء دين الميت، ط: دار الكتب العلمية)

🗀 مسند أحمد بن حنبل: (١٤٦/٤) رقم الحديث: ١٧٣٥٨، حديث عقبة بن عامر الجهني، ط: مؤسسة قرطبة.

🗀 السنن الكبرى للبيهقي: (٣٥٥/٥) كتاب البيوع، باب ماجاء في التشديد في الدين، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

قرض واپس کرے تو زیادہ دے

اگر کسی نے کسی سے قرض حسنہ لیا تو قرض ادا کرتے وقت اسے قرض سے زیادہ واپس کرنا بہتر اور ثواب کا باعث ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس درہم قرض دیئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی درہم لٹائے، چالیس درہم قرض کے اور چالیس درہم زائد۔(۲)

قرض حسنہ یہ ہے کہ کوئی آدمی دوسرے آدمی کو صرف اللہ کی رضا اور اس کی ضرورت پوری کرنے کے لئے قرض دے، اس پر اضافہ لینے کی شرط نہ ہو۔

قرض وصول کرکے دینے کی اجرت

ایک شخص کا دوسرے پر قرض ہے، اور قرض کی دستاویز بھی موجود ہے اور

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطه فإن خيركم احسنكم قضاء. (كنز العمال: (٦/٢٢٦) رقم الحديث: ١٥٤٥٦، حرف الدال، كتاب الدعوىٰ، الكتاب الثاني، الباب الأول، الفصل الثالث، في نية المستدين وحسن القضاء، ط: مؤسسة الرسالة)

◻ الترغيب والترهيب: (٢/٤٤٧) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية.

◻ صحيح بخاري: (١/٣٠٩) كتاب الوكالة، باب الوكالة في قضاء الديون، ط: قديمي.

(٢) وعن ابن عباس رضي الله عنهما قال: استسلف النبي صلى الله عليه وسلم من رجل من الانصار أربعين صاعا فاحتاج الأنصاري فأتاه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ماجاء ناشئ"، فقال الرجل: وأراد أن يتكلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقل إلا خيراً، فإنه خير من تسلف فأعطاه أربعين فضلاً، وأربعين لسلفه فأعطاه ثمانين. (الترغيب والترهيب: (٢/٤٤٨) رقم الحديث: ٢٧٢٨، كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن التقاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية)

◻ مسند بزار: (١١/٢٥٦) رقم الحديث: ٥١٧٨، مسند ابن عباس رضي الله عنهما، ط: مكتبة العلوم والحكم.

◻ مجمع الزوائد: (٤/١٤١) رقم الحديث: ٦٦٩٠، كتاب البيوع، باب حسن القضاء وقرض الصغير والمرور، ط: مكتبة القدسي، القاهرة.

گواہ بھی موجود ہیں، لیکن وہ مقروض قرض ادا نہیں کرتا، اب یہ شخص کسی با اعتماد آدمی سے کہتا ہے کہ میرا قرض فلاں آدمی سے وصول کر کے دیدیں، میں اس قرض کا تہائی تمہیں دوں گا، تو یہ معاملہ جائز ہوگا، بشرطیکہ قرض کی مقدار اور ایک تہائی کی مقدار معلوم ہو، کیونکہ یہ اجیر خاص ہے، اور تنخواہ متعین ہونی چاہیے، خواہ ماہانہ، خواہ یکمشت وصولی کے بعد دونوں صورتیں صحیح ہیں۔ (امداد الفتاویٰ: ۳/۳۹۱)(۱)

قرضہ ادا کرتے وقت کرنسی کی قیمت میں تبدیلی ہو

قرض میں جو کرنسی دی جاتی ہے اسی کرنسی سے قرض ادا کرنا لازم ہوتا ہے، چاہے اس کرنسی کی قیمت بڑھ جائے یا کم ہوجائے یا برابر رہے، تینوں صورتوں میں اسی کرنسی سے قرض ادا کرنا لازم ہے۔

مثلاً کسی نے کسی کو ڈالر قرضے میں دیئے، تو مقروض کے ذمے ڈالر ہی سے قرض ادا کرنا واجب ہے۔

اسی طرح اگر کسی نے کسی کو پاکستانی روپیہ قرض دیا تو اس کے ذمے پاکستانی روپیہ ہی سے قرض ادا کرنا لازم ہوگا۔

---

(۱) (والثانی) وهو الأجير (الخاص) ويسمى أجير وحد (وهو من يعمل لواحد عملاً موقتا بالتخصيص... (الدر مع الرد: (۶/۶۹)، كتاب الاجارة، باب ضمان الاجير، مطلب الأجير الخاص، ط: سعيد۔

(الأجراء على ضربين: مشترك وخاص فالأول من يعمل لا لواحد) كالخياط ونحوه أو يعمل له عملاً غير موقت... أو موقتاً بلا تخصيص... ولا يستحق المشترك الأجر حتى يعمل كالقصار ونحوه) كفتال وحمال ودلال وملاح۔ (الدر مع الرد: (۶/۶۳)، كتاب الاجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد۔

وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين لأن جهالتهما تفضي الى المنازعة... (الدر مع الرد: (۶/۵) كتاب الاجارة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۸/۳)، كتاب الاجارة، و: (۸/۲۶)، كتاب الاجارة، باب ضمان الاجير، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۹/۶۲)، كتاب الاجارات، و: (۹/۱۲۲، ۱۲۳)، كتاب الاجارات، باب ضمان الأجير، ط: رشيديه۔

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو ڈالر کا قرضہ دیا تھا اور اس وقت ایک ڈالر پاکستانی ۸۰ روپے کے برابر تھا، پھر اس کا ریٹ بڑھ گیا اور ایک ڈالر ایک سو دس روپے کے برابر ہو گیا، تو مقروض پر ڈالروں سے ہی قرض ادا کرنا لازم ہوگا چاہے پاکستانی روپے کے حساب سے اس کی قیمت بڑھ ہی گئی ہو۔

اور اگر اس نے ڈالر قرضے میں دیئے تھے، قرضہ دیتے وقت ایک ڈالر ایک سو دس روپے کے برابر تھا، پھر ڈالر کا ریٹ کم ہو کر اسی ۸۰ روپے کے برابر ہو گیا تو بھی اسے ڈالر سے قرض ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

ہاں اگر قرض دار کسی دوسری کرنسی میں قرض ادا کرنا چاہے اور دونوں فریق اس پر متفق ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ یہ شرط ہے کہ وہ تبادلہ اس دن کے ریٹ کے مطابق ہو اور نقد ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہم بقیع کے مقام پر دیناروں میں اونٹ بیچتے اور ان کے بدلے درہم لے لیتے، اور درہموں میں بیچتے اور ان کے بدلے دینار لے لیتے، ہم نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی حرج نہیں اگر اس دن کے ریٹ کے مطابق لو، جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہو اور تمہارے درمیان کوئی

---

(۱) ولو استقرض فلوساً نافقة وقبضها... ولم تكسد، ولكنها رخصت أو غلت فعليه رد مثل ما قبض بلا خلاف. (بدائع الصنائع: (۲۴۲/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

الجوهرة النيرة: (۲۷۲/۱) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: حقانيه.

سئلت عن رجل أقرض آخر مقداراً من الريال المجيدى وقت رواجه بثلاثين قرشا، ثم رد المستقرض له مثل المقدار الذي استقرضه منه بعد أن نزل إلى عشرين قرشا، فامتنع المقرض من قبوله، وطلب منه صرفها على سعر ثلاثين قرشا، فهل ليس له ذلك؟ فالجواب أنه ليس له الامتناع من قبول مثل مادفع... وفي "نتيجة الفتاوى" ما نصه: والمقبوض على وجه القرض مضمون بمثله. وفيها نقلاً عن جامع الفصولين: والواجب في القرض رد المثل (الفتاوى الكاملية: (ص: ۹۲) باب القرض، مطلب: الواجب في القرض رد المثل، ط: مكتبة حقانيه)

چیز ہو۔ (۱)

قرعہ اندازی سے اشیاء خریدنا

بعض دواء ساز کمپنیاں اپنی دوائی کی ایڈوانس بکنگ کرتی ہیں، اور ہر پیک کی ایک متعین قیمت کا اعلان کرتی ہیں، اور بکنگ محدود وقت کے لئے، اور محدود پیک دواؤں کے لئے ہوتی ہے، اور جب مطلوبہ افراد ایڈوانس بکنگ کرائیں تو کمپنی ان میں سے چند محدود افراد کے لئے انعامات کا اعلان کرتی ہے، جس میں موٹر سائیکل، عمرے کا ٹکٹ اور دیگر چیزیں ہوتی ہیں، اور یہ چیزیں ان افراد کے درمیان قرعہ اندازی سے تقسیم کی جاتی ہیں اور لوگ انعام کی لالچ میں اس طرح خریداری کرتے ہیں۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر مبیع یعنی فروخت ہونے والی چیز یا دوسری چیزوں کی اعلان شدہ قیمت وہی ہو جو عام بازاری قیمت ہوتی ہے، تب تو ایسی اسکیم میں شامل ہو کر قرعہ اندازی کے ذریعہ چیزیں خریدنا اور انعام حاصل کرنا جائز ہے۔

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنت أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير، آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه، فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيت حفصة، فقلت: يا رسول الله! رويدك، إني أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا بأس أن تأخذها بسعر يومها مالم تفترقا وبينكما شيء. (سنن أبي داود: (۱۲۱/۲) كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: رحمانيه)

سنن نسائي: (۲۲۳/۲) كتاب البيوع، أخذ الورق من الذهب والذهب من الورق، ط: قديمي)

(بسعر يومها مالم تفترقا وبينكما شيء) غير مقبوض أي بشرط التقابض في المجلس، قال الخطابي: واشترط أن لا يفترقا وبينهما شيء لأن اقتضاء الدراهم من الدنانير صرف وعقد الصرف لا يصح إلا بالقابض، بذل المجهود: (۱۲/۱۵) كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: دار الكتب العلمية)

البتہ اگر اس دوائی وغیرہ کی اعلان شدہ قیمت عام بازاری قیمت سے زائد رکھی گئی ہو تو پھر اس طرح ایڈوانس بکنگ کرا کے قرعہ اندازی میں شامل ہو کر چیزیں خریدنا اور انعام حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ چیزوں کی قیمت عام بازاری ریٹ سے زیادہ ہونے کی وجہ سے زائد قیمت جوئے میں شامل ہو جائے گی، اس لئے کہ زائد قیمت دینے والا انعام حاصل کرنے کی غرض سے اپنی زائد رقم داؤ پر لگائے گا، اور اسی کو شریعت میں جوا کہا جاتا ہے، اس لئے ایسی اسکیم کے ذریعہ چیزیں خریدنا اور انعام حاصل کرنا جائز نہیں۔ (۱)

---

(۱) (وحل الجعل) وطاب ... (ان شرط المال) في المسابقة من جانب واحد وحرم لو شرط) فيها (من الجانبين) لأنه يصير قماراً (قوله: لأنه يصير قماراً) لأن القمار من القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى، وسمي القمار قماراً لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله الى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص، ولا كذلك ان شرط من جانب واحد۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۴۰۲، ۴۰۳) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☜ قال الله تعالى: "انما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه"... وأما الميسر فقد روى عن علي أنه قال: "الشطرنج من الميسر" وقال عثمان وجماعة من الصحابة والتابعين: "النرد" وقال قوم من أهل العلم: "القمار كله من الميسر" وأصله من تيسير أمر الجزور بالاجتماع على القمار فيه، وهو السهام التي يجيلونها فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم، فربما أخفق بعضهم حتى لا يحظى بشيء وينجح البعض فيحظى بالسهم الوافر، وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار، كالهبات والصدقات وعقود البياعات ونحوها... والقرعة في الحقوق تنقسم الى معنيين، أحدهما: تطييب النفوس من غير احقاق واحد من المقترعين ولا بخس حظه فما اقترعوا عليه، مثل القرعة في القسمة، وقسم النساء وفي تقديم الخصوم الى القاضي، والثاني: مما ادعاه فخالفونا في القرعة بين عبيد اعتقهم المريض ولا مال له غيرهم، فقول مخالفينا هنا من جنس الميسر المحظور بنص الكتاب لما فيه من نقل الحرية عمن وقعت عليه الى غيره بالقرعة، ولما فيه ايضاً من احقاق بعضهم وبخس حقه حتى لا يحظى منه بشيء واستيفاء بعضهم حقه وحق غيره ولا فرق بينه وبين الميسر في المعنى۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۲/ ۶۳۸، ۲۵۳، ۲۵۳، ۲۵۲)، سورة المائدة، رقم الآية: ۹۰، باب تحريم الخمر، ط: قديمي۔

☜ الهندية: (۵/ ۳۲۴)، كتاب الكراهية، الباب السادس في المسابقة، ط: رشيديه۔

قرعہ اندازی کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا

مثلاً ایک چیز کی قیمت ایک ہزار روپے ہے، دس آدمیوں نے آپس میں سو سو روپے جمع کر کے یہ فیصلہ کیا کہ قرعہ اندازی کر کے جس کے نام پر یہ چیز نکل آئے گی تو یہ چیز اس کو دی جائے گی، اور باقی ماندہ افراد محروم رہ جائیں گے، خرید وفروخت کا یہ طریقہ ناجائز وحرام ہے، اور ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ طے کرنا کہ: ’’اگر قرعہ اندازی میں نام نکل آئے گا تو اس کو وہ چیز دی جائے گی ورنہ نہیں‘‘ یہ شرط فاسد ہے اور شرط فاسد کی وجہ سے بیع فاسد ہوجاتی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ ہر ایک ممبر کو قرعہ اندازی میں اپنا نام نکلنے کی امید ہوتی ہے، لیکن پتہ نہیں ہوتا کہ نام نکلے گا یا نہیں، تو یہ جوے کے زمرہ میں ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منع فرمادیا ہے، خلاصہ یہ ہے کہ ایسا سودا فاسد اور جوا ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔[1]

قرقی کرنا

’’دیوالیہ‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۴۷۵)

قسط ادا کرنے پر بقیہ قسط فوری ادا کرنے کی شرط رکھنا

قسطوار بیع کرتے وقت بائع یا دکاندار کی جانب سے یہ شرط لگانا جائز ہے

(۱) یاأیها الذین امنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورة المائدة: ۹۰)

أن کل ما کان مبادلة مال بمال یفسد بالشرط الفاسد کالبیع، وقال المحقق الشامي: ویبطل تعلیقه أیضا لدخوله في التملیکات لأنها اعم۔ (شامی: (۵/۲۴۰) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مایبطل بالشرط الفاسد ولا یصح تعلیقه به، ط: سعید)

البحر الرائق: (۶/۱۷۹) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

أنظر الحاشیة السابقة علی الصفحة السابقة أیضاً۔

کہ اگر کسی مہینے کی قسط ادا نہیں کی تو بقیہ تمام اقساط فوراً ادا کرنا لازم ہوں گی، اس قسم کی شرط رکھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، اور بائع کے لئے فی الحال تمام اقساط کا مطالبہ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

قسط پر گاڑی لی ایکسیڈنٹ ہوگیا

قسط پر گاڑی لی، ابھی تک ساری قسطیں ادا نہیں ہوئیں اس دوران ایکسیڈنٹ ہوگیا یا گاڑی گم ہوگئی، یا چوری ہوگئی، یا ڈاکو لے گیا، تو ان تمام صورتوں میں نقصان کا ذمہ دار مشتری ہے، بائع نہیں ہے، اس لئے بائع سے ان نقصانات کے بارے میں رجوع کرنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ ایجاب وقبول کے بعد گاڑی جب مشتری کے قبضہ میں آجاتی ہے تو اس کے نفع ونقصان کا مالک مشتری ہوتا ہے، بائع نہیں ہوتا ہے۔ (۲)

---

(۱) ولو قال: كلما دخل نجم ولم تؤد، فالمال حال صح، ويصير المال حالاً۔ (خلاصة الفتاوى: (۳/ ۵۴) كتاب البيوع، الفصل الخامس: في البيع، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۲۲/۶) كتاب البيوع، فصل في بيان التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔)

قال في البزازية: وإبطال الأجل يبطل بالشرط الفاسد بأن قال: كلما حل نجم ولم تؤد، فالمال حال صح وصار حالا، وعبارة الخلاصة: وإبطال الأجل يبطل بالشرط الفاسد ولو قال: كلما دخل نجم ولم تؤد، فالمال حال صح، ويصير المال حالاً، فجعلهما مسئلتين وهو الصواب، وأما قوله في البزازية: بأن قال تصوير للأولى فسهو ظاهر؛ لأنه لو كان كذلك لبقي الأجل، فكيف يقول صح فليتأمل۔ (البحر الرائق: (۱۸۷/۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

وذكر العلامة المقدسي ان العبارتين مشكلتان، وان الظاهر ان المراد أن الأجل يبطل، وأنه إذا علق بشرط فاسد كعدم أداء نجم في المثال المذكور يبطل به الأجل فيصير المال حالاً، وحاصله أن لفظ إبطال في عبارتي البزازية والخلاصة زائد وأنه لا مدخل لذكره في هذه القسم اصلاً۔ (شامی: (۵/ ۲۲۹، ۲۳۰) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ما يبطل بالشرط الفاسد، ط: سعيد)

(۲) اذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشتري ولا شيء على البائع۔ (درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۲۷۸/۱) المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: دار عالم الكتب۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۱/۱)، المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئته۔=

قسط پر گاڑی لی گم ہو گئی

''قسط پر گاڑی لی ایکسیڈنٹ ہو گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۷/۵)

قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اضافی رقم وصول کرنا

قسط کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے اضافی رقم وصول کرنا ناجائز ہے اور یہ اضافی رقم سود ہے، اگر یہ شرط پہلے ہی سے رکھی جائے گی تو جان بوجھ کر اس قسم کا سودا کرنا ہی جائز نہیں ہوگا۔(۱)

قسط کی گاڑی جل گئی

''قسط پر گاڑی لی ایکسیڈنٹ ہو گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۷/۵)

= شرح المجلة للاتاسی:(۲/۲۲۵)، المادة:۲۹۴، أیضاً، ط: رشیدیه۔

مزید تخریج کے لئے ''قسطوں کے اختتام سے پہلے مبیع کو پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار کون ہے'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

(۱) "یاأیها الذین آمنوا لاتأکلوا الربو أضعافاً مضاعفة واتقوا الله لعلکم تفلحون، واتقوا النار التی اعدت للکافرین"... وفی قوله: "أضعافاً مضاعفة" مسألتان: المسألة الأولیٰ: کان الرجل فی الجاهلیة اذا کان له علی انسان مائة درهم الی أجل، فاذا جاء الأجل ولم یکن المدیون واجداً لذلک المال، قال زدلی المال حتی أزید فی الأجل فربما جعله مائتین... (التفسیر الکبیر للرازی:(۹/۳۶۳)، آل عمران: رقم الآیة:۱۳۰، ط: داراحیاء التراث العربی۔

مؤطاء الامام مالک:(ص:۶۰۶)، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط: میر محمد کتب خانه۔

أما ما یفعله بعض الناس من تحدید ثمن البضاعة علی أساس سعر النقد، وذکر القدر الزاد علی أساس أنه جزء من فوائد التأخیر فی الأداء، فانه ربا صراح۔(بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة:(ص:۱۰)، ط: دار العلوم کراچی۔

ولا (بیع بشرط)... (لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما... (الدر مع الرد:(۵/۸۴، ۸۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط فاسد، ط: سعید۔

البحر الرائق:(۶/۸۴، ۸۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

قسط کی گاڑی چھن گئی

"قسط پر گاڑی لی ایکسیڈنٹ ہوگیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۷/۵) 199

قسط لیٹ ہونے کی صورت میں جرمانہ وصول کرنا

جس طرح نقد سودا کرنا جائز ہے اسی طرح قسطوں پر ادھار سودا کرنا بھی جائز ہے البتہ سودا کرتے وقت کل قیمت ادائیگی کی مدت اور کل قسط طے کرنا ضروری ہے تاکہ بعد میں جھگڑا اور اختلاف کرنے کی گنجائش نہ ہو۔ (۱)

اگر خریدار نے مقررہ تاریخ تک قسط کی رقم ادا نہیں کی تو اسے مثلاً دس فیصد یا مقررہ رقم مثلاً پانچ ڈالر یومیہ یا ماہانہ جرمانہ ادا کرنا ہوگا یا صدقہ کرنا ہوگا، چاہے کوئی بھی نام دیا جائے یہ ناجائز اور حرام ہے بلکہ سراسر جاہلیت والا سود ہے، ظلم و زیادتی ہے، جو آدمی تنگدستی کی وجہ سے قسط کی رقم مقررہ تاریخ تک ادا نہیں کر پا رہا ہے اس میں تاخیر ہو رہی ہے اس پر مزید رقم کا جرمانہ لگانا بہت بڑا ظلم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً (۱)

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! مت کھاؤ سود کئی گنا جو دگنے کیے ہوئے ہوں۔ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

---

(۱) البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح، يلزم أن تكون المدة معلومة في البيع بالتأجيل والتقسيط... لأن جهالته تفضي إلى النزاع فيفسد البيع به. (شرح المجلة لرستم باز: (۳/۱) المادة: ۲۴۵، ۲۴۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، ط: فاروقيه)

أما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء المحدثين فقد أجازوا البيع المؤجل بأكثر من سعر النقد، بشرط أن يبت العاقدان بأنه بيع مؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق عليه عند العقد. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۷/۱) احكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل الأجل، ط: دار العلوم كراچي.

(۲) (آل عمران: ۱۳۰)

جاہلیت کے زمانے میں یہ طریقہ تھا کہ جس آدمی نے کسی دوسرے آدمی سے قرض وصول کرنا ہوتا، وہ مقررہ وقت آنے پر اس سے پوچھتا کہ کیا تم قرض ادا کرنا چاہتے ہو یا اور مہلت لینا چاہتے ہو؟ اگر اور مہلت لینی ہے تو تمہارے قرض میں اتنی رقم کا اضافہ ہوجائے گا، اسی طرح جب دوبارہ مقررہ وقت آتا تو وہ یہی بات پوچھتا، تین چار مہینوں میں وہ رقم کافی بڑھ جاتی تھی، اللہ تعالیٰ نے اسے جاہلیت کا سود قرار دیا ہے، اس لئے قسط لیٹ ہونے پر جرمانہ لگانا دین اسلام میں جائز ہی نہیں ہے۔[۱]

قسط لیٹ ہونے کی صورت میں جو نقصان ہوتا ہے اس کی تلافی کی صورت یہ ہے کہ سودا کرتے وقت چند قسطیں ایڈوانس لے لے تاکہ ماہانہ قسط لیٹ ہونے کی صورت میں ایڈوانس اقساط میں سے ایک قسط اس مہینے میں شامل کرلے یا گاہک سے سودا کرتے وقت قسط ادا کرنے میں تاخیر نہ کرنے کی ضمانت لے لے۔[۲]

قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے مبیع واپس لینا

گاڑیوں کی تجارت کرنے والے بعض شوروم والے قسطوں پر گاڑی فروخت

---

(۱) كان الرجل في الجاهلية: إذا كان له على إنسان مأة درهم إلى الأجل، فإذا جاء الأجل ولم يكن المديون واجداً لذلك المال، قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل فربما جعله مائتين، ثم إذا حل الأجل الثاني فعل مثل ذلك، ثم إلى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلك المائة أضعافها فهذا هو المراد من قوله: "أضعافاً مضاعفة". (تفسير كبير: (۲/۹) العمران: ۱۳۰، ط: دار الفكر)

اللباب في علوم الكتاب: (۵/۵۳۲) العمران: ۱۳۰، ط: دار الكتب العلمية.

مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فإذا قضى، أخذ، وإلا زاده في حقه وأخر عنه في الأجل. موطأ الإمام مالك: (ص: ۶۰۶) كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه.

(۲) قوله تعالى: قالوا نفقد صواع الملك ولمن جاء به حمل بعير وأنا به زعيم۔
فيها ست مسائل: المسألة الأولى: قال علماؤنا: هذا نص في جواز الكفالة۔ (احكام القرآن لابن العربي: (۳/۶۳)، سورة يوسف: ۷۲، ط: دار الكتب العلمية۔

احكام القرآن للقرطبي: (۹/۱۱ ۳۰)، سورة يوسف: ۷۲، ط: مؤسسة الرسالة۔

کرتے وقت یہ شرط لگاتے ہیں کہ اگر خریدار نے اتنی مدت میں تمام قسطیں ادا نہ کیں تو ادا کی گئی قسطیں ضبط ہوجائیں گی اور گاڑی واپس شوروم والے کی ملکیت میں آجائے گی اور ان شرائط پر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں فریق دستخط بھی کرتے ہیں، اس بارے میں حکم یہ ہے کہ خرید وفروخت میں ایجاب وقبول کرنے کے بعد بیع تام ہوجاتی ہے اس کے بعد بائع اور مشتری میں سے کسی کو بھی دوسرے فریق کی رضامندی کے بغیر مبیع کو واپس لینے یا دینے کا حق حاصل نہیں ہوتا، اس لئے اس قسم کی شرط لگانا لغو ہے، بقیہ رقم ادا کرنا مشتری کے ذمے واجب ہے، اگر وہ ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتا ہے تو قانون کا سہارا لے کر رقم وصول کرنے کا اختیار ہوگا، لیکن ادا کی ہوئی اقساط کو ضبط کر کے گاڑی واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

قسط میں تاخیر کی وجہ سے جرمانہ لگانا

قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر ہونے کی صورت میں بعض تاجر خریدار سے مالی جرمانہ وصول کرتے ہیں، اور بعض اوقات آئندہ کی اقساط میں اضافہ کردیتے ہیں، یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ بیع کے عوض خریدار پر جو قیمت ادا کرنا لازم ہوتی ہے وہ اس پر دین ہے، اور دین پر اضافہ کرنا سود ہے۔ (۲)

(۱) إذا كان البيع لازما فليس لأحد المتبايعين الرجوع منه۔ (شرح مجلة الأحكام لسليم رستم باز (۱/ ۱۹۹) المادة (۳۷۵) البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثاني في أحكام أنواع البيوع، ط: فاروقيه كوئٹه)

إذا كان البيع لازما فليس لأحد المتبايعين الرجوع عنه أي ليس لأحد المتبايعين أو ورثته في البيع البات اللازم أن يرجع عنه بغير رضاء الآخر بوجه من الوجوه... (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۴۰۲)، المادة: ۳۷۵، البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثاني: بيان أحكام أنواع البيع، ط: دار عالم الكتب / مكتبه سلطانيه كوئٹه)

(۲) إن ما يفعله بعض الناس من تحديد ثمن البضاعة على أساس سعر النقد، وذكر القدر الزائد على أساس أنه جزء من فوائد التأخير في الأداء، فإنه ربا صراح وهذا مثل أن يقول البائع: بعتك هذه البضاعة =

اگر قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ تنگ دستی اور افلاس ہے تو تنگ دستی دور ہونے تک مہلت دینا ضروری ہے، اور بائع کا اس سے جرمانہ لینا حرام اور ناجائز ہے۔ (۱)

اور اگر پیسے ہونے کے باوجود قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کررہا ہے تب بھی اپنے حق سے زائد رقم لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے، اور غلط روش، زیادتی اور ظلم کی وجہ سے سود حلال نہیں ہوگا۔ (۲)

= بثماني ربيات نقداً، فإن تأخرت في الأداء إلى مدة شهر، فعليك ربيتان علاوة على الثمانية، سواء سمّاها "فائدة" (Incres) أولا. فإنه لا شك في كونه معاملة ربوية، لأن ثمن البضاعة إنما تقرر كونه ثمانية، وصارت هذه الثمانية ديناً على المشتري في ذمة المشتري، فما يتقاضى عليه البائع من الزيادة فإنه ربا لا غير. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص:۱۰) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراجي.

(۱) وإن كان ذو عسرة فنظرة إلى ميسرة وأن تصدقوا خير لكم إن كنتم تعلمون. (البقرة:۲۸۰)

☐ عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

☐ وأفاد أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة ينزجر ثم يعيده الحاكم إليه لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۱/۴، ۶۲)، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد۔

☐ البحر الرائق: (۴۱/۵)، كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: سعيد۔

(۲) كان الرجل في الجاهلية: إذا كان له على إنسان مائة درهم إلى الأجل، فإذا جاء الأجل ولم يكن المديون واجداً لذلك المال، قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل فربما جعله مائتين، ثم إذا حل الأجل الثاني فعل مثل ذلك، ثم إلى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلك المائة أضعافها فهذا هو المراد من قوله: "أضعافاً مضاعفة. (تفسير كبير: (۲/۹) العمران:۱۳۰، ط: دار الفكر)

☐ اللباب في علوم الكتاب: (۵۲۲/۵) العمران:۱۳۰، ط: دار الكتب العلمية.

☐ مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فإذا قضى، أخذ، وإلا زاده في حقه وأخر عنه في الأجل. موطأ الإمام مالك: (ص:۶۶۶) كتاب البيوع، باب ما جاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه.

ایسی حالت میں بائع عدالت سے رجوع کرے، اور عدالتی اخراجات مشتری سے وصول کرے یا جرگہ اور تاجر تنظیموں کے ذریعہ اسے قائل کرے یا قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے آئندہ کی مہلت ختم کر کے باقی اقساط کا فوری طور پر ادا کرنے کا مطالبہ کرے۔ (۱)

قسطوں پر بیع کی حقیقت

قسطوں پر سامان بیچنے کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والا دکاندار اپنا سامان قیمت اور مدت مقرر کر کے خریدار کو ابھی دے دے لیکن خریدار اس کی قیمت فی الحال ادا نہ کرے بلکہ آئندہ طے شدہ معاہدہ کے مطابق تھوڑی تھوڑی کر کے مقررہ مدت میں ادا کر دے۔

قسطوں کی صورت میں سامان کی قیمت بازاری قیمت کے برابر بھی ہو سکتی ہے اور اس سے کم اور زیادہ بھی۔ غرض کہ بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) جس قیمت پر راضی ہو جائیں اس قیمت پر سودا کرنا جائز ہوگا، لیکن عام دستور یہ ہے کہ ادھار کے معاملہ میں قیمت مارکیٹ ریٹ سے زیادہ ہوتی ہے۔ (۲)

---

(۱) جب کسی کو اپنے حق کی حفاظت کے لیے بجبوری نالش کرنا پڑے، اور فریق مخالف کی طرف سے بالکل مخاصمانہ کارروائیوں کی وجہ سے بہت سے مصارف برداشت کرنا پڑیں تو اس صورت میں خرچہ کا روپیہ بہت سے علماء کے نزدیک (ومنہم مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب رحمہ اللہ) جائز ہے۔ (امداد الفتاویٰ: (۳/ ۱۳۳) حوادث الفتاویٰ، عنوان خرچۂ عدالت وصول کرنا، ط: دار العلوم کراچی)

ثم الحاصل ما ذکرہ من ضمان الساعي أنه لو سعی بحق لا یضمن، ولا بلا حق فإن کان السلطان یغرم بمثل هذه السعاية ألبتة يضمن، وإن كان قد يغرم وقد لا يغرم، لا يضمن، والفتوى على قول محمد رحمه الله تعالى من ضمان الساعي بغير حق مطلقاً ويعزر۔ (شامي: (۴/۸۹) كتاب السرقة، مطلب في ضمان الساعي، ط: سعيد)

(۲) البيع بالتقسيط بيع بثمن مؤجل يدفع إلى البائع في أقساط متفق عليها، فيدفع البائع البضاعة المبيعة إلى المشتري حالة، ويدفع المشتري الثمن في أقساط مؤجلة. وإن اسم "البيع بالتقسيط" يشمل كل بيع بهذه الصفة، سواء كان الثمن المتفق عليه مساويا لسعر السوق أو أكثر منه، أو أقل ولكن المعمول به=

(۲۰۳) قسطوں پر چیز خریدنے کے بعد اس کی ٹوٹ پھوٹ کا ذمہ دار کون ہوگا

قسطوں پر سودا ہونے کے بعد جب مشتری (خریدار) مبیع (خریدی گئی چیز) پر قبضہ کرلے گا تو وہ اس چیز کا مالک بھی ہوگا[1]، اور اس کی ہر قسم کی ٹوٹ پھوٹ وغیرہ کا ذمہ دار بھی ہوگا، اور بائع کو صرف اس کی قیمت یا اس کی قسطیں وصول کرنے کا حق ہوگا، ٹوٹ پھوٹ کا خرچہ ادا کرنا بائع کے ذمہ نہیں ہوگا۔[2]

قسطوں پر خرید و فروخت کرنا

موجودہ دور میں روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کو قسطوں پر خرید و فروخت کرنے کا رواج عام ہوگیا ہے، کیونکہ کم آمدن اور متوسط طبقہ کے لوگ مہنگائی اور تنگدستی کی وجہ سے اپنی ضرورت کی چیزیں نقد ادائیگی کرکے خریدنے کی استطاعت

= في الغالب أن الثمن في البيع بالتقسيط يكون أكثر من سعر تلك البضاعة في السوق. (بحوث في قضايا فقهية: (۷/۱) احكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچي)

(۱) (قوله: وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين لكل منهما في بدل.... (شامي: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

☜ وأما حكمه فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع إذا كان البيع تاما... (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه... ط: رشيديه)

☜ البيع النافذ يفيد الحكم في الحال أي ثبوت الملك في البدلين لكل منهما في بدل، وهذا هو الحكم الأصلي للبيع النافذ ... (شرح المجلة للاتاسي: (۳۷۳/۲)، المادة: ۳۷۳، البيوع، الباب السابع: في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الثاني: في بيان أحكام أنواع البيوع، ط: رشيديه.

(۲) هذا اذا هلك المبيع كله قبل القبض، فأما اذا هلك كله بعد القبض، فان هلك بآفة سماوية، أو بفعل المبيع أو بفعل المشتري لا ينفسخ البيع والهلاك على المشتري، وعليه الثمن؛ لأن البيع تقرر بقبض المبيع، فتقرر الثمن۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۹/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد)

☜ شرح المجلة لرستم باز: (۱۲۱/۱)، المادة: ۲۹۳، الكتاب الأول في البيوع، الباب الخامس، الفصل الخامس: في بيان المراد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه۔

نہیں رکھتے ، لہٰذا انہیں ضروری اشیاء اور دوسرا سامان وغیرہ مجبور ہو کر قسطوں میں خریدنا پڑتا ہے، اور اس میں بائع اسی وقت اپنا سامان خریدار کی طلب پر اس کے حوالہ کر دیتا ہے، اور خریدار اس چیز کی قیمت طے شدہ قسطوں کی صورت میں ادا کرتا ہے، اس طریقہ پہ کوئی چیز خریدنے کی صورت میں اس کی قیمت نقد کی نسبت سے زیادہ لگائی جاتی ہے، اگر خریدار اس چیز کو نقد خریدنا چاہے تو قسط کی صورت میں جو قیمت مقرر کی گئی ہے، اس سے کم قیمت پر بازار سے خرید سکتا ہے، قسطوں پر خرید و فروخت کا یہ طریقہ شرعاً جائز ہے۔ (۱)

☆ موجودہ دور میں قسطوں پر خرید و فروخت کرنا عام ہو چکا ہے، اور اس میں نقد کی نسبت سے قیمت زیادہ ہوتی ہے، اس طرح خرید و فروخت کرنا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے:

❶ قسطوں پر خرید و فروخت کرتے وقت نقد اور ادھار کی قیمت بتانے کے بعد اسی مجلس میں نقد یا ادھار قیمت میں سے کسی ایک قیمت پر فیصلہ کرنا ضروری ہے،

---

(۱) البیع مع تاجیل الثمن وتقسیطه صحیح..., یلزم أن تکون المدة معلومة فی البیع بالتاجیل والتقسیط۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۱۲۵) رقم المادة: (۲۴۵، ۲۴۶) البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول: فی بیان المسائل المترتبة علی أوصاف الثمن وأحواله، مکتبة حنفیة کوئٹه، و: (۱/۹۸)، ط: فاروقیه کوئٹه۔

✉ لأن للأجل شبها بالمبیع، الا تری أنه یزاد فی الثمن لأجل الاجل۔ (الهدایة: (۳/۷۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: شرکة علمیة ملتان)

✉ ولأن للأجل شبها بالمبیع، الا یری انه یزاد فی الثمن لأجله، والشبهة ملحقة بالحقیقة۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۴۲) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

✉ انا الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء والمحدثین فقد أجازوا البیع المؤجل بأکثر من سعر النقد، بشرط ان یبت العاقدان بأنه بیع مؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق علیه عند العقد۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۷) ط: مکتبه دار العلوم کراچی)

✉ درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۱/۲۲۷، ۲۲۸)، المادة: ۲۴۶، ۲۴۵، البیوع، الباب الثالث، الفصل الأول، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

مثلاً ادھار لینا اور دینا ہے تو ادھار کی کل قیمت طے کر لینا ضروری ہے۔

❷ اور اس کی کل قسطیں بھی متعین کر لینا ضروری ہیں، اور ہر قسط میں رقم کی مقدار بھی مقرر کرنا ضروری ہے۔

❸ اور ادائیگی کا وقت بھی مقرر کر لینا ضروری ہے، مثلاً تین مہینے کی مدت ہے وغیرہ، ان شرائط کے ساتھ قسطوں کا کاروبار کرنا جائز ہے، اور ادھار کی وجہ سے قیمت میں جو زائد رقم دینی پڑتی ہے، وہ سود نہیں ہے حلال ہے۔(۱)

☆ اگر خرید و فروخت کے وقت اس طرح معاملہ کیا جائے کہ اگر نقد لینا ہے تو یہ قیمت ہوگی، اور اگر ادھار لینا ہے تو یہ قیمت ہوگی، اور اس مجلس میں کسی ایک قیمت کو متعین نہیں کیا تو یہ سودا نا جائز ہوگا۔(۲)

☆ اگر مقررہ وقت پر قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں قسط کی رقم میں یا قیمت کی رقم میں مزید اضافہ کر دے گا تو یہ اضافہ سود ہونے کی وجہ سے نا جائز اور حرام ہوگا، اور بیع فاسد ہو جائے گی، کیونکہ ثمن مجہول ہو جائے گا۔(۳)

☆ اسی طرح قسط کی رقم متعینہ وقت پر وصول نہ ہونے کی صورت میں جمع

(۱، ۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۳) کان الرجل فی الجاهلیة: إذا کان له علی إنسان مأة درهم إلی أجل فإذا جاء الأجل ولم یکن المدیون واجدا لذلک المال، قال زدنی فی المال حتی أزید فی الأجل، فربما جعله مائتین۔ (تفسیر کبیر: (۹/ ۲)، (سورة آل عمران: ۱۳۰) ط: دار الکتب العلمیة بیروت) و: (۳۶۳/۹)، ط: دار احیاء التراث العربی۔

مالک عن زید بن أسلم أنه قال: الربا فی الجاهلیة أن یکون للرجل علی الرجل الحق إلی أجل، فإذا حلّ الحق قال: أتقضی أم تربی، فإن قضی أخذ، وإلا زاده فی حقه وأخر عنه فی الأجل۔ (موطأ الإمام مالک: (ص: ۶۰۲) کتاب البیوع، باب ما جاء فی الربا فی الدین، ط: میر محمد کتب خانه)

أما ما یفعله بعض الناس من تحدید ثمن البضاعة علی أساس سعر النقد، وذکر القدر الزائد علی أساس أنه جزء من فوائد التأخیر فی الأداء، فإنه ربا صراح۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۱۰) ط: مکتبه دار العلوم)

شدہ رقم کو ضبط کرنا اور چیز بھی نہ دینا یہ بھی ناجائز اور حرام ہے، اس صورت میں سود اور جوا دونوں کا تحقق ہوگا اور یہ دونوں چیزیں حرام ہیں۔ (۱)

۲۰۷

قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے مہلت ختم کرنا

قسطوں پر خرید وفروخت کے معاہدہ میں بعض اوقات بائع اس بات کی صراحت کر دیتا ہے کہ اگر خریدار نے قسطیں وقت پر ادا نہیں کیں، تو آئندہ مہلت ختم ہوجائے گی اور باقی تمام قسطیں فوری طور پر ادا کرنی ہوں گی، اگر خریدار یہ قبول کرلے تو درست ہے اور قسطیں وقت پر ادا نہ کرنے پر بائع مشتری (خریدار) سے۔

---

(۱) كان الرجل في الجاهلية: إذا كان له على إنسان مأة درهم إلى أجل فإذا جاء الأجل ولم يكن المديون واجدا لذلك المال، قال زدني في المال حتى أزيد في الأجل، فربما جعله مائتين۔ (تفسير كبير: (۲/۹)، (سورة آل عمران: ۱۳۰) ط: دار الكتب العلمية بيروت)

☐ مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فإن قضى أخذ، وإلا زاده في حقه واخر عنه في الأجل۔ (موطأ الإمام مالك: (ص: ۶۰۲) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه)

☐ أنا ما يفعله بعض الناس من تحديد ثمن البضاعة على أساس سعر النقد، وذكر القدر الزائد على أساس أنه جزء من فوائد التاخير في الأداء، فإنه ربا صراح۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۰) ط: مكتبه دار العلوم)

☐ ولا خلاف بين أهل العلم في تحريم القمار وإن المخاطرة من القمار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۳۲۹/۱) باب تحريم الميسر، سورة البقرة تحت الآية رقم: ۲۱۹، ط: دار الكتب العلمية، بيروت) و: (۳۵۰/۱)، ط: قديمي۔

☐ الدر مع الرد: (۴۰۳/۶، ۴۰۲)، كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

☐ قال الله تعالى: {وأحل الله البيع وحرم الربوا}، سورة البقرة: (۲۷۵)

☐ وقال الله تعالى: {يأيها الذين امنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون} سورة المائدة: (۹۰)

☐ وقوله تعالى: "وحرم الربوا"... فمن الربا ما هو بيع ومنه ما ليس ببيع وهو ربا أهل الجاهلية... وفي سياق الآية ما أوجب تخصيص ما هو ربا من البياعات من عموم قوله تعالى: "وأحل الله البيع"۔ (احكام القرآن للجصاص: (۶۳۱/۱)، سورة البقرة، الآية: ۲۷۵، باب البيع، ط: قديمي۔

آئندہ کی تمام قسطوں کا فوری طور پر مطالبہ کرسکے گا۔ (۱)

۲۰۸ قسطوں کے اختتام سے پہلے مبیع کو پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار کون ہے؟

☆ بیع چاہے نقد رقم سے ہو یا ادھار سے، ایجاب وقبول کر کے قبضہ کر لینے کے بعد بیع تام ہوجاتی ہے، اور مشتری مبیع کا مالک بن جاتا ہے، اور بائع ثمن کا مالک ہوجاتا ہے، اس کے بعد مبیع کو جو بھی نقصان پہنچے گا وہ مشتری کا ہوگا، اس نقصان کا مطالبہ بائع سے کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں اگر سودا ہونے کے بعد مشتری نے مبیع پر قبضہ نہیں کیا اور مبیع بائع کے قبضہ ہی میں ہلاک ہوگیا تو نقصان کا ذمہ دار بائع ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ولو قال: كلما دخل نجم ولم تؤد فالمال حال صح ويصير المال حالاً خلاصة الفتاوى: (۳/۵۸) كتاب البيوع، الفصل الخامس البيع إذا كان فيه شرط، ط: رشيديه)

🗀 عليه ثمن مبيع جعله ربه نجوماً على أنه إن أخلّ بنجم منها حل الباقي فالأمر كما شرط. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۳) إشرح المادة: ۲۴۶، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: فاروقيه)

🗀 الدر مع الرد: (۴/۵۳۳) كتاب البيوع، مطلب مهم في احكام النقود إذا كسدت، ط: سعيد.

🗀 البحر الرائق: (۶/۱۸۷) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد.

🗀 حاشية الشلبي على التبيين: (۴/۱۳۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: امداديه.

(۲) المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشترى يهلك من مال البائع، ولا شئ على المشترى... إذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشترى ولا شئ على البائع... (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/۱۲۰، ۱۲۱) المادة: (۲۹۳، ۲۹۳) البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه)

🗀 شرح المجلة للاتاسى: (۲/۲۲۳، ۲۲۵)، المادة: ۲۹۳، ۲۹۳، أيضاً، ط: رشيديه)

🗀 ولو قبضه المشترى وهلك في يده في مدة الخيار ضمنه بالقيمة... ولو هلك في يد البائع انفسخ البيع ولا شيء على المشترى اعتبارا بالبيع الصحيح المطلق۔ (الهداية مع فتح القدير: (۶/۲۸۱، ۲۸۲) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه)

☆قسطوں پر سودا ہونے کے بعد اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا اور قسطوں کے اختتام سے پہلے مبیع کو نقصان پہنچ گیا تو اس کا ذمہ دار مشتری ہے، بائع نہیں ہے۔ (۱)

قسطوں کے سودے کی ایک صورت

آج کل بعض ممالک میں قسطوں کے سودے کی ایک صورت یہ بھی رائج ہے کہ فریقین کے درمیان قیمت متعین کئے بغیر قسط پر چیز فروخت کردی جاتی ہے۔

مثلاً گاہک دکاندار سے کہتا ہے کہ مجھے فلاں قسم کا فریزر دے دیں، دکاندار کہتا ہے اگر نقد خریدنا ہے پچاس ہزار کا ہے، اس کے بعد اگر گاہک پوچھتا ہے کہ قسطوں میں کتنی قیمت ہے؟ دکاندار یہ جواب دیتا ہے کہ ہم قسطوں پر سودا فروخت کرنے کی قیمت متعین نہیں کرتے، آپ فریزر لے جائیں اور اصل رقم پچاس ہزار کے علاوہ ماہانہ ایک ہزار روپے چارج ہوں گے اگر آپ دو قسطوں میں رقم ادا کرنا چاہتے ہیں تو ۵۲ ہزار، اور اگر چار قسطوں میں رقم ادا کرنا چاہتے ہیں تو ۵۴ ہزار، اسی طرح آپ جتنی زیادہ قسطیں کرنا چاہیں گے ہر قسط کے ایک ہزار چارج ہوں گے، یہ صورت سودی ہے اس طرح قسطوں میں چیز خریدنا جائز نہیں ہے، مجلس عقد میں ہر چیز طے کرلینا ضروری ہے مثلاً قسطوں پر ہے یا نقد پر، اگر قسطوں پر ہے تو ماہانہ کتنی قسط ہے، اور کل کتنی قسطیں ہیں، اور کل قیمت کی رقم کتنی ہے وغیرہ۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۳، علی الصفحة السابقة۔

(۱) عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعتين في بيعة... قال ابو عيسى: وقد فسر بعض أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة وبنسئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعتين فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على أحدهما. (جامع الترمذي: (۱/۲۳۳) كتاب البيوع، باب ماجاء في النهي عن بيعتين فيبعة، ط: سعيد)

☜ كان الرجل في الجاهلية: إذا كان له على إنسان مأة درهم إلى الأجل، فإذا جاء الأجل ولم يكن المديون واجدا لذلك المال، قال: زدني في المال حتى أزيد في الأجل فربما جعله مأتين، ثم إذا حل الأجل الثاني فعل مثل ذلك، ثم إلى آجال كثيرة، فيأخذ بسبب تلك المائة أضعا فها فهذا هو المراد =

قسطیں ختم ہونے تک کرایہ لینا

"کرایہ لینا قسطیں ختم ہونے تک" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۴/۵)

قسم اٹھانے والا

خرید وفروخت میں قسم اٹھانے والے اور جھوٹ بولنے والے تاجر فاجر ہیں اس لئے تجارت کے دوران قسم اٹھانے اور جھوٹ بولنے سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن شبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ تاجر فاسق وفاجر ہی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال نہیں کیا؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن یہ لوگ قسمیں اٹھا کر گناہ کرتے ہیں اور بات چیت کے دوران جھوٹ بولتے ہیں۔(۱)

=من قوله: "أضعافاً مضاعفة". (تفسير كبير: (۲/۹) العمران: ۱۳۰، ط: دار الفكر)

اللباب في علوم الكتاب: (۵/۵۳۳) العمران: ۱۳۰، ط: دار الكتب العلمية.

مالك عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الحق قال: أتقضي أم تربي، فإذا قضى، أخذ، وإلا زاده في حقه وأخر عنه في الأجل. موطأ الإمام مالك: (ص: ۶۰۶) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا في الدين، ط: مير محمد كتب خانه.

(۱) عن عبدالرحمن بن شبل رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان التجار هم الفجار، قالوا يا رسول الله! أليس قد احل الله البيع؟ قال: بلى ولكنهم يحلفون فيأثمون ويحدثون فيكذبون. رواه احمد والحاكم. (الترغيب والترهيب: (۲/۵۵۵) كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب والحلف، ط: دار الكتب للعلمية)

عن عبدالرحمن بن شبل قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: التجار هم الفجار، التجار هم الفجار، التجار هم الفجار قالوا: يا رسول الله أليس قد احل الله البيع؟ قال: بلى ولكنهم يقولون فيكذبون ويحلفون فيأثمون. (مستدرك الحاكم: (۲/۶) كتاب البيوع، البيع حضره الكذب واليمين فشوبوه بالصدقة، ط: دار المعرفة)

شعب الإيمان: (۴/۲۶۸) الباب الرابع والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في حفظ اللسان، ط: دار الكتب العلمية.

قسمت آزمائی

آج کل ''قسمت آزمائی'' کے نام سے بہت ساری شکلیں رائج ہیں، ان سب کا تعلق جوے سے ہیں، اور یہ سراسر گندے اور شیطانی کام ہیں، ناجائز اور حرام ہیں، ان سے بچنا تمام مسلمانوں پر لازم ہے، اور ان کا کاروبار کرنا بھی ناجائز ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔

اسلام سے پہلے جاہلیت کے دور میں لوگ جوا کھیلا کرتے تھے، اور ان میں جوے کی متعدد صورتیں رائج تھیں، ان میں سے مشہور ترین صورت یہ تھی کہ دس آدمی مل کر ایک اونٹ خریدتے تھے، اس کے بعد قرعہ اندازی کرتے تھے، اور قرعہ اندازی میں دس میں سے جن سات لوگوں کا نام نکل آتا، وہ اونٹ کے برابر کے مالک بن جاتے اور باقی تین لوگوں کو کچھ بھی نہیں ملتا تھا، شریعت نے اس کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔(۱)

قسمت میں رزق لکھا ہوا ہے

''رزق مقدر ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۸/۴)

---

(۱) قال تعالی: یا ایها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان، فاجتنبوه لعلکم تفلحون. (المائدة: ۹۰)

وکان أصل المیسر في الجزور، وذلك أن أهل الثروة من العرب کانوا یشترون جزورا فینحرونها ویجزؤونها عشرة أجزاء ثم یسهمون علیها بعشرة قداح یقال لها: الأزلام والأقلام. لسبعة منها أنصباء... وثلاثة منها لا أنصباء لها... ثم یجعلون القداح في خریطة تسمی الربابة ویضعونها علی ید رجل عدل عندهم... ثم یجیلها ویخرج قدحا باسم رجل منهم، فأیهم خرج سهمه أخذ نصیبه علی قدر ما یخرج. فإن خرج له واحد من هذه الثلاثة التي لا أنصباء لها، کان لا یأخذ شیئا ویغرم ثمن الجزور کلها. وقال بعضهم: لا یأخذ ولا یغرم... فأصل القمار الذي کانت العرب تفعله والمراد من الآیة أنواع القمار کلها. (تفسیر بغوي: (۲۵۲/۱) البقرة: ۲۱۹، ط: دار طیبة.

الکشف والبیان عن تفسیر القرآن للثعلبي: (۱۶۰/۲) البقرة: ۲۱۹، ط: دار احیاء التراث العربي.

قسم سے بچنا

سامان فروخت کرتے وقت جہاں تک ممکن ہو قسم کھانے سے بچنا چاہیے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا وہ فرمارہے تھے کہ ''قسم سامان کے فروخت ہوجانے کے لئے فائدہ مند ہے، لیکن برکت کو ختم کرنے والی ہے''، تجارت میں جھوٹی قسمیں کھانا اتنا منحوس ہے کہ اس کی وجہ سے مال میں بے برکتی پیدا ہوجاتی ہے اور جتنا بھی مال جمع ہوجائے اس میں بے برکتی شامل ہوجاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ انسان کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ (۱)

قسم غلط کھا کر مال نکالنا

سامان زیادہ دام پر فروخت کے لئے جھوٹی تعریف کر کے خریدار کو راغب کرنا اور اس پر قسم بھی کھانا بہت بڑا گناہ ہے ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نظر کرم نہیں فرمائیں گے۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین لوگ ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بات نہیں کریں گے اور ان کی جانب نگاہ کرم بھی نہیں فرمائیں گے اور ان کے نفس کو پاک بھی نہیں فرمائیں گے تا کہ وہ جنت میں داخل ہوں، ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا،

(۱) عن أبی قتادة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إیاکم و کثرة الحلف فی البیع فإنه ینفق ثم یمحق رواه مسلم، وعن أبی هریرة قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: الحلف منفقة للسلعة، ممحقة للبرکة۔ متفق علیه۔ (مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۳)، کتاب البیوع، باب المساهلة فی المعاملة، الفصل الأول، ط: قدیمی)

صحیح البخاری: (۱/۵۵۵)، رقم الحدیث: ۲۰۸۷، کتاب البیوع، باب "یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات"۔۔۔ ط: الطاف اینڈ سنز۔

صحیح مسلم: (۲/۳۲)، کتاب البیوع، باب النهی عن الحلف فی البیع، ط: قدیمی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لوگ بڑے گھاٹے اور خسارے میں ہوں گے، اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ ہیں، آپ نے فرمایا: وہ ٹخنے سے نیچے لباس لٹکانے والے، احسان کر کے جتلانے والے، اور اپنے سامان کو نکالنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھانے والے لوگ ہوں گے۔ (۱)

قسم کھا کھا کر مال مت بیچو

غلط اور جھوٹی قسم کھا کر مال بیچنا بہت بڑا گناہ ہے مثلاً بعض دکاندار اس طرح کہتے ہیں اللہ کی قسم ایسا مال دوسرے کے پاس نہیں ملے گا، اللہ کی قسم اتنی رعایت کوئی نہیں کرے گا، اللہ کی قسم دام کے دام دے رہا ہوں، حالانکہ یہ ساری باتیں جھوٹی ہوتی ہیں، اس طرح جھوٹی قسم کے ذریعہ گاہک کو اس چیز کی طرف راغب کرتا ہے اور اس کے ذہن اور دماغ پر مسلط ہو کر اسے خریدنے پر مجبور کرتا ہے تاکہ یہ چیز خرید لے اور دکاندار کو نفع مل جائے۔ ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے ورنہ بہت بڑا گناہ گار ہوگا۔

حضرت عبدالرحمن بن شبل کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تجارت کرنے والے (اکثر و بیشتر) گناہ گار تاجر ہوتے ہیں، اس پر ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! اللہ پاک نے خرید و

---

(۱) عن أبي ذر عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم ولهم عذاب اليم، قال: فقرأها رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاث مرات، قال ابو ذر خابوا وخسروا، من هم يا رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الكاذب. (صحيح مسلم: (۱/۷۷) كتاب الايمان، باب بيان تحريم إسبال الازار والمن بالعطية وتنفيق السلعة بالحلف الخ، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۳۴۴/۳۵) رقم الحديث: ۲۱۴۳۶، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة.

مصنف ابن أبي شيبة: (۵/۳۳۰) رقم الحديث: ۲۶۵۹۱، كتاب الأدب، باب ماجاء في المنان، ط: مكتبة الرشد.

فروخت کو حلال نہیں کیا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں کیا تو ہے لیکن وہ قسم کھاتے ہیں اور گناہ مول لیتے ہیں۔ (۱)

قصاص لینے کا حق

قصاص لینے کا حق مادی چیز نہیں ہے، اور دوسرے کی طرف منتقل بھی نہیں ہوتا، لہٰذا اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۲)

قماربازی کے نقصانات

"جوئے کے کاروبار کے نقصانات" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۶/۳)

(۱) عن عبدالرحمن بن شبل رجل من أصحاب النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول: ان التجارهم الفجار فقال رجل يا رسول اللہ! ألم يحل اللہ البيع قال: بلی! ولكنهم يحلفون فيأثمون. (سنن الكبرى: (۳۶٦/٥) كتاب البيوع، باب كراهية اليمين في البيع، ط: إدارة تاليفات اشرفية.

المستدرك للحاكم: (٦/٢) كتاب البيوع، البيع حضره الكذب واليمين فشوبوه بالصدقة ط: دار المعرفة.

شعب الإيمان: (٢٨/٤) الباب الرابع والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في حفظ اللسان، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) الأصل أن جميع الحقوق الشخصية تقبل الاسقاط بخلاف الأعيان كحق القصاص وحق الشفعة وحق الخيار، واسقاط الحق اما أن يكون بعوض أو بغير عوض... (الفقه الاسلامي وأدلته: (۳/ ۲٤۲) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الأول: نظرية الحق، المبحث الثاني: أنواع الحقوق، التقسيم الأول، باعتبار صاحب الحق، تقسيم حق الشخص، الأول: حقوق تقبل الاسقاط، وحقوق لا تقبل الاسقاط، ط: دار الفكر بيروت۔

هبة القصاص بغير القاتل لا تجوز لأنه لا يجرى فيه التمليك: (قوله: لغير القاتل) وكذا القاتل لوجود العلة فيه۔ (الدر مع الرد: (٥٣٨/٦)، كتاب الجنايات، فصل: فيما يوجب القود ومالا يوجبه فروع، ط: سعيد۔

بخلاف القصاص في النفس؛ لأنه ليس له حكم المال لوجه ما، فاذا لم يكن له حكم المال لا يكون قابلاً للتمليك لوجه ما۔ (المحيط البرهاني: (۳٦۱/۱۱)، كتاب الاجارات، الفصل الخامس عشر: في بيان ما يجوز من الايجارات ومالا يجوز، نوع آخر: في المتفرقات، ط: ادارة القرآن۔

قمار (Gambling) کی تعریف

قمار کا مطلب یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ آدمی آپس میں اس طرح کا کوئی معاملہ کریں جس کے نتیجے میں ہر آدمی کسی غیر یقینی واقعہ کی بنیاد پر اپنا مال اس طرح داؤ پر لگائے کہ وہ مال یا تو کسی قسم کے معاوضہ اور بدل کے بغیر دوسرے آدمی کے پاس چلا جائے یا دوسرے آدمی کا مال معاوضہ اور بدل کے بغیر پہلے آدمی کو مل جائے۔

خلاصہ یہ کہ قمار اور جوئے میں غیر یقینی اور غیر اختیاری سبب سے یا تو اصل رقم بھی نہیں ملتی ہے یا مزید رقم کھینچ کر آجاتی ہے۔

مثلاً دو آدمی زید اور عمرو آپس میں اس طرح معاملہ کرتے ہیں کہ زید کہتا ہے کہ اگر انتخاب میں جیت گیا تو آپ مجھے ایک لاکھ روپیہ دیں گے اور اگر ہار گیا تو میں آپ کو ایک لاکھ روپیہ دوں گا، یہ قمار ہے، اور قمار کو جوا اور مخاطرہ بھی کہتے ہیں۔ (۱)

قیامت کی نشانی

تجارت کے مسائل کو سیکھنے سے پہلے تجارت شروع کرنا قیامت کی نشانی ہے

حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کی نشانی یہ ہے کہ مال میں اضافہ ہو جائے گا اور جہالت زیادہ ہو جائے گی، اور فتنے ظاہر ہوں گے اور تجارت عام ہو جائے گی۔

(۱) القمار كله من الميسر... وهو اسهام التي يجيلونها فمن خرج سهمه استحق منه ماتوجبه علامة السهم... وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار. (احكام القرآن للجصاص: (۲/٤٦٥) المائدة: ۹۰، ط: دار الكتاب العربي)

☆ (الميسر) المراد به القمار: وهو كل كسب عن طريق المخاطرة، والمغالبة، وضابطه: ان يكون فيه بين غانم وغارم. (تفسير العثيمين: (۳/٦٨) المائدة: ۹۰، ط: دار ابن الجوزي)

☆ وسمي القمار قمارا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (شامي: (٦/٤٠٣) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

اس سے معلوم ہوا کہ قیامت سے پہلے لوگ تجارت کے مسائل سے واقف نہیں ہوں گے، جاہل ہوں گے، اور تجارت کثرت سے کریں گے۔ (۱)

قیامت کے دن اکثر تاجر گناہ گار اٹھیں گے

''اکثر تاجر لوگ قیامت میں گناہ گار اٹھیں گے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیامت کے دن کا سوال

دنیا اور آخرت کا مشکل ترین وقت قیامت کے دن حلال وحرام کے بارے میں سوال ہوگا، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندے سے جب تک چار چیزوں کے بارے میں پوچھ گچھ نہ ہو وہ ہل نہیں سکے گا۔

① عمر کے بارے میں کہ کس کام میں گزاری۔

② جوانی کے بارے میں کہ کس کام میں اسے ختم کیا۔

③ مال کے بارے میں کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

④ علم کے بارے میں کہ اس پر کتنا عمل کیا۔ (۲)

---

(۱) عن عمرو بن تغلب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن من أشراط الساعة أن يفيض المال، ويكثر الجهل وتظهر الفتن، وتفشو التجارة. (مستدرك الحاكم: (۲/۷) كتاب البيوع رقم الحديث (۲۱۹۲) أن من اشراط الساعة أن يفيض المال ويكثر الجهل، ط: دار المعرفة)

الدر المنثور: (۲/۴۹۶) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفكر)

(۲) عن معاذ عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ماتزال قدما عبد يوم القيامة حتى يسأل عن أربع: عن عمره فيم أفناه؟ وعن شبابه فيم أبلاه؟ وعن ماله من أين اكتسبه وفيم أنفقه؟ وعن علمه ماذا عمل فيه؟ رواه البيهقي وغيره، ورواه الترمذي. (الترغيب والترهيب: (۲/۴۴۳) رقم الحديث: ۲۶۹۱، كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه... الخ، ط: دار الكتب العلمية)

جامع الترمذي: (۲/۶۷) أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في شان الحساب والقصاص، ط: سعيد.

شعب الإيمان للبيهقي: (۲/۲۸۴) الثامن عشر من شعب الإيمان، فصل في أنه ينبغي أن يكون تعليم طالب العلم وتعليم العالم لوجه الله، ط: دار الكتب العلمية.

قیامت کے قریب حلال وحرام کی پرواہ نہیں ہوگی

۲۱۷ قیامت کے قریب لوگوں کا مقصد یہ ہوگا کہ کسی بھی طریقے سے مال آجائے تاکہ عیش اور راحت نصیب ہو، اور اس مال کو حاصل کرنے میں وہ شریعت کے قانون کو نہیں دیکھیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ وہ مال حاصل کرنے میں حلال وحرام کی پرواہ نہیں کریں گے۔ (۱)

قیامت کے قریب حلال حرام کی تمیز نہیں کی جائے گی

قیامت کے قریب حلال حرام کی تمیز نہیں کی جائے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ اس میں آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے کس طریقے سے (مال) حاصل کیا، حلال طریقے سے مال حاصل کیا یا حرام طریقے سے؟ اس کی پرواہ نہیں کرے گا۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يأتي على الناس زمان لا يبالي العبد، بحلال أخذ المال أم بحرام. (اصلاح المال لابن أبي الدنيا: (ص:۱۵۵) رقم الحديث:۲۸، ط: دار الوفاء)

عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ليأتين على الناس زمان لا يبالي المرء بما أخذ من المال بحلال أو بحرام. (مسند أحمد: (۳۸۲/۱۵) رقم الحديث:۹۶۲۰، مسند المكثرين من الصحابة، مسند أبي هريرة رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

السنن الكبرى للبيهقي: (۳٦٤/٥) كتاب البيوع، باب طلب الحلال واجتناب الشبهات، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: يأتي على الناس زمان لا يبالي المرء ما أخذ منه، أمن الحلال أم من الحرام. (صحيح البخاري: (۲۷٦/۱) كتاب البيوع، باب من لم يبال من حيث كسب المال، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص:۲٤۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)=

قیمت

قیمت (RATE) کسی بھی چیز کا بازار میں رائج ریٹ۔ (۱)

☆ بیع صحیح ہونے کے لئے سودا کرتے وقت قیمت متعین ہونا ضروری ہے ورنہ بیع (خرید وفروخت) منعقد نہیں ہوگی (یعنی مشتری بائع کو قیمت ادا کرے گا اور بائع مشتری کو مبیع ادا کرے گا تب بیع منعقد ہوگی) اور قیمت کرنسی کی شکل میں ہونا ضروری نہیں بلکہ ہر اس چیز کی بنیاد پر لین دین ہوسکتا ہے جو شریعت کی رو سے جائز اور معاشرہ میں معاوضہ کے طو پر قبول کی جاتی ہے، شریعت کی رو سے جو چیزیں حرام اور ناجائز ہیں جیسے شراب، مردار، خون اور خنزیر وغیرہ یا وہ اشیاء جو معاشرہ میں آلۂ مبادلہ کی حیثیت سے رائج نہ ہوں وہ قیمت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ (۲)

= کنز العمال: (۱۳۲/۱۱) رقم الحدیث: ۳۹۱۵، حرف الفاء کتاب الفتن والأهواء، الفصل الثاني: في الفتن والهرج، ط: مؤسسة الرسالة.

(۱) القيمة: الثمن الذى يقاوم المتاع أى يقوم مقامه، وشرعاً: هى ما تدخل تحت تقويم المقوم، (المجموعة للقواعد الفقهية (ص: ۲۵۹)، التعريفات الفقهية، ط: البشرى.

أن الثمن ما تراضى عليه المتعاقدان سواء زاد على القيمة أو نقص، والقيمة: ما قوم به الشيء بمنزلة المعيار من غير زيادة ولا نقصان۔ (شامي: (۵۷۵/۴)، كتاب البيوع، مطلب: في الفرق بين القيمة والثمن، ط: سعيد۔

درر الحكام الى مجلة الاحكام: (۱۲۵/۱)، المادة: ۱۵۴، البيوع، مقدمة، ط: دار عالم الكتب / مكتبه سلطانيه كوئٹه

(۲) المبيع والثمن عند جمهور الحنفيةمن الأسماء المتباينة الواقعة على معان مختلفة: فالمبيع في الغالب: مايتعين، والثمن في الغالب: مالا يتعين بالتعيين وهذا الأصل العام الغالب يحتمل تغيره في الحالتين بعارض من العوارض، فيصير مالا يحتمل التعيين مبيعاً كالمسلم فيه، وما يحتمل التعيين ثمناً كرأس مال السلم، إذا كان عيناً من الأعيان. وعلى هذا فاعتبار الثمن ديناً في الذمة هو الأغلب وذلك عند مايكون الثمن نقوداً أو أموالاً أخرى مثلية ملتزمة بلا تعيين بالذات كالقمح والزيت ونحوهما من كل مكيل أو موزون أو زرعي أو عددي متقارب. ويمكن ايضاً أن يكون الثمن أعياناً قيمة كالحيوان والثياب ونحوهما. (الفقة الإسلامي وأدلته: (۳۳۷۰/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الثالث، المطلب الثاني: الثمن والمبيع، ط: رشيديه)=

قیمت ادا کرنے کی تاریخ متعین کرنا ان صورتوں میں ضروری نہیں

بیع کرتے وقت اگر نقد یا ادھار کی صراحت نہیں کی گئی اور خریدار نے مال لے لیا پھر بائع نے پوچھا کہ دام کب ملیں گے؟ خریدار نے کہا کہ بعد میں دے دوں گا، یا بائع نے دام کے بارے میں کچھ پوچھا ہی نہیں، یا بائع وخریدار کے درمیان ادھار کا معاملہ چلتا رہتا ہے اور دام کی ادائیگی بھی ایک مدت کے بعد ہوجاتی ہے جو بائع کو معلوم ہے، تو ان تمام صورتوں میں دام ادائیگی کی تاریخ متعین کرنا ضروری نہیں ہے۔(۱)

قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہے

قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہونے کی صورت میں بیع کا فساد موقوف رہتا ہے، اگر اس کی اصلاح کرلی جائے یا قیمت ادا کردی جائے تو یہ فساد بھی ختم

= الدر المختار مع الرد: (۱۵۲/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة او التولیة، مطلب فی بیان الثمن والمبیع والدین، ط: سعید۔

ویشترط أیضا لعدم فساد البیع أن یکون الثمن مالاً متقوماً... فشراء مال بثمن غیر متقوم مفسد للبیع۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱۷۷/۱)، شرح المادة: ۱۹۹، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول فی حق شروط المبیع وأوصافه، ط: دار الجیل)۔

الشراء بغیر المتقوم فاسد۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۸۲/۱)، المادة: ۲۱۲، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الثانی فی مایجوز بیعه ومالا یجوز، ط: مکتبه فاروقیة)۔

(۱) البیع المطلق ینعقد معجلا، أما اذا جری العرف فی محل علی أن یکون البیع المطلق مؤجلاً أو مقسطاً بأجل معلوم ینصرف البیع المطلق الی ذلک الأجل، مثلاً لو اشتری رجل من السوق شیئاً بدون أن یذکر تعجیل الثمن ولا تاجیله لزم علیه أداء الثمن فی الحال أما اذا جری العرف والعادة فی ذلک المحل باعطاء جمیع الثمن أو بعض معین منه بعد اسبوع أو شهر لزم اتباع العادة والعرف فی ذلک لأن المعروف عرفاً کالمشروط شرطاً۔ (درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۲۳۲/۱)، المادة: ۲۵۱، البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانی: فی بیان المسائل المتعلقة بالبیع بالنسیئة والتأجیل، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۲/۱)، المادة: ۲۵۱، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۱۷۰/۲)، المادة: ۲۵۱، أیضاً، ط: رشیدیه۔

ہو جائے گا اور بیع صحیح ہو جائے گی۔ (۱)

۲۲۰ قیمت ادا کرنے کے لئے غیر متعین وقت کا حکم

ادھار کی بیع میں جب تک قیمت ادا کرنے کا وقت متعین نہیں کیا جاتا بیع فاسد ہو جاتی ہے، مگر آج کل ایک عام رواج ہے کہ گاہک جب کسی جاننے والے دکاندار کے پاس آتا ہے، تو سودا سلف خریدنے کے بعد دکاندار سے کہہ دیتا ہے کہ پیسے بعد میں دے دوں گا اور ادائیگی کا وقت مقرر نہیں کرتا، تو ایسی صورت میں چونکہ بیع ہونے کے بعد گاہک نے دکاندار سے کہا ہے کہ پیسے بعد میں دے دوں گا، تو اگر دکاندار خوشی سے اسے قبول کرلے تو یہ جائز ہوگا اور اگر دکاندار خوشی سے اس کو قبول نہیں کرے گا تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۲)

قیمت ادا نہ کرنے پر مبیع واپس لینا

"ثمن ادا نہ کرنے پر مبیع واپس لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۵/۳)

(۱، ۲) وصح بثمن حال وهو الأصل أو مؤجل إلى معلوم لئلا يفضي إلى النزاع... باع بحال ثم أجله أجلا معلوماً أو مجهولاً كنيروز وحصاد صار مؤجلاً (قوله: صار مؤجلاً)... وعن محمد أنه لا يفسد البيع ويصح التاخير، لان التأخير بعد البيع تبرع فيقبل التأجيل الى الوقت المجهول،... علم مما مرّ أن الآجال على ضربين: معلومة، ومجهولة، والمجهولة على ضربين: متقاربة كالحصاد، ومتفاوتة: كهبوب الريح، فالثمن العين يفسد بالتأجيل ولو معلوماً والدين لا يجوز لمجهول، ولكن لو جهالته متقاربة، وأبطله المشترى قبل محله و قبل فسخه للفساد انقلب جائزاً، لا لو بعد مضيه، أما لو متفاوتة وأبطله المشترى قبل التفرق انقلب جائزاً... (الدر مع الرد: (۵۳۱/۳، ۵۳۲، ۵۳۳) كتاب البيوع، مطلب في التاجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

شرح المجلة للاتاسی: (۱۶۸/۲، ۱۶۹)، المادة: ۲۴۸، البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع بالنسيئة والتأجيل، ط: رشيديه۔

وصح بثمن حال وبأجل معلوم أى البيع لإطلاق النصوص وفي السراج الوهاج ان الحلول مقتضى العقد وموجبه والاجل لايثبت الا بالشرط قيد بعلم الأجل؛ لأن جهالته تفضي إلى النزاع۔ (البحر الرائق: (۲/۵/۹۷۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے وصف کے مقابلے میں نہیں

مبیع (بیچی گئی چیز) میں قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے وصف کے مقابلے میں نہیں، لہٰذا اصل میں کمی زیادتی کی صورت میں قیمت میں بھی اس کے بقدر کمی زیادتی ہوگی، لیکن وصف کی کمی زیادتی کی صورت میں قیمت میں کمی زیادتی نہیں ہوگی، البتہ وصف کی کمی کی صورت میں خریدار کو خریدنے اور نہ خریدنے کا اختیار حاصل ہوگا۔ (۱)

قیمت ایک چیز کی کم لے کر دوسری چیز میں زیادہ لینا

"ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت بتانے کا حق بائع کو ہے

سودے کی قیمت بتانے کا حق بائع (سیلر) کو ہے، جب بائع قیمت بتادے پھر خریدار کو اختیار ہوگا جو چاہے کہے، اور اگر خریدار پہلے قیمت بتادے اور بائع اس پر راضی ہو جائے تو بھی درست ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے بنو نجار! اپنے باغ کی قیمت مقرر کر کے مجھے بتاؤ!"

---

(۱) (وان باع صبرة على أنها مائة قفيز بمائة درهم وهي أقل أو أكثر أخذ) المشترى (الأقل بحصته) ان شاء (أو فسخ) لتفرق الصفقة وكذا كل مكيل أو موزون ليس في تبعيضه ضرر، (وما زاد للبائع) لوقوع العقد على قدر معين، وان باع المزروع مثله) على أنه مائة ذراع مثلاً (أخذ) المشترى (الأقل بكل الثمن أو ترك)... (و) أخذ الأكثر بلا خيار للبائع لأن الذرع وصف لتعيبه بالتبعيض ضد القدر، والوصف لا يقابله شيء من الثمن، الا اذا كان مقصوداً بالتناول... (الدر مع الرد: (۴/ ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

☜ البحر الرائق: (۵/ ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۹۰)، كتاب البيوع، ط: سعيد۔

☜ فتح القدير مع الكفاية: (۶/ ۲۵۱، ۲۵۲)، كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

اس سے معلوم ہوا کہ سودے کی قیمت پہلے بائع ہی بتائے گا۔ (۱)

قیمت بڑھانے کا ناجائز طریقہ

''مصنوعی قلت پیدا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳/۶)

قیمت بڑھ گئی

''مال فروخت کرنے کے بعد ریٹ بڑھ گیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت بعد میں دوں گا

''ادھار ہونے کی شرط نہیں تھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۲/۱)

قیمت بھی صاف صاف مقرر ہو

''سودا ہر اعتبار سے صاف ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت پوری ادا نہ کرنے کی وجہ سے ادا شدہ قیمت دے کر مشتری سے مبیع واپس لینا

اگر سودا ہونے کے بعد خریدار نے آدھی قیمت ادا کردی آدھی باقی ہے اور

---

(۱) باب صاحب السلعة احق بالسوم... عن أنس رضي الله عنه, قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: يابني النجار: ثامنوني بحائطكم, وفيه خرب ونخل. (صحيح البخاري: (۲۸۳/۱) كتاب البيوع, باب صاحب السلعة أحق بالسوم, ط: قديمي)

أي هذا باب في بيان أن صاحب السلعة أي المتاع, أحق بالسوم... أي أحق بذكر قدر الثمن وتقديره... وقال ابن بطال: لاخلاف بين العلماء في هذه المسألة وإن متولي السلعة من مالك أو وكيل أولى بالسوم من طالب شرائها. (عمدة القاري: (۳۲۰/۱۱) كتاب البيوع, باب صاحب السلعة أحق بالسوم, ط: دار الكتب العلمية)

شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۲۳۵/۶) كتاب البيوع, باب صاحب السلعة أحق بالسوم, ط: مكتبة الرشد.

مبیع (خریدی گئی چیز) پر قبضہ کرلیا اور ایک عرصہ گزرنے کے باوجود خریدار باقی قیمت ادا نہیں کر رہا ہے تو خریدار بائع سے اپنی ادا کردہ رقم واپس لے کر مبیع بائع کو حوالہ کردے، اور خریدار یہ نہیں کرسکتا کہ آدھی مبیع رکھ لے اور آدھی واپس کرے۔ (۱)

قیمت پہلے ادا کرے پھر چیز لے

اگر ادھار سودا نہ ہو اور بائع (سیلر) نے مبیع (فروخت شدہ چیز) خریدار کے سامنے رکھ دی تو خریدار کو چاہیے کہ پہلے وہ قیمت ادا کرے پھر بائع وہ چیز خریدار کو دے۔ (۲)

قیمت پہلے ادا کرے یا چیز

☆ اگر کسی نے کوئی چیز سو روپے میں خریدی، اب بائع خریدار سے کہتا ہے کہ پہلے آپ سو روپے ادا کردیں تب میں آپ کو چیز دوں گا، اور خریدار کہتا ہے کہ

---

(۱) وإذا أوجب البائع العقد في شيئين أو ثلاثة، فأراد المشتري ان يقبل العقد في واحد دون الآخر فهذا على وجهين ان كانت الصفقة واحدة ليس له ذلك. (الفتاوى التاتار خانية: (۳۳۹/۸) رقم ۱۱۷۷۰) كتاب البيوع، الفصل الثالث: في الاختلاف الواقع بين الإيجاب والقبول... الخ، ط: مكتبة فاروقيه)

☐ وأما في المشتري فمعناه: إذا أوجب البائع المبيع فليس للمشتري ان يقبل في بعضه اذ قد يتضرر بتفريق الصفقة. (فتح القدير: (۲۵۵/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

☐ شامي: (۴۹۹/۶) كتاب الرهن، باب مايجوز ارتهانه ومالا يجوز، ط: سعيد.

(۲) القبض ليس بشرط في البيع الا أن العقد متى تم كان على المشتري أن يسلم الثمن أولا ثم يسلم البائع المبيع اليه، لأن حق المشتري تعين في المبيع فيقدم دفع الثمن ليتعين حق البائع بالقبض لأن الثمن لا يتعين بالتعيين فمتى دفعه تعين فتحصل المساواة، غير انه يشترط لذلك أن يحضر البائع البيع، وأن الثمن حالا... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۹/۱، ۱۱۰) المادة: ۲۶۲، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: فاروقيه كوئٹه.

☐ شرح المجلة للاتاسي: (۱۹۱/۲)، المادة: ۲۶۲، أيضا، ط: رشيديه.

☐ درر الحكام الى شرح مجلة الأحكام: (۲۳۹/۱)، المادة: ۲۶۲، أيضا، ط: دار عالم الكتب / مكتبه سلطانيه كوئٹه.

پہلے آپ چیز دیدیں تب میں سو روپے دونگا، تو ایسی صورت میں پہلے خریدار سے کہا جائے گا کہ آپ سو روپے ادا کردیں پھر بائع آپ کو وہ چیز دیدے گا، قیمت کی رقم وصول پانے تک بائع کو وہ چیز روکنے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

☆ اور اگر دونوں طرف سونا چاندی ہے، یا دونوں طرف سونا یا دونوں طرف چاندی، یا سونا چاندی اور کرنسی ہے، یا ایک طرف سونا یا چاندی اور دوسری طرف کرنسی یا دونوں طرف کرنسی ہیں، یا دونوں طرف سامان ہے، اور دونوں فریق کے درمیان پہلے اور بعد میں دینے میں جھگڑا اور اختلاف ہوجائے تو دونوں فریق سے کہا جائے گا کہ بائع (سیلر) مشتری (خریدار) کے ہاتھ پر رکھے اور مشتری بائع کے ہاتھ پر رکھے تاکہ جھگڑا ختم ہوجائے۔ (۲)

قیمت جانچ کر متعین کرنا

اگر کسی چیز کا معیار مختلف ہے اور قیمت میں بھی فرق ہے تو سودا کرتے وقت معیار جانچ کر قیمت مقرر کرکے خرید و فروخت کرنا ضروری ہے، اور اگر سودا کرتے وقت معیار جانچ کر قیمت مقرر نہیں کی گئی بلکہ یہ کہا گیا کہ اگر اعلیٰ معیار کا ہوگا تو قیمت مثلاً سو روپیہ ہوگی اور اگر درمیانی معیار کا ہوگا تو قیمت نوے روپیہ، اور اگر گھٹیا معیار کا

(۱، ۲) (ویسلم الثمن أولاً فی بیع سلعة بدنانیر ودراهم) ان أحضر البائع السلعة، (وفی سلعة بمثلها) أو ثمن بمثله (سلماً معاً)... (قوله: ان أحضر البائع السلعة)... تنبیه: للبائع حبس المبیع الی قبض الثمن ولو بقی منه درهم... (قوله: أو ثمن بمثله) المراد بالثمن النقود من الدراهم والدنانیر، لأنهما خلقت أثماناً ولا تتعین بالتعیین (قوله: سلماً معاً) لاستوائهما فی التعیین فی الأول، وعدمه فی الثانی، أما فی بیع سلعة بثمن فانما تعین حق المشتری فی المبیع، فللأمر بتسلیم الثمن أولاً لیتعین حق البائع أیضاً، تحقیقاً للمساواة. (الدر مع الرد: (۳/۵۶۰، ۵۶۱)، کتاب البیوع، مطلب: فی حبس المبیع لقبض الثمن وفی هلاکه ومایکون قبضاً، ط: سعید)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۹، ۱۱۰)، المادة: ۲۶۲، البیوع، الباب الخامس، الفصل الأول: فی بیان حقیقة التسلیم والتسلم وکیفیتهما، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۲/۱۹۱)، المادة: ۲۶۲، أیضاً، ط: رشیدیه۔

ہوگا تو قیمت اسی روپیہ اور سودا کرتے وقت معیار جانچا نہیں گیا، اور قیمت بھی متعین نہیں ہوئی، اور خریدار چیز لے کر چلا گیا اور بعد میں کسی دن معیار جانچ کر قیمت مقرر کی گئی تو قیمت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

قیمت جو چاہے دیدے

''قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۵)

قیمتِ خرید پر مال فروخت کرنے کو ظاہر کیا

بعض دفعہ دکاندار گاہک پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ خریدار کو صرف قیمت خرید پر مال فروخت کر رہا ہے، اس سے کچھ منافع نہیں لے رہا ہے، جبکہ اس نے اس مال پر خریدار سے منافع لیا ہوتا ہے، اگرچہ مارکیٹ سے کم لیا ہو، اس صورت میں دکاندار کے لئے اصل قیمت خرید پر جو بھی منافع ہو خواہ ایک پیسہ ہی لیا ہو حلال نہیں ہے۔ (۲)

قیمت خرید پوچھنا

بیع مرابحہ میں خریدار کو بائع سے قیمت خرید پوچھنے کا حق ہے کیونکہ وہ

---

(۱) يلزم أن يكون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البيع، (شرح المجلة لرستم باز: (۹۸/۱) المادة: ۲۳۸، البيوع، الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول: في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئٹه۔

☐ درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۲۱۸/۱)، المادة: ۲۳۸، أيضاً، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه۔

☐ الهندية: (۳۶/۳)، كتاب البيوع، الباب العاشر: في شروط التي تفسد البيع، ط: رشيديه۔

☐ مزید تخریج کے لئے ''قیمت متعین ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) (والتولية)... (بيعه بثمنه الأول) ولو حكما يعني القيمة... (وله الحط) قدر الخيانة (في التولية لتحقق التولية۔ (الدر مع الرد: (۱۳۴/۵، ۱۳۷)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

☐ البحر الرائق: (۱۱۰/۶، ۱۱۱)، كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

☐ [illegible] المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

مرابحہ کرنا چاہتا ہے، بعض دکاندار قیمت خرید پوچھنے پر ناراض ہوتے ہیں اور منہ چڑھاتے ہیں اور گاہک کو ڈانٹ دیتے ہیں، یہ غلط ہے ہاں اگر دکاندار خریدار کے ساتھ بیع مرابحہ کرنے پر راضی نہیں بلکہ وہ بیع مساومہ کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں خریدار کو قیمت خرید بتانا ضروری نہیں ہے اور اس صورت میں اچھے انداز میں اخلاق کے ساتھ کہہ دے کہ میں قیمت خرید نہیں بتا سکتا باقی مرابحہ میں پوچھنے پر قیمت خرید بتانا ضروری ہے۔[1]

قیمت دو مہینے کے بعد والی طے کرنا

"نرخ دو مہینے کے بعد والے مقرر کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۰/۶)

قیمت دے کر مبیع کو بائع کے پاس رکھنا، اور ریٹ مہنگا ہونے پر بائع کا اسے فروخت کرنا

☆......بعض خریدار ایسے ہیں کہ کارخانہ یا دکاندار سے تیل، چینی وغیرہ کا

---

(۱) يشترط في المرابحة شروط هي ما يأتي:

۱... العلم بالثمن الأول: يشترط أن يكون الثمن الأول معلوماً للمشتري الثاني، لأن العلم بالثمن شرط في صحة البيوع، وهذا الشرط يشمل جميع أخوات المرابحة من التولية والإشراك والوضيعة، لأنها تعتمد كلها على أساس الثمن الأول أي رأس المال، فإذا لم يعلم الثمن فالبيع فاسد. إلى أن يعلم في المجلس (الفقه الإسلامي وأدلة: (۳۷۶۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس، أنواع البيوع، بيع المرابحة، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۲۲۰/۵) كتاب البيوع، فصل وأما الشرائط فمنها قبض البدلين قبل الافتراق.

اعلاء السنن: (۲۲۶/۱۴)، كتاب البيوع، باب التولية والمرابحة، ط: ادارة القرآن۔

بيع المساومة: وهو مبادلة المبيع بما يتراضى عليه العاقدان: لأن البائع يرغب عادة بكتمان رأس المال، وهذا هو البيع الشائع الآن. (الفقه الإسلامي وادلة: (۳۶۰۱/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث السادس: أنواع البيوع، تمهيد، ط: رشيديه)

بيع المسادمة: وهو مبادلة المبيع بأي ثمن اتفق. (بدائع الصنائع: (۱۳۴/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

بھاؤ طے کر کے خریدتے ہیں اور اس کی قیمت پوری ادا کر دیتے ہیں، لیکن تیل اور چینی وغیرہ اسی بائع کے پاس رہتا ہے پھر جب بھاؤ بازار میں بڑھ جاتا ہے تو مشتری (خریدار) بائع (کارخانہ والے یا دکاندار) سے کہہ دیتا ہے کہ اس کو فروخت کر دیں، اور وہ فروخت کر دیتے ہیں، اور اس کی قیمت بائع مشتری کو ادا کر دیتا ہے، گویا بائع وکیل بالبیع بن کر مشتری کی طرف سے اس کو فروخت کر دیتا ہے، تو یہ طریقہ درست نہیں اور نفع بھی حلال نہیں کیونکہ یہاں مشتری نے کارخانہ والوں سے چیز خریدنے کے بعد اس پر قبضہ نہیں کیا اور منقول چیزوں کو خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے آگے کسی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور جس کام کو خود انجام نہیں دے سکتا اس میں کسی اور آدمی کو وکیل بھی نہیں بنا سکتا۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما ان رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ابتاع طعاما فلا يبعه حتى يستوفيه، قال ابن عباس: واحسب كل شيء مثله. (صحيح مسلم: (۲/۵) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (رقم: ۳۷۷۰) ط: قديمي)

لانه نهي عن بيع مالم يقبض (الهداية: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

ومنها: القبض في بيع المشتري المنقول، فلا يصح بيعه قبل القبض لما روي ان النبي عليه السلام نهي عن بيع مالم يقبض. (بدائع الصنائع: (۱۸۰/۵) كتاب البيوع، الموضوع القبض في بيع المشتري المنقول، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۹٤/٦) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: سعيد.

عن حكيم بن حزام رضي الله عنه انه قال: قلت يا رسول الله إني رجل ابتاع هذه البيوع وأبيعها فما يحل لي منها وما يحرم؟ قال: لاتبيعن شيئا حتى تقبضه. (السنن الكبرى للبيهقي: (۳۱۳/۵) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع مالم يقبض، ط: ادارة تاليفات اشرفيه)

وفي رواية عنه مرفوعاً قال: اذا ابتعت بيعاً فلا تبعه حتى تقبضه. (صحيح ابن حبان: (۳۵۸/۱۱) (رقم: ٤۹۸۳) كتاب البيوع، باب البيع المنهي عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن: (۲۳٦/۱٤) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المشتري قبل القبض، ط: ادارة القرآن.

جاز التوكيل: وهو تفويض التصرف إلى غيره، وشرطه أن يملكه المؤكل. (شرح الوقاية: (۲۹۳/۳) كتاب الوكالة، ط: مكتبة البشرى)

☆...... ہاں اگر خریدار کارخانہ وغیرہ سے چیزیں خریدنے کے بعد الگ کر کے قبضہ کر لے تلوانے کی چیز ہے تو تلوا لے، وزن سے خریدا ہے تو وزن کرا لے، گننے کے اعتبار سے لیا ہے تو گنوا لے پھر اس کے بعد بائع کے پاس الگ کر کے رکھوا دے، اور قیمت بڑھنے پر بائع کو کہے کہ آگے کسی کو فروخت کر دیں تو یہ بیع درست ہوگی۔ (۱)

☆...... یا اپنے برتن یا کنٹینر یا بوری وغیرہ میں بھر کر خریدی ہوئی چیز رکھ لے تو بھی معاملہ جائز ہوگا چاہے برتن وغیرہ خریدار کا ذاتی ہو یا بائع وغیرہ سے عاریت پر لیا ہو سب کا حکم برابر ہے۔ (۲)

قیمت زیادہ بتا کر کم لینا

بعض دکاندار چیز مناسب قیمت پر ہی فروخت کرتے ہیں لیکن شروع میں وہ قیمت زیادہ بتاتے ہیں، اور بعد میں خریدار کے ساتھ بارگیننگ کر کے قیمت کم کرتے ہیں، یہ رواج غلط ہے، ایک دام بتانا چاہئے، شروع میں لوگ پریشان کریں گے مگر

(۱) اشتري من آخر دهنا معينا ودفع اليه قارورة ليزنه فيها فوزن بحضرة المشتري صار المشتري قابضا، وان كان في دكان البائع أو في بيته. (الفتاوى الهندية (۱۸/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع في حبس المبيع بالثمن الفصل الثاني في تسليم المبيع، ط: رشيديه)

▭ فتاوى قاضي خان: (۲۵۹/۲) كتاب البيوع، باب قبض المبيع ومايجوز من التصرف، الخ، ط: رشيديه.

▭ مجمع الضمانات: (ص: ۲۱۸) باب في البيع، ط: دار الكتاب الإسلامي.

(۲) وفي القدوري: اذا اشتري حنطة بعينها فستعار من البائع جوالق وأمره بأن يكيل فيها، ففعل البائع، فان كان الجوالق بعينها صار المشتري قابضا بكيل البائع فيها. (الفتاوى الهندية: (۱۹/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع في حبسه المبيع بالثمن، الفصل الثاني في تسليم المبيع، ط: رشيديه)

▭ وقال محمد: لايكون قابضا في الوجهين الا أن ياخذ الجوالق ثم يدفعه إلى البائع وأمره ان يكيل فيه. (خالية على هامش الفتاوى الهندية: (۱۶۰/۲) كتاب البيوع، باب قبض المبيع ومايجوز من التصرف، ط: رشيديه)

▭ بدائع الصنائع: (۲۴۷/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد.

جب سب کو معلوم ہو جائے گا کہ بازار سے بھی کم نرخ ہے، اور یہ کہ ان کا ایک ہی اصول ہے تو پریشان کرنا چھوڑ دیں گے بلکہ اس میں راحت اور سکون محسوس کریں گے۔

قیلہ ام بنی انمار ایک خرید وفروخت کرنے والی عورت تھیں لیکن خرید و فروخت میں بھاؤ تاؤ بہت کم کرتی تھیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے قیلہ! ایسا مت کیا کرو بلکہ جب تم کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ کرو تو تمہارے ذہن میں جو مناسب قیمت ہو اس پر خرید لیا کرو، اور جب اسے فروخت کرنا چاہو تو اتنی ہی قیمت بتاؤ جتنے میں تم اس کو واقعی فروخت کرنا چاہتی ہو۔ (۱)

قیمت زیادہ لے لی

حضرت یونس بن عبید رحمہ اللہ کپڑے بیچا کرتے تھے، ایک موقع پر ان کے پاس دو طرح کے کپڑے تھے، ایک قسم کے کپڑوں کی قیمت دو سو روپے تھی، اور دوسری قسم کے کپڑوں کی چار سو، ایک مرتبہ وہ اپنے بھتیجے کو دکان پر بٹھا کر کہیں گئے،

---

(۱) عن قيلة أم بني أنمار قالت: جاء النبي صلى الله عليه وسلم إلى المروة ليحل في عمرة من عمره، لجئت أتوكأ على عصاه حتى جلست إليه فقلت يا رسول الله إني امرأة أبيع وأشتري، فربما أردت أن أشتري السلعة، فأعطي بها أقل مما أريد أن آخذها به ثم زدت ثم زدت حتى آخذها بالذي أريد أن آخذها به، وربما أردت أن أبيع السلعة فاستمت بها أكثر مما أريد أن أبيعها به ثم نقصت حتى أبيعها بالذي أريد أن أبيعها به. فقال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تفعلي هكذا يا قيلة ولكن إذا أردت أن تشتري شيئا فأعطي به الذي تريدين أن تأخذيه به أعطيت أو منعت، وإذا أردت أن تبيعي شيئا فاستامي الذي تريدين أن تبيعه به أعطيت أو منعت. (التراتيب الإدارية: (۲/۷۷) القسم التاسع، الباب الأول، النسوة التاجرات، ط: دار الأرقم)

☐ الطبقات الكبرى لابن سعد: (۸/۳۳۹، ۲۴۰) تسمية غرائب نساء العرب المسلمات المهاجرات المبايعات، قيلة أم بني أنمار، ط: دار الكتب العلمية.

☐ المعجم الكبير للطبراني: (۲۵/۱۳) باب القاف، قيلة أم بني أنمار، ط: مكتبة ابن تيمية.

☐ سنن ابن ماجة: (ص: ۱۶۹) أبواب التجارات، باب السوم، ط: قديمي.

☐ آپ کے مسائل اور ان کا حل (۶۳/۷) خرید وفروخت اور محنت مزدوری کے اصول وضوابط۔ ط: مکتبہ لدھیانوی۔

ایک دیہاتی ان کے بھتیجے کے پاس آیا، اس نے خریدنے کے لئے کپڑا مانگا، بھتیجے نے وہ کپڑا جس کی قیمت دوسو روپے تھی نکال کر دکھایا، اور اس کی قیمت چارسو بتائی، دیہاتی کو وہ کپڑا پسند آیا اور اس نے چارسو روپے دیکر خوشی سے خریدلیا، اور چلا گیا، راستے میں یونس بن عبید رحمہ اللہ کا اس دیہاتی سے سامنا ہوا، انہوں نے اپنی دکان کے کپڑے کو پہچان لیا، اور پوچھا کہ یہ آپ نے کتنے میں خریدا، اس دیہاتی نے کہا چارسو روپے میں، یونس بن عبید رحمہ اللہ نے کہا: اس کی قیمت تو دوسو روپے ہے، دیہاتی نے کہا کہ یہ کپڑا ہمارے علاقے میں پانچ سو کا ملتا ہے، یونس بن عبید نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے بھتیجے کے پاس لے گئے اور اس سے ناراض ہوئے، اور فرمایا کہ تو اللہ سے نہیں ڈرتا؟ تو نے اس کی عام قیمت سے اتنی زیادہ کیوں لی؟ تو نے مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنا چھوڑ دی؟ بھتیجے نے کہا اس نے یہ کپڑا اتنی قیمت میں اپنی رضامندی سے لیا ہے، یونس بن عبید رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تو نے اس کے لئے وہ پسند کیوں نہیں کیا جو تجھے اپنے لئے پسند ہے؟ پھر اس کے بعد اس دیہاتی کو دو سو روپے واپس کردیے۔(۱)

مزید ''غبن فاحش کی صورت میں واپس کرنے کا حکم'' عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔(۴۵/۵)

(۱) قال مؤمل بن اسماعیل: جاء رجل من أهل الشام الی سوق الخزازین، فقال: مطرف بأربعمائة، فقال یونس بن عبید عندنا بمائتین، فنادی المنادی بالصلاة، فانطلق یونس الی بنی قشیر لیصلی بهم، فجاء وقد باع ابن أخته المطرف من الشامی بأربعمائة، فقال یونس: ماهذه الدراهم؟ قال: ذاک المطرف بعناه من ذا الرجل، قال یونس: یا عبد الله، هذا المطرف الذی عرضته علیک بمائتی درهم، فان شئت خذه وخذ مائتین، وان شئت فدعه، قال له: من أنت؟ قال: رجل من المسلمین، قال: بل أسألک بالله من أنت وما اسمک؟ قال: یونس بن عبید، قال: فوالله، انا لنکون فی نحر العدو، فاذا اشتد الأمر علینا، قلنا: اللهم رب یونس بن عبید فرج عنا، أو شبه هذا، فقال یونس: سبحان الله، سبحان الله۔ (حلیة الاولیاء، الطبقة الأولی من التابعین، (۱۵/۳)، دار الکتب العلمیة، ط: ۱۴۰۹ھ)

قیمت زیادہ لینا جھوٹ بول کر

مارکیٹ میں ایک چیز عام طور پر سو روپے کی بکتی ہے، لیکن دکاندار کسی بھولے بھالے ناتجربہ کار آدمی کی پہچان کرکے جھوٹ بول کر ڈیڑھ سو، دو سو روپے میں بیچ دیتا ہے تو یہ بیچنا حرام تو نہیں ہے البتہ جھوٹ بولنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا، اور برکت سے محروم رہے گا۔ (۱)

قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے

اگر بائع یا دکاندار نے خریدار سے یوں کہا کہ آپ یہ چیز لے لیں، قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے، جو دام ہوں گے آپ سے واجبی (کسی قدر) لے لئے جائیں گے، میں بھلا آپ سے زیادہ لوں گا؟ یا یہ کہا کہ آپ یہ چیز لے لیں، میں بازار سے پوچھ کر جو قیمت ہوگی پھر بتادوں گا، یا یوں کہا کہ اس قسم کی چیز فلاں نے لی ہے، جو دام انہوں نے دیئے ہیں وہی دام آپ بھی دے دیجئے گا۔ یا اس طرح کہا

---

(۱) عن محمد بن سیرین ان عثمان بن عفان کان یشتري العیر، فیقول: یربحني عقلها من یضع في یدي دینارا. (السنن الکبری للبیهقي: (۳۲۹/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة، ط: ادارة تالیفات اشرفیه)
اعلاء السنن: (۲۲۹/۱۴) کتاب البیوع، باب التولیة والمرابحة، ط: ادارة القرآن.
معني بیع المرابحة: هو البیع برأس المال، وربح معلوم، ویشترط علمهما برأس المال، فیقول: رأس مالي فیه أو هو علی بمائة بعتك بها، وربح عشرة فهذا جائز، لاخلاف في صحته ولا نعلم فیه عند احد کراهة. (اعلاء السنن: (۲۲۶/۱۴) باب التولیة والمرابحة، ط: ادارة القرآن)
الهذا إحسان في أن لا یربح علی العشرة إلا نصفا أو واحدا علی ماجرت به العادة في مثل ذلك المتاع في ذلك المکان ومن قنع بربح قلیل کثرت معاملاته واستفاد تکررها ربحا کثیرا وبه تظهر البرکة. (إحیاء علوم الدین: (۸۰/۲) کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الرابع في الإحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة)

کہ جو آپ کا جی چاہے دیدیجئے گا، میں ہرگز انکار نہیں کروں گا، جو کچھ دیدیں گے لےلوں گا، یا اس طرح کہا کہ بازار سے معلوم کرلیں جو اس کی قیمت ہو وہ دیدینا۔ یا یوں کہا کہ فلاں کو دکھالیں، وہ جو قیمت کہہ دیں آپ وہ دیدینا، تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے، البتہ اگر اس جگہ قیمت صاف طور پر معلوم ہوگئی تو جہالت دور ہونے کی وجہ سے بیع درست ہوجائے گی، اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہے گی، البتہ قیمت صاف طور پر معلوم ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کرسکتے ہیں۔ (۱)

قیمت طے نہ ہو

خرید فروخت کرتے وقت چیز کی قیمت مقرر کرنا ضروری ہے، قیمت کے تعین کے بغیر سودا کرنے سے بیع فاسد ہوجائے گی۔ (۲)

قیمت فروخت کو چھپایا گیا

مثلاً ایک شریک نے دوسرے شریک کے حصہ کو فروخت کیا اور اصل قیمت

(۱، ۲) یلزم أن یکون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البیع،... ومن صورة جهالة الثمن: مالو اشتری شیئا برقمه ولم یعلم المشتری رقمه فسد العقد، لأن جهالة الثمن تمکنت فی صلب العقد، فان علم بعد ذلک فی مجلس البیع انقلب العقد جائزاً، وان تفرقا قبل العلم فسد،... ومن صورها أیضاً: مالو باع شیئاً بمثل ما باع فلان والبائع یعلم والمشتری لایعلم ان علم المشتری فی المجلس صح والا فسد... ومنها: لو اشتری شیئاً بمثل ما یبیع الناس فهو فاسد، وکذا لو اشتری بمثل ما أخذه به فلان ولم یعلما ذلک وقت العقد، فان علماه فالبیع جائز، وان علماه بعد العقد وهما فی المجلس ینقلب العقد جائزاً... (شرح المجلة لرستم باز: (۹۸/۱، ۹۹) المادة: ۲۳۸، الکتاب الأول، البیوع، الباب الثالث، الفصل الأول: فی بیان المسائل المترتبة علی أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقیه کوئٹه۔

درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۲۱۸/۱)، المادة: ۲۳۸، أیضاً، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

الهندیة: (۱۳۶/۳)، کتاب البیوع، الباب العاشر: فی الشروط التی تفسد البیع، ط: رشیدیه۔

کو چھپایا مثلاً ایک لاکھ میں فروخت کیا اور پچاس ہزار میں فروخت ہوا کہا، اب بعض دفعہ لینے والا بیچنے والے کے ساتھ مل کر یہ شہادت دیتا ہے کہ ایک لاکھ نہیں بلکہ پچاس ہزار روپے میں طے ہوا ہے اس طرح دوسرے شریک کا حق مارا جاتا ہے۔
اس طرح پہلا شریک دوسرے شریک کا پیسہ ناحق دبالیتا ہے یہ ناجائز اور حرام ہے اور ایسا آدمی سخت گناہ گار ہوتا ہے، پہلے شریک پر لازم ہے کہ دوسرے شریک کا چھپایا ہوا پیسہ دنیا میں ادا کردے۔[۱] ورنہ آخرت میں دینا پڑے گا اور آخرت میں ادا کرنا آسان نہیں ہوگا۔[۲]

اور جو مال غلط بیانی سے چھپایا ہے وہ مال اس کے لئے حرام ہے۔[۳] اور

---

(۱) لايجوز لأحد ان يتصرف في ملك غيره بلا اذنه أو وكالة منه، او لاية عليه، وإن فعل كان ضامناً. شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۱/۱) (رقم المادة: ۹۶)، ط: مكتبة حنفية كوئٹه.
المباشر ضامن وان لم يتعمد۔ (شرح المجلة: (۶۰/۱) (رقم المادة: ۹۶) ط: مكتبة حنفية كوئٹه).
رد المحتار: (۲۰۰/۶) كتاب الغصب، ط: سعيد.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فليتحلله منه اليوم قبل أن لايكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته، وإن لم يكن له حسنات أخذ من سيئات صاحبه فحمل عليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۵) كتاب الأدب، باب الظلم، الفصل الأول، ط: قديمي)
صحيح البخاري: (۳۳۱/۱) كتاب المظالم، باب من كانت له مظلمة عند الرجل... الخ، ط: قديمي.
جامع الترمذي: (۶۷/۲) أبواب صفة القيامة، باب ماجاء في شأن الحساب والقصاص، ط: سعيد.

(۳) عن ابي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "الا لا تظلموا، الا لايحل مال امرئ الا بطيب نفس منه.
عن سمرة رضي الله تعالى عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: على اليد ما اخذت حتى تؤدي.
عن السائب بن يزيد عن ابيه رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا يأخذ احدكم عصا اخيه لاعبا جاداً فمن أخذ عصا أخيه فليردها اليه: (مشكاة المصابيح (ص: ۲۵۵) باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي).
عن عمران بن حصين رضي الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا جلب ولا جنب ولا شغار في الاسلام، ومن انتهب نهبة فليس منا. (جامع الترمذي: (۲۱۳/۱) كتاب النكاح، باب ماجاء من النهي عن نكاح الشغار، ط: قديمي۔

جو شخص جھوٹی گواہی دے کر اس کی مدد کرتا ہے وہ بھی سخت گناہ گار ہے۔[1] اس پر ضروری ہے کہ اصل حقیقت کو ظاہر کرے اور اپنی جھوٹی گواہی سے رجوع کرے اور توبہ استغفار کرے۔[2]

قیمت کا تعین

اگر بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان قیمت کے بارے میں بات ہو رہی تھی اور بائع نے کہا کہ یہ چیز پندرہ روپے میں دوں گا، اور مشتری نے کہا کہ دس روپے سے زیادہ میں نہیں لوں گا، مشتری یہ کہہ کر وہ چیز لے کر چلا گیا، اور بائع نے کچھ نہیں کہا بلکہ خاموش رہا تو اگر وہ چیز بھاؤ کرتے وقت مشتری کے ہاتھ میں تھی تو اس کی قیمت پندرہ روپے ادا کرنا مشتری پر لازم ہوگا، اور اگر بھاؤ کرتے وقت وہ چیز بائع کے ہاتھ میں تھی اور مشتری نے اس سے لے لی اور بائع نے روکا

---

(۱) قال الله تعالى: وأحلت لكم الانعام الا مايتلى عليكم فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور. (سورة الحج: ۳۰)

ثم الظاهر الذى يقتضيه عموم الحديث واطلاقه والقواعد أنه لا فرق فى كون شهادة الزور بالحقوق كبيرة بين أن تكون بحق عظيم أو حقير. (شرح النووى على الصحيح لمسلم: (۱/ ۶۵)، كتاب الإيمان، باب الكبائر وأكبرها، ط: قديمى)

الزواجر: (۲/ ۳۲۱)، كتاب الشهادات، ط: دار الفكر۔

عبد الرحمن بن أبى بكرة عن أبيه قال: كنا عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ألا أنبئكم بأكبر الكبائر ثلاثا: الإشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور أو قول الزور وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم متكئا فجلس فما زال يكررها حتى قلنا ليته سكت. (الصحيح لمسلم: (۱/ ۶۴)، كتاب الأيمان، باب الكبائر وأكبرها، ط: قديمى)

(۲) قال الله تعالى "افلا يتوبون إلى الله ويستغفرونه والله غفور رحيم. (المائدة: ۷۴)

وقال الله تعالى: يا ايها الذين امنوا توبوا الى الله توبة نصوحاً ولم يختلف اهل السنة وغيرهم فى وجوب التوبة على ارباب الكبائر... وعبارة المازري: واتفقوا على ان التوبة من جميع المعاصي واجبة، وأنها واجبة على الفور ولا تجوز تأخيرها سواء كانت المعصية صغيرة او كبيرة. (روح المعاني: (۲۸/ ۱۵۹) سورة التحريم، مبحث فى يا ايها الذين امنوا توبوا إلى الله توبة نصوحاً الخ، ط: دار احياء التراث العربى بيروت)

نہیں تو اس کی قیمت دس روپے ادا کرنا مشتری پر لازم ہوگا۔ (۱)

قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا دلال

"دلال مالک کے لئے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۹/۳)

قیمت کم بتا کر چیز فروخت کردی

"بائع کا غلطی سے کم قیمت پر فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت کم دے کر بیش قیمت والی چیز خریدنا

"بیش قیمت چیز کم قیمت پر خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۱/۲)

قیمت کم کر کے مال بیچنا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے

"بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۴/۲)

قیمت کم کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنا

"بائیکاٹ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۲)

---

(۱) وفي الخانية: رجل ساوم رجلا بثوب، فقال البائع: ابيعه بخمسة عشر، وقال المشتري لاآخذه الا بعشرة، فذهب به، ولم يقل البائع شيئا، فهو بخمسة عشر ان كان المبيع في يد المشتري حين ساومه، وان كان في يد البائع فأخذه منه المشتري ولم يمنعه البائع فهو بعشرة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۸۳) رقم المادة: ۱۷۸، البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني: في بيان موافقة القبول للايجاب، ط: مكتبة حنفيه كوئته) و: (۶۷/۱، ۶۸) ط: فاروقيه كوئته۔

ولو قال ابيعه بخمسة عشر فقال: لاآخذه الا بعشرة، فذهب ولم يقل البائع شيئا، فهو بخمسة عشر ان كان المبيع في يد المشتري حين ساومه، وان كان في يد البائع فأخذه منه المشتري، ولم يمنعه البائع فهو بعشرة۔ (البحر الرائق: (۴۴۷/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه) و: (۲۶۷/۵)، ط: سعيد۔

الهندية: (۷/۳) كتاب البيوع، الباب الثاني فيما يرجع إلى انعقاد البيع وفي حكم المقبوض على سوم الشراء، الفصل الأول فيما يرجع إلى انعقاد البيع، ط: رشيديه۔

قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا

اگر مارکیٹ میں مال کی قیمت کم ہوگئی تو قیمت کم کر کے موجودہ مارکیٹ قیمت پر فروخت کرنا چاہئے، کیونکہ یہ تجارت ہے، اور تجارت میں نفع اور نقصان دونوں ہوا کرتے ہیں، آج کل تاجروں کی عجیب عادت ہوگئی ہے کہ قیمت بڑھنے پر چیز مہنگی تو کر دیتے ہیں لیکن قیمت کم ہونے پر اسے سستی نہیں کرتے۔

اگر گاہک کو قیمت کے بارے میں پتہ نہیں اور دکاندار نے اسے پرانی قیمت پر چیز فروخت کر دی تو دکاندار دھوکہ دینے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔ (۱)

قیمت کم یا زیادہ ہونے کی وجہ

منڈی کی تیزی اور تجارتی سرگرمیوں کے متحرک ہونے کو طلب اور رسد (ڈیمانڈ اینڈ سپلائی) کا نام دیا جاتا ہے، جتنی سپلائی زیادہ ہوگی اور ڈیمانڈ کم ہوگی، اتنا ہی منافع کا تناسب بھی کم ہو جائے گا، اور جتنی ڈیمانڈ زیادہ اور سپلائی کم ہوگی، اتنا ہی منافع کا تناسب بڑھ جائے گا۔

قیمت کی ادائیگی بعد میں کی جائے گی

"بیع مؤجل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۸/۲)

---

(۱) يا ايها اللذين امنوا لا تاكلوا أموالكم بينكم بالباطل) بالحرام، يعني: بالربا والقمار والغصب والسرقة والخيانة ونحوها. (تفسير البغوي: (۱۹۹/۲) سورة النساء: ۲۹، ط: دار طية)

عن عبدالله قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار۔ (المعجم الكبير للطبراني: (۱۳۸/۱۰)، رقم الحديث: ۱۰۲۳۴، باب العين، ط: مكتبة العلوم والحكم)

مجمع الزوائد: (۷۸/۴، ۷۹)، رقم الحديث: ۶۳۳۱، كتاب البيوع، باب في الغش، ط: مكتبة القدس القاهرة۔

صحيح ابن حبان: (۳۲۶/۲)، رقم الحديث: ۵۶۷، كتاب البر والاحسان، باب الصحبة والمجالسة، ذكر الزجر عن أن يمكر المرء أخاه المسلم، ط: مؤسسة الرسالة۔

قیمت کی ادائیگی تاریخ سے پہلے کرنے کی صورت میں قیمت کم کرنا

اگر قسط یا ادھار کے سودے میں قیمت کی ادائیگی کی تاریخ سے پہلے خریدار کی طرف سے یہ پیش کش ہو کہ آپ قیمت کم کر دیں میں فوراً قیمت ادا کر دیتا ہوں، یا بائع یا دکاندار کی جانب سے یہ پیش کش ہو کہ میں قیمت کم کرتا ہوں، آپ رقم فوراً ادا کر دیں، یہ جائز نہیں ہے، بلکہ جتنی رقم سودا کرتے وقت طے ہوگئی تھی اتنی رقم ادا کرنا خریدار پر لازم ہے۔

ہاں اگر خریدار وقت سے پہلے قیمت ادا کر دے اور بائع کسی شرط کے بغیر اپنی مرضی سے کچھ رقم چھوڑ دے یا معاف کر دے، تو اس طرح کرنا جائز اور بہتر ہے۔ (۱)

---

(۱)(الصلح الواقع على بعض جنس ماله عليه) من دين أو غصب (أخذ لبعض حقه وحط لباقيه لا معاوضة) ربا، وحينئذ (فصح الصلح بلا اشتراط قبض بدله عن ألف حال على مائة حالة أو على ألف مؤجل وعن ف جياد على مائة زيوف، ولا يصح عن دراهم على دنانير مؤجلة) لعدم الجنس فكان صرفاً فلم يجز يئة، (أو عن الف مؤجل على نصفه حالاً)... والأصل ان الاحسان ان وجد من الدائن فاسقاط، وان جد منهما فمعاوضة، (قوله: أو عن ألف مؤجل على نصفه حالاً) لأن المعجل غير مستحق بعقد المداينة، المستحق به هو المؤجل، والمعجل خير منه، فقد وقع الصلح على مالم يكن مستحقا بعقد المداينة ار معاوضة، والأجل كان حق المديون وقد تركه بازاء ما حطه عنه من الدين فكان اعتياضاً عن الأجل وحرام، الا يرى أن ربا النسيئة حرم لشبهة مبادلة المال بالأجل، فلأن يحرم حقيقة أولى۔ (تكملة المحتار مع الدر: (۸/۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴)، كتاب الصلح، فصل: في دعوى الدين، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۷/۲۵۹)، كتاب الصلح، باب الصلح في الدين، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۸/۴۲۸)، كتاب الصلح، باب الصلح في الدين، ط: رشيديه۔

ولا يصح عن دراهم على دنانير مؤجلة أو عن ألف مؤجل على نصفه حالاً۔

له: على نصفه حالاً) لأنه اعتياض عن الأجل وهو حرام۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۴۰) كتاب الصلح، في دعوى الدين، ط: سعيد)

ومما يتعامل به بعض التجار في الديون المؤجلة أنهم يسقطون حصة من الدين بشرط أن يعجل المديون قبل حلول الأجل، مثل أن يكون لزيد على عمر ألف، فيقول زيد: "عجل لي تسعمائة، وأنا أضع عنك ان هذه المعاملة معروفة في الفقه باسم "ضع وتعجل" وهذا التعجيل ان كان مشروطا بالوضع من فان المذاهب الأربعة متفقة على عدم جوازه۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۵۴۵)، بحث الخامس، الباب الأول في البيع المال والمؤجل، مسئلة "ضع وتعجل" ط: معارف القرآن)

قیمت کی ادائیگی سے پہلے جائیداد آگے فروخت کرنا

(۲۳۸) اگر کوئی شخص زمین، مکان، دکان یا آفس وغیرہ مثلاً چھ مہینے کے ادھار پر خریدے اور ابھی بیعانہ کی رقم ادا کر دی، پوری قیمت ادا نہیں کی، اس دوران اگر یہ شخص اس زمین یا مکان یا دکان وغیرہ کو آگے دوسرے آدمی کو نقد یا ادھار میں فروخت کر دیتا ہے تو یہ جائز ہے، کیونکہ سودا ہونے کے بعد خریدار مالک ہو گیا ہے اور مالک کے لئے آگے بیچنا جائز ہے۔

اور دوسرے آدمی کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی اس سے پہلے آدمی کی اگر رقم ادا کر لیتا ہے اور نفع بھی بچا تا ہے تو یہ بھی جائز ہے۔ (۱)

قیمت کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا

ادھار پر سودا ہونے کے بعد متعینہ وقت پر ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں تاخیر کی وجہ سے قیمت میں مزید اضافہ کر دینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

---

(۱) للمشتری أن یبیع المبیع لآخر قبل قبضه ان کان عقاراً... وان کان منقولاً فلا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۳/۳)، المادة: ۲۵۳، البیوع، الباب السابع، الفصل الأول: فی بیان حق تصرف البائع بالثمن والمشتری بالمبیع بعد العقد وقبل القبض، ط: فاروقیه کوئٹه۔

الهدایة: (۷۷/۳)، کتاب البیوع، باب التولیة، ط: امدادیه ملتان۔

الدر مع الرد: (۱۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل التصرف فی المبیع والثمن قبل القبض، ط: سعید۔

(۲) (کل قرض) جر منفعة) الی المقرض (فهو ربا) أی فی حکم الربا۔ (فیض القدیر للمناوی: (۲۸/۵)، رقم الحدیث: ۶۳۳۶، حرف الکاف، ط: دار المعرفة بیروت۔

عن علی امیر المؤمنین رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعا: کل قرض جرّ منفعة فهو ربا۔ أخرجه الحارث بن أبی سلامة فی مسنده، قال الشیخ: حدیث حسن لغیره۔ (إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴، ۵۱۳)، رقم الحدیث: ۲۸۵۸، کتاب الحوالة، باب: کل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن کراچی)

شامی: (۱۶۶/۵) کتاب البیوع، باب المرابحه والتولیة، مطلب: کل قرض جر نفعا حرام، ط: سعید۔

قیمت کی تعیین

☆ اسلام نے قیمتوں کی تعیین کو قدرتی قانون طلب اور رسد کے ساتھ جوڑا (۲۳۹) ہے یعنی چیزوں کی طلب اور ان کے رسد کے اعتبار سے قیمتیں خود بخود متعین ہوجاتی ہیں، اور اسی میں عدل وانصاف ہے تاکہ بائع اور مشتری حالات کے مطابق خود ہی ایک قیمت پر متفق ہوجائیں اور ان پر کسی قسم کا کوئی جبر نہ ہو۔

☆ اگر اشیاء کی قیمتوں کا اتار چڑھاؤ، اشیاء کی رسد بڑھ جانے اور طلب کم ہوجانے پر یا طلب زیادہ ہونے اور رسد کم ہوجانے پر ہو تو قیمتوں میں کسی قسم کی دخل اندازی کرنا درست نہیں۔

☆ اور اگر اشیاء کی قیمتوں کا اتار چڑھاؤ، رسد اور طلب کے قانون کے مطابق قدرتی نہ رہے بلکہ ناجائز ذرائع مثلاً ذخیرہ اندوزی، دکھلاوے کے لئے مصنوعی سودے بازی اور سامان بازار میں آنے سے پہلے ہی خرید کر اسٹاک کر کے روک لینے اور بازار میں سامان کی مقدار کم ہونے کی وجہ سے مصنوعی قلت پیدا کرنے کی وجہ سے ہو یا تاجر لوگ روزانہ کی ضروری اشیاء کی قیمت حد سے زیادہ بڑھانے لگیں یا قیمتوں کی تعیین کرنے کے علاوہ تاجروں کو مذکورہ چیزوں سے باز رکھنے کی کوئی اور صورت ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں ایسے لوگوں کے مشورے سے اشیاء کی قیمتیں متعین کرنا جائز ہوگا، جن کو بازاری امور میں مہارت ہو اور ان کے دل میں عام لوگوں کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ ہو۔ (۱)

(۱) عن أنس ابن مالک قال: غلا السعر علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقالوا یا رسول الله! قد غلا السعر، فسعر لنا، فقال: ان الله هو المسعر، القابض، الباسط الرازق، انی لارجو أن القی ربی ولیس أحد یطلبنی بمظلمة فی دم ولا مال۔ (سنن ابن ماجه: ص: ۱۵۹، أبواب التجارات، باب من کره أن یسعر، ط: قدیمی)

(و) (لا یسعر حاکم) لقوله علیه الصلوٰة والسلام "لا تسعروا فان الله هو المسعر، القابض، الباسط، =

قیمت کی تعیین بیع صحیح ہونے کی شرط ہے

قیمت کی تعیین بھی بیع صحیح ہونے کے لئے ضروری شرط ہے، اگر قیمت متعین نہیں کی تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

مثلاً ''زید''، ''عمرو'' سے کہتا ہے کہ اگر ادائیگی ایک ماہ کے اندر کریں گے تو قیمت پچاس روپے ہوگی اور اگر دو ماہ میں کریں گے تو پچپن روپے ہوگی، عمرو بھی اس پر متفق ہوجاتا ہے تو قیمت غیر متعین ہے، اس لئے بیع صحیح نہیں ہوگی، اگر دو متبادل قیمتوں میں سے ایک کی تعیین بیع کے وقت ہی کر لی جائے تو بیع صحیح ہوجائے گی۔(۱)

قیمت کی رقم پر قبضہ سے پہلے تصرف کرنا

''زرِ ثمن میں قبضہ سے پہلے تصرف کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۶/۴)

قیمت کی وصولی کے لئے چیز روکنا

☆ اگر ادھار سودا نہ ہو تو بائع قیمت کی وصولی کے لئے چیز روک سکتا ہے اگر چہ قیمت کا تھوڑا سا حصہ باقی ہو۔

☆ اور اگر ادھار سودا ہو تو بائع قیمت کی وصولی کے لئے چیز روک نہیں سکتا۔(۱)

= الرازق"، (الا اذا تعدی الأرباب عن القیمة تعدیاً فاحشا فیسعر بمشورة أهل الرأی۔(الدر مع الرد: (۳۹۹/۶، ۴۰۰) کتاب الحظر والاباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۰۲/۸)، کتاب الکراهیة، فصل: فی البیع، ط: سعید۔

(۱) ''قیمت متعین ہونا ضروری ہے'' کے تحت حاشیہ ملاحظہ ہو۔

(۱) فی البیع بالثمن الحال أعنی غیر المؤجل للبائع أن یحبس المبیع الی أن یؤدی المشتری جمیع الثمن ای للبائع حبس المبیع لقبض الثمن لو بقی منه درهم واحد، ... فی بیع النسیئة لیس للبائع حق حبس المبیع بل علیه أن یسلم المبیع الی المشتری علی أن یقبض الثمن وقت حلول الأجل۔(شرح المجلة لرستم باز: (۱۱۷/۱، ۱۱۸)، المادة: ۲۷۸، ۲۷۳، البیوع، الباب الخامس، الفصل الثانی: فی المواد المتعلقة بحبس المبیع، ط: فاروقیه کوئٹه۔=

قیمت کے تعین میں تکرار ہو

(۲۳۱) سودا کرتے وقت بائع (سیلر) اور خریدار کے درمیان چیز اور چیز کی قیمت کے تعین میں جو تکرار (Bargaining) ہوتی ہے اس میں بھی آخری چیز اور آخری قیمت معتبر ہوتی ہے۔[1]

قیمت لگانے کا اختیار بائع کو ہے

مال کی قیمت لگانے کا اختیار مال والے کو ہے، چاہے بائع کی جانب سے لگائی ہوئی قیمت پر سودا طے ہو یا نہ ہو۔

بعض دفعہ بیچنے والے کے دل میں فتور ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے مال کی قیمت خود نہیں لگاتا بلکہ وہ خریدار سے ہی پوچھتا ہے کہ آپ اس چیز کی قیمت کتنی دینا چاہتے ہیں، تاکہ زیادہ قیمت کہنے کی صورت میں خریدار بھاگ نہ جائے، حالانکہ بائع کو وہ چیز بہر حال فروخت کرنی ہے، دوسری طرف خریدار بھی ڈرتا ہے کہ کہیں میں زیادہ قیمت نہ بتادوں حالانکہ اس کو خریدنے کی ضرورت ہوتی ہے، اسلئے ایک دوسرے پر ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسی صورت میں مال کا مالک اپنے مال کی

= شرح المجلة للاتاسی: (۲/۱۱، ۲۱۵)، المادة: ۲۸۳، ۲۷۸، أيضاً، ط: رشيديه۔

درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۱/۲۶۳، ۲۶۷)، المادة: ۲۸۳، ۲۷۸، أيضاً، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

(۱) اذا تكرر عقد البيع بتبديل الثمن أو تزييده أو تنقيصه يعتبر العقد الثاني، فلو تبايع رجلان مالاً معلوماً بمائة قرش ثم بعد انعقاد البيع تبايعا ذلك المال بدينار أو بمائة وعشرة أو بتسعين قرشا يعتبر العقد الثاني۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۶)، رقم المادة: ۱۷٦، الكتاب الأول في البيوع، الباب الأول، الفصل الثاني فيما يتعلق بركن البيع، ط: مكتبه فاروقيه)

درر الحكام الى مجلة الأحكام: (۱/۱۳۵)، رقم المادة: ۱۸٦، ايضاً، ط: دار عالم الكتب۔

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/۳۲)، رقم المادة: ۱۷٦، ايضاً، ط: رشيديه۔

قیمت لگانے کا زیادہ حق دار ہے۔ (۱)

۲۴۲ قیمت لگانے کا خرچہ مشترکہ چیز کی

"مشترک چیز کی قیمت لگانے کا خرچہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۱/۶)

قیمت مال کی بڑھ جائے تو قیمت بڑھانا

"مال کی قیمت بڑھ جائے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۸/۶)

قیمت مبہم ہو

"قیمت مجہول ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۴/۵)

قیمت متعین ہونا ضروری ہے

عقدِ بیع کرتے وقت قیمت کا معلوم اور متعین ہونا ضروری ہے، قیمت مجہول ہونے کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہوتی، مثلاً بائع (سیلر) نے کہا کہ یہ کپڑا نقد میں سو روپے میٹر ہے اور ادھار میں ایک سو بیس روپے میٹر ہے، اور عقدِ بیع کے وقت ادھار ہے یا نقد متعین نہیں کیا، تو قیمت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوگی۔

اسی طرح بائع نے کہا کہ ایک مہینہ کے ادھار کی صورت میں ایک سو دس

---

(۱) باب صاحب السلعة احق بالسوم... عن أنس رضي الله عنه، قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: يابني النجار: ثامنوني بحائطكم، وفيه خرب ونخل. (صحيح البخاري: (۲۸۳/۱) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: قديمي)

أي هذا باب في بيان أن صاحب السلعة أي المتاع، أحق بالسوم... أي أحق بذكر قدر الثمن وتقديره... وقال ابن بطال: لا خلاف بين العلماء في هذه المسألة وإن متولي السلعة من مالك أو وكيل أولى بالسوم من طالب شرائها. (عمدة القاري: (۳۶۰/۱۱) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: دار الكتب العلمية)

شرح صحيح البخاري لابن بطال: (۲۳۵/۶) كتاب البيوع، باب صاحب السلعة أحق بالسوم، ط: مكتبة الرشد.

روپے میٹر، اور دو مہینے کا ادھار ہونے کی صورت میں ایک سو بیس روپے میٹر اور تین مہینے کے ادھار ہونے کی صورت میں ایک سو تیس روپے میٹر ہوگا اور ان میں سے کسی مدت یا قیمت کو متعین نہیں کیا تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

اسی طرح اگر قیمت اس طرح متعین کی کہ اگر دس دن میں ادا کروگے سو روپے میٹر، اور اگر بیس دن میں ادا کروگے تو ایک سو دس روپے میٹر، اور اگر تیس دن میں ادا کروگے تو ایک سو بیس روپے میٹر کے حساب سے ہوگا، اور عقد بیع کے وقت کسی ایک مدت اور قیمت کو متعین نہیں کیا تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

قیمت متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا

"نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت مجہول ہو

اگر سودے کے دوران قیمت مجہول یا مبہم ہوگی تو بیع فاسد ہوگی۔

---

(۱) رجل باع على أنه بالنقد هكذا وبالنسيئة هكذا، أي إلى شهر كذا أو إلى شهرين بكذا، فلايجوز۔ (الهندية: (۱۳۶/۳)، كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع، ط: رشيديه)

وقد فسر أهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: ابيعك هذا الثوب بنقد بعشر، وبنسيئة بعشرين، ولايفارقه على احد البيعين۔ (جامع الترمذي: (۲۳۳/۱) كتاب البيوع، باب النهي عن بيعتين، ط: سعيد)

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا، وبالنقد بكذا، أو (قال) إلى شهر بكذا، أو إلى شهرين بكذا فهو فاسد، لأنه لم يعاطه على ثمن معلوم، ونهي النبي ﷺ عن شرطين في بيع... وهذا إذا افترقا على هذا۔ (المبسوط للسرخسي: (۸،۷/۱۳) باب البيوع الفاسدة، ط: غفاية كوئته/دار المعرفة۔

وأما البطلان فيما إذا قال بعتكه بألف حالاً وبألفين إلى سنة فلجهالة الثمن۔ (فتح القدير: (۲۶۲/۶) كتاب البيوع، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

يلزم أن يكون الثمن معلوما، فلو جهل الثمن، فسد البيع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۱۲۲) رقم المادة: (۲۳۸) البيوع، الباب الثالث، الفصل الأول: في بيان المسائل المترتبة على لزوم الثمن وأحواله، ط: مكتبه حنفيه كوئته) ر: (۹۸/۱)، ط: فاروقيه كوئته۔

اگر کسی بازار میں مختلف ممالک کی کرنسیاں رائج ہوں تو کس ملک کی کرنسی سے سودا ہو رہا ہے اس کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے ورنہ بیع فاسد ہو جائے گی۔[1]

قیمت مجہول ہونے کی صورتیں

قیمت مجہول ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ چیز خریدتے وقت قیمت کا بالکل تذکرہ ہی نہ ہو، دوسری صورت یہ ہے کہ قیمت کا تذکرہ تو ہو مگر اس طرح کہ بائع اور مشتری میں سے کسی کو متعین قیمت کا علم نہ ہو مثلاً یوں کہا جائے کہ میں فلاں چیز کو اس کی بازاری قیمت پر خریدتا ہوں یا اس قیمت پر خریدتا ہوں جو اس پر درج ہے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی بازاری قیمت یا اس پر درج شدہ قیمت کیا ہے یا اس طرح کہا جائے کہ جس قیمت پر فلاں شخص نے فروخت کی ہے یا جس قیمت پر لوگ فروخت کر رہے ہیں اسی قیمت پر میں آپ کو بیچتا ہوں جب کہ بائع اور مشتری یا خریدار اس قیمت سے واقف نہ ہوں یا یہ کہنا کہ جو قیمت آپ کو پسند ہو وہ دے دینا، یا جس قیمت پر میں نے خریدی ہے اسی پر آپ کو بیچتا ہوں اور خریدار کو اس کی قیمت خرید کا علم نہ ہو، ان تمام صورتوں میں قیمت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع صحیح نہیں ہوگی، ہاں اگر ان تمام صورتوں میں مجلس عقد ختم ہونے سے پہلے حتمی قیمت کا علم ہو جائے تو پھر بیع صحیح ہو جائے گی۔

---

(۱) البلد الذی یتعدد فیه نوع الدینار المتداول اذا بیع فیه شیء بکذا دیناراً، ولم یبین نوع من الدینار یکون البیع فاسداً، والدرهم کالدنانیر فی هذا الحکم۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۱۶۰/۲)، المادة: ۲۳۰، البیوع، الباب الثالث، الفصل الأول: فی بیان المسائل المترتبة علی أوصاف الثمن وأحواله، ط: رشیدیه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۹۹/۱)، المادة: ۲۳۰، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۲۲۰/۱)، المادة: ۲۳۰، أیضاً، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

یا پھر کسی ایسی چیز کی بیع ہورہی ہو جس کی بازاری قیمت میں فرق نہ پایا جاتا ہو تو ایسی صورت میں بازاری قیمت پر خرید وفروخت کرنا درست ہوگا کیونکہ اس میں اختلاف اور جھگڑے کا احتمال نہیں ہے۔ (۱)

مزید ''قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت معلوم ہو

قیمت کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ فریقین مکمل تفصیلات طے کر کے سودا کریں مثلاً قیمت کیا ہوگی، ادائیگی فوراً نقد ہوگی یا تاخیر سے، اگر تاخیر سے ادائیگی ہوگی تو کتنی مدت بعد، اور ادائیگی کا طریقہ کیا ہوگا، یکمشت ہوگی یا قسطوں میں یہ تمام چیزیں سودا کرتے وقت طے کرنا ضروری ہیں ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) (تسمية الثمن حين البيع لازمة، فلو باع بدون تسمية ثمن كان البيع فاسداً... يلزم أن يكون الثمن معلوما) فلو جهل الثمن فسد البيع إلا إذا كان الثمن غير محتاج إلى القبض فجهالته حينئذ لا تمنع جواز البيع، ومن صور جهالة الثمن: مالو اشتري شيئاً برقمه ولم يعلم المشتري رقمه، فسد العقد؛ لأن جهالة الثمن تمكنت في صلب العقد، فإن علم بعد ذلك في مجلس البيع انقلب العقد جائزاً وإن تفرقا قبل العلم فسد... ومن صورها ايضا: مالو باع شيئا بمثل ماباع فلان والبائع يعلم والمشتري لا يعلم، إن علم في المجلس صح وإلا فسد، ولكن لو باع بمثل ماباع فلان وكان المبيع شيئا لا يتفاوت كالخبز واللحم جاز البيع ومنها: مالو اشتري شيئا بمثل مايبيع الناس فهو فاسد وكذا لو اشتري بمثل ما أخذ به فلان ولم يعلما ذلك وقت العقد لإن علماه فالبيع جائز. (شرح المجله رستم باز: (۱/۹۸، ۹۹) المادة: ۲۳۷، ۲۳۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس في بيان المسائل المتعلقة، الثمن، ط: مكتبه فاروقيه)

الدر المختار مع الرد: (۱۱۱/۵، ۱۱۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع المرهون المستاجر، ط: سعيد.

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۸۵، ۱۸۶) المادة: ۲۳۷، ۲۳۸، ط: دار الكتب العلمية.

(۲) (يلزم أن يكون الثمن معلوما) والعلم بالثمن (۱) العلم بقدره (۲) العلم بوصفه صراحة أو عرفاً... ويفهم من لفظي (قدراً، وصفا) إن الثمن يجب أن يكون معلوما وصفا كأن يقال: دينار سوري أو مصري او انكليزي. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۲۸) المادة: ۲۳۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الأول في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: دار الجيل)=

قیمت مقرر کردینا

''نرخ مقرر کرنا'' اور ''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/ ۲۵۲)

قیمت مقررہ پرزائدرقم آدھی آدھی

''مقررہ قیمت پرزائدرقم آدھی آدھی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/ ۲۵۸)

قیمت مقررہ سے زیادہ پرفروخت کرنا

''کمپنی کی مقررہ قیمت سے زیادہ پرفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

قیمت مقررہ سے کم رقم دینا

''مقررہ قیمت سے کم رقم دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/ ۲۵۹)

قیمت مقررہ وقت پروصول نہ ہونے پرجرمانہ وصول کرنا

ادھار پرسودا ہونے کے بعد مقررہ وقت پر قیمت وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ سود ہے۔ (۱)

= (یلزم أن تکون المدة معلومة في البیع بالتأجیل والتقسیط) الأجل یعین بکذا سنة أو شهرا أو یوما أو إلى الشهر الفلاني وما أشبه ذلك فإذا عقد البیع علی أجل مجهول فسد البیع: لأنه إذا کان الأجل مجهولاً فالبائع یطلب الثمن بعد مدة وجیزة ویمتنع المشتري فیکون حصول النزاع من المتوقع بسبب جهالة الأجل. (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۲۲۸) المادة: ۲۴۶، الکتاب الأول في البیع، الباب الثالث، الفصل الثاني: في بیان المسائل المتعلقة بالبیع بالنسیئة والتأجیل، ط: دار الجیل)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۳) المادة: ۲۴۶، ایضاً، ط: مکتبة فاروقیه.

(۱) کل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (فیض القدیر: (۹/ ۴۳۸۷) رقم الحدیث: (۶۳۳۶) حرف الکاف، ط: مکتبه نزار مصطفی الباز ریاض) و: (۵/ ۲۸)، ط: دار المعرفة، بیروت۔

عن علی امیر المؤمنین رضی الله عنه مرفوعاً: کل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۲، ۵۱۳)، رقم الحدیث: ۴۸۵۸، کتاب الحوالة، باب: کل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن کراچی)=

قیمت میں اختلاف ہو

"قیمت کا تعین" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۴/۵)

قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لے لینا

☆ مثلاً زید کے پاس ایک گاڑی ہے جو وہ فروخت کرنا چاہتا ہے، وہ ایک شوروم والے کے پاس جاتا ہے، اور کہتا ہے کہ میری گاڑی فروخت کردیں، قیمت میں سے دولاکھ مجھے دیں اور اوپر جتنی رقم ملے وہ آپ رکھ لیں۔

شوروم والا وہ گاڑی سوا دولاکھ میں فروخت کرکے دولاکھ زید کو دیتا ہے اور پچیس ہزار اپنے پاس رکھتا ہے، تو یہ جائز نہیں کیونکہ گاڑی سوا دو لاکھ میں فروخت ہوئی، وہ کل رقم گاڑی کا بدل ہے، چونکہ گاڑی زید کی تھی، لہٰذا گاڑی کا کل بدل بھی زید کی ملکیت ہوا، ایسی صورت میں پوری قیمت زید کی ہے، اور شوروم والے کو اپنے کام کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق اجرت ملے گی، جس کو اجرت مثل کہتے ہیں۔

واضح رہے کہ اجرت معلوم نہ ہونے کی صورت میں اجارہ فاسد ہوجاتا ہے اس لئے شروع ہی سے اجرت طے کرلینا چاہیے۔

☆ زید نے ایک دکاندار سے کپڑے کے چند تھان لئے اور گھوم پھر کر ان کو

شامی: (۱۶۶/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، مطلب: كل قرض جر نفعا حرام، ط: سعيد۔

(قوله: لا يأخذ مال في المذهب) قال في الفتح: وعن أبي يوسف رحمه الله تعالى: يجوز التعزير للسلطان بأخذ المال، وعندهما وباقي الأئمة لا يجوز اهـ، ومثله في المعراج، وظاهره ان ذلك رواية ضعيفة عن أبي يوسف رحمه الله تعالى، قال في الشرنبلالية: ولا يفتى بهذا لما فيه من تسليط الظلمة على أخذ مال الناس فيأكلونه ... لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة؛ إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (شامی: (۶۱/۴) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب: في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

فروخت کیا جو قیمت ملی ہے وہ دکاندار کی ہوگی، البتہ زید کو مارکیٹ ریٹ کے حساب سے کمیشن یعنی اجرت مثل ملے گی۔ (۱)

قیمت میں فرق

بعض تاجر، لوگوں کو ایک ہی قسم کی چیز مختلف قیمتوں پر بیچتے ہیں مثلاً ایک گاہک کو سو روپے میں بیچ دیتے ہیں، دوسرے گاہک کو دو سو روپے میں اور تیسرے گاہک کو ڈیڑھ سو روپے میں بیچ دیتے ہیں۔

---

(۱) لو أعطى أحد ماله للدلال، وقال بعه بكذا دراهم، فإن باعه بأزيد من ذلك فالفاضل أيضاً لصاحب المال، وليس للدلال سوى الأجرة، أي أجرة المثل بالغة ما بلغت لو لم يكن سمّى له أجرة ولا تزيد على المسمى لو كان سمى؛ لفساد الاجارة من كل وجه، بقى مالو قال للدلال بعه بعشرة ومازاد فهو لك أجرة، والظاهر أنه لا أجر له أصلاً لو باعه بعشرة أو لم يبع؛ لأنه لم يجعل له أجرة على ذلك، ولو باعه بزيادة فله أجر مثله، لا يزيد على تلك الزيادة... (شرح المجلة للاتاسي: (٦٧٧/٢)، المادة: ٥٧٨، الاجارات، الباب السادس: في بيان أنواع الماجور وأحكامه، الفصل الرابع: في اجارة الآدمي، ط: رشيديه۔

▭ فالفضل أيضاً لصاحب المال لأن هذا الفضل بدل مال ذلك المبدل كان له فالبدل يلزم أن يكون كذلك وليس للدلال سوى أجرة الدلالة... (درر الحكام الى مجلة الأحكام: (٦٦٢/١) المادة: ٥٧٨، أيضاً، ط: دار عالم الكتب / مكتبه سلطانيه كوئٹه۔

▭ شرح المجلة لرستم باز: (٣٣٣/١)، المادة: ٥٧٨، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

▭ أفاد أن ركنها الايجاب والقبول، وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين، لأن جهالتهما تفضي الى المنازعة۔ (الدر مع الرد: (٥/٦)، كتاب الاجارة، ط: سعيد۔)

▭ وتفسد (بجهالة المسمّى) كله أو بعضه... (فان فسدت بالأخيرين) بجهالة المسمّى وعدم التسمية (وجب أجر المثل) يعني الوسط منه... (الدر مع الرد: (٣٨/٦)، كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: سعيد)

▭ اذا دفع البقرة بالعلف ليكون الحادث بينهما نصفين، فما حدث فهو لصاحب البقرة وللآخر مثل علفه وأجر مثله۔ (الدر مع الرد: (٣٢٦/٣)، كتاب الشركة، فصل في شركة الفاسدة، ط: سعيد۔

▭ الهندية: (٤٤٢/٤)، كتاب الاجارة، الفصل الخامس عشر: في بيان ما يجوز من الاجارة وما لا يجوز، الفصل الثاني: فيما يفسد العقد فيه لمكان الشرط، ط: رشيديه۔

▭ التاتارخانية: (٦٧٠/٥)، كتاب الشركة، الشركة بالأعمال، ط: ادارة القرآن۔

اگر یہ قیمت کا فرق بازار کے اختلاف کی وجہ سے ہے، اور اس چیز کی قیمت ہر وقت گھٹتی بڑھتی ہے تو بازار کی قیمت پر بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر بیچنے میں فرق اس وجہ سے ہو کہ خریدار بڑا چالاک اور ہوشیار ہے سودے بازی میں بڑا ماہر ہے، اور دکاندار اس کی چرب زبانی کی وجہ سے قیمت میں کمی کر دیتا ہے اور اگر خریدار چالاک اور ہوشیار نہیں ہے، سودے بازی میں ماہر نہیں ہے سیدھا سادہ ہے تو اس کو مہنگے داموں پر فروخت کر دیتا ہے یہ تو یہ طریقہ درست نہیں کیونکہ یہ مسلمان بھائیوں کے ساتھ خیر خواہی کے خلاف اور دھوکہ ہے۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''دین'' اللہ تعالیٰ، اس کی کتاب، اسکے رسول، مسلمانوں کے ائمہ اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کا نام ہے۔ (۱)

اور کوئی تاجر خود بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ کوئی اس کے ساتھ ایسا کام کرے

---

(۱) عن تميم الداري أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "الدين النصيحة" قلنا: لمن؟ قال: لله ولكتابه ولرسوله ولأئمة المسلمين وعامتهم. (صحيح مسلم: (۲/ ۵۴) كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۴، ۴۲۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي۔

وأما نصيحة عامة المسلمين... فإرشادهم لمصالحهم في آخرهم ودنياهم وكف الأذى عنهم... ودفع المضار عنهم وجلب المنافع لهم... وترك غشهم وحسدهم وأن يحب لهم مايحب لنفسه من الخير ويكره لهم مايكره لنفسه من المكروه والذب عن أموالهم وأعراضهم وغير ذلك من أحوالهم بالقول والفعل. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱/ ۵۴) كتاب الإيمان، باب بيان أن الدين النصيحة، ط: قديمي)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه السوق دائماً، وللتجار ملاحظ مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها... ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن أخرى في حالة أخرى... مالم يكن فيه غش أو خداع. (بحوث في قضايا فقهية: (۱/ ۸، ۹) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراجي۔

تو پھر وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ ایسا کرنے پر کیوں راضی ہوتا ہے لہٰذا ہر تاجر کو چاہئے کہ وہ جس مارکیٹ یا جس جگہ پر ہے اس کے مطابق قیمت بتائے، اور خریدار کو سیدھا سادہ ناتجربہ کار دیکھ کر قیمت زیادہ اور ہوشیار دیکھ کر قیمت کم نہ بتادے، ہاں اگر دوست واحباب کے لئے قیمت کم کرے تو اس میں کوئی قباحت نہیں، اسی طرح کوئی گاہک قیمت کم کرنے پر اصرار کرے تو اس کو کم قیمت پر دینے میں کوئی قباحت نہیں کیونکہ وہ مروجہ قیمت سے باہر نہیں نکلا اور زیادہ نہیں لیا۔

قیمت میں کمی کا تعین

جن صورتوں میں مبیع کو قدیم عیب کی وجہ سے واپس کرنا منع ہو، اور قدیم عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی ہوئی ہے وہ لینے کی اجازت ہو، تو ان صورتوں میں قیمت میں کمی کی تعیین غیر جانبدار ماہر افراد سے کرائی جائے گی، وہ لوگ چیز کے عیب دار ہونے اور عیب سے پاک ہونے کی دونوں صورتوں میں قیمت لگائیں گے، ان میں جو فرق ہوگا اس فرق کا خریدار بائع (سیلر) سے مطالبہ کرے گا۔ (۲)

---

(۲) لو حدث فی المبیع عیب عند المشتری... ثم ظهر فیه عیب قدیم فلیس للمشتری أن یرده بالعیب القدیم بل له المطالبة بنقصان الثمن فقط،... نقصان الثمن یصیر معلوماً بأخبار أهل الخبرة الخالین عن الغرض وذلک بأن یقوم ذلک الثوب سالماً ثم یقوم معیباً فما کان بین القیمتین من التفاوت ینسب الی الثمن المسمّٰی، وعلی مقتضی تلک النسبة یرجع المشتری علی البائع بالنقصان۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۰/۱، ۱۵۱)، المادة: ۳۴۵،۳۴۶، البیوع، الباب السادس، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۳۱۱/۲، ۳۱۳)، المادة: ۳۴۵،۳۴۶، أیضاً، ط: رشیدیه۔

درر الحکام الی مجلة الأحکام: (۳۵۲/۱، ۳۵۳)، المادة: ۳۴۵،۳۴۶، أیضاً، ط: دار عالم الکتب / مکتبه سلطانیه کوئٹه۔

قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں

تاجر لوگ اشیاء کی قیمتوں میں جو کمی کرتے ہیں، اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں، اور وہ صورتیں یہ ہیں:

① ''اشیاء زیادہ مقدار میں خریدنے کی بناء پر کمی کرنا''۔

جب کوئی گاہک ایک چیز زیادہ مقدار میں ایک ہی دفعہ میں یا کئی بار کسی مخصوص مدت میں خریدتا ہے تو تاجر قیمت میں کمی کر دیتا ہے، یہ جائز ہے، اور اگر اس سے مقصود صرف گاہک کی سہولت یا کسی ضرورت مند کی مدد کرنا ہو تو اس پر اجر و ثواب ملے گا، اور اگر قیمتوں میں کمی سے مقصود دوسرے تاجروں کو نقصان پہنچانا ہو تو یہ درست نہیں ہوگا۔

② ''موسمی کمی''۔

کسی خاص موسم کے شروع، درمیان یا ختم ہونے پر تاجر قیمتوں میں کمی کرتے ہیں، جیسے آج کل گرمی کے موسم کے اختتام پر گرمی کے کپڑے، یا سردیوں کے اختتام پر سردی کے کپڑے، سویٹر، کمبل، جوتے، فریج، وغیرہ کی قیمتوں میں کمی کا اعلان کر دیا جاتا ہے، یہ صورت بھی جائز ہے۔

③ ''طلب بڑھانے کے لئے قیمتوں میں کمی کرتے ہیں''۔

بعض مرتبہ کسی چیز کی طلب میں اضافہ کرنے کے لئے اس کی قیمت میں کمی کا اعلان کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس چیز کی فروخت میں اضافہ ہو جاتا ہے، یہ صورت بھی جائز ہے۔

④ ''کوپن کے ذریعہ قیمتوں میں کمی کرنا''۔

کسی چیز کی تشہیر کے وقت خریداروں کو مخصوص کوپن پیش کئے جاتے ہیں،

جنہیں آئندہ خریداری کے وقت دکھا کر خریدار قیمت میں رعایت حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ صورت بھی جائز ہے۔

یہ چاروں صورتیں جائز ہیں۔ (۱)

---

(۱) عن جابر رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رحم الله رجلاً سمحاً اذا باع و اذا اشترى و اذا اقتضى، رواه البخاري: (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة والمعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي۔

فقال النبي صلى الله عليه وسلم: ان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق،... (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۵۱)، باب الاحتكار، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

قال رحمه الله: "ولا يسعر السلطان... لقوله عليه الصلاة والسلام: "لا تسعروا فان الله هو المسعر القابض الباسط الرازق، ولأن الثمن حق البائع فكان اليه تقديره... (تبيين الحقائق: (۶/۲۲) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: أشرفية كوئٹه۔

كل يتصرف في ملكه كيفما شاء... لايمنع أحد من التصرف في ملكه مالم يكن فيه ضرر فاحش للغير... (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۵۱)، المادة: ۱۱۹۲، ۱۱۹۷، أنواع الشركات، الباب الثالث، الفصل الأول: في بعض قواعد أحكام الأملاك، ط: فاروقيه كوئٹه۔

کاپی رائٹ

☆ کسی شخص کو کسی شئی کی ایجاد یا طباعت میں پہل کرنے کی وجہ سے اس شئی کی صنعت یا طباعت کا اس طرح سے حق حاصل ہونا کہ دوسرے لوگوں کو اس کی صنعت یا طباعت سے روک دیئے جائیں، ایسے حق کو "کاپی رائٹ" کہتے ہیں، حکومت پہل کرنے والے کو کاپی رائٹ کا حق اس لئے دیتی ہے کہ پہل کرنے والا اپنی جانب سے یہ سمجھتا ہے کہ دوسروں کی صنعت یا طباعت سے اس کی آمدنی میں کمی آئے گی، جو بظاہر اس کا نقصان ہے، اس موہوم نقصان سے بچنے کے لئے وہ حکومت سے کاپی رائٹ کے لئے درخواست کرتا ہے۔

☆ عام حالات میں کاپی رائٹ کے تحت دوسروں پر پابندی لگوانا جائز نہیں، البتہ بعض خصوصی حالات میں مثلاً طباعت کی صورت میں اگر کوئی طباعت کرنے والا پہلے آدمی کو محض نقصان پہنچانے اور تنگ کرنے کے لئے صرف خرچہ کی قیمت یا اپنا نقصان کرکے خرچ سے بھی کم قیمت پر کتاب بازار لانے کا اعلان کرتا ہے، جبکہ طباعت کرنے والا اس کو واجبی نفع پر فروخت کر رہا ہے تو حکومت دوسرے پر پابندی لگا سکتی ہے، اور پہلا طباعت کرنے والا دوسرے طباعت کرنے والے پر پابندی لگوا سکتا۔ (۱)

---

(۱) فان کان أرباب الأموال یتحکمون ویتعدون عن القیمة تعدیاً فاحشاً، وعجز القاضی عن صیانة حقوق المسلمین الا بالتسعیر فحینئذ لا بأس به بمشورة أهل الرأی والبصیرة۔ (الهدایة: (۴/۳۷۵)، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: رحمانیه)

☐ تبیین الحقائق: (۶/۲۸)، کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: امدادیه ملتان۔

☐ الدر مع الرد: (۶/۴۰۰)، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔ =

☆ کاپی رائٹ، یا حق تصنیف یا حق طباعت پر کسی طرح بھی اجرت یا عوض لینا جائز نہیں ہے، نہ بیع کی صورت میں نہ صلح کی صورت میں اور نہ ہی دستبرداری کی صورت میں، بہر حال ناجائز ہے۔ (۱)

☆ مصنف اگر خود طباعت و اشاعت نہیں کرسکتا تو دیگر طریقوں سے وہ اپنی کتاب کا فائدہ حاصل کرسکتا ہے، مثلاً:

❶ مسودہ کسی ناشر کے ہاتھ فروخت کرسکتا ہے۔ (۲)

❷ مصنف کسی ناشر کے ہاتھ شرکت عنان کا معاملہ کرسکتا ہے، وہ اس طرح کہ مصنف اپنا مسودہ ناشر کے ہاتھ مناسب قیمت پر فروخت کردے، اور اس قیمت کو اپنی طرف سے شرکت میں اپنا راٴس المال بنادے، اور نفع کی باہمی تقسیم کی شرح طے کرلے، یہ شرکت صرف اس کتاب سے متعلق ہوسکتی ہے۔ (۳)

= 🗀 الضرر یزال: (شرح المجلة لسليم رستم (۲۳/۱)، المادة: ۲۰، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية الكلية، ط: مكتبه فاروقيه)

(۱) ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالأوقاف۔

(قوله: كحق الشفعة) قال في الأشباه: فلو صلح عنها بمال بطلت ورجع۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، مطلب لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد۔

🗀 الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمي۔

🗀 مجمع الضمانات: (۳۸۵/۱)، باب الصلح، ط: دار الكتاب الاسلامي۔

(۲) قال الله تعالى: أحل الله البيع وحرم الربا۔ [البقرة: ۲۷۵]

🗀 فالبيع ما شرع الا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذي يقابله العوض حلال۔ (المبسوط للسرخسي: (۱۱۹/۱۲) كتاب البيوع، أنواع الربا، ط: دار المعرفة۔

(۳) (ولا تصح مفاوضة وعنان... بغير النقدين... وصحت بعرض) هو المتاع غير النقدين... (ان باع كل منهما نصف عرضه بنصف عرض الآخر ثم عقداها) مفاوضة أو عنانا، وهذه حيلة لصحتها بالعروض۔

قوله: بنصف عرض الآخر) وكذا لو باعه بالدراهم ثم عقد الشركة في العرض الذي باعه =

⑥ پہلے طباعت کرنے والے نے جس ڈیزائننگ اور خاص طرز کتابت و طباعت کو اختیار کیا ہے، دوسرا کوئی طباعت کرنے والا یا اشاعت کرنے والا اس کو نقل نہ کرے، بلکہ اپنے لئے جدا طرز اختیار کرے، دوسرے کے لئے پہلے والے کی نقل کرنا شرعاً ممنوع ہوگا، کیونکہ اس سے پہلے طباعت کرنے والے کو نقصان پہنچ سکتا ہے، اور خریداروں کو دھوکہ ہوسکتا ہے۔ (۱)

کاٹنے کے بعد عیب دار ہونے کا علم ہوا

''ہر ہر دانہ الگ الگ ہوتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷۸/۶)

کارٹن میں خراب چیز نیچے اور صحیح چیز اوپر رکھنا

''ٹوکری میں خراب پھل نیچے رکھنا اور صحیح پھل اوپر رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۳/۳)

=جاز أيضاً زيلعي وبحر، وقوله: الذي باعه يعني الذي باع نصفه بالدراهم۔ (الدر مع الرد: (۳۱۰/۴)، كتاب الشركة، مطلب: فيما يقع كثيراً في الفلاحين... الخ، ط: سعيد)

☜ تبيين الحقائق: (۳۱۷/۳)، كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان۔

☜ البحر الرائق: (۱۷۳/۵) كتاب الشركة، ط: سعيد۔

(۱) وروى الدار قطني عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا ضرر ولا ضرار من ضار ضار الله به ومن شاق شاق الله عليه۔" قال بعض العلماء: الضرر: الذي لك به منفعة وعلى جارك فيه مضرة۔ (تفسير القرطبي: (۲۵۴/۸) التوبة: ۱۰۷، ط: دار الكتب المصرية)

☜ عن ابي هريرة رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام، حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي۔

☜ عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال:... من غشنا فليس منا۔ (صحيح مسلم: (۷۰/۱) كتاب الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم من غشنا فليس منا، ط: قديمي)

کارخانہ کا مال چوری چھپے بیچ دینا

(۲۵۶) کارخانہ کے بعض مزدور اور بعض سپاہی چوری چھپے کارخانہ سے سامان لے کر آجاتے ہیں، اور لوگوں کو کبھی سستی قیمت میں اور کبھی مناسب قیمت پر فروخت کر دیتے ہیں، یہ ناجائز اور حرام ہے، جان بوجھ کر ایسا سامان خریدنا جائز نہیں ہے، بلکہ جان بوجھ کر خریدنے والے کو بھی چوروں میں شامل کیا جائے گا۔ (۱)

کارخانے والے سے مال لینے کی بات طے کر لی

''فیکٹری سے بات طے کر لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۶/۵)

کارڈ پر اشیاء خریدنا

''انعامی کوپن پر چیزیں خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۴/۱)

---

(۱) قال علیه الصلاۃ والسلام: من اشتری سرقة وهو يعلم انها سرقة فقد شرک فی عارها واثمها۔ (فیض القدیر: (۵٦۵۴/۱۱) [رقم الحدیث: ۸۴۴۳] ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز، ریاض)

🗀 لم یحل للمسلم ان یشتری شیئا یعلم انه مغصوب او مسروق او ماخوذ من صاحبه بغیر حق، قال علیه السلام: من اشتری سرقة ای مسروقا وهو یعلم انها سرقة فقد اشترک فی اثمها وعارها۔ (الحلال والحرام، لیوسف القرضاوی: (ص: ۲۱٦) الفصل الرابع فی المعاملات، ط: المکتب الاسلامی)

🗀 لمن علمت انه سرق مالا او خانه فی امانته او غصبه فاخذه من المغصوب قهرا بغیر حق لم یجز لی ان اخذه عنه لابطریق الهبة ولابطریق العوض ولاوفاء عن اجرة ولاثمن مبیع۔ (مجموعة الفتاوی لابن تیمیة: (۲۳۲/۲۹) ط: مکتبۃ العبیکان سعودی عرب)

🗀 لایجوز التصرف فی مال غیره بلااذنه ولاولایته۔ (الدر مع الرد: (۲۰۰/٦) کتاب الغصب، مطلب فی مایجوز من التصرف بمال الغیر بدون اذن صریح، ط: سعید)

🗀 والحاصل ان علم ارباب الأموال وجب رده علیهم۔ (شامی: (۹۹/۵) و: (۳۸۵/٦) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فیمن ورث مالا حراما، و: کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

🗀 الهندیة: (۳۴۹/۵) کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیه۔

کار لیزنگ (Car Leasing)

کار لیزنگ یہ ہے کہ بینک کار خریدنے کے خواہشمند لوگوں کو نقد قیمت کے بجائے قسطوں میں قیمت ادا کرنے کی سہولت دے کر کار مہیا کر دیتا ہے، پھر مکمل قیمت کی ادائیگی تک اس سے ماہانہ سود کے ساتھ قسط وصول کرتا رہتا ہے۔

اس میں مختلف قباحتیں ہیں:

① جو قیمت شروع میں بتائی جاتی ہے آخر تک اس سے زیادہ رقم ادا کرنا لازم ہوتا ہے، کراچی میں ''کائی بور'' کے ریٹ کی وجہ سے اصل قیمت میں کمی زیادتی ہوتی ہے۔(۱)

② اگر کوئی قسط مقررہ وقت پر ادا نہیں کی جاتی تو جرمانہ کے طور پر مزید رقم ڈال دی جاتی ہے، یہ سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔(۲)

③ لیز پر مہیا کی جانے والی ہر گاڑی کی انشورنس یا تکافل کرانا ضروری ہوتا

---

(۱) ومنها أن یکون المبیع معلوما والثمن معلوما یمنع المنازعة، فبیع المجهول جهالة تفضي إلیها غیر صحیح۔ (الفتاوی الهندیة: (۳/۳) کتاب البیوع، الباب الأول في تعریف البیع، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید۔

شرح المجلة لرستم باز: (۹۸/۱) المادة: ۲۳۸، الکتاب الأول في البیوع، الباب الثالث في بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول في بیان المسائل المترتبة علی أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقیه۔

(۲) کان الرجل فی الجاهلیة: اذا کان له علی انسان مأة درهم الی الأجل، فاذا جاء الاجل ولم یکن المدیون واجداً لذلک المال، قال: زدنی فی المال حتی أزید فی الأجل فربما جعله مأتین، ثم اذا حل الأجل الثانی، فعل مثل ذلک، ثم الی آجال کثیرة، فیأخذ بسبب تلک المائة أضعافها فهذا هو المراد من قوله: ''أضعافاً مضاعفة''۔ (تفسیر کبیر: (۲/۹) ال عمران: ۱۳۰، ط: دار الفکر)

اللباب فی علوم الکتاب: (۵۳۳/۵) ال عمران: ۱۳۰، ط: دار الفکر۔

مالک عن زید بن أسلم أنه قال: کان الربا فی الجاهلیة أن یکون للرجل علی الرجل الحق الی أجل، فاذا حل الحق قال: أتقضی أم تربی، فاذا قضی، أخذ، والا زاده فی حقه وأخر عنه فی الأجل۔ (موطأ الامام مالک: (ص: ۶۰۲) کتاب البیوع، ط: باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط: میر محمد کتب خانه)

ہے۔اورانشورنس یا تکافل سوداور جوے کا مرکب ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔ (۱)

لہٰذا اگر نقد قیمت ادا کر کے کار خریدنے کی استطاعت نہیں ہے تو نہ خریدیں صبر کریں، بینک یا دیگر کمپنیوں سے لیز پر کار وغیرہ خریدنے سے اجتناب کریں، اس سے دنیا میں کچھ مشکل ہوگی، لیکن آخرت میں آسانی ہوگی، اور سودی طریقہ سے لیز پر گاڑی لینے کی صورت میں دنیا میں آسانی ہوگی اور آخرت میں مشکلات ہوں گی۔

کاروبار اعتماد پر چلتا ہے

کاروبار اعتماد پر ہی چلتا ہے، اور جب جھوٹی قسم اور دھوکہ دہی کی وجہ سے کسی تاجر کی ساکھ متاثر ہوتی ہے تو اس کی تجارت خسارے میں چلی جاتی ہے، اس لیے اسلام نے قسمیں کھا کر مال بیچنے، ناپ تول میں کمی کرنے اور دھوکہ دینے سے منع کیا تاکہ برکت ختم نہ ہو، اور لوگوں کا اعتماد ختم نہ ہو، ورنہ بعد میں دکان میں مال ہوگا، لیکن خریدار نہیں آئیں گے۔ (۲)

---

(۱) قال اللہ تعالی: وأحل اللہ البیع وحرم الربٰو۔ (البقرة: ۲۷۵)

یاایها الذین آمنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتبوه لعلکم تفلحون۔ (المائدة: ۹۰)

(۲) عن أبي ذر رضي اللہ عنه عن النبي صلی اللہ علیه وسلم قال: ثلاثة لایکلمهم اللہ یوم القیامة ولاینظر إلیهم ولایزکیهم، ولهم عذاب ألیم، قال أبو ذر: خابوا و خسروا من هم یا رسول اللہ؟ قال: المسبل، والمنان، والمنفق سلعته بالحلف الکاذب۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قدیمی)

إن أبا هریرة رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول: الحلف منفقة للسلعة ممحقة للبرکة۔ (صحیح البخاري: (۲۸۰/۱) کتاب البیوع، باب یمحق اللہ الربٰو ویربي الصدقات الخ، ط: قدیمی)

وعن أبي قتادة رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إیاکم و کثرة الحلف في البیع فإنه ینفق ثم یمحق۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳) ط: قدیمی)

ألا یکتم في المقدار شیئا و ذلک بتعدیل المیزان والاحتیاط فیه وفي الکیل فینبغي أن یکیل کما یکتال قال اللہ تعالی: [ویل للمطففین الذین إذا اکتالوا عن الناس یستوفون وإذا کالوهم أو وزنوهم یخسرون]۔ (إحیاء علوم الدین: (۷۷/۲) کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الثالث في بیان =

کاروبار تبدیل کرنا

کوئی بھی کاروبار شروع کرنے سے پہلے استخارہ کر لینا چاہیے،[۱] جب کوئی کاروبار شروع کیا جائے، تو اس کو جہاں تک ممکن ہو جاری رکھنا چاہیے، وقتی خسارہ اور نقصان کی وجہ سے بار بار بدلنا نہیں چاہیے، ہاں اگر تجارت میں اتنا تغیر آ جائے کہ نفع نہ ملنے یا اصل سرمایہ ہی ضائع ہو رہا ہو تو کاروبار بدلنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسے جو کام مل جائے اسے لازم پکڑ لے۔[۲]

=العدل واجتناب الظلم في المعاملة، ط: دار المعرفة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال أصابته السماء يا رسول الله! فقال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمى)الله

(۱) عن أنس بن مالک رضى الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يا أنس اذا هممت بأمر فاستخر ربک فيه سبع مرات ثم أنظر الى الذى يسبق الى قلبک فان الخير فيه۔ (عمل اليوم والليلة (ص: ۲۸۲) رقم الحديث: ۵۹۸، باب كم مرة يستخير الله عز وجل، مكتبه دار البيان۔

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما، قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا الاستخارة في الأمور، كما يعلمنا السورة من القرآن۔ (الصحيح للبخارى: (۱/۱۵۵) كتاب التهجد، باب ما جاء في التطوع مثنى مثنى، ط: قديمى)

(۲) عن انس بن مالک قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أصاب من شيئ فليلزمه۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبوب التجارات، باب إذا قسم للرجل من وجه فيلزمه، ط: قديمى)

المسند الجامع لأبي الفضل: (۲/۳۸، ۳۹) رقم الحديث: ۷۸۵، حرف الألف، أنس بن مالک الأنصاري، ط: دار الجيل۔

من أصاب من شيئ فيلزمه) أي من أصاب من أمر مباح خيرا لزمه ملازمته ولا يعدل عنه إلا بصارف قوي؛ لأن كلاً ميسر لما خلق له ذكره الطيبي، وفي رواية: من حضر له في شيئ فيلزمه، قال الزمخشري: أي من بورک له في صناعة أو حرفة أو تجارة فليقبل عليها۔ (فيض القدير للمناوي: (۶/۶۵) رقم الحديث: ۸۳۴۷، حرم الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تم میں سے ایک کو ایک جگہ سے رزق کا سبب بنادے تو اُسے نہ چھوڑے، جب تک کہ اس میں تغیر نہ آجائے، یا اچھی حالت سے تبدیل نہ ہوجائے، ورنہ ناقدری اور ناشکری ہوگی، اور یہ بھی معلوم نہیں کہ دوسرا کاروبار بھی کامیاب ہوگا یا نہیں۔ (۱)

کاروبار ختم کئے بغیر شرکت ختم کرنا

اگر شرکاء میں سے کوئی ایک شریک شرکت ختم کرنا چاہے، جب کہ دوسرا شریک یا باقی شرکاء اس ادارے کے کام کو جاری رکھنا چاہیں تو وہ ادارے کو چھوڑنے والے شریک کے حصے کی باہمی رضامندی سے قیمت لگا کر اسے خرید سکتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن نافع قال: كنت أجهز إلى الشام وإلى مصر، فجهزت إلى العراق، فأتيت عائشة أم المؤمنين فقلت لها: يا أم المؤمنين كنت أجهز إلى الشام فجهزت إلى العراق، فقالت: لا تفعل مالک ولمتجرک، فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا سبب الله لأحدكم رزقا من وجه فلا يدعه حتى يتغير له أو يتنكر له۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۵) أبواب التجارات، باب إذا قسم للرجل رزق من وجه فليلزمه، ط: قديمي)

🗁 مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

🗁 المسند الجامع: (۱۸/۲۰) رقم الحديث: ۱۶۷۷۰، حرف العين، عائشة بنت أبي بكر، ط: دار الجيل۔

(۲) داران بين ثلاثة نفر اقتسموها على أن يأخذ أحدهما احدى الدارين والثاني الدار الأخرى على أن يرد الذي أخذ الدار الكبرى على الذي لم يأخذ شيئا دراهم مسماة فهو جائز، لأنه اشترى نصيب الشريك الثالث بما اعطاه من الدراهم، ولو اشترى نصيب الشريكين جميعاً بالدراهم جاز، فكذا اذا اشترى نصيب أحدهما، ثم قاسم الشريك الآخر على قدر ملكها في الدارين، وذلك مستقيم ايضاً فقد بينا أن الدور تقسم قسمة واحدة بالتراضي، وكذلك ان أخذ الدار الكبرى اثنان منهم وأخذ الثالث الدار الصغرى واذا كانت داراً واحدة بينهم وأخذها اثنان منهم كل واحد منهما طائفة معلومة على أن يردا على الثالث دراهم معلومة فهو جائز؛ لأنهما اشتريا نصيبه بما نقدا له من الدراهم۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۶/۱۵)، كتاب القسمة، باب قسمة الدور بالدراهم يريدها، ط: دار المعرفة)=

کاروبار میں برکت

٢٦١ اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی تجارت اور کاروبار میں برکت اور وسعت ہو تو وہ دو کام کرے: ایک تو لوگوں کے ساتھ نیک برتاؤ اور اچھا سلوک کرے، دوسرا رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔

داود بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ تورات میں یہ لکھا ہے کہ حسن سلوک، حسن اخلاق اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھائی گھروں کو آباد، مال کو زائد اور عمر میں اضافہ کرتا ہے، خواہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔(١)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے رزق میں برکت چاہے یا اپنی وفات کے بعد ذکر خیر چاہے تو اسے صلہ رحمی کرنا چاہیے، اور چاہیے کہ لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرے۔(٢)

= "هو مبادلة المال بالمال بالتراضي" وهذا في الشرع، وفي اللغة: هو مطلق المبادلة من غير تقييد بالتراضي، وكونه مقيداً به ثبت شرعاً لقوله تعالى: الا أن تكون تجارة عن تراض۔ [النساء: ٢٩]، (تبيين الحقائق: (٢/٤)، كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

الشامية: (٥٠٧/٤) كتاب البيوع، مطلب: القبول قد يكون بالفعل وليس من صور التعاطي۔ ط: سعيد۔

(١) عن داود بن عيسى، قال: مكتوب في التوراة: صلة الرحم وحسن الخلق وبر القرابة تعمر الديار وتكثر الأموال وتزيد في الآجال وإن كان القوم كفارًا۔ (عمدة القاري: (١٨١/١١) كتاب البيوع، باب من أحب البسط في الرزق، ط: دار إحياء التراث العربي)

(٢) عن أنس بن مالك قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من سره أن يبسط له رزقه أو ينسأ في أثره فليصل رحمه۔ (صحيح البخاري: (٢٧٧/١) كتاب البيوع، باب من أحب البسط في الرزق، ط: قديمي)

سنن أبي داود: (٢٥٠/١) كتاب الزكاة، باب في صلة الرحم، ط: رحمانيه۔

كنز العمال: (٣٦٥/٣) رقم الحديث: ٦٩٦٥، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديل الأخلاق المحمودة، ط: مؤسسة الرسالة۔

کاروبار میں سچائی

''سچائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۱/۴)

کاروبار میں صداقت

''سچائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۱/۴)

کاریز کا پانی فروخت کرنا

بعض علاقوں میں پانی کی کمی دور کرنے کے لئے کاریز استعمال کئے جاتے ہیں، تو ان کاریزوں سے حاصل ہونے والا پانی فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ کاریز جاری نہر کے حکم میں ہے، نہر کے پانی کی طرح کاریز کا پانی بھی مملوک اور محفوظ نہیں ہے، تاہم اگر اس پانی کو برتن میں ڈال کر یا چاروں طرف بند باندھ کر محفوظ کر کے فروخت کیا جائے گا تو جائز ہوگا۔ (۱)

کاروبار میں فیاضی سے کام لینا چاہیے

کاروبار میں فیاضی اور نرمی سے کام لینا چاہیے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے شخص پر رحم کرے جو بیچتے وقت اور خریدتے وقت اور

---

(۱) والثالث: إذا دخل الماء في المقاسم فحق الشفعة ثابت... ولأنّ البئر ونحوها ما وضع للاحراز، ولا يملك المباح بدونه كالظبي إذا تكنس في ارضه۔ (الهداية: (۳۸۳/۴) كتاب احياء الموات، فصول في مسائل الشرب، ط: رشيديه)

▭ والقناة مجرى الماء تحت الأرض... لأنه نهر في الحقيقة فتعتبر بالنهر...، ولأنّ الانهار والآبار والحياض لم توضع للاحراز، والمباح لا يملك الا بالاحراز۔ (البحر الرائق: (۲۱۲/۸) كتاب إحياء الموات، مسائل الشرب، ط: سعيد)

▭ شامي: (۴۳۹/۶) كتاب إحياء الموات، فصل في الشرب، ط: سعيد۔

تقاضا کرتے وقت فیاضی اور نرمی سے کام لیتا ہے۔[1]

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک آدمی کو بخش دیا وہ جب بیچتا تھا اور جب خریدتا تھا اور جب تقاضا کرتا تھا تو نرمی سے پیش آتا تھا۔[2]

کاروبار نیا شروع کرنے کی دعا

"نیا کاروبار شروع کرنے کی دعا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۰۴/۶)

کاروباری انشورنس کا حکم

"تجارتی انشورنس کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۳/۲)

کاسٹ

"کاسٹ" لاگت اور خرچہ کو کہتے ہیں۔

---

(۱) عن جابر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رحم الله رجلاً سمحاً إذا باع وإذا اشترى وإذا اقتضى۔ (بخاری: (۲۷۸/۱) كتاب البيوع، باب السهولة والسماحة في الشراء والبيع، ومن طلب حقا فليطلبه في عفاف، ط: قديمي)

☐ مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملة، الفصل الأول، ط: قديمي۔

☐ الترغيب والترهيب: (۳۴۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن القاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) عن جابر رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: غفر الله لرجل كان قبلكم كان سهلاً إذا باع سهلاً إذا اشترى سهلاً إذا اقتضى۔ (ترمذي: (۲۴۶/۱) كتاب البيوع، باب الترغيب في السماحة، ط: سعيد)

☐ شعب الإيمان: (۵۳۶/۷) رقم الحديث: ۱۲۵۵، السابع والسبعون من شعب الإيمان، فصل في إنظار المعسر والتجاوز عنه، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ الترغيب والترهيب: (۳۴۶/۲) كتاب البيوع، الترغيب في السماحة في البيع والشراء وحسن القاضي والقضاء، ط: دار الكتب العلمية۔

کاسٹ، انشورنس، فریٹ

''سی، آئی، ایف''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۷/۴)

کاسٹ اینڈ فریٹ

''سی اور ایف''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۹/۴)

کاسمیٹک کی تجارت

''ناخن پالش کی تجارت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۲/۶)

کاغذات سرکاری

''سرکاری کاغذات''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۸/۴)

کافر

کافر آدمی خرید وفروخت کرسکتا ہے۔(۱)

کافر پر کپڑا فروخت کرنا

مسلمانوں کے لیے کافر پر کسی بھی قسم کا کپڑا فروخت کرنا جائز ہے، پھر کافر اس سے جس طرح کا لباس بنا کر استعمال کرے، اس کا ذمہ دار وہ خود ہے، مسلمان

---

(۱) وکذا اسلام البائع لیس بشرط لانعقاد البیع ولا لنفاذه ولا لصحته بالاجماع، فیجوز بیع الکافر وشراؤه۔(بدائع الصنائع:(۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الرکن، ط:سعید۔

وأما اسلام العاقد فلیس بشرط فیصح من المسلم، والکافر والحربی المستأمن کما یصح البیع منهم۔(بدائع الصنائع:(۱۷۹/۴) کتاب الاجارة، فصل وأما شرائط الرکن فأنواع، ط:سعید۔

وکذلک لایشترط لصحة البیع اسلام المتعاقدین، فیصح البیع والشراء من غیر مسلم سواء أکان ذمیا أم حربیا أو مستأمنا۔(فقه البیوع علی مذاهب الأربعة:(۱۶۶/۱) المبحث الثانی، الباب الأول فی أهلیة المتعاقدین، أحکام بیع غیر المسلمین، ط:معارف القرآن)

تاجر پر اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔[۱] نیز کافر کو سلا ہوا لباس بھی فروخت کرنا جائز ہے، پینٹ، شرٹ، پتلون وغیرہ سب فروخت کر سکتے ہیں، اور کافروں کا مخصوص لباس بھی ان کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔[۲] تاہم اس سے بچنا بہتر ہے، ہر جائز پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے، آم اور جامن وغیرہ درختوں کے پتے کھانا جائز ہے لیکن کھانا ضروری نہیں ہے، بلکہ اس سے بچتے ہیں، اسی طرح کافروں کے مخصوص لباس فروخت کرنے سے بچنا چاہیے۔[۳]

کافر سے تحفہ قبول کرنا

مسلمان کے لیے کافر یا مشرک سے تحفہ قبول کرنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ چیز پاک اور حلال ہو، کیونکہ اس میں اس کی دل جوئی کا سامان ہے، شاید اللہ تعالیٰ اس کو

---

(۱) لا یکرہ بیع الجاریة المغنیة، والکبش النطوح، والدیک المقاتل، والحمامة الطیارة؛ لأنہ لیس عینھا منکرًا، وإنما المنکر في استعمالہ المحظور۔ (تبیین الحقائق: (۲۹۷/۳) کتاب السیر، باب البغاة، ط: إمدادیہ ملتان)

رجل آجر بیتًا لیتخذہ فیہ نارًا أو بیعةً أو کنیسة، أو یباع فیہ الخمر، فلا بأس بہ وکذا کل موضع تعلقت المعصیة بفعل فاعل مختار۔ (خلاصة الفتاویٰ: (۳۴۶/۴، ۳۴۷) کتاب الکراھیة، الفصل التاسع في المتفرقات، جنس آخر، ط: رشیدیہ)

ولا بأس بأن یؤاجر دارًا من الذمي لیسکنھا، فإن شرب فیھا الخمر، أو عبد فیھا الصلیب، أو دخل فیھا الخنازیر، لم یلحق المسلم إثم في شيء من ذلک؛ لأنہ لم یؤاجرھا لذلک، والمعصیة في فعل المستأجر۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۹/۱۶) کتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار المعرفة)

(۲) وفي المحیط: لا یکرہ بیع الزنانیر من النصراني والقلنسوة من المجوسي؛ لأن ذلک إذلال لھما۔ (شامی: (۳۹۲/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۲۹/۶) کتاب الکراھیة، فصل في البیع، ط: إمدادیہ ملتان۔

المحیط البرھاني: (۳۷۰/۱۰) کتاب البیوع، الفصل الخامس والعشرون في البیاعات المکروھة والأرباح الفاسدة، ط: إدارة القرآن۔

(۳) فتاویٰ محمودیہ: (۱۳۸/۱۶) کتاب البیوع، باب البیع الباطل والفاسد والمکروہ، ط: فاروقیہ۔

اس وجہ سے کفر سے توبہ کر کے دین اسلام کو قبول کرنے کی توفیق دیدے۔ (۱)

کافر کا جنازہ

☆ کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا جائز نہیں کیونکہ اس میں کافر مردار کی تعظیم وتکریم ہے، اور وہ اس کا مستحق نہیں۔ (۲)

☆ نیز جنازہ کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت کرنا بھی ہے، اور ظاہر ہے کہ کافر شفاعت کا اہل نہیں۔ (۳)

☆ کافر کے جنازے کی نماز میں بھی شریک ہونا ناجائز اور حرام ہے (۴)،

---

(۱) عن علي رضي الله عنه أن أكيدر دؤمة أهدى إلى النبي صلى الله عليه وسلم ثوب حرير فأعطاه عليا، فقال شققه خمرا بين الفواطم۔ (صحيح مسلم: (۱۹۲/۲) كتاب اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء... الخ، ط: قديمي)

▭ وفي هذا الحديث جواز قبول هدية الكافر۔ (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۲/۲) كتاب اللباس، باب تحريم استعمال إناء الذهب والفضة على الرجال والنساء، ط: قديمي)

▭ الفتاوى الهندية: (۳۴۷/۵، ۳۴۸) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ط: رشيديه۔

▭ المحيط البرهاني: (۷۰/۸) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود إليهم، ط: إدارة القرآن۔

(۲، ۳) لا يجوز للمسلم أن يتبع جنازة الكافر؛ لأن تشييع الجنازة من اكرام الميت، والكافر ليس أهلاً للاكرام بل يهان۔ (الشرح الممتع على زاد المستقنع: (۲۷۱/۵)، كتاب الجنائز، فصل: غسل الميت وتكفينه، ط: دار ابن الجوزى)

▭ ولا يغسل مسلم كافراً ولا يدفنه، وكذا لا يكفنه، ولا يتبع جنازته۔ (الانصاف للمرادى: (۲/ ۴۸۳) كتاب الجنائز، ط: داراحياء التراث العربى)

▭ أنظر ايضاً الحاشية الآتيه۔

(۴) قال الله تعالى: ولا تصل على أحد منهم مات أبداً ولا تقم على قبره۔ [التوبة: ۸۴]

▭ اشارة الى اهانتهم بعد الموت... والمراد من الصلاة المنهي عنها صلاة الميت المعروفة، وهى متضمنة للدعاء والاستغفار والاستشفاع... قوله: "ولا تقم على قبره" والمراد لا تقف عند قبره للدفن أو للزيارة، والقبر فى المشهور مدفن الميت، ويكون بمعنى الدفن، وجوزوا ارادته هنا ايضاً۔ (روح المعاني: (۱۵۳/۱۰، ۱۵۴، ۱۵۵) سورة التوبة: ۸۴، ط: داراحياء التراث العربى)=

اگر کوئی شخص حلال اور جائز سمجھ کر کافر کے جنازے میں شریک ہوگا تو ایمان کی تجدید کرنا لازم ہوگا، اور اگر شادی شدہ ہو، تو دوبارہ نکاح کی تجدید کرنا لازم ہوگا، اور اگر لاعلمی میں ہوا تو توبہ استغفار کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

کافر کا نکاح

☆ کافر کی شادی اور نکاح وغیرہ میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، جو کوئی مسلمان اس میں شریک ہوگا وہ گنہگار ہوگا، توبہ کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

= لا یجوز لأحد یؤمن باللہ ورسولہ والیوم الآخر أن یصلی علی کافر أو مشرک؛ لأن اللہ تعالیٰ نہی نبیہ والمؤمنین عن الاستغفار للمشرکین حیث قال: ما کان للنبی والذین آمنوا أن یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لہم أنہم اصحاب الجحیم، والصلوۃ علی المیت ہی الدعاء والاستغفار لہ۔ (کفایت المفتی: (۲۰۱/۴، ۲۰۲) کتاب الجنائز، نواں باب "شرکت جنازہ کفار" ط: دار الاشاعت)

قال علمائنا ھذا نص فی الامتناع من الصلاۃ علی الکفار۔ (احکام القرآن للقرطبی: (۲۰۲/۸) التوبۃ: ۸۴، ط: رشیدیہ)

(۱) ولا نکفر مسلما بذنب من الذنوب: أی بارتکاب معصیۃ وان کانت کبیرۃ: أی کما یکفر الخوارج مرتکب الکبیرۃ، اذا لم یستحلہا: أی لکن اذا لم یعتقد حلہا، لأن من استحل معصیۃ قد ثبت حرمتہا بدلیل قطعی فہو کافر، ولا نزیل عنہ اسم الایمان۔ (شرح الفقہ الاکبر لملا علی القاری: (ص: ۱۷) ط: قدیمی)

الشامیۃ: (۲۹۲/۲) کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، ط: سعید)

ثم ان کانت نیۃ القائل... الوجہ الذی یوجب التکفیر لا تنفعہ فتوی المفتی، ویؤمر بالتوبۃ والرجوع عن ذلک وبتجدید النکاح بینہ وبین امرأتہ۔ (الفتاوی الہندیۃ: (۲۸۳/۲) کتاب السیر، قبیل الباب العاشر فی البغاۃ، ط: رشیدیہ)

المحیط البرہانی: (۳۹۷/۷) کتاب السیر، الفصل الثانی والأربعون فی مسائل المرتدین وأحکامہم، النوع الأول: فی اجراء کلمۃ الکفر مع علمہ أنہا کلمۃ الکفر... الخ ط: ادارۃ القرآن)

الفتاوی التاتارخانیۃ: (۳۱۲/۵) کتاب أحکام المرتدین، فصل فی اجراء کلمۃ الکفر، ط: قدیمی۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ {فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظالمین}، سورۃ الأنعام: ۶۸۔

{ولا ترکنوا إلی الذین ظلموا فتمسکم النار}، سورۃ ھود: ۱۱۳۔

مزید یہ کہ اس سے عام مسلمان ان کافروں کو مسلمان سمجھیں گے اور ان سے شادی بیاہ کرنے کو ناجائز اور حرام نہیں سمجھیں گے، اور اس بہانے سے ان کو مسلمانوں میں گمراہی پھیلانے کا موقع ملے گا۔ (۱)

☆ اگر کوئی مسلمان کافروں کے نکاح کو حلال اور جائز سمجھ کر شریک ہوگا تو ایمان اور نکاح دونوں کی تجدید کرنی ہوگی، اور توبہ واستغفار بھی کرنا ہوگا۔ (۲)

کافر کو ملازم رکھنا

"غیر مسلم کو ملازم رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۵)

کافر کی تعزیت

اگر کافر مرجائے تو اس کے وارثوں کی تعزیت کرنا جائز ہے، مگر تعزیت کا مضمون اس طرح ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں/آپ کو اس سے بہتر بدلہ عطا فرمائے، لیکن کافر کے جنازے کے ساتھ اس کے مرگھٹ تک جانا جائز نہیں، کیونکہ اس میں کافر مردار کی تعظیم وتکریم ہوتی ہے، اور وہ اس کا مستحق نہیں۔

نیز جنازے کے ساتھ جانے کا ایک مقصد شفاعت کرنا بھی ہے، ظاہر ہے کہ کافر شفاعت کا اہل نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) وما کان سبباً لمحظور فهو محظور۔ (الشامية: (۳۵۰/۶) کتاب الحظر والاباحة، ط: سعید۔

وکل ماأدى إلى مالا یجوز لا یجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل في اللبس، ط: سعید۔

واستدل بالآية على أن الطاعة إذا أدت الى معصية راجحة وجب تركها، فان ما يؤدى الى الشر شر۔ (روح المعاني: (۲۵۲/۷) سورة الأنعام: ۱۰۸، ط: داراحیاء التراث العربی۔

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۳، تحت العنوان "کافر کا جنازہ"۔

(۳) الباب الرابع عشر من الكراهية: ولا بأس بعيادة اليهودي والنصراني، وفي المجوسي اختلاف كذا في التهذيب، ويجوز عيادة الذمي كذا في التبيين ... وإذا مات الكافر قال لوالده أو قريبه في تعزيته: "اخلف الله عليك خيرا منه واصلحك" أي اصلحك بالإسلام الخ۔ (الهندية: (۳۴۸/۵)=

کافر کی شادی

"کافر کا نکاح" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۷/۵)

کافر کی عیادت

کافر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کرنا جائز ہے۔ (۱)

کافر کے پاس ملازمت کرنا

"غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۵)

کافر کے ساتھ شراکت کا معاہدہ

مسلمان اور کافر کے درمیان کاروبار، تجارت وغیرہ میں شراکت کا معاہدہ کرنا اگرچہ حرام نہیں لیکن مناسب بھی نہیں، اور کافر کی امانتداری پر اگرچہ کسی نہ کسی طور پر اعتبار کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے کام پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ وہ دانستہ یا نادانستہ ایسے معاملات طے کر سکتا ہے جو اسلام میں ناجائز اور حرام ہوں، اور وہ کافر ہونے کی وجہ سے یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے شرعی احکام کا پابند نہیں، اور اس کے مذہب میں وہ کام حرام نہیں۔ (۲)

= كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود اليها، ط: رشيديه۔

☜ وصرح بإهانة جيفة الكافر في جنائز الشامي والدر المختار حيث قال: فيغسله غسل الثوب النجس، وأيضا قيده بالاحتياج أي إذا لم يكن له قريب غيره من أهل ملته ثم قال فلو له قريب فالأولى تركه لهم. (شامي: (۲/۲۳۰) كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد۔

☜ انظر أيضا رقم الحاشية: ا تحت العنوان "كافر كا جنازه"

(۱) "کافر کی تعزیت" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) لابأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة إذا كان مما لا بد منه، كذا في السراجية۔ (الفتاوى الهندية: (۵/۳۴۸) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة، ط: رشيديه)

☜ الفتاوى السراجية: (ص: ۷۳) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد۔=

مزید یہ کہ غیر مسلم کو کاروبار میں شریک بنانے سے اس کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور آنا جانا اور کھانا پینا بھی ہوگا، اس طرح اس کے ساتھ الفت و محبت بھی پیدا ہوگی اور معاشرتی تقاضے کے مطابق اس کی طرف جھکاؤ بھی ہوگا، ان چیزوں سے دین میں نقص پیدا ہوگا، اور آہستہ آہستہ ایمان کمزور ہوتا جائے گا، رفتہ رفتہ اسلامی تمدن و تہذیب ختم ہوتی جائے گی، اور اس کے مطالبہ کی وجہ سے بسا اوقات حرام کام پر مجبور بھی ہو جائے گا، یوں اللہ کو ناراض کر کے آخرت کو تباہ و برباد کرے گا۔[1]

کافر کے ہاتھ قرآن مجید فروخت کرنا

کسی کافر کو قرآن کریم ترجمہ والا ہو یا ترجمہ کے بغیر یا صرف ترجمہ ہو اور دینے یا فروخت کرنے میں یہ اندیشہ ہو کہ وہ اس کی بے حرمتی، اہانت اور تحقیر کرے گا، اور اس کے آداب و حرمت کا خیال نہیں رکھے گا، تو اس کو قرآن کریم فروخت کرنا یا گفٹ کے طور پر دینا حرام اور گناہ ہے۔

= وأما التساوي في الدين، فلا تصح عند أبي حنيفة و محمد في المفاوضة بين المسلم والذمي۔ وقال أبو يوسف: تصح ... إلا أنه يكره عنده؛ لأن الذمي لايهتدي إلى الجائز من العقود ديخاف منه أن يطعمه الربا۔ (الجوهرة النيرة: (۱/۳۴۵) كتاب الشركة، ط: حقانيه)

الدر المختار مع الرد: (۳/۳۰۶) كتاب الشركة، مطلب في شركة المفاوضة، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۳/۳۱۴، ۳۱۵) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان۔

(۱) [يأيها الذين آمنوا لا تتخذوا الذين اتخذوا دينكم هزؤا ولعبا من الذين أوتوا الكتاب من قبلكم والكفار أولياء]۔ [المائدة: ۵۷]

وأجمع العلماء على أن من خاف من مكالمة أحد وصلته ما يفسد عليه دينه أو يدخل مضرة في دنياه يجوز له مجانبته وبعده ورب صرم جميع خير من مخالطة تؤذيه، في النهاية: يريد به الهجر ضد الوصل يعني فيما يكون بين المسلمين من عتب ومواجدة أو تقصير يقع في حقوق العشرة والصحبة دون ما كان من ذلك في جانب الدين فإن هجرة أهل الأهواء والبدع واجبة على مر الأوقات مالم يظهر منه التوبة والرجوع إلى الحق۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/۲۳۰) كتاب الآداب، باب ماينهى من التهاجر والتقاطع، واتباع العورات، ط: رشيديه)

وكل ما أدى إلى مالا يجوز لا يجوز۔ (۶/۳۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد۔

لیکن اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو تعلیم و تبلیغ کی غرض سے کسی کافر کو قرآن کریم دینے میں یا اس کے ہاتھ فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں، جائز ہے۔ (۱)

کافر ممالک سے گوشت درآمد کرنا

☆ کافر، بت پرست اور کمیونسٹ کا ذبیحہ حرام ہے، اس لیے ایسے ممالک سے گوشت درآمد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ لوگ جانوروں کو غیر اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کرتے ہیں، مثلاً گلا گھونٹ کر مارنا، یا بجلی کے جھٹکے سے مارنا، یا اوپر سے گرانا وغیرہ، ہاں اگر مسلمانوں کے ذریعہ اسلامی طریقے کے مطابق ذبح کرتے ہیں تو ان کے گوشت کو درآمد کرنا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ويمنع النصراني من مسه، وجوزه محمد اذا اغتسل، ولا بأس بتعلمه القرآن والفقه عسى أن يهتدى (الدر المختار مع الرد: (۱۷۸/۱) كتاب الطهارة قبيل باب المياه، ط: سعيد)

ولا بأس بتعليم الكافر القرآن أو الفقه رجاء أن يهتدى ولكن لا يمس المصحف مالم يغتسل۔ (حلبي كبير: (ص: ۴۹۲) تتمات فيما يكره من القرآن في الصلاة ومالا يكره وفي القرائة خارج الصلوة، ط: سهيل اكيڈمی۔

قال الامام محمد في السير الكبير: واذا قال الحربي أو الذمي للمسلم: علمني القرآن فلا بأس بأن يعلمه ويفقهه في الدين، لعل الله يقلب قلبه۔ والحاصل مما سبق أن وقوع المصحف بأيدي الكفار انما يمنع منه اذا خيف منهم اهانته، أما اذا لم يكن مثل هذا الخوف، فلا بأس بذلک لاسيما لتعليم القرآن وتبليغه، والله أعلم (تكملة فتح الملهم: (۳۸۶/۳)، كتاب الامارة، باب النهي أن يسافر بالمصحف، مكتبه دار العلوم كراچی۔)

(۲) ومنها (أي: من شرائط الذكاة) أن يكون (أي الذابح) مسلما أو كتابيا، فلاتؤكل ذبيحة أهل الشرك والمجوسي والوثني وذبيحة المرتد۔ (بدائع الصنائع: (۴۵/۵) كتاب الذبائح والصيود، فصل: وأما بيان شرط حل الأكل، ط: سعيد)

الاختيار لتعليل المختار: (۲۲۸/۳، ۲۲۹) كتاب الذبائح، ط: دار الرسالة العالمية۔

ومن الشروط المهمة لحصول التزكية الشرعية أن يكون الذابح مسلما أو كتابيا، على كونه عاقلا مميزا فلاتجوز ذبيحة غير أهل الكتاب من الكفار والمشركين۔ وهذا الشرط قد اتفق عليه الفقهاء، لا نعلم بينهم في ذلک خلافا حتى حكى بعض العلماء الإجماع على ذلک۔ (بحوث في قضايا فقهية المعاصرة: (۳۵/۲) أحكام الذبائح واللحوم المستوردة، ط: دار العلوم كراچی)=

☆ اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی اگر اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کرتے ہیں، تو اس کا گوشت حلال ہے، اور اس کو درآمد کرنا بھی جائز ہے۔ (۱)

کافر ممالک میں کام کرنے کی غرض سے سفر کرنا

اگر مسلمان کو مسلمان ملک میں کام مل جائے، اور اس سے گزارا بھی ہو سکے تو کافروں کے ممالک میں کام کے لیے نہیں جانا چاہیے، اور اگر مسلم ممالک میں اسے گزارے کے قابل کوئی کام نہ ملے تو کام کرنے کے لیے کافر ممالک میں اس شرط کے ساتھ جانا جائز ہوگا کہ وہ اپنے آپ کو کفار کی مشابہت سے محفوظ رکھ سکے، اور اگر وہ اس سے محفوظ نہ رہ سکے تو پھر اپنے دین کی حفاظت کرنا زیادہ ضروری ہے۔ (۲)

= (ويقبل قول كافر) ولو مجوسيا (قال: اشتريت اللحم من كتابي فيحل أو قال) اشتريته (من المجوسي فيحرم)۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۴۴/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

(۱) {اليوم أحل لكم الطيبات وطعام الذين أوتوا الكتب حل لكم وطعامكم حل لهم}۔ [المائدة: ۵] .

وتؤكل ذبيحة أهل الكتاب، (بدائع الصنائع: (۴۵/۵) كتاب الذبائح والصيود، فصل: وأما بيان شرط حل الأكل، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲۸۵/۵) كتاب الذبائح، الباب الأول في ركنه وشرائطه وحكمه، ط: رشيديه۔

(۲) المسلم إذا آجر نفسه من الكافر ليخدمه جاز ويكره، قال الفضيلي: لا يجوز في خدمة وما فيه إذلال بخلاف الزراعة والسقي۔ (خلاصة الفتاوى: (۱۴۹/۳) كتاب الإجارة، الفصل العاشر في الحظر والإباحة، ط: رشديه)

ويكره للمسلم أن يؤاجر نفسه من الكافر للخدمة، ويجوز إذا فعل، أما الجواز فلما مر وأما الكراهة؛ لأنه استذلال صورة إن لم يكن استذلالاً معنى، وليس للكافر استذلال المسلم صورة۔ وفي "فتاوى الفضيلي": لا يجوز إجارة المسلم نفسه من النصراني للخدمة، وفيما سوى الخدمة يجوز، والأجير في سعة من ذلك ما لم يكن في ذلك إذلال۔ (المحيط البرهاني: (۳۰۳/۱۱) الفصل الحادي عشر: في الاستئجار للخدمة، ط: إدارة القرآن)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۱۲۵/۵) كتاب الإجارات، العاشر في الحظر والإباحة، ط: رشيديه۔

(درء المفاسد أولى من جلب المنافع) أي إذا تعارضت مفسدة ومصلحة يقدم دفع المفسدة على جلب المصلحة، فإذا أراد شخص مباشرة عمل ينتج منفعة له ولكنه من الجهة الأخرى يستلزم ضرراً=

کافر ممالک میں کوئی چیز ملے

''غیر اسلامی ممالک میں کوئی چیز ملے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۷/۵) ۲۷۳

کافروں سے تجارتی پالیسی

''غیر اسلامی ممالک سے تجارتی پالیسی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۶/۵)

کافروں سے مال خریدنا

کافروں سے حلال چیزیں خریدنا منع نہیں ہے، لیکن مسلمانوں سے خریدنا ہی بہتر ہے۔(1)

تاکہ کافروں کے ساتھ مالی اور مذہبی اعتبار سے مدد نہ ہو، ورنہ وہ لوگ اپنے مال و دولت کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کریں گے اور مسلمانوں کو خوب نقصان پہنچائیں گے، جس کی تلافی کرنا مسلمانوں کے لئے بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا، نیز

=مساويًا لتلك المنفعة أو أكبر منها... فيجب أن يقلع عن إجراء ذلك العمل درئ اللمفسدة المقدم دفعها على جلب المنفعة؛ لأنّ الشرع اعتنى بالمنهيات أكثر من اعتنائه بالمأمور بها۔ (درر الحكام شرح مجلّة الأحكام: (۳۷/۱) المادة: ۳۰، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

شرح المجلّة لرستم باز: (۲۶/۱) المادة: ۳۰، أيضا، ط: فاروقيه۔

الأشباه والنظائر: (ص: ۹۱) الفن الأوّل، القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: قديمي۔

(۱) ولا بأس بحمل الثياب والمتاع والطعام ونحو ذلك اليهم؛ لانعدام معنى الامداد والإعانة... الا ان الترك افضل؛ لأنهم يستخفون بالمسلمين ويدعونهم إلى ماهم عليه ۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۲/۷) كتاب السير، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

ويجوز أن يشترى المسلم أرض الخراج من الذمي۔ (الهندية: (۲۴۰/۲) كتاب السير، الباب السابع في العشر والخراج، ط: رشيديه۔

ويتعين ان لا يشترى المسلم الدقيق من طواحين أهل الكتاب ولا يطحن عندهم لوجوه؛ أحدها ماتقدم من انه يعين اهل الكفر بذلك۔ والثاني: انه يترك إعانة إخوانه۔ (المدخل لابن امير حاج: (۱۲۷/۳) ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔

اس مال کے ذریعہ وہ مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی کوشش کریں گے۔

۲۷۴ کافروں کو آلات مزامیر فروخت کرنا

کافروں کو آلات مزامیر فروخت کرنے کی گنجائش ہے۔(۱)

کافروں کو کپڑا بیچنا

مسلمان کے لیے کافر مرد اور عورتوں کو کپڑا بیچنا جائز ہے، بشرطیکہ یہ کپڑے ستر چھپانے والے، جاندار کی تصاویر اور صلیب سے خالی ہوں، اور مردوں کے لیے ریشم کے کپڑے نہ ہوں۔(۲)

کافروں کو مال فروخت کرنا

کافروں کو مال فروخت کرنا جائز ہے، چاہے اس کافر کی آمدنی کا ذریعہ کچھ بھی ہو۔(۳)

---

(۱) وفي بيعه أي المزمار مع الكفار لم تقم الحرمة بالعين ولا بالفعل، فإن الكفار ليسوا مخاطبين بحرمة الغناء، ولا هو حرام في الأديان كلها۔ (امداد الاحکام: ۳۹۸/۳) کتاب البیوع، عنوان: الاتِ لهو ولعب اور تصویروں کی تجارت کا حکم، مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۲) لا بأس بأن يكون بين المسلم والذمي معاملة إذا كان مما لا بد منه، كذا في السراجية۔ (الفتاوى الهندية: ۳۴۸/۵) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة، ط: رشيديه)

الفتاوى السراجية: (ص: ۷۴) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد۔

ولو وجدوا في الغنائم صليباً من ذهب أو فضة أو تماثيل… فإنه ينبغي للإمام أن يكسر ذلك كله فيجعله تبراً، لأنه لو قسمه أو باعه كذلك، ربما يبيعه من يقع في سهمه من بعض المشركين بأن يزيدوا له في ثمنه رغبة منهم في لباسه أو في أن يعبدوا فليتحرز عن ذلك بكسر الصليب والتماثيل۔ (شرح السير الكبير: (۱۳۲/۳) ما يحمل عليه الفيء وما يركبه الرجل من الدواب، ط: دار الكتب العلمية۔

وبيع المكعب المفضض للرجل إن ليلبسه يكره، لأنه إعانة على لبس الحرام۔ (شامی: (۳۹۲/۶) كتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۳) ولو كان لمسلم على نصراني دين، فباع النصراني خمراً وأخذ بثمنها وقضاه المسلم من دينه جاز له أخذه، لأن بيعه له مباح۔ (الفتاوى الهندية: (۳۶۷/۵) كتاب الكراهية، الباب السابع والعشرون=

کافروں کی جائیداد

٢٧٥ جب تک حکومت کافروں کی متروکہ جائیداد کسی مسلمان کو مالک بنا کر قبضہ میں نہ دے تب تک کوئی مسلمان اس چیز کا مالک نہیں ہوگا، اور ان چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں حکومت کی جانب سے مالک بنا کر دینے کے بعد ان چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا۔(١)

=فی القرض والدین، ط:رشیدیه)

اذا کان لشخص مسلم دین علی مسلم، فباع الذی علیه الدین خمراً وأخذ ثمنها وقضی الدین، لا یحل للمدین أن یأخذ ذلک، وان کان البائع کافراً، جاز له أن یأخذ۔(البحر الرائق:(٣٦٩/٨) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط:رشیدیه)

الدر مع الرد:(٣٨٥/٦) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط:سعید۔

لابأس بین المسلم والذمی معاملة اذا کان مما لا بد منه کذا فی السراجیة۔(الفتاوی الهندیة:(٥/ ٣٤٨) کتاب الکراهیة، الباب الخامس فی الکسب، ط:رشیدیه)

(١)عن عمرو بن شعیب رضی الله عنه قال:قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا یحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع، ولا ربح مالم یضمن، ولا بیع مالیس عندک۔(مشکاة المصابیح:(ص:٢٤٨) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط:قدیمی۔

عن حکیم بن حزام رضی الله عنه قال:نهانی رسول الله صلی الله علیه وسلم أن أبیع مالیس عندی۔ (رواه الترمذی فی روایة له ولأبی داود والنسائی:قال:قلت:یا رسول الله! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع له من السوق، قال:لا تبع مالیس عندک، هذا یحتمل أمرین...والثانی أن یبیع منه متاعاً لا یملکه ثم یشتریه من مالکه ویدفعه الیه وهذا باطل، لأنه باع مالیس فی ملکه وقت البیع وهذا معنی قوله:"قال: لا تبع مالیس عندک" أی شیئاً لیس فی ملکک حال العقد۔(مرقاة المفاتیح: (٧٤/٦، ٧٤٨) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط:رشیدیه)

وشرط المعقود علیه ستة کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه وکون الملک للبائع فیما بیعه لنفسه وکونه مقدور التسلیم فلم ینعقد بیع المعدوم...ولا بیع مالیس مملوکاً له۔(الشامیة:(٤/ ٥٠٥) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط:سعید)

بدائع الصنائع:(١٣٦/٥) کتاب البیوع، فصل فی الشرط الذی یرجع الی المعقود علیه، ط: سعید۔

کافروں کی دکان سے مال خریدنا

۲۷۶ اگر کسی جگہ پر مسلمان اور کافر دونوں کی دکانیں ہیں، اور مسلمان دھوکہ اور فریب سے معاملہ نہیں کرتا اور خراب چیز بھی نہیں دیتا اور مہنگا بھی فروخت نہیں کرتا، تو ان صورتوں میں مسلمان کی دکان سے مال خریدنا چاہیے، اور کافر کی دکان کو مسلمان کی دکان پر ترجیح نہیں دینی چاہیے، ورنہ مسلمان سے نفرت اور کفار کے ساتھ دوستی، محبت اور ان سے خوش ہونے کا پہلو ظاہر ہوگا۔

مزید یہ کہ اس سے مسلمان کافروں کا نقصان اور کافروں کا فائدہ ہوگا، اور مسلمانوں کا کاروبار ٹھپ ہوجائے گا، بعد میں کفار مسلمانوں کو کمزور دیکھ کر ظلم وستم کا بازار گرم کریں گے۔

لیکن اگر مسلمان دھوکہ اور فریب سے کام لیتے ہیں، مہنگی چیز بیچتے ہیں، یا ملاوٹ والی یا خراب چیز دیتے ہیں، تو پہلے ان کو نصیحت کریں، تاکہ یہ برائیاں چھوڑ دیں، اگر نصیحت پر عمل کرتے ہیں تو بہتر ورنہ دوسرے لوگوں سے خریدنے میں کوئی قباحت نہیں۔ (۱)

---

(۱) س ۳: ما حکم ترک المسلمين التعاون بينهم بأن لا يرضى ولا يحب أن يشتري من المسلم، ويرغب في الشراء من دكاكين الكفار، هل هذا حلال أم حرام؟

ج ۳: الأصل جواز شراء المسلم ما يحتاجه مما أحل الله له من المسلم أو من الكافر، وقد اشترى النبي صلى الله عليه وسلم من اليهود، لكن إذا كان عدول المسلم عن الشراء من أخيه المسلم من غير سبب من غش و رفع أسعار ورداءة سلعة إلى محبة الشراء من الكافر والرغبة في ذلک وإيثاره على المسلم دون مبرر، فهذا حرام؛ لما فيه من موالاة الكفار ورضاء عنهم ومحبة لهم، ولما فيه من النقص على تجار المسلمين وكساد سلعهم، وعدم رواجها إذا اتخذ المسلم ذلک عادة له، وأما إن كانت هناک دواع للعدول من نحو ما تقدم فعليه أن ينصح لأخيه المسلم بترک ما ينفره عنه من العيوب، فإن انتصح فالحمد لله، وإلا عدل عنه إلى غيره، ولو إلى كافر يحسن تبادل المنافع ويصدق في معاملته۔ (فتاوى اللجنة الدائمة: (۱۸/۱۳) رقم الفتوى: ۳۳۲۳، الشراء من كفار مع وجود مسلمين، ط: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء)

امداد الفتاوی: (۱۳۱/۳) کتاب البیوع، حوادث الفتاوی، ط: دار العلوم کراچی۔

کافروں کے تحائف

"غیر مسلموں کے تحائف" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۰/۵)

کافروں کے تیار کردہ کھانے

کافروں کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی، اسی طرح مٹھائی اور گھی وغیرہ استعمال کرنا جائز ہے، لیکن گوشت کھانا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

تاہم مسلمانوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز مل جائے تو اس کو ترجیح دینی چاہیے۔(۱)

کافروں کے لئے حرام اشیاء فروخت کرنا

کافروں اور ذمیوں کے لئے حرام اشیاء بیچنا جائز ہے، مثلاً ان کے مذہب میں شراب اور خنزیر بیچنا جائز ہے اس پر پابندی عائد کرنا درست نہیں، البتہ مسلمانوں کے لئے حرام اشیاء بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) ولا بأس بطعام المجوس كله الا الذبيحة، فان ذبيحتهم حرام۔(الفتاوى الهندية:(۳۴۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة۔۔۔الخ، ط:رشيديه)

ولا بأس بطعام المجوس، وأهل الشرک ماخلا الذبائح، فان النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يأكل ذبائح المشركين، وكان يأكل ماسوى ذلک من طعامهم، فانه كان يجيب دعوة بعضهم تأليفا لهم على الاسلام۔(المبسوط للسرخسي:(۲۷/۲۴) كتاب الأشربة، ط:دار المعرفة)

خلاصة الفتاوى:(۳۳۶/۴) كتاب الكراهية، الفصل الثالث فيما يتعلق بالمعاصي، ط:رشيديه۔

البحر الرائق:(۳۷۴/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:سعيد۔

(۲) عن سويد بن غفلة: ان بلالاً قال لعمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه ان عمالک يأخذون الخمر والخنازير في الخراج، فقال: لاتأخذوها منهم ولكن ولوهم بيعها وخذوا انتم من الثمن۔(إعلاء السنن: (۱۱۷/۱۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط:إدارة القرآن)

والذمي كالمسلم في بيع الخمر والخنزير... ومالايجوز من الربا وغيره، لايجوز لهم إلا في الخمر والخنزير، فإن عقدهم فيها كعقد المسلم على العصير والشاة۔(تبيين الحقائق:(۵۳۲/۴) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط:دار الكتب العلمية بيروت)=

کافروں کے معاونین کے ساتھ کاروبار کرنا

''اسرائیل کے معاون مسلمانوں کے ساتھ کاروبار کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

کافروں کے ملک سے مال درآمد کرنا

''کافروں کے ممالک میں مال برآمد کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۸/۵)

کافروں کے ممالک میں مال برآمد کرنا

کافروں کے ممالک میں ایسی چیزوں کو برآمد کرنا جائز ہے جس سے مسلمانوں کونقصان نہ ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک بار مدینہ منورہ کی کھجوریں ابوسفیان رضی اللہ عنہ کوارسال فرمائیں، اوران کے بدلے میں مکہ مکرمہ کی کھالیں درآمد کیں، یہ وہ زمانہ تھا جب مکہ کے کفار مدینہ منورہ کے مسلمانوں کے جان کے دشمن تھے۔ (۱)

= الذمی کالمسلم الا فی الخمر فإنہا فی حقہ کالخل والخنزیر فی حقہ کالشاۃ... فی البحر: لایمنعون من بیع الخمر والخنزیر۔(مجمع الأنہر: (۱۵۲/۳) کتاب البیوع، مسائل شتی، ط: غفاریہ کوئٹہ)

شامی: (۲۲۸/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

(۱) وقد روی أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: کان یقبل ھدایا المشرکین، وأنہ أھدی مع عمرو بن امیۃ الضمیری الی أبی یوسف تمر عجوۃ، واستھداہ أدماً، فقبل ھدیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وأھدی لہ الأدم۔(شرح السیر الکبیر: (۷۰/۱) صلۃ المشرک، ط: دار الکتب العلمیۃ)

عن عکرمۃ، أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أھدی الی أبی سفیان تمر عجوۃ، وھو بمکۃ مع عمرو بن أمیۃ وکتب الیہ یستھدیہ أدماً، فأھدی الیہ أبو سفیان۔(الأموال لابن زنجویہ: (۵۰۹/۲) رقم الحدیث: ۹۶۸، کتاب مخارج الفیء ومواضعہ التی یصرف الیھا... الخ باب فضل ما بین الغنیمۃ والفیء... الخ۔ط: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ)

الأموال للقاسم بن سلام: (۳۲۸/۱) رقم الحدیث: ۶۳۳، ط: دار الفکر، بیروت)

ولکنا نستدل بما روی أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ''أھدی الی أبی سفیان رضی اللہ عنہ تمر عجوۃ حین کان بمکۃ حربیا، واستھداہ أدماً''، ''بعث بخمس مائۃ دینار الی أھل مکۃ حین قحطوا لتفرق بین المحتاجین منھم'' ولأن بعض ما یحتاج الیہ المسلمون من الأدویۃ وغیرھا یحمل =

کال سینٹر

انٹرنیشنل کال سینٹر کے ذریعہ خرید وفروخت کے معاملات کی چند صورتیں (۲۷۹) ہیں:

☆ پہلی صورت یہ ہے کہ خریدار کی مطلوبہ چیز کال سینٹر والے کے پاس موجود نہیں ہوتی بلکہ کسی تیسرے شخص یا کمپنی کی ملک میں موجود ہوتی ہے، اور کال سینٹر والے بیچنے والے اور خریدنے والے کے درمیان کمیشن ایجنٹ کے طور پر سودا کرانے کی خدمت انجام دیتے ہیں، اور کمیشن بھی پہلے سے طے ہوتا ہے، اور خریدی جانے والی چیز بھی جائز اور حلال ہوتی ہے تو یہ صورت جائز ہے۔ (۱)

☆ دوسری صورت یہ ہے کہ کال سینٹر والے مطلوبہ چیز خریدار کو بائع ہونے کی حیثیت سے فروخت کریں، تو اس صورت میں خریدار سے سودا کرتے وقت مطلوبہ چیز کال سینٹر والوں کے قبضے اور ملک میں ہونا ضروری ہے، یا کال سینٹر والوں کا مالک کی جانب سے مطلوبہ چیز بیچنے کے لیے وکیل ہونا ضروری ہے، تو شرعاً یہ صورتیں بھی جائز ہیں، البتہ مالک ہونے کی صورت میں کسی سے کمیشن لینا جائز نہیں

=من دار الحرب، فاذا منعنا تجار المسلمین من أن یحملوا الیهم ما سوی السلاح فهم یمنعون ذلک ایضاً، وفیه من الضرر ما لا یخفی۔ (المبسوط للسرخسي: (۹۲/۱۰) کتاب السیر، باب صلح الملوک والموادعة، ط: دار المعرفة)

(۱) دل الحدیث علی جواز الدلالة والسمسرة، وفي کتبنا أنّ الدلال یجوز له أن یأخذ الأجرة من المشتري أو البائع أو من کلیهما إن کان العرف کذلک۔ (العرف الشذي علی جامع الترمذي: (۲۳۱/۱) أبواب البیوع، باب التجار وتسمیة النبي صلی الله علیه وسلم إیاهم، ط: سعید)

ولو سعی الدلال بینهم فباع المالک بنفسه یعتبر العرف فتجب الدلالة علی البائع أو علی المشتري أو علیهما بحسب العرف۔ (جامع الفصولین: (۱۵۳/۲) الفصل الرابع والثلاثون في الأحکام، أحکام دلال وما یتعلق به، ط: اسلامی کتب خانه)

الدر مع الرد: (۵۶۰/۳) کتاب البیوع، مطلب: فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن، ط: سعید

ہوگا، اور وکیل ہونے کی صورت میں کمیشن لینا جائز ہوگا۔ (۱)

☆ تیسری صورت یہ ہے کہ اگر مطلوبہ چیز کال سینٹر والوں کی ملکیت اور قبضہ میں نہیں، یا کال سینٹر والے مالک کی جانب سے وکیل بھی نہیں، تو کال سینٹر والوں کے لیے مطلوبہ چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، البتہ کال سینٹر والے ایسی صورت میں خریدار سے وعدہ کرسکتے ہیں، مثلاً کال سینٹر والے خریدار سے کہیں کہ ہم آپ کو فلاں چیز اتنی قیمت پر دیں گے، یا فروخت کریں گے، بعد میں وہ چیز خرید کر قبضہ کریں پھر اس کے بعد وعدہ کے مطابق سودا کریں تو یہ جائز ہوگا۔ (۲)

کام چوری اور سینہ زوری

جس طرح طے شدہ معاوضہ کے مقابلہ میں کام چوری گناہ اور ظلم کا کام ہے، اسی طرح محنت کے مقابلہ میں مالک سے زیادہ اجرت کا مطالبہ کرنا بھی ظلم وزیادتی ہے، اسی طرح ناجائز مطالبہ کو تسلیم کرنے پر مجبور کرنے کے لیے ہڑتال کرنا اور کام

(۱) تصح الوكالة بأجر وبغير أجر؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات ويجعل لهم عمولة... ولأن الوكالة عقد جائز لا يجب على الوكيل القيام، فيجوز أخذ الأجر فيها۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴۰۵۸/۵) البحث الأول: تعريف الوكالة، ط: رشيديه)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۹۸/۴) المادة: ۱۵۰۳، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث، الفصل الثالث: في الوكالة بالبيع، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۶۳۳/۲) المادة: ۱۵۰۳، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۲) (وبيع ماليس في ملكه) لبطلان بيع المعدوم۔ وفي الرد: قوله: (وبيع ماليس في ملكه)... بأن المراد ما سيملكه قبل ملكه... قوله: لبطلان بيع المعدوم) اذ من شرط المعقود عليه أن يكون موجوداً مالاً متقوماً في نفسه وأن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸/۵، ۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد۔

لا يصح بيع المنقول قبل قبضه لنهيه عليه السلام عن بيع مالم يقبض۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئته)

الهداية: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه۔

بند کر دینا بھی ظلم وزیادتی ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ابولولو فیروز نامی تھا جو ایک بڑا ماہر کاریگر تھا، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اپنا مقدمہ پیش کیا کہ میرے مالک (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) نے مجھ پر اجرت کی یومیہ ادائیگی زیادہ عائد کر رکھی ہے، آپ کچھ کم کرا دیجیے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ تم کیا کچھ کام جانتے ہو؟ اس نے کہا: نجاری (بڑھئی کا کام) آپ نے فرمایا: تمہاری مہارت کے مقابلہ میں یہ ادائیگی کچھ زیادہ نہیں، اور اس کا مقدمہ خارج کر دیا۔ (۱)

کام چوری کا رواج

موجودہ دور میں کم و بیش تقریباً ہر ملازم، ہر مزدور اپنے کام کا چور بن چکا ہے، اجرت پوری وصول کرتا ہے، مگر کام پورا نہیں کرتا، ٹھیکہ پر کام کرتا ہے تو ٹھیک نہیں کرتا، ڈنڈی مارتا ہے، اور اگر اجرت پر لگائیں تو کام کم کرتا ہے، دفاتر کے اکثر

---

(۱) عن ابن شهاب قال: كان عمر لا يأذن لسبي قد احتلم في دخول المدينة حتى كتب المغيرة بن شعبة، وهو على الكوفة يذكر له غلام عنده صنعا ويستأذنه أن يدخله المدينة ويقول إن عنده اعمالاً كثيرة فيها منافع للناس، إنه حداد نقاش نجار۔ فكتب إليه عمر فأذن له أن يرسل به إلى المدينة، ، وضرب عليه المغيرة مائة درهم كل شهر، فجاء إلى عمر يشتكي إليه شدة الخراج، فقال له عمرؓ: ماذا تحسن من العمل؟ فذكر له الأعمال التي يحسن، فقال له عمر: ما خراجک بكثير في كنه عملک، فانصرف ساخطًا۔ (الطبقات الكبرى لابن سعد: (۳/۳۴۵) الطبقة الأولى على السابقين في الإسلام ممن شهد بدرًا، ذكر استخلاف عمر رضي الله عنه، ط: دار صادر، بيروت)

كنز العمال: (۱۲/ ۶۸۱) رقم الحديث: ۳۶۰۳۸، كتاب الفضائل، باب فضائل الصحابة، ط: مؤسسة الرسالة۔

عمدة القاري: (۱۶/ ۲۱۰) كتاب فضائل الصحابة، باب قصة البيعة والاتفاق على عثمان بن عفان رضي الله عنه، وفيه مقتل عمر رضي الله عنه، ط: دار إحياء التراث العربي۔

فتح الباري: (۷/ ۶۳) كتاب فضائل الصحابة أيضا، ط: دار المعرفة۔

ملازم کام چور ہیں، پورا وقت بھی نہیں دیتے، دیانت اور امانت داری سے کام بھی نہیں کرتے، پھر اس خیانت اور بد دیانتی پر مطمئن اور خوش ہوتے ہیں کہ دفتر میں بڑا عیش ہے، اپنی مرضی سے جتنا کام کرنا چاہا کرلیا، کوئی پوچھنے والا نہیں، اس سے بھی بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ بعض مزدور اور ملازم کام پر آتے ہی نہیں لیکن حاضری رجسٹر میں حاضری لکھ دی جاتی ہے، اور تنخواہ بھی مل جاتی ہے، انہیں معلوم نہیں کہ یہ عیش و آرام اور دھوکہ اللہ کے نزدیک کتنا بڑا ظلم ہے، جب وہ ایک طے شدہ معاہدے کے مطابق تنخواہ پوری وصول کر لیتے ہیں تو کام بھی دیانت داری کے ساتھ انجام دینا چاہیے، ورنہ آخرت میں مشکل ہوجائے گی اور دنیا میں اپنی حلال کمائی میں حرام کی آمیزش ہوجائے گی۔ (۱)

کامیکس (Comex)

”اجناس کی خرید و فروخت کے کاروبار کو کامیکس (Comex) کہتے ہیں۔

کپڑا تیار ہونے سے پہلے بیچنا

کپڑا تیار ہونے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ معدوم کی بیع ہے، اور معدوم کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، البتہ بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، جب کپڑا

---

(۱) قال اللہ تعالی: {یاأیہا الذین آمنوا أوفوا بالعقود} [المائدۃ: ۱]

وقال تعالی: {إن اللہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلی أہلہا} [النساء: ۵۸]

الثاني: وهو الأجير الخاص، ويسمى أجير وحد، وهو من يعمل لواحد عملاً مؤقتاً بالتخصيص... كمن استؤجر شهراً للخدمة، أو شهراً لرعي الغنم المسمى بأجر مسمى... وليس للخاص أن يعمل لغيره، ولو عمل نقص من أجرته بقدر ما عمل. (الدر المختار مع الرد: (۶۹/۶، ۷۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۸۸/۱، ۱۸۹) المادة: ۴۲۲، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب الأول في الضوابط العمومية، ط: فاروقيه۔

الهداية: (۳/۲۱۲) كتاب الإجارات، باب ضمان الأجير، ط: رحمانيه۔

تیار ہو جائے تو وعدہ کے مطابق بیچ دے۔ (۱)

کپڑا فروخت کرنا کافروں پر

''کافر پر کپڑا فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۶۴/۵)

کپڑا کاٹنے کے بعد عیب کا علم ہوا

☆ اگر کپڑا خریدنے کے بعد سینے کے لئے کاٹ لیا، اس کے بعد عیب کا علم ہوا تو اس حالت میں کپڑا واپس نہیں کر سکتا، البتہ قیمت کی رقم کم کر دی جائے گی، ہاں اگر بیچنے والا کہے کہ کٹا ہوا کپڑا واپس کر دے، اور اپنی پوری رقم واپس لے لے، تو بیچنے والے کو یہ اختیار حاصل ہے، خریدنے والا واپس دینے سے انکار نہیں کر سکتا۔

☆ اور اگر خریدار نے کپڑا کاٹ کر سی لیا تھا، پھر اس کے بعد عیب کا علم ہوا، تو اس صورت میں عیب کے بدلے قیمت کم کر دی جائے گی، اور بیچنے والا اس صورت میں اپنا کپڑا واپس نہیں لے سکتا، کیونکہ اس صورت میں خریدار کی جانب سے سلائی کا اضافہ ہوا ہے اور یہ واپسی کی صورت میں بیچنے والے کے پاس بلا عوض واپس جائے گا، اور یہ سود ہے۔ (۲)

---

(۱) یلزم أن یکون المبیع موجوداً) فبیع المعدوم باطل۔(شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۷، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول فی شروط المبیع وأوصافه، ط: فاروقیه۔

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه... فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم۔(شامی: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

(۲) (ومن اشتری ثوباً فقطعه... ثم وجد به عیباً رجع بالعیب... فان قال للبائع: أنا أقبله کذلک... کان له ذلک، لأن الامتناع) أی امتناع رده (لحقه وقد رضی به)... فان کان المشتری قطع الثوب وخاطه أو صبغه أحمر... ثم اطلع علی عیب رجع بنقصانه، لأنه امتنع الرد بسبب الزیادة المتصلة... ولیس للبائع أن یأخذه) وان رضی المشتری بترک الزیادة، لأن الامتناع لم یتمحض لحقه بل لحقه وحق الشرع بسبب ما ذکرنا من لزوم الربا، ورضاه باسقاط حقه لا یتعدی الی حق الشرع بالاسقاط =

کپڑا مشین پر بنایا ہوا

۲۸۴

جو کپڑا کمپیوٹرائزڈ مشین پر بنایا جاتا ہے اس میں ایک کوالٹی کا ہر تھان اور چادر بالکل ایک جیسی ہوتی ہے، اگر کسی نے مشین کے بنے ہوئے ایک کوالٹی یا ڈیزائن کے چند کپڑے لئے کہ ان میں سے ایک لے لیا ہے، اور ان میں سے ایک کا انتخاب تین دنوں تک کرلیں گے، تو یہ درست نہیں، بلکہ سب کو دیکھنے کے لئے امانت کے طور پر لے لے یا سب کو سودے کے طور پر لے لے تو درست ہوگا۔ (۱)

واضح رہے کہ دیکھنے کے لئے امانت کے طور پر لینے کو **"مقبوض علی وجہ النظر"** کہتے ہیں، اور سودے کے طور پر لینے کو **"مقبوض علی سوم الشراء"** کہتے ہیں۔ (۲)

=(فتح القدير: (۱۲/٦) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رشيديه قديم)

تبيين الحقائق: (۳۵/۴، ۳۴) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: امداديه ملتان۔

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱٦۳/۲) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: داراحياء التراث العربية)

(۱) ولا يجوز بيع ثوب من ثوبين) لجهالة المبيع (الا بشرط أن يأخذ المشترى أيهما شاء فيجوز لاشتراطه خيار التعيين كما بيناه فى موضعه۔(مجمع الأنهر: (۵۷/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: داراحياء التراث العربى)

وبيع ثوب من ثوبين... وهذا اذا لم يشترط خيار التعيين، فلو شرط أخذ أيهما شاء جاز لما مر۔

قوله: فلو شرط أخذ أيهما شاء) بنصب أخذ مصدر على أنه مفعول به لشرط، بأن قال: بعتك واحداً منهما على أنك بالخيار تأخذ أيهما شئت فانه يجوز استحساناً۔(الدر مع الرد: (٦٦/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: فى حكم ايجار البرك للاصطياد، ط: سعيد)

(۲) ما قبضه المشترى على سوم الشراء وهو أن يأخذ المشترى من البائع مالاً على أن يشتريه مع تسمية الثمن۔(شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۲۲/۱) المادة: ۲۹۸، الكتاب الأول فى البيوع، الباب الخامس، الفصل السادس فيما يتعلق بسوم الشراء وسوم النظر، مكتبه فاروقيه)

ما يقبض على سوم النظر وهو أن يقبض مالاً لينظر اليه أو ليريه لآخر سواء أبين ثمنه أم لا، فيكون ذلك المال أمانة فى يد القابض، فلا يضمن اذا هلك أو ضاع بلا تعد۔(شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۱۳/۱) المادة: ۲۹۹، مكتبه فاروقيه)=

کپڑا معین مقدار سے کم یا زیادہ نکلے

☆ مثلاً اگر بیس گز کپڑا فروخت کیا، اور مجموعہ کی قیمت ایک ہزار بتائی، اور فی گز کے حساب سے کوئی قیمت نہیں بتائی، اور معاملہ ایجاب وقبول سے پختہ کردیا، اور فی گز کے حساب سے کوئی قیمت نہیں بتائی، اور ناپنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بیس گز سے کچھ کم ہے، مثلاً پونے بیس گز ہے، تو خریدار کو قیمت کاٹنے کا اختیار نہیں ہوگا، بلکہ چاہے تو پوری قیمت دے کر خریدے اور چاہے تو واپس کردے۔

اور اگر ناپنے کے بعد معلوم ہوا کہ کپڑا بیس گز سے کچھ زائد ہے مثلاً سوا بیس گز ہے تو وہ سب کا سب ایک ہزار میں خریدار کا ہوگا، فروخت کرنے والے کو زیادہ قیمت طلب کرنے یا واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۱)

= ▭ ومما يجب معرفته في هذا الباب أن قبض المشتري على السلعة قبل انجاز البيع على قسمين: الأول: أن يأخذ انسان سلعة من بائعها قبل المساومة أو بيان الثمن، لمجرد النظر فيه. وقد ذكره بعض الفقهاء الحنفية باصطلاح "القابض على سوم النظر" والقابض في هذا القسم أمين... والقسم الثاني: أن يقبض السلعة بعد المساومة بنية الشراء وبيان الثمن ولكن قبل انجاز البيع وهو الذي يسمى "القابض على سوم الشراء". (فقه البيوع على مذاهب الأربعة: (۷۷۸/۲) المبحث الثامن، والباب الأول في احكام البيع الصحيح بدون خيار الضمان في المقبوض على سوم الشراء، ط: معارف القرآن)

▭ الدر مع الرد: (۵۷۳/۴، ۵۷۴) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب المقبوض على سوم الشراء، ط: سعيد۔

(۱) وإن نقص ذراع، أخذ بكل الثمن أو ترك، وإن زاد فللمشتري ولا خيار للبائع؛ لأن الذراع في المذروع وصف؛ لأنه عبارة عن الطول فيه لكنه وصف يستلزم زيادة أجزاء، فإن لم يفرد بثمن، كان تابعا محضا فلا يقابل بشيء من الثمن. (البحر الرائق: (۴۸۵/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه)

▭ وإن باع المذروع مثله على أنه مائة ذراع مثلاً، أخذ المشتري الأقل بكل الثمن أو ترك... وأخذ الأكثر بلا خيار للبائع. (شامي: (۵۴۳/۴) كتاب البيوع، مطلب المعتبر ما وقع عليه العقد، وإن ظن البائع أو المشتري أنه أقل أو أكثر، ط: سعيد)

▭ تبيين الحقائق: (۲۸۳/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔=

☆اور اگر بیس گز کپڑا فروخت کیا، اور مجموعہ کی قیمت ایک ہزار بتائی، اور فی گز کے حساب سے قیمت الگ الگ بتائی، مثلاً فی گز پچاس روپے قیمت بتائی اور معاملہ ایجاب وقبول سے پختہ کر دیا، اور ناپنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ کپڑا بیس گز سے کچھ کم ہے مثلاً پونے بیس گز ہے تو خریدار کو گز کے حساب سے جتنا کم ہے، اتنی قیمت کاٹنے کا اختیار ہوگا۔

اور اگر ناپنے کے بعد معلوم ہوا کہ کپڑا بیس گز سے کچھ زائد ہے مثلاً سوا بیس گز ہے تو بائع کے لئے زائد حصہ کاٹ کر لے لینا جائز ہوگا، اور اگر خریدار زائد حصہ لینا چاہے تو اُسے قیمت ادا کر کے لینا ہوگا، ہاں اگر بائع زائد حصہ مفت میں دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔(۱)

کپڑا وزن کر کے بیچنا

”وزن کر کے کپڑا بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۵/۶)

= وفی المذروع یأخذ الأقل بکل الثمن، أو یفسخ، والزائد له بلا خیار للبائع۔ (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنہر: (۱۸/۳) کتاب البیوع، ط: غفاریة کوئٹه)

الهدایة: (۲۴/۳) کتاب البیوع، مکتبہ شرکۃ علمیہ ملتان۔

(۱) وان سمی لکل ذراع قسطاً من الثمن أخذ الأقل بحصته، وکذا الزائد۔ (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنہر: (۱۸/۳) کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

تبیین الحقائق: (۶/۴) کتاب البیوع، ط: امدادیہ ملتان۔

وأما لو بیع ثوب جوخ علی أنه مائة وخمسون ذراعاً بسبعة آلاف وخمس مائة قرش أو أن کل ذراع منه بخمس قرش فاذا ظهر مائة وأربعین ذراعاً خیر المشتری ان شاء فسخ البیع وان شاء أخذ المائة وأربعین بسبعة آلاف قرش فقط واذا ظهر زائداً عن المائة وخمسین ذراعاً کانت الزیادة للبائع وأما فی صورة ما اذا فصل وقال: کل ذراع بخمسین، فظاهر لأنه صار مقصوداً بتناول المبیع له، وأما فی صورة ما اذا لم یفصل، فلما تقدم من أن الذراع فیما لا یضره التبعیض ولا تتفاوت جوانبه وأطرافه یکون أصلاً فیقابله شیء من الثمن والما خیر فی صورة النقص لتفرق الصفقة علیه کما هو الظاهر۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسی: (۱۳۳/۱) رقم المادة: ۲۲۶، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی فی بیان المسائل المتعلقة بالمبیع... الخ الفصل الثالث فی بیان المسائل المتعلقة بکیفیة بیع المبیع، ط: رشیدیه)

کپڑا ہاتھ کا بنایا ہوا

۲۸۷ ☆ جو کپڑا ہاتھ سے بنایا جاتا ہے، وہ عام طور پر بعینہٖ ایک دوسرے کی مثل نہیں ہوتا، اور ایک ہی کپڑے کے مختلف تھانوں اور چادروں میں بھی فرق ہوتا ہے، کوئی اچھا، کوئی درمیانہ اور کوئی ہلکا، ایسی حالت میں کسی خریدار نے دو تین تھان یا چادریں لیں اور کہا کہ ان میں سے ایک لے لی ہے، لیکن تین دن تک مجھ کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہوگی اس کو طے شدہ قیمت پر رکھ لوں گا تو درست ہے، اور اس کو "خیار تعیین" کہتے ہیں، چونکہ ہاتھ کے کام میں عام طور سے تین ہی درجے ہوتے ہیں اس لئے تین سے زائد تھانوں یا چادروں میں اجازت نہیں۔ (۱)

کپڑے باریک ہیں

"باریک کپڑے کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲/۲)

---

(۱) لو بین البائع أثمان شیئین أو اشیاء من القیمیات کل علی حدۃ علی أن المشتری یأخذ أیا شاء بالثمن الذی بینہ لہ... صح البیع وھذا یقال لہ خیار التعیین۔

وقال العلامۃ سلیم رستم باز: قیدہ بالقیمیات لأن خیار التعیین لا یصح فی المثلیات التی ھی من جنس واحد لعدم تفاوتھا (درمختار) ومفاد قولہ: شیئین أو ثلاثۃ أنہ لا یصح بأکثر من ثلاثۃ لعدم الحاجۃ الیہ وعلی ھذا أکثر الفقھاء، فان الثلاثۃ کافیۃ لرفع الحاجۃ لاشتمالھا علی الجید والدون والوسط۔ (شرح المجلۃ لسلیم رستم باز: (۱۳۳/۱) رقم المادۃ: ۳۱۶، الکتاب الأول فی البیوع، الباب السادس فی بیان الخیارات، الفصل الرابع فی بیان خیار التعیین، ط: مکتبہ فاروقیہ)

☐ الدر المختار مع الرد: (۵۸۵/۴) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب: فی خیار التعیین، ط: سعید۔

☐ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار: (۳۷/۳) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط:

☐ صح خیار التعیین فی القیمیات لا فی المثلیات فیما دون الأربعۃ استحسانا کذا فی النھر الفائق ولا یصح فی الأربعۃ کذا فی الکافی، وھو أن یبیع أحد العبدین أو الثلاثۃ أو أحد الثوبین أو الثلاثۃ علی أن یأخذ المشتری واحدا کذا فی البحر الرائق۔ (الفتاوی الھندیۃ: (۵۴/۳) کتاب البیوع، الباب السادس فی خیار الشرط، الفصل السادس فی خیار التعیین، ط: رشیدیہ)

کپڑے کو کپڑے کے عوض میں بیچنا

۲۸۸ ایک کپڑے کو دوسرے کپڑے کے بدلے میں برابر یا زیادہ کرکے بیچنا جائز ہے، چاہے وہ ایک جنس سے ہو یا مختلف جنسوں سے، کیونکہ کپڑے سودی اجناس میں شامل نہیں ہیں، البتہ اگر ایک جنس کا کپڑا ہو تو پھر ادھار بیچنا جائز نہیں۔ (۱)

کپڑے کے تاجر کا دھوکہ

بعض کپڑے کے تاجر دکان میں ایسے بلب لگواتے ہیں کہ ان کی روشنی میں کپڑا بہت خوبصورت لگنے لگتا ہے، حالانکہ جب اس کو گھر لے کر جاتے ہیں تو وہ اس سے بہت مختلف ہوتا ہے، یہ دھوکہ ہے، جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنسأ ... وإذا وجدا حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ مثل أن يسلم هرويًا في هروي ... فحرمة ربو الفضل بالوصفين وحرمة النسأ بأحدهما۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع،، باب الربوا، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربوا، مطلب في الإبراء عن الربو، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۸۷/۴) كتاب البيوع، باب الربو، ط: امداديه ملتان۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا، قال الترمذي: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱) ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد۔

من علم بسلعة عيبًا لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتري فإن لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه احمد۔ (اعلاء السنن: (۵۸/۱۴) ابواب البيوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن)

لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في جملة ما يسقط به الخيار، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۵/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد)

کپڑے میں استصناع جائز ہے

موجودہ دور میں ملوں اور کارخانوں میں اس طرح کاروبار ہورہا ہے کہ مثلاً (٢٨٩) زید دھاگہ یا کپڑا بنانے کے لئے مل والوں کو آرڈر دے دیتا ہے، کہ فلاں قسم کا دھاگہ یا کپڑا وغیرہ بنادو، پھر بن جانے کے بعد رقم ادا کردی جاتی ہے، تو یہ بیع استصناع میں داخل ہے، اور بیع استصناع کے جواز کا اصل مدار تعامل (لوگوں کے عمل) پر ہے، سابقہ زمانہ میں کپڑے میں استصناع کا تعامل نہیں تھا اس لئے فقہاء کرام نے کپڑے میں استصناع کو ناجائز قرار دیا ہے، چونکہ اس زمانے میں کپڑے میں بیع استصناع کا رواج ہوگیا ہے، اس لئے تعامل کی وجہ سے جائز ہے۔ (١)

---

(١) قول مشايخنا ان الاستصناع فيما يتعامل الناس فيه كان في زمانهم اما في زماننا لا كفاية لنا عليه بل لاحاجة إليه، لكن المحتاج إليه أمر لايعتاد الناس به بل لايعرفه، كماترى في كثير من الآلات والأشياء التي يخترع ويؤمر به الصناعون وان نهينا هم عنه ليختل الأمر ويفضي إلى مالايسمع فوقها احد من السامعين فضلاعن الجاهلين ولذلك إشارة في ماذكرناها لأن الآية ساكتة (أي آية المداينة) فصارت مطلقة، والحديث (أي حديث صناعة المنبر) دال على ماهو حاجتي لأن العرب لايعرفون المنبر حتى قالت امرأة: أجعل لك شيئا تقعد عليه، ووصفته وماذكرته باسمه المنبر لأنه كان غير المعروف، وأيضا الخاتم المستصنع إن كانت ممايتعامل الناس فيه لكن النقش باسمه الشريف كان امرا جديدًا، فهذا صريح ممالايتعامل الناس فينبغي أن يجوز في كل مايمكن ضبطها ووضعها۔ (تكملة عمدة الرعاية حاشية شرح الوقاية: (٨٣/٣) فصل في الاستصناع، ط: سعيد)

فالفقه ان ماجرى العرف به صح استصناعه كالجفاف الاحذية والأواني واثاث المنزل وعدد الحرب والثياب، واما تصريح فقهائنا بأنه لايجوز استصناع الثياب فذلك مبني على عرفهم؛ لأن الناس ماكانوا يتعاملون هذا النوع، وأما الآن فقد فشا هذا التعامل بين التجار والصناع في البلدان۔ (العرف والعادة في راى الفقهاء، للدكتور احمد فهمي ابوسنة، (ص: ١٧٦)

كل شيئ تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الاطلاق۔ (شرح المجلة لمحمد الاتاسي: (٣٠٣/٢) رقم المادة: ٣٨٩، الكتاب الأول البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: رشيديه۔

اشترط الحنفية لجواز الاستصناع شروطا ثلاثة، إذا فاتت أو فات واحد منها فسد العقد... (١) بيان جنس المصنوع ونوعه وقدره وصفته... (٢) أن يكون المصنوع ممايجرى فيه تعامل الناس =

کپڑے میں بیع سلم کا حکم

۲۹۰ اگر کوئی تاجر کسی فیکٹری کے مالک سے اس طرح معاملہ طے کرے کہ آئندہ سال گرمی کے موسم میں مجھے اتنے تھان کپڑا درکار ہوگا، اور جملہ شرائط ذکر کرلے مثلاً کپڑا کس چیز کا بنا ہوگا، اس کی صفت اور کوالٹی کیا ہوگی، اور مقدار کیا ہوگی وغیرہ ان تمام باتوں کی وضاحت کرکے فیکٹری کے مالک کو رقم حوالہ کردے، تو یہ سودا بیع سلم ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا۔(۱)

= كالمصنوعات والأحذية . . . ويصح في عصرنا الحاضر الاستصناع في الثياب لجريان التعامل فيه والتعامل يختلف بحسب الأزمنة والأمكنة ـ (الفقه الإسلامي وأدلته : (۳۰۸/۵) الشروط التي تلحقه، ط:دار الفكر)

بخلاف الاستصناع كان التعامل به جرى في كل البلاد، وبمثله يترك القياس ويخص الأثر، وفي العناية : فإن قيل لا نتركه بل يخص عن الدلالة بعض ما في معنى قفيز الطحان بالعرف كما فعل بعض مشايخ بلخ رحمهم الله في الثياب لجريان عرفهم بذلك ـ (شامي : (۵۹/۶) كتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب يخص القياس والأثر بالعرف العام، ط:سعيد)

ومشايخ بلخ رحمه الله كنصير بن يحيى ومحمد بن سلمة وغيرهما كانوا يفتون بجواز هذه الإجارة في الثياب لتعامل أهل بلدهم في الثياب، والتعامل حجة يترك به القياس ويخص به الأثر ـ (المحيط البرهاني : (۱۷۹/۹) كتاب الاجارات، الفصل الخامس عشر: في بيان ما يجوز من الاجارات وما لا يجوز، ط:رشيديه)

(۱) الكرباس والجوخ وأمثالهما من المذروعات يلزم تعيين طولها وعرضها ورقتها ومن أي شيئ تنسج ومن نسج أي محل هي ـ (شرح المجلة لسليم رستم باز : (۱۷۳/۱) المادة: (۳۸۵)، الفصل الثالث في السلم، ط:مكتبه فاروقيه)

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۳۹۱/۲) رقم المادة: ۳۸۵، ط:رشيديه۔

ويصح فيما أمكن ضبط صفته ومعرفة قدره ومزوزن مثمن ــــ وذرعي كثوب بين قدره طولاً وعرضاً وصنعته كقطن وكتان ومركب منهما، وصفته كعمل الشام أو مصر أو زيد أو عمرو، ورقته أو غلظته ـ (الدر المختار مع الرد: (۲۰۰/۵، ۲۰۹) كتاب البيوع، باب السلم، ط:سعيد)

بدائع الصنائع : (۲۰۸/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع الى المسلم فيه فأنواع، ط:سعيد۔

کتاب بیچنا طباعت سے پہلے

''طباعت سے پہلے کتاب بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۲/۴)

کتاب کرایہ پر دینا

بعض دکاندار کتابیں کرایہ پر دے کر کمائی حاصل کرتے ہیں، اسی طرح بعض لوگ قرآن کریم کے سپارے قرآن خوانی کے لئے کرایہ پر دیتے ہیں، یہ اجارہ ناجائز ہے، اگر کسی نے یہ لیکر مطالعہ کرلیا تو اسپر اجرت لازم نہیں۔ (۱)

کتابیں گمراہ کن ہیں

''گمراہ کن کتابوں کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۱۲/۵)

کتیا کا دودھ پینے والے گائے کے بچے

اگر گائے کے بچے نے کتیا کا دودھ پی لیا پھر اس کے بعد چند روز تک پاک خوراک کھالی ہو تو پھر اس کی خرید و فروخت اور کھانا جائز ہے، ورنہ خرید و فروخت کرنا تو جائز ہوگا، البتہ کھانا مکروہ ہوگا۔ (۲)

---

(۱) ولو استاجر كتبا ليقرأ فيها شعرا كان اوفقها أو غير ذلك لايجوز ولا أجر له وإن قرأ، وكذلك إجارة المصحف، وكان هذا كله نظير من استاجر كرما ليفتح له بابه فينظر فيه للاستئناس من غير ان يدخله الخ۔ (الهندية: (۴۴۹/۴) كتاب الاجارة، الباب السادس عشر في تجديد الاجارة بعد صحتها... الخ الفصل الرابع في فساد الاجارة، ط: رشيديه)

المبسوط: (۳۶/۱۶) كتاب الاجارات، باب الاجارة الفاسدة، ط: دار المعرفة۔

الاختيار لتعليل المختار: (۶۰/۲) كتاب الاجارة، فصل بيان ما يجب اذا فسدت الاجارة، ط: دار الكتب العلمية۔

بدائع الصنائع: (۱۷۵/۴) كتاب الاجارة، فصل وأما ركن الاجارة ومعناها، ط: سعيد۔

(۲) الجدى إذا كان يربى بلبن الاتان والخنزير، ان اعتلف اياما فلابأس بمنزلة الجلالة، والجلالة إذا حبست أياما فعلفت لابأس بها فكذا هذا ۔ (الهندية: (۲۹۰/۵) كتاب الذبائح الباب الثاني في بيان مايؤكل من الحيوان ومالايؤكل، ط: رشيديه) =

کتے کا گوشت

"گدھے کا گوشت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۲/۵)

کتے کی تجارت

☆ حفاظت اور شکار وغیرہ کی ضرورت کے بغیر صرف شوق کے طور پر کتا پالنا منع ہے، اس سے روزانہ ایک قیراط ثواب کم ہوجاتا ہے۔(۱)

☆ کھیت اور جانوروں کی حفاظت کے لئے کتا پالنا اور اس سے نفع اٹھانا، اور اس کو تعلیم دینا اور اس کے ذریعہ شکار کیا ہوا حلال جانور کھانا جائز ہے۔(۲) ایسے

= وکرہ لحمہما أی الجلالة... کما حل أکل جدی غذی بلبن خنزیر؛ لأن لحمہ لایتغیر وما غذی بہ یصیر مستہلکا۔ (الدر مع الرد: (۲۴۱/۵، ۲۴۰) کتاب الحظر والإباحة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۸۲/۸) کتاب الکراهیة، فصل فی الأکل والشرب، ط: سعید۔

(۱) عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله ﷺ: من اقتنی کلبا، فإنه ینقص من عمله کل یوم قیراط الا کلب حرث أو ماشیة۔

عن سفیان بن ابی زهیر قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: من اقتنی کلبا لایغنی عنه زرعا ولا ضرعا، نقص من عمله کل یوم قیراط، فقیل له انت سمعت من النبی ﷺ؟ قال: ای ورب هذا المسجد۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۲۳۰، ۲۳۱) أبواب الصید، باب النهی عن اقتناء الکلب، ط: قدیمی)

صحیح البخاری: (۳۱۲/۱) أبواب الحرث والمزارعة، باب اقتناء الکلب للحرث، ط: قدیمی۔

مسلم: (۲۰/۲) کتاب المساقات والمزارعة، باب الامر بقتل الکلاب وبیان نسخه وبیان تحریم اقتنائه، ط: قدیمی۔

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: من أمسک کلبا، فإنه ینقص کل یوم من عمله قیراط، الا کلب حرث أو ماشیة، وقال ابن سیرین وأبو صالح عن أبی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ: "الا کلب غنم أو حرث أو صید"۔ (صحیح البخاری: (۳۱۲/۱) باب اقتناء الکلب للحرث، ط: قدیمی)

(۲) وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونهن مما علمکم الله، فکلوا مما أمسکن علیکم۔ [سورة المائدة: ۴]

ان الشرع أباح الانتفاع به حراسة واصطیادا فکذا بیعا، ولأنه یجوز تملیکه بغیر عوض کالهبة والوصیة، فکذا بعوض۔ (تبیین الحقائق: (۵۳۱/۳) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

البحر الرائق: (۱۷۲/۶)، کتاب البیع، باب المتفرقات، ط: سعید۔

کام آنے والے کتوں کی تجارت جائز ہے۔ (۱) باقی جو کتے کسی کام کے نہیں ہیں، ان کی بیع مناسب نہیں ہے۔ (۲)

کتے کی خرید و فروخت

شکار یا چوکیداری یا فصل وغیرہ کی حفاظت کی خاطر کتا خریدنا اور فروخت کرنا شرعاً جائز ہے۔ (۳)

کٹ قبالہ کا حکم

بعض علاقوں میں کٹ قبالہ کا رواج ہوتا ہے، اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ بعض لوگ پیسوں کی ضرورت کی بنا پر اپنی مملوکہ زمین کا کل یا کچھ حصہ کسی کو پیسوں کے عوض دس گیارہ سال کی مدت کے لئے اس شرط پر فروخت کر دیتے ہیں کہ

---

(۱) وصح بيع الكلب والفهد والسباع والطيور۔ (البحر الرائق: (۲۸۶/۲) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: رشيديه)

وصح بيع الكلب والفهد والفيل والقرد والسباع۔ (الدر مع الرد: (۲۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۱۵۱/۳) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: غفارية كوئٹه۔

إعلاء السنن: (۳۲۳/۱۴) كتاب البيوع، باب جواز بيع الكلب، ط: إدارة القرآن۔

(قوله: نهى رسول الله ﷺ عن ثمن الكلب) وهذا التحريم كان إذا أمر بقتل الكلاب وحرم الانتفاع بها، فإذا استثنى كلاب الماشية والصيد وغيره جاز بيعه۔ (الكوكب الدرى: (۳۳۷/۱) أبواب النكاح، باب في كراهية مهر البغي، ط: سعيد)

(۲) عن جابر رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ نهى عن ثمن السنور والكلب الا كلب صيد۔ (نسائي: (۲۳۰/۲) كتاب البيوع، باب بيع الكلب، ط: قديمي)

مجمع الفوائد: (۲۳۸/۲) كتاب البيوع، ط: إدارة القرآن۔

ابو حنيفة عن الهيثم عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله تعالى عنه قال: رخص رسول الله ﷺ في ثمن كلب الصيد۔ (المسند للإمام الأعظم: (ص: ۱۶۹) باب الرخصة في ثمن كلب الصيد، ط: رحمانيه

(۳) تخریج کے لئے "کتے کی تجارت" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

زمین بیچنے والا جب اتنی رقم واپس ادا کرے گا تو وہ زمین واپس کردی جائے گی، اس وقت تک مشتری (خریدار) زمین سے برابر نفع اٹھاتا رہے گا، یہ بیع درست نہیں ہے، شرعاً یہ بیع نہیں بلکہ رہن ہے، واپسی کی مدت تک جو آمدنی ہوگی وہ مشتری کے لئے حلال نہیں ہوگی، بلکہ وہ زمین کے ساتھ رہن رہے گی، زمین واپس کرنے کے ساتھ آمدنی کو بھی واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

کٹوتی کے ساتھ بل فروخت کرنا

"بل فروخت کرنا کٹوتی کے ساتھ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۲)

کثرت سے صدقہ کرنا

"صدقہ کثرت سے کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۸/۴)

کچھ اچھا کچھ خراب

ایک ہزار روپے کی بیس کلو گندم خریدی، پانچ سو روپے کا دو کلو گھی لیا، اس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا، تو اس صورت میں اچھا اچھا لے لینا اور خراب خراب واپس کردینا درست نہیں، بلکہ اگر لینا ہے تو سب لینا پڑے گا، اور اگر

---

(۱) صورته أن يبيعه العين بألف على أنه إذا رد عليه الثمن رد عليه العين۔ (الدر المختار) وفي حاشية الفصولين عن جواهر الفتاویٰ هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، وهو الصحيح۔ (شامی: (۲۷٦/۵) کتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

ان البيع الّذی تعارف عليه اهل سمر قند، وسموه الوفاء، تحرزا عن الربا في الحقيقة رهن۔ والمبيع في يد المشتری كالرهن في يد المرتهن لا يملكه ولا يحل الانتفاع به۔ (المحيط البرهانی: (۲٦۰/۸) كتاب البيع، الفصل الخامس والعشرون في بياعات المكروهة والارباح الفاسدة، ط: غفارية كوئٹه)

حاشية جامع الفصولين: (۲۳۳/۲) الفصل الثامن عشر في بيع الوفاء، ط: إسلامی کتب خانه بنوری ٹاؤن کراچی۔

واپس کرنا ہے توسب واپس کرنا پڑے گا، ہاں اگر بیچنے والا خود راضی ہوجائے کہ اچھا اچھا لے لیں، اور جتنا خراب ہے وہ واپس کردیں، تو ایسا کرنا جائز ہوگا، بیچنے والے کی مرضی کے بغیر نہیں کرسکتا۔ (۱)

کچھ پھل چھوڑ کر باغ فروخت کرنا

بعض لوگ اپنے باغات کوتو فروخت کردیتے ہیں، مگر اپنے ذاتی استعمال کے لئے دس من یا بیس من وغیرہ، یا دو، تین درختوں کو مستثنیٰ کرلیتے ہیں، اس کا جائز طریقہ یہ ہے کہ کسی خاص درخت یا چند مخصوص درختوں کو بیع سے مستثنیٰ کرلیا جائے کہ ان درختوں کا پھل فروخت کرنے والے کا ہوگا، تو یہ جائز ہے۔

اور اگر کوئی پھلوں کی خاص مقدار ہی مستثنیٰ کرنا چاہے جیسا کہ عام رواج ہے، تو تعامل کی بنیاد پر اس کی بھی گنجائش ہے، لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ مستثنیٰ پھل کی مقدار اور صفت اس طرح واضح اور بے غبار طور پر طے کریں کہ اس سے جھگڑے کا کوئی اندیشہ نہ رہے، اور اس میں یہ شرط بھی ضروری ہے کہ باغ کے موجودہ حالات سے یہ گمان غالب ہو کہ باغ میں مستثنیٰ مقدار سے زیادہ ہی پھل لگے گا۔ (۲)

---

(۱) لووجد ببعض المكيل أوالموزون عيباً له ردكله أوأخذه فان مقضاه أنه ليس له ردالمعيب وحده... تنبيه: الطعام في عرفهم البروالمراد به هنا هوماكان مثله من مكيل وموزون۔ (الشامية: (۲۳/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب فيمالوأكل بعض الطعام، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۴۱/۴) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: امداديه ملتان۔

البحرالرائق: (۶۳/۶) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

(۲) ولا يجوز أن يبيع ويستثني منها أرطالاً معلومة... بخلاف ما اذاباع واستثنى نخلاً معيناً، لأن الباقي معلوم بالمشاهدة۔ (الهدايه: (۳۲/۳) كتاب البيوع، مكتبه شركت علميه ملتان)

تبيين الحقائق: (۱۳/۴) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

فان استثنى جزئاً كربع وثلث، فانه صحيح اتفاقاً۔ (الشامية: (۵۵۹/۴) كتاب البيوع، فصل في مايدخل في المبيع تبعاً ومالايدخل فيه، ط: سعيد۔

امدادالفتاوی: (۹۸/۳) کتاب البیوع، پھلوں اور پھولوں کی بیع، ط: دارالعلوم کراچی۔

کچھ زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا

بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ دوکاندار سامان حوالہ کرنے کے بعد اپنی طرف سے کچھ دیا کرتا ہے، مختلف جگہوں پر اس کو مختلف ناموں سے موسوم کیا جاتا ہے، اس بارے میں حکم یہ ہے کہ تاجر یا دوکاندار سے زبردستی زیادہ دینے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں، ہاں اگر تاجر یا دوکاندار خودخوشی سے اپنی طرف سے کچھ زیادہ دے دے تو درست ہے۔[1]

کچھوے کی بیع

کچھوا کھانا حرام ہے۔[2] اور کسی کو کھانے کے لیے بیچنا بھی حرام ہے، البتہ اگر اس سے جائز طور پر فائدہ حاصل کرنا ممکن ہو تو اس کو فروخت کرنا جائز ہوگا، مثلاً

---

(۱) وعن أبي هريرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، ط: قديمي)

☐ لا يجوز لأحد من المسلمين اخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (الفتاوى الهنديه: (۱۶۷/۲) كتاب الحدود، فصل في التعزير، ط: رشيديه)

☐ ويجوز للبائع أن يزيد للمشترى في المبيع۔ (الهداية: (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

☐ وكذا صح الزيادة في المبيع ولزم البائع دفعها ان قبل المشترى ذلك۔ (مجمع الأنهر: (۳/ ۱۱۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ البحر الرائق: (۱۳۰/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔

(۲) وقوله عز وجل: ويحرم عليهم الخبائث... والضفدع والسرطان والحية ونحوها من الخبائث۔ (بدائع الصنائع: (۳۵/۵) كتاب الذبائح والصيود، ط: سعيد۔

☐ خلاصة الفتاوى: (۳۰۳/۴) كتاب الصيد، الفصل الخامس فيما يؤكل ومالا يؤكل، ط: رشيديه۔

☐ مجمع الأنهر: (۱۶۱/۴) كتاب الذبائح، فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

اس سے دوائی بنائی جاتی ہے، تو اس کو بیچنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ (۱)

کچے پھلوں کی خرید وفروخت کرنا

کچے پھل مثلاً آم، جامن، کھجور، انار وغیرہ، ہر قسم کے کچے پھلوں کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اور یہ چیزیں جس طرح انسانوں کے لئے خریدنا جائز ہے، اسی طرح جانوروں کے لئے بھی خریدنا جائز ہے۔ (۲)

کرایہ پر دینا کتاب

"کتاب کرایہ پر دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۵)

کرایہ پر دی ہوئی چیز کی خرید وفروخت کرنا

اگر کرایہ پر دیئے ہوئے مکان، دکان یا اور چیزوں کو فروخت کرے تو مشتری کے علم میں لانا ضروری ہے، اگر مشتری علم میں آنے کے بعد وہ دکان یا مکان وغیرہ کو خریدنے پر راضی ہو جائے تو بیع جائز ہوگی، اور بائع پر ضروری ہوگا کہ مکان یا دکان کو

---

(۱) ونقل السائحاني عن الهندية: ويجوز بيع سائر الحيوانات سوى الخنزير وهو المختار۔ (شامي: ۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد)

والصحيح أنه يجوز بيع كل شيء ينتفع به كذا في المحيط۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

شامي: (۲۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۷۲/۶) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

(۲) والصحيح أنه يجوز لأنه مال منتفع به في ثاني الحال ان لم يكن منتفع به في الحال... وان كان بحيث ينتفع به ولو علفا للدواب فالبيع جائز باتفاق اهل المذهب إذا باع الثمر بشرط القطع أو مطلقًا۔ (شامي: (۵۵۵/۴) كتاب البيوع، مطلب في بيع الثمر والزرع والشجر مقصوداً، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۲۶۳/۶) كتاب البيوع، فصل: ومن باع دار أدخل بناؤها في البيع... الخ ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۳۰۰/۵) كتاب البيع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

کرایہ داروں سے خالی کرا کے مشتری کے حوالہ کر دینے کے لئے وقت معین کرے، یا مشتری کو اجارہ یا ایگریمنٹ کی معین مدت کا علم ہو، اور اس مدت تک انتظار کرنے پر وہ راضی ہو، ورنہ میعاد کی مدت مجہول ہونے کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۱)

کرایہ پر دی ہوئی زمین فروخت کرنا

اگر کسی نے سالانہ کی بنیاد پر زمین کرایہ پر لے کر اس پر مکان تعمیر کیا، اور اب مالک، ضرورت کی وجہ سے اپنی زمین کو فروخت کرنا چاہے تو فروخت کر سکتا ہے۔ (۲)

---

(۱) باع المستاجر، ورضي المشتري ان لا يفسخ الشراء إلى مضي مدة الإجارة ثم يقبضه من البائع، فليس له مطالبة البائع بالتسليم قبل مضيها ولا للبائع مطالبة المشتري بالثمن، مالم يجعل المبيع بمحل التسليم. (شامي: (۱۱۱/۵) كتاب البيوع، فصل في الفضولي، مطلب في بيع المرهون المستأجر، ط: سعيد)

لو باع الآجر الماجور بدون إذن المستاجر يكون البيع نافذا بين البائع والمشتري، وإن لم يكن نافذا بحق المستاجر، حتى أنه بعد انقضاء مدة الإجارة يلزم البيع في حق المشتري، وليس له الامتناع عن الاشتراء الا ان يطلب المشتري تسليم المبيع من البائع قبل انقضاء مدة الإجارة۔ (شرح المجله لخالد الاتاسي: (۶۹۰/۲) المادة: (۵۹۰) الفصل الثاني في تصرف العاقدين في الماجور بعد العقد، ط: رشيديه)

الفتاوى الكاملية: (ص: ۱۹۶) كتاب الإجارة، مطلب استأجر دارا ثم باعها كان البيع موقوفا، ط: مكتبة القدس كوئٹه۔

خلاصة الفتاوى: (۱۳۳/۳) كتاب الإجارات، ط: رشيديه۔

وأفاد أن للبائع حبس المبيع حتى يستوفي كل الثمن، فلو شرط دفع المبيع قبل نقد الثمن فسد البيع؛ لأنه لا يقتضيه العقد، وقال محمد رحمه الله لجهالة الأجل، فلو سمى وقت تسليم المبيع جاز، وله الحبس، وإن بقي منه درهم۔ (شامي: (۵۶۰/۴) كتاب البيوع، فصل فيما يدخل في البيع تبعا، قبيل مطلب: في حبس المبيع ـــــ الخ ط: سعيد)

وقد أجمعوا على فساد السلم إلى أجل مجهول، ففساد البيع كذلك أولى۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵) كتاب البيوع، دليل فساد البيع إلى أجل مجهول، ط: إدارة القرآن)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۶/۳) كتاب البيوع، فصل فيما يدخل في البيع تبعا، ط: دار المعرفة، بيروت۔

(۲) كل يتصرف في ملكه كيف شاء۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (ص: ۶۵۳) رقم المادة: [۱۱۹۲] ط: مكتبه حنفيه كوئٹه)=

پھر خریدار اجارہ کی مدت ختم ہونے کے بعد اس کرایہ دار سے کہے کہ آپ اپنا ملبہ ہٹا کر زمین کو خالی کر دیں، یا کرایہ دار سے کہے کہ ملبے کو میرے (خریدار) کے ہاتھ فروخت کر دیں تا کہ کرایہ دار کا نقصان نہ ہو۔ (۱)

البتہ ایسی حالت میں بہتر صورت یہ ہے کہ زمین کا مالک زمین فروخت کرنے سے پہلے کرایہ دار سے خود ہی معاملہ کر لے، پھر اس کے بعد زمین فروخت کرے تا کہ خریدار کے لئے بعد میں پریشانی نہ ہو۔

= وللمالک أن يتصرف في ملكه كيف يشاء۔ (العناية شرح الهداية: (۱۰/۴۴۲) باب الوصية بثلث المال، ط: دار الفكر۔

تبيين الحقائق: (۴/۱۹۶) كتاب القضاء، باب مسائل شتى، ط: امداديه ملتان۔

(۱) وتصح إجارة أرض للبناء والغرس... فإن مضت المدة قلعها وسلمها فارغة لعدم نهايتهما، الا ان يغرم له الموجر قيمته: أي البناء مقلوعا ويتملكه۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۰) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة، ط: سعيد)

وصح استيجار الأرض للبناء والغرس، وإذا انقضت المدة، لزمه ان يقلعهما وسلمها فارغة الا ان يغرم الموجر قيمة ذلك مقلوعا برضى صاحبه۔ (مجمع الانهر: (۳/۵۲۲) كتاب الإجارة، باب مايجوز من الإجارة ومالايجوز ط: غفاريه كوئٹه)

وصح أيضا للبناء والغرس وسائر الانتفاعات، كطبخ آجر وحذف و مقيلاً ومراحا، حتى تلزم الأجرة بالتسليم... وإذا انقضت المدة، لزمه ان يقلعها ويسلمها فارغة من البناء والغرس لعدم نهايتهما، الا ان يغرم المؤجر للمستاجر قيمة ذلك مقلوعا لكن برضا صاحبه۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۳/۵۲۲) كتاب الإجاره، باب مايجوز من الإجارة مالايجوز، ط: غفارية كوئٹه)

لو باع الآجر الماجور بدون إذن المستاجر، كان البيع نافذا بين البائع والمشترى وإن لم يكن نافذا في حق المستاجر، حتى أنه بعد انقضاء مدة الإجارة يلزم البيع في حق المشترى، وليس له الامتناع عن الاشتراء الا أن يطلب المشترى تسليم المبيع من البائع قبل انقضاء مدة الإجارة۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسي: (۲/۶۹۰) رقم المادة: [۵۹۰] الفصل الثاني في تصرف العاقدين في الماجور بعد العقد، ط: رشيديه)

الفتاوى الكاملية: (ص: ۱۹۳) كتاب الإجارة، ط: دار الكتب العربية پشاور۔

کرایہ پر لی ہوئی چیز دوسرے کو کرایہ پر دینا

۳۰۰ زید نے مثلاً ایک زمین آدھی پیداوار کے عوض کرایہ پر لی، اب اس کا کچھ حصہ آگے دوسرے کو تہائی پیداوار پر کرایہ کے طور پر دیتا ہے، یا مال منتقل کرنے کے لئے جہاز میں ایک جگہ کرایہ پر حاصل کی پھر اس کا ایک حصہ دوسرے کو کرایہ پر دیتا ہے، تو شرعاً یہ معاملہ جائز ہے، بشرطیکہ جس سے کرایہ پر لی ہے، اس کے ساتھ نہ ہو، اور سابقہ کرایہ سے زائد رقم پر نہ ہو، اگر بعد والا کرایہ سابقہ کرایہ سے زائد ہے، تو زائد رقم حلال نہیں ہوگی اس کو صدقہ کرنا واجب ہوگا، ہاں اگر دوسرا عقد پہلے عقد کے خلاف جنس سے ہو، مثلاً پہلے عقد میں کرایہ پاکستانی کرنسی سے طے ہوا اور دوسرے عقد میں ڈالر سے تو زیادہ کرایہ کے ساتھ بھی جائز ہوگا، یا یہ کرایہ دار اس میں کوئی مرمت واصلاح کرلے مثلاً اگر مکان ہو تو اس کی مرمت، رنگ وروغن وغیرہ کرے، اگر زمین ہو تو اس کی نالی وغیرہ درست کرے، تو زائد کرایہ پر دینا بھی جائز ہوگا۔ (۱)

کرایہ دار سے ڈپازٹ لینے کا حکم

مکان، دکان اور فلیٹ وغیرہ کو کرایہ پر دینے کے لئے ''ڈپازٹ'' لینا جائز

---

(۱) وإذا استأجر داراً أو قبضها ثم آجرها فإنه يجوز أن آجرها بمثل ما استأجرها أو أقل، وإن أجرها بأكثر مما استأجرها فهي جائزة أيضا إلا أنه إن كانت الأجرة الثانية من جنس الأجرة الأولى فإن الزيادة لا تطيب له ويتصدق بها، وإن كانت من خلاف جنسها طابت له الزيادة ولو زاد في الدار زيادة كما لو وتد فيها وتدا أو حفر فيها بئرا أو اصلح أبوابها أو شيئا من حوائطها طابت له الزيادة۔ (الهندية: (۴/ ۴۲۵) كتاب الإجارة، الباب السادس في اجارة المستأجر، ط: رشيديه)

(قوله للمستاجر أن يواجر الموجر الخ) أي ما استاجر بمثل الأجرة الأولى او بانقص، فلو بأكثر تصدق بالفضل الا في مسألتين لما مر اول باب ما يجوز من الإجارة۔ (شامي: (۶/ ۹۱) مسائل شتى، مطلب في إجارة المستاجر، ط: سعيد)

الجوهرة النيرة: (۱/ ۳۱۸) كتاب الاجارة، ط: حقانيه)

ہے اگر ڈپازٹ کی رقم استعمال کرنے کی اجازت نہ ہو تو یہ رہن ہے۔ (۱)

اور اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر کرایہ دار کسی چیز یا مکان کو خراب کر دے یا کرایہ ادا نہ کرے تو اس مرہون کی رقم سے منہا کیا جائے گا، اور اگر استعمال کی اجازت ہو تو قرض ہے، لیکن اس کی وجہ سے کرایہ میں کمی سود کے زمرہ میں آئے گی، اور ناجائز ہوگی۔ (۲)

اس لئے ڈپازٹ لیتے وقت کرایہ کی کمی کی شرط نہ رکھیں ورنہ ناجائز ہوگا۔

کرایہ دار نے چند روز کے بعد دکان چھوڑ دی

"کرایہ دار نے دو روز کے بعد مکان چھوڑ دیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

کرایہ دار نے دو روز کے بعد مکان چھوڑ دیا

زید نے ایک مکان دس ہزار روپے ماہوار کرایہ پر لیا، اور مبلغ ہزار روپے پیشگی دیئے اور دو دن اس مکان میں قیام کر کے چلا گیا، تو اگر یہ شخص کسی عذر کی وجہ سے

---

(۱) ...هو حبس شيئ مالي) أي جعل الشيئ محبوسا؛ لأن الحابس هو المرتهن بحق يمكن استيفاؤه أي أخذه منه۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۴۷۷) كتاب الرهن، ط: سعيد)

هو حبس المال بحق يمكن أخذه أي الحق منه أي من المال۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲/۲۴۸) كتاب الرهن، ط: دار احياء الكتب العربية۔

مجمع الأنهر: (۴/۲۶۹) كتاب الرهن، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) قال عليه الصلاة والسلام كل قرض جر منفعة فهو ربا، اسناده ضعيف مرفوعا لا موقوفا۔ (اتحاف الخيرة المهرة: (۳/۳۸۰) كتاب القرض، باب في المديون لصاحب الدين وفي كل قرض جر منفعة، ط: دار الوطن)

السنن الكبرى للبيهقي: (۵/۵۷۳) رقم الحديث: ۱۰۹۳۳، جماع ابواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب وغير ذلك، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: دار الكتب العلمية۔

تكلمه فتح الملهم: (۱/۵۷۵) كتاب المساقاة والمزارعة، ط: دار العلوم كراچی۔

انه لا يحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه، وإن أذن له في الربا؛ لأنه يستوفي دينه كاملا، فيبقى له المنفعة فضلا، فيكون ربا۔ (الشامية: (۶/۴۸۲) كتاب الرهن، ط: سعيد)

جار ہا ہے جو شرعاً معتبر ہے تو دوروز کے بعد عقد اجارہ فسخ کر سکتا ہے، اور مکان کا مالک چاہے تو دوروز کا کرایہ اس سے وصول کر سکتا ہے، اور اگر معتبر عذر کے بغیر جا رہا ہے تو چوں کہ یہ عقد ماہانہ ہوتا ہے اس لئے پورے مہینے کا کرایہ ادا کرنا اس کے ذمہ ہے، اس صورت میں یہ شخص ایک ماہ تک مکان اپنے قبضہ میں رکھنا چاہے، تو رکھ سکتا ہے۔

دکان وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (١)

کرایہ زیادہ لینا

"ٹیکسی ڈرائیور کا میٹر سے زیادہ کرایہ لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٦١/٣)

---

(١) واذا استأجر داراً سنة كل شهر بكذا فليس لواحد منهما فسخ الاجارة قبل اكمال السنة بغير عذر۔ (المحيط البرهاني: (٢٣٧/١١) كتاب الاجارة، الفصل الثالث في الأوقات التي يقع عليها عقد الاجارة، ط: ادارة القرآن)

▭ اكترى دابة للسفر ثم بداله منه) أي ظهر للمستأجر مايوجب المنع من السفر لاحتمال كون قصده مقر الحج فذهب وقته أو طلب غريم له فحضر، أو التجارة فافتقر وغير ذلك فانه يثبت له حق الفسخ لأنه لو مضى على موجب العقد لزمه ضرر زائد۔ (مجمع الأنهر: (٥٥٧/٣) كتاب الاجارة، باب فسخ الاجارة، ط: دار الكتب العلمية)

▭ اكترى دابة للسفر ثم بداله منه)عند العقد أو بعده، ولو في الطريق وله الأجر بحسابه۔ (الدر المنتقى على المجمع: (٥٥٧/٣) كتاب الاجارة، باب فسخ الاجارة: ط: دار الكتب العلمية)

▭ وكما يجب الأجر باستيفاء المنافع يجب بالتمكن من استيفاء المنافع اذا كانت الاجارة صحيحة حتى ان المستاجر داراً أو حانوتاً مدة معلومة ولم يسكن فيها في تلك المدة مع تمكنه من ذلك تجب الأجرة۔ (الفتاوى الهندية: (٤١٣/٤) كتاب الاجارة، الباب الثاني في بيان أنه متى تجب الأجرة وما يتعلق به من الملك وغيره۔ ط: رشيديه)

▭ تجب بالتمكن من استيفاء المنفعة حتى أن من استأجر داراً مدة معلومة وعطلها مع التمكن من الانتفاع يجب الأجر۔ (لسان الحكام: (٣٦١/١) الفصل الثامن عشر في الاجارة، ط: مصطفى البابي الحلبي، القاهرة)

▭ الشامية: (٣١/٦) كتاب الاجارة، ط: سعيد۔

▭ أحسن الفتاوى: (٣١٠/٧، ٣١١) كتاب الاجارة، عنوان: "کرایہ دار نے دوروز کے بعد مکان چھوڑ دیا" ط: سعید

کرایہ کی ایک صورت

"ٹھیکہ کی ایک صورت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۸/۳)

کرایہ کی زمین پر مکان بنایا

"کرایہ پر دی ہوئی زمین فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۸/۵)

کرایہ لینا قسطیں ختم ہونے تک

کسی آدمی نے دوسرے شخص کو ایک چیز ادھار یا قسطوں میں فروخت کردی اور چیز اس کے قبضے میں دے دی، لیکن یہ شرط رکھ دی کہ جب تک قسطیں ختم نہیں ہوتیں، اس وقت تک آپ کو اس چیز کا کرایہ بھی ادا کرنا پڑے گا، یہ ناجائز ہے، کیوں کہ اس فروخت کردہ چیز پر خریدار سے کرایہ لینا سود ہے جو ناجائز ہے۔

نیز ایک معاملہ کے ساتھ دوسرے معاملے کو ملانا ہے، حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو معاملوں کو ایک ساتھ ملانے سے منع فرمایا ہے۔(۱)

---

(۱) ولا بيع بشرط... لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو... لمبيع... من أهل الاستحقاق... ولم يجر العرف به ولم يرد الشرع بجوازه... كشرط أن يقطعه البائع أو يخيطه قباء... أو يستخدمه... شهرا) مثال لما فيه نفع للبائع، أو بعتقه

قوله: مثال لما فيه نفع للبائع) ومنه مالو شرط البائع أن يهبه المشتري شيئا أو يقرضه أو يسكن الدار شهرا. (الدر مع الرد: (۸۵/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد اذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد)

☜ وكذلك لو باع عبداً على أن يستخدمه البائع شهراً أو داراً على أن يسكنها أو على أن يقرضه المشتري درهما أو على أن يهدي له هدية؛ لأنه شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين، ولأنه نهى عن بيع وسلف، ولأنه لو كان الخدمة والسكنى يقابلها شيء من الثمن يكون اجارة في بيع ولو كان لا يقابلها يكون اعارة في بيع وقد نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن صفقتين في صفقة. (الهداية: (۴۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

☜ الجوهرة النيرة: (۲۴۷/۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيه۔

کرنسی

(۳۰۴) ''کرنسی'' وہ ''زر'' ہے جس کو ملک میں قانونی طور پر خاص آلۂ تبادلہ قرار دیا گیا ہو، جیسے روپیہ، اگر پاکستان میں کوئی شخص روپے میں ادائیگی کرے تو قانوناً اسے لینے پر مجبور کیا جائے گا، ایسی قانونی کرنسی کو اردو میں ''زر قانونی'' اور انگریزی میں (Legal Tender) کہتے ہیں۔ (۱)

کرنسی قوت خرید کے ایک مخصوص معیار کا نام ہے اور ہر ملک کی کرنسی اس ملک کے اقتصادی حالات کی وجہ سے اپنی ایک خاص قیمت رکھتی ہے، لہٰذا ایک ملک کی کرنسی کا دوسرے ملک کی کرنسی سے کمی بیشی کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز ہے، البتہ دونوں جانب سے ادائیگی نقد ہونا شرط ہے۔ (۲)

کرنسی اور زر میں فرق

''زر اور کرنسی میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۴/۴)

کرنسی بدل چکی ہے

اگر ایک آدمی نے دوسرے آدمی کو مثلاً پاکستانی روپے سے قرض دیا، اور حکومت نے ان رپیوں کو بینڈ کر دیا، اور اس کے بدلے میں دوسرے روپے جاری کر دیے، تو قرضدار کے لیے بینڈ شدہ روپیوں سے قرض ادا کرنا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ وہ عیب دار ہوگیا ہے بلکہ حکومت نے سابقہ روپے کے بدلے میں جو نئے روپے نکالے ہیں ان سے قرض ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۳)

---

(۱) اسلام اور جدید معاشی مسائل: (۷/ ۲۲۳) زیر عنوان: نظام زر، ط: ادارہ اسلامیات۔

(۲) (مجمع الفقہ الإسلامی، قرارات المجلس ص: ۹۷)

(۳) ولو استقرض فلوسا نافقة فكسدت عند أبي حنيفة رحمه الله يجب عليه مثلها۔ (الهداية: (۳/ ۱۱۲) كتاب الصرف، ط: رحمانيه)=

کرنسی جعلی بنانا

''زرتخلیق کرنے کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۵/۴)

کرنسی عہد نبوی کی

''عہد نبوی کی کرنسی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۴/۴)

کرنسی کی بیع

ایک ملک کی کرنسی کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ ایک ملک کی کرنسی کو دوسرے ملک کی کرنسی کے عوض کمی زیادتی کے ساتھ نقد میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اور نفع جائز ہے، البتہ ادھار میں کرنسی کا سودا کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

= ولو كسدت أفلس القرض يجب رد مثلها۔ (تبيين الحقائق: (۱۴۳/۴) كتاب الصرف، ط: إمداديه ملتان)

ويجب على المستقرض رد مثل أفلس القرض إذا كسدت۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۶۹/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، ط: سعيد)

(۱) واما العملة الاجنبية من الاوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاصيل، فيجوز ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودي، ثم ان العملات المختلفة لها قيمة معهودة في البنوك والدوائر الحكومية فهل تجوز المبادلة باكثر او اقل من هذه القيمة المعهودة كمايفعل ذلك في السوق السوداء؟ والجواب: انا لما اعتبرنا العملة الاجنبية جنسا آخر فالاصل ان التفاضل في مثله جائز شرعاً بالغاما بلغ، فلا تكون المبادلة على خلاف سعرها الحكومي ربا، ولكن يمنع من ذلك، لكونه مخالفة لأولي الأمر اذا كانت الحكومة اسلامية، ولكونه عرضاً للنفس لعقوبات قانونية اذا كانت الحكومة غير اسلامية۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۹۰/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراجي)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۵، ۱۶۶) ط: دار العلوم كراجي۔

واذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والاصل فيه الاباحة، واذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، واذا وجد احدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهداية: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبة شركة علمية ملتان)

کرنسی کی تاریخ

٣٠٦ سونے، چاندی ''زر'' کی حیثیت سے استعمال ہونے سے قبل دنیا میں ''زر بضاعتی'' یا ''اجناسی زر'' کا نظام رائج تھا، اس سسٹم کے تحت ہر خطے کے لوگوں نے اپنے علاقے میں مقبول اور قیمتی شمار ہونے والی اشیاء کو زر کا درجہ دیا، بعض علاقوں میں چاول، بعض علاقوں میں چمڑا، بعض علاقوں میں چائے زر کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔

ساحلی علاقوں میں موتیوں کو ثمن (زر) کے طور پر استعمال کیا گیا، سرد علاقوں میں پشم کو ثمن ٹھہرایا گیا، معتدل موسم کے حامل ممالک میں آباد لوگوں کی خوشحال زندگی اور آسودہ حالی کی بنا پر خوبصورت اشیاء (مثلاً قیمتی پتھروں کے نگینے، عمدہ لباس، ہاتھی کے دانت وغیرہ) کو کرنسی قرار دیا گیا، جاپان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہاں چاول کو کرنسی کے طور پر استعمال کیا گیا، وسط ایشیاء میں چائے، وسطی افریقہ میں نمک کے ڈلوں اور شمالی یورپ میں چمڑے کو کرنسی قرار دیا گیا۔ (١)

کرنسی کی تجارت

☆ دو ملکوں کی کرنسی جنس کے اعتبار سے ایک نہیں بلکہ مختلف ہیں، اسی وجہ سے ان کے نام کی اکائیاں وغیرہ مختلف ہوتی ہیں، اور مختلف جنس کی چیزوں کو کمی زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہے، اس لئے دو ملکوں کی کرنسیوں کو نقد میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز ہے، البتہ ادھار سودا کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ بیع صرف ہے، اور بیع صرف میں ادھار سودا کرنا جائز نہیں ہے۔ (٢)

---

(١) (کاغذی کرنسی کی تاریخ، ارتقاء، شرعی حیثیت، ص:١٠)

(٢) وان عدما . . . حلا کهروی بمروبين لعدم العلة، فبقی علی أصل الإباحة، وإن وجد أحدهما أی القدر وحده، أو الجنس حل الفضل وحرم النساء ولو مع التساوی، (الدر مع الرد: (١٧٢/٥) کتاب البیوع، باب الربوا، مطلب فی الإبراء عن الربا، ط: سعید) =

☆ایک ملک کی کرنسی کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، چاہے نقد ہو یا ادھار دونوں صورتیں ناجائز ہیں، کیونکہ یہ سود ہے۔ (۱)

کرنسی کی خرید وفروخت

کرنسی کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص ڈالر یا ریال یا کوئی بھی کرنسی خرید لیتا ہے، پھر اسے اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے، اس کے بعد جب اس کا ریٹ بڑھ جاتا ہے، تو وہ اسے بیچ دیتا ہے تو یہ جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں، لیکن کرنسی کی خرید وفروخت دونوں جانب سے ہاتھ در ہاتھ (نقد) ہونا ضروری ہے، ادھار سودا کرنا جائز نہیں، مثلاً پاکستانی روپے کے بدلے ڈالر خریدنا ہاتھ در ہاتھ نقد ہونا ضروری ہے، ورنہ جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

= وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهداية على فتح القدير: (۱۱/۷) باب الربوا، ط: دار الكتب العلمية۔

تبيين الحقائق: (۸۷/۴) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رحمانيه۔

(۱) وقدمنا آنفاً أن مبادلة الفلوس بجنسها لا يجوز بالتعامل عند محمد رحمه الله، وينبغي أن يفتى بهذا القول في هذا الزمان، سداً لباب الربا، وعليه فلا يجوز مبادلة الأوراق النقدية بجنسها متفاضلة، ويجوز إذا كانت متماثلة۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۹۰/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۵، ۱۶۶) ط: دار العلوم كراچی۔

وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء لوجود العلة، وإذا وجد احدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء۔ (الهداية: (۸۱/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: مكتبة شركة علمية ملتان)

(۲) عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل يداً بيد، فمن زاد واستزاد فقد أربى، الآخذ والمعطي فيه سواء۔ (صحيح مسلم: (۲۵/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمی)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمی۔ =

کرنسی نوٹ کی تاریخ

کرنسی نوٹ کی تاریخ یہ ہے کہ ابتداء میں سامان کا سامان سے تبادلہ کیا جاتا تھا، پھر سکّے کے ذریعہ خرید وفروخت کا رواج شروع ہوا، پھر عام لوگ سونے چاندی کے سکّے صرافوں کے پاس امانت کے طور پر رکھ کر ان سے وثیقے اور اعتماد کے طور پر رسید وصول کر لیتے، پھر اس کے بعد لوگوں نے انہی رسیدوں پر خرید وفروخت کا کاروبار شروع کر دیا، اس کے بعد یہی رسیدیں نوٹوں کی شکل اختیار کر گئیں۔

ابتداء میں عام تجارتی بینکوں کو نوٹ جاری کرنے کا اختیار ہوتا تھا، پھر یہ اختیار صرف حکومت کے مرکزی بینک تک محدود کر دیا گیا، اب عام تجارتی بینکوں کو نوٹ جاری کرنے کا اختیار نہیں ہے، اور ان نوٹوں کو قانونی طور پر کرنسی کی حیثیت دے دی گئی ہے۔

جب نوٹوں کو قانونی طور پر کرنسی کی حیثیت دی گئی تو اس وقت ان نوٹوں کے پیچھے سو فیصد سونا ہوتا تھا، پھر سونے کی شرح کم ہوتہ گئی، یہاں تک کہ کم ہوتے ہوتے سونے کی شرح بالکل ختم ہو گئی۔

پھر اس کے بعد اکثر ممالک نے اپنے نوٹوں کو امریکی ڈالر کے ساتھ وابستہ کر لیا کیوں کہ ڈالر کے پیچھے سونا ہوتا تھا، مگر ۱۹۷۱ء میں فرانس نے امریکہ سے ڈالر کے بدلے میں سونے کا مطالبہ کیا تو امریکہ نے سونا دینے سے منع کر دیا اور ڈالر کی

= وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنسأ ... وإذا وجدا حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النسأ مثل أن يسلم هرويا في هروي ... فحرمة ربو الفضل بالوصفين وحرمة النسأ بأحدهما۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رحمانيه)

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) كتاب البيوع، باب الربوا، مطلب في الإبراء عن الربو، ط: سعيد۔

تبيين الحقائق: (۸۷/۴) كتاب البيوع، باب الربو، ط: امداديه ملتان۔

سونے سے وابستگی ختم کر دی، لہٰذا اب نوٹوں کے پیچھے کوئی سونا نہیں ہوتا، اور اب نوٹ سونے چاندی کی رسید نہیں ہیں، بلکہ ان کی اپنی مستقل حیثیت ہے، اور یہ خود مال اور ثمن ہے جو خرید و فروخت میں سونے چاندی کی طرح ہیں، تجارتی لین دین اور زکوٰۃ کی ادائیگی وغیرہ میں ان کا حکم وہی ہے جو سونے اور چاندی کا ہے۔ (۱)

چنانچہ آج کل نوٹوں کی حیثیت وہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سونے چاندی کی تھی، لہٰذا جس طرح سونے کی سونے کے بدلے، یا چاندی کی چاندی کے بدلے میں کمی بیشی کے ساتھ خرید و فروخت کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، اور ادھار میں بھی سودا کرنا حرام ہے، اسی طرح نوٹوں کا تبادلہ بھی آپس میں کمی زیادتی اور ادھار میں کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۲)

کرنسی نوٹوں کو "فلوس" پر قیاس کرنا

کرنسی نوٹوں کو سابقہ زمانہ کے فلوس پر قیاس کرنا اور دونوں کا حکم ایک کہنا درست نہیں ہے، کیونکہ دھاتی سکوں میں زر کی بجائے سامان کا پہلو غالب ہے، اس لیے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور مالکی فقہاء کا مشہور قول، حنابلہ کا صحیح مسلک، اور شوافع کا صحیح ترین نقطۂ نظر یہی ہے کہ فلوس (دھاتی سکوں) میں ربا نہیں ہے بلکہ یہ سامان کی طرح ہیں، کمی بیشی کے ساتھ ان کا تبادلہ حرام نہیں سمجھتے، شراکت و مضاربت میں "رأس المال" بنانے کی اجازت نہیں دیتے۔ (۳)

---

(۱) اسلام اور جدید معیشت و تجارت (ص: ۹۶، ۹۷) "زر کا ارتقاء اور مختلف نظامہائے زر" مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب، ط: معارف القرآن۔

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة رقم: ؟؟؟ (عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنه)

(۳) الأصح عند الشافعية والصحيح عند الحنابلة وهو قول الشيخين من الحنفية و قول عند المالكية أنها ليست أثمانا ربوية وأنها كالعروض۔ (الموسوعة الفقهية: (۲۰۵/۳۲) مادة فلوس، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت) =

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دھاتی سکے موجود تھے، لیکن ان کے بارے میں حدیث شریف میں کوئی حکم مذکور نہیں ہے، اگر یہ زر ہوتے تو سونے چاندی کی طرح ان کے احکام بھی ذکر ہوتے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اپنی لونڈی سے کہا: "اس کے فلوس خریدلو"۔

فأمرها أن تشتري به فلوسا۔ (۱)

اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ہاں دھاتی سکے سامان میں شمار ہوتے تھے، البتہ احناف کے نزدیک مفتی بہ قول کے مطابق دھاتی سکے زر ہیں، جیسا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے، اس لیے ان میں زکوۃ بھی واجب ہے، لیکن امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ کے نزدیک متعاقدین دھاتی سکوں کو متعین کرکے ان کی زر ہونے کی حیثیت کو ختم کرسکتے ہیں، اس صورت میں یہ

= ذهب جمهور الفقهاء: أبو حنيفة وأبو يوسف والمالكية على المشهور والشافعية والحنابلة إلى أن المضاربة لا تصح بالفلوس؛ لأن المضاربة عقد غرر جوز للحاجة فاختص بما يروج غالبا وتسهل التجارة به وهو الأثمان۔ (الموسوعة الفقهية الكويتية: (۳۸/۳٦، ۴۷) مادة مضاربة، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية الكويت)

(۱) عن عبد الله بن صامت قال: كنت مع أبي ذر وقد خرج عطاؤه ومعه جارية له، فجعلت تقضي حوائجه، وقال مرة: تقضي، قال: ففضل معه فضل، قال: أحسبه قال: سبع، قال: فأمرها أن تشتري بها فلوسا، قلت يا أبا ذر، لو ادخرته للحاجة تنوبک، وللضيف يأتيک فقال: إن خليلي عهد إلي أن "أيما ذهب أو فضة أوكي عليه، فهو جمر على صاحبه يوم القيامة حتى يفرغه إفراغا في سبيل الله"۔ (مسند أحمد: (۳۵/۳۲۰) رقم الحديث: ۲۱۵۲۸، مسند الأنصار، حديث أبي ذر الغفاري رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

مجمع الزوائد: (۱۰/۲۴۰) رقم الحديث: ۱۷۷٦۲، كتاب الزهد، باب في الإنفاق والإمساک، ط: مكتبة القدس، القاهرة۔

المسند الجامع: (۱٦/۱۲۳) رقم الحديث: ۱۲۲۸۱، حرف الذال، أبو ذر غفاري، ط: دار الجيل۔

سامان کے حکم میں ہوتے ہیں، اور کمی بیشی کے ساتھ ان کا تبادلہ بھی صحیح ہوتا ہے۔ (۱)

ان شواہد سے معلوم ہوا کہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور امام اعظم ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہم کی نظر میں دھاتی سکے (فلوس) یا تو زر میں شامل ہی نہیں ہیں، بلکہ سامان میں شامل ہیں، یا پھر زر ہیں تو ناقص زر ہیں، کرنسی نوٹوں کی طرح کامل زر نہیں ہیں، اسی لیے یہ حضرات متعاقدین کو فلوس سے زر کا وصف ختم کرنے کی اجازت دیتے ہیں، جو بھی صورت ہو بہر حال کرنسی نوٹوں کو فلوس پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ کرنسی نوٹوں میں فلوس یعنی دھاتی سکوں کی طرح سامان کا پہلو غالب نہیں ہے، یہ تو خالص کاغذ کے ٹکڑے ہیں، ان کی جو بھی حیثیت ہے وہ ان کے پشت پر حکومتی ضمانت کی وجہ سے ہی ہے سامان کے اعتبار سے نہیں اور متعاقدین کو ان کے زر ہونے کی حیثیت کو ختم کر کے کالعدم کرنے کا

---

(۱) بیع فلوس معینة بالتفاضل، كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد: إنه لايجوز أيضا؛ لأنّ الفلوس عنده لاتتعين بالتعيين في حال من الأحوال؛ لأنّها أثمان، والأثمان لاتتعين، ولا يجوز للمتعاقدين أن يبطلا ثمنيتها؛ لأنّها ثبتت باصطلاح الكل، فلاتسقط باصطلاح البعض، فصار كبيع فلوس غير متعينة، وقال أبو حنيفة و أبو يوسف رحمهما الله: إنّ الفلوس كانت في الأصل عروضا، وإنما صارت أثمانا باصطلاح المتعاقدين؛ لأنّه لا ولاية لغيرهما على أنفسهما في ذلك، فلو اصطلحا على إبطال الثمنية، والعود إلى الأصل، كان لهما ذلك، وحينئذ صارت عروضا عددية، وجاز التفاضل فيها، كما في سائر العدديات۔ والّذي يظهر لهذا العبد الضعيف۔ عفا الله عنه أنّ قول محمد رحمه الله أولى بالأخذ في زماننا، فإنّه قد نفذت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها في كل شيئ، فلو أبيح التفاضل فيها۔ ولو بعينها۔ لانفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب و دب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله، كما منع المشائخ التفاضل في العدالي والغطارفة۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۸۸/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، حكم العملة الرائجة، ط: مكتبه دار العلوم كراچى)

ان الزكاة تجب في الغطارفة اذا كانت مائتين، لأنها اليوم من دراهم الناس وان لم تكن دراهم الناس في الزمن الأول، وانما يعتبر في كل زمان عادة أهل ذلك الزمان۔ (البحر الرائق: (۲/ ۳۹۷) كتاب الزكاة، باب زكاة المال، ط: رشيديه۔

اختیار بھی نہیں ہے، بلکہ ختم کرنے سے ختم ہوگا بھی نہیں، کیونکہ یہ قانونی زر ہیں، اور یہ کرنسی نوٹ مستقل کرنسی ہے، اور سونے چاندی کی طرح ان میں بھی سود کے احکام جاری ہوں گے، ربا (سود) اور تلف کرنے کی صورت میں ضمان لازم ہونے کے مسائل میں مکمل طور پر سونے چاندی کے احکام لاگو ہوں گے، اور سونا چاندی اور کرنسی نوٹوں کی جنس مختلف ہونے کی وجہ سے کمی زیادتی کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز ہوگا، جیسا سونے اور چاندی میں کمی زیادتی کے ساتھ تبادلہ کرنا جائز ہے، البتہ ادھار کا معاملہ جائز نہیں ہوگا، اور مجلس عقد میں دونوں جانب سے نقد ادا کرنا لازم ہوگا، ورنہ سود ہونے کی وجہ سے گناہ بھی ہوگا اور عقد بھی جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

کریٹ کے اوپر اچھی اچھی چیز ہو

''ٹوکرے کے اوپر اچھی اچھی چیز ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۳/۳)

کریٹ کے حساب سے خرید وفروخت کرنا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۶)

---

(۱) وباستعراضنا لآراء العلماء في النقود الورقية و وجهه نظر كل منها و مناقشتها فقد ترجح لنا قول القائل: بأنّ الأوراق النقدية هي عملة نقدية مستقلة ويجري فيها الربا كما يجري في النقدين وينطبق عليها حكمهما سواء بسواء في الربا، وفي وجوب الزكاة وفي ضمانها بإتلاف، وتعتبر أجناسا نظرا لاختلاف أسمائها وصفاتها وجهات إصدارها، فالريال السعودي جنس، والجنية المصري جنس، والدينار العراقي جنس، والليرة السورية جنس، والليرة اللبنانية جنس، والدولار الأمريكي جنس، والجنية الاسترليني جنس، وهكذا، كما اعتبر البر جنسا والشعير جنسا، وإن كانا من جنس الحبوب، وكما اعتبر دقيق الحنطة و دقيق الشعير جنسين وإن كان يشملهما اسم الدقيق، وعليه فإنه لا يجوز بيع جنس منها بجنسه متفاضلاً ولا يجوز نسيئة، ويجوز بيع جنس منها بجنس آخر حالاً متفاضلاً ولا يجوز نسيئة ـ (الربا والمعاملات المصرفية في نظر الشريعة الإسلامية: (ص: ۳۳۹) الباب الثالث: المعاملات المصرفيه ورأي الإسلام فيها، الفصل الثاني: النقود الورقية وهل يجري عليها أحكام الصرف، ط: دار العاصمة)

کریڈٹ کارڈ (Credit Card)

کریڈٹ کارڈ کا تعارف:

اقتصادیات کے ماہرین کے نزدیک کریڈٹ کارڈ سے مراد وہ قرض ہے جو بینک کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے، اور اسے کریڈت کارڈ والا اپنی ضروریات خریدنے یا رقم حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتا ہے، اور بعد میں وہ رقم بینک کو ادا کردیتا ہے، اگر سارا قرض معین مدت میں ادا کرنا نہیں چاہتا تو اسے قسطوں میں سود کے ساتھ ادا کرتا ہے۔

یہ کارڈ لینا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ بینک جب یہ کارڈ جاری کرتا ہے تو اپنے کسٹمر سے یہ عہد کرلیتا ہے کہ مقررہ وقت پر ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں وہ سود کی اضافی رقم ادا کرنے کا پابند ہوگا، جس طرح سود دینا لینا حرام اور ناجائز ہے، اسی طرح سود دینے اور لینے کا معاہدہ کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

ساتھ ساتھ یہ کارڈ مشین میں چارج کرتے وقت بھی کچھ رقم فیصد کے اعتبار سے کٹ جاتی ہے، یہ بھی سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) عن العرس ابن عميرة الكندي عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا عُمِلَتِ الخطيئةُ في الأرض، كان مَن شَهِدها فكَرِهها، وقال مرّةً: "أنكرها"، كمَن غاب عنها، ومَن غاب عنها فرَضِيها، كان كمَن شَهِدها۔ (سنن ابی داود، كتاب الملاحم، باب الامر والنهى، (۱۲۴/۴) رقم الحديث (۴۳۴۵) ط: المكتبة العصرية، صيدا، بيروت) = (**باقی حوالجات جلد کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں**)

(۲) وعن عمرو بن عوف المزنی عن النبی صلى الله عليه وسلم قال: الصلح جائز بين المسلمين الا صلحاً حرم حلالاً او أحل حراماً۔ والمسلمون على شروطهم الا شرطاً حرم حلالاً او أحل حراماً۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۳) كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: قديمی۔
سنن أبي داود: (۱۵۰/۲) كتاب القضاء، باب فی الصلح، ط: رحمانيه۔
قال الصلح جائز بين المسلمين الا صلحاً حرم حلالاً أو أحل حراماً) كالصلح على أن لا يطأ الضرة وكالصلح على الخمر والخنزير۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۱۸/٦) كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: رشيديه۔=

اس کارڈ کے حامل کا بھی کوئی اکاؤنٹ ادارے یا بینک میں نہیں ہوتا، بلکہ وہ ادھار پر سود دینے کا معاہدہ کرتا ہے، اس معاہدے میں اگرچہ ادارہ یا بینک ایک متعین مدت فراہم کرتا ہے، کہ جس میں اگر کارڈ ہولڈر رقم کی ادائیگی کردے تو اس کو مزید سود ادا نہیں کرنا پڑتا، لیکن اصل کے اعتبار سے یہ معاہدہ سود کی بنیاد پر ہوتا ہے اور اس رقم کی ادائیگی کا وعدہ ہوتا ہے، اس کے علاوہ اس میں تجدید مدت (Rescheduling) کی سہولت بھی موجود ہوتی ہے، جس سے ادائیگی کی مدت بڑھ جاتی ہے، البتہ اس کے ساتھ ساتھ شرح سود میں اضافہ ہوجاتا ہے، اور بعض صورتوں میں اضافی رقم لی جاتی ہے۔

اس کارڈ کا حکم یہ ہے کہ اس کا استعمال جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں قرض پر سود دینے کا معاہدہ اور عمل دونوں شامل ہیں، اور یہ دونوں چیزیں جائز نہیں ہے۔ (١)

کریڈٹ کارڈ کا حکم

کریڈٹ کارڈز (Credit Cards) کی بنیاد سودی نظام پر ہے، اس لئے اس کی خرید وفروخت اور استعمال جائز نہیں ہے، اگر کوئی شخص وقت پر رقم ادا بھی کردے لیکن وہ سود دینے کا معاہدہ ضرور کرتا ہے، اور جس طرح سود دینا حرام ہے اس کا معاہدہ کرنا بھی حرام ہے۔ (٢)

= عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاهدیه وقال: هم سواء۔ رواه مسلم وغیره۔ (الترغیب والترهیب: (٣/٧١) کتاب البیوع، الترهیب من الربا، ط: دار الکتب العلمیة۔

صحیح مسلم: (٢/٢٧) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی۔

مشکاة المصابیح: (ص: ٢٤٣) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(١، ٢) عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه: أن آخر ما نزلت آیة الربوا، وأن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قبض ولم یفسرها لنا، فدعوا الربوا والریبة۔ رواه ابن ماجه والدارمی۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ٢٤٦) کتاب البیوع، باب الربوا، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔ =

کریڈٹ لیٹر دینے کی اجرت

(۳۱۵) ”کریڈت لیٹر“ دینے کی اجرت لینا جائز نہیں، البتہ اگر کوئی شخص کسی چیز کے لینے پر مجبور ہو اور اس کو اجرت دیئے بغیر کریڈٹ لیٹر نہ ملے تو اس کو مجبوراً اجرت دینے کی گنجائش ہوگی، لیکن کریڈٹ لیٹر دینے والے کے لئے اجرت لینا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ وہ مجبور نہیں ہے۔(۱)

کڑھائی کا خرچہ اصل قیمت کے ساتھ ملانا

”اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

کسٹم اور اسلام

اسلام جائز اشیاء کی درآمد، برآمد پر خواہ وہ اندرون ملک ہو یا بیرون ملک کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کرتا، اور کوئی ٹیکس بھی لاگو نہیں کرتا، تاکہ لوگوں کو

= قوله: (فدعوا) أي: أيها الناس (الربا والريبة) أي شبهة الربا أو الشك في شيء مما اشتملت عليه هذه الآيات والأحاديث، فان الشک في شيء من ذلک ربما يؤدي الى الكفر۔ (مرقاة المفاتيح: (۵۸/۶، ۵۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم: آكل الربو ا ومؤكله وكاتبه وشاهديه، وقال: وهم سواء، رواه مسلم۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۳) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الاول، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربوا، ط: قديمي)

(۱) ولاتصح الكفالة الا ممن يملک التبرع ؛ لأنه عقد تبرع ابتداءً۔ (مجمع الانهر: (۱۷۳/۳) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية)

الكفالة عقد تبرع و طاعة يثاب عليها الكفيل، ولو قام المكفول له بتقديم شيئ من المال لكفيل هبة أو هدية جاز... لكن ان شرط الكفيل تقديم مقابل أو أجر على كفالة وتعذر على المكفول عنه تحقيق مصلحته من طريق المحسنين المتبرعين... جاز له دفع الأجر للضرورة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۱۶۱/۵) الفصل العاشر: الكفالة، المبحث الخامس: ملحق: أخذ الأجر على الكفالة في الوقت الحاضر، ط: دار الفكر)

ضرورت کی اشیاء سستے داموں میں آسانی کے ساتھ ملتی رہے، اس لیے محصول چنگی کا کاروبار شریعت کی رو سے درست نہیں ہے، کیوں کہ ان محصول چنگیوں کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے، اور لوگ مہنگی قیمت پر چیز خریدنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ (۱)

کسٹم ڈیوٹی

جو چیزیں بیرون ملک سے درآمد کی جاتی ہیں ان پر حکومت تاجروں سے ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی وغیرہ کے نام سے کچھ رقم وصول کرتی ہے، بسا اوقات ان ٹیکسوں میں ناقابل برداشت حد تک اضافہ کردیا جاتا ہے، اگر یہ ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹی مناسب اور قابل برداشت حد تک لیا جاتا ہے اور قومی خزانہ میں جمع کرکے قومی مفاد میں استعمال کیا جاتا ہے تو پھر تجارت کے سامان کو کسٹم ڈیوٹی وغیرہ ادا کرکے لانا بہتر ہے، چوری چھپے لانا مناسب نہیں ہے، کیونکہ حکومت کو سخت ضرورت کے وقت مناسب ٹیکس لگانے کی اجازت ہے، تاکہ اسلامی حکومت قائم رہے۔

---

(۱) قال الله تعالى: {يٰأيها الذين آمنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل}۔ (النساء: ۲۹)

من أخذ مال غيره لا على وجه إذن الشرع، فقد أكله بالباطل۔ (الجامع لأحكام القرآن للقرطبي: (۲۲۳/۳) البقرة: ۱۸۸، ط: مؤسسة الرسالة)

لا يأكل بعضكم أموال بعض بالوجه الذي لم يبحه الله تعالى: (تفسير أبي سعود: (۲۰۲/۱) البقرة: ۱۸۸، دار إحياء التراث العربي)

وقال الشامي: الوظائف التي وضعها الفارس على رعاياهم من الخياط والصباغ والحداد كل يوم أو شهر كلا، فهو لا يحل أخذه وكذلك الوظائف السلطانية اليوم في بلادنا علينا المسماة بـ "ٹکس" لأنهم يأخذونها حيث ماذكرنا مسانهة والعذر بأنهم يصرفون إلى حوالجنا مردود؛ لأن خزائنهم معمورة تزيد كل يوم إلى ماشاء الله تعالى عاقبة أمرها فلا حاجة إلى أموال الناس ومثل ذلك المحصولات المتعددة الموضوعة على التجار على كل ماز۔ والمعصية كلها على الأخذ والآمر۔ وإن البعوا النصارى في هذه النهب والأخذ۔ ومن يتبع أهوائهم فماله من الله من ولي ولا نصير۔ (عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۱۰۹/۳) كتاب الكفالة، ط: إدارة الحرم)

اور اگر حکومت ان ڈیوٹی اور ٹیکسوں میں نا قابل برداشت اضافہ کر کے تاجروں کو تنگ کرتی ہے، اور ڈیوٹی اور ٹیکسوں کے نام سے وصول کی گئی رقم قومی خزانے کی بجائے ذاتی خواہشات اور ضروریات میں صرف کرتی ہے، تو ایسی صورت میں مال لانے والا ڈیوٹی اور ٹیکس سے بچنے کی مناسب تدابیر اختیار کر سکتا ہے،(١) البتہ خیانت اور دھوکہ بازی سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔(٢)

---

(١) ان كان البلد ثغرا يتاخم دار الحرب، وكانت أموالهم إذا دخلت دار الاسلام معشورة من صلح استقر معهم، وأثبت ديوان عقد صلحهم، وقدر الماخوذ منهم من عشر أو خمس أو زيادة عليه أو نقصان منه، فإن كان يختلف باختلاف الأمتعة والأموال، فصلت فيه، وكان الديوان موضوعا لإخراج رسومه ولاستيفاء مايرفع إليه من مقادير الأمتعة المحمولة إليه۔ (الأحكام السلطانيه: (٢٣٥/١، ٢٣٦) فصل في وضع الديوان، وأحكامه، ط: دار الكتب العلمية۔

◻ والأصل انا متى عرفنا مايأخذون منا أخذنا منهم مثله، بذلك امر عمر رضي الله عنه وإن لم نعرف أخذنا منهم العشر لقول عمر فإن أعياكم فالعشر، وإن كان يأخذون الكل تأخذ منهم الجميع الا قدر مايوصله إلى مامنه في الصحيح۔ (تبيين الحقائق: (٢٨٥/١) باب العاشر، ط: امداديه ملتان)

◻ الجامع الصغير: (١٢٨/١) باب فيمن يمر على العاشر بمال، ط: عالم الكتب۔

◻ الحيل جمع حيلة: وهي مايتوصل به الى مقصود بطريق خفي، وهي عند العلماء على أقسام بحسب الحامل عليها... وان توصل بها بطريق مباح الى سلامة من وقوع في مكروه فهي مستحبة أو مباحة۔ (فتح الباري: (٣٢٦/٢) كتاب الحيل، ط: دار المعرفة)

◻ الكذب مباح لاحياء حقه، ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعريض، لأن عين الكذب حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (٤٢٧/٦) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

◻ غمز عيون البصائر: (٢٩٣/١) القاعدة السادسة: العادة محكمة، ط: دار الكتب العلمية)

(٢) وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار، رواه الطبراني في الكبير والصغير باسناد جيد وابن حبان في صحيحه۔ورواه أبو داود في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصرا قال: المكر والخديعة والخيانة في النار۔ (الترغيب والترهيب: (٣٥٩/٢) كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية۔

◻ كنز العمال: (٥٣٥/٣) الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة۔

◻ المراسيل لأبي داود: (ص: ١٥٩) باب التجارة، ط: مؤسسة الرسالة۔

◻ مزید "تجارتی محصولات" عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

کسٹم ڈیوٹیز

(٣١٨) بین الاقوامی تجارت میں امیر اور ترقی یافتہ ممالک، ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک کا معاشی استحصال کسٹم کے ظالمانہ قوانین کے ذریعے کرتے ہیں، وہ درآمد اور برآمد کرنے والوں پر بھاری ٹیکس (کسٹم ڈیوٹیز) لگاتے ہیں، اور یہ بین الاقوامی سطح پر معاشی انصاف کے حصول کی راہ کا بڑا پتھر ہیں، اسلام نے ٹیکس اور ڈیوٹیز کے بھاری پتھر کو روز اول ہی سے ہٹا دیا ہے، کیونکہ اس نے ساری مخلوق کو اللہ کریم کا کنبہ قرار دیا ہے۔ (١)

البتہ جب دوسرے ممالک مسلمان تاجروں پر ٹیکس لگاتے ہیں تو اسلام کا قانون تجارت اسلامی ریاست کو صرف اسی مقدار میں ان ممالک کے تاجروں پر ٹیکس لگانے کی اجازت دیتا ہے، زیادتی کی اجازت نہیں دیتا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک ہدایت نامہ جاری کیا تھا جس میں یہ تھا:

خذ أنت منهم كما يأخذون من تجار المسلمين۔ (٢)

---

(١) ولا نأخذه منهم شيئا اذا لم يبلغ مالهم نصاباً وان أخذوا منا في الأصح، لأنه ظلم ولا متابعة عليه۔ (الدر المختار (٣١٥/٢) كتاب الزكاة، باب العاشر، مطلب ما يؤخذ من النصارى لزيارة بيت المقدس حرام، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (٢٨٥/١) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: امداديه ملتان۔

البحر الرائق: (٢٣٣/٢) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: سعيد۔

(٢) (كتاب الخراج: (١٤٩/١)، باب في الزيادة والنقصان والضياع في الزكاة، فصل في العشور وحكم من يحبونها، ط: المكتبة الأزهرية للتراث۔

الموسوعة الفقهية الكويتية: (١٠٨/٣٠) شروط وجوب العشر في الأموال التجارة، النصاب، ط: وزارة الأوقاف والشؤن الاسلامية۔

بدائع الصنائع: (٣٩/٢) كتاب الزكاة، فصل وأما ركن الزكاة، ط: سعيد۔

کسٹم ڈیوٹی سے بچنے کے لیے رشوت دینا

لوگ بیرون ملک سے سامان منگواتے ہیں، یا اپنے ساتھ سامان لاتے ہیں تو کسٹم والے اس پر ٹیکس لیتے ہیں، اور عام طور پر کسٹم والے اس پر رشوت مانگتے ہیں اور رشوت نہ ملنے کی صورت میں سامان والے کو تنگ و پریشان کرتے ہیں، اور زیادہ ٹیکس عائد کر دیتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ کسٹم حکام چونکہ بہت زیادہ کسٹم وصول کرتے ہیں، جو ظلم کی حد تک پہنچتا ہے، تو ایسی صورت میں ظلم دفع کرنے کی نیت سے کسٹم افسران کو رشوت دینا تاکہ مناسب شرح کے ساتھ کسٹم ڈیوٹی وصول کریں اس کی گنجائش ہے، پھر بھی استغفار کریں، البتہ کسٹم حکام کے لیے یہ رشوت ہے، ان کے لیے لینا اور استعمال کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

کسٹم کی تاریخ

کسٹم کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں غیر ملکی تاجروں سے اپنی بندرگاہوں میں اترنے والے مال

---

(۱) ومن كان له حق مضيع لم يجد طريقة للوصول اليه الا بالرشوة، أو وقع عليه ظلم، فلم يستطع دفعه عنه الا بالرشوة، فالأفضل له أن يصبر حتى يسر الله له أفضل السبل لرفع الظلم ونيل الحق، فان سلك سبيل الرشوة من أجل ذلك فلا اثم على الآخذ المرتشي، وليس عليه اثم الراشي في هذه الحالة مادام قد جرب كل الوسائل الأخرى، فلم تأت بجدوى، ومادام يرفع عن نفسه ظلماً أو يأخذ حقاً له دون عدوان على حقوق الآخرين۔ (الحلال والحرام في الاسلام: (ص: ٢٧٢)، في المعاملات الاجتماعية الرشوة لرفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)

☜ ثم الرشوة على أربعة اقسام... الرابع: مايدفع لدفع الخوف من المدفوع اليه على نفسه أو ماله حلال للدافع حرام على الآخذ، لأن دفع الضرر من المسلم واجب۔ (الشامية: (٣٦٢/٥) كتاب القضاء، مطلب في الاحكام على الرشوة والهدية، ط: سعيد۔

☜ دفع المال للسلطان الجائر لدفع الظلم عن نفسه وماله ولاستخراج حق له ليس برشوة يعني في حق الدافع۔ (الشامية: (٤٢٣/٦، ٤٢٤) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

پر کچھ کسٹم وصول کیا تھا، وہ بھی صرف ان ملکوں کے تاجروں سے جوابی کارروائی کے طور پر وصول کیا تھا، جن ملکوں نے مسلمان تاجروں سے کسٹم وصول کرنا شروع کیا تھا، لیکن آج کل جس طرح ائیر پورٹ اور بندرگاہوں پر مسلمانوں سے بھی نجی اور تجارتی مال اور برآمدات اور درآمدات پر کسٹم وصول کیا جاتا ہے، یہ قرآن وسنت اور دین و شریعت سے ثابت نہیں۔ (۱)

کسٹم کی تعریف

حکومت نے اشیاء کی درآمد اور برآمد پر جو ٹیکس مقرر کر رکھا ہے اسے ''کسٹم'' کہتے ہیں، کسٹم سے بچنے کے لئے کچھ لوگ دوسرے راستوں سے چپکے سے سامان لاتے اور لے جاتے ہیں، اسی کو ''اسمگلنگ'' کہتے ہیں۔

اسمگلنگ اصل میں کسٹم کی وجہ سے وجود میں آئی ہے اگر کسٹم نہ ہوتا تو

---

(۱) وأمّا الحربي فإنّما أمر بأخذ العشر منه، لأنّهم يأخذون منا العشر فأمر بأخذ العشر منهم إذ الأمر بيننا وبين الكفار مبني على المجازاة، حتى أنّهم إن كانوا يأخذون منا الخمس أخذنا منهم الخمس وإن كانوا لايأخذون منا شيئًا فنحن لانأخذ منهم شيئًا۔ الدليل عليه ما روي أن عاشر عمر رضي الله عنه كتب إلى عمر رضي الله عنه كم نأخذ من تجار أهل الحرب؟ فقال: كم يأخذون منا؟ فقال هم يأخذون منا العشر، فقال: خذ منهم العشر، فقد جعل الأمر بيننا وبينهم على المجازاة۔ (شرح السير الكبير: (۲۸۵/۵) باب العشور من أهل الحرب، ط: دار الكتب العلمية)

المبسوط للسرخسي: (۱۹۹/۲) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: دار المعرفة۔

مجمع الأنهر: (۳۰۹/۱) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: دار الكتب العلمية۔

عن سفيان عن عطاء يعني ابن السائب عن رجل من بكر بن وائل عن خاله رضي الله عنه، قال: قلت: يا رسول الله! أعشر قومي؟ فقال: إنما العشور على اليهود والنصارى وليس على الإسلام عشور۔ (مسند أحمد: (۳۲۲/۳)، رقم الحديث: ۱۸۹۲۳، مسند الكوفيين، حديث رجل من بكر بن وائل، ط: مؤسسة قرطبة)

وقال الشوكاني رحمه الله تعالى: أي ليس عليهم غير الزكاة من الضرائب والمكس ونحوهما۔ (نيل الأوطار: (۷۶/۱۰)، كتاب الجهاد والسير، أبوب الأمان والصلح والمهادنة، باب أخذ الجزية وعقد الذمة، ط: دار ابن القيم)

اسمگلنگ کبھی نہ کی جاتی، اسلام نے مسلمانوں پر کسٹم جیسے ٹیکس کی پابندی نہیں لگائی۔ (۱)

کسٹم کے مال کا حکم

حکومت امپورٹڈ مال کو ضبط کر کے جو نیلام کرتی ہے، اس کی تقریباً پانچ قسمیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

① جرمانہ کی صورت میں ضبط کیا ہوا مال۔

② ڈیوٹی کا مال۔

③ ڈیمرج (Demurrag) زیادہ لاگو ہونے کی وجہ سے چھوڑا گیا مال۔

④ رضامندی سے چھوڑا ہوا مال۔

⑤ لاوارث مال۔

ہر عنوان کے تحت اس کی تفصیل دیکھیں۔

کسٹم وصول کرنے کی وجہ حکومت کے نزدیک

حکومت والے کسٹم وصول کرنے کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ بیرون ممالک کی تجارتی کمپنیاں اپنی مصنوعات عام طور پر بہت ہی سستی قیمت پر فروخت کرتی ہیں اگر حکومت کسٹم وصول نہ کرے تو تمام تاجر بیرون ممالک کی کمپنیوں سے ہی مال خریدیں گے، اس طرح حکومتی مصنوعات کا کوئی بھی خریدار نہیں رہے گا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اپنے ملک کے کارخانے مال بنانا بند کر دیں گے، اس سے ملک دیوالیہ ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں ارباب حکومت کو چاہئے کہ بیرون ملک سے مال وسامان امپورٹ کرنے پر پابندی لگا دیں تا کہ اپنے ملک کے مال وسامان کی خرید وفروخت زیادہ ہو اور املاک کی ترقی ہو، اس طرح ملک چند سال میں معاشی اعتبار سے مستحکم ہو جائے گا۔

(۱) انظر الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔

حکومت کو چاہئے کہ کارخانے والوں اور مصنوعات بنانے والوں کو اس بات کا پابند بنائیں کہ وہ چیزیں معیاری بنائیں، امانت، صداقت اور دیانت سے کام لیں، دھوکہ، فریب اور خیانت سے کام نہ لیں۔

کسی اور سے مال بنوا کر اپنے نام کا مونوگرام لگانا

کسی اور سے اپنے معیار کے مطابق مال بنوا کر اپنے نام کا مونوگرام لگا کر مال بیچنا جائز ہے، ہاں اگر معیار کے مطابق نہیں ہے، یا وزن میں کم ہے، یا کوالٹی میں فرق ہے، تو دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ... قال: من غش فلیس منا، وقال الترمذی: حدیث أبی هریرة حدیث حسن صحیح، والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهوا الغش و قالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: سعید)

من غشنا فلیس منا۔ مشکوٰة: (۲۴۸/۱) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

المسلم أخو المسلم لا یحل لمسلم باع من أخیه بیعا فیه عیب الا بینه۔ (جمع الفوائد: (۲۵۱/۲) رقم الحدیث: ۴۲۶۷، کتاب البیوع، ط: ادارة القرآن)

من علم بسلعة عیبا لم یجز بیعها حتی یبینه للمشتری فإن لم یبینه فهو آثم عاص، نص علیه احمد لما روی حکیم بن حزام رضی الله عنه عن النبی ﷺ أنه قال: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فإن صدقا و بینا بورک لهما وإن کذبا و کتما محق برکة بیعهما۔ (إعلاء السنن: (۵۸/۱۴) أبواب البیوع، باب خیار العیب، ط: ادارة القرآن۔

(تنبیه): کتمان عیب السلعة حرام۔ (البحر الرائق: (۳۵/۶) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

وفی الفتاویٰ: إذا باع سلعة معیبة علیه البیان۔ الفتاوی البزازیة: (۵۲۱/۳) کتاب البیوع، السادس عشر: فی الحظر والاباحة، الثالث المتفرقات، ط: رشیدیه۔

ولا بأس ببیع المغشوش إذا کان الغش ظاهرا کالحنطة بالتراب وإن طحنه لم یجز حتی یبینه۔ (الهندیة: (۲۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروهة، فصل فی الاحتکار، ط: رشیدیه۔

لا یحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فی جملة ما یسقط به الخیار، ط: سعید۔

کسی دوسرے کی فروخت مکمل ہونے سے قبل اپنی چیز بیچنے کی کوشش نہ کرے

"مجھ سے خریدلو" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۳/۶)

کفار تاجروں سے ٹیکس لینا

☆ مسلمان حکومتیں غیر مسلم کافر تاجروں پر اتنا ہی ٹیکس لگائیں گی جتنا غیر مسلم حکومتیں مسلمان تاجروں پر لگاتی ہیں، اس سے مسلمان تاجروں کو تحفظ نصیب ہوگا اور بین الاقوامی سطح پر معاشی اعتبار سے عدل وانصاف کی ترویج بھی ہوگی۔ دوسری طرف اسلامی ریاست کو ایک خاص فلاحی ٹیکس کے ذریعہ آمدنی بھی حاصل ہوگی۔ تیسری طرف سب سے اہم فائدہ یہ ہوگا کہ غیر مسلم حکومتیں مسلمان تاجروں پر اپنے ٹیکس کی مقدار کم رکھیں گی، تاکہ مسلمان ممالک بھی ان کے تاجروں پر ٹیکس کی مقدار کم لگائیں، اس طرح اسلام کے قانون کے مطابق بین الاقوامی سطح پر معاشی انتقام کی بجائے معاشی عدل قائم ہوگا۔

☆ جس غیر مسلم کی حکومت اسلامی ریاست کے تاجروں کے مال سے کوئی ٹیکس نہیں لیتی، اسلامی ریاست بھی اس ملک کے تاجروں سے کچھ نہیں لے گی۔[1]

---

(۱) لاتظلمون ولاتظلمون۔(البقرة: ۲۷۹)

ولو علم أنهم يأخذون منا ربع عشر أو نصف عشر نأخذ بقدره وان كانوا يأخذون الكل لا يأخذ الكل، لأنه غدر، وان كانوا لا يأخذون أصلا لانأخذ ليتركوا الأخذ من تجارنا ولأنا أحق بمكارم الأخلاق۔

(الهداية: (۲۱۳/۱) كتاب الزكاة، باب فيمن يمر على العاشر، ط: رحمانيه۔

تبيين الحقائق: (۲۸۵/۱) كتاب الزكاة، باب العاشر، ط: امداديه ملتان۔

الدر المختار مع الرد: (۳۱۵/۲) كتاب الزكاة، باب العاشر، مطلب: مايؤخذ من النصارى لزيارة بيت المقدس، ط: سعيد۔

کفار سے دوستی اور میل جول

۳۲۴ ☆ عام کفار سے بیع وشراء (خرید وفروخت) اور اجارہ (کرایہ دار) وغیرہ کے معاملات کرنا جائز ہے، ضرورت کی بناء پر ظاہری اعتبار سے میل جول رکھنے کی بھی گنجائش ہے، باقی بلاضرورت میل جول رکھنا جائز نہیں، اور محبت اور دوستی کا رابطہ بھی جائز نہیں، البتہ معاملات جائز ہیں۔ (۱)

☆ کافر محارب جیسے قادیانی اور شیعہ وغیرہ جو ہمیشہ مسلمانوں کے خلاف لڑائی میں مصروف ہیں ان سے شدید مجبوری کے بغیر معاملات بھی نہیں کرنے چاہئیں۔ (۲)

---

(۱) فی الواقعات: مسلم دعاه نصرانی الی ضیافته ولیس بینهما صداقة ولا مخالطة غیرها بینهما فی التجارة، حل له الذهاب، لأن فیه ضربا من البر، وقد ندبنا الیه فی حق من لم یقاتلنا فی الدین قال الله تعالی: لاینهاکم الله عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم أن تبروهم وتقسطوا الیهم، ان الله یحب المقسطین" ومعنی الاقساط الاحسان الیهم۔ (الفتاوی الکاملیة: (ص:۲۶۷) کتاب الحظر والاباحة، ط: مکتبه حقانیه۔

🗀 المحیط البرهانی: (۷۱/۸) کتاب الکراهیة والاستحسان، الفصل السادس عشر فی أهل الذمة والأحکام التی تعود الیهم، ط: ادارة القرآن)

🗀 الفتاوی الهندیة: (۳۴۷/۵) کتاب الکراهیة، الباب الرابع عشر فی أهل الذمة، ط: رشیدیه۔

🗀 الملتقط: (ص:۲۷۷) کتاب الآداب، ط: دار الکتب العلمیة۔

🗀 کفایت المفتی: (۳۱۷/۹، ۳۱۸) دوسرا باب: غیر مسلموں کے ساتھ معاملات، عنوان: ہندوستان کے کفار کے ساتھ معاملات اور ان سے ملنا جلنا جائز ہے، ط: دار الاشاعت۔

(۲) یاایها الذین آمنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ (الممتحنة: ۱)

🗀 ولاترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ (سورة هود: ۱۱۳)

🗀 قوله تعالی: "الی الذین ظلموا" قیل: أهل الشرک۔ وقیل: عامة فیهم وفی العصاة۔۔۔ وهذا هو الصحیح فی معنی الآیة، وأنها دالة علی هجران أهل الکفر والمعاصی من أهل البدع وغیرهم، فان صحبتهم کفر أو معصیة، اذ الصحبة لاتکون الا عن مودة،۔۔۔ فان کانت الصحبة عن ضرورة وتقیة فقد مضی القول فیها فی "آل عمران" و "المائدة"۔ (احکام القرآن للقرطبی: (۲۲۶/۱۱) سورة هود: ۱۱۳، ط: مؤسسة الرسالة)

🗀 أحسن الفتاوی: (۵۳۴/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد والباطل، عنوان: شیعہ، قادیانی وغیرہ زنادقہ سے بیع وشراء ودیگر معاملات جائز نہیں، ط: سعید۔

کفار سے میل جول

''کفار سے دوستی اور میل جول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۴/۵)

کفار کی دعوت

کافروں کی دعوت قبول کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ کھانے کے اندر کوئی حرام اور ناپاک چیز شامل نہ ہو، تاہم کافروں کی دعوت میں شریک نہ ہونا ہی بہتر ہے۔ (۱)

فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ مسلمان ایک آدھ مرتبہ کفار کی دعوت میں شریک ہونے پر مجبور ہو جائے، اور مجبوراً شرکت کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ہمیشہ کے لیے اس کی عادت بنالینا مکروہ ہے۔

اس لیے جہاں تک ممکن ہو کفار کی دعوت میں شرکت کرنے سے بچنا چاہیے تاکہ ایمان محفوظ رہے۔ (۲)

---

(۱) ولا بأس بالذهاب الى ضيافة أهل الذمة هكذا ذكر محمد رحمه الله تعالى۔ وفي أضحية النوازل: المجوسي أو النصراني اذا دعا رجلاً الى طعامه تكره الاجابة۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود اليهم، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۷۱/۸) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر أهل الذمة... الخ ط: ادارة القرآن۔

البحر الرائق: (۲۳۲/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

من شك في انائه أو ثوبه أو بدنه أصابته نجاسة أو لا، فهو طاهر مالم يستيقن... وكذا ما يتخذه أهل الشرك والجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب۔ (شامي: (۱۵۱/۱) كتاب الطهارة، قبيل مطلب في أبحاث الغسل، ط: سعيد)

انظر أيضاً رقم الحاشية: ۲ تحت عنوان ''کفار سے دوستی اور میل جول''

(۲) إن ابتلى المسلم به مرة أو مرتين فلا بأس به وأما الدوام عليه فيكره كذا في المحيط۔ (الهندية: (۳۴۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الرابع عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود اليها، ط: رشيديه۔

المحيط البرهاني: (۶۹/۸) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة والأحكام التي تعود اليهم، ط: ادارة القرآن)=

کفار کے ساتھ دوستی کی حدود

۳۲۶ کفار کے ساتھ محبت رکھنا اور مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرنا جائز نہیں ہے اس سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، البتہ ان کے ساتھ عادلانہ سلوک روا رکھنا، یا انہیں اسلام کی دعوت دینے کے لئے ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنا اور دین اسلام کی اشاعت کے لئے ان کی مجالس میں شرکت کرنا اور اس مقصد کی خاطر سفر کر کے ان کے پاس جانا جائز ہے۔(۱)

کفار کے ساتھ تجارتی معاملات

کفار کے ساتھ لین دین کے معاملات رکھنا یا تجارتی روابط قائم کرنا یا ان کی

= الفتاوی التاتارخانية: (۱۸/۱٦٦) كتاب الكراهية والاستحسان، الفصل السادس عشر في أهل الذمة... الخ ط: مكتبه فاروقيه)

(۱) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا۔ (المائده:۵۷)

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَاءَ۔ (المائده:۵۱)

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖ (سورة النساء:۱۴۰)

فلا تقعدوا معهم اى مع الذين يكفرون ويستهزءون حتى يخوضوا في حديث غيره اى غير الاستهزاء فحينئذ لا بأس بمجالستهم لضرورة دعت ومن غير ضرورة يكره۔ (التفسير المظهرى: (۲/۲٦۲)، سورة النساء:۱۴۰، ط: رشيديه)

وعد قوم من باب التقية مداراة الكفار والفسقة والظلمة وإلانة الكلام لهم والتبسم في وجوههم والانبساط معهم وإعطائهم لكف اذاهم وقطع لسانهم وصيانة العرض منهم ولا يعد ذلك من باب الموالاة المنهى عنها بل هى سنة وامر مشروع۔ (روح المعانى: (۳/۱۲۲)۔ العمران:۲۸، ط: دار إحياء التراث العربى)

وإذا رأيت الذين يخوضون في آياتنا فأعرض عنهم حتى يخوضوا في حديث غيره [الأنعام:٦۸] فلم ينه عن مجالستهم مطلقا؛ لأن الحديث يحمل على من لم يأمن على نفسه منهم؛ فيمنع عن مجالستهم مطلقا، والآية على من أمن فلا حرج عليه في مجالسته لهم بغير التأنيس، والتعظيم ما لم يكونوا في كفر، وبدعة، وكلما إذا خاضوا وقصد الرد عليهم وتسفيه أدلتهم۔ (مرقاة المفاتيح: (۱/۲۸٦)، كتاب الإيمان، باب الإيمان بالقدر، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

ملازمت کرنا یا انہیں ملازم رکھنا منع نہیں ہے بشرطیکہ اس تجارت، کاروبار اور ملازمت سے مسلمانوں کو دینی اور دنیوی اعتبار سے کسی قسم کا نقصان نہ ہو، اور کفار کا مسلمانوں پر غالب ہونے کا سبب نہ ہو، اور کفار کو ایسی چیز فروخت نہ کی جائے جس سے انہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ وغیرہ میں طاقت وقوت حاصل ہو اور ایسی صورت میں ان سے کوئی چیز بھی نہ خریدی جائے۔ (۱)

حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک سے بکری خریدی۔ (۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اپنے گھر والوں کے لئے غلہ خریدا۔ (۳)

---

(۱) الشراء والبيع من الكفار كلهم جائز، إلا أن أهل الحرب لا يباع منهم ما يستعينون به على إهلاك المسلمين من العدة والسلاح، ولا مايقومون به عليهم. (شرح البخارى لابن بطال: (۳۳۸/۶)، كتاب البيوع، باب الشراء والبيع مع المشركين وأهل الحرب، ط: مكتبة الرشد)

شرح النووى على الصحيح لمسلم: (۳۱/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الرهن وجوازه فى الحضر كالسفر، ط: قديمى۔

المفاتيح: (۹۳/۶)، كتاب البيوع، باب السلم والرهن، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

(۲) عن عبدالرحمن بن أبي بكر رضي الله عنهما قال كنا مع النبي صلى الله عليه وسلم ثم جاء رجل مشرك مشعان طويل بغنم يسوقها فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "بيعا أم عطية؟ أو قال: أم هبة؟ قال: لا، بل بيع فاشترى منه شاة. (صحيح البخارى: (۲۹۵/۱)، كتاب البيوع، باب الشراء والبيع مع المشركين، ط: قديمى)

صحيح مسلم: (۱۸۳/۲)، كتاب الأشربه، باب إكرام الضيف وفضل إيثاره، ط: قديمى۔

السنن الكبرى للبيهقى: (۲۱۵/۹)، كتاب الجزية، باب ماجاء فى هدايا المشركين للإمام، ط: إدارة تاليفات أشرفيه۔

(۳) عن عائشة رضي الله عنها أن النبي صلى الله عليه وسلم اشترى من يهودي طعاما إلى أجل معلوم وارتهن منه درعا من حديد. (صحيح البخارى: (۳۰۰/۱)، كتاب السلم، باب الرهن فى السلم، ط: قديمى)

صحيح مسلم: (۳۱/۲)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الرهن وجوازه فى الحضر كالسفر، ط: قديمى۔=

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی لوہے کی درع تیس صاع ''جو'' کے عوض ایک یہودی کے پاس گروی پڑی ہوئی تھی۔ (۱)

البتہ جو لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہیں بلکہ مرتد یا کافر ہیں جیسے قادیانی ان کے ساتھ کسی قسم کے معاملات کرنا اور تجارت کرنا درست نہیں۔ (۲)

کفار کے ملبوسات

وہ چیزیں جو تغیر و تبدل کے بغیر بے دینی اور معصیت کا ذریعہ ہوں، یا کسی غیر مسلم قوم کا شعار ہوں، ایسی چیزوں کی خرید و فروخت سے بچنا چاہیے، کیونکہ استعمال کی ممانعت ہونا خرید و فروخت کے منع ہونے پر دلیل ہے تاکہ گناہ کے کاموں میں معاونت کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ (۳)

= سنن نسائی: (۲۲۴/۲)، کتاب البیوع، الرجل یشتری الطعام إلی أجل ویسترهن البائع منه بالثمن رهنا، ط: قدیمی۔

(۱) عن ابن عباس قال: توفي رسول الله صلى الله عليه وسلم ودرعه مرهونة عند يهودي بثلاثين صاعا من شعير۔ سنن النسائي: (۲۲۹/۲)، كتاب البيوع، باب مبايعة أهل الكتاب۔ ط، قديمي۔

سنن ابن ماجه (: ص: ۱۶۷)، أبواب الرهون، ط، قديمي۔

مصنف ابن أبي شيبة: (۲۷۲/۴)، رقم الحديث: ۲۰۰۲۲، كتاب البيوع والأقضية في الرهن في السلم، مكتبة الرشد۔

(۲) المرتد إذا باع أو اشترى يتوقف ذلك إن قتل على ردته أو مات أو لحق بدار الحرب بطل تصرفه وإن أسلم نفذ بيعه۔ (الفتاوى الهندية: (۱۵۴/۳)، كتاب البيوع، الباب الثاني عشر في أحكام البيع الموقوف۔ ط: رشيديه۔

شامي: (۱۱۱/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع المرهون المستأجر، ط: سعيد۔

أحسن الفتاوى: (۵۳۴/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد والباطل، ط: سعيد۔

(۳) ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها، ... وبيع المكعب المفضض للرجل ان ليلبسه يكره لأنه إعانة على لبس الحرام وإن كان ... خياطا امره ان يتخذ له ثوبا على ذى الفساق يكره =

کفالت کی اجرت لینا

کفالت عقد تبرع یعنی ایک رضا کارانہ حسن سلوک پر مبنی معاملہ ہے، اور ۳۲۹
اس پر اجرت لینا احسان وسلوک کی شان کے خلاف ہے، اس لیے اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔[(۱)]

کلام سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کے شرائط

"بات چیت سے ایجاب وقبول صحیح ہونے کے شرائط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۴۰)

کلائنٹ کو وکیل بنانا

اجارہ کے معاملہ میں کلائنٹ کو مطلوبہ گاڑی یا مشینری خریدنے کے لئے رقم دے کر وکیل بنانے کا مطلب یہ ہے گویا بینک نے کلائنٹ کو مطلوبہ چیز خریدنے کے لئے رقم دی، پھر طے شدہ نفع کے ساتھ اسی رقم کو قسطوں میں واپس لیا، بینک نے عملی

= له ان يفعل؛ لأنه سبب التشبه بالمجوس والفسقة ۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۹۲) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۳۳) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔

عن ابن عمر رضي الله عنه قال قال عليه الصلوة والسلام: من تشبه بقوم فهو منهم۔ (ابو داود: (۲/۲۰۳) كتاب اللباس، باب ماجاء في الأقبية، ط: حقانية)

(۱) ولاتصح الكفالة الا ممن يملك التبرع؛ لأنه عقد تبرع ابتداء ۔ (مجمع الانهر: (۳/۱۷۳) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية۔

الأختيار لتعليل المختار: (۲/۱۶۷) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية۔

الكفالة عقد تبرع وطاعة يثاب عليها الكفيل،... ولو قام المكفول له بتقديم شيئ من المال لكفيل هبة أو هدية جاز... لكن ان شرط الكفيل تقديم مقابل أو أجر على كفالته وتعذر على المكفول عنه تحقيق مصلحته من طريق المحسنين المتبرعين... جاز له دفع الأجر للضرورة ۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۱۶۱) الفصل العاشر الكفالة، ملحق: أخذ الأجر على الكفالة في الوقت الحاضر، ط: دار الفكر، بيروت)

طور پر کوئی خدمت یا کوئی کام انجام نہیں دیا، تو یہ طریقہ سودی لین دین کے ساتھ واضح مشابہت اور مماثلت رکھتا ہے، یہ رفتہ رفتہ خالص سود کے رواج کا سبب بنے گا اس لئے یہ صورت بھی ناجائز ہے۔

''المعارف الاسلامیہ'' میں ہے کہ

''علاوہ ازیں اثاثہ جات کی خریداری کے لئے بینک کا کلائنٹ کو وکیل بنانا اور اجارہ کی مدت کے اختتام پر ہبہ کا وعدہ کرنا ان دونوں باتوں سے (سودی) حیلے کی بو آتی ہے، کیوں کہ یہ کاروائی حقیقت میں فنانسنگ ہے اور بظاہر اجارہ اور ہبہ ہے۔ (۱)

اتنی بات تو مجوزہ اسلامی بینکاری کے حامی اور مجوزین علماء بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جب ممکن ہو تو بہتر یہی ہے کہ کلائنٹ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو خریداری کے لئے وکیل مقرر کیا جائے تا کہ سودی شبہ سے دور رہا جائے اور کاروائی میں مالیاتی ادارے اور بینک کا بھی کوئی کردار واضح ہو۔ (۲)

---

(۱) غیر ان إمکان توکیل المصرف عمیله بشراء المعدات ووعده بهبتها عند انتهاء مدة الإجارة تشم منها رائحة الحیل، فالعملیة تمویل فی حقیقتها وإجارة وهبة فی شکیلتها۔ (المعارف الإسلامیة للدکتور رفیق یونس المصری، (ص: ۳۷)

(۲) یجوز للمؤسسة توکیل أحد عملائها بأن یشتری لحسابها ما یحتاجه ذلک العمیل من معدات وآلیات ونحوها مما هو محدد الأوصاف والثمن، بغیة أن تؤجره المؤسسة تلک الأشیاء بعد حیازة المؤسسة لها حقیقة أو حکما، وهذا التوکیل مقبول شرعا، والأفضل أن یکون الوکیل بالشراء غیر العمیل المذکور إذا تیسر ذلک۔ (المعاییر الشرعیة: (ص: ۱۳٦)، المعیار الشرعی، رقم: ۹، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الإسلامیة)

مستند أولویة أن یکون الوکیل عند حاجة المؤسسة للتوکیل شخصا غیر الآمر بالشراء هو الابتعاد عن الصوریة والالتباس بأن التملک هو لصالح الآمر بالشراء، ولکی یظهر دور المؤسسة فی العملیة وللفصل بین الضمانین: ضمان المؤسسة وضمان الآمر بالشراء بعد البیع۔ (المعاییر الشرعیة: (ص: ۱۳۵) المعیار الشرعی، رقم: ۹، المرابحة للآمر بالشراء، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الإسلامیة)

واضح رہے کہ سود کے معاملے میں سود کا شبہ بھی حقیقی سود کی طرح حرام ہے اس لئے کلائنٹ کو کسی حال میں بھی وکیل نہ بنایا جائے ورنہ معاملہ شریعت کے خلاف ہوگا۔(۱)

کل قیمت قسط کر دینا

کل قیمت کو قسطوں میں تقسیم کر دینا بھی جائز ہے۔(۲)

کلوگرام کے حساب سے کوئی چیز خرید کر سیر کے حساب سے فروخت کرنا

اگر کوئی شخص کوئی چیز کلوگرام کے حساب سے خرید کر سیر کے حساب سے فروخت کرتا ہے اور خریدار کو سیر کے حساب سے فروخت کرنے کی بات بتا دیتا ہے،

---

(۱)عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه إن آخر ما نزلت آية الربا وإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبض ولم يفسرها لنا فدعوا الربا والريبة.(مشكاة المصابيح:(ص:۲۴۶)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط:قديمى)

والشبهة فى باب الربا ملحقة بالحقيقة فى التحريم۔ (الجوهرة النيرة :(۲۴۶/۱)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:حقانيه)۔

(مجمع الأنهر:(۱۲۱/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط:دار الكتب العلمية)۔

(۲) البيع مع تاجيل الثمن وتقسيطه صحيح۔(مجله الأحكام العدليه:(۵۰/۱) المادة:۲۴۵، الكتاب الأول فى البيوع، الباب الثالث، الفصل الثانى فى بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط:نور محمد۔

شرح المجلة لسليم رستم باز:(۱۰۰/۱) رقم المادة:۲۴۵، ط:مكتبه فاروقيه۔

وصح بثمن حال... ومؤجل الى معلوم، لئلا يفضى الى النزاع۔(الدر المختار مع الرد: (۵۳۱/۴) كتاب البيوع، مطلب فى التاجيل الى أجل مجهول، ط:سعيد۔

وصح بثمن حال وبأجل معلوم) أى البيع، لاطلاق النصوص۔(البحر الرائق:(۲۷۹/۵) كتاب البيع، ط:سعيد۔

اور خریدار اس پر راضی ہوتا ہے، تو دھوکہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ جائز ہے۔ (۱)

کلیاں نکلنے سے پہلے پھولوں کی خرید و فروخت کرنا

۳۳۲

☆ پھولوں کی خرید و فروخت فصل شروع ہونے کے بعد بھی کرنا جائز نہیں، کیونکہ ایک دم تمام کلیاں ظاہر نہیں ہوتیں، بلکہ رفتہ رفتہ ظاہر ہوتی ہیں، اس اعتبار سے یہ بیع معدوم کے زمرہ میں آئے گا۔ (۲)

☆ کلیاں نکلنے سے پہلے پھولوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں، کیونکہ یہ بیع معدوم ہے۔

---

(۱) قال الله تبارک وتعالیٰ: {یٰأیها الّذین اٰمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الاّ أن تکون تجارةً عن تراضٍ منکم ولاتقتلوا أنفسکم إنّ الله کان بکم رحیمًا} [سورة النساء: ۲۹]

إذا وجدت الإجازة من المالک فی الانتهاء وبین وجود الرضا فی التجارة عند العقد أو بعده فیجب العمل باطلاقها۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۹/۵) کتاب البیوع، فصل: وأمّا الّذی یرجع إلی المعقود علیه فأنواع، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۳/۴) کتاب البیوع، ط: امدادیه ملتان۔

یجوز بیع الطعام والحبوب مکایلة ومجازفة ... قال ویجوز بإناء بعینه لایعرف مقداره وبوزن حجر بعینه لایعرف مقداره؛ لأنّ الجهالة لاتفضی إلی المنازعة۔ (الهدایة: (۲۷/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیة)

أی باع الطعام کیلاً أی من حیث الکیل وباع أیضًا وجزافًا؛ لأنّ بکل منهما یصیر معلومًا اما المکایلة فظاهر، وأمّا الجزاف فلأنّه بالاشارة ترتفع الجهالة۔ (عینی شرح کنز: (۳/۲) تحت فی بیان أحکام البیوع، ط: دار الکتب العلمیة)

البحر الرائق: (۲۸۲/۵) تحت أحکام البیوع، ط: سعید۔

(۲) لبطلان بیع المعدوم (الدر المختار) اذ من شرط المعقود علیه أن یکون موجودا مالا متقوما، وان یکون ملک البائع فیما یبیع لنفسه، وان یکون مقدور التسلیم۔ (شامی: (۵۸/۵، ۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وأمّا الّذی یرجع إلی المعقود علیه فأنواع: منها أن یکون موجودا فلاینعقد بیع المعدوم۔ (بدائع الصنائع: (۳۲۶/۴) کتاب البیوع، جواز بیع الثمر، ط: رشیدیه)

ومنها فی البیع: وهو أن یکون موجودا فلاینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم۔ (الهندیة: (۲/۳) کتاب البیوع، الباب الأوّل فی تعریف البیع، ط: رشیدیه)

☆ ہاں اس باغ کی زمین کو اجارہ پر دیا جا سکتا ہے، اور اس سلسلے میں پودوں سے انتفاع حاصل کرنے کی اجازت ہوسکتی ہے، اور اجارہ پر لینے والا روزانہ پھول توڑ کر فروخت کرسکتا ہے۔ (۱)

☆ یا پھر جب پھول ظاہر ہوجائے اس وقت پوری قیمت کو موجودہ پھولوں کی قیمت قرار دے کر مشتری (خریدار) بائع (بیچنے والا) کو ادا کردے اور بعد میں ظاہر ہونے والے پھولوں کو مالک مشتری کے لئے مباح کردے۔ تو یہ دونوں صورتیں بھی درست ہیں۔ (۲)

کلیم فروخت کرنا

کلیم کا حق فروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ مال کا حق ہے مال نہیں

---

(۱) وبيانهاان المشترى اما ان يكون ممايوجد شيئا فشيئا ، فقد وجد بعضه أو لم يوجد منه شي . . . يشترى الاصول ببعض الثمن ويستاجر الارض مدة معلومة بباقى الثمن لئلا يأمره البائع بالقلع قبل خروج الباقى أو قبل الادراک۔ (شامى: (۵۵۷/۴) باب البيع الفاسد، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

(والمخلص) من هذه اللوازم الصعبة (ان يشترى) اصول الباذنجان والبطيخ والرطبة؛ ليكون مايحدث (على ملكه) وفى الزرع والحشيش يشترى الموجود ببعض الثمن ويستاجر الارض مدة معلومة يعلم غاية الادراک وانقضاء الغرض فيها بباقى الثمن۔ (فتح القدير: (۲۹۱/۶) كتاب البيوع، ط: مصطفى البابى الحلبى، مصر)

خلاصة الفتاوى: (۲۹/۳) كتاب البيوع، الفصل الثالث فيما يجوز بيعه، ط: رشيديه۔

(۲) أو يشترى الموجود بجميع الثمن ، ويبيح له الانتفاع بمايحدث منه فيحصل مقصودهما بهذا الطريق، فلا ضرورة إلى تجويز العقد فى المعدوم مصادما للنص، وهو ماروى أنه عليه السلام نهى عن بيع ماليس عند الانسان ورخص فى السلم۔ (تبيين الحقائق: (۲۹۶/۳، ۲۹۷) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

الشامية: (۵۵۵/۴) كتاب البيوع، مطلب فى بيع الثمر والزرع والشجر مقصودا، ط: سعيد۔

المحيط البرهانى: (۳۱۲/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فى مايجوز بيعه ومالا يجوز، ط: ادارة القرآن۔

ہے۔(۱)

(نوٹ) ہندوستان سے جو لوگ ہجرت کر کے پاکستان آئے ہیں اور ان کے مکان اور جائیدادیں ہندوستان میں تھیں، ان کو پاکستانی حکومت کی طرف سے ایک لیٹر یا کتابچہ ملا ہے، کہ ہندوستان میں جتنی زمین، جائیداد وغیرہ چھوڑ کر یہاں آئے ہیں اتنی مالیت کی زمین اور جائیداد حکومت سے لینے کے مستحق ہیں، اس لیٹر یا کتابچہ کو کلیم کہتے ہیں۔(۲)

(۳۲۴)

کمانے والا اللہ کے راستے میں ہوتا ہے

جو آدمی اپنے لئے اور بچوں اور والدین پر خرچ کرنے کے لئے جائز طریقے سے کماتا ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک شخص گذرا، تو صحابہ کرام نے اس کی طاقت، پھرتی اور چستی دیکھی تو فرمایا اے اللہ کے رسول! کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ شخص اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے نکلا ہوتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کا پیٹ پالنے کی خاطر نکلا ہے تو پھر اللہ کے راستے میں ہی ہے اور اگر اپنے بوڑھے، ضعیف والدین پر خرچ کرنے کے لئے نکلا ہے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے، اور اگر اپنے

(۱، ۲) قلت: وعبارة الصيرفية هكذا سئل عن بيع الخط قال: لا يجوز، لأنه لا يخلو اما ان باع مافيه أو عين الخط لا وجه للأول، لأنه بيع ماليس عنده۔ ولا وجه للثاني لأن هذا القدر من الكاغذ ليس متقوماً بخلاف البراتة لأن هذه الكاغذ متقومة اهـ۔ (الشامية: (۵۱۷/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

ولا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، مطلب: لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد۔

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰) كتاب البيوع، ط: قديمي۔

فتاوی مفتی محمود: (۳۲۲/۸، ۳۲۳) کتاب البیوع، عنوان: گورنمنٹ سے حاصل کردہ پرمٹ کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ ط: جمعیت پبلیکیشنز۔

اوپر خرچ کرنے کے لئے نکلا ہے تا کہ کسی سے بھیک نہ مانگے تو بھی اللہ کے راستے میں ہے ، اور اگر ریا، فخر اور تکبر کے واسطے کمائی کی خاطر نکلا ہے تو پھر شیطان کے راستہ میں ہے۔ (۱)

کمانے والے کو اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں

''اللہ تعالیٰ کمانے والے کو پسند کرتے ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کمانے والے کی بخشش

''مغفرت ہو جاتی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۴/۶)

کمائی

حلال کی تھوڑی کمائی حرام کی زیادہ کمائی سے بہتر ہے، اس لئے انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور حلال کمائی کرے اور حرام سے بچے، اس سے رزق میں اضافہ ہوگا اور برکت بھی ہوگی۔ (۲)

---

(۱) وعن كعب بن عجرة رضي الله عنه قال مر على النبي صلى الله عليه وسلم رجل فرأى أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم من جلده ونشاطه فقالوا يا رسول الله! لو كان هذا في سبيل الله، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن كان خرج يسعى على ولده صغارا فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى على أبوين شيخين كبيرين فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى على نفسه يعفها فهو في سبيل الله، وإن كان خرج يسعى رياء ومفاخرة فهو في سبيل الشيطان (الترغيب والترهيب: (۳۳۵/۲)، رقم الحديث: ۲۶۲۲، كتاب البيوع، الترغيب في الاكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الكبير للطبراني: (۱۲۹/۱۹)، رقم الحديث: ۲۸۲، باب الكاف، كعب بن عجرة الأنصاري، ط: مكتبه ابن تيمية۔

مجمع الزوائد: (۳۲۵/۴)، رقم الحديث: ۷۷۰۹، كتاب النكاح، باب النفقات۔ ط: مكتبة القدسي۔

(۲) والقليل من الحلال أكثر بركة من الحرام۔ (فتح العزيز بشرح الوجيز: (۱۲۵/۱۱)، كتاب الإقرار، ط: دار الفكر)=

کمائی بہترین

''بہترین کمائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۳/۲)

کمائی کے پاکیزہ ہونے کے اوصاف

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسی میں یہ چار باتیں پائی جائیں تو اس کی کمائی پاکیزہ ہوگی:

① خریدے تو برائی نہ کرے۔

② فروخت کرے تو تعریف نہ کرے۔

③ کسی قسم کی کمی کو نہ چھپائے۔

④ درمیان میں قسم نہ کھائے۔ (۱)

کمپٹیشن

''مجھ سے خریدلو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۳/۶)

= أن القليل الحلال أكثر بركة من كثير يؤخذ بالباطل۔ (روضة الطالبين:(۲۷٦/۳)، كتاب الإقرار، ط:المكتب الإسلامي)۔

ماكسب رجل مالاً حراماً فبورک فيه۔(كنز العمال:(۱۷/۴)، رقم الحديث: ۹۲۸۱، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول :في الكسب، الفصل الأول في فضائل الكسب الحلال، ط: مؤسسة الرسالة)

(۱) عن أبي أمامة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن التاجر إذا كان فيه أربع خصال طاب كسبه: إذا اشترى لم يذم، وإذا باع لم يمدح ولم يدلس في البيع، ولم يحلف فيما بين ذلك۔ (الترغيب والترهيب:(۳۵۴/۲)، رقم الحديث: ۲۷۷۰، كتاب البيوع، ترغيب التجار في الصدق وترهيبهم من الكذب والحلف وإن كانوا صادقين، ط:دار الكتب العلمية)

عمدة القارى:(۲۷۷/۱۲) كتاب المساقاة، باب الخصومة في البئر والقضاء فيها، ط:دار الكتب العلمية۔

الفردوس بمأثور الخطاب:(۷۹/۲)، رقم الحديث: ۲۴۴۹، باب التاء، ط:دار الكتب العلمية۔

کم پر اکتفا کرنا اپنے حق سے

"اپنے حق سے کم پر اکتفا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۸۷)

کمپنی

☆ موجودہ دور میں دنیا داروں کے اعتبار سے کمپنی ایک "شخص قانونی" ہے اس کا الگ وجود ہے، اور حصہ داران کا الگ وجود ہے، حصہ دار حضرات اس حد تک تو کمپنی کے اثاثوں میں شریک ہیں کہ اگر کمپنی تحلیل ہو اور اس کے اثاثے تقسیم ہوں تو ان کو متناسب حصے ملیں گے، لیکن کمپنی کی تحلیل سے پہلے حصہ دار حضرات قانونی اعتبار سے کمپنی کے اثاثوں میں تصرف نہیں کر سکتے۔

اسی وجہ سے اگر کوئی حصہ دار مدیون (مقروض) ہو اور اس کے اثاثے قرق (ضبط) کیے جائیں تو جو شیئرز اس کے ہاتھ میں ہیں، وہ قرق ہوں گے مگر اس کے شیئر کے تناسب سے کمپنی کے اثاثوں میں سے اس کا جو حصہ بنتا ہے وہ قرق نہیں ہوگا اس لیے کہ قانونی طور پر کمپنی کے اثاثوں پر اس کو تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔

موجودہ قانون کے اعتبار سے کمپنی ایک شخص قانونی ہے، لہٰذا کمپنی خود ہی مدعی یا مدعیٰ علیہ ہوگی، شیئرز ہولڈرز نہیں ہوں گے، اس شخص قانونی کی نمائندگی عدالت میں انتظامیہ کا کوئی فرد کرے گا۔

☆ کمپنی کا الگ سے قانونی وجود ہوتا ہے جس کو "شخص قانونی" کہتے ہیں۔

☆ کمپنی میں سے کوئی حصہ دار اپنا سرمایہ نکالنا چاہے تو نکال نہیں سکتا البتہ شیئرز فروخت کر کے جتنی رقم ملے وہ لے سکتا ہے۔

☆ کمپنی میں ذمہ داری محدود ہوتی ہے۔[1]

(۱) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص: ۶۳) عنوان: شرکت و کمپنی میں فرق، ط: معارف القرآن۔

(نوٹ) واضح رہے کہ شخص قانونی کا تصور قرآن وسنت کی رو سے صحیح نہیں ہے، قرآن وحدیث سے نہ اس کا ثبوت ہے، نہ اس کی کوئی نظیر ہے اور اس کو کسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

کمپنی کو پیشگی رقم دے کر مصنوعات خریدنا

کسی کمپنی کو پیشگی رقم دے کر مقررہ وقت پر رعایتی قیمت سے ان کی مصنوعات خریدنا عقد سلم کے حکم میں ہے، ایسا عقد جائز ہونے کے لیے مندرجہ ذیل شرائط کا موجود ہونا ضروری ہے:

❶ جنس معلوم ہو۔

❷ نوع معلوم ہو۔

❸ صفت معلوم ہو۔

❹ قدر اور اندازہ معلوم ہو۔

❺ مدت معلوم ہو، کم از کم ایک ماہ ہو۔

❻ رأس المال معلوم ہو (سرمایہ کی مقدار معلوم ہو)۔

❼ مطلوبہ چیز دینے کی جگہ معلوم ہو۔

❽ جدائیگی سے پہلے مجلس عقد میں رأس المال (چیز کی مقرر کی گئی قیمت) پر قبضہ ہو۔

اگر یہ تمام شرائط موجود ہوں تو اس طرح عقد کرنا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔

---

(۱) ویشترط فی العاقدین: کونهما حزین، عاقلین، یعرفان النفع والضرر، ویباشران العقد علی بصیرة وتثبت۔ (حجة اللہ البالغة: (۱۶۲/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، ط: دار الجیل، بیروت)

الشخص: سواد الانسان تراه من بعد ثم استعمل فی ذاته، قال الخطابی: ولا یسمی "شخصاً" الا جسم مؤلف له۔ (المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر: (۳۰۶/۱) کتاب الشین، ط: المکتبة العلمیة بیروت)

واضح رہے کہ کمپنی اپنی مصنوعات سیزن میں فروخت کرے تو زیادہ قیمت لیتی ہے، اور اگر کوئی شخص ان کو پیشگی رقم دے دے تو کمپنی اسے خصوصی رعایت دیتی ہے، اور مقررہ قیمت سے کم رقم لے کر وعدہ کے مطابق اپنی مصنوعات اسے دیتی ہے، تو مذکورہ شرائط کے مطابق یہ عقد کرنے سے عقد صحیح ہوجائے گا۔[1]

کمپنی کی جانب سے انعام کا حکم

بعض کمپنیاں اپنی مصنوعات کی ترقی کے لیے دکانداروں کو کچھ انعام دیتی ہیں، مثلاً کمپنی کی جانب سے دکاندار کو سال کے مخصوص ایام میں اطلاع کی جاتی ہے کہ ہماری کمپنی کا جو سامان آپ فروخت کریں اس کے بل کو محفوظ رکھیں، اور ہمیں بتلائیں، ہم چیز پر ایک خاص رقم انعام کے طور پر دیں گے، اس طرح انعام کے طور پر رقم دینا اور لینا جائز ہے، یہ بائع (سیلر) کی طرف سے تبرع (احسان) ہے۔

اسی طرح خریدار کو سال مکمل ہونے پر فی صد کے اعتبار سے جو کمیشن دیا جاتا ہے وہ بھی جائز ہے، اور بائع کی طرف سے تبرع ہے۔

---

(۱) (السلم هو... شرعا بيع آجل) وهو المسلم فيه (بعاجل) وهو رأس المال... وشروطه أي شروط صحته... بيان نوع وصفة... وقدر... وأجل وأقله في السلم شهر به يفتى... وبيان قدر رأس المال... والسابع بيان مكان الايفاء للمسلم فيه... وبقي من الشروط قبض رأس المال... قبل الافتراق بأبدانهما۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۲۰۹-۲۱۶) كتاب البيوع، باب السلم، ط: سعيد۔

معناه الشرعي: بيع آجل بعاجل... وسيذكر المصنف شرائطه۔ (فتح القدير: (۷/۶۶) باب السلم، ط: دار الكتب العلمية)

ولا يصح السلم عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى الا بسبع شرائط: جنس معلوم... ونوع معلوم... وصفة معلوم... ومقدار معلوم... وأجل معلوم... ومعرفة مقدار رأس المال اذا كان العقد يتعلق بمقداره... وتسمية المكان الذي يوفيه فيه اذا كان له حمل ومؤنة... ولا يصح السلم حتى يقبض رأس المال قبل أن يفارقه فيه۔ (هداية مع فتح القدير: (۷/۸۶، ۹۲) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

الهندية: (۳/۱۷۸) كتاب البيوع، الباب الثامن عشر: في السلم، الفصل الأول في تفسيره وركنه وشرائطه، ط: رشيديه۔

اور اگر کوئی چیز دی جاتی ہے تو یہ بھی جائز ہے، کیونکہ یہ مبیع (بیچی گئی چیز) میں اضافہ ہے، اور بائع کی طرف سے مبیع میں اضافہ کرنا جائز ہے۔ (۱)

کمپنی کی جانب سے سامان بیچنے کا وکیل

کمپنی اپنی مصنوعات تیار کرتی ہے اور کچھ لوگوں کو اپنی مصنوعات بیچنے کے لئے وکیل اور ایجنٹ مقرر کرتی ہے، ایسے ایجنٹ کو کمپنی کا "وکیل بالبیع" کہتے ہیں (یعنی کمپنی کی مصنوعات بیچنے کا وکیل) اور "وکیل بالبیع" کمپنی سے متعین تنخواہ لے کر بھی مصنوعات بیچ سکتا ہے اور کمپنی کی طے کردہ شرائط کے مطابق مصنوعات فروخت کرنے پر کمپنی سے متعین کمیشن بھی لے سکتا ہے اور یہ اس کے عمل اور محنت کی اجرت ہے۔ (۲)

---

(۱) أهدى الى رجل شيئا أو أضافه ان كان غالب ماله من الحلال فلا بأس۔ (الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۴۲) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر: (۳/ ۱۸۶) كتاب الكراهية، ط: دار الكتب العلمية۔

ويجوز للبائع أن يزيد للمشتري في المبيع۔ (الهداية: (۳/ ۸۰) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانية)

مجمع الأنهر: (۳/ ۱۱۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية۔

البحر الرائق: (۶/ ۱۳۰) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، فصل في بيان التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔

(۲) تصح الوكالة بأجر وبغير أجر لأن النبي صلى الله عليه وسلم كان يبعث عماله لقبض الصدقات ويجعل لهم عمولة۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳/ ۲۹۹۷)، القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث الثاني، المطلب الثاني، عناصر العقد، العنصر الثاني: العاقد، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۱۷)، المادة: ۱۴۶۷، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة العمومية، الفصل الأول، ط: فاروقيه۔

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/ ۵۹۳)، المادة: ۱۴۶۷، أيضا، ط: دار الكتب العلمية۔

الجائزة: العطية إذا كانت على سبيل الإكرام يقال: أجازه أي أعطاه جائزة... وأصلها أن أميرا واقف عدوا وبينهما نهر، فقال: من جاز هذا النهر فله كذا، فكلما جاوز منهم واحد أخذ جائزة۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۵/ ۷۶)، المادة: جائزة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية)

کمپنی کی مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنا

بعض کمپنیوں کی طرف سے اپنی مصنوعات کی قیمت متعین ہوتی ہے، مثلاً ۳۴۱
بعض دوا ساز کمپنیوں کی طرف سے بعض دواؤں کی قیمت مقرر ہوتی ہے، اسی طرح چائے کے پیکٹ پر قیمت درج ہوتی ہے، اسی طرح آج کل بہت ساری چیزوں پر قیمت درج ہوتی ہے، تو دکاندار کے لیے اس مقررہ قیمت سے زیادہ پر فروخت کرنے کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر یہ دکاندار کمپنی کا ایجنٹ ہے تب تو اس کے لئے کمپنی کی طرف سے مقررہ قیمت سے زائد قیمت پر دواء وغیرہ فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر دکاندار کمپنی کا ایجنٹ نہیں ہے، بلکہ کمپنی سے دواء وغیرہ خرید کر آگے فروخت کرتا ہے تو اس کے لیے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا اس شرط پر جائز ہے کہ وہ گاہک کو بتادے کہ کمپنی کی قیمت اتنی ہے، اور میں اتنی قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔ (۱)

---

(۱) الدلال لو باع العین بنفسه باذن مالکه لیس له أخذ الدلالة من المشتری اذ هو العاقد حقیقة، وتجب الدلالة علی البائع اذا قبل بأمر البائع۔ (مجمع الضمانات: (۵۴/۱) النوع السابع عشر ضمان الدلال ومن بمعناه، ضمان البیاع والسمسار، ط: دار الکتاب الاسلامی)

الدر المختار مع الرد: (۵۶۰/۴) کتاب البیوع، مطلب: فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن، ط: سعید۔

قال اللہ تعالی: وأحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ [سورۃ البقرۃ: ۲۷۵]

عن رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ قال: قیل یا رسول اللہ! أی الکسب أطیب؟ قال: عمل الرجل بیده، وکل بیع مبرور۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۲) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

فالبیع ما شرع الا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذی یقابله العوض حلال ککسبه بالبیع۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۱۹/۱۲) کتاب البیوع، أنواع الربا، ط: دار المعرفة)

عن أبی هریرة رضی اللہ تعالی عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ۔۔۔ قال: من غش فلیس منا۔ وقال الترمذی: حدیث أبی هریرة حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) أبواب البیوع، باب ما جاء فی کراهیة الغش فی البیوع۔)

کمپنی کے لئے سامان خریدتے وقت رعایت ملے

''رعایت ملے سامان خریدتے وقت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۶/۴)

کمپنی کے لئے وکیل بالشراء کا کمیشن لینا

''ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۶)

کمرشل انٹرسٹ

''سود'' فارسی زبان کا لفظ ہے، اس کا معنی فائدہ یا نفع ہے اور یہ لفظ اردو زبان میں بھی استعمال ہوتا ہے، عربی زبان میں اس کے لئے ''ربا'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے اور انگریزی میں انٹرسٹ (INTEREST) کہتے ہیں، اور کمرشل انٹرسٹ کا معنی تجارتی سود ہے، مثلاً زید بکر سے دس ہزار روپے لے کر کاروبار کرتا ہے اور اس کے عوض وہ اسے مقررہ شرح سے نفع دینا طے کرتا ہے مثلاً ماہانہ دس فیصد نفع دیا جائے گا تو یہ ''تجارتی سود'' یا کمرشل انٹرسٹ ہے اور اگر یہی کام کسی فرد یا ادارہ کے بجائے بینک کرتا ہے تو ''بینک انٹرسٹ'' کہتے ہیں۔

کم ریٹ پر سودا کرنا ضرورت مند آدمی سے

''ضرورت مند آدمی سے کم ریٹ پر سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کم قیمت پر خرید کر زیادہ قیمت میں بیچنا

آج کل تجارت کے طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ مثلاً زید کپڑوں کا تاجر ہے وہ چند جوڑے کپڑے خالد کو دے دیتا ہے اور ہر ایک جوڑے کی قیمت متعین کر دیتا ہے اور قیمت کی رقم نقد وصول نہیں کرتا بلکہ ادھار ہی رہتی ہے، اور خالد محنت ومشقت کر کے متعینہ قیمت سے کچھ زیادہ قیمت پر ان کپڑوں کو فروخت

کرلیتا ہے، پھر خالد زید کو ہر جوڑے کی وہی قیمت ادا کر دیتا ہے جو زید نے اس کے لئے متعین کی تھی اور باقی زائد رقم خالد اپنے پاس رکھ لیتا ہے، تو یہ معاملہ درست ہے کیوں کہ زید اور خالد کے درمیان کپڑے کے جوڑے کی بیع تام ہو چکی تھی اور خالد کپڑے کا مالک بن گیا تھا اور اس کی قیمت کی رقم ادا کرنا خالد پر لازم ہو گیا تھا لہٰذا خالد کو اختیار ہے کہ وہ کپڑے اور جوڑے کو جس قیمت پر بیچنا چاہے بیچ سکتا ہے اور نفع کی رقم خالد ہی کو ملے گی اس میں زید کا کوئی حق نہیں ہوگا۔ (١)

کم قیمت پر مال بیچنا دوسروں کو نقصان پہنچانے کے لئے

''بازار کے عام نرخ سے سستا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٥٤/٢)

کم نفع میں چیز فروخت کرنا

''بھلائی دوسرے کے ساتھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٣٤/٢)

کمیٹی ڈالنے کا حکم

''بی، سی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٤٩/٢)

کمیشن اور تنسیخ بیع

بعض اوقات کمیشن ایجنٹ کے ذریعے فریقین کے درمیان بیع کا معاہدہ طے

(١) عن أبي بحر عن شيخ لهم قال: رأيت على علي رضي الله عنه إزارا غليظا قال اشتريت بخمسة دراهم لمن أربحني فيه درهما بعته إياه. (السنن الكبرى للبيهقي: (٣٣٠/٥)، كتاب البيوع، باب المرابحة، رقم: ١٠٩٣٣، ط: إدارة تاليفات أشرفيه)

☜ وإذا حصل الإيجاب والقبول لزم البيع. (الهداية: (٢٠/٣)، كتاب البيوع، ط: رحمانيه.

☜ المرابحة بيع ما ملكه بما قام وبفضل. (تنوير الأبصار، الدر مع الرد: (١٣٢/٥)، كتاب البيوع، باب المرابحة، ط: سعيد).

☜ المرابحة بيع ما شراه بما شراه به وزيادة. (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (١٠٦/٣)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية).

پا جاتا ہے اور فروخت کرنے والا بیعانہ کی رقم بھی وصول کر لیتا ہے، لیکن خریدنے والا یا فروخت کرنے والا حالات یا چیز میں کسی نقص کے بارے میں مطلع ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے بیع پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ پاتی، بلکہ بیع کا معاہدہ منسوخ کرنا پڑتا ہے، ایسی صورت میں کمیشن ایجنٹ کی اجرت کے بارے میں یہ تفصیلات ہیں:

① اگر خریدی گئی چیز میں کوئی نقص ظاہر ہونے کی وجہ سے بیع کا معاہدہ منسوخ ہوا تو ایسی صورت میں کمیشن ایجنٹ کمیشن کا حق دار نہیں ہوگا، کیوں کہ چیز کی مکمل چھان بین ایجنٹ کی ذمہ داری تھی، جو اس نے مکمل طور پر پوری نہیں کی لہٰذا یہ اجرت کا حق دار نہیں ہوگا۔ (۱)

② اور اگر دوسرے فریق کے انکار کی وجہ سے سودا مکمل نہیں ہو سکا تو اس صورت میں بھی کمیشن ایجنٹ کمیشن کا حق دار نہیں ہوگا، کیوں کہ سودا طے کرانا اس کی ذمہ داری تھی، اور وہ دوسرے فریق کے انکار کی وجہ سے پوری نہیں کی جا سکی، (۲) مزید یہ کہ ایجنٹ اجیر مشترک ہے اور اجیر مشترک جب تک کام مکمل کر کے نہیں دیتا اجرت کا حق دار نہیں ہوتا۔ (۳)

③ اگر ایجنٹ کی خدمت حاصل کرنے والا کوئی بھی فریق اپنی ذاتی وجوہات

(۱، ۲) قال: وسمعت مالكا وقيل له: فلو أن رجلا استؤجر على مثل هذا فباع فأخذ جعله ثم رد البيع بعيب وجد بالسلعة فأراد رب السلعة أن يرجع على الذى باع بالجعل وأبي البائع أن يدفع إليه ذلك، وقال: قد بعت لك متاعك۔ قال مالك: أرى أن يرد الجعل ولا جعل له إذا لم ينفذ البيع۔ (المدونة الكبرى: (۳/ ۳۷۰)، كتاب التدليس بالعيوب، فى عهدة بيع المأمور ببيع السلعة والقاضى والوصى۔ ط: در الكتب العلمية۔ بيروت۔

(۳) ولا يستحق المشترك الأجر حتى يعمل كالقصار ونحوه كفتال وحمال ودلال وملاح۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۶۴)، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)۔

حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۴/ ۳۵)، كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير۔ ط: دار المعرفة۔

إن أعطي دلال مالا، ولم يبعه وبعد ذلك باعه صاحب المال، فليس للدلال أخذ الأجرة... إن الأجير المشترك إذا لم يعمل العمل المعقود عليه، فليس له أجرة۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۵۶۴) المادة: ۵۷۷، الكتاب الثانى فى الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع فى إجارة الآدمى، ط: دار الكتب العلمية)

کی بنا پر خود ہی سودا ختم کرنا چاہتا ہے تو اس صورت میں اس کے ذمے کمیشن ادا کرنا لازم ہوگا کیوں کہ ایجنٹ اپنا کام کر چکا ہے اور اس کا معاوضہ اس کو ملے گا۔ (۱)

کمیشن ایجنٹ

موجودہ دور کی معیشت، تجارت اور اجارہ میں کمیشن ایجنٹ کی بڑی اہمیت ہے شہری زندگی میں جائیداد، اثاثہ جات کی خرید وفروخت اور اجارہ کے بیشتر معاملات اس کی وساطت سے ہی انجام پاتے ہیں خاص طور پر سٹاک مارکیٹ اور مرکنٹائل ایکسچینج میں تو بروکر کی خدمات حاصل کئے بغیر لین دین کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، سبزی اور فروٹ منڈیوں میں بھی تمام تر خرید وفروخت اسی کے ذریعے ہوتی ہے باغات کے مالک اور کاشت کار اپنا پھل اور پیداوار منڈیوں میں براہِ راست فروخت نہیں کر سکتے بلکہ آڑھتیوں کی خدمات حاصل کرنا ضروری ہیں اس لئے آج کل کمیشن ایجنٹ بڑی اہم حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

کمیشن ایجنٹ پر تاوان

کمیشن ایجنٹ کے پاس مالک کا سامان امانت کے طور پر ہوتا ہے، لہٰذا اس

---

(۱)(لو ظهر مستحق بعد أخذ الدلال أجرته وضبط المبيع أو رد بعيب لا تسترد أجرة الدلال). لا يطرأ خلل على أجرة الأجير المشترك إذا قام بالعمل وسلمه إلى المستأجر وفسد بغير صنعه.

مسائل متفرعة عن ذلك: أولا: لو ظهر مستحق للمبيع بعد أن باعه الدلال وأخذ دلالته وضبطه المستحق... أو رد بعيب أو إقالة أو فسخ أو بسبب آخر من الأسباب لا تسترد أجرة الدلال. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۵۶۵)، المادة: ۵۷۹، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع في إجارة الآدمي، ط: دار الكتب العلمية)۔

الدلال في البيع إذا أخذ دلالته بعد البيع ثم انفسخ البيع بينهما بسبب من الأسباب سلمت له الدلالة، لأن الأجر عوض مقابل بالعمل وقد تم العمل، فلا يستحق عليه الأجر وهو الدلالة. (قاضي خان على هامش الهندية: (۲/۳۲۷)، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه)۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۳۳۳)، المادة: ۵۷۹، أيضا، ط: مكتبه فاروقيه۔

میں امانت کے احکام جاری ہوتے ہیں، اور مال ضائع ہونے کی صورت میں دیکھا جائے گا کہ کمیشن ایجنٹ کا قصور و کوتاہی ہے یا نہیں، اگر اس کے پاس مال کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہوا، یا چوری ہوا، یا کوئی اور حادثہ پیش آیا جس میں کمیشن ایجنٹ کی کوئی کوتاہی نہ ہو تو نقصان مالک کا ہوگا، اور اگر مال ضائع ہونے میں کمیشن ایجنٹ کی کوتاہی کا دخل ہو تو اس کو مال کا تاوان بھرنا پڑے گا۔(۱)

☆ جو دلال کمیشن پر کسی کا مال گھوم پھر کر بیچتا ہے، اگر اس نے دکاندار سے لیا ہوا مال کسی دکاندار کے پاس امانت کے طور پر رکھا، اور وہ مال دوسرے دکاندار کے پاس ہلاک یا ضائع ہوگیا تو اس دلال پر مال کا تاوان ادا کرنا لازم ہوگا، دوسرے دکاندار پر تاوان ادا کرنا لازم نہیں ہوگا۔(۲)

☆ اگر دلال نے مال دوسرے دکاندار کے پاس اس غرض سے رکھا تا کہ وہ اس کو اس سے خرید لے، پھر دوسرے دکاندار کے پاس وہ مال ضائع ہوگیا تو اس

---

(۱) الدلال أجير مشترک حتی لو ضاع من يده شيء بلا صنعه لا يضمن عند أبي حنيفة۔(مجمع الضمانات:(۵۲/۱)النوع السابع عشر ضمان الدلال ومن بمعناه، ط:دارالكتاب الاسلامی)

وذكر في التجريد: الدلال والنخاس أجير مشترک حتی لو ضاع شيء من يدهما من غير صنعهما فلا ضمان عليهما عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى۔(لسان الحكام:(۲۸۹/۱)الفصل التاسع في أنواع الضمانات الواجبة...الخ ط:البابي الحلبي، القاهرة)

وأفتيت بأن ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل، لأنه وكيل بالأجرة۔(الدر المختار مع الرد:(۳۳۳/۵)كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ط:سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر:(۱۶۳/۳) كتاب الكفالة، ط:المكتبة العربية۔

(۲) لو طاف به الدلال ثم وضعه في حانوت فهلک ضمن الدلال بالاتفاق، ولا ضمان على صاحب الحانوت عند الإمام؛ لأنه مودع المودع۔

(قوله: ضمن الدلال بالاتفاق) أقول: هذا إذا وضعه أمانة عند صاحب الدكان۔(الدر مع الرد:(۳۳۳/۵)كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ط:سعيد۔

تكملة رد المحتار:(۳۷۸/۸)كتاب الايداع، ط:سعيد۔

جامع الفصولين:(۱۰۰/۲)الفصل الثالث والثلاثون في أنواع الضمانات، ط:اسلامی کتب خانه۔

صورت میں دلال پر تاوان نہیں آئے گا۔[1]

کمیشن ایجنٹ سے مراد

کمیشن ایجنٹ سے مراد وہ شخص ہے جو فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کے درمیان واسطہ بن کر معاملہ طے کرائے اور اپنی اس محنت کا معاوضہ وصول کرے،[2] کاروبار کی نوعیت کے اعتبار سے اس درمیانی واسطے کے لئے مختلف الفاظ استعمال ہوتے ہیں:

سبزی اور فروٹ منڈی کے کمیشن ایجنٹ کو ''آڑھتی'' کہتے ہیں جانور اور مویشی کی منڈی کے کمیشن ایجنٹ کو ''دلال'' کہتے ہیں رئیل اسٹیٹ کے کاروبار میں کمیشن ایجنٹ کو ''ڈیلر'' کہتے ہیں سٹاک مارکیٹ اور مرکنٹائل ایکسچینج میں کمیشن ایجنٹ کو بروکر کہتے ہیں۔

لیکن ان تمام الفاظ کا مفہوم اور مطلب ایک ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو خریدار اور فروخت کرنے والے کے درمیان واسطہ بنتا ہے اور اس کا معاوضہ لیتا ہے۔

---

(١) أما لو وضعه عنده ليشتريه، ففيه خلاف،... فقيل: يضمن؛ لأنه مودع، وليس للمودع أن يودع، وقيل: لا يضمن في الصحيح؛ لأنه أمر لا بد منه للبيع۔ (رد المحتار: (٣٣٣/٥) كتاب الكفالة، مطلب: بيع العينة، ط: سعيد۔

☜ تكملة رد المحتار: (٣٢٨/٨) كتاب الايداع، ط: سعيد۔

(٢) والسمسار... وهو المتوسط بين البائع والمشترى ليبيع بأجر من غير أن يستأجر۔ (تكمله رد المحتار: (٣١٠/٨)، كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)۔

☜ السمسرة: هى الوساطة بين البائع والمشترى لإجراء البيع، والسمسرة جائزة، والأجر الذى يأخذه السمسار حلال۔ (الفقه الإسلامى وأدلته، (٣٣٢٦/٥)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الثانى: شروط المبيع۔ ط: رشيديه)۔

☜ والسمسار هو الذى يدخل بين البائع والمشترى متوسطا لإمضاء البيع، وهو المسمى الدلال۔ (الموسوعة الفقهية: (١٥٢/١٠)، مادة: تجارة، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية الكويت۔

کمیشن ایجنٹ قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا

"دلال مالک کے لیے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۹/۳)

کمیشن ایجنٹ کا مال ادھار فروخت کر کے نقد ادائیگی کرنا

دلال، آڑھتی اور کمیشن ایجنٹ بعض اوقات بیوپاریوں کا مال آگے ادھار فروخت کرتے ہیں، لیکن خود بیوپاریوں کو نقد ادائیگی کر دیتے ہیں، آڑھتی وغیرہ نے اگر بیوپاری کو نقد کی قیمت کے حساب سے مثلاً سو روپے ادائیگی کی اور آگے جو ادھار فروخت کیا تو زائد قیمت پر فروخت کیا مثلاً ایک سو دس روپے پر فروخت کیا، تو یہ درست نہیں، زائد دس روپے کا مالک بھی بیوپاری ہے، وہ آڑھتی کے لیے رکھنا جائز نہیں ہے۔[1]

اور اگر آڑھتی نے ادھار جتنے میں فروخت کیا ہے، اتنے ہی پیسے بیوپاری کو نقد ادا کیے تو اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ مال فروخت ہونے اور قیمت وصول ہونے سے پہلے بیوپاری مال کی قیمت کا مستحق نہیں بنتا، آڑھتی بیوپاری کو قیمت وصول ہونے سے پہلے جو ادائیگی کرتا ہے، اس کی حیثیت قرض کی ہے،[2] اسی طرح

(۱) لو أعطى أحد ماله لدلال، وقال بعه بكذا دراهم فان باعه بأزيد من ذلك فالفضل ايضاً لصاحب المال وليس للدلال سوى الاجرة، لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص فكما أن ذلك المبدل كان ماله فالبدل يلزم أن يكون كذلك۔ (درر الحكام شرح المجلة الأحكام: (۵۶۵/۱) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني في الاجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع: في اجارة الآدمي، ط: دار الكتب العلمية۔

شرح المجلة لرستم باز: (۲۳۳/۱) المادة: ۵۷۸، ط: مكتبه فاروقيه۔

شرح المجلة لخالد الاتاسي: (۶۷۷/۲) رقم المادة: ۵۷۸، ط: رشيديه۔

(۲) (وصح بالنسيئة ان) التوكيل بالبيع (للتجارة)... لكنه لا يطالب الا بعد الأجل كما في تنوير الأبصار۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۲۲/۵، ۵۲۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل لا يعقد وكيل البيع والشراء، ط: سعيد۔ =

آڑھتی بھی قیمت وصول ہونے سے پہلے کمیشن کا مستحق نہیں بنتا،[1] البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ آڑھتی بیوپاری سے خود نقد یا ادھار میں اپنے لیے مال خرید لے، اور آگے اپنے نفع کے ساتھ اس کو ادھار فروخت کرے، اور اس صورت میں کمیشن نہ لے، صرف اصل اور نفع کی رقم لے۔[2] یا مال فروخت ہونے پر آڑھتی بیوپاری کو

= ان وكيل البيع لا يطالب بالثمن من مال نفسه... ولا يجبر على التقاضي؛ لانه متبرع بخلاف الدلال والسمسار۔ (البحر الرائق: (٢٥٣/٧) كتاب الوكالة، ط: رشيديه۔

الفتاوى الهنديه: (٥٩٦/٣) كتاب الوكالة، الباب الثالث في الوكالة بالبيع، ط: رشيديه۔

(١) فالمشترك من لا يستحق الأجرة حتى يعمل۔ اللباب في شرح الكتاب: (٣١/٢) كتاب الاجارة، ط: قديمي۔

واذا افترقا وفي المال ديون وقد ربح المضارب فيه أجبره الحاكم على اقتضاء الديون لأنه بمنزلة الأجير؛ لأن الربح له كالأجرة... والذي يبيع بالاجرة كالسمسار والبياع بالاجر يجبران على الاقتضاء؛ لأنهما يعملان بالأجر فكان الأجر لهما بدل عملهما۔ (الجوهرة النيرة: (٣٥٦/١، ٣٥٧) كتاب المضاربة، ط: حقانية۔

افترقا وفي المال ديون وربح يجبر المضارب على اقتضاء الديون اذ حينئذ يعمل بالأجرة (والا) ربح (لا) يجبر لأنه حينئذ متبرع (و) يؤمر بأن (يوكل المالك عليه)؛ لأنه غير العاقد (و) حينئذ (الوكيل بالبيع والمستبضع كالمضارب يؤمران بالتوكيل، (والسمسار يجبر على التقاضي) وكذا الدلال؛ لأنهما يعملان بالأجرة۔ (الدر المختار مع الرد: (٦٥٦/٥) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

(٢) وأما حكمه فثبوت الملك في المبيع للمشتري وفي الثمن للبائع اذا كان البيع باتاً۔ (الفتاوى الهنديه: (٣/٣) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه، ط: رشيديه۔

وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين لكل منهما في بدل۔ (الشامية: (٥٠٦/٤) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

حاشية الشلبي على التبيين: (٣/٤) كتاب البيوع، ط: امداديه ملتان۔

كل يتصرف في ملكه كيفما شاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم: (٥١٧/١) المادة: ١١٩٢، الباب العاشر في أنواع الشركات، الباب الثالث، الفصل الأول في بعض قواعد أحكام الأملاك، ط: مكتبه فاروقيه۔

فالبيع ما شرع الا لطلب الربح والفضل فالفضل الذي يقابله العوض حلال، ككسبه بالبيع۔ (المبسوط للسرخسي: (١١٩/١٢) كتاب البيوع، أنواع الربا، ط: دار المعرفة)

قیمت کے برابر قرض دے دے، پھر جب آڑھتی کو قیمت وصول ہو جائے، تو وہ بیوپاری سے معاملہ برابر سرابر کرلے۔

۳۵۰

کمیشن ایجنٹ کی اجرت متعین کرنا ضروری ہے

''قیمت میں سے اتنی رقم مجھے دینا باقی آپ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

کمیشن ایجنٹ کی تعریف

☆ ''دلال'' کو عام عرف میں ''کمیشن ایجنٹ'' اور ''سمسار'' کہتے ہیں۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو فریقین یعنی بیچنے والے اور خریدنے والے کے درمیان اجرت پر کسی تجارتی عقد کو وجود میں لانے کے لیے واسطہ کا کردار ادا کرتا ہے۔(۱)

☆ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے اپنا مال بکوائے یا ایک دوسرے کو کہے کہ میں آپ کا مال فروخت کرتا ہوں یا ایک شہری دوسرے شہری کا، یا ایک دیہاتی دوسرے دیہاتی کا کمیشن ایجنٹ بن جائے، اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں، کیونکہ یہ وکالت کا معاملہ ہے، اور جائز ہے اور اجرت لینا بھی درست ہے۔(۲)

---

(۱) والسمسار: بالكسر المتوسط بين البائع والمشتري يبيع ويشتري للناس بأجر۔(مجمع الأنهر: (۳/۴۵۸) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية۔

☐ الشامية: (۵/۶۵۶) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

☐ تكملة رد المحتار: (۸/۳۱۰) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

(۲) وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا، فذلك حرام عليهم وفي الحاوي: سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال: أرجو أنه لا بأس به وإن كان في الأصل فاسداً، لكثرة التعامل، وكثير من هذا غير جائز، فجوز لحاجة الناس إليه۔ (الشامية: (۶/۶۳) كتاب الاجارة، مطلب في أجرة الدلال، ط: سعيد۔

☐ الفتاوى الهندية: (۳/۴۵۰) كتاب الاجارة، الباب الخامس عشر، الفصل الرابع في فساد الاجارة، ط: رشيديه۔

☐ والسمسار اسم لمن يعمل للغير بالأجرة بيعاً وشراءً۔(المبسوط للسرخسي: (۱۵/۱۱۵) كتاب الاجارات، باب السمسار، ط: دار المعرفة۔

کمیشن ایجنٹ کی حق تلفی

☆......انسان اپنی جائیداد، مکان، دکان اور زمین وغیرہ کی خرید وفروخت براہ راست خود کر سکتا ہے ایجنٹ کی وساطت سے خرید وفروخت کرنا ضروری نہیں لیکن کمیشن ایجنٹ کے ذریعہ گاہک تلاش کرنے یا جائیداد دیکھنے اور ابتدائی بات چیت کرنے کے بعد کمیشن بچانے کے لئے کمیشن ایجنٹ کو کوئی بہانہ بنا کر نظر انداز کر کے خود ہی سودا کر لینا درست نہیں ہے کیوں کہ اس صورت میں کمیشن ایجنٹ کو اس کی محنت کے معاوضہ سے محروم کیا جاتا ہے اور یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔ (۱) ۳۵۱

☆......اسی طرح بعض خریدار ایک ایجنٹ کے توسط سے جائیداد وغیرہ دیکھ کر پسند آنے کے بعد دوسرے ایجنٹ کے ذریعے سودا طے کر لیتے ہیں تاکہ پہلے ایجنٹ کو اس کے معاوضہ سے محروم کیا جائے یہ بھی درست نہیں ہے ہاں اگر کم قیمت پر خریدنے کے لئے ایسا کیا جائے تو گناہ نہیں ہوگا۔ (۲)

کمیشن ایجنٹ کے لئے لازمی چیز

کمیشن ایجنٹ کے لئے قابل اعتماد، سچا اور امانت دار ہونے کے ساتھ ساتھ اس شعبہ سے میں مکمل مہارت ہونا بھی ضروری ہے کیوں کہ لوگ انہی اوصاف کو مدنظر رکھ کر اپنی گراں قدر قیمتی جائیدادوں کی خرید وفروخت کے لئے ان کی خدمات

(۱، ۲) وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۸)، كتاب البيوع، باب الإجارة، الفصل الثانى، ط: قديمى).

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانى، ط: قديمى).

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۰۰/۶)، كتاب الغصب، باب من غصب لوحا فأدخله في سفينة أو بنى عليه جدارا، ط: إدارة تاليفات أشرفيه

حاصل کرتے ہیں، لہٰذا خریدار کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنا، اور چیز کو اس کی مارکیٹ قیمت پر بیچنا کمیشن ایجنٹ کی بنیادی ذمہ داری ہے، اور حکومت کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ شریعت کے مطابق ایسا قانون بنائے جس کی پابندی ہر کمیشن ایجنٹ پر لازم ہو اور پورے ملک کے تمام کمیشن ایجنٹس کا پورا پورا ریکارڈ حکومت کے پاس موجود ہو تاکہ جائیداد کی خرید و فروخت کے معاملات میں دھوکہ اور فراڈ کا دروازہ بند کیا جا سکے اور دھوکہ اور فراڈ کی صورت میں ایجنٹ کو بھی قانون کی پکڑ میں لایا جا سکے۔[1]

کمیشن پر بینک کو گاہک مہیا کرنا

بینک کا مدار سودی نظام پر ہے، نام نہاد اسلامی بینک اور غیر اسلامی بینک کے نظام اور طور وطریقے میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، اس لئے کسی بھی بینک کو کمیشن پر گاہک مہیا کرنا حرام ہے کیوں کہ بینک کے تمام کاموں میں گناہ اور زیادتی پر تعاون ہے، مثلاً بینک میں اکاؤنٹ کھولنے اور نقدی وغیرہ رکھنے کے لئے دعوت دینا اور اس پر کمیشن لینا ناجائز اور حرام ہے۔[2]

---

(۱) وعن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا كلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته، فالإمام الذي على الناس راع وهو مسؤول عن رعيته والرجل راع على أهل بيته وهو مسؤول عن رعيته والمرأة راعية على بيت زوجها وولده وهي مسؤولة عنهم وعبد الرجل راع على مال سيده وهو مسؤول عنه ألا فكلكم راع وكلكم مسؤول عن رعيته. متفق عليه (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۰)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الأول، ط: قديمي)۔

قوله: (كلكم راع) أي حافظ ملتزم بصلاح ما قام عليه وهو ما تحت نظره من الرعاية وهي الحفظ يعني كلكم مستلزم بحفظ ما يطالب به من العدل إن كان واليا ومن عدم الخيانة إن كان موليا عليه۔ (فيض القدير للمناوی: (۳۸/۵)، شرح رقم الحديث: ۶۳۷، حرف الكاف، ط: المكتبة التجارية الكبرى۔ مصر)

(۲) أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۱۹۲/۲) ط: قديمی)۔

فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز۔ وكل ما أدى إلى ما لا يجوز، لا يجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)=

کمیشن پر چندہ کرنا

(۳۵۳) بعض مدارس والے لوگوں سے چندہ کرنے کے لیے سفراء مقرر کرتے ہیں، اور یہ شرط ٹھہراتے ہیں کہ جتنا بھی چندہ جمع ہوگا اس کا تہائی یا چوتھائی حصہ یا مثلاً پانچ فیصد یا دس فیصد اجرت کے طور پر دیا جائے گا، شرعاً یہ معاملہ جائز نہیں، اور اس کی دو وجہیں ہیں:

① سفیر کو اسی کی جمع شدہ رقم سے اجرت دی جارہی ہے، اور یہ "قفیز الطحان" کے حکم میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

② سفیر اس کام پر خود قادر نہیں، بلکہ دوسروں کی قدرت سے قادر ہوگا، (قادر بقدرة الغیر) یعنی اس کا عمل چندہ دینے والوں کے عمل پر موقوف ہے، اور "قادر بقدرة الغیر" عاجز کے حکم میں ہوتا ہے، حالانکہ اجارہ صحیح ہونے کے لیے خود قادر ہونا شرط ہے، اس لیے ماہانہ یا روزانہ کے اعتبار سے سفیر کی اجرت مقرر کی جائے تاکہ معاملہ درست ہو۔ (۱)

ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاهی؛ لأن المعصیة لا یتصور استحقاقها بالعقد، فلا یجب علیه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا یحل له۔ (تبیین الحقائق: (۱۲۵/۵)، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادیہ ملتان)۔

الفتاوی الهندیة: (۴۴۹/۴)، کتاب الإجارة، الباب الرابع عشر، الفصل الرابع فی فساد الإجارة، رشیدیه۔

استأجر بغلا لیحمل طعامه ببعضه، أو ثورا لیطحن بره ببعض دقیقه، فسدت فی الکل۔

(بجزء من عمله) أی ببعض ما یخرج من عمله، والقدرة علی التسلیم شرط وهو لا یقدر بنفسه... الدر مع الرد: (۵۷/۶) کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، مطلب فی الاستیجار علی الطاعات، ط: سعید۔

الهدایة: (۳۰۳/۳) کتاب الاجارة، باب الاجارة الفاسدة، ط: امدادیہ ملتان۔

ولأنه استیجار ببعض ما یخرج من عمله فیکون فی معنی قفیز الطحان۔ (تبیین الحقائق: (۲۷۸/۵) المزارعة، ط: امدادیہ ملتان۔ =

کمیشن پر خرید و فروخت کرنا

☆......کمیشن لے کر خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منڈی سے باہر جا کر تجارتی قافلوں سے ملنے سے منع فرمایا، اور اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شہری کسی صحراء نشین (کے سامان) کی بیع کرائے۔

حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے عبداللہ بن عباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے کہا اس کا معنی ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔ (۱)

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کمیشن پر خرید و فروخت کی صرف ایک خاص صورت سے منع فرمایا، باقی صورتوں سے منع نہیں فرمایا وہ خاص صورت یہ ہے کہ شہری صحراء نشین کو کمیشن پر خرید و فروخت کرائے، مطلب یہ ہے کہ جب شہری آبادی سے دور صحراء اور جنگلات میں رہنے والے خرید و فروخت کے لئے شہر کے بازار میں آئیں تو انہیں براہِ راست خرید و فروخت کرنے دی جائے، کیوں کہ یہ لوگ

= المبسوط: (۳۸/۱۴) کتاب الصرف، باب الاجارة فی الصیاغة، ط: دار المعرفة۔

وشرطها كون الأجرة والمنفعة معلومتين؛ لأن جهالتهما تفضي الى المنازعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۶) کتاب الاجارة، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۱۰۵/۵) کتاب الاجارة، ط: امدادیہ ملتان۔

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۳/۴) کتاب الاجارة، ط: المکتبة العربیة۔

أحسن الفتاوی (۲۷۶/۷) کتاب الاجارة، عنوان: کمیشن پر چندہ کرنا جائز نہیں۔ ط: ایچ ایم سعید۔

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتلقى الركبان ولا يبيع حاضر لباد، قلت: يا ابن عباس! ما قوله لا يبيع حاضر لباد؟ قال: لا يكون له سمسارا۔ (صحيح البخارى: (۱/ ۳۰۲) كتاب الإجارات، باب أجرة السمسرة، ط: قديمى)۔

سنن أبي داود: (۱۳۲/۲)، كتاب الإجارة، باب في النهي أن يبيع حاضر لباد۔ ط: رحمانيه۔

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۷)، أبواب التجارات، باب النهي أن يبيع حاضر لباد۔ ط: قديمي۔

عام طور پر انتہائی ضرورت کے تحت محدود پیمانے پر ہی خرید وفروخت کرتے ہیں، اس قسم کے لوگوں سے کمیشن وصول کرنا انصاف کے خلاف ہے۔

اس حدیث میں ضمنی طور پر یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ شہروں کے رہائشی ایک دوسرے سے کمیشن کا لین دین کر سکتے ہیں، اور دیہاتی صحراء نشینوں میں شامل نہیں ہیں، صحراء نشین صرف وہ لوگ ہیں جو جنگلات میں رہتے ہیں اس لئے شہری شہری اور دیہاتی سے اس طرح دیہاتی شہری اور دیہاتی سے کمیشن کا لین دین کر سکتے ہیں۔ (۱)

☆......نیز یہ کہ خرید وفروخت کے معاملے میں ایسی شرط لگانا جائز ہے جو عقد بیع کے منافی نہ ہو، اور شریعت نے اسے باطل اور ناجائز نہ قرار دیا ہو، چوں کہ کمیشن کی شرط عقد بیع کے منافی نہیں ہے اور شریعت نے اسے بھی باطل نہیں قرار دیا لہذا یہ جائز ہے۔ (۲)

کمیشن دو روپے پر سودا کیا

''منافع دو روپے لینے پر سودا کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۲/۶)

(۲) والمراد منه قوله في تفسير المنع لبيع الحاضر للبادي "أن لا يكون له سمسارا" فإن مفهومه أنه يجوز أن يكون سمسارا في بيع الحاضر للحاضر۔ (فتح الباري: (۴۵۲/۴)، كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة)۔

إعلاء السنن: (۲۰۷/۱۶)، كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: إدارة القرآن۔

(۳) المسلمون على شروطهم، (سنن أبي داود: (۱۵۰/۲)، كتاب القضاء، باب في الصلح، ط: رحمانيه۔

صحيح البخاري: (۳۰۳/۱)، كتاب الإجارات، باب أجر السمسرة، ط: قديمي۔

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: "المؤمنون عند شروطهم" مطابقته للترجمة من حيث إن السمسرة إذا شرطت بشيء معين ينبغي أن يكون السمسار وصاحب المتاع ثابتين على شرطهما لقوله صلى الله عليه وسلم: (المؤمنون عند شروطهم)، وهذا التعليق وصله أبو داود في القضاء۔ (عمدة القاري: (۱۳۳/۱۲)، كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار الكتب العلمية)۔

کمیشن دوطرفہ

٣٥٦ "دوطرفہ کمیشن" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٥٢/٣)

کمیشن دونوں پارٹیوں سے لینا

کمیشن ایجنٹ بعض اوقات بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کے درمیان واسطہ بن کر بات کراتا ہے، معاہدہ کراتا ہے، کاغذات بناتا ہے اور کمیشن کام کی اجرت ہے اور یہ شخص بائع اور مشتری دونوں کے لئے کام کرتا ہے، لہذا یہ دونوں پارٹیوں کا کمیشن ایجنٹ بن جائے گا، اور دونوں پارٹیوں سے طے کر کے کمیشن بھی لے سکے گا، ہاں اگر وہ صرف ایک پارٹی کی جانب سے کمیشن ایجنٹ ہو دوسرے فریق کی جانب سے نہ ہو تو صرف مؤکل کی جانب سے کمیشن لے سکے گا دوسری پارٹی سے کمیشن نہیں لے سکے گا۔ (١)

---

(١) وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع، وإن سعى بينهما وباع المالک بنفسه يعتبر العرف۔

قوله: فأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشترى، لأنه هو العاقد حقيقة شرح الوهبانية وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا لأنه لا وجه له۔ قوله: يعتبر العرف) فتجب الدلالية على البائع أو المشترى أو عليهما بحسب العرف۔ جامع الفصولين، (الدر المختار مع الرد: (٤/ ٥٦٠)، كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)۔

الدلال إذا باع العين بنفسه بإذن مالكه ليس له أخذ الدلالية من المشتري إذ هو العاقد حقيقة وتجب الدلالية على البائع إذا قبل بأمر البائع ولو سعى الدلال بينهما فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف۔ (جامع الفصولين: (١٥٣/٢) الفصل الرابع والثلاثون: في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: إسلامی کتب خانه)۔

مجمع الضمانات: (ص: ٩٨)، النوع السابع عشر: الدلال ومن بمعناه، ط: دار الكتب العلمية۔

شرح المجلة للأتاسي: (٢٢١/٢)، المادة: ٢٨٩، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الرابع في مؤنة التسليم ولوازمه۔ ط: رشيديه۔

کمیشن دونوں جانب سے لینا

"کمیشن لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۵)

کمیشن دینا دکاندار کا کمپنی کے ملازم کو

"دکاندار کا کمپنی کے ملازم کو کمیشن دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۳/۳)

کمیشن کی بنیاد

کمیشن کا معاملہ فقہ میں کس باب کے مسائل کے تحت داخل ہے اس میں تین اقوال ہیں:

بعض فقہاء نے کمیشن پر خرید وفروخت کرنے کو اجارہ یعنی کرایہ داری کے معاملات کے تحت داخل کیا ہے، اور بعض نے "جعالہ" کے ضمن میں ذکر کیا ہے اور بعض نے اسے وکالہ (Agency) ایجنسی کے تحت داخل کیا ہے، اجارہ، جعالہ اور وکالہ تینوں شریعت میں جائز ہیں اس لئے کمیشن پر خرید وفروخت کرنا بھی جائز ہے۔

کمیشن کی تعیین

کمیشن کے کام میں کمیشن اور اجرت متعین کرنا ضروری ہے، اور اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ رقم کی صورت میں کمیشن متعین کر دیا جائے، مثلاً مالک نے کمیشن ایجنٹ سے کہا یہ مکان فروخت کر دیں، میں آپ کو دس ہزار کمیشن یا اجرت دوں گا۔

⑦ فیصد کے اعتبار سے کمیشن طے کر دیا جائے، مثلاً مکان کے مالک نے کمیشن ایجنٹ سے کہا یہ مکان فروخت کر دیں کل قیمت کا دو فیصد کمیشن یا اجرت دوں گا۔ تو یہ دونوں صورتیں صحیح ہیں البتہ پہلی صورت زیادہ بہتر ہے۔ (۱)

کمیشن کی شرعی حیثیت

شریعت کی رو سے کمیشن پر کام کرنا اور اس پر کمیشن لینا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے اور وہ شرائط یہ ہیں:

① کمیشن پر جو کام کیا جا رہا ہے وہ جائز ہو، لہٰذا جو کام جائز نہیں اس کا کرنا اور اس پر کمیشن لینا ناجائز اور حرام ہے مثلاً کسی آدمی کے لئے شراب بیچنا اور اس پر کمیشن لینا ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

② کمیشن متعین ہو، خواہ فریقین نے صراحت کے ساتھ طے کیا ہو یا عرف

---

(۱) قال ابن عباس: لا بأس أن يقول: بع هذا الثوب فما زاد على كذا فهو لك... وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لا يجيزون هذا، لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة، وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة۔ (إعلاء السنن: (۱۶/ ۲۰۷) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: إدارة القرآن)۔

فتح الباري: (۴/ ۴۵۱)، كتاب الإجارة، أجر السمسره، ط: دار المعرفة۔

اجرت دلال میں فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات مختلف ہیں، بگر حاجۃ الناس کو مدنظر رکھتے ہوئے قول جواز مختار و مفتی بہ ہے، تعیین اجرت ضروری ہے اور ایک آنہ فی روپیہ بھی صورت تعیین ہے۔ (احسن الفتاوی: (۷/ ۲۷۳) ط: سعید)

(۲) وعن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لعن الله الخمر وشاربها وساقيها وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إليه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

(ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له. (تبيين الحقائق: (۵/ ۱۲۵)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه، ملتان)۔

الفتاوى الهنديه: (۴/ ۴۴۹)، كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر في تجديد الإجارة، الفصل الرابع في فساد الإجارة۔ ط: رشيديه۔

میں طے اور متعین ہو جیسا کہ آج کل پاکستان میں اسٹیٹ ایجنسی، رئیل اسٹیٹ اور پراپرٹی ڈیلروں کا عرف ڈھائی فیصد یا دو فیصد کمیشن لینے کا ہے۔[۱]

٣٥٩ ⑮ کمیشن کا باقاعدہ عقد کیا جائے یعنی دوسرے فریق کو بتایا جائے کہ میں کمیشن پر کام کر رہا ہوں، دوسرے فریق کو بتائے بغیر خود بخود کمیشن لینا جائز نہیں ہے کیوں کہ بعض اوقات دوسرا فریق سمجھتا ہے کہ یہ آدمی ثواب یا ہمدردی کے طور پر کام کر کے مجھ پر احسان کر رہا ہے،[۲] ہاں اگر کمیشن ایجنٹ کا باقاعدہ دفتر اور آفس ہے اور کمیشن کا ایک خاص فیصد متعین ہے تو پھر دوسرے فریق کو بتائے بغیر از خود کمیشن لینا جائز ہوگا۔[۳]

کمیشن کے جواز کی بنیاد

"کمیشن کی بنیاد" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۷/۵)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصحفة السابقة۔

(۲) ولو قال اشتر هذه الجارية بألف درهم كان مشورة والشراء للمأمور إلا إذا زاد على أن أعطيك لأجل شرائك درهما لأن اشتراط الأجر له يدل على الإنابة اهـ وأفاد أنه ليس كل أمر توكيلا بل لا بد مما يفيد كون فعل المأمور بطريق النيابة عن الآمر فليحفظ۔ (شامی: (۵۰۹/۵) کتاب الوكالة، ط: سعيد)

🗁 أن المنافع عند أصحابنا الثلاثة غير متقومة شرعا بأنفسها، وإنما تتقوم بالعقد بتقويم العاقدين، والعاقدان ما قوماها... فلو وجبت... فلو وجبت بلا عقد وإنها لا تتقوم بلا عقد۔ (بدائع الصنائع: (۴/ ۲۱۸) كتاب الإجارة، فصل: وأما حكم اختلاف العاقدين في عقد الإجارة۔ ط: سعيد)۔

(۳) المعروف عرفا كالمشروط شرطا... و "الثابت بالعرف كالثابت بالنص" والمعروف بالعرف كالمشروط باللفظ... فإليك الأمثلة على هذه القاعدة: لو اشتغل شخص لآخر شيئا ولم يتقاولا على الأجرة ينظر للعامل إن كان يشتغل بالأجرة عادة يجبر صاحب العمل على دفع أجرة المثل له عملا بالعرف والعادة، وإلا فلا۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۶/۱)، المادة: ۴۳، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)۔

🗁 شرح المجلة لرستم باز: (۳۰/۱، ۳۱)۔ المادة: ۴۳، أيضا، ط: فاروقيه۔

🗁 التعيين بالعرف كالتعيين بالنص۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۳۱/۱) المادة: ۴۵، أيضا، ط: فاروقيه)

کمیشن کے لیے گھٹیا مال لینا

(۳۶۰) سرکاری یا پرائیوٹ ادارے کے ملازم جب ادارے کے لئے مال و سامان خریدتے ہیں تو کمیشن حاصل کرنے کے لئے صرف اسی کمپنی سے مال خریدتے ہیں جو کمیشن دیتی ہے اگر چہ دوسری کمپنیوں کے مال و سامان کا ریٹ کم ہو اور اچھا بھی ہو تب بھی اس سے نہیں خریدتے تو یہ رشوت ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے (۱) اور اپنی کمپنی یا حکومت کے ساتھ دھوکہ اور خیانت بھی ہے۔ (۲)

کمیشن لینا

اسٹیٹ ایجنسی والے جائیداد، مکان اور دکان وغیرہ کی خرید و فروخت کا کام کرتے ہیں، اور اس پر خریدنے والے اور فروخت کرنے والے دونوں فریق سے دو فیصد یا تین فیصد کمیشن لیتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے، البتہ ایجنسی والوں پر ضروری ہے کہ پہلے سے دونوں فریق کو مقررہ کمیشن کی وضاحت کردیں تاکہ بعد میں جھگڑا فساد

---

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ (النساء: ۲۹) أی: بوجه غير شرعي كالغصب والسرقة والخيانة وعقود الربا والرشوة۔ (تفسير روح البيان: (۱۹۵/۲)، سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفكر)

وعن عبد الله بن عمرو قال لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي. (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶)، كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

الرشوة (بالكسر) مايعطيه الشخص الحاكم، وغيره ليحكم له، أو يحمله على مايريد۔ (شامي: (۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة، ط: سعيد)۔

وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داود في مراسيله عن الحسن مرسلا مختصرا قال: المكر، والخديعة، والخيانة في النار۔ (الترغيب والترهيب: (۳۵۰/۲)، رقم الحديث: ۲۷۳۳، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)۔

كنز العمال: (۵۳۵/۳)، الكتاب الثالث في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني: في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة۔

نہ ہو۔ (۱)

واضح رہے کہ ایک آدمی بائع اور مشتری دونوں کی جانب سے وکیل نہیں بن سکتا، لیکن بائع اور مشتری دونوں کی جانب سے دلال بن سکتا ہے، وکیل اور دلال میں بنیادی فرق یہ ہے کہ وکیل کو مبیع (بیچی جانے والی چیز) میں جائز تصرف کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، اور دلال کو مبیع میں کسی قسم کا بھی تصرف کرنے کا حق نہیں ہوتا، صرف دوسروں کو مال خریدنے کی طرف ترغیب دینے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ (۲)

کمیشن لینا سرکاری ملازم کے لئے

''سرکاری ملازم کا ادارہ کے لئے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) فتجب الدلالة على البائع أو المشترى عليهما بحسب العرف ۔ (شامی: (۵۶۰/۴) کتاب البیوع، مطلب: فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن، ط: سعید)

جامع الفصولین: (۱۵۳/۲) الباب الرابع والثلاثون فی الاحکام، احکام الدلال ومایتعلق به، ط: اسلامی کتب خانہ۔

مجمع الضمانات: (ص: ۹۸)، الباب الخامس، باب مسائل الاجارة، النوع السابع عشر الدلال ومن بمعناه، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) اگر بائع یعنی مالک کی اجازت سے خود دلال مال کو فروخت کرے تو اس کی اجرت اولاً بائع کے ذمے ہے، اور اگر محض کوشش کرنے والا ہے، اور معاملہ کرنے والا ہے، فروخت کرنے والا خود بائع ہے تو عرف اور رواج کا اعتبار ہوگا، رواج کے موافق جس کے ذمے دلالی ہوگی اس سے لینا جائز ہوگا۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند: (۸۲۵/۲) کتاب الاجارة)

تالیفات رشیدیہ: (ص: ۳۱۸) کتاب الاجارة، ط: ادارہ اسلامیات۔

لأن الواحد فى عقد التجارة لا يصلح أن يكون مباشراً للعقد من الجانبين لما فيه من تضاد الأحكام فانه يكون مُمَلِّكاً متملِّكاً مسلما ومتسلماً مخاصماً ومتخاصماً وذلك لا يجوز۔ (المبسوط للسرخسی: (۲۱۸/۱۲) کتاب البیوع، باب الوکالة فی السلم، ط: دار المعرفة، بیروت)

ولهذا لم يجز أن يكون الواحد وكيلا من الجانبين فى باب البيع لما ذكرنا من الاستحالة، ويصلح رسولاً من الجانبين؛ لأن الرسول لا تلزمه الحقوق، فلا يؤدى الى الاستحالة۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۶/۵) کتاب البیوع، فصل وأما الذى يرجع الى نفس العقد، ط: سعید۔

کمیشن لینا ملازم کا

''ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۵/۶)
''ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۶)

کمیشن لینا وکیل بالبیع کا

''کمپنی کی جانب سے سامان بیچنے کا وکیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۰/۵)

کنڈے

''اوپلے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۹/۱)

کنٹرول ریٹ

''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۴/۴)

کنواں کھودا ہے

نہر، دریا، چشمے اور بارش کا پانی سب لوگوں کی مشترکہ ملکیت ہوتی ہے ان پانیوں سے ہر شخص برابر فائدہ اٹھانے کا حق رکھتا ہے، ایسے پانی کو نہر، دریا، چشمے میں رہتے ہوئے بیچنا جائز نہیں ہے، یہ انسانی ہمدردی کے منافی بھی ہے اور اپنی تحویل اور قبض میں محفوظ بھی نہیں ہے، ہاں اگر کوئی شخص پانی حاصل کرنے کے لئے محنت کرے اور اسے اپنے پاس محفوظ کرلے تو اس کو بیچنا جائز ہوگا اور آمدنی حلال ہوگی، مثلاً عام جنگل کی لکڑیوں سے سب فائدہ حاصل کرسکتے ہیں لیکن اگر کوئی شخص جنگل سے لکڑیاں اکٹھی کرکے لے آیا تو وہ اس کی ملکیت ہوں گی ان کو بیچنا جائز ہوگا اور پیسے حلال ہوں گے۔ (۱)

---

(۱) لایجوز بیع الماء فی بئرہ ونہرہ ھکذا فی الحاوی... فإذا أخذہ وجعلہ فی جرۃ أوما أشبہھا =

اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی زمین میں محنت کر کے کنواں کھودتا ہے یا بورنگ کرتا ہے یا ٹیوب ویل لگاتا ہے، تو وہ پانی اس کی تحویل میں محفوظ ہے تو اس پانی کو بیچنا جائز ہوگا اور پیسے بھی حلال ہوں گے۔

مدینہ منورہ میں کسی یہودی کا ایک کنواں تھا اس کا نام "بئر رومہ" تھا مسلمان اس سے پانی خرید کر لیتے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کنویں کو یہودی سے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ (۱)

=من الأوعية فقد أحرزه فصار أحق به فيجوز بيعه... وأما بيع ماء جمعه الإنسان في حوضه ذكر شيخ الإسلام المعروف بخواهز زاده في "كتاب الشرب" إذا كان مجصّصا أو كان الحوض من نحاس أو صفر جاز البيع على كل حال، وكأنه جعل صاحب الحوض محرز الماء بجعله في حوضه۔ (الفتاوى الهندية: (۱۲۱/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز... إلخ، الفصل السابع في بيع الماء والجمد، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۳۳۹/۹)، كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع الماء والجمد، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى التاتارخانية: (۳۶۶/۸)، الفصل السابع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر في بيع الماء والجمد، ط: مكتبه فاروقية۔

(۱) عن أبي عبد الرحمن السلمي قال: لما حصر عثمان أشرف عليهم فوق داره ثم قال أذكركم بالله هل تعلمون أن حراء حين انتفض قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اثبت حراء فليس عليك إلا نبي أو صديق أو شهيد؟ قالوا: نعم! قال: أذكركم بالله هل تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في جيش العسرة من ينفق نفقة متقبلة والناس مجهدون معسرون فجهزت ذلك الجيش؟ قالوا نعم ثم قال أذكركم بالله هل تعلمون أن بئر رومة لم يكن يشرب منها أحد إلا بثمن فابتعتها فجعلتها للغني والفقير وابن السبيل؟ قالوا اللهم نعم وأشياء عددها۔ (جامع الترمذي: (۲۱۰/۲، ۲۱۱)، أبواب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: سعيد)۔

سنن الدارقطني: (۳۵۳/۵)، رقم الحديث: ۴۴۳۶، كتاب الأحباس، باب وقف المساجد والسقايات، ط: مؤسسة الرسالة۔

المسند الجامع: (۳۸۱/۱۲)، رقم الحديث: ۹۷۲۹، حرف العين، ط: دار الجيل۔

صحيح البخاري: (۵۲۳/۲)، كتاب المناقب، مناقب عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: قديمي۔

کنویں کا پانی فروخت کرنا

''کنواں کھودنا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۲/۵)

کوآپریٹو سوسائٹی (Co-Operative Society)

یہ ادارے امداد باہمی کے لیے قائم ہوتے ہیں، جو لوگ ان کے ممبر بنتے ہیں، صرف انہی کو قرض دیتے ہیں۔ (۱)

کوپن کے ذریعہ قیمت میں کم کرنا

''قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۵)

کوٹ پتلون

کوٹ، پتلون، پینٹ اور ٹائی وغیرہ اصل میں غیر مسلموں کا لباس ہے، اور اب فاسق وفاجر لوگوں کا بھی لباس ہے، اس لئے مسلمانوں کو ایسے لباس استعمال کرنے سے بچنا ضروری ہے ورنہ غیر مسلم کافروں پر جو عذاب نازل ہوتا ہے وہ مسلمانوں پر بھی نازل ہوگا (۲) اور اللہ اور اللہ والوں کی محبت میں کمی آئے گی، اور

---

(۱) جدید فقہی مباحث: (۳۴۹/۳، ۵۵۰) تیسرا مسئلہ: اسلامی بینکنگ، عنوان: قرض دینے والے مالیاتی ادارے...الخ ط: ادارۃ القرآن۔

(۲) وقال مالك بن دينار: أوحى الله إلى نبي من الأنبياء أن قل لقومك: لا يدخلوا مداخل أعدائي، ولاتلبسوا ملابس أعدائي، ولا يركبوا مراكب أعدائي، ولا يطعموا مطاعم أعدائي فيكونوا أعدائي كما هم أعدائي. (الزواجر عن اقتراف الكبائر: (۲۳/۱)، خاتمة في التحذير من جملة المعاصي كبيرها وصغيرها. ط: دار الفكر)۔

قال صلى الله عليه وسلم من أحب قوما حشر معهم. (المستدرك للحاكم: (۱۸/۳)، كتاب الهجرة، ذكر أسماء أهل الصفة رضوان الله عليهم أجمعين. ط: دار المعرفة)۔

وعنه (أي: ابن عمر رضي الله عنهما) قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من تشبه بقوم فهو منهم. (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۷۵)، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔=

ایمان میں کمزوری آئے گی اور اللہ کے دشمنوں کی محبت میں اضافہ ہوگا اور یہ دنیا اور آخرت دونوں جہاں میں ناکامی کا سبب بنے گا اور ایسے لوگوں کا حشر بھی مشابہت کی وجہ سے غیر مسلموں اور فاسق وفاجر لوگوں کے ساتھ ہوگا۔ (۱)

پھر اگر پتلون وغیرہ اتنی تنگ اور چست ہو کہ مستور اعضاء کا حجم نظر آتا ہو، اور اندر کی شکل کی غمازی کرتا ہو، تو اس کا پہننا ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ اس سے لباس کا بنیادی مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا، (۲) اس قسم کا لباس سینا اور بنانا بھی ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی بھی حرام ہے۔ (۳)

= قال رسول الله من تشبه بقوم أي من شبه نفسه بالكفار مثلا في اللباس وغيره أو بالفساق أو الفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار فهو منهم أي في الإثم والخير. (مرقاة المفاتيح: (۸/۲۲۲)، كتاب اللباس، الفصل الثاني، ط: رشيديه)۔

وقيل المعنى من تشبه بالصالحين وهو من أتباعهم يكرم كما يكرمون ومن تشبه بالفساق يهان ويخذل كهم. (فيض القدير: (۶/۱۰۴)، شرح رقم الحديث: ۱۰۰۹۴، حرف الميم، ط: المكتبة التجارية الكبرى)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) قوله (ولا يضر التصاقه) أي بالألية مثلا... أما لو كان غليظا لا يرى منه لون البشرة إلا أنه التصق بالعضو وتشكل بشكله فصار شكل العضو مرئيا فينبغي أن لا يمنع جواز الصلاة لحصول الستر اهـ.

قال ط وانظر هل يحرم النظر إلى ذلك المتشكل مطلقا أو حيث وجدت الشهوة اهـ

قلت سنتكلم على ذلك في كتاب الحظر والذي يظهر من كلامهم هناك هو الأول۔ (شامي: (۱/۴۱۰) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، مطلب في النظر إلى وجه الأمرد۔ ط: سعيد)

فكل لباس ينكشف معه جزء من عورة الرجل والمرأة، لاتقره الشريعة الإسلامية مهما كان جميلا أو موافقا لدور الأزياء، وكذلك اللباس الرقيق أو اللاصق بالجسم الذى يحلي للناظر شكل حصة من الجسم الذى يجب ستره فهو في حكم ماسبق في الحرمة وعدم الجواز۔ (تكملة فتح الملهم: (۴/۸۸) كتاب اللباس والزينة، ط: مكتبه دار العلوم كراچى)

(۳) ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد، فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له ويجب عليه رده على صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۵/۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: إمداديه)۔

الفتاوى الهندية: (۴/۴۴۹)، كتاب الإجارة، الباب الرابع عشر في تجديد الإجارة بعد صحتها، =

اور اگر تنگ اور چست نہیں ہوگا تو اس کو سینے کی گنجائش ہوگی۔

اسی طرح ان ملبوسات کی خرید وفروخت اور تجارت سے بھی احتراز کرنا ضروری ہے ان کی تجارت کراہت سے خالی نہیں ہے البتہ آمدنی حرام نہیں ہے۔(١)

کوکا کولا

"پیپسی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٢٣/٢)

کولڈ اسٹور میں سبزی وغیرہ جمع رکھنا

سبزی اور فروٹ وغیرہ کو کولڈ اسٹور میں جمع رکھنا، اور مہنگا ہونے پر بیچنا جائز ہے کیوں کہ یہ بھی تجارت کی ایک شکل ہے(٢) اور اس قسم کی اشیاء موسم ختم ہونے کے بعد بھی ملتی ہیں۔

=الفصل الرابع في فساد الإجارة، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (٣٥/٨)، كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: رشيديه۔

(١) فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهه بيعها وصيغها لمافيه من الإعانة على مالايجوز وكل ماأدى إلا مالايجوز لايجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (٣٦٠/٦)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

وماكان سببا لمحظور فهو محظور۔ (شامي: (٣٥٠/٦)، كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في اللبس، ط: سعيد)

(٢) كان سعيد بن المسيب يحدث: أن معمرا قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من احتكر فهو خاطئ فقيل لسعيد: فإنك تحتكر؟ قال سعيد: إن معمرا الذي كان يحدث هذا الحديث كان يحتكر۔ (صحيح مسلم: (٣١/٢)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم الاحتكار في الأقوات، رقم: ١٦٠٥، قديمي)

فأما إذا جاء من قريته أو اشتراه في وقت الرخص وادخره أو ابتاعه في وقت الغلاء لحاجته إلى أكله أو ابتاعه ليبيعه في وقته فليس باحتكار ولا تحريم فيه. (شرح النووي على المسلم: (٣١/٢)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب تحريم الاحتكار في الأقوات۔ ط: قديمي)۔

ثم إذا اشتراه وصار ملكه فله أن يحتكره، أو لا يحتكره. ثم قد يكون احتكار ذلك مصلحة ينتفع بها في وقت آخر. فلعل ذلك الشيء ينعدم، أو يقل، فتدعو الحاجة إليه، فيوجد، فترتفع المضرة، والحاجة بوجوده، فيكون احتكاره مصلحة، وترك احتكاره مفسدة. وأما الذي ينبغي أن يمنع مايكون احتكاره=

کومیکس کاروبار

بین الاقوامی منڈیوں میں کومیکس (Comex) یعنی اجناس کی (٣٦٧)
خریداری اور تبادلے کا جس طریقہ سے کاروبار ہوتا ہے، اس میں شرکت کرنا اور نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں مال خریدنا اور اسے حاصل کرنا حقیقی مقصد نہیں ہوتا، بلکہ محتمل مہنگائی سے نفع حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس میں خریدی گئی جنس کی کل مالیت کے بقدر رقم نہیں لگائی جاتی، بلکہ تھوڑی مقدار میں رقم لگا کر بازار کے اتار چڑھاؤ کا جائزہ لیتے ہوئے کچھ سودے کر کے نفع حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ (۱)

نیز ان منڈیوں میں اجناس فروخت کرنے کے لیے ملکیت میں ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا، کیونکہ دوسرے فریق کو بھی اجناس لینا مقصود نہیں ہوتا، اور اگر اجناس ملکیت میں ہوں تو قبضے میں لیے بغیر اسے فروخت کر دیا جاتا ہے، جبکہ شریعت

= مضرة بالمسلمين . وأشدُّ ذلك في الأقوات لعموم الحاجة ، ودعاء الضرورة إليها ؛ إذ لا يتصور الاستغناء عنها، ولا يتنزل غيرها منزلتها. فإن أبيح للمحتكرين شراؤها ارتفعت أسعارها، وعز وجودها، وشحت النفوس بها ، وحرصت على تحصيلها ، فظهرت الفاقات ، والشدائد ، وعمت المضار، والمفاسد، فحينئذ يظهر: أن الاحتكار من الذنوب الكبار. وكل هذا فيمن اشترى في الأسواق. فأمّا من جلب طعامًا؛ فإن شاء باع، وإن شاء احتكر۔ (المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم: (٥٢١/٣) البيوع، باب النهي عن الحكرة۔ ط: دار ابن كثير، بيروت)

(۱) وهذا قمار وهو حرام بالنص ، قال الله تعالى: ياأيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔ [سورة المائدة: ٩٠]

وسمي القمار قماراً، لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (الشامية: (٤٠٣/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

أن أهل الجاهلية كانوا يخطرون على المال والزوجة، وقد كان ذلك مباحاً إلى أن ورد تحريمه۔ أحكام القرآن للجصاص: (٣٥٠/١) باب تحريم الميسر، ط: قديمي۔

کا حکم یہ ہے کہ جو چیز ملکیت میں نہ ہو یا ملکیت میں ہو لیکن قبضے اور ضمان میں نہ ہو تو اسے فروخت کرنا جائز ہی نہیں ہے، لہٰذا فیوچر مارکیٹ میں اجناس کی خریداری کا جو عام طریقہ رائج ہے وہ ناجائز ہے، البتہ اگر کوئی شخص براہ راست اجناس خرید کر اسے اپنے قبضے میں لے لے یا اس کی طرف سے کوئی دوسرا فرد یا کمپنی اپنے قبضے میں لے لے، اس کے بعد اسے آگے فروخت کرے تو یہ صورت جائز ہے۔ (۱)

واضح رہے کہ اس طرح معاملہ کرنے کو "فیوچر مارکیٹ" میں "اجناس کی خرید و فروخت کرنا" کہتے ہیں۔ (۲)

---

(۱) عن عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص:۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

عن حکیم بن حزام قال نهانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: أن أبیع مالیس عندی، رواه الترمذی وفی روایة له ولأبی داؤد والنسائی قال: قلت: یارسول اللہ! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع له من السوق قال: لاتبع مالیس عندک۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص:۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، ط: قدیمی۔

قوله: فابتاع له من السوق) قال ابن الملک: هذا یحتمل أمرین:... والثانی أن یبیع منه متاعاً لا یملکه ثم یشتریه من مالکه ویدفعه الیه وهذا باطل، لأنه باع مالیس فی ملکه وقت البیع، وهذا معنی قوله: قال: "لاتبع مالیس عندک" أی شیئاً لیس فی ملکک حال العقد۔

قوله: ولا ربح مالم یضمن) یرید به الربح الحاصل من بیع ما اشتراه قبل أن یقبضه وینتقل من ضمان البائع الی ضمانه فان بیعه فاسد۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۷۷/۶، ۷۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: رشیدیه۔

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالا متقوماً مملوکاً فی نفسه وکون الملک للبائع فیما یبیعه لنفسه وکونه مقدور التسلیم، فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم۔ (شامی: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع: أنواع أربعة، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (۱۴۶/۵) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع الی المعقود علیه فأنواع، ط: سعید۔

(۲) اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۷۳، ۷۵) عنوان: "اجناس میں حاضر و غائب سودے"، ط: معارف القرآن۔

کونڈوم

کونڈوم کا استعمال جائز طور پر کم ہے، اور نا جائز طور پر اس کا استعمال زیادہ ہے، اس لیے اس کی تجارت اختیار کرنا مناسب نہیں، یہ گناہوں کے کام میں معاونت ہے، بے حیائی کا ذریعہ ہے، اور بدنامی سے بھی خالی نہیں ہے۔ (۱) ۳٦٩

اگر کوئی شخص کونڈوم خرید کر غلط استعمال کرے گا تو وہ خود گناہ گار ہوگا، بیچنے والے دکاندار پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ باقی جان بوجھ کر غلط استعمال کرنے والے کو فروخت سے بچنا چاہئے تا کہ گناہ کے کام میں معاونت نہ ہو۔ (۲)

نوٹ: اس کو "نرودھ" اور "ساتھی" بھی کہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: وتعاونوا علی البر والتقوی، ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان۔ [المائدۃ: ۲]

وکرہ بیع السلاح من أھل الفتنۃ... لأنہ اعانۃ علی المعصیۃ۔ (النھر الفائق: (۲٦۸/۳) کتاب الجھاد، باب البغاۃ، ط: رشیدیہ۔

الدرا لمختار مع الرد: (۲٦۸/۳) کتاب الجھاد، باب البغاۃ، مطلب فی کراھۃ بیع ما تقوم المعصیۃ بعینہ، ط: سعید۔

الاعانۃ علی المعصیۃ وترویجھا وتقریب الناس الیھا معصیۃ وفساد فی الأرض۔ (حجۃ اللہ البالغۃ: (۱٦۹/۲) البیوع المنھی عنھا، ط: دار الجیل، بیروت)

(۲) ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان۔

(۳) لایکرہ بیع الجاریۃ المغنیۃ، والکبش النطوح، الدیک المقاتل، والحمامۃ الطیارۃ، لأنہ لیس عینھا منکرا، وانما المنکر فی استعمالہ المحظور۔ (تبیین الحقائق: (۲۹۷/۳)، کتاب السیرۃ، باب البغاۃ، ط: امدادیۃ ملتان)۔

رجل آجر بیتا لیتخذ فیہ نارا أو بیعۃ أو کنیسۃ أو یباع فیہ الخمر، فلابأس بہ وکذا کل موضع تعلقت المعصیۃ بفعل فاعل مختار۔ (خلاصۃ الفتاوی: (۳۷٦/۳، ۳۷۷)، کتاب الکراھیۃ، الفصل التاسع فی المتفرقات، جنس آخر، ط: رشیدیہ)۔

ولا بأس بأن یواجر دارا من الذمی لیسکنھا، فإن شرب فیھا الخمر، أو عبد فیھا الصلیب، أو دخل فیھا الخنازیر لم یلحق المسلم إثم فی شئ من ذلک، لأنہ لم یواجرھا لذلک، والمعصیۃ فی فعل المستأجر۔ (المبسوط للسرخسی: (۳۹/۱٦)، کتاب الإجارات، باب الإجارۃ الفاسدۃ، ط: دار المعرفۃ)

کونسی تجارت بہتر ہے

”بہتر تجارت کونسی ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۲/۲)

کوئین

”بٹ کوئین“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۲)

کوئی چیز خریدنے کے لیے پیشگی رقم دینا

”پیشگی رقم دینا چیز خریدنے کے لیے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۲)

کھال

☆ اگر جانور مرجائے تو اس کی کھال اتار کر دباغت دے کر فروخت کرنا درست ہے۔ (۱)

---

(۱) وأمّا جلود السباع والحمير والبغال، فما كانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بيعها وما كان بخلافه لم يجز، وهذا بناء على ان الجلود كلها تطهر بالذكاة أو الدباغ الا جلد الانسان والخنزير، واذا طهرت بالدباغ أو بالذكاة، جاز الانتفاع به ويكون محلا للبيع۔ (المحيط البرهاني: (۳۰۲/۷) كتاب البيوع، الفصل السادس: فيما يجوز وما لا يجوز بيعه، نوع آخر: في بيع المحرمات، ط: غفارية كوئٹه)

🗀 فجاز بيعه، ولحوم السباع وشحومها، وجلودها بعد الذكاة كجلود الميتة بعد الدباغ، حتى يجوز بيعها۔ (تبيين الحقائق: (۳۷۸/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

🗀 وجلد ميتة قبل الدبغ لو بالعرض، ولو بالثمن فباطل... و بعده أي الدبغ يباع الا جلد الانسان وخنزير وحية۔ (الدر المختار مع الرد: (۷۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

🗀 وجلد الميتة قبل الدباغ: أي لم يجز بيعه... وبعده يباع۔ (البحر: (۱۳۳/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

🗀 وبيع جلود الميتات باطل إذا لم تكن مذبوحة أو مدبوغة۔ (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الهندية: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، فصل في البيع الفاسد، ط: رشيديه)

🗀 وأمّا جلد السبع والحمار والبغل، فإن كان مدبوغا أو مذبوحا يجوز بيعه؛ لأنه مباح الانتفاع به شرعا، فكان مالا، وإن لم يكن مدبوغا ولا مذبوحا لا ينعقد بيعه۔ (بدائع الصنائع: (۵۵۳/۶) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

☆ اور ذبح کئے ہوئے جانور کی کھال دباغت سے پہلے بھی فروخت کرنا جائز ہے اور دباغت کے بعد بھی۔[۱]

☆ انسان کی کھال اتارنا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کو دباغت دینا اور فروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔[۲]

☆ خنزیر کی کھال دباغت دینے سے بھی پاک نہیں ہوتی اور اس کو کسی صورت میں بھی بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔[۳]

کھال سانپ کی

"سانپ کی کھال" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۲/۴)

کھال علیحدہ کرنے سے پہلے فروخت کرنا

"کھال قربانی سے پہلے فروخت کردینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۱/۵)

کھال قربانی سے پہلے فروخت کردینا

☆ قربانی کا جانور ہو یا قربانی کے علاوہ دوسرا جانور ہو، ذبح کرنے سے پہلے اس کی کھال بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔

البتہ قربانی کرنے والوں کی قربانی درست ہوجائے گی۔

☆ ذبح کرنے کے بعد جانور کی کھال دباغت کے بغیر بھی فروخت کرنا

(۱، ۲، ۳) وقید بالمیتة، لأن جلد المذکاة یجوز بیعه قبل الدباغة ولحوم السباع وشحومها وجلودها بعد الذکاة کجلود المیتة بعد الدبغ فیجوز بیعها۔ (البحر الرائق: (۱۳۳/۶) باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

☐ شامی: (۷۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی التداوی بلبن البنت للرمد قولان، ط: ط: سعید۔

☐ فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیة: (۱۳۳/۲) کتاب البیوع، فصل فی البیع الفاسد، ط: رشیدیه۔

جائز ہے۔[1]

٣٧٢ ☆البتہ جانور ذبح کرنے سے پہلے کھال کی قیمت مقرر کرکے بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، مثلاً کھال بیچنے والا خریدار سے یہ کہے، ہمارے پاس اتنی کھالیں ہوں گی، ذبح کرنے کے بعد اس قیمت پر فروخت کریں گے، پھر ذبح ہونے کے بعد کھال اتار کر وعدہ کے مطابق مقررہ قیمت پر فروخت کردیں تو جائز ہے۔[2]

کھانے پینے کی چیزیں خریدی

اگر کسی نے کھانے پینے کی چیزیں خریدی ہیں، تو ان کو صرف دیکھ لینے سے اختیار ختم نہیں ہوگا بلکہ چکھنے کے بعد اگر پسند آگئیں تو بہتر ورنہ واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔[3]

---

(١) وفسد كبيع ماسكت فيه عن الثمن ... وصوف على ظهر غنم وجوزه الثاني ومالك، وفي السراج: لو سلم الصوف واللبن بعد العقد، لم ينقلب صحيحا، وكذا كل ما اتصاله خلقي كجلد حيوان ونوى تمر وبزر بطيخ۔ (الدر مع الرد: (٥/ ٦٠، ٦٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

🗀 وأشار المصنف إلى أن كل ما بيع في غلافه، فلا يجوز كاللبن في الضرع واللحم في الشاة الحية أو شحمها أو أليتها أو أكارعها أو جلودها۔ (البحر الرائق: (٦/ ١٢٣) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

🗀 فتح القدير: (٦/ ٤١٢) باب البيع الفاسد، ط: مصطفى البابي الحلبي، مصر۔

🗀 وانظر الحاشية السابقة على الصفحة السابقة أيضاً۔

(٢) وعلى هذا لو قال: من جاء بر مكة بعناها اياه بعشرة، فهذا والأول سواء، لأنه وعد البيع هاهنا۔ (شرح السير الكبير: (٣/ ٣٢) باب الأنفال بالأثمان والهبات، ط: دار الكتب العلمية۔

🗀 الوعد أو المواعدة بالبيع ليس بيعاً، ولا يترتب عليه آثار البيع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٢/ ١١٣٧) صيغة مقترحة لقانون البيع الاسلامي، الوعد والموعودة بالبيع، ط: مكتبه معارف القرآن۔

(٣) وفيما يكون المقصود منه اللبن يحتاج الى رؤية الضرع وفيما يعلم بالذوق والشم يحتاج الى ذلك ايضاً، لأن العلم بما هو المقصود انما يحصل به فلا يسقط خياره مالم يرض بعد العلم بما هو المقصود صريحاً أو دلالة۔ (المبسوط للسرخسي: (١٣/ ٧١) كتاب البيوع، باب الخيار بغير شرط، ط: دار المعرفه، بيروت)=

کھانے پینے کے اشیاء کی تجارت

کھانے، پینے کی اشیاء کی تجارت کرنا درست ہے، حضرت حاطب بن ابی (۳۷۳) بلتعہ رضی اللہ عنہ کھانے پینے کی اشیاء وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ (۱)

کھجور خشک وتر میں کمی زیادتی کا حکم

کھجور خشک ہو یا تر دونوں کی جنس ایک ہے، اس لئے ان کی بیع (خرید و فروخت) برابر سرابر کرنا ضروری ہے، کمی زیادتی کر کے بیع کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس لئے تر کھجور کو خشک کھجور کے مقابلے میں دوگنا وزن پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= تبیین الحقائق: (۴۷/۴) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیۃ، ط: امدادیہ ملتان۔

البحر الرائق: (۳۰/۶) کتاب البیع، باب خیار الرؤیۃ، ط: سعید۔

شرح المجلۃ رستم باز: (۱۴۷/۱) المادۃ: ۳۲۳، الکتاب الأول فی البیوع، الباب السادس، الفصل الخامس فی خیار الرؤیۃ، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

(۱) ومنهم حاطب بن أبي بلتعة، سفير المصطفى إلى المقوقس في ترجمته من طبقات ابن سعد:.... وكان تاجرا يبيع الطعام وغيره. (التراتيب الإدارية: (۲۳/۲)، القسم التاسع، الباب الأول في ذكر من كان يتجر في زمن رسول الله ص ثم من اتجر من كبار الصحابة بعده، ط: دار الأرقم)۔

المعارف لابن قتيبة: (۳۱۸/۱)، ذكر من كان على دين قبل مبعث النبي صلى الله عليه وسلم، حاطب بن أبي بلتعة۔ ط: دار المعارف۔

عمدة القاري: (۳۶۷/۱۷)، كتاب المغازي، باب غزوة الفتح، ط: دار الكتب العلمية۔

الطبقات الكبرى لابن سعد: (۱۰۷/۳)، الطبقة الأولى، حاطب ابن أبي بلتعة، ط: مكتبة الخانجي، القاهرة۔

(۲) (ويجوز بيع الرطب بالتمر مثلا بمثل) بيع الرطب بالتمر متفاضلا لا يجوز بالإجماع، ومثلا بمثل جوزه أبو حنيفة رحمه الله خاصه، وقالا لا يجوز ۔ (العناية على هامش فتح القدير: (۴۷/۷) كتاب البيوع، باب الربوا، دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۱۸۱/۵) كتاب البيوع، باب الربوا، مطلب: في استقراض الدراهم عدداً، ط: سعيد =

کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے پڑوسی سے معاوضہ لینا

(۳۷۳) کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے پڑوسی سے معاوضہ لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مثلاً ایک شخص نے ایک زمین خریدی، پڑوس میں ایک مکان ہے، جس کی دیوار میں کھڑکیاں ہیں، کھڑکیاں کھلے رہتے ہوئے بیس سال کا عرصہ ہوا، اب جس نے زمین خریدی ہے وہ مکان بنانا چاہتا ہے، پڑوسی کہتا ہے کہ، اگر تم گھر بناؤ گے تو ہوا بند ہوجائے گی، یا کھڑکی بند ہوجائے گی، لہٰذا تم گھر نہیں بنا سکتے، اگر گھر بناؤ گے تو یا ہماری کھڑکی بند کروگے یا ہوا بند کروگے تو اس کے عوض میں اتنی رقم دینی ہوگی، تو اس قسم کا معاملہ کرنا، اور معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، جس نے زمین خریدی ہے اس کو اپنی زمین پر مکان بنانے کا حق حاصل ہے، (۲) پڑوسی کا روکنا اور اس کے عوض رقم

= ويجوز بيع الرطب بالتمر مثلاً بمثلٍ عند أبي حنيفة رحمه الله، و قالا لايجوز لقوله عليه السلام حين سئل عنه أو ينقص إذا جف؟ فقيل: نعم، فقال عليه السلام: لا إذا، وله ان الرطب تمر لقوله عليه السلام حين اهدى إليه رطب، "أكل تمر خيبر هكذا؟" سماه تمرًا، وبيع التمر بالتمر بمثله جائز۔ (الهداية على صدر فتح القدير: (۲۷/۷) باب الربوا، دار الكتب العلمية۔

(۱) قال الله تعالى: {يٰأيها الّذين امنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل، الا أن تكون تجارة عن تراض منكم}[النساء: ۲۹]

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: الا لاتظلموا، الا! لايحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) باب الغصب والعارية، ط: قديمي)

لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (شامي: (۶۱/۴) كتاب الجهاد، باب التعزير، مطلب في التعزير بالمال، ط: سعيد)

(۲) لأن الملك ما من شأنه ان يتصرف فيه بوصف الاختصاص۔ (شامي: (۵۰۲/۴) كتاب البيوع، مطلب: في تعريف المال والملك والمتقوم، ط: سعيد)

كل يتصرف في ملكه كيف شاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۵۴/۱) المادة: ۱۱۹۲، الباب الثالث، الفصل الأول في بعض قواعد في أحكام الأملاك، ط: دار الكتب العلميه بيروت)

لايمنع أحد من التصرف في ملكه أبداً إلا إذا أضر بغيره۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۶۵۷/۱) المادة: ۱۱۹۷، دار الكتب العلمية بيروت)

لینا جائز نہیں ہے۔[۱]

کھڑی کپاس کی بیع

کپاس کی جو فصل ابھی تک زمین میں کھڑی ہے، اور اسے اتارا نہیں گیا ہو اس کی خرید وفروخت جائز ہے، بشرطیکہ اس میں عقد بیع (خرید وفروخت) کے وقت کھیت میں کچھ دنوں تک چھوڑنے کی شرط نہ لگائی جائے۔[۲]

کھڑے درختوں کی لکڑیاں بیچنا

جنگل سے کھڑے درختوں کی لکڑیاں کاٹنے سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ لکڑیوں کی صورت میں مبیع (بیچی جانے والی چیز) کا وجود نہیں ہے، البتہ لکڑیاں

---

(۱) رجل له باب أو كوة فخاصمه جاره، فصالحه على دراهم معلومة يدفعها إلى الجار ليترك الكوة ولايسدها، كان ذلك باطلا، وكذا لو كان الصلح بينهما على أن يأخذ صاحب الكوة دراهم معلومة ليسد الكوة والباب كان باطلاً، كذا في الظهيرية۔ (الهندية: (۲۵۷/۴) كتاب الصلح، الباب العاشر في الصلح عن العقار ومايتعلق به، ط: رشيديه)

☜ رجل له باب في غرفة أو كوة، فخاصمه جاره، فصالح على دراهم معلومة يدفعها إلى الجار ليترك الكوة ولايسدها كان ذلك باطلاً؛ لأن الجار ظالم في منع صاحب الكوة عن الانتفاع بمال نفسه، وإنما يأخذ المال ليكف عن الظلم، والكف عن الظلم واجب، وكذا لو كان الصلح بينهما على أن يأخذ صاحب الكوة دراهم معلومة ليسد الكوة والباب؛ لأن الجار إنما دفع المال ليمتنع صاحب الكوة عن التصرف في ملكه، والانتفاع بمال نفسه لا على وجه الازالة والتمليك من الغير، وذلك باطل۔ (فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: (۱۰۳/۳، ۱۰۴) كتاب الصلح، باب الصلح عن العقار وعمايتعلق به، ط: رشيديه)

☜ والثالث: أن يكون حقا ثابتا له في المحل فيما لايكون حقاله، أو لايكون حقا ثابتا له في المحل لايجوز الصلح عنه۔ (بدائع الصنائع: (۶۱/۵) كتاب الصلح، ط: رشيديه)

(۲) ومن باع ثمرة لم يبد صلاحها أو قدبدا، جاز البيع... وعلى المشترى قطعها في الحال تفريغاً لملك البائع... وان شرط تركها على النخيل فسد البيع۔ (الهداية: (۲۷/۳) كتاب البيوع، فصل: من باع داراً دخل بناتها في البيع، ط: رحمانيه)

☜ البحر الرائق: (۳۰۰/۵) كتاب البيع، فصل: يدخل البناء والمفاتيح في بيع الدار، ط: سعيد۔

☜ تبيين الحقائق: (۱۲/۴) كتاب البيوع، فصل يدخل البناء... الخ، ط: امداديه ملتان۔

کاٹنے کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا، کیونکہ مبیع کی شکل میں لکڑیاں موجود ہیں۔(۱)

(۳۷۶) کھلاڑیوں کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا

"عورتوں کے جسم کو تجارتی اعلانوں میں استعمال کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۲/۴)

کھلونے جاندار کی شکل میں

"جاندار اشیاء کے مجسمے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۰/۳)

کھلونے جاندار کی تصویر والے

"جاندار کی تصویر والے کھلونے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۲/۳)

کھنڈرات سے نکلنے والے مجسمہ کی بیع

پرانے کھنڈرات سے کھدائی کے دوران سونے یا پیتل وغیرہ کا بت نکل آتا ہے اس کو آثار قدیمہ یا عجائب گھر کی کمپنی یا ہندو خریدتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ بت جب تک اپنی اصلی حالت میں ہو، اس کو کسی مسلمان کے لیے کسی مسلمان کے ہاتھ یا غیر مسلم مثلاً ہندو، بدھوں وغیرہ کے ہاتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے، البتہ بت توڑ کر یا اس کی ہیئت بگاڑ کر مسلمان یا

---

(۱) لبطلان بیع المعدوم (الدر المختار) اذ من شرط المعقود علیه أن یکون موجودا مالا متقوما، وان یکون ملک البائع فیما یبیعه لنفسه، وان یکون مقدور التسلیم. (شامی: (۵۸/۵، ۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه فأنواع: منها أن یکون موجودا فلا ینعقد بیع المعدوم۔ (بدائع الصنائع: (۳۲۶/۴) کتاب البیوع، جواز بیع الثمر، ط: رشیدیه)

ومنها فی البیع: وهو أن یکون موجودا فلا ینعقد بیع المعدوم و ماله خطر العدم۔ (الهندیة: (۲/۳) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع، ط: رشیدیه)

ہندو وغیرہ کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

واضح رہے کہ ایسے کھنڈرات سے برآمد ہونے والے بت کو جائز طریقہ سے فروخت کرنے کی صورت میں قیمت کا پانچواں حصہ اسلامی حکومت کے بیت المال میں جمع کرنا لازم ہے، اور اگر اسلامی حکومت کا بیت المال نہیں تو فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ (۲)

---

(۱) عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ تعالیٰ عنہ أنہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عام الفتح، وھو بمکۃ: إن اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والأصنام... الحدیث، (صحیح البخاری: (۲۹۸/۱) کتاب البیوع، باب بیع المیتۃ والأصنام، ط: قدیمی۔

حرم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والأصنام) أی وإن کانت من ذھب أو فضۃ۔ مرقاۃ المفاتیح: (۶/ ۱۴) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشیدیہ۔

وفی تحریم بیع الأصنام ، دلیل علی تحریم بیع جمیع الصور المتخذۃ من الخشب والحدید وغیرھما... فاذا طمست الصور وغیرت آلات اللھو عن حالتھا یجوز بیع جواھرھا وأصولھا۔ شرح الطیبی: (۲۱۰۴/۷) کتاب البیوع، باب الکسب وطلب الحلال، الفصل الاول، ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز۔

عمدۃ القاری: (۵۵/۱۲) کتاب البیوع، باب بیع المیتۃ والأصنام، ط: دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

(۲) ومن وجد کنزاً فی دار الاسلام فی أرض غیر مملوکۃ کالفلاۃ فان... علی ضرب أھل الجاھلیۃ کالدراھم المنقوش علیھا الصلیب والصنم ففیہ الخمس۔ (الفتاوی الھندیۃ: (۱۸۵/۱) کتاب الزکاۃ، الباب السادس فی زکاۃ الزرع والثمار، ط: رشیدیہ۔

مجمع الأنھر: (۲۱۳/۱) کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

اعلم أن المستخرج من المعدن ثلاثۃ أنواع جامد یذوب وینطبع کالنقدین والحدید، وجامد لا ینطبع... والثالث: مالیس بجامد۔۔۔ ولا یجب الخمس الا فی النوع الأول کذا فی الفتح ومن أصاب رکازاً وسعہ أن یتصدق بخمسۃ علی المساکین، واذا اطلع الامام علی ذلک أمضی ما صنع۔ (حاشیۃ الشلبی علی درر الحکام: (۱۸۵/۱) کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ط: دار احیاء التراث العربیۃ)

من أصاب رکازاً وسعہ ان یتصدق بخمسۃ علی المساکین واذا اطلع الامام علی ذلک أمضی لہ ما صنع؛ لأن الخمس حق الفقراء والمساکین وقد أوصلہ الی مستحقہ۔ (المبسوط للسرخسی: (۲/ ۱۷) کتاب الزکاۃ، باب مایوضع فیہ الخمس، ط: دار المعرفہ)

شامی: (۳۲۳/۲) کتاب الزکاۃ، باب الرکاز، ط: سعید۔

کھیت میں بیج ڈالنے سے پہلے پیداوار کی بیع

(۳۷۸) کھیت میں بیج ڈالنے سے پہلے اس کی پیداوار کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہاں پیداوار معدوم ہے، اور معدوم چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۱)

کھیتی جب کٹے گی تب پیسہ دے دوں گا

''فلانی چیز ہم کو دے دو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۸/۵)

کھیتی زمین کی بیع میں داخل ہوتی ہے یا نہیں

اگر زمین میں کھیتی کھڑی ہے، اور وہ زمین فروخت کردی تو اگر سودے میں کھیتی کا بھی صراحت کے ساتھ ذکر کیا تھا، تب تو وہ بیع میں داخل ہوجائے گی، اور

---

(۱) بیع المعدوم باطل، فیبطل بیع ثمرة لم تبرز اصلاً۔ (شرح المجلہ لسلیم رستم باز: (ص:۹۸) رقم المادة: ۲۰۵، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، فی ما یجوز بیعه وما لا یجوز، ط: مکتبة حنفیه کوئٹه)

نہی رسول اللہ ﷺ عن بیع ما لیس عند الإنسان، ورخص فی السلم۔ (بدائع الصنائع: (۵٦٨/٦) کتاب البیوع، فصل فیما یرجع إلی المعقود علیه، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

وبیع (أی لا یجوز بیع) ما لیس فی ملکه، لبطلان بیع المعدوم۔ (الدر مع الرد: (۵۸/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وشرط المعقود علیه... کونه موجودا، فلم ینعقد بیع المعدوم۔ (شامی: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

شرح المجلہ لخالد الاتاسی: (۸۷/۲) رقم المادة: ۱۹۷، ۱۹۹، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول، فی حق شروط المبیع وأوصافه، ط: رشیدیه۔

إعلاء السنن: (۱۷۵/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن سلف وبیع والشرطین فی بیع وربح مالم یضمن وبیع ما لیس عنده، ط: إدارة القرآن۔

خریدار اس کا مالک بن جائے گا اور اگر زمین کا سودا کرتے وقت کھیتی کا ذکر صاف طور پر نہیں کیا تھا تو وہ بیع میں داخل نہیں ہوگی، اور خریدار اس کا مالک نہیں ہوگا، البتہ اس صورت میں بیچنے والے سے کہا جائے گا کہ وہ اپنی کھیتی کاٹ کر خالی زمین خریدار کو حوالہ کردے۔ (۱)

کھیتی کو ظاہر ہونے سے پہلے فروخت کرنا

زمین پر کھیت ظاہر ہونے سے پہلے کھیت فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

کھیل کے سامان

جو سامان کفر وضلال یا حرام ومعصیت ہی کے کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت اور خرید وفروخت بھی حرام ہے اور جو مکروہ کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی مکروہ ہے اور جو سامان جائز کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی تجارت بھی جائز ہے اور جس سامان کو جائز اور ناجائز دونوں طرح کے کاموں میں

---

(۱) ولا یدخل الزرع فی بیع الأرض بلا تسمیة ولا الثمر فی بیع الشجر الا بالشرط... ویقال للبائع: اقطعها وسلم المبیع؛ لأن ملک المشتری مشغول بملک البائع فکان علیه تفریغه وتسلیمه۔ (تبیین الحقائق: (۱۱/۴) کتاب البیوع، فصل یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: امدادیه ملتان۔

☐ البحر الرائق: (۲۹۷/۵) کتاب البیع، فصل یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: سعید۔

☐ الهدایة: (۲۶/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه۔

(۲) بیع المعدوم باطل، فیبطل بیع ثمرة لم تبرز أصلاً۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۸۰/۱) رقم المادة: ۲۰۵، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول فی شروط المبیع وأوصافه، مکتبه فاروقیه۔

☐ لا خلاف فی عدم جواز بیع الثمار قبل أن تظهر۔ (الشامیة: (۵۵۵/۴) کتاب البیوع، ط: سعید۔

☐ النهر الفائق: (۳۵۹/۳) کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔

☐ أن تباع الثمار قبل ظهورها، وهذا لم یقل أحد بجوازه، سواء جری به التعامل أو لا۔ (تکمله فتح الملهم: (۳۹۳/۱) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها، ط: مکتبه دار العلوم کراچی۔

استعمال کیا جاتا ہے اس کی تجارت جائز ہے۔ (۱)

کھیلوں کے کپڑے

۳۸۰

''اسپورٹس ڈریس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۹/۱)

کیپٹل

''رأس المال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵/۴)

کیسٹ

☆ سادہ کیسٹ، یا جن کیسٹوں میں قرآن کریم، وعظ، تقریر یا اور کوئی دینی مذہبی یا اصلاحی پروگرام ٹیپ ہو، یا اور کوئی ایسی چیز بھری ہوئی ہو جو شریعت کے خلاف نہ ہو، تو ان کیسٹوں کا کاروبار کرنا جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے۔ (۲)

☆ اور جن کیسٹوں میں گانے، ساز، ڈھولک، سارنگی ہارمونیم اور میوزک

---

(۱) أن ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما والافتنزيها۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)۔

جواز البيع يدور مع حل الانتفاع وحرمة الانتفاع بها۔ (مجمع الأنهر: (۱۵۱/۳)، كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية۔

والضابط عندهم (عند الحنفية): أن كل مافيه منفعة تحل شرعا، فإن بيعه يجوز لان الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۳۳۱/۵)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد۔ ط: رشيديه)۔

معارف القرآن لمفتي محمد شفيع: (۲۳/۷)، سورة لقمان، الآية: ۶، ط: إدارة المعارف۔

(۲) قال الله تعالى: وأحل الله البيع وحرم الربوا۔ [سورة البقرة: ۲۷۵]۔

عن رافع بن خديج رضي الله تعالى عنه قال: قيل يا رسول الله! أي الكسب أطيب؟ قال: عمل الرجل بيده، وكل بيع مبرور۔ (مشكاة المصابيح: ص: ۲۴۲، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي۔

المعجم الأوسط: (۳۳۲/۲) رقم الحديث: ۲۱۴۰، باب الألف، من اسمه أحمد، ط: دار الحرمين، القاهرة۔

وغیرہ ٹیپ ہوں، تو ان کیسٹوں کا کاروبار نا جائز اور حرام ہے، اور ان کی آمدنی بھی حرام ہے، کیونکہ یہ گناہوں کے کاموں میں اعانت اور مدد ہے اور گناہوں کے کاموں میں مدد کرنے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں منع فرمایا ہے۔ (۱)

کیکڑا

احناف کے نزدیک کیکڑا حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو تو اس کی خرید وفروخت جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ (۲)

---

(۱) قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الاثم والعدوان۔ [المائدة: ۲]۔

قال النووي: فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليها، وبتحريم الاعانة على الباطل۔ (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۵۱) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: رشيديه۔

الاعانة على المعصية وترويجها وتقريب الناس اليها معصية وفساد في الأرض۔ (حجة الله البالغة: (۲/ ۱۶۹) البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل، بيروت۔

(ويكره) تحريماً (بيع السلاح من أهل الفتنة... لأنه اعانة على المعصية... قلت: وأفاد كلامهم أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً والا فتنزيهاً نهر۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۲۶۸) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد۔

النهر الفائق: (۳/ ۲۶۸) كتاب الجهاد، باب البغاة، ط: رشيديه۔

(۲) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المنتقى مع مجمع الانهر: (۳/ ۸۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

يجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها للأدوية، وما جاز الانتفاع بجلده أو عظمه، أي من حيوانات أو غيرها، قال الحاوي: ولا يجوز بيع الهوام كالحية والفارة والوزغة والضب والسلحفاة والقنفذ، وكل مالا ينتفع به ولا بجلده، وبيع غير السمك من دواب البحر ان كان له ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز۔ (شامی: (۵/ ۶۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها في الأدوية، وإن كان لا ينتفع بها لا يجوز، والصحيح أنه يجوز بيع كل شيء ينتفع به... ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير، وهو المختار۔ (الهندية: (۳/ ۱۱۴) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

کیکڑا کھانا حرام ہے[۱] البتہ اگر اس سے دوائی بنائی جاتی ہے یا اس سے کسی طرح نفع حاصل کیا جا سکتا ہے تو ایسی صورت میں اس کی زندہ ہونے کی حالت میں خرید وفروخت کرنا جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حلال ہے البتہ مردہ ہونے کی حالت میں اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔[۲]

واضح رہے کہ کچھوے، کیچوے اور تمام حشرات الارض کا حکم یہی ہے۔

کیمیکل استعمال کرنا معیار بہتر بنانے کے لئے

''معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) وقوله عزوجل: ويحرم عليهم الخبائث... والضفدع والسرطان والحية ونحوهامن الخبائث۔ (بدائع الصنائع: (۳۵/۵)، كتاب الذبائح والصيود، ط: سعيد)۔

خلاصة الفتاوى: (۳۰۳/۴)، كتاب الصيد، الفصل الخامس فيمايؤكل ومالايؤكل، ط: رشيديه۔

مجمع الأنهر: (۱۶۱/۴)، كتاب الذبائح، فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

(۲) ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بهافي الأدوية، وإن كان لاينتفع بهالايجوز، والصحيح أنه يجوز بيع كل شيء ينتفع به۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۴/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع فيمايجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات۔ ط: رشيديه)۔

ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بهافي الأدوية۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۳۳۸/۸) رقم: ۱۲۱۱۹ كتاب البيوع، الفصل السابع فيمايجوزبيعه ومالايجوز، نوع آخر في بيع الحيوانات۔ ط: مكتبه فاروقيه)۔

رد المحتار: (۶۸/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز۔ ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۱۸۷/۶) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: دار المعرفة۔

لم يجز بيع الميتة۔ لانعدام المالية التي هي ركن البيع۔ (البحر الرائق: (۱۱۵/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

گارمنٹ تصویر والے

''تصویر والے گارمنٹ بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۳/۲)

گارنٹی پر اشیاء فروخت کرنے سے بیع فاسد نہیں ہوگی

آج کل بازاروں میں بہت ساری چیزیں خاص طور پر چائنا کی تقریبا تمام چیزیں پانچ سال کی متعین مدت کی گارنٹی کے ساتھ خرید وفروخت ہوتی ہیں، گارنٹی کی مدت کے دوران اگر چیز خراب ہوجائے تو اس کے بدلے دوسری چیز دینی پڑتی ہے، یا بیچنے والے کمپنی سے یا اپنے خرچے پر اس کی مرمت وغیرہ کا کام کرکے دیتے ہیں، بائع (سیلر) اور خریدار کے درمیان طے ہونے والی گارنٹی کی یہ شرط آج کل عام اور معروف ہوچکی ہے، اس لیے عرف کی وجہ سے اس طرح گارنٹی کی شرط لگانے کی گنجائش ہے، اور اس سے عقد بیع فاسد نہیں ہوگا، اور بائع پر اس شرط کو پورا کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

---

(۱) قوله: استحساناً للتعامل) أى يصح البيع ويلزم الشرط استحساناً للتعامل... وتدل عبارة البزازية والخانيه، وكذا مسألة القبقاب على اعتبار العرف الحادث، ومقتضى هذا أنه لو حدث عرف فى شرط غير الشرط فى النعل والثوب والقبقاب أن يكون معتبراً اذا لم يؤد الى المنازعة... والعرف فى الشرع له اعتبار۔ لذا عليه الحكم قد يدار۔ (الشامية: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى الشرط الفاسد اذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد۔

شرح عقود رسم المفتى: (ص: ۷۵)، ط: مكتبه بشرى۔

وكل شرط لا يقتضيه العقد وفيه منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود عليه وهو من اهل الاستحقاق يفسده... الا أن يكون متعارفاً، لأن العرف قاض على القياس۔ (الهدايه: (۶۱/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

الا ان يكون متعارفا) هذا استثناء من قوله: يفسده، أى أن يكون الشرط متعارفاً بين الناس، كما =

گارنٹی دینا

۳۸۴ عام طور پر تجارتی اور صنعتی ادارے اپنی مصنوعات کے بارے میں یہ گارنٹی دیتے ہیں کہ ان کی مصنوعات صنعتی اور فنی اغلاط سے سالم اور پاک ہیں، اور یہ جس کام کے لئے خریدی جارہی ہیں، اس کے لیے بالکل مناسب ہیں، اگر مصنوعات مذکورہ معیار کے مطابق نہ ہوئیں تو ادارہ ان کو واپس لینے یا تبدیل کرنے یا صحیح کر کے دینے کا ذمہ دار ہوگا، اس سے خریداروں کا ادارے پر اعتماد بڑھ جاتا ہے، اور وہ اطمینان کے ساتھ مصنوعات خریدتے ہیں، خریداروں کو اطمینان دلانا بھی اسلامی تجارت کا خصوصی امتیاز ہے۔

اور مصنوعات کی گارنٹی دو قسم کی متعارف ہیں:

❶ چیز کی صلاحیت کی گارنٹی دینا۔

اس میں بائع (بیچنے والا) اس بات کی گارنٹی دیتا ہے کہ مقررہ مدت کے اندر چیز کی صلاحیت اور اس کا فنی کمال متاثر نہ ہوگا، اگر مسئلہ ظاہر ہوا یا پیدا ہوا تو بائع خود اس کو ٹھیک کرے گا، اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو اس کو تبدیل بھی کر دے گا، یہ گارنٹی زیادہ تر برقی آلات، ٹیلی فون اور موبائیل وغیرہ میں دی جاتی ہے، تاہم اس میں اگر مشتری (خریدار) کے غلط استعمال یا غفلت کی وجہ سے نقص پیدا ہوگیا تو اس کا بائع (سیلر) ذمہ دار نہیں ہوگا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس چیز کی صلاحیت میں سودا ہونے سے پہلے ہی سے

= لو اشترى نعلاً أو شراكين بشرط أن يحذده البائع فلا يفسد به البيع... وفي المبسوط: لا يقال فساد البيع بشرط ثابت بالحديث، والعرف ليس بقاض عليه، لأنه معلول بوقوع النزاع المخرج للعقد عن المقصود به وهو قطع المنازعة والعرف ينفي النزاع فكان موافقاً لمعنى الحديث۔ (البناية شرح الهداية: (۸/۱۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

نقص موجود ہے، تو یہ خیار عیب کی وجہ سے گارنٹی دینا ہوگا، جو بلاشبہ درست ہے [۱]

اور اگر چیز کی صلاحیت میں بیع سے پہلے ہی سے نقص نہیں تھا بلکہ نئے پیدا ہونے والے نقص کی ذمہ داری کے ساتھ گارنٹی دی ہے تو یہ شرط کے ساتھ بیع ہوگی، لیکن چونکہ یہ شرط متعارف ہے، اس لیے جائز ہے۔

۲ چیز اصلی اور معیاری ہونے کی گارنٹی دینا۔

اس میں بائع یہ گارنٹی دیتا ہے کہ مصنوعات کے اجزاء حکومتی یا بین الاقوامی ہدایات، صفات اور خصوصیات کے عین مطابق ہیں، اس قسم کی گارنٹی کا مصنوعات کے اشتہارات میں اعلان کیا جاتا ہے، یا ڈبوں پر یہ بات لکھی جاتی ہے، اور یہ جائز ہے۔ [۲]

گارنٹی فیس ایل سی میں

''ایل سی میں گارنٹی فیس دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۶/۱)

گارنٹی کے ساتھ فروخت کرنا

موجودہ دور میں اپنی مصنوعات کو فروغ دینے اور گاہکوں کی ترغیب کے لیے خریدار کو ایک مدت تک سامان کی اصلاح، مرمت یا تبدیلی کی گارنٹی دیتے ہیں، یہ جائز ہے۔

---

(۱) وخيار العيب يثبت بلا شرط ولا يتوقت ولا يمنع وقوع الملك للمشتري ويورث، لأن المورث استحق المبيع سليما من العيب فكذا وارثه. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۴۳/۱) الكتاب الأول في البيوع، الباب السادس، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: مكتبه فاروقيه.

شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲۸۹/۲) أيضاً، ط: رشيديه.

الجوهرة النيرة: (۲۴۰/۱) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: حقانيه.

الشامية: (۳/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد.

(۲) انظر رقم الحاشية: ۱

واضح رہے کہ شریعت نے خرید وفروخت میں کسی اضافی شرط کو جائز قرار نہیں دیا ہے، اس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس قسم کی گارنٹی کی وجہ سے یہ معاملہ ناجائز ہو، لیکن فقہاء کے نزدیک شریعت کی اس ممانعت کا منشاء جھگڑا فساد کے دروازہ کو بند کرنا ہے۔ اور جو شرطیں معروف اور مروج ہوجاتی ہیں وہ جھگڑا فساد کا باعث نہیں بنتی اس لیے ایسی شرائط جائز ہیں۔[١]

گاڑی بک کرانا

گاڑی بک کرانا جائز ہے، یہ بیع استصناع ہے،[٢] البتہ گاڑی بک کرانے کے بعد قبضہ میں آنے سے پہلے اس کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے،[٣] ہاں جتنے

---

(١) ''گارنٹی پر اشیاء فروخت کرنے سے بیع فاسد نہیں ہوگی'' تحت تخریج ملاحظہ کریں۔

(٢) يجب أن يعلم أن الاستصناع جائز في كل ما جرى فيه التعامل، كالقلنسوة، والخف والأواني المتخذة من الصفر والنحاس، وما أشبه ذلك استحساناً... وجوزناه بتعامل الناس، فان الناس يعاملون الاستصناع في هذه الأشياء من لدن رسول الله صلى الله عليه وسلم الى يومنا هذا من غير نكير ولا رد من الصحابة رضي الله عنهم ولا من التابعين رحمهم الله، وتعامل الناس من غير نكير ولا رد من علماء كل عصر حجة يترك بها القياس، ويخص بها الأثر، ألا ترى أن دخول الحمام بالأجر جائز استحساناً لتعامل الناس من غير نكير من علماء كل عصر وان كان القياس يأبى جوازه، لأن مدة ما يمكث في الحمام، وقدر ما يستعمل من الماء مجهول۔ (المحيط البرهاني: (١٣٤/٧، ١٣٥) كتاب البيوع، الفصل الرابع والعشرون في الاستصناع، ط: دار الكتب العلمية۔

تبيين الحقائق: (١٢٣/٤) كتاب البيوع، باب السلم، ط: امداديه ملتان۔

العنايه شرح الهداية: (١٠٨/٧) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔

كل شيء تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الاطلاق۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (١٧٥/١) رقم المادة: ٣٨٩، الكتاب الأول في البيوع، الباب السابع، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: مكتبه فاروقيه۔

(٣) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''من ابتاع طعاماً فلا يبعه حتى يقبضه''، قال ابن عباس رضي الله عنه تعالى عنهما: وأحسب كل شيء بمنزلة الطعام۔

عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ''من ابتاع طعاماً، فلا يبعه حتى يستوفيه'' قال حدثني أبو الزبير أنه سمع جابر بن عبدالله رضي الله تعالى عنهما يقول: =

میں بک کرائی ہے اتنی رقم لے کر دوسرے آدمی کو حوالہ کرنا جائز ہے۔ (۱)

گاڑی بک کرانے کے بعد قبضہ سے پہلے آگے فروخت کرنا ٣٨٧

مثلاً ایک آدمی کسی کمپنی کی ایک گاڑی پانچ لاکھ روپے کی قیمت پر خریدنے کی غرض سے ایک لاکھ روپے پیشگی ادائیگی پر اپنے لیے بک کرالیتا ہے، گاڑی کمپنی کے پاس تیار نہیں ہوتی، اس لیے وہ ٹائم دیتی ہے، مثلاً چھ ماہ کے بعد گاڑی ملے گی، کچھ رقم کمپنی اس سے وصول کر لیتی ہے، یہ سودا تو جائز ہے، کیونکہ یہ شرعاً استصناع کی صورت ہے، اور اس طرح کا معاملہ کرنا جائز ہے، مثلاً کپڑا بنوانے دیا یا جوتا بنوانے دیا وغیرہ وغیرہ۔ (۲)

لیکن جس شخص نے گاڑی بک کروائی ہے، اور اس کے پاس گاڑی بک کرانے، اور کچھ رقم ادا کرنے کی رسید اور کاغذات موجود ہیں، تو یہ شخص آگے کسی دوسرے شخص کو زائد یا کم قیمت پر گاڑی کی رسید اور کاغذات فروخت نہیں کرسکتا، کیونکہ گاڑی اب تک اس کی ملک اور قبضہ میں نہیں آئی، اس کے پاس صرف کچھ رقم جمع کرانے کی رسید اور کاغذات ہیں، لہٰذا گاڑی بک کرانے والا اگر پانچ، لاکھ روپے پر خریدی ہوئی گاڑی کے کاغذات فروخت کرتا ہے، اور ایک لاکھ روپے کے

= كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول:" اذا ابتعت طعاماً فلا تبعه حتى تستوفيه"۔(الصحيح لمسلم: (۵/۲) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قديمي۔

سنن أبي داؤد: (۱۳۷/۲) كتاب البيوع، باب في بيع الطعام قبل أن تستوفي، ط: امداديه ملتان۔

فيحرم بيع كل شيء قبل قبضه، طعاماً كان أو غيره۔(تكملة فتح الملهم: (۱/۳۵۰) كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: مكتبه دار العلوم كراچي۔

لا يصح بيع المنقول قبل قبضه، لنهيه عليه السلام عن بيع مالم يقبض۔(مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) انظر رقم الحاشية: ۱ على الصفحة الآتية۔

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

مقابلہ میں خریدار سے دو لاکھ وصول کرتا ہے، اور باقی رقم ادا کرنے کے لیے کمپنی کے حوالہ کرتا ہے، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گاڑی بک کرانے والا ایک لاکھ روپے کی رسید کے بدلے میں دو لاکھ روپے وصول کرتا ہے تو یہ سود ہونے کی وجہ سے حرام اور ناجائز ہے، کیونکہ گاڑی اس کے قبضے میں نہیں ہے، صرف ایک لاکھ روپے کی رسید ہے، اس لیے زائد رقم اور منافع کی نسبت گاڑی کی طرف نہیں ہوگی بلکہ ایک لاکھ روپے کی رسید کی طرف ہوگی، لہٰذا اس طرح گاڑیوں کی بکنگ کے بعد بکنگ کی رسیدوں کی خرید وفروخت کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے۔

اسی طرح اگر گاڑی بک کرانے والا کسی مجبوری کی بناء پر ایک لاکھ روپے پر بک کرائی ہوئی گاڑی کو جو کہ ابھی تک قبضہ میں نہیں آئی، کم قیمت پر فروخت کر دیتا ہے تو یہ بھی جائز نہیں ہے، اس واسطے کہ گاڑی تو موجود نہیں ہے، صرف ایک لاکھ روپے کی رسید اور کاغذات ہیں، لہٰذا ایک لاکھ روپے کے کاغذات کو اس سے کم قیمت پر فروخت کرنا یہ بھی سودی معاملہ ہے، لہٰذا یہ بھی ناجائز ہے،[1] البتہ یہ ہوسکتا

---

(۱) واذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم اليه حل التفاضل والنساء... واذا وجدا حرم التفاضل والنساء، لوجود العلة۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانية)

ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والغطارفة، لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه يفتح باب الربا۔ (الهداية: (۱۱۵/۳) كتاب الصرف، ط: رحمانيه)

بيع فلوس معينة بالتفاضل، كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينها، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: انه لا يجوز ايضاً... والذي يظهر لهذا العبد الضعيف أن قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فانه قد نقدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلها في كل شيء، فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعينها لانفتح باب الربا بمصراعيه لكل من ذهب ودب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۸۸/۱) كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، مكتبه دار العلوم كراچی)

"تحريم بيع السندات (الكمبيالات) والمتاجرة بها" هذه المسألة كثيرة الحصول متفشية في عصرنا الحاضر، اذ يبيع كبار التجار والمنتجون سلعاً مؤجل، ثم يأخذون على المشترين منهم وثيقة تعتبر سنداً لهم تسمى كمبيالة، ولكن التجار الدائنين لا يحبون الانتظار حتى تحل ديونهم، فيستعجلون=

ہے کہ ایک لاکھ کی رسید اور کاغذات پر ایک لاکھ روپے وصول کر کے گاڑی بک کرانے کی رسید دوسرے نام منتقل کردے تو یہ حوالہ ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا۔ (۱)

گاڑی خریدنے میں دھوکہ

☆ بعض گاڑیوں کے بروکر گاڑیوں میں بھاری اور اچھا موبل آئل ڈالتے ہیں تاکہ یہ معلوم ہو کہ گاڑی اچھی حالت میں ہے، جبکہ وہ ایسی نہیں ہوتی، تو یہ دھوکہ ہے، ناجائز ہے۔

☆ بعض لوگ خراب اور عیب والی گاڑی کو بیچتے وقت خریدار سے کہتے ہیں کہ یہ آپ کے سامنے گاڑی ہے چلا کر دیکھ لیں، آپ کو پسند آئے تو لے لیں اور عیب کا ذکر نہیں کرتے، جبکہ عیب ایسا ہے کہ گاڑی چلا کر دیکھنے سے بھی اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا، تو یہ دھوکہ ہے جائز نہیں ہے۔

= استيفائها ولو بطريق الربا، فلهذا يلجؤون الى المصارف الربوية ـ البنوك ـ ويبيعون لها هذه السندات ـ الكمبيالات ـ ويقبضون ديونهم حالاً من البنك، الذي لا يعطيهم ديونهم كاملة، بل يخصم منها فائدة معلومة بقدرة حسب المدة.. وهذه الصورة لا شك تندرج تحت الأصل المعروف بربا النسيئة... وهو محرم حرمة [illegible] (الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۲۵۶/۳) أنواع الربا، تحريم بيع السندات، ط: دار القلم)

(۱) قوله: (وتصح في الدين) الشرط كون الدين للمحتال على المحيل... وأما الدين على المحال عليه فليس بشرط. (الشامي: ([illegible]) كتاب الحوالة، ط: [illegible])

(۲) البحر الرائق: ([illegible]) كتاب الحوالة، ط: [illegible]

(۳) مجمع الأنهر: (۲۰۵/۳) كتاب الحوالة، ط: دار الكتب العلمية

(۴) وأما اذا أخذه بعد قبضه من مدير [illegible] أو [illegible] فيمكن تصحيح [illegible] بجعله من باب الاستقراض والحوالة، كما هو المتعارف في المعاملة بالنوط، فان صاحب النوط مستقرض من آخر خمسة أو عشرة أو مائة، ويعطيه النوط بقدر ما أخذه، وليس معنى ذلك الا أنه يحيله على الحكومة في استيفاء حقه منها. (اعلاء السنن: (۱۲/ ۵۳۰) كتاب الحوالة، [illegible] بيع الصكوك، ط: ادارة القرآن)

(۵) الفقه الحنفي في ثوبه الجديد: (۲۵۶/۳) أنواع الربا، تحريم بيع السندات (الكمبيالات) [illegible] قبضها، ط: دار القلم

☆ بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ گاڑی کے بہت سے چھوٹے چھوٹے عیوب بتائیں گے تا کہ خریدار کو اعتماد اور بھروسہ ہو جائے اور اس کو اصل اور بڑے عیب سے بے خبر رکھیں گے، یہ بھی دھوکہ ہے، جائز نہیں ہے۔

☆ بعض تو گاڑی کو بیچتے وقت قسم اٹھا کر کہیں گے کہ یہ گاڑی تو نئی ہے، میں اس کو کسی مجبوری کی وجہ سے بیچ رہا ہوں، حالانکہ حقیقت ایسی نہیں ہے، اس طرح جھوٹ بول کر دھوکہ دینا جائز نہیں۔ (۱)

☆ غرض کہ تاجر حضرات کو چاہیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے اپنی تجارت میں ہر قسم کے دھوکہ کے شائبے سے بچنے کی کوشش کریں، اور اپنے کاروبار کو دھوکہ کی تمام صورتوں سے پاک کریں، اس طرح اپنی تجارت کو پاکیزہ اور بابرکت بنالیں۔ (۲)

(۱، ۲) عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم مر علی صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء يارسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتی يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ وقال الترمذی رحمه الله تعالی: حديث أبی هريرة حديث حسن صحيح، والعمل علی هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء فی كراهية الغش فی البيوع، ط: سعيد۔

🗀 عن حكيم بن حزام رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا أو قال: حتی يتفرقا، فان صدقا بورك لهما فی بيعهما، وان كذبا وكتما محقت بركة بيعهما۔ صحيح البخاری: (۲۷۹/۱) كتاب البيوع، باب اذا بين البيعان ولم يكتما ونصحا، ط: قديمی۔

🗀 عن حكيم بن حزام رضی الله تعالی عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما فی بيعهما وان كذبا وكتما محق بركة بيعهما۔ رواه مسلم۔

قوله: فان صدقا وبينا أی صدق البائع فی اخبار المشتری صفة المبيع وبين العيب ان كان فی السلعة۔ (تكمله فتح الملهم: (۳۷۷/۱) كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

🗀 من علم بسلعة عيباً لم يجز بيعها حتی يبينه للمشتری فان لم يبينه فهو آثم عاص نص عليه أحمد۔ (اعلاء السنن: (۵۸/۱۳) أبواب البيوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن۔

🗀 لايحل كتمان العيب فی مبيع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) =

گاڑی کو گاڑی کے بدلے میں فروخت کرنا

ایک متعین گاڑی کو دوسری متعین گاڑی کے ساتھ تبدیل کرنا، فروخت کرنا ۳۹۱
جائز ہے، چاہے ان کی جنس ایک ہو یا مختلف، خواہ ان کی قیمت برابر ہو یا کم و زیادہ ہو، کیوں کہ گاڑیاں سودی اشیاء میں داخل نہیں۔(۱)

گاڑی کی انشورنس کرنا

انشورنس سود اور دھوکے پر مشتمل ہونے کی وجہ سے حرام ہے۔

انشورنس کروانے والا تھوڑا مال دیتا ہے اور زیادہ لے لیتا ہے کبھی کچھ نہیں لیتا، لہذا گاڑی کی انشورنس کرنا حرام اور ناجائز ہے۔(۲)

= کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فی جملة ما یسقط به الخیار، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۳۵/۶) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

(۱) وإذا عدم الوصفان الجنس، والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء... لقوله عليه الصلاة والسلام: إذا اختلف النوعان فبيعوا كيف شئتم يدا بيد ولا خير فيه نسيئة. (الجوهرة النيرة: (۲۵۹/۱)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: حقانیه)۔

الهداية: (۸۳/۳)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: رحمانیه۔

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵)، کتاب البیوع، باب الربا، مطلب فی الإبراء عن الربا۔ ط: سعید۔

(۲) يا أيها الذين إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطن فاجتنبوه لعلكم تفلحون۔ (المائدة: ۹۰)

القمار كله من الميسر... وهو السهام التي يجيلونها فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم... وحقيقته تمليك المال على المخاطرة، وهو أصل في بطلان عقود التمليكات الواقعة على الأخطار۔ (أحكام القرآن للجصاص: (۴۶۵/۲)، المائدة: ۹۰، ط: دار الكتاب العربي)۔

والميسر) المراد به القمار: هو كل كسب عن طريق المخاطرة، والمغالبة وضابطه: أن يكون فيه من غانم وغارم۔ (تفسير العثيمين: (۶۸/۳)، المائدة: ۹۰، ط: دار ابن الجوزي)۔

وسمي القمار قمارا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ (شامي: (۴۰۳/۶)، کتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)=

گاڑی کے حصے فروخت کرنے کا ایک سودی طریقہ

ایک شخص کو رقم کی ضرورت ہے، وہ اپنی گاڑی کا ایک حصہ مثلاً ایک لاکھ میں فروخت کرتا ہے، اور رقم وصول کر لیتا ہے، پھر دوبارہ اسی وقت اس سے یہ حصہ ایک لاکھ دس ہزار میں قسطوں میں خرید لیتا ہے، اس طرح وہ ایک لاکھ اور گاڑی لے کر چلا جاتا ہے، شریعت کی رو سے یہ خرید و فروخت نہیں ہے بلکہ سود دینے اور لینے کا ایک حیلہ ہے، لہٰذا ناجائز اور حرام ہے، اور ایک لاکھ روپے پر دس ہزار جو نفع کے نام سے سود دینے کا معاہدہ ہوا اس کا بھی لینا اور دینا دونوں حرام ہیں، دوسرے آدمی نے اگر ایک لاکھ سے زائد رقم وصول کی ہے تو اس کو واپس کرنا لازم ہے۔ (۱)

عن أبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة وعن بيع الغرر۔ (صحيح مسلم: ۲/۲، كتاب البيوع، باب بطلان بيع الحصاة والبيع الذي فيه غرر، ط: قديمي)۔

(۱) وقال محمد: هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال اخترعه أكلة الربا، وقد ذمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: "اذا تبايعتم بالعينة واتبعتم أذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم" أي اشتغلتم بالحرث عن الجهاد، وفي رواية: "سلط عليكم شراركم فيدعوا خياركم فلا يستجاب لكم" وقيل: اياك والعينة فانها اللعينة، ثم قال في الفتح ما حاصله: ان الذي يقع في قلبي أنه ان فعلت صورة يعود فيها الى البائع جميع ما أخرجه أو بعضه كعود الثوب اليه في الصورة المارة وكعود الخمسة في صورة اقراض الخمسة فيكره يعني تحريماً۔ (الشامية: (۳۲۶/۵) كتاب الكفالة، مطلب بيع العينة، ط: سعيد۔

ومن صور العينة أن يقرضه مثلاً خمسة عشر ثم يبيعه ثوباً يساوي عشرة بخمسة عشر ويأخذ الخمسة عشر القرض منه فلم يخرج منه الا عشرة وثبت له خمسة عشر... وقال محمد: هذا البيع في قلبي كأمثال الجبال اخترعه أكلة الربا، وقد ذمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: "اذا تبايعتم بالعينة واتبعتم أذناب البقر ذللتم وظهر عليكم عدوكم" أي اشتغلتم بالحرث عن الجهاد۔ وفي رواية: "سلط عليكم شراركم فيدعوا خياركم فلا يستجاب لكم" وقيل: اياك والعينة فانها اللعينة... ثم الذي يقع في قلبي أن ما يخرجه الدافع ان فعلت صورة يعود فيه اليه هو أو بعضه كعود الثوب أو الحرير في الصورة الأولى، وكعود العشرة في صورة اقراض الخمسة عشر فمكروه۔ (فتح القدير: (۱۹۸/۷، ۱۹۹) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية۔

البناية شرح الهداية: (۲۹۲/۸) كتاب الكفالة، ط: دار الكتب العلمية۔

گاڑی گزرگاہ پر پارک نہ کرے

''بازار جانے کے آداب'' عنوان کے نمبر ۱۸ کے تحت دیکھیں۔ (۴۵/۲) ۳۹۳

گاڑی والے کا پولیس کو رشوت دینا

☆ اگر کسی گاڑی والے کے پاس گاڑی کے صحیح کاغذات، لائسنس وغیرہ نہیں، یا سرکاری ٹیکس ادا نہیں کیا، یا قانونی طور پر جتنے مسافر یا مال لانے کی اجازت ہے اس سے زیادہ مسافر یا مال لاد دیا ہے، یا اس قسم کی کسی اور قانونی خلاف ورزی کی وجہ سے پولیس والے گاڑی روک لیں، پھر گاڑی والے چالان سے بچنے کے لیے پولیس والے کو پیسے دیں، تو یہ رشوت ہے، جو نا جائز ہے، رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں سخت گنہگار ہوں گے۔

لیکن اگر گاڑی والے کے پاس اپنی گاڑی کے صحیح کاغذات موجود ہیں، اور سرکاری ٹیکس وغیرہ ادا کرنے کی رسید بھی موجود ہے، اور کسی طرح کی قانونی خلاف ورزی بھی نہیں کی، پھر بھی حسب عادت بلا وجہ پولیس والے گاڑی والوں کو تنگ اور پریشان کریں، اور پیسے کے بغیر نہ چھوڑیں یا بے بنیاد الزام یا غلط دفعہ ڈال کر چالان کرنا چاہیں، تو ان حالات میں پولیس کے ظلم سے بچنے کے لیے مجبوراً ان کو رشوت دینی پڑے تو اس کی گنجائش ہوگی، دینے والا گنہگار نہیں ہوگا، لیکن رشوت لینے والے پولیس اہلکار گنہگار ہوں گے، اور ان کے حق میں یہ پیسے رشوت کہلائے گی جو کہ حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) وعن عبداللہ عمرو قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشي والمرتشي۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

▭ واعلم أن الرشوة أنواع... منها أن يهدى الرجل الى رجل مالاً بسبب أن ذلک الرجل قد خوفه فيهدى اليه مالاً ليدفع الخوف عن نفسه أو يهدى الى السلطان مالاً ليدفع الظلم عن نفسه أو عن ماله =

گانٹھوں کے حساب سے خرید وفروخت

جو چیز گانٹھوں کے حساب سے خرید وفروخت کرتے ہیں وہ کیلی یا وزنی نہیں ہیں، اگر یہ چیزیں گانٹھوں کی صورت میں سامنے موجود ہیں، تو ان کی طرف اشارہ کر کے بیع (خرید وفروخت) کرنا جائز ہے، تولنا ضروری نہیں ہے، لیکن جتنی چیز کی بیع کی جائے گی اس کا سامنے موجود ہونا ضروری ہوگا۔ (۱)

گانجہ

گانجہ کی تجارت مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر کسی نے کر لی تو صحیح ہوجائے گی،

= وهذا نوع لا يحل الأخذ لأحد، واذا أخذ يدخل تحت الوعيد المذكور في هذاالباب وهل يحل للمعطي الاعطاء؟ عامة المشايخ على أنه يحل لأنه يجعل ماله وقاية لنفسه أو يجعل ماله وقاية للباقي۔ ونوع منها أن يهدى الرجل الى رجل مالاً ليسوى أمر فيما بينه وبين السلطان ويعينه في حاجته وانه على وجهين الوجه الأول أن تكون حاجته حراماً وفي هذاالوجه لا يحل للمهدى الاعطاء ولا للمهدى اليه الأخذ۔ (الفتاوى الهندية: (۳۳۱/۳) كتاب أدب القاضي، الباب التاسع في رزق القاضي وهديته ودعوته... الخ، ط:رشيديه۔

المحيط البرهاني: (۱۹۰/۲) كتاب القضاء، الفصل التاسع في رزق القاضي وهديته... الخ ومما يتصل هذاالفصل فصل الرشوة، ط:ادارة القرآن۔

الشامية: (۳۶۲/۵) كتاب القضاء، مطلب في الكلام على الرشوة والهدية، ط:سعيد۔

(۱) اذا كان المبيع حاضراً في مجلس البيع تكفي الاشارة الى عينه مثلاً لو قال البائع للمشترى: بعتك هذاالحصان وقال المشترى اشتريته وهو يراه صح البيع۔

وقال العلامة سليم رستم باز: وكذا لو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة وهي مجهولة الكمية صح البيع ايضاً لأن المبيع اذا كان مشاراً اليه لا يحتاج الى معرفة قدره ووصفه مالم يكن ربوياً بيع مثله۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۹/۱) رقم المادة: ۲۰۲، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط:مكتبه فاروقيه۔

والأعواض المشار اليها لا يحتاج الى معرفة مقدارها في جواز البيع، لأن بالاشارة كفاية في التعريف وجهالة الوصف فيه لاتفضي الى المنازعة۔ (الهداية: (۲۱/۳) كتاب البيوع، ط:رحمانيه۔

الجوهرة النيرة: (۲۲۶/۱) كتاب البيوع، ط:حقانيه۔

اورآمدنی حرام نہیں ہوگی۔ (۱)

(۱) یحرم أكل البنج والأفيون والحشيشة لكن دون حرمة الخمر، فإن أكل شيئاً من ذلك لا حد عليه وإن سكر، بل يعزر بمادون الحد۔ (شامي: (۶/۴۵۷) كتاب الأشربة، ط:سعيد)

یحد مسلم ناطق مكلف شرب الخمر ولو قطرة أسكر من نبيذ طوعاً۔ (الدر مع الرد: (۴/۳۷) كتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط:سعيد)

حرم أكل بنج وحشيشة وأفيون لكن دون حرمة الخمر، ولو سكر بأكلها لا يحد، بل يعزر۔ (شامي: (۴/۴۲) كتاب الحدود، باب حد الشرب، ط:سعيد)

ويحرم أكل البنج والحشيشة والأفيون لكن دون حرمة الخمر، فإن أكل شيئاً من ذلك لا حد عليه بل يعزر بما دون الحد۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۴/۲۵۱) كتاب الأشربة، ط:مكتبه غفاريه كوئٹه)

وشرب البنج للتداوي لا بأس به۔ (البزازية على هامش الفتاوى الهندية : (۶/۱۲۹) كتاب الاشربة، ط:رشيديه)

المبسوط للسرخسي: (۹/۲۴) كتاب الاشربة، ط:غفارية كوئٹه۔

شامي: (۴/۴۲) كتاب الحدود، باب حد الشرب، ط:سعيد۔

ثم السبب ... إن لم يكن محركاً وداعياً بل موصلاً محضاً، وهو مع ذلك سبب قريب بحيث لا يحتاج في إقامة المعصية به إلى إحداث صنعة من الفاعل كبيع السلاح من أهل الفتنة وبيع العصير ممن يتخذه خمراً فكله مكروه تحريماً بشرط أن يعلم به البائع والآجر دون تصريح به باللسان، فإنه ان لم يعلم كان معذوراً۔ (جواهر الفقه: (۲/۴۵۲) تفصيل الكلام في مسئلة الاعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكامه، ط:مكتبه دار العلوم كراچی)

يجوز بيع العصير ممن يعلم أنه يتخذه خمراً ؛ لأن المعصية لا تقوم بعينه بل بعد تغييره۔ (الدر المختار) (قوله: حتى يعلم) فيه إشارة إلى أنه لو لم يعلم لم يكره بلا خلاف۔ (شامي: (۶/۳۹۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط:سعيد)

(ويجوز بيع العصير ممن يتخذه خمراً) أي: من ذمي، فلو من مسلم كره بالإتفاق ؛ لأنه إعانة على المعصية، ومفاده أنه إن لم يعلم ذلك لم يكره بلا خلاف۔ (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۴/۲۱۲) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:غفاريه كوئٹه)

إن العصير ممن يتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلا تحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم۔ (شرح الأشباه والنظائر: (۱/۹۷) الفن الأول، مباحث النية، باب البيع الفاسد، ط: ادارة القرآن والعلوم الاسلاميه كراچی)

گانوں کی سی ڈیز

”گانوں کی کیسٹیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۶/۵)

گانوں کی کیسٹیں

گانوں اور فلموں کی کیسٹیں اور سی ڈیز وغیرہ کی تجارت کرنا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور اس سے حاصل ہونے والی آمدنی حرام ہے کیوں کہ یہ فحاشی، بے حیائی، بے راہ روی اور انارکی پھیلانے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب کی دھمکی دی ہے۔ (۱)

گاہک

گاہک اور خریدار اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑی نعمت ہے اور دکاندار کی روزی کا ذریعہ ہے اگر دکان میں کوئی گاہک نہ آئے تو کمائی کہاں سے ہوگی، گھر کا چولہا کیسے جلے گا، اس لئے خریداروں کی قدر کرنی چاہئے۔ (۲)

گاہک کو قرض دیکر نفع لینا

”نفع کی شرط پر گاہک کو قرض پر رقم دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۹/۶)

---

(۱) اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ النور: ۱۹۔

لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن، ولا خير في تجارة فيهن وثمنهن حرام في مثل هذا أنزلت هذه الآية "ومن الناس من يشتري لهو الحديث"۔ (الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: (۳/۱۲۳)، حرف اللام، ط: دار الكتاب العربي)۔

جامع الترمذي: (۲/۱۵۳)، أبواب التفسير، ومن سورة لقمان، ط: سعيد۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

(۲) عنوان ”گاہک کے ساتھ حسن سلوک“ کے تحت تخریج دیکھیں۔

گاہک کو مال خریدنے کے لیے وکیل بنانا

''خرید کر بیچ دو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۰/۳)

گاہک کی خرید وفروخت

موجودہ دور میں بازاروں میں گاہک بھی فروخت ہوتے ہیں مثلاً ایک دکاندار کا مستقل گاہک ہے اور وہ دکاندار اپنا کاروبار ختم کررہا ہے یا دوسری جگہ منتقل ہو رہا ہے تو وہ گاہک دوسرے دکاندار کے حوالے کرکے کچھ پیسے لے لیتا ہے حالاں کہ گاہک کو اس کا پتہ بھی نہیں ہوتا، اس طرح گاہک کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے کیوں کہ گاہک مال نہیں اور جو مال نہیں اس کی تجارت جائز نہیں۔ (۱)

اخبار اور دودھ بیچنے والے جب اخبار اور دودھ گھر گھر پہنچانے کا اپنا کاروبار خوب مستحکم کرلیتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد پورے علاقے کے گاہوں اور گھروں کو اخبار اور دودھ بیچنے والے نئے آدمی پر فروخت کرتے ہیں اور پگڑی کے طور پر کچھ رقم لے لیتے ہیں اس طرح گاہک اور گھروں کو بیچنا جائز نہیں اور اس سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے۔ (۲)

گاہک کی رائے معلوم کریں

تاجروں کے چاہیے کہ اپنی مصنوعات کے بارے میں گاہک کی رائے

(۱، ۲) ولا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة۔

قوله: کحق الشفعة) قال فی الأشباه: فلو صالح عنها بمال بطلت ورجع۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۱۸) کتاب البیوع، مطلب: لا یجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة، ط: سعید)۔

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، الفن الثانی، الفوائد، کتاب البیوع، ط: قدیمی۔

لا یجوز لأحد أن یأخذ مال أحد بلا سبب شرعی، وإن أخذ ولو علی ظن أنه ملکه وجب علیه رده. (شرح المجلة لرستم باز۔ (۵۱/۱)، المادة: ۹۷، المقالة الثانیة فی بیان القواعد الکلیة الفقهیة۔ ط: فاروقیه)

معلوم کریں اور اسے اہمیت دیں، اور رائے معلوم کرنے کے لیے اپنے اہم گاہکوں کو سوال نامہ بھی بھیجیں پھر جوابات آنے پر ان کی چاہت کے مطابق چیز بنائیں تا کہ چیز ان کو پسند آئے۔

گاہک کے پیسے سے مال خرید کر اسی پر نفع سے فروخت کرنا

”خریدار کے روپیہ سے مال خرید کر اسی پر نفع سے بیچنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۲/۳)

گاہک کے ساتھ حسن سلوک

گاہک اور خریدار اللہ تعالی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے اور کمائی کا ذریعہ ہے لیکن یہ چلتی راہ کے مسافر ہوتے ہیں، اس لئے ان کے ساتھ اچھے اخلاق اور بہترین برتاؤ کے ساتھ پیش آنا چاہئے اس سے گاہک متاثر ہوتا ہے۔ترشی، سختی اور بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے سے بچنا چاہئے، اگر بدمزگی پیدا ہوگی تو گاہک کی پوزیشن خراب نہیں ہوگی، دکاندار کی پوزیشن خراب ہوگی، پھر بعد میں رونا پڑے گا اور عاملوں کی جیب گرم کرتا رہے گا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میزان عمل میں اچھے اخلاق کے برابر کسی عمل کا وزن نہیں ہوگا اور اللہ تعالی گالی گلوچ کرنے والے بدزبان سے بغض رکھتے ہیں۔(۱)

---

(۱) قال اللہ تبارک وتعالی: وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ۔ سورة القلم: ۴۔

عن أبي الدرداء رضي الله عنه عن النبي - صلى الله عليه وسلم - قال ان أثقل شيء يوضع في الميزان للمومن يوم القيامة خلق حسن وان الله يبغض الفاحش البذي رواه الترمذي۔(التفسير المظهري: (۳۲/۱۰) سورة القلم، الآية: ۴، ط: رشيديه)

جامع الترمذی: (۲۰/۲)، أبواب البر، باب ماجاء في حسن الخلق، ط: سعيد۔

گاہک کے ہاتھ سے کوئی چیز ٹوٹ جائے

گاہک دکاندار کے پاس آکر سامان دیکھ رہا ہے یا مختلف قسم کے سامانوں کا معائنہ کر رہا ہے اس دوران اس کے ہاتھ سے کوئی چیز گر کر یا ویسے ٹوٹ گئی یا خراب ہوگئی تو گاہک پر ضمان واجب نہیں ہے۔(۱) ۳۹۹

گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا

بعض دکاندار ایک گاہک کو ایک دام سے کوئی چیز فروخت کرتے ہیں، اور دوسرے گاہک کو وہی چیز کسی دوسرے دام سے فروخت کرتے ہیں، شرعاً تمام گاہکوں میں برابری کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ شریعت میں ایک کے مال کو دوسرے کے مال کے عوض رضامندی کے ساتھ تبدیل کرنے کو بیع کہتے ہیں، اور شریعت نے اس معاملے میں کسی کو پابند نہیں کیا اس لیے دکاندار کے لیے ایسا کرنا جائز ہے، البتہ ناجائز منافع سے پرہیز کرنا چاہیے، ورنہ برکت ختم ہوجائے گی، اور کاروبار تباہ ہوجائے گا۔(۲)

---

(۱) أما علی سوم النظر فغیر مضمون مطلقا۔

قوله: (أما علی سوم النظر) بأن یقول: هاته حتی أنظر إلیه أو حتی أریه غیري ولا یقول فإن رضیته أخذته۔ وقوله (مطلقا) أي سواء ذکر الثمن أو لا اهـ ح عن النهر، ولا یخفی أن عدم ضمانه إذا هلك۔ أما لو استهلکه القابض فإنه یضمن قیمته۔ (الدر المختار مع الرد: (۴/ ۵۷۴) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، مطلب المقبوض علی سوم النظر، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۳/ ۳۲)، کتاب البیوع، باب خیار الشرط۔ ط: دار المعرفة

النهر الفائق: (۳/ ۳۷۰)، کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رشیدیه۔

(۲) قال: فخر الاسلام البیع لغة مبادلة المال بالمال وکذا فی الشرع، لکن زید فیه قید التراضی۔ (فتح القدیر: (۵/ ۴۵۵) کتاب البیوع)

وجاء تعریف البیع فی کثیر من کتب الفقهیة بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۱۰۶) مقدمة فی بیان الاصطلاحات الفقهیة ط: دار الجیل)

تبیین الحقائق: (۴/ ۲) کتاب البیوع، ط: امدادیه ملتان۔

گاہکوں کے ساتھ خیر خواہی

اسلام خیر خواہی سکھاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الدین النصیحة: دین سراسر خیر خواہی ہے۔

یعنی جو دین دار شخص ہوگا وہ ہمیشہ بندے کا خیر خواہ ہوگا، وہ ہر کسی کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرے گا، یہ دین اسلام کی ایک بنیادی تعلیم ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ ایک دن ظہر کے بعد دکان بند کر کے اپنے گھر کی طرف جارہے تھے، آپ سے ایک آدمی ملے، انہوں نے پوچھا: نعمان! کیا آپ دکان بند کر کے گھر جارہے ہیں؟ امام اعظم نے فرمایا ہاں میں نے دکان بند کردی ہے پوچھا کیوں بند کردی ہے؟ فرمانے لگے اس لئے بند کردی کہ آج آسمان پر بادل آگئے ہیں، روشنی پوری نہیں ہے، جس کی وجہ سے کسٹمر کو کپڑے کی کوالٹی کی صحیح ججمنٹ نہیں ہوتی، اس لئے میں نے دکان بند کردی ہے تاکہ کوئی کم قیمت والے کپڑے کو بیش قیمت سمجھ کر مجھ سے نہ خرید لے، اسے دھوکہ نہ لگ جائے، ایک دکاندار اپنے کسٹمر کا اتنا خیر خواہ تھا۔

گائے کے بچے نے کتیا کا دودھ پی لیا

''کتیا کا دودھ پینے والے گائے کے بچے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۲۹۱)

گائے کے بدلے بھینس خریدنا

''بھینس کے بدلے گائے خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۱۳۷)

گائے مرگئی

''مرغی مرگئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۱۴۹)

گاہک چھینا

"مارکیٹنگ کے ذریعہ دوسروں کی حق تلفی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

گائے کا گوشت دیکر بکری کا گوشت لیا

گائے کا گوشت دیکر بکری کا گوشت لیا تو دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں، کمی بیشی جائز ہے، مگر ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے، ورنہ سود ہونے کیوجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

"گٹکا" کی تجارت

اگر گٹکے میں ناپاک اور حرام چیز شامل نہیں ہے تو اس کی تجارت حرام نہیں ہے لیکن کچھ اچھا بھی نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) ویجوز بیع اللحمان المختلفة بعضها ببعض متفاضلاً یعنی لحم البقر بلحم الابل، أو بلحم الغنم... للاختلاف بین أصلهما فجاز أحدهما بالآخر متفاضلاً، ولا یجوز نسیئة، لأنه قد جمعهما قدر واحد وهو الکیل، أو الوزن کذا فی النهایة۔ (الجوهرة النیرة: (۲۶۱/۱، ۲۶۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: حقانیه۔

▭ لحم الابل والبقر والغنم وألبانها اجناس مختلفة یجوز بیع البعض بالبعض متفاضلاً یداً بید ولا خیر فیه نسیئة۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۲۰/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل السادس فی تفسیر الربا وأحکامه، ط: رشیدیه۔

▭ واللحوم معتبرة بأصولها فان... اختلف الأصلان اختلف اللحمان فیجوز بیع أحدهما بالآخر متساویاً، ومتفاضلاً بعد أن یکون یداً بید، ولا یجوز نسیئة لوجود أحد وصفی علة ربا الفضل وهو الوزن۔ (بدائع الصنائع: (۱۸۹/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعید۔

(۲) (وصح بیع غیر الخمر) مما مر، ومفاده صحة بیع الحشیشة. قلت: وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة هل یجوز؟ فکتب لا یجوز، فیحمل علی أن مراده بعدم الجواز عدم الحل.

(قوله وصح بیع غیر الخمر) أي عنده، خلافا لهما في البیع والضمان، لکن الفتوی علی قوله في البیع، وعلی قولهما في الضمان إن قصد المتلف الحسبة وذلك یعرف بالقرائن، وإلا فعلی قوله کما في التتارخانیة وغیرها. ثم إن البیع وإن صح لکنه یکره کما فی الغایة۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۵۳/۶) کتاب الأشربة، ط: سعید)

▭ حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۲۲۵/۴)، کتاب الأشربة، ط: دار المعرفة۔

اور اگر اس میں ناپاک یا حرام چیز شامل ہے تو اس کی تجارت جائز نہیں ہے (۱) اور کمائی بھی حلال نہیں ہے۔ (۲)

۴۰۲

گدھے کا گوشت

☆ اگر گدھے اور کتے کو باقاعدہ ذبح کیا گیا، تو ان کا گوشت اور چمڑا بیچنا جائز ہے، لیکن کھانا جائز نہیں۔ (۳)

☆ اور اگر گدھے اور کتے کو باقاعدہ ذبح نہیں کیا گیا تو مردہ گدھے اور مردہ

---

(۱) وإذا وقعت قطرة من البول أو الدم في خل أوزيت لايجوز بيعه ، كذافي التارخانية۔ (الفتاوى الهندية: (۱۱۶/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز۔ الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات۔ ط: رشيديه)۔

🗀 الفتاوى التارخانية: (۳۴۳/۸)، كتاب البيوع، الفصل السابع عشر في بيع المحرمات، نوع آخر في بيع المحرمات۔ ط: فاروقيه۔

🗀 قاضيخان على هامش الهندية: (۱۴۳/۲)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔

(۲) عن ابن عباس: وقال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله تعالى إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴)، كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. ط: إدارة القرآن)

🗀 ولايجوز بيعها لحديث مسلم، لذي حرم شربها حرم بيعها۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۴۹/۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد)۔

🗀 وقال عليه السلام: إن الذي حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: (۴۹۷/۴)، كتاب الأشربة، ط: رحمانيه)

(۳) ويجوز بيع لحوم السباع والحمر المذبوحة في الرواية الصحيحة ولايجوز بيع لحوم السباع الميتة، كذا في محيط السرخسي، وأما جلود السباع والحمر والبغال فما كانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بيعها ومالا فلا۔ (الهندية: (۱۱۵/۳) الفصل الخامس في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات ط: رشيديه)

🗀 قوله: وجلد ميتة قيد بها لأنها لو كانت مذبوحة فباع لحمها أو جلدها جاز؛ لأنه يطهر بالذكاة إلا الخنزير "خانية"۔ (شامی: (۷۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوي بلبن البنت للرمد قولان، ط: سعيد)

🗀 البحر الرائق: (۸۱/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

کتے کا گوشت اور چمڑا فروخت کرنا حرام ہے۔(۱)

گڈول

(۴۰۳) آج کل کی اصطلاح میں کاروبار، دکان اور کمپنی وغیرہ کے نام کو ''گڈول'' کہتے ہیں، یہ مال نہیں ہے۔(۲)

شریعت کی رو سے اس کی کوئی قیمت نہیں ہے، دنیوی قانون میں اس کو مالی حیثیت حاصل ہے، لیکن شریعت کی رو سے یہ صحیح نہیں ہے، اس لیے گڈول فروخت کرکے معاوضہ لینا جائز نہیں ہے، البتہ کاروبار، دکان اور کمپنی کے ادارے کو اس نام کی وجہ سے زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے۔

اسی طرح دکان، کاروبار اور کمپنی سے دست برداری کی صورت میں اپنے حصے کا عوض لینا جائز ہے۔(۳)

گڈول چرانا

''تجارتی نام چرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۳/۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۳، علی الصفحة السابقة۔

(۲) المال مایمیل إلیه طبع الانسان، ویمکن ادخاره إلی وقت الحاجة منقولاً کان أو غیر منقول۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۱۷/۱) رقم المادة: ۱۲۶، الکتاب الأول فی البیوع، المقدمة فی بیان الاصطلاحات الفقهیة المتعلقة فی البیوع، ط: رشیدیه)

شرح المجله لسلیم رستم باز: (۵۷/۱) رقم المادة: ۱۲۶، مکتبه فاروقیه۔

البحر الرائق: (۲۵۶/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

(۳) ولایجوز الاعتیاض عن الحقوق المجردة کحق الشفعة، وعلی هذا لایجوز الاعتیاض عن الوظائف بالاوقاف، وفیها فی آخر بحث تعارض العرف مع اللغة: المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لکن افتی کثیر باعتباره، وعلیه، فیفتی بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (شامی: (۵۱۹/۴) کتاب البیوع، مطلب فی النزول عن الوظائف، ط: سعید)

شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۱۲۱/۲) رقم المادة: ۲۱۶، الکتاب الأول فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الثانی: فی مایجوز بیعه ومالایجوز، ط: رشیدیه۔

گراج کارڈ

(۴۰۴) گراج کارڈ کا طریقہ یہ ہے کہ کمپنی لوگوں کو گراج کارڈ دیتی ہے، اس طور پر کہ جب لوگ گراج کارڈ کے ذریعہ پیٹرول خریدیں گے تو کمپنی گراج کو خود بل ادا کردے گی، پھر کمپنی مہینے کے آخر میں حساب لگا کر پورا اسٹیمنٹ بھی بھیجے گی، اور اس دوران کمپنی نے جتنی رقم ادا کی ہے وہ بھی وصول کرے گی اور اس پر مزید پندرہ فیصد سود بھی وصول کرے گی تو شرعاً یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ واضح طور پر سود ہے اور سود لینا دینا حرام ہے، اس لئے گراج کارڈ کی تجارت کرنا یا اس سے پیٹرول خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

گردے کی خرید وفروخت

گردے کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، انسان اپنے جسم اور اپنے اعضاء کا مالک نہیں ہے، اس لئے انسان کے لئے اپنا گردہ یا جسم کا کوئی عضو کسی کو دینا یا بیچنا جائز نہیں۔ (۲)

---

(۱) قال اللہ تعالی: أحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ [سورۃ البقرۃ: ۲۷۵]

عن جابر رضی اللہ تعالی عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربوا ومؤکلہ وکاتبہ وشاھدیہ، وقال ھم سواء۔ (صحیح مسلم: (۲۷/۲) کتاب البیوع، باب الربوا، ط: قدیمی۔

مشکاۃ المصابیح: ص: ۲۴۳، کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

(۲) والآدمي محترم بعد موته على ما كان عليه في حياته. فكما يحرم التداوي بشيء من الآدمي الحي إكراما له فكذلك لا يجوز التداوي بعظم الميت. قال صلى الله عليه وسلم: كسر عظم الميت ككسر عظم الحي. (شرح السير الكبير: (۹۲/۱)۔ باب دواء الجراحة، ط: دار الكتب العلمية)۔

الانتفاع بأجزاء الآدمی لم یجز۔ قیل للنجاسۃ، وقیل: للکرامۃ ھو الصحیح کذا فی جواھر الأخلاطی۔

الفتاوی الھندیۃ، (۵: ۳۵۴)، کتاب الکراھیۃ، الباب الثامن عشر فی التداوی والمعالجات۔ ط: رشیدیہ۔

وحرمۃ الانتفاع بأجزاء الآدمی لکرامتہ۔ (الھدایۃ: (۴۱/۱)، کتاب الطھارۃ، باب الماء الذی یجوز بہ الوضوء۔ ط: شرکۃ علمیۃ ملتان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آزاد آدمی کو بیچ کر اس کی قیمت کھانے پر سخت وعید کا ذکر فرمایا ہے، اور انسان کے کسی عضو کی بیع بھی اس میں داخل ہے۔ (۱)

مزید یہ خرابی ہے کہ یہ انسان کے اعضاء کی تجارت کا ذریعہ بن جائے گا اور غریبوں کو مال کا لالچ دے کر گردہ لے لیا جائے گا، ہسپتال میں آپریشن کے دوران چوری چھپکے گردہ نکال لیا جائے گا، اور ظالم بے رحم لوگ، لوگوں کو اغواء کر کے گردہ نکال لیں گے اس طرح اغواء کا معاملہ بڑھ جائے گا، لوگ گم ہوتے جائیں گے، مریضوں کا اضافہ ہو جائے گا اور اموات کی کثرت ہو جائے گی، معاشرہ برباد ہو جائے گا۔

گروی پر مکان لینا دینا

آج کل ایک طریقہ یہ بھی رائج ہے کہ جو شخص اپنا مکان کرایہ پر دینا چاہتا ہے، وہ کرائے پر دینے کے بجائے کرایہ دار سے ایک بڑی رقم مثلاً پانچ لاکھ روپے یکمشت لے لیتا ہے اور اس کو رہائش کے لیے اپنا مکان دے دیتا ہے، کہ جب کرایہ دار مکان خالی کر کے واپس کرے گا یا مکان کا مالک واپس لے گا، تو مکان کا مالک لی ہوئی رقم واپس کر دے گا، اس کو گروی پر مکان لینا دینا کہتے ہیں۔

یہ طریقہ مکان کے مالک اور کرایہ دار دونوں ہی کے لیے پرکشش ہے، کرایہ دار سمجھتا ہے کہ اس کو کچھ دینا نہیں پڑا اور اس نے جو رقم دی وہ اسے پوری واپس مل گئی، جبکہ مکان کے مالک کو اگر کاروبار میں سرمایہ کی ضرورت ہے تو وہ سمجھتا

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: قال الله: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره.
(صحيح البخاري: (۱/۲۹۷)، رقم الحديث: ۲۲۲۷، كتاب البيوع، باب إثم من باع حرا. ط: قديمي)
☜ سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷٦)، أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي۔
☜ السنن الكبرى للبيهقي: (٦/۱۲۱)، كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره۔ ط: إدارة تاليفات أشرفيه۔

ہے کہ اسے اس طرح مطلوبہ سرمایہ مل گیا، اور اگر اسے سرمایہ کی ضرورت نہ ہو تو وہ یہ سوچتا ہے کہ وہ یہ رقم بینک میں جمع کرا دے گا جہاں سے اس کو کم از کم رائج کرایہ کے بقدر نفع باعزت طریقہ سے ملتا رہے گا اور اس کو کرایہ وصول کرنے کے لیے ہر مہینے کرایہ دار کے پیچھے بھاگنا نہیں پڑے گا۔

یہ معاملہ سودی ہے، ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ مکان کے مالک نے جو یکمشت رقم وصول کی ہے، اس کی حیثیت قرض کی ہے، اس قرض کے مقابلہ میں وہ قرض خواہ کو اپنا مکان مفت رہائش کے لیے دیتا ہے، اور قرض دے کر نفع حاصل کرنا سود ہے۔ (۱)

گروی رکھی ہوئی چیز کو بیچنا

''رہن کو بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۳/۴)

گریٹنگس کارڈ (Greetings Card)

عید کارڈ کی طرح سال گرہ اور مدرز ڈے وغیرہ میں عیسائی لوگ کارڈ استعمال کرتے ہیں جس کو گریٹنگس کارڈ سے موسوم کرتے ہیں، اس قسم کے کارڈ کی تجارت جائز اور درست ہے، کیونکہ اس میں تصویر مقصود نہیں ہوتی، بلکہ تابع ہوتی ہے، جیسا کہ موجودہ دور میں اکثر چیزوں کے لیبل پر تصویر ہوتی ہے، اس قسم کی چیزوں کی تجارت بلا کراہت جائز ہے، البتہ دکان یا مکان میں تصویر والی اشیاء کو چھپا

(۱) عن علی قال: قال رسول اللہ ﷺ: کل قرض جز منفعة فهو ربا۔ (کنز العمال: (۲۳۸/۶) رقم الحدیث: ۱۵۵۱۶، حرف الدال، کتاب الدعوی، الکتاب الثانی، الباب الثانی، فصل فی لواحق کتاب الدین، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن: (۴۹۸/۱۴، ۵۰۰) کتاب الحوالة، ط: ادارة القرآن۔

فیض القدیر للمناوی: (۲۸۷/۹)، رقم الحدیث: ۲۳۳۶، ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض۔

کر رکھنا چاہیے تا کہ حدیث کی خلاف ورزی نہ ہو۔ (۱)

”گڑ“ سے شہد بنانے والی مکھیوں کا شہد

”فارمی شہد“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۷۶)

گڑیا

بچوں کے کھلونوں کے طور پر جو گڑیا بازار میں ملتی ہیں وہ جاندار کے مجسمے ہیں، ان کو بنانا اور فروخت کرنا جائز نہیں ہیں، اور آمدنی بھی حرام ہے۔

یہ حقیقت میں بت ہیں، بت بنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) لكن في الخزانة: ان كانت الصورة مقدار طير يكره، وإن كانت اصغر فلا۔ (شامي: (۱/۶۴۸) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب: اذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط:سعيد۔

الأمور بمقاصدها: يعني أن الحكم الذى يترتب على أمر يكون على مقتضى ماهو المقصود من ذلك الأمر... ثم اعلم أن الكلام هنا على حذف المضاف، والتقدير: حكم الأمور بمقاصد فاعلها: أي الأحكام الشرعية التي تترتب على أفعال المكلفين منوط بمقاصدهم من تلك الأفعال، فلو أن الفاعل المكلف قصد بالفعل الذى فعله أمراً مباحاً، كان فعله مباحاً، وان قصد أمراً محرماً كان فعله محرماً۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/۱۴) رقم المادة: ۲، المقالة الثانيه في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط:مكتبه فاروقيه۔

الامور بمقاصدها۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۱) القاعدة الثانية، الأمور بمقاصدها، ط:قديمي۔

وذكر قاضيخان في فتاواه ان بيع العصير ممن يتخذه خمراً أن قصد به التجارة فلايحرم وان قصد به لأجل التخمير حرم۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۱) القاعدة الثانية، الأمور بمقاصدها، ط:قديمي۔

(۲) فقال ابن عباس لا احدثك الا ماسمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعته يقول: "من صور صورة فان الله معذبه حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافخ فيها ابدا" فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال ويحك ان ابيت الا ان تصنع فعليك بهذا الشجر كل شيء ليس فيه روح۔ (البخارى: (۱/۲۹۶) كتاب البيوع، باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح ومايكره من ذلك، ط: قديمي)

اذا ثبت كراهة لبسها ثبت كراهة بيعها وصيغها لمافيه من الاعانة على مايجوز وكل ما ادى الى مالايجوز لايجوز۔ (الدر مع الرد: (۶/۳۶۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط:سعيد)=

گڑیاں

۴۰۸ بچوں کے کھیل کے لیے مٹی یا پلاسٹک، یا پتھر یا کسی بھی چیز کی بنی ہوئی گڑیا اور مورتیاں خریدنا اور فروخت کرنا بیع باطل ہے۔ شریعت میں ان کھلونوں کی کچھ قیمت نہیں۔ لہٰذا ان چیزوں کے کچھ دام نہ دلائے جائیں گے، اور اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی دینا نہ پڑیگا،[۱] ایسے کھلونوں کا بنانا حرام ہے،[۲] اور ان کو آمدنی کا ذریعہ بنانا بھی حرام ہے۔[۳]

= عمدة القاری: (۱۲/۳۸) باب بیع التصاویر، ط: دار إحیاء التراث العربي۔

لایحل عمل شيء من هذه الصور ولایجوز بیعها ولا للتجارة لها والواجب ان یمنعوا من ذلک۔ (بلوغ القصد والمرام، (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، "تصاویر کی تجارت، ص: ۸۹" ط: إدارة المعارف)

جواهر الفقه، (۷/۲۶۳) ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

ماقامت المعصیة بعینه یکره بیعه تحریما والافتنزیها۔ (الدرمع الرد: (۶/ ۳۹۱) کتاب الحظر والاباحة، فصل في البیع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۸/ ۳۷۱) کتاب الکراهیة، فصل في البیع، ط: سعید۔

(۱) "گڑیوں کی تجارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) وظاهر کلام النووي في شرح مسلم، الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان، وقال: وسواء صنعه لما یمتهن أو لغیره، فصنعته حرام بکل حال؛ لأن فیه مضاهاة لخلق الله تعالی وسواء کان في ثوب أو بساط، أو درهم، وإناء، وحائط وغیرها۔ (الشامیة: (۱/ ۶۴۷) کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة، مطلب: اذا تردد الحکم بین سنة وبدعة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲/ ۲۷) کتاب الصلاة، باب مایفسد الصلاة ومایکره فیها، ط: سعید۔

تکمله فتح الملهم: (۴/ ۱۶۳) کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان، حکم الصور الشمسیة، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی۔

(۳) لایحل عمل شيء من هذه الصور، ولا یجوز بیعها ولا التجارة لها، والواجب أن یمنعوا من ذلک۔ (بلوغ القصد والمرام: (ص: ۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام، ص: ۸۹، عنوان: تصاویر کی تجارت، ط: ادارة المعارف۔

ما قامت المعصیة لعینه یکره بیعه تحریماً والا فتنزیهاً۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۹۱) کتاب الحظر والاباحة، فصل في البیع، ط: سعید۔ =

گڑیوں (Dolls) کی تجارت

☆اگر گڑیوں میں سر، آنکھ، کان، ناک وغیرہ اعضاء واضح موجود ہیں، تو ان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے اور یہ مٹی کی بنی ہوئی ہوں یا کپڑے یا پلاسٹک وغیرہ سے سب کا حکم برابر ہے۔ اور یہ خریدنا، گھر، دکان، آفس یا گاڑی وغیر میں رکھنا یا بچوں کے کھیلنے کے لیے لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

موجودہ زمانے کی جاندار کے مجسمے والی گڑیوں کے جواز پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جائز ہونے پر استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ اس میں متعدد احتمالات ہیں اور متعدد احتمالات رکھنے والی حدیث سے استدلال کرنا درست نہیں۔ (۲)

= والظاهر أن الكراهة التي ذكرها الحنفية في بيعها قبل فصلها تحريمية، لما قال ابن الهمام في أول شرحه لِ "فصل فيما يكره" من الهداية: "لما كان دون الفاسد، أخر عنه، وليس المراد بكونه دونه في الحكم المنع الشرعي، بل في عدم فساد العقد، وإلا فهذه الكراهات كلها تحريمية لا نعلم خلافاً في الاثم اهـ" ومقتضاه أن لا يطيب الثمن للبائع۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۳۱۸/۱) الشرط الثاني: كون المبيع متقوماً، القسم الأول: ما وضع لمحظور، ط: مكتبه معارف القرآن۔

(۱) وكذا باطل بيع مال غير متقوم كالخمر والخنزير... ويدخل فيه فرس أو ثور من خزف لاستيناس الصبي؛ لأنه لا قيمة له، ولا يضمن متلفه۔ الدر المنتقى مع المجمع: (۷۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

اشترى ثوراً أو فرساً من خزف لاجل استئناس الصبي لا يصح ولا قيمة له فلا يضمن متلفه۔ (الدر مع الرد: (۲۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

اشترى ثوراً أو فرساً من خزف لاستئناس الصبي لا يصح ولا قيمة له ولا يضمن متلفه كذا في القنية۔ (الهندية: (۲۱۵/۳) الباب العشرون في البياعات المكروهة والأرباح الفاسدة، فصل في الاحتكار، ط: رشيديه۔

(۲) ويحتمل ان يكون مخصوصاً من احاديث النهي عن اتخاذ الصور لما ذكرنا من المصلحة، ويحتمل ان يكون قضية عائشة رضي الله تعالى عنها هذه في أول الهجرة قبل تحريم الصورة۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۶۸/۶) كتاب النكاح، باب الولي في النكاح، ط: رشيديه۔)=

گڑیوں کی خرید وفروخت

۳۱۰ جو گڑیا جاندار کی شکل کی ہو، اس کو گھر میں رکھنا اور اس کو بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، اور لعنت کا باعث ہے، حدیث میں جاندار کی تصویر رکھنے پر بڑی سخت وعید آئی ہے، بچوں کے لیے بھی اس قسم کی چیز گھر میں لانا جائز نہیں، ہاں ایسے کھلونے جو جاندار کی شکل پر نہ ہوں بچوں کے لئے لانا جائز ہے۔[1]

گز اور میٹر

''میٹر اور گز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۴/۶)

گز پر کپڑا بیچنا میٹر پر خرید کر

''میٹر پر کپڑا خرید کر گز پر فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۲/۶)

= والمراد ههنا مایلعب به الصبية من الخرق والرقع، ولم يكن لها صور مشخصة كالتصاوير المحرمة۔ (حاشية مشكوٰة شريف: (۲۸۲/۲) رقم الهاشية: ۵، كتاب النكاح، باب عشرة النساء، ط: قديمى)

وجزم ابن الجوزى بان الرخصة لعائشة رضى الله تعالىٰ عنها فى ذٰلك كان قبل التحريم۔ (عمدة القارى: (۲۶۳/۱۵) كتاب البر والصلة، باب الانبساط إلى الناس، ط: دار الفكر، بيروت)

(۱) وظاهر كلام النووى فى شرح مسلم، الاجماع على تحريم تصوير الحيوان، وقال: وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره، فصنعته حرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالىٰ، وسواء كان فى ثوب أو بساط أو درهم وإناء وحائط وغيرها اهـ ....

قوله: أو لغير ذى روح) لقول ابن عباس للسائل "فان كنت لا بد فاعلاً فاصنع الشجر وما لا نفس له" رواه الشيخان، ولا فرق فى الشجر بين المثمرة وغيرها۔ (الشامية: (۶۴۷/۱، ۶۴۹) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۲۷/۲، ۲۸) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد۔

تكملة فتح الملهم: (۱۶۳/۴) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، حكم الصور الشمسية، ط: مكتبه دار العلوم كراچى۔

گز چھوٹا ہے

"چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۰/۳)

گز سے ناپ کر بکنے والی چیز

جو چیزیں تول کر نہیں بکتیں بلکہ گز سے ناپ کر، یا گن کر بکتی ہیں، ان کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دے کر اسی قسم کی چیز لیں، جیسے کیلے دے کر دوسرے کیلے لیں، یا گلاس دے کر گلاس، یا کپڑا دے کر دوسرا کپڑا لیں، تو برابر ہونا شرط نہیں کمی بیشی جائز ہے، لیکن اسی وقت لین دین ہوجانا واجب ہے۔[1]

گفٹ

آج کل عام طور پر حکومت اور کمپنیوں کی جانب سے مال وسامان خریدنے والے ملازم، دکانداروں سے تحفے تحائف اور گفٹ وصول کرتے ہیں اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر دکاندار صرف ان کو تحفے تحائف دیتے ہیں عام خریداروں کو نہیں دیتے تو یہ ایک قسم کی رشوت ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے،[2] اور

---

(۱) ويجوز بيع البيضة بالبيضتين الخ) أى بيع العددى المتقارب بجنسه متفاضلاً جائز ان كانا موجودين لانعدام المعيار، وان كان أحدهما نسيئة لايجوز، لأن الجنس بانفراده يحرم النساء۔(العناية شرح الهداية:(۲۰/۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط:دار الكتب العلمية۔

درر الحكام شرح غرر الأحكام:(۱۸۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط:دار احياء التراث العربية۔

الربا... لغة الفضل مطلقاً، وشرعاً:فضل أحد المتجانسين على الآخر... بالمعيار الشرعي وهو الكيل والوزن ففضل عشرة أذرع من الثوب الهروى على خمسة أذرع منه لايكون رباً، لانتفاء المعيار الشرعي۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام:(۱۸۶/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط:دار احياء الكتب العربية۔

شرح الوقاية:(۲۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط:ادارة الحرم۔

(۲) وفى المصباح:الرشوة مايعطيه الشخص الحاكم وغيره ليحكم له أو يحمله على مايريد۔(شامى: (۳۶۲/۵)، كتاب القضاء، مطلب فى الكلام على الرشوة، ط:سعيد)۔

عن عبدالله بن عمرو قال:لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشى والمرتشى۔(مشكاة المصابيح: (ص:۳۲۶)، كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثانى، ط:قديمى)=

اگر دکاندار تمام خریداروں کو تحفے تحائف دیتے ہیں تو اس صورت میں تحفہ تحائف لینا جائز ہے،(۱) مگر یہ ملازم کا حق نہیں بلکہ حکومت کے ادارے یا کمپنی کا حق ہے، اس قسم کے تحفے تحائف ملازم کے لئے اپنے پاس رکھنا جائز نہیں ہے۔(۲)

گمراہ کن کتابوں کی تجارت

شریعت مقدسہ نے مسلمانوں کو شرک و بدعت، فحش ناول، اور لادینیت اور گمراہی پھیلانے والی کتابیں، اور جرائم پیشہ لوگوں کے جرائم پر مبنی کتابیں مطالعہ کرنے سے منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ دین سے دوری اور گمراہی کا سبب بنتی ہیں، اور مطالعہ کرنے والوں کے عقائد اور اعمال برباد ہونے کے ہوتے ہیں اور وہ اس کی وجہ سے مجرم اور معاشرے کے لیے ناسور بھی بنتے ہیں اس لیے ایسی کتابوں کے

= والإسلام يحرم الرشوة في أي صورة كانت وبأي اسم سميت، فتسميتها باسم الهدية لايخرجها عن دائرة الحرام إلى الحلال۔ (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوي: (ص: ۲۷۱) ط: مصطفى البابي الحلبي مصر)۔

(۱) أهدى إلى رجل شيئا أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلابأس۔ (الفتاوى الهندية: (۵/ ۳۴۲) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)۔

اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۴۶۲)، كتاب الصيد، ط: سعيد)

الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه۔ (الهندية: (۳/ ۱۷۱)، كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن والحط... إلخ، ط: رشيديه)۔

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لاتظلموا، ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)۔

لايجوز التصرف في مال غيره بغير إذنه۔ (شرح الحموي: (۲/ ۳۴۳)، كتاب الغصب، ط: إدارة القرآن)۔

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك الغير بلاإذنه... وإن فعل كان ضامنا۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱)، رقم المادة: ۹۶، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبه فاروقية)۔

مطالعہ سے اور تجارت وخرید وفروخت سے بچنا ضروری ہے، تاکہ یہی تاجر لادینیت کا آلۂ کار اور معاون نہ بنیں، اور مجرموں کے جرائم میں حصہ دار نہ بنیں۔

۴۱۳ تاہم اچھے اور پختہ علماء کرام کے لیے حقیقت معلوم کرکے جواب دینے کی نیت سے ایسی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی گنجائش ہے، تاکہ لوگوں کو ان کتابوں کے مطالعہ سے منع کرسکیں۔ (۱)

گمشدہ کی بیع

گمشدہ جانور یا گم شدہ چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ بائع (سیلر) گمشدہ چیز کو فی الحال حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے اور جس چیز کو بیع (بیچنے) کے وقت پر حوالہ پر قدرت نہ ہو اس کی بیع صحیح نہیں ہوتی۔ (۲)

---

(۱) قال العلامة محمود آلوسی: واستدل بعضهم على القول بأن لهو الحديث الكتب التي اشتريها النضر بن الحارث على حرمة مطالعة التواريخ الفرس القديمة وسماع ما فيها، وقراءته وفيه بحث، ولايخفى ان فيها من الكذب مافيها فالاشتغال بها لغير غرض ديني خوض في الباطل۔ (روح المعاني: ۱۰۷/۲۱) سورة لقمان، ۶، ط: رشيديه۔

☐ إذا أصاب المسلمون الغنائم وكان فيما اصابوا مصحف فيه شيئ من كتب اليهود والنصارى... فإنه لاينبغي للإمام ان يقسم ذلك في غنائم المسلمين مخافة ان يقع في سهم رجل من المسلين... وبيعه من المشركين مكروه، (فتاوى التاتارخانية: (۲۱۳/۵) كتاب السير، الفصل الثاني والعشرون في قسمة الغنائم، نوع آخر في الخطأ يظهر في القسمة في الغنيمة، ط: قديمي)

☐ الفتاوى الهندية: (۲۱۵/۲) كتاب السير، الباب الرابع في الغنائم، الفصل الثاني في كيفيته القسمة ط: رشيديه۔

(۲) ومنها أن يكون مقدور التسليم عند العقد فان كان معجوز التسليم عنده لا ينعقد وان كان مملوكاً له كبيع الآبق۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۷/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الذي يرجع الى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔

☐ يلزم أن يكون المبيع مقدور التسليم، فبيع غير مقدور التسليم باطل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) رقم المادة: ۱۹۸، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: مكتبه فاروقيه۔=

گناہ کا ذریعہ بننے والی چیز

جو چیز گناہ کا ذریعہ بنتی ہے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے کیوں کہ گناہ کا ذریعہ بننے والی چیز بھی گناہ ہے اور گناہ کا ارتکاب کرنا حرام ہے۔(۱)

گناہ معاف ہوتا ہے تجارت سے

''تجارت سے گناہ معاف ہوتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۶/۲)

گناہ میں مال خرچ کرنا مال کی بربادی ہے

مال اللہ تعالی کی نعمت ہے، گناہ کے کاموں میں مال کو خرچ کرنا اللہ کی نعمت کی ناشکری ہے، اور ناشکری نعمت کو گھٹاتی ہے اور اس سے محروم کرتی ہے، عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ مال کی فراوانی کی وجہ سے اللہ تعالی کی نافرمانی ہوتی ہے، پھر یہ نافرمانی، مال کی بے برکتی، مصیبت، حادثہ، ایکسیڈنٹ، خطرناک بیماری، تنگی اور غربت کا سبب ہوتی ہے اور پانی سر سے گذر جانے کے بعد احساس ہوتا ہے۔

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مال کو برباد اور ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے، بربادی یہ ہے کہ اللہ پاک حلال کمائی سے

= بیع ماهو غير مقدور التسليم باطل، كبيع سفينة غرقت لا يمكن اخراجها من البحر أو حيوان نادر لا يمكن امساكه وتسليمه. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۸/۱) رقم المادة: ۲۰۹، ط: مكتبه فاروقيه.

(۱) وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. المائده: ۲۔

فإذا ثبت كراهة لبسها... ثبت كراهة بيعها وصيغها لما فيه من الإعانة على ما لا يجوز وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز. (الدر المختار مع الرد: (۳۶۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة فصل في اللبس ط: سعيد)

وما كان سببا لمحظور فهو محظور. (شامي: (۳۵۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة قبيل فصل في اللبس. ط: سعيد).

نوازے اور اسے اللہ کے حرام کئے ہوئے راستہ میں خرچ کیا جائے۔ (۱)

گناہ میں معاون نہ بنیں

ہر مسلمان پر دینی اعتبار سے فرض ہے کہ وہ اپنی استطاعت اور استعداد کی حد تک برائی اور فحاشی کے انسداد کے لئے جدوجہد کرے، لہٰذا کسی بھی مومن کے لئے مال ودولت کی خاطر برائی اور فحاشی کے فروغ میں معاون اور مددگار بننا بالکل جائز نہیں ہے، قرآن مجید نے دنیا میں زندگی گزارنے کا بہترین اصول یہ بتایا ہے:

وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ. (سورۃ المائدہ:۲)

ترجمہ: نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہو، گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کے معاون نہ بنو، اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک وہ سخت عذاب والا ہے۔

گنتی کے حساب سے خرید وفروخت کرنا

''مبیع کی تعیین ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۲/۶)

گندگی کھانے والے جانوروں کی خرید وفروخت کرنا

بعض جانور مثلاً مرغی، گائے اور بکری وغیرہ گندگی اور بدبودار چیزیں کھانے

---

(۱) عن محمد بن سوقة، قال: سأل رجل سعيد بن جبير: عن نهي النبي، صلى الله عليه وسلم عن إضاعة المال، قال: هو أن يرزقك الله رزقا حلالا، فتنفقه فيما حرم الله عليك۔ (اصلاح المال لابن أبي الدنيا: (ص: ۲۰۰)، رقم الحديث: ۱۱۵، ط: دار الوفاء)۔

حلية الأولياء لأبي نعيم: (۲۸۱/۴)، فمن الطبقة الأولى من التابعين، سعيد بن جبير، ط: دار الكتاب العربي۔

مصنف ابن أبي شيبة: (۳۳۱/۵)، رقم الحديث: ۲۶۶۰۲، كتاب الأدب في الإسراف في النفقة، ط: مكتبة الرشد۔

کے عادی ہوتے ہیں، اگر ایسی چیزیں کھانے کی وجہ سے ان سے بدبو محسوس ہوتی ہو، تو ایسی صورت میں ان کا کھانا اور خرید وفروخت کرنا مکروہ ہے، تاہم اگر ان کو گندگی کھانے سے روک لیا جائے اور بدبو زائل ہونے تک بند رکھا جائے تو پھر ان کا کھانا اور خرید وفروخت کرنا بلا کراہت جائز ہوگا۔ (۱)

گندم کا آٹا اور چنے وغیرہ کا آٹا

اگر ایک طرف گندم کا آٹا ہے، اور دوسری طرف چنے کا آٹا ہے یا جوار وغیرہ کا آٹا، تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا لازم نہیں، البتہ دونوں جانب سے ہاتھ در ہاتھ لین دین ہونا ضروری ہے، ورنہ سود کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔ (۲)

گندے انڈے فروخت کرنے کا حکم

☆ انڈے جب خراب ہوجائیں تو وہ مال نہیں رہتا، ان کا فروخت کرنا جائز نہیں، اگر کہیں ایسا معاملہ ہوگیا اور گاہک ان گندے انڈوں کو استعمال میں نہیں

---

(۱) الجلالة التی تأکل العذرہ کرہ لحمها، وتحبس الجلالة حتی یذهب نتن لحمها، وفی المنتقی: الجلالة المکروهة التی اذا قربت وجدت منها رائحة، فلاتؤکل ولایشرب لبنها، ولا یعمل علیها، وتلک حالها، ویکرہ بیعها وهبتها وتلک حالها۔ (شامی: (۶/۳۴۰) کتاب الحظر والإباحة، ط:سعید)

ولاتؤکل الجلالة ولایشرب لبنها؛ لأنه علیه السلام نهی عن أکلها وشرب لبنها، والجلالة التی تعتاد أکل الجیف، ولاتخلط فیکون لحمها منتناً، ولو حبست حتی یزول النتن حلت۔ (البحر الرائق: (۸/۱۸۲) فصل فی الأکل والشرب، ط:سعید)

الهندیة: (۵/۲۸۹) کتاب الذبائح، الباب الثانی فی بیان ما یؤکل من الحیوان وما لا یؤکل، ط:رشیدیه۔

(۲) ولو باع الحنطة بالشعیر متفاضلاً یداً بید جاز۔ (الفتاوی الهندیه: (۳/۱۱۹) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل السادس فی تفسیر الربا وأحکامه، ط:رشیدیه۔

اذا باع الکیلی بالکیلی والجنس مختلف مثل الحنطة بالشعیر جاز فیها التفاضل ولا تجوز النسیئة۔ (النتف فی الفتاوی: (۱/۵۱۳) کتاب الهبة، ط:مؤسسة الرسالة، بیروت۔

العنایة شرح الهدایة: (۷/۱۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط:دار الکتب العلمیة۔

لایا تو شرعاً اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دکاندار کو گندے انڈے واپس کر کے اس سے اپنے پیسے لے لے۔(۱)

۴۱۷

گن کر بکنے والی چیزوں کا تبادلہ

”گز سے ناپ کر بکنے والی چیز“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۱/۵)

گنیش کی مورتی

شو جی اور پاربتی کا بیٹا، جسے ہندو دانائی اور مشکل کشائی کا بیٹا مانتے ہیں ان کی تجارت حرام اور آمدنی بھی حرام ہے، اور ایسے تاجروں پر آخرت میں سخت عذاب ہوگا۔(۲)

---

(۱) من اشترى بيضا أو بطيخا أو قثاءً أو خيارًا، أو جوزًا فكسره، فوجده فاسدًا، فإن لم ينتفع به رجع بالثمن؛ لأنه ليس بمال فكان البيع باطلاً۔ (الهداية: (۳۵/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه)

تبيين الحقائق: (۳۷/۴) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: امداديه ملتان۔

الفتاوى الهنديه: (۸۴/۳) كتاب البيوع، الباب الثامن في خيار العيب، الفصل الثالث فيما يمنع الرد بالعيب... الخ، ط: رشيديه۔

(۲) والحاصل ان جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في دود القز، ط: سعيد)

الدر المنتقى على هامش مجمع الانهر: (۸۴/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفاريه كوئٹه۔

المحيط البرهاني: (۳۳۲/۹) كتاب البيوع، الفصل السادس فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، نوع آخر في بيع المحزمات، ط: إدارة القرآن۔

والضابط عندهم ان كل ما فيه منفعة تحل شرعاً فان بيعه يجوز لان الاعيان خلقت لمنفعة الانسان۔ (الفقه الاسلامي وادلته: (۳۳۳۱/۵) الفصل الاول، عقد البيع، المبحث الرابع البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه كوئٹه)

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

عن ابن عباس، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ان الله تعالى اذا حرم شيئاً حرم ثمنه۔ (سنن الدار قطني: (۳۸۸/۳) رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

گوبر کی خرید وفروخت

۴۱۸ گوبر کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔(خالص گوبر بیچنا بھی جائز ہے، ''اوپلے'' کی شکل میں بھی، اور کھاد کی صورت بھی)(۱)

گوشت درآمد کرنا کافر ممالک سے

''کافر ممالک سے گوشت درآمد کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۱/۵)

گوشت کے اندر پانی ڈالنا

گوشت اور اوجھڑی کو پانی کی ضرورت نہیں ہوتی، فروخت کرنے والے گوشت کے وزن کو بڑھانے کے لئے پانی ڈالتے ہیں، یہ دھوکہ ہونے کہ وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، آج کل قصائیوں میں یہ طریقہ شروع ہوا ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت مشینی پریشر یا کسی اور ذریعہ سے گوشت میں پانی بھر دیا جاتا ہے، ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق ایسا گوشت متعدد خطرناک امراض کا سبب بنتا ہے، عام طور پر ایسا

---

(۱) ويجوز بيع السرقين والبعر، والانتفاع بها، وأمّا العذرة فلايجوز الانتفاع بها مالم يخلط بالتراب، ويكون التراب غالبًا، وهذا؛ لأنّ محلية البيع بالمالية، والمالية بالانتفاع، والنّاس اعتادوا الانتفاع بالبعر والسرقين من حيث الالقاء في الأرض لكثرة الريع۔(المحيط البرهاني: (۳۰۲/۷) كتاب البيع في بيع المحرمات، ط: غفارية كوئٹه)

ويكره بيع العذرة خالصة، وجاز لو مخلوطة، وجاز بيع السرقين مطلقًا في الصحيح عندنا، لكونه مالامنتفعا به لتقوية الأرض في الانبات۔(مجمع الانهر: (۲۱۱/۳) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: غفارية كوئٹه)

كره بيع العذرة لا السرقين؛ لأنّ المسلمين يحملون السرقين وانتفعوا به في سائر البلاد والامصار من غير نكير فإنّهم يلقونه في الأراضي لاستكثار الريع۔(البحر الرائق: (۳۶۵/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشديه)

قال الاتقاني: ولنا ان السرقين مال فجاز بيعه كسائر الاموال۔(حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۵۷/۷) كتاب الكراهية، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

گوشت بازار میں فروخت ہوتا ہے، یہ دوگنا گناہ اور ظلم ہے، تمام مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہئے۔(۱)

گوشت میں پانی بھر دینا

''گوشت کے اندر پانی ڈالنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۸/۵)

گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا

حضرت راشد بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت میں ہوا بھر کر بیچنے سے منع فرمایا ہے۔(۲)

آج کل گوشت میں پانی بھرا جاتا ہے یہ بھی جائز نہیں ہے، کیوں کہ اس صورت میں پانی کو گوشت کے بھاؤ میں فروخت کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ سے قسطوں پر نیلام کی جانے والی زمین خریدنا

اگر حکومت زمین نیلام کرتے وقت یہ اعلان کرتی ہے کہ اگر نقد روپے سے

---

(۱) ویکرہ النفخ فی اللحم الذی یریدہ للبیع، لمافیہ من الغش۔ (المغنی لابن قدامۃ: (۳۱۰/۱۳) کتاب الصید والذبائح، رقم المسألۃ: ۱۷۳۱، فصل: ویکرہ سلخ الحیوان۔ ط: دار عالم الکتب)

☐ عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی صبرۃ طعام، فأدخل یدہ فیہا، فنالت أصابعہ بللاً فقال: ماہذا یاصاحب الطعام؟ قال: أصابتہ السماء یارسول اللہ! قال: أفلاجعلتہ فوق الطعام کی یراہ الناس، من غش فلیس منا۔ رواہ مسلم وابن ماجہ والترمذی وأبوداود۔ (الترغیب والترہیب: (۳۵۰/۲)، کتاب البیوع، الترہیب من الغش والترغیب فی النصیحۃ فی البیع، ط: دار الکتب العلمیۃ)

☐ صحیح مسلم: (۷۰/۱)، کتاب الإیمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: قدیمی۔

☐ انظر أیضاً الحاشیۃ الآتیۃ تحت عنوان: ''گوشت میں ہوا بھر کر بیچنا''۔

(۲) عن راشد بن سعد رضی اللہ عنہ قال: نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النفخ فی اللحم للبیع. (مصنف ابن أبی شیبۃ: (۳۰۸/۷)، الرقم: ۲۳۶۶۹، کتاب البیوع والأقضیۃ، فی اللحم ینفخ فیہ للبیع، ط: دار القبلۃ)

خریدی جائے تو اس کی قیمت کم ہوگی، اور اگر قسطوں پر ادھار خریدی جائے تو قیمت زیادہ ہوگی تو یہ صورت جائز ہے، لیکن اگر قسطوں کی صورت میں یہ کہے کہ قیمت تو وہی نقد روپے کی ہے باقی سود کے طور پر اتنی اضافی رقم لی جائے گی، تو یہ صورت جائز نہیں ہوگی، اس طرح قسطوں پر نیلام کی جانے والی زمین خریدنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

گورنمنٹ کی زمین خریدنا

گورنمنٹ سے گورنمنٹ کی زمین خریدنا جائز ہے۔ (۲)

گوشت کی تجارت

حلال جانور کے گوشت کی تجارت کرنا جائز ہے، یعنی ہر روز یا جب بھی

---

(۱) نهى رسول الله ﷺ عن بيعتين في بيعة۔ وقال الترمذى: وقد فسر بعض اهل العلم قالوا: بيعتين في بيعة أن يقول: أبيعك هذا الثوب بنقد بعشرة، وبنسيئة بعشرين ولا يفارقه على أحد البيعين، فإذا فارقه على أحدهما فلا بأس إذا كانت العقدة على احد منهما۔ (جامع الترمذى: (۲۳۳/۱) كتاب البيوع، باب ماجاء في النهى عن بيعتين في بيعة، ط: سعيد)

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا، وبالنقد كذا، أو قال: إلى شهرين بكذا فهو فاسد... وهذا إذا افترقا على هذا فإن كانا يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم، وأتما العقد عليه فهو جائز... الخ۔ (المبسوط للسرخسى: (۱۳/ ۷، ۸) باب البيوع الفاسده، ط: غفارية كوئٹه)

ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الاجل بمقابلة زيادة الثمن۔ (شامى: (۱۴۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب: اشترى من شريكه سلعة، ط: سعيد۔

البيع مع تاجيل الثمن وتقسيطه صحيح۔ (المجلة: (۵۰/۱) رقم المادة: ۲۴۵، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثانى فى بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة، ط: نور محمد)

(۲) اعلم ان اسباب الملك ثلاثة: ناقل: كبيع وهبة، وخلافة، كارث، واصالة وهو الاستيلاء۔ (الدر مع الرد: (۴۶۳/۶) كتاب الصيد، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوى على الدر: (۲۲۸/۳) كتاب الصيد، ط: المكتبة العربية۔

فالاسباب ثلاثة: مثبت للملك وهو الاستيلاء: وناقل للملك وهو البيع ونحوه، وخلافه وهو الميراث والوصية۔ (غمز عيون البصائر شرح الاشباه والنظائر: (۱۳۳/۳) القول في الملك، ط: إدارة القرآن)

چاہے حلال جانور ذبح کر کے گوشت بیچ کر نفع کمانا جائز ہے۔[۱]

گونگا

گونگا آدمی خرید وفروخت کر سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔[۲]

گونگے کی خرید وفروخت کے احکام

گونگے کے لیے اشارہ کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا جائز ہے، اسی طرح لکھ کر بھی وہ معاملہ کر سکتا ہے، اس کے حق میں اشارہ، زبانی ایجاب وقبول کے قائم مقام ہے، جس طرح بیع تعاطی جائز ہے، حالانکہ اس میں قدرت کے باوجود زبانی ایجاب وقبول نہیں ہوتا گونگا تو زبان سے بولنے پر قادر ہی نہیں، جبکہ انسان ہونے کے اعتبار سے اس کو بھی معاملات، خرید وفروخت وغیرہ کی ضرورت ہے، لہٰذا اس کے حق میں اسی اشارہ یا لکھائی کو گویائی کے قائم مقام قرار دیا گیا ہے۔[۳]

---

(۱) کل ماینتفع بہ فجائز بیعہ والاجارۃ علیہ۔ (القواعد الفقہیۃ: (ص:۱۲۸) ط: دار القلم دمشق)

☐ والحاصل أنّ جواز البیع یدور مع حل الانتفاع۔ (الدر مع الرد: (۶۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

☐ الدر المنتقیٰ علی ہامش مجمع الانہر: (۸۴/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریۃ کوئٹہ۔

☐ ویجوز لحم حیوان بلحم حیوان غیر جنسہ متفاضلاً۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانہر: (۲۵/۳) باب الربا، ط: غفاریۃ کوئٹہ)

☐ تبیین الحقائق: (۴۶۵/۴) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(۲، ۳) النطق لیس بشرط، لانعقاد البیع والشراء ولا لنفاذھما وصحتھما، فیجوز بیع الأخرس وشراؤہ اذا کانت الاشارۃ مفھومۃ فی ذلک، لأنہ اذا کانت الاشارۃ مفھومۃ فی ذلک، قامت الاشارۃ مقام عبارتہ۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الرکن، ط: سعید۔

☐ الاشارۃ من الأخرس معتبرۃ وقائمۃ مقام العبارۃ فی کل شیء من بیع واجارۃ ۔۔۔ الا فی الحدود ولو حد قذف، وکتابۃ الأخرس کاشارتہ۔ (مجمع الضمانات: (ص:۴۹۰)، الباب الثامن والثلاثون فی المتفرقات، باب المتفرقات، ط: دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔=

گوہ

(۳۲۲) احناف کے نزدیک گوہ حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو، یا اس کی کھال کارآمد ہو تو اس زندہ جانور کی خرید و فروخت جائز ہوگی ورنہ نہیں۔ (۱)

گوہ کے چمڑے کا حکم

اگر "گوہ" کو بسم اللہ اللہ اکبر" کہہ کر ذبح کر کے چمڑا نکالا گیا تو دباغت کے بغیر بھی اس کی خرید و فروخت جائز ہوگی، اور اگر اس کو بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر ذبح نہیں کیا گیا تو اس کے چمڑے کو اتارنے کے بعد دباغت سے پہلے خرید و

= الاشارات المعهودة للأخرس كالبيان باللسان، يفهم من هذه المادة أن اشارة الأخرس المعهودة منه كالاشارة باليد أو الحاجب هي كالبيان باللسان، لأنه لو لم تعتبر اشارته لما صحت معاملته لأحد من الناس، ولكان عرضة للموت جوعاً، ويفهم من ايراد هذه المادة مطلقة أن اشارة الأخرس تكون معتبرة سواء كان عالماً بالكتابة أو غير عالم لأن الكتابة والاشارة بدرجة واحدة تقريباً من حيث الدلالة على المراد۔ (درر الاحكام شرح مجلة الأحكام: (۶۲/۱) رقم المادة: ۷۰، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية، بيروت۔

(۱) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المنتقى مع مجمع الانهر: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

يجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها للأدوية، وما جاز الانتفاع بجلده أو عظمه، أى من حيوانات أو غيرها، قال الحاوى: ولا يجوز بيع الهوام كالحية والفارة والوزغة والضب والسلحفاة والقنفذ، وكل مالا ينتفع به ولا بجلده، وبيع غير السمك من دواب البحر ان كان له ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز۔ (شامى: (۶۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها في الأدوية، وإن كان لا ينتفع بها لا يجوز، والصحيح أنه يجوز بيع كل شيئ ينتفع به... ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير، وهو المختار (الهندية: (۱۱۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيدية)

فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا۔ البتہ دباغت کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

واضح رہے کہ مردہ جانور کی کھال کو دباغت دینے کے لیے ہاتھ سے چھونا اور نمک لگانا اور کیمیکل ڈالنا سب جائز ہے۔ (۲)

نیز یہ کہ گوہ کی کھال بہت مضبوط ہوتی ہے، اس لیے اس سے جوتا وغیرہ بنایا جاتا ہے۔

گھاس بیچنا قبرستان کی

"قبرستان کی گھاس فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۷/۵)

گھاس کی خرید وفروخت

"خودرو گھاس کی خرید وفروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۶/۳)

---

(۱) "مردار جانور کا چمڑا" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

"وجلد میتة قبل الدبغ" لو بالعرض، ولو بالثمن فباطل (وبعده) أی الدبغ (یباع) الا جلد الانسان وخنزیر وحیة... (الدر مع الرد: (۷۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وأما جلود السباع والحمیر والبغال، فما کانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بیعها، وما کان بخلافه لم یجز، وهذا بناء علی ان الجلود کلها تطهر بالذکاة او الدباغ... وإذا طهرت بالدباغ أو بالذکاة جاز الانتفاع به، ویکون محلا للبیع۔ (المحیط البرهانی فی الفقه النعمانی: (۳۰۲/۷) کتاب البیع، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: مکتبه غفاریة کوئٹه)

وبیع جلود المیتات باطل إذا لم تکن مذبوحة أو مدبوغة۔ (فتاوی قاضیخان علی هامش الفتاوی العالمگیریة: (۱۳۳/۲) فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیة)

(۲) والدباغ علی ضربین: حقیقی و حکمی: فالحقیقی هو ان یدبغ بشیئ له قیمة کالشب والقرظ والعفص و قشور الرمان ولحی الشجر والملح وما أشبه ذلک۔ (البحر الرائق: (۱۷۹/۱) کتاب الطهارة، ط: رشیدیه)

عن عائشة رضی الله تعالی عنها قالت: قال رسول الله ﷺ: استمتعوا بجلود المیتة إذا هی دُبغت ترابا کان أو رمادا أو ملحا، أو ما کان بعد ان یزید صلاحه۔ (فتح القدیر: (۹۵/۱) کتاب الطهارات، ط: مصطفی البابی الحلبی مصر)

سنن الدار قطنی: (۷۳/۱) رقم الحدیث: ۱۲۶، کتاب الطهارة، باب الدباغ، ط: مؤسسة الرسالة۔

گھٹیا مال کو اچھے مال میں چھپا کر بیچنا

(۳۲۴) بے کار اور گھٹیا مال کو اچھے مال میں چھپا کر بیچنا جائز نہیں، اگر بکنے کے سامان میں کوئی خرابی یا عیب ہو تو خریدار کو بتا دینا ضروری ہے، تا کہ وہ اس عیب سے آگاہ ہوجانے کے بعد مذکورہ عیب کے ساتھ خریدنا چاہے تو خرید لے ورنہ چھوڑ دے۔ (۱)

اگر خریدنے کے بعد خریدی ہوئی چیز کا اصل عیب معلوم ہو جائے، تو اس خریدنے والے کو اختیار ہے چاہے، وہ عیب دار چیز رکھ لے یا واپس کر دے، لیکن اگر رکھ لے تو پوری قیمت ادا کرنی ہوگی، اس عیب کے عوض قیمت میں کمی کرنا درست نہیں، الا یہ کہ بیچنے والا اس عیب کی وجہ سے قیمت کی کمی پر راضی ہو جائے، تو اس صورت میں قیمت میں کمی کرنا درست ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ وقال الترمزی: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۵) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد۔

من علم بسلعته عيباً لم يجز بيعها حتى يبينه للمشترى فان لم يبينه فهو اثم عاص نص عليه أحمد۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۵۸) أبواب البيوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن۔

لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۴۷) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب في جملة ما يسقط به الخيار، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶/ ۳۵) كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

(۲) واذا اطلع المشترى على عيب في المبيع فهو بالخيار ان شاء أخذه بجميع الثمن، وان شاء رده... وليس أن يمسكه ويأخذ النقصان؛ لأن الأوصاف لا يقابلها شيء من الثمن، ولأن البائع لم يرض بخروج المبيع من ملكه الا بجملة ما سماها من الثمن فلا يجوز أن يخرج ببعضها الا برضاه۔ (الجوهرة النيرة: (۱/ ۲۴۰) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: حقانيه۔

الهداية: (۳/ ۴۲) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رحمانيه۔

الفتاوى الهنديه: (۳/ ۶۶) كتاب البيوع، الباب الثامن في خيار العيب، الفصل الأول في ثبوت خيار العيب وحكمه وشرائطه... الخ، ط: رشيديه۔

گھٹیا مال لینا کمیشن کے لئے

''کمیشن کے لئے گھٹیا مال لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۰/۵)

گھنٹی کی خرید وفروخت کرنا

جانوروں کے گلے میں جائز مقاصد کے لیے گھنٹی ڈالنا جائز ہے،اسی طرح جائز کام کے لیے گھنٹی استعمال کرنا بھی جائز ہے، جیسا کہ مدارس، اسکول وغیرہ میں طلبہ کے اوقات اور گھنٹوں کی تبدیلی، یا کسی کے گیٹ یا دروازہ پر آنے کے بعد آمد کی اطلاع دینے کے لیے گھنٹی بجانا جائز اغراض میں داخل ہے، اسی طرح اگر جانور کے گلے میں گھنٹی باندھنے سے جانور کو چلنے میں نشاط اور آسانی ہوتی ہو یا راستے پر چلنے والوں کی اطلاع کی غرض سے ہو کہ وہ سامنے سے ہٹ جائیں، یا گم ہونے کی صورت میں گھنٹی کی آواز سے ملنا آسان ہوتو یہ جائز ہے۔

اور اگر گھنٹی کا استعمال ناجائز مقاصد کے لیے ہوتو ناجائز ہے، جیسا کہ کفار و مشرکین وغیرہ کے مندر اور عبادت خانوں میں بتوں کے سامنے حاضری دینے کے لئے گھنٹی بجانا ناجائز اور حرام ہے۔

اور جو چیز جائز اور ناجائز دونوں کاموں میں استعمال ہوتی ہو، اسکی خرید و فروخت جائز ہوتی ہے، لہٰذا گھنٹی کی تجارت بھی جائز ہے۔ (۱)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: ان رسول الله ﷺ قال: لاتصحب الملائكة رفقة فيها كلب ولاجرس۔ وفي رواية له عن أبي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال: الجرس مزامير الشيطان۔ (مسلم: ۲۰۲/۲) كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس في السفر، ط: قديمي۔

وقال شيخ مشائخنا السهارنفوري رحمه الله في بذل الجهود: (۵۳/۱۲) وهذا (أي كراهة الكلب والجرس) إذا خليا عن المنفعة، وأما ما احتيج إليه منهما فمرخص فيه، والذي يظهر لهذا العبد الضعيف عفا الله عنه ان الكراهة المذكورة في الحديث انما تنصرف إلى كلب وجرس قصد منهما اللهو والغناء كما كان يعتاده بعض أهل القوافل ويدل عليه قوله عليه الصلاة والسلام في الرواية الآتية: =

= "الجرس مزامير الشيطان" اما الكلب إذا كان للحراسة والتحرز من اللصوص فهو مرخص فيه ككلب زرع وماشية وكذلك الجرس إذا كان لمقصود مباح فلابأس به۔ (تكملة فتح الملهم: (۴/ ۴۷۹) كتاب اللباس والزينة، باب كراهية الكلب والجرس في السفر، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

اختلف العلماء في كراهة تعليق الجرس على الدواب فمنهم من قال بكراهته في الاسفار كلها الغزو وغيره في ذلک سواء ... قال محمد: فأما ما كان فيه منفعة لصاحب الراحلة فلابأس به، قال وفي الجرس منافع جمة: منها: إذا ضل واحد من القافلة يلحق بها بصوت الجرس ومنها: ان صوت الجرس يبعد هوام الليل عن القافلة كالذئب وغيره۔ ومنها: ان صوت الجرس يزيد في نشاط الدواب فهو نظير الحداء كذا في المحيط۔ (الهندية: (۵/ ۳۵۴) كتاب الكراهية، الباب السابع عشر في الغناء واللهو وسائر المعاصي، ط: رشيديه۔

وفي الجرس منافع:

منها: إذا ضل واحد من القافلة يلحق بصوت الجرس۔

ومنها: ان صوت الجرس يبعد هوام الليل۔

ومنها: أنه يزيد في نشاط الدواب، كذا في "متفرقات استحسان المحيط"۔

وان جعل الاجراس في غير الابل، والحما رالذي يحمل عليه الاثقال لا احب ان يفعل ذلک لمكان النهي۔

سئل علي بن احمد عن القلادة التي فيها الأجراس تجعل على عنق الفرس، هل يجوز؟ كما هو العادة في بلادنا؟ قال: نعم، كذا أجاب ابو حامد۔ (نفع المفتي والسائل: (ص: ۴۹۱، ۴۹۲) ... ط: بيروت)

لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديک المقاتل والحمامة الطيارة لأنه ليس عينها منكرا وانما المنكر في استعمالها المحظور ... وعرف بهذا أنه لا يكره بيع مالم تقم المعصية به كبيع الجارية المغنية والكبش النطوح والحمامة الطيارة والعصير والخشب الذي يتخذ منه المعازف۔ (الشامية: (۴/ ۲۶۸) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد۔

من كسر لمسلم بربطا أو مزمارا أو دفا أو أراق له سكرا أو منصفا فهو ضامن وبيع هذه الأشياء جائز وهذا ... عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله لا يجوز بيعها، ولأبي حنيفة أنها أموال لصلاحيتها لما يحل من وجوه الانتفاع وان صلحت لما لا يحل فصار كالأمة المغنية وهذا لأن الفساد لفعل فاعل مختار فلايوجب سقوط التقوم۔ (فتح القدير: (۸/ ۲۹۳) كتاب الغصب، فصل في غصب ما لا يتقوم، ط: رشيديه كوئٹه۔

بدائع الصنائع: (۵/ ۱۴۳) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع الى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔

لاٹری (Lottery)

☆ موجودہ زمانہ میں بازاروں میں مختلف ناموں سے لاٹریاں رائج ہیں جیسے اسکریچ کاڈ لاٹری (Serach Card Lottery) اسٹیٹ لاٹری (State Lottery)

وغیرہ، ان سب میں ایک بات مشترک ہے کہ ایک سے زائد افراد سے رقم جمع کر کے قرعہ اندازی کی جاتی ہے جس کا نام قرعہ اندازی میں نکل آتا ہے اسے ایک مخصوص اور معین رقم دی جاتی ہے جو اس کی جمع کی ہوئی رقم سے زیادہ ہوتی ہے اور جس کا نام قرعہ اندازی میں نہیں آتا وہ اپنی رقم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے اس کے جوا ہونے میں کوئی شبہ نہیں، اس قسم کی ساری لاٹریاں حرام ہیں۔ (۱)

---

(۱) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (المائدہ: ۹۰)

عن عبداللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ حرم علی أمتي الخمر والميسر (مسند أحمد بن حنبل، (۱۱/۱۲۳)، رقم الحديث: ۶۵۶۲، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، ط: مؤسسة الرسالة)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنهما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: نهى عن الخمر والميسر والكوبة۔ (سنن أبي داود: (۲/۱۶۳)، كتاب الأشربة، باب ماجاء في السكر، ط: رحمانيه)

عن أبي هريرة رضي اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً فقال: ما هذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يارسول اللہ! قال: أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس منا۔ رواه مسلم وابن ماجه والترمذی وأبو داود۔ (الترغيب والترهيب: (۲/۳۵۰)، كتاب البيوع، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع، ط: دار الكتب العلمية)۔

صحيح مسلم: (۱/۷۰)، كتاب الإيمان، باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فليس منا، ط: قديمی۔

☆☆ لاٹری میں مختلف نمبرز ہوتے ہیں، جو بہت بڑی تعداد میں نمبروں والے کاغذوں کی صورت میں جاری کئے جاتے ہیں، پھر ایک دن ان نمبرات کی قرعہ اندازی ہوتی ہے اور قرعہ اندازی کے نتیجہ میں کچھ لوگ نفع کماتے ہیں اور کچھ نقصان اٹھاتے ہیں، بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ انتہائی معمولی رقم کے بدلے لاٹری خرید کر غیر معمولی منافع کما لیتے ہیں اور کبھی خسارہ بھی اٹھاتے ہیں، یہ عمل اسلام میں حرام ہے۔(۱)

لاٹری ٹکٹ خریدنا

لاٹری ٹکٹ خریدنا جائز نہیں ہے، وہ جوا ہے اور جوا حرام ہے۔(۲)

لاٹری کا ٹکٹ

ہار جیت والی لاٹری کا ٹکٹ خریدنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ جوا ہے، اور جوا حرام ہے۔(۳)

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲) قال اللہ تعالیٰ: {یاأیہا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون} [المائدة: ۹۰]

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ حرم علی امتی الخمر والمیسر، والمزر والکوبة۔ (مسند الإمام أحمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ: (۳۵۱/۲) رقم الحدیث: ۶۵۱۱، ط: دار إحیاء التراث العربی)

ولا خلاف بین أہل العلم فی تحریم القمار، وان المخاطرة من القمار، قال ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما: ان المخاطرة قمار، وأن اہل الجاہلیة کانوا یخاطرون علی المال والزوجة وقد کان ذلک مباحا إلی ان ورد تحریمہ۔ (احکام القرآن للجصاص: (۳۵۰/۱) باب تحریم المیسر، البقرة، ط: قدیمی)

الشامیة: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

(۳) قال اللہ تعالیٰ: {یاأیہا الذین اٰمنوا انما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون} [المائدة: ۹۰] =

لاٹری کا ٹکٹ خریدنا

''انعامی ٹکٹ خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۳/۱)

لاٹری کے ذریعے اشیاء کی خرید وفروخت کرنا

بعض ادارے یا دکاندار رقم جمع کرنے کے لیے گاڑی، موٹر سائیکل، سلائی مشین، کمپیوٹر، اور موبائل وغیرہ سینکڑوں کی تعداد میں قیمتی اشیاء رکھ کر پچاس، سو اور ہزار روپے کا ٹکٹ عوام کو فروخت کرتے ہیں، اور ایک معین تاریخ تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، پھر ایک متعینہ تاریخ کو جلسہ کر کے قرعہ اندازی کرتے ہیں، اور قرعہ اندازی میں جن لوگوں کے نام نکلتے ہیں، ان کو مذکورہ چیزیں دے دیتے ہیں، یہ صورت سود بھی ہے، جوا بھی اس لیے جائز نہیں ہے۔(۱)

= عن عبد الله بن عمرو رضی الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: ان الله حرم علی امتی الخمر والمیسر، والمزر والکوبة۔ (مسند الإمام أحمد بن حنبل رحمه الله تعالى: (۳۵۱/۲) رقم الحديث: ۶۵۱۱، ط: دار إحياء التراث العربي)

ان النبی ﷺ نهی عن الخمر والمیسر والکوبة۔ (سنن أبی داود: (۳۲۷/۲) باب ماجاء فی السکر، ط: امدادیه ملتان)

ولو شرط فیهما من الجانبین لأنه یصیر قماراً۔ الدر المختار۔ (قوله: لأنه یصیر قماراً) لأن القمار من القمر الذی یزداد تارة وینقص اخری۔ وسمی القمار قمارا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز ان یذهب ماله إلی صاحبه، ویجوز أن یستفید مال صاحبه، وهو حرام بالنص۔ (شامی: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

وحرم لو شرط المال من الجانبین۔ (تبیین الحقائق: (۷۱/۷) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: دار الکتب العلمیة، بیروت)

لو کان الخطر من الجانبین جمیعا ولم یدخلا فیه محللا لایجوز؛ لأنه فی معنی القمار، نحو أن یقول أحدهما لصاحبه، ان سبقتنی فلک علی کذا، وان سبقتک فلی علیک کذا، فقبل الآخر۔ (بدائع الصنائع: (۳۵۰/۸) کتاب السباق، فصل فی شروط جواز السباق، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

(۱) ''لاٹری کا ٹکٹ'' عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

لاش انسان کی

''انسان کی لاش'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۳/۱)

لاگا

''پھلوں میں آڑھت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۰/۲)

لالچ سے پرہیز کریں

''رزق مقدر ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۸/۴)

لاوارث مال

کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ کسٹم میں کسی نے مال بھیجا لیکن بعد میں اس نے کسی وجہ سے مال وصول کرنے کے لئے رابطہ ہی نہیں کیا، اور کسٹم حکام بھی بعض دفعہ کسی وجہ سے رابطہ کرنے سے قاصر رہتے ہیں، ایسے مال کا حکم بھی لقطہ والا ہے ایسی صورت میں کسٹم حکام جب تک ممکن ہو مالک کے آنے کا انتظار کریں اور اگر انہوں نے اتنی مدت تک انتظار کیا کہ اگر مالک آنا چاہتا تو آسکتا تھا لیکن خود بھی نہیں آیا، رابطہ بھی نہیں کیا، کسی کو وکیل اور نمائندہ بھی نہیں بنایا تو اس صورت میں مجبوراً کسٹم حکام ایسے مال کو فروخت کرسکتے ہیں اور لوگوں کے لئے ایسے مال کو خریدنا بھی جائز ہے، البتہ مال فروخت کرنے کے بعد جو رقم ملے گی وہ کسٹم حکام کے لئے حلال نہیں ہوگی بلکہ وہ رقم مالک کو واپس کردینا ضروری ہوگا۔ (۱)

---

(۱) إنما ينتفع بها بعد الإشهاد والتعريف إلى أن غلب على ظنه أن صاحبها لايطلبها والمراد جواز الانتفاع بها والتصدق، وله إمساكها لصاحبها۔ وفي الخلاصة: له بيعها أيضا وإمساك ثمنها۔ (شامي: (۴۷۹/۳) كتاب اللقطة، ط: سعيد)۔

البحر الرائق: (۱۵۳/۵)، كتاب اللقطة، ط: سعيد۔ =

لباس باریک ہے

"باریک لباس" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۴)

لباس کی تجارت کے اصول

آج کل بازاروں میں مختلف قسم کا لباس فروخت ہوتا ہے، اس میں غیر مسلموں کے ملبوسات بھی شامل ہیں جیسے لیڈیز شرٹ، بلاؤز، لیڈیز نیکر، جینز وغیرہ، ان کے بارے میں اصول یہ ہے کہ جس لباس کا صحیح استعمال بھی موجود ہو اور غلط بھی، تو اس کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے ہاں اگر خریدار اسے ناجائز طور پر استعمال کرتا ہے تو وہ خود گناہ گار ہوگا فروخت کرنے والا دکاندار گناہ گار نہیں ہوگا، اور اگر اس لباس کا صرف ناجائز طور پر ہی استعمال ہوتا ہے جائز طور پر صحیح استعمال ہوتا ہی نہیں تو اس کی تجارت جائز نہیں۔ (۱)

= وعنه (أى: سمرة رضى الله عنه) عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: على اليد ما أخذت حتى تؤدي. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمى)۔

قال على اليد ما أخذت أي يجب على اليد رد ما أخذته... (حتى تؤدى) أي تؤديه إلى مالكه... من أخذ مال أحد بغصب أو عارية أو وديعة لزمه رده۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۷/۶)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)۔

(۱) (ويكره) تحريما (بيع السلاح من أهل الفتنة إن علم) لأنه إعانة على المعصية۔

(قوله: لأنه إعانة على المعصية) ؛ لأنه يقاتل بعينه، بخلاف ما لا يقاتل به إلا بصنعة تحدث فيه كالحديد... وكذا لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة؛ لأنه ليس عينها منكرا وإنما المنكر في استعمالها المحظور. اهـ. قلت: لكن هذه الأشياء تقام المعصية بعينها لكن ليست هي المقصود الأصلي منها، فإن عين الجارية للخدمة مثلا والغناء عارض فلم تكن عين المنكر، بخلاف السلاح فإن المقصود الأصلي منه هو المحاربة به فكان عينه منكرا إذا بيع لأهل الفتنة، فصار المراد بما تقام المعصية به ما كان منكرا بلا عمل صنعة فيه، فخرج نحو الجارية المغنية؛ لأنها ليست عين المنكر، ونحو الحديد والعصير؛ لأنه وإن كان يعمل منه عين المنكر لكنه بصنعة تحدث فلم يكن عينه۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۴)، قبيل كتاب اللقيط۔ ط: سعيد)=

لعنت ہے عیب چھپانے والے پر

"عیب چھپانے والے پر لعنت ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۲/۴)

لقمۂ حلال

"حلال لقمہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۲/۳)

لکڑیاں بیچنے کا پیشہ اختیار کرنا

☆لکڑیاں بیچنے کا پیشہ اختیار کرنا جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (۱)

= لایکره بیع الجارية المغنية، والكبش النطوح، الديك المقاتل، والحمامة الطيارة، لأنه ليس عينها منكرا، وإنما المنكر في استعماله المحظور (تبيين الحقائق: (۲۹۷/۳)، كتاب السيرة، باب البغاة، ط: امدادية ملتان)۔

رجل آجر بيتا ليتخذ فيه نارا أو بيعة أو كنيسة، أو يباع فيه الخمر، فلابأس به و كذا كل موضع تعلقت المعصية بفعل فاعل مختار۔ (خلاصة الفتاوى: (۳۷۶/۴، ۳۷۷)، كتاب الكراهية، الفصل التاسع في المتفرقات، جنس آخر، ط: رشيديه)۔

ولا بأس بأن يواجر دارا من الذمي ليسكنها، فإن شرب فيها الخمر، أو عبد فيه الصليب، أو دخل فيها الخنازير، لم يلحق المسلم إثم في شيء من ذلك، لأنه لم يواجرها لذلك، والمعصية في فعل المستأجر۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۹/۱٦)، كتاب الإجارات، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار المعرفة)

ثم السبب إن كان... موصلا محضا وهو مع ذلك سبب قريب بحيث لا يحتاج في إقامة المعصية به إلى إحداث صنعة من الفاعل كبيع السلاح من أهل الفتنة وبيع العصير ممن يتخذه خمرا وبيع الأمرد ممن يعصي به... وأمثالها فكله مكروه تحريما، بشرط أن يعلم به البائع والآجر من دون تصريح به باللسان۔ (جواهر الفقه: (۴۵۳/۲)، تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، ط: دار العلوم كراجي)

(۱) عن انس بن مالك رضى الله عنه أن رجلا من الأنصار جاء إلى النبي ﷺ يسأله، فقال: لك في بيتك شيء؟ قال: بلى، حلس نلبس بعضه ونبسط بعضه، وقدح نشرب فيه الماء، قال: ائتني بهما... وقال: اشتر بأحدهما طعاما فانبذه إلى أهلك، فاشتر بالآخر قدوما، فائتني به، ففعل، فأخذه رسول الله ﷺ فشد فيه عودا بيده، وقال: اذهب فاحتطب، ولا أراك خمسة عشر يوما فجعل يحتطب ويبيع الخ۔ (ابن ماجه: (ص: ۱۵۸، ۱۵۹) كتاب البيوع، باب بيع المزايدة، ط: قديمى)

سنن أبي داود: (۲۳۳/۱) كتاب الزكاة، باب كم يعطى الرجل الواحد من الزكاة، ط: رحمانيه=

☆ پھل دار درختوں کو بے فائدہ ضائع کرنا مکروہ ہے، لیکن تجارت کی غرض سے پھل دار درختوں کو بھی کٹوانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ (۱)

لکڑیاں جنگل سے کاٹ کر فروخت کرنا

"جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۴/۳)

لکھ پتی بننا ناجائز کاروبار سے

"ناجائز کاروبار سے لکھ پتی بننا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۱/۶)

لکھ لینا معاملے کو

"لین دین کے وقت لکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۹/۵)

لمیٹڈ آرڈر (Limited Order)

شیئرز میں "لمیٹڈ آرڈر" سے مراد یہ ہوتا ہے کہ ایک قیمت مقرر کر کے آرڈر دیا جائے کہ اگر اس قیمت پر شیئرز مل جائیں تو لے لئے جائیں، اس سے زیادہ قیمت پر نہ خریدے جائیں۔

= نصب الراية: (۲۲/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل فيما يكره، ط: مؤسسة الريان، المكتبة المكية.

المسند الجامع: (۳۳۴/۱) حرف الألف، رقم الحديث: ۶۳۲، عن أنس بن مالك، ط: دار الجيل، بيروت.

(۱) قال الله تعالى: {ولا تسرفوا إنه لا يحب المسرفين}. [الأعراف: ۳۱]

وأصل المسامحات في التصرفات والبر والاحسان مشروع إلا أن الاسراف حرام كالاسراف في الطعام والشراب، قال الله تعالى: {إذا أنفقوا لم يسرفوا ولم يقتروا}. (شامي: (۱۴۷/۶) كتاب الحجر، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۱۹۲/۵) كتاب الحجر، ط: امداديه ملتان.

لمیٹڈ کمپنی

۴۳۴ "لمیٹڈ کمپنی" سے مراد اس کی ذمہ داری (Liability) کا محدود ہونا ہے، یعنی لمیٹڈ کمپنی کے حصہ داروں کی ذمہ داری ان کے لگائے ہوئے سرمایہ کی حد تک محدود ہوتی ہے، یعنی اگر کمپنی اتفاق سے خسارے میں گئی تو ان حصہ داروں کا زیادہ سے زیادہ نقصان یہ ہوگا کہ ان کا لگایا ہوا سرمایہ ڈوب جائے گا۔ اگر کمپنی پر قرض زیادہ ہوگیا تو ان حصہ داروں سے ان کے لگائے ہوئے سرمایے سے زیادہ کا مطالبہ نہیں ہوگا، اسی طرح کمپنی کی ذمہ داری بھی اس کے اثاثوں کی حد تک محدود ہوگی، قرضے ادا کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ کمپنی کے اثاثے قرقی کرائے جاسکتے ہیں، اثاثوں سے زیادہ مطالبہ نہیں ہوگا۔ اسی لیے لمیٹڈ کمپنی کے ساتھ "لمیٹڈ" لکھنا ضروری ہے، تاکہ قرض دینے والا اس بات کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرض دے کہ اس مدیون کی ذمہ داری محدود ہوگی۔

عام طور پر تو کمپنیاں ہی لمیٹڈ ہوتی ہیں، لیکن کبھی شرکت (Partnership) بھی لمیٹڈ ہوتی ہیں۔ (۱)

لوڈنگ کا خرچہ

"وزن کا خرچہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۳/۶)

لونڈی کی بیع

☆ اگر شرعی طریقے پر دین کے لیے جہاد کیا جائے اور اس میں اسلام کے دشمن کافروں کو گرفتار کر کے قیدی بنایا جائے، اور ان کو امیر المؤمنین مجاہدین، اور غازیوں کے درمیان تقسیم کردیں تو ایسے قیدی مرد کو "غلام" اور قیدی عورت کو "لونڈی"

(۱) اسلام اور جدید معیشت و تجارت: (ص: ۶۱، ۶۲)، عنوان: لمیٹڈ کمپنی کا تصور، مکتبہ معارف القرآن۔

کہتے ہیں۔[۱] اور ایسے غلام اور لونڈی کی خرید وفروخت جائز ہے۔[۲] اور جب تک لونڈی کی شادی نہ کر دی جائے مالک کے لیے اس سے مباشرت کرنا جائز ہے۔[۳] ایسی لونڈی سے مباشرت کے بعد اگر بچہ پیدا ہوتو وہ مالک کا آزاد بیٹا ہوگا، اور مالک اس کا باپ ہوگا، مالک باپ کے انتقال کے بعد اس کو وراثت سے حصہ ملے گا۔[۴]

ہاں اگر مالک اپنی لونڈی کا نکاح کسی اور آدمی سے کر دے تو پھر مالک کے لئے اس سے مباشرت وغیرہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔[۵]

---

(۱) الاسلام أباح الاسترقاق بشرط ان یکون فی جہاد شرعی ضد الکفار... وإنما الإمام له فی أمرهم خیارات أربعة: اما أن یقتلهم واما ان یسترقهم۔ (تکملة فتح الملهم: (۲۶۳/۱) کتاب العتق، الرق فی الاسلام، ط: دار العلوم کراچی)

الرق فی عرف الفقهاء عبارة عن عجز حکمی شرعی فی الاصل جزاء عن الکفر، ویقابله الحریة، والرقیق من یتصف بالرق۔ (قواعد الفقه، التعریفات الفقهیة: (ص: ۳۰۸) ط: الصدف پبلشرز کراچی)

القاموس الفقهی: (ص: ۱۵۲) حرف الراء، ط: إدارة القرآن کراچی۔

(۲) رکن البیع مبادلة المال بالمال۔ (الدر مع الرد: (۵۲/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

مجمع الانهر مع ملتقی الابحر: (۷۷/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کویٹه۔

الهندیة: (۲/۳) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع و کنه ــــ الخ، ط: رشیدیه۔

(۳) قال الله تعالیٰ: { والذین هم لفروجهم حٰفظون الا علی أزواجهم أو ماملکت أیمانهم } [سورة المؤمنون: ۵]

وقال تعالیٰ: { فإن خفتم أن لاتعدلوا فواحدة أو ماملکت أیمانکم } [سورة النساء: ۳]

(۴) ولم یکره استیلاد الأمة بملک الیمین، لأن ولده منها یکون حرا۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۲/۲۴) سورة النساء، ط: قدیمی)

أقرب العصبات الابن، ثم ابن الابن وإن سفل۔ (الهندیة: (۴۵۱/۶) کتاب الفرائض، الباب الثالث فی العصبات، ط: رشیدیه)

الشامی: (۷۷۳/۶) کتاب الفرائض، فصل فی العصبات، ط: سعید۔

(۵) من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلایسقی ماءه ولد غیره۔ (جامع الترمذی: (۲۱۳/۱) أبواب النکاح، باب الرجل یشتری الجاریة وهی حامل، ط: سعید)

مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۹۰) کتاب النکاح، باب الاستبراء، ط: قدیمی۔

من ملک استمتاع الأمة ... حرم علیه وطؤها، وکذا دواعیه فی الأصح۔ (الدر مع الرد: (۳۷۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، باب الاستبراء وغیره، ط: سعید)

واضح رہے کہ غلام اور باندی کا حکم ہمیشہ کے لیے ہے، جب بھی اللہ پاک مسلمانوں کو ایسی غیرت اور شان وشوکت عطا فرمائیں گے کہ امیر المؤمنین شرعی طریقہ پر جہاد کریں اور اس میں کافروں کو گرفتار کریں تو وہ غلام اور لونڈی بن جائیں گے۔ (۱)

لوہے کے بت

لوہے کا بت بنانا اور اس کی تجارت کرنا جائز نہیں ہے اور آمدنی بھی حرام ہے، صرف لوہے کے وزن کا حساب لگا کر بیچنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ مشتری اس کو گناہ اور شرک کے کام میں استعمال کرے گا ہاں اس کو توڑ کر ریزہ ریزہ کرنے کے بعد فروخت کرنا جائز اور درست ہے۔ (۲)

---

(۱) فالحق الواضح الصريح ان الاسترقاق مباح في الإسلام بأحكامه وحدوده التي سبقت لم ينسخه شيئ، وفيه الحكم التي اسلفناها، والقول بنسخه مردود مخالف للإجماع لا حجة له في الأدلة الشرعية. (تكملة فتح الملهم: (۲۷۲/۱) كتاب العتق، ردمن زعم ان الاسترقاق منسوخ، ط: دار العلوم كراچی)

(۲) عن جابر بن عبد الله رضي الله عنه انه سمع رسول الله ﷺ يقول عام الفتح وهو بمكة: ان الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام۔ (البخاری: (۲۹۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والاصنام، ط: قديمی)

لايجوز بيع الميتة والاصنام؛ لأنه لايحل الانتفاع بها، ووضع الثمن فيها إضاعة المال، وقد نهى الشارع عن إضاعته، قلت: على هذا التعليل اذا كسرت الاصنام وأمكن الانتفاع برضاضها جاز بيعها عند بعض الشافعية وبعض الحنفية۔ (عمدة القاری: (۵۶۹/۸) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والاصنام، ط: دار الفكر، بيروت)

وأما علة تحريم بيع الاصنام فقيل لأنها لامنفعة فيها مباحة، وقيل ان كانت بحيث اذا كسرت تنفع باكسارها جاز بيعها، والأولى أن يقال: لايجوز بيعها وهي أصنام للنهي، ويجوز بيع كسرها إذ هي ليست بأصنام ولا وجه لمنع بيع الاكسار اصلا۔ (سبل السلام: (۵/۳) كتاب البيوع، باب شروطه وما نهى عنه، ط: مكتبه مصطفى البابی الحلبی)

وفي تحريم بيع الاصنام دليل على تحريم بيع جميع الصور المتخذة من الخشب والحديد والذهب والفضة وغيرها، وعلى تحريم بيع جميع الات اللهو والباطل مثل الطنبور والمزمار والمعازف كلها، فإذا طمست الصور، وغيرت الات اللهو عن حالتها، فيجوز بيع جواهرها وأصولها، فضة كانت أو حديدا أو خشبا أو غيرها۔ (شرح السنة للإمام البغوی: (۲۸/۸) باب تحريم ثمن الخمر والميتة، ط: المكتب الاسلامی)=

لہسن زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

''آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ ۴۳۷

لے بائے (Lay Buy)

(تعارف) موجودہ دور میں مروجہ بیوعات میں سے ایک مشہور بیع ''لے بائے'' ہے، اس کا طریقہ یہ ہے مثلاً مشتری (خریدار) کوئی چیز خریدنا چاہتا ہے جس کی قیمت پچاس ہزار ہے، لیکن فی الحال مشتری کے پاس پچاس ہزار نہیں ہیں، تو مشتری صرف دس ہزار ادا کرتا ہے، اور چالیس ہزار قسطوں کے طے ہوتے ہیں، یا جب اس کے پاس چالیس ہزار ہوں تو ادا کر کے اپنی چیز وصول کر لے، فی الحال مبیع (بیچی گئی چیز) بائع (سیلر) کے قبضہ میں رہے گی۔

''لے بائے'' کی صورت میں ثمن (مقررہ قیمت) کی وصولیابی کے لیے مبیع کو روکنا جائز نہیں ہے، کیونکہ قسطوار بیع نقد بیع نہیں ہے، نقد بیع کی صورت میں ثمن وصول ہونے تک مبیع کو روکنا جائز ہوتا ہے، نقد نہ ہونے کی صورت میں قسطوار بیع میں مبیع کو روکنا جائز نہیں ہوتا اس لئے مبیع روکنے کی صورت میں بیع جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

= قال اشتری ثورا أو فرسا من خزف لاجل استئناس الصبی لایصح، الدر المختار۔ وفی الشامیة: قوله من خزف أی طین قال ط: قید به لأنها لو كانت من خشب أو صفر جاز اتفاقًا فیمایظهر لامكان الانتفاع بها وحرره، وهو ظاهر۔ (الدر مع الرد: (۲۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

(۱) البیع مع تاجیل الثمن وتقسیطه صحیح، أی والتاجیل لازم، فلیس للبائع حبس المبیع حتی یقبضه ولا المطالبة به قبل حلول الاجل...

وفیه (البحر) عن المحیط: واذا رضی البائع بالتاجیل فقد اسقط حقه فی حبس المبیع فلو حل الاجل قبل قبضه فللمشتری قبضه قبل نقد الثمن۔ (شرح المجله لمحمد خالد الاتاسی: (۲/ ۱۶۶) رقم المادة: ۲۴۵، الكتاب الأول، الباب الثالث، الفصل الثانی فی بیان المسائل المتعلقة بالنسیئة والتأجیل، ط: رشیدیه۔

حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق: (۱۳/۴) كتاب البیوع، قبیل باب خیار الشرط، ط: امدادیه ملتان۔ =

ہاں ثمن کے عوض میں قسطوار بیع میں مبیع کو روکنے کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ مشتری (خریدار) پہلے مبیع پر قبضہ کرلے، پھر بائع کے پاس رہن کے طور پر رکھ دے، تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

Liabilities (واجبات)

کمپنی کے املاک کے علاوہ دوسروں کے جو حقوق کمپنی کے ذمہ واجب ہوتے ہیں، ان کو ذمہ داریاں اور عربی میں ''دیون'' یا ''حقوق'' یا ''مطلوبات'' اور انگریزی میں (liabilities) کہتے ہیں۔

یعنی وہ مالی واجبات مراد ہیں جو کمپنی کے ذمہ دوسروں کے لئے ادا کرنا واجب ہیں۔ (۲)

= قال اصحابنا رحمه الله للبائع حق حبس المبيع لاستيفاء الثمن إذا كان حالاً، كذا في المحيط، وإن كان مؤجلا فليس للبائع أن يحبس المبيع قبل حلول الأجل ولا بعده، كذا في المبسوط، ولو كان بعض الثمن حالا، وبعضه مؤجلا فله حبسه حتى يستوفي الحال، ولو بقي من الثمن شيئ قليل (في البيع المعجل) كان له حبس جميع المبيع كذا في الذخيرة۔ (الهندية: (۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع في حبس المبيع، الفصل الأول في حبس المبيع بالثمن، ط: رشيديه۔

(۱) ومن اشترى ثوبا بدرهم، فقال للبائع: امسك هذا الثوبَ حتى اعطيك الثمن، فالثوب رهن۔ (الجامع الصغير للإمام محمد: (ص: ۵۲۹) كتاب الرهن، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۵۵/۶) كتاب الرهن، ط: رشيديه۔

قال: لأن الثوب لما اشتراه و قبضه كان هو، و سائر الاعيان المملوكة سواء في صحة الرهن۔ (الكفاية على هامش فتح القدير: (۹۹/۹) كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه والارتهان به وما لا يجوز، ط: رشيديه)

ولو كان ذلك الشيئ الذي قال له المشتري: أمسك هو المبيع الذي اشتراه بعينه لو بعد قبضه؛ لأنه حينئذ يصلح أن يكون رهنا بثمنه ولو قبله لا يكون رهنا؛ لأنه محبوس بالثمن، الدر المختار۔ وقال في رد المحتار: قوله لأنه حينئذ يصلح، أي لتعين ملكه فيه حتى لو هلك يهلك على المشتري ولا ينفسخ العقد۔ (الدر مع الرد: (۴۹۷/۶) كتاب الرهن، باب ما يجوز ارتهانه وما لا يجوز، ط: سعيد)

(۲) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص: ۹۸)، بعنوان: ذمہ داریاں، مکتبہ معارف القرآن۔

لیٹر آف کریڈٹ

"درآمد، برآمد میں بینک کا کردار" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۰/۴) ۴۳۹

لیزنگ

"کار لیزنگ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۷/۵)

لیز پر زمین لینا

"ننانوے سال کے پٹہ پر زمین خریدنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۷/۶)

لے لو جب دل چاہے پیسے دے دینا

"فلانی چیز ہم کو دے دو جب پیسے آئیں گے تب دام لے لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۸/۵)

لین دین کے وقت لکھنا

اگر خرید وفروخت کا معاملہ نقد ہے، چیز لی اور پیسے ادا کردیئے تو اس کو لکھنے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر خرید وفروخت اور لین دین کا معاملہ ادھار ہے، اور خریدار ایک متعینہ مدت کے بعد قیمت ادا کرے گا تو اسے لکھ کر گواہوں کے دستخط بھی کروا لینے چاہئیں، تاکہ بھول، انکار اور اختلاف کا دروازہ بند ہوجائے، اور جب ضرورت پیش آئے لکھا ہوا کاغذ پیش کردیا جائے، جس میں ہر چیز لکھی ہوئی ملے گی، اور انکار یا اختلاف کی گنجائش نہیں ہوگی۔

غرض کہ ادھار کا کوئی بھی لین دین ہو اس کو لکھ لینا چاہئے تاکہ حقوق محفوظ

ہوجائیں۔ (۱)

۴۴۰ لینے یا نہ لینے کا اختیار

☆ خریدتے وقت یہ کہہ دیا کہ ایک دن یا دودن یا تین دن تک ہم کو لینے کا اختیار ہے دل چاہے گا لے لیں گے، نہیں تو واپس کردیں گے، تو یہ درست ہے، جتنے دن کا اقرار کیا ہے، اتنے دن تک واپس کردینے کا اختیار ہے، چاہے لے، چاہے واپس کردے۔ (۲)

☆ کسی نے کہا تین دن تک مجھ کو لینے، نہ لینے کا اختیار ہے، پھر تین دن گزر گئے اور اس نے کچھ جواب نہیں دیا اور چیز بھی واپس نہیں کی، تو اب خریدار کو وہ چیز لینی پڑے گی، واپس کرنے کا اختیار نہیں رہے گا، اگر بیچنے والا رعایت کرکے واپس لے لے تو واپس کرنا جائز ہوگا، رضامندی کے بغیر واپس نہیں کرسکتا۔ (۳)

---

(۱) وَلَا تَسْـــــئَمُوْٓا اَنْ تَكْتُبُوْهُ صَغِيْرًا اَوْ كَبِيْرًا اِلٰٓى اَجَلِهٖ ۭ ذٰلِكُمْ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ وَاَقْوَمُ لِلشَّهَادَةِ وَاَدْنٰٓى اَلَّا تَرْتَابُوْٓا (البقرہ: ۲۸۲)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ (البقرہ: ۲۸۲)

(۲، ۳) وصح خيار التعيين فيما دون الأربعة) وهو أن يبيع أحد العبدين أو الثوبين على أن يأخذ أيهما شاء أو يبيع أحد الثلاثة على أن يأخذ أيها شاء ولا يجوز ذلك في أربعة وهذا استحسان ـــــ فان شرط ذلك ثبت له خيار الشرط مع خيار التعيين فاذا ردهما بخيار الشرط في المدة أو رد أحدهما بخيار التعيين كان له ذلك واذا مضت المدة بطل خيار الشرط فلا يملك ردهما جميعاً ويبقى له خيار التعيين فيرد أحدهما۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۲۱) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۳/ ۳۶، ۳۸) كتاب البيوع، باب الخيارات، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۴/ ۵۸۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، مطلب في خيار التعيين، ط: سعيد۔

(صفحہ نمبر ٣١٣ کے بقیہ حوالجات ملاحظہ ہو)

(٢) وعن عون يعني ابن عبد الله بن عتبة قال: قلت لعمر بن عبد العزيز إن ابن مسعود كان يقول: إنها ستكون أمور مشتبهة فمن رضيها ممن غاب عنها فهو كمن شهدها ومن كرهها ممن شهدها فهو كمن غاب عنها. فأعجبه. رواه الطبراني، وعون لم يدرك ابن مسعود، والمسعودي اختلط. (مجمع الزوائد، كتاب الفتن، باب فيمن كره الفتن ومن رضي بها، (٧/٢٩٠) رقم الحديث (١٢٢٦٣) ط: مكتبة القدسي، القاهرة)

(٣) قوله تعالى: ﴿فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره﴾ أي غير الكفر. (إنكم إذا مثلهم) فدل بهذا على وجوب اجتناب أصحاب المعاصي إذا ظهر منهم منكر، لأن من لم يجتنبهم فقد رضي فعلهم، والرضا بالكفر كفر، قال الله عز وجل: (إنكم إذا مثلهم). فكل من جلس في مجلس معصية ولم ينكر عليهم يكون معهم في الوزر سواء، وينبغي أن ينكر عليهم إذا تكلموا بالمعصية وعملوا بها، فإن لم يقدر على النكير عليهم فينبغي أن يقوم عنهم حتى لا يكون من أهل هذه الآية. وقد روي عن عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه أنه أخذ قوما يشربون الخمر، فقيل له عن أحد الحاضرين: إنه صائم، فحمل عليه الأدب وقرأ هذه الآية (إنكم إذا مثلهم) أي إن الرضا بالمعصية معصية، ولهذا يؤاخذ الفاعل والراضي بعقوبة المعاصي حتى يهلكوا بأجمعهم. وهذه المماثلة ليست في جميع الصفات، ولكنه إلزام شبه بحكم الظاهر من المقارنة. (الجامع لأحكام القران للقرطبي، سورة النساء (٥/٣١٧) [الآية: ١٤٠] ط: دار عالم الكتب، الرياض، السعودية)

(٤) قوله تعالى: ﴿وقتلهم الأنبياء بغير حق﴾ أي ونكتب قتلهم الأنبياء، أي رضاهم بالقتل. والمراد قتل أسلافهم الأنبياء، لكن لما رضوا بذلك صحت الإضافة إليهم. وحسن رجل عند الشعبي، قتل عثمان رضي الله عنه فقال له الشعبي: شركت في دمه. فجعل الرضا بالقتل قتلا، رضي الله عنه. قلت: وهذه مسألة عظمى، حيث يكون الرضا بالمعصية معصية. (الجامع لأحكام القران للقرطبي، سورة ال عمران (٤/٢٩٥) [الآية: ١٨١] ط: دار عالم الكتب، الرياض، السعودية)

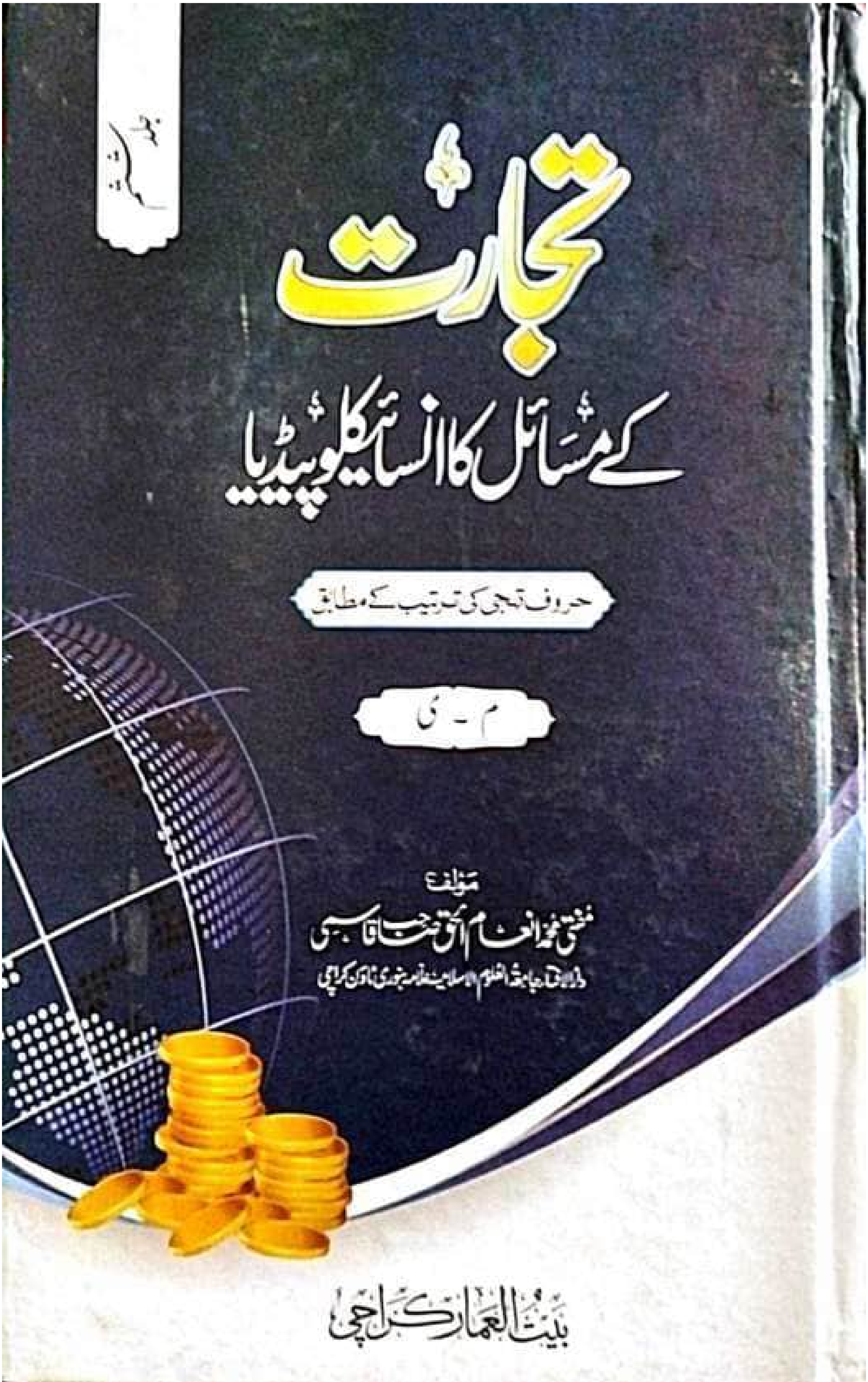
(٥) وقوله: ﴿إنكم إذا مثلهم﴾ قد قيل فيه وجهان: أحدهما: في العصيان وإن لم تبلغ معصيتهم منزلة الكفر، والثاني: أنكم مثلهم في الرضا بحالهم في ظاهر أمركم، والرضا بالكفر والاستهزاء بآيات الله تعالى كفر، ولكن من قعد معهم ساخطا لتلك الحال منهم لم يكفر، وإن كان غير موسع عليه في القعود معهم. وفي هذه الآية دلالة على وجوب إنكار المنكر على فاعله وأن من إنكاره إظهار الكراهة إذا لم يمكنه إزالته وترك مجالسة فاعله والقيام عنه حتى ينتهي ويصير الى حال غيرها. (أحكام القران للجصاص، سورة النساء، (٣/٢٨٧) [الآية: ١٤٠] ط: دار احياء التراث العربي، بيروت)

(۱) ﴿وإذا رأيت الذين يخوضون في آياتنا فأعرض عنهم حتى يخوضوا في حديث غيره﴾ - قال الضحاك عن ابن عباس دخل في هذه الآية كل محدث في الدين وكل مبتدع إلى يوم القيامة ﴿إنكم﴾ أيها المؤمنون ﴿إذا﴾ يعني إذا قعدتم عند من يكفرون ويستهزءون بالآيات ورضيتم به ﴿مثلهم﴾ كفار مثلهم غير ان الرضاء بالكفر من غير تلبسه نفاق. (التفسير المظهري، سورة النساء (۲/۲۶۳) [الآية: ۱۴۰] ط: المكتبة الرشيدية، باكستان)

(۲) وقوله تعالى: ﴿وقد نزل عليكم في الكتاب أن إذا سمعتم آيات الله يكفر بها ويستهزأ بها فلا تقعدوا معهم حتى يخوضوا في حديث غيره إنكم إذا مثلهم﴾ أي: إذا ارتكبتم النهي بعد وصوله إليكم، ورضيتم بالجلوس معهم في المكان الذي يكفر فيه بآيات الله ويستهزأ وينتقص بها، وأقررتموهم على ذلك، فقد شاركتموهم في الذي هم فيه. فلهذا قال تعالى: ﴿إنكم إذا مثلهم﴾ [أي] في المأثم، كما جاء في الحديث: "من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يجلس على مائدة يدار عليها الخمر". (تفسير ابن كثير، سورة النساء (۲/۴۳۵) [الآية: ۱۴۰] دار طيبة للنشر والتوزيع، الطبعة الثانية، ۱۴۲۰-۱۹۹۹)

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل


بیت العمار کراچی
+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224


تجارت
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق
م - ی
مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۱

بیت العمار کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف : مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول : ۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب خانوں میں دستیاب ہے

ناشر

بیت العمار کراچی

نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ ۷۴۳۰۰

0333-3136872, 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین ٹیلیگرام چینل

صفحہ نمبر	عنوان
۶۴	مالک کی اجازت کے بغیر چیز بیچ دینا
۶۵	مالک کی اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی
۶۵	مالک کی اجازت کے بغیر دلال کا قیمت کم کرنا
۶۵	مالک کے پاس قبضہ خالی کرانے کی طاقت نہیں
۶۵	مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا
۶۵	مال کی پاکی
۶۶	مال کی تعریف
۶۶	مال کی ضرورت آخری زمانہ میں
۶۷	مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے
۶۷	مال کی فراوانی کا انجام
۶۸	مال کی قیمت بڑھ جائے
۶۸	مال کی قیمت کم ہوجائے تو قیمت کم کرنا
۶۸	مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے
۷۰	مال کی محبت سے آخرت خراب ہوجاتی ہے
۷۱	مال کے پیچھے پڑنے کا انجام
۷۲	مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے
۷۲	مال متقوم
۷۲	مال متقوم نہیں

صفحہ نمبر	عنوان

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

م

۴۷

ماپ تول کی مزدوری

ماپ تول کی ذمہ داری بیچنے والے پر ہے خریدار پر نہیں، اس لئے ماپ تول کی مزدوری خریدار پر ڈالنا جائز نہیں ہے۔(۱)

مادی وجود نہیں ہے

جن چیزوں کا اپنا کوئی مادی وجود نہیں ہے، ان کو اصطلاح میں ''حقوق مجردہ'' کہتے ہیں، الگ طور پر ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔(۲)

مارک اپ

بینک وغیرہ کی جانب سے قرضہ لینے پر نفع کی جو شرط طے کی جاتی ہے، اس کو ''مارک اپ (Mark up)'' کہتے ہیں۔

---

(۱) عن عثمان رضي الله عنه ان النبي صلي الله عليه وسلم قال له: إذا بعت فكل وإذا ابتعت فاكتل. (صحيح بخاري: (۱/۲۸۶) كتاب البيوع، باب الكيل علي البائع والمعطي، ط: قديمي)۔

مسند أحمد بن حنبل: (۶۲/۱) رقم الحديث: ۴۴۴، مسند الخلفاء الراشدين، مسند عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: موسسة قرطبة.

قوله: باب الكيل على البائع والمعطي) أي مؤنة الكيل علي المعطي بائعاً كان أو موفي دين أو غير ذلك، ويلتحق بالكيل في ذلك الوزن فيما يوزن من السلع وهو قول فقهاء الأمصار. (فتح الباري: (۴/۳۴۴) كتاب البيوع، باب الكيل علي البائع والمعطي، ط: دار المعرفة)

(۲) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع: مطلب: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)

شرح المجلة للاتاسي: (۱۱۹/۲۲) تحت المادة: ۲۱۶، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۸۵/۱) المادة: ۲۱۶، ايضاً، ط: فاروقيه كوئته)

اور قرض دینے یا لینے پر "مارک اپ" مقرر کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

۴۸

مارکہ

مصنوعات کی پہچان کے لیے مخصوص نشان اور مارکہ بنانا جائز ہے، بلکہ بعض دفعہ ضروری ہوتا ہے، مثلاً:

❶ مارکہ یا مخصوص نشان خریدار کو مصنوعات پہچاننے میں مدد کرتا ہے۔

❷ خریدار کو یہ اعتماد ہوتا ہے کہ اس مارکہ یا مخصوص نشان والی چیز معیاری ہوتی ہے۔

❸ اور اس کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ سے بھی بچایا جاسکتا ہے۔

مارکیٹ آرڈر (Market Order)

شیئرز میں "مارکیٹ آرڈر" سے مراد ایسا آرڈر ہے جس میں دلال سے یہ کہہ دیا گیا ہو کہ مارکیٹ میں جو بھی ریٹ ہو اس پر فلاں کمپنی کے شیئرز خرید لیے جائیں۔

مارکیٹ ریٹ خراب کرنا

ہر آدمی اپنی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کرسکتا ہے، شریعت نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ (۲)

---

(۱) "كل قرض جر منفعة فهو ربا" (فيض القدير للمناوی: (۹/۴۳۸۷) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

الدر مع الرد: (۵/۱۶۶) كتاب البيوع، فصل: في القرض، ط: سعيد)

الاشباه والنظائر: (۲۵۷) الفن الثاني: ط: قديمی)

(۲) وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها. (بحوث في قضايا فقهيه معاصره: (۸/۱) احكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچی)=

لیکن جس طرح بہت زیادہ منافع لینا منع ہے اسی طرح نامناسب حد تک قیمتیں کم کرکے مارکیٹ کا توازن خراب کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''موطا'' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے:

ان عمر بن الخطاب مر بحاطب بن ابي بلتعة وهو يبيع زبيباً له بالسوق فقال له عمر بن الخطاب إما ان تزيد في السعر وإما أن ترفع من سوقنا. (۱)

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ بازار میں اپنا کشمش بیچ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا تو قیمت میں اضافہ کرو، یا ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔

مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت میں سامان بیچنا اصل میں مارکیٹ میں اجارہ داری قائم کرنا اور دوسرے تاجروں کا راستہ روکنا ہے، اس سے خاص طور پر چھوٹے تاجروں کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے، اور ان کا کاروبار بیٹھ جاتا ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو انتہائی کم نرخ پر کشمش

= لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۲/۳۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

(۱) (موطا: (ص: ۵۹۱) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربض، ط: قديمي)

عن سعيد ابن المسيب قال: مر عمر بن الخطاب رضي الله عنه علي حاطب بن أبي بلتعة وهو يبيع زبيباً له بالسوق، فقال عمر رضي الله عنه: "إما أن تزيد في السعر وإما أن ترفع من سوقنا فهذا مختصر، وتمامه فيما روي الشافعي عن الدراوردي عن داود بن صالح التمار، عن القاسم بن محمد عن عمر رضي الله عنه مر بحاطب بسوق المصلي، وبين يديه غرارتان فيهما زبيب، فسأله عن سعرهما، فسعر له مدين لكل درهم، فقال له عمر رضي الله عنه: قد حدثت بعير مقبلة من الطائف تحمل زبيباً، وهم يعتبرون بسعرك فإما أن ترفع في السعر وإما أن تدخل زبيبك البيت فتبيعه كيف شئت، فلما رجع عمر حاسب نفسه، ثم أتي حاطباً في داره فقال له: إن الذي قلت ليس بعزمة مني ولا قضاء، إنما هو شئ أردت به الخير لأهل البلد، فحيث شئت فبع، وكيف شئت فبع. (السنن الكبري للبيهقي: (۲۹/۶) كتاب البيوع، باب التسعير، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

بیچنے سے منع فرمادیا۔

سنن بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رجوع کرنے کی ایک روایت ہے لیکن وہ روایت صحیح سند سے ثابت نہیں کیونکہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے، اور ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ (۱) ۵۰

مارکیٹنگ (تسویق)

☆ اسلام کی رو سے مارکیٹنگ کا مطلب یہ ہے کہ مال فروخت کرنے والا ایک مسلمان تاجر شریعت کی پابندی کرتے ہوئے خریداروں کی ضرورت اور پسند کو دیکھتے ہوئے، مطلوبہ چیزوں کو بہتر انداز سے مہیا کر کے صارف اور خریداروں کی خدمت انجام دیتا ہے، پس اس کی مناسب قیمت مقرر کر کے اعلان، تشہیر اور عام تعلقات کے ذریعہ صارف اور خریداروں کو متوجہ کرتا ہے، اور ان کی ضرورت کی چیزوں کو ان تک پہنچاتا ہے، اور ان تمام کاموں میں مخلوق کی خدمت کا جذبہ اس کے پیش نظر رہتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: ایسے بازاروں، منڈیوں اور خریداروں کا انتخاب کرنا جن کے ساتھ مال فروخت کرنے والا تاجر لین دین اور کاروبار کرنا چاہتا ہے۔

☆ صارفین اور خریداروں کی ضرورتوں کو عمدہ اور احسن طریقہ سے پورا کرنے کے لیے مناسب مصنوعات، اور ان کا مناسب ڈیزائن، شکل وصورت اور صفات وخصوصیات کو متعین کرنا تاکہ مال فروخت کرنے والا تاجر ان کی راحت رسانی کا ذریعہ بن سکے، اور فروخت کرنے والے تاجر کی اشیاء اور مصنوعات ان میں مقبول ہو سکیں۔

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔

☆ خریداروں کی خدمت کے جذبے سے چیزوں کی قیمت مناسب مقرر کرنا۔

☆ خریداروں کو اشیاء پہنچانے کا ایسا انتظام کرنا کہ انہیں مطلوبہ اشیاء سہولت کے ساتھ دستیاب ہوں۔ (۱)

مارکیٹنگ صرف ایک کے پاس ہو

اگر کوئی سامان اور اس کی مارکیٹنگ صرف ایک شخص کے پاس ہو تو پھر اس کے لئے عام مارکیٹ سے زائد نفع لینا درست نہیں کیونکہ اس صورت میں مارکیٹ سے زیادہ نفع لینا لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کے مترادف ہوگا کہ جب بھی کسی شخص کو اس چیز کی حاجت ہوگی تو وہ اسی سے خریدنے پر مجبور ہوگا خواہ اس کی قیمت کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) وعن ابن عمر رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه، ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته... الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول، ط: قديمي)

(ومن كان في حاجة أخيه) أي ساعياً في قضائها۔ (كان الله في حاجته)... وقد ورد في رواية مسلم عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ ولفظه: "والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه" وفيه تنبيه نبيه على فضيلة عون الأخ على أموره، وإشارة إلى أن المكافأة عليها بجنسها من العناية الالٰهية سواء كان بقلبه أو بدنه أو بهما لدفع المضار أو جذب المنافع إذ الكل عون۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/ ۱۶۹) ايضاً، ط: رشيديه جديد)

(۲) وقال في الدر المختار: "وفي النتف بيع المضطر وشراؤه فاسد" وقال الشامي: هو أن يضطر الرجل إلى طعام وشراب أو غيرها ولا يبيعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه... قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة أن لا يبايع على هذا الوجه، وأن لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلى الميسرة، حتى يكون له في ذلك بلاغ اهـ. (إعلاء السنن: (۱۴/ ۲۱۳) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

بذل المجهود: (۱۵/ ۲۹) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب بيع المضطر وشراؤه فاسد، ط: سعيد.

مارکیٹنگ کے ذریعہ دوسروں کی حق تلفی کرنا

۵۲ اسلام نے جس طرح تاجروں کو خریداروں کے لیے سامان مہیا کر کے ان کی خدمت کرنے کی تعلیم دی ہے، ایسے ہی تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون، رواداری اور اچھا معاملہ کر کے تعاون اور مدد کرنے کی تعلیم دی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانا، ایک دوسرے کو کاٹنا اور مقابلہ کرنا، دوسروں کا سامان بکنے میں رکاوٹ ڈال کر ان کو نقصان پہنچانا، مقابلے میں آ کر قیمتیں گرا کر نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا، دوسروں کے خریداروں کو چھیننا وغیرہ ان سب کاموں سے منع کیا ہے۔(۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امن میں رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی گئی باتوں سے رک جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے اموال اور ان کی جانیں امن میں ہوں۔(۲)

---

(۱) عن عمرو بن یحی المازنی عن أبیه أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لاضرر ولا ضرار۔ (مؤطا الإمام مالک رحمه الله: (ص: ۶۴۳) کتاب الأقضیة، القضاء فی المرفق، ط: قدیمی)

قوله: لاضرر ولا ضرار أی لایضر الرجل أخاه ابتداء ولا جزاء، فینقصه من حقه... وقیل الضرر ماتضربه صاحبک وتنتفع به أنت والضرار أن تضره من غیر أن تنتفع۔ (کشف المغطا عن وجه المؤطا: (ص: ۶۴۳) ایضاً، ط: قدیمی)

(۲) عن عبداللہ بن عمرو رضی الله عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، والمهاجر من هجر ما نهی الله عنه... (مشکاة المصابیح: (۱۲) کتاب الإیمان: الفصل الأول، ط: قدیمی)

عن أبی هریرة رضی الله عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، والمؤمن من أمنه الناس علی دمائهم وأموالهم۔ رواه الترمذی والنسائی، (مشکوة المصابیح: (۱۵) کتاب الإیمان: الفصل الثانی، ط: قدیمی)=

مارکیٹنگ میں اسراف سے بچیں

''اسراف سے بچیں مارکیٹنگ میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۰/۱)

مارکیٹنگ میں حرام چیزوں سے بچنا

''اشتہارات میں حرام چیزوں سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۶/۱)

مال ایک نمبر کا چاہیے

''ایک نمبر کا مال چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۱)

مال بدل کر آئے

''بدل کر آئے ہوئے سامان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۹/۲)

مال بری چیز نہیں ہے

اگر مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کیا جائے یا گناہ اور نافرمانی کے کام میں لگایا جائے یا مال ہی کو مقصود بنالیا جائے، اور اللہ اور بندوں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے تو مال بری چیز ہے، اور اگر اس کو جائز طریقہ سے حاصل کیا جائے، اور نیک کاموں میں لگایا جائے اور اللہ اور بندوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے تو مال اچھی چیز ہے، اور اس کی ضرورت بھی ہے۔

= صحیح البخاری: (۹/۱) رقم الحدیث: ۱۰، کتاب الإیمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، ط: الطاف اینڈ سنز)

صحیح المسلم: (۴۸/۱) کتاب الإیمان: باب بیان تفاضل الإسلام، ط: قدیمی)

سنن الترمذی: (۹۰/۲) أبواب الإیمان، باب ماجاء المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ، ط: قدیمی)

سنن النسائی: (۲۶۶/۲) کتاب الإیمان وشرائعہ، صفۃ المؤمن، وصفۃ المسلم، ط: قدیمی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو! نیک آدمی کے لئے حلال مال اچھا ہے۔ (۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ متقی آدمی کے لئے غنا اور مالداری میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (۲)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جس میں درہم اور دینار (پیسے) کے علاوہ کچھ بھی لوگوں کو نفع نہیں دے گا۔ (۳)

مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا

''خریدا ہوا مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) یاعمرو نعمًا بالمال الصالح للرجل الصالح. (المستدرك للحاكم (۲/۳) اول كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲٦) كتاب الإمارة والقضاء، باب رزق الولاة، الفصل الثاني، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۲۹/۲۹۹) رقم الحديث: ۱۷۷٦۳، مسند الشاميين، حديث عمرو بن العاص، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) لا بأس بالغنى لمن اتقى. (مستدرك الحاكم: (۲/۳) اول كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۵۱) كتاب الرقاق، باب استحباب المال والعمر للطاعة، الفصل الثالث، ط: قديمي،

مسند احمد: (۳۸/۲۲۹) رقم الحديث: ۲۳۱۵۸، تتمة مسند الأنصار، أحاديث رجال من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مؤسسة الرسالة.

(۳) عن مقدام بن معديكرب . . . سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليأتين على الناس زمان لا ينفع فيه الا الدينار والدرهم. (مشكاة المصابيح: (۲٤۳/۷) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۲۸/٤۳۳) رقم الحديث: ۱۷۲۰۱، مسند الشاميين، حديث المقدام بن معدي كرب.

مجمع الزوائد: (٤/٦٥) رقم الحديث: ٦٢٤٣، كتاب البيوع، باب فيما يتخذ من الدواب، ط: مكتبة القدس.

مال پہنچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا

(٥٥) بعض تاجر مال باہر سے منگواتے ہیں، اور مال پہنچنے سے پہلے ہی اس کو منافع پر فروخت کردیتے ہیں، تو یہ خرید وفروخت جائز نہیں ہے، اور منافع بھی حلال نہیں ہے، البتہ بیع صحیح ہونے کی دو صورتیں ہیں، ان میں سے کسی ایک صورت کو اختیار کریں، اس کے بعد پھر مال منافع کے ساتھ فروخت کریں تو بیع بھی جائز ہوگی اور نفع بھی حلال ہوگا، اور وہ دو صورتیں یہ ہیں:

① جہاں مال خریدا ہے وہاں کسی کو یا مال بردار کمپنی کو مال پر قبضہ کرنے کے لیے وکیل بنادیں، اس کے قبضہ کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا۔

② مال پہنچنے سے قبل سودا نہ کریں، بلکہ سودا کرنے کا وعدہ کریں، مال پہنچنے کے بعد قبضہ کرکے وعدہ کے مطابق سودا کریں۔

اس صورت میں وعدہ کے بعد سودا ہونے سے پہلے پہلے اگر دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک فریق سودا کرنے سے انکار کردے گا تو وعدہ خلافی کا گناہ ہوگا، جو کبیرہ گناہ ہے، اور نفاق کی علامت ہے، لیکن سودا کرنے پر اسے مجبور نہیں کیا جاسکے گا۔

واضح رہے کہ اگر مال پہنچانے کا کرایہ خریدار ادا کرتا ہے، تو اس کی اجازت سے بائع (سیلر) کا کسی بھی مال بردار کمپنی کی تحویل میں مال دے دینا خریدار کا قبضہ شمار ہوگا۔ (١)

---

(١) لایصح اتفاقا... بیع منقول قبل قبضه ولو من بائعه... (الدر مع الرد: (١٤٧/٥) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف فی المبیع والثمن قبل القبض، ط: سعید)

الهندیة: (١٣/٣) کتاب البیوع، الباب الأول، الفصل الثانی: فی معرفة المبیع والثمن والتصرف فیهما قبل القبض، ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (١١٢/٦) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید)=

مال تلف کرنے پر اکراہ کرنا

٥٦ اگر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان کا مال تلف کرنے پر مجبور کیا جائے، نہ کرنے کی صورت میں قتل وغیرہ کی دھمکی دی جائے تو اس صورت میں مال تلف کر کے اپنی جان بچالے، بعد میں "مکرِہ" یعنی مجبور کرنے والے کے ذمہ ضمان لازم

= إذا قال المشتري للبائع ابعث إلى ابني، واستاجر البائع رجلا يحمله إلى ابنه فهذا ليس بقبض، والاجر على البائع الا ان يقول استاجر على من يحمله فقبض الاجير يكون قبض المشتري ان صدقه انه استاجره، دفع إليه وان انكر استيجاره و دفع إليه، فالقول قوله، كذا في التاتارخانية۔ (الهندية: (٣/ ١٩) كتاب البيوع، الباب الرابع: في حبس المبيع بالثمن وقبضه... الفصل الثاني: في تسليم المبيع، ط: رشيديه)

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (١/ ٢٣٩) تحت المادة: ٢٦٢، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول: في بيان حقيقة التسليم والتسلم وكيفيتهما، ط: دار عالم الكتب/مكتبه سلطانيه كوئته)

شرح المجله رستم باز: (١/ ١٠٩، ١١٠) أيضاً، ط: فاروقيه كوئته)

أن البيع انما ينعقد بصيغة تدل على إنشاء العقد في الحال، ولذلك لاينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف أبيعك كذا" أو "سوف أشتري منك كذا" وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بانجاز البيع في المستقبل، وليس بيعاً، فمن وعد آخر بإنشاء بيع في المستقبل: هل يجب عليه الوفاء بهذا الوعد؟... المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء، أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب، وهو من مكارم الأخلاق، ولكنه ليس بواجب ديانة ولا قضاء، والواعد إذا ترك الوفاء فقد فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة تنزيهية شديدة ولكنه لا يأثم... وكذلك يوجد عند الحنفية نصوص تدل على لزوم الوعد، وكون الوفاء به واجباً على الواعد، فقال الإمام أبوبكر الجصاص ﷺ في تفسير قوله تعالى: "يا أيها الذين آمنوا لم تقولون مالا تفعلون۔" (الصف: ٢) يحتج به في أن كل من ألزم نفسه عبادة أو قربة وأوجب على نفسه عقداً، لزمه الوفاء به، إذ ترك الوفاء به يوجب أن يكون قائلا مالا يفعل، وقد ذم الله فاعل ذلك، وهذا فيما لم يكن معصية، فأما المعصية، فإن ايجابها في القول لايلزمه الوفاء بها، وقال النبي ﷺ: لانذر في معصية وكفارته كفارة يمين، وإنما يلزم ذاك فيما عقده على نفسه مما يتقرب به إلى الله عز وجل، ومثل النذور، وفي حقوق الآدميين، العقود التي يتعاقدونها وظاهر ما تحته خط من هذه العبارة يدل على أن الوعود يجب ايفاءها إذا كانت متعلقة بالعقود التي يتعاقد بها الناس۔ (فقه البيوع: ١/ ٧٧، ٧٨، ٨٢) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده، الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، ٣٢: حكم الوعد أو المواعدة في البيع، ط: معارف القرآن)

(۱)

مال حرام تبادلہ میں حاصل ہوا

۵۷

"حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۳/۳)

مال حرام سے خریدی ہوئی چیز

☆ اگر کوئی چیز بعینہ حرام رقم سے خریدی ہے تو بعینہ اس کو صدقہ کرنا بہتر ہے، یا پھر اس کی موجودہ مالیت کے بقدر صدقہ کردے، ورنہ جتنی رقم سے چیز خریدی گئی تھی اتنی رقم صدقہ کردے۔ (۲)

☆ اور اگر حرام مال کو حلال مال سے مخلوط کرکے کوئی چیز خریدی گئی ہے تو اس چیز کا صدقہ کرنا ضروری نہیں بلکہ رقم صدقہ کردینا کافی ہے۔ (۳)

---

(۱) وان اکره علی اتلاف مال مسلم باحدهما (ای القتل او قطع عضو منه (رخص) الإتلاف (له) أی للمکره... والضمان علی المکره (بالکسر)۔ (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنهر: (۴/ ۴۴) کتاب الإکراه، ط: دار الکتب العلمیة۔

☐ (ورخص له إتلاف مال مسلم) أو ذمی، اختیار (بقتل أو قطع)... (وضمن رب المال المکره بالکسر، لأن المکره بالفتح کالآلة۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۱۳۵) کتاب الإکراه، ط: سعید۔)

☐ البحر الرائق (۸/ ۷۳) کتاب الإکراه، ط: سعید)

(۲) (قوله: اکتسب حراما) توضیح المسئلة ما فی التاتارخانیة حیث قال: رجل اکتسب مالاً من حرام ثم اشتری فهذا علی خمسة أوجه، إما ان دفع تلک الدراهم إلی البائع أولاً، ثم اشتری منه بها او اشتری قبل الدفع بها ودفعها، أو اشتری قبل الدفع بها و دفع غیرها او اشتری مطلقا، ودفع تلک الدراهم او اشتری بدراهم آخر ودفع تلک الدراهم... قال الکرخی: فی الوجه الأول والثانی لایطیب، وفی الثلاث الأخیرة یطیب، وقال أبوبکر: لایطیب فی الکل، لکن الفتوی الآن علی قول الکرخی دفعا للحرج عن الناس۔ (شامی: (۵/ ۲۳۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب إذا اکتسب حراما ثم اشتری فهو علی خمسة أوجه، ط: سعید)

☐ الهدایة: (۳/ ۳۷۵، ۳۷۶) کتاب الغصب، ط: رحمانیه)

☐ مزید "مال حرام سے کمایا ہوا نفع" عنوان کے تحت تخریج بھی دیکھیں۔

(۳) بان المراد لیس هو نفس الحرام؛ لأنه ملکه بالخلط، وانما الحرام التصرف فیه قبل أداء بدله... =

مال حرام سے کمایا ہوا نفع

☆ حرام مال سے کمائے ہوئے نفع کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

☆ اگر مال حرام یا اس سے کمائے ہوئے نفع کو صدقہ کرنے سے پہلے اس سے کوئی چیز خرید لی تو اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ اگر مال حرام کی طرف اشارہ کر کے کوئی چیز خرید لی، اور وہ مالِ حرام جس کی طرف اشارہ کیا تھا قیمت میں ادا کر دیا، تو اس کی آمدنی ناجائز ہے، اور صدقہ کرنا واجب ہے۔

❷ اور اگر حرم مال کی طرف اشارہ کئے بغیر اس مال سے کچھ خریدا، یا حرام مال کی طرف اشارہ کیا، لیکن حلال مال ادا کیا تو اس صورت میں امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کے نزدیک کمایا ہوا نفع حلال ہوگا، صرف اصل مال جو حرام ہے اس کو صدقہ کرنا واجب ہوگا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حرام مال کو کمائی اور منافع کا ذریعہ بنالے، ایسا کرنا بالکل جائز نہیں، ہاں اگر غلطی سے ہوگیا تو اس کی گنجائش ہے جو امام

=نعم لایباح الانتفاع به قبل أداء البدل فی الصحیح من المذھب۔ (شامی: (۲۹۲/۲) کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، قبیل: مطلب: استحلال المعصیة القطعیة کفر، ط: سعید)

الطحطاوی علی الدر المختار: (۱۹۲/۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: رشیدیه)

والسبیل فی المعاصی ردھا وذلک ھھنا برد المأخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبه....

(الھندیة: (۳۴۹/۵) کتاب الکراھیة، الباب الخامس عشر: فی الکسب، ط: رشدیه)

والحاصل انه ان علم ارباب الأموال وجب ردہ علیھم والا فإن علم عین الحرام لایحل له، ویتصدق به بنیة صاحبه ... ومفادہ، الحرمة وإن لم یعلم أربابه وینبغی تقییدہ بما إذا کان عین الحرام لیوافق ماقلناہ إذ لو اختلط بحیث لایتمیز یملکه ملکا خبیثا لکن لایحل له التصرف فیه مالم یود بدله....

(شامی: (۹۹/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی من ورث مالا حراما، ط: سعید)

ویردونھا علی أربابھا ان عرفوھا والا تصدقوا بھا لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبه۔ (شامی: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

رخی نے ذکر کیا۔(۱)

مال حرام سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ

''حرام مال سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مال حرام عوض میں آئے

''حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۳/۳)

مال حرام کا انجام

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

(۱) اکتسب حراما واشتری به، أو بالدراهم المغصوبة شيئا، قال الكرخي رحمه الله: ان نقد قبل البيع تصدق بالربح والالا۔ وفي رد المحتار: (قوله: اكتسب حراما الخ) توضيح المسئلة ما في التتارخانية حيث قال: رجل اكتسب مالا من حرام ثم اشترى فهذا على خمسة أوجه، إما ان دفع تلك الدراهم إلى البائع أولاً، ثم اشترى منه بها او اشترى قبل الدفع بها ودفعها، أو اشترى قبل الدفع بها ودفع غيرها او اشترى مطلقا، ودفع تلك الدراهم او اشترى بدراهم آخر ودفع تلك الدراهم... قال الكرخي: في الوجه الأول والثاني لايطيب، وفي الثلاث الأخيرة يطيب، وقال أبوبكر: لايطيب في الكل، لكن الفتوى الآن على قول الكرخي دفعا للحرج عن الناس۔

وفي الولوالجية: وقال بعضهم: لايطيب في الوجوه كلها وهو المختار ولكن الفتوى اليوم على قول الكرخي، دفعا للحرج لكثرة الحرام۔ (الدر مع الرد: (۲۳۵/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب إذا اكتسب حراما ثم اشترى فهو على خمسة أوجه، ط: سعيد)

(لو تصرف في المغصوب والوديعة) بان باعه (وربح) فيه (إذا كان) ذلك (متعينا بالاشارة أو بالشراء بدراهم الوديعة أو الغصب ونقدها) يعني يتصدق بربح حصل فيهما إذا كانا مما يتعين بالاشارة وإن كانا مما لايتعين فعلى أربعة أوجه: فإن أشار إليه ونقدها فكذلك يتصدق (وإن أشار إليها ونقد غيرها أو) أشار (إلى غيرها) ونقدها (أو أطلق) ولم يشر (ونقدها لا) يتصدق في الصور الثلاث عند الكرخي رحمه الله، قيل: (وبه يفتى)۔ (الدر مع الرد: (۱۸۹/٦) كتاب الغصب، ط: سعيد)

والمختار أنه لايحل مطلقا كذا في الملتقى، ولو بعد الضمان هو الصحيح، كما في فتاوى نوازل واختار بعضهم الفتوى على قول الكرخي رحمه الله في زماننا لكثرة الحرام، وهذا كله على قولهما وعند أبي يوسف رحمه الله لايتصدق بشيئ منه، كما لو اختلف الجنس ذكره الزيلعي۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۰۵/۴) كتاب الغصب، ط: رشيديه۔

جو شخص حرام مال حاصل کرتا ہے اگر پاس رکھا تو برکت نہیں ہوگی، خرچ کرے گا تو اللہ پاک قبول نہیں فرمائیں گے، اگر چھوڑ کر مر گیا تو جہنم اس کا انجام ہوگا۔[1]

٦٠

مال حرام کو حلال کرنے کا حیلہ

بعض لوگ حرام رقم کو حلال کرنے کے لیے اس طرح حیلہ کرتے ہیں کہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر سامان وغیرہ خرید لیتے ہیں، اور حرام رقم سے قرض ادا کرتے ہیں، اس قسم کا حیلہ جائز نہیں ہے، اور اس حیلے سے حرام رقم حلال نہیں ہوتی، صرف اتنا ہوتا ہے کہ قرض سے جو سامان خریدے گا وہ حلال ہوگا،[2] لیکن حرام رقم ملکیت میں لانے، اور حرام رقم سے قرض ادا کرنے کا گناہ ہوگا، اور حیلہ کرنے اور نہ کرنے کا

(١) عن الحسن، قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: أيما عبد أمسك مالأ حراما إن أمسكه لم يبارك له فيه، وإن أنفقه لم يقبله الله عز وجل منه، فإن مات وهو عنده كان زاده إلي جهنم. (إصلاح المال لابن أبي الدنيا: (ص:١٤٣) رقم الحديث:١٠، باب أخذ المال، ط: دار الوفاء.)

(٢) وفي شرح حيل الخصاف لشمس الأئمة رحمه الله تعالىٰ ان الشيخ أبا القاسم الحكيم كان يأخذ جائزة السلطان، وكان يستقرض لجميع حوائجه، وماياخذ من الجائزة يقضي بها ديونه، والحيلة في هذه المسائل ان يشتري نسيئة ثم ينقد ثمنه من اىّ مال شاء، وقال أبو يوسف رحمه الله: سألت أبا حنيفة عن الحيلة في مثل هذا، قال: فأجابني بما ذكرنا۔ (الهندية: (٣٤٢/٥) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

وجاز أخذ دين على كافر من ثمن خمر لصحة بيعه بخلاف دين على المسلم لبطلانه الا اذا وكل ذميا بيعه۔ (الدر مع الرد: (٣٨٥/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

ولي شرح حيل الخصاف لشمس الأئمة رحمه الله تعالىٰ ان الشيخ أبا القاسم الحكيم كان ممن يأخذ جائزة السلطان، وكان يستقرض لجميع حوائجه، وماياخذ من الجائزة كان يقضي به دينه، فالحيلة في مثل هذه المسائل ان يشتري شيئا لم ينقد ثمنه من اىّ مال أحب، قال أبو يوسف رحمه الله: سألت أبا حنيفة عن الحيلة في مثل هذا، قال: فأجابني بما ذكرنا۔ (خلاصة الفتاوىٰ: (٣٤٩/٣) كتاب الكراهية، الفصل الرابع في المال من الاهداء والميراث وغير ذلك، ط: رشيديه)

أن كل حيلة يحتال بها الرجل لإبطال حق الغير او لادخال شبهة فيه او لتمويه باطل فهي مكروهة وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام أو ليتوصل بها إلى حلال فهي حسنة۔ (الهندية: (٣٩٠/٦) كتاب الحيل، الفصل الأول في بيان جواز الحيل وعدم جوازها، ط: رشيديه)

نتیجہ برابر ہے۔ (۱)

مالدار بننے کا راز

(۶۱) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما بہت بڑے مالدار تھے۔ ① حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ② حضرت عبدالرحمن بن عوف۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو خاندانی طور پر مالدار تھے، ان کے والد عفان مکہ مکرمہ میں بہت بڑے تاجر تھے مگر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ خاندانی طور پر مالدار نہیں تھے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی تعلیمات کے مطابق تجارت کر کے بڑی دولت کمائی۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی معروف و مشہور کتاب "احیاء العلوم" میں نقل کیا ہے کہ کسی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مالدار بننے کا سبب پوچھا تو

---

(۱)... انه لایربوا لحم نبت من سحت الا کانت النار أولی به۔ (سنن الترمذی: (۲۳۹/۱) أبواب مایتعلق بالصلوۃ، باب ماذکر فی فضل الصلاۃ، ط: رحمانیة) و: (۱۳۲/۱) ط: قدیمی)

... یا کعب بن عجرۃ انه لایدخل الجنة لحم نبت من سحت۔ (صحیح ابن حبان: (۹/۵) رقم الحدیث: ۱۷۲۳، کتاب الصلاۃ، باب فضل الصلوات الخمس، ذکر البیان بان الصلاۃ قربان للعبید یتقربون بها إلی بارئهم جل وعلا، ط: موسسة الرسالة)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: من اشتری ثوبا بعشرۃ دراهم وفیه درهم حرام، لم یقبل اللہ تعالی له صلاۃ مادام علیه، قال: ثم أدخل اصبعیه فی اذنیه ثم قال: صمتا إن لم یکن النبی ﷺ سمعته یقوله۔ (مسند احمد بن حنبل: (۲۱۸/۵، ۲۱۹) رقم الحدیث: ۵۷۳۲، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ط: دار الحدیث القاهرۃ)

عن أبی هریرۃ رضی اللہ عنه... ثم ذکر الرجل یطیل السفر اشعث اغبر یمد یدیه إلی السماء، یارب یارب! ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذی بالحرام فأنی یستجاب لذلک۔ (الصحیح للإمام مسلم: (۳۲۶/۱) کتاب الزکاۃ، باب بیان أن اسم الصدقة یقع علی کل نوع من المعروف نیل، باب الحث علی الصدقة ولو بشق تمرۃ،، ط: مکتبة الحسن وقدیمی۔

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما قال: قال عن رسول اللہ ﷺ... ولا یکسب عبد مالا من حرام لینفق منه فیبارک له فیه ولا یتصدق به فیقبل منه ولا یترک خلف ظهرہ الا کان زادہ إلی النار۔ (مسند أحمد: (۵۳۹/۳) رقم الحدیث: ۳۶۷۲، مسند عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ط: دار الحدیث القاهرۃ)

انھوں نے فرمایا اس کے تین اسباب ہیں۔

① میں نے کبھی بھی (تھوڑے) نفع کو رد نہیں کیا یعنی تھوڑے نفع پر بھی مال بیچ دیا۔

② جب بھی مجھے جانور فروخت کرنے کی پیش کش کی گئی میں نے فروخت کر دیا اس کی فروختگی کو موخر نہیں کیا۔

③ میں نے ادھار مال نہیں بیچا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک ہزار اونٹ فروخت کئے اور نفع صرف اتنا کمایا کہ ہر اونٹ کی رسی بچ گئی، پھر رسی کو ایک درہم میں فروخت کر کے کل ایک ہزار درہم کا نفع کمایا۔ (۱)

مالدار کے لیے بیع سلم کرنا

عقد سلم کے جواز کی بنیادی وجہ غرباء اور فقراء کی ضرورت ہے، ان کے پاس کام کرنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے، لیکن ضرورت کی موجودگی ایک خفیہ معاملہ ہے، جس پر ہر کسی کو اطلاع ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے شرائط کے ساتھ بیع سلم کرنا غرباء اور امراء دونوں کے لئے جائز ہے، جیسا کہ سفر کی حالت میں مشقت اور تکلیف سے قطع نظر کر کے محض سفر کو مشقت کا قائم مقام قرار دیا ہے، اسی طرح سلم کرنے والا امیر ہو یا غریب اگر شرائط کے مطابق ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (۲)

---

(۱) قيل لعبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه ما سبب يسارك؟ قال: ثلاث ما رددت ربحا قط، ولا طلب مني حيوان فأخرت بيعه ولا بعت بنسية. ويقال إنه باع ألف ناقة فما ربح إلا عقلها باع كل عقال بدرهم فربح فيها ألفا وربح من نفقته عليها ليومه ألفا. (إحياء علوم الدين: (۲/۸۰) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الرابع في الإحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة)

(۲) ولما كان جوازه للحاجة وهي باطنة أنيط بأمر ظاهر كما هو المستمر في قواعد الشرع كالسفر للمشقة ونحره، وهو ذكر الاجل، فلم يلتفت بعد ذلك إلى كون المبيع معدوما عند المسلم إليه حقيقة أو موجودا قادرا هو عليه. (فتح القدير: (۷/۸۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه)=

مالداری کا سبب

"مالدار بننے کا راز" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱/۶)

مال راستہ میں ضائع ہو گیا

"بائع کی طرف سے بھیجا ہوا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۰/۲)

مال غیر متقوم

اگر مال ایسی چیز ہے کہ شریعت میں اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے تو وہ "مال غیر متقوم" ہے، مثلاً شراب مال غیر متقوم ہے، کیونکہ بعض آسمانی دین والے اہل کتاب اس کو مال سمجھتے ہیں، لیکن چونکہ شریعت اسلامیہ میں اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے، اس لئے وہ "مال غیر متقوم" ہے۔ (۱)

مال فروخت کرنے کے بعد ریٹ بڑھ گیا

اگر مال فروخت کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کو قبضہ دینے سے پہلے

= قلنا شرعيته لدفع حاجة المفاليس، والافلاس امر باطن لايمكن الوقوف على حقيقته، والشرع بنى هذه الرخصة على الحاجة... والبيع بالخسران دليل الحاجة، ونظيره إقامة السفر مقام المشقة إقامة النكاح مقام الماء في النسب. (الكفاية في ذيل فتح القدير: (۳۲/۷)، كتاب البيوع، باب السلم، تحت قوله: (لو كان قادرا على التسليم لم يوجد المرخص)، ط: رشيديه.

العناية على هامش فتح القدير: (۸۳،۸۲/۷)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه.

(۱) المال المتقوم يستعمل في معنيين الأول بمعنى ما يباح الانتفاع به، والثاني: بمعنى المال المحرز فالسمك في البحر غير متقوم وإذا اصطيد صار متقوماً بالإحراز... فيعرف بأنه المال المحرز الذي يمكن ادخاره مع إباحة الانتفاع به شرعاً، فما يباح بلا تمول لا يكون مالا كحبة حنطة، وما يتمول بلا إباحة انتفاع لا يكون متقوماً كالخمر، وإذا عدم الأمران لم يثبت واحد منهما كالدم. (شرح المجلة للأتاسي: (۱۸،۱۷/۲)، المادة: ۱۲۷، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة، ط: رشيديه.

شرح المجلة لرستم باز: (۵۸/۱)، المادة: ۱۲۷، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه.

البحر الرائق: (۲۵۷،۲۵۶/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد.

ریٹ بڑھ گیا تو بائع (سیلر) کے لئے بڑھے ہوئے ریٹ کے مطابق پیسہ لینا جائز نہیں ہوگا، بلکہ جس قیمت پر سودا ہوا تھا اس قیمت کے مطابق رقم لینی ہوگی، اس سے زائد رقم کا مطالبہ جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر مشتری اپنی خوشی سے بڑھا کر دے تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

مال فقیر

''بھیک کے مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۶/۲)

مال کافروں سے خریدنا

''کافروں سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۵)

مالک بلاشرط مضارب کے ساتھ کام کرسکتا ہے

''مضاربت میں مالک بلاشرط عمل کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۰/۶)

مالک کا ملازم بن کر مضاربت میں کام کرنا

''مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز بیچ دینا

''بیع فضولی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۵/۲)

---

(۱) (قوله: وحكمه ثبوت الملك) أى فى البدلين لكل منهما فى بدل، وهذا حكمه الأصلى، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن... (الدر مع الرد: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

للمشترى أن يزيد فى الثمن بعد العقد... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۶/۱)، الكتاب الأول: البيوع، الباب الرابع: فى بيان المسائل المتعلقة فى الثمن والمثمن بعد العقد، الفصل الثانى: فى بيان التزييد والتنزيل فى الثمن والمبيع بعد العقد، ط: فاروقيه كوئٹه۔

البحر الرائق: (۲۶۱/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۲۳۸/۶، ۲۳۹)، كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی

"اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۴/۱)

مالک کی اجازت کے بغیر دلال کا قیمت کم کرنا

"دلال کا قیمت کم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۵/۳)

مالک کے پاس قبضہ خالی کرانے کی طاقت نہیں

"قبضہ ہوگیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۹/۵)

مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

"مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۱/۶)

مال کی پاکی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی حلال مال کما کر اپنے آپ کو کھلائے یا پہنائے، اور اپنے علاوہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرے، یہی اس کی اور اس کے مال کی پاکی ہے۔(۱)

---

(۱) وعن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه عن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: ايما رجل اكتسب مالا من حلال فاطعم نفسه، او كساها، فمن دونه من خلق الله كان له به زكاة. رواه ابن حبان (الترغيب والترهيب: (۲/۴۴۱) كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام. الخ، ط: دار الكتب العلمية)

صحيح ابن حبان: (۱۰/۴۸) رقم الحديث: ۴۲۳۶، كتاب الرضاع، باب النفقة، ط: مؤسسة الرسالة.

شعب الايمان: (۲/۸۶) الثالث عشر من شعب الايمان: وهو باب التوكل بالله عزوجل والتسليم لأمره تعالي في كل شيء، ط: دار الكتب العلميه.

مال کی تعریف

مال اس چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہو، اور ضرورت کے وقت کے لئے اس کی ذخیرہ اندوزی کی جاسکے، کبھی تو کوئی چیز تمام ادیان کے انسانوں کے نزدیک مال ہوتی ہے، مثلاً گندم، چاول اور بکری وغیرہ، اور کبھی صرف بعض لوگوں کے نزدیک مال ہوتی ہے، مثلاً شراب اور سور۔ (۱)

مال کی ضرورت آخری زمانہ میں

آخری زمانہ میں بیت المال کا نظام باقی نہیں رہے گا، اور لوگوں میں ایک دوسرے کی اعانت اور نصرت کا اور کام آنے کا جذبہ ختم ہوجائے گا، ہر شخص اپنی عیش وعشرت اور آرام وراحت کی فکر میں رہے گا، لہٰذا دینی ضرورت میں اس کا کوئی خیال نہیں کرے گا، ایسی حالت میں اگر مال نہیں ہوگا تو اپنی دین اور دنیا کو درست رکھنا مشکل ہوگا اس لئے دینداروں کو بھی تجارت میں حصہ لینا چاہئے تاکہ دنیاداروں کے محتاج نہ رہیں۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں لوگوں کے لئے دراہم ودنانیر (روپیہ پیسہ) ضروری ہوگا تاکہ وہ اس کے ذریعہ اپنی دنیا اور دین کو درست رکھ سکیں۔ (۲)

---

(۱) المال مایمیل إلیه الطبع ویمکن إدخاره لوقت الحاجة، والمالیة إنما تثبت بتمول الناس کافة أو بتقوم البعض، والتقوم یثبت بها وبإباحة الإنتفاع له شرعاً... ومایکون مالاً بین الناس ولا یکون مباح الانتفاع لا یکون متقوماً، کالخمر۔ (البحر الرائق: (۵/۲۵۶، ۲۵۷)، کتاب البیع، ط: سعید۔
شامی: (۴/۵۰۱)، کتاب البیوع، مطلب فی تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید۔
شرح المجلة للاتاسی: (۲/۱۷)، المادة: ۱۲۶، البیوع، المقدمة، ط: رشیدیه۔
المعجم الأوسط للطبرانی: (۳/۳۲۵)، رقم الحدیث: ۳۲۹۵، من اسمه بکر، ط: دار الحرمین۔
(۲) عن حبیب بن عبید قال: رأیت المقدام بن معدي کرب في السوق وجاریة له تبیع لبناً، وهو جالس =

مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے

آخری زمانہ میں دین بچانے کے لئے مال کی ضرورت ہوگی۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ آخری زمانے میں لوگوں کو درہموں اور دیناروں کی زیادہ ضرورت ہوگی تا کہ آدمی ان سے اپنا دین باقی رکھ سکے اور اپنی دنیاوی ضرورت پوری کر سکے۔ (1)

مال کی فراوانی کا انجام

ضمرہ ابن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مال زیادہ ہوگا اس کے افکار زیادہ ہوں گے، اور جس کی فکر زیادہ ہوگی اس کا دل ادھر ادھر بھٹکتا رہے گا، ایسے شخص کی اللہ کو کوئی پرواہ نہیں کہ کدھر جائے گا اور

=یقبض الدراهم، فقیل له في ذلك، فقال: سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول: "إذا كان في آخر الزمان لا بد للناس فيها من الداهم والدنانير يقيم الرجل بها دينه ودنياه۔" (مجمع الزوائد: (٣/ ٦٥) رقم الحديث: ٦٢٢٥، كتاب البيوع، باب إتخاذ المال، ط: مكتبة القدس)

المعجم الكبير للطبراني: (٢٠/ ٢٧٩) رقم الحديث: ٦٦٠، حرف الميم، المقدام بن معدى كرب، ط: مكتبة ابن تيمية۔

كنز العمال: (٣/ ٢٣٨) رقم الحديث: ٦٣٣٣، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديد الأخلاق المحمودة علي ترتيب الحروف المعجمة، ط: مؤسسة الرسالة۔

(١) عن المقدام بن معديكرب رضي الله عنه سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول: إذا كان في آخر الزمان لا بدّ للناس فيها من الدراهم والدنانير يقيم الرجل بها دينه ودنياه. (مجمع الزوائد: (٤/ ٦٥) رقم الحديث: ٦٢٢٥، كتاب البيوع، باب إتخاذ المال، ط: مكتبة القدس.

المعجم الكبير للطبراني: (٢٠/ ٢٧٩) رقم الحديث: ٦٦٠، حرف الميم، المقدام بن معدي كرب، ط: مكتبة ابن تيمية.

كنز العمال: (٣/ ٢٣٨) رقم الحديث: ٦٣٣٣، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديد الأخلاق المحمودة علي ترتيب الحروف المعجمة، ط: مؤسسة الرسالة.

جس شخص نے ایک فکر (آخرت) اختیار کر لی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا کی فکروں میں کافی ہوگا۔ (۱)

مال کی قیمت بڑھ جائے

اگر کسی تاجر نے مال خرید لیا، پھر اس کی قیمت بڑھ گئی تو اسے بازار میں موجود بڑھی ہوئی قیمت پر مال بیچنا جائز ہے، اگرچہ موجودہ مارکیٹ قیمت سابقہ قیمت فروخت سے بہت زیادہ بڑھ چکی ہو، اگر گاہک اس صورت میں قیمت خرید پوچھ لے تو اسے بتانا ضروری نہیں ہے، صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ بازار میں اس کی موجودہ قیمت یہی ہے۔ (۲)

مال کی قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا

"قیمت کم ہو جائے تو قیمت کم کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۶/۵)

مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کے لئے کوئی نہ کوئی چیز آزمائش اور

---

(۱) (حاکم: ۳۲۹، ابن ماجہ)

(۲) من اشتري شيئاً وأغلى في ثمنه، فباعه مرابحة علي ذلك جاز. (الفتاوي الهندية: (۱٦١/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)

فالبيع ماشرع إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال. (المبسوط للسرخسي: (۱۱/ ۱۱۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۲/۳۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن... وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن آخري في حالة أخرى (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۸، ۹) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچي.

فتنہ کی سبب بنی ہے، میری امت کا فتنہ اور آزمائش کی چیز مال ہے۔ (۱)

یعنی دوسری امتیں مختلف فتنوں میں تباہ ہوئیں، ہلاک ہوئیں، میری امت کی ہلاکت وتباہی مال کے فتنے کی وجہ سے ہوگی، یہ لوگ مال سے محبت کریں گے، اس کی طمع اور حرص کریں گے، جس کے نتیجے میں عبادات واخلاق کو بالائے طاق رکھ دیں گے مال کمانے کے پیچھے حلال وحرام، جائز وناجائز کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔

غرض دنیا کی محبت اور دنیا کی حرص یہ ہے کہ آدمی کو یہ فکر دامن گیر ہو کہ جس طرح بھی ہو دنیا کا ساز وسامان، مال ودولت جمع ہوجائے، ظاہر ہے جب کسی چیز کی محبت اور فکر پیدا ہوجاتی ہے تو اس کو حاصل کرنے کے واسطے ہر جائز وناجائز طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، لہٰذا جس کو مال ودولت کی محبت اور فکر پیدا ہوجائے، تو وہ ظلم سے، غصب سے، رشوت سے، دھوکہ سے، خیانت سے، سود اور قمار وجوے سے ہر طرح سے کوشش کرے گا کہ محبوب چیز کو حاصل کرلے، آج کل بازاروں، دکانوں میں دفتروں میں یہی ہورہا ہے، جہاں جائیں رشوت، چوری، ظلم، خیانت، دھوکہ وغیرہ کا بازار گرم ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مال کی محبت اور حرص ہر گناہ کی جڑ اور بنیاد ہے اس سے بچو۔ (۲)

---

(۱) عن کعب بن عیاض قال: سمعت النبی ﷺ: ان لکل أمة فتنة وفتنة أمتی المال۔ (جامع الترمذی: (۵۹/۲)، أبواب الزھد، باب ماجاء ان فتنة ھذہ الأمة المال، ط: قدیمی۔

☐ مشکوۃ المصابیح: (ص: ۴۴۲)، کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

(۲) (حب الدنیا رأس کل خطیئة) بشاھد التجربة والمشاھدة، فإن حبھا یدعو إلی کل خطیئة ظاھرة وباطنة، سیما خطیئة یتوقف تحصیلھا علیھا، فیسکر عاشقھا حبھا عن علمه بتلک الخطیئة وقبحھا وعن کراھتھا واجتنابھا، وحبھا یوقع فی الشبھات ثم فی المکروہ ثم فی المحرم وطالما أوقع فی الکفر۔ (فیض القدیر للمناوی: (۳۶۸/۳) رقم الحدیث: ۳۶۶۲، حرف الحاء، ط: دار المعرفة۔ بیروت۔

☐ احیاء علوم الدین للغزالی: (۲۰۲/۳) کتاب ذم الدنیاء، ط: دار المعرفة۔ بیروت۔

☐ کنز العمال: (۱۹۲/۳)، رقم الحدیث: ۶۱۱۴، الکتاب الثالث: فی الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثانی: فی تعدید الأخلاق المحمودة... ط: مؤسسة الرسالة۔

مال کی محبت سے آخرت خراب ہوجاتی ہے

۷۰

جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے یعنی دنیا کے عیش و آرام، مال و متاع، ساز و سامان سے دل لگاتا ہے، اس میں جان و مال و وقت لگاتا ہے تو اس کی آخرت خراب ہوتی ہے، اس کی آخرت کو نقصان پہنچتا ہے، اس کے برعکس جو دنیا سے محبت نہیں کرتا بلکہ آخرت سے اور آخرت والے کاموں سے محبت کرتا ہے اور اس میں جان و مال لگاتا ہے تو اس کی آخرت ٹھیک رہتی ہے، لیکن دنیا کو نقصان پہنچتا ہے، اس وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تم آخرت کے اعمال کو اختیار کرو جو باقی رہتے ہیں اور کام آنے والے ہیں، دنیا اور دنیا کے مال و متاع، عیش و آرام جو ختم ہوجانے والی چیزیں ہیں ان سے محبت نہ کرو ان میں زیادہ محنت نہ کرو، کیونکہ جب آدمی ان کی محبت میں پڑتا ہے تو ان کی محنت پر لگ جاتا ہے اور اللہ و رسول کو بھول جاتا ہے، دین و ایمان چھوڑ دیتا ہے، جو کہ تباہی اور ہلاکت کے سبب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دنیا کے مال و متاع سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو خراب کیا اور نقصان پہنچایا، اور جس نے آخرت اور آخرت کے کاموں سے محبت کی تو اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، لہٰذا تم ترجیح دو جو باقی رہنے والا ہے اس کو اس پر جو فنا ہونے والا ہے۔ (۱)

---

(۱) عن أبی موسی رضی اللہ تعالی عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: من أحب دنیاہ أضر بآخرتہ، ومن أحب آخرتہ أضر بدنیاہ، فآثروا ما یبقی علی ما یفنی، رواہ احمد۔ مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۴۴۱) کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

مسند احمد: (۴/ ۴۱۲)، رقم الحدیث: ۱۹۷۱۲، حدیث ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ، ط: مؤسسہ قرطبۃ۔

السنن الکبری للبیہقی مع الجوہر النقی: (۳/ ۳۷۰)، کتاب الجنائز، باب ما ینبغی لکل مسلم أن یستعملہ من قصر الأمل والإستعداد للموت فإن الأمر قریب، ط: دائرۃ المعارف ہند۔

مال کے پیچھے پڑنے کا انجام

جس شخص پر دنیا ہر وقت سوار رہتی ہے، ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ کتنا مال (۷۱) فروخت ہوا اور کتنا نفع ہوا، بس اسی سوچ بچار میں لگا رہتا ہے، حلال وحرام کی پرواہ نہیں ہوتی، نماز روزہ کی فکر نہیں ہوتی، جائز وناجائز کا خیال نہیں ہوتا، ایسے شخص کی اللہ کے نزدیک کوئی عزت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ اس سے بے نیازی اور قناعت کو کھینچ کر فقر اور فکر کو اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں، مال اور جائیداد کی فراوانی کے باوجود تنگی اور کمی محسوس کرتا ہے، اور مال سے اسے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اور دوسروں کو بھی اس کے مال سے فائدہ نہیں ہوتا، اور اللہ کے دین کی اشاعت میں اس کا مال صرف نہیں ہوتا کیونکہ وہ مالدار ہونے کے باوجود اپنے آپ کو حد درجہ غریب اور محتاج سمجھتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا آدمی مال وجائیداد کے ایک بھاری بوجھ کا حساب لے کر قیامت کے دن اللہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مال سے پناہ مانگی ہے جو جان کے لئے وبال بنے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد خفیف میں ہمیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی جس کے وہ لائق ہے، پھر فرمایا، جس کی ساری فکر دنیا سے وابستہ ہو (یعنی ہر وقت دنیا اور مال کی فکر میں مشغول رہتا ہو) اللہ تعالیٰ اس کے ذہن کو منتشر کر دے گا (یعنی سکون وطمانیت سے محروم کرے گا اور وہ شخص ڈیپریشن اور ٹینشن کا شکار ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے فقر لکھ دے گا (یعنی ہمیشہ مال کے باوجود تنگی ہی محسوس کرے گا) اور دنیا تو اتنی ہی ملے گی جتنی لکھی ہوگی۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: خطبنا رسول الله صلى الله عليه وسلم في مسجد الخيف فحمد الله وذكره بما هو أهله، ثم قال: "من كانت الدنيا همه فرق الله شمله، وجعل فقره بين عينيه ولم يؤته من الدنيا=

مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے

"گناہ میں مال خرچ کرنا مال کی بربادی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالِ متقوم

☆ مال متقوم وہ مال ہے جس کی عرف یا شریعت میں کوئی قیمت ہو۔ (۱)

☆ مال اگر ایسی چیز ہے کہ شریعت میں اس سے نفع اٹھانا جائز ہے تو وہ مال متقوم ہے۔ (۲)

مالِ متقوم نہیں

"مال متقوم" یعنی قیمت والا مال ہو، جو بھی چیز شریعت اور عرف کے اعتبار سے مال نہیں ہے بلکہ بے قیمت چیز ہے، جیسے نجس، بے کار اور بے فائدہ چیزیں، انسان یا جانور کا بہتا ہوا خون، مردار، مردار کی کھال دباغت (TANNING) سے پہلے، خنزیر، شراب، انسانی اعضاء، انسانی دودھ مال متقوم نہیں ہیں، ان چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۳)

= إلا ما كتب له. (الترغيب والترهيب: (۳۹/۲) كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه وما جاء في ذم الحرص وحب المال، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الكبير للطبراني: (۲۶۶/۱۱)، رقم الحديث: ۱۱۶۹۰، باب العين، ط: مكتبه ابن تيمية.

مجمع الزوائد: (۲۳۸/۱۰) رقم الحديث: ۱۷۸۱۷، كتاب الزهد، باب فيمن كانت نيته وهمه الدنيا والآخرة، ط: مكتبة القدس.

(۱، ۲، ۳) والشرط الثاني لجواز البيع: أن يكون المبيع متقوماً، وهو شرط لانعقاد البيع، فما ليس متقوماً بحكم العرف أو بحكم الشرع لا ينعقد بيعه، أما ما هو غير متقوم في العرف، فكل ما لا ينتفع به... فكل ما لا يباح الانتفاع به ليس متقوماً شرعاً ولا يجوز بيعه... فلا يجوز بيع الخمر، لأنه وإن كان مالاً فإنه مال غير متقوم شرعاً،... وكذلك الخنزير لا يجوز بيعه لكونه ليس بمال متقوم شرعاً... وكذلك الميتة ليست بمال متقوم شرعاً فلا يجوز بيعها، ولا بيع أي جزء تحله الحياة منها فلا يجوز بيع جلدها قبل الدبغ... قد اتفق الفقهاء على نجاسة الدم وعدم جواز بيعه... وإن أجزاء الآدمي ليست مالاً عند الحنفية، لكون الآدمي مكرماً فلا يصح بيعها لما فيه من الابتذال،... ولذلك قال الفقهاء الحنفية: =

مال مسروقہ کی خرید وفروخت کا حکم

جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے کوئی مال خریدا، (۷۳)
سودا کر لینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مال چوری کا ہے، تو خریدار پر ضروری ہے کہ مال
اصل مالک کو واپس کر دے، اور خریدار بائع سے اپنی رقم واپس لے لے۔

اور جس چیز کے بارے میں قرائن سے غالب گمان ہو کہ یہ چوری کی ہے، تو اس کو نہ خریدے اور اگر غلط فہمی سے خرید لی گئی اور بعد میں حقیقت واضح ہو گئی، تو وہ چیز اس کے اصل مالک کو واپس کر دے، اور مشتری (خریدار) بائع (بیچنے والا) سے اپنی رقم واپس لے لے۔(۱)

مزید "چوری کا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔

=لا یجوز بیع لبن امرأة فی قدح... (فقہ البیوع: (۲۸۹/۱، ۲۹۰، ۲۹۱، ۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۱۴) المبحث الثالث: فی أحکام المبیع والثمن... الشرط الثانی: کون المبیع متقوماً، ط: معارف القرآن۔

وأما شرائط المعقود علیہ ان یکون موجوداً مالاً متقوماً... ولم ینعقد بیع مالیس بمال متقوم کبیع الحر والمدبر المطلق... والمیتة والدم... وجلد المیتة قبل الدبغ وجلد الخنزیر مطلقاً وعظمہ وشعرہ وعصبہ علی الصحیح کشعر الآدمی وعظمہ... ولم ینعقد بیع الخمر والخنزیر فی حق المسلم... ولم ینعقد بیع النحل ودود القز إلا تبعاً ولا بیع العذرة الخالصة... ولبن المرأة... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، کتاب البیع، ط: سعید۔

شامی: (۵۰۵/۴)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

المال المتقوم یستعمل فی معنیین الأول بمعنی ما یباح الانتفاع بہ، والثانی: بمعنی المال المحرز فالسمک فی البحر غیر متقوم وإذا اصطید صار متقوماً بالإحراز... فیعرف بانہ المال المحرز الذی یمکن ادخارہ مع إباحة الانتفاع بہ شرعاً، فما یباح بلا تمول لا یکون مالاً کحبة حنطة، وما یتمول بلا إباحة انتفاع لا یکون متقوماً کالخمر، وإذا عدم الأمران لم یثبت واحد منہما کالدم۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۱۷/۲، ۱۸)، المادة: ۱۲۷، الکتاب الأول: البیوع، المقدمة، ط: رشیدیہ۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵۸/۱)، المادة: ۱۲۷، أیضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

البحر الرائق: (۲۵۶/۵، ۲۵۷)، کتاب البیع، ط: سعید۔

(۱) ولو باع السارق المسروق من انسان أو ملکہ منہ بوجہ من الوجوہ، فإن کان قائماً فلصاحبہ أن یأخذہ، لأنہ عین ملکہ، وللماخوذ منہ أن یرجع علی السارق بالثمن الذی دفعہ... (بدائع الصنائع: =

مال ملک میں موجود نہ ہو

۷۴ "ملک میں موجود نہ ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۵/۶)

مال منگوایا ابھی تک قبضہ میں نہیں آیا

بعض لوگ بیرون ملک سے مال منگواتے ہیں مثلاً گندم منگوالی، چاول منگوالیے، چائے منگوالی، یا دوسری چیزیں، ابھی تک یہ چیزیں پاکستان میں پہنچی نہیں ہوتی، بعض دفعہ باہر ملک کے بیوپاری مال کو جہازوں میں چڑھا دیتے ہیں، بعض دفعہ مال ابھی جہازوں میں چڑھایا بھی نہیں ہوتا، صرف خرید وفروخت کے کاغذات پاکستانی تاجروں کو بھیج دیتے ہیں، اب پاکستانی تاجر خریداری کی رسید اور قیمت کی بنیاد پر منافع لگا کر وہی مال جواب تک بیرون ملک میں ہے، ان کے قبضہ میں نہیں آیا ہے، دوسرے اور تیسرے شخص کو فروخت کردیتے ہیں، اس طرح سلسلہ بسلسلہ کئی افراد تک ان کاغذات اور رسیدوں کی خرید وفروخت ہوجاتی ہے، جبکہ ابھی تک مال آیا نہیں ہوتا، اس طرح خرید وفروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ زائد قیمت اور منافع پر فروخت کرنے میں سود لینا ہوتا ہے اور کم قیمت پر دینے میں سود دینا ہوتا ہے، اس واسطے کہ اس خریدار نے بیرون ملک سے جب مال خریدا تو قیمت خرید مثلاً ہزار روپے فی بوری ادا کیے ہیں، اب اگر اس کو بارہ سو روپے پر فروخت کرتا ہے، مال تو موجود نہیں ہے، صرف ہزار روپے ادا کرنے کی رسید ہے، تو ہزار کی رسید کو گویا بارہ سو روپے پر فروخت کررہا ہے، اس لئے یہ معاملہ سودی اور ناجائز ہوا، اور اگر کم

=(۸۵/۷) کتاب الحدود، فصل واما حکم السرقۃ، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۶۸/۶) کتاب البیوع، باب خیار العیب۔ ط: سعید۔

لو ظهر غير حلال أي مسروقا أو مغصوبا يرجع عليه المشتري۔ (شامی: (۴۲/۵) کتاب البیوع۔ باب خیار العیب، مطلب باعه على أنه كوم تراب أو حراق على الزناد أو حاضر حلال، ط: سعید۔

...یت پر فروخت کیا ہے تو بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ ہزار روپے کی رسید سو روپے پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ جتنے روپے کی رسید ہے اتنے روپے پر دوسرے یا تیسرے پر حوالہ کرنا جائز ہے۔(۱)

مزید "قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۹/۵)

مال موجود نہ ہونے کی صورت میں بیع کرنا

اگر بائع (سیلر) یا ایکسپورٹر کے پاس مال نہیں ہے، بلکہ یا تو تیار کرتا ہے، یا تیار کراتا ہے یا خریدتا ہے، تو اس صورت میں امپورٹر یا خریدار کے ساتھ حقیقی بیع کرنا جائز نہیں ہے، البتہ ایسے وقت میں "ایگریمنٹ ٹو سیل" (وعدۂ بیع) کرنا چاہیے، اور اگر خریدار کے ذہن میں یہ ہو کہ وہ کنفرم معاملہ کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ خریدار، ایکسپورٹر کی طرف سے "بیع کا وعدہ" کنفرم کر رہا ہے بیع کا نہیں، ورنہ جائز نہیں ہوگا، پھر جس وقت ایکسپورٹر امپورٹر کو مال روانہ کرے گا اس وقت حقیقی بیع

---

(۱) لا يجوز بيع المنقول قبل القبض لما روينا ولقوله عليه السلام: إذا ابتعت طعاماً فلا تبعه حتى تستوفيه۔ (تبيين الحقائق: (۴/۳۲۷)، كتاب البيوع، فصل: صح بيع العقار قبل قبضه، ط: دار الكتب العلمية/اشرفيه كوئٹه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۰۳)، المادة: ۲۵۳، البيوع، الباب الرابع، الفصل الأول، ط: فاروقيه كوئٹه۔

البحر الرائق: (۶/۱۱۶)، كتاب البيع باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

تكملة فتح الملهم: (۱/۳۵۰)، كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، تحت رقم الحديث: ۳۷۲۰، ط: دار العلوم كراچی۔

اعلاء السنن: (۱۴/۲۳۶)، كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المشترى قبل القبض، ط: إدارة القرآن۔

وهي شرعا (نقل الدين من ذمة المحيل إلى ذمة المحال عليه)... (شرط لصحتها رضا الكل بلا خلاف إلا في الأول)... (وتصح في الدين) المعلوم (الدر مع الرد (۵/۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲)، كتاب الحوالة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶/۲۶۶، ۲۶۷)، كتاب الحوالة، ط: سعيد۔

ہوجائے گی۔(۱)

مال واپس کرنا بچا ہوا

٧٦

''بچا ہوا مال واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۷/۲)

مانع حمل ادویات

ڈاکٹروں کے تجربات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ موجودہ دور میں بازاروں میں جتنی بھی مانع حمل اشیاء اور ادویات دستیاب ہیں، وہ سب نقصاندہ ہیں، بعض ادویات ایسی ہیں جن سے سینے اور رحم میں کینسر ہوجاتا ہے، اور بعض ادویات ایسی ہیں جن کے استعمال سے عورت کا جسم بہت بھاری ہوجاتا ہے۔

اگرچہ جوانی کے ایام میں یہ چیزیں نقصان دہ نظر نہیں آتیں لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ چیزیں ایک نہ ایک دن بلکہ چالیس سال کے بعد نقصان دہ بن جاتی

---

(۱) وأما شرائط المعقود عليه فان يكون موجوداً... فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم...
(البحر الرائق:(۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط:سعيد۔
والشرط الثالث لصحة البيع في غير السلم والإستصناع: أن يكون المبيع موجوداً وهذا شرط لانعقاد البيع فلا ينعقد بيع المعدوم۔ والأصل في ذلک أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع حبل الحبلة وهو بيع نتاج النتاج، وكذلک لا يجوز ما كان على خطر العدم... ومن أسلم في شئ فلا يجوز له أن يبيعه قبل أن يتسلمه من المسلم إليه، وكذلک من استصنع من آخر شيئا فلا يجوز له أن يبيعه قبل أن يقبضه من الصانع، لأنه إما معدوم وإما غير مملوک للبائع... ولا يجوز بيع المعدوم ولا بيع ما لا يملكه الإنسان۔
(فقه البيوع: (۳۲۶/۱، ۳۳۳)، المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن وما يشترط فيهما لجواز البيع، الباب الأول، الشرط الثالث، ط: معارف القرآن۔
شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔
أن البيع إنما ينعقد بصيغة تدل على إنشاء العقد في الحال، ولذلک لا ينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف أبيعک كذا" أو "سوف اشتری منک كذا" وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بانجاز البيع في المستقبل وليس بيعاً۔ (فقه البيوع: (۷۷/۱) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده، حكم الوعد أو المواعيد في البيع، ط: معارف القرآن كراچی۔

ہیں، پھر اس کا نقصان ظاہر ہوتا ہے اس لئے ایسی ادویات کی خرید و فروخت سے بچنا چاہیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاضرر ولا ضرار۔ (۱)

ترجمہ: کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ۔

اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے لہٰذا حمل ٹھہر جائے تو اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے، تاہم اگر وقفہ دینے کی شدید ضرورت ہے تو اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ عزل کر لے، بخاری شریف کی روایت میں ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں:

کنا نعزل والقرآن ینزل۔ (۲)

ترجمہ: ہم عزل کرتے تھے اور اس وقت قرآن مجید نازل ہوتا تھا۔

عزل سے مراد یہ ہے کہ ہمبستری کے وقت شرم گاہ سے باہر انزال کرے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مہینے کو چار ہفتوں میں تقسیم کر لے ایک ہفتہ حیض کے ایام کا اور تین ہفتے پاکی والے، حیض کے دوران مباشرت کرنا حرام ہے باقی رہ گئے تین ہفتے، اب مباشرت صرف ایام حیض کے بعد والے ہفتے اور ایام حیض سے پہلے والے ہفتے میں کرے، درمیان والے تیسرے ہفتے میں مباشرت نہ کرے تو اس سے بھی عام طور پر وقفہ ہو جاتا ہے، حمل نہیں ٹھہرتا ہے، یا عورت اگر دن رات میں کم از کم ۲۴ دفعہ بچے کو دودھ پلائے تو اس دوران مباشرت سے حمل نہیں ٹھہرتا۔

---

(۱) مالك عن عمر بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار.
(موطا الامام مالك: (ص: ٦٤٣) كتاب الأقضية، القضاء في المرفق، ط: قديمي)
السنن الكبرى للبيهقي: (٦/١٥٧) كتاب إحياء الموات، باب من قضى بين الناس بما فيه صلاحهم، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.
كنز العمال: (٤/٥٩) رقم الحديث: ٩٤٩٨، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة.
(۲) الصحيح للبخاري: (٢/٧٨٤) رقم الحديث: ٥٢٠٨، كتاب النكاح، باب العزل، ط: قديمي.

مانع شرعی

۷۸ خریدار مبیع کے عیب پر آگاہ ہونے کے بعد اس میں زیادتی کر دے مثلاً سفید کپڑا خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے، اور اس نے کپڑا بائع کو واپس نہیں کیا بلکہ اس نے کپڑے کو رنگ کر دیا، یا اس سے قمیص یا کرتا بنالیا تو اب اسے واپس کرنا ممکن نہیں ہے اس کو مانع شرعی کہتے ہیں۔ (۱)

مانع طبعی

مثلاً عیب دار مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کے پاس آسمانی آفت یا مشتری کے استعمال سے ہلاک ہوگیا تو واپس کرنا ممکن نہیں رہا اس لئے بیع لازم ہوجائے گی، البتہ عیب کی وجہ سے جو ثمن میں کمی آئی ہے خریدار اس بارے میں بائع سے مطالبہ کر سکے گا۔ (۲)

---

(۱) وماما يمنع الرد دون أن يكون البائع ملتزما بالضمان من أول الأمر فهو ما يأتي... ٢. المانع الشرعي: وهو أن يحدث في المبيع قبل القبض زيادة متصلة غير متولدة من الأصل كصبغ الثوب والبناء على الأرض، أو يحدث بعد القبض زيادة متصلة غير متولدة أو زيادة منفصلة متولدة كالولد والثمرة. (الفقه الإسلامي وادلته: (٥/٣٥٦٩) القسم الثالث. العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس: الخيارات، خيار العيب، المطلب الخامس، ط: رشيديه)

فلو قطعه المشتري وخاطه أو صبغه... ثم اطلع على عيب رجع بنقصانه؛ لامتناع الرد بسبب الزيادة لحق الشرع لحصول الربا. قوله: ثم اطلع على عيب)... قال ح: وهو يفيد أن الزيادة لو كانت بعد الإطلاع على العيب لا يرجع بالنقصان ووجهه ظاهر. (الدر المختار مع الرد: (٥/٣٠) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: في أنواع زيادة المبيع، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٣/٥٢) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار المعرفة.

(٢) المانع الطبيعي: وهو هلاك المبيع بآفة سماوية أو بفعل المبيع أو باستعمال المشتري كأكل الطعام، فيمتنع الرد في هذه الحالات لهلاك المبيع، ويثبت للمشتري حق الرجوع على البائع بنقصان العيب. (الفقه الإسلامي وادلته: (٥/٣٥٦٩) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس الخيارات، خيار العيب، المطلب الخامس، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (٥/٢٨٣) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد. =

ماں اپنی زمین فروخت کرسکتی ہے

ماں اپنی زمین فروخت کرسکتی ہے، خواہ اس پر بیٹے راضی ہوں یا نہ ہوں، ۷۹
کیونکہ وہ مالک ہے، اور مالک کو اپنی ملکیت کی چیزوں میں ہر قسم کے جائز تصرف کرنے کا حق ہوتا ہے۔(۱)

ماہانہ رسالوں کی بیع

موجودہ زمانے میں رسائل، ماہنامے، اخبار اور جرائد کی خرید وفروخت کا ایک دستور یہ بھی ہے کہ خریدار سال کے شروع میں پیشگی قیمت کی رقم ادا کر دیتا ہے، اور سال بھر تک رسالے، پرچے، روزنامے، ہفت وار اور ماہوار وغیرہ تیار کرا کے مالک کی جانب سے خریدار کے پاس روانہ کئے جاتے ہیں، یہ معاملہ درست ہے اگر چہ بظاہر یہ بیع معدوم (غیر موجود چیز کی خرید وفروخت) ہے۔

معاملہ درست ہونے کی صورت یہ ہے کہ مجموعۂ قیمت کو سال بھر کے پرچوں پر تقسیم کر کے ہر ہر پرچہ کی وصول یابی کے وقت اس کی بیع کو درست کہا جائے گا، گویا یہ ایک بیع نہیں بلکہ متعدد بیوع ہیں، ہر ہر پرچہ، اخبار، رسائل اور ماہنامے وغیرہ کی بیع اس وقت ہوتی ہے جب وہ خریدار کے پاس پہنچ جاتا ہے، اور اس وقت وہ موجود ہے معدوم نہیں ہے۔(۲)

= شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۷۷) شرح المادة: ۳۴۹، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه.

(۱) ۲۲۲۲۲۲۲۲۲

(۲) تخریج "استجرار" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ماہانہ سامان لیکر آخر میں رقم ادا کرنا

٨٠ ''استجرار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۱)

مبہم ومجہول

اگر چیز مبہم ومجہول ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۱)

مبیع

''مبیع'' جو چیز بیچی گئی، فروخت کی گئی (Sold Goods)۔ (۲)

مبیع ایک مشتری کو دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا

ایک جیسی چیزوں میں سے ایک چیز مشتری (خریدار) کو دکھا کر فروخت کی، اور مشتری نے قیمت ادا نہیں کی اس لئے بائع نے وہ چیز دوسرے آدمی کو فروخت کردی، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے یہ کہا تھا کہ مجھے یہی متعین چیز پسند ہے، دوسری چیز نہیں لوں گا تو پھر بائع وہ چیز کسی دوسرے آدمی کو فروخت نہیں کرسکتا، مگر مشتری کے آنے سے مایوس ہو جانے کی صورت میں یک طرفہ عقد بیع کو فسخ کرلے اور اس کے بعد وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کر کے قیمت وصول کرلے۔

اور اگر بائع (سیلر) نے وہ چیز مشتری (خریدار) کو صرف نمونہ کے طور پر

---

(۱) والشرط السادس المتعلق بالمبیع أن یکون متعیناً معلوماً، وھذا شرط لصحة البیع لا لانعقادہ، فیفسد بیع المجھول جھالة مفضیة إلی المنازعة... (فقه البیوع (۱/ ۳۶۹) المبحث الثالث: فی أحکام المبیع والثمن... الشرط السادس: أن یکون المبیع معلوماً، ط: مکتبة معارف القرآن۔

البحر الرائق: (۶/ ۷۳) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الدر مع الرد: (۴/ ۵۲۹) کتاب البیوع، ب: سعید)

(۲) المبیع: ما یباع، وھو العین التی تتعین فی البیع، وھو المقصود۔ (المجموعة للقواعد الفقھیة (ص ۴۷۲، التعریفات الفقھیة، المیم ط: مکتبة البشری)

دکھائی تھی، اصل مبیع (بیچی گئی چیز) کو نہیں دکھایا تھا تو یہ بیع نہیں بیع کا وعدہ ہے، اور بیع کا وعدہ کرنے سے بیع منعقد نہیں ہوتی، اور اگر عقد بھی کر لیا تھا تو جب مشتری آ جائے تو اس کو اس جیسی دوسری چیز دے دے، اگر مشتری کو پسند ہے تو لے لے، اور اگر پسند نہیں ہے تو نہ لے۔

واضح رہے کہ نمونہ کے طور پر جو چیز دکھائی جاتی ہے اس کی بیع نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی دکاندار نے خریدار کو ایک فریزر فروخت کیا اور نمونے کے طور پر ایک فریزر دکھایا، تو نمونے کے طور پر دکھائے گئے فریزر میں بیع نہیں ہوگی، اس لئے نمونے کے طور پر دکھائے گئے فریزر کو کسی اور کسٹمر کو فروخت کرنا جائز ہوگا، اور خریدار کو اس جیسا فریزر دینا کافی ہوگا، اور اگر کسی فریزر کو متعین کر کے فروخت کیا تو وہ خاص ہو جائے گا اور وہ فریزر کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر مشتری نہ آئے اور آنے کی امید ختم ہو جائے تو یکطرفہ عقد فسخ کر کے بیچنے والے کے لئے وہ چیز کسی اور کو فروخت کر کے قیمت وصول کرنے کا حق ہوگا۔ (۱)

---

(۱) قال: ومن اشترى عبدا فغاب، والعبد في يد البائع، وأقام البائع البينة أنه باعه إياه، فإن كانت غيبته معروفة لم يبع في دين البائع؛ لأنه يمكن إيصال البائع إلى حقه بدون البيع، وفيه إبطال حق المشتري، وإن لم يدر أين هو، بيع العبد وأوفي الثمن؛ لأن ملك المشتري ظهر بإقراره، فيظهر على الوجه الذي أقربه مشغولاً بحقه، وإذا تعذر استيفاءه من المشتري يبيع القاضي فيه كالراهن إذا مات والمشتري إذا مات مفلسا والمبيع لم يقبض۔ (الهداية: (۱۰۴/۳) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيديه)

فتح القدير (۱۲۰/۷) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۷۴/۶، ۱۷۵) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

من اشترى شيئا لم يره فله الخيار إذا رآه، إن شاء أخذه بجميع ثمنه، وإن شاء رده، سواء رآه على الصفة التي وصفت له أو على خلافها، كذا في فتح القدير وهو خيار يثبت حكما لا بالشرط كذا في الجوهرة النيرة۔ (الهندية: (۵۷/۳، ۵۸) كتاب البيوع، الباب السابع: في خيار الرؤية، الفصل الأول: في كيفية ثبوت الخيار وأحكامه، ط: رشيديه)

البحر الرائق (۲۶/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۰۹/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رشيديه)

مبیع بائع کی ملکیت ہو

(۸۲) فروخت کی جانے والی چیز بیع کے وقت بائع (بیچنے والے) کی ملکیت ہو، لہٰذا جو چیز فروخت کرنے والے کی ملکیت میں نہیں اسے بیچنا جائز نہیں، اگر اس چیز کی ملکیت حاصل کرنے سے پہلے اسے بیچتا ہے تو بیع باطل ہوگی۔

مثلاً زید عمرو کو ایک کار بیچتا ہے جو اس وقت بکر کی ملکیت میں ہے، لیکن اسے امید ہے کہ وہ کار بکر سے خرید لے گا، اور بعد میں عمرو کے حوالے کردے گا تو یہ بیع باطل ہے، اس لئے کہ کار بیع کرتے وقت زید کی ملکیت میں نہیں تھی۔ (۱)

مبیع بیع کے وقت موجود ہو

بیچی جانے والے چیز (مبیع) کا بیع کے وقت موجود ہونا ضروری ہے، لہٰذا جو چیز ابھی تک وجود میں نہیں آئی اسے بیچنا جائز نہیں ہے، اگر غیر موجود چیز کی بیع کی گئی اگرچہ باہمی رضامندی سے ہی ہو، یہ بیع شرعاً باطل ہوگی۔

مثلاً زید اپنی گائے کا بچہ جو کہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے، عمرو کو بیچتا ہے، تو یہ بیع باطل ہے۔ (۲)

مبیع پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو

"بیچی جانے والے چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱، ۲) وأما شرائط المعقود عليه فان يكون موجوداً مالا متقوماً مملوكا في نفسه وإن يكون ملك البائع فيما يبيعه لنفسه... ولم ينعقد بيع الملاقيح والمضامين وعسب الفحل... وخرج بقولنا: وأن يكون ملكا للبائع، ماليس كذلك فلم ينعقد بيع ماليس بمملوك له وإن ملكه بعده... (البحر الرائق: (۵/۲۵۹، ۲۶۰) كتاب البيع، ط: سعيد)

شامی (۴/۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع اربعة، ط: سعيد۔

شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۲/۸۷) البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول، في حق شروط المبيع وأوصافه، ط: رشيديه۔

مبیع پر قبضہ

مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کے ضمان میں داخل ہونے کی وجہ سے مشتری ذمہ دار ہوگا، اور قبضہ سے پہلے بائع ذمہ دار ہوگا، اور قبضہ کی حقیقت عرف پر مبنی ہے، نیز اشیاء کے اعتبار سے بھی فرق ہوگا۔ (۱) ۸۳

مبیع پر قبضہ کر لینا قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے

''قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے مبیع واپس لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا

عقد بیع کے وقت مبیع کو خریدنے پر رغبت دلانے کے لئے جن اوصاف اور معیار کو بیان کرتے ہیں مبیع میں ان اوصاف اور معیار کا موجود ہونا ضروری ہے، ورنہ مشتری کو کل قیمت پر لینے یا بیع فسخ کر کے نہ لینے کا اختیار ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے آدمی کو کوئی چیز اس شرط پر فروخت کی کہ یہ فلاں کمپنی کی مصنوعات میں سے ہے، عمدہ اور اعلیٰ معیار کی حامل ہے، لیکن خریدنے کے

---

(۱) المبیع إذا هلک فی ید البائع قبل أن یقبضه المشتری یکون من مال البائع ولاشئ علی المشتری... إذا هلک المبیع بعد القبض هلک من مال المشتری ولا شئ علی البائع۔ (شرح المجلة للاتاسی (۲/ ۲۲۳، ۲۲۵) المادة: ۲۹۴، ۲۹۳، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الخامس: فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: رشیدیه)

القبض لیس بشرط فی البیع إلا أن العقد متی تم کان علی المشتری أن یسلم الثمن أولاً ثم یسلم البائع المبیع... إلا أن لزوم الضمان للمشتری یتوقف علی القبض... تختلف کیفیة التسلیم باختلاف المبیع (درالحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/ ۲۴۹، ۲۵۲) المادة: ۲۶۵، ۲۶۲، البیوع، الباب الخامس، الفصل الأول، ط: دار عالم الکتب ریاض، مکتبة سلطانیة)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۹، ۱۱۰) المادة: ۲۶۵، ۲۶۲، البیوع، الباب الخامس، الفصل الاول: فی بیان حقیقة التسلیم و کیفیتهما، و: (۱/ ۱۲۰، ۱۲۱) المادة: ۲۹۳، ۲۹۴، الفصل الخامس فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: فاروقیه کوئٹه۔

بعد معلوم ہوا کہ وہ چیز عمدگی اور پائیداری میں اس معیار کی نہیں ہے جس معیار کا بائع نے عقدِ بیع کے وقت بتایا تھا تو ایسی صورت میں مشتری (خریدار) کو کل قیمت پر لینے یا واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

مبیع پہلے ادا کرے یا قیمت

"قیمت پہلے ادا کرے یا چیز" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۳/۵)

مبیع چھ ماہ بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا

بعض لوگ دکان وغیرہ چلتے ہوئے کاروبار اور ساز وسامان کے ساتھ اس طرح خرید وفروخت کرتے ہیں کہ اس کی قیمت طے ہوجاتی ہے، مگر فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ قیمت تو آج وصول کریں گے لیکن دکان کو ساز وسامان کے ساتھ چھ ماہ بعد حوالہ کریں گے اتنے عرصے تک دکان میں موجود مالک یہی کاروبار کرتا رہے گا، تو اس طرح بیع (خرید وفروخت) کرنا بیع فاسد ہے، شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں ایسی شرط لگائی گئی ہے، جو بیع کے تقاضے کے منافی ہے، اور اس میں ایک فریق

---

(۱) وإن اشترى ثوبا على انه عشرة أذرع بعشرة، أو أرضا على أنها مائة ذراع بمائة فوجدها أقل، فالمشترى بالخيار إن شاء أخذها بجملة الثمن، وإن شاء ترك وإن وجدها أكثر من الذراع الذى سماه فهو للمشترى ولا خيار للبائع وإن نقص فقد فات الوصف المرغوب فيختل رضاه فيخير ولا يحط شيئ من الثمن كذا فى الكافى۔ (الهندية: (۱۲۳/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الثامن فى جهالة المبيع أو الثمن، ط: رشيديه)

اشترى من آخر فرسا، ذكر البائع أنها من نسل خيل فلان لفرس مشهورة بالجودة، ثم تبين كذبه هل له الرد أم لا؟ فأجاب: إذا اشتراها بناء على ما وصف له بثمن لو لم يصفها بهذه الصفة لا تشترى بذلك الثمن والتفاوت بين الثمنين فاحش، وهى لا تساوى ما اشتراها به له الرد إذا تبين بخلاف ذلك۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۲۷۳/۱) كتاب البيوع، باب الخيارات) ط: رشيديه)

شرح المجلة للاتاسى: (۲۵۳/۲) المادة: ۳۰۱، البيوع، الباب السادس: فى بيان الخيارات، الفصل الثانى فى بيان خيار الوصف، ط: رشيديه)

یعنی بائع (بیچنے والے) کو نفع بھی ہے، اس لئے بیع کی یہ صورت جائز نہیں ہے۔
ہاں اگر فروخت کرنے والے کو رقم کی فوری ضرورت ہے، اور خریدنے والا اسے رقم دینے پر راضی ہے، تو خریدار مالک کو فی الحال قرضۂ حسنہ کے طور پر مطلوبہ رقم دے دے، جس سے مالک اپنی ضروریات فوری طور پر پوری کر سکے، اور قرض دیتے وقت اس بات کی شرط نہ لگائی جائے کہ چھ ماہ بعد اس کے عوض بیع کر لیں گے، البتہ چھ ماہ بعد باہمی رضامندی سے قرض کی رقم کے عوض دکان خرید لی جائے تو اس طرح معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

مبیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا

☆ سودا کرتے وقت بائع (سیلر) کی جانب سے یہ شرط لگانا کہ بائع، مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کو ابھی حوالہ نہیں کرے گا بلکہ پانچ دن بعد حوالہ کرے گا، تو یہ شرط فاسد ہے، اور اس میں بائع کا فائدہ ہے، اس لئے یہ بیع فاسد ہوجائے گی اس کو ختم کرنا لازم ہوگا۔

☆ اور اگر بائع رقم لیکر چند دن بعد مبیع تیار کر کے حوالہ کرنے کا وعدہ کرے گا تو یہ "بیع استجرار" کی وجہ سے پیشگی رقم وعدۂ بیع میں شمار ہوگی، اور مبیع حوالہ کرتے

---

(۱) ومنها: شرط لایقتضیه العقد وفیه منفعة للبائع أو للمشتری أو للمبیع إن کان من بنی آدم کالرقیق، ولیس بملائم للعقد ولا ماجری به التعامل بین الناس، نحو ما إذا باع دارا علی أن یسکنها البائع شهرا ثم یسلمها إلیه... ونحو ذلک فالبیع فی هذا کله فاسد: لأن زیادة منفعة مشروطة فی البیع تکون ربا، لأنها زیادة لایقابلها عوض فی عقد البیع وهو تفسیر الربا... وأما بیع هذه الدیون من غیر من علیه والشراء بها من غیر من علیه... لم یجز، بخلاف البیع والشراء بالدین ممن علیه الدین: لأن ما فی ذمته مسلم له.
(بدائع الصنائع: (۱۶۹/۵، ۱۸۲) کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعید۔)
البحر الرائق (۸۳/۶، ۸۵، ۸۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔)
فقه البیوع، (۳۸۷/۱، ۳۸۸) المبحث الرابع: فی الشروط التی ترجع إلی صلب العقد، الباب الثانی: فی الشرط الفاسد، ط: معارف القرآن کراچی)

وقت بیع منعقد ہوگی۔(۱)

مبیع روکنا

۸۶

"قیمت کی وصولی کے لئے چیز روکنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵/۲۴۰)

مبیع روکنے کا حق

نقد بیع میں بائع (سیلر) کو ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع (بیچی گئی چیز) کو روکنے کا حق ہوتا ہے، قسطوار بیع میں بائع کو ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع کو روکنے کا حق نہیں ہوتا، بلکہ مبیع کو مشتری کے قبضہ میں دینا ضروری ہوتا ہے، اور بائع کو صرف

---

(۱) ومن باع عینا علی أن لایسلمه إلی رأس الشهر فالبیع فاسد؛ لأن الأجل فی البیع العین باطل، فیکون شرطا فاسدا، وهذا لأن الأجل شرعا ترفیه فیلیق بالدیون دون الأعیان۔ (الهدایة: (۳/۶۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

🗁 إذا شرط الأجل فی المبیع العین فسد العقد، وإن شرط الأجل فی الثمن والثمن دین، فإن کان الأجل معلوما جاز البیع، وإن کان مجهولاً فسد البیع۔ (الهندية: (۳/۱۴۲) کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع والتی لاتفسد، ط: رشیدیة)

🗁 البحر الرائق: (۶/۸۵) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔)

🗁 وقد أسلفنا قول الإمام مالک رحمه الله فی المؤطا: "ولابأس أن یضع الرجل عند الرجل درهماً، ثم یأخذ منه بربع أو بثلث أو کسر معلوم سلعة معلومة" وتبین بهذا أن الاستجرار بمبلغ مقدم جائز مثل الاستجرار بثمن مؤخر، ویکون المبلغ قرضاً عند البائع إلی أن یقع البیع عند الأخذ، فتجری مقاصة القرض بثمن المبیع، والمبلغ مضمون علی البائع، إن هلک هلک من ماله... (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (۱/۶۹) البیع بالتعاطی والاستجرار، ط: دار العلوم۔)

🗁 قال فی الولوالجیة: دفع دراهم إلی خباز فقال: اشتریت منک مائة منّ خبز وجعل یأخذ کل یوم خمسة أمناء فالبیع فاسد وما أکل فهو مکروه... ولو أعطاه الدراهم وجعل یأخذ کل یوم خمسة أمناء ولم یقل فی الابتداء اشتریت منک یجوز وهذا حلال وإن کان نیته وقت الدفع الشراء، لأنه بمجرد النیة لاینعقد البیع، وإنما ینعقد الآن بالتعاطی والآن المبیع معلوم، فینعقد البیع صحیحاً۔ (شامی (۴/۵۱۶) کتاب البیوع، مطلب فی بیع الاستجرار، ط: سعید)

🗁 فقه البیوع: (۱/۷۳، ۷۵) المبحث الأول: فی حقیقة البیع وطرق انعقاده، الباب الثانی: فی أحکام الإیجاب والقبول، بیع الاستجرار، ط: معارف القرآن۔

قیمت کی رقم وصول کرنے کا حق ہوتا ہے۔ (۱)

مبیع قیمتی چیز ہو

"بیچی جانے والی چیز کی کوئی قیمت ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۴/۲)

مبیع کا ضمان میں آنا

موجودہ قانون کے اعتبار سے جب کسی چیز کی "سیل" (بیع) ہو جاتی ہے، تو اس سیل کے نتیجے میں مبیع خریدار کی ملکیت میں منتقل ہو جاتی ہے، اور عام حالات میں قبضہ سے پہلے اس کا رسک (ضمان) بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، مثلاً ایک موبائل کا سودا ہوا اور ابھی تک موبائل خریدار نے قبضہ نہیں کیا بلکہ بائع (سیلر) ہی کے قبضہ میں ہے، تو سودا ہونے کی وجہ سے موبائل کی ملکیت خریدار کی طرف منتقل ہو جائیگی، اور اس صورت میں موجودہ ملکی قانون کے اعتبار سے اس موبائل کا رسک (ضمان) بھی خریدار کی طرف منتقل ہو جائے گا، اب اگر سیلر (بائع) کے قبضے میں وہ ضائع ہو جائے، یا چوری ہو جائے، یا خراب ہو جائے تو نقصان خریدار کا ہوگا، بائع کا نہیں ہوگا، اس لئے کہ موجودہ عام قانون میں رسک (ضمان) کا دارومدار قبضہ پر نہیں ہے، بلکہ جیسے ہی سودا ہوگا، ملکیت منتقل ہو جائے گی، ضمان بھی منتقل ہو جائے گا۔

لیکن اسلامی قانون میں ایسا نہیں بلکہ اسلامی قانون میں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک ہے ٹائٹل اور ملکیت کا منتقل ہونا، اور دوسرا ہے اس کا رسک اور ضمان کا منتقل ہونا۔

شریعت میں جب تک خریدی ہوئی چیز پر خریدار یا اس کے وکیل اور نمائندہ کا قبضہ نہیں ہوگا، اس وقت تک وہ چیز خریدار کے ضمان میں منتقل نہیں ہوگی،

---

(۱) تخریج کے لئے "۔۔۔ لے بارے" عنوان کے تخریج نمبر ۲ دیکھیں۔

خواہ قبضہ حقیقی ہو یا عرفی اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا، موجودہ اور شرعی قانون میں یہ فرق ہے۔ (۱)

۸۸

مبیع کا علم ہونا

جس چیز کا عقد ہو رہا ہے اس کا علم اشارے سے بھی ہو سکتا ہے، اور دیکھنے کے ذریعہ بھی اور اگر اس چیز کی جنس، نوع، صفات اور مقدار کو بیان کر دیا جائے تو یہ

---

(۱) وأما ضمان المبيع بعد البيع، ففيه تفصيل... فمذهب الحنفية والشافعية أن المبيع يبقى في ضمان البائع إلى أن يسلمه إلى المشترى، وذلك لأن الضمان عندهم انما ينتقل من البائع إلى المشترى بقبض المشترى للمبيع، لا بمجرد العقد: فلو هلك المبيع بعد قبض المشترى هلك من مال المشترى... وإن هلك المبيع قبل أن يقبضه المشترى بآفة سماوية انفسخ البيع بالإجماع... كل ما ذكرنا من أحكام انتقال الضمان ملحض للأحكام الشرعية، وبه يتبين دقة الفقهاء في هذا الموضوع، أما القوانين الوضعية، فإنها لاتذكر القبض أو التخلية من شروط انتقال الضمان، بل الأصل عندهم أن ضمان المبيع يتبع انتقال الملك، فينتقل ضمان المبيع إلى المشترى فور انتقال ملك المبيع إليه، وهذا ما صرح به المادة: ٢٦ من قانون بيع المال السائد في بلادنا والمبنى على القانون الانكليزى۔ (فقه البيوع، (٢/ ٤٨٢، ٤٩٣، ٤٩٧) المبحث الثامن: تقسيم البيع من حيث ترتب آثاره، الباب الاول: في أحكام البيع الصحيح بدون خيار، ضمان المبيع بعد البيع، وانتقال الضمان في القانون الوضعي، ط: معارف القرآن)

المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشترى يكون من مال البائع ولاشئ على المشترى۔ إذا هلك المبيع بعد القبض هلك من مال المشترى ولا شئ على البائع۔ (شرح المجلة للاتاسي (٢/ ٢٢٣، ٢٢٥) المادة: ٢٩٣، ٢٩٤، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاک المبيع، ط: رشيديه)

القبض ليس بشرط في البيع إلا أن العقد متى تم كان على المشترى أن يسلم الثمن أولاً ثم يسلم البائع المبيع... إلا أن لزوم الضمان للمشترى يتوقف على القبض... تختلف كيفية التسليم باختلاف المبيع۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (١/ ٢٤٩، ٢٥٢) المادة: ٢٦٢، ٢٦٥، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول، ط: دار عالم الكتب رياض، مكتبة سلطانية)

شرح المجلة لرستم باز: (١/ ١٠٩، ١١٠) المادة: ٢٦٢، ٢٦٥، البيوع، الباب الخامس، الفصل الاول: في بيان حقيقة التسليم وكيفيتهما، و: (١/ ١٢٠، ١٢١) المادة: ٢٩٣، ٢٩٤، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاک المبيع، ط: فاروقيه كوئته۔

بھی صحیح ہے۔(۱)

مبیع کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا

اگر بائع اور مشتری راضی ہیں تو مبیع کے ساتھ ظرف (ڈبہ، لفافہ، بوری، برتن وغیرہ) کے وزن کا حساب کرنا بھی جائز ہے، اور عرف ورواج کی وجہ سے یہی سمجھا جائے گا کہ اس مبیع موزون کا وزن ظرف کے ساتھ اتنا ہوگا۔

نیز یہ کہ موجودہ دور میں بائع (بیچنے والا) اور مشتری (خریدار) دونوں کا مقصد وہ خاص ڈبہ، لفافہ، بوری یا تھیلی ہوتا ہے، اسپر لکھا ہوا وزن بیع میں مشروط نہیں ہوتا اس لئے خریدنے کے بعد وزن کے بغیر بھی اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔(۲)

مبیع کو ادھار دینے کی شرط

اگر عقد بیع کے وقت بائع نے یہ شرط لگائی کہ مبیع ادھار ہوگی یعنی حوالگی

---

(۱) ولا بد من معرفة قدر ووصف ثمن غير مشار لا مشار، أی لا يصح البيع إلا بمعرفة قدر المبيع والثمن ووصف الثمن إذا كان كل منهما غير مشار إليه، أما المشار إليه فغير محتاج إليهما... (البحر الرائق (۲۷۳/۵) كتاب البيع، ط:سعيد)

الدر مع الرد (۵۲۹/۴، ۵۳۰) كتاب البيوع، ط:سعيد)

فتح القدير (۲۳۰/۶) كتاب البيوع، ط:رشيديه)

(۲) قد شاع في عصرنا أن الموزونات تباع في علب معباة مكتوب عليها وزنها ومعنى ذلک أن البائع عباها بعد وزنها، وكتب الوزن على العلب، وكذلک المكيلات، مثل الحليب، والأدهان والبنزين تباع معباة في علب مكتوب عليها كيلها باللترات وقد سبق جواز بيعها في بيان البيع على البرنامج، ولكن الناس يشترون هذه العلب دون أن يزنوا أو يكيلوا ما فيها، ولا يمكنهم الوزن أو الكيل، لأن ذلک يحتاج إلى فک التعبئة، وفيه حرج شديد للبائع والمشتری كليهما فهل يجوز مثل هذا البيع؟۔۔۔فيمكن أن يقال في بيع هذه العلب: إنها بعد تعبئتها صارت عددية، تباع على الصفة عدداً، وأما الوزن المكتوب عليها، فليس لكونها تباع وزناً، وإنما لتمييز صغيرها من كبيرها... فيمكن تخريج بيعها على أنها بيعت على الصفة مجازفة وعلى هذا فقبضها يتحقق بما يتحقق به قبض العدديات المنقولة۔ (فقه البيوع (۱/ ۴۰۹، ۴۱۰) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن... الباب الأول: في المبيع... الشرط السابع: أن يكون مقبوضاً للبائع، قبض العلب المعباة، ط:معارف القرآن)

(Delivery) مؤخر کرنے کی باقاعدہ شرط لگادی کہ میں ایک مہینہ یا دو مہینے کے بعد دوں گا تو اس سے بیع فاسد ہوجائے گی، شریعت کی رو سے مبیع ادھار نہیں ہوسکتی، اس کا نقد ہونا ضروری ہے، اور ثمن ادھار ہوسکتا ہے، نقد ہونا ضروری نہیں ہے۔

فرق کی وجہ یہ ہے کہ بیع تو بائع کے پاس موجود اور متعین ہوتی ہے، ورنہ بیع کرنا جائز نہیں ہوتا، جب وہ موجود اور متعین ہے تو اس میں ادھار کرنے کا کوئی مطلب نہیں بنتا اور ثمن معین نہیں ہوتا، اور بیع صحیح ہونے کے لئے ثمن کی رقم خریدار کے پاس موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔

ہوسکتا ہے خریدار کے پاس ابھی رقم کا انتظام نہ ہو، آئندہ اس کا بندوبست کرکے ادا کردے گا، لہٰذا ثمن کی ادائیگی کو مؤخر کیا جاسکتا ہے، مبیع کی ادائیگی کو مؤخر نہیں کیا جاسکتا۔

نوٹ: بیع سلم کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے اس میں مبیع (مسلم فیہ) کی حوالگی مؤخر ہوتی ہے اور ثمن مجلس عقد میں حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے۔[1]

---

(۱) (ومن باع عيناً علي أن لايسلمه إلي رأس الشهر فالبيع فاسد) لأن الأجل في المبيع العين باطل، فيكون شرطاً فاسداً. (الهدايه: (۶۹/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

ومن باع عيناً علي أن لا يسلمه إلي رأس الشهر الخ) الأجل في المبيع العين باطل لإفضائه إلي تحصيل الحاصل فإنه شرع ترفيهاً في تحصيله باتساع المدة فإذا كان المبيع أو الثمن حاصلاً كان الأجل لتحصيل الحاصل وإنما قيد بالعين احترازاً عن السلم فإن ترك الأجل فيه مفسد للحاجة إلي التحصيل. (العناية علي هامش فتح القدير: (۸۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

قوله: لأن الأجل في المبيع العين) قيد بالعين احترازاً عن السلم فيه: لأن الأجل شرع ترفيهاً ليتمكن المشتري من التحصيل في مدة الأجل أما العين فحاصل فلا حاجة إلي ذكر الأجل للترفيه، فإذا شرط فيه يكون شرطاً فاسداً والبيع يفسد بالشرط الفاسد. (الكفايه مع الفتح: (۸۲/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۸۲،۸۷/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط: سعيد)

مبیع کو دوبارہ بائع پر فروخت کرنے کی شرط لگانا

91 بیع کرتے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) کو دوبارہ بائع (بیچنے والے) پر فروخت کرنے کی شرط لگانے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، اس لئے بیع کرتے وقت اس قسم کی شرط نہ لگائی جائے ورنہ بیع فاسد ہوجائے گی، کیونکہ اس میں بائع کا فائدہ ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص کوئی چیز فروخت کرتے وقت مشتری (خریدار) کے ساتھ یہ شرط لگاتا ہے کہ جب میرے پاس پیسے آجائیں اور میں ادا کرسکوں تو آپ اس چیز کو مجھ پر دوبارہ فروخت کریں گے، یا جب آپ اس چیز کو فروخت کرنا چاہیں گے تو مجھے ہی فروخت کرنا ہوگا کسی اور پر فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، تو بیع کرتے وقت اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اس سے بیع فاسد ہوجائے گی اور اس بیع کو ختم کرنا لازم ہوگا۔[1]

مبیع کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

مبیع کی قیمت خرید کو ظاہر کئے بغیر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے، البتہ مناسب قیمت یا عام مارکیٹ کی قیمت سے زیادہ لینا مروت کے خلاف ہے، بخیل اور لالچی ہونے کی دلیل ہے۔[2]

---

(۱) (ولا بیع بشرط)... (لا یقتضیه العقد ولا یلائمه وفیه نفع لأحدهما أو (فیه نفع (لمبیع) هو (من أهل الاستحقاق)۔ (الدر مع الرد: (۸۵/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع بشرط الفاسد، ط: سعید)

ولو باع شیئا علی أن یهب له المشتری أو یتصدق علیه أو یبیع منه شیئا أو یقرضه کان فاسدا۔ (الهندیة: (۱۳۳/۳) کتاب البیوع، الباب العاشر فی الشروط التی تفسد البیع والتی لا تفسده، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۱۶۹/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط الصحة، ط: سعید۔

(۲) ولو اشتری ثوبا بعشرة دراهم ورقمه اثنی عشر، فباعه مرابحة علی الرقم من غیر بیان جاز إذا کان الرقم معلوما والربح معلوما ولا یکون خیانة؛ لأنه صادق لکن لا یقول اشتریته؛ لأنه یکون کاذبا فیه۔ (بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما بیان ما یجب بیانه فی المرابحة وما لا یجب، ط: سعید)=

مبیع کی تعیین ضروری ہے

☆ اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے، چاہے تول کے حساب سے لے، اور یوں کہہ دے کہ سو روپے کلو کے حساب سے گندم میں نے خریدی اور چاہے یوں ہی خرید کر کے لے لے اور یہ کہہ دے کہ گندم کا یہ ڈھیر میں نے سو روپے میں خریدا، پھر اس ڈھیر میں چاہے جتنی گندم نکلیں سب اسی کی ہوگی۔

☆ کیلے، مالٹے، کینو اور موسمی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لے لے یا وزن کر کے لے لے یا ویسے ہی ڈھیر کے حساب سے لے لے، اگر ایک ٹوکری یا کریٹ کے سب کیلے یا مالٹے وغیرہ پانچ سو روپے میں خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بھی بیع درست ہے، اور سب کیلے مالٹے وغیرہ خریدار کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔

☆ کوئی شخص بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آیا، اس سے کہا کہ سو روپے میں اس اینٹ کے برابر تول کر دے، اور بیچنے والا بھی اس اینٹ کے برابر تول کر بیچنے پر راضی ہو گیا اور اس اینٹ کا وزن کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی بھاری نکلے گی، تو یہ بیع درست ہے۔ (۱)

= المساومة: بيع يتفق فيه البائع والمشترى على ثمن محدد، دون نظر إلى تكلفة البائع وربحه، بمعنى أن العقد لا يصرح بكم قام المبيع على البائع وكم يربح فيه، وأكثر ما يتبايع الناس بهذا الطريق...
(فقه البيوع، (۲/۶۳۱) المبحث السادس: تقسيم البيع من حيث ربحه، ط: معارف القرآن)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۳۷۷۳) العقود أو التصرفات المدنية المالية، بيوع الأمانة، المطلب الثالث ما يجب بيانه في المرابحة وما لا يجب، ط: رشيديه)

(۱) (وشرط لصحته معرفة قدر) مبيع وثمن (ووصف ثمن)... (غير مشار) إليه (لا) يشترط ذلك في (مشار إليه) لنفي الجهالة بالاشارة ما لم يكن ربويا قوبل بجنسه... (قوله: لا يشترط ذلك في مشار إليه)... لأن المشار إليه مبيعا كان أو ثمنا لا يحتاج إلى معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك: وهي مرئية له فقبل جاز ولزم لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لا يضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم.
(الدر مع الرد (۴/۵۲۹، ۵۳۰) كتاب البيوع، ط: سعيد) =

مبیع (Sold Goods) کی شرائط

مبیع یعنی فروخت ہونے والی چیز کی بیع صحیح ہونے کے لئے چھ شرائط ضروری ہیں، اگران میں سے ایک شرط بھی نہیں پائی جائے گی تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

① یقینی طور پر وہ چیز موجود ہو، ہونے نہ ہونے میں شک (Uncertain) نہ ہو۔

② قیمتی مال ہو، خریدنے کے لئے لوگوں کے دل میں رغبت کے قابل ہو، حقیر اور بے قیمت چیز نہ ہو۔

③ شریعت نے اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہو۔

④ ملکیت کے قابل ہو یعنی ایسی چیز نہ ہو جس میں ملک ثابت نہ ہو، جیسے ہوا، سمندر اور دریا کا پانی، اور عام چراگاہ وغیرہ۔

⑤ وہ چیز ایسی ہو جو سودا ہونے کے بعد خریدار کے حوالہ کی جاسکے۔

⑥ مبیع بیچنے والے کی ملکیت ہو۔ (۱)

= البحر الرائق (۵/ ۲۷۳) کتاب البیع، ط: سعید)

فتح القدیر (۶/ ۲۴۰) کتاب البیوع، ط: رشیدیه)

(۱) وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً، مالاً متقوماً، مملوکاً فی نفسه، وکون الملک للبائع فیما یبیعه لنفسه، وکونه مقدور التسلیم، فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم... ولا بیع الحر والمدبر... والمیتة والدم، ولا بیع الخمر والخنزیر فی حق مسلم، وکسرة خبز؛ لأن أدنی القیمة التی تشترط لجواز البیع فلس، ولا بیع الکلأ ولو فی أرض مملوکة له، والماء فی نهر أو بئر، والصید والحطب والحشیش قبل الاحراز ولا بیع مالیس مملوکا له وإن ملکه بعده... ولا بیع معجوز التسلیم کالآبق والطیر فی الهواء والسمک فی البحر بعد أن کان فی یده (شامی (۴/ ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

البحر الرائق (۵/ ۲۵۹) کتاب البیع، ط: سعید)

شرح المجلة للاتاسی (۲/ ۸۷) المادة: ۱۹۷، البیوع، الباب الثانی، الفصل الاول، فی حق شروط المبیع وأوصافه، ط: رشیدیه)

مبیع کی قیمت بڑھ جانے پر بیع فسخ کرنے کا حکم

بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کی رضامندی سے ایجاب وقبول ہونے کے بعد بیع تام ہوجاتی ہے، اور مشتری مبیع کا مالک بن جاتا ہے، اس کے بعد مبیع کی قیمت بڑھ جانے پر بائع کو مشتری کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، ہاں اگر مشتری راضی ہوجائے تو پھر فسخ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

مبیع کے اوصاف میں کمی ہو

"مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۶)

---

(۱) حدثنا ابو نعمان قال حدثنا حماد بن زید قال حدثنا ایوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال النبی ﷺ: البیعان بالخیار مالم یتفرقا أو یقول أحدهما لصاحبه اختر وربما قال: أو یکون بیع خیار۔ (صحیح البخاری: (۲۸۳/۱) کتاب البیوع، باب اذا لم یوقت الخیار هل یجوز البیع، ط: قدیمی)

باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا... وبه قال ابن عمر ﷺ: أی بخیار البیعین مالم یتفرقا، قال عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد مضی ان ابن عمر رضی اللہ عنہ کان إذا اشتری شیئا یعجبه فارق صاحبه، وروی الترمذی من طریق ابن فضیل عن یحیی بن سعید، وکان ابن عمر رضی اللہ عنہ اذا ابتاع بیعا وهو قاعد قام لیجب له، وقد ذکرنا عن مسلم نحوه۔ (عمدة القاری: (۳۸۵/۸) کتاب البیوع، باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا، ط: دار الحدیث ملتان، و(۳۲۳/۱۱) ط: دار الکتب العلمیة)

ومعنی قول النبی ﷺ الا بیع الخیار معناه: ان یخیر البائع والمشتری بعد إیجاب البیع فإذا خیره، فاختار البیع فلیس له خیار بعد ذٰلک فی فسخ البیع، وإن لم یتفرقا هٰکذا فسره الشافعی وغیره۔ (جامع الترمذی: (۲۳۶/۱) ابواب البیوع، باب ماجاء البیعان بالخیار مالم یتفرقا، ط: قدیمی)

البیع النافذ یفید الحکم فی الحال ای ثبوت الملک فی البدلین لکل منهما فی بدل، وهذا هو الحکم الأصلی... إذا کان البیع لازماً نافذاً فلیس لأحد المتبایعین الرجوع عنه ای وإن لم یتفرق مجلس العقد... (شرح المجلة للاتاسی (۳۲۳/۲)، المادة: ۳۲۳، ۳۲۵، البیوع، الباب السابع: فی بیان أنواع البیع وأحکامه، الفصل الثانی: فی بیان أحکام أنواع البیوع، ط: رشیدیه۔)

البحر الرائق (۲۶۱/۵) کتاب البیع، ط: سعید)

الدر مع الرد (۵۰۶/۴) کتاب البیوع، ط: سعید)

مبیع کے ساتھ انعامی کوپن کا حکم

''انعامی کوپن والی اشیاء خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۵/۱)

مبیع مسترد کرنے کی صورت میں بائع تک پہنچانے کا خرچہ

''آرڈر دینے والا مبیع واپس کرے تو بائع تک پہنچانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع مشتری کے قبضہ سے پہلے کس کے ضمان پر ہے

''مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع کا ضمان کس پر ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع معیار کے مطابق نہ ہو

''مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۳/۶)

مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں

''مشتری نے بائع سے کہا: مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۷/۶)

مبیع میں اضافہ بائع کا حق ہے

''مبیع میں زیادتی بائع کا حق ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۶/۶)

مبیع میں تفریق جائز نہیں

کسی نے رات کو دو ریشمی ازار بند پچاس روپے میں لئے، جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں سے سوتی ہے، تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی، نہ ریشمی ازار بند کی اور نہ سوتی ازار بند کی۔

اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا ''نگ'' فیروزہ کا

ہے، پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے، اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے۔[1]

مبیع میں زیادتی بائع کا حق ہے

مثلاً ایک آدمی نے دو جریب زمین فروخت کی اور اس کے چاروں طرف کے حدود بھی لکھ کر دے دیئے، اور ہر جریب کی قیمت بھی متعین کر لی، بیع کے بعد مذکورہ زمین کی پیمائش کی گئی تو وہ متعین مقدار سے زائد نکلی، تو یہ زائد زمین بائع کا حق ہے مشتری کا نہیں ہے، البتہ مشتری کو یہ اختیار حاصل ہے یا تو وہ زمین نہ لے، بائع کو واپس کر دے یا پھر اضافی زمین کی بھی اضافی رقم بائع کو ادا کر کے پوری زمین لے لے۔[2]

---

(۱) شری دارا علی أن بناء ها بالآجر فاذا هو بلبن أو أرضا علی أن شجرها کلها مثمر فإذا واحدة منها لاتثمر أو ثوبا علی أنه مصبوغ بعصفر فإذا هو بزعفران... (قوله: فسد) أی لفحش التفاوت فیکون اختلف الجنس، وعند اختلاف الجنس لایعتبر کونه خیر مما شرطه کالمصبوغ بزعفران... (الدرمع الرد: (۵۹۰/۴) کتاب البیوع، باب اخیار الشرط، فروع، ط: سعید)

البحر الرائق (۲۴/۶، ۲۵) کتاب البیع، باب خیار الشرط، ط: سعید)

فتح القدیر (۳۰۸/۶) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، قبیل، باب خیار الرؤیة، ط: رشیدیه)

(وإذا أوجب واحد قبل الآخر)... (في المجلس)... (کل المبیع بکل الثمن أو ترک) لئلا یلزم تفریق الصفقة (إلا إذا) أعاد الإیجاب والقبول... (قوله: إلا إذا أعاد الإیجاب والقبول) کأن قال اشتریت نصف هذا المکیل بکذا، وقبل الآخر فیکون بیعا مستأنفا لوجود رکنیه وبطل الأول۔ (الدرمع الرد (۵۲۶/۴) کتاب البیوع، مطلب مایوجب اتحاد الصفقة وتفریقها، ط: سعید)

(۲) ولو قال: بعت منک هذا الثوب أو هذه الأرض علی أنها عشرة أذرع کل ذراع بدرهم، فوجدها عشرة لزمته بعشرة درهم ولا خیار له، وإن وجدها خمسة عشر ذراعا فهو بالخیار ان شاء أخذ الجمیع کل ذراع بدرهم، وإن شاء ترکها۔ (الهندية: (۱۲۴/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الثامن في جهالة المبیع أو الثمن، ط: رشیدیه۔

وإن زاد شيء علیه فهو للبائع؛ لأن البیع وقع علی مقدار معین والقدر لیس بوصف۔ (البحر الرائق: (۲۸۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

الدرمع الرد: (۵۴۴/۴)، کتاب البیوع، مطلب المعتبر ماوقع علیه العقد... ط: سعید۔

مبیع میں زیادتی کا مطالبہ کرنا

سودا کرتے وقت خریدار بیچنے والے سے خرید شدہ چیز کے علاوہ اور کوئی چیز بھی ساتھ مانگے اور بیچنے والا بھی خوشی سے دے دے تو یہ لینا جائز ہوگا، اور یہ مبیع (بیچی گئی چیز) کا جزء ہوگا، اگر کسی وجہ سے سودا کینسل ہوگا تو مبیع کو اس اضافی چیز کے ساتھ واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۱) ۹۷

واضح رہے کہ اس قسم کی اضافی چیز لینے کی عادت بنانا مناسب نہیں، ایسے رواج کو ترک کردینا چاہیے۔

مبیع واپس لینا

''مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع واضح طور پر معلوم ہو

جس چیز کی بیع ہورہی ہے، اس کا واضح طور پر معلوم ہونا ضروری ہے، اور

---

(۱)(وكذا) صح (الزيادة في المبيع) ولزم البائع دفعها ان قبل المشترى ذلك، لأنه تصرف في حقه و ملكه، ويلتحق بالعقد، فيصير حصته من الثمن حتى لو هلكت الزيادة قبل القبض، تسقط حصتها من الثمن۔ (مجمع الانہر: (۱۱٦/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل: لايصح بيع المنقول قبل قبضه، ط: غفارية كوئٹه/دار الكتب العلمية۔

☜ (وصح الزيادة في المبيع) ولزم البائع دفعها ان في غير سلم... (وقبل المشترى، وتلتحق أيضا بالعقد، فلو هلكت الزيادة قبل قبض سقط حصتها من الثمن) (الدر المختار مع رد المحتار: (۵/ ۱۵۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد)

☜ البحر الرائق: (۲۰۰/٦) كتاب البيع، فصل في بيان التصرف في المبيع، ط: رشيديه، و: (٦/ ۱۲۰) ط: سعيد۔

☜ تبيين الحقائق: (۲۳۲/۳) كتاب البيوع، باب التولية، ط: دار الكتب العلمية بيروت، اشرفيه كوئٹه۔

☜ شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۰۷/۱) رقم المادة: ۲۵۷، البيوع، الباب الرابع: في بيان المسائل المتعلقة في الثمن والمثمن بعد العقد، الفصل الثاني: في بيان التزييد والتنزيل في الثمن والمبيع بعد العقد، ط: فاروقيه كوئٹه۔

خریدار کو اس کی شناخت کرانا ضروری ہے۔

واضح رہے کہ بیچی جانے والی چیز کی تعیین اشارہ کر کے بھی ہوسکتی ہے، اور ایسی تفصیلی وضاحت سے بھی ہوسکتی ہے جس سے وہ چیز ان اشیاء سے ممتاز ہوجائے جن کی بیع مقصود نہیں۔

مثلاً ایک بلڈنگ ہے، جس میں ایک ہی انداز کے بنے ہوئے کئی اپارٹمنٹ ہیں "زید" جو کہ بلڈنگ کا مالک ہے، "عمرو" سے کہتا ہے کہ آپ کو ان اپارٹمنٹس میں سے ایک اپارٹمنٹ بیچتا ہوں، "عمرو" قبول بھی کر لیتا ہے، تو یہ بیع صحیح نہیں ہوئی، جب تک کہ زبانی وضاحت کے ساتھ یا اشارہ کر کے ایک اپارٹمنٹ کی تعیین نہ کر دی جائے۔ (۱)

متروکہ جائداد غیر مسلموں کی

"غیر مسلموں کی متروکہ اشیاء فروخت کرنا" (۶۹/۵) اور "غیر مسلموں کی متروکہ جائیداد" عنوانات کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۵)

متعین وزن والی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا

متعین وزن والی اشیاء جن کا وزن متعین و معلوم ہو، جیسے بند ڈبے یا پیکٹ وغیرہ ان میں دوبارہ وزن کرنے کی ضرورت نہیں، وزن کے بغیر خرید و فروخت کرنا درست ہے، کیونکہ ہر ظرف اصطلاحی وزن کا آلہ۔

---

(۱) (وشرط لصحته معرفة قدر) مبیع وثمن (ووصف ثمن)... (غير مشار) إليه (لا) يشترط ذلك في (مشار إليه) لنفي الجهالة بالاشارة مالم يكن ربويا قوبل بجنسه... (قوله: لا يشترط ذلك في مشار إليه)... لأن المشار إليه مبيعا كان أو ثمنا لا يحتاج إلى معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك: وهي مرئية له فقبل جاز ولزم لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لا يضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم.
(الدر مع الرد (۴/۵۲۹، ۵۳۰) كتاب البيوع، ط: سعيد)
البحر الرائق (۵/۲۷۳) كتاب البيع، ط: سعيد)
فتح القدير (۶/۲۴۰) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

نیز موجودہ دور میں وزن والی اشیاء بلا ڈبے یا پیکٹ وغیرہ عددِ متقاربہ کے درجے میں آگئی ہیں، اور وزن کے بارے میں دھوکہ کا امکان بہت کم ہے، کیونکہ موجودہ زمانہ میں ناپ تول مشینی آلات کے ذریعہ فیکٹریوں میں ہوتا ہے اس میں بظاہر کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہوتی اور موجودہ دور میں مشینی آلات پر لوگوں کا اعتماد بھی بہت زیادہ ہے، اس لئے معاملہ مشکوک نہیں ہوتا، اور مبیع بھی مجہول نہیں ہوتی۔ (۱)

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: نهى رسول الله ﷺ عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، صاع البائع وصاع المشترى۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۱)، أبواب التجارات، باب النهى عن بيع الطعام قبل مالم يقبض، ط: قديمى۔

ومن اشترى مكيلا مكايلة أو موزونا موازنة فاكتاله أو اتزنه ثم باعه مكايلة أو موازنة لم يجز للمشترى منه أن يبيعه ولا أن يأكله حتى يعيد الكيل والوزن... ولأنه يحتمل أن يزيد على المشروط وذلك للبائع والتصرف فى مال الغير حرام فيجب التحرز عنه۔ (الهداية: (۷۷/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية فصل: من اشترى شيئا مماينقل... ط: رشيديه۔

نهى النبى ﷺ عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، فيكون للبائع الزيادة وعليه النقصان۔ (السنن الكبرى: (۳/۱٦/۵) رقم الحديث: ۱۱۰۱۵، كتاب البيوع، باب الرجل يبتاع طعاماً كيلاً فلا يبيعه حتى يكتاله لنفسه... ط: دار المعرفة، بيروت)

وإنما شرط ذلك؛ لأن المبيع يتناول مايحويه الكيل أو الوزن وهو مجهول، فربما يزيد وينقص، فمالم يكل لنفسه أو لم يزن لايمتاز المبيع عن غيره فكان المبيع مجهولا۔ (الكفاية شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۱۱۱/٦)، كتاب البيوع باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رشيديه)

ومعناه ان المانع من التصرف هو احتمال الزيادة... أنه معلول باحتمال الزيادة على المشروط، وذلك بما يتصور إذا بيع مكايلة فلم يتناول ماعداه... وفيه ذكر جريان الصاعين، وليس ذلك الا لتعين المقدار، وتعيين المقدار إنما يحتاج إليه عند توهم زيادة أو نقصان فكان فى النص مايدل على أنه معلول بذلك۔ شرح العناية على هامش فتح القدير: (۴۷۷/٦، ۴۷۸)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رشيديه۔

اقول: ان البائع إذا كال الطعام بعد البيع بحضرة المشترى يكون ذلك الصاع هو صاع المشترى... فعندنا قوله "حتى يجرى فيه الصاعان" اعم من أن يكون جريان الصاعين حقيقة أو حكما ويرشد إليه قوله فى حديث أبى هريرة: فيكون لصاحبه الزيادة وعليه النقصان؛ لأنه يدل ان العلة فى النهى... انما هو امتياز حق البائع عن حق المشترى۔ (إعلاء السنن: (۲۳۹/۱۴) تحت رقم الحديث: ۴۷۰۳، كتاب البيوع، باب النهى عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، ط: إدارة القرآن۔

متفرق چیزوں کے جمع کرنے پر ہدیہ مشروط ہو

100 "ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کے جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷۳/۶)

متقی لوگوں میں شمار نہیں ہوسکتا

"شبہات سے بچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۴)

متوقع آمدنی فروخت کرنا

"آمدنی فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۱)

متوقع نفع کی بنیاد پر نقصان کا تعین کرنا

وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۰/۶)

مٹھائی ڈبے کے ساتھ تولنا

"ڈبے کے ساتھ مٹھائی تولنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۵/۳)

مٹھی بند

کسی نے مٹھی بند کرکے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کی فلانی چیز دے دیں، اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے، روپیہ ہے یا پیسہ یا کوئی اور قیمتی چیز، جو اس کی قیمت بن سکتی ہو، اور ایک ہے یا دو، تو ایسی صورت میں بیع درست نہیں، کیونکہ سودا صحیح ہونے کے لئے قیمت معلوم ہونا ضروری ہے، اور یہاں قیمت معلوم نہیں۔ (۱)

---

(۱) یلزم أن یکون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البیع... إذا کان الثمن حاضراً فالعلم به یحصل بمشاهدته والإشارة إلیه، ولا یحتاج إذ ذاک إلی معرفة قدره ووصفه، فلو قال: اشتریت منک هذه =

مٹھی کھول کر دکھلا دیا

کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں، اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دے دیں اور بائع نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے، اور وہ چیز دے دی، لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہاتھ میں کتنے پیسے ہیں، تب بھی بیع درست ہے، کیونکہ قیمت معلوم ہے، اور وہ یہ کہ مٹھی کے اندر جو پیسے ہیں وہی مراد ہیں۔ (۱) 101

مٹی کی وجہ سے مال زیادہ لینا

اگر نمک یا مال میں مٹی ہونے کی وجہ سے ہر ایک من میں ایک کلو نمک یا مال زیادہ لینے کی شرط رکھی جائے، اور اس پر بیچنے والا خوشی سے راضی ہو تو گنجائش ہوگی، اور اگر بیچنے والا فی من ایک کلو زائد دینے پر راضی نہ ہو تو ایک کلو زائد لینا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

مٹی ہے اناج وغیرہ میں

''اناج میں مٹی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۳۰)

=الفرس بهذه الدراهم التي في يدي فقبل البائع حال كونه مشاهداً تلك الدراهم صح البيع ولزم...

(شرح المجلة لرستم باز (۱/۹۹) المادة: ۲۳۸، ۲۳۹، البيوع الباب الثالث: في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الاول، في بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئٹه)

شرح المجلة للاتاسي (۲/۱۵۸، ۱۵۹) المادة: ۲۳۹، ۲۳۸، أيضاً، ط: رشيديه)

شامي (۴/۵۳۰) كتاب البيوع، ط: سعيد)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲) قال الله تعالى: [يٰأيها الذين آمنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا أن تكون تجارةً عن تراضٍ منكم] [النساء: ۲۹]

اما تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضي: (الهندية: (۳/۲) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۵/۴۳۰) كتاب البيع،، ط: رشيديه۔ و(۵/۲۵۶) ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۴/۲۷۵) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، و: أشرفيه كوئٹه)

مجبوری سے فائدہ اٹھانا

اگر کوئی شخص مجبور اور پریشان ہو کر یا کسی مصیبت سے متاثر ہو کر کوئی سامان فروخت کرے تو عام طور پر ایسے موقع پر وہ بہت زیادہ رعایت کر کے بیچتا ہے تو اس سے کم قیمت پر چیز خریدنا منع ہے، کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا انسانی اخلاق اور مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔[۱]

ایسے موقع پر اس مجبور کی مدد اور نصرت کرنی چاہئے، اگر اس سے کوئی سامان خریدے تو مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت ادا کرے تاکہ اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا نہ ہو جو بری بات ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ ایسے مجبور آدمی کو قرض دے دے تاکہ وہ اپنی ضرورت میں کام لا سکے، اور اتنی مہلت دے کہ وہ سہولت کے ساتھ ادا کر سکے۔[۲]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور اور پریشان کی بیع سے منع فرمایا ہے۔[۳]

مجبور کر کے چیز بکوانا

اگر کوئی آدمی اپنی چیز بیچنے پر راضی نہیں تو اس کو مجبور کر کے چیز بکوانا جائز

(۱، ۲) قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة علي هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة ألا يباع علي هذا الوجه، وأن لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلي الميسرة، حتي يكون له في ذلك بلاغ اه. (إعلاء السنن (۱۴/۲۶۳) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: ادارة القرآن)

وفيه أيضا: (۱۴/۲۶۸) أيضا، ط: إدارة القرآن.

بذل المجهود: (۱۵/۳۹) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

(۳) عن علي رضي الله عنه... وقد نهي النبي صلي الله عليه وسلم عن بيع المضطر. الحديث. (سنن أبي داود: (۲/۱۲۴) كتاب البيوع، باب البيع المضطر، ط: رحمانيه)

إعلاء السنن: (۱۴/۲۶۳، ۲۶۵) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن.

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

نہیں ہے بیع صحیح ہونے کے لئے فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ (۱)

مجبور کرنا بیچنے پر

کسی کو اس کی جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا جائز نہیں تاہم بعض صورتوں میں حکومت یا کسی مجاز اتھارٹی کا معقول معاوضہ کے عوض میں مالک کو اپنی جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا جائز ہے، اور اس کی چند صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

① پہلی صورت یہ ہے کہ مقروض آدمی اپنے ذمے پر آنے والا قرض ادا نہیں کر رہا ہے اور اس کے پاس نقد رقم بھی موجود نہیں ہے تو عدالت میں مقدمہ ہونے کی صورت میں عدالت اس کو اپنی جائیداد فروخت کر کے قرض ادا کرنے کا حکم دے سکتی ہے، اگر وہ عدالتی حکم کے باوجود پس و پیش کرے تو عدالت قرض خواہ کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے خود بھی اس کی جائیداد مارکیٹ ریٹ پر فروخت کر سکتی ہے۔ (۲)

② دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے جائیداد وغیرہ رہن (گروی) رکھ

---

(۱) ومنها الرضا، لقول الله تعالى: إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم... فلا يصح بيع المكره إذا باع مكرها وسلم مكرها، لعدم الرضا. (بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵) كتاب البيع، ط: سعيد.

☐ شامي: (۵۰۳/٤) كتاب البيوع، مطلب في بيع المكره والموقوف، ط: سعيد.

☐ البحر الرائق: (۳۰۵/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

(۲) (والقاضي يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه، وباع دنانيره بدراهم دينه وبالعكس استحساناً... لايبيع القاضي عرضه ولا عقاره) للدين (خلافاً لهما وبه) أي بقولهما ببيعهما للدين (يفتى)۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۵۰/٦) كتاب الحجر، ط: سعيد)

☐ أجاز جمهور الفقهاء۔ ماعدا أبا حنيفة۔ بيع أموال المدين لاداء ديون الغرماء مادام له مال، حيث يحجر القاضي عليه إذا طلبوا ذلك، ثم يبيع القاضي ماله ويوزعه عليهم حسب حصص ديونهم إذا امتنع المدين عن بيعه بنفسه، وذلك يشمل جميع الديون، سواء أكانت ديون قرض أو بيع أو نفقة أو دية أو تعويض۔ (الموسوعة الفقهية: (۳٦/۳۹) حرف الميم، مادة: ملك، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

☐ بدائع الصنائع: (۱۷۳/۷) كتاب الحجر والحبس، فصل وأما بيان ما يمنع المحبوس عنه الخ، ط: سعيد)

کر قرض لیا ہو اور وہ مقررہ مدت میں قرض کی ادائیگی نہیں کررہا ہو تو قرض خواہ (مرتہن) رہن رکھی ہوئی جائیداد وغیرہ کو فروخت کرکے اپنا حق وصول کرسکتا ہے، اگرچہ مقروض اس پر راضی نہ ہو، بشرطیکہ عدالت یا قرض خواہ مارکیٹ قیمت پر فروخت کرنے کو یقینی بنائیں، لہٰذا اپنی رقم وصول کرنے کے لئے کوڑیوں کے بھاؤ بیچنے کی اجازت نہیں ہوگی۔(١)

③ تیسری صورت یہ ہے کہ جب غذائی اشیاء کی قلت ہو، اور کچھ لوگ غذائی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کررہے ہوں تو اس صورت میں حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ تاجروں کو ذخیرہ کی گئی اشیاء فروخت کرنے کا حکم دے، اور اگر وہ تعمیل نہ کریں تو حکومت ان کی مرضی کے خلاف خود بھی مارکیٹ ریٹ پر فروخت کرسکتی ہے۔(٢)

④ چوتھی صورت یہ ہے کہ حکومت کو عوامی مقاصد کے لئے کسی جگہ کی حقیقی

---

(١) فإن حل الأجل وغاب الراهن أجبر الوكيل على بيعه. وفي الرد: (قوله: وغاب الراهن)... وفيه رمز إلى أنه لو حضر الراهن لم يجبر الوكيل بل أجبر الراهن، فإن أبي باعه القاضي عندهما ولم يبع عنده قهستاني. قال الرملي: وهذا فرع الحجر على الحر، وتقدم في الحجر أن قولهما به يفتي اه. (الدر المختار مع الرد: (٦/٥٠٥) كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يد عدل، ط: سعيد)

وفيه ايضاً: (٦/٥٠٢) ايضاً، ط: سعيد.

الموسوعة الفقهية: (٧٧/٩) حرف الباء، مادة: بيع، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت.

(٢) إذا خيف الضرر على العامة أجبر بل اخذ منه ما احتكره وباعه وأعطاه المثل عند وجوده أو قيمته وهذا قدر متفق عليه بين الائمة ولا يعلم خلاف في ذلك. (الموسوعة الفقهية: (٢/٩٥) مادة: احتكار، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

(وإذا رفع إلى الحاكم) أو القاضي (حال المحتكر أمره ببيع مايفضل عن حاجته) على اعتبار السعة في ذلك بمثل القيمة أو بغبن يسير ونهاه عن الاحتكار (فإن) باع فيها وإن (امتنع) عزره و (باع عليه) بالإتفاق على الصحيح كما في المنح. (الدر المنتقى على مجمع الأنهر: (٤/٢١٣، ٢١٤) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية.

مجمع الأنهر: (٤/٢١٣، ٢١٤) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية.

شامي: (٦/٣٩٩) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.

ضرورت ہو، اور مالکان بیچنے پر آمادہ نہ ہوں تو حکومت وہ جگہ زبردستی بھی حاصل کر سکتی ہے، لیکن مالکان کو مارکیٹ ریٹ کے حساب سے ادائیگی ضروری ہے، بازاری قیمت یا متبادل جگہ دیئے بغیر کسی شہری کو اس کی جائیداد سے محروم کرنا جائز نہیں۔ (۱)

مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا

بعض دفعہ آدمی انتہائی بے بسی اور مجبوری کی بنا پر اپنی چیز بیچ رہا ہوتا ہے تو ایسے شخص سے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت پر چیز خریدنا انسانیت اور مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں، اگرچہ مجبور آدمی مجبوری کی وجہ سے بظاہر راضی ہی ہوتا ہے، البتہ معمولی کی بیشی ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن بہت زیادہ فرق کے ساتھ درست نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلبی خوشی کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ بات طے ہے کہ مجبور آدمی خوشدلی سے غیر معمولی کم ریٹ پر بیچنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ آج کل مجبور آدمی سے سستے داموں پر چیز خریدنے کو فنکاری اور کمال سمجھا جاتا ہے جو کہ انتہائی گرا ہوا ناپسندیدہ رویہ ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے ورنہ اللہ کی رحمت اور

(۱) ذهب الفقهاء إلى أنه إذا ضاق المسجد بالناس فيجوز توسعته على حساب الأراضي المملوكة ملكا خاصاً وكذلك الأمر إذا احتاج الناس إلى شق طرق عامة أو توسعتها ونحو ذلك ولكن لابد من تعويض عادل يقوم بتقديره ذوو الخبرة. وقد نصت مجلة الأحكام العدلية على أنه: لدى الحاجة يؤخذ ملك كائن من كان بالقيمة بأمر السلطان ويلحق بالطريق، لكن لا يؤخذ من يده مالم يؤدله الثمن. (الموسوعة الفقهية: (۳۹/۱۵) حرف الميم، مادة: ملك، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

(يؤخذ لدى الحاجة ملك أي أحد بقيمته بأمر السلطان ويلحق بالطريق، ولكن لا يؤخذ ملكه من يده مالم يؤد له الثمن) يستملك ملك أي أحد بقيمته الحقيقية للمنافع العمومية كالطريق والمسجد ومسيل الماء ولو لم يرض صاحبه ببيعه. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۲۳۳/۳) المادة: ۱۲۱۶، كتاب الشركة، الباب الثالث المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، أحكام الطرق ... الخ، ط: دار عالم الكتب)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۲۷/۱) المادة: ۱۲۱۶، ايضاً، ط: مكتبه فاروقيه.

مجسموں کو زیبائش کے طور پر رکھنا

مجسموں کی خرید وفروخت، درآمد، برآمد نا جائز اور حرام ہے۔ (۱)

☆......اس مقصد کے لئے دکان بھی کرایہ پر دینا درست نہیں کیونکہ یہ گناہ اور زیادتی کے کام پر مدد دینے کی ایک صورت ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ (۲)

☆......جاندار کے مجسمے حیوانات کے ہوں، یا گھوڑوں، شیروں یا اونٹوں، بچھو، مچھلی، حشرات وغیرہ کے سب ناجائز اور حرام ہیں، خواہ دیوار اور چھت پر لٹکے ہوئے ہوں، یا الماری اور شوکیس (Show Case) میں رکھے ہوں سب

= قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة علي هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة ألا يباع علي هذا الوجه ،وأن لايفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلي الميسرة، حتي يكون له في ذلك بلاغ اه. (إعلاء السنن(۱۴/۲۱۳) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط:ادارة القرآن)

وفيه أيضا:(۱۴/۲۱۸) ايضاً، ط:إدارة القرآن.

بذل المجهود:(۱۵/۳۹) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط:دار الكتب العلمية.

(۱)ولو وجدوا في الغنائم صليباً من ذهب أو فضة أو تماثيل أو دراهم أو دنانير فيها التماثيل فإنه ينبغي للإمام أن يكسر ذلك كله فيجعله تبرا، لأنه لو قسمه أو باعه كذلك، ربما يبيعه من يقع في سهمه من بعض المشركين بأن يزيد واله في ثمنه رغبة منهم في لباسه. أو في أن يعبدوه فليتحرز عن ذلك بكسر الصليب.(شرح السير الكبير:(۳/۱۴۲)باب مايحمل عليه الفئ وما يركبه الرجل من الدواب، ط: دارالكتب العلمية)

وجاز بيع العصير من خمار وإجارة بيت ليتخذه بيت نار أو بيعة أو كنيسة أو يباع فيه خمر بالسواد... وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقالا : لاينبغي أن يكريه لشيء من ذلك ؛ لأنه إعانة على المعصية، وقد قال الله تعالى:"وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان". (تبيين الحقائق:(۶/۲۹) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امداديه ملتان)۔

(۲)قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوىٰ ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔(المائدة: ۲)

يأمر تعالى عباده المؤمنين على فعل الخيرات... وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على

ناجائز اور حرام ہیں۔[1]

١٠٨ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو۔"[2]

جب رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوں گے تو اس گھر میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا جس کے پاس مجسمے ہیں وہ اسے تلف کردے یا کم از کم اس کا پورا سر کاٹ دے اس کو ضائع کردے تاکہ رحمت کے فرشتے اس کے گھر میں داخل ہوں۔

مجسمہ سازی

☆ مختلف شکلوں کے مجسمے اور مورتی بنانا خواہ وہ مرد کی صورت کے ہوں یا عورت کی صورت کے، چھوٹے بچوں کی شکل میں ہوں یا بچیوں کی شکل میں، ناجائز اور حرام ہے۔

---

(١) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام لكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط وأما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل وما لا ظل له وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة وغيرهم. (عمدة القاري: (١٣/٢٢) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

▭ شرح النووي على الصحيح لمسلم: (١٩٩/٢) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي)

▭ شامي: (٦٤٧/١) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد.

(٢) عن طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاوير. (مشكاة المصابيح: (ص: ٣٨٥) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمي)

▭ صحيح مسلم: (٢٠/٢) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي.

▭ وقال الخطابي: المرد من الصور التي فيها الروح مما لم يقطع رأسه أو لم يمتهن بالوطء: (عمدة القاري: (٢٨/٢٢) كتاب اللباس، باب التصاوير، ط: دار الكتب العلمية)

اسی طرح مجسمے اور مورتی بنانے والے کارخانے اور فیکٹریاں لگانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے، خواہ مجسمے سونے چاندی کے ہوں یا تانبے پیتل کے، مٹی کے ہوں یا پتھر کے، پلاسٹک کے ہوں یا کسی دوسری دھات کے، ان کو خریدنا اور گھروں یا دکانوں یا دفتروں میں رکھنا یا زینت کا سامان بنانا ناجائز اور حرام ہے، کبیرہ گناہ ہے، ایسے گھروں میں رحمت کے فرشتے ہرگز داخل نہیں ہوتے، جو لوگ ان چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں ان کی کمائی حرام ہے، ان کی نماز، روزہ، حج صدقہ غرض کہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ (۱)

☆ جاندار چیزوں کا مجسمہ بنانا ناجائز اور حرام ہے، اس کی خرید وفروخت کرنا اور اس کو معاش کا ذریعہ بنانا بھی ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے، اس لئے ان چیزوں سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ (۲)

(۱، ۲) عن سعيد بن أبي الحسن قال: كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما إذ أتاه رجل فقال يا أبا عباس (يا ابن عباس) إني إنسان إنما معيشتي من صنعة يدي وإني أصنع هذه التصاوير، فقال ابن عباس رضي الله عنهما: لا أحدثك إلا ما سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: سمعته يقول: من صوّر صورة فإن الله معذبه حتى ينفخ فيها الروح وليس بنافخ فيها أبدا، فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه فقال: ويحك إن أبيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر (و) كل شيء ليس فيه روح۔ (صحيح البخاري (۱/ ۵۸۷) رقم الحديث: ۲۲۲۵، كتاب البيوع، باب بيع التصاوير التي ليس فيها روح وما يكره من ذلك، ط: الطاف اینڈ سنز)

☐ عن ابن عباس عن أبي طلحة قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير، ...

سمعت عبد الله قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: إن أشد الناس عذابا عند الله (يوم القيامة) المصورون...

أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إن الذين يصنعون هذه الصور، يعذبون يوم القيامة، يقال لهم أحيوا ما خلقتم...

(صحيح البخاري (۲/ ۱۲۲۷، ۱۲۲۸) رقم الحديث: ۵۹۴۹، ۵۹۵۰، ۵۹۵۱، كتاب اللباس، باب التصاوير، وباب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: الطاف اینڈ سنز)

☐ قال أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو لغيره فصنعته حرام بكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها... ولا فرق في هذا كله بين ما له ظل وما لا ظل له،... (شرح مسلم للنووي (۲/ ۱۹۹) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان وتحريم اتخاذ ما فيه صور... ط: قدیمی)=

۱۱۰ مجسمہ کی بیع کھنڈرات سے ملنے والے

"کھنڈرات سے نکلنے والے مجسمے کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۵)

= مرقاة المفاتيح: (۲٦٦/۸) باب التصاوير، الفصل الاول، ط: رشيديه۔

ماحرم أخذه حرم اعطاؤه، وكما حرم الأخذ والإعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لايجوز فعله ولا الأمر بفعله... ماحرم فعله حرم طلبه... فكل شئ لايجوز فعله، لايجوز طلب ايجاده من الغير سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لايجاده... (شرح المجلة للاتاسي (۱/ ۷۷، ۷۸) المادة: ۳۳، ۳٦، القواعد، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز (۱/ ۲۷) المادة: ۳۳، ۳۵، القواعد، ط: فاروقيه كوئته)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة (۲۰۹/۲) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه)

كما أن الصلاة في الأرض المغصوبة تقع فرضاً، وإنما الحرام شغل المكان المغصوب... وهنا كذلك فان الحج في نفسه مامور به، وإنما يحرم من حيث الانفاق وكانه أطلق عليه الحرمة لأن للمال دخلا فيه... (الدر مع الرد (۴۵٦/۲) كتاب الحج، مطلب: في من حج بمال حرام، ط: سعيد)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ، قال: لايقبل الله صلاة امرئ في جوفه حرام۔ (جامع العلوم والحكم (۱/ ۲٦۲) الحديث العاشر: إن الله تعالى طيب لايقبل إلا طيباً، ط: مؤسسة الرسالة)

مرقاة المفاتيح (۴۱۳/۵) كتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد)

إذا حج رجل بمال من غير حله فقال: لبيك اللهم لبيك، قال الله: لالبيك ولا سعديك هذا مردود عليك۔ (كنز العمال (۲۳/۵) رقم الحديث: ۱۱۸۹۱، كتاب الحج والعمرة، الباب الاول، الفصل الثالث في الحج ومحظوراته، ط: مؤسسة الرسالة)

عن أبي هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: ايها الناس إن الله طيب لايقبل إلا طيباً۔الخ (صحيح مسلم (۱/ ۳۲٦) كتاب الزكوة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ط: قديمي)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: لاتقبل صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۳) أبواب الطهارة، باب ماجاء لاتقبل صلوة بغير طهور، ط: قديمي)

ويجتهد في تحصيل نفقة حلال، فإنه لايقبل الحج بالنفقة الحرام، كما ورد الحديث، مع أنه يسقط الفرض عنه معها، ولا تنافي بين سقوطه وعدم قبوله، فلا يثاب لعدم القبول، ولا يعاقب عقاب تارك الحج۔ (شامي: (۴۵٦/۲) كتاب الحج، مطلب في من حج بمال حرام، ط: سعيد)

مجسمے جو کھنڈرات سے ملتے ہیں

''کھنڈرات سے ملنے والے مجسمہ کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۶/۵) ۱۱۱

مجسمے شوروم میں رکھنا

''شوروم میں مجسمے اور ڈمی لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۸/۴)

مجسمے کی خرید وفروخت

☆......آج کل بعض تاجر اور دکاندار اپنے شورومز میں مرد وعورت اور بچے بچیوں کے مجسمے مورتیاں اور ڈمی لگائے رکھتے ہیں، اور ان کو بنے ہوئے سوٹ اور تیار لباس پہنا کر رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو راغب اور متوجہ کر سکیں، ان مجسموں میں چہرہ، دوسرے اعضاء بلکہ چھاتیاں بھی نمایاں ہوتی ہیں، شوروم وغیرہ میں ایسے مجسمے اور ڈمی لگانا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی خرید وفروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے، اور ایسا مجسمہ شوروم کے علاوہ گھر میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔[۱]

☆......بعض مجسمے اور ڈمی دھڑ کے ہوتے ہیں، ان کا سر نہیں ہوتا مگر چھاتیاں بنی ہوتی ہیں، جن کی نمائش ہوتی ہے ایسے مجسموں کی تجارت کرنا، خرید و فروخت کرنا اور رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔[۲]

(۱، ۲) عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاتدخل الملائكة بيتاً فيه صورة ولا كلب ولا جنب (سنن ابي داود: (۴۲/۱) كتاب الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل، ط: رحمانيه)

لايحل عمل شئ من هذه الصور، ولا يجوز بيعها ولا التجارة فيها، والواجب أن يمنعوا من ذلك. (بلوغ القصد والمرام: (ص:۳۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام: (ص:۸۹) عنوان: ''تصاویر کی تجارت''، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً، وإلا فتنزيهاً. (الدر المختار مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. (كنز العمال: (۷۹/۴) رقم الحديث: =

☆......اگر جاندار کے علاوہ باقی کسی بھی چیز کی ڈمی ہو تو اس کو بنانا، اس کی تجارت کرنا خرید وفروخت کرنا، شوروم اور گھر وغیرہ میں رکھنا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔ (۱)

مجلس ایک ہونا

''اتحادِ مجلس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۸۸)

مجلس عقد

مجلس عقد (Place OF Contract) جس مجلس میں یہ عقد ہوتا ہے، اسے ''مجلس عقد'' یا ''محل عقد'' کہتے ہیں۔ (۲)

= ۹۶۱۹، کتاب البیوع، من قسم الأقوال، الباب الثاني، الفصل الثالث: في أشياء لايجوز بيعها، الفرع الأول، ط: مؤسسة الرسالة)

عن ابن عباس قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئاً حرم ثمنه. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۱۳) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط، إدارة القرآن)

الهداية: (۴/۴۹۷) كتاب الأشربة، ط: رحمانيه)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۲/۱۶۹) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(۱) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام لكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط وأما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل وما لا ظل له، وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة وغيرهم. (عمدة القاري: (۲۲/۱۱۰) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/۱۹۹) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي)

شامي: (۱/۶۴۷) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد.

(۲) (وإذا أوجب واحد قبل الآخر) بائعاً كان أو مشترياً (في المجلس)... قوله: في المجلس) حتى لو تكلم البائع مع إنسان في حاجة فإنه يبطل، بحر، فالمراد بالمجلس مالا يوجد فيه مايدل على الإعراض... (الدر مع الرد (۴/۵۲۶) كتاب البيوع، ط: سعيد)=

مجنون

☆ مجنون کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے۔ [(۱)]

☆ خرید وفروخت کا معاملہ صحیح ہونے کے لئے دیگر شرائط کے علاوہ عقل کی درستگی بھی اہم شرط ہے، چونکہ مجنون اور دیوانہ میں اچھے بُرے اور نفع و نقصان کی تمیز نہیں ہوتی، اس لئے مجنون اور دیوانہ کی بیع صحیح نہیں ہے، ایسی بیع منعقد نہیں ہوگی۔ [(۲)]

مجھ سے خریدلو

اسلام نے دوسرے تاجروں کا مقابلہ کرنے کی تعلیم نہیں دی، بلکہ ان کی بیچنے کی کوششوں کا احترام کرنے کا حکم دیا ہے، جب دوسرا تاجر اپنا مال فروخت کرنے کی کوشش کررہا ہوتو اس دوران اپنی چیز بیچنے کی کوشش کرنے کو اسلام نے پسند نہیں کیا ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے معاملے پر معاملہ نہ

= المجموعة للقواعد الفقهية: (۲۷۵) التعريفات الفقهية، حرف الميم، المجلس، ط: البشرى)

البحر الرائق: (۲۷۲/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

(۱) فشرائط العاقد العقل فلاينعقد بيع المجنون والصبى الذى لايعقل (البحر الرائق (۲۵۸/۵) كتاب البيع، ط: سعيدٌ)

شامى (۵۰۴/۴، ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع اربعة أنواع، ط: سعيد۔)

شرح المجلة للاتاسى: (۸۷/۲) قبيل المادة: ۱۹۷، البيوع، الباب الثانى، الفصل الاول فى حق شروط المبيع واوصافه، ط: رشيديه)

(۲) وأما شرائطها... منها أن يكون حرًا، فلاينبت ولاية العبد،... ومنها أن يكون عاقلاً، فلاتثبت ولاية المجنون۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائطها فأنواع، ط: دار الكتب العلمية)

فشرائط العاقد اثنان العقل والعدد، فلاينعقد بيع مجنون وصبى لايعقل۔ (شامى: (۵۰۴/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول فى تعريف البيع۔ ط: رشيديه۔

کرے، یہاں تک کہ وہ خرید لے یا چھوڑ دے۔

114 یعنی بازار میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ کسی چیز کے بیچنے کی بات چیت کر رہا ہے، اتنے میں تیسرا آدمی آجائے اور خریدنے والے سے کہے کہ اس کے بجائے مجھ سے خرید لو، تو اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے، ہاں جب ان کا معاملہ ختم ہوجائے اور خریدنے والا دوسرے بھائی سے خرید کا معاملہ ختم کرلے، یا اس سے خریدنا ختم کردے تو پھر تیسرا آدمی اسے بیچ سکتا ہے، اسلام نے ایک ہی لائن کے تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کا احترام اور تعاون کرنے کی تعلیم دی ہے، مقابلہ اور کھینچا تانی کرنے کی تعلیم نہیں دی، اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے تاجروں کو بازار میں اطمینان اور سکون حاصل ہوگا، اور تجارت میں ترقی ہوگی، آج کل تاجروں کی تمام توانائیاں اور کوششیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے بجائے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے میں ضائع ہوجاتی ہیں، جس سے دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔ (۱)

---

(۱) وعنه (ابن عمر رضی اللہ عنہ) قال: قال رسول الله ﷺ: لا يبيع الرجل على بيع أخيه، ولا يخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له، رواه مسلم، وعن أبي هريرة: أن رسول الله ﷺ قال: لا يسم الرجل على سوم أخيه المسلم۔ رواه مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۷)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي۔

صحيح مسلم: (۳/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه، ط: قديمي۔

(وكره) تحريماً... (والسوم على سوم غيره) لو ذمياً أو مستأمناً... (بعد الاتفاق على مبلغ الثمن)... قوله: والسوم على سوم غيره) وكذا البيع على بيع غيره... وصورة السوم أن يتراضيا بثمن ويقع الركون به فيجيئ آخر فيدفع للمالك أكثر أو مثله، وصورة البيع أن يتراضيا على ثمن سلعة فيقول آخر أنا أبيعك مثلها بأنقص من هذا الثمن... (الدر مع الرد)(۵/ ۱۰۱، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/ ۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، قبيل باب الإقالة، ط: سعيد)

مجہول و مبہم ہو

اگر چیز مجہول اور مبہم ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ (۱)

مچھلی

مچھلی شکار کرنے کے بعد شکار کرنے والا مالک بن جاتا ہے، اور مالک کے لئے یا مالک کی اجازت سے فروخت کرنا جائز ہے۔ (۲)

مچھلی پانی میں چلی گئی

اگر زندہ مچھلی پکڑنے کے بعد واپس پانی میں چلی گئی، اور اس کو پکڑنا مشکل ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، کیونکہ فروخت کرنے والا خریدار کو حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔ (۳)

---

(۱) بیع المجهول فاسد، فلو قال البايع للمشتري بعتک جميع الأشياء التي هي ملكي وقال المشتري اشتريتها وهو لايعرف تلك الاشياء فالبيع فاسد. (شرح المجلة للاتاسي: (۲/۱۰۷) المادة: ۲۱۳، البيوع، الباب السابع، الفصل الثاني، فيمايجوز بيعه ومالايجوز، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۸۳) المادة: ۲۱۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه)

الدر مع الرد (۵/۶۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲، ۳) (قوله: والسمك قبل الصيد) أي لم يجز بيعه، لكونه باع مالايملكه فيكون باطلاً، أطلقه فشمل ما إذا كان في حظيرة إذا كان لايؤخذ إلا بصيد لكونه غير مقدور التسليم فيكون فاسداً، ومعناه إذا أخذه ثم ألقاه فيها، ولو كان يوخذ بغير حيلة جاز، ... والحاصل أن عدم جوازه قبل أخذه لعدم ملكه له فإن أخذه، ثم ألقاه في حظيرة كبيرة، فعدم جوازه لكونه غير مقدور التسليم فإن سلمه بعد ذلك فكالروايتين في بيع الآبق إذا سلمه، وإن كانت صغيرة جاز، وله خيار الرؤية بعد التسليم ولا اعتبار برؤيته في الماء، وإذا دخل السمك الحظيرة بإحتياله ملكه وكان له بيعه على التفصيل، وقيل: لا مطلقا لعدم الاحراز، والخلاف فيما إذا لم يهيئها له فإن هيأها له ملكه اجماعاً۔ (البحر الرائق: (۶/۷۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۵/۶۰، ۶۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع الفاسد، ط: سعيد)

فتح القدير: (۶/۳۷۴، ۳۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فروع، ط: رشيديه)

مچھلی پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا

(۱۱۶) مچھلیوں کو سمندر اور تالاب وغیرہ سے پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[۱]

مچھلی تالاب میں رہتے ہوئے فروخت کرنا

''تالاب میں مچھلی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۸/۲)

مچھلی کا ٹھیکہ لینا

سمندر اور دریاؤں میں خود بخود پیدا ہو جانے والی مچھلیوں کا ٹھیکہ لینا اور دینا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ کسی کی ملک نہیں ہیں، اور جو بھی ان مچھلیوں کا شکار کرے وہ ان کا مالک بن جائے گا۔[۲]

مچھلی کا مالک بننے کی تین صورتیں ہیں

مچھلی کے مالک بننے کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ مچھلیوں کی نشوونما کے لئے اس کو خاص طور پر کسی نے تالاب میں

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، ۳، علی الصفحة السابقة۔

(۲) وان کان مباحاً، قالوا جب علیه ان لا یمنعه، ولا یأخذ القیمة. (بذل المجهود: (۱۵/۱۶۲) کتاب الاجارة، باب في منع الماء ط: دار الکتب العلمیة)

وإذا تقرر هذا فنقول: العلة في المنع عن البیع هو عدم الملك کما یدل علیه قوله علیه السلام: الناس شرکاء في ثلاث فتقیید الکلام بمعنی الحکم. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۶۴) کتاب البیوع، باب بیع الماء والکلأ، ط: إدارة القرآن)

إذا أفرخ طیر في أرض رجل فهو لمن اخذه. (الهدایة: (۳/۱۱۰) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: رحمانیة)

لا یجوز بیع السمك قبل ان یصطاد، لانه باع مالا یملکه. (الهدایة: (۳/۵۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه)

رکھا ہے تو اس مچھلی اور اس کی نسل کا وہی شخص مالک ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مچھلی تو اس نے تالاب میں نہیں ڈالی لیکن مچھلیوں کو تالاب میں لانے، یا آنے والی مچھلیوں کو تالاب میں روکنے کے لئے کوئی تدبیر کی، مثلاً واپس جانے کا راستہ بند کر دیا تاکہ تالاب میں آئی ہوئی مچھلی نہ نکل سکے، تو اس صورت میں بھی تالاب یا حوض میں آنے والی مچھلیوں کا مالک یہی آدمی ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مچھلی کا شکار کرکے اسے اپنے برتن یا تھیلی میں محفوظ کر لے، اس صورت میں بھی محفوظ کرنے والا آدمی ان مچھلیوں کا مالک ہوگا۔ (۱)

مچھلی کا مالک نہ بننے کی ایک صورت

اگر کسی کی زمین میں تالاب ہے، اور اس میں مچھلیاں از خود آجائیں اور اس میں تالاب کے مالک کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو اس صورت میں صرف تالاب اس کی زمین میں ہونے کی وجہ سے تالاب کا مالک ان مچھلیوں کا مالک نہیں ہوگا۔ (۲)

مچھلی کی پرورش

مچھلیوں کو پالنا اور ان کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، البتہ ان کی پرورش میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

① ان کے پالنے سے کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔

(۱، ۲) والحاصل كما في الفتح انه إذا دخل السمك في حظيرة، فأما ان يعدها لذالك او لا ففي الاول يملكه، وليس لأحد أخذه، ثم إن أمكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه؛ لأنه مملوك مقدور التسليم، والا لم يجز لعدم القدرة على التسليم۔ وفي الثاني لا يملكه، فلا يجوز بيعه لعدم الملك الا ان يسد الحظيرة إذا دخل فحينئذ يملكه، ثم ان امكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه والا فلا، وإن لم يعدها لذلك لكنه أخذه وأرسله فيها ملكه، فإن أمكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه؛ لأنه مقدور التسليم أو بحيلة لم يجز لأنه وإن كان مملوكا فليس مقدور التسليم۔ (شامي: (۵/ ۶۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/ ۳۷) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

فتح القدير: (۶/ ۳۷۴، ۳۷۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

⑫ ان کی خوراک کا پورا انتظام کیا جائے، اور اچھی طرح ان کی دیکھ بھال کی جائے۔

⑬ تالاب بڑا ہوتا کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ (۱)

مچھلی کے مقدور التسلیم ہونے کی صورتیں

مچھلی آسانی کے ساتھ مقدور التسلیم (حوالہ کرنے پر قدرت) ہونے کی

---

(۱) عن أنس ﷺ قال: كان رسول الله ﷺ: احسن الناس خلقاً، وكان لي أخ يقال له أبو عمير، قال: أحسبه قال: كان فطيماً، قال: فكان إذا جاء رسول الله ﷺ فرآه قال: "أباعمير ما فعل النغير" قال: فكان يلعب به۔ (صحيح مسلم: (۲/ ۲۱۰) كتاب الآداب، باب جواز تكنية من لم يولد له وكنية الصغير، ط: قديمی)

🗀 صحيح البخاری: (۲/ ۱۷۲۲) رقم الحديث: ۶۱۲۹، كتاب الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ط: الطاف اینڈ سنز)

🗀 وفيه جواز تكنية من لم يولد له، وجواز لعب الصغير بالطير... وجواز انفاق المال فيما يتلهى به الصغير من المباحات، وجواز إمساك الطير في القفص ونحوه... (تكملة فتح الملهم: (۴/ ۱۹۶) تحت رقم الحديث: ۵۵۸۷، كتاب الآداب، باب جواز تكنية من لم يولد له، وكنية الصغير، ط: دار احياء التراث العربی)

🗀 عن عبدالله بن عمرو جاءه قهرمان له، فقال له: أعطيت الرقيق قوتهم قال: لا۔ قال: فانطلق فأعطهم: فإن رسول الله ﷺ قال: كفى بالرجل إثما أن يحبس عمن يملك قوته" وفي رواية: "كفى بالمرء إثماً أن يضيع من يقوت" رواه مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (۲۹۰) كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك، الفصل الاول، ط: قديمی)

🗀 عن سهل بن الحنظلية قال: مر رسول الله ﷺ ببعير قد لحق ظهره ببطنه، فقال: "اتقوا الله في هذه البهائم المعجمة، فاركبوها صالحة واتركوها صالحة" رواه ابوداؤد... وفيه دليل على وجوب علف الدواب وأن الحاكم يجبر المالک عليها،... قال الطيبی ﷺ: فيه ترغيب إلى تعهدها أى تعهدوها بالعلف لتكون مهيأة لائقة لما تريدون منها... (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۲۸۶) رقم الحديث: ۳۳۷۰، كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوک، ط: رشيديه)

🗀 عن عبدالله بن عمر ﷺ عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده... (مشكوة المصابيح: (۱۲) كتاب الايمان، الفصل الاول، ط: قديمی)

🗀 مرقاة المفاتيح: (۱/ ۱۲۷) رقم الحديث: ۶، كتاب الايمان، الفصل الاول، ط: رشيديه)

دو صورتیں ہیں:

① ایک یہ کہ شکار کے بعد وہ کسی برتن یا تھیلی وغیرہ میں محفوظ کرلے، جیسا کہ عام طور پر ہوا کرتا ہے، ② یا مچھلی کو کسی ایسے چھوٹے گڑھے میں رکھے جس سے نکالنا آسان اور سہل ہو۔

ان دونوں صورتوں میں مچھلی کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

مچھلی مری ہوئی

☆ جو مچھلی پانی میں طبعی موت مرکر پیٹ اوپر کرکے پانی میں بہنے لگے اس کو "طافی" کہتے ہیں، ایسی مچھلی کو کھانا اور انسانی خوراک کے لئے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

☆ اور اگر مچھلی کسی عارضی سبب مثلاً بارش یا اولے یا ژالہ باری یا گرمی یا پانی خشک ہونے کی وجہ سے مری ہیں، توان کا کھانا یا خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۳)

☆ اسی طرح مچھلی زندہ پکڑنے کے بعد مرگئی ہے تو وہ بھی کھانا اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ (۴)

محاقلہ

"محاقلہ" یہ ہے کہ بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلے کے عوض فروخت کردینا، جیسے

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، ۲، علی الصفحۃ السابقۃ رقم:؟؟؟؟ (والحاصل کما فی الفتح

(۲، ۳، ۴) والأصل أن السمک متی مات بسبب حادث حل أکلہ، وإن مات حتف أنفہ لا بسبب ظاھر لایحل أکلہ... (الھندیۃ: (۳۲۸/۵) کتاب الصید، الباب السادس فی صید السمک، ط: رشیدیہ)

(ولایحل حیوان مائی إلا السمک) الذی مات بآفۃ ولو متولدا فی ماء نجس ولو طافیۃ مجروحۃ "وھبانیۃ" (غیر الطافی) علی وجہ الماء الذی مات حتف أنفہ۔ (الدر مع الرد: (۳۰۶/۶، ۳۰۷) کتاب الذبائح، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۷۲/۸) کتاب الذبائح، فصل فی مایحل ومالایحل، ط: سعید)

گندم کے کھیت کے بدلے میں گندم فروخت کرنا، چاول کی فصل کے بدلے میں چاول فروخت کرنا یہ محاقلہ ہے اور یہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے، چونکہ اس میں کمی زیادتی اور دھوکہ کا احتمال ہے اس لئے بیع کی یہ صورت جائز نہیں ہے۔ (۱)

محتاج کی بیع

''مجبوری سے فائدہ اٹھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۶/۲)

محتسب

بازار کے محتسب اور نگران وہ لوگ ہیں جن کو حکومت کی جانب سے بازاروں کی نگرانی کی ذمہ داری دی گئی ہوتی ہے، تاکہ بازاروں کا کام منظم شکل میں سرانجام پائے، اسلامی فقہ میں ایسے ذمہ دار کو محتسب کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جو حکم فرمایا تھا وہ مسجد بنانے کا تھا، پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ بازار کہاں ہے؟ تو صحابہ کرام نے یہودیوں کے بازار کی طرف اشارہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے ایک خاص بازار بنانے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی حکومت کی ابتداء میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کروائی پھر اسکے بعد دوسرے نمبر پر بازار تعمیر کروایا، اس میں مسلمانوں کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی مستقل ہونے کی طرف

---

(۱) ومن البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر: بيع المضامين والملاقيح... وبيع ضربة القانص... وقد ثبت النهي عنها، وهي من بيوع الجاهلية. ومنها بيع المزابنة... وبيع المحاقلة: أي بيع الحنطة في سنبلها بحنطة مثل كيلها خرصاً، لأن النبي صلى الله عليه وسلم: "نهي عن المزابنة والمحاقلة" لما في ذلك من الربا لجهالة مقدار المبيع. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۴۱۲/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: دار الفكر)

بدائع الصنائع: (۱۹۳/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد۔

الهداية: (۵۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

اشارہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے بازار ہیں، پس ان میں کوئی چیز کم نہ کی جائے، اور نہ ان میں خراج (لگان ٹیکس) مقرر کیا جائے۔(۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازاروں کے محتسب اور نگرانوں کے ذمہ دو کام لگائے، ایک تو یہ کہ وہ ایسا انتظام کریں کہ بازار میں خرید و فروخت کے دوران ناپ تول میں کوئی کمی نہ ہو، اور دوسرا بازار والوں پر کوئی ٹیکس مقرر نہ کرے۔

محتسب قیمت کی تعیین کرسکتا ہے

'قیمت کی تعیین' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۹/۵)

محتسب کا عہدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بازار کے لئے محتسب کا عہدہ قائم کیا تاکہ بازار کو خرابیوں سے بچانے کے لئے نگرانی کی جاسکے، خرید و فروخت میں دھوکہ نہ دیا جارہا ہو، بازار کی قدرتی قیمت کو متاثر نہ کیا جارہا ہو، سامان بازار میں آنے سے پہلے راستے میں خرید کر جمع نہ کیا جارہا ہو، اور دوسروں کو پھانسنے کے لئے خریداری کے

---

(۱) ومسجد قباء إنما أسسه النبي صلى الله عليه وسلم بعد قدومه المدينة ـ فتح الباري لابن رجب: (۱۷۸/٦) كتاب الأذن، باب إمامة العبد والمولى، ط: مكتبة الغرباء الأثرية

☜ وذكر البخاري عن الزهري عن عروة أنه نزل في بني عمرو بن عوف بقباء وأقام فيهم بضع عشرة ليلة وأسس مسجد قباء في تلك الأيام۔ (سيرة ابن كثير: (۲/۲٦۷) باب هجرة رسول الله صلى الله عليه وسلم بنفسه الكريمة من مكة إلى المدينة، ط: دار المعرفة)

☜ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ذهب إلى سوق النبيط، فنظر إليه فقال: ليس هذا لكم بسوق، ثم ذهب إلى سوق، فنظر إليه، فقال: ليس هذا لكم بسوق، ثم رجع إلى هذا السوق، فطاف فيه، ثم قال: هذا سوقكم، فلا ينتقصن ولا يضربن عليه خراج ـ (سنن ابن ماجه: (ص: ١٦١) كتاب التجارات، باب الأسواق ودخولها، ط: قديمي)

☜ المسند الجامع: (۳۳/۱۵)، رقم الحديث: ۱۱۳۰۸، حرف الميم، مالك بن ربيعة الساعدي، أبو أسيد، ط: دار الجليل۔

ارادے کے بغیر قیمت بڑھائی جارہی ہو، اور ناجائز کاروبار جیسے سود اور دھوکہ اور چالاکی وغیرہ کر کے تجارت نہ کی جارہی ہو۔ (۱)

محصول چنگی

محصول چنگی اور ایکسائز اور ٹیکس ناجائز ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (۲)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ایک گورنر کو لکھا: ''لوگوں سے محصول

---

(۱) قال ابن عبدالبر في الاستيعاب: استعمل رسول الله ﷺ سعيد بن سعيد بن العاص بعد الفتح على سوق مكة۔ قلت: ترجمه في الإصابة وذكر ان ابن شاهين ذكر عن بعض شيوخه: أن إسلامه كان قبل الفتح بيسير، فاستعمله رسول الله ﷺ على سوق مكة، وفي الاستيعاب: سمراء بنت نهيك الأسدية: أدركت النبي ﷺ، وعمرت وكانت في الأسواق تأمر بالمعروف وتنهى عن المنكر، وتنهى الناس عن ذلك لسوط معها۔ (الترتيب الإدارية: (۱/۲۴۰) القسم الرابع في العمليات الأحكامية، باب في المحتسب، فصل فيمن ولاه رسول الله ﷺ أمر السوق، ط: دار الأرقم)

الطبقات الكبرى: (۲/۱۴۵) غزوة رسول الله ﷺ عام الفتح، ط: دار صادر۔

ومما يدل على قوة اهتمام الإسلام بمراقبة التعامل في الأسواق أن النبي ﷺ كان يخرج إلى الأسواق بنفسه، ويراقب التعامل فيها، وكان يرشد التجار إلى حسن التعامل، وينها هم عن الكذب والغش والخيانة والاحتكار وغير ذلك، أنظر مجموعة من الأحاديث الدالة على ذلك لدى المنذري الترغيب والترهيب۔ (هامش الفقه الإقتصادي لأمير المؤمنين عمر بن الخطاب: (ص: ۵۳۴) الباب الثالث: مراقبة الدولة الاقتصاد، المبحث الثاني: الحسبة على النشاط الإقتصادي، المطلب الثاني: الحسبة على الأسواق، ط: دار الاندلس الخضراء)

(۲) عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله ﷺ يقول: لايدخل الجنة صاحب مكس۔ (سنن أبي داؤد: (۲/۵۹) رقم الحديث: ۲۹۳۷، كتاب الخراج، باب في السعاية على الصدقة، ط: رحمانيه)

مسند أحمد: (۴/۱۵۰) رقم الحديث: ۱۷۳۹۱، مسند الشاميين، حديث عقبة بن عامر الجهني عن النبي ﷺ، ط: مؤسسة قرطبه)

السنن الكبرى للبيهقي مع الجوهر النقي: (۷/۱۶) كتاب الصدقات، باب لايكتم منها شئ، ط: مطبعة مجلس دار المعارف النعمانية، حيدر آباد هند۔)

الدر مع الرد: (۲/۳۱۰) كتاب الزكاة، مطلب ماورد في ذم العشار، ط: سعيد۔

چنگی لینا بند کردو، کیونکہ یہ محصول نہیں بلکہ ظلم کا ٹیکس ہے۔ (۱)

محصول چنگی اصل قیمت میں ملانا

"ٹیکس" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۰/۳)

محکمۂ جنگلات کی اجازت کے بغیر جنگل کا درخت فروخت کرنا

تقریباً ہر ملک کی زمین کے کچھ حصے میں قدرتی طور پر درخت ہی درخت اُگے ہوئے ہوتے ہیں اس کو عرف میں "بن" یا "جنگل" کہتے ہیں، وہ علاقہ کسی کی ملک نہیں ہوتا جو بھی حکومت آتی ہے یہ بن و جنگل اس کی نگرانی میں ہوتا ہے، اور جنگلات کے متعلق مستقل وزیر بھی ہوتا ہے، اور اس کی نگرانی میں ہزاروں افراد اس محکمہ میں کام کرتے ہیں، اور وہ اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں، اور صوابدید کے مطابق اس کو کٹاتے بھی ہیں اور اس کا دوسروں کو ٹھیکہ بھی دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس جنگل کے ذمہ دار نگران حضرات سے مل کر کچھ روپے دے کر وہاں کی گری پڑی قیمتی لکڑی یا کاٹ کر لے جاتے ہیں اور دوسروں کو اچھی قیمت میں فروخت کر دیتے ہیں، بعض لوگ چپکے سے لے جاتے ہیں، یہ سب ناجائز ہے اور آمدنی حرام ہے کیونکہ ایسے جنگلات کی زمین اور اس میں پائی جانے والی لکڑی اور درخت خواہ خودرو ہوں یا قصداً اگائے گئے ہوں سب کے سب حکومت کی ملکیت ہیں لہٰذا حکومت کی اجازت کے بغیر اس قسم کی لکڑی اور درختوں کو لے جا کر فروخت کرنا یا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اور جنگلات میں کام کرنے والے ملازمین بھی اس زمین اور درختوں کے

---

(۱) کتب عمر بن عبدالعزیز إلی عدی بن أرطاة أن ضع عن الناس الفدیة وضع عن الناس المائدة، وضع عن الناس المکس، ولیس بالمکس، ولکنه البخس الذی قال اللہ تعالی: "ولاتبخسوا الناس أشیاءهم ولاتعثوا فی الأرض مفسدین"... (کتاب الأموال لأبی عبید: (٦٣٣) رقم: ١٦٣٠، کتاب الصدقة وأحکامها وسننها، باب ذکر العاشر وصاحب المکس، ط: دار الفکر)

مالک نہیں ہیں، لہٰذا ان کی اجازت یا رضا مندی جائز ہونے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ حکومت کے قانون اور ضابطے کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔ (۱)

اور اگر حکومت کی طرف سے لکڑی وغیرہ کاٹنے کی اجازت یا رعایت ہے پھر اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔

محکمہ کنٹرول سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا

محکمہ کنٹرول دوکانداروں کو کچھ ہدایات دیتا ہے کہ تم اقرار کرو کہ ہم مقرر کی گئی قیمت پر مال فروخت کریں گے، تو اس صورت میں مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت میں فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں محکمہ کنٹرول سے بدعہدی ہوتی ہے، اور جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے، اور مخلوق سے بے رحمی اور سختی بھی ہوتی ہے، غرض کہ اس میں بہت سی ناجائز چیزیں شامل ہیں، اس طرح کمائے ہوئے روپے حلال طیب نہیں ہیں۔ (۲)

---

(۱) اما اذا عسل النحل في أرضه فهو لصاحب الأرض؛ لانه عدّ من انزاله: اي من زيادات الارض اي ماينبت فيها فيملكه تبعا للأرض كالشجر النابت فيها و كالتراب والطين المجتمع فيها بجريان الماء عليها: (فتح القدير: (۱۳۶/۷) مسائل منثورة قبيل كتاب الصرف، ط: رشيديه)

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا اذنه أوو كالة منه اوولاية عليه، وان فعل كان ضامنا. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۱/۱) رقم: ۹۶، المقدمة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

(لا يحل مال امرئ أي مسلم أو ذمي (الا بطيب نفس) أي بأمر أو رضا منه۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۲۰/۶) كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه: اية المنافق ثلاث ... إذا حدث كذب، إذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (۱۷/۱) كتاب الايمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمى)

عن عبد الله بن عمرو رضى الله عنهما أن النبي ﷺ قال: أربع من كن فيه كان منافقا خالصا، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها، إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد=

محل معلوم ہو

''مبیع کا علم ہونا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۸/۶)

مختلف اشیاء دیکھے بغیر خریدیں

''دیکھے بغیر مختلف اشیاء خریدیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۳۷۰)

مختلف اقسام کے پھل کا باغ بیچنا

☆ اگر کوئی باغ ایسا ہو جس میں مختلف اقسام کے پھلدار پودے ہوں، کوئی پودا پہلے پھل دیتا ہے، اور کوئی بعد میں، تو اس صورت میں اگر ایک ہی قسم کے پھلدار پودوں کو فروخت کرنا مقصود ہو تو اس پھل کی قسم کے تمام درختوں میں سے کم از کم بعض درختوں میں پھل آنا ضروری ہے، اور اگر اس قسم کے کسی بھی درخت پر پھل نہ آیا ہو تو اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہوگی۔

☆ اور اگر مختلف اقسام کے پھلوں والے باغ کو مکمل طور پر ایک وقت میں فروخت کرنا مقصود ہو تو اس صورت میں ہر قسم کے پھلدار درختوں میں سے بعض بعض درختوں پر پھل آنا ضروری ہے، تب اس کی خرید وفروخت جائز ہوگی، کیونکہ جن درختوں پر پھل آچکا ہے، ان کی خرید وفروخت اصالۃً جائز ہوگی، اور جن درختوں پر ابھی تک پھل نہیں آیا ان کی خرید وفروخت تبعاً جائز ہوگی۔(۱)

=غدر، وإذا خاصم فجر۔(صحیح البخاری: (۱/۱۰) کتاب الایمان، باب علامة النفاق، ط: قدیمی)

عن جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ لا یرحم اللہ من لا یرحم الناس۔(مشکوۃ المصابیح: (۲/۴۲۱) کتاب الاداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأول، ط: قدیمی)

(۱) بیع المعدوم باطل، فیبطل بیع ثمرة لم تبرز أصلاً... الثمرة التی برزت جمیعها یصح بیعها وهی علی شجرها، سواء کانت صالحة للأکل أم لا... وما تتلاحق أفراده یعنی أن ما لا یبرز دفعة واحدة بل شیئاً بعد شیئ کالفواکه والأزهار والورق والخضروات إذا کان برز بعضها یصح بیع ما سیبرز مهما برز تبعاً له بصفقة واحدة، هذا ما أفتی به شمس الأئمة الحلوانی وحکاه عن الإمام الفضلی، وقال: =

مختلف اقسام کی چیزوں کو ملا کر فروخت کرنا

''عیب دار اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۴)

مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا

''گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۹/۵)

مختلف قیمتوں میں ایک ہی مال کو بیچنا

دکاندار کے لئے ایک ہی جیسا مال مختلف گاہکوں کو مختلف اور الگ الگ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ غبن فاحش نہ ہو، اور اس میں کوئی دھوکہ، خیانت اور جھوٹ شامل نہ ہو۔

مثلاً کوئی چیز ایک گاہک کو سو روپے، دوسرے گاہک کو ایک سو پانچ اور تیسرے گاہک کو پچانوے میں فروخت کر دی تو یہ جائز ہے۔

ادھار خریدنے والے کو زیادہ قیمت، اور نقد خریدنے والے کو کم قیمت کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔

مستقل گاہک کو کم قیمت پر اور عام گاہک کو ذرا زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

=استحسن فیہ لتعامل الناس، وفی نزع الناس عن عادتهم حرج، واجعل الموجود أصلا وما یحدث بعد ذلک تبعاً... ثم إن الذی یظهر أنه لا فرق فی المبیع الذی تتلاحق أفراده بین أن یکون نوعاً واحداً کبیع ثمار أشجار تفاح مثلاً وقد برز بعضها دون بعض أو أنواعاً مختلفة کبیع ثمار بستان مشتمل علی أنواع مختلفة من التفاح، والتین والرمان والکمثری وغیرها، وقد برز بعض تلک الأنواع دون بعض...

(شرح المجلة للاتاسی: (۹۲/۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷) المادة: ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، البیوع، الباب الثانی: فی بیان المسائل المتعلقة بالمبیع، الفصل الثانی: فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۸۰/۱، ۸۱) المادة: ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ایضاً، ط: فاروقیه کوئٹه)

تکملة فتح الملهم: (۳۹۳/۱) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع الثمار قبل بدو صلاحها، حکم ما یتعامل به الناس الیوم، ط: دار العلوم کراچی۔

جائز ہے۔(۱)

مختلف لوگوں سے مضاربت کے لئے رقم لے کر ملا لینا

''مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملا لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مختلف مدتوں کے مقابلہ میں مختلف قیمتیں لگانا

''ادھار کی قیمت مختلف بتانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۸/۱)

مختلف ممالک کی کرنسی کی تجارت کا حکم

''کرنسی کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۰۶/۵)

مخدرات

جو چیزیں نشہ نہ پیدا کرتی ہوں، لیکن صحت کے لئے ضرر رساں ہوں، اور ان کا استعمال انسان کو ان کا عادی بنا دیتا ہو، آج کل ان کو ''مخدرات'' کہا جاتا ہے۔ جسمانی صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور مخدرات کو استعمال کرنا جسمانی

---

(۱) (و) صح (الحط منه) ولو بعد هلاك المبيع وقبض الثمن (والزيادة) والحط (يلتحقان بأصل العقد) وقال المحقق الشامي: قوله: وصح الحط منه) أي من الثمن وكذا من رأس مال السلم والمسلم فيه كما هو صريح كلامهم رملي على المنح. (الدر المختار مع الرد: (۱٥٤/٥) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن الخ، مطلب في تعريف الكر، ط: سعيد)

☐ ولأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الهداية: (٤٧٦/٤) كتاب الكراهية، مسائل متفرقة، ط: رحمانيه)

☐ وللبائع أن يبيع بضاعته بماشاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً، وللتجار ملاحظ مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن أخرى في حالة أخرى. وبالتالي فإن من يبيع البضاعة بثمانية نقداً، وبعشرة نسيئة، يجوز له بالإجماع أن يبيعها بعشرة نقداً، مالم يكن فيه غش أو خداع، فلم لايجوز له أن يبيعها بالعشرة نسيئة. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۸، ۹) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچي)

صحت کے ساتھ کھیلنا ہے، اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے، اس لئے ایسی چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام کے قریب ہے۔ (۱)

مخصوص نشان

''مارکہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۸/۶)

مخلوط آمدنی سے خریدی گئی چیز

اگر کوئی چیز حرام اور حلال مال سے خریدی ہوئی ہے، تو اس کو خریدنا مکروہ ہے، یعنی بیع ہو جائے گی، مگر کراہت ہوگی۔ (۲)

مخلوق خدا کی خدمت

''مال کی پاکی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۵/۶)

مدت ادا میں ابہام ہے

''قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۹/۵)

---

(۱) أن ماقامت به المعصية بعينه يكره بيعه تحريما، والا فتنزيهاً۔ (الدرمع الرد:(۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط:سعيد)
فتح القدير:(۱۰۲/۶) كتاب السير، باب البغاة، ط:رشيديه)
البحر الرائق:(۱۴۳/۵) كتاب السير، باب البغاة، ط:سعيد)

(۲) ثم اعلم انه ذكر في شرح السير الكبير في الباب الثاني والستين بعد المائة، انه لم يرده يكره للمسلمين شراءه منه؛ لأنه ملك خبيث بمنزلة المشترى فاسدا إذا أراد بيع المشترى بعد القبض يكره شراءه منه، وإن نفذ فيه بيعه وعتقه؛ لأنه ملك خبيث حصل له بسبب حرام شرعاً ... وهذا لاينافي ان نفس الشراء مكروه لحصوله للبائع بسبب حرام؛ ولأن فيه اعراضا عن الفسخ الواجب۔ (شامي: (۹۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: البيع الفاسد لايطيب له ويطيب للمشترى منه، ط:سعيد)
شرح السير الكبير: (۱۲۸/۵) باب معاملة المسلم المستامن مع اهل الحرب في دار الحرب، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔
منحة الخالق على البحر: (۹۵/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

مدت مضاربت

''مضاربت کی مدت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۳/۶)

مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا

مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے اگر مدعی علیہ خود قسم اٹھانے کے بجائے یہ کہے کہ مدعی خود قسم اٹھائے تو میں مان جاؤں گا، تو مدعی کو قسم نہیں دی جائے گی، نہ ہی مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے یہ قانون مقرر فرمادیا ہے کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ، یعنی مدعی کے پاس گواہ اور دستاویزات نہ ہونے کی صورت میں مدعلی علیہ کے ذمہ قسم ہے، لہٰذا کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ قانون کو بدل نہیں سکتا۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لو يعطى الناس بدعوهم لادعى الناس دماء رجال وأموالهم، ولكن اليمين على المدعى عليه، رواه مسلم، وفي شرحه للنووي أنه قال: وجاء في رواية البيهقي بإسناد حسن أو صحيح زيادة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً: لكن البينة على المدعي واليمين على من أنكر۔ (مشكوة المصابيح: (۳۲۶) باب الأقضية والشهادات، الفصل الاول، ط: قديمى۔)

سنن الترمذى: (۱/ ۲۴۹) أبواب الأحكام، باب ماجاء أن البينة على المدعي واليمين على من الكر، ط: قديمى)

سنن ابن ماجة: (۱۵۹) أبواب الأحكام، باب ماجاء أن البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه، ط: قديمى)

(وكذا لو اصطلحا أن المدعي لو حلف فالخصم ضامن) للمال (وحلف) أى المدعى (لم يضمن) الخصم لأن فيه تغيير الشرع، (واليمين لاترد على مدع) لحديث: "البينة على المدعي" وحديث الشاهد واليمين ضعيف، بل رده ابن معين، بل أنكره الراوى۔ عيني۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۴۹) كتاب الدعوى، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۷/ ۲۰۴) كتاب الدعوى، ط: سعيد)

مذاہب باطلہ کے مراکز کی تعمیر کے لئے سامان فروخت کرنا

(۱۳۰) ''امام باڑہ کی تعمیر کے لئے کچھ فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مذہب غیر پر فتویٰ دینا

''معاملات میں توسع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۰/۶)

مرابحہ

☆''مرابحہ'' یہ ہے کہ آدمی چیز کا جتنے روپے میں مالک ہوا ہے، اس کی اور اس پر نفع کی صراحت کر کے فروخت کرے(Sale On Cost Plus)[1]

☆مرابحہ بیع کی ایک خاص قسم ہے، جس میں بیچنے والا شخص بیچی جانے والی چیز کی لاگت صاف طور پر بیان کرتا ہے، اور اس پر کچھ منافع شامل کر کے دوسرے شخص کو بیچتا ہے۔[1]

☆ مرابحہ میں نفع (مارک اپ) کا تعین آپس کی رضامندی سے دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے کیا جا سکتا ہے، یا لگی بندھی مقدار طے کر لی جائے، مثلاً اصل لاگت پر اتنے روپے زائد یا اصل لاگت پر خاص تناسب سے نفع طے کر لیا جائے، یعنی اصل لاگت پر اتنے فیصد زائد۔[2]

---

(۱) (المرابحة) مصدر رابح وشرعا (بيع ملكه) من العروض... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه... (الدرمع الرد:(۱۳۳/۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد۔)

البحر الرائق:(۱۰۶/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد۔)

فتح القدير:(۴۵۶/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:رشيديه)

(۲) (المرابحة بيع ما ملكه) من العروض... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه... لم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز... (وشرط صحتهما كون العوض مثليا أو) قيميا (مملوكا للمشتري و) كون الربح شيئا معلوما) ولو قيميا مشارا إليه... (الدر مع الرد:(۱۳۳/۵، ۱۳۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد)=

☆ بیچی جانے والی اشیاء حاصل کرنے کے لئے بائع کو جتنا خرچ کرنا پڑا ہے، مثلاً مال برداری کا کرایہ اور کسٹم ڈیوٹی وغیرہ وہ سب لاگت میں شامل ہوگا، اور نفع (مارک اپ) اس مجموعی لاگت پر لاگو کیا جائے گا، لیکن کاروبار کے وہ خرچے جو ایک ہی مرتبہ چیز حاصل کرنے پر نہیں ہوتے بلکہ بار بار ہوتے رہتے ہیں، جیسی ملازمین کی تنخواہیں، عمارت کا کرایہ، وغیرہ انہیں انفرادی معاملات میں لاگت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، البتہ اصل لاگت پر جو نفع متعین کیا جائے گا اس میں خرچوں کا بھی لحاظ رکھا جاسکتا ہے۔ (۱)

☆ مرابحہ اس صورت میں صحیح ہوگا جبکہ چیز کی پوری لاگت متعین کی جاسکتی ہو، اگر چیز کی پوری لاگت متعین نہ کی جاسکتی ہو تو اسے مرابحہ کے طور پر نہیں بیچا جاسکتا، اس صورت میں وہ چیز ''مساومہ'' (بارگیننگ) کی بنیاد پر ہی بیچی جاسکتی ہے، یعنی لاگت اور اس پر طے شدہ نفع کے حوالے کے بغیر بیچی جاسکتی ہے، اس صورت میں باہمی رضامندی سے ایک متعین قیمت طے کی جائے گی۔

مثال کے طور پر: ❶ زید نے جوتوں کا ایک جوڑا پانچ سو روپے میں خریدا، وہ اسے دس فیصد مارک اپ پر بطور مرابحہ بیچنا چاہتا ہے تو اصل لاگت معلوم ہونے

= البحر الرائق: (۱۰۶/۶) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

فتح القدیر: (۳۵۶/۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه)

(۱) (ويضم) البائع (إلى رأس المال أجر القصار والصبغ) بأى لون كان (والطراز) بالكسر علم الثوب (والفتل وحمل الطعام) وسوق الغنم وأجرة الغسل والخياطة... وضابطه كل مايزيد في المبيع أو في قيمته يضم، درر، واعتمد العيني وغيره عادة التجار (ويقول قام على بكذا ولايقول اشتريته) لأنه كذب... (لا) يضم (اجر الطبيب) والمعلم... (والدلالة والراعي ولا نفقة نفسه، ولا أجر عمل عمل بنفسه أو تطوع به متطوع (وجعل الآبق وكراء بيت الحفظ)... (الدر مع الرد: (۱۳۵/۴، ۱۳۶، ۱۳۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان مايلحق برأس المال...، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۰۹/۶، ۱۱۰) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

کی وجہ سے مرابحہ کے طور پر بیچنا جائز ہے۔

⑥ زید نے ایک ہی عقد میں ایک ریڈی میڈ سوٹ اور جوتوں کا ایک جوڑا دو ہزار میں خریدا، اب وہ سوٹ اور جوتے دونوں کو ملا کر مرابحہ کے طور پر فروخت کرسکتا ہے، لیکن وہ صرف جوتے کو مرابحہ کے طور پر نہیں بیچ سکتا، کیونکہ صرف جوتوں کی لاگت متعین نہیں ہے، اگر وہ صرف جوتے ہی کو بیچنا چاہتا ہے تو انہیں لاگت اور اس پر نفع کے ذکر کے بغیر ایک لگی بندھی قیمت پر بیچنا ہوگا۔ (۱)

☆ مرابحہ کے طور پر بیچنے کے لئے چیز کا پہلے سے خریدا ہوا ہونا ضروری ہے، خریدنے سے پہلے مرابحہ کرنا درست نہیں۔ (۲)

---

(۱) ولو اشترى شيئاً نسيئة لم يبعه مرابحة حتى يبين لأن للأجل شبهة المبيع... كأنه اشترى شيئين ثم باع أحدهما مرابحة على ثمن الكل لأن الشبهة ملحقة بالحقيقة في هذا الباب فيجب التحرز عنها بالبيان. (بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة، ط: سعيد)

🗀 فمنها... أن يكون الثمن الاول معلوماً للمشترى الثاني لأن المرابحة بيع بالثمن الاول مع زيادة ربح والعلم بالثمن الاول شرط صحة البياعات كلها... فإن لم يكن الاول معلوماً له فالبيع فاسد إلى أن يعلم في المجلس فيختار إن شاء فيجوز أو يتركه... وعلى هذا يخرج ما إذا اشترى رجلان جملة مما له مثل فاقتسماها ثم أراد كل واحد منهما أن يبيع حصته مرابحة أنه يجوز... وإن اشتريا جملة مما لا مثل له فاقتسماه لا يجوز لأحدهما أن يبيع حصته مرابحة... ولو أسلم عشرة دراهم في ثوبين متفقين من جنس واحد ونوع واحد وصفة واحدة وطول واحد حتى جاز السلم بالاجماع ولم يبين حصة كل واحد منهما من رأس المال فحل الأجل له أن يبيعهما جميعاً مرابحة على العشرة بلا خلاف فإن باع أحدهما مرابحة على خمسة لم يجز عند أبي حنيفة ﷺ... ولو كان بين حصة كل واحد من الثوبين من رأس المال جاز أن يبيع أحدهما مرابحة على خمسة بالإجماع۔ (بدائع الصنائع: (۲۲۱/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط، ط: سعيد)

🗀 البحر الرائق: (۱۰۹/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

🗀 الدر مع الرد: (۱۳۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

(۲) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ما ليس مملوكاً له وإن ملكه بعده. (شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)=

مرابحہ مؤجلہ

☆ ’’مرابحہ مؤجلہ‘‘ یعنی ایک شخص نے ایک چیز سو روپے میں خریدی، اور وہی چیز دوسرے کے ہاتھ مرابحہ کے ساتھ دس ماہ کے ادھار پر دو سو روپے کی فروخت کی، یعنی اس طرح کہہ کر فروخت کی کہ یہ چیز مجھ کو سو روپے کی پڑی، اور میں نے آپ کے ہاتھ ماہانہ دس روپے نفع کے حساب سے دس مہینے کے ادھار پر دو سو روپے میں اس کو فروخت کیا، یا صرف یوں کہا کہ یہ چیز سو روپے میں پڑی ہے اور میں نے دس مہینے کے ادھار کی بناء پر سو روپے نفع لگا کر آپ کے ہاتھ فروخت کی۔ ۱۳۳

اس صورت میں اگر خریدار پانچ ماہ بعد ہی اس چیز کی کل قیمت ادا کر دے یا اس کا پانچ ماہ بعد انتقال ہو جائے تو بائع صرف پچاس روپے نفع لے گا اور پچاس روپے چھوڑ دے گا، یہ صورت متاخرین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے۔

اور اگر خریدار دس ماہ سے مزید دو ماہ تاخیر کے ساتھ ادائیگی کرے تو بائع (سیلر) اس سے مزید بیس روپے نفع نہیں لے سکے گا، کیونکہ بائع دس ماہ بعد مزید مہلت دینے کا پابند نہیں ہے، اور وہ قانون کی مدد سے خریدار سے اپنی رقم وصول کر سکتا ہے اس لئے کہ سودا دو سو روپے سے زائد پر نہ ہو سکے گا۔(۱)

= وبيع ماليس في ملكه، لبطلان بيع المعدوم۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/ ۲۶۰) كتاب البيع، ط: سعيد)

(۱) (قضى المديون الدين المؤجل قبل الحلول أو مات) فحل بموته (فأخذ من تركته لا يأخذ من المرابحة التي جرت بينهما إلا بقدر مامضى من الأيام وهو جواب المتأخرين) قنية، وبه أفتى المرحوم أبو سعود أفندي مفتي الروم وعلله بالرفق للجانبين (قوله: لا يأخذ من المرابحة الخ) صورته: اشترى شيئاً بعشرة نقداً وباعه لآخر بعشرين إلى أجل وهو عشر أشهر، فإذا قضاه بعد تمام خمسة أو مات بعدها يأخذ خمسة ويترك خمسة، ط: (الدر مع الرد: (۶/ ۷۵۷) كتاب الحظر والإباحة، قبيل كتاب الفرائض، ط: سعيد)

طحطاوي على الدر: (۴/ ۲۶۳، ۲۶۴) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: كتاب الفرائض، ط: رشيديه) =

☆اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز خریدنے کی غرض سے قرضہ لینے کے لئے آئے تو وہ شخص اس سے پوچھتا ہے کہ کس چیز کو خریدنے کے لئے رقم درکار ہے؟ تو وہ شخص اس کو رقم دینے کے بجائے وہ چیز خرید کر قبضہ کرنے کے بعد نفع شامل کر کے مرابحہ کے طور پر ادھار میں بیچ دیتا ہے، اس کو مرابحہ مؤجلہ کہتے ہیں۔

لیکن آج کل بینکوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز پر عقد مرابحہ کیا جاتا ہے وہ چیز پہلے سے ہی اس شخص کے پاس موجود ہوتی ہے جو بینک سے قرضہ لینے کے لئے آتا ہے،، بینک اس سے اس چیز کو نقد کی قیمت پر خرید کر پھر نفع پر اسی کو دوبارہ ادھار بیچ دیتا ہے، اس کو Buy Back (بائی بیک) کہتے ہیں، اس طرح حقیقتاً مرابحہ کے بجائے نفع (Mark up) کو "بائے بیک" سے وابستہ کر دیا جاتا ہے، یہ شرعی اعتبار سے بالکل جائز نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی شخص سے کم قیمت پر خرید کر قبضہ کے بغیر فوراً ہی اسے زیادہ قیمت پر ادھار بیچ دینا حقیقت میں سودی قرض ہی کی ایک شکل ہے، جبکہ پہلی خریداری میں ہی یہ شرط ہوتی ہے کہ اسے دوبارہ بیچ دیا جائے گا۔

عام طور پر فرضی کارروائی ہوتی ہے، ایسا کوئی سامان سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا جس پر بائی بیک کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اداروں کے ایسے اخراجات جن سے کوئی چیز خریدی نہیں جاتی مثلاً تنخواہیں، بلوں کی ادائیگی وغیرہ ان کے لئے بھی

= وكما يجوز أن تكون المرابحة بالثمن الحال، يجوز أيضا أن تكون بثمن مؤجل لأنه بيع، فيجوز فيه الأمران، كما في سائر البيوع، وهل يجوز أن يكون الربح مرتبطا بزمن سداد الثمن؟ يوجد عند متأخري الحنفية مايجوز ذلك... (فقه البيوع: (۲/ ۶۳۳) المبحث السادس، باب المرابحة والتولية والوضيعة، المرابحة المؤجلة، ط: معارف القرآن۔)

ومما يجب التنبيه عليه هنا: أن ما ذكر من جواز هذا البيع إنما هو منصرف إلى زيادة في الثمن نفسه أما ما يفعله بعض الناس من تحديد ثمن البضاعة على أساس سعر النقد، و ذكر القدر الزائد على أساس أنه جزء من فوائد التأخير في الأداء، فإنه ربا صراح... (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۱۰) احكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچی)

بینکوں سے مرابحہ قرض مل جاتا ہے، جو درست نہیں ہے۔[1]

مرابحہ مؤجلہ بینک کا

☆ ''مرابحہ مؤجلہ'' دو فقہی اصطلاحوں کو ملا کر ایک اصطلاح بنائی گی ہے، اور یہ دونوں بیع کی الگ الگ قسمیں ہیں: ایک ''بیع المرابحہ'' دوسری ''بیع موجل''۔ ''بیع مرابحہ'' مدت اور وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتی، جبکہ ''بیع موجل'' لمبی یا مختصر مدت کے ساتھ ہونے والی بیع کو کہتے ہیں، مروجہ بینکاری نظام میں سودی قرضہ جات اور قسطوار اجارہ کے نفع کو جائز قرار دینے کے لئے اسلامی اور فقہی نام کا سہارا لیا گیا ہے۔

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ ﷺ قال: من ابتاع طعاماً فلا يبعه حتى يستوفيه قال ابن عباس رضی اللہ عنہ وأحسب كل شئ مثله... (الصحيح لمسلم: (۵/۲) كتاب البيوع باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، ط: قديمى)

▭ ومن اشترى شيئاً مما ينقل ويحول لم يجز له بيعه حتى يقبضه: لأنه عليه الصلاة والسلام نهى عن بيع مالم يقبض... (الهداية: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب التولية والمرابحة، فصل، ط: شركة علمية ملتان)

▭ البحر الرائق: (۱۱۶/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فى بيان التصرف فى المبيع، ط: سعيد۔

▭ وعنه (أى عن ابن عمر) قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا يحل سلف وبيع، ولا شرطان فى بيع، ولا ربح مالم يضمن، ولا تبع ماليس عندك۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثانى، ط: قديمى)

▭ ولا ربح مالم يضمن) يريد به الربح الحاصل من بيع ما اشتراه قبل أن يقبضه وينتقل من ضمان البائع إلى ضمانه فإن بيعه فاسد۔ (مرقاة المفاتيح: (۷۹/۶) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثانى، ط: رشيديه جديد)

▭ عن على أمير المؤمنين مرفوعاً: "كل قرض جر منفعة فهو ربا" إعلاء السنن: (۵۱۲/۱۴) كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: ادارة القرآن۔)

▭ الحيل جمع حيلة وهى ما يتوصل به إلى مقصود بطريق خفى، وهى عند العلماء على أقسام بحسب الحامل عليها، فإن توصل بها بطريق مباح إلى ابطال حق أو اثبات باطل فهى حرام۔ (فتح البارى: (۳۲۶/۱۲) كتاب الحيل، ط: دار المعرفة)

☆ بینک میں مرابحہ مؤجلہ کے دو طریقے رائج ہیں:

① ایک طریقہ یہ ہے کہ بینک اپنے گاہک کو اپنے معاہدات اور قواعد کے مطابق کسی ایسے شوروم میں بھیج دیتا ہے جہاں پہلے سے مال یا گاڑی وغیرہ تیار موجود ہیں اور گاہک طے شدہ طریقہ کار کے مطابق وہاں سے مال یا گاڑی وغیرہ حاصل کر لیتا ہے۔

② دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مال فی الحال بینک کے دسترس میں نہیں ہے، یا کسی شوروم میں نہیں، بلکہ بینک مقامی یا بیرونی مارکیٹ سے مال منگوا کر اپنے طریقہ کار کے تحت مقررہ وقت پر حوالہ دیتا ہے۔

☆ دونوں صورتوں میں اس عمل کو شریعت کے مطابق "مرابحہ" کہنا درست نہیں، کیونکہ مرابحہ کے طور پر بیچنے کے لئے مبیع (جس چیز کو فروخت کیا جائے گا) بائع کے پاس ہونا ضروری ہے، چاہے نقد میں خریدا ہو یا ادھار میں، حالانکہ بینک نے مبیع اب تک خریدا نہیں، خریدنے سے پہلے "مرابحہ" پر بیچ رہا ہے، اور اضافی لاگت خرچہ وغیرہ بھی لگا رہا ہے، جو سراسر جھوٹ، دھوکہ اور خیانت ہے اس لئے اس معاہدہ کو عقد مرابحہ کہنا درست نہیں، کیونکہ بینک اب تک اس چیز کا مالک نہیں۔ (1)

☆ اور اگر خریدار کو بینک کا وکیل کہیں، اور وکیل کے طور پر خریداری کو تسلیم

---

(١) (المرابحة)... شرعاً (بيع ماملكه) من العروض... بما قام عليه وبفضل) مؤنة... (الدر مع الرد: (١٣٢/٥، ١٣٣) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

▭ الهندية: (١/ ١٦٠) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر: في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيدية.

▭ فالأصل فيه أن بيع المرابحة والتولية بيع أمانة... فتجب صيانتها عن الخيانة وعن سبب الخيانة والتهمة، لأن التحرز عن ذلك كله واجب ما أمكن قال الله تعالى عز شأنه: يا أيها الذين آمنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا أماناتكم وأنتم تعلمون، وقال عليه الصلاة والسلام: ليس منا من غشنا... (بدائع الصنائع: (٢٢٣/٥) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة وما لا يجب، ط: سعيد)

کرلیں تو بھی درست نہیں، کیونکہ موکل (بینک) سے دوبارہ مرابحہ کے طور پر سودا ہی نہیں ہوتا بلکہ سابقہ معاہدہ میں طے شدہ قیمت اور طریقۂ کار کے مطابق خریدنے کی پابندی ہوتی ہے۔[1]

☆ بینک کے مرابحہ میں پیشگی معاہدہ کی روسے گاہک مال کو فوراً اپنے قبضہ اور ضمان میں منتقل کرنے کا پابند رہتا ہے، یہاں تک کہ تاخیر کی صورت میں بینک اس کے نقصان کو پورا کرنے کا پابند نہیں ہوتا۔[2]

☆ بینکوں میں مرابحہ کے نام سے انجام پانے والے لین دین کا مال، بائع (بینک) کے ضمان میں عملاً اور وصولاً داخل نہیں ہوتا، بلکہ وہ فوراً گاہک کے ذمہ میں منتقل ہوجاتا ہے، اگر گاہک نے معاہدہ کے مطابق خریدا ہوا مال فوراً اپنے ذمہ میں نہیں لیا تو اصل نقصان کی ذمہ داری گاہک پر عائد ہوتی ہے، لہذا شریعت کی رو سے اس کو مرابحہ کہنا درست نہیں۔[3]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بینک کے مرابحہ میں پیشگی معاہدہ ہی عقد کی بنیاد ہے، بعد کے رسمی ایجاب وقبول بنیاد نہیں۔

☆ اور اگر بینک پہلے سے مال خرید کر رکھے پھر اس کے بعد قیمت خرید پر یا قیمت خرید اور خرچہ ملا کر جتنی رقم بنے گی اس پر خاص نفع لگا کر مرابحہ کے طور پر

(۱، ۲، ۳) وجملة الكلام فيها أن يد المشترى قبل الشراء إما أن كانت يد ضمان وإما أن كانت يد أمانة... وإن كانت يد المشترى يد أمانة كيد الوديعة والعارية لايصير قابضاً إلا أن يكون بحضرته أو يذهب إلى حيث يتمكن من قبضه بالتخلى ؛لأن يد الأمانة ليست من جنس يد الضمان فلايتناوبان۔ (بدائع الصنائع:(۲۴۸/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط:سعيد۔)

قوله فى المتن: فلو هلك فى يده قبل حبسه هلك من مال المؤكل ولم يسقط الثمن) وذلك لأن المبيع أمانة فى يد الوكيل ؛لأنه قبضه للموكل وليس على الأمين شئ مالم يحدث منعاً فلايضمنه كما إذا هلكت الوديعة فى يد المودع اھ۔ (حاشية الشلبى على التبيين:(۲۶۱/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط:امداديه ملتان۔)

فتح القدير (۳۵/۷) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط:رشيديه قديم)

فروخت کرے گا تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ اس وقت مرابحہ کی تعریف بھی صادق آئے گی، جھوٹ اور خیانت سے بھی پاک ہوگا، اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا، لیکن بینک اس طرح پہلے سے خرید کر کبھی بھی مرابحہ نہیں کریگا، کیونکہ بینک تجارتی ادارہ نہیں ہے، صرف قرض کے لین دین کرنے کا ادارہ ہے۔ (۱)

مرابحہ میں آمدورفت کے خرچہ کا حکم

"آمدورفت کا خرچہ اصل قیمت میں ملانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۷۵)

مرابحہ میں اضافی اخراجات ملانے کا حکم

"اضافی اخراجات ملانے کی صورت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۲۹۷)

مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو

اگر بیع مرابحہ میں بائع (بیچنے والے) کی جانب سے خیانت ظاہر ہوجائے، تو مشتری (خریدار) کو بیع فسخ (ختم) کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، لیکن مقررہ قیمت میں کمی کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، لہٰذا ایسی صورت میں مشتری یا تو خریدی ہوئی چیز بائع کو واپس کر کے اپنی پوری رقم واپس لے لے، یا پھر طے شدہ پوری قیمت ادا کر کے مبیع رکھ لے۔ (۲)

---

(۱)

(۲) فإن ظهر خيانته في مرابحة بإقراره أو برهان على ذلك أو بنكوله عن اليمين أخذه المشترى بكل ثمنه أو رده لفوات الرضا۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۳۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

▭ بدائع الصنائع: (۵/۲۲۵، ۲۲۶) كتاب البيوع، فصل وأما حكم الخيانة ... ط: سعيد۔

▭ فإن اطلع المشترى على خيانة في المرابحة فهو بالخيار عند أبي حنيفة رحمه الله، إن شاء أخذه=

مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا

۱۳۹ بیع مرابحہ کا دار و مدار دیانت اور امانت پر ہے، اس میں ہر اس چیز سے اجتناب کرنا ضروری ہے، جس میں خیانت اور جھوٹ کا شبہ ہو، لہٰذا اگر بائع (بیچنے والے) نے کوئی چیز ادھار خریدی ہے تو گاہک کو قیمت خرید بتا کر فروخت کرنے کی صورت میں یہ بھی بتلانا ضروری ہے کہ میں نے اس کو اتنی قیمت میں ادھار خریدا ہے، اور اتنے نفع میں فروخت کر رہا ہوں، کیونکہ ادھار میں عام طور پر نقد کی نسبت سے قیمت زیادہ ہوتی ہے، اور گاہک نقد قیمت سمجھ کر خریدنے پر راضی ہوا اور ادھار کی صورت میں راضی نہ ہو، اس لئے خیانت کا شبہ ہے، مرابحہ میں اس سے بھی بچنا ضروری ہے، ورنہ مشتری (خریدار) کو حقیقت معلوم ہونے کے بعد بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔[1]

مرابحہ میں دھوکہ سے لی گئی زائد رقم کا حکم

اگر بیع مرابحہ میں بائع (سیلر) نے جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر مشتری (خریدار) سے زیادہ رقم لی مثلاً ۵۰ روپے کی خریدی ہوئی چیز کو ۶۰ روپے قیمت خرید

=بجمیع الثمن وإن شاء ترکہ۔ (الهداية: (۷۳/۳) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه)

(البحر الرائق: (۱۱۰/۶) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

الهندیة: (۱۶۲/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولیة والوضیعة، ط: رشیدیه)

(۱) ومن اشتری غلاما بألف درهم نسيئة فباعه بربح مائة ولم يبين فعلم المشتری فإن شاء رده، وإن شاء قبل؛ لأن للأجل شبها بالمبيع الایری أنه يزاد في الثمن لأجل الأجل والشبهة في هذا ملحقة بالحقيقة... والإقدام على المرابحة يوجب السلامة عن مثل هذه الخيانة فإذا ظهرت يخير كما في العيب۔ (الهدایه: (۷۶/۳) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه)

اشتراه بألف نسيئة و باع بربح مائة بلا بيان خير المشتری، (قوله: خير المشتری) أی بين رده وأخذه بألف ومائة حالة؛ لأن للأجل شبها بالمبيع الاترى انه يزاد في الثمن لأجله۔ (الدر مع الرد: (۱۳۱/۵، ۱۳۲) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، قبیل: مطلب فی الکلام علی الرد بالغبن الفاحش، ط: سعید)

بدائع الصنائع: (۲۲۴/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما بیان مایجب بیانه فی المرابحة... ط: سعید)

کہہ کر مزید پانچ روپے نفع شامل کر کے ۶۵ روپے میں فروخت کیا، بعد میں معلوم ہوا کہ بائع نے جھوٹ کہہ کر دھوکہ دیا ہے، تو ایسی صورت میں مشتری کو اختیار ہے چاہے اس سودے کو طے شدہ قیمت پر قبول کرے یا واپس کر کے بائع سے اپنے پیسے واپس لے لے، نقصان یا زیادتی کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (۱)

مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے

بیع مرابحہ اور بیع تولیہ میں سابقہ قیمت یا لاگت بیان کرنے میں خاص طور پر دیانت داری ضروری ہے، یہاں تک کہ اگر بائع نے خود مال ادھار خریدا تھا تو اس کی بھی صراحت کرنا ضروری ہے۔ (۲)

مرابحہ میں فیصد کے حساب سے منافع طے کرنا

اگر بائع عقد مرابحہ کرتے وقت اصل قیمت سے زائد نفع کی رقم کے لئے فیصدی کا سہارا لے مثلاً بائع مشتری سے کہتا ہے کہ میں آپ سے اس مال میں پانچ فیصد منافع لوں گا تو یہ درست ہے۔ (۳)

---

(۱) فإن اطلع المشتری علی خیانة فی المرابحة فهو بالخیار عند أبی حنیفة رحمه الله إن شاء أخذه بجمیع الثمن وإن شاء ترکه۔ (الهدایة: (۳/۷۴) باب المرابحة والتولیة، ط رشیدیه)

فإن خان فی مرابحة أخذ بکل ثمنه أو رده۔ (کنز الدقائق مع البحر الرائق: (۳/۱۱۰) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

شامی: (۵/۱۳۷) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔)

(۲) "مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۳) (وکون الربح شیئا معلوما) حتی لو باعه بربح ده یازده ای العشر باحد عشر لم یجز إلا أن یعلم بالثمن فی المجلس فیخیر... (قوله: حتی لو باعه)... ومعنی قوله: ده یازده ای بربح مقدار درهم علی عشرة دراهم فإن کان الثمن الأول عشرین کان الربح بزیادة درهمین وإن کان ثلاثین کان الربح ثلاثة دراهم... وحاصله: أنه إذا کان الثمن فی العقد الأول قیمیا کالعبد مثلا وکان مملوکا للمشتری فباع المالک المبیع من المشتری بذلک العبد وبربح ده یازده لا یصح... لأن القیمة مجهولة... بخلاف ما إذا کان=

مرابحہ میں گز اور میٹر کے تعین کی ضرورت ہے

(۱۴۱) گاہک کو کسی چیز کی قیمت خرید بتا کر اس پر نفع شامل کر کے فروخت کرنے کا نام مرابحہ ہے، اور اس میں صرف خیانت نہیں بلکہ خیانت کے شبہ سے بھی بچنا ضروری ہے، اس لئے میٹر اور گز میں چونکہ فرق ہے اس لئے مرابحہ کی صورت میں میٹر کے حساب سے خریدا ہے یا گز کے حساب سے اس کا بتانا بھی ضروری ہے، ورنہ (خریدار) مشتری کو معلوم ہونے کے بعد لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔(۱)

مرابحہ میں منافع کی مقدار

شریعت مقدسہ میں خرید و فروخت صحیح ہونے کا دار و مدار بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کی باہمی رضامندی پر ہے، لہٰذا بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) جس نرخ پر بھی خرید و فروخت کرنے پر متفق ہوں گے اسی نرخ پر بیع مرابحہ جائز ہوگا۔ فقہاء نے بیع مرابحہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے نفع کی تعیین نہیں فرمائی، لہٰذا بازار کے عام نرخوں سے زیادہ نفع لے کر فروخت کرنا جائز تو ہے لیکن انسانیت

= الثمن مثلياً والربح ده يازده فإنه يصح... (الدر مع الرد: (۱۳۴/۵، ۱۳۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

المرابحة: بيع يتفق فيه الطرفان على أن البائع يبيع المبيع بتكلفته وزيادة ربح معلوم مثل أن يقول: بعتك هذا الشئ بما قام علي وزيادة عشرة دراهم أو بزيادة نسبة عشرة في مائة على ما قام علي" (فقه البيوع: (۲۳۱/۲) المبحث السادس، التقسيم الثاني: من حيث ربحية البيع، ط: معارف القرآن۔

البحر الرائق: (۱۰۸/۶، ۱۰۹)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۱) ولهذا كان مبناهما على الأمانة والاحتراز عن الخيانة وعن شبهتها۔ (الهداية: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

فالأصل فيه أن بيع المرابحة والتولية بيع أمانة... فتجب صيانتها عن الخيانة وعن سبب الخيانة والتهمة؛ لأن التحرز عن ذلك كله واجب ما أمكن۔ (بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة وما لا يجب، ط: سعيد۔

شامی: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

اور مروت کے خلاف ہے۔(۱)

مراتب تاجر

''تاجروں کے مراتب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۳/۲)

مراہوا جانور

مراہوا جانور خواہ مرغی ہو یا بکری یا گائے ہو یا بھینس وغیرہ، مسلمانوں کے حق میں وہ مال نہیں ہے، اس لئے مسلم ہو یا غیر مسلم کسی کے ہاتھ بھی فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کا بیسہ حرام ہے۔(۲)

مرتد کے ساتھ تجارت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مرتد کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ جائز نہیں، لہٰذا مرتد کے ساتھ خرید وفروخت کرنے کی صورت میں وہ بیع موقوف رہے

---

(۱) ومن اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك، جاز۔ (الهندية: (۱۶۱/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

البيع مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (الكفاية في آخر فتح القدير: (۶/۴۹) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

فتح القدير مع العناية: (۲۴۹/۶) كتاب البيوع۔ ط: رشيديه۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "قل لا اجد فيما اوحي إلى محرماً على طاعم يطعمه" الا كل شئ من الميتة حلال، إلا ما أكل، فاما الجلد والقرن والشعر والصوف والسن والعظم، فكل هذا حلال: لانه لايذكي. (سنن الدارقطني: (۷۰/۱) رقم: ۱۲۰) كتاب الطهارة، باب الدباغ، ط: مؤسسة الرسالة)

لم يجز بيع الميتة. (كنز الدقائق مع البحر الرائق: (۷۶/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة)

وانما لم يجز أخذ الثمن فيها، لأنها ميتة لايجوز تملكها، ولا أخذ عوض عنها، وقد حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمن الميتة والأصنام. (شرح البخاري لابن بطال: (۳۶۸/۵) كتاب الجية، باب طرح جيف المشركين في البئر، ط: مكتبة الرشيد)

گی، البتہ صاحبین کے نزدیک بیع نافذ ہوجائے گی، اس لئے جہاں ابتلائے عام اور شدید ضرورت ہو وہاں مجبوراً صاحبین کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہوگی۔

البتہ ان کی دعوت وضیافت اور خاطر مدارات سے پرہیز کیا جائے ورنہ ایمان کے لئے خطرہ ہوگا، البتہ اسلام کی طرف واپس لانے کے لئے خاطر مدارات کرنا جائز ہے۔(۱)

مردار

مردار مال نہیں، اس لئے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) (قوله: وبيع المرتد) فإنه موقوف عند الإمام على الإسلام، ولا يوقف عندهما۔ (شامي: (۵/ ۱۱۱) كتاب البيوع، فصل في الفضولي، ط:سعيد۔)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۸۷/۳) كتاب البيوع، فصل: في الفضولي، ط:رشيديه)

(اعلم ان تصرفات المرتد على اربعة اقسام)... (ويتوقف منه عند الإمام) بناء على زوال الملك كما سلف... (وينفذ عندهما كل ما كان مبادلة مال بمال أو عقد تبرع) الا أنه عند أبي يوسف رحمه الله تصح كما تصح من الصحيح؛ لأن الظاهر عوده إلى الإسلام، وعند محمد رحمه الله كما تصح من المريض؛ لأنها تفضي إلى القتل ظاهرا، "ط" عن البحر۔ (شامي: (۲۴۹/۴، ۲۵۰) كتاب الجهاد، باب المرتد، قبيل: مطلب المعصية تبقى بعد الردة، ط:سعيد۔)

وأما البيع الجائز الذي لانهي فيه فثلاثة: نافذ لازم، ونافذ ليس بلازم، وموقوف... وبيع المرتد عن الإمام أي موقوف۔ (البحر الرائق: (۲۹/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

قال العلامة السيد محمد أبو السعود المصري الحنفي رحمه الله: قوله هذا عند أبي حنيفة رحمه الله اعلم ان تصرفات المرتد يتوقف في الكسبين جميعا وهو الصحيح، وقال بعض المشايخ ان تصرفه في كسب الردة نافذ في ظاهر الرواية، وموقوف في رواية الحسن، والأول أصح وهذا كله عند الإمام، وأما عندهما التصرف فانه نافذة في الكسبين قهستاني۔ (فتح المعين: (۳۶۳/۲)

(۲) (لم يجز بيع الميتة والدم) لانعدام المالية التي هي ركن البيع فإنها لا يعدان مالاً عند أحد۔ (البحر الرائق: (۷۰/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

الدر مع الرد: (۵۰/۵، ۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

الهندية: (۱۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لايجوز، الفصل الخامس: في بيع المحرم الصيد وفي بيع المحرمات، ط:رشيديه)

مردار جانور کا اون

''مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۵/۶)

مردار جانور کا چمڑا

انسان اور خنزیر کے علاوہ باقی مردہ جانوروں کا چمڑا ان کے بدن سے اتارنا جائز ہے، پھر اس کو دباغت دینے کے بعد فروخت کرنا بھی جائز ہے، البتہ دباغت دینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[(۱)]

مردار جانور کے بال

''مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۵/۶)

مردار جانور کی کھال رنگنے کے بعد فروخت کرنا

مرے ہوئے غیر مذبوح جانور سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن

---

(۱) (وجلد میتة قبل الدبغ) لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... (وبعده) أی الدبغ (یباع) الا جلد انسان و خنزیر و حیة۔ (الدر مع الرد: (۷۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وأما جلود السباع والحمیر والبغال، فما کانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بیعها، وما کان بخلافه لم یجز، وهذا بناء علی أن الجلود کلها تطهر بالذکاة أو الدباغ الا جلد الإنسان والخنزیر، وإذا طهرت بالدباغ أو بالذکاة جاز الانتفاع به ویکون محلا للبیع۔ (المحیط البرهانی: (۳۴۹/۶) کتاب البیع، الفصل السادس: فیما یجوز وما لا یجوز بیعه، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: دار الکتب العلمیة۔)

(وجلد المیتة قبل الدبغ) أی لم یجز بیعه، لأنه غیر منتفع به۔ (وبعده یباع وینتفع به) (البحر الرائق: (۸۱/۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الهندیة: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید، وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

ولا بیع جلود المیتة قبل أن تدبغ؛ لأنه غیر منتفع به... ولا بأس ببیعها والانتفاع بها بعد الدباغ۔ (الهدایة: (۵۸/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

اس کی کھال کو دباغت دے کر رنگنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے۔[1]

مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا

١٤٥

خنزیر کے علاوہ دیگر مردار جانوروں کی ہڈیاں، بال اور اون کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ کسی جانور کی موت کی وجہ سے اس کی یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، لہٰذا اگر جانور کو ذبح نہ بھی کیا گیا ہو، تو اس کی ہڈی، بال اور اون کی خرید و فروخت جائز ہے۔[2]

مردار ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑی میں بھرنا

مسلمانوں کے لئے مردار خشک ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑیوں میں بھرنا اور

---

(١) أن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ أخبرہ أن رسول اللہ ﷺ مر بشاۃ میتۃ فقال: ھلا استمتعتم بإھابھا قالوا: انھا میتۃ، قال: إنما حرم أکلھا۔ (البخاری: (١/٢٩٦) کتاب البیوع، باب جلود المیتۃ قبل ان تدبغ، ط: قدیمی)

وجلد المیتۃ قبل الدبغ... وبعدہ یباع وینتفع بہ کعظم المیتۃ وعصبھا وصوفھا وقرنھا ووبرھا یعنی بعد الدباغ یجوز بیعہ کما یجوز بیع عظم المیتۃ۔ (تبیین الحقائق: (٤/٣٧٧) باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیۃ)

قاضی خان علی ھامش الھندیۃ: (٢/١٣٣) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ)

الھدایۃ: (٣/٥٨) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ)

(٢) ولا بأس ببیع عظام المیتۃ وعصبھا وصوفھا وقرنھا وشعرھا ووبرھا والانتفاع بذلک کلہ، لأنھا طاھرۃ لایحلھا الموت لعدم الحیاۃ۔ (الھدایۃ: (٣/٥٨) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیہ)

وجلد المیتۃ قبل الدبغ... وبعدہ یباع وینتفع بہ کعظم المیتۃ وعصبھا وصوفھا وقرنھا ووبرھا یعنی بعد الدباغ یجوز بیعہ کما یجوز بیع عظم المیتۃ۔ (تبیین الحائق: (٤/٣٧٧) باب البیع الفاسد، دار الکتب العلمیۃ)

وبیع جلود المیتات باطل إذا لم تکن مذبوحۃ أو مدبوغۃ، ویجوز بیع عظامھا وعصبھا وصوفھا وظلفھا وشعرھا وقرنھا۔ (قاضی خان علی ھامش الھندیۃ: (٢/١٣٣) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ)

اما شعر المیتۃ وعظمھا وصوفھا وقرنھا فلا بأس بالانتفاع بھا وبیع ذلک کلہ جائز۔ (الھندیۃ: (٣/١١٥) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیہ)

ان کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔[۱] البتہ جب تک تر ہوں اس وقت تک ناپاک ہیں۔[۲]

١٣٦

مردہ جانور کی خرید وفروخت

مردہ جانور بھینس ہو یا بکری، مرغی ہو یا چڑیا، گائے ہو یا گدھا، اس کی بیع حرام ہے، جس طرح کسی مسلمان کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں اسی طرح کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا بھی جائز نہیں، اس کے عوض جو قیمت ملے گی وہ بھی حرام ہے، اگر کسی نے غلطی سے مردہ جانور بیچ کر قیمت لے لی، تو جس سے لی ہے، اس کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو تو مستحق زکوٰۃ لوگوں پر صدقہ کر دینا واجب ہے۔[۳]

---

(۱) ویجوز بیع عظم الفیل والانتفاع به فی الحمل والرکوب والمقاتلة۔ (شامی: (۷۳/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

ولا بأس ببیع عظام الموتیٰ لان الموت لایحلها ولیس فیها دم فلیست بنجسه إلا بیع عظام الآدمی والخنزیر۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۱۱۳/۱) کتاب الطهارة، ط: دار الکتب العلمية بیروت/رشیدیه)

وفیه أیضا: (۷۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار المعرفة بیروت/رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۱۴۲/۵) فصل: وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه، ط: سعید)

(۲) وفی المحیط: ان عظم المیتة إذا کان علیه دسومة، ووقع فی الماء نجسه۔ (البحر الرائق: (۱/ ۱۰۷) کتاب الطهارة، ط: سعید)

وشعر المیتة غیر الخنزیر علی المذهب وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها... طاهر (قوله: وعظمها) الا إذا کانت علیه دسومة۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۱۱۳/۱، ۱۱۴) کتاب الطهارة، ط: دار المعرفة، بیروت، رشیدیه)

وظاهره أنه لو کان فیه دسومة، فحکمها کالجلد واللحم۔ (شامی: (۲۰۷/۱) کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی أحکام الدباغة، ط: سعید)

(۳) (لم یجز بیع المیتة والدم) لانعدام المالية التی هی رکن البیع فإنها لایعدان مالاً عند أحد وهو من قسم الباطل... وفی القاموس: المیتة مالم تلحقه ذکاة وبالکسر للنوع فإن أرید بعدم الجواز عدمه فی حق المسلمین بقیت علی إطلاقها، وإن أرید الأعم للمسلم والکافر فیراد بها ماماتت حتف أنفه... (البحر الرائق: (۷۰/۶) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)=

مردہ حیوان کی خرید وفروخت

(۱۴۷) مردہ مچھلی،(۱) اور مردہ ٹڈی،(۲) کے علاوہ باقی کسی بھی مردہ حیوان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں اور قیمت بھی حرام ہے۔(۳)

= الدر مع الرد:(۵/۵۰، ۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

الهندية:(۱۱۶/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، الفصل الخامس: في بيع المحرم الصيد، وفي بيع المحرمات، ط:رشيديه)

ماحرم أخذه حرم اعطاءه... (شرح المجلة للاتاسي:(۱/۷۷، ۷۸)المادة:۳۴، القواعد، ط: رشيديه)

لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئاً وهو أولى بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها: لان سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه" (الدر مع الرد:(۶/۳۸۵) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط:سعيد)

البحر الرائق:(۸/۱۰۹) كتاب الغصب، ط:سعيد)

تبيين الحقائق:(۶/۳۲۱، ۳۲۲) كتاب الغصب، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱، ۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هو الطهور ماؤه والحل ميتة. (سنن الترمذي:(۲۱/۱) أبواب الطهارات، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، ط:سعيد.

مشكاة المصابيح:(ص:۵۱) كتاب الطهارة، باب أحكام المياة، الفصل الثاني، ط: قديمي.

عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أحلت لنا ميتتان ودمان فأما الميتان فالجراد والحوت وأما الدمان فالطحال والكبد. (السنن الكبرى للبيهقي:(۲۵٤/۱) كتاب الطهارة، جماع أبواب مايفسد الماء، باب الحوت يموت في الماء والجراد، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

مشكاة المصابيح:(ص:۳٦۱) كتاب الصيد والذبائح، باب مايحل أكله ومايحرم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۳) حرمت عليكم الميتة. (المائدة:۳)

ونقل ابن المنذر وغيره: الإجماع على تحريم بيع الميتة، ويستثني من ذلك السمك والجراد. (فتح الباري:(٤/٤٢٤) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: دار المعرفة).

عن جابر بن عبدالله رضي الله عنهما أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو بمكة عام الفتح "إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. الحديث. (صحيح البخاري:(۲۹۸/۱) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمي)=

مردہ مچھلی

مچھلی پکڑنے کے بعد مرجائے تو بھی اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔(۱)

مرض الموت میں کم قیمت پر بیع کی

اگر کسی نے مرض الموت میں کوئی چیز کسی کو مارکیٹ قیمت سے کم میں خفیہ طور پر فروخت کردی اور اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر یہ سودا میت کے کسی وارث کے ساتھ ہوا ہے مثلاً اولاد، بیوی یا والدین کے ساتھ، تو یہ سودا باقی وارثوں کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر وہ اجازت دیں گے تو نافذ ہوجائے گا، اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو سودا نافذ نہیں ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر یہ سودا وارث کے علاوہ کسی اجنبی کے ساتھ ہوا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیانت دار اور تجربہ کار آدمی اس چیز کی قیمت کا اندازہ لگائیں اور پھر دیکھیں کے خریدار نے اس سے کس قدر قیمت کم ادا کی ہے، اگر وہ کمی بائع (بیچنے والے) کے ایک تہائی ترکہ کے برابر یا اس سے کم ہے، تو بیع صحیح ہوجائے گی، اور اگر وہ کمی بائع کے ایک تہائی ترکہ سے زیادہ ہے تو وارثوں کی اجازت پر

= عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً، حرم ثمنه". (سنن الدارقطني (۳/۳۸۸) رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن (۱۴/۱۱۳) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن.

(۱) ولا يحل حيوان مائي إلا السمك الذى مات بآفة... ومامات بحز الماء أو برده وربطه فيه أو القاء شئ، فموته بآفة... وحل الجراد... وأنواع السمك بلا ذكاة... (الدر مع الرد: (۶/۳۰۶، ۳۰۷) كتاب الذبائح، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۷۳) كتاب الذبائح، فصل: فيما يحل ومالا يحل، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (۹/۵۱۳، ۵۱۵) كتاب الذبائح، فصل: فيما يحل أكله ومالا يحل، ط: رشيديه)

موقوف رہے گی اگر ورثہ بالغ ہیں تو خریدار سے کہا جائے گا کہ اس کی قیمت پوری کرو، ورنہ بیع کو فسخ کر دیا جائے گا، کیونکہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت ایک تہائی تک نافذ ہوتی ہے، اس سے زیادہ میں نافذ نہیں ہوتی۔ (١)

مرغوب صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا

"صفت مرغوب کی شرط لگا کر سودا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٠٩/٤)

مرغی کا انڈا

"پڑوسیوں کا نقصان کرنے والی مرغی کا انڈا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مرغی کا انڈا بطخ کے انڈے کے عوض فروخت کرنا

"انڈے کے عوض انڈے کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٤٠/١)

مرغی مرگئی

کوئی مرغی یا بکری یا گائے وغیرہ مرگئی، تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے،

---

(١) إذا باع شخص في مرض موته شيئا من ماله لأحد ورثته، يعتبر ذلك موقوفا على إجازة سائر الورثة... فإن أجازوا بعد موت المريض، نفذ البيع وإلا فلا...

وإذا باع المريض في مرض موته شيئا لأجنبي بثمن المثل، صح بيعه وإن باعه بدون ثمن المثل وسلم المبيع، كان بيع محاباة يعتبر من ثلث ماله، فإن كان الثلث وافيا بها صح، وإن كان الثلث لايفي بها، لزم المشتري إكمال ما نقص من ثمن المثل، وأعطاه للورثة، فإن أكمل لزم البيع، وإلا كان للورثة فسخه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ٢٢١، ٢٢٢)، رقم المادة: ٣٩٣، ٣٩٤، البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الخامس في أحكام بيع المريض، ط: مكتبة حنفيه كوئٹه، و: (١٧٦/١)، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

وقف بيع الغاصب على إجازة المالك... وبيع المريض لوارثه على إجازة الباقي (الدر المختار) أو على صحة المريض، فإن صح من مرضه نفذ، وإن مات منه ولم تجز الورثة بطل۔ (شامي: (١١٢/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الفضولي، ط: سعيد)

الهندية: (١٥٣/٣) كتاب البيوع، الباب الثاني عشر في أحكام البيع الموقوف، ط: رشيديه۔

بلکہ اس مری ہوئی مرغی وغیرہ کو کسی کافر کو کھانے کے لئے دینا بھی جائز نہیں،[1] مری ہوئی بکری اور مری ہوئی گائے کی کھال اتروا کر دباغت دینے کے بعد کھال کو بیچنا اور اپنے کام میں لانا جائز ہے۔[2]

مرغیوں کو وزن کر کے فروخت کرنا

''وزن کر کے جانور فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۲۴/۶)

مرغیوں کی خوراک کی تیاری کے لئے خون اور مردار کی خرید وفروخت

اللہ تعالیٰ نے خون اور مردار دونوں کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا ہے، اور احادیث میں ان دونوں اشیاء کی تجارت کو بھی حرام کہا گیا ہے، لہٰذا ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔[3]

---

(۱) (لم یجز بیع المیتة والدم) لانعدام المالیة التی هی رکن البیع فإنهما لایعدان مالاً عند أحد وهو من قسم الباطل... فإن أرید بعدم الجواز عدمه فی حق المسلمین بقیت علیٰ اطلاقها و إن أرید الأعم للمسلم والکافر فیراد بها مامات حتف أنفه... (البحر الرائق:(۶/ ۷۰)کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

☐ الدر مع الرد:(۵/ ۵۰، ۵۱)کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

☐ الهندیة:(۳/ ۱۱۶)کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید، وفی بیع المحرمات، ط:رشیدیه)

(۲) وجلد میتة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل،... وبعده أی الدبغ یباع إلا جلد إنسان وخنزیر وحیة۔ (الدر مع الرد:(۵/ ۷۳)کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

☐ البحر الرائق:(۶/ ۸۱)کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

☐ الهندیة:(۳/ ۱۱۵)کتاب البیوع، الباب التاسع:فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الخامس:فی بیع المحرم الصید وفی بیع المحرمات، ط:رشیدیه)

(۳) قال الله تعالیٰ: حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر... الخ (المائدة:۳)

☐ وقال تعالیٰ: إنما حرم علیکم المیتة والدم... الخ (البقرة:۱۷۳)

☐ عن عکرمة، عن ابن عباس أنه سئل عن الطحال، فقال: کلوه فقالوا: إنه دم، فقال: إنما حرم علیکم الدم المسفوح. (تفسیر ابن کثیر:(۵/۲۳)المائدة:۳، ط:مؤسسة قرطبة)=

مرغیوں کی بیٹ

151 آج کل پولٹری فارم کے مالکان مرغیوں کی بیٹ کو کھاد کے طور پر زمینداروں کو فروخت کردیتے ہیں، یہ جائز ہے کیونکہ اس میں کچھ نہ کچھ مٹی وغیرہ دوسری چیزیں مل جاتی ہیں۔ (۱)

= عن أبي جحفة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وثمن البغي، الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

وعن جابر أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

بيع الخمر والميتة والدم... باطل. (فتاوي قاضي خان على هامش الهنديه: (۱۳۳/۲) كتاب البيع، فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه)

بطل بيع ماليس بمال كالدم والميتة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۱) ورجيع الآدمي لم يغلب عليه التراب، فلو مغلوبا به جاز كسرقين وبعر، واكتفى في البحر بمجرد خلطه بتراب۔

(قوله: كسرقين وبعر)... والمراد أنه يجوز بيعهما ولو خالصين وفي البحر عن السراج: ويجوز بيع السرقين والبعر والانتفاع به والوقود به۔ (شامي (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، قبل مطلب الآدمي مكرم شرعا، ط: سعيد)

ولابأس ببيع السرقين أو السرجين وهو الزبل وبيع البعر؛ لأنه منتفع به؛ لأنه يلقى في الأرض لاستكثار الريع فكان مالا والمال محل للبيع۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۳۲۱/۵)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الاول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، المطلب الاول أنواع البيع الباطل، بيع النجس والمتنجس، ط: رشيديه)

(كره بيع العذرة) رجيع الآدمي (خالصة لا) يكره بل يصح بيع (السرقين) الزبل خلافا للشافعي (قوله الزبل) وفي الشرنبلالية هو رجيع ماسوى الإنسان۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۸۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۹۹/۸) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد)

مرغیوں کی خوراک

پولٹری فارم والے مختلف قسم کے مردار جانوروں کا خون، اور دوسرے بعض حرام جانور کے اعضاء اور دوائی وغیرہ ملا کر مرغیوں کی غذا تیار کرتے ہیں، اس قسم کی خوراک مرغیوں کو کھلانا اور اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، مرغیوں کو بھی حلال اور پاکیزہ غذا کھلانا چاہیے، البتہ ایسی غذا کھانے سے مرغی حرام نہیں ہوگی، کیونکہ مرغی شریعت کی مکلف نہیں ہے، ہاں انسان شریعت کے پابند ہیں، ان پر شریعت کی پابندی لازم ہے، ان کے لئے کسی جانور کو بھی خود حرام غذاء کھلانے کی اجازت نہیں ہے۔

ہاں اگر ناپاک اور حرام غذا کی وجہ سے مرغی کے گوشت میں بدبو پیدا ہوجائے تو بدبو دور ہونے تک اس کو ذبح کرنا منع ہوگا۔

عام طور پر فارمی مرغیوں کا گوشت بدبودار نہیں ہوتا، اس لئے فارمی مرغیوں کا گوشت کھانا حلال ہے۔[1]

مرغی وزن کر کے فروخت کرنا

موجودہ دور میں پولٹری فارم والے اور دوکاندار حضرات مرغی بیچتے وقت مشتری (خریدار) پر صرف گوشت فروخت نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ زندہ مرغی مکمل

---

(۱) وتحبس الجلالة حتى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثة أيام لدجاجة وأربعة لشاة وعشرة لابل وبقر على الأظهر، ولو اكلت النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلّت كما حل اكل جدى غذى بلبن خنزير؛ لأن لحمه لا يتغير وما غذى به يصير مستهلكا لا يبقى له أثر۔

(قوله: حلت) وعن هذا قالوا: لا بأس بأكل الدجاج؛ لأنه يخلط ولا يتغير لحمه، وروى أنه عليه السلام كان يأكل الدجاج، وما روى ان الدجاجة تحبس ثلاثة أيام تذبح فذلك على سبيل التنزه زيلعي۔ (الدر مع الرد:(: ۳۴۰/۶، ۳۴۱) كتاب الحظر والإباحة، ط:سعيد)

البحر الرائق:(۱۸۲/۸، ۱۸۳) كتاب الكراهية، فصل: في الأكل والشرب، ط:سعيد)

البناية شرح الهداية:(۲۰۲/۱۱) كتاب الذبائح، ط:دار الكتب العلمية۔

فروخت کرتے ہیں اس لئے اصل مبیع (بیچی گئی چیز) معلوم ہونے کی وجہ سے وزن کر کے بیع کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔(۱)

مزید ''وزن کر کے جانور فروخت کرنا'' عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔(۲۲۴/۶)

مرکنٹائل ایکسچینج میں کاروبار

جس طرح اسٹاک مارکیٹ میں مختلف کمپنیوں کے حصص کا لین دین ہوتا ہے اسی طرح ''مرکنٹائل ایکسچینج'' (Mercantile Exchange) (سامان کے لین دین کا بازار) میں مختلف اجناس جیسے خام تیل، چاندی، کپاس، چاول اور گندم وغیرہ کی خرید وفروخت ہوتی ہے، موجودہ دور میں قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کے سب سے زیادہ سودے مرکنٹائل ایکسچینج میں ہی ہوتے ہیں کیونکہ یہاں لین دین فیوچر سودوں کی شکل میں ہوتی ہے جن بیچی گئی چیز کی سپردگی اور قبضہ مستقبل کی کسی تاریخ پر طے ہوتا ہے، چونکہ یہاں کاروبار کرنے والوں کا مقصد چیز خرید کر قبضہ کرنا نہیں ہوتا اس لئے قبضہ اور سپردگی کی نوبت شاذ ونادر آتی ہے بلکہ مارکیٹ میں قیمت بڑھتے ہی وہ چیز آگے فروخت کر دی جاتی ہے، اور آخر میں قبضہ کے دن کی قیمت اور قیمت خرید کے درمیان فرق کا حساب کر لیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ''الف'' نے مرکنٹائل ایکسچینج میں پچاس ہزار روپے کی چینی

---

(۱) البیع شرعا مبادلة شیئ مرغوب فیه بمثله... علی وجه مفید مخصوص ای بایجاب أو تعاطٍ۔(الدر مع الرد: (۵۰۲/۴، ۵۰۳) کتاب البیوع، ط: سعید)

البیع: اصطلاحا عند الحنفیة مبادلة مال بمال علی وجه مخصوص أو هو مبادلة شیئ مرغوب فیه مثله علی وجه مفید مخصوص أی بایجاب أو تعاط۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته: (۳۳۰۵۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المرنیة المالیة، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الاول، المطلب الاول: تعریف البیع ــــ ط: رشیدیه، دار الفکر۔)

فتح القدیر: (۲۴۹/۶) کتاب البیوع، ط: رشیدیه)

خریدی جس کی سپردگی ایک ماہ بعد طے پائی لیکن اگلے ہی دن یا چند روز کے بعد اس کی قیمت بڑھ کر ساٹھ ہزار ہوگئی، تو اب ''الف'' صرف دس ہزار روپے منافع لے کر وہ چینی آگے فروخت کردے گا، پھر سپردگی کی تاریخ آنے تک اس چینی پر مسلسل سودے ہوتے رہتے ہیں، جب سپردگی کی تاریخ آتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ آخری خریدار نے یہ چینی کس قیمت پر خریدی تھی، اور آج مارکیٹ میں اس کی قیمت کیا ہے، فرض کریں کہ آخری مشتری (خریدار) نے ۶۰ ہزار روپے میں خریدی تھی اور قبضہ کے دن اس کی قیمت ۶۲ ہزار روپے ہوگئی تو اس کے کھاتے میں دو ہزار روپے کا اندراج کردیا جائے گا، اور اگر قبضہ کے دن قیمت کم ہوکر ۵۹ ہزار روپے رہ گئی تو اس کے کھاتے میں سے ایک ہزار روپے منہا کرلئے جائیں گے، اس طرح کاروبار کرنا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہاں خریدی ہوئی چیز پر قبضہ نہیں ہوتا، بلکہ قبضہ کرنا مقصد بھی نہیں ہوتا صرف نفع ونقصان کا فرق برابر کیا جاتا ہے اور یہ سٹہ ہے اس لئے یہ کاروبار حرام اور ناجائز ہے۔[1]

اور اگر اس میں قبضہ مقصود بھی ہو تو بھی ناجائز ہے کیونکہ چیز کی سپردگی اور قیمت کی ادائیگی دونوں ادھار ہوتی ہیں اور یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔

اور یہ بیع سلم بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں پوری قیمت پیشگی ادا نہیں کی جاتی۔

---

(۱) یا أیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورة المائدة: ۹۰)

عن عبدالله بن عمرو رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: إن الله حرم علی أمتی الخمر والمیسر۔ (مسند أحمد: (۱۱/۱۰۵) رقم الحدیث: ۶۵۴۷، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبدالله عمرو بن العاص رضی الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمی القمار قماراً: لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۶/۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

خلاصہ یہ کہ یہ ادھار کی ادھار کے ساتھ بیع ہے۔ جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ (١)

مزید ''فیوچر سیل'' اور ''کومیکس کاروبار'' عنوانات کے تحت بھی دیکھیں۔

مرمت کے لئے چیز دی واپس لینے نہیں آیا

''سامان دیکر واپس لینے نہیں آیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٠٦/٤)

مرنڈا

''پیپسی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٣٢٣/٢)

مروجہ اسلامی بینکنگ پر علماء کرام کی رائے

پاکستان میں مروجہ اسلامی بینکنگ کے بارے میں بعض علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے بلکہ اس کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں، اور ایڈوائزر بھی بنے ہوئے ہیں مگر اہل علم اور ارباب فتویٰ کی اکثریت نے اس نظام کے سودی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

28 اگست 2008ء میں صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی دعوت پر علماء اور مختلف مدارس اور دارالافتاء کے مفتیان کرام نے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی میں جمع ہو کر اپنے مشترکہ متفقہ فتوے کے ذریعہ اسلامی بینکنگ کو سودی اور غیر شرعی قرار دیا، اور اس فتوے کی بنیاد یہ تھی کہ سودی نظام کی بنیاد پر قائم بینکوں نے خود کو اسلامی بینک بنانے کے لئے جو ذرائع، طریقے

---

(١) عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن بيع الكالي بالكالي هو النسيئة بالنسيئة. (المستدرك للحاكم: (٥٧/٢) كتاب البيوع، النهي عن بيع الكالي بالكالي، ط: دار المعرفة.

☐ السنن الكبرى للبيهقي: (٢٩٠/٥) كتاب البيوع، جماع أبواب الربا، باب ما جاء في النهي عن بيع الدين بالدين، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

☐ كنز العمال: (١٧٢/٤) رقم الحديث: ١٠٠٢٥، كتاب البيوع، من قسم الأفعال، باب الكسب، محظورات متفرقة، ط: مؤسسة الرسالة.

اور حیلے اختیار کئے ہیں اسلامی لحاظ سے وہ کافی نہیں ہیں، اور اپنی اصل کے اعتبار سے ان بینکوں کا نظام سودی ہی ہے، صرف نام کے اعتبار سے "اسلامی" کا لفظ شروع میں بڑھانے سے اسلامی نہیں ہوگا۔

مروجہ اسلامی بینکنگ کامیاب ہونے کی وجہ

مروجہ اسلامی بینکنگ کا نظام کامیابی سے چلنے کی وجہ یہ ہے کہ مغرب کے یہودی اور ان کے اتحادی حکمران مروجہ اسلامی بینکنگ کی حمایت اور سرپرستی کررہے ہیں تاکہ مسلمانوں کے اربوں کھربوں کی دولت کا وہ حصہ جو وہ سودی بینکوں میں غیر اسلامی ہونے کی بناپر نہیں رکھا جاتا تھا وہ ان کے تصرف اور استعمال میں آجائے۔

مزید یہ کہ 9/11 کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کیا ہے، اور صلیبی جنگ کسی ملک یا حکمران کے خلاف نہیں بلکہ صرف اہل حق مسلمانوں کے خلاف ہے، اور اہل حق وہ لوگ ہیں جو دین اسلام کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دین اسلام کے خلاف کوئی کام ہو تو اس کا دفاع کرتے ہیں، اور ان لوگوں کا تعاون صرف دیندار لوگ کرتے ہیں، اور دیندار لوگ اپنی رقم سودی بینک میں جمع نہیں کراتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں کی دولت پر عیسائی اور یہودی کنٹرول نہیں کر پارہے تھے کیونکہ ان کی رقوم سودی بینکوں میں جمع نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نظر اور تصرف میں نہیں تھیں، اور وہ لوگ دینی طبقوں کی مدد سے نہیں روک پارہے تھے اس لئے اسلامی بینکنگ کے نام سے اسلامی بینک کو لوگوں کے سامنے لائے تاکہ دیندار طبقہ ان نام نہاد اسلامی بینکوں کو حقیقی اسلامی بینک سمجھیں اور ان میں اپنی اپنی رقوم جمع کریں چنانچہ عیسائی اور یہودی اس منصوبہ میں کامیاب ہوگئے اب اہل حق دینداروں کے پیسے مروجہ اسلامی بینکوں میں جمع ہیں اور وہ یہود ونصاریٰ کے تصرف اور استعمال میں ہیں اور وہ ان رقوم سے خوب کمائی کررہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف استعمال

کر رہے ہیں، اور کوئی بھی مالدار آدمی دینی اداروں کے لئے بینک کا چیک دینا چاہے تو نہیں دے سکتا گرفتار کرلیا جاتا ہے یہ مروجہ اسلامی بینکنگ کے کارنامے ہیں۔

مروجہ اسلامی بینکنگ کی چند خرابیاں

☆...... جو علماء مروجہ اسلامی بینکنگ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ پہلے سودی بینک سے مالی معاملات کرنے کی وجہ سے سو فیصد سود میں ملوث تھے وہ اگر اپنے مالی معاملات اور سودی بینکوں کو چھوڑ کر مروجہ اسلامی بینک میں اپنی رقم رکھیں گے تو وہ سو فیصد سود میں ملوث ہونے کے بجائے مثلاً چالیس فیصد سود پر آجائیں گے تو یہ سودی بینک سے بہتر ہے۔ ان حضرات کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ اس میں نقصان یہ ہے کہ جو لوگ پہلے اپنی دینداری اور احتیاط کی وجہ سے سودی معاملے سے بالکل پاک تھے، وہ بھی یقینی طور پر اسلامی بینک ہونے کے دعویدار بینکوں کو اسلامی بینک سمجھتے ہوئے سودی بینکنگ میں ملوث ہوجائیں گے اور اس طرح امت کے پرہیزگار لوگ بھی سود کے چالیس فیصد لیول پر آجائیں گے، اور یہ آخرت کے اعتبار سے ایک بہت بڑا نقصان ہے، اور سودی معاملہ سو فیصد کرنا جس طرح حرام ہے ایک فیصد کرنا بھی اسی طرح حرام ہے، جیسا کہ پاخانہ ایک من کھانا جس طرح ناپاک اور حرام ہے ایک گرام کھانا بھی ناپاک اور حرام ہے، زہر ایک من پینا جس طرح نقصان دہ ہے ایک قطرہ پینا بھی اسی طرح نقصان دہ ہے، آگ اگر زیادہ ہے وہ جس طرح جلا کے راکھ کر دیتی ہے اسی طرح تھوڑی آگ بھی جلا کے راکھ کر دیتی ہے، اس لئے سود کی شرح کم یا زیادہ کہہ کر لوگوں کو تسلی دینا اور اس طرف رغبت دلانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲/۲۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)=

☆...... کسی چیز کی قیمت یا کرایہ طے کرنے کے لئے سودی بینکوں کے آپس کے لین دین کی شرح سود کو ہی معیار بنایا جاتا ہے، حالانکہ اسلامی بینکنگ میں شرح سود نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے مطابق معیار مقرر کرنا ضروری ہے۔ (۱)

☆...... مقررہ وقت پر قسطوں کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مروجہ اسلامی بینک بھی جبری صدقہ کے نام سے جرمانہ وصول کرتا ہے جو سود ہی کی ایک صورت ہے۔ (۲)

☆...... کار لیزنگ، اور ہوم فنانسنگ میں انشورنس یا تکافل کرایا جاتا ہے اور جس طرح انشورنس سود، جوئے اور دھوکے کا مرکب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے

= وعن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربايا كله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدار قطني. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

وعن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربايا كله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدار قطني. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(۲) باب الربو هو فضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال. (كنز الدقائق: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

وأما إذا التزم المدعي عليه أنه ان لم يوفه حقه في وقت كذا فله عليه كذا وكذا، فهذا لا يختلف في بطلانه، لأنه صريح الربا... وأما إذا التزم أنه إن لم يوف حقه في وقت كذا فعليه كذا وكذا لفلان أو صدقة للمساكين، فهذا هو محل الخلاف المعقود له هذا الباب فالمشهور أنه لا يقضي به كما تقدم. (فتح العلي المالك في الفتوى على مذهب الإمام مالك: (۳۶۴/۱) مسائل الالتزام، أقسام الالتزام، الباب الثاني: الالتزام المعلق على فعل الملتزم، ط: دار المعرفة)

اسی طرح تکافل بھی انہی تینوں سے مرکب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

☆......اور بینک میں جب بھی کوئی عقد کیا جاتا ہے تو ایک عقد میں دو عقد ہوتے ہیں اور یہ ناجائز ہے۔ (۲)

☆......اسلامی بینک میں کام کرنے والے لوگ وضع قطع، ہیئت وشکل میں سودی بینک کے ملازمین سے مختلف نہیں ہیں، آخر جو لوگ اپنے وجود پر اسلام نافذ کرنے کو تیار نہیں وہ سودی بینک کے نظام کو اسلامی نظام بنانے کے لئے کیسے تیار

(۱) یاأیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔(سورۃ المائدۃ:۹۰)

☐عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إن اللہ حرم علی أمتی الخمر والمیسر۔(مسند أحمد:(۱۱/۱۴۳) رقم الحدیث:۶۵۶۳، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما، ط:مؤسسة الرسالة)

☐القمار کله من المیسر... وهو السهام التی یجیلونها فمن خرج سهمه استحق منه ماتوجبه علامة السهم... وحقیقته تملیک المال علی المخاطرة، وهو أصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعة علی الأخطار۔(أحکام القرآن للجصاص:(۲/۴۶۵)، المائدة:۹۰، ط:دار الکتاب العربی)۔

☐وسمی القمار قماراً: لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۶/۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط:سعید)

☐عن أبی هریرة رضی اللہ عنه قال: نهی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن بیع الحصاة وعن بیع الغرر۔ (صحیح مسلم:(۲/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاة والبیع الذی فیه غرر، ط:قدیمی)

☐انظر أیضاً رقم الحاشیه: ۱ علی الصفحة السابقة۔

(۲) عن ابن مسعود رضی اللہ عنه قال: نهی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن صفقتین فی صفقة واحدة. (مجمع الزوائد:(۴/۸۴) رقم الحدیث:۶۳۸۲، کتاب البیوع، باب ماجاء فی صفقتین فی صفقة، ط: مکتبة القدس)

☐لو باع عبداً علی أن یستخدمه البائع شهراً أو داراً علی أن یسکنها... لأنه شرط لایقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین... ولأنه لو کان الخدمة والسکنی یقابلهما شیء من الثمن یکون اجارة فی بیع ولو کان لا یقابلها یکون إعارة فی بیع وقد نهی صلی اللہ علیه وسلم عن صفقتین فی صفقة. (الهدایه: (۳/۶۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه.

☐تبیین الحقائق:(۴/۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:امدادیه ملتان)

ہوں گے اور جس حکومت نے غیر سودی بینکاری کے حق میں فیصلہ دینے کی وجہ سے فیصلہ دینے والے کو شرعی عدالت سے نکال دیا تھا اسی حکومت نے اور انہی لوگوں نے کچھ ہی دن کے بعد اسلامی بینکاری کی صدائیں لگانی کیسے شروع کر دیں؟ اور وقت کا سپر پاور جو ہمارے ہاں کا نصاب کی کتابوں میں قرآن مجید کی سورتوں کو برداشت نہیں کرتا خارج کرواتا ہے، وہ صرف ملکی ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اتنے اہم اسلامی بینکنگ کے نظام کو کیسے برداشت کرتا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔

☆...... یہودیوں کے سودی نظام کو حیلے بہانے سے غیر سودی اور اسلامی قرار دینا اجتہاد اور جدید تحقیق نہیں بلکہ تجدد اور بدعت ہے، اور مغرب کے غیر اسلامی فکر و عمل کو اسلام قبول کرانا ہے بلکہ یہ الٹا اسلام کو مغربی فکر و عمل کے مطابق ڈھالنا ہے جو اسلام کے دشمنوں کی خواہش ہے۔

مروجہ اسلامی بینکوں کے ترجمان

مروجہ اسلامی بینکوں کے وکیل اور ترجمان اس بات پر مصر ہیں کہ ہم نے سودی بینک کے لیز وغیرہ میں پائی جانے والی تمام خرابیاں دور کر دی ہیں، اور ہمارا اجارہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے، جو علماء اور مفتیان کرام مخالفت کر رہے ہیں وہ اصل میں بینکنگ سے ناواقف ہیں، بینک کا طریق کار کیا ہوتا ہے یہ مخالفین اس معاملے میں بالکل بے علم ہیں لہٰذا ان کی مخالفت اور تنقید کا اعتبار نہیں، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے اور بینکنگ کے نظام کو فقہاء کرام کے بتائے ہوئے طریقے کے ساتھ تطبیق دی جائے تو صورت حال اس کے بالکل الٹ نظر آتی ہے، کیونکہ مروجہ اسلامی بینکاری کے بارے میں جتنی زیادہ آگاہی حاصل کی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ

اس کی قباحتیں کھل کر سامنے آتی ہیں کیونکہ مروجہ اسلامی بینک شرعی اصطلاحات، مضاربہ، مرابحہ، اجارہ اور مشارکہ وغیرہ ہی استعمال کرتے ہیں (اگر یہ حضرات غیر اسلامی انگریز اور یہودیوں کی اصطلاحات استعمال کرتے تب علماء کرام کے لئے سمجھنا کچھ مشکل ہوتا) جس سے ان کے معاملات سرسری نظر میں جائز ہونے کا تاثر دیتے ہیں، لیکن جب اسلامی بینک میں رائج اجارہ وغیرہ کے طریقے کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو ان کے نقائص اور شریعت کی مخالفت کھل کر سامنے آنا شروع ہوجاتی ہیں، لہٰذا مروجہ اسلامی بینکنگ کی مخالفت کرنے والے علماء کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اصل میں بینکنگ سے ناواقف ہیں، بینک کے طریق کار کے بارے میں بالکل بے علم ہیں وغیرہ یہ درست نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جو علماء اور مفتیان مروجہ اسلامی بینکوں کے حامی ہیں ان کی اسلامی بینکوں کے معاملات پر گہری نظر نہیں ہے اس لئے یہ ان کی حمایت کر رہے ہیں، اگر انہوں نے اسلامی بینکوں کے معاملات کا باریک بینی سے جائزہ لیا ہوتا تو انہیں کبھی جائز قرار نہ دیتے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے اور دین پر قائم رکھے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین

مریض کے لئے خون خریدنا

''خون مریض کے لئے خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۳)

مری ہوئی مچھلی

''مچھلی مری ہوئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۹/۶)

مری ہوئی مرغی

''مرغی مرگئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۹/۶)

مزابنہ

۱۶۲ مزابنہ: یہ ہے کہ درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی جنس کے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کرنا۔

مثلاً اتاری ہوئے کھجوروں کے بدلے میں کھجور کے درخت پر لگی تازہ اور تر کھجوروں کی بیع کرنا، اور درخت پر لگے ہوئے انگور کے بدلے میں اتارے ہوئے انگور اور کشمش کی بیع کرنا، یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں کمی زیادتی کا احتمال ہے۔ (۱)

مزاج دھوکہ دہی کا بن جائے

''دھوکہ دہی کا مزاج ہو تو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳/۲۶۱)

مزارات کے چڑھاوے مجاور سے خریدنا

قبروں پر چادریں ڈالنا، اور پھول وغیرہ دوسری چیزیں چڑھانا، ناجائز اور حرام ہے، قرآن وسنت، صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے۔ اور مجاور اور متولی ان چیزوں کے مالک نہیں بنتے، کیونکہ دینے والوں نے یہ چیزیں مجاور اور متولی کو نہیں دیں، بلکہ قبر میں موجود بزرگ کو دی ہیں، اس لئے مجاور اور متولی کے لئے ان چیزوں کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور لوگوں کے لئے بھی خریدنا جائز نہیں ہے، بلکہ خریدنے سے بھی مشتری (خریدار) ان چیزوں کے مالک نہیں بنیں گے۔

ہاں اگر ان چیزوں کو قبر پر چڑھانے والے مالک نے توبہ کرلی اور غلط نیت

---

(۱) وبيع المزابنة: وهو بيع الثمر على النخيل بتمر مجذوذ مثل كيله خرصاً لأنه نهي عن المزابنة والمحاقلة... ولأنه باع مكيلاً بمكيل من جنسه فلا يجوز بطريق الخرص كما إذا كانا موضوعين على الأرض، وكذا العنب بالزبيب على هذا. (الهداية: (۳/۵۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

بدائع الصنائع: (۵/۱۹۴) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۳/۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

سے باز آگیا پھر اپنی چیز کو بیچ دیا تو جائز اور درست ہے۔ (۱)

مزارعت

عقد مزارعت یہ ہے کہ زمین کا مالک کسی کسان سے اس طرح معاہدہ کرتا ہے کہ کسان اس زمین میں کھیتی باڑی کرے، اور جو پیداوار حاصل ہوگی، اس کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی مثلاً کسان کو دیا جائیگا بقیہ مالک کا ہوگا۔ (۲)

---

(۱) قال الله تعالى: {حرمت عليكم الميتة والدم ولحم الخنزير وما أهل لغير الله به} [المائدة]

قوله تعالى: {وما أهل به لغير الله} أي ما أعلن به أو نودي عليه بغير اسم الله تعالى وهو مأخوذ من "أهل" إذا رفع صوته بالكلام... "فأهل" في آية مبني للمجهول، أي ما أهل عليه المهل غير اسم الله ضمن "أهل" معنى "تقرب" فعدى لمتعلقه بالباء، وباللام مثل تقرب...

وفائدة هذا التضمين تحريم ما تقرب به لغير الله تعالى۔ (التحرير والتنوير للعلامة محمد طاهر بن عاشور۔ (۲/۱۱۹، ۱۲۰) سورة البقرة، ط: الدار التونسيه، دار سحنون تونس)

وأما النذر الذي ينذره أكثر العوام على ما هو مشاهد كأن يكون لإنسان غائب أو مريض أو له حاجة ضرورية فيأتي بعض الصلحاء فيجعل ستره على رأسه فيقول: يا سيدي فلان ان ردغائبي أو عوفي مريضي، أو قضيت حاجتي فلك من الذهب كذا، أو من الفضة كذا، أو من الطعام كذا، أو من الماء كذا أو من الشمع كذا، أو من الزيت كذا فهذا النذر باطل بالإجماع لوجوه: منها أنه نذر مخلوق، والنذر للمخلوق لايجوز؛ لأنه عبادة، والعبادة لاتكون للمخلوق، ومنها: أن المنذور له ميت والميت لايملك، ومنها: ان ظن ان الميت يتصرف في الأمور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر... ولا تشتغل الذمة به، ولأنه حرام بل سحت ولايجوز لخادم الشيخ أخذه ولا أكله ولا التصرف فيه بوجه من الوجوه... فإذا علمت هذا فمايؤخذ من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل إلى ضرائح الأولياء تقربا إليهم فحرام بإجماع المسلمين مالم يقصدوا بصرفها للفقراء الأحياء قولا واحدا۔ (البحر الرائق: (۲/۲۹۸) كتاب الصوم، فصل: في النذر، قبيل: باب الإعتكاف، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۲۹۳)، كتاب الصوم، باب مايلزم الوفاء به، ط: قديمي)

الدر مع الرد: (۲/۴۳۹) كتاب الصوم، فروع، قبيل: باب الاعتكاف، ط: سعيد۔

تتمة: في الأحكام عن الحجة: تكره الستور على القبور۔ (شامي: (۲/۲۳۸) كتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعيد)

(۲) هي عقد على الزرع ببعض الخارج، وهي جائزة عند أبي يوسف ومحمد؛ لأن النبي ﷺ عامل من أهل خيبر على نصف مايخرج من ثمر وزرع، ولأن الحاجة ماسة إليها لأن صاحب الأرض قد لايقدر على العمل بنفسه ولا يجد مايستاجر به والقادر على العمل لايجد أرضا ولا مايعمل به، فدعت الحاجة=

مزارعت صحیح ہونے کی شرائط

☆مزارعت صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں:

❶ زمین زراعت کی صلاحیت رکھتی ہو۔

❷ زمیندار اور مزارع اہل عقد میں سے ہوں۔

❸ مدت کی تعیین۔

❹ بیج دینے والے کی تعیین۔

❺ حصہ کی تعیین۔

❻ مزارع کو زمین کا قبضہ دینا۔

❼ پیداوار میں دونوں کی شرکت کا بیان۔

❽ بیج کی جنس کی تعیین۔ (۱)

مزارعت کی سات صورتیں ہیں

مزارعت کی سات صورتیں ہیں:

❶ زمین اور بیج دونوں ایک کے ہوں، ہل چلانے کی گائے اور عمل دوسرے

=إلى جوازها، دفعاً للحاجة كالمضاربة۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۱۵/۳، ۱٦) كتاب المزارعة، ط: دار الرسالة العالمية)

الدر مع الرد: (٦/ ۲۷۳) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/ ۱۵۹) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

(۱) (وعندهما تصح، وبه يفتى)... (بشروط) ثمانية (صلاحية الأرض للزرع، وأهلية العاقدين، وذكر المدة)... وذكر (رب البذر)... (وجنسه) لا قدره لعلمه بإعلام الأرض وشرطه في الإختيار، وذكر (قسط) العامل (الآخر) ولو بينا حظ رب البذر وسكتا عن حظ العامل جاز استحساناً، وبشرط (التخلية بين الأرض) ولو مع البذر (والعامل و) بشرط (الشركة في الخارج)۔ (الدر مع الرد: (٦/ ۲۷۵، ۲۷٦) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/ ۱۵۹) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (۹/ ۳۷۵، ۳۷٦) كتاب المزارعة، ط: رشيديه)

کا، موجودہ زمانہ میں ٹریکٹر اور عمل دوسرے کے۔

❷ زمین ایک کی، باقی بیج اور ٹریکٹر وغیرہ سب دوسرے کا۔

❸ عمل ایک کا، باقی سب دوسرے کا۔

❹ زمین اور گائے (ٹریکٹر) ایک کے، بیج اور عمل دوسرے کے۔

❺ گائے (ٹریکٹر) و بیج ایک کے، زمین و عمل دوسرے کے۔

❻ گائے (ٹریکٹر) ایک کے، باقی سب دوسرے کے۔

❼ بیج ایک کا، باقی سب دوسرے کے۔

ان سات اقسام میں سے مزارعت کی پہلی تین قسمیں صحیح ہیں، اور آخری چار قسمیں مزارعت فاسدہ کی ہیں۔[1]

مزدوری کا حق فروخت کرنا

''ملازمت کا حق فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۱/۶)

مزدوری کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۱/۱)

مزدوری لینا زیورات کے تبادلے میں

''نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۲/۶)

---

(۱) (وكذا) صحت (لو كان الأرض والبذر لزيد، والبقر والعمل للآخر)، أو الأرض له والباقي للآخر، (أو العمل له والباقي للآخر)، فهذه الثلاثة جائزة، وبطلت في أربعة أوجه، (لو كان الأرض والبقر لزيد، أو البقر والبذر له، والآخران للآخر، والبقر أو البذر له والباقي للآخر فهي بالتقسيم العقلي سبعة أوجه.
(الدر المختار مع الرد: (۲۷۷/۶، ۲۷۸) كتاب المزارعة، ط: سعيد)
البحر الرائق: (۱۶۰/۸) كتاب المزارعة، ط: سعيد)
فتح القدير مع الكفاية: (۳۷۶/۹، ۳۷۷) كتاب المزارعة، ط: رشيديه)

مزدوری نہ دینا کام کے بعد

کسی سے کام لینے کے بعد مزدوری نہ دینا انسانیت کے درجہ سے گری ہوئی بات ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔ اگر اس دنیا میں اجرت نہیں دی تو کل قیامت کے دن اللہ پاک اس مزدور کے فریق بن کر مسئلہ حل فرمائیں گے، اور ایسے لوگوں کے مال اور کاروبار میں برکت بھی نہیں ہوتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین آدمیوں کی جانب سے قیامت میں فریق بن کر مطالبہ کروں گا:

① جس نے میرے نام کی قسم کھائی اور پورا نہیں کیا۔
② جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اور اس کی قیمت کھالی۔
③ جس نے کسی اجیر و مزدور کو رکھا اس نے کام پورا کر دیا اور اس کو مزدوری نہ دی۔ (۱)

میرے لئے فروخت کر دیں

”بائع سے کہا کہ آپ اس چیز کو خود اپنے لئے فروخت کر لیں“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۷۶)

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره. (صحيح البخاري: (۲۲۲۷) كتاب البيوع، باب إثم من باع حرًا، ط: قديمي)

▭ سنن ابن ماجه (ص: ۱۷۶) أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي.

▭ السنن الكبرى للبيهقي: (۱۲۱/۶) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

▭ ذكر ما يستفاد منه فيه: أن العذاب الشديد على الثلاثة المذكورين... وأما الثالث: فهو داخل في بيع الحر: لأنه استخدمه بغير عوض، وهذا عين الظلم. (عمدة القاري: (۴۲/۱۲) كتاب البيوع، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: دار إحياء التراث العربي)

مسابقت

مسابقہ انعام کے معاوضہ کے بغیر خواہ انسانوں کے درمیان ہو یا جانوروں کے درمیان سواری کے ساتھ ہو یا پیدل دوڑ میں جسمانی ورزش کی غرض سے ہو یا فوجی اور عسکری تعلیم وتربیت کی غرض سے ہو نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ امام نووی نے مستحب لکھا ہے، البتہ محض تماشہ اور کھیل مقصود ہو تو جائز نہیں ہے۔ (۱۶۷)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھڑ دوڑ کرائی ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی گھڑ دوڑ میں حصہ لیا ہے۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: سابق بالخيل التي قد أضمرت من الحفياء وكان أمدها ثنية الوداع، وسابق بين الخيل التي لم تضمر من الثنية إلى مسجد بني زريق، وكان ابن عمر فيمن سابق بها۔ (صحيح المسلم: (۲/۱۳۲) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ط: قديمي)

فيه ذكر حديث مسابقة النبي صلى الله عليه وسلم بين الخيل المضمرة وغير المضمرة، وفيه جواز المسابقة بين الخيل، وجواز تضميرها وهما مجمع عليهما للمصلحة في ذلك... واختلف العلماء في أن المسابقة بينهما مباحة أم مستحبة، ومذهب أصحابنا أنها مستحبة كما ذكرنا، (شرح مسلم للنووى: (۲/۱۳۲) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ط: قديمي)

دل حديث الباب على جواز عقد المسابقة بين الخيل، ولا خلاف بين الفقهاء في جوازه إذا كان بغير عوض، لكن قصرها مالك والشافعي على الخف والحافر والنصل، وخصه بعض العلماء بالخيل وأجازه عطاء في كل شئ كما في فتح الباري۔ وسئل ابن المسيب رحمه الله عن الدحو بالحجارة، فقال: لابأس به، يقال: فلان يدحو بالحجارة أي يرمي بها كذا في المرقاة لعلي القاري۔ وأما المسابقة بعوض، وهي المراهنة فلها صور مختلفة: الأولى: أن يكون العوض كالجائزة المقدمة من غير المتسابقين كالإمام وغيره، وهذا جائز بالإجماع،... الصورة الثانية: أن يكون المال من أحد الجانبين فقط، مثل: أن يقول: إن سبقتني فلك كذا، وإن سبقتك فلا شئ لي عليك أو على العكس، فهذا جائز... والصورة الثالثة: أن يكون المال من الجانبين بان يقول: إن سبقتني فلك على كذا، وإن سبقتك فلي عليك كذا، فهذا حرام بالإجماع: لأنه من المقامرة المنهي عنها... (تكملة فتح الملهم: (۳/۲۴) تحت رقم الحديث: ۴۸۰۵/۹۵، (۱۸۷۰) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل، وتضميرها، مسالة سباق الخيل والمراهنة على ذلك، ط: دار القلم دمشق)

السباق يجوز في أربعة أشياء في الخف يعني البعير وفي الحافر يعني الفرس والبغل وفي النصل يعني الرمي وفي المشي بالأقدام يعني العدو، وإنما يجوز ذلك إن كان البدل معلوما في جانب واحد بأن قال=

اور مسابقہ عوض اور انعام کی شرط کے ساتھ ہے تو اس میں تفصیل ہے:

① مسابقت اور بازی لگانے والے فریقوں کے درمیان لین دین کی کوئی شرط نہ ہو، بلکہ حکومت، یا کوئی جماعت، یا انجمن یا تیسرا فرد بازی میں جیتنے والے کے لئے عوض اور انعام مقرر کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔

② مسابقت میں دو فریق میں سے کسی ایک فریق نے بازی جیت جانے پر دوسرے کے لئے انعام اور عوض دینے کا وعدہ کیا ہے، دوسرے نے اپنے لئے کوئی شرط نہیں رکھی تو یہ بھی جائز ہے۔

③ دو فریق آپس میں اس شرط کے ساتھ مسابقت میں حصہ لیں کہ جو فریق آگے بڑھے گا اس کے لئے ہارنے والے پر مثلاً ایک ہزار روپیہ لازم ہوگا، یہ صورت جائز نہیں، یہ قمار اور جوا ہے۔(۱)

مساقات

”مساقاۃ“ کا معنی اپنے درخت یا باغ کو کسی دوسرے کے حوالے کرنا

=إن سبقتني فلك كذا وإن سبقتك لاشيء لي عليك أو على القلب، أما إذا كان البدل من الجانبين فهو قمار حرام إلا إذا أدخلا محللا بينهما... ومايفعله الأمراء فهو جائز أيضاً بأن يقولوا الاثنين أيكما سبق فله كذا... (الهندية: (۳۲۴/۵) كتاب الكراهية، الباب السادس في المسابقة، ط: رشيديه)

▭ (وجازت المسابقة بالفرس والإبل والأرجل والرمي) ليرتاض للجهاد، (وحرم شرط الجعل من الجانبين) إلا إذا أدخلا محللا بشروطه... (لا) يحرم (من أحد الجانبين) استحساناً... وأما بلاجعل فيجوز في كل شيء، وتمامه في الزيلعي. (قوله: وتمامه في الزيلعي) حيث ذكر أنه لو قال واحد من الناس لجماعة من الفرسان أو لاثنين من سبق فله كذا من مال نفسه أو قال للرماة من أصاب الهدف فله كذا جاز لأنه من باب التنفيل... (الدر مع الرد: (۷۵۲/٦) مسائل شتى، قبيل: كتاب الفرائض، ط: سعيد)

▭ البحر الرائق: (۳۸٦/۸) مسائل شتى، قبيل: كتاب الفرائض، ط: سعيد)

▭ والمصارعة ليست ببدعة إلا للتلهي فتكره... (الدر مع الرد: (٤٠٣/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

(۱) انظر إلى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

تاکہ وہ اس کو سیراب کرے، اور اس کی دیکھ بھال کرے، اور اس کو زیادہ پھل لگنے کے قابل بنائے، اور شرط یہ ہو کہ پیداوار کا ایک معین حصہ اجرت میں دیا جائے گا، مثلاً آدھا حصہ یا ایک تہائی حصہ، یا ایک چوتھائی حصہ اجرت میں دیا جائے گا۔(۱)

اس کو باغات اور درختوں کو بٹائی پر دینا کہتے ہیں۔

مساقاۃ کی شرائط

مساقاۃ صحیح ہونے کی شرائط یہ ہیں:

❶ عمل صرف عامل کے ذمہ ہو، باغ کا مالک عمل میں شریک نہ ہو، یہی مساقاۃ کا تقاضہ ہے۔

❷ باغ مکمل طور پر عامل کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ باغ کی درستگی، نالہ وغیرہ بنانا، زائد کانٹے اور پتے وغیرہ کاٹنے کا عمل یکسوئی کے ساتھ انجام دے سکے۔

❸ پیداوار کے بعض معین حصے کو اجرت مقرر کیا جائے، مثلاً آدھا، تہائی یا چوتھائی اور اگر اجرت اس طرح متعین کرے کہ پیداوار میں سے مثلاً دس من میرا ہوگا بقیہ تمہارا، تو عقد مساقاۃ باطل ہو جائے گا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کل پیداوار ہی صرف دس من ہو یا اس سے کم، اس صورت میں عامل کا نقصان ہو جائے گا۔

❹ مدت متعین ہونی چاہیے، وہ مدت جس میں آسانی کے ساتھ ایک مرتبہ پھل لگ کر تیار ہو سکتا ہے، اور اس کو اتارا جا سکتا ہے، اور اگر ایسی مدت مقرر کی جس میں آسانی کے ساتھ ایک مرتبہ پھل لگ کر تیار نہیں ہوتا، تو اس سے عقد مساقاۃ فاسد ہو جائے گا، کیونکہ پیداوار میں دونوں کی شرکت کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا۔

---

(۱) هي دفع الشجر إلى من يسقيه ويصلحه، بجزء معين من ثمره۔ (ملتقى الابحر مع مجمع الأنهر: ۱۴۸/۴) كتاب المساقاة، ط: دار الكتب العلمية۔)

الدر مع الرد: (۲۸۵/۶، ۲۸۶) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۳/۸) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

(نوٹ) اگر شرط فاسد کی وجہ سے عقد مساقاۃ فاسد ہو جائے تو تمام پھل مالک کا ہوگا اور عامل کو اجرت مثل ملے گی۔ (۱)

مساومہ

''مساومہ'' یہ ہے کہ آپس کے بھاؤ تاؤ کے ذریعہ مارکیٹ ریٹ پر سودا طے کیا جائے۔ (۲)

''بیع مساومہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۲)

---

(۱) وإن سميا في المعاملة، وقتا يعلم انه لايخرج الثمر فيها، فسدت المعاملة لفوات المقصود وهو الشركة في الخارج، ولو سميا مدة قد يبلغ الثمر فيها، وقد يتأخر عنها قليلا جازت، لأنا لانتيقن بفوات المقصود، ثم لو خرج في الوقت المسمى فهو على الشركة لصحة العقد، وإن تأخر فللعامل أجر المثل لفساد العقد لأنه تبين الخطاء في المدة المسماة... (الهداية: (۳/۳۲۹، ۳۳۰) كتاب المساقاة، ط: رشيديه)

وأما شرائطها: فمنها: أن يكون العاقدان عاقلين فلايجوز عقد من لا يعقل... ومنها: أن تكون حصة كل واحد منهما من بعض الخارج مشاعة معلومة القدر، ومنها: التسليم إلى العامل، وهو التخلية حتى لو شرط العمل عليهما فسد، وأما بيان المدة فليس بشرط لجواز المعاملة استحسانا ويقع على أول ثمرة تخرج في أول السنة لتعامل الناس في ذلك من غير بيان المدة... وأما حكم المعاملة الفاسدة فأنواع... منها: أن الخارج كله لصاحب الملك ولايتصدق بشئ منه، ومنها أن وجوب أجر المثل لايجب على الخارج بل يجب وإن لم يخرج الشجر شيئاً... (الهندية: (۵/۲۷۷، ۲۷۸) كتاب المعاملة، الباب الاول: في تفسيرها وشرائطها وأحكامها، ط: رشيديه)

(وهي كالمزارعة)... وشرطها عندهما شروط المزارعة في جميع ماذكرنا إلا في أربعة أشياء أحدها: إذا امتنع أحدهما يجبر لأنه لاضرر عليه في المضي بخلاف المزارعة على ماتقدم، الثاني: إذا انقضت المدة تترك بلاأجرة على ماتبين بخلاف المزارعة، الثالث: إذا استحق النخل يرجع العامل بأجر مثله والزارع بقيمة الزرع، والرابع: في بيان المدة فإذا لم يبين المدة فيها يجوز استحسانا لأن اليقن وقت ادراك الثمرة معلوم وقلما يتفاوت فيه... (فإذا فسدت فللعامل أجر مثله) لأنها في معنى الإجارة كالمزارعة إذا فسدت۔ (البحر الرائق: (۸/۱۶۳، ۱۶۵) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۶/۲۸۶، ۲۸۷) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

(۲) المساومة: بيع يتفق فيه البائع والمشترى على ثمن محدد، دون نظر إلى تكلفة البائع وربحيه... وأكثر مايتبايع الناس بهذا الطريق۔ (فقه البيوع: (۲/۶۳۱) المبحث السادس، التقسيم الثاني من حيث ربحية البيع، ط: معارف القرآن كراچى)

الدر مع الرد: (۵/۱۳۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

مسائل بتانے پر اجرت لینا

☆اگر کوئی شخص مفتی سے مسئلہ پوچھے اور مفتی کو معلوم ہے تو بتانا فرض ہے، (۱۷۱)

لہٰذا اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔

☆اگر کوئی مفتی لوگوں کی سہولت کیلئے اپنا وقت فارغ کر کے صرف مسائل بتانے اور لکھ کر دینے کے لئے کسی جگہ بیٹھ جاتا ہے، تو چوں کہ ایسا کرنا اس پر فرض نہیں ہے، اس لئے وہ مخصوص وقت اس کام کے لئے خاص کرنے کی وجہ سے مسائل پوچھنے والوں سے اجرت لے سکتا ہے۔ (۱)

=البحر الرائق: (۱۰۷/۲) کتاب البیع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

(۱) (يستحق القاضي الأجر على كتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر مايجوز لغيره كالمفتي) فإنه يستحق أجر المثل على كتابة الفتوى؛ لأن الواجب عليه الجواب باللسان دون الكتابة بالبنان، ومع هذا الكف أولى احترازاً عن القيل والقال وصيانة لماء الوجه عن الابتذال... (الدر مع الرد: (۹۲۰/۱) كتاب الإجارة، مسائل شتى، مطلب في أجرة صك القاضي والمفتي، ط: سعيد)

خلاصة الفتاوى: (۳۸/۴) كتاب القضاء، الفصل العاشر: في الحظر والإباحة، ط: رشيديه)

الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۳۹/۵) كتاب الإجارات، ط: رشيديه)

(ولابأس برزق القاضي) لأنه عليه السلام بعث عتاب بن اسيد رضي الله عنه إلى مكة وفرض له وبعث عليا رضي الله عنه إلى اليمن وفرض له؛ ولأنه محبوس لحق المسلمين فتكون نفقته في مالهم وهو مال بيت المال، وهذا لأن الحبس من أسباب النفقة كما في الوصي، والمضارب إذا سافر بمال المضاربة وهذا فيما يكون كفاية، فإن كان شرطا فهو حرام؛ لأنه استيجار على الطاعة إذ القضاء طاعة بل هو أفضلها، ثم القاضي إذا كان فقيرا فالأفضل بل الواجب الأخذ لأنه لا يمكنه إقامة فرض القضاء إلا به، إذ الاشتغال بالكسب يقعده عن إقامته، وإن كان غنيا فالأفضل الامتناع على ما قيل رفقا ببيت المال، وقيل: الأخذ وهو الأصح صيانة للقضاء عن الهوان ونظرا لمن يولى بعده من المحتاجين؛ لأنه إذا انقطع زمانا يتعذر إعادته ثم تسميته رزقا تدل على أنه بقدر الكفاية۔ (الهداية: (۲۷۳/۳، ۲۷۵) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه)

وينبغي للقاضي ان ينصب قاسما يرزقه من بيت المال يقسم بين الناس بغير أجر؛ لأن القسمة من جنس عمل القضاء من حيث أنه يتم به قطع المنازعة فأشبه رزق القاضي ولأن منفعة نصب القاسم تعم العامة فتكون كفايته في مالهم غرما بالغنم (قال فإن لم يفعل نصب قاسما يقسم بالأجر) معناه بأجر على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص ويقدر أجر مثله كيلا يتحكم بالزيادة؛ والأفضل أن يرزقه من=

مسائل تجارت سیکھنا فرض ہے تاجر پر

١٧٢

"تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسائل تجارت کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہر کمانے والے مسلمان پر تجارت کے مسائل کا علم حاصل کرنا واجب ہے، اور اس سے مراد وہ علم ہے جس کی مسلمان کو ضرورت پیش آتی ہے، اگر تاجر نے علم حاصل کرلیا تو علم کی روشنی میں جو معاملات درست نہیں ہوں گے ان سے بچتا رہے گا، اور اگر بعض مسائل مشتبہ ہوں تو ان کے بارے میں علماء کرام سے پوچھ کر عمل کر سکے گا۔ (١)

=بیت المال؛ لأنه أرفق بالناس والبعد عن التهمة۔ (الهداية: (٣٠٨/٣، ٣٠٩) كتاب القسمة، ط: رشيديه)

وفي المحيط: وإذا أراد القاضي أن يكتب السجل ويأخذ على ذلك أجرا يأخذ منه مقدار ما يجوز أخذه لغيره، وكذا لو تولى القسمة بنفسه بأجر، ولو أخذ الاجر في مباشرة نكاح الصغار ليس له ذلك؛ لأنه واجب عليه وما لا يجب عليه مباشرته جاز أخذ الأجرة عليه۔ (خلاصة الفتاوىٰ: (٧/٣)، كتاب القضاء، الفصل الثاني: في أدب القضاء والحكام، الجنس الثاني، ط: رشيديه)

فصل وأما أجرة السجل على من تجب قيل على المدعي إذ به احياء حقه فنفعه له، وقيل على المدعى عليه إذ هو يأخذ السجل، وقيل على من استأجر الكاتب وإن لم يأمره أحد وأمره القاضي فعلى من يأخذ السجل۔ (معين الحكام: (ص: ٨٠) الباب الخامس: في أركان القضاء، الفصل السابع: في ذكر البينات، فصل: وأما أجرة السجل، ط: دار الفكر)

(١) اعلم ان تحصيل علم هذا الباب واجب على كل مسلم مكتسب؛ لأن طلب العلم فريضة على كل مسلم، وانما هو طلب العلم المحتاج اليه والمكتسب يحتاج الى علم الكسب ومهما حصل علم هذا الباب وقف على مفسدات المعاملة فيتقيها وما شذ عنه من الفروع المشكلة فيقع على سبب إشكالها فيتوقف فيها إلى أن يسأل فإنه إذا لم يعلم أسباب الفساد بعلم جملي فلا يدري متى يجب عليه التوقف والسؤال ولو قال لا أقدم العلم ولكني أصبر إلى أن تقع لي الواقعة فعندها أتعلم وأستفتي. فيقال له: وبم تعلم وقوع الواقعة مهما لم تعلم جمل مفسدات العقود فإنه يستمر في التصرفات ويظنها صحيحة مباحة فلا بد له من هذا القدر من علم التجارة يتميز له المباح عن المحظور وموضع الإشكال عن موضع الوضوح. (احياء علوم الدين: (٦٤/٢) كتاب أدب الكسب والمعاش، الباب الثاني: في علم الكسب بطريق البيع والربا والسلم والإجارة والقراض، ط: دار المعرفة)

امام غزالی کا مقصد یہ ہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کا علم سیکھنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کا علم سیکھنا ضروری نہیں "میں کاروبار شروع کر دیتا ہوں" جب کوئی واقعہ پیش آئے اور اشتباہ میں پڑوں تو مسائل سیکھوں گا یا عالم دین سے مسئلہ پوچھ کر عمل کروں گا تو ہم جواب دیں گے کہ آپ کی بات صحیح نہیں ہے جب آپ کو تجارت کے مسائل کا کچھ علم ہی نہیں تو آپ کو تجارت کا کونسا عقد صحیح نہیں ہے اس کا پتہ ہی نہیں چلے گا، آپ کو اشتباہ ہی نہیں ہوگا اور علماء سے رجوع بھی نہیں کریں گے بلکہ ہر معاملہ کو جائز اور درست سمجھ کر کرتے ہی رہیں گے، اس لئے تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو سیکھنا واجب ہے۔

مستقبل کے سودے

"فیوچر سیل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۰/۵)

مسجد

☆...... جب کسی جگہ پر مسجد بنادی جاتی ہے تو وہ جگہ وقف ہوجاتی ہے، وقف کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کے لوگوں کی ملکیت سے نکل کر قیامت تک کے لئے اللہ تعالی کی ملکیت میں داخل ہوجاتی ہے، قیامت تک اس کو بیچنا خریدنا، گفٹ کرنا، وراثت میں تقسیم کرنا، تبدیل کرنا جائز نہیں ہوتا۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر رضي الله عنه تصدق بمال له على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يقال له: ثمغ، وكان نخلاً، فقال عمر رضي الله عنه: يا رسول الله إني استفدت مالاً وهو عندي نفيس فأردت أن أتصدق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدق بأصله لا يباع ولا يوهب ولا يورث ولكن ينفق ثمره. (صحيح البخاري: (۳۸۷/۱) كتاب الوصايا، باب قول الله عز وجل: وابتلوا اليتمى حتى إذا بلغوا النكاح... وما للوصي أن يعمل في مال اليتيم وما يأكل منه بقدر عمالته، ط: قديمي)

☜ وأما حكمه عندهما زوال العين عن ملكه إلى الله تعالى وعند أبي حنيفة حكمه: صيرورة العين =

☆......اگر مسجد از خود کسی وجہ سے ویران ہو چکی ہو، اور مسلمان اس علاقے سے ہجرت کر گئے ہوں، یا راستے میں آ گئی ہو تو اس کو بھی فروخت کرنا اور شہید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کو باقی رکھ کر آباد کرنے کی کوشش جاری رکھنا ضروری ہے۔ (۱)

☆......مسجد کو فروخت کر کے کسی دوسری جگہ منتقل کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

=محبوسة عن ملكه بحيث لاتقبل النقل عن ملك إلى ملك والتصدق بالغلة المعدومة، متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة أو أوصيت بها بعد موتي، فإنه يصح حتى لايملك بيعه ولايورث عنه. (الفتاویٰ الهندیه: (۳۵۲/۲) كتاب الوقف، الباب الأول في تعريفه وركنه وسببه وحكمه، ط: رشيديه)

🗀 وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولاتمليكه۔ (الهدایه: (۶۴۰/۲) كتاب الوقف، شركه علمية ملتان)

🗀 فإذا تم ولزم لايملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. وفي الشامية: قوله: لايملك أي لايكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

(۱) وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولاتمليكه۔ (الهدایه: (۶۴۰/۲) كتاب الوقف، شركه علمية ملتان)

🗀 فإذا تم ولزم لايملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن.

قوله: لا يملك أي لايكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

🗀 ولو خرب ماحوله واستغني عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثاني أبداً إلى قيام الساعة وبه يفتي. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۸/۴) كتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره، ط: سعيد)

🗀 ولم يذكر المصنف حكم المسجد بعد خرابه وقد اختلف فيه الشيخان، فقال محمد: إذا خرب وليس له مايعمر به وقد استغني الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية أو لم يخرب لكن خربت القرية بنقل أهلها واستغنوا عنه فإنه لايعود إلى ملك الواقف أو ورثته. وقال أبو يوسف، هو مسجد أبداً إلى قيام الساعة لا يعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوى. (البحر الرائق: (۲۵۱/۵) كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ط: سعيد)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر رضي الله عنه تصدق بمال له على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يقال له: ثمغ، وكان نخلاً، فقال عمر رضي الله عنه: يا رسول الله إني استفدت مالاً وهو عندي نفيس فأردت أن أتصدق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدق بأصله لايباع ولا يوهب ولا يورث=

☆...... مسجد کو فروخت اور برباد کرنے والوں کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عظیم عذاب ہے۔(۱)

۱۷۵

مسجد کا ضرورت سے زائد سامان

اگر مسجد میں پرانا سامان ضرورت سے زائد ہے، اور آئندہ یہ سامان اس مسجد کی ضرورت میں استعمال ہونے کی امید نہیں ہے اور رہ رہ کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں اس سامان کا کسی اور مسجد میں دینا، یا ان چیزوں کو فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم اس مسجد میں صرف کرنا ضروری ہے، اور اگر آبادی نہ ہونے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہوگئی ہے تو اس رقم کو کسی دوسری مسجد کی

=ولكن ينفق ثمره. (صحيح البخاري: (۳۸۷/۱) كتاب الوصايا، باب قول الله عزوجل: وابتلوا اليتمى حتى إذا بلغوا النكاح... وما للوصي أن يعمل في مال اليتيم وما يأكل منه بقدر عمالته، ط: قديمي)

▭ وأما حكمه عندهما زوال العين عن ملكه إلى الله تعالى وعند أبي حنيفة حكمه: صيرورة العين محبوسة عن ملكه بحيث لا تقبل النقل عن ملك إلى ملك والتصدق بالغلة المعدومة، متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة أو أوصيت بها بعد موتي، فإنه يصح حتى لا يملك بيعه ولا يورث عنه. (الفتاوى الهنديه: (۳۵۲/۲) كتاب الوقف، الباب الأول في تعريفه وركنه وسببه وحكمه، ط: رشيديه)

▭ وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهدايه: (۶۴۰/۲) كتاب الوقف، ط: شركه علمية ملتان)

▭ فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن.

قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۳۵۱/۴) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

▭ ولم يذكر المصنف حكم المسجد بعد خرابه وقد اختلف في الشيخان، فقال محمد: إذا خرب وليس له ما يعمر به وقد استغنى الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية أو لم يخرب لكن خربت القرية بنقل أهلها واستغنوا عنه فإنه لا يعود إلى ملك الواقف أو ورثته. وقال أبو يوسف، هو مسجد أبداً إلى قيام الساعة لا يعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوى. (البحر الرائق: (۲۵۱/۵) كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ط: سعيد)

(۱) ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها اولئك ما كان لهم أن يدخلوها إلا خائفين لهم في الدنيا خزي ولهم في الآخرت عذاب عظيم. (البقرة: ۱۱۴)

ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے۔

واضح رہے کہ مسجد کی زمین کو فروخت کرنا یا کسی دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

مسجد کا مکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا

بینک یا کسی بھی حرام کام کرنے والے کو مسجد کا مکان یا دکان کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ حرام اور ناجائز کام میں تعاون کے مترادف ہے، اور گناہ وزیادتی کے کاموں میں معاونت کرنا جائز نہیں۔(۲)

---

(۱) (ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثاني) أبداً إلى قيام الساعة (وبه يفتي)... وعن الثاني ينقل إلى مسجد آخر بإذن القاضي، ومثله... حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما... إلى أقرب مسجد... قلت: لكن الفرق غير ظاهر فليتأمل، والّذي ينبغي متابعة المشائخ المذكورين في جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض كما أفتى به الإمام أبو شجاع والإمام الحلواني، وكفى بهما قدوة، ولاسيما في زماننا، فإن المسجد أو غيره من رباط أو حوض إذا لم ينقل يأخذ أنقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد، وكذلك أوقافه يأكلها النظار أو غيرهم...

وفي فتاوى النسفي: سئل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا، وتداعى مسجدها إلى الخراب، وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه إلى دورهم، هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضي ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد؟ قال: نعم۔

(شامي: (۳۵۹/۴، ۳۶۰) كتاب الوقف، مطلب في نقل انقاض المسجد ونحوه، ط: سعيد)

حشيش المسجد إذا كان له قيمة، فلأهل المسجد أن يبيعوها، وإن رفعوا إلى الحاكم فهو أحب، وكذا الحباب والنعش إذا فسدا فلأهل المسجد أن يبيعوهما وإن رفعوا إلى الحاكم فهو أحب۔

(الفتاوى التاتارخانية: (۸۵۰/۵) كتاب الوقف، الفصل الحادي والعشرون: في المساجد، مسائل وقف المساجد، و: (۸۳۶/۵) ط: إدارة القرآن۔)

الهندية: (۴۵۸/۲) كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد وما يتعلق به۔ الفصل الاول: فيما يصير به مسجداً، وفي احكامه، واحكام مافيه، ط: رشيديه)

(۲) [ولاتعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب۔ (المائدة، الآية رقم: ۲]

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض،... (حجة الله البالغة: (۲۰۹/۲) مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد كتب خانه)

مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں

☆ اگر ایک مسجد غیر آباد ہو جائے، اس طرح کہ آبادی والے وہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے، نمازی کوئی نہیں رہا، مسجد بالکل ویران پڑی ہوئی ہے، دوبارہ آباد ہونے کا بظاہر کوئی امکان بھی نہیں، تو اس صورت میں بھی مسجد کو کسی اور جگہ منتقل کرنا یا فروخت کرنا جائز نہیں، جو جگہ ایک بار مسجد بن گئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی، اور اس کو بدستور باقی رکھنا بھی واجب ہے، اور اگر آباد رکھنے کی کوئی صورت ہے تو اس کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔

☆ اگر ویران مسجد کے سامان پر خطرہ ہو تو اس کو دوسری قریب ترین مسجد کی طرف منتقل کیا جا سکتا ہے، باقی وہاں کے قریب ترین مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس جگہ کی چار دیواری کر دیں تا کہ اس جگہ کی بے حرمتی نہ ہو۔ (۱)

مسجد کی آمدنی سے تجارت کرنا

مسجد کی آمدنی اور فنڈ مسجد کی ضروریات پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے، تجارت کے لئے نہیں، لیکن اگر آمدنی اور فنڈ مسجد کی ضروریات سے زائد ہے تو چندہ دینے والوں کی اجازت سے اس رقم کو کسی قابل نفع تجارت میں لگانا جائز ہوگا، اور اس سے حاصل ہونے والے منافع کو بھی مسجد کے فنڈ میں جمع کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۱، علی الصفحۃ السابقۃ۔

(۲) متولی المسجد إذا اشتری بمال المسجد حانوتا أو دارا ثم باعها جاز إذا کانت لہ ولایۃ الشراء۔ (الھندیۃ: (۲/ ۴۱۷) کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایۃ الوقف وتصرف القیم فی الأوقاف... ط: رشیدیہ)

☆ متولی المسجد إذا اشتری بمال المسجد حانوتا، أو دارا ثم باعہا جاز إذا کانت لہ ولایۃ الشراء، وفی العجنیس فی الفتاوی قال الإمام حسام الدین، ھذا ھو المختار، وفی الخانیۃ ھو الصحیح۔ (التاتارخانیۃ: (۵/ ۸۶۲) کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون: فی المساجد، مسائل وقف المسجد، وقیم المسجد، ط: إدارۃ القرآن)=

مسجد کی دکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا

مسجد کی دکان بینک یا کسی بھی حرام کام کرنے والے کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے، اور حرام اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے۔ (١)

مسجد کے دروازے پر سامان فروخت کرنا

جمعہ کے دن مسجد کے باہر اس کے دروازے پر پہلی اذان سے پہلے سامان فروخت کرنا جائز ہے، لیکن پہلی اذان کے بعد جائز نہیں کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ. (الجمعة: ٩)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز و خطبہ) کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دیا کرو۔ (بیان القرآن)

البتہ جمعہ کی نماز کے بعد سامان فروخت کرنا جائز ہے۔ (٢)

= السراجية (ص: ٩٣) كتاب الوقف۔ باب إجارة الوقف وبيعه ونحو ذلک، ط: ایچ، ایم سعید کراچی۔

(١) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ٢، على الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟ (ولا تعاونوا على الإثم والعدوان)

(٢) فائده: قال مالك: لا ينبغي للإمام أن يمنع أهل الأسواق من البيع يوم الجمعة، قال مالك: وبلغني أن بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يكرهون أن يترك الرجل العمل يوم الجمعة، كما تركت اليهود والنصارى في السبت والأحد (المدونة: ١٣٦/١) أي بل يترك العمل بعد النداء للصلاة إلى الفراغ منها: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله" (إعلاء السنن: ٢١٢/١٤، ٢١٣) كتاب البيوع، باب البيع عند أذان الجمعة، ط: إدارة القرآن)

المدونة الكبرى: (٢٣٤/١) كتاب الصلاة الثاني، البيع والشراء يوم الجمعة والعمل فيه، ط: دار الكتب العلمية.

مسجد کے لئے وقف شدہ زمین

جس طرح مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مسجد کے لئے وقف کی گئی زمین کو بھی بیچنا جائز نہیں ہے۔[1] ١٧٩

مسجد میں خرید وفروخت کرنا

☆ مسجد کے اندر تجارت کرنا جائز نہیں۔[2] اگر کسی نے مسجد میں خرید و فروخت کا معاملہ کیا تو ختم کرنا واجب ہے۔

☆ معتکف کے لئے مسجد میں اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورت کی چیزیں خریدنا جائز ہے، کوئی بڑی چیز ہو تو اس کو مسجد میں لانا جائز نہیں۔[3]

---

(١) وفي الفتاوى النسفية: سئل عن أهل المحلة باعوا وقف المسجد لأجل عمارة المسجد؟ قال: لايجوز بأمر القاضي وغيره، كذافي الذخيرة. (الفتاوى الهندية: (٤٦٤/٢) كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد ومايتعلق به، الفصل الثاني في الوقف وتصرف القيم، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (١٤٠/٩) كتاب الوقف، الفصل الحادي والعشرون في المساجد، قبيل الفصل الثاني والعشرون، ط: إدارة القرآن.

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهدايه: (٦٤٠/٢) كتاب الوقف، ط: شركه علميه ملتان)

(٢، ٣) عن أبي هريرة ﷺ أن رسول الله ﷺ قال: إذا رأيتم من يبيع أو يبتاع في المسجد، فقولوا: لا اربح الله تجارتك۔ (جامع الترمذى: (٢٤٧/١) أبواب البيوع، باب النهي عن البيع في المسجد، ط: قديمى)

(وخص) المعتكف (بأكل وشرب ونوم وعقد احتاج إليه) لنفسه أو عياله فلو لتجارة كره (قوله: فلو لتجارة كره) أى وإن لم يحضر السلعة واختاره قاضي خان و رجحه الزيلعي؛ لأنه منقطع إلى الله فلاينبغي له ان يشتغل بأمور الدنيا...

(وكره) أى تحريماً؛ لأنها محل إطلاقهم بحر۔ (احضار مبيع فيه) كما كره فيه مبايعة غير المعتكف مطلقا للنهي۔ (قوله: مطلقا) أى سواء احتاج إليه لنفسه أو عياله أو كان للتجارة، احضره أو لا كمايعلم مما قبله ومن الزيلعي والبحر۔ (شامي: (٤٤٨/٢، ٤٤٩) كتاب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٣٠٣/٢، ٣٠٣) كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

فتح القدير: (٣٠٣/٢) كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: رشيديه)

مسجد میں خرید و فروخت کی بات نہ کرے

"بازار جانے کے آداب" عنوان کے نمبر ۲۰ کے تحت دیکھیں۔(۴۵/۲)

180

مسقطات خیار رویت

جن چیزوں کی وجہ سے خیار رویت ساقط ہوتا ہے ان کو مسقطات خیار رویت کہتے ہیں، اور وہ یہ ہیں۔

1. خریدار صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے اس بیع کی اجازت دے دی یا میں نے اسے نافذ کر دیا۔
2. عملی طور پر رضامندی پائی جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار مبیع کو دیکھنے کے بعد اس میں تصرف کرنا شروع کر دے، مثلاً دیکھنے کے بعد مبیع کو اپنے قبضہ میں لے لے۔
3. خریدار کا انتقال ہو جائے۔ [1]

مسلمان پر کوئی قوم غالب نہیں آسکتی

"ترقی کا راز" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۲/۲)

---

(۱) یسقط خیار الرؤیة في الأصل بما یسقط به خیار الشرط وخیار العیب وهو ما یأتي:

۱. ما یدل علی الرضا بالعقد صراحة أو دلالة، فالصریح أن یقول: أجزت العقد أو أمضیته أو رضیت به ونحو ذلك. والدلالة علی الرضا: أن یتصرف في المعقود علیه بعد الرؤیة لا قبلها تصرفاً یدل علی الإجازة والرضا بالعقد کقبض الشيء، والإنتفاع به وبیعه وإجازته أو رهنه أو هبته۔۔۔ ٤. موت صاحب الخیار. (الفقه الإسلامي وأدلته:(۳۱۲۹/۴، ۳۱۳۰) القسم الثاني: النظریات الفقهیة، الفصل الرابع: نظریة العقد، المبحث السادس: الخیارات، خیار رؤیة، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع:(۲۹۵/۵، ۲۹٦) کتاب البیوع، فصل وأما حکم البیع، ط: سعید۔

تحفة الفقهاء:(۸۹/۲) کتاب البیوع، باب خیار الرؤیة، ما یسقط به الخیار، ط: دار الکتب العلمیة.

مسلمان تاجر کی فضیلت

جو لوگ سچائی، امانت داری سے تجارت کرتے ہیں، تجارت اور کاروبار میں جھوٹ فریب، دھوکہ، خیانت، چوری ناجائز طریقہ استعمال نہیں کرتے، وہ لوگ قیامت کے دن انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے، یعنی وہ جنتی ہوں گے اور ان کے ساتھیوں میں سے ہوں گے۔ ۱۸۱

البتہ وہ تجارت پیشہ لوگ جو کاروبار میں جھوٹ، فریب، دھوکہ، خیانت، چوری، ناجائز طریقہ سے کاروبار کرتے ہیں، ان کے ساتھ کفار اور فجار ہوں گے، وہ دوزخی ہوں گے، اور وہ دوزخیوں کے ساتھ ہوں گے، جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ سچے تجارت پیشہ لوگوں کا بہت اونچا مقام ہے، اور وہ اس لئے ہے کہ وہ کسب حلال کی طلب اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اور یہ بھی دوسری عبادات کی طرح ایک گونہ عبادت ہے بلکہ بہت سی عبادات کا ذریعہ ہے۔(۱)

---

(۱) عن قیس ابن ابی غرزۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونحن نسمّٰی السماسرۃ، فقال: یا معشر التجار! إن الشیطان والإثم یحضران البیع فشربوا بیعکم بالصدقۃ... وعن ابی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: التاجر الصدوق الأمین مع النبیین والصدیقین والشہداء... فقال: إن التجار یبعثون یوم القیامۃ فجاراً إلا من اتقی اللہ وبر وصدق... (جامع الترمذی: (۲۲۹/۱، ۲۳۰) ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم إیاھم، ط: قدیمی)

عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: التاجر الصدوق، الأمین مع النبیین والصدیقین والشہداء... (مشکوۃ المصابیح (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساھلۃ فی المعاملۃ، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: (التاجر)... (الصدوق) ای کثیر الصدق قولاً وفعلاً،=

مسلمان مسلمانوں کی دکان کو ترجیح دیں

''کافروں کی دکان سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۵)

مسلمان ملکوں میں بنی ہوئی چیز خریدیں

''بازار جانے کے آداب'' عنوان کے نمبر ۲۱ کے تحت دیکھیں۔(۴۵/۲)

مسلمان نہیں عیب چھپانے والا

''عیب چھپا کر بیچنے والا مسلمان کی جماعت سے خارج ہوجاتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۰/۴)

مسلمانوں کا بازار الگ ہونا چاہیے

''محتسب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۲۰/۶)

مسلمانوں کی دکان سے مال خریدنا

''کافروں کی دکان سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۵)

مسلمانوں کی ذمہ داری

مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے ملک میں بیرون ممالک کے مقابلہ پر بہتر سے بہتر عمدہ سے عمدہ اشیاء تیار کریں، اور مقابلہ پر سستے داموں پر فروخت کریں، یہود

= (الأمين) أي الموصوف بالأمانة، المحفوظ من الخيانة والصيغتان للمبالغة فمن اتصف بهما بسائر صفات الكمال فيستحق أن يحشر أو يكون في الجنة (مع النبيين) لإطاعتهم (والصديقين) لموافقتهم في صفتهم (والشهداء) لشهادتهم على صدقه وأمانته... (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۳۳، ۳۴) رقم الحديث: ۲۷۹۶، كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملات، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

اعلاء السنن: (۱۴/ ۵) رقم الحديث: ۴۵۹۲، أبواب البيوع، باب الترغيب في الصدق في التجارة والترهيب عن الكذب فيها، ط: إدارة القرآن)

ونصاریٰ کفار ومشرکین رات دن محنت کر کے بہتر سے بہتر اشیاء تیار کرتے ہیں اور دنیا پر غالب ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں، اور مسلمان سستی، مستی اور کھیل کود ناچ گانے میں قیمتی اوقات کو ضائع کرنے کی غلطی میں غرق ہیں اور کھلونہ بنتے جارہے ہیں، اپنی عظمت رفتہ اور شان وشوکت کو بھول چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو محنت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (۱)

مسلمانوں کے تمام ممالک ایک ملک ہے

''ملک ایک ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۳/۶)

مسلم فیہ دینے پر قادر نہ ہو

''بیع سلم میں مبیع نہ دینے کی صورت میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۸/۲)

مسلم فیہ نایاب ہوجائے تو

اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ بیع سلم کرے اور معینہ وقت سے پہلے ہی وہ چیز نایاب ہوجائے اور مسلم إلیہ (بائع/سیلر) وہ چیز ادا کرنے سے عاجز ہوجائے، تو اس صورت میں مشتری (خریدار) کو اختیار ہے یا تو وہ مسلم فیہ (بیچی گئی چیز) بازار میں دستیاب ہونے تک انتظار کرے یا اپنے پیسے واپس لے لے، لیکن اس کے بدلے میں دوسری چیز لینا جائز نہیں، تاہم اپنی رقم واپس لینے کے بعد نئے سرے سے عقد بیع

---

(۱) وعن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته. الخ. (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٢٢) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح بخاري: (٣٣٠/١) أبواب المظالم والقصاص، باب لا يظلم المسلم المسلم، ولا يسلمه، ط: قديمي

جامع الترمذي (٢٦٣/١) أبواب الحدود، باب ماجاء في الستر على المسلم، ط: سعيد)

کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱)

مسودہ بیچنا

(۱۸۳)

جب آدمی کوئی کتاب لکھتا ہے، تو وہ اس کا مالک ہوتا ہے۔ (۲)

جس قدر اس پہ محنت، دردسری، دماغ سوزی اور عرق ریزی سے مسودہ بنایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے مصنف کو پورا حق ہوتا ہے کہ اس مسودہ کو جتنی بھی قیمت پر چاہے فروخت کرے، چند اوراق کی قیمت ہزار، لاکھ یا اس سے زیادہ بھی مقرر کرسکتا

---

(۱) ولو انقطع بعد الاستحقاق خیر رب السلم بین انتظار وجوده والفسخ وأخذ رأس ماله۔ (الدر مع
الرد: (۲۱۲/۵) باب السلم، ط: سعید)

ولایجوز أن یأخذ عوض رأس المال شیئاً من غیر جنسه، فإن أعطاه من جنس أجود منه أو أردأ فی الصفة۔
فرضی المسلم إلیه بالأردأ جاز، ... ولا یجوز الاستبدال بالمسلم فیه۔ (الهندیة: (۱۸۶/۳) کتاب
البیوع، الباب الثامن عشر فی السلم، الفصل الثالث فیما یتعلق بقبض رأس المال والمسلم فیه، ط: رشیدیه)

ودل کلام المصنف رحمه الله علی منع الاستبدال بهما... وأما الاستبدال بالمسلم فیه بجنس الآخر،
فلایجوز لکونه بیع المنقول قبل قبضه... (البحر الرائق: (۱۶۵/۶) کتاب البیع، باب السلم، ط: سعید)

مزید تخریج "بیع سلم میں مبیع نہ دینے کی صورت میں" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) عن عائشة رضی الله عنها أن النبی صلی الله علیه وسلم قال: من عمر أرضا لیست لأحد فهو أحق۔ (جامع الأصول:
(۳۴۷/۱) رقم الحدیث: ۱۳۰، الکتاب السادس: فی إحیاء الموات، ط: دار الفکر بیروت)

عن (أبیها) اسمر بن مضرس رضی الله عنه قال: أتیت النبی صلی الله علیه وسلم فبایعته فقال: من سبق إلی مالم
یسبقه مسلم، فهو له۔ (أبوداود: (۸۱/۲) کتاب الخراج، باب فی اقطاع الأرضین، قبیل: باب احیاء
الموات، ط: الإمدادیه ملتان)

وإن کان العلامة المناوی رحمه الله تعالیٰ رجح أن هذا الحدیث وارد فی سیاق إحیاء الموات، ولکنه
نقل عن بعض العلماء أنه یشمل کل عین وبئر ومعدن، ومن سبق لشیئ منها فهی له، ولاشک أن العبرة
لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (۱۲۱/۱، ۱۲۲) بیع الحقوق
المجردة، حق الابتکار وحق الطباعة، ط: دار العلوم کراچی)

والمؤلف قد بذل جهدا کبیرا فی إعداد مؤلفه، فیکون أحق الناس به سواء فیما یمثل الجانب
المادی وهو الفائدة المادیة التی یستفیدها من علمه، أو الجانب المعنوی وهو نسبة العمل إلیه۔ (الفقه
الإسلامی وأدلته: (۲۸۶۱/۴) القسم الثانی، النظریات الفقهیة، المبحث الرابع: أحكام الحق، حق
التالیف والنشر والتوزیع، ط: رشیدیه)

ہے، اور اس کو یہ بھی حق ہے کہ قیمت وصول کئے بغیر کسی کو نہ دے، اور نقل اور فوٹو اسٹیٹ کی بھی اجازت نہ دے۔

لیکن جب اس کی کتاب چھپ کر بازار میں آجاتی ہے، اور کوئی شخص اس کی قیمت دے کر خرید لیتا ہے، تو خریدی ہوئی کتاب کا وہ مالک ہوجاتا ہے، اور اس کو اس کتاب سے نفع حاصل کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے، وہ اپنی کتاب کو محفوظ کر کے بھی رکھ سکتا ہے، عاریت پر بھی دے سکتا ہے، نقلیں اور فوٹو اسٹیٹ بھی کرا سکتا ہے، چھپوا بھی سکتا ہے، پھر چھپوا کر قیمت پر فروخت بھی کر سکتا ہے، گفٹ بھی کر سکتا ہے، اور مفت تقسیم بھی کر سکتا ہے، اور اس میں مصنف کو ثواب پہنچانے کی نیت کرے تو زیادہ بہتر ہے۔[۱] البتہ اصل کتاب میں کتر وبیونت کرنا جس سے اصل مضمون باقی نہ رہے، یا مصنف کے مقصود کے خلاف ہوجائے، یہ ناجائز ہے، یہ اصل کتاب کے ساتھ خیانت ہے۔[۲]

مشارکہ اور مضاربہ موجودہ زمانے کے

تجارت کے سلسلہ میں مختلف ذرائع آمدنی میں سے حلال ذریعہ شرعی شراکت اور شرعی مضاربت بھی ہے، اگر موجودہ تجارت میں ان دونوں ذرائع کی اصلاح ہوجائے اور سود سے پاک ہوجائے تو موجودہ تجارت کا زیادہ تر حصہ حلال

(۱) کل یتصرف فی ملکه کیف شاء... (شرح المجلة للاتاسی: (۴/ ۱۳۲) المادة: ۱۱۹۲، الکتاب العاشر: فی أنواع الشرکات، الباب الثالث: فی المسائل المتعلقة بالحیطان والجیران، الفصل الأول: فی بعض قواعد أحکام الأملاک، ط: رشیدیه)،
شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۱۷) المادة: ۱۱۹۲، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔
درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۳/ ۲۰۱) المادة: ۱۱۹۲، أیضاً، ط: دار عالم الکتب / سلطانیه کوئٹه۔

(۲) قال: من غش فلیس منا... قال أبو عیسیٰ: والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهو الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۵) أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی)
مشکوٰة المصابیح: (۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی۔
الصحیح لمسلم: (۱/ ۹۵) کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیه۔

تجارت پر مشتمل ہو سکتا ہے، اور حرام اور سود کا عنصر کم سے کم ہو سکتا ہے، بلکہ اس سے بالکل پاک اور صاف بھی ہو سکتا ہے۔

لیکن بد قسمتی سے جتنے افراد یا ادارے شرکت اور مضاربت کے معاملات کرتے ہیں خواہ حکومت کی سرپرستی میں کر رہے ہیں یا حکومت سے آزاد ہو کر نجی طور پر کر رہے ہیں ان میں اکثریت شرعی شراکت اور مضاربت کے نام سے سودی کاروبار کر رہے ہیں، خواہ لاعلمی میں ایسا کر رہے ہیں یا دیدہ دانستہ جان بوجھ کر شیطانی تعلیم کے تحت کر رہے ہیں، جب کہ مسلمانوں کی اکثریت ہمیشہ سے یہ چاہتی ہے کہ ہماری تجارت بلکہ پوری معیشت شرعی اصولوں کے تحت ہو، لیکن بار بار کوششوں کے باوجود اس میں شیطانی طاقت غالب آجاتی ہے، مسلمانوں کی خواہش پوری ہونے نہیں پاتی اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ شراکت اور مضاربت کے شرعی طریقوں کو اچھی طرح سیکھ کر کاروبار کرنے کی کوشش کریں، ورنہ کبھی بھی کامیابی نہیں ہوگی، ایک فریق دھوکہ دیتا رہے گا اور دوسرا فریق دھوکہ کھاتا رہے گا، نتیجہ افسوس، پریشانی، حسد، بغض، اور قتل وقتال کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا، نفع تو دور کی بات ہے اصل سے بھی محروم ہو جائے گا، مقروض ہو کر در بدر ہو جائے گا۔[1]

مشارکہ صکوک

مشارکہ صکوک: سے مراد وہ تمسکات ہیں جو ان منصوبوں یا سرگرمیوں کی

(۱) وفي الشبراخيتي على المختصر قال القباب: لايجوز للإنسان أن يجلس في السوق حتى يعلم احكام البيع والشراء... وقد أمر مالك بقيام من لايعرف الأحكام من السوق لئلا يطعم الناس الربا... وفي نهج البلاغة أن علياً عليه السلام قال: من اتجر بغير فقه فقد ارتطم (ارتبك) في الربا۔ قال ابن أبي الحديد في شرحه: لأن مسائل الدين مشتبهة بمسائل البيع ولا يفرق بينهما إلا الفقيه اهـ۔ (التراتيب الإدارية: (۲/۱۷) القسم التاسع، باب كون الناس أول الإسلام لايتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا احكامه وآدابه ومايتحى من الربا، ط: دار الأرقم)

البهجة في شرح التحفة: (۲/۳) باب البيوع، ط: دار الكتب العلمية۔

نمائندگی کرتے ہیں جن کو شراکت کی بنیاد پر چلایا جاتا ہے۔

مثلاً ایک کمپنی کے پاس بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی تکمیل کے لئے بڑی رقم کی ضرورت ہے فرض کیجئے دس ارب روپے کی ضرورت ہے جو تنہا کمپنی یا چند افراد مل کر فراہم نہیں کر سکتے، اب کمپنی دس ارب کے سو سو روپے کی مالیت کے سرٹیفکیٹ بنا کر جاری کر دیتی ہے، اور ان کو ''مشارکہ صکوک'' کا نام دیتی ہے، اور جو لوگ یہ سرٹیفکیٹ خریدتے ہیں وہ اس منصوبے میں حصہ دار کہلاتے ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ مذکورہ منصوبہ اب تنہا کمپنی کی ملکیت نہیں رہا بلکہ متعدد لوگوں کی ملکیت بن گیا ہے اور اس سے جو منافع یا آمدن ہوگی وہ طے شدہ فارمولے کے مطابق تمام صکوک ہولڈر میں ان کے حصص کے حساب سے تقسیم ہوگی اور اگر نقصان ہوا تو اس میں بھی سب اپنے اپنے حصے کے مطابق شریک ہوں گے جب صکوک کی مدت پوری ہوگی تو کمپنی ان کو خرید کر دوبارہ تنہا مالک بن جائے گی۔[1]

مشتبہ چیزوں سے بچنا

''شبہات سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۱/۴)

مشترک مکان سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا

ایک مکان میں دو آدمی شریک ہیں، ایک شریک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کو یا کسی اور آدمی کو فروخت کر دیا تو یہ جائز ہے، پھر اس کے بعد ایک کی

(۱) صكوك المشاركة: المصدر لتلك الصكوك هو طالب المشاركة معه في مشروع معين أو نشاط محدود، والمكتتبون هم الشركاء في عقد الشركة، وحصيلة الاكتتاب هي حصة المكتتبين في رأس مال الشركة، ويملك حملة الصكوك موجودات الشركة بغنمها وغرمها، ويستحقون حصتهم في أرباح الشركة إن وجدت. (المعايير الشرعية: (ص: ۲٤٠) المعيار الشرعي رقم (۱۷) صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

رضامندی کے بغیر دوسرے کے لئے اس بیع کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔[۱]

مشترکہ اراضی کی خرید و فروخت کا حکم

''مشترکہ جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۹/۶)

مشترکہ تجارت پر زکوٰۃ

''مشترکہ کمپنی پر زکوٰۃ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۴/۶)

مشترکہ تجارت کے لئے قرض لینا

اگر کوئی شریک مشترکہ تجارت کے لئے قرض لے، اور آپس میں یہ معاہدہ بھی ہو کہ ضرورت کے وقت قرض لیا جاسکتا ہے، تو اس کی ادائیگی دونوں پر لازم ہے۔[۲]

مشترکہ جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم

مشترکہ جائیداد اور اراضی کی خرید و فروخت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر

---

(۱) أحد الشريكين إن شاء باع حصته من شريكه وإن شاء باعها من اجنبي بدون إذن شريكه... (شرح المجلة للاتاسي: (۳/ ۲۸) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيديه۔)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۷۷) المادة: ۱۰۸۸، أيضاً، ط: فاروقيه كوئته۔)

☐ الدر مع الرد: (۴/ ۳۰۰، ۳۰۱) كتاب الشركة، مطلب مهم في بيع الحصة الشائعة من البناء أو الغرس، ط: سعيد۔

(۲) ولو استقرض مالاً لزمهما جميعا؛ لأنه تملك مال بالعقد، فكان كالصرف، فيثبت في حقه وحق شريكه... (بدائع الصنائع: (۶/ ۷۳) كتاب الشركة، فصل: وأما حكم الشركة، ط: سعيد)

☐ لو استقرض أحدهما مالا لزمهما، لأن الاستقراض تجارة ومبادلة معنى، لأنه يملك المستقرض ويلزمه رد مثله فشابه المصارفة أو الاستعارة وأيهما كان نفذ على صاحبه... (شامی: (۴/ ۳۳۰) كتاب الشركة، مطلب إذا قال الشريك استقرضت ألفا... ط: سعيد)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۷) المادة: ۱۳۸۰، الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الاول في بيان المسائل المتعلقة بشركة الاموال، ط: فاروقيه كوئته۔)

تمام شرکاء کی رضامندی شامل ہے تو پوری مشترکہ جائیداد اور اراضی کی خرید وفروخت جائز ہے، اور اگر تمام شرکاء راضی نہیں ہیں تو جس جس شریک نے فروخت کیا ہے صرف اس کے حصے میں بیع صحیح ہوگی، اور جن شرکاء نے اجازت نہیں دی، ان کے حصوں میں بیع صحیح نہیں ہوگی، کیونکہ ہر شریک اپنے اپنے حصے کا مالک ہے اور مالک اپنے حصہ میں تصرف کرسکتا ہے، اس لئے بیچنے والے شریک کے حصے میں بیع صحیح ہوگی باقی شریکوں کے حصوں میں صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

مشترکہ جنگلات کی خرید وفروخت

گاؤں والوں کی مشترکہ چراگاہ جنگلات اور اس کی لکڑیاں جو خودرو ہیں وہ سب کے لئے مباح اور عام ہیں، جہاں سے قریب اور دور کے تمام لوگوں کو اپنی

---

(۱) إذا باع أحد الشريكين نصفها ... يجوز البيع في نصف الدار ؛ لأن بيع المالك انصرف إلى نصيبه... باع أحدهما نصيبه فالبيع جائز... إذا باع نصف البناء مع نصف الأرض جاز سواء باعه من اجنبي أومن شريكه... (تنقيح الحامدية: (۱/۲۲۵، ۲۲۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

☐ هذا لأنه بالبيع صار شركة ملك حتى لايجوز لكل واحد منهما أن يتصرف في نصيب الآخر، ثم بالعقد بعد ذلك صار شركة عقد فيجوز لكل واحد منهما أن يتصرف في نصيب صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۴/۲۴۳) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية/اشرفيه كوئته)

☐ (وكل اجنبي في قسط صاحبه) أي كل واحد منهما أجنبي في نصيب صاحبه حتى لايجوز له أن يتصرف فيه إلا بإذنه كما لغيره من الأجانب وإن باع نصيبه من شريكه جاز كيفما كان لولايته على ماله، وكذا إذا باعه من غيره لما ذكرنا إلا في صورة الخلط والاختلاط فإنه لايجوز أن يبيعه من أجنبي إلا بإذن شريكه... (تبيين الحقائق: (۴/۲۳۵) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية/اشرفيه كوئته)

☐ الدر مع الرد: (۴/۳۰۰، ۳۰۱) كتاب الشركة، ط: سعيد۔)

☐ أحد الشريكين إن شاء باع حصته من شريكه وإن شاء باعها من اجنبي بدون إذن شريكه... (شرح المجلة للاتاسي: (۴/۲۸) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيديه۔)

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۷۷) المادة: ۱۰۸۸، ايضاً، ط: فاروقيه كوئته۔)

☐ الدر مع الرد: (۴/۳۰۰، ۳۰۱) كتاب الشركة، مطلب مهم في بيع الحصة الشائعة من البناء أو الغاس، ط: سعيد۔

ضروریات پورا کرنے کا حق حاصل ہے، کسی گاؤں کا بستی کے قریب ہونے کی وجہ سے بھی وہاں کے لوگ اس کے مالک نہیں ہیں، جب یہ مباح اور عام ہیں اور کوئی اس کا مالک نہیں ہے، تو ان جنگلات اور لکڑیوں کو کاٹنے سے پہلے کھڑے کھڑے بیچنا بھی درست نہیں، اس طرح کھڑے کھڑے خریدنے کی صورت میں خریدار اسکا مالک نہیں بنے گا، اور اس کے لئے آگے بیچنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر کسی شخص نے یا چند اشخاص نے ان کو اپنی ضروریات کے لئے کاٹ کر اکٹھا کرلیا تو یہ لوگ ان لکڑیوں کے مالک ہوں گے، اس کے بعد ان کا بیچنا یا اپنے استعمال میں لانا ہر طرح درست ہوگا، البتہ مشترکہ جنگلات کے درختوں کو اس طرح کاٹنا کہ اس کی دوبارہ نشونما ختم ہوجائے، اس کا حق کسی کو نہیں۔ (۱)

مشترکہ چیز کسی ایک شریک کو فروخت کرنا

چند شرکاء آپس میں مشترکہ طور پر کوئی چیز خریدتے ہیں، پھر آپس میں بولی

---

(۱) "المسلمون شركاء في ثلاث في الماء والكلا والنار" (وحكم الكلأ كحكم الماء فيقال للمالك إما أن تقطع وتدفع إليه وإلا تتركه ليأخذ قدر مايريد)... (قوله: والكلاء) وهو ما ينبسط وينتشر ولا ساق له كالإذخر ونحوه والشجر ماله ساق... ثم الكلام في الكلاعلى أوجه، أعمها مانبت في موضع غير مملوك لأحد، فالناس شركاء في الرعي والإحتشاش منه كالشركة في ماء البحار، وأخص منه وهو مانبت في أرض مملوكة بلا انبات صاحبها وهو كذلك إلا أن لرب الأرض المنع من الدخول في أرضه... والحطب في ملك رجل ليس لأحد أن يحتطبه بغير إذنه، وإن كان غير ملك فلا باس به، ولا يضر نسبته إلى قرية أو جماعة مالم يعلم أن ذلك ملك لهم... ويملك المحتطب الحطب بمجرد الاحتطاب وإن لم يشده ولم يجمعه... (الدر مع الرد: (۶/ ۴۴۰) كتاب إحياء الموات، فصل: في الشرب، ط: سعيد)

(والمراعی) ای الكلأ (وإجارتها) أما بطلان بيعها فلعدم الملک لحديث "الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلاوالنار"... الدر مع الرد: (۵/ ۶۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۴/ ۳۷۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية/اشرفية كوئٹه)

البحر الرائق: (۶/ ۷۷) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

لگا کر نیلام کرتے ہیں اور جو شریک زیادہ قیمت دینے پر راضی ہوتا ہے، وہ چیز اس کے حوالے کی جاتی ہے، اور قیمت کی رقم کو اصل اور منافع کے ساتھ تمام شریکوں کو واپس کر دیا جاتا ہے، تو اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نیلام سے طے شدہ رقم خریدنے والے شریک کے اپنے حصے کے علاوہ دیگر شرکاء کے حصص کا عوض ہے تو تو یہ جائز ہے، ورنہ مجموعہ تمام حصص کو خریدنا جس میں خریدار کا اپنا حصہ بھی شامل ہو جائز نہیں ہے۔ (۱)

مشترکہ چیز کی قیمت لگانے کا خرچہ

اگر متعدد شرکاء میں سے ایک شریک شرکت سے نکلنا چاہتا ہو، جس کی وجہ سے مشترک چیز کی قیمت لگانے کی ضرورت پیش آئے، اور اس میں خرچہ آئے تو وہ خرچہ تمام شرکاء پر برابر تقسیم ہوگا، کیونکہ اس میں سب کا فائدہ ہے، ہر ایک کو مشترک چیز کی قیمت معلوم ہوگی، اور جس طرح قاسم کی اجرت تمام شرکاء پر لازم ہوتی ہے، اسی طرح قیمت لگانے کا خرچ بھی تمام شرکاء پر برابر لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (فإن لم يفعل نصب قاسما يقسم بالأجر) معناه بأجر على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص، ويقدر أجر مثله كي لا يتحكم بالزيادة والأفضل أن يرزقه من بيت المال؛ لأنه أرفق بالناس وأبعد عن التهمة۔ (الهداية: (۳۰۹/۴) كتاب القسمة، ط: رشيديه۔)

فإن لم ينصب (ينصب قاسما يقسم) بين الناس (بأجر) على المتقاسمين؛ لأن النفع لهم على الخصوص ... (بقدره) أي أجر المثل (له) أي للقاسم (القاضي) لئلا يطمع في أموالهم ويتحكم بالزيادة، ثم أن الأجر هو أجر المثل، وليس له قدر معين وقيل: يقدر الأجر بربع العشر كالزكاة؛ لأنها عمل العامة، فاشبه الزكاة كما في شرح الوقاية لابن الشيخ (وهو) أي أجر المثل (على عدد الرؤوس) أي رؤوس المتقاسمين عند الإمام؛ لأن تمييز الأقل من الأكثر كتمييز الأكثر من الأقل في المشقة (وعندهما على قدر السهام)؛ لأنه مؤنة الملك، فيقدر بقدره وبه قال الشافعي وأحمد واصبغ المالكي۔ (مجمع الانهر: (۱۲۶/۴) كتاب القسمة، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۲۵۶/۶) كتاب القسمة، ط: سعيد۔

(۲) لأحد الشريكين إن شاء باع حصته إلى شريكه، وإن شاء باعها عن اجنبي بدون اذن شريكه، =

مشترکہ حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرنا

''اپنا حصہ فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۵/۱)

''بیع مشاع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۱/۳)

مشترکہ زمین میں سے اپنا حصہ فروخت کرنا

مشترکہ زمین میں سے اپنا معلوم حصہ فروخت کرنا، اور لوگوں کے لئے خریدنا جائز ہے، اگرچہ فروخت کرتے وقت زمین تقسیم نہ بھی کی گئی ہو۔

واضح رہے کہ مشترکہ زمین کو تقسیم کرنے سے پہلے کسی شریک کے حصہ کو فروخت کرنے کی صورت میں اس حصہ کی مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے، ورنہ جہالت کی وجہ سے بیع باطل ہوجائے گی، مثلاً آدھی زمین یا ایک تہائی، یا ایک چوتھائی، یا ایک کنال یا دس کنال یا چالیس گز یا اسّی گز وغیرہ اس طرح معلوم ہونا ضروری ہے۔ورنہ جہالت کی وجہ سے بیع باطل ہوجائے گی۔ (۱)

=أما في صور خلط الأموال واختلاطها التي بينت في الفصل الأول فلا يسوغ لأحد الشريكين أن يبيع حصته في الأموال المشتركة المخلوطة أو المختلطة بدون إذن شريكه۔ (مجلة الأحكام العدلية: (ص: ۲۱۰) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول: في بيان شركة الملك، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: نور محمد كتب خانه۔)

(وكل) من شركاء الملك (أجنبي)... (في مال صاحبه)... فصح له بيع حصته ولو من غير شريكه بلا إذن إلا في صورة الخلط۔ (الدر مع الرد: (۳۰۰/۴) كتاب الشركة، مطلب الحق ان الدين يملك، ط: سعيد)

شرح المجله لسليم رستم باز: (۳۷۷/۱)، المادة: ۱۰۸۸، انواع الشركات، الباب الاول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئته۔

(۱) بيع حصة شائعة معلومة كالنصف والثلث والعشر من عقار مملوك قبل الافراز صحيح؛ لأنّه لا يشترط في صحة البيع الافراز عند التسليم لاتفاقهم على صحة بيع مشاع لا يمكن افرازه... وقيد الحصة بكونها معلومة لأنها لو كانت غير معلومة يفسد البيع لجهالة المبيع... يصح بيع الحصة=

مشترکہ طور پر خریدی ہوئی چیز میں سے ایک حصہ نکالنا

اگر چند ساتھیوں نے آپس میں رقم جمع کر کے ایک چیز خریدی، چند ماہ استعمال کرنے کے بعد ان میں سے کوئی ایک شریک اپنا حصہ واپس لینا چاہے تو اس کو موجودہ وقت کی قیمت کے اعتبار سے رقم واپس ملے گی، قیمت خرید کے مطابق نہیں، کیونکہ کسی چیز کے استعمال کرنے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی قیمت میں بھی ضرور اتار چڑھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے، لہٰذا اگر قیمت کم ہوگئی تو کم قیمت کے حساب سے اور اگر قیمت بڑھ گئی تو زیادہ قیمت کے حساب کے حصہ واپس ملے گا۔ (۱)

= المعلومة الشايعة بدون إذن الشريك۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسي: (۱۰۷/۲، ۱۰۸) المادة: ۲۱۳، ۲۱۵، البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه ومالايجوز، ط: رشيديه۔)

أما بيعه فقسمان يحتمل القسمة أولا وكل قسم على وجهين إما أن باع من أجنبي أو من شريكه فالوجه الأول وهو البيع من أجنبي على صنفين، إما أن كان الكل له فباع نصفه أو كان بين اثنين فباع أحدهما نصيبه فالبيع جائز في المواضع كلها۔ (جامع الفصولين: (۲۰/۲) الفصل الحادي والثلاثون في مسائل الشيوع وأحكامه، ط: اسلامي كتب خانه۔)

تنقيح الحامدية: (۲۳۶/۱) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

مزید تخریج "بیع مشاع" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) ولو تراضيا ان تقوم الكتب ويأخذ كل بعضها بالقيمة لو كان بالتراضي جاز وإلالا۔ (الدر مع الرد: (۲۶۱/۶) كتاب القسمة، ط: سعيد۔)

والعبد الواحد والدابة الواحدة يباع ويقسم ثمنها، لأنها لاتحتمل القسمة۔ وكذلك كل مايكون في تبعيضه ضرر۔ (قاضي خان على هامش الهندية: (۱۵۰/۳) كتاب القسمة، ط: رشيديه)

شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۰۱/۱)، المادة: ۱۱۳۲، أنواع الشركات، الباب الثاني في القسمة، الفصل الرابع في قسمة التفريق، ط: فاروقيه كوئته۔)

وإذا كانت التصفية بانتهاء المدة فانه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح في السوق وتستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتي:

(أ) رفع تكاليف التصفية۔

(ب) أداء الالتزامات المالية من إجمالي موجودات الشركة =

مشترکہ کمپنی پرزکوٰۃ

مشترکہ کمپنی یا تجارت پرزکوٰۃ لازم نہیں، ہرصاحب نصاب شریک پراس کے حصہ کی مقدار کے مطابق زکوٰۃ لازم ہوگی۔ [۱]

مشتری

''مشتری'' خریدنے والا (PURCHASER,BUYER) [۲]

مشتری اور بائع کا ایک بار تولنے پر اکتفاء کرنا

''تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۱/۲)

مشتری کا قبضہ سے پہلے مبیع بیچنا

غیرمنقولی اشیاء مثلاً زمین، مکان، دکان، اور فلیٹ وغیرہ کے علاوہ منقولی اشیاء میں سے کوئی بھی چیز خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کے لئے کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ [۳]

= (ج) تقسیم باقی الموجودات بین الشرکاء بنسبة حصة کل منهم فی رأس المال۔ (المعاییر الشرعیة: (ص: ۲۱۲) المعیار الشرعی رقم (۱۲) الشرکة (المشارکة) والشرکات الحدیثة، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الإسلامیة۔)

(۱) (وسببه) أی سبب افتراضها (ملک نصاب حولی)... (تام)... (فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد... (و) فارغ (عن حاجته الأصلیة)... (نام ولو تقدیرا) (الدر مع الرد: (۲۵۹/۲، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۳) کتاب الزکاة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۰۲/۲، ۲۰۳) کتاب الزکاة، ط: سعید۔)

الهندیه: (۱۷۲/۱، ۱۷۳) کتاب الزکاة، الباب الاول، ط: رشیدیه)

(۲) الشراء: کالبیع من الأضداد أی بذل الثمن وأخذ المثمن أو بذل المثمن وأخذ الثمن، إلا أن الشراء یطلق غالباً علی إخراج الثمن عن الملک قصداً... (المجموعة للقواعد الفقهیة: (ص: ۲۰۵) التعریفات الفقهیة، الشین، ط: بشری)

(۳) عن ابن عباس

مشتری کو مبیع وصول کرنے پر مجبور کرنا

(۱۹۵) باقاعدہ بیع منعقد کر کے قیمت ادا کرنے کے بعد اگر مشتری (خریدار) مبیع کو وصول نہیں کرتا یا سودا ختم نہیں کرتا تو مشتری کو مبیع وصول کرنے پر یا دونوں کی رضامندی سے بیع فسخ کرنے پر مجبور کیا جائے گا، مثلاً بائع نے درخت فروخت کیا، اور مشتری نے پیسہ بھی ادا کر دیا، لیکن درخت کو کاٹ کر بھی نہیں لے جاتا اور سودا فسخ بھی نہیں کرتا تو مشتری کو درخت کاٹ کر لے جانے پر یا دونوں کی رضامندی سے فسخ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر مشتری ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کو بھی تسلیم نہ کرے تو بائع عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔(۱)

=قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وأحسب کل شیئ مثلہ...

عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ قال: من اشتری طعاما فلایبعہ حتی یستوفیہ ویقبضہ۔ (الصحیح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

▭ ومن اشتری شیئا مما ینقل ویحول لم یجز لہ بیعہ حتی یقبضہ؛ لأنہ علیہ الصلاۃ والسلام نہی عن بیع مالم یقبض ولأن فیہ غرر انفساخ العقد علی اعتبار الہلاک۔ (الہدایۃ: (۷۴/۳) کتاب البیوع، باب التولیۃ والمرابحۃ، فصل، ط: شرکۃ علمیہ ملتان)، و: (۳/۷۷) ط: رشیدیہ)

▭ البحر الرائق: (۱۱۶/۶) کتاب البیع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید۔

(۱) (ویؤمر البائع بقطعہا)... (وتسلیم المبیع)... عند وجوب تسلیمہما، فلو لم ینقد الثمن لم یؤمر بہ "خانیۃ" (قولہ: عند وجوب تسلیمہما) أی تسلیم الأرض والشجر وذلک عند نقد المشتری الثمن (قولہ: لم یؤمر بہ) ۔أی بالقطع لعدم وجوب التسلیم (شامی: (۵۵۴/۴) کتاب البیوع، فصل: فیما یدخل فی البیع تبعا وما لا یدخل، مطلب فی بیع الثمر والشجر مقصودا، ط: سعید)

▭ البحر الرائق: (۳۰۰/۵) کتاب البیوع، فصل: یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: سعید۔)

▭ ویقال للبائع اقطعہا وسلم المبیع، وکذا إذا کان فیہا زرع لأن ملک المشتری مشغول بملک البائع فکان علیہ تفریغہ وتسلیمہ کما إذا کان فیہ متاع۔ (الہدایۃ: (۳۱/۳) کتاب البیوع، فصل ومن باع دارا، ط: رشیدیہ)

مشتری کی ٹال مٹول میں بیع کو فسخ کرنا

"ٹال مٹول کرتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲/۴)

مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع کا ضمان کس پر ہے

بیع ہونے کے بعد جب تک مشتری (خریدار) مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ نہیں کرتا، تب تک مبیع مشتری کے ضمان (رِسک) میں داخل نہیں ہوتی، اگر اس دوران مبیع بائع کے پاس ہلاک ہوجائے تو مشتری پر اس کی قیمت ادا کرنا لازم نہیں ہے۔[1]

مشتری کے قبضے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی

اگر مبیع یعنی خریدی ہوئی چیز پر مشتری کا قبضہ ہونے سے پہلے وہ ہلاک ہوجائے تو بیع باطل ہوجائے گی اور اگر بائع نے بیعانہ کے طور پر مشتری سے رقم لی ہے تو اس کو واپس کرنا لازم ہوگا۔[2]

---

(۱) المبیع إذا هلک فی ید البائع قبل أن یقبضه المشتری یکون من مال البائع ولا شیئ علی المشتری، أی إذا هلک المبیع قبل القبض بفعل البائع أو آفة سماویة أو بفعل نفسه... بطل البیع ورجع المشتری بالثمن إن کان قد دفعه إلی البائع... (مجلة الأحکام لسلیم رستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الخامس فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

▭ شرح المجلة للاتاسی: (۲۲۳/۲)؛ المادة: ۲۹۳، ایضاً، ط، رشیدیه)

▭ (ولو هلک) المبیع (فی ید البائع) والحال ان الخیار له لا اشکال فی انه ینفسخ (ولا شیئ علی المشتری اعتبارا بالبیع المطلق) عن شرط الخیار، فإن فیه: إذا هلک المبیع فی ید البائع قبل التسلیم انفسخ البیع۔ (فتح القدیر: (۲۸۳/۶) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رشیدیه۔)

(۲) لو هلک المبیع بفعل البائع أو بفعل المبیع او بامر سماوی بطل البیع ویرجع بالثمن لو مقبوضا۔ (شامی: (۵۶۰/۴) کتاب البیوع، قبیل باب خیار الشرط، ط: سعید)

▭ فلو هلک فی ید البائع بفعله، أو بفعل المبیع بنفسه بأن کان حیوانا فقتل نفسه أو بامر سماوی بطل البیع، فإن کان قبض الثمن أعاده إلی المشتری۔ (فتح القدیر: (۲۷۳/۶) کتاب البیوع، قبیل باب خیار الشرط، ط: رشیدیه)=

مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا

قیمت مقرر کر کے چیز خریدنے کے بعد بائع کی رضامندی کے بغیر مشتری (۱۹۷) کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا یا اپنی من مانی سے پیسے کاٹ لینا جائز نہیں، ہاں اگر مشتری کو کسی مال کی قیمت زیادہ محسوس ہو تو وہ بائع کو راضی کر کے واپس کر سکتا ہے لیکن قیمت میں کمی نہیں کر سکتا۔ (۱)

مشتری نے بائع سے کہا مبیع میرے کام کی نہیں واپس لے لیں

زید نے بکر سے کچھ کپڑا ایک ہزار روپے کا خریدا، اور اس پر قبضہ کر لیا، پھر بعد میں بکر سے کہا کہ وہ کپڑا میرے کام کا نہیں ہے، لہٰذا آپ اسے لے لیں، اور قیمت

= خلاصۃ الفتاوی: (۹۰/۳) کتاب البیوع، الفصل الثانی عشر: فی قبض المبیع، ط: رشیدیہ۔

المبیع إذا هلک فی ید البائع قبل أن یقبضه المشتری یکون من مال البائع ولا شیئ علی المشتری، أی إذا هلک المبیع قبل القبض بفعل البائع أو آفة سماویة أو بفعل نفسه... بطل البیع ورجع المشتری بالثمن إن کان قد دفعه إلی البائع... (مجلة الأحکام لسلیم رستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الخامس فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۲۲۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أیضاً، ط، رشیدیہ)

(ولو هلک) المبیع (فی ید البائع) والحال ان الخیار له لا اشکال فی أنه ینفسخ (ولا شیئ علی المشتری اعتبارا بالبیع المطلق) عن شرط الخیار، فإن فیه: إذا هلک المبیع فی ید البائع قبل التسلیم انفسخ البیع۔ (فتح القدیر: (۲۸۳/۶) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رشیدیہ۔)

(۱) لایجوز لأحد أن یتصرف في ملك غیره بلا اذنه أو وکالة منه او ولایة علیه، وان فعل کان ضامنا. (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۵۱/۱) رقم: ۹۶، المقدمة الثانیة: في بیان القواعد الکلیة الفقهیة، ط: دار الکتب العلمیة)

(لا یحل مال امرئ أي مسلم أو ذمي (الا بطیب نفس) أي بأمر أو رضا۔ (مرقاة المفاتیح: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني، ط: رشیدیه)

الدر المختار مع الرد: (۲۰/۶) کتاب الغصب، مطلب فیما یجوز من التصرف بمال الغیر بدون إذن صریح، ط: سعید۔

مجھے واپس کردیں، بکر نے انکار کیا، زید نے کہا: چلو میں نے دوسو روپے چھوڑ دیے، باقی آٹھ سو روپے مجھے دیدیں، بکر نے زید کو آٹھ سو روپے دے دیے، تو یہ نیا سودا نہیں ہوا، بلکہ اقالہ ہوا، اور بکر پر لازم ہے کہ وہ زید کو پوری قیمت واپس کرے۔ (۱)

مشتری نے بائع کو دھوکہ دیا

"بائع نے مشتری کو دھوکہ دیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۶/۲)

مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی

اگر سودا ہونے کے بعد مشتری (خریدار) نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی، تو بائع (سیلر) کے لئے مشتری کی رضامندی کے بغیر مبیع (بیچی گئی چیز) واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اگر مشتری واپس کرنے پر راضی ہوگا تو واپس لینا جائز ہوگا، لیکن مشتری سے زائد رقم وصول کرنا، یا مبیع کو استعمال کرنے کا کرایہ وصول کرنا جائز نہیں ہوگا، البتہ اگر مشتری کے پاس مبیع میں ایسا نقصان ہوگیا جس سے اس کی قیمت میں کمی آئی ہے تو اس نقصان کی مقدار رقم اس سے لینا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وأما معناها فهي... رفع عقد البيع... وأما شرائط صحتها فمنها رضا المتعاقدين... (ويتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلاتعيب وجنس آخر لغو، ولزمه الثمن الأول) وهذا عند أبي حنيفة ﷺ لأن الفسخ يرد على عين مايرد عليه العقد فاشتراط خلافه باطل... قيد بقوله بلاتعيب إذ لو تعيب بعده جاز اشتراط الأقل ويجعل الحط بازاء مافات بالعيب ولابد أن يكون النقصان بقدر حصة الفائت، ولا يجوز أن ينقص من الثمن أكثر منه۔(البحر الرائق:(۱۰۳/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط:سعيد)

الدر مع الرد:(۱۲۵/۵، ۱۲۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط:سعيد۔

شرح المجلة للاتاسی:(۲/ ۷۲) البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس، في إقالة البيع، ط: رشيديه)

(۲) لأن أحد المتعاقدين لاينفرد بالفسخ كما لاينفرد بالعقد۔(الهداية:(۳/ ۱۵۳) كتاب القضاء، مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانيه)=

مشرک کی عبادت گاہ کے لئے سامان فروخت کرنا

١٩٩ اگر کوئی مشرک اپنی عبادت گاہ کی تعمیر کے واسطے خریدنا چاہے تو اس کے ہاتھ سامان فروخت کرنا صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں گناہ اور نافرمانی کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔(١)

مشرک کو ملازم رکھنا

"غیر مسلم کو ملازم رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٣/٥)

مشکلات آئیں

اگر خریداری کے دوران مشکلات پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا

= وأما شرائط صحة الإقالة، فمنها رضا المتعاقدين۔ (بدائع الصنائع: (٣٠٨/٥) كتاب البيوع، فصل وأما بيان ما يرفع حكم البيع، ط: سعيد۔)

(وتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلا تعيب وجنس آخر لغو ولزمه الثمن الأول)... قيد بقوله: "بلا تعيب" إذ لو تعيب بعده جاز اشتراط الأقل ويجعل الحط بإزاء ما فات بالعيب ولا بد أن يكون النقصان بقدر حصة الفائت۔ (البحر الرائق: (١٧٣/٦) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيديه)

(١) [ولا تعاونوا على الإثم والعدوان] (المائدة: ٢)

قلت: وقدمنا ثمة معزيا للنهر ان ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما وإلا فتنزيها فليحفظ توفيقا، وجاز تعمير كنيسة... وقالا: لا ينبغي ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية وبه قالت الثلاثة، زيلعي۔ وفي الشامية: (قوله وجاز تعمير كنيسة)، قال في الخانية: ولو آجر نفسه ليعمل في الكنيسة ويعمرها لا بأس به؛ لأنه لا معصية في عين العمل۔ (الدر مع الرد: (٣٩١/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(ولا تكره إجارة بيت بالسواد ليتخذه بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباع فيه الخمر) عند الإمام... (وعندهما يكره) أن يؤجر بيتا لشيء من ذلك لأنه إعانة على المعصية وبه قالت الأئمة الثلاثة۔ (مجمع الأنهر: (١٨٧/٤) كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔)

ولو استأجر الذمي مسلما ليبني له بيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر۔ كذا في المحيط۔ (الهندية: (٤٥٠/٤)، كتاب الإجارة، الباب السادس عشر في مسائل الشيوع في الإجارة... ط: رشيديه)

البحر الرائق: (٢٠٢/٨، ٢٠٣) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد)

چاہیے، اور اس سے مدد حاصل کرنے والے اعمال کو اختیار کرنا چاہیے، تاکہ مشکلات آسان ہو جائیں۔ (۱)

مشورہ صحیح دینا چاہئے

اگر کوئی آدمی کسی سے کاروباری کام وغیرہ میں مشورہ پوچھے تو اپنی غرض کو بالائے طاق رکھ کر اس کو صحیح مشورہ دینا چاہئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے، اس لئے اسے خلوص اور دیانتداری کے ساتھ مشورہ دینا چاہئے، ہمارے معاشرے میں یہ مرض بہت عام ہو گیا ہے کہ اکثر مشورہ دینے والا مشورہ دیتے وقت اپنی غرض اور مفاد کو مقدم رکھتا ہے، مثلاً کسی کو گھر یا عمارت کا کچھ کام کرانا ہو، اور وہ راج مستری سے مشورہ کرے تو وہ ایسا مشورہ دے گا جس میں اس کا اپنا مفاد اور غرض چھپا ہوا ہوگا، اور وہ اس طرح مشورہ دے گا کہ زیادہ کام کو تھوڑا، اور زیادہ لاگت کو کم کر کے بتائے گا، مقصد یہ ہوگا کہ ایک دفعہ کام شروع ہو جائے تو مالک پھنس کر آئندہ سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہو جائے گا، کام کو درمیان میں چھوڑنا ممکن نہیں ہوگا، لہٰذا وہ ایسی باتوں سے مالک کو کام میں پھانس کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے، اور اپنا مطلب نکالتا ہے، مالک کے دل پر کیا گزرتی ہے، اور اس کی جیب کا کیا حال ہوتا ہے وہ مالک کو اور اللہ کو معلوم ہے، مشورہ دینے والے کو اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی، آج بھی عام طور پر ہمارے معاشرہ کا یہی حال ہے، اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے، اور آخرت کی عدالت سے

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: من لزم الاستغفار جعل اللہ له من كل ضيق مخرجاً، ومن كل هم فرجاً، ورزقه من حيث لا يحتسب۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۰۳) كتاب الدعوات، باب الاستغفار، الفصل الثاني، ط: قديمي۔)

وعن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأ له في أثره فليصل رحمه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۱۹) كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الأول، ط: قديمي)

...رنے کی توفیق عطا فرمائے۔(۱)

مشین پر بنے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین

”کپڑا مشین پر بنایا ہوا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵/۲۸۴)

مصارف رجسٹری

”رجسٹری کے مصارف“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴/۳۳)

مصالحت کی کوشش کرنا

اگر فریقین میں صلح کرانا ممکن ہے تو صلح کرانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ فیصلہ کرانے کی بنسبت اس میں بہتری ہے اور اس سے جھگڑا ختم ہوجاتا ہے۔ فیصلہ ایک فریق کے حق میں ہوتا ہے اور دوسرے فریق کے حق میں نہیں ہوتا بلکہ مخالفت میں ہوتا ہے اس سے آپس کا جھگڑا ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں بعض دفعہ بغض وعداوت پیدا ہوتی ہے۔(۲) اور صلح فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے اس لئے جھگڑا ختم ہوجاتا اور صلح ہمیشہ دعوے سے کم پر ہوتی ہے۔(۳)

---

(۱) وعن علي، يعني ابن أبي طالب. قال: سمعت رسول الله صلي الله عليه وسلم يقول: المستشار مؤتمن فإذا استشير فليشر بما هو صانع لنفسه. (مجمع الزوائد: (۸/۹۶) رقم الحديث: ۱۳۶۵۹، كتاب الأدب، باب ماجاء في المشاورة، ط: مكتبة القدس)

المعجم الأوسط للطبراني: (۲/۳۴۹) رقم الحديث: ۲۱۹۵، باب الألف، من اسمه: أحمد، ط: دار الحرمين.

قوله: بما هو صانع لنفسه) لأن الدين النصيحة كما تقرر وأقصي موجبات التحابب أن يري الإنسان لأخيه مايراه لنفسه "إنما المؤمنون إخوة". (فيض القدير للمناذي: (۶/۲۶۸) رقم الحديث: ۹۲۰۲، حرف العين، ط: مكتبة التجارية الكبرىٰ)

(۲) قوله تعالي: [فلاجناح عليهما أن يصلحا بينهما صلحا، والصلح خير] [النساء: ۱۲۸]

(۳) الصلح: هو عقد يرفع النزاع بالتراضي۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲/۶۳۵) رقم المادة: ۱۵۳۱، الكتاب الثاني عشر: الصلح والابراء، المقدمة في بيان بعض الإصطلاحات الفقهية، مكتبة فاروقيه)

بخلاف الصلح لأن مبناه على الإغماض والحطيطة۔ (الهداية: (۳/ ۳۵۹) كتاب الصلح، =

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حیات میں مسجد نبوی میں انہوں نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا، دونوں کی آواز کچھ بلند ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں آواز سنی تو حجرۂ مبارک سے پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے (چونکہ پہلے دونوں کی بات سن چکے تھے) اس لئے حضرت کعب بن مالک سے فرمایا کہ صلح کرلو، یعنی اپنا آدھا قرض معاف کردو حضرت کعب بن مالک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول کرلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے سے فرمایا کہ تم اب قرض ادا کردو۔ (۱) یہ ایک قسم کی سفارش ہے، اس پر سفارش کرنے والے کو بڑا اجر وثواب ملتا ہے۔ (۲)

=باب الصلح فی الدین، ط: رحمانیہ۔

أما الصلح فهو مؤسس على الإغماض والحطيطة أى على التنزيل۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/ ۲۸) شرح المادة: ۱۱۰۳، الكتاب العاشر فى أنواع الشركات، الفصل الثالث فى الديون المشتركة، ط: دار الجيل۔)

تكمله رد المحتار: (۸/ ۲۵۸) كتاب الصلح، فصل فى دعوى الدين، ط: سعيد۔)

(۱) عن كعب بن مالك انه تقاضى من عبد الله بن أبى حدرد الاسلمى، دينا له عليه فى عهد رسول الله ﷺ فى المسجد، فارتفعت حتى سمعها رسول الله ﷺ وهو فى بيته، فخرج إليه حتى كشف سجف أى ستر حجرته فنادا يا كعب فقال لبيك يا رسول الله! قال: ضع من دينك هذا فأوما إليه أى الشطر، قال لقد فعلت يا رسول الله! قال ﷺ (لاخر) قم فاقضه۔ صحيح البخارى: (۱/ ۶۵) كتاب الصلوة، باب التقاضى والملازمة فى المسجد، ط: قديمى۔

الصحيح لمسلم: (۲/ ۱۷) كتاب المساقاة والمزارعة، باب استحباب الوضع من الدين، ط: قديمى)

سنن أبى داؤد: (۲/ ۱۵۰) كتاب القضاء، باب فى الصلح، ط: رحمانيه۔)

(۲) من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها، ومن يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها۔ (سورة النساء: ۸۵)

قال النبى ﷺ: اشفعوا تؤجروا۔ قال العلامة المناوى: (تؤجروا) أى يثيبكم الله على الشفاعة وإن لم تقبل والكلام فيما لا حذ فيه من حدود الله... قال القرطبى:... وفيه الحث على الخير بالفعل وبالتسبب۔ (فيض القدير للمناوى: (۲/ ۱۳۵) رقم الحديث: ۱۰۶۹، حرف الألف، ط: دار الحديث القاهرة)

والشافع يؤجر فيما يجوز وإن لم يشفع۔ (تفسير القرطبى: (۵/ ۲۸۲) سورة النساء، الآية: ۸۵، ط: رشيديه)

مصنوعات

کارخانے کی مصنوعات بننے کے بعد فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے، اور مصنوعات بننے سے پہلے فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔[۱]

مصنوعات کا انتخاب

مسلمان تاجر اور صنعت کاروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی چیزیں بنائیں، اور ان کی خرید و فروخت کریں، جو انسان کی نفع رسانی کا ذریعہ اور سبب بنیں، اور ان چیزوں کے استعمال سے انسانوں کو کوئی دنیاوی یا اخروی نقصان لاحق نہ ہو۔[۲]

---

(۱) ومنها وهو شرط انعقاد البيع أن يكون مملوكاً للبائع عند البيع فإن لم يكن لا ينعقد... وهذا بيع ماليس عنده، ونهى رسول الله ﷺ عن بيع ماليس عند الإنسان۔ (بدائع الصنائع: (۱۳۶/۵، ۱۴۷) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد۔)

منها أن يكون موجوداً فلا ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم۔ بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم۔ (شامی: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

يلزم أن يكون المبيع موجوداً) فبيع المعدوم باطل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) رقم المادة: ۱۹۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، مكتبة فاروقية)

(۲) جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: إني سائلك عما في الدنيا والآخرة، فقال: سل عما بدالك قال: يانبي الله! أحب أن أكون أعلم الناس، قال: اتق الله تكن أعلم الناس... فقال: أحب أن أكون خير الناس، قال: خير الناس من ينفع الناس، فكن نافعاً لهم... الحديث۔ (كنز العمال: (۱۲۸/۱۶) رقم الحديث: ۴۴۱۵۴، كتاب المواعظ والرقاق والخطب والحكم من قسم الأفعال، فصل في جامع المواعظ والخطب، ط: مؤسسة الرسالة۔)

جامع الأحاديث: (۳۰۵/۷) رقم الحديث: ۱۵۹۲۲، حرف الخاء، مسند خالد بن الوليد، ط: دار الفكر)=

مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے

(۲۰۳) ہر قسم کے مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے کرنا جائز نہیں ہے، البتہ بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، جب مصنوعات تیار ہوجائیں تو پھر وعدہ کے مطابق بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

مصنوعات کی پیکنگ

"پیکنگ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۱/۲)

مصنوعات کی تیاری میں ان باتوں کا خیال رکھیں

"خرید وفروخت کی اشیاء" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵۶/۳)

مصنوعات کے بارے میں مسلمان فکر کریں

"مسلمانوں کی ذمہ داری" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۲/۶)

مصنوعات کے ڈبے میں نقدی رکھنا

"رنگ کے ڈبے میں نقدی رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵۸/۴)

= خير الناس من ينفع الناس۔ لم أر من ذكر أنه حديث أولا فليراجع، لكن معناه صحيح، وفي أحاديث مايشهد لذلک كحديث: الخلق عيال الله وأحبهم إلى الله أنفعهم لعياله فالفهم، ويشهد له مارواه القضاعي عن جابر كما في الجامع الصغير بلفظ: خير الناس أنفعهم للناس، انتهى۔ (كشف الخفاء ومزيل الإلباس: (۴۵۰/۱) رقم الحديث: ۱۲۵۳، حرف الخاء، ط: المكتبة العصريه۔)

(۱) يلزم أن يكون المبيع موجوداً، فبيع المعدوم باطل. (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۷، الكتاب الأول: في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، ط: فاروقيه)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه... فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم. (شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيع، ط: سعيد.

مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا

(۲۰۵) چیز کی ذات اور اسکی صفات کے متعلق تو کوئی عیب نہیں چھپایا لیکن وہ چیز خریدار کو وہ فائدہ نہیں دے گی یا اس چیز میں وہ فائدہ نہیں ہے جس فائدے کے لئے وہ اسے خرید رہا ہے مثلاً یہ معلوم ہے کہ دوائی اس بیماری کے لئے نہیں ہے لیکن دوسری دوائیوں کے ساتھ خریدار کو وہ دوائی بھی فروخت کر دیتا ہے تاکہ فروخت کی مقدار میں اضافہ ہو جائے یا میعاد ختم ہونے سے پہلے دوائی کو نکال دے یا کسی اور غرض سے بیچ دی تو یہ بھی دھوکہ میں شمار ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام فأدخل یده فیها فنالت أصابعه بللاً، فقال: یا صاحب الطعام ماهذا؟ قال: أصابته السماء یارسول الله! قال أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس، ثم قال: من غش فلیس منا۔ قال الترمذی رحمه الله: حدیث أبی هریرة رضی الله عنه حدیث حسن صحیح والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش، ط: سعید۔)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی)

لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فی جملة مایسقط به الخیار، ط: سعید)

تنبیه: کتمان عیب السلعة حرام۔ (البحر الرائق: (۳۵/۶) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید)

رجل اراد أن یبیع السلعة المعیبة وهو یعلم یجب أن یبینها۔ (الفتاوی الهندیة: (۲۱۰/۳) کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروهة، ط: رشیدیه)

والثانی: أن لایکتم من عیوبها وخفایا صفاتها شیئاً أصلاً بل یجب علیه أن یظهر جمیع عیوبها خفیها وجلیها، لأنه إن أخفی شیئاً یکون ظالماً غاشاً تارکاً للنصح، والغش حرام والنصح واجب... والحاصل: أن الغش حرام فی البیوع والصنائع جمیعاً، فلاینبغی للصانع أن یتهاون بعمله علی وجه لو عامله به غیره لایرتضیه، بل ینبغی له أن یحسن الصنعة ویحکمها وإن وقع فیها عیب یبین عیبها۔ وبه یتخلص من الغش الحرام ومن کونه ظالماً للأنام۔ (مجالس الابرار: (ص ۵۴۶) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأصح منها، ط: سهیل اکیڈمی)

مصنوع چیز میں درکار خام مال کی فراہمی

مارکیٹنگ میں جب صانع کسی شخص سے کوئی چیز بنا کر دینے کا عقد کر لے، تو اس مصنوعہ چیز میں استعمال ہونے والے ہر قسم کے خام مال کی فراہمی صانع کے ذمہ ہوگی، آرڈر دینے والے سے خام مال کے متعلق کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اگر خام مال بھی آرڈر دینے والا فراہم کرے گا، تو یہ اجارہ کا عقد ہوگا عقد استصناع نہیں ہوگا۔ (۱)

مصنوع کا ضمان قبضے کے بعد

"قبضے کے بعد مصنوع کا ضمان" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۶/۵)

مصنوع کو قبول کرنا

اگر صانع (بنانے والے) کی بنائی ہوئی چیز مستصنع (بنوانے والے) کے بیان کردہ اوصاف وشرائط کے مطابق ہو تو اس صورت میں مستصنع کا فرض بنتا ہے کہ

---

(۱) تکون المواد المستخدمة في الشيء المصنوع من الصانع، فإذا كانت المواد من المستصنع لا من الصانع فإن العقد يكون إجارة لا استصناعاً۔ (ادوات الاستثمار الاسلامي عز الدين محمد خواجه: (ص: ۵٦) الباب الاول: اساليب الانجار، بيع الاستصناع، ط: مصرف الزيتونة، تونس 2014)

وبشرط أن يكون العمل والعين كلاهما من الصانع وعليه فلو كانت العين من المستصنع كان العقد إجارة الآدمي۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۴۲۳/۱) الفصل الرابع في بيان الإستصناع، ط: دار الجيل)

(والاستصناع) طلب الصنعة والعين جميعاً حتى لو كان العين من المستصنع كان إجارة لا استصناعاً كما في إجارة المحيط۔ (الدر المنتقى مع المجمع: (۱۴۹/۳) كتاب البيوع، باب السلم، ط: دار الكتب العلمية۔)

الفتاوى الهندية: (۵۱۷/۳) كتاب البيوع، الباب الحادي والثلاثون في الاستصناع والاستجار على العمل، ط: رشيديه)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۷۵) الكتاب الأول في البيوع، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: مكتبة فاروقيه)

وہ اس چیز کو قبول کرے، اور اگر وہ اس کو قبول نہ کرے، تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ یہ چیز لے کر صانع کو اس کی قیمت ادا کرے تا کہ صانع کو کوئی نقصان نہ ہو۔ یعنی اگر تیار شدہ مال فریقین کے درمیان طے ہونے والی صفات کے مطابق ہو، اور اس میں کوئی ایسا عیب نہ ہو، جو عرف عام میں عیب ہو، تو مشتری (خریدار) مال خریدنے کا پابند ہوگا، ہاں اگر بائع (سیلر) مال تیار کرنے یا اسے مشتری کے حوالہ کرنے میں طے شدہ مدت سے تاخیر کرے تو مشتری کو لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ (1)

مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے

آرڈر پر پروڈکٹ تیار کرانے کے بعد جب تک قبضہ نہ کر لے تب تک اس

---

(۱) وإذا انعقد الاستصناع، فليس لأحد العاقدين الرجوع وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبنية كان المستصنع مخيرا)... وقال العلامة علي حيدر: وكذلك ليس للمستصنع أن يرجع عنه: لأنه لو جعل له الخيار للحق البائع إضرار؛ لأنه قد لا يرغب في المصنوع أحد غير المستصنع... وإذا كان المصنوع غير موافق للأوصاف المطلوبة فإن كان النقص الموجود فيه من قبيل العيب فللمستصنع خيار العيب وإن كان من قبيل الوصف فله خيار الوصف إن شاء قبله وإن شاء رده. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۴۲۴، ۴۲۵) المادة: ۳۹۲، الكتاب الأول في البيوع، الفصل الرابع في الاستصناع، ط: دار الجيل)

(انعقد)... فالعقد يقع ابتداءً على وجه الخيار، ثم يحصل اثره وهو الانعقاد لزوماً عند عمل المصنوع واحضاره إلى المستصنع إذا وافق شروطه، يشير إلى هذه الفقرة الاخيرة من هذه المادة حيث جعلت الخيار عند عدم موافقة الشروط ويقابله اللزوم عند موافقتها... وهذا أي اللزوم عند الموافقة قول الامام أبي يوسف رحمه الله لكونه أرفق، وعليه مشت المجلة. (شرح المجلة لخالد الأتاسي: (۲/ ۴۰۶) شرح المادة: ۳۹۲، ط: رشيديه)

وقال ابو يوسف رحمه الله: العقد لازم إذا رأى المستصنع الشيء المصنوع ولا خيار له، إذا جاء موافقا للمقدار الطلب والشروط، لأنه مبيع بمنزلة السلم فيه فليس له خيار الرؤية لدفع الضرر عن الصانع في إفساد المواد المصنوعة التي صنعها وفقاً لطلب المستصنع، وربما لا يرغب غيره في شرائه على تلك الصفة... وفي تقديرنا أن هذا الرأي الذي أخذت به المجلة سديد منعاً من وقوع المنازعات بين المتعاقدين ودفعاً للضرر عن الصانع إذ أن اغراض الناس تختلف باختلاف الشيء المصنوع حجماً ونوعاً وكيفية. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۴/ ۶۳۴) الفصل الأول عقد البيع، المطلب الخامس، عقد الاستصناع، حكمه، ط: دار الفكر)

کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

۲۰۸ مصنوع کی تیاری مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو

آرڈر پر مال تیار کرنے والے کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ آرڈر کا مال تیار کرنے میں ان تمام اوصاف کا خاص طور پر التزام کرے، جو آرڈر دینے والے کو مطلوب ہیں، اگر آرڈر پر مال تیار کرنے والا غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آرڈر دینے والے کے معیار کے مطابق چیز بنانے میں ناکام ہوجائے، تو اس صورت میں آرڈر دینے والا چیز قبول کرنے کا پابند نہیں ہوگا، چاہے آرڈر پر مال بنانے والا کوئی شخص ہو یا کوئی کارخانہ اور فیکٹری ہو۔ (۲)

مصنوعی ریشم

مصنوعی ریشم اصل ریشم کے حکم میں نہیں ہے، اس لئے اس کی تجارت اور استعمال جائز ہے اگرچہ عرف میں اس کو بھی ریشم کہتے ہیں، (۳) ہاں اگر کسی کپڑے کا

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ أن رسول ﷺ قال: من ابتاع طعاما فلايبعه حتى يستوفيه... قال ابن عباس رضی اللہ عنہ واحسب كل شئ مثل الطعام۔ (سنن أبی داؤد: (۱۳۸/۲) کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل أن يستوفی، ط: رحمانیه)

الصحیح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی۔

فیحرم بیع کل شئ قبل قبضه، طعاما کان أو غیره۔ (تکمله فتح الملهم: (۳۵۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، مکتبة دار العلوم کراچی)

لا یصح بیع المنقول قبل قبضه، لنهیه علیه السلام عن بیع مالم یقبض۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔)

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۳) لبس الحریر الخالص حرام علی الرجل۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۲۸۱) کتاب الحظر والإباحة ط: قدیمی)

فأما الحریر الخالص، فلایباح للرجال إلا عند الإضطرار۔ (تکمله فتح الملهم: (۱۱۱/۴) کتاب اللباس والزینة، باب اباحة لبس الحریر، ط: دار العلوم کراچی۔)=

اصلی ریشمی ہونا ثابت ہوجائے تو اس کی تجارت جائز ہوگی البتہ مردوں کے لئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

احسن الفتاوی: (۸/۶۶) کتاب الحظر والإباحة، عنوان: مصنوعی ریشم کا حکم، ط: سعید۔

فإن الإسلام... لم یقصره علی نوع دون نوع، ولم یقرر نوعاً خاصاً أو هیئة خاصة من اللباس، ولا أسلوباً خاصاً للمعیشة، وإنما وضع مجموعة من المبادی۔ (تکملة فتح الملهم: (۴/۸۷) کتاب اللباس والزینة، ط: مکتبه دار العلوم کراچی۔)

لا بأس بلبس الثیاب الجمیلة إذا کان لا یتکبر علیه فیه۔ (البحر الرائق: (۸/۳۴۹) کتاب الکراهیة، فصل فی اللباس، ط: رشیدیه)

مجمع الأنهر: (۴/۱۹۱) کتاب الکراهیة فصل فی اللبس، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) وقد ثبت أنه ﷺ قام علی المنبر وفی إحدی یدیه ذهب وفی الأخری حریر فقال: هذان حرام علی ذکور أمتی حلال لأناثها۔ (معالم السنن: (۴/۲۱۶) کتاب اللباس، ومن باب فی الذهب للنساء، ط: المطبعة العلمیة حلب)

سنن أبی داؤد: (۲/۲۰۶) کتاب اللباس، باب فی الحریر للنساء، ط: رحمانیه۔)

عن أبی موسی الأشعری رضی الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: حرم لباس الحریر والذهب علی ذکور أمتی وأحل لاناثهم۔ (جامع الترمذی: (۱/۳۰۲) کتاب اللباس، باب ماجاء فی الحریر والذهب للرجال، ط: قدیمی)

عن الزهری: قال: أخبرنی سالم بن عبدالله، أن عبدالله بن عمر رضی الله عنهما قال: أخذ عمر جبة من استبرق تباع فی السوق، فأخذها، فأتی بها رسول الله ﷺ، فقال: یارسول الله ﷺ ابتع هذه تجمل بها للعید والوفود، فقال له رسول الله ﷺ: إنما هذه لباس من لا خلاق له" فلبث عمر ماشاء أن یلبث، ثم أرسل إلیه رسول الله ﷺ بجبة دیباج فاقبل بها عمر، فأتی بها رسول الله ﷺ، فقال: یارسول الله ﷺ! إنک قلت: "إنما هذه لباس من لا خلاق له" وأرسلت إلی هذه الجبة فقال له رسول الله ﷺ: "تبیعها أو تصیب بها حاجتک"۔ (صحیح البخاری: (۱/۱۳۰) کتاب العیدین، باب ماجاء فی العیدین والتجمل فیهما، ط: قدیمی)

وفیه: جواز بیع الحریر للرجال والنساء وهبته، (عمدة القاری: (۶/۳۸۷) کتاب العیدین، باب العیدین والتجمل فیه، ط: دار الکتب العلمیة۔)

ویستفاد من حدیث الباب فوائد، الأولی: جواز بیع الحریر وإن کان حراماً علی الرجال۔ الثانیة: حرمة الحریر علی الرجال۔ (شرح سنن أبی داؤد للعینی: (۴/۴۰۸) کتاب الصلوة، باب اللبس یوم الجمعة، ط: مکتبة الرشید۔)

مصنوعی ریشم کی خرید وفروخت کرنا

"ریشم مصنوعی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۰/۴)

مصنوعی زعفران

"زعفران مصنوعی ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۱/۴)

مصنوعی قلت پیدا کرنا

ملک میں مصنوعی قلت پیدا کرنے کی ایک جدید صورت یہ ہے کہ بڑے بڑے مالدار تاجر لوگ اندازہ لگاتے ہیں کہ کون سی اشیاء مستقبل میں مہنگی ہونے والی ہیں، پھر ان اشیاء کی مل، فیکٹری یا کارخانہ والوں سے رابطہ کرتے ہیں، اور انہیں کچھ ایڈوانس دے کر بہت بڑا آرڈر دیتے ہیں جسے پورا کرنے میں مل، فیکٹری یا کارخانہ والوں کو دو تین مہینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس دوران وہ چیزیں مارکیٹ میں آنا بند ہوجاتی ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک طرف لوگ پریشان ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان اشیاء کی قیمت بڑھنا شروع ہوجاتی ہے، اور جس کے پاس وہ چیز ہوتی ہے وہ اپنی مرضی کی قیمت پر اسے بیچتا ہے، منہ مانگی قیمت وصول کرتا ہے، اور لوگ بھی ضرورت کی وجہ سے خریدنے پر مجبور ہوتے ہیں، مل فیکٹری اور کارخانہ والے جب ریٹ بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس خریدار تاجر کو کچھ دے دلا کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن وہ تاجر زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کا خواہشمند ہوتا ہے، اس طرح اس چیز کی قیمت مزید بڑھ جاتی ہے، بعض اوقات فیکٹری اور کارخانہ والے تاجر کو اس کا ایڈوانس اور ساتھ میں کچھ نفع دے کر راضی کر لیتے ہیں، اور بعض اوقات خریدار تاجر اپنا آرڈر پورا کرنے پر اصرار کرتا ہے، اور وہ چیز وصول کر کے مارکیٹ میں مہنگے داموں میں فروخت کرتا ہے۔ اس طرح مصنوعی قلت پیدا کر کے ریٹ بہت زیادہ

بڑھادیا جاتا ہے، کاروبار کی یہ صورت درست نہیں بلکہ حرام ہے۔ (۱)

مضارب پر نقصان کی شرط عائد کی گئی

اگر عقد مضاربت کے معاہدے میں نقصان کی شرط مضارب پر عائد کی گئی، اور مضارب کی کوتاہی کے بغیر تجارت میں نقصان ہو گیا، تو مضارب نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوگا، اور اس شرط کی وجہ سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی بلکہ شرط خود باطل ہو جائے گی، اگر تجارت میں نفع ہوا ہے تو نقصان کو اس سے پورا کیا جائے گا، اور اگر نفع نہیں ہوا تو سرمایہ دینے والا نقصان برداشت کرے گا۔ (۲)

---

(۱) عن عمر بن الخطاب، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الجالب مرزوق والمحتكر ملعون.
(سنن ابن ماجة: (ص:١٥٦) أبواب التجارات، باب الحكرة والجب، ط: قديمي.

مالك عن عمرو بن يحيى المازني عن ابيه أن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطا الإمام مالك: (ص:٦٤٣) كتاب الأقضية، القضاء في المرفق، ط: قديمي.

وعن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به (مشكاة المصابيح: (ص:٤٢٨) كتاب الآداب، باب ما ينهي عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، ط: قديمي)

وكره احتكار قوت البشر كتين وعنب ولوز، والبهائم كتبن وقت في بلد يضر بأهله لحديث: الجالب مرزوق، والمحتكر ملعون. (الدر المختار مع الرد: (٣٩٨/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٣٧٠/٨) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه.

(۲) وغير ذلك من الشروط الفاسدة لا يفسدها ويبطل الشرط كشرط الوضيعة على المضارب۔
(الهداية: (٢٥٦/٣)، كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔)

وفي الجلالية: كل شرط يوجب جهالة في الربح أو يقطع الشركة فيه يفسدها وإلا بطل الشرط وصح العقد اعتباراً بالوكالة۔ وفي الشامية: قوله: بطل الشرط كشرط الخسران على المضارب، (الدر مع الرد: (٦٤٨/٥)، كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

وشرط الوضيعة شرط زائد لا يوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة فيه فلا يكون مفسداً وتكون الوضيعة وهو الخسران على رب المال، لأن ما فات جزء من المال بالهلاك يلزم صاحب المال دون غيره والمضارب أمين فيه فلا يلزمه بالشرط فصار الأصل فيه أن كل شرط يوجب جهالة في الربح، أو قطع الشركة فيه مفسد وما لا فلا۔ (تبيين الحقائق: (٥٦/٥) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان)=

مضاربت پر نقصان کے تاوان کا حکم

مضاربت میں مضارب سرمایہ لگانے والے کا نمائندہ ہے، مال کی حفاظت کے اعتبار سے امین ہوتا ہے، اور لین دین تصرف کے اعتبار سے وکیل اور نمائندہ ہوتا ہے، اور امین کی حیثیت سے سرمایہ کی حفاظت کرنا اس پر لازم اور ضروری ہوتا ہے اگر اتفاق سے مضارب کی کوتاہی اور زیادتی کے بغیر اس سرمایہ میں نقصان آجائے یا ضائع ہوجائے تو مضارب اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا لیکن اگر یہ ثبوت مل جائے کہ اس نے قصداً مال ضائع کیا ہے، یا سرمایہ دینے والے کے شرائط کی مخالفت کی ہے تو پھر مضارب نقصان کا ذمہ دار ہوگا ایسی صورت میں نقصان کی تلافی اوّلاً حاصل شدہ نفع سے کی جائے گی، اور اگر نفع نہیں ہوا، یا نفع ہوا لیکن نقصان نفع سے زیادہ ہے، اور مضارب نے تجارت میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے تو مضارب ذمہ دار نہیں ہوگا بلکہ سرمایہ دار نقصان برداشت کرے گا، اور گر مضارب کی کوتاہی ثابت ہوجائے پھر مضارب ذمہ دار ہوگا۔ (۱)

= وسبيل النفقة أن يحسب من الربح إن كان وإن لم يكن فهي من رأس المال۔ (الفتاوى الهندية: (۴/۳۱۳) كتاب المضاربة، الباب الثاني عشر في نفقة المضارب، ط: رشيديه۔)

وما هلك من مال المضاربة فمن الربح... فإن زاد الهالك لم يضمن المضارب، لأنه أمين فلا يكون ضميناً للتنافي بينهما في شيء واحد۔ (تبيين الحقائق: (۵/۶۷، ۶۸) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: امداديه ملتان)

(۱) (ويملك المضارب في المطلقة) التي لم تتقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع)... (بنقد ونسيئة متعارفة)۔ وفي الشامية: قوله: بنقد ونسيئة ولو اختلفا فيهما فالقول للمضارب في المضاربة۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۴۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح، دون رأس المال، فإذا زاد الهالك على الربح فلا ضمان على المضارب؛ لأنه أمين۔ (الهداية: (۳/۲۶۳) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: رشيديه)

الدر مع الرد: (۵/۶۵۶) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔)=

مضاربت اور شرکت موجودہ زمانے میں

"مشارکہ اور مضاربت موجودہ زمانے کے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

مضاربت بینک کی

مضاربت اور شرکت میں بینک اپنے کلائنٹ کو طے شدہ یا متوقع نفع کی یقین دہانی اور نقصان نہ ہونے کہ ضمانت دیتا ہے، اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ہم کلائنٹ کی رقم کو بینک کے ذمہ قرض کہیں، اور اس پر ملنے والے طے شدہ یقینی یا متوقع نفع کو "سود" کہیں جبکہ مضاربت میں طے شدہ نفع یا متوقع نفع کی یقین دہانی کرانا، اور کسی قسم کا نقصان نہ ہونے کی ضمانت دینا درست نہیں، یہ شریعت کے خلاف ہے اور شرکت کا بھی حکم یہی ہے۔(۱)

مضاربت غیر مسلم کے ساتھ

"غیر مسلم کے ساتھ مضاربت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۸/۵)

= (فإن تجاوز) المضارب بان يخرج إلى غير ذلك البلد فتصرف فيه أو اشترى سلعة غير ماعينه أو في وقت غير ماعينه أو باع مع غير من عينه (ضمن) لأنه صار غاصباً بالمخالفة و كان المشترى له۔ (والربح له) أي للمضارب، وعليه خسرانه۔ (مجمع الأنهر: (۳/ ۳۳۹) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۵/ ۵۹) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

(۱) الامور بمقاصدها۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۱) القاعدة الثانية، ط: قديمی۔)

العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني ولذا يجرى حكم الرهن في بيع الوفاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۵) رقم المادة: ۳، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية الكلية۔ ط: مكتبة فاروقيه۔)

عن فضالة بن عبيد رضی اللہ عنہ صاحب النبي صلی اللہ علیہ وسلم أنه قال: كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۵۰۱) كتاب الحوالة، ط: إدارة القرآن۔)

قال عليه الصلوة والسلام: "كل قرض جر منفعة فهو ربا" أي في حكم الربا، فيكون عقد القرض باطلاً، فإذا شرط في عقده ما يجلب نفعاً إلى المقرض من نحو زيادة قدر أو صفة بطل۔ (فيض القدير: (۵/ ۲۸) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: المكتبة التجارية)

مضاربت فاسدہ کا حکم

۲۱۴ اگر کسی شرط فاسد کی وجہ سے مضاربت فاسد ہو جائے تو معاملہ ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس عقد سے حاصل ہونے والے کل منافع رب المال کے ہوں گے، مضارب کو اجرت مثل ملے گی، البتہ طے شدہ منافع سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ (۱)

اور اگر اس عقد میں نفع نہیں ہوا تو صحیح قول کے مطابق مضارب اجرت کا حقدار نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وإذا عمل المضارب في المضاربة الفاسدة وربح كان كل الربح لرب المال وللمضارب أجر المثل تاما؛ لأنّ المضاربة إذا فسدت تبقى إجارة، وفي الإجارة الفاسدة إذا عمل الأجير كان له أجر مثله تاما۔ (فتاویٰ قاضیخان علی هامش الهندية: (۱۶۲/۳) كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔)

وأمّا حكم المضاربة الفاسدة... ولا يستحق النفقة ولا الربح المسمى، وإنّما له أجر مثل عمله سواء كان في المضاربة ربح أو لم يكن؛ لأنّ المضاربة الفاسدة في معنى الإجارة الفاسدة والأجير... إنّما يستحق أجر المثل۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۸/۶) كتاب المضاربة، وأما حكم المضاربة، ط: سعيد)

إجارة فاسدة إن فسدت فلا ربح للمضارب حينئذ بل له أجر مثل عمله مطلقًا ربح أو لا بلا زيادة على المشروط خلافًا لمحمد والثلاثة۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: قوله: مطلقًا هو ظاهر الرواية، قهستاني ۔ قوله: ربح أو لا وعن أبي يوسف ﷺ إذا لم يربح لا أجر له وهو الصحيح لئلا تربو الفاسدة على الصحيحة سائحاني، ومثله في حاشية ط عن العيني، قوله خلافًا لمحمد، فيه إشعار بأنّ الخلاف فيما إذا ربح، وأمّا إذا لم يربح فأجر المثل بالغا ما بلغ؛ لأنّه لا يمكن تقدير بنصف الربح المعدوم كما في الفصولين لكن في الواقعات ما قاله أبو يوسف مخصوص بما إذا ربح، وما قاله محمد ان له اجر المثل بالغا ما بلغ فيما هو أعم، قهستاني۔ (الدر مع الرد: (۶۴۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(۲) استحقاق رب المال للربح بماله فيكون جميع الربح له في المضاربة الفاسدة والمضارب بمنزلة أجير و يأخذ أجر المثل لكن لا يتجاوز المقدار المشروط حين العقد ولا يستحق اجر المثل ان لم يكن ربح۔ اعتبارا بالمضاربة الصحيحة؛ لأنّهما رضيا أن يكون للعامل جزء من الربح لو حصل وبالحرمان ان لم يحصل ولو أوجبنا عليه اجرا عند عدم الربح أو زيادة على المسمى إذا ربح، لربت الفاسدة على الصحيحة، وهذا قول أبي يوسف وهو الصحيح كما في رد المحتار عن السائحاني ومثله في الطحطاوي عن العيني۔ وفي حاشية أبي السعود عن ابن الفرس: وعن محمد وهو ظاهر الرواية، انّه يجب اجر المثل مطلقًا ربح او لم يربح زاد على المسمى أو لا هذا ما نقله في الشرنبلالية عن التبيين وشرح المجمع والخلاصة؛ لأنّه لا يستحق المسمى لعدم الصحة ولم يرض بالعمل مجانًا=

مضاربت فاسد ہوجائے

۲۱۵ عقد مضاربت فاسد ہونے کے بعد اس کی تصحیح کی ایک صورت یہ ہے کہ اس عقد کو عقد شرکت میں تبدیل کردیا جائے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر سرمایہ مثلاً دس لاکھ ہے تو رب المال (سرمایہ دار) اس میں کچھ رقم مضارب کو قرض کے طور پر دے دے اور مضارب اس رقم کو اس مال (اصل سرمایہ) میں شراکت کے طور پر جمع کر دے اور جو نفع حاصل ہو وہ دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کردیا جائے، اور عقد ختم ہونے کے بعد رب المال اپنا قرض وصول کرلے تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

=وأن أجر الأجير يجب بتسليم المنافع أو بتسليم العمل، وقد وجد تسليم كل منهما هنا زيلعي، وقيل الخلاف بينهما فيما إذا ربح، وأما إذا لم يربح فأجر المثل بالغا ما بلغ، وقد علمت ان الصحيح مامشت عليه المجلة في هذه المادة۔ (شرح المجلة، للاتاسي: (۳۶۲/۴) المادة: ۱۴۲۶) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في المضاربة، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: رشيديه)

شامي: (۴۳۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۹۲/۲) مكتبة فاروقيه۔)

(۱) ومن حيل الضمان أن يقرضه المال إلا درهما ثم يعقد شركة عنان بالدرهم وبما أقرضه على أن يعملا والربح بينهما ثم يعمل المستقرض فقط فالقرض عليه۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۴۳/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۸۷/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔)

لايشترط في الشريكين شركة عنان كون رأس مالهما متساويا بل يجوز كون رأس مال احدهما أزيد من رأس مال الاخر، وكل واحد منهما لايكون مجبورا على إدخال جميع نقده إلى رأس المال، بل يجوز أن يعقد الشركة على مجموعه أو على مقدار منه، فبهذه الجملة يجوز أن يكون لهما فضلة على رأس مالهما تصلح أن تكون رأس مال شركة كنقدهما مثلاً۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲۹۲/۴)، المادة: ۱۳۶۵) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، مكتبه فاروقيه)

وأما عنان ... ولذا تصلح عاما وخاصا ومطلقا وموقتا ومع التفاضل في المال دون الربح وعكسه وببعض المال دون بعض۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: قوله ومع التفاضل في المال دون الربح أي بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان مثلاً واشترطا التساوي في الربح۔ (الدر مع الرد: (۳۱۱/۴، ۳۱۲) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۶۲/۶) كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الانواع،، ط: سعيد۔=

مضاربت فسخ کرنا

☆ عقد مضاربت کو مضارب اور رب المال میں سے جو بھی فریق فسخ (ختم) کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اطلاع دے کر فسخ کر سکتا ہے اور اس فسخ کا اطلاق اس وقت ہوگا جب مال نقدی کی شکل میں موجود ہو، اور اگر مال نقدی کی شکل میں نہیں بلکہ سامان کی صورت میں ہے تو پھر مضارب کو سامان فروخت کرنے کا موقع دیا جائے گا تا کہ اصل اور نفع الگ الگ متعین ہو جائے اور نفع ہونے کی صورت میں نفع کو معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

☆ اگر مضارب کے پاس نقد رقم موجود ہے تو فوراً ادا کردینی چاہیے، رقم ہونے کے باوجود ٹال مٹول کرنا جائز نہیں ہے۔

اور اگر مضارب کے پاس اصل رقم کے برابر رقم ہے تو وہ رب المال کو ادا کردے اور بقیہ منافع کی رقم بعد میں سامان فروخت کرنے کے بعد ادا کردے۔ (۱)

= شركة العنان لاتقتضي التساوي، فيصح التفاضل بينهما بالمال، ويصح التساوي في المال ويتفاضلان في الربح؛ لأنّ الربح تارة يستحق بالمال و تارة بالعمل بدلالة المضاربة۔ (الفقه الحنفي وأدلّته:(ص:۱۰۳)، ط:بيروت)

(۱) وأمّا صفة هذا العقد فهو أنّه عقد غير لازم، ولكل واحد منهما أعني ربّ المال والمضارب الفسخ لكن عند وجود شرطه وهو علم صاحبه لما ذكرنا في كتاب الشركة، ويشترط أيضًا أن يكون رأس المال عينًا وقت الفسخ دراهم أو دنانير حتى لو نهى رب المال المضارب عن التصرف ورأس المال عروض وقت النهي لم يصح نهيه۔ (بدائع الصنائع:(۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط:سعيد)

اجمع العلماء على ان اللزوم ليس من موجبات عقد القراض وان لكل واحد منهما فسخه مالم يشرع العامل في القراض، واختلفوا إذا شرع العامل، فقال مالك: هو لازم... وقال الشافعي وأبو حنيفة: لكل واحد منهم الفسخ إذا شاء۔ (بداية المجتهد:(۱۸۱/۲) القول في أحكام القراض، ط: دار نشر الكتب)

ولا ينعزل بعزله مالم يعلم به فإن علم والمال عروض فله بيعها ولا يتصرف في ثمنها وإن كان نقدًا من جنس رأس المال لا يتصرف فيه۔ (ملتقى الأبحر مع المجمع:(۳۵۷/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

قلت: والحاصل أنه متى علم بعزله، والمال نقد من جنس رأس المال من كل وجه بأن كان دراهم أو دنانير ظهر عزله فلايتصرف فيه أصلاً، وإن لم يكن من جنسه من كل وجه بأن كان عرضًا =

مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا

مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا جائز ہے، البتہ فریقین میں سے کوئی ایک فریق مضاربت کو مقررہ وقت سے پہلے ختم کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اطلاع دے کر ختم کرسکتا ہے،(۱) اور اگر مقررہ وقت سے پہلے ختم نہیں کیا تو مقررہ وقت ختم ہوتے ہی مضاربت ختم ہوجائے گی۔(۲) ۲۱۷

مضاربت کی اہمیت

مضاربت ایک پسندیدہ تجارت ہے۔

① نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اعلان سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کے ساتھ مضاربت کے تحت تجارت کی۔(۳)

=ورأس المال أحد النقدين لم يعمل عزله، وتوقف حتى صار مثل رأس المال۔ (الدر المنتقى: (۳/ ۴۵۷) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلميه۔)

تبيين الحقائق: (۵/ ٦٧) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: امداديه ملتان۔)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲) وإن وقت للمضاربة وقتا بعينه يتقيد به حتى يبطل العقد بمضيه۔ (الهندية: (۴/ ۲۹۸) كتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط على المضارب من الشروط، ط: رشيديه۔)

شرح المجلة: (۴/ ۳۵۵) المادة: ۱۴۲۰۔ الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث: في بيان احكام المضاربة، ط: رشيديه۔)

الهدايه: (۳/ ۲٦۵) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه۔)

(۳) وقد خرج صلى الله عليه وسلم في قراض بمال خديجة رضي الله عنها. (المحلى بالآثار: (۷/ ۹٦) كتاب المضاربة وهي القراض، ط: دار الفكر)

ورسوله الله صلى الله عليه وسلم قد سافر بمال غيره قبل النبوة، كما سافر بمال خديجة والعير التي كان فيها أبو سفيان كان أكثرها مضاربة مع أبي سفيان وغيره. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۹۲٦) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الأول، ط: رشيديه)

زاد المعاد: (۱/ ۱٦۲) فصل هديه صلى الله عليه وسلم في العقود، ط: مؤسسة الرسالة.

③ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مخصوص شرائط کے ساتھ مضاربت پر کاروبار کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ (١)

④ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ شرائط کے ساتھ مضاربت کرتے تھے۔ (٢)

⑤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مضاربت میں برکت ہے۔ (٣)

⑥ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مضاربت کیا کرتے تھے۔ (٤)

---

(١) أن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه. كان إذا دفع مالاً مضاربة شرط على المضارب أن لا يسلك به بحراً، وأن لا ينزل وادياً، ولا يشتري به ذات كبد رطب، فإن فعل ذلك ضمن، فبلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك فاستحسنه. (المبسوط للسرخسي: (٢٢/١٨) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

العنايه على هامش فتح القدير: (٤٤٥/٧) كتاب المضاربة، ط: رشيديه قديم.

تبيين الحقائق: (٥٣/٥) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

نصب الرايه: (١١٤/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الاسلامية، لاهور.

(٢) أن حكيم بن حزام صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يشترط على الرجل إذا أعطاه مالاً مقارضة. (نصب الراية: (١١٤/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية، لاهور.

سنن الدارقطني: (٣٣/٤) رقم الحديث: ٣٠٣٣، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة.

المبسوط للسرخسي: (١٨/٢٢) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

(٣) عن صالح بن صهيب عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث فيهن البركة: البيع إلى أجل والمقارضة وأخلاط البر بالشعير للبيت لا للبيع. (سنن ابن ماجة: (ص: ١٦٥) أبواب التجارات، باب الشركة والمضاربة، ط: قديمي)۔

مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٤) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثالث، ط: قديمي.

نصب الراية: (٤٧٥/٣) كتاب الشركة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية.

(٤) عن العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب عن أبيه أن عثمان أعطى مالاً مقارضة يعني مضاربة. (نصب الراية: (١١٥/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية)

معرفة السنن والآثار للبيهقي: (٣٢٢/٨) رقم الحديث: ١٢٠٦٨، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية كراتشي)

المبسوط للسرخسي: (١٨/٢٢) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

۷ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن خلید کے ساتھ مضاربت کی۔ (۱)

۸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں موجود یتیموں کے مال سے بھی مضاربت کے اصولوں پر کاروبار کے لئے رقم دی۔ (۲)

۹ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عبیداللہ رضی اللہ عنہما فوجی خدمات کے سلسلہ میں عراق گئے، واپسی پر بصرہ کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ رقم دی جو مدینہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنی تھی اس رقم سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادوں نے تجارت کا مال خریدا اور مدینہ طیبہ پہنچ کر نفع پر فروخت کر دیا اور اصل رقم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع کروادی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا "کیا اسی طرح تمام سپاہیوں کو رقم دی گئی تھی یا صرف تمہیں دی گئی کیونکہ تم خلیفہ کے بیٹے تھے؟ انہوں نے کہا صرف ہمیں دی گئی، آپ نے ان کو تمام رقم نفع سمیت بیت المال میں جمع کروانے کا حکم دیا، حضرت عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ رقم ان سے گم ہو جاتی تو پھر انہیں تمام رقم بیت المال میں جمع کروانی پڑتی؟ وہیں پر موجود ایک شخص نے کہا کہ یہ مضاربت کی شکل ہے۔" اس لئے آدھا نفع بیت المال میں جمع ہوا اور آدھا نفع دونوں

---

(۱) وعن حماد، عن ابراهيم، أن ابن مسعود أعطى زيد بن خليد مالاً مقارضة. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۲۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۰۶۹، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي)

نصب الراية: (۱۱۵/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب العربية، لاهور.

كتاب الآثار لأبي يوسف.

(۲) عن حميد بن عبدالله بن عبيد الأنصاري، عن أبيه، عن جده، أن عمر بن الخطاب أعطى مال يتيم مضاربة، وكان يعمل به بالعراق. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۲۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۰۶۷، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية كراتشي)

نصب الراية: (۱۱۵/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب العربية، لاهور.

التلخيص الحبير: (۱۳۸/۳) كتاب القراض، ط: دار الكتب العلمية.

مضارب کو دیا جائے اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا۔ (۱)

مضاربت کی شرائط

مضاربت صحیح ہونے کے لئے چند شرائط ہیں ان میں سے اہم اہم شرائط یہ ہیں:

❶ سرمایہ نقدی یا سونا، چاندی کی صورت میں ہونا چاہئے، تجارت کے مال کے ساتھ مضاربت جائز نہیں، نقدی یا سونا چاندی ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تجارت کے مال کی قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے سرمایہ کے قدر اور منافع کی مقدار بھی تبدیل ہوجاتی ہے جیسے ایک شخص کہتا ہے کہ یہ کپاس یا گندم یا کپڑا ایک ہزار روپے کا ہے یہ کپاس یا گندم یا کپڑا لو، اور اسے مضاربت کی بنا پر فروخت کرو، یہ معاملہ درست نہیں البتہ اگر مضارب سے یہ کہا جائے کہ تجارت کا یہ مال لو اور اس کو فروخت کرنے کے بعد جو سرمایہ حاصل ہو اس کے ساتھ مجھ سے مضاربت کرو تو مضاربت کی یہ صورت جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) وروي: أن عبدالله وعبيدالله ابنا عمر رضي الله عنهم، قدما العراق ونزلا على أبي موسى رضي الله عنه. فقال: لو كان عندي فضل مال لأكرمتكما ولكن عندي مال من مال بيت المال فابتاعا به، فإذا قدمتما المدينة فادفعاه إلى أمير المؤمنين رضي الله عنه، ولكما ربحه، ففعلا ذلك، فلما قدما على عمر رضي الله عنه أخبراه بذلك، فقال: "هذا مال المسلمين فربحه للمسلمين" فسكت عبدالله وقال عبيدالله: "لا سبيل لك إلى هذا فإن المال لو هلك كنت تضمننا. قال بعض الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين. اجعلهما بمنزلة المضاربين، لهما نصف الربح وللمسلمين نصفه فاستصوبه عمر رضي الله عنه. (المبسوط للسرخسي: (۲۲/۱۸) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

نصب الراية: (۱۱۳/٤، ۱۱٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية.)

موطا امام مالك: (ص: ٦١٦) كتاب القراض، ط: قديمي.

(۲) منها ان يكون رأس المال من الدراهم أو الدنانير عند عامة العلماء فلا تجوز المضاربة بالعروض... ولأن المضاربة بالعروض تؤدي إلى جهالة الربح وقت القسمة لأن قيمة العروض تعرف بالحرز والظن وتختلف باختلاف المقومين والجهالة تفضي إلى المنازعة والمنازعة تفضي إلى الفساد وهذا لا يجوز، =

⑦ مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے تا کہ بعد میں سرمایہ کی مقدار کے بارے میں جھگڑا پیدا نہ ہو۔ (۱)

⑧ مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ دار کے پاس سرمایہ موجود ہونا ضروری ہے اگر مضارب پر قرض ہو تو اس کی بنیاد پر مضاربت کا معاہدہ کرنا درست نہیں البتہ اگر مضارب کو کسی اور شخص سے قرض وصول کر کے مضاربت کا کاروبار شروع کرنے کے لئے کہا جائے تو مضاربت صحیح ہو جائے گی، اور اس صورت میں مضارب قرض وصول کرنے میں سرمایہ دار کا نمائندہ ہوگا۔ (۲)

⑨ معاہدہ کے وقت سرمایہ مضارب کے قبضہ میں دینا ضروری ہے تا کہ وہ

=وقد قالوا: إنه لو دفع إليه عروضاً، فقال له: بعها واعمل بثمنها مضاربة بدراهم أو دنانير وتصرف فيها جاز، لأنه لم يضف المضاربة إلى العروض وإنما أضافها إلى الثمن والثمن تصح به المضاربة. (بدائع الصنائع: (۸۲/۲) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

الدر المختار مع الرد: (٥/٦٤٧) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

شرح المجله لرستم باز: (۲/٥٨٤) المادة: ١٤٠٩، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: مكتبه فاروقيه.

(۱) (يشرط في المضاربة أن يكون رأس المال معلوماً كشركة العقد ايضاً) لئلا يقعا في المنازعة. (شرح المجله لرستم باز: (۲/٥٨٥) المادة: ١٤١١، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني، ط: مكتبه فاروقيه.

الدر المختار مع الرد: (٦٤٧/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

بدائع الصنائع: (٨٢/٦) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

(۲) ومنها أن يكون رأس المال عيناً لا ديناً، فإن كان ديناً فالمضاربة فاسدة وعلى هذا يخرج ما إذا كان لرب المال على رجل دين، فقال له: اعمل بديني الذي في ذمتك مضاربة بالنصف أن المضاربة فاسدة بلا خلاف... ولو قال لرجل: اقبض مالي على فلان من الدين واعمل به مضاربة جاز؛ لأن المضاربة هنا اضيفت إلى المقبوض فكان رأس المال عينا لا دينا. (بدائع الصنائع: (٨٣/٦) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

وأما المضاربة بدين فإن على المضارب لم يجز، وإن على ثالث جاز. (الدر المختار مع الرد: (٦٤٧/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

تحفة الفقهاء: (۲۰/۳) كتاب المضارب، ط: دار الكتب العلمية)

اس میں تصرف کر سکے، اگر یہ کہا جائے کہ سرمایہ دار مضارب کے ساتھ حصہ لے گا تو مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہوجائے گا۔ (۱)

⑤ منافع کے بارے میں مضارب کا حصہ منافع کے فیصد یا تناسب کے لحاظ سے معلوم ہونا ضروری ہے مثلاً نفع کا آدھا یا تہائی، یا نفع کا دس فیصد مضارب کو اور نوے فیصد سرمایہ دار کو غیرہ تو یہ درست ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سرمایہ سے کاروبار کرو، اور منافع میں سے آپ کو دو ہزار ملے گا تو مضاربت کا معاملہ فاسد ہو جائے گا۔

اسی طرح یہ کہنا کہ آدھا نفع اور اس کے علاوہ ایک ہزار تو یہ صورت بھی جائز نہیں۔ (۲)

⑥ مضارب کا حصہ نفع میں سے طے کیا جائے گا اصل سرمایہ میں سے نہیں، مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ نصف سرمایہ تمہارا اور منافع سے بھی اتنا اور اتنا حصہ تو یہ درست نہیں اسی طرح مضارب کو نفع میں سے آدھے یا تیسرے حصہ کے علاوہ ماہانہ تنخواہ بھی ملے گی، یہ شرط بھی درست نہیں، اس صورت میں شرط باطل ہوجائے گی اور مضاربت کا معاہدہ صحیح رہے گا اور مضارب کو تنخواہ نہیں ملے گی البتہ نفع میں سے متعینہ حصہ ملے گا۔

---

(۱) (وكونه مسلماً إلى المضارب) ليمكنه التصرف. وفي الشامية: قوله: مسلماً) فلو شرط رب المال أن يعمل مع المضارب لا تجوز المضاربة. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٤٨) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (٦/٨٤) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

البحر الرائق: (٧/٤٤٩) كتاب المضاربة، ط: رشيديه.

(۲) (وكون الربح بينهما شائعاً) فلو عين قدراً فسدت. (الدر المختار: (٥/٦٤٨) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

ومنها أن يكون المشروط لكل واحد منهما من المضارب ورب المال من الربح جزءاً شائعاً نصفاً أو ثلثاً أو ربعاً فإن شرطا عدداً مقدراً بأن شرطا أن يكون لأحدهما مائة درهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر لا يجوز والمضاربة فاسدة... وكذلك إن شرطا أن يكون لأحدهما النصف أو الثلث ومائة درهم أو قالا: إلا مائة درهم فإنه لا يجوز كما ذكرنا أنه شرط يقطع الشركة في الربح. (بدائع الصنائع: (٦/٨٦) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (٣/٤٤٦) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

اور اگر یہ شرط رکھی کہ مضارب کو رہنے کو مکان یا زراعت کے لئے زمین بھی دی جائے گی تو مضارب ت کا معاہدہ فاسد ہو جائے گا۔ (۱)

۵ اگر مضارب کے پاس سرمایہ کاری کا مال یا مالی ذرائع رہن کے طور پر موجود ہوں اور سرمایہ دار نے مضارب سے قرض لے رکھا ہو تو ایسے سرمایہ پر مضاربت درست نہیں۔ (۲)

مضاربت کی مدت

مضاربت کے معاہدہ کی مدت کے بارے میں یہ باتیں ذہن میں رہیں:

۱ مضاربت میں سرمایہ دار اور مضارب میں سے کوئی ایک فریق یا دونوں فریق جب بھی چاہیں مضاربت کے معاہدہ کو منسوخ کر سکتے ہیں، اگر مضاربت کے معاہدہ میں دو سے زائد افراد شامل ہیں تو باقی افراد مضاربت کے معاہدہ کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) وذكر محمد في المضاربة إذا قال رب المال للمضارب: لك ثلث الربح وعشرة دراهم في كل شهر ما عملت في المضاربة صحت المضاربة من الثلث وبطل الشرط... وعلى هذا الأصل قال محمد: فيمن دفع ألفاً مضاربة على أن الربح بينهما نصفين على أن يدفع إليه رب المال أرضه يزرعها سنة أو داراً يسكنها سنة فالشرط باطل والمضاربة صحيحة لأنه ألحق بها شرطاً فاسداً لا تقتضيه فبطل الشرط. ولو كان المضارب وهو الذي شرط عليه أن يدفع أرضه ليزرعها رب المال سنة أو يدفع داره إلى رب المال ليسكنها سنة فسدت المضاربة؛ لأنه جعل نصف الربح عوضاً عن عمله وعن أجرة الدار والأرض فصارت حصة العمل مجهولة العقد فلم يصح العقد. (بدائع الصنائع: (۸۶/۶) كتاب المضارب، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۵۵/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

المبسوط للسرخسي: (۱۷/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟؟۔ (ومنها ان يكون رأس المال)

(۳) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم ولكل واحد منهما أعني رب المال والمضارب الفسخ. (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد)=

۞ مضاربت کا معاہدہ ایک خاص عرصہ کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے اور لا محدود مدت کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

۞ اگر مضاربت کا معاہدہ دو افراد کے درمیان ہے تو کسی ایک فریق کی موت سے معاہدہ ختم ہوجاتا ہے۔ (۲) البتہ دو سے زائد افراد ہونے کی صورت میں مضاربت کے معاہدہ کو باقی افراد جاری رکھ سکتے ہیں۔ (۳)

= وکما أن لرب المال عزل المضارب فللمضارب أيضاً عزل نفسه لأنه كما ذكر أن المضاربة من العقود الغير اللازمة على الطرفين. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/٤٥٦) شرح المادة: ١٤٢٤، كتاب الشركة، الباب السابع: حق المضاربة، كون المضاربة تنفسخ بعشرة اسباب، ط: دار الجيل)

الفقه الإسلامي وأدلته: (٥/٣٩٢٩) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الأول... صفة عقد المضاربة، ط: رشيديه.

وتبطل المضاربة بموت أحدهما. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٥٤) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۳/٤٥٦) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) وجزم في الخانية بأنها تتوقت حيث قال: والتوقيت ليس بشرط لصحة هذه الشركة والمضاربة، وإن وقتا لذلك وقتا بأن قال: ما اشتريت اليوم فهو بيننا صح التوقيت، فما اشتراه بعد اليوم يكون للمشترى خاصة، وكذا لو وقت المضاربة لأنها والشركة توكيل والوكالة مما يتوقت... اه‍ (شامي: (۴/۳۱۲)، كتاب الشركة، مطلب توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد)۔

فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۳/٦١٣)، كتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشيديه)

مجمع الضمانات: (۱/۲۹۸)، باب مسائل الشركة، الفصل الثالث في شركة العنان، ط: دار الكتاب الإسلامي۔

(۲) وتبطل المضاربة بموت أحدهما. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٥٤) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۳/٤٥٦) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

الاختيار لتعليل المختار: (۳/۲۳)، كتاب المضاربة، فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) فلو كانوا ثلاثة فمات أحدهم حتى انفسخت في حقه لا تنفسخ في حق الباقين، بحر عن الظهيرية. (شامي: (٤/٣٢٧) كتاب الشركة، مطلب يرجع القياس، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٥/٣٠٨) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: رشيديه.

الفتاوى التاتارخانية: (٧/٤٧٦) كتاب الشركة، الفصل الثالث في شركة المفاوضة، ط: مكتبة فاروقيه.

⑭ مضاربت کے معاہدہ کو پہلے سے طے شدہ شرائط پر مسلسل جاری رکھا جاسکتا ہے مثال کے طور پر مضاربت کا معاملہ ایک معین عرصہ کے لئے کیا گیا اور جو کام شروع کیا گیا وہ مقررہ مدت سے قبل ہی ختم ہوگیا، اس صورت میں مضارب سرمایہ کو بقیہ عرصہ کے لئے دوسرے کاروبار میں لگا سکتا ہے البتہ اس صورت میں نفع نقصان کے حوالہ سے فقہاء کرام میں اختلاف ہے۔ (۱)

مضاربت کے احکام

سرمایہ دار کسی مضارب کے ساتھ مل کر اسے مال حوالہ کر کے جو کاروبار کرتا ہے شریعت میں اس کے بھی کچھ احکام ہیں:

① مضارب کو مال حوالہ کئے جانے کے بعد کاروبار شروع کرنے سے پہلے تک اس سرمایہ کی حیثیت امانت کی ہے، اور امانت کی حفاظت مضارب کی ذمہ داری ہے، اور جب سرمایہ دار اس رقم کو واپس مانگے تو اس کی واپسی بھی مضارب کی ذمہ داری ہے البتہ نقدی مال ضائع ہوجانے کی صورت میں مضارب پر ضمان یا جرمانہ لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

② مضاربت کا کاروبار شروع کرنے کے بعد مضارب سرمایہ دار کا وکیل

---

(۱)

(۲) (وحكمها) أنواع؛ لأنها (ايداع ابتداء... وتوكيل مع العمل... وشركة إن ربح وغصب إن خالف وإن أجاز) رب المال (بعده) لصيرورته غاصباً بالمخالفة (وإجارة فاسدة إن فسدت، فلا ربح للمضارب (حينئذ بل له أجر) مثل (عمله... ودفع المال إلى آخر مع شرط الربح) كله (للمالك بضاعة) فيكون وكيلاً متبرعاً (ومع شرطه للعامل قرض) لقلة ضرره. وفي الشامية: قوله: ايداع ابتداء قال الخير الرملي: سيأتي أن المضارب يملك الايداع في المطلقة مع ما تقرر أن المودع لا يودع، فالمراد في حكم عدم الضمان بالهلاك، وفي احكام مخصوصة لا في كل حكم فتأمل. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد) =

بن جاتا ہے۔(۱)

③ کاروبار میں منافع ہونے کی صورت میں مضارب شریک بھی بن جاتا ہے اور اس کو معاہدہ کے مطابق طے شدہ نسبت سے معین منافع ملے گا۔(۲)

④ اگر کسی سے مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہوجائے تو اس صورت میں یہ مضاربت کا معاہدہ نہیں ہوگا بلکہ روزگار کے معاہدہ کی شکل اختیار کرے گا، اور مضارب کی حیثیت ملازم کی ہوجائے گی، نفع ہو یا نقصان دونوں سرمایہ دار کا ہوگا او مضارب کو ملازم کی حیثیت سے اجرت مثل ملے گی۔(۳)

⑤ اگر مضارب مضاربت کے معاہدہ کی شرائط میں سے کسی شرط کو تسلیم نہیں کرے گا تو وہ غاصب ہوگا اور اس پر اصل سرمایہ کی واپسی کی ذمہ داری ہوگی۔(۴)

⑥ اگر مضاربت کے معاہدہ کی ایک شرط یہ ہو کہ سارا کا سارا منافع مضارب کو ملے گا تو یہ مضاربت کا معاہدہ نہیں ہوگا، اس صورت میں مضارب کی حیثیت مقروض کی ہوگی، اور یہ معاملہ قرض کا معاملہ ہوجائے گا۔ نفع اور نقصان کی ذمہ داری مضارب کی ہوگی، اور سرمایہ دار کا سرمایہ واپس کرنا مضارب پر ہوگا۔(۵)

⑦ اور اگر مضاربت کے معاہدہ میں یہ شرط ہو کہ سارے کا سارا منافع مالک کا ہوگا تو یہ معاملہ "عقد ابضاعہ" کا ہوگا۔(۶)

مضاربت کے ارکان

① ایجاب۔ ② قبول۔

اس کے لئے ایسے الفاظ کی ضرورت ہے جو دونوں جانب سے مضاربت

= مجمع الأنهر: (۴۴۴/۳) کتاب المضاربة، ط: دار الکتب العلمية.
البحر الرائق: (۴۴۹/۷) کتاب المضاربة، ط: رشيديه.
(۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶) انظر الی الحاشية السابقة رقم: ۳، علی الصفحة السابقة.

کے معاہدہ پر رضامندی کو ظاہر کریں، مثلاً ایک فریق کہتا ہے کہ یہ رقم لو اور اس سے مضاربت کرو، یا میری یہ رقم مضاربت کے لئے لے لو، اس پر جو فائدہ اور نفع ہوگا وہ ہم آدھا آدھا یا جس نسبت سے طے ہو تقسیم کرلیں گے، اور جواب میں مضارب کہے کہ میں نے یہ رقم لے لی، یا میں اس معاہدہ پر راضی ہوں، یا میں نے آپ کی یہ پیشکش قبول کی تو مضاربت کا عقد ان دونوں میں قائم ہوجائے گا۔ (۱)

مضاربت میں ایک فریق کے لئے خصوصی نفع مقرر کرنا

مضاربت میں کسی ایک فریق کے لئے نفع کی کچھ مقدار الگ طور پر متعین کرنا جائز نہیں ہے مثلاً تجارت میں جو بھی نفع ہوگا اس میں سے ۲۰٪ فیصد پہلے رب المال کو ملے گا پھر اس کے بعد ۸۰٪ فیصد جو باقی رہے گا وہ مضارب اور رب المال کے درمیان معاہدہ کے مطابق تقسیم ہوگا۔

یا جو نفع ہوگا اس میں سے سرمایہ کا بیس فیصد رب المال کو ملے گا، اور بیس فیصد کے اوپر جو مزید نفع ہوگا، اس میں مضارب اور مالک دونوں شریک ہوں۔

یا نفع کی کوئی خاص مقدار مستثنیٰ کرنے کے بعد باقی نفع کو مضارب اور مالک کے درمیان معاہدہ کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

---

(۱) ركن المضاربة الإيجاب والقبول، مثلاً إذا قال رب المال للمضارب: خذ رأس المال هذا مضاربة واتجر واعمل على أن يقسم ربحه بيننا مناصفة أو ثلثين وثلثاً. أو قال قولاً يفيد معنى المضاربة كقوله: خذ هذه النقود واجعلها رأس مال والربح مشترك بيننا على نسبة كذا، وقبل المضارب، تنعقد المضاربة. (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۵۸۳) المادة: ۱۴۰۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الأول، ط: مكتبه فاروقيه)

وركنها الإيجاب والقبول وهو أن يقول: دفعت إليك هذا المال مضاربة أو معاملة، أو خذ هذا المال واعمل فيه مضاربة على أن ما رزق الله من شيء فهو بيننا نصفان فيقول المضارب: قبلت أو أخذت، أو رضيت. (الجوهرة النيرة: (۲/۳۵۰) كتاب المضاربة، ط: حقانيه).

مجمع الأنهر: (۳/۴۴۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں، اسی طرح کسی ایک فریق کے لئے راس المال (سرمایہ) کا فیصد مقرر کرنا بھی ناجائز ہے۔(۱)

مضاربت میں دفتری کارروائی کے مصارف

مضارب، مضاربت میں تجارت کے کام میں سرمایہ لگانے والے کی طرف سے وکیل ہوتا ہے اس لئے مضاربت کے تمام اخراجات سرمایہ لگانے والے کے سرمایہ سے ادا کئے جائیں گے، پھر اگر تجارت میں نفع ہوا تو سب سے پہلے اصل سرمایہ پورا کیا جائے گا، پھر اس کے بعد باقی نفع مضارب اور سرمایہ لگانے والے کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، اور اگر تجارت میں نفع نہیں ہوا تو

---

(۱) الثانی أن یکون جزءا شائعا قل أو کثر کالنصف أو الثلث، لأن الشرکة فی الربح إنما یتحقق به حتی لو شرط لأحدهما مائة من الربح مثلا أو مائة مع الثلث أو الثلث الا مائة، والباقی للآخر لم تجز المضاربة، لأنه یؤدی إلی قطع الشرکة فی الربح لجواز أن لا یربح الا ذلک القدر، "زیلعی"، وحاشیة للشلبی۔ الثالث أن یکون المشروط للمضارب مشروطا من الربح حتی لو شرط شیئا من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت المضاربة کما فی الهندیة عن المحیط۔ (شرح المجلة للأتاسی: (۳۳۳/۴) المادة: ۱۴۱۱، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السابع، الفصل الثانی فی بیان شروط المضاربة، ط: رشیدیه)

المضاربة تفسد بأشیاء منها إذا شرط لأحدهما من الربح ما یقطع الشرکة نحو أن یجعل له دراهم مسماة مائة أو أقل أو أکثر فسدت۔ (قاضیخان علی هامش الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب المضاربة، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۸۶/۶) کتاب المضاربة، فصل وأما بیان حکم المضاربة، ط: سعید۔)

ومن شرائطها: أن یکون الربح بینهما مشاعا لا یستحق أحدهما دراهم مسماة من الربح؛ لأن شرط ذلک یقطع الشرکة بینهما، ولا بد منها کما فی عقد الشرکة۔ الهدایة۔

وفی فتح القدیر: لأن اشتراط دراهم مسماة لأحد یتمشی فی صور متعددة مذکورة فی معتبرات الفتاوی کالبدائع والذخیرة وغیرهما: منها ان شرطا أن یکون لأحدهما مائة درهم من الربح أو أقل أو أکثر والباقی للآخر، ومنها: أن شرطا لأحدهما نصف الربح أو ثلثه ویزداد عشرة، وفی کل ذلک تفسد المضاربة بناء علی أن کل واحد من الشروط المزبورة یقطع الشرکة فی الربح لأنه ربما لا یربح الا القدر المسمی أو أقل کما صرحوا به۔ (الهدایة مع فتح القدیر: (۲۱۸/۷) کتاب المضاربة، ط: رشیدیه)

مضارب کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہوگا، اور مضارب کو بھی عمل کا بدل نہیں ملے گا۔ (۱)

مضاربت میں شرط رکھی

اگر مضاربت میں سرمایہ دار نے ماہانہ یا سالانہ کسی مخصوص رقم کی شرط رکھی،

(۱) (ویملک المضارب فی المطلقة) التی لم تقید بمکان أو زمان أو نوع البیع... والشراء والتوکیل بهما، والسفر برا أو بحرا... والابضاع) أی دفع المال بضاعة... ویملک الایداع والرهن والارتهان والاجارة والاستئجار) الدر المختار۔ وفی رد المحتار: (قوله والاستئجار) أی استئجار العمال للأعمال والمنازل لحفظ الأموال والسفن والدواب... والأصل أن التصرفات فی المضاربة ثلاثة أقسام: قسم هو من باب المضاربة وتوابعها فیملکه من غیر أن یقول له اعمل ما بدا لک کالتوکیل بالبیع والشراء والرهن والارتهان والاستئجار والایداع والابضاع والمسافرة۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۲۴۸) کتاب المضاربة، ط: سعید)

وفیه أیضا: ویأخذ المالک قدر ما انفقه المضارب من رأس المال ان کان ثمة ربح، فان استوفاه أو فضل شیئ من الربح اقتسماه علی الشرط؛ لأن ما انفقه یجعل کالهالک، والهالک یصرف إلی الربح وإن لم یظهر ربح فلا شیئ علیه أی المضارب۔ و فی رد المحتار: قوله: ویأخذ أی من الربح، قوله من رأس)... وحاصل المسئلة أنه لو دفع له ألفا مثلا فأنفق المضارب من رأس المال مائة وربح مائة، یأخذ المالک الربح بدل المائة التی انفقها المضارب لیستوفی المالک جمیع رأس ماله، فلو کان الربح فی هذه الصورة مائتین یأخذ مائة بدل النفقة ویقتسمان المائة الثانیة۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۶۵۸) کتاب المضارب، باب المضارب یضارب، فصل فی المتفرقات، ط: سعید)

وللمضارب أن یعمل ما هو من عادات التجار وهو... واستئجار الاجراء لحفظ المال واستئجار الدواب للحمل واستئجار المکان والسفر۔ (قاضیخان علی هامش الهندیة: (۳/ ۱۶۶) فصل فیما یجوز للمضارب علی المضاربة، ط: رشیدیه

الهندیة: (۴/ ۳۱۳) کتاب المضاربة، الباب الثانی عشر فی نفقة المضارب، ط: رشیدیه۔

شرح المجلة للأتاسی: (۴/ ۳۶۳) المادة: ۱۴۲۷، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السابع، الفصل الثالث: فی بیان احکام المضاربة، ط: رشیدیه۔

وفی المضاربة الصحیحة إن لم یکن ربح فلا شئی للمضارب، لأنه عامل لنفسه فلا یستحق الأجر۔ (تحفة الفقهاء: (۳/ ۲۵) کتاب المضاربة، قبیل کتاب الصرف، ط: دار الکتب العلمیه)

هذا إذا کان فی المضاربة ربح، فإن لم یکن فیها ربح فلا شئی للمضارب؛ لأن الشرط قد صح فلا یستحق إلا ما شرط وهو الربح ولم یوجد۔ (بدائع الصنائع: (۶/ ۱۰۸) کتاب المضاربة، فصل وأما بیان حکم المضاربة، ط: سعید)

خواہ منافع کم ہو یا زیادہ، منافع ہو یا نہ ہو، یا سرمایہ کے تحفظ کی شرط رکھی، یا مضارب نے کوئی شرط رکھی، تو ان تمام صورتوں میں مضاربت فاسد ہوجائی گی۔ (۱)

مضاربت میں مالک بلاشرط عمل کرے

اگر عقد مضاربت میں مالک پر کام کرنے کی شرط نہیں تھی، اور مالک نے مضاربت کی رقم مضارب کو حوالہ کردی اور اجنبی کی طرح ہوگیا، پھر اس کے بعد مالک مضارب کی مدد کرتا ہے، یا تبرع اور احسان کے طور پر مضارب کے ساتھ کام بھی کرتا ہے تو یہ جائز اور درست ہے اسکی وجہ سے عقد مضاربت فاسد نہیں ہوگا۔ (۲)

مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا

اگر عقد مضاربت منعقد ہونے کے بعد مضارب نے رب المال کو تنخواہ دار ملازم رکھا تو مضاربت فاسد ہوجائے گی، ہاں تنخواہ کے بغیر معاون کے طور پر کام

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة رقم: ؟؟؟؟۔ (الثانی أن یکون جزءً اشائعا)

(۲) فإن دفع شیئا من مال المضاربة إلی رب المال بضاعةً، فاشتری رب المال وباع فهو علی المضاربة (أی لایفسد المضاربة)۔۔۔؛ لأن التخلیة فیه قد تمت وصار التصرف حقا للمضارب، فیصلح رب المال وکیلاً عنه فی التصرف، والابضاع توکیل منه فلایکون استردادًا بخلاف شرط العمل علیه فی الابتداء؛ لأنه یمنع التخلیة۔ (الهدایة: (۲۶۶/۳) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: رشیدیه)

ان الواجب هو التخلیة وقد تمت فصار التصرف حقا للمضارب، وله أن یؤکل ورب المال صالح لذلک، والابضاع توکیل لانه استعانة، ولما صح استعانة المضارب بالأجنبی، فرب المال أولی لکونه اشفق علی المال فلایکون استردادًا، بخلاف شرط العمل علیه ابتداءً؛ لأنه یمنع التخلیة، فإن قیل: رب المال لایصلح وکیلاً؛ لأن الوکیل من یعمل فی مال غیره، ورب المال لایعمل فی مال غیره بل فی ماله۔ أجیب بأن رب المال بعد التخلیة صار کالأجنبی عن المال فجاز توکیله۔ (شرح العنایة بهامش فتح القدیر: (۴۷۳/۸) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: دار الفکر)

ولم یشترط عمله ثم استعان به علی العمل أو دفع المال بضاعة جاز؛ لأن الاستعانة لاتوجب خروج المال عن یده وسواء کان المالک عاقدًا أو غیر عاقد۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) کتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الرکن، ط: سعید)

کرنے کی گنجائش ہے۔(۱)

۲۳۱ مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا جائز نہیں ہے اس سے مضاربت فاسد ہوجاتی ہے، اور مالک کے لئے رقم سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے وصول کرنا حرام ہوتا ہے۔

مثلاً زید نے عمرو کو تجارت کے لئے ایک دکان فراہم کردی، اور کل سرمایہ بھی زید نے عمرو کو دے دیا، اور عمرو صرف کاروبار کرے گا، لیکن زید نے یہ شرط لگائی کہ کاروبار میں نفع ہو یا نہ ہو ماہانہ دس ہزار عمرو سے وصول کرے گا تو یہ مضاربت فاسد ہے، اور ماہانہ متعین رقم سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے لینا حرام ہے۔(۲)

---

(۱) وقد قالوا في المضارب: إذا دفع المال إلى رب المال مضاربة بالثلث فالمضاربة الثانية فاسدة، والمضاربة الأولى على حالها جائزة والربح بين رب المال وبين المضارب على ماشرطا في المضاربة الأولى ولا أجر لرب المال،... أما فساد المضاربة الثانية فلأن يد رب المال يد ملك ويد الملك مع يد المضارب لايجتمعان فلاتصلح المضاربة الثانية وبقيت المضاربة الأولى على حالها... لأن رب المال يصير معينا للمضارب والاعانة لاتوجب إخراج المال عن يده فيبقى العقد الأول ولا أجر لرب المال؛ لأنه عمل في ملك نفسه فلايستحق الأجر۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۱/۴) المادة: ۱۴۱۰، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان شروط المضاربة، ط: رشيديه۔

حاشية الشلبي على التبيين: (۷۰/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: امداديه ملتان۔

(۲) ومن شرطها (المضاربة) أن يكون الربح بينهما مشاعا لايستحق أحدهما دراهم مسماة من الربح؛ لأن شرط ذلك يقطع الشركة بينهما ولابد منها كما في عقد الشركة، فإن شرط زيادة عشرة فله أجر مثله لفساده فلعله لايربح الا هذا القدر فيقطع الشركة في الربح۔ (الهداية: (۲۵۶/۳) كتاب المضاربة) ط: رشيديه۔

ومن شرط المضاربة أن يكون الربح بينهما مشاعا ومعناه أن لايستحق أحدهما دراهم من الربح مسماة؛ لأن شرط ذلك ينافي الشركة المشروطة لجوازها، والمنافي لشرط جواز الشيئ مناف له، وإذا ثبت أحد المتنافيين انتفى الآخر، كما إذا ثبت الوجود انتفى العدم۔ (العناية: شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۴۴۸/۸) كتاب المضاربة، ط: دار الفكر)=

مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملالینا

٢٣٢ بعض مضارب مختلف لوگوں سے مضاربت پر رقم لے کر سب کو ملا لیتے ہیں، اسکے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اس علاقے کے لوگوں کو معلوم ہے کہ مضارب اس طرح لوگوں سے رقم لے کر تجارت کرتا ہے یا یہی عرف ورواج ہے تو یہ جائز ہے، اور اگر اس علاقے میں ایسا عرف ورواج نہیں ہے تو سرمایہ دینے والے کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں کی رقم کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہوگا۔ (١)

= ومنها أن يكون المشروط لكل واحد من المضارب ورب المال من الربح جزءا شائعا نصفا أو ثلثا أو ربعا فإن شرطا عددا مقدرا بأن شرطا أن يكون لأحدهما مائة دراهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر لا يجوز، والمضاربة فاسدة؛ لأن المضاربة نوع من الشركة وهي الشركة في الربح وهذا شرط يوجب قطع الشركة في الربح لجواز أن لا يربح المضارب الا هذا القدر المذكور فيكون ذلك لأحدهما دون الآخر فلا تتحقق الشركة، فلا يكون التصرف مضاربة۔ (بدائع الصنائع: (٨٥/٦) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (٦٤٨/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

الهندية: (٢٨٧/٤) كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (٢٦٣/٧) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة۔

الفتاوى السراجية: (ص: ٥٣١) كتاب المضاربة، باب ما يجوز من المضاربة و ما لا يجوز، ط: دار الكتب العملية۔

الاختيار لتعليل المختار: (٢٠/٣) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية۔

(١) ولا يملك المضاربة والشركة والخلط بمال نفسه الا باذن۔ الدر المختار۔ وفي رد المحتار: قوله: والخلط بمال نفسه أي أو غيره كما في البحر الا أن تكون معاملة التجار في تلك البلاد ان المضاربين يخلطون، ولا ينهونهم، فإن غلب التعارف بينهم في مثله وجب ان لا يضمن كما في التاتارخانية۔ (شامي: (٦٤٩/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (٢٩٣/٤) كتاب المضاربة، الباب الرابع فيما يملك المضارب من التفرقات، ط: رشيديه۔

شرح المجله لسليم رستم باز: (٥٨٩/٢) رقم المادة: ١٤١٥، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان أحكام المضاربة، مكتبه فاروقيه۔

مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم

(۲۳۳) مضاربت میں ملازم کی تنخواہ مضاربت کے مال سے ادا کی جائے گی، اس کے بعد جو نفع باقی رہے گا وہ مضارب اور رب المال کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم ہوگا اور اگر تجارت میں نفع نہیں ہوا تو اصل سرمایہ سے ملازم کی تنخواہ ادا کی جائے گی مضارب اپنے جیب سے ملازم کی تنخواہ دینے کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔[۱]

مضاربت میں نفع متعین نہ ہو

اگر مضاربت میں منافع کی فیصد مقرر نہ ہو تو مضاربت فاسد ہو جاتی ہے، اور مضارب کو اجرت مثل (عام طور پر اس کام کی جو اجرت دی جاتی ہے) ملتی ہے۔

مثلاً زید نے عمرو کو کاروبار کے لئے رقم دی، لیکن منافع میں سے کس کو کتنا ملے گا وہ مقرر نہیں ہوا تو مضاربت فاسد ہو جائے گی اور عمرو کو اجرتِ مثل ملے گی۔[۲]

---

(۱) وله الابضاع والايداع واستئجار العمال للأعمال، واستئجار المنازل لحفظ الأموال واستئجار السفن والدواب، وله أن يرهن ويرتهن لها۔ (البحر الرائق: (۲۶۳/۷) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفه، بيروت)

☐ لأن ربح أخذ المالك ما أنفق من رأس المال أى ما أنفقه المضارب فإذا استوفى رأس ماله وفضل شيئ اقتسماه؛ لأنّ ما أنفقه يجعل كالهالك، وأشار المصنف إلى أنّ للمضارب أن ينفق على نفسه من مال المضاربة في السفر قبل الربح وإلى أنّ لو لم يظهر ربح لاشيئ على المضارب۔ (البحر الرائق: (۲۷۰/۷) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار المعرفه، بيروت)

☐ وسبيل النفقة أن يحتسب من الربح ان كان، وان لم يكن فهى من رأس المال۔ (الهندية: (۳۱۴/۴) ط: ماجديه)

☐ على كل حال يكون الضرر والخسارة على رب المال، وإذا شرط كونه مشتركا عليه وعلى المضارب فلايعتبر ذلك الشرط؛ لأنّ هذا الشرط زائدا لايوجب قطع الشركة فى الربح ولا الجهالة فيه فلايكون مفسدا ويبطل الشرط۔ (شرح المجلة للأتاسى: (۳۶۳/۴)، المادة: ۱۴۲۸) الكتاب العاشر فى انواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث فى احكام المضاربة، ط: رشيديه)

(۲) يشترط في المضاربة كشركة العقد كون رأس المال معلوما وتعيين حصة العاقدين من الربح جزءًا=

مضاربت میں نفع نقصان

مضاربت میں نفع ونقصان کے بارے میں تفصیلات یہ ہیں:

❶ شراکت میں نقصان سرمایہ کے تناسب سے سرمایہ کے مالکان کو برداشت کرنا ہوتا ہے چونکہ مضاربت میں سرمایہ ایک فریق کا ہوتا ہے اور محنت دوسرے فریق کی ہوتی ہے لہٰذا نقصان کی ذمہ داری بھی اسی سرمایہ دار پر ہوتی ہے یعنی کاروبار میں جو نقصان ہوگا وہ پہلے نفع سے پورا کیا جائے گا اگر اس سے پورا نہ ہو تو سرمایہ دار کے سرمایہ سے پورا کیا جائے گا۔(۱)

❷ نفع کی تقسیم مضاربت کے معاہدہ میں طے شدہ نسبتوں سے ہوگی، کسی

=شايعا كالنصف والثلث... وقول هذه المادة: وتعيين حصة العاقدين من الربح الخ- يتضمن اشتراط ثلاثة أمور، الأول: أن يكون نصيب كل منهما من الربح معلوما حتى لو كان مجهولا بأن شرط للمضارب جزءا أو شيئا أو ردد بين النصف والثلث مثلا تكون فاسدة: لأن الربح هو المعقود عليه وجهالته توجب فساد العقد- (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۲/۴)، المادة: ۱۴۱۱، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشيديه-

🗀 وكل شرط يوجب جهالة في الربح يفسده لاختلال مقصوده- (الهداية: (۲۵۶/۳) كتاب المضاربة) ط: رشيديه)

🗀 الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد-

🗀 الربح هو المعقود عليه وجهالة المعقود عليه توجب فساد العقد- (الكفاية في شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۴۲۰/۷) كتاب المضاربة، ط: رشيديه)

(۱) (وما هلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح) لأنه تبع (فإن زاد الهالك على الربح لم يضمن) ولو فاسدة من عمله، لأنه أمين. (الدر المختار مع الرد: (۶۵۶/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

🗀 قوله: وما هلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح) أقول: وكذلك ماهلك من مال الشركة فيصرف إلى الربح... فإذا زاد الهالك على الربح فهو عليهما بقدر ماليهما (تكملة رد المحتار: (۴۴۷/۸) كتاب المضاربة، باب المضارب، ط: سعيد.

🗀 مجمع الأنهر: (۴۵۸/۳) كتاب المضاربه، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلميه.

بھی فریق کے لئے نفع میں سے کوئی متعین رقم پیشگی طے نہیں کی جا سکتی۔ (۱)

⓫ اصل سرمایہ سرمایہ دار کو حوالہ کرنے سے پہلے منافع کی تقسیم درست نہیں۔ (۲)

⓬ مسلسل کاروبار میں نقصانات کی تلافی نفع سے کی جائے گی یہاں تک کہ کاروبار ختم کر کے حسابات کر لئے جائیں۔ (۳)

---

(۱) (وما فضل) بعد إكمال رأس المال منه (قسم) بينهما على الشرط. (الدر المنتقى مع المجمع: ۴۶۱/۳) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية)

(وما فضل) من الربح (قسم) بينهما على ما شرطا. (مجمع الأنهر: (۴۶۱/۳)، ط: دار الكتب العلمية.

وكون الربح بينهما شائعاً، فلو عين قدراً فسدت. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۸/۵)، كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(۲) لأن قسمة الربح لاتصح قبل استيفاء رأس المال (الهداية: (۲۶۶/۳) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رحمانيه.

قوله:) لأن قسمة الربح لاتصح قبل استيفاء رأس المال)، لأن الربح لا يتبين قبل وصول رأس المال إلى رب المال. (الكفاية شرح الهداية مع الفتح: (۳۳۹/۷) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رشيديه)

الجوهرة النيرة: (۳۵۷/۱) كتاب المضاربة، ط: حقانيه.

وإذا أراد القسمة، بدأ برأس المال، فأخرج من المال، وجعلت النفقة مما بقي، فإن بقي من ذلك شئ فهو الربح يقسم بين المضارب ورب المال على ما اشترطا۔ (المبسوط للسرخسي: (۶۳/۲۲) كتاب المضاربة، باب نفقة المضارب، ط: دار المعرفة۔

لأن قسمة الربح بعد انتهاء العقد بوصول رأس المال إلى يد رب المال أو إلى يد وكيله، فأما مع بقاء المال في يد المضارب، وقيام عقد المضاربة فلا يصح قسمة الربح بينهما (المبسوط للسرخسي: (۱۰۵/۲۲) كتاب المضاربة، باب قسمة رب المال والمضارب، ط: دار المعرفة۔

الحنفية قالوا: لا تصح قسمة الربح قبل أن يقبض صاحب المال رأس ماله فإذا قسم الربح قبل ذلك وقعت القسمة موقوفة فإن قبض المالك رأس المال صحت وإلا بطلت القسمة. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۶۱/۳) مباحث المضاربة، مبحث قسمة الربح في المضاربة، ط: دار احياء التراث العربي)

(۳) وما هلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح فإن زاد الهالك على الربح لم يضمن... وإن قسم الربح وبقيت المضاربة ثم هلك المال أو بعضه ترادا الربح ليأخذ المالك رأس المال وما فضل بينهما. (الدر المختار مع الرد: (۶۵۶/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۴۵۸/۳، ۴۵۹) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

الهداية: (۲۶۶/۳، ۲۶۷) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رحمانيه.

⑤ فریقین کے نفع ونقصان کی مقداروں کی تعیین کاروبار ختم ہونے کے بعد کی جائے گی۔ (۱)

⑥ کاروبار میں نفع کے حق دار، اور نفع کے مالک اس وقت قرار پائیں گے جب اصل سرمایہ سرمایہ دار کو واپس مل جائے گا خواہ اپنے سرمایہ پر اس کا قبضہ عملاً ہو یا قانوناً، مثلاً مضارب نے اصل سرمایہ سرمایہ دار کے اکاؤنٹ میں جمع کر دیا تو یہ قانونی قبضہ ہے۔ (۲)

⑦ نفع سرمایہ میں اضافہ کا باعث ہوگا، حقیقی منافع نہ ہونے کی صورت میں مضارب کی محنت ضائع ہوجائے گی، اس کی محنت کا ازالہ کرنا سرمایہ دار پر ضروری نہیں ہوگا۔ (۳)

⑧ کاروبار میں کسی قسم کے اختیارات کا حصول یا مختلف تصرفات اور معاہدات کی اجازت یا کسی قسم کی پابندیاں باہمی رضا مندی سے عائد کی جاسکتی

(۱، ۲) وإذا أراد القسمة، بدأ برأس المال، فأخرج من المال، وجعلت النفقة مما بقي، فإن بقي من ذلک شئ، فهو الربح يقسم بين المضارب ورب المال على ما اشترطا۔ (المبسوط للسرخسي: (۶۳/۲۲) كتاب المضاربة، باب نفقة المضارب، ط: دار المعرفة۔

لأن قسمة الربح بعد انتهاء العقد بوصول رأس المال إلى يد رب المال أو إلى يد وكيله، فأما مع بقاء المال في يد المضارب، وقيام عقد المضاربة فلا يصح قسمة الربح بينهما (المبسوط للسرخسي: (۱۰۵/۲۲) كتاب المضاربة، باب قسمة رب المال والمضارب، ط: دار المعرفة۔

الحنفية قالوا: لا تصح قسمة الربح قبل أن يقبض صاحب المال رأس ماله فإذا قسم الربح قبل ذلك وقعت القسمة موقوفة فإن قبض المالك رأس المال صحت وإلا بطلت القسمة. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۶۷/۳) مباحث المضاربة، مبحث قسمة الربح في المضاربة، ط: دار احياء التراث العربي)

(۳) وفي المضاربة الصحيحة إن لم يكن ربح، فلا شئ للمضارب لأنه عامل لنفسه فلا يستحق الأجر. (تحفة الفقهاء: (۲۵/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۳۶/۲) كتاب المضاربة، ط: دار احياء الكتب العربية.

شامي: (۶۴۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

ہیں۔ (۱)

مضاربت میں نفع نہ ہو تو فسخ کرنے کا حکم

مثلاً دو آدمیوں کے درمیان عقد مضاربت کا معاملہ ہوا کہ ایک کا مال ہوگا اور دوسرا صرف عمل کرے گا، چنانچہ ایک زمین خریدی گئی ایک لاکھ ڈالر میں جس پر چند دکانیں بنانی ہیں، اور پھر اس کو فروخت کرنے کے بعد جو نفع ہوگا وہ دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا، تعمیر کا کام تقریباً ایک سال تک جاری رہے گا، اس معاہدے کے تقریباً پانچ ماہ بعد رب المال اس کو فسخ کرنا چاہتا ہے، اتنی مدت میں راس المال سے تقریباً تیس ہزار ڈالر تعمیر کے کام میں خرچ ہوئے تو اس کے فسخ کا طریقہ یہ ہے کہ رب المال مضارب کو اطلاع دے کر مضاربت کو فسخ کرے، اور مضارب کا رب المال کو راس المال واپس کرنا ضروری ہوگا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ یا تو مضارب زمین کسی اور آدمی کو فروخت کردے یا خود خرید لے اور راس المال واپس کردے چونکہ اب تک کوئی نفع نہیں ہوا اس وجہ سے مضارب کو کچھ نہیں ملے گا۔

---

(۱) تنقسم المضاربة إلى مطلقة ومقيدة: المضاربة المطلقة: هي التي يفوض فيها رب المال المضارب في أن يدير عمليات المضاربة دون أن يقيد بقيود... المضاربة المقيدة: هي التي يقيد فيها رب المال المضارب بالمكان أو المجال الذي يعمل فيه وبكل مايراه مناسبا بما لا يمنع المضارب عن العمل. (المعايير الشرعية: (ص:۱۸٤، ۱۸۵) المعيار الشرعي رقم (۱۳) المضاربة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

شرح المجله لرستم باز: (۲/۵۸۳) المادة: ۱٤۰٦، ۱٤۰۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الأول، ط: مكتبة فاروقيه.

المضاربة قسمان: أحدهما مضاربة مطلقة أي عارية عن القيد المفيد، والآخر مضاربة مقيدة أي مقيدة بقيد مفيد وتسمي المضاربة المطلقة مضاربة عامة والمضاربة المقيدة مقيدة خاصة... ويفهم من هذا أن المضاربة تقبل القيد لأن التجارة تختلف باختلاف الأمكنة والأمتعة والأوقات والأشخاص. (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۳/٤۲۷) شرح المادة: ۱٤۰٦، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، ط: دار الجيل)

ہاں اگر راس المال سے خریدی ہوئی زمین کی قیمت بڑھ گئی، تو اس صورت میں زمین کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم آئے گی اس سے راس المال واپس کرنے کے بعد نفع کی جو رقم باقی رہے گی وہ دونوں کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔ (۱)

مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو

اگر مضاربت میں سرمایہ دینے والا رب المال مضارب پر نقد میں کاروبار کرنے کی شرط لگادے تو مضارب پر نقد میں کاروبار کرنا لازم ہوگا ادھار میں کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم، ولكل واحد منهما أعني رب المال والمضارب الفسخ لكن عند وجود شرطه وهو علم صاحبه لما ذكرنا في كتاب الشركة، ويشترط أيضاً أن يكون رأس المال عينا وقت الفسخ دراهم أو دنانير حتى لو نهى رب المال المضارب عن التصرف ورأس المال عروض وقت النهي لم يصح نهيه، وله أن يبيعها؛ لأنه يحتاج إلى بيعها بالدراهم والدنانير ليظهر فكان النهي والفسخ ابطالاً لحقه في التصرف فلايملك ذلك۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط:سعيد)

وفيه أيضاً: والثاني مايستحقه المضارب بعمله في المضاربة الصحيحة هو الربح المسمى ان كان في المضاربة ربح... فإن لم يكن فيها ربح فلاشيئ للمضارب؛ لأن الشرط قد صح، فلايستحق الا ما شرط وهو الربح ولم يوجد۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۷/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط:سعيد۔

وفيه أيضاً: ويجوز شراء رب المال من المضارب، وشراء المضارب من رب المال، وإن لم يكن في المضاربة ربح في قول أصحابنا الثلاثة۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۱/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط:سعيد۔

(۲) ولو دفعه إليه مضاربة على أن يشترى بالنقد ويبيع، فليس له أن يشترى الا بالنقد؛ لأن هذا التقييد مفيد في حق رب المال۔ (المبسوط للإمام السرخسي: (۴۳/۲۲) باب مايجوز للمضارب وما لايجوز، ط: دار المعرفه، بيروت)

بدائع الصنائع: (۱۰۰/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط:سعيد۔

وإن قال رب المال للمضارب: لاتبع إلا بالنقد لم يكن له أن يبيع الا بالنقد لأن المضاربة يدخلها=

مضارب کو ملازم رکھنا

"شریک کو ملازم رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۴)

مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھرانا

مضارب کو کسی بھی قسم کے نقصان کا ضامن ٹھرانے کی شرط رکھنا باطل ہے چنانچہ اگر عقد مضاربت کے وقت مضارب کو نفع کے ساتھ نقصان کا بھی شریک ٹھرایا گیا تو یہ شرط باطل ہوگی، اور مضارب نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔ [1]

مضارب کی حیثیت

"مضاربت کے احکام" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۵/۶)

مضارب کے اختیارات

"مضارب کے فرائض" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۱/۶)

مضارب کے اخراجات

اگر مضارب اپنے شہر میں رہ کر تجارت کرتا ہے، تو اس صورت میں کھانا پینا اور گھر کے اخراجات راس المال (اصل سرمایہ) سے وصول کرنا جائز نہیں ہے اور اس قسم

= التخصيص، وله في ذلك منفعة وهو تعجيل المال۔ (الجوهرة النيرة: (۳۵۸/۱) كتاب المضاربة، ط: حقانيه)

(۱) وحكمها أنه أمين بعد دفع المال إليه ووكيل عند العمل وشريك عند الربح۔ (البحر الرائق: (۷/ ۲۶۴) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت)

(وبطل الشرط) كشرط الخسران على المضارب۔ (شامي: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

على كل حال يكون الضرر والخسارة على رب المال، وإذا شرط كونه مشتركا عليه وعلى المضارب فلا يعتبر ذلك الشرط؛ لأن هذا الشرط زائدا لا يوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة به فلا يكون مفسدا ويبطل الشرط۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۶۳/۴)، المادة: ۱۴۲۸) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربه، مكتبه فاروقيه۔

کے اخراجات راس المال سے لینے کی شرط لگانے سے مضاربت فاسد ہو جائے گی۔

اور اگر مضارب دوسرے شہر میں تجارت کرتا ہے تو کھانے پینے اور رہائش کا ضروری خرچہ راس المال سے وصول کر سکتا ہے، اس سے زیادہ وصول کرنا جائز نہیں ہے، پھر جب تجارت میں نفع حاصل ہوگا تو پہلے راس المال کی رقم پوری کی جائے گی، پھر اس کے بعد نفع کی جو رقم باقی رہے گی وہ حسب معاہدہ مضارب اور مالک کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ (۱)

---

(۱) الثالث: أن يكون المشروط للمضارب مشروطا من الربح حتى لو شرط شيئا من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت المضاربة۔ (شرح المجلة لمحمد الاتاسي: (۳۳۳/۴) المادة: ۱۴۱۱) الكتاب العاشر الشركات، الباب السابع، الباب الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: رشيديه۔

الهندية: (۲۸۷/۴) كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔

(وإذا سافر ولو يوما فطعامه و شرابه و كسوته و ركوبه، و كل مايحتاجه عادة) أي في عادة التجار بالمعروف (في مالها، وإن عمل في المصر) سواء ولد فيه أو اتخذه دارا (فنفقته في ماله ... ويأخذ المالك قدر ما أنفقه المضارب من رأس المال ان كان ثمة ربح فإن استوفاه أو فضل شيئ من الربح اقتسماه على الشرط؛ لأن ما أنفقه يجعل كالهالك والهالك يصرف إلى الربح۔ (الدر المختار)

قوله: ولو يوما؛ لأن العلة في وجوب النفقة حبس نفسه لأجلها فعلم أنه ليس المراد بالسفر الشرعي بل المراد أن لا يمكنه المبيت في منزله، فإن أمكن أنه يعود إليه في ليلة فهو كالمصر لا نفقة له۔ (الدر مع الرد: (۶۵۷/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، فصل في المتفرقات، ط: سعيد)

إذا عمل المضارب في المصر فليست نفقته في المال، وإن سافر فطعامه و شرابه و كسوته و ركوبه معناه شراء و كراء في مال المضاربة فلو بقي شيئ في يده بعد ما قدم مصره رده في المضاربة ولو كان خروجه دون السفر ان كان بحيث يغدو ولم يروح فيبيت بأهله فهو بمنزلة السوقي في المصر، وإن كان بحيث لا يبيت بأهله فنفقته في مال المضاربة كذا في الهداية۔ والنفقة: هي ما يصرف إلى الحاجة الراتبة وهي الطعام والشراب والكسوة وفراش ينام عليه والركوب وعلف دابته كذا في محيط السرخسي... وسبيل النفقة ان يحتسب من الربح ان كان وإن لم يكن فهي من رأس المال؛ لأن النفقة جزء هالك، والأصل في الهلاك ان ينصرف أولا إلى الربح كذا في المحيط ... فإن أنفق من مال المضاربة شيئا على نفسه قبل أن يشتري به فإنه يستوفي رب المال رأس ماله بكماله كذا في محيط السرخسي۔ (الهندية: (۳۱۲/۴) كتاب المضاربة، الباب الثاني عشر في نفقة المضارب) ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۱۰۵/۶، ۱۰۷) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

مضارب کے فرائض

مضارب کے فرائض یہ ہیں:

① مضارب پر معاہدہ کی تمام شقوں اور شرائط کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ (۱)

② مضارب مضاربت کی رقم سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ مضاربت کا معاملہ نہیں کرسکتا مگر یہ کہ سرمایہ دار کی جانب سے اجازت ہو۔

یا دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مضارب مضاربت کی رقم سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے سے روک دیا گیا ہو، پھر نہیں کرسکتا۔ (۲)

③ کوئی تیسرا شخص بلا معاوضہ مضارب کی مدد کرسکتا ہے تاکہ وہ کاروبار کو اچھے اور بہتر طور پر چلا سکے۔ (۳)

---

(۱) يعتبر و يراعي كل ما اشترطه العاقدان. (شرح المجله لرستم باز: (۲/۳۱۱) المادة: ۴۷۳، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الثالث الفصل الثاني، ط: مكتبة فاروقيه)

☐ فقد ذكر في شرح المادة (۴۰۶) أنه اذا كان قيد وشرط رب المال مفيداً له فيكون القيد معتبراً ويقتضي مراعاته وأنه لم يراعه المضارب فيكون مخالفاً لرب المال وعاملاً بدون أجرة (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/۴۵۲) شرح المادة: ۱۴۲۰، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، ط: دار الجيل)

☐ وفيه ايضاً: (۳/۴۲۸) شرح المادة: ۱۴۰۶، ايضاً، ط: دار الجيل.

(۲) (وليس له) أي للمضارب (أن يضارب) مال المضاربة لآخر (إلا باذن رب المال) صريحاً (أو بقوله له: اعمل برأيك). (مجمع الأنهر: (۳/۴۴۷) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه.

☐ مذهب الحنفية: لايجوز للمضارب أن يضارب بالمال مع شخص آخر، إلا إذا فوضه رب المال. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/۳۹۰) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الثالث: أحكام المضاربة، ط: رشديه)

☐ الهدايه: (۳/۳۴۴) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه

(۳) (وللمضارب في مطلقها) أي مطلق المضاربة... (أن يبيع ويشتري ويؤكل بهما ويسافر... ويبضع) من الإبضاع وهو أن يدفع إلى غيره مالاً يعمل فيه ويكون الربح لرب المال. (مجمع الأنهر: =

ہمارے حنفی مذہب میں سرمایہ دار مضارب کے ساتھ کاروبار میں عملی طور پر حصہ نہیں لے سکتا، کیونکہ اس سے مضارب کے اختیارات محدود ہوجائیں گے اور وہ کھل کر آزادی سے کام نہیں کرسکے گا البتہ حنبلی مذہب میں اس کی اجازت ہے، اس لئے حنفی مذہب پر عمل کرنے والوں کے لئے مضارب کے ساتھ سرمایہ دار کے لئے عملی طور پر کاروبار میں حصہ لینا درست نہیں اور حنبلی مذہب ماننے والوں کے لئے جائز ہے۔ (۱)

اور ہر مذہب والے اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں یہاں آ کر اپنا مذہب نہ بدلیں۔ (۲)

=(۴۴۷/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

تبيين الحقائق: (۵۷/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

الهدايه: (۲۶۴/۳) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه.

(۱) رابعاً: أن يكون رأس المال مسلماً إلى العامل؛ ليتمكن من العمل فيه، ولأن رأس المال أمانة في يده، فلا يصح إلا بالتسليم وهو التخلية كالوديعة، ولا تصح المضاربة مع بقاء يد رب المال على المال، لعدم تحقق التسليم مع بقاء يده. ويترتب عليه أنه لو شرط بقاء يد المالك على المال فسدت المضاربة، إذ لا بد من استقلال العامل بالتصرف والعمل بمقتضى طبيعة التجارة وظروفها التي يتعذر فيها الاشتراك في العمل الذي يحتاج إنجازه لسرعة وإهتبال الفرصة المواتية... وهذا الشرط محل اتفاق بين الجمهور (أبي حنيفة وأصحابه ومالك والشافعي والأوزاعي وأبي ثور وابن المنذر) وأما الحنابلة فقد أجازوا اشتراط بقاء يد الملك على المال. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۹۳۶/۶) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الثاني: شرائط المضاربة، ط: رشيديه)

القسم الخامس: أن يشترك بدنان بمال أحدهما. وهو أن يكون المال من أحدهما والعمل منهما... فهذا جائز ونص عليه أحمد، في رواية أبي الحارث وتكون مضاربة... وقال أبو عبدالله بن حامد والقاضي، وأبو الخطاب: إذا شرط أن يعمل معه رب المال لم يصح وهذا مذهب مالك والأوزاعي، والشافعي وأصحاب الرأى وأبي ثور، وابن المنذر. (المغني، لابن قدامة: (۱۳۶/۷) كتاب الشركة، فصل: القسم الخامس، ط: دار عالم الكتب)

الموسوعة الفقهية: (۵۱/۳۸) مادة: مضاربة، ط: دوزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت.

(۲) وفي نكاح الخلاصة: لو قيل لحنفي ما مذهب الإمام الشافعي في كذا وجب أن يقول: قال أبو حنيفة كذا. وفي الشامية: قوله: وجب أن يقول الخ) هذا مبني على قول بعض الأصوليين لا يجوز تقليد=

آج کل بڑے پیانے کے کاروبار میں فیصلوں کا اختیار ایک فرد کے بجائے ایک بورڈ آف ڈائریکٹر کے پاس ہوتا ہے اس میں بھی احناف کے نزدیک سرمایہ دار کے لئے عملی طور پر کاروبار میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، حنابلہ کے یہاں جائز ہے جو ہمارا مذہب نہیں۔

⑤ مضاربت کے معاہدہ میں مضارب کی طرف سے سرمایہ کی بحفاظت واپسی کی ضمانت دینے سے مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے گا۔ (۱)

البتہ مضارب کی طرف سے پوری ذمہ داری سے کام کرنے کی ضمانت لینا جائز ہے۔

⑥ مضارب کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ کاروباری خرید وفروخت کر سکتا ہے خریدی ہوئی چیزوں کو اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے، کسی فرد کے ساتھ رہن کا معاملہ کر سکتا ہے مگر یہ کہ اس کو رہن کا معاملہ کرنے سے منع کر دیا گیا ہو۔ (۲)

=المفضول مع وجود الفاضل، وبني على ذلك وجوب اعتقاد أن مذهبه صواب يحتمل الخطأ، وأن مذهب غيره خطأ يحتمل الصواب، فإذا سئل عن حكم لايجيب إلا بما هو صواب عنده، فلايجوز أن يجيب بمذهب الغير. (الدر المختار مع الرد:(۳/۵۰۸) كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في الإفتاء بالضعيف، ط:سعيد)

لكنما القاضي به لا يقضي الخ أي لايقضي بالضعيف، وكذا بمذهب الغير. (شرح عقود رسم المفتي:(ص:۹۰) القضاء بالضعيف وبمذهب الغير، ط:مكتبة البشرى)

(۱) (وغيره لا) أي غير ذلك من الشروط الفاسدة لايفسد المضاربة (بل يبطل الشرط كاشتراط الخسران على المضارب) لأنها جزء هالك من المال فلايجوز أن يلزم غير رب المال لكنه شرط زائد لايوجب قطع الشركة في الربح والجهالة فيه، فلايفسد المضاربة؛ لأنها لا تفسد بالشروط الفاسدة. (درر الحكام شرح غرر الأحكام:(۳/۲۵۰) كتاب المضاربة، ط:دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر:(۳/٤٤٧) كتاب المضاربة، ط:دار الكتب العلمية.

الهداية:(۳/۲٦۳) كتاب المضاربة، ط:رحمانيه.

(۲) وملك المضارب في المطلقة... البيع... بنقد ونسيئة متعارفة... ويملك الايداع والرهن والارتهان... لأن كل ذلك من صنيع التجار. وفي الشامية: قوله: بنقد ونسيئة) ولو اختلفا فيهما، فالقول للمضارب في المضاربة. (الدر المختار مع الرد:(٥/٦٤٩) كتاب المضاربة، ط:سعيد)=

⑦ مضارب کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھی مضاربت کا معاملہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے سے منع کردیا گیا ہو، پھر نہیں کرسکتا۔ (۱)

⑧ مضاربت کے معاہدہ میں سرمایہ دار کی مالی ذمہ داری اس کے فراہم کردہ سرمایہ کی حد تک محدود ہوتی ہے مگر یہ کہ سرمایہ دار نے مضارب کو قرض لینے یا ادھار خریدنے کی اجازت دی ہو۔ (۲)

⑨ مضارب کاروبار میں ادھار پر بھی فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہے مگر یہ کہ سرمایہ دار اس کو منع کردے۔ (۳)

= وقد تكون مقيدة بمكان أو زمان أو بضاعة فيتقيد المضارب، لان المال لغيره فله تحديد تصرف المضاربة بما يراه مصلحته، فإذا جاوز المضارب شروط رب المال ضمن. (الكافي في الفقه الحنفي (۱۱۹/۳) كتاب المضاربة، ط: مؤسسة الرسالة)

مجمع الأنهر: (۳/۴۴۸، ۴۴۹) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) أنظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة رقم: ۲۳۹۔ ((وليس له) أي للمضارب (أن يضارب))

(۲) وقال في شرح الأقطع لايجوز للمضارب أن يستدين على المضاربة وإن فعل ذلك لم يجز على رب المال ألا ترى أنه إذا اشترى برأس المال فهلك قبل التسليم يرجع المضارب عليه بمثله وإذا كان كذلك ضرب المال لم يرض أن يضمن إلا مقدار رأس المال فلو جوزنا الاستدانة لزمه ضمان مالم يرض به... وأما إذا استدان بإذن رب المال فما يشتر به بينهما شركة وجوه. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۵/۸۷، ۵۸) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان)

وإذا دفع إلى رجل ألف درهم مضاربة بالنصف وأمره أن يستدين على المال فهو جائز لأن الاستدانة شراء بالنسيئة... وما استدان... فهو بينهما نصفان فربحه ووضيعته بينهما نصفان، حتى لو هلكت المشتراة بالدين كان ضمان ثمنها عليهما نصفين. (المبسوط للسرخسي: (۲۲/۱۷۸، ۱۷۹) كتاب المضاربة، باب المضارب يأمره رب المال بالاستدانة على المضاربة، ط: دار المعرفة)

بدائع الصنائع: (۶/۹۰) كتاب المضاربة، فصل في بيان حكم المضاربة، ط: سعيد.

(۳) ويملك المضارب في المطلقة... البيع... بنقد ونسيئة متعارفة. (الدر المختار مع الرد: (۵/۶۴۹) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

ومن دفع إلى غيره ألف درهم مضاربة على أن يشتري بالنقد ويبيع به فليس له أن يشتري ويبيع إلا بالنقد. (الفتاوىٰ الهنديه: (۴/۲۹۸) كتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط على المضارب من الشروط، ط: رشيديه) =

مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا

مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا جائز نہیں ہے، البتہ کام کے بدلے میں منافع کی مقدار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے، مثلاً مضارب کو منافع میں سے ۸۰ فیصد اور رب المال کو ۲۰ فیصد دیا جائے تو یہ جائز ہے، مضارب ملازم بن جائے اور ماہانہ اجرت مقرر کرے، اور نفع میں سے کچھ نہ لے تو یہ بھی جائز ہے، مضارب اور ملازم دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔ (۱) ۲۴۵

مضارب کے لئے عقد تولیہ کا حکم

مضارب ایسا کام نہیں کرسکتا جس میں ضرر اور نقصان ہو، اور وہ کام تاجروں کے درمیان معروف نہ ہو اس کے علاوہ تجارت سے متعلق ہر کام کرسکتا ہے، لہٰذا ضرورت اور مصلحت کی صورت میں عقد تولیہ کرنے کی بھی اجازت ہوگی۔ مثلاً چیز کی ویلیو

= المحیط البرهاني: (۱۷۳/۸) کتاب المضاربة، الفصل التاسع فیما یشترط علی المضارب من الشروط، ط: إدارة القرآن.

(۱) لا أجر للشریک فی العمل بالمشترک۔ (شامی: (۳۲۶/۴) کتاب الشرکة، فصل فی الشرکة الفاسدة، مطلب یرجح القیاس، ط: سعید۔

لو کان الطعام بین رجلین فقال أحدهما لصاحبه: احمله إلی الموضع کذا ولک فی نصیبی من الأجر کذا، أو قال: اطحنه ولک فی نصیبی کذا من الأجر، جاز ذلک فی قول زفر رحمه الله و محمد بن صاحب رحمه الله، ولا یجوز فی قول أبی حنیفة رحمه الله وأبی یوسف رحمه الله ومحمد رحمه الله۔ (النتف فی الفتاوی (ص: ۳۳۹) کتاب الإجارة، إجارة الشریک شریکه، ط: سعید)

ولا تجوز الشرکة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف فی هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدیر: (۲۰۲/۵) کتاب الشرکة، فصل و تنعقد الشرکة ۔۔۔ الخ ط: رشیدیه)

شریک کا اجیر ہونا درست نہیں، بلکہ صورت جواز یہ ہے کہ جو شریک منیجر ہو اس کا حصہ منافع میں زیادہ کردیا جائے مثلاً جو شریک منیجر نہیں ان کا حصہ روپے میں دو آنہ ہے تو منیجر کا حصہ روپیہ میں چار آنہ کردیا جائے، لیکن یہ جائز نہیں کہ اس کی تنخواہ مقرر کی جائے۔ واللہ اعلم۔ (امداد الاحکام: ۳۲۰/۳) کتاب الشرکة والمضاربة، زیر عنوان "شریک کو بوجہ زیادت عمل کے منافع کے علاوہ تنخواہ دینے کا حکم"، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

کم ہو رہی ہے یا مشتری (خریدار) نے مضارب کو فائدہ پہنچایا ہے یا آئندہ پہنچائے گا اس لئے قیمت خرید میں فروخت کر کے مشتری پر احسان کرنا چاہتا ہے تو جائز ہوگا، لیکن ایسا عمل کبھی کبھی مصلحت کی وجہ سے کرنے کی اجازت ہوگی دائمی طور پر نہیں۔ (۱)

مضاربہ

شریعت نے مضاربت کے ذریعہ سرمایہ کاری اور کاروبار کی اجازت دی ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مضاربہ کا معاملہ کیا ہے، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ (۲)

---

(۱) وإذا دفع إلى رجل مالاً مضاربة ولم يقل: اعمل فيه برأيك، فله أن يشترى به مابدا له من أصناف التجارة، ويبيع؛ لأنه نائب عن صاحب المال في تجارة۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۸/۲۲) كتاب المضاربة، باب مايجوز للمضارب في المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت۔

(ويملك المضارب في المطلقة) التي لم تقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع) ولو فاسداً (بنقد ونسيئة متعارفة والشراء والتوكيل بهما والسفر برا و بحرا... ويملك الايداع والرهن والارتهان والاجارة والاستجار... ؛ لأن كل ذلك من صنيع التجار۔ وفي رد المحتار: وليس له ان يعمل بمافيه ضرر ولا مالا يعمله التجار۔ (الدر مع الرد: (۶۴۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

قال الصدر الشهيد: التصرفات في المضاربة ثلاثة أقسام: قسم هو من باب المضاربة وتوابعها فيملكها بمطلق الايجاب وهو الايداع والابضاع والاجارة والاستجار والرهن والارتهان وما أشبه ذلك الخ۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۶۴/۳) كتاب المضاربة، ط: المكتبة العربية)

وللمضارب أن يعمل ما هو من عادات التجار وهو الابضاع والايداع واستجار الاجراء لحفظ المال واستجار الدواب للحمل الخ۔ (فتاوىٰ قاضى خان على هامش الهندية: (۱۶۶/۳) كتاب المضاربة، فصل فيما يجوز للمضارب في المضاربة، ط: رشيديه۔

(۲) كتاب المضاربة يحتاج في هذا الكتاب إلى معرفة جواز هذا العقد... فالقياس أنه لا يجوز لأنه استجار بأجر مجهول بل بأجر معدوم ولعمل مجهول، لكنا تركنا القياس بالكتاب والسنة والإجماع۔ أما الكتاب الكريم فقوله عز شانه: وآخرون يضربون في الأرض يبتغون من فضل الله (المزمل: ۲۰) والمضارب يضرب في الأرض يبتغي من فضل الله عز وجل۔ وقوله سبحانه وتعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله (الجمعة: ۱۰) وقوله تعالى: ليس عليكم جناح أن تبتغوا فضلاً من ربكم (البقرة: ۱۹۸)۔ وأما السنة: فما روي عن ابن عباس ﷺ أنه قال: "كان سيدنا العباس بن=

مضاربہ صکوک

(۲۳۷) مضاربہ صکوک: وہ تمسکات ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان صکوک والوں نے اپنی رقم مضاربہ کی بنیاد پر دی ہوئی ہے، یہ صکوک یا تو وہ کمپنیاں جاری کرتی ہیں جو مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ حاصل کرنا چاہتی ہیں، یا پھر ان کا اجراء ان مالیاتی اداروں کی جانب سے ہوتا ہے جنہوں نے مضاربہ پر رقم دے رکھی ہو۔

مثلاً ایک بینک نے پچاس ملین روپے کسی پارٹی کو تین سال کے لئے مضاربہ پر دیئے ہوئے ہیں، اور اب وہ چاہتا ہے کہ یہ رقم اسے واپس مل جائے تا کہ اس سے دیگر ضرورتیں پوری کی جاسکیں تو وہ اس رقم کے مساوی مالیت کے سرٹیفکیٹ یعنی "مضاربہ صکوک" بنا کر فروخت کردے گا جو لوگ یہ سرٹیفکیٹ خریدیں گے وہ اس مضاربہ سے حاصل ہونے والے منافع میں حصہ دار ہوں گے، جب مدت ختم ہوگی تو بینک وہ صکوک دوبارہ خرید لے گا۔ (۱)

=عبد المطلب إذا دفع المال مضاربة، اشترط على صاحبه أن لا يسلک به بحراً ولا ينزل به وادياً، ولا يشترى به دابة ذات كبد رطبة، فإن فعل ذلک ضمن فبلغ شرطه رسول الله ﷺ فأجاز شرطه" وكذا بعث رسول الله ﷺ والناس يتعاقدون المضاربة فلم ينكر عليهم وذلک تقرير لهم على ذلک، والتقرير أحد وجوه السنة۔ (بدائع الصنائع: (۶/۷۹) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسی: (۱۸/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت۔

وبعث النبی ﷺ والناس يباشرونه فقررهم عليه، وتعاملت به الصحابة ﷺ۔ (مجمع الانهر: (۳/۳۳۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۵/۵۲) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

(۱) صكوك المضاربة: المصدر لتلك الصكوك هو المضارب، والمكتتبون فيها هم أرباب المال، وحصيلة الاكتتاب هي رأس مال المضاربة، ويملك حملة الصكوك موجودات المضاربة والحصة المتفق عليها من الربح لأرباب المال، ويتحملون الخسارة، إن وقعت. (المعايير الشرعية: (ص: ۲٤۱) المعيار الشرعي رقم (۱۷) صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبات والمراجعة للمؤسسات الإلمالية الإسلامية)

مضاربہ کی حقیقت

ایک فریق کی جانب سے سرمایہ ہوتا ہے، دوسرے فریق کی جانب سے عمل اور محنت ہوتی ہے اور کچھ منافع ملتا ہے، اس میں ہر فریق طے شدہ اصول کے مطابق آدھے آدھے کے اعتبار سے یا ایک تہائی کے اعتبار سے شریک ہوتا ہے، اس کے علاوہ کسی فریق کے لئے کسی مخصوص رقم کی شرط نہیں ہوتی۔ (۱)

مضاربہ کے احکام

① مضاربہ میں ایک جانب سے محنت ہوتی ہے سرمایہ نہیں ہوتا، اور دوسری جانب سرمایہ ہوتا ہے محنت نہیں ہوتی اور نفع ہو تو اس میں دونوں شریک ہوتے ہیں، نفع کم ہو یا بالکل نہ ہو تو اس میں فریقین نقصان پذیر ہوتے ہیں۔ (۲)

② مضاربت میں مضارب یعنی کاروبار کرنے والا امین کی حیثیت سے کام کرتا ہے چنانچہ جس نوعیت کے کاروبار کرنے کی اجازت سرمایہ کار کی جانب سے ملے گی اس طرح کا کاروبار کر سکے گا، اس سے تجاوز کرنا خیانت متصور ہوگی، ہاں اگر سرمایہ کار ہر قسم کی تجارت کی عام اجازت دیدے پھر کسی خاص نوعیت کی تجارت کی پابندی نہیں ہوگی، بلکہ مضارب ہر قسم کی جائز تجارت کرنے کا مجاز ہوگا۔ (۳)

(۱، ۲) وشرعا عقد شركة في الربح بمال من جانب... وعمل من جانب... وكون الربح بينهما شائعاً فلو عين قدرا فسدت. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۸، ۶۴۵/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

قوله: شائعاً) أنصافا أو أثلاثا مثلا لتحقق المشاركة بينهما في الربح قل أو كثر. (حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/۴۶۳) كتاب المضاربة، ط: المكتبة العربية.)

تكملة رد المحتار: (۸/۴۱۷) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

البحر الرائق: (۷/۲۶۳) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفه، بيروت.

(۳) المضارب أمين ورأس المال في يده في حكم الوديعة. (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/ ۵۸۶) المادة: ۱۴۱۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في احكام المضاربة، مكتبه فاروقيه)=

⑥ اگر مضاربت میں نقصان ہوا تو سب سے پہلے اس نقصان کی تلافی نفع میں سے کی جائے گی، اور اگر نقصان نفع کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے تو نفع کے بعد بقیہ نقصان اصل سرمایہ میں سے برداشت کیا جائے گا۔

مثلاً دس لاکھ سے مضارب نے کام شروع کیا، پہلی دفعہ خرید و فروخت میں دو لاکھ روپے منافع ہوا، پھر مال خریدا اور فروخت کیا تو اس میں ڈھائی لاکھ روپے منافع ہوئے پھر مال خریدا اور فروخت کیا تو اس میں پانچ لاکھ روپے کا نقصان ہوا، تو پانچ لاکھ کے نقصان کو یوں تقسیم کیا جائے گا کہ ساڑھے چار لاکھ روپے تو منافع میں سے جائیں گے اور پچاس ہزار روپے اصل سرمایہ میں سے جائیں گے، اس پچاس ہزار میں مضارب شریک نہیں ہوگا، کیونکہ اس کی محنت کا ضائع ہونا یہ اس کا نقصان ہوا، پھر وہ ڈبل نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔ (1)

= والمضارب أمين وبالتصرف وكيل... وبالخلاف غاصب...) يعني بدفع المال إليه على وجه المضاربة يكون أميناً... وإنما صار غاصباً بالخلاف لوجود التعدي على مال الغير كالغصب، وهذا لأن صاحبه لم يرض أن يكون في يده إلا على الوجه الذي أمره به فإذا خالف فقد تعدى فصار غاصباً فيضمن۔ (تبيين الحقائق: (٥/٥٣) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان)

يلزم المضارب في المضاربة المقيدة مراعاة قيد وشرط رب المال لهما كان)... وقد ذكر في شرح المادة (١٤٠٦) أنه إذا كان قيد وشرط رب المال مقيداً له فيكون القيد معتبراً ويقتضي مراعاته وأنه لم يرعه المضارب فيكون مخالفاً رب المال وعاملاً بلا أجرة۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (٣/ ٣٥١، ٣٥٢) المادة: ١٤٢٠، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: دار الجليل)

(ويملك المضارب في المطلقة) التي لم تتقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع) ولو فاسداً (بنقد ونسيئة متعارفة... والإبضاع... والإيداع والرهن والارتهان والإجارة والاستئجار۔ قوله ولو فاسداً) لأن المبيع فيه يملك بالقبض فيحصل الربح بعقد المعاوضة وهو صنيع التجار، بخلاف الباطل كما في الاشباه۔ وليس المراد منه أنه يجوز له مباشرته لحرمته بل المراد أنه لا يكون مخالفاً به فلا يكون غاصباً فلا يخرج المال عن كونه في يده أمانة۔ (تكمله رد المحتار: (٨/ ٢٨٨) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(1) وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح، دون رأس المال۔ فإذا زاد الهالك على الربح فلا ضمان على المضارب، لأنه أمين۔ (الهداية: (٣/ ٢٦٣) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد=

معاملات میں توسع

(۲۵۰) بعض علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ معاملات کے بارے میں جس جس فقہی مسلک کے اندر سہولت اور آسانی کی بات مل رہی ہو، عقد کی تصحیح کے لئے اسے لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ توسع ہے، لینے کی گنجائش ہے، حالانکہ یہ بات عام نہیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ مقید ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے "حیلہ ناجزہ" نامی کتاب میں لکھا ہے کہ:

① مذاہب اربعہ میں سے صرف اس رائے کو لیا جا سکتا ہے جو "شاذ" اور اجماع امت کے خلاف نہ ہو۔

② کسی مسئلہ میں محض "توسع" کو ہدف بنا کر مختلف مذاہب سے سہولتیں تلاش کرنے کا عمل جائز نہیں۔

③ اجتہادی معاملات میں شرائط کے ساتھ جائز ہے قطعیہ میں نہیں۔

④ مذہب غیر پر فتوی دینے کے لئے دیگر اصحاب فتوی سے بھی رائے لینی چاہیے۔[1]

= الدر مع الرد: (٦٥٦/٥) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (٣٥٨/٣) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية۔

يعود الضرر والخسار في كل حال على رب المال وإذا شرط أن يكون مشتركا بينهما فلا يعتبر ذلك الشرط) يعود الضرر والخسار في كل حال على رب المال إذا تجاوزا الربح إذ يكون الضرر والخسار في هذا الحال جزءا هالكا من المال فلذلك لا يشترط على غير رب المال ولا يلزم به آخر۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (٣٥٨/٣) المادة: ١٤٢٨، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: دار الجليل

(۱) حیلہ ناجزہ: (ص: ۳۵،۳۴) جزو دوم، عنوان: مذہب غیر کو اختیار کرنے پر اشکال اور جواب، ط: دار الاشاعت۔

والحیلۃ الناجزۃ: حیلہ ناجزہ مع حاشیہ (ص: ۱۴،۱۶) ضرورت شدیدہ میں دوسرے ائمہ کے مذہب پر فتوی دینا۔ ط: دار الاشاعت۔

معاملہ کا حکم شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں

"شرط کی خلاف ورزی کرنے سے معاہدہ کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

معاملے ایک ساتھ دو نہ کرے

"دو معاملے ایک ہی ساتھ نہ کرے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۵۴/۳)

معاملہ کا لکھنا

اگر سودا ادھار ہوا ہے یا کوئی معاملہ ہوا ہے تو اس کو لکھ لینا چاہئے اور اس پر معتبر لوگوں کو گواہ بھی بنالینا چاہئے تاکہ بعد میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ... وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ۔ (۱)

ترجمہ: اے مومنوں! جب تم آپس میں ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو، اور اپنے مَردوں میں دو گواہ بھی بنالو۔ (۲)

معاوضہ خون

"خون دینے کا معاوضہ لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۰/۳)

معاہدہ

"ایگریمنٹ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۹/۱)

---

(۱) (البقرة: ۲۸۲)

(۲) تستحب كتابة العقد ومقدار الدين المؤجل، ويندب الإشهاد على البيع نسيئة (لأجل) وعلى كتابة الدين. (الفقه الإسلامي وادلته: (۳۰۸/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الأول، المطلب الأول... أدب البيع، ط: رشيديه)

معدوم چیز کی خرید وفروخت

۲۵۲ معدوم چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۱)

معیار بہتر بنانے کے لئے رنگ استعمال کرنا

''معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا

اگر رنگ یا کیمیکل استعمال کرنے کا مقصد ادنی قسم کو اعلی ظاہر کرنا، مشتری (خریدار) کو دھوکہ دینا ہے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز اور حرام ہوگا، اور کیمیکل استعمال کرنے کا مقصد ادنی قسم کو اعلی ظاہر کرنا نہ ہو، یا مشتری کو دھوکہ دینا مقصد نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مثلاً بعض علاقوں میں گڑ صاف کرنے کے لئے خاص قسم کا کیمیکل استعمال کیا جاتا ہے تا کہ سفید ہو کر قیمت بڑھ جائے، اور ادنی قسم کو اعلی ظاہر کیا جائے اور مشتری کو دھوکہ دیا جائے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز ہوگا، اور اگر یہ مقصد نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح بعض دکاندار چائے میں رنگ ملاتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (۲)

---

(۱) تخریج کے لئے ''کھیت میں بیج ڈالنے سے پہلے پیداوار کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر برجل يبيع طعاما فسأله كيف تبيعه، فأخبره فأوحي إليه أن أدخل يدك، فأدخل يده فيه، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله ﷺ: ليس منا من غش۔ (أبو داود: (۱۳۳/۲) كتاب البيوع، باب النهي عن الغش) ط: رحمانيه۔

ويكره أن يلبس الجيد بالردي وان يصبغ اللحم بالزعفران۔ (الهندية: (۲۱۵/۳) كتاب البيوع، فصل في الاحتكار، ط: رشيديه۔

شامي: (۱۰۲/۵) باب البيع الفاسد، بعد مطلب احكام نقصان البيع فاسدا۔ ط: سعيد۔

مغربی ممالک میں سودی قرضوں کے ذریعہ گھر خریدنا

(۲۵۳) مغربی ممالک میں سودی قرض کے ذریعہ گھر خریدنے کا جو طریقہ رائج ہے، وہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس طرح گھر خریدنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر گھر کے مالک سے اس طرح معاملہ ہوجائے کہ گھر کی پوری قیمت بازار سے زیادہ مقرر کرلی جائے اور پھر اس کی ادائیگی قسطوں میں ہوتو یہ صورت جائز ہے۔

اور اگر یہ معاملہ کسی بینک یا مالیاتی ادارے کے ذریعے ہوتو یہ ضروری ہے کہ وہ بینک یا مالیاتی ادارے پہلے وہ گھر خود اپنے لئے خریدلیں، اور بنا ہوا گھر ہوتو چابی وغیرہ لے کر اس پر قبضہ بھی کرلیں، پھر خریدار کو ادھار فروخت کریں، اس ادھار قیمت کا تعین کرتے وقت وہ بازاری قیمت سے جتنا اضافہ مناسب سمجھیں، اتنا اضافہ کرکے کل قیمت مقرر کریں، کل قسطیں اور مدت بھی متعین کریں، پھر اس کے بعد کوئی بھی دوسرے فریق کو اس قیمت میں کمی بیشی کرنے پر مجبور نہیں کرسکتا۔

اسی طرح کوئی ایک قسط وقت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ لگا کر اضافہ نہیں کرسکتا ورنہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے سودا ہی ناجائز ہوجائے گا البتہ مذکورہ ادارہ اپنی خوشی سے قیمت میں کمی کردے، جبر اور پیشگی مُعاہدہ کے بغیر تو اپنی خوشی سے کمی کرسکتا ہے۔ (۱)

---

(۱) عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: نہی النبی ﷺ عن بیعتین فی بیعۃ۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۱۷۳) کتاب البیوع، باب النہی عن بیع العربون، ط: إدارۃ القرآن)

☐ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: لایحلّ سلف وبیع ولا شرطان فی بیع۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۱۵۳) کتاب البیوع، باب النہی عن البیع بالشرط، ط: إدارۃ القرآن۔

☐ قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ: صفقتان فی صفقۃ ربا، وہٰذا قول أبی حنیفۃ والشافعی و جمہور العلماء... (الشرح الکبیر لابن قدامۃ: (۴/۵۳) کتاب البیع، وإن باع ما یجری فیہ الربا بنسیئۃ... الخ، ط: دار الکتاب العربی۔=

مغصوبہ مال کے مالک کو راضی کرنے کے بعد اس مال کی خرید وفروخت کا حکم

٢٥٤

''قبضہ کی ہوئی زمین خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٥٤/٥)

مغفرت کی دعا

''قرض خواہ کو راضی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٦٩/٥)

مغفرت ہوجاتی ہے

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال روزی تلاش کرنے کی وجہ سے رات مشقت اور

= ومن اشترى شيئاً فلايجوز له ان يبيعه قبل ان يقبضه لما روى أن النبي ﷺ نهى عن بيع الطعام قبل أن يقبض وكذلك ماسوى الطعام من المنقولات لايجوز بيعه قبل القبض۔ (المبسوط للسرخسي: (٨/١٣) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسده، ط: دار المعرفة، بيروت۔

صح بيع عقار ... فلايصلح ... بيع منقول قبل قبضه ولو من بائعه۔ (الدر مع الرد: (١٤٧/٥) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔

تسليم مفتاح الدار ولم يذهب إلى الدار فإن كان يتيسر له الفتح بلا كلفة فقبض وإن كان لا يتيسر الفتح بلا إعانة لا يكون قبضاً۔ (البزازيه على هامش الهنديه: (٥٠٣/٤) كتاب البيوع، الثاني عشر في قبض المبيع، نوع آخر التسليم، ط: رشيديه)

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا، وبالنقد بكذا ... فهو فاسد ... وهذا إذا افترقا على هذا فإن كان يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم، وأتما العقد فهو جائز۔ (المبسوط للسرخسي: (٨،٧/١٣) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسده، ط: دار المعرفة، بيروت۔

ويزاد في الثمن لأجله إذا ذكر الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصداً۔ (شامي: (٣٦٢/٧) ط: بيروت) و: (١٤٢/٥) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد۔

البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح ... (مجلة: رقم المادة: ٢٤٥) (الكتاب الأول في البيوع، الباب الثالث، الفصل الثاني في بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: نور محمد۔

تکلیف میں گزارتا ہے رات میں اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (۱)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہاتھ کی محنت سے کمائی کرنے کی وجہ سے تھکا ماندہ اور بوجھل ہو کر شام کرتا ہے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (۲)

مفت سروس

بعض کمپنی یا دکان داران سے کوئی چیز خریدنے پر ایک سال دو سال یا پانچ سال تک مفت سروس کرنے کی شرط رکھتے ہیں تا کہ لوگ مطمئن ہو کر چیز خریدیں، شرعا یہ جائز ہے جیسے کسی دکاندار سے اس شرط پر چمڑا خریدنا جائز ہے کہ اس سے جوتا بنا دے گا اسی طرح اگر دکاندار چیز خراب ہونے پر ایک مقررہ مدت تک مفت سروس کر کے دے گا تو یہ بھی جائز ہے، ہاں اگر مشتری (خریدار) خریدی ہوئی چیز کے کسی پرزے کو توڑ دے گا تو کمپنی یا دکاندار اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ (۳)

---

(۱) من بات كالاً في طلب الحلال بات مغفوراله. ابن عساكر عن أنس. (كنز العمال:(٤/٧) رقم الحديث:٩٦٦٥، كتاب البيوع، من قسم الأول، الباب الأول الفصل الأول: في فضائل الكسب الحلال، ط:مؤسسة الرساله)

☐ تاريخ دمشق لابن عساكر:(٧٣/٦٦) المستدرك من حرف الشين، ط: دار الفكر.

(۲) عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من امسي كالأ من عمل يده امسي مغفوراً له. رواه الطبراني في الاوسط والاصبهاني من حديث ابن عباس: (الترغيب:(٢/٣٣٥) كتاب البيوع، الترغيب في الإكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

☐ كنز العمال: (٤/٣) رقم الحديث: ٩٢١٣، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في فضائل الكسب الحلال، الفصل الأول، ط: مؤسسة الرسالة.

☐ المعجم الأوسط للطبراني: (٧/٢٨٩) رقم الحديث: ٧٥٢٠، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين.

(۳) وحاصل ما ذكره الفقهاء في البيع مع الشرط ان الشرط الذى يقترن به البيع، أما أن يقتضيه العقد، واما أن لايقتضيه العقد لكن يلائمه وأما ان لايقتضيه العقد و لايلائمه لكن قد جرى العرف باشتراطه واما أن لايقتضيه العقد و لايلائمه ولا جرى العرف باشتراطه لكن لامنفعة فيه لأحد، فالبيع في هذه الوجوه=

مقابلہ کرنا

"تاجروں کی مہارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۹/۲) ۲۵۶

مقبوض علی سوم الشراء

"قبضہ سودے کے طور پر ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۵/۵)

مقبوض علی وجہ النظر

"قبضہ امانت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۵)

مقدر میں جو لکھا ہے وہ ملے گا

جو رزق مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ موت سے پہلے پہلے ضرور ملے گا اور جب تک لکھا ہوا رزق مکمل حاصل نہیں کر لے گا تب تک موت نہیں آئے گی، اور جو رزق مقدر میں لکھا ہوا نہیں ہے وہ ہزار کوشش کرنے سے بھی نہیں ملے گا اس لئے ہمیشہ اللہ سے ڈرنا چاہئے اور شریعت کے مطابق رزق تلاش کرنا چاہئے اور حلال کو حاصل کرنا چاہئے اور حرام سے بچنا چاہئے۔

=الأربعة صحيح، والشرط معتبر في الوجوه الثلاثة الأولى منها، ويلغو في الوجه الرابع۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسي: (۵۹/۲) شرح المادة: ۱۸۶، الفصل الرابع في حق البيع بشرط، ط: رشيديه)

تكملة فتح الملهم: (۲۲۹/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، تفصيل مسئلة الشرط في البيع، ط: دار العلوم كراچی۔

ومن اشترى نعلا على أن يحذوه البائع أو يشركه فالبيع فاسد... وفي الاستحسان يجوز للتعامل فيه۔ (الهداية: (۶۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

قلت: وتدل عبارة البزازية والخانية، وكذا مسألة القبقاب على اعتبار العرف الحادث، ومقتضى هذا أنه لو أحدث عرف في شرط غير الشرط في النعل والثوب والقبقاب أن يكون معتبرا إذا لم يؤد إلى المنازعة... والعرف في الشرع له اعتبار ـ لذا عليه الحكم قد يدار۔ (شامی: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق کو دیر سے ملنے والا نہ سمجھو کیونکہ بندے کے لئے جو رزق لکھا گیا ہے جب تک وہ اسے مکمل حاصل نہ کر لے مرے گا بھی نہیں لہٰذا روزی صحیح طریقہ سے کماؤ یعنی حلال حاصل کرو اور حرام کو چھوڑو۔ (۱)

مقدمہ کرنے کے لئے زائد کا دعوی کرنا

"دعوی زائد کا کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۲/۳)

مقدمہ والی زمین فروخت کرنا

اگر زمین پر مقدمہ ہے تو جب تک فیصلہ نہیں ہوگا تب تک اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ فیصلہ سے پہلے مالک کون ہے معلوم نہیں ہوگا، اگر بالفرض مالک کون ہے معلوم ہے تب بھی عدالت کے فیصلہ سے پہلے حوالہ کرنے پر قدرت نہیں ہوگی، اور مبیع (بیچی گئی چیز) کو حوالہ کرنے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہوتی۔ (۲)

---

(۱) عن جابر بن عبداللہ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تستبطئوا الرزق، فانه لم يكن عبد ليموت حتى يبلغ آخر رزق هوله، فاجملوا في الطلب اخذ الحلال وترك الحرام. (المستدرك للحاكم: (۴/۲) كتاب البيوع، الصحة لمن اتقي خير من الغني، ط: دار المعرفة)

☐ السنن الكبرى للبيهقي: (۲۶۴/۵) كتاب البيوع، باب الإجمال في طلب الدنيا وترك طلبها بما لا يحل، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

☐ صحيح ابن حبان: (۳۲/۸) رقم الحديث: ۳۲۳۹، كتاب الزكاة، باب ماجاء في الحرص وما يتعلق به، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ماليس مملوكاً له وإن ملكه بعده... ولا بيع معجوز التسليم. (شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)=

مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی

٢٥٨ اگر کسی نے کمیشن ایجنٹ سے یوں کہا کہ آپ مجھے میرے مکان یا دکان یا زمین کے اتنے پیسے دے دیں فروخت کرنے کے بعد جو اس پر زائد ملیں گے وہ میرے اور آپ کے درمیان آدھے آدھے تقسیم ہوں گے تو یہ صورت جائز نہیں کیونکہ اجرت معلوم نہیں۔ (١)

مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا

مالک کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ اپنی ملکیت کی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کرے لیکن مالک اگر مال کو زیادہ قیمت پر فروخت کرے اور عام لوگوں کو زیادہ قیمت کی وجہ سے سخت پریشانی ہو تو حکومت کے لئے ماہرین سے مشورہ کر کے اس طرح نرخ متعین کرنا جائز ہے جس میں مالک کا نقصان بھی نہ ہو اور عام لوگوں کو پریشانی بھی نہ ہو۔ (٢)

= البحر الرائق: (٥/٢٥٩) كتاب البيع، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (٥/١٤٧) كتاب البيوع، فصل وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه فانواع، ط: سعيد۔

امداد الفتاویٰ: (٣/٣٤) کتاب البیوع، عنوان: موروث جائیداد کی بیع قبضہ سے پہلے، ط: دار العلوم کراچی۔

(١) تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع ... يفسدها) كجهالة مأجور.
(الدر المختار مع الرد: (٦/٤٧) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

وقد تائيد هذا المفهوم بقول ابن عباس: "لا بأس أن يقول: بع هذا الثوب فما زاد على كذا فهو لك" وحمله على المراضاة بعيد. وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لا يجيزون هذا لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة.
(إعلاء السنن: (١٦/٢٠٧) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن)

فتح الباري: (٤/٤٥٧) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة.

(٢) تخریج کے لئے "ریٹ مقرر کرنا" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

مقررہ قیمت سے کم رقم دینا

(۲۵۹) اگر کوئی شخص کسی سے کوئی چیز قیمت مقرر کر کے خرید تا ہے، پھر ادائیگی کے وقت مقررہ قیمت سے کم ادا کرتا ہے، حالانکہ بیچنے والا آدمی اس پر دل سے راضی نہیں ہے، اس کے اصرار سے مجبور ہو کر لے لیتا ہے، تو خریدار کا اس طرح قیمت کی ادائیگی میں کمی کرنا درست نہیں اور جو اس نے کم دے کر کٹوتی کی ہے وہ اس کے لئے حرام ہے۔ (۱)

ہاں اگر بیچنے والا خوشی سے کچھ رقم چھوڑ دے یا اس کا عام رواج ہو اور ہر سودے میں مخصوص مقدار تک رقم کی کٹوتی ہوتی ہو اور دکانداروں اور تاجروں میں یہ معروف و مشہور ہو اور وہ سب اس پر راضی ہوتے ہوں تو یہ جائز ہے مثلاً ایک بازار کا عام دستور ہے کہ کپڑوں کے تھان کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور خریدار قیمت ادا کرتے وقت فی تھان کچھ رقم کاٹ کر باقی رقم بیچنے والے کو ادا کرتا ہے اور اس کا عرف و رواج بھی ہے تو یہ درست ہے، گویا یہاں قیمت کم کر دی جاتی ہے اور بیچنے والے کے لئے قیمت کم کر دینا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

شعب الايمان: (۳۸۷/٤) رقم الحديث: ۵۴۹۲، الباب الثامن والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة. الخ، ط: دار الكتب العلمية.

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۰۰/٦) كتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخله في سفينة أو بنى عليه جداراً، ط: إدارة تاليفات اشرفيه

(۲) ويجوز للبائع أن يحط من الثمن. (تبيين الحقائق: (۸۳/٤) كتاب البيوع، باب التولية، فصل بيع العقار قبل قبضه، ط: امداديه ملتان)

الدر المختار مع الرد: (۱۵٤/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن. الخ، مطلب في تعريف الكره، ط: سعيد.

المعروف بين التجار كالمشروط بينهم. (شرح المجلة لرستم باز: (۳۷/۱) المادة: ٤٤) المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

مقررہ وقت پر قیمت وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا

۲۶۰ "قیمت مقررہ وقت پر وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۶/۵)

مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی پر رعایت دینے کا حکم

تاجر لوگ کمپنی سے اور عام گاہک دکانداروں سے ادھار پر مال خریدتے ہیں، اور ایسے خریدار کے لئے کمپنی اور دکاندار ایک تاریخ مقرر کر دیتے ہیں کہ فلاں تاریخ تک پیسے ادا کرنے ہوں گے، اور ساتھ یہ بھی بتا دیتے ہیں کہ اگر فلاں تاریخ تک پیسے ادا کر دیئے تو مثلاً دس فیصد رعایت ہوگی، اور اگر اس سے تاخیر کی تو یہ رعایت نہیں ملے گی، بلکہ پورے پیسے ادا کرنے ہوں گے۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کمپنی یا دکاندار تاجر اور گاہک کو مال ادھار پر دیتے وقت یہ کہیں کہ فلاں متعین تاریخ مثلاً دو ماہ بعد اس کی قیمت ادا کرنی ہے، پھر اس معاملہ کے بعد تاجر یا گاہک کو یہ کہیں کہ اگر آپ اس تاریخ سے پہلے ایک ماہ کے اندر اندر اس کی قیمت ادا کر دیں گے تو دس فیصد رعایت کر دیں گے تو یہ خرید و فروخت شرعاً درست نہیں کیونکہ ایک ماہ بعد قیمت ادا کرنے کی صورت میں رعایت ختم کر کے کمپنی یا دکاندار جو رقم لیں گے، یہ مدت کے مقابلہ میں ہوگی، اور مدت کے مقابلہ میں رقم وصول کرنا سود ہے، اس لئے یہ معاملہ شرعاً جائز نہیں ہے، اور فقہی اصطلاح میں اس کو "ضع وتعجل" کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (۱)

---

(۱) وفي كتاب الرحمة: اتفقوا على أن من كان له دين على انسان إلى أجل، فلا يحل له أن يضع عنه بعض الدين قبل الأجل، ليعجل له الباقي۔ (المسوى شرح المؤطا: (۳۸/۲)، كتاب البيوع والمعاملات، باب إذا ابتاع بثمن مؤجل لا يجوز أن ينقد قبل الأجل على أن يحط البائع شيئاً من حقه، ط: دار الكتب العلمية)=

مقروض بھاگ گیا اس کا سامان موجود ہے

☆ اگر مقروض آدمی کسی وجہ سے بھاگ گیا اور اس کا سامان وغیرہ موجود ہیں، تو ان کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (١)

ہاں اپنی رقم وصول کرنے کے لئے اس کے سامان وغیرہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا جائز ہے۔ (٢)

☆ اور اگر قرض کی وصولی کی کوئی امید نہیں ہے، تو اس سامان کو مجبوراً اپنے قرض کے بدلے میں حساب کر کے لینا بھی جائز ہوگا۔ (٣)

= الرجل يكون عليه ألف درهم دين مؤجل فيصالحه منه على خمس مأة حالة فلايجوز۔ (احكام القرآن للجصاص: (١٨٦/٢)، باب الربا، ومن أبواب الربا الذى تضمنت الآية تحريمه، ط: دار احياء التراث العربى)

ولو كانت له ألف مؤجلة فصالحه على خمسمائة حالة لم يجز، لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد فيكون بإزاء ماحطه عنه، وذلك اعتياض عن الأجل وهو حرام۔ (الهداية: (٢٥٦/٣)، كتاب الصلح، باب الصلح فى الدين، ط: رحمانيه۔)

الجوهرة النيرة: (٦/٢)، كتاب الصلح، ط: حقانيه۔)

(١) كل قرض جز منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير: (٤٤٨٧/٩)، رقم الحديث: ٦٣٣٦، ط: نزار مصطفى الباز)

أخبرنا أبو حنيفة عن حماد، عن إبراهيم النخعي قال: كل قرض جز منفعة فلا خير فيه۔

عن فضالة بن عبيد صاحب النبي ﷺ أنه قال: كل قرض جز منفعة فهو وجه من وجوه من الربا۔ (إعلاء السنن: (١١٥/١٤)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جز منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن كراچی)

شامى: (١٦٦/٥)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فى القرض، مطلب كل قرض جز نفعا حرام، ط: سعيد۔

(٢) ؟؟؟؟

(٣) قال الحموى فى شرح الكنز نقلا عن العلامة المقدسى عن جده الاشقر عن شرح القدورى =

مقروض قرض خواہ کی وفات کے بعد قرض کا کیا کرے

اگر قرض خواہ کا انتقال ہوگیا تو مقروض قرض کی رقم قرض خواہ کے وارثوں کو شریعت کے مطابق تقسیم کر کے دیدے، (۱) اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو اسکی نیت سے صدقہ کردے تاکہ قیامت کے دن صدقہ کا ثواب دے کر حق ادا کرنا آسان ہو۔ (۲)

مقروض کا جنازہ

''قرض دار کا جنازہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۱/۵)

مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقروض اگر قرض کی ادائیگی کے

= للاخصب: ان عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق، والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان، لاسيما في ديارنا لمداومتهم العقوق قال الشاعر:

عفاء على هذا الزمان فإنه ... زمان عقوق لا زمان حقوق

وكل رفيق فيه غير مرافق ... وكل صديق فيه غير صدوق

(شامي: (۱۵۱/۶)، كتاب الحجر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۸۶/۴)، كتاب الحجر، ط: دار المعرفة۔

الفقه الاسلامي وأدلته: (۵۳۵۱/۷)، كتاب السرقة، ط: رشيديه۔

(۱) تخریج کے لئے ''قرض دینے والے کا انتقال ہوگیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) اللقطات والتركات التي لا وارث لها... قالوا مصرفه اللقيط الفقير والفقراء الذين لا أولياء لهم يعطون منه نفقتهم وأدويتهم ويكفن به موتاهم ويعقل به جنايتهم۔ (البحر الرائق: (۱۱۹/۵) كتاب السير باب العشر والخراج والجزية، فصل في الجزية، ط: سعيد۔)

تبيين الحقائق: (۲۸۳/۳) كتاب السير، باب العشر والخراج والجزية، فصل في الجزية، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۳۸۶/۲) كتاب السير والجهاد، فصل في الجزية، ط: دار الكتب العلمية۔)

والسبيل في المعاصي ردها وذلك هاهنا برد المأخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه وبالتصدق به إن لم يعرفه ليصل إليه نفع ماله إن كان لا يصل إليه عين ماله۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه)

لئے مال چھوڑے بغیر مرجاتا، تو آپ ﷺ اس کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک میت کو لایا گیا، تو آپ ﷺ نے پوچھا کیا اس کے ذمہ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! دو دینار (دو اشرفی) ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر خود ہی جنازہ کی نماز پڑھ لو، اتنے میں ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ اس قرض کی ادائیگی کو میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، پھر آپ ﷺ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے، جتنی جلدی ممکن ہو قرض ادا کر کے فارغ ہو جانا چاہیے ورنہ موت کے بعد بھی قید میں رہے گا۔ (۲)

---

(۱) عن أبی سلمة قال: كان رسول الله ﷺ لا يصلي على رجل مات وعليه دين، فأتي بميت، فقال: أعليه دين؟ قالوا: نعم، ديناران، فقال صلوا على صاحبكم، فقال أبو قتادة الانصاری: هما علي يا رسول الله! فصلى عليه رسول الله ﷺ۔ (سنن أبی داؤد: (۲/ ۱۲۰) كتاب البيوع، باب فی التشديد فی الدين، ط: رحمانیہ۔)

☐ صحیح ابن حبان: (۷/ ۳۳۳)، كتاب الجنائز، فصل فی الصلاة على الجنازة، ذكر الإباحة للمرء الصلاة على كل مسلم مات من أهل القبلة وإن كان عليه دين، ط: مؤسسة الرسالة۔)

☐ جمع الفوائد: (۲/ ۲۳۰) رقم الحديث: ۴۷۸۳، كتاب البيوع، الدين وآداب الوفاء ــ الخ، ط: مكتبة ابن كثير، الكويت۔)

☐ عن سلمة بن الأكوع رضی اللہ عنہ أن النبی ﷺ أتی بجنازة ليصلي عليها فقال هل عليه دين؟ قالوا نعم، قال صلوا على صاحبكم، قال ابو قتادة على دينه يا رسول الله ﷺ۔ (صحيح البخاری: (۱/ ۳۰۶) كتاب الكفالة، باب من تكفل عن ميت دينا فليس له أن يرجع، ط: قديمی۔)

☐ صحیح مسلم: (۲/ ۳۵) كتاب الفرائض، ط: قديمی۔)

☐ جامع الترمذی: (۱/ ۲۰۵) ابواب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوة على المديون، ط: سعيد۔)

(۲) عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله ﷺ: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه۔ (مشكوة: (ص: ۲۵۲)، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثانی، ط: قديمی۔)

☐ جامع الترمذی: (۱/ ۲۰۶)، ابواب الجنائز، باب ماجاء أن نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه، ط: قديمی۔

☐ سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷۴)، ابواب الصدقات، باب التشديد فی الدين، ط: قديمی۔

مقروض کے مال سے خفیہ خفیہ اپنا قرض وصول کرنا

۲۶۳ اگر کسی انسان کا کسی پر قرضہ ہو تو اس کے لئے اسے خفیہ انداز میں اس سے لینا جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کوئی چیز تجھے امانت کے طور پر دی ہے، اس کی امانت واپس کرو،
اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔ (۱)

اور اپنا حق وصول کرنا خیانت میں داخل نہیں ہے۔

مقصد حرام ہے

بیچی جانے والی چیز ایسی نہیں ہونی چاہئے جس کا حرام مقصد کے علاوہ کوئی اور

---

(۱) عن يوسف بن ماهك المكي قال: كنت أكتب لفلان نفقة أيتام كان وليهم فغالطوه بألف درهم فأداها إليهم فادركت لهم من مالهم مثلها، قال: قلت: أقبض الألف الي ذهبوا به منك؟ قال: لا، حدثني أبي أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أد الأمانة إلى من ائتمنك ولا تخن من خانك. (سنن أبي داود: (۲/۱۴۲) كتاب الاجارات، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، ط: رحمانيه)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: جاءت هند إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله، إن أبا سفيان رجل ممسك، فهل علي من حرج أن أنفق على عياله من ماله بغير إذنه؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا حرج عليك أن تنفقي بالمعروف". (سنن أبي داود: (۲/۱۴۲) ايضاً، ط: رحمانيه)

قال الخطابي: هذا الحديث يعد مخالفاً في الظاهر حديث هند وليس بينهما في الحقيقة خلاف. وذلك لأن الخائن هو الذي يأخذ ما ليس له أخذه ظلماً أو عدواناً، فأما من كان مأذوناً له في أخذ حقه من مال خصمه واستدراك ظلامته منه فليس بخائن ومعناه: لا تخن من خانك بأن تقابله بخيانة مثل خيانته وهذا لم يخنه، لأنه مقتض حقاً لنفسه والأول كان مقتضياً حقاً لغيره. وكان مالك بن أنس يقول: إذا أودع رجل رجلاً ألف درهم فجحده الألف ثم أودعه الجاحد ألفاً لم يجز له أن يجحده، قال ابن القاسم: صاحبه أظنه ذهب إلى هذا الحديث، وقال أصحاب الرأي: يسعه أن يأخ ألفاً قصاصاً عن حقه ولو كان به له حنطة أو شعير لم يجز له ذلك فإن هذا بيع، أما إذا كان مثله فهو قضاء. (بذل المجهود: (۱۵/۲۱۶) تاب البيوع، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، ط: دار الكتب العلمية)

قوله: ولا تخن من خانك) قال القاضي: أي لا تعامل الخائن بمعاملته ولا تقابل خيانته بالخيانة فتكون مثله، ولا يدخل فيه أن يأخذ الرجل مثل حقه من مال الجاحد فإنه استيفاء وليس بعدوان والخيانة عدوان. (مرقاة المفاتيح: (۶/۱۲۵) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

جائز استعمال ہی نہ ہو جیسے خنزیر اور آلات لہو ولعب وغیرہ، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

مکانات زمین کے تابع ہیں

"درخت زمین کے تابع ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۳۰۴)

مکان بیچ کر کرایہ پر لینا

بعض دفعہ کسی کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور قرضہ وغیرہ نہیں ملتا تو ایسا آدمی اپنا مکان یا دکان کسی آدمی کو اس شرط پر فروخت کر دیتا ہے کہ جب بھی بیچنے والا خریدار کو اتنی رقم واپس کر دے گا تو یہ دکان یا مکان وہ خریدار اسے واپس کر دے گا، اور اس دوران یہ دکان یا مکان بیچنے والے کے قبضہ میں رہے گا اور یہ ماہانہ ایک

---

(۱) وبطل بیع مال غیر متقوم أی غیر مباح الانتفاع بہ وخنزیر ومیتۃ۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔)

وکذا یبطل بیع مال غیر متقوم کالخمر والخنزیر بالثمن۔ (مجمع الأنہر: (۳/۷۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیۃ۔)

وأما القرد فعن أبی حنیفۃ رحمہ اللہ روایتان، وجہ روایۃ عدم الجواز: أنہ غیر منتفع بہ شرعاً فلا یکون مالاً کالخنزیر، وجہ روایۃ الجواز: أنہ إن لم یکن منتفعاً بہ بذاتہ یمکن الانتفاع بجلدہ، والصحیح ہو الأول، لأنہ لا یشتری للانتفاع بجلدہ عادۃً بل للہو بہ، وہو حرام فکان ہذا بیع الحرام للحرام، وأنہ لا یجوز۔ (بدائع الصنائع: (۵/۱۴۳) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیہ فأنواع، ط: سعید)

ویجوز بیع آلات الملاہی من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلک عند أبی حنیفۃ رحمہ اللہ لکنہ یکرہ، وعند أبی یوسف رحمہ اللہ ومحمد رحمہ اللہ: لا ینعقد بیع ہذہ الاشیاء: لأنہا آلات معدۃ للتلہی بہا۔ (بدائع الصنائع: (۵/۱۴۴) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیہ فأنواع، ط: سعید)

ویجوز بیع البربط والطبل والمزمار والدف والنرد وأشباہ ذلک عند أبی حنیفۃ رحمہ اللہ وعندہما رحمہما اللہ لا یجوز بیع ہذہ الاشیاء قبل الکسر... والفتوی علی قولہما۔ (الفتاوی الہندیۃ: (۳/ ۱۱۶) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید وبیع المحرمات، ط: رشیدیہ۔)

فکل ما لا یباح الانتفاع بہ لیس متقوماً شرعاً، ولا یجوز بیعہ، وہو ما کان استعمالہ متمحضاً فی محظور۔ (فقہ البیوع علی المذاہب الأربعۃ: (۱/۲۹۰) المبحث الثالث فی احکام المبیع والثمن وما یشترط فیہما لجواز البیع، الشرط الثانی: کون المبیع متقوماً، مکتبۃ معارف القرآن۔)

مخصوص رقم کرایہ کے طور پر ادا کرے گا، یہ بیع فاسد ہے۔[۱] اس کو فسخ کرنا واجب ہے۔[۲] یہ حقیقت میں رہن ہے، اور رہن سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ سود ہے۔[۳] اس لئے خریدار کے لئے کرایہ کی رقم لینا جائز نہیں ہے۔ (اور اس کو میعادی بیع سے بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے)

مکان بیچتے وقت تین مہینے تک رہنے کی شرط رکھنا

''شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۳/۴)

---

(۱) ولو بشرط لا یقتضیه العقد، وفیه نفع لأحد المتعاقدین أو لمبیع یستحق فهو فاسد۔ (ملتقی الأبحر علی هامش مجمع الانهر: (۹۰/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)

درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱۷۳/۲) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار إحیاء الکتب العربیة۔

تکملة رد المحتار: (۲۶/۸) کتاب الدعوی، باب دعوی الرجلین، مطلب لو کانت عرصة الحائط عریضة تقسم بینهما... الخ، ط: سعید)

(۲) ویجب علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض، ویکون امتناعا عنه أو بعده ما دام المبیع بحاله فی ید المشتری اعداما للفساد، لأنه معصیة فیجب رفعها۔ (الدر مع الرد: (۹۰/۵، ۹۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۷۹/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار المعرفة۔)

تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۱۲۰/۲) کتاب الإجارة، ط: رشیدیه۔)

(۳) هو أن یقول: بعت منک علی أن تبیعه منی متی جئت بالثمن، فهذا البیع باطل، وهو رهن، وحکمه حکم الرهن، وهو الصحیح۔ (شامی: (۲۷۶/۵) کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب فی بیع الوفاء، ط: سعید)

أقول: وفی جواهر الفتاوی فی الباب الأول: بیع الوفاء أن یقول بعت منک علی أن تبیعه منی متی جئت بالثمن؟ قال رضی الله عنه هذا البیع باطل، وهو رهن، وحکمه حکم الرهن، هکذا ذکروا وهو الصحیح۔ وذکر الإمام محمد بن الفضل البخاری هکذا، وقیل: بیع فاسد یوجب الملک إذا اتصل به القبض والأول أصح (حاشیة جامع الفصولین: (۲۳۳/۱) الفصل الثامن عشر، ط: إسلامی کتب خانه)

لا یحل له أن ینتفع بشیء منه بوجه من الوجوه، وإن اذن له الراهن، لأنه اذن له فی الربا، لأنه یستوفی دینه کاملا فتبقی له المنفعة فضلا، فیکون ربا۔ (شامی: (۴۸۲/۶) کتاب الرهن، ط: سعید)

مکان خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

''قبضہ سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۸/۵)

مکان فروخت کرتے وقت تین مہینے کے بعد قبضہ دینے کا حکم

''شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۴۳/۴)

مکروہ بیع

☆ دوسرے خریدار کو نقصان پہنچانے کے لئے خریدنے کی نیت کئے بغیر قیمت میں اضافہ کی پیشکش کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ اگر بائع (سیلر) اور خریدار کسی چیز کی قیمت پر راضی ہو جائیں تو پھر کسی تیسرے شخص کے لئے بائع سے اس چیز کا سودا کرنا صحیح نہیں ہے۔

☆ اگر شہر میں کوئی چیز نایاب (Short) ہو گئی تو شہر کے تاجر کے لئے باہر سے مال لانے والوں سے ان کے شہر کی منڈی میں داخل ہونے اور بازار کے نرخ معلوم کرنے سے پہلے تمام مال خریدنا مکروہ ہے۔

اور اگر چیز شہر میں کمیاب نہ ہو، نیز شہر کا تاجر باہر سے مال لانے والوں کے سامنے شہر کی منڈی کے دام غلط نہ بتائے، پھر شہر کے تاجر کے لئے ان سے مال خریدنا مکروہ نہیں ہے۔

☆ جمعہ کے دن جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سے جمعہ کی نماز ختم ہونے تک بیع (خرید وفروخت) کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ اگر عام ضرورت کی کوئی چیز شہر میں کمیاب ہو تو پھر اس چیز کی قیمت میں اضافہ کے لالچ سے ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے۔

باقی ان تمام صورتوں میں بھی خریدار خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جائے گا

اور بائع اس چیز کی قیمت کا مالک بن جائے گا۔ (۱)

مکرَہ کی بیع

شریعت میں بیع (خرید وفروخت) صحیح ہونے کے لئے بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں کی رضا مندی ضروری ہے، لہٰذا اگر کسی عقد میں بائع راضی نہیں ہے، اور قتل کی دھمکی یا جبر واکراہ سے بائع کو مجبور کر کے بیع کی گئی تو یہ خرید و فروخت صحیح نہیں ہوگی۔ (۲)

مکیلی اور موزونی چیز

گندم، آٹا، کھجور اور نمک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مکیلی ہوں گی یا موزونی اس

---

(۱) (وكره النجش)... إن زيد الثمن بأكثر من ثمن المثل ولايريد الشراء لترغيب غيره... (والسوم)... على سوم غيره... إذا رضيا... بثمن معلوم... (وتلقى الجلب) أى استقبال من فى المصر جلبًا... من طعام أو حيوان أو غيره (لمضر... بأهل البلد) للنهى عنه، وأما إذا لم يضر بأهل البلد بأن لم يكونوا محتاجين إليه فلا بأس به إلا إذا لبس سعر البلد على الواردين فاشترى منهم بأرخص منه فإنه يكره... (والبيع عند أذان الجمعة)... وصح البيع فى الجميع أى فى جميع ماذكر من قوله: وكره النجش إلى هنا: لأن الكراهة لاتمنع الانعقاد۔ (مجمع الأنهر: (۳/ ۱۰۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔)

الاختيار لتعليل المختار: (۲/ ۲٦) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

(وكره) تحريما مع الصحة (البيع عند الأذان الأول... وكره النجش... والسوم على سوم غيره... وتلقى الجلب... إذا كان يضر بأهل البلد او يلبس السعر) على الواردين لعدم علمهم به فيكره للضرر والغرر۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۰۱، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب احكام نقصان المبيع فاسداً، ط: سعيد۔)

(۲) ومنها الرضا... فلايصح بيع المكره إذا باع مكرها وسلم مكرها لعدم الرضاء۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۷٦) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة أنواع، ط: سعيد۔)

قال النبى ﷺ: الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكوٰة المصابيح: (۱/ ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانى، ط: قديمى۔)

شامى: (۴/ ۵۰۳) كتاب البيوع، مطلب فى بيع المكره والموقوف، ط: سعيد۔

میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک یہ مکیلی ہیں اور ہمیشہ کے لئے مکیلی رہیں گی، جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کا تبادلہ وزن کے ساتھ بھی جائز ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول پر عمل کرنا احتیاط ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل کرنے میں سہولت اور آسانی ہے، لہذا حالات کے اعتبار سے امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتوی دینے کی گنجائش ہوگی۔(۱)

---

(۱) وماورد النص بكيله فهو كيلي أبداً، وما ورد بوزنه فوزني أبداً) اتباعاً للنص۔ وعن أبي يوسف رحمه الله أنه يعتبر فيه العرف أيضاً، لأن النص ورد على عادتهم فتعتبر العادة۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۲/ ۳۱) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔)

ومنه: اعتبار الكيل أو الوزن فيما تعورف كيله أو وزنه مما لا نص فيه من الاموال الربوية كالزيتون وغيره، وأما مانص عليه فلا اعتبار للعرف فيه عند الطرفين۔ وفي الحاشية: أى عند أبي حنيفة رحمه الله ومحمد رحمه الله، بل العبرة عندهما فيه للمقياس الذى ورد به النص لتحقيق التساوى في مبادلة الأموال الربوية بعضها ببعض عند اتحاد الجنس، خلافاً لأبي يوسف رحمه الله الذى يعتبر المقياس المتعارف فيهما مطلقاً في كل زمن بحسبه، ويتبدل مقياس التساوى بتغير العرف تبعاً له حيث يعلل النص بالعرف الذى كان قائماً وقت وروده۔ فلايكون اتباع العرف عند أبي يوسف رحمه الله مخالفاً للنص، بل يراه هو الموافق للنص، وإن الثبات على المقياس القديم الذى ورد في النص هو المخالف للنص، فهو يعتبر هذا النص نصاً عرفياً بمعنى أنه ذكر فيه المقياس الذى عينه النص؛ لأنه كان هو المتعارف حين ورود النص، ولو كان المتعارف مقياساً آخر لورد النص بذلك الآخر، لأن مقاييس الكميات تتبع الأعراف۔ (شرح القواعد الفقهية مع حاشية: (۲۲۱) القاعدة الخامسة والثلاثون: العادة محكمة، ط: دار القلم، دمشق)

وحاصله توجيه قول أبي يوسف رحمه الله أن المعتبر العرف الطارى بانه لايخالف النص بل يوافقه، لأن النص على كيلية الأربعة، ووزنية الذهب والفضة مبنى على ماكان في زمنه صلى الله عليه وسلم من كون العرف كذلك حتى لو كان العرف إذ ذالك بالعكس لورد النص موافقاً له ولو تغير العرف في حياته صلى الله عليه وسلم لنص على تغير الحكم، وملخصه: أن النص معلول بالعرف فيكون المعتبر هو العرف في اى زمن كان ولايخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف رحمه الله فافهم۔ (شامی: (۵/ ۱۷۷) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في أن النص اقوى من العرف، ط: سعيد۔)

وروى عن أبي يوسف رحمه الله: أنه يعتبر في ذلك العرف، ولو على خلاف المنصوص، لأن النص على ذلك لمكان العادة، فكانت هي المنظور إليها، وقد تبدلت، فعلى هذا لو تغيرت العرف في الحنطة أو الشعير أو التمر، بأن أصبحت تباع وتشترى وزناً، جاز بيعها بجنسها متساوية وزناً، ولا يجب التساوى في الكيل، وحجة الجمهور أن النص أقوى من العرف، ولكن رجح ابن الهمام قول أبي يوسف رحمه الله =

مکینک کے لئے پرزہ دلوانے پر اجرت لینا

"بروکر ہونا بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ملازمت برقرار رکھنے کے لئے رشوت دینا

بعض لوگ کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ میں اس کے قواعد وضوابط کے مطابق انٹرویو میں کامیابی حاصل کر کے نوکری حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ملازمت کے دوران افسران بعض ناجائز وجوہات کی بنا پر تنگ کرتے ہیں، ملازمت سے نکال دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں، اور رشوت طلب کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں اگر ملازم کے پاس اس ملازمت کے علاوہ کوئی جائز ذریعہ معاش بھی نہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں ملازمت برقرار رکھنے کے لئے افسران کو رشوت دینے کی گنجائش ہوگی، پھر اس پر استغفار کرنا چاہیے، تاہم افسران کے لئے یہ رشوت ہے اور ان کے

= بقوله: "ولا يخفى أن هذا لا يلزم أبا يوسف رحمه الله لأن قصاراه أنه كنصه على ذلك، وهو يقول يصار إلى العرف الطارئ بعد النص بناء على أن تغير العادة يستلزم تغير النص، حتى لو كان صلى الله عليه وسلم حيا لنص عليه على وزان ما ذكرنا في سنية التراويح، مع أنه صلى الله عليه وسلم لم يواظب عليه، بل فعله مرة، ثم ترك، لكن لما بين عذر خشية الإفتراض على معنى لولاه لواظب، حكم بالسنية مع عدم المواظبة، لأنا أمنا من بعده النسخ، فحكمنا بالسنية، فكذا هذا، لو تغيرت تلك العادة التي كان النص باعتبارها إلى عادة اخرى، تغير العرف."

وعلى قول أبي يوسف رحمه الله أفتى كثير من معاصري الحنفية، وقال ابن عابدين رحمه الله: "ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف رحمه الله" وقال رحمه الله في "نشر العرف" وعلى هذا، فلو تعارف الناس بيع الدراهم بالدراهم، أو استقراضها بالعدد، كما في زماننا، لا يكون مخالفاً للنص، فالله تعالى يجزي الإمام أبا يوسف رحمه الله عن أهل هذا الزمان خير الجزاء فلقد سد عنهم باباً عظيماً من الربا۔" (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲/ ۶۷۴، ۶۷۵) المبحث السابع، الباب الثاني في الربا في البيوع، تأثير العرف في الكيل والوزن، ط: معارف القرآن)

فتح القدير: (۷/ ۱۵، ۱۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

رسائل ابن عابدين: (۲/ ۱۱۸) رسالہ: نشر العرف في بناء بعض الاحكام على العرف، ط: سهيل اكيڈمى۔

لے لینا حرام ہے۔[۱]

نیز یہ کہ افسران کے لئے ماتحت ملازم کو بلاوجہ تنگ اور پریشان کرنا، ملازمت سے فارغ کرنے کی دھمکی دینا، رشوت طلب کرنا، یہ سب ناجائز اور حرام ہیں، اس لئے افسران کے لئے ایسی ناجائز اور حرام باتوں سے بچنا ضروری ہے۔[۲]

ملازمت بینک

''بینک کی ملازمت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۲۵۱)

ملازمت کا حق فروخت کرنا

مزدوروں اور ملازمین کی مزدوری اور ملازمت کرنے کے حقوق کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس پر حاصل ہونے والی آمدنی اور منافع ناجائز اور حرام

---

(۱) ومن كان له حق مضيع لم يجد طريقة للوصول إليه إلا بالرشوة، أو وقع عليه ظلم فلم يستطع دفعه عنه إلا بالرشوة... فإن سلك سبيل الرشوة من أجل ذلك فالإثم على الآخذ المرتشي، وليس عليه إثم الراشي في هذه الحالة۔ (الحلال والحرام في الاسلام في العلاقات الإجتماعية: (ص:۲۷۲)، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔)

🗀 لو اضطر إلى دفع رشوة لإحياء حقه جاز له الدفع، وحرم على القابض۔ (شامي: (۵/ ۷۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

🗀 حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/ ۱۷۸) كتاب القضاء، ط: دار المعرفة، بيروت۔)

(۲) عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمنا أو مكربه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۸) كتاب الآداب، باب ماينهى عنه من التهاجر، ط: قديمي۔)

🗀 والأظهر أن الضرر يشمل البدني والمالي والدنيوي والأخروي۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/ ۲۴۴) كتاب الآداب، باب ماينهى عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد۔)

🗀 عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الا لاتظلموا الا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

🗀 والأظهر أن معناه: لاتظلموا أنفسكم، وهو يشمل الظلم القاصر والمتعدي۔ (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۱۳۹) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

ہے، جس سے رقم لی ہے اس کو واپس کر دینا ضروری ہے۔[1]

ملازمت کرنا انشورنس کمپنی میں

''انشورنس کمپنی میں ملازمت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۹/۱)

ملازمت کرنا کافروں کے پاس

''غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۷/۵)

ملازمت کے دوران اللہ کے حقوق ساقط نہیں ہوتے

ملازم کے ذمہ جو اللہ کے حقوق ہیں وہ ملازمت کے عقد کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتے اور نہ ان کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہوتی ہے جیسے نماز، روزہ، اور حج فرض ہونے کے بعد اس کو ادا کرنے کے لئے سفر کرنا ملازمت کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا، وقت پر نماز ادا کرنا، اور روزہ رکھنا، اور حج ادا کرنے کے لئے سفر کرنا لازم ہوگا۔[2]

---

(۱) وشرط المعقود عليه... كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه۔ (شامی: (۵۰۵/۴)، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

وفي الاشباه: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ وفي الشامية: قوله: كحق الشفعة) قال في الاشباه فلو صالح عنها بمال بطلت ورجع۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، مطلب: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد۔)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمی۔

حاشية الطحطاوی على الدر: (۹/۳)، كتاب البيوع، ط: المكتبة العربية۔

(۲) وعن النواس بن سمعان رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثانی، ط: قديمی)

عن ابن عمر رضی الله عنه، عن النبی صلى الله عليه وسلم، أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۱۲۵/۲)، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: قديمی۔)

هو... فرض... مرة... على الفور) في العام الأول عند الثانی وأصح الروايتين عن الإمام ومالك وأحمد فيفسق وترد شهادته بتأخيره أی سنينا؛ لأن تأخيره صغيرة وبارتكابه مرة لا يفسق إلا =

اسی طرح مسلمانوں کے علاقہ پر کفار کی طرف سے حملہ کی صورت میں مسلمان مجاہدین کی مدد کرنا یا کسی جلنے اور ڈوبنے والے کو بچانا، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا (نیک کام کا حکم اور برے کام سے روکنا) بشرطیکہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اس کے سوا اور کوئی نہ ہو، ملازمت کے دوران یہ تمام کام کرنا بھی لازم ہیں، البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان حقوق کی ادائیگی سے ملازم کے مالک کو ایسا ضرر نہ پہنچے جو ان حقوق کے برابر یا ان سے زیادہ ہو مثلاً جیسے زید سخت بیمار ہے، بستر پر پڑا ہوا ہے، کوئی اس کا مددگار یا خادم نہیں، اب بکر جو اس کا ملازم ہے اس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا، یا اس کی عورتیں چھوٹے بچے یا اس کی ماں ان سب کی دیکھ بھال ملازم کے ذمہ ہے، وہ ملازم اب کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو ان کے یا مال کے ضائع ہونے کا سبب ہو، اللہ تعالیٰ مستغنی ہے، بندہ محتاج ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف فرمانے والے ہیں، بندے حقوق وصول کرنے والے ہیں، اب دونوں حقوق میں تقابل ہو جائے تو حقوق العباد کی ادائیگی مقدم ہوگی، البتہ ملازم کوشش کرے کہ فرائض کو اس طرح ادا کرے کہ بندہ (آقا کی) حق تلفی نہ ہو تو یہی مناسب اور بہتر ہے۔ (۱)

=بالاصرار بحر۔ وفي الرد: قوله: إلا بالاصرار)... ثم لا يخفى أنه لا يلزم من عدم الفسق عدم الإثم فإنه يأثم ولو بمرة۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۵۵، ۴۵۷) كتاب الحج، مطلب فيمن حج بمال حرام، ط: سعيد)

(۱) وإنما يرجح حق العبد في مواضع يلزم من اعتبار حق الله تعالى إهدار حق العبد لا انتهاء وفاء لحق الله تعالى؛ لأن الله غني والعبد محتاج۔ (البناية شرح الهداية: (۶/ ۲۷۴) كتاب الحدود، فصل في كيفية الحدود إقامته، ط: دار الكتب العلمية۔)

☐ وحق العبد مقدم على حق الشرع لحاجته إليه۔ (الجوهرة النيرة: (۱/ ۲۵۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: حقانيه۔)

☐ قوله: لتقدم حق العبد) أي على حق الشرع لا تهاوناً بحق الشرع، بل لحاجة العبد وعدم حاجة الشرع ألا ترى أنه إذا اجتمعت الحدود، وفيها حق العبد يبدأ بحق العبد لما قلنا، ولأنه ما من شيء إلا ولله تعالى فيه حق، فلو قدم حق الشرع عند الاجتماع بطل حقوق العباد كذا في شرح الجامع الصغير =

ملازمت کے لئے ستر کھولنا

(۲۷۳) ملازمت لینے کے لئے ستر کھولنا، دکھانا، دیکھنا حرام ناجائز اور سخت گناہ ہے۔اس قسم کی شرط مان کر گناہ کا ارتکاب کر کے ملازمت لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ملازم رکھنا شریک کو

''شریک کو ملازم رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۶/۴)

=لقاضی خان وأما قوله علیه الصلوۃ والسلام: "فدین الله أحق "فالظاهر أنه أحق من جهة التعظیم لامن جهة التقدیم، ولذا قلنا لایستقرض لیحج إلا إذا قدر علی الوفاء کمامر وکذا جاز قطع الصلاۃ أو تأخیرها لخوفه علی نفسه أو ماله أو نفس غیره أو ماله کخوف القابلة علی الولد والخوف من تردی أعمی وخوف الراعی من الذئب وأمثال ذلک۔ (شامی:(۲/ ۴۶۲، ۴۶۳) کتاب الحج، مطلب فی قولهم یقدم حق العبد علی حق الشرع، ط:سعید۔)

(۱) أجمعوا علی أن ستر العورۃ عن العیون واجب فی الصلوۃ وغیرها (المیزان الکبری للشعرانی:(۱/ ۱۲۹) کتاب الصلاۃ، باب شروط الصلاۃ، ط:مصطفی البابی الحلبی مصر۔)

وقال ابن شریح: ستر العورۃ واجب اتفاقاً۔ (مرقاۃ المفاتیح:(۸/ ۲۷۱) کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، ط:رشیدیه۔)

وینظر الرجل إلی الرجل إلا العورۃ، وهی مابین السرۃ والرکبة... ثم حکم العورۃ فی الرکبة أخف منه فی السوءۃ، حتی ینکر علیه فی کشف الرکبة برفق، وفی الفخذ بعنف، وفی السوءۃ بضرب إن لج۔ (تبیین الحقائق:(۶/ ۱۸) کتاب الکراهیة، فصل فی النظر والمس، ط:امدادیه، ملتان۔)

الفتاوی الهندیة:(۵/ ۳۲۷) کتاب الکراهیة، الباب الثامن فیما یحل للرجل النظر إلیه ومالایحل له... الخ، ط:رشیدیه)

أحسن الفتاوی:(۸/ ۱۸۷) متفرقات الحظر والإباحة، عنوان: تحصیل ملازمت کے لئے ستر کهولنا، ط:سعید۔)

وعن النواس بن سمعان رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ رواہ فی شرح السنة۔ (مشکاۃ المصابیح:(ص: ۳۲۱)، کتاب الإمارۃ والقضاء، الفصل الثانی، ط:قدیمی)

عن ابن عمر رضی الله عنه، عن النبی صلی الله علیه وسلم، أنه قال: علی المرء المسلم السمع والطاعة فیما أحب وکرہ إلا أن یؤمر بمعصیة فإن أمر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحیح لمسلم:(۲/ ۱۲۵)، کتاب الإمارۃ، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی معصیة، ط:قدیمی)

ملازم کا حیلہ کرنا

(۲۷۵) بعض ملازم کمپنی یا ادارہ کی طرف سے سامان خریدنے کے وکیل ہوتے ہیں اور وہ یہ حیلہ کرتے ہیں کہ وہ چیز پہلے خرید لیتے ہیں پھر مہنگے داموں پر کمپنی یا ادارے کو فروخت کرتے ہیں یہ حیلہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے اس کا اپنے لئے خریدنا جائز نہیں ہے۔(۱)

ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے

اگر کوئی ادارہ یا کمپنی والے کسی ملازم کو کوئی چیز خریدنے کے لئے بھیجیں تو ملازم کے لئے سامان خریدنے پر کمیشن لینا جائز نہیں، یہ رشوت اور خیانت ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ ملازم کو ادارہ اور کمپنی کی طرف سے باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے، اور یہ کام اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے، اس پر کمیشن لینا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے اگر ایسی رقم لے لی ہے تو کمپنی یا ادارہ میں جمع کر دے۔(۲)

---

(۱) المال الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء وإيفاء الدين واستيفائه والمال الذي قبضه الوكيل بقبض الدين بحسب وكالته هو في حكم الوديعة بيد الوكيل. (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۲۱۳) المادة: ۱۴۶۳، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث: في بيان احكام الوكالة، ط: فاروقيه)

ولأن الوكيل بالقبض مؤتمن على المال. (العناية على هامش فتح القدير: (۸/۱۱۴) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ط: رشيديه)

لايجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي. شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه.

احسن الفتاوي: (۸/۲۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد.

(۲) والحاصل أن حد الرشوة هو ما يؤخذ عما وجب على الشخص، سواء كان واجباً على العين أو على الكفاية. (إعلاء السنن: (۱۵/۶۱) كتاب القضاء، باب الرشوة، تحقيق معنى الرشوة لغةً وشرعاً، ط: إدارة القرآن كراچی)

والإسلام يحرم الرشوة في أى صورة كانت وبأى اسم سميت. (الحلال والحرام في الإسلام للقرضاوى: (ص: ۲۷۱)، في العلاقات الاجتماعية، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابى الحلبى مصر)=

ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے

(٢٧٦) حکومت یا ایسی پرائیویٹ کمپنی کا ملازم جس کی با قاعدہ تنخواہ مقرر ہے، بعض اوقات کمپنی یا حکومت اس کو مال خریدنے کے لئے کہتی ہے، تو یہ شخص حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کے لئے سامان وغیرہ خریدنے کے لئے وکیل بن جاتا ہے، اور یہی وکیل جس دکان یا کمپنی سے مال خریدتا ہے اس سے کمیشن بھی لیتا ہے، یہ ملازم کے لئے ناجائز اور حرام ہے، وکیل اپنی مقررہ تنخواہ لینے کا مستحق ہے اس سے زائد کمیشن وغیرہ لینا جائز نہیں ہے، اگر سامان فروخت کرنے والا دکاندار کمیشن کے طور پر کچھ دے دے تو وہ اس کے موکل حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کا حق ہے وکیل کا نہیں کیونکہ ملازم دکاندار کا وکیل اور دلال نہیں بلکہ حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کا وکیل ہے، اور جس کا وکیل نہیں اس سے کمیشن یا اجرت لینا صحیح نہیں۔ [1] اور دکاندار کے لئے ایسے ملازم

= قال الله تعالی: یا ایہا الذین آمنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (سورۃ النساء: ٢٩)

من هدیات الآیات... حرمة اكل اموال الناس بالباطل كالسرقة والغش والرشوة. (أيسر التفاسير: (١/٥٧٣)، سورة النساء: ١٦١، مكتبة العلوم والحكم)

(١) وأما الدلال فإن باع العين بنفسه بإذن ربها فأجرته على البائع. وفي الشامية: (قوله: فأجرته على البائع) وليس له أخذ شيء من المشتري؛ لأنه هو العاقد حقيقة شرح الوهبانية، وظاهره أنه لا يعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له. (الدر المختار مع الرد: (٤/٥٦٠) كتاب البيوع، مطلب فساد المتضمن يوجب فساد المتضمن، ط: سعيد)

جامع الفصولين: (٢/١٦٣) الفصل الرابع والثلاثون في الأحكام، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامي كتب خانه.

مجمع الضمانات: (ص:٩٨) النوع السابع عشر: الدلال ومن بمعناه، ط: دار الكتب العلمية.

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص:٢٥٥) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

کو کمیشن دینا بھی جائز نہیں۔ (۱)

مزید "وکیل بالشراء کا ظلم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۵/۶)

ملازم کو بکری (Sale) میں سے مثلاً پانچ فیصد دینا

اگر ملازم کی بنیادی تنخواہ مقرر ہے، پھر یہ طے ہوا کہ وہ جتنی بکری (Sale) کرائے گا اس پر اس کو مثلاً پانچ فیصد کمیشن مزید ملے گا، تو یہ بھی جائز ہے گویا کہ یہ بھی تنخواہ کا ایک حصہ ہے۔ (۲)

ملازم کو رشوت دینی پڑتی ہے

ایک شخص ایسی کمپنی میں کام کرتا ہے جو درآمد کا کام کرتی ہے، کمپنی کے اس

---

(۱) وتعاونوا علی البر والتقوی ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان. (المائدة:۲)

أي ولا تعاونوا علی ارتکاب المنهيات ولا علی الظلم۔ (احکام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳)، ط: دار الفکر.

وماکان سبباً لمحظور فهو محظور: (شامي: (۳۵۰/۶) کتاب الحظر والإباحة، قبیل فصل في اللبس، ط: سعید.

(۲) (ولا بد من کون المنافع والأجرة معلومة) قطعاً للمنازعة۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۵۱/۲) کتاب الإجارة، ط: دار الکتب العلمیة۔)

یشترط أن تکون الأجرة معلومة۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۲۰۳/۱) رقم المادة: ۴۵۰، الکتاب الثاني في الإجارة، الباب الثاني، الفصل الثالث في شروط صحة الإجارة، مکتبة فاروقیه۔)

ولا تصح الإجارة حتی تکون المنافع معلومة والاجرة معلومة) لما روینا من قوله ﷺ: "من استاجر أجیراً فلیعلمه أجره" فإنه... یدل بعبارته کون معلومة الاجرة شرطاً۔ (العناية: (۶۱/۹) کتاب الإجارات، ط: رشیدیه جدید)

الزیادة في الأجرة من المستاجر تصح في المدة وبعدها۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۱/۶) کتاب الإجارة، ط: سعید)

الفتاوی الهندیه: (۴۳۹/۳) کتاب الاجارة، الباب الرابع عشر في تجدید الإجارة بعد صحتها والزیادة فیها، ط: رشیدیه۔

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۱۳/۴) کتاب الإجارة، المکتبة العربیه۔

ملازم کو اس کاروبار کے سلسلہ میں مختلف مراحل میں رشوت دینا پڑتی ہے، تو ایسی ملازمت جائز نہیں ہے، کیونکہ رشوت دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔ ایسی ملازمت ترک کر کے کوئی حلال ذریعہ معاش اختیار کرے۔ (۱)

ملازم کو نفع کا بھی کچھ فیصد دینا

دکان پر اجرت پر ملازم رکھا، اور یہ بھی طے ہوا کہ اجرت کے ساتھ ساتھ روزانہ یا ماہانہ جو نفع ہوگا مثلاً اس کا دس فیصد یا پانچ فیصد بھی ملازم کو ملے گا تو یہ بھی جائز ہے۔

اور اگر ملازم کے ساتھ یوں طے ہوا کہ کل آمدنی (Income) کا مثلاً دو فیصد بھی ملازم کو ملے گا تو یہ بھی جائز ہے، جس طرح ماہانہ یا روزانہ مقرر کر کے تنخواہ دینا جائز ہے اسی طرح نفع کا دس فیصد یا پانچ فیصد یا دو فیصد دینا بھی صحیح ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عبداللہ بن عمرو قال: لعن رسول اللہ ﷺ الراشی والمرتشی، رواہ ابو داود وابن ماجہ ورواہ الترمذی عنہ وعن أبی ہریرۃ۔ ورواہ أحمد والبیہقی فی شعب الایمان عن ثوبان وزاد "والرائش" یعنی الذی یمشی بینہما۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص:۳۲۶)، کتاب القضاء والإمارۃ، باب رزق الولاۃ وہدایاہم، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

جامع الترمذی: (۲۴۸/۱) کتاب الاحکام، ط: سعید۔

حدیث أبی ہریرۃ، لعن اللہ الراشی والمرتشی۔ (تلخیص الحبیر: (۱۵۶۵/۴) رقم الحدیث: ۲۰۹۳، کتاب القضاء، باب أدب القضاء، ط: مکتبہ نزار مصطفی الباز مکۃ المکرمہ ریاض)

عن علی رضی اللہ عنہ، عن النبی ﷺ قال: "لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ اللہ عزوجل۔ (مسند الإمام أحمد: (۳۳۳/۲) رقم الحدیث: ۱۰۹۵، مسند علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

وعن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ رواہ فی شرح السنۃ۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص:۳۲۱)، کتاب الإمارۃ والقضاء، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ، عن النبی ﷺ، أنہ قال: علی المرء المسلم السمع والطاعۃ فیما أحب وکرہ إلا أن یؤمر بمعصیۃ فإن أمر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ۔ (الصحیح لمسلم: (۱۲۵/۲)، کتاب الإمارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ وتحریمہا فی معصیۃ، ط: قدیمی)

(۲) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ السابقۃ۔

ملازم کی تنخواہ

تجارت میں کامیابی کا ایک ظاہری راز یہ ہے کہ ملازمین کو کارکردگی کے مطابق تنخواہ دی جائے اور وقتاً فوقتاً بہتر کارکردگی پر انہیں انعام دیا جائے، کیونکہ پُرکشش تنخواہ ہی ملازم کو زیادہ کام کرنے پر اکساتی ہے، اس لئے ملازمین اور نمائندوں کی اتنی تنخواہ ہونا ضروری ہے، کہ وہ لوگ ادارے کے ساتھ وفادار رہیں، اور دل لگا کر پورے جذبہ کے ساتھ کام کریں، ورنہ تنخواہ کم ہونے کی صورت میں دل لگا کر کام بھی نہیں کریں گے، ہوسکتا ہے شدید مجبوری کے وقت خورد برد کردیں، جو تنخواہ میں اضافہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔ (۱)

ملازم کی تنخواہ کا حکم مضاربت میں

''مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۳/۶)

ملازم کی ذمہ داری

ملازم پر معاہدہ کے مطابق اپنی ذمہ داری بہترین طریقہ سے ادا کرنا فرض ہے کام چوری سے پرہیز کرنا، بددیانتی کا مرتکب نہ ہونا، اور وقت کی پابندی

---

(۱) وهل للقاضي أن يأخذ الرزق؟ فإن كان فقيراً له أن يأخذ، لأنه يعمل للمسلمين فلابد له من الكفاية، ولا كفاية له، فكانت كفايته من بيت المال... وينبغي للإمام أن يوسع عليه وعلى عياله كي لا يطمع في أموال الناس۔ (بدائع الصنائع: (۱۳/۷)، كتاب آداب القاضي، فصل وأما آداب القضاء، ط: سعيد۔)

الفتاوى الهنديه: (۳/ ۳۲۹)، كتاب آداب القاضي، الباب التاسع في رزق القاضي وهديته... الخ، ط: رشيديه۔

قال ﷺ: (وإلا نصب قاسماً يقسم بأجرة بعدد الرؤوس) يعني إن لم ينصب قاسماً رزقه من بيت المال نصبه وجعل الرزق على المتقاسمين لأن النفع لهم على الخصوص... ويقدر له القاضي أجرة كي لا يطمع في أموالهم ويتحكم بالزيادة۔ (البحر الرائق: (۱۴۸/۸)، كتاب القسمة، ط: سعيد۔)

کرنا، اور امانت داری سے کام کرنا ضروری ہے۔[۱] اور مالک کی تعظیم اور عزت کرنا لازم ہے۔[۲]

ملازم کے حقوق

تاجر اور دکانداروں پر اپنے ملازم اور نوکر کے حقوق کا مکمل خیال رکھنا لازم ہے ملازم اور نوکروں کے حقوق یہ ہیں:

① ملازم اور نوکروں سے ان کی طاقت کے مطابق کام لیا جائے۔[۳]

عقد اجارہ کے وقت جو کام کرنا طے ہوا ہے اس سے زیادہ کام نہ لیا

---

(۱) قال اللہ تعالی: یاایها الذین امنوا أوفوا بالعقود. (المائدة:۱)

وقال تعالی ایضاً: وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسؤلا. (الإسراء:۳٤)

قال النبي صلی اللہ علیه وسلم: المسلمون عند شروطهم (صحیح بخاري: (۱/۳۰۳) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: قدیمي)

یعتبر ویراعي كل ما اشترط العاقدان. (شرح المجله لرستم باز: (۱/۲۱۱) المادة: ۸۳، الكتاب الثاني: في الإجارة، الباب الثالث: في المسائل التي تتعلق بالاجرة، الفصل الثاني، ط: فاروقیه)

(۲) وعن ابن عباس رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: لیس منامن لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا ویامر بالمعروف وینه عن المنكر. (مشكاة المصابیح: (ص: ٤۲۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الثاني، ط: قدیمي)

جامع الترمذي: (۲/۱٤) أبواب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة الصبیان، ط: سعید.

(لیس منا) أي من خواصنا، وهو كناية عن التبرئة... ولم یوقر) أي لم یعظم (كبیرنا) وهو شامل للشاب والشیخ. (مرقاة المفاتیح: (۹/۱۸۳) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الثاني، ط: رشیدیه)

(۳) قال اللہ تعالی: إن اللہ یامر بالعدل والاحسان۔ (النحل: ۹۰)

عن أبي ذر رضي اللہ عنه قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: "إخوانكم جعلهم اللہ فتیة تحت أیدیكم، فمن كان أخوه تحت یده فلیطعمه من طعامه ولیلبسه من لباسه ولا یكلفه مایغلبه، فإن كلفه مایغلبه فلیعنه. (جامع الترمذي: (۲/۱٦) ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان إلی الخدم، ط: سعید)

سنن أبي داود: (۲/۳٦٦) كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ط: رحمانیه)

جائے۔ (۱)

اگر کسی وجہ سے زیادہ کام لینا پڑے تو اس کی اضافی اجرت دے۔ (۲)

⑫ ملازم اور نوکروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، بلاوجہ سختی کرنا اور بات بات پر ڈانٹ پلانا، گالی دینا بد اخلاقی ہے، اگر معاملہ اس کا الٹ ہوتا یعنی ملازم مالک ہوتا اور مالک ملازم ہوتا اور بلاوجہ سختی کرتا، اور بات بات پر ڈانٹ پلاتا گالی دیتا تو مالک کے دل میں کیا گزرتی، اس لئے اللہ کی جانب سے ملازم اور نوکر نہ بنا کر مالک بنانے پر شکر ادا کرے، اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر مالداری کو فقر و غربت میں بدل دیں۔ (۳)

⑬ ملازم کو معاوضہ (سیلری) وقت پر ادا کرے اس میں تاخیر نہ کرے۔

---

(۱) قال الله تعالى: يا ايها الذين امنوا أوفوا بالعقود. (المائدة:۱)

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: المسلمون عند شروطهم. (صحيح بخاري: (۳۰۳/۱) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: قديمي)

(۲) قال الله تعالى: إن الله يامر بالعدل والاحسان. (النحل: ۹۰)

وقال الله تعالى: هل جزاء الإحسان إلا الاحسان. (الرحمن: ۶۰)

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إخوانكم جعلهم الله فتنة تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه من طعامه وليلبسه من لباسه ولا يكلفه مايغلبه، فإن كلفه مايغلبه فليعنه. (جامع الترمذي: (۱۶/۲) ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان إلى الخدم، ط: سعيد)

سنن أبي داود: (۳۶۷/۲) كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ط: رحمانيه)

(۳) عن أبي الدرداء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مامن شئ أثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق حسن، فإن الله تعالى يبغض الفاحش البذئ. (جامع الترمذي: (۲۰/۲) أبواب البر والصلة، باب ماجاء في خلق الحسن، ط: سعيد.

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۳۱) كتاب الأدب، باب الرفق والحياء وحسن الخلق، الفصل الثاني، ط: قديمي.

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۹۳/۱۰) كتاب الشهادات، باب بيان مكارم الأخلاق... الخ، ط: إدارة القرآن.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملازم کو اس کی تنخواہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دیا کرو۔ (۱)

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بندے ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن ان کے خلاف مقدمہ لڑوں گا۔

ایک وہ جسے میرے نام پر کچھ دیا گیا پھر اس نے دھوکہ کیا۔

اور ایک وہ آدمی ہے جس نے آزاد آدمی کو فروخت کر کے رقم کھالی۔

اور ایک وہ آدمی ہے جس نے ملازم رکھا اور ملازم نے پورا کام کیا اور اس نے اس کی تنخواہ نہ دی۔ (۲)

ملازم کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں

☆ ملازم کے لئے پانچوں وقت کی نمازیں، سنتوں کے ساتھ، اسی طرح جمعہ اور اس کے مقدمات جیسے غسل، استنجاء، وضو اور مسجد میں حاضری وغیرہ، سارے کام ملازمت کے دوران جائز ہیں، مالک کے لئے ملازم کو ان عبادات کی ادائیگی

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعط الأجير أجره قبل أن يجف عرقه. السنن الكبرى للبيهقي: (۱۲۱/۶) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارہ تالیفات اشرفیہ۔

عن عبد الله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه. (سنن ابن ماجه: (ص:۱۷٦) كتاب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي)

مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۸) كتاب البيوع، باب الإجارة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره. (صحيح البخاري: (۲۹۷/۱) كتاب البيوع، باب إثم من باع حرا، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص:۱۷٦) أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي.

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۲۱/۶) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

سے منع کرنا جائز نہیں۔ (۱)

☆ اگر ملازمت کے وقت ان عبادات سے روکنے کی شرط لگائے، یا شرط لگائے بغیر روکے تو ملازم کے لئے مالک کا حکم ماننا جائز نہیں، کیونکہ مالک کا ہر وہ حکم جو اللہ کے حکم کے مقابل ہو اس کا ماننا شرعاً جائز نہیں۔ (۲)

---

(۱) واعجب من ذلک أنه إذا غضب على شخص يمنعه دخول المسجد خصوصاً بسبب أمر دنيوي، وهذا كله جهل عظيم، ولا يبعد أن يكون كبيرة، لقد قال الله تعالى: "وأما المساجد لله"۔۔۔۔۔فلا يجوز لأحد مطلقاً أن يمنع مؤمناً من عبادة يأتي بها في المسجد، لأن المسجد ما بني الا لها من صلاة واعتكاف وذكر شرعي۔ (البحر الرائق: (۲/۳۴) كتاب الصلاة، فصل لما فرغ من بيان الكراهة في الصلوة، ط: سعيد)

▭ غمز عيون البصائر على الاشباه: (۳/۲۳) القول في احكام المسجد، ط: ادارة القرآن۔

▭ ووجب سعي إليها وترك البيع) ولو مع السعي، الدر المختار۔ قوله: وترك البيع) أراد به كل عمل ينافي السعي وخصه اتباعاً للآية ۔ (الدر المختار مع الرد: (۲/۱۶۱) كتاب الصلوة، باب الجمعة، مطلب في حكم المرقي بين يدي الخطيب، ط: سعيد)

▭ قوله وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا أن يصلي النافلة، قال في التاتار خانية: وفي فتاوى الفضلي: وإذا استاجر رجلاً يوماً يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلک العمل إلى تمام المدة ولا يشتغل لشئ آخر سوء المكتوبة، وفي فتاوى سمر قند: وقد قال بعض مشايخنا: له أن يؤدي السنة أيضاً۔ واتفقوا أنه لا يؤدي نفلاً وعليه الفتوى۔ وفي غريب الرواية قال ابو علي الدقاق: لا يمنع في المصر من اتيان الجمعة، ويسقط من الأجر بقدر اشتغاله ان كان بعيداً، وإن قريباً لم يحط شئ فان كان بعيداً واشتغل قدر ربع النهار يحط عنه ربع الأجرة ۔ (شامي: (۶/۷۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، مطلب وليس للأجير الخاص أن يصلي النافلة، ط: سعيد)

▭ والأصح وجوبها على مكاتب ومبعض وأجير ويسقط من الأجر بحسابه لو بعيداً وإلا لا۔ قوله: وأجير) مفاده أنه ليس للمستاجر منعه وهو أحد قولين وظاهر المتون يشهد له كما في البحر۔ قوله: بحسابه لو بعيداً) فان كان قدر ربع النهار حط عنه ربع الأجرة وليس للأجير أن يطالبه من الربع المحطوطة بمقدار اشتغاله بالصلاة۔ (الدر مع الرد: (۲/۱۵۴) كتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب في شروط وجوب الجمعة، ط: سعيد)

▭ البحر الرائق: (۲/۱۵۱) كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: سعيد)

▭ حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۵۰۳)، كتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قديمي)

(۲) وعن النواس بن سمعان رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق، رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمي)=

☆ ملازمت کے دوران مالک کی اجازت کے بغیر نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ (۱)

☆ اگر مسجد دور ہو تب بھی جمعہ کی نماز چھوڑنا جائز نہیں۔ (۲)

☆ اسی طرح مالک کے لئے روکنا جائز نہیں، البتہ اتنے وقت کی تنخواہ کاٹی جا سکتی ہے۔ (۳)

ملازم میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑ دے

''میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۶)

= وعن ابن عمر، عن النبی ﷺ، أنه قال: علی المرء المسلم السمع والطاعة فیما أحب وکره إلا أن یؤمر بمعصیة فإن أمر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحیح لمسلم (۱۲۵/۲) کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة وتحریمها فی معصیة، ط: قدیمی)

ولا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق فلا تجوز إجابته۔ (الشامیة: (۵۲/۲) کتاب الصلوة، باب إدراک الفریضة، ط: سعید)

(۱، ۲، ۳) قوله ولیس للخاص ان یعمل لغیره) بل ولا أن یصلی النافلة، قال فی التاتار خانیة: وفی فتاوی الفضلی: وإذا استاجر رجلا یوما یعمل کذا فعلیه أن یعمل ذلک العمل إلی تمام المدة ولا یشغل لشئ آخر سوی المکتوبة، وفی فتاوی سمرقند: وقد قال بعض مشایخنا له أن یؤدی السنة ایضاً۔ واتفقوا أنه لا یؤدی نفلاً وعلیه الفتوی۔ وفی غریب الروایة قال ابو علی الدقاق: لا یمنع فی المصر من اتیان الجمعة، ویسقط من الأجر بقدر اشتغاله إن کان بعیداً، وإن قریباً لم یحط شئ فإن کان بعیداً واشتغل قدر ربع النهار یحط عنه ربع الأجرة۔ (شامی: (۷۰/۶) کتاب الاجارة، باب ضمان الأجیر، مطلب ولیس للأجیر الخاص أن یصلی النافلة، ط: سعید)

والأصح وجوبها علی مکاتب ومبعض وأجیر ویسقط من الأجر بحسابه لو بعیداً وإلا لا۔ قوله: وأجیر) مفاده أنه لیس للمستاجر منعه وهو احد قولین وظاهر المتون یشهد له کما فی البحر۔ قوله: بحسابه لو بعیداً) فإن کان قدر ربع النهار حط عنه ربع الأجرة ولیس للأجیر ان یطالبه من الربع المحطوطة بمقدار اشتغاله بالصلاة۔ (الدر مع الرد: (۱۵۳/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۵۱/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۵۰۳)، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قدیمی)

ملازم نے چوری چھپے سامان زیادہ دے دیا

"سامان زیادہ دے دیا ملازم نے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۴)

ملازم نے زیادہ قیمت میں بیچ دی

"قیمت زیادہ لے لی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

ملازمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں

"جماعت سے نماز پڑھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۳/۳)

ملامسہ

"ملامسہ" جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے اور وہ یہ ہے کہ خریدار کپڑا بیچنے والے کے کپڑے کو رات یا دن میں ہاتھ لگاتا ہے اور اسے الٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا، صرف ہاتھ لگانے سے سودا ہوجاتا تھا اس کو بیع ملامسہ کہتے ہیں اور یہ دھوکہ اور جہالت کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

---

(۱) وعن أبي سعيد قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... وروى أحمد عن معمر أنه فسر المنابذة:... والملامسة. أن يلمس بيده ولا ينشره ولا يقلبه إذا مسه وجب البيع... والعلة في النهي عن الملامسة والمنابذة الغرر والجهالة. (نيل الأوطار: (۶/۴۴۰، ۴۴۱) كتاب البيوع، باب النهي عن بيوع الغرر، ط: دار ابن القيم)

☐ فتح الباري: (۴/۳۵۹) كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ط: دار المعرفة.

☐ ولم يجز بيع الميتة... والملامسة وإلقاء الحجر) وهذه من البيوع التي كانت في الجاهلية، وهو أن يتساوم الرجل فإذا لمسها المشتري... لزم البيع... وقد نهى عليه السلام عنها بما روينا وعن أبي سعيد أنه عليه السلام نهى عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... ولأن فيه تعليقا للتمليك بالخطر فيكون قمارا، فصار في المعنى كأنه. (تبيين الحقائق: (۴/۴۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امدادیہ ملتان)

☐ ويلاحظ أن هذه البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر، منها الباطل، ومنها الفاسد في اصطلاح الحنفية. والفاسد منها فقط هو بيع ضربة القانص والغائص والمزابنة والمحاقلة والملامسة=

ملاوٹ

٢٨٦ اگر کسی چیز میں ملاوٹ ہے، خالص نہیں ہے تو فروخت کرتے وقت خریداروں پر ظاہر کردے کہ یہ خالص نہیں ہے اس میں فلاں چیز کی ملاوٹ ہے تو یہ جائز ہے۔(١)

اور اگر ملاوٹ والی چیز کو خالص کہہ کر فروخت کرے گا تو جھوٹ اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔(٢)

ملاوٹ کا نتیجہ

"بندر کا واقعہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٣١/١)

ملاوٹ کرنے والے کو چیز فروخت کرنا

جان بوجھ کر ایسے دکانداروں کو بھی اصلی چیز بیچنا جائز ہے جو ملاوٹ کر کے فروخت کرتے ہیں۔

= (الفقه الإسلامي وأدلته:(٣٤١٣/٥) القسم الثالث:العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول:عقد البيع المبحث الرابع:البيع الباطل والبيع الفاسد، ط:رشيديه).

قال الله تعالى: [يا أيها الذين آمنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا أن تكون تجارةً عن تراض منكم] [سورة النساء: ٢٩]

(٢) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ مر برجل يبيع طعاما فسأله: كيف تبيع؟ فاخبره، فأوحى إليه أن ادخل يدك فيه، فأدخل يده، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله ﷺ: ليس منا من غش۔ (بذل المجهود: (٢٧٣/٥) كتاب الإجارة، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ مر على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ماهذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! فقال أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ من غش فليس مني۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٢٣٨) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع الفصل الأول، ط: قديمي)

لايحل لمسلم باع من أخيه بيعا وفيه عيب الا بينه له (تبيين الحقائق: (٣٣٥/٣) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

ملاوٹ کرنے والے دکاندار ملاوٹ کرنے کے بعد اصلی کہہ کر فروخت کرنے کی صورت میں دھوکہ دینے کی وجہ سے خود گناہ گار ہوں گے۔ (۱)

باقی اصلی چیز فروخت کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔ (۲)

ملاوٹ کے وصول

ملاوٹ کی دو صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ ملاوٹ کی پہلی قسم وہ ملاوٹ ہے جو ضرورت کی وجہ سے کی جاتی ہے ورنہ دکاندار کو نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، جیسے مارکیٹ میں نیا مال آ گیا تو پرانا مال ضائع ہوسکتا ہے، اور دکاندار کا نقصان ہوسکتا ہے، اور اگر پرانے مال کو نئے مال میں ملا کر شامل کر لیا جائے تو فروخت ہوسکتا ہے، ایسی صورت میں پرانا اور نیا مال مکس کر کے فروخت کرنا جائز ہے لیکن اس کے جائز ہونے کے لئے دو شرائط ہیں:

❶ گاہک کو صاف بتا دیا جائے کہ یہ مکس مال ہے۔

❷ نئے مال کی قیمت نہ لگائی جائے، پرانے مال، یا پرانے اور نئے دونوں مال کے حساب سے قیمت لگائی جائے۔

اگر ان دونوں شرائط کے ساتھ معاملہ کیا جائے تو درست ہے یہ حقیقت میں ملاوٹ نہیں خلط ہے، خلط جائز ہے اور ملاوٹ حرام ہے۔ (۳)

---

(۱) تخریج کے لئے "دھان میں پانی ملا کر فروخت کرنا" عنوان کے تحت حاشیہ نمبر (۱) دیکھیں۔

(۲) لقوله تعالى: [ولا تزر وازرة وزر اخرى] [سورة فاطر: ۱۸]

(۳) عن حكيم بن حزام عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار مالم يتفرقا فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وإن كذبا وكتما محقت بركة بيعهما. (صحيح مسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: قديمي)

☜ قوله: صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار مالم يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما) أي بين كل واحد لصاحبه ما يحتاج إلى بيانه من عيب ونحوه في السلعة والثمن، وصدق في ذلك وفي الأخبار بالثمن وما يتعلق بالعوضين. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶/۲) ايضاً، ط: قديمي)

ج اگر ملاوٹ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر بھی ملاوٹ کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے جیسے دودھ میں پانی یا پاؤڈر ڈالنا ناجائز اور حرام ہے، ملاوٹ پر جو وعیدیں آئی ہیں وہ اس کو شامل ہیں۔ (۱)

اناج چاول وغیرہ دوسری چیزوں میں زیادہ اور کم قیمت کی جنسوں کو ملا کر بیچنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ خریداروں کو اس کا علم ہو یا بازار میں لوگوں کے سامنے ملایا جاتا ہو، دھوکہ نہ دیا جاتا ہو اور خریداروں کو حقیقت بتا کر فروخت کیا جاتا ہو تو یہ جائز ہے۔ (۲)

ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی

ملاوٹ کے بقدر نقصان وصول کرنا جائز ہے، مثلاً کسی نے آٹا خرید کر پکایا تو

= من علم بسلعته عيباً لم يجز بيعهما حتى يبينه للمشتري، فإن لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه أحمد. (إعلاء السنن: (۱۴/۵۸) كتاب البيوع، أبواب بيع العيب، باب خيار العيب، ط: إدارة القرآن)

ولا بأس ببيع المغشوش إذا بين غشه أو كان ظاهراً يرى، وكذا قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى: في حنطة خلط بها الشعير والشعير يرى لا بأس ببيعه، وإن طحنه لا يبيع. قوله: وإن طحنه لا يبيع) أي إلا أن يبين، لأنه لا يرى. (الدر المختار مع الرد: (۵/۲۳۸) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب شري شجرة، وفي قلعها ضرر، ط: سعيد)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس. ثم قال: من غش فليس منا. (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس عنا، والمكر والخداع في النار (الترغيب والترهيب: (۲/۴۵۰) الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (۳/۵۴۵) الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۳، تحت نفس العنوان.

معلوم ہوا کہ اس میں میل کچیل شامل ہے، خریدار نے بیچنے والے کو واپس کیا اور اس نے ملاوٹ ہی کے بقدر آٹا دے دیا تو یہ معاوضہ لینا درست ہے ملاوٹ کی مقدار سے زیادہ لینا درست نہیں، نیز اگر فرق بہت کم ہے تو اس کے عوض بھی تاوان لینا درست نہیں۔ (۱)

ملاوٹ معمولی ہے

اگر کسی چیز میں ملاوٹ معمولی ہے، عرف ورواج میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا تو اس سے بیع (خرید وفروخت) پر اثر نہیں پڑے گا اور مشتری کو مبیع (بیچی گئی چیز) واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۲)

ملاوٹ نہ کرنے والے سے بائیکاٹ کرنا

ملاوٹ نہ کرنے والے سے قسم اٹھا کر بائیکاٹ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، ایسے لوگوں پر بائیکاٹ ختم کر کے قسم کا کفارہ دینا اور اس سے توبہ استغفار کرنا لازم

---

(۱) رجل اشتري حنطة فوجدفيها تراباً قال الشيخ الإمام هذا رحمه الله تعالى: إذا كان التراب مثل مايكون في الحنطة ولا يعد عيباً عند الناس ليس له أن يرد، وإن كان يعد عيباً عند الناس إلا أنه ليس بفاحش كان له أن يرد وإن كان التراب فاحشاً كان الخيار للمشتري إن شاء أخذ الحنطة بقسطها من الثمن وإن شاء رد الحنطة ويأخذ كل الثمن كما لو اشتري حنطة على أنها عشرة أقفزة فوجدها تسعة كان له الخيار على هذا الوجه. (قاضيخان على هامش الهندية: (۱۹۹/۲) كتاب البيع، فصل في العيوب، ط: رشيديه)

وفي الخانية: لو لم يعد ذلك التراب عيباً فلا رد، وإلا فإن لم يفحش يرد، وإن فحش خير المشتري بين أخذ الحنطة بحصتها من الثمن أو ردها وأخذ كل الثمن. (شامي: (۳۶/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب وجد في الحنطة تراباً، ط: سعيد)

(۲) اشترى خمس مائة قفيز حنطة فوجد فيها ترابا، ان كان ذلك التراب مثل مايكون في مثل تلك الحنطة، ولا يعده الناس عيبا ليس له أن يرد۔ (الهندية: (۷۴/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، الفصل الثاني في معرفة عيوب الدواب وغيرها، ط رشيديه)

اشترى القزة حنطة او سمسم فوجد فيه ترابا، ان كان يوجد مثله عادة لا يرد۔ (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: (۳۳۱/۴) كتاب البيوع، السادس في العيب، نوع منه اشترى تركية، ط: رشيديه)

فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: (۱۹۹/۲) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رشيديه۔

ہے۔(۱)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔(۲) ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے عیب دار چیز کو عیب ظاہر کئے بغیر فروخت کیا، تو یہ شخص ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے اور اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔(۳)

---

(۱) ومن حلف على معصيةمثل أن لا يصلي أو لا يكلم أباه أو ليقتلن فلانا ينبغي أن يحنث نفسه ويكفر عن يمينه لقوله عليه الصلاة والسلام: من حلف على يمين ورأى غيرها خيراً منها فليأت بالذى هو خير ثم ليكفر عن يمينه۔ (الهدايه: (۴۷۹/۲) كتاب الايمان، فصل فى الكفارة، ط: رحمانيه)

ومن حلف على معصية ينبغي أن يحنث ويكفر) أى يجب عليه أن يحنث لما روينا ولقوله عليه الصلاة والسلام: لا نذر ولا يمين فيما لا يملك ابن آدم ولا في معصية ولا في قطعية رحم، رواه النسائي وابو داود۔ (تبيين الحقائق: (۱۱۴/۳) كتاب الايمان، ط: امداديه ملتان)

شامى: (۷۲۹/۳) كتاب الأيمان، مطلب فى تحريم الحلال، ط: سعيد۔

(۲) عن أبى هريرة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ مر برجل يبيع طعاما فسأله: كيف ،تبيع؟ فاخبره، فأوحى إليه أن ادخل يدك فيه، فأدخل يده، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله ﷺ: ليس منا من غش۔ (بذل المجهود: (۲۷۳/۵) كتاب الإجارة، باب فى النهى عن الغش، ط: امداديه ملتان)

عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ مر على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ماهذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! فقال أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ من غش فليس منى۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع الفصل الأول، ط: قديمى)

لا يحل لمسلم باع من أخيه بيعاً وفيه عيب الا بينه له۔ (تبيين الحقائق: (۳۳۵/۴) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

(۳) عن واثلة بن الأسقع، قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من باع عيبا لم يبينه، لم يزل فى مقت الله، ولم تزل الملائكة تلعنه۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عيباً فليبينه، ط: قديمى)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹)، كتاب البيوع، باب المنهى عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمى۔

كنز العمال: (۵۹/۴) رقم الحديث: ۹۵۰۱، كتاب البيوع، الفصل الثانى فى محظورات البيع، الفصل الثالث فى الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالی اس کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھے گا۔[۱]

ملبوسات کفار

"کفار کے ملبوسات" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۸/۵)

ملٹی لیول مارکیٹنگ

ملٹی لیول مارکیٹنگ (Multi Level Marketing) کا طریقہ

ابتداء میں بڑے پیمانے پر مصنوعات فروخت کرنے کی غرض سے اختیار کیا گیا، لیکن آہستہ آہستہ عملی دشواریاں اور انتظامی مشکلات کی وجہ سے اسے ترک کر دیا گیا، اس کے بعد یہ تیکنیک جواریوں کے ہاتھ آ گئی، اور انہوں نے مختلف حیلے اور نئے نئے پیچیدہ قسم کی صورتوں میں اسے پیش کرنا شروع کر دیا، اور انہوں نے اس کے ذریعے ایک اسکیم شروع کی، جس کے تحت وہ لوگوں کو ایک مخصوص رقم مثلاً سو روپے کے عوض میں ممبر بناتے ہیں، اور اپنے ممبر بن جانے والوں کو مزید آدمی کو لا کر ممبر بنانے کی صورت میں کمیشن دینے کا وعدہ کرتے ہیں، اس طرح کوئی بھی شخص متعینہ رقم ادا کر کے ممبر بن جاتا ہے اور اسکیم کی ممبر شپ حاصل کرنے کے بعد یہ ممبر مزید ممبر لانے کا اہل ہوتا ہے، اور ہر ممبر لانے پر اسے ایک سو روپے میں بیس یا پچیس روپے کمیشن ملتا ہے، باقی روپے اسکیم چلانے والی ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی کے پاس چلے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم: رجل حلف على سلعة لقد أعطى بها أكثر مما أعطى وهو كاذب... الحديث۔ (صحيح بخارى: (۱/ ۳۱۹)، كتاب المساقات، باب من رأى أن صاحب الحوض والقربة أحق بمائه، ط: قديمى۔)

جامع الترمذى: (۱/ ۲۳۰)، أبواب البيوع، باب ماجاء فيمن حلف على سلعته كاذباً، ط: قديمى۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب احياء الموات والشرب، الفصل الأول، ط: قديمى۔

جاتے ہیں، چونکہ اس اسکیم میں صرف فارم کی خرید وفروخت ہوتی تھی اس وجہ سے اس طرح کی اسکیمیں حکومت کی نظر میں آ گئیں، اور مالیاتی نظم وضبط کے نگران اداروں نے ان کمپنیوں سے یہ پوچھنا شروع کردیا کہ ایسی ممبر شپ کے بدلے میں آپ اپنے ممبر کو کیا دیتے ہیں؟ یہ کمپنیاں ممبر شپ کے بدلے میں کچھ نہیں دیتی تھیں، ممبران کو صرف اپنے نام اور ممبر شپ فارم کے استعمال کی اجازت تھی صرف ممبر شپ دینا چونکہ کوئی حقیقی معاشی مادی سرگرمی نہیں ہے، لہٰذا تمام حکومتوں نے ایسی کمپنیوں کے خلاف ایکشن لیا اور انہیں غیر قانونی قرار دے دیا۔

پیسے لے کر ممبر شپ دینا اور اس ممبر شپ کے بدلے میں صرف مزید ممبران لانے کی اجازت دینا چونکہ محض پیسے کے گھمانے کا عمل تھا، اس لئے ان کمپنیوں کو جوا کھیلنے والی کمپنیاں قرار دے دیا گیا، اس لئے ان کمپنیوں نے اپنا طریقہ کار بدلا اور تجارت کا سہارا لیتے ہوئے ممبران کو فارم کے ساتھ اپنی کوئی چیز فروخت کرنی شروع کردی، اور انہیں یہ ترغیب دی کہ اگر وہ یہ چیز آگے فروخت کریں گے تو انہیں کمیشن ملے گا اس طرح یہ کمپنیاں اپنے آپ کو حقیقی تجارتی کمپنیوں کے طور پر پیش کرنے لگیں اور لوگوں کو ممبر بنانے کا کام بھی جاری رہا۔

پاکستان میں "ڈشنیل"، گولڈن کی (Golden Key) نامی اسکیم، اور انٹرنیٹ پر "بزناس" (Bisnas) نامی اسکیم یہ کام کرتی رہی ہے۔

ان کمپنیون کا کاروبار درست نہیں ہے کیونکہ ایسی تمام کمپنیاں دھوکہ دہی اور جوئے کی ایک جدید صورت کی موجد ہیں، لہٰذا ان کا کاروبار، ان کے نیٹ ورک کا حصہ بننا، دوسروں کو اس میں شامل کرا کے کمیشن وصول کرنا سب ناجائز ہے۔ (۱)

(۱) یا أیھا الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدۃ: ۹۰) =

اس اسکیم میں بہت ساری خرابیاں ہیں ان میں سے ایک خرابی یہ ہے کہ جب اس کا نیٹ ورک اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو برقرار رکھنا ناممکن ہو تو اسے چلانے والے کمپنی ختم کر دیتے ہیں، اور کسی نئے علاقے میں نئے نام سے اپنی مصنوعات بدل کر کام کر دیتے ہیں، اس طرح بہت سارے لوگوں کی رقم ڈوب جاتی ہے جوانہوں نے اس امید پر لگائی تھی کہ ہم خود ممبر بننے کے بعد دوسروں کو ممبر بنائیں گے اور راتوں رات امیر بن جائیں گے۔

مُلک ایک ہے

اسلام نے تمام مسلمان ممالک کو ایک ہی ملک قرار دیا ہے، اسلامی خلافت میں تمام مسلمان کہیں کے بھی ہوں ایک ہی ملک کے تصور ہوتے ہیں۔ آج مسلمان غیر مسلموں کی سازش اور دین کی کمزوری کی وجہ سے کئی ممالک میں بٹ گئے۔ اور کمزور ہو کر کافروں کے ہاتھ میں کھلونے بن کر رہ گئے۔

ایک ملک سے دوسرے ملک سامان پہنچانے کو آج کل ''برآمدات'' کہا جاتا ہے۔ تمام مسلمان ممالک میں سامان پہنچانے اور وہاں رہنے والے مسلمان بھائیوں

= عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم على أمتي الخمر والميسر۔ (مسند أحمد: (۱۱/۱۰۵) رقم الحديث: ۶۵۴۷، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله عمرو بن العاص رضي الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمي القمار قمارا: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامي: (۶/۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

وعن ابن مسعود الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داود في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر، والخديعة، والخيانة في النار. الترغيب والترهيب: (۲/۴۵۰) رقم الحديث: ۲۷۴۳، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

كنز العمال: (۳/۵۱۵) رقم الحديث: ۷۸۲۹، ۷۸۲۳، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اسی طرح غیر مسلم ممالک میں رہنے والے انسان بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں، ان کی ضروریات کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور سچائی، امانت اور دیانت کے ساتھ کاروبار کر کے لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنا چاہیے، اور مسلمانوں کو کاروبار اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے۔ (۱)

مِلک کے اسباب

مِلک کے اسباب تین ہیں: ① ناقل۔ ② خلافت۔ ③ اصالت۔

"ناقل" سے مراد یہ ہے کہ ایک کی مِلک سے دوسرے کی ملک میں منتقل کرنا۔ جیسا کہ خرید وفروخت اور ھبہ سے ایک کی ملک سے دوسرے کی ملک میں منتقل کرنا۔

خلافت: نائب اور خلیفہ بن کر مالک ہونا۔ جیسا کہ وراثت اور صدقہ کے طور پر مالک ہونا۔

اصالت: یعنی اصل سے مالک ہونا یعنی غیر مملوکہ چیز پر سب سے پہلے قبضہ

---

(۱) وعن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله ﷺ: ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضو أتداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى۔ متفق عليه۔

وعن أبي موسى عن النبي ﷺ: قال المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً ثم شبك بين أصابعه۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲)، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول، ط: قديمی۔)

وعنه (أنس) وعن عبد الله قالا: قال رسول الله ﷺ: الخلق عيال الله فأحب الخلق إلى الله من أحسن إلى عياله۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۵)، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث، ط: قديمی۔)

والثاني: أن يقصد في صنعته وتجارته القيام بفرض من الفروض الكفايات إذ لو تركت الصناعات والتجارات كلها لبطلت المعائش وهلك الخلق، لأن انتظام أمر الكل بتعاون الكل۔ (مجالس الابرار: (ص: ۵۴۳)، المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی۔)

ہونا یا جال وغیرہ سے کسی شکار کو پکڑنا۔ (۱)

مِلک میں موجود نہ ہو

جو چیز آدمی کی مِلک میں موجود نہیں، اس امید سے کہ یہی چیز بازار میں موجود ہے، اس کو خرید کر قبضہ دے سکتا ہوں، بیچنا جائز نہیں، اور اس طرح بیع کرنے سے بیع نہیں ہوتی اور یہ بیع معدوم ہے۔

مثلاً ایک شخص دکان لے کر بیٹھا ہوا ہے، اس کے پاس گاہک آتا ہے یا ٹیلیفون کرتا ہے کہ مجھے اتنے تھان فلاں ملک کے فلاں کپڑے اس کوالٹی اور اس رنگ کے چاہئیں۔ دکاندار کے پاس وہی کپڑا اپنی ملکیت میں نہیں ہے، پھر بھی وہ خریدار سے بھاؤ متعین کر کے بیع کر لیتا ہے کہ وہی کپڑا میرے پاس ہیں، اس کی قیمت فی میٹر سو روپے ہوں گے، خریدار معاملہ پر راضی ہو کر سودا طے کر لیتا ہے، اور دکاندار وعدہ دیتا ہے کہ مال فلاں وقت میں آ کر اٹھا لینا، دکاندار وہی کپڑا اس کے کہنے کے مطابق ایسی دکان سے جس میں کم دام پر ملتا ہے خرید کر اپنی دکان سے خریدار کے حوالہ کرتا ہے، یا کبھی یوں کرتا ہے کہ وہ جس دکان سے خریداری کرتا ہے، اس کا حوالہ دیتا ہے کہ میرا مال فلاں دکان میں پڑا ہوا ہے وہاں سے اٹھا لینا، خریدار اسے قبول کر لیتا ہے، پھر خریدار کے مال اٹھانے سے پہلے دکاندار تیسرے شخص کو مطلع کر دیتا ہے اور اس سے چیز خرید لیتا ہے، اور اس سے کہتا ہے کہ فلاں آدمی مال

---

(۱) اعلم أن أسباب الملک ثلاثة: ناقل: کبیع وھبة، وخلافة: کإرث وإصالة وھو الاستیلاء حقیقة بوضع الید أو حکما بالتھیئة کنصب شبکة الصید۔ (الدر مع الرد: (۶/۴۶۳) کتاب الصید، ط: سعید)

امداد الفتاوی: (۳/۳۱) ط: دار العلوم کراچی۔

فالأسباب ثلاثة یثبت للملک وھو الاستیلاء، وناقل للملک وھو البیع ونحوہ، وخلافة، وھو المیراث والوصیة۔ (غمز عیون البصائر شرح الأشباہ والنظائر: (۳/۱۳۳) القول فی الملک، ط: إدارة القرآن)

البحر الرائق: (۵/۲۵۸) کتاب البیع، ط: سعید۔

اٹھانے آئے گا اس کو حوالہ کر دینا، خریدار طے شدہ پروگرام کے مطابق تیسرے شخص کی دکان سے مال اٹھا لیتا ہے، شرعاً اس طرح بیع کرنا ناجائز ہے، کیونکہ فروخت کرنے والے نے ایسی چیز کی بیع کی ہے جو کہ اس کی ملکیت میں نہ تھی۔ (۱)

ہاں یہ صورت ہو سکتی ہے کہ سودا نہ کرے بلکہ وعدہ کرے یعنی یہ کہے کہ میں آپ کو اس حساب میں دوں گا، جب چیز آ جائے تو حسب وعدہ سودا کرے پھر جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن عمرو بن شعیب ؓ قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا یحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

عن حکیم بن حزام ؓ قال: نهانی رسول اللہ ﷺ أن أبیع مالیس عندی۔ رواہ الترمذی فی روایة له ولأبی داؤد والنسائی: قال: قلت: یارسول اللہ! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع له من السوق؟ قال: لاتبع مالیس عندک۔ هذا یحتمل أمرین ـــــ والثانی: أن یبیع منه متاعاً لا یملکه ثم یشتریه من مالکه ویدفعه إلیه وهذا باطل؛ لأنه باع مالیس فی ملکه وقت البیع وهذا معنی قوله "قال ولا تبع مالیس عندک" أی شیئاً لیس فی ملکک حال العقد۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۶/ ۷۷، ۷۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: رشیدیه۔)

ومنها وهو شرط انعقاد البیع للبائع أن یکون مملوکاً للبائع عند البیع فإن لم یکن لا ینعقد ـــــ وهذا بیع مالیس عنده، ونهی رسول اللہ ﷺ عن بیع مالیس عند الإنسان۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۴۶) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه فأنواع، ط: سعید۔)

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه وکون الملک للبائع فیما یبیعه لنفسه وکونه مقدور التسلیم فلم ینعقد بیع المعدوم ـــــ ولا بیع مالیس مملوکاً له۔ (شامی: (۴/ ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔)

وبطل بیع مالیس فی ملکه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب الآدمی مکرم شرعاً ولو کافراً، ط: سعید۔)

(۲) وعلی هذا لو قال: من جاء بر مکة بعناها بعشرة، فهذا والأول سواء، لأنه وعد البیع هاهنا، ولکن فیه معنی التنفیل، فعلیه أن یفی به إذا رغب فیه الذی جاء بها۔ (السیر الکبیر: (۳/ ۳۲)، باب الأنفال بالأثمان والهبات، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الوعد أو المواعدة بالبیع لیس بیعاً، ولا یترتب علیه آثار البیع۔ (فقه البیوع: (۲/ ۱۱۳۷)، صیغة مقترحة لقانون البیع الإسلامی، ط: معارف القرآن۔)

ملکی ترقی کی فکر

"مسلمانوں کی ذمہ داری" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۲/۲)

ملکی کرنسی

ایک ملک کی کرنسی کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔[۱]

ملکی مال کو غیر ملکی کہہ کر فروخت کرنا

"ایک نمبر کا مال چاہیئے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۱)

ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا

ایسی مصنوعات جو ملک میں تیار ہوتی ہیں، ان کو غیر ملکی مارکہ اور پیکنگ کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ ہے، جھوٹ بولنے اور تجارت میں دھوکہ دینے کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہوئی ہے اور ایسی تجارت سے جو آمدنی حاصل ہوگی اگر چہ وہ مکمل طور پر حرام نہیں ہوگی لیکن مکمل طور پر حلال طیب بھی نہیں ہوگی، اس میں بے برکتی اور نحوست ضرور ہوگی۔[۲]

---

(۱) تخریج کے لئے "ڈالر کی بیع کی زیادتی کے ساتھ" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

فالصحیح الراجح فی زماننا ان مبادلة الأوراق النقدیة انما تجوز بشرط تماثلها، ولا یجوز التفاضل فیها۔(بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۱۶۳) ط: دار العلوم کراچی)

(۲) عن ابی هريرة ﷺ ان رسول الله ﷺ... قال: من غش فليس منا۔(جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراهية الغش فی البیوع، ط: سعید۔)

عن واثلة بن الأسقع، قال: سمعت رسول الله ﷺ، يقول: من باع عيبا لم يبينه، لم يزل فی مقت الله، ولم تزل الملائكة تلعنه۔(مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۹)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عیبا فلیبینه، ط: قدیمی۔=

اور اگر گاہک کو بتلا کر دیا جائے کہ یہ چیز پاکستانی ہے یا اس پر بڑے حروف سے لکھ دیا جائے کہ میڈ ان پاکستان (Made in Pakistan) تو بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آگے یکے بعد دیگرے بیع ہونے کی صورت میں دھوکہ دینے کا ذریعہ بنے گا اس لئے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔(۱)

مملوکہ درخت سے شہد فروخت کرنا

اگر کسی شخص کی اپنی ملکیت کی زمین میں درخت ہو اور اس میں شہد کی مکھیاں شہد بنالیں تو اس شہد کو فروخت کرنے کا اختیار اور اس میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق صرف زمین کے مالک کو حاصل ہوگا، کیونکہ شہد درخت کے تابع ہو کر درخت کے حکم میں ہے، جس طرح درخت میں تصرف کرنے کا حق صرف زمین کے مالک کو حاصل ہے، اسی طرح درخت کے شہد میں تصرف کرنے کا حق بھی صرف زمین کے مالک کو حاصل ہے، لہٰذا کسی دوسرے آدمی کو یہ شہد لینے کا یا اس میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔(۲)

= عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فإن صدقا وبینا بورک۔ (الصحیح لمسلم: (۲/۶) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین، ط: قدیمی۔)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار، مالم یتفرقا، فإن صدقا: أی فی صفۃ المبیع والثمن وما یتعلق بھما "وبینا": أی عیب الثمن والمبیع "بورک": "أی اکثر النفع "لھما فی بیعھما" أی شرائھما، والمراد عقدھما، وإن کتما وکذبا، محقت برکۃ بیعھما۔ (مرقاۃ المفاتیح: (۶/ ۳۶)، کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، ط: رشیدیہ۔)

(۱) وما کان سببا لمحظور فھو محظور۔ (شامی: (۶/ ۳۵۰) کتاب الحظر والإباحۃ، ط: سعید۔)

وکل ما أدی إلی مالا یجوز لا یجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۶۰) کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی اللبس، ط: سعید۔)

(۲) بخلاف ما إذا عسل النحل فی أرضہ؛ لأنہ عدّ من انزالہ فیملکہ تبعا لأرضہ کالشجر النابت فیہ والتراب المجتمع فی أرضہ بجریان الماء۔ (الھدایۃ: (۳/ ۱۱۰) کتاب البیوع، مسائل منثورۃ، ط: رحمانیہ)=

ممنوع اشیاء کی خرید وفروخت

اگر ممنوع اشیاء سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن کی خرید وفروخت اسلام میں (۲۹۹) بالکل منع ہے جیسے شراب اور خنزیر کا گوشت وغیرہ تو ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز نہیں، اور آمدنی بھی حرام ہے۔[(۱)]

اور اگر ممنوع اشیاء سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن کی خرید وفروخت اسلام میں تو جائز ہے، لیکن حکومت وقت نے کسی مصلحت یا مفاد عامہ کی خاطر ان کی درآمد، برآمد اور خرید وفروخت پر پابندی لگادی ہے، تو ایسی صورت میں حکومت وقت کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان چیزوں کی خرید وفروخت نہیں کرنی چاہیے تاکہ گرفتاری وغیرہ کا خطرہ نہ ہو،[(۲)] تاہم ان اشیاء کی قیمت سے حاصل شدہ آمدنی جائز اور حلال

= بخلاف معسل النحل فی أرضه حیث یملکه، وإن لم تکن أرضه معدة لذلک لأنه من انزال الأرض حتی یملکه تبعا لها کالاشجار النابتة۔ (البحر الرائق: (۱۷۸/۶) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

شامی: (۲۳۳/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب فی النبهرجة والزیوف، ط: سعید۔

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ انه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول: إن الله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام۔ (اعلاء السنن: (۱۰۳/۱۴) کتاب البیوع، باب حرمة بیع الخمر، إدارة القرآن۔)

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: لما نزلت آیات الربوا، قام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر، فتلاهن علی الناس، ثم حرم التجارة فی الخمر۔ (سنن النسائی: (۲۳۰/۲) کتاب البیوع، بیع الخمر، ط: قدیمی۔)

وبطل بیع مال غیر متقوم) ای غیر مباح الانتفاع به... کخمر وخنزیر ومیتة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۵/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔)

ولا یجوز بیع الخمر والخنزیر، لقوله علیه الصلوة والسلام: إن الذی حرم شربها حرم بیعها وأکل ثمنها۔ (الهدایة: (۱۰۸/۳) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: رحمانیه۔)

(۲) لأن طاعة أمر السلطان بمباح واجبة۔ (شامی: (۱۶۷/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، مطلب کل قرض جر نفعا فهو حرام، ط: سعید۔)

المسلم یجب علیه ان یطیع أمیره فی الأمور المباحة فإن امر الأمیر بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نهی عن امر مباح حرم ارتکابه... ومن هنا صرح الفقهاء بان طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة واجبة... هذه الطاعة کما أنها مشروطة بکون أمر الحاکم غیر معصیة فإنها مشروطة ایضا بکون الأمر صادرا عن مصلحة لا عن هوی او ظلم لأن الحاکم لا یطاع لذاته وإنما یطاع من حیث انه متول لمصالح العامة۔ =

ہوگی، اس کو استعمال کرنا اور اس سے نیک کام میں حصہ لینا درست ہوگا۔ (۱)

٣٠٠

ممنوعہ اسلحے کی خرید وفروخت

اسلامی حکومت کے سربراہ کی جانب سے جس اسلحے کی خرید وفروخت ممنوع قرار دی جائے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں کیونکہ اسلامی حکومت کے سربراہ کی طرف سے اسلحے کی خرید وفروخت منع کرنے کا مقصد ملک میں امن قائم رکھنا ڈاکہ، چوری، دہشت گردی، بھتہ خوری، اغواء اور مختلف قسم کے فتنے اور فساد کے وسائل کو بند کرنا ہے، اور سربراہ مملکت کے جائز حکم کو ماننا لازم ہے، البتہ ناجائز حکم کو ماننا جائز نہیں ہے۔ (۱)

= (تکملة فتح الملهم: (٣/٣٢٣، ٣٢٤) كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في معصية، ط: دار العلوم كراچي۔)

عن حذيفة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ينبغي للمؤمن إن يذل نفسه قالوا: وكيف يذل نفسه؟ قال: يتعرض من البلاء لما لا يطيق۔ (جامع الترمذى: (٢/ ٥١) أبواب الفتن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء في النهي عن سب الرياح، ط: سعيد۔)

سنن ابن ماجه: (ص: ٢٩٠) أبواب الفتن، باب قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا عليكم انفسكم، ط: قديمي۔

(١) فالبيع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذى يقابله العوض، حلال ككسبه بالبيع۔ (المبسوط للسرخسي رحمه الله: (١٢/ ١١٩) كتاب البيوع، أنواع الربا، ط: دار المعرفة)

(١) المسلم يجب عليه أن يطيع أميره في الأمور المباحة، فإن أمر الأمير بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نهي عن أمر مباح حرم ارتكابه... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فيما ليس بمعصية واجبة. (تكمله فتح الملهم: (٣/٣٢٣) كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: دار العلوم كراچي)

تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية. (الدر المختار مع الرد: (٢/١٧٢) كتاب الصلاة، باب العيدين، مطلب تجب طاعة الإمام فيما ليس بمعصية، ط: سعيد)

وفي شرح الجواهر تجب اطاعته فيما أباحه الشرع وهو مايعود نفعه على العامة وقد نصوا في الجهاد على امتثال أمره في غير معصية. (الدر المختار مع الرد: (٦/٤٦٠) كتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعيد)

منابذہ

''منابذہ'' جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف اپنا فروخت کے لئے رکھا ہوا کپڑا پھینکتا ہے اور غور وفکر اور رضامندی کے بغیر ان کے درمیان سودا پختہ ہوجاتا ہے اس کو بیع منابذہ کہتے ہیں اور یہ دین اسلام میں جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور جہالت ہے۔(۱) ۳۰۱

منافع اور سود میں فرق

''سود اور تجارتی منافع میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۴/۴)

منافع جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہوا

''جھوٹ کی بنیاد پر منافع حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۸/۳)

---

(۱) وعن أبي سعيد قال: نهي رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الملامسة والمنابذة في البيع... والمنابذة أن ينبذ الرجل إلى الرجل بثوبه وينبذ الآخر بثوبه ويكون ذلك بيعهما من غير نظر ولا تراض... وروي أحمد عن معمر أنه فسر المنابذة بأن يقول: إذا نبذت هذا الثوب فقد وجب البيع... والعلة في النهي عن الملامسة والمنابذة الغرر والجهالة. (نيل الأوطار: (٦/٤٤٠،٤٤١) كتاب البيوع، باب النهي عن بيوع الغرر، ط: دار ابن القيم)

فتح الباري: (٤/٣٥٩) كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ط: ادار المعرفة.

ولم يجز بيع الميتة... والملامسة وإلقاء الحجر) وهذه من البيوع التي كانت في الجاهلية، وهو أن يساوم الرجل فإذا لمسها المشتري... لزم البيع... وقد نهي عليه السلام عنها بما روينا وعن أبي سعيد أنه عليه السلام نهي عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... ولأن فيه تعليقا للتمليك بالخطر فيكون قماراً، فصار في المعنى كأنه. (تبيين الحقائق: (٤/٤٨) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

ويلاحظ أن هذه البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر، منها الباطل، ومنها الفاسد في اصطلاح الحنفية. والفاسد منها فقط هو بيع ضربة القانص والغائص والمزابنة والمحاقلة والملامسة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٥/٣٤١٣) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه).

منافع دوروپے لینے پر سودا کیا

۳۰۲ ایک گاہک دوکاندار کے پاس آتا ہے، وہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں مال دے دیں، اس پر آپ کو قیمت خرید پر دوروپے فی مال کمیشن اور منافع دوں گا، دوکاندار اس کو منظور کرلیتا ہے اور متعینہ مال کی واقعی قیمت خرید سے پانچ روپے زیادہ بتا کر پھر منافع دوروپے فی مال مقرر کرکے فروخت کرتا ہے، گاہک اعتماد کرکے مال لے جاتا ہے تو اس صورت میں دوکاندار نے جو منافع لیا ہے یہ ناجائز اور غلط کیا ہے اس کے لئے فی مال پانچ روپے حلال نہیں حرام ہیں، خریدار کو واپس کردینا لازم ہے۔ (۱)

منافع زیادہ لینا

منافع زیادہ لینا ناجائز نہیں ہے۔ (۲) مگر بہت زیادہ لینا جس سے لوگوں

---

(۱) عن أبی حرة الرقاشی عن عمه ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: ألا لاتظلموا، ألا! لایحل مال امرئ إلا بطیب نفسه منه.... وعن سمرة عن النبی ﷺ قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی۔ (مشکاة المصابیح: (ص:۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

والتصرف فی مال الغیر حرام، فیجب التحرز عنه۔ (الهدایه: (۳/ ۷۹) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل، ط: رحمانیه۔)

والرابع: أن یصدق فی سعر الوقت إذ لایجوز لأحد أن یلبس علی البائع أو المشتری سعر الوقت ویغتنم الفرصة ویخفی من البائع غلا السعر أو من المشتری انحطاطه، فإن من یفعل هذا یکون من الظالمین التارکین للنصح الواجب، وقد أمر الله بالعدل والإحسان والعدل سبب للنجاة فقط۔ (مسائل الأبرار: (ص:۵۳۹) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأقبح منها، ط: سهیل اکیڈمی۔)

ویردونه علی أربابها إن عرفوهم، وإلا یتصدقوا به، لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد۔ (شامی: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔)

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۱۹۳/۴) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: دار المعرفة، بیروت۔

(۲) کل یتصرف فی ملکه کیف شاء۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۶۵۳/۱) المادة: ۱۱۹۲، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)=

کو نقصان پہنچتا ہو، اور پریشانی کا باعث ہو انسانیت اور مروت کے خلاف ہے۔ (۱)
اس سے بچنا چاہیے ورنہ اللہ کی رحمت اور خیر و برکت سے محروم رہے گا۔ (۲)

منافع فروخت کرنا

"آمدنی فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۷۵)

منافع کا تعین

شریعت نے تجارت میں مال کے منافع کی کوئی خاص حد مقرر نہیں کی، یہ

= لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص۔ (شامی: (۴/۵۰۲) کتاب البیوع، مطلب فی تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید)

أما تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضي كذا في الكافي۔ (الهندية: (۳/۲) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه)

الأصل الّذي تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس أحرارا في بيعهم وشرائهم وتصرفهم في ممتلكاتهم وأموالهم في إطار أحكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملا بمطلق قول الله تعالى [يٰأيها الّذين أمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا أن تكون تجارةً عن تراضٍ منكم]۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۷/۵۱۶۳) كتاب البيوع، قرار رقم: ۸، بشان تحديد ارباح التجار، ط: رشيديه)

(۱) وقد نهى النبي ﷺ عن بيع المضطر "الحديث ... هو أن يضطر الرجل إلى طعام و شراب أو غيرها، ولا يبيعه البائع الا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه...

وقال الخطابي: ان عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم ولا يفسخ الا أن سبيله في حق الدين والمرؤة ان لا يباع على هذا الوجه وان لا يقتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلى الميسرة حتى يكون له في ذلك بلاغ۔ (إعلاء السنن: (۱۴/۲۱۲) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن كراچي)

بذل المجهود: (۵/۲۵۲) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: إمداديه۔

(۲) وينال العامل رتبة الإحسان بواحد من عدة أمور: الأول في الغبن فينبغي له أن لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به في العادة حتى لو بذل المشتري زيادة على الربح المعتاد لشدة حاجته فينبغي للبائع أن يمتنع عن قبوله لأن أخذ الزيادة إذ لم يكن فيه تلبيس وإن لم يكن ظلماً لكنه ترك للإحسان، مع أن من يقنع بربح قليل يكثر معاملاته، ويستفيد من تكررها ربحاً كثيرا وبه يظهر البركة۔ (مجالس الابرار: (ص: ۵۵۰) المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی)

دونوں عاقدین کا باہمی رضامندی کا معاملہ ہے، جس طرح طے پا جائے اسی طرح جائز ہے، البتہ اس حد تک زیادہ منافع لینا کہ جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو مروت کے خلاف ہے۔ (۱)

ایسی صورت میں حکومت پر لازم ہے وہ ناجائز منافع خوری پر قابو پانے کے لئے مناسب اقدام کرے۔ (۲)

---

(۱) وجاء تعریف البیع فی کثیر من الکتب الفقهیة بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/۱۰۶) مقدمة فی بیان الاصطلاحات الفقهیة، ط: دار الجیل۔)

هو مبادلة المال بالمال بالتراضی: (کنز الدقائق: (ص: ۲۲۷) کتاب البیوع، ط: قدیمی۔)

فتح القدیر: (۶/۲۲۹) کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔)

کل یتصرف فی ملکه کیف شاء۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۶۵۴) المادة: ۱۱۹۲، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

لأن الملک ما من شأنه أن یتصرف فیه بوصف الاختصاص۔ (شامی: (۴/۵۰۲) کتاب البیوع، مطلب فی تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید)

أما تعریفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضی کذا فی الکافی۔ (الهندیة: (۳/۲) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع، ط: رشیدیه)

الأصل الذی تقرره النصوص والقواعد الشرعیة ترک الناس أحرارا فی بیعهم وشرائهم وتصرفهم فی مملکاتهم وأموالهم فی إطار أحکام الشریعة الإسلامیة الغراء وضوابطها عملا بمطلق قول الله تعالیٰ [یٰأیها الذین اٰمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الا أن تکون تجارةً عن تراضٍ منکم]۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۷/۵۱۶۳) کتاب البیوع، قرار رقم: ۸، بشأن تحدید ارباح التجار، ط: رشیدیه)

(۲) إذا تعدی أرباب غیر القوتین وظلموا علی العامة فیسعر علیهم الحاکم بناء علی ما قال أبو یوسف رحمه الله ینبغی أن یجوز۔ (الدر المختار (۶/۴۰۰) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔

قوله: بناء علی ما قال أبو یوسف رحمه الله) ای من أن کل ما أضر بالعامة حبسه فهو احتکار ولو ذهبا أو فضة أو ثوبا ط۔ وفیه أن هذا فی الاحتکار لا فی التسعیر اهـ قلت: نعم! ولکنه یؤخذ منه قیاسا أو استنباطا بطریق المفهوم ولذا قال بناء علی ما قال أبو یوسف رحمه الله، ولم یجعله قوله تاقله علی أنه تقدم أن الإمام یری الحجر إذ عمم الضرر کما فی المفتی الماجن والمکاری المفلس والطبیب الجاهل، وهذه قضیة عامة فتدخل مسألتنا فیها لأن التسعیر حجر معنی، لأنه منع عن البیع بزیادة فاحشة، وعلیه فلا یکون مبنیا علی قول أبی یوسف رحمه الله فقط۔ (الدر مع الرد (۶/۴۰۰، ۴۰۱) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

البحر الرائق: (۸/۳۷۰) کتاب الکراهیة، ط: سعید۔)

منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں

بینک کی شرکت اور مضاربت میں نفع کی تقسیم روزانہ پیداوار کے حساب (۳۰۵) سے کی جاتی ہے اور اس کو "الحساب الیومی" کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، حالانکہ نفع کی یہ تقسیم محض تقریری اور تخمینی ہے، اس میں کسی کے حقیقی نفع کا کچھ حصہ دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے، اسی طرح کسی کا نقصان بھی دوسرے کے کھاتے میں چلا جاتا ہے، اس لئے شرکت و مضاربت میں نفع کی تقسیم کا یہ طریقہ درست نہیں۔ (۱)

منافع کی تقسیم یومیہ پیداوار کی بنیاد پر

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم درست نہیں ہے بلکہ مال، عمل یا ضمان کی بنیاد پر منافع کی تقسیم ہونی چاہیے۔ (۲)

مزید "نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) یاایها الذین آمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (سورة النساء: ۲۹)

☐ وروی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ والحسن رضی اللہ عنہ: أن الباطل هو كل مايؤخذ من الإنسان بغير عوض۔ (التفسیر الکبیر: (۱۰/ ۷۱) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفکر، بیروت۔)

☐ اللباب فی علوم الکتاب: (۶/ ۳۳۶) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الکتب العلمیة۔)

☐ عن عائشة رضی اللہ عنہا أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضی أن الخراج بالضمان۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی من يشتری العبد ويستغله ثم يجد به عيباً، ط: قدیمی۔)

☐ (علی ای وجه شرط تقسيم الربح فی الشركة الصحيحة يراعی ذلك الشرط علی كل حال إذا كان موافقاً للشرع) قيد الشرط بكونه موافقاً للشرع لأنه لو كان مخالفاً له فلا يصح وحينئذ يقسم الربح علی نسبة حصصهم من رأس المال۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲)، رقم المادة: ۱۳۶۷، الكتاب العاشر فی أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الأول فی بیان المسائل المتعلقة بشركة الأموال، ط: مكتبة فاروقيه۔)

(۲) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لا يحل سلف وبيع ولا شرطان فی بيع ولا ربح مالم يضمن ولا بيع ماليس عندك۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهی عنها من البيوع، الفصل الثانی، ط: قديمی)=

منافع کی حدود

(۳۰۶) شریعت میں نفع کی کوئی ایسی حد مقرر نہیں ہے جس سے زائد نفع لینا جائز نہ ہو کیونکہ اس پر متعدد قسم کے عوامل اور اسباب اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً کسی چیز کی مستقل طلب ہو اور وہ بڑے پیمانے پر فروخت ہوتی ہو تو عام طور پر اس پر منافع کی شرح کم رکھی جاتی ہے، اور اگر کوئی چیز کم مقدار میں فروخت ہوتی ہو تو اس پر نفع زیادہ لیا جاتا ہے، اس کے علاوہ مارکیٹ، ڈالر اور ٹیکس کا اتار چڑھاؤ اور معاشی پابندی اور چیزوں کی قلت اور کثرت کی وجہ سے بھی نفع کی شرح متاثر ہوتی ہے۔

بعض اوقات خریداری کے وقت قیمتیں انتہائی نچلی سطح پر آئی ہوتی ہے، اور

= والأصل أن الربح إنما يستحق عندنا إما بالمال و إما بالعمل و إما بالضمان... فإن لم يوجد شيء من ذلک لا يستحق بدليل أن من قال لغيره: تصرف في ملکک على أن لي بعض ربحه، لم يجز، و لا يستحق شيئاً من الربح لأنه لا مال و لا عمل و لا ضمان۔ (بدائع الصنائع (٦/ ٦٢) کتاب الشرکة، فصل و أما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔)

ولو شرطا العمل على صاحب الألفين و الربح نصفين لم يجز الشرط و الربح بينهما أثلاثاً، لأن ذا الألف شرط لنفسه بعض ربح مال الآخر بغير عمل ولا مال، و الربح إنما يستحق بالمال أو بالعمل أو بالضمان۔ (شامي (٥/ ٦٤٣) کتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل۔ (سورة النساء: ۲۹)

وروى عن ابن عباس رضي الله عنه والحسن رحمه الله: أن الباطل هو كل ما يؤخذ من الإنسان بغير عوض۔ (التفسير الكبير: (١٠/ ٧١) سورة النساء: ٢٩، ط: دار الفكر، بيروت۔)

اللباب في علوم الكتاب: (٦/ ٣٣٦) سورة النساء: ٢٩، ط: دار الكتب العلمية۔)

عن عائشة رضي الله عنها، أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى أن الخراج بالضمان۔ (جامع الترمذي: (١/ ٢٤١)، ابواب البيوع، باب ماجاء في من يشترى العبد ويستغله ثم يجد به عيباً، ط: قديمي۔)

(على أي وجه شرط تقسيم الربح في الشركة الصحيحة يراعى ذلک الشرط على كل حال إذا كان موافقاً للشرع) قيد الشرط بكونه موافقاً للشرع لأنه لو كان مخالفاً له... فلا يصح وحينئذ يقسم الربح على نسبة حصصهم من رأس المال۔ (شرح المجلة لرستم باز: (٢/ ٧٤٥)، رقم المادة: ١٣٦٧، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول في بيان المسائل المتعلقة بشركة الأموال، ط: مكتبة فاروقيه)

پھر کسی وجہ سے مارکیٹ میں اچانک تیزی آجاتی ہے اور قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے تاجروں کو سو فیصد نفع حاصل ہوجاتا ہے اور کبھی صورت حال اس کے الٹ بھی ہوجاتی ہے کہ خریداری کے وقت تو قیمتیں انتہائی اوپر کی سطح پر ہوں اور بعد میں اچانک گر جائیں جس سے تاجروں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے، اس لئے شریعت نے نفع کی کوئی حد یا شرح متعین نہیں فرمائی بلکہ اسے آزاد چھوڑ دیا ہے تاجر لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنا اپنا مال فروخت کریں جس سے قیمتیں خود ہی مناسب سطح پر آجائیں گی۔ (۱)

منافع کی مقدار

تجارت میں مال میں منافع حاصل کرنے کی کوئی خاص حد متعین نہیں کہ کوئی خرید وفروخت کرنے کی صورت میں صرف اتنے فیصد نفع لے کر فروخت کرسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں، بلکہ شریعت نے اس کو بائع اور مشتری پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ باہمی رضامندی سے جس طرح چاہیں معاملہ طے کرلیں، البتہ اس حد تک منافع لینا جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو اور لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا خلاف مروت ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عروة: أن النبي صلى الله عليه وسلم "أعطاه دينارا يشتري له به شاة، فاشتري له به شاتين، فباع إحداهما بدينار، وجاءه بدينار وشاة، فدعا له بالبركة في بيعه وكان لو اشتري التراب لربح فيه".
(صحيح البخاري: (۱/۵۱۴) كتاب المناقب، باب سوال المشركين أن يريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية فأراهم انشقاق القمر، ط: قديمي)
سنن أبي داود: (۲/۱۲۵) كتاب البيوع، باب في المضارب يخالف، ط: رحمانيه)
جامع الترمذي: (۱/۲۳۸) أبواب البيوع، باب بعد باب ماجاء في اشتراط الولاء والزجر عن ذلك، ط: سعيد.

(۲) قال العلامة على حيدر رحمه الله: وجاء تعريف البيع فى كثير من الكتب الفقهية بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۰۶) ط: دار الجليل)
الأصل الذى تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس احرارا فى بيعهم وشرائهم وتصرفهم فى ممتلكاتهم وأموالهم فى إطار احكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملا بمطلق قول الله تعالى:=

البتہ مال کی بے جا تعریف کرنا، عیب چھپانا یا نقلی اور جعلی مال کو اصلی ظاہر کر کے دھوکہ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ (۱)

منافع کی مقدار مرابحہ میں

"مرابحہ میں منافع کی مقدار" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۱/۶)

منافع لینے کی شرط لگانا وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے پر

"وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۶/۶)

= "یا ایها الذین آمنوا لا تأکلوا اموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراض منکم" (الفقه الإسلامی وأدلته: (۲۳۵/۷)، کتاب البیوع، قرار رقم: ۸، بشان تحدید أرباح التجار، ط: رشیدیه)

وقد نهی النبی ﷺ عن بیع المضطر "الحدیث... هو أن یضطر الرجل إلی طعام وشراب أو غیرها، ولا یبیعه البائع إلا بأکثر من ثمنها بکثیر، وکذلک فی الشراء منه... وقال الخطابی: إن عقد البیع مع الضرورة علی هذا الوجه جائز فی الحکم ولا یفسخ إلا أن سبیله فی حق الدین والمروءة أن لا یبایع علی هذا الوجه وأن لا یفتات علیه بماله، ولکن یعاون ویقرض ویستمهل له إلی المیسرة حتی یکون له فی ذلک بلاغ۔ (اعلاء السنن: (۲۱۴/۱۴)، کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: إدارة القرآن)

(۱) وکان ابو حنیفة رحمه الله: یکره أن یمدح الرجل سلعته عند البیع۔ (الملتقط فی الفتاوی الحنفیة: (ص: ۲۷۶) کتاب الآداب، مطلب: یکره أن یمدح الرجل سلعته عند البیع، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الفتاوی الهندیة: (۳۶۳/۵) کتاب الکراهیة، الباب الخامس والعشرون فی البیع والاستیام علی سوم الغیر، ط: رشیدیه۔)

وکره النجش)... یمدحه بما لیس فیه لیروجه۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۰۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔)

أن لا یثنی علی السلعة فإنه ان وصفها بما لیس فیها فإن لم یقبله عنه فهو کذب محض، وإن قبل منه فهو مع کونه کذباً تلبیس وظلم۔ (مجالس الابرار: (ص: ۵۴۶) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأصح منها، ط: سهیل اکیڈمی۔)

من علم بسلعة عیباً لم یجز بیعها حتی یبینه للمشتری فإن لم یبینه فهو آثم عاص نص علیه أحمد۔ (اعلاء السنن: (۵۸/۱۴) کتاب البیوع، ط: إدارة القرآن۔)

منتفع بہ ہونے کا معیار

"قابل انتفاع ہونے کا معیار" عنوان کے تحت دیکھیں۔(١٣٢/٥)

منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا

زید بکر سے کہتا ہے کہ جب تم منڈی جاؤ، تو میرے لئے فلاں سامان خرید کر لانا، اس کام کے لئے کوئی اجرت طے نہیں پائی، بلکہ اس کے برعکس دونوں جانتے ہیں کہ یہ کام اجرت کے بغیر ہے۔

بکر منڈی سے اپنے تعلقات کی وجہ سے تھوک کے ریٹ سے بھی کم پر وہ سامان خرید لیتا ہے، اب بکر نے جو جائز رعایت حاصل کی ہے وہ کمیشن کے طور پر خود نہیں رکھ سکتا، کیونکہ کمیشن پر خریدنا طے نہیں ہوا، اور بکر زید سے اتنی رقم لے سکے گا جو اس سامان خریدنے میں ادا کی ہے۔

البتہ اگر بکر کا معمول اور کاروبار ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو منڈی سے اجرت و کمیشن پر مال لا کر دیتا ہے، تو اس صورت میں وہ زید سے اپنا کمیشن وصول کر سکتا ہے جب کہ کمیشن کے بغیر لانا طے نہ ہوا ہو۔ (١)

(نوٹ) دکان، بازار اور منڈی سب کا حکم ایک ہے۔ (٢)

منڈی میں آنے سے پہلے راستہ میں سودا کرنا

بعض تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بازار اور منڈی میں سامان پہنچنے

(١، ٢) إذا قال للحمال احمل هذا إلى بيتي أو قال للخياط خطه إن كان الخياط معروفا بأنه يخيط بأجر والحمال كذلك يجب الأجر، وما لا فلا۔ كذا في المحيط۔ (الفتاوى الهنديه: (٣/ ٥٢١) كتاب الإجارة، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (١١٧/١٢) كتاب الاجارة، الفصل الرابع والثلاثون في المتفرقات، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى التاتارخانيه: (٣٥٨/١٥) كتاب الإجارة، الفصل الرابع والثلاثون في المتفرقات، مكتبة فاروقيه۔

سے پہلے راستہ میں جا کر مال کا سودا کر لیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مال لانے والے کو بازار کا ریٹ معلوم نہ ہوں اور وہ کم دام میں فروخت کر دے اور دھوکے میں پڑ کر خسارہ اٹھائے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ اس طرح باہر سے آنے والا مال منڈی اور بازار میں پہنچنے کے بجائے چالاک ہوشیار سرمایہ داروں کے ہاتھ میں چلا جائے گا، پھر وہ من مانے دام میں فروخت کریں گے جس سے عام بازار پر خراب اثر پڑے گا، اور لوگوں کو مہنگی قیمتوں پر چیز خریدنی پڑیں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت کے سامان کو آگے بڑھ کر مت لو، یہاں تک کہ وہ منڈی میں نہ آجائے۔ (۱)

منشیات کی خرید وفروخت

منشیات نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں، ان کی خرید وفروخت کرنا گناہ کے کام میں اعانت اور مدد ہے، اور انسان کی دینی اور دنیوی اعتبار سے تباہی اور

---

(۱) عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يبع بعضكم على بيع بعض ولا تلقوا السلع حتى يهبط بها الاسواق. (سنن أبي داود: (۱۳۱/۲) كتاب الإجارة، باب في التلقي، ط: رحمانيه)

السنن الكبرى للبيهقي: (۳٤۷/٥) كتب البيوع، باب النهي عن تلقي السلع، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

(ولا تلقوا السلع) بكسر المهملة وفتح اللام جمع سلعة وهي متاع التجارة... والمراد ها هنا المتاع المجلوب الذي يأتي به الركبان إلى البلدة ليبيعوا فيها، وفي استقبالها تضييق على أهل السوق وغدر بالجالبين عادة فلا ينبغي... قال في الهداية: ونهي عن تلقي الجلب، وهذا إذا كان يضر بأهل البلد فإن كان لا يضر فلا بأس به إلا إذا لبس السعر على الواردين فحينئذ يكره لما فيه من الغرر والضرر. (بذل المجهود: (۱٤/١٥) كتاب الإجارة، باب في التلقي، ط: دار الكتب العلمية)

بربادی ہے اس لئے ان چیزوں کی تجارت سے بچنا چاہیے۔ (۱)

منفعت

منفعت یہ ہے کہ کسی چیز کے استعمال کرنے سے استعمال کرنے والے کے بدن کو فائدہ پہنچے گا لیکن نہ کرنے سے کوئی سخت تکلیف یا ہلاکت کا خطرہ نہیں جیسے عمدہ قسم کے کھانے اور مقوی غذائیں، اس حالت کے لئے نہ کوئی حرام حلال ہوتا ہے، نہ روزہ کا افطار جائز ہوتا ہے، مباح اور جائز طریقوں سے یہ چیزیں حاصل ہو سکیں تو استعمال کرے اور نہ حاصل ہو سکیں تو صبر کرے۔ (۲)

منی چینجر (Money Changer) کا کاروبار

منی چینجر کے کاروبار سے مراد مختلف ممالک کی کرنسی کے باہم تبادلہ کا کام ہے، مثلاً پاکستانی روپیہ کے عوض سعودی ریال یا امریکی ڈالر کے عوض پاکستانی روپے کا تبادلہ کرنا، اگرچہ اس کاروبار میں بھی کرنسی نوٹوں کا ہی تبادلہ کیا جاتا ہے لیکن چونکہ ان کی جنس مختلف ہے لہٰذا ان میں کمی بیشی کے ساتھ نقد میں تبادلہ کرنا جائز ہے، ادھار

---

(۱) وصح بيع غير الخمر لمامر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والافيون، قلت: وقد سئل عن بيع الحشيشة هل يجوز فكتب لايجوز، فيحمل على ان مراده بعدم الجواز: عدم الحل، قاله المصنف۔ (الدرمع الرد: (۴۵۴/۶) كتاب الأشربة، ط: سعيد۔)

ولايجوز أكل البنج والحشيشة والافيون، وذلك كله حرام۔ (الجوهرة النيرة: (۲۷۰/۲) كتاب الأشربة، ط: حقانيه۔)

خلاصة الفتاوى: (۲۰۵/۴) كتاب الأشربة، ط: رشيديه۔)

(۲) جواهر الفقه: (۳۵/۷) كتاب الحظر والإباحة، باب التداوى، تنشيط الاذهان فى الترقيع باعضاء الانسان، حاجت، ضرورت ومنفعت میں فرق، ط: دار العلوم کراچی۔

والمنفعة: وهي ما كان اشتهاء، كمن يشتهي خبز البر، ولحم الغنم، والطعام الدسم۔ (القواعد الفقهية وتطبيقاتها فى المذاهب الأربعة: (۲۸۵/۱) القاعدة: ۳۴، الضرورات تقدر بقدرها، ط: دار الفكر، دمشق)

غمز عيون البصائر: (۲۷۷/۱) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط: إدارة القرآن۔

میں حرام ہے۔

مثلاً ایک امریکی ڈالر نقد دے کر پاکستانی ایک سو دس روپیہ نقد وصول کرنا جائز ہے البتہ ادھار جائز نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنسی کا سودا ادھار کرنے سے منع فرمایا۔[1]

موبائل

''ٹیلی فون'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۳/۳)

موبائل سے سودا کرنا

''ٹیلی فون سے سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۵/۳)

موبائل کی ایسسریز

ہر قسم کے موبائل کی ایسسریز (اسپئیر پارٹس) کی تجارت جائز ہے اور اس کی آمدن بھی حلال ہے۔[2]

---

(۱) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء يداً بيد، فاذا اختلف هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يداً بيد. (مسلم: (۲/۲۵) كتب المساقات، باب الربا، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۱/۲۳۵) أبوب البيوع، باب ماجاء أن الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل وكراهية التفاضل فيه، ط: سعيد.

سنن أبي داود: (۲/۱۱۷) كتاب البيوع، باب في الصرف، ط: رحمانيه.

(۲) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع. (الدر المختار مع الرد: (۵/۶۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد)

والضابط عندهم (أي عند الحنفية): أن كل ما فيه منفعة شرعاً، فإن بيعه يجوز؛ لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وادلته: (۵/۳۴۲۶)

القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه)

أنظر ايضاً رقم الحاشية الآتية.

موبائل کی خرید و فروخت

ہر قسم کے موبائل کی تجارت اور کاروبار جائز ہے خواہ کیمرے والا موبائل ہو یا سادہ، باقی موبائل میں جائز ناجائز ہر قسم کے پروگرام ہوتے ہیں، اور جائز ناجائز دونوں طریقوں سے استعمال کیا جاسکتا ہے، لہٰذا اس کی تجارت جائز ہے البتہ غلط استعمال کرنے والا خود گناہ گار ہوگا۔ (۱)

موبائل کے اسپئیر پارٹس

''موبائل کے ایسسریز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۲/۶)

موبائل کے ذریعہ ایجاب ہوا

''ٹیلیفون کے ذریعہ ایجاب ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶/۳)

موٹا آٹا اور باریک آٹا

''چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۳)

موٹر سائیکل کی تجارت کا ایک خاص طریقہ

''اسکیم کے تحت گاڑی خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۴/۱)

---

(۱) وكذا لا يكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة لأنه ليس عينها منكراً وإنما المنكر في استعمالها المحظور اهـ. قلت: لكن هذه الاشياء تقام المعصية بعينها، لكن ليست هي المقصودة الأصلي منها، فإن عين الجارية للخدمة مثلاً والغناء عارض فلم تكن عين المنكر.

(شامي: (۲۶۸/٤) كتاب البيوع، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۱۸۷/۴)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية.

تبيين الحقائق: (۲۹۷/۳) كتاب السير، باب البغاة، ط: امداديه.

مورتی چھپی ہوئی چیز بیچنا

٣١٤

کسی بھی چیز پر جاندار کی تصویر اور مورتی کی تصویر اور مارکہ چھاپنا اور بنانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا آدمی سخت گنہگار ہوگا۔ (١)

البتہ جاندار کی تصویر یا مورتی چھپی ہوئی چیز کو خرید کر بیچنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس چیز کی خرید وفروخت جاندار کی تصویر اور مورتی کی تصویر کی وجہ سے ہوتی ہے چیز کی وجہ سے نہیں تو ایسی چیز کی خرید وفروخت ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے اور اگر اس چیز کی خرید وفروخت جاندار یا مورتی کی تصویر کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس صورت میں ایسی چیز کی خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اصل مقصود تصویر نہیں بلکہ خود وہ چیز ہے۔ (٢)

---

(١) عن نافع أن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح مسلم: (٢٠١/٢)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان... الخ، ط: قديمي)

قال: أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها. شرح النووي على صحيح مسلم: (١٩٩/٢) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، الخ، ط: قديمي.

شامي: (٦٤٧/١) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد.

(٢) ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثيراً من الأفعال لا يجوز قصداً ويجوز تبعاً، كما صرحوا في جوازبيع الحقوق تبعاً للدار لا اصالة وقصداً۔ (جواهر الفقه: (٢٦٣/٧) باب التصاوير، تصاوير كي تجارت، ط: دار العلوم كراچي)

القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها. وذكر قاضي خان في فتاواه: إن بيع الخمر ممن يتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم. (الاشباه والنظائر: (ص: ٣٦)، ط: قديمي) =

مورتی کی تجارت

مورتی کی تجارت کرنا جائز نہیں اور آمدنی حرام ہے۔[(۱)]

مورتیوں کی خرید وفروخت

''مجسمے کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۱/۶)

مورتیوں والے زیور

مورتیوں والے زیور بنانا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے البتہ سونے کے وزن کے عوض جو قیمت آئے گی وہ حرام نہیں ہوگی۔[(۲)]

= (وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله) لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة. (شرح السير الكبير:(۲۸/٤) باب مايكره في دارالحرب ومالا يكره، ط: دار الكتب العلمية)

قال الخطابي: يدخل في النهي كل صورة مصورة في رق أوقرطاس مما يكون المقصود منه الصورة وكان الرق تبعاً له فأما الصور المصورة في الأواني والقصاع فإنها تبع لتلك الظروف بمنزلة الصورة على جدر البيوت والسقوف وفي الأنماط والستور فبيعها صحيح. (مرقاة المفاتيح: (۱۳/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه جديد)

عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه" (سنن الدارقطني: (۳/۲۸۸) رقم الحديث: (۲۸۱۵)، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

(۱) تخریج کے لئے ''پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت حاشیہ نمبر ۲ دیکھیں۔

(۲) وفي نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالى رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أوتماثيل الرجال في بيت أوفسطاط فإني اكره ذلك واجعل له الأجرة. (الفتاوى الهندية: (٤/٤٥٠) كتاب الاجارة، الفصل الرابع، فساد الاجارة اذا كان المستاجر مشغولاً بغيره، ط: رشيديه)

ولو استاجر الذمي مسلماً ليبني له بيعة او كنيسة جاز ويطيب له الاجر كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية: (٤/٤٥٠) ط: رشيديه)

عن نافع أن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. صحيح مسلم: (۲/۲۰۱) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان... الخ، ط: قديمي) =

۳۱۶

موزونی اشیاء کو اپنی ہم جنس میں بلا وزن فروخت کرنا

"ہم جنس موزونی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

موزونی اور مکیلی اشیاء

"مکیلی اور موزونی چیز" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۸/۶)

= قال: أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعه حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها. شرح النووي على صحيح مسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، الخ، ط: قديمي.

شامي: (۶۴۷/۱) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد.

ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثيراً من الأفعال لا يجوز قصداً ويجوز تبعاً، كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعاً للدار لا اصالة وقصداً (جواهر الفقه: (۲۶۳/۷) باب التصاوير، تصاوير كي تجارت، ط: دار العلوم كراچي)

القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها. وذكر قاضي خان في فتاواه: إن بيع الخمر ممن يتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم. (الاشباه والنظائر: (ص:۳۶)، ط: قديمي)

(وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله) لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة. (شرح السير الكبير: (۲۶۸/۴) باب مايكره في دار الحرب ومالا يكره، ط: دار الكتب العلمية)

قال الخطابي: يدخل في النهي كل صورة مصورة في رق أو قرطاس مما يكون المقصود منه الصورة وكان الرق تبعاً له فأما الصور المصورة في الأواني والقصاع فإنها تبع لتلك الظروف بمنزلة الصورة على جدر البيوت والسقوف وفي الأنماط والستور فبيعها صحيح. (مرقاة المفاتيح: (۱۳/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه جديد)

عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه" (سنن الدارقطني: (۳۸۸/۳) رقم الحديث: (۲۸۱۵) كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

موسم کی بنیاد پر قیمت میں کمی کرنا

"قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۵)

موسیقی کے آلات

"آلات موسیقی کی خرید وفروخت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۳/۱)

موسیقی کے اعلانات

موسیقی اور ناچ گانے کی مشہوری کے اعلانات اوران کے دعوتی کارڈ تیار کرنا اور رائج کرنا ناجائز اور حرام ہے۔[1]

موقوفہ چیز فروخت کرنا

"اوقاف کو فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۰/۱)

موکل کا مال وکیل کے پاس امانت ہوتا ہے

"وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔

موکل کا وکیل کو دوبارہ فروخت کرنا

اگر وکیل سامان خرید کر موکل کو حوالہ کردے، اور موکل وکیل کو اس کا ثمن ادا کر

---

(۱) قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى، ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (المائدة:۲)

فيه تصريح بتحريم كتابة المترابين والشهادة عليهما، وبتحريم الإعانة على الباطل۔ (شرح النووي على مسلم: (۲۸/۲)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي۔)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض (حجة الله البالغة: (۱۲۹/۲)، من ابواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل۔)

وما كان سببا لمحظور، فهو محظور۔ (شامی: (۳۵۰/٦)، كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في اللبس، ط: سعيد۔)

دے تو اس کے بعد موکل کے لئے وکیل کو وہ چیز نفع کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے۔(۱)

۳۱۸

موکل کے مال سے وکیل کے لئے کچھ لینا

''وکیل کا موکل کے مال سے کچھ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۱/۶)

موہوبہ زمین کی خرید وفروخت

موہوبہ (گفٹ کی گئی) زمین کی باقاعدہ ھبہ مکمل ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اور فروخت ہونے کے بعد ھبہ (گفٹ) کرنے والے کو رجوع کرنے کا حق باقی نہیں رہے گا۔(۲)

مہر کی زمین شوہر کے لئے فروخت کرنا

''حق مہر میں دی ہوئی زمین'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۱/۳)

---

(۱) وفسد شراء ما باع بنفسه أو بوكيله من الذى اشتراه ... بالأقل من قدر الثمن الأول قبل نقد كل الثمن الأول، الدر المختار۔

وفي رد المحتار: قيد به؛ لأن بعده لا فساد۔ (شامی: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في التداوى بلبن البنت للرمد، ط: سعيد)

قوله بالأقل من قدر الثمن الأول ... وقيد بالأقل لأنه لو كان بمثله أو بأكثر منه جاز؛ لأن الفضل في الأكثر يحصل للمشترى والمبيع داخل في ضمانه ... وقيد بكونه قبل النقد؛ لأنه إذا كان بعده لا فساد۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: المكتبة العربية)

البحر الرائق: (۸۲/۶، ۸۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲) إذا باع الموهوب له الموهوب أو أخرجه من ملكه بالهبة والتسليم لايبقى للواهب صلاحية الرجوع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۳۸۱/۱) المادة: ۸۷۰، الكتاب السابع في الهبة، الباب الثاني في احكام الهبة، ط: مكتبة فاروقيه۔)

خروج الهبة من ملك الموهوب له بالكلية بان يكون خروجا عن ملكه من كل وجه۔ (شامی: (۵/ ۷۰۳) كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (۲۹۳/۲) كتاب الهبة، باب الرجوع في الهبة، ط: سعيد۔

مہلت ختم کرنا قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے

''قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے مہلت ختم کرنا'' عنوان کے تحت ٣١٩
دیکھیں۔(٥/٢٠٧)

مہلت دینے کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا

ایک مہینے کے وعدہ پر کوئی چیز خریدی، پھر ایک مہینہ ہو چکا، تب بات چیت کر کے کچھ اور مدت بڑھوالی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دے دیں تو آپ کی رقم ادا کردوں، اور وہ بیچنے والا بھی اس پر راضی ہو گیا، تو پندرہ دن کی مہلت اور مل جائے گی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو وہ رقم ابھی مانگ سکتا ہے، البتہ اگر بیچنے والا مزید مہلت کے ساتھ قیمت میں بھی اضافہ کرنا چاہتا ہے تو یہ سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (١)

مہلت کی شرط رکھنا مبیع حوالہ کرنے کے لئے

''مبیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(١) قال الله تعالى: أحل الله البيع وحرم الربا۔ (سورة البقرة: ٢٧٥)

مالک عن زيد بن اسلم: أنه قال: كان الربا في الجاهلية، أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل فإذا حل الأجل۔ قال: أتقضي أم تربي؟ فإن قضى، أخذ وإلا زاده في حقه، وأخر عنه في الأجل۔ قال مالک: والامر المكروه الذى لا اختلاف فيه عندنا۔ أن يكون للرجل على الرجل الدين إلى أجل فيضع عنه الطالب ويعجله المطلوب، وذلک عندنا بمنزلة الذى يؤخر دينه بعد محله عن غريمه، ويزيده الغريم في حقه قال: فهذا الربا بعينه، لا شک فيه۔ (مؤطا للامام مالک ﷺ: (ص: ٦٠٢)، كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا في الدين، ط: قديمى۔)

(مالک عن زيد بن أسلم أنه قال: كان الربا في الجاهلية أن يكون للرجل على الرجل الحق إلى أجل، فإذا حل الأجل قال: أتقضي أم تربي؟) بضم فسكون أى تزيد حتى أصبر عليک (فإذا قضى أخذ، وإلا زاده في حقه وأخر عنه) بمعنى زاد له (في الأجل) ولا خلاف أن هذا الربا الذى حرمه الله تعالى ولم تعرف العرب الربا إلا في النسيئة، فنزل القرآن بذلک۔ (شرح الزرقاني على الموطا: (٣/ ١٣٩) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا في الدين، ط: المطبعة الخيرية۔)

اوجز المسالک: (١٥١/١٣) كتاب البيوع، باب ماجاء في الربا في الدين، ط: دار القلم، دمشق۔

مہوا کی تجارت

۳۲۰ "مہوا" خود ناپاک یا نشہ آور نہیں ہے، اس کی خرید وفروخت جائز ہے پھر خریدار اپنے عمل سے خود اس سے شراب بناتا ہے، تو یہ اس کا عمل ہے، مہوا فروخت کرنے والے پر اس کی ذمہ داری نہیں۔ (۱)

باقی فروخت کرنے والا خود یہ نیت نہ کرے کہ شراب بنانے کے لئے فروخت کررہا ہے۔ (۲)

(نوٹ) "مہوا" ایک درخت ہے جس کا پھل کھاتے، بیجوں سے تیل نکالتے اور پھولوں کی شراب بناتے ہیں۔ (۳)

مہینے کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا

"قیمت متعین ہونا ضروری ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۲/۵)

---

(۱) وجاز بيع العصير من خمار؛ لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره... ولأن العصير يصلح الأشياء كلها جائز شرعا، فيكون الفساد إلى اختيار۔ (تبيين الحقائق: (۲۳/۷) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

ويجوز بيع عصير العنب ممن يعلم أنه يتخذه خمرا؛ لأن المعصية لاتقوم بنفس العصير، بل بعد تغيره، فصار عند العقد كسائر الأشربة من عسل ونحوه۔ (مجمع الانهر: (۲۱۴/۴) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: غفارية كوئته)

ويجوز بيع عصير ممن يعلم أنه يتخذ خمرا؛ لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) ان بيع العصير ممن يتخذه خمرا، ان قصد به التجارة، فلا تحرم وان لأجل التخمير حرم۔ (الاشباه والنظائر: (۹۷/۱) الفن الأول: مباحث النية، ط: إدارة القرآن)

ولكن الإعانة حقيقة هو ماقامت المعصية بعين فعل المعين ولا يتحقق الا بنية الإعانة، أو التصريح بها، أو تعينها في استعمال هذا الشيئ بحيث لايحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: (۴۵۳/۲) تفصيل الكلام في مسئلة الإعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكامه، القسم الثاني، ط: مكتبة دار العلوم كراچی)

(۳) فیروز اللغات: (ص: ۱۳۲۲)، ط: فیروز سنز۔

میچورٹی (Maturity)

"بل آف ایکسچینج" بل کی ادائیگی کی جو تاریخ لکھی ہوئی تھی، اس تاریخ کے آجانے کو انگریزی میں (Maturity) کہتے ہیں۔ (۱) ۳۲۱

میچورٹی ڈیٹ (Maturity Date)

"بل آف ایکسچینج" میں بل ادا کرنے کی جو تاریخ لکھی ہوئی ہوتی ہے، اس ادائیگی کی تاریخ کو (Maturity Date) کہتے ہیں۔ (۲)

میڈیکل انشورنس کا حکم

میڈیکل انشورنس کی صورت یہ ہے کہ انشورنس کروانے والا شخص انشورنس کمپنی کو ماہانہ یا سالانہ رقم دیتا ہے جس کے بدلے میں جب ضرورت پیش آئے تو کمپنی اپنے خرچے پر اس شخص کا علاج کرواتی ہے، لیکن اگر علاج کی ضرورت پیش نہ آئے تو کمپنی نے انشورنس کی جو قسطیں وصول کی ہوتی ہیں وہ واپس نہیں کرتی۔ اس قسم کی انشورنس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا ہے، ممکن ہے کہ انشورنس کروانے والا اکثر بیمار پڑا رہے اور جتنی رقم اس نے انشورنس کمپنی کو جمع کروائی ہے اس سے زیادہ کا علاج کروالے، اور وہ اضافہ ادا کرنا اس پر لازم نہیں ہوتا تو یہ سود ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بیمار ہی نہ ہو، اور اس کی رقم سے علاج کرانے کی ضرورت ہی نہ ہو، اس صورت میں انشورنس کمپنی کو چاہئے کہ وہ رقم جو قسطوں (پریمیم) کی صورت میں وصول کی ہیں وہ واپس کردے لیکن وہ یہ رقم واپس نہیں کرتی تو یہ جوا ہے، سود اور جوا دونوں اسلام میں حرام ہیں۔ (۳)

(۱،۲) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص: ۱۲۳)، بعنوان: بل آف ایکسچینج، ط: معارف القرآن۔
(۳) قال اللہ تعالیٰ: أحل اللہ البیع وحرم الربو۔ =

میراث کا حق

(۳۲۲) میراث کا حق جو مستقبل میں ثابت ہوتا ہے وہ مادی چیز نہیں ہے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے،[1] البتہ میت کے ترکہ میں جو حصہ ہے اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔[2]

میٹر اور گز

کپڑے اور تھانوں کو گزوں اور میٹروں کے حساب سے فروخت کرتے

= عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون. (سورة المائدة: ۹۰)

عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم على أمتي الخمر والميسر. (مسند أحمد: (۱۰۵/۱۱) رقم الحديث: ۶۵۴۷، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله عمرو بن العاص رضي الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمي القمار قمارا: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. شامي: (۴۰۳/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۱) وقال في "الزيادات": بيع الحقوق لا يجوز. (البناية شرح الهداية: (۴۳۰/۱۱)، كتاب القسمة، فصل في كيفية القسمة، ط: دار الكتب العلمية)

فتح القدير: (۴۳۰/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الفكر)

لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة. (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمي)

(۲) فشركة الاملاك: العين يرثها رجلان أو يشتريانها، فلا يجوز لأحدهما أن يتصرف في نصيب الآخر إلا بإذنه... ويجوز بيع أحدهما نصيبه من شريكه في جميع الصور ومن غير شريكه بغير إذنه إلا في صورة الخلط والاختلاط فإنه لا يجوز إلا بإذنه. (الهداية: (۶۰۵/۲) كتاب الشركة، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۱۶۰/۵) كتاب الشركة، ط: سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۳۸۳/۱)، رقم المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر =

وقت صحیح گنتی اور پیمائش کر کے خریدار کو دینا ضروری ہے، ورنہ کم دینے کی صورت میں چوری اور خیانت ہوگی، اور یہ دونوں کام حرام ہیں اور ایسی آمدنی بھی حرام ہوگی۔ (۱)

میٹر پر کپڑا خرید کر گز پر فروخت کرنا

مشتری (خریدار) سے ناپ تول کی حقیقت کو چھپانا دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۲)

= فی أنواع الشرکات، الباب الأول، الفصل الثانی فی کیفیة التصرف فی الاعیان المشترکة، مکتبة فاروقیه)

(۱) یاایها الذین آمنوا لاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (سورة البقرة: ۱۸۸)

بالباطل أی: بغیر حق شرعی إما بغیر حق أصلاً کالغصب والسرقة والخیانة والخدع والتطفیف والغش وغیر ذلک۔ (البحر المدید: (۲۱۸/۱)، سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الکتب العلمیة)

والآیة تشمل أخذ مال الآخرین بغیر حق بمختلف الوسائل، کالرشوة والقمار، والخداع... والخیانة والسرقة والربا وتطفیف الکیل والمیزان بأخذ زیادة عن الحق أو نقص حق الآخرین... ۔فلا یحل لأی شخص أخذ مال غیره مهما کان صغیراً أم کبیراً... کیف یحل لإنسان أن یأخذ مال إنسان آخر بالاثم والزور... وهو یعلم أنه حرام، ولا یأکل فی بطنه إلا النار۔ (التفسیر الوسیط للزحیلی: (۹۳/۱)، سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الفکر، دمشق)

فکل من خلط بالبر تراباً أو تبا أثم کاله یکون من المطففین فی الکیل، وکل قصاب وزن مع اللحم عظماً أو شیئاً لم تجر به العادة یکون من المطففین فی الوزن وقس علی هذا سائر التقدیرات حتی فی الذراع الذی یتعاطاه البزار فإنه فی وقت الذرع إن أرسل الثوب ولم یمده إذا اشتراه ومدّه ولم یرسله إذا باعه، فکل ذلک یکون من التطفیف الذی یعرض صاحبه للویل۔ (مجالس الابرار: (ص ۵۴۹)، المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأقبح منها، ط: سهیل اکیڈمی)

ولو مات الرجل وکسبه من بیع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة یتورع الورثة، ولا یأخذون منه شیئاً، وهو أولی بهم، ویردونها علی أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبه۔ (شامی: (۳۸۵/۶)، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۳۲۱/۶)، کتاب الغصب، ط: دار الکتب العلمیة)

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام، فأدخل یده فیها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: یاصاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء یارسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس، ثم قال: من غش فلیس منا۔ =

البتہ اگر بیچنے والے نے خریدار کو بتادیا کہ گز کے حساب سے بیچ رہا ہوں اور اس پر خریدار راضی ہوگیا تو میٹر کے حساب سے خرید کر گز کے حساب سے فروخت کرنا جائز ہوگا۔(۱) ۳۲۴

میٹر چھوٹا ہے

''چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کردینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۹/۳)

میٹر غلط لگا کر اجرت زیادہ لینا

ٹیکسی رکشہ اور دوسری گاڑیاں چلانے والے غلط میٹر لگا کر زائد پیسے

=وقال الترمذی: حدیث أبی ھریرۃ ﷺ حدیث حسن صحیح، والعمل علی ھذا عند أھل العلم کرھوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط: سعید۔)

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنھی عنھا من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔)

(۱) قال اللہ تبارک وتعالیٰ: {یٰأیھا الذین اٰمنوا لاتاکلوا أموالکم بینکم بالباطل الا أن تکون تجارۃ عن تراض منکم ولاتقتلوا أنفسکم إن اللہ کان بکم رحیما} [سورۃ النساء: ۲۹]

إذا وجدت الإجازۃ من المالک فی الانتھاء وبین وجود الرضا فی التجارۃ عند العقد أو بعدہ فیجب العمل باطلاقھا۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۹/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما الذی یرجع إلی المعقود علیہ فأنواع، ط: سعید)

تبیین الحقائق: (۳/۴)، کتاب البیوع، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

یجوز بیع الطعام والحبوب مکایلۃ و مجازفۃ ... قال ویجوز باناء بعینہ لایعرف مقدارہ وبوزن حجر بعینہ لایعرف مقدارہ، لأن الجھالۃ لاتفضی إلی المنازعۃ۔ (الھدایۃ: (۲۲/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیہ)

یباع الطعام کیلا أی من حیث الکیل ویباع أیضا جزافا؛ لأن بکل منھما یصیر معلوما اما المکایلۃ فظاھر، وأما الجزاف فلأنہ بالاشارۃ ترتفع الجھالۃ۔ (عینی شرح کنز: (۳/۲)، کتاب البیوع ط: رشیدیہ)

البحر الرائق: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، ط: سعید)

وصول کرتے ہیں یہ "تطفیف" میں داخل ہے، ناجائز اور حرام ہے ایسی آمدنی بھی حرام ہے۔ (۱)

میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا

اگر ملازم میعاد پورا ہونے سے پہلے چلا گیا تو اس پر مالی جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عقد اجارہ کے تقاضے کے خلاف ہے، ملازم نے جتنی مدت کام کیا ہے اس کو اس حساب سے مقررہ تنخواہ ملے گی، موجودہ دور میں بعض نام نہاد اسلامی ادارے بھی ملازم کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔ (۲)

میعاد مجہول

بیع (خرید وفروخت) صحیح ہونے کے لئے مبیع یا ثمن ادا کرنے کے لئے وقت اور میعاد متعین کرنا ضروری ہے اگر سودا کرتے وقت میعاد اور وقت متعین نہیں

---

(۱) ویل للمطففین، الذین إذا اکتالوا علی الناس یستوفون، وإذا کالوھم أو وزنوھم یخسرون۔ ألا یظن أولئک انھم مبعوثون، لیوم عظیم، یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ (المطففین: ۱، ۲)

وفی ھذا دلالة علی عظیم ذنب التطفیف، ومزید إثمه، وشدة عقابه، لما فیه من خیانة الأمانة وأکل حق الغیر... یستفاد من الآیات ما یأتی:

۱۔ التطفیف: وھو إنقاص حق الآخر فی الکیل أو الوزن ونحوھما من المقاییس حرام شرعاً، موجب للإثم الشدید والعذاب الألیم فی الآخرة...

۲۔ المراد بالتطفیف ھنا: الزیادة فی الکیل أو الوزن ونحوھما عند استیفاء الحق، ونقص الکیل أو الوزن ونحوھما عند إیفاء الحق۔ (التفسیر المنیر للزحیلی: (۱۱۳/۳۰)، سورة المطففین، ط: دار الفکر، دمشق)

أیسر التفاسیر: (۱۷۳۷/۲) سورة المطففین، ط: مکتبة العلوم والحکم)

(۲) والحاصل أن المذاھب عدم التعزیر بأخذ المال۔ (شامی: (۶۲/۴) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۴۱/۵) کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

لایجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعی۔ (الفتاوی الھندیة: (۱۶۷/۲) کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیه۔

أحسن الفتاوی: (۳۱۸/۷) کتاب الإجارة، عنوان: قبل المیعاد ملازمت چھوڑنے پر مالی جرمانہ، ط: سعید۔

ہوا تو یہ معاملہ جھگڑے کی طرف لے جائے گا، جس کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی۔

مثلاً ایک شخص نے کسی کے ساتھ معاملہ طے کیا کہ مجھ سے کچھ رقم لے لو اور اس کے بدلے میں آئندہ گندم کے موسم میں جو نرخ ہوگا اس کے مطابق مجھے گندم دے دینا تو یہ معاملہ وقت متعین نہ ہونے کی وجہ سے فاسد ہو جائے گا۔ (١)

میعادی بیع

مثلاً زید نے اپنا مکان یا دکان وغیرہ دس لاکھ کے عوض میں عمرو کو اس شرط پر بیچ دی کہ زید مثلاً دس سال کے اندر دس لاکھ عمرو کو ادا کر دے گا تو عمرو وہ چیز زید کو واپس کر دے گا اور زید کے حق میں ''بیعانہ'' تحریر کر دے گا، تو یہ بیع شرعاً صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ رہن کے حکم میں ہے۔ (٢) اور عمرو مشتری (خریدار) جو کہ حقیقت میں مشتری نہیں بلکہ مرتہن (گروی رکھنے والا) ہے، اس کے لئے اس چیز سے دس سال

---

(١) وقد أجمعوا على فساد السلم إلى أجل مجهول، ففساد البيع كذلك۔ (إعلاء السنن: (٥/١٤) أبواب البيع، دليل فساد البيع إلى أجل مجهول، ط: إدارة القرآن۔)

رجل باع شيئاً بيعاً جائزاً، أو أخر الثمن إلى الحصاد أو الدياس قال يفسد البيع في قول أبي حنيفة۔ (شامي: (٥٣٢/٤) كتاب البيوع، مطلب في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

الخانية على هامش الهنديه: (١٣٣/٢) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔)

(٢) وفي حاشية الفصولين: هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا بيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن وهو الصحيح۔ (شامي: (٢٧٦/٥) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

أقول: وفي جواهر الفتاوى في الباب الأول: بيع الوفاء: أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، قال رضي الله عنه: هذا البيع باطل وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، هكذا ذكروا، وهو الصحيح۔ وذكر الإمام محمد بن الفضل البخاري هكذا، وقيل: بيع فاسد يوجب الملك إذا اتصل به القبض، والأول أصح۔ (حاشية جامع الفصولين: (٢٣٣/١) الفصل الثامن عشر، ط: إسلامي كتب خانه بنوري ٹاؤن)

المحيط البرهاني: (٣٦٠/٨) كتاب البيع، الفصل العشرون في البيعات المكروهة، ط: غفارية كوئٹه۔

کی میعاد میں کسی قسم کا نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔[1] اور اس چیز سے جس قدر آمدنی ہوگی وہ اصل مالک زید کی ہوگی اور وہ آمدنی بھی مذکورہ جائیداد کے ساتھ رہن رہے گی۔[2] جب زید دس لاکھ کی رقم عمرو کو واپس کردے گا تو اس وقت وہ جائیداد اور اس کی آمدنی واپس لینے کا حقدار ہوگا۔[3]

٣٢٧

میعادی بیع اور اس کا نفع

میعادی بیع باطل ہے اور اس کا نفع حلال نہیں ہے۔[4]

میعادی بیع سے نفع حاصل کرنا

"بیع میعادی سے نفع حاصل کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(٢٤١/٢)

---

(١) ولاينتفع المرتهن استخداما وسكنى ولبسا وإجارة وإعارة؛ لأن الرهن يقتضي الحبس إلى أن يستوفي دينه دون الانتفاع۔(البحر الرائق:(٣٣٨/٦) كتاب الرهن، ط:رشيديه)

☐تبيين الحقائق:(٦٧/٦٠)، كتاب الرهن، ط:امداديه، ملتان۔

☐مجمع الأنهر:(٢٧٣/٤) كتاب الرهن، ط:دار الكتب العلميه۔)

(٢) ونماء الرهن كالولد ولا الثمر ولا اللبن والصوف والوبر والأرش ونحو ذلك للراهن، لتولده من ملكه۔وهو رهن مع الأصل تبعا له۔(الدر مع الرد:(٥٢١/٦) كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يد عدل، فصل في مسائل متفرقة، ط:سعيد)

☐ملتقى الابحر مع مجمع الانهر:(٣٠٤/٤) كتاب الرهن، فصل في المتفرقات، ط:غفارية كوئٹه۔

☐تبيين الحقائق:(٩٤/٦)، كتاب الرهن، ط:امداديه، ملتان۔)

(٣)ونماؤه للراهن يكون رهناً مع الأصل)يعني إن شاء المرتهن أخذه وإن شاء تركه عند الراهن، والنماء مثل اللبن والولد والصوف وثمار الشجر والنخيل فأما غلة الدار وأجرة العبد كسباً أو وهب له هبة فإن آجره المرتهن بغير إذن الراهن كانت الاجرة للمرتهن وعليه أن يتصدق بها لأنها حصلت له من وجه محظور۔(الجوهرة النيرة:(٢٨٧/١)، كتاب الرهن، ط:حقانيه۔)

☐وأما إذا آجره المشتري وفاء بإذن البائع فهو كإذن الراهن للمرتهن بذلك، وحكمه أن الأجرة للراهن وإن كان بغير إذنه يتصدق بها أو يردها على الراهن المذكور وهو أولى صرح به علماؤنا۔قلت: وإذا آجره بإذنه يبطل الرهن كما ذكره في حاشيته على الفصولين۔(شامی:(٢٧٨/٥)، كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب باع داره وفاء ثم استأجر، ط:سعيد۔)

(٤)تخریج کے لئے"مکان بیچ کر کرایہ پر لینا"عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

میعادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا

۳۲۸ موجودہ دور میں میعادی چیک کے خرید و فروخت کرنے کا طریقہ رائج ہو چکا ہے، مثلاً پچاس ہزار کا چیک ہے اور پندرہ دن کے بعد وصولی کا وقت ہے، چیک کا مالک مقررہ وقت سے پہلے اس پچاس ہزار کے چیک کو ۴۵ ہزار میں فروخت کر دیتا ہے، تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو وہ رقم کم ملتی ہے لیکن وقت سے پہلے مل جاتی ہے، خریدار کو رقم دیر سے وصول ہوتی ہے لیکن نفع کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔

یہ معاملہ ''بیع صرف'' ہے اور بیع صرف روپے سے روپے کی خرید و فروخت کو کہتے ہیں، چیک میں بھی چونکہ کاغذ مقصود نہیں بلکہ اس میں لکھی ہوئی رقم ہی مقصود ہوتی ہے۔

لہٰذا دونوں طرف سے روپے کا تبادلہ ہوا، شرعاً دونوں طرف سے دیا جانے والا عوض ایک جنس ہونے کی صورت میں برابر ہونا اور نقد ہونا بھی ضروری ہے، یہاں ایک طرف رقم زیادہ ہے اور دوسری طرف کم، اور ایک جانب سے ادائیگی نقد ہے اور دوسری جانب سے ادھار، لہٰذا اس طرح کا معاملہ قطعاً حرام اور سود پر مبنی ہے اور یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔[1]

---

(۱) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول اللہ ﷺ: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواءً بسواءٍ يداً بيد... الحديث۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۲۵)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی۔)

فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أى النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوى وزناً ومن قبض البدلين قبل الافتراق۔ (البحر الرائق: (۶/۱۹۲) كتاب الصرف، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۴/۱۳۵)، كتاب الصرف، ط: امداديه، ملتان۔)

وإذا وجدا (الوصفان) حرم التفاضل والنساء؛ لوجود العلة۔ (الهداية: (۳/۸۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

میگزین کی خرید وفروخت

''اخبارات کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۲/۱)

میموری کارڈ

خالی میموری کارڈ کی تجارت جائز ہے، اور اگر خالی نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ چیزیں ڈالی گئی ہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس میں قرآن مجید، آیات، سورتیں، نظمیں نعت اور تقاریر ڈالی گئی ہیں تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور آمدن بھی حلال ہے، اور اگر اس میں فلم، ڈرامے، جاندار کی تصاویر، فحش مواد اور ناچ گانے ڈالے ہوئے ہیں تو ایسے میموری کارڈ کی تجارت اور خرید وفروخت جائز نہیں ہے اور اس کی آمدن حرام ہے۔(۱)

---

(۱) جواز البيع يدور مع حل الانتفاع به وحرمة الانتفاع بها. (مجمع الأنهر: (۱٥/۳) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية)

والضابط عندهم (أي عند الحنفية): أن كل ما فيه منفعة تحل شرعاً، فإن بيعه يجوز، لأن الأعيان خلقت لمنفعة الانسان. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٤٣٦/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل البيع الفاسد، ط: رشيديه)

أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً وإلا فتنزيهاً. (الدر المختار مع الرد: (٢٦٨/٤) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ما تقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

عن أبي أمامة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارتهن وثمنهن حرام. وفي مثل هذا انزلت هذه الآية: "ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله إلى آخر الآية. (جامع الترمذي: (١٥٤/٢) أبواب التفسير، ومن سورة لقمان، ط: سعيد)

مشكاة المصابيح: (ص: ٢٤٢) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي.

الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: (٣٤/٣) حرف اللام، ط: دار الكتاب العربي.

میمورنڈم میں لکھی ہوئی شرائط

کسی کمپنی کے حصص خریدتے ہوئے وہ شرائط جو کمپنی کے میمورنڈم میں لکھی ہوتی ہیں ان کا اطلاق عقد کے وقت ہی معتبر ہے، کیونکہ ان شرائط کو قانونی طور پر معتبر سمجھا جاتا ہے، لہذا اس میں جو ناجائز شرائط درج ہوں گی وہ معاملہ کو فاسد کر دیں گی۔ (۱)

مینڈک

احناف کے نزدیک مینڈک حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلاً دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) كل شرط اشترط في البيع ليس من البيع، فيه منفعة للبائع أو للمشتري له فالبيع فاسد: (كتاب الآثار: (ص: ۱۶۲)، باب التجارة والشرط في البيع، ط: إدارة القرآن۔)

ولو كان البيع بشرط لا يقتضيه العقد، وفيه نفع لأحد المتعاقدين... أو لمبيع يستحق النفع بأن يكون آدميا، فهو أي هذا البيع فاسد۔ (مجمع الأنهر: (۹۰/۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔)

الفتاوى الهندية: (۳/۳)، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه۔)

خلاصة الفتاوى: (۵۰/۳)، كتاب البيوع، الفصل الخامس في البيع، ط: رشيديه۔)

(۲) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المنتقى مع مجمع الانهر: (۸۴/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

يجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها للأدوية، وما جاز الانتفاع بجلده أو عظمه، أي من حيوانات البحر أو غيرها، قال الحاوي: ولا يجوز بيع الهوام كالحية والفارة والوزغة والضب والسلحفاة والقنفذ، وكل ما لا ينتفع به ولا بجلده، وبيع غير السمك من دواب البحر ان كان له ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز۔ (شامی: (۶۸/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها في الأدوية، وإن كان لا ينتفع بها لا يجوز، والصحيح أنه يجوز بيع كل شيء ينتفع به... ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير، وهو المختار۔ (الهندية: (۱۱۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

نابالغ

نابالغ بچہ یا بچی اگر سمجھدار ہے تو اس کی خرید وفروخت صحیح ہے۔ (۱)

نابالغ بچوں کی خرید وفروخت

نابالغ بچوں کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے البتہ اگر بچے کے ولی کی طرف سے اجازت ہو تو اس صورت میں بچے کے ہاتھ چیز فروخت کرنا درست ہے۔ ماں باپ بچوں کو رقم دے کر دکان بھیج دیتے ہیں تو یہ ماں باپ کی طرف سے اجازت ہے۔ (۲)

نابالغ بھائی کی زمین بیچنا

ماں باپ کے انتقال کے بعد ترکہ میں سے چھوٹے بھائیوں کی زمین بڑے بھائی کے لئے بیچنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر شدید مجبوری ہو تو عدالت کے جج

---

(۱) فشرائط العاقد اثنان: العقل والعدد، فلاینعقد بیع مجنون وصبی لا یعقل... ولا یشترط فیه البلوغ ولا الحریة، فیصح بیع الصبی أو العبد لنفسه موقوفاً ولغیره نافذاً۔ (شامی: (۵۰۳/۴، ۵۰۵)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

☐ البحر الرائق: (۲۵۸/۵، ۲۵۹)، کتاب البیع، ط: سعید۔

☐ بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵)، کتاب البیوع، فصل: وأما شرائط الرکن، ط: سعید۔

(۲) ومن البیع الموقوف بیع الصبي المحجور الذي یعقل البیع والشراء یتوقف بیعه وشراءه علی إجازة والده أو وصیه أو جده أو القاضي۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۵۳/۳) کتاب البیوع، الباب الثاني عشر في أحکام البیع الموقوف وبیع أحد الشریکین، ط: رشیدیه)

☐ ولیس من شرائط العاقد البلوغ، فانعقد بیع الصبی و شراوه موقوفا علی اجازة ولیه۔ (البحر الرائق (۲۵۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید)

☐ فتاوی قاضیخان علی هامش الهندیه: (۱۷۲/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الموقوف ط: رشیدیه

☐ بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵) کتاب البیوع، فصل: اما شرائط الرکن، ط: سعید۔

سے اجازت لے کر بیچنا جائز ہوگا۔(۱)

۳۳۲ نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا

''نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۲/۶)

نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا

کسی اجنبی کے لئے نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

البتہ باپ کو نابالغ اولاد کے فائدہ کے پیشِ نظر تصرف کا حق حاصل ہے۔(۲)

نابالغ کی خرید وفروخت میں عرفی اجازت کافی ہے

گاؤں دیہاتوں میں بعض اوقات چھوٹے بچے اور بچیاں دوکان میں بیٹھ کر

---

(۱) قلت: وهذا لو البائع وصيا لا من قبل أم أو أخ، فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقا ولا شراء غير طعام و كسوة، ولو البائع أبا فان محمودًا عند الناس أو مستور الحال يجوز، ابن الكمال۔ و قال الشامي تحت (قوله: مطلقًا) أي ولو في هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضي۔ (الدر مع الرد: (۷۱۱/۶) كتاب الوصايا، فصل: في وصايا الذمي وغيره، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳٦۸/۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي و مايملكه، ط: سعيد۔

تنقيح الحامدية: (۳۲۲/۲، ۳۲۳)، كتاب الوصايا و مطالبه، باب الوصي و مطالبه، ط: رشيديه۔

(۲) لا يجوز التصرف في مال غيره بلا اذنه ولا ولايته ... (الدر مع الرد: (۲۰۰/٦)، كتاب الغصب، مطلب فيما لا يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسي: (۲٦۲/۱)، المادة: ۹٦، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵۱/۱)، المادة: ۹٦۔ ط: فاروقيه كوئٹه۔

قلت: وهذا لو البائع وصيا لا من قبل أم أو أخ، فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقا ولا شراء غير طعام و كسوة، ولو البائع ابا فان محمودًا عند الناس أو مستور الحال يجوز ابن الكمال۔ و قال الشامي تحت (قوله: مطلقًا) أي ولو في هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضي۔ (الدر مع الرد: (۷۱۱/٦) كتاب الوصايا، فصل: في وصايا الذمي وغيره، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۳٦۸/۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي و مايملكه، ط: سعيد۔

تنقيح الحامدية: (۳۲۲/۲، ۳۲۳)، كتاب الوصايا و مطالبه، باب الوصي و مطالبه، ط: رشيديه۔

کھانے پینے کی چیزیں فروخت کرتے ہیں، گاہک کو معلوم نہیں ہوتا کہ بچوں کا والد یا سرپرست اس پر راضی ہے یا نہیں؟ جبکہ بچوں کا باپ یا سرپرست ان کو فروخت کرنے سے منع کرتا ہے تو ایسی صورت میں اگر بچے یا بچیاں نقصان کی تمیز کر سکتے ہیں تو باپ یا سرپرست کی اجازت سے ان کے لئے خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا اور بیع نافذ ہوگی، اور اجازت صراحت کے طور پر ہو یا دلالت کے طور پر دونوں طرح درست ہے، اور اگر بچوں کے والدین یا سرپرست خاموش رہتے ہیں اور خرید و فروخت سے منع نہیں کرتے تو یہ بھی دلالت کے طور پر اجازت میں داخل ہے، اور ایسے بچوں سے خرید و فروخت کرنا درست ہے۔(۱)

نابالغ کی زمین فروخت کرنے کا حکم

اگر ولی کی شفقت نابالغ پر معروف و مشہور ہے، یا مستور الحال ہے اور زمین فروخت کرنے میں مصلحت پیش نظر ہے تو ولی کے لئے بچے کی زمین فروخت کرنا جائز ہے۔(۲)

---

(۱) إذا اذن لصبي يعقل البيع والشراء يجوز، يريد به انه يعقل معنى البيع والشراء بأن عرف ان البيع سالب للملك، والشراء جالب، عرف الغبن اليسير من الفاحش لا نفس العبارة كذا في الصغرى۔ (الهندية: (۱۱۰/۵) كتاب المأذون، الباب الثاني عشر في الصبي أو المعتوه، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۸۷/۸) كتاب الماذون۔ ط: سعيد۔

ثم الاذن كما يثبت بالصريح يثبت بالدلالة كما إذا رأى عبده يبيع ويشتري فسكت يصير ماذونا عندنا۔ (الهداية: (۳۶۲/۳)، كتاب الماذون، ط: رحمانية)

(۲) ولو البائع أبا فإن محمودا عند الناس أو مستور الحال يجوز، ابن كمال۔ الدر المختار۔

(قوله: يجوز) فليس للصغير نقضه بعد بلوغه إذ للأب شفقة كاملة ولم يعارض هذا المعنى معنى آخر، فكان هذا البيع نظرا للصغير، وإن كان الأب فاسقا لم يجز بيعه العقار فله نقضه بعد بلوغه هو المختار الا إذا باعه بضعف القيمة إذ عارض ذلك المعنى معنى آخر۔

تنبيه: ظاهر كلامهم هنا أنه لا يفتقر بيع الأب عقار ولده إلى المسوغات المذكورة في الوصي، ونقل الحموي في حواشي الاشباه من الوصايا ان الأب كالوصي لا يجوز له بيع العقار الا في المسائل =

نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم

☆ اگر کسی وجہ سے نابالغ یتیموں کی جائیداد فروخت نہ کرنے کی صورت میں نقصان ہوگا مثلا جائیداد پر قبضہ ہو جائے گا، غاصب غصب کر لے گا تو اس صورت میں بالغ بھائی یا چچا یا ماں کے لئے فروخت کرنے کی اجازت ہوگی، اور فروخت کرنے کے بعد حاصل ہونے والی رقم سے ان کے لئے کوئی دوسری محفوظ جائیداد مثلا پلاٹ، مکان یا زمین خرید لی جائے یا وہ صورت اختیار کی جائے جس میں ان یتیموں کو فائدہ ہو نقصان نہ ہو۔

☆ اور اگر نابالغ یتیموں کی جائیداد فروخت نہ کرنے کی صورت میں نقصان

= المذكورة كما أفتى به الحانوتي۔ ثم رأيت في مجموعة شيخ مشايخنا ملا علي التركماني قد نقل عبارة الحموي المذكورة ثم قال: مانصه: وهو مخالف لاطلاق ما في الفصول وغيره، ولم يستند الحانوتي في ذلك إلى نقل صحيح، ولكن إذا صارت المسوغات في بيع الأب أيضا كما في الوصي صار حسنا مفيدا أيضا لأن الأخذ بالاتفاق أوفق هكذا أفادنيه شيخنا الشيخ محمد مرادا السقاميني رحمه الله تعالى۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۷۱۱، ۷۱۲)، كتاب الوصايا، ط: سعيد۔

🗀 (قوله ولو مصلحا) انما ذكره لأنهم صرحوا بأن شرط بيع الاب عقار الصغير بمثل القيمة كونه محمودا أو مستورا فلو كان مفسدا لايجوز الا بضعف القيمة۔ (شامی: (۵/ ۴۲۶)، كتاب القضاء مطلب في حبس الصبي، قبيل باب التحكيم، ط: سعيد)

🗀 (قوله على المتأخرين) أي في وصي اليتيم أنه ليس له بيع العقار الا في المسائل السبع الآتية وهو المفتى به، وعند المتقدمين له البيع مطلقا، واختاره الاسبيجابي وصاحب المجمع وكثير كما في التحفة المرضية (قوله سبع مسائل) ونصه، وجاز بيعه عقار صغير من أجنبي لا من نفسه بضعف قيمته أو لنفقة الصغير أو دين الميت أو وصية مرسلة لا انفاذ لها الا منه أو تكون غلته لا تزيد على مؤنته أو خوف خرابه أو نقصانه أو كونه في يد متغلب۔ (شامی: (۴/ ۱۸۳) كتاب الجهاد، باب العشر والخراج، ط: سعيد)

🗀 الفتاوى الخانية على هامش الهندية: (۳/ ۵۱۷، ۵۱۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي، فصل: في تصرفات الوصي في مال اليتيم وتصرف الوالد في مال ولده الصغير، ط: رشيديه۔

🗀 شرح العناية على هامش فتح القدير: (۱۰/ ۵۴۲)، كتاب الوصايا، باب الوصي وما يملكه، ط: رشيديه۔

کا خطرہ نہیں ہے تو اس صورت میں بیچنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۱)

نابینا کی خیار رؤیت

☆ نابینا شخص اپنے لئے اور دوسرے کے لئے خرید وفروخت کر سکتا ہے، البتہ اگر اس نے چیز کو اس کی صفت معلوم کئے بغیر اور اسے جانچے بغیر خریدا ہے تو صفت معلوم ہو جانے کے بعد اسے چیز واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

☆ ہر چیز کی صفت اور اس کے جانچنے کا معیار اس چیز کے مطابق ہوگا، نابینا کے سامنے اگر چیز کی مکمل صفت بیان کر دی گئی، اس کے بعد اس نے چیز کو خریدا تو اسے خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا، البتہ اگر نابینا نے اس چیز کو بیان کردہ صفت کے خلاف یا اس سے بہت کم پایا تو اسے خیار عیب حاصل ہوگا۔ (۲)

☆ اگر نابینا کوئی چیز فروخت کرے تو بینا کی طرح اسے بھی خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (وجاز شراء مالابدّ للصغير منه وبيعه) أى بيع مالا بدّ للصغير منه (لأخ وعم وأم۔ (الدر مع الرد: ۳۹۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد۔

وشراء مالابدّ للصغير منه و بيعه للعم والأم والملتقط لو فى حجرهم يعنى يجوز لهؤلاء الثلاثة ان يشتروا للصغير ويبيعوا مالابدّ منه وذلک مثل النفقة والسكونة، ولأنه لو لم يكن لهم ذلک لتضرر الصغير وهو ممنوع۔ (البحر الرائق: (۲۰۹/۸) كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۷۹/۱۰)، كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: رشيديه۔

(۲) (وصح عقد الأعمى) ولو لغيره وهو كالبصير إلا فى اثنتى عشرة مسألة مذكورة فى الأشباه، (وسقط خياره بجس مبيع وشمه وذوقه) فيما يعرف بذلک (ووصف عقار) وشجر وعبد، وكذا كل مالا يعرف بجس وشم وذوق، حدادى، أو بنظر وكيله ولو أبصر بعد ذلک فلا خيار له، وهذا كله (إذوجدت) المذكورات... (قبل شرائه، ولو بعده له الخيار بها) أى بالمذكورات... (الدر مع الرد: ۶۰۰/۴)، كتاب البيوع، باب خيار الروية، مطلب: الأعمى كالبصير إلا فى مسائل، ط: سعيد۔

قوله: ولا خيار لبائع مالم يره فى الأصح) بأن ورث عيناً فباعها لا خيار له بالاجماع السكوتى درمنتقى، أى وقع الحكم بمحضر من الصحابة ﷺ ولم يرو عن أحد منهم خلافه فكان اجماعاً سكوتيا كما بسطه فى الفتح۔ (الدر مع الرد: (۵۹۶/۴)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد۔=

ناپاک تیل

۳۳۶

اگر پاک اور حلال تیل ناپاک چیز گرنے سے ناپاک ہو گیا تو اس کو کھانے پینے میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے البتہ خارجی کام مثلاً چراغ جلانا وغیرہ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ اس لئے اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے لیکن بائع (بیچنے والے) پر ضروری ہے کہ فروخت کرتے وقت اس کی وضاحت کرے۔[1]

= البحر الرائق: (۲۷/۶، ۳۲)، کتاب البیع، باب خیار الرویۃ، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۳/ ۳۲۲، ۳۲۹)، کتاب البیوع، باب خیار الرویۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ / اشرفیۃ کوئٹہ۔

(۱) الفارۃ لو ماتت فی السمن... وإن کان مائعا لم یؤکل وینتفع بہ من غیر جھۃ الاکل مثل الاستصباح۔ (الفتاوی الھندیۃ: (۱/ ۴۵) کتاب الطھارۃ، الباب السابع فی النجاسۃ وأحکامھا، ط: رشیدیہ)

ویجوز بیع الدھن النجس لأنہ ینتفع بہ للاستصباح فھو کالسرقین۔ (البحر الرائق: (۶/ ۱۷۲) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

فتح القدیر: (۷/ ۱۱۸) کتاب البیوع، مسائل منثورۃ، ط: دار الفکر۔ و: (۷/ ۱۱۱) ط: رشیدیہ)

الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ: (۴۰/ ۱۰۲) باب بیع النجاسات، ط: الکویت۔

انہ لیس من ضرورۃ حرمۃ التناول حرمۃ البیع، فإن الدھن النجس لا یحلّ تناولہ ویجوز بیعہ وکذٰلک بیع السرقین جائز وان کان تناولہ حراما والسرقین محرم العین ومع ذٰلک کان بیعہ جائزًا۔ (المبسوط للسرخسی: (۲۴/ ۲۷) کتاب الاشربۃ، ط: دار الفکر بیروت)

واستثنی الاحناف والظاھریۃ کل ما فیہ منفعۃ تحل شرعا فجوزوا بیعہ فقالوا: یجوز بیع الارواث والازبال النجسۃ التی تدعو الضرورۃ إلی استعمالھا فی البساتین، وینتفع بھا وقودًا وسمادًا، وکذٰلک یجوز بیع کل نجس ینتفع بہ فی غیر الأکل والشرب کالزیت النجس یستصبح بہ ویطلی بہ۔ (فقہ السنۃ لسید سابق: (۳/ ۵۴) البیع، باب شروط العاقد، ط: دار الکتاب العربی)

وممن أجاز الاستصباح مما یقع فیہ الفارۃ علی وابن عباس وابن عمر رضی اللہ عنھم... قال القرطبی: اختلف فی جواز بیع کل محرم نجس فیہ منفعۃ ... وأجازہ الکوفیون۔ (عمدۃ القاری: (۱۲/ ۷۸) کتاب البیوع، باب بیع المیتۃ والأصنام، ط: دار الکتب العلمیۃ)

(ویجوز بیع دھن نجس) ای متنجس کما قدمناہ فی البیع الفاسد (وینتفع بہ للاستصباح) (قولہ: وینتفع بہ للاستصباح)... لأن الانتفاع بہ علۃ جواز البیع۔ (قولہ: کما مر) إلا دھن ودک میتۃ، لأنہ عین النجاسۃ۔ الدر المختار مع الرد: (۵/ ۲۲۹) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب فی التداوی بالمحرم، ط: سعید)

ناپاک چیز

(۳۳۷) جو چیزیں ناپاک ہونے کی وجہ سے مال نہیں ہیں جیسے شراب، خنزیر، مردار اور خون وغیرہ، ان چیزوں کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ ان چیزوں کی بیع باطل ہے۔ شریعت نے ان حرام اور ناپاک چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔ (۱)

ناپ تول کی مزدوری

"ناپ تول کی مزدوری" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

ناپ تول میں ڈنڈی کرنا

ناپ تول میں ڈنڈی مارنا دھوکہ ہے، اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے، اگر دنیا میں کم دیا تو آخرت میں دینا پڑے گا اور آخرت میں دینا آسان نہیں ہوگا، اس لئے گناہ سے بچیں، تاکہ آخرت میں پریشانی نہ ہو اور لوگوں کے اعتماد میں بھی کوئی فرق نہ آئے۔ (۲)

ناپ تول میں کمی زیادتی کرنا

خرید و فروخت کے دوران ناپ تول میں دیتے وقت کم دینا اور لیتے وقت

---

(۱) بطل بیع ما لیس بمال... کالدم والمیتہ... وبطل بیع مال غیر متقوم ای غیر مباح الانتفاع بہ... (کخمر وخنزیر ومیتۃ لم تمت حتف أنفھا)۔ الدر المختار مع الرد: (۵/۵۰، ۵۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی تعریف المال، ط: سعید)

فتاوی قاضیخان علی ھامش الھندیہ: (۱۳۳/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ۔

مجمع الأنہر: (۷۷/۳، ۷۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیہ۔

(۲) ویل للمطففین، الذین إذا اکتالوا علی الناس یستوفون، وإذا کالوھم أو وزنوھم یخسرون، الا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم، یوم یقوم الناس لرب العلمین۔ (سورۃ المطففین: الآیۃ: ۱ تا ۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: لما قدم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ کانوا من اخبث الناس کیلاً فانزل اللہ "ویل للمطففین" فحسنوا الکیل بعد ذلک۔ (تفسیر ابن کثیر: (۳۳۶/۸)، سورۃ المطففین، ط: دار طیبۃ۔

الجامع لأحکام القرآن: (۲۱۸/۱۹)، سورۃ المطففین، ط: رشیدیہ۔

زیادہ لینا ناجائز اور حرام ہے، قرآن مجید میں سورہ مطففین میں اس پر سخت وعید کا ذکر آیا ہے۔(۱)

ناپ تول میں کمی کرنے سے عذاب آتا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کو جس قوم میں بھیجا گیا تھا ان میں شرک کے علاوہ ایک بیماری یہ بھی تھی کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، حالانکہ یہ بڑے آسودہ حال تھے حضرت شعیب علیہ السلام نے انکو ناپ تول میں کمی نہ کرنے کے بارے میں نصیحت کی لیکن وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت پر بھی باز نہ آئے تو اللہ تعالی نے ان پر آگ برسا کر ان کو مال و دولت سمیت تباہ کر دیا یہ عذاب اس طرح آیا کہ پہلے سات دن ان پر سخت گرمی اور دھوپ مسلط کر دی گئی اس کے بعد بادلوں کا سایہ نمودار ہوا، چونکہ یہ لوگ سات دن کی سخت گرمی سے بلبلائے ہوئے تھے، بیقرار ہو گئے تھے اس لئے سب سائے تلے جمع ہو گئے تاکہ ٹھنڈی ہواؤں کا لطف اٹھائیں، لیکن چند لمحے کے بعد ہی آسمان سے آگ کے شعلے بھڑکنا شروع ہو گئے، زمین زلزلے سے لرز اٹھی اور ایک سخت اور خوفناک آواز نے انہیں ہمیشہ کی نیند سلا دیا، قرآن حکیم نے اس واقعہ کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔(۲)

ترجمہ: پھر انکو سائبان کے واقعہ نے آ پکڑا بے شک وہ بڑے سخت عذاب کا دن تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ السابقۃ۔
(۲) (الشعراء ۱۸۹)

و لم ینقصوا المکیال و المیزان الا اخذوا بالسنین وشدۃ المؤنۃ وجور السلطان علیھم۔ (۱)

ترجمہ: جوقوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (۲)

خرید وفروخت اور دوسرے معاملات میں دوسروں سے لینے کا موقع آئے تو اپنے حق سے زیادہ لینا، اور جب دوسروں کو دینے کا موقع آئے تو اس میں کمی کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ ناپ کر دینے کی چیز ہے تو اس میں چوری اور خیانت کرنا، اور جب لینے کا وقت ہوتا ہے تو اس میں بھی کوئی ایسا طریقہ استعمال کرنا کہ مال حق سے زیادہ مل جائے تو یہ حرام ہے۔ قرآن مجید میں سورہ مطففین میں اس پر سخت وعید کا ذکر آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ناپ تول میں کمی کرتا ہے وہ چور اور عادی مجرم ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس علاقہ میں یا ملک میں کم تولنے، کم ناپنے، کم پیمائش کرنے اور چوری اور خیانت سے زیادہ پیسے اور مال وصول کرنے کی عادت پائی جائے گی، وہاں پر مہنگائی زیادہ ہوگی، قحط سالی شروع ہوگی، گذشتہ امتوں میں ناپ

---

(۱) (سنن ابی ماجۃ: (ص: ۲۹۰) ابواب الفتن باب العقوبات، ط: قدیمی)

(۲) والی مدین اخاھم شعیبا قال یا قوم اعبدوا اللہ ما لکم من الہ غیرہ ولا تنقصوا المکیال والمیزان انی اراکم بخیر وانی اخاف علیکم عذاب یوم محیط (سورۃ ھود: ۸۴)

(انی اراکم بخیر) قال ابن عباس: کانوا موسرین فی نعمۃ۔ وقال مجاھد کانوا فی خصب وسعۃ لحذرھم زوال تلک النعمۃ وغلاء السعر وحصول النقمۃ ان لم یتوبوا ولم یؤمنوا۔ (تفسیر الخازن: (۴۹۸/۲) سورۃ ھود: ۸۴، ط: دار الکتب العلمیۃ)

فان اللہ سبحانہ وتعالی جعل عقوبتھم ان اصابھم حر عظیم مدۃ سبعۃ ایام لا یکنھم منہ شئ ثم اجلت الیھم سحابۃ اظلتھم، فجعلوا ینطلقون الیھا یستظلون بظلھا من الحر، فلما اجتمعوا کلھا تحتھا، ارسل اللہ علیھم منھا شرارا من نار ولھبا ووھجا عظیما، ورجفت بھم الارض، واجائتھم صیحۃ عظیمۃ أزھقت ارواحھم۔ (تفسیر ابن کثیر: (۱۴۴/۶) سورۃ الشعراء: الایۃ: ۱۸۹، ط: دار الکتب العلمیۃ)

تول میں کمی کرنے کی بنا پر عذاب نازل ہوا تھا، ان کو سور بنادیا گیا تھا، لہٰذا جو لوگ اس میں مبتلا ہیں ان کے لئے ان تمام باتوں کو سوچنا چاہئے، اور دل میں اللہ کا خوف پیدا کرنا چاہئے، ورنہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے جواب دینا مشکل ہوجائے گا۔

ناپسند اللہ کا

''اللہ کا ناپسند'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۱/۱)

ناپ کر اشیاء فروخت کرنا

''تول کر اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

ناپ کر اشیاء فروخت کرنا

''تول کر اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

ناجائز طریقے سے آئی ہوئی رقم غلطی سے استعمال ہوجائے

اگر کبھی کاروبار وغیرہ میں غلطی سے کوئی ناجائز اور حرام رقم آجائے، اور استعمال بھی ہوجائے تو توبہ واستغفار کرنا چاہیے، اور تلافی کے لئے اتنی حلال رقم اگر مالک معلوم ہو تو اس کو واپس کردے اور اگر مالک یا اس کے ورثاء معلوم نہیں تو مستحق زکوٰۃ لوگوں کو صدقہ کردے، اور آئندہ کے لئے احتیاط کرے اور حرام اور ناجائز رقم لینے سے بچے ورنہ آخرت کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ (۱)

---

(۱) والملک الخبیث سبیله التصدق به، ولو صرفه فی حاجة نفسه جاز، ثم ان کان غنیا تصدق بمثله، وإن کان فقیرا لا یتصدق۔ (الاختیار لتعلیل المختار۔ (۶۱/۳) کتاب الغصب، ط: دار الفکر)

☐ والسبیل فی المعاصی ردها، وذلک ههنا برد الماخوذ ان تمکن من رده بان عرف صاحبه، وبالتصدق به إن لم یعرفه لیصل إلیه نفع ماله... (الهندیة: (۳۴۹/۵) کتاب الکراهیة، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیه)=

ناجائز قبضہ

''قانونی قبضہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۵)

ناجائز قبضہ ہوگیا

''قبضہ ناجائز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۹/۵)

ناجائز کاروبار سے لکھ پتی بننا

کسی ناجائز کاروبار کے ذریعہ لکھ پتی بننے کے بجائے حلال طریقے سے محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہزار درجہ بہتر ہے، حلال روزی کمانے والے کے لئے احادیث طیبہ میں بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں، اور حلال رزق کے لئے محنت ومشقت برداشت کرنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ (۱)

= والحاصل انه ان علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلافإن علم عين الحرام لا يحل له، ويتصدق به بنية صاحبه... ومفاده الحرمة وإن لم يعلم اربابه، وينبغي تقييده بما إذا كان عين الحرام ليوافق مانقلناه اذلو اختلف بحيث لايتميز۔ يملكه ملكا خبيثا لكن لايحل له التصرف فيه مالم يؤد بدله۔ (شامي: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالا حراماً، ط: سعيد۔)

ويردونها على أربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامي: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔)

(۱) قال رسول الله ﷺ: "إن أطيب ما أكلتم من كسبكم وإن أولادكم من كسبكم... وفيه تحريض على الكسب الحلال لأن المراد بالطيب ههنا الحلال، ومعنى الكسب الطلب والسعي في تحصيل الرزق... (مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۰)، المجلس التاسع والستون: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي أطيب من المكاسب واقبح منها، ط: سهيل اكيڈمي لاهور۔)

عن المقدام بن معديكرب قال: قال رسول الله ﷺ: ما أكل أحد طعاماً قط خيراً من أن يأكل من عمل يده وإن نبي الله داؤد عليه السلام كان يأكل من عمل يديه۔ رواه البخاري۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي۔)

صحيح البخاري: (۵۵۱/۱)، رقم الحديث: ۲۰۷۲، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ط: الطاف اينڈ سنز)

ناجائز کام میں دلالی ناجائز ہے

"دلالی جائز کام میں جائز ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰/۳)

ناچ گانے کے اعلانات

"موسیقی کے اعلانات" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۷/۶)

ناخن پالش

ایسی ناخن پالش جو ناخن پر جم جاتی ہو، اور اس کے نیچے پانی پہنچنے کے لئے آڑ بن جاتی ہو تو ایسی ناخن پالش استعمال کرنا جائز نہیں گناہ ہے، وضو اور جنابت کا غسل درست نہیں ہوگا، ایسی ناخن پالش نہیں بیچنی چاہئے کیونکہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے۔ اور اگر کسی نے ایسی ناخن پالش لگائی ہے تو وضو اور غسل سے پہلے اس کو اتارنا لازم ہوگا۔(۲)

ناخن پالش کی تجارت

عام حالات میں ناخن پالش کی خرید و فروخت جائز ہے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو

(۲) "ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان، واتقوا اللّٰہ إن اللّٰہ شدید العقاب" (الآیۃ: ۲، المائدۃ)

▭ الإعانة فی المعصیة وترویجها وتقریب الناس إلیها معصیة وفساد فی الأرض... (حجة اللّٰہ البالغة: (۲۰۹/۲)، مبحث فی البیوع المنهی عنها، ط: میر محمد۔)

▭ ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، وکما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ، إذ الحرام لایجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسی: (۷۷/۱، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشیدیه)

▭ شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱) المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد الکلیة، ط: فاروقیه کوئٹه۔

▭ (ویجب) أی یفرض (غسل) کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرة کأذن... (ولا یمنع) الطهارة (ونیم) أی خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته (وحناء) ولو جرمه، به یفتی (ودرن ووسخ) عطف تفسیر وکذا دهن ودسومة (وتراب) وطین ولو (فی ظفر مطلقا)... ولا یمنع (ما علی ظفر صباغ) ولا (طعام بین أسنانه) أو فی سنه المجوف، به یفتی وقیل إن صلبا منع وهو الأصح۔ (الدر مع الرد: (۱/ ۱۵۱، ۱۵۴)، کتاب الطهارة، مطلب فی أبحاث الغسل، ط: سعید)

کہ خریدار اس کو ناجائز طریقے سے استعمال کرے گا یعنی وضو وغسل کے وقت اتارنے کا اہتمام نہیں کرے گا تو اس وقت بیع مکروہ تنزیہی ہوگی، کیونکہ ناخن پالش اپنی ذات کے اعتبار سے معصیت اور گناہ کی چیز نہیں ہے البتہ خریدار کے عمل سے معصیت اور گناہ کی چیز بن جاتی ہے، لہذا عام حالات میں اسکی خرید وفروخت جائز ہے۔ (۱)

واضح رہے کہ کاسمیٹک اور بیوٹی پارلر کی تمام چیزوں کا حکم بھی یہی ہے۔

نام سرکاری کاغذ میں اندراج نہیں ہوا

"سرکاری کاغذات میں اندراج" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۰/۴)

نام کرائے پر دینا

"ٹیکنیشن وغیرہ کا اپنا نام کرائے پر دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۳/۳)

ناموں کا رجسٹریشن

ناموں کے رجسٹریشن کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی ادارہ یا دکاندار اپنے نام کو قانونی طور پر محفوظ کر لیتا ہے، اب دوسروں کے لئے اس نام سے فائدہ اٹھانے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کو اصطلاح میں گڈول (GOODWILL) کہا جاتا ہے۔

اس طرح حق محفوظ کرنا درست ہے، (۲) کیونکہ اس سے اپنے مفادات کا

(۱) (ويجوز بيع العصير ممن يتخذه خمرا) أى من ذمى فلو من مسلم كره بالاتفاق، لأنه إعانة على المعصية، ومفاده أنه إن لم يعلم ذلك لم يكره بلاخلاف. (الدر المنتقى على هامش مجمع الأنهر: (۴/ ۲۱۲)، كتاب الكراهية، فصل: فى البيع، ط: غفاريه كوئٹه)

☆ جواهر الفقه: (۴۵۲/۲)، تفصيل الكلام فى مسئلة الاعانة على الحرام، اقسام السبب واحكامه، ط: دار العلوم کراچی۔

☆ شامى: (۳۹۱/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد۔

(۲) عن أسمر بن مضرس ﷺ قال: أتيت النبى ﷺ فبايعته فقال: من سبق إلى ما لم يسبقه إليه مسلم فهو له" (سنن ابى داؤد: (۸۶/۲)، كتاب الخراج، ط: رحمانيه)=

تحفظ کیا جا سکتا ہے، عوام کو دھوکہ دہی سے بچایا جا سکتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو دوسرے لوگ اس کا نام کا استعمال کر کے اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں کہ لوگ جس کمپنی کی مصنوعات کو پسند کرتے ہیں اس کا نام لے کر نقلی اور اس سے کمتر معیار کا مال ان کو دیا جائے۔

اس سے تجارتی منفعت تو حاصل ہوتی ہے لیکن یہ حقوق مجردہ میں سے ہے اس لئے دکان، ادارہ یا کارخانہ کے بغیر صرف ''گڈول'' کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔(۱)

ناول ڈائجسٹ

''ڈائجسٹ ناول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۳/۳)

ناول کرایہ پر دینا

• بعض لوگ دکان میں مختلف قسم کے فحش ناول، قصہ کہانی کی کتابیں رکھتے ہیں، ان کو کرایہ پر دے کر آمدنی حاصل کرتے ہیں، پہلی بات تو یہ کہ فحش تصاویر والے لیٹریچر، اسی طرح ناول اور جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے یا فحش اشعار وغیرہ اسی طرح اہل باطل کے خیالات کا مطالعہ کرنا عوام کے لئے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، مزید یہ کہ اس سے برائی پھیلتی ہے، اور یہ شیطان اور اس کے

= (من سبق إلى مالم يسبقه إليه مسلم فهو له)... ويحتمل كون ما موصولة وجملة لم يسبق صلتها وكونها نكرة موصوفة بمعنى شيء، والأخيران أولى كانها أعم والحمل عليه أكمل وأتم فيشمل "ما" كل عين وبئر ومعدن كملح ونفط فالناس فيه سواء ومن سبق لشيء منها فهو أحق به... (فيض القدير للمناوى: (۱۳۸/۶)، رقم الحديث: ۸۷۳۹، حرف الميم، ط: دار المعرفة بيروت)

(۱) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، ط: سعيد)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمي۔

بدائع الصنائع: (۴۸/۶)، كتاب الصلح، فصل وأما الذى يرجع إلى المصالح عنه فانواع، ط: سعيد۔

پھیلانے کا کام ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے، ان کاموں کے لئے کتابیں فراہم کرنا یہ ناجائز کام میں تعاون ہونے کی وجہ سے گناہ کا کام ہے۔(۱)

دوسری بات یہ کہ کتابوں کو کرایہ پر دے کے اجرت حاصل کرنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ کتابیں اچھی ہوں، چہ جائے کہ ایسی اخلاق خراب کرنے والی کتابوں کو کرایہ پر دیا جائے، کتابوں کو کرایہ پر دے کے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ حرام ہے۔(۲)

نبی آخر الزمان علیہ السلام کا پیشہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دوسرے ذرائع معاش کو اختیار فرمایا تھا وہاں تجارت کو بھی اپنا پیشہ بنایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے بارہ سال پہلے مکہ مکرمہ کی مالدارترین خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مضاربت پر

(۱، ۲) "ان الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرة واللہ یعلم وأنتم لاتعلمون۔" (النور: ۱۹)

قوله تعالیٰ "إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا" أبان اللہ بهذه الآیة وجوب حسن الاعتقاد فی المؤمنین ومحبة الخیر والصلاح لهم فأخبر فیها بوعید من أحب اظهار الفاحشة والقذف والقول القبیح للمؤمنین وجعل ذلک من الکبائر التی یستحق علیها العقاب۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۳/ ۴۵۰)، سورة النور، الآیة: ۱۹، قبیل باب الاستئذان، ط: قدیمی)

ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان، (المائدة: ۲)

ولو استأجر کتباً لیقرأ فیها شعراً کان أو فقهاً أو غیر ذلک لایجوز ولا أجر له وإن قرأ... ولاتجوز الإجارة علی شیٔ من الغناء والنوح والمزامیر والطبل وشیٔ من اللهو... ولا أجر له۔ (الهندیة: (۴/ ۴۴۹)، کتاب الإجارة، الباب الخامس عشر: فی بیان مایجوز من الإجارة ومالایجوز، الفصل الرابع: فی فساد الإجارة، ط: رشیدیه۔)

(ولایجوز علی الغناء والنوح، والملاهی) لأن المعصیة لایتصور استحقاقها بالعقد فلایجب علیه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لایحل له ویجب علیه رده علی صاحبه۔ (تبیین الحقائق (۵/ ۱۲۵) کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادیة)

البحر الرائق: (۸/ ۲۰، ۲۱)، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعید۔)

المبسوط للسرخسی رحمه اللہ: (۱۶/ ۳۰)، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار الکتب العلمیة۔

مال لیا تھا اور تجارت کا سامان فروخت کر کے بہت نفع کمایا آپ کی دیانت امانت سچائی معاملات کی صفائی اور تقوی پرہیزگاری کو دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا ارادہ فرمایا اور اس طرح حضرت خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی۔ (۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور شرکت

"شرکت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۹/۴)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار جاتے تھے

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں تر ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اے اناج بیچنے والے یہ کیا ہے؟

---

(۱) قال ابن اسحاق: و كانت خديجه بنت خويلد امراة تاجرة ذات شرف و مال، تستأجر الرجال على مالها مضاربة۔ فلما بلغها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بلغها من صدق حديثه وعظم امانته و كرم اخلاقه، بعثت اليه فعرضت عليه ان يخرج لها في مال تاجرا الى الشام و تعطيه افضل ما تعطي غيره من التجار۔ مع غلام لها يقال له ميسرة۔ فقبله رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج في مالها ذلك وخرج معه غلامها ميسرة حتى نزل الشام... فلما قدم مكة على خديجة بمالها باعت ما جاء به فأضعف او قريبا۔ وحدثها ميسرة عن قول الراهب، وعما كان يرى من اظلال الملائكة اياه و كانت خديجة امراة حازمة شريفة لبية، مع ما اراد الله بها من كرامتها، فلما اخبرها ميسرة ما اخبرها بعثت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت له فيما يزعمون، يا ابن عم اني قد رغبت فيك لقرابتك و وسطتك في قومك، وامانتك وحسن خلقك وصدق حديثك ثم عرضت نفسها عليه... فلما قالت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر لاعمامه، فخرج معه حمزة حتى دخل على خويلد ابن اسد فخطبها اليه فتزوجها عليه الصلاة والسلام۔ (السيرة النبوية لابن كثير: (۲۶۲/۱، ۲۶۳) فصل في تزويجه عليه الصلاة والسلام خديجة بنت خويلد بن اسد۔ ط: دار المعرفة)

السيرة النبوية لابن اسحاق: (ص: ۱۲۸) حديث خديجة ابنة خويلد، ط: دار الكتب العلمية۔

السيرة النبوية لابن هشام: (۱۸۷/۱) حديث تزويج رسول الله صلى الله عليه وسلم خديجة رضي الله عنها، ط: مصطفى البابي الحلبي۔

اس نے عرض کیا کہ اس اناج کو بارش کا پانی لگ گیا تھا (جس کی وجہ سے یہ گیلا ہو گیا)
آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس گیلے اناج کو ڈھیر کے اوپر نہیں رکھا، تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جو ملاوٹ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ خود بھی بازار میں تشریف لے جاتے تھے اور نامناسب کاموں کی اصلاح فرماتے۔ (۱)

نبی کا حکم ماننا لازم ہے

"شریعت کا حکم ماننا لازم ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۵/۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت اور شادی سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مضاربت یا شرکت پر کام کیا تھا، اور اس تجارتی سلسلے میں شام کے علاقے میں تشریف لے گئے تھے، خوب نفع کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دوگنا نفع ہوا، جتنا اور لوگوں کی تجارت سے ہوتا تھا، پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بھی دوگنا دیا جتنا طے کیا تھا۔
نفیسہ جو یعلی بن منیر کی بہن ہیں کہتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو ابو طالب نے کہا میں غریب آدمی ہوں کچھ وقت سے ہم پر

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ مر على صبرة من طعام فأدخل يده فيها فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... (جامع الترمذي: (۲۴۵/۱)، أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي)
صحيح المسلم: (۹۵/۱) كتاب الأيمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ط: رحمانيه۔
مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۸)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، ط: قديمي۔

مصائب آئے ہوئے ہیں آپ کی قوم تجارتی سلسلے میں شام جا رہی ہے، اور حضرت خدیجہ ایک مالدار عورت ہیں مضاربت پر تجارتی سامان بھیجا کرتی ہیں، لوگوں کو شام تجارتی قافلے میں بھیج رہی ہیں اگر آپ حضرت خدیجہ سے اس سلسلے میں کچھ بات کرلیں تو وہ ضرور آپ کو بھیجنے کے لئے تیار ہو جائیں گی، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر ملی، انہوں نے ایک آدمی بھیجا کہ آپ میرے تجارتی سامان کو لے جائیں جتنا میں اوروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنا میں آپ کو دوں گی چنانچہ نفیسہ کی ایک دوسری روایت ہے کہ اس تجارت میں آپ کو بہت نفع ہوا اور حضرت خدیجہ نے اس سے بہت زائد دیا جو مقرر کیا تھا۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کی نماز پڑھانے سے انکار کردیا

''مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۲/۶)

نجس چیزوں کی بیع

''ناپاک چیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

---

(۱) عن ام سعد بنت سعد عن نفیسة بنت منیة اخت یعلی بن منیة قالت: لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خمسا وعشرین سنة ولیس له بمکة اسم الا الامین۔ لما تکامل من خصال الخیر۔ فقال ابو طالب: یا ابن اخی لا مال لی وقد اشتد الزمان علینا وألحت علینا سنون منکرة ولیست لنا مال ولا تجارة۔ وهذه عیر قومک قد حضر خروجها الی الشام۔ وخدیجة ابنة خویلد تبعث رجالا من قومک فی عیراتها، فلو تعرضت لها وبلغ خدیجة ذلک فارسلت الیه وأضعفت له ما کانت تعطی غیره۔۔۔ وربحت فی تلک المرة ضعف ما کانت تربح، واضعفت له ضعف ما سمت له۔ (الطبقات الکبری لابن سعد: (۱/۱۲۳، ۱۲۴) ذکر علامات النبوة فی رسول اللہ قبل ان یوحی۔ ط: دار الکتب العلمیة)

سبل الهدی والرشاد: (۲/۱۵۸) الباب الثالث عشر فی سفره صلی اللہ علیه وسلم مرة ثانیة الی الشام، ط: دار الکتب العلمیة۔

دلائل النبوة للاصبهانی: (ص: ۱۷۲) الفصل الحادی عشر فی ذکر نشوه۔۔۔ الخ، ذکر خروج رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الی الشام، ط دار النفائس۔

نجش

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید وفروخت میں ''نجش'' سے منع فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''نجش'' کا معنی ہے خرید وفروخت میں خریدار کو دھوکہ دینا خواہ کسی بھی نوعیت سے ہو۔

خریدار کو دھوکہ دینا باطل اور ناجائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکہ دینے والا جہنم میں جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن اوفیٰؓ سے روایت ہے کہ ''ناجش'' یعنی خریدار کو دھوکہ دینے والا سود کھانے والا ہے، دھوکہ باز اور خائن ہے۔ (۱)

نجش کی صورت

نجش (تیسرے شخص کا قیمت بڑھانا) اس کی صورت یہ ہے کہ دکاندار اور خریدار کسی چیز کے بارے میں بھاؤ تاؤ کر رہے ہیں اور خریدار مناسب قیمت دے رہا ہے اس دوران تیسرا شخص آکر زیادہ قیمت لگاتا ہے تاکہ خریدار بھی زیادہ قیمت دینے پر راضی ہوجائے۔ تیسرا شخص خود خریدنا نہیں چاہتا صرف خریدار کے ساتھ دھوکہ، فریب اور سامان کی بے جا تعریف کر کے قیمت بڑھانا چاہتا ہے لہٰذا تیسرے شخص کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔

---

(۱) قال ابن أبی أوفی: الناجش اٰکل الربوا، خائن، وھو خداع باطل لایحل، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم "الخدیعة فی النار ومن عمل عملاً لیس علیه أمرنا فھو رد"... عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: نھی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النجش۔ (صحیح البخاری: (۱/۵٦۹)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش ومن قال: لایجوز ذلک البیع، ط: الطاف اینڈ سنز۔)

صحیح المسلم: (۲/۳)، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه وسومه علی سومه وتحریم النجش وتحریم التصریة، ط: قدیمی۔

جامع الترمذی: (۱/۲۴۴)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیة النجش، ط: قدیمی۔

اگر تیسرے شخص سے فروخت کرنے والے کی ساز باز نہیں تو صرف تیسرا شخص گناہ گار ہوگا فروخت کرنے والا گناہگار نہیں ہوگا اور اگر تیسرا شخص فروخت کرنے والے کا شریک اور پاٹنر ہو یا فروخت کرنے والے نے اس کو قیمت بڑھانے کے لئے کہا ہو جیسا کہ بعض اوقات نیلامی وغیرہ کے موقع پر کچھ مہرے کھڑے کر دئے جاتے ہیں اور وہ قیمت بڑھاتے جاتے ہیں تو اس صورت میں بیچنے والا گناہ گار ہوگا۔

اس طرح تیسرے آدمی کے دھوکہ کی وجہ سے بیچنے والے کو جو زیادہ رقم ملی ہے وہ خبیث مال ہے۔ اس کو صدقہ کر دینا یا ازسرنو صحیح طریقہ سے بیع کرنا ضروری ہے۔ (۱)

نرخ دو مہینے کے بعد والی مقرر کرنا

کسی کو اس شرط پر سامان دینا کہ مثلاً دو مہینے کے بعد اس چیز کی مارکیٹ میں جو قیمت ہوگی وہ ادا کرنا ہے، یہ جائز نہیں ہے کیونکہ سودا کرتے وقت چیز کی قیمت

---

(۱) واما معناه الاصطلاحی فهو ان یزید الرجل فی ثمن السلعة لا لرغبة فی شرائها، بل لیخدع غیره لیزید ویشتریها... واما حکمه فهو حرام بالاجماع، فان کان الناجش فعل ذلک من عند نفسه، ولم یعلم به البائع أو لم یأمره فالاثم علی الناجش وحده، وان وقع ذلک لمواطاة من قبل البائع فالاثم علیهما... واما حکم بیع الذی عقد بطریق النجش، فالبیع صحیح مع الاثم عند الحنیفة والشافعیة... ثم ان مثل هذا البیع یجب فسخه عندنا دیانة یرتفع الاثم، کما حققه ابن عابد فی رد المختار: ۱۸۶/۴ قبیل فصل فی الفضولی۔ (تکمله فتح الملهم: (۳۲۷/۱، ۳۲۸) کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه وسومه علی سومه وتحریم النجش، ط: دار العلوم کراچی)

فقه البیوع علی المذاهب الاربعة: (۹۸۷/۲، ۹۸۸) المبحث الثامن، الباب السادس فی بیع المکروه، ط: مکتبه معارف القرآن۔

عمدة القاری: (۲۶۳/۱۱) کتاب البیوع، باب النجش، ط: دار احیاء القرات العربی۔

الدر مع الرد: (۱۰۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب احکام نقصان المبیع فاسدا، ط: سعید۔

الوصات الرجل وکسبه من بیع الباذق أو الظلم أو اخذ الرشوة یتورع الورثة ولا یاخذون منه شیئا وهو أولی بهم ویردونها علی اربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه۔ (شامی: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

متعین نہیں ہوئی، سودا کرتے وقت قیمت مقرر نہ ہونے کی صورت میں جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہوجاتی ہے۔(۱)

نرخ کم کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنا

"بائیکاٹ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۸/۲)

نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا

نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض علاقہ میں زمین دار کپاس یا دھان (چاول) وغیرہ کی فصل تیار ہونے پر کپاس اور دھان کارخانہ میں بھیج دیتے ہیں، کارخانہ والے مال تول کر اپنے استعمال میں لاتے ہیں، اور اس کے بعد زمیندار کسی بھی وقت جا کر نرخ طے کر لیتے ہیں، تو یہ بیع فاسد ہے درست نہیں ہے کپاس اور دھان وغیرہ کے استعمال سے پہلے نرخ مقرر کرنا

---

(۱) (قوله: وشرط لصحته معرفة قدر مبيع وثمن)... وخرج أيضا ما لو كان الثمن مجهولاً كالبيع بقيمته أو برأس ماله أو بما اشتراه أو بمثل ما اشتراه فلان۔ فإن علم المشترى بالقدر فى المجلس جاز، ومنه أيضا ما لو باعه بمثل مايبيع الناس، الا أن يكون شيئا لايتفاوت۔ (شامى: (۵۲۹/۴) كتاب البيوع، مطلب: مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)

🗀 وأما جهالة الثمن فمانعة أيضا كما إذا باع شيئا بقيمته أو بحكم المشترى أو فلان... وبيع الشيئ برقمه أو برأس ماله، ولم يعلم المشترى كذلك۔ (البحر الرائق: (۴۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: رشيديه) و: (۲۷۴/۵، ۲۷۵)، ط: سعيد۔)

🗀 يلزم أن يكون الثمن معلوما، فلو جهل الثمن، فسد البيع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۱۲۲) رقم المادة: (۲۳۸) البيوع، الباب الثالث فى بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول، ط: مكتبه حنفيه كوئته) و: (۹۸/۱)، ط: فاروقيه۔)

🗀 حاشية الشلبى على تبيين الحقائق: (۲۸۰/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

🗀 مجمع الانهر شهر ملتقى الابحر: (۱۲/۳) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئته۔

🗀 الهندية: (۱۲۷/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس فى جهالة المبيع أو الثمن، ط: رشيديه۔

لازم ہے۔(۱)

اور اگر کارخانہ والے مال وصول کر کے امانت کے طور پر اپنے پاس رکھیں اور باقاعدہ طور پر نرخ مقرر کر کے اور رقم کی ادائیگی کی تاریخ طے کر کے اس کو استعمال میں لائیں تو یہ جائز ہے۔(۲)

نرخ مقررہ سے زیادہ پر فروخت کرنا

"حکومت کے مقرر کردہ نرخ" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۷/۳)

نرخ مقرر کرنا

کسی چیز کی خرید وفروخت جائز ہونے کا دارومدار بائع اور مشتری کی آپس کی رضامندی پر ہے خواہ قیمت زیادہ ہو یا کم اس سے کوئی فرق نہیں آتا، بعض چیزوں کی کوالٹی میں تفاوت کی وجہ سے ان کے نرخوں میں بھی تفاوت ہوجاتا ہے، اس لئے حکومت کو شرعاً چیزوں کے نرخ متعین کر کے پابندی لگانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کی پابندیوں سے عوام پر تکلیف کا اندیشہ ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات تاجر لوگ ضروری چیزوں کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ کر کے عوام کو پریشان

---

(۱) منها أن يكون المبيع معلوما وثمنه معلوما علماً يمنع من المنازعة۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط: سعيد۔)

ومنها: أن يكون المبيع معلوما، والثمن معلوما علما يمنع من المنازعة۔ (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه۔)

شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع، أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

(۲) وذكر في الذخيرة: إذا اشترى ما هو أمانة في يده من وديعة أو عارية فإنه لا يكون قابضاً إلا إذا ذهب المودع أو المستعير إلى العين، وانتهى إلى مكان يتمكن من قبضه الآن يصير المشترى قابضاً بالتخلية۔ (البحر الرائق: (۱۳۱/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔)

شامي: (۷۰/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۲۴۸/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔)

کرتے ہیں، اور لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو کم قیمت کی چیزیں مجبوراً زیادہ قیمت پر لینا پڑتی ہیں اس سے ملک کی معیشت متاثر ہوتی ہے تو ایسی صورت حال میں حکومت معاشیات اور اقتصادیات کے ماہرین، سمجھدار لوگ اور تاجروں کے مشورے سے ضروری چیزوں کی مناسب قیمت مقرر کر کے اس سے زائد قیمت وصول کرنے پر پابندی لگا سکتی ہے تا کہ عام لوگ پریشان نہ ہوں اور ملک کا سرمایہ دار طبقہ غریب لوگوں کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ (۱)

مزید "ریٹ مقرر کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۶۴)

نرم برتاؤ کرنا قرض دار کے ساتھ

"قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۱۷۳)

نرمی سے کام لینا

ہر تاجر کو تجارت میں نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے، اور دوسرے فریق کے ساتھ چشم پوشی کا معاملہ کرنا چاہیے ، چنانچہ بیچنے والے کو چاہیے کہ ثمن کے پیسے کم کر دیا کرے، اور خریدار کو چاہیے کہ وہ ثمن کے پیسے میں اضافہ کر دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو بیچتے وقت،

---

(۱) (ولا یسعر حاکم) لقوله علیه الصلاة والسلام " لاتسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق" الا إذا تعدى الارباب عن القيمة تعديا فاحشا فيسعر بمشورة أهل الرأى۔ (شامی: (۶/۴۰۰) كتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔)

(ولا ينبغى للسلطان أن يسعر على الناس) لما بينا قال (الا أن يتعدى أرباب الطعام تعديا فاحشا فى القيمة فلا بأس بذلك بمشورة أهل الخبرة به)؛ لأن فيه صيانة حقوق المسلمين عن الضياع۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۴/۱۶۱) كتاب الكراهية، فصل فى الاحتكار، ط: دار الفكر العربى۔)

البحر الرائق: (۸/۲۰۳)، كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: سعيد۔)

مزید "ریٹ مقرر کرنا" عنوان کے تحت بھی تخریج دیکھیں۔

خریدتے وقت اور اپنا قرض مانگتے وقت چشم پوشی سے کام لے۔ (۱)

۳۵۴ نرمی کرنا قرض طلب کرنے میں

"قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۷/۵)

نرودھ کی خرید وفروخت

"کنڈوم" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۹/۵)

نرمی کی درخواست

حضرت حسن بصریؒ نے ایک مرتبہ اپنا خچر چار سو درہم میں فروخت کیا، جب خریدار نے چار سو درہم ادا کر کے خچر لے لیا، تو اس نے کہا: اے ابو سعود (یہ حسن بصری کی کنیت ہے) ذرا نرمی کیجئے، حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے آپ کو دو سو درہم ہدیہ کر دیے، کسی نے حضرت حسنؒ سے کہا آپ تو اپنا خچر آدھی قیمت میں دے رہے ہیں، تو حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ بھلائی اور خیر خواہی تو اسی طرح ہوتی ہے۔ (۲)

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی۔ (بخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب السھولة والسماحة فی الشراء والبیع، ومن طلب حقا فلیطلبه فی عفاف، ط قدیمی)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساھلة فی المعاملة، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

الترغیب والترھیب: (۳۴۶/۲) کتاب البیوع، الترغیب فی البیع والشراء وحسن التقاضی والقضاء، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) وروی أن الحسن البصری باع بغلة له بأربعمائة درھم فلما استوجب المال قال له المشتری: اسمح یا أبا سعید، قال: قد أسقطت عنک مائة۔ قال له: فأحسن یا أبا سعید، فقال: قد وھبت لک مائة أخری فقبض من حقه مائتی درھم، فقیل له: یا أبا سعید، ھذا نصف الثمن، فقال: ھکذا یکون الإحسان، وإلا فلا۔ (احیاء علوم الدین: (۸۱/۲)، کتاب أدب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

نضرة النعیم: (۱۶۳۸/۵)، حرف الحاء، حسن المعاملة، ط: دار الوسیلة۔

نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا

(۳۵۵) حکیم یا ڈاکٹر کسی دوا فروش یا میڈیسن کی دکان والے سے یوں معاملہ طے کرے کہ جتنے نسخے ہم تمہارے پاس بھیجیں گے ان کا پانچ فیصد ہم کو دینا، تو اگر چہ دوا بیچنے والا اس بات کو تسلیم بھی کر لے تب بھی یہ معاملہ درست نہیں کیونکہ آدمی بروکر اور دلال اس وقت بنتا ہے جب بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں کو علم ہو کہ درمیان کا آدمی دلال ہے۔ (۱)

نسوار

نسوار کی تجارت ناپسندیدہ ہے اگر چہ کمائی حلال ہے، اگر اس کی تجارت کے بغیر گذارہ ہوسکتا ہے تو چھوڑ دے ورنہ تجارت کی گنجائش ہے۔ (۲)

---

(۱) إذا باع العين بنفسه بإذن مالكه ليس له أخذ الدلالية من المشتري، إذ هو العاقد حقيقةً وتجب الدلالية على البائع إذ قبل بأمر البائع ولو سعى الدلال بينهما فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف... (جامع الفصولين: (۲/ ۱۵۳)، الفصل الرابع والثلاثون: في الاحكامات، أحكام الدلال ومايتعلق به، ط: اسلامی کتب خانہ۔)

شامی: (۴/ ۵۶۰)، کتاب البیوع، قبیل مطلب فی حبس المبیع لقبض الثمن،... ط: سعید۔)

المبسوط للسرخسی رحمہ اللہ: (۱۵/ ۱۱۵)، کتاب الاجارات، باب السمسار، ط: دار المعرفۃ۔)

(۲) وبالجملة ان ثبت في هذا الدخان اضرار صرف خال من المنافع، فيجوز الافتاء بتحريمه۔ وان لم يثبت انتفاعه فالاصل حله مع ان في الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمين فان اكثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحليله ايسر من تحريمه وما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الامرين الا اختار ايسرهما۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۲/ ۳۶۶) مسائل و فوائد شتى من الخطر والاباحة، ط: امدادیہ)

واما بيعهما و شرائهما فيجوز لامكان الانتفاع بها۔ (مجموع الفتاوى: (۲/ ۱۲۷) كتاب البيع، ط: سعید)

شامی: (۶/ ۴۵۹) کتاب الاشربۃ، ط: سعید۔

فتاوی عثمانی: (۳/ ۸۹) کتاب البیوع، ط: معارف القرآن۔

نشاندہی کرنے کی اجرت

۳۵۶ ''زمین کی نشاندہی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۴)

نشہ آور چیزوں کا اعلان

شراب اور نشہ آور چیزوں کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے۔[۱]

نشہ آور چیزیں

چار قسم کی شراب حرام ہے۔[۲] اس کی خرید و فروخت بھی حرام ہے۔[۳]

---

(۱) "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب" (المائدة: ۲)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة: (۲۰۹/۲)، مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد۔)

ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، وكما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذا الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسي: (۷۷/۱، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشيديه)

ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها والتقوم يشعر بعزتها وقال عليه السلام ان الذى حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: (۴۹۱/۴) كتاب الاشربة، ط: رشيديه۔)

ولا يجوز بيعها لحديث مسلم "الذى حرم شربها، حرم بيعها"۔ (الدر مع الرد: (۴۴۹/۶) كتاب الاشربة، ط: سعيد)

فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمگيرية: (۲۲۳/۳) كتاب الاشربة، فصل في معرفة الاشربة، ط: رشيديه۔

(۲) الاشربة المحرمة أربعة: الخمر: وهي عصير العنب إذا غلا واشتد أو قذف بالزبد، والعصير إذا طبخ، حتى يذهب أقل من ثلثيه... ونقيع التمر، وهو السكر، ونقيع الزبيب إذا اشتد وغلا۔ (الهداية: (۴۸۹/۴) كتاب الأشربة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۳۹۹/۸) كتاب الاشربة، ط: رشيديه، و: (۲۱۷/۸، ۲۱۸)، ط: سعيد۔

الدر مع الرد: (۴۴۸/۶) كتاب الاشربة، ط: سعيد۔

(۳) ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها والتقوم يشعر بعزتها وقال عليه السلام ان الذى حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: (۴۹۱/۴) كتاب الاشربة، ط: رشيديه)=

اور اس کے علاوہ جو چیزیں نشہ آور ہیں، ان کا ضرورت کے وقت دوا کے طور پر اتنی مقدار استعمال کرنا جائز ہے جتنی مقدار میں نشہ نہ آتا ہو۔ (۱) اور ایسے چیزوں کی تجارت حرام نہیں مکروہ ہے۔ (۲)

نفع

کسی چیز کو اس کی قیمتِ خرید، اور اس خرید پر ہونے والے اخراجات، اسی طرح اس کے فروخت کرنے کے اخراجات کے مجموعہ سے زائد رقم پر فروخت کیا

= ولایجوز بیعها لحدیث مسلم "الّذی حرم شربها، حرم بیعها"۔ (الدر مع الرد: (۳۴۹/٦) کتاب الاشربة، ط:سعید)

فتاوی قاضی خان علی هامش الفتاوی العالمگیریة: (۲۲۳/۳) کتاب الاشربة، فصل في معرفة الاشربة، ط: رشیدیه۔

(۱) وان البنج ونحوه من الجامدات، انّما یحرم إذا أراد به السکر، وهو الکثیر منه دون القلیل، المراد به التداوی ونحوه کالتطیب بالعنبر وجوزة الطیب۔ (شامی: (۴۲/۴) کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط:سعید)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۵۰۵/۷) الفصل الخامس: حد الشرب وحد السکر والاشربة، المبحث الرابع: أحکام الاشربة المسکرة غیر الخمر، ط: رشیدیه۔

البزازیة علی هامش الفتاوی العالمگیریة: (۱۲٦/٦) کتاب الاشربة، ط: رشیدیه۔

(۲) (وصح بیع غیر الخمر) مماّمر، ومفاده صحة بیع الحشیشة والافیون، قلت: وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة، هل یجوز؟ فکتب لایجوز فیحمل علی أنّ مراده بعدم الجواز عدم الحل۔)

(قوله: وصح بیع غیر الخمر) أی عنده، خلافا لهما في البیع والضمان لکن الفتوی علی قوله في البیع، وعلی قولهما في الضمان ان قصد المتلف الحسبة، وذٰلک یعرف بالقرائن، والا فعلی قوله، کما في التاتارخانیة وغیرها، ثم ان البیع وان صح لکنه یکره۔ (شامی: (۴۵۴/٦) کتاب الاشربة، ط: سعید)

منحة الخالق علی هامش البحر الرائق: (۲۹۲/۳) کتاب النکاح، باب المهر، ط: رشیدیه)

وان البنج ونحوه من الجامدات، انّما یحرم إذا أراد به السکر، وهو الکثیر منه دون القلیل، المراد به التداوی ونحوه کالتطیب بالعنبر وجوزة الطیب۔ (شامی: (۴۲/۴) کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط:سعید)

جائے، تو یہ زائد رقم نفع ہے۔ (۱)

نفع تھوڑا بھی ہو تو بیچ دے

۳۵۸

اگر کاروبار میں تھوڑا اور معمولی نفع ہو جائے تو سامان بیچ دو زیادہ نفع کے لئے مت رکھو، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تھوڑے نفع کی وجہ سے فروخت نہ کرے اور بعد میں بکے نہیں اور نقصان ہو جائے یا اس میں خرابی پیدا ہو جائے یا مارکیٹ ڈاؤن ہو جائے اور قیمت گر جائے تو نفع تو دور کی بات اصل سے ہاتھ بھی نہ دھونا پڑے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تھوڑا نفع زیادہ بکری یہ بہتر ہے، زیادہ نفع کم بکری ہے، اس سے خریدار کم ہو جائیں گے اور نفع کا تناسب کم ہو جائے گا۔

مزید یہ کہ کم نفع لینے میں مخلوق کی خیر خواہی اور رعایت بھی ہے اور ثواب کا کام بھی ہے۔ (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تھوڑے پر گاہک کو واپس مت کرو، ورنہ زیادہ سے محروم رہو گے۔ (۳)

---

(۱) المرابحة... (بيع ما ملكه)... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه كاجر قصار ونحوه ثم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز... (قوله: ثم باعه مرابحة) أي بزيادة ربح على تلك القيمة... (الدر مع الرد: (۱۳۳/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (۱۰۷/۶)، كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۲۲۱/۵، ۲۲۲)، كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط الخ، ط: سعيد۔

(۱) فهذا احسان في ان لا يربح على العشرة الا نصفا او واحدا على ما جرت به العادة في مثل ذلك المتاع في ذلك المكان۔ ومن قنع بربح قليل كثرت معاملاته واستفاد من تكررها ربحا كثيرا وبه تظهر البركة۔ (احياء علوم الدين: (۸۰/۲) كتاب ادب الكسب والمعاش، الباب الرابع في الاحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة)

(۳) عن علي رضي الله عنه... قال: لا تردوا قليل الربح فتحرموا كثيرة۔ (شرح احياء علوم الدين: (۵/۴۹۷) كتاب اداب الكسب المعاش، الباب الرابع: في الاحسان في المعاملة، ط: موسسة التاريخ العربي)

كنز العمال: (۲۸۲/۱۰) رقم الحديث: ۲۹۳۵۱، حرف العين، كتاب العلم من قسم الافعال، فصل في العلوم المذمومة والمباحة، ط: مؤسسة الرسالة۔

نفع حلال طیب ہونے کے ضوابط

نفع حلال اور پاکیزہ ہونے کے ضوابط یہ ہیں:

① جائز اور حلال اشیاء کی تجارت ہو، چنانچہ حرام اشیاء مثلاً شراب، خنزیر، آلات لہو ولعب، ہیروئن وغیرہ کی تجارت سے حاصل ہونے والا نفع حرام ہے۔

② تجارتی معاملات سود سے پاک ہوں۔

③ تجارتی معاملات جھوٹ سے پاک ہوں۔

④ اشیاء ملاوٹ سے پاک ہوں۔

⑤ کسی کو دھوکہ نہ دیا جائے۔

⑥ تجارتی معاملات غرر اور جوئے سے پاک ہوں۔

⑦ زیادہ نفع ناجائز ذرائع وغیرہ کی بنا پر نہ ہو۔

⑧ زیادہ نفع لینے کے لئے خریدار کی غفلت اور ناتجربہ کاری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

⑨ سامان کے عیب کو نہ چھپایا جائے۔

⑩ کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ نفع نہ لیا جائے۔(۱)

---

(۱) ثم ینبغی للمکتسب أن یراعی فی معاملته العدل ویجتنب الظلم لأن المعاملة قد تجری علی وجه یحکم المفتی بصحتها وانعقادها لکنها تشتمل علی ظلم یتعرض به العامل لسخط اللہ تعالیٰ إذ لیس کل نهی مقتضیاً لفساد العقد، والمراد من الظلم ما یتضرر به الغیر، فکل ما یستضر به الغیر فهو ظلم... أما التفصیل ففی عدد أمور: الأول: ألا یثنی علی السلعة فإنه إن وصفها بما لیس فیها فان لم یقبله عنه فهو کذب محض، وإن قبل منه فهو مع کونه کذبا تلبیس وظلم... والثانی: أن لا یکتم من عیوبها وخفایا صفتها شیئاً أصلاً... لأنه إن أخفی شیئاً منها یکون ظالماً غاشا تارکا للنصح والغش حرام... والثالث: أن لا یجوز فی المقدار وذلک بتعدیل المکیال والمیزان، والاحتیاط فیهما إذ قال اللہ تعالیٰ "ویل للمطففین الذین إذا اکتالوا علی الناس یستوفون وإذا کالوهم أو وزنوهم یخسرون"... والرابع: أن یصدق فی سعر الوقت إذ لا یجوز لأحد أن یلبس علی البائع أو المشتری سعر الوقت ویغتنم الفرصة ویخفی من البائع غلا السعر أو من المشتری انحطاطه... فینبغی له أن لا یغبن صاحبه بما لا یتغابن به=

نفع دوبارہ تجارت میں لگانا

اگر مضاربت اور شراکت میں شرکاء منافع کو تقسیم نہ کریں، اور منافع کو دوبارہ تجارت میں لگا دیں تو یہ جائز ہے، اور منافع کے ساتھ اصل سرمایہ کا حساب ہوگا، مثلاً حامد اور محمود نے ایک ایک لاکھ تجارت میں لگائے آدھے آدھے نفع کی شرط پر اور پچاس ہزار کا نفع ہوا چنانچہ انہوں نے تقسیم کرنے کے بجائے اس پچاس ہزار کو تجارت میں لگا دیا تو اب دونوں کا سرمایہ ایک لاکھ پچیس ہزار ہو جائے گا۔[1]

نفع زیادہ نہ لینا

کاروبار اور تجارت کا بنیادی مقصد نفع حاصل کرنا ہے، لیکن حد سے زیادہ نفع حاصل کرنا درست نہیں ہے، دنیا کا کوئی مذہب بھی اس عمل کی اجازت نہیں دیتا، اگرچہ نفع پر حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا، ہاں حد کے اندر رہتے ہوئے نفع حاصل کرنا درست ہے، کاروبار کا اہم ادب یہ ہے کہ خریدار سے زیادہ نفع نہ لیا جائے، اس

= في العادة... (مجالس الأبرار: (ص: ٥٣٥، ص: ٥٣٦، ص: ٥٣٨، ص: ٥٣٩، ص: ٥٥٠)، المجلس التاسع والستون: في بيان لزوم طلب كسب الحلال، وأى اطيب من المكاسب واقبح منها، ط: سهيل اكيلمي، لاهور)

انظر الحواشي المقدمة على الصفحة رقم: أيضاً۔

(١) (ولو شرى مضارب بالنصف بألف المضاربة بزا وباعه) أي البز (بألفين واشترى بهما عبدا فضاعا) أي الألفان (في يده) أي المضارب (قبل نقدهما) أي ألفين (يغرم المضارب ربعهما) أي ربع الألفين وهو خمسمائة (و) يغرم (المالك الباقي) وهو ألف وخمسمائة؛ لأن المال لما صار ألفين ظهر الربح في المال، وهو ألف فكان بينهما نصفين، فنصيب المضارب منه خمسمائة، فإذا اشترى بالألفين عبدا صار مشتركا بينهما فربعه للمضارب وثلاثة أرباعه للمالك۔ (مجمع الأنهر: (٣/ ٣٦١)، كتاب المضاربة، فصل، ط: دار الكتب العلمية)

شرح الوقاية: (٣/ ٢٦٦)، كتاب المضاربة، باب المضارب الذي يضارب، ط: إدارة الحرم۔

تبيين الحقائق: (٥/ ٧٢)، كتاب المضاربة، فصل: اعلم أن ما يفعله المضارب ثلاثة انواع، ط: امداديه ملتان۔

کے متعدد فوائد بھی ہیں اور وہ یہ ہیں:

① اس میں خیر و برکت ہے۔

② خریدار کے لئے خریدنے میں آسانی ہوتی ہے، اور مال زیادہ فروخت ہوتا ہے۔

③ اس میں دکاندار کے اندر قناعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے، مال میں اضافہ کا ہوس پیدا نہیں ہوتا۔

④ دکاندار میں احسان تعاون اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

⑤ جو دکاندار نفع کم کماتا ہے اس کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھ جاتا ہے، اور گاہکوں میں اضافہ ہوتا ہے، اس میں مجموعی اعتبار سے فائدہ زیادہ ہوتا ہے، ساتھ ساتھ لوگوں کی دعائیں بھی ملتی ہیں۔

⑥ اس طرح بازار آباد ہوتے ہیں، برکت اور ہمدردی والی تجارتی سرگرمیاں وجود میں آتی ہیں۔[1]

نفع کا بھی کچھ فیصد دینے کا معاہدہ کرنا ملازم کے ساتھ

”ملازم کو نفع کا کچھ بھی فیصد دینا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۸/۶)

---

(۱) والاحسان سبب الفوز و نیل السعادة وهو یجری من التجارة مجری الربح... ونعنی بالاحسان فعل ما ینتفع به المعامل وهو غیر واجب علیه ولکنه تفضل منه، فان الواجب یدخل فی باب العدل وترک الظلم وقد ذکرناه و تنال رتبة الاحسان بواحد من ستة امور۔ الاول: فی المغابنة، فینبغی أن لا یغبن صاحبه بما لا یتغابن به فی العادة فاما أصل المغابنة فمأذون فیه، لأن البیع للربح ولا یمکن ذلک الا بغبن ما ولکن یراعی فیه التقریب، فان بذل المشتری زیادة علی الربح المعتاد اما لشدة فی الحال الیه فینبغی ان یمتنع من قبوله فذلک من الاحسان... فهذا احسان فی ان لا یربح علی العشرة الا نصفا أو واحدا علی ما جرت به العادة فی مثل ذلک المتاع فی ذلک المکان ومن قنع بربح قلیل کثرت معاملاته واستفاد من تکرارها ربحا کثیرا وبه تظهر البرکة، (احیاء العلوم الدین: (۷۹/۲، ۸۰) کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الاحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

نفع کم لینا صدقہ ہے

٣٦٢ خرید وفروخت کے معاملہ میں نفع کم لینا بھی صدقہ ہے اور ثواب کا کام ہے مثلاً ایک چیز ایک ہزار سے بارہ سو تک بکتی ہے، اگر کوئی شخص بارہ سو پر فروخت کر کے سو روپے صدقہ کرتا ہے یہ ثواب اور صدقہ کا کام ہے اسی طرح شروع میں گیارہ سو میں فروخت کرے اور سو روپے گاہک کو کم کر دے، یہ بھی صدقہ اور ثواب کا کام ہے۔ (١)

نفع کم میں چیز فروخت کرنا

''بھلائی دوسروں کے ساتھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (١٣٣/٢)

نفع کی تقسیم

کاروبار میں نفع ہونے کی صورت میں نفع کو شرکاء کے درمیان تقسیم کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا:

❶ نفع شرکاء کے درمیان طے شدہ نسبتوں کے حساب سے تقسیم ہوگا اور ہر شریک کا حصہ فیصد یا نسبت کی صورت میں تقسیم کیا جائے گا اور کسی بھی شریک کے لئے نفع میں سے کوئی رقم پہلے سے متعین نہیں کی جائے گی۔ (٢)

---

(١) وعن جابر وحذيفة رضى الله عنهما، قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل معروف صدقة۔ (مشكاة المصابيح: (ص:١٦٧) كتاب الزكاة، باب الصدقة، الفصل الاول، ط: قديمى۔

▭ صحيح بخارى: (٨٩٠/٢) كتاب الادب، باب كل معروف صدقة، ط: قديمى۔

▭ (كل معروف) أى ما عرف من جملة الخيرات من عطية مال أو خلق حسن... (صدقة) أى: ثوابه كثواب الصدقة۔ (مرقاة المفاتيح: (٣٤٣/٤) كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، ط: رشيديه)

(٢) على أى وجه شرط تقسيم الربح فى الشركة الصحيحة يراعى ذلك الشرط على كل حال اذا كان موافقا للشرع۔ (شرح المجله لرستم باز: (٥٧٣/٢) المادة: ١٣٦٧، الباب العاشر فى انواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فى شركة العنان، المبحث الاول، ط مكتبه فاروقه)

▭ (ولا تجوز الشركة اذا شرط لاحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف فى هذا لأحد من أهل العلم ووجهه ما ذكره المصنف بقوله: لأنه شرط يوجب انقطاع الشركة فعساه لا يخرج=

نفع کی تقسیم میں شرکاء کا سرمایہ، عملی محنت اور ذمہ داری کے پیش نظر نفع کی نسبت متعین کی جائے گی، البتہ ان باتوں کو نظر انداز کر کے بھی نفع کو تقسیم کرنا جائز ہے۔ (۱)

تمام شرکاء کی سرمایہ کاری برابر اور مساوی ہونے کے باوجود نفع کی نسبتیں مختلف ہوسکتی ہیں۔ (۲)

حسابات کرتے وقت پہلے اصل سرمایہ علیحدہ کیا جائے گا اس کے بعد زائد رقم بچی ہے یا نہیں دیکھا جائے گا، اگر رقم بچی ہے تو وہ منافع ہے اور اگر اصل سرمایہ پورا نہیں ہوا تو وہ نقصان ہے۔ (۳)

= الا قدر المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لاحدهما على ذلك التقدير واشتراطه لاحدهما يخرج العقد عن الشركة الى قرض أو بضاعة على ماتقدم۔ (فتح القدير: (۱۷۰/۶) كتاب الشركة، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۳۰۵/۴) كتاب الشركة ط: سعيد۔

(۱، ۲) اذا كان رأس مال الشركين في شركة عنان متساويا و كان مشروطا عمل كليهما فاذا شرط لاحدهما حصة زائدة في الربح جاز۔ لانه يجوز ان يكون احدهما اكثر مهارة من الاخر في البيع والشراء وعمله أزيد وانفع) حتى لو شرطا اكثر الربح لأدناهما عملا صح على الصحيح (شرح المجله لرستم باز: (۵۶۳/۲) المادة: ۱۳۳۵، الكتاب العاشر في انواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبة فاروقيه۔

الدر المختار مع الرد: (۳۱۲/۴) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد۔

الاختيار للتعليل المختار: (۱۵/۳) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) تنتهي الشركة بانتهاء مدتها، أو قبل ذلك باتفاق الشركاء... واذا كانت التصفيه بانتهاء المدة فانه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح في السوق و تستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتي: (أ) دفع تكاليف التصفية، (ب) اداء الالتزامات المالية من اجمالي موجودات الشركة۔ (ج) تقسيم باقي الموجودات بين الشركاء بنسبة حصة كل منهم في رأس المال، واذا لم تكف الموجودات لاسترداد راس المال فانها تقسم بينهم بالنسبة والتناسب (قسمة غرماء) (المعايير الشرعية (ص: ۱۹۶) المعيار الشرعي رقم (۱۲) الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمواسسات المالية الاسلامية)

⑤ مسلسل جاری کاروبار میں نقصانات کا ازالہ آئندہ آنے والے منافع سے بھی کیا جا سکتا ہے۔ (۱)

⑥ کاروبار کے نفع کے حق دار اور نفع کے مالک اس وقت قرار پائیں گے جب اصل سرمایہ، سرمایہ کے مالکان کو واپس مل جائے، مالکان کا اپنے سرمایہ پر قبضہ عملاً بھی ہو سکتا ہے اور قانونی بھی۔ (۲)

نفع کی تقسیم میں ''وزن''

بینک والے کسی پروجیکٹ وغیرہ میں تاخیر سے شریک ہونے والے، یا مقررہ مدت سے پہلے شراکت ختم کرنے والے شریک کو ''وزن'' کی بنیاد پر نفع دیتے ہیں، یہ بھی حقیقی نفع کے بجائے تخمینی نفع کی صورت بنتی ہے، اور ''وزن'' دے کر دوسروں کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانے کا ایک راستہ ہے، اس لئے نفع کو وزن کی بنیاد پر تقسیم کرنے کا طریقہ شرعاً درست نہیں۔ (۳)

(۱، ۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۳، علی الصفحة السابقة۔

(۳) یکون الاستحقاق للربح احیانا بالمال أو بالعمل واحیانا ایضا بالضمان... فلذلک یستحق فی المضاربة رب المال للربح بماله والمضارب بعمله، واذا وضع احد من أرباب الصنائع تلمیذاً عنده وأعمله فیما تقبله وتعهده من العمل بنصف أجرته جاز، والکسب ای الأجرة الماخوذة من اصحاب العمل کما یستحق التلمیذ نصفها بعمله یستحق الاستاذ نصفها الآخر بضمانه العمل وتعهده إیاه... إذا لم یوجد واحد من الأمور الثلاثة السالفة الذکر ای المال والعمل والضمان فلا استحقاق للربح، مثلا إذا قال أحد لآخر اتجر انت بمالک علی أن یکون الربح مشترکا بیننا فلا یوجب الشرکة، وفی هذه الصورة لایأخذ حصة من الربح۔ (درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۳/ ۳۶۲، ۳۶۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، الشرکات، الباب السادس فی بیان شرکة العقد، الفصل الرابع: فی بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشرکة، ط: دار عالم الکتاب۔/مکتبه سلطانیه کوئٹه)

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۶۵)، المادة: ۱۳۴۸، ۱۳۴۷، ایضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۴/ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ایضاً، ط: رشیدیه۔

نفع کی حد

☆ تجارت میں نفع لینے کی حد شریعت میں مقرر نہیں ہے۔[1] البتہ عام مارکیٹ کے رواج سے زیادہ لینا مروت اور اعتماد کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، اور یہ غبن فاحش ہے۔ اور غبن فاحش یہ ہے کہ سامان کی قیمت مقرر کرنے والوں کے اندازہ کے دائرے سے بھی زیادہ ہو۔[2] (۳۶۵)

☆ دکاندار خریدار سے اتنا منافع لینا پسند کرے جتنا دوسروں کو یہ دینا پسند کرتا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ دکاندار کو اللہ تعالیٰ نے مال بیچنے والا بنایا اور دوسروں کو خریدار بنانا، اگر معاملہ اس کا برعکس ہوتا اور دکاندار خریدار ہوتا اور خریدار دکاندار ہوتا تو اس وقت دکاندار اس سے جتنا منافع لینا پسند کرتا یہ بھی کسٹمرز سے اتنا ہی

---

(۱) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال غلا السعر علی عهد رسول اللہ فقالوا: یا رسول اللہ! قد غلا السعر فسعر لنا، فقال: ان اللہ هو المسعر القابض الباسط الرازق۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) أبوب التجارة، باب من ذکره ان یسعر، ط: قدیمی)

من اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه جاز... (الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۳۹/۵)، کتاب الاستحسان، ط: سعید۔

(۲) وعرف الفقهاء الحنفیة الغبن الفاحش بأنه مالا یدخل تحت تقویم المقومین من أهل الخبرة، فلو قوم السلعة احدهم بمائة درهم، وقومها الثانی بخمسة وتسعین، وقومها الثالث بتسعین مثلاً، فبیعها بما بین التسعین والمائة فیه غبن یسیر، وبالتسعین فما دونها غبن فاحش بالبائع، وبالمائة فما فوقها غبن فاحش بالمشتری۔

ثم حدد المتاخرون من الفقهاء الغبن الفاحش للتیسیر فی الفتوی والقضاء والتطبیق انه ما بلغ خمس القیمة فی العقار وعشرها فی الحیوان، ونصف العشر فی العروض وسائر المنقولات، وبهذا اخذت مجلة الاحکام العدلیة فی المادة: (۱۶۵) منها۔ (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید: (۱۹۳/۳) البیوع، بیع المرابحة والتولیة، خیار التغریر، ط: دار القلم)

شرح المجله للاتاسی: (۲۶/۲) المادة: ۱۶۵۔ الکتاب الاول: البیوع، المقدمة، ط: رشیدیه۔

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۱۳۱/۱)، المادة ۱۶۵، البیوع، المقدمة، ط: دار عالم الکتاب/سلطانیه کوئٹه۔

لے۔ (۱)

نفع کی حد مقرر نہیں

کاروبار میں شریعت کی رو سے نفع کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ (۲) البتہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔ (۳) پھر اپنے حالات کے لحاظ سے جتنا نفع کوئی تاجر لینا چاہے لے سکتا ہے، اس میں شریعت کے نقطہ نظر سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ (۴)

---

(۱) عن أنس عن النبی ﷺ قال: لایؤمن أحدکم حتی یحب لأخیه مایحب لنفسه۔ (صحیح البخاری: (۱/ ۱۰) رقم الحدیث: ۱۳، کتاب الأیمان، باب من الأیمان أن یحب لأخیه مایحب لنفسه، ط: الطاف اینڈ سنز)

مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۴۲۲) باب الشفقة والرحمة، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۱/ ۵۰)، کتاب الأیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان أن یحب لأخیه مایحب لنفسه من الخیر، ط: قدیمی۔

(۲، ۳) عن انس بن مالک رضی الله عنه قال: غلا السعر علی عهد رسول الله ﷺ فقالوا: یارسول الله! قد غلا السعر، فسعر لنا، فقال: ان الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) باب من کره ان یسعر، ط: قدیمی)

من اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه جاز ۔۔۔۔ (الهندیة: (۳/ ۱۶۱)، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة۔۔۔ ط: رشیدیه)

ولاینبغی للسلطان أن یسعر علی الناس لقوله علیه السلام: لاتسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط الرزاق، ولأن الثمن حق العاقد فالیه تقدیره فلاینبغی للإمام ان یتعرض لحقه الا إذا تعلق به دفع ضرر العامة۔ (الهدایة: (۴/ ۴۷۲) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: رحمانیة)

بدائع الصنائع: (۵/ ۱۲۹)، کتاب الاستحسان، ط: سعید۔)

الدر مع الرد: (۶/ ۳۹۹)، کتاب الحظر والإباحة، فصل: فی البیع، ط: سعید۔)

(۳) عن أبی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ ۔۔۔ قال: من غش فلیس منا۔ وقال الترمذی: حدیث أبی هریرة حدیث حسن صحیح، والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهوا الغش۔ و قالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۵) باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: سعید)

مشکوٰۃ المصابیح: (۱/ ۲۴۸)، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الأول، ط: سعید۔)

المسلم أخو المسلم، لا یحل لمسلم باع من أخیه بیعا فیه عیب الا بینه له۔ (جمع الفوائد: (۲/ ۲۱۰) رقم الحدیث: ۴۶۶۷، کتاب البیوع، باب مالایجوز فعله فی البیع،۔۔۔ ط: مکتبة ابن کثیر)

☆ شریعت میں منافع کی حد مقرر نہیں ہے لیکن بازار کی عام اور متعارف قیمت سے زیادہ وصول کرنا، اور لوگوں کی لاعلمی اور مجبوری سے غلط فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ (۱)

نفع کی زیادہ سے زیادہ مقدار

شریعت نے زیادہ نفع کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی، البتہ تجارت میں نفع حلال اور پاکیزہ ہونے کے لئے کچھ شرعی واخلاقی پابندیاں عائد کی ہیں، ان پابندیوں کی رعایت کرتے ہوئے نفع لینا جائز ہے، چاہے اس کی مقدار کچھ بھی ہو۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سو فیصد نفع لینا بھی درست ہے یعنی سو روپے میں کوئی چیز خرید کر دو سو روپے میں بھی بیچنا جائز ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال: غلا السعر علی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقالوا: یا رسول اللہ سعر لنا، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ان اللہ هو المسعر القابض الباسط الرازق وانی لأرجو ان ألقی ربی ولیس أحد منکم یطلبنی بمظلمة بدم ولا مال۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۱) کتاب البیوع، باب الحتکار، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

ومن اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز، وقال أبو یوسف رحمه اللہ تعالی: إذا زاد زیادة لا یتغابن الناس فیها فإنی لا أحب أن یبیعه مرابحة حتی یبین... والاصل أن عرف التجار معتبر فی بیع المرابحة۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر: فی المرابحة التوالیة، ط: رشیدی)

أن عقد البیع مع الضرورة علی هذا الوجه جائز فی الحکم، ولا یفسخ إلا أن سبیله فی حق الدین والمروءة أن لا یباع علی هذا الوجه، وأن لا یفتات علیه بماله۔ (إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: ادارة القرآن)

فهذه الاخبار فی المناهی والحکایات تدل علی أنه لیس له أن یغتنم فرصة و ینتهز غفلة صاحب المتاع ویخفی من البائع غلاء السعر أو من المشتری تراجع الأسعار فإن فعل ذلک کان ظالما تارکا للعدل والنصح للمسلمین۔ (احیاء علوم الدین: (۷۹/۲) کتاب آداب الکسب المعاش، الباب الثالث: فی بیان العدل فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

دیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری خریدیں، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دینار کے بدلے میں دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری ایک دینار کے بدلے میں فروخت کردی اور ایک دینار اور ایک بکری لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی، چنانچہ اس کے بعد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو نفع ہوتا۔ (۱)

اسی طرح صحابہ کرام کے بعض معاملات سے معلوم ہوتا ہے کی شرعی ضوابط اور اخلاقی پابندیوں کی رعایت کرتے ہوئے سو فیصد سے زیادہ نفع لینا بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے مدینہ منورہ کے اطراف میں غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی، بعد میں اسی زمین کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سولہ لاکھ میں فروخت کردیا۔ (۲)

واضح رہے کہ ان دونوں واقعات کو اگر جانور، زمین اور مکان کے ساتھ خاص رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی ضرورت کبھی کبھار ہی کسی کو پڑتی ہے باقی روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء مثلاً کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ نفع لینا مناسب نہیں۔ (۳)

---

(۱) ...عن عروة هو البارقي ان النبي صلى الله عليه وسلم اعطاه دينارا ليشتري له به شاة فاشترى له به شاتين فباع إحداهما بدينار فجاء ه بدينار وشاة فدعا له بالبركة في بيعه فكان لو اشترى التراب لربح فيه...
(صحيح البخاري: (۱/ ۹۸۷) رقم الحديث: ۳۶۴۲، كتاب المناقب، باب بعد باب سوال المشركين... ط: الطاف اينڈ سنز)
سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۲۳)، كتاب البيوع، باب في المضارب يخالف، ط: حقانية۔
سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷۳)، أبواب الصدقات، باب الحوالة، ط: قديمي۔

(۲) وكان الزبير اشترى الغابة بسبعين ومائة ألف، فباعها عبدالله بألف ألف وست مائة ألف...
(صحيح البخاري: (۱/ ۸۴۷)، رقم الحديث: ۳۱۲۹، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس، ط: الطاف اينڈ سنز)

(۳) واحب أن انبه هنا على أن دلالة الوقائع التي ذكرناها من العصر النبوي والعصر الراشدي، على =

نفع کی شرط پر گاہک کو قرض پر رقم دینا

مثلاً ایک شخص کسی دکاندار سے کوئی چیز قرض پر خریدنا چاہتا ہے، لیکن وہ چیز دکاندار کے پاس نہیں ہے، اور دکاندار گاہک کو اس شرط پر رقم قرض دیتا ہے کہ آپ مجھے اس رقم پر اتنا نفع دیں گے، یہ ناجائز ہے، اس طرح گاہک کے لئے نفع دینا اور دکاندار کے لئے نفع لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

نفع کی کم سے کم مقدار

نفع کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ سالانہ زکوۃ اور مال دار کا خرچہ نکالنے کے بعد اصل مال کم نہ ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الا من ولی یتیما لہ مال فلیتجر فیہ ولا یترکہ حتی تاکلہ الصدقۃ" (۲)

ترجمہ: جو شخص کسی ایسے یتیم کا سرپرست ہے، جس کی ملکیت میں کوئی مال ہو

= جواز بلوغ الربح في بعض الأحيان إلى ضعف رأس المال، أو أضعافه، لاتعني أن كل صفقة يجوز فيها الربح إلى هذا الحد، فإن الوقائع التي ذكرناها من حديث عروة، وحديث حكيم بن حزام۔ إن صح وحديث عبدالله بن الزبير، هي في الحقيقية وقائع أعيان أو أحوال لا عموم لها۔ ولا يمكن أن يؤخذ منها حكم عام دائم مطرد، لكل تجار الأمة في كل زمان ومكان، وفي كل الأحوال، وكل السلع۔ ولا سيما اللذين يتاجرون في السلع الضرورية لجماهير الناس۔ (مجلة مجمع الفقه الإسلامي: (۵/ ۲۲۶۲) موضوع: تحديد أرباح التجار)

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (نصب الراية: (۴/ ۶۰) كتاب الحوالة، ط: مؤسسة الريان۔

القرض بالشرط حرام والشرط لغو۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۱۶۶) باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/ ۱۸۷) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

(۲) سنن الترمذي: (۱/ ۱۳۹)، كتاب الزكاة، باب ما جاء في زكاة مال اليتيم، ط: قديمي۔

مشكوة المصابيح: (ص: ۱۵۷)، كتاب الزكاة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

تو اس سرپرست کو چاہیے کہ اس کے مال میں تجارت کرے، اور اس کو یونہی نہ چھوڑے رکھے کہ پڑے پڑے اس مال کو زکوۃ ختم کر ڈالے۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کسی کے مال میں تجارت کے دوران اتنا نفع ہونا چاہیے کہ اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ بھی ادا ہو جائے اور مال کے مالک کا خرچہ بھی اس نفع سے نکل جائے۔

نفع کی کوئی تحدید نہیں

شریعت نے نفع کے بارے میں ایسی کوئی حد بندی نہیں کی جو ہر زمانے، ہر علاقے اور ہر قسم کی اشیاء کو شامل ہو۔ اور اس پر اضافہ نہ ہوسکتا ہو، اگر جھوٹ خیانت اور دھوکہ نہ ہو تو بیچنے والا اور خریدنے والا جس حد تک نفع پر راضی ہو جائیں وہ جائز اور درست ہے۔[1]

نفع کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ تاجروں سے فرمایا کرتے تھے: اے تاجروں! اپنا حق ہی لیا کرو اس میں سلامتی ہے، تھوڑا نفع مت لوٹاؤ، ہوسکتا ہے زیادہ نفع سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو۔[2] اس سے معلوم ہوا کہ نفع تھوڑا بھی ہو سودا کر لینا چاہیئے زیادہ سے

---

(۱) یاایھا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (سورۃ النساء ایت: ۲۹)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذی یقابلہ العوض حلال۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۱/ ۱۱۹) کتاب البیوع، ط: دار المعرفۃ)

و للبائع أن یبیع بضاعتہ بما شاء من ثمن ولا یجب علیہ أن یبیعہ بسعر السوق دائما، وللتجار ملاحظ مختلفۃ فی تعیین الاثمان و تقدیرھا۔۔۔ ولا یمنع الشرع من أن یبیع المرء سلعۃ بثمن فی حالۃ، و بثمن اخری فی حالۃ اخری۔۔۔ مالم یکن فیہ غش او خداع۔ (بحوث فی قضایا فقھیہ معاصرۃ: (ص: ۸، ۹) احکام البیع بالتقسیط، ط: دار العلوم کراچی)

(۲) یا معشر التجار! خذوا الحق تسلموا، لا تردوا قلیل الربح فتحرموا کثیرۃ۔ (احیاء العلوم:=

زیادہ نفع کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

نفع کے ساتھ ادھار بیچنا نقد خرید کر

''نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۵/۲)

نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں

نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا ضروری ہے۔

☆''مال'' جیسا کہ عقد مضاربہ میں رب المال (سرمایہ دینے والا) صرف اپنے مال کی کمائی ہونے کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، حالانکہ اس نے خود کاروبار اور عمل نہیں کیا۔

''عمل'' جیسا کہ مضاربت میں مضارب اپنے عمل وکاروبار کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، حالانکہ مال اس کا نہیں ہوتا کسی اور کا ہوتا ہے۔

☆''ضمان'' جیسا کہ درزی نے کسی سے پانچ سو روپے کی اجرت پر ایک کپڑا سینے کے لئے لیا، لیکن اس نے وہ کپڑا خود نہیں سیا، بلکہ دوسرے درزی سے چار سو روپے کے بدلے سلوایا، تو پہلا درزی سو روپے کے نفع کا اس لئے حقدار بنا کہ وہ اس کپڑے کا ضامن ہے، کیونکہ یہاں اس کی طرف سے نہ کوئی مال ہے اور نہ کوئی عمل۔

نوٹ: اگر ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز بھی نہ ہو تو نفع کا مستحق نہیں ہوتا۔ مروجہ مالیاتی نظام میں ان اصولوں کے خلاف ''یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع

=(۸۰/۲) کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

کنز العمال: (۲۸۲/۱۰) رقم الحدیث: ۲۹۳۵۱، حرف العین، کتاب العلم من قسم الأفعال، فصل فی العلوم المذمومة المباحة، ط: مؤسسة الرسالة۔

تقسیم کرنے کا رواج ہے'' یہ درست نہیں ہے۔(۱)

۳۷۲ نفع لینا قرض دے کر

''قرض دے کر کمائی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۵/۵)

نفع لینے میں خیر خواہی کرنا

تجارت میں خریدار اور بیچنے والے کی رضامندی سے نفع لینا جائز ہے، البتہ نفع لیتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی مکمل خیر خواہی اور بھلائی کا خیال رکھنا اعلیٰ درجہ کا احسان ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ بازار میں کمائی کے لئے جائے اور اس کو اپنا مال دوسرے کے مال سے زیادہ محبوب ہو، یعنی اس کی چاہت ہو کہ دوسرے کا مال اس کا بن جائے تو اس نے خرید و فروخت میں مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی۔(۲)

---

(۱) يكون الاستحقاق للربح احيانا بالمال أو بالعمل و احيانا ايضا بالضمان... فلذلك يستحق في المضاربة رب المال للربح بماله و المضارب بعمله، واذا وضع أحد من أرباب الصنائع تلميذاً عنده وأعمله فيما تقبله وتعهده من العمل بنصف أجرته جاز، والكسب أى الأجرة الماخوذة من اصحاب العمل كما يستحق التلميذ نصفها بعمله يستحق الاستاذ نصفها الآخر بضمانه العمل وتعهده إياه... إذا لم يوجد واحد من الأمور الثلاثة السالفة الذكر أى المال والعمل والضمان فلا استحقاق للربح، مثلا إذا قال أحد لآخر اتجر انت بمالك على أن يكون الربح مشتركا بيننا فلا يوجب الشركة، وفي هذه الصورة لا يأخذ حصة من الربح۔ (دور الحكام إلى مجلة الاحكام: (۳/ ۳۶۲، ۳۶۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، الشركات، الباب السادس في بيان شركة العقد، الفصل الرابع: في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: دار عالم الكتاب۔/مكتبه سلطانيه كوئٹه)

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۶۵)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسي: (۴/ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۲) وقد قال بعض العلماء: إن العبد إذا دخل السوق للتكسب فكان درهمه أحب إليه من درهم غيره، لم ينصح للمسلمين في المبايعة۔ (قوت القلوب في معاملة المحبوب: (۲/ ۳۸)، الفصل الثاني والثلاثون شرح مقامات اليقين وأحوال الموقنين، ذكر التكسب والتصرف في المعاش، ط: دار الكتب العلمية)

احياء علوم الدين: (۴/ ۲۶۸)، كتاب التوحيد والتوكل، الشطر الثاني من الكتاب في أحوال التوكل، بيان اعمال المتوكلين، ط: دار المعرفة۔

نفع متعین نہ ہو مضاربت میں

''مضاربت میں نفع متعین نہ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۳/۶)

نفع نقصان مضاربت میں

''مضاربت میں نفع نقصان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۲/۶)

نفع نقصان میں مضارب کو شریک ٹھرانا

مضارب نفع میں حسب معاہدہ شریک ہوتا ہے لیکن مضارب کو نقصان میں شریک کرنا یا اس کی شرط رکھنا باطل ہے، اس لئے مضارب کسی بھی صورت میں نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔ (۱)

نفع نہیں لے گا

''خرید کے دام پر دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۳/۳)

نقد

☆ ہر وہ عقد نقد ہے، جس میں ایجاب وقبول کرتے وقت نقد کا لفظ بولا جائے، مثلاً یہ چیز تین ہزار روپے میں لی ہے۔

☆ یا لیتے وقت قیمت پیش کردی جائے کہ یہ ہزار روپے لے لو اور کپڑے کا یہ تھان دیدو۔

☆ یا مال کسی کے ہاتھ بھیجا جائے، اور اس سے کہا جائے کہ قیمت لے کر واپس آنا۔

☆ کچھ تصریح نہ کرے، مثلاً یوں کہے کہ یہ گھڑی سو کی خریدی۔

---

(۱) تخریج کے لئے ''مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھہرانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

☆ جو مال، ریلوے، ٹرک، ڈاک، یا بائع کے نمائندہ کے ہاتھ منگوایا جائے۔

☆ مطلقاً عقد کر کے مال لے لیا، مثلاً ایک تھان کپڑا دو ہزار میں طے کر کے مال اٹھالیا اور چلا گیا بائع نے کچھ مزاحمت نہیں کی۔

پہلی تین صورتیں یقینی طور پر نقد ہیں، اور آخری تین صورتیں یقینی طور پر نقد تو نہیں لیکن نقد کے حکم میں ہیں، لہذا اگر اسی مجلس میں قیمت کا ذکر ہوا، کہ بائع نے پوچھا قیمت کب دیں گے؟ یا خریدار نے خود ہی کہا: مہینہ کے آخر میں دوں گا تو سودا ادھار ہو جائے گا ورنہ نقد ہی رہے گا،

☆ زید نے مال خریدا اور کہا کہ جب تم آدمی بھیجو گے یا حساب کر کے دو گے رقم بھیج دی جائے گی تو یہ نقد ہے۔ (۱)

☆ نقد اس کرنسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے لین دین ہوتا ہو، خواہ سونے کی بنی ہو یا چاندی کی یا ان کے علاوہ کسی دوسری چیز سے بنی ہو۔

عمدہ اور ردی، صحیح اور فاسد کلام کے درمیان امتیاز کرنے کے فن کو بھی "نقد"

---

(۱) البیع المطلق ینعقد معجلاً أما إذا جری العرف فی محل علی أن یکون البیع المطلق مؤجلاً أو مقسطا بأجل معلوم ینصرف البیع المطلق إلی ذلک الأجل، مثلاً لو اشتری رجل من السوق شیئاً بدون أن یذکر تعجیل الثمن و لا تأجیله لزمه علیه أداء الثمن فی الحال، أما إذا جری العرف و العادة فی ذلک المحل باعطاء جمیع الثمن أو بعض معین منه بعد اسبوع أو شهر لزم اتباع العادة و العرف فی ذلک۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۳)، المادة: ۲۵۱، البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانی: فی بیان المسائل المتعلقة بالنسیئة و التأجیل، ط: فاروقیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۲/ ۱۷۰)، المادة: ۲۵۱، أیضاً، ط: رشیدیه۔

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۱/ ۲۳۳)، المادة: ۲۵۱، أیضاً، ط: دار عالم الکتاب /سلطانیه کوئٹه۔

تقسیم البیع باعتبار کیفیة الثمن: ۱۔منجز الثمن، وهو ما لا یشترط فیه تاجیل الثمن، ویسمی بیع النقد، أو البیع بالثمن الحال۔ (الموسوعة الفقهیة (۹/ ۹) مادة: البیع، تقسیم البیع، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة)

کہتے ہیں۔ (۱)

نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا

(۳۷۵)

مثلاً زید نے بکر سے کہا عمر جو مال بیچتا ہے میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، مگر میرے پاس نقد رقم نہیں ہے اور عمر ادھار پر بیچتا نہیں ہے، لہٰذا آپ عمر سے مال نقد خرید کر مجھ پر نفع کے ساتھ ادھار میں فروخت کر دیں، اگر بکر عمر سے مال خرید کر قبضہ کر کے نفع کے ساتھ قیمت مقرر کر کے زید پر ادھار فروخت کر دے تو یہ معاملہ جائز ہے۔ (۲)

نقد رقم حاصل کرنے کا طریقہ

''نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۶)

نقد رقم قرض دینے کی بجائے کوئی چیز مہنگی بیچ دینا

مثلاً ایک آدمی نے کسی سے پانچ ہزار روپے قرض لینا چاہا، اور اس نے قرض کی رقم دینے کے بجائے ایک کپڑا ساڑھے پانچ ہزار روپے میں اس کے ہاتھ ادھار فروخت کیا، حالانکہ بازار میں اس کپڑے کی قیمت پانچ ہزار ہے، ضرورت مند آدمی

---

(۱) النقد: (فی البیع) خلاف النسیئة ویقال: درهم نقد: جید لا زیف فیه (ج) نقود۔ والعملة من الذهب أو الفضة وغيرها مما يتعامل به وفن تمييز جيد الكلام من رديئه، وصحيحه من فاسده۔ (المعجم الوسیط: (۹۴۴/۲) باب النون، ط: دار الدعوة)

(۲) ومن اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك جاز (الفتاوى الهندیه: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر: فی المرابحة والتولية۔۔۔ الخ، ط: رشیدیه)

☐ فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذی یقابله العوض حلال، (المبسوط للسرخسی: (۱۱۹/۱۲) کتاب البیوع، ط: دار المعرفة۔

☐ وللبائع أن يبيع سلعته بما شاء من ثمن۔۔۔ ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعة بثمن في حالة، وثمن آخر في حالة آخر۔ (بحوث فی قضایا فقهية معاصرة: (ص: ۸، ۹) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم کراچی)

نے کپڑا لیکر بازار جا کر پانچ ہزار میں فروخت کر دیا، اس صورت میں کپڑے بیچنے والے کو پانچ سو روپے کا فائدہ ہوا، اور ضرورت مند کو پانچ ہزار روپے ملے، اور کپڑا لینے والا پانچ ہزار کے بجائے ساڑھے پانچ ہزار روپے ادا کرے گا، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس صورت میں قرض دے کر ضرورت مند کی خیر خواہی کے بجائے مفاد پرستی واضح طور پر نظر آتی ہے لیکن بیع کی جملہ شرائط موجود ہونے کی وجہ سے یہ بیع (خرید و فروخت) جائز ہے، اس سے مشتری کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، اور بائع (بیچنے والے کے لئے) کو ادھار پر فروخت کرنے کی وجہ سے نقد کی نسبت سے زیادہ قیمت مقرر کرنا بھی جائز ہے لیکن یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے، یہ انسانیت اور مروت کے خلاف ہے۔ (۱)

نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید و فروخت کرنا

عام طور پر نقد رقم کے لئے اس طرح منصوبہ بناتے ہیں، مثلاً زید کو کاروبار کے لئے نقد رقم کی ضرورت ہے، وہ بکر سے کہتا ہے کہ آپ کے پاس رقم ہے، آپ عمر کی دکان سے اتنا مال خرید لو، میں وہ مال آپ سے چھ مہینے کے ادھار پر دس فیصد

(۱) كأن يحتاج المديون، فيأبى المسؤل أن يقرض بل أن يبيع مايساوى عشرة بخمسة عشر إلى أجل، فيشتريه المديون، ويبيعه فى السوق بعشرة حالة، ولا بأس فى هذا، فإن الأجل قابله قسط من الثمن، والقرض غير واجب عليه دائما بل هو مندوب، فإن تركه بمجرد رغبة منه إلى زيادة الدنيا فمكروه أو لعارض يعذر به فلا ... وما لم ترجع إليه العين التى خرجت منه لايسمى بيع العينة؛ لأنه من العين المسترجعة لا العين مطلقا وإلا فكل بيع بيع العينة۔ (فتح القدير: (۱۹۹/۷) كتاب الكفالة، ط: رشيديه)

فإن لم يعد كما إذا باعه المديون فى السوق فلا كراهة فيه بل خلاف الأولى؛ فإن الأجل قابله قسط من الثمن والقرض غير واجب عليه دائما بل هو مندوب، وما لم ترجع إليه العين التى خرجت منه لايسمى بيع العينة، لأنه من العين المسترجعة لا العين مطلقا وإلا فكل بيع بيع العينة وأقره فى البحر والنهر والشرنبلالى وهو ظاهر، وجعله السيد ابو السعود محمل قول أبى يوسف، وحمل قول محمد والحديث على صورة العود۔ (شامى: (۳۲۶/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب بيع العينة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۲۳۵/۶) كتاب الكفالة۔ فصل: ولو اعطى المطلوب الكفيل، ط: سعيد۔

اضافی منافع پر خریداوں گا چنانچہ بکر نے وہ مال عمر سے خرید کر زید کو دے دیا، پھر زید نے وہی مال عمر کو اتنی رقم یا اس سے کم رقم میں فروخت کر دیا، اور اس سے رقم وصول کر کے اپنی ضرورت پوری کر لی۔

واضح رہے کہ زید، بکر اور عمر کے درمیان پہلے سے اس طرح معاملہ کرنے کی بات طے ہوتی ہے، اور ایسا کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آج کل ضرورت کے وقت کوئی بھی رقم ادھار دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اور نقد حاصل کرنے کے لئے لوگ اس طرح معاملہ کرتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ پہلا عقد بکر اور عمر کے درمیان نقد قیمت پر مال کی خرید و فروخت کا ہے، ان دونوں نے جب آپس میں ایجاب اور قبول سے نقد قیمت پر مال بیچنے اور خریدنے کا معاملہ کیا ہے تو یہ شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (۱)

دوسرا عقد بکر اور زید کے درمیان ہوا ہے، اگر بکر نے اسی خریدے ہوئے مال پر باضابطہ قبضہ کرنے کے بعد ادھار پر اضافی قیمت کے ساتھ فروخت کیا، اور زید نے اپنی خوشی سے اسی قیمت پر قبول کیا تو شرعاً یہ معاملہ بھی درست ہے، (۲)

---

(۱) البیع ینعقد بإیجاب وقبول۔ (شرح المجلۃ لرستم باز: (۱/ ۲۱) ،رقم المادۃ: ۱۶۷ ،الکتاب الأول: فی البیوع ،الباب الأول ،الفصل الأول فیما یتعلق بر کن البیع، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

الھدایۃ: (۳/ ۱۹) ، کتاب البیوع، ط: رحمانیہ۔

حاشیہ الشلبی علی التبیین: (۴/ ۳) کتاب البیوع، ط: امدادیہ ملتان۔

(۲) ومن اشتری شیئاً وأغلی فی ثمنہ فباعہ مرابحۃ علی ذلک جاز۔ (الفتاوی الھندیۃ: (۳/ ۱۶۱) کتاب البیوع ،الباب الرابع عشر فی المرابحۃ والتولیۃ ،ط: رشیدیہ)

وإذا عقد العقد علی أنہ إلی أجل کذا و کذا وبالنقد بکذا ،أو قال: إلی شہر بکذا أو إلی شہرین بکذا، فہو فاسد ،لأنہ لم یعاطہ علی ثمن معلوم ،ونہی ﷺ عن شرطین فی بیع ،وھذا ھو تفسیر الشرطین فی البیع ومطلق النہی یوجب الفساد فی العقود الشرعیۃ۔ وھذا إذا افترقا علی ھذا ،فإن کان یتراضیان بینہما ولم یتفرقا حتی قاطعہ علی ثمن معلوم وأتما العقد علیہ ،فہو جائز ،لأنہما ما افترقا إلا بعد تمام شرط صحۃ العقد۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳/ ۸) ، کتاب البیوع ،باب البیوع الفاسدۃ ،ط: دار المعرفۃ)=

لیکن اگر پہلے عقد میں بائع عمر نے یہ شرط لگائی کہ یہ مال بیچنا ہوتو مجھے ہی بیچا جائے، اسی طرح دوسرے عقد میں اگر بائع بکر نے یہ شرط لگائی کہ یہ مال عمر ہی کو بیچا جائے تو چونکہ اس طرح کی شرط رکھنے سے عقد فاسد ہوجاتا ہے، اس لئے اگر ایسی شرط لگائی گئی ہوتو یہ معاملہ درست نہیں ہوگا۔ (۱)

نقد کاروبار کی شرط رکھنا مضاربت میں

''مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے

نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

① سونے اور چاندی کی دھاتیں خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہوں یا ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں، فقہاء کرام کی عبارات میں ''النقدان'' کا لفظ سونے چاندی کے لئے کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

② سونے چاندی کے سکوں کے لئے نقد کا لفظ استعمال ہوتا ہے، چاہے وہ عمدہ ہوں یا عمدہ نہ ہوں، سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات سے بنے ہوئے سکوں کو ''فلوس'' کہتے ہیں، اس معنی کے اعتبار سے ''فلوس'' ''نقد'' میں شامل نہیں۔

③ ہر وہ چیز جو اشیاء اور خدمات کے عوض میں دی جائے، خواہ وہ سونا ہو یا

= أما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء المحدثين، فقد أجاز والبيع المؤجل بأكثر من سعر النقد بشرط أن يبت العاقدان بأنه بيع مؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق عليه عند العقد۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص:۷) احكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن لأجل الأجل، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) (ولا بيع بشرط)... (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما)۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۸۴، ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶/ ۸۴، ۸۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الهندية: (۳/ ۱۳۴)، كتاب البيوع الباب العاشر: في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده، ط: رشيدية۔

چاندی، چمڑا ہو یا پیتل اور کاغذ وغیرہ بشرطیکہ اس کو عام طور پر قبولیت حاصل ہو موجودہ دور میں ''زر'' اور ''نقد'' کا لفظ اس تیسرے معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۱)

نقدلین دین لکھنے کی ضرورت نہیں

نقد لین دین میں فریقین کے درمیان اختلاف اور جھگڑا کا اندیشہ کم ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید نے لکھنے کا حکم نہیں دیا، البتہ اگر فروخت کی گئی چیز بڑی مالیت کی ہو تو رسید کا اہتمام ضروری کرنا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی نقص سامنے آئے تو مشتری کے پاس خریداری کا ثبوت موجود ہو جو فروخت کرنے والے کے سامنے پیش کیا جاسکے جبکہ حضرت عداء بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا لونڈی خریدی اور آپ نے ثبوت کے طور پر مجھے یہ تحریر دی:

هذا ما اشترى العداء بن خالد بن هوذة من محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم اشترى منه عبداأو أمة لا داء ولا غائلة ولا خبثة بيع المسلم المسلم۔ (۲)

یہ وہ خریداری ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(۱) والنقد في الاصطلاح يأتي بمعان: الأول: انها المعدني الذهب والفضة ومن هنا يكثر في كلام الفقهاء المتقدمين "النقدان" ــ بالتثنية ــ إشارة إلى المعدنين. ويطلق الاسم عليها سواء أكانا مضروبين "أى مسكوكين" أم غير مضروبين بأن كانا سبائك أو تبرا أو حليا أو غير ذلک ۔ فاما في المسكوكين فكثير۔ الثاني: انها اسم من الذهب والفضة خاصة، أطلق عليها الإسم لانها هي التي كانت تنقد في الاثمان عادة۔ سواء دفعت حالا أو بعد أمد، جيدة أو غير جيدة، دون غيرهما مما يستعمل للتبادل۔ ومن عباراتهم الدالة على ذلک قول السرخسي في المبسوط: "ان الفلوس تروج في ثمن الخسيس من الأشياء دون النفيس بخلاف النقود" فباين بين الفلوس وبين النقود... الثالث: أنه اسم لكل ما يستعمل وسيطاً للتبادل سواء كان من ذهب أو فضة أو نحاس أو جلود أو ورق أو غير ذلک إذا كان يلقى قبولا عاما... وهذا الاصطلاح الثالث هو ما جرى عليه الاستعمال في هذا العصر۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۷۳/۴۱) حرف النون، مادة: نقود، ط: وزارة الأوقاف والشئون الاسلامية، الكويت)

(۲) جامع الترمذی: (۲۳۰/۱) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کتابة الشروط، ط: سعید۔

وسلم سے کی ہے، اس نے آپ سے ایک ایسا غلام یا لونڈی خریدی ہے جس میں نہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی اخلاقی برائی اور دھوکہ دہی ہے یہ ایک مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع ہے۔

نقد معاملہ ہوگا

اگر بیع کرتے وقت ''نقد'' کا لفظ بول دیا یا قیمت ادا کردی، یا بینک وغیرہ کے ذریعہ قیمت وصول ہوگئی، یا نقد و ادھار کی صراحت نہ کی، اور مال لے لیا، تو ان تمام صورتوں میں معاملہ نقد ہوگا، اور بائع (سیلر) کو ہر وقت قیمت کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔(۱)

نقد میں اتنی اور ادھار میں اتنی قیمت ہے

''قیمت متعین ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۲/۵)

نقد میں قیمت کم ادھار میں زیادہ لینا

نقد میں قیمت کم اور ادھار میں زیادہ لینا جائز ہے، البتہ ادھار ہونے کی

---

(۱) البیع المطلق ینعقد معجلاً أما إذا جری العرف فی محل علی أن یکون البیع المطلق مؤجلاً أو مقسطا بأجل معلوم ینصرف البیع المطلق إلی ذلک الأجل، مثلاً لو اشتری رجل من السوق شیئاً بدون أن یذکر تعجیل الثمن ولا تأجیله لزمہ علیہ أداء الثمن فی الحال، أما إذا جری العرف والعادۃ فی ذلک المحل بإعطاء جمیع الثمن أو بعض معین منہ بعد أسبوع أو شہر لزم اتباع العادۃ والعرف فی ذلک۔ (شرح المجلۃ لرستم باز: (۱/ ۱۰۲)، المادۃ: ۲۵۱، البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقۃ بالثمن، الفصل الثانی: فی بیان المسائل المتعلقۃ بالنسیئۃ والتأجیل، ط: فاروقیہ کوئٹہ)

شرح المجلۃ للأتاسی: (۲/ ۱۷۰)، المادۃ: ۲۵۱ أیضاً، ط: رشیدیہ۔)

درر الحکام إلی مجلۃ الأحکام: (۱/ ۲۳۲)، المادۃ: ۲۵۱ أیضاً، ط: دار عالم الکتاب/ سلطانیہ کوئٹہ۔

تقسیم البیع باعتبار کیفیۃ الثمن: ۱۔ منجز الثمن، وھو مالا یشترط فیہ تأجیل الثمن، ویسمی بیع النقد، أو البیع بالثمن الحال۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ (۹/ ۹) مادۃ: البیع، تقسیم البیع، ط: وزارۃ الأوقاف والشؤون الإسلامیۃ)

صورت میں مجلس عقد میں ادھار کی کل قیمت، مدت اور قسط مقرر کرنا ضروری ہے۔ (۱)

۳۸۱ نقصان ایک چیز میں کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا

"ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۹/۱)

نقصان کا تاوان تمام شرکاء پر ہوتا ہے

اگر چند افراد مل کر شراکت کے طور پر کام کر رہے ہیں اور اس میں نقصان ہوا، تو تاوان تمام شرکاء پر رقم کے تناسب سے تقسیم ہوگا، اگر تمام شرکا کی رقم برابر ہے تو تاوان بھی تمام شرکاء پر برابر تقسیم ہوگا، اگر تمام شرکاء کی رقم برابر نہیں ہے تو نقصان تمام شرکاء میں برابر تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اصل رقم کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا۔

مثلاً پانچ افراد شریک ہیں اور ہر ایک نے ایک ایک لاکھ جمع کئے اور اتفاقاً ایک لاکھ کا نقصان ہوا تو صرف ایک شریک کو ذمہ دار ٹھہرانا درست نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک شریک بیس ہزار کا ذمہ دار ہوگا۔

اور اگر ایک کاروبار میں پانچ افراد شریک ہیں اور ایک شریک نے دو لاکھ جمع کئے اور دو شریکوں نے ایک ایک لاکھ جمع کئے اور دوسرے دو شریکوں نے پچاس پچاس ہزار جمع کئے، اور اتفاقاً ایک لاکھ کا نقصان ہوا تو دو لاکھ والے چالیس ہزار کا اور ایک ایک لاکھ والے بیس بیس ہزار کے اور پچاس پچاس ہزار والے دس دس ہزار کے ذمہ دار ہوں گے۔ (۲)

---

(۱) تخریج کے لئے "ادھار میں قیمت زیادہ لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) مطلب اشتراط الربح متفاوتا صحیح، بخلاف اشتراط الخسران: ... فما کان من ربح فهو بينهما على قدر رؤوس أموالهما، وما كان من وضيعة أو تبعة فكذلك، ولا خلاف ان اشتراط الوضيعة بخلاف قدر رأس المال باطل، واشتراط الربح متفاوتا عندنا صحیح۔ (شامی: (۳۰۵/۴)، کتاب الشرکۃ، ط: سعید)=

نقصان کا سودا ہے

خریدار نے بائع (بیچنے والے) سے اقالہ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ نقصان کا سودا ہے، تو بائع نے کہا اس کو بیچو! جو نقصان ہوگا وہ میں ادا کروں گا، خریدار نے فروخت کیا اور نقصان اٹھایا تو بائع پر کچھ دینا لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اقالہ نہیں ہوا اور خریدار اس چیز کا مالک رہا، اور نقصان بھی اسی کا ہوگا بائع کا نہیں، ہاں اگر اقالہ ہوجاتا تو اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار بائع ہوتا۔ (۱)

نقصان کا عوض مشتری سے لینا

اگر اقالہ میں بائع (سیلر) کے مالی نقصان ہونے کی صورت میں وہ مشتری سے اس کا عوض لینا چاہے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ مشتری (خریدار) مبیع (بیچی گئی چیز) واپس کرے گا اور بائع نے جو ثمن لیا تھا وہ پورا پورا واپس کرے گا اس میں کانٹ چھانٹ کر کم کرکے واپس کرنا جائز نہیں، اور نقصان کی تلافی مشتری سے کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲)، المادة: ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، أنواع الشركات، الباب السادس: في بيان شركة العقد، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول... ط: فاروقيه كوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسي (۴/ ۲۹۳، ۲۹۴)، المادة: ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، أيضاً، ط: رشيديه۔

(۱) (سئل): في رجل باع ثمرة كرمه البارزة من زيد فقال زيد إنها تخسر فقال البائع: بعها فإن خسرت فعلى فباعها ويزعم أنه خسر وأنها تلزم البائع فهل لا تلزمه؟ (الجواب): نعم قال المشتري إنه يخسر فيه فقال البائع: بعه فإن خسر فعلى فباع لا يلزمه شيء۔ بزازية من نوع الاقالة۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱/ ۲۶۰) كتاب البيوع، ط: امداديه)

قال المشتري أنه يخسر فقال البائع: بعه فإن خسر فعلى فباع فخسر لا يلزمه شيء۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۴/ ۳۷۱) كتاب البيوع، الثاني فيما يكون بيعاً... الخ، ط: رشيديه۔

شامي: (۵/ ۱۲۰) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

(۲) (فرع) باع صابوناً رطباً تقايلا بعد ما جف فنقص وزنه لا يجب على المشتري شيء لأن كل المبيع باق۔ (فتح القدير: (۶/ ۳۵۲)، كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيديه جديد) =

اور اگر بائع اقالہ کرنے کی صورت میں نقصان ہونے کی وجہ سے اقالہ پر راضی نہیں، اور مشتری نقصان کا ازالہ کر کے بھی اقالہ کرنا چاہتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو وہ اس سودے سے جان چھڑانا چاہتا ہے تو اس طرح کرنا ممکن ہے کہ مثلا پچاس ہزار کا نقصان بائع کو پہنچا ہے یعنی مارکیٹ میں قیمت گرنے کی وجہ سے اگر مبیع (بیچی گئی چیز) واپس لے کر فروخت کرے گا تو پچاس ہزار کم میں فروخت ہوگی، تو اس صورت میں اقالہ کرنے سے پہلے بائع مشتری سے پچاس ہزار روپے قرض لے، اور اس کے بعد مشتری اپنے اس قرض سے بائع کو بری کر دے (معاف کر دے)، پھر بائع مبیع کا اقالہ ثمن اول (سودے کے وقت طے کی گئی رقم) پر کر کے بیعانہ کی رقم بھی مشتری کو واپس کر دے، اس طرح اقالہ بھی صحیح ہو جائے گا اور بائع کے نقصان کی بھی تلافی ہو جائے گی، اور مشتری کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔ [1]

نقصان کا مطلب موجودہ دور میں

''وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۴۳۰)

نقصان کر کے تلافی کرنا

''ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۷۹)

= البحر الرائق: (۶/۱۷۵)، کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: رشیدیه۔

الفتاوى الهندية: (۳/۱۳۶)، کتاب البیوع، قبیل احادی عشر، ط: رشیدیه۔

(۱) الساقط لایعود۔ (الأشباه والنظائر: (ص: ۳۱۱) الفن الثالث، بیان ان الساقط لایعود، ط: قدیمی)

الساقط لایعود کما ان المعدوم لایعود... ویتفرع علیها مسائل... ومنها لو ابرأ الدائن مدیونه من الدین الذی علیه سقط الدین، ولاتسمع الدعوی به۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/۳۰) المادة: ۵۱، المقالة الثانية، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

شامی: (۵/۲۲۳) کتاب الاقرار، فصل فی مسائل شتی، ط: سعید۔

نقصان کی تلافی کی شرط لگانا خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت

(۳۸۴) ''خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت شرط لگائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقصان کی ذمہ داری شراکت میں

جس طرح کاروبار میں نفع ہوتا ہے اسی طرح کاروبار میں نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے۔ اور اصل سرمایہ ڈوب جانے کو نقصان کہتے ہیں۔ نقصان کی ذمہ داری کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا۔

① نقصان ہمیشہ کاروبار میں لگے ہوئے سرمایہ کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔ اور ہر شریک اپنے نسبتی حصہ کے نقصان کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتا۔ (۱)

② جس فریق نے کاروبار میں سرمایہ نہیں لگایا، اس کو نقصان برداشت کرنا نہیں ہوگا جیسا کہ مضاربت میں مضارب کو نقصان برداشت کرنا نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) الضرر والخسارة التي تحصل بلاتعدو ولا تقصير تقسم في كل حال بنسبة مقدار رؤس الأموال... لحديث: الربح على ماشرطا والوضيعة على قدر المالين۔ (شرح مجلة لرستم باز: (۵۷۴/۲) المادة: ۱۳۶۹، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبة فاروقيه)

فتح القدير: (۱۶۵/۶) كتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير، ط: رشيديه جديد۔

حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۳۲۰/۳) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان۔

(۲) يعود الضرر والخسارة في كل حال على رب المال وإذا شرط أن يكون مشتركا بينهما فلايعتبر ذلك الشرط۔ (شرح المجله لرستم باز: (۵۹۳/۲) المادة: ۱۴۲۸، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: مكتبة فاروقيه)

يعود الضرر والخسارة في كل حال على رب المال إذا تجاوز الربح إذ يكون الضرر والخسارة في هذا الحال جزءا هالكا من المال فلذلك لايشترط على غير رب المال ولا يلزم به آخر۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۴۵۹/۳) شرح المادة: ۱۴۲۸، ايضا، ط: دار الجيل)

مجمع الأنهر: (۴۵۸/۳) كتاب المضاربة، قبيل فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

◉ مسلسل ہونے والے نقصان کو آئندہ ہونے والے منافع سے آہستہ آہستہ منہا کیا جاسکتا ہے، اور اس طریقے سے نقصان کا ازالہ کیا جاسکتا ہے۔(۱)

نقصان کی وصولی ملاوٹ کے بقدر

''ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۸/۶)

نقلی چیز اصلی ڈیزائن میں فروخت کرنا

بازار میں ایک چیز کمپنی کی اصلی ہوتی ہے، اور دوسری چیز اس کی نقل بکتی ہے، اس طرح گاہک کو دھوکے سے نقلی چیز دے دیتے ہیں، چیز پہ ڈیزائن بالکل اصلی چیز کا ہوتا ہے اور پیکٹ بھی اسی طرح کا بنایا جاتا ہے، لیکن اگر گاہک پڑھا لکھا نہیں ہے تو اسکو دکاندار نقلی چیز دے دیتا ہے، اور وہ دکاندار پر اعتماد کر کے لے جاتا ہے، اور بعض دفعہ نام بھی ایک ہوتا ہے، تو اس طرح نقلی چیز کو اصلی کہہ کے فروخت کرنا دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اور ایسی آمدنی میں خبث اور بے برکتی ہوتی ہے، (یاد رہے کہ جو دھوکہ کرتا ہے اس کے ساتھ بھی ایک دن دھوکہ ہوتا ہے پھر سنبھلنا مشکل ہوتا ہے، اس وقت افسوس کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا) اگر گاہک کو معلوم ہوجائے کہ یہ نقلی ہے تو خریدا ہوا مال دکاندار کو واپس کرسکتا ہے اور بیع (سودا) فسخ

---

(۱) وإن قسم الربح وبقيت المضاربة ثم هلك المال أو بعضه ترادا الربح ليأخذ المالك رأس المال وما فضل بينهما۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۵۶/۵) كتاب المضاربة، قبيل فصل في المتفرقات، ط: سعيد)

◇ والأصل أن تقسيم الربح قبل قبض رب المال رأس ماله موقوف إن قبض رأس المال صحت القسمة وإن لم يقبض بطلت۔ وذلك لو بقيت المضاربة بعد تقسيم الربح وتلف مؤخرا كل رأس المال أو بعضه ليرد الربح المأخوذ ويعاد إلى رأس المال ويكمل رأس المال رب المال وإذا زاد شيء عن ذلك فيأخذ رب المال والمضارب على الوجه المشروط۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۵۸/۳) شرح المادة: ۱۳۲۷، كتاب الشركة، الباب السابع: حق المضاربة، ط: دار الجيل)

◇ مجمع الأنهر: (۳۵۹/۳) كتاب المضاربة، قبيل فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

(ختم) کرسکتا ہے۔(۱)

۳۸۶

نکاح کافر

''کافر کا نکاح''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵/۲۶۷)

نگران مقرر کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں

''تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۳۶۰)

نگرانی

دکان اور کارخانہ میں فروخت کرنے والی جماعت یا ملازمین کی نگرانی بھی ضروری ہے لیکن اسلام نے نگرانی کا طریقہ غیروں کی طرح کیمرہ وغیرہ نہیں سکھایا، بلکہ اسلام نے نگرانی کا طریقہ یہ سکھایا کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور خود احتسابی کا عمل جاری ہو، تو اس سے دھوکہ، فریب، جھوٹ اور خورد برد سب سے نجات مل

---

(۱) ''من غش فلیس منا''... (جامع الترمذی: (۱/۲۴۵)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهية الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۱/۶۵)، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیہ۔

قال ابن أبی أوفی: الناجش أکل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لا یحل، قال النبی ﷺ: الخدیعة فی النار... (صحیح البخاری: (۱/۵۶۹)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش... ط: الطاف اینڈ سنز۔

قال العبد الضعیف:... ''من علم بسلعته عیباً لم یجز بیعها حتی یبینه للمشتری، فان لم یبینه فهو آثم عاص، نص علیه أحمد۔ لماروی حکیم بن حزام عن النبی ﷺ أنه قال: ''البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورک لهما وان کذبا وکتما محق برکة بیعهما... قال الموفق۔ وأنه متی علم بالمبیع عیباً لم یکن عالماً به فله الخیار بین الامساک والفسخ... (اعلاء السنن: (۱۴/۵۸)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: ادارة القرآن۔

الدر مع الرد: (۵/۴۷)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

جائے گی۔[1]

نگینہ والا زیور کا تبادلہ

"زیور جڑاؤ ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۴)

نماز اور کمائی

"حلال کمائی ایک فریضہ ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۱/۳)

نماز کا اہتمام تجارت کے دوران

مسلمان پر متعین اوقات میں نماز ادا کرنا فرض ہے،[2] کاروبار کے دوران بھی نماز کا وقت آنے کی صورت میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا لازم ہے، کاروباری مصروفیات کی وجہ سے نماز چھوڑنا اور جماعت ترک کرنا درست نہیں بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔[3]

---

(۱) عن شداد بن أوس عن النبي ﷺ قال: الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله، هذا حديث حسن۔ ومعنى قوله من دان نفسه يقول حاسب نفسه في الدنيا قبل أن يحاسب يوم القيامة۔ ويروى عمر بن الخطاب قال: حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا وتزينوا للعرض الأكبر وإنما يخف الحساب يوم القيامة على من حاسب نفسه في الدنيا۔ ويروى عن ميمون بن مهران قال: لا يكون العبد تقياً حتى يحاسب نفسه كما يحاسب شريكه من اين مطعمه وملبسه۔ (جامع الترمذي: (۷۲/۲)، أبواب صفة القيامة، باب بلا عنوان، ط: قديمي)

محاسبة النفس لابن أبي الدنيا: (ص: ۲۲)، ط: دار الكتب العلمية۔

الفقه الاقتصادي لعمر بن الخطاب: (ص: ۵۲۳)، الباب الثالث: مراقبة الدولة للاقتصاد، الفصل الأول، المبحث الأول: الحسبة ومراقبة الأسواق، ط: دار الاندلس الخضراء۔

(۲) قال الله تعالى: إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا۔ (سورة النساء: ۱۰۳)

(۳) (وتاركها عمدا مجانة) أي تكاسلا فاسق (يحبس حتى يصلي) لأنه يحبس لحق العبد فحق الحق أحق۔ وقيل يضرب حتى يسيل منه الدم۔ وعند الشافعي يقتل بصلاة واحدة حدا وقيل كفرا (الدر المختار مع الرد: (۳۵۲/۱) كتاب الصلاة، ط: سعيد)=

قرآن مجید میں ہے کہ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ"[1] (اللہ تعالی کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت کا معاملہ اللہ تعالی کے ذکر (نماز) سے غافل نہیں کرتی۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔۔۔ایک پکارنے والا پکارے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور کاروباری لین دین کی مشغولیت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی؟ چنانچہ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوجائیں گے، اللہ تعالی ان کو حساب کتاب کے بغیر جنت میں داخل فرما دیں گے، پھر سارے لوگ کھڑے ہوں گے ان کے ساتھ حساب و کتاب ہوگا[2] اس لئے مسلمان تاجروں کو چاہیے کہ پہلی جماعت میں شریک ہوکر تمام لوگ ایک ساتھ نماز ادا کریں۔

= (فتسن أو تجب) ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة۔

قوله: بتركها مرة بلا عذر۔ هذا عند العراقيين۔ وعند الخراسانيين إنما يأثم إذا اعتاده (الدر المختار مع الرد: (۱/۵۵۳) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ط: سعيد۔

حلبي كبير: (ص: ۵۰۹) فصل في الإمامة، وفيها مباحث، ط: سهيل اكيدمي۔

(۱) سورة النور آيت: (۳۷)

(۲) عن اسماء بنت يزيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "يجمع الله الناس يوم القيامة في صعيد واحد يسمعهم الداعي وينفذهم البصر فيقوم منادى۔۔۔ فينادى أين الذين كانوا لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله" فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنة بغير حساب ثم يقوم سائر الناس فيحاسبون۔ (تفسير الدر المنثور (۶/۲۰۸) سورة النور آيت: ۳۷، ط: دار الفكر)

كنز العمال: (۱۵/۸۵۳) رقم الحديث: ۴۳۳۹۲، الكتاب الخامس من حروف الميم في المواعظ والحكم من قسم الأحوال، الفصل الثالث من الثلاثيات، ط: مؤسسة الرسالة۔

شعب الايمان للبيهقي: (۱/۴۵۳، ۴۵۴) رقم الحديث: ۶۹۳، العاشر من شعب الايمان: وهو باب في محبة الله عزوجل، فصل في ذكر اثار واخبار وردت في ذكر الله عزوجل، ط: دار الكتب العلمية۔

نمائش میں سٹال لگانے کے لئے زیادہ آمد و رفت والی جگہ کا انتخاب

''زیادہ آمد ورفت والی جگہ کا انتخاب کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۴)

نمبر اول کا مال چاہیے

''ایک نمبر کا مال چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۱)

نمبر خریدنا

موجودہ دور میں پیسوں کے عوض نمبر خریدے جاتے ہیں، اور نمبروں کا ٹوکن ملتا ہے اس کے بعد مقررہ وقت پر قرعہ اندازی کی جاتی ہے، اور جاری کئے گئے نمبروں میں سے ایک دو تین یا اس سے کچھ زیادہ خاص نمبر نکالے جاتے ہیں اور درجے کے حساب سے ان کو انعام دیا جاتا ہے اور باقی لوگوں کو کچھ نہیں ملتا، اور پیسے بھی ڈوب جاتے ہیں، یہ سراسر جوا ہے، شیطانی کام ہے، اس سے بچنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کاروبار بھی ناجائز اور آمدنی حرام ہے۔ (۱)

---

(۱) یا ایھا الذین امنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (المائدۃ: ۹۰)

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم: إن اللہ حرم علی أمتی الخمر و المیسر۔ (مسند احمد بن حنبل: (۱۲۳/۱۱) رقم الحدیث: ۲۵۶۴، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

القمار کلہ من المیسر... وھو السھام التی یجیلونھا فمن خرج سھمہ استحق منہ ماتوجبہ علامۃ السھم... وحقیقتہ تملیک المال علی المخاطرۃ، وھو أصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعۃ علی الأخطار۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۳۶۵/۲) المائدۃ: ۹۰، ط: دار الکتب العربی)

وسمی القمار قمارا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذھب مالہ إلی صاحبہ ویجوز أن یستفید مال صاحبہ وھو حرام بالنص۔ (شامی: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید)

عن عباس قال: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ إذا حرم شیئا حرم ثمنہ۔ (إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) کتاب البیوع، باب حرمۃ بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام، ط: ادارۃ القرآن)

نمک لگائے ہوئے چمڑے کی خرید وفروخت

جس جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے اس کے چمڑے کی خرید و فروخت دباغت سے پہلے اور دباغت کے بعد ہر حالت میں جائز ہے، البتہ مردار جانور کی کھال دباغت سے پہلے بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، اور چمڑے پر نمک لگانے سے دباغت ہوجاتی ہے اس لئے مردار جانور کی کھال پر نمک لگانے کے بعد بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ (۱)

نمونوں کے ہدیے

مختلف ادارے اپنی مصنوعات کے لئے نمونے خریداروں کو ہدیے کے طور پر دیتے ہیں تا کہ خریدار لوگ ادارے کی مصنوعات کے فوائد، خصوصیات، اور ان مصنوعات کے استعمال کے طریقے پہچان لیں، اب اس کی دو صورتیں ہیں۔

① ہدیہ لینے والا اس چیز کا خود خریدار ہو اور اس کا مقصد یہ ہو کہ خریدار چیز کو خریدنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لے، پھر اس سے مطمئن ہو کر اس کا سودا کرلے تو یہ ہبہ ہے، لینا اور دینا دونوں جائز ہے، البتہ ادارے کے لئے ضروری ہے کہ ساری

---

(۱) (وجلد ميتة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... (وبعده) الدبغ (يباع) إلا جلد انسان وخنزير وحية... (الدر مع الرد: (۵/۷۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.

الهندية: (۳/۱۱۵) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز الفصل الرابع: في بيع الحيوانات، ط: رشيديه.

استمتعوا بجلود الميتة إذا هي دبغت ترابا كان او رمادا او ملحا أو ما كان بعد ان يزيل صلاحه۔ (فتح القدير: (۱/۹۵)، كتاب الطهارة، باب الماء الذي يجوز به الوضوء ومالا يجوز، قبيل فصل: في البئر، ط: دار الفكر/رشيديه۔

ثم الدباغ هو ما يمتنع عود الفساد إلى الجلد عند حصول الماء فيه، والدباغ على ضربين حقيقي و حكمي، فالحقيقي: هو أن يدبغ بشيئ له قيمة كالشب والقرظ والعفص، وقشور الرمان، ولحى الشجر والملح وما اشبه ذلك۔ (البحر الرائق: (۱/۱۷۹)، كتاب الطهارة، ط: رشيديه۔

مصنوعات ان نمونوں کے معیار کے مطابق ہوں، ایسا نہ ہو کہ نمونے اعلیٰ معیار کے ہوں اور باقی مصنوعات گھٹیا معیار کی ہوں، ورنہ دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔(۱)

ہدیہ لینے والا خود خریدار نہیں ہے، بلکہ وہ دوسرے کو خریدنے میں رہنمائی یا مدد کرنے والا ہو، جیسے ڈاکٹر مریضوں کو دواؤں کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے، اور ان کو ان کے مرض کے لحاظ سے دوائی لکھ کر دیتا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر یا معالج نمونہ جاتی ہدیہ لینے سے احسان مند ہو کر ہدیہ کرنے والے ادارے کی ہی دوائی مریضوں کے لئے تجویز کرے جبکہ اس ادارے کی دواؤں سے دوسرے

---

(۱) کان رسول الله ﷺ یقبل الهدیة ویثیب علیها۔ (صحیح البخاری: (۱/۳۵۲)، کتاب الهبة... باب المکافاة فی الهبة، ط: قدیمی۔

أهدی إلی رجل شیئاً أو أضافه إن کان غالب ماله من الحلال فلا بأس۔ (الهندیة: (۵/۳۴۲)، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر: فی الهدایا والضافات، ط: رشیدیه۔

البزازیة علی هامش الهندیة: (۶/۳۶۰)، کتاب الکراهیة، الفصل الرابع: فی الهدیة والمیراث، ط: رشیدیه۔

"من غش فلیس منا"... (جامع الترمذی: (۱/۲۴۵)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۱/۹۵)، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیه۔

قال ابن أبی أوفی: الناجش اکل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لا یحل، قال النبی ﷺ: الخدیعة فی النار... (صحیح البخاری: (۱/۵۶۹)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش... ط: الطاف اینڈ سنز۔

قال العبد الضعیف:... "من علم بسلعته عیباً لم یجز بیعها حتی یبینه للمشتری، فان لم یبینه فهو اٰثم عاص، نص علیه أحمد۔ لما روی حکیم بن حزام عن النبی ﷺ أنه قال: "البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورک لهما وان کذبا وکتما محق برکة بیعهما... قال الموفق۔ وأنه متی علم بالمبیع عیباً لم یکن عالماً به فله الخیار بین الامساک والفسخ... (اعلاء السنن: (۱۴/۵۸)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: ادارة القرآن۔

الدر مع الرد: (۵/۴۷)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

ادارے کی دوائیں زیادہ معیاری یا کم قیمت کی ہیں، اور ان کو نظر انداز کر کے ہدیہ دینے والے ادارے کی دوائی لکھ کر دیتا ہے تو اس قسم کا ہدیہ لینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس سے مریضوں کا نقصان ہے اور نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔

اور اگر ہدیہ دینے والے اداروں کی دوائی معیاری اور ضرورت ہونے کی بنا پر مریضوں کو لکھ کر دیتا ہے بلا ضرورت نہیں تو اس صورت میں نمونہ جاتی ہدیہ لینا جائز ہوگا۔[1]

نمونہ دکھا کے بیع کرنا مال کے بغیر

بعض کاروباری لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس مال موجود نہیں ہوتا، وہ اپنے پاس مال کا نمونہ (سیمپل) رکھتے ہیں، گاہک کو سیمپل دکھا کر سودا کر لیتے ہیں، اور معاملہ طے ہونے کے بعد دوسرے دکاندار یا مل والے سے مال خرید کر مہیا کرتے ہیں۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ جو مال اپنے پاس موجود نہ ہو صرف اس کا سیمپل دکھا کر سودا کرنا جائز نہیں ہے، شرعاً یہ بیع منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ ایسی چیز کا بیچنا جو اپنی ملکیت میں نہ ہو شرعاً جائز نہیں ہوتا، البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ دکاندار یا کاروباری حضرات گاہک سے نمونہ دکھا کر مال کا آرڈر لے لے، اور یہ بیع کا وعدہ

---

(۱) "ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به رواه الترمذي: (مشكوة المصابيح: (ص:۴۲۸)، كتاب البيوع، باب ماينهى عنه من التهاجر... ط: قديمي۔

والأظهر أن الضرر يشمل البدني والمالي، والدنيوي والأخروي۔ (مرقاة المفاتيح: (۴۷۷/۸)، تحت رقم الحديث: ۵۰۴۲، باب ماينهى عنه من التهاجر، ط: رشيديه۔

وما كان سببا لمحظور فهو محظور... وكل ما أدى إلى مالا يجوز لايجوز... (الدر مع الرد: (۶/ ۳۵۰، ۳۶۰)، كتاب الحظر والإباحة، وفصل: في اللبس، ط: سعيد۔

شرح المجلة للأتاسي: (۱/ ۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشيديه۔

ہوگا، بیع نہیں ہوگی، اور اس بیع پر احکام بھی جاری نہیں ہوں گے۔

مثلاً دکاندار گاہک سے یوں کہے کہ اس نمونہ کے مال کا آرڈر مجھے دے دو، میں اسے مہیا کر کے آپ کو دے دوں گا۔

اور اگر گاہک اس آرڈر پر مال کی قیمت کی رقم پہلے ادا کرے تو اس کے بارے میں صراحت کر دیں کہ یہ امانت ہے یا قرض ہے، اور بیع (سودا) اس وقت ہوگی جس وقت مال وصول ہوگا، یا جس وقت آرڈر لیا جائے اس وقت بالکل پیسے نہ لیں، بلکہ مال دلانے کے بعد قیمت وصول کریں، ان دونوں صورتوں میں نمونہ دکھا کر معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

نمونہ دکھا کر خرید و فروخت کرنا

موجودہ دور میں کارخانوں میں جو اشیاء بنائی جاتی ہیں وہ کمپیوٹرائز نظام کے مطابق مشین سے بنائی جاتی ہیں، یا بنے ہوئے فریم یا ڈائی پر بنتی ہیں، اس لئے ان کی مصنوعات کو فروخت کرتے ہوئے نمونہ دکھانے پر اکتفاء کر دیا جاتا ہے، اور خریدار اسی کو دیکھ کر سامان کا آرڈر دیتا ہے، تو اگر تمام مال نمونہ کے مطابق ہے تو خریدار کے لئے معاملہ ختم کر کے مال واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر سامان نمونہ کے مطابق

---

(۱) عن حکیم بن حزام قال: نہانی رسول اللہ ﷺ أن ابیع مالیس عندی رواہ الترمذی فی روایۃ لہ ولأبی داؤد والنسائی، قال: قلت یا رسول اللہ! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع لہ من السوق، قال: لا تبع مالیس عندک۔ (مشکوۃ المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، ط: قدیمی۔

ان البیع انما ینعقد بصیغۃ تدل علی إنشاء العقد فی الحال، ولذلک لا ینعقد البیع بصیغۃ تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف ابیعک کذا" او سوف اشتری منک کذا" وإنما تنبئ ھذہ الصیغۃ عن الوعد بانجاز البیع فی المستقبل، ولیس بیعاً... (فقہ البیوع: (۱/ ۷۷)، المبحث الأول، حکم الوعد أو المواعدۃ فی البیع، ط: معارف القرآن۔

درر الحکام إلی مجلۃ الاحکام: (۱/ ۱۳۰)، المادۃ: ۱۷۱، البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: دار عالم الکتب/ سلطانیہ کوئٹہ۔

نہیں بلکہ اس سے کمتر درجہ کا ہے تو عیب کی بنا پر واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

نمونہ سے گھٹیا نکلا

۳۹۴

نمونہ دیکھ کر چیز خریدنے کے بعد، اگر چیز نمونہ سے گھٹیا اور کم درجہ کی نکلی، تو خریدار کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا، چیز میں اس کے نمونہ سے کمی اگر تاجروں کے عرف کے مطابق عیب کے درجہ میں ہے، تو خریدار کو خیار عیب حاصل ہوگا، اور خریدار کی وفات سے یہ اختیار ختم نہیں ہوگا، اور اگر وہ کمی عیب کے درجہ میں نہیں ہے تو صرف خیار رؤیت حاصل ہوگا،، اور خریدار کی وفات کی صورت میں یہ اختیار ختم ہو کر سودا پکا ہو جائے گا۔ (۲)

---

(۱) فإن كان لاتتفاوت آحادها كالمكيل والموزون، وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفي برؤية واحد منها الا إذا كان الباقي أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار۔ (الهداية: (۳/ ۳۹)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه۔

المحيط البرهاني: (۶/ ۵۳۸، ۵۳۹)، كتاب البيع، الفصل الثالث عشر: في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلميه۔

مجلة الأحكام العدلية (۱/ ۶۵)، المادة: ۳۲۴، ۳۲۵، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الخامس: في حق خيار الرؤية، ط: نور محمد كتبخانه كراچی۔

(۲) العيب هو ما ينقص ثمن المبيع عند التجار وأرباب الخبرة ـ ولو يسيراً ـ (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۲۹۳)، المادة: ۳۳۸، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه۔

وهو أي خيار العيب يثبت بلا شرط... ويورث ويثبت في البيع... (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۲۸۹)، أيضاً، ط: رشيديه۔

وخيار الروية لا ينتقل إلى الوارث فإذا مات المشتري قبل أن يرى المبيع لزم البيع ولا خيار لوارثه۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۲۷۰)، المادة: ۳۲۱، البيوع، الباب السادس، الفصل الخامس: في بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه۔

فإن كان لاتتفاوت آحادها كالمكيل والموزون، وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفي برؤية واحد منها الا إذا كان الباقي أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار۔ (الهداية: (۳/ ۳۹)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه۔=

نمونہ کی دوا فروخت کرنا

(۳۹۵) دواساز کمپنی کی طرف سے جو دوا ڈاکٹروں کو نمونہ اور سیمپل کے طور پر ملتی ہے تاکہ مریضوں کو مفت دیں، اور فروخت نہ کریں، جیسا کہ ان دواؤں پر جملہ لکھا ہوتا ہے کہ ''فروخت کے لئے نہیں'' تو ڈاکٹروں کے لئے سیمپل یا دوائیں کمپنی سے لے کر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے، ساتھ ساتھ یہ دھوکہ اور خیانت بھی ہے، اس لئے ڈاکٹر حضرات ایسی دوائیں فروخت کرنے سے بچیں ورنہ آخرت میں سخت پکڑ ہوگی اور وہاں نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ (۱)

نمونہ کے مطابق مال نہیں بنایا

اگر کسی شخص نے کسی کمپنی یا کاریگر کو مال بنانے کا آرڈر دیا، اور اس نے وہ مال نمونہ کے مطابق نہیں بنایا تو واپس کرنا درست ہے، ہاں اگر نمونہ کے مطابق بنایا تو

= المحيط البرهاني: (۶/۵۳۸، ۵۳۹)، کتاب البيع، الفصل الثالث عشر: في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلميه۔

مجلة الأحكام العدلية (۱/ ۶۵)، المادة: ۳۲۴، ۳۲۵، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الخامس: في حق خيار الرؤية، ط: نور محمد کتبخانه کراچی۔

(۱) وشرط المعقود عليه ستة كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه... فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم... ولا بيع ماليس مملوكاً له۔ (شامي: (۴/ ۵۰۵)، کتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)

هذا إذا أعطاه على وجه القضاء لدينه وإن دفع إليه على وجه الرسالة لا يطيب له الربح بالإتفاق لأنه لا يملكه، ويتعلق العقد بعينه لتعينه فتكون الحرمة فيه حقيقة كالمغصوب المتعين إذا ربح فيه۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۱۶۲)، کتاب الكفالة، فصل: ولو اعطى المطلوب الكفيل... ط: امداديه/ المطبعة الكبرى الأميريه مصر۔

فتح القدير: (۶/ ۴۳۴)، کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل: في أحكامه، ط: رشيديه۔

عناية على هامش الفتح: (۶/ ۴۳۴، ۴۳۵)، کتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في أحكامه، ط: رشيديه۔

واپس کرنا درست نہیں ہے۔

۳۹۶ واضح رہے کہ آرڈر دے کر مال بنوانے کو شریعت کی اصطلاح میں استصناع کہا جاتا ہے اور عقد استصناع میں جب نمونہ کے مطابق مال نہ بنایا گیا ہو تو واپس کرنا درست ہوتا ہے، ہاں اگر نمونے کے مطابق بنایا ہو تو پھر واپس نہیں کر سکتا۔ (۱)

نمونہ لے کر آرڈر پر مال تیار کرنا

کسی کمپنی وغیرہ سے نمونہ لے کر کسی گاہک کو وہ نمونہ دکھا کر مال تیار کر کے دینے کا جن چیزوں میں عام رواج ہے، انہیں کسی کارخانے والے سے نمونہ کے طور پر لے کر آرڈر لینا اور معینہ مدت میں مال تیار کر کے دینا جائز ہے، اس طرح خرید و فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ اس کی قیمت وغیرہ بھی عقد کے وقت طے ہو جائے۔ (۲)

---

(۱) اذا انعقد الاستصناع فليس لأحد العاقدين الرجوع ، وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيرًا۔ (شرح المجلۃ لمحمد خالد الاتاسی: (۲/۳۰۶) المادۃ: ۳۹۲، البیوع: الباب السابع فی بیان البیع واحکامہ، الفصل الرابع: فی الاستصناع، ط: رشیدیہ۔

قال: کان المستصنع مخیراً لفوات الوصف المرغوب فیہ۔ (شرح المجلۃ لسلیم رستم باز: (۱/۱۷۶)، المادۃ: ۳۹۲، البیوع، الباب السابع: فی بیان البیع واحکامہ، الفصل الرابع: فی الاستصناع، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

وذهب أبو يوسف رحمه الله إلى أنه إن تم صنعه ، وكان مطابقا للاوصاف المتفق عليها ، يكون عقدا لازما، واما ان كان غير مطابق لها فهو غير لازم عند الجميع لثبوت خيار فوات الوصف... (الموسوعة الفقهية: (۳/۳۲۹) حرف الالف، استصناع، الآثار العامة للاستصناع، ط: وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامية كويت۔

(۲) إذا قال شخص لأحد من أهل الصنائع اصنع لي الشيء الفلاني بكذا قرشا وقبل الصانع ذلك، انعقد البيع استصناعاً۔ (شرح المجلۃ للاتاسی: (۲/۴۰۰)، المادۃ: ۳۸۸، البیوع، الباب السابع: فی البیع واحکامہ، الفصل الرابع: فی بیان الاستصناع، ط: رشیدیہ۔

كل شيء تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الاطلاق (شرح المجلۃ لرستم باز: (۱/۱۷۵) المادۃ: ۳۸۸، ایضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ)

الدر مع الرد: (۵/۲۲۳)، کتاب البیوع، باب السلم، مطلب فی الاستصناع، ط: سعید۔

ننانوے سال کے پٹہ پر زمین خریدنا

کے ڈی اے (کراچی کی جائیداد فروخت کرنے کے سرکاری ادارہ) کو حکومت نے متعین شرائط پر عوام کو زمین دینے کے اختیارات دیئے ہیں، کے ڈی اے کا محکمہ اگر چہ زمینوں کا مالک نہیں ہے، لیکن چونکہ گورنمنٹ کی جانب سے اختیارات دیئے گئے ہیں اس لئے اس سے زمین حاصل کرنا درست ہے۔

ننانوے سال کی لیز پر جو زمینیں دی جاتی ہیں یہ طریقہ کار خرید وفروخت کے اصولوں پر نہیں ہے، بلکہ اجارہ کی صورت ہے۔

جس کا طریقہ یہ ہے کہ حکومت کے دیئے ہوئے اختیارات سے کے ڈی اے ننانوے سال کے لئے پلاٹ دیتا ہے، اور اچھی خاصی مقدار میں اس کے کرایہ کی رقم پیشگی لیتا ہے، اور کچھ فی گز مربع کے حساب سے سالانہ وصول کرتا ہے، اور ساتھ ہی یہ اختیارات بھی دیتا ہے کہ جس شخص نے پلاٹ حاصل کیا ہے وہ دوسرے شخص کو اپنی مرضی کے مطابق یہ پلاٹ وغیرہ دے سکتا ہے، اور ہدیہ اور وقف بھی کر سکتا ہے، لیکن وہ دوسرا خریدار بھی اسی ننانوے سال کی مدت پوری ہونے تک کرایہ دار رہے گا، اور جو شرائط سب سے پہلے پلاٹ حاصل کرنے والے پر عائد ہوتی تھیں، وہی شرطیں دوسرے اور تیسرے آدمی پر بھی عائد ہوں گی۔

بہر حال کے ڈی اے سے اس طرح زمین حاصل کرنا جائز ہے، اور حاصل کرنے کے بعد دوسرے لوگوں کو زمین فروخت کرنا بھی درست ہے، خواہ اسی قدر رقم وصول کرے جو خود ادا کی تھی، یا اس سے کم وبیش کر کے لے لے، اپنی مرضی کے مطابق جتنے دام چاہے وصول کر سکتا ہے۔

اور پہلی مرتبہ زمین حاصل کرنے والے سے، زمین حاصل کرنے والا دوسرا شخص بھی لیز کی شرائط کے مطابق پورے پورے تصرف کا مالک ہوگا، اور اس زمین کو

جس طرح چاہے آگے فروخت کر سکے گا۔ (۱)

نوٹ

''نوٹ'' محض ایک اصطلاحی ثمن ہے، جو قوت خرید کی نمائندگی کرتا ہے اور بس۔ (۲)

نوٹ پرانا ہے

پھٹے پرانے نوٹ کو کم یا زیادہ قیمت پر خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے ہاں پھٹے پرانے نوٹ کو نوٹ کے علاوہ کسی اور چیز یا کسی اور کرنسی کے عوض جس طرح چاہے خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ (۳)

نوٹ پھٹا ہوا ہے

''نوٹ پرانا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۸/۶)

---

(۱) الإجارة عقد يرد على المنافع بعوض... ولا يصح حتى تكون المنافع معلومة والأجرة معلومة... والمنافع تارة تصير معلومة بالمدة كاستجار الدور للسكنى والارضين للذارعة، فيصح العقد على مدة معلومة أى مدة كانت... (الهداية: (۲۹۶/۳)، كتاب الاجارات، ط: رحمانيه

وإذا استأجر داراً وقبضها ثم آجرها فإنه يجوز... (الهندية: (۴۲۵/۴)، كتاب الإجارة، الباب السابع فى إجارة المستأجر، ط: رشيديه۔

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۱/ ۶۷۱)، المادة: ۵۸۶، كتاب الاجارة، الباب السابع، الفصل الثانى: فى تصرف العاقدين فى المأجور... ط: دار عالم الكتب/سلطانيه

(يجوز استنجار دار أو حانوت بدون بيان من يسكنها) ولا بيان ما يعمل فيها فللمستاجر أن يسكنها بنفسه أو يسكنها غيره بإجارة أو إعارة ونحوهما۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۲۵/۱)، رقم المادة: ۵۲۳، الكتاب الثانى فى الاجارة، الباب السادس فى أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الأول فى مسائل تتعلق بإجارة العقار، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۲) جدید فقہی مسائل: ۴/ ۱۵، نوٹ کی شرعی حیثیت، ط: زمزم پبلشرز۔

(۳) فالصحيح الراجح فى زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها، ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث فى قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۴) ط: دار العلوم كراچى)

مزید تخریج کے لئے ''ڈالر کی بیع کی زیادتی کے ساتھ'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

نوٹ کب ایجاد ہوئے

۳۹۹ مشہور ہے کہ چین والوں نے ۶۵۰ء سے ۸۰۰ء کے درمیان کاغذ ڈرافٹ بنانے شروع کئے تھے انہی ڈرافٹ نے آگے چل کر کرنسی نوٹوں کی ایجاد کا تصور دیا، اور یہ بھی مشہور ہے کہ سب سے پہلی کرنسی نوٹ ۹۱۰ء میں چین میں ایجاد ہوئے۔[1]

مشہور مورخ ابن مقریزی رحمہ اللہ جب بغداد گئے تھے تو انہوں نے بھی وہاں چین کے نوٹوں کا مشاہدہ کیا تھا۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۷۶/۴۱، ۱۷۸)، مادہ: نقود) چین کے بعد جاپان میں چودھویں صدی عیسوی میں کرنسی نوٹ جاری ہوئے۔ یورپ میں سب سے پہلے با قاعدہ نوٹ ۱۶۶۱ء کو سٹاک ہام میں بینک آف سوئڈن نے جاری کیا، انگلینڈ نے ۱۶۹۵ء میں کرنسی نوٹ جاری کئے۔ ہندوستان میں پہلا نوٹ ۵ جنوری ۱۸۲۵ء کو بینک آف کلکتہ نے جاری کیا جس کی مالیت دس روپے تھی، آزادی کے بعد پاکستان میں کرنسی نوٹ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء کو جاری کئے گئے۔[1]

نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ

نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ یا نوٹ کی بیع نوٹ کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے۔[2]

(۱) الاوراق النقدية في الاقتصاد الاسلامي قيمتها واحكامها (ص ۱۱۵)۔

(۲) ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والغطارفة؛ لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربا، (الهداية۔ (۱۱۰/۳) كتاب الصرف، ط: مكتبه شركت علميه ملتان/ رشيديه)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (۱۶۴/۱) احكام الاوراق النقدية، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لايجوز أيضا ... والذي يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة =

نوٹ مستقل کرنسی ہے

(۴۰۰) نوٹ مستقل کرنسی ہے اور سونے چاندی کی طرح ان میں بھی سود کے احکام جاری ہونگے، ربا، سود اور تلف کرنے کی صورت میں، ضمان کے مسائل میں ان پر مکمل طور پر سونے چاندی کے احکام جاری ہوں گے۔(۱)

نوے فیصد عافیت تجارت میں ہیں

"عافیت کے نوے حصے تجارت میں ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۸/۴)

=أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها في كل شيئ فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعينها، لانفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب ودب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۵۸۸) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم كراچی)

وصح بيع الفلس المعين بفلسين معينين عندهما، وقال محمد: لايجوز؛ لأنّ الفلوس الرائجة اثمان وهو لايتعين، ولذا لاتتعين الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۱۹) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولايجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۳) أحكام الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) وباستعراضنا لآراء العلماء في النقود الورقية ووجهة نظر كل منها ومنا قشتها، فقد ترجح قول القائل: بأن الاوراق النقدية هي عملة نقدية مستقلة ويجرى فيها الربا كما يجرى في النقدين وينطبق عليها حكمهما سواء بسواء في الربا، وفي وجوب الزكاة وفي ضمانها بالاتلاف۔ (الربا والمعاملات المصروفية في النظر الشرعية الاسلامية (ص: ۳۳۹) الباب الثالث: المعاملات المصرفية ورأى الاسلام فيها، الفصل الثاني: النقود الورقية وهل يجرى عليها أحكام الصرف، ط: دار العاصمة)

نئی مرچ میں پرانی مرچ ملا کر بیچنا

(۴۰۱) کریانہ کے بعض دکاندار نئی پسی ہوئی مرچ میں پرانی پسی ہوئی مرچ ملا کر فروخت کرتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر دکاندار اپنے خریداروں کو بتادیں کہ یہ ملاوٹ والی مرچ ہے تو دکاندار کے لئے ایسی ملاوٹ والی مرچ فروخت کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر گاہکوں کو ملاوٹ کے بارے میں نہیں بتائے تو دھوکہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا، اور یہ سخت گناہ اور حرام بھی ہوگا۔ اس لئے دکاندار پر لازم ہے کہ ملاوٹ والی اشیاء فروخت کرنے سے پہلے گاہک کو بتادے کہ اس میں ملاوٹ ہے۔ اور اگر دکاندار اپنی پسوائی ہوئی خالص مرچ کو مارکیٹ والی پرانی مرچ میں ملا کر ملاوٹ والی مرچ کی نرخ پر فروخت کرنا چاہے، اور گاہک کے سامنے بات واضح ہو تو دھوکہ نہ ہونے کی وجہ سے بیع جائز ہوگی۔ [1]

نئے نوٹ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا

ایک ملک کی کرنسی میں نئے نوٹ دے کر دوسرے فریق سے زیادہ قیمت کے پرانے نوٹ حاصل کرنا جائز نہیں سود ہے۔

البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جس آدمی کو بینک سے پرانے نوٹ دے کر نئے نوٹ لینے کے لئے بھیجا جائے اس کی محنت کی اجرت متعین کرلی جائے، جب وہ نئے لے کر آئے تو متعین اجرت اس کو دے دی جائے، اور اگر پہلے سے اس کے پاس نئے

---

(۱) عن أبی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم مر علی صبرة من طعام فادخل یده فیها فنالت أصابعه بللاً، فقال: یا صاحب الطعام ما هذا؟! قال أصابته السماء یا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس، ثم قال: من غش فلیس منا... (جامع الترمذی (۱/ ۲۴۵)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔)

صحیح مسلم: (۱/ ۹۵)، کتاب الأیمان، باب قول النبی صلی الله علیه وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیة۔

مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، ط: قدیمی۔

نوٹ موجود ہیں تو اس صورت میں تبادلہ کی صورت میں کمی بیشی جائز نہیں ہوگی۔ (۱)

۴۰۲ نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے

نیا اور پرانا زیور دونوں ہی دس دس تولے کے ہوں، نگینے کے بغیر سادے ہوں، پرانے زیور میں خالص سونا نو تولے ہو، جبکہ نئے زیور میں خالص سونا آٹھ تولے ہو، چالیس ہزار فی تولہ کے حساب سے پرانا زیور تین لاکھ ساٹھ ہزار روپے کا ہو، اور نیا زیور تین لاکھ بیس ہزار روپے کا ہو، اور نئے زیور کی مزدوری مثلاً سولہ ہزار روپے ہو تو نیا زیور کل تین لاکھ چھتیس ہزار روپے کا بنا، اور دکاندار اپنے دس تولے کا نیا زیور دے کر گاہک سے دس تولے کا پرانا زیور اور مزید سولہ ہزار روپے مزدوری کے لیتا ہے، تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ جب سونے کا سونے سے یا چاندی کا چاندی سے

---

(۱) ولمشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والعطارفة، لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربا. (الهداية. (۱۱۰/۳) كتاب الصرف، ط: مكتبه شركت علميه ملتان/رشيديه)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (۱۶۳/۱) أحكام الاوراق النقدية، ط: مكتبه دار العلوم كراچي۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لايجوز أيضا ... والذى يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها في كل شيئ فلو أبيح التفاضل فيها ولو بعينها، لا نفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب ودب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۵۸۸/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم كراچي)

وصح بيع الفلس المعين بفلسين معينين عندهما، وقال محمد: لايجوز؛ لأن الفلوس الرائجة أثمان وهو لايتعين، ولذا لاتتعين الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: (۲۱۹/۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۳) أحكام الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچي)

تجوز إجارة الأدمي للخدمة أو لاجراء صنعة ببيان مدة أو بتعيين العمل بصورة أخرى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۳۹/۱) رقم المادة: ۵۶۲، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الأدمي، ط: مكتبة فاروقية۔)

تبادلہ کیا جائے تو مقدار میں برابری کرنا واجب ہے اگرچہ ایک طرف کا سونا چاندی خالص ہو اور دوسری طرف کے سونے چاندی میں کھوٹ ملا ہو، اس لئے دکاندار جو مزید سولہ ہزار روپے لے گا وہ سود بنے گا۔ (۱)

نیارا کی خرید وفروخت

زیورات بنانے والے لوگ جہاں زیورات بناتے ہیں وہاں سونا چاندی کے باریک ذرات مٹی میں گرتے ہیں ایسی مٹی کو اردو زبان میں نیارا اور عربی زبان میں **تراب الصاغة** (زیورات بنانے والے مٹی) کہا جاتا ہے، اس مٹی کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی ہے اس کے ذرات کو جمع کر کے سونا اور چاندی حاصل کی جاتی ہے، یہ مٹی خود قیمتی نہیں ہے البتہ سونے چاندی کے ذرات کی وجہ سے وہ قیمتی ہوتی ہے۔ ان مٹیوں کا پیسے کے عوض خرید وفروخت کرنا جائز ہے البتہ دونوں طرف سے قبضہ کرنا ضروری ہے اور نیارا کو نیارا کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔ (۲)

---

(۱) (ولا يجوز بيع الجيد بالردى) إذا قوبل بجنسه مما فيه الربا (الامتساويا) لقوله عليه الصلاة والسلام: "جيدها ورديها سواء" (مجمع الأنهر: (۳/۱۲٦)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

الاختيار لتعليل المختار: (۲/۳۱)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۵/۱۷۹)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔)

(۲) والمراد بتراب الصاغة: التراب الذى فيه ذرات الذهب، فلا يجوز بيعه بجنسه لاحتمال الربا ولا ينصرف إلى خلاف الجنس تحريا للجواز كما فى بيع درهم و دينارين بدينار و درهمين، لان التراب ليس بمال متقوم، كذا فى المعراج، ولو اشترى تراب الصواغين بعرض إن وجد فى التراب ذهبا أو فضة جاز بيعه؛ لانه باع مالا متقوما، وان لم يجد شيئا من ذلك لا يجوز؛ لان التراب غير مقصود وإنما المقصود ما فيه من الذهب والفضة۔ (البحر الرائق: (۵/۳۰۵) كتاب البيع، فصل يدخل البناء والمفاتيح فى بيع الدار، ط: سعيد)

وأما تراب الصاغه فإن كان فيه فضة خالصة فحكمه حكم تراب معدن الفضة وإن كان فيه ذهب خالص فحكمه حكم تراب معدن الذهب، وإن كان فيه ذهب و فضة، فإن اشتراه بذهب أو فضة لم يجز؛ لاحتمال أن يكون ما فيه من الذهب أو الفضة أكثر أو أقل أو مثله، فيتحقق الربا، ولو اشتراه بذهب و فضة جاز لانه اشترى ذهبا و فضة بذهب و فضة فيجوز، ويصرف الجنس إلى خلاف الجنس، ويراعى فيه=

نیا سامان لینا پرانا سامان دے کر

"پرانا سامان دے کر نیا سامان لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۱/۲)

نیا عیب ختم ہو گیا

"عیب جدید ختم ہو گیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۸/۴)

نیا کاروبار شروع کرنے کی دعا

جب نیا کاروبار شروع کرے تو شروع میں چند ایام مندرجہ ذیل آیت کو ۱۴۱ بار پڑھے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ (۱)

نیت

کاروبار شروع کرتے وقت لوگوں کی خدمت اور ان کو فائدہ پہنچانے کی نیت کرنی چاہیے نیز اپنے آپ کو لوگوں سے سوال سے بچانے، اور اہل وعیال، بیوی بچوں پر خرچ کرنے اور رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے کی نیت کرنی چاہیے۔ (۲)

= شرائط الصرف ولو اشتراه بعرض جاز لانعدام احتمال الربا. (بدائع الصنائع: (۱۹۶/۵) کتاب البیوع، فصل وأما شرائط جریان الربا، ط: سعید)

وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء (الهداية: (۸۳/۳) کتاب البیوع، باب الربا، ط: رحمانية)

(۱) (سورۃ لقمان آیت ۲۶)

(۲) (إن الله يحب أن يرى عبده تعبا)... أي عيا في (طلب) الكسب (الحلال) يعني أنه يرضى عنه فيضاف له الثواب أي إن قصد بعمله التقرب لتضمنه فوائد كثيرة كإيصال النفع إلى الغير بإجراء الأجرة، إن كان العمل نحو إجارة، وإيصال النفع إلى الناس بتهيئة اسبابهم... وكالتعفف عن ذل=

نیت میں فتور آنے سے رزق سے محروم ہوجاتا ہے

''صدقات'' نہ کرنے سے مال تباہ ہوجاتا ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔

نیت ہو حلال روزی کمانے کی

''حلال روزی کمانے کی نیت ہو''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۰/۳)

نیٹ کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم

''برقی تحریر کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۷/۲)

نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ

''نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ'' سودی اسکیم ہے، اس میں سرمایہ داری کرنا خرید وفروخت کرنا اور منافع لینا ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

= السؤال واظهار الحاجة... (فيض القدير للمناوى: (۲/ ۳۷۲)، رقم الحديث: ۱۸۸۴، حرف الألف، ط: دار الكتب العلمية)

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء۔ (صحيح مسلم: (۲/ ۲۷)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي۔)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي۔

فتاوىٰ عثماني: (۳/ ۱۷۳)، كتاب البيوع، فصل فى احكام السندات المالية والصكوك والاوراق المالية، نيشنل ڈيفنس سيونگ سرٹيفكيٹ، ط: معارف القرآن۔

ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك فى العدالى والغطارفة؛ لأنها أعز الأموال فى ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربا، (الهداية۔ (۳/ ۱۱۰) كتاب الصرف، ط: مكتبه شركت علميه ملتان/ رشيديه)

بحوث فى قضايا فقهية معاصرة (۱/ ۱۶۳) أحكام الاوراق النقدية، ط: مكتبه دار العلوم كراچى۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالىٰ: أنه لا يجوز أيضا... والذى يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالىٰ أولىٰ بالأخذ فى زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها فى كل شيء فلو أبيح التفاضل فيها ولو بعينها، لا نفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب ودب، فينبغى أن يختار قول محمد رحمه الله تعالىٰ۔ (تكملة فتح الملهم: =

(٣٠٦)

نیک تاجر کا چہرہ

”چاند کی مانند چہرہ“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۵/۳)

نیگوشیئشن بینک

”ایل سی“ کے سلسلہ میں کاروائی کرتے ہوئے برآمد کرنے والے کے بینک کو ”نیگوشیئشن بینک“ کہتے ہیں۔

نیلام

آج کل بہت سے سامان فروخت کرنے کے لئے بائع (سیلر) بہت سے خریداروں کو طلب کر کے سامان بولی پر بیچتا ہے، اور خریدار ایک دوسرے پر قیمتوں میں مسابقت کر کے لینے کی کوشش کرتے ہیں جو زیادہ قیمت لگائے سامان اسی کو دے دیتا ہے، عرف عام میں اس کو نیلام کہا جاتا ہے اور فقہائے کرام کی زبان میں اس کو ”بیع من یزید“ کہتے ہیں، شریعت کی رو سے اس طرح خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔[1]

= (۵۸۸/۱) کتاب المساقاۃ والمزارعۃ، باب الربا، ط: دار العلوم کراچی)

☐ وصح بیع الفلس المعین بفلسین معینین عندهما، وقال محمد: لایجوز؛ لأن الفلوس الرائجة أثمان وهو لایتعین، ولذا لاتتعین الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۱۹) کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدیه)

☐ فالصحیح الراجح فی زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولا یجوز التفاضل فيها۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۱۶۳) احکام الأوراق النقدیة، ط: دار العلوم کراچی)

☐ تجوز إجارة الأدمی للخدمة أو لاجراء صنعة ببيان مدة أو بتعيين العمل بصورة أخرى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۳۹) رقم المادة: ۵۶۲، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الأدمي، ط: مكتبة فاروقية۔)

(۱) ولا بأس ببيع من يزيد وهو بيع الفقراء، وبيع من كسدت بضاعته، والاستيام على سوم الغير مكروه، والفرق بين المزايدة والاستيام على سوم الغير، أن صاحب المال إذا كان ينادي على سلعته، فطلبها انسان بثمن فكف عن النداء، وركن إلى ما طلب منه ذلك الرجل، فليس للغير ان يزيد في ذلك، =

نیلام کا مال خریدنا

(۴۰۷) اگر حکومت نے مدیون (مقروض) کے اموال کو نیلام کر کے فروخت کرنے کا حکم دیا ہے، تو ان اموال کو خریدنا جائز ہے، چاہے مدیون اس پر راضی ہو یا ناراض دونوں صورتوں میں جائز ہے اور یہ صاحبین کا مسلک ہے۔ (۱)

=وهٰذا استيام على سوم الغير، وإن لم يكف عن النداء فلا بأس لغيره أن يزيد، ويكون هٰذا بيع المزايدة، ولايكون استياما على سوم الغير۔ وإن كان الدلال هو الّذى ينادى على السلعة وطلبها انسان بثمن فقال الدلال: حتى أسأل المالك، فلا بأس للغير أن يزيد بعد ذٰلك فى هٰذه الحالة، فإن أخبر الدلال المالك، فقال: بعه بذٰلك واقبض الثمن، فليس لأحد أن يزيد بعد ذلك، وهٰذا استيام على سوم الغير، كذا فى المحيط۔ (الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون فى البياعات المكروهة... ط:رشيدية)

🗀 فقه البيوع: (۱۲۳/۱، ۱۲۴)، أحكام بيع المزايدة، ط:معارف القرآن۔

🗀 الدرمع الرد: (۱۰۲/۵، ۱۰۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد۔

(۱) (ولو له عقار يحبسه) أى (ليبيعه ويقضى الدين) الّذى عليه (ولو بثمن قليل) بزازية وسيجئ تمامه۔ (قوله: وسيجئ تمامه فى البحر) قال: المصنف رحمه الله والشارح ﷺ هناك والقاضى يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه يعنى بلا أمره، وكذا لو كان دنانير۔ وباع دنانيره بدراهم دينه وبالعكس استحسانًا لاتحادهما فى الثمنية لايبيع القاضى عرضه ولا عقاره للدين خلافالهما، وبه أى بقولهما، ببيعها للدين يفتى اختيار وصححه فى تصحيح القدورى، ويبيع كل مالايحتاجه للحال اه۔ وحاصله: أنه إذا امتنع عن البيع يبيع عليه القاضى عرضه وعقاره وغيرهما۔ وفى البزازية وفرع على صحة الحجر أنه يترك له دست من الثياب، ويباع الباقى وتباع الحسنة ويشترى له الكفاية ويباع كانون الحديد ويشترى له من طين، ويباع فى الصيف مايحتاجه للشتاء وعكسه۔ (الدر مع الرد: (۳۸۷/۵)، كتاب القضاء، فصل فى الحبس، ط:سعيد۔)

🗀 ووقع فى الاختيار ولا يبيع يعنى القاضى العروض ولا العقار؛ لأنّه حجر عليه، وهٰذا تجارة لا عن تراض وقالا: يبيع، وعليه الفتوى، وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله: إذا طلب غرماء المفلس الحجر عليه حجر القاضى عليه، ويبيع ماله ان امتنع المديون من بيعه، وقال القاضى (أى قاضى خان) ولايبيع مال المديون فى قول أبى حنيفة ﷺ، وفى قول صاحبيه رحمهما الله يبيع منقوله ولا يبيع عقاره عندهما وفى رواية يبيع كما يبيع المنقول، وهو الصحيح۔ (التصحيح والترجيح للعلامة قاسم بن قطلوبغا: (ص: ۲۳۳)، كتاب الحجر، ط:دار الكتب العلمية۔)

🗀 الاختيار لتعليل المختار: (۹۸/۲) كتاب الحجر، ط:دار الكتب العلمية۔

نیلام کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا

(۴۰۸) موجودہ دور میں خرید وفروخت کا یہ طریقہ بھی رائج ہے کہ کسی چیز کو منڈی اور مارکیٹ میں رکھ کر لوگوں میں خریدنے کا اعلان ہوتا ہے، خریدار اپنا اپنا نرخ لگا کر چیز کو خریدنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں، اور جو خریدار سب سے زیادہ قیمت بتاتا ہے اس کے ساتھ سودا ہو جاتا ہے، اور چیز اس کو حوالہ کردی جاتی ہے، یہ صورت جائز ہے، اس کو ''بیع من یزید'' کہا جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک شخص کے لئے چند اشیاء فروخت کرنے میں یہ طریقہ اپنایا تھا۔

واضح رہے کہ اگر پہلے سے کسی ایک خریدار سے معاہدہ ہوگیا ہے تو اس طرح نیلام کر کے چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر پہلے سے کسی ایک خریدار سے باقاعدہ معاہدہ نہیں ہوا تو اس صورت میں اس طرح متعدد خریداروں کی رائے معلوم کر کے سب سے زیادہ قیمت دینے والے سے ایجاب وقبول کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع حلسا وقدحا وقال: من یشتری ہذا الحلس والقدح، فقال رجل اخذتہما بدرہم، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یزید علی درہم فاعطاہ رجل درہمین فباعہما منہ۔ (ترمذی: (۲۳۱/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء فی بیع من یزید) ط: قدیمی۔)

ولا بأس ببیع من یزید ... لأنہ بیع الفقراء، والحاجۃ ماسۃ إلیہ۔ (الہدایۃ: (۷۰/۳، ۶۹) کتاب البیوع، فصل فیما یکرہ، ط: رشیدیہ۔)

الدر مع الرد: (۱۰۲/۵، ۱۰۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد۔)، مطلب احکام نقصان المبیع فاسداً، ط: سعید۔)

وروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایستام الرجل علی سوم أخیہ ... والنہی لمعنی فی غیر البیع وہو الإیذاء، فکان نفس البیع مشروعا فیجوز شراؤہ ولکنہ یکرہ، وہذا إذا جنح البائع للبیع بالثمن الذی طلبہ المشتری الأول، فإن کان لم یجنح لہ فلا بأس للثانی أن یشتریہ؛ لأن ہذا لیس استیاما علی سوم أخیہ فلا یدخل تحت النہی - ولانعدام معنی الإیذاء أیضا، بل ہو بیع من یزید، وأنہ لیس بمکروہ؛ لما روی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع قدحا وحلسا لہ ببیع من یزید، وما کان رسول اللہ لیبیع بیعا مکروہا۔ (بدائع الصنائع: (۲۳۲/۵) کتاب البیوع، فصل فی صفۃ البیع الذی یحصل بہ التفریق، ط: سعید)

نیلام میں دھوکہ

نیلام کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا جائز ہے، لیکن آج کل خریدار حضرات آپس میں قیمت کی ایک مقدار پر اتفاق کر لیتے ہیں، اور نیلام کے وقت کوئی بھی خریدار اس سے زائد قیمت کی بولی نہیں لگاتا، اور بائع مجبوراً اس قیمت پر چیز فروخت کر دیتا ہے، پھر اس کے بعد خریدار حضرات آپس میں دوبارہ نیلامی کی بولی لگاتے ہیں اور ان میں سے جو خریدار زیادہ قیمت کی بولی لگاتا ہے اس کو وہ چیز دے دی جاتی ہے، پھر اس کے بعد قیمت میں جو فرق آتا ہے وہ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، یہ طریقہ دھوکہ دہی کی وجہ سے ناجائز ہے۔ ۴۰۹

مثلاً تمام خریداروں نے آپس میں اتفاق کر لیا کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص نیلامی کے وقت اس چیز کی قیمت ایک ہزار سے زیادہ نہیں لگائے گا، حالانکہ اس چیز کی قیمت ڈیڑھ ہزار ہے۔ اب جب کسی بھی خریدار نے ایک ہزار سے زیادہ کی بولی نہیں لگائی تو بائع (بیچنے والے) نے آخر وہ چیز ایک ہزار میں دے دی، پھر یہ لوگ آپس میں اس چیز کی دوبارہ نیلامی کے لئے بولی لگاتے ہیں، اب اگر ان میں سے کسی نے ڈیڑھ ہزار کی بولی لگائی تو چیز اس کو دے دی جائے گی اور پانچ سو کا جو فرق آیا ہے وہ تمام شرکاء آپس میں تقسیم کر لیں گے، یہ طریقہ جائز نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) عن أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: ملعون من ضار مؤمناً أو مکر بہ۔ (جامع الترمذی: (۱۵/۲)، أبواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، ط: قدیمی۔

☐ قال ابن أبی أوفی: الناجش آکل الربوا، خائن، وھو خداع باطل لا یحل قال النبی ﷺ: الخدیعۃ فی النار ومن عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد" (صحیح البخاری: (۱/ ۵۶۹)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش، ومن قال: لا یجوز ذلک البیع، ط: الطاف اینڈ سنز۔

☐ صحیح مسلم: (۳/۲)، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیہ وسومہ علی سومہ وتحریم النجش وتحریم التصریۃ، ط: قدیمی۔=

نیند فجر کے بعد

٤١٠ ''فجر کے بعد سونا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(٩٠/٥)

= وقد جرى العمل فى بعض البلاد أن المشاركين فى المزايدة يتواطئون فيما بينهم على أن لا يقدم أحد منهم عطاء أزيد على مبلغ متفق عليه۔ وإن هذا التواطؤ يؤثر على ثمن السلعة أثرا كبيرا حيث لا يبلغ الثمن أكثر مما يريد المتواطئون... أما فقهاء الشريعة الإسلامية، فلم يذكروا حكم هذا التواطؤ فى المزايدة، ولكن يظهر من المبادئ العامة ومذاق المقاصد الشرعيه أن مثل هذا التواطؤ لا تجوزه الشريعة الإسلامية إن كان فيه ضرر بالبائع أو بالمشاركين الآخرين؛ لأن المبدأ الذى أخذت به الشريعة الإسلامية أن تكون هناك منافسة حرة فيما بين البائعين والمشترين ويقع تعيين الثمن على أساس هذه المنافسة الحرة، ولذلك منعت الشريعة الإسلامية الاحتكار، وتلقى الجلب، وبيع الحاضر للبادى... ثم إن هذا التواطؤ يقع فى بعض المزيدات على أساس أنه إن فاز أحد أعضاء الحلقة بالصفقة، فإنه يعقد مزايدة أخرى فيما بين الأعضاء، وفرق الثمن فيما بين المزايدتين يقسم فيما بين أعضاء الحلقة۔ وفيه مفسدة أخرى زيادة على التواطؤ، وهى أن ما يوزع فى الشركاء من فرق الثمنين هو رشوة لهذا التواطؤ، فلا يجوز شرعاً۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (١٤٢/١، ١٤٣) المبحث الأول، الباب الثانى فى احكام الايجاب والقبول، أحكام المناقصة، تحت عنوان: ''تواطؤ المشاركين فى المزايدة، ط: مكتبه معارف القرآن)

واپس بیچنے کی شرط پر بیع کرنا

''بیع بالوفاء'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۹/۲)

واپس بیچنے کی شرط پر سودا کرنا

واپس بیچنے کی شرط پر کسی چیز کو فروخت کرنا ناجائز ہے، اس قسم کی شرط رکھنے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، اگر اس طرح شرط رکھ کر سودا کیا ہے تو بائع (سیلر) سے قیمت واپس لے کر مبیع (بیچی گئی چیز) بائع کو واپس کر دینا واجب ہے۔[۱] پھر اس کے بعد چاہیں تو بلاشرط دوبارہ سودا کریں۔[۲]

---

(۱) كل شرط اشترط في البيع، ليس من البيع، فيه منفعة للبائع أو المشترى أو للمشترى له، فالبيع فيه فاسد۔(كتاب الآثار:(ص:۱۶۲)باب التجارة والشرط في البيع، ط:إدارة القرآن)

▭ ليس كل شرط يفسد البيع، بل لابدأن لايقتضيه العقد ولايلائمه ولايتعارفه وكان فيه منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود عليه۔(النهر الفائق:(۳۳۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:إمدادية ملتان)

▭ الدرمع الرد:(۸۳/۵، ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

(۲) (ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض) أى فسخ البيع الفاسد (أو بعده مادام المبيع بحال في يد المشترى اعدامًا للفاسد؛ لأنه معصية فيجب رفعها۔ (شامى: (۹۰/۵، ۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

▭ ولكل منهما فسخه يعنى على كل واحد منهما فسخه؛ لأنّ رفع الفساد واجب عليهما۔(تبين الحقائق:(۳۰۲/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:دار الكتب العلمية بيروت)

▭ مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر:(۹۶/۳) كتاب البيوع، فصل، ط:غفارية كوئته۔

▭ وبعد الفسخ لايأخذه بائعه حتى يرد ثمنه المنقود۔(الدرمع الرد:(۵۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

▭ ملتقى الابحر مع مجمع الانهر:(۹۶/۳) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط:غفارية كوئته۔

واپس دینے کا اختیار

☆ اگر کوئی چیز خریدنے کے بعد اس میں عیب نکلا، تو اس کو واپس کر دینے کا اختیار اس وقت ہوگا جب عیب دار چیز لینے پر رضامندی ثابت نہ ہو، اگر خریدار اسی عیب دار چیز کو لینے پر راضی ہو جائے تو اب اس چیز کو واپس کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں اگر بیچنے والا خوشی سے واپس لینے پر راضی ہو جائے تو واپس کرنا جائز ہوگا، جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی، جب گھر آیا تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے، یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے، پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر! ہم نے عیب دار ہی لے لی، تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کئے جس سے رضامندی ظاہر ہو جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگا، اس صورت میں بھی واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

☆ بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو واپس کر سکتا ہے۔

☆ موتیوں کا ہار یا کوئی اور زیور خریدا اور کسی وقت اس کو پہن لیا، یا جوتا خریدا اور پہن کر چلنے پھرنے لگا تو اب عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر اس وجہ سے پہنا کہ پاؤں میں دیکھوں آتا ہے یا نہیں اور پاؤں کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی، تو اس آزمائش کے لئے ذرا دیر پہننے سے واپس کرنے کا اختیار ختم نہیں ہوگا۔

☆ اگر کوئی چارپائی یا تخت خریدا، اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھا یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگا، تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اسی طرح باقی تمام چیزوں کا حکم ہے، اگر ان سے کام لینے لگے تو واپس کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، ہاں عیب کی وجہ سے جو اس کی قیمت میں کمی ہوئی ہے اتنے دام واپس

لے سکتا ہے۔(۱)

مزید ''عیب نکلے تو بائع ذمہ دار نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۴/۴)

واپس کرنا بچا ہوا مال

''بچا ہوا مال واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۷/۲)

واپس کرنا چاہے

اگر کوئی خریدار سامان خریدنے کے بعد کسی وجہ سے سامان کو واپس کرنا چاہے تو اسے خوشی سے واپس لینا چاہیے، دین اسلام نے واپس لینے کی بڑی فضیلت بتائی ہے اور ایک صحابی نے صرف اس فضیلت کو حاصل کرنے کی غرض سے دکان کھولی اور جب کسی نے سامان واپس کر دیا تو دکان بند کر دی۔(۲)

واپس کرنے کا اختیار تین دن تک ہے

''تین دن تک واپس کرنے کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۲۸/۲)

---

(۱) الأصل أن المشتری متی تصرف فی المشتری بعد العلم بالعیب تصرف الملاک بطل حقه فی الرد، وإذا اشتری دابة فوجدبها جرحا فداواها أو رکبها لحاجته فلیس له أن یردها... وإن کان المشتری دارا فسکنها بعد ما علم بالعیب أو رم منها شیأ أو هدم یسقط خیاره... ولو قال البائع أنا اقبلها کذلک فله ذلک وإن خاطه ثم وجد به عیبا کان، فله أن یرجع بالعیب (الهندیة: (۷۵/۳، ۷۶)، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب، الفصل الثالث: فیما یمنع الرد بالعیب... ط: رشیدیه۔

فتح القدیر: (۳۵۸/۶)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: رشیدیه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۸/۱، ۱۳۹)، المادة: ۳۴۳، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

(۲) "من أقال مسلما أقاله الله عثرته یوم القیامة۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) ابواب التجارات، باب الاقالة، ط: قدیمی۔

سنن أبی داؤد: (۱۳۴/۲)، کتاب الاجارة، باب فی فضل الإقالة، ط: قدیمی۔

مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۹)، کتاب البیوع، باب بعد باب المنهی عنها من البیوع الفصل الأول، ط: قدیمی۔

واپس کرنے کی شرائط عیب کی وجہ سے

''عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۰/۴)

واپس کرنے کی شرط پر سودا کرنا

اگر سودا کرتے وقت بائع (سیلر) مشتری (خریدار) سے یوں کہے کہ اگر تم روپیہ واپس دو گے تو میں تمہاری چیزیں واپس کردوں گا، یا بائع کہے کہ میں یہ چیز تمہارے ہاتھ فروخت کردوں گا تو یہ بیع نہیں ہے بلکہ یہ رہن ہے، اور رہن میں لی ہوئی چیز سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔(۱)

---

(۱) وفی حاشیة الفصولین عن جواهر الفتاوی: هو أن یقول: بعت منک علی أن تبیعه منی متی جئت بالثمن، فهذا البیع باطل وهو رهن وحکمه حکم الرهن وهو الصحیح اهـ... قال السید الإمام قلت للإمام الحسن الماتریدی: قد فشا هذا البیع بین الناس وفیه مفسدة عظیمة، وفتواک أنه رهن، وأنا أیضا علی ذلک، فالصواب أن نجمع الأئمة ونتفق علی هذا، ونظهره بین الناس فقال المعتبر الیوم فتوانا وقد ظهر ذلک بین الناس فمن خالفنا فلیبرز نفسه، ولیقم دلیله اهـ... البیع الذی تعارفه اهل زماننا احتیالا للربا وسموه بیع الوفاء وهو رهن فی الحقیقة لایملکه ولاینتفع به الا باذن مالکه الخ... (شامی: (۵/ ۲۷۶) کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب فی بیع الوفاء، ط: سعید)

وفی فتاوی النسفی: ان البیع الذی تعارف (علیه) اهل سمرقند وسموه بیع الوفاء تحرزا عن الربا فی الحقیقة رهن، والمبیع فی ید المشتری کالرهن فی ید المرتهن لا یملکه ولا یحل له الانتفاع به إلا بإذن الراهن وهو ضامن لما أکل من ثمرته، واستهلکه من عینه، والدین ساقط بهلاکه فی یده، إذا کان فیه وفاء بالدین، وللبائع استرداده إذا قضی الدین؛ إذ لا فرق عندنا بینه وبین الرهن فی حکم من الأحکام، وعلیه فتوی السید الإمام أبو شجاع السمرقندی وفتوی القاضی الإمام علی السغدی ببخاری، وکثیر من الأئمة علی هذا۔ (المحیط البرهانی: (۲۶۰/۸) کتاب البیع، الفصل الخامس والعشرون فی البیاعات المکروهة والارباح الفاسدة، ط: مکتبة غفاریة کوئٹه) و: (۳۶۹/۱۰)، ط: إدارة القرآن۔

أقول: وفی جواهر الفتاوی فی الباب الأول بیع الوفاء أن یقول: بعت منک علی أن تبیعه منی متی جئت بالثمن، قال رضی الله عنه: هذا البیع باطل، وهو رهن، وحکمه حکم الرهن، هکذا ذکر وهو الصحیح، وذکر الإمام محمد بن الفضل البخاری هکذا، وقیل: بیع فاسد... وذکره فی جواهر الفتاوی فی الباب الرابع وفیه انه لا فرق عندنا بین الرهن وبینه فی حکم من الاحکام۔ (اللآلی الدریة فی الفوائد الخیریة علی هامش جامع الفصولین: (۲۳۳/۱) الفصل الثامن عشر فی بیع الوفاء وأحکامه وشرائطه وأقسامه، ط: إسلامی کتب خانه کراچی)

واپس نہیں لیتا

ایک شخص نے مثلاً ایک موٹر سائیکل خریدی اور اس پر قبضہ بھی کرلیا، خریدار پھر (٣١٥)
چند دن کے بعد آیا اور موٹر سائیکل بائع (سیلر) کو واپس کرنا چاہی، بائع نے قبول نہیں کی اور کہا "مجھے واپسی قبول نہیں" یا کہا کہ "میں واپس نہیں لیتا"، خریدار موٹر سائیکل بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا، بائع نے کچھ دن موٹر سائیکل خود استعمال کی پھر چاہا کہ وہ خریدار کو موٹر سائیکل واپس کردے اور پیسے واپس نہ کرے تو ایسا کرسکتا ہے، کیونکہ جب اس نے صاف اور واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ "مجھے واپسی قبول نہیں ہے" تو خریدار کی طرف سے اقالہ کا مطالبہ باطل ہوگیا اور بائع کا موٹر سائیکل استعمال کرنا اگرچہ اجازت کے بغیر جائز نہ تھا، لیکن اس سے منعقد بیع خود بخود ختم نہیں ہوگی۔ (١)

واپس نہیں ہوگا

"خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣/٢٤٧)

واپسی ثابت نہیں ہوگی

"واپسی ثابت ہوجائے گی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣١٥/٦)

واپسی ثابت ہوجائے گی

☆ اگر خریدار نے عیب کی وجہ سے چیز بائع (سیلر) کو واپس کی اور بائع نے زبان سے اس کو قبول کرلیا یا خریدار وہ چیز بائع کے پاس لے کر گیا اور عیب دکھایا، یا

---

(١) للعاقدين أن يتقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده، فالرضا شرط في الإقالة كما في سائر العقود، (شرح المجلة لرستم باز: (١/ ٧٣)، المادة: ١٩٠، البيوع، الباب الأول: في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط: فاروقيه كوئته۔

▭ الدر مع الرد: (١٢١/٥)، كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد۔

▭ الهندية: (١٥٧/٣)، كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

بائع نے کچھ کہے بغیر چیز کو اپنے پاس رکھ لیا اور خریدار کو پیسے واپس کر دیئے، تو اس طرح کرنے سے واپسی ثابت ہو جائے گی، اور وہ چیز بائع کے ضمان (RISK) میں چلی جائے گی۔

☆ اور اگر بائع نے اس چیز کو زبان سے قبول نہیں کیا یا خریدار کے پیسے واپس نہیں کئے تو ان صورتوں میں بائع کے پاس چیز چھوڑنے سے واپسی ثابت نہیں ہوگی، بلکہ وہ چیز بائع کے پاس امانت کے طور پر رہے گی، اگر یہ چیز ضائع ہو جائے گی تو خریدار کی ضائع ہوگی۔ (۱)

واپسی فوری طور پر کرنا ضروری نہیں خیار عیب میں

مشتری (خریدار) کو جب مبیع میں عیب کا پتہ چل جائے تو اسے مبیع واپس کر کے ثمن واپس لینے کا اختیار ہوتا ہے، اور عیب کے بارے میں علم ہونے کے بعد مبیع کو فوراً واپس کرنا ضروری نہیں بلکہ اس وقت تک تاخیر کر کے بھی واپس کر سکتا ہے جب تک واپس کرنے کے لئے کوئی مانع (رکاوٹ) موجود نہ ہو۔ اسی طرح اگر مشتری نے بائع کو بتایا کہ مبیع میں عیب ہے اور میں واپس کرنا چاہتا ہوں، پھر واپسی میں کچھ تاخیر ہوگئی تو بھی واپس کر سکتا ہے کیوں کہ یہ خیار ضرر اور نقصان کی وجہ سے دیا جاتا

---

(۱) اذا علم المشتری بالعیب قبل القبض فله أن یرد المبیع علی البائع وینفسخ العقد بقوله: رددت، ولا یحتاج إلی رضا البائع ولا إلی قضاء القاضی، أما إذا علم به بعد القبض فلا ینفسخ البیع إلا بقضاء الحاکم أو برضا البائع ولو فعلاً کتسلمه المبیع من المشتری حین طلبه الرد لأن الرضا یثبت تارة بالقول وتارة بالفعل، أما ما یقع کثیراً من أنه إذا اطلع علی عیب یرد المبیع إلی منزل البائع ویقول: دونک ودابتک لا أرضاها فلیس برد وتهلک علی المشتری ولو تعهدها البائع حیث لم یوجد بینهما فسخ قولاً أو فعلاً۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۴۴)، شرح المادة: ۳۳۷، کتاب البیوع، الباب السادس فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: سعید۔

شامی: (۵/ ۶) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۶/ ۳۸)، کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

ہے اس میں تاخیر ہو سکتی ہے جیسے قصاص لینے کا حق ہے۔ (۱)

واپسی قبول نہیں

''واپس نہیں لیتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۵/۶)

واپسی منع ہونے کی صورتیں

کبھی کبھار خریدار قدیم (پرانے) عیب پر مطلع ہونے سے پہلے خریدی ہوئی چیز میں ایسا کوئی کام کر لیتا ہے جس کی وجہ سے خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنا منع ہوتا ہے، اس کے بعد قدیم عیب پر اطلاع ہوتی ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ خریدار قیمت کی اتنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے، جو عیب کی وجہ سے کم ہوئی ہے۔

اور خریدی ہوئی چیز واپس کرنا منع ہونے کی صورتیں یہ ہیں:

① قبضہ کے بعد خود خریدار کے پاس اس چیز میں کوئی عیب پیدا ہو گیا۔

---

(۱) (خيار العيب بعد رؤية العيب على التراخي على المعتمد... فلو خاصم ثم ترک ثم عاد وخاصم فله الرد) مالم يوجد مبطله كدليل الرضا، (الدر المختار مع الرد: (۳۲/۵، ۳۳) کتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب فيما يحلف المشترى أنه لم يفعل مسقطا لخيار العيب، ط: سعيد)

یثبت خيار العيب متى ظهر العيب ولو بعد العقد بزمن طويل۔ أما فسخ العقد بعد العلم بالعيب فورا على التراخي ففيه رأيان للفقهاء: قال الحيفة والشافعية: خيار الرد بالعيب على التراخي، ولا يشترط أن يكون رد المبيع بعد العلم بالعيب على الفور فمتى علم العيب فأخر الرد لم يبطل خياره حتى يوجد منه ما يدل على الرضا، لأن هذا الخيار شرع لدفع الضرر، فلا يبطل بالتاخير۔ (الفقه الاسلامي وادلته: (۴/ ۳۱۱۸) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس: الخيارات، خيار العيب، ط: رشيديه)

قال الحنفية والحنابلة: خيار العيب على التراخي، ولا يشترط أن يكون رد المبيع بعد العلم بالعيب على الفور، فمتى علم العيب فأخر الرد، لم يبطل خياره حتى يوجد منه مايدل على الرضا، و إذا أعلن المشترى البائع بالعيب و خاصمه في رد المبيع، ثم ترک مخاصمته بعد ئذ، ورجع إليها وطلب الرد، لان له أن يرده مالم يمتنع الرد لمانع، لأنه خيار لدفع ضرر متحقق، فكان على التراخي كالقصاص، (الفقه الاسلامي و ادلة: (۳۵۶۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس: الخيارات، خيار العيب، ط: رشيديه)

۱۲ خریدے ہوئے کپڑے کو کاٹ دیا، یا خریدے ہوئے جانور کو ذبح کر دیا پھر قدیم عیب پر اطلاع ہوئی۔

۱۳ خریدا ہوا کپڑا کاٹنے کے بعد فروخت کر دیا۔

۱۴ مثلاً ستو میں پانی یا گھی ملا دیا، یا خریدشدہ آٹا گوندھ دیا۔

۱۵ زمین خریدنے کے بعد اس میں درخت لگا دیا، یا اس پر عمارت بنا لی یا زمین پر مسجد بنا دی۔

۱۶ خام مال کو پگھلا دیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ مطلوبہ چیز اس سے بننے کے قابل نہیں ہے۔

۱۷ کھانے کی چیز کو کھالیا، اس کے بعد عیب پر اطلاع ہوئی۔

ان تمام صورتوں میں چیز واپس نہیں کی جائے گی بلکہ اس قدیم عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئے گی وہ واپس لینے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

واحد کا کلام

آج کل عام طور پر دکاندار کی یہ عادت بن گئی ہے، ستر اسی فیصد منافع رکھ کر بلکہ بعض دفعہ دوگنا یا اس سے زیادہ منافع لگا کر قیمت بتاتے ہیں مثلاً ایک چیز کی

(۱) (حدث عيب آخر عند المشترى)... (رجع بنقصانه)... (وله الرد برضا البائع) إلا لمانع عيب أو زيادة (كأن اشترى ثوبا فقطعه فاطلع على عيب رجع به) أى بنقصانه، لتعذر الرد بالقطع... (ولو اشترى بعيرا فنحر فوجد أمعاءه فاسداً لا يرجع لإفساد ماليته، كما لا يرجع (لو باع المشترى الثوب) كله أو بعضه أو وهبه (بعد القطع) لجواز رده مقطوعاً لا مخيطاً... أو كان المبيع طعاما فأكله أو بعضه)... فإنه يرجع بالنقصان استحسانا وعليه الفتوى... (الدر مع الرد: (۱۶/۵، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۴۷/۶، إلى، ۵۳)، كتاب البيع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۵۰، ۱۵۱)، المادة: ۳۴۵، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه كوئته۔

لاگت اگر ایک ہزار روپیہ ہے تو دکاندار گاہک کو اس کی قیمت دو ہزار یا ڈھائی ہزار روپے بتائیں گے، پھر اس کے بعد سودے بازی اور بارگننگ کی نوبت آتی ہے تو گاہک کو دکاندار ایک ہزار آٹھ سو میں پھانس لے گا، جو جھگڑا کرنے والا ہوگا وہ ڈیڑھ ہزار میں سودا کرلے گا، اور جو اس سے زیادہ بارگننگ کرے گا تو اسے وہی چیز تیرہ سو روپے میں دے دے گا، اور جو گاہک اس کی قیمت بارہ سو روپے لگائے گا تو اس کو دکاندار دینے سے انکار کر دے گا، اور جب گاہک مایوس ہو کر چلا جائے گا تو دکاندار پیچھے سے جانور کی طرح آواز دے کر بلائے گا اور بڑے وثوق اور خیر خواہی کے ساتھ کہے گا کہ اتنے میں یہ چیز مجھے بھی نہیں پڑتی کچھ تو زیادہ کرو، اللہ کی قسم یہ میری قیمت خرید بھی نہیں کچھ تو بڑھاؤ وغیرہ، گاہک ان تمام باتوں کو سننے کے باوجود اگر قیمت میں اضافہ نہیں کرتا تو دکاندار بارہ سو روپے میں ہی وہ مال دے دے گا۔

عام طور پر اکثر دکاندار شاپنگ کرنے والی عورتوں کے ساتھ ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں، حالانکہ عورتوں کو قیمت کے بارے میں مردوں سے زیادہ علم ہوتا ہے، شریعت کی رو سے ایسا رویہ اختیار کرنا منع ہے۔

چنانچہ حضرت قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عمرہ کر رہے تھے اور وہ پہاڑی کے پاس تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں خرید و فروخت کیا کرتی ہوں، اور یوں کرتی ہوں کہ مجھے کوئی چیز خریدنا مقصود ہوتی ہے اس سے کم دام لگاتی ہوں پھر قیمت بڑھاتے بڑھاتے اس قیمت پر آجاتی ہوں جو میرا مقصود ہوتا ہے، اسے طرح جب کوئی چیز فروخت کرتی ہوں تو جتنے میں فروخت کرنا مقصود ہوتا ہے اس سے زیادہ قیمت کہتی ہوں، پھر کم کرتے کرتے اپنے مقصود پر آجاتی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیلہ یہ فعل اچھا نہیں ہے، جو چیز

جتنے میں فروخت کرنا چاہتی ہو اتنی ہی قیمت کہ دو، لینے والے کی خوشی ہوگی تو لے لے گا، اور اگر خوشی نہیں ہوگی تو نہیں لے گا، اور جو چیز بیچو اس کی ایک قیمت بتادو، خریدار چاہے تو لے لے ورنہ نہ لے۔ (۱)

مزید ''فکس پرائز شاپ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۷/۵)

وارثوں میں سے ایک وارث ترکہ میں تصرف کردے

''ترکہ میں ایک وارث کی تجارت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۲/۲)

وارثوں میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کردیا

''ایک وارث نے دوسرے وارث کا حصہ فروخت کردیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۸/۱)

واقعہ دیانت داری کا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص نے کسی زمین کا ایک ٹکڑا خریدا اسے زمین کے اس ٹکڑے میں سے ایک چھوٹا گھڑا ملا جس میں سونا تھا تو اس نے زمین بیچنے والے سے کہا کہ اپنا سونا لے لو، کیوں کہ میں نے تم سے صرف زمین خریدی

(۱) عن قيلة أم بني أنمار، قالت: أتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض عمره عند المروة، فقلت: يارسول الله إني إمرأة أبيع وأشتري، فإذا أردت أن أبتاع الشيء، سمت به أقل مما أريد، ثم زدت، حتى ابلغ الذي أريد، ثم وضعت حتى أبلغ الذي اريد فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تفعلي يا قيلة إذا أردت أن تبتاعي شيئا، فاستامي به الذي تريدين، أعطيت أو منعت، وإذا أردت أن تبيعي شيئا فاستامي به الذي تريدين، أعطيت أو منعت۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) ابواب التجارات، باب السوم، ط: قديمي)

مسند الجامع: (۲۹۸/۲۰) رقم الحديث: ۱۷۱۳۱۷، حرف العين، قيلة أم انمار، ط: دار الجيل۔

المعجم الكبير للطبراني: (۱۳/۲۵) باب القاف، قيلة أم بني أنمار، ط: مكتبة ابن تيمية۔

ہے، یہ سونا نہیں خریدا، زمین بیچنے والے نے کہا میں نے تو زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب تجھے فروخت کر دیا ہے، اب وہ اپنا مقدمہ ایک اور شخص کے پاس لے گئے، ثالث نے دونوں کی باتیں سننے کے بعد پوچھا کیا تمہاری کوئی اولاد ہے، ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے، ثالث نے کہا اس لڑکے اور لڑکی کی شادی کر دو اور یہ سونا ان پر خرچ کرو، اور اس میں سے کچھ صدقہ بھی کر دو۔ (۱)

واؤچر کی خرید و فروخت

جب تاجر لوگ کسی کمپنی کو مال فروخت کرتے ہیں تو کمپنی والے مال خریدنے کے بعد نقد ادائیگی کی بجائے اس رقم کی رسید دیتے ہیں، اس کو "واؤچر" بھی کہتے ہیں، بعض دفعہ تاجر لوگ رقم کی ضرورت کے وقت اس "واؤچر" کو فروخت کر دیتے ہیں، اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ "واؤچر" اپنی ذات کے اعتبار سے ایک کاغذ ہے، مگر چونکہ اس میں رقم کی مقدار لکھی جاتی ہے اس وجہ سے وہ قیمتی بن جاتا ہے، اس لئے اس کو فروخت کرنا جائز ہے، لیکن "واؤچر" کو اس قیمت کے عوض خرید و فروخت کرنا ضروری ہے، جو اس "واؤچر" میں درج ہے اس سے کم یا

---

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه: قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: اشترى رجل من رجل عقارا له فوجد الرجل الذي اشترى العقار في عقاره جرة فيها ذهب: فقال له الذي اشترى العقار: خذ ذهبك مني إنما اشتريت منك الارض ولم ابتع منك الذهب۔

وقال الذي له الارض: إنما بعتك الارض وما فيها ـ فتحاكما إلى الرجل: فقال الذي تحاكما إليه: ألكما ولد؟ قال أحدهما: لي غلام۔ وقال الآخر: لي جارية۔ قال أنكحوا الغلام والجارية وأنفقوا على أنفسهما منه وتصدقا۔ (صحيح البخاري: (۱/ ۴۹۴) كتاب احاديث الانبياء، باب بلا عنوان، ط: قديمي)

صحيح المسلم: (۲/ ۷۷) كتاب الأقضية، باب استحباب اصلاح الحاكم بين الخصمين، ط: قديمي۔

شعب الايمان: (۴/ ۳۲۸) الباب الخامس والثلاثون من شعب الايمان: وهو باب في الأمانات وما يجب من أدائها إلى أهلها، ط: دار الكتب العلمية۔

زیادہ رقم کے عوض بیچنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

(۴۲۲) وراثت کی جائیداد میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ بھی فروخت کردیا

"ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کردیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

وراثت کی زمین تقسیم کرنے سے پہلے فروخت کرنا

"زمین تقسیم سے پہلے فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۷/۴)

وزن

☆ موجودہ دور میں بینک وغیرہ مختلف شرکاء کے لئے نفع کی مختلف شرطیں طے کرتے ہیں جس کو آج کل کی اصطلاح میں "وزن" (WEIGHTAGE) کہتے ہیں، مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، البتہ جس شریک نے کام نہ کرنیکی شرط لگائی ہو اس کا نفع اس کے سرمائے کے تناسب سے زائد نہیں ہوسکتا۔

☆ نفع میں تو مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، لیکن نقصان میں اس طرح کرنا جائز نہیں ہے، نقصان بہرحال سرمایہ کے بقدر ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (الربا) قال فی البحر: فضل أحد المتجانسین نعم هذا یناسب تعریف الکنز بقوله فضل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال۔ (شامی: (۱٦۸/۵)، کتاب البیوع، باب الربوا، ط: سعید۔)

فضل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال أی فضل أحد المتجانسین علی الآخر بالمعیار الشرعی أی الکیل والوزن۔ (البحر الرائق: (۱۳۳/٦) کتاب البیع، باب الربوا، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (۳/٦)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدیه۔)

(۲) ولو شرط الربح للدافع أکثر من رأس ماله لایصح الشرط، ویکون مال الدافع عند العامل بضاعة، لکل واحد منهما ربح ماله، والوضیعة بینهما علی قدر رأس مالهما أبداً... وحاصل ذلک کله أنه إذا تفاضلا فی الربح فإن شرط العمل علیهما سویة جاز، ولو تبرع أحدهما بالعمل وکذا لو شرطا العمل علی أحدهما وکان الربح للعامل بقدر رأس ماله أو أکثر، ولو کان الأکثر لغیر العامل أو لأقلهما=

وزن کا خرچہ

خرید وفروخت کا معاملہ مکمل ہوجانے کے بعد مبیع (بیچی گئی چیز) تولنے کا (۳۲۳) خرچہ، اور خریدار کی گاڑی پر چڑھانے (لوڈنگ) کا خرچہ بائع کے ذمہ ہے۔[۱]

وزن کرتے وقت احتیاط کرنا لازم ہے

وزن کر کے چیز فروخت کرتے وقت پورا پورا دینا چاہیے کم دینا ہرگز جائز نہیں ہے، اس لئے گندم، آٹا، چاول، چینی وغیرہ ٹنوں اور منوں کے حساب سے فروخت کرتے وقت بھی بڑی احتیاط سے مال دینا چاہیے، بے احتیاطی بالکل نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح لوہا، سیمنٹ، سونا، چاندی وغیرہ کی خرید وفروخت میں کمی کرنا چوری اور خیانت ہے، اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔[۲]

= عملاً لایصح وله ربح ماله فقط۔ (شامي: (۳/ ۳۱۲)، کتاب الشرکة، مطلب: في توقیت الشرکة روایتان، ط: سعید۔)

البحر الرائق: (۵/ ۱۷۳، ۱۷۵)، کتاب الشرکة، ط: سعید۔

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲، ۵۷۳)، المادة: ۱۳۷۱، أنواع الشرکات، الباب السادس، في بیان شرکة العقد، الفصل السادس في شرکة العنان، ط: فاروقیه کوئٹه۔

(۱) (وأجرة کیل ووزن وعد وذرع علی بائع) لأنه من تمام التسلیم... وفي الرد: وکذا صب الحنطة في وعاء المشتري علی البائع۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵٦۰)، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل في البیع تبعاً ومالایدخل، ط: سعید۔)

البحر الرائق: (۵/ ۳۰٦)، کتاب البیع، ط: سعید۔

فتح القدیر: (٦/ ۲۷۳)، کتاب البیوع، فصل: ومن باع دارا دخل بناؤها... ط: رشیدیه۔

(۲) ویلحق بالسرقة التطفیف، قال الله تعالی: ویل للمطففین، والخیانة فبئست البطانة وهي من علامات النفاق... (التفسیر للمظهری: (۱/ ۷۳۷)، سورة النساء، الآیة: ۳۱، ط: رشیدیه۔)

تفسیر ابن کثیر: (۸/ ۳۳٦)، سورة المطففین، ط: دار طیبة۔

الجامع لأحکام القرآن: (۱۹/ ۲۱۸)، سورة المطففین، ط: رشیدیه۔

وزن کر کے جانور فروخت کرنا

۴۲۴ سابقہ زمانے میں جانور عددی تھے وزنی نہیں تھے، اس لئے وزن کر کے جانور فروخت کرنے کے بارے میں ناجائز ہونے کا فتوی دیا گیا تھا، کیونکہ سانس لینے کی وجہ سے وزن میں گھٹنے اور بڑھنے کے احتمال کی وجہ سے جھگڑا ہونے کا امکان تھا، اور اس زمانے میں موجودہ دور کی طرح اتنے بڑے بڑے ترازو بھی نہیں تھے اس لئے صحیح صحیح وزن کرنا بھی بہت ہی بڑا مشکل کام تھا۔

موجودہ دور میں ڈیجیٹل ترازو اور مختلف قسم کے کانٹے بنائے گئے ہیں جو صحیح صحیح وزن بتاتے ہیں، مزید یہ کہ اب لوگوں کی عادت بدل گئی ہے، تقریبا ہر چیز وزن کر کے لینے کی عادت بن گئی ہے، اور سانس کی وجہ سے جو معمولی کمی زیادتی ہوتی ہے اس کی کوئی وقعت نہیں ہے، اس وجہ سے اب کوئی جھگڑا نہیں ہوتا بلکہ وزن کرنے کی صورت میں دھوکہ بھی کم ہوتا ہے، اس لئے زندہ جانوروں کو مرغی سے لے کر اونٹ تک وزن کر کے خرید وفروخت کرنا اور قربانی عقیقہ کرنا جائز ہے شرعا اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) لأنّ الحيوان لايوزن عادة ، ولايمكن معرفة ثقله بالوزن لأنّه يخفف نفسه مرّة و يثقل أخرى۔ (الهداية: (۸۴/۳) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رشيديه۔)

وإنما قلنا أنّ الحيوان ليس بموزون لأنّه لايوزن عادة فليس فيه احد المقدرين الشرعين الوزن أو الكيل۔ (فتح القدير: (۲۶/۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه۔)

العناية على هامش فتح القدير: (۲۶/۷) باب الربا، ط: رشيديه۔)

وكل شئ نص رسول الله ﷺ على تحريم التفاضل فيه كيلا فهو مكيل أبدا)... (مالم ينص عليه فهو محمول على عادات الناس) في الاسواق (لأنها) أى العادة (دلالة) على الجواز فيما وقعت عليه لقوله عليه الصلاة والسلام "ما رآه المسلمون حسنا" (فتح القدير: (۱۳/۷، ۱۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه۔)

قلت: ان الناس يعاملون في أشياء تكون جائزة فيما بينهم على طريق المروءة والاغماض، =

☆ موجودہ دور میں حیوانات بھی موزونی ہو گئے ہیں، مرغی وغیرہ کی بیع وزن سے ہوتی ہے، اور وزن کا اصل مقصد مجہول (نامعلوم) چیز کی بیع نہ ہونا ہے، تاکہ بیع کے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) مجہول نہ ہو، اور وزن اس میں معاون ہے۔

وزن کر کے کپڑا بیچنا

وزن کر کے کپڑا بیچنا اور خریدنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کی قیمت بھی وزن کے اعتبار سے طے ہو، یعنی بیچنے والا یہ کہہ کر بیچے کہ اتنے کلو کپڑا اتنی قیمت میں فروخت کر رہا ہوں، اور خریدنے والا یہ کہے کہ اتنے کلو کپڑا اتنی قیمت میں خرید رہا ہوں، لیکن اگر کلو کے حساب سے وزن کرنے کے بعد میٹر یا گز کا اندازہ لگا کر میٹر اور گزوں کے حساب سے قیمت ادا کر دی جائے تو اس صورت میں میٹر یا گز مجہول ہونے کی وجہ سے بیع درست نہیں ہوگی۔ (۱)

= فإذا رفعت إلى القضاء يحكم عليها بعدم الجواز... وذلک لأن العقود على نحوين: نحو يكون معصية في نفسه، وذا لا يجوز مطلقًا، ونحو آخر لا يكون معصية وإنما يحكم عليه بعدم الجواز لإفضاءه إلى المنازعة، فإذا لم تقع فيه منازعة جاز۔ (فيض الباری: (۲۸۹/۳) کتاب الوکالة، باب وکالة الشاهد، ط: اشرفیه کوئٹه)

(۱) (اشترى مكيلا بشرط الكيل حرم بيعه وأكله حتى يكيله، ومثله الموزون والمعدود) بشرط الوزن والعد لاحتمال الزيادة۔ (الدر: (۱۳۹/۵)، کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، مطلب فی تصرف البائع فی المبیع قبل القبض، ط: سعید۔)

☐ يكون الصلح عن دعوى الشفعة على ثلاثة أوجه... الوجه الثانی الصلح عن مقدار معين من المشفوع بحصته من ثمن المبيع فهذا الصلح باطل۔ ولعل سبب البطلان هو جهالة الثمن، لأنه فی تلک الحال لا يعلم ثمن ذلک المقدار إلا بالحرز۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱۳/۴)، شرح المادة: ۱۵۳۲، الکتاب الثانی عشر فی حق الصلح والإبراء، ط: دار الکتب العلمیة۔)

☐ ويجوز بيع الطعام والحبوب كلها مكايلة ومجازفة يعنی إذا باعها بخلاف جنسها، أما بجنسها مجازفة فلا تجوز لما فيه من احتمال الربا۔ (الجوهرة النيرة: (۲۲۷/۱)، کتاب البیوع، ط: حقانیة کوئٹه)

☐ الدر مع الرد: (۵۳۸/۴)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

☐ ومنها أن يكون المبيع معلوما وثمنه معلوما علما يمنع عن المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولا =

وزن کی بنیاد پر نفع تقسیم کرنا

''نفع کی تقسیم میں وزن'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۴/۶)

وزن میں غلط بیانی کرنا

''اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۴/۱)

وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی

مبیع (بیچی گئی چیز) میں قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے، وصف کے مقابلے میں نہیں ہوتی، مثلاً کسی نے بنارسی دوپٹہ یا پلنگ پوش یا چادر وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑلیں تو نکما اور خراب ہوجائے گا، اور خریدتے وقت یہ شرط کرلی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے، پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو ایسی صورت میں جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام کم نہیں ہوں گے بلکہ جتنے دام طے ہوئے تھے وہ پورے دینے پڑیں گے، ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جائے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع ہوجانے پر بھی خریدار کو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے نہ لے، اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی خریدار کا ہوگا اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ دینا نہیں پڑیں گے، تو یہاں گز وصف ہے اس کے مقابلہ میں قیمت کی کمی زیادتی نہیں ہوئی البتہ کم ہونے کی صورت میں خریدار کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

= جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع، ... (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔)

(۱) ومن اشترى ثوبا على أنه عشرة أذرع بعشرة دراهم أو أرضا على أنها مائة ذراع بمائة درهم فوجدها أقل فالمشتري بالخيار إن شاء أخذها بجملة الثمن وإن شاء ترك، لأن الذراع وصف في الثوب... والوصف لا يقابله شيء من الثمن كأطراف الحيوان۔ (الهداية: (۲۸/۳)، كتاب البيوع، ط: رشيديه)

☜ الجوهرة النيرة: (۲۲۹/۱)، كتاب البيوع، ط: حقانيه۔

☜ بدائع الصنائع: (۱۶۰/۵)، كتاب البيوع، فصل: في شرائط الصحة في البيوع، ط: سعيد۔

وصیت بھلائی کی

''بھلائی کی وصیت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۵/۲)

وضعیہ

''وضعیہ'' کا معنی ہے کسی ضرورت سے قیمت خرید سے کم پر فروخت کرنا۔[1]

وعدۂ بیع

ایک شخص دوسرے سے اس طرح معاہدہ کرتا ہے کہ فلاں چیز، فلاں قیمت پر آپ کو دوں گا اور دوسرا اس کو قبول کر لیتا ہے، جبکہ ابھی تک چیز اس کے قبضہ میں نہیں ہے، تو یہ بیع نہیں بلکہ ''وعدۂ بیع'' ہے، اور وعدۂ بیع کے بارے میں اصل مذہب یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا عدالتی اعتبار سے ضروری نہیں ہے، لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت کی بنا پر بعض صورتوں میں وعدہ پورا کرنا قضاء (عدالتی اعتبار سے) بھی ضروری قرار دیا ہے، اس لئے آج کل کے معاملات میں اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے، تاکہ بائع (سیلر) کو نقصان نہ ہو۔[2]

---

(۱) والمبيعات أصناف مختلفة وأجناس متفاوتة... أما باعتبار الثمن، لأن الثمن الأول إن لم يعتبر يسمى مساومة أو اعتبر مع زيادة فهو المرابحة أو بدونها فهو التولية أو مع النقص فهو الوضعية۔ (مجمع الأنهر: (۲/۲)، كتاب البيوع، ط: دار احياء التراث العربي۔

المحيط البرهاني: (۲۳۱/۷)، كتاب الصرف، الفصل التاسع عشر: في بيع الصرف مرابحة، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۵۰۱/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد

(۲) عن زيد بن ارقم عن النبي ﷺ قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له فلم يف ولم يجئ للميعاد فلا إثم عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۱۶)، باب الوعد، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

الخلف في الوعد حرام... وعده أن يأتيه فلم يأته لا يأثم، ولا يلزم الوعد إلا إذا كان معلقا... (قوله: الخلف في الوعد حرام) قال السبكي: ظاهر الآيات والسنة تقتضي وجوب الوفاء... إنما يوصف بما ذكر أي بأن خلف الوعد نفاق إذا قارن الوعد العزم على الخلف... وأما من عزم على الوفاء لم بدا له=

وعدۂ بیع اور بیع

"بیع اور وعدۂ بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۷/۲)

= فلم يف فلا، فهذا لم يوجد منه صورة نفاق،... وقيل عليه: فيه بحث فإن أمر "أوفوا بالعقود" مطلق فيحمل عدم الأثم في الحديث على ما إذا منع مانع من الوفاء،... أقول: في الدرر والغرر من كتاب العارية ما يفيد أن خلف الوعد مكروه۔(شرح الاشباه للحموی: (۲/ ۳۶۳، ۳۶۵)، الفن الثاني: الفوائد، كتاب الخطر والإباحة، ط: ادارة القرآن۔

أن البيع انما ينعقد بصيغة تدل على انشاء العقد في الحال، ولذلك لا ينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال مثل قولنا "سوف ابيعك كذا" أو "سوف اشترى منك كذا" وانما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بإنجاز البيع في المستقبل وليس بيعاً ۔ فمن وعد آخر بانشاء بيع في المستقبل هل يجب عليه الوفاء بهذا الوعد؟... المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب وهو من مكارم الاخلاق، ولكنه ليس بواجب ديانة ولا قضاء... المذهب الثاني: أن الوفاء بالوعد واجب مطلقاً، وهو واجب في الديانة والقضاء جميعاً... فالذي يتلخص من القرآن والسنة أن الوعد إذا كان جازماً يجب الوفاء به ديانة ويأثم الإنسان بالإخلاف فيه إلا إذا كان لعذر مقبول، أما لزوم الوفاء قضاء، فالأصل فيه أن مجرد الوعد لا يحكم به في القضاء لان المواعيد متنوعة... ولكن قد تظهر هناك حالات يمكن أن تجعل المواعيد فيها لازمة في القضاء لأن الإخلاف فيها يؤدي إلى ضرر بيّن للموعود له ــ فإن أمثال هذه الحالات هي التي قال فيها الفقهاء الحنفية" وقد تجعل المواعيد لازمة لحاجة الناس" كما اسلفنا عن ردّالمحتار وغيره ۔(فقه البيوع: (۱/ ۷۷، ۷۸، ۸۹، ۹۰)، المبحث الأول، حكم الوعد أو المواعدة في البيع، ط: معارف القرآن۔

ومفهومه أن من وعد وليس من نيته أن يفي فعليه الإثم وفى به أو لم يف فانه من أخلاق المنافقين... (مرقاة المفاتيح: (۹/ ۱۰۳)، تحت رقم الحديث: ۴۸۸۱، كتاب الآداب باب الوعد، الفصل الثاني، ط: ؟؟؟)

وأيضاً فيه: قال النووي: أجمعوا على أن من وعد انساناً شيئاً ليس بمنهي عنه فينبغي أن يفي بوعده، وهل ذلك واجب أو مستحب، فيه خلاف الشافعي وأبو حنيفة والجمهور إلى أنه مستحب، فلو تركه فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم يعني من حيث هو خلف وإن كان يأثم إن قصد به الأذى، قال: وذهب جماعة إلى أنه واجب... وبعضهم إلى التفصيل،... ثم إذا فهم مع ذلك الجزم في الوعد فلا بد من الوفاء إلا أن يتعذر۔(مرقاة المفاتيح: (۹/ ۱۱۳) تحت رقم الحديث: ۴۸۹۲، كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشيديه۔

وعدۂ بیع کرتے وقت وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا

اگر بیع (خرید و فروخت) کا وعدہ کرتے وقت دل میں وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا، لیکن بعد میں کسی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کر سکا اور وعدہ خلافی ہوگئی، ایسے وعدہ کا حکم یہ ہے کہ اس وعدہ کا پورا کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب اور مکارم اخلاق میں سے ہے، یعنی اس صورت میں وعدہ خلافی کی وجہ سے اس کو منافق کہنا، طعنہ دینا اور ذلیل کرنا جائز نہیں ہوگا۔[1] ۴۲۹

وعدۂ بیع کی خلاف ورزی کی صورت میں

اگر ''امپورٹر'' اور ''ایکسپورٹر'' کے درمیان ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' (وعدۂ بیع) ہوا ہے اور ابھی حقیقی بیع نہیں ہوئی، اس صورت میں اگر ''ایکسپورٹر'' اس وعدہ بیع کو پورا نہ کرے، اور اس وعدہ کو پورا کرنے سے انکار کر دے، تو اس صورت میں ''امپورٹر'' کسی قسم کی چارہ جوئی کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا ''ایکسپورٹر'' تو اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے لیکن ''امپورٹر'' اس سامان کو لینے سے انکار کر دے، اور اس وعدے کی خلاف ورزی کرے، تو اس صورت میں ''ایکسپورٹر'' کیا چارہ جوئی کر سکتا ہے؟

موجودہ قانون میں یہ ہے کہ ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' (وعدۂ بیع) کی خلاف ورزی کی صورت میں کسی بھی دوسرے فریق کو پہنچنے والے حقیقی نقصان کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ نقصان کی تلافی نہ کرے تو اس کے خلاف مقدمہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن شریعت میں اگر ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' میں کوئی ایک فریق وعدہ پورا نہ کرے تو وہ شخص گناہ گار ہوگا لیکن دنیا کے اندر اس سے کسی قسم کے نقصان وغیرہ کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، اور نہ اس پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے، اس کی مثال ''منگنی'' ہے کہ یہ نکاح نہیں ہے،

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۳، علی الصفحة رقم: ۴۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

نکاح کا ایک وعدہ ہے، نکاح میں مطالبہ ہوسکتا ہے، منگنی میں مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ (۱)

وعدۂ بیع کی مثال

(۴۳۰)

''فروخت کردوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۹/۵)

وعدۂ بیع کے بعد خریداری میں نقصان سمجھتا ہے

وعدہ پورا کرنے کی نیت سے بیع (خرید وفروخت) کا وعدہ کرنے کے بعد کسی وجہ سے اب مال کی خریداری کو نقصان سمجھتا ہے، اور وہ چیز لینا نہیں چاہتا، تو وعدہ خلافی کی وجہ سے گناہگار ہوگا البتہ دکاندار کے لئے وعدۂ بیع کی بنیاد پر گاہک کو خریدنے پر مجبور کرنا یا اس سے کسی قسم کا تاوان لینے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوگا، یہ نقصان دکاندار کا ہے۔ (۲)

وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم

شریعت میں وعدۂ بیع کے بعد انکار کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے، اس نقصان کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ شریعت میں دو چیزوں کے درمیان فرق رکھا گیا ہے، ایک چیز ہے ''نفع کا نہ ہونا'' دوسری چیز ہے ''نقصان ہونا'' ان دونوں میں فرق ہے۔

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۳، علی الصفحة رقم: ۳۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

(۲) امداد الفتاوی: (۳/ ۳۰)، کتاب البیوع، عنوان: ''بیع وشراء کا وعدہ حکم میں بیع وشراء کے نہیں''۔ ط: دار العلوم کراچی۔

▭ والذی یظهر أن التراضی لا بد منه لغة أیضاً، فانه لا یفهم من باعه وباع زید عبده إلا أنه استبدل به بالتراضی، وأن الأخذ غصباً، واعطاء شیء آخر من غیر تراض لا یقول فیه أهل اللغة باعه. (فتح القدیر: (۲۲۹/۶)، کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔

▭ (فلو اکره بقتل أو ضرب شدید) متلف... (أو حبس)... (حتی باعه او اشتری او اقر او آجر، فسخ) ما عقد، ولا یبطل حق الفسخ بموت أحدهما ولا بموت المشتری. (الدر مع الرد: (۱۲۹/۶، ۱۳۰)، کتاب الاکراه، ط: سعید)۔

▭ گزشتہ حواشی ملاحظہ ہوں۔ ایضاً۔

نقصان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ واقعۃً خریدار یا بیچنے والے کی کچھ رقم خرچ ہوگئی۔ اور ''نفع نہ ہونے'' کا مطلب یہ ہے کہ تاجر نے اپنے ذہن میں یہ تصور کرلیا تھا کہ اس معاملہ میں اتنا نفع ہوگا، لیکن اتنا نفع نہیں ہوا، آج کل کے تاجروں کی اصطلاح میں اس نفع نہ ہونے کو بھی ''نقصان'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، جبکہ شریعت کی رو سے اس کو نقصان کہنا درست نہیں۔

مثلاً زید نے ایک چیز سو روپے کی خریدی، اور زید نے اپنے ذہن میں تصور کرلیا کہ میں اس کو ڈیڑھ سو روپے کی فروخت کر کے پچاس روپے نفع کمالوں گا اب ایک خریدار آیا، اور اس نے وہ چیز ڈیڑھ سو روپے کے بجائے ایک سو تیس روپے میں خرید لی تو زید کی نظر میں اور تاجر کی نظر میں اس کو نقصان سمجھا جائے گا کہ بیس روپے کا نقصان ہوگیا، لیکن شریعت میں اس کو نقصان نہیں کہا جائے گا بلکہ شریعت میں نقصان اس وقت کہا جائے گا جب زید اس چیز کو سو روپے سے کم مثلاً نوے روپے میں فروخت کردے۔

غرض کہ آج کل ''اپرچونیٹی کاسٹ'' (متوقع نفع) کی بنیاد پر حساب کتاب کر کے نقصان کا جو تعین کرلیا جاتا ہے، شریعت میں ایسے نقصان کا کوئی اعتبار نہیں۔ (۱)

وعدۂ بیع مجبوری کی وجہ سے پورا نہیں کرسکا

اگر وعدہ بیع کسی مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کرسکے تو دوسرے فریق کو اطلاع کردے کہ فلاں مجبوری کی وجہ سے وعدۂ بیع کو پورا نہیں کرسکتا، لہٰذا یہ وعدۂ بیع ختم کر

---

(۱) لأن الخسران هو عبارة عن تلف مال من رأس المال... (درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/ ۴۳۶)، تحت المادة: ۱۴۱۱، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثاني: في بيان شروط المضاربة، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئٹه۔)

الموسوعة الفقهية: (۲۶/ ۶۱)، حرف الشين، الشركة، استحقاق الربح، ط: دار الصفوة۔)

امداد الفتاوی: (۳/ ۳۰)، کتاب البیوع، ط: دار العلوم کراچی۔)

دیا جائے، اس صورت میں پہلا فریق گناہ گار نہیں ہوگا۔ (۱)

وعدہ بیع میں بدنیتی

گاہک نے دکاندار سے کہا کہ اگر فلاں قسم کا مال آپ منگوادیں، تو میں اتنی قیمت پر خریدنے کا وعدہ کرتا ہوں یا خریدوں گا، اور اس کے دل میں وعدہ کرتے وقت یہ ارادہ تھا کہ وہ اس وعدہ کو پورا نہیں کرے گا اور دکاندار سے یہ مال نہیں خریدے گا تو یہ نفاق یا نفاق کی علامت ہے، اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

وعدہ کی شرعی حیثیت

مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور حامیوں کے نزدیک اجارہ میں کلائنٹ سے وعدہ لینے کا مقصد صرف بینک کو یہ یقین دلانا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ضرور اجارہ کا معاملہ کرے گا تاکہ بینک پورے اطمینان کے ساتھ مطلوبہ چیز کی خریداری کر سکے، اس سے اجارہ منعقد نہیں ہوتا بلکہ اجارہ کا باضابطہ معاہدہ مطلوبہ چیز حاصل کرنے کے بعد طے پاتا ہے۔

لیکن معمولی غور وفکر سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ یہ موقف درست نہیں ہے کیوں کہ باضابطہ معاہدے کی حیثیت علامتی کاروائی کے سوا کچھ نہیں، وجہ یہ ہے کہ قانونی لحاظ سے کلائنٹ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ بینک کی خریدی ہوئی چیز بہرحال "ماسٹر فائنانسنگ اگریمنٹ" میں طے شدہ شرائط کے مطابق اجارہ پر لے، اور اگر لینا نہ چاہے تو بینک قانونی چارہ جوئی کے لئے عدالت سے بھی رجوع کر سکتا ہے، اور عدالت کلائنٹ کو مجبور کر سکتی ہے کہ وہ بینک کے ساتھ اجارہ کا معاملہ کرے۔

مزید یہ کہ اجارہ کے وعدے کے موقع پر بینک "سیکورٹی ڈپارٹمنٹ" کے

(۱، ۲) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ رقم: ۴۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

نام پر ایک معقول رقم بھی وصول کرتا ہے، تاکہ اگر بینک کی خریداری کے بعد کلائنٹ چیز نہ لے، یا رقم کی ادائیگی نہ کرے یا دیوالیہ ہو جائے تو بینک کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی اس رقم سے کی جا سکے، اس سے واضح ہوا کہ اجارہ کا یہ معاملہ خالص وعدہ کی حد تک نہیں رہتا بلکہ دو طرفہ معاہدے کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے، البتہ یہ مستقبل کی تاریخ میں نافذ ہوتا ہے جب یہ وعدہ نہیں معاہدہ ہے، تو گویا بینک نے اجارہ پر دینے والی چیز کو خرید کر ملکیت میں لانے سے پہلے ہی اجارہ پر دینے کا معاہدہ کر لیا اور ملکیت میں لانے سے پہلے ہی اجارہ پر دینے کا معاہدہ کرنا شریعت کے خلاف ہے، جیسا کہ "المصارف الاسلامیہ" میں ہے۔

جب وعدہ لازمی نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن جب وعدہ لازمی ہو تو یہ کاروائی غیر ملکیتی چیز کی بیع یا قبضہ سے قبل بلکہ خریداری سے قبل بیع کے دائرے میں داخل ہو جاتی ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے۔(۱)

مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور حامی حضرات یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا خرابی تب لازم آتی ہے جب دونوں جانب سے وعدہ لازم ہو جبکہ اسلامی بینکوں میں یہ وعدہ یکطرفہ صرف کلائنٹ کی طرف سے ہوتا ہے، بینک کو اختیار ہوتا ہے کہ کلائنٹ کے ساتھ معاملہ کرے یا نہ کرے، اس کے علاوہ بینک کرایہ بھی اس تاریخ سے لینا شروع کرتا ہے جب مطلوبہ چیز کلائنٹ کے حوالے کر دی جاتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ وعدہ وعدہ ہے معاہدہ نہیں ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں:

---

(۱) فاذا لم یکن الوعد ملزما فهذا لا بأس فيه، اما اذا كان ملزما فان العملية تدخل في نطاق بيع مالا يملك، أو البيع قبل القبض، بل قبل الشراء، وهذا غير جائز شرعا۔ (المصارف الاسلامية للدكتور رفيق يونس المصري: (ص: ٣٦)

(۲) ويجب أن يقتصر الوعد الملزم على طرف واحد، أما الطرف الآخر فيكون مخيرا تجنبا للمواعدة الملزمة للطرفين الممنوعة؛ لأنها حينئذ في حكم العقد۔ (المعايير الشرعية: (ص: ١٥٢) المعيار الشرعي رقم: ٩، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية)

① کہنے کی حد تک تو یہ یکطرفہ کلائنٹ کی طرف سے وعدہ ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ دوطرفہ معاہدہ ہوتا ہے، کیوں کہ اجارہ کے وعدے کے بعد کلائنٹ کو سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ بینک اسے ضرور مطلوبہ چیز مہیا کرے گا، مروجہ اسلامی بینکاری کی تاریخ میں مشکل سے اکا دکا ہی ایسے واقعات ملیں گے جن میں بینک نے اجارہ کے وعدے پر دستخط کے بعد کلائنٹ کو مطلوبہ چیز کی فراہمی سے انکار کیا ہو کیوں کہ اس سے بینک کی ساکھ خراب ہو سکتی ہے، اور لوگوں کا اعتماد ختم ہو سکتا ہے، جب بینک کی طرف سے مطلوبہ چیز کی فراہمی یقینی ہے تو "المعروف کالمشروط" (جو بات معروف ہو وہ مشروط جیسی ہے) کے تحت عملی طور پر بینک کی طرف سے بھی لازمی وعدہ ہوا اور یہ بات اسلامی بینکاری کے حامی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دوطرفہ لازمی وعدہ معاہدے کے حکم میں ہے۔ (۱)

② بینک کو معاملہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دینا اور کلائنٹ کو ہر صورت میں اس کے ساتھ معاملہ کرنے کا پابند بنانا امتیازی سلوک ہے جو نام نہاد اسلامی بینکوں کے غیر منصفانہ مزاج کی عکاسی کرتا ہے، انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ فریقین کو معاملہ کرنے یا نہ کرنے کا حق مساوی اور برابر ہو، ورنہ ایک کو اختیار دینا اور دوسرے کو اختیار نہ دینا سینہ زوری ہے۔ (۲)

---

(۱)

(۲) یاایها الذین آمنوا لا تاکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارة عن تراض منکم۔ (النساء: ۲۹)

والذی یظهر أن التراضی لا بد منه لغة أیضا فإنه لا یفهم من باعه وباع زید عبده إلا انه استبدل به بالتراضی وإن الأخذ غصبا وإعطاء شیء آخر من غیر تراض لا یقول فیه أهل اللغة: باعه۔ (فتح القدیر: ۲۵۵/۵) کتاب البیوع، ط: رشیدیه)

إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: ادارة القرآن۔

باقی رہی یہ بات کہ بینک کلائنٹ کو قبضہ دینے کی تاریخ سے کرایہ لینا شروع کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ اس سے پہلے اجارہ کا معاہدہ بھی نہیں ہوا تھا بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ معاہدہ مطلوبہ چیز پر کلائنٹ کے قبضہ کی تاریخ سے موثر ہو رہا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مطلوبہ چیز کی خریداری سے قبل بینک کا کلائنٹ سے اجارہ کا عدالتی طور پر لازمی وعدہ لینا حقیقت میں اجارہ کا معاہدہ ہے جو شریعت کے منافی اور اجارہ کے قوانین کے مخالف ہے۔

اسی طرح اجارہ کے باضابطہ معاہدے کے موقع پر کلائنٹ سے یہ وعدہ لینا بھی شریعت کے خلاف ہے کہ وہ مختلف شقوں کی خلاف ورزی کے باعث بینک کی طرف سے اجارہ ختم کرنے کی صورت میں طے شدہ قیمت پر گاڑی خریدنے کا پابند ہوگا۔ (۱)

مزید یہ کہ اس معاہدہ میں اجارہ اور بیع دونوں جمع ہیں اور یہ بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا

اگر بائع (سیلر) وقت پر پیسے ادا کرنے والے خریداروں کو اپنی مرضی سے چھوٹ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے مثلاً دکاندار نے

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۲) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده، قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیعتین فی صفقة واحدة۔ رواه فی شرح السنة۔ (مشکاة المصابیح (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

و كذلك لو باع عبداً علی أن یستخدمه البائع شهراً أو داراً علی أن یسكنها... لأنه شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین... ولأنه لو كان الخدمة والسكنی یقابلهما شیء من الثمن یكون اجارة فی بیع ولو كان لا یقابلهما یكون اعارة فی بیع۔ وقد نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن صفقتین فی صفقة۔ (الهدایه (۳/ ۶۲) کتاب البیوع، باب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه۔

تبیین الحقائق (۳/ ۱۲) کتاب البیوع، فصل یدخل فی بیع الدار، ط: امدادیه ملتان۔

خریداروں سے کہا کہ اگر آپ لوگ وقت پر پیسے ادا کریں گے تو اتنی چھوٹ دونگا، مثلاً کسی نے دس ہزار کا مال لیا اور اس نے مقررہ وقت پر پیسہ ادا کر دیا تو اس کو پانچ سو روپے کا چھوٹ دیا، تو یہ صورت جائز ہے۔(۱)

وقت پر حوالہ کرنا

آرڈر لینے والے کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ اس نے پروڈکٹ کو حوالہ کرنے کا جو وقت آرڈر دینے والے کو دیا تھا، وہ اسی وقت پر مصنوع (پروڈکٹ) حوالہ کر دے، اگر اس نے وہ چیز وقت پر حوالہ نہ کی اور اس کی وجہ سے آرڈر دینے والے کو کوئی نقصان پہنچا تو وہ گنہگار ہوگا۔ بلکہ بعض علماء کے نزدیک اگر چیز مقررہ وقت پر نہ دینے کی وجہ سے آرڈر دینے والے کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری صانع (بنانے والے/آرڈر لینے والے) پر آئے گی۔

وقت مجہول ہو

''میعاد مجہول ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۲۵/۶)

وقت معین پر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا

''بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۹/۲)

وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط

مثلاً ایک شخص نے دوسرے آدمی کو پیشگی رقم ادا کر دی، اور کچھ سامان خریدا

(۱) ویجوز ان یحط عن الثمن۔ (الھدایۃ (۸۰/۳) کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ط: رحمانیہ)

صح حط البائع بعض الثمن۔ (مجمع الأنھر (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ)

الدر المختار مع الرد: (۱۵۳/۵) کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، مطلب فی تعریف الکر، ط: سعید۔

اور یہ معاہدہ کیا کہ اگر فلاں وقت تک یہ سامان نہ پہنچا تو وعدہ خلافی کی وجہ سے فی من یا فی کارٹن سو روپے منافع وصول کروں گا، ایسی شرط لگانا ناجائز ہے اور یہ معاملہ باطل ہے، اور مقررہ وقت پر مال نہ پہنچنے کی صورت میں فی من یا فی کارٹن کے حساب سے منافع لینا حرام ہے۔ (۱)

وقتی طور پر بیعانہ کو ضبط کرنا

"بیعانہ کو وقتی طور پر ضبط کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۲)

وقف زمین کی خرید و فروخت

زمین کو جس مقصد کے لئے وقف کیا گیا ہے اگر وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے اور آئندہ بھی حاصل ہونے کا امکان نہیں ہے تو اس کو تبدیل کرنا یا اس کو فروخت کر کے اس کی رقم سے ایسی جگہ پر زمین لینا جائز ہوگا جہاں واقف کا مقصد حاصل ہو۔

اور اگر وقف کی زمین سے وقف کا مقصد حاصل ہو رہا ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہوگا اور وہ بدستور وقف رہے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ وقف کی زمین کے فوائد جب بالکل ختم ہو جائیں تو بیچنا یا

---

(۱) وأفاد في البزازية: أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة، إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال۔
(شامی: (۶۱/۴، ۶۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)
البحر الرائق: (۴۱/۵) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: سعيد۔
الفتاوى الهندية: (۱۶۷/۲) كتاب الحدود، الباب السادس في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه۔
عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمی۔

تبدیل کرنا جائز ہے تاکہ وقف سے فائدہ اٹھانا ممکن رہے، لیکن اگر اس کے فوائد ختم نہ ہوں تو پھر یہ اسی حالت پر باقی رہے گی جس پر وہ ہے۔ (۱)

وقف شدہ زمین فروخت کرنا

اپنی مملوکہ زمین مسجد یا مدرسہ یا قبرستان وغیرہ کے لئے وقف کر کے حوالہ کرنے کے بعد وہ زمین واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے، اور واقف اس میں کسی قسم کے ذاتی یا مالکانہ تصرفات کا حق نہیں رکھتا، اور ایسی زمین کو کسی کے لئے بھی خریدنا، بیچنا گفٹ کرنا اور تبادلہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اس میں وراثت بھی جاری نہیں ہوتی ہے۔ (۲)

وقف کی چیز فروخت کرنا

''اوقاف کو فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۱)

وکالت

وکالت ایجنسی کو کہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) اعلم أن الاستبدال على ثلاثة وجوه: الأول: أن يشترطه الواقف... فالاستبدال فيه جائز على الصحيح... والثاني: أن لا يشترطه... لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بأن لا يحصل منه شئ أصلا، أو لا يفي بمؤنته فهو أيضا جائز على الأصح۔ (الشامی: ۳۸۴/۴) كتاب الوقف۔ مطلب في استبدال الوقف، ط:سعيد)

الوقف إذا صار بحيث لا ينتفع المساكين به فللقاضي أن يبيعه ويشتري بثمنه غيره۔ (البحر الرائق: (۲۰۷/۵) كتاب الوقف، ط:سعيد)

الفتاوی الهندیہ: (۳۰۱/۲) كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق بالشرط، ط:رشيديه۔

(۲) فإذا تم أی الوقف فلا یملک ولا یعار ولا یرهن۔ (تنویر الابصار۔ (شامی: (۳۵۲/۴) كتاب الوقف، ط:سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۲۲۱/۶) كتاب الوقف والصدقة، فصل وأما حكم الوقف الجائز، ط:سعيد)

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهداية: (۶۱۶/۲) كتاب الوقف، ط:رشيديه۔)

(۳) الوكالة: بالفتح والكسر اسم من التوكيل، وهي شرعا: تفويض احد أمره لآخر وإقامته مقامه... (المجموعة للقواعد الفقهية: (ص:۳۱۸)، التعريفات الفقهية، الواو، ط:بشرى)

وکالت پر اجرت

(۴۳۹) اگر وکالت پر اجرت کی شرط رکھی ہے، اور وکیل نے وکالت پوری کر دی، تو وہ اجرت کا مستحق بن جائے گا، اور اگر اجرت کی شرط نہیں تھی اور وکیل بھی اجرت کا کام کرنے والا نہیں ہے، تو وہ احسان اور ثواب کا کام کرنے والا ہوگا اور اس کو اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ (۱)

وکالت کا پیشہ

عدالت میں اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے یا مدعی کے غلط دعویٰ کا جواب دینے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنا یا کسی کا وکیل مقرر ہونا جائز ہے، موکل مرد ہو یا عورت، نیز اس پر فریق مخالف راضی ہو یا ناراض، بہر حال جائز کام کے لئے وکالت کرنا جائز ہے۔

البتہ کسی جھوٹے مدعی کی حمایت کرنا یا کسی ظالم کی طرف سے مدافعت کرنا، اس کی خاطر، یا مقدمہ میں جتوانے کے لئے جھوٹ بولنا، الثا سیدھا جرم ثابت کرنا، اور مدعی کو ناحق دوسروں سے عدالت کے ذریعہ مال لوٹ کر دینا بہت بڑا گناہ ہے، ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے، وکالت کا ایسا پیشہ جس میں ظالم کی حمایت ہو اور مظلوم پر مزید ظلم ڈھایا جائے، اور قاتلوں کی مدد کی جائے یہ ناجائز اور حرام ہے، اس پر اجرت لینا بھی حرام ہے، ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ان کی چرب زبانی، لفاظی،

---

(۱) إذا شرطت الاجرة في الوكالة وأوفاها الوكيل استحق الأجرة... وإن لم تشترط ولم يكن الوكيل ممن يخدم بالأجرة كان متبرعاً، فليس له أن يطالب بالأجرة... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۲۱۷)، المادة: ۱۴۶۷، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الأول: في بيان أحكام الوكالة العمومية، ط: فاروقيه کوئٹہ۔)

شرح المجلة للاتاسي: (۴/۴۳۵) المادة: ۱۴۶۷، أيضاً، ط: رشيديه۔)

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/۵۷۳، ۵۷۴)، المادة: ۱۴۶۷، أيضاً، ط: دار عالم الكتب۔

چالاکی کب تک ان کے کام آئے گی اور جب قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیشی ہوگی، تو ان وکیلوں کی طرف سے کون وکیل بنے گا، اور خلاصی کیسے ہوگی، اس لئے ظالم اور ظلم کی حمایت ہرگز نہ کریں ورنہ آخرت کی عدالت انتظار میں ہے۔ [1]

وکالت میں دھوکہ دینا

مثلاً زید نے بکر کو ایک فریزر خریدنے کے لئے وکیل بنایا اور نقد چالیس ہزار کی رقم دی اور بکر نے ۳۸ ہزار میں فریزر خرید کر زید کے پاس بھیج دیا اور دو ہزار اپنے پاس رکھ لئے تو یہ جائز نہیں ہے۔

وکیل کو چاہیے کہ اپنے موکل کا کام ایمانداری سے کرے اور جو رقم وغیرہ بچ جائے وہ اپنے موکل کو واپس کردے۔

---

(۱) قولہ تعالیٰ {ھأنتم ھٰؤلاء جادلتم عنھم فی الحیٰوۃ الدنیا فمن یجادل اللہ عنھم یوم القیامۃ امّن یکون علیھم وکیلا} (سورۃ النساء: ۱۰۹)

عن أم سلمۃ عن النبی ﷺ قال: "انما انا بشر وانکم تختصمون إلی، ولعل بعضکم أن یکون ألحن بحجتہ من بعض واقضی لہ علی نحو ما أسمع، فمن قضیت لہ من حق أخیہ شیئاً فلا یاخذ، فإنما أقطع لہ قطعۃ من النار۔ (صحیح البخاری: (۱۰۳۰/۲)، رقم الحدیث: ۶۹۶۷، کتاب الحیل، باب إذا غصب جاریۃ فزعم انھا ماتت... ط: قدیمی۔) و (۱۰۶۵/۲) کتاب الاحکام، باب من قضی لہ بحق اخیہ فلا یاخذہ، فان قضاء الحاکم لایحل حراما ولایحرم حلالاً، ط: قدیمی)

باب القضاء فی قلیل المال وکثیرہ سواء۔ ط: قدیمی)

الصحیح المسلم (۷۴/۲) کتاب الاقضیۃ، باب بیان ان حکم الحاکم لایغیر الباطن، ط: قدیمی)

سنن ابن ماجۃ: (ص: ۱۶۷)، أبواب الأحکام، باب قضیۃ الحاکم لاتحل حراماً ولاتحرم حلالاً، ط: قدیمی۔

سمع رسول اللہ ﷺ ذات یوم، ارتفاع أصوات متخاصمین جاثا یتحاکمان عندہ فی أرض وقد ارتفعت أصواتھما امام احدی حجرات بیوت أزواج النبی ﷺ، فخرج النبی علیہ الصلاۃ والسلام، وقد اجتمع بعض الناس حولھما، فقال ﷺ: أیھا الناس إنما أنا بشر، وأنکم تختصمون إلیّ أن تتحاکموا عندی ولعل بعضکم أن یکون ألحن بحجتہ من بعض ای أقوی فی الحجۃ من الآخر، فأقضی لہ علی نحو مما اسمع، فمن قضیت لہ من أخیہ شیئا فلا یأخذہ، فإنما ھی قطعۃ من النار أقطعھا لہ، فمن شاء فلیأخذ ومن شاء فلیدع۔ (البخاری فی المظالم: (۶۸/۲) مسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہ بن جعد البارقی کو ایک دینار دیا اور فرمایا "اشتر لنا بہ شاۃ" ہمارے لئے اس سے ایک بکری خرید لاؤ عروہ کہتے ہیں کہ میں منڈی آیا میں نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں، جب میں واپس آرہا تھا تو مجھے راستے میں ایک آدمی ملا، اس نے مجھ سے سودا کیا میں نے اسے ایک دینار کے عوض ایک بکری فروخت کردی اور ایک دینار اور ایک بکری لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپکا دینار اور یہ آپ کی بکری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "وصنعت کیف؟" تم نے یہ کیسے کیا ہے؟

میں نے ساری بات بیان کردی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللھم بارک لہ فی صفقۃ یمینۃ"(۱)

اے اللہ! اس کے دائیں ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرما۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری خریدنے کے بعد جو رقم بچی وہ واپس کردی اپنے پاس نہیں رکھی اگر بچی ہوئی رقم وکیل یعنی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا حق ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) عن عروۃ بن أبی الجعد قال: عرض للنبی صلی اللہ علیہ وسلم جلب، فأعطانی دینارا، فقال: "أی عروۃ ائت الجلب فاشتر لنا شاۃ" قال فأتیت الجلب، فساومت صاحبہ، فاشتریت منہ شاتین بدینار، فجئت أسوقهما، أو قال أقودهما، فلقینی رجل فساومنی، فأبیعہ شاۃ بدینار، وجئت بالشاۃ فقلت: یا رسول اللہ، ھذا دینارکم، وھذا شاتکم، قال: "وصنعت کیف؟" فحدثتہ الحدیث، فقال: اللھم بارک لہ فی صفقۃ یمینہ"... الحدیث۔ (مسند أحمد: (۳۲/۱۰۷) رقم الحدیث ۱۹۳۶۷، مسند الکوفیین، حدیث عروۃ بن أبی الجعد البارقی، ط: مؤسسۃ الرسالۃ۔)

السنن الکبری: (۶/۱۱۲) کتاب القراض، باب المضارب یخالف بما فیہ زیادۃ لصاحبہ... الخ ط: إدارۃ تالیفات اشرفیہ۔

صحیح بخاری: (۱/۵۱۳) کتاب المناقب، باب بعد باب سوال المشرکین أن یریھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم آیۃ، فأراھم انشقاق القمر، ط: قدیمی۔

یقیناوہ رقم حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو واپس کردیتے۔کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عدل وانصاف کے پیکر تھے،وہ دوسرے کا حق اپنے پاس رکھ لیں اور واپس نہ دیں،یہ ہو نہیں سکتا۔

باقی اگر موکل بچی ہوئی رقم وکیل کو خاموشی سے دے دے یا لینے کی اجازت دیدے تو وکیل کے لئے لینا جائز ہوگا ورنہ نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان بندے کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں ہے۔ (۱)

مزید''وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا''عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

وکیل

ایک آدمی خریدار یا بائع (سیلر) کی طرف سے ایک ہی چیز کے لئے خرید یا فروخت کا وکیل بن سکتا ہے لیکن ایک ہی شخص خریدار اور بائع بیک وقت دونوں کی طرف سے ایک ہی چیز کی خرید وفروخت کا وکیل نہیں بن سکتا۔ (۲)

---

(۱) وعن أبی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص:۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

شعب الایمان: (۳۸۷/۴) رقم الحدیث: ۵۴۹۲، الباب الثامن والثلاثون من شعب الایمان: وهو باب فی قبض الید عن الأموال المحرمة الخ، ط: دار الکتب العلمیة۔

السنن الکبری: (۱۰۰/۶) کتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخله فی سفینة أو بنی علیه جداراً، ط: ادارۃ تالیفات اشرفیه۔

(۲) ان الواحد یتولی طرفی العقد فی العتق کالنکاح ولا یتولی الطرفین فی البیع۔ (البحر الرائق: (۲۸۱/۷)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: دار الکتب العلمیة۔)

شرائط العاقد: العقل... والعدد فی العاقد فلا ینعقد بالوکیل من الجانبین،... (البحر الرائق: (۵۳۲/۵)، کتاب البیع، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الدر مع الرد: (۵۰۳/۴)، کتاب البیوع، ط: سعید۔)

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵، ۱۳۶)، کتاب البیوع، أما شرائط الانعقاد، ط: سعید۔)

وکیل امین ہے

(۴۴۳) وکیل امین ہوتا ہے، اور وکیل کے پاس موکل کی رقم امانت ہوتی ہے۔ اس لئے وکیل کے لئے موکل کی رقم کو اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں ہے اگر ایسا کیا تو وکیل ضامن ہوگا۔ (۱)

وکیل اور دلال کا فرق

وکیل اور دلال کے درمیان فرق یہ ہے کہ دلال دوسرے شخص کا سپرد کیا ہوا کام اجرت پر کرتا ہے اور وکیل اجرت اور بلا اجرت دونوں طرح کرتا ہے۔ (۲)

---

(۱) المال الذی قبضہ الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعۃ فی یدہ فإذا تلف بلا تعد ولاتقصیر لایلزم الضمان... (شرح المجلۃ لرستم باز: (۲/ ۶۱۳)، المادۃ: ۱۴۶۳، الوکالۃ، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالۃ، الفصل الأول، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔)

درر الحکام إلی مجلۃ الأحکام: (۳/ ۵۶۱) المادۃ: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتب۔)

إذا هلکت الودیعۃ أو نقصت قیمتها بتعدی المستودع أو بتقصیرہ لزمہ الضمان، مثلاً إذا أنفق المستودع نقود الودیعۃ فی أمور نفسہ أو استهلکها ضمنها، (مجلۃ الأحکام العدلیۃ: (۱۵۰)، المادۃ: ۷۸۷، الأمانات، الباب الثانی، فی الودیعۃ، الفصل الثانی: فی أحکام الودیعۃ وضمانها، ط: نور محمد کتب خانہ کراچی)

مزید وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) السمسار: من یعمل للغیر بالأجر بیعاً أو شراء، ویقال لہ فی العرف الدلال۔ (دستور العلماء: (۲/ ۱۳۲) حرف السین، السمسار، ط: دار الکتب العلمیۃ۔)

والوکالۃ... وفی الشرع: تفویض التصرف فی أمرٍ شرعی إلی غیرہ أی إقامۃ الغیر مقام نفسہ فی التصرف ممن یملک التصرف، والوکیل: هو الّذی فوض إلیہ التصرف بإقامۃ المفوض أی المؤکل إیاہ مقام نفسہ فی التصرفات۔ (دستور العلماء: (۳/ ۳۲۱)، حرف الواو، ط: دار الکتب العلمیۃ۔)

الدلال: هو السمسار أی الّذی یدخل بین البائع والمشتری متوسطاً لامضاء البیع۔ (المجموعۃ للقواعد الفقهیۃ، التعریفات الفقهیۃ: (ص: ۱۸۱)، ط: بشریٰ۔)

والوکالۃ: وهی شرعاً تفویض أحد أمرہ لآخر، وإقامتہ مقامہ، ویقال: لذلک الشخص مؤکل ولمن أقامہ وکیل، والأمر موکل بہ۔ المجموعۃ للقواعد الفقهیۃ، (ص: ۳۱۸) (التعریفات الفقهیۃ، ط: مکتبۃ البشریٰ)

وکیل بالبیع غیر مسلم کو بنانا

"غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

وکیل بالبیع کمپنی کے

"کمپنی کی جانب سے سامان بیچنے کا وکیل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۰/۱۵)

وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا

کمپنی بعض ملازمین کو اس مقصد کے لئے رکھتی ہے کہ وہ بازار سے سامان خرید کر لایا کریں اب کبھی یہ ملازم کم قیمت میں سامان خرید کر دکاندار سے زیادہ قیمت کا بل بنواتے ہیں اور کمپنی سے زائد رقم وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح مکان وغیرہ تعمیر کرنے کے ٹھیکیدار لوہا وغیرہ کم قیمت پر خرید کر مکان کے مالک سے حساب میں زیادہ رقم ظاہر کر کے وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح رنگ کرنے والے رنگ کی زیادہ قیمت ظاہر کر کے مکان کے مالک سے زائد رقم وصول کرتے ہیں، شرعاً یہ ناجائز اور حرام ہے، زائد رقم مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے، اگر دنیا میں نہیں دے گا تو آخرت میں واپس کرنا پڑے گا اور وہاں واپس کرنا سوئی کے ناکے سے ہاتھی گذارنے کی مانند ہوگا۔

واضح رہے کہ ملازم اور ٹھیکیدار ایسے وکیل ہیں جن کو اجرت اور تنخواہ ملتی ہے ان پر مالک کے ساتھ امانت داری کا معاملہ کرنا لازم ہے، صرف اصل قیمت مالک سے وصول کریں، ان کے لئے اس طرح اضافی رقم لینا جھوٹ، دھوکہ اور ناحق وصولی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔

☆ اگر ٹھیکیدار یا ملازم مذکورہ بالا صورت میں یہ حیلہ اختیار کریں کہ یہ اشیاء پہلے اپنے لئے خریدیں پھر مہنگی کر کے کمپنی کو فروخت کریں تو بھی شریعت میں اس کی

گنجائش نہیں ہوگی کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے، اس کا اپنے لئے خرید نا جائز نہیں۔ (۱)

۴۴۵ وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنے کا حیلہ کرنا

"ملازم کا حیلہ کرنا عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۵/۶)

وکیل بالشراء کا ظلم

حکومت یا پرائیوٹ ادارہ کے لئے سامان خریدنے والے ملازم یا وکیل یہ ظلم بھی کرتے ہیں کہ دکاندار یا کمپنی سے کہتے ہیں مثلاً اس سامان کی قیمت سو روپے ہے تو آپ کمپنی یا حکومت پر بیشک دوسو کی فروخت کریں، مگر جب فروخت کریں تو مجھے پچاس فیصد کمیشن دینا، ایسا کمیشن حرام ہے ملازم اپنے ادارہ اور کمپنی کے ساتھ دھوکہ، خیانت اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے سخت گناہ گار بھی ہے۔ (۲) اور اس کی تنخواہ بھی حرام

(۱) ليس لمن وكل باشراء شئ معين أن يشترى ذلك الشئ لنفسه حتى لا يكون له وان قال: عند اشترائه اشتريت هذا لنفسى بل يكون للموكل، لأنه يؤدى إلى تغرير الأمر من حيث إنه اعتمد عليه ولأن فيه عزل نفسه ولا يملكه الا بمحضر من الموكل (شرح المجلة لرستم باز: (۶۲۳/۲)، المادة: ۱۴۸۵، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثاني: في بيان الوكالة بالشراء، ط: فاروقيه كوئته)

☐ إذا قيدت الوكالة بقيد فليس للوكيل مخالفته، فإن خالف لا يكون شراءه نافذا في حق الموكل ويبقى المال الذى اشتراه له، ولكن إذا خالف بصورة فائدتها أزيد في حق الموكل فلا تعد مخالفة معنى... أما اشتراها بأنقص يكون قد اشتراها للموكل، (درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۵۸۵/۳)، المادة: ۱۴۷۹، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثاني: في بيان الوكالة بالشراء، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئته۔)

☐ شرح المجلة للاتاسى: (۳۵۷/۴)، المادة: ۱۴۷۹، أيضاً، ط: رشيديه۔)

الدر مع الرد: (۵۱۷/۵، ۵۱۸)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد۔)

☐ أنظر الحاشية الآتية أيضا

(۲) قال الله تعالى: لعنة الله على الكاذبين (العمران: ۶۱)

☐ وعن أبى هريرة رضى الله عنه: "آية المنافق ثلاث" زاد مسلم: "وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم" ثم اتفقا: "إذا حدث كذب، وإذا وعد اخلف، وإذا اؤتمن خان۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۷) كتاب الايمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمى)=

ہے کیوں کہ وہ حکومت یا کمپنی کے لئے کام نہیں کر رہا بلکہ وہ کمیشن حاصل کرنے کے لئے اپنا کام کر رہا ہے، اور اپنا کام کر کے حکومت سے تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے

اگر کسی نے زید کو وکیل بنایا کہ میرے لئے بازار سے موبائل خرید کے لاؤ، اور اس کو دس ہزار دیے، موبائل خریدنے کے بعد بائع (سیلر) نے وکیل کے ساتھ تعلقات کی بنا پر ثمن (طے شدہ قیمت) واپس کر دیا یا مفت میں دے دیا، تو وکیل کے لئے ہدیہ ہوگا، موبائل کو واپس کرنا لازم نہیں ہوگا، اور وکیل کے لئے اس رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہوگا۔ (۲)

= وعن ابن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داؤد في مراسيله عن الحسن مرسلا مختصرا قال: المكر والخديعة، والخيانة في النار۔ (الترغيب الترهيب: (۲/ ۳۵۰) رقم الحديث: ۲۷۴۳، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (۳/ ۵۴۵) رقم الحديث: ۷۸۲۰، ۷۸۲۳، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذموة، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۱) الأجير يستحق الأجرة إذا كان في مدة الإجارة حاضرا للعمل... لكن ليس له أن يمتنع عن العمل فإذا امتنع لا يستحق الأجرة۔ (شرح المجلة لرستم باز (۱/ ۱۹۰) رقم المادة: ۴۲۵، الكتاب الثاني في الاجارة، الباب الأول في الضوابط العمومية، ط: مكتبه فاروقيه۔

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۴۵۸) المادة: ۴۲۵، ايضا، ط: دار الجيل۔

المبسوط للسرخي: (۱۵/ ۱۶۲) كتاب الإجارات، باب إجارة الراعي، ط: دار المعرفة۔

(۲) رجل أمر رجلا يشترى له جارية بألف درهم، فاشتراها، ثم ان البائع وهب للوكيل الفا، فللوكيل ان يرجع على البائع بالف؛ لأنه لايمكن ان يجعل هذا حطا عن الثمن؛ لأنه يفسد العقد فجعل هبة فيرجع۔ (الفتاوى الولوالجية: (۳/ ۳۵۳) كتاب الوكالة، الفصل الثالث: فيما يرجع الوكيل إلى الموكل، ط: دار الكتب العلمية)

وفي الواقعات الحسامية: ولو أمر رجلا أن يشترى له جارية بألف فاشتراها، ثم ان البائع وهب الألف من الوكيل فللوكيل أن يرجع على الآمر، ولو وهب منه خمس مائة لم يكن له ان يرجع على الآمر إلا بخمسمائة... (البحر الرائق: (۷/ ۱۵۵)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)=

وکیل بنانا غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے

"غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳/۵)

وکیل بننا

دوسرے کی طرف سے خرید یا فروخت کے لئے وکیل (Agent) بننا صحیح ہے، اگر کسی نے وکیل بنے بغیر مثلاً زید کی طرف سے کوئی معاملہ کیا تو زید کی اجازت پر موقوف ہوگا۔(۱)

وکیل کو صرف موکل کا مال فروخت کرنے کا پابند بنانا

جس آدمی کو مال فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا جاتا ہے وہ اجیر مشترک کے حکم میں ہوتا ہے، ہاں اگر موکل نے وکیل کو وکیل بناتے وقت یہ شرط رکھی تھی کہ آپ صرف میرا مال فروخت کریں گے، کسی اور کا مال فروخت نہیں کریں گے، تو یہ اجیر خاص کی طرح ہوجائے گا اور اس کے لئے اجارہ کے اوقات میں موکل کے مال کے علاوہ کسی اور کا مال فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر وکیل نے اس شرط کو قبول

= ولو وهبه كل الثمن رجع كله، ولو بعضه رجع بالباقي؛ لأنه حط۔ (قوله كل الثمن) أي جملة واحدة۔ قال في البحر: ولو وهبه خمس مائة ثم الخمس مائة الباقية لم يرجع الوكيل على الآمر الا بالأخرى لأن الأولى حط والثاني هبة۔ (الدر مع الرد: (۵/۵۱٦) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

(۱) من باع ملك غيره فللمالك أن يفسخه ويجيزه إن بقي العاقدان والمعقود عليه وبه لو عرضاً، ... والأصل فيه أن كل تصرف صدر من الفضولي وله مجيز حال وقوعه انعقد موقوفاً على الإجازة عندنا، (تبيين الحقائق: (۴/۳۸۳)، كتاب البيوع، باب بيع الفضولي، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۳/۱۳۳)، كتاب البيوع، فصل في بيع الفضولي، ط: غفارية كوئٹه۔)

الدر مع الرد: (۵/۱۰٦، ۱۰۷)، كتاب البيوع، فصل: في بيع الفضولي، ط: سعيد۔

نہیں کیا تھا، یا قبول کیا لیکن جو وقت مقرر ہے اس کے علاوہ اوقات میں دوسروں کا مال بیچتا ہے تو پھر بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

وکیل کا خود اپنے لئے خریدنا

اگر زید نے عمر کو اپنی چیز فروخت کرنے کا وکیل بنایا، تو عمر وہ چیز خود اپنے لئے خرید سکتا ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ نا جائز ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ موکل کی اجازت سے جائز ہے، لہٰذا اگر موکل نے اجازت دی ہے تو وکیل خود اپنے لئے خرید سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (۲)

---

(۱) الأجير المشترك من يعمل لغير واحد... والأجير الخاص يستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وان لم يعمل... وسمي الأجير خاصا ووحده؛ لأنه يختص بالواحد، وليس له أن يعمل لغيره، ولأن منافعه صارت مستحقة للغير، والأجر مقابل بها فيستحقه مالم يمنع مانع من العمل كالمريض والمطر... وإنما يكون أجيرا خاصا إذا شرط عليه أن لا يرعى لغيره۔ (البحر الرائق: (۲۶/۸، ۲۹، ۳۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

الاجراء على ضربين: مشترك وخاص، فالأول من يعمل لا لواحد كالخياط ونحوه أو يعمل له عملا غير موقت... أو موقتا بلا تخصيص... والثاني: وهو الأجير الخاص ويسمى أجير وحد: وهو من يعمل لواحد عملا موقتا بالتخصيص، ويستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وإن لم يعمل كمن استوجر شهرا للخدمة أو شهرا لرعي الغنم المسمى باجر بخلاف مالو آجر المدة بان استاجره للرعي شهرا حيث يكون مشتركا الا اذا شرط ان لا يخدم غيره، ولا يرعى لغيره فيكون خاصا۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: اعلم ان الاجير للخدمة أو لرعي الغنم انما يكون أجيرا خاصا إذا اشترط عليه أن لا يخدم غيره أو لا يرعى لغيره۔ (قوله: وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا يصلي النافلة، قال في التاتارخانية: وفي فتاوى الفضلي وإذا استأجر رجلا يوما يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلك العمل إلى تمام المدة۔ (الدر مع الرد: (۶۳/۶، ۶۹، ۷۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

فتح القدير: (۱۲۲/۹، ۱۳۰)، كتاب الإجارات، باب ضمان الأجير، ط: رشيديه۔)

(۲) الوكيل بالبيع لا يملك شراءه لنفسه؛ لأن الواحد لا يكون مشتريا وبائعا فيبيعه من غيره ثم يشتريه منه... وإن أمره الوكيل أن يبيعه من نفسه أو أولاده الصغار أو ممن لا يقبل له شهادته فباع منهم جاز۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۴۷۵/۵) كتاب الوكالة، الرابع في البيع، ط: رشيديه)

ليس لمن وكل باشتراء شئ معين أن يشتري ذلك الشئ لنفسه حتى لا يكون له وإن قال: عند اشترائه اشتريت هذا لنفسي بل يكون للموكل،... (شرح المجلة لرستم باز: (۶۲۳/۲)، المادة: ≈

وکیل کا دکاندار سے کمیشن وصول کرنا

بعض دکاندار کمپنی کے ملازم سے معاہدہ کرتے ہیں اگر آپ کمپنی کا سامان (۴۴۹) ہم سے خریدیں گے تو ہم آپ کو اتنے فیصد رعایت دیں گے، تو ملازم کے لئے یہ کمیشن رکھنا جائز نہیں بلکہ کمپنی میں جمع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ کمیشن کے نام سے سامان کی قیمت میں رعایت ہے، جو کمپنی کا حق ہے ملازم کا حق نہیں، کیونکہ یہ ملازم اگر کمپنی کے لئے سامان نہ خریدتا تو اتنے کی اس کو نہ ملتی تو معلوم ہوا کہ یہ اس شخص کا کمیشن نہیں بلکہ زیادہ سامان خریدنے کی وجہ سے سامان پر رعایت ہے، لہذا ملازم پر لازم ہے کہ اصل قیمت کمپنی سے وصول کرے اور رعایت کی رقم کمپنی کو واپس کردے، ورنہ آخرت میں واپس کرنا پڑے گی اور وہ بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔ (۱)

= ۱۳۸۵، الوکالة: الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۴۲۳/۳)، المادة: ۱۳۸۵، أیضاً، ط: رشیدیه۔

آئندہ آنے والا حاشیہ نمبر ۱ تفصیل کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

(۱) لیس لمن وکل باشتراء شئ معین أن یشتری ذلک الشئ لنفسه حتی لایکون له وان قال: عند اشترائه اشتریت هذا لنفسی بل یکون للموکل، لأنه یؤدی إلی تغریر الأمر من حیث إنه اعتمد علیه ولأن فیه عزل نفسه ولایملکه الا بمحضر من الموکل (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۲۳)، المادة: ۱۳۸۵، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیه کوئٹه)

إذا قیدت الوکالة بقید فلیس للوکیل مخالفته، فإن خالف لایکون شراءه نافذا فی حق الموکل ویبقی المال الذی اشتراه له، ولکن إذا خالف بصورة فائدتها أزید فی حق الموکل فلاتعد مخالفة معنی۔۔۔ أما اشتراها بأنقص یکون قد اشتراها للموکل، (درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۵۸۵/۳)، المادة: ۱۴۷۹، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: دار عالم الکتب/سلطانیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۳۵۷/۳)، المادة: ۱۴۷۹، أیضاً، ط: رشیدیه۔

الدر مع الرد: (۵۱۷/۵، ۵۱۸)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: سعید۔

وکیل کا دیکھ لینا

(۴۵۰) اگر چیز خریدنے کے وکیل، یا چیز قبضہ کرنے کے وکیل نے چیز کو دیکھ کر اور جانچ کر لیا ہے تو موکل کو خیارِ رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔ (۱)

وکیل کا موکل سے زیادہ قیمت وصول کرنا

"وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۴۲/۶)

وکیل کا موکل کی رقم اپنے خرچ میں لانا

وکیل کے لئے موکل کی رقم اس کی اجازت کے بغیر اپنی ضرورت پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وکیل کے پاس موکل کی رقم امانت ہے، اور امانت میں اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے، اگر وکیل نے ایسا تصرف کیا تو وہ رقم کا ضامن ہوگا، اسی طرح مسجد، مدرسہ اور رفاہی اداروں کی رقم کو کمیٹی یا انتظامیہ کا اپنے ذاتی تصرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ اور اگر وکیل کو موکل کی طرف سے اپنی ضرورت پر رقم استعمال کرنے کی اجازت ہو تو پھر وکیل کے لئے اپنی ضرورت پر اس رقم کو استعمال کرنے کی اجازت ہوگی اور بعد میں اتنی رقم ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) الوکیل بشراء شئ والوکیل بقبضه تکون رؤیتهما لذلک الشئ کرؤیة الأصیل،... (شرح المجلة للاتاسی: (۱/ ۲۸۳)، المادة: ۳۳۳، البیوع، الباب السادس: في بیان الخیارات، الفصل الخامس: في بیان خیار الرؤیة، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۳۱)، المادة: ۳۳۳، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۱/ ۳۳۰)، المادة: ۳۳۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتب۔

(۲) رجل جمع مالاً من الناس لینفقه في بناء المسجد وانفق من تلک الدراهم في حاجة نفسه، ثم رد بدلها في نفقة المسجد لا یسعه ان یفعل ذلک، واذا فعل ان کان یعرف صاحب المال رد الضمان علیه أو یسأله لیأذن له بانفاق الضمان في المسجد، وإن لم یعرف صاحب المال یرفع الأمر إلی القاضي حتی یأمره بانفاق ذلک في المسجد، فإن لم یقدر علی أن یرفع الأمر إلی القاضي، قالوا: نرجوا له في الاستحسان أن ینفق مثل ذلک من ماله في المسجد فیجوز ویخرج عن الوبال فیما بینه وبین الله تعالی،=

وکیل کا مؤکل کے مال سے کچھ لینا

(۳۵۱) ایک آدمی دوسرے آدمی کو مال دیتا ہے تاکہ وہ اپنی جان پہچان کی وجہ سے اسے فروخت کردے اب یہ آدمی قیمت زیادہ بتا کر فروخت کردیتا ہے اور زائد رقم خود رکھ لیتا ہے، یہ جائز نہیں ہے کیوں کہ سامان بیچنے والا سامان کے مالک کا وکیل ہے اور اس پر مال اور اس کی قیمت کے متعلق اعتماد کیا جاتا ہے اگر وہ مالک کے علم میں لائے بغیر اس کی قیمت سے کچھ لے لیتا ہے تو یہ خیانت ہے واپس کردینا ضروری ہے۔[1]

=وفي القضاء يكون ضامنا فيكون ذلك ديناً عليه لصاحب المال، وهو نظير ما ذكر في الأصل الوكيل بقضاء الدين إذا صرف مال المؤكل في حاجة نفسه ثم قضى بمال نفسه دين الموكل يكون متبرعاً في قضاء دين الموكل۔ (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الهندية: (۲۹۹/۳)، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً، ط: رشيديه)

وإلوكيل به انفق الدراهم على نفسه ثم اشترى ما امر بدراهم من عنده، فالمشترى للوكيل لا للآمر في المختار۔ وفي الأصل اشترى بدنانير من عنده ثم نقد دنانير الموكل فالشراء للوكيل ويضمن مال الموكل للتعدى، ولو اشترى ما أمره وسلمه إلى الموكل ثم انفق دراهم الوكالة ونقد للبائع غيرها جاز... وفي النوازل: اعطاه دينارا لقضاء دينه أو الإنفاق على عياله فأمسكها وصرف دينار نفسه جاز استحساناً، وفي العيون امره بصدقة الف وأعطاه فانفقه و تصدق بالف من عنده لايجوز ويضمن وإن باقية عنده وتصدق بالف من عنده جاز استحساناً۔ (الفتاوىٰ البزازية على هامش الهندية: (۴۸۳/۵)، كتاب الوكالة، الفصل الخامس في الوكالة بالشراء، ط: رشيديه۔)

الهندية: (۲۳۳/۳) كتاب الوكالة، الباب العاشر: في المتفرقات، ط: رشيديه۔)

التاتارخانية: (۸۵۶/۵) كتاب الوقف، الفصل الحادى والعشرون: في المساجد، ط: إدارة القرآن۔

(۱) لو أعطى أحد ماله لدلال۔ وقال: بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل ايضا لصاحب المال... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان ماله فالبدل يلزم أن يكون كذلك۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۶۶۲/۱) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني: في الاجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: في اجارة الآدمي، ط: دار الجيل۔

شرح المجلة لرستم باز: (۳۳۳/۱) ايضا، ط: فاروقيه۔

بدائع الصنائع: (۲۷/۶) كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد۔

وکیل کو ثمن کا ضامن بنانا

۴۵۲ اگر کسی آدمی کو سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا ہے، تو اس کو ثمن کا ضامن بنانا درست نہیں، مثلاً ایک شخص نے زید کو سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا، اور اس سے یہ کہا کہ آپ سامان کو اتنی قیمت میں فروخت کریں، اور یہ بھی شرط لگائی کہ آپ مجھے اس کی قیمت ادا کریں گے چاہے آپ مشتری (خریدار) سے وصول کریں یا نہ کریں تو اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اور یہ ضمانت باطل ہو جائے گی۔[1]

وکیل کو فروخت کے لئے دیا ہوا سامان چوری ہو جائے

اگر وکیل کی بے احتیاطی کی وجہ سے چوری نہیں ہوئی تو نقصان کا بار موکل پر ہوگا اور اگر وکیل کی بے احتیاطی کی وجہ سے چوری ہوئی تو وہ نقصان کا ذمہ دار ہوگا، کیونکہ وہ فروخت کرنے کا وکیل ہے، اور وکیل کا قبضہ امانت والا قبضہ ہوتا ہے، اگر

---

(۱) (قوله: ومن باع لرجل ثوبا)... أى باع ثوبا هو لرجل بطريق الوكالة عنه فى بيعه (وضمن) الوكيل (له) أى للرجل المالك (الثمن أو مضارب ضمن ثمن متاع لرب المال فالضمان باطل لأن الكفالة) وهى الضمان (التزم المطالبة والمطالبة إليهما) أى إلى الوكيل والمضارب (فيصير كل منهما ضامنا لنفسه) فيصير مطالبا مطالبا وهذا لأن حقوق العقد ترجع إليه۔ (فتح القدير: (۲۱۸/۷)، كتاب الكفالة، فصل: فى الضمان، ط: دار الفكر) و: (۲۰۳/۷)، ط: رشيديه)

ولاتصح كفالة الوكيل بالثمن للموكل فيما لو وكل بيعه؛ لأن حق القبض له بالإصالة فيصير ضامنا لنفسه۔ (قوله: ولاتصح كفالة الوكيل بالثمن) وكذا عكسه... (وقوله: فيما لو وكله ببيعه) الأولى أن يقول أى ثمن ما وكل ببيعه قيد به؛ لأن الوكيل بقبض الثمن لو كفل به يصح كما فى البحر۔ (الدر مع الرد: (۳۱۲/۵)، كتاب الكفالة، ط: سعيد۔)

يجب أن يعلم أن الحقوق نوعان: حق يكون للوكيل، وحق يكون على الوكيل فالأول كقبض المبيع ومطالبة ثمن المشترى والمخاصمة فى العيب والرجوع بثمن مستحق، ففى هذا النوع للوكيل ولاية هذه الأمور لكن لاتجب عليه، فإن امتنع لايجبره الموكل على هذه الافعال؛ لأنه متبرع فى العمل بل يوكل الموكل بهذه الافعال۔ (فتح القدير: (۱۶/۸) كتاب الوكالة، ط: دار الفكر) و: (۱۹/۸)، ط: رشيديه)

امانت بے احتیاطی کی وجہ سے ضائع ہوجائے تو ضمان آتا ہے۔ (۱)

وکیل کو مبیع مفت ملے

"وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۴۶/۶)

وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے

وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے، لہٰذا اگر موکل کا مال وکیل کے پاس کسی قسم کی تعدّی یا سستی اور غفلت کے بغیر ہلاک ہوجائے تو وکیل اس کا ضامن نہیں ہوگا اور وکیل پر اس کا تاوان ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، البتہ اگر وکیل کی تعدی یا غفلت اور سستی کی وجہ سے ہلاک ہوجائے تو ضامن ہوگا اور تاوان ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

وکیل کے لئے موکل کا مال خریدنا

"دوسروں کے لئے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

وکیل مقرر کیا چیز خریدنے کے لئے

ایک آدمی کسی آدمی کو کوئی چیز خریدنے کے لئے وکیل مقرر کرتا ہے کہ فلاں چیز میرے لئے بازار سے خرید کردے دیں، دونوں کے درمیان کوئی نفع لینے دینے کا طے نہیں ہوا، وکیل متعینہ چیز ایک مقررہ قیمت پر خرید کر اپنے موکل کے حوالے کرے

(۱، ۲) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده فإذا تلف بلا تعدو لاتقصیر لایلزم الضمان... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۱۳)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه)

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۳/ ۵۶۱) المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتب۔

إذا هلکت الودیعة أو نقصت قیمتها بتعدی المستودع أو بتقصیره لزمه الضمان، مثلاً إذا أنفق المستودع نقود الودیعة فی أمور نفسه أو استهلکها ضمنها، (مجلة الأحکام العدلیة: (۱۵۰)، المادة: ۷۸۷، الأمانات، الباب الثانی، فی الودیعة، الفصل الثانی: فی أحکام الودیعة وضمانها، ط: نور محمد کتب خانه کراچی)

اور اسے قیمت خرید سے زائد قیمت بتائے، مثلاً سو روپے اس چیز کی قیمت خرید تھی، لیکن وکیل نے اس کی قیمت ایک سو دس روپے بتا کر قیمت موکل سے وصول کی، تو قیمت خرید سے زائد قیمت وکیل کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (۱)

وکیل نے متعینہ قیمت سے زائد پر فروخت کی

اگر کسی نے اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا، اور فروخت کرنے کی قیمت بتادی، لیکن وکیل نے سامان متعینہ قیمت سے زائد قیمت پر فروخت کردیا تو زائد قیمت بھی موکل کی ہے، وکیل کے لئے زائد قیمت موکل کو نہ دینا اور اپنے پاس رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وکیل وہ سامان مالک سے متعینہ قیمت پر خود خرید لے اور مالک (بائع/سیلر) کو بتادے کہ میں نے خود خریدا ہے، تو خریدنے کے بعد وکیل اس سامان کا مالک بن جائے گا، اس کے بعد اس سامان کو زائد قیمت پر کسی اور کو فروخت کردے تو پیسے وکیل (مشتری/خریدار) کے لئے حلال ہوں گے۔ (۲)

---

(۱) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۱۳)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه)

دررالحکام شرح مجلة الأحکام: (۳/ ۵۶۱)، المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دارعالم الکتاب/ سلطانیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۳/ ۳۳۲)، المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: رشیدیه۔

عن أبی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول اللہ ﷺ الا لاتظلموا الا لایحل مال امری إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۲) الوکیل بالبیع لایملک الشراء لنفسه؛ لأن الواحد لایکون مشتریا وبائعا فیبیعه من غیره ثم یشتریه منه... وإن أمره الموکل أن یبیعه من نفسه أو أولاده الصغار أو ممن لایقبل له شهادته فباع منهم جاز۔ (الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: (۵/ ۴۷۵) کتاب البیوع، الرابع فی البیع، ط: رشیدیه۔)

لایعقد وکیل البیع والشراء... (مع من ترد شهادته له) للتهمة وجوازه بمثل القیمة (الا من عبده ومکاتبه الا إذا أطلق له الموکل) کـ "بع" ممن شئت (فیجوز بیعه لهم بمثل القیمة) اتفاقا...=

وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا

☆ اگر کسی نے ایک آدمی کو کوئی چیز خریدنے کو کہا اور پیسے بھی اپنے پاس سے دیئے تو یہ شخص وکیل بن گیا، اور پیسے اس کے پاس امانت ہیں، ان پیسوں سے موکل کے لئے وہ چیز خریدنا ضروری ہے، وہ چیز خریدنے کے بعد موکل کو ہی دے دینا ضروری ہے، موکل کی اجازت کے بغیر اس چیز میں تصرف کرنا، یا وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[1] (۴۵۵)

=وفي السراج: لو صرح بهم جاز إجماعا الا من نفسه وطفله وعبده غير المديون۔

(قوله: الا من نفسه)، وفي السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه يجوز إجماعا الا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلايجوز قطعا وإن صرح به الموكل... الوكيل بالبيع لايملك شراءه لنفسه... بزازية كذا في البحر، ولايخفى مابينهما من المخالفة وذكر مثل ما في السراج في النهاية عن المبسوط، ومثل ما في البزازية في الذخيرة عن الطحاوي، وكأن في المسئلة قولين، خلافا لمن يدعي أنه لامخالفة بينهما۔ (الدر مع الرد: (۵۲۱/۵، ۵۲۲) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لايعقد وكيل البيع والشراء... ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۶۶/۷، ۱۶۷)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل ط: سعيد۔)

قوله: الا من نفسه أي وقد أمره بالبيع ممن لاتقبل شهادته له قال في السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه لايجوز اجماعا الا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلايجوز قطعا وإن صرح به الموكل، وهذا لاينافي ما في البزازية أنه يجوز لنفسه فإن محله إذا صرح له بالعقد من نفسه۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۲۷۶/۳) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لايعقد وكيل البيع والشراء، ط: رشيديه۔)

لايجوز للوكيل أن يبيع سلعة الموكل لنفسه... أما إذا أذنه الموكل بأن يبيع لنفسه أو لابنه الصغير، ففيه رأيان: أحدهما: أنه لايجوز؛ لأن العاقد في هذه الحالة يكون واحدا، ثانيهما: أنه يجوز ويظهر أن الذي يقول بعدم الجواز لعلة كون العاقد واحدا لايمنع أن يبيع الوكيل السلعة لاجنبي ثم يشتريها منه ثانيا لأنه في هذه الحالة يكون البائع غير المشتري۔ (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۱۳۵/۳) مباحث الوكالة، مبحث الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الفكر)

(۱) (من باع ملك غيره، فللمالك أن يفسخه، ويجيزه ان بقي العاقدان والمعقود عليه وله، وبه لو عرضا)... والأصل فيه ان كل تصرف صدر من الفضولي، وله مجيز حال وقوعه انعقد موقوفا على الإجازة عندنا۔ (تبيين الحقائق: (۲۸۳/۳) كتاب البيوع، باب بيع الفضولي، ط: دار الكتب العلمية بيروت)=

☆اور وکیل کے لئے سامان خریدنے سے پہلے موکل کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

وِگ

سر کے بال جھڑنے یا کم ہونے کی وجہ سے خوبصورتی کے لئے اصلی بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو جوڑنا جائز نہیں ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

= مجمع الانہر: (۱۳۲/۳)، کتاب البیوع، فصل فی بیع الفضولی، ط: غفارية كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۱۰۶/۵، ۱۰۷) کتاب البیوع، فصل فی بیع الفضولی، ط: سعید۔

المال الذی قبضه الوكيل بالبيع والشراء... فی حكم الوديعة فی يده... (شرح المجلة لرستم باز: (۶۱۳/۲)، المادة: ۱۴۶۳، الوكالة، الباب الثالث فی بيان أحكام الوكالة، الفصل الأول، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۵۶۱/۳)، المادة: ۱۴۶۳، أيضاً، ط: دار عالم الكتاب/ سلطانيه كوئٹه۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۳۳۲/۳)، المادة: ۱۴۶۳، أيضاً، ط: رشيديه۔)

عن أبی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ ألا لاتظلموا ألا لايحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانی، ط: قديمی)

(۱) اما الذی قبضه الوكيل بالبيع والشراء وإيفاء الدين واستيفائه والمال الذی قبضه الوكيل بقبض العين بحسب وكالته، هو فی حكم الوديعة بيد الوكيل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۷۸۴) رقم المادة: ۱۴۶۳، الوكالة، الباب الثالث فی بيان أحكام الوكالة، الفصل الأول، ط: فاروقيه كوئٹه) و: (۶۱۳/۲)، ط: مكتبه حنفية كوئٹه)/ مكتبة فاروقيه كوئٹه۔)

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۵۶۱/۳)، ط: دار عالم الكتب۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۳۳۲/۳)، ط: رشيديه۔)

(۲) عن ابن عمر رضی الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الواصلة والواشمة والمستوشمة۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۱) كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ط: قديمی)

قوله: لعن الله الواصلة أی التی توصل شعرها بشعر آخر زورا... قال النووی: الأحاديث صريح فی تحريم الوصول مطلقا وهو الظاهر المختار وقد فصله أصحابنا فقالوا: ان وصلت بشعر آدمی فهو حرام=

انسانی بالوں کی وگ کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے اور پیسے بھی حرام ہیں۔(۱)

ووٹ بیچنا

''ووٹ کی خرید وفروخت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۵۸/۶)

ووٹ خریدنا

کسی بھی امیدوار کے لئے پیسے دے کر ووٹ خریدنا جائز نہیں کیوں کہ یہ رشوت ہے اور رشوت دینا اور لینا حرام ہے۔(۲)

مزید''ووٹ کی خرید وفروخت''عنوان کے تحت دیکھیں۔

= بلا خلاف لأنه يحرم الانتفاع بشعره وسائر أجزائه لكرامته۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/ ۲۸۰) كتاب اللباس، باب الترجل، ط: رشيديه)

☜ ووصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۷۲، ۳۷۳) كتاب الحظر والاباحة، فصل في النظر والمس، ط: سعيد)

(۱) بطل بيع صبي لا يعقل ومجنون... وشعر الانسان لكرامة الآدمي ولو كافرا۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد)

☜ (ولا يجوز بيع شعور الانسان ولا الانتفاع به) لأن الآدمي مكرم لا مبتذل، فلا يجوز أن يكون شئ من اجزائه مهانا مبتذلا۔ (الهداية: (۳/ ۵۷) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط: رحمانيه)

☜ عن ابن عباس قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۱۱۳) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، ط: إدارة القرآن۔

☜ سنن الدارقطني: (۳/ ۷) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

(۲) وعن عبد الله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي رواه ابو داود وابن ماجة (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

☜ عن أبي أمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من شفع لأحد شفاعة فأهدى له هدية عليها فقبلها فقد أتى بابا عظيما من ابواب الربا رواه أبو داود۔ مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثالث، ط: قديمي) =

ووٹر خریدنا

۴۵۸ کسی بھی امیدوار کا ووٹر کو اپنے حق میں ووٹ دینے کے لئے مال دینا رشوت کی ایک قسم ہے اور یہ حرام ہے۔(۱)

ووٹ کی خرید وفروخت

''ووٹ'' جس کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے وہ اس کے حق میں ملک و ملت کی خیر خواہی کی شہادت ہے یا پھر ''ووٹ'' ایک قسم کی سفارش ہے کہ امیدوار کے لئے متعلقہ عہدے کی سفارش کر رہا ہے یا ''ووٹ'' ایک قسم کا مشورہ ہے کہ یہی امیدوار اس عہدے کا مستحق ہے۔

بہر صورت ان تین حیثیتوں میں سے کوئی بھی حیثیت ہو اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ووٹ مال متقوم نہیں (یعنی مادی قیمتی چیز نہیں ہے) بلکہ ایک غیر مادی حق ہے، ایسی چیز کی خرید وفروخت کرنا اور اس کے عوض میں رقم لینا جائز نہیں ہے لہٰذا بعض علاقے میں انتخابات کے وقت عام ووٹر امیدواروں سے بھاری رقم لے کر اپنا ووٹ اس کے حق میں جو استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اور یہ رقم حلال نہیں ہے۔(۲)

= وفی الفتح: ثم الرشوة أربعة اقسام منها ما هو حرام على الآخذ والمعطی وهو الرشوة على تقليد القضاء والإمارة۔ (شامی: (۳۶۲/۵) کتاب القضاء، مطلب فی الکلام علی الرشوة والهدية، ط: سعید۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) اتفق الفقهاء على صحة البيع إذا كان المعقود عليه مالا متقوما محرزا موجودا مقدورا على تسليمه معلوما للعاقدين لم يتعلق به حق الغير۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۳۴۹۶/۵) کتاب البیوع، المطلب الثانی أنواع البیع الفاسد، الثالث البیوع الممنوعة بسبب المعقود علیه، ط: رشیدیه۔)

ومنها أن يكون المبيع مملوكا للبائع حال البيع ... وأن يكون مقدورا على تسليمه فلا ينعقد بيع المغصوب ... ومنها أن يكون المبيع معلوما والثمن معلوما علما يمنع من المنازعة فبيع المجهول جهالة تفضى إلى المنازعة غير صحيح۔ (كتاب الفقه على مذاهب الأربعة: (۱۶۳/۲) كتاب البيع، الركن الثالث، المعقود عليه، ط: دار الفكر)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، کتاب البیوع، ط: سعید۔

ویب سائٹ پر اشتہارات دیکھ کر پیسے کمانا

(۴۵۹) آج کل تو لوگوں میں اس بات کا رجحان روز بروز بڑھتا جا رہا ہے کہ محنت کے بغیر گھر بیٹھ کر کمائی کا طریقہ آ جائے، اس کے لئے مختلف طریقے لوگوں میں رائج ہیں، ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ ویب سائٹ میں لوگوں کے مختلف اشتہارات دیئے جاتے ہیں جنہیں کلک کر کے دیکھا جا سکتا ہے دیکھنے والوں کو ہر اشتہار دیکھنے پر رقم دی جاتی ہے اس کام کے لئے ویب سائٹس بن چکی ہیں، ان میں سے ایک ویب سائٹ "PAYWAO" کے نام سے ہے۔ اس سائٹ کے صفحہ پر
www.paywao.com/u.php?workhttps://
تمام ہدایات درج ہیں، اس پر کام کر کے پیسہ کمانے کا جو طریقہ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

نیا آدمی اس میں دو ڈالر جمع کر کے اپنا اکاونٹ بنائے، پھر سائٹ کی جانب سے اس کو مختلف ایڈز اور ویڈیو دیکھنے کے لئے بتائی جائیں گی، پھر سائٹ کی جانب سے اس کو ہر ایڈ دیکھنے کا کچھ معاوضہ دیا جائے گا (ان ایڈز کو دیکھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ ایڈ لگائے ہوئے ہوتے ہیں ان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کی ایڈ کو اتنے ہزار افراد دیکھ چکے ہیں اور یہ ویب سائٹ والے ایڈ دینے والوں سے پیسے لیتے ہیں پھر ان میں سے کچھ رقم ایڈ دیکھنے والوں کو بھی دیتے ہیں) یہ ایڈ مختلف چیزوں کے ہوتے ہیں جن میں خواتین کی تصاویر کو بھی دیکھنا پڑتا ہے، اس کمائی کے دائرہ کو آگے بڑھانے کے لئے یہ شخص اس سائٹ کی "ملٹی لیول مارکیٹنگ" کے ذریعے پبلسٹی کرتا ہے اور نئے نئے لوگوں کا اکاؤنٹ بنواتا ہے، ہر نئے آدمی کے اکاونٹ بنانے پر اس کو اس میں کمیشن دیا جاتا ہے، اور یہ نئے لوگ جن نئے لوگوں کو اس کا تعارف کرا کر اکاونٹ بنوائیں گے، اس میں پہلے اکاونٹ والے آدمی کو کمیشن

کی صورت میں حصہ دیا جائے گا، اب یہ آدمی اپنا کمایا ہوا یہ پیسہ نکلوائے گا تو اس میں دس فیصد "سائٹ" والوں کو دینی ہوگی۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ پیسے کمانے کا یہ طریقہ جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں مختلف مفاسد ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

① اس میں ایسے لوگ بھی اشتہارات کو دیکھتے ہیں جن کا یہ چیزیں لینے کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہوتا، ویب سائٹ والوں کی جانب سے بائع کو ایسے دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ دکھانا جو کہ کسی طرح بھی خریدار نہیں، یہ بیچنے والے کے ساتھ ایک قسم کا دھوکہ ہے۔(۱)

② جاندار کی تصویر کسی بھی طرح کی ہو اس کا دیکھنا جائز نہیں، لہٰذا اس پر جو اجرت لی جائے گی وہ جائز نہیں ہے۔(۲)

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطعام، وقد حسنہ صاحبہ، فادخل یدہ فیہ، فاذا طعام ردئ: فقال: بع ھذا علی حدۃ، وھذا علی حدۃ۔ فمن غشنا فلیس منا۔ (الترغیب والترھیب: (۳۵۰/۲) کتاب البیوع، الترھیب من الغش، ط: دار الکتب العلمیۃ)

مسند احمد بن حنبل: (۵۰/۲) رقم الحدیث: ۵۱۱۳، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ط: مؤسسۃ قرطبۃ

مجمع الزوائد: (۷۸/۴) رقم الحدیث: ۸...، کتاب البیوع، باب الغش، ط: مکتبۃ القدس۔

(۲) وفی التوضیح: قال أصحابنا وغیرھم: تصویر صورۃ الحیوان حرام أشد التحریم وھو الکبائر وسواء صنعہ لما یمتھن أو لغیرہ فحرام لکل حال؛ لأن فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ، وسواء کان فی ثوب أو بساط أو دینار أو درھم أو فلس أو اناء أو حائط وأما لیس فیہ صورۃ حیوان کشجرۃ ونحوہ فلیس بحرام وسواء فی ھذا کلہ مالہ ظل وما لا ظل لہ وبمعناہ قال جماعۃ من العلماء مالک والثوری وأبو حنیفۃ وغیرھم۔ (عمدۃ القاری: (۱۱۰/۲۲) کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۱۹۹/۲) کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم صورۃ الحیوان، ط: قدیمی۔

شامی: (۶۴۷/۱) کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ط: سعید۔

ولو استأجر مصورا فلا أجر لہ؛ لان عملہ معصیۃ کذا عن محمد۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۵۰/۱) کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ط: سعید)

④ ان اشتہارات میں خواتین وغیرہ کی تصاویر بھی ہوتی ہیں جن کا دیکھنا بد نظری کی وجہ سے بھی مستقل گناہ ہے۔ (١)

⑪ اس میں جس طریقہ سے سائٹ کی پبلسٹی کی [illegible] وہ بھی درست نہیں یعنی پہلے اکاونٹ بنانے والے کو ہر نئے اکاونٹ بنانے پر کمیشن ملتا رہتا ہے جب کہ اس نے اس نئے آدمی کے اکاونٹ بنوانے میں کوئی محنت اور کام نہیں کیا، محنت اور کام کے بغیر کمیشن لینے کا معاہدہ کرنا اور اس پر مفت اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ (٢)

⑤ شریعت نے محنت کر کے کمائی حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کو افضل کمائی قرار دیا ہے، محنت کے بغیر کمائی کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ (٣)

لہذا حلال کمائی کے طریقے کو اختیار کرنا چاہیے حرام کمائی سے بچنا چاہیے۔

= ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له۔ (تبيين الحقائق: (١٢٥/٥) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

(١) وعن الحسن مرسلا قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ٢٧٠) كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثالث، ط: قديمى)

شعب الايمان: (١٦٢/٦) رقم الحديث: ٧٧٨٨، الرابع والخمسون من شعب الايمان: وهو باب الحياء، فصل في الحمام، ط: دار الكتب العلمية)۔

والحاصل أنه يحرم تصوير حيوان عاقل اذا كان كامل الاعضاء اذا كان يدوم اجماعا وكذا ان لم يدم على الراجح كتصويره من نحو قشر بطيخ ويحرم النظر اليه اذ النظر الى المحرم حرام۔ (الشرح الكبير مع حاشية الدسوقي: (٣٨٨/٢) باب في النكاح، فصل: الوليمة، ط: دار الفكر۔

(٢) وفي القدوري: الأجير المشترك من لا يستحق الأجر حتى يعمل۔ (مجمع الأنهر: (٥٣٣/٣) كتاب الإجارة، فصل ط: دار الكتب العلمية)

لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي۔ (شرح المجلة لرستم باز: (٥١/١) المادة: ٩٧، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

شامي: ((٦١/٣) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد۔

(٣) عن جميع بن عمير عن خاله قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن أفضل الكسب؟ فقال:=

ویب سائٹس کی تیاری

(۳۶۲) موسیقی، جاندار کی تصاویر، گانے غیر شرعی اور فحش مواد پر مشتمل ویب سائٹ بنا کر دینا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے کیوں کہ یہ گناہ اور معصیت کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالی نے گناہ معصیت اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے۔(۱)

اور اگر موسیقی، جاندار کی تصاویر، گانے اور فحش مواد کے علاوہ جائز چیزوں پر مشتمل ویب سائٹس ہوں تو وہ بنا کر دینا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔(۲)

=بیع مبرور وعمل الرجل بیده (مسند أحمد: (۳/۴۶۶) رقم الحدیث: ۱۵۸۷۳، مسند المکیین، حدیث أبي بردة بن دینار، ط: مؤسسة قرطبي)

مجمع الزوائد: (۴/۶۰) رقم الحدیث: ۶۲۱۱، کتاب البیوع، باب أی الکسب أطیب، ط: مکتبة القدس۔

الترغیب والترهیب: (۲/۳۳۴) کتاب البیوع، الترغیب فی الاکتساب بالبیع، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) قال الله تعالی: ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان۔ (المائدة: ۲)

أی ولا تعاونوا علی ارتکاب المنهیات ولا علی الظلم۔ (احکام القرآن للقرطبي: (۱۸/۳۰) ط: دار الفکر)

(ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصیة لا یتصور استحقاقها بالعقد فلا یجب علیه الأجر ... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا یحل له۔ (تبین الحقائق: (۵/۱۲۵) کتاب الاجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادیه)

(۲) تجوز إجارة الآدمي للخدمة أو لاجراء صنعة ما کالخیاطة والنجارة أو تعلیم القرآن أو علم الصرف والنحو والفقه وما أشبه ذلک۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/۵۵۲) المادة: ۵۶۲، الکتاب الثاني: فی الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: فی اجارة الآدمي، ط: دار الکتب العلمیة۔)

شرح مجلة لرستم باز: (۱/۲۳۹) المادة: ۵۶۲، ایضا ط: فاروقیه۔

إن الأجیر یستحق الأجرة بقیامه بالعمل، (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۱/۵۵۲) شرح المادة: ۵۶۲، ایضا ط: دار الکتب العلمیة)

ویب سائٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا

"برقی تجارت کے ذریعہ بیع صرف کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۵/۲) (۳۶۳)

ویب سائٹوں کے ذریعہ ایجاب وقبول کرنا

ویب سائٹوں کے ذریعہ معاملہ کرنے میں مجلس عقد کا حکم ویب سائٹ پر درج شدہ فروخت ہونے والے سامان کی قیمت درج کرنا اسی طرح دیگر پیش کشوں کو ایجاب تصور کیا جائے، پھر عقد کرنے والا خریدار ان تفصیلات پر مطلع ہونے کے بعد انہیں قبول کر لے تو عقد ہو جائے گا، تو یہاں ایجاب پہنچنے کے محل کو ہی مجلس عقد شمار کیا جائے گا۔ [1]

وی پی (V.P) کے ذریعہ مال منگوانا

وی پی (V.P)(Value Payable) یعنی وہ مال جو قیمت دے کر ڈاک خانہ سے منگوایا جاتا ہے شریعت میں جائز ہے۔ ہاں اگر مال میں کوئی عیب ہو، یا بتائے گئے معیار کے مطابق نہ ہو تو اسے واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ [2]

---

(۱) كما يكون الأيجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضاً،... وكما أنه يجوز الايجاب والقبول مكاتبة من الطرفين كذلک يجوز بكتاب من طرف واحد، ثالثا: برسالة من الطرفين... كما أنه يجب أن يقبل الإيجاب من المخاطب في المجلس الذى يصل فيه إليه الكتاب يعنى يعتبر المجلس في هذه المسألة بلوغ الكتاب واداء الرسالة۔ (درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۱/ ۱۴۱)، المادة: ۱۷۳، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئٹه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۶۳)، المادة: ۱۷۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

شرح المجلة للاتاسى: (۲/ ۳۳) المادة: ۱۷۳، أيضاً، ط: رشيديه۔)

(۲) ما بيع مطلقا إذا بيع وفيه عيب قديم يكون المشترى مخيرا إن شاء رده وإن شاء قبله بثمنه المسمى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۳۳) المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه)=

ویڈیو بنانا

(۲۶۴) ویڈیو بنانا بنوانے والے پر منحصر ہے کہ وہ کس چیز کی ویڈیو بنوانا چاہتا ہے، اگر جاندار کی ویڈیو بنواتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام اور اگر غیر جاندار کی ویڈیو بناتا ہے تو یہ جائز ہے۔

آج کل جو لوگ شادی کے دنوں میں نکاح کی محفل وغیرہ میں مردوں اور عورتوں کی مووی بنواتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے، یہ بہت بڑی غلطی اور عظیم جرم ہوگا، شیطان کا مکر، اور کافروں کا دھوکہ ہے ایسے لوگوں کو قیامت کے دن دردناک عذاب ہوگا، نیز بعد میں اس فلم کو محرم نامحرم سب لوگ دیکھیں گے اس میں بے پردہ بے حجاب، میک اپ سے آراستہ خواتین بھی ہوں گی، اور خواتین ایک دوسرے کے ساتھ بے محابا گفتگو اور ہنسی مذاق بھی کرتی ہوں گی تو یہ مردوں کے لئے گناہ اور فتنے کا سبب بنے گا اس لئے یہ ناجائز اور حرام ہے، کسی بھی جاندار کی ویڈیو بنانے سے پرہیز کیا جائے۔ (۱)

جاندار کی ویڈیو بنا کر جو اجرت لی جاتی ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔ اس کو

= إذا باع مالا بوصف مرغوب فظهر المبيع خاليا عن ذلك الوصف كان المشتري مخيرا إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذه بجميع الثمن المسمى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الثاني: في بيان خيار الوصف، ط: فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۰۵/۱) المادة: ۳۱۰، ايضا، ط: دار الجيل۔

(۱) عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابا عند الله المصورون، متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح مسلم: (۲۰۱/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمي)

وبالجملة أن هذه التصاوير الملعونة جماع الاثم والفواحش، لو لم يكن فيها نص من الشارع عليه الصلاة والسلام لكانت المفاسدة التي تنشأ منها كافية بلا ريب ونكران (التعليق الصبيح: (۶/۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، ط: رشيديه)

فقراء میں صدقہ کر دینا لازم ہے۔ (۱)

ویڈیو کیسٹ

☆ اگر ویڈیو کیسٹ میں جائز چیز بھری ہوئی ہے، مثلاً بے جان اشیاء، قدرت کے بے جان مناظر کی تصویر، یا تعلیمی پروگرام جس میں جاندار کی تصاویر نہ ہوں، تو اس ویڈیو کیسٹ اور اس میں بھری ہوئی چیز دونوں کی خرید و فروخت جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے۔

☆ اور اگر ویڈیو کیسٹ میں کوئی غیر شرعی، منکر اور فحش پروگرام محفوظ کیا گیا ہے مثلاً گانے، فلم، جاندار کی تصاویر وغیرہ، تو ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔

☆ اگر ویڈیو کیسٹ خالی ہے تو اس کی تجارت جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔ (۲)

---

(۱) ولو استأجر مصورا فلا أجر له؛ لأن عمله معصية كذا عن محمد۔ (الدر المختار مع الرد: (۱/ ٦۵۰) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۳٦۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة فصل في المكروهات، ط: قديمي۔

ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي؛ لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجرة... وإن أعطاه الأجر و قبضه لا يحل له ويجب عليه رده على صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۵/ ۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئا... ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه (شامي: (٦/ ۳۸۵) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله: (سورة لقمان: ٦)

ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم، لإنكار المنكر۔ قال ابن مسعود ﷺ: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات۔ قلت: وفي البزازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام... قالوا جب كل الواجب أن يجتنب كي=

ویڈیو گیم کے کاروبار

۴۶۶ ویڈیو گیم کے کاروبار درست نہیں اور آمدنی بھی حلال نہیں، اس سے بچنا ضروری ہے، یا تو اس میں جوا ہے جو ناجائز اور حرام ہے اور اگر جوا نہیں تو اس میں اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ فرائض اور دوسرے واجب حقوق کی ادائیگی میں سستی ہونے لگتی ہے جیسا کہ آج کل مشاہدہ ہے، اور اپنی اولاد کے مستقبل کو تباہ اور برباد کرنا ہے اور یہ تمام چیزیں ناجائز ہیں۔ (۱)

=لا یسمع۔ وفی الرد: ذکر شیخ الإسلام أن کل ذلک مکروہ عند علمائنا، واحتج بقولہ تعالیٰ: "ومن الناس من یشتری لہو الحدیث" الآیۃ۔ جاء فی التفسیر: أن المراد الغناء… سماع غناء، فہو حرام بإجماع العلماء۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/۳۴۹)، کتاب الحظر والإباحۃ، ط: سعید)

عن سعید بن الحسن قال کنت عند ابن عباس رضی اللہ عنہما إذ جاءہ رجل فقال یا ابن عباس رضی اللہ عنہما إنی رجل معیشتی من صنعۃ یدی وإنی أصنع ہذہ التصاویر فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما لا أحدثک إلا ما سمعت من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سمعتہ یقول: من صوّر صورۃ فإن اللہ معذبہ حتی ینفخ فیہ الروح ولیس بنافخ فیہا أبداً، فربا الرجل ربوۃ شدیدۃ واصفر وجہہ، فقال ویحک إن ابیت إلا أن تصنع فعلیک بہذا الشجر وکل شئ لیس فیہ روح، رواہ البخاری: (مشکوۃ المصابیح: (ص: ۳۸۶) باب التصاویر، الفصل الثالث، ط: قدیمی)

قال اصحابنا وغیرہم من العلماء: تصویر صورۃ الحیوان حرام شدید التحریم وہو من الکبائر لأنہ متوعد علیہ بہذا الوعید الشدید المذکور فی الأحادیث… وأما تصویر صورۃ الشجر ورحال الإبل وغیر ذلک مما لیس فیہ صورۃ حیوان فلیس بحرام، ہذا حکم نفس التصویر،… (شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۲/۱۹۹)، کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم تصویر صورۃ الحیوان،… ط: قدیمی۔

الدر مع الرد: (۱/۶۴۷)، کتاب الصلوۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیہا، ط: سعید۔

(۱) وکرہ کل لہو، لقولہ علیہ السلام "کل لہو المسلم حرام" إلا ثلاثۃ… (شامی: (۶/۳۹۵)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل: فی البیع، ط: سعید۔

وکرہ تحریماً اللعب بالنرد وکذا الشطرنج… وإنما کرہ لأن من اشتغل بہ ذہب عناءہ الدنیوی وجاءہ العناء الأخروی فہو حرام وکبیرۃ عندنا… (شامی: (۶/۳۹۴)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید۔)

فالضابط فی ہذا الباب… ان اللہو المجرد الذی لا طائل تحتہ، ولیس لہ غرض صحیح مفید فی المعاش ولا المعاد، حرام أو مکروہ تحریماً… وأما مالم یرد فیہ النہی عن الشارع وفیہ فائدۃ=

ویزا کی خرید وفروخت

(۴۶۷) موجودہ دور میں بیشتر ملک والے دوسرے ملک والوں کو ویزے کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ اس کو قانونی جرم قرار دیتے ہیں، حالانکہ ویزا خود کوئی مادی چیز نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے ملک میں داخل ہونے اور وہاں ایک متعین وقت تک رہنے کا تحریری اجازت نامہ ہے، جس کی رو سے حامل ویزا کو مناسب سہولیات بھی حاصل ہوتی ہیں اور ویزے کے بغیر داخل ہونا منع ہوتا ہے، چونکہ کسی ملک کا ویزا حاصل کرنے کے لئے کافی وقت اور پیسا خرچ کرنا پڑتا ہے اور حامل ویزا کو وہاں داخل ہونے اور رہنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

لہذا اگر یہ ویزا قانونی طور پر فروخت کرنے کی اجازت ہے تو اپنے حق اور وظیفہ سے دستبردار ہو کر ویزا کسی دوسرے کے نام فروخت کرنا جائز ہوگا اور حاصل ہونے والی رقم حلال ہوگی۔ (۱)

= ومصلحة للناس فهو... على نوعين: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه ومفاسده أغلب على منافعه وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده وعن الصلاة والمساجد التحق ذلك بالمنهي عنه لاشتراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً والثاني ماليس كذلك فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التلهي والتلاعب فهو مكروه... (تكملة فتح الملهم: (۴/ ۴۳۵)، كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنردشير، حكم الألعاب في الشريعة، ط: دار العلوم كراچي و: (۵/ ۲۵۷، ۲۵۸)، ط: دار القلم۔)

کفایت المفتی: (۹/ ۲۶۹)، کتاب الحظر والإباحة، اکیسواں باب، متفرقات، عنوان "فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ کھیلنے کا حکم، ط: دار الاشاعت۔

(۱) لا يجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لا يجوز الاعتياض عن الوظائف بالاوقاف، وفيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن افتى كثير باعتباره، وعليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر مع الرد: (۴/ ۵۱۹) كتاب البيوع، مطلب: في الاعتياض عن الوظائف والنزول عنها، ط: سعيد۔)

اقول: وعلى ماذكروه من جواز الاعتياض عن الحقوق المجردة بمال ينبغي ان يجوز الاعتياض عن التعلي وعن حق الشرب وعن حق المسيل بمال... كما جاز النزول عن الوظائف ونحوها لا سيما =

وی سی آر

”ٹی وی“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۵/۳)

=إذا كان صاحب حق العلو فقيرا قد عجز عن إعادة علوه، فلو لم يجز ذلك له على الوجه الذى ذكرناه يتضرر فليتأمل وليحرر۔ (شرح المجلة: (۱۲۱/۲) تحت المادة: ۲۱۶، البيوع، الباب السابع، فى بيان البيع وأحكامه، الفصل الثانى فى بيع مايجوز ومالا يجوز، ط: رشيديه۔

ہاتھ سے بنائے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین

''کپڑا ہاتھ کا بنایا ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۷/۵)

ہاتھ کی کمائی

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے کبھی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر اور اچھا کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔(۱)

ہاتھ لگا کر سودا کرنا

''ملامسہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۵/۶)

ہارمونیم کی تجارت

ہارمونیم گانے بجانے کا آلہ ہے، اس کی تجارت مکروہ ہے۔(۲)

---

(۱) عن مقدام رضی اللہ عنہ: عن رسول اللہ صلی علیہ وسلم قال: ما اکل احد طعاما قط، خیرا من ان یاکل من عمل یدہ، وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ۔ (صحیح البخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، ط: قدیمی)

الترغیب والترهیب: (۳۳۳/۲) رقم الحدیث: ۲۶۱۳، کتاب البیوع وغیرها الترغیب فی الاکتساب بالبیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیة۔

المسند الجامع: (۳۴۷/۱۵) رقم الحدیث: ۱۱۸۰۶، حرف المیم، المقدام بن معدیکرب، ط: دار الجیل۔

(۲) ویکرہ بیع السلاح من أهل الفتنة وفی عساکرهم؛ لأنه إعانة علی المعصیة... وإنما یکرہ بیع نفس السلاح لا بیع ما لا یقاتل به الا بصنعة، الا تری أنه یکرہ بیع المعازف ولا یکرہ بیع الخشب۔ (الهدایة: (۶۱۱/۲) کتاب السیر، باب البغاة، ط: امدادیة ملتان)=

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے جائیداد خریدنا

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن (H.B.F.C) سے جائیداد خریدنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان کے کام کا طریقہ شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ (۱)

ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کا قرضہ لیکر مکان خریدنا

"بیع پر بیع کرنا" عنوان کے تحت نمبر ۴ دیکھیں۔ (۱۸۳/۲)

ہاوسنگ اسکیموں کی فائلیں

آج کل "ہاوسنگ اسکیمون کی فائلیں فروخت کرنے کا رواج ہے اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر زمین موجود ہے، اور نقشہ میں اس کی پلاننگ ہوگئی، بلاک اور پلاٹ کا نمبر لگ گیا اور ہر خریدار کو بلاک اور پلاٹ کا نمبر الاٹ کیا جارہا ہے تو ایسی فائلوں کو آگے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہے، (۲) اور اگر نقشہ میں پلاننگ نہیں تو اس کی فائلوں کو آگے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز نہیں ہے البتہ جتنی رقم ادا کر کے فائل حاصل کی،

= فتح القدير: (۱۰۸/۶) كتاب السير، باب البغاة، ط: المصطفى البابي الحلبي مصر۔ و: (۶/ ۱۰۱)، ط: رشيديه۔

مزید تخریج "آلات لہو کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) فتاوى عثماني: (۲۶۳/۳) كتاب البيوع و (۳/ ۳۱۱) كتاب الربا والقمار والتأمين، ط: دار العلوم كراچی۔

(۲) ويجوز بيع العقار قبل القبض عند أبي حنيفة وأبي يوسف وقال محمد: لا يجوز رجوعا إلى اطلاق الحديث واعتبارا بالمنقول... ولهما أن ركن البيع صدر من أهله في محله ولا غرر فيه لأن الهلاك في العقار نادر بخلاف المنقول۔ (الهدايه: (۳/ ۷۹) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر المختار مع الرد: (۱۴۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔

اتنی رقم کسی سے لے کر فائل حوالہ کر سکتا ہے۔ (۱)

ہاوسنگ اسکیمیں

بعض ہاوسنگ اسکیمیں اپنی ملکیتی زمین سے زیادہ تعداد میں پلاٹس کی فائلیں فروخت کر دیتی ہیں، مثلاً ابھی تک اسکیم کے پاس صرف ایک ہزار پلاٹس کی زمین موجود ہے لیکن فائلیں دو ہزار پلاٹس کی بیچ دی جاتی ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ بقیہ زمین بعد میں خرید لی جائے گی، اس طرح اسکیم مالکان کو کچھ دن کے لئے لوگوں کے پیسے سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے، اور یہی ان کا اصل مقصد ہوتا ہے، اور یہ طریقہ شریعت میں ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ اسکیم نے ایک ہزار پلاٹس کی جو زائد فائلیں فروخت کی ہیں ان کی زمین ابھی ان کی ملکیت میں نہیں آئی، لہٰذا اسکیم مالکان کو ان کی فروخت کا حق نہیں پہنچتا، باقی جو ایک ہزار پلاٹس اسکیم والوں کی

---

(۱) یجوز تداول الصکوک واستردادها اذا کانت تمثل حصة شائعة فی ملکیة موجودات من أعیان أو منافع أو خدمات، بعد قفل باب الاکتتاب وتخصیص الصکوک وبدء النشاط، أما قبل بدء النشاط فتراعی الضوابط الشرعیة لعقد الصرف۔ (المعاییر الشرعیة: (ص:۲۴۳) المعیار الشرعی، رقم: ۱۷، صکوک الاستثمار، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الاسلامیة)

ولکن المشکلة انما تحدث من جهة أن الکمبیالة قد أصبحت الیوم آلة قابلة للتداول وان حامل الکمبیالة، وهو الدائن الأصیل، ربما یبیعها الی طرف ثالث بأقل من المبلغ المکتوب علیها طمعاً فی استعمال الحصول علی المبلغ قبل حلول الأجل، وان هذا البیع یسمی خصم الکمبیالة، فکلما أراد حامل الکمبیالة أن یتعجل فی قبض مبلغها، ذهب الی شخص ثالث وهو البنک فی عموم الأحوال، وعرض علیها الکمبیالة، والبنک یقبلها بعد التظهیر من الحامل، ویعطی مبلغ الکمبیالة نقداً بخصم نسبة مئویة منها، وان خصم الکمبیالة بهذا المشکل غیر جائز شرعاً، اما لکونه بیع الدین من غیر من علیه الدین أو لأنه من قبیل بیع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة فی أحادیث ربا الفضل۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص:۲۰) أحکام البیع بالتقسیط، ط: مکتبه دار العلوم کراچی)

(فان وجدا) أی القدر والجنس (حرم الفضل والنساء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۲/ ۱۸۶) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار احیاء التراث العربی۔

الدر المختار مع الرد: (۱۷۲/۵) کتاب البیوع، باب الربا، مطلب فی الابراء عن الربا، ط: سعید۔

ملکیت ہیں ان کو بیچنا درست ہے۔[1]

ہبہ میں ملی ہوئی زمین فروخت کرنا

(۴۷۲)

''موہوبہ زمین کی خرید وفروخت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۳۱۸)

ہدایات برائے تاجر

''تاجر کے لئے ہدایات''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲/۳۴۷)

ہدیہ دینا خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے

''خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے ہدیہ دینا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہدیہ دینے کا مروجہ طریقہ

☆ خریدار کو سامان خریدنے سے پہلے ہدیہ دینے کا عام طور پر دو شکلوں میں وعدہ کیا جاتا ہے

❶ تاجر اور دوکاندار یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً یہ چیز خریدے گا اس کو ہدیہ میں فلاں چیز دی جائے گی۔

❷ تاجر اور دکاندار یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً معین سامان کی ایک خاص مقدار خریدے گا اس کو فلاں چیز ہدیہ میں دی جائے گی۔

یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

---

(۱) وبیع مالیس فی ملکه) لبطلان بیع المعدوم۔
قوله: لبطلان بیع المعدوم) اذ من شرط المعقود علیه أن یکون موجوداً مالاً متقوماً فی نفسه وأن یکون ملک البائع فیما یبیعه لنفسه۔(الدر المختار مع الرد:(۵/۵۸، ۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمی مکرم شرعاً ولو کافراً، ط:سعید۔
▭ البحر الرائق:(۵/۲۵۹) کتاب البیع، ط:سعید۔
▭ شامی:(۴/۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع أنواع أربعة، ط:سعید۔

☆خریدار کو خریدی ہوئی چیز کے ساتھ ہدیہ دیا جاسکتا ہے، اور ہدیہ دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کا تعلق تاجر اور دوکاندار سے مضبوط ہو، اور خریدار، ان کے گرویدہ ہو کر انہیں تجارت سے خدمت کرنے کا موقع دیں، یہ صورت بھی جائز ہے، کیونکہ اگر ہدیہ مبیع کی جنس سے ہو تو مبیع میں اضافہ ہے جو جائز ہے، اور اگر کوئی دوسری چیز ہو تو ہبہ ہے اور یہ جائز ہے۔(۱)

ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو

بعض دفعہ تاجر یا دکاندار ہدیہ کا حقدار ہونے کے لئے بعض ایسی خاص متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط کردیتے ہیں جو مخصوص سامان میں رکھی جاتی ہیں جیسے بعض ادارے کسی چیز مثلاً کار، فریج، وغیرہ کے اجزاء کو اپنی مصنوعات اور سامان میں چھپادیتے ہیں، اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو اس چیز کی تصویر کو مکمل کرے گا، اس کو وہ چیز مفت دی جائے گی چنانچہ بعض لوگ اس چیز کی لالچ میں اس ادارے کی مصنوعات کو زیادہ سے زیادہ خریدتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اس میں خریداروں کو حاجت سے زیادہ خریداری کرنے پر ابھارا جاتا ہے اور اسراف کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں درست نہیں۔

بعض گھروں میں مشروبات کی بوتلیں صرف اس لئے خریدکرلائی جاتی ہیں کہ ان کے ڈھکن کو جمع کرتے ہیں تاکہ ان کو شاید موٹر سائیکل انعام میں مل جائے

---

(۱) الزیادۃ فی الثمن والمثمن جائزۃ حال قیامھما سواء کانت الزیادۃ من جنس الثمن أو غیر جنسہ۔ (الفتاوی الھندیۃ: (۳/ ۱۷۱)، کتاب البیوع، الباب السادس عشر فی الزیادۃ فی الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشیدیہ۔)

☐ اھدی الی رجل شیئاً او اضافہ إن کان غالب مالہ من الحلال فلا بأس بہ۔ (الفتاوی الھندیہ: (۵/ ۳۴۲)، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ط: رشیدیہ۔)

☐ اعلم أن أسباب الملک ثلاثۃ: ناقل کبیع وھبۃ وخلافۃ۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۴۶۲)، کتاب الصید، ط: سعید)

وغیرہ، اور اکثر اوقات انعام میں رکھی گئی وہ چیز نہیں ملتی تو اس صورت میں مال ضائع ہوجاتا ہے، نیز یہ کہ اس میں مال کو ایسی چیز حاصل کرنے کے لئے لگاتا ہے جس کا ملنا اور نہ ملنا یقینی نہیں، اس میں جوے کا بھی شبہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح ہدیوں کی پیش کش درست نہیں اور خریدار کے لئے اس قسم کا ہدیہ حاصل کرنے کے لئے ضرورت سے زیادہ خریداری کرنا بھی درست نہیں۔ (۱)

---

(۱) وإن مثل هذه الجوائز التي تمنح على أساس عمل عمله أحد لا تخرج عن كونها تبرعاً وهبة ، لأنها ليس لها مقابل ، وأن العمل الذى عمله الموهوب له ، لم يكن على أساس الجائزة أو الجعالة ، حتى يقال: إن الجائزة أجرة لعمله وانما كان على أساس الهبة للتشجيع ، وجاء فى الموسوعة الفقهية الكويتيه: "الأصل إباحة الجائزة على عمل مشروع ، سواء كان دينيا أو دنيوياً ، لأنه من باب الحث على فعل الخير والاعانة عليه بالمال ، وهو من قبيل الهبة" وبما أن حقيقة الجائزة انها هبة بدون مقابل ، فانها ليست من عقود معاوضة وانما هي من قبيل التبرعات ، فمن شروط جوازها أن تكون تبرعاً من المجيز بدون ان يلتزم المجاز بدفع عوض مالي مقابل الجائزة ، وعلى هذا الجائزة على قسمين:
۱ . . . الجائزة التي تمنح بدون التزام أو وعد سابق . . . وهذا تبرع وهبة بدون أى شك ولا شبهة فى حلتها ، ۲ . . . الجائزة التي تمنح على اساس التزام أو وعد سابق فيلتزم المجيز بأنه سيمنح المجاز جائزة عند وقوع واقع معين لا يدرى أحد هل يقع أو لا ؟ ومن شروط جوازه أن يكون تبرعاً محضاً من قبل المجيز وان لا يشترط على المجاز أن يدفع عوضاً عن الدخول فى المخاطرة . . . فتبين بهذا أن الجوائز المشروعة يشترط فيها أن تكون تبرعاً بدون مقابل مالى ، وإلا فإنها تدخل فى القمار أو فى عقود الغرر الأخرى ، وكذلك يجب أن تكون هذه الجوائز موعودة على القروض وأنها تدخل فى الربا ، . . . وإن النوع الأول من هذه الجوائز ماتمنح على أساس القرعة ونحوها لمشترى بضاعة مخصوصة أو منتج مخصوص فإن كثيراً من التجار يعلنون جوائز ويوزعونها على جملة منتخبة من المشترين يشترون بضاعتهم . . . وإن حكم مثل هذه الجوائز أنها تجوز بشروط ، الشرط الأول: أن يقع شراء البضاعة بثمن مثله ولا يزاد فى ثمن البضاعة من أجل احتمال الحصول على الجوائز . . . الشرط الثانى: أن لا تتخذ هذه الجوائز ذريعة لترويج البضاعات المغشوشة . . . والشرط الثالث: أن يكون المشترى يقصد شراء المنتج للانتفاع به ولا يشتريه لمجرد مايتوقع من الحصول على الجائزة ، لأنه ان لم يكن يقصد شراء المنتج فإن مايبذله من الثمن إنما يبذله من أجل الجائزة فكان فيه شبهة المخاطرة ، فلا يخلو من شبهة القمار . . . (بحوث فى قضايا فقهيه معاصرة: (۲/۲۳۵ ، ۲۳۶ ، ۲۳۷ ، ۲۳۸) أحكام الجوائز . . . الجوائز على شراء المنتجات ، ط: دار العلوم كراچی)=

ہدیہ کوئی خدمت ہو

☆بعض دفعہ تاجر لوگ خریداروں کے ساتھ خاص خدمت کا وعدہ کرتے ہیں۔ (۴۷۵)
جیسے بعض گاڑیاں فروخت کرنے والے ادارے یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو ان سے گاڑی خریدے گا اس کے لئے ایک سال تک گاڑی کا موبل آئل مفت تبدیل کیا جائے گا اس طرح کی خدمت لینا اور دینا جائز ہے کیونکہ یہ خدمت کا ایک طرفہ وعدہ ہے۔

☆بعض دفعہ خریدار کو سابقہ کسی وعدہ کے بغیر خدمت مہیا کی جاتی ہے، جیسے پٹرول پمپ والے پٹرول ڈلوانے والی گاڑی کے شیشے صاف کر دیتے ہیں، یہ صورت بھی جائز ہے۔(۱)

ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کر کے پھر اقالہ کرنا

ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کی، پھر اقالہ کیا، تو اب ہدیہ کرنے والا یہ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اب یہ چیز ہدیہ ملنے والے کے حق میں ایسی ہے کہ گویا اس نے اپنے خریدار سے اس کو خریدا ہے۔(۲)

= فقہ البیوع علی المذاهب الأربعة: (۲/ ۸۱۰، ۸۱۱)، المبحث الثامن، الباب الأول فی أحکام البیع الصحیح بدون خیار، التطوعات من البائع، ط: معارف القرآن۔

(۱) الزیادة فی الثمن والمثمن جائزة حال قیامهما سواء کانت الزیادة من جنس الثمن أو غیر جنسه۔ (الفتاوی الهندیة: (۳/ ۱۷۱)، کتاب البیوع، الباب السادس عشر فی الزیادة فی الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشیدیه۔)

أهدی إلی رجل شیئا أو أضافه إن کان غالب ماله من الحلال فلا بأس به۔ (الفتاوی الهندیه: (۵/ ۳۴۲)، کتاب الکراهیة، الباب الثانی عشر فی الهدایا والضیافات، ط: رشیدیه۔)

اعلم أن أسباب الملک ثلاثة: ناقل کبیع وهبة وخلافة۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۲۶۲)، کتاب الصید، ط: سعید۔)

الدر مع الرد: (۵/ ۱۲۳)، کتاب البیوع، باب الاقالة، ط: سعید۔)

(۲) (ولیس للواهب الرجوع إذا باع الموهوب له الموهوب من آخر فتقایلا) یعنی إذا کان المبیع موهوبا فباعه الموهوب له ثم تقایلا لیس للواهب أن یرجع فی هبته، لأن الموهوب له فی حق الواهب=

ہدیہ یاد دہانی کے لئے

(۳۷۶) "یاد دہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۵/۶)

ہڈی کی تجارت

انسان اور خنزیر کے سوا باقی تمام حیوانات کی ہڈی کی تجارت درست ہے خواہ مردار جانور کی ہڈی ہو یا ذبح شدہ جانور کی ہڈی دونوں کا ایک حکم ہے۔[1]

= کالمشتری من المشتری منه۔ (درر الحكام شرح غرر الأحكام:(۱۸۰/۲) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: دار احياء الكتب العربی)

☐ شامی: (۱۲۸/۵) كتاب البيوع، باب الاقالة، مطلب تحرير مهم فی إقالة الوكيل بالبيع، ط: سعيد۔

☐ شرح المجلة لرستم باز: (۳۸۱/۱) المادة: ۸۷۱، الكتاب السابع فی الهبة، الفصل الأول فی حق الرجوع عن الهبة، ط: مكتبه فاروقيه

(۱) وشعر الميتة وعظمها وصوفها وقرنها لا بأس بالانتفاع بها، وبيع ذلک كله جائز؛ لأنه لا حياة فی هذه الاشياء، فلا يحلها الموت فلا يتنجس۔ (المحيط البرهانی: (۳۳۴/۹) كتاب البيع، الفصل السادس: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، نوع آخر فی بيع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

☐ ويباع عظمها، وينتفع به، وكذا عصبها وقرنها وصوفها وشعرها ووبرها وكذا عظم الفيل۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانهر: (۸٦/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

☐ تبيين الحقائق: (۳۷۷/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

☐ (وشعر الميتة وعظمها۔)

... قوله عليه السلام فی شاة ميمونة: إنما حرم أكلها، وفی رواية: لحمها، فدل على ان ما عدا اللحم لا يحرم، فدخلت الاجزاء المذكورة۔ (شامی: (۲۰٦/۱) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب فی أحكام الدباغة، ط: سعيد

☐ لا بأس ببيع عظام الفيل وغيره من الميتات، الاعظم الآدمی والخنزير۔ (الهندية: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس فی بيع المحرمات، ط: رشيديه)

☐ تبيين الحقائق: (۳۷۸/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

☐ شامی: (۷۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

ہڈی کی خرید و فروخت

ہڈی گیلی ہو یا سوکھی اس کی خرید و فروخت جائز ہے۔[1] اس کی آمدنی حلال (۴۷۷)
ہے، البتہ خنزیر کی ہڈی کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔[2]

ہڈیوں کی تجارت

انسان اور خنزیر کی ہڈی کی تجارت جائز نہیں ہے انسان کی عزت اور احترام کی وجہ سے تجارت جائز نہیں ہے اور خنزیر کی ہڈی کی ناپاک اور حرام ہونے کی وجہ سے تجارت کرنا جائز نہیں، ان دونوں کے علاوہ ہر قسم کے جانور کی ہڈی کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ ہڈی اور بال جانور کی موت سے ناپاک نہیں ہوتے البتہ مردار کی ایسی ہڈی جس پر چکناہٹ اور تری ہو اس کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں

---

(۱) وشعر المیتۃ وعظمها وصوفها وقرنها لابأس بالانتفاع بها، وبیع ذلک کله جائز؛ لأنه لاحیاة فی هذه الاشیاء، فلایحلها الموت فلاینتجس۔ (المحیط البرهانی: (۹/ ۳۳۴) کتاب البیع، الفصل السادس: فیمایجوز بیعه ومالایجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

☐ ویباع عظمها، وینتفع به، وکذا عصبها وقرنها وصوفها وشعرها ووبرها وکذا عظم الفیل۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانهر: (۸۶/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)

☐ تبیین الحقائق: (۳۷۷/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

☐ (وشعر المیتة وعظمها)

... قوله علیه السلام فی شاة میمونة: إنما حرم أکلها، وفی روایة: لحمها، فدل علی ان ماعدا اللحم لایحرم، فدخلت الاجزاء المذکورة۔ (شامی: (۲۰۶/۱) کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی أحکام الدباغة، ط: سعید

(۲) لابأس ببیع عظام الفیل وغیره من المیتات، الاعظم الآدمی والخنزیر۔ (الهندیة: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

☐ تبیین الحقائق: (۳۷۸/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

☐ شامی: (۵/ ...

ہراج

”نیلام کے ذریعہ خرید وفروخت“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۰۸/۶)

ہرجانہ لینا آرڈر کینسل کرنے پر

”آرڈر کینسل کرنے پر تاوان وصول کرنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۸/۱)

ہر ہر دانہ الگ ہوتا ہے

اگر خریدار نے ایسی چیزیں خریدیں جن کا ہر ہر دانہ الگ الگ ہوتا ہے، جیسے اخروٹ، انڈے یا پھل وغیرہ، اوران میں سے اتنے فیصد دانے خراب نکلے جو عام عرف میں زیادہ نہیں سمجھے جاتے مثلاً پانچ چھ فیصد، تو یہ معاف ہے اور اگر اس سے زائد دانے خراب نکلے، اور ایسے خراب نکلے کہ وہ کسی بھی کام میں نہیں آسکتے تو یہ سودا فاسد ہوجائے گا اور خریدار مال واپس کرکے اپنی رقم واپس لے سکے گا۔ (۲)

---

(۱) وفی العیون: لا بأس ببیع عظام الفیل وغیرہ من المیتة؛ لأن الموت لا یحل العظام، ولا دم فیه، فلا ینجس، فیجوز بیعه إلا عظم الآدمی والخنزیر، فان بیعها لا یجوز ـ وهذا إذا لم یکن علی عظم الفیل، واشباهه دسومة، فأما إذا کان، فهو نجس، ولا یجوز بیعه۔ (المحیط البرهانی: (۳۳۳/۹) کتاب البیوع، الفصل السادس: فیمایجوز بیعه ومالایجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

الفتاوی التاتر خانیه: (۳۴۰/۸) کتاب البیوع، الفصل السابع: فیمایجوز بیعه ومالایجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: فاروقیه۔

العنایه مع فتح القدیر: (۳۹۲/۶، ۳۹۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه جدیده۔

(۲) البیض والجوز وماشا کلهما إذا ظهر بعضها فاسداً فمالا یستکثر فی العادة والعرف کالاثنین والثلاثة فی المائة یکون معفواً وإن کان الفاسد کثیراً کالعشرة فی المائة کان للمشتری رد جمیعه للبائع واسترداد ثمنه منه کاملاً۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۳۳۱/۲)، المادة: ۳۵۳، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: رشیدیه۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۷/۱)، المادة: ۳۵۳، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۳۶۵/۱)، المادة: ۳۵۳، ط: دار عالم الکتب/سلطانیه کوئٹه۔

اور اگر وہ بالکل خراب نہیں ہے بلکہ جانوروں کے یا جلانے کے یا کسی اور کام آسکتا ہے، ایسی صورت میں اگر مال اپنی اصلی حالت میں موجود ہے، اور خریدار کو اس کے عیب دار ہونے کا علم ہوگیا تو خریدار کو مال واپس کرنے کا اختیار ہے، لیکن اگر وہ مال اپنی حالت میں موجود نہیں ہے اور کاٹنے یا چھیلنے کے بعد اس کے عیب دار ہونے کا علم ہوا تو اب خریدار صرف عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا مطالبہ کرسکتا ہے، مال واپس نہیں کرسکتا۔ (۱)

ہڑتال

موجودہ دور میں اپنے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے احتجاج کیا جاتا ہے جلوس نکالے جاتے ہیں، پتلے اور ٹائر جلائے جاتے ہیں، اور ہڑتال کی جاتی ہے، اگر عوام یا ملازمین کے پاس جائز مطالبات تسلیم کرانے کے لئے ہڑتال، احتجاج اور جلوس نکالنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو تو توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ اور لوگوں کی املاک اور حکومت کی اشیاء کو نقصان پہنچائے بغیر ہڑتال، احتجاج اور جلوس نکالنے کی گنجائش ہوگی۔ (۲) اور اگر اس سے حکومت کی املاک، لوگوں کی اشیاء کو نقصان پہنچایا جاتا ہو،

---

(۱) واحترز بقوله: "غير منتفع به أصلاً" عما إذا كان ينتفع به ولو علفاً للدواب أو لاستخراج دهنه أو كان يأكله بعض الناس، فإن بيعه يكون صحيحاً وللمشتري رده بخيار العيب، مالم يكسره عالماً بالعيب لأن كسره بعد العلم به دليل الرضى، أما إذ كسره ثم علم بالعيب، فلا يرده لأن الكسر عيب حادث بل يرجع بالنقصان۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۳۳۵/۲)، تحت المادة: ۳۵۵، البیوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه)

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۳۶۶/۱)، ايضاً، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئٹه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۷/۱)، ايضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) قال الله تعالى: لايحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم۔ (النساء: ۱۴۸)

المظلوم ما ذا يفعل؟ فيه وجوه، الأول: قال قتادة وابن عباس: لا يحب الله رفع الصوت بما يسوء غيره إلا المظلوم، فإن له أن يرفع صوته بالدعاء على من ظلمه۔ الثاني: قال مجاهد: إلا أن يخبر بظلم ظالمه له۔ الثالث: لا يجوز إظهار الأحوال المستورة المكتومة... لكن من ظلم فيجوز إظهار ظلمه بأن يذكر =

جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کیا جاتا ہو اور عوام کا راستہ بند کیا جاتا ہو، آنے جانے سے روکا جاتا ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

۴۸۰

ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا

اگر حکومت کے ملازمین نے حکومت کے سامنے کچھ جائز مطالبات پیش کئے لیکن حکومت نے ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا یا بار بار یاد دہانی کے باوجود حکومت نہیں مانی، تو ملازمین نے مجبور ہو کر ہڑتال کر دی اور کام کرنا چھوڑ دیا، لیکن پابندی سے حاضری دیتے رہے تو ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا جائز ہوگا کیونکہ جمہوری حکومت میں ملازمین کو ہڑتال کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔ (۲)

=أنه سرق أو غضب، وهذا قول الأصم۔ الرابع: قال الحسن: إلا أن ينتصر من ظالمه۔ (التفسير الكبير: (۲۹/۱۱) سورة النساء: ۱۴۸، ط: دار الفكر)

وعن ابی جحيفة قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكو جاره، قال "اطرح متاعک على الطريق" فطرحه، فجعل الناس يمرون عليه ويلعنونه، فجاء إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله: ما لقيت من الناس؟ قال: "وما لقيت منهم؟" قال: يلعنوني۔ قال "لعنک الله قبل الناس" فقال إني لا أعود۔ فجاء الذى شكاه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ارفع متاعک فقد كفيت" رواه الطبراني والبزاز بنحوه إلا أنه قال: "ضع متاعک على الطريق أى على ظهر الطريق"۔ فوضعه، فكان كل من مر قال: ما شأنک؟ قال: جارى يؤذيني، فيدعو عليه، فجاء جاره فقال: رد متاعک فلا أوذيک أبدا۔ (مجمع الزوائد: (۱۷۰/۸) رقم الحديث: ۱۳۵۶۸، كتاب البر والصلة، باب ما جاء في أذى الجار، ط: مكتبة القدس)

(۱) مالک عن عمرو بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار۔ (موطا الامام مالک: (ص: ۶۳۳) كتاب الأقضية، القضاء في المرافق، ط: قديمي۔

السنن الكبرى: (۱۵۷/۶) كتاب احياء الموات، باب من قضى بين الناس بما فيه صلاحهم، ط: ادارة تاليفات اشرفيه۔

كنز العمال: (۵۹/۳) رقم الحديث: ۹۴۹۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني، الفرع الثالث، في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔

(۲) العادة محكمة يعني أن العادة عامة أو خاصة تجعل حكما لإثبات حكم شرعي۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۴۷/۱)، المادة: ۳۶، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقية)=

ہلدی زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

"آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۸۱)

ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا

ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا یا مال کی دو تہیں ہوں تو صرف عمدہ تہہ دکھانا اور مال کی بے جا تعریف کرنا سب دھوکہ دہی میں داخل ہیں اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔ (۱)

= لو استؤجر استاذ لتعليم علم أو صنعة وسميت الأجرة فإن ذكرت مدة انعقدت الإجارة صحيحة على المدة حتى أن الاستاذ يستحق الأجرة بكونه حاضراً ومهيئاً للتعليم تعلم التلميذ أو لم يتعلم... (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۶۶۸)، المادة: ۵۶۸، كتاب الاجارة، الباب السادس: في بيان أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: رشيديه۔)

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۱/ ۶۵۳، ۶۵۴)، المادة: ۵۶۸، ط: دار عالم الكتب۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۳۳۱)، المادة: ۵۶۸، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام۔ فأدخل يده فيها۔ فنالت أصابعه بللا فقال: "يا صاحب الطعام! ما هذا؟" قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام (جامع ترمذی: (۱/ ۲۴۵) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار۔ (مجمع الزوائد: ۴/ ۱۳۹) رقم الحديث: ۶۳۳۱، كتاب البيوع، باب الغش، ط: دار الفكر، بيروت)

فيض القدير للمناوی: (۱۱/ ۵۹۲۶) رقم الحديث: ۸۸۸۱، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز رياض۔

من غشنا أي خاننا وترك النصيحة لنا كأن ستر العيب في السلعة فليس منا (مرقاة المفاتيح: (۷/ ۴۵) كتاب الديات، باب ما لا يضمن من الجنايات، الفصل الأول، ط: رشيديه)

لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۴۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الصلح عن العيب، ط: سعيد)

ہم جنس موزونی اشیاء کو بلاوزن فروخت کرنا

۴۸۲ موزونی اشیاء کو تولے بغیر اپنی جنس کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے مثلاً پیاز کو پیاز کے عوض اور لہسن کو لہسن کے عوض، دال کو دال کے عوض تولے بغیر اندازہ سے فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں سود کا شبہ ہے، اور سود کا شبہ ہونا حقیقی سود کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

اور اگر جنس مختلف ہو تو پھر اندازہ سے فروخت کرنا جائز ہے۔[1]

ہمدردی تاجروں کے ساتھ

"ترقی کا راز" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۹۲/۲)

ہندوؤں کا تیار کردہ کھانا

"کافروں کا تیار کردہ کھانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۷/۵)

ہُنڈی

ہُنڈی یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض دے، اور کسی شہر میں جہاں جانا ہے، یا رقم کی ضرورت ہے وہاں قرض وصول کر لے تا کہ راستہ کے خطرات سے محفوظ رہ سکے اور پر امن طور پر اس کو یہ رقم مل جائے، اس کے لئے کبھی یہ صورت بھی اختیار کی

---

(۱) (ویباع الطعام کیلا وجزافا) لحدیث البخاری فإذا اختلف ھذہ الاصناف فبیعوا کیف شئتم ولا یرد علیہ بیع الجنس بالجنس من الربا مجازفۃ لما سیأتی فی الربوا من أنہ غیر جائز الا إذا کان قلیلاً۔ (البحر الرائق: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (۲۴۴/۶، ۲۴۵)، کتاب البیوع، ط: رشیدیہ۔)

(ویجوز بیع الطعام والحبوب مکایلۃ ومجازفۃ)، وھذا إذا باعہ بخلاف جنسہ لقولہ علیہ السلام إذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم بعد ان یکون یدا بید بخلاف ما إذا باعہ بجنسہ مجازفۃ لما فیہ من احتمال الربوا... (الھدایۃ: (۲۷/۳)، کتاب البیوع، ط: رشیدیہ۔)

جاتی ہے کہ ایک آدمی ایک شہر میں کسی سے ایسی رقم لے لیتا ہے اور دوسرے شہر میں جہاں اس کا کاروباری دوست موجود ہوتا ہے وہاں وہ یہ رقم ادا کر دیتا ہے، بعض فقہاء کرام اس کو ناجائز اور بعض نے مکروہ قرار دیا ہے، (۱) البتہ حضرت عبداللہ بن عباس

---

(۱) (وكره السفاتج) وهو قرض استفاد به المقرض أمن خطر الطريق وصورته أن يقرض ماله إذا خاف عليه الفوات ليرد عليه في موضع الأمن... وإنما كره لما روى أنه عليه الصلاة والسلام نهى عن قرض جر نفعاً وقيل إذا لم تكن المنفعة مشروطة فلا باس به۔ (تبيين الحقائق: (۴/۱۷۵)، كتاب الحوالہ، ط: مطبعة كبرىٰ اميريه، مصر۔)

الدر مع الرد: (۵/۳۵۰)، كتاب الحوالہ، ط: سعيد۔

الفقه الاسلامي وادلته: (۵/ ۱۷۸)، الفصل الحادى عشر: الحوالة، المبحث الخامس،... السفاتج، ط: دار الفكر۔

قوله: "ويكره السفتجة" لأنه قرض وفيه نفع للمقرض لسقوط خطر الطريق وروى أنه عليه السلام قال كل قرض جر نفعاً فهو ربا، ذكر سنده العينى فيكون على هذا الكراهة تحريمية، وقال العينى، هذا إذا كان النفع مشروطاً في القرض۔ وكذلك إذا كان متعارفاً فيحرم والا فلا، ويجب أن يعلم أن التى فى زماننا المسماة فى لساننا (بهندى: منی آرڈر) ليس من هذا، ولا له حكم السفاتج لان السفاتج كانت لسقوط خطر الطريق وذا للوصول، فإن قلت علة الكراهة هى النفع سواء كان لسقوط الخطر أو للوصول، قلت بلى، ولكن الخطر مما لا يجوز الكفالة به ولا الأجر عليه، لأنه ليس فى وسع الانسان،... وأما الايصال تحل الأجرة عليه... لا سيما فى هذا الزمان ان نجزم بمنعه تعطلت الأمور وكسدت التجارات وانقلبت الأحوال من اليسر إلى العسر فلا يضاق على الناس... وبعد هذا فاعلم ان الهندى الذى حصل لنا علمها إلى الآن على خمسة اقسام، الأولىٰ منى آرڈر... والثانية هو ما يعاملون به الصيارفة... والخامسة: أن يكتب رجل حوالة على الآخر ويدفعه إلى رجل فيطلب هو من المكتوب إليه وإذا قبض منه يعطيه وأخذ أجرته فلا بأس بكلها إلا ما صرحنا بكراهته لكن الاحتياط فى مثل ذلك المعاملات من الربا واجب... (تكمله عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۳/۱۱۹)، كتاب الحوالہ، ط: مير محمد كتب خانه۔)

وقال الموفق فى المغنى: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف، قال ابن المنذر: أجمعوا على أن المسلف إذا شرط على المستلف زيادة أو هدية، فأسلف على ذلك، أن أخذ الزيادة على ذلك ربا۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۳)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

وقد أجمع المسلمون نقلاً عن النبى ﷺ: أن اشتراط الزيادة فى السلف ربا۔ (عمدة القارى: (۱۲/۱۹۰)، كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد والغائب جائزة، ط: دار الكتب العلمية)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ثابت ہے کہ وہ مکہ میں تاجروں سے نقد قرض لے لیا کرتے تھے، اور کوفہ اور بصرہ میں ادائیگی کا تحریری وثیقہ لکھ دیتے تھے، اس سے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (۱)

ہنڈی رسید کی خرید وفروخت

ہنڈی رسید کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، البتہ اس رسید میں لکھی ہوئی رقم کی مساوی رقم کے ساتھ اس کا تبادلہ کرنا جائز ہے، کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ حقیقت میں بیع نہیں بلکہ قرض ہے۔ یعنی ہنڈی رسید والا دوسرے آدمی سے قرض لے کر اسے قرض کی وصولی کی دستاویز دیتا ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عطاء بن أبي رباح: أن عبد الله بن الزبير كان يأخذ من قوم بمكة دراهم، ثم يكتب بها إلى مصعب بن الزبير بالعراق فيأخذونها منه، فسئل ابن عباس رضي الله عنه ذلك؟ فلم ير به بأساً، فقيل له: إن أخذوا أفضل من دراهمهم؟ قال: لا بأس إذا أخذوا بوزن دراهمهم. (السنن الكبرى: (۵/ ۳۵۲)، كتاب البيوع، جماع أبواب الخراج بالضمان والرد بالعيوب، باب ما جاء في السفتج، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

اعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۲)، كتاب الحوالة، باب كراهة السفتج بشرط وجوازها بلا شرط، ط: إدارة القرآن۔

عن عطاء قال: أن ابن الزبير يستسلف من التجار أموالاً، ثم يكتب لهم إلى العمال، فذكرت ذلك لابن عباس رضي الله عنه فقال: لا بأس به. (المحلى لابن حزم: (۸/ ۷۸)، كتاب القرض وهو الدين، ط: إدارة الطباعة المنيرية)

مصنف عبد الرزاق: (۸/ ۱۳۰)، رقم الحديث: ۱۴۶۴۲، كتاب البيوع، باب السفتجة، ط: المكتب الإسلامي۔

(۲) الديون تقضى بأمثالها۔ (شامی: (۳/ ۸۳۸) كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب: الديون تقضى بأمثالها، ط: سعيد)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۵۶) الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: قديمي۔

هو عقد مخصوص يرد على دفع مثلي ليرد مثله۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۶۱) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد۔

لا يجوز أن يرد المقترض إلى المقرض إلا ما اقترضه منه أو مثله، تبعا للقاعدة الفقهية القائلة: كل قرض جر نفعا فهو ربا۔ (فقه السنة: (۳/ ۱۴۸) القرض، ط: دار الكتاب العربي)

ہنڈی کا معاملہ اندرون ملک میں

☆ ہنڈی کا معاملہ اگر اندرون ملک میں ہے تو ہنڈی کی رقم ایک شہر میں وصول کر کے ہنڈی کا کاروبار کرنے والا دوسرے شہر میں ہنڈی کے عوض اس کی مساوی رقم ہی وصول کر سکتا ہے، ادا شدہ رقم سے کم یا زائد رقم وصول کرنے کی شرط کے ساتھ یہ جائز نہیں ہوگا۔ (۴۸۵)

مثلاً ایک شخص کراچی سے ہنڈی کے ذریعے پنجاب پیسے بھیجنا چاہتا ہے، تو وہ اگر ہنڈی کے ایک ہزار روپے کراچی میں ادا کر رہا ہے، تو اس کو پنجاب میں ایک ہزار روپے ہی ملیں گے، اس سے کمی یا زیادتی کے ساتھ ہنڈی کرنا ایک ہی ملک میں جائز نہیں کیونکہ ہنڈی میں وصول شدہ رقم ایک طرح کا قرض ہے، اور قرض کی رقم میں کمی زیادتی کی شرط ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے

☆ اگر ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے ہے، تو اس میں اہم اور ضروری بات جس کا خیال کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہنڈی کے طور پر رقم دینے والا رقم لینے والے سے بیرون ملک کے اتنے سکے وصول کرے جتنی مارکیٹ میں ان کی قیمت ہے، مثلاً

---

(۱) القروض يجب في الشريعة الإسلامية أن تقضى بأمثالها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۱۷۳)، مسئلة تغير قيمة العملة... ط: دار العلوم کراچی۔)

الدر مع الرد: (۳/ ۸۳۸)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل وغير ذلك، مطلب: الديون تقضى بأمثالها، ط: سعيد۔)

الأشباه والنظائر: (ص: ۲۵۶)، الفن الثاني، كتاب المداينات، ط: قديمی۔)

كل قرض جر نفعاً حرام۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۱۶۶)، كتاب البيوع، فصل: في القرض، ط: سعيد۔)

شرح الحموی علی الأشباه: (۲/ ۲۳۹)، الفن الثاني، في الفوائد، كتاب المداينات، ط: علمية كوئٹه۔

ایک شخص سعودی عرب میں ریال لینے کے واسطے پاکستانی روپے ہنڈی کرتا ہے اور پاکستانی دس ہزار روپے ہنڈی کے واسطے پاکستان میں موجود ایسے شخص کو ادا کرتا ہے جس کا آدمی یا کاروبار سعودی عرب میں ہے، تو اس شخص کو دس ہزار پاکستانی روپے ہنڈی کے بدلے میں اس کے مساوی سعودی ریال سعودیہ عربیہ میں ملیں گے، پاکستانی روپیوں کی جو قیمت صرافہ بازار میں سعودی ریالوں سے بنے گی وہی قیمت ریالوں کی شکل میں ملے گی، اور سعودی صرافہ بازار کی قیمت کے اعتبار سے ریال ملیں گے اس سے زیادتی یا کمی کی شرط کے ساتھ ہنڈی کرنا جائز نہیں ہوگا سود ہوگا۔ (۱)

☆ اور اگر سعودی صرافہ بازار میں پاکستانی روپیوں کے مختلف دام اور مختلف قیمتیں ہیں تو اس مارکیٹ میں چالو قیمتوں میں سے کسی ایک قیمت پر اتفاق کر لینا فریقین کے لئے جائز ہے، البتہ تنازع کی صورت میں کسی درمیانی قیمت کا ادا کرنا ضروری اور لازم ہوگا۔

---

(۱) ولو استقرض الفلوس أو العدالی فكسدت قال ابو حنيفة رحمه الله مثلها كاسدة ولا يغرم قيمتها وقال ابو يوسف رحمه الله قيمتها يوم القبض وقال محمد رحمه الله قيمتها فی آخر يوم كانت رائجة وعليه الفتوى: (الهندية: ۲۰۳/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع عشر: فی القرض والاستقراض والاستصناع، ط: رشيديه)

🗀 هو فی الشرع عبارة عن فضل مالايقابله عوض فی معارضة مال بمال۔ (الهندية: (۱۱۷/۳)، كتاب البيوع، الباب التاسع، الفصل السادس فی تفسير الربا... ط: رشيديه۔)

🗀 الدر مع الرد: (۱٦٨/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔)

🗀 القروض يجب فی الشريعة الاسلامية أن تقضى بأمثالها۔ (بحوث فی قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۱۷۳)، مسئلة تغير قيمة العملة... ط: دار العلوم كراچی۔)

🗀 الدر مع الرد: (۸۳۸/۳)، كتاب الأيمان، باب اليمين فی الضرب والقتل وغير ذلک، مطلب: الديون تقضى بأمثالها، ط: سعيد۔)

🗀 الأشباه والنظائر: (ص: ۲۵٦)، الفن الثانی، كتاب المداينات، ط: قديمی۔)

🗀 كل قرض جر نفعاً حرام۔ (الدر مع الرد: (۱٦٦/۵)، كتاب البيوع، فصل: فی القرض، ط: سعيد۔)

🗀 شرح الحموی على الأشباه: (۲/ ۳۳۹)، الفن الثانی، فی الفوائد، كتاب المداينات، ط: علمية كوئٹہ۔

☆ مذکورہ اصول کے مطابق فریقین کا پاکستانی روپے کی ایسی قیمت کا تعین کرلینا جس کا رواج سعودی صرافہ بازار میں نہیں ہے، درست نہیں ہے، کیونکہ ہنڈی کا معاملہ واضح طور پر ہاتھ در ہاتھ خرید وفروخت میں نہیں آتا بلکہ قرض میں آتا ہے، اور یہ قرض کا معاملہ ہے اور قرض کا حکم یہ ہے کہ عین چیز کے بدلے میں مثل چیز یا قیمت مثل ادا کی جاتی ہے، اس واسطے قرض میں کسی زیادتی یا کمی کی شرط ناجائز ہے۔

☆ مثلاً سعودی عرب میں پاکستانی روپیوں کا بھاؤ سو روپے کے پانچ ریال ہیں تو اس قیمت پر ہنڈی کرنا جائز ہے۔

☆ لیکن فریقین کا اس طرح طے کرلینا کہ پاکستانی سو روپے کے بدلے میں سعودی پانچ ریال سے کم یعنی تین یا دو ریال ادا کرے گا، یا پانچ ریال سے زیادہ چھ ریال یا سات ریال وصول کرے گا جس کا رواج سعودی صرافہ مارکیٹ میں نہیں ہے، جائز نہیں ہے۔ سود اور حرام ہے، کیونکہ ہنڈی کا معاملہ حقیقت میں قرض کا معاملہ ہے، اور قرض میں ادا کردہ رقم کی مثل یا اس کی مساوی قیمت ملتی ہے، کم یا زیادہ نہیں ملتا، لہٰذا زیادہ لینے یا دینے کی شرط ناجائز اور سود ہے۔ (۱)

ہاں اگر ہاتھ در ہاتھ سعودی ریال اور پاکستانی روپیوں کی خرید وفروخت ہو تو

---

(۱) وقال الموفق في المغني: وكل قرض شرط فيه الزيادة، فهو حرام بلاخلاف، قال ابن المنذر: أجمعوا على أن المسلف إذا شرط على المستسلف زيادة أو هدية، فأسلف على ذلك، أن أخذ الزيادة ربا۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۳)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن۔)

☐ وقد أجمع المسلمون نقلاً عن النبي ﷺ: أن اشتراط الزيادة في السلف ربا۔ (عمدة القاری: (۱۲/ ۱۹۰)، كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد والغائب جائزة، ط: دار الكتب العلمية۔)

☐ وفي نتيجة الفتاوى مانصه: والمقبوض على وجه القرض مضمون بمثله۔ وفيها نقلاً عن جامع الفصولين: واجب في القرض رد المثل۔ (الفتاوى الكاملية: (ص: ۹۳)، باب القرض، مطلب: الواجب في القرض رد المثل، ط: مكتبة حقانيه۔)

☐ لأن الديون تقضى بأمثالها۔ (الدر المختار مع الرد: (۳/ ۸۳۰)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل، ط: سعيد۔)

پھر ان کے مختلف جنس اور مختلف سکّے ہونے کے اعتبار سے کمی وزیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہوگی، پھر یہ معاملہ بیع میں شمار ہوگا قرض کا معاملہ نہیں رہے گا جبکہ ہنڈی کا معاملہ قرض اور ادھار کا معاملہ ہوتا ہے، جس میں کمی زیادتی جائز نہیں ہے، نہ ہی ایسی شرط کے ساتھ ہنڈی درست ہے، خواہ نقود اور اس کی جنس مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ بعض پاکستانی لوگ سعودی عرب میں بعض احباب سے سعودی ریال قرض لیتے ہیں ایسے لوگوں کے ذمہ میں سعودی ریال کے بدلے میں پاکستانی روپیوں سے اسی قیمت کا ادا کرنا فرض ہے جو سعودی عرب میں یا پاکستان میں سعودی ریال کا دام ہے، اس سے کمی وزیادتی کی شرط کے ساتھ ہنڈی کرنا جائز نہیں۔

☆ ہنڈی کا معاملہ اگر ایسے دو ممالک کے درمیان ہو جن میں سے کسی ایک کا سکّہ دوسرے ملک میں عام طور پر نہ چلتا ہو تو اس کے لئے دونوں ملکوں میں زیادہ استعمال ہونے والے کسی تیسرے ملک کے سکّہ کو معیار بنایا جا سکتا ہے، مثلاً ہندوستان میں اگر کوئی ہندوستانی شخص اپنے ملک کے سکّہ کو پاکستانی روپیوں کے بدلے میں ہُنڈی کرنا چاہتا ہے تو ڈالر یا پاؤنڈ کو معیار مقرر کر کے ہنڈی کر سکتے ہیں، لہٰذا ہنڈی کرنے والا جتنے ڈالروں کے ہندستانی سکّے ادا کرے گا پاکستان میں اتنے ڈالروں کے پاکستانی روپے ملیں گے۔ اس سے کم اور زیادہ کی شرط ناجائز ہوگی، مثلاً ہندوستان سے اگر سو ڈالر کے ہندوستانی سکّے کسی نے ہنڈی کئے تو پاکستان میں اسے سو ڈالر کے پاکستانی سکّے ملیں گے اس سے زیادہ یا کم مثلاً سو ڈالر کے بدلے میں پاکستانی سکّے جتنے بنیں گے اس سے پچاس یا سو روپے زائد یا کم کی شرط پر ہندوستانی روپیوں کا ہنڈی کرنا درست نہیں ہوگا۔

نیز ہنڈی کے واسطے کسی تیسرے ملک کے سکّے کو معیار بنانے کی جگہ یہ بھی جائز ہے کہ سونے یا چاندی کو ہنڈی کا معیار بنایا جائے، مثلاً ہندوستان سے سو تولہ چاندی کے عوض ہندوستانی سکّے کے بدلے میں پاکستان میں سو تولہ چاندی کے برابر پاکستانی سکّے حاصل

کئے جائیں اسی طرح سونے کو بھی معیار بنا کر ہنڈی کرنا جائز ہے۔(۱)
واضح رہے کہ ''حوالہ'' کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱)...وأما العملة الأجنبيةمن الأوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاضل، فيجوز بيع ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودى۔(تكملة فتح الملهم:(۱/ ۵۹۰)، كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط:مكتبة دارالعلوم كراچی۔)

بحوث فی قضايافقهيةمعاصرة:(ص:۱۶۵، ۱۶۶)، ط:دارالعلوم كراچی۔)

وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المفهوم إليه، حل التفاضل والنسأ لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا، حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر، حل التفاضل وحرم النسأ۔ (الهداية:(۳/ ۸۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط:رحمانيه۔)

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: كنت أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير، آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه، فأتيت رسول الله ﷺ وهو في بيت حفصة، فقلت: يارسول الله! رويدک، إني أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير، آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه، فقال رسول الله ﷺ: "لاباس أن تأخذها بسعر يومها مالم تفترقا، وبينكما شيء۔ (سنن أبي داؤد:(۲/ ۱۲۱)، كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط:رحمانيه)

سنن نسائی:(۲/ ۲۲۳) كتاب البيوع، أخذ الورق من الذهب والذهب من الورق، ط:قديمی۔)

بسعر يومها مالم يفترقا وبينكماشيء) غير مقبوض أى بشرط التقابض في المجلس۔ قال الخطابي: واشترط أن لايفترقا وبينهما صرف لأن اقتضاء الدراهم من الدنانير صرف وعقد الصرف لايصح إلا بالتقابض۔ (بذل المجهود:(۱۵/ ۱۲)، كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: دار الكتب العلمية۔)

وافتى المصنف ببطلان بيع الجامكية لما في الاشباه (بيع الدين إنما يجوز من المديون) الدر المختار۔

سئل عن بيع الجامكية، وهو ان يكون لرجل جامكية في بيت المال ويحتاج إلى دراهم معجلة قبل أن تخرج الجامكية، فيقول له رجل: بعنى جامكيتک التى قدرها كذا بكذا انقص من حقه فى الجامكية، فيقول له: بعتک، فهل البيع المذكور صحيح أم لا؟ لكونه بيع الدين بالنقد۔ أجاب إذا باع الدين من غير من هو عليه كماذكر لايصح۔ (شامى: (۴/ ۵۱۷) مطلب فى بيع الجامكية، ط:سعيد)

(قوله: ببطلان الجامكية بأنواعها) إذا بيعت بقدرها من نحو المباشرين لدفعها، وإذا بيعت بأنقص من قدرها دخلها الربا أيضا۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۳/ ۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة، بيروت)

ہنڈی کا معنی

۴۹۰ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک رقم بھیجنے کو عرف عام میں "ہنڈی" کہتے ہیں۔ (۱)

ہنڈی کو بٹا لگانا

ہنڈی (بل آف ایکسچینج) زر اعتباری کی ایک قسم ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی تاجر سے سامان ادھار خریدتا ہے۔ وہ تاجر اس کو بل بنا کر دیتا ہے جس میں رقم کی تفصیل اور ادا کرنے کا وقت درج ہوتا ہے۔ خریدار اس پر اپنے دستخط کر دیتا ہے، اور اس پر ٹکٹ لگائی جاتی ہے۔ اس کی حیثیت قانونی ہو جاتی ہے، یہ بیچنے والا تاجر اس بل کو کرنسی کے طور پر استعمال کر سکتا ہے، اگر اس کو پیسوں کی فورا ضرورت پیش آجائے تو وہ یہ بل بینک میں پیش کر کے رقم حاصل کر سکتا ہے، بینک اس میں سے کچھ کٹوتی کر لیتا ہے، اس عمل کو "ہنڈی کو بٹا لگانا" کہا جاتا ہے اور یہ ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ یہ واضح سود ہے اور سود لینا دینا ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

مزید "بل آف ایکسچینج" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۶/۲)

ہنڈی کی بیع

پچاس ہزار روپے کی ایک ہنڈی (کھاتہ) ہے، اور اس کی میعاد تین ماہ ہے

---

(۱) فیروز اللغات جدید: (ص: ۷۷۰)، حرف ہ، ن، ط: فیروز سنز۔

(۲) عن جابر رضی الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه، وقال: هم سواء۔ (صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي۔)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۴) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قديمي۔

وعن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية، رواه أحمد والدار قطني۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵،

اس ہنڈی (کھاتہ) لینے والے کو میعاد سے پہلے پیسے کی ضرورت پڑے تو وہ پچاس ہزار کے عوض تبادلہ تو کرسکتا ہے لیکن پچاس ہزار سے کم میں اس ہنڈی کو فروخت نہیں کرسکتا، کیونکہ مبیع وہ ہنڈی کا کاغذ نہیں بلکہ وہ رقم ہے جو ہنڈی کے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے، اس لئے کمی زیادتی کی صورت میں سود ہوگا۔ (۱)

ہوا بند کرنے کے عوض پڑوسی سے معاوضہ لینا

''کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے پڑوسی سے معاوضہ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۴/۵)

---

(۱) فقد ذکر الفقهاء المتاخرون نوعاً منها تسمی الجامکیة، وهی عبارة عن ورقة کانت تصدر من بیت المال أو من ناظر الوقف لصالح رجل له حق مالی علی بیت المال أو الوقف... وقد افتی الفقهاء من الحنفیة والحنابلة بأن بیع الجامکیة لایجوز، لکونه بیع الدین من غیر من علیه... (فقه البیوع، (ص: ۱/ ۳۵۲)، الجامکیة، ط: معارف القرآن)

الدر مع الرد: (۵۱۷/۴)، کتاب البیوع، مطلب فی بیع الجامکیة، ط: سعید۔

ثم إن الذین منعوا بیع الدین من غیر المدین إنما منعوه عن طریق البیع أما إذا وقع نقل الدین بطریق الحوالة فإنه جائز عند الجمیع... (بحوث قضایا فقهیة معاصرة: (۱۰۵/۲)، بیع الدین والأوراق المالیة... ط: دار العلوم کراچی۔)

وافتی المصنف ببطلان بیع الجامکیة لما فی الاشباه (بیع الدین إنما یجوز من المدیون) الدر المختار۔

سئل عن بیع الجامکیة، وهو ان یکون لرجل جامکیة فی بیت المال ویحتاج إلی دراهم معجلة قبل أن تخرج الجامکیة، فیقول له رجل: بعنی جامکیتک التی قدرها کذا بکذا انقص من حقه فی الجامکیة، فیقول له: بعتک، فهل البیع المذکور صحیح أم لا؟ لکونه بیع الدین بالنقد۔ أجاب إذا باع الدین من غیر من هو علیه کما ذکر لایصح۔ (شامی: (۵۱۷/۴) مطلب فی بیع الجامکیة، ط: سعید)

(قوله: ببطلان الجامکیة بأنواعها) إذا بیعت بقدرها من نحو المباشرین لدفعها، وإذا بیعت بأنقص من قدرها دخلها الربا أیضا۔ (حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار: (۹/۳) کتاب البیوع، ط: دار المعرفة، بیروت)

ہوا گوشت میں بھر کے بیچنا

"گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۹/۵)

ہوٹلوں میں ملازمت کرنا

☆عام ہوٹل جس میں جائز کام ہوتا ہے ملازمت کرنا جائز ہے۔

بعض مسلمان طلبہ جو تعلیم حاصل کرنے کے لئے غیر مسلم ممالک کا سفر کرتے ہیں اور وہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں تو کبھی ان کے معاشی اخراجات کے لئے وہ رقوم ناکافی ہوتی ہیں جو ان کے والدین وغیرہ کی طرف سے ان کو بھیجی جاتی ہیں، چنانچہ وہ طلبہ معاشی اور تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں ملازمت بھی اختیار کر لیتے ہیں اور بعض اوقات ان طلبہ کو وہاں ایسے ہوٹلوں میں ملازمت ملتی ہے جن میں شراب اور خنزیر کی خرید وفروخت ہوتی ہے تو ان طلبہ کے لئے ایسے غیر مسلم ہوٹلوں میں ملازمت اختیار کرنا جائز ہے البتہ شراب پلانے یا خنزیر یا دوسری حرام چیزوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا جائز نہیں، اس لئے ایسے ہوٹلوں میں ملازمت ملنے کی صورت میں یہ ناجائز کام نہ کریں بلکہ جائز کام کرنے پر اکتفا کریں کیونکہ شراب پینا، پلانا یا خنزیر یا دوسری حرام چیزوں کو دوسروں کے سامنے بھی پیش کرنا حرام ہے اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل شانہ نے شراب پر، اس کے پینے والے، اس کے پلانے والے، اس کے بیچنے والے، اس کے خریدنے والے، اس کو نچوڑنے والے، اور جس کے لئے وہ نچوڑی جائے، اور اس کو اٹھانے والے، اور جس کے لئے اٹھا کر لے جائی جائے، ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔ (۱)

(۱) لعن اللہ الخمر، وشاربها، وساقيها، وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إليه۔ (ابو داود: (۱۶۲/۲) كتاب الأشربة، باب العنب يعصر للخمر، ط: رحمانيه)=

ہول سیلر

''تھوک فروش'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۶/۲)

ہیئر کلر

آج کل ''ہیئر کلر'' کے نام سے جو مہندی وغیرہ کا رنگ آرہا ہے، اگر وہ بالوں کو خالص سیاہ کردے تو اس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ اور یہ لعنت کا باعث اور جنت سے محرومی کا سبب بھی ہے، البتہ جو ہیئر کلر بالوں کو سیاہ نہیں کرتے بلکہ سیاہی مائل سرخ یا بھورا کردیتے ہیں ان کا استعمال اور خرید و فروخت کرنا بھی جائز ہے۔[1]

مزید ''سیاہ خضاب فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرة عاصرها و معتصرها و شاربها و حاملها والمحمولة إليه وساقيها وبايعها وآكل ثمنها والمشتری لها والمشتراة له۔ (ترمذی: (۳۴۳/۱)، کتاب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر عاصرها و معتصرها والمعصورة له وحاملها والمحمولة له و بايعها والمبيوع له وساقيها والمستقاة له، ط: رحمانیہ۔)

ابن ماجة: (۲۴۲) کتاب الأشربة، باب لعنة الخمر علی عشرة أوجه، ط: میزان

ماحرم أخذه حرم اعطاءه، وكماحرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لايجوز فعله ولاالأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسی: (۷۷/۱، ۷۸)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشیدیہ۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱)، المادة: ۳۵، ۳۴، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔)

مجموعہ قواعد الفقه الحنفية: (ص ۱۱۵)، قاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهيه، ط: میر محمد کتب خانہ۔)

(۱) فقال رسول اللہ ﷺ: غيروا هذا الشيء واجتنبوا السواد: (الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲)، کتاب اللباس والزينة، باب استحباب خضاب الشيب بصفرة وحمرة وتحريمه بالسواد، ط: قدیمی)

قال النووی رحمہ اللہ: ومذهبنا استحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة وتحريم خضابه بالسواد علی الأصح... (حاشية الطحطاوی علی الدر: (۲۹۳/۴)، کتاب الخنثی، مسائل شتی، ط: رشیدیہ)

مرقاة المفاتيح: (۲۱۳/۸، ۲۱۴)، تحت رقم الحديث: ۴۴۲۴، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، ط: رشیدیہ۔) =

ما حرم أخذه حرم اعطاءه، وكما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لايجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسي: (۱/ ۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۲۷)، المادة: ۳۵، ۳۴، ط: فاروقيه كوئٹه)

مجموعه قواعد الفقه الحنفية: (ص ۱۱۵)، قاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهيه، ط: مير محمد كتب خانه)

یاددہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا

تاجروں کے لئے خریداروں کو یاددہانی اور ذہن نشین کرانے کی غرض سے ہدیہ دینا جائز ہے، اس قسم کے ہدیوں میں عام طور پر کیلنڈر، چابی کے چھلے، مخصوص قسم کی کابیاں، قلم وغیرہ دئیے جاتے ہیں۔ (۱)

یتیم نابالغوں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم

"نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید و فروخت کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

یک طرفہ بیع

یک طرفہ بیع مالک کی رضامندی پر موقوف ہے، اگر مالک رضامندی کا اظہار کرے تو بیع صحیح ہوگی، ورنہ صحیح نہیں ہوگی، بلکہ مالک کو اپنی چیز واپس لینے کا حق ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تهادوا فإن الهدية تذهب الضغائن۔ رواه الترمذی: (مشكوة المصابيح: (ص: ۲٦۱)، كتاب البيوع، باب الرجوع في الهبة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔)

إعلاء السنن: (۱٦/۱٦۷)، كتاب الهبة، ط: إدارة القرآن۔

لا بأس بقبول هدية المستقرض لأنها غير مشروطة في القرض فمن جرت عادته بالمهاداة قبل القرض فالأفضل القبول، لأن قبولها من حقوق المسلم على المسلم، وكذا إذا كان المهدي معروفا بالجودة والسخاوة أو كان بينهما مودة۔ (البزازية على الهندية: (٦/ ۳۲٦)، الفصل الرابع في الهدية والميراث، ط: رشيديه۔)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا، ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) باب الغصب والعارية، ط: قديمي۔)

شرح المجلة للأتاسي: (۱/ ۲٦۲)، المادة: ۹٦، ط: رشيديه۔

إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (شامي: (۴/ ٦۱)، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد) =

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم

٣٩٦ یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم کا نظام درست نہیں ہے، البتہ مال، عمل اور ضمان کی بنیاد پر منافع کی تقسیم کا طریقہ درست ہے۔ (١)

یونس بن عبیلہ کا واقعہ

''قیمت زیادہ لے لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۹/۵)

= من يتصرف في حق غيره بغير إذن شرعي، كل تصرف صدر منه تمليكا كان كبيع و تزويج أو إسقاطا كطلاق وإعتاق، وله مجيز... انعقد موقوفا۔ (الدر مع الرد: (١٠٦/٥)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

البيع الذي يتعلق به حق آخر كبيع الفضولي وبيع المرهون ينعقد موقوفا على إجازة ذلك الآخر۔ (درر الحكام مجلة الأحكام: (٣٩١/١)، المادة: ٣٦٨، البيوع، الباب السابع في بيان انواع البيع، واحكامه، الفصل الاول: في بيان انواع البيع، ط: دار عالم الكتب۔)

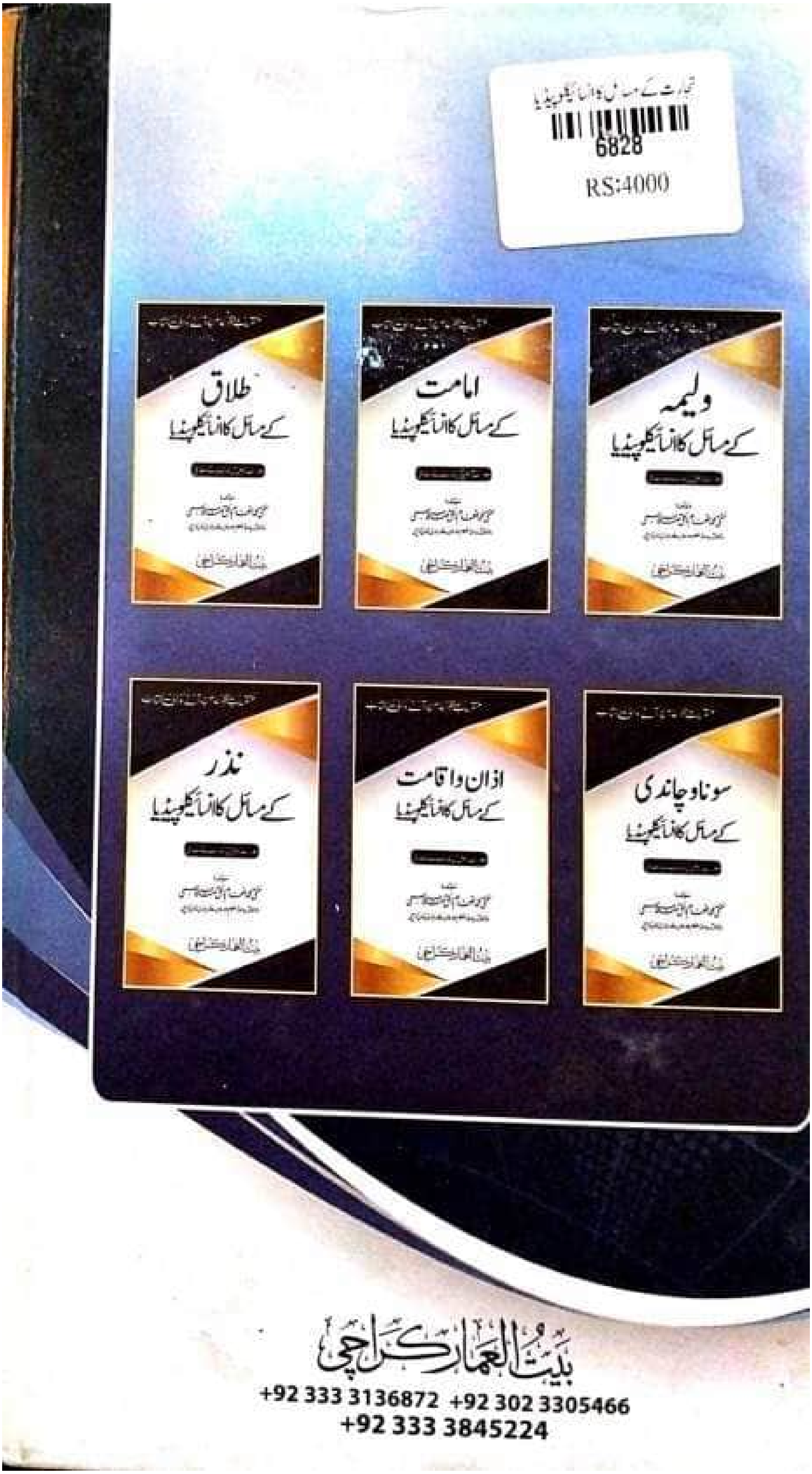
إذا باع الرجل مال الغير عندنا يتوقف البيع على إجازة المالك۔ (الهندية: (١٥٢/٣)، كتاب البيوع، الباب الثاني عشر: في أحكام البيع الموقوف، وبيع أحد الشريكين، ط: رشيديه)

(١) وهذا لأن الربح لايستحق إلا بالمال أو العمل أو بالضمان، فرب المال يستحقه بالمال، والمضارب يستحقه بالعمل، والأستاذ الذي يلقي العمل على التلميذ بالنصف بالضمان، ولا يستحق بما سواها۔ (الهداية: (٦١٣/٢)، كتاب الشركة، ط: رحمانيه۔)

بدائع الصنائع: (٦٢/٦)، كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الانواع، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (٣٠٦/٥)، كتاب الشركة، قبيل فصل في الشركة الفاسدة، ط: رشيديه۔

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی و علمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل


6828
RS:4000
طلاق
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
امامت
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
ولیمہ
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
نذر
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
اذان واقامت
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
سوناوچاندی
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا
بیت العمار کراچی
+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224